تیسیر القرآن (اردو)
www.KitaboSunnat.com
ترجمہ/ مولانا عبدالرحمن کیلانیؒ
حاشیہ/
حافظ عتیق الرحمن کیلانی
وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ
اسلامک پریس

امن واخوت" تھے۔

آپ کے دینی کاموں میں سرفہرست مدرسہ تدریس القرآن والحدیث للبنات وسن پورہ لاہور کا قیام ہے۔ یہ مدرسہ آپ نے اپنی انتہائی دینی ذوق رکھنے والی حافظ قرآن اہلیہ حمیدہ بیگم کے تعاون سے جاری فرمایا۔ خواتین کی دینی تعلیم وتربیت کے سلسلے میں لاہور میں سب سے بڑا اور اہم مدرسہ یہی ہے۔ آج کل مرحوم کے بڑے بیٹے ڈاکٹر حبیب الرحمٰن کیلانی نے مدرسہ کا انتظام سنبھالا ہوا ہے جبکہ اندرونی انتظام مرحوم کی چھوٹی بیٹی خوش اسلوبی سے نبھا رہی ہیں۔

آپ 72 سال کی عمر میں انتہائی مصروف زندگی گزار کر اس دارفانی سے کوچ کر گئے۔ 18 دسمبر 1995ء کی رات کو جب آپ مسجد رحمانی میں (جس کے آپ سرپرست اور صدر بھی تھے) صلوٰۃ عشاء میں سجدہ کو گئے تو دوبارہ نہ اٹھ سکے۔

آپ کی اولاد میں چار بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ تمام دینی ذوق رکھنے والے اور اہم دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

تالیفات

آپ کی بیس سے زیادہ تصانیف و تراجم ہیں جن میں سے اہم درج ذیل ہیں

1- رسول اکرم ﷺ بحیثیت سپہ سالار 14×22 سم صفحات 336
2- تجارت اور لین دین کے مسائل 14×22 سم صفحات 372
3- عقل پرستی اور انکار معجزات 16×24 سم صفحات 344
4- عذاب قبر اور سماع موتی 22×14 سم صفحات 152
5- اسلام میں فاضلہ دولت 22×14 سم صفحات 72
6- الشمس والقمر بحسبان 14×22 سم صفحات 328
7- خلافت وجمہوریت 14×22 سم صفحات 320
8- مترادفات القرآن 16×25 سم صفحات 1008
9- شریعت وطریقت 14×22 سم صفحات 528
10- الموافقات امام شاطبی کی کتاب کا اردو ترجمہ
11- آئینہ پرویزیت 16×25 سم صفحات 1008
12- احکام ستر وحجاب 22×14 سم صفحات 88
13- سعودی عرب میں نظام زکوٰۃ اردو ترجمہ
14- قرآن نافہمی کے اسباب اردو پمفلٹ
15- عربی کتب کے مجموعے کا اردو ترجمہ
16- سرگزشت نورستان اردو پمفلٹ
17- تفسیر قرآن کریم مفصل زیر طبع
18- فتاویٰ شیخ ابن باز اردو ترجمہ

ترجمہ

مولانا عبدالرحمن کیلانی

حاشیہ

حافظ عتیق الرحمن کیلانی

اسلامک پریس

ترجمہ	مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ
حاشیہ	عتیق الرحمٰن کیلانی
خط عربی	مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ
کمپوزنگ (ترجمہ)	حافظ حسن مدنی
کمپوزنگ (حاشیہ)	اطہرعدیل مختار
پراجیکٹ انچارج	انجینئر عتیق الرحمٰن

"دارالسلام" وسن پورہ لاہور، پاکستان۔ ٹیلیفون 7280943

پوسٹ بکس 90712 ریاض 11623 سعودی عرب ٹیلیفون وفیکس 4036269

بسم الله الرحمن الرحيم
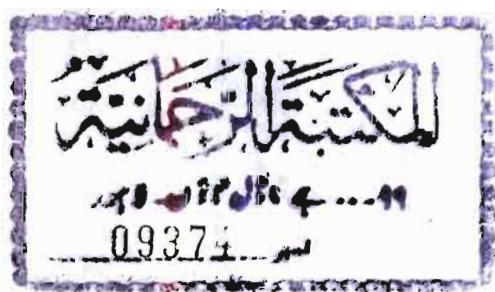
مقدمہ

پانچ سال کے طویل عرصہ کی محنت شاقہ سے تیار ہونے والے اس ترجمہ و تفسیر کو پیش کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکرگزار ہوں کہ جس نے یہ توفیق بخشی ورنہ میں نے زندگی کے کسی حصہ میں کبھی یہ تصور بھی نہ کیا تھا کہ اللہ رب العزت والجلال مجھ ناچیز سے ایسی مبارک خدمت لیں گے۔ سب تعریفوں اور خوبیوں کی حامل وہی ذات ہے۔ اس موقع پہ جہاں میرا دل عاجزی اور تشکر کے جذبات سے لبریز ہے وہیں اس بات کا جواب بھی دینا ہے کہ اس نئے ترجمہ اور تفسیر کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟ خاص طور پر جبکہ مجھے کنگ سعود یونیورسٹی الریاض میں تدریسی خدمات سرانجام دینے کی ذمہ داری بھی ہے۔ اس سوال کا جواب آئندہ صفحات میں دینے کی کوشش کروں گا مگر اصل فیصلہ قارئین کرام خود ہی کرسکیں گے کہ اپنے اہداف میں کس حد تک کامیاب ہوا ہوں۔

والد محترم مولانا عبدالرحمٰن کیلانی نے کچھ عرصہ قبل قرآن کریم کی ایک مفصل تفسیر لکھی تھی یہ غالبًا پانچ جلدوں پہ مشتمل ہوگی (عنقریب وہ بھی قارئین کی خدمت میں پیش کر دی جائے گی) اسی کے ترجمہ کو ہی اس تفسیر میں بھی بنیاد بنایاگیا ہے مگر اس کو مطلوبہ اسلوب کے مطابق ڈھالنے کیلئے ہمیں کچھ تبدیلیاں کرنی پڑیں۔

یہ تبدیلیاں عربی مادوں والے الفاظ کے استعمال' متروک اورمشکل الفاظ کی جگہ جدید اور آسان الفاظ سے تبدیلی کے متعلق تھیں۔

حاشیہ لکھتے ہوئے میں نے ہمیشہ یہ کوشش کی ہے کہ کسی موقع پہ کوئی ایسی تفسیرنہ پیش کی جائے جو سلف میں سے کسی نے نہ پیش کی ہو بلکہ اسلاف کی تفاسیر ہی میں سے جو قرآن وحدیث اور دلائل سے زیادہ قریب معلوم ہوئی وہ پیش کر دی گئی ہے۔بعض مشکل مقامات پہ میں کئی کئی دن اٹکا رہا اور اللہ تعالیٰ سے دعاکرتا رہاکہ وہ میری راہنمائی فرمائے۔ میں نے کوشش کی ہے کہ قاری کو دقیق علمی بحثوں میں الجھنے سے بچالیا جائے۔ اس تفسیر کا حجم بھی اس کا متحمل نہ ہو سکتا تھا۔

مختلف زبانوں کاطالب علم ہونے کے ناطے میں یہ بات وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ کسی بھی نص کا بعینہٖ ترجمہ کسی دوسری زبان میں پیش کرنا انسانی بساط سے باہرہے۔ انتہائی کامیاب مترجم بھی صرف قریب ترین مفہوم پیش کر سکتا ہے جس سے "گزارا" چل جاتا ہے یہ تو عام عبارات کا حال ہے۔ قرآن کریم کی آیات تو ویسے بھی "معجزہ" ہیں۔ انکا ترجمہ کیسے ممکن ہے؟ یہی وجہ ہے کہ

علماء نے "ترجمہ قرآن" کو غلط عبارت قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ درست عبارت "ترجمہ معانی القرآن" ہے۔ ترجمہ پہ اعتماد کرنیوالا شخص کبھی بھی وہ فیوض وبرکات اور کلام الٰہی کی حلاوت اور حرارت محسوس نہیں کرسکتا جوکہ ایک عربی نص سمجھنے والا کرسکتا ہے۔ چنانچہ اس ترجمہ میں ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ قاری کی عربی نص سمجھنے میں مدد کی جائے۔یعنی ہماری اصل توجہ اردو ترجمہ کی تزئین و آرائش کی طرف نہ تھی جیسا کہ بعض مترجم اور مفسر حضرات نے کوشش کی ہے بلکہ ہماری اصل توجہ اس جانب رہی ہے کہ قاری عربی عبارت سمجھنے کے قابل ہوجائے اور اس کیلئے فیوض وبرکات کے خزانے کھلتے چلے جائیں۔

ہم نے یہ کوشش بھی کی ہے کہ یہ تفسیر کسی مسلک کی ترجمان نہ بن جائے بلکہ قرآن وسنت کی روشنی میں وہ رستہ اختیار کیا جائے جو ہرمسلک کیلئے قابل قبول ہو۔ ذیل میں ہم اس ترجمہ و تفسیر کے اہم خواص کا اجمالاً ذکر کریں گے۔

تفسیر قرآن بالقرآن والسنہ

اردو کی تمام تفاسیر میں یہ پہلی تفسیر ہے جس میں تفسیر کیلئے سب سے زیادہ قرآن ہی کی دیگر آیات اور صحیح احادیث پہ اعتماد کیا گیا ہے۔ تمام احادیث صحیح یا کم ازکم حسن درجہ کی لائی گئی ہیں۔ اسی فیصد احادیث بخاری اور مسلم سے ہیں۔ شان نزول سے متعلق جو حدیث بھی صحیح درجہ کی مل سکی ہے وہ درج کر دی گئی ہے۔ اوسطاً ہر صفحہ پہ تین یا چار احادیث حدیث رسول کے متوالوں کی پیاس بجھائیں گی۔ یہ احادیث سند' متن اور حوالہ کے التزام کے ساتھ درج کی گئی ہیں۔ چونکہ یہ تفسیر محققین کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے نہیں لکھی گئی بلکہ عام قارئین کی ضروریات سامنے رکھی گئی ہیں لہٰذا مکمل حوالہ کی بجائے صرف حدیث کی کتاب کانام لکھنے پہ اکتفا کیا گیاہے جبکہ تفسیر مفصل میں مکمل حوالے کا التزام ہوگا۔ انشاء اللہ۔ کسی آیت کی تفسیر کے ضمن میں متعلقہ دوسری آیت یاحدیث پیش کرنے سے غلطی کا احتمال ختم کیا جاسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کئی مقامات پہ ہم نے وضاحت کرنے والی آیت یا حدیث پیش کرنے پہ ہی اکتفا کیا ہے۔

عربی مادوں والے الفاظ کا استعمال

یہ پہلی تفسیر ہے جس میں باقاعدہ پلاننگ کے ذریعے یہ کوشش کی گئی ہے کہ ترجمہ اور تفسیر میں زیادہ سے زیادہ عربی مادوں والے الفاظ استعمال کئے جائیں۔ہم ذکر کرچکے ہیں کہ اس ترجمہ اور تفسیر کی ترتیب کے دوران پیش نظر یہ ہدف رہا ہے کہ قاری کی عربی نص سمجھنے میں مدد کی جائے۔

اردو زبان میں تقریباً 30 فیصد الفاظ عربی کے ہی ہوتے ہیں۔ اگر اپنی کوشش سے اس نسبت کو بڑھا کر 40، 50 فیصد کر دیں تو گویا ہم نے قاری کو اس قدر عربی نص کے مزید قریب کر دیا۔

مسلمانوں کے قرآن سے گہرے تعلق کی بدولت فطری طور پہ مسلمانوں کی ہر زبان میں عربی الفاظ کا اضافہ ہوتا ہی رہتا ہے اور قیامت تک ہوتا ہی رہے گا۔ اگر آپ آج سے ایک سو سال پرانی اردو کی تحریریں دیکھیں تو آپ کو اس میں آج کی نسبت عربی کے الفاظ کم ملیں گے۔ اس سے آپ یہ بھی اندازہ کرسکتے ہیں کہ کسی تحریر میں عربی الفاظ کا اضافہ جدت اور تازگی پیدا کر سکتا ہے۔ تازگی کی یہ خوشبو انشاء اللہ آپ اس ترجمہ اور تفسیر میں محسوس کریں گے۔

مسلمانوں کیلئے عربی زبان ہونا لازمی تو نہیں ہے مگر یہ زبان مسلمانوں کی وحدت، اخوت اور قرآن سے تعلق کی علامت ضرور ہے مجھے کسی صاحب کے یہ الفاظ نہیں بھولتے کہ اگر قیام پاکستان کے وقت سے ہم نے عربی کو اپنی قومی زبان قرار دیا ہوتا تو شائد اردو، بنگالی، سندھی اور مہاجر کے جھگڑے سر نہ اٹھاتے۔ اسی جذبہ کے تحت ہم دیگر مصنّفین سے بھی امید کرتے ہیں کہ وہ اپنی تصنیفات میں عربی مادوں والے الفاظ زیادہ سے زیادہ استعمال کریں۔ ہماری زندگی میں نہ سہی، شائد کسی وقت اس برصغیر میں بھی عربی ہی سرکاری اور قومی زبان بن جائے۔ ویسے بھی عربی اپنی داخلی خوبیوں کی بنا پہ اس پذیرائی کی اہل ہے۔ جب اللہ نے ہی اسے پذیرائی بخش دی ہے تو یہ زبان اپنانے سے ہم اس زبان کا تو کچھ بھلا نہ کرسکیں گے مگر اپنا مستقبل ضرور سنوار لیں گے۔

قارئین سے گزارش ہے کہ اگر کسی جگہ پہ عربی مادوں کے استعمال سے تحریر میں ثقل محسوس ہو تو اسے وسیع تر مفاد کے پیش نظر خوش دلی سے برداشت کرلیں۔ ایسے الفاظ کی ایک فہرست دی جارہی ہے جو عموماً استعمال کئے گئے ہیں۔

عربی مادوں والے الفاظ اور ان کے مترادفات

قرآن پاک	قرآن کریم / قرآن مجید	زبردست	شدید
بہشت	جنت	خدائے بزرگ و برتر	اللہ تعالیٰ
دوزخ	جہنم / النار	پروردگار	رب
شرمناک	فحش	پیغمبر	نبی / رسول

عربی مادوں والے الفاظ اور ان کے مترادفات

گرفت	مواخذہ
خوشنودی/ خوشی	رضا
دکھ	ایذا/ تکلیف
پیروی	اتباع
زبان	لسان
آغاز	ابتداء
بے وقوف	احمق
نماز	صلوٰۃ
سچ	حق
مددگار	حامی وناصر/ معاون
سیدھی راہ	صراط مستقیم
فراخی	وسعت
دیدہ دانستہ	عمداً
برباد	تباہ
نگاہیں	نظریں
نگران	محافظ
سنگسار	رجم
بیشتر	اکثر
پیشتر	قبل
آسان	سہل
گفتگو	کلام
سزاوار	لائق
چاند	قمر
بھاری/ بوجھل	ثقیل
راہبر	ہادی
دردناک	المناک
نزدیک	قریب
دور	بعید
دانشمند	اہل عقل/ بصیرت
تاآنکہ/ یہاں تک	حتیٰ کہ
پرہیزگاری	تقویٰ
کہانیاں	قصے
بندگی کرنا/ پوجنا	عبادت کرنا
مدد	استعانت/ نصرت
جادو/ جادوگر	سحر/ ساحر
بزرگی	فوقیت،فضیلت
آفتاب	شمس
ترازو	میزان
دن/ روز	یوم
ریشم	حریر
نشانیاں	آیات
نمودار	ظاہر
فرماں بردار	مطیع
ہستی	ذات
رائیگاں	ضائع
جانشین	خلیفہ

حفظ قرآن کیلئے مناسب

حفظ قرآن کیلئے ایک ہی طباعت والے قرآن کریم کو استعمال کرنا ضروری ہے۔ بچپن میں جب میں نے قرآن کریم حفظ کرنا شروع کیا تو اساتذہ کے مشورہ سے شفیق پریس کراچی کا خوبصورت پندرہ لائنوں والا مصحف اختیار کیا۔ جب میں کچھ سیپارے حفظ کر چکا تو مجھے احساس ہوا کہ بعض مشکل مقامات کا اگر ترجمہ بھی ذہن میں ہو تو حفظ کرنا آسان ہو جاتا ہے چنانچہ اب مجھے ایسے مصحف کی تلاش ہوئی جو کہ اسی طباعت والا ہو تاکہ حفظ کے کام میں کوئی خلل واقع نہ ہو اور اس میں اچھا ترجمہ بھی ہو۔ ایسا مصحف دستیاب نہ ہوا تو میں نے شفیق پریس والوں کو خط لکھا کہ برائے مہربانی اس قسم کے مصحف کی طباعت کریں۔ اسکا جواب مجھے یہ ملا کہ آپ کی تجویز نوٹ کرلی گئی ہے اور مناسب وقت پہ اس پہ غور کیا جائے گا۔ جب اللہ تعالیٰ نے مجھے اس قابل فرمایا تو مجھے اپنی وہی پرانی خواہش یاد آگئی۔ اس مصحف میں عربی نص ایسی استعمال کی گئی ہے جس میں ایک صفحے کے علاوہ تمام صفحات آیت کے خاتمہ پہ ہی ختم ہوتے ہیں اور بین السطور بہترین ترجمہ بھی شامل کر دیا گیا ہے جس سے حفظ میں آسانی ہو جائے گی انشاء اللہ۔ علاوہ ازیں ایک ضمیمہ کے طور پہ اس میں حفظ قرآن کیلئے ہدایات اور احکام تجوید شامل کر دیئے گئے ہیں الحمدللہ علی ذٰلک۔

مناسب اسلوب

اس مصحف میں ترجمہ اور تفسیر کی ترتیب میں یہ احتیاط ملحوظ رکھی گئی ہے کہ کسی صفحہ کے ترجمہ کا کچھ بھی حصہ دوسرے صفحہ پہ منتقل نہیں ہوا۔ ہر صفحہ کا ترجمہ اسی صفحہ میں پورا کیا گیا ہے اور قریباً 90 فیصد سطور کا ترجمہ بھی ان میں پورا کیا گیا ہے۔ صرف اتنے کام کیلئے کتنی محنت اور وقت صرف ہوا ہے اسکا اندازہ آپ یوں کرسکیں گے کہ اکثر ہمیں الفاظ گن کر سطریں پورے کرنے پڑے ہیں۔ تفسیر کے لحاظ سے ہر صفحہ مستقل Independent ہے۔ ہر صفحہ کی تفسیراسی صفحہ میں مکمل کی گئی ہے تاہم مزید تفصیل کے شائقین کیلئے متعلقہ جگہ کا حوالہ بھی دیدیا گیا ہے۔

ہمارے نوجوان چونکہ اردو کے ہندسوں سے کم آشنا ہیں لہٰذا ان کی سہولت کیلئے حاشیہ میں انگلش ہندسے استعمال کئے گئے ہیں۔ ویسے بھی عرب لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ اصل عربی ہندسے ہیں۔

جدید سائنسی تحقیقات کا تقابل

یہ کلام خالق السموات والارض کا ہے جس کیلئے کوئی معاملہ غائب نہیں بلکہ حاضر ہی حاضر ہے اور اسکا علم مکمل ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں کئی مقامات پہ ایسے حقائق مذکور ہوئے ہیں جس کے بارے میں نزول قرآن کے وقت کا انسان کچھ بھی نہ جانتا تھا بلکہ اس وقت کا علم حقائق کے بالکل برعکس تھا۔

ایک مثال سے بات عرض کرتا ہوں جس وقت نزول قرآن ہوا اس وقت دنیا میں فلکیات کے بارے میں یونانی زمین مرکز ہے (Geocentric) کا نظریہ رائج تھا۔ جس کے مطابق زمین کو ساکن اور کائنات کا مرکز مانا گیا تھا۔ اگر ایسے حالات میں قرآن ببانگ دہل اعلان کرے کہ تمام اجرام فلکی حرکت کر رہے ہیں تو یہ معجزہ نہیں تو اور کیا ہے؟ اسی طرح جس وقت حیوانات (Zology) کے بارے میں جدید تحقیقات کے وسائل ہی میسر نہ تھے اس وقت قرآن نے وضاحت فرمائی کہ مادہ شہد کی مکھی پھولوں کا رس چوستی ہے اور شہد جمع کرتی ہے۔ جبکہ نزول قرآن کے وقت یہی سمجھا جاتا تھا کہ نرمکھی شہد بناتی ہے۔ آخر ان حقائق کا کیوں نہ ذکر کیا جائے کہ قاری کو تقابل (Comparision) کرنے کا موقع مل سکے۔ جہاں ایک غیرمسلم کیلئے یہ اتمام حجت ہے وہاں ایک مسلمان کا جذبہ ایمان بڑہانے کا وسیلہ بھی ہے چنانچہ اس تفسیر میں جابجا ایسا تقابل نظر آئے گا۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ اس ضمن میں اعتدال کا پہلو نہ چھٹنے پائے۔ قرآن کا اصل موضوع ہدایت انسانی ہے نہ ہم قرآن کو سائنس کی کتاب سمجھتے ہیں اور نہ ہی جدید سائنسی تحقیقات کو حتمی سمجھتے ہیں۔ ان میں پہلے بھی تبدیلی ہوتی رہتی ہے اور آئندہ بھی ہوتی رہے گی تاہم ثابت شدہ سائنسی حقائق Established Scientific Facts کا تقابل معلومات میں اضافہ کا سبب ہوگا انشاء اللہ۔

معذرت خواہانہ انداز سے اجتناب

مولانا عبدالرحمن کیلانی نے کتاب "شریعت و طریقت" "آئینہ پرویزیت" اور "عقل پرستی اور انکار معجزات" وغیرہ میں منکرین حدیث اور عقل پرست باطل فرقوں کے رد میں ایسا اسلوب اختیار کیا جس میں دلائل کی کاٹ بھی ہے اورانداز کی نرمی بھی ہے اور شگفتگی بھی مگر معذرت خواہانہ کی بجائے جارحانہ انداز ہے۔ یہی جھلک اس تفسیر میں بھی نظر آئے گی۔

اکثر مقامات پہ مغرب زدہ طبقے کی پیدا کردہ غلط فہمیوں کا رد کیا گیا ہے مثلاً سود کا مسئلہ' خواتین کے حقوق تعدد ازواج اور لونڈیوں کا مسئلہ وغیرہ اسی طرح دیگر گمراہ فرقوں کی غلط فہمیوں کا بھی

مناسب موقع پہ رد کیا گیا ہے۔

لفظی یا بامحاورہ ترجمہ

تراجم میں عموماً اس قضیہ کو بہت اہمیت دی جاتی ہے کہ ترجمہ لفظی ہو یا بامحاورہ ہو۔ اگر ترجمہ لفظی ہوتو مفہوم سمجھ آنا مشکل ہے کیونکہ مضاف مضاف الیہ اور صفہ موصوف وغیرہ اردو اور عربی میں ایک ہی ترتیب سے نہیں ہوتے۔ اسی طرح بعض اوقات بامحاورہ ترجمہ عربی نص سے کافی مختلف ہو جاتا ہے۔ ہم نے ان دونوں کے درمیان اعتدال کی راہ اختیار کرنے کی کوشش کی ہے۔ ترجمہ کی عبارت کوبامعنی اور قابل فہم رکھتے ہوئے ہم جس قدر لفظی معنی کو جگہ دے سکے ہیں وہ ہم نے دی ہے جہاں ہم قرآنی ترتیب کو برقرار رکھ سکے ہم نے برقرار رکھی ہے۔

قرآنی مضامین کے موضوعات کی فہرست اور الف بائی انڈکس

قرآن کریم کا انداز تحریر سے زیادہ تقریر کا ہے۔ مقرر حضرات جانتے ہیں کہ خطابت کا اسلوب ایسا ہوتا ہے کہ موضوع تیزی سے تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ قرآن کریم میں بھی موضوعات اسی طرح تیزی سے تبدیل ہوتے ہیں۔ ایک طرف حق وباطل کے معرکہ کارزار کی نقشہ کشی کی گئی ہے' مخالفین اور معاندین کے معقول اور نامعقول سوالات اور اعتراضات کا مدلل' مفصل اور مختصر جواب دیا جارہا ہے اور ساتھ ہی ساتھ یوم قیامت کی نقشہ کشی ہو رہی ہے۔ المختصر براہ راست دل پہ اثر کرنے کے تمام محاسن اس میں جمع ہوگئے ہیں۔ اس کتاب میں عام کتابوں کی طرح موضوع بندی اور ابواب بندی نہیں ملتی۔ قرآن کریم میں مختلف موضوعات کی متلاشیوں کو فہرست یا کسی انڈکس کی ضرورت پیش آتی ہے جس کی مدد سے وہ مطلوبہ موضوع سے متعلق آیات کامطالعہ کرسکیں۔ ایسی کاوشیں پہلے بھی ہوئی ہیں مگرہمارے پیش نظرایسی فہرست اورانڈکس تھا جس میں دو خوبیاں موجود ہوں۔

1- وہ انڈکس الف بائی انداز میں ترتیب دیا گیا ہو۔

جدید دور کا نوجوان اس انداز میں موضوع تلاش کرنے کا عادی ہوچکا ہے۔

2- فہرست اور انڈکس میں حوالہ آیت نمبراور سورت نمبر کے ذریعے دیا گیا ہو۔

ماضی میں جو انڈکس الف بائی انداز میں ترتیب دیئے بھی گئے وہ صفحات نمبریا حاشیہ نمبر کے حوالے سے ترتیب دیئے گئے۔ ان کے ذریعے متعلقہ تفسیر سے تو کوئی مضمون تلاش کیا جاسکتا ہے مگر کسی

دوسری تفسیر سے نہیں تلاش کیا جاسکتا جبکہ اگر سورت نمبراور آیت نمبر کے حوالہ سے فہرست اور انڈکس تیار کیاجائے تو وہ کسی بھی تفسیر میں معاون ہو سکتا ہے۔

انشاء اللہ یہ فہرست اور انڈکس اس تفسیر کے علاوہ کسی بھی دوسری تفسیر سے متعلقہ موضوع کی تلاش میں مفید ثابت ہو گا۔

یہ الفاظ لکھتے ہوئے میرا دل ان سب کیلئے تشکر کے جذبات سے لبریز ہے جنھوں نے اس کام میں بلاواسطہ یا بالواسطہ میرے ساتھ تعاون کیا ہے۔ سب سے پہلے میں اپنے والدین کا شکرگزار ہوں جن کی محنت شاقہ اور جانفشانی سے کی گئی دینی تربیت کی وجہ سے میں اس قابل ہوا کہ یہ خدمات بجا لاسکتا۔ خاص طور پہ اپنے والد صاحب کیلئے دعاگو ہوں جن کے ترجمہ اور تفسیر کو بنیاد بنانے کے بغیر کبھی بھی یہ کام پایہ تکمیل تک نہ پہنچتا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو مزید بلند فرمائے۔

اس تفسیر میں اگر آپ کو کوئی حسن نظر آئے تو وہ خالص اللہ کی توفیق ہے اور اگر کوئی تقصیر نظر آئے تو وہ میری غلطی ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے اس کیلئے مغفرت طلب کرتا ہوں اور علماء کرام سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ مجھے اس سے مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ طباعت میں اسکی اصلاح کی جاسکے۔ انشاء اللہ اسی انداز میں انگلش میں بھی ترجمہ و تفسیر پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

آخر میں قارئین سے انتہائی عاجزی سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ مجھے اور میرے والدین کو اپنی دعاؤں میں خاص طور پہ تلاوت قرآن کے بعد ضرور یاد رکھیں۔

عتیق الرحمٰن عبدالرحمٰن کیلانی
بیت اللہ الحرام مکہ المکرمہ
28 نومبر 1997ء الموافق 28 رجب 1418ھ

تعارف سورۃ فاتحہ

سورۃ فاتحہ۔ کھولنے والی سورت۔ اس سے قرآن کی ابتداء ہوئی۔ اسکے کئی اور نام درج ذیل حدیث سے معلوم ہوئے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ ﷺ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"سورۃ الحمدللہ ہی ام القرآن، ام الکتاب اور دہرائی ہوئی سات آیتیں ہیں۔" (ترمذی)

ابو سعید کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا۔

"میں تجھے قرآن کی ایک ایسی سورت بتلاؤں گا جو قرآن کی سب سورتوں سے بڑھ کر ہے وہ الحمدللہ رب العالمین ہے۔ وہی سبع مثانی اور وہی قرآن عظیم ہے۔ جو مجھے دیا گیا۔" (بخاری)

عبداللہ بن عباس ﷺ فرماتے ہیں کہ

ایک دن جبرائیل رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے اپنے اوپر ایک زوردار آواز سنی۔ انہوں نے اپنا سر اٹھایا پھر فرمایا۔ یہ آسمان کا ایک دروازہ ہے جو آج سے پہلے کبھی نہیں کھلا۔ پھر فرمایا۔ یہ ایک فرشتہ ہے جو آج سے پہلے زمین پر کبھی نازل نہیں ہوا۔ پھر اس فرشتے نے آپ کو سلام کیا اور دو نوروں کی خوشخبری دی اور کہا کہ یہ دونور آپ ہی کو دیئے جا رہے ہیں۔ آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے۔ ایک سورۃ فاتحہ اور دوسرا سورۃ البقرۃ کی آخری آیات۔ آپ جب کبھی ان دونوں سے کوئی کلمہ تلاوت کریں گے تو آپکی طلب کی گئی چیز ضرور مل جائے گی۔ (مسلم)

ابو سعید خدری ﷺ کہتے ہیں کہ

"آپ کے کئی اصحاب عرب کے ایک قبیلہ کے ہاں پہنچے جنہوں نے انکی ضیافت نہ کی۔ اتفاق سے انکے سردار کو بچھو نے کاٹ لیا۔ وہ صحابہ کے پاس آئے اور کہنے لگے۔ "تم میں سے کسی کے پاس بچھو کاٹے کا کوئی منتر ہے؟" انہوں نے کہا ہاں ہے مگر چونکہ تم نے ہماری ضیافت نہیں کی لہٰذا ہم اس کا معاوضہ لیں گے۔ انہوں نے چند بکریاں دینا قبول کیں۔ ایک صحابی (خود ابو سعید) نے سورۃ فاتحہ پڑھنا شروع کی۔ سورۃ فاتحہ پڑھ کر اس پر پھونک مار دیتے۔ آخر چند ہی دنوں میں سردار اچھا ہو گیا۔ قبیلہ کے لوگ بکریاں لے آئے تو صحابہ ﷺ کو تردد ہوا (کہ آیا یہ معاوضہ لینا بھی چاہئے یا نہیں) اور کہنے لگے۔ "جب تک ہم نبی ﷺ سے پوچھ نہ لیں یہ بکریاں نہ لیں گے۔" انہوں نے آپ سے پوچھا تو آپ ہنس دیئے اور فرمایا۔ "تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ سورۃ فاتحہ منتر بھی ہے؟ وہ بکریاں لے لو اور میرا حصہ بھی نکالو۔" اور ابن عباس کی روایت میں ہے کہ جب صحابہ مدینہ پہنچے تو کسی نے کہا۔ "یا رسول اللہ! اس شخص (ابو سعید) نے کتاب اللہ پر اجرت لی ہے۔" آپ ﷺ نے فرمایا۔ ((إِنَّ أَحَقَّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللّٰهِ))

(اجرت لینے کیلئے سب سے زیادہ لائق تو کتاب اللہ ہی ہے)۔" (بخاری)

حضرت ام ﷺ سلمٰی کہتی ہیں کہ

"رسول اللہ ﷺ صلوٰۃ میں فاتحہ کی ہر آیت کو الگ الگ پڑھتے تھے۔" (ترمذی)

حضرت عبادۃ بن صامت ﷺ سے روایت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

((لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ))

"جو فاتحہ نہ پڑھے تو اسکی کوئی صلوٰۃ نہیں۔" (بخاری)

حضرت عبادۃ بن صامت ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ فجر کی صلوٰۃ پڑھا رہے تھے کہ قرآت آپ پر گراں ہو گئی۔ صلوٰۃ سے فارغ ہونے کے بعد آپ ﷺ نے پوچھا کہ "کیا تم لوگ امام کے پیچھے قرات کرتے ہو"؟ ہم نے عرض کیا کہ جی ہاں تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

((لَا تَفْعَلُوا إِلَّا أُمَّ الْقُرْآنِ فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَءْ بِهَا))

"ایسے نہ کیا کرو مگر فاتحہ پڑھا کرو کیونکہ اسکے بغیر صلوٰۃ نہیں ہوتی۔" (ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ کہتے ہیں کہ

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "جس نے صلوٰۃ پڑھی اور اس میں ام القرآن نہ پڑھی۔ اسکی صلوٰۃ ناقص، ناقص، ناقص اور نا تمام ہے۔" ابو ہریرہ سے کہا گیا۔ ابو ہریرہ میں کبھی امام کے پیچھے ہوتا ہوں؟ وہ کہنے لگے۔ فارس کے بیٹے۔ دل میں پڑھ لو۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ "میں نے صلوٰۃ کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نصف نصف تقسیم کر دیا ہے۔ آدھی میرے لئے ہے اور آدھی میرے بندے کیلئے جو کچھ وہ سوال کرے۔ میرا بندہ صلوٰۃ میں کھڑا ہوتا ہے اور کہتا ہے "الحمدللہ رب العالمین" تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری تعریف کی۔ پھر وہ کہتا ہے "الرحمٰن الرحیم" تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری ثناء کی۔ پھر وہ کہتا ہے "مالک یوم الدین" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری فوقیت بیان کی۔ اور "ایاک نعبد وایاک نستعین" میرے اور میرے بندے کے درمیان مشترک ہے اور سورت کا باقی حصہ میرے بندے کیلئے ہے اور میرے بندے کو وہ کچھ ملے گا جو کچھ وہ مانگے۔" (مسلم)

چنانچہ قرآن کی آیت

﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا﴾

"جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو"

(الاعراف 204:7)

کا مفہوم یہ ہے کہ مقتدی سورۃ فاتحہ کے علاوہ باقی قرات خاموشی سے سنے۔

تعوذ اور تسمیہ

تلاوت قرآن سے پہلے تعوذ یعنی "اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم" پڑھنا ضروری ہے۔ دیکھیں (کہف 98:16) اسی طرح تلاوت قرآن سے پہلے "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" پڑھنا بھی ضروری ہے۔ یہ تسمیہ کہلاتا ہے اسکا مفہوم یہ ہے کہ میں اللہ کے مبارک نام سے ابتداء کرتا ہوں اسکی نصرت طلب کرتے ہوئے جو الٰہ حقیقی ہے۔ رب کی رحمت تمام مخلوق کو مستفید کر رہی ہے جبکہ وہ مومنوں کیلئے خاص طور پر دنیا اور آخرت میں رحیم ہے۔ عبداللہ بن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ:

"رسول اکرم ﷺ سورت کے علیحدہ ختم ہونے کو نہیں پہچانتے تھے جب تک بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نازل نہ ہوئی۔ "بسم اللہ" "بسم اللہ" ہر ایک سورت کا لازمی جزو ہے یا ان کے علیحدہ علیحدہ کرنے کیلئے فقط ایک نشانی ہے۔ اس بارے میں علماء کی رائے میں اختلاف ہے۔ قرآن کریم میں پہلی دفعہ بسم اللہ کو آیت قرار دیتے ہوئے اسے آیت نمبر 1 لکھا گیا ہے جبکہ بقیہ سورتوں کے شروع میں بسم اللہ کو آیت نمبر نہیں دیا گیا۔ کیا جہری صلوٰۃ میں "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" جہر سے پڑھنا چاہئے یا آہستہ سے؟ آپ ﷺ کی احادیث دونوں طرح سے ملتی ہیں۔ لہٰذا دونوں طرح سے درست ہے۔ یہاں سعودی عرب میں بیت اللہ اور مسجد نبوی ﷺ میں جہر سے نہیں پڑھی جاتی۔"

سُورَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سَبْعُ آيَاتٍ

آيات ۷ (۱) سورۃ الفاتحۃ: مکہ میں نازل ہوئی (۵) رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ② الرَّحْمٰنِ

ہر طرح کی تعریف اللہ ہی کیلئے ہے جو رب[1] ہے سب جہانوں[2] کا○جو بڑا

الرَّحِيْمِ ③ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ④ اِيَّاكَ نَعْبُدُ

مہربان نہایت رحم والا ہے○مالک[3] ہے یوم جزا وسزا[4] کا○ہم تیری ہی

وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ⑤ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ

عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں[5]○ہمیں صراط مستقیم پر[6]

الْمُسْتَقِيْمَ ⑥ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

استقامت عطا فرما[7]○ان کی راہ پر جن پر تو نے انعام کیا، ان کی راہ پر

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ⑦

نہیں جن پر تیرا غضب ہوا، اور نہ[8] ان کی جو راہ بھول گئے[9]○

المنزل الاول

ع ۱

7- اجتہادی مسائل میں گمراہی کا خطرہ رہتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے گمراہی سے بچنے کیلئے دعا مانگنے کی ہدایت فرمائی۔

8- حضرت ابن ہمام مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ

"مغضوب علیہم" سے مراد یہود اور "ولا الضالین" سے مراد نصاریٰ ہیں۔ (بخاری)

یہود نے جانتے بوجھتے اللہ اور اسکے رسول ﷺ سے دشمنی کی راہ اختیار کی لہٰذا اللہ کے غضب کے مستحق ٹھہرے۔

9- حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"جب امام آمین کہے تو تم بھی کہو کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل گئی اسکے پچھلے گناہ معاف کردیئے گئے۔" (بخاری)

آمین کا معنی یہ ہے کہ "اے اللہ قبول فرما"۔ یہ سارا قرآن گویا اس دعا کا جواب ہے جو کسی نے اللہ سے ہدایت کیلئے سورۃ فاتحہ کے ذریعے مانگی۔

یاد رہے کہ قرآن کریم میں سورتوں کی ترتیب اور ترتیب نزول مختلف ہے۔ قرآن کریم کی یہ سورتیں جس طرح ترتیب دی گئی ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق آپ ﷺ نے ترتیب دیں۔

1- رب کے مفہوم میں بہت وسعت ہے۔ وہ خالق بھی ہے، رازق بھی ہے، مالک بھی ہے اسکے علاوہ ہدایت دینے والا بھی ہے۔ اعمال کا بدلہ دینے والا بھی ہے۔ یہ ایک اسلامی اصطلاح ہے اس لئے ہم نے ترجمہ میں یہ ہی لفظ استعمال کیا ہے۔

2- سب جہان جیسے جنوں کا جہاں، انسانوں کا جہاں، حیوانوں اور پرندوں کا جہاں وغیرہ۔

3- ایک دوسری قرات میں "ملک" ہے جس کے معنی بادشاہ ہے یعنی وہ صرف مالک ہی نہیں بادشاہ بھی ہے، بادشاہ ہی ملک کا مختار کل ہوتا ہے اسے کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

4- "الدین" کے اور بھی کئی معنی ہیں۔ یہاں اسکا معنی جزا وعتاب ہے۔ یوم آخرت اور حساب کتاب پہ مکمل اور صحیح ایمان، ایمان کے بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے۔ آخرت پہ ایمان اور اللہ کی راہنمائی کے بغیر کوئی انسان نہ صراط مستقیم پہ قائم رہ سکتا ہے اور نہ ہدایت کی راہ پاسکتا ہے۔ جس قدر آخرت پہ ایمان مضبوط ہوگا اسی قدر انسان صراط مستقیم پہ جم جائے گا۔ قرآن کریم میں اور آپ ﷺ کی احادیث میں عموماً ایمان باللہ اور ایمان بالآخرۃ کا اکٹھا ذکر ہوا ہے۔

5- اللہ کے سوا کسی سے بغیر اسباب ظاہری مدد طلب کرنا شرک ہے۔ یہ بھی یاد رہے اسباب کے ذریعے سے مدد طلب کرکے اسباب پہ بھروسہ کرلینا بھی غلط ہے۔ اس آیت میں "ایاک" کے اضافہ سے عبادت اور استعانت اللہ ہی کیلئے خاص ہوجاتے ہیں۔ ایسی ہر صورت میں اللہ کی کسی نہ کسی صفت کا انکار یا اس میں شرک لازم آتا ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شرک کی حقیقت کو سمجھنے کیلئے توحید کی اقسام بیان کردی جائیں۔ توحید کی بنیادی اقسام تین ہیں۔ توحید ربوبیت، توحید الوہیت اور توحید صفات۔

ا۔ **توحید ربوبیت** یعنی کائنات کا خالق، مالک، رازق اور مدبر صرف اللہ تعالیٰ ہیں۔ اسے ہمیشہ سے مشرکین وکفار بھی تسلیم کرتے رہے ہیں۔

"اگر آپ ان سے پوچھیں کہ ارض وسماوات کس نے بنائے ہیں تو فوراً کہہ دیں گے کہ "اللہ نے۔"" (لقمان 25:21)

ب۔ **توحید الوہیت** یعنی عبادت کی تمام اقسام صرف اللہ کیلئے ہوں۔ عبادت میں ہر قسم کا خشوع، تذلل، دعا یا التجاء (قول سے یا عمل سے) شامل ہے۔ ان میں بھی غیر اللہ کو شامل کرنا شرک ہے۔

ج۔ **توحید صفات** اللہ تعالیٰ کی جو صفات قرآن وسنت میں مذکورہ ہیں ان پہ بلا تاٴمل اور تحریف ایمان لایا جائے۔ اللہ کی صفات غیر اللہ میں مانیں تو وہ شرک ہے۔ شرک کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے کہ وہ اسے نہیں بخشے گا جو اسکے ساتھ شریک ٹھہرائے گا اسکے علاوہ جسے وہ چاہے گا بخش دے گا۔ (النساء 116:4)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مجھے تاکید فرمائی کہ۔

"اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا خواہ تمہیں قتل کردیا جائے۔" (طبرانی)

6- "اھدنا" کے مفہوم میں دکھانا اور پھر اس پہ چلنے کی توفیق عطا کرنا بھی شامل ہے۔ یہ صراط مستقیم کیا ہے۔ یہ وہی "اسلام" ہے جس کی جانب آپ ﷺ نے راہنمائی فرمائی۔ آج قرآن اور حدیث کی مدد سے اسے سمجھایا جاسکتا ہے۔ یاد رہے کہ محض "عقل" کے استعمال سے صراط مستقیم نہیں سمجھا جاسکتا۔ اگر یہ ممکن ہوتا تو انبیاء اسے وحی کے بغیر پاجاتے۔

منزل1

1-حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ سورۃ نساء اور بقرۃ اس زمانہ میں نازل ہوئیں جبکہ میں آپکے گھر آچکی تھی۔

(بخاری)

آپ کی رخصتی 2 ہجری میں ہوئی۔ سورہ بقرۃ قرآن پاک کی سب سے لمبی سورت ہے۔

حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ

آپ ﷺ نے فرمایاکہ جس گھر میں سورۃ بقرہ پڑھی جاتی ہے شیطان اس گھر سے نکل جاتاہے۔

(مسلم)

حضرت ابو امامہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا

”دو جگمگانے والی سورتیں یعنی سورۃ بقرۃ اور سورۃ آل عمران پڑھا کرو۔ یہ یوم قیامت بادلوں یا پرندوں کی طرح آئیں گی اور پڑھنے والوں کیلئے لڑیں گی۔“

(مسلم)

بقرۃ یعنی گائے اس سورۃ کانام ہے۔ عنوان نہیں۔ اس سورۃ میں گائے کا ذکر آگے آئے گا۔

2-یہ حروف مقطعات کہلاتے ہیں۔ اس قسم کے حروف بعض سورتوں کے شروع میں آئے ہیں۔ یہ کل چودہ ہیں' انکے درست معنی اور مفہوم آج کے دور میں متعین کرنامشکل ہے۔ نزول قرآن کے وقت لوگ انکے مفہوم سے آگاہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی صحابی سے کوئی ایسی حدیث روایت نہیں ہوئی جس سے قطعی طور پر اسکامفہوم واضح ہوجائے۔ کافی مفسرین نے انکے معانی متعین کرنے کی کوشش کی ہے۔ جن میں سے ایک تفسیر یہ ہے کہ یہ اللہ رب العزت کی جانب سے عرب ادباء کو چیلنج تھاکہ قرآن انہی بنیادی حروف سے مرکب ہے جنہیں تم استعمال کرتے ہو۔ اگر تمہیں اسکے حق ہونے کاشک ہے توتم بھی ایسا قرآن بنالاؤ۔ واللہ اعلم بالصواب

ان الفاظ کے درست اور قطعی مفہوم کے نہ سمجھنے سے ہدایت میں کسی طرح کی کمی واقع نہیں ہوتی۔

3-یہاں فرمایاکہ یہ کتاب متقین کیلئے ہدایت ہے۔ دوسری جگہ اسے ”ھدی للناس“ یعنی تمام لوگوں کیلئے ہدایت قراردیا۔ اسے یوں سمجھئے جیسے کوئی مقرر کسی جلسہ میں سب حاضرین کو مخاطب کرکے انتہائی قیمتی معلومات بتلاتا ہے لیکن اس سے تمام حاضرین یکساں مستفید نہیں ہوتے۔ یہی صورت قرآنی ہدایت کی بھی ہے اس سے صرف متقین ہی ہدایت حاصل کرتے ہیں۔

4-ان آیات میں ان متقین کی صفات بتلائی گئی ہیں۔ پہلی شرط یاصفت یہ ہے کہ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ یہ امور غیبیہ وہ چیزیں ہیں جن کاادراک عقل اور حواس سے ممکن نہیں۔ چنانچہ ان اشیاء پر ایمان لاناضروری ہے۔ اللہ پر' اللہ کے فرشتوں پر' اسکی کتابوں پر' اسکے رسولوں پر' آخرت پر اور تقدیر پر' ان میں سے کسی بھی چیز پر ایمان نہ لانے سے انسان کافر ہوجاتاہے۔

5-یعنی پابندی سے اور مسنون طریقہ پہ صلوٰۃ پڑھنا۔

6-رزق سے مراد صرف مال ودولت ہی نہیں بلکہ ہروہ نعمت ہے جو جسم یاروح کی نشوونما میں معاون ہو۔ خرچ کاکم از کم درجہ فرض زکوٰۃ ہے اور بلند تر درجہ یہ ہے کہ جوکچھ بھی ضرورت سے زائد ہووہ اللہ کی راہ میں خرچ کردے۔

7-نازل شدہ سے مراد صرف قرآن ہی نہیں بلکہ قرآن کابیان بھی ہے جو کہ قرآن میں موجود نہیں مثلاً صلوٰۃ اداکرنے کاطریقہ' نصاب زکوٰۃ وغیرہ یہ آپ کی سنت سے معلوم ہوتاہے۔۔۔ نیزوہ سابقہ انبیاء پر نازل شدہ وحی پر بھی ایمان لاتے ہیں۔ ان دونوں میں فرق صرف یہ ہے کہ آپ پر نازل شدہ وحی پر بالتفصیل ایمان لاناضروری ہے جبکہ سابقہ انبیاء کی وحی پہ اجمالاً۔

8-آخرت کالفظ ایک جامع اصطلاح ہے جس میں کئی طرح کے عقائد شامل ہیں مثلاً

(ا) مرنے پر انسانی زندگی کاخاتمہ نہیں ہوجاتابلکہ مرنے کے بعد اسے دوبارہ زندہ کرکے اٹھایاجائے گاپھراس سے اسکے اعمال کامحاسبہ کیاجائے گا۔

(ب) موجودہ نظام کائنات ابدی نہیں بلکہ ایک وقت آنے والاہے جب یہ سب فناہوجائے گا۔ پھراللہ تعالی ایک دوسراعالم پیدافرمائیں گے جس میں تمام فوت شدہ انسانوں کو دوبارہ پیداکرکے اکٹھاکریں گے۔

(ج) اس فیصلہ کے مطابق کامیاب لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور نافرمان (کافر'مشرک وغیرہ) جہنم میں۔ یوم آخرت کی تفصیلات بے شمار ہیں۔ اور یہ اتنااہم جزو ہے کہ ایمان بالغیب کی شقوں کے علاوہ علیحدہ طور پر بھی اس کا ذکر کردیاگیاہے۔

أُولَٰٓئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥﴾

ایسے ہی لوگ اپنے رب کی طرف سے (نازل شدہ) ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیںO

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ

بلاشبہ جن لوگوں نے انکار کر دیا، آپ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں، ان کے لئے ایک ہی بات ہے

لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٦﴾ خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ ۖ وَعَلَىٰٓ

وہ ایمان نہیں لانے کےO اللہ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر[1] لگا دی ہے اور ان کی

أَبْصَٰرِهِمْ غِشَٰوَةٌ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٧﴾ وَمِنَ النَّاسِ

آنکھوں پر پردہ (پڑ گیا) ہے اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہےO اور لوگوں[2] میں سے

مَن يَقُولُ ءَامَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْءَاخِرِ وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ ﴿٨﴾

کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ "ہم اللہ پر اور آخرت پر ایمان لائے" حالانکہ وہ مومن نہیں ہیںO

يُخَٰدِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ ءَامَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّآ أَنفُسَهُمْ

وہ اللہ سے دھوکہ کر رہے ہیں اور ان سے بھی جو ایمان لائے۔ وہ دراصل اپنے آپ ہی کو دھوکہ دے رہے ہیں

وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿٩﴾ فِى قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا ۖ

مگر سمجھ نہیں رہےO ایسے لوگوں کے دلوں میں (نفاق کا) مرض[3] ہے جسے اللہ تعالیٰ نے زیادہ بڑھا دیا۔

وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌۢ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ﴿١٠﴾ وَإِذَا قِيلَ

اور جو وہ جھوٹ[4] بک رہے ہیں اس کے عوض ان کے لئے المناک عذاب ہوگاO اور جب انہیں کہا

لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِى الْأَرْضِ قَالُوٓا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ﴿١١﴾

جائے کہ زمین میں فساد[5] بپا نہ کرو، تو کہتے ہیں کہ "ہم ہی تو اصلاح[6] کرنے والے ہیں"O

أَلَآ إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَٰكِن لَّا يَشْعُرُونَ ﴿١٢﴾ وَإِذَا

خوب سن لو حقیقتاً یہی لوگ مفسد ہیں مگر وہ (یہ بات) سمجھتے نہیںO اور جب

قِيلَ لَهُمْ ءَامِنُوا كَمَآ ءَامَنَ النَّاسُ قَالُوٓا أَنُؤْمِنُ كَمَآ ءَامَنَ

انہیں کہا جائے کہ ایمان لاؤ جیسے اور لوگ ایمان لائے ہیں، تو کہتے ہیں: "کیا ہم ایمان لائیں، جیسے احمق

السُّفَهَآءُ ۗ أَلَآ إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلَٰكِن لَّا يَعْلَمُونَ ﴿١٣﴾

ایمان[7] لائے ہیں؟" خوب سن لو! (حقیقتاً) یہی لوگ احمق[8] ہیں مگر وہ (یہ بات) جانتے نہیںO

وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ ءَامَنُوا قَالُوٓا ءَامَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ

ایسے لوگ جب ایمانداروں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ "ہم ایمان لا چکے ہیں" اور جب علیحدگی میں اپنے

شَيَٰطِينِهِمْ قَالُوٓا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُونَ ﴿١٤﴾

شیطانوں (کافروں) سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں: ہم تمہارے ساتھ ہیں اور ان سے تو محض مذاق کرتے ہیںO اللہ

اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِى طُغْيَٰنِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿١٥﴾

ان کا مذاق[9] اڑاتا ہے اور انہیں ان کی سرکشی میں ڈھیل دیتا ہے وہ اندھوں کی طرح بھٹک رہے ہیںO

ع ۱ — وقف لازم

1-اللہ تعالیٰ مہر صرف ان لوگوں کے دلوں میں لگاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ارشادات کو خوب سمجھ لینے کے بعد محض اپنی ہٹ دھرمی اور ضد کی بنا پر ٹھکرا دیتے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے مقام پر فرمایا

"اور جس بات کو وہ پہلے جھٹلا چکے تھے اس پر ایمان لانا انہوں نے مناسب نہ سمجھا۔"

(اعراف 7:101)

ایسے لوگ حقائق سمجھنے کیلئے کیا تیار ہوں گے جنہیں انکا سننا اور دیکھنا بھی گوارا نہ ہو۔ کیونکہ کان اور آنکھ ہی تو دل کے دو بڑے دروازے ہیں۔

2-پہلے دو گروہوں کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ ایک مومن اور صالح لوگ۔ دوسرے مشرک اور عناد پر جمے ہوئے کافر لوگ اور اب یہاں سے تیسرا گروہ یعنی منافقین کا ذکر شروع ہوا ہے وہ یہ بھی نہیں سمجھ سکتے کہ اگر اللہ اور مومنوں سے دغابازی کرنا بھی چاہیں تو نہیں کر سکتے کیوں اللہ تو دلوں کے رازوں تک کو جانتا ہے اور ان کے ارادوں اور حرکات سے مسلمانوں کو مطلع کر دیتا ہے۔ انکی اسطرح کی دغابازی کا وبال بھی انہی پر پڑے گا۔ وہ ذلیل و رسوا ہوں گے۔

3-مرض سے مراد نفاق دین اسلام سے دشمنی اور مسلمانوں سے حسد و عناد ہے۔ جوں جوں اہل اسلام کی شان و شوکت بڑھتی گئی انکے حسد و عناد میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔

4-جھوٹ بولنا بھی نفاق کی ایک علامت ہے۔

5-ان کا فساد یہ تھا کہ دلی ہمدردیاں تو کافروں سے تھیں لیکن جاسوسی مسلمانوں کی کرتے تھے۔

6-ہم صلح چاہتے ہیں کہ پہلے کی طرح لوگ شیر و شکر ہو کر رہیں اور نئے دین کی وجہ سے جو مخالفت بڑھ رہی ہے وہ ختم ہو جائے۔

7-سچے مومن، مہاجرین جنہوں نے اسلام کی خاطر اپنا جان و مال سب کچھ قربان کر دیا۔

8-دنیاوی مفادات کو آخرت کی دائمی زندگی پر ترجیح دیتا ہے یہی سب سے بڑی حماقت ہے۔

9-یہ مشاکلہ کی صورت ہے۔ یعنی برائی کا بدلہ اسی کے مثل برائی ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کے مذاق اڑانے سے مراد منافقوں کو انکی کرتوتوں کا پورا پورا بدلہ دینا ہے جیسے فرمایا کہ

"اور برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے۔"

(الشوریٰ 42:40)

أُولَٰٓئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَٰلَةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَبِحَت تِّجَٰرَتُهُمْ

یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی کو خرید لیا- ان کی اس تجارت نے انہیں کچھ نفع نہ دیا

وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ﴿١٦﴾ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا

اور نہ وہ ہدایت پا سکےO- ان منافقوں کی مثال اس شخص جیسی ہے جس نے آگ جلائی-

فَلَمَّآ أَضَآءَتْ مَا حَوْلَهُۥ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي

جب آگ نے سارے ماحول کو روشن کر دیا تو اللہ نے ان کے نور کو سلب کر لیا[1] اور انہیں اندھیروں

ظُلُمَٰتٍ لَّا يُبْصِرُونَ ﴿١٧﴾ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْىٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿١٨﴾ أَوْ

میں چھوڑ دیا کہ وہ دیکھ نہیں سکتےO ایسے لوگ بہرے[2]، گونگے اور اندھے ہیں یہ لوٹنے والے نہیںO

كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيهِ ظُلُمَٰتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ يَجْعَلُونَ

یا جیسے[3] آسمان سے زور دار بارش ہو جس میں تاریکیاں، بجلی کی گرج اور چمک ہو یہ بجلی کے

أَصَٰبِعَهُمْ فِيٓ ءَاذَانِهِم مِّنَ الصَّوَٰعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۚ وَاللَّهُ مُحِيطٌۢ

کڑکے سن کر موت کے ڈر سے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے ہیں اور اللہ کافروں کو گھیرے

بِالْكَٰفِرِينَ ﴿١٩﴾ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَٰرَهُمْ ۖ كُلَّمَآ أَضَآءَ لَهُم

ہوئے ہےO ان کی حالت یہ ہے کہ عنقریب بجلی ان کی بصارت اچک لے جب ان کے لئے روشنی ہوتی ہے

مَّشَوْا فِيهِ وَإِذَآ أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا ۚ وَلَوْ شَآءَ اللَّهُ لَذَهَبَ

تو چل کھڑے ہوتے ہیں اور جب اندھیرا ہو جاتا ہے تو ٹھہر جاتے ہیں اور اگر اللہ چاہتا تو

بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَٰرِهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٠﴾ يَٰٓأَيُّهَا

ان کی سماعت کو اور ان کی بصارت کو سلب کر سکتا تھا اللہ تعالیٰ یقیناً ہر چیز پر قادر ہےO- اے لوگو!

النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ

اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں بھی پیدا کیا ہے اور تم سے پہلے کے لوگوں کو بھی

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿٢١﴾ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَٰشًا وَالسَّمَآءَ بِنَآءً

تاکہ تم متقی بن سکوO (اللہ) جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنا دیا،

وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَأَخْرَجَ بِهِۦ مِنَ الثَّمَرَٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ

اور آسمان سے پانی برسایا جس سے تمہارے کھانے پینے کو (انواع و اقسام کے) پھل پیدا کئے

فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَندَادًا وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٢٢﴾ وَإِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ

لہٰذا کسی کو اللہ کا شریک نہ بناؤ اور تم جانتے بھی ہوO- اور اگر[4] تمہیں اس کلام میں شک ہو

مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِۦ وَادْعُوا

جو ہم نے اپنے بندے (محمد ﷺ) پر نازل کیا ہے تو تم بھی اس جیسی ایک سورت بنا لاؤ اور اللہ کو

شُهَدَآءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ﴿٢٣﴾

چھوڑ کر اپنے سب مددگاروں کو بلا لو اگر تم سچے ہو (تو یہ کام ضرور کر دکھاؤ)O-

1-نبی ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو کچھ لوگ مسلمان ہوگئے۔ پھر جلد ہی منافق ہوگئے۔ ان کی مثال اس شخص کی ہے جو اندھیرے میں تھا۔ اس نے روشنی کی تو ماحول روشن ہوگیا نفع و نقصان واضح ہوگیا۔ دفعتاً روشنی بجھ گئی اور وہ پھر تاریکیوں میں گھر گیا۔ یہی حال منافقوں کا تھا' پہلے وہ شرک کی تاریکی میں تھے۔ پھر اسلام کی روشنی میں آ گئے۔ دوبارہ کفر و نفاق میں لوٹ گئے تو ساری روشنی جاتی رہی۔ ان کے اسی طرح اندھے بنے رہنے کو اللہ تعالیٰ نے

﴿ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ﴾

سے تعبیر کیا ہے مطلب یہ ہے کہ منافقوں کو خود نور صداقت دیکھنا گوارا نہیں تو اللہ نے بھی تاریکیوں میں ٹھوکریں کھانے کیلئے چھوڑ دیا ہے۔

2-انکی حالت یہ ہوگئی ہے کہ حق سننے کیلئے بہرے' حق کہنے کیلئے گونگے ہوگئے ہیں اور حق سامنے موجود ہو تو بھی انہیں نظر نہیں آتا۔

3-یہ ایک اور قسم کے منافقوں کا حال بیان ہو رہا ہے۔ پہلی قسم کے منافق تو وہ تھے کہ جن کے دلوں میں کفر ہی کفر تھا مگر مفادات کیلئے اسلام کا دعویٰ کرتے تھے۔ دوسری قسم کے وہ لوگ تھے جو کہ شک اور تذبذب کا شکار تھے۔ اس مثال میں زوردار مینہ سے مراد اسلامی احکامات کا نزول ہے۔ جو پے در پے ہو رہا تھا۔ تاریکیوں اور کڑک سے مراد وہ مسائل اور مصائب تھے جو کہ مسلمانوں کو ان حالات میں پیش آ رہے تھے۔ چمک سے مراد کامیابیاں ہیں جو کہ مسلمانوں کو حاصل ہو رہی تھیں۔ جب کوئی سخت احکام نازل ہوتے ہیں تو وہیں ٹھٹھک کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگر اللہ چاہتا تو پہلی قسم کے منافقین کی طرح انکی سماعت اور بصارت سلب کر لیتا مگر اللہ کا قانون یہی ہے کہ جو شخص کسی حد تک دیکھنا اور سننا چاہتا ہے اسے اس حد تک سننے اور دیکھنے دیا جائے۔

4-کفار کو اس قسم کا چیلنج قرآن میں چار اور مقامات پر بھی کیا گیا ہے۔ دیکھیں (یونس 14:10)' (ہود 34:11)' (بنی اسرائیل 88:17) اور (الطور 34:52)- ایسا چیلنج ہے جس کا جواب کفار سے آج تک میسر نہ آ سکا اور نہ ہی آئندہ آ سکے گا۔ قرآن کی اس اعجازی حیثیت سے تین باتوں کا ثبوت ملتا ہے۔

(ا) اللہ کی ذات کا ثبوت۔

(ب) قرآن کا منزل من اللہ ہونے کا ثبوت۔

(ج) آپ ﷺ کے رسول برحق ہونے کا ثبوت۔

فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَن تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا

پھر اگر تم ایسا نہ کر سکو، اور یقیناً تم نہیں کر سکو گے، تو پھر اس جہنم سے ڈرو جس کا ایندھن[1]

النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ﴿٢٤﴾ وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَ

آدمی اور پتھر ہوں گے جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہےO اور (اے نبی!) جو لوگ ایمان لائیں اور

عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ كُلَّمَا

اچھے کام کریں انہیں خوشخبری دیجئے کہ ان کے لئے ایسے باغات ہیں جن میں نہریں جاری ہیں۔ جب انہیں

رُزِقُوا مِنْهَا مِن ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوا هَٰذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِن قَبْلُ

کوئی پھل اس میں سے کھانے کو دیا جائے گا تو کہیں گے: "یہ وہی ہیں جو ہمیں اس سے قبل دیئے جا چکے ہیں"

وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا ۖ وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۖ وَهُمْ فِيهَا

اور مشابہ[2] پھل بھی دیا جائے گا اور ان کے لئے اس میں پاکیزہ[3] بیویاں ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ

خَالِدُونَ ﴿٢٥﴾ إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي أَن يَضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوضَةً فَمَا

رہیں گےO بے شک اللہ تعالیٰ نہیں شرماتا کہ[4] وہ کسی مچھر یا اس سے بھی کسی حقیر تر چیز کی

فَوْقَهَا ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ ۖ وَأَمَّا

مثال بیان کرے سو جو ایمان لائے وہ جانتے ہیں کہ ان کے رب کی طرف سے یہ مثال درست ہے

الَّذِينَ كَفَرُوا فَيَقُولُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ

اور کافر لوگ، تو وہ کہتے ہیں کہ "ایسی حقیر چیزوں کی مثال سے اللہ کو کیا سروکار؟" اس طرح اللہ

بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا ۚ وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ ﴿٢٦﴾

بہت سے لوگوں کو گمراہ[5] رہنے دیتا ہے اور بہت لوگوں کو ہدایت دیتا ہے۔ اور گمراہ صرف فاسقوں کو کرتا ہےO

الَّذِينَ يَنقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِن بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ

جو لوگ اللہ سے عہد[6] کو پختہ کرنے کے بعد اسے توڑ دیتے ہیں اور جس کو اللہ

مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ ۚ أُولَٰئِكَ

نے جوڑنے کا حکم دیا ہے انہیں قطع کرتے ہیں اور زمین میں فساد بپا کرتے ہیں۔ ایسے ہی

هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٢٧﴾ كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنتُمْ أَمْوَاتًا

لوگ نقصان اٹھانے والے ہیںO (لوگو!) تم اللہ کا انکار کیسے کر سکتے ہو حالانکہ تم مردہ (معدوم) تھے

فَأَحْيَاكُمْ ۖ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢٨﴾

تو اس نے تمہیں زندہ کیا۔ پھر تمہیں موت[7] دے گا، پھر زندہ کر دے گا پھر اسی کی طرف تمہیں پلٹ کر جانا ہےO

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى

وہی تو ہے جس نے زمین میں موجود ساری چیزیں تمہاری خاطر[8] پیدا کیں پھر آسمان کی طرف

السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٢٩﴾ ع

متوجہ ہوا تو سات آسمان استوار کر دیئے اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہےO

1- جہنم کا ایندھن انسان ہی نہیں معدنی پتھر (Coak) وغیرہ بھی ہونگے جو کہ آگ کی شدت کو کئی گناہ تیز کر دیتے ہیں۔

بعض علماء نے اس آیت میں حجارۃ سے مراد پتھر کے بت لئے ہیں جنکی دنیا میں عبادت کی گئی۔

2- یا تو جنت میں ہی اس سے ملتا جلتا پھل کھا چکے ہوں گے یا جنت کا پھل دیکھ کر انہیں دنیا کے پھل بھی یاد آجائیں گے۔ جو دیکھنے سے ملتے جلتے معلوم ہوں گے۔ تاہم ذائقہ اور سائز وغیرہ میں اعلیٰ وارفع تر ہونگے کیونکہ جنت کی نعمتوں کے بارے میں حدیث میں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔

"میں نے اپنے نیک بندوں کیلئے ایسی چیزیں بنائی ہیں نہ کسی آنکھ نے انہیں دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور کسی انسان کے دل میں انکا گمان تک نہیں گزرا" (بخاری ومسلم)

3- جنتی لوگ سب مرد اور عورتیں بول وبراز وبلغم واخلاق رزیلہ سے تو پاک ہوں گے ہی ان کی بیویاں بھی حیض ونفاس سے بھی پاک ہوں گی۔

4- اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جاہے کسی چیز کی مثال پیش کرے ہر مخلوق اللہ کے کلمہ <کن> سے وجود میں آجاتی ہے۔ جب وجہ شبہ موجود ہو تو مثال درست ہوتی ہے۔ درست مثال سے کلام میں بے انتہاء تاثیر پیدا ہو جاتی ہے۔

5- انسان سبب اختیار کرنے کا مکلف ہے اور اس بنیاد پر اسے جزا و سزا ملے گی۔ رہے نتائج تو وہ اللہ کے اختیار میں ہیں لہٰذا اسکی نسبت فاعل کی طرف یا اللہ کی طرف بھی ہو سکتی ہے۔

6- فاسق لوگ اللہ سے کئے گئے عہد کو توڑ ڈالتے ہیں۔ اللہ سے کئے گئے عہد سے مراد <عہد الست> ہے۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (الاعراف 7:172)

اسکے علاوہ رشتوں ناطوں کو جن کا اللہ تعالیٰ نے جوڑنے کا حکم دیا تھا توڑ ڈالتے ہیں۔

اگر ان دو قسم کے تعلقات کا لحاظ نہ رکھا جائے تو فساد پیدا ہوتا ہے۔

7- روح اور جسم کے اتصال کا نام زندگی اور انفصال کا نام موت ہے۔ لہٰذا دو زندگیاں اور دو موتیں ہوئیں۔ روح کی پیدائش سے لے کر رحم مادر میں زندگی ملنے کا عرصہ موت پھر اس دنیا کی زندگی۔ اور روح پرواز کرنے کے بعد پھر موت اور یوم قیامت جی اٹھنے کے بعد حیات لافانی۔

8- اس آیت سے معلوم ہوا ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ زمین کی ہر چیز سے اسے استفادہ کا حق ہے الا یہ کہ کوئی چیز حرام کر دی گئی ہو۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ قَالُوْٓا

اور جب آپ کے رب نے فرشتوں[1] سے کہا: "میں زمین میں ایک خلیفہ[2] بنانے والا ہوں" وہ کہنے لگے

اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ

"کیا تو زمین میں ایسے کو خلیفہ بنائے گا[3] جو زمین میں فساد مچائے اور خون بہائے جبکہ ہم تیری حمد و ثنا کے

بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَعَلَّمَ

ساتھ تسبیح و تقدیس کرتے ہیں" اللہ نے جواب دیا "جو کچھ میں جانتا ہوں وہ[4] تم نہیں جانتے" ○ اور اس نے

اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِىْ

آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھلا دیئے[5] پھر ان اشیاء کو فرشتوں پر پیش کرکے ان سے کہا کہ "اگر تم اپنی بات میں

بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ

سچے ہو تو مجھے ان کے نام بتلا دو" ○ فرشتے کہنے لگے: "تو نقص سے پاک ہے ہم اتنا ہی جانتے ہیں

اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۲﴾ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ

جتنا تو نے ہمیں سکھلایا ہے بے شک تو جاننے والا اور حکمت والا ہے" ○ اللہ نے فرمایا: "اے آدم! ان کو

بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ

ان کے نام بتلا دو" جب آدم نے ان کو ان چیزوں کے نام بتلا دیئے تو اللہ نے کہا: کیا میں نے تمہیں نہ کہا تھا کہ

غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿۳۳﴾

میں آسمانوں اور زمین کے غیب جانتا ہوں اور ان کو بھی جو تم ظاہر کرتے ہو اور مخفی رکھتے ہو؟" ○

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَ

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا: آدم کو سجدہ[6] کرو تو سوائے ابلیس کے سب نے سجدہ کیا اس نے تسلیم نہ کیا اور

اسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۴﴾ وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ

تکبر[7] کیا اور کافروں میں شامل ہو گیا ○ پھر ہم نے کہا: اے آدم! تم اور تمہاری بیوی دونوں جنت

وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۠ وَلَا تَقْرَبَا

میں رہو[8] اور جہاں سے چاہو جی بھر کے کھاؤ البتہ اس درخت[9]

هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ

کے پاس نہ پھٹکنا ورنہ تم دونوں ظالموں میں شمار ہو گے ○ آخر کار شیطان نے ان دونوں کو ڈگمگایا

عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۠ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ

اور جس میں وہ تھے، انہیں وہاں سے نکلوا دیا[10] تب ہم نے کہا: تم سب یہاں سے نکل جاؤ تم ایک دوسرے کے

لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۳۶﴾ فَتَلَقّٰٓى

دشمن ہو اور تمہیں ایک وقت تک زمین میں رہنا اور گزر بسر کرنا ہو گا ○ پھر آدم نے اپنے

اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۳۷﴾

رب سے چند کلمات[11] سیکھ کر توبہ کی تو اللہ نے قبول کر لی۔ بلاشبہ وہ قبول کرنے والا، اور رحیم ہے ○

1- بعض عقل پرست یہ سمجھتے ہیں کہ فرشتے محض چند قوتیں ہیں۔ اس مکالمہ سے معلوم ہوا کہ فرشتے مستقل ہستیاں ہیں جنکا اللہ تعالیٰ سے مکالمہ ہوتا ہے۔

2- خلیفہ کے کئی مفہوم ہیں' کسی کا نائب ہونا' ایک کے بعد دوسرے کا آنا' حکومت و خلافت کا تفویض ہونا' اسی لحاظ سے اس آیت کی تفسیر میں بھی اختلاف ہوا ہے۔ مناسب ترین تفسیر یہ معلوم ہوتی ہے کہ "میں زمین میں ایک ایسی مخلوق پیدا کرنے والا ہوں جسے اختیار کی قوت بھی تفویض کروں گا۔" اور وہ آدم ہیں یا ایسی مخلوق مراد ہے جو نسل در نسل چلتی رہے گی۔

3- فرشتوں کا یہ قیاس جنوں کے اعمال کی وجہ سے تھا۔

4- یعنی میں جانتا ہوں کہ ان میں انبیاء صلحاء اور زھاد بھی ہونگے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں کو بھی علم غیب نہیں ہے۔

5- اس سارے واقعہ سے علم کی نفضیلت واضح ہوتی ہے کہ عالم کا درجہ عابد سے زیادہ ہے۔ جب اللہ کو کسی مخلوق کو دوسری مخلوق پر برتری دکھلانا مقصود ہوا تو اسے علم میں برتری بخش دی۔ فرشتوں نے فوراً اپنی کم علمی کا اعتراف کر لیا۔

6- یہ سجدہ چونکہ اللہ کے حکم سے تھا تو پھر یہ اللہ ہی کو سجدہ کرنے کے مترادف ہوا۔ یا یہ سجدہ تعظیم کیلئے تھا جو کہ پہلے جائز تھا۔ اب ممنوع ہے۔

7- ابلیس کی شقاوت اور بدبختی اللہ کے مقابلے میں تکبر سے شروع ہوئی۔ جنوں میں سے ہونے کے باوجود عبادت و ریاضت سے فرشتوں میں گھلا ملا رہتا تھا۔ مگر اس تکبر نے آناً فاناً اسے کافروں کی صف میں کھڑا کر دیا۔

8- علمی برتری اور سجدہ تعظیمی کے بعد اللہ تعالیٰ نے آدم کو مزید فضیلت بخشی کہ جنت کو انکا مسکن بنایا۔

9- یہ درخت کس چیز کا تھا۔ اس کی وضاحت قرآن و سنت میں نہیں ملتی۔ پیش نظر مقصد کیلئے اس کی ضرورت بھی نہیں ہے۔

10- ابلیس نے بہکانے کیلئے قسمیں کھائیں کہ میں تمہارا خیرخواہ ہوں۔ اور یہ کہ ایک درخت کا پھل کھانے سے تم ہمیشہ کیلئے یہیں رہو گے۔

11- وہ کلمات یہ تھے۔

﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَآ أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَـٰسِرِينَ﴾

"اے ہمارے رب ہم اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے ہیں۔ اگر تو ہمیں معاف نہیں کریگا اور ہم پر رحم نہ فرمائیگا تو ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائینگے۔"

(الاعراف 7:23)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ

(ایک دفعہ) آدم اور موسیٰ میں ملاقات ہوئی تو موسیٰ آدم سے کہنے لگے۔ "تم ہی تو ہو جنہوں نے سب لوگوں کو مصیبت میں ڈالا اور جنت سے نکلوایا تھا۔" آدم نے جواب دیا۔ "تم وہ موسیٰ ہو جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت کیلئے چنا اور خاص کر اپنی ذات کیلئے برگزیدہ کیا اور تم پر تورات نازل فرمائی۔" موسیٰ نے فرمایا۔ "ہاں!"۔ تب آدم نے فرمایا۔ "کیا تم نے تورات میں یہ نہیں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ امر میری تقدیر میں میری پیدائش سے بھی پہلے لکھ دیا تھا؟" موسیٰ نے جواب دیا۔ "ہاں!" (یہ بات تو تورات میں موجود ہے) پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ اس طرح آدم' موسیٰ پر دلیل میں غالب آ گئے۔" (بخاری)

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ

ہم نے کہا: تم سب یہاں سے نکل جاؤ[1] پھر اگر میری طرف سے تمہارے پاس ہدایت آئے پھر جو کوئی میری

هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝٣٨ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ

ہدایت کی اتباع کرے گا تو ایسے لوگوں کو کچھ خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے○ اور جو ہماری آیات کا

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝٣٩ ع

انکار کریں گے اور انہیں جھٹلائیں گے وہی اہل جہنم ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے○

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا

اے بنی اسرائیل[2] ! میری نعمتوں کو یاد کرو جو میں نے تمہیں عطا کی تھیں اور تمہارا مجھ سے جو عہد[3] تھا اسے تم

بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۝٤٠ وَاٰمِنُوْا بِمَآ

پورا کرو میرا تم سے جو عہد تھا اسے میں پورا کروں گا اور مجھ ہی سے ڈرو○ اور اس پر ایمان لاؤ جو

اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ ۠ وَلَا تَشْتَرُوْا

میں نے نازل کی یہ اس کتاب کی تصدیق[4] کرتی ہے جو تمہارے پاس ہے لہٰذا اس کے سب سے پہلے منکر نہ بنو نہ

بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۡ وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ۝٤١ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ

میری آیات کو تھوڑی قیمت پہ بیچو اور صرف مجھ ہی سے ڈرو○ اور نہ حق و باطل کی آمیزش

وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝٤٢ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ

کرو اور عمداً حق بات[5] کو نہ چھپاؤ○ اور صلاۃ قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو

وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝٤٣ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ

اور رکوع کرنے والوں کے[6] ساتھ رکوع کرو○ تم لوگوں کو تو نیکی کا حکم کرتے ہو[7] مگر اپنے آپ کو بالکل

اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝٤٤ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ

بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب کی تلاوت کرتے ہو؟ کیا تم عقل نہیں رکھتے○ اور صبر

وَالصَّلٰوةِ ۭ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ۝٤٥ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ

اور صلاۃ سے[8] مدد لو بلاشبہ صلاۃ بھاری ہے مگر عاجزی کرنے والوں پر○ جو یہ یقین

اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝٤٦ ع يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

رکھتے ہیں کہ وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں اور انہیں اسی کی طرف واپس جانا ہے○۔ بنی اسرائیل!

اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ۝٤٧

میری اس نعمت[9] کو یاد کرو جو میں نے تمہیں عطا کی تھی اور تمہیں تمام اقوام عالم سے بڑھ کر نوازا تھا!○

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـــًٔا وَّلَا يُقْبَلُ

اور اس دن سے ڈرتے رہو جب نہ تو کوئی کسی دوسرے کے کام آسکے گا، نہ اس کے حق میں سفارش قبول

مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝٤٨

کی جائے گی، نہ اس سے عوض[10] لیا جائے گا اور نہ انہیں کہیں سے مدد پہنچ سکے گی○۔

1-اللہ نے توبہ قبول کرکے گناہ معاف کردیا۔ مگر جنت سے اخراج کا حکم بحال رکھا۔ سب کے اخراج سے مراد آدم، حوا اور ابلیس ہیں۔ حضرت آدم کو زمین پر بھیجنا کچھ گناہ کے کفارۃ کے طور پر نہ تھا بلکہ

"اور جب آپ کے رب نے ملاءکہ سے کہا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔"

(البقرہ 30:2)

کے تحت قضائے الٰہی تھا۔ اس سے عیسائیوں کے اعتقاد کا رد ہوا جو یہ کہتے ہیں کہ آدم کا یہ گناہ نوع انسانی میں نسل در نسل منتقل ہو رہا ہے اور حضرت عیسیٰ اس کے کفارہ کیلئے سولی چڑھ گئے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے وضاحت سے بتادیا کہ ہم نے معاف کردیا۔ دنیا میں آنا گناہ کی وجہ سے نہ تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا ہی زمین کیلئے کیا تھا۔

2-اسرائیل عبداللہ کے ہم معنی ہے۔ یہ حضرت یعقوب کا لقب تھا۔ بنو اسرائیل حضرت یعقوب کی اولاد یعنی یہودی قوم کو کہا جاتا ہے۔ حضرت یعقوب کے بارہ بیٹے تھے۔ ان میں کوئی چار ہزار نبی آچکے تھے۔ مدینہ میں انکے گذشتہ علم و فضل کی بنا پر انکی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ اسکے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر بے انتہاء احسانات کئے تھے۔

3-وہ عہد یہ تھا کہ تم تورات کے احکامات کی پابندی کروگے اور نبی آخرالزمان پر ایمان لاؤ گے اللہ کا عہد یہ تھا کہ ملک شام تمہیں دیا جائے گا۔ قرآن میں کئی جگہ اسکا ذکر آیا ہے۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھیں (المائدہ 12:5) اور (المائدہ 70:5)

4-قرآن تورات کی اور اسکے منزل من اللہ ہونے کی تصدیق کرتا ہے جس پر تم ایمان لاتے ہو۔ پھر قرآن پہ بھی ایمان لاؤ۔ یہ کوئی نئی تعلیم تو نہیں ہے جسکی تمہیں سمجھ نہ آتی ہو۔ جانتے بوجھتے شروع ہی سے اس کا انکار کرکے آنیوالی نسلوں کا گناہ بھی تو اپنے سر نہ لو۔

5-نبی آخرالزمان اور قرآن کی تصدیق کے متعلق جو بھی باتیں تورات میں ہیں تم ان میں تحریف کرتے ہو۔ دنیا کے عارضی فائدے کے عوض یہ کام کرکے تم نے اللہ کی آیات کا بہت ہی گھٹیا مول لگایا ہے۔

6-یہود کی صلوٰۃ میں رکوع نہ تھا۔ اس آیت کے ذریعے انہیں ہدایت کی گئی ہے کہ نبی ﷺ کی اتباع کرو۔

7-بعض یہودی علماء اپنے عزیزوں کو جو کہ مسلمان ہو گئے تھے تاکید کرتے تھے کہ اسی دین پر جمے رہو یہ برحق ہے مگر خود دنیاوی مفادات کے وجہ سے ایمان نہ لائے۔

8-صبر اور صلوٰۃ ایک مومن کے دنیاوی زندگی کے مصائب کو برداشت کرنے کیلئے بڑے ہتھیار ہیں۔ صلوٰۃ کے ذریعے اللہ کی استعانت طلب کرے گا تو مصائب سے چھٹکارا ہو گا۔ مصائب سے چھٹکارا نہ ہو سکا تو صبر کرے گا اور اللہ سے اجر پائے گا۔

9-اللہ تعالیٰ نے اقوام عالم میں یہود کو نمایاں مقام عطا فرمایا تھا مگر اس نعمت کا شکریہ ادا کرنے کی بجائے خود کو اللہ کے چہیتے جاننے لگ گئے۔

10-یہود کو گھمنڈ تھا کہ ہمارے گناہوں کا ہمیں کچھ عذاب نہ ہو گا۔ ہم انبیاء کی اولاد ہیں جو ہمیں اللہ کے عذاب سے بچالیں گے۔

وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ

اور جب ہم نے تمہیں آل فرعون[1] سے نجات دی تھی یہ لوگ تمہیں سخت دکھ دیتے تھے

يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ

تمہارے بیٹوں کو ذبح کرڈالتے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رہنے دیتے تھے اور اس میں تمہارے لیے رب کی

رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿٤٩﴾ وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ

بڑی آزمائش تھی○-اور جب ہم نے تمہاری خاطر سمندر کو پھاڑا ہم نے تمہیں نجات دی اور آل فرعون کو

فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿٥٠﴾ وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً

غرق کر دیا[2] اور تم دیکھ رہے تھے○- اور جب ہم نے موسیٰ کو چالیس راتوں کے وعدہ پر[3] بلایا

ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿٥١﴾ ثُمَّ عَفَوْنَا

پھر ان کی غیر موجودگی میں تم نے بچھڑے کو معبود بنا لیا اور تم فی الواقع ظالم تھے○ پھر اس کے

عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٥٢﴾ وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى

بعد ہم نے تمہارا یہ جرم بھی معاف کر دیا کہ شاید تم شکر گزار بن جاؤ○ اور ہم نے موسیٰ

الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿٥٣﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ

کو کتاب اور قانون فیصل[4] دیا تاکہ تم ہدایت پا سکو○- اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا :

يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا

"اے میری قوم! تم نے بچھڑے کو معبود بنا کر اپنے آپ پر بڑا ظلم کیا ہے لہٰذا اپنے خالق کے حضور

اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ

توبہ کرو اور اپنی جانوں کو ہلاک[5] کرو- تمہارے رب کے ہاں یہی بات تمہارے حق میں بہتر

بَارِئِكُمْ ؕ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿٥٤﴾ وَاِذْ

ہے- چنانچہ اللہ نے تمہاری توبہ قبول کرلی وہ توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے○ اور جب

قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ

تم نے موسیٰ سے کہا کہ: "ہم تو جب تک اللہ کو علانیہ دیکھ نہ لیں تجھ پر ایمان نہ لائیں گے" پھر تمہارے دیکھتے

الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿٥٥﴾ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ

دیکھتے تمہیں بجلی[6] نے آپکڑا○ پھر تمہاری موت کے بعد ہم نے تمہیں زندہ کر اٹھایا کہ

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٥٦﴾ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا

شاید اب تم شکر گزار بن جاؤ○ اور ہم نے[7] تم پر بادل کا سایہ کیا اور (تمہارے کھانے کو)

عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ

من و سلویٰ اتارا (اور کہا) یہ پاکیزہ چیزیں کھاؤ جو ہم نے تمہیں عطا کی ہیں

وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿٥٧﴾

اور انہوں نے ہم پر کوئی ظلم نہ کیا بلکہ وہ اپنے آپ ہی پر ظلم کر رہے تھے○

1-فرعون جس کا نام مرنفتہ (Mernephitah) بیان کیا جاتا ہے نے خواب میں دیکھا کہ بنی اسرائیل میں کوئی ایسا شخص پیدا ہوگا جو کہ اسکی سلطنت کو غارت کرے گا- چنانچہ اس نے بنی اسرائیل کے ہر بچے کو قتل کرانے اور لڑکیوں کو لونڈیاں بنانے کا انتہائی ظالمانہ حکم جاری کیا-

2-اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر احسانات میں سے ایک یہ احسان بھی کیا تھا کہ معجزہ کے طور پر سمندر نے انہیں راستہ دیدیا- عقل پرستوں کے خیال کے مطابق یہ کوئی مدوجزر تھا- اس موقع پر یہ واقعہ اشارتاً ذکر کیا گیا ہے کیونکہ یہ اس ماحول میں معروف تھا تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں (یونس 93:10) اور (الشعراء 23:26)

3-اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو چالیس راتوں کیلئے کوہ طور پر طلب فرمایا کہ انہیں عملی ہدایات دی جاسکیں- اس دوران بنی اسرائیل نے بچھڑے کی عبادت شروع کردی-

4-فرقان' فرق کرنیوالی چیز- حق وباطل میں تمیز کرنیوالی' قرآن اور تورات کو بھی فرقان کہتے ہیں-

5-ایک دوسرے کو قتل کرنے کی دو تفسیریں کی گئی ہیں- اندھادھند ایک دوسرے کو قتل کرتے جاؤ دوسری تفسیر کے مطابق جنہوں نے بچھڑے کی عبادت کی تھی انہیں ایک صف میں کھڑا کردیا گیا اور جنہوں نے بچھڑے کی عبادت نہیں کی تھی وہ انہیں قتل کرتے گئے- ابھی کچھ باقی تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انکی توبہ قبول فرمالی-

6-کوہ طور سے جب حضرت موسیٰ کتاب لے کر لوٹے تو بنی اسرائیل نے اعتراض کیا کہ ایسے کیسے مان لیں- چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے فرمایا کہ قوم میں سے ستر لوگ بھی کوہ طور پر لیتے آؤ- چنانچہ انہوں نے پھر اعتراض کردیا کہ جب تک اللہ تعالیٰ کو اعلانیہ نہ دیکھیں ایمان نہ لائیں گے- یہ بدترین گستاخی تھی- جب حضرت موسیٰ اللہ کو خود نہ دیکھ سکے- پہاڑ اپنی جگہ ساکن نہ رہ سکا تو یہ بنی اسرائیل کیسے دیکھ سکتے تھے- چنانچہ انکے اس مطالبہ پر ان پر بجلی گری- ممکن ہے کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی تجلی کی کوئی صورت ہو- مزید تفصیل کیلئے دیکھیں (الاعراف 155:7)

اب حضرت موسیٰ کو فکر دامن گیر ہوئی کہ قوم کو کیا منہ دکھائیں گے تو اللہ سے دعا کی تو اللہ نے انہیں سب کو دوبارہ زندہ کردیا-

7-صحرائے سینا میں جب بنی اسرائیل بطور سزا چالیس سال کیلئے سرگرداں رہے تو اللہ تعالیٰ نے دھوپ سے بچاؤ کیلئے ابر کا انتظام کردیا اور کھانے کو من وسلویٰ کا بندوبست کردیا- من ایک میٹھی چیز تھی جو کہ دھنئے کے بیج جیسی تھی- اور رات کو اوس کی شکل میں نازل ہوتی تھی- سلویٰ بٹیر کی قسم کے پرندے تھے جنہیں یہ لوگ بھون کر کباب بنا کے کھاتے- اللہ تعالیٰ یہ بندوبست نہ فرماتے تو لاکھوں کی تعداد میں اس قوم کیلئے سایہ اور خوراک کا حصول بہت بڑا مسئلہ ہوتا-

وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ

اور جب ہم[1] نے انہیں کہا کہ: "اس بستی میں داخل ہو جاؤ اور جہاں سے جی چاہے سیر ہو

رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُولُوا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ

کر کھاؤ اور جب اس کے دروازہ سے گزرو تو سجدہ کرتے ہوئے گزرنا اور حطۃ کہتے جانا ہم تمہاری غلطیاں

خَطٰيٰكُمْ ۚ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٥٨﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا قَوْلًا

معاف کر دیں گے اور نیک لوگوں کو مزید دیں گے○ مگر ان ظالموں نے وہ بات ہی بدل دی جو ان سے

غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا

کہی گئی تھی کسی اور بات سے۔ سو ہم[2] نے ان ظالموں پر ان کی نافرمانیوں کی بنا پر آسمان سے

مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿٥٩﴾ ع وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ

عذاب[3] نازل کیا○ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے پانی کی دعا کی

فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۖ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ

[4] تو ہم نے کہا: "فلاں چٹان پر اپنا عصا مارو" چنانچہ اس چٹان سے بارہ چشمے پھوٹ

عَيْنًا ۖ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۖ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ

پڑے اور ہر قبیلہ نے اپنا اپنا گھاٹ جان لیا۔ (ہم نے انہیں کہہ دیا) "اللہ کے عطا کردہ رزق سے کھاؤ، پیو

اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿٦٠﴾ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى

مگر (دوسروں کی چیزیں غصب کر کے) زمین میں فساد نہ مچاتے پھرنا○ اور جب تم نے کہا: "اے موسیٰ!

لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا

ہم ایک طرح کے کھانے پر ہرگز صبر نہیں کر سکتے لہٰذا ہمارے لئے اپنے رب سے ان چیزوں کے لئے دعا کرو

تُنْبِتُ الْاَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَ

جو زمین سے پیدا ہوتی ہیں جیسے[5] ساگ، ترکاری، گیہوں، مسور اور

بَصَلِهَا ۖ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ هُوَ

پیاز (وغیرہ) موسیٰ نے انہیں کہا: "کیا تم بہتر چیز کے بدلے گھٹیا چیز تبدیل کرنا چاہتے ہو؟"

خَيْرٌ ۚ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ۚ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ

(یہی بات ہے تو کسی شہر کی طرف نکل چلو، جو تم چاہتے ہو وہاں تمہیں مل جائے گا" اور (انجام کار) ان پر

الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ۗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

ذلت[6] اور بدحالی مسلط کر دی گئی اور وہ اللہ کے غضب میں گھر گئے جس کی وجہ یہ تھی کہ وہ

كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ

اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے تھے اور انبیاء کو ناحق قتل کرنے

بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿٦١﴾ ع

لگے تھے اس کا سبب یہ تھا کہ وہ اللہ کی نافرمانی کرتے اور (حدود شریعت) سے آگے نکل جاتے تھے"○

1- مفسرین کے قریب یہ بیت المقدس ہے۔ مفسرین نے اس بستی کا نام ایلہ (یا ایلات) بتایا ہے بعض <مدین> کہتے ہیں۔

2- <حطۃ> کے معنی استغفار کے ہیں۔ ایک معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جن لوگوں پر تم فتح پاؤ انہیں معاف کر دینا اور قتل و غارت گری نہ کرنا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کو حکم یہ دیا گیا تھا کہ شہر کے دروازے میں جھک کر داخل ہونا اور زبان سے "حطۃ" کہنا (یعنی گناہوں کی بخشش مانگنا) لیکن وہ اپنی سرینوں کے بل گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے اور "حطۃ" کی بجائے "حبۃ فی شعرۃ" (دانہ بالی کے اندر) کہنے لگے۔

(بخاری)

3- چنانچہ سزا کے طور پہ اللہ تعالیٰ نے طاعون کی وبا نازل فرمائی۔ ایک روایت کے مطابق اسکے نتیجے میں ستر ہزار یہود مر گئے۔

4- جنگل میں اللہ تعالیٰ نے کھانے کو تو بنی اسرائیل کو من و سلویٰ عطا فرمایا اور پانی کا انتظام یہ فرمایا کہ حضرت موسیٰ کو کہا کہ اپنا عصا پتھر پہ ماریں جس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے۔ حضرت یعقوب کے بارہ ہی بیٹے تھے۔ ہر بیٹے کی اولاد کیلئے ایک علیحدہ چشمہ اللہ تعالیٰ نے مہیا فرمادیا۔ یہ چٹان اب بھی جزیرہ نمائے سینا میں موجود ہے جسے سیاح جا کر دیکھتے ہیں اور چشموں کے سوراخوں کے نشان با آسانی دیکھے جا سکتے ہیں۔

5- یہ بھی اس جنگل کا واقعہ ہے۔ من و سلویٰ وغیرہ کھاتے کھاتے جب بنی اسرائیل اکتا گئے تو حضرت موسیٰ سے ان چیزوں کا مطالبہ کیا۔ حضرت موسیٰ نے باز رکھنے کی کوشش کی مگر انہوں نے اپنے مطالبہ پر اصرار کیا حضرت موسیٰ نے مطالبہ تسلیم کرتے ہوئے کہا کہ اگر تم یہی کچھ چاہتے ہو تو فلاں شہر چلے جاؤ تمہیں وہاں یہ اشیاء میسر آ جائیں گی۔ حضرت موسیٰ کا مطلب یہ بھی تھا کہ جنگل کی آزادانہ فضا شہر کی مصروف اور آرام پرستانہ زندگی سے بہرحال بہتر ہے۔ عبادت اور جہاد کی استعداد کیلئے زیادہ موزوں ہے۔

6- یہودی قوم انتہائی مالدار ہونے کے باوجود کئی بار دوسری قوموں سے پٹ چکی ہے۔ اور افرادی قلت کی شدت سے شکار ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَىٰ وَالصَّابِئِينَ

جو لوگ (بظاہر) ایمان لائے ہیں اور جو یہودی[1] ہیں یا عیسائی یا صابی ہیں، ان میں سے جو بھی

مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ

(فی الحقیقت) اللہ پر اور آخرت پر ایمان لائے اور عمل بھی اچھے کرے تو ایسے ہی لوگوں کو اپنے رب کے

عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٢﴾ وَإِذْ أَخَذْنَا

ہاں سے اجر[2] ملے گا اور ان پر نہ تو کوئی خوف طاری ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے O اور جب ہم نے

مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَ

تم پر طور پہاڑ کو بلند کر کے پختہ عہد لیا تھا: "جو کتاب ہم نے تمہیں دی ہے اس پر مضبوطی سے عمل پیرا ہونا اور

اذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿٦٣﴾ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ

جو احکام[3] اس میں ہیں انہیں یاد رکھنا شاید تم متقی بن جاؤ" O پھر تم اس عہد سے پھر گئے

فَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَكُنْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٦٤﴾

اور اگر اللہ کا فضل اور رحمت تمہیں میسر نہ ہوتی تو تم خسارہ اٹھانے والے ہو جاتے O

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ

اور تم ان لوگوں کو جانتے ہو جنہوں نے سبت[4] کے بارے میں زیادتی کی لہٰذا ہم نے ان سے کہا کہ

كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ﴿٦٥﴾ فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهَا

دھتکارے ہوئے "بندر بن جاؤ" O پھر ہم نے اس واقعہ کو موجودہ اور بعد میں آنے والوں کے لئے

وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِلْمُتَّقِينَ ﴿٦٦﴾ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ

عبرت اور متقیوں کے لیے نصیحت بنا دیا O اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ: "اللہ

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً ۖ قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ۖ

تمہیں ایک گائے ذبح کرنے کا حکم[5] دیتا ہے" تو وہ کہنے لگے: "کیا ہم سے دل لگی کرتا ہے؟"

قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا

موسیٰ نے جواب دیا: "میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ جاہل بن جاؤں O وہ کہنے لگے: اپنے رب سے

رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ ۚ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا

درخواست کیجئے کہ وہ ہم پر واضح کرے کہ وہ کیا ہے؟ موسیٰ نے کہا کہ "وہ فرماتا ہے کہ وہ ایسی

فَارِضٌ وَلَا بِكْرٌ عَوَانٌ بَيْنَ ذَٰلِكَ ۖ فَافْعَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ ﴿٦٨﴾

جو نہ بوڑھی ہو نہ بچھڑی، بلکہ جوان ہو لہٰذا تمہیں جو حکم دیا جا رہا ہے اس پر عمل کرو O

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا لَوْنُهَا ۚ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ

وہ کہنے لگے: "اپنے رب سے درخواست کیجئے کہ وہ ہمارے لئے اس کے رنگ کی وضاحت کر دے موسیٰ

إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَوْنُهَا تَسُرُّ النَّاظِرِينَ ﴿٦٩﴾

نے کہا کہ: "اللہ فرماتا ہے کہ ایسے شوخ زرد رنگ کی ہو جو دیکھنے والوں کو خوش کر دے" O

1- یہود <یہوذا> سے مشتق ہے، جو کہ یعقوب کا ایک بیٹا تھا اور غالباً بعد میں حضرت موسیٰ کے پیروکاروں کو یہودی کہا جانے لگا۔ یہودی انکا مذہبی نام ہے اور موجودہ دور میں صیہونی (Zion) انکا سیاسی نام ہے۔ حضرت عیسیٰ بیت اللحم کی بستی <ناصرہ> میں پیدا ہوئے چنانچہ یہودی انہیں ناصرہ کا بدعتی فرقہ کہہ کر پکارتے۔ اسی طرح <نصاریٰ> کہا جانے لگا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کو <نصاریٰ> یعنی اللہ کے انصار کے نام سے یاد کر کے ان پر احسان فرمایا ہے جبکہ وہ خود کو < مسیحی> کہتے ہیں جو کہ شخصی نسبت ہے۔ صابی بے دین یا اپنا دین ترک کرنے والے کو کہتے ہیں یا آتش پرستوں یا ستارہ پرستوں کو کہتے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق یہ عیسائیوں کا ایک فرقہ تھا۔

2- اس آیت سے یہ مفہوم نکالنا انتہائی زیادتی ہے کہ آج بھی اگر یہودی یا عیسائی نیک اعمال کریں تو ان کیلئے اللہ کے ہاں اجر ہے ہاں اگر وہ رسالت محمدیہ پر ایمان لائیں اور اعمال صالحہ کریں تو ان کیلئے اللہ کے ہاں اجر ہے ___ موجودہ زمانہ میں رسالت محمدیہ اسلام کی بنیاد ہے۔

3- یہودیوں کی ہٹ دھرمی کی بنا پر طور پہاڑ کو انکے اوپر اسطرح سے لٹکا دیا گیا کہ محسوس ہو کہ اب گرا کہ گرا۔ پیچھے سمندر اور آگے سروں پر لٹکتا ہوا پہاڑ۔ اس حالت میں ان سے تورات پر عمل کرنے کا پختہ عہد لیا گیا۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھیں (الاعراف 171:7)

4- یہودیوں کیلئے ہفتہ کا دن متبرک قرار دیا گیا تھا۔ مگر وہ اسکی حرمت کا لحاظ نہ کرتے تفصیل کیلئے دیکھیں (الاعراف 164:7) بعض عقل پرست کہتے ہیں انہیں بندر نہیں بنایا گیا تھا بلکہ انکی عادات وخصائل بندروں جیسی ہو گئی تھیں۔ حالانکہ قرآن کا سیاق وسباق پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ وہ واقعی بندر ہی بنے تھے۔ ورنہ اس واقعہ میں عبرت کا سامان کیا تھا؟

5- بنی اسرائیل میں ایک مالدار شخص قتل ہو گیا۔ قاتل کا سراغ نہ ملتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو وحی کی کہ ایک گائے کو ذبح کر کے اسکے گوشت کا ایک ٹکڑا لاش پر ماریں تو وہ خود بول کر اپنے قاتل کا نام و پتہ بتلا دے گا۔ مگر بنی اسرائیل نے حیلے بہانے اور قیل وقال شروع کر دی۔

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۙ إِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ؕ

وہ کہنے لگے: "موسیٰ! ہمارے لئے اس کی مزید وضاحت کی درخواست کیجئے کیونکہ ایسی گائے ہم پر[1] مشتبہ ہو گئی

وَإِنَّآ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ إِنَّهٗ يَقُوْلُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا

ہے" اور اگر اللہ نے چاہا تو ہم ضرور اس کا پتہ لگالیں گے○ موسیٰ نے کہا کہ: وہ گائے ایسی ہو جو نہ زمین جوتتی

ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ۚ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا ؕ

ہو اور نہ کھیتی کو پانی پلاتی ہو، صحیح و سالم ہو اور اس میں کوئی داغ نہ ہو۔ وہ

قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ؕ فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَ

ع ۸

کہنے لگے: "اب تم نے ٹھیک بتلایا" چنانچہ انہوں نے گائے ذبح کی جبکہ معلوم ہو رہا تھا کہ وہ نہیں کریں گے○

إِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ؕ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ

اور جب تم نے ایک آدمی کو مار ڈالا پھر تم الزام ایک دوسرے کے سر تھوپ رہے تھے۔ اور جو تم چھپانا چاہتے تھے

تَكْتُمُوْنَ ﴿۷۲﴾ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ؕ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى

اللہ اسے ظاہر کرنے والا تھا○ سو ہم نے حکم دیا کہ اس کا ایک ٹکڑا لاش پر مارو اللہ اسی طرح مردوں کو زندہ کرتا

وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۳﴾ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْ

ہے اور[2] تمہیں اپنی نشانیاں دکھلاتا ہے تاکہ تم سمجھو○ پھر تمہارے دل سخت[3] ہو گئے

بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ

اتنے سخت[4] جیسے پتھر ہوں یا ان سے بھی سخت تر۔ کیونکہ پتھروں میں سے تو کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں

لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهٰرُ ؕ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ

کہ ان سے نہریں پھوٹ نکلتی ہیں۔ اور کچھ ایسے ہیں جو پھٹ جاتے ہیں تو ان سے پانی نکلنے

الْمَآءُ ؕ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ

لگتا ہے اور کچھ ایسے ہیں جو اللہ کے ڈر سے (لرز کر) گر پڑتے ہیں۔ اور جو کچھ تم کر رہے ہو

عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۴﴾ أَفَتَطْمَعُوْنَ أَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ

اللہ بے خبر نہیں○۔ کیا تم توقع رکھتے ہو کہ وہ تمہاری خاطر ایمان لائیں گے حالانکہ ان میں سے

فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْ بَعْدِ

ایک گروہ ایسا ہے جو اللہ کا کلام[5] سنتے ہیں۔ پھر اس کو سمجھنے کے بعد[6] عمداً

مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَإِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا

اس میں تحریف کرتے ہیں○ یہ جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان

اٰمَنَّا ۚ وَإِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا أَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا

لے آئے۔ اور جب علیحدہ ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کیا تم مسلمانوں کو وہ (راز کی) باتیں بتلاتے ہو جو اللہ

فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ أَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۶﴾

نے تم پر کھولی ہیں کہ وہ اپنے رب کے ہاں تمہارے خلاف پیش کر دیں؟ تمہیں کچھ بھی عقل نہیں○

1-قوم قیل و قال کرتی گئی تو پابندیاں بڑھتی ہی گئیں۔ ایک ہی گائے ایسی رہ گئی جو کہ تقریباً سنہری رنگ کی بے داغ تھی اور جوان تھی۔ ایسی ہی گائے پوجاپاٹ کیلئے استعمال کی جاتی تھی۔ اب ایک تو انہیں اپنی معبود کشی کی کوفت تھی اور دوسرے نادر الوجود گائے ہونے کی وجہ سے گائے کا حصول دشوار ہوا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

اگر بنی اسرائیل انشاء اللہ نہ کہتے تو انہیں قیامت تک ایسی گائے کا پتہ نہ چلتا۔ انبیاء سے قیل و قال پرلے درجے کی گستاخی ہے۔

2-یوم قیامت مردوں کا دوبارہ جی اٹھنا اور اسکا یقین رکھنا ایمان کے انتہائی اہم ستونوں میں سے ایک ستون ہے۔ یہ بات ہمیشہ ہی منکرین قیامت کیلئے حیرت کا باعث رہی ہے چنانچہ اللہ رب العزت نے مذکورہ مثال میں لاش کو زندہ کر کے یوم قیامت مردوں کو زندہ کرنے کا قطعی ثبوت فراہم کردیا ہے کہ اس طرح اللہ مردوں کو زندہ کیا کرتا ہے۔

3-اللہ تعالیٰ کے ان تمام احسانات کے باوجود جن کا ذکر کیا گیا ہے اور یہ تمام معجزات دیکھنے کے باوجود اور لاش کے اسطرح سے اپنے قاتل کا پتہ بتانے کے باوجود اے بنی اسرائیل تمہارے دل اتنے سخت ہو چکے ہیں کہ حق کی جانب مائل ہی نہیں ہوتے۔ دل کا سخت ہونا انتہائی نقصان دہ مرض ہے۔

اسی لئے اہل ایمان کو دل کی سختی سے بچنے کی نصیحت کی گئی ہے۔

فرمان الٰہی ہے۔

"اور انکی طرح نہ ہو جائیں جنہیں اسے سے پہلے کتاب دی گئی تھی لیکن لمبی مدت گزرنے کے بعد انکے دل سخت ہو گئے۔"

(الحدید 16:57)

4-حتیٰ کہ تم پتھروں سے بھی زیادہ سخت دل ہو کہ پتھروں سے تو چشمے بھی پھوٹ نکلتے ہیں۔ اللہ کے خوف سے کئی پتھر ٹوٹ کر گرتے ہیں۔

5-اے مسلمانوں کیا آپ کو امید ہے کہ یہ بدبخت اور شقی القلب ایمان لے آئیں گے حالانکہ ان میں سے ایک گروہ تو سمجھتے بوجھتے اللہ کے کلام میں تحریف کرتا رہا ہے۔

6-اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی آخر الزمان ﷺ کی پہچان کیلئے تورات میں خاصا مواد موجود تھا جسے یہ لوگ نبی آخر الزمان ﷺ کے مدینہ آنے سے قبل مشہور کر چکے تھے۔ کچھ لوگ مدینہ تشریف لانے کے بعد بھی بیان کر دیتے تھے اور ان سے کہہ دیتے کہ ہم بھی اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور جب اپنے ساتھیوں سے علیحدگی میں ملتے تو کہتے کہ تم مسلمانوں کو تورات کی ایسی باتیں کیوں بتاتے ہو جو تمہارے اپنے خلاف ہیں۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ کے حضور مسلمان تم پر حجت قائم کریں؟

اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَ

کیا وہ نہیں جانتے[1] کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے جسے وہ چھپاتے ہیں اور جسے وہ ظاہر کرتے ہیں؟○اور

مِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا

ان میں ایک گروہ ان پڑھ لوگوں کا ہے جو کتاب کا علم نہیں رکھتے مگر صرف جھوٹی آرزوئیں ہیں اور صرف ظن

يَظُنُّوْنَ ﴿۷۸﴾ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ۗ ثُمَّ

کی بات کرتے ہیں○ ایسے لوگوں کے لئے ہلاکت ہے جو کتاب اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں پھر

يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ فَوَيْلٌ

کہتے یہ ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے (نازل شدہ) ہے تاکہ اس سے تھوڑے سے دام لے سکیں۔ ان کے ہاتھوں کی

لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَقَالُوْا

لکھائی کی وجہ[2] سے ان کے لئے ہلاکت ہے اور افسوس ہے جو کمائی کر[3] رہے ہیں○ وہ یہ بھی کہتے ہیں

لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ۭ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ

کہ چند ایام کے سوا انہیں آگ[4] ہر گز نہ چھوئے گی۔ آپ پوچھئے کہ "کیا تم نے اللہ سے کوئی ایسا

اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا

عہد[5] لے رکھا ہے جس کی وہ خلاف ورزی نہ کرے گا؟" تم اللہ پر ایسی باتیں جڑ دیتے ہو جن کا تمہیں

لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۰﴾ بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓــــَٔـتُهٗ

علم ہی نہیں؟○بات یہ ہے کہ جس نے بھی برے کام کئے، پھر اس کے گناہوں نے اس کا گھیرا کر لیا

فَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَالَّذِيْنَ

تو ایسے ہی لوگ اہل جہنم ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے○ اور جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ

ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو یہی لوگ جنت کے مستحق ہیں جس

فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِىْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ

میں وہ ہمیشہ رہیں گے○اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد[6] لیا تھا کہ

لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۣ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي

تم لوگ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو گے اور والدین سے، رشتہ داروں،

الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ

یتیموں اور مسکینوں سے اچھا برتاؤ کرو گے، لوگوں سے بھلی باتیں

حُسْـنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ ثُمَّ

کہو گے، نماز کو قائم کرو گے اور زکوٰۃ دیتے رہو گے۔ پھر ماسوائے چند آدمیوں کے باقی عہد سے

تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۸۳﴾

پھر گئے اور (اب تک تم اس عہد سے) اعراض کر رہے ہو○

1-کیاانہیں علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ تو یہ سب باتیں خود بھی جانتا ہے اور وہ انکے دلوں کے بھید بھی جانتا ہے۔ جو چاہے خود بھی مسلمانوں کو بتا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی پوری معرفت ہے۔

2-یہ تو انکے علماء کی باتیں ہیں۔ اب ان کے عام طبقہ کی بات سن لیں۔ انکی بنیاد تمنائیں اور آرزوئیں ہیں۔ انہوں نے سمجھ رکھا ہے کہ ہم تو اللہ کے چہیتے ہیں اور لاڈلے ہیں۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھیں (المائدہ 17:5)

اس طرح کے وہم اور گمان تقریباً تمام اہل ادایان نے ایجاد کئے ہیں۔ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کو سولی پر چڑھا کے امت کے کفارہ کا عقیدہ ایجاد کیا۔

امت محمدیہ ان کاموں میں بھی یہود ونصاریٰ سے پیچھے نہیں رہی چنانچہ انہوں نے بہشتی دروازوں اور پیروں کی شفاعت جیسے عقیدے ایجاد کر لئے کہ پیر یوم قیامت انہیں عذاب سے چھڑا لیں گے۔ یہ سب عقیدے امت میں دین کی بنیادیں کاٹ کر بے عملی کی راہ کھولتے ہیں۔

3-مسئلے یا فتوے تو اپنی خواہشات نفس سے گھڑ لیتے ہیں اور اس پر اللہ کا نام جڑ دیتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ ان کیلئے "ویل" ہے۔ یعنی ہلاکت ہے۔ "ویل" جہنم کی ایک وادی بھی ہے جس میں گر کر اسکی تہہ تک پہنچنے کیلئے ایک کافر کو چالیس سال لگیں گے۔

(ترمذی)

4-یہودی اس زعم میں مبتلا تھے کہ وہ اللہ کے لاڈلے اور چہیتے ہیں لہٰذا انہیں جہنم میں نہیں ڈالا جائے گا۔ اگر ڈالا بھی گیا تو گنتی کے چند دنوں کیلئے۔ وہ کہتے تھے کہ دنیا کی کل عمر سات ہزار سال ہے اور ہم ہزار سال کے مقابلے میں ایک یوم جہنم میں رہیں گے۔ کچھ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے بچھڑے کی عبادت چالیس ایام کیلئے کی ہے تو ہمیں چالیس ایام کیلئے جہنم میں ڈالا جائے گا۔

5-اللہ تعالیٰ نے انکا جواب کئی طرح سے دیا ہے۔ جیسے یہاں فرمایا کہ تمہارا اللہ کے ساتھ کوئی معاہدہ ہے؟ اگر ایسا ہو تو دکھاؤ تو سہی۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (الجمعہ 6:62)

6-بظاہر تو یہ یہود مدینہ سے خطاب ہے۔ مگر یہ تعلیمات سب کیلئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے ساتھ ہی والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی ہے۔ اس سے والدین کے ساتھ حسن سلوک کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے کہ

﴿وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيراً﴾

"اور کہئے کہ اے میرے رب میرے والدین پر رحم فرما کہ وہ بچپن میں مجھے پالتے رہے"۔

(بنی اسرائیل 24:17)

یہ قرآن کی ان چند دعاؤں میں سے ایک دعا ہے جس کے مانگنے کا اللہ تعالیٰ نے صیغہ امر کے ساتھ حکم دیا ہے۔ اور "رب" ہی کا مادہ "ربیانی" میں والدین کی تربیت کیلئے استعمال کیا ہے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ

اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تم سے پختہ عہد لیا تھا کہ: تم آپس میں خونریزی نہ کرو گے اور نہ اپنے بھائی

اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۸۴﴾

بندوں کو ان کے گھروں سے جلاوطن کرو گے تم نے اقرار کیا تھا اور اس چیز کی تم خود گواہی بھی دیتے ہو○

ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ

پھر تم ہی وہ لوگ ہو جو اپنوں کو قتل کرتے ہو اور اپنے ہی لوگوں میں سے کچھ کو ان کے گھروں سے جلاوطن

مِّنْ دِيَارِهِمْ ۡ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ؕ وَاِنْ

کر دیتے ہو۔[1] پھر از راہ ظلم و زیادتی ان کے خلاف چڑھ چڑھ کر آتے ہو۔ اور اگر وہ لوگ

يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ؕ

قیدی بن کر آئیں تو فدیہ ادا کر کے انہیں چھڑا لیتے ہو حالانکہ ان کا نکالنا تم پر حرام تھا۔

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ

کیا تم کتاب کے بعض احکام مانتے ہو اور بعض کا انکار کر دیتے ہو؟ بھلا جو لوگ ایسے کام کریں ان

مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ

کی سزا اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ دنیا میں ذلیل و خوار ہوں اور قیامت کے دن وہ

الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا

سخت عذاب[2] کی طرف دھکیل دیئے جائیں؟ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے

تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۡ

بے خبر نہیں○ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی کو خریدا

فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۸۶﴾ ع وَ

لٰہذا ان سے نہ تو عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ ہی انہیں کوئی مدد[3] مل سکے گی○ اور

لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ۡ

بلاشبہ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی پھر اس کے بعد پے در[4] پے رسول بھیجے۔

وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ

اور عیسیٰ ابن مریم کو واضح معجزے عطا کیے اور روح القدس[5] سے ان کی تائید کی۔

اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ ۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ

پھر جب کوئی رسول کوئی ایسی چیز لایا جو تمہاری خواہش کے خلاف تھی تو تم اکڑ بیٹھے۔

فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ۡ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ﴿۸۷﴾ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ

رسولوں کے ایک گروہ کو تم نے جھٹلایا اور ایک کو قتل کر ڈالا○ اور کہتے ہیں کہ ان کے دل غلافوں میں ہیں

بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾

بلکہ اللہ نے ان کے کفر کی وجہ سے ان پر مہر کر دی ہے[6] لٰہذا تھوڑے ہی ایمان لاتے ہیں○

1-یہودیوں کے تین قبائل مدینہ میں آباد تھے۔ بنو نضیر' بنو قینقاع' اور بنو قریظہ۔ مشرکین مدینہ کے دو قبیلے اوس اور خزرج تھے۔ اوس اور خزرج کی آپس میں لڑائی رہتی۔ یہود تعداد میں کم ہونے کے باوجود سیاسی طور پر مضبوط تھے کیونکہ وہ جنگوں میں اپنے حلیف قبیلوں کے ساتھ لڑتے۔ بنو قریظہ اوس کے حلیف اور بنو قینقاع اور بنو نضیر خزرج کے حلیف تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہود سے عہد لیا تھا کہ

(ا) ایک دوسرے کا خون نہ کریں گے۔

(ب) ایک دوسرے کو جلاوطن نہ کریں گے۔

(ج) ظلم اور زیادتی پر مدد نہ کریں گے۔

(د) فدیہ دے کر قیدیوں کو چھڑا لیں گے۔

اب یہ یہودی بھی اوس اور خزرج کی جنگ میں لڑتے اور اپنے ساتھیوں کے گلے کاٹتے۔ جنگ میں ایک دوسرے کے قیدی بھی بنائے جاتے۔ تب اپنے اپنے قبیلہ کے قیدیوں کو فدیہ دے کر چھڑا لیتے اور کہتے کہ اپنے دوستوں کو ذلیل و رسوا تو نہیں کر سکتے تو اللہ تعالیٰ نے ان کا مواخذہ کیا کہ کتاب کے بعض حصے جو تمہیں پسند ہوں کو مانتے ہو اور بعض حصے کا انکار کر دیتے ہو۔؟

2-چنانچہ ایسے لوگوں کو جو عبرت ناک سزا سنائی گئی ہے وہ یہود کے ضمن میں پوری ہوئی۔ بنو قریظہ سن 5 ہجری میں جنگ خندق کے بعد قتل کئے گئے اور ان کے بچے اور عورتیں غلام اور لونڈیاں بنائے گئے۔ بنو نضیر 4 ہجری میں جلاوطن ہوئے اور ان پر جزیہ لگایا گیا۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھیں (الحشر 3:59)

3-اس آیت سے ان لوگوں کا مذہب غلط ثابت ہوتا ہے جو کہتے ہیں آخر میں جہنم کا عذاب ماند پڑ جائے گا اور جہنمی تکلیف محسوس نہ کریں گے۔

4-حضرت موسیٰ کے بعد ہم نے لگاتار رسول بھیجے اور یہ سلسلہ حضرت عیسیٰ پر ختم ہو گیا۔ ان میں سے جن انبیاء کے نام قرآن میں وارد ہوئے وہ یہ ہیں۔ ہارون ' ذوالکفل ' الیاس ' الیسع ' داؤد ' سلیمان ' لقمان (اختلافی)' عزیر ' یونس ' زکریا ' یحیٰ اور عیسیٰ۔

5-عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتے۔ کوڑھی اور اندھے کو فقط ہاتھ لگا کر تندرست کر دیتے۔ ان کاموں میں روح القدس یعنی جبرئیل امین کی تائید آپ کے شامل حال رہتی۔

6-یہود کہتے تھے کہ ہمارے دل غلافوں میں لپٹے ہوئے ہیں یعنی کوئی نئی چیز داخل نہیں ہو سکتی۔ اللہ فرماتے ہیں بلکہ ان پر کفر کی پھٹکار ہے۔ یہ تھوڑی باتوں پر ایمان لاتے ہیں جبکہ اکثر کا انکار کر دیتے ہیں۔

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ

اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے کتاب آگئی جو اس کتاب کی تصدیق کرتی ہے جو ان کے پاس ہے

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا

اور اس سے قبل وہ کفار کے مقابلہ میں فتح و نصرت[1] کی دعائیں مانگا کرتے تھے، تو جب

جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۡ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾

ان کے پاس وہ چیز آگئی، جسے انہوں نے پہچان لیا تو اس کا انکار کر دیا۔ سو ایسے کافروں پر اللہ کی لعنت ہےO

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا

کیسا برا ہے جو انہوں نے اپنے آپ کو بیچا اس ضد اور حسد کی بنا پر اللہ کی نازل کردہ ہدایت کا انکار کرتے ہیں

اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ

کہ اللہ نے اپنے فضل (وحی) سے اپنے جس بندے[2] کو خود چاہا، اس پر نازل کر دیا۔

فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ

لہٰذا اب یہ اللہ کے غضب در[3] غضب کے مستحق ہو گئے ہیں۔ اور (ایسے) کافروں کو ذلت کا

مُّهِيْنٌ ﴿۹۰﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا

عذاب ہو گاOاور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو کتاب اتاری ہے اس پر ایمان لاؤ تو کہتے ہیں

نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ ۤ وَهُوَ

"ہم اسی پر ایمان لاتے ہیں جو ہم پر نازل ہوئی اور جو کچھ اس کے علاوہ ہو اسے نہیں مانتے"[4] حالانکہ وہ

الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ۭ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ

برحق ہے جو اس کتاب کی تصدیق کرتا ہے جو ان کے پاس ہے۔[5] آپ پوچھئے کہ اگر تم ایمان لانے

اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ

والے ہو تو اس سے قبل اللہ کے نبیوں کو کیوں قتل کرتے رہے ہو؟O تمہارے پاس موسیٰ

مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ

کیسے واضح معجزے لے کر آئے تھے پھر تم نے ان کی عدم موجودگی میں بچھڑے کو معبود بنایا اور تم ہو ہی ظالم

ظٰلِمُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ

لوگOاور جب ہم نے طور کو تمہارے اوپر اٹھا کر تم سے[6] اقرار لیا کہ جو (کتاب) ہم نے

الطُّوْرَ ۭ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ۭ قَالُوْا سَمِعْنَا

تمہیں دی ہے اس پر مضبوطی سے عمل پیرا ہونا اور غور سے سننا۔ تو (تمہارے اسلاف) کہنے لگے کہ ہم نے سن لیا

وَعَصَيْنَا ۤ وَاُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ۭ

اور (دل میں کہا) ہم مانیں گے نہیں۔ ان کے کفر کی وجہ سے بچھڑا ان کے دلوں میں رچ بس گیا۔

قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۳﴾

آپ ان سے کہئے اگر تم مومن ہو تو تمہارا یہ ایمان تمہیں[7] بری باتوں کا حکم دیتا ہےO

1-یہود جب کفار مدینہ سے پٹ جاتے (جنگ وغیرہ میں) تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے کہ نبی آخر الزمان کو جلد بھیج کہ ہم ان کے ساتھ مل کر کفار پر فتح حاصل کریں۔ اور جب وہ نبی آ گئے اور انہوں نے تورات میں مذکورہ نشانیوں کی مدد سے انہیں اچھی طرح پہچان بھی لیا تو اس کا انکار کر دیا جبکہ وہ لوگ جنہیں یہود اجڈ اور ان پڑھ کہتے تھے انہیں سے سنی ہوئی باتوں کی بنا پہ ایمان لانے میں سبقت لے گئے۔

2-ان کے عناد کی اصل وجہ یہ تھی کہ وہ نبی جس کی یہ آس لگائے ہوئے تھے ان میں کیوں پیدا نہ ہوا؟ وہ قوم جو انکے بقول اجڈ اور جاہل تھی اس میں کیوں پیدا ہوا۔ اب یہ اللہ کی حکمت اور اسکا فضل ہے کہ جہاں چاہے اپنے رسول پیدا کرے۔ اپنے کاموں کی حکمت اور قدرت اسے پوری طرح حاصل ہے۔

3-یہود کے جرائم کی فہرست بہت طویل ہے جس میں سرفہرست نبی کی موجودگی میں بچھڑے کی عبادت' انبیاء کا قتل اور پہچانتے ہوئے نبی ﷺ کا انکار کرنا ہے۔ ضمناً اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہر عذاب ذلیل کرنے کیلئے نہیں ہوتا۔ مسلمانوں کو جو عذاب ہو گا وہ پاک کرنے کیلئے ہو گا۔

4-یعنی تورات پر تو ایمان لاتے ہیں مگر قرآن اور انجیل پر ایمان نہیں لاتے۔ اچھا اگر یہی بات ہو تو تورات میں کہاں لکھا ہے کہ نبیوں کو قتل کر دینا۔ حقیقت تو یہی ہے کہ تم نہ تورات پر ایمان لائے ہوئے ہو نہ انجیل پر اور نہ قرآن پر بس تم خواہشات کے غلام ہو۔

5-نہ صرف یہ بلکہ حضرت موسیٰ جو کہ واضح معجزے لائے تھے اور جن پر ایمان کا تم دعویٰ کرتے ہو جیسے ہی وہ تمہاری نظروں سے اوجھل ہوئے تم نے بچھڑے کی عبادت کرنا شروع کر دی۔

6-اس وقت بھی جب تم (تمہارے اسلاف) سے کوہ طور کی لٹکتی ہوئی تلوار کے نیچے عہد لیا جا رہا تھا کہ جو کچھ ہم تمہیں دیں اسے مضبوطی سے تھامو جسکا بنیادی ستون یہ تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا تو تم نے کہا تھا کہ ہم نے سن لیا ہے مگر دل ہی دل میں کہہ رہے تھے کہ ہم ماننے والے کہاں ہیں؟

7-ایمان کا تقاضا تو یہ ہوتا ہے کہ انسان مشرکانہ اعمال و افعال کو چھوڑ دے مگر تمہارا یہ ایمان کس قسم کا ہے جو شرک' نافرمانی' بدعہدی کی تعلیم دیتا ہے۔ دراصل تمہارے دل میں بچھڑے کی محبت رچ بس چکی ہے اور تمہارے رگ و پے میں سرایت کر چکی ہے۔ یہ تو کفر صریح ہے' ایمان کہاں؟

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ

آپ (ان یہود سے) کہئے کہ اگر اللہ کے ہاں آخرت کا گھر دوسرے تمام لوگوں کو چھوڑ کر صرف تمہارے ہی لئے

دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٩٤﴾ وَ

مخصوص ہے اور اگر تم اپنے اس دعویٰ میں[1] سچے ہو تو پھر مرنے کی تمنا تو کرو○ لیکن یہ

لَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ

لوگ ایسی تمنا کبھی نہیں کریں گے وجہ یہ[2] ہے کہ انہوں نے گناہوں کے کام آگے بھیجے ہیں اور اللہ ظالموں کو

بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿٩٥﴾ وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚ وَ

خوب جانتا ہے○ اور آپ انہیں زندہ رہنے کے لئے سب لوگوں سے زیادہ حریص پائیں گے، اور ان

مِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَ

سے بھی زیادہ حریص مشرک ہیں۔ ان میں سے ہر شخص چاہتا ہے کہ اسے ہزار سال عمر ملے۔اور

مَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا

اگر اسے اتنی عمر مل بھی جائے تو وہ اسے عذاب سے بچا نہ سکے گی۔ اور اللہ خوب دیکھنے والا ہے جو وہ کر رہے

يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٦﴾ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ

ہیں○ آپ (ان یہود سے) کہہ دیجئے کہ جو جبرئیل کا دشمن[3] ہے (اسے معلوم ہونا چاہئے) کہ جبرئیل ہی نے تو اس

عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى

قرآن کو اللہ کے حکم سے آپ[4] کے دل پر اتارا ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور مومنوں

وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٩٧﴾ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَ

کے لئے ہدایت اور خوشخبری ہے○ جو شخص اللہ کا، اس کے فرشتوں کا، اس کے رسولوں کا،

رُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿٩٨﴾

جبرئیل کا اور میکائیل کا دشمن[5] ہو تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ خود (ایسے) کافروں کا دشمن ہے○

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا

ہم نے آپ کی طرف نہایت واضح آیات نازل کی ہیں، جن کا فاسقوں کے سوا کوئی بھی انکار نہیں کرتا○ کیا

الْفٰسِقُوْنَ ﴿٩٩﴾ اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ؕ

(ہمیشہ ایسا ہی نہیں ہوا کہ) جب بھی ان یہود نے کوئی عہد کیا تو انہی کے ایک گروہ نے اسے پس پشت ڈال دیا

بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٠٠﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ

بلکہ ان میں سے اکثر (اس پر) ایمان ہی نہیں لاتے○ اور جب بھی ان کے پاس اللہ کی طرف سے کوئی ایسا

اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

رسول آیا جو ان کے پاس موجود کتاب کی تصدیق بھی کرتا تھا تو انہی اہل کتاب کے ایک گروہ نے اللہ کی

الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٠١﴾

کتاب کو یوں اپنے پس پشت ڈال دیا جیسے وہ (اسے) جانتے ہی نہیں○

1- جن لوگوں کو اللہ سے محبت ہوتی ہے۔ آخرت سے لگاؤ ہوتا ہے وہ دنیا پر اس قدر ریجھے ہوئے نہیں ہوتے اور نہ ہی موت سے بہت زیادہ ڈرتے ہیں۔ یہودیوں کا حال اس کے بالکل برعکس تھا۔ اس دلیل سے اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے اس دعویٰ کا رد کردیا ہے کہ دار آخرت انہی کیلئے مخصوص ہے۔

2- بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اس آیت میں آپ ﷺ سے فرمایا گیا ہے کہ آپ یہودیوں کو دعوت مباہلہ دے دیں۔ یعنی مسلمان اور یہودی دونوں مل کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ ہم میں سے جو بھی جھوٹا ہو اسے موت سے ہمکنار کردے۔ مباہلہ کے متعلق مزید معلومات کیلئے دیکھیں (آل عمران 3:61)

اللہ فرماتے ہیں کہ یہ موت کی تمنا بھی نہ کریں گے۔ یہ تو زندگی کے مشرکوں سے بھی زیادہ حریص ہیں۔

یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ موت کی تمنا کرنے سے تو آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے پھر یہود کو کیوں کہا گیا ہے کہ اگر سچے ہو تو موت کی تمنا کرو۔ جواب یہ ہے کہ یہ حکم بغرض الزام ہے نہ بغرض تعمیل۔

ایک روایت میں ہے کہ اگر یہودی اس وقت موت کی تمنا کرتے تو اسی وقت مرجاتے۔

3- یہود یہ سمجھتے تھے کہ جبرائیل ہمارا دشمن ہے وہ کہتے تھے کہ یہی وہ فرشتہ ہے جو کئی بار ہم پر عذاب لایا ہے اور ہمارے دشمنوں کو ہم پر غالب کردیا ہے۔

عبداللہ بن سلام نے جب مدینہ میں آپ کے تشریف لانے کی خبر سنی تو وہ اس وقت باغ میں پھل چن رہے تھے۔ اسی وقت آپ کے پاس آئے اور کہا کہ میں آپ سے تین باتیں پوچھتا ہوں جنہیں نبی کے سوا کوئی نہیں بتلا سکتا۔ بتلایئے قیامت کی پہلی نشانی کیا ہے؟ جنتی لوگ جنت میں جا کر سب سے پہلے کیا کھائیں گے؟ بچہ اپنے ماں یا باپ سے صورت میں کیوں ملتا جلتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابھی ابھی جبرائیل نے یہ باتیں مجھے بتلائی ہیں۔ عبداللہ بن سلام نے کہا کہ "جبریل" نے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ ابن سلام نے کہا کہ سارے فرشتوں میں سے وہی تو یہود کا دشمن ہے اس وقت آپ نے یہ آیت پڑھی۔

(بخاری)

4- جبرائیل علیہ السلام نے ہی تو اللہ کے حکم سے یہ قرآن نازل فرمایا ہے جو تمہاری کتاب کی بھی تصدیق کرتا ہے پھر جبرئیل دشمنی کے کیا معنی ہوئے؟

5- اللہ تعالیٰ نے جبرائیل، میکائیل اور فرشتوں کی دشمنی کو اپنے سے دشمنی سے تعبیر لیا ہے۔ ایسے کافروں کا تو خود اللہ دشمن ہے۔ "جبر" اور "میک" سریانی لفظ ہیں انکے معنی "بندہ" ہے اور "ایل" اللہ یعنی اللہ کے بندے۔

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا

اور ان جنتروں منتروں کے پیچھے لگ گئے جو حضرت سلیمان کے دور حکومت میں شیاطین پڑھا کرتے تھے۔[1]

كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ

حضرت سلیمان نے ایسا کفر کبھی نہیں بلکہ کفر تو وہ شیطان کرتے تھے جو لوگوں کو جادو

السِّحْرَ ۗ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ؕ

سکھلاتے تھے۔ نیز (یہ یہود اس کے بھی پیچھے لگ گئے) جو بابل میں ہاروت وماروت دو فرشتوں پر اتاری گئی تھی۔

وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا

یہ فرشتے کسی کو کچھ نہ سکھلاتے جب تک یہ نہ کہہ لیتے[2] کہ ہم تو تمہارے لئے آزمائش ہیں سو تو کافر نہ

تَكْفُرْ ؕ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ

بن۔ پھر بھی یہ لوگ ان سے ایسی باتیں سیکھتے جن سے وہ مرد اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈال

زَوْجِهٖ ؕ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ

سکیں۔[3] حالانکہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر کسی کو بھی نقصان نہ[4] پہنچا سکتے تھے۔

وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ؕ وَلَقَدْ عَلِمُوْا

اور باتیں بھی ایسی سیکھتے جو انہیں دکھ ہی دیں، فائدہ نہ دیں۔ اور وہ یہ بات بھی خوب جانتے تھے کہ

لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۟ؕ وَلَبِئْسَ

جو ایسی باتوں کا خریدار بنا اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ کتنی بری چیز تھی

مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ

جسے انہوں نے اپنی جانوں کے عوض خریدا۔ کاش وہ اس بات کو جانتے ہوتے○ اور اگر یہ لوگ

اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ؕ لَوْ كَانُوْا

ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو اللہ کے ہاں انہیں جو ثواب ملتا وہ بہت بہتر تھا۔ کاش وہ جانتے

يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ

ہوتے○ اے ایمان والو راعنا نہ[5] کہا کرو بلکہ

قُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾

انظرنا کہہ لیا کرو اور (بات کو پہلے ہی) توجہ سے سنا کرو۔ اور کافروں کے لئے المناک عذاب ہے○

مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ

جو لوگ کافر ہیں خواہ وہ اہل کتاب سے ہوں یا مشرکین سے، ان میں سے کوئی بھی یہ نہیں چاہتا

اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ

کہ تم پر تمہارے رب کی طرف کوئی بھلائی نازل ہو۔ اور اللہ تو جسے چاہتا ہے اپنی

بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۰۵﴾

رحمت سے خاص کر لیتا ہے اور وہ بڑا ہی فضل کرنے والا ہے○

12 ع 12

1-حضرت سلیمان کے زمانے میں سحر سیکھنے کا بہت چرچا تھا۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے حضرت سلیمان کو ایسے معجزے عطا فرمائے جو کہ ساحروں کی بساط سے باہر تھے۔ آپ کو ہوا پہ قدرت بخشی کہ وہ آپکے تخت کو جہاں آپ چاہتے لے جاتی اور سرکش جنوں پر آپ کو کنٹرول عطا فرمایا جو کہ آپ کیلئے ثقیل کام کیا کرتے۔ آپ پرندوں کی بولی سمجھتے اور وہ آپکی بولی سمجھتے۔ حضرت سلیمان نے جب جادوگروں کا دور دورا دیکھا تو انکی تمام کتابیں چھین کر داخل دفتر کردیں۔ چنانچہ جب حضرت سلیمان فوت ہوئے تو شیطان یہودیوں نے الزام لگایا کہ حضرت سلیمان کی سلطنت کی طاقت کی بنا وہی سحر کا علم تھا اور دلیل یہ پیش کی کہ انکے دفتر میں ہی سحر کی ساری کتابیں پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان کے اس دعویٰ کا رد کیا ہے۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ سحر کفر ہے۔

2-اس کے علاوہ یہود کی ایک اور طرح سے آزمائش کی کہ بابل شہر (جہاں آج کل کوفہ ہے) میں دو فرشتوں ہاروت وماروت کو بھیج دیا جو لوگوں کو سحر سکھلاتے تھے۔ مگر یہ واضح کردیتے کہ ہم آزمائش کیلئے بھیجے گئے ہیں لہٰذا سحر سیکھ کر کفر کا ارتکاب نہ کرو۔ چنانچہ ٹونہ ٹونکا سیکھنے والوں کے انکے ہاں ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگ گئے۔

3-ان سحر سیکھنے والوں میں اکثریت ان کی ہوتی جو کہ میاں بیوی میں جدائی ڈالنا چاہتے تھے۔

سحر کے ذریعے کوئی اچھا کام نہیں ہوتا بلکہ خرابی اور فساد ہی پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

﴿ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتٰى ﴾

"ساحر سے کہیں بھی بھلائی کا کام نہیں ہوتا۔"

(طٰہٰ 69:20)

4-یہ ضروری نہیں ہے کہ سحر کا اثر ہو۔ اللہ کی مشیت ہوگی تو اثر ہوگا ورنہ نہیں۔

5-<راعنا> کے معنی ہیں ہمارا لحاظ کیجئے یا رعایت کیجئے یعنی بات کو دہرا دیں۔ یہود جب کبھی آپ کی مجلس میں ہوتے تو اپنی خباثت کی بناء پر زبان کو مڑور کر <راعینا> کہتے۔ جس کے معنی ہیں "ہمارے چرواہے" یا <راعنا> یعنی احمق۔ تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہود کی شرارت سے مطلع کرتے ہوئے یہ لفظ استعمال کرنے ہی سے منع کردیا اور فرمایا کہ <انظرنا> کہہ لیا کرو۔ جس کا مطلب یہی ہے کہ ہماری طرف توجہ فرمائیں۔ لہٰذا ایسے الفاظ جن میں اہانت اور تنقیص کا پہلو نکلتا ہو استعمال نہ کرنے چاہئیں۔

مَا نَنۡسَخۡ مِنۡ اٰيَةٍ اَوۡ نُنۡسِهَا نَاۡتِ بِخَيۡرٍ مِّنۡهَاۤ اَوۡ مِثۡلِهَا ؕ اَلَمۡ

ہم جب بھی کسی آیت کو منسوخ کرتے یا اسے بھلا دیتے تو اس جیسی یا اس سے بہتر آیت لاتے (بھی) ہیں[1]۔ کیا

تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۱۰۶﴾ اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ

آپ جانتے نہیں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہےO کیا آپ یہ نہیں جانتے کہ آسمانوں اور زمین

مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وَمَا لَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ

کی فرمانروائی اللہ ہی کے لئے ہے؟ نیز یہ کہ اللہ کے سوا تمہارا کوئی

وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ ﴿۱۰۷﴾ اَمۡ تُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ تَسۡـَٔلُوۡا رَسُوۡلَكُمۡ كَمَا

خبر گیری کرنے والا اور مددگار نہیں ہے؟O یا تم لوگ یہ چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے ایسے سوال کرو جیسے

سُئِلَ مُوۡسٰى مِنۡ قَبۡلُ ؕ وَمَنۡ يَّتَبَدَّلِ الۡكُفۡرَ بِالۡاِيۡمَانِ

اس سے قبل موسیٰ[2] سے کئے جا چکے ہیں۔ اور جس نے ایمان کو کفر کی روش سے بدل دیا

فَقَدۡ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيۡلِ ﴿۱۰۸﴾ وَدَّ كَثِيۡرٌ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ

اس نے صراط مستقیم کو گم کر دیاO اہل کتاب میں سے اکثر لوگ یہ چاہتے[3] ہیں

لَوۡ يَرُدُّوۡنَكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ اِيۡمَانِكُمۡ كُفَّارًا ۚۖ حَسَدًا مِّنۡ عِنۡدِ

کہ تمہارے ایمان لانے کے بعد پھر سے تمہیں کافر بنا دیں جس کی وجہ ان کا وہ حسد ہے جو ان کے سینوں

اَنۡفُسِهِمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الۡحَـقُّ ۚ فَاعۡفُوۡا

میں ہے اس کے بعد کہ ان پر حق بات واضح ہو چکی ہے (اے مسلمانو!) انہیں معاف کرو

وَاصۡفَحُوۡا حَتّٰى يَاۡتِىَ اللّٰهُ بِاَمۡرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ

اور ان سے درگزر کرو حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ خود ہی اپنا حکم بھیج[4] دے۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر

قَدِيۡرٌ ﴿۱۰۹﴾ وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ ؕ وَمَا تُقَدِّمُوۡا

قادر ہےOاور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے لئے جو بھی نیکی کے کام تم

لِاَنۡفُسِكُمۡ مِّنۡ خَيۡرٍ تَجِدُوۡهُ عِنۡدَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ

آگے بھیجو گے انہیں اللہ کے ہاں پا لو گے۔ اور جو کام تم کرتے ہو بلاشبہ اللہ وہ سب کچھ

بَصِيۡرٌ ﴿۱۱۰﴾ وَقَالُوۡا لَنۡ يَّدۡخُلَ الۡجَـنَّةَ اِلَّا مَنۡ كَانَ هُوۡدًا

دیکھ رہا ہےOوہ (اہل کتاب) کہتے ہیں کہ[5] جنت میں صرف وہی شخص داخل ہوگا جو یہودی ہو

اَوۡ نَصٰرٰى ؕ تِلۡكَ اَمَانِيُّهُمۡ ؕ قُلۡ هَاتُوۡا بُرۡهَانَكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ

یا عیسائی ہو۔ یہ ان کی جھوٹی تمنائیں ہیں۔ آپ ان سے کہئے : کہ اگر اس دعویٰ میں سچے ہو تو اس کے لئے کوئی

صٰدِقِيۡنَ ﴿۱۱۱﴾ بَلٰى مَنۡ اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحۡسِنٌ فَلَهٗۤ

دلیل پیش کروO بات دراصل یہ ہے کہ جو اپنے آپ کو اللہ کا فرماں بردار بنا دے اور وہ نیکو کار بھی ہو تو اس کا

اَجۡرُهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ﴿۱۱۲﴾

اجر اس کے رب کے ہاں ضرور ملے گا اور انہیں کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گےO

1-یہود کہتے تھے کہ تورات منسوخ نہیں ہو سکتی لہٰذا ہم انجیل اور قرآن پر ایمان نہیں لاتے۔ نیز یہ اعتراض کرتے کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ ایک حکم دیتے ہیں اور پھر منسوخ کر دیتے ہیں۔ تو یہ اللہ کے شایان شان نہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ جواب دیتے ہیں کہ اللہ مالک الملک صاحب اختیار ذات ہیں تو ہم موقع محل کی مناسبت سے نئے احکامات بھی دے سکتے ہیں۔ امت مسلمہ میں بھی تجدید کے بعض شائقین نے نسخ کا انکار کیا ہے۔ سلف صالحین کا عقیدہ بھی اثبات نسخ ہی رہا ہے۔

2-یہودیوں نے حضرت موسیٰ سے ناروا سوالات کر کے انہیں مسلسل پریشان کئے رکھا۔ کبھی گائے کو ذبح کرنے کے بارے میں قیل و قال کر کے خود ہی اپنے لئے مشکلات پیدا کر لیں۔ اللہ تعالیٰ کو ایمان لانے سے پہلے واضح طور پر دیکھنے کا مطالبہ بہت بڑی گستاخی تھی۔

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

''جو میں چھوڑ دوں تم بھی اسے چھوڑ دو -- تم سے پہلے لوگ انبیاء سے کثرت سوالات اور ان سے اختلاف کرنے کی بناء پر ہلاک کئے گئے۔ (مسلم)

یہ کافرانہ روش ہے۔ سورۃ مائدہ میں ارشاد ہے۔

''اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہاری ناگواری کا سبب ہوں۔''

(المائدہ 5:101)

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں میں سب سے بڑا مجرم وہ ہے جس کے سوال کرنے کی وجہ سے کوئی حلال چیز حرام کر دی گئی۔

(بخاری)

3-اہل کتاب کی یہ روش ان کی ضد کی وجہ سے ہے لہٰذا اشتعال کی بجائے تحمل اور صبر سے انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ کیا فیصلہ بھیجتا ہے۔

4-چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہ ہوا کہ ان کے ساتھ جہاد کیا جائے۔ بنو نضیر جلاوطن ہو کر جزیہ دینے پر مجبور ہوئے اور بنو قریظہ قید ہونے کے بعد قتل ہوئے۔ ان کی عورتیں اور بچے لونڈی و غلام بنائے گئے۔

5-لسانی دعوے اور جھوٹی آرزوئیں بے کار چیزیں ہیں۔ یہ خواہ یہود کی ہوں یا نصاریٰ کی یا مسلمانوں کی یا کسی اور کی۔ اخروی نجات کیلئے اللہ تعالیٰ پر ایمان کے تقاضوں کے مطابق صالح اعمال بجالانا ضروری ہے۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ ۖ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى

یہود یہ کہتے ہیں کہ عیسائیوں کے پاس کچھ نہیں اور عیسائی یہ کہتے ہیں کہ

لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلٰى شَيْءٍ ۙ وَّهُمْ يَتْلُونَ الْكِتٰبَ ۗ كَذٰلِكَ قَالَ

یہودیوں کے پاس کچھ نہیں حالانکہ وہ (دونوں) کتاب پڑھتے ہیں۔[1] ان کی طرح ایسی ہی باتیں وہ

الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ

لوگ بھی (دوسروں کو) کہتے ہیں جو خود کچھ نہیں[2] جانتے سو اللہ ہی قیامت کے دن ان باتوں کا

الْقِيٰمَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١١٣﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ

فیصلہ کرے گا جن میں یہ اختلاف رکھتے ہیں○ اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم[3] ہو سکتا ہے

مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعٰى فِي خَرَابِهَا ۗ

جو اللہ کی مسجدوں میں اس کا نام ذکر کرنے سے روکے اور اس کی خرابی کے درپے ہو؟

أُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَآئِفِينَ ۚ لَهُمْ فِي

انہیں تو یہ چاہئے تھا کہ مسجدوں میں اللہ سے ڈرتے ڈرتے داخل ہوتے ایسے ہی لوگوں[4] کے لئے

الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١١٤﴾ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ

دنیا میں رسوائی اور آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے○ اور مشرق اور مغرب[5] سب

وَالْمَغْرِبُ ۚ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ

اللہ ہی کے ہیں تم جدھر بھی رخ کرو گے ادھر ہی اللہ کا رخ ہے۔ بلاشبہ اللہ بہت وسعت والا اور سب کچھ

عَلِيمٌ ﴿١١٥﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهُ ۖ بَلْ لَّهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

جاننے والا ہے○ اور وہ کہتے ہیں کہ اللہ کا بیٹا ہے۔[6] اللہ پاک ہے۔ بلکہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ

وَالْأَرْضِ ۖ كُلٌّ لَّهُ قٰنِتُونَ ﴿١١٦﴾ بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَ

سب کا مالک ہے اور یہ سب چیزیں اس کی مطیع فرمان ہیں○ وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے اور

إِذَا قَضٰٓى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿١١٧﴾ وَقَالَ الَّذِينَ

جب وہ کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو بس اتنا ہی کہہ دیتا ہے کہ "ہو جا" تو وہ ہو جاتی ہے○ نادان لوگ

لَا يَعْلَمُونَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ أَوْ تَأْتِينَآ اٰيَةٌ ۗ كَذٰلِكَ

یہ کہتے ہیں کہ خود اللہ تعالیٰ ہم سے کیوں کلام نہیں کرتا یا کوئی نشانی ہمارے پاس کیوں نہیں آتی؟ ایسی ہی بات

قَالَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ۘ تَشٰبَهَتْ قُلُوبُهُمْ ۗ

ان لوگوں نے بھی کہی تھی جو ان سے پہلے[7] تھے ان کی بات کی طرح۔ ان سب کے دل ملتے جلتے ہیں

قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوقِنُونَ ﴿١١٨﴾ إِنَّآ أَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ

اور یقین کرنے والوں کے لئے ہم نے نشانیاں واضح کر دی ہیں○ ہم نے آپ کو یقیناً حق کے ساتھ خوشخبری

بَشِيرًا وَّنَذِيرًا ۙ وَّلَا تُسْـَٔلُ عَنْ أَصْحٰبِ الْجَحِيمِ ﴿١١٩﴾

دینے والا بھی اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور اہل جہنم سے متعلق آپ سے سوال نہ ہوں گے○

1-یہود اور نصاریٰ تورات اور انجیل پڑھتے تھے۔ یہود نصاریٰ کو اس لئے کافر سمجھتے تھے کہ انہوں نے ایک کی بجائے تین الہ بنا رکھے ہیں جبکہ عیسائی یہود کو اس لئے کافر سمجھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ تورات میں ان کی بشارت موجود ہے۔

2-ان سے مراد مشرکین عرب ہیں جو اہل کتاب تو نہیں ہیں تاہم خود کو حضرت ابراہیم کا پیروکار سمجھتے ہیں۔ صلوٰۃ روزہ دستور کے مطابق بجالاتے ہیں۔ حج کرتے ہیں اور حاجیوں کی خدمت کرتے ہیں چنانچہ یہ بھی اپنے علاوہ دوسروں کو گمراہ اور بے دین سمجھتے تھے۔ آپ ﷺ کو صابی یعنی بے دین کہتے تھے۔

3-جب بیت المقدس پہ یہود کا قبضہ ہوا تو انہوں نے عیسائیوں کو وہاں داخلہ اور عبادت کیلئے روک دیا۔ دور نبوی ﷺ میں مشرکین مکہ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو بیت اللہ میں داخلہ سے روکتے رہے اور صلح حدیبیہ کے موقع پر عمرہ سے روک دیا۔

اللہ تعالیٰ کے اس حکم کا منشا یہ ہے کہ عبادت گاہوں کے متولی خالصتاً اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنیوالے اور اسی سے ڈرنے والے ہوں تاکہ جب شریر لوگ وہاں جائیں تو انہیں خوف ہو کہ شرارت کریں گے تو سزا پائیں گے۔

4-ایک تفسیر یہ ہے کہ یہ خوشخبری ہے کہ عنقریب اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو غلبہ عطا فرمائیں گے اور یہ مشرکین بیت اللہ میں ڈرتے ہوئے داخل ہونگے کہ کہیں ہمیں گذشتہ زیادتیوں کے بدلے میں سزا نہ دی جائے۔ چنانچہ یہ خوشخبری فتح مکہ کے موقع پر پوری ہو گئی۔

5-حضرت ابن عمر سے روایت ہے آپ ﷺ مکہ سے مدینہ آ رہے تھے اور وہ اپنی سواری پہ سوار تھے اور نفل صلوٰۃ ادا کر رہے تھے جس جانب سواری کا رخ ہوتا ادھر ہی ان کا رخ ہوتا۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی اور کہا کہ یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(مسلم)

قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اور ناسخ قول یہ ہے

﴿ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ﴾

"اپنا رخ (صلوٰۃ کی حالت میں) مسجد حرام کی جانب کیجئے۔"

(البقرہ 2:144)

6-یہود کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ مسیح ابن مریم اللہ کا بیٹا ہے۔ اللہ فرماتے ہیں کہ ارض و سماوات میں جو کچھ ہے سب اللہ کی مخلوق ہے۔ جب سب کچھ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ وہ جو چاہتا ہے فقط صرف کن سے پیدا کر لیتا ہے۔ ایسی ذات کو اولاد کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے؟

7-مشرکین عرب بھی یہودیوں کی طرح جاہلانہ مطالبات کرتے تھے۔

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ

اور یہودی اور نصاریٰ تو آپ سے اس وقت تک خوش نہیں ہو سکتے جب تک آپ ان کے دین کی اتباع نہ

قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ

کریں۔[1] آپ (ان سے) کہئے کہ ہدایت[2] تو وہ ہے جو اللہ کی ہے۔ اور اگر آپ علم آنے کے بعد ان کی

الَّذِىْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۲۰﴾

خواہشات کی اتباع کریں گے تو آپ کو اللہ سے بچانے والا کوئی حامی و ناصر نہ ہو گا○

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اسے یوں پڑھتے ہیں جیسا کہ پڑھنے کا حق ہے[3]۔ یہی لوگ اس پر

بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ

ایمان لاتے ہیں اور جو اس کتاب کا انکار کرتا ہے تو ایسے ہی لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں○ اے بنی اسرائیل!

اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۲﴾

میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تمہیں عطا کی اور تمام اقوام عالم پر تمہیں فضیلت بخشی تھی○

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا

اور اس دن سے ڈر جاؤ جب کوئی کسی دوسرے کے کچھ کام نہ آسکے گا، اس دن نہ اس سے معاوضہ قبول

عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذِ ابْتَلٰٓى

کیا جائے گا اور نہ سفارش فائدہ دے گی اور نہ کوئی مدد کو پہنچے گا○ اور جب ابراہیم کو ان کے رب نے

اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ

کئی باتوں میں آزمایا تو آپ ان میں پورے اترے۔ (اللہ نے) فرمایا: "میں تمہیں لوگوں کا امام[4] بنانے والا ہوں"۔

قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ؕ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَاِذْ جَعَلْنَا

پوچھا: "کیا میری اولاد سے (یہی وعدہ ہے؟)" فرمایا: "ظالموں سے میرا یہ وعدہ[5] نہیں"○ اور جب ہم نے

الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ وَعَهِدْنَآ

بیت اللہ کو لوگوں کے لئے ثواب[6] اور امن کی جگہ قرار دیا (تو حکم دیا کہ) مقام ابراہیم[7] کو مقام صلاۃ بناؤ اور

اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ

ابراہیم اور اسمٰعیل کو تاکید کی کہ وہ میرے گھر کا طواف کرنے والوں، اعتکاف اور رکوع و سجود کرنے والوں

السُّجُوْدِ ﴿۱۲۵﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ

کے لئے صاف[8] ستھرا رکھیں○ اور جب ابراہیم نے دعا کی کہ: "اے میرے رب! اس جگہ کو امن[9] کا شہر بنا

اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنْ

دے اور اس کے رہنے والوں میں سے جو کوئی اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان لائیں انہیں پھل[10] عطا فرما"۔

كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۲۶﴾

فرمایا: جو کفر کرے گا اسے تھوڑا فائدہ دوں گا۔ پھر عذاب جہنم میں دھکیلوں گا۔ اور وہ برا ٹھکانہ ہے"○

(وقف منزل) ع ۹ / ۱۴

1-وہ دین نہیں جو کہ ان کے انبیاء پہ اترا تھا بلکہ وہ دین جو کہ انکے پاس موجود ہیں جس میں انکی اپنی خواہشات نفس کا ملغوبہ بھی شامل ہے۔

2-ہدایت وہی معتبر ہوتی ہے جو کہ اس زمانہ کی ہو۔

آیت کے دوسرے حصہ میں شدید تنبیہہ ہے اگر آپ نے یہود ونصاریٰ کو خوش کرنے کیلئے اپنا مشن چھوڑ دیا تو تمہارے لئے کوئی جائے پناہ نہیں۔ مخاطب تو آپ ﷺ ہیں مگر مقصود پوری امت ہے کہ وہ مذاہب باطلہ اور اہل بدعت کی خاطر سنت کی اتباع میں مداہنت سے کام نہ لیں۔

3-اہل کتاب میں سے کچھ لوگ انصاف پسند بھی تھے۔ تلاوت کے حق کے کئی مفہوم بیان کئے گئے ہیں توجہ اور غور وفکر سے پڑھتے ہیں۔ اسکے حلال وحرام کو لاگو کرتے ہیں اور تحریف نہیں کرتے جو کچھ اس میں ہے لوگوں کو بتاتے ہیں اور چھپاتے نہیں محکم باتوں پر عمل کرتے ہیں۔ متشابہات پر ایمان لاتے ہیں اور جو باتیں انہیں سمجھ نہیں آتیں انہیں علماء سے حل کراتے ہیں۔

4-بنی نوع انسان کی امامت کا منصب حضرت ابراہیم کو ایسے ہی نہیں مل گیا بلکہ آپکی پوری زندگی سن شعور سے لے کر مرتے دم تک قربانیوں ہی سے بھرپور تھی۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (النساء 125:4)

5-امامت کا وعدہ صرف صالح اولاد کیلئے ہے۔ ظالموں کیلئے ایسا کوئی وعدہ نہیں۔

6-ثواب کی جگہ یا دوسرا معنی یہ ہے کہ حج، عمرہ اور طواف کیلئے بار بار لوٹ آنے کی جگہ۔

7-مقام ابراہیم سے مراد وہ پتھر ہے جس پہ کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم بیت اللہ تعمیر کرتے رہے۔ اس پر کھڑے ہو کر آپ نے لوگوں کو حج کیلئے پکارا۔ آج کل اسے شیشے کی چھوٹی سی گنبد نما عمارت میں محفوظ کر دیا گیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

"تین باتوں میں میری رائے اللہ کے علم کے موافق ہو گئی (جس میں سے ایک یہ تھی) کہ میں نے کہا یا رسول اللہ کیا اچھا ہو اگر آپ مقام ابراہیم کو صلوٰۃ کی جگہ قرار دیں تو یہ آیت اتری۔"

(بخاری)

8-اس سے معلوم ہوا کہ مساجد کو صاف کرنا انتہائی فضیلت کا کام ہے جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنے انتہائی برگزیدہ رسولوں کو دیا۔ یہاں صفائی سے۔ مراد صرف ظاہری صفائی نہیں بلکہ باطنی صفائی بھی مراد ہے کہ اس گھر میں مشرک لوگ نہ آنے پائیں جو کہ اللہ کے علاوہ دوسروں کو بھی پکارنا شروع کر دیں اور اسے گندہ بنا دیں۔

9-اللہ نے بیت اللہ کو زبردست امن وامان نصیب فرمایا تفصیل کیلئے دیکھیں (ابراہیم 36:14)

10-پھلوں کا رزق دینے کی دعا بھی اللہ تعالیٰ نے ایسے قبول فرمائی کہ "واد غیرذی زرع" یعنی کسی طرح کی کھیتی باڑی کے بغیر ہونے کے باوجود ہر قسم کا پھل مکہ میں بافراغت دستیاب ہے۔

حضرت ابراہیم نے جب اولاد کی امامت کے بارے میں اللہ سے دعا کی تو جواب ملا کہ وہ صرف صالح لوگوں کو ملے گی ظالموں کو نہ ملے گی۔ اب ابراہیم نے پھلوں کی دعا میں ایمان کی شرط از خود بڑھا دی تو جواب ملا کہ رزق کے معاملہ میں ایمانداری کی کوئی شرط نہیں وہ میں نیک اور بد سب کو دوں گا۔

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ

اور جب ابراہیم و اسمٰعیل بیت اللہ کی بنیادیں[1] اٹھا رہے تھے (تو دعا کی) "اے ہمارے رب! (خدمت) قبول فرما۔

اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۲۷﴾ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَ

بلاشبہ تو ہی سب کی سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے○ اے ہمارے رب! ہم دونوں کو اپنا فرمانبردار بنا

مِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۠ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ

اور ہماری اولاد میں سے اپنی ایک مسلم[2] جماعت بنا ہمیں اپنی عبادت[3] کے طریقے بتلا اور ہماری توبہ قبول فرما

اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۸﴾ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا

بیشک تو بڑا توبہ قبول کرنے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے○ اے ہمارے رب! ان میں ایک[4] رسول بھیج

مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ

جو انہی میں سے ہو، وہ ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے، انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم[5] دے، اور

يُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۲۹﴾ ع وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ

ان کو پاکیزہ بنائے۔ بلاشبہ تو غالب اور حکمت والا ہے"○ اور ابراہیم کے دین سے کون نفرت کر سکتا ہے؟ ماسوا

اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا ۚ

اس کے جس نے خود اپنے آپ کو احمق بنا لیا ہو۔ بیشک ہم نے ابراہیم کو دنیا میں چن لیا

وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ

اور آخرت میں بھی وہ صالح لوگوں سے ہوں گے○ جب انہیں ان کے رب نے فرمایا کہ "فرمانبردار بن جاؤ"

قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَ

تو انہوں نے (فوراً) کہا کہ: میں جہانوں کے رب کا فرمانبردار بنتا ہوں○ ابراہیم اور یعقوب نے اپنے بیٹوں

يَعْقُوْبُ ؕ يٰبَنِىَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا

کو وصیت کی کہ "اے میرے بیٹو! اللہ نے تمہارے لئے یہی دین پسند کیا ہے لہٰذا تم مرتے دم تک[6]

وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ ؕ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ

مسلمان ہی رہنا"○ کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب پر موت کا وقت آیا اس وقت انہوں

الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِىْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ

نے اپنے بیٹوں سے پوچھا: "میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟" انہوں نے جواب دیا: "ہم اسی ایک الٰہ

اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚۖ

کی بندگی کریں گے جو آپ کا اور آپ کے آباء و اجداد ابراہیم، اسمٰعیل اور اسحاق کا الٰہ ہے اور ہم اسی کے

وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۳﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ

فرمانبردار رہیں گے"○ یہ ایک جماعت[7] تھی جو گزر چکی۔ جو اس نے اعمال کئے وہ ان کے لئے ہیں

وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۴﴾

اور جو کچھ بھی تم کماؤ گے وہ تمہارے لئے اور تم سے یہ سوال نہ کیا جائے گا کہ وہ کیا کرتے تھے○

1- قسطلانی نے کہا کہ کعبہ دس مرتبہ تعمیر ہوا۔ سب سے پہلے اسے فرشتوں نے بنایا۔ دوسری مرتبہ آدم تیسری بار شیث (آدم کے بیٹے)، چوتھی مرتبہ ابراہیم پانچویں مرتبہ قوم عمالقہ، چھٹی مرتبہ قبیلہ جرہم، ساتویں مرتبہ قصیٰ بن کلاب (آپ ﷺ کے جدامجد) آٹھویں مرتبہ قریش (آپ ﷺ کی حیات میں بعثت سے پہلے)، نویں مرتبہ عبداللہ ابن زبیر (اپنے دور خلافت میں) دسویں بار حجاج ابن یوسف نے۔

حضرت ابراہیم اور انکے بعد کی تعمیر تو تاریخ میں محفوظ ہیں مگر اس سے پہلے کی تعمیرات کی قرآن و سنت سے یا تاریخی وثائق سے کوئی دلیل دستیاب نہیں۔ تاہم آیت مذکورہ

﴿وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ﴾

"اور جب ابراہیم بنیادیں اٹھا رہے تھے۔"

سے ایسا محسوس ہوتا کہ بنیادیں پہلے سے موجود تھیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

2- مسلم وہ ہوتا ہے جو اللہ کے سامنے مطیع ہو کر سر تسلیم خم کردے اور اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق زندگی بسر کرے۔ اس طرز عمل کا نام اسلام ہے اور یہی آدم تا محمد ﷺ سب انبیاء کا دین ہے۔

3- حج کے آداب و ارکان اور قربانی کے طریقے۔ تاہم اسکے مفہوم میں عبادت کے سب طریقے شامل ہیں۔

4- یعنی اہالیان شہر مکہ سے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی یہ دعا بھی قبول فرمائی اور اولاد اسماعیل سے نبی آخرالزمان مبعوث فرمائے۔ اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں حضرت ابراہیم کی دعا ہوں۔

5- حکمت کے معنی دانائی اور سمجھ بوجھ ہے۔ امام شافعی نے اپنی کتاب الرسالۃ میں بے شمار دلائل سے ثابت کیا ہے کہ قرآن میں جہاں بھی کتاب کے ساتھ حکمت کا لفظ آیا ہے تو اس سے مراد سنت رسول ﷺ ہے۔ اسکی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

مقدام بن معدیکرب کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ خوب سن لو مجھے کتاب (قرآن) بھی دیا گیا ہے اور اس کی مثل اتنا کچھ اور بھی۔

(ابوداؤد)

اسی طرح قرآن پاک کی یہ آیت اتباع سنت کو واجب قرار دیتی ہے۔

﴿وَمَآ اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾

"آپکو رسول جو کچھ دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو۔"

(الحشر 7:59)

اس سے واضح نتیجہ نکلتا ہے کہ جو سنت رسول کا منکر ہے وہ قرآن کا بھی منکر ہے۔

6- یہود کہتے تھے کہ یعقوب علیہ السلام نے ہمیں یہودی رہنے کی وصیت کی تھی۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے یہود سے پوچھا کہ کیا تم اس وقت موجود تھے؟ پھر خود حقیقت بیان فرمادی۔

7- یعنی انبیاء اور ان کے ساتھی

وَقَالُوا كُونُوا هُودًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ

وہ کہتے ہیں کہ "یہودی یا عیسائی بن جاؤ تو ہدایت پاؤ گے" آپ کہئے : بلکہ جو شخص ملت[1] ابراہیم پر ہو

حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٣٥﴾ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ

وہ ہدایت پائے گا اور ابراہیم شرک کرنے والوں سے نہ تھے○ تم کہو: "ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو ہم پر

اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَ

اتارا گیا ہے اور اس پر بھی جو حضرت ابراہیم، اسمٰعیل، اسحاق، یعقوب اور

الْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِىَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِىَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ

ان کی اولاد[2] پر اتارا گیا تھا اور اس وحی و ہدایت[3] پر بھی جو موسیٰ ، عیسیٰ اور دوسرے انبیاء کو ان کے

رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿١٣٦﴾ فَاِنْ

رب کی طرف سے دی گئی- ان میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں"○ سو اگر

اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا

یہ اہل کتاب ایسے[4] ہی ایمان لائیں جیسے تم لائے ہو تو وہ بھی ہدایت پالیں گے اور اگر اس سے پھریں تو وہ

هُمْ فِىْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ؕ ﴿١٣٧﴾

ہٹ دھرمی پر ہیں- لہٰذا اللہ[5] ان کے مقابلے میں آپ کو کافی ہے اور وہ ہر ایک کی سنتا اور سب کچھ جانتا ہے○

صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۫ وَّنَحْنُ لَهٗ

(ہم نے) اللہ کا رنگ (قبول کیا) اور اللہ کے رنگ سے بہتر کس کا رنگ[6] ہو سکتا ہے اور ہم تو اس

عٰبِدُوْنَ ﴿١٣٨﴾ قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِى اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَآ

کی عبادت کرتے ہیں○ کہئے[7] کیا تم ہم سے اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہو جبکہ وہی ہمارا اور تمہارا رب ہے

اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ﴿١٣٩﴾ اَمْ تَقُوْلُوْنَ

اور ہمارے لئے ہمارے اعمال اور تمہارے لئے تمہارے- اور ہم خالص اسی کی بندگی کرتے ہیں○ کیا تم یہ کہتے

اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا

ہو کہ "ابراہیم ، اسمٰعیل ، اسحٰق ، یعقوب ، اور ان کی اولاد سب یہودی

هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ اَظْلَمُ

یا عیسائی تھے؟" بھلا تم یہ بات زیادہ جانتے ہو یا اللہ تعالیٰ؟ اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہو سکتا ہے

مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ

جس کے پاس اللہ کی طرف سے شہادت[8] موجود ہو پھر وہ اسے چھپائے؟ اور جو کام تم کرتے ہو اللہ ان

عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٤٠﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ

سے بے خبر نہیں ہے○ یہ ایک جماعت تھی[9] جو گزر چکی ان کی کمائی ان کے لئے ہے اور تمہاری

مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْــَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٤١﴾ ع

ع ١٦ ١٢ ١٦

تمہارے لئے اور ان کے اعمال کے بارے میں تم سے سوال نہ ہوگا○

1-یہودی اور عیسائی دونوں ہی حضرت ابراہیم کو اپنا امام مانتے ہیں جو کہ موحد تھے- جبکہ یہ شرک کی تعلیم دیتے ہیں-

2-اسباط سبط کی جمع ہے جس کے معنی قبیلہ ہے-

3-ہم تمام انبیاء کی رسالت اور ان پہ نازل شدہ کتابوں پر ایمان لاتے ہیں- جب سب ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے ہیں تو پھر یہ نہیں ہو سکتا کہ کچھ پر ایمان لائیں اور کچھ کو چھوڑ دیں- ورنہ یہ باپ دادا کی تقلید ہو گئی اللہ اور انبیاء پر ایمان لانا نہ ہوا- البتہ عمل صرف محمد ﷺ کی شریعت پر کیا جائے گا کیونکہ اول تو پہلے انبیاء کی کتابوں میں تحریف ہو چکی ہے ثانیاً قرآن پاک کے نازل ہونے سے وہ منسوخ ہو چکی ہیں-

4-یعنی صحابہ کی طرح اخلاص نیت کے ساتھ پورے اسلام میں داخل ہو جائیں نہ کہ کچھ ماننے اور کچھ کا انکار کرنے یا نفاق کا طریق اختیار کریں-

5-یہ آپ ﷺ کو اللہ کی طرف سے حفاظت اور نصرت کا وعدہ ہے کہ آپ کے دشمنوں کیلئے اللہ کافی ہے- جیسا کہ فرمایا-

"اللہ تعالیٰ لوگوں سے آپ کی حفاظت فرمائیں گے-"

(المائدہ 67:5)

چنانچہ یہ وعدہ پورا ہوا- اللہ کے نبی ﷺ غالب ہوئے- یہود بنو نضیر جلاوطن ہوئے اور جزیہ دینا قبول کیا جبکہ بنو قریظہ قتل ہوئے-

روایات کے مطابق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت آپ قرآن کی تلاوت فرمارہے تھے اور مصحف آپ کی گود میں تھا- اور آپ کے خون کے چھینٹے ﴿فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ﴾ کے الفاظ پہ گرے- یہ مصحف آج بھی ترکی میں موجود ہے-

6-جب کوئی شخص عیسائی ہوتا ہے تو عیسائی اسے پانی میں زرد رنگ ملا کر غسل دیتے ہیں- یہ غسل صرف نئے مذہب میں داخل ہونیوالوں کو ہی نہیں بلکہ نومولود بچوں کو بھی دیتے ہیں- اس رسم کا نام انہوں نے بپتسمہ (BAPTISM) رکھا ہے- اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان رسمی رنگوں میں کیا ہے؟ رنگ تو صرف اللہ ہی کا ہے جو کہ اس کی عبادت سے چڑھتا ہے-

7-یہود و نصاریٰ خود کو اللہ کے بیٹے اور چہیتے کہتے تھے- اور کہتے ہیں کہ ہم ہی اس کی نوازشات اور احسانات کے مستحق ہیں- اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں یہ فرمایا کہ آپ کہیئے کہ جیسے وہ تمہارا خالق اور رب ہے اسی طرح ہمارا ہے- البتہ ہم تو خالص اسی کے ہیں اور تم شرک بھی کرتے ہو لہٰذا اپنے انجام کا اندازہ خود ہی کر لو-

8-گویا تم نے جانتے بوجھتے کتمان حق یعنی حق چھپایا ہے اس سے بڑا ظلم کیا ہوگا؟

9-یہ آیت (آیت نمبر 134) پہلے بھی گزر چکی ہے- پہلے اسکے مخاطب یہودی تھے- یہاں یہودی، عیسائی اور مسلمان سب ہیں- دوبارہ ذکر اہمیت کے پیش نظر تاکید مزید ہے-

سَيَقُولُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ

احمق لوگ یوں کہیں گے کہ مسلمانوں کو ان کے قبلہ سے کس چیز نے پھیر دیا[1]۔ جس پر

الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ۭ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۭ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ

وہ تھے آپ ان سے کہئے کہ "مشرق و مغرب تو اللہ ہی کے لئے ہیں وہ جسے چاہتا ہے صراط

اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝١٤٢ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ

مستقیم کی ہدایت دیتا ہے"O اور اسی طرح (مسلمانو!) ہم نے تمہیں متوسط امت[2] بنایا تاکہ تم دنیا کے

عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۭ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ

لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہوں اور ہم نے آپ کے لئے پہلا قبلہ (بیت المقدس) اس لئے بنایا تھا کہ

كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰي عَقِبَيْهِ ۭ

ہمیں معلوم ہو کون رسول کی اتباع کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے

وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَي الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ

قبلہ کی تبدیلی ایک بڑی بات تھی مگر ان لوگوں کے لئے (نہیں) جنہیں اللہ نے ہدایت دی اور اللہ تعالیٰ

لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝١٤٣ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ

تمہارے ایمان کو ضائع نہ کرے[3] گا وہ تو لوگوں کے حق میں بڑا مہربان نہایت رحم والا ہےO ہم تمہارے چہرہ کا بار بار

وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ

آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں لہٰذا آپکو اس قبلہ کی طرف پھیر دیتے ہیں جو آپ کو پسند ہے۔ اپنا رخ مسجد الحرام

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْھَكُمْ شَطْرَهٗ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ

کی طرف پھیر لیجئے اور کہیں بھی تم ہو، اپنا رخ اسی کی طرف پھیر لیا کرو بے شک جنہیں کتاب (تورات)

اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا

دی گئی ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے۔ اور جو کچھ یہ کر رہے ہیں، اللہ

يَعْمَلُوْنَ ۝١٤٤ وَلَىِٕنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا

غافل نہیںO اگر آپ ان اہل کتاب کے پاس کوئی بھی نشانی لے آئیں وہ آپ کے قبلہ کی اتباع

قِبْلَتَكَ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ۭ

نہ کریں گے، نہ آپ ان کے قبلہ کی اتباع کر سکتے ہیں بلکہ کوئی بھی دوسرے قبلہ کی اتباع نہیں کرنے کا

وَلَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَھْوَآءَھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ

اور اگر آپ اس علم کے بعد، جو آپ کے پاس آچکا ہے، ان کی خواہشات کی اتباع کریں گے تو یقیناً آپ

اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝١٤٥ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰھُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ

کا شمار ظالموں میں ہو گاO جن لوگوں کو ہم نے کتاب (تورات) دی ہے وہ اس (کعبہ) کو یوں پہچانتے ہیں جیسے

اَبْنَاۗءَھُمْ ۭ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْھُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝١٤٦

اپنے بیٹوں کو پھر بھی ان میں یقیناً ایک گروہ ایسا ہے جو عمداً[4] حق چھپاتے ہیںO

1-امت مسلمہ کا اصل قبلہ بیت اللہ ہی تھا۔ پھر حضرت ابراہیمؑ کے تعمیر کرنے کے بعد بھی یہی قبلہ تھا۔ تاہم یہود نے بیت المقدس کو اپنا قبلہ بنایا۔ مدینہ ہجرت کرنے کے بعد ابتداء میں لگ بھگ 16'17 ماہ آپ ﷺ نے بیت المقدس ہی کو اپنا قبلہ بنائے رکھا کیونکہ مشرکین مکہ سے آپ اہل کتاب کو ترجیح دیتے تھے۔ آپ کے اس عمل کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی جانب ہی منسوب کیا۔

"اور ہم نے آپ کیلئے پہلا قبلہ (بیت المقدس) اس لئے بنایا تھا کہ ہمیں معلوم ہو کہ کون رسول کی اتباع کرتا ہے۔"

(البقرہ 143:2)

چنانچہ کسی قوم کے قبلہ کو اپنا قبلہ قرار دینا۔ اس قوم کی قیادت اور امامت کو تسلیم کرنا ہے لہٰذا آپ نے ابتدائی دور میں بیت المقدس کو اپنا قبلہ بنایا تو اسکی ایک وجہ تو مشرکین مکہ کی مخالفت تھی۔ دوسرے مسلمانوں کا امتحان بھی مقصود تھا کیونکہ کسی بھی قوم کیلئے اپنے شعائر کو ترک کرنا سہل کام نہیں ہے۔

ہجرت کے بعد مدینہ کے حالات مختلف ہو چکے تھے۔ ایک ننھی آزاد ریاست وجود میں آچکی تھی۔ اب بیت المقدس کو قبلہ برقرار رکھنا انکی امامت تسلیم کئے رکھنا تھا۔ چنانچہ اب آپ کی قلبی خواہش تھی کہ بیت اللہ کو قبلہ قرار دیا جائے اور اس انتظار میں بار بار آپ کی نظریں آسمان کو اٹھتی تھیں۔

16' 17 ماہ مدینہ میں آپ نے بیت المقدس کے رخ میں نمازیں پڑھیں۔ تب تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا۔ مسلمانوں کی ایک جماعت کو صلوٰۃ کی حالت ہی میں یہ حکم پہنچا تو انہوں نے صلوٰۃ ہی میں قبلہ تبدیل کر لیا۔ جس مسجد میں مسلمانوں نے حالت جماعت میں اپنا رخ بیت اللہ کی طرف کر لیا وہ مسجد قبلتین کہلاتی ہے۔

تحویل قبلہ کا یہودیوں پر منفی اثر ہوا۔ چنانچہ ان نادانوں نے یہ اعتراضات شروع کر دیئے کہ مسلمانوں کو انکے قبلہ سے کس چیز نے پھیر دیا ہے۔

2-وسط چونکہ درمیانی یا معتدل چیز کو بھی کہتے ہیں لہٰذا اسکا ایک معنی عادل امت بھی ہے چنانچہ یہ امت اور اس کے رسول یعنی محمد ﷺ قیامت کے دن حق کے ساتھ گواہی دیں گے۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (النساء 41:4)

3-جنہوں نے تحویل قبلہ سے قبل بیت المقدس کی جانب نمازیں پڑھی ہیں انکی نمازیں یعنی ایمان اللہ ضائع نہیں کرے گا۔

4-علمائے یہود و نصاریٰ کو روز روشن کی طرح معلوم تھا کہ حضرت ابراہیمؑ نے بیت اللہ کی تعمیر کی اور اسے قبلہ قرار دیا جبکہ بیت المقدس کے قبلہ ہونے کا کوئی ثبوت نہیں۔

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ

یہ تمہارے رب کی طرف سے حق ہے لہٰذا اس کے متعلق شک میں نہ پڑنا○ ہر ایک کے لئے ایک جہت ہے[1]

مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۭ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ۭ

جس طرف وہ رخ کرتا ہے سو تم نیک کاموں میں پیش قدمی کرو تم جہاں بھی ہوگے اللہ تمہیں اکٹھا کرلائے گا۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۴۸﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ

بلاشبہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے○ اور آپ جہاں سے بھی نکلیں تو اپنا رخ مسجد الحرام (کعبہ) کی طرف

شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا

پھیر لیا کریں[2] یہ تمہارے رب کا بالکل درست فیصلہ ہے اور جو کچھ تم لوگ کرتے ہو اللہ اس سے

تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ

بے خبر نہیں○ اور آپ جہاں سے بھی نکلیں تو اپنا رخ کعبہ کی طرف پھیر لیا کریں

وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۙ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ

اور جہاں کہیں بھی تم ہوا کرو اپنا رخ اسی طرف پھیر لیا کرو[3] تاکہ لوگوں کے لئے تمہارے خلاف کوئی حجت نہ

حُجَّةٌ ۤ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ ۤ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ ۤ وَلِاُتِمَّ

رہے مگر ان میں سے ظالم[4] (اعتراض کرتے رہیں گے) ہیں سو تم ان سے نہ ڈرو بلکہ صرف مجھ سے ڈرو تاکہ میں

نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ۙ كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ

تم پر اپنی نعمت[5] پوری کروں اور شاید تم ہدایت پاؤ○ جیسا ہم نے تم میں تمہی سے ایک رسول بھیجا

يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا

جو تم پر ہماری آیات تلاوت کرتا ہے اور تمہیں پاکیزہ بناتا ہے اور کتاب و حکمت سکھلاتا ہے اور وہ سکھلاتا

لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ۭۛ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ﴿۱۵۲﴾ۧ

ہے جو تم نہ جانتے تھے○ لہٰذا تم مجھے یاد رکھو، میں تمہیں یاد رکھوں گا،[6] اور میرا شکر ادا کرو[7] اور کفران نعمت نہ کرو○

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾

اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد لو[8] یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے○

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہو جائیں انہیں مردہ نہ کہو[9] بلکہ وہ درحقیقت زندہ ہیں لیکن تم

تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ

سمجھ نہیں سکتے ○ اور ہم ضرور تمہیں کسی قدر خوف اور فاقہ میں مبتلا کرکے، نیز جان

الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۭ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ۙ الَّذِيْنَ اِذَآ

و مال اور پھلوں کے خسارہ سے تمہیں آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجئے○ کہ جب

اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ۭ

انہیں کوئی مصیبت آئے تو کہتے ہیں کہ: ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی طرف ہمیں لوٹ جانا ہے[10] ○

1- ہر ایک کیلئے ایک جہت ہے جس طرف وہ رخ کرتا ہے یا ہر کسی کو کسی نہ کسی جہت میں رخ کرنا ہی ہے۔ اصل چیز رخ کرنا نہیں ہے بلکہ وہ نیکی ہے جس کیلئے تم صلوٰۃ پڑھتے ہو لہٰذا سمت اور مقام کے جھگڑوں میں پڑنے کی بجائے تمہیں اصل مقصد یعنی نیکی کے حصول کی فکر کرنی چاہئے۔

2- یعنی صلوٰۃ ادا کرتے وقت۔

3- یہاں اس مضمون کو دہرایا گیا ہے۔ اسکی وجوہ الگ الگ ہیں مثلاً آیت نمبر 144 سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی رضا اور اظہار تکریم کیلئے یہ حکم دیا۔ اور آیت نمبر 150 میں وضاحت کی گئی ہے کہ وہ حکم اس لئے دیا گیا ہے تاکہ لوگوں کو تم سے جھگڑنے کا موقعہ نہ رہے کیونکہ یہودی تحویل قبلہ سے قبل کہتے کہ تم ہمارا طریقہ تو نہیں مانتے مگر قبلہ ہمارا ہی برقرار رکھتے ہو۔ مشرکین مکہ کہتے کہ دعویٰ تو ابراہیم علیہ السلام کے طریق کار کا کرتے ہو مگر ان کا قبلہ چھوڑ دیا ہے۔ اسکے علاوہ تکرار تاکید کا فائدہ بھی دیتی ہے۔

4- وہ پھر بھی اعتراضات سے باز نہیں آئیں گے۔ مثلاً مشرکین مکہ نے کہا کہ اب ہمارا قبلہ درست تسلیم کرلیا ہے۔ آہستہ آہستہ دوسری چیزیں بھی مان لیں گے اور یہود نے کہا کہ ہمارا قبلہ محض ہٹ دھرمی اور ضد کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے۔

5- یعنی امامت اور پیشوائی کی نعمت یا دین اسلام کی نعمت جو کہ سب سے بڑی نعمت ہے۔

6- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرمان رسول ہے۔

"اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اس سے سلوک کرتا ہوں۔ جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اسکے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھے دل میں یاد کرے تو میں بھی اسے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہو تو میں دو ہاتھ اسکے قریب ہوتا ہوں اگر وہ چلتا ہوا میرے پاس آئے تو میں دوڑتا ہوا اسکے پاس جاتا ہوں۔"

(بخاری)

7- شکر کہنے کو تو تین حروف کا مجموعہ ہے مگر جو اسکی حقیقت کو پا گیا وہ حکمت کے خزانے پا گیا۔ شکر کی صورت میں اللہ مزید بھی دیتے ہیں اور ناشکری کی صورت میں نعمت بھی چھنتی ہے اور سزا بھی ملتی ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

"اگر شکر کروگے تو تمہیں زیادہ دوں گا اور ناشکری کروگے تو سمجھ لو کہ اسکا عذاب بڑا سخت ہے۔"

(ابراہیم 7:14)

8- صبر اور صلوٰۃ ہر خوشی اور غمی میں مومن کے بہت اہم ہتھیار ہیں۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھیں (البقرہ 45:2)

9- یہ شہید کا خاص اعزاز ہے۔ ویسے بھی شہید کی موت قوم کیلئے حیات بخش ہوتی ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھئے (آل عمران 3:171-169)

10- یہ بہت پیارے کلمات ہیں جو کہ اللہ نے ہمیں سکھلائے ہیں۔ مشکل سے مشکل حالات کو برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا کردیتے ہیں۔ دنیا میں جتنے بھی نقصانات ہیں وہ اس سے تو کم ہیں کہ ہم خود اپنی جان ہی سے ہاتھ دھو بیٹھیں چنانچہ جب ہم نے جلد یا دیر سے اللہ ہی کے ہاں جانا ہے تو پھر بے صبری سے کیا فائدہ؟

اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۟ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿١٥٧﴾

ایسے لوگوں پر ان کے رب کی طرف سے عنایات اور رحمتیں برستی ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیںO

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ

بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں[1] لہٰذا جو شخص کعبہ کا حج کرے یا عمرہ کرے

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ۭ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ

تو اس پر گناہ نہیں کہ وہ ان دونوں کا طواف کرے[2] اور جو شخص برضا و رغبت نیکی کا کوئی کام کرے تو بیشک اللہ

شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ﴿١٥٨﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى

بڑا قدردان اور علیم ہےO بے شک جو لوگ ہمارے نازل کردہ واضح دلائل اور ہدایات چھپاتے ہیں[3]

مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ

اس کے بعد کہ ہم انہیں اپنی کتاب میں لوگوں کے لئے کھول کر بیان کر چکے ہیں ان پر اللہ لعنت کرتا ہے اور

يَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴿١٥٩﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا

لعنت کرنے والے بھی لعنت کرتے ہیںO البتہ جن لوگوں نے توبہ اور اصلاح کرلی اور (پوشیدہ بات کی) وضاحت

فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿١٦٠﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

کردی[4] تو میں ایسے لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہوں اور میں توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم والا ہوںO جو

كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ

لوگ کفر کرتے رہے پھر اسی کفر کی حالت میں مر گئے تو ایسے لوگوں پر اللہ کی، فرشتوں کی اور سب

وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿١٦١﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ

لوگوں کی لعنت[5] ہےO وہ ہمیشہ اسی حالت میں رہیں گے، ان سے یہ سزا کم نہ کی جائے گی اور

وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿١٦٢﴾ وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ

نہ ہی انہیں مہلت دی جائے گیO اور تمہارا الٰہ ایک ہی الٰہ ہے، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں وہ نہایت مہربان

الرَّحِيْمُ ﴿١٦٣﴾ ع اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ

١٩ ع ١١ ٣

بڑا رحم کرنے والا ہےO بلاشبہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں،[6] رات اور دن کے ایک دوسرے کے

وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ

بعد آنے میں،[7] ان کشتیوں میں جو لوگوں کے لئے مفید اشیاء لئے سمندروں میں چلتی ہیں، اللہ کے آسمان سے

اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا

بارش نازل کرنے میں، جس سے وہ مردہ زمین کو زندہ کر دیتا ہے

وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۠ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ

اور اس میں ہر طرح کی جاندار مخلوق کو پھیلا دیتا ہے، نیز ہواؤں کی گردش میں اور ان بادلوں

الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿١٦٤﴾

میں جو ارض و سما کے درمیان تابع فرمان ہیں، اہل عقل کے لئے بے شمار نشانیاں ہیںO

1-شعائر کے معنی علامات کے ہیں البتہ یہاں حج کے وہ مناسک مراد ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں۔

2-صفا و مروہ پہاڑیوں کے درمیان سعی کرنا حج اور عمرہ کا رکن ہے جسکے بغیر یہ عبادت مقبول نہیں۔

جاہلیت کے زمانے میں مشرکوں نے صفا پہ اساف اور مروہ پہ نائلہ کے بت رکھ دیئے تھے اور انکے گرد طواف شروع ہوگیا۔ اب مسلمانوں کو تردد ہوا کہ صفا و مروہ کے درمیان سعی حج کے اصل مناسک میں سے بھی ہے یا محض مشرکانہ ایجاد ہے۔

عاصم بن سلیمان کہتے ہیں کہ

"میں نے انس بن مالک سے آیت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ابتدائے اسلام میں ہم سب اسے جاہلیت کی رسم سمجھتے تھے لہٰذا اسے چھوڑ دیا تب یہ آیت نازل ہوئی۔"

(بخاری)

3-یہ آیت علماء مشائخ، واعظ اور مبلغین وغیرہ کے بارے میں ہے۔ ایسے لوگ اگر اللہ کے احکام چھپائیں تو اسکا نتیجہ عام گمراہی اور فساد کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ یہ بدترین لوگ ہیں جو کہ اپنے علاوہ اپنے متبعین کے گناہوں کا بوجھ بھی اٹھاتے ہیں۔

4-صرف یہ ہی تو کافی نہیں بلکہ انکے کتمان حق سے جو بگاڑ پیدا ہوا اس کی اصلاح کی بھی کوشش کریں۔ مثلاً ایک مصنف احکام الٰہی کی غلط تاویل کر کے ایک کتاب شائع کر دیتا ہے تو توبہ کے بعد دوسری کتاب لکھ کر پیدا شدہ بگاڑ کی اصلاح کرلے ورنہ توبہ قبول ہونے کی توقع بہت کم ہوگی۔

5-آپ ﷺ سے کسی مجموعہ یا گروہ پہ تو لعنت کرنا ثابت ہے مگر افراد پہ لعنت کرنا ثابت نہیں ہے۔

6-اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی اہم نشانیوں کا تذکرہ ہے۔ بھلا جو اللہ ایسے کام کرتا ہو اسے کسی شریک کی ضرورت ہو سکتی ہے؟ (Radioactive decay) سے دنیا میں موجود کسی چیز کی تقریبی عمر دریافت کرنے کا ایک طریقہ سائنس دانوں نے دریافت کیا ہے۔ اس کے ذریعے ایک چٹان کی عمر کا حساب لگایا گیا تو چھ بلین Y $(6X10^{12})$ سال نکلا۔ زمین کی عمر کا اندازہ لگ بھگ بارہ بلین سال $(12X10^{12})$ لگایا گیا ہے۔ اور اس زمین کی حیثیت کائنات میں کیا ہے؟ درج ذیل معلومات سے اندازہ لگائیں۔

روشنی سورج سے زمین تک کا فاصلہ 8 منٹ میں طے کرتی ہے جبکہ روشنی کی رفتار تین لاکھ کلومیٹر فی سیکنڈ S/ $(13X10^{10}cm)$ ہے۔

7-دن رات کا یکے بعد دیگرے آنا۔ اتنے بڑے بڑے جہازوں کا مہیب اور متلاطم سمندروں میں رواں دواں ہونا۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ

اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو غیر اللہ کو شریک بناتے ہیں وہ انہیں یوں محبوب رکھتے ہیں جیسے اللہ کو [1]

اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۭ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ

رکھنا چاہئے اور اہل ایمان سب سے زیادہ اللہ سے محبت رکھتے ہیں [2] کاش ظالموں کو آج یہ بات

يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ (١٦٥)

سوجھ جائے جو انہیں عذاب دیکھ کر سوجھے گی کہ قوت تمام اللہ کی ہے اور اللہ شدید عذاب دینے والا

اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَ

ہے○ جب پیشوا لوگ جن کی دنیا میں اتباع کی جاتی تھی عذاب کو دیکھیں گے تو اپنے پیروؤں سے

تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ (١٦٦) وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً

بیزار ہوجائیں گے ان کے تعلقات منقطع ہو جائیں گے○ اور جو اتباع کرتے رہے وہ بولیں گے: کاش

فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ۭ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ

ہمیں پھر ایک موقع ملے تو ہم بھی ان سے ایسے بیزار ہو جائیں جیسے ہم سے بیزار ہوئے اللہ ان

حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ (١٦٧) يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا

کے اعمال اس طرح دکھلائے گا کہ وہ مرقع حسرت بن جائیں [3] اور وہ جہنم سے نکل نہ سکیں گے○

مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ڮ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ

اے لوگو! زمین میں جو حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں، [4] وہی کھاؤ اور شیطان کے پیچھے نہ لگ جاؤ۔

اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (١٦٨) اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْۗءِ وَالْفَحْشَاۗءِ وَاَنْ

وہ تمہارا کھلا دشمن [5] ہے○ بلاشبہ وہ تمہیں برائی اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے نیز اس بات کا کہ تم

تَقُوْلُوْا عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (١٦٩) وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ

اللہ کے ذمے ایسی باتیں لگا دو جن کا تمہیں خود علم نہیں○ اور جب ان سے کہا جاتا ہے اس کی اتباع

اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَاۗءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ

کرو جو اللہ نے نازل کیا تو کہتے ہیں بلکہ ہم اسی طریقے کی اتباع کریں گے جس پر ہم نے اپنے آباء کو پایا [6]

اٰبَاۗؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَـيْــــًٔـا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ (١٧٠) وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اگرچہ ان کے آباء ہی کچھ نہ سمجھتے ہوں اور نہ راہ ہدایت پر ہوں؟○ اور کافروں کی مثال ایسی ہے

كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَاۗءً وَّنِدَاۗءً ۭ صُمٌّۢ بُكْمٌ

جیسے کوئی شخص ایسی چیز (جانوروں) کو پکارتا ہے جو اس کی پکار اور آواز کے سوا کچھ بھی سن نہیں سکتے اسی طرح

عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ (١٧١) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ

یہ بھی بہرے، گونگے اور اندھے ہیں جو کوئی بات سمجھ نہیں سکتے○ اے ایمان والو! [7] اگر تم اللہ ہی کی عبادت کرنے

مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ (١٧٢)

والے ہو تو جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں دی ہیں، وہی کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو○

ع ٢٠ ٤

1-اللہ تعالیٰ کی مذکورہ آیات کے باوجود بے شمار لوگ اللہ کے شریک ٹھہراتے ہیں۔ جس طرح سے اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کا حق تھا وہ محبت ان شرکاء سے کرتے ہیں حتیٰ کہ اس سے بھی زیادہ۔ اکیلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا انہیں پسند نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ نے انکی نقشہ کشی ان الفاظ میں کی ہے۔

﴿وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ﴾

”جب اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ لوگ جنہیں آخرت پہ یقین نہیں ہے ان کے دل تنگ (دم گھٹتا محسوس ہوتا ہے) ہوتے ہیں اور جب غیر اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو خوش ہو جاتے ہیں۔

(الزمر 45:39)

آج بھی کئی لوگ اکیلے اللہ کا ذکر سن کر ایسے بے چین ہو جاتے ہیں جیسا کہ انتہائی غلط کام ہو رہا ہو۔ تاہم جب پیروں' فقیروں' ولیوں کا ذکر ہوتا ہے تو انہیں ایسے سکون آجاتا ہے جیسا کہ مچھلی کو پانی میں۔

2-کیوں کہ اللہ کی محبت دائمی ہوتی ہے جب کہ غیر اللہ کی محبت آزمائش کی صورت میں فوراً زائل ہو جاتی ہے اور پھر اللہ کی محبت تو قیامت کے بعد بھی برقرار رہے گی بلکہ اور بڑھے گی۔

3-یعنی وہ مرقع حسرت بن جائیں گے۔ انکے مرشد اور پیر کا سا جواب دیں گے ادھر شرک کی وجہ سے نیک اعمال بھی ضائع ہوں گے۔ مگر یہ سب حسرتیں کسی کام نہ آئیں گی۔ آگ سے چھٹکارا نہ ہو سکے گا۔

4-حلال تمام ایسی اشیاء ہیں جنہیں اللہ نے حرام نہیں کیا یا جنہیں انسان اپنے عمل سے حرام نہ کرلے جیسے چوری کی مرغی وغیرہ اور طیب اشیاء وہ ہیں جو گندی' سڑی' باسی اور متعفن نہ ہوں۔

5-جب کسی دشمن کو انسان پہچان لے اور اسکی حقیقت سمجھ لے تو اس سے بچنا سہل ہوتا ہے ورنہ بڑا مشکل ہوتا ہے۔ شیطان انسان کے خود ساختہ عقائد و رسوم و رواج کے بارے میں یہ تاثر دیتا ہے کہ یہ منزل من اللہ ہے۔

6-اندھی تقلید ہمیشہ گمراہی کا راستہ کھولتی ہے۔ یہ جانور کریں تو کریں انسان کو زیب نہیں دیتی۔ انسان جسے اللہ تعالیٰ نے عقل و شعور کی نعمتوں سے نواز کر اختیار عمل بھی عطا کیا ہے وہ کرے گا تو صرف گمراہی کی راہ چلے گا۔

خاص طور پر تقلید آباء ہمیشہ ہی سے گمراہی کا بہت بڑا سبب رہی ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ کسی سے کوئی غلطی ہوگئی تو وہ غلطی پشت در پشت اگلی نسلوں میں منتقل ہوتی جائے۔

7-آیت نمبر 169 میں خطاب عام لوگوں سے تھا۔ اب مومنین سے ہے لہٰذا انہیں یہ تاکید بھی کی گئی ہے کہ کھانے کے بعد اللہ کا شکر ادا کرو۔

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ

اس نے بلاشبہ تم پر مردار[1]، خون[2] اور خنزیر کا گوشت حرام کیا ہے اور وہ چیز بھی جو غیر اللہ کے نام سے مشہور ہو[3]

لِغَيْرِ اللَّهِ ۖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ

پھر جو مجبور ہو حالانکہ نہ قانون شکنی کرنے والا ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا تو اس پر کچھ گناہ نہیں[4]

غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٧٣﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَ

اللہ یقیناً بڑا بخشنے والا اور رحیم ہے○ جو ان باتوں کو چھپاتے ہیں جو اللہ نے اپنی کتاب میں

يَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۙ أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا

نازل کی ہیں اور اس کام کے عوض تھوڑا سا دنیوی فائدہ اٹھا لیتے ہیں[5] یہ لوگ دراصل اپنے پیٹ میں آگ بھر

النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ

رہے ہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہ ان سے کلام کرے گا[6] نہ (گناہوں سے) پاک کرے گا اور انہیں دکھ

أَلِيمٌ ﴿١٧٤﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ وَالْعَذَابَ

دینے والا عذاب ہوگا○ یہی لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی اور مغفرت کے بدلے عذاب

بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿١٧٥﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ نَزَّلَ

مول لیا یہ لوگ جہنم کی آگ پر کتنا بڑا صبر کرنے والے ہیں○ یہ سب اس لئے ہوا کہ اللہ نے تو

الْكِتَابَ بِالْحَقِّ ۗ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِي الْكِتَابِ لَفِي شِقَاقٍ

کتاب حق کے مطابق نازل کی تھی بلاشبہ جن لوگوں نے اس کتاب میں اختلاف کیا[7] وہ اپنی ضد میں دور تک

بَعِيدٍ ﴿١٧٦﴾ لَّيْسَ الْبِرَّ أَن تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ

جا پہنچے ہیں○ نیکی یہی نہیں کہ تم اپنا رخ مشرق یا مغرب کی

الْمَغْرِبِ وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ

طرف پھیر لو[8] بلکہ اصل نیکی یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ پر، روز قیامت پر، فرشتوں پر،

وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ ۚ وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ

کتابوں پر اور نبیوں پر ایمان لائے اور اللہ سے محبت کی خاطر[9] اپنا مال رشتہ داروں،

وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي

یتیموں، مسکینوں، مسافروں،[10] سوال کرنے والوں کو اور غلامی سے نجات

الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ

دلانے کے لئے دے نماز قائم کرے اور زکوۃ ادا کرے نیز (نیک لوگ وہ ہیں کہ)

إِذَا عَاهَدُوا ۖ وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ

جب عہد کرلیں تو اپنے عہدوں کو پورا کریں[11] اور بدحالی، مصیبت اور جنگ کے دوران

الْبَأْسِ ۗ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ﴿١٧٧﴾

صبر کریں ایسے ہی لوگ راست باز ہیں اور یہی لوگ متقی ہیں○

1-کوئی بھی مردار حرام ہے ماسوا مچھلی اور ٹڈی کے جس کی حدیث میں صراحت ہے۔ حدیث میں صراحت ہے کہ گوشت خور درندہ اور ایسا پرندہ جو پنجوں سے شکار کرے وہ بھی حرام ہے۔ اسکے علاوہ گدھا اور کتا وغیرہ بھی حرام ہیں۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھیں (الانعام 144:6)

2-خون جو رگوں سے نکلتا ہے وہ حرام ہے تاہم جو گوشت کے ساتھ لگا رہ جائے اس میں کچھ حرج نہیں' اس کے علاوہ حدیث میں کلیجی اور تلی کے کھانے کی بھی اجازت دی گئی ہے حالانکہ وہ بھی منجمد خون ہی ہے۔

3-جو چیز اللہ کے علاوہ کسی اور کے نام پر مشہور کردی جائے جیسے امام جعفر کے کونڈے یا پیر کے نام کا بکرا وغیرہ اور اگر ایسے جانور یہ ذبح کرتے ہوئے اللہ کا نام بھی لے لیا جائے تو بھی حرام ہی رہے گا۔ البتہ اگر کوئی شخص اس نیت سے قربانی یا صدقہ خیرات کرتا ہے کہ اس کا ثواب فوت شدہ والدین یا رشتہ دار یا مرشد کو پہنچے تو اس میں کچھ حرج نہیں یہ سنت سے ثابت ہے۔

4-یہ حرام چیزیں بھی اضطراری حالت میں استعمال کر سکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ باغی نہ ہو' حد سے بڑھنے والا نہ ہو کہ حرام کی نفرت ہی دل سے نکل جائے۔

5-اس سورۃ میں آیت نمبر159 کا مضمون دہرایا گیا ہے۔ کتمان حق کے عوض یا غلط فتوے کے عوض مذہبی لیڈر دنیاوی مفادات اور مال و دولت حاصل کرلیتے ہیں۔ فتویٰ جس قدر زیادہ غلط اور تعلیمات الٰہی سے بعید ہوتا ہے قیمت اتنی ہی زیادہ ہوتی ہے۔

6-یہ شدید ترین سزا ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ ان سے کلام نہیں کرے گا۔ فقہا کے مطابق یہ کبیرہ گناہوں کی سزا ہے۔

7-اختلاف کیا مثلاً حلال کو حلال نہ مانا اور حرام کو حرام نہ جانا یا کلام الٰہی کو تبدیل کر دیا۔

8-یہود و نصاریٰ نے جب تحویل قبلہ کے موضوع کو مستقل بحث و نزاع کا ذریعہ بنالیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں کہ مشرق و مغرب کی طرف ہی رخ کرلینا ہی تو ساری کی ساری نیکی نہیں ہے۔

9-محبت کے باوجود مال صدقہ و خیرات کرے۔ مال کو اگر اللہ کی راہ میں اس کی ہدایت کے مطابق خرچ نہ کیا جائے تو انسان مال کو ہی اپنا رب اور طاغوت بنالیتا ہے اور اسی کی عبادت شروع کردیتا ہے۔

10-مسافر اگر سفر میں تنگدست ہوجائیں چاہے اپنے گھر میں مالدار ہی کیوں نہ ہوں انہیں بھی دیا جائے۔

11-جب عہد کرلیں تو پورا کریں۔ یہود کی تاریخ عہد شکنی سے بھری ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"اور عہد پورا کرو' بے شک عہد کے بارے میں سوال ہوگا۔"

(بنی اسرائیل 34:17)

باساء=(WARFARE) لڑائی' فقر و فاقہ' تکلیف وغیرہ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الۡقِصَاصُ فِى الۡقَتۡلٰى ؕ اَلۡحُرُّ

اے ایمان والو! قتل (کے مقدمات) میں تم پر قصاص[1] فرض کیا گیا اگر قاتل آزاد ہے تو اس کے بدلے آزاد قتل[2]

بِالۡحُرِّ وَالۡعَبۡدُ بِالۡعَبۡدِ وَالۡاُنۡثٰى بِالۡاُنۡثٰى ؕ فَمَنۡ عُفِىَ لَهٗ مِنۡ اَخِيۡهِ

ہوگا، غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت پھر اگر قاتل کو اس کا بھائی[3] قصاص معاف کردے تو

شَىۡءٌ فَاتِّبَاعٌ ۢ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَاَدَآءٌ اِلَيۡهِ بِاِحۡسَانٍ ؕ ذٰ لِكَ تَخۡفِيۡفٌ مِّنۡ

معروف طریقے سے تصفیہ ہونا چاہئے[4] اور قاتل دیت احسان سمجھتے ہوئے مقتول کے وارثوں کو ادا کرے[5] یہ تمہارے

رَّبِّكُمۡ وَرَحۡمَةٌ ؕ فَمَنِ اعۡتَدٰى بَعۡدَ ذٰ لِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۱۷۸﴾ وَ

رب کیطرف سے رخصت اور رحمت ہے[6] اس کے بعد جو شخص زیادتی کرے[7] اسے المناک عذاب ہوگا○

لَـكُمۡ فِى الۡقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰٓاُولِىۡ الۡاَلۡبَابِ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ ﴿۱۷۹﴾

اور اے اہل عقل! تمہارے لئے قصاص ہی میں زندگی ہے شاید کہ تم تقویٰ اختیار کرو○

كُتِبَ عَلَيۡكُمۡ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الۡمَوۡتُ اِنۡ تَرَكَ خَيۡرَا ۖۚ اۨلۡوَصِيَّةُ

تم پر فرض کردیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کو موت آجائے اور وہ کچھ مال و دولت چھوڑے جا رہا ہو تو مناسب

لِلۡوَالِدَيۡنِ وَالۡاَقۡرَبِيۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ‌ۚ حَقًّا عَلَى الۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۱۸۰﴾ فَمَنۡ

طور پر والدین اور رشتہ داروں کے حق میں وصیت کر جائے[8] یہ متقیوں پہ واجب ہے○

بَدَّلَهٗ بَعۡدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَاۤ اِثۡمُهٗ عَلَى الَّذِيۡنَ يُبَدِّلُوۡنَهٗ ؕ

پھر جو شخص وصیت کو سننے کے بعد اس کو بدل دے تو اس کا گناہ انہی پر ہوگا جنہوں نے ایسی تبدیلی کی ہے

اِنَّ اللّٰهَ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌؕ ﴿۱۸۱﴾ فَمَنۡ خَافَ مِنۡ مُّوۡصٍ جَنَفًا اَوۡ اِثۡمًا

بیشک اللہ سننے والا، جاننے والا ہے○ اگر کسی کو وصیت کرنے والے کی طرف سے نادانستہ یا دانستہ طرفداری

فَاَصۡلَحَ بَيۡنَهُمۡ فَلَاۤ اِثۡمَ عَلَيۡهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۸۲﴾ يٰۤاَيُّهَا

کا خطرہ ہو اور وہ وارثوں میں صلح کرا دے تو اس پر گناہ نہیں۔ بیشک اللہ بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا

الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيۡنَ

ہے○ اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے جاتے ہیں[9] جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے

مِنۡ قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَۙ ﴿۱۸۳﴾ اَيَّامًا مَّعۡدُوۡدٰتٍ ؕ فَمَنۡ كَانَ

گئے تھے تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو○ (یہ روزے) چند گنتی کے دن ہیں[10] پھر

مِنۡكُمۡ مَّرِيۡضًا اَوۡ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنۡ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى

تم میں سے جو کوئی بیمار ہو یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرلے[11] اور جو لوگ روزہ رکھنے

الَّذِيۡنَ يُطِيۡقُوۡنَهٗ فِدۡيَةٌ طَعَامُ مِسۡكِيۡنٍ ؕ فَمَنۡ تَطَوَّعَ خَيۡرًا

کی طاقت رکھتے ہوں (مگر نہ رکھیں)[12] تو اس کا فدیہ ایک مسکین کا کھانا ہے اور جو شخص اپنی خوشی سے زیادہ

فَهُوَ خَيۡرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنۡ تَصُوۡمُوۡا خَيۡرٌ لَّـكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۸۴﴾

کھلائی کرے[13] تو یہ اس کے لیے بہتر ہے اور اگر تم روزے رکھو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم سمجھو[14]○

ع ۲۲ / ۶

1- قتل کے بدلے کو قصاص کہتے ہیں۔

2- آزاد کے بدلے میں وہی آزاد قتل ہوگا اور غلام کے بدلے میں وہی غلام قتل ہوگا۔ اگر قاتل عورت ہوگی تو قصاص میں اسے ہی قتل کیا جائے گا جبکہ جاہلیت کے دستور میں اگر کوئی غلام کسی معزز شخص کو قتل کر دیتا تو صرف اسی غلام کو قتل کرنا کافی نہ سمجھتے بلکہ اس کے خاندان کے دیگر افراد کو بھی قتل کرنے کی کوشش کرتے۔

3- مقتول کے وارث کو قاتل کا بھائی کہہ کر لطیف انداز میں نرمی کی سفارش کی گئی ہے۔

4- دیت کا مطالبہ نرمی سے کیا جائے۔

5- قاتل احسان مانتے ہوئے دیت ادا کرے۔

6- یہودی شریعت میں قصاص نہ تھا۔ امت محمدیہ میں دونوں اختیار باقی رکھ کر اللہ تعالیٰ نے عظیم احسان فرمایا ہے۔ قصاص میں قتل کا خوف معاشرہ کو پرامن رکھے گا اور معافی کا قانون قاتل کی بھی جان بخشی کا امکان عطا کرتا ہے۔

7- کہ دیت وصول کرنے کے بعد قتل بھی کردے۔

8- دور جاہلیت میں وراثت بیوی اور اولاد ہی کے قبضے میں آجاتی تو یہ حکم نازل ہوا۔ وراثت کے احکام کیلئے دیکھیں آیت میراث (النساء 4:12-11)

9- صبح صادق سے غروب شمس تک کھانے پینے، بیوی سے ہم بستری کرنے اور بری باتوں سے بچے رہنے کا نام صوم ہے جس کی جمع صیام ہے۔ اسے روزہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ آدمؑ سے لیکر تمام انبیاء کی شریعت میں جاری رہا ہے۔ اسلام کے بنیادی پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ دیگر عبادات کی طرح اس عبادت کا اصل مقصد بھی انسان میں تقویٰ کی خاصیت پیدا کرنا ہے۔
اس عبادت کے خاص ثواب کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کیونکہ اس میں ریا کاری کا امکان کم ہوتا ہے۔

10- انتیس یا تیس دن قمری ماہ کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ مدت ہے۔ شریعت نے قمری ماہ کے تعین کیلئے رویت ہلال کو بنیاد بنایا ہے۔ مختلف علاقوں کا سفر کرنے والوں کیلئے اگر رمضان 28 یا 31 دن کا بن جائے تو ایسی صورت میں 28 دن والا بعد میں ایک روزہ کی قضا دے گا جبکہ 31 والے کو اختیار ہوگا تو وہ یا تو ایک روزہ ترک کرے یا نفلی سمجھ کر رکھ لے۔

11- بیمار کے علاوہ یہی رعایت حیض یا نفاس والی عورت کیلئے بھی ہے کہ وہ رمضان کے بعد اتنے ہی روزے رکھ کر گنتی پوری کرلے۔

12- اس کی تفسیر دو طرح سے کی گئی ہے۔
(ا) مشقت محسوس کریں۔ (ب) طاقت کے باوجود روزہ نہ رکھیں یہ ابتدا میں رخصت تھی جو کہ بعد میں ختم کردی گئی۔ اور یہ آیت بعد والی آیت ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ کے ذریعے منسوخ ہوگئی۔ چنانچہ ہر صاحب طاقت کیلئے رمضان میں روزہ فرض کیا گیا۔

13- اپنی خوشی سے مقررہ مقدار سے زیادہ دے یعنی زیادہ مسکینوں کو کھلائے یا ساتھ ہی روزہ بھی رکھ لے۔

14- اگر تم روزہ کے ثواب کو درست طور پہ سمجھ لو تو روزہ رکھنا ہی بہتر سمجھو گے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ

رمضان وہ مہینہ ہے[1] جس میں قرآن نازل کیا گیا جو تمام لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور اس میں

بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ

ہدایت اور حق و باطل میں امتیاز کرنے والے واضح دلائل ہیں لہٰذا تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پالے

فَلْیَصُمْهُ ؕ وَ مَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ

تو اس پر لازم ہے کہ پورا مہینہ روزے رکھے۔ ہاں اگر کوئی بیمار ہو یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری

یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَ لَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ؗ وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ

کر سکتا ہے اللہ تمہارے ساتھ نرمی کا برتاؤ چاہتا ہے سختی[2] کا نہیں۔ اور[3] تاکہ تم مہینہ بھر کے دنوں کی گنتی

وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۸۵﴾ وَ اِذَا

پوری کر لو اور جو اللہ نے تمہیں ہدایت دی ہے اس پر اس کی بڑائی بیان کرو تاکہ تم شکر گزار بنو○ اور

سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا

جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق[4] پوچھیں تو (کہیے) میں قریب ہوں، جب دعا[5] کرنے والا مجھے پکارتا

دَعَانِ ۙ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَ لْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۶﴾

ہے تو میں دعا قبول کرتا ہوں لہٰذا انہیں چاہئے کہ میرے احکام بجالائیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پا

اُحِلَّ لَكُمْ لَیْلَةَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآىٕكُمْ ؕ هُنَّ

جائیں○ روزوں کی راتوں میں تمہارے لئے اپنی بیویوں کے پاس جانا حلال کر دیا گیا ہے۔ وہ تمہارے لئے

لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ

لباس ہیں اور تم ان کے لئے لباس ہو[6]۔ اللہ کو معلوم ہے کہ تم اپنے آپ سے

تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَیْكُمْ وَ عَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالْـٰٔنَ

خیانت کر رہے تھے لہٰذا اللہ نے تم پر مہربانی کی اور تمہارا قصور معاف کر دیا سو اب تم ان سے

بَاشِرُوْهُنَّ وَ ابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۪ وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى

مباشرت کر سکتے ہو[7] اور جو کچھ اللہ نے تمہارے لئے مقدر کر رکھا ہے اسے طلب کرو[8] اور فجر کے وقت

یَتَبَیَّنَ لَكُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۪

جب تک سفید دھاری، کالی دھاری[9] سے واضح طور پر نمایاں نہ ہو جائے کھاؤ پیو

ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَى الَّیْلِ ۚ وَ لَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَ اَنْتُمْ

پھر رات تک اپنے روزے پورے کرو[10]۔ اور اگر تم مسجدوں میں اعتکاف بیٹھے ہو تو

عٰكِفُوْنَ ۙ فِی الْمَسٰجِدِ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ

اس حال میں ان سے مباشرت نہ کرو۔ یہ ہیں اللہ تعالیٰ کی حدود، تم ان کے قریب بھی نہ پھٹکنا[11]

كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ اٰیٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے احکام لوگوں کے لئے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ متقی بن جائیں○

1-رمضان المبارک میں قرآن پاک اتارنے کا مفہوم یہ ہے کہ لوح محفوظ سے آسمان دنیا میں لیلۃ القدر یا لیلۃ المبارکہ جو کہ رمضان ہی میں ہے اتارا گیا۔ بعد میں حسب ضرورت 23 سالوں میں آپ پر اترتا رہا۔ اس آیت سے رمضان المبارک میں قرآن پاک کی کثرت سے تلاوت کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ آپ ﷺ رمضان میں جبرائیلؑ سے قرآن پاک کا دور کیا کرتے۔

2-اللہ تعالیٰ کی بنی نوع انسانیت سے شفقت اور رحمت کی دلیل ہے کہ اس نے سہل شریعت مقرر کی اور دین کے معاملے میں سختی سے کام نہ لیا۔ کچھ جاہل لوگ اس آیت اور اس سے ملتی جلتی آیات سے یہ مفہوم نکالنے کی کوشش کرتے ہیں کہ چونکہ دین میں آسانی ہے لہٰذا جو چیز بھی طبع انسانی کو پر مشقت معلوم ہو وہ ترک کی جاسکتی ہے۔ یہ آیت اس مفہوم کی متحمل نہیں ہے۔ اس آیت کا اصل مفہوم یہ ہی ہے کہ اللہ نے جو شریعت دی ہے وہ عمل پیرا ہونے کیلئے سہل ہے اور مشکل نہیں ہے۔

3-آپ ﷺ کا طریقہ تھا کہ جب بھی آپ ﷺ کو دو کاموں کا اختیار دیا جاتا تو آپ سہل بات کو اختیار فرماتے بشرطیکہ وہ گناہ کا کام نہ ہو۔

4-اس آیت اور اس سے ملتی جلتی آیت سے بعض جاہلوں نے یہ فلسفہ کشید کرنے کی کوشش کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ بذات خود موجود ہے۔ یہ قرآنی تعلیمات کے برعکس ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (ق 16:50)

5-رمضان المبارک کے مسائل میں دعا کا ذکر کر کے یہ اشارہ دیا گیا ہے کہ رمضان میں دعا کی بہت اہمیت ہے۔ خاص طور پر روزہ افطار کرتے وقت۔ رات کے آخری حصے میں اور رمضان کے آخری عشرہ میں دوسری عبادات کی طرح اس عبادت کا بھی خوب التزام کرنا چاہئے۔ دعا کی شرائط اور آداب سے آگاہی حاصل کرنی چاہئے۔

6-میاں بیوی کے لطیف سے تعلق کو اس استعارہ سے بیان کیا گیا ہے۔

7-ابتدائے اسلام میں روزے والی رات کو بیوی سے مباشرت کرنے کے بارے میں کوئی واضح حکم موجود نہ تھا۔ صحابہ ؓ اسے ناجائز سمجھتے تھے۔ اسی حالت میں کچھ صحابہ باز نہ رہ سکے تو اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر اجازت دے دی۔

8-اسے طلب کرو یا تلاش کرو۔ اس سے بیوی سے مباشرت کے اصل مقصد کی طرف اشارہ ملتا ہے۔

9-یعنی جب تک رات کی تاریکی سے سپیدہ فجر نمایاں نہ ہو جائے۔

حضرت عدی ابن حاتم ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رات کو ایک سفید ڈوری اور ایک کالی ڈوری اپنے تکیہ کے نیچے رکھ لیں انہیں دیکھتا رہا مگر تمیز نہ ہوئی۔ جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے اپنے تکئے تلے دو ڈوریاں رکھ لیں تھیں۔ آپ نے (ازراہ ظرافت) کہا کہ تمہارا تکیہ تو بہت بڑا ہے جس کے نیچے (صبح کی) سفید ڈوری اور (رات کی) سیاہ ڈوری آگئی۔

(بخاری)

10-فرمان رسول ﷺ کے مطابق غروب شمس کے بعد افطار میں جلدی کرنی چاہئے اسی طرح روزہ رکھتے وقت آخری وقت کھانا پینا افضل ہے۔

11-حدوں سے تجاوز کی بجائے حدوں کے قریب جانے سے بھی منع فرما دیا ہے۔

وَلَا تَأْكُلُوٓا۟ أَمْوَٰلَكُم بَيْنَكُم بِٱلْبَٰطِلِ وَتُدْلُوا۟ بِهَآ

اور آپس میں ایک دوسرے کا مال، باطل طریقوں[1] سے نہ کھاؤ، نہ ہی ایسے مقدمات اس غرض سے

إِلَى ٱلْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا۟ فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَٰلِ ٱلنَّاسِ

حکام تک لے جاؤ کہ تم دوسروں کے مال کا کچھ حصہ ناحق طور پر ہضم کر جاؤ،

بِٱلْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١٨٨﴾ يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْأَهِلَّةِ

حالانکہ حقیقت حال تمہیں معلوم ہوتی ہے ○ لوگ آپ سے نئے چاندوں (اشکال قمر) کے متعلق پوچھتے ہیں۔

قُلْ هِىَ مَوَٰقِيتُ لِلنَّاسِ وَٱلْحَجِّ ۗ وَلَيْسَ ٱلْبِرُّ بِأَن

آپ ان سے کہئے کہ یہ لوگوں کے اوقات اور حج کے لئے ہیں[2] نیز یہ کوئی نیکی کی بات نہیں کہ تم

تَأْتُوا۟ ٱلْبُيُوتَ مِن ظُهُورِهَا وَلَٰكِنَّ ٱلْبِرَّ مَنِ ٱتَّقَىٰ ۗ

اپنے گھروں میں پیچھے کی طرف سے[3] آؤ بلکہ نیکی یہ ہے کہ انسان تقویٰ اختیار کرے

وَأْتُوا۟ ٱلْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَٰبِهَا ۚ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ لَعَلَّكُمْ

لہٰذا تم گھروں میں ان کے دروازوں سے ہی آیا کرو اور اللہ سے ڈرتے ہو اس طرح شائد

تُفْلِحُونَ ﴿١٨٩﴾ وَقَٰتِلُوا۟ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ ٱلَّذِينَ

تم فلاح پا سکو ○ اور تم اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جنگ کرو

يُقَٰتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوٓا۟ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ

جو تم سے جنگ کرتے ہیں مگر زیادتی[4] نہ کرنا کیونکہ) اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو

ٱلْمُعْتَدِينَ ﴿١٩٠﴾ وَٱقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُم

قطعاً پسند نہیں کرتا ○ اور ان سے لڑو، جہاں بھی ان سے مڈبھیڑ ہو جائے[5] اور انہیں وہاں سے نکال دو

مِّنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ ۚ وَٱلْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ ٱلْقَتْلِ ۚ وَلَا

جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا[6] ہے اور فتنہ[7] قتل سے بھی زیادہ بڑا گناہ ہے اور

تُقَٰتِلُوهُمْ عِندَ ٱلْمَسْجِدِ ٱلْحَرَامِ حَتَّىٰ يُقَٰتِلُوكُمْ

مسجد الحرام کے قریب ان سے جنگ نہ کرو[8] الا یہ کہ وہ ابھی میں لڑائی شروع کردیں

فِيهِ ۖ فَإِن قَٰتَلُوكُمْ فَٱقْتُلُوهُمْ ۗ كَذَٰلِكَ جَزَآءُ

اور اگر وہ اس جگہ تم سے لڑائی کریں تو پھر تم بھی ان سے جنگ کر سکتے ہو ایسے کافروں

ٱلْكَٰفِرِينَ ﴿١٩١﴾ فَإِنِ ٱنتَهَوْا۟ فَإِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٩٢﴾

کی یہی سزا ہے ○ پھر اگر وہ باز آ جائیں تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے ○

وَقَٰتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ ٱلدِّينُ

اور ان سے جنگ کرو حتیٰ کہ فتنہ[9] باقی نہ رہے اور دین اللہ کے لئے ہو جائے۔

لِلَّهِ ۖ فَإِنِ ٱنتَهَوْا۟ فَلَا عُدْوَٰنَ إِلَّا عَلَى ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿١٩٣﴾

پھر اگر وہ باز آجائیں، تو ظالموں[10] کے علاوہ کسی پر زیادتی روا نہیں ○

1-باطل طریقوں سے مراد حرام کی کمائی کے تمام طریقے ہیں۔ خاص طور پر اس قسم کے لوگ حکام بالا کی آشیرباد' سفارش یا رشوت سے حاصل کرلیتے ہیں اور حق دار کو حق سے محروم کردیتے ہیں۔ یہ معاشرہ میں فساد کی جڑ ہے۔

2-گویا یہ ایک قدرتی کیلنڈر ہے۔ حج اور اس کے علاوہ عیدوں کے وقت کے تعین میں اس سے مدد ملتی ہے۔

3-حضرت براء سے روایت ہے کہ

"جب جاہلیت میں لوگ احرام باندھ لیتے تو گھر میں پچھواڑے سے داخل ہوتے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔" (بخاری)

4-مدینہ میں ہجرت سے پہلے مسلمانوں کو لڑائی کی اجازت نہ تھی۔ جب مدینہ میں ایک چھوٹی سی اسلامی ریاست وجود میں آگئی تو لڑائی کی اجازت مل گئی مگر زیادتی سے منع کیا گیا۔ اور صرف ان لوگوں سے لڑائی کی اجازت ملی جو خود لڑائی میں پہل کریں۔

یعنی لڑائی میں جاہلیت کے طریقے استعمال نہ کئے جائیں۔ عورتوں' بچوں' زخمیوں پر دست درازی نہ کی جائے' لاشوں کا مثلہ نہ کیا جائے' کھیتی اور مویشی تہ تیغ نہ کئے جائیں۔ قوت صرف وہیں استعمال کی جائے جہاں ضرورت ہو اور اتنی ہی ہو جتنی ضرورت ہو۔

5-اب اگلا حکم آ گیا ہے کہ ضرورت کے پیش نظر جہاں بھی مڈبھیڑ ہو جائے انہیں مارو۔

6-جیسے انہوں نے تمہیں مکہ سے نکالا تھا اب تم انہیں مکہ سے نکال باہر کرو۔ چنانچہ فتح مکہ کے بعد مدت معاہدہ ختم ہونے کے بعد مشرکین سے مکہ صاف کر دیا گیا۔

7-لفظ فتنہ وسیع مفہوم کا حامل ہے۔ قرآن پاک میں مختلف مواقع پر مختلف معنی ہے۔ یہاں مشرکین مکہ کا دین اسلام کے ساتھ معاندانہ رویہ ہے۔

8-مسجد حرام کے پاس یعنی مکہ میں اسکی حرمت کی وجہ سے لڑائی میں پہل نہ کرو۔ اگر وہ ابتداء کریں تو پھر تم بھی جواب دو۔

9-یہاں فتنہ سے مراد ایسی طاقتیں ہیں جو کہ تبلیغ واشاعت اسلام کی راہ میں آڑے آئیں۔ گویا اسلام میں صرف مدافعانہ جنگ ہی نہیں بلکہ اگر کوئی تبلیغ کے رستہ میں رکاوٹ بنے تو اس سے جارحانہ جنگ بھی ضروری ہے۔

10-ظالم لوگوں کو سزا پھر بھی دی جاسکتی ہے۔ جیسا کہ آپ نے فتح مکہ کے عفو عام کے موقع پر چار آدمیوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔

اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ

ماہ حرام میں جنگ کا بدلہ ماہ حرام میں ہی ہو گا اور تمام حرمتوں میں بدلہ کی یہی صورت ہو گی[1] لہٰذا اگر کوئی

اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۪

تم پر زیادتی کرے تو تم بھی اس پر اتنی ہی زیادتی کر سکتے ہو جتنی اس نے تم پر کی ہے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ وَاَنْفِقُوْا فِيْ

اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کے ساتھ ہے○ اور اللہ کی راہ

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛۚ وَاَحْسِنُوْا ۛۚ اِنَّ

میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو[2] اور احسان کا طریقہ اختیار کرو کہ

اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۹۵﴾ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ

اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے○ اور اللہ (کی خوشنودی) کے لئے حج اور عمرہ پورا کرو[3]۔ اور اگر

اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى

کہیں گھر جاؤ[4] تو جو قربانی تمہیں میسر آ سکے وہی کر دو اور اپنے سر اس وقت تک نہ منڈاؤ جب تک کہ

يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ

قربانی اپنے ٹھکانے پر نہ پہنچ جائے۔ مگر جو شخص مریض ہو یا اس کے سر میں کچھ تکلیف ہو[5]

رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ ۟

(تو سر منڈا سکتا ہے بشرطیکہ) روزوں سے یا صدقہ سے یا قربانی سے اس کا فدیہ ادا کر دے۔ پھر جب تمہیں

فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ

امن نصیب ہو جائے تو جو شخص حج کا زمانہ آنے تک عمرہ کا فائدہ اٹھانا چاہے[6] وہ قربانی کرے جو اسے میسر آئے

لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ

اور اگر میسر نہ آئے تو تین روزے ایام حج میں رکھے اور سات گھر واپس پہنچ کر، یہ

عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ

کل دس روزے ہو جائیں گے۔ یہ حکم ان لوگوں کے لئے جو مسجد الحرام (مکہ) کے باشندے نہ ہوں

الْحَرَامِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۹۶﴾ اَلْحَجُّ

اور اللہ کے احکام کی خلاف ورزی سے بچو اور جان لو کہ اللہ شدید سزا دینے والا ہے○ حج

اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ

کے مہینے معروف ہیں[7]۔ جو شخص ان میں حج کا عزم کرے پھر حج کے دوران نہ جنسی چھیڑ چھاڑ جائز ہے[8]،

وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕؔ وَتَزَوَّدُوْا

نہ بدکرداری اور نہ ہی لڑائی جھگڑا۔ اور جو بھی نیکی تم کرتے ہو اللہ اسے جانتا ہے اور زاد راہ ساتھ لے لیا کرو[9]

فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۫ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۷﴾

اور (سفر حج میں) بہتر زاد راہ تقویٰ ہے۔ اور اے عقل والو! (میری نافرمانی سے) بچتے رہو○

1-حضرت ابراہیمؑ سے لے کر آنحضرت ﷺ تک یہ دستور چلا آرہا تھا کہ ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم کے مہینے امن وامان والے ہوتے تاکہ لوگ امن وامان اور اطمینان کے ساتھ حج کر سکیں۔ ان کے درمیان ایک مہینہ رجب کا عمرہ کیلئے امن وامان کا مہینہ ہوتا جو کہ حرمت والے مہینے کہلاتے۔ اسلام نے اس اچھے دستور کو برقرار رکھا۔ اب مشرکین عرب نے نسیی کا طریقہ اپنالیا۔ یعنی جب کبھی وہ حرمت والے مہینے میں جنگ وجدال کرنا چاہتے تو حرمت کو پامال کرکے بعد میں کسی اور مہینے کو اس کے بدلے میں حرمت کا مہینہ قرار دے دیتے۔ اب سن 7 ہجری میں جب مسلمان عمرہ کو جانے لگے تو انہیں خوف ہوا کہ اگر مشرکین نے کسی بھی حیلہ سے کام لیکر حملہ کردیا تو کیا کریں؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے صراحت فرمادی کہ اگر وہ اس ماہ میں لڑیں تو تم بھی انہیں مزا چکھاؤ۔ مگر اس میں بھی زیادتی اتنی ہی کی جاسکتی ہے جتنی مشرکین کریں۔

2-گویا اموال کو جہاد کیلئے خرچ نہ کرنا ہلاکت ہے۔

3-احرام باندھنے کے بعد حج وعمرہ کو مکمل کرنا ضروری ہے۔ ایک اور تفسیر یہ کی گئی ہے کہ حج اور عمرہ کے مناسک احسن طریقہ سے پورے کرو۔

4-اگر احرام باندھتے ہوئے یہ نیت کرلی جائے۔

((وَمَحِلِّي مِنَ الْاَرْضِ حَيْثُ تَحْبِسُنِي))

”میں وہیں احرام اتار ڈالوں گا جہاں مجھے روک دیا گیا۔“

(نسائی)

اس صورت میں کوئی فدیہ نہ ہوگا۔ اگر ایسی نیت نہ کی تھی تو رکاوٹ والی جگہ ہی قربانی کرے اور حلال ہوجائے اور آئندہ سال حج یا عمرہ کی قضا دے۔

5-کعب بن عجرۃ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا

شائد تمہیں جوؤں وغیرہ کی تکلیف ہے تو تم اپنا سر منڈوا دو، تین دن روزے رکھو، چھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ یا بکری ذبح کردو۔

(بخاری)

6-حج تمتع میں ایک ہی سفر میں حج اور عمرہ دونوں کئے جاسکتے ہیں۔ یہ رخصت صرف میقات سے باہر رہنے والوں کیلئے ہے۔ حج تمتع میں قربانی دینی ضروری ہے اگر قربانی نہ دی جاسکے تو اسکا فدیہ یہ ہے کہ دس روزے رکھیں۔ تین حج کے ایام میں اور سات حج سے فراغت کے بعد کہیں بھی رکھ لے۔

7-حج کے احرام باندھنے کیلئے مقررہ مہینے ہیں جو کہ شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کے پہلے دس دن۔ اسکے علاوہ دنوں میں عمرہ تو ہو سکتا ہے لیکن حج نہیں۔

8-ہر وہ حرکت یا کلام جو کہ شہوت پہ اکساتا ہو <رفث> کہلاتا ہے۔ فسوق اور جدال اگرچہ بجائے خود معصیت کے کام ہیں تاہم احرام کی حالت میں ان کا گناہ اور بھی سخت ہو جاتا ہے۔

9-حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ

اہل یمن حج کیلئے آئے تو زاد راہ ساتھ نہ لاتے اور کہتے کہ ہم توکل کرنے والے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(بخاری)

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ

[1] اگر تم (حج کے دوران) اپنے رب کا فضل (رزق وغیرہ) تلاش کرو تو کوئی مضائقہ نہیں۔

فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ

پھر جب عرفات سے واپس آؤ [2] تو مشعر الحرام (مزدلفہ) پہنچ [3] کر اللہ

الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۪ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ

کو اس طرح یاد کرو جیسے اس نے تمہیں ہدایت کی ہے ورنہ

كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۱۹۸﴾ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ

اس سے پہلے تو تم راہ بھولے ہوئے تھے○ پھر وہاں سے واپس [4] لوٹو

حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

جہاں سے سب لوگ لوٹتے ہیں اور اللہ سے بخشش مانگتے رہو۔ اللہ تعالیٰ یقیناً

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۹﴾ فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ

بڑا بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے○ پھر جب تم ارکان حج ادا کر چکو

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ فَمِنَ

تو اللہ تعالیٰ کو ایسے یاد کرو جیسے تم اپنے آباؤ اجداد کو یاد کیا کرتے تھے یا اس سے بھی بڑھ کر۔ [5] پھر لوگوں میں سے

النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا

کچھ ایسے ہیں جو کہتے ہیں : "اے ہمارے رب! ہمیں سب کچھ دنیا میں ہی دے دے"

لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ

ایسے لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں○ اور کچھ ایسے ہیں جو کہتے ہیں :

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ

"اے [6] ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی اور

قِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ

ہمیں جہنم کے عذاب سے بچالے"○ ایسے لوگوں کا اپنی اپنی کمائی کے مطابق (دونوں جگہ) حصہ ہے

وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ

النصف

اور اللہ تعالیٰ فوراً حساب چکا دینے والا ہے○ ان گنتی کے دنوں میں اللہ کو

اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ

خوب یاد کرو۔ [7] پھر اگر کوئی شخص جلدی کرکے دو دنوں میں واپس ہو گیا تو بھی اس پر کچھ گناہ

عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ

نہیں اور اگر ایک دن کی تاخیر کر لے تو بھی کوئی بات نہیں [8] بشرطیکہ اللہ سے

اتَّقٰى ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾

ڈرنے والا ہو۔ اور اللہ کی نافرمانی سے بچتے رہو اور جان لو کہ (آخرت کو) تم اسی کے حضور جمع کئے جاؤ گے○

1- حضرت ابن عباس ﷺ فرماتے ہیں کہ عکاظ، مجنہ اور ذوالمجاز جاہلیت میں بازار تھے۔ لوگوں نے دوران حج تجارت کو گناہ جانا توانہوں نے آپ ﷺ سے پوچھا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

(بخاری)

2- اس سے معلوم ہوا کہ ارکان حج میں وقوف عرفہ بہت ہی اہم رکن ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عویمر فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"حج عرفہ ہی ہے جو جمع (یوم عرفہ اور عید کی درمیان) کی رات طلوع فجر سے پہلے پہنچ گیا اسے حج مل گیا۔"

(احمد)

3- اگر مزدلفہ میں وقوف نہ کرسکے تو جہاں کہیں جگہ پائے کرلے۔ البتہ وادی محسر میں نہ وقوف کیاجائے۔ ذکر کے بارے میں یہ ہدایت اس لئے کی گئی ہے کیونکہ مشرکین ذکر میں شرکیہ کلمات بھی کہتے تھے۔

4- قریش عام لوگوں کے برعکس حج کے دوران عرفات نہ جاتے کہ حدود حرم سے باہر ہے اور کہتے کہ ہم اہل اللہ ہیں ہمیں حرم سے باہر جانے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی ہے کہ دوسرے لوگوں کے ساتھ ہی تم بھی عرفات سے مزدلفہ آؤ۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ

قریش اور انکے طریقہ پر چلنے والے لوگ (عرفات کی بجائے) مزدلفہ میں وقوف کیا کرتے۔ ان لوگوں کو حمس کہتے تھے جبکہ باقی عرب عرفات کا وقوف کرتے جب اسلام کی روشنی پھیلی تو اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ عرفات جائیں اور وہاں ٹھہریں اور وہاں سے لوٹ کر مزدلفہ آئیں۔ ﴿ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ﴾ سے یہی مراد ہے۔

(بخاری)

5- مشرکین فراغت حج کے بعد منیٰ میں اپنے باپ دادا کے کارنامے بیان کرتے۔ مسلمانوں کو ہدایت دی جارہی ہے کہ ایام تشریق میں وقوف منیٰ میں اللہ کا ذکر خوب کثرت سے کرو۔

6- یہ بہت ہی پیاری دعا ہے۔ آپ ﷺ طواف کے ہر چکر میں رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا مانگا کرتے۔ ہر چکر کے ساتھ علیحدہ علیحدہ دعائیں منسوب کرنا کسی دلیل سے ثابت نہیں۔

7- ایام تشریق یعنی 11، 12، 13 ذوالحجہ مراد ہیں۔ ان میں ذکر الٰہی کی ہدایت ہے۔ ہر جمرہ کو کنکری مارتے ہوئے "اللہ اکبر" کہنا مسنون ہے۔ اسکے علاوہ بھی باآواز بلند تکبیرات کہنا مسنون ہے۔

8- حاجیوں کیلئے ایام تشریق کے تین دن 11، 12، 13 ذوالحجہ کو منیٰ میں قیام کرنا مسنون ہے۔ اسے <تاخر> کہتے ہیں اور جو کوئی جلدی چلا جائے یعنی 12 ذوالحجہ کو چلا جائے تو اس کی بھی اجازت ہے اسے <تعجل> یعنی جلدی کرنا کہتے ہیں۔ مگر اس صورت میں منیٰ کو غروب شمس سے قبل چھوڑنا لازمی ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ

اور لوگوں میں سے کوئی ایسا ہے[1] جس کی بات آپ کو دنیا کی زندگی میں بڑی بھلی معلوم ہوتی ہے اور وہ اپنی نیک نیتی

اللّٰهَ عَلٰى مَا فِىْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ﴿۲۰۴﴾ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى

پر اللہ کو گواہ بھی بناتا ہے حالانکہ وہ کج بحث قسم کا جھگڑالو ہوتا ہےO اور جب وہ (ایسی باتیں کرنے کے بعد) لوٹتا

فِى الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ؕ وَاللّٰهُ

ہے تو عملاً اس کی تگ و دو یہ ہوتی ہے کہ زمین میں فساد مچائے اور کھیتی اور نسل (انسانی) کو تباہ کرے حالانکہ

لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿۲۰۵﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ

اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا[2]O اور جب اس سے کہا جاتا ہے اللہ سے ڈرو تو اپنی عزت[3] کی خاطر

الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۲۰۶﴾ وَمِنَ

گناہ پر جم جاتا ہے پس جہنم اسے کافی ہےO اور لوگوں میں سے

النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَ

کوئی ایسا بھی ہے[4] جو اللہ کی رضا جوئی کے لئے اپنی جان تک بیچ ڈالتا ہے

اللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

اور (ایسے) بندوں پر اللہ بڑا مہربان ہےO اے ایمان والو!

ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَآفَّةً ۠ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ

اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ[5] اور شیطان کی

الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۰۸﴾ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ

اتباع نہ کرو[6] کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہےO پھر اگر تم

بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ

روشن دلائل آ جانے کے بعد بھی پھسل گئے تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ سب پر غالب ہے

حَكِيْمٌ ﴿۲۰۹﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِىْ

اور حکمت والا ہےO یہ لوگ اس انتظار میں ہیں[7] کہ اللہ تعالیٰ اور فرشتے

ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِىَ الْاَمْرُ ؕ

بادلوں کے سایہ میں ان کے پاس آئیں اور قصہ ہی صاف کر دیا جائے

وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۲۱۰﴾ ع سَلْ بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ كَمْ

اور تمام معاملات اللہ ہی کی طرف لوٹائے جائیں گےO آپ بنی اسرائیل سے پوچھ لیجئے[8] کہ

اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ اٰيَةٍۢ بَيِّنَةٍ ؕ وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ

ہم نے کتنی ہی کھلی کھلی نشانیاں انہیں دی تھیں۔ پھر جو قوم اللہ کی نعمت

مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۱۱﴾

کو پا لینے کے بعد اسے بدل دے تو یقیناً اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو سخت سزا دینے والا ہےO

۲۵ ع ۱۴ ۹

1-مفسرین نے کہاکہ یہ آیات ایک منافق اخنس بن شریق کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ کیا یہ آیات اسی کے ضمن میں نازل ہوئیں ہیں اسکی کوئی دلیل نہیں ہے لیکن اندازِ کلام اسی طرف اشارہ کرتا ہے کہ یہ کسی خاص منافق کے متعلق ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اسلام سے پھر کر یہ شخص واپس مکہ چلا گیا۔ راستہ میں مسلمانوں کے جو کھیت دیکھے انہیں جلادیا۔ جو جانور نظر آئے انہیں مار ڈالا۔ تاہم یہ عمومی طور پر منافقین کے اوصاف بھی ہیں۔

2-جس اللہ کو وہ اپنے کلام میں بار بار گواہ بناتا ہے وہ فساد پسند نہیں کرتا۔

3-عزت یعنی جھوٹی عزت معنی غرور و تکبر۔

4-صہیب بن سنان رومی جب ہجرت کرکے مدینہ آنے لگے تو مشرکین نے انہیں پکڑ لیا کہ یہ مال اسباب جو تم نے مکہ رہ کر اکٹھا کیا ہے کدھر لے جاتے ہو؟ چنانچہ مشرکین نے سب کچھ چھین کر انکی گلوخلاصی کی اور حضرت صہیب اپنی جان اور ایمان کو بچا کر مدینہ تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"صہیب نے نفع بخش تجارت کی۔"

ایسے ہی مخلص مومنوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

5-یعنی

"کیا تم کتاب کے بعض حصے مانتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو۔"

(البقرہ 85:2)

والا معاملہ نہ ہو یہ کونسا اسلام ہے کہ دین میں پسند کی باتیں مان لیں اور باقی چھوڑ دیں۔ یہ تو خواہشات نفس کو الہ بنانا ہوا۔ عیسائیوں کی طرح یہ بھی نہ ہو کہ دین کو پرائیوٹ معاملہ بنا کر رکھ دو۔ مسجد میں دین ہو لیکن سیاست میں دنیا جہاں کی بے دینی ہو یا یہ بھی نہ کرو کہ جو جی چاہے وہ دین اسلام میں اپنے خواہشات نفس کے مطابق داخل کرتے جاؤ اور اسے بدعات اور رسم و رواج کا ایک ملغوبہ بنا کے رکھ دو۔

6-اگر تم مکمل طور پہ اسلام کی اطاعت کا جوا گلے میں نہیں پہنو گے تو شیطان کے ہاتھوں کھلونا بن جاؤ گے۔ یہ موذی دشمن تمہیں کہیں کا نہیں چھوڑے گا۔

7-یعنی ایسی دندان شکن اور منہ توڑ نشانی کے انتظار میں ہیں جبکہ حق تسلیم کرے بغیر کوئی چارہ کار ہی نہ رہ جائے جیساکہ فرمایا۔

"جس دن کوئی ایسی (بڑی) نشانیاں آگئیں تو اس وقت کسی کا ایمان لانا اسے کچھ فائدہ نہ دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو یا اپنے ایمان کی حالت میں نیکی کے کام نہ کئے ہوں۔"

(الانعام 158:6)

جب کوئی حتمی علامت جیسے سورج کا مغرب سے طلوع ہونا یا موت یا قیامت آگئی تو پھر یہ معاملہ ہی ختم ہو جائے گا۔

8-اگر مسئلہ آیتوں ہی پہ اٹکا ہوا ہے تو بنی اسرائیل سے پوچھ لیں کہ ہم نے انہیں کیا کچھ آیات نہ دیں۔ عصائے موسیٰ' یدبیضا' پہاڑ سروں پہ لٹکانا' مار کے پھر زندہ کر دینا۔

کیا یہ سب کچھ تھوڑا ہے؟ تو کیا پھر انہوں نے ماننے کا حق ادا کر دیا۔ پھر جب انہوں نے نعمت کی قدر نہ کی تو نعمت ان سے چھن گئی۔ اگر تم بھی قدر نہ کرو گے تو یہی حشر تمہارا ابھی ہو سکتا ہے۔

زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ

کافروں کے لیے دنیا کی زندگی بڑی خوشنما بنا دی گئی ہے اور وہ ایمان والوں کا مذاق اڑاتے ہیں[1]

اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ

حالانکہ قیامت کے دن یہی متقی لوگ ان سے بالاتر ہوں گے (رہی دنیا کی زندگی تو یہاں) اللہ جسے چاہتا ہے

مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٢١٢﴾ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۣ قف

بغیر حساب کے رزق دیتا ہے ○ سب لوگ ایک ہی طریق (دین) پر تھے[2] (پھر انہوں نے آپس میں اختلاف کیا)

فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۠ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ

تو اللہ نے انبیاء کو بھیجا جو خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے تھے ان کے ساتھ اللہ نے حق کو واضح کرنے

الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا

والی کتاب نازل فرمائی تاکہ لوگوں میں ان باتوں کا فیصلہ کر دے جن میں انہوں نے اختلاف کیا۔

فِيْهِ ۭ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا

اور واضح دلائل آجانے کے بعد جن لوگوں نے اختلاف کیا تو (وجہ یہ نہ تھی کہ انہیں حق کا علم نہ تھا

جَاۗءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

بلکہ) ان میں ضد بازی اور انا کا مسئلہ پیدا ہو گیا تھا پھر جو ایمان لے آئے انہیں اللہ

لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ۭ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ

تعالیٰ نے اپنے حکم سے ان اختلافی امور میں حق کا راستہ دکھا دیا۔ اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے صراط

اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٢١٣﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ

مستقیم کی ہدایت دیتا ہے ○ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ یونہی جنت میں داخل ہو جاؤ گے جبکہ تمہیں

لَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ۭ مَسَّتْهُمُ

ابھی وہ مصائب پیش ہی نہیں آئے جو تم سے پہلے ایمان لانے والوں کو پیش آئے ان پر اس قدر

الْبَاْسَاۗءُ وَالضَّرَّاۗءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ

سختیاں اور مصیبتیں آئیں جنہوں نے ان کو ہلا ہلا کے رکھ دیا حتیٰ کہ رسول خود اور اس کے ساتھ

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ

ایمان لانے والے سب پکار اٹھے کہ اللہ کی نصرت کب آئے گی؟[3] (اللہ نے فرمایا) سن لو اللہ کی نصرت آیا

قَرِيْبٌ ﴿٢١٤﴾ يَسْــَٔـلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ڛ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ

ہی چاہتی ہے ○ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں[4] کہ کیا خرچ کریں ان سے کہئے کہ جو بھی مال تم خرچ

خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ

کرو وہ والدین، رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا حق ہے

السَّبِيْلِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿٢١٥﴾

اور جو بھی بھلائی کا کام تم کرو گے یقیناً اللہ تعالیٰ اسے خوب جانتا ہے ○

1- آپ ﷺ کے پیروکار ابتداء میں زیادہ تر فقراء اور مساکین ہی تھے جیسے حضرت بلال حبشی ؓ، حضرت عمار یاسر ؓ اور صہیب رومی ؓ وغیرہ چنانچہ دنیاوی مال ودولت اور جاہ وجلال میں لدے پھندے کفار انکا مذاق اڑاتے۔

2- اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسانیت میں ہدایت کی بنیاد اور اختلافات کے دخول کا پورا سلسلہ عروج وزوال سمجھادیا۔ ابتدا میں لوگ ایک ہی طریقہ پہ تھے۔ یہ کون سا طریقہ تھا؟ یہ طریقہ اسلام تھا۔ اس سے اس فلسفہ کی تردید ہوجاتی ہے جو بعض فلسفی سمجھاتے ہیں کہ شروع میں صرف جہالت تھی۔ بعد میں ارتقاء ہوتے ہوتے انسان توحید کی روشنی تک پہنچا۔

پھر جب اختلافات پیدا ہونے کی وجہ سے ہدایت مٹ جاتی رہی تو اللہ تعالیٰ انبیاء بھیج دیتا جسکے ساتھ کتاب بھی اتار دیتا کہ وہ جہالت کے اندھیروں کو چھانٹ دیں اور لوگوں پہ حق کو پھر سے واضح کردیں۔ لوگوں میں اختلافات کی ابتداء تو وہ کرتے رہے جن کے پاس ہدایت ہوتی اور روشن دلیل بھی ہوتی مگر وہ ضد' ہٹ دھرمی اور مفاد پرستی کی بنیاد پہ اختلافات کو ہوا دیتے ہیں۔

حضرت ثوبان روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"میں خاتم النبین ہوں۔ میرے بعد کوئی نہیں آئے گا۔ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا۔ ان کا کوئی مخالف انہیں نقصان نہ پہنچا سکے گا حتیٰ کہ اللہ کا حکم آجائے گا۔"

(مسلم)

3- جب انبیاء مبعوث ہوتے تو انہیں نئے سرے سے فرقوں میں بٹی ہوئی قوم کو توحید کے جھنڈے تلے جمع کرتے ہوئے کافی مشکلات اور مصائب پیش آتے۔ باطل قوتیں جو کہ اپنی جڑیں گاڑ چکی ہوتی ہیں مالی اور افرادی قوت کے لحاظ سے نبی اور اسکے ساتھیوں سے کہیں زیادہ طاقتور ہوتی ہیں۔ انہیں کچل دینے سے کبھی گریز نہیں کرتیں۔ حتیٰ کہ کئی انبیاء کو قتل کردیا گیا۔ یہ مصائب اتنے شدید ہوتے ہیں کہ بعض دفعہ یہ اللہ کے نیک بندے بتقاضائے بشریت پکار اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی؟

ایک دفعہ آپ ﷺ کعبہ کے سایہ اپنی چادر کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھے تھے تو حضرت خباب ابن ارت ؓ نے عرض کیا: آپ اللہ سے دعا کیوں نہیں کرتے؟ یہ سنتے ہی آپ تکیہ چھوڑ کر سیدھے بیٹھ گئے اور آپکا چہرہ غصہ سے سرخ ہوگیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم سے پہلے ایسے لوگ گزر چکے ہیں جنکے گوشت اور پٹھوں میں ہڈیوں تک لوہے کی کنگھیاں چلائی جاتیں مگر وہ اپنے سچے دین سے نہیں پھرتے تھے اور آرہ انکے سر کے درمیان رکھ کر چلایا جاتا اور وہ دو ٹکڑے کردیئے جاتے مگر وہ اپنے سچے دین سے نہیں پھرتے تھے۔ اور اللہ اپنے اس کام کو ضرور پورا کرکے رہے گا۔ یہاں تک کہ ایک شخص صنعاء سے سوار ہوکر حضرموت تک چلا جائے گا اور اللہ کے سوا اسے کسی چیز کا ڈر نہ ہوگا۔

(بخاری)

4- بعض مالدار صحابہ (مثلاً عمر بن الجموع ؓ وغیرہ) نے یہ سوال کیا۔ یہ نفلی صدقات کے مصارف ہیں۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا

تم پر جہاد فرض کیا گیا ہے اور وہ تمہیں ناگوار ہے[1] اور یہ عین ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناگوار سمجھو اور وہ

وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللَّهُ

تمہارے حق میں بہتر ہو اور یہ کہ کسی چیز کو تم پسند کرو اور وہ تمہارے حق میں بری ہو[2]- اور (یہ حقیقت) اللہ

يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢١٦﴾ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ

ع ٢٦ ٦ ١٠

ہی خوب جانتا ہے، تم نہیں جانتے[3]○ آپ سے حرمت والے مہینہ میں لڑائی کرنے سے متعلق پوچھتے ہیں-[4]

قِتَالٍ فِيهِ ۖ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ ۖ وَصَدٌّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَ

آپ ان سے کہئے کہ حرمت والے مہینہ میں جنگ کرنا (فی الواقعہ) بہت بڑا گناہ ہے مگر اللہ کی راہ سے روکنا، اور

كُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ أَهْلِهِ مِنْهُ أَكْبَرُ عِندَ

اس سے کفر کرنا اور مسجد حرام سے روکنا اور وہاں کے باشندوں کو وہاں سے نکال دینا اس سے بھی بڑے گناہ ہیں

اللَّهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ۗ وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ

اور فتنہ انگیزی قتل سے بھی بڑا گناہ ہے (اور یہ سب کام تم کرتے ہو) اور یہ لوگ ہمیشہ تم سے لڑتے ہی رہیں گے

حَتَّىٰ يَرُدُّوكُمْ عَن دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا ۚ وَمَن يَرْتَدِدْ

حتیٰ کہ اگر ان کا بس چلے تو تمہیں تمہارے دین سے برگشتہ کر دیں[5]- اور تم میں سے جو اپنے دین سے

مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ

برگشتہ ہو جائے پھر (اس حالت میں) مرے کہ وہ کافر ہی ہو تو ایسے لوگوں کے[6]

أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ

اعمال دنیا اور آخرت دونوں میں ضائع ہو گئے- اور یہی لوگ اہل جنہم ہیں

هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢١٧﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا

وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے○ اور جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی

وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ ۚ

اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہی اللہ کی رحمت کے امیدوار[7] ہیں

وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢١٨﴾ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۖ

اور اللہ بڑا بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے○ وہ آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق پوچھتے ہیں-

قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ

کہئے ان دونوں کاموں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے کچھ فائدے بھی ہیں[8] مگر ان کا گناہ ان کے

مِن نَّفْعِهِمَا ۗ وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ ۗ

نفع سے بہت زیادہ ہے- نیز آپ سے پوچھتے ہیں اللہ کی راہ میں کیا کچھ خرچ کریں؟ کہئے جو کچھ بھی ضرورت

كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ﴿٢١٩﴾

سے زائد ہو[9] اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے احکام تمہارے لئے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم غور و فکر کرو○

1- مکہ میں اسلامی ریاست جب قائم ہو گئی تو جہاد فرض قرار دیا گیا- ہر معاشرہ میں تمام لوگ تو ایک جیسی جسمانی اور ذہنی سطح کے نہیں ہوتے چنانچہ کچھ کم ہمت لوگوں کو جہاد گراں محسوس ہوا- قتال طبعی طور پر انسان پسند نہیں کرتا- یہ انہی لوگوں سے خطاب ہے-

2- گویا اگر جہاد تمہیں پسند نہ بھی ہو تو اس میں تمہارے لئے بہت بھلائیاں ہیں- شہید کی زندگی قوم کیلئے حیات کا درجہ رکھتی ہے- اسی لئے کتاب و سنت میں جہاد پہ بہت زور دیا گیا ہے-

3- انسان کا کام ظاہری اسباب کے مطابق جدوجہد اور کوشش کرنا ہے- نتیجہ کا حال اللہ ہی کو معلوم ہے-

4- رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم حرمت والے مہینے ہیں- جمادی الثانی 2 ہجری میں آپ ﷺ نے معلومات کی غرض سے ایک دستہ وادی نخلہ کی طرف بھیجا (جو کہ مکہ اور طائف کے درمیان ایک مقام ہے)- انہوں نے ایک تجارتی قافلہ پہ حملہ کر کے ایک کو قتل کیا اور باقی لوگوں کو گرفتار کر کے آپ ﷺ کے پاس لے آئے- یہ قتل 2 رجب کو ہوا جبکہ انہیں غلط فہمی ہوئی اور انہوں نے 30 جمادی الثانی سمجھا-

اس پہ مشرکین نے طوفان کھڑا کر دیا کہ یہ بڑے اللہ والے بنتے ہیں مگر حرمت والے مہینوں میں بھی خون خرابے سے باز نہیں آتے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں جواب دیا کہ حرمت والے مہینہ میں قتل یقیناً گناہ ہے مگر تمہارے کرتوت تو اس سے بھی بڑھ کر ہیں- کفر و شرک بذات خود بہت بڑا گناہ ہے-

5- یعنی تمہارا اصل گناہ انکی نظر میں قتل نہیں بلکہ یہ دین ہے-

6- جس طرح اسلام لانے سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اسی طرح ارتداد سے تمام نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں- اور دنیا میں ایسے مرتد کی سزا قتل ہے- فرمان رسول ﷺ ہے-

"وہ جو اپنا دین تبدیل کرے اسے قتل کر دو-"

7- یہ آیت انہی لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے غلطی سے رجب کے مہینے میں ایک مشرک مار ڈالا- اب انہیں خوف ہوا کہ ہمیں اس جہاد کا ثواب ملتا بھی ہے یا نہیں؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی رحمت کی امید دلائی ہے-

8- یہ نہیں فرمایا کہ اس میں کچھ فائدہ ہی نہیں بلکہ فرمایا کہ ان کا نقصان فائدے سے کہیں زیادہ ہے- یہ شراب کا ابتدائی حکم ہے- دوسرے حکم میں نشہ کی حالت میں صلوٰۃ سے منع کر دیا گیا اور تیسرے حکم میں شراب اور جوا وغیرہ قطعی طور پر حرام قرار دیئے گئے- تفصیل کیلئے دیکھیں (النساء 42:4) اور (المائدہ 5:91-90)

9- یہ نفلی عبادت کی آخری حد ہے- صدقہ کی کم از کم حد فرضی صدقہ یعنی زکوٰۃ ہے- اشتراکی ذہن رکھنے والوں نے (العفو) کے مفہوم کو سخت غلط معنی پہنائے ہیں- حالانکہ آیت سے واضح ہے کہ اموال کے مالک خود سائل تھے اور اپنے اموال میں تصرف کا اختیار رکھتے تھے-

فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَيَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ

دنیا اور آخرت کے بارے میں، نیز وہ آپ سے یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں-[1] ان سے کہئے کہ ان کی اصلاح

لَّهُمْ خَيْرٌ ؕ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ

کرنا بہتر ہے-[2] اور اگر انہیں اپنے ساتھ رکھ لو تو وہ تمہارے ہی بھائی ہیں- اور اللہ اصلاح کرنے والے اور بگاڑ

مِنَ الْمُصْلِحِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۲۰﴾

کرنے والے کو خوب جانتا ہے- اور اگر اللہ چاہتا تو تم پر سختی کر سکتا تھا- بیشک اللہ غالب حکمت

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ

والا ہے○ اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو[3] جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں- ایک مومن لونڈی آزاد

مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ

مشرکہ سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں بھلی لگے- اور مشرک مردوں سے (اپنی عورتوں کا) نکاح نہ کرو جب تک کہ وہ

وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ

ایمان نہ لے آئیں- ایک مومن غلام، آزاد مشرک سے بہتر ہے خواہ تمہیں وہ اچھا لگے- یہ مشرک لوگ تو

يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖۚ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ

تمہیں جہنم کی طرف بلاتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ اپنے اذن سے تمہیں جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے

بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۲۱﴾ وَ

اور وہ اپنے احکام اسی انداز سے کھول کھول کر لوگوں کے لئے بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت قبول کریں○

يَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي

نیز وہ آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں-[4] کہیئے کہ وہ ایک گندگی ہے[5] لہٰذا حیض کے دوران عورتوں سے

الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ

الگ رہو[6] اور جب تک وہ پاک نہ ہو لیں[7] ان کے قریب نہ جاؤ- پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس

مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ

جا سکتے ہو جدھر سے اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے-[8] اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف

الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴿۲۲۲﴾ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۠ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۫

رہنے والوں کو پسند کرتا ہے○ عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں لہٰذا جیسے تم چاہو اپنی کھیتی میں[9] آؤ

وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ؕ وَ

مگر اپنے مستقبل کا خیال رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ تم اس سے ملنے والے ہو اور مومنوں

بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۲۳﴾ وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ

کو خوشخبری سنا دو○ اور اپنی قسموں کے لئے اللہ کے نام کو ایسی ڈھال نہ بناؤ[10] کہ تم نیکی کرنے

تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۴﴾

برائی سے بچنے اور لوگوں کے درمیان اور اصلاح کے کاموں سے رک جاؤ اور اللہ سب سنتا اور جانتا ہے○

1- حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جب یہ آیات نازل ہوئیں۔
"جو لوگ ظلم سے یتیموں کا مال ہڑپ کر جاتے ہیں وہ درحقیقت اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں۔"

(النساء 10:4)

"اور یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ مگر احسن طریقے سے۔"

(الانعام 153:5)

تو جس کے پاس یتیم تھا اس نے اسکا کھانا پینا اپنے کھانے پینے سے علیحدہ کر دیا۔ اس کا کھانا علیحدہ رکھا جاتا یا وہ کھانا خراب ہو جاتا حتیٰ کہ کافی دقت پیدا ہو گئی تو انہوں نے آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

2- یعنی مل کر کھاؤ یا علیحدہ علیحدہ اصل بات یہ ہے کہ اگر یتیم کے ساتھ بھلائی کرو گے تو بہتر ہے۔ اللہ کو تو ہر مخفی اور ظاہر معلوم ہے۔

3- تاہم اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کی "اجازت" ہے یہ صرف اجازت ہے نہ حکم اور نہ ہی نصیحت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مصلحتاً اہل کتاب عورتوں سے نکاح ناپسند کیا ہے۔ مسلمان عورت کا نکاح اہل کتاب سے کرنا منع ہے۔

4- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہود حالت حیض میں عورتوں سے بالکل الگ ہو جاتے۔ ان کا کھانا علیحدہ کر دیتے اور ان سے میل جول ختم کر دیتے۔ صحابہ کرام نے آپ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

(مسلم)

5- یعنی تکلیف دہ حالت ہے یا گندگی ہے یا بیماری ہے یہ حالت تین تا دس دن ہر عورت کی مختلف ہوتی ہے۔

6- ایسی حالت میں عورتوں سے الگ رہو یعنی جماع نہ کرو۔ تاہم بوس وکنار اور گھر کے دیگر تمام کام کاج میں ممانعت نہیں ہے۔

7- حیض کے دوران عورت کو صلوٰۃ پڑھنے، قرآن مجید چھونے، مسجد میں داخل ہونے کعبہ کا طواف کرنے اور روزے رکھنے کی اجازت نہیں تاہم روزوں کی قضا ادا کرنا ہوگی مگر صلوٰۃ کی قضا نہیں ہے۔

8- جہاں سے اس نے تمہیں حیض کی حالت میں منع کیا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دبر سے مجامعت کرنا منع ہے۔ حدیث سے اسکی مزید تائید ہوتی ہے۔

9- یہودی کہتے تھے کہ اگر کوئی شخص بیوی کے پاس اس سے پیچھے سے آئے تو بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے۔

(بخاری)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ میں ہلاک ہو گیا۔ آپ نے پوچھا کہ تجھے کس چیز نے ہلاک کیا ہے؟ کہنے لگے کہ میں نے آج اپنی سواری پھیرلی، آپ نے کچھ جواب نہ دیا حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہوئی (پھر آپ نے فرمایا) آگے سے صحبت کرو یا پیچھے سے مگر دبر میں یا حالت حیض میں مجامعت نہ کرو۔

(ترمذی)

"مستقبل کے خیال" سے مراد یہ ہے کہ اپنی نسل کیلئے ہر کام کرو جو تمہارے بعد دین کا کام کرنے والے ہوں یا یہ مفہوم ہو سکتا ہے کہ اولاد کی تربیت کا خیال رکھو۔

10- مثلاً اللہ کی قسم میں صدقہ نہ دوں گا۔ ایسی صورت میں قسم کا کفارہ ادا کرنا چاہئے اور اچھے کام سے باز نہ رہنا چاہئے۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ

اللہ تعالیٰ تمہاری لغو (بلا ارادہ یا عادتاً) قسموں پر گرفت نہیں کرے گا[1] لیکن جو تم سچے دل سے قسم کھاتے ہو

بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۲۵﴾ لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ

اس پر ضرور گرفت کرے گا اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بردبار ہے○ جو لوگ اپنی بیویوں سے

مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ

تعلق نہ رکھنے کی قسم کھالیں[2]، ان کے لئے چار ماہ کی مہلت ہے۔ اس دوران اگر وہ رجوع کرلیں تو اللہ بڑا

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲۶﴾ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ

معاف کرنے والا اور رحیم ہے○ اور اگر طلاق ہی کی ٹھان لیں تو بے شک اللہ (تمہارے ارادوں کو) سننے والا،

عَلِيْمٌ ﴿۲۲۷﴾ وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ وَلَا

جاننے والا ہے○ اور جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو وہ تین حیض[3] تک اپنے آپ کو روکے رکھیں۔ اور

يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ

انہیں یہ جائز نہیں کہ اللہ نے جو کچھ ان کے رحم میں پیدا کیا اسے چھپائیں[4] اگر وہ اللہ اور

يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ

آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہیں اگر ان کے خاوند[5] اس مدت میں پھر سے تعلقات استوار کرنے پر

ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ؕ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ

آمادہ ہوں[6] تو وہ انہیں زوجیت میں واپس لینے کے زیادہ حق دار ہیں۔ نیز عورتوں کے مناسب طور پر مردوں پر

بِالْمَعْرُوْفِ ۪ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ

حقوق ہیں جیسا کہ مردوں کے عورتوں پر۔ البتہ مردوں کو ان پر ایک درجہ[7] حاصل ہے۔ اور اللہ زبردست

حَكِيْمٌ ﴿۲۲۸﴾ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌ ۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ

اور حکمت والا ہے○ طلاق (رجعی) دو بار ہے[8] پھر یا تو سیدھی طرح اپنے پاس رکھا جائے یا

تَسْرِيْحٌ ۢ بِاِحْسَانٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ

بھلے طریقے سے اسے رخصت کردیا جائے اور تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ اس میں سے کچھ واپس لے لو جو

اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ

کچھ تم انہیں دے چکے ہو، الا یہ کہ دونوں میاں بیوی ڈرتے ہوں کہ وہ حدود اللہ کی پابندی نہ کر

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا

سکیں گے۔ ہاں اگر وہ اس بات سے ڈرتے ہوں کہ اللہ کی حدود کی پابندی نہ کرسکیں گے۔ تو پھر عورت اگر کچھ

فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ

دے کر اپنی گلو خلاصی[9] کرا لے تو ان دونوں پر کچھ گناہ نہیں۔ یہ ہیں اللہ کی حدود، ان سے آگے نہ بڑھو۔

وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾

اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کرے گا تو ایسے ہی لوگ ظالم ہیں○

۲۸ ع ۱۲

1-البتہ عمداً جھوٹی قسم کھانا بہت بڑا گناہ ہے۔ اس کے کفارہ کی تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (المائدہ 89:5)

2-ایلا کرلیں یعنی بیوی سے تعلق نہ رکھنے کی قسم کھالیں تو اسکی مدت چار ماہ ہے مثلاً اگر کسی نے تین ماہ تک تعلق نہ رکھنے کی قسم کھائی ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ اگر اس نے ان تین ماہ میں صحبت کرلی تو اسے قسم کا کفارہ دینا ہوگا جو کہ پہلے بیان ہوچکا ہے۔ اگر نہ کی تو نہ کفارہ ہوگا اور نہ ہی طلاق۔ چار ماہ گزر جائیں اور مرد رجوع نہ کرے تو طلاق دینا ہوگی۔ قرآن کے الفاظ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ازخود طلاق واقع نہ ہوگی بلکہ خاوند کو دینا ہوگی۔ اگر خاوند نہ دے تو عدالت اسے مجبور کرے گی۔

3-یا تین طہر۔ دونوں صورتوں میں درست ہے۔ مختلف خواتین کی عدت کی تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (الطلاق 1:65)

عدت کے دوران نان ونفقہ اور رہائش خاوند کے ذمہ ہے اور قانوناً وہ اس کی بیوی ہی ہوگی۔

4-حق نہ چھپائے، مثلاً حاملہ ہو تو نہ کہے کہ حمل ہی نہیں ہوا۔ اسی طرح شائد خاوند طلاق کا ارادہ ہی ترک کردے یا حیض کے متعلق غلط بیانی سے کام نہ لے۔

5.-عدت کے اندر (ایک طلاق کے بعد) خاوند رجوع کرنے کا حقدار ہے۔ عدت کے بعد بھی (دو طلاقوں کے بعد جبکہ تیسری طلاق نہ ہوئی ہو) وہ نکاح کرنے کا حقدار ہے بشرطیکہ عورت بھی رغبت رکھتی ہو۔

6-یعنی اگر رجوع سے انکی نیت بیوی کو تنگ کرنا نہ ہو بلکہ واقعی بسانا چاہتے ہوں۔

7-مرد کو عورت پر ایک فضیلت حاصل ہے کہ وہ ہی گھر کے معاملات اور انتظام کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ خرچ اخراجات بھی وہی برداشت کرتے ہیں لہٰذا طلاق اور رجوع کا حق صرف مرد کو دیا گیا ہے۔

8-زمانہ جاہلیت میں کئی مرد بار بار طلاق دیتے اور اس عمل کو عورت کیلئے ذہنی اذیت کے ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کرتے۔ چنانچہ اللہ رب العزت ارحم الرحمین نے عورت کے حقوق کا تحفظ کرتے ہوئے ایسی طلاق جس میں رجوع کرنے کا حق باقی رہتا ہے کی تعداد کو دو تک محدود کردیا۔ ایک کی بجائے دو مواقع رکھنا بھی اس کی رحمت ہے جس سے کئی خاندانوں کے دوبارہ مل بیٹھنے کے مواقع میسر آجاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے "الطلاق مرّتٰن" کہا ہے نہ "طلقتان" فرمایا ہے۔ یعنی طلاق "دودفعہ" ہے نہ کہ "دوطلاقیں" ہیں۔ "دودفعہ طلاق" دینے میں دوبارہ مل بیٹھنے کے جتنے امکان ہیں وہ "دوطلاقوں" میں نہیں ہیں۔

9-یہ خلع کی صورت ہے جس میں عورت علیحدگی کی خواہاں ہوتی ہے۔ اس صورت میں اگر عورت کچھ دے دلا کر معاملہ کرلے تو کوئی حرج نہ ہوگا۔ اگر مرد کسی ایسی صورت پر راضی نہ ہو تو عدالت نکاح فسخ کرسکتی ہے۔ ان دونوں صورتوں میں عدت ایک حیض ہوگی اور طلاق بائنہ واقع ہوگی۔ گویا کہ عورت نے زرفدیہ دے کر خاوند سے رجوع کا حق خرید لیا ہے۔

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ

پھر اگر مرد (تیسری) طلاق بھی دے تو اس کے بعد وہ عورت اس کے لئے حلال نہ رہے گی[1] حتی کہ وہ کسی دوسرے

زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ

خاوند سے نکاح نہ کرے۔ ہاں اگر دوسرا خاوند اسے طلاق دے دے تو پھر پہلا خاوند اور یہ عورت دونوں اگر یہ

يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ

ظن غالب رکھتے ہوں کہ وہ حدود اللہ کی پابندی کر سکیں گے تو وہ آپس میں رجوع کر سکتے ہیں اور ان پر گناہ

حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ

نہ ہوگا۔ یہ ہیں اللہ کی حدود جنہیں اللہ اہل علم کے لئے کھول کر بیان کرتا ہےO اور جب تم عورتوں کو

النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ

طلاق دے دو اور ان کی عدت پوری ہونے کو آ جائے تو پھر یا تو سیدھی طرح انہیں پاس رکھو

اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۠ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا

یا پھر بھلے طریقے سے انہیں رخصت کر دو۔ انہیں تکلیف پہنچانے کی خاطر نہ روکے رکھو (یعنی رجوع کر کے)

لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ

کہ تم ان پر زیادتی کر سکو۔ اور جو شخص یہ کام کرے گا تو وہ اپنے آپ پر ہی ظلم کرے گا۔

وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۡ وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ

اور اللہ تعالیٰ کے احکام کا مذاق نہ بناؤ[2]۔ اور اللہ کے اس احسان کو یاد

عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ

رکھو جو اس نے تم پر کیا اور جو اس نے تم پر کتاب و حکمت نازل کی

يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ

اس کے ذریعہ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ ہر چیز کو

عَلِيْمٌ ﴿۲۳۱﴾ ع وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ

خوب جانتا ہےO نیز جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں

فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا

تو انہیں اپنے پہلے خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو جبکہ وہ معروف طریقے سے آپس میں نکاح کرنے پر

بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ

راضی ہوں[3]۔ جو کوئی تم میں سے اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے

مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى

اسے اسی بات کی نصیحت کی جاتی ہے۔ یہی تمہارے لئے شائستہ

لَكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۲﴾

اور پاکیزہ طریقہ ہے۔ اور (اپنے احکام کی حکمت) اللہ ہی جانتا ہے تم نہیں جانتےO

الثلٰثۃ ۲۹ ع ۱۴

1-خاوند کی تیسری طلاق کے بعد وہ عورت اس کیلئے حرام ہوگئی۔ اب اگر وہ دونوں خواہش کریں تو بھی نکاح کی اجازت نہیں۔ عورت پہ عدت تو ہوگی مگر اس عدت میں مرد رجوع نہیں کر سکتا۔ البتہ اگر اتفاقاً اس عورت کا نکاح کسی اور شخص سے ہو جائے اور اتفاقاً دوبارہ وہ عورت اکیلی رہ جائے۔ چاہے خاوند کے فوت ہونے سے یا طلاق دینے سے تو اس صورت میں پہلے خاوند سے دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے بشرطیکہ دونوں کو امید ہو کہ اب کی بار دونوں اللہ کی حدود کا پاس کر سکیں گے اور نباہ کر سکیں گے۔

اگر کوئی شخص محض اپنی مطلقہ بیوی کو حلال کرنے کی خاطر کسی سے اسکا اس شرط پر نکاح کرائے کہ وہ جماع کے بعد اسے طلاق دے دے گا تو یہ نکاح درست نہیں۔ اس طرح کے نکاح سے وہ عورت پہلے شوہر کیلئے ہرگز حلال نہ ہوگی۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے حلالہ نکالنے اور نکلوانے والے پہ لعنت فرمائی ہے۔

(ترمذی)

2-یعنی احکام حیلہ سازی سے ایسا مطلب نکالا جائے جو اس کے مفہوم اور روح کے منافی ہو۔ مثلاً نکاح حلالہ کرنا یا بیک وقت تین یا اس سے زیادہ طلاقیں دیدینا۔ آپ ﷺ کو جب بیک وقت تین طلاقیں دینے کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ غصے سے اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا۔

"میرے جیتے جی اللہ کی کتاب سے کھیلا جا رہا ہے؟"

(نسائی)

اسی طرح مذاق میں نکاح، طلاق وغیرہ کی بات نہیں ہونا چاہئے اگر کوئی ایسا کرے گا تو وہ لاگو ہوگا یعنی نافذ ہوگا۔

3-حضرت معقل بن یسارؓ کہتے ہیں کہ میری بہن (جمیلہ) کو اسکے خاوند (عاصم بن عدی) نے طلاق (رجعی) دی مگر رجوع نہ کیا حتی کہ پوری عدت گزر گئی۔ پھر عدت گزرنے کے بعد دوبارہ نکاح کیلئے مجھے پیغام بھیجا (جبکہ مجھے اور بھی پیغام آچکے تھے۔) میں نے غیرت اور غصہ سے اسے برا بھلا کہا اور انکار کیا اور قسم کھائی کہ اب نکاح نہ ہونے دوں گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور میں نے اس حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دیا اور قسم کا کفارا ادا کر دیا۔

(بخاری)

واضح رہے کہ جمیلہ عاصم ہی سے نکاح چاہتی تھیں۔ اس حدیث سے کچھ اور باتیں معلوم ہوئیں۔

(ا) ولی کے بغیر نکاح درست نہیں۔ یہ دوسری کئی احادیث سے بھی ثابت ہے۔

(ب) اللہ تعالیٰ نے عورت کی رضا کو ولی کی رضا سے مقدم رکھا ہے۔ ولی کیلئے ضروری ہے کہ وہ عورت کی رائے کا احترام کرے۔

اس آیت کا ایک اور مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جو شخص اپنی عورت کو طلاق دے چکا ہو اور وہ مطلقہ عورت اپنی عدت گزار کر کسی اور سے نکاح کرنا چاہتی ہو تو سابقہ شوہر کو کوئی ایسی کمینہ حرکت نہ کرنی چاہئے جو اسکے ہونیوالے نکاح میں رکاوٹ پیدا کر دے۔

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ

جو باپ یہ چاہتا ہو کہ اس کا بچہ پوری مدت دودھ پیئے تو مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال[1] دودھ پلائیں۔

يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ

اور ماں اور بچے کے کھانے اور کپڑے کی ذمہ داری اس (یعنی باپ) پر ہے وہ یہ[2] خرچ معروف طریق سے دے

لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ

[3] مگر کسی پر اس کی وسعت سے زیادہ بار نہ ڈالا جائے۔ نہ تو والدہ کو اس کے بچہ کی وجہ سے تکلیف دی جائے

لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۗ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ

اور نہ باپ کو بچہ کی وجہ سے۔[4] (باپ مر جائے تو) یہی ذمہ داری وارث پر ہے۔[5] اور اگر وہ باہمی

تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ؕ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ

رضامندی اور مشورہ سے دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر کچھ گناہ نہیں۔[6] اور اگر تم اپنی اولاد کو

تَسْتَرْضِعُوْۤا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّاۤ اٰتَيْتُمْ

(کسی سے) دودھ پلوانا چاہو تو بھی کوئی حرج نہیں جبکہ تم دایہ کو دستور کے مطابق اس کا معاوضہ دے دو جو تم

بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۳﴾

نے طے کیا ہے۔[7] اور اللہ سے ڈرتے رہو، اور جان لو کہ جو کچھ بھی تم کرتے ہو، اللہ اسے خوب دیکھ رہا ہے[8]○

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ

اور تم میں سے جو لوگ فوت ہو جائیں اور ان کی بیویاں زندہ ہوں تو ایسی بیوائیں

اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ

چار ماہ دس دن انتظار کریں[9] پھر جب ان کی عدت پوری ہو جائے تو تم پر اس بات کا کچھ گناہ نہیں

فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْۤ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۳۴﴾

اپنے حق میں جو کچھ وہ معروف طریقے سے کریں[10] اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے○

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ

ایسی بیواؤں کو اگر تم اشارتاً پیغام نکاح دے دو[11] یا یہ بات اپنے دل میں چھپائے رکھو، دونوں صورتوں میں تم پر

فِيْۤ اَنْفُسِكُمْ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ

کوئی گناہ نہیں اللہ جانتا ہے کہ تم انہیں (دل میں) یاد رکھتے ہو لیکن ان سے کوئی معاہدہ

سِرًّا اِلَّاۤ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۬ؕ وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ

[12] پوشیدہ طور پر نہ کرنا، ہاں جو بات کرنا ہو معروف طریقے سے کرو مگر ان سے عقد نکاح کا ارادہ مت کرو

حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ؕ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْۤ

جب تک ان کی عدت گزر نہ جائے اور جان لو کہ جو کچھ تمہارے دل میں ہے اللہ تعالیٰ

اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۳۵﴾ ع

اسے جانتا ہے لہٰذا اس سے ڈرتے رہو اور یہ جان لو کہ اللہ معاف کرنے والا ہے، بردبار ہے○

٣٠ ع ١٤

1-یعنی مدت رضاعت زیادہ سے زیادہ دو سال ہے۔ اس سے کم مدت کی بھی رضاعت ہو سکتی ہے۔

2-باپ پر شیر خوار کی ماں کے کپڑے اور کھانے کی ذمہ داری ہے۔ اگرچہ مطلقہ عورت کی عدت گذر بھی چکی ہو مگر اس کے بچے کو دودھ پلانے کی وجہ سے باپ کو بچے کی ماں کے اخراجات برداشت کرنے ہونگے۔

3-اس بچے کی وجہ سے ماں کو تکلیف پہنچانا یہ ہے کہ دودھ تو اس سے پلوایا جائے مگر کماحقہ اخراجات نہ اٹھائے جائیں یا ممتا کی ماری سے بچہ چھین کر کسی اور کو دودھ پلانے کو کہا جائے یا ماں کو زبردستی دودھ پلانے پر مجبور کیا جائے۔

4-یعنی والد کو اسکی استطاعت سے زیادہ اخراجات ادا کرنے پہ مجبور نہ کیا جائے۔ یا ماں صرف تنگ کرنے کیلئے بچے کو دودھ پلانے سے انکار نہ کردے۔

5-باپ کے فوت ہونے کی صورت میں یہی ذمہ داری ورثاء پر ہوگی۔ یعنی انہیں بھی انہی اداب کا لحاظ رکھنا چاہئے۔ یہ خرچہ مشترکہ طور پر میت کی وراثت سے ادا کیا جائے۔

6-یعنی اگر ماں باپ باہمی مشورہ سے دو سال قبل ہی دودھ چھڑانا چاہیں تو کوئی حرج نہیں۔ وجہ کچھ بھی ہو سکتی ہے۔

7-اس کا دوسرا مفہوم یہ ہو سکتا ہے کہ ماں کو جو طے شدہ خرچہ ملنا تھا وہ بہرحال اسے ادا کر دینا چاہئے۔

8-اللہ تعالیٰ نے اپنے احکامات بیان کرنے کے بعد اکثر تقویٰ اختیار کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ کیونکہ انسان کئی ایسے مفادات سوچ لیتا ہے جو کہ منشائے الٰہی کے خلاف ہوں۔ ایسے تمام حالات الگ الگ بیان کرنا مشکل بھی پیدا کر سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی حکمت کے خلاف بھی ہے لہٰذا انسان کو تقویٰ کی تلقین کی جاتی ہے کہ اپنی نیت درست رکھے اور اللہ کے ہاں جوابدہی کے تصور کے ساتھ ایسے احکام بجالائے۔

9-بیوہ کیلئے عدت چار ماہ دس دن ہے مگر حاملہ کیلئے وضع حمل ہے۔ اسی مدت کے دوران اسے سوگ منانے کا حکم ہے۔ اس مدت کے گزرنے کے بعد اسے اپنے نکاح کے معاملہ میں اختیار ہے۔

10-نکاح کی بات چیت کرنا، زیب وزینت و آرائش کرنا، خوشبو لگانا، مقام عدت سے کہیں اور چلے جانا، نکاح کرلینا وغیرہ جو کچھ وہ اپنے لئے بہتر ومناسب سمجھیں جائز ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیوہ کے عقد ثانی کو نہ برا سمجھنا چاہئے اور نہ ہی اس میں رکاوٹ ڈالنی چاہئے۔

11-عدت کے دوران اشارہ کنایہ میں نکاح کا عندیہ دیا جا سکتا ہے مگر واضح طور پر پیغام دینا ناجائز ہے۔ البتہ جو عورت طلاق رجعی کی عدت میں ہو اسے اشارتاً بھی کوئی ایسا پیغام دینا حرام ہے۔

12-یعنی اگر تمہارا نکاح کا ارادہ ہے تو ظاہر بات ہے کہ دل میں تو تم ضرور یاد رکھتے ہو گے لیکن ان خیالات سے مغلوب ہو کر نہ عدت میں نکاح کرنا چاہئے اور نہ نکاح کا وعدہ کرنا یا لینا چاہئے۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ

تم پر کچھ گناہ نہیں اگر تم ایسی عورتوں کو طلاق دے دو جنہیں تم نے مس نہ کیا ہو اور

تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً ۚ وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَ

نہ ہی حق مہر مقرر کیا ہو البتہ انہیں کچھ نہ کچھ دے کر رخصت کرو[1] وسعت والا اپنی حیثیت کے مطابق اور

عَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ ۚ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ ﴿٢٣٦﴾

تنگدست اپنی حیثیت کے مطابق[2] انہیں بھلے طریقے سے رخصت کرے یہ نیک آدمیوں پر حق ہے○

وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ

اور اگر انہیں ہاتھ لگانے سے پیشتر طلاق دو مگر ان کا حق مہر مقرر ہو چکا ہو

لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ إِلَّا أَنْ يَعْفُونَ أَوْ يَعْفُوَا

تو طے شدہ حق مہر کا نصف ادا کرنا ہوگا الا یہ کہ وہ عورتیں از خود معاف کر دیں یا ان کا ولی

الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۚ وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۚ وَ

معاف کردے[3] اور اگر تم درگزر کرو (اور پورے کا پورا حق مہر دے دو) تو یہ تقویٰ سے قریب تر ہے اور

لَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٢٣٧﴾

باہمی معاملات میں فیاضی کو نہ بھولو اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ یقیناً اسے دیکھ رہا ہے○

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ

اپنی سب نمازوں کی محافظت کرو[4] بالخصوص درمیانی نماز کی[5] اور اللہ کے حضور ادب سے کھڑے

قَانِتِينَ ﴿٢٣٨﴾ فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا ۖ فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا

ہوا کرو○ اگر تم حالت خوف میں ہو[6] پیدل ہو یا سوار (جیسے ممکن ہو نماز ادا کرو) مگر جب امن میسر آجائے

اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ﴿٢٣٩﴾ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ

تو اللہ کو یاد کرو جس طرح اس نے تمہیں سکھایا ہے جسے تم پہلے نہ جانتے تھے○ تم میں سے جو لوگ

مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى

فوت ہو جائیں اور ان کی بیویاں موجود ہوں تو وہ اپنی بیویوں (بیواؤں) کے حق میں وصیت کر جائیں کہ سال بھر

الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ ۚ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا

انہیں نان و نفقہ دیا جائے اور گھر سے نکالا نہ جائے[7] لیکن تم پر کوئی مواخذہ نہیں اگر ان کے ذہن میں

فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَعْرُوفٍ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٤٠﴾

اپنے لئے کوئی اچھی تجویز ہو اور وہ از خود گھر سے چلی جائیں تو اور اللہ صاحب اقتدار حکمت والا ہے-○

وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ﴿٢٤١﴾

مطلقہ عورتوں کو بھی معروف طریقے سے کچھ دے کر رخصت کرو یہ متقیوں کے لئے ضروری ہے○

كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٢٤٢﴾ ع

اللہ اسی انداز سے اپنے احکام صاف بیان کرتا ہے امید ہے کہ تم عقل سے کام لو گے○

۳۱ ع ۷ ۱۵

1-یعنی خلوت صحیحہ سے پہلے یا صحبت کرنے سے پہلے تو اس صورت میں حسب استطاعت مطلقہ کو کچھ نہ کچھ دے دلا کر رخصت کیا جائے۔ اسے متعہ طلاق کہتے ہیں اس میں کئی مصلحتیں ہیں۔ مطلقہ کی شہرت کو جو نقصان پہنچا ہے کسی حد تک اسکی تلافی ہو سکے۔ خاندان کے تعلقات میں جو خرابی ہوئی ہے اسے آخری حد تک پہنچنے سے بچایا جائے۔

2-اس "و متعوھن" سے خواتین کے حقوق کے بعض علمبردار جو کہ خود کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ خواتین کا خیرخواہ سمجھتے ہیں یہ معنی نکالنے کی کوشش کی ہے کہ باقاعدہ جائیداد سے حصہ دیا جائے یا عمر بھر کیلئے انہیں اخراجات دیئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ اور اسکی کتاب اس فلسفہ سے بری ہے۔ دنیا کے قوانین کے لحاظ سے بھی یہ ناقابل عمل ہے جب ایک عقد (Contract) ہی کینسل ہو جائے تو عقد کی ساری شرائط منسوخ ہو جاتی ہیں۔

3-اگر نکاح بھی ہو چکا ہو۔ حق مہر بھی مقرر ہو چکا ہو مگر خلوت صحیحہ یا صحبت نہ ہو چکی ہو تو مطلقہ کو نصف حق مہر دے دیا جائے الا یہ کہ خود ہی وہ عورت یا اسکا ولی معاف کردے یا خاوند اسے باقی آدھا بھی معاف کردے یعنی پورا ہی دے دے۔

مطلقہ عورتوں کی ممکنہ شکلیں چار ہیں۔

(ا) حق مہر مقرر نہیں ہوا اور جماع یا خلوت صحیحہ نہیں ہوئی۔ متعہ طلاق دیا جائیگا۔

(ب) حق مہر مقرر ہوا مگر مجامعت نہیں ہوئی -- نصف حق مہر دیا جائے۔

(ج) حق مہر مقرر ہو چکا تھا اور مجامعت بھی ہو چکی تھی۔ یہ عام صورت ہے۔ مکمل حق مہر دیا جائے گا۔

(د) حق مہر مقرر نہ ہوا تھا مگر صحبت ہو چکی تھی -- اس صورت میں مہر مثل دینا ہوگا۔ یعنی اتنا مہر جو کہ عورت کے قبیلہ میں رواج ہے۔ البتہ بیوہ کیلئے جماع ہونے یا نہ ہونے سے کچھ فرق نہ ہوگا۔

4-عائلی مسائل میں صلوٰۃ کا ذکر غالباً اسلئے کیا گیا ہے کہ ان مسائل کو خوش اسلوبی سے نمٹانے کیلئے جس تقویٰ کی ضرورت ہوتی ہے وہ صلوٰۃ سے ہی پیدا ہو سکتا ہے۔

5-حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"صلوٰۃ الوسطیٰ صلوٰۃ عصر ہے۔"

(ترمذی)

بالخصوص صلوٰۃ عصر کی تاکید فرمائی غالباً اس لئے کہ یہ دنیوی مشاغل کے لحاظ سے بہت اہم وقت ہے۔

6-حالت خوف یعنی جنگ وغیرہ کی حالت میں یہ رخصت ہے۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھیں (النساء 4:102-101)

7-ابتدائی حکم ہے۔ بعد میں بیوہ کی عدت چار ماہ اور دس دن مقرر کردی گئی دیکھئے (البقرہ 2:234) اور آیت میراث (النساء 4:12) کی رو سے خاوند کی میراث میں بیوی کا حق مقرر کردیا گیا چنانچہ اس آیت کا حکم منسوخ ہوگیا۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ

کیا آپ نے ان کے حال پر بھی غور کیا جو موت کے ڈر سے اپنے گھروں سے نکل گئے[1] حالانکہ وہ ہزاروں تھے

فَقَالَ لَهُمُ اللَّهُ مُوتُوا ثُمَّ أَحْيَاهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى

اللہ نے انہیں کہا مر جاؤ (چنانچہ مر گئے) پھر اللہ نے انہیں زندہ کر دیا بے شک اللہ یقیناً

النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٢٤٣﴾ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ

لوگوں پر بڑا فضل کرنے والا ہے لیکن لوگوں کی اکثریت اللہ کا شکر ادا نہیں کرتی○ اور اللہ کی راہ میں

اللَّهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٤٤﴾ مَّن ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ

جہاد کرو اور جان لو کہ اللہ سب سننے والا اور جاننے والا ہے○ کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ

قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً ۚ وَاللَّهُ يَقْبِضُ وَيَبْسُطُ وَ

دے تو اللہ اسے کئی گنا بڑھا چڑھا دے[2] اور اللہ ہی (لوگوں کا رزق) تنگ[3] اور کشادہ کرتا ہے

إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢٤٥﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الْمَلَإِ مِن بَنِي إِسْرَائِيلَ مِن بَعْدِ

اور تمہیں اسی کے ہاں لوٹ کر جانا ہے۔○ کیا آپ نے حضرت موسیٰ کے بعد بنی اسرائیل کے سرداروں[4] کے

مُوسَىٰ إِذْ قَالُوا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِي سَبِيلِ

معاملہ پر بھی غور کیا؟ جب انہوں نے نبی سے کہا "ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کرو[5] تاکہ ہم اللہ کی راہ میں جہاد

اللَّهِ ۖ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ إِن كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ أَلَّا تُقَاتِلُوا ۖ

کریں" نبی نے کہا: "کہیں ایسی بات نہ ہو کہ تم پر جہاد فرض کر دیا جائے اور تم لڑنے سے انکار کر دو"

قَالُوا وَمَا لَنَا أَلَّا نُقَاتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَدْ أُخْرِجْنَا مِن

وہ کہنے لگے: "یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم اللہ کی راہ میں جہاد نہ کریں جبکہ ہمیں ہمارے گھروں سے نکال کر بال

دِيَارِنَا وَأَبْنَائِنَا ۖ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا إِلَّا قَلِيلًا

بچوں سے جدا کر دیا گیا ہے پھر جب ان پر جہاد فرض کیا گیا تو ان میں سے ماسوائے چند آدمیوں کے سب ہی (اپنے

مِّنْهُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ﴿٢٤٦﴾ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ

عہد سے) پھر گئے اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔○ ان کے نبی نے ان سے کہا: اللہ نے تمہارے

قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا ۚ قَالُوا أَنَّىٰ يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ

لئے طالوت[6] کو بادشاہ مقرر کیا ہے" وہ کہنے لگے: "بھلا ہم پر حکومت کا حقدار وہ کیسے بن گیا؟

عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ۚ

اس سے زیادہ ہم خود حکومت کے حقدار ہیں اور اس کے پاس کچھ مال و دولت بھی نہیں"

قَالَ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَ

نبی نے کہا: "اللہ نے تم پر اسے منتخب کیا ہے علمی اور جسمانی اہلیت اسے تم سے

الْجِسْمِ ۖ وَاللَّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٤٧﴾

زیادہ دی ہے اور اللہ جسے چاہے اپنی حکومت دے اور اللہ بڑی وسعت والا اور جاننے والا ہے"○

1-اشارہ کسی واقعہ کی طرف ہے جس کی وضاحت کسی صحیح حدیث میں وارد نہیں ہوئی۔ روایات کے مطابق بنی اسرائیل کے لوگ کسی بستی میں رہتے تھے وہاں طاعون کی بیماری پھیلی تو موت کے خوف سے بوریا بستر سمیٹ کے ہزاروں کی تعداد میں بستی سے نکل کھڑے ہوئے۔ ابھی کسی منزل پہ بھی نہ پہنچنے پائے تھے کہ اللہ کے حکم سے سب مر گئے۔ پھر کچھ مدت کے بعد اللہ کے نبی حزقیل جو کہ حضرت موسیٰ کے تیسرے خلیفہ تھے ادھر سے گزرے۔ یہ صورت حال دیکھ کر انہوں نے اللہ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی مہربانی سے دوبارہ زندگی عطا فرمائی۔ اگلی آیت میں چونکہ مسلمانوں کو جہاد کا حکم دیا جا رہا ہے تو تمہید کے طور پہ بتایا جا رہا ہے کہ تم موت سے بچ نہیں سکتے۔ دوسری جانب اللہ موت کے بعد دوبارہ زندہ کرنے کی قدرت بھی رکھتا ہے۔

2-یہ اللہ تعالیٰ کے احسان کی ایک مثال ہے۔

(ا) مال کے تمام موارد، ذخائر اور خام مال سب کے سب اللہ کے پیدا کردہ ہیں۔ یہ سب اشیاء بنی نوع انسان کے دنیا میں آنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے پیدا کر چھوڑی تھیں۔ دنیا بھر کے سائنس دان اور انجینئر صرف اس مادہ کی ظاہری اشکال تبدیل کر کے اس کو قابل استعمال بناتے ہیں۔ اس لحاظ سے تمام مال کی ملکیت اللہ ہی کی ہوئی۔

(ب) مادہ کو قابل استعمال بنانے کیلئے ساری صلاحیت اللہ تعالیٰ ہی نے انسان کو ودیعت کی ہے۔ مثلاً جانوروں کو یہ صلاحیت نہیں دی تو وہ دنیا کی اشیاء کو مال میں تبدیل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔

(ج) ہمارے اس مال کی اللہ کو کچھ حاجت نہیں۔ ہمارے خرچ کرنے سے اسکی حکومت بڑھتی نہیں اور بالکل روک لینے سے اسکی حکومت کم نہیں ہوتی۔ اسکے تمام کے تمام فوائد صرف اور صرف بنی نوع انسان کیلئے ہیں۔

ان سب کے باوجود اللہ تعالیٰ نے یہ خرچ کرنے کو "قرض" کہا ہے۔

3-یعنی اگر تم جہاد وغیرہ کیلئے خرچ کرو گے تو اس میں کمی نہ ہو گی بلکہ اضافہ ہی ہو گا۔ حقیقت میں اسی اضافہ کی کوئی حد نہیں ہے۔

4-<ملاء> یعنی چودہری یا سردار یا ارباب حل وعقد، یعنی جن کے دیکھنے سے آنکھیں یا دل رعب سے بھر جائیں۔ <ملاء> کے لغوی معنی بھرنے کے ہیں۔

5-حضرت موسیٰ کے بعد کچھ عرصہ تو بنی اسرائیل راہ راست پہ رہے مگر بعد میں ان میں کئی خرابیاں پیدا ہونی شروع ہو گئیں۔ اس زوال کے زمانے میں بنی اسرائیل میں انبیاء ہی انکے حکمران ہوا کرتے تھے جو کہ عدالتی فیصلے وغیرہ بھی کرتے۔ بنی اسرائیل نے غالباً دوسرے بڑے بڑے بادشاہوں سے متاثر ہو کر اپنے نبی سموئیل سے مطالبہ کر دیا کہ ہمارے لئے بادشاہ مقرر کریں جس کی قیادت میں ہم جہاد کریں گے۔

6-طالوت یعنی بنی اسرائیل کا بادشاہ جس کا تقرر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا۔ بے حد خوبصورت اور کڑیل جوان تھا۔ روایات کے مطابق اسکی عمر 30 برس تھی اور عام لوگ اس کے کندھوں تک پہنچتے تھے۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ

نیز ان کے نبی نے ان سے کہا: "طالوت کی بادشاہی کی علامت یہ ہے کہ[1] تمہارے پاس وہ صندوق آ جائے

سَكِينَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ

گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے سکون قلب اور وہ باقی اشیاء ہیں جو آل موسیٰ اور آل ہارون نے

تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿٢٤٨﴾

چھوڑی تھیں اس صندوق کو فرشتے اٹھالائیں گے اگر تم مومن ہو تو اس میں تمہارے لئے کافی نشانی ہے"O

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ

پھر جب طالوت اپنے لشکروں سمیت چل کھڑا ہوا تو اس نے کہا کہ اللہ ایک نہر سے[2] تمہاری آزمائش کرے گا

فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَنْ لَمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي إِلَّا مَنِ

جس نے اس نہر سے پانی پیا وہ میرا ساتھی نہیں میرا ساتھی وہ ہے جو اسے نہ چکھے الا یہ کہ

اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ ۚ فَشَرِبُوا مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ ۚ فَلَمَّا جَاوَزَهُ

چلو بھر پانی لے لے" پھر ان میں سے ماسوائے چند آدمیوں کے[3] سب نے سیر ہو کر پانی پیا پھر جب طالوت اور

هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ قَالُوا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ

اس کے لشکری اس سے آگے گئے تو وہ کہنے لگے: "آج ہمیں جالوت اور اس کے لشکروں سے لڑنے کی طاقت

قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلَاقُو اللَّهِ كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ

نہیں[4] البتہ ان میں سے جو یقین رکھتے تھے کہ وہ اللہ سے ملنے والے ہیں، کہنے لگے: "کئی بار تھوڑی جماعت

غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿٢٤٩﴾ وَلَمَّا

اللہ کے حکم سے بڑی جماعت پر غالب رہی اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہےO اور جب ان

بَرَزُوا لِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالُوا رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ

کا جالوت اور اس کے لشکروں سے مقابلہ ہوا تو کہنے لگے: "اے ہمارے رب! ہم پر صبر کا فیضان کر اور

أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿٢٥٠﴾ فَهَزَمُوهُمْ بِإِذْنِ اللَّهِ

ہمیں ثابت قدم رکھ اور کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرماO- پھر اس تھوڑی جماعت نے اللہ کے حکم سے

وَقَتَلَ دَاوُودُ جَالُوتَ وَآتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهُ مِمَّا

انہیں شکست دی اور داؤدؑ نے[5] جالوت کو قتل کر دیا اور اللہ نے اسے بادشاہی اور حکمت عطا فرمائی اور اسے سکھلا

يَشَاءُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ

دیا جو چاہا اور اگر اللہ اسی طرح لوگوں کے ایک گروہ کو دوسرے گروہ سے ہٹاتا نہ رہتا تو زمین

الْأَرْضُ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿٢٥١﴾ تِلْكَ

میں فساد ہی مچا رہتا لیکن اللہ تعالیٰ اقوام عالم پر بڑا فضل کرنے والا ہےO- یہ

آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۚ وَإِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٢٥٢﴾

اللہ کی آیات ہیں جنہیں ہم آپ کو ٹھیک ٹھیک پڑھ کر سناتے ہیں اور بلاشبہ آپ ایک رسول ہیںO-

1-چنانچہ یہ تابوت یا صندوق بنی اسرائیل میں تبرک کا نشان تھا۔ روایات کے مطابق اس میں حضرت موسیٰ کا عصاء، تورات کی اصل تختیاں محفوظ تھیں، بنی اسرائیل کے انحطاط کے زمانے میں دشمن یہ بھی ان سے چھین کر لے گئے۔ چنانچہ اس صندوق کی معجزانہ واپسی کو جو فرشتوں کے ذریعے ہوئی تھی سموئیل نے طالوت کی بادشاہی کی تقرری کی علامت قرار دیا۔ اس صندوق کے ملنے سے ایک تو بنی اسرائیل کے حوصلے بڑھ گئے اور دوسرے انہوں نے طالوت کو بادشاہ تسلیم کر لیا۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کی چیزوں میں برکت ہوتی ہے۔ چنانچہ صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے پانی کو بھی نیچے نہ گرنے دیتے تھے اور جسم پر مل لیتے۔ اسی طرح آپ کے شعر مبارک کو سنبھال لیا کرتے۔

مگر اس سے یہ مفہوم کبھی بھی برآمد نہیں ہو سکتا کہ قبروں، آستانوں پہ چڑھاوے چڑھا کر انہیں متبرک سمجھ کر تقسیم کیا جائے۔ نہ ہی اس سے یہ مفہوم نکل سکتا ہے پیروں فقیروں کے ناموں پہ نذر و نیاز کا کاروبار شروع کر کے اسے تبرک کا نام دیا جائے یہ تو بجائے خود شرک ہے۔

2-جب طالوت بنی اسرائیل کو لے کر جہاد کیلئے نکلے تو رستہ میں پانی نہ دستیاب ہوا تو انہوں نے طالوت سے شکایت کی۔ طالوت نے کہا کہ ایک نہر آنیوالی ہے مگر یہ اللہ کی طرف سے تمہاری آزمائش ہوگی۔ جس نے سیر ہو کر پیا وہ میرے ساتھ نہ چلے اور جو صبر کرے اور ایک چلو سے زیادہ پانی نہ پیے صرف وہی میرے ساتھ چلے گا۔ اگر تم لوگ اپنی پیاس بھی نہ برداشت کر سکو تو لڑائی میں کیا کارنامے سرانجام دو گے؟۔ چنانچہ کثیر تعداد پانی پیٹ میں بھر کر وہیں رہ گئی۔ آگے جانے کے قابل ہی نہ رہے۔

3-جنہوں نے صبر کر کے پیاس برداشت کی انکی تعداد انتہائی قلیل یعنی کوئی تین سو تیرہ کے قریب تھی۔ جن میں نبی سموئیل، حضرت داؤدؑ، انکے باپ اور چھ بھائی بھی شامل تھے۔ حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ یہ وہی تعداد تھی جو کہ اصحاب بدر کی تھی۔

(بخاری)

4-ان اعلیٰ کردار کے مجاہدین اور صابرین نے بھی جب جالوت کے لشکر کی تعداد اور ساز و سامان دیکھا تو کہا کہ ہم میں ان سے لڑنے کی تاب نہیں تو انہیں میں سے علماء وغیرہ نے حوصلہ بندھایا کہ فتح و شکست کا سبب لشکر کی قلت و کثرت نہیں۔

5-ابتداء ہی میں جالوت جو کہ گرانڈیل پہلوان تھا۔ لشکر کا سربراہ اور لوہے میں ڈوبا ہوا تھا باہر نکل کر دعوت مبارزت دینے لگا۔ کسی کو مقابلہ کی جرات نہ ہوتی تھی۔ حضرت داؤدؑ نے نشانہ باندھ کر پتھر مارے جو کہ اس کے سر کو چیرتے ہوئے گدی تک چلے گئے۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِّنْهُمْ

یہ رسول جو بھیجے گئے ہم نے انہیں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر فضیلت[1] دی- ان میں سے کچھ

مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ۭ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ

تو ایسے ہیں جن سے اللہ نے کلام کیا اور کچھ وہ ہیں جن کے درجات بلند کئے اور عیسٰی ابن

مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ

مریم کو روشن نشانیاں عطا کیں اور روح القدس کے ذریعے مدد کی- اور اگر اللہ چاہتا تو ان رسولوں کے بعد

الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا

لوگ آپس میں جھگڑا نہ کرتے جبکہ ان کے پاس واضح احکام بھی آچکے تھے لیکن انہوں نے اختلاف کیا

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۣ

پھر کوئی ان احکام پر ایمان لایا اور کسی نے انکار کیا اور[2] اگر اللہ چاہتا تو وہ لڑائی جھگڑے نہ کرتے

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۝٢٥٣ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا

لیکن اللہ وہی کرتا ہے جو چاہتا ہے○ اے ایمان والو جو رزق[3] ہم نے تمہیں دیا اس میں سے خرچ کرو

مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا

قبل اس کے کہ وہ دن آئے جب خرید و فروخت نہ ہوگی اور نہ دوستی کام آئے گی اور نہ ہی سفارش

شَفَاعَةٌ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝٢٥٤ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْـحَيُّ

اور ظالم تو وہی لوگ ہیں جو ان باتوں کے منکر ہیں○ اللہ کے سوا کوئی الٰہ[4] نہیں وہ ہمیشہ سے زندہ

الْقَيُّوْمُ ڬ لَا تَاْخُذُهٗ سِـنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

اور قائم رکھنے والا ہے- اس پر نہ اونگھ غالب آتی ہے نہ نیند- ارض و سما میں سب کچھ اسی کا ہے-

الْاَرْضِ ۭ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ

کون ہے جو اس کی اجازت[5] کے بغیر اس کے حضور سفارش کر سکے؟ جو کچھ لوگوں کے سامنے ہے وہ اسے

اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا

بھی جانتا ہے اور جو اوجھل ہے اسے بھی جانتا ہے یہ اللہ کے علم میں سے کسی چیز کا ادراک نہیں کر سکتے مگر

شَاۗءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِـيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـــُٔـوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَ

اتنا ہی جتنا وہ خود چاہے[6] اس کی کرسی[7] آسمانوں اور زمین کو محیط ہے اور ان دونوں کی حفاظت اسے تھکاتی نہیں

هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝٢٥٥ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ڐ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ

وہ بلند و برتر اور عظمت والا ہے○ دین (کے معاملہ) میں کوئی زبردستی[8] نہیں ہدایت گمراہی کے

الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ

مقابلہ میں بالکل واضح ہو چکی ہے اب جو شخص طاغوت سے کفر کرے اور اللہ پر ایمان لائے تو اس نے ایسے مضبوط

بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۤ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝٢٥٦

حلقہ کو تھام لیا جو ٹوٹ نہیں سکتا اور اللہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے○

1-اللہ تعالیٰ نے از خود بعض رسولوں کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی اور پھر اسے بیان بھی کیا لیکن امت محمدیہ کو یہ سبق سکھلایا گیا ہے کہ انبیاء کے درجات متعین کرنا تمہارا کام نہیں۔ امت کو سب انبیاء کا ادب واحترام سکھلایا گیا ہے۔ باہمی تقابل سے کسی نبی کی تحقیر ہونے کا امکان ہے۔

حضرت ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"کسی نبی کو کسی دوسرے نبی پر فضیلت نہ دو۔"

(بخاری و مسلم)

2-اللہ تعالیٰ نے انسان کو قوت ارادہ اور اختیار عطا فرمایا۔ اگر انسان اس قوت کو اللہ کی رضا کے تابع بنادے تو یہی ایمان ہے اور اگر نہ بنائے تو یہی کفر ہے۔

3-صدقات نافلہ یا زکوٰۃ یا دونوں ہی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کیلئے فرد اور معاشرہ کیلئے بے شمار فوائد ہیں اور روکنے کے بے شمار نقصانات ہیں۔ یوم قیامت کی جزا و سزا اسکے علاوہ ہوگی۔

4-یہ آیت الکرسی ہے۔

ابی امامہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"جو ہر فرض صلوٰۃ کے بعد آیت الکرسی پڑھے گا اسے جنت سے کوئی چیز روکنے والی نہیں ہے مگر موت۔"

(نسائی)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی بے نظیر معرفت بیان کی گئی ہے۔

5-یعنی ایسی کوئی شفارس نہ ہو سکے گی جو کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور قانون کے خلاف ہو۔

6-انسان کے پاس تو وہی علم ہے جو اسے وحی کے ذریعے پہنچایا گیا ہے یا وہ علم ہے جس کو حاصل کرنے کی صلاحیت اللہ تعالیٰ نے ودیعت کی ہے اور وہ تجربہ اور مشاہدہ سے حاصل کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا علم لامحدود اور زمان ومکان کی قید سے آزاد ہے۔

7-کرسی کے مفسرین نے کئی مفہوم بیان کئے ہیں۔ جل جلالہ کے قدم رکھنے کی جگہ، عرش، اللہ تعالیٰ کا علم اور قدرت، ہم اللہ تعالیٰ کی صفات کو جیسے اللہ بیان فرمائیں ایمان لاتے ہیں۔ ہمارے پاس کوئی ایسا طریقہ نہیں ہے جس سے ہم مزید تحقیق کریں اور نہ ہی اسکی ضرورت ہے۔ اس میں تاویل سے کام لینا گمراہی کا رستہ کھول دے گا۔

8-دین کے معاملہ میں جبر نہیں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت جبر کی ہوتی تو انسان کو قوت ارادہ واختیار عطا ہی نہ فرماتے۔ مگر اس سے یہ مطلب بھی نہیں نکالا جاسکتا کہ اسلام اور اللہ کا کلمہ بلند کرنے کیلئے جہاد کی ضرورت نہیں ہے بلکہ جہاد کا مقصد ان باطل قوتوں کا زور توڑنا ہے جو کہ اللہ کے کلمہ کا پھیلاؤ روکنا چاہتی ہیں۔

بعض جاہل اس آیت کے ذریعہ مرتد کی سزا قتل ہونے سے انکار کرنا چاہتے ہیں، مگر وہ سمجھتے نہیں کہ اسلام میں داخلہ کا مطلب ایک معاہدہ ہے جس کی کئی شقیں ہیں۔ ان میں سے ایک شق یہ بھی ہے کہ اس معاہدہ کو توڑنے والے کی سزا قتل ہوگی۔ جسے یہ معاہدہ پسند نہ ہو اس کیلئے اس میں شامل ہونے کی کوئی پابندی نہیں۔

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۬

اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے وہ انہیں (کفرو شرک کے) اندھیروں سے نکال کر (اسلام کی) روشنی

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـئُهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ

کی طرف لے آتا ہے اور جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے ان کے دوست طاغوت ہیں جو انہیں روشنی سے نکال کر

اِلَى الظُّلُمٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵۷﴾

اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں ایسے ہی لوگ اہل جہنم ہیں اور وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے○

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَاۗجَّ اِبْرٰھٖمَ فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ

کیا آپ نے اس شخص[1] (کے معاملہ) پر غور نہیں کیا جو ابراہیمؑ سے اپنے رب کے بارے میں جھگڑا[2] کہ اللہ

الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰھٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُـحْيٖ وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا

نے اسے حکومت دی تھی جب ابراہیمؑ نے کہا "میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا اور مارتا ہے" تو کہنے لگا میں

اُحْيٖ وَاُمِيْتُ ۭ قَالَ اِبْرٰھٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ

بھی زندہ کر سکتا ہوں اور مار بھی سکتا ہوں" پھر ابراہیمؑ نے کہا کہ "اللہ تعالیٰ تو سورج کو مشرق سے

الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ ۭ وَاللّٰهُ

نکالتا ہے تم ذرا مغرب سے نکال کے دکھاؤ"[3] اب وہ کافر ہکا بکا رہ گیا اور اللہ تعالیٰ

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۵۸﴾ۚ اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰي قَرْيَةٍ وَّ

کافروں کو راہ نہیں سجھاتا○ یا (اس شخص[4] کے حال پر) جو ایک بستی کے قریب سے گزرا اور وہ بستی

ھِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰي عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُـحْيٖ ھٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ

اپنی چھتوں پر گری پڑی تھی کہنے لگا: "اس کی موت کے بعد دوبارہ اللہ اسے کیسے زندگی دے گا (آباد کرے گا)"

مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ۭ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ۭ

تو اللہ نے اسے سو سال موت کی نیند سلا دیا[5] پھر اسے زندہ کرکے پوچھا: "بھلا کتنی مدت تم پڑے رہے؟"

قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۭ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ

وہ بولا "یہی بس ایک دن یا اس کا کچھ حصہ[6]۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بلکہ تم یہاں سو سال پڑے رہے

عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَـنَّهْ ۚ وَانْظُرْ

اچھا اب اپنے کھانے اور پینے کی چیزوں کی طرف دیکھو، یہ ابھی تک باسی نہیں ہوئیں اور اپنے گدھے کی طرف

اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى

بھی دیکھو[7] اور یہ ہم نے اس لئے کیا ہے کہ تجھے لوگوں کے لئے ایک معجزہ[8] بنا دیں اور اب گدھے

الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُھَا ثُمَّ نَكْسُوْھَا لَحْــمًا ۭ فَلَمَّا تَبَيَّنَ

کی ہڈیوں کی طرف دیکھو ہم کیسے انہیں جوڑتے، اٹھاتے اور اس پر گوشت چڑھا دیتے ہیں" جب اس کے لئے یہ

لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۵۹﴾

سب باتیں واضح ہو گئیں تو کہنے لگا: اب مجھے خوب معلوم ہو گیا کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے○

1-اسی شخص کا نام نمرود بتایا گیا ہے جو کہ بابل جہاں آج کل کوفہ ہے کا بادشاہ تھا۔

2-حضرت ابراہیم کا مناظرہ (Debate) اس طاغوت سے ہوا۔ یہ مناظرہ دین کا کام کرنیوالوں کیلئے کئی حکمت کے موتی سموئے ہوئے ہے۔ وہ اس پہ غور کرکے مناظرہ کے کئی گر سیکھ سکتے ہیں۔ جب حضرت ابراہیم نے اپنے رب کی بابت بتایا کہ وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے تو نمرود کہنے لگا کہ یہ کام تو میں بھی کر سکتا ہوں۔ ایک بے قصور قیدی کو مروا دیا اور دوسرے قیدی جسے قتل کی سزا ملی ہوئی تھی کو آزاد کردیا۔ اب اگر حضرت ابراہیم کہتے کہ تو نے بے گناہ کو مارا ہے اسکو زندہ تو کرکے دکھاؤ تو جواب میں نمرود کہتا ہے کہ تم اپنے رب سے کہو کہ وہ زندہ کرکے دکھلائے۔

چنانچہ حضرت ابراہیم نے موضوع بدل دیا اور فرمایا کہ میرا رب تو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے ذرا تم مغرب سے تو نکال کے دکھلاؤ۔ اس پر نمرود لاجواب ہو گیا۔

3-ظاہر ہے یہ تو نہیں کہہ سکتا تھا کہ اسکو میں مشرق سے نکالتا ہوں کہ وہ نمرود اور اسکے باپ دادا کی پیدائش سے بھی پہلے کا طلوع وغروب ہوتا ہے۔

نمرود یہ بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ اپنے رب سے کہو کہ سورج مغرب سے نکال کر دکھلا دے کیونکہ حضرت ابراہیم تو کہہ چکے تھے کہ میرا رب مشرق سے نکالتا ہے۔ گویا سارے مناظرہ کا لب لباب یہ ہے کہ میرا رب وہ ہے جو کہ سورج کو کنٹرول کر رہا ہے اور ظاہریات ہے کہ وہ تم نہیں ہو۔ اگر تم ہو تو ذرا اس نظام میں خلل ڈال کر تو دکھلا دو!

4-یہ حضرت عزیر تھے۔ جو کہ ایک گدھے پہ سوار اس بستی کے پاس سے گزرے۔ سامان خورد ونوش آپ کے ساتھ تھا۔

5-یہ خیال آتے ہی اللہ تعالیٰ نے روح قبض فرمالی۔

6-جب حضرت عزیر کی روح قبض ہوئی اس وقت دن کا پہلا پہر تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں دوبارہ زندہ کیا تو اس وقت دوسرا پہر۔ اب حضرت عزیر کے پاس سورج کے سوا وقت معلوم کرنے کا اور کوئی ذریعہ نہ تھا۔ تو آپ نے سوچا کہ اگر یہ وہی یوم ہے تو یوم کا کچھ حصہ سوئے ہیں یا اگلا یوم ہے تو پورا ایک دن سوئے رہے ہیں۔

7-کہ اسکی ہڈیاں بوسیدہ ہو کر پنجر بھی گل سڑ گیا ہے۔

8-اس واقعہ میں درج ذیل معجزات رونما ہوئے۔

(ا)۔ حضرت عزیر' انکا گدھا اور وہ بستی مرنے کے بعد زندہ ہوئے۔

(ب)۔ اس سو سالہ عرصہ کا نہ تو آپ کی ذات پر کچھ اثر ہوا اور نہ ہی آپکی خوراک پر۔ جب آپ اپنے گھر پہنچے تو آپ کے بیٹے اور پوتے تو بوڑھے ہو چکے تھے مگر آپ خود انکی نسبت جوان تھے۔ گویا کہ آپکی ذات بھی تمام لوگوں کیلئے معجزہ بن گئی۔

وَاِذۡ قَالَ اِبۡرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِىۡ كَيۡفَ تُحۡىِ الۡمَوۡتٰى ؕ قَالَ اَوَلَمۡ

اور جب ابراہیم نے کہا تھا: اے میرے رب! مجھے دکھلا کہ تو مردوں کو کیسے زندہ کرے گا" تو اللہ نے پوچھا:

تُؤۡمِنۡ ؕ قَالَ بَلٰى وَلٰـكِنۡ لِّيَطۡمَٮِٕنَّ قَلۡبِىۡ ؕ قَالَ فَخُذۡ اَرۡبَعَةً

"کیا تجھے یقین نہیں؟" ابراہیم نے جواب دیا: "کیوں نہیں! لیکن میں اپنے دل کا اطمینان چاہتا ہوں[1]" اللہ نے فرمایا

مِّنَ الطَّيۡرِ فَصُرۡهُنَّ اِلَيۡكَ ثُمَّ اجۡعَلۡ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنۡهُنَّ

: "چار پرندے لو اور انہیں اپنے ساتھ مانوس کر لو پھر ان کا ایک ایک جز ایک ایک پہاڑ پر رکھ دو

جُزۡءًا ثُمَّ ادۡعُهُنَّ يَاۡتِيۡنَكَ سَعۡيًا ؕ وَاعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ

پھر انہیں پکارو، وہ تمہارے پاس دوڑتے چلے آئیں گے اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر غالب

حَكِيۡمٌ ﴿۲۶۰﴾ مَثَلُ الَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ

ع ۳۵ ۳

اور حکمت والا ہے○ جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے

كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنۡۢبَتَتۡ سَبۡعَ سَنَابِلَ فِىۡ كُلِّ سُنۡۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ

جیسے ایک دانہ بویا جائے جس سے سات بالیاں اگیں اور ہر بالی میں سو سو دانے ہوں اور

وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۲۶۱﴾ اَلَّذِيۡنَ

اللہ جس کے لئے چاہے اس کا اجر اس سے بھی بڑھا دیتا ہے[2] اور اللہ بڑا فراخی والا اور جاننے والا ہے○ جو

يُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتۡبِعُوۡنَ مَاۤ اَنۡفَقُوۡا

اللہ کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں پھر خرچ کرنے کے بعد نہ

مَنًّا وَّلَاۤ اَذًى ۙ لَّهُمۡ اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ۚ وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ

احسان جتلاتے ہیں[3] اور نہ دکھ دیتے ہیں[4] ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے نہ انہیں کوئی خوف

وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ﴿۲۶۲﴾ قَوۡلٌ مَّعۡرُوۡفٌ وَّمَغۡفِرَةٌ خَيۡرٌ مِّنۡ صَدَقَةٍ

ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے○ اچھی بات[5] اور درگزر کر دینا ایسے صدقے سے بہتر ہے

يَّتۡبَعُهَاۤ اَذًى ؕ وَاللّٰهُ غَنِىٌّ حَلِيۡمٌ ﴿۲۶۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا

جس کے بعد ایذا دی جائے اور اللہ بڑا بے نیاز اور بردبار ہے○ اے ایمان والو! اپنے صدقات کو

تُبۡطِلُوۡا صَدَقٰتِكُمۡ بِالۡمَنِّ وَالۡاَذٰى ۙ كَالَّذِىۡ يُنۡفِقُ مَالَهٗ

احسان جتلا کر اور دکھ پہنچا کر ضائع مت کرو[6] جیسے وہ شخص (ضائع کرتا ہے) جو اپنا مال لوگوں کو

رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ

دکھلانے کی خاطر خرچ کرتا ہے اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتا اس کی مثال یوں ہے جیسے

صَفۡوَانٍ عَلَيۡهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلۡدًا ؕ لَا يَقۡدِرُوۡنَ

[7] ایک صاف اور چکنا پتھر ہو جس پر مٹی کی تہ جمی ہو پھر اس پر زور کا مینہ برسا تو مٹی بہ گئی اور پتھر باقی رہ گیا

عَلٰى شَىۡءٍ مِّمَّا كَسَبُوۡا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۲۶۴﴾

جو ثواب بھی وہ کمائیں گے تو بھی ان کے ہاتھ کچھ نہ آئے گا اور اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا○

1- ویسے تو انبیاء کا ایمان عام لوگوں سے کہیں بڑھ کر ہوتا ہے۔ تاہم عموماً انبیاء کو عین الیقین بھی کرا دیا جاتا ہے جو انکے مشن کی اہمیت کے پیش نظر ہوتا ہے۔

2- لیکن ایسے اجر کے حصول کیلئے چند چیزوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

(ا)۔ بیج یا دانہ جس قدر اچھا ہو گا اتنی ہی فصل اچھی ہو گی۔ انفاق فی سبیل اللہ میں بیج انسان کی نیت ہے اور صدقہ حلال مال سے ہو۔

(ب)۔ بیج کی کاشت کے بعد پیداوار حاصل کرنے کیلئے فصل کی آبیاری اور کیڑے مکوڑوں سے حفاظت ضروری ہے۔ لہٰذا صدقہ کی حفاظت بھی ضروری ہے اور احسان جتلا کر یا بیگار لے کر اسے ضائع نہ کر دینا چاہئے۔

(ج)۔ بیج کی کاشت اور فصل کی تیاری کے بعد بھی کئی دفعہ کوئی ایسی آفت آجاتی ہے جو فصل کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتی ہے۔ انفاق فی سبیل اللہ کی صورت میں یہ آفت شرک اور بدعت ہیں جو کہ انفاق فی سبیل اللہ سمیت تمام اعمال کو اکارت کر دینے کے علاوہ عذاب کا مستحق بنا دیتے ہیں۔

چنانچہ فرمان رسول ﷺ ہے۔

"اللہ تعالیٰ صرف پاک مال قبول کرتا ہے۔ جس نے اپنے پاک مال سے ایک کھجور برابر صدقہ کیا اور اللہ تعالیٰ اسے اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے اور اسکی یوں نشوونما فرماتا ہے جیسے تم اپنے بچھڑے کی نشوونما کرتے ہو۔ حتیٰ کہ وہ کھجور پہاڑ کے برابر ہو جاتی ہے۔"

(بخاری)

3- فرمان رسول ﷺ ہے۔

"تین قسم کے لوگ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ یوم قیامت کلام کرے گا نہ انکی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا اور نہ ہی انکو پاک کرے گا۔ ایک احسان جتلانے والا، دوسرا تہبند نیچے لٹکانے والا اور تیسرا جھوٹی قسم کھا کر مال فروخت کرنیوالا۔"

(مسلم)

4- یعنی بیگار وغیرہ لے کر۔

5- حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ فرمان رسول ﷺ ہے۔

"اچھی بات بھی صدقہ ہے۔"

(بخاری و مسلم)

یعنی اچھے انداز سے انکار کر دینا یا ٹال دینا ایسے صدقہ سے اچھا ہے جس میں سائل کو احسان جتلا کر اور لوگوں میں ذلیل کر کے تکلیف پہنچائی جائے۔

6- گویا جو شخص صدقہ کے بعد احسان جتلاتا ہے اور سائل کو کئی طرح سے اذیت پہنچاتا ہے اسکا طرز عمل ایسے شخص کی طرح کا ہے جس کا نہ تو اللہ پر ایمان ہے اور نہ ہی یوم آخرت پہ۔ یعنی اگر اللہ اور یوم آخرت پہ ایمان ہو تو یہ کام نہیں ہونگے۔

7- یا جس طرح بارش، پتھر پہ نفع بخش نہیں اسی طرح صدقہ ریاکار کیلئے فائدہ مند نہیں۔

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَ

اور ان لوگوں کی مثال جو لوگ اللہ کی رضاجوئی اور اپنی پوری دلجمعی کے ساتھ اپنے مال خرچ کرتے ہیں

تَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ

ایسی ہے جیسے کسی بلند زمین پر ایک باغ[1] ہو کہ اگر اس پر زور کا مینہ برسے

فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ؕ وَاللّٰهُ

تو دگنا پھل لائے اور اگر زور کا مینہ نہ برسے تو پھوار[2] (بھی کافی ہوتی ہے) اور جو کام تم کرتے ہو

بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۶۵﴾ اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ

اللہ اسے دیکھ رہا ہےO کیا تم میں سے کوئی شخص[3] یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا کھجور اور

نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ

انگور کا ایک باغ ہو جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں جس میں ہر طرح کے میوے

الثَّمَرٰتِ ۙ وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ ۖ فَاَصَابَهَآ

پیدا ہوتے ہوں اور اسے بڑھاپا آلے اور اس کی اولاد چھوٹی چھوٹی ہو (ان حالات میں) اس کے باغ کو

اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ

ایک بگولا آلے جس میں آگ ہو اور وہ باغ کو جلا ڈالے؟[4] اللہ تعالیٰ اسی انداز سے تمہارے لیے اپنی آیات کھول

الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۶۶﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ

کر بیان کرتا ہے تاکہ تم (ان میں) غور و فکر کروO اے ایمان والو جو کچھ تم نے کمایا

طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۪ وَلَا

اور جو کچھ[6] ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا ہے اس میں سے اچھی چیزیں[5] اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور کوئی

تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ

ردی چیز خرچ کرنے کا قصد نہ کرو[7] حالانکہ وہی چیز اگر کوئی شخص تمہیں دے تو تم ہرگز قبول نہ کرو

اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۲۶۷﴾

الا یہ کہ چشم پوشی کر جاؤ اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے کائنات کی سب چیزیں اس کی تعریف کر رہی ہیںO

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ

شیطان تمہیں مفلسی سے ڈراتا ہے[8] اور تمہیں فحش کام کرنے کا حکم دیتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ

يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۸﴾

تمہیں اپنے فضل اور مغفرت کی امید دلاتا ہے اور اللہ بڑا وسعت والا اور جاننے والا ہےO

يُّؤْتِى الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ

وہ جسے چاہتا ہے حکمت[9] عطا کرتا ہے اور جسے حکمت مل گئی تو گویا

اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ؕ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۶۹﴾

اسے بہت بڑی دولت[10] مل گئی اور ان باتوں سے صرف عقلمند لوگ ہی سبق حاصل کرتے ہیںO

1-جنت ایسی زمین کو کہتے ہیں جو کہ درختوں کی وجہ سے چھپ گئی ہو یا ایسا باغ ہو جس کے باڑ لگی ہوئی ہو اور اسوجہ سے نظر نہ آئے۔ "جن" سے یہ لفظ مشتق ہے جو کہ نظر نہیں آتا۔

2-یعنی ہر حالت میں یہ باغ پھل لاتا ہے۔ زوردار بارش یعنی خلوص نیت اور انتہائی دلجمعی۔ پھوار یعنی دونوں چیزیں موجود تو ہوں مگر اتنی اعلیٰ درجہ کی نہ ہوں۔

3-حضرت عمر ؓ سے روایت ہے کہ

یہ ایک مالدار شخص کی مثال ہے جو کہ اللہ کی اطاعت میں عمل کرتا رہتا ہے پھر اللہ شیطان کو اس پر غالب کردیتا ہے وہ گناہوں میں مصروف ہو جاتا ہے اور نیک اعمال وغیرہ سب فنا ہو جاتے ہیں۔

(بخاری)

4-یعنی اس حالت میں اسکے نیک اعمال ضائع ہو جائیں کہ جب اسے ان کی شدید ضرورت ہو۔

5-ابی ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ فرمان رسول ﷺ ہے۔

"اللہ تعالیٰ پاک ہے اور صرف پاک ہی قبول کرتا ہے۔" (مسلم)

6-فرمان باری تعالیٰ ہے۔

"تم ہرگز نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک اپنی پسندیدہ اشیاء سے خرچ نہ کرو۔"

(آل عمران 92:3)

7-حضرت براء ابن عازب ؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت ہم گروہ انصار کے حق میں نازل ہوئی۔ ہم کھجوروں والے تھے ہم میں سے ہر کوئی اپنی قلت و کثرت کے مطابق کھجوریں لاتا۔ کوئی ایک خوشہ، کوئی دو خوشے اور انہیں مسجد میں لٹکا دیتا۔ اہل صفہ کا یہ حال تھا کہ انکے پاس کھانے کو کچھ نہ ہوتا۔ ان میں جب کوئی آتا تو عصا سے خوشہ کو ضرب لگاتا۔ تر اور خشک کھجوریں گر پڑتیں جنہیں وہ کھالیتا۔ جنہیں نیکی کی رغبت نہ ہوتی تو وہ ایسے خوشے لاتے جن میں ناقص اور ردی کھجوریں ہوتیں۔ اور ٹوٹے پھوٹے خوشے لیکر آتے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ براء ؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد ہر کوئی اچھی کھجوریں لاتا۔

(ترمذی)

8-اللہ کی راہ میں خرچ کرتے وقت شیطان ہزاروں وسوسے ڈالتا ہے جبکہ نیک امیدیں اور نیک خیال اللہ کی جانب سے ہوتے ہیں۔

9-حکمت بڑے وسیع معنی کا حامل لفظ ہے۔ مختلف مواقع پہ اسکا مختلف مفہوم بیان کیا گیا ہے۔ لغوی مفہوم کسی کام کو درست سرانجام دینے کا طریقہ کار ہے۔ اللہ تعالیٰ کا خوف اور تقویٰ حکمت کا اعلیٰ درجہ ہے۔

10-یعنی جسے حکمت دی گئی ہے وہ کبھی بھی اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے نہیں گھبرائے گا۔

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ

جو کچھ بھی تم (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو یا کوئی نذر[1] مانو

فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۲۷۰﴾

تو اللہ اسے خوب جانتا ہے اور ظالموں (اللہ کے حکم کے خلاف خرچ کرنے والوں) کا کوئی معاون نہیںO

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَ

اگر تم اپنے صدقات کو ظاہر[2] کرو تو بھی اچھا ہے لیکن اگر خفیہ طور پر

تُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ

فقراء کو دو تو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے یہ (ایسا صدقہ تم سے) تمہاری بہت سی

مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۷۱﴾ لَيْسَ

برائیوں کو دور کر دے[3] گا اور جو عمل تم کرتے ہو اللہ ان سے پوری طرح باخبر ہےO لوگوں کو

عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَا

راہ راست پر لانا آپ کی ذمہ داری نہیں بلکہ اللہ ہی جسے چاہتا ہے، ہدایت دیتا ہے اور جو

تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا

مال تم خرچ کروگے وہ تمہارے اپنے ہی لئے ہے اور جو تم خرچ کرتے ہو وہ اللہ کی

ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ

رضا[4] کے حصول کے لئے کرتے ہو اور جو بھی مال و دولت تم خرچ کروگے اس کا پورا پورا اجر تمہیں دیا جائے گا

وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۲﴾ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ

اور تمہاری حق تلفی نہیں کی جائے گیO یہ صدقات ایسے محتاجوں کے لئے ہیں جو اللہ کی راہ میں ایسے

سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ

گھر گئے ہیں کہ (وہ اپنی معاش کے لئے) زمین میں چل پھر بھی نہیں سکتے[5] ان کے سوال نہ کرنے کی وجہ[6] سے

الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ

ناواقف لوگ انہیں خوشحال سمجھتے ہیں آپ ان کے چہروں سے ان کی کیفیت پہچان سکتے ہیں

لَا يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ

وہ لوگوں سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے (ان پر) تم جو مال بھی خرچ کرو گے

فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۷۳﴾ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ

تو اللہ تعالیٰ یقیناً اسے جاننے والا ہےO جو لوگ اپنے مال خرچ کرتے[7] ہیں

بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ

دن رات، کھلے اور چھپے انہیں اپنے رب سے اس کا اجر ضرور مل

عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۴﴾

جائے گا ایسے لوگوں کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گےO

ربع ۳۷ ع ۵ — نصف منزل

1-نذر یہ ہے کہ آدمی انہی کسی مراد کے بر آنے پر کوئی ایسا نیک کام یا صدقہ کرنے کا اللہ تعالیٰ کے ہاں عہد کرے جو اسکے ذمہ فرض نہ ہو۔یعنی مشروط طور پر کوئی نیک کام کرنے کا اللہ سے وعدہ کرے کہ اگر یہ مراد حلال اور جائز ہو اور نذر اللہ ہی سے مانگی گئی ہو اور اسکے بر آنے پر جو عمل کرنے کا عہد آدمی نے کیا ہے وہ اللہ ہی کیلئے ہو تو ایسی نذر کا پورا کرنا درست اور باعث اجر و ثواب ہے اور اگر یہ نذر کسی ناجائز کام یا غیر اللہ کیلئے ہو تو ایسی نذر ماننا گناہ کا کام ہے اور پورا کرنا موجب عذاب ہے۔ اگر کوئی ایسی نذر مان چکا ہو تو اسکے عوض استغفار کرنا چاہئے اور وہ کام نہ کرنا چاہئے۔ علاوہ ازیں نذر مانگنا شرعی نکتہ نگاہ سے کوئی اچھا کام نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نذر مانگنے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ نذر اللہ کی تقدیر کو کچھ بھی نہیں بدل سکتی البتہ اس طرح بخیل سے کچھ مال نکال لیا جاتا ہے۔"

(بخاری)

2-اگر کوئی خاص مصلحت ہو تو صدقہ اعلانیہ دینا بہتر ہے مثلاً جس سے دوسرے لوگوں کو بھی ترغیب ہو۔ خفیہ صدقات کی بہت فضیلت احادیث میں وارد ہوئی ہے۔

3-اس سے معلوم ہوا کہ صدقات گناہوں کے وبال سے بچانے کیلئے کفارہ ہوتے ہیں۔

4-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

"ابتداء میں مسلمان اپنے غیر مسلم رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کو معیوب جانتے تھے۔ تو انہوں نے اس بارے میں پوچھا تو انہیں اس آیت کے ذریعے اجازت دیدی گئی۔"

(نسائی)

5-یعنی جنہوں نے خود کو دینی کاموں کیلئے وقف کر رکھا ہو یا جو لوگ جہاد وغیرہ میں مصروف ہوں تو انکے مال اور بچوں کی نگہداشت پہ صدقات خرچ کئے جائیں۔

6-ضمناً اس آیت سے سوال نہ کرنے کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ "کون ہے جو مجھے یہ ضمانت دے کہ کبھی کسی سے سوال نہ کرے گا۔ میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ میں نے کہا میں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں۔"

(نسائی)

چنانچہ اس کے بعد انہوں نے کبھی کسی سے سوال نہیں کیا۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"جو شخص سوال سے بچے گا اللہ بھی اسے بچا لے گا جو کوئی (دنیا سے) بے پروائی کرے گا اللہ اسے بے پرواہ کر دے گا۔ جو کوئی کوشش سے صبر کرے گا اللہ اسے صبر دے گا اور صبر سے بہتر اور کشادہ تر کسی کو کوئی نعمت نہیں ملی۔"

(بخاری)

7-یہ آیت صدقہ و خیرات کے احکام کی آخری آیت ہے۔ سارے مضمون کو آخر میں ایک دفعہ اختصار سے دہرا دینا بڑا ہی موثر اسلوب ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ

(ان لوگوں کے برعکس) جو لوگ سود کھاتے[1] ہیں وہ یوں کھڑے ہوں گے جیسے شیطان نے کسی شخص

يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ

کو لپٹ کر اسے مخبوط الحواس بنا دیا[2] ہو اس کی وجہ ان کا یہ قول (نظریہ) ہے کہ تجارت بھی تو آخر

مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ۭ فَمَنْ جَاۗءَهٗ

سود ہی کی طرح ہے[4] حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال قرار دیا ہے اور سود کو حرام[3] اب جس شخص کو اس کے

مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ۭ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ

رب سے یہ نصیحت پہنچے اور وہ سود سے رک گیا تو[5] جو پہلے سود وہ کھا چکا سو کھا چکا، اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے

وَمَنْ عَادَ فَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٧٥﴾

مگر جو پھر بھی سود کھائے تو یہی لوگ اہل جہنم ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے○

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ

اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا اور صدقات کی پرورش کرتا ہے اور اللہ کسی ناشکرے بدعمل انسان

كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ﴿٢٧٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا

کو پسند نہیں کرتا○ البتہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے، نماز قائم کرتے

الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا

رہے اور زکوٰۃ ادا کرتے رہے ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے نہ انہیں

خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا ھُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٢٧٧﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا

کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے○ اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے

اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰٓوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٢٧٨﴾ فَاِنْ

رہو، اور اگر واقعی تم مومن ہو تو جو سود باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو○ اور اگر

لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ

تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے کو تیار ہو جاؤ اور اگر (سود سے) توبہ کر لو تو

فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ﴿٢٧٩﴾ وَاِنْ

تم اپنے اصل سرمایہ کے حقدار ہو نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے○ اور اگر

كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ۭ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ

مقروض تنگدست ہے تو اسے آسودہ حالی تک مہلت دو اور اگر (راس المال) صدقہ کرو تو یہ تمہارے لئے

لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٨٠﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ

بہت بہتر[6] ہے اگر تم سمجھ سکو○ اور اس دن سے ڈر جب تم اللہ کے حضور لوٹائے

اِلَى اللّٰهِ ۼ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَھُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٢٨١﴾ ع

جاؤ گے پھر وہاں ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا بدلہ ملے گا اور کسی پر کچھ ظلم نہ ہو گا○

1-قرض پر لیا گیا منافع سود کہلاتا ہے۔ لغوی معنی اضافہ اور زیادتی ہے۔

2-سود خور کی کیفیت قیامت کو یہ ہوگی۔

3-یہ سود خود یہودیوں کا قول ہے۔ آج کل بہت سے مسلمان بھی اسی نظریہ کی نمائندگی کرتے ہیں۔

4-سودی قرضے دو طرح کے ہوتے ہیں۔ (ا)۔ ذاتی قرضے یا مہاجنی قرضے (ذاتی ضروریات کیلئے) (ب)۔ تجارتی یا صنعتی قرضے جو کہ بنکوں سے لئے جاتے ہیں۔ آج کل کئی مسلمان جہالت سے سود کے جواز کی نمائندگی کرتے ہیں کہ جس سود کو قرآن نے حرام قرار دیا ہے وہ ذاتی یا مہاجنی قرضے ہیں۔ جنکی شرح سود انتہائی ظالمانہ ہوتی ہے جبکہ تجارتی سود حرام نہیں ہے' کیونکہ اس دور میں ایسے سودی قرضوں کا رواج ہی نہیں تھا نیز ایسے قرضے چونکہ باہمی رضامندی سے لئے اور دیئے جاتے ہیں اور ان کی شرح سود بھی مناسب ہوتی ہے اور اس طرح کسی پہ ظلم نہیں ہوتا لہٰذا یہ تجارتی سود اس سے مستثنیٰ ہیں جنہیں قرآن نے حرام قرار دیا ہے۔ یہ استدلال درج ذیل کی بناء پر غلط ہے۔

(ا)۔ دور نبوی ﷺ میں بھی تجارتی سود موجود تھا۔ حضرت خالد ابن الولید رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ حرمت سے قبل یہی کاروبار کرتے تھے۔

(ب)۔ قرآن میں ربا کا لفظ علی الاطلاق استعمال ہوا ہے جو کہ ذاتی اور تجارتی دونوں قسم کے قرضوں کو حاوی ہے۔

(ج)۔ قرآن نے تجارتی قرضوں کے مقابل یہ آیت پیش کی ہے۔

"اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔" (البقرہ 275:2)

اور ذاتی قرضوں کے مقابل یوں فرمایا۔

"اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کی پرورش کرتا ہے۔" (البقرہ 276:2)

تفصیل کیلئے مولانا عبدالرحمٰن کیلانی کی تفسیر مفصل دیکھیں۔

5-اب ایک مسلمان کا کام تو یہی ہونا چاہئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام قرار دیا ہے تو وہ اپنا سر تسلیم خم کردے' تجارت اور سود میں اسے کچھ فرق سمجھ میں آئے یا نہ آئے تاہم جو لوگ یہ نظریہ پیش کرتے ہیں کہ تجارت بھی سود ہی کی طرح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں انتہائی بدھو اور مخبوط الحواس قرار دیا ہے۔ جنہیں کسی جن نے آسیب زدہ بنا دیا ہو۔ سود اور تجارت کا فرق یوں ہے۔

(ا)۔ سود میں طے شدہ شرح کے مطابق منافع یقینی ہوتا ہے جبکہ تجارت میں نفع کے ساتھ نقصان کا احتمال بھی ہوتا ہے۔

(ب)۔ مضاربت یا مشارکت کی شکل میں فریقین کو ایک دوسرے سے ہمدردی پیدا ہوتی ہے کیونکہ ان کا مفاد مشترکہ ہوتا ہے جبکہ تجارتی سود کی صورت میں سود خور کو محض اپنے مفاد سے غرض ہوتی ہے۔

6-اسلامی نظام صدقات میں مال کا رخ غریب کی طرف ہوتا ہے جبکہ سودی معاشرہ میں غریب سے امیر کی طرف ہوتا ہے۔ گویا طبقات کی خلیج مزید وسیع ہو جاتی ہے۔ اسلام جس معاشرہ کو اخوت کے رشتہ میں باندھنا چاہتا ہے سود اسے متحارب گروہوں میں تقسیم کرتا ہے اور اس سے قومی پیداوار تباہ ہوتی ہے۔ اسکے علاوہ سود کی وجہ سے کرنسی کی قیمت بھی مسلسل گرتی رہتی ہے جس معاشرہ میں جتنی شرح سود زیادہ ہوتی ہے وہاں اتنی ہی قیمت گرتی (Inflation ہوتی) ہے۔ غریب طبقے پہ سود کے ذریعے یہ دوسرا حملہ ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى

اے ایمان والو- جب تم کسی مقررہ مدت کے لئے ادھار کا معاملہ کرو[1] تو

فَاكْتُبُوْهُ ؕ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۪ وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ

اسے لکھ لیا کرو[2] اور لکھنے والا فریقین کے درمیان عدل و انصاف سے تحریر کرے اور جسے اللہ نے لکھنے کی قابلیت

يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ وَلْيُمْلِلِ الَّذِىْ عَلَيْهِ الْحَقُّ

بخشی ہو اسے لکھنے سے انکار نہ کرنا چاہئے اور لکھنا چاہئے اور تحریر وہ شخص کروائے جس کے ذمہ قرض ہے[3]

وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ فَاِنْ كَانَ الَّذِىْ عَلَيْهِ

وہ اللہ سے ڈرتا رہے اور لکھوانے میں کسی چیز کی کمی نہ کرے (کوئی شق چھوڑ نہ جائے) ہاں اگر قرض لینے والا

الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ

نادان ہو یا ضعیف ہو یا لکھوانے کی اہلیت نہ رکھتا ہو تو پھر اس کا ولی انصاف

وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ؕ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ

کے ساتھ املا کروا دے اور اس معاملہ پر اپنے (مسلمان) مردوں میں سے دو گواہ بنا لو اور اگر

لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ

دو مرد میسر نہ آئیں تو پھر ایک مرد اور دو عورتیں گواہ بناؤ[4] اور گواہ ایسے ہونے چاہئیں

الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰٮهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰٮهُمَا الْاُخْرٰى ؕ وَ

جن کی گواہی تمہارے ہاں مقبول ہو[5] کہ ان میں سے اگر ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلا دے

لَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ؕ وَلَا تَسْــَٔمُوْۤا اَنْ تَكْتُبُوْهُ

گواہوں کو جب گواہ بننے (یا گواہی دینے) کے لئے بلایا جائے تو انہیں انکار نہ کرنا چاہئے[6] اور معاملہ خواہ

صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ

چھوٹا ہو یا بڑا، مدت کے تعین کے ساتھ[7] لکھوا لینے میں کاہلی نہ کرو تمہارا یہی طریق کار اللہ کے ہاں بہت منصفانہ

لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰۤى اَلَّا تَرْتَابُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً

ہے جس سے شہادت ٹھیک طرح قائم ہو سکتی ہے اور تمہارے شک میں پڑنے کا امکان بھی کم رہ جاتا ہے جو

تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا

تجارتی لین دین تم آپس میں دست بدست کر لیتے ہو، اسے نہ بھی لکھو تو کوئی حرج

تَكْتُبُوْهَا ؕ وَاَشْهِدُوْۤا اِذَا تَبَايَعْتُمْ ۪ وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ

نہیں اور جب تم سودا بازی کرو تو گواہ بنا لیا کرو[8] نیز کاتب اور گواہ کو ستایا نہ

وَّلَا شَهِيْدٌ ؕ وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ؕ وَ

جائے[9] اور اگر ایسا کرو گے تو گناہ کا کام کرو گے اور

اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۸۲﴾

اللہ سے ڈرتے رہو، اللہ ہی تمہیں یہ احکام و ہدایات سکھلاتا ہے اور وہ سب کچھ جاننے والا ہے○

1- یہ قرآن مجید کی سب سے لمبی آیت ہے۔ سود کی ممانعت کے بعد ظاہر ہے کہ قرض کی زیادہ ضرورت پیش آتی ہے اس کیلئے اگر قواعد وضوابط نہ ہوں تو باہمی جھگڑوں کا احتمال بڑھ جاتا ہے۔ اس آیت میں قرض سے متعلقہ معاملات کے احکام ہیں۔

2- یہ حکم استحباباً ہے نہ کہ واجب۔ اگر فریقین میں باہمی اعتماد اتنا زیادہ ہو کہ باہمی نزاع کی صورت کا امکان ہی نہ ہو تو محض یادداشت کیلئے اگر کوئی فریق اپنے پاس لکھ کر رکھ لے تو کوئی حرج نہ ہوگا۔

3- یعنی تحریر مقروض کو لکھوانی چاہئے (یا خود لکھے)۔

4- دو مسلمان گواہ گواہی ڈالیں۔ اگر وہ دستیاب نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں بھی گواہ بن سکتی ہیں۔

گواہی کا یہ نصاب صرف مالی معاملات کیلئے ہے۔ اسکے علاوہ حدود مثلاً زنا' قذف وغیرہ کیلئے چار مردوں ہی کی گواہی ضروری ہے۔ چوری' نکاح' طلاق میں دو مرد ہی گواہ ہوں گے۔ رویت ہلال کیلئے صرف ایک مسلمان کی اور رضاعت کے ثبوت کیلئے متعلقہ عورت یعنی دایہ کی شہادت کافی ہے۔

5- دو عورتوں کی گواہی کی یہ علت بیان کی گئی ہے۔ اس میں عورت کی کمتری کا اظہار نہیں جیسا کہ بعض لوگ باور کراتے ہیں بلکہ فطرت کا بیان ہے جیسے اگر کوئی شخص یہ کہے کہ انسان اڑ نہیں سکتا تو اس میں انسان کی پرندوں سے کمتری لازم نہیں آتی۔

6- بوقت ضرورت گواہ کو گواہی سے انکار نہیں کرنا چاہئے کیونکہ یہ کتمان شہادت ہے جو کہ گناہ کبیرہ ہے۔

7- معاہدہ میں مدت کے تعین کی ضرورت اور اہمیت اس سے واضح ہوتی ہے۔ اصل میں اس طرح کے کسی بھی معاملہ میں مدت کا تعین ایک بنیادی ستون ہوتا ہے۔

8- یہ اس صورت میں ہے کہ نقد لین دین بھی اس طرح کا ہو جس میں نزاع کا خطرہ ہو' مثلاً کوئی بہت بڑا سودا وغیرہ۔

9- اسکی کئی ممکنہ صورتیں ہیں۔ کسی کو لکھنے یا گواہ بننے پہ مجبور نہ کیا جائے۔ گواہی یا تحریر اگر کسی فریق کے خلاف جائے تو وہ اسے نقصان نہ پہنچائے۔ غلط گواہی پہ مجبور نہ کیا جائے۔ یا انہیں عدالت میں تو بلایا جائے میں انہیں آمد رفت کا خرچہ تک نہ دیا جائے۔

وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ؕ فَاِنْ

اور اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے کو کوئی کاتب[1] نہ مل سکے تو رہن[2] با قبضہ (پر معاملہ کر لو) اور اگر

اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِى اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ

کوئی شخص دوسرے پر اعتماد کرے تو جس پر اعتماد کیا گیا ہے[3] اسے قرض خواہ[4] کی امانت ادا کر دینا چاہئے اور اللہ،

رَبَّهٗ ؕ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ؕ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ وَ

اپنے رب سے ڈرنا چاہئے اور شہادت ہرگز نہ چھپاؤ جو شخص شہادت کو چھپاتا ہے[5] بلاشبہ اس کا دل گنہگار ہے

اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸۳﴾ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ

اور جو کام تم کرتے ہو اللہ خوب جانتا ہے○ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے

وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِىْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ

اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے خواہ تم اسے چھپاؤ یا ظاہر کرو، اللہ تم سے اس کا حساب

اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ

لے گا پھر جسے چاہے گا بخش دے گا اور جسے چاہے گا سزا دے گا اور وہ ہر چیز پر

شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۸۴﴾ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ

قدرت رکھتا ہے○ رسول پر جو کچھ اس کے رب کی طرف سے نازل ہوا، اس پر وہ خود بھی ایمان لایا اور

الْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ

سب مومن بھی ایمان لائے یہ سب اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا

(کہتے ہیں) ہم اللہ کے رسولوں میں سے کسی میں بھی فرق نہیں ڈالتے ہم نے احکام سنے اور اطاعت قبول کی

غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸۵﴾ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا

اے ہمارے رب! ہم تیری مغفرت چاہتے ہیں اور تیری طرف لوٹ جانا ہے○ اللہ کسی کو اس کی طاقت

وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا

سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا[6] جو اچھا کام کرے گا اسے اس کا اجر ملے گا اور برا کام کرے گا تو اس کا وبال بھی اسی پر ہے[7]

تُؤَاخِذْنَاۤ اِنْ نَّسِيْنَاۤ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَاۤ

"اے ہمارے رب! اگر ہم سے بھول چوک[8] ہو جائے تو اس پر گرفت نہ کرنا اے ہمارے رب! ہم پر اتنا

اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا

بھاری بوجھ نہ ڈال جتنا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا اے ہمارے رب! جس بوجھ کو اٹھانے کی

مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ٞ وَاغْفِرْ لَنَا ٞ وَارْحَمْنَا ٞ

ہمیں طاقت نہیں وہ ہم پر نہ ڈال ہم سے درگزر فرما، ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما

اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾

تو ہی ہمارا مولیٰ ہے لہٰذا کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما○

1- دین کی دوسری صورتیں یہ ہو سکتی ہیں۔
تحریر بھی ہو، گواہ بھی ہو اور اسکے علاوہ رہن بھی ہو یہ دوران قیام یا دوران سفر ہر طرح سے ممکن ہے اور اسکی ساری صورتیں جائز ہیں۔

2- رہن کی ملکیت تبدیل نہیں ہوتی لہٰذا اسکے نفع نقصان کا مالک راہن ہی ہوتا ہے۔ جسکے پاس رہن رکھی جاتی ہے اسکے پاس بطور امانت رہتی ہے۔
تاہم جن چیزوں پہ مرتہن کو کچھ خرچ کرنا پڑے تو ان سے فائدہ اٹھانے کا بھی حقدار ہوگا۔ مثلاً اگر مرہونہ چیز' گائے ہے تو اسے چارہ وغیرہ ڈالنے کے عوض اسکا دودھ بھی استعمال کر سکتا ہے۔

3- یعنی رہن کا مطالبہ نہ کرے۔

4- قرض خواہ کا قرضہ یا جو چیز بھی اس نے لی ہوئی ہو۔

5- کتمان شہادت کتنا بڑا گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے گناہ گار دل کا کرتوت بتایا ہے۔
حضرت نعمان ابن بشیر سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے صحابہ کرام ؓ کو خبردار کرتے ہوئے فرمایا۔
"سن لو بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ایسا ہے کہ جب وہ درست ہو تو سارا جسم درست ہوتا ہے اور وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے۔ یاد رکھو وہ ٹکڑا انسان کا دل ہے۔" (بخاری)

6- حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ
جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام پہ گراں ہوئی۔ صحابہ ؓ آپکے پاس آئے پھر گھٹنوں کے بل بیٹھے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پہ یہ آیت نازل فرمائی ہے اور ہم اسکی طاقت نہیں رکھتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "کیا تم چاہتے ہو کہ ایسے کہو جیسا کہ تم سے پہلے اہل کتاب نے کہا۔ ہم نے سن لیا اور نافرمانی کی؟ بلکہ کہو
﴿سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ﴾" پس جب انہوں نے ایسے ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے منسوخ کر کے یہ آیت نازل فرمائی۔ ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ (بخاری)
صحابہ نے ایسا ہی کیا تو پھر اگلی دو آیات نازل ہوئیں جنھوں نے اس آیت کا حکم منسوخ کر دیا۔

7- ان دونوں آیات (یعنی سورۃ بقرہ کی آخری دو آیات) کی احادیث میں بہت فضیلت وارد ہوئی ہے۔ ابن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔
"جو شخص سورۃ بقرۃ کی آخری دو آیات رات کو پڑھ لیتا ہے تو یہ اس کو کافی ہو جاتی ہیں۔" (بخاری)

8- اللہ تعالیٰ نے دل میں ابھرنے والے گناہ کی مواخذہ کا خلجان بھی دور کر دیا۔ نیز بھول چوک سے معافی مانگنا بھی سکھلا دیا۔ جب دعا قبول کرنیوالا ہی سکھلا رہا ہو تو پھر اسکی قبولیت میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ حضرت ابی ذر ؓ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا۔
"میری امت سے خطا و نسیان یعنی بھول چوک اور مجبوری معاف کر دی گئی ہے۔" (ابن ماجہ)

سُورَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مِائَتَا اٰيَةٍ وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

آیات ۲۰۰ (۳) سورۃ آل عمران مدنی ہے (۸۹) رکوع ۲۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے ۝

الٓمّٓ ۝١ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۝٢ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ

الم ۝ اللہ کے سوا کوئی الٰہ[1] نہیں وہ ہمیشہ سے زندہ ہر چیز کو قائم کرنے والا[2] ہے ۝ اسی نے آپ پر کتاب

بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝٣

اتاری جو حق لے کر آئی ہے اور اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے[3] نیز اللہ تعالیٰ نے تورات اور انجیل

مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۗ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اتاری ۝ اس سے پیشتر لوگوں کی ہدایت کیلئے اور (انکے بعد) فرقان (قرآن مجید) نازل کیا بلاشبہ اب جو

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝٤

لوگ اللہ کی آیات کا انکار کریں انہیں سخت سزا ملے گی اور اللہ زور آور ہے (برائی کا) بدلہ لینے والا ہے ۝

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ۝٥

بے شک اللہ وہ ہے جس سے کوئی چیز، خواہ وہ زمین میں ہو یا آسمان میں، مخفی نہیں رہ سکتی ۝

هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ۗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا

وہی، جیسے چاہتا ہے تمہاری ماؤں کے پیٹ میں تمہاری صورتیں بناتا ہے[4] اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں

هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٦ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ

وہ زبردست ہے، حکمت والا ہے ۝ وہی تو ہے جس نے آپ پر کتاب نازل کی جس کی کچھ

اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۗ فَاَمَّا الَّذِيْنَ

آیات محکم[5] ہیں اور یہی (محکمات) کتاب کی اصل بنیاد ہیں اور دوسری متشابہات[6] ہیں اب جن لوگوں کے

فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ

دلوں میں کجی ہے وہ فتنہ انگیزی کی خاطر متشابہات ہی کے پیچھے پڑے

الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَ

رہتے ہیں اور انہیں اپنے حسب منشا معنی پہناتے ہیں[7] حالانکہ ان کا صحیح مفہوم اللہ کے سوا کوئی بھی نہیں جانتا اور

الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ

جو علم میں پختہ ہیں کہتے ہیں ہم ان (متشابہات) پر ایمان لاتے ہیں[8] ساری آیات ہمارے رب کی طرف سے ہیں

وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝٧ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ

اور کسی چیز سے سبق عقلمند ہی حاصل کرتے ہیں ۝ (وہ دعا مانگتے ہیں) "اے ہمارے رب! ہدایت کے بعد ہمارے

هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝٨

دلوں کو کج رو نہ بنا اور اپنے ہاں سے رحمت عطا فرما بلاشبہ تو ہی سب کچھ عطا کرنے والا ہے ۝

وقف لازم

1- یہ حروف مقطعات ہیں۔ موجودہ دور میں اس کا مفہوم متعین کرنا مشکل ہے۔ راجح قول کے مطابق یہ عرب اہل لسان کو چیلنج ہے کہ قرآن انہیں الفاظ سے مرکب ہے جنہیں تم بھی روزمرہ استعمال کرتے ہو۔ اگر تمہیں اس میں کچھ شک ہے تو تم بھی ایسا قرآن بنا لاؤ۔ واللہ اعلم۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (البقرہ 1:2)

یہ قرآن کی دوسری طویل ترین سورت ہے۔ ابو امامہ ؓ روایت ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"دو جگمگانے والی سورتیں یعنی سورۃ بقرۃ اور سورۃ آل عمران پڑھا کرو۔ یہ یوم قیامت بادلوں یا پرندوں کی طرح آئیں گی اور پڑھنے والوں کیلئے لڑیں گی۔" (مسلم)

اس سورت کا ابتدائی حصہ یعنی 83 آیات اس واقعہ سے متعلق ہے جس میں نجران کے عیسائی آپ ﷺ سے بحث و مناظرہ کیلئے آئے تھے۔ جنہیں دعوت مباہلہ دی گئی۔ ان آیات کا مطالعہ اسی پس منظر میں کیا جائے۔

2- گویا "الہ" یا "رب" وہی ہو سکتا ہے جو کہ ازلی اور ابدی زندہ اور قائم ہو۔ اس سے تمام انبیاء' پیروں فقیروں اور اولیاء کے "الہ" ہونے کی نفی ہو گئی۔

3- آپ ﷺ نے ان باتوں کے متعلق جن کے متعلق قرآن کریم خاموش ہے مسلمانوں کو ہدایت فرمائی ہے کہ تم اہل کتاب کی تصدیق کرو اور نہ تکذیب۔ (بخاری)

4- نر نمائے یا مادہ' خوبصورت یا بدصورت وغیرہ۔

5- جن کا مفہوم واضح ہے' اشتباہ نہ ہو' جیسے اوامر و نواہی' قصص و حکایات اور حلال و حرام' اور یہ ہدایات کیلئے کافی ہیں۔ اسی لئے انہیں ام الکتاب کا نام دیا گیا۔ انہی کے بارے میں قرآن مجید کا دعویٰ ہے۔

"بیشک ہم نے اس قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کیلئے سہل بنایا ہے۔" (القمر 32:54)

6- متشابہات ایسی آیات ہیں جنکا مفہوم انسانی ذہن کی دسترس (Capacity) سے باہر ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کیلئے ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جو کہ انسانی فہم اور حقیقت سے قریب تر ہوں۔ ایسی آیات عموماً ذات و صفات الٰہی سے متعلق ہوتی ہیں۔

7- مثلاً پہلے ہی سے کسی غلط نظریہ پہ یقین رکھتے ہوں۔ چنانچہ جہمیہ اور معتزلہ نے "کرسی" اور "استوی" کے معنی اقتدار اور غالب آنے کے کردیئے اور آیات کو اپنے عقیدہ کے مطابق معنی پہنائے اسی طرح اہل بدعت شرک و بدعت کی ترویج کیلئے متشابہات کو تختہ مشق بناتے ہیں۔

حضرت عائشہ کہتی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ

"جب تم ایسے لوگ دیکھو جو متشابہات کے پیچھے پڑتے ہیں تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں انہی لوگوں کا ذکر کیا ہے۔ سو ان سے بچو۔" (بخاری)

8- انکا انداز فکر یہ ہوتا ہے کہ چونکہ دونوں قسم کی آیات اللہ کی جانب سے ہیں لہٰذا ہم ان سب پہ ایمان لاتے ہیں۔ متشابہات کی کرید نہیں کرتے۔ کیونکہ انکی کرید کرنے سے گمراہی کا احتمال بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اسکے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتے ہیں کہ جو لوگ متشابہات کے درپے ہو کر گمراہ ہو گئے ہیں ہمیں انکے افکار و عقائد سے بچائے رکھ۔

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ

اے ہمارے رب! بلاشبہ تو سب لوگوں کو ایک دن جمع کرنے والا ہے جس میں کوئی شک نہیں بے شک اللہ اپنے

الْمِيْعَادَ ۝٩ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ

وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا ۝ بلاشبہ جو لوگ کافر ہیں اللہ ـ کے مقابلہ میں نہ ان کے مال کچھ کام آ سکیں گے

اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْــًٔا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۝١٠ كَدَاْبِ

اور نہ اولاد اور یہی لوگ جہنم کا ایندھن[1] ہیں ۝ ان لوگوں کا معاملہ[2] بھی ایسا ہی ہے جیسے

اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاَخَذَهُمُ

آل فرعون کا تھا اور ان لوگوں کا جو ان سے پہلے گزر چکے[3] ہیں انہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا تو اللہ نے ان کے

اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝١١ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا

گناہوں کے بدلے انہیں دھر لیا اور اللہ سزا دینے میں بڑا سخت ہے ۝ آپ ان کافروں سے کہہ دیجئے

سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝١٢ قَدْ كَانَ

کہ عنقریب تم مغلوب ہو جاؤ گے اور جہنم کی طرف ہانکے جاؤ گے اور وہ برا ٹھکانا ہے ۝ بلاشبہ تمہارے لئے

لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى

ان دو گروہوں میں عبرت[4] ہے جو (بدر میں) ایک دوسرے کے مقابلہ پر اترے ان میں ایک گروہ تو اللہ کی راہ میں

كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ

لڑ رہا تھا اور دوسرا کافر گروہ سرسری نگاہ سے مسلمانوں کو دوچند دیکھ رہا تھا مگر اللہ اپنی نصرت سے اس کی تائید کرتا

مَنْ يَّشَآءُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِى الْاَبْصَارِ ۝١٣ زُيِّنَ

ہے جس کی چاہتا ہے اس واقعہ میں بھی صاحب نظر لوگوں کے لئے عبرت ہے ۝ لوگوں کی

لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ

خواہشات نفس سے محبت جیسے عورتوں سے، بیٹوں سے، سونے اور

الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ

چاندی کے جمع کردہ خزانوں سے، نشان زدہ (عمدہ قسم کے) گھوڑوں، مویشیوں اور کھیتی سے محبت بڑی

وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ

مزین کی گئی ہے[5] یہ سب کچھ دنیوی زندگی کا سامان ہے اور بہتر ٹھکانا اللہ ہی کے پاس

الْمَاٰبِ ۝١٤ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ

ہے ۝ کہئے: "کیا میں تمہیں ایسی چیزوں کی خبر دوں جو دنیوی سامان سے بہتر ہیں؟ جو تقویٰ اختیار کریں ان کے

رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ

لئے ان کے رب کے ہاں ایسے باغات ہیں جن میں نہریں بہہ رہی ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور وہاں انہیں

مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝١٥

پاکیزہ بیویاں میسر ہوں گی اور اللہ کی رضامندی بھی اور اللہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے ۝

ع 1/9 9

1- جہنم میں جلائے جائیں گے یا جہنم کا ایندھن ہوں گے۔ دونوں میں شدت کا جو فرق ہے وہ واضح ہے۔

2- نجران کے عیسائی مراد ہیں جو کہ مباحثہ اور مناظرہ کیلئے آئے تھے یا سب مشرکین، یہود و نصاریٰ اور کفار وغیرہ۔

3- عاد و ثمود اور قوم لوط وغیرہ۔

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ جب آپ ﷺ معرکہ بدر سے لوٹے تو آپ نے یہود کو بنو قینقاع کے بازار میں اکٹھا کرلیا اور کہا کہ اے یہود! اسلام قبول کرلو قبل اسکے کہ تمہاری بھی اللہ کی جانب سے ایسی پٹائی ہو جیسی قریش کی ہو چکی ہے۔ وہ کہنے لگے اے محمد! قریش کے لوگوں کی پٹائی کرکے کسی دھوکے میں نہ رہو وہ تو جاہل اور اجڈ تھے، لڑائی کرنا نہ جانتے تھے۔ ہم سے سابقہ پڑا تو سمجھ آجائے گی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (ابوداوٗد)

اللہ کا یہ فرمان حرف بحرف پورا ہوا۔ بنو قینقاع اور بنو نضیر کو خیبر کی جانب جلاوطن کردیا گیا۔ بنو قریظہ کی باری آئی تو انہیں قتل کیا گیا اور جنگی قیدی بنایا گیا۔

4- اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں جنگ بدر کا نقشہ پیش فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی ایک نشانی قرار دیا ہے۔

اللہ کے لشکر کی تعداد انتہائی قلیل ہونے کے باوجود آپ ﷺ نے اسکی لائن بندی اس انداز سے کی کہ کفار کو وہ دوگنے نظر آتے یعنی تین سو تیرہ کی بجائے چھ سو چھبیس۔ قرآنی الفاظ دیگر معانی کے بھی متحمل ہوسکتے ہیں۔ مثلاً وہ انہیں اپنے سے دگنا دیکھتے تھے یعنی دو ہزار یا کفار کو اپنے سے دوگنا (یعنی تین گناہ کی بجائے) دیکھتے۔ اس سے مسلمانوں کے دلوں میں اطمینان اور کفار کے دلوں میں رعب بیٹھ گیا۔ تاہم یہ کیفیت ابتدائی تھی بعد میں دونوں گروہ ایک دوسرے کو کم دیکھتے تاکہ ہر ایک لڑائی پہ مصر رہے اور حق اور باطل کے درمیان اچھی طرح فرق ہوجائے۔ اس معرکہ میں اللہ کی دیگر آیات درج ذیل تھیں۔

(ا)۔ جب آپ ﷺ رات بھر خیمہ میں بیٹھ کر اللہ کے ہاں گریہ وزاری کرکے باہر تشریف لائے تو آپ کے چہرے پر اطمینان تھا۔ آپ ﷺ کو بشارت مل چکی تھی۔

(ب)۔ میدان بدر میں کفار نے پہلے پہنچ کر پکی زمین پر قبضہ جمالیا جبکہ مسلمانوں کو ریتلی جگہ پڑاؤ کیلئے مل سکی۔ اللہ کی تائید یوں شامل حال ہوئی کہ ہوا چلی جس کا رخ کفار کی جانب تھا۔ ریت اڑ کر انکی طرف جاتی رہی اور ان کی مت مارتی رہی۔

(ج)۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے دل میں سکون اور اطمینان جاری فرمادیا اور وہ ڈٹ کر لڑے۔

(د)۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتے بھیج کر مزید نصرت کی۔

5- ان سب اشیاء میں فطری طور پر انسان کے شعور میں محبت ڈالی گئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ تو یہ سب اشیاء بری ہیں اور نہ ہی انکی محبت۔ بشرطیکہ یہ محبت اللہ کی مقرر کردہ حدود و قیود میں رہے۔ ایسی صورت میں یہی چیزیں انسان کی کامیابی بن سکتی ہیں ورنہ تباہی کا موجب ہیں۔

اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا

جو لوگ کہتے ہیں، اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے ہیں لہٰذا ہمارے گناہ بخش دے اور ہمیں

عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۶﴾ اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ

جہنم کے عذاب سے بچا لےO یہ لوگ صبر کرنے والے، سچ بولنے والے، فرمانبردار،

وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ﴿۱۷﴾ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ

(فی سبیل اللہ) خرچ کرنے والے اور رات کے آخری حصہ میں استغفار[1] کرنے والے ہیںO اللہ نے شہادت[2] دی

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ

ہے کہ اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، فرشتوں اور اہل علم نے بھی شہادت دی ہے کہ وہ انصاف کے ساتھ حکومت

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ

کر رہا ہے۔ اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں وہی زبردست ہے، اور حکمت والا ہےO اللہ کے ہاں

الْاِسْلَامُ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْ بَعْدِ

دین صرف اسلام[3] ہے اور اہل کتاب نے علم (وحی) آ جانے کے بعد جو اختلاف کیا

مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

اس کی وجہ محض ان کی باہمی ضد اور سرکشی[4] تھی اور جو شخص اللہ کی آیات سے انکار کرتا ہے

فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹﴾ فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ

تو اللہ کو حساب چکانے میں کچھ دیر نہیں لگتیO پھر اگر یہ[5] آپ سے جھگڑا کریں تو آپ کہہ دیجئے: "میں نے

وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا ہے اور میرے پیروکاروں نے بھی" اور ان اہل کتاب اور غیر

وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ

اہل کتاب سے پوچھئے: "کیا تم اللہ کے فرمانبردار بنتے ہو؟" اگر وہ فرمانبردار بنیں تو انہوں نے ہدایت پالی اور اگر

تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰﴾ اِنَّ

منہ پھیرلیں تو آپ پر صرف پیغام پہنچانے کی ذمہ داری ہے اور اللہ اپنے بندوں کو خوب دیکھ رہا ہےO بے شک

الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ

جو لوگ اللہ کی آیات کا انکار کرتے رہے اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے

حَقٍّ وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ

رہے[6] اور ان کو بھی جو لوگوں میں انصاف کرنے کا حکم دیا کرتے تھے ایسے لوگوں کو

فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۱﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ

ایذا دینے والے عذاب کو خوشخبری سنا دیجئےO یہی لوگ ہیں جن کے

اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۲﴾

اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہو جائیں گے اور کوئی بھی ان کا حامی و ناصر نہ ہوگاO

1-یعنی ان اہم اوصاف کے باوجود پھولتے نہیں بلکہ استغفار کو اپنا شیوہ بناتے ہیں اور استغفار کا بہترین وقت رات کا آخری حصہ ہے۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔
"اللہ تعالیٰ جب آدھی یا ایک تہائی رات گزر جاتی ہے تو آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کون مجھ سے دعا کرتا ہے کہ میں اسکی دعا قبول کروں؟ کون مجھ سے مانگتا ہے کہ میں اسے عطا کروں؟ کون مجھ سے گناہوں کی معافی چاہتا ہے کہ میں اسکے گناہوں کو بخش دوں؟
(مسلم)

2-خالق کی شہادت تو سب سے معتبر ہے' فرشتے چونکہ اللہ کے احکام کے مطابق کائنات کا انتظام کرتے ہیں تو اگر کوئی الٰہ اللہ کے سوا ہوتا تو انہیں ضرور علم ہوتا۔ اسی طرح اہل علم کی متفقہ گواہی ہمیشہ سے یہی رہی ہے کہ کائنات میں اللہ کے سوا اور کوئی الٰہ نہیں ہے اور اگر ایسا ہوتا تو نظام کائنات کبھی بھی قائم نہ ہوتا۔

3-اسلام اللہ کی رضا اور مرضی کے مطابق سر تسلیم خم کرنا ہے اور برضا و رغبت اللہ کا مطیع بن جانا ہے۔ دنیا میں جتنے بھی انبیاء و رسل مبعوث ہوئے ہیں وہ سب دین اسلام ہی کی دعوت دیتے رہے ہیں اور انکے پیروکار مسلمان ہی تھے۔ جنہوں نے بعد میں اپنے لئے الگ نام تجویز کر لئے جیسے آج کل بہت سے مسلمانوں نے اپنے لئے الگ نام تجویز کر لئے ہیں۔ آپ ﷺ کی رسالت پوری بنی نوع انسانیت کیلئے ہے۔

4-اہل کتاب نے اختلاف دلائل کی کمی کی بنا پہ یا علمی لغزش کی بناء پہ نہیں کیا بلکہ اختلاف کی اصل وجہ مفادات کا تحفظ' ضد بازی اور چودھراہٹ کا بچاؤ ہے۔ چنانچہ آج مسلمانوں میں بھی بہت سے اختلافات انہی وجوہ سے پیدا ہو چکے ہیں جو کہ ہمیشہ ہی سے دینی اختلافات کی بنیاد ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت کی توفیق دے۔ آمین

5-یعنی مشرکین عرب جو کہ یہود و نصاریٰ کے مقابلہ میں ان پڑھ تھے۔

6-دور نبوی ﷺ کے یہودی چونکہ اپنے اسلاف کے ایسے کارناموں پہ راضی دخوش تھے لہٰذا قرآن نے بجا طور پہ انہیں مخاطب کیا ہے۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل نے تینتالیس انبیاء کو ایک ہی یوم صبح کے وقت قتل کیا۔ یہ کام علماء سوء حکومت کے ساتھ ملی بھگت کے ذریعے سرانجام دیا کرتے تھے۔ جیسا کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ کو حکومت کے ذریعے سولی پہ چڑھانے کی مذموم کوشش کی۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ

کیا آپ نے غور نہیں کیا جنہیں کتاب (تورات) کے علم سے کچھ حصہ ملا ہے[1] انہیں اللہ کی کتاب کی طرف بلایا

اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝۲۳

جاتا ہے کہ وہی ان کے درمیان فیصلہ کرے تو ان کا ایک گروہ منہ پھیر لیتا ہے اور فیصلہ سے اعراض کرتا ہے○

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۪ وَّغَرَّهُمْ

کیونکہ وہ کہتے ہیں ماسوائے گنتی کے چند ایام دوزخ کی آگ انہیں ہر گز نہ چھوئے گی اور اپنے دین میں ان کی

فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝۲۴ فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا

خود ساختہ باتوں نے انہیں دھوکہ میں مبتلا کر رکھا ہے[2]○ پھر انکا کیا ہو گا[3] جب ہم انہیں اس دن جمع کریں گے

رَيْبَ فِيْهِ ۣ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝۲۵

جس میں کوئی شک نہیں اور جس نے کوئی عمل کیا ہو گا اسے پورا بدلہ دیا جائے اور ان پر ظلم نہ ہو گا○

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ

آپ کہئے : "اے اللہ! ملک کے مالک! جسے تو چاہتا ہے حکومت عطا کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین

مِمَّنْ تَشَآءُ ۡ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۭ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ

لیتا ہے تو جسے چاہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہے ذلیل کرتا ہے سب بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے

اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۲۶ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ

بلاشبہ تو ہر چیز پر قادر ہے[4]○ تو رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل

فِي الَّيْلِ ۡ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۡ

کرتا ہے[5] نیز بے جان سے جاندار کو اور جاندار سے بے جان کو نکالتا[6] ہے

وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝۲۷ لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ

اور جسے تو چاہے بے حساب رزق دیتا ہے○ مومنوں کو اہل ایمان

الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ

کو چھوڑ کر کافروں کو ہر گز دوست[7] نہ بنانا چاہئے اور جو ایسا کرے گا

ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۭ

تو اسے اللہ سے کوئی واسطہ نہیں الا یہ کہ تمہیں ان کافروں سے کسی قسم کا اندیشہ ہو

وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝۲۸ قُلْ اِنْ

اور اللہ تمہیں اپنے آپ سے ڈراتا ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے○ آپ کہدیجئے کہ

تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ۭ وَيَعْلَمُ مَا

جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے تم چھپاؤ یا ظاہر کرو اللہ اسے خوب جانتا ہے[8] نیز جو کچھ

فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۲۹

آسمانوں اور زمین میں ہے وہ اسے بھی جانتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے○

1- مراد علماء یہود ہیں۔ جنکو کتاب کا علم تھا مگر ہٹ دھرمی ان کیلئے قبول حق میں مانع ہوئی۔

2- یہودی اس غلط فہمی میں مبتلا تھے اور یہ ان کا عقیدہ بن چکی تھی کہ وہ اللہ کے لاڈلے اور چہیتے ہیں۔

"یہود و نصاریٰ نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور اسکے چہیتے ہیں۔"

(المائدہ 18:5)

اور یہ کہ نبیوں کی اولاد ہیں لہذا انہیں جہنم میں نہیں ڈالا جائے گا۔ اگر ڈالا بھی گیا تو گنتی کے چند ایام کیلئے وہ کہتے تھے کہ دنیا کی کل عمر سات ہزار سال ہے اور ہم ہزار سال کے مقابلے میں ایک یوم جہنم میں رہیں گے اور کچھ یہ کہتے تھے کہ ہم نے بچھڑے کی عبادت چالیس ایام کی ہے۔ ہمیں چالیس ایام کیلئے جہنم میں ڈالا جائے گا۔ یہ عقیدہ ان کے مذہبی ٹھیکیداروں نے ایجاد کیا اور عوام میں پھیلا رہا۔ عوام پہلے ہی ایسے عقیدے بہت پسند کرتے ہیں جن کے ذریعے عملی طور پہ انہیں دین کی پابندیوں سے آزادی کا جواز مل جائے۔ یہ گھناؤنا کھیل ہر دور میں مذہبی اجارہ دار کھیلتے رہے ہیں۔ مسلمانوں میں بھی کئی فرقوں نے اس طرح کے عقیدے ایجاد کر رکھے ہیں۔

3- تو جب انہیں اپنے اعمال کا بدلہ سامنے نظر آئے گا اس وقت ان کی کیا حالت ہوگی؟ آباؤ اجداد کے رشتے اور انکے اعمال تو ان کے کچھ کام نہ آئیں گے جن پہ اعتماد کر کے یہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔

4- اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا انتہائی موثر اظہار ان آیات سے ہوتا ہے۔

5- یعنی دن اور رات کو پیدا کرتا ہے یا دن اور رات کی مدت میں تغیر و تبدل کرتا ہے۔ جب رات لمبی ہوتی ہے تو دن کا کچھ حصہ رات میں شامل ہو جاتا ہے۔ اور جب دن لمبا ہوتا ہے تو رات کا کچھ حصہ دن میں داخل ہو جاتا ہے۔

6- نطفہ اور انڈہ (مردہ) سے زندہ پیدا کرتا ہے اور یہ دونوں چیزیں زندہ سے پیدا کرتا ہے۔

7- ولی یعنی قلبی دوست ' اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کفار اور مشرکین کے ساتھ قلبی دوست کا تعلق قائم کرنے سے منع فرمایا ہے۔ دوستی بھی کیسے ہو جبکہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور تمام مسلمانوں کے دشمن ہیں اور نقصان پہنچانے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ البتہ بوقت مجبوری ظاہر داری کیلئے دوستی کا دم بھرا جا سکتا ہے۔ تجارتی معاملات وغیرہ میں ایک دوسرے سے تعاون کیا جا سکتا ہے ایسے معاملات بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے احتیاط سے کئے جائیں۔

8- جب زمین اور آسمان کو پیدا خود اسی نے کیا ہے اور اسکے انتظامات وہی چلا رہا ہے تو لازمی بات ہے کہ زمین و آسمان کی ہر چھوٹی بڑی چیز وہ جانتا ہے ایسی قدرت والی ذات کیلئے دلوں کے حال جاننا کیا مشکل ہے؟

يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۛ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ

وہ دن (آنے والا ہے) جب ہر شخص اپنے اچھے اعمال کو اپنے سامنے موجود دیکھ لے گا اور اپنے برے

سُوْٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًا ۢ بَعِيْدًا ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ

اعمال کو بھی وہ تمنا کرے گا کاش اس کے اور اس کے اعمال کے درمیان طویل فاصلہ ہوتا اور اللہ تمہیں

نَفْسَهٗ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝۳۰ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ

اپنے آپ سے ڈراتا ہے اور اللہ بندوں پر ترس کھانے والا ہے○ کہہ دیجئے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو

يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳۱ قُلْ

میری پیروی کرو اللہ[1] تم سے محبت کریگا اور تمہارے گناہ[2] بخش دیگا اور اللہ بہت بخشنے والا رحیم ہے○ کہہ دیجئے:

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝۳۲

"اللہ کی اور رسول کی اطاعت کرو" پھر اگر وہ یہ دعوت قبول نہ کریں تو[3] اللہ ایسے کافروں کو پسند نہیں کرتا○

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓي اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَي

اللہ تعالیٰ نے آدم[4] کو، نوح کو، آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام اہل عالم میں سے (رسالت

الْعٰلَمِيْنَ ۝۳۳ ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۳۴

کے لئے) منتخب کیا تھا○ جو ایک دوسرے کی اولاد تھے اور اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے○

اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّىْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِىْ

جب زوجہ عمران[5] نے دعا کی: "اے رب! میں نے منت مانی ہے کہ جو کچھ میرے بطن میں ہے، اسے میں تیرے

مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّىْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۳۵ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا

لئے وقف کروں[6] گی سو میری منت قبول فرمالے بلاشبہ تو سننے والا جاننے والا ہے○ پھر جب بچی پیدا

قَالَتْ رَبِّ اِنِّىْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰى ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ۭ وَ

ہوئی تو کہنے لگی: "میرے ہاں تو لڑکی پیدا ہو گئی ہے" حالانکہ جو اس نے جنا، اسے اللہ خوب جانتا تھا اور

لَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى ۚ وَاِنِّىْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَاِنِّىْٓ اُعِيْذُھَا

اگر لڑکا ہوتا تو اس لڑکی جیسا نہ[7] ہوتا اب میں اس کا نام مریم رکھتی ہوں اور اس کی اور اس کی اولاد

بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝۳۶ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ

کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں"○ چنانچہ[8] اس کے رب نے اس کی منت کو بخوشی قبول

حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۚ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا

فرمالیا اور نہایت اچھی طرح اس کی نشوونما کی اور زکریا[9] کو اس کا سرپرست بنا دیا جب بھی زکریا مریم کے

زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَھَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ ھٰذَا ۭ

کمرہ[10] میں داخل ہوتے تو اس کے پاس کوئی کھانے پینے کی چیز دیکھ پاتے اور پوچھتے "اے مریم! یہ تجھے کہاں سے

قَالَتْ ھُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝۳۷

ملا؟" وہ کہہ دیتیں "اللہ کے ہاں سے" بلاشبہ اللہ جسے چاہے بے حساب رزق دے دیتا ہے○

1- دنیا میں لوگ زبانی محبت کے دعوے بہت کرتے ہیں۔ دعویٰ کا کوئی ثبوت اور کسوٹی لازمی ہے۔ یہودی اور عیسائی دعویٰ اللہ کی محبت کا کرتے ہیں مگر کام اللہ تعالیٰ سے دشمنی والے کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پہ ایسے الزامات لگاتے ہیں جن سے اللہ پاک ہے۔ چنانچہ کسوٹی یہ بیان کی گئی ہے کہ اگر واقعی تمہیں اللہ تعالیٰ سے محبت ہے تو پھر منطقی نتیجہ یہ ہوگا کہ اسکے رسول ﷺ کی اتباع کرو ورنہ زبانی جمع خرچ کے علاوہ تمہارے دعووں کی حقیقت کچھ نہیں۔ ایجاد بدعت و شرک کئے جائیں اور دعوے اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی محبت کے ہوں تو یہ دعوے باطل ہوں گے۔

2- یہاں یہ اصول بھی بتادیا گیا ہے کہ اگر واقعی تمہیں اللہ سے محبت ہو اور تم اسکے نبی کی اتباع کرو تو نتیجہ یہ ہوگا کہ خود اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت کرے گا۔ تمہاری یہ محبت یکطرفہ نہ رہے گی اور تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

3- اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت نہیں کرتے وہ کافر ہیں۔

4- سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو نبوت کے رتبہ سے سرفراز فرمایا۔ انہی مخلوقات میں شرف بخشا اور مسجود ملایک بنایا۔ پھر حضرت نوح کو نبوت عطا فرمائی۔ نو سو پچاس برس عمر عطا فرمائی۔ پھر ابراہیم اور آل ابراہیم کو شرف بخشا۔ بعد کے تمام انبیاء آپ ہی کی اولاد سے تھے۔

5- عمران حضرت موسیٰ وہارون کے والد یا حضرت مریم کے والد ہیں۔ عموماً مفسرین نے یہاں حضرت مریم کے والد مراد لئے ہیں۔

6- اس زمانہ میں لڑکوں کو اللہ کی راہ میں وقف کرنے کا رواج تھا چنانچہ حضرت مریم کی والدہ نے جو منت مانی تھی وہ اسی نیت سے تھی کہ انکے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔

7- یہ جملہ معترضہ اللہ کا کلام ہے کہ یہ لڑکی (مریم) لڑکے سے بدرجہا افضل ہے۔ حضرت مریم سب خواتین کی سردار قرار پائیں۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہ حضرت مریم کی والدہ کا کلام ہے جس میں حسرت ہے لڑکے کی بجائے لڑکی ہونے کی وجہ سے اور معذرت ہے کہ لڑکی کو کیسے عبادت گاہ کیلئے وقف کروں؟

8- اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"جو بچہ پیدا ہوتا ہے اسکی پیدائش کے وقت شیطان اسے چھوتا ہے تو وہ چلا کر رونے لگتا ہے۔ صرف مریم اور اسکے بیٹے (حضرت عیسیٰ) کو شیطان نے نہیں چھوا۔"

(بخاری)

9- حضرت زکریا حضرت مریم کے خالو بھی تھے۔

10- یہاں محراب سے مراد متصل کمرہ یا بالاخانہ ہے جو مساجد کے خدمت گاروں کیلئے ہوتا ہے۔

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً

اس وقت زکریا[1] نے اپنے رب سے دعا کی: میرے رب! مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ سیرت اولاد

طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۸﴾ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ

عطا فرما بلاشبہ تو ہی دعا سننے والا ہے○ پھر انہیں فرشتوں نے پکارا جب زکریا محراب میں کھڑے نماز ادا

يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ

کر رہے تھے اور کہا کہ: "اللہ آپ کو یحییٰ کی خوشخبری دیتا ہے جو اللہ کے ایک کلمہ[2] (عیسیٰ) کی

مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۳۹﴾ قَالَ رَبِّ

تصدیق کرے گا وہ سردار ہو گا، اپنے نفس کو روکنے والا اور صالح نبی ہوگا○ زکریا کہنے لگے "میرے

اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ؕ قَالَ

رب! میرے ہاں لڑکا کیسے ہو گا جبکہ میں خود بوڑھا ہو چکا اور میری بیوی بانجھ ہے؟" اللہ نے کہا:

كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿۴۰﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ؕ قَالَ

"ایسا ہی ہو گا، اللہ جیسے چاہتا ہے کرتا ہے"○ زکریا نے کہا: "میرے رب! میرے لئے کوئی نشانی مقرر فرما"

اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ

اللہ نے کہا "نشانی یہ ہے آپ تین دن لوگوں سے اشارہ کے سوا بات نہ کر سکیں گے اور اپنے رب کو

كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۴۱﴾ ع وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ

بہت یاد کیجئے اور صبح و شام اس کی تسبیح کیا کیجئے"○ اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب فرشتوں[3] نے

يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى

مریم سے کہا: "اے مریم! اللہ نے تجھے برگزیدہ کیا اور پاکیزگی عطا کی اور تجھے پورے جہان کی

نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۲﴾ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ

عورتوں میں سے منتخب[4] کر لیا ہے○ اے مریم! اپنے رب کی فرمانبردار رہنا اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ

مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ وَمَا

رکوع و سجود کیا کرو"○ یہ غیب کی خبریں ہیں جو (اے محمد!) ہم آپ کی طرف وحی کر رہے[5] ہیں آپ اس وقت

كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۠ وَمَا

ان کے پاس موجود نہ تھے جو اپنے قلم پھینک رہے[6] تھے کہ ان میں سے کون مریم کا سرپرست بنے اور

كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۴﴾ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ

نہ آپ اس وقت ان کے پاس موجود تھے جب وہ باہم جھگڑ رہے تھے○ اور جب فرشتوں نے مریم سے

اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ

کہا: "بلاشبہ اے مریم! اللہ تجھے اپنے کلمہ[7] کی بشارت دیتا ہے اس کا نام مسیح[8] عیسیٰ ابن مریم[9] ہو گا

وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۵﴾

وہ دنیا اور آخرت میں معزز ہو گا اور اللہ کے مقرب بندوں میں سے ہوگا○

1-حضرت زکریا بوڑھے ہو چکے تھے اور آپکی بیوی بانجھ تھی۔ اور آپ کی کوئی اولاد نہ تھی تاہم آپکو اولاد کی خواہش ضرور تھی۔ جب آپ نے حضرت مریم کا یہ جواب سنا تو خیال آیا جب اللہ تعالیٰ بے موسم پھل عطا کر سکتا ہے تو میں بھی اولاد کیلئے دعا کروں شائد اللہ شرف قبولیت بخش دیں۔ تو آپ نے وہیں اپنے لئے نیک سیرت اولاد کی دعا کی۔

2-کلمۃ اللہ سے مراد عیسیٰ ہیں کہ وہ اللہ کے کلمہ کن سے بغیر باپ پیدا ہوئے۔

3-وحی کی معروف صورت یہ ہے کہ جبریل امین نبی کے دل پر نازل ہو کر القا کرتے ہیں۔ یا انسانی صورت میں آکر نبی سے بات چیت کرتے ہیں۔ یہ ایسی وحی ہے جس کا تعلق نبی کے علاوہ امت سے بھی ہوتا ہے۔ یہاں ایک فرشتہ کی بجائے "الملایکہ" فرشتے استعمال ہوا ہے۔ ایسے مخاطب کا نبی ہونا ضروری نہیں ہوتا۔ ایسا ہی مکالمہ فرشتوں نے حضرت مریم سے بھی کیا حالانکہ وہ نبی نہیں تھیں۔ اس وحی کی کیا کیفیت ہے اسکی صراحت کتاب و سنت میں کہیں نہیں ملتی۔

4-حضرت مریم کو اللہ تعالیٰ نے عورتوں میں بہت بلند مقام عطا فرمایا۔ حضرت ابی موسیٰ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"مردوں میں سے تو بہت کامل ہوئے ہیں مگر عورتوں میں کوئی کامل نہیں ہوا ماسواء مریم بنت عمران اور آسیہ زوجہ فرعون کے۔"

(مسلم)

5-اس آیت سے آپ ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کے عقیدہ کا بطلان ہوتا ہے۔ اگر غیب کی خبریں پہلے سے موجود ہوں تو پھر بتلانے کی ضرورت نہ ہوتی۔

6-حضرت مریم پہ اللہ تعالیٰ کی یہ نوازشات کوئی ڈھکی چھپی نہ تھیں چنانچہ ہیکل (Church) کے خدام کو خواہش ہوئی کہ وہ انکی کفالت کریں۔ اس خواہش نے شدت اختیار کی اور فیصلہ کا یہ طریقہ سوچا گیا کہ بہتی ندی میں سب امیدوار اپنی قلمیں (جن سے وہ تورات لکھا کرتے تھے) ڈالیں گے۔ جسکی قلم بہنے سے رک گئی وہی حضرت مریم کی کفالت کرے گا۔ حضرت زکریا کی قلم رک گئی اور باقی سب بہہ نکلیں۔ وہ ویسے بھی حضرت مریم کے حقیقی خالو تھے تو اب کسی کو اختلاف اور جھگڑا کرنے کی گنجائش نہ رہی۔

7-کلمہ اس لئے کہا کہ وہ خرق عادت کے طور پہ اللہ کے کلمہ کن سے پیدا ہوئے۔

8-مسیح مسح سے ہے یعنی زمین میں سیاحت کرنیوالا یا ہاتھ پھیرنے والا۔ آپ ہاتھ پھیر کر باذن اللہ مریضوں کو شفایاب کرتے تھے۔

9-عیسیٰ ابن مریم کہہ کر اللہ تعالیٰ نے نصاریٰ کی تردید کی جو کہ انہیں اللہ کا بیٹا قرار دیتے ہیں اور یہود کی تردید کی جو کہ انہیں زانی کی اولاد کہتے ہیں۔

وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٤٦﴾ قَالَتْ

وہ لوگوں سے گہوارے میں کلام کرے گا[1] اور بڑی عمر کو پہنچ کر بھی اور بڑا نیک سیرت ہو گا" ○ مریم کہنے لگی:

رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ۭ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ

"میرے رب! میرے ہاں بچہ کیسے[2] ہو گا جب کہ مجھے کسی آدمی نے چھوا تک نہیں؟" اللہ نے جواب دیا: "ایسا ہی

يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٤٧﴾

ہو گا اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے وہ جب کسی کام کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اسے کہتا ہے "ہو جا" تو ہو جاتا

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ﴿٤٨﴾ وَرَسُوْلًا اِلٰى

ہے" ○ "اور اللہ تعالیٰ اسے کتاب و حکمت اور تورات اور انجیل کی تعلیم دے[3] گا ○ اور اسے بنی اسرائیل

بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ڏ اَنِّىْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّىْٓ اَخْلُقُ

کی طرف رسول بنا کر بھیجے گا[4]" "میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس نشانی لایا ہوں میں تمہارے

لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْــــَٔــةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِ

سامنے مٹی سے ایک پرندے کی شکل بناتا ہوں، پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے واقعی پرندہ

اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْىِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ

بن جاتا ہے نیز میں اللہ کے حکم سے مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو ٹھیک کرتا ہوں اور مردوں کو زندہ کرتا ہوں اور

اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

جو کچھ تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو سب تمہیں بتلا دیتا ہوں اگر تم ایمان لانے

لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٤٩﴾ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ

والے ہو تو تمہارے لئے ان باتوں میں نشانی ہے ○ اور تورات جو میرے زمانہ میں ہے میں اس کی تصدیق

التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ

کرتا ہوں نیز بعض باتیں جو تم پر حرام کر دی گئی ہیں[5] انہیں تمہارے لئے حلال کر دوں میں تمہارے پاس

بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۣ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿٥٠﴾ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ

تمہارے رب کی نشانی لے کر آیا ہوں[6] لہٰذا اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو ○ اللہ میرا اور تمہارا رب ہے،

فَاعْبُدُوْهُ ۭ ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٥١﴾ فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ

لہٰذا اس کی عبادت کرو یہی صراط مستقیم ہے" ○ پھر جب عیسیٰ کو ان کے کفر و

الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ

انکار کا پتہ چل گیا تو کہنے لگا: کوئی ہے جو اللہ (کے دین) کے لئے میری نصرت کرے؟[8]" حواری کہنے لگے: ہم

اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿٥٢﴾ رَبَّنَآ اٰمَنَّا

اللہ کے انصار ہیں ہم اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور گواہ رہئے کہ ہم مسلمان ہیں ○ اے ہمارے رب! ہم نے مان

بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿٥٣﴾

لیا جو تو نے نازل کیا ہے اور ہم نے رسول کی پیروی کی، لہٰذا ہمارا نام گواہی دینے والوں میں لکھ لے" ○

1- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔
"مہد (گود) میں تین بچوں کے سوا کسی بچے نے بات نہیں کی۔ ان میں ایک عیسیٰ ابن مریم ہیں' دوسرے بنی اسرائیل میں سے جریج راہب جبکہ تیسرا وہ بچہ جس نے ماں کی چھاتی چھوڑ کر کہا تھا یا اللہ مجھے اس ظالم سوار کی طرح نہ کرنا۔"

(بخاری)

2- حضرت مریم کی حیرت کو اللہ تعالیٰ نے یہ کہہ کر دور کر دیا کہ اللہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو کلمہ کن سے وہ کام ہو جاتا ہے۔ اس سے حضرت عیسیٰ کی تخلیق بن باپ کے خرق عادت ہونے کی مزید تاکید ہوتی ہے۔

3- حضرت عیسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے شدید حافظہ عطا فرمایا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ وہ خوش نویس بھی تھے اور تورات ہاتھ سے لکھا کرتے تھے۔

4- حضرت عیسیٰ کے زمانے میں طب کا بہت چرچا تھا۔ بڑے بڑے حکمائے یونان' بقراط' سقراط وغیرہ نے اسی زمانہ میں شہرت پائی۔ لہٰذا آپکو معجزات بھی ایسی ہی عطاء فرمائے گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں فصاحت وبلاغت کا بہت چرچا تھا۔ عربی شعراء غضب کا کلام کہتے تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو معجزہ عطاء فرمایا وہ فصاحت وبلاغت کی چوٹی پہ پہنچ گیا اور قرآن نے خود چیلنج کر دیا کہ کسی کو شک ہو تو وہ اس جیسی کوئی ایک آیت ہی بنا لائے۔

پھر چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے لہٰذا معجزہ ایسا عطا فرمایا جو کہ مستقل ہے۔ چنانچہ یہی قرآن آج بھی منکرین کو چیلنج کر رہا ہے۔

5- اس سے وہ سب چیزیں مراد ہو سکتی ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے بطور سزا ان پر حرام کر رکھی تھیں یا وہ اشیاء جو کہ ان کے علماء نے حرام کر رکھی تھیں۔

6- تمام انبیاء کی بنیادی دعوت ایک ہی رہی ہے۔ حضرت عیسیٰ نے بھی وہی دعوت پیش کی۔

(ا)۔ مقتدر اعلیٰ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ حلت و حرمت جواز و عدم جواز کا اختیار صرف اللہ کو ہے۔ اسی کی عبادت کی جائے۔

(ب)۔ اللہ تعالیٰ کے نمائندہ کی حیثیت سے نبی کی اطاعت کی جائے۔

7- حضرت عیسیٰ کو اندازہ ہو چکا تھا کہ یہود دلائل کے میدان میں مات کھا کر انکی زندگی کے درپے ہو چکے ہیں۔ حضرت یحییٰؑ کو پہلے ہی ظالمانہ طریقہ سے قتل کر دیا گیا تھا۔

8- حواری کا مفہوم وہی ہے جو کہ انصار کا ہے۔ یعنی اللہ اور اسکے نبی اور دین کے معاون۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔
ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر رضی اللہ عنہ ہے۔

(بخاری)

وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللَّهُ ۖ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ﴿٥٤﴾ إِذْ قَالَ اللَّهُ

اور وہ خفیہ تدبیر کرنے لگے اللہ نے تدبیر انہی پر لوٹادی1 اور اللہ بہترین تدبیر کرنے والا ہے2 O اور جب اللہ نے

يَا عِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ

فرمایا: "اے عیسیٰ! میں تمہاری (دنیا کی) زندگی کو پورا کرکے تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا3 اور ان کافروں سے

كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ

تجھے پاک کر دوں گا اور جو لوگ تیری اتباع کریں گے انہیں کافروں پر یوم قیامت تک

يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۖ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنتُمْ

غالب رکھوں گا4 بالآخر تمہیں میرے پاس آنا ہے میں تمہارے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کر دوں گا جن

فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿٥٥﴾ فَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَأُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا

میں تم اختلاف کر رہے ہوO جن لوگوں نے کفر کیا انہیں میں دنیا اور

شَدِيدًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ ﴿٥٦﴾ وَأَمَّا

آخرت میں شدید سزا دوں گا اور کوئی ان کی مدد کرنے والا نہ ہوگاO البتہ جو

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ ۗ وَ

لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کئے انہیں ان کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور

اللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ﴿٥٧﴾ ذَٰلِكَ نَتْلُوهُ عَلَيْكَ مِنَ الْآيَاتِ وَ

اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا"O جو ہم آپ کو پڑھ کر سناتے ہیں یہ5 آیات اور

الذِّكْرِ الْحَكِيمِ ﴿٥٨﴾ إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ ۖ خَلَقَهُ

حکمت سے لبریز تذکرے ہیںO بلاشبہ اللہ کے ہاں عیسیٰ کی مثال آدم جیسی ہے6 جسے مٹی

مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴿٥٩﴾ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَلَا

سے پیدا کیا پھر اسے حکم دیا کہ "ہو جا" تو وہ ہو گیاO تمہارے رب کی طرف سے حق (آچکا) ہے لہٰذا (اے محمد)

تَكُن مِّنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿٦٠﴾ فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءَكَ

شک کرنے والوں میں سے نہ ہوناO پھر اگر کوئی علم (وحی) آ جانے کے بعد اس بارے میں آپ سے

مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَ

جھگڑا کرے تو آپ اسے کہئے7: آؤ ہم اور تم اپنے اپنے بچوں کو اور بیویوں

نِسَاءَكُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللَّهِ

کو بلا لیں اور خود بھی حاضر ہو کر اللہ سے گڑگڑا کر دعا کریں کہ: "جو جھوٹا ہو اس پر

عَلَى الْكَاذِبِينَ ﴿٦١﴾ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ

اللہ کی لعنت ہو"O یہ بالکل سچے واقعات ہیں اور (حقیقت یہی ہے کہ)

إِلَٰهٍ إِلَّا اللَّهُ ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٦٢﴾

اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں8 اور اللہ ہی بالادست اور حکمت والا ہےO

1-لطیف اور خفیہ تدبیر اچھے کام کیلئے ہو تو اچھی اور برے کام کیلئے ہو تو بری۔ اردو میں مکر صرف برے معنی میں ہی استعمال ہوتا ہے۔

2-یہودیوں نے شام کے کافر بادشاہ کے کان حضرت عیسیٰؑ کے خلاف بھر دیئے کہ یہ حرامی (نعوذ باللہ) ہیں اور سب کو بے دین کرکے چھوڑیں گے۔ اس نے حضرت عیسیٰؑ کو سولی دینے کا فیصلہ کرلیا۔ جب سولی چڑہانے کا وقت آیا تو عیسیٰؑ کو تو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر اٹھالیا اور آپ کو سزا دلوانے میں جو شخص سب سے پیش تھا اسکی شکل عیسیٰؑ کی طرح بنادی۔ دوسرے لوگوں نے اسے عیسیٰ سمجھ کر سولی پہ چڑھادیا۔ قرآن مجید نے اس موقع پہ یہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔

لیکن انہیں شبہ ہوگیا (یا حضرت عیسیٰؑ ان کیلئے مشتبہ بنادیئے گئے)۔

(النساء 157:4)

اس کی اور بھی کئی صورتیں ہوسکتی ہیں۔ واللہ اعلم

3-منکرین معجزات نے حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش ووفات کو تختہ مشق بنایا ہے۔ یہود ونصاریٰ کے علاوہ خود مسلمانوں کا ہی ایک گروہ قرآنی آیات کی ایسی دور ازکار تاویلیں کرتا ہے کہ عقل شرمانے لگتی ہے۔ تفصیل کیلئے مولانا عبدالرحمٰن کیلانی صاحب کی کتابیں "عقل پرستی اور انکار معجزات" اور "آئینہ پرویزیت" دیکھیں۔

4-اگر اس سے عیسائی مراد ہیں تو مفہوم یہ ہوگا کہ ظاہری طور پر آپ کی تابعداری کرنیوالے یہودیوں پہ قیامت تک غالب رہیں گے۔

5-فتح مکہ کے بعد آپ ﷺ کے پاس مختلف علاقوں سے وفود کی آمد شروع ہوگئی۔ ان میں ایک نجران کے تقریبا 600 عیسائیوں کا وفد بھی تھا۔ جس میں انکے مذہبی اور سیاسی قائدین بھی شامل تھے۔ یہ لوگ اسلام قبول کرنے کی نیت سے تو نہیں آئے تھے۔ مناظرہ بازی کرنے اور آپ کو لاجواب کرنے کی نیت سے آئے تھے۔ ان کا طرز استدلال یہ تھا کہ جب تم تسلیم کرتے ہو کہ عیسیٰ بن باپ پیدا ہوئے، وہ مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ یہودی انہیں مارنے پر قادر نہ ہوسکے اور انہیں آسمان پر اٹھالیا گیا۔ نیز تم انہیں کلمۃ اللہ اور روح اللہ بھی تسلیم کرتے ہو تو پھر اس سے بڑھ کر الوہیت کی دلیل کیا ہوسکتی ہے۔ چنانچہ اس موقعہ پر وحی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے تفصیلی جواب دیا۔ یہ سارے معجزات اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ثبوت تو ہوسکتے ہیں اس میں ان کا کیا کمال ہے۔

6-یہ جواب ملنے کے بعد انہوں نے پھر ایک سوال داغ دیا کہ عیسیٰؑ کا باپ کون ہے؟ جواب میں یہ آیت اتری کہ بن باپ پیدا ہونا ہی الوہیت کی دلیل ہے تو پھر آدم بدرجہ اولیٰ الٰہ ہونے چاہئیں جنہیں خود تم بھی الٰہ نہیں مانتے۔

7-چونکہ یہ لوگ حق قبول کرنے کی نیت سے آئے ہی نہ تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے [دونوں] مباہلہ کی دھمکی دیدی۔

8-آپ ﷺ نے جب فیصلہ سنایا تو عیسائیوں نے ڈر کر جزیہ دینا قبول کرلیا۔

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ بِالْمُفْسِدِينَ ﴿٦٣﴾ قُلْ يَا أَهْلَ

پھر اگر نصاریٰ مقابلہ میں نہ آئیں[1] تو اللہ ایسے فسادیوں کو خوب جانتا ہے○ آپ ان سے کہئے: "اے اہل

الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا

کتاب ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں مسلّم[2] ہے کہ "اللہ کے سوا کسی کی عبادت

اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا

نہ کریں، نہ کسی کو اس کا شریک بنائیں اور نہ ہی ہم میں سے کوئی اللہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے

مِنْ دُونِ اللّٰهِ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ﴿٦٤﴾

کو رب بنائے" اگر وہ منہ موڑیں تو ان سے کہیئے: گواہ رہو کہ ہم اس کے فرمانبردار ہیں"○

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تُحَاجُّونَ فِي إِبْرَاهِيمَ وَمَا أُنْزِلَتِ التَّوْرَاةُ

"اے اہل کتاب! تم ابراہیم کے بارے میں کیوں جھگڑا کرتے ہو[3] (کہ وہ یہودی تھے یا نصاریٰ) حالانکہ تورات

وَالْإِنْجِيلُ إِلَّا مِنْ بَعْدِهِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٦٥﴾ هَا أَنْتُمْ

اور انجیل تو نازل ہی ان کے بعد ہوئی تھیں! کیا تم اتنا بھی نہیں سوچتے؟○ تم وہ لوگ ہو جو

هَٰؤُلَاءِ حَاجَجْتُمْ فِيمَا لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ فَلِمَ

ان باتوں میں جھگڑا کرتے ہو جن کا تمہیں کچھ علم[4] ہے مگر ایسی باتوں میں کیوں

تُحَاجُّونَ فِيمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ

جھگڑتے ہو جن کا تمہیں کچھ علم ہی نہیں۔ انہیں اللہ ہی جانتا ہے تم

لَا تَعْلَمُونَ ﴿٦٦﴾ مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَ

نہیں جانتے○ حضرت ابراہیم نہ تو یہودی تھے اور نہ عیسائی

لَٰكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٦٧﴾

بلکہ سب سے ہٹ کر اللہ ہی کا حکم ماننے والے تھے،[5] اور وہ مشرک نہیں[6] تھے○

إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَٰذَا

بلاشبہ حضرت ابراہیم سے قریب تر وہ لوگ تھے[7] جنہوں نے ان کی اتباع کی (پھر ان کے بعد) یہ

النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا ۗ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٦٨﴾

نبی اور اس پر ایمان لانے والے ہیں اور اللہ ایمان لانے والوں کا حامی و ناصر ہے○

وَدَّتْ طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يُضِلُّونَكُمْ

اہل کتاب میں سے کچھ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ تم لوگوں کو گمراہ کر دیں[8]

وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿٦٩﴾ يَا أَهْلَ

حالانکہ وہ اپنے آپ ہی کو گمراہ کر رہے ہیں اور انہیں اس بات کی سمجھ نہیں آ رہی○ اے اہل

الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللّٰهِ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُونَ ﴿٧٠﴾

کتاب تم اللہ تعالیٰ کی ان آیات کا کیوں انکار کرتے ہو جن کی تم خود گواہی دیتے ہو○

1- صلح حدیبیہ کے بعد آپ ﷺ نے مختلف شاہان عجم کو قبول اسلام کیلئے خطوط لکھے۔ ہرقل شاہ روم کو جو خط بھیجا گیا اس میں اسلام کی دعوت کے بعد یہی آیت درج تھی۔

2- کلمہ سواء یہی ہے کہ

(ا)۔ صرف اللہ کی عبادت کی جائے۔

(ب)۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔

(ج)۔ اللہ کو چھوڑ کر کسی کو رب کا مقام نہ عطا کریں۔

چنانچہ مسلمان جب کبھی بھی کسی گروہ کے ساتھ اتحاد و اتفاق کی بات کریں تو اس کی بنیاد یہی ہونی چاہیے۔

3- یہودی اور عیسائی دونوں حضرت ابراہیم کو اپنا پیشوا تسلیم کرتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ہمارے مذہب پہ تھے۔ تورات اور انجیل دونوں حضرت ابراہیم کے بعد نازل ہوئیں۔ روایات کے مطابق حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کے درمیان ایک ہزار سال کا فرق تھا۔

4- جن چیزوں کا تمہیں علم ہے یعنی حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ کی تعلیمات کا یا آپ ﷺ کی بشارت کا ان میں تمہارا یہ حال ہے کہ ایمان لانے کی بجائے ناجائز جھگڑتے ہو تو جن چیزوں کا تمہیں علم ہی نہیں اس میں تمہیں جھگڑنے کا کیا حق پہنچتا ہے؟

5- یہ دلیل ہے کہ تمام انبیاء مسلمان تھے۔

6- وہ خالصتاً موحد تھے مشرک نہ تھے جبکہ تم دونوں مشرک ہو۔

7- مراد آپ ﷺ اور مومنین صادقین ہیں۔ خود آپ ﷺ کو ملت ابراہیمی کی اتباع کا حکم ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

یکسو رہنے والے ابراہیم کی ملت کی اتباع کیجیے

(النحل 123:16)

8- یہودیوں نے آپ ﷺ کے اصحاب کو گمراہ کر کے یہودی بنانے کی کوشش کی جس میں ناکام ہوئے۔ پھر تورات کی آپ ﷺ کے متعلق بشارتوں کو چھپانے کی کوشش کرتے تاکہ حق کو چھپایا جاسکے۔ اسی طرح کتمان حق کے مرتکب ہوئے۔

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ

اے اہل کتاب! تم حق و باطل کی آمیزش کیوں کرتے ہو اور جانتے بوجھتے سچی بات

وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْۤ

ع ۸ ۱۵

چھپا جاتے ہو؟O اہل کتاب کے کچھ لوگوں نے کہا (آپس میں سازش تیار کی) کہ جو ان مسلمانوں

اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْۤا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ

پر نازل ہوا ہے، پہلے پہر تو اس پر ایمان لاؤ اور پچھلے پہر اس کا انکار کردو[1] شاید (اس ترکیب سے) یہ لوگ اپنے ایمان

يَرْجِعُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَلَا تُؤْمِنُوْۤا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ۗ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى

سے پھر جائیںO وہ آپس میں کہتے ہیں[2] کہ اپنے مذہب والے کے سوا کسی کی پیروی نہ کرو آپ کہیئے ہدایت صرف

هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ يُّؤْتٰۤى اَحَدٌ مِّثْلَ مَاۤ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ

اللہ ہی کی ہدایت ہے کہ وہ کسی دوسرے کو وہی دے جو تمہیں دیا ہے یا جس سے وہ تمہارے رب کے حضور

عِنْدَ رَبِّكُمْ ۗ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ

تم پر حجت قائم کرسکیں؟[3] نیز ان سے کہئے کہ فضل و شرف تو اللہ کے اختیار میں ہے وہ جسے چاہے عطا کرے[4]

وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ

کیونکہ وہ بڑا وسیع النظر اور سب کچھ جاننے والا ہےO وہ جسے چاہے اپنی رحمت سے مخصوص کرلے اور اللہ

ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾ وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ

بڑے فضل کا مالک ہےO اور اہل کتاب میں سے کچھ ایسے ہیں کہ اگر آپ ان پر اعتماد کرتے ہوئے

بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا

ایک خزانہ بھر مال دے دیں تو وہ آپ کو واپس کردیں گے اور کچھ ایسے ہیں کہ اگر آپ انہیں ایک دینار بھی دے

يُؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ۗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا

بیٹھیں تو ادا نہ کریں گے الا یہ کہ تم ہر وقت ان کے سر پر سوار رہو کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ

لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَ

ان پڑھوں (غیر یہود) کے بارے میں ہم پر مواخذہ نہ ہوگا[5] یہ دیدہ دانستہ اللہ کی طرف جھوٹی باتیں

هُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

منسوب کر رہے ہیںO بلکہ جو اللہ کے کئے ہوئے عہد کو پورا کرے[6] اور اس سے ڈرتا رہے تو اللہ ایسے ہی

الْمُتَّقِيْنَ ﴿۷۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا

متقیوں کو پسند کرتا ہےO لیکن جو اللہ کے عہد کو اور اپنی قسموں کو تھوڑی[7] قیمت کے عوض بیچ

قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا

ڈالیں[8] تو ایسے لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں قیامت کے دن اللہ ایسے لوگوں سے نہ کلام کرے گا اور نہ

يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۪ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۷﴾

ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ہی انہیں گناہوں سے پاک کرے گا[9] اور انہیں المناک عذاب ہوگاO

1- پہلے آیت نمبر69 کے تحت گزر چکا ہے کہ یہودی کچھ مسلمانوں کو مرتد کرنا چاہتے تھے۔ جس سے ناکام ہوگئے اور ایک نئی سازش تیار کی۔ کچھ یہودی اعلانیہ طور پہ اسلام میں داخل ہو جائیں اور بعد میں اپنے ارتداد کا اعلان کردیں۔ اسی طرح مسلمانوں میں بددلی اور شکوک شبہات پیدا ہونگے کہ آسمانی کتابوں کے علماء نے قریب سے ہو کر اس دین کا مطالعہ کیا ہے اور انہیں اس میں حق نہیں ملا۔ اللہ تعالیٰ نے سازش کا پردہ بروقت چاک کردیا اور یہودیوں کی باطنی خباثت وہیں ختم ہو کر رہ گئی۔

2- آپس میں ایک دوسرے کو تاکید کرتے۔

3- اور خبردار انہیں تورات کی کوئی ایسی بات نہ بتانا جو تمہارے اپنے خلاف جاتی ہو ورنہ وہ قیامت کو اللہ کے حضور کہہ دیں گے کہ ان باتوں کا تو یہ یہود خود بھی اقرار کرتے تھے۔

4- اپنی رحمت اللہ جس کیلئے چاہتا ہے مخصوص کرتا ہے۔ جس میں اس رحمت کی اہلیت ہوتی ہے وہ اسے جانتا ہے۔ اللہ تم جیسا تنگ نظر نہیں ہے کہ فضل و شرف کے اہل لوگوں کو فضل و شرف عطا نہ فرمائے بلکہ وہ بڑا وسیع النظر سب کچھ جاننے والا اور وہی فضل و شرف عطا کرنیوالا ہے۔

5- یہودی علماء وفقہا نے اس طرح کے مسئلے گھڑ رکھے تھے کہ غیر یہودی کا مال ہڑپ کر جانا جائز ہے یا غیر یہودی سے سود لینا جائز ہے جیسا کہ آجکل مسلمانوں کا ایک گروہ ایسا ہے جو کہ فقہی موشگافیاں پیدا کرکے کافروں سے یا حربی کافروں سے سود کھالینا جائز قرار دیتے ہیں حتیٰ کہ کئی تو تجارتی سود کو علی الاعلان جائز قرار دیتے ہیں۔ کچھ نے یہ حیلہ تراشا ہے کہ سود وصول کرکے خیراتی کاموں میں استعمال کیا جائے اور ثواب کی امید نہ رکھی جائے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو حرام چیزوں کو حیلہ سازی کے ذریعے حلال کرنے سے بچائے۔

6- وہ عہد جو کہ انبیاء کی معرفت انکی امتوں سے آپ ﷺ پر ایمان لانے کے سلسلہ میں لیا گیا۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھیں آیت نمبر81

7- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت ہے کہ

"ایک شخص نے بازار میں اپنا مال رکھا اور ایک مسلمان کو پھانسنے کیلئے جھوٹی قسم کھا کر کہنے لگا کہ مجھے اس مال کی اتنی قیمت ملتی تھی (حالانکہ یہ بات غلط تھی) تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔"

(بخاری)

اسکے علاوہ فقہی موشگافیاں پیدا کرکے یا غلط فتوے دے کر تھوڑا سا دنیاوی منافع لے لیا۔

8- دنیاوی مال اگرچہ پوری دنیا بھی مل جائے تو وہ بھی قیامت کے عذاب کے مقابلہ میں انتہائی تھوڑا منافع ہے۔

9- اس قسم کے گناہ جس میں اس قسم کی سخت وعید ہو کبیرہ گناہ کہلاتے ہیں۔

وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ

اور ان اہل کتاب میں سے کچھ لوگ تورات کو پڑھتے وقت اپنی زبانوں کو ایسے موڑ دیتے ہیں کہ تم اسے تورات کا

مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ

حصہ سمجھو[1] حالانکہ وہ تورات (کی عبارت) نہیں ہوتی اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے

اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَ

نازل شدہ ہے حالانکہ وہ عبارت اللہ کی طرف سے نہیں ہوتی یہ لوگ دیدہ دانستہ جھوٹی باتیں اللہ

هُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿٧٨﴾ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ

سے منسوب کرتے ہیں○ کسی شخص کا یہ حق نہیں کہ جسے اللہ تعالیٰ کتاب و

وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ

حکمت اور نبوت عطا کرے پھر وہ لوگوں سے یہ کہے اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے

دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ

بن جاؤ[2] بلکہ تم اللہ والے بن جاؤ کیونکہ جو کتاب تم لوگ ان کو سکھلاتے ہو

وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴿٧٩﴾ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا

اور خود بھی پڑھتے ہو (اس کی تعلیم کا یہی تقاضا ہے)○ وہ نبی تمہیں یہ نہ کہے گا کہ تم

الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ

فرشتوں اور نبیوں کو رب بنا لو بھلا[3] تمہارے مسلمان ہو جانے کے بعد وہ تمہیں کفر کا

اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿٨٠﴾ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ

ع ۸ ۹ ۱۶

حکم دے سکتا ہے؟○ اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے یہ عہد[4] لیا کہ اگر میں

اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ

تمہیں کتاب و حکمت عطا کروں پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو اس کتاب کی تصدیق کرتا ہو جو تمہارے

لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ

پاس ہے تمہیں لازماً ایمان لانا ہو گا اور اس کی نصرت کرنا ہوگی۔ اللہ نے پوچھا: "کیا تم اقرار کرتے ہو؟ اور

عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ

میرے اس عہد کی ذمہ داری قبول کرتے ہو؟" نبیوں نے کہا: "ہم اقرار کرتے ہیں" فرمایا: گواہ رہو اور میں

مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿٨١﴾ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں"○ پھر اس کے بعد جو بھی اس عہد سے پھر جائے تو ایسے

الْفٰسِقُوْنَ ﴿٨٢﴾ اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي

لوگ فاسق ہیں○ کیا یہ لوگ اللہ کے دین کے سوا[5] کوئی اور دین چاہتے ہیں؟ حالانکہ آسمانوں اور زمین میں جو

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿٨٣﴾

کچھ ہے سب چار و ناچار اسی کے تابع فرمان (مسلم) ہیں اور سب کو اسی کی طرف پلٹنا ہے○

1-اس انداز سے مسئلہ بیان کرتے کہ عوام الناس کتاب اللہ کا مسئلہ اور اللہ کا کلام سمجھتے ہیں۔ یہ ایک اور بدترین خباثت ہے۔ مسلمانوں میں بھی ایک فرقہ ہے جو آپ ﷺ کی بشریت کا منکر ہے وہ جب یہ آیت

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾

کہہ دیجئے کہ میں تم جیسا ہی ایک بشر ہوں۔

(الکھف 110:18)

پڑھتے ہیں تو <انما> کے لفظ میں معمولی سی تحریف کرکے ایک لفظ کے دو الفاظ بنا کر ان کو پڑھتے ہیں اور پھر اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ اے نبی کہہ دو کہ تحقیق نہیں ہوں میں بشر تم جیسا۔ اس طرح جو آیت انکے عقیدہ کو باطل قرار دیتی تھی اسے اپنے عقیدہ کے موافق بنا لیتے ہیں۔

2-جب نجران کے عیسائی آپ سے بحث و مناظرہ کرنے آئے تو یہودی بھی ان کے ساتھ مل گئے اور طنزاً آپ سے کہنے لگے کہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی عبادت کریں جیسے عیسائی حضرت عیسیٰؑ کی عبادت کرتے ہیں تو یہ آیت نازل ہوئی۔

3-اس آیت میں ایک قاعدہ کلیتہ مقرر کیا گیا ہے کہ کوئی ایسی تعلیم جو کہ اللہ کے علاوہ کسی اور کی بندگی سکھلاتی ہو وہ ہرگز کسی نبی کی تعلیم نہیں ہو سکتی۔ اگر کسی مذہبی کتاب میں ایسی تعلیم موجود ہو تو وہ دلیل ہے کہ یہ گمراہ کن عقیدہ لوگوں کی تحریفات کا نتیجہ ہے۔

4-اللہ تعالیٰ نے ایک عہد عالم الارواح میں تمام بنی آدم سے لیا تھا تفصیل کیلئے دیکھیں (الاعراف 177:7)- اس کے علاوہ ایک عہد تمام انبیاء سے لیا گیا جس کا ذکر مذکورہ آیت میں ہے۔ مفسرین کے مطابق یہ عہد بھی عالم الارواح میں لیا گیا تھا۔ وہ عہد یہ تھا کہ اگر تمہاری زندگی میں کوئی ایسا نبی آئے جو تمہارے پاس موجود کتاب کی تصدیق کرتا ہو تو تمہیں اس پہ ایمان لانا ہوگا اور اسکی مدد بھی کرنا ہوگی۔ جس کی سب انبیاء سے توثیق بھی کرائی گئی۔ اس عہد کے پورا کرنے کی ذمہ داری ہر نبی کے امتی پہ بھی عائد ہوتی ہے۔

5-اللہ کا دین صرف اس کے آگے سر تسلیم خم کر دینا ہے۔ کائنات کی ہر چیز زمین و آسمان، شمس و قمر ستارے اور سیارے غرض جو چیز بھی موجود ہے وہ اللہ کی اطاعت گزار ہے خواہ یہ اطاعت اضطراری ہو یا اختیاری انسانوں اور جنوں کو کسی حد تک اختیار بھی دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ان سے مطالبہ صرف یہ ہے کہ جن کاموں میں انہیں کچھ اختیار دیا گیا ہے ان میں بھی وہ اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے کائنات کی تمام اشیاء کے ساتھ ہم آہنگ ہو جائیں۔

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَ

آپ ان سے کہہ دیجئے کہ ہم تو اس چیز پر ایمان لاتے ہیں جو ہم پر اتاری گئی اور اس پر بھی جو حضرت ابراہیم،

اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَ

اسمٰعیل، اسحٰق، یعقوب اور اس کی اولاد پر نازل ہوئی اور ان (کتابوں) پر بھی جو حضرت موسیٰ،

عِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۠ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۡ وَنَحْنُ

عیسیٰ اور دوسرے انبیاء کو ان کے رب کی طرف سے دی گئیں ہم ان میں کچھ فرق نہیں[1] کرتے اور ہم

لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ

اسی کے تابع فرمان ہیںO اور جو اسلام[2] کے سوا کوئی اور دین چاہے تو اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا

وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۸۵﴾ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا

اور وہ آخرت میں نقصان اٹھائے گاO ایسے لوگوں کو اللہ کیونکر ہدایت دے سکتا ہے

كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ

جنہوں نے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا؟ حالانکہ وہ گواہی دے چکے ہیں کہ یہ رسول حق پر ہے اور ان کے

الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۶﴾ اُولٰۗىِٕكَ جَزَاۗؤُھُمْ

پاس واضح دلائل آچکے[3] ہیں؟ اور اللہ تعالیٰ ایسے ناانصاف لوگوں کو ہدایت نہیں دیتاO ایسے لوگوں کا بدلہ یہی ہے

اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۷﴾ ۙ

کہ ان پر اللہ کی لعنت ہو، فرشتوں کی اور سب لوگوں کی[4]O

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا ھُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۸﴾ ۙ

وہ عذاب میں ہمیشہ مبتلا رہیں گے، ان سے یہ عذاب نہ ہلکا کیا جائے گا اور نہ انہیں مہلت دی جائے گیO

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۣ فَاِنَّ اللّٰهَ

مگر جن لوگوں نے اس کے بعد توبہ[5] کی اور اپنی اصلاح کر لی (وہ اس سے بچ سکتے ہیں) کیونکہ اللہ تعالیٰ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۸۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ

بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہےO مگر جن لوگوں نے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا، پھر

ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُھُمْ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الضَّاۗلُّوْنَ ﴿۹۰﴾

اس کفر میں بڑھتے ہی گئے[6] ان کی توبہ ہرگز قبول نہ کی جائے گی اور حقیقتاً ایسے لوگ گمراہ ہیںO

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَھُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ

بلاشبہ جو لوگ کافر ہوئے پھر کفر ہی کی حالت میں مر گئے اگر وہ زمین بھر بھی

مِنْ اَحَدِھِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَھَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ۭ

سونا[7] دے کر خود چھوٹ جانا چاہیں گے ان سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا

اُولٰۗىِٕكَ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَھُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۹۱﴾ ۧ

یہی لوگ ہیں جنہیں المناک عذاب ہو گا اور ان کا کوئی حمایتی بھی نہ ہو گاO

ع 9/11/17

1-یعنی یہ ہمارا طریقہ نہیں ہے کہ کسی نبی پہ تو ایمان لائیں اور کسی کا انکار کریں' بحیثیت نبی تو سب برابر ہیں۔ اس طرح ان کی کتابوں پہ بھی ہمارا ایمان ہے کہ منزل من اللہ تھیں۔

2- آیت نمبر82 کے ضمن میں وضاحت ہو چکی ہے کہ اسلام کیا ہے؟ یہودیت یا عیسائیت اللہ کے ہاں قبول ہونیوالی نہیں ہے۔

3-گزشتہ کئی آیات کے حواشی میں بھی وضاحت ہو چکی ہے کہ یہود و نصاریٰ نے آپ ﷺ کا انکار اس لئے نہیں کیا تھا کہ انہیں آپ کو پہچاننے میں کوئی دقت یا دشواری تھی یا انہیں اس دعوت کے حق ہونے میں کوئی شک تھا۔ وہ تو یقین کر چکے تھے۔ انکار صرف تعصب' ہٹ دھرمی اور مفادات کے تحفظ کی وجہ سے کیا۔

4-یعنی مسلمان اور سب لوگ بھی اس لحاظ سے ہو سکتے ہیں کہ اجمالاً ہر شخص جھوٹے بدعہد اور دغاباز پر لعنت بھیجتا ہے' آخرت میں تو کافر خود بھی ایک دوسرے پہ لعنت بھیجیں گے۔

5-جنہوں نے سچے دل سے توبہ کی۔ ایمان کا معاملہ کیا اسلام کی مخالفت سے باز آ گئے اور اپنے اعمال و افعال کی اصلاح کر لی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

"انصار میں سے ایک مسلمان مرتد ہو کر مشرکین سے جا ملا۔ جلد ہی اسے احساس ہوا اور ندامت ہوئی۔ اس نے لوگوں کے ذریعے آپ ﷺ کو پوچھا کہ "کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟" تو یہ آیات نازل ہوئیں۔"

(نسائی)

6-جو لوگ ایمان لانے کے بعد مرتد ہو گئے اور اسلام دشمنی کے کاموں میں آگے ہی بڑھتے گئے حتیٰ کہ موت کا وقت آ جائے یا قیامت کی بڑی آیات ظاہر ہو جائیں' تو ایسے لوگوں کیلئے فرمان باری تعالیٰ ہے۔

"توبہ ان لوگوں کیلئے نہیں ہے جو برے کام کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ ان میں سے کسی کو موت آ جاتی ہے تو کہنے لگتا ہے کہ اب توبہ کرتا ہوں۔"

(النساء 18:4)

7-یہ ان کی ذہنی حالت کی وضاحت کیلئے ہے۔ ورنہ اس وقت تو ان کے پاس پھوٹی کوڑی بھی نہ ہو گی۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ فرمان رسول ﷺ ہے۔

"یوم قیامت اللہ تعالیٰ سب سے کم عذاب والے جہنمی سے فرمائیں گے اگر تیرے پاس دنیا و ما فیہا ہو تو اسے اپنے لئے فدیہ میں دے دیگا؟ وہ کہے گا ہاں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جب تو دنیا میں تھا تو میں نے تجھ سے سہل تربات (یعنی توحید) طلب کی تھی اور کہا تھا کہ پھر تجھے جہنم میں داخل نہ کروں گا مگر تو شرک پہ اڑا رہا۔

(مسلم)

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ۬ وَمَا تُنْفِقُوْا

تم اس وقت تک نیکی نہیں پاسکتے جب تک وہ کچھ اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو جو تمہیں محبوب ہو اور تم جو کچھ

مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ﴿۹۲﴾ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِیْۤ

بھی خرچ کرو گے اللہ اسے خوب جانتا ہے○ بنی اسرائیل کے لئے کھانے پینے کی سب چیزیں حلال

اِسْرَآءِیْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِیْلُ عَلٰی نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ

تھیں سوائے ان کے جنہیں تورات کے نزول سے پیشتر اسرائیل یعنی (یعقوب) نے خود اپنے اوپر حرام

تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ

کر لیا تھا آپ ان سے کہیے کہ اگر تم اپنے دعوٰی میں سچے ہو تو تورات لاؤ اور اس میں سے وہ

صٰدِقِیْنَ ﴿۹۳﴾ فَمَنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ

(عبارت) پڑھو○ پھر اس کے بعد بھی جو لوگ اللہ کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کریں تو

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۹۴﴾ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۫ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ

ایسے ہی لوگ ظالم ہیں○ اللہ نے سچ فرمایا ہے لہٰذا تمہیں حضرت ابراہیم کے طریقہ کی اتباع کرنی چاہئے

حَنِیْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۹۵﴾ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ

جو اللہ ہی کے ہو گئے تھے اور مشرک نہیں تھے○ بلاشبہ سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لئے تعمیر ہوا

لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۶﴾ فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ

وہی ہے جو مکہ میں ہے، برکت والا ہے اور تمام جہانوں کے لئے ہدایت ہے○ اس میں کھلی نشانیاں (مثلاً) مقام

اِبْرٰهِیْمَ ۚ۬ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ

ابراہیم ہے جو شخص اس گھر میں داخل ہوا وہ مامون و محفوظ ہو گیا اور لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو

مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ

اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو اس کا حج کرے اور جو نہ مانے تو اللہ تعالیٰ تمام دنیا والوں سے

الْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۷﴾ قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ۖۗ وَاللّٰهُ

بے نیاز ہے○ آپ ان اہل کتاب سے کہئیے کہ تم اللہ کی آیات کا کیوں انکار کرتے ہو حالانکہ

شَهِیْدٌ عَلٰی مَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۸﴾ قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ

جو کچھ تم کرتے ہو اللہ سب کچھ دیکھ رہا ہے○ کہئیے: اے اہل کتاب! تم اسے اللہ کی راہ سے کیوں

سَبِیْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ؕ وَمَا اللّٰهُ

روکتے ہو؟ جو ایمان لاتا ہے اس کے لئے کجی چاہتے ہو حالانکہ تم خود اس کی (راستی) پر گواہ ہو اور جو حرکتیں

بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۹﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِیْعُوْا فَرِیْقًا

تم کر رہے ہو اللہ ان سے بے خبر نہیں○ اے ایمان والو! اگر تم اہل کتاب کے ایک فریق کی بات مان لو

مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ یَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ كٰفِرِیْنَ ﴿۱۰۰﴾

گے تو یہ تمہارے ایمان لانے کے بعد تمہیں کافر بنا کے چھوڑیں گے○

1-انصار میں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے سب سے زیادہ باغ تھے ان میں بیرحاء کا باغ آپ کو سب سے زیادہ پسند تھا جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابو طلحہ نے آپ ﷺ سے فرمایا۔ میری کل جائیداد سے بیرحاء کا باغ مجھے زیادہ محبوب ہے۔ میں اسے اللہ کی رضا کیلئے صدقہ کرتا ہوں۔ اس سے ثواب اور اللہ کے ہاں اجر کی امید رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ جہاں مناسب سمجھیں اسے استعمال کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ بہت خوب" یہ مال تو بالآخر فنا ہونے والا ہے۔ اب تم ایسا کرو کہ یہ اپنے غریب رشتہ داروں میں بانٹ دو۔

(بخاری)

2-حضرت یعقوب علیہ السلام نے یہ اشیاء خود پر حرام کیوں کی تھیں؟ غالبًا انہیں کوئی بیماری تھی جس کے پرہیز میں ایسا کیا یا انہیں طبعًا کراہت تھی۔

3-بائبل کے نسخے جو آج کل متداول ہیں ان میں اونٹ اور خرگوش وغیرہ کی حرمت کا ذکر موجود ہے۔

(احبار 11:4-6' استثنار 7:14)

حالانکہ قرآن پاک نے دور نبوی ﷺ میں چیلنج کیا تھا کہ اگر تورات میں ہو تو لا کر دکھلاؤ۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ اضافے بعد میں کئے گئے۔

4-یہ دین کی اصولی باتیں ہیں جیسے اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرنا' یوم الاخرۃ پہ ایمان جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے وضاحت کی اسکے علاوہ شرعی مسائل تو وہ ہر دور کی ضرورت کے مطابق مختلف تھے۔

5-یہ یہود کے اس اعتراض کا جواب ہے کہ تمام انبیاء نے بیت المقدس کو اپنا قبلہ بنایا ہے اور وہیں ہجرت کی ہے لہٰذا وہ بہتر ہے۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (البقرۃ 2:142'150)

6-جیسے دنیا بھر کے کونے کونے سے لاکھوں انسانوں کا ہر سال کھنچے چلے آنا۔ دنیا میں کوئی اور مقام ایسا نہیں ہے جہاں اتنی کثرت سے لوگ جمع ہوتے ہوں۔ ہزاروں سالوں سے ماء زمزم کا جاری رہنا' انتہائی پرامن جگہ اور پھلوں کی فراوانی وغیرہ۔

7-استطاعت میں مال کی استطاعت' صحت' راہ کا پرامن ہونا' اسکے علاوہ خواتین کیلئے محرم بھی ضروری ہے۔

8-حج ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہے۔ اس آیت سے حج کا فرض ہونا ثابت ہوتا ہے۔

9-اسلام قبول کرنیوالوں کو یہودی شکوک وشبہات میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتے۔ حالانکہ خود انہیں یہ یقین تھا کہ یہ نبی برحق ہے۔

10-اللہ تعالیٰ نے اسلام کی ہدایت کے ذریعے انصار کے قبائل اوس اور خزرج کے دلوں میں جس طرح اخوت وحمیت ڈال دی یہودی اس سے سخت کڑھتے تھے۔ چنانچہ ایک بڈھے یہودی شاس بن قیس نے پرانی عداوت اور جنگوں کی یاد دلا کر دوبارہ عداوت بھڑکانے کی کوشش کی۔ آپ ﷺ نے بروقت موقع پر پہنچ کر حالات کو ٹھنڈا کیا۔

وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ؕ

اور تم کفر کیسے کرسکتے ہو جبکہ تمہیں اللہ کی آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں اور اللہ کا رسول تمہارے درمیان

وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ يٰۤاَيُّهَا

ہے اور جو شخص اللہ کا دامن مضبوطی سے تھام[1] لے گا وہ ضرور صراط مستقیم کی ہدایت پائے گاO اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ

ایمان والوا اللہ سے ڈرو جیسے اس سے ڈرنے کا حق[2] ہے اور تمہیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم

مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۪ وَاذْكُرُوْا

مسلمان ہو[3]O اور اللہ کی رسی[4] کو مضبوطی سے تھام لو اور فرقہ بازی[5] نہ کرو اور یاد کرو اللہ کی نعمت[6] کو

نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ

جو اس نے تم پر کی جب تم (ایک دوسرے کے) دشمن[7] تھے پھر اللہ نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی تو

بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ

تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی بن گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر کھڑے تھے کہ اللہ نے تمہیں اس

مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَلْتَكُنْ

سے بچا لیا اللہ تعالیٰ اسی انداز سے اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پا سکوO اور تم

مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ

میں سے کچھ لوگ[8] ایسے ہونا چاہئیں جو نیکی کی طرف بلاتے رہیں وہ اچھے کاموں کا حکم دیتے رہیں اور برے

عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ

کاموں سے روکتے رہیں اور ایسے ہی لوگ مراد پانے والے ہیںO اور تم ان لوگوں[9] کی طرح نہ ہو جانا جو

تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ

فرقوں میں بٹ گئے اور روشن دلائل آجانے کے بعد آپس میں اختلاف کرنے لگے یہی لوگ

عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۵﴾ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا

ہیں جنہیں بہت بڑا عذاب ہو گاO اس دن جب کچھ چہرے روشن ہوں گے اور کچھ سیاہ ہو رہے ہوں گے جن

الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ ۟ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا

کے چہرے سیاہ ہوں گے (انہیں کہا جائے گا) کیا تم ہی وہ لوگ ہو جنہوں نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا؟ سو جو تم

الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ

کفر کرتے رہے اس کے بدلے عذاب کا مزا چکھوO رہے وہ لوگ جن کے چہرے روشن ہوں گے

فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ

تو یہ اللہ کے سایہ رحمت میں ہوں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گےO یہ ہیں اللہ کی آیات،

نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۸﴾

جو ہم آپ کو ٹھیک ٹھیک سنا رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ جہان والوں پر ظلم کا کوئی ارادہ نہیں رکھتاO

1-اعتصام باللہ یعنی اللہ کے دین کو مضبوطی سے تھام لینا اور اللہ کی اطاعت کرنا۔

2-ڈرنے کے حق سے مراد یہ ہے کہ اچھے اور اعلیٰ انداز کا تقویٰ اختیار کیا جائے۔ احکام بجالائے جائیں اور نواہی سے بچا جائے۔ دنیاوی دھندوں میں مشغول رہ کر بعض اوقات اتنی احتیاط ملحوظ خاطر رکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ بہت گھبرائے اور عرض کیا کہ اس قدر احتیاط کیسے ممکن ہے؟ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾

یعنی ممکنہ حد تک اللہ سے ڈرتے رہو۔

(التغابن 16:64)

3-مسلمان پہ کسی وقت بھی ایسا لمحہ نہ آنا چاہئے جب کہ وہ اللہ سے غافل ہو۔

4-حبل اللہ یعنی اللہ کی رسی۔ قرآن وسنت یا دوسرے الفاظ میں وحی الٰہی یا تعلیمات الٰہیہ ہیں۔

5-یعنی اعتصام بحبل اللہ ہی ایسا فارمولا ہے جو کہ تفرقہ سے بچا سکتا ہے اور اگر پہلے ہی سے تفرقہ بازی پھیل چکی ہو تو اعتصام بحبل اللہ کے ذریعے سے اس کا علاج کیا جا سکتا ہے۔

6-نعمت سے مراد دین اور ہدایت کی نعمت ہے اور یہی اللہ کی نعمتوں میں سے بڑی نعمت ہے۔

7-اسلام سے قبل عرب قبائلی نظام میں نفرت وعداوت کی آگ بھڑکی رہتی۔ چھوٹی باتوں پہ قبائلی جنگ چھڑتی تو ختم ہونے کا نام نہ لیتی۔ مکہ میں بکر اور ثعلب کی جنگ شروع ہوئی تو نصف صدی جاری رہی خاندان کے خاندان تباہ ہو گئے۔ تقریباً ایسی ہی صورت حال مدینہ میں اوس اور خزرج کے درمیان جنگ بعاث کی تھی۔ یہی وہ صورت حال تھی جسے اللہ تعالیٰ نے آگ کے گڑھے کے کنارے ہونے سے تشبیہ دی ہے۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھیں۔

(الانفال 63:8)

8-اس سے ایسے لوگ مراد ہیں جو کہ علوم شریعت کے ماہرین اور دعوت کے آداب سے واقف ہوں۔ انکی زندگی کا وظیفہ ہی یہ ہونا چاہئے کہ وہ لوگوں کو اچھے کاموں کا حکم دیا کریں اور برے کاموں سے روکتے رہیں۔

9-اس آیت میں "ان لوگوں" سے مراد اہل کتاب ہیں۔ جو بے شمار فرقوں میں بٹ گئے اور ہر فرقہ دوسرے کو کافر کہتا۔

حضرت معاویہ سے روایت ہے کہ فرمان رسول ﷺ ہے کہ

تم سے پہلے اہل کتاب بہتر (72) فرقوں میں بٹ گئے اور یہ امت تہتر (73) فرقوں میں بٹ جائے گی۔ جن میں سے بہتر جہنم میں اور ایک جنت میں جائے گا۔

(ابوداؤد)

صحابہ نے عرض کیا کہ وہ نجات پانے والا فرقہ کونسا ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا

((ما أَنا عليهِ وَاصحَابِي))

یعنی وہ فرقہ اسی راہ پہ چلے گا جس پہ میں اور میرے صحابہ ہیں۔

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے اور سارے معاملات اسی کی طرف لوٹائے

الْاُمُوْرُ ﴿۱۰۹﴾ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ

جائیں گے ○ (مسلمانو!) تم بہترین امت ہو[1] جنہیں لوگوں (کی اصلاح و ہدایت) کے لئے پیدا کیا گیا ہے[2] تم لوگوں

بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ

کو بھلے کاموں کا حکم دیتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو[3] اور اللہ پر ایمان لاتے ہو[4] اور اگر

اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ

اہل کتاب ایمان لے آتے تو یہ ان کے حق میں بہتر ہوتا ان میں سے کچھ لوگ مومن ہیں مگر ان کی اکثریت

الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ؕ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ

فاسق ہے ○ یہ لوگ معمولی تکلیف پہنچانے کے سوا تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں[5] سکتے اگر یہ تم سے جنگ کریں تو

الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا

دم دبا کر بھاگ نکلیں پھر انہیں کہیں سے مدد نہ مل سکے گی[6] ○ جہاں بھی یہ لوگ پائے جائیں ذلت ان کا

ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ

مقدر کردی گئی ہے الا یہ کہ اللہ کی[7] یا دوسرے لوگوں کی ذمہ داری میں پناہ لے[8] لیں یہ لوگ اللہ کے غضب میں

مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا

گھر چکے ہیں اور محتاجی ان پر مسلط کر دی گئی ہے یہ اس لئے[9] کہ وہ اللہ

يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ؕ ذٰلِكَ

کی آیات کا انکار کرتے تھے اور انبیاء کو ناحق قتل کر دیتے تھے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ

بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ

وہ نافرمان تھے اور (اللہ کی حدود سے) آگے نکل جاتے تھے ○ یہ اہل کتاب سارے ایک جیسے

الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَ

نہیں ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو حق پر قائم رہنے والے ہیں وہ دن رات اللہ کی آیات پڑھتے اور

هُمْ يَسْجُدُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ

سجدہ ریز ہوتے ہیں ○ وہ اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لاتے ہیں اور

يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ

اچھے کاموں کا حکم دیتے ہیں، برے کاموں سے روکتے ہیں اور بھلائی کے کاموں میں

فِي الْخَيْرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا يَفْعَلُوْا

سبقت کرتے ہیں اور یہی صالح لوگ ہیں ○ جو بھی بھلائی کا کام وہ

مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

کریں گے اس کی ناقدری نہیں کی جائے گی اور اللہ متقیوں کو خوب جانتا ہے ○

1- یہ اللہ تعالیٰ کی امت محمدیہ پہ رحمت اور شفقت ہے۔ امت محمدیہ کو بہترین امت قرار دیا گیا۔

2- موجودہ زمانہ میں۔

3- خصوصیت بھی بیان کردی گئی ہے کہ تم صرف اپنے لئے ہی نہیں پیدا کئے گئے بلکہ دوسرے لوگوں کیلئے پیدا کئے گئے ہو یا دوسری امتوں کیلئے پیدا کئے گئے ہو یا دوسرے الفاظ میں تم دوسری قوموں کیلئے راہنما اور لیڈر ہو۔ آج امت اپنی یہ ذمہ داری بھول چکی ہے الا ماشاء اللہ۔

4- امر بالمعروف و النہی عن المنکر دین کا اہم ستون ہے۔ یہاں ایمان لانے سے پہلے اسکا ذکر کرنا اسکی اسی اہمیت کے پیش نظر ہے۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

"تم میں سے جو شخص کوئی برائی دیکھے تو اسے بزور بازو ختم کردے اور اگر ایسا نہیں کر سکتا تو لسان ہی سے روکے اور اگر اتنا بھی نہیں کر سکتا تو کم از کم دل ہی میں اسے برا جانے۔ یہ ایمان کا کمزور تر درجہ ہے"۔

(مسلم)

5- گالی دینا، برا بھلا کہنا، سازشیں کرنا، گمراہ کن پراپیگنڈہ کرنا، تاہم مردمیدان کی طرح قتال میں یہ تم سے جم کر نہیں لڑ سکتے۔

6- پھر وہ منافق جو آج سازشوں میں ان کے ساتھ شریک رہتے ہیں، بھی انکی مدد کو نہ آسکیں گے۔

7- حبل من اللہ۔ یعنی اللہ کے پناہ میں آجائیں یعنی مسلمان ہو جائیں۔

8- لوگوں کی پناہ میں آنے سے دو مفہوم ہو سکتے ہیں۔

(ا)- مسلمان افراد انہیں پناہ دے دیں۔

(ب)- غیر مسلم افراد یا حکومتیں انہیں پناہ دیدیں جیسے آج کل امریکہ، برطانیہ اور فرانس وغیرہ نے اسرائیل کو آشیرباد دے کر قائم کیا ہے اور نگرانی دیئے ہوئے ہیں کہ قائم رہے۔

انکی ذلت کو ایک اور انداز سے بھی سمجھا جا سکتا ہے۔ دنیا میں آزاد مسلمان اور عیسائی ممالک کئی ہیں جبکہ یہودی ریاست ایک ہی ہے اور وہ بھی دوسروں کے سہارے قائم ہے۔

9- اسکی وجہ انکے وہ اعمال ہیں۔ اللہ کی آیات کا انکار کیا اور انبیاء کا ناحق قتل کیا۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَآ أَوْلَادُهُمْ

بلاشبہ جو لوگ کافر ہوئے ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ کے ہاں کچھ بھی

مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۖ وَأُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ﴿١١٦﴾

کام نہ آ سکیں[1] گے یہی لوگ اہل جہنم ہیں جو اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گےO

مَثَلُ مَا يُنْفِقُونَ فِي هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيحٍ فِيهَا

یہ کافر لوگ جو اس دنیوی زندگی میں خرچ کرتے ہیں (صدقہ خیرات) اس کی مثال اس ہوا کی سی ہے جس

صِرٌّ أَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوٓا أَنْفُسَهُمْ فَأَهْلَكَتْهُ ۚ وَمَا

میں کہر ہو اور وہ ایسے لوگوں کی کھیتی پر جا پہنچے، جنہوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا اس کھیتی کو تباہ کر ڈالے اور

ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿١١٧﴾ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا

ایسے لوگوں پر اللہ ظلم نہیں کرتا بلکہ وہ خود ہی اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیںO اے ایمان والو

لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِّنْ دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا ۖ وَدُّوا مَا

اپنے سوا کسی (غیر مسلم) کو اپنا راز دار نہ بناؤ[2]، وہ تمہاری خرابی کے لئے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے وہ چاہتے ہیں تم

عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ ۖ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ

مصیبت اٹھاؤ ان کی دشمنی ان کی زبانوں پر بے اختیار آ جاتی ہے اور جو وہ اپنے دلوں میں چھپائے بیٹھے ہیں

أَكْبَرُ ۚ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ﴿١١٨﴾ هٰٓأَنْتُمْ أُولَآءِ

وہ شدید تر ہے ہم نے تمہیں واضح ہدایات دی ہیں اگر تم سوچو گے (تو محتاط رہو گے)O سنو! تم

تُحِبُّونَهُمْ وَلَا يُحِبُّونَكُمْ وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهِ ۚ وَإِذَا لَقُوكُمْ

ان (یہود) سے محبت رکھتے ہو مگر وہ تم سے محبت نہیں رکھتے حالانکہ تم تمام کتابوں پر ایمان رکھتے ہو[3] اور جب تمہیں

قَالُوٓا اٰمَنَّا ۚ وَإِذَا خَلَوْا عَضُّوا عَلَيْكُمُ الْأَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۚ

ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے[4] مگر علیحدہ ہوتے ہیں تو تم پر غصہ سے اپنی انگلیاں کاٹنے لگتے ہیں

قُلْ مُوتُوا بِغَيْظِكُمْ ۗ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿١١٩﴾ إِنْ

آپ ان سے کہئے کہ "اپنے غصہ میں جل مرو" بلاشبہ اللہ تعالیٰ دلوں کے راز خوب جانتا ہےO اور اگر

تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُوا

تمہیں کوئی بھلائی پہنچے تو ان کو بری لگتی ہے اور کوئی مصیبت پیش آئے تو اس پر خوش ہوتے

بِهَا ۖ وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا ۗ إِنَّ

ہیں اور اگر تم صبر کرو اور اللہ سے ڈرو تو ان کی مکاری تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی جو کچھ یہ

اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ﴿١٢٠﴾ وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ

کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ یقیناً اس کا احاطہ کئے ہوئے ہےO اور (یاد کیجئے)[5] جب آپ صبح دم اپنے گھر سے نکلے

تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ۗ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿١٢١﴾

اور مسلمانوں کو جنگ (احد) کے لئے مورچوں پر بٹھا رہے تھے اور اللہ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہےO

ع 12

1-دنیا دار العمل اور آخرت دار الجزاء ہے۔ یہاں جو بوئے گا آخرت میں وہی کاٹے گا۔ مگر اس جزا کیلئے کچھ شرائط ہیں یعنی۔

(ا)۔ اللہ اور یوم آخرت پہ ایمان۔

(ب)۔ خلوص نیت ہو اور ریا کا شائبہ تک نہ ہو۔

(ج)۔ اتباع کتاب و سنت ہو۔

اب ظاہر بات ہے کہ کفار کے ہاں ان میں سے کوئی بھی شرط نہیں پائی جاتی۔

2-یہ آیت مدینہ کے یہودیوں کے مسلمانوں سے عناد اور سازشوں کے پس منظر میں نازل ہوئی۔

یہودیوں کے مسلمان قبائل سے حلیفانہ تعلقات تھے۔ مسلمان اسلام کے بعد بھی ان تعلقات کو نبھا رہے تھے جبکہ یہود اندر ہی اندر حسد و بغض کی آگ میں جلتے بھنتے رہتے۔ مسلمانوں میں لڑائی بھڑکانے کی کوشش کرتے اور کئی طرح سے سازشوں کے ذریعے نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے۔

اسی بناء پہ علماء اور فقہاء نے غیر مسلموں کو مسلمان حکومتوں میں کلیدی آسامیوں پہ فائز کرنا ناجائز قرار دیا ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں (المائدہ 51:5) اور (المائدہ 5:57-61)

3-یعنی تم تو تورات کا دم بھرتے ہو مگر وہ قرآن کا انکار کرتے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ وہ تم سے محبت کرتے اور تم ان سے دشمنی مگر معاملہ برعکس ہے۔

4-یہود کہتے ہیں کہ ایمان لے آئے یعنی تورات پہ یا منافقانہ طور پر قرآن کریم پہ۔

5-جنگ احد سے متعلق مضمون یہاں سے شروع ہو رہا ہے جو کہ شوال 3 ہجری میں ہوئی۔ بدر کے میدان میں ابو جہل کی شکست کے بعد ابو سفیان نے قریش کی قیادت سنبھال لی اور جنگ بدر کا بدلہ لینے کیلئے درج ذیل اقدامات کئے۔

(ا)۔ طے کیا کہ تجارتی قافلہ جو کہ جنگ بدر سے چند دن پہلے بچ کر نکل آیا تھا اس کا سارا منافع جنگ کی تیاری میں استعمال کیا جائے چنانچہ ایک ہزار اونٹ پچاس ہزار دینار کی رقم جمع ہو گئی۔

(ب)۔ رضاکارانہ خدمت کا دروازہ کھولا گیا۔ تمام اسلام دشمن قبائل اور قریش کے حلیف قبائل قریشی جھنڈے تلے جمع ہو گئے۔

(ج)۔ دو شعلہ بیان شعراء کی خدمات حاصل کی گئیں جو کہ بدوی قبائل کو بھڑکاتے تھے۔ ان ایام میں جنگی پراپیگنڈہ کا یہ موثر ترین ذریعہ یہی تھا۔

عبد اللہ بن ابی رئیس المنافقین مدینہ میں رہ کر لڑنا چاہتا تھا جبکہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کے مشورہ کے بعد باہر نکل کر لڑنے کا فیصلہ کیا۔ تو راستے میں عبد اللہ بن ابی اپنے تین سو ساتھی لے کر علیحدہ ہو گیا۔ چنانچہ مسلمانوں کی تعداد صرف سات سو رہ گئی۔

إِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنكُمْ أَن تَفْشَلَا ۙ وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا ۗ وَعَلَى

جب تم میں سے دو گروہ[1] بزدلی دکھانے پر آمادہ ہو گئے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد پر موجود تھا اور مومنوں کو

اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٢٢﴾ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنتُمْ

تو اللہ پر توکل کرنا چاہیے○ اور اس سے پہلے اللہ نے جنگ بدر میں اس وقت تمہاری مدد کی جبکہ تم

أَذِلَّةٌ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿١٢٣﴾ إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ

کمزور تھے[2] لہٰذا اللہ سے ڈرتے رہو امید ہے کہ تم شکرگزار بن جاؤ○ جب آپ مومنوں سے کہہ

أَلَن يَكْفِيَكُمْ أَن يُمِدَّكُمْ رَبُّكُم بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ

رہے تھے کہ "کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تین ہزار فرشتے اتار کر تمہاری

مُنزَلِينَ ﴿١٢٤﴾ بَلَىٰ ۚ إِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُم مِّن فَوْرِهِمْ

مدد کرے؟"○ کیوں نہیں! اگر تم صبر کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور دشمن تم پر فوراً چڑھ آئے

هَٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُم بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ ﴿١٢٥﴾

تو[3] تمہارا رب خاص نشان رکھنے والے پانچ ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا○

وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُكُم بِهِ ۗ وَمَا

مدد کی خبر اللہ نے تمہیں اس لئے دی ہے کہ تم خوش ہو جاؤ اور تمہارے دل مطمئن ہو جائیں اور

النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴿١٢٦﴾ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ

مدد تو اللہ ہی طرف سے ہوتی ہے جو بڑا زبردست اور حکمت والا ہے○ تاکہ اللہ کافروں کا ایک بازو

الَّذِينَ كَفَرُوا أَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنقَلِبُوا خَائِبِينَ ﴿١٢٧﴾ لَيْسَ لَكَ

کاٹ دے[4] یا انہیں ایسا ذلیل کرے کہ وہ ناکام ہو کر پسپا ہو جائیں○ اے نبی! آپ کا اس بات میں

مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ ﴿١٢٨﴾

کچھ اختیار نہیں[5] اللہ چاہے تو انہیں معاف کر دے، چاہے تو سزا دے، وہ بہرحال ظالم تو ہیں ہی○

وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَ

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ کا ہے وہ جسے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے اور

يُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢٩﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

جسے چاہتا ہے سزا دے دیتا ہے اور وہ بخش دینے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے○ اے ایمان

آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً ۖ وَاتَّقُوا

والو! دگنا چوگنا کر کے سود مت کھاؤ[6] اور اللہ سے ڈرتے

اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿١٣٠﴾ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ

رہو تاکہ تم (آخرت میں) نجات[7] پا سکو○ اور اس آگ سے بچ جاؤ جو کافروں کے لئے تیار

لِلْكَافِرِينَ ﴿١٣١﴾ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿١٣٢﴾

کی گئی ہے○ اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے○

1-عبداللہ ابن ابی جب تین سو ساتھیوں کو لے کر علیحدہ ہو گیا تو انصار کے دو قبائل بنو حارثہ اور بنو سلمیٰ نے بھی دل چھوٹا کیا۔ تاہم چونکہ سچے مسلمان تھے اللہ نے ان کا دل مضبوط کر دیا۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری ﷛ کہتے ہیں کہ یہ آیت ہمارے حق میں نازل ہوئی۔ اگرچہ اس میں ہمارا عیب بیان کیا گیا ہے مگر ہمیں یہ پسند نہیں کہ یہ آیت نازل نہ ہوتی کیونکہ اس میں ﴿وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا﴾ (اور اللہ ان دونوں کا حامی و ناصر تھا) کے الفاظ بھی مذکور ہیں۔
(بخاری)

2-جب مسلمانوں کو بھی کمزوری محسوس ہوئی تو آپ ﷺ نے یہ کہہ کر ڈھارس بندھائی۔

3-لڑائی سے قبل ہی یہ افواہ پھیل گئی کہ جابر بڑی کمک لے کر مشرکین کی مدد کیلئے آ رہا ہے۔ اس سے مسلمانوں میں مزید اضطراب پھیل گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر مشرکین کو ہنگامی کمک ملنے سے ڈرتے ہو تو اللہ بھی فرشتوں کی کمک میں اضافہ کر دے گا۔

حضرت عباس ﷛ فرماتے ہیں کہ فرشتے باقاعدہ لڑائی میں شامل صرف بدر ہی میں ہوئے تھے۔ احد میں صرف نازل ہوئے تاکہ مسلمانوں کا حوصلہ بندھے۔

اسکے علاوہ مفسرین کا ایک گروہ کہتا ہے کہ یہاں تین ہزار اور پانچ ہزار فرشتوں کا جو ذکر ہے وہ سب احد کی بجائے جنگ بدر سے متعلق ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

4-یعنی اللہ جس کی چاہے مدد کرے۔ صرف تمہارے ذریعے سے ہی کفار کو پٹوا دے یا ہوا کے ذریعے دشمن کے قدم اکھاڑ دے یا کسی بھی سبب کے بغیر انہیں تہہ و تیغ کر دے۔

5-حضرت انس ﷛ سے روایت ہے کہ میدان احد میں جنگ کے دوران آپ ﷺ کے دندان مبارک شہید ہو گئے اور سر پہ زخم آیا تو آپ اپنے چہرے سے خون پونچھتے جاتے اور فرماتے۔ وہ قوم کیسے فلاح پائے گی جس نے اپنے نبی کا سر زخمی کر دیا اور دانت توڑ دیا حالانکہ وہ انہیں اللہ کی طرف بلا رہا تھا۔
(مسلم)

اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

6-سود کی قطعی حرمت (البقرۃ 2:279-278) میں گزر چکی ہے۔ یہاں حرمت قطعی سے قبل مسلمانوں کا ذہن تیار کیا گیا ہے۔ اسکے علاوہ اس موقع پر مسلمانوں کو جو ہزیمت اٹھانی پڑی تو اسکی وجہ یہ تھی کہ آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن جبیر ﷛ کی سرکردگی میں ایک دستہ ایک اہم درہ کی حفاظت پہ مامور فرمایا۔ جب انہوں نے فتح کے آثار دیکھے تو مال کے طمع سے مغلوب ہو گئے اور اپنے کام کی تکمیل سے پہلے ہی غنیمت لوٹنے لگے۔ چونکہ نقصان صرف مال کی محبت کی وجہ سے ہوا تو اللہ تعالیٰ نے مال کی محبت کے بڑے سبب سود سے منع فرمایا۔

7-اگلی آیت میں کافروں کیلئے تیار کی گئی آگ سے بچنے کا حکم ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سود سے اگر باز نہ آئے تو یہ تمہیں کفر تک لے جا سکتا ہے۔

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ

اور اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف دوڑ کر چلو[1] جس کا عرض آسمانوں

وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ

اور زمین کے برابر ہے وہ ان متقی لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے○ [2] جو خوشحالی اور تنگدستی (ہرحال) میں

وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ

خرچ کرتے ہیں[3] اور غصہ کو پی جاتے ہیں[4] اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں[5] اور اللہ

يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ۚ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا

ایسے ہی نیک لوگوں سے محبت رکھتا ہے○ ایسے لوگوں سے جب کوئی برا کام ہو جاتا ہے یا وہ اپنے

اَنْفُسَھُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ

آپ پر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو فوراً انہیں اللہ یاد آجاتا ہے[6] اور وہ اپنے گناہوں کی معافی مانگنے لگتے ہیں کون ہے

الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ڞ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰي مَا فَعَلُوْا وَھُمْ

اللہ کے سوا جو گناہ معاف کر سکے؟ اور وہ عمداً اپنے کئے پر اصرار

يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ اُولٰۗىِٕكَ جَزَاۗؤُھُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ

نہیں کرتے○ [7] ایسے لوگوں کی جزا ان کے رب کے ہاں یہ ہے کہ وہ انہیں معاف کر دے اور

جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَنِعْمَ اَجْرُ

ایسے باغات میں داخل کرے جن میں نہریں بہہ رہی ہوں گی وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے یہ (اچھے) عمل کرنے

الْعٰمِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ۭ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ فَسِيْرُوْا فِي

والوں کا کیسا اچھا بدلہ ہے○ تم سے پہلے بہت سے واقعات (اللہ کی سنت جاریہ کے مطابق) گزر چکے ہیں لہٰذا

الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ ھٰذَا

زمین میں چل پھر کر دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا تھا○ [8] یہ واقعات

بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَھُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَلَا تَهِنُوْا وَ

لوگوں کے لئے کھلی تنبیہ اور ڈرنے والوں کے لئے ہدایت اور نصیحت ہیں○ [9] اور (مسلمانو!) نہ تم سستی دکھانا اور

لَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِنْ

نہ ہی غمزدہ ہونا اور اگر فی الواقعہ تم مومن ہو تو تم ہی غالب رہو گے○ اگر

يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ۭ وَتِلْكَ

تمہیں زخم لگے ہیں تو ایسے ہی زخم کافروں کو بھی لگے ہیں[10] اور یہ

الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

دن ہم لوگوں میں پھراتے رہتے ہیں اور اس لئے بھی کہ اللہ ان لوگوں کو جاننا چاہتا ہے جو سچے دل سے ایمان لائے

وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاۗءَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ۙ

ہیں[12] اور پھر تمہی میں سے کچھ لوگوں کو گواہ بھی بنانا چاہتا ہے[11] اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا○

1-مال و دولت کی طمع جو تمہیں دنیا اور آخرت میں ذلیل کرتا ہے کو چھوڑ کر ایسے کام کرو جو اللہ کی بخشش اور رحمت تک لے جائیں۔

2-یہاں سے متقین کی چند صفات بیان کی جا رہی ہیں۔

3-خوشحالی اور تنگدستی ہر حال میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنیوالے۔ انسان کی طبیعت ایسی ہے کہ اگر وہ تنگدستی میں بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حوصلہ پیدا نہ کرے تو خوشحالی میں بھی خرچ کرنا مشکل ہوتا ہے۔ شیطان اسی دھوکہ میں رکھتا ہے کہ تم تو ابھی بہت تنگدست ہو۔ فرمان رسول ﷺ ہے۔

جہنم کی آگ سے بچو، خواہ کھجور کا ایک حصہ ہی صدقہ دے کر بچو۔

(بخاری)

4-حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

"ایک دفعہ ایک آدمی نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے وصیت فرمایئے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ غصہ نہ کیا کرو۔ اس نے بار بار وصیت کی درخواست کی۔ آپ ﷺ ہر بار یہی جواب دیتے رہے کہ غصہ نہ کیا کرو۔"

(بخاری)

5-غصہ انسان کو ہمیشہ اپنے سے کمزور پر ہی آتا ہے تو ایسی حالت میں معاف کر دینا ہی فی الواقعہ بڑے حوصلہ کا کام ہے۔

6-یعنی متقین عمداً برے کام نہیں کرتے۔ اگر ہو جائے تو فوراً اللہ کی جناب میں رجوع کرتے ہیں۔

7-گناہ پہ اصرار کم از کم متقین کا شیوہ نہیں ہے۔ گناہ کے بعد معافی نہ مانگنا یا معافی کے بعد پھر وہی حرکت کرنا اصرار کرنا ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ صغیرہ گناہ پہ اصرار بھی اسے گناہ کبیرہ بنا دیتا ہے۔

8-گزشتہ حالات و واقعات پہ غور کر کے ان سے سبق حاصل کرنا بڑی حکمت کا کام ہے۔ اسی ذریعے سے انسان اپنے لئے بہت سی بھلائیاں اکٹھی کر سکتا ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی عادات جاریہ کے بارے میں آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ افراد کو افراد کے واقعات سے فائدہ پہنچتا ہے جیسے فرعون، شداد، نمرود، ہامان وغیرہ اور قوموں کو قوموں کے حالات و واقعات جیسے قوم عاد، قوم ثمود، اصحاب مدین وغیرہ۔

9-عام لوگوں کیلئے تو یہ ایک تاریخی بیان ہی ہے جو ان تمام واقعات کو قوموں کے عروج و زوال کے فطری عمل کا حصہ قرار دے لیتے ہیں۔ لیکن متقین کی حالت یہ ہے کہ انہیں ان میں سے ہدایت و نصیحت اور عبرت کے کئی موتی ہاتھ لگتے ہیں۔

10-اگر تمہیں جنگ میں نقصان پہنچا ہے تو بدر میں کفار کو اس سے زیادہ نقصان پہنچ چکا ہے اور وہ تم سے زیادہ زخموں سے چور تھے۔ احد میں بھی وہ پاؤں نہیں جما سکے چنانچہ جنگ احد میں بھی ایک مسلمان بھی گرفتار نہ ہو سکا۔ ویسے بھی خوش بختی اور فتح و شکست لوگوں کو پیش آتی ہی رہتی ہیں۔

11-یا تا کہ کچھ لوگ شہادت کے مرتبہ پہ فائز ہو جائیں۔

12-عبداللہ ابن ابی اور اسکی جماعت۔

وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ اَمْ

اور اس لئے بھی کہ وہ اس آزمائش کے ذریعہ مومنوں کو پاک صاف کر کے چھانٹ لے[1] اور کافروں کو ملیامیٹ کر

حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا

دے[2]O کیا تم نے سمجھ رکھا ہے کہ یونہی جنت میں داخل ہو جاؤ گے[3] جبکہ ابھی تک اللہ نے یہ جانا نہیں کہ

مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۲﴾ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ

تم میں سے جہاد کرنے والے کون ہیں اور صبر کرنے والے کون؟O اس سے پہلے تو تم موت (شہادت) کی

قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۱۴۳﴾ وَمَا

آرزو کیا کرتے تھے کہ وہ تمہیں نصیب ہو[4] سو اب تم نے اس کو (جنگ احد میں بچشم) خود دیکھ لیا ہےO اور

مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَا۟ئِنْ

محمد ایک رسول ہی تو ہیں ان سے پہلے (بھی) بہت سے رسول گزر چکے ہیں اگر وہ

مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى

وفات پا جائیں یا شہید ہو جائیں[5] تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے[6]؟ (اسلام چھوڑ دو گے؟) اور اگر کوئی الٹے پاؤں

عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾

پھر بھی جائے تو اللہ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا اور[7] شکر گزاروں کو اللہ تعالیٰ جلد ہی اچھا بدلہ عطا کرے گاO

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ وَ

کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کبھی نہیں مر سکتا موت کا وقت لکھا ہوا ہے[8] اور

مَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ

جو شخص دنیا میں ہی بدلہ کی نیت سے کام کرے گا تو اسے ہم دنیا میں ہی دے دیتے ہیں اور جو آخرت کا

الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ؕ وَسَنَجْزِى الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ وَكَاَيِّنْ

بدلہ چاہتا ہو اسے ہم آخرت میں بدلہ دیں گے اور شکر گزاروں کو عنقریب ہم جزا دیں گےO کتنے ہی

مِّنْ نَّبِىٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا

نبی گزر چکے ہیں جن کے ساتھ بہت سے اللہ والوں نے جہاد کیا ان کو اللہ کی راہ میں

لِمَاۤ اَصَابَهُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ؕ

جو مصائب درپیش ہوئے ان میں نہ انہوں نے ہمت ہاری، نہ کمزوری دکھائی اور نہ ہی سرنگوں ہوئے

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّاۤ اَنْ

ایسے ہی ثابت قدم رہنے والوں کو اللہ پسند کرتا ہےO ان کی دعا بس یہی تھی کہ:

قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِىْۤ اَمْرِنَا

"اے ہمارے رب! ہمارے گناہ معاف فرما اور ہمارے کام میں اگر زیادتی ہو گئی ہو تو اسے معاف فرما،

وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾

ہمیں ثابت قدم رکھ اور کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما"O

1- مومنین، صادقین کی پہچان ہو جائے۔

2- بدر میں کفار کی ایک ہزار کی تعداد نے شکست کھائی۔ احد میں اگر تین ہزار واضح شکست سے دوچار ہو جاتے تو دوبارہ انہیں حملہ کی جرات ہی نہ ہوتی مگر جب فتح و شکست کے ملے جلے جذبات لے کر گئے تو جنگ خندق کیلئے (کفار کی) بڑی تعداد لے کر آئے جنہیں ہزیمت اور شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

3- جنت کے اعلیٰ مقام ایسے ہی بیٹھے بیٹھے تو نہیں ملنے والے بلکہ اس کیلئے تو محنت کرنی ہوگی۔ یہ ان لوگوں کو ملیں گے جنہوں نے جہاد میں ثابت قدمی دکھائی اور مصیبتوں اور تکلیفوں میں صبر کیا۔ ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ انہیں اتنا کہنے پہ ہی چھوڑ دیا جائے گا کہ وہ ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ کی جائے گی۔"

(العنکبوت 2:29)

4- کچھ صحابہ کرام ﷺ جو کہ جنگ بدر میں شرکت سے محروم رہ گئے تھے اور اصحاب بدر کے فضائل سن کر رشک کرتے تھے اور تمنا کرتے تھے کہ انہیں بھی اللہ موقع دے تو وہ شہادت کے درجہ پر فائز ہوں۔ ان ہی صحابہ نے زور دیا تھا کہ جنگ مدینہ سے باہر نکل کر کھلے میدان میں لڑی جائے۔ چنانچہ جب مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے تو ان میں سے بعض نے راہ فرار اختیار کی اور بہت کم لوگ ثابت قدم رہے۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی کہتے ہیں کہ فرمان رسول ﷺ ہے۔

"دشمن سے مڈبھیڑ کی تمنا مت کرو اور اللہ سے عافیت مانگو اور اگر ایسا موقع آجائے تو پھر ثابت قدمی دکھاؤ۔"

(بخاری و مسلم)

5- جنگ احد میں جب مسلمان تیرانداز پہاڑ کی گھاٹی غنیمت اکٹھی کرنے کیلئے چھوڑ گئے تو اسی دوران حضرت خالد ابن الولید (جو کہ ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے) نے عقب سے مسلمانوں پہ حملہ کر دیا۔ آپ ﷺ کو پتھر کی چوٹ لگی اور آپ ﷺ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ کفار نے مشہور کر دیا کہ آنحضرت ﷺ قتل کر دیئے گئے۔ اسی افواہ سے مسلمانوں میں بے حد مایوسی پھیل گئی اور وہ لڑائی کا میدان چھوڑنے کا سوچنے لگے۔

6- یا قتال کا میدان چھوڑ کر بھاگو گے؟

چنانچہ آپ ﷺ کو جب ہوش آئی تو مسلمان آپ کے اردگرد جمع ہو کر بے جگری سے لڑے۔

7- مذکورہ آیت کے نزول کے سات سال بعد جب فی الواقعہ آپ کی وفات ہو گئی تو مسلمانوں کے اوسان خطا ہو گئے۔ جذبات کی شدت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ کہنے لگے کہ جس نے کہا کہ محمد ﷺ کی وفات ہو گئی ہے میں اسکی گردن اتار دوں گا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تقریر میں یہی آیت تلاوت فرمائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایسے معلوم ہوا کہ یہ آیت ابھی نازل ہوئی ہے۔

8- موت تو مقررہ وقت پر ہی آئے گی۔ چاہے جنگ ہو یا گھر پھر کم ہمتی اور بزدلی سے کیا فائدہ؟

فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ؕ
تو اللہ نے انہیں دنیا کا بدلہ بھی دیا اور آخرت کا ثواب تو بہت ہی خوب ہے
وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴۸﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ
اور اللہ ایسے ہی نیک عمل کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہےO اے ایمان والو! اگر
تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا
تم کافروں کا کہا مانو گے[1] وہ تو تمہیں الٹے پاؤں (یعنی اسلام سے) پھیر دیں گے اور تم نقصان
خٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴿۱۵۰﴾
اٹھا لو گےO بلکہ (حقیقت یہ ہے کہ) اللہ ہی تمہارا مولیٰ ہے اور وہ سب سے اچھا مددگار ہےO
سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَاۤ اَشْرَكُوْا
عنقریب ہم کافروں کے دلوں میں (تمہارا) رعب ڈال دیں گے[2] کیونکہ انہوں نے اللہ کے ساتھ ان کو
بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَ
شریک بنایا[3] جن کے لئے اللہ نے کوئی دلیل نہیں اتاری تھی ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور
بِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ
ان ظالموں کا ٹھکانا بہت ہی برا ہےO بلاشبہ اللہ نے جو تم سے وعدہ کیا تھا اسے پورا کر دیا[4]
اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ
جب کہ تم (احد میں) کافروں کو اللہ کے حکم سے خوب قتل کر رہے تھے تا آنکہ تم نے بزدلی دکھائی (نبی کے)
فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ
حکم میں جھگڑنے لگے اور اپنی پسندیدہ چیز (مال غنیمت) نظر آ جانے کے بعد تم نے (اس کی) نافرمانی کی[5]
مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ
تم میں سے کچھ وہ تھے جو دنیا چاہتے تھے اور کچھ آخرت چاہتے تھے
ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ وَ
پھر اللہ نے تمہیں کافروں کے مقابلہ میں پسپا کر دیا تاکہ تمہیں آزمائے اور بے شک اللہ نے تمہارا قصور معاف
اللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا
کر دیا[6] کیونکہ وہ مومنوں کے لئے بڑے فضل والا ہےO جب تم (جنگ احد میں) بھاگے جا رہے تھے اور
تَلْوٗنَ عَلٰۤى اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْۤ اُخْرٰىكُمْ
نہ کسی کی طرف مڑ کر دیکھتے تھے حالانکہ اللہ کا رسول تمہارے پیچھے سے تمہیں بلا رہا تھا[7]
فَاَثَابَكُمْ غَمًّاۢ بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ
پھر اللہ نے تمہیں غم پر غم دیئے[8] تاکہ تم ایسی بات پر غم نہ کرو جو تمہارے ہاتھ سے نکل جائے
وَلَا مَاۤ اَصَابَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵۳﴾
اور نہ ایسی مصیبت پر جو تم پر نازل ہو اور جو کام بھی تم کرتے ہو اللہ ان سے خوب واقف ہےO

1-احد کے میدان میں چونکہ مسلمانوں کا کافی نقصان ہوا تو اس سے یہود اور منافق بہت خوش تھے۔ مسلمانوں کو طعنے دیتے اگر تمہارا دین سچا ہوتا تو تمہیں یہ ہزیمت نہ اٹھانا پڑتی۔ تم اپنا نفع ونقصان سوچ لو' اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو متنبہ کر رہے ہیں کہ دیکھو انکی بات نہ سننا یہ تمہیں کہیں کا نہ چھوڑیں گے۔

2-جنگ احد میں جب مسلمانوں کے قدم اکھڑ رہے تھے تو آپ ﷺ نے انتہائی جنگی مہارت اور جرات کا مظاہرہ کرتے ہوئے پہاڑ کی چوٹی کا رخ کیا۔ ابو سفیان نے تعاقب کیا۔ مسلمان چوٹی سے پتھر برسانے لگے۔ ابو سفیان کو راہ فرار اختیار کرنی پڑی۔ آپ ﷺ نے خیال فرمایا کہ مبادا ابو سفیان یہ سوچ کر واپس نہ آجائے کہ کام تو مکمل نہیں ہوا۔ آپ ﷺ نے ابو سفیان کے تعاقب کا حکم دیا۔ ستر صحابہ کی ایک جماعت تعاقب کیلئے نکلی۔ آپ ﷺ کا گمان درست ثابت ہوا۔ ابو سفیان نے واپس پلٹ کر حملہ کرنے کا فیصلہ کر لیا مگر جب اسے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ تعاقب کیلئے آ رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اسکے دل میں ایسا رعب ڈال دیا کہ اسے حملہ کرنے کی ہمت ہی نہ ہو سکی۔

3-اللہ تعالیٰ نے اس مرعوبیت کا سبب بھی بتا دیا ہے کہ وہ بلا دلیل اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں' گویا شرک کرنا بزدل بنا دیتا ہے اور انسان مرعوب ہو جاتا ہے۔

4-جنگ کی ابتداء میں میدان احد میں مسلمان جم کر لڑے اور کفار کو راہ فرار اختیار کرنا پڑی۔

5-مال غنیمت لٹتا دیکھ کر صبر نہ کر سکے۔ آپ ﷺ نے عبداللہ بن جبیر کی قیادت میں پچاس تیراندازوں کا دستہ درہ کی حفاظت کیلئے مقرر کیا۔ انہوں نے نبی ﷺ کی صریح نافرمانی کی اور درہ چھوڑ کر مال غنیمت جمع کرنے لگے۔ صرف بارہ آدمی حضرت عبداللہ کے ساتھ رہ گئے۔ اسی وجہ سے کافروں کو شکست کے بعد پلٹ کر حملہ کرنے کا موقع ملا۔

6-اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کی غلطی معاف کر کے اس کا اعلان بھی کر دیا۔ اس معافی کی وجہ سے جنگ شکست کی بجائے برابری کی سطح پر ختم ہوئی۔ اگر یہ معافی نہ ہوتی تو عین ممکن ہے کہ مشرکین مکہ میدان احد کے بعد مدینہ کا رخ کرتے اور مسلمان شدید ذلت کا شکار ہو جاتے۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے معافی کے اعلان کے بعد خبث باطن والوں کیلئے صحابہ پہ زبان طعن دراز کرنے کی گنجائش ختم کر دی گئی ہے۔

7-آپ ﷺ پکارتے تھے۔ ((اِلَیَّ یَا عِبَادَاللّٰہ))
اللہ کے بندو میری جانب لوٹ آؤ مگر بھگدڑ کے عالم میں یہ پکار سنی ان سنی ہو گئی۔

8-فتح ونصرت اور مال غنیمت سے محرومی کا غم۔ اسکے علاوہ مسلمانوں کے زخمی ہونے کا غم آپکی شہادت کی افواہ سے پہنچنے والا غم وغیرہ۔

ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُعَاسًا يَغْشَىٰ طَائِفَةً

پھر اس غم کے بعد اللہ نے تم میں سے کچھ لوگوں پر امن بخشنے والی اونگھ[1] طاری کر دی

مِنْكُمْ وَطَائِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنْفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ

اور کچھ لوگ ایسے تھے جنہیں صرف اپنی جانوں کی فکر پڑی ہوئی تھی[2] وہ اللہ کے متعلق ناحق اور جاہلیت کے سے

ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُولُونَ هَلْ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ قُلْ إِنَّ

گمان کرنے لگے تھے وہ پوچھتے تھے کہ: "آیا اس معاملہ میں ہمارا بھی کوئی عمل دخل ہے؟"[3] آپ کہہ دیں: بلاشبہ

الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ يُخْفُونَ فِي أَنْفُسِهِمْ مَا لَا يُبْدُونَ لَكَ يَقُولُونَ

جملہ اختیارات اللہ کے پاس ہیں" وہ اپنے دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں جو آپ کے سامنے ظاہر نہیں کرتے کہتے

لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَا قُتِلْنَا هَاهُنَا قُلْ لَوْ كُنْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ

ہیں: "اگر اس معاملہ میں ہمارا کچھ دخل ہوتا تو ہم یہاں مارے نہ جاتے" کہیے: "اگر تم اپنے گھروں میں رہتے

لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ وَلِيَبْتَلِيَ

تب بھی جن کے لئے مرنا مقدر ہو چکا تھا وہ یقیناً مقتل کی طرف نکل آتے" اور تاکہ اللہ آزما لے

اللَّهُ مَا فِي صُدُورِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

جو تمہارے سینوں میں پوشیدہ ہے[4] اور جو (کھوٹ) تمہارے دلوں میں ہے تمہیں اس سے صاف کردے اور اللہ

بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿١٥٤﴾ إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ

دلوں کے خیالات تک کو خوب جانتا ہے○ جس دن دونوں لشکروں کی مڈ بھیڑ ہوئی تو

إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ

تم میں سے جو لوگ پسپا ہوئے ان کی بعض غلطیوں کی بنا پر[5] شیطان نے ان کے قدم ڈگمگا دیئے تھے بلاشبہ اللہ

عَنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿١٥٥﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا

نے انہیں معاف کر دیا[6] کیونکہ اللہ بہت درگزر کرنے والا اور بردبار ہے○ اے ایمان والو! ان

كَالَّذِينَ كَفَرُوا وَقَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ إِذَا ضَرَبُوا فِي الْأَرْضِ

کافروں[7] کی طرح نہ ہو جانا کہ جب ان کے بھائی بند زمین میں سفر پر

أَوْ كَانُوا غُزًّى لَوْ كَانُوا عِنْدَنَا مَا مَاتُوا وَمَا قُتِلُوا لِيَجْعَلَ

یا جہاد پر نکلتے ہیں تو کہتے ہیں کہ: "اگر وہ ہمارے پاس رہتے تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے"[8] اللہ تعالیٰ ان

اللَّهُ ذَٰلِكَ حَسْرَةً فِي قُلُوبِهِمْ وَاللَّهُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَ

کی اس قسم کی باتوں کو ان کے دلوں میں حسرت کا سبب بنا دیتا ہے اور اللہ ہی زندہ رکھتا اور مارتا ہے اور

اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿١٥٦﴾ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

جو کام تم کر رہے ہو اللہ انہیں دیکھ رہا ہے○ اگر تم اللہ کی راہ میں مارے جاؤ

أَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِنَ اللَّهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ ﴿١٥٧﴾

یا خود مر جاؤ، بہرحال اللہ کی بخشش اور رحمت ان سب چیزوں سے بہتر ہے جنہیں یہ لوگ جمع کر رہے ہیں○

1- غموں کے ہجوم کے بعد اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں پہ اونگھ طاری کر دینا ایک غیر معمولی امداد تھی۔ نیند سے اور اگر نیند کا موقع نہ ہو تو اونگھ سے بھی جسمانی اور روحانی، دونوں طرح کا سکون حاصل ہو جاتا ہے۔ تھکاوٹ دور ہوتی ہے اور غم بھول جاتا ہے۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ۔

"یوم احد کو عین جنگ کے دوران ہمیں اونگھ نے آلیا۔ تلوار میرے ہاتھوں سے گرنے کو ہوتی تو میں اسے سنبھالتا' پھر گرنے کو ہوتی تو پھر تھام لیتا۔"

(بخاری)

2- منافقین کی ایک جماعت تو عبداللہ ابن ابی کے ساتھ میدان جہاد سے پہلے ہی الگ ہو چکی تھی۔ کچھ لوگ پھر بھی رہ گئے یہ وہ منافق تھے جو کہ اپنے مسلمان رشتہ داروں کی وجہ سے ٹک گئے تھے۔ حدیث کی روایت کے مطابق۔

یہ دوسرا گروہ منافقین کا تھا۔ جنہیں اپنی جانوں کے علاوہ کسی چیز کی فکر نہ تھی۔ وہ قوم میں سب سے زیادہ بزدل' سب سے زیادہ مرعوب اور سب سے زیادہ حق کی حمایت سے گریز کرنیوالے تھے۔

3- کیا ہمارا مشورہ بھی تسلیم ہو سکتا ہے؟ ہم نے تو مدینہ میں رہ کر لڑنے کا مشورہ دیا تھا یا یہ کہ اب اس شکست کے بعد بھی ہمارے لئے فتح کا کوئی امکان ہے؟

4- اس شکست سے ایک فائدہ یہ ہوا کہ سب کے متعلق معلوم ہو گیا کہ وہ اپنے ایمان میں کتنا مضبوط ہے۔ بزدلوں اور منافقوں کا بھی پتہ چل گیا۔ اس کے علاوہ مخلص مسلمانوں کو اپنی کمزوریاں دور کرنے کا ایک موقع میسر آگیا۔

5- جو لوگ آپ ﷺ کی نافرمانی کر کے درہ چھوڑ گئے یا جو لوگ آپ کی پکار کے باوجود فرار ہوئے تو یہ شیطانی اغوا تھا نہ کہ ان مومنوں کے اپنے عزم سے تھا۔

6- آیت نمبر 52 میں بھی معافی کا اعلان کیا جا چکا ہے دوبارہ ذکر تاکید کا فائدہ دے رہا ہے۔ تاکہ کوئی بدبخت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہدف ملامت یا نشانہ تنقید نہ بنائے۔

7- یہاں کافروں سے مراد وہ منافق ہیں جو کہ مسلمانوں کے درمیان رہتے ہیں اور ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں اور دلوں میں کفر چھپائے ہوئے ہیں۔

8- اسی طرح کا عقیدہ تقدیر پہ ایمان کے منافی ہے جو کہ ایمان کا چھٹا جزو ہے۔ موت کا وقت بھی معین ہے اور جگہ بھی۔ اس عقیدہ سے انسان میں عزم اور حوصلہ پیدا ہوتا ہے۔

وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿١٥٨﴾ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ

اور اگر تم مرجاؤ یا مارے جاؤ بہرحال تم سب اللہ کی طرف اکٹھے کئے جاؤ گے○ اللہ کی یہ کتنی بڑی رحمت ہے

اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ

کہ آپ ان کے حق میں نرم مزاج واقع ہوئے ہیں[1] اگر آپ تند مزاج اور سنگدل ہوتے تو یہ سب آپ کے

حَوْلِكَ ۠ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِى الْاَمْرِ ۚ

پاس سے تتر بتر ہو جاتے لہٰذا ان سے درگزر کیجئے، ان کے لئے بخشش مانگیے[2] اور کاموں میں ان سے مشورہ

فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿١٥٩﴾

کیجئے پھر جب آپ پختہ ارادہ کرلیں تو اللہ پر بھروسہ کیجئے[3] بلاشبہ اللہ بھروسہ کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے○

اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِىْ

اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور اگر تمہیں چھوڑ دے تو پھر کون ہے

يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿١٦٠﴾ وَمَا

اس کے بعد جو تمہاری مدد کر سکے لہٰذا مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے○

كَانَ لِنَبِىٍّ اَنْ يَّغُلَّ ؕ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ

نبی کی یہ شان نہیں کہ خیانت کرے[4] اور جو خیانت کرے گا وہ قیامت کے دن خیانت کردہ چیز سمیت حاضر

ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿١٦١﴾ اَفَمَنِ اتَّبَعَ

ہو جائے گا پھر ہر شخص کو اس کمائی کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور کسی پر کچھ ظلم نہ ہوگا○ بھلا جو اللہ کی

رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَ

رضا کے پیچھے چل رہا ہو وہ اس جیسا ہو سکتا ہے جو اللہ کے غضب میں گرفتار ہو اور اس کا ٹھکانا جہنم ہو؟

بِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿١٦٢﴾ هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا

اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے○ اللہ کے ہاں لوگوں کے مختلف درجات ہیں اور جو کچھ وہ عمل کرتے ہیں اللہ

يَعْمَلُوْنَ ﴿١٦٣﴾ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا

انہیں خوب دیکھ رہا ہے○ بلاشبہ اللہ نے مومنوں پر بہت احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان انہی میں سے

مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ

ایک رسول مبعوث فرمایا[5] جو ان پر اللہ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے[6] ان کو سنوارتا[7] اور کتاب[8] و

وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿١٦٤﴾ اَوَلَمَّآ

حکمت[9] کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے پہلے یہی لوگ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے○ بھلا جب تم پر

اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ؕ قُلْ

مصیبت آئی تو تم چلا اٹھے کہ یہ "کہاں سے آگئی؟"[10] حالانکہ اس سے دوگنا صدمہ تم کافروں کو پہنچا چکے ہو کہہ

هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٦٥﴾

دیجئے کہ: یہ مصیبت تمہاری اپنی ہی لائی ہوئی ہے بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے○

النصف

1- آپ اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ جیسے قرآن کریم میں ارشاد ہے۔
اور یقیناً آپ بلند ترین اخلاق کے مالک ہیں۔
(القلم 4:68)
اعلیٰ اخلاق میں طبیعت کی نرمی بدرجہا اولیٰ شامل ہے۔

2- جنگ احد میں پیش آنیوالے حوادث کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے پہلے تو اپنی بخشش کا اعلان کردیا۔ پھر آپ سے بھی کہاکہ آپ انہیں بخش دیں اور اللہ تعالیٰ سے بھی ان کیلئے بخشش مانگیں۔ جس طرح جنگ سے پہلے آپ ان سے مشورہ لیا کرتے تھے اب بھی لیتے رہیں۔ اس آیت سے مشورہ کی اہمیت بھی واضح ہوتی ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔
اور ان کے کام باہمی مشورہ سے طے پاتے ہیں۔
(الشوریٰ 38:42)

3- اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ جو مشورہ آپ کو ملے آپکو لازماً وہی کرنا ہوگا بلکہ آپ کو آخری فیصلہ ازخود کرنا ہوگا اور اللہ پر توکل کرتے ہوئے اپنے کام انجام دیجئے۔ اس سے موجودہ مغربی جمہوریت جو کہ طاغوت کی شکل اختیار کرگئی ہے کی بھی نفی ہوتی ہے۔

4- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ۔
"جنگ بدر کی غنیمت سے سرخ رنگ کی ایک چادر غائب ہوگئی۔ بعض لوگوں نے کہاکہ شاید رسول اللہ ﷺ نے رکھ لی ہو تو یہ آیت نازل ہوئی۔"
(ترمذی)

5- یہ اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ اس نے نبی، بنی نوع انسان سے اعرابی اور قریشی بھیجاجوکہ قریش ہی کے لہجے میں عربی بولتا ہے تاکہ کوئی شخص اسوہ حسنہ سے عمل پیرا ہونے سے بچنے کیلئے یہ نہ کہہ سکے کہ آپ تو مافوق البشر تھے۔ ہم انسان بھلا ان کی اتباع کیسے کرسکتے ہیں؟

6- اللہ کی آیات کو لوگوں میں تلاوت کرتے تاکہ وہ سیکھ کر محفوظ کرلیں۔

7- اپنی امت کے افراد کا تزکیہ نفس اور دینی تربیت کرے۔

8- کتاب اللہ کی تعلیم دے۔ گو تعلیم میں تلاوت بھی شامل ہے مگر تلاوت کی اپنی بھی مستقل حیثیت ہے۔ تعلیم یعنی معانی و مفہوم کی وضاحت۔

9- حکمت کی تعلیم دے۔ حکمت سے بعض مفسرین سنت کی تعلیم مراد لیتے ہیں یعنی احکام الٰہی کو عمل میں لانے کا طریقہ۔

10- منافقین کے ساتھ اکابر صحابہ کے علاوہ عام مسلمان بھی یہ سمجھ رہے تھے کہ جب ہم حق پہ ہیں اور رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس موجود ہیں تو کافر ہم پہ غلبہ کیسے پاسکتے ہیں؟

وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ

اور جس دن دونوں لشکروں میں مٹھ بھیڑ ہوئی اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اللہ کے حکم سے تھی اور اس لئے کہ

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا ۚۖ وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا

اللہ مومنوں کو بھی دیکھ لے○ اور منافقوں کو بھی اور جب ان سے کہا گیا کہ : "آؤ جہاد کرو

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ؕ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا تَّبَعْنٰكُمْ ؕ

اللہ کی راہ میں یا (شہر مدینہ) کا دفاع ہی کرو" تو کہنے لگے : اگر ہم لڑنا جانتے ہوتے تو ضرور تمہاری اتباع کرتے[1]

هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ

اس روز وہ ایمان کی نسبت کفر سے زیادہ قریب تھے وہ اپنی زبانوں سے ایسی باتیں کہتے ہیں

مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ اَلَّذِيْنَ قَالُوْا

جو ان کے دلوں میں نہیں ہوتیں حالانکہ جو وہ چھپاتے ہیں اللہ انہیں جانتا ہے○ یہ وہ لوگ ہیں جو

لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ؕ قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ

خود پیچھے بیٹھ رہے اور اپنے بھائی بندوں سے کہنے لگے: "اگر ہمارا کہا مانتے تو مارے نہ جاتے" کہہ دیجئے: "اگر تم

اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا

اپنی اس بات میں سچے ہو تو اپنے آپ سے موت کو ٹال کر دکھلا دو[2]○ جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے ہیں

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾

انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھو[3] وہ زندہ ہیں جو اپنے رب کے ہاں سے رزق پا رہے ہیں[4]○

فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ

جو اللہ کا ان پر فضل ہو رہا ہے اس سے وہ بہت خوش ہیں اور ان لوگوں سے بہت خوش ہوتے ہیں جو

يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾

ان کے پیچھے ہیں اور ابھی تک (شہید ہو کر) ان سے ملے نہیں، انہیں کچھ خوف ہو گا اور نہ غمزدہ ہوں گے○

يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ

اللہ تعالیٰ کا ان پر جو فضل اور انعام ہو رہا ہے اس سے وہ خوش ہوتے ہیں اور اللہ یقیناً مومنوں کا اجر

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَآ

ضائع نہیں کرتا○ جنہوں نے صدمہ پہنچنے کے بعد بھی اللہ اور رسول کے حکم پر لبیک[5]

اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۲﴾

کہا ان میں جو لوگ نیک کردار اور متقی ہیں، ان کے لئے بہت بڑا اجر ہے○

اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ

یہ ان (مومنوں) کو لوگوں نے کہا بلاشبہ: "لوگوں نے تمہارے مقابلہ کو ایک بڑا لشکر جمع کیا ہے لہٰذا ان سے بچو"[6]

فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖۗ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿۱۷۳﴾

تو ان کا ایمان اور بھی زیادہ ہو گیا اور کہنے لگے : "ہمیں تو اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے○

وقف لازم — ع ۱۷ — مع ۲ — عند المتقدمین

1- اس کے کئی مفہوم ہو سکتے ہیں اور سب ہی درست بھی۔
(ا)- جب شہر بند ہو کر لڑنے کے ہمارے مشورہ کو اہمیت ہی نہیں دی گئی تو اس کا مطلب یہ ہی ہے کہ ہمیں لڑنا آتا ہی نہیں۔ یہ طنزیہ کلام ہے۔
(ب)- ہمارے علم کے مطابق یہ جنگ تو ہے ہی نہیں۔ اتنے بڑے لشکر جرار کا مقابلہ بے سرو سامان دستہ کیسے کر سکتا ہے۔ یہ تو محض تباہی میں کودنا ہے یا خودکشی ہے۔
(ج)- ہم لوگ فنون حرب سے واقف ہی نہیں ہیں۔

2- اگر تمہیں موت سے بچنے اور بچانے کا طریقہ آتا ہے تو جب خود تمہیں موت آئے گی تو اس وقت اسے استعمال کر دیکھنا۔

3- روح اور جسم کے انفصال کا نام موت اور اتصال کا نام زندگی ہے۔ موت کے عرصہ میں بھی کسی قدر زندگی کے آثار موجود رہتے ہیں جیسے عالم ارواح میں تمام پیدا ہونیوالے انسانوں سے عہد الست لیا گیا اور جیسے عالم برزخ میں بھی مردہ کو عذاب اور ثواب ہوتا ہے۔ ان ادوار کو موت کا دور اس لئے کہا گیا ہے کہ ان میں زندگی کے اثرات خفیف اور موت کے اثرات زیادہ ہوتے ہیں۔ ان مراحل موت و حیات میں شارٹ کٹ تو ہو سکتا ہے مگر ترتیب تبدیل نہیں ہو سکتی۔ جیسے شہید مرتے ہی عالم برزخ کو پھلانگ کر جنت میں (عالم عقبیٰ) میں داخل ہو جاتا ہے۔

4- حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے اس آیت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ
"شہید کی روحیں سبز پرندوں کی شکل میں ہونگی۔ ان کیلئے عرش الٰہی میں کچھ قندیلیں لٹکتی ہیں۔ یہ روحیں جنت میں جہاں چاہیں سیر کرتی پھرتی ہیں پھر ان قندیلیوں میں واپس آجاتی ہیں۔ انکے رب نے انکی طرف دیکھا اور پوچھا کیا تمہیں کسی چیز کی خواہش ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم کس چیز کی خواہش کریں ہم جہاں چاہے سیر کرتی پھرتی ہیں۔ انکے رب نے تین بار سوال کیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ جواب دیئے بغیر کوئی چارہ نہیں تو کہا اے ہمارے رب ہم یہ چاہتے ہیں کہ تو ہمیں واپس (دنیا میں) لوٹا دے تاکہ ہم تیری راہ میں پھر جہاد کریں اور پھر شہید ہوں۔"

(مسلم)

5- یہ وہ لوگ ہیں جو کہ جنگ احد کے موقع پہ انتہائی افراتفری کے باوجود اور زخم خوردہ ہونے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم پہ کفار کے تعاقب کیلئے نکل کھڑے ہوئے۔

6- جنگ احد سے جاتے ہوئے ابو سفیان نے چیلنج کیا تھا کہ ایک سال بعد پھر میدان میں فیصلہ کن معرکہ ہو گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ چیلنج قبول کر لیا۔ جب سال گزرا تو ابو سفیان کو جنگ کی ہمت نہ ہوئی۔

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا

یہ لوگ اللہ کا فضل اور اس کی نعمت حاصل کر کے واپس آئے، انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچی، وہ اللہ کی رضا [1]

رِضْوَانَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ﴿١٧٤﴾ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ

کے پیچھے لگے رہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے○ یہ شیطان ہی تو ہے جو

يُخَوِّفُ اَوْلِيَاۗءَهٗ ۠ فَلَا تَخَافُوْھُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٧٥﴾

تمہیں اپنے دوستوں (لشکر کفار) سے ڈراتا ہے [2] لہٰذا اگر تم مومن ہو تو اس سے نہ ڈرو بلکہ صرف مجھی سے ڈرو○

وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ۚ اِنَّھُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَـيْــــًٔا ۭ

(اے نبی!) جو لوگ کفر میں دوڑ دھوپ کر رہے ہیں [3] تمہیں غمزدہ نہ کریں، یہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے

يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَھُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَھُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١٧٦﴾

اللہ یہ چاہتا ہے کہ ایسے لوگوں کا آخرت میں کچھ حصہ نہ رہے اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے○

اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَـيْـــــًٔا ۚ وَلَھُمْ

جن لوگوں نے ایمان کے بدلے کفر کو خریدا ہے یہ اللہ (کے دین) کا کچھ بگاڑ نہ سکیں گے اور ان کے لئے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٧٧﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَھُمْ خَيْرٌ

المناک عذاب ہوگا○ کافر لوگ ہرگز یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ ہم جو انہیں ڈھیل دے رہے ہیں، یہ ان کے حق

لِّاَنْفُسِھِمْ ۭ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَھُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ وَلَھُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿١٧٨﴾

میں بہتر ہے بلاشبہ ہم انہیں صرف اس لئے ڈھیل دیتے ہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ گناہ کرلیں اور انہیں رسوا کن

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰي مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ

عذاب ہوگا○ اللہ تعالیٰ مومنوں کو اسی حال پر نہ چھوڑے گا جس حال پر اس وقت تم ہو حتیٰ کہ وہ

الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَي الْغَيْبِ وَ

طیب کو خبیث [4] سے جدا نہ کر دے اللہ تعالیٰ کا یہ طریقہ نہیں کہ وہ تمہیں غیب پر مطلع کر دے [5]

لٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ

بلکہ (اس کے لئے) وہ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے منتخب کرلیتا ہے [6] لہٰذا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ

وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿١٧٩﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ

اور اگر تم ایمان لے آئے اور اللہ سے ڈرتے رہے تو تمہیں بہت بڑا اجر ملے گا○ جن لوگوں کو اللہ نے اپنے

الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ھُوَ خَيْرًا

فضل سے (مال) عطا کیا ہے، وہ اس میں بخل کرتے ہیں وہ یہ نہ [7] سمجھیں کہ یہ بخل ان کے حق میں اچھا ہے، بلکہ

لَّھُمْ ۭ بَلْ ھُوَ شَرٌّ لَّھُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَ

یہ ان کے لئے بہت برا ہے جو بخل وہ کرتے ہیں یوم قیامت ان کے گلے کا طوق بنے گا [8] اور

لِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿١٨٠﴾ ع ١٨

آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ ہی کی ہے اور جو تم عمل کرتے ہو اللہ اس سے خوب باخبر ہے○

1-جب ابوسفیان کو یہ صورتحال معلوم ہوئی تو چاروناچار دو ہزار کی جمعیت لیکر مکہ سے روانہ ہوا۔ دو دن کی مسافت طے کرنے کے بعد ساتھیوں سے کہنے لگا کہ اس سال جنگ مناسب معلوم نہیں ہوتی۔ ذہنی طور پہ پہلے ہی مرعوب ہو چکا تھا۔ اس کے ساتھی بھی یہی چاہتے تھے۔ چنانچہ واپس مکہ ہولئے۔ صحابہ کرام ہرلحاظ سے کامران وکامیاب لوٹے۔ لڑائی کی نوبت ہی نہ آئی۔ دشمن کے دل میں رعب بیٹھ گیا۔ میدان بدر میں ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ تجارت کرکے مالی منافع حاصل کیا اور سب سے بڑھ کر اللہ کی رضا حاصل ہوئی۔

2-کہ وہ جنگی طور پر بہت مضبوط ہیں۔ یا انہوں نے بہت بڑی جمعیت اکٹھی کرلی ہے۔ یہاں شیطان سے مراد خود ابوسفیان ہو سکتا ہے یا نعیم ابن مسعود جو کہ مسلمانوں کو مرعوب کرنے کے مشن پہ نکلا تھا۔

3-اس دور میں تمام اقوام مسلمانوں کو کچلنے کے درپے تھیں چاہے وہ مشرکین مکہ ہوں یا یہود مدینہ یا منافقین اور دیگر قبائل عرب وغیرہ۔ اس کے علاوہ آپ دین کی تبلیغ کرتے تو لوگ دین کو سمجھنے کیلئے وہ رغبت نہ دکھلاتے تو آپ غمگین ہو جاتے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو تسلی دی کہ آپ پریشان نہ ہوں یہ لوگ اللہ کا تو کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔

4-سب ایمان کا دعویٰ کرنیوالوں کا دعویٰ ایسے ہی تو تسلیم نہیں کیا جاسکتا بلکہ اللہ تعالیٰ آزمائش میں ڈال کر مومن کو منافق سے اور اعلیٰ درجے کے مومن کو کم درجے کے مومن سے علیحدہ کر دکھاتا ہے جیسے احد میں ہر ایک کے ایمان کا حال کھل گیا۔

5-یہ اللہ کا دستور نہیں کہ لوگوں کو غیب پہ مطلع کرے چنانچہ اس ابتلا یعنی جنگ احد سے آپ کو معلوم ہوگیا ہے کہ کوئی کتنے پانی میں ہے۔

6-اسکے علاوہ اللہ تعالیٰ رسولوں کے ذریعے بھی غیب کے حالات پہ مطلع فرماتا ہے جیسے جنت جہنم اور قیامت کے حالات کی اطلاع دی۔ اللہ تعالیٰ انبیاء کو جب چاہے غیب سے مطلع کرتا ہے۔ مثلاً حضرت یعقوب کو مصر سے قمیص لانیوالے کی اطلاع تو دے دی مگر جب یوسف علیہ السلام کنعان ہی کے ایک کنویں میں پڑے رہے اور حضرت یعقوب ان کے غم میں بیمار بھی رہے تو اس وقت اطلاع نہ دی۔ اسی طرح جب حضرت عمرؓ اسلام قبول کرنے کیلئے آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہے تھے تو اطلاع دے دی مگر جب آپ واقعہ افک کے سلسلہ میں مہینہ بھر پریشان رہے تو اطلاع نہ دی۔ بعض گمراہ لوگ انبیاء کے عالم غیب ہونے کا یقین رکھتے ہیں اور اسی بنا پہ اپنے پیروں فقیروں کے عالم الغیب ہونے کا بھی دعویٰ کرتے ہیں۔

مزید تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (الجن 26:72) اور (الاعراف 188:7)

7-جو اتنا بخیل ہو کہ فرض زکوٰۃ بھی ادا نہ کرے۔

8-صحیح احادیث کے مطابق اس کا مال خوفناک طوق کی صورت میں اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

”جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتا قیامت کے دن اللہ اس کی گردن میں زہریلے سانپ کا طوق پہنائے گا۔“

(ترمذی)

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ

یقیناً اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی بات سن لی جنہوں نے کہا تھا کہ : "اللہ تو محتاج ہے اور ہم

اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ

غنی ہیں" جو انہوں نے کہا اسے ہم لکھ رکھیں گے اور جو وہ انبیاء کو ناحق قتل کرتے رہے (وہ بھی لکھ رکھا ہے)

وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿١٨١﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ

ہم (قیامت کے دن) کہیں گے کہ اب جلا دینے والے عذاب کا مزا چکھو○ یہ تمہارے اپنے ہی ہاتھوں کی

اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿١٨٢﴾ ۚ اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا

کمائی ہے اور اللہ یقیناً اپنے بندوں پر ظلم نہیں کیا کرتا○ (یہی وہ لوگ ہیں) جنہوں نے کہا تھا کہ:

اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا

بلاشبہ "اللہ نے ہم سے عہد لیا ہے کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہ لائیں جب تک (یہ معجزہ صادر نہ ہو) کہ وہ

بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ۭ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ

ہمارے پاس قربانی لائے جسے آگ کھا جائے کہو: مجھ سے پہلے تمہارے پاس کئی رسول آئے جو واضح نشانیاں

وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿١٨٣﴾

لائے تھے اور وہ نشانی بھی جو تم اب کہہ رہے ہو پھر اگر تم سچے ہو تو تم نے انہیں قتل کیوں کیا تھا؟○

فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ

پھر بھی اگر وہ آپ کو جھٹلا دیں تو (آپ صبر کیجئے) آپ سے پہلے کئی رسول جھٹلائے جا چکے ہیں جو روشن

بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿١٨٤﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ

دلائل، صحیفے اور روشنی عطا کرنے والی کتاب لے کر آئے تھے○ ہر شخص کو موت کا ذائقہ

الْمَوْتِ ۭ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ فَمَنْ

چکھنا ہے اور قیامت کے دن تمہیں تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا پھر جو

زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۭ وَمَا

شخص جہنم سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا تو وہ کامیاب ہو گیا اور یہ

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿١٨٥﴾ لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ

دنیا کی زندگی تو محض دھوکے کی ٹٹی ہے○ (مسلمانو!) تمہیں اپنے اموال اور

اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۣ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

اپنی جانوں میں آزمائش پیش آ کے رہے گی نیز تمہیں ان لوگوں سے جو تم سے

الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ۭ

پہلے کتاب دیئے گئے تھے اور مشرکین سے بھی بہت سی تکلیف دہ باتیں سننا ہوں گی اور

وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿١٨٦﴾

اگر تم صبر کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تو بلاشبہ یہ بڑے حوصلہ کا کام ہے○

1-یہ یہودیوں کا قول ہے۔

2-جب یہ آیت نازل ہوئی۔

"کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے۔"

(البقرہ 254:2)

تو یہود کہنے لگے کہ اے محمد! تمہارا رب فقیر ہو گیا ہے جو کہ تم سے قرض مانگتا ہے۔ یہ آیت جو اللہ رب العزت والجلال کی وسیع ظرفی اور بندوں سے شفقت کی دلیل ہے یہودیوں نے بہت بھونڈے انداز میں اسکا جواب دیا۔ تفصیل کیلئے دیکھیں (البقرہ 245:2)

3-یہ گستاخی بھی نامہ اعمال میں لکھی گئی ہے جیساکہ انبیاء کے ناحق قتل کا گناہ درج ہے۔

4-اللہ تعالیٰ پہ الزام تراشی اور بہتان بازی میں یہود سب قوموں کو مات کر گئے ہیں۔ چونکہ آپ ﷺ سے یہ معجزہ صادر نہ ہوا تو اپنی معذرت کیلئے ایک بہانہ تراش لائے حالانکہ تورات میں اس قسم کے عہد کا کوئی ذکر ہی نہیں۔

5-سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو انبیاء یہ معجزہ لائے تو بھی یہود نے انہیں کیوں قتل کر دیا۔

6-"بینات" یعنی معجزے، "زبر" یعنی چھوٹی چھوٹی کتابیں اور نصیحت نامے "کتاب منیر" جامع کتاب جیسے تورات اور قرآن کریم۔

7-کہتے ہیں کسی نیک شخص نے لوگوں کو سمجھانے کیلئے پوچھا کہ کوئی ایسی حقیقت بتاؤ جسکا کوئی انکار نہ کر سکے۔ مسلمان، کافر، نبی، ولی، منافق، چھوٹا، بڑا، عورت مرد، غریب، امیر، بادشاہ یا فقیر غرض کوئی بھی اس حقیقت کو جھٹلا نہ سکے۔ لوگ ایسی حقیقت نہ بتا سکے تو اس نے بتایا وہ حقیقت یہ ہے کہ <موت> آکر رہے گی۔

یہ تو ممکن ہے کبھی کوئی شخص بن باپ پیدا ہو جائے۔ کوئی بن ماں پیدا ہو جائے یا کوئی مرنے کے بعد زندہ ہو جائے لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی موت سے بچ جائے۔

8-دنیا کی خوشحالی یا مال و دولت کامیابی کی دلیل نہیں۔ نہ ہی اسے کامیابی کا پیمانہ بنانا چاہیے۔

9-ان سے صبر و استقامت کی عادت پیدا ہوتی ہے، اخلاقی کمزریوں کا علاج ہوتا ہے، درجات بلند ہوتے ہیں، مومنوں اور منافقوں میں امتیاز ہوتا ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (البقرہ 155:2)

10-حضرت اسامہ ابن زید سے روایت ہے کہ جنگ بدر سے قبل ایک دفعہ آپ ﷺ کہیں کام سے جا رہے تھے راستے میں ایک جگہ عبداللہ ابن ابی اسکے ساتھی یہود اور مشرکین وغیرہ بیٹھے ہوئے۔ عبداللہ ابن ابی نے آپکی سواری سے اٹھنے والی گرد پہ ناگواری کا اظہار کیا۔ وہاں بعض مسلمانوں نے آپ ﷺ کی تحسین فرمائی۔ جھگڑے کی صورت بن گئی۔ آپ ﷺ نے سب کو خاموش کروایا۔ حضرت سعد ابن عبادہ کو معلوم ہوا تو وہ کہنے لگے کہ آپکی آمد سے قبل لوگ عبداللہ ابن ابی کی تاج پوشی کرنیوالے تھے۔ آپ ﷺ کی تشریف آوری سے اسکا یہ خواب ادھورا رہ گیا ہے اسکے بغض و عناد کی یہ ہی وجہ ہے لہٰذا آپ درگزر سے کام لیں۔

(بخاری)

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ

اور جب اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے پختہ عہد لیا تھا[1] جو کتاب دیئے گئے کہ وہ لوگوں کے سامنے کتاب کو وضاحت

لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَ

سے بیان کریں گے اور اسے چھپائیں گے نہیں پھر انہوں نے کتاب کو پس پشت ڈال دیا اور

اشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ۝١٨٧ لَا تَحْسَبَنَّ

اسے تھوڑی سی قیمت کے عوض بیچ ڈالا کتنی بری ہے وہ قیمت جو وہ وصول کر رہے ہیں○ جو لوگ اپنے

الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ

کرتوتوں پر خوش ہوتے ہیں[2] اور چاہتے یہ ہیں کہ ان کی ایسے کاموں پر تعریف کی جائے جو انہوں نے نہیں

يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّھُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَھُمْ

کئے ان کے متعلق یہ گمان نہ کیجئے کہ وہ عذاب سے نجات پا جائیں گے، اور ان کے لئے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝١٨٨ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ

تو المناک عذاب ہے○ آسمانوں اور زمین کا مالک اللہ ہی ہے اور اللہ

عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝١٨٩ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

ع ۱۹ ۹ ۱۰

ہر چیز پر قادر ہے○ بلاشبہ[3] آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں،

وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۝١٩٠

اور رات اور دن کے باری باری آنے جانے میں اہل عقل کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں[4]○

الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰي جُنُوْبِهِمْ

جو اٹھتے، بیٹھتے اور لیٹتے ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے ہیں

وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا

اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں سوچ بچار کرتے[5] (اور پکار اٹھتے) ہیں "اے ہمارے رب!

خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝١٩١

تو نے یہ سب کچھ بے مقصد پیدا نہیں کیا تو پاک ہے۔ پس ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا لے○

رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ

اے ہمارے رب! جسے تو نے جہنم میں ڈالا تو گویا اسے بڑی رسوائی میں ڈال دیا اور (وہاں) ظالموں کا

مِنْ اَنْصَارٍ ۝١٩٢ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ

کوئی مددگار نہ ہو گا○ اے ہمارے رب! ہم نے ایک پکارنے والے[6] کو سنا، جو ایمان کی

لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ڰ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا

طرف دعوت دیتا ہے کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ، تو ہم ایمان لے آئے اے ہمارے رب ہمارے گناہ معاف

ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝١٩٣ۚ

کر دے اور ہماری برائیاں ہم سے دور فرما دے اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ موت دے○

1-جس عہد کا ذکر یہودی کرتے ہیں (آیت نمبر 182) وہ تو سراسر اللہ پہ بہتان ہے مگر جو عہد واقعی تھا اسکی ہر شق کی یہودیوں نے کھلم کھلا خلاف ورزی کی۔ وہ عہد یہ تھا کہ تورات پہ عمل کریں گے' اسکی خوب اشاعت کریں گے اور حق چھپائیں گے نہیں۔ ایمان کی دھجیاں جیسے یہودی اڑا چکے تھے وہ گذشتہ کئی آیات میں ذکر ہوا ہے۔ نبی آخر الزماں کی بشارت اور آیت رجم کو بھی چھپایا۔

2-حضرت ابن عباس ؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے یہود کو بلا بھیجا اور ان سے دین کی کوئی بات پوچھی تو انہوں نے حق بات چھپادی اور کوئی غلط بات بتلا دی پھر یہ سمجھے کہ وہ انکے قریب قابل تعریف ٹھہرے (یعنی آپ کو بتلا بھی دیا اور حق کو چھپا بھی دیا)۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔

(بخاری)

3-آپ ﷺ رات کو جب تہجد کیلئے اٹھتے تو وضو سے پہلے یہ آیات ﴿**اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمَاوَاتِ**﴾ (آخر سورت تک) تلاوت فرماتے۔

(بخاری)

زمین پر جو شخص کائنات کی وسعت اور دن رات کے بارے میں غور و فکر کرتا ہے یقیناً اس نتیجہ پہ پہنچتا ہے کہ۔

(ا)۔ یہ کارخانہ قدرت بہت بڑی طاقتور ذات چلا رہی ہے۔

(ب)۔ اسکا انتظام اتنا مربوط اور مستحکم ہے کہ لازماً ذات واحد ہی اسے کنٹرول کرتی ہے۔

(ج)۔ اس کارخانہ قدرت میں خود انسان کی حیثیت بے انتہا معمولی ہے۔ یہ علم اور حکمت کے موتی صرف اسے ہی نصیب ہوسکتے ہیں جو کہ غور و فکر کی زحمت گوارا کرے۔

4-اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی اہم آیات کا تذکرہ ہے۔ بھلا جو اللہ ایسے کام کرتا ہو اسے کسی شریک کی ضرورت ہوسکتی ہے؟

(Radio Active decay) سے دنیا میں موجود کسی چیز کی تقریبی عمر دریافت کرنے کا ایک طریقہ سائنس دانوں نے دریافت کیا ہے۔ اسکے ذریعے ایک چٹان کی عمر کا حساب لگایا گیا تو چھ بلین Y ($6X10^{12}$) سال نکلا۔ زمین کی عمر کا اندازہ لگ بھگ بارہ بلین ($12X10^{12}$) سال لگایا گیا ہے اور اس زمین کی حیثیت کائنات میں کیا ہے؟ درج ذیل معلومات سے اندازہ لگائیں۔

روشنی سورج سے زمین تک کا فاصلہ 8 منٹ میں طے کرتی ہے۔ روشنی کی رفتار تین لاکھ کلو میٹر فی سیکنڈ ہوتی ہے۔

5-ارض و سماء میں غور کرنے کا۔ نتیجہ یہ ہی نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت جسم میں رچ بس جاتی ہے۔ یہ خوف بھی محسوس ہوتا ہے کہ اگر ایسی صاحب قوت و قدرت ذات ہم سے ناراض ہوگئی تو ہمارا کیا حشر ہوگا؟ تو فوراً اللہ کے عذاب سے پناہ مانگتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

بلاشبہ اللہ کے بندوں میں سے اس سے وہی ڈرتے ہیں جو علم رکھنے والے ہیں۔

(فاطر 28:35)

6-یہ انبیاء کرام ہیں جو کہ وحی الٰہی کی روشنی میں انسان کی راہنمائی کرتے ہیں۔ یہ اللہ کا خاص فضل ہے کہ اس نے اس معمہ کو (یعنی تخلیق کائنات کو) محض انسانی عقل کے حوالے نہیں کیا ورنہ وحی کے بغیر انسانی عقل ٹھوکر ہی کھاتی ہے۔

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

اے ہمارے رب! تو نے اپنے رسولوں پر ہم سے جو وعدہ[1] کیا ہے وہ ہمیں عطا کر اور یوم قیامت ہمیں

اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۱۹۴﴾ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَاۤ اُضِيْعُ

رسوا نہ کرنا، بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا" O سو ان کے رب نے ان کی دعا قبول کرتے ہوئے فرمایا:

عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ

"میں کسی عمل کرنے والے کے عمل کو، مرد ہو یا عورت،[2] ضائع نہیں کروں گا تم ایک دوسرے کا حصہ ہو[3]

فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ

لہٰذا جن لوگوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں دکھ اٹھائے،

وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ

جنہوں نے جہاد کیا اور شہید ہو گئے میں ضرور ان کی برائیاں ان سے دور کروں گا اور انہیں داخل کروں

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَ

گا ایسے باغات میں جن میں نہریں بہہ رہی ہیں اللہ کے ہاں ان کا یہی بدلہ ہے اور

اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾ لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ

اللہ کے ہاں اچھا بدلہ ہےO (اے نبی !) آپ کو دھوکہ نہیں ہونا چاہئے ملک میں

كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ﴿۱۹۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۟ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَ

کافروں کے ادھر ادھر چلنے پھرنے سے[4]O یہ چند روزہ زندگی کا لطف[5] ہے پھر ان کا ٹھکانا جہنم ہے

بِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۹۷﴾ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ

جو بہت برا ٹھکانا ہےO لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لئے ایسے باغات ہیں جن میں

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا

نہریں جاری ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے[6] یہ اللہ کے ہاں کی مہمانی ہوگی[7] اور جو کچھ

عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ﴿۱۹۸﴾ وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ

اللہ کے ہاں موجود ہے نیک لوگوں کے لئے بہت بہتر ہےO اہل کتاب میں سے کچھ ایسے بھی ہیں[8] جو

يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ

اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور اس پر جو تمہاری طرف اتارا گیا اور اس پر بھی جو ان کی طرف اتارا گیا تھا وہ

لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ

اللہ کے حضور عاجزی کرتے ہیں اور تھوڑی سی قیمت کے عوض اللہ کی آیات کو نہیں بیچتے ایسے لوگوں کا اجر

عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

ان کے رب کے ہاں موجود ہے بلاشبہ اللہ حساب چکانے میں دیر نہیں لگاتاO اے ایمان والو! صبر کرو،

اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۟ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۲۰۰﴾

پامردی دکھلاؤ[9] اور ہر وقت جہاد کے لئے تیار رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو، تاکہ تم کامیابی حاصل کر سکوO

ع ۲۰ / ۱۱

1-یہ کئی وعدے ہو سکتے ہیں مثلاً دنیا میں فتح و نصرت کا وعدہ یا آخرت میں کامیابی کا وعدہ۔

2-دونوں کا ذکر علیحدہ علیحدہ فرمادیا تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ جس طرح دنیا میں شوہر کو بیوی پر فضیلت دی گئی ہے تو یوم قیامت اجر و ثواب کے اعتبار سے کچھ فرق ہو گا۔

3-یہ جملہ معترضہ ہے۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت ام سلمٰی رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ قرآن کریم میں جہاں ہجرت اور اعمال حسنہ کا ذکر آیا ہے وہاں مردوں کا ذکر ہی ہوتا ہے عورتوں کا نہیں۔ اس بات کا جواب اس آیت سے دیا گیا ہے۔

4-یہ تجارتی قافلے' یہ کاروبار حکومت' یہ مال و متاع دنیا کہیں کسی فریب میں نہ ڈال دے جیسے فرمایا۔

"اللہ کی آیات میں صرف وہی جھگڑا کرتے ہیں جو کافر ہیں۔ لہٰذا انکا دنیا کے ملکوں میں چلنا پھرنا آپ کو کسی دھوکا میں نہ ڈال دے۔"

(المومن 4:40)

5-دنیا میں چاہے انہیں پوری دنیا اور اسکا مال و دولت مل جائے تو بھی متاع قلیل ہی ہے جو کہ فنا ہونیوالی ہے اور اسکے فنا ہونے سے پہلے یہ خود موت کی آغوش میں چلے جائیں گے جبکہ آخرت کی زندگی دائمی ہے۔

6-ایک تو انکی زندگی دائمی ہوگی۔ پھر یہ باغات سدا بہار ہونگے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کیلئے ایسی نعمتیں تیار کی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی' نہ کان نے سنی نہ ہی کسی دل میں انکا مکمل تصور سما سکتا ہے۔

(بخاری و مسلم)

7-سب سے بڑھ کر مہمان نوازی ہوگی۔ مہمان وہ خود ہونگے۔ میزبان اللہ تعالیٰ اور دسترخوان جنت ہو گا۔ ایسی میزبانی کے کیا کہنے؟

8-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

"جب نجاشی کی وفات کی خبر پہنچی تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ اس پہ صلوٰۃ (جنازہ) پڑھو۔ لوگ کہنے لگے کہ اس حبشی کی صلوٰۃ پڑھیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔"

(نسائی)

فرمان رسول ﷺ ہے۔

"اہل کتاب میں سے جو اپنے نبی پہ ایمان لایا اور پھر نبی ﷺ کو بھی پالیا اور آپ ﷺ پہ ایمان لایا اس کیلئے دوہرا اجر ہے۔ وہ غلام جس نے اپنے مالک کا حق ادا اور اللہ کا بھی حق ادا کیا اس کیلئے دوہرا اجر ہے اور وہ آدمی جس کے پاس لونڈی ہو وہ اس کو اچھی خوراک دے۔ اچھی تعلیم و تربیت دے پھر آزاد کر کے اس سے نکاح کرلے اس کیلئے بھی دوہرا اجر ہے۔"

(بخاری و مسلم)

9-بڑھ چڑھ کر صبر کرو یا صبر کی نصیحت کرو۔

سُوْرَةُ النِّسَاءِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَسِتٌّ وَسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَاَرْبَعٌ وَعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

آیات ۱۷۶ (۴)سورہ نساء مدنی ہے (۹۲) رکوع ۲۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے○

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ

لوگوا اپنے اس رب سے ڈرتے رہو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا

وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا

پھر اسی سے اس کا جوڑا بنایا، پھر ان دونوں سے(دنیا میں) بہت سے مرد اور عورتیں

وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ

پھیلادیں اور اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنا حق، مانگتے ہو اور قریبی رشتوں

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ① وَاٰتُوا الْيَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ

میں بھی اللہ سے ڈرو بلاشبہ اللہ تم پر نظر رکھے ہوئے ہے○ اور یتیموں کو ان کے مال واپس کر دو

وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۪ وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ

اور ان کی کسی اچھی چیز کے بدلے انہیں گھٹیا چیز نہ دینا نہ ہی ان کا مال اپنے مال میں ملا کر

اِلٰۤى اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ② وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا

کھانے کی کوشش کرنا یہ بڑی گناہ کی بات ہے[1]○ اور اگر تمہیں خطرہ ہو کہ

تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ

یتیم لڑکیوں کے بارے میں ان سے انصاف نہ کر سکو گے[2] تو پھر دوسری عورتوں میں سے جو تمہیں پسند آئیں

النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا

دو دو، تین تین، چار چار تک نکاح کر لو[3] لیکن اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ ان میں انصاف نہ کر سکو گے

فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَلَّا تَعُوْلُوْا ③

پھر ایک کافی ہے یا وہ کنیزیں ہیں جو تمہاری قبضہ میں ہوں بے انصافی سے بچنے کے لئے یہی قرین صواب ہے○

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ

نیز عورتوں کو ان کے حق مہر بخوشی ادا کر دیا کرو ہاں اگر وہ اپنی خوشی سے اس میں سے کچھ

عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا ④ وَلَا تُؤْتُوا

تمہیں چھوڑ دیں تو تم اسے مزے سے کھا سکتے ہو○ اور نادانوں کو ان کے مال واپس

السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ

نہ کرو[4] جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے متاع حیات بنایا ہے ان کے مال سے انہیں

فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ⑤

کھلاؤ بھی اور پہناؤ بھی اور جب ان سے بات کرو تو اچھی (اور ان کے فائدہ کی) بات کرو○

1-دور جاہلیت میں یتیموں کے حقوق کئی طرح سے تلف ہو رہے تھے۔ یتیموں کی پرورش کرنیوالے انکے اعلیٰ اموال اپنے گھٹیا اموال سے تبدیل کر لیتے۔ اشیاء خوردونوش میں یتیموں کی اشیاء اپنی اشیاء سے ملا جلا لی جاتیں اور نقصان بالآخر یتیموں کا ہی ہوتا۔

تاہم اس انداز میں یتیموں کا مال اپنے مال سے ملا لینا جس کا مقصد خیر خواہی ہو درست ہے۔

2-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انکے بھانجے عروہ ابن زبیر نے اس آیت کا مطلب پوچھا تو انہوں نے فرمایا اے بھانجے اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ایک یتیم لڑکی اپنے ولی کی پرورش میں ہو اور ترکہ کی مد سے اسکی جائیداد میں حصہ دار ہو اور ولی کو اسکا مال اور جمال تو پسند آئے مگر وہ اسے اتنا مہر دینے پہ آمادہ نہ ہو جتنا دوسرے لوگ دیتے ہوں تو وہ اس سے نکاح نہ کرے ہاں اگر اتنا ہی دے دے تو پھر نکاح کر سکتا ہے ورنہ انکے علاوہ دوسری عورتوں سے جو انہیں پسند ہوں نکاح کر لے اور چار تک ایسی بیویوں کی اجازت دی گئی ہے۔

(بخاری)

3-خواتین کے حقوق کے علمبردار جو کہ خود کو اللہ تعالیٰ سے بھی زیادہ خواتین کا خیر خواہ سمجھتے ہیں تعدد ازواج (Polygomy) پہ تنقید کرتے رہتے ہیں حالانکہ حقیقت میں اسلام نے چار کی پابندی لگائی ہے ورنہ اسلام سے پہلے ایسی کوئی پابندی نہ تھی۔

حضرت ابراہیم، حضرت یعقوب، حضرت موسیٰ، حضرت داؤد، حضرت سلیمان ان سب انبیاء کے ہاں ایک سے زیادہ بیویاں ثابت ہیں۔

یہ حضرات جس سوسائٹی کی محبت میں باؤلے ہوتے رہتے ہیں انکا عائلی نظام جس طرح فیل ہو چکا ہے وہ خود اس سے شدید پریشان ہیں۔ امریکہ کی ایک اعلیٰ یونیورسٹی سے چھپنے والی کتاب کے مطابق -- ''امریکہ میں 18-12 سال کی عمر تک 80 فیصد نوجوان لڑکے اور 75 فیصد جوان لڑکیاں جنسی سرگرمیوں میں مشغول ہوتے ہیں۔''

Home Medical Guide 1995- Columbia University صفحہ نمبر 184

ایک اور سروے کے مطابق برطانیہ میں تیس فیصد شادیاں طلاق پہ منتج ہوتی ہیں جبکہ مصر میں یہ شرح نصف فیصد ہے۔

اس کے علاوہ امریکہ میں اگر تمام بالغ مردوں اور عورتوں کی شادی ہو جائے تو بھی تقریباً آٹھ ملین خواتین بچ رہیں گی جن کی شادی کیلئے کوئی بھی مرد (یا عورت جیساکہ اس معاشرہ میں رواج ہے) نہ میسر ہو گا۔ اس زائد مقدار (Over Production) کا حل تعدد ازواج کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں۔ یہ اجازت اللہ تعالیٰ کی جانب سے عورتوں اور مردوں کیلئے رحمت ہے کہ وہ اپنے مسائل جائز قانونی نظام میں رہتے ہوئے بھی حل کر سکتے ہیں۔

آپ ﷺ نے چار سے زیادہ شادیاں کیں تو اسکی اجازت صرف آپ کو ہے کسی امتی کیلئے جائز نہیں۔

4-نادانوں کے ولی کو انکا مال انکے حوالہ نہیں کرنا چاہئے کہ وہ اسے چند دنوں ہی میں ضائع کر دیں یا خلاف شریعت کاموں میں استعمال کر دیں۔

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ

اور یتیموں کی آزمائش کرتے رہو حتیٰ کہ وہ نکاح کے قابل عمر کو پہنچ جائیں پھر اگر تم

مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَآ

ان میں اہلیت معلوم کرو تو ان کے مال ان کے حوالے کر دو ضرورت سے زیادہ اور موزوں اوقت

اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ۭ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا

سے بیشتر اس ارادہ سے ان کا مال نہ کھاؤ کہ وہ بڑے ہو کر اس کا مطالبہ کریں گے[1] اور جو کفیل کھاتا پیتا ہو

فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ

اسے چاہئے کہ یتیم کے مال سے کچھ نہ لے اور جو محتاج ہو وہ اپنا حق الخدمت عرف کے مطابق کھا سکتا ہے[2]

فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ۭ

پھر جب تم یتیموں کا مال انہیں واپس کرو تو ان پر گواہ بنا لیا کرو

وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ

اور (یہ بھی یاد رکھنا کہ) حساب لینے کے لئے اللہ کافی ہے[3] ○ مردوں کے لئے اس مال میں حصہ ہے جو والدین

الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۠ وَلِلنِّسَاۗءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا

اور قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں[4] (اسی طرح) عورتوں کے لئے بھی اس مال میں حصہ ہے جو

تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ۭ

والدین اور قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں خواہ یہ ترکہ تھوڑا ہو یا زیادہ ہو

نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۝ وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا

ہر ایک کا طے شدہ حصہ ہے ○ اور تقسیم ترکہ کے موقع پر اگر قرابت والے

الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْھُمْ مِّنْهُ

(غیر وارث) یتیم اور مسکین موجود ہوں تو انہیں بھی اس میں سے کچھ نہ کچھ دے دو[5]

وَقُوْلُوْا لَھُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ

اور ان سے اچھے طریقہ سے بات کرو ○ لوگوں کو اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ

لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِھِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا

اگر وہ خود اپنے پیچھے چھوٹی چھوٹی اولاد چھوڑ جائیں تو انہیں ان کے متعلق کتنا

عَلَيْھِمْ ۠ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝

خوف ہوتا ہے[6] لہٰذا انہیں اللہ سے ڈرتے رہنا چاہئے اور جو بات کریں صاف اور سیدھی کریں ○

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا

جو لوگ ظلم سے یتیموں کا مال ہڑپ کر جاتے ہیں وہ درحقیقت

يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِھِمْ نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝ۧ

اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں[7] عنقریب وہ جہنم میں داخل ہوں گے ○

1-یعنی بڑے ہوں گے تو اپنے مال کی واپسی کا مطالبہ کریں گے تو اس ڈر سے جلدی جلدی انکا مال ہڑپ کرنے کی کوشش نہ کرو۔

2-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

"یتیم کا ولی (متولی) اگر محتاج ہو تو واجبی طور پہ اپنی محنت کے بقدر یتیم کے مال سے کھا سکتا ہے۔"

(بخاری)

چنانچہ ایسی صورت میں اتنا خرچہ جسے کوئی بھی غیرجانبدار انسان واجبی قرار دے' لے سکتا ہے۔ وہ بھی چوری چھپے نہ لے بلکہ اعلانیہ متعین کرکے لے۔ اگر یہ تحریری صورت میں ہو تو اور بھی بہتر ہے۔

3-دنیا میں اگر لوگ اس طرح کے معاملات نہ بھی جان سکیں اللہ کو تو حساب لینے میں کچھ دشواری نہ ہوگی۔

4-جاہلیت میں وراثت کی تقسیم کا کوئی ضابطہ نہ تھا ترکہ چھوڑنے کے بعد بڑا لڑکا وراثت پر قابض ہو جاتا۔ بیوہ' بیٹوں اور چھوٹے لڑکوں کو محروم کردیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان ہے کہ اس نے وراثت کا مفصل اور مکمل قانون عطا فرماکر ظلم وزیادتی نیز جھگڑے فساد کی راہ بند کردی۔ آج عیسائیوں کے ہاں وراثت کیلئے کوئی قانون سرے سے موجود ہی نہیں۔ لوگ کتے بلیوں کے نام بھی اپنا سارا مال لگا جاتے ہیں۔

اس انتہائی عادلانہ اور متوازن قانون وراثت کی تفصیل آئندہ آیات میں آرہی ہے۔

5-یعنی تقسیم وراثت کے وقت ایسے رشتہ دار بھی اگر آجائیں جنکا قانون وراثت کی رو سے کوئی حصہ نہیں۔ مثلاً یتیم و مسکین وغیرہ آجائیں تو ان سے نرمی کا معاملہ کیا جائے اور انہیں بھی کچھ نہ کچھ دے دیا جائے۔

6-جس طرح انسان یہ خواہش رکھتا ہے کہ اگر میرے بچے یتیم ہو جائیں تو ان کے ساتھ حسن سلوک ہونا چاہئے۔ اسی انداز کا حسن سلوک والا معاملہ اسے اپنے زیر کفالت یتیموں کے ساتھ کرنا چاہئے۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"سات ہلاک کرنیوالے گناہوں سے بچو۔"

صحابہ نے دریافت کیا کہ وہ کونسے ہیں؟

فرمایا! "اللہ کے ساتھ شرک کرنا' سحر کرنا' قتل ناحق' سود کھانا' یتیم کا مال ناحق کھانا' لڑائی میں پیٹھ پھیر جانا اور پاک دامن بھولی بھالی عورتوں پہ تہمت لگانا۔"

(بخاری)

7-آپ معراج کے قصہ میں فرماتے ہیں کہ میں نے چند لوگوں کو دیکھا جن کے لب اونٹ کی طرح تھے۔ ایک فرشتہ انکے لب کھول کر انگارے ان کے منہ میں ڈالتا وہ نیچے سے نکل جاتے اور وہ چلاتے۔ میں نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو کہ یتیموں کا مال ناحق کھاتے تھے۔

ع ۱ / ۱۲

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ فَاِنْ كُنَّ

اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے بارے میں تاکیدا[1] حکم دیتا ہے کہ مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہوگا[2] اگر اولاد میں صرف

نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا

لڑکیاں ہی ہوں اور وہ دو سے زائد ہوں[3] تو ان کا ترکہ سے دو تہائی حصہ ہے اور اگر ایک ہی ہو تو اس کا

النِّصْفُ ۭ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ

نصف حصہ ہے[4] اگر میت کی اولاد بھی ہو اور والدین بھی تو والدین میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے اگر

كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ

[5] میت کی اولاد نہ ہو اور اس کے وارث صرف والدین ہوں تو ماں کا تہائی حصہ ہے

فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ

[7] اور اگر اس کے بہن بھائی بھی ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ ہے[6] یہ تقسیم میت کی وصیت اور اس کا قرض

بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ اٰبَاۗؤُكُمْ وَاَبْنَاۗؤُكُمْ ۚ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ

ادا کرنے کے بعد ہوگی تم نہیں سمجھ سکتے کہ فائدے کے لحاظ سے تمہارے والدین اور تمہاری اولاد میں سے کون

نَفْعًا ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ⑪ وَلَكُمْ

تمہارے قریب تر ہے یہ اللہ کی طرف سے مقررہ حصے ہیں یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے○

نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ

اور تمہاری بیویوں کی اگر اولاد نہ ہو تو ان کے ترکہ سے تمہارا نصف حصہ ہے اور اگر

لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ

اولاد ہو تو پھر چوتھا حصہ ہے اور تقسیم ترکہ ان کی وصیت کی تعمیل اور ان کا

اَوْ دَيْنٍ ۭ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ

قرضہ ادا کرنے کے بعد ہوگی اور اگر تمہاری اولاد نہ ہو تو بیویوں کا چوتھا حصہ ہے

كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ

اور اگر اولاد ہو تو پھر آٹھواں حصہ ہے اور تقسیم تمہاری وصیت کی تعمیل اور

تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ

تمہارے قرضہ کی ادائیگی کے بعد ہوگی اور اگر میت کلالہ ہو[8] خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو

وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ

اور اس کا ایک بھائی اور ایک بہن ہو تو ان میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے اور اگر بہن بھائی زیادہ ہوں

مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاۗءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ

تو وہ سب تہائی حصہ میں شریک ہوں گے اور یہ تقسیم وصیت کی تعمیل اور قرضہ کی ادائیگی کے بعد ہوگی

اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَاۗرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ⑫

اس میں کسی کو نقصان نہ پہنچے[9] یہ اللہ کا حکم ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور بردبار ہے○

1-وراثت کے اکثر احکام اس آیت میں بیان ہوئے ہیں چنانچہ اسے آیت میراث بھی کہتے ہیں۔

2-مرد کا حصہ عورت سے دوگنا ہوگا۔ یہ عین قرین انصاف اور عدل ہے۔ عورت اور مرد کی اندھی مساوات کے حامیوں کو اس میں انصاف نظر نہیں آتا۔ عورت چونکہ خاندان کی کفالت کی ذمہ دار نہیں لہٰذا اسکی مالی ذمہ داریاں کم ہیں۔

3-یعنی اگر بیٹا نہ ہو بلکہ صرف لڑکیاں ہی ہوں تو انہیں ترکہ دو تہائی 2/3 ملے گا۔ یہ عورتوں کے حصہ کی آخری حد ہے۔

4-اگر میت کے والدین بھی ہوں اور اولاد بھی تو والدین میں سے ہر ایک کو 1/6 حصہ ملے گا۔ (یہاں مرد اور عورت کا حصہ برابر ہوگیا)۔ باقی 2/3 اولاد کو۔ (1/6 + 1/6 + 2/3 = 1) اگر صرف ایک بیٹی ہو تو اسے نصف یعنی 3/6 مل جائیگا۔ 1/6 ماں کو اور 1/6 باپ کو باقی 1/6 بچ جائے گا جو کہ عصبہ کے ذریعے باپ کو مل جائے گا۔ گویا اس صورت میں بیٹی کو نصف والدہ کو 1/6 اور والد کو 2/6 ملے گا۔

$$1/2+1/6+(1/6+1/6)=1$$

نوٹ: عصبہ فرائض (قرآن و سنت میں جن کے حصوں کی تحدید ہو) کے بعد بچ جانیوالے مال کو قریب ترین مرد رشتہ دار کو لوٹانے کو کہتے ہیں۔ عصبہ کیلئے پہلے اولاد دیکھیں پھر والدین پھر چچا اور پھر چچاؤں کی اولاد۔

5-اگر مرنیوالے کی اولاد نہ ہو (پوتا اور پوتی بھی اولاد میں شامل ہیں) تو ماں کو 1/3 اور بقیہ 2/3 باپ کو عصبہ کے طور پر ملے گا۔

6-اہم معاملات سے متعلق وصیت تحریر کرلینی چاہئے۔ فرمان رسول ﷺ کے مطابق وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں۔ وصیت کی آخری حد ایک تہائی ہے تاہم یہ پسندیدہ نہیں ایک چوتھائی ہو تو بہتر ہے۔ قاتل مقتول کا وارث نہیں ہو سکتا۔ کافر مسلمان کا اور مسلمان کافر کا وارث نہیں ہو سکتا۔

7-ترکے کی تقسیم میں سب سے پہلے قرض ادا کرنا ضروری ہے۔ اس پہ اجماع ہے۔ قرآن کریم میں وصیت کا ذکر پہلے اس لئے کیا ہے کیونکہ مقروض لوگ کم ہی ہوتے ہیں۔ نیز قرض خواہ تو قرض کا خود مطالبہ کرکے بھی لے لیں گے۔ چنانچہ وصیت کی جانب پہلے توجہ دلائی گئی ہے۔

8-کلالہ ' یعنی جس کے والدین ' دادا دادی نہ ہوں اور نہ ہی اولاد پوتے پوتیاں وغیرہ ہوں۔ البتہ اسکے بہن بھائی ہوسکتے ہیں۔ کلالہ مرد بھی ہوتا ہے اور عورت بھی۔ یہاں بھائی سے احیافی بھائی (جن کی والدہ ایک ہی ہو) مراد ہیں۔ علاتی بھائی (جن کا والد ایک ہی ہو) کیلئے دیکھیں آیت نمبر176-

9-وصیت میں نقصان کی کئی صورتیں ہوسکتی ہیں۔ مثلاً عمداً یا غلطی سے تہائی سے زیادہ وصیت کرجائے یا ملکیت اپنی ہو مگر مرتے وقت کسی کو ہبہ کرجائے۔ ایسی صورت میں ورثاء کے مشورہ سے اصلاح ہوسکتی ہے۔

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ

یہ اللہ کی حدود ہیں جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے ایسے باغات میں داخل

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ

کرے گا جن میں نہریں جاری ہیں وہ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت

الْعَظِيْمُ ⑬ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ

بڑی کامیابی ہے○ اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اللہ کی حدود سے آگے نکل جائے

يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۖ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ⑭ وَالّٰتِيْ

ع ۲ ۱۳

اللہ اسے جہنم میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اسے رسوا کرنے والا عذاب ہو گا○

يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا

تمہاری عورتوں میں سے جو بدکاری کی مرتکب ہو ان پر اپنے میں سے

عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي

چار آدمیوں کی گواہی لو[1] اور اگر وہ گواہی دے دیں تو انہیں گھروں میں بند

الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ

رکھو حتیٰ کہ انہیں موت آ جائے[2] یا اللہ ان کے لئے کوئی اور راہ

سَبِيْلًا ⑮ وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا

پیدا کر دے[3]○ اور تم میں سے جو مرد اور عورت بدکاری کریں انہیں ایذا دو[4] پھر اگر وہ توبہ کریں

وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ⑯

اور اپنی اصلاح کر لیں تو ان کا پیچھا چھوڑ دو یقیناً اللہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے○

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ

اللہ تعالیٰ صرف ان لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے جو لاعلمی سے کوئی برا کام کر بیٹھتے ہیں

ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ

پھر جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے ہی لوگوں کی توبہ قبول

عَلَيْهِمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ⑰ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ

کرتا ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے○ توبہ[5] ان لوگوں کے لئے نہیں ہے

لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ

جو برے کام کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ جب ان میں سے کسی کو موت

الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ

آجاتی ہے تو کہنے لگتا ہے کہ "میں اب توبہ کرتا ہوں" اور نہ ہی ان لوگوں کے لئے جو کفر کی حالت

وَهُمْ كُفَّارٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ⑱

میں ہی مر جاتے ہیں[6] ایسے لوگوں کے لئے ہم نے المناک عذاب تیار کر رکھا ہے○

1-گواہ صرف چار مرد ہی ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ عربی میں ایک قاعدہ ہے کہ اگر عدد مذکر ہوتا ہے تو معدود مونث اور اگر عدد مونث ہو تو معدود مذکر ہوتا ہے۔ چنانچہ یہاں عدد "اربعہ" مونث ہے تو معدود جو کہ یہاں محذوف ہے "رجال" ہے۔

خواتین کی گواہی صرف معاملات میں قابل قبول ہے حدود میں قابل قبول نہیں۔ بظاہر گواہی کا یہ نصاب پورا ہونا بڑا مشکل نظر آتا ہے غالباً اس میں حکمت یہ ہے کہ اگر کوئی فرد زنا ہوتے دیکھ بھی لے تو اسے پھیلانے یا نشر کرنے سے گریز ہی کرے۔

زنا کے گواہ دراصل خود مجرم کی حیثیت سے عدالت میں کھڑے ہوتے ہیں۔ اگر چار گواہوں میں سے کسی ایک کی گواہی نامکمل رہی تو زنا کا ملزم تو بچ جائے گا مگر گواہوں پر قذف کی حد لگ جائے گی۔

2-یہ ابتدائی حکم تھا جو مستقل حکم نازل ہونے کے بعد منسوخ ہو گیا۔

3-اس سے مراد زنا کی مستقل سزا ہے جو کہ بعد میں نازل ہوئی۔ یعنی شادی شدہ زانی کیلئے رجم کی سزا اور غیر شادی شدہ کیلئے سو کوڑے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"بدکار مرد و عورت کی مستقل سزا مقرر کر دی گئی ہے۔ وہ تم سیکھ لو اور وہ یہ ہے کنوارے (غیر شادی شدہ) مرد اور عورت کیلئے سو سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی اور شادی شدہ مرد و عورت کو سو سو کوڑے اور رجم کے ذریعے مار دینا ہے۔"

(مسلم)

بعد میں شادی شدہ زانی کی سزا سو کوڑے رجم میں ہی مدغم ہو گئے اور رجم کی سزا آپ اور خلفاء کے زمانہ میں کئی مرتبہ نافذ ہوئی۔

4-جس طرح خواتین کیلئے ابتدا میں آیت نمبر 15 میں مذکورہ سزا مقرر کی گئی تھی اسی طرح مردوں کیلئے یہ مقرر کی گئی تھی۔ ان دونوں آیات کی تفسیر کے سلسلے میں مفسرین کی مختلف آرا ہیں۔ مگر چونکہ یہ دونوں آیات اجماعاً منسوخ ہیں لہٰذا اختلاف آرا سے عملی طور پہ کچھ فرق نہیں پڑتا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

5-گویا یہ توبہ کے قبول کی شرائط ہیں۔ گناہ غلطی یا نادانی سے ہوا ہو نہ کہ گناہ پہ اصرار ہو۔ دوسرا توبہ میں جلدی کی جائے نہ کہ تاخیر۔

6-جب انسان پر موت کا وقت آجائے۔ موت سامنے نظر آ رہی ہو تو توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کفر پہ مرنے والوں کیلئے کوئی توبہ نہیں۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَن تَرِثُوا۟ ٱلنِّسَآءَ كَرْهًا ۖ وَلَا

اے ایمان والو! تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ تم زبردستی عورتوں کے وارث بن بیٹھو[1] اور نہ ہی

تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا۟ بِبَعْضِ مَآ ءَاتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّآ أَن يَأْتِينَ

انہیں اس لئے روکے رکھو[2] کہ جو مال (حق مہر وغیرہ) تم انہیں دے چکے ہو اس کا کچھ حصہ اڑا لو الا یہ کہ وہ

بِفَٰحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوهُنَّ بِٱلْمَعْرُوفِ ۚ فَإِن كَرِهْتُمُوهُنَّ

صریح بے حیائی کا ارتکاب کریں[3] اور ان کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی بسر کرو اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں

فَعَسَىٰٓ أَن تَكْرَهُوا۟ شَيْـًٔا وَيَجْعَلَ ٱللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا ﴿١٩﴾ وَإِنْ

تو ہو سکتا ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناگوار ہو مگر اللہ نے اس میں بہت بھلائی رکھ دی ہو[4]O اور اگر

أَرَدتُّمُ ٱسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَءَاتَيْتُمْ إِحْدَىٰهُنَّ قِنطَارًا

تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی لانا چاہو اور تم نے اسے خواہ خزانہ بھر مال دیا ہو

فَلَا تَأْخُذُوا۟ مِنْهُ شَيْـًٔا ۚ أَتَأْخُذُونَهُۥ بُهْتَٰنًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ﴿٢٠﴾ وَ

تو اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لو کیا تم اس[5] پر بہتان رکھ کر اور صریح گناہ کے مرتکب ہو کر اس سے مال لینا چاہتے

كَيْفَ تَأْخُذُونَهُۥ وَقَدْ أَفْضَىٰ بَعْضُكُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ وَأَخَذْنَ مِنكُم

ہو؟O اور تم لے بھی کیسے سکتے ہو جبکہ تم ایک دوسرے سے لطف اندوز ہو چکے ہو اور وہ تم سے

مِّيثَٰقًا غَلِيظًا ﴿٢١﴾ وَلَا تَنكِحُوا۟ مَا نَكَحَ ءَابَآؤُكُم مِّنَ ٱلنِّسَآءِ إِلَّا مَا قَدْ

پختہ عہد لے چکی ہیں[6]O اور جن عورتوں کو تمہارے باپ نکاح میں لا چکے ہوں ان سے نکاح نہ کرو[7] مگر پہلے

سَلَفَ ۚ إِنَّهُۥ كَانَ فَٰحِشَةً وَمَقْتًا وَسَآءَ سَبِيلًا ﴿٢٢﴾ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ

ع ٣ ٨ ١٤

جو ہو چکا سو ہو چکا یہ بڑی بے حیائی اور بیزاری کی بات ہے اور برا دستور ہےO تم پر حرام کی گئیں

أُمَّهَٰتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَٰتُكُمْ وَعَمَّٰتُكُمْ وَخَٰلَٰتُكُمْ وَبَنَاتُ ٱلْأَخِ وَبَنَاتُ

تمہاری مائیں،[8] تمہاری بیٹیاں،[9] تمہاری بہنیں،[10] تمہاری خالائیں، بھتیجیاں،

ٱلْأُخْتِ وَأُمَّهَٰتُكُمُ ٱلَّٰتِىٓ أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَٰتُكُم مِّنَ ٱلرَّضَٰعَةِ وَ

بھانجیاں[11] اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہو اور تمہاری دودھ شریک بہنیں اور

أُمَّهَٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَٰٓئِبُكُمُ ٱلَّٰتِى فِى حُجُورِكُم مِّن نِّسَآئِكُمُ ٱلَّٰتِى

تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہاری بیویوں کی وہ لڑکیاں جو تمہاری گود میں پرورش پا رہی ہو بشرطیکہ

دَخَلْتُم بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَكُونُوا۟ دَخَلْتُم بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ

تم اپنی بیویوں سے صحبت کر چکے ہو اور اگر ابھی تک صحبت نہیں کی، تو (ان کو چھوڑ کر ان کی لڑکیوں سے نکاح

وَحَلَٰٓئِلُ أَبْنَآئِكُمُ ٱلَّذِينَ مِنْ أَصْلَٰبِكُمْ وَأَن تَجْمَعُوا۟ بَيْنَ

میں) تم پر گناہ نہیں[12] اور تمہارے ان بیٹوں کی بیویاں بھی (حرام ہیں) جو تمہاری صلب سے ہوں نیز دو بہنوں

ٱلْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٢٣﴾

کو اپنے نکاح میں جمع کرنا[13] مگر جو پہلے گزر چکا (سو گزر چکا) بلاشبہ اللہ بہت بخشنے والا رحیم ہےO

1-حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ عربوں میں دستور تھا کہ جب کوئی مرجاتا تو اسکی بیوی بھی ترکہ کا مال تصور ہوتی۔ چاہے تو خود اس سے نکاح پڑھ لیتے۔ چاہتے تو کسی اور سے نکاح کر دیتے اور چاہتے تو بلا نکاح ہی رہنے دیتے۔

(بخاری)

2-عورت پہ ظلم کا یہ ایک طریقہ بھی روا رکھا جاتا ہے کہ جس عورت کو طلاق دینا منظور ہوتا اسے سیدھی سادھی طلاق دینے کی بجائے اتنا تنگ کیا جاتا کہ وہ خود ہی اپنے حقوق سے دستبردار ہو کر گلو خلاصی کرانے کا سوچتی ہے۔

3-بدکاری' فساد یا نافرمانی ایسے حالات میں خاوند کو مذکورہ بالا رویہ اختیار کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

4-اللہ تعالیٰ نے یہاں انتہائی حکیمانہ انداز میں مردوں کو یہ مشورہ دیا ہے کہ طلاق کی بجائے بسانے کی کوشش ہی کرو تو بہتر ہے۔ فرمان رسول ﷺ ہے۔

"کوئی مومن (اپنی) مومنہ (بیوی) سے بغض نہ رکھے اگر اسکی کوئی عادت ناپسند ہوگی تو ضرور کوئی دوسری پسند ہوگی۔"

(مسلم)

5-حق مہر یا اسکے علاوہ کچھ بھی دیا ہو تو واپس طلب نہ کیا جائے۔ دے کر واپس لینا تو ویسے ہی معیوب ہے۔ حضرت ابن عباس ؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمان رسول ﷺ ہے۔

"اپنے صدقہ یا (ہبہ) کو واپس لینے والا کتے کی طرح ہے جو قے کر کے چاٹ لیتا ہے۔"

(بخاری)

6-تم نے ایک دوسرے کے ساتھ ازدواجی تعلقات بھی قائم کئے تو مہر کی واپسی کا مطالبہ ناجائز ہوا۔ دوسری جانب نکاح کے وقت تم نے نان نفقہ کی ذمہ داری پوری کرنے کا عہد لیا گیا تھا۔ چنانچہ کسی بھی چیز کی واپسی کا مطالبہ درست نہیں ہے بلکہ اللہ کا حکم تو یہ ہے کہ انہیں کچھ دے دلا کر بھلے انداز سے رخصت کرو۔

7-یعنی سوتیلی مائیں۔ آئندہ سے ان سے نکاح حرام ہے۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ فرمان رسول ﷺ ہے۔

جو (عورتیں) نسب کی رو سے حرام ہیں وہ رضاعت سے بھی حرام ہو جاتی ہیں۔

(بخاری)

8-ان میں نانیاں اور دادیاں وغیرہ بھی شامل ہیں۔

9-ان میں پوتیاں' دوہتیاں وغیرہ بھی شامل ہیں۔

10-سگی بہنیں' علاتی اور خیافی بہنیں بھی شامل ہیں۔

11-بھتیجاں بھانجیاں اور انکی بیٹیاں۔

12-یعنی ان سے علیحدگی کے بعد انکی لڑکیوں سے نکاح کرنے میں کچھ حرج ہنیں۔

13-سالیاں جب تک بہن نکاح میں ہے۔ سنت سے پھوپھی بھتیجی اور خالہ بھانجی کو جمع کرنے کی ممانعت بھی ثابت ہے۔ اس کے علاوہ وہ آیت نمبر 24 کی رو سے تمام شادی شدہ عورتیں بھی حرام ہیں۔

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ

نیز تمام شوہروں والی عورتیں بھی (حرام ہیں) مگر وہ کنیزیں جو تمہارے قبضہ میں آجائیں[1] تمہارے لئے یہی اللہ کا

اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ

قانون ہے ان کے ماسوا عورتیں اپنے مال کے ذریعہ حاصل کرنا تمہارے لئے جائز قرار دیا گیا ہے

مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ۗ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ

بشرطیکہ اس سے تمہارا مقصد نکاح ہو، محض شہوت رانی نہ ہو پھر ان میں سے جن سے تم لطف اٹھاؤ (انہیں

اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ۗ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ

ان کے مقررہ حق مہر ادا کرو ہاں اگر مہر مقرر ہو جانے کے بعد زوجین میں باہمی رضامندی سے کوئی

الْفَرِيْضَةِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۲۴﴾ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ

سمجھوتہ ہو جائے تو پھر تم پر کوئی گناہ نہیں اللہ یقیناً سب کچھ جاننے والا حکیم ہے۔○ اور جو شخص کسی

طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ

آزاد عورت کو نکاح میں لانے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ کسی مومنہ کنیز سے نکاح کر لے جو تمہارے

فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ۗ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ۗ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ

قبضہ میں ہوں اور اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان کا حال خوب جانتا ہے وہ سب ایک ہی جنس سے ہیں لہٰذا

فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ

ان کے مالکوں کی اجازت سے ان سے نکاح کر سکتے ہو اور دستور کے مطابق ان کے مہر دو تاکہ وہ نکاح

غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ

میں آجائیں نہ کہ شہوت رانی اور خفیہ آشنائیاں کرتی پھریں نکاح میں آنے کے بعد بھی بدکاری

بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ۗ ذٰلِكَ

کی مرتکب ہوں تو ان کی سزا آزاد عورتوں کی سزا سے نصف ہے یہ

لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ۗ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

تم میں سے اس کے لئے ہے جو گناہ سے ڈرتا ہو اور اگر تم صبر کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے اور اللہ بہت

رَّحِيْمٌ ﴿۲۵﴾ يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ

رحم والا ہے○ اللہ چاہتا ہے کہ تمہیں واضح کردے اور ان لوگوں کے طریقوں پر تمہیں چلائے

قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۶﴾ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ

جو تم سے پہلے ہیں اور تم پر نظر رحمت کرے اور اللہ سب جاننے والا حکمت والا ہے○ اللہ چاہتا ہے کہ تم پر

عَلَيْكُمْ ۫ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ﴿۲۷﴾

مہربانی کرے مگر جو اپنی خواہشات کے تابع ہیں وہ یہ چاہتے ہیں کہ تم راہ راست سے بھٹک کر دور چلے جاؤ○

يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ﴿۲۸﴾

اللہ چاہتا ہے کہ تم سے تخفیف کرے کیونکہ انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے○

1-اسلام نے غلام اور لونڈیوں کی تعداد کو معاشرہ میں کم از کم کیا ہے اور کئی اصلاحات وضع کر کے اس میں خرابیوں کو کم از کم کردیا ہے۔ اور غلاموں اور لونڈیوں کیلئے سہولتیں مہیا کردی ہیں۔ اسے بالکل ختم کرنا یا ممنوع قرار دینا ممکن نہ تھا کیونکہ جنگوں میں مسلمان خواتین کو بھی جنگی قیدی بنالیا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ دشمن انہیں مائیں یا بہنیں بنا کر تو نہیں رکھتا اور نہ ہی انہیں اسکا پابند کیا جاسکتا ہے۔ موجود دور میں فاتح افواج مفتوح قوم کی خواتین سے جو سلوک کرتی ہیں وہ سب جانتے ہیں۔ چنانچہ اسکے مقابلہ میں جو غیر مسلم خواتین مسلمانوں کی جنگی قیدی بنیں تو ان سے تمتع کا کوئی طریقہ وضع نہ کرنا معاشرہ میں کئی اخلاقی خرابیاں پیدا کرنے کا سبب ہوتا۔ اسکے علاوہ انکی خوراک اور دیکھ بھال پہ اٹھنے والے اخراجات ایک اضافی بوجھ ہوتا۔ اسلام نے درج ذیل اصلاحات کر کے اسے ایک مہذب شکل دے دی۔

(ا)۔ کئی گناہوں کا کفارہ گردن آزاد کرنا قرار دیا گیا۔

(ب)۔ گردن آزاد کرنے کی ترغیب دی گئی۔ حضرت ابی موسیٰ سے روایت ہے کہ فرمان رسول ﷺ ہے۔

"جس شخص کے پاس کوئی لونڈی ہو اسکی اچھی طرح پرورش کرے اور وہ اسکی تعلیم و تربیت کرے، ادب سکھائے پھر آزاد کر کے نکاح کر لے تو اس کیلئے دوہرا اجر ہے۔

(بخاری)

(ج)۔ صرف اس قیدی عورت سے تمتع کیا جاسکتا ہے جو امیر لشکر یا حکومت (Competitive Authority) دیگر اموال غنیمت کی طرح کسی مجاہد کی ملکیت میں دے۔ اس سے پہلے اگر کوئی شخص کسی عورت سے تمتع کرے گا تو وہ دو گناہوں کا مرتکب ہوگا۔ ایک زنا اور دوسرے مشترکہ اموال غنیمت کی تقسیم سے قبل اس میں خیانت کا۔

(د)۔ حیض آنے یا وضع حمل تک اس سے جماع نہیں کیا جاسکتا۔

(ر)۔ جس کی ملکیت میں یہ لونڈی ہوگی اسکے علاوہ اور کوئی اس سے جماع نہیں کر سکتا۔

(س)۔ اگر اس ملک یمین سے اولاد پیدا ہو جائے تو پھر اسے فروخت نہیں کیا جاسکتا۔ مالک کے مرنے کے بعد وہ از خود آزاد ہو جائے گی۔

مذکورہ بالا دلائل میں ان مستشرقین کا رد کیا گیا ہے جو کہ اسلام کا مطالعہ ہی اس پہ اعتراضات کرنے کیلئے کرتے ہیں۔ یہ لوگ اس لئے زیادہ خطرناک ہیں کہ وہ قرآن یا سنت کی تاویل کر کے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اسلام نے ملک یمین کی اجازت کو رد انہیں رکھا۔ کبھی وہ کہتے ہیں کہ ان سے بھی نکاح کے بغیر تمتع نہیں کیا جاسکتا۔ حالانکہ اگر یہی بات ہوتی تو پھر ان میں اور عام بیویوں میں کیا فرق رہ جاتا ہے۔ پھر قرآن میں اسے علیحدہ بیان کرنے کا کیا تک ہو سکتا ہے؟ اسکی دلیل وہ یہ دیتے ہیں کہ اللہ نے اس آیت میں نکاح کرنے کا ذکر کیا ہے مگر انہیں آگے "اھلھن" نظر نہیں آتا حالانکہ اگر وہ خود سرپرست ہو تو اجازت کس سے ہوگی؟ یہاں ایسی لونڈیوں کا ذکر ہے جو کسی اور کی سرپرستی میں ہوں۔ تو ایسی صورت میں انکے سرپرست کی اجازت سے نکاح کرنا ہوگا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ

اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل طریقوں سے نہ کھاؤ [1]

اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۟ وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ

الا یہ کہ تمہاری باہمی رضامندی سے آپس میں لین دین ہو [2] اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو [3]

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۲۹﴾ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا

بلاشبہ اللہ تم پر نہایت مہربان ہےO اور جو شخص ازراہ ظلم و زیادتی ایسے کام کرے گا [4]

فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾ اِنْ

ہم جلد ہی اسے جہنم میں ڈال دیں گے اور اللہ کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیںO تم اگر

تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ

بڑے بڑے گناہوں سے بچتے رہے تو ہم تمہاری چھوٹی برائیوں کو نظرانداز کردیں گے اور تمہیں عزت

مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ

کی جگہ داخل کریں گےO اور جو اللہ نے تم میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے تو اس کی ہوس نہ کرو [5]

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ

مردوں کے لئے ان کی کمائی کے مطابق ان کا حصہ (ثواب) ہے اور عورتوں کے لئے ان کی کمائی کے مطابق ان کا

وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۳۲﴾ وَلِكُلٍّ

حصہ ہے ہاں اللہ سے اس کے فضل کی دعا مانگتے رہا کرو یقیناً اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہےO جو

جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ؕ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ

کچھ ترکہ والدین یا قریبی رشتہ دار چھوڑیں ہم نے اس کے وارث مقرر کردیئے ہیں اور جن لوگوں سے تم نے

اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۳۳﴾ ع

عقد (موالات) باندھ رکھا ہے انہیں ان کا حصہ ادا کرو [6] یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر حاضر و ناظر ہےO

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى

[7] مرد عورتوں کی معاش کے ذمہ دار اور منتظم ہیں اس لئے کہ اللہ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دے رکھی ہے

بَعْضٍ وَّبِمَاۤ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ

اور اس لئے بھی کہ وہ اپنے مال خرچ کرتے ہیں لہٰذا نیک عورتیں وہ ہیں جو فرمانبردار اور ان کی عدم

لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ

موجودگی میں اللہ کی حفاظت میں (مال و آبرو) کی حفاظت کرنے والی ہوں اور جن سے تمہیں سرکشی کا اندیشہ ہو

وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ

انہیں سمجھاؤ (نہ سمجھیں) تو خواب گاہوں میں ان سے الگ رہو (پھر نہ سمجھیں تو) انہیں مارو [8] پھر اگر وہ مطیع

فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ﴿۳۴﴾

ہوجائیں تو خواہ مخواہ ان پر زیادتی کے بہانے تلاش نہ کرو یقیناً اللہ بلند رتبہ اور بڑی شان والا ہےO

1- باطل سے مال کھانے کے کئی طریقے ہیں۔ مختصراً جس جس طریقے سے مال کمانے سے قرآن وسنت میں منع کیا گیا ہے وہ سب باطل ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ

"ایک دفعہ آپ ﷺ کا ایک غلہ کے ڈھیر پر سے گزر ہوا۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس میں داخل کیا تو انگلیوں کو نمی محسوس ہوئی۔ آپ ﷺ نے پوچھا اے غلہ والے یہ کیا؟ وہ کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ بارش ہوگئی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو تو نے اسے (اس نمدار غلے کے) ڈھیر کے اوپر کیوں نہ رکھا کہ لوگ اسے دیکھ لیتے۔ پھر فرمایا جس نے دھوکہ دیا اسکا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔"

(مسلم)

2- حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"بائع اور مشتری صرف اس حال میں جدا ہوں کہ وہ ایک دوسرے سے راضی ہوں۔" (ترمذی)

3- ایک دوسرے کو قتل نہ کرو۔ گویا (حرام مال کھاکے) معاشی قتل نہ کرو اور جسمانی قتل بھی نہ کرو یا حرام مال کھانے کے علاوہ اور بھی کوئی ایسا کام نہ کرو جو دنیا یا آخرت میں تمہیں ہلاکت سے دوچار کردے۔

4- یعنی جو سمجھتے بوجھتے اللہ کی معصیت کرے گا اسکی سزا جہنم ہے۔

5- حضرت ام سلمٰی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ

"مرد غزوات میں شامل ہوتے ہیں جبکہ عورتیں شامل نہیں ہوتیں اور عورتوں کیلئے نصف میراث ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔" (ترمذی)

6- حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ

موالی سے مراد وارث ہیں اور ﴿وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ مہاجر اپنے انصاری بھائی کا وارث ہوتا اور انصاری کے رشتہ داروں کو ترکہ نہ ملتا کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے مواخات کرادی تھی۔ پھر (جب مسلمانوں کی معیشت سنبھلی) تو یہ آیت اتری ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ﴾ تو اب ایسے بھائیوں کو ترکہ ملنا موقوف ہوگیا۔ اب ﴿وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ سے مراد وہ لوگ ہیں جن سے قسم کھاکر دوستی اور خیرخواہی کا عہد کیا جائے۔ ان کیلئے ترکہ نہ رہا البتہ وصیت باقی ہے۔

(بخاری)

7- یہ آیت اپنے معانی ومفہوم میں بالکل واضح ہے مگر مردوزن کی اندھی مساوات کے دعویدار کھینچا تانی کرکے مفہوم تبدیل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جن سوسائٹیوں کو انہوں نے اپنی رہبرو رہنما مان لیا ہے وہ انہیں باور کرانے میں کامیاب ہوچکے ہیں کہ مسلمانوں میں انحطاط کی وجہ عورت کا مردوں کے شانہ بشانہ میدان عمل میں نہ کودنا ہے۔

حالانکہ مذکورہ معاشرے اب خود بھی عورت کو باہر گھسیٹ لانے کے نقصانات کا مشاہدہ کرچکے ہیں۔ اور اپنے افکار میں تبدیلی لارہے ہیں۔ مگرانکے مسلمان خیرخواہ اپنے آقاؤں سے زیادہ پھرتیلے واقع ہوئے ہیں ان کی واپسی (Deprogramming) میں وقت لگے گا۔

8- اصلاح کی کوششوں میں مارنا آخری حد ہے۔ آپ ﷺ نے سخت چوٹ اور چہرہ پہ مارنے سے منع فرمایا ہے۔

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ

اور اگر تمہیں زوجین کے باہمی تعلقات بگڑ جانے کا خدشہ ہو تو ایک ثالث مرد کے خاندان سے

وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ؕ

اور ایک عورت کے خاندان سے مقرر کرلو اگر وہ صلح[1] چاہتے ہوں تو اللہ ان میں موافقت پیدا کردے گا[2]

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ﴿٣٥﴾ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا

اللہ تعالیٰ یقیناً سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہےO اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو

بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَ

شریک نہ بناؤ[3]، والدین سے اچھا سلوک کرو[4] نیز قریبی رشتہ داروں[5]، یتیموں[6]،

الْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ

مسکینوں، رشتہ دار، ہمسایوں اور اجنبی ہمسایوں اپنے ہم نشین

بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا

اور مسافر، ان سب سے اچھا سلوک کرو، نیز ان لونڈی غلاموں سے بھی جو تمہارے قبضہ میں ہیں[7] اللہ یقیناً

يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ﴿٣٦﴾ ۙ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ

مغرور اور خود پسند بننے والوں کو پسند نہیں کرتا[8]-O جو لوگ بخل کرتے ہیں[9] اور دوسروں کو بھی بخل کی

النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ

ہدایت کرتے ہیں اور جو کچھ اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دے رکھا ہے اسے ظاہر نہیں ہونے دیتے

اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿٣٧﴾ ۚ وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ

ایسے کافرین نعمت کے لئے ہم نے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہےO اور ان کے لئے بھی جو اپنے مال

اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ

خرچ تو کرتے ہیں مگر لوگوں کو دکھانے کے لئے[10]، وہ نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں نہ آخرت کے دن پر

وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ﴿٣٨﴾ وَمَاذَا

اور (ان صفات رکھنے والے) جس شخص کا شیطان ساتھی بن گیا تو وہ بہت برا ساتھی ہےO اور ان کا کیا بگڑتا

عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ

تھا اگر اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لاتے اور جو اللہ نے انہیں مال و دولت دیا تھا اس میں سے خرچ

وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ﴿٣٩﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ

کرتے اور اللہ انہیں خوب جاننے والا ہےO اللہ کسی پر ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا اور اگر کسی نے کوئی نیکی

حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٤٠﴾ فَكَيْفَ

کی ہو تو اللہ اسے دوچند کردے گا اور اپنے ہاں سے بہت بڑا اجر عطا فرمائے گاO بھلا اس وقت

اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ ۢ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴿٤١﴾ ؕ

کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے، پھر ان پر (اے نبی ﷺ) آپ کو گواہ بنا دیں گے[11]O

1-مذکورہ تین طریقے استعمال کرنے کے بعد بھی سمجھوتے کی کوئی شکل نہ بنے تو پھر چوتھا طریقہ کوشش کردیکھا جائے کہ طلاق کو ٹالا جاسکے۔

2-یہ دونوں میاں بیوی بھی ہوسکتے ہیں اور حکم یعنی ثالث حضرات بھی ہوسکتے ہیں۔

3-سب سے بڑا گناہ شرک ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں آیت نمبر48-

4-والدین کے ساتھ حسن سلوک کی اہمیت کی وضاحت اسی بات سے ہو جاتی ہے کہ شرک کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔ بوڑھے والدین کی موجودگی میں جب کوئی انکی خدمت کرنیوالا نہ ہو آپ ﷺ نے جہاد یا حج کیلئے بھی نکلنے کی اجازت نہیں دی۔

5-حضرت عائشہ روایت کرتی ہیں کہ فرمان رسول ﷺ ہے۔

"رحم رحمٰن سے نکلا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رحم سے کہا کہ جو تجھے ملائے گا میں اسے ملاؤں گا اور جو تجھے قطع کرے گا میں اسے قطع کروں گا۔"

(بخاری)

6-یتیموں سے حسن سلوک کے سلسلہ میں دیکھئے آیات 2'6-

7-غلاموں اور لونڈیوں کے بارے میں مزید تفصیل کیلئے دیکھیں آیت 24

8-جو لوگ اپنے تکبر کی وجہ سے مذکورہ حسن سلوک نہیں کرتے۔

حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ فرمان رسول ﷺ ہے۔

"وہ شخص جنت میں نہ جائے گا جس کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہوگا۔"

(مسلم)

9-مال یا کرنسی کا مقصد باہمی لین دین میں سہولت پیدا کرنا ہے۔ جب کرنسی میں حرکت (Transactions) ہوتی ہے تو خوشحالی پیدا ہوتی ہے۔ جب کچھ احمق کرنسی کو اپنے ہاں روک لیں تو سوسائٹی میں مشکلات پیدا ہوتی ہے۔

حقیقت میں وہ احمق جو بخل سے کام لیتا ہے۔ مال کو روک کر مال سے خدمت لینے کی بجائے اسکی خدمت کرنا شروع کردیتا ہے۔ یہ لوگ عملاً اللہ کی نعمت کا کفران کرتے ہیں۔

10-دکھاوے کیلئے مال خرچ کرنا اصل میں اللہ اور یوم آخرت کے منکروں کا شیوہ ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں (البقرہ 264:2)

11-حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ مجھے قرآن سناؤ۔ میں نے عرض کیا بھلا میں آپ کو کیا سناؤں؟ آپ ﷺ پر تو قرآن اترا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا درست ہے مگر مجھے دوسرے سے سننا اچھا لگتا ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے سورۃ نساء پڑھنا شروع کی اور جب اس آیت پر پہنچا۔ ﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ﴾ تو آپ ﷺ نے فرمایا بس کرو۔ میں نے دیکھا کہ اس وقت آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔"

(بخاری)

قیامت کو ہر نبی کو اپنی امت کے بارے میں گواہی کیلئے بلایا جائے گا کہ کیا اس نے اللہ تعالیٰ کا پیغام بدرجہ اولیٰ اپنی امت کو پہنچا دیا تھا؟

یہ گواہی آپ ﷺ اپنی امت کے بارے میں بھی دیں گے۔ اسکے علاوہ امت کے صلحاء بھی یہ گواہی دیں گے۔

تفصیل کیلئے دیکھیں (النحل 89:16'84)

يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى

اس دن جن لوگوں نے کفر کیا اور رسول کی نافرمانی کی ہو گی، یہ تمنا کریں گے کہ کاش

بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ﴿۴۲﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

زمین پھٹ جائے اور وہ اس میں سما جائیں[1] اور وہ اللہ سے کوئی بات چھپا نہ سکیں گے ○ اے ایمان والو

اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا

نشے کی حالت میں صلاۃ کے قریب تک نہ جاؤ حتیٰ کہ تمہیں یہ معلوم ہو سکے کہ

مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ؕ

تم صلاۃ میں کہہ کیا رہے ہو[2] اور نہ ہی جنبی[3] نہائے بغیر نماز کے قریب جائے الا یہ کہ وہ راہ طے کر رہا ہو

وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ

اور اگر بیمار ہو یا حالت سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص رفع حاجت

الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا

کر کے آئے یا تم نے اپنی بیویوں کو چھوا ہو، پھر تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے

صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

تم اپنے چہروں اور ہاتھوں کا مسح کر لو[4] (اور نماز ادا کر لو) یقیناً اللہ تعالیٰ

عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۴۳﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ

نرمی سے کام لینے والا اور بخشنے والا ہے ○ کیا آپ نے ان لوگوں پر غور کیا ہے جنہیں کتاب کا کچھ علم[5] دیا گیا ہے

يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۴۴﴾ وَاللّٰهُ

جس سے وہ گمراہی ہی خریدتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی راہ حق سے بہک جاؤ ○ اور اللہ

اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۫ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ﴿۴۵﴾

تمہارے دشمنوں کو خوب جانتا ہے اور اللہ بطور حامی و ناصر تمہارے لئے کافی ہے ○

مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَ

یہودیوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو کتاب کے کلمات کو ان کے موقع و محل سے پھیر دیتے ہیں اور

يَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا

اپنی زبانوں کو مروڑ کر اور دین میں طعنہ زنی کرتے ہوئے کہتے ہیں : سمعنا اور عصینا

لَيًّاۢ بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِى الدِّيْنِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا

اور اسمع غیر مسمع اور راعنا اس کے بجائے اگر وہ سمعنا

وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَ

واطعنا اور اسمع اور انظرنا[6] کہتے تو یہ ان کے لئے بہتر اور بہت درست بات تھی

لٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۴۶﴾

مگر اللہ نے تو ان کے کفر کی وجہ سے ان پر لعنت کر دی ان میں سے ماسوائے چند لوگوں کے ایمان نہیں لاتے ○

1- جب ان لوگوں کے خلاف گواہیاں مکمل ہو جائیں گیں تو پھر وہ یہ خواہش کریں گے۔

2- اس سے پہلے سورۃ بقرہ میں بتلایا گیا تھا کہ شراب کے نقصانات اس کے فوائد سے زیادہ ہیں۔ اس آیت کے شان نزول کے بارے میں حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت علی ابن ابی طالب ﷛ سے روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف نے ہمارے لئے کھانا بنایا اور دعوت دی اور ہمیں شراب پلائی۔ شراب نے ہمیں مدہوش کر دیا اتنے میں صلوٰۃ کا وقت آ گیا۔ انہوں نے مجھے امام بنایا میں نے صلوٰۃ میں سورۃ کافرون ایسے تلاوت کی۔

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ. لَا اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ. وَنَحْنُ نَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ. تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(ترمذی)

اس کے بعد (المائدہ 5:91-92) میں شراب کو بالکل ممنوع قرار دے دیا گیا۔

3- حالت ناپاکی' مثلاً بیوی سے مباشرت کی ہو یا احتلام ہو یا حیض ونفاس کی حالت وغیرہ۔

4- اگر کوئی ایسا مریض ہو جس کیلئے پانی نقصان دہ ہو یا حالت سفر یا کسی اور وجہ سے پانی میسر نہ ہو تو تیمم کیا جا سکتا ہے۔ ایسی حالت میں تیمم وضو اور غسل دونوں کا قائم مقام ہو گا۔

حضرت عمار ﷛ (ابن یاسر) فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مجھے کسی مہم پہ بھیجا۔ اس دوران میں جنبی (ناپاک) ہو گیا۔ مجھے پانی نہ ملا تو میں نے مٹی میں اس طرح لوٹ لگائی جس طرح چوپایہ لوٹ لگاتا ہے۔ میں نے آپ ﷺ سے اسکا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا تمہارا اس طرح کرنا کافی تھا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی دونوں ہتھیلیوں کو ایک بار مٹی پر مارا پھر انہیں اپنے منہ کے قریب کیا اور ان پر پھونک ماری (زائد مٹی اڑا دی) پھر آپ ﷺ نے بائیں ہتھیلی سے دائیں ہاتھ کی پشت پر اور داہنی ہتھیلی سے بائیں ہاتھ کی پشت پر مسح کیا۔ پھر دونوں ہاتھوں سے اپنے چہرے کا مسح کیا۔

(بخاری)

5- یہود نے کتاب الٰہی کا کچھ حصہ گم کر دیا تھا تو اس لئے < نصیبا > کہا گیا ہے یا تورات' زبور وغیرہ سب کو کتاب کہا گیا ہے تو اسکا ایک حصہ تورات ہوا۔

6- یہود کو جب آپ ﷺ کوئی حکم دیتے تو بلند آواز سے سمعنا (سن لیا) کہتے اور آہستہ سے کہتے عصینا (ہم مانیں گے نہیں) یا اطعنا (ہم نے اطاعت کی) کو اس طرح مڑور کر کہتے کہ وہ اطعنا کی بجائے عصینا (ہم نے نافرمانی کی) بن جائے۔ جب کچھ پوچھنا درکار ہوتا تو اسمع (ہماری بات سنیں) کی بجائے راعنا (ہماری رعائت کریں) کہتے اور لسان کو مروڑ کر راعنا (ہمارے چرواہے) کہہ دیتے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا

اے اہل کتاب! جو ہم نے نازل (قرآن) کیا ہے اس پر ایمان لے آؤ یہ کتاب تصدیق کرتی ہے اس کی

مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ

جو تمہارے پاس ہے اس سے پہلے ایمان لاؤ کہ ہم تمہارے چہرے بگاڑ کر تمہاری پشتوں کی طرف پھیر دیں

اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۴۷﴾

یا تم پر ایسی پھٹکار ڈال دیں جیسی سبت والوں پر ڈالی تھی[1] اور اللہ کا حکم نافذ ہو کے رہتا ہےo

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ

بلاشبہ اللہ شرک کو کبھی معاف نہ کرے گا[2] اور اس کے علاوہ وہ جسے چاہے معاف

يَّشَاۗءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ﴿۴۸﴾

کر دیتا ہے اور جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنایا اس نے بہتان باندھا اور بہت بڑا گناہ کیاo

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۭ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ

کیا آپ نے ان لوگوں کی حالت پر غور کیا جو اپنی پاکیزگی نفس کی شیخی بگھارتے ہیں[3] حالانکہ پاک اللہ ہی کرتا ہے

يَّشَاۗءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۴۹﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَي

جسے چاہتا ہے اور ان پر ذرہ بھر[4] بھی ظلم نہیں کیا جائے گاo دیکھئے! یہ لوگ کس طرح خود ساختہ جھوٹ

اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۰﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ

اللہ پر لگاتے ہیں اور یہی گناہ ان کے گناہ گار ہونے پر کافی ہے۔o کیا آپ نے ان لوگوں پر غور کیا

اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ

جنہیں کتاب کا کچھ علم دیا گیا ہے وہ[5] جبت اور طاغوت[6] پر ایمان رکھتے ہیں

وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَاۗءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ

اور کافروں کے متعلق کہتے ہیں کہ ان ایمان والوں سے تو یہی لوگ زیادہ

اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ﴿۵۱﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يَّلْعَنِ

ہدایت یافتہ ہیں[7]۔o یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے اور جس پر اللہ لعنت

اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ﴿۵۲﴾ اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ

کر دے آپ اس کا کوئی مددگار نہ پائیں گےo یا ان کا حکومت میں کوئی حصہ ہے؟

فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ﴿۵۳﴾ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ

اگر ایسی صورت ہو تو وہ لوگوں کو پھوٹی کوڑی بھی نہ دیں[8]o یا وہ دوسرے لوگوں پر اس لئے حسد کرتے

عَلٰي مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ

ہیں[9] کہ اللہ نے اپنے فضل سے انہیں کچھ دے رکھا ہے پس ہم نے تو

اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿۵۴﴾

آل ابراہیم کو کتاب و حکمت بھی دی تھی اور بہت بڑی سلطنت بھی دے رکھی تھیo

---

1-اصحاب السبت کے بارے میں تفصیل کیلئے دیکھیں (الاعراف 7:167-162)

2-ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔ ﴿لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾
"اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تم خسارہ پانیوالوں سے ہو جاؤ گے۔"

(الزمر 39:65)

اور فرمایا ﴿اِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَ مَاْوَاهُ النَّارُ﴾ "جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کر دی اور اسکا ٹھکانہ جہنم ہے۔"

(المائدہ 5:72)

ابی درداء سے روایت ہے کہ فرمان رسول ﷺ ہے۔
((لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَاِنْ قُتِلْتَ اَوْحُرِّقْتَ))
"اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا خواہ تمہیں کاٹ دیا جائے یا جلا دیا جائے۔"

(ابن ماجہ)

حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ فرمان رسول ﷺ ہے۔
((اِنَّ الرُّقٰى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ))
دم، تعویز اور کونڈے شرک ہیں۔ (ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ فرمان رسول ﷺ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔
"میں اپنے حصہ داروں کی نسبت اپنا حصہ لینے سے بے نیاز ہوں جس شخص نے ایسا عمل کیا جس میں میرے ساتھ غیر کو شریک بنایا تو میں اس صاحب عمل کو اور اس عمل دونوں کو چھوڑ دیتا ہوں۔"

(مسلم)

3-یہود کبھی خود کو اللہ کا چہیتا کہتے کہ ہمیں جہنم میں نہیں ڈالا جائے گا مگر صرف چند دن کیلئے۔

حضرت ابی بکرۃ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔
"اگر کسی کی تعریف کرنا ضروری ہو تو ایسے کہا جائے کہ میں فلاں کے بارے میں ایسا گمان کرتا ہوں۔"

(بخاری ومسلم)

4-کھجور کی گٹھلی کے درمیان والے دھاگہ کو فتیل کہا جاتا ہے۔ یعنی انتہائی معمولی اور حقیر چیز۔

5-یہودیوں نے کتاب اللہ یعنی توراۃ کا ایک حصہ ضائع کر دیا تھا۔

6-خرافات واوہام کو جبت کہتے ہیں۔ ہر باطل قوت جس کی اطاعت پہ لوگ مجبور ہوں طاغوت کہلاتی ہے۔

7-جب یہود سے مشرکین مکہ نے پوچھا کہ ہم اچھے ہیں یا مسلمان تو کہنے لگے کہ تم ان سے اچھے ہو۔

8-یعنی بخیل اتنے ہیں کہ کسی کو کچھ نہ دیں۔ نقیر گٹھلی کے اوپر والے نقطہ کو کہتے ہیں۔

9-یہود کو حسد تھا کہ قیادت وسیادت کی ذمہ داری آل اسمٰعیل کو مل رہی ہے اور اسی حسد کی بنا پہ حق کو جانتے بوجھتے جھٹلاتے تھے۔

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ؕ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ

پھر ان میں سے کوئی تو اس پر ایمان لے آیا اور کوئی اس سے رکا رہا [1] ایسے باز رہنے والوں کو بھڑکتی ہوئی

سَعِيْرًا ﴿٥٥﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ؕ كُلَّمَا

جہنم ہی کافی ہے○ جن لوگوں نے ہماری آیات کا انکار کیا ہم یقیناً انہیں واصل جہنم کریں گے جب بھی

نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ

ان کے جسموں کی کھال گل جائے گی تو ہم دوسری کھال بدل دیں گے [2] تاکہ عذاب کا مزا چکھتے رہیں

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿٥٦﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اللہ تعالیٰ یقیناً زبردست اور حکمت والا ہے۔○ اور جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک عمل کئے

سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ

ہم عنقریب انہیں ایسے باغات میں داخل کریں گے جن میں نہریں بہ رہی ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے

لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۫ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ﴿٥٧﴾ اِنَّ اللّٰهَ

وہاں ان کے لئے پاک صاف بیویاں ہوں گی اور انہیں گھنی چھاؤں [3] میں داخل کریں گے○ (مسلمانو!) بلاشبہ اللہ

يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ

تمہیں حکم دیتا ہے کہ جو امانتوں [4] کے حقدار ہیں انہیں امانتیں ادا کردو اور جب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو

اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

تو انصاف سے فیصلہ کرو اللہ تعالیٰ یقیناً اچھی نصیحت کرتا ہے اور وہ

سَمِيْعًاۢ بَصِيْرًا ﴿٥٨﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا

سب کچھ سننے والا اور دیکھنے والا ہے○ اے ایمان والو! اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت

الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ

کرو [5] اور ان حاکموں [6] کی بھی جو تم میں سے ہوں پھر اگر کسی معاملہ پر تمہارے درمیان جھگڑا ہو جائے تو

اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ

اگر [7] تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف پھیر دو

ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿٥٩﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ

یہی بہتر اور انجام کے لحاظ سے اچھا ہے [8]○ (اے نبی!) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ کرتے ہیں

اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ

جو کچھ آپ کی طرف اتارا گیا وہ اس پر ایمان لائے ہیں اور اس پر بھی جو آپ سے پہلے اتارا گیا مگر چاہتے یہ ہیں

اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا

کہ اپنا مقدمہ طاغوت [9] کے پاس لے جائیں حالانکہ انہیں حکم یہ دیا گیا تھا کہ وہ طاغوت کے فیصلے تسلیم نہ کریں

بِهٖ ؕ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴿٦٠﴾

اور شیطان یہ چاہتا ہے کہ انہیں گمراہ کر کے بہت دور تک لے جائے○

ع 9 / 5

1-اس آیت کی تفسیر کئی طرح سے کی گئی ہے۔
(ا)۔ یہ یہود تو آل ابراہیم کے سب نبیوں پہ بھی ایمان نہ لائے۔ جو کہ انکی اپنی نسل کے نبی تھے تو پھر اگر آپ ﷺ پہ ایمان نہ لائیں تو تعجب کی کیا بات ہے؟
(ب)۔ آل ابراہیم کے کچھ لوگ تو آپ ﷺ پہ ایمان لے آئے ہیں یعنی آل اسماعیل۔
(ج)۔ آپ ﷺ پہ کچھ یہود ایمان لاتے ہیں اور کچھ انکار کرتے ہیں۔

2-تاکہ انکے عذاب میں کمی کی بجائے اضافہ ہوتا رہے۔ جلی ہوئی کھال پہ نسبتاً کم تکلیف محسوس ہوتی ہے۔

3-سہیل ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمان رسول ﷺ ہے۔
جنت میں ایک ایسا درخت ہے جس کا سایہ اتنا بڑا ہے کہ ایک تیز گھڑسوار سال میں بھی اسے طے نہیں کر سکے گا۔

(بخاری و مسلم)

4-بیت اللہ کی چابی عرصہ دراز سے حضرت عثمان ابن طلحہ رضی اللہ عنہ کے خاندان میں تھی۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے انہیں چابی لوٹائی اور آپ ﷺ یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے۔ تاہم یہ آیت حکم کے اعتبار سے عام ہے۔ جس کی امانت ہو اسے واپس کردو اور خیانت نہ کرو۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ ذمہ دارانہ مناصب ان کے اہل لوگوں کے حوالے کرو۔ امانت کا تیسرا مطلب حقوق میں ذمہ داری ہے یعنی تمہارے ذمہ حقوق ہیں وہ ذمہ داری سے بجالاؤ۔ یہ حکومت کے استحکام کی پہلی بنیاد ہے۔

5-اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی اطاعت غیر مشروط ہوگی۔ کیوں؟
اللہ تعالیٰ کا نمائندہ ہونے کی وجہ سے نبی کی اطاعت اللہ ہی کی اطاعت ہے۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی معلوم کرنے کا کوئی اور ذریعہ ہی نہیں۔
فرمان باری تعالیٰ ہے۔
"جو رسول کی اطاعت کرے اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی۔"
(النساء 80:4)

6-تیسری اطاعت، اولی الامر یعنی ان حکام کی ہے جو مسلمان ہوں اور کسی ذمہ دارانہ منصب پہ فائز ہوں یا انتظامیہ سے تعلق رکھتے ہوں یا عدلیہ سے یا علماء مجتہدین سے انکی اطاعت صرف اس صورت میں ہوگی جبکہ وہ اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کے خلاف نہ ہو۔

7-اگر حاکم اور رعایا آپس میں ہی کوئی تنازع پیدا ہو جائے تو اسے کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی جانب لوٹایا جائے یعنی انکی حیثیت حکم کی ہوگی۔ اس آیت سے تقلید جامد کی نفی ثابت ہوتی ہے۔

8-ایمان باللہ اور بالآخرت کا لازمی نتیجہ یہ ہی ہونا چاہئے کہ تم بیان کردہ ان اصولوں میں کوتاہی نہ کرو ورنہ تمہارا یہ ایمان کامل نہ ہوگا۔

9-ہر ایسی قوت جو اللہ کے مقابلے میں اپنا حکم لوگوں پہ مسلط کرنا چاہے طاغوت ہے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ

اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ اس چیز کی طرف آؤ جو اللہ نے نازل کی ہے اور رسول کی طرف آؤ

رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ﴿٦١﴾ فَكَيْفَ اِذَآ

تو آپ منافقوں کو دیکھیں گے کہ وہ آپ کے پاس آنے سے گریز کرتے ہیں[1]○ پھر ان کا کیا حال ہوتا ہے

اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ

جب ان کے کرتوتوں کی بدولت ان پر کوئی مصیبت آ پڑتی ہے؟ وہ آپ کے پاس قسمیں

يَحْلِفُوْنَ ۖ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ﴿٦٢﴾ اُولٰٓئِكَ

کھاتے ہوئے آتے ہیں کہ واللہ ہمارا ارادہ تو بھلائی اور باہمی موافقت کے سوا کچھ نہ تھا[2]○ ایسے لوگوں

الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۤ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ

کے دلوں میں جو کچھ ہوتا ہے اللہ اسے خوب جانتا ہے سو آپ ان سے اعراض کیجئے اور نصیحت کیجئے

وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًاۢ بَلِيْغًا ﴿٦٣﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ

اور ایسی بلیغ بات کہیئے جو ان کے دلوں میں اتر جائے[3]○ اور (بتلایئے کہ) ہم نے جو رسول بھی

رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

بھیجا ہے، صرف اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے[4] اور اگر انہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا

جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ

[5] تو اس وقت آپ کے پاس آجاتے اور اللہ سے بخشش طلب کرتے اور رسول بھی ان کے لئے بخشش طلب کرتا

لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿٦٤﴾ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

تو یقیناً اللہ کو توبہ قبول کرنے والا رحیم پاتے۔○ تمہارے رب کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتے

حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ

جب تک اپنے تنازعات میں آپ کو حکم تسلیم نہ کریں پھر آپ جو فیصلہ کریں اس کے متعلق اپنے دلوں میں

حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿٦٥﴾ وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا

گھٹن بھی محسوس نہ کریں اور اس فیصلہ پر پوری طرح سر تسلیم خم نہ کر دیں[6]○ اور اگر ہم ان پر

عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا

واجب کر دیتے کہ وہ اپنے آپ کو قتل کریں یا اپنے گھروں سے نکل جائیں[7] تو

فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ

ماسوائے چند آدمیوں کے ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ کرتا اور اگر وہ وہی کچھ کرلیتے جو انہیں نصیحت کی جاتی ہے

بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ﴿٦٦﴾ ۙ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ

تو یہ بات ان کے حق میں بہتر اور زیادہ ثابت قدمی کا موجب بن جاتی○ اس صورت میں ہم انہیں اپنے ہاں سے

لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٦٧﴾ ۙ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿٦٨﴾

بڑا اجر بھی دیتے○ اور انہیں صراط مستقیم کی ہدایت دیئے رکھتے۔○

1-اگر مفاد آپ ﷺ کی عدالت میں نظر نہ آتا تو یہود یا سرداران قریش کے پاس مقدمات لے جانا چاہتے جبکہ مومنین صادقین کا حال تو یہ ہوتا ہے۔

”مومنو کی تو بات ہی یہ ہوتی ہے کہ جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کریں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی۔“

(النور 24:51)

2-یعنی اپنی خباثت کے نتیجے میں مشکلات میں پھنستے ہیں تو صفائیاں پیش کرنے لگتے ہیں کہ ہمارا ارادہ صرف صلح صفائی کا تھا۔

3-انہیں دل نشین انداز میں وعظ و نصیحت کیجئے۔

4-رسول تو بھیجا ہی اس لئے جاتا ہے کہ اسے دل وجان سے حکم و فیصل بنایا جائے اور اس کی اطاعت کی جائے۔

5-بعض لوگ اس آیت سے یہ مفہوم نکالتے ہیں کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی آپ ﷺ سے استغفار کرائی جاسکتی ہے۔ قرآن مجید کی آیت اور دیگر تمام آیات اور سنت مبارکہ اور صحابہ اور تابعین کا عمل اس فکر سے بری ہے۔ اور یہ عقیدہ توحید کی بنیاد کے بھی خلاف ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ مفہوم لیا جاسکتا ہے کہ کسی نیک یا اللہ والے سے استغفار کروالی جائے۔

6-حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ زبیر رضی اللہ عنہ (میرے باپ) اور ایک انصاری میں حرہ میں واقع پانی کی نالی پہ جھگڑا ہوا۔ آپ ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو کہا کہ تم اپنے درختوں کو پانی پلالو پھر اسے اپنے ہمسائے کے باغ میں جانے دو۔ یہ سن کر انصاری کہنے لگا کیوں نہیں آخر زبیر آپ ﷺ کی پھوپھی کا بیٹا جو ہوا۔ اس پر آپ کا رنگ متغیر ہوگیا اور آپ نے زبیر کو کہا زبیر اپنے کھیت کو پانی پلاؤ اور جب تک پانی منڈیروں تک نہ پہنچ جائے اس کیلئے پانی نہ چھوڑو۔

(بخاری)

یعنی جب انصاری نے آپ کو غصہ دلادیا تو آپ ﷺ نے انصاف والا حکم جاری فرمایا جبکہ آپ کے پہلے حکم میں دونوں کی رعائت ملحوظ تھی۔ زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ آیت کے شان نزول کے سلسلہ میں ایک یہودی اور منافق کا مقدمہ کا ذکر کیا جاتا ہے وہ روایت مرسل غریب ہے اور قابل اعتبار نہیں۔

منکرین حدیث کیلئے یہ ایک قابل غور مقام ہے۔ اسکے علاوہ مقلدین کیلئے بھی لمحہ فکریہ ہے جو قول امام کے مقابلے میں صحیح حدیث سے گھٹن محسوس کرتے ہیں۔

7-ایسے منافقین جوکہ آپ ﷺ کے فیصلے کو قبول کرنے پہ آمادہ نہیں اگر کسی بنا پہ ہم ان پر باہمی قتل واجب کردیتے جیساکہ بچھڑے کی عبادت کرنیوالوں کے لئے کیا گیا یا انہیں جلاوطنی کا کہتے تو انہیں ایسی قربانیاں دینی پڑتیں جبکہ ان کی حالت یہ ہے کہ وہ سہل حکم بھی بخوشی قبول نہیں کرتے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ

اور جو شخص اللہ اور رسول کی اطاعت کرتا ہے تو ایسے لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے

اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ

انعام کیا ہے[1] یعنی انبیاء، صدیقین، شہیدوں اور صالحین کے ساتھ

وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿٦٩﴾ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى

اور رفیق ہونے کے لحاظ سے یہ لوگ کتنے اچھے ہیں۔O ایسا فضل اللہ ہی کی طرف سے ہوگا اور

بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿٧٠﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا

اللہ کا علیم ہونا کافی ہے۔O اے ایمان والو! اپنے دفاع کا سامان ہر وقت اپنے پاس رکھو،[2] پھر خواہ الگ

ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ﴿٧١﴾ وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ

الگ دستوں میں یا سب اکٹھے مل کر کوچ کروO تم میں سے کوئی ایسا بھی[3] ہے جو پیچھے رہ جاتا ہے

اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ

پھر اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچ جائے تو کہتا ہے: "مجھ پر تو اللہ نے بہت احسان کیا ہے کہ میں ان میں

شَهِيْدًا ﴿٧٢﴾ وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ

موجود نہ تھا"O اور اگر تم پر اللہ کا فضل ہو جائے تو یوں بات کرتا ہے جیسے

تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ

تمہارے اور اس کے درمیان کوئی دوستی کا رشتہ تھا ہی نہیں[4] اور کہتا ہے: کاش! میں بھی ان کے ساتھ ہوتا تو کتنی

فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿٧٣﴾ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ

بڑی کامیابی سے ہمکنار ہو جاتاO لہذا جن لوگوں نے آخرت کے عوض دنیا کی زندگی

الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۭ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

کو بیچ دیا ہے انہیں اللہ کی راہ میں لڑنا چاہئے اور جو شخص اللہ کی راہ میں لڑتا ہے

فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٧٤﴾ وَمَا لَكُمْ

پھر خواہ وہ شہید ہو جائے یا غالب آ جائے تو جلد ہی (دونوں صورتوں میں) ہم اسے بہت بڑا اجر عطا کریں گے۔O[5]

لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ

(مسلمانو!) تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں جہاد نہیں کرتے جبکہ کئی کمزور[6] مرد،

وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا

عورتیں اور بچے ایسے ہیں جو یہ فریاد کرتے ہیں کہ: اے ہمارے رب! ہمیں اس بستی سے نکال جس کے باشندے

مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ

ظالم ہیں اور اپنی جناب سے ہمارے لئے کوئی

لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۙ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ﴿٧٥﴾

حامی مقرر کردے اور اپنی جناب سے ہی کوئی مددگار بھی پیدا فرما دے"O

1-اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کے یہ ثمرات ہیں۔

حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے رسول آپ مجھے میری جان سے زیادہ عزیز ہیں اور میری اولاد سے زیادہ عزیز ہیں۔ میں جب اپنے گھر میں ہوتا ہوں تو صبر نہیں آتا حتیٰ کہ آپکو آکر دیکھ لیتا ہوں اور جب مجھے اپنی اور آپ ﷺ کی موت یاد آتی ہے تو سمجھتا ہوں کہ آپ جنت کے اعلیٰ مراتب میں نبیوں کے ساتھ ہوں گے اور میں جب جنت میں داخل ہو جاؤں گا تو آپ کو دیکھ نہ سکوں گا۔ آپ ﷺ نے کچھ جواب نہ دیا حتیٰ کہ جبرائیل یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔ (طبرانی)

اس آیت سے صحابہ اتنے خوش ہوئے جتنے کسی اور چیز سے خوش نہ ہوئے ہونگے۔

2-جنگ احد میں جبکہ ابو سفیان نے اپنی فتح کا اعلان کر رکھا تھا ارد گرد کے قبائل کے مسلمانوں کے خلاف حوصلے بڑھ گئے تھے۔ مدینہ کی حدود سے باہر مسلمانوں کا جان و مال محفوظ نہ تھا تو انہیں ہدایت دی گئی کہ محتاط و چاک و چوبند رہو۔ سامان دفاع ساتھ ہو اور اکا دکا نہ نکلو۔

3-یہ منافقین کا کردار ہے جو جہاد سے روکتے ہیں۔

4-گویا کہ اجنبی ہوں اور مسلمانوں سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔

5-یعنی ہر لحاظ سے فائدہ میں ہیں۔ شہید ہو جائیں یا فتح و نصرت کے ساتھ واپس آئیں۔ حضرت عبداللہ ابن ابی اوفی روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"خوب جان لو جنت تلواروں کے سایہ تلے ہے۔" (بخاری)

سہیل ابن سعد کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ کی راہ میں ایک صبح یا شام نکلنا دنیا و ما فیھا سے بہتر ہے۔" (بخاری)

حضرت ابی ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔

"جو شخص اس حال میں مرے کہ اس نے اللہ کے راستے میں جنگ کی اور نہ ہی کبھی اسکا خیال گزرا ہو تو اسکی موت نفاق کی ایک شاخ پہ ہوگی۔" (مسلم)

حضرت ابی ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ

"اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں۔" (بخاری و مسلم)

6-اس آیت میں ان کمزور مسلمانوں، بیواؤں اور بچوں کی طرف اشارہ ہے جو مکہ یا بعض قبائل میں آباد تھے اسلام قبول کر چکے تھے۔ ہجرت کی قدرت نہ رکھتے تھے۔ اس آیت میں ایسے مظلوم مسلمانوں کی مدد کیلئے جہاد کی ترغیب دی گئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ۔

رسول اللہ ﷺ ایسے لوگوں کے حق میں صلوٰۃ میں رکوع سے سر اٹھانے کے بعد دعا فرماتے کہ "یا اللہ ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام، عباس ابن ربیعہ اور دوسرے ناتواں مسلمانوں کو جو مکہ میں ہیں کافروں کی قید سے چھڑا دے۔ یا اللہ مضر کے کافروں پر سخت مواخذہ فرما اور ان پر ایسا قحط بھیج جیسا یوسفؑ کے زمانہ میں پڑا تھا۔" (بخاری)

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ تو اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں اور جو کافر ہیں

يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ

وہ طاغوت کی راہ میں، سو[1] ان شیطان کے دوستوں سے خوب جنگ کرو

اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ﴿۷۶﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ

یقیناً شیطان کی چال کمزور ہوتی ہے○ کیا آپ نے ان لوگوں کے حال پر غور نہیں کیا جنہیں کہا گیا تھا

لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ

کہ (ابھی جنگ سے) ہاتھ روکے رکھو اور (ابھی صرف) نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو پھر جب ان پر

عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ

جہاد فرض کیا گیا تو ان میں سے کچھ لوگ، لوگوں سے یوں ڈرنے لگے جیسے اللہ سے

اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْ

ڈرنا چاہیے یا اسے بھی زیادہ، اور کہنے لگے اے ہمارے رب! تو نے ہم پر جنگ کیوں فرض کی،

لَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۭ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ

ہمیں مزید کچھ عرصہ کے لئے کیوں مہلت نہ دی؟ آپ ان سے کہئے کہ: دنیا کا آرام تو چند روزہ ہے[2] اور

خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۣ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۷﴾ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا

ایک متقی کے لئے آخرت ہی بہتر ہے" اور ان پر ذرہ بھر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا[3]○ جہاں کہیں بھی تم ہو،

يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۭ وَاِنْ تُصِبْهُمْ

موت تمہیں آ ہی لے گی خواہ تم مضبوط قلعوں میں محفوظ ہو جاؤ[4] اور اگر انہیں کوئی

حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ

فائدہ پہنچے تو کہتے ہیں کہ "یہ اللہ کی طرف سے پہنچا ہے" اور اگر کوئی مصیبت پڑ جائے

يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ۭ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ فَمَالِ

تو کہتے ہیں کہ: یہ تمہاری وجہ سے پہنچی ہے[5]" آپ (ان سے) کہئے کہ "سب کچھ ہی اللہ کی طرف سے ہوتا ہے[6]"

هٰٓؤُلَاۗءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ﴿۷۸﴾ مَآ اَصَابَكَ مِنْ

آخر ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ بات کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کرتے۔○ اگر تمہیں کوئی فائدہ

حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۡ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ۭ وَاَرْسَلْنٰكَ

پہنچے تو وہ اللہ کی طرف سے ہے اور کوئی مصیبت پہنچے تو وہ تمہارے اپنے اعمال کی بدولت[7] ہے اور ہم نے

لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۷۹﴾ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ

آپ کو سب لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے اور اللہ کی گواہی ہی کافی ہے○ جس نے رسول کی اطاعت کی

فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿۸۰﴾ ؕ

تو اس نے اللہ کی اطاعت کی اور اگر کوئی منہ موڑتا ہے تو ہم نے آپ کو ان پر پاسبان بنا کر نہیں بھیجا۔○

1-دنیا میں لڑنے کی ضرورت تو ہر ایک کو پیش آتی ہے چاہے کوئی مسلمان ہو یا کافر مگر مقصد میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ شیطانی قوتیں طاغوت کیلئے ظلم وفسادات کیلئے لڑتی ہیں جبکہ اللہ کے سپاہی ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر اللہ کے راستے میں لڑتے ہیں۔

2-مکہ میں ابتداً مسلمانوں کو جنگ کی اجازت نہیں دی گئی تھی بلکہ انہیں حکم تھا کہ صبر اور استقامت سے مصائب برداشت کرتے جائیں۔ صلوٰۃ قائم کر کے اور زکوٰۃ ادا کر کے اللہ تعالیٰ سے تعلقات مضبوط بنیادوں پہ قائم کر لیں۔

حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ

حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف ﷺ اور ان کے ساتھی مکہ میں نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا "اللہ کے رسول ﷺ جب ہم مشرک تھے تو عزت والے تھے پھر جب ایمان لائے تو ذلیل ہو گئے۔" آپ ﷺ نے فرمایا (ابھی) مجھے درگزر کا حکم دیا گیا ہے لہٰذا جنگ نہ کرو پھر جب اللہ نے ہمیں مدینہ منتقل کر دیا تو ہمیں جنگ کا حکم دیا گیا اور بعض لوگ جنگ سے رک گئے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

(نسائی)

3-اسکا یہ مطلب قطعاً نہیں کہ یہ لوگ منافق تھے بلکہ پورے مومن ہونے کے باوجود ہر ایک کی استعداد ایک جیسی نہیں ہوتی۔ کوئی کسی کام کیلئے موزوں ہوتا ہے اور کوئی دوسرے کام کیلئے لہٰذا جن کمزور دل قسم کے لوگوں نے یہ بات کہی تھی اللہ تعالیٰ نے ان کی ڈھارس بندھائی۔

4-یہی ایک حقیقت ایسی ہے جس کا مسلمان، کافر، منافق، امیر غریب کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ موت تو آ کر رہے گی چاہے اتنے اونچے قلعہ میں چلے جاؤ جہاں کسی انسان کی پہنچ نہ ہو سکے یا اتنے مضبوط قلعہ میں چلے جاؤ جہاں کوئی داخل نہ ہو سکے۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (آل عمران 185:3)

5-منافقین کے خبث باطن کا اس سے اس سے اندازہ ہوتا ہے۔ ہر اچھائی کو آپ ﷺ سے منسوب نہ کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ سے منسوب کر دیتے جبکہ ہر برائی یا مصیبت کو رحمت للعالمین کے سر تھوپ دیتے۔ جیسے کہتے کہ جنگ احد کے موقع پہ واضح فتح نہ ہونا آپ ﷺ کی غلط تدبیر کا نتیجہ ہے۔ دوسری امتیں بھی اپنے انبیاء کو اس طرح سے تکلیف پہنچاتی رہی ہیں۔

فرمان باری تعالیٰ ہے۔

پھر جب انہیں کوئی بھلائی پہنچتی تو کہتے کہ ہم اسی کے مستحق تھے اور جو کوئی تکلیف پہنچتی تو اسے موسیٰ اور اسکے ساتھیوں کی نحوست بتلاتے۔

(الاعراف 131:7)

6-حقیقت میں فائدہ ہو یا نقصان سب کچھ اللہ ہی طرف سے ہوتا ہے۔ یہ مسلمانوں کا عقیدہ کا اہم جزو ہے۔ اس کی دلیل یہ آیت ہے۔

﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ﴾

اللہ نے تمہیں بھی پیدا کیا ہے اور ان اعمال کو بھی جو تم کرتے ہو۔

(الصافات 96:37)

7-یہ عقیدہ تقدیر کا دوسرا رخ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کرنے کے بعد کچھ اختیار بھی دیا ہے۔ اب دنیا میں جو بھی خرابی آتی ہے اس اختیار کے غلط استعمال سے آتی ہے۔

وَيَقُولُونَ طَاعَةٌ ۘ فَإِذَا بَرَزُوا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَائِفَةٌ

وہ (آپ سے) کہتے ہیں کہ اطاعت کریں گے لیکن جب آپ کے ہاں سے جاتے ہیں تو ان میں سے کچھ لوگ رات

مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِي تَقُولُ ۖ وَاللَّهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُونَ ۖ فَأَعْرِضْ

کو جمع ہو کر آپ کی باتوں کے برعکس مشورے کرتے ہیں۔ اللہ ان کے باہمی مشورے لکھتا جاتا ہے لہٰذا ان کی

عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ﴿٨١﴾ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ

پروا نہ کیجئے اور اللہ پر بھروسہ کیجئے اور اللہ پر بھروسہ کرنا ہی کافی ہےO کیا یہ لوگ قرآن میں غور

الْقُرْآنَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا

نہیں کرتے اگر یہ قرآن اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت سا اختلاف

كَثِيرًا ﴿٨٢﴾ وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ ۖ
1 2

پاتےO اور جب کوئی امن کی یا خطرے کی خبر ان تک پہنچتی ہے تو اسے فوراً نشر کر دیتے ہیں

وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ

اور اگر وہ اسے رسول یا اپنے کسی ذمہ دار حاکم تک پہنچاتے تو وہ ایسے لوگوں کے علم میں آجاتی جو اس سے صحیح

يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ ۗ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ

نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تمہارے شامل حال نہ ہوتی تو تم ماسوائے چند لوگوں کے

الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٨٣﴾ فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا

شیطان کے پیچھے لگ جاتےO آپ اللہ کی راہ میں جہاد کیجئے آپ پر صرف آپ کی اپنی ہی

نَفْسَكَ ۚ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ ۖ عَسَى اللَّهُ أَن يَكُفَّ بَأْسَ الَّذِينَ

ذمہ داری ہے اور مسلمانوں کو جہاد کی رغبت دلائیے ممکن ہے کہ اس طرح اللہ تعالیٰ کافروں کی لڑائی کو

كَفَرُوا ۚ وَاللَّهُ أَشَدُّ بَأْسًا وَأَشَدُّ تَنكِيلًا ﴿٨٤﴾ مَّن يَشْفَعْ شَفَاعَةً
3

روک دے اور اللہ خود ان سے لڑائی اور انہیں سزا دینے میں بہت سخت ہےO جو شخص بھلائی

حَسَنَةً يَكُن لَّهُ نَصِيبٌ مِّنْهَا ۖ وَمَن يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُن
4

کی سفارش کرے گا تو اس سے اسے حصہ ملے گا اور جو بری سفارش کرے گا اس سے بھی

لَّهُ كِفْلٌ مِّنْهَا ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيتًا ﴿٨٥﴾ وَإِذَا حُيِّيتُم

وہ حصہ پائے گا اور اللہ ہر چیز پر نظر رکھنے والا ہےO جب کوئی شخص تمہیں سلام کے

بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ
5

تو تم اس سے بہتر اس کے سلام کا جواب دو (یا کم از کم) وہی کلمہ کہہ دو یقیناً اللہ

كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا ﴿٨٦﴾ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ لَيَجْمَعَنَّكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ

النصف

ہر چیز کا حساب رکھنے والا ہےO اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں وہ یقیناً تمہیں قیامت کے

الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ ۗ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا ﴿٨٧﴾ ع

ع 11/8

دن اکٹھا کرے گا جس (کے آنے) میں کوئی شبہ نہیں اور اللہ سے زیادہ سچی بات اور کس کی ہو سکتی ہے؟O

1- اگر کلام اللہ کو بیرونی ذرائع سے چیک کرنے کے ذرائع میسر نہ ہوں۔ یا جس پہ نازل ہو رہا ہو خود اس پہ بھی اعتماد نہ ہو تو بھی خود قرآن کریم یا کوئی بھی الہامی کتاب اندرونی طور پہ چیک ہو سکتی ہے۔ اگر شروع سے آخر تک کتاب میں کوئی اختلاف نہ ہو تو یہ بجائے خود اس بات کی دلیل ہے کہ یہ کلام اعلیٰ وارفع ذات کا ہے ورنہ انسان کی حالت تو یہ ہے کہ بچپن کے خیالات کی جوانی میں نفی کر رہا ہوتا ہے اور جوانی کے خیالات کی بڑھاپے میں تردید کرتا ہے۔ صرف یہ ہی نہیں بلکہ ہر روز اسکے خیالات میں تبدیلی' اضافہ وغیرہ ہوتا رہتا ہے۔

2- غزوہ احد اور غزوہ خندق کے درمیان کا زمانہ مسلمانوں کی ابتلاء کا زمانہ تھا۔ مدینہ میں ایک قسم کی ہنگامی فضا چھائی ہوئی تھی۔ ان حالات میں اسلام دشمن عناصر خوف وہراس پھیلانے کیلئے ایسی افواہیں پھیلا دیتے کہ فلاں جگہ پہ مسلمانوں کے خلاف بڑا بھاری لشکر جمع ہو گیا ہے یا کسی حقیقی خطرہ کو افواہ کے ذریعے چھپا دیا جاتا۔ اس کام میں صرف یہود اور منافقین ہی نہ حصہ لیتے بلکہ بعض مسلمان بھی ازراہ دلچسپی ایسی افواہیں پھیلانے کا باعث بن جاتے۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (الحجرات 6:49)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

"کسی آدمی کے جھوٹا ہونے کیلئے کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات آگے بیان کر دے"

(مسلم)

3- مسلمانوں کو جہاد پہ کمربستہ دیکھ کر دشمن کے حوصلے خود ہی پست ہو جائیں گے اور وہ لڑائی سے رک جائیں گے ورنہ خود اللہ ہی ان سے نمٹنے میں بہت سخت ہے۔

4- ربط مضمون کے لحاظ سے مفہوم یہ ہے کہ جو جہاد کی ترغیب دے گا تاہم اس کا حکم بھی عام ہے۔

حضرت ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی سائل آتا یا آپ سے کسی چیز کا سوال کیا جاتا تو آپ صحابہ سے فرماتے تم سفارش کرو اسکا تمہیں ثواب ملے گا اور اللہ جو چاہتا ہے اپنے نبی کی لسان سے جاری کرا دیتا ہے یا فیصلہ کرا دیتا ہے۔"

(بخاری)

5- سلام ودعا۔ یہاں سلام کہنے کے معنی ہیں۔

حضرت ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

"آپ نے صحابہ سے فرمایا کیا تمہیں ایسی چیز نہ بتلاؤں کہ جب تم اسے کرو تو آپس میں محبت کرنے لگو؟ آپس میں سلام خوب پھیلاؤ۔"

(مسلم)

حضرت عمران کہتے ہیں کہ ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا السلام علیکم تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "دس" (اس کیلئے دس نیکیاں ہیں) پھر ایک اور آدمی آیا۔ اس نے کہا السلام علیکم ورحمتہ اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "بیس" پھر ایک اور آدمی آیا۔ اس نے کہا السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "تیس"

(ترمذی)

فَمَا لَكُمْ فِى الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ

تمہیں کیا ہے تم منافقوں کے بارے میں دو گروہ بن گئے [1] حالانکہ اللہ نے انہیں ان کے اعمال کی بدولت اوندھا

اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ

کردیا ہے [2] کیا تم یہ چاہتے ہو کہ جسے اللہ نے گمراہ کیا ہے، اسے راہ راست پر لے آؤ؟ حالانکہ جسے اللہ گمراہ کردے

فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿٨٨﴾ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا

آپ اس کے لئے کوئی راہ نہیں پاسکتےO وہ چاہتے ہیں کہ تم بھی ویسے ہی کافر بن جاؤ جیسے وہ خود کافر بنے

فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا

ہیں تاکہ سب برابر ہو جائیں لہٰذا ان میں سے کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ تاآنکہ وہ اللہ کی راہ میں

فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ

ہجرت کرکے نہ آجائیں اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو جہاں انہیں پاؤ انہیں پکڑو

وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۪ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿٨٩﴾ اِلَّا

اور قتل کر دو اور ان میں سے کسی کو بھی اپنا دوست یا مددگار نہ بناؤ [3] O البتہ

الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ

اس حکم سے وہ (منافق) مستثنیٰ ہیں [4] جو ایسی قوم سے جا ملیں جس سے تمہارا معاہدہ ہو چکا ہو یا

جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا

[5] ایسے (منافق بھی مستثنیٰ ہیں) جو تمہارے پاس دل برداشتہ آتے ہیں وہ نہ تمہارے خلاف لڑنا چاہتے ہیں اور نہ ہی

قَوْمَهُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ

اپنی قوم سے۔ اور اگر اللہ چاہتا تو انہیں تم پر مسلط کر دیتا پھر وہ تمہارے خلاف لڑائی کرتے اب اگر

اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا

وہ کنارہ کش رہتے ہیں اور لڑائی پر آمادہ نہیں اور تمہیں صلح کی پیش کش کرتے ہیں تو پھر

جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ﴿٩٠﴾ سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ

اللہ نے ان پر تمہاری دست درازی کی گنجائش نہیں رکھیO پھر آپ کو ایک اور قسم کے

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ؕ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى

منافق بھی ملیں گے جو یہ [6] چاہتے ہیں کہ تم سے بھی امن میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی۔ مگر جب بھی انہیں فتنہ کا

الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ

موقع ملتا ہے تو اس میں کود پڑتے ہیں ایسے منافق اگر تم سے کنارہ کش نہ رہیں، نہ ہی صلح کی پیش کش

السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ

کریں اور نہ اپنے ہاتھ روکیں تو ایسے لوگوں کو جہاں بھی پاؤ،

ثَقِفْتُمُوْهُمْ ؕ وَاُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿٩١﴾ ع

انہیں قید کرو اور قتل کر دو ایسے لوگوں کے لئے ہم نے تمہیں کھلی چھٹی دے رکھی ہےO

۱۲ ع ۹

1-حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ
"جب نبی اکرم ﷺ احد کی جانب نکلے تو کچھ لوگ (منافقین) آپ کو چھوڑ کر مدینہ واپس آگئے۔ ان واپس ہونے والوں کے بارے میں صحابہ کے دو گروہ ہوگئے۔ ایک کہتا کہ ہم ان سے (بھی) لڑائی کریں گے۔ اور دوسرا کہتا کہ لڑائی نہ کریں گے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔"

(بخاری)

یعنی یہ واجب القتل ہیں۔

2- مسلسل ہٹ دھرمی اور حق کی مخالفت کے پاداش میں ان دلوں پہ مہر ہے۔

3-منافقین کا ایک گروہ وہ بھی تھا جو کہ مدینہ کے اردگرد پھیلے ہوئے قبائل سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ مسلمانوں سے خیرخواہی اور محبت کا اظہار بھی کرتے۔ ان کیلئے یہ معیار مقرر کیا گیا کہ اگر وہ ہجرت کرکے مدینہ آپ ﷺ کے پاس آ جائیں تو انہیں اپنا دینی بھائی سمجھو اور اگر وہ قدرت رکھنے کے باوجود یہ قربانی نہ دیں تو ان کا ہرگز اعتبار نہ کرو اور اگر ایسے لوگ کافروں کے ساتھ تمہارے خلاف صف بستہ ہوجائیں تو انہیں قتل کرنے سے ہرگز دریغ نہ کرو۔

4-اسی حکم سے وہ منافق مستثنیٰ ہیں جو کہ کسی معاہدہ امن میں آچکے ہوں جیسا کہ صلح حدیبیہ کے موقع یہ مسلمانوں نے کفار مکہ سے معاہدہ کیا تھا۔ اور اسکے علاوہ وہ منافق جو کسی جانب سے بھی لڑائی میں حصہ نہیں لینا چاہئے نہ اپنی قوم کے خلاف تمہارے ساتھ یا تمہارے خلاف اپنی قوم کے ساتھ۔

5-ایسے منافقوں سے لڑائی خطرناک بھی ہوسکتی ہے یعنی اگر تم ان سے لڑو حالانکہ وہ لڑائی سے کنارہ کش تھے تو وہ بھی باقاعدہ اپنی قوم کے ساتھ مل کر تمہارے خلاف لڑیں گے اور تمہارے دشمن کی قوت میں اضافہ کردیں گے۔

6-ایسے منافقین بدترین قسم کے منافق ہیں جو ڈھنڈورا تو اپنی امن پسندی کا پیٹیں اور جب داؤ لگ جائے تو اسلام دشمنی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں۔ ان کی امن پسندی کی تین ہی صورتیں ممکن ہیں۔ ایک یہ کہ مسلمانوں سے صلح کرلیں۔ دوسرے یہ کہ لشکر کفار میں شامل نہ ہوں تیسرے یہ کہ اگر انہیں مجبوراً شامل ہونا پڑے تو پھر بھی اپنے ہاتھ روکے رکھیں یعنی عملاً لڑائی میں شامل نہ ہوں۔ اگر تینوں باتیں نہ پائی جاتی ہوں تو اسکا مطلب یہ ہوا کہ ان کی نیت میں فتور ہے اور وہ امن پسندی کی آڑ میں دھوکہ سے مسلمانوں سے انتقام لینا چاہتے ہیں لہٰذا ایسے منافقوں کا علاج یہ ہے کہ جب بھی موقع ملے سب سے پہلے انہیں قتل کرکے ختم کرو۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا

مومن کو زیبا نہیں کہ وہ کسی مومن کو قتل کرے الایہ کہ غلطی سے اور جو غلطی سے کسی مومن کو قتل

فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ۚ فَاِنْ

کرے تو ایک مومن غلام آزاد کرے اور اس کے وارثوں کو خون بہا بھی ادا کرے،[1] الایہ کہ وہ معاف کر دیں[2]

كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ وَاِنْ

اور اگر وہ مقتول مومن تھا مگر تمہاری دشمن قوم[3] تھی تو صرف ایک مسلمان غلام آزاد کرے اور اگر

كَانَ مِنْ قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَ

ایسی قوم سے ہو جن سے تمہارا معاہدہ ہو چکا ہے[4] تو پھر وارثوں کو دیت بھی دینا ہوگی اور

تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۡ

مسلمان غلام بھی آزاد کرنا ہوگا پھر اگر قاتل کو یہ مقدور نہ ہو یا مل نہ رہا ہو تو متواتر دو ماہ کے روزے رکھے

تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿٩٢﴾ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا

اللہ سے توبہ کا یہی طریقہ ہے اور اللہ علیم و حکیم ہے○ اور جو شخص کسی مومن کو عمداً[5] قتل کرے

فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ

تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے اور اللہ نے اس

عَذَابًا عَظِيْمًا ﴿٩٣﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

کے لئے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے○ اے ایمان والو! جب تم اللہ کی راہ میں سفر کرو (جہاد پر نکلو)

فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ

تو اگر کوئی شخص تمہیں سلام کہے[6] تو اسے یہ نہ کہا کرو کہ تم مومن نہیں[7] بلکہ اس کی تحقیق کر لیا کرو اگر تم

عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ۚ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ

متاع حیات چاہتے ہو تو اللہ کے ہاں بہت سے اموال غنیمت[8] ہیں اس سے قبل تمہاری اپنی بھی یہی صورت حال

قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿٩٤﴾

تھی پھر اللہ نے تم پر احسان کیا، لہٰذا تحقیق کر لیا کرو۔[9] جو تم کرتے ہو یقیناً اللہ اس سے باخبر ہے○

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ

جو لوگ بغیر کسی معذوری کے بیٹھ رہیں اور جہاد میں شامل نہ ہوں اور جو لوگ

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۚ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ

اپنی جانوں اور اپنے اموال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے اللہ نے اپنے جان و مال

بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ۚ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ

سے جہاد کرنے والوں کا بیٹھ رہنے والوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ درجہ رکھا ہے اگرچہ ہر ایک سے اللہ نے

الْحُسْنٰى ۚ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٩٥﴾

بھلائی کا وعدہ کر رکھا ہے[10] تاہم بمقابلہ بیٹھ رہنے والوں کے جہاد کرنے والوں کا اللہ کے ہاں بہت زیادہ اجر ہے○

1- مقتول کے خون کے بدلے میں جو خون بہا مقتول کے وراثوں کو دیا جاتا ہے وہ دیت کہلاتا ہے۔ دیت کی مقدار آپ ﷺ نے سو اونٹ مقرر فرمائی ہے۔ یا سونے چاندی میں اسکے مساوی قیمت ادا کی جائے گی۔ ایک مومن کے قتل خطا کا کفارہ ایک مومن کی گردن آزاد کرنا ہے اور دیت ادا کرنا ہے۔ اگر غلام آزاد کرنا ممکن نہ ہو جیسے غلام دستیاب ہی نہ ہو یا قاتل مالی طور پہ اس قابل ہی نہ ہو تو ایسی صورت میں وہ غلام آزاد کرنے کی بجائے ساٹھ ایام متواتر روزے رکھے گا۔

2- دیت معاف کرنے کو صدقہ سے تعبیر کر کے لطیف انداز میں معاف کرنے کی سفارش کر دی گئی ہے۔ قتل خطا میں دیت ہے مگر قصاص نہیں ہے۔

3- اگر مقتول دشمن قوم سے ہوا اور انکے ساتھ کسی قسم کا معاہدہ نہ ہو تو ایسی حالت میں کفارہ صرف مسلمان غلام آزاد کرنا ہی ہو گا یا عدم استطاعت کی صورت میں ساٹھ روزے رکھنا ہونگے مگر دیت نہیں ادا کی جائے گی۔

4- اگر مقتول کسی معاہد قوم سے ہو تو اسکے دینی احکام وہی ہیں جو کہ نمبر1 کے ہیں۔

5- ایک مومن کا قتل عمد شدید ترین جرم ہے۔ یہاں اس کی سزا جہنم میں ہمیشگی، غضب الٰہی، اسکی لعنت اور عذاب عظیم بتائی گئی ہے۔ اتنی شدید سزا میں کسی اور گناہ کیلئے ذکر نہیں کی گئیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اسکی توبہ کی قبولیت کے بھی قائل نہ تھے۔ گناہ کی شدت کا اندازہ اس بات سے کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کئی آیات میں شرک کے فوراً بعد ایک مومن کے قتل عمد کا ذکر کیا ہے جیسے

"اور وہ لوگ اللہ کے علاوہ کسی اور (جھوٹے) الٰہ کی عبادت نہیں کرتے اور کسی نفس کو ناحق قتل نہیں کرتے۔"

(الفرقان 68:25)

مزید تفصیل کیلئے دیکھیں (البقرہ 178:2)

6- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"ایک شخص تھوڑی سی بکریاں لئے ہوئے مسلمانوں کو ملا اور السلام علیکم کہا۔ مسلمانوں نے اسے (جھوٹا سمجھ کر) مار ڈالا اور اسکی بکریاں لے لیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔"

(بخاری)

7- چونکہ یہ واقعہ حالت سفر میں پیش آیا تھا لہٰذا سفر کا ذکر کیا گیا ہے ورنہ حکم عام ہے سفر ہو یا حضر۔

8- ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کی آپس کی پہچان کا طریقہ "السلام علیکم" کہنا یا کلمہ پڑھنا بھی تھا۔

9- تحقیق کے بغیر جلدی سے قتل کرنے کا ایک سبب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کچھ مال غنیمت ہاتھ لگے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمہیں ایسے کئی مواقع پیش آئیں گے جن میں مال غنیمت ملے گا لہٰذا مال غنیمت کی بنا پر ایسے کام ہرگز نہ کرو۔

10- تاہم دونوں کیلئے اللہ کی جانب سے بھلائی کا وعدہ ہے۔ اس سے علماء نے استدلال کیا ہے کہ عام حالات میں جہاد فرض عین نہیں بلکہ فرض کفایہ ہے یعنی اگر بقدر ضرورت لوگ جہاد میں حصہ لے لیں تو اس علاقہ کے دیگر لوگوں کی طرف سے بھی یہ فرض ادا ہو جائیگا۔ جہاد کی فضیلت کیلئے دیکھیں آیت نمبر 74-

دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا

ان کے لئے اللہ کے ہاں بڑے درجے بھی ہیں اور مغفرت اور رحمت بھی اور اللہ بہت بخشنے والا

رَّحِيْمًا ﴿٩٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىھُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ظَالِمِيْٓ

اور رحم فرمانے والا ہے۔O جو لوگ اپنے آپ پر ظلم کرتے رہے[1]، جب فرشتے ان کی روح قبض کرنے

اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ۭ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ

آتے ہیں تو ان سے پوچھتے ہیں : تم کس حال میں مبتلا تھے؟ وہ کہتے ہیں کہ "ہم زمین میں

فِي الْاَرْضِ ۭ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُھَاجِرُوْا

کمزور و مجبور تھے" فرشتے انہیں جواب میں کہتے ہیں کہ: "کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت

فِيْھَا ۭ فَاُولٰۗىِٕكَ مَاْوٰىھُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ﴿٩٧﴾

کرجاتے؟" ایسے لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے جو بہت ہی برا ٹھکانا ہےO

اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاۗءِ وَالْوِلْدَانِ

مگر جو مرد عورتیں اور بچے فی الواقع کمزور اور بے بس[2] ہیں

لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ﴿٩٨﴾

اور وہاں سے نکلنے کی کوئی تدبیر اور راہ نہیں پاتےO

فَاُولٰۗىِٕكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْھُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ

امید ہے کہ اللہ ایسے لوگوں کو معاف فرما دے کیونکہ اللہ

عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿٩٩﴾ وَمَنْ يُّھَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ

بڑا معاف کرنے والا بخشنے والا ہےO اور جو[3] شخص اللہ کی راہ میں ہجرت کرے گا وہ

فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ۭ وَمَنْ يَّخْرُجْ

زمین میں بہت جگہ اور بڑی گنجائش پائے گا اور جو شخص اللہ اور اس کے

مِنْۢ بَيْتِهٖ مُھَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ

رسول کی طرف اپنے گھر سے ہجرت کرتے ہوئے نکلے[4] پھر (راہ ہی میں) اسے موت

الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَي اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا

آلے تو اللہ کے ہاں اس کا اجر ثابت ہوچکا اور اللہ بہت بخشنے والا رحم کرنے

رَّحِيْمًا ﴿١٠٠﴾ وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ

والا ہےO اور جب تم زمین میں سفر کرو[5] تو تمہارے لئے صلاۃ مختصر

جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ڰ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ

کر لینے میں کوئی حرج نہیں[6] (خصوصاً) جبکہ تمہیں اندیشہ ہو کہ کافر تمہیں

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿١٠١﴾

تشویش میں ڈال دیں[7] گے کیونکہ کافر تو بلاشبہ تمہارے کھلے دشمن ہیںO

1-حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ

"مکہ میں کچھ ایسے مسلمان لوگ تھے جو کہ مشرکوں کا ساتھ دیتے اور مقابلہ کے وقت مشرکوں کی جمعیت بڑھاتے تھے۔ (جنگ وغیرہ میں) مسلمانوں کی طرف سے کوئی تیر انکو بھی لگ جاتا یا ان میں سے کسی کو تلوار لگتی تو زخمی ہوتا یا مرجاتا۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔"

(بخاری)

2-ان کا ظلم ہجرت نہ کرنا ہی تھا حالانکہ وہ اس پر بھی قادر بھی تھے۔

3-حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ

"رسول اکرم ﷺ جب غزوہ تبوک سے واپس ہوئے اور مدینہ کے قریب پہنچے تو فرمایا کہ مدینہ میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جب تم کوئی سفر کرتے ہو یا کوئی وادی طے کرتے ہو تو وہ تمہارے ساتھ ہوتے ہیں۔ صحابہ کرام ؓ نے پوچھا باوجود اسکے کہ وہ مدینہ میں ہوتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں کسی عذر نے روک لیا ہے۔"

(بخاری)

4-جب پورے عرب میں اسلام کا بول بالا ہوگیا تو پھر ہجرت کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ تاہم اگر پھر کبھی ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ مسلمانوں کو کسی خطہ میں رہتے ہوئے دینی شعائر بجالانے ممکن نہ ہوں یا وہاں رہنا کفر اور اہل کفر کیلئے تقویت کا باعث ہو تو انہیں ہجرت کرنا لازمی ہو جائے گا۔

5-یعنی اللہ کی راہ میں گھربار چھوڑے گا' خواہ یہ ہجرت کا سفر ہو یا جہاد کا سفر ہو یا حج کا یا دینی علوم کے حصول کیلئے ہو۔

6-کس مسافت پہ سفر کا اطلاق کیا جاسکتا ہے؟ اگرچہ مدت اور مسافت کی تعین میں اختلاف ہے۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ کوئی عورت ایک رات بھی محرم کے بغیر سفر نہ کرے۔ گویا اتنی مسافت جہاں سے ایک انسان پیدل رات کو واپس اپنے گھر نہ پہنچ سکتا ہو وہ سفر ہے۔ حضرت عمر ؓ نے اسے اپنے دور خلافت میں ایک عورت کے سفر پہ محمول کرتے ہوئے اس دور کے 9 میل کی مسافت کو سفر قرار دیا تھا۔ جو آج کل کے پیمانہ کے لحاظ سے پچیس کلومیٹر بنتا ہے۔ اسی طرح سفر میں قیام کی نیت چار ایام سے زیادہ نہ ہو۔

سفر میں چار رکعت کی صلوٰۃ دو رکعت پڑھنے کو قصر کرنا کہتے ہیں۔ فجر اور مغرب کی صلوٰۃ قصر نہیں ہوتی۔ آپ ﷺ سفر میں بھی عشاء کے وتر اور فجر کی دو سنتیں نہ چھوڑتے تھے۔

مسافر اگر مقیم کے پیچھے صلوٰۃ پڑھے گا تو قصر نہیں کرے گا تاہم امام مسافر ہو تو قصر کرے گا۔

حضرت عبداللہ ابن عمر ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو دیکھا کہ جب آپ کو سفر میں جلدی ہوتی تو مغرب کو موخر کرکے تین رکعت پڑھتے پھر سلام پھیرتے پھر تھوڑی دیر بعد عشاء کی اقامت ہوتی تو آپ دو رکعت پڑھتے پھر سلام پھیرتے۔

7-قصر صلوٰۃ کی اجازت ہر سفر کیلئے ہے۔ چاہے دشمن کا خوف ہو یا نہ ہو۔

آیت میں دشمن کا خوف غالب احوال سے متعلق ہے۔ کیونکہ اس وقت پورا عرب دار الحرب بنا ہوا تھا۔

وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآىِٕفَةٌ

اور جب آپ مسلمانوں میں ہوں اور آپ (جنگ میں) انہیں صلاہ پڑھانے کھڑے ہوں[1] تو ایک گروہ آپ

مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا

کے ساتھ صلاہ کے لئے کھڑا ہو اور اپنے ہتھیار پاس رکھیں جب یہ گروہ سجدہ کر چکے تو پیچھے

مِنْ وَّرَآىِٕكُمْ وَلْتَاْتِ طَآىِٕفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا

ہٹ جائے اور دوسرا گروہ جس نے ابھی تک صلاہ ادا نہیں کی آگے آئے اور آپ کے ساتھ صلات

مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ وَدَّ الَّذِيْنَ

ادا کرے انہیں بھی چاہئے کہ وہ اپنا دفاع کا سامان اور ہتھیار اپنے ساتھ رکھیں کافر چاہتے ہیں

كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ

کہ تم اپنے ہتھیاروں اور سامان سے غافل ہو جاؤ تاکہ وہ تم پر

عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ

یکبارگی پل پڑیں ہاں کوئی حرج نہیں اگر بارش کی وجہ سے

اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ وَ

یا بیماری کی وجہ سے ہتھیار پہننے میں تکلیف محسوس کرو تو انہیں اتار سکتے ہو۔

خُذُوْا حِذْرَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۰۲﴾

پھر بھی اپنے بچاؤ کا پورا خیال رکھو۔ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لئے یقیناً رسوا کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہےO

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا

پھر جب تم صلاہ ادا کر چکو تو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہر حال میں اللہ کا

وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اِنَّ

ذکر کرو، اور جب اطمینان حاصل ہو جائے تو پھر پوری صلاہ ادا کرو بلاشبہ

الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾ وَلَا

مومنوں پر صلاہ اس کے مقررہ اوقات پر فرض کی گئی ہے[2]O اور (مخالف) قوم

تَهِنُوْا فِى ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ

کے تعاقب میں کمزوری نہ دکھاؤ اگر تمہیں دکھ پہنچا ہے تو تمہارے ہی جیسا انہیں بھی

يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ وَ

دکھ پہنچا ہے اور تم اللہ سے بھی (اجر و ثواب کی) امید رکھتے ہو،[3] جو وہ نہیں رکھتے اور اللہ

كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۰۴﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ

سب جاننے والا حکمت والا ہےO بلاشبہ ہم نے آپ کی طرف سچی کتاب نازل کی تاکہ اللہ کی عطا کردہ بصیرت

بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآىِٕنِيْنَ خَصِيْمًا ﴿۱۰۵﴾

کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں اور آپ کو بددیانت لوگوں کی حمایت میں جھگڑا نہ کرنا چاہئے[4]O

ع ۱۵ / ۱۲

1- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ضبحنان اور عفان کے درمیان پڑاؤ کیا۔ مشرکوں نے کہا کہ ان مسلمانوں کی ایک صلوٰۃ ہے جسے وہ اپنے باپ اور بیٹوں سے، زیادہ عزیز رکھتے ہیں اور وہ عصر کی صلوٰۃ ہے۔ لہٰذا تم اپنے اسباب جمع کرو اور اس وقت یکبارگی ان پر حملہ کردو اتنے میں جبرئیل نازل ہوئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ اپنے اصحاب کے دو حصے کرلیں۔ ایک حصے کو صلوٰۃ پڑھائیں اور دوسرا حصہ دشمن کے مقابل ان کے پیچھے کھڑا رہے۔ اپنی ڈھالیں اور ہتھیار لئے رہے پھر دوسرا حصہ آئے اور آپ کے ساتھ صلوٰۃ پڑھے اور پہلے حصے والے اپنی ڈھالیں اور ہتھیار پہن لیں اس طرح ہر گروہ کی ایک رکعت اور آپ کی دو رکعت ہوں گی۔

(ترمذی)

یہ صلوٰۃ خوف کہلاتی ہے۔ جنگ میں جبکہ ہر وقت حملہ کا خوف ہو یہ صلوٰۃ پڑھی جاتی ہے۔ اس صلوٰۃ کی کئی اور صورتیں بھی احادیث میں وارد ہیں۔ صلوٰۃ خوف کے طریق کار کا انحصار بہت حد تک جنگی حالات پر ہے اگر جماعت کا موقع ہی میسر نہ آئے اکیلا ہی پڑھ سکتا ہے۔ سواری پہ بھی پڑھی جاسکتی ہے۔

2- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظہر کا وقت سورج ڈھلنے سے لیکر آدمی کا سایہ اسکے برابر ہونے تک ہے اور عصر کا وقت (سایہ برابر ہونے سے لیکر) دھوپ میں زردی آنے تک ہے اور مغرب کا وقت (سورج غروب ہونے سے لیکر) شفق غائب ہونے تک ہے اور عشاء کا وقت۔ (شفق غائب ہونے سے لیکر) ٹھیک آدھی رات تک ہے۔ حضرت ابوذر کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔

"اس وقت تم کیا کرو گے جب لوگ صلوٰۃ تاخیر سے ادا کریں گے۔ میں نے پوچھا آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں۔ فرمایا! صلوٰۃ اپنے وقت پہ پڑھ لینا اور اپنے کام پر چلے جانا پھر اگر جماعت ہو اور تم مسجد میں ہو تو صلوٰۃ پڑھ لینا۔" (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"جو شخص صلوٰۃ ادا کرنا بھول جائے (یا اس وقت سویا ہو) تو اسکا کفارہ یہ ہی ہے کہ یاد آتے ہی پڑھ لے۔ (ترمذی)

3- یعنی جدوجہد میں زخمی تو مسلمان کافر سب ہوتے ہیں مگر مسلمانوں کو اجر و ثواب کی امید بھی ہے جو کہ کافر کو نہیں ہوتی۔

4- اس آیت کی تفسیر میں جو روایت لائی گئی ہیں ان میں اختلاف ہے۔ قبیلہ بنی ظفر میں سے کسی نے چوری کی اور اس چوری کو ایک یہودی کے سر تھوپ دیا۔ پورے قبیلہ نے اپنے مجرم کی پشت پناہی کرنی شروع کردی اور اسے بری کرانے کیلئے ایکا کرلیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری اسباب کی بناء پہ بنی ظفر کے حق میں فیصلہ کرنے والے تھے کہ اللہ نے آپ کو وحی کے ذریعے مطلع فرمادیا۔

حضرت ام سلمٰی روایت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"خبردار میں ایک انسان ہی ہوں۔ ممکن ایک شخص دلیل وحجت پیش کرنے میں تیز طرار اور ہوشیار ہو اور اسکے کلام سے متاثر ہو کر اسکے حق میں فیصلہ کردوں (حالانکہ وہ حق پہ نہ ہو) اس طرح میں دوسرے مسلمانوں کا حق اسے دے دوں تو اسے یاد رکھنا چاہئے کہ یہ آگ کا ٹکڑا ہے۔ یہ اس کی مرضی ہے کہ لے لے یا چھوڑ دے۔" (بخاری)

وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۶﴾ وَلَا تُجَادِلْ

اور اللہ سے بخشش طلب کیجئے اللہ تعالیٰ یقیناً بخشنے والا رحم کرنے والا ہے[1]○ اور نہ ہی آپ کو ان لوگوں کی

عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ

حمایت میں جھگڑنا چاہئے جو اپنے آپ سے خیانت کرتے ہیں[2] کیونکہ اللہ تعالیٰ خیانت

كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ﴿۱۰۷﴾ يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا

کرنے والے مجرموں کو پسند نہیں کرتا○ وہ لوگوں سے تو (اپنی حرکات) چھپا سکتے ہیں لیکن اللہ سے

يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى

نہیں چھپا سکتے اور جب وہ رات کو باہم مشورہ کرتے ہیں[3] جو اللہ کو ناپسند ہیں تو اس وقت وہ ان کے

مِنَ الْقَوْلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ﴿۱۰۸﴾ هٰۤاَنْتُمْ

ساتھ ہوتا ہے[4] اور اللہ جو کچھ بھی وہ کرتے ہیں ان سب چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے○ دیکھو! تم

هٰۤؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فَمَنْ يُّجَادِلُ

لوگ دنیا کی زندگی میں تو ان کی حمایت میں جھگڑ رہے ہو مگر قیامت کے دن ان کی حمایت میں

اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿۱۰۹﴾ وَ

اللہ سے کون جھگڑے گا[5] یا ان کا کون وکیل ہو گا؟○ اور

مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ

جو شخص کوئی برا کام کر بیٹھے یا اپنے آپ پر ظلم کرے پھر اللہ سے بخشش طلب کرے تو وہ اللہ

اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۱۰﴾ وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى

تعالیٰ کو بخشنے والا اور رحم کرنے والا پائے گا[6]○ اور جو شخص کوئی گناہ کا کام کرتا ہے تو اس کا وبال

نَفْسِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً

اسی پر ہوتا ہے[7] اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے○ اور جو شخص کوئی خطا یا گناہ

اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۲﴾

خود کرے پھر اسے کسی بے گناہ کے ذمہ تھوپ دے[8] اس نے بہتان اور صریح گناہ کا بار اپنے اوپر لاد لیا○

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ

اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت آپ کے شامل حال نہ ہوتی[9] تو ایک گروہ[10] نے ارادہ کر لیا تھا

اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ

کہ آپ کو بہکا دیں حالانکہ وہ اپنے آپ ہی کو بہکا رہے ہیں اور وہ آپ کا کچھ بھی بگاڑ

شَيْءٍ ؕ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ

نہیں سکتے کیونکہ اللہ نے آپ پر کتاب و حکمت نازل کی ہے اور آپ کو وہ کچھ سکھلا دیا

مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾

ہے جو آپ نہیں جانتے تھے یہ آپ پر اللہ تعالیٰ کا بہت ہی بڑا فضل ہے○

1- قاضی ظاہری شہادت ہی پہ فیصلہ کرنے کا پابند ہے تاہم آپکی عظمت شان کی وجہ سے آپ کو بخشش طلب کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ استغفار سے رفع درجات بھی میسر آتے ہیں۔

2- جو کسی سے خیانت کرتا ہے اصل میں سب سے پہلے وہ اپنی ذات ہی سے خیانت کرتا ہے۔

3- بنی ظفر کے لوگ آپس میں راتوں کو مشورہ کرتے کہ مجرم کو کیسے بچائیں اور یہودی کو کیسے مجرم ثابت کیا جائے۔

جیسے موجودہ زمانے کے وکیل مجرموں کو بری کرانے کیلئے اپنا علم استعمال کرتے ہیں۔

4- اللہ تعالیٰ اپنی قوت اور قدرت کے اعتبار سے ہر جگہ موجود ہے ورنہ ذات باری تعالیٰ تو عرش بریں پہ جلوہ افروز ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾

وہ رحمٰن جس نے اپنے عرش پر قرار پکڑا ہے۔

(طٰہ 5:20)

﴿وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ﴾

اور اس کا عرش پانی پہ تھا

(ھود 7:11)

﴿وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ﴾

اس کی کرسی نے ارض و سماوات کو گھیرا ہوا ہے

(البقرہ 255:2)

﴿وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ﴾

اس دن (یوم قیامت) اس کا عرش آٹھ فرشتے اٹھائے ہوں گے۔

(الحاقہ 17:69)

بعض جاہلوں نے اللہ تعالیٰ کے ہر جگہ موجود ہونے کا عقیدہ پھیلایا ہوا ہے۔ اسے بنیاد بنا کر انبیاء کو بھی ہر جگہ موجود ثابت کرتے ہیں اور اس پر بھی بس نہیں بلکہ پیروں فقیروں اور حسب منشاء اور حسب مفاوات جسے چاہیں حاضر و ناظر باور کرا دیتے ہیں اللہ ہمیں شیطانی چالوں سے بچائے۔

5- اس آیت کے مخاطب بنی ظفر کے وہ لوگ ہیں جو کہ اپنے مجرم کی حمایت میں جھگڑ رہے تھے۔

6- اس آیت کا حکم عام ہے تاہم سیاق کے اعتبار سے اسکا معنی یہ ہو گا کہ بنی ظفر کو توبہ کرنا چاہئے۔

7- یہی مضمون پہلے بھی گزر چکا ہے۔

"جو اچھا کام کرے گا اسے اسکا اجر ملے گا اور جو برا کام کرے گا تو اسکا وبال بھی اسی پر ہے۔"

(البقرہ 286:2)

8- کسی بے گناہ پہ تہمت لگانا بہتان کہلاتا ہے۔ یہ دوہرا گناہ ہے۔

9- اللہ کا فضل نہ ہوتا تو ایک چور بری ہو جاتا۔ ایک بیگناہ مجرم قرار دیا جاتا اور پھر اس سے مسلمانوں کی ساکھ کو بھی نقصان پہنچتا۔

10- یہاں طائفہ سے مراد بنی ظفر کے وہ لوگ ہیں جو کہ ناجائز طور پہ مجرم کی حمایت کیلئے کمربستہ ہو گئے تھے۔

لَاخَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ

ان کے اکثر مشوروں میں خیر نہیں ہوتی[1] الایہ کہ کوئی شخص خفیہ طور پر[2] لوگوں کو صدقہ کرنے

مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ

یا بھلے کام کرنے یا لوگوں کے درمیان صلح کرانے کا حکم دے اور جو شخص ایسے کام

ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَمَنْ

اللہ کی رضاجوئی کے لئے کرتا ہے تو ہم اسے بہت بڑا اجر عطا کریں گے○ مگر جو

يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ

شخص[3] ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور

يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ

مومنوں کی راہ[4] چھوڑ کر اور راہ اختیار کرے تو ہم اسے ادھر ہی پھیر دیتے ہیں جدھر کا اس نے رخ کیا ہے،[5] پھر ہم

جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۱۱۵﴾ۧ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ

ع ۳ ١٧ ١٤

اسے جہنم میں جھونکیں گے جو بد ترین ٹھکانہ ہے○ بلاشبہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنایا جائے تو وہ کبھی معاف

بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ

نہیں کرے گا اور اس کے علاوہ دوسرے گناہ[6] جسے چاہے معاف کردے اور جس نے کسی کو اللہ کا شریک بنایا[7]

فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴿۱۱۶﴾ اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّآ

وہ گمراہی میں دور تک چلا گیا○ یہ مشرکین اللہ کو چھوڑ کر دیویوں کو پکارتے

اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ﴿۱۱۷﴾ۙ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ

وقف لازم

ہیں، حقیقت میں وہ سرکش شیطان کو پکار رہے ہوتے ہیں○ جس پر اللہ نے لعنت کی ہے

وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۱۱۸﴾ۙ

اور جس نے اللہ سے کہا تھا کہ: "میں تیرے بندوں میں سے ایک مقررہ حصہ لے کر رہوں گا○

وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ

اور میں انہیں گمراہ کرکے چھوڑوں گا، انہیں آرزوئیں دلاؤں گا اور انہیں حکم دوں گا کہ وہ چوپایوں کے کان پھاڑ

الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّتَّخِذِ

ڈالیں[8] اور انہیں یہ بھی حکم دوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کردہ صورت میں تبدیلی کر ڈالیں[9]" اور جس شخص نے اللہ کو

الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۹﴾ؕ

چھوڑ کر شیطان کو اپنا سرپرست بنا لیا اس نے صریح نقصان اٹھایا○

يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾

شیطان ان سے وعدے کرتا اور امیدیں دلاتا ہے اور جو وعدے بھی کرتا ہے وہ فریب کے سوا کچھ نہیں ہوتے○

اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۫ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿۱۲۱﴾

ایسے لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے جس سے نجات کی وہ کوئی صورت نہ پائیں گے○

1-منافق لوگ خفیہ مشورے عموماً فساد اور خرابی کے ہی کیا کرتے۔ اچھی باتیں تو عموماً چھپائی نہیں جاتیں۔

2-کچھ ایسی باتیں بھی ہیں جن میں خفیہ مشورے پسندیدہ ہیں۔ حضرت ام کلثوم کہتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ کہتے سنا۔

"لوگوں کے درمیان صلح کرانے کیلئے اگر کوئی شخص کوئی (اچھی بات) کسی کی طرف سے منسوب کردے یا کوئی اچھی بات کہہ دے تو وہ جھوٹا نہیں۔"

(بخاری)

3-سیاق کے اعتبار سے مخاطب وہی منافق چور تھا جس نے چوری ایک یہودی کے سر تھوپنے کی کوشش کی۔ جب آپ ﷺ نے وحی الٰہی کی بناء پہ فیصلہ یہودی کے حق میں کردیا تو اس منافق کو بہت دھچکا لگا۔ وہ مسلمانوں کو چھوڑ کر مکہ چلا گیا یعنی اسلام دشمنوں سے جاملا اور کھلم کھلا مخالفت شروع کر دی۔ تاہم اس آیت کا بھی حکم عام ہے۔

4- سبیل المومنین سے صحابہ مراد ہیں یا اجماع امت۔ امت محمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ شرف بخشا ہے کہ وہ اجتماعی طور پہ غلطی اور خطا سے محفوظ رہی ہے۔

5-رسول ﷺ اور صحابہ کرام کی مخالفت اور دشمنی کی سزا یہ ہے۔ گمراہی کی کئی صورتیں ہیں مثلاً شرکیہ عقائد و اعمال اپنا لے یا سنت کو ترک کرکے بدعات میں جا پڑے اور سنت رسول ﷺ کو حجت ہی نہ جانے یا کوئی نیا نبی تسلیم کرے۔

امام شافعی نے اس آیت سے اجماع امت کے حجت ہونے کا استنباط کیا ہے اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اس کی پرزور تائید کی ہے۔

6-اس آیت سے معلوم ہوا کہ۔

(ا)- شرک ناقابل معافی جرم ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (النساء 48:4)

(ب)- دیگر گناہوں کی معافی کا امکان ہے۔ اللہ چاہے تو سزا بھی دے سکتا ہے۔ ایک ہی گناہ میں دو طرح کے حقوق ہوتے ہیں۔ حقوق اللہ و حقوق العباد۔ حقوق العباد کی معافی صاحب حق سے ہونا لازمی ہے۔ حقوق العباد کی معافی اگر دنیا ہی میں ہو جائے تو بہت بہتر ہے۔ بہرحال حقوق العباد کی تلافی کے بعد ہی حقوق اللہ کی معافی ہوگی۔

7- شرک کی موٹی موٹی تین اقسام ہیں۔

(ا)- شرک فی الذات۔ عیسائی حضرت عیسیٰ کو اللہ کا بیٹا سمجھتے ہیں اور مشرک فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں وغیرہ۔

(ب)- شرک فی الصفات۔ جیسے اللہ کو کل علم غیب ہے کسی اور کے بارے میں ایسا عقیدہ رکھنا وغیرہ۔

(ج)- شرک فی العبادات۔ غیر اللہ کے نام جانور ذبح کرنے یا انہیں استعانت کیلئے پکارنا وغیرہ۔

8-مشرکین اونٹنیوں کو دیوتاؤں کے نام کرکے چھوڑ دیتے تو علامت کے طور پر کان پھاڑ دیتے۔

9-اسکے بہت سے مفہوم ہوسکتے ہیں۔ مثلاً مرد عورتوں کا اور عورتیں مردوں جیسا حلیہ بنالیں یا عمل لواطت یا عورتوں کو کھیلوں اور معیشت کے میدان میں لاکھڑا کرنا۔ یہ سب چیزیں فطرت کے خلاف جنگ ہیں جن میں بالآخر انسان ہی ناکام ہوتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ

اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے تو انہیں ہم ایسے باغات میں داخل کریں گے

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ

جن میں نہریں جاری ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اللہ کا وعدہ

حَقًّا ۭ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ۝۱۲۲ لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ

سچا ہے اور قول میں اللہ سے بڑھ کر اور کون سچا ہو سکتا ہے؟O (نجات کا دارومدار) نہ تمہاری تمناؤں پر ہے

وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ۭ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَ

اور نہ اہل کتاب کی تمناؤں پر،[1] جو بھی برے کام کرے گا اس کی سزا پائے گا

لَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝۱۲۳ وَمَنْ يَّعْمَلْ

اور اللہ کے سوا کسی کو اپنا حامی و ناصر نہ پائے گاO اور جو کوئی اچھے

مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰۗىِٕكَ

کام کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان لانے والا ہو تو ایسے ہی لوگ

يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ۝۱۲۴ وَمَنْ اَحْسَنُ

جنت میں داخل ہوں گے اور ان کی ذرہ بھر[2] بھی حق تلفی نہیں کی جائے گی۔O اور اس شخص سے کس کا دین

دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ

بہتر ہو سکتا ہے جس نے اللہ کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کر دیا ہو اور وہ نیکوکار بھی ہو اور یکسو ہو جانے والے ابراہیم

اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ۝۱۲۵ وَلِلّٰهِ مَا فِي

ع ۱۸ ۱۱ ۱۵

کے طریقہ کی اتباع کر رہا ہو، اور جسے اللہ نے اپنا مخلص دوست[3] بنا لیا تھاO جو کچھ آسمانوں

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ۝۱۲۶

اور زمین میں ہے سب اللہ تعالیٰ ہی کا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔O

وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَاۗءِ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَمَا

لوگ آپ سے عورتوں کے بارے میں فتویٰ پوچھتے ہیں کہہ دیجئے کہ ان کے بارے میں اللہ تمہیں فتویٰ دیتا ہے

يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَاۗءِ الّٰتِيْ لَا

اور اس بارے میں وہ احکام بھی جو یتیم عورتوں سے متعلق[4] اس کتاب میں پہلے سے تمہیں سنائے جا چکے ہیں کہ

تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ

ان کے مقررہ حقوق تو تم دیتے نہیں (میراث وغیرہ) اور ان سے نکاح کرنے کی رغبت[5] رکھتے ہو

وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى

اور ان بچوں کے بارے میں بھی جو ناتواں ہیں، نیز اللہ تمہیں یہ بھی ہدایت دیتا ہے کہ یتیموں کے ساتھ انصاف

بِالْقِسْطِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ۝۱۲۷

پر قائم رہو اور جو بھلائی کا کام تم کرو گے، اللہ یقیناً اسے خوب جانتا ہے۔O

1-شیطان جن راہوں سے انسان کو گمراہ کرتا ہے ان میں سب سے اہم "سستی نجات کا عقیدہ" ہے۔ عیسائیوں کو چکر دیا کہ عیسیٰؑ تمہارے گناہوں کے کفارۃ کے طور پر سولی چڑھ گئے ہیں لہٰذا اب تمہیں غور و فکر کی ضرورت نہیں۔ اہل کتاب کو یہ چکر دیا کہ تم اللہ کے بیٹے اور اسکے چہیتے ہو نبیوں کی اولاد ہو۔ جہنم میں تمہارا کیا کام؟ اگر جہنم میں تمہیں ڈال بھی دیا گیا تو صرف چند دنوں کیلئے۔

ایسے گمراہ کن عقائد ایجاد کرنے میں مسلمان بھی کسی سے پیچھے نہیں ہے جنہوں نے پیروں کی سفارش کے عقیدے ایجاد کر لئے اور دنیا ہی میں بہشتی دروازے بھی بنا ڈالے کہ جو اس دروازے سے عرس کے ایام میں گزر گیا وہ جنتی ہے۔

2-نقیرا کے معنی کھجور کی گٹھلی کا شگاف۔

3-ایسی دوستی جس میں کوئی خامی نہ تھی۔

حضرت جندب کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو آپ ﷺ کی وفات سے پہلے یہ فرماتے سنا۔

"اللہ تعالیٰ نے مجھے خلیل بنایا ہے جیسے حضرت ابراہیم کو خلیل بنایا تھا۔" (حاکم)

یہ بہت بڑا اعزاز ہے جو حضرت ابراہیم کو ملا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو انسانیت کا امام بنایا۔ یہودی عیسائی مسلمان سب انہیں اپنا امام تسلیم کرتے ہیں۔ بنی نوع انسان کی امانت کا منصب حضرت ابراہیم کو ایسے ہی نہیں مل گیا بلکہ آپ کی پوری زندگی سن شعور سے لیکر مرتے دم تک قربانیوں ہی سے بھرپور تھی۔ دنیا میں انسان جن چیزوں سے محبت کرتا ہے ان میں سے کوئی بھی ایسی نہ تھی جسے حضرت ابراہیم نے حق کی خاطر قربان نہ کیا ہو۔ جیسے والدین، وطن اور گھربار چھوڑنا۔ بادشاہ وقت کو دین کی برملا دعوت اور اسکے نتیجے میں آگ میں کودنا برداشت کرنا۔ بیوی ہاجرہ اور شیرخوار بیٹے کو اللہ کے حکم کے مطابق بے آب وگیاہ علاقہ میں چھوڑنا۔ بوڑھی عمر میں نوجوان بیٹے اسماعیل کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے پہ عملی طور پر آمادہ ہونا۔ اپنے وقت کی ہر طاغوتی طاقت سے ٹکرلی۔ چاہے وہ بادشاہ ہو یا تقلید آباء ہو۔

4-(النساء 3:4) میں پہلے بھی انکے متعلق احکامات بیان کئے جا چکے ہیں۔ گذشتہ آیت میں بے انصافیوں سے بچنے کیلئے زیر کفالت یتیم لڑکیوں کی بجائے دیگر عورتوں سے نکاح کا حکم دیا گیا تھا۔ ان اولیاء نے محتاط رویہ اختیار کرتے ہوئے ان سے نکاح کرنا چھوڑ دیا۔ چنانچہ اس طرح بھی نقصان کی صورت پیش آجاتی تھی۔ مثلاً غیروں سے نکاح میں اتنا حسن سلوک نہ ہوتا۔ اس آیت کے ذریعے ان اولیاء کو انکے زیر کفالت یتیم لڑکیوں سے نکاح کی اجازت دے دی گئی۔ اس شرط پہ کہ انکے حقوق انہیں دے دیئے جائیں۔

5-اس آیت کا ایک اور ترجمہ <عن> کو محذوف مانتے ہوئے کیا گیا ہے یعنی تم نکاح تو کرنا نہیں چاہتے مگر انکے حقوق مثلاً وراثت وغیرہ بھی انہیں نہیں دیتے۔

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا

اور اگر کسی عورت کو اپنے خاوند سے بدسلوکی یا بے رخی کا خوف ہو تو اگر

جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ

میاں بیوی آپس میں (کچھ کمی بیشی کرکے) سمجھوتہ کرلیں تو دونوں پر کچھ گناہ نہیں اور صلح[1] بہرحال بہتر ہے

وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ

اور لالچ تو ہر نفس کو لگا ہوا ہے[2] لیکن اگر تم احسان کرو اور اللہ سے ڈرتے ہو تو جو کچھ تم کرو گے اللہ یقیناً

كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۲۸﴾ وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا

اس سے خوب واقف ہے○ اگر تم اپنی بیویوں کے درمیان کما حقہ، عدل کرنا چاہو بھی تو ایسا ہرگز

بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا

نہ کر سکو گے لہذا یوں نہ کرنا کہ ایک بیوی کی طرف تو پوری طرح مائل ہو جاؤ اور باقی کو لٹکتا[3]

كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا

چھوڑ دو اور اگر تم اپنا رویہ درست رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو تو بلاشبہ اللہ بخشنے والا

رَّحِيْمًا ﴿۱۲۹﴾ وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَكَانَ

رحیم ہے○ اور اگر دونوں میاں بیوی الگ ہو جائیں تو اللہ اپنی مہربانی سے ہر ایک کو بے نیاز کردے گا[4] اور

اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴿۱۳۰﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ

اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا اور حکمت والا ہے۔○ جو کچھ ارض و سماوات میں ہے سب اللہ ہی کا ہے۔

وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ

تم سے پہلے اہل کتاب کو ہم نے تاکیدی حکم دیا تھا اور تمہارے لئے بھی یہ حکم ہے کہ

اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى

اللہ سے ڈرتے رہو اور اگر تم کفر کرو گے تو (سمجھ لو کہ) جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ

الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ﴿۱۳۱﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ

اللہ ہی کا ہے اور وہ بڑا بے نیاز اور حمد کے لائق ہے○ ہاں! جو کچھ آسمانوں اور زمین

وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۳۲﴾ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ

میں ہے سب اللہ ہی کا ہے اور ہر کام میں اللہ کا کارساز ہونا کافی ہے[5]○ اے لوگو! اگر

اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ

اللہ چاہے تو تمہیں ہٹا کر تمہاری جگہ دوسرے لوگ لا سکتا ہے اور اللہ اس بات پر پوری

قَدِيْرًا ﴿۱۳۳﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ

قدرت رکھتا ہے○ جو شخص دنیا کے ثواب (یعنی بدلہ) کا ارادہ رکھتا ہے تو اللہ کے ہاں

ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًاۢ بَصِيْرًا ﴿۱۳۴﴾ ع

تو دنیا کا بدلہ بھی ہے اور آخرت کا بھی اور اللہ سب کچھ سننے والا دیکھنے والا ہے○

1- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

"جب حضرت سودۃ ضعیف ہو گئیں اور انہیں اندیشہ ہوا کہ آپ ﷺ انہیں طلاق نہ دیدیں تو انہوں نے آپ ﷺ سے کہا۔ مجھے طلاق نہ دیجئے اپنے پاس ہی رکھئے اور میں اپنی باری عائشہ کو ہبہ کر دیتی ہوں تو یہ آیت نازل ہوئی۔"

(ابوداؤد)

چنانچہ آپ ﷺ نے ایسے ہی کیا۔ گویا ہر حالت میں صلح ہی اچھی ہے۔

2- یہاں لالچ سے مراد صرف مال ہی کا لالچ نہیں ہے بلکہ اس میں تمام مرغوبات نفس شامل ہیں۔ یعنی اگر عورت اپنے خاوند کی پسند کو ملحوظ رکھے گی تو یقیناً مرد کا دل بھی نرم ہو گا اور صلح کے امکانات روشن ہو جائیں گے۔

3- مغرب سے مرعوب طبقہ یہ اعتراض کرتا ہے کہ قرآن ایک طرف تو تعداد ازواج کیلئے عدل کی شرط مقرر کرتا ہے۔ (النساء 3:4) دوسری جانب عملاً اسے ناممکن قرار دے کر اس اجازت کو منسوخ کر دیتا ہے۔ حقیقت میں عدل کا حکم ان امور میں ہے جو کہ انسان کے بس میں ہو۔ جو انسان کے بس سے باہر ہیں ان پر مواخذہ نہیں۔ "معلقہ" ایسی بیوی ہے جسکی طرف خاوند کا کوئی رجحان نہ ہو اور وہ عملی طور پہ خاوند کے بغیر ہی ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

"آپکا یہ دستور تھا کہ عصر کے بعد تمام ازواج کے ہاں جایا کرتے تھے۔"

(بخاری)

4- اگر صلح کی کوئی صورت نظر نہ آئے تو بھی ایک دوسرے سے مجبوراً بندھے رہنا ضروری نہیں۔ اس حالت میں علیحدگی ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ اس بات پہ قادر ہے کہ عورت کو کوئی اچھا خاوند مل جائے اور مرد کوئی اور مناسب بیوی مل جائے اور وہ حسن سلوک سے نباہ کرلیں۔

5- تینوں آیات (130-132) میں تین بار یہ جملہ دہرایا گیا ہے۔ پہلی دفعہ کشائش اور وسعت مقصود ہے۔ دوسری دفعہ اللہ کی شان بے نیازی اور تیسری دفعہ رحمت اور کارسازی کا اظہار مقصود ہے۔

فرمان رسول ﷺ ہے۔

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے پچھلے انسان اور جن سب کے سب سب سے زیادہ متقی آدمی کے دل کی طرح ہو جائیں تو اس سے میری سلطنت میں کچھ اضافہ نہ ہو گا۔ اور اگر تمہارے اگلے پچھلے انسان اور جن سب کے سب سے زیادہ فاجر آدمی کے دل کی طرح ہو جائیں تو اس سے میری سلطنت میں کچھ بھی کمی نہ ہو گی۔ اور اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے پچھلے انسان اور جن سب کے سب ایک میدان میں کھڑے ہو کر مجھ سے مانگیں اور میں ہر ایک کو اسکی مطلوبہ چیزیں دے دوں تو جو کچھ میرے پاس ہے اس میں کوئی کمی نہ آئے گی۔ مگر اتنی جتنی کہ سوئی کہ سمندر میں ڈبونے سے آتی ہے۔"

(مسلم)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ

اے ایمان والو! اللہ کی خاطر انصاف پر قائم رہتے ہوئے گواہی دیا کرو

وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا

خواہ وہ گواہی تمہارے اپنے یا تمہارے والدین یا قریبی عزیزوں کے خلاف ہی[1] ہو اگر کوئی فریق امیر ہے

اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۣ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ

[2] یا فقیر بہرصورت اللہ ہی ان دونوں کا تم سے زیادہ خیر خواہ ہے لہٰذا اپنی خواہش نفس کے پیچھے عدل کو چھوڑو نہیں

وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿١٣٥﴾

اور اگر گول مول بات کرو یا سچائی سے کتراؤ (تو جان لو کہ) جو تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے○

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ

اے ایمان والو! (خلوص دل سے) اللہ، اس کے رسول اور اس کتاب پر ایمان[3] لاؤ جو اس نے اپنے

عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ

رسول پر نازل کیا ہے نیز اس کتاب پر بھی جو اس سے پہلے اس نے نازل کی تھی[4] اور جو شخص اللہ، اس کے

وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا

فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور اور یوم آخرت[5] کا انکار کرے تو وہ گمراہی میں بہت دور تک

بَعِيْدًا ﴿١٣٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ

چلا گیا○ بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے، پھر کفر کیا، پھر ایمان لائے، پھر کفر کیا پھر

ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ﴿١٣٧﴾ ۭ

[6] کفر میں بڑھتے ہی چلے ہی گئے اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا اور نہ ہی انہیں سیدھی راہ دکھلائے گا○

بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿١٣٨﴾ ۙ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ

منافقوں کو آپ بشارت دیجئے کہ ان کے لئے المناک عذاب ہوگا○ جو مومنوں کو چھوڑ کر

الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ

کافروں کو دوست بناتے ہیں تو کیا یہ لوگ کافروں کے ہاں عزت

الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ﴿١٣٩﴾ ۭ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ

چاہتے ہیں[7] حالانکہ عزت تو اللہ ہی کے لئے ہے○ اللہ اپنی کتاب میں تمہارے لئے یہ حکم پہلے نازل کر چکا ہے

اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا

کہ جب تم سنو کہ آیات الٰہی کا انکار کیا جا رہا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جا رہا ہے تو ان کے ساتھ مت

مَعَهُمْ حَتّٰي يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ڮ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ۭ

بیٹھو[8] حتیٰ کہ یہ لوگ کسی دوسری بات میں لگ جائیں، ورنہ[9] تم بھی اس وقت انہیں، جیسے ہو جاؤ گے

اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَۨا ﴿١٤٠﴾ ۙ

بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمام منافقوں اور کافروں کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے○

1-اپنے نفس کے خلاف یعنی اعتراف جرم کرنا حوصلہ کا کام ہے۔ اپنے خلاف گواہی اپنے اپنے والدین کے خلاف گواہی دینے اور اقرباء کے خلاف گواہی دینے سے بسااوقات فریق مخالف پہ خوش گوار اثر پڑتا ہے اور اسکا دل نرمی کی جانب مائل ہو جاتا ہے۔

2- مجرم یا ملزم اگر مالدار ہے تو رعایت مت کرو اور کسی فقیر کی غربت کی وجہ سے خوف نہ کھاؤ بلکہ اللہ کا حکم نافذ کرو۔ ان کا اللہ وارث ہے اور تم دونوں سے زیادہ انکا خیر خواہ ہے۔

شان نزول کی روایات میں آیا ہے کہ دو آدمی آپ ﷺ کے پاس اپنا جھگڑا لے کر آئے۔ ان میں سے ایک دولتمند تھا اور دوسرا غریب۔ آپ کا رجحان غریب کی طرف تھا کیونکہ آپ کا خیال تھا کہ یہ بیچارہ امیر آدمی پہ زیادتی کیسے کرسکتا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(ترمذی)

3-یعنی اپنے ایمان کو پختہ کرو۔ اپنی جدوجہد اپنی دوستی دشمنی غرض ہر چیز ایمان کے رنگ میں رنگی ہونی چاہئے۔

4- پہلی کتاب پہ فقط یہ ایمان مطلوب ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے حق کے ساتھ نازل ہوئی تھی۔ موجودہ نسخے، تحریف شدہ ہیں۔ ان میں سے جو چیز کتاب و سنت کے مطابق ہوگی اسے مانیں گے ورنہ انکار کردیں گے۔

5-ایمان بالغیب کے پانچ اجزاء کا یہاں ذکر ہے چھٹا جز تقدیر پہ ایمان ہے۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (البقرہ 3:2)

6-بعض مفسرین نے اس آیت کے مخاطب یہود مراد لئے ہیں۔ تاہم زیادہ تر مفسرین نے اس سے مراد منافقین اور مرتدین کا گروہ لیا ہے جنکے دل میں ایمان نہیں ہوتا مگر انکا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ۔

چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی

اگر مسلمان غالب محسوس ہوئے تو اسلام کا دعویٰ کردیا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کسی آزمائش میں ڈال دیا تو کفر کا اعلان کردیا اور موت تک اسی چکر میں رہے کیونکہ موت سے پہلے کی گئی سچی توبہ بہرحال قابل قبول ہے۔

7- یہ انکے نفاق کی بڑی علامت ہے جو لوگ کافروں کو معزز سمجھتے ہیں انہیں اس بات کا یقین نہیں ہے کہ عزت کا منبع تو اللہ کی ذات ہے۔ وہی عزت تقسیم کرتا ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں (فاطر 15:35) اور (المنافقون 8:63)

8- یہ اشارہ (الانعام 68:6) نازل ہونیوالے حکم سے متعلق ہے۔

9-دین کا مذاق ہو رہا ہو تو لازماً اس کا رد کیا جائے ورنہ کم از کم وہ محفل ہی چھوڑ دی جائے۔ اگر یہ بھی نہ ہو تو پھر وہ اور تم برابر ہو۔

الَّذِينَ يَتَرَبَّصُونَ بِكُمْ فَإِن كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللَّهِ قَالُوا

وہ لوگ آپ کے بارے میں ہروقت منتظر رہتے ہیں، اگر اللہ کی مہربانی سے تمہیں فتح نصیب ہو تو کہتے ہیں:

أَلَمْ نَكُن مَّعَكُمْ وَإِن كَانَ لِلْكَافِرِينَ نَصِيبٌ قَالُوا أَلَمْ

کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ اور اگر کافروں کا پلہ بھاری رہے تو انہیں کہتے ہیں: "کیا ہم تم پر قابو پانے کی

نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُم مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ فَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ

قدرت نہ رکھتے تھے اور ہم نے تمہیں مسلمانوں سے بچا نہیں لیا؟" پس اللہ ہی یوم قیامت تمہارے

يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَن يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا ﴿١٤١﴾ ع ٢٠ ١٧

درمیان فیصلہ کرے گا اور اللہ نے کافروں کے لئے مسلمانوں پر (غلبہ کی) ہرگز صورت نہیں رکھی[1]○

إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوا

یہ منافق اللہ سے دھوکہ بازی کرتے ہیں جبکہ اللہ ہی انہیں دھوکہ میں ڈال رہا ہے اور جب وہ صلاۃ کے

إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَىٰ يُرَاءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ

لئے کھڑے ہوتے ہیں تو ڈھیلے ڈھالے کھڑے ہوتے ہیں[2] دوسروں کو دکھلانے کے لئے صلاۃ ادا کرتے ہیں اور

اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٤٢﴾ مُّذَبْذَبِينَ بَيْنَ ذَٰلِكَ لَا إِلَىٰ هَٰؤُلَاءِ وَلَا

اللہ کو کم ہی یاد کرتے ہیں-○ یہ کفر اور ایمان کے درمیان لٹک رہے ہیں، نہ ادھر کے ہیں اور نہ

إِلَىٰ هَٰؤُلَاءِ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَلَن تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا ﴿١٤٣﴾ يَا أَيُّهَا

ادھر کے اور جسے اللہ گمراہ کرے آپ اس کے لئے کوئی راستہ نہ پائیں گے○ اے

الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ

ایمان والو! مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست

الْمُؤْمِنِينَ أَتُرِيدُونَ أَن تَجْعَلُوا لِلَّهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا مُّبِينًا ﴿١٤٤﴾

نہ بناؤ کیا تم اپنے آپ پر اللہ کی صریح حجت قائم کرنا چاہتے[3] ہو؟○

إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَن تَجِدَ

یہ منافق جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوں گے[4] اور آپ ان کا کوئی

لَهُمْ نَصِيرًا ﴿١٤٥﴾ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَاعْتَصَمُوا بِاللَّهِ

مددگار نہ پائیں گے○ ہاں، ان میں سے جنہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کی اور اللہ (کے دین) کو مضبوطی سے پکڑ

وَأَخْلَصُوا دِينَهُمْ لِلَّهِ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ وَسَوْفَ يُؤْتِ

لیا اور اللہ کے لئے اپنے دین کو خالص کر لیا تو ایسے لوگ مومنوں کے ساتھ ہوں گے اور اللہ تعالیٰ عنقریب

اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١٤٦﴾ مَّا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ

مومنوں کو بہت بڑا اجر عطا فرمائے گا-○ اگر تم لوگ اللہ کا شکر ادا کرو اور خلوص نیت سے ایمان لے آؤ

إِن شَكَرْتُمْ وَآمَنتُمْ وَكَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا ﴿١٤٧﴾

تو اللہ کو کیا پڑی ہے کہ تمہیں عذاب دے[5] (جبکہ) اللہ بڑا قدردان اور سب کچھ جاننے والا ہے-○

1-امت محمدیہ میں دور نبوی ﷺ میں منافقین کا طبقہ پیدا ہوا۔ ہر دور میں یہ طبقہ موجود ہوتا ہے آج بھی موجود ہے۔ انہیں صرف اپنے دنیاوی مفادات عزیز ہوتے ہیں۔ ان کیلئے اپنے نظریات کو تبدیل کرنا مشکل نہیں ہوتا۔ مسلمانوں کو جب فتح نصیب ہوئی تو مال غنیمت میں سے حصہ وصول کرنے حاضر ہو جاتے۔ کفار کا غلبہ ہوتا تو انہیں احسان جتا دیتے کہ ہماری حمایت سے تمہیں فتح نصیب ہوئی ہے ورنہ مسلمان تمہارا کچومر نکال دیتے۔

آج کل سیاسی پارٹیوں کے درمیان ایسے منافقین کی کثیر تعداد پھرتی رہتی ہے ہوا کا رخ دیکھتے ہی فوراً پارٹی بدل کر ایسی پارٹی میں شامل ہو جاتے ہیں جس کے برسر اقتدار آنے کی توقع ہو۔ ان کیلئے "لوٹا" کی اصطلاح وضع کی گئی ہے جو کہ "بے پیندہ لوٹا" کا اختصار ہے کہ ہر طرف لڑھکتا رہتا ہے۔

2-صلوٰۃ سے فرار تو ممکن نہ تھا ورنہ نفاق فوراً واضح ہو جاتا انکی صلوٰۃ روح سے خالی ہوتی ہے نہ دل سے وضو کرتے ہیں' نہ اول وقت پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مسجد سے ایسے بھاگتے ہیں جیسے کہ کسی بڑی مصیبت میں پھنسے ہوئے تھے۔ اور ذکر اذکار صرف برائے نام ہوتا ہے۔

منافقت دو طرح کی ہوتی ہے یعنی عملی اور اعتقادی۔ اعتقادی منافقت کی یہ اقسام ہیں۔

(ا)۔ رسول اللہ ﷺ کو جھٹلانا۔
(ب)۔ رسولوں کی دی ہوئی کسی خبر کو جھٹلانا۔
(ج)۔ رسول سے بغض رکھنا۔
(د)۔ رسول کی دی ہوئی کسی چیز سے بغض رکھنا۔
(ر)۔ دین کی اہانت پہ خوش ہونا۔
(س)۔ دین کی نصرت پسند نہ ہونا۔

عملی منافقت کی پانچ اقسام ہیں۔

(ا)۔ جب بولے تو جھوٹ بولے۔
(ب)۔ جب وعدہ کرے تو جھٹلا دے۔
(ج)۔ جب امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔
(د)۔ جب جھگڑا ہو تو فحش کلامی پہ اتر آئے۔
(ر)۔ جب معاہدہ کرے تو توڑ ڈالے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ

"منافقوں پہ کوئی صلوٰۃ عشاء اور فجر سے بھاری نہیں ہوتی اگر لوگ اس ثواب کو جانتے جو کہ ان نمازوں میں ہے تو گھسٹ کر بھی پہنچتے اور میں نے ارادہ کیا کہ موذن سے کہوں کہ وہ تکبیر کہے اور کسی کو امامت کا حکم دوں اور میں آگ کا شعلہ لیکر ان لوگوں کے گھروں کو جلا دوں جو ابھی تک صلوٰۃ کیلئے نہیں نکلے۔"

(بخاری)

3-یعنی منع کرنے کے باوجود اگر ان سے دوستی کی پینگیں بڑھاؤ گے تو گویا تم نے خود ہی اپنی سزا کیلئے جواز مہیا کر دیا۔

4-جہنم کا سب سے نچلہ طبقہ ہاویہ ہے۔ وہاں بدترین عذاب ہو گا۔

5-یہ انتہائی حوصلہ افزاء آیت ہے آخر اللہ تعالیٰ کو کسی کو عذاب دینے کا شوق تو نہیں ہے۔ تم ایمان پہ رہو اور شکر بجا لاتے رہو تو تمہیں کوئی خطرہ نہیں۔

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ

[1] اللہ یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی شخص دوسرے کے متعلق علانیہ بری بات کرے الایہ کہ اس پر ظلم ہوا ہو۔

وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۸﴾ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا

اور اللہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہےO اگر تم کوئی بھلائی علانیہ کرو یا خفیہ کرو یا کسی کا قصور

عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿۱۴۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ

[2] معاف کر دو تو اللہ (خود بھی) بڑا معاف کرنے والا ہے اور ہر بات پر قادر ہےO جو لوگ اللہ اور اس کے

بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ

[3] رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق کریں

وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ

[4] اور کہتے ہیں کہ ہم فلاں رسول پر تو ایمان لاتے ہیں اور فلاں کا انکار کرتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ

يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۵۰﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَ

کفر اور ایمان کے درمیان (ایک تیسری) راہ اختیار کریںO ایسے ہی لوگ پکے کافر ہیں

اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۵۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ

اور ہم نے کافروں کے لئے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہےO اور جو لوگ اللہ اور اس کے

رُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ

[5] رسولوں پر ایمان لاتے ہیں اور ان میں کسی میں تفریق نہیں کرتے، ایسے لوگوں کو اللہ ان کے اجر عطا فرمائے گا

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۵۲﴾ يَسْــَٔــلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ

اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا رحم کرنا والا ہےO اہل کتاب آپ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ آپ آسمان سے

عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ

[6] ان پر کوئی کتاب اتار لائیں ایسے لوگوں نے تو حضرت موسیٰ سے اس سے بھی بڑی بات کا مطالبہ کیا تھا

فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ

کہنے لگے: "ہمیں اللہ کو (ہمارے سامنے) ظاہر دکھلا دو" ان کی اسی سرکشی کی وجہ سے ان کو بجلی نے آلیا پھر

اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ

[7] انہوں نے واضح دلائل آ جانے کے بعد بچھڑے کو (اپنا معبود) بنا لیا پھر ہم نے یہ قصور بھی معاف کر

ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۵۳﴾ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ

دیا اور ہم نے موسیٰ کو صریح غلبہ عطا کیاO ہم نے (ان یہود سے) اقرار لینے کے لئے ان کے سروں

الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا

[8] [9] پر طور پہاڑ کو بلند کیا اور کہا کہ دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا نیز

لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۱۵۴﴾

[10] یہ بھی حکم دیا کہ سبت کے بارے میں زیادتی نہ کرنا اور ان باتوں پر ہم نے ان سے مضبوط عہد لیاO

1- مثلاً قاضی یا حاکم کے سامنے اپنی شکایت رکھے۔ یا لوگوں کے سامنے ظالم کے کرتوت بیان کرے تاکہ وہ اس کی خباثت سے بچ جائیں۔ کسی مقصد کے بغیر لوگوں کی برائیاں مشہور کرتے پھرنا ہی غیبت ہے جو کہ گناہ کبیرہ ہے۔

2- ظالم کے ظلم کا جواب بھی اگر اسکی بھلائی سے دیں تو یہ اللہ کے ہاں پسندیدہ ہے کیونکہ خود اللہ تعالیٰ قدرت کاملہ رکھنے کے باوجود ظالموں حتیٰ کہ کافروں اور منافقوں کو ڈھیل دیئے ہوئے ہے۔

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمان رسول ﷺ ہے۔

معاف کردینے سے اللہ تعالیٰ بندے کی عزت ہی بڑھاتا ہے۔

(مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی یوم قیامت اللہ اسکی پردہ پوشی کرے گا۔

(بخاری)

3- اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے درمیان فرق کرنا یعنی اللہ کو اور اسکے احکامات کو تو ماننا اسکے رسول اور اسکے احکامات کا انکار کرنا کفر ہے۔

4- یہود حضرت موسیٰ کو تو مانتے ہیں مگر حضرت عیسیٰ اور آنجناب ﷺ کا انکار کرتے ہیں اور عیسائی حضرت عیسیٰ اور آنجناب ﷺ کا انکار کرتے ہیں اور عیسائی حضرت عیسیٰ کو تو مانتے ہیں مگر آپ ﷺ کا انکار کرتے ہیں۔ فی زمانہ منکرین حدیث سنت کی حجت کا انکار کرتے ہیں۔

5- نبیوں کی نبوت کو تسلیم کرنے میں کوئی تفرقہ نہیں کرتے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں (البقرہ 253:2)

6- یہ مطالبہ اصل میں طلب تحقیق کیلئے نہ تھا بلکہ کٹ حجتی کے طور پہ تھا اور اسکی مثال بالکل ایسے ہے جیسا کہ انہوں نے دعویٰ کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے عہد لے رکھا ہے کہ ہم کسی رسول پہ ایمان نہ لائیں جب تک کہ وہ ہمارے پاس ایسی قربانی نہ لائے جسے آگ کھا جائے۔ دیکھئے (آل عمران 183:3)

چنانچہ بھلا یہود اس وقت کب ایمان لائے تھے جبکہ حضرت موسیٰ واقعی تختیوں پہ لکھی ہوئی آسمانی کتاب لائے تھے؟ اس وقت تو انہوں نے اس سے بھی بڑا مطالبہ پیش کردیا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں واضح طور پہ دکھلا دیا جائے۔ بھلا جو تجلی حضرت موسیٰ بلکہ پہاڑ بھی برداشت نہ کرسکا وہ یہ کہاں برداشت کرتے جب عملی صورت میں تجلیات پڑیں تو مرگئے۔

7- ید بیضاء، حضرت موسیٰ کا عصا، دریا کا پھٹنا وغیرہ۔

8- یہ پہاڑ ایسے اٹھادیا گیا کہ معلوم ہوتا تھا کہ اب گرا کہ گرا۔ تفصیل کیلئے دیکھیں (الاعراف 171:7)

9- اللہ کے اس حکم کو بھی انہوں نے نافرمانی کی بھینٹ چڑھادیا دیکھیں (الاعراف 162:7)

10- یوم سبت یہود کو کام کرنا منع تھا۔ جس کا انہوں نے لحاظ نہیں کیا۔ تفصیل دیکھیں (الاعراف 163-166:7)

فَبِمَا نَقۡضِهِمۡ مِّيۡثَاقَهُمۡ وَكُفۡرِهِمۡ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتۡلِهِمُ الۡاَنۡۢبِيَآءَ

پھر چونکہ ان لوگوں نے اپنا عہد توڑ دیا اور اللہ کی آیات کا انکار کیا اور انبیاء کو ناحق

بِغَيۡرِ حَقٍّ وَّقَوۡلِهِمۡ قُلُوۡبُنَا غُلۡفٌ ؕ بَلۡ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيۡهَا بِكُفۡرِهِمۡ

قتل کیا اور کہا کہ ہمارے دل غلافوں میں ہیں ۔ حالانکہ اللہ نے ان کے کفر کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر لگا دی

فَلَا يُؤۡمِنُوۡنَ اِلَّا قَلِيۡلًا ﴿۱۵۵﴾ وَّبِكُفۡرِهِمۡ وَقَوۡلِهِمۡ عَلٰى مَرۡيَمَ بُهۡتَانًا

تھی لہٰذا ماسوائے چند آدمیوں کے یہ ایمان نہیں لائیں گے O نیز اس لئے کہ انہوں نے حق کا انکار کیا اور مریم پر

عَظِيۡمًا ﴿۱۵۶﴾ وَّقَوۡلِهِمۡ اِنَّا قَتَلۡنَا الۡمَسِيۡحَ عِيۡسَى ابۡنَ مَرۡيَمَ رَسُوۡلَ

بہت بڑا بہتان لگا دیا O نیز یہ کہنے کی وجہ سے کہ "ہم نے اللہ کے رسول مسیح عیسیٰ بن، مریم کو قتل کر ڈالا ہے"

اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوۡهُ وَمَا صَلَبُوۡهُ وَلٰـكِنۡ شُبِّهَ لَهُمۡ ؕ وَاِنَّ الَّذِيۡنَ

حالانکہ انہوں نے اسے نہ قتل کیا اور نہ صلیب پر چڑھایا بلکہ یہ معاملہ ان کے لئے مشتبہ ہو گیا اور بلاشبہ جن لوگوں

اخۡتَلَفُوۡا فِيۡهِ لَفِىۡ شَكٍّ مِّنۡهُ ؕ مَا لَهُمۡ بِهٖ مِنۡ عِلۡمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ

نے اس معاملہ میں اختلاف کیا وہ خود بھی شک میں مبتلا ہیں انہیں حقیقت کا کچھ علم نہیں محض ظن کے

الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوۡهُ يَقِيۡنًا ﴿۱۵۷﴾ بَلۡ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيۡهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيۡزًا

پیچھے ہیں اور یقیناً وہ انہیں قتل نہیں کر سکے تھے O بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا تھا اور اللہ زور

حَكِيۡمًا ﴿۱۵۸﴾ وَاِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡـكِتٰبِ اِلَّا لَيُـؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ ۚ

آور اور حکمت والا ہے O اور تمام اہل کتاب (ابن مریم) کی موت سے پہلے ضرور اس پر ایمان لائیں گے

وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَكُوۡنُ عَلَيۡهِمۡ شَهِيۡدًا ﴿۱۵۹﴾ فَبِظُلۡمٍ مِّنَ الَّذِيۡنَ هَادُوۡا

اور قیامت کے دن وہ ان کے خلاف گواہی دیں گے O یہودیوں کے اسی ظلم کی وجہ سے

حَرَّمۡنَا عَلَيۡهِمۡ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتۡ لَهُمۡ وَبِصَدِّهِمۡ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ

اور بہت سے لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنے کی وجہ سے ہم نے ان پر کئی پاک چیزیں حرام کر دیں جو پہلے ان کے

كَثِيۡرًا ﴿۱۶۰﴾ وَّاَخۡذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدۡ نُهُوۡا عَنۡهُ وَاَكۡلِهِمۡ اَمۡوَالَ النَّاسِ

لئے حلال تھیں O اور اس لئے کہ وہ سود کھاتے تھے حالانکہ انہیں اس سے منع کیا گیا تھا نیز وہ لوگوں کے مال ناجائز

بِالۡبَاطِلِ ؕ وَاَعۡتَدۡنَا لِلۡكٰفِرِيۡنَ مِنۡهُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا ﴿۱۶۱﴾ لٰـكِنِ

طریقوں سے کھا جاتے اور ایسے کافروں کے لئے ہم نے المناک عذاب تیار کر رکھا ہے O لیکن

الرّٰسِخُوۡنَ فِى الۡعِلۡمِ مِنۡهُمۡ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ

ان میں سے جو علم میں پختہ اور ایماندار ہیں وہ اس وحی پر بھی ایمان لاتے ہیں جو آپ کی طرف نازل کی گئی ہے اور

وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِكَ وَالۡمُقِيۡمِيۡنَ الصَّلٰوةَ وَالۡمُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ وَ

اس پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کی گئی تھی وہ صلاۃ قائم کرتے ہیں، زکوۃ ادا کرتے ہیں

الۡمُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ اُولٰٓـئِكَ سَنُؤۡتِيۡهِمۡ اَجۡرًا عَظِيۡمًا ﴿۱۶۲﴾

اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں ایسے لوگوں کو ہم بہت بڑا اجر عطا کریں گے O

1- یہاں لفظ "لعنٰهم" محذوف ہے۔ گویا عبارت یوں ہوں گی۔

فَبِمَا نَقۡضِهِم مِيثَاقَهُم لَعنّٰهُمْ

"ان کی عہد شکنی کی بناء پہ ہم ان پہ لعنت کی۔"

2- صرف اپنے عہد و پیمان ہی سے نہ پھرے بلکہ انبیاء کو قتل کیا۔

3- کٹ حجتی کے طور پہ کہتے کہ ہمارے دل تو غلافوں میں ہیں کوئی نئی بات داخل نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ انکی خباثتوں کی کثرت کی بنا پر انکے دلوں پہ اتنی بدبختی چھا چکی ہے کہ اب ہر ہدایت ان پہ بے اثر ہوتی ہے۔

4- کہ حضرت عیسیٰ نعوذ باللہ ولد الزنا اور یوسف نجار کے بیٹے ہیں۔ آج کل کے مسلمان عقل پرست بھی آنجناب علیہ السلام کی معجزانہ پیدائش کا انکار کرتے ہیں۔

5- یہودی عیسیٰ ابن مریم کو رسول اللہ طنزاً کہتے اور فخریہ انکے قتل کا اقرار کرتے۔

6- اس شبہ میں دنیا کی کثیر آبادی آج بھی مبتلا ہے جبکہ یقینی بات یہی ہے وہ انہیں قتل نہ کر سکے۔ حالانکہ مسلمانوں کا ایک گروہ بھی شک میں مبتلا ہے انہیں یہ سمجھنے میں بہت دشواری ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں اس قسم کے معجزے صادر کرتے ہیں اسکے بارے میں دلائل کیلئے دیکھیں مولانا عبدالرحمان کیلانی مرحوم کی کتابیں "عقل پرستی اور انکار معجزات" اور "آئینہ پرویزیت"۔ حالانکہ قرآن مجید کا اسلوب پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ انکا اٹھایا جانا عام لوگوں کے اٹھائے جانے سے مختلف ہے۔ احادیث کا تواتر اس پہ مزید مہر تصدیق ثبت کرتا ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں (آل عمران 3:55-54)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اسوقت تمہارا کیا حال ہو گا جب حضرت عیسیٰ نازل ہونگے اور تمہارا امام تم ہی سے ہو گا۔ (یعنی وہ بھی شریعت محمدی کی اتباع کریں گے۔)"

(بخاری)

7- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ!

"اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے عنقریب تم میں ابن مریم عادل حکمران کی حیثیت سے نازل ہونگے وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے۔ خنزیر مار ڈالیں گے۔ جزیہ اٹھائیں گے۔ اس زمانے میں مال کی اتنی کثرت ہو گی کہ کوئی اسے قبول نہیں کرے گا اور ایک سجدہ انکے قریب دنیا و مافیہا سے بہتر ہو گا اور اگر چاہو تو پڑھ لو۔"

﴿وَاِنۡ مِنۡ اَهۡلِ الكِتَابِ اِلَّا لَيُؤمِنَنَّ بِهِ قَبۡلَ مَوۡتِهِ﴾

(بخاری)

یعنی آپکے نزول کے وقت تمام اہل کتاب ان پہ ایمان لے آئیں گے آپکی وفات کے وقت کوئی اہل کتاب کافر نہ ہو گا۔

8- حضرت عیسیٰ قیامت کو نصاریٰ کے بارے گواہی دیں گے جیسے فرمایا۔

"اور جب تک ان میں رہا اس پہ گواہ رہا۔"

(المائدہ 5:117)

9- انکی اس ظلم و زیادتی کی وجہ سے سزا کے طور پہ کئی طیب اشیاء بھی ان پر حرام کی گئیں۔ تفصیل کیلئے دیکھیں (الانعام 6:146)

إِنَّآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ كَمَآ أَوْحَيْنَآ إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّـۧنَ مِنۢ بَعْدِهِۦ ۚ

(اے محمد!) ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی کی ہے جیسے نوح اور ان کے بعد والے انبیاء کی طرف

وَأَوْحَيْنَآ إِلَىٰٓ إِبْرَٰهِيمَ وَإِسْمَٰعِيلَ وَإِسْحَٰقَ وَيَعْقُوبَ

1

کی تھی نیز ہم نے ابراہیم ، اسمٰعیل ، اسحٰق ، یعقوب اور اس کی

وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَٰرُونَ وَسُلَيْمَٰنَ ۚ

اولاد، اور عیسیٰ ، ایوب ، یونس ،ہارون اور سلیمان کی طرف وحی کی

وَءَاتَيْنَا دَاوُۥدَ زَبُورًا ﴿١٦٣﴾ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَٰهُمْ عَلَيْكَ مِن

2

اور ہم نے داؤد کو زبور عطا کی تھی○ کچھ رسول تو ایسے ہیں جن کا حال اس سے پہلے ہم آپ کو

قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۚ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ

بتلا چکے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جن کا حال آپ سے بیان نہیں کیا اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے بول کر

تَكْلِيمًا ﴿١٦٤﴾ رُّسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ

3

کلام کیا○ یہ سب رسول (لوگوں کو) خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے تھے تاکہ ان رسولوں

عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿١٦٥﴾

4

کے آنے کے بعد لوگوں کے لئے اللہ پر کوئی حجت باقی نہ رہے اور اللہ بڑا زبردست اور حکمت والا ہے○

لَّٰكِنِ اللَّهُ يَشْهَدُ بِمَآ أَنزَلَ إِلَيْكَ ۖ أَنزَلَهُۥ بِعِلْمِهِۦ ۖ وَالْمَلَٰٓئِكَةُ

5

بلکہ اللہ تو یہ گواہی دیتا ہے کہ اس نے جو کچھ آپ کی طرف اتارا ہے اپنے علم کی بنا پر اتارا ہے اور فرشتے بھی

يَشْهَدُونَ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ﴿١٦٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَ

6

یہی گواہی دیتے ہیں اگرچہ اللہ کی گواہی ہی بہت کافی ہے○ جن لوگوں نے اس نازل کردہ وحی کا انکار کیا

صَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ قَدْ ضَلُّوا ضَلَٰلًۢا بَعِيدًا ﴿١٦٧﴾ إِنَّ

8 7

اور اللہ کی راہ سے (لوگوں کو) روکا یقیناً وہ گمراہی میں بہت دور تک نکل گئے○ بلاشبہ

الَّذِينَ كَفَرُوا وَظَلَمُوا لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ

جو لوگ کافر ہوئے اور ظلم کرتے رہے اللہ انہیں ہرگز نہ بخشے گا اور نہ ہی انہیں جہنم کی راہ کے سوا کوئی دوسرا

طَرِيقًا ﴿١٦٨﴾ إِلَّا طَرِيقَ جَهَنَّمَ خَٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ

راہ دکھائے گا○ جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بات

عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴿١٦٩﴾ يَٰٓأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ

اللہ کے لئے بالکل آسان ہے○ لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف رسول دین حق

مِن رَّبِّكُمْ فَـَٔامِنُوا خَيْرًا لَّكُمْ ۚ وَإِن تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِى

9

لے کر آچکا ہے لہذا تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ تم ایمان لے آؤ اور اگر کفر کروگے تو (یاد رکھو کہ) جو کچھ آسمانوں

السَّمَٰوَٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١٧٠﴾

اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے○

1- آیت نمبر153 میں مذکور یہودیوں کے اعتراض ﴿اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتَابًا﴾ کا تمہید کے بعد مدلل جواب دیا جارہا ہے۔

آپ ﷺ پہ وحی کسی انوکھے انداز میں تو نہیں اتاری گئی دوسرے انبیاء پر بھی ایسے ہی اتاری گئی تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ

"حارث ابن ہشام نے آپ ﷺ سے پوچھا یارسول اللہ ﷺ آپ پر وحی کیسے نازل ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا کبھی تو ایسے آتی ہے جیسے گھنٹے کی جھنکار اور یہ وحی مجھ پہ سخت گراں ہوتی ہے۔ پھر جب فرشتے کی کہی بات مجھے یاد ہو جاتی ہے تو یہ موقوف ہو جاتی ہے اور کبھی فرشتہ مرد کی صورت میں میرے پاس آتا ہے اور مجھ سے بات کرتا ہے تو میں اس کی کہی ہوئی بات کو یاد کرلیتا ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ جب سخت سردی کے یوم آپ پر وحی اترتی، پھر جب موقوف ہوتی تو آپ ﷺ کی پیشانی سے پسینہ پھوٹ نکلتا۔"

(بخاری)

2- حضرت داؤد پہ نازل ہونے والی زبور جوکہ یک بارگی تختیوں کی صورت میں نازل نہ ہوئی تھی اسے تو یہود تسلیم کرتے ہیں پھر آپ ﷺ پہ نازل ہونے والی وحی کو ماننے میں کیا رکاوٹ ہے۔

3- وحی کے دو طریقے تو حاشیہ نمبر1 میں بیان ہوئے ہیں۔ تیسرا طریقہ پردہ کے پیچھے کلام کرنے کا ہے۔ یہ فضیلت حضرت موسیٰ کو عطا ہوئی۔ معراج کے موقعہ میں آپ ﷺ کو بھی یہ فضیلت عطا ہوئی۔ تفصیل کیلئے دیکھیں (الشوریٰ 42:51)

4- انبیاء کو بھیج کر اور وحی الٰہی کی ہدایت دے کر اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان پہ حجت تمام کردی ہے۔

5- یعنی قرآن مجید میں علم الٰہی کے خزانے ہیں۔ مستقبل کے پیش آنیوالے حالات، دشمنوں کی شازشوں کی خبریں اور اعتراضات کے جواب سب کچھ قرآن مجید میں ہے یا اسکا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ آپ ہی اس وحی کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔

6- اگر یہود آپ کو جھٹلاتے ہیں یا وحی کا انکار کرتے ہیں تو کیا ہوا خود ہماری گواہی کافی ہے۔ فرشتے چونکہ آپ پر نازل کرنیوالے ہیں لہٰذا وہ بھی حق کے گواہ ہوئے۔

7- یہود خود کفر کرتے اور دوسروں کو گمراہ کرتے اور انہیں دین کے بارے میں شکوک وشبہات میں ڈالنے کی کوشش کرتے۔ آج بھی اللہ کے یکسر منکر کیموزم کے بانی یہودی ہی ہیں اور فحاشی اور عریانی کا علمبردار سگمنڈ فرائڈ بھی یہودی ہی تھا۔

8- حسد، بغض، عناد اور حق دشمنی نے انکے دلوں کو سیاہ کردیا ہے ان میں حق قبول کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رہی۔

9- اگر اے بنی نوع انسان تم مان لوگے تو فائدہ تمہارا ہی ہے ورنہ تم اللہ کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں آیت نمبر133۔

يَٰٓأَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ

اے اہل کتاب! اپنے دین میں غلو نہ کرو[1] اور اللہ کی نسبت وہی بات کہو

اِلَّا الْحَقَّ ۭ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ

جو حق ہو۔ مسیح عیسیٰ ابن مریم صرف اللہ کے رسول اور اس کا کلمہ[2] تھے

اَلْقٰىهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۡ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۣ وَلَا

جسے اللہ نے مریم کی طرف بھیجا اور اس کی طرف سے ایک روح[3] تھے سو تم اللہ اور رسولوں پر ایمان لاؤ اور نہ

تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ۭ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ

کہو کہ (خدا) تین ہیں[4] اس بات سے باز آ جاؤ، یہی تمہارے لئے بہتر ہے صرف اللہ اکیلا ہی الٰہ ہے

سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

وہ اس بات سے پاک ہے کہ اس کی کوئی اولاد ہو جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب

الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۷۱﴾ لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ

اسی کا ہے اور اللہ اکیلا ہی (کائنات کا) نظام چلانے کے لئے کافی ہے○ مسیح اس بات میں عار نہیں سمجھتا کہ

يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰۗىِٕكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۭ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ

وہ اللہ کا بندہ ہو کر رہے اور نہ ہی مقرب فرشتے عار سمجھتے ہیں[5] اور جو شخص اس کی بندگی

عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿۱۷۲﴾ فَاَمَّا

میں عار سمجھے اور تکبر کرے تو اللہ ان سب کو عنقریب اپنے ہاں اکٹھا کرے گا○ پھر جو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَ

لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے انہیں ان کے پورے اجر دے گا اور

يَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا

اپنے فضل سے زیادہ بھی دے گا مگر جن لوگوں نے (اللہ کی بندگی کو) عار سمجھا اور اکڑے رہے

فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِـيْمًا ڏ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

تو انہیں وہ المناک عذاب دے گا اور وہ اپنے لئے اللہ کے سوا کسی کو بھی حامی و

وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۷۳﴾ يٰٓاَيُّھَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَكُمْ بُرْهَانٌ

ناصر نہ پائیں گے○ لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے واضح

مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴿۱۷۴﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ

دلیل آ چکی ہے[6] اور ہم نے تمہاری طرف صاف راہ دکھلانے والا نور (قرآن کریم) نازل کیا ہے[7]○ اب جو لوگ

اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ

اللہ پر ایمان لے آئے اور اس (قرآن) کو مضبوطی سے تھامے رہے انہیں اللہ اپنی رحمت

مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۱۷۵﴾ ۭ

اور اپنے فضل میں شامل کر لے گا اور اپنی طرف آنے کی سیدھی راہ انہیں دکھا دے گا○

1- حق میں افراط یا تفریط غلو ہے۔ دونوں ہی گمراہی ہیں یہود نے عیسیٰ کو نبی نہ مانا بلکہ ولد الزنا قرار دیا تو نصاریٰ نے انہیں اللہ کا بیٹا بنا چھوڑا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو برسر منبر یہ فرماتے سنا ہے کہ "میری تعریف میں ایسا مبالغہ نہ کرو جیسا کہ نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم کے بارے میں کیا بلکہ یوں کہو کہ میں اللہ کا بندہ اور اسکا رسول ہوں۔" (بخاری)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
"دین میں غلو کرنے سے بچو تم سے پہلے لوگوں کو دین میں غلو نے ہی ہلاک کیا۔" (نسائی)

اسکے باوجود امت محمدیہ کا ایک فرقہ ایسے غلو سے نہ بچ سکا اور انہوں نے کئی گمراہ کن اور بے بنیاد عقائد گھڑ لئے مثلاً۔

خدا کا پکڑا چھڑائے محمد
محمد کا پکڑا چھڑا کوئی نہیں سکتا

----(معاذ اللہ)

2- وہ اللہ کا کلمہ تھے اور وہ کلمہ <کن> ہے۔ یعنی باپ کے بغیر اللہ تعالیٰ نے صرف اس کلمہ سے پیدا کیا۔ دیکھئے تفصیل (آل عمران 3:47)

3- اللہ کی روح سے یہ مراد نہیں ہے کہ نور اللہ کی ذات حضرت عیسیٰ میں حلول کر گئی جو کہ گمراہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔ جیسے بیت اللہ کا یہ مطلب نہیں کہ وہ جگہ جہاں اللہ رہتا ہو بلکہ جہاں اللہ کی عبادت کی جاتی ہو۔ حضرت آدم کے بارے میں بھی ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ﴿فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ﴾

"جب میں (آدم) کو درست کروں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم اس کیلئے سجدہ کرو۔" (الحجر 15:29)

چنانچہ یہاں روح سے مراد ایسی پھونک ہی ہے جو کہ اللہ کے حکم سے پھونکی گئی۔

4- شیطان نے عیسائیوں کو تثلیث کا ایسا گورکھ دھندا بنا دیا ہے جسے وہ نہ خود کسی کو سمجھا سکتے ہیں اور نہ ہی خود اسے سمجھ سکتے ہیں۔ چنانچہ اسی بناء پہ خود عیسائیوں کے کئی فرقے وجود میں آ گئے۔

5- کیا خود کبھی عیسیٰ نے یا مقرب ملائکہ نے الوہیت کا دعویٰ کیا ہے؟ جب خود انہوں نے کبھی دعویٰ نہیں کیا بلکہ بندگی میں فخر محسوس کرتے ہیں تو تم کس بنا پہ گمراہی سمیٹ رہے ہو؟

6- یہاں برھان سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو کہ قاطع دلیل اور حق کیلئے کھلی حجت ہیں۔

7- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
"انبیاء میں سے ہر نبی کو جو (معجزہ) عطا کیا گیا لوگ اس پر اسی کے مطابق ایمان لائے۔ جو کچھ مجھے دیا گیا ہے وہ یہی وحی (قرآن) ہے جو اللہ نے میری طرف وحی کی ہے۔ لہٰذا میں توقع رکھتا ہوں کہ یوم قیامت متبعین کے لحاظ سے ان سب پر بڑھ جاؤں گا۔" (بخاری و مسلم)

نور مبین قرآن مجید ہے جو کہ انسان کیلئے ہدایت کے ہر پہلو پہ روشنی ڈالتا ہے۔

يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ

لوگ آپ سے کلالہ کے متعلق فتویٰ پوچھتے ہیں آپ کہئے کہ : اللہ یہ فتویٰ دیتا ہے کہ اگر کوئی شخص

لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَآ

لاولد مرجائے اور اس کی ایک بہن ہی ہو تو اسے ترکہ کا نصف ملے گا اور اگر کلالہ عورت ہو تو اس

اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا

کا بھائی اس کا وارث ہو گا اور اگر بہنیں دو ہوں تو ان کو ترکہ کا دوتہائی

تَرَكَ وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ

ملے گا اور اگر کئی بہن بھائی یعنی مرد اور عورتیں ملے جلے ہوں تو مرد کو دو عورتوں کے برابر

الْاُنْثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾

حصہ ملے گا اللہ تمہارے لئے یہ وضاحت اس لئے کرتا ہے کہ تم بھٹکتے نہ پھرو اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے O

سُوْرَةُ الْمَآئِدَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَسِتَّةَ عَشَرَ رُكُوْعًا

آیات ۱۲۰ (۵) سورۂ مائدہ مدنی ہے (۱۱۲) رکوع ۱۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے O

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ

اے ایمان والو اپنے معاہدات کو پورا کیا کرو تمہارے لئے مویشی قسم کے چرنے والے جانور

الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ اِنَّ اللّٰهَ

حلال کئے گئے ہیں سوائے ان کے جو تمہیں بتلائے جاچکے ہیں البتہ حالت احرام میں ان کا شکار حلال نہیں بلاشبہ

يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ﴿۱﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا

اللہ وہی حکم دیتا ہے جو وہ چاہتا ہے O اے ایمان والو اللہ کے شعائر کی بے حرمتی نہ کرو اور ، نہ

الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ

حرمت والے مہینہ کی، نہ قربانی اور نہ پٹے والے جانوروں کی اور نہ ان لوگوں کو (تنگ کرو) جو اپنے رب کی رضا

يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا

اور اس کے فضل کی تلاش میں بیت اللہ حج کے قصد سے جارہے ہوں، اور جب تم احرام کھول دو تو شکار کرسکتے

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ

ہو اور دیکھو اگر کسی قوم نے تمہیں مسجد حرام سے روک دیا ہو تو اس کی دشمنی تمہیں ناروا زیادتی پر

تَعْتَدُوْا وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ

مشتعل نہ کردے نیز نیکی اور خدا ترسی کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کرو، گناہ اور سرکشی کے

وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲﴾

کاموں میں تعاون نہ کیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو بلاشبہ اللہ کا عذاب بہت سخت ہے O

1-کلالہ کی میراث کا حکم آیت نمبر 12 میں بیان ہوچکا ہے۔ اس آیت میں کلالہ کی میراث کے دوسرے پہلو کا ذکر ہے جس کے متعلق صحابہ کرام نے استفسار کیا تھا۔ یاد رہے کہ آیات اور سورتوں کی ترتیب حکم الٰہی سے ہے۔ نہ کہ کسی انسان کا ذاتی اختیار ہے۔

آیت نمبر 12 میں کلالہ کے اخیافی بہن بھائی (جن کی والدہ ایک ہو مگر والد مختلف ہوں) کا ذکر ہوا تھا جبکہ یہاں حقیقی یا علاتی (جن کے والد ایک ہو جبکہ والدہ مختلف) بہن بھائیوں کا ذکر ہے۔

2-کلالہ کی میراث کی تقسیم کے سلسلہ میں دو اصول مدنظر رکھے جائیں گے۔

(ا)۔ اگر کلالہ کے حقیقی بہن بھائی موجود ہوں تو سوتیلے محروم رہیں گے۔ اور اگر حقیقی نہ ہوں تو پھر وراثت سوتیلے بہن بھائیوں میں تقسیم ہوگی۔

(ب)۔ کلالہ کے بہن بھائیوں میں میراث اولاد کی طرح تقسیم ہوگی یعنی اگر صرف ایک ہی بہن ہو تو اسے آدھا حصہ ملے گا۔ دو یا دو سے زیادہ ہو تو ان میں دو تہائی تقسیم ہوگا۔ اگر ایک ہی بھائی ہو تو تمام ترکہ کا وہی وارث ہوگا۔ اور اگر بہن بھائی ملے جلے ہوں تو مرد کے دو حصے اور عورت کو ایک حصہ ملے گا۔

3-عقد، عقود کی جمع ہے۔ اس کے معنی گرہ کے ہیں۔

ہر طرح کے پختہ عہد (Contract) کیلئے یہ لفظ بولا جاتا ہے۔ چاہے یہ احکام شرعیہ ہوں جو اللہ اور بندہ کے درمیان معاہدہ ہے یا آپس کے معاہدے ہوں۔

4- بہیمہ یعنی چوپائے اور انعام سے مراد اونٹ، گائے بھیڑ اور بکری ہیں جو نر اور مادہ مل کر آٹھ بنتے ہیں اور گھاس وغیرہ پہ گزارا کرتے ہیں۔

چنانچہ عرب کے علاوہ دوسرے علاقوں میں پائے جانے والے چوپائے جو کہ گھاس پھونس کھاتے ہیں وہ بھی اسی میں شامل ہونگے۔ یعنی گائے کے ساتھ نیل گائے اور بھینس وغیرہ بکری کے ساتھ ہرن اور بارہ سنگا وغیرہ اسکے علاوہ گوشت خور درندے حرام ہیں جو کہ اپنے پنجوں اور دانتوں سے شکار کی چیر پھاڑ کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ

"آپ ﷺ نے ہمیں ہر کچلی والے درندے اور پنجوں سے کھانے والے پرندے کھانے سے منع کیا ہے۔"

(مسلم)

حضرت جابر ؓ کہتے ہیں کہ

"آپ ﷺ نے پالتو گدھے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔" (بخاری و مسلم)

5-جن کی تفصیل آیت نمبر 3 میں آرہی ہے۔

6-حالت احرام میں ان کے شکار کی بھی اجازت نہیں۔ احرام اس فقیرانہ لباس کو کہتے ہیں جو حج اور عمرہ کی نیت کرنیوالے میقات سے باندھتے ہیں۔

7-شعائر شعار کی جمع ہے یعنی امتیازی علامت چنانچہ Monogram یا Trademark کو بھی شعار کہا جاتا ہے۔ گویا مسلمانوں میں صلوٰۃ، آذان، مسجد، صفا و مروہ وغیرہ سب شعائر ہیں۔ سیاق کی مناسبت سے مناسک حج مراد ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ

تم پر (یہ چیزیں) حرام کی گئی ہیں: مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور ہر وہ چیز جو اللہ کے علاوہ کسی اور کے نام سے

اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا

مشہور کردی جائے[1] نیز وہ جانور جو گلا گھٹ کر یا چوٹ کھا کر یا بلندی سے گر کر یا سینگ کی ضرب سے مر گیا ہو اور

أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا

جسے کسی درندے نے پھاڑا ہو الا یہ کہ تم اسے ذبح کر لو[2] نیز آستانے کا ذبیح[3] اور فال کے تیروں

بِالْأَزْلَامِ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ

سے قسمت معلوم کرنا بھی حرام ہے[4] یہ سب گناہ کے کام ہیں آج کافر تمہارے دین سے بالکل مایوس ہو گئے ہیں[5]

فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ

لہٰذا ان سے مت ڈرو، صرف مجھی سے ڈرو آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر

عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِي

اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لئے بحیثیت دین، اسلام کو پسند کیا ہے[6] پھر اگر کوئی شخص بھوک کے مارے

مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٣﴾ يَسْأَلُونَكَ

مجبور ہو جائے بشرطیکہ وہ گناہ کی طرف مائل نہ ہو تو، اللہ یقیناً بخشنے والا رحم کرنے والا ہے○ آپ سے پوچھتے

مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ

ہیں کہ ان کے لئے کیا کچھ حلال ہے؟ آپ کہئے کہ تمام پاکیزہ چیزیں[7] اور ان شکاری جانوروں

مُكَلِّبِينَ تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللَّهُ فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ

کا شکار بھی جنہیں تم نے سدھایا ہو جیسے اللہ نے تمہیں سکھلایا ہے لہٰذا جو شکار وہ تمہارے لئے روک رکھیں وہ

وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿٤﴾

کھا لو اور ان پر اللہ کا نام لے لیا کرو[8] اور اللہ سے ڈرتے رہو بلاشبہ اللہ کو حساب چکانے میں دیر نہیں

الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ

لگتی آج تمہارے لئے پاک چیزیں حلال کی جاتی ہیں اور اہل کتاب کا کھانا تمہارے لئے

لَكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَهُمْ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتُ

حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لئے[9] نیز مومن عفیفہ عورتیں بھی اور ان لوگوں کی عفیفہ عورتیں بھی

مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ

جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی بشرطیکہ اس سے تمہاری غرض مہر ادا کر کے انہیں

مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ وَلَا مُتَّخِذِي أَخْدَانٍ وَمَنْ يَكْفُرْ

نکاح میں لانا ہو، محض شہوت رانی اور خفیہ آشنائی نہ ہو[10] اور جس نے ایمان کے بجائے

بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٥﴾ ع۱

کفر اختیار کیا اس کا وہ عمل برباد ہو گیا اور آخرت میں وہ نقصان اٹھانے والوں سے ہو گا○

1-غیر اللہ کے نام کا ذبح کیا ہوا جانور۔ یہ سب حرام ہیں۔

2-یعنی درندے کو پھاڑنے کے باوجود وہ ابھی زندہ ہو اور تم اسے ذبح کر لو ذبح کرنے کا درست طریقہ یہ ہے کہ "بسم اللہ" پڑھ کر کسی تیز دھار چیز سے حلق کی رگوں کو کاٹ کر خون بہا دیا جائے۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (الانعام 144:6)

3-مشرکین نے اپنے اپنے بتوں کے قریب ایسے پتھر مقرر کر رکھے تھے جن پہ ان کے نام کی قربانی کرتے۔ کوئی بھی ایسا مقام جس کے بارے میں عوام میں مشہور ہو کہ وہاں قربانی کرنے سے فلاں تکلیف رفع ہو جاتی ہے یا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ اس جگہ کا ذبیحہ حرام ہے۔ یعنی وہاں ذبح کرنا بھی حرام بلکہ شرک تک پہنچاتا ہے اور اسکا کھانا بھی حرام ہے۔

4-مشرکین فال نکالنے کیلئے یہ طریقہ استعمال کرتے۔ کسی چیز کے اچھے یا برے ہونے کا فیصلہ کرنے کیلئے یہ تیر استعمال کرتے۔ فی زمانہ لاٹری وغیرہ اس سے مشابہ ہیں۔

5-یعنی اللہ تعالیٰ نے اسلام اور مسلمانوں کو اتنی طاقت عطا فرما دی ہے۔ اب اسلام دشمن مایوس ہو چکے ہیں کہ اس نئی طاقت کا قلع قمع کر سکیں گے۔ یوم عرفہ 10_ذوالحجہ ہے جس میں یہ آیت نازل ہوئی۔

6-اس آیت کے نزول کے بعد آپ ﷺ صرف 81 ایام زندہ رہے۔ اسکے بعد آیت دیت اور آیت کلالہ نازل ہوئی چنانچہ اس آیت کا مفہوم یہ ہوگا دین کی اساس مکمل کر دی گئی۔

یہودی (کعب اخبار) حضرت عمرؓ سے کہنے لگے تم ایک ایسی آیت پڑھتے ہو کہ اگر وہ آیت ہم یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہوتی تو ہم ایسے عید (جشن) کا یوم مقرر کر لیتے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ یہ آیت کب اور کہاں اتری اور اس وقت آپ ﷺ کہاں تشریف رکھتے تھے؟ یہ آیت یوم عرفہ کو اتری اور ہم اس وقت عرفات میں تھے۔

(بخاری)

نعمت کے اعتبار سے یہ آیت واقعی لاثانی ہے۔ اسلام کو اللہ تعالیٰ نے وہ مرتبہ بخشا ہے کہ اس کا کوئی پہلو ہدایت سے خالی نہیں ہے۔ اہل کتاب کو یہ نعمت میسر نہ آئی۔ یہ آیت بدعات کے خلاف دلیل قاطع ہے۔

7-پاک صاف اشیاء جو گلی سڑی باسی نہ ہوں یا حرام نہ کی گئی ہوں حلال ہیں۔ چیر پھاڑ کرنیوالے جانور جیسے شیر چیتا وغیرہ مردار خور جانور کوا، چیل، گدھ اور زمینی کیڑے وغیرہ حرام ہیں۔

8-شکاری جانور کے لائے ہوئے شکار کے حلال ہونے کیلئے دو شرطیں ہیں۔ جانور کو "بسم اللہ" کہہ کر چھوڑا جائے۔ دوسرا شکاری جانور نے شکار کھایا ہوا نہ ہو۔

9-اہل کتاب کا ذبیحہ بھی انہی شرائط کے تحت حلال ہے جو کہ مسلمانوں کیلئے ہیں۔

10-اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح جائز ہے مگر اسکی سفارش نہیں کی گئی۔ وہ بھی ان شرائط کے ساتھ کہ پاکدامن ہوں اور کسی فتنہ کا خطرہ نہ ہو مثلاً اگر خاوند کے بیوی کے دین کی جانب مائل ہونے کا خطرہ ہو تو یہ نکاح جائز نہ ہوگا۔ جسکی جانب ﴿وَمَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ﴾ کے الفاظ سے اشارہ کیا گیا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا

اے ایمان والو! جب صلاۃ ادا کرنے کے لئے اٹھو[1] تو پہلے اپنے منہ[2] اور کہنیوں

وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ

تک ہاتھوں کو دھو لو، اپنے سروں کا مسح کر لو[3] اور اپنے پاؤں[4] ٹخنوں

اِلَى الْكَعْبَيْنِ ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ

تک دھو لیا کرو اور اگر جنابت کی حالت میں ہو تو نہا کر طہارت حاصل کرو[5] ہاں اگر تم

مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ

مریض ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص رفع حاجت کر کے آئے

اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا

یا تم نے عورتوں سے مباشرت کی ہو، پھر تمہیں پانی نہ مل رہا ہو تو پاک مٹی

طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ۭ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ

سے تیمم کرلو[6] پھر اس سے اپنے چہروں اور ہاتھوں کا مسح کر لو اللہ تم

لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَ

پر تنگی نہیں کرنا چاہتا بلکہ وہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کرے اور

لِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَاذْكُرُوْا

تم پر اپنی نعمت[7] پوری کرے تاکہ تم اس کے شکر گزار بنو○ اور اللہ کے

نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ اِذْ

اس احسان کو یاد کرو جو اس نے تم پر کیا اور اس پختہ عہد[8] کو بھی (یاد رکھو) جو اس نے تم سے لیا جبکہ تم نے

قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ

سمعنا واطعنا (ہم نے سن لیا اور اطاعت قبول کی) کہا اور اللہ سے ڈرتے رہو (کیونکہ) اللہ دلوں کی باتیں بھی

الصُّدُوْرِ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ

خوب جانتا ہے○ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی خاطر قائم رہنے والے اور انصاف کے ساتھ

شُهَدَاۗءَ بِالْقِسْطِ ۡ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓي

گواہی دینے والے بنو۔ کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر مشتعل نہ کر دے کہ

اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭ اِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوا

تم عدل کو چھوڑ دو، عدل کیا کرو، یہی بات تقویٰ کے قریب تر ہے اور اللہ تعالیٰ سے

اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

ڈرتے رہو جو کچھ تم کرتے ہو یقیناً اللہ اس سے خوب باخبر ہے○ جو لوگ ایمان لائے

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝

اور نیک عمل کئے ان سے اللہ کا وعدہ ہے کہ ان کے لئے بخشش اور بہت بڑا اجر ہے○

1-حضرت سعید بن زید ؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔
"جس نے وضو سے پہلے بسم اللہ نہیں پڑھی اسکا وضو نہیں ہوا۔" (ترمذی)

2-چہرے کو دھونے میں منہ کی کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا بھی شامل ہے اور یہ احادیث سے ثابت ہے۔ اسی طرح داڑھی کا خلال بھی کیا جائے۔

3-مسح پورے سر کا کیا جائے۔ گردن کا مسح سنت سے ثابت نہیں اسکے ساتھ کانوں کا مسح کیا جائے۔ اگر سر پہ عمامہ وغیرہ پہنا ہوا ہو تو اسکے اوپر ہی سے مسح کیا جا سکتا ہے۔ حضرت علی ابن ابی طالب ؓ سے روایت ہے کہ
"آپ نے تین دن رات مسافر کیلئے اور دن رات مقیم کیلئے موزوں کے مسح کی مدت مقرر کی ہے۔"

(مسلم)

4-"ارجلکم" میں ل پہ فتحہ ہے گویا اسکا عطف "وجوھکم" پہ ہے یعنی پاؤں ایڑھیوں تک دھوئے جائیں۔ سنت سے بھی یہی ثابت ہے۔ نیز وضو میں کسی بھی عضو کو تین دفعہ سے زیادہ دھونا منع ہے۔

5-علماء نے ناپاکی کی دو اقسام بیان کیں ہیں۔ "حدث اصغر" جو کہ ہوا خارج ہونے یا بیت الخلاء سے فراغت کے بعد لاحق ہوتا ہے۔ وضو کے ذریعے اس سے پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ "حدث اکبر" اسے حالت جنابت بھی کہتے ہیں۔ احتلام، صحبت، حیض، نفاس سے لاحق ہوتا ہے۔ غسل سے پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ حضرت عمر ؓ کہتے ہیں کہ
"ایک شخص نے وضو کیا اور اپنے قدم پر ناخن بھر جگہ خشک چھوڑ دی۔ آپ ﷺ نے دیکھا تو فرمایا واپس جاؤ اور اچھی طرح وضو کرو۔ چنانچہ وہ شخص واپس ہوا۔ پھر (وضو کر کے) صلوٰۃ پڑھی۔"

(مسلم)

حضرت ابو ایوب انصاری ؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔
"تم میں سے کوئی پاخانہ کو آئے تو قبلہ کی طرف منہ کر کے نہ بیٹھے بلکہ مشرق کی طرف یا مغرب کی طرف منہ کرو"۔

(بخاری ومسلم)

6-پانی دستیاب نہ ہو یا مرض کی ایسی حالت ہو کہ پانی کا استعمال نقصان دہ ہو تو تیمم کیا جائے۔ طریقہ حدیث سے واضح ہے۔ حضرت عمار ؓ فرماتے ہیں کہ
"آپ ﷺ نے اپنی ہتھیلیاں ایک مرتبہ زمین پہ ماریں پھر ان میں پھونک ماری (اور فالتو مٹی اڑا دی) پھر ان سے اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی سے بائیں ہاتھ کی پشت تک کا اور بائیں ہاتھ کی ہتھیلی سے دائیں ہاتھ کی پشت تک کا مسح کیا پھر ان دونوں ہتھیلیوں کو منہ پہ پھیرا۔"

(بخاری)

7-یہ نعمت اسلام کی نعمت ہے جس نے تمہیں جینے کا سلیقہ سکھلا دیا جانی دشمنوں کو پیار و محبت کے لازوال رشتے میں پرو دیا۔

8-یہ وہ عہد ہے جسے بیعت عقبہ کہتے ہیں کہ ہم ہر خوشی غمی میں آپ کی اطاعت کریں گے۔ بعد میں بھی مسلمانوں سے بھی آپ ﷺ اسی عہد پہ بیعت کرتے رہے اور خلفاء راشدین بھی اسی پہ بیعت لیتے رہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ
اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو ایسے ہی لوگ

الْجَحِيْمِ ⑩ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ
اہل جہنم ہیںO اے ایمان والو! اللہ کا وہ احسان بھی یاد کرو جو اس نے

عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ
تم پر کیا جب (مخالف) قوم نے تم پر دست درازی کا ارادہ کیا تھا تو

فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ
اللہ نے ان کے ہاتھوں کو تم پر اٹھنے سے روک دیا[1] اور اللہ سے ڈرتے رہو اور مومنوں کو اللہ ہی پر

الْمُؤْمِنُوْنَ ⑪ ع وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۚ
بھروسہ کرنا چاہئےO اور اللہ نے بنی اسرائیل سے بھی پختہ عہد لیا[2] تھا

وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ
اور ان میں بارہ سردار مقرر کئے[3] اور فرمایا "میں تمہارے ساتھ ہوں"

لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ
اگر تم نے صلاۃ کو قائم رکھا، زکات ادا کرتے رہے اور میرے رسولوں پر

بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا
ایمان لا کر ان کی مدد کرتے رہے اور اللہ (کے بندوں) کو قرض حسنہ دیتے رہے

لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ
تو میں یقیناً تمہاری برائیاں تم سے زائل کر دوں گا اور ایسے باغات میں داخل کروں گا

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْھٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ
جن میں نہریں جاری ہیں پھر اس کے بعد بھی اگر تم میں سے کسی نے کفر کیا،

فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ ⑫ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ
تو وہ صراط مستقیم سے بھٹک گیاO پھر چونکہ انہوں نے اپنے عہد کو توڑ ڈالا[4]

لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ
لہٰذا ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دل سخت کر دیئے[5] (اب یہ حال ہے کہ) کہ کتاب اللہ کے کلمات کو ان کے

عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ
موقع و محل سے بدل ڈالتے ہیں[6] اور جو ہدایات انہیں دی گئی تھیں ان کا اکثر حصہ بھول چکے ہیں اور ماسوائے

تَطَّلِعُ عَلٰي خَاۗىِٕنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ
چند آدمیوں کے آپ کو آئے دن ان کی خیانتوں کا پتہ چلتا رہتا ہے

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ⑬
لہٰذا انہیں معاف کیجئے[7] اور ان سے درگزر کیجئے بیشک اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہےO

1- حضرت انس ؓ فرماتے ہیں

"اہل مکہ کے اسی (۸۰) آدمی مسلح ہو کر تنعیم پہاڑ کی جانب سے رسول اللہ پر حملہ آور ہوئے وہ یہ چاہتے تھے کہ آپ اور آپ کے اصحاب غافل ہوں تو حملہ کردیں۔ آپ ﷺ نے انہیں پکڑ کر قید کرلیا پھر انہیں چھوڑ دیا تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی۔"

(مسلم)

تفسیری روایات میں اس کے علاوہ دیگر واقعات بھی ذکر کئے گئے ہیں۔ ممکن ہے کہ سب ہی کی جانب اشارہ ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

2- جس طرح آپ ﷺ نے مسلمانوں سے اطاعت کا عہد لیا تھا اسی طرح بنو اسرائیل سے یہ عہد لیا گیا۔ غالباً یہاں مسلمانوں کو تذکیر مطلوب ہے کہ کہیں تم بھی اپنے عہد بھلا کر بنی اسرائیل کی طرح سزا کے مستحق نہ ہو جانا۔

3- بنو اسرائیل بارہ قبیلے تھے جو کہ حضرت یعقوبؑ کے بارہ بیٹوں کی اولاد تھے۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ نے ان پہ بارہ نقیب مقرر کردیئے جو کہ اپنے اپنے قبیلے کے محافظ یا ذمہ دار تھے کہ ان کی تربیت کریں۔ انہیں اس عہد پر قائم رکھنے کی کوشش کریں۔

4- بنی اسرائیل نے اس معاہدہ کی چنداں پرواہ نہ کی بلکہ چار شقوں سے ہر ایک شق کی دھجیاں بکھیردیں۔ زکوٰۃ کی بجائے بخل کی راہ اختیار کی۔ قرض حسنہ دینے کی بجائے سودخوری اور حرام خوری شروع کردی۔ رسولوں کی مدد کیا کرنا تھی کئی انبیاء کو ناحق قتل کردیا۔

5- مسلسل خباثتوں' ضد اور ہٹ دھرمی کی بنا پہ انکے دل حق قبول کرنے کی صلاحیت سے عاری ہوگئے۔ آپس میں محبت اور الفت کی بجائے ان میں خودغرضی سنگدلی اور باہمی منافرت نے راہ پالی۔ دل کی اس کیفیت کو کئی جگہ اللہ تعالیٰ نے "مہر لگانے" سے بیان فرمایا ہے۔ دل کی قساوت کے بارے میں تفصیل کیلئے دیکھیں (البقرہ 74:2)

6- فلسفیانہ موشگافیوں اور خودغرضی پر مبنی تاویلات شروع کردیں۔ کتاب اللہ کی اکثر آیات کا مفہوم ہی بدل دیا۔ لفظی تحریف سے بھی دریغ نہیں کیا۔

حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ

"آپ کے پاس ایک یہودی مرد اور عورت کو لایا گیا جنہوں نے زنا کیا تھا۔ آپ ﷺ نے یہودی سے پوچھا کہ تم اس بارے میں اپنی کتاب میں کیا حکم پاتے ہو؟ وہ کہنے لگے کے ہمارے علماء ایسے لوگوں کا منہ کالا کرکے گدھے پر سوار کرتے ہیں اور گشت کراتے ہیں۔ عبداللہ بن سلام ؓ نے کہا۔ یارسول اللہ ﷺ ان کے علماء کو تورات سمیت بلایئے۔ جب تورات لائی گئی تو ان میں سے ایک نے رجم والی آیت پہ ہاتھ رکھ کر آگے پیچھے سے پڑھنا شروع کردیا۔ عبداللہ بن سلام نے کہا کہ اپنا ہاتھ تو اٹھا۔ اس نے ہاتھ اٹھایا تو اسکے نیچے سے رجم کی آیت نکلی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں رجم کا حکم دے دیا اور وہ رجم کئے گئے۔"

(بخاری)

7- یہود تو ہے ہی سازشی قوم لہٰذا آپ ان کی ہر بات سے دل گرفتہ نہ ہوں۔

وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ

(اسی طرح ہم نے) ان لوگوں سے بھی پختہ عہد لیا تھا جنہوں نے کہا تھا کہ: "ہم نصاریٰ ہیں"[1]

فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ

انہیں بھی جو ہدایات دی گئی تھیں ان کا اکثر حصہ انہوں نے بھلا دیا جس کے نتیجہ میں ہم نے ان کے

الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ وَسَوْفَ

درمیان یوم قیامت تک دشمنی اور کینہ کا بیج بو دیا[2] اور عنقریب

يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۴﴾ يٰٓاَهْلَ

اللہ انہیں وہ سب کچھ بتلا دے گا جو وہ کرتے رہے○ اے

الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا

اہل کتاب! تمہارے پاس ہمارا رسول آ چکا ہے جو تمہاری ان بہت سی باتوں کی وضاحت کر دیتا ہے

مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ

جو تم کتاب سے چھپا جاتے ہو اور بہت سی باتوں کو چھوڑ بھی

كَثِيْرٍ ڛ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ

دیتا ہے۔ اب تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور[3] اور (ایسی) واضح کتاب

مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ

آ چکی ہے○ جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو سلامتی کی راہیں دکھلاتا ہے جو

سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

اس کی رضا کی اتباع کرتے ہیں اور انہیں اپنے اذن سے اندھیروں سے نکال کر روشنی کی

بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۶﴾ لَقَدْ

طرف لے جاتا ہے اور صراط مستقیم کی طرف ان کی رہنمائی کرتا ہے○ یقیناً

كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ

وہ لوگ کافر ہیں[4] جنہوں نے کہا کہ: "مسیح ابن مریم ہی اللہ ہے"

قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ

آپ ان سے پوچھیے کہ کسی کی کیا مجال ہے کہ اللہ کو اس کے ارادے سے روکے اگر اللہ تعالیٰ

الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۭ

مسیح ابن مریم اور اس کی والدہ کو اور جو کچھ زمین میں ہے ان سب کو ہلاک کرنے کا ارادہ کر لے

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ يَخْلُقُ

اور جو کچھ آسمانوں، زمین اور ان کے درمیان ہے سب اللہ ہی کی ملکیت ہے وہ

مَا يَشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۷﴾

جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے○

1-عیسائیوں کو نصاریٰ کہنا قرآن مجید کے اعلیٰ ذوق کی ایک دلیل ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش فلسطین کے شہر نصرہ (Nazareth) میں ہوئی۔ اس بناء پہ حضرت عیسیٰؑ کے پیروکاروں کو ناصری (Nazarans) کہاجانے لگا۔ اس میں یہودی پیش پیش تھے۔ اب ظاہر بات ہے کہ علاقائی نسبت کسی دین کیلئے اچھی بنیاد نہیں سمجھی جاتی بلکہ دین تو آفاقی ہوتا ہے جیساکہ اسلام ہے۔ خود عیسائیوں کو یہ نام پسند نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آفاقی بنیاد والا نام استعمال کیا۔ ﴿نَحْنُ أَنْصَارُ اللّٰهِ﴾ یعنی ہم اللہ کے حامی وناصر ہیں"۔

اسی نسبت سے اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے "نصاریٰ" کانام استعمال کیا ہے۔ خود عیسائی اپنے لئے "مسیحی" کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ جو کہ شخصی نسبت یعنی "مسیح" سے مشتق ہے۔ ابتداء میں نصاریٰ کو یہ نام بھی پسند نہ تھا مگر بعد میں انہوں نے اسے تسلیم کرلیا۔

(ا)۔ ضمناً اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کسی کو بھی بہترین نام سے پکارنا چاہیئے۔

(ب)۔ ایسے فرقے جو علاقائی یا شخصی نسبتوں سے بنے ہوئے ہوتے ہیں انہیں غور کرکے تفرقہ بازی والے ناموں سے جان چھڑانی چاہیئے۔

2-جب دین کو جوکہ اتحادو اتفاق کیلئے بنیاد مہیا کرتا ہے کوہی انہوں نے منہدم کر ڈالا تو ان میں مستقل دشمنی چل نکلی۔ جب کبھی نصاریٰ کو طاقت ملی تو انہوں نے یہود پہ جی بھرکر ظلم ڈھائے اور یہود نے نصاریٰ پہ۔ یہ عداوت تا قیامت چلے گی۔

3-یہاں نور سے مراد نورِہدایت یا شریعت یاہدایت ہے۔

4-یہاں کافر سے مراد نصاریٰ ہیں جنہوں نے اب (Abb) یعنی باپ اور (Rabb) یعنی رب کائنات کے معنی ومفہوم متعین کرنے میں غلطی کھائی اور پھر اس غلطی میں دور تک چلے گئے۔ ویسے والد بھی ظاہری طور پہ اولاد کے رزق' تعلیم اور نشوونما کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ ابتداء میں مجازی طور پہ رب (Rabb) کیلئے اب (Abb)اور اسکے نیک بندوں کیلئے بیٹا (Son) کا لفظ استعمال کیا گیا۔ بعد میں اس سے حقیقی معنی ومفہوم مراد لے لئے گئے۔ اب انجیل کا کوئی نسخہ اصل زبان میں دستیاب ہی نہیں جس سے وہ اپنی غلطی کی اصلاح کرسکیں۔ اس سے قرآن پاک کے اصل متن کو ترجمہ کے ساتھ رکھنے کی ضرورت واہمیت کا اندازہ بھی ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف قرآن مجید کی حفاظت کی ہے بلکہ یہ حفاظت موثر رکھنے کیلئے خود عربی لسان کی حفاظت بھی فرمائی ہے۔ چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی عربی کے وہی لہجے مروج ہیں۔ یہ قرآن کے معجزوں میں سے ایک بڑا معجزہ ہے۔

چنانچہ عیسائی ایسی گمراہی میں دور تک چلے گئے۔ کسی نے کہاکہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ کے جسم میں حلول کرگیا ہے۔ کسی نے انہیں ابن اللہ قرار دیا اور کسی نے کہا کہ اللہ ایک نہیں بلکہ تین ہیں اور تینوں ہی ازلی وابدی ہیں۔ اللہ ' عیسیٰ اور روح القدس۔ پھر یہ تینوں مل کربھی ایک الہ ہی بنا ہے۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ۭ قُلْ فَلِمَ

یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ: ہم اللہ کے بیٹے[1] اور اس کے چہیتے ہیں" آپ ان سے پوچھئے کہ: پھر وہ تمہیں تمہارے

يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ

گناہوں کی سزا کیوں دیتا ہے؟[2] بلکہ تم ویسے ہی انسان ہو جیسے دوسری خلقت وہ جسے چاہتا ہے معاف کردیتا ہے

وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا

اور جسے چاہتا ہے سزا دیتا ہے" اور آسمانوں، زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اللہ ہی کی

بَيْنَهُمَا ۡ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلُنَا

ملکیت ہے اور اسی کی طرف سب کو جانا ہےO اے اہل کتاب! تمہارے پاس ہمارا رسول اس وقت آیا

يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰي فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَاۗءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ

اور احکام بیان کر رہا ہے جب رسولوں کی آمد ختم ہو چکی تھی[3] تاکہ تم یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس خوشخبری سنانے والا

وَّلَا نَذِيْرٍ ۡ فَقَدْ جَاۗءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ

اور ڈرانے والا آیا ہی نہ تھا- اب تمہارے پاس بشارت دینے والا اور ڈرانے والا آچکا ہے اور اللہ ہر چیز پر

قَدِيْرٌ ﴿۱۹﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ

قادر ہےO اور (وہ وقت یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم اللہ کے اس احسان کو یاد کرو

عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَاۗءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ڰ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا

جو اس نے تم پر کیا جبکہ اس نے تم میں کئی نبی پیدا کئے اور کئی بادشاہ[4] بنائے اور تمہیں وہ کچھ دیا

لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۰﴾ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ

جو اقوام عالم میں سے کسی کو نہ دیا تھا[5]O اے میری قوم! اس پاک سرزمین[6] میں

الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓي اَدْبَارِكُمْ

داخل ہو جاؤ جو اللہ نے تمہارے لئے مقدر کر رکھی ہے اور پیچھے نہ ہٹو

فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۱﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ڰ

ورنہ نقصان اٹھا کر لوٹو گے"O وہ کہنے لگے: "موسیٰ! وہاں تو بڑے زور آور لوگ[7] رہتے ہیں،

وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰي يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا

جب تک وہ وہاں سے نکل نہ جائیں ہم تو وہاں کبھی نہ جائیں گے ہاں اگر وہ وہاں سے نکل جائیں

فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴿۲۲﴾ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ

تو ہم داخل ہونے کو تیار ہیں"O اور جو لوگ اللہ سے ڈرتے تھے ان میں سے دو آدمیوں نے، جن کو اللہ نے

اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ

اپنی نعمت سے نوازا تھا، کہا: "ان کے مقابلہ کے لئے دروازے میں داخل ہو جاؤ پھر جب تم اس میں داخل

غٰلِبُوْنَ ڬ وَعَلَي اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۳﴾

ہوگے تو پھر تم ہی غالب رہو گے اور اگر تم ایمان لاتے ہو تو اللہ تعالیٰ ہی پر توکل کروO

1- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔
"جس شخص کو اسکے عمل نے پیچھے کردیا۔ اسکا نسب اسے آگے نہ کرسکے گا۔"
(مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اے عباس بن المطلب میں تیرے کچھ کام نہیں آسکوں گا۔ اے صفیہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی میں آپ کے کچھ کام نہیں آسکوں گا۔ اے فاطمہ بنت محمد میرے مال میں سے جو تم چاہو (مجھ سے دنیا میں) طلب کرلو میں تمہارے کسی کام نہیں آسکوں گا۔"

(بخاری و مسلم)

یہاں "ابناء" مجازی معنوں میں استعمال ہوا ہے یعنی یہود نے یہ دعویٰ تو کبھی نہیں کیا کہ وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کی اولاد ہیں اسکی صورت وہی ہے جسے نصاریٰ اللہ کے نیک بندے کیلئے ابن اللہ بمعنی عبداللہ استعمال کرتے تھے۔ بعد میں اس مجاز کو انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کیلئے حقیقت کے معنوں میں لے لیا۔

2- تمہیں یہ عذاب کیوں ہوئے ہیں کبھی تمہیں بندر اور سور کی مانند بنا دیا جاتا ہے کبھی تمہیں ایک دوسرے کو قتل کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔

3- حضرت عیسیٰ سے قبل بنی اسرائیل میں بیک وقت کئی انبیاء مبعوث ہوئے تھے۔ پھر حضرت عیسیٰؑ کے بعد 600 (چھ سو) سال تک کوئی نبی مبعوث نہ ہوا تو بنی اسرائیل نبی کے آنے کی حسرت کرتے اور مشرکین سے کہتے کہ جب نبی آخرالزمان آئے گا تو ہم اسکے ساتھ ہو کر تم پر غلبہ حاصل کرلیں گے۔

فترہ کا معنی ایک زمانہ یا ایک مدت یعنی ایک مدت بعد یہ نبی تمہارے پاس آیا ہے۔

4- بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ نے کثرت سے انبیاء بھیجے اور کئی نبی بادشاہ بھی تھے۔ جیسے حضرت سلیمان کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے حضرت طالوت کو بھی بادشاہی کیلئے منتخب کیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا ہے کہ بادشاہت کو علی الاطلاق برا سمجھنا غلطی ہے۔ اگر بادشاہ اللہ سے ڈرنے والا اور انصاف کرنیوالا ہو تو اس میں کچھ خرابی نہیں۔ اہل مغرب نے جمہوریت کو جس طرح سے مسلمانوں کے ذہنوں پہ مسلط کردیا ہے وہ ایک طاغوت کی شکل اختیار کرگئی ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں مولانا عبدالرحمان کیلانی مرحوم کی کتاب "خلافت و جمہوریت"۔

5- من و سلویٰ، بادلوں کا سایہ، فرعون سے نجات وغیرہ۔ حضرت یوسف کے ذریعے مصر کی بادشاہت وغیرہ۔

6- ارض مقدس سے مراد فلسطین ہے جو کہ حضرت یعقوبؑ اور انکی اولاد کا مسکن تھا۔ پھر وہ حضرت یوسف کی دعوت پہ مصر آگئے۔

7- قوم جبارین قوم عمالقہ تھی جو کہ زور آور اور قد آور لوگ تھے۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ

وہ کہنے لگے: "موسیٰ! جب تک وہ (جبار لوگ) وہاں موجود ہیں ہم تو کبھی بھی داخل نہ ہوں گے لہٰذا تم اور

اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿٢٤﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ

تمہارا رب دونوں جاؤ اور ان سے جنگ کرو ہم تو یہیں بیٹھتے ہیں[1]○ موسیٰ نے کہا: "اے میرے رب بلاشبہ

لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِىْ وَاَخِىْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ

میرا اختیار تو صرف اپنے، آپ پر اور اپنے بھائی پر ہے لہٰذا ہمارے اور نافرمان لوگوں کے درمیان

الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٥﴾ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً

تفریق کر دے○ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اب وہ زمین ان پر چالیس برس کے لئے حرام کر دی جاتی ہے[2]

يَتِيْهُوْنَ فِى الْاَرْضِ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٦﴾

اتنی مدت یہ لوگ زمین میں مارے مارے پھریں گے[3] لہٰذا ایسے نافرمان لوگوں کی حالت پر غم نہ کرنا○

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَىْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ

نیز آپ ان اہل کتاب کو آدم کے دو بیٹوں کا سچا واقعہ سنایئے[4] جب ان دونوں نے قربانی کی تو ان میں سے ایک

مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ قَالَ

کی قربانی قبول ہو گئی اور دوسرے کی نہ ہوئی دوسرے نے کہا: "میں ضرور تمہیں مار ڈالوں گا" پہلے نے جواب دیا

اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٢٧﴾ لَئِنْ بَسَطْتَّ اِلَىَّ يَدَكَ

اللہ تو صرف متقیوں کی قربانی قبول کرتا ہے○ اگر تو مجھے مار ڈالنے کے لئے میری طرف

لِتَقْتُلَنِىْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِىَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ اِنِّىْٓ اَخَافُ

اپنا ہاتھ بڑھائے گا تو بھی میں تجھے قتل کرنے کے لئے اپنا ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا میں تو فقط اللہ

اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٨﴾ اِنِّىْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِىْ وَ

رب العالمین سے ڈرتا ہوں○ میں چاہتا ہوں کہ تو میرا اور اپنا گناہ

اِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٩﴾

سب کچھ سمیٹ لے[5] اور اہل جہنم میں سے ہو جائے اور ظالم لوگوں کی یہی سزا ہے"○

فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٣٠﴾

بالآخر دوسرے نے اپنے آپ کو اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کر لیا چنانچہ اسے مار ڈالا اور نقصان اٹھانے والوں میں

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِى الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِىْ

سے ہو گیا○ پھر اللہ نے ایک کوا بھیجا جو زمین کو کرید رہا تھا تاکہ اس قاتل کو دکھلائے کہ وہ اپنے بھائی کی لاش

سَوْءَةَ اَخِيْهِ قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا

کیسے چھپا سکتا ہے[6] (کوے کو دیکھ کر) وہ کہنے لگا: "افسوس! میں تو اس کوے سے بھی گیا گزرا ہوں (کہ اپنے

الْغُرَابِ فَاُوَارِىَ سَوْءَةَ اَخِىْ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ﴿٣١﴾

بھائی کی لاش کو نہ چھپا سکا" ازاں بعد وہ اپنے کئے پر بہت نادم ہوا○

1- یہ انتہائی گستاخی بدتمیزی پہ مبنی جواب تھا۔ اسکے مقابلے میں مسلمانوں کا کیا رویہ تھا ذیل کی حدیث وضاحت کرتی ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"یوم بدر (آپ نے انصار سے انکی رائے پوچھی) تو مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے کہا۔ یارسول اللہ ﷺ کیا ہم آپ کو وہ جواب دیں گے جو کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ کو دیا تھا کہ تم اور تمہارا رب ہی جا کر ان سے لڑو ہم تو یہاں بیٹھے ہیں بلکہ آپ جہاں چلیں ہم آپ کے ساتھ (جان دینے کو حاضر) ہیں اس جواب پہ آپ کے سب فکر دور ہو گئے۔

(بخاری)

2- فلسطین کی فتح و نصرت کا جو وعدہ ان سے تھا انکی اس بدتمیزی، بزدلی اور گستاخی اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کی وجہ سے چالیس سال تک موخر کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ اے موسیٰؑ آپ ایسے فاسقوں کے سلسلہ میں کچھ غم نہ کریں۔

3- اسے میدان تیہ کہتے ہیں جس میں یہ چالیس سال مارے مارے پھرتے رہے۔ غلامانہ ذہنیت رکھنے والی بزدل نسل یہیں مرکھپ گئی۔ نئی نسل جوان ہوئی اور وہ جنگلات کی سختی برداشت کرنے کی وجہ سے جہاد کے قابل ہو گئے۔

اسی میدان میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی خوراک کیلئے من وسلویٰ نازل کیا۔ بادل کا سایہ کیا۔ حضرت موسیٰ کے عصا مارنے سے بارہ چشمے جاری کئے۔

4- آدم کے دو بیٹے ہابیل اور قابیل تھے۔ یہ قصہ صحیح احادیث میں تو وارد نہیں ہوا مگر روایات میں ہے کہ اس وقت حضرت حوا کے ہاں لڑکے اور لڑکی کا جوڑا پیدا ہوتا تھا۔ اس وقت کی شریعت کے مطابق جوڑے میں ہونے والے لڑکے اور لڑکی کی شادی آپس میں نہ کی جاتی بلکہ دوسرے جوڑے کے لڑکے لڑکی سے کی جاتی۔ قابیل سے جس لڑکی کی شادی ہونا تھی وہ خوبصورت نہ تھی جبکہ قابیل کی جڑواں بہن خوبصورت تھی۔ قابیل اسی سے شادی کرنا چاہتا تھا لہٰذا اسے تسلیم نہ کیا گیا جس سے یہ تنازعہ بڑھ گیا۔ آخر حضرت آدمؑ نے اس کا حل یہ پیش کیا کہ دونوں اللہ کے حضور قربانی پیش کریں جس کی قربانی کو آگ کھا جائے گی اس سے اس لڑکی کا نکاح کیا جائے گا۔ ہابیل ویسے بھی نیک سیرت تھا اور اس نے بہترین قربانی اخلاص کے ساتھ اللہ کیلئے پیش کی۔ چنانچہ قابیل کی قربانی منظور نہ ہوئی جبکہ ہابیل کی منظور ہو گئی۔

5- اس سے معلوم ہوا کہ قاتل پہ اپنے گناہوں کے علاوہ مقتول کے گناہ بھی لاد دیئے جاتے ہیں۔ کئی صحیح احادیث سے بھی اس کی وضاحت ہوتی ہے۔

6- جب قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا تو کچھ عرصہ بعد لاش سے بدبو اور سرانڈ اٹھنے لگی۔ پہلے ہی وہ اپنے نیک سیرت بھائی کو قتل کر کے پشیمان ہو رہا تھا اب اور بھی پریشان ہوا کہ اب اس لاش کا کیا کرے۔ یہ دنیا میں پہلا قتل تھا اور غالباً اس سے پہلے کوئی فوت بھی نہ ہوا تھا ورنہ قابیل کیلئے لاش کو ٹھکانے لگانا بڑا مسئلہ نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے کوے بھیجے ایک کوے نے دوسرے کو چونچ مار مار کر ہلاک کر دیا۔ پھر چونچ سے گڑھا کھود کر مردہ کو اس میں ڈالا اور پھر برابر کر دیا۔ اس سے قابیل کو دفن کرنے کا طریقہ معلوم ہوا۔

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ

اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل کے لئے (تورات میں) لکھ دیا تھا کہ "جس شخص [1]

قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِى الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ

نے کسی دوسرے کو جان کے بدلہ کے علاوہ یا زمین میں فساد بپا کرنے کی غرض سے قتل کیا تو اس نے گویا سب

النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ

لوگوں کو مار ڈالا اور جس نے کسی کو (قتل ناحق سے) بچا لیا تو وہ گویا سب لوگوں کی حیات کا موجب

وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ۡ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ

ہوا [2] اور ان کے پاس ہمارے رسول واضح دلائل لے کر آتے رہے پھر بھی ان میں سے اکثر

ذٰلِكَ فِى الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ﴿٣٢﴾ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ

لوگ زمین میں زیادتیاں کرنے والے ہیںO جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ

اور زمین میں فساد بپا کرنے کی کوشش کرتے ہیں [3] ان کی سزا یہی ہو سکتی ہے کہ انہیں اذیت سے قتل کیا جائے

يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ

یا سولی پر لٹکایا جائے یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ دیئے جائیں یا

يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ۭ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِى الدُّنْيَا وَ

انہیں جلاوطن کردیا جائے ان کے لیئے یہ ذلت دنیا میں ہے اور

لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٣٣﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا

آخرت میں انہیں بہت بڑا عذاب ہو گاO [4] مگر جو لوگ توبہ کر لیں

مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

قبل اس کے کہ تم ان پر قابو پاؤ (ان کے لیے یہ سزائیں نہیں ہیں) اور جان لو کہ اللہ بڑا بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ﴿٣٤﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا

رحم کرنے والا ہےO اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اس کے حضور (باریابی کے لئے) ذریعہ

اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ

تلاش کرو [5] اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم

تُفْلِحُوْنَ ﴿٣٥﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِى

کامیاب ہو سکوO جو لوگ کافر ہیں اگر زمین میں موجود سارا مال و دولت

الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ

ان کی ملکیت ہو بلکہ اتنا ہی اور بھی ہو اور وہ چاہیں کہ یہ سب کچھ دے دلا کر یوم قیامت کے

يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٣٦﴾

عذاب سے چھوٹ جائیں تو بھی ان سے یہ فدیہ قبول نہ کیا جائے گا اور انہیں المناک عذاب ہو گاO

وقف النبی علیہ السلام

1- یہی حکم بنی اسرائیل کے علاوہ امت محمدیہ کیلئے بھی ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"جو شخص بھی مظلوم قتل ہوتا ہے تو اسکا گناہ آدم کے پہلے بیٹے پہ لاد دیا جاتا ہے کیونکہ وہی شخص ہے جس نے قتل کو جاری کیا۔" (بخاری)

2- قتل ناحق اثرات کے اعتبار سے پوری انسانیت کے قتل کے مترادف ہے۔ ایسا قاتل پوری انسانیت اور امن عامہ کا دشمن ہے۔ دوسرے لوگ بھی اسے قتل کرتے ہوئے دیکھ کر اس جرم پہ دلیر ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح اگر کوئی کسی کو مظلومانہ موت سے نجات دلا دے تو وہ بھی اتنی ہی بڑی نیکی ہے۔

3- یہ آیت محاربہ کہلاتی ہے۔ شان نزول کے سلسلہ میں درج ذیل حدیث ملاحظہ ہو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

" عکل اور عرینہ (قبیلوں) کے کچھ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ آئے اور اسلام کا کلمہ پڑھنے لگے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم گوجر لوگ ہیں کسان نہیں۔ انہیں مدینہ کی آب و ہوا راس نہ آئی۔ آپ نے چند اونٹ اور ایک چرواہا ان کے ساتھ کیا اور کہا کہ تم لوگ جنگل میں چلے جاؤ۔ ان اونٹوں کا دودھ اور بول پیتے رہو۔ وہ حرہ کے پاس اقامت پذیر ہوئے۔ اس علاج سے وہ خوب موٹے تازے ہو گئے اور پھر انکی نیت میں فتور آگیا اور اسلام سے مرتد ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے (یسار) کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیر کر اسے کئی طرح کی تکلیفیں پہنچا کر مار ڈالا اور اونٹ ہنکا کر لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں گرفتار کرنے کیلئے آدمی روانہ کئے جب وہ گرفتار ہو کر آ گئے تو آپ نے حکم دیا تو ان کی آنکھوں میں بھی گرم سلائیاں پھیری گئیں۔ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اور حرہ کے ایک کونے میں پھینک دیئے گئے۔ وہ اس حال میں مر گئے۔ وہ پانی مانگتے تھے لیکن کوئی انہیں پانی نہ دیتا تھا۔ ابو قلابہ کہتے ہیں کہ یہ اسلئے کہ انہوں نے چوری کی خون بہایا' ایمان کے بعد کفر کیا اللہ اور رسول سے محاربہ کیا۔" (بخاری)

اس آیت اور حدیث سے معلوم ہوا کہ جرم کی شدت کے ساتھ ہی ساتھ سزا کی شدت میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ یہاں سعودی عرب میں حد نافذ کرنے کے بعد یہی آیت تلاوت کی جاتی ہے۔

4- حقوق اللہ تو معاف ہو جائیں گے تاہم حقوق العباد یا تو ادا کئے جائیں یا معاف کرا دیئے جائیں۔

5- اللہ کا تقرب حاصل کرنے کیلئے جو بھی ذریعہ اختیار کیا جائے وہ وسیلہ ہے۔ وسیلہ کی دو جائز صورتیں ہیں۔

(ا)۔ کسی زندہ شخص سے دعا کرانا۔ جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد لوگ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ذریعے بارش کی دعا کراتے تو بارش ہو جاتی۔

(ب)۔ نیک اعمال کا وسیلہ۔ اپنے نیک اعمال کو وسیلہ بنا کر دعا کرنا یہ بھی صحیح حدیث سے ثابت ہے۔

جنت میں عرش کے قریب ایک عزت والے مقام کا نام بھی وسیلہ ہے۔ مردوں کو وسیلہ بنا کر مانگنا قرآن و سنت سے ثابت نہیں ہے۔

يريدون ان يخرجوا من النار وما هم بخرجين

وہ چاہیں گے کہ کسی طرح جہنم سے نکل جائیں مگر اس سے نکل نہ سکیں گے

منها ولهم عذاب مقيم ﴿٣٧﴾ والسارق والسارقة فاقطعوا

کیونکہ انہیں ہمیشہ قائم رہنے والا عذاب ہو گاO اور چور خواہ مرد ہو یا عورت، دونوں کے ہاتھ

ايديهما جزاء بما كسبا نكالا من الله ۗ والله عزيز

کاٹ دو[1] یہ ان کے کیے کا بدلہ اور اللہ کی طرف سے عبرت ہے اور اللہ غالب بھی ہے

حكيم ﴿٣٨﴾ فمن تاب من بعد ظلمه واصلح فان الله

اور حکمت والا بھیO پھر جو شخص ایسا ظلم کرنے کے بعد توبہ کر لے اور اپنی اصلاح کر لے تو اللہ

يتوب عليه ۗ ان الله غفور رحيم ﴿٣٩﴾ الم تعلم ان الله له

اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ وہ یقیناً بہت بخشنے والا رحم کرنے والا ہے[2]O کیا آپ کو علم نہیں کہ آسمانوں اور

ملك السموت والارض ۗ يعذب من يشاء ويغفر لمن

زمین کی حکومت اللہ ہی کی ہے، وہ جسے چاہے عذاب دے اور جسے چاہے

يشاء ۗ والله على كل شيء قدير ﴿٤٠﴾ يايها الرسول لا

بخش دے اور اللہ ہر شے پر قادر ہےO اے رسول ﷺ آپ

يحزنك الذين يسارعون في الكفر من الذين قالوا

ان لوگوں سے غمزدہ نہ ہوں جو کفر میں دوڑ دھوپ کر رہے ہیں[3] ان میں سے کچھ تو

امنا بافواههم ولم تؤمن قلوبهم ۛ ومن الذين

وہ ہیں جو اپنی زبان سے تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے مگر ان کے دل ایمان نہیں لاتے اور کچھ یہودی

هادوا ۛ سمعون للكذب سمعون لقوم اخرين ۙ لم

ایسے ہیں جو جھوٹ بنانے کے لئے کان لگاتے ہیں اور ان کے لئے لگاتے ہیں جو آپ کے پاس نہیں آتے وہ

ياتوك ۖ يحرفون الكلم من بعد مواضعه ۚ يقولون

(کتاب اللہ کے) کلمات کا موقع و محل متعین ہونے کے بعد اسے بدل ڈالتے ہیں (لوگوں سے)

ان اوتيتم هذا فخذوه وان لم تؤتوه فاحذروا ۚ

کہتے ہیں کہ اگر (یہ نبی تمہیں) ایسا ایسا حکم دے تو مان لینا اور اگر نہ دے تو نہ ماننا"[4] اور

ومن يرد الله فتنته فلن تملك له من الله شيئا ۚ

جسے اللہ ہی فتنہ میں مبتلا رکھنا چاہے[5] تو اسے اللہ کی گرفت سے بچانے کے لئے آپ کچھ نہیں کر سکتے

اولئك الذين لم يرد الله ان يطهر قلوبهم ۚ لهم

اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے دلوں کو پاک نہیں کرنا چاہتا، ان کے لئے

في الدنيا خزي ۖ ولهم في الاخرة عذاب عظيم ﴿٤١﴾

دنیا میں بھی رسوائی ہے اور آخرت میں بھی انہیں بہت بڑا عذاب ہو گاO

1-کلائی کی جگہ سے کاٹا جائے گا اور ایک ہاتھ کاٹا جائے گا۔
پہلی دفعہ چوری کی تو دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا پھر کرے تو بایاں بھی کاٹا جائے۔
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔
"چور کا ہاتھ چوتھائی دینار یا اس سے زائد پہ کاٹ دیا جائے۔"

(مسلم)

2-یعنی توبہ سے اللہ تعالیٰ آخرت کا عذاب معاف فرمائیں گے مگر حد نافذ ہوگی۔ چور کی چوری جب عدالت میں ثابت ہو جائے تو ہاتھ کاٹا جائے گا۔ عدالت سے قبل اگر مالک چور کو معاف کردے تو درست ہوگا۔

3-حق کی تبلیغ کیلئے آپ ﷺ مسلسل جان کھپا رہے تھے۔ ہر اعتراض کا جواب مدلل انداز میں دیا جارہا تھا پھر بھی یہود اور منافقین کی سرگرمیاں روزافزوں تھیں جس پہ قدرتی طور پر آپ غمزدہ ہو جاتے۔ یہاں آپ ﷺ کو تسلی دی جارہی ہے کہ جب آپ ﷺ نے دعوت دین کا حق ادا کردیا ہے تو آپ کو غمگین ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں۔

4-اگلی آیات کا شان نزول درج ذیل حدیث سے واضح ہوتا ہے۔ براء ابن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ
"نبی اکرم ﷺ کے سامنے ایک یہودی نکلا جس کا منہ کالا کیا گیا تھا اور کوڑے مارے گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہود کو بلایا اور ان سے پوچھا کیا تم اپنی کتاب میں زانی کی یہی سزا پاتے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں۔ پھر آپ نے انکے علماء سے ایک آدمی کو بلایا اور اسے فرمایا کہ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ پر تورات نازل کی تھی بتاؤ کیا تم اپنی کتاب میں زانی کی یہی سزا پاتے ہو؟ اس نے کہا نہیں اور اگر آپ مجھے اللہ کی قسم نہ دیتے تو میں آپ کو نہ بتلاتا۔ بات یہ ہے کہ ہم تورات میں رجم کی سزا ہی پاتے ہیں مگر جب ہمارے شرفاء میں زنا کی کثرت ہوگئی تو جب ہم کسی شریف کو پکڑتے تو اسکو چھوڑ دیتے اور کمزور کو پکڑتے تو اس پہ حد جاری کر دیتے۔ پھر ہم نے آپس میں کہا کہ کسی ایسی سزا پہ متفق ہو جائیں جسے شریف اور رذیل سب پہ نافذ کر سکیں تو ہم نے کوڑے مارنا اور منہ کالا کرنا نافذ کردیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے اللہ میں سب سے پہلے تیرے اس حکم کو زندہ کرتا ہوں جبکہ ان لوگوں نے اسے مردہ کردیا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا اور وہ رجم کیا گیا تب یہ آیت نازل ہوئی۔"

(مسلم)

ایک دوسری روایت کے مطابق ایک یہودی اور یہودن نے زنا کیا۔ یہ دونوں شادی شدہ تھے اور امیر گھرانے سے تھے۔ انہوں نے آپس میں طے کیا کہ اگر چہ نبی کوڑوں کی سزا دیں تو تسلیم کرلی جائے اور اگر رجم کی سزا دیں تو تسلیم نہ کرنا۔ یاد رہے کہ معاہدہ کی رو سے یہودی اس بات میں آزاد تھے کہ اپنے مقدمات آپس میں طے کرلیں یا آپ ﷺ کی عدالت میں لے آئیں۔

5-فتنہ یہ ہے کہ نہ تو تورات کے احکام ماننے کو تیار ہیں اور نہ ہی آپ ﷺ کے احکام۔

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ؕ فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ

جھوٹ بنانے کے لئے جاسوسی کرتے ہیں [1] (اس کے علاوہ) حرام خور بھی ہیں اگر یہ آپ کے پاس آئیں

بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ

تو ان کے مابین فیصلہ کرو یا ان سے اعراض کرو اور اگر آپ اعراض کریں گے تو بھی وہ آپ کا کچھ

شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

بگاڑ نہیں سکتے۔ ہاں اگر آپ ان کے مابین فیصلہ کریں تو پھر انصاف سے فیصلہ کیجئے کیونکہ اللہ انصاف کرنے

الْمُقْسِطِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا

والوں کو پسند کرتا ہے○ [2] اور آپ کو یہ کیسے حکم بنا سکتے ہیں جبکہ ان کے پاس تورات ہے جس میں

حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَآ اُولٰٓئِكَ

اللہ کا حکم موجود ہے اس کے باوجود وہ اس حکم سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ حقیقت میں یہ لوگ

بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۳﴾ ع اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ

ایمان ہی نہیں رکھتے○ بلاشبہ ہم نے تورات اتاری جس میں ہدایت اور روشنی ہے

يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَ

اسی کے مطابق اللہ کے فرمانبردار نبی ان لوگوں کے فیصلے کیا کرتے تھے جو یہودی بن گئے تھے [3] اور

الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ

اللہ والے اور علماء بھی [4] (اسی تورات کے مطابق فیصلے کرتے تھے) کیونکہ وہ کتاب اللہ کی حفاظت کے ذمہ دار بنائے

اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ

گئے تھے اور وہ اس کے (حق ہونے کی) شہادت بھی دیتے تھے لہٰذا تم لوگوں سے نہ ڈرو بلکہ مجھی سے ڈرو

وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ

اور میری آیات کو حقیر سے معاوضہ کی خاطر بیچ نہ کھاؤ اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ

اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ

احکام کے مطابق فیصلہ نہ کریں تو وہی لوگ کافر ہیں○ [5] ان کے لئے ہم نے تورات میں یہ لکھ

فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ

دیا تھا [6] کہ جان کے بدلے جان ہو گی، آنکھ کے بدلے آنکھ ناک کے بدلے

بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوْحَ

ناک، کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا برابر برابر بدلہ ہو گا اور جو شخص اپنے حق سے

قِصَاصٌ ؕ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ؕ وَمَنْ

دستبردار ہو جائے تو یہ اس کے اپنے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا اور

لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۵﴾

جو لوگ اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ نہ کریں تو ایسے ہی لوگ ظالم ہیں○

1-"سمعون" اور "اکلون" دونوں مبالغہ کے صیغے ہیں۔ یعنی یہ رذائل کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے ہیں۔ "سحت" کے معنی ہلاک کرنے اور مٹانے کے ہیں۔ گویا حرام مال نیکیوں کو ضائع کر چھوڑتا ہے۔ سود، چوری اور زانیہ کی اجرت اور رشوت سب "سحت" میں شامل ہے۔

2-آپ کو اللہ کا سچا نبی تو تسلیم نہیں کرتے۔ پھر فیصلے کرانے آپ کے ہاں چلے آتے ہیں۔ جبکہ اللہ کی کتاب تورات ان کے پاس موجود ہے۔ اگر تورات پہ ہی ان کا ایمان ہوتا تو آپ کے پاس فیصلے کرانے کیوں آتے؟ اصل میں تو یہ خواہشات نفس کے پیروکار ہیں۔ ایمان تو انکا کسی بھی چیز پہ بھی نہیں ہے۔

3-اس سے یہ معلوم ہوتا ہے یہودیت کوئی الہامی مذہب نہیں ہے بلکہ وہ انبیاء جو کہ تورات کی تعلیم دیتے تھے خود بھی مسلمان تھے یہودیت کا دعویٰ کرنے والے بعد کی پیداوار ہیں۔

حضرت یعقوب کے بارہ بیٹیوں میں سے ایک بیٹا جودہ (Juddh) عبرانی میں یہوذہ (Yehuda) تھا۔ چھٹی صدی قبل مسیح میں باقی گیارہ بیٹوں کے قبائل آہستہ آہستہ ختم ہوگئے تو حضرت یعقوبؑ کی اولاد پہ یہ نام بولا جانے لگا۔ بحوالہ (Merit Student Encyclopedia)

اب قرآن مجید نے جس طرح عیسائیوں کو بہترین اور معزز نام نصرانی (اللہ کے مددگار) سے یاد کیا ہے دیکھئے آیت نمبر14۔ اسی طرح یہودیوں کو اکثر "ھادو" سے یاد کیا ہے جسکا معنی "ہدایت یافتہ" بھی ہے۔

4-(ربیون) یعنی علماء، الاحبار، فقہاء یہ اللہ والے تورات کی حفاظت کرتے اور اسکے حق ہونے پہ گواہ تھے۔

5-کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ نہ کرنا کفر ہے اور ایک مسلمان کا شیوہ نہیں ہو سکتا۔ اگلی آیات میں ایسے لوگوں کو ظالم اور فاسق بھی کہا گیا ہے۔

6-علماء نے اصول بیان کیا ہے کہ پچھلی شریعت کا کوئی حکم جو تورات میں مذکور ہو اور قرآن اسے ایسے بیان کرے کہ اس میں کسی ترمیم یا تنسیخ کا ذکر نہ ہو تو وہ مسلمانوں کیلئے بھی لاگو ہوگا۔

ذیل کی حدیث بھی تائید کرتی ہے۔

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ

"ایک یہودی نے ایک مسلمان لڑکی جو کہ زیور پہنے ہوئے تھی محض زیور حاصل کرنے کیلئے اس کا سر کچل دیا۔ اس لڑکی سے پوچھا گیا کہ کس نے تیرا سر کچلا؟ فلاں نے؟ فلاں نے؟ حتیٰ کہ جب قاتل یہودی کا نام لیا گیا تو اس نے سر کے اشارے سے بتلایا کہ "ہاں"۔ اس نے جرم کا اقرار کر لیا تو آپ ﷺ نے بھی دو پتھروں کے درمیان رکھوا کر اس کا سر کچلوا لیا۔"

(مسلم)

وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ

ان (انبیاء) کے بعد ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو بھیجا جو اپنے سے پہلے کی نازل شدہ کتاب تورات کی

يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۖ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ وَّ

تصدیق کرنے والے تھے ہم نے انہیں انجیل عطا کی جس میں ہدایت اور روشنی تھی،

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً

یہ کتاب اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرتی تھی اور متقیوں کے لئے اس میں ہدایت

لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ۗ وَمَنْ

اور نصیحت تھیO اور اہل انجیل کو (بھی) چاہئے کہ جو اللہ نے اس میں احکام نازل فرمائے، انہی کے مطابق

لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَاَنْزَلْنَآ

فیصلہ کریں اور جو اللہ کے نازل کردہ (احکام کے مطابق) فیصلہ نہ کریں تو وہی نافرمان ہیںO اور ہم

اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ

نے آپ پر مبنی برحق کتاب نازل کی ہے جو اپنے سے پہلی کتاب کی تصدیق کرتی ہے

وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ

اور اس کی جامع و نگران بھی ہے لہٰذا ان کے فیصلے اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق کیجئے آپ کے پاس

اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ۗ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً

حق آچکا ہے تو ان کی خواہشات کے پیچھے نہ چلئے تم میں سے ہر امت کے لئے ہم نے ایک شریعت اور ایک

وَّمِنْهَاجًا ۗ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ

راہ عمل مقرر کیا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں ایک امت بنا دیتا لیکن اس نے جو کچھ تمہیں دیا ہے

فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۗ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ

اس میں تمہاری آزمائش چاہتا ہے لہٰذا بھلائی میں سبقت کرو تم سب نے اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے پھر جن

بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

باتوں میں تم اختلاف کرتے رہے وہ تمہیں بتلادے گاO اور ان کا فیصلہ اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق کیجئے

وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْ بَعْضِ مَآ

ان کی خواہشات کی پیروی نہ کیجئے اور ہوشیار رہئے کہ جو احکام اللہ نے آپ کی طرف نازل کئے ہیں ان کے کچھ

اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ۗ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ

حصہ سے یہ آپ کو منحرف نہ کر دیں اور اگر یہ اعراض کریں تو جان لیجئے کہ اللہ انہیں ان کے

بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ۗ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ اَفَحُكْمَ

بعض جرائم کی سزا دینا چاہتا ہے بلاشبہ ان میں سے اکثر لوگ نافرمان ہی ہیںO کیا یہ لوگ جاہلیت

الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ۗ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع

کا فیصلہ چاہتے ہیں؟ حالانکہ یقین کرنے والوں کے نزدیک اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کوئی نہیں ہو سکتاO

1-یعنی حضرت عیسیٰؑ کوئی نیا دین یا شریعت تو نہ لائے۔ بلکہ وہ تورات کی تصدیق کرنیوالے تھے۔ ان پہ نازل شدہ کتاب انجیل بھی تورات کی تصدیق کرنیوالی تھی۔

2-اہل انجیل یعنی نصاریٰ بھی اگر کتاب اللہ کا حکم نافذ نہ کریں تو وہ فاسق ہی ہونگے۔ دوسری آیات میں انہیں ظالم اور کافر بھی کہا گیا ہے۔ یہ خطاب تو یہود و نصاریٰ کو ہے مگر اس کا حکم مسلمانوں کیلئے بھی عام ہے۔

3-تمام آسمانی کتابیں اپنے سے پہلے اترنے والی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہوتی ہیں۔ قرآن "مصدق" ہونے کے ساتھ "مہیمن" یعنی محافظ و نگران بھی ہے۔ یعنی دوسری آسمانی کتابوں کیلئے کسوٹی ہے مثلاً۔

(ا)۔ اگر گزشتہ کتابوں میں کوئی مضمون قرآن کے مطابق ہو تو وہ حق ہے۔

(ب)۔ اگر کوئی مضمون قرآن کے مخالف ہو تو وہ تحریف ہوگا جیسے عقیدہ تثلیث

(ج)۔ جس کے بارے میں قرآن خاموش ہو اسکے بارے میں مسلمانوں کو بھی خاموش رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

4-یعنی تمام انبیاء کا دین تو ایک ہی تھا جو کہ اسلام تھا۔ تمام ادیان میں عقیدہ توحید و رسالت آخرت پہ ایمان وغیرہ۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمان رسول اللہ ﷺ ہے۔

"ہم انبیاء کی جماعت علاتی اولاد ہیں جنکی مائیں مختلف ہیں جبکہ دین ایک ہے" (بخاری و مسلم)

علاتی بھائی وہ ہوتے ہیں جن کے باپ ایک ہوں مگر مائیں علیحدہ ہوں۔

شریعت سے مراد وہ احکام ہیں جو کہ متعلقہ دور کے تقاضوں کے مطابق دیئے جاتے رہے۔ مثلاً آدم کی اولاد میں بہن بھائیوں کا نکاح جائز تھا۔ آپ ﷺ سے پہلے بیویوں کی تعداد پہ کوئی پابندی نہ تھی حضرت سلیمان کی سو 100 بیویاں تھیں۔

5-اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو مختلف شریعتیں نہ بناتے۔ تو یہ اختلافات واقع نہ ہوتے مگر اس صورت میں وہ مقصد جس کیلئے دنیا پیدا کی گئی ہے کہ انسان کا امتحان کیا جائے پورا نہ ہو سکتا۔

6-حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ

"یہود کے سرکردہ لوگ اور علماء عبداللہ بن صوریا وغیرہ آپ ﷺ کے ہاں آئے اور کہنے لگے کہ آپکو معلوم ہے کہ اگر ہم آپ پہ ایمان لے آئیں تو سب یہود آپ پہ ایمان لے آئیں گے۔ ہمارا اپنے قبیلہ میں جھگڑا ہو گیا ہے۔ ہم آپکے پاس اپنا مقدمہ لاتے ہیں۔ اگر آپ نے ہمارے حق میں فیصلہ دے دیا تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ آپ ﷺ نے یہ رشوتی اسلام قبول کرنے کی پیشکش کو ٹھکرا دیا۔"

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ

اے ایمان والو یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا دوست نہ بناؤ[1]

بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ

یہ سب ایک دوسرے کے دوست ہیں اگر تم میں سے کسی نے ان کو دوست بنایا تو وہ بھی انہیں سے ہے

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾ فَتَرَى الَّذِيْنَ فِىْ

یقیناً اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتاO آپ دیکھیں گے کہ جن لوگوں کے

قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ

دلوں میں روگ ہے وہ انہی (یہود و نصاریٰ) میں دوڑ دھوپ کرتے پھرتے ہیں کہتے ہیں کہ: "ہم ڈرتے ہیں کہ[2]

تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ؕ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِىَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ

کسی مصیبت میں نہ پڑ جائیں" ممکن ہے کہ جلد ہی اللہ (مومنوں کو) فتح عطا کرے[3] یا اپنی طرف سے کوئی بات ظاہر

فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَاۤ اَسَرُّوْا فِىْۤ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ

کر دے[4] تو جو کچھ یہ اپنے دلوں میں چھپاتے ہیں ان پر نادم ہو کر رہ جائیںO اور اہل ایمان یوں

اٰمَنُوْۤا اَهٰٓؤُلَۤاءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ

کہیں گے: کیا یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کی بڑی بھاری قسمیں اٹھا کر کہتے تھے کہ یقیناً

لَمَعَكُمْ ؕ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

"ہم تمہارے ساتھ ہیں"[5] ایسے منافقوں کے اعمال برباد ہو گئے اور انہوں نے بالآخر نقصان ہی اٹھایاO[6] اے

اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ

ایمان والو! اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھرتا ہے (تو پھر جائے) عنقریب اللہ ایسے لوگ لے آئے گا[7]

يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗۤ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۚ

جن سے اللہ محبت رکھے اور وہ اللہ سے محبت رکھیں مومنوں کے حق میں نرم اور کافروں کے حق میں سخت

يُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَاۤئِمٍ ؕ ذٰلِكَ

ہوں، اللہ کی راہ میں جہاد کریں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوفزدہ نہ ہوں یہ

فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۴﴾ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ

اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے وہ بہت فراخی والا اور علیم (جاننے والا) ہےO (ایمان والو) تمہارے

اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ

دوست صرف اللہ، اس کا رسول اور ایمان لانے والے ہیں جو صلاۃ قائم کرتے،

وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَ

زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکنے والے ہیںO اور جو شخص اللہ کو، اس کے

رَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۵۶﴾

رسول اور مومنوں کو دوست بنا لے (وہ یقین رکھے کہ) اللہ کی جماعت ہی غالب ہو کر رہے گیO[8]

1-یہود و نصاریٰ کو دلی دوست نہ بنایا جائے۔ ظاہری رواداری اور حسن سلوک اور تعامل (Working Relations) میں کچھ حرج نہیں ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

"مشرک لوگ نجس ہیں"

(التوبہ 28:9)

مشرکوں کا عقیدہ چونکہ گندا ہے جو کوئی ان سے گھلے ملے وہ گندگی سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

خود مسلمان ان سے جتنے بھی قریب ہو جائیں وہ کبھی بھی اخلاص کا معاملہ نہ کریں گے بلکہ جب بھی موقع ملا پشت میں خنجر گھونپنے سے باز نہ آئیں گے۔ تاریخ اس بات پہ شاہد ہے۔ مزید دیکھئے (آل عمران 28:3)، (آل عمران 118:3) اور (الممتحنہ 1:60)

2-منافقین۔ یہود و نصاریٰ کے ساتھ بڑھ چڑھ کے پیار کی پینگیں چڑھاتے ہیں۔

3-جنگ احد کے بعد خاص طور پہ یہود کو مسلمانوں کا مستقبل مخدوش نظر آرہا تھا۔ دوسری جانب یہود و نصاریٰ مالی اعتبار سے مسلمانوں سے کہیں بہتر تھے اور سرسبز و شاداب علاقوں پہ قابض تھے۔ انہیں خطرہ یہ محسوس ہوتا تھا کہ اگر مسلمان غالب نہ آسکے تو ہمارا مستقبل کیا ہوگا؟

دوسری جانب انہیں یہ بھی خطرہ تھا کہ اگر مسلمان ہی غالب ہو جائیں؟ تو بادل نخواستہ مسلمانوں کے ساتھ نمازیں پڑھتے۔

4-یعنی مسلمانوں کو فتح و نصرت کا۔

5-جب ان منافقین کی حرکات سے واضح ہوتا کہ یہ منافق ہیں تو قسمیں کھا کر یقین دلانا شروع کر دیتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔ یہود و نصاریٰ کے ساتھ تو ہماری ظاہرداری ہے۔ جہاد میں غداری دکھائی تو بعد میں قسمیں کھانا شروع کر دیں۔

6-اس آیت میں پیشین گوئی ہے اس فتنہ ارتداد کی جو کہ آنجناب ﷺ کی وفات کے بعد وقوع ہوا۔ کئی قبائل یہ سمجھتے تھے کہ اسلام کی فتح و نصرت آپ کی ذات کی وجہ سے تھی جنہیں اللہ تعالیٰ پل پل کے حالات سے آگاہ کر دیتا ہے۔ اب جبکہ وہ رخصت ہو گئے ہیں تو اسلام کا غلبہ برقرار نہ رہ سکے گا۔ کچھ دوسرے قبائل تھے جنہوں نے کہا کہ ہم صلوٰۃ پڑھیں گے روزے بھی رکھیں گے مگر زکوٰۃ آپ ﷺ کے خلیفہ کو نہیں دیں گے کیونکہ وہ صرف آپ ﷺ کیلئے ہی تھی۔

7-جس قوم کی یہ خصوصیات بیان کی جارہی ہیں مفسرین کے مطابق وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی ہیں جنہوں نے اس فتنہ کا قلع قمع کیا۔

8-اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کفار کے ساتھ پیار کی پینگیں بڑھانے سے منع فرمایا کہ اپنے مراسم مسلمانوں ہی سے رکھو یقیناً مسلمان ہی غالب ہوں گے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيۡنَ اتَّخَذُوۡا دِيۡنَكُمۡ

اے ایمان والو! جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی ان میں سے

هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ

اور کافروں میں سے ایسے لوگوں کو دوست نہ بناؤ جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی مذاق [1]

وَالۡكُفَّارَ اَوۡلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿۵۷﴾ وَ

بنا رکھا ہے اور اگر تم مومن ہو تو اللہ سے ڈرتے رہوo اور

اِذَا نَادَيۡتُمۡ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوۡهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ؕ ذٰلِكَ

جب تم نماز کے لئے اذان کہتے ہو تو یہ لوگ اس کا مذاق اڑاتے اور اسے شغل بناتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے [2]

بِاَنَّهُمۡ قَوۡمٌ لَّا يَعۡقِلُوۡنَ ﴿۵۸﴾ قُلۡ يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ هَلۡ تَنۡقِمُوۡنَ

کہ وہ لوگ بے وقوف ہیںo آپ (یہود سے) کہئے: "اے اہل کتاب تمہیں ہم سے کیا بیر ہے [3]

مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنۡ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡنَا وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ

سوائے اس کے کہ ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور اس پر بھی جو ہماری طرف نازل کیا گیا اور اس پر بھی جو ہم

قَبۡلُ ۙ وَاَنَّ اَكۡثَرَكُمۡ فٰسِقُوۡنَ ﴿۵۹﴾ قُلۡ هَلۡ اُنَبِّئُكُمۡ بِشَرٍّ مِّنۡ ذٰلِكَ

سے پہلے نازل ہوا تھا" اور اکثر ان میں سے نافرمان ہیںo کہہ دیجئے: کیا میں تمہیں اللہ کے ہاں انجام کے لحاظ

مَثُوۡبَةً عِنۡدَ اللّٰهِ ؕ مَنۡ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيۡهِ وَجَعَلَ

سے اس سے بھی بدتر انجام والے کی خبر دوں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی اور ان پر اس کا غضب نازل ہوا پھر

مِنۡهُمُ الۡقِرَدَةَ وَالۡخَنَازِيۡرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوۡتَ ؕ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ

ان میں سے بعض کو اس نے بندر اور سور بنا دیا اور بعض کو طاغوت کے بندے بنا دیا یہی لوگ درجہ کے لحاظ سے

مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنۡ سَوَآءِ السَّبِيۡلِ ﴿۶۰﴾ وَاِذَا جَآءُوۡكُمۡ قَالُوۡۤا

بدتر اور سیدھی راہ سے بہت بھٹکے ہوئے ہیںo اور جب وہ آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ [4]

اٰمَنَّا وَقَدۡ دَّخَلُوۡا بِالۡكُفۡرِ وَهُمۡ قَدۡ خَرَجُوۡا بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ

"ہم ایمان لے آئے ہیں" حالانکہ جب وہ آئے تب بھی کافر تھے اور جب گئے تب بھی کافر اور جو [5]

اَعۡلَمُ بِمَا كَانُوۡا يَكۡتُمُوۡنَ ﴿۶۱﴾ وَتَرٰى كَثِيۡرًا مِّنۡهُمۡ يُسَارِعُوۡنَ

کچھ وہ چھپاتے ہیں اسے اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہےo ان میں سے اکثر کو آپ دیکھیں گے کہ گناہ

فِى الۡاِثۡمِ وَالۡعُدۡوَانِ وَاَكۡلِهِمُ السُّحۡتَ ؕ لَبِئۡسَ مَا كَانُوۡا

اور زیادتی کے کاموں اور حرام خوری میں تگ و دو کرتے پھرتے ہیں۔ جو کام یہ کر رہے ہیں

يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۶۲﴾ لَوۡلَا يَنۡهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوۡنَ وَالۡاَحۡبَارُ عَنۡ

بہت برے ہیںo ان کے مشائخ اور علماء ان یہود

قَوۡلِهِمُ الۡاِثۡمَ وَاَكۡلِهِمُ السُّحۡتَ ؕ لَبِئۡسَ مَا كَانُوۡا يَصۡنَعُوۡنَ ﴿۶۳﴾

کو گناہ پر زبان کھولنے اور حرام کھانے سے کیوں نہیں روکتے؟ بہت برا ہے جو یہ لوگ کر رہے ہیںo

1- آیت نمبر 51 میں یہود و نصاریٰ سے دوستی سے منع کیا گیا ہے یہاں سب کفار کو بھی شامل کر دیا گیا ہے۔

2- آذان کے کلمات میں توحید و رسالت کی مکمل دعوت ہے اس کے علاوہ صلوٰۃ جو کہ دین کا ستون ہے اس کی بھی دعوت ہے چنانچہ اسے مکمل دعوت کہا گیا ہے۔ آذان کا جواب جو ہمیں سکھلایا گیا ہے اس کے ابتدائی کلمات یہ ہیں۔

((اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ))

اے اللہ اس مکمل دعوت کے مالک

چنانچہ جب یہ دعوت صبح و شام دن میں پانچ وقت گونجتی تو ان کفار کو بڑی تکلیف ہوتی اور اسے مذاق سے ٹالنے کی کوشش کرتے۔ آج بھی لوگوں میں نفاق اور شقاق کا مرض ہوتا ہے تو یہ کلمات انہیں بڑے ناگوار گزرتے ہیں۔ مسجد سے بعید مکان لینے کی کوشش کرتے ہیں۔

حضرت عمرؓ سے آذان کے جواب کے فضیلت کے سلسلہ میں روایت ہے کہ "ہر کلمہ کا جواب وہی کلمہ ہے سوائے حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کے ان کے جواب میں لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہنا چاہیے۔"

(مسلم)

حضرت سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

جس نے آذان سن کر یہ کلمات کہے

((اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا)) اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (مسلم)

3- ہمارے ساتھ تم نے جو مستقل دشمنی کی روش اپنا رکھی ہے اس کا سبب بھی تو آخر کچھ ہو۔ ہم تمہاری کتابوں تمہارے انبیاء سب پہ ایمان لاتے ہیں۔ نبی آخر الزمان اور آخری کتاب کو مانتے ہیں۔ اس مذہب کی بنیاد تو وہی ہے جو تمہارے مذہب کی بنیاد ہے۔ آخر اس دشمنی کی کوئی معقول وجہ تو ہو۔ بلکہ یہ تمہاری ضد تمہارا حسد ہے کہ تم اس دین کا انکار کر رہے ہو۔

4- بدترین لوگ اصل میں تو وہی تھے جن پہ اللہ کی لعنت اور غضب ہوا۔ جو سور اور بندر بنائے گئے وہی گمراہ تھے۔ ہمارا تو یہ کردار نہیں ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ وہ تمہارے ہی باپ دادا تھے۔

5- اور تمہارا منافقانہ کردار تمہیں ہدایت سے روکتا ہے جب آپ کی مجلس میں آتے ہیں تو منہ سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں مگر حقیقت یہ ہے جب وہ آئے تھے تو دل میں کفر چھپائے ہوئے جب وہ آپ ﷺ کے سامنے ایمان کا اقرار کر رہے تھے تو بھی دل میں کفر ہی ہے اور جب آپ کی مجلس سے رخصت ہوئے تو اتنا ہی کفر ساتھ لئے ہوئے رخصت ہوئے۔ اللہ سے تو یہ اپنے دلوں کے حال چھپا نہیں سکتے۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُولَةٌ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا

یہود کہتے ہیں کہ اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے (بخیل ہے) بندھے ہوئے تو انہیں کے ہاتھ ہیں اور یہ کہنے کی وجہ

قَالُوا بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا

سے ان پر پھٹکار پڑ گئی[1] بلکہ اللہ کے ہاتھ کھلے ہیں وہ جیسے چاہتا ہے خرچ کرتا ہے اور جو آپ کے رب کی

مِنْهُمْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ

طرف سے آپ پر نازل ہوا ہے اس نے ان کی اکثریت کو سرکشی اور کفر میں اور بڑھا دیا[2] اور ہم نے ان

الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا

کے درمیان روز قیامت تک عداوت اور کینہ ڈال دیا ہے[3] جب بھی یہ لوگ جنگ کی آگ

لِلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللّٰهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا وَاللّٰهُ لَا

بھڑکاتے ہیں اللہ اسے بجھا دیتا ہے[4] یہ ہر وقت زمین میں فساد بپا کرنے میں لگے رہتے ہیں اور اللہ فساد

يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ﴿٦٤﴾ وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا

کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا○ اگر یہ اہل کتاب ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان سے

عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأَدْخَلْنَاهُمْ جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٦٥﴾ وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا

ان کی برائیاں زائل کر کے انہیں نعمتوں والے باغات میں داخل کرتے○ اگر یہ لوگ تورات

التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ لَأَكَلُوا مِنْ

اور انجیل پر اور دوسری کتابیں جو ان پر ان کے رب کی طرف سے نازل ہوئیں، پر عمل پیرا رہتے[5] تو

فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ مِنْهُمْ أُمَّةٌ مُقْتَصِدَةٌ وَكَثِيرٌ

ان کے اوپر سے بھی کھانے کو رزق برستا اور پاؤں تلے سے بھی ابلتا، ان میں سے کچھ تو راست رو ہیں

مِنْهُمْ سَاءَ مَا يَعْمَلُونَ ﴿٦٦﴾ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ

اور ان میں سے اکثر فاسق ہیں○ اے رسول ﷺ جو آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا

مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ

ہے اسے لوگوں تک پہنچا دیجئے۔[6] اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو پیغام الٰہی پہنچانے کا حق ادا نہ کیا اور اللہ

مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿٦٧﴾ قُلْ يَا أَهْلَ

آپ کو لوگوں (کے شر) سے محفوظ رکھے گا۔[7] بلاشبہ اللہ کافر قوم کی راہنمائی نہیں کرتا○ کہہ دیجئے اے اہل

الْكِتَابِ لَسْتُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ حَتَّىٰ تُقِيمُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا

کتاب! جب تک تم تورات، انجیل اور جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے کی پابندی نہ کرو

أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ

گے تم دین کی کسی اصل پر نہیں۔ اور جو کچھ آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے

مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿٦٨﴾

وہ ان کی اکثریت کو سرکشی اور کفر میں بڑھائے گا لہٰذا آپ کو ان کافروں پر غمزدہ نہ ہونا چاہئے○

1-حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ کے دونوں ہاتھ بھرے ہوئے ہی رہتے ہیں۔ رات اور دن کا خرچ کرنا اس سے کچھ بھی کم نہیں کرتا۔ بھلا دیکھو آسمان اور زمین کی پیدائش سے لیکر اب تک وہ کتنا خرچ کر چکا ہے لیکن اسی خرچ نے جو اسکے ہاتھ میں ہے اسے کم نہیں کیا۔"

(بخاری)

جب ان یہود کو قرض حسنہ دینے کی تلقین کی گئی تو کہنے لگے کہ اللہ فقیر ہو گیا ہے دیکھئے (آل عمران 3:181)

2-یہ قرآن جو کہ سراسر ہدایت سراسر رحمت اور سراسر شفاء ہے ان بدبختوں پہ اسکا اثر بھی الٹا ہی ہوتا ہے اور انکی سرکشی اس سے مزید بڑھتی ہے اور کفر میں اضافہ ہوتا ہے۔

3-یہود و نصاریٰ میں دشمنی اور خود ان کے اپنے فرقوں میں دشمنی جڑ پکڑ چکی ہے۔ یہ دشمنیاں وحی الٰہی کے نور ہی سے ختم ہو سکتی تھیں اس کو یہ ویسے ہی جھٹلا چکے ہیں۔ اب قیامت تک یہ دشمنیاں یونہی چلیں گیں۔

4-جب بھی اے محمد! یہ یہود آپ کے خلاف کوئی سازش کرتے ہیں کہ آپ کو کسی جنگ میں الجھا دیں یا کسی فتنہ فساد میں دھکیل دیں تو اللہ تعالیٰ انکی سازشوں کو ناکام کر دیتا ہے۔

5-گویا یہ ایمان اور تقویٰ کی خاصیت ہے کہ برکات کا نزول ہوتا ہے اور یہ صرف اہل کتاب ہی سے مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر ایک سے وعدہ ہے۔ اوپر سے مراد آسمان سے یعنی بارش وغیرہ اور نیچے سے یعنی زمین سے جو کہ بکثرت نباتات اگائے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بندھے ہوئے تو نہیں ہیں اگر وہ برکت نازل کرنیوالے کام کریں گے تو برکت ضرور نازل ہو گی۔

6-جو کوئی شخص اس آیت سے یہ مفہوم لینا چاہے کہ آپ ﷺ نے وحی کا کچھ حصہ عامۃ المسلمین سے چھپا لیا تو یہ آیت اس مفہوم کی متحمل نہیں ہے۔ یہ آیت صرف اس ذمہ داری کی اہمیت پہ دلیل ہے اور یہ ایسے ہی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

" اگر آپ شرک کریں گے تو آپ کے اعمال (بھی) برباد کر دیئے جائیں گے۔"

(الزمر 65:39)

اس آیت سے صرف شرک کا خطیر ہونا معلوم ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ

"جو شخص یہ گمان کرے کہ آپ ﷺ نے کچھ چھپا لیا۔ اس نے یقیناً جھوٹ کہا۔"

(بخاری)

حضرت ابو جحیفہ ؓ نے حضرت علی ؓ سے دریافت کیا کہ آپ (اہل بیت) کے پاس کچھ اور آیتیں ایسی ہیں جو اس قرآن میں نہیں۔ انہوں نے جواب دیا نہیں۔ ہرگز نہیں۔ اس ذات کی قسم جس نے دانے کو پھاڑ کر اگایا اور جان کو پیدا کیا البتہ فہم ہے جو کہ اللہ تعالیٰ قرآن کے بارے میں عطا فرماتا ہے۔"

(بخاری)۔

7-اس آیت کے نزول کے بعد آپ ﷺ نے اپنی ذات کیلئے پہرہ اٹھا دیا۔ آپ کی زندگی میں لگ بھگ 17 مرتبہ آپ پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ ہر دفعہ اللہ نے آپ کو قبل از وقت بذریعہ وحی مطلع کر کے یا خصوصی ذرائع سے بچا لیا۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئُونَ وَالنَّصَارَىٰ

بے شک جو لوگ ایمان[1] لائے ہیں یا یہودی ہیں یا صابی یا نصاریٰ ان میں[2]

مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

جو (سچے دل سے) اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لائے گا اور عمل صالح کرے گا تو ایسے لوگوں کو کچھ خوف ہو گا اور[3]

يَحْزَنُونَ ﴿٦٩﴾ لَقَدْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَأَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ

نہ وہ غمزدہ ہوں گے○ ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد[4] لیا تھا اور ان کی طرف رسول بھی بھیجے

رُسُلًا ۖ كُلَّمَا جَاءَهُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنفُسُهُمْ فَرِيقًا كَذَّبُوا

(لیکن) جب بھی کوئی رسول ان کی خواہشات کے خلاف حکم لے کر آیا تو ایک گروہ کو تو انہوں نے جھٹلا دیا

وَفَرِيقًا يَقْتُلُونَ ﴿٧٠﴾ وَحَسِبُوا أَلَّا تَكُونَ فِتْنَةٌ فَعَمُوا وَصَمُّوا ثُمَّ

اور ایک گروہ کو مار ہی ڈالا○ اور یہ[5] سمجھتے رہے کہ اس سے کچھ فتنہ[6] رونما نہ ہو گا لہٰذا وہ اندھے اور بہرے بن گئے

تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوا وَصَمُّوا كَثِيرٌ مِّنْهُمْ ۚ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا

پھر اللہ نے ان پر مہربانی کی تو ان میں سے اکثر لوگ اور زیادہ اندھے اور بہرے بن گئے اور جو کچھ یہ کرتے ہیں اللہ

يَعْمَلُونَ ﴿٧١﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ

اسے اچھی طرح دیکھ رہا ہے○ بلاشبہ وہ لوگ کافر ہیں جنہوں نے کہا کہ: "مسیح ابن مریم ہی اللہ ہے"

وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۖ إِنَّهُ

حالانکہ مسیح نے تو یہ کہا تھا: "اے بنی اسرائیل! اللہ کی عبادت[7] کرو، جو میرا رب ہے اور تمہارا بھی کیونکہ

مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ ۖ

جو شخص اللہ سے شرک کرتا ہے اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے

وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ ﴿٧٢﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ

اور ظالموں کا کوئی بھی مددگار نہ ہو گا"○ بلاشبہ وہ لوگ کافر ہو چکے جنہوں نے کہا کہ "اللہ تین میں کا

ثَلَاثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۚ وَإِن لَّمْ يَنتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ (وقف لازم)

تیسرا ہے" حالانکہ الٰہ تو صرف وہی اکیلا ہے[8] اگر یہ لوگ اپنی باتوں سے باز نہ آئے

لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٧٣﴾ أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى

تو ان میں سے جو کافر رہے انہیں المناک عذاب ہو گا○ کیا یہ لوگ اللہ کے حضور توبہ نہیں

اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٧٤﴾ مَّا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا

کرتے اور اس سے بخشش طلب نہیں کرتے؟ حالانکہ اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے○ مسیح ابن مریم

رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ ۖ كَانَا يَأْكُلَانِ

ایک رسول ہی تھے، جن سے پہلے کئی رسول گزر چکے اور اس کی والدہ صدیقہ[9] تھیں وہ دونوں[10] کھانا کھاتے

الطَّعَامَ ۗ انظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ انظُرْ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ﴿٧٥﴾

تھے۔ دیکھئے ہم ان کے لئے کیسے آیات کو واضح کرتے ہیں پھر دیکھئے انہیں کہاں سے دھوکا لگتا ہے○

1- یہاں <آمنوا> سے مراد منافق یا کمزور ایمان کے لوگ ہیں۔

2- نزول قرآن کے وقت عرب میں یہی مشہور مذاہب تھے ورنہ آیت میں عموم پایا جاتا ہے۔

3- یہاں وضاحت ہے کہ نجات آخروی کیلئے کسی بھی گروہ یا مذہب سے منسلک ہونا کچھ اہمیت نہیں رکھتا بلکہ اہمیت ان عقائد کی ہے اور اعمال صالحہ کی ہے۔

یاد رہے کہ رسالت پہ ایمان لانا ایمان کا بنیادی جزو ہے اور آپ ﷺ کی بعثت کے بعد آپ پہ ایمان لائے اور آپکی شریعت پہ عمل کئے بغیر ایمان بے معنی ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں (البقرہ 2:4-2)

4- یہ وہی عہد ہے جو کہ حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل سے لیا تھا اور پہاڑ ان کے اوپر اٹھا کر لیا گیا تھا۔

5- گویا وہ انبیاء پہ ایمان تو نہ لائے تھے بلکہ خواہشات نفس کو ہی انہوں نے الہ بنا رکھا تھا۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"کیا آپ نے اسکو دیکھا جس نے اپنے نفس کو الہ بنا رکھا ہے۔"

(الجاثیہ 23:45)

6- جس طرح انہوں نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ جہنم کی آگ ہمیں نہیں جلائے گی اسی طرح یہ بھی گمان کیا ہوا تھا کہ دنیا میں ہمیں کوئی فتنہ یا مصیبت نہ آئے گی اور اسی باطل سوچ کے تحت وہ اللہ کے دین سے غافل ہو گئے تو اللہ کے عذاب نے آپکڑا جو کہ بابل کے ظالم بادشاہ بخت نصر کی صورت میں رونما ہوا۔ اس نے بنی اسرائیل کی سلطنت کو تہس نہس کر دیا اور بے شمار افراد کو قیدی بنا کر بابل (موجودہ کوفہ' عراق) لے گیا۔ آخر جب توبہ کی تو شاہ فارس کی مدد سے انہیں رہائی ملی۔ پھر جب عیش و آرام کی زندگی ملی تو پھر کفر و عصیان میں پڑ گئے۔ حضرت زکریاؑ اور یحییٰؑ کو قتل کیا اور حضرت عیسیٰؑ کو بزعم خود سولی پر چڑھا دیا۔ دیکھئے (بنی اسرائیل 17:6-4)

7- جسے الہ کہتے ہیں وہ خود انہیں اللہ کی عبادت کرنے کا حکم دیتا ہے۔ آیت نمبر 17 میں مزید تفصیل دیکھیں۔ آج بھی انجیل میں حضرت عیسیٰؑ کی یہ گواہی موجود ہے۔

"یہی ہمیشہ رہنے والی زندگی ہے کہ وہ تجھ حقیقی الہ کو اور اس یسوع مسیح کو پہچانیں جسے تو نے رسول بنا کر بھیجا۔"

(یوحنا 3:7)

8- عقیدہ تثلیث چوتھی صدی عیسوی کی ایجاد ہے۔ باپ بیٹا اور روح القدس ان کو تین مانتے ہیں اور تین میں ایک یعنی یہ تینوں خدا ہیں اور تین ہونے کے باوجود ایک ہیں۔ یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جسے آج تک عیسائی نہ سمجھا سکے۔

9- یعنی حضرت مریم صدیقہ تھیں۔ نبی نہ تھیں۔ دیکھیں (الانبیاء 7:21)

10- حضرت مریم اور حضرت عیسیٰؑ دونوں کھانا کھاتے تھے۔ جو کھانے کا محتاج ہو وہ الہ کیسے ہو گا؟ کیونکہ کھانے کے بعد حوائج ضروریہ بھی پیدا ہوتی ہیں۔

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا

کہہ دیجئے: "کیا تم اللہ کو چھوڑ کر اس کی عبادت کرتے ہو جو نہ تمہارے نقصان کا اختیار رکھتا ہے اور نہ نفع کا[1]

وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۷۶﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ

اور اللہ ہی سب کچھ سننے اور جاننے والا ہےO آپ ان سے کہئے: "اے اہل کتاب! اپنے دین میں

دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ

ناحق غلو نہ کرو[2] اور ان لوگوں کے پیچھے نہ چلو جو پہلے ہی گمراہ

قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿۷۷﴾ لُعِنَ

ہیں اور بہت لوگوں کو گمراہ کر چکے ہیں[3] اور صراط مستقیم سے بھٹک چکے ہیںO بنی اسرائیل

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى

میں سے جو لوگ کافر ہو گئے ان پر داؤد اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان سے

ابْنِ مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۷۸﴾ كَانُوْا لَا

لعنت کی گئی[4] کیونکہ وہ نافرمان ہو گئے تھے اور حد سے آگے نکل گئے تھےO وہ ان

يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۹﴾

برے کاموں سے منع نہیں کرتے تھے جو وہ کر رہے تھے اور جو وہ کر رہے تھے بہت برا تھاO

تَرٰي كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ

ان میں سے اکثر کو آپ دیکھیں گے کہ وہ کافروں سے دوستی گانٹھتے ہیں[5] جو اعمال وہ اپنے لئے آگے بھیج

لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ

رہے ہیں بہت برے ہیں کہ ان سے اللہ بھی ان پر ناراض ہو گیا اور خود بھی ہمیشہ عذاب میں

خٰلِدُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ

رہیں گےO اگر وہ اللہ پر، نبی پر اور جو کچھ اس کی طرف نازل کیا گیا ہے اس پر

اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ

ایمان لاتے تو کافروں کو دوست نہ بناتے لیکن ان میں سے اکثر تو ہیں ہی

فٰسِقُوْنَ ﴿۸۱﴾ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا

فاسقO جو لوگ ایمان لائے ہیں آپ دیکھیں گے کہ ان سے عداوت رکھنے میں لوگوں میں سب سے سخت

الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً

یہودی[6] اور مشرکین ہیں اور جن لوگوں نے کہا تھا کہ "ہم نصاریٰ ہیں" انہیں آپ

لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّ

مسلمانوں سے محبت رکھنے میں قریب تر پائیں گے وجہ یہ ہے کہ

مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۸۲﴾

ان میں عبادت گزار عالم اور زاہد پائے جاتے ہیں اور وہ متکبر بھی نہیں ہوتےO

1- اے نصاریٰ تم کس کی عبادت کرتے ہو جو خود اپنے نفع نقصان کا مالک نہیں ہے۔ یہود نے حکومت سے ساز باز کر کے انہیں سولی کیلئے بھجوا دیا مگر وہ خود کو نہ بچا سکے۔ تمہارے نفع و نقصان کے مالک وہ کیسے ہو سکتے ہیں۔ یہ سیاق کے لحاظ سے مفہوم ہوگا تاہم معنی کے اعتبار سے یہ آیت بھی عام ہے۔

2- غلو یعنی زیادتی۔ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو نبوت اور بشریت کے مقام سے اٹھا کر الوہیت کے مقام پر کھڑا کر دیا۔ یہود نے ان پر اور انکی پاکباز والدہ پہ تہمت لگائی اور قتل کے درپے ہوئے۔ دین میں غلو ہی ہمیشہ گمراہی کا رستہ کھولتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے خطبہ کے درمیان فرمایا کہ

"میں نے رسول اللہ کو فرماتے سنا کہ مجھے ایسے نہ بڑھانا جیسے نصاریٰ نے عیسیٰؑ ابن مریم کو بڑھا لیا۔ میں تو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔"

(بخاری)

مسلمانوں کے ایک فرقہ نے بھی اپنے نبی کے واضح ارشاد کے باوجود وہی کام کیا۔ وہ آپ ﷺ کے بارے میں کہتے ہیں۔

نور من نور اللہ -- یعنی "اللہ کے نور میں سے نور" ایسے ہی شیعہ حضرات حضرت علیؓ کی ذات میں غلو کرتے ہیں۔

3- وہ کون سی قوم تھی جو خود گمراہ تھی اور جنہوں نے نصاریٰ کو بھی گمراہ کیا اور دیگر کئی قوموں کو گمراہ کیا۔ اکثر مفسرین نے یہود کا نام لیا ہے جنہوں نے حضرت عزیر کو اللہ کا بیٹا قرار دیا تھا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ گمراہ کن عقائد انہوں نے ایک سے زیادہ قوموں سے اخذ کر کے اسکا معجون مرکب بنا لیا ہو۔

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کے پندرھویں ایڈیشن میں مسیحیت (Christiainity) کے تحت ریورنڈ جارج ولیم ناکس مسیحی کلیسا کے عقیدے پہ بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ "عقیدہ تثلیث کا فکری سانچہ ایسا ہے کہ یونانی اور یہودی تعلیمات اس میں ڈھالی گئی ہیں۔ اس لحاظ سے یہ ہمارے لئے عجیب مرکب ہے۔ مذہبی خیالات بائبل کے اور ڈھلے ہوئے ایک اجنبی فلسفے کی صورت میں۔"

4- حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ لعنت ہر جانب سے ان پر ہے۔ حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں تورات میں حضرت داؤدؑ کے زمانے میں زبور میں اور آپ ﷺ کے زمانے میں قرآن مجید میں۔

5- یعنی اللہ اور نبی کی شریعت پہ ایمان لانے والا کفار سے دوستی نہیں کر سکتا۔

6- یہود نے تین دفعہ آپ ﷺ کو سازش سے ہلاک کرنے کی کوشش کی۔ ایک دفعہ سحر کے ذریعے، دوسری دفعہ بکری کا زہر ملا گوشت کھلا کے اور تیسری دفعہ ثقیل پتھر گرا کر۔

وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنَهُمْ

اور جو کچھ رسول کی طرف نازل کیا گیا ہے جب اسے سنتے ہیں تو آپ دیکھتے ہیں کہ ان کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلتے

تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ ۖ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا

ہیں اسی لئے کہ وہ حق کو پہچان گئے ہیں کہتے ہیں کہ: "اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے لہٰذا ہمارا نام گواہی

فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ﴿٨٣﴾ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا جَاءَنَا مِنَ

دینے والوں میں لکھ دیجئے○ آخر ہم اللہ پر اور جو حق ہمارے پاس پہنچ چکا ہے اس پر کیوں ایمان نہ لائیں؟ اور ہم تو

الْحَقِّ وَنَطْمَعُ أَن يُدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصَّالِحِينَ ﴿٨٤﴾

یہ امید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہمیں صالح لوگوں میں شامل کرے گا○

فَأَثَابَهُمُ اللَّهُ بِمَا قَالُوا جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ

ان کے اس قول کے عوض اللہ انہیں ایسے باغات عطا کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں جس میں وہ

فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ﴿٨٥﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا

ہمیشہ رہیں گے اور احسان کرنے والوں کا یہی بدلہ ہے○ اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کو

بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿٨٦﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا

جھٹلایا وہی اہل جہنم ہے○ اے ایمان والو تم ان پاکیزہ چیزوں کو

تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا

کیوں حرام ٹھہراتے ہو جنہیں اللہ نے تمہارے لئے حلال کیا ہے؟2 اور حد سے نہ بڑھو کیونکہ اللہ تعالیٰ حد سے

يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿٨٧﴾ وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا ۚ وَ

بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا○ اور اللہ نے جو حلال اور طیب رزق تمہیں کھانے کو دیا ہے اسے کھاؤ اور

اتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنتُم بِهِ مُؤْمِنُونَ ﴿٨٨﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ

اس اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان رکھتے ہو○ اللہ تمہاری مہمل قسموں پر

بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَٰكِن يُؤَاخِذُكُم بِمَا عَقَّدتُّمُ الْأَيْمَانَ ۖ

تو مواخذہ نہیں کرے گا3 لیکن جو قسمیں تم سچے دل سے کھاتے ہو ان پر ضرور مواخذہ کرے گا۔4 (اگر تم ایسی قسم

فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ

توڑ دو تو)5 اس کا کفارہ دس مسکینوں کا اوسط درجے کا کھانا ہے جو تم اپنے اہل و عیال

أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ ۖ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ

کو کھلاتے ہو یا ان کی پوشاک ہے یا ایک غلام کو آزاد کرنا ہے اور جسے یہ میسر نہ ہوں وہ تین دن کے

ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ۚ ذَٰلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ ۚ وَاحْفَظُوا

روزے رکھے یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم اٹھا کر توڑ دو اور (بہتر یہی ہے کہ) اپنی قسموں کی

أَيْمَانَكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٨٩﴾

حفاظت کیا کرو اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہارے لئے اپنے احکام کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم اس کا شکر ادا کرو○

1- یہ آیات حبشہ کے بادشاہ اصحمہ نجاشی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ نجاشی کے ملک حبشہ میں مسلمان دو مرتبہ ہجرت کرکے جاچکے تھے جہاں نجاشی نے ان سے اچھا سلوک کیا اور کچھ عرصہ بعد نومسلم عیسائیوں کا وفد آپ ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا۔ آپ ﷺ نے انکے سامنے سورۃ یاسین کی تلاوت فرمائی۔ یہ لوگ جب قرآن سنتے تو ان پر رقت طاری ہو جاتی اور لسان سے "ربنا امنا" کہنا شروع کر دیتے۔

2- یہی حکم نبی ﷺ کو بھی دیا گیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حلت و حرمت نبی بھی اپنی جانب سے نہیں کر سکتے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

"اے نبی ﷺ! آپ اس چیز کو کیوں حرام قرار دیتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے۔" (التحریم 1:66)

شرعی نقطہ نظر سے تمام پاکیزہ اشیاء انسان کیلئے مباح اور حلال ہیں ماسوا ان اشیاء کے جن کی حرمت شریعت نے واضح کر دی ہو۔

ایک مرتبہ چند اصحاب رسول نے آپ ﷺ کی عبادت کو ہلکا جانتے ہوئے نیند اور شادی وغیرہ ترک کرنے کا اظہار کیا۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"ان لوگوں کی کیا حالت ہے جنہوں نے ایسی ایسی باتیں کی ہیں لیکن میں تو صلوٰۃ پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، میں روزہ رکھتا بھی ہوں ترک بھی کرتا ہوں اور شادی بھی کرتا ہوں۔ جو میری سنت سے کنارہ کش ہوا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔" (بخاری و مسلم)

3- حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ

"لغو قسموں سے مراد ایسی قسمیں ہیں جو انسان تکیہ کلام کے طور پہ (نیت سے نہیں) کہہ دیتا ہے جیسے **لا واللہ بلیٰ واللہ** نیز آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے والد (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ) کبھی قسم نہیں توڑتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ نے کفارہ کی آیت نازل فرمائی اسوقت کہنے لگے کہ جب قسم کھالوں پھر اسکے خلاف کو اچھا سمجھوں تو اللہ کی رخصت منظور کرکے وہ کام کرلیتا ہوں۔ جسے اچھا سمجھتا ہوں۔" (بخاری)

4- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"جو شخص کوئی کام کرنے کیلئے قسم کھائے پھر انشاء اللہ کہے تو اس پر (قسم توڑنے کا) کوئی گناہ نہیں ہوگا۔" (ترمذی)

5- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"جس نے اللہ کے علاوہ کسی اور کی قسم کھائی اس نے شرک کیا۔" (ترمذی)

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"منت کا کفارہ ہی قسم کا کفارہ ہے۔" (مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اگر لوگوں کے دعوے کی بنا پہ فیصلے کر دیئے جائیں تو وہ لوگوں کے خون اور مال کے مطالبے کر دیں مگر مدعی علیہ پہ قسم ہے۔" (یعنی قسم سے وہ اس مطالبہ سے نجات حاصل کرے گا۔) (بخاری و مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ "دلیل مہیا کرنا مدعی کی ذمہ داری ہے اور مدعی علیہ قسم کھائے گا (انکار کیلئے)۔" (ترمذی)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ

اے ایمان والو! یہ شراب اور جوا، یہ آستانے اور پانسے سب

رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝٩٠ اِنَّمَا

گندے شیطانی کام ہیں لہٰذا ان سے بچتے ہو تاکہ تم فلاح پا سکو ○ بلاشبہ

يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ

شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ تمہارے درمیان دشمنی اور بغض

وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝٩١

ڈال دے اور تمہیں اللہ کے ذکر سے اور صلاہ سے روک دے تو کیا تم باز آتے ہو؟○ اور اللہ

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا

اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور (ان چیزوں سے) بچو پھر اگر تم نے حکم نہ مانا تو جان لو کہ

عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝٩٢ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

ہمارے رسول پر تو صرف واضح طور پر پہنچانے کی ذمہ داری ہے○ جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح

الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

کئے انہیں گناہ نہ ہوگا جو وہ تحریم شراب سے پہلے پی چکے جبکہ تقویٰ ایمان اور عمل صالح کی روش

ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝٩٣ يٰٓاَيُّهَا

پہ ہوں اور آئندہ پرہیز کریں۔ حکم الٰہی مانیں اور نیک اعمال کریں اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے○ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَ

ایمان والو! اللہ ایسے شکار کے ذریعہ تمہاری آزمائش کرے گا جو تمہارے ہاتھوں اور نیزوں کی زد میں

رِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ

ہوں یہ دیکھنے کے لئے کہ کون غائبانہ طور پر اللہ سے ڈرتا ہے پھر اس کے بعد بھی جس نے

ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝٩٤ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ

تجاوز کیا، اس کے لئے المناک عذاب ہے○ اے ایمان والو! حالت احرام میں شکار نہ مارو

حُرُمٌ ۭ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ

اور جس نے دیدہ دانستہ شکار مارا تو اس کا بدلہ مویشیوں میں سے اس شکار کے ہم پلہ جانور ہے جس کا فیصلہ

يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ

تم میں سے دو عادل آدمی کریں اور یہ جانور کعبہ لے جا کر قربان کیا جائے یا چند مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے یا اس کے

مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ۭ عَفَا اللّٰهُ

برابر روزے رکھنا اس کا کفارہ ہے تاکہ وہ اپنے کام کی سزا چکھے۔ جو کچھ اس حکم سے پہلے ہو چکا اسے اللہ نے

عَمَّا سَلَفَ ۭ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝٩٥

معاف کر دیا اور جو اس کا اعادہ کرے گا اللہ اس سے بدلہ لے گا اور اللہ غالب ہے بدلہ لینے کی طاقت رکھتا ہے○

1-حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے دعا کی کہ اللہ شراب کے بارے میں ہمارے لئے شافی بیان واضح فرما تو سورۃ بقرہ کی یہ آیت نازل ہوئی۔

"آپ سے جوا اور شراب کے متعلق دریافت کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ اس میں بڑا گناہ اور لوگوں کیلئے منافع (بھی) ہے اور اس کا گناہ اس کے نفع سے بڑا ہے۔"

(البقرہ 219:2)

چنانچہ حضرت عمرؓ کو بلا کر یہ آیت پڑھی گئی۔ آپ نے پھر دعا کی یا اللہ شراب کے بارے میں ہمارے لئے شافی بیان نازل فرما تو سورۃ نساء کی یہ آیت نازل ہوئی۔ "اے اہل ایمان! نشہ کی حالت میں صلوٰۃ کے قریب بھی نہ جاؤ۔"

(النساء 43:4)

چنانچہ حضرت عمرؓ کو بلا کر یہ آیت پڑھی گئی۔ آپ نے پھر یہ دعا کی یا اللہ ہمارے لئے شراب کے بارے میں شافی بیان واضح فرما تو سورۃ مائدہ کی یہ آیات نازل ہوئیں۔ "چنانچہ حضرت عمرؓ کو بلا کر یہ آیت پڑھی گئی تو انہوں نے کہا ہم باز آئے، ہم باز آئے۔"

(ترمذی)

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے ہو کر فرما رہے تھے۔

"لوگو! شراب حرام ہوئی، شراب پانچ چیزوں سے بنتی ہے۔ انگور، کھجور، شہد، گیہوں اور جو سے اور جس شراب سے عقل میں فتور آئے وہ خمر (شراب) ہے۔"

(بخاری)

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ

"ہر نشہ حرام ہے جس چیز کی کثیر مقدار نشہ کرتی ہے اسکی قلیل مقدار بھی حرام ہوتی ہے"۔ (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"آپ ﷺ کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے شراب پی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے دو ٹہنیوں سے اسے تقریباً چالیس مرتبہ مارا۔" (مسلم)

2-جنگ احد میں بعض صحابہ شہید ہوئے جنہوں نے شراب پی ہوئی تھی تو صحابہ کی تشویش کا ازالہ کیا گیا۔

3-یہ آیت اور اس سے اگلی آیت اسوقت نازل ہوئی جبکہ مسلمان حدیبیہ میں احرام کی حالت میں تھے۔ خلاف معمول چھوٹے بڑے جنگلی جانور انکے گھروں میں گھس آئے تھے۔ یہ اسی قسم کی آزمائش تھی جیسا کہ اصحاب السبت سے مچھلیوں کے شکار کے سلسلہ میں کی گئی دیکھئے (الاعراف 163:7)

4-فرمان رسول ﷺ ہے کہ محرم نہ تو کسی شکاری کی مدد کرے اور نہ ہی اس شکار کا گوشت کھائے جو محرم کیلئے شکار کیا گیا ہو۔ (بخاری)

البتہ حدیث میں ان موذی جانوروں کا استثناء کیا گیا ہے یعنی انکا قتل ہر حالت میں جائز ہے اور وہ یہ ہیں۔ کوا، چیل، بچھو، چوہا اور باؤلا کتا۔

5-جانور کی قیمت کے برابر غلہ تقسیم کرے یا مسکینوں کو کھانا کھلائے یا جتنے مسکین اس کھانے سے روزے رکھ سکتے ہیں اتنے روزے رکھے۔

6-کفارہ دینے والا خود اس میں سے کچھ نہیں کھا سکے گا۔

أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ وَحُرِّمَ

تمہارے لئے سمندر کا شکار اور اس کا کھانا حلال کیا گیا ہے تم اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہو اور قافلہ والے زاد راہ

عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ

بھی بنا سکتے ہیں البتہ حالت احرام میں خشکی کا شکار تم پر حرام کیا گیا ہے۔ اور اللہ کی خلاف ورزی

تُحْشَرُونَ ﴿٩٦﴾ جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ

کرنے سے) بچو جس کے حضور تم جمع کئے جاؤ گے○ اللہ نے کعبہ کو جو، قابل احترام گھر ہے لوگوں کے قیام (امن)

وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ ذَٰلِكَ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ

کا ذریعہ بنادیا اور حرمت والے مہینے کو اور قربانی اور پٹے والے جانوروں کو بھی تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ

آسمانوں اور زمین میں موجود تمام چیزوں کے حالات خوب جانتا ہے، نیز یہ کہ اللہ کو ہر چیز کا

عَلِيمٌ ﴿٩٧﴾ اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ وَأَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ

علم ہے○ اور خوب جان لو کہ اللہ سزا دینے میں بھی سخت ہے اور وہ بخشنے والا اور رحم

رَّحِيمٌ ﴿٩٨﴾ مَّا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ

کرنے والا ہے○ رسول کے ذمہ تو صرف پیغام پہنچانا ہے اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو یا چھپاتے ہو اللہ

وَمَا تَكْتُمُونَ ﴿٩٩﴾ قُل لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ

اسے خوب جانتا ہے○ آپ ان سے کہئے کہ پاک اور ناپاک ایک جیسے نہیں ہو سکتے خواہ

أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ

ناپاک کی کثرت تمہیں بھلی معلوم ہو، لہذا عقل والو اللہ سے ڈرتے رہو

تُفْلِحُونَ ﴿١٠٠﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِن

تاکہ تم کامیاب ہوسکو○ اے ایمان والو! ایسی باتوں کے متعلق سوال نہ کیا کرو کہ اگر وہ تم پر ظاہر

تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَإِن تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبْدَ

کی جائیں تو تمہیں ناگوار ہوں اور اگر تم اس وقت پوچھو جب قرآن نازل ہو رہا ہو تو وہ تم پر ظاہر کر

لَكُمْ عَفَا اللَّهُ عَنْهَا وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿١٠١﴾ قَدْ سَأَلَهَا قَوْمٌ

دی جائے گی۔(اب تک جو ہوا) اللہ معاف کرتا ہے وہ معاف کرنے والا حلیم ہے○ تم سے پہلے بھی

مِّن قَبْلِكُمْ ثُمَّ أَصْبَحُوا بِهَا كَافِرِينَ ﴿١٠٢﴾ مَا جَعَلَ اللَّهُ مِن

ایک قوم نے ایسے سوال کئے تھے۔ پھر اسی وجہ سے کفر میں مبتلا ہوگئے○ اللہ نے بحیرہ کو کوئی

بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ وَلَٰكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا

چیز بنایا ہے نہ سائبہ کو، نہ حیلہ کو اور نہ حام کو بلکہ یہ کافروں نے بنائے اور یہ

يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَأَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿١٠٣﴾

جھوٹی باتیں بنا کر اللہ کے ذمہ لگا دیں اور ان میں سے اکثر بے عقل ہیں (جو ان پر عمل کرتے ہیں)○

1-یہاں <صید> سے مراد شکار یعنی زندہ جانور کا شکار اور <طعامہ> سے مراد جو مر چکا ہو۔ حدیث کی رو سے بھی سمندر کا مردار حلال ہے۔ یہ اجازت حالت احرام اور اس کے بغیر ہر طرح سے ہے۔

2-اس آیت میں " قیام للناس" کے تین مفہوم مراد لئے جاسکتے ہیں۔

(ا)۔ الناس سے مراد اگلے پچھلے تمام لوگ۔ اس صورت میں یہ لغوی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو دنیا کے لوگوں کیلئے قیام اور بقا کا سبب بنایا ہے۔ کعبہ ہے تو دنیا آباد ہے۔ کعبہ ختم ہوا تو دنیا ختم ہوجائے گی۔ امام بخاری رحمتہ اللہ نے اس معنی کو ترجیح دی ہے۔ اس باب میں یہ حدیث بھی لائے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"قیامت کے قریب ایک چھوٹی پنڈلیوں والا (حقیر) حبشی کعبہ کو ویران کرے گا۔"

(بخاری)۔

(ب)۔ الناس سے مراد مکہ اور اردگرد کے لوگ ہوں۔ حج کے موسم میں انہیں اتنی آمدن ہو جاتی ہے جس سے ان کا سال بھر کا خرچ نکل آتا ہے۔

(ج)۔ الناس سے مراد عرب کے لوگ ہیں جنہیں بیت اللہ کی وجہ سے امن نصیب ہوا تھا۔

3-حرمت والے مہینے یہ ہیں۔ ذوالقعدہ' ذوالحجہ کے پہلے دس ایام محرم اور رجب۔

4-قربانی کے گلے میں نشانی کے طور پر پٹے ڈال دیتے جس سے لوگ آسانی سے پہچان لیتے۔

5-حضرت علی سے روایت ہے کہ جب یہ آیت ﴿وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ﴾ (لوگوں کیلئے حج فرض کیا گیا) اتری تو ایک شخص نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا ہر سال؟ آپ خاموش رہے اس نے (دوبارہ) پوچھا کیا ہر سال؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں' اور اگر میں ہاں کہتا تو تمہارے اوپر واجب ہو جاتا اور تم نباہ نہ سکتے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔"

(ترمذی)

حضرت ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"تمہیں جن چیزوں کے متعلق نہیں بتایا گیا تم انکے متعلق مجھ سے سوال نہ کرو۔ کیونکہ تم سے پہلے امتوں کی ہلاکت کا سبب ان کا کثرت سوال اور اپنے انبیاء سے اختلاف تھا۔"

(مسلم)

6-حضرت سعد بن مسیب ؓ کہتے ہیں کہ

"بحیرہ" وہ دودھ دینے والا جانور ہے جس کا دودھ بتوں کے نام پر روک لیا جائے۔ اور کوئی اس کا دودھ نہ دوھے۔

"سائبہ" وہ جانور ہے جسے بتوں کے نام پہ چھوڑ دیتے۔ اس پر کوئی بوجھ نہ لادتا اور نہ سواری کرتا (یعنی سانڈ) "وصیلہ" وہ اونٹنی ہے جو پہلی بار بھی مادہ جنے اور دوسری بار بھی۔ ایسی اونٹنی کو بھی وہ بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے۔ "حام" وہ نر اونٹ ہے جس کے نطفہ سے دس بچے پیدا ہو چکے ہوں۔ اسے بھی بتوں کے نام پر بطور سانڈ چھوڑ دیا جاتا۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ قَالُوا

اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ آؤ اس چیز کی طرف جو اللہ نے نازل کی ہے اور آؤ رسول کی طرف تو کہتے ہیں:

حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا ۚ أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ

ہمیں تو وہی کچھ کافی ہے جس پر ہم نے اپنے آباء و اجداد کو پایا ہے" خواہ ان کے باپ دادا کچھ بھی نہ جانتے

شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ﴿١٠٤﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ ۖ لَا

ہوں، اور نہ ہی ہدایت پر ہوں؟○ اے ایمان والو! تمہیں اپنی فکر کرنا[1] لازم ہے جب تم خود ہدایت پر ہو گے

يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۚ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُمْ

تو کسی دوسرے کی گمراہی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی تم سب کو اللہ کی طرف پلٹنا ہے وہ تمہیں بتلا دے

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٠٥﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا

گا جو تم کیا کرتے تھے○ اے ایمان والو! اگر تم میں سے کسی کو موت آ جائے

حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ

تو وصیت کے وقت اپنے (مسلمانوں) میں سے دو صاحب عدل گواہ بنا لے[2]

أَوْ آخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ إِنْ أَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَأَصَابَتْكُمْ

اور اگر تم حالت سفر میں ہو اور تمہیں موت کی مصیبت آ لے تو دو غیر مسلموں کو بھی گواہ بنا سکتے

مُصِيبَةُ الْمَوْتِ ۚ تَحْبِسُونَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلَاةِ فَيُقْسِمَانِ بِاللَّهِ

ہو اگر تمہیں کچھ شک پڑ جائے تو ان دونوں کو صلاۃ کے بعد (مسجد میں) روک لو۔ پھر وہ اللہ کی قسم اٹھا کر کہیں

إِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِي بِهِ ثَمَنًا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۙ وَلَا نَكْتُمُ

کہ وہ (کسی مفاد کی خاطر) شہادت کو بیچنے والے نہیں خواہ ہمارا کوئی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو اور نیز ہم اللہ

شَهَادَةَ اللَّهِ إِنَّا إِذًا لَمِنَ الْآثِمِينَ ﴿١٠٦﴾ فَإِنْ عُثِرَ عَلَىٰ أَنَّهُمَا اسْتَحَقَّا

(کی خاطر) گواہی نہیں چھپائیں گے اور ایسا کریں تو ہم مجرم ہیں○ پھر اگر یہ معلوم ہو کہ وہ دونوں گناہ میں ملوث ہو

إِثْمًا فَآخَرَانِ يَقُومَانِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِينَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ

گئے ہیں تو ان کی جگہ دو اور گواہ کھڑے ہوں جو پہلے دونوں گواہوں سے اہل تر ہوں اور ان کی طرف سے ہوں

الْأَوْلَيَانِ فَيُقْسِمَانِ بِاللَّهِ لَشَهَادَتُنَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَ

جن کی حق تلفی ہوئی ہے وہ اللہ کی قسم اٹھا کر کہیں کہ ہماری شہادت ان پہلے گواہوں کی شہادت سے زیادہ سچی

مَا اعْتَدَيْنَا إِنَّا إِذًا لَمِنَ الظَّالِمِينَ ﴿١٠٧﴾ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يَأْتُوا

ہے اور ہم نے کوئی زیادتی نہیں کی اگر ہم نے ایسا کیا تو بلاشبہ ہم ظالم ہیں○ اس طریقہ سے زیادہ توقع کی جا سکتی ہے

بِالشَّهَادَةِ عَلَىٰ وَجْهِهَا أَوْ يَخَافُوا أَنْ تُرَدَّ أَيْمَانٌ بَعْدَ أَيْمَانِهِمْ ۗ

کہ لوگ ٹھیک شہادت دیں[3] یا اس سے ڈر جائیں کہ کہیں ان کی قسموں کے بعد دوسری قسموں سے

وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاسْمَعُوا ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿١٠٨﴾ ع

ان کی تردید نہ ہو جائے اور اللہ سے ڈرو اور (احکام) دھیان سے سنو اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دکھاتا○

ع ۱۴ ۸

1-اندھی تقلید ہمیشہ گمراہی کا رستہ کھولتی ہے۔ یہ جانور کریں تو کریں انسان کو زیب نہیں دیتی۔ انسان جسے اللہ تعالیٰ نے عقل و شعور کی نعمتوں سے نواز کر اختیار عمل بھی عطا کیا ہے وہ کرے گا تو صرف گمراہی کی راہ چلے گا جو کہ اکثر شرک تک پہنچا دیتی ہے۔ خاص طور پہ تقلید آباء اندھی عقیدت کی وجہ سے ہمیشہ ہی گمراہی کا بڑا سبب رہی ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ کسی سے کوئی غلطی ہو گئی تو وہ غلطی پشت در پشت اگلی نسلوں میں منتقل ہوتی چلی جائے۔

اس آیت سے یہ مفہوم نہیں نکالا جا سکتا کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ساقط ہو گیا ہے۔ بلکہ اسکا مفہوم یہ ہو گا کہ تمہاری کوششوں کے باوجود اگر لوگ گمراہی سے نہیں نکلتے تو اسکا وبال تمہارے اوپر نہ ہو گا۔

2-حضرت ابن عباس ﷛ فرماتے ہیں۔

"بنو سہم کا ایک آدمی تمیم داری اور عدی کے ساتھ سفر پہ نکلا اور یہ سہمی ایسی جگہ مر گیا جہاں کوئی مسلمان نہ تھا۔ تمیم داری اور عدی اسکا ترکہ لے کر آئے تو سہمی کے ورثاء نے اس میں ایک پیالہ نہ پایا جو کہ چاندی کا تھا اور سونے سے مرصع تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے تمیم اور عدی سے قسم کھانے کو کہا اور وہ قسم کھا گئے (کہ پیالہ ان کے پاس نہیں ہے) پھر وہ پیالہ بازار مکہ میں مل گیا اور انہوں نے کہا کہ ہم نے تمیم داری اور عدی سے خریدا ہے۔ اب سہمی کے ورثاء سے دو شخص کھڑے ہوئے اور اللہ کی قسم کھا کر گواہی دی کہ یہ پیالہ ہمارے ہی آدمی کا ہے اور یہ کہ ہماری گواہی ان دونوں سے سچی ہے۔ یہ آیت اسی سلسلہ میں نازل ہوئی۔ تو آپ ﷺ نے یہ پیالہ سہمی کے ورثاء کو دلوا دیا۔"

(بخاری)

3-اس واقعہ اور ان آیات کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ ہر حالت میں گواہی ٹھیک ٹھیک اور سچی دینی چاہئے۔ درج ذیل حدیث اسے اس کی اہمیت مزید واضح ہو جاتی ہے۔ حضرت ابو بکرہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"کیا میں تمہیں بڑے بڑے گناہوں کی خبر نہ دوں۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ضرور بتلائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کو ستانا' اس وقت آپ تکیہ لگائے ہوئے تھے پھر سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا خبردار جھوٹا قول اور جھوٹی شہادت خبردار جھوٹا قول اور جھوٹی شہادت۔ آپ یہ کلمات دہراتے ہی رہے۔ میں سمجھا کہ آپ چپ ہی نہ ہوں گے۔"

(بخاری)

غیر مسلموں کو صرف اسی صورت میں گواہ بنایا جا سکتا ہے جب کہ مسلمان گواہ دستیاب نہ ہوں۔ اگر کسی ثبوت کی بنا پہ ان گواہوں کے بارے میں شک ہو جائے تو ان سے اہل تر گواہوں کی شہادت کے بنا پہ پہلے گواہوں کی گواہی کالعدم ہو جائے گی۔

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ

جس دن اللہ تمام رسولوں کو جمع کرے گا (پوچھے گا کہ) "تمہیں کیا جواب دیا گیا تھا؟" وہ کہیں گے: ہمیں

لَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۰۹﴾ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ

تو علم نہیں، آپ ہی غیب کو خوب جانتے ہیں[1] ○ اور (وہ وقت یاد کرو) جب اللہ عیسیٰ بن مریم

اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ

سے کہے گا: میرے احسان کو یاد کرو جو میں نے تم پر اور تمہاری والدہ پہ کیا[2]۔ جب میں نے روح القدس سے

الْقُدُسِ ۣ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ

تمہاری نصرت کی کہ تو گہوارے اور بڑی عمر میں[3] لوگوں سے یکساں کلام کرتا تھا اور جب میں نے تمہیں کتاب

وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ

حکمت اور تورات اور انجیل سکھلائی اور جب تو میرے حکم سے مٹی سے پرندے کی

كَهَيْـــَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا ۢ بِاِذْنِيْ وَ

شکل و صورت بناتا اور اس میں پھونکتا تھا تو وہ میرے حکم سے سچ مچ پرندہ بن جاتا تھا- اور تو مادر زاد

تُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ

اندھے اور کوڑھی کو میرے حکم سے تندرست کر دیتا تھا اور جب تو مردوں کو میرے حکم سے زندہ کرتا تھا

وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

اور جب تو بنی اسرائیل کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آیا تو میں نے ہی تجھے بنی اسرائیل سے بچایا تھا پھر

فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۰﴾ وَ

ان میں سے جن لوگوں نے انکار کر دیا تھا وہ یہ معجزات دیکھ کر کہنے لگے: "یہ تو صاف صاف جادو ہے" ○ اور جب

اِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْٓا

میں نے حواریوں کو اشارہ کیا کہ وہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لائیں تب وہ (حضرت عیسیٰ سے) کہنے لگے:

اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ

ہم ایمان لاتے ہیں اور آپ گواہ رہئے کہ ہم مسلمان ہیں[4] ○ اور جب حواریوں نے عیسیٰ ابن مریم

يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ

سے کہا: "اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تمہارا رب یہ کر سکتا ہے کہ آسمان سے ہم پر

عَلَيْنَا مَاۗىِٕدَةً مِّنَ السَّمَاۗءِ ۭ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ

خوان نعمت[5] نازل کرے؟" عیسیٰ نے کہا: "اگر تم ایمان لے آئے ہو تو اللہ سے ڈرو

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَىِٕنَّ قُلُوْبُنَا

(اور ایسے سوال نہ کرو) ○ وہ کہنے لگے کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہم اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل

وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۱۱۳﴾

مطمئن ہوں اور ہمیں علم ہو جائے کہ آپ سچ کہہ رہے ہیں اور ہم اس پر گواہی دے سکیں ○

1- قیامت کے دن کی ہولناکیوں کا یہ عالم ہو گا کہ ایک موقع پہ آپ ﷺ کے سوا سب انبیاء نفسی نفسی (یعنی میری جان بچ جائے) پکار رہے ہوں گے۔ اس ہولناک پس منظر میں انبیاء یہ مختصر سا جواب دیدیں گے۔ یا اسکا مفہوم یہ ہے کہ کس حد تک تمہاری دعوت پھیلی پھولی تو ظاہر ہے کہ نبی کے دنیا سے چلے جانے کے بعد کے حالات سے وہ واقف نہیں ہو تا تو وہ یہ جواب دیں گے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہو تا ہے انبیاء کو غیب کا علم نہیں ہو تا۔ اپنے فرائض منصبی ادا کرنے کیلئے وحی کے ذریعہ جو علم دیا جاتا ہے وہی ہو تا ہے۔

2- حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ پہ اللہ تعالیٰ کے کئی احسان ہیں۔ جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔

(ا)۔ آپ کی پیدائش نفخہ جبریلیہ سے معجزانہ طور پہ بن باپ ہوئی۔ اسی لئے آپ کو روح اللہ اور کلمتہ اللہ کہا جاتا ہے۔ جبرئیل امین یعنی روح القدس کے ذریعے آپ کی مدد کی گئی۔

(ب)۔ آپ کی والدہ حضرت مریم پہ اللہ کا یہ احسان تھا کہ انہیں یہودیوں کی تہمت سے بری کیا۔

(ج)۔ آپ نے ایسی عمر میں جب کہ کوئی بچہ بولنا بھی شروع نہیں کرتا ایسے کلام کیا جیسے پختہ عمر والے لوگ کرتے ہیں۔

(د)۔ دس سال کی عمر میں آپ تورات کی عبارتیں زبانی فر فر سناتے کہ یہود دنگ رہ جاتے اور تیس سال کی عمر میں نبوت سے سرفراز ہوئے۔ اسکے علاوہ تحریر کی صلاحیت اور فہم تورات وانجیل بھی عطا فرمائی۔

(ر)۔ آپ مادر زاد اندھے کی آنکھوں پہ ہاتھ پھیرتے تو اسکی آنکھیں بالکل اچھی ہو جاتیں۔

(س)۔ اسی طرح برص والے کوڑھی کے بدن پہ ہاتھ پھیرتے تو وہ اللہ کے حکم سے تندرست ہو جاتا۔

(ش)۔ کسی قبر میں پڑے ہوئے مردے کو کہتے تو وہ اللہ کے حکم سے اٹھ کھڑا ہو تا۔

(ص)۔ بنی اسرائیل نے اتنے سارے معجزات دیکھنے کے باوجود آپ پہ سحر کا الزام لگا دیا اور آپ کو سولی چڑھانے کے درپے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے بچا کر اپنے ہاں اٹھا لیا۔

(ض)۔ بنی اسرائیل نے دشمنی کی حد کر دی اور کوئی ایمان نہ لایا تو اللہ تعالیٰ نے حواریوں پہ وحی کی کہ وہ آپ پہ ایمان لے آئیں۔

3- ضمناً اس سے یہ بھی اشارہ ملتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے اور <کہولت> شدید بڑھاپے کی عمر میں کلام کریں گے۔

4- حضرت عیسیٰؑ کے پیروکاروں نے اپنے آپ کو <مسلمون> کہا۔ عیسائی یا ناصری یا مسیحی نہیں کہا۔ چنانچہ تمام انبیاء اور انکے پیروکاروں کا مذہب اسلام ہی تھا۔

5- مائدہ یعنی دسترخوان۔ اسی کی نسبت سے اس سورت کا نام مائدہ ہے۔ حضرت عیسیٰ نے حواریوں کو دسترخوان کے مطالبہ سے باز رکھنے کی کوشش کی کہ اللہ کی قدرت کا امتحان نہ لو۔

قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ

چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی[1]: "اے اللہ! ہمارے رب! ہم پر آسمان سے خوان نعمت نازل فرما جو

تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ

ہمارے پہلوں اور پچھلوں سب کے لئے خوشی کا موقعہ ہو اور تیری طرف سے معجزہ ہو تو سب سے بہتر رزق

خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ

دینے والا ہے" O اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "میں تم پر یہ خوان تو اتارتا ہوں مگر اس کے بعد تم میں سے جس نے

مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

کفر کیا تو میں اسے ایسی سزا دوں گا جیسی اہل عالم میں سے کسی کو نہ دی ہو[2]" O

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ

اور جب (قیامت کے دن) اللہ فرمائیں گے "اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کو

وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ

چھوڑ کر مجھے اور میری والدہ کو الٰہ بنالینا؟[3] حضرت عیسیٰ جواب دیں گے: "اے اللہ تو پاک ہے، میں ایسی بات

مَا لَيْسَ لِيْ ۤ بِحَقٍّ ۭ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ۭ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ

کیونکر کہہ سکتا ہوں جس کا مجھے حق نہ تھا[4]، اگر میں نے کہا ہوتا تو تجھے اس کا علم ہوتا کیونکہ جو کچھ میرے دل میں

وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۶﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ

ہے وہ تو جانتا ہے لیکن جو تیرے دل میں ہے وہ میں نہیں جانتا[5] تو غیب کو خوب جاننے والا ہے O میں نے انہیں

اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ

صرف وہی کہا تھا جس کا تو نے مجھے حکم دیا۔ کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا بھی رب ہے اور

شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ۭ

جب تک میں ان میں موجود رہا ان پر نگران رہا۔ پھر جب تو نے مجھے واپس بلا لیا تو پھر تو ہی ان پر نگران تھا

وَاَنْتَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۱۷﴾ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ

اور تو تو ساری چیزوں پر شاہد ہے[6] O اگر تو انہیں سزا دے تو وہ تیرے بندے ہی ہیں اور اگر

تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ

تو انہیں معاف فرمادے تو بلاشبہ تو غالب اور دانا ہے[7]" O اللہ (جواب میں) فرمائے گا: "یہ وہ دن ہے جس میں سچے

الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ۭ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

لوگوں کو ان کا سچ ہی نفع دے گا ان کے لئے ایسے باغات ہیں جن میں نہریں جاری ہیں وہ اس میں

فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۹﴾

ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے یہ بہت بڑی کامیابی ہے O

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ۭ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۲۰﴾

جو آسمانوں اور زمین میں اور جو ان میں ہے سب اللہ کی ملکیت ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے O

1-اس آیت سے ضمناً یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حواری آپ کو الٰہ نہیں سمجھتے تھے بلکہ رسول ہی سمجھتے تھے۔

2-اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اپنا قانون بیان فرمایا ہے کہ جو لوگ معجزہ طلب کرتے ہیں اور پھر دیکھنے کے بعد کفر کرتے ہیں ان کو شدید ترین عذاب ہوتا ہے۔

کیا یہ دسترخوان واقعی نازل ہوا تھا کہ حواری بعد والی خوفناک دھمکی سن کر ڈر گئے اور ایسا مطالبہ واپس لے لیا۔ حتمی رائے قائم کرنے کیلئے قطعی ثبوت میسر نہیں۔

3-یہ سوال قیامت کے دن ہوگا۔

4-نصاریٰ کا عقیدہ تثلیث (Trinity) چوتھی صدی عیسوی میں رائج ہوا۔ جس کے تین ارکان یہ ہیں۔ اللہ، عیسیٰ، روح القدس جبکہ حضرت مریم کے خدا ہونے کا عقیدہ پانچویں صدی کی ایجاد ہے۔ حضرت مریم کو مادر خدا کے لقب سے نوازا گیا۔ حضرت مریم کو دیوی کا درجہ دے کر انکے مجسمے اور تصویریں بنائی گئیں جو کہ گرجوں میں آویزاں کی گئیں۔ دور نبوی ﷺ میں ہرقل شاہ روم کے جھنڈے پہ بھی یہ تصویریں موجود تھیں۔ جنگ کے دوران اسکے وسیلہ سے فتح ونصرت طلب کی جاتی۔

5-حضرت عیسیٰ نے علم غیب ہونے کے کسی شائبہ کی بھی بھرپور نفی کردی۔

6-ضمناً اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ "الٰہ من دون" اللہ کے سوا معبود صرف لکڑی اور پتھر کے بت ہی نہیں جیتے جاگتے انسان بھی ہو سکتے ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسے بزرگ عموماً خود اس شرک سے بری ہیں جو کہ بعد والے ناخلف لوگوں نے انکے نام سے منسوب کئے ہیں۔

چنانچہ ہوبہو یہی صورت آپ ﷺ کی ہے آپ ان لوگوں کی حرکتوں سے بری ہیں جنہوں نے آپ کی ذات سے انواع واقسام کے شرک منسوب کر رکھے ہیں کہ۔

خدا کا پکڑا چھڑائے محمد
محمد کا پکڑا چھڑا کوئی نہیں سکتا

آپ ﷺ نے فرمایا۔

"یوم قیامت میری امت کے کچھ لوگ حاضر کئے جائیں گے جنہیں فرشتے بائیں جانب (جہنم کو) لے چلیں گے۔ میں کہوں گا۔ اے رب یہ تو میرے ساتھی ہیں۔ جواب ملے گا آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد ان لوگوں نے کیا کیا نئی باتیں (بدعتیں) نکالیں۔ اسوقت میں وہی کہوں گا جو کہ اللہ کے نیک بندے عیسیٰ نے کہا (یعنی) جب تک میں ان لوگوں میں رہا انکا حال دیکھتا رہا۔ پھر جب تو نے مجھے (دنیا سے) اٹھالیا تو تو ہی ان پہ محافظ تھا۔ جواب ملے گا کہ جب سے تم ان لوگوں سے جدا ہوئے یہ لوگ برابر ایڑیوں کے بل اسلام سے پھرتے گئے۔"

(بخاری)

7-سبحان اللہ، نہایت حکیمانہ اور بلیغانہ انداز ہے۔ یا اللہ یہ تیرے بندے ہی ہیں۔ اب کہیں بھاگ تو نہیں سکتے اگر تو عذاب دے تو تجھے کچھ فائدہ نہیں اگر عذاب نہ کرے تو بھی تجھے اس کی قدرت حاصل ہے۔

سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّخَمْسٌ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

آیات ۱۶۵ (۶) سورۂ انعام مکی ہے (۵۵) رکوع ۲۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ

ہر طرح کی تعریف اللہ ہی کے لئے برحق ہے[1] جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور اندھیرے

وَالنُّوْرَ ۬ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ① هُوَ الَّذِيْ

اور روشنی بنائی پھر بھی جو لوگ کافر ہیں وہ دوسروں کو اپنے رب کا ہمسر بناتے ہیں[2] ○ وہی تو ہے جس نے تمہیں

خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا ۭ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ

مٹی سے پیدا کیا پھر ایک مدت مقرر کی (یعنی موت) اور ایک اور مدت معین ہے (یعنی قیامت)[3] پھر بھی تم (اللہ

تَمْتَرُوْنَ ② وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ۭ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَ

کے بارے میں) شک کرتے ہو ○ وہی ایک اللہ ہے جو آسمانوں میں (موجود) ہے[4] اور زمین میں وہ تمہارا باطن

جَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ③ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ

اور ظاہر سب جانتا ہے اور جانتا ہے جو تم کرتے ہو ○ اور جب ان کے پاس ان کے رب کی طرف

رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ④ فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۭ

سے کوئی نشانی[5] آئی تو وہ اس سے اعراض کرتے رہے ○ چنانچہ جب ان کے پاس حق آیا تو اسے جھٹلا دیا[6]

فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰۗؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑤ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ

اور جس کا وہ مذاق اڑاتے رہے ہیں عنقریب انہیں اس کی خبریں پہنچیں گی[7] ○ کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ

اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ

ہم نے ان سے پہلے کتنی قوموں کو ہلاک کر دیا[8] انہیں ہم نے زمین میں اتنا اقتدار بخشا تھا جتنا تمہیں

وَاَرْسَلْنَا السَّمَاۗءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۠ وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ

نہیں بخشا اور ہم نے ان پر آسمان سے خوب بارشیں برسائیں اور ان کے نیچے نہریں بہا دیں

تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ⑥

پھر ان کے گناہوں کی پاداش میں انہیں ہلاک کر دیا اور ان کے بعد دوسری قومیں پیدا کر دیں ○ اور اگر

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ

ہم کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب آپ پر اتارتے پھر یہ لوگ اپنے ہاتھوں سے چھو کر دیکھ بھی لیتے تو جن لوگوں

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ⑦ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ

نے کفر کیا ہے یہی کہتے ہیں کہ یہ "صاف جادو ہے" ○ اور وہ کہتے ہیں کہ اس پر فرشتہ (اپنی اصلی شکل میں)

عَلَيْهِ مَلَكٌ ۭ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ⑧

کیوں نہیں اتارا گیا اور اگر ہم فرشتہ اتارتے تو سارا قصہ ہی پاک ہو جاتا[9] پھر انہیں مہلت نہ ملتی ○

1-یہ پوری سورت ماسوا کچھ آیات کے ایک ہی رات نازل ہوئی۔ اس کا زمانہ نزول ہجرت سے ایک سال پہلے کا ہے جبکہ مسلمان انتہائی تنگدستی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔

2-اے مشرکین مکہ جس خالق اور مالک نے زمین آسمان بنائے ہیں پھر اس سے روشنی اور اندھیرے پیدا کیے ہیں۔ اس بات کو خود تم تسلیم کرتے ہو پھر آخر اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کا جواز کہاں سے نکلتا ہے؟ جب تمہارا خالق قادر مطلق ہے تو لات' منات اور عزیٰ وغیرہ کی عبادت کی آخر تمہیں کیوں ضرورت پیش آئی ہے؟

ضمناً یہ بھی وضاحت ہو جائے کہ یہاں نور سے مراد نور اسلام اور ظلمات سے مراد کفر کی تاریکیاں بھی ہو سکتا ہے۔ ظلمات واحد کی بجائے جمع کا صیغہ استعمال ہوا ہے کیونکہ کفر و شرک کی گمراہیاں کئی ہیں جبکہ ہدایت کا راستہ صرف ایک ہی ہے۔

3-ابوالبشر حضرت آدم کو مٹی سے پیدا کیا۔ پھر انسانی جسم کی تمام غذائی ضروریات بھی تو اسی مٹی سے پوری ہو رہی ہیں۔ پہلی مرتبہ <اجلا> سے مراد موت ہے جو کہ انسان کیلئے قیامت صغریٰ ہے جبکہ دوسری مرتبہ "اجلا مسمی" سے مراد قیامت ہے۔

4-اس آیت سے یہ غلط فہمی نہ ہونی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ بنفسہ ہر جگہ موجود ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات عرش بریں پہ جلوہ افروز ہے یہی اہل سنت والجماعت اور سلف کا عقیدہ ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں (النساء 108:4) اور (ق 16:50)

5-آیت سے مراد قرآن کریم کی آیات یا معجزہ یا کوئی واضح دلیل۔ جس نے حق سے منہ پھیرنے کا تہیہ ہی کر رکھا ہو اسے کیا چیز فائدہ دے سکتی ہے۔

6-حق کے آتے ہی انہوں نے ٹھکرا دیا۔ اگر کچھ توقف کرتے' ٹھکرانے سے پہلے غور و فکر کر لیتے تو شائد صورت حال مختلف ہوتی۔

7-یہ پیشین گوئی ہے کہ جلد انہیں مسلمانوں کی فتح نصرت کی خبریں آنی شروع ہو جائیں گیں جس کے بارے میں وہ تمسخر آڑاتے تھے۔ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب مکہ میں مسلمان انتہائی کسمپرسی کے عالم میں تھے۔ جنگ بدر ہی سے یہ پیشین گوئی پورا ہونا شروع ہو گئی جب کہ فتح کی خبر پورے عرب میں پھیل گئی۔

8-عاد' ثمود' قوم نوح اور قوم فرعون وغیرہ۔ انکی خوشحالی اور قوت اہل مکہ سے کہیں زیادہ تھی۔ کسی کو اتنا جسم جثہ اور قوت عطا کی ہوئی تھی جو بعد میں کسی کو نہ ملی اور کسی کو شدید زرخیزی اور شادابی عطا کی ہوئی تھی۔ اب وہ قومیں کہاں ہیں؟ جب انکی قوت اور خوشحالی انہیں نہ بچا سکی تو تم اللہ کی نافرمانی اور کفر کے بعد کیسے بچ سکو گے؟

9-یہ اعتراض کرتے ہیں کہ فرشتہ آپ ﷺ پہ اصل شکل میں کیوں نہیں نازل ہوتا۔ اگر واقعی ایسا کر دیا جاتا تو یہ دہشت سے ہی مر جاتے اور پھر عمل کی مہلت ہی کہاں رہتی؟

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا

اور اگر ہم کسی فرشتہ کو (نبی) بناتے تو بھی اسے انسانی شکل میں ہی اتارتے اور ہم انہیں اسی شبہ میں ڈال دیتے

يَلْبِسُوْنَ ۝ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ

جس میں وہ اب پڑے ہوئے ہیں۞ آپ سے پہلے بھی رسولوں سے مذاق کیا جا چکا ہے[1] پھر ان تمسخر کرنے والوں

بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ قُلْ

کو اسی عذاب نے آ گھیرا جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۞ آپ ان سے کہئے کہ:

سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝

ذرا زمین میں چل پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا؟[2]۞

قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلْ لِّلّٰهِ ۭ كَتَبَ عَلٰي

ان سے پوچھئے "جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے کس کا ہے؟" کہہ دیجئے اللہ ہی کا ہے اس نے اپنے آپ پر

نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۭ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰي يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اَلَّذِيْنَ

رحمت کو لازم کر لیا ہے[3] وہ یقیناً تمہیں قیامت کے دن جمع کرے گا جس کے واقع ہونے میں کوئی شبہ نہیں مگر جو

خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ

خود ہی خسارہ میں رہنا چاہیں، وہ ایمان نہیں لائیں گے۞ رات اور دن میں جو کچھ آباد ہے[4] سب

وَالنَّهَارِ ۭ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا

اسی کا ہے اور وہ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۞ کہئے: "کیا میں اس اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کو سرپرست بناؤں

فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۭ قُلْ

جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور وہ سب کو کھانا کھلاتا ہے[5] لیکن کسی سے کھانا لیتا نہیں" کہہ دیجئے:

اِنِّىْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ

"مجھے یہی حکم ہوا ہے کہ میں سب سے پہلے سر تسلیم خم کروں اور شرک کرنے والوں میں

الْمُشْرِكِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ

شامل نہ ہوں[6]۞ نیز آپ کہئے کہ: "اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو بڑے دن کے

يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ۭ وَ

عذاب سے ڈرتا ہوں۞ اس دن جو شخص عذاب سے بچ گیا اس پر اللہ نے بڑا ہی رحم و کرم کیا

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ۝ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ

اور یہ نمایاں کامیابی ہے[7]۞ اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو اس تکلیف کو اس کے سوا

لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۭ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ

کوئی دور نہیں کر سکتا اور اگر کوئی بھلائی کرنا چاہے تو بھی وہ ہر چیز پر

قَدِيْرٌ ۝ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝

قادر ہے[8]۞ وہ اپنے بندوں پر پورا اختیار رکھتا ہے[9] اور وہ دانا اور خبر رکھنے والا ہے۞

1-اب اگر فرشتہ ہی اتارنا ٹھہرتا تو ظاہر بات ہے کہ اسے انسانوں میں انسانی شکل ہی میں اتارنا پڑتا۔ اب اگر انسانی شکل میں آئے تو پھر بھی وہ یہی اعتراض کریں گے کہ یہ تو انسان ہے فرشتہ نہیں ہے۔

تعجب کی بات یہ ہے کہ مشرکین مکہ نے آپ ﷺ پہ بشریت کا اعتراض جڑ کے آپ کی اطاعت سے انکار کر دیا اور آج کل کے نادان بشریت سے انکار کر کے نوری مخلوق کہتے ہیں ہر دو افکار کا نتیجہ یہ ہی ہے کہ آپ ﷺ کی اطاعت نہیں ہو سکتی۔

2-ان تباہ شدہ قوموں کے آثار مٹ تو نہیں گئے۔ آج بھی تمہیں انکے بارے میں بھرپور معلومات مل سکتی ہیں۔ ان کے انجام پہ غور کر کے ہدایت پکڑو۔

3-دنیا میں اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں اور باغیوں کو بھی رزق دیئے چلا جاتا ہے۔ پے در پے رسولوں کے ذریعے انسانیت کی راہنمائی بجائے خود بہت بڑی رحمت ہے۔ پھر جس طرح اللہ تعالیٰ نے انسانیت میں کمزور طبقوں جیسے خواتین' یتامیٰ' غلام' غرباء' مساکین کے حقوق کا تحفظ کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ثبوت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصے بنائے اس میں سے ننانوے اپنے پاس رکھے اور زمین پہ ایک حصہ بھیجا۔ اسی ایک جز سے مخلوق ایک دوسرے پہ رحم کرتی ہے۔"

(بخاری)

4-آیت نمبر 3 میں فرمایا کہ وہ زمین اور آسمان میں ہے یعنی کوئی جگہ اس سے بچی ہوئی نہیں ہے اس آیت میں فرمایا کہ رات اور دن جو کچھ ہے یعنی کوئی بھی زمانہ اس کے قبضہ قدرت سے باہر نہیں۔

5-صرف وہی اکیلا رزاق (داتا) ہے اور باقی ہر کوئی محتاج ہے اور اللہ ہی اسے دے رہا ہے۔

6-آپ سے اللہ کی نافرمانی کا صدور ناممکن ہے۔ نافرمانی کی شدت کی وضاحت اور دوسروں کی تنبیہ کیلئے فرمایا۔

﴿لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ﴾

"اگر آپ (بھی) شرک کریں تو آپ کے اعمال برباد ہو جائیں گے۔"

(الزمر 65:39)

7-یعنی اصل کامیابی یہی ہے۔ ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔

"جسے جہنم سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا وہ کامیاب ہو گیا۔"

(آل عمران 185:3)

8-آپ ﷺ ہر صلوٰۃ کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے۔

((اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ))

"اے اللہ جسے تو دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور کسی صاحب حیثیت کو اس کی حیثیت تیرے مقابلے میں نفع نہیں پہنچا سکتی۔"

(مسلم)

9-وہ بندوں پہ مکمل غلبہ اور اختیار رکھتا ہے مگر یہ غلبہ اندھا نہیں کہ جس طرح چاہا اپنے اقتدار کا لٹھ چلایا بلکہ وہ انتہائی حکیم اور باخبر ہے اور اقتدار کو استعمال کرنے کا مکمل شعور رکھتا ہے۔

قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ شَهِیْدٌۢ بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ ۫

پوچھیے: سب سے بڑھ کر (سچی) گواہی کس کی ہو سکتی ہے؟" کہہ دیجیے: "اللہ کی جو میرے اور تمہارے درمیان

وَ اُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَ مَنْۢ بَلَغَ ؕ اَىِٕنَّكُمْ

گواہ ہے، نیز یہ قرآن میری طرف وحی کیا گیا ہے تاکہ اس سے تمہیں ڈراؤں اور جن تک یہ پہنچے-1 کیا

لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰی ؕ قُلْ لَّاۤ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا

تم واقعی گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ دوسرے الٰہ بھی ہیں"؟ آپ کہئے: "میں ایسی گواہی نہیں دیتا 2 کہہ دیجئے

هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّ اِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۘ﴿۱۹﴾ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ

الٰہ صرف وہ ایک ہی ہے اور میں اس شرک سے بیزار ہوں جو تم کر رہے ہوO جن لوگوں کو ہم نے کتاب

الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ

دی ہے وہ (نبی) کو یوں پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو 3 مگر جنہوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈالا ہے

فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ

وہ ایمان نہیں لائیں گےO اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہو سکتا ہے جو جھوٹی بات کو اللہ کے ذمہ لگا دے یا

كَذَّبَ بِاٰیٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ یَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا

اس کی آیات کو جھٹلائے- یقیناً ایسے ظالم فلاح نہیں پا سکتےO اور جس دن ہم سب لوگوں کو اکٹھا کریں گے

ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ اَشْرَكُوْۤا اَیْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِیْنَ كُنْتُمْ

پھر شرک کرنے والوں سے پوچھیں گے کہ کہاں ہیں تمہارے شریک؟ جنہیں تم (اللہ کے شریک)

تَزْعُمُوْنَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْا وَ اللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا

سمجھتے تھےO پھر انہیں کوئی بہانہ میسر نہ آئے گا الا یہ کہ کہیں: "اے اللہ ہمارے رب تیری قسم، ہم تو

مُشْرِكِیْنَ ﴿۲۳﴾ اُنْظُرْ كَیْفَ كَذَبُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ

مشرک ہی نہ تھے 4O دیکھئے وہ کیسے اپنے متعلق جھوٹ بکیں گے اور جو کچھ وہ افترا کرتے تھے

مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَ مِنْهُمْ مَّنْ یَّسْتَمِعُ اِلَیْكَ ۚ وَ جَعَلْنَا عَلٰی

سب انہیں بھول جائے گا 5O ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو آپ کی بات کان لگا کر سنتے ہیں اور ہم نے ان کے دلوں

قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَ اِنْ یَّرَوْا كُلَّ

پر پردے ڈال رکھے ہیں کہ وہ سمجھ ہی نہیں سکتے اور ان کے کانوں میں گرانی ہے 6 اور اگر وہ تمام نشانیاں بھی دیکھ

اٰیَةٍ لَّا یُؤْمِنُوْا بِهَا ؕ حَتّٰۤی اِذَا جَآءُوْكَ یُجَادِلُوْنَكَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ

لیں تب بھی ان پر ایمان نہیں لائیں گے 7 حد یہ ہے کہ وہ جب آپ کے پاس آ کر آپ سے جھگڑتے ہیں تو

كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۲۵﴾ وَ هُمْ یَنْهَوْنَ عَنْهُ

کافر لوگ کہتے ہیں کہ "یہ تو محض پہلے لوگوں کے قصے ہیں"O وہ راہ حق سے دوسروں کو بھی روکتے ہیں

وَ یَنْـَٔوْنَ عَنْهُ ۚ وَ اِنْ یُّهْلِكُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾

اور خود بھی دور رہتے ہیں یہ لوگ اپنے آپ کو ہلاک کر رہے ہیں مگر سمجھتے نہیںO

1-جب روساء مکہ نے آپ ﷺ سے آپ کی نبوت کی شہادت مانگی تو یہ آیات نازل ہوئیں۔ اللہ سے بڑھ کر کس کی گواہی ہو سکتی ہے جس نے ازخود آپ ﷺ کو بھیجا ہے اور جو آپ ﷺ پر وحی نازل کر رہا ہے۔ اللہ کی شہادت کی دلیل یہ قرآن کریم زندہ معجزہ (Miracle of Miracles) ہے۔ اس کے معجزے اتنے ہیں کہ گنے بھی نہیں جاسکتے۔ تم خود کو بہت فصیح و بلیغ سمجھتے ہو تو پھر کیوں نہیں اسکے چیلنج کے جواب میں کوئی آیت پیش کردیتے۔ یاد رہے کہ قرآن کریم خود بہت بڑا معجزہ' دلیل اور برہان ہے۔ اسکے اتنے معجزے ہیں جو کہ گنتی ہی میں نہیں آسکتے اور اس میں بے شمار پیشین گوئیاں ہیں جو کہ ہمیشہ سے سچ ثابت ہوتی ہیں اور قیامت تک حق ثابت ہوتی رہیں گی۔

2-اب یہ گواہی تو اللہ تعالیٰ کی ہے میرے بارے میں جس کی دلیل قرآن مجید ہے۔ اب ذرا اپنے معبودوں کے بارے میں بھی کوئی گواہی پیش کرو اور کوئی ایسی دلیل لاؤ۔ ایسی ہی دلیل قبروں کے پجاریوں کو بھی دینی ہوگی۔

3-اے محمد! ﷺ آپ سے نبوت کی گواہی مانگتے ہیں تو اس وجہ سے تو نہیں مانگتے کہ انہیں آپ کی نبوت پہ کوئی شک ہے یا حق ان پہ واضح نہ ہو سکا بلکہ وہ آپ کو روزِ روشن کی طرح پہچان چکے ہیں۔ حق سے اعتراض محض ان کی ضد' ہٹ دھرمی اور مفادات کا تحفظ ہے اور یہ گواہی محض کٹ حجتی کی بناء پہ مانگ رہے ہیں۔

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اللہ رب العزت والجلال کا اسلوب کس قدر اعلیٰ و ارفع ہے صرف کٹ حجتی کی بنا پہ مانگی ہوئی شہادت کا بھی پہلے مدلل جواب دیا ہے اور پھر ان کے طرزِ عمل کی وضاحت کی۔

4-دنیا میں باطل رستوں پہ چلتے ہوئے جھوٹ کے اتنے عادی ہو چکے ہوں گے کہ اللہ کے سامنے اللہ ہی کی جھوٹی قسم کھا جائیں گے۔ ضمناً یہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ یوم قیامت اللہ کی جو عدالت قائم ہوگی اسی میں عدالت اور شہادت کے تمام ضابطے پورے کئے جائیں گے اور مجرموں کو دفاع کا موقع دیا جائے گا۔

5-مگر اللہ کی عدالت میں کوئی جھوٹی بات کامیاب نہ ہو سکے گی۔

6-ان میں سے کچھ تو ایسے ہیں جو کہ قرآن مجید کو بڑے غور سے سنتے ہیں مگر اس لئے کہ اس میں اعتراضات نکال سکیں اور تمسخر کیلئے انہیں کچھ مواد مل جائے۔

7-ان کی مسلسل ہٹ دھرمی' عناد اور دشمنی کی بنا پر انکے دل حق قبول کرنے کی صلاحیت سے عاری ہو چکے ہیں۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ

کاش آپ دیکھیں جب انہیں آگ پر کھڑا کیا جائے گا تو کہیں گے: "کاش ہم دوبارہ بھیجے جائیں تو اپنے رب کی

بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝٢٧ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا

آیات کو کبھی نہ جھٹلائیں اور ایمان لانے والوں میں ہو جائیں[1] ○ بلکہ اس سے بیشتر جو وہ چھپا رہے تھے وہ

يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ

ان پر ظاہر ہو جائے گا[2] اور اگر انہیں دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے تو پھر وہی کریں گے جس سے انہیں منع کیا گیا تھا یہ[3]

لَكٰذِبُوْنَ ۝٢٨ وَقَالُوْٓا اِنْ هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ

دراصل ہیں ہی جھوٹے ○ وہ کہتے ہیں کہ: "زندگی بس یہی دنیا کی زندگی ہے اور (مرنے کے بعد) ہمیں اٹھایا

بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝٢٩ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۭ قَالَ اَلَيْسَ

نہیں جائے گا[4] ○ کاش آپ دیکھیں جب انہیں اپنے رب کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اللہ پوچھے گا: "بتاؤ کیا یہ

هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا

حقیقت نہیں؟" کہیں گے: "کیوں نہیں" ہمارے رب کی قسم! اللہ فرمائے گا: "تو اب اس عذاب کا مزا چکھو" ○

كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝٣٠ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ اللّٰهِ ۭ حَتّٰٓي

جس کا تم انکار کرتے تھے۔ بلاشبہ جن لوگوں نے اللہ سے ملاقات کو جھٹلایا وہ نقصان میں رہے حتیٰ کہ

ع 3/9

اِذَا جَاۗءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰي مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ

جب قیامت اچانک انہیں آ لے گی تو کہیں گے: "افسوس اس معاملہ میں ہم سے کیسی تقصیر ہوئی

وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰي ظُهُوْرِهِمْ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝٣١ وَ

اس وقت وہ اپنے گناہوں کا بوجھ اپنی پشتوں پر لادے ہوں گے دیکھو! کیسا برا بوجھ ہے جو وہ اٹھائیں گے ○

مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۭ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ

یہ دنیا کی زندگی تو بس ایک کھیل اور تماشا ہے اور اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے آخرت کا گھر ہی

يَتَّقُوْنَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝٣٢ قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ

بہتر ہے کیا تم سوچتے نہیں؟○ (اے محمدﷺ) ہم جانتے ہیں کہ ان لوگوں کی باتیں آپ کو غمزدہ

يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

کیے دیتی ہیں لیکن یہ ظالم آپ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ اللہ کی آیات کے

يَجْحَدُوْنَ ۝٣٣ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰي

منکر ہیں[5] ○ آپ سے پہلے بھی رسولوں کو جھٹلایا جا چکا ہے تو جن باتوں میں انہیں جھٹلایا گیا اس پر

مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓي اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ

[6] انہوں نے صبر کیا، انہیں ایذا بھی دی گئی حتیٰ کہ انہیں ہماری مدد پہنچ گئی اور اللہ کے کلمات کو

لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَاۗءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ ۝٣٤

کوئی بدلنے والا نہیں اور آپ کے پاس رسولوں کی خبریں تو آ ہی چکی ہیں○

1-یہ کٹے کافر جہنم کا عذاب اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھنے سے پہلے ایمان لانیوالے نہیں۔ اس وقت یہ واپس لوٹنے کی حسرتیں کریں گے جو کہ ناقابل عمل ہونگی۔ جیسے ایک دوسرے مقام پہ انکا کلام نقل فرمایا۔

"ہمارے رب ہمیں اس آگ سے نکال اگر ہم دوبارہ ایسا قصور کریں تو واقعی ہم ظالم ٹھہرے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا مجھ سے دفع ہی رہو اور اس آگ میں پڑے رہو اور مجھ سے بات بھی نہ کرو۔"

(المومنون 23:107-108)

2-پہلے جو قسمیں کھا کر حق چھپانے کی کوشش کر رہے تھے وہ حقیقت ظاہر ہو جائے گی یا دنیا میں آپ کو روز روشن کی طرح پہچاننے کے باوجود یہ بات چھپاتے تھے وہ کھل جائے گی یا دنیا میں منافقین ایمان کا جھوٹا دعویٰ کرتے تھے وہ کھل جائیگا۔

3-جہنم کو دیکھ کر جو یہ وعدہ کر رہے ہیں کہ اب اگر دنیا میں بھیجا گیا تو ہم اللہ کی آیات کو نہیں جھٹلائیں گے یہ بھی جھوٹا وعدہ ہے۔ اگر یہ چلے بھی گئے تو پھر وہی کچھ کریں گے جو کچھ پہلے کرتے رہے کیونکہ یہ بات اللہ سے محبت یا دین کے شوق کی وجہ سے تو نہیں کہہ رہے۔ آگ کو دیکھ کر خوف سے کہہ رہے ہیں جب جہنم سے پیچھے ہٹ گئے تو پھر اصل پہ لوٹ آئیں گے بلکہ ممکن ہے کہ پہلے سے بھی زیادہ شقاوت قلبی کا مظاہرہ کریں کہ اب تو ہم سب کچھ دیکھ آئے ہیں۔

4-گمراہی کے بڑے دروازوں سے ایک بڑا دروازہ آخرت کا انکار کرنا یا اسے عملاً غیر موثر کر کے رکھ دینا ہے۔ انکار تو دہریئے اور نیچرے کرتے ہیں جو کہ یہ کہتے ہیں کہ کائنات میں انسان کی مثال ایسے ہے جیسا کہ سمندر میں بلبلہ جو کہ از خود پیدا ہوتا ہے اور پھر از خود ہی ختم ہو جاتا ہے۔ عملاً غیر موثر کرنے سے مراد یہ ہے کہ آخرت پہ ایمان تو لاتے ہیں مگر یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے معبودان باطل یا ہمارے پیر فقیر ہمیں بچالیں گے۔ خود اللہ تعالیٰ آخرت کے بارے میں فرماتے ہیں۔

"کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہم نے تمہیں بلا مقصد ہی پیدا کر دیا ہے اور تم ہماری طرف لوٹ کر نہ آؤ گے؟"

(المومنون 23:115)

اگر اللہ کی طرف لوٹ کر نہ جانا ہو (اور حساب کتاب اور جزاو سزا نہ ہو) تو پھر سارا دنیا کا نظام ہی عبث ٹھہرتا ہے۔

5-حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"ابو جہل نے نبی ﷺ سے کہا ہم آپ کو تو نہیں جھٹلاتے بلکہ ہم تو اس چیز کو جھٹلاتے ہیں جو آپ لیکر آئے ہیں۔"

(ترمذی)

6-کلمات اللہ سے مراد یہاں قوانین یا سنت الٰہیہ ہے۔ اور وہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ حق کے جانثاروں کی آزمائش کرتا ہے اور جب باطل کے مقابلے میں قلت کے باوجود ڈٹ جاتے ہیں تو اللہ کی مدد انہیں آ پہنچتی ہے۔

وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ

اور اگر ان (کافروں) کی بے توجہی آپ پر گراں گزرتی ہے تو اگر آپ یہ کر سکیں کہ زمین میں

نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ

کوئی سرنگ تلاش کر لیں یا آسمان میں سیڑھی لگالیں تو ان کے پاس کوئی معجزہ لے آئیں اور اگر اللہ چاہتا

لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝۳۵ اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ

تو خود بھی ان کو ہدایت پر اکٹھا کر سکتا تھا لہٰذا آپ جاہل مت بنئے○ بات وہی مانتے ہیں جو (دل کے کانوں)

الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ۭ وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝۳۶ وَ

سنتے ہیں رہے مردے تو اللہ انہیں یوم قیامت زندہ کرے گا پھر وہ اسی کے حضور واپس لائے جائیں گے○ اور کہتے

قَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓي اَنْ

ہیں کہ ان پہ ان کے رب کی طرف سے کوئی معجزہ کیوں نہیں اتارا گیا؟" آپ انہیں کہئے کہ معجزہ اتارنے پر

يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۳۷ وَمَا مِنْ دَاۗبَّةٍ فِي

تو اللہ ہی قادر ہے لیکن بات یہ ہے کہ ان میں سے اکثر نادان ہیں○ زمین میں جتنے بھی چلنے والے

الْاَرْضِ وَلَا طٰۗىِٕرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ۭ مَا فَرَّطْنَا

جانور ہیں اور جتنے بھی اپنے بازوؤں سے اڑنے والے پرندے ہیں وہ سب تمہاری ہی طرح کی انواع ہیں

فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ۝۳۸ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

ہم نے ان کی تقدیر لکھنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی یہ سب اپنے رب کے حضور اکٹھے کئے جائیں گے○ اور

بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ۭ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ۭ وَمَنْ يَّشَاْ

جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ بہرے اور گونگے ہیں اندھیروں میں ہیں۔ اللہ جسے چاہے گمراہ کرتا ہے اور جسے

يَجْعَلْهُ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۳۹ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ

چاہتا ہے اسے صراط مستقیم پر لگا دیتا ہے○ آپ ان سے کہئے، بھلا دیکھو تو! اگر تمہیں اللہ کا عذاب

اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۴۰

آجائے یا قیامت کی گھڑی آپہنچے تو اللہ کے سوا کسی دوسرے کو پکارو گے؟ بولو اگر تم سچے ہو○

بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَاۗءَ وَتَنْسَوْنَ

بلکہ تم صرف اللہ کو پکارو گے پھر جس تکلیف کیلئے پکارتے ہو اگر وہ چاہے تو وہ دور کر دیتا ہے اور تم بھول

مَا تُشْرِكُوْنَ ۝۴۱ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَاۗءِ

جاتے ہو جنہیں تم شریک بناتے ہو○ آپ سے پہلی قوموں کی طرف ہم نے رسول بھیجے پھر ہم نے انہیں سختی اور

وَالضَّرَّاۗءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ۝۴۲ فَلَوْلَآ اِذْ جَاۗءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا

تکلیف میں مبتلا کیا تاکہ وہ عاجزی سے دعا کریں○ پھر جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو وہ کیوں نہ گڑ گڑائے؟

وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۴۳

مگر ان کے دل تو اور سخت ہو گئے اور شیطان نے انہیں ان کے اعمال خوبصورت بنا کر دکھلا دیئے○

1- اے محمد! ﷺ اگر ہماری اس تسلی کے باوجود بھی آپ کڑہیں گے اپنے اوپر غم کا بوجھ لادیں گے تو اسکا کچھ فائدہ نہیں ہونیوالا۔ آپ اپنی دعوت خوش اسلوبی سے دے رہے ہیں۔ اس سے زیادہ تو یہی ہو سکتا ہے کہ زمین میں کوئی سرنگ نکال کر یا آسمان میں سیڑھی لگا کر از خود حسب منشا معجزہ لے آئیں۔ مفہوم یہ ہے کہ آپ دین کی تبلیغ کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتے تو پھر غم کرنے سے فائدہ؟

2- اللہ کی مشیت کے خلاف سوچنا یا کوئی اور تدبیر کرنا نادانی کی بات ہے کیونکہ اللہ کی مشیت تو بہرحال پوری ہو کے رہے گی۔

3- حق کے خلاف مسلسل چلتے ہوئے اب یہ دل کے مردے ہو چکے ہیں۔

4- ایسے غیر معمولی معجزہ کا مطالبہ کرنا جس سے مانے بغیر چارہ ہی نہ رہے نادانی کی بات ہے۔ یہ اللہ کے قانون ابتلا کے منافی ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ بطریق معجزہ کسی کے دل کو زبردستی حق کی جانب پھیر دے تو کیا ایسا شخص کسی انعام کا مستحق رہ جاتا ہے؟ یا جیسے موت کے وقت انسان غیب کے پردے اٹھنے کے بعد سب کچھ دیکھ لیتا ہے تو پھر اسکا ایمان لانا کچھ فائدہ نہیں دیتا۔

5- چوپایوں اور پرندوں کی دنیا بھی تمہاری طرح حیوان ہیں۔ انکے معاملات میں بھی کوئی چیز اللہ کی تقدیر سے رہ نہیں گئی۔ چنانچہ انہیں بھی قیامت کے دن اٹھایا جائیگا۔ ایک دوسری آیت بھی اس کی تائید کرتی ہے۔

"اور جب وحشی جانوروں کا حشر کیا (یعنی لوٹایا جائے) گا۔"

(التکویر 5:81)

حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"قیامت کے دن تم سے حقداروں کے حقوق ادا کروائے جائیں گے حتیٰ کہ سینگ والی بکری سے بغیر سینگ والی بکری کا بدلہ دلایا جائے گا۔"

(مسلم)

اور انکی ظلم و زیادتی کا بدلہ بھی چکادیا جائے گا۔ اے بنی نوع انسان تم تو صاحب عقل و اختیار و تمیز پیدا کئے گئے ہو۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ تمہاری جزا و سزا نہ ہو۔

6- حق کیلئے کان بہرے اور حق کیلئے زبانیں گنگ ہیں اور وہ گمراہی کے اندھیروں میں ہیں۔

7- انسان کا لاشعور اور فطرت کافی حد تک توحید کی قائل ہوتی ہے۔ حضرت عکرمہ بن ابی جہل اپنے ساتھیوں کے ساتھ سمندری طوفان میں گھر گئے تو شروع میں تو انہوں نے دیو تاؤں کو پکارنا شروع کیا جب طوفان بڑھ گیا اور معلوم ہوتا تھا کہ کشتی اب ڈوبی کہ ڈوبی تو اس وقت مشرک کہنے لگے کہ اب اکیلے اللہ کو پکارو۔ ایسے نازک وقت میں حضرت عکرمہ کی آنکھیں یہ جملہ سن کر کھل گئیں کہ آپ ﷺ کی دعوت بھی تو یہی ہے چنانچہ واپس آکر اسلام قبول کر لیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"وہ جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو اخلاص کے ساتھ پکارتے ہیں۔"

(العنکبوت 65:29)

فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ

پھر جب انہوں نے وہ نصیحت بھلا دی جو انہیں کی گئی تھی تو ہم نے ان پر (خوشحالی کے) تمام دروازے کھول دیئے[1]

حَتَّىٰ إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُم بَغْتَةً فَإِذَا هُم

یہاں تک کہ جو کچھ ہم نے انہیں دیا تھا اس میں وہ مگن ہو گئے تو ہم نے انہیں یکدم پکڑ لیا تو وہ (ہر چیز سے)

مُّبْلِسُونَ ﴿٤٤﴾ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا ۚ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ

مایوس ہو گئے○ اس طرح ان ظالموں کی جڑ کٹ گئی اور ہر طرح کی تعریف اللہ

رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٤٥﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَخَذَ اللَّهُ سَمْعَكُمْ وَ

رب العالمین کے لئے ہے[2] (جس نے ظالموں کو مٹا دیا)○ آپ پوچھئے بھلا دیکھو! اگر اللہ تمہاری سماعت اور

أَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلَىٰ قُلُوبِكُم مَّنْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُم بِهِ ۗ انظُرْ

آنکھیں سلب کر لے اور تمہارے دلوں پر مہر لگا دے تو اللہ کے سوا کوئی الٰہ ہے جو تمہیں واپس دلا سکے؟[3]" دیکھئے

كَيْفَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُونَ ﴿٤٦﴾ قُلْ أَرَأَيْتَكُمْ إِنْ

ہم کیسے بار بار اپنی آیات بیان کرتے ہیں پھر بھی یہ لوگ منہ موڑ جاتے ہیں○ پوچھئے "بھلا دیکھو تو، اگر

أَتَاكُمْ عَذَابُ اللَّهِ بَغْتَةً أَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ

تم پر اللہ کا عذاب یکدم آ جائے یا علانیہ آ جائے تو کیا ظالموں کے سوا کوئی اور

الظَّالِمُونَ ﴿٤٧﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ ۖ

ہلاک ہو گا؟○ اور ہم جو رسول بھیجتے ہیں تو صرف اس لئے کہ لوگوں کو بشارت دیں اور ڈرائیں،

فَمَنْ آمَنَ وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٤٨﴾

پھر جو کوئی ایمان لے آیا اور اپنی اصلاح کر لی تو ایسے لوگوں کو نہ خوف ہو گا اور نہ غمزدہ ہوں گے○

وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوا

اور جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا تو ان کی نافرمانیوں کی انہیں ضرور سزا

يَفْسُقُونَ ﴿٤٩﴾ قُل لَّا أَقُولُ لَكُمْ عِندِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ

ملے گی○ آپ ان سے کہئے کہ میں نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں[4]، نہ ہی میں غیب کی باتیں

الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ ۖ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ ۚ

جانتا ہوں اور نہ تم سے کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں بلکہ میں پیروی کرتا ہوں اس کی جو میری طرف وحی کی جاتی ہے

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۚ أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ ﴿٥٠﴾ ع ۵ / ۱۱

آپ ان سے پوچھئے کیا نابینا اور بینا برابر ہو سکتے ہیں؟ پھر تم لوگ کیوں نہیں سوچتے؟○

وَأَنذِرْ بِهِ الَّذِينَ يَخَافُونَ أَن يُحْشَرُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ ۙ لَيْسَ

اور آپ اس کے ذریعہ ان لوگوں کو ڈرائیے جو ڈرتے ہیں کہ انہیں ان کے رب کے ہاں اکٹھا کیا جائے گا

لَهُم مِّن دُونِهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿٥١﴾

جس کے بغیر ان کا نہ کوئی حمایتی اور نہ سفارشی ہو گا[5] اس طرح شاید وہ متقی بن جائیں○

1- آیت نمبر 42 سے آیت نمبر 45 تک اللہ تعالیٰ اپنے مواخذہ کے قانون کے وضاحت فرما رہے ہیں۔ جب کوئی قوم نافرمانی میں مبتلا ہوتی ہے تو سب سے پہلے اس پہ ہلکے عذاب جیسے قحط' خشک سالی یا کوئی وباد غیرہ آتے ہیں۔ یہ عذاب بطور تنبیہہ ہوتے ہیں۔ اگر لوگ نصیحت پکڑ لیں اور اللہ کی طرف متوجہ ہو جائیں تو اللہ عذاب دور کر کے رحمتیں بھیج دیتا ہے۔ ورنہ دوسری طرح کا عذاب آتا ہے یعنی عیش و عشرت کی فراوانی۔ اس میں لوگ ایسے مگن ہو جاتے ہیں کہ اللہ کو تو یکسر بھول جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ تہذیب و تمدن کی ترقی ہو رہی ہے۔ اب ان کی نافرمانیاں اور تکبر حد سے بڑھ جاتا ہے تو اچانک اللہ تعالیٰ کا سخت عذاب انہیں آپکڑتا ہے جو اس قوم کو تہس نہس کر کے صفحہ ہستی سے مٹا دیتا ہے۔

2- اللہ رب العالمین کی حمد ہو کہ اس نے ایسی ظالم قوم کو لگام دے دی ورنہ وہ دنیا کیلئے مسلسل ایک عذاب بنی رہتی۔

3- کیا لات' عزیٰ' "منات" اسے واپس لاسکتے ہیں؟ اور اے قبر پرستو! کیا تمہارے معبودان باطل قبروں کے مردے۔ مزاروں کے مجاور واپس لاسکتے ہیں۔ اور اے عیسائیو! تم نے حضرت مریم اور عیسیٰؑ کے بت بنا کے رکھے ہے کیا وہ واپس لاسکتے ہیں؟ -- ہماری جانب سے دلائل میں تو کچھ کمی نہیں ہے اور نہ ہی ہم نے سمجھانے میں کچھ کسر چھوڑی ہے۔

4- اور اے محمد ﷺ لوگ آپ سے معجزہ طلب کرتے ہیں؟ آپ وضاحت سے اعلان فرما دیں کہ اللہ کے خزانوں کا میں مالک نہیں ہوں۔ غیب کا علم مجھے نہیں ہے اور نہ ہی فرشتہ ہوں البتہ میں اپنے رب کا رسول ہوں اور اس کا تابع فرمان ہوں۔ لہٰذا مجھے ایسے حقائق کا علم ہے جو کہ تمہیں نہیں ہے۔

تعجب کی بات یہ ہے آپ ﷺ سے آپ کے دشمن کٹ حجتی کے طور پہ غیب دریافت فرماتے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبانی صراحت کرا دی کہ نبی کو غیب کا کچھ علم نہیں ہے مگر آج کے دور میں کئی مسلمان غلو کرتے ہوئے اصرار کئے جاتے ہیں کہ اللہ کچھ کہتا رہے نبی کچھ بھی کہتا رہے مگر نبی کے پاس غیب کا علم ہے ضرور -- چنانچہ ایک دوسری جگہ ایسے وضاحت فرمائی۔

﴿وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا﴾

"اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں۔ اسے اس کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ وہ سمندر اور خشکی کی ہر چیز سے آگاہ ہے کوئی پتہ بھی ایسا نہیں ہے کہ وہ گرے مگر اللہ اسے جانتا ہے!"

(الانعام 59:6)

5- جو لوگ یوم آخرت پہ یقین تو رکھتے ہیں۔ مگر ساتھ ہی یہ اعتقاد بھی رکھتے ہیں کہ وہ بزرگوں کی اولاد ہیں۔ بزرگ سفارش کر کے انہیں بچا لیں گے۔ انہیں خبردار کیجئے کہ اس دن ایسی کوئی سفارش کام نہ آسکے گی۔ سفارش کی نفی مشرکین کیلئے ہے جبکہ مومنین صالحین کے حق میں سفارش کا اثبات ہے۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ

اور جو لوگ صبح شام اپنے رب کو پکارتے ہیں وہ اللہ کی رضا چاہتے ہیں انہیں

يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّ

اپنے ہاں سے دور نہ کیجئے[1] ان کے حساب سے آپ کے ذمہ کچھ نہیں اور

مَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ

نہ ہی آپ کے حساب سے کچھ ان کے ذمہ ہے لہٰذا اگر آپ انہیں دور ہٹائیں گے تو ظالموں میں

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ

شمار ہوں گے ○ اس طرح ہم نے بعض لوگوں کے ذریعہ دوسروں کو آزمائش میں ڈالا ہے تاکہ کہیں: "کیا ہم

مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ﴿۵۳﴾

میں سے یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے احسان کیا ہے؟" کیا اللہ اپنے شکر گزار بندوں کو زیادہ نہیں جانتا؟ ○

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ

اور جب آپ کے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو آپ کہئے تم پر سلامتی[2] ہو تمہارے

رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ

رب نے اپنے اوپر رحمت کو لازم کر لیا[3] ہے اگر تم میں سے کوئی شخص لاعلمی سے کوئی برا کام کر بیٹھے

ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ ۙ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۴﴾ وَكَذٰلِكَ

پھر اس کے بعد وہ توبہ کرے اور اپنی اصلاح کر لے تو یقیناً وہ معاف کرنے اور رحم کرنے والا ہے ○ اسی طرح

نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۵۵﴾ ع قُلْ اِنِّيْ

ہم اپنے احکام واضح طور پر بیان کرتے ہیں اور اس لئے کہ مجرموں کی راہ[4] بالکل نمایاں ہو جائے ○ آپ ان سے

نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّآ

کہئے کہ: مجھے روک دیا گیا ہے کہ "میں ان کی عبادت کروں جنہیں اللہ کے سوا تم پکارتے ہو" کہہ دیجئے: بلاشبہ

اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾

میں تمہاری خواہشات کی پیروی نہ کروں[5] گا اور ایسا کروں تو میں بھٹک گیا اور ہدایت یافتہ لوگوں سے نہ رہا ○

قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ مَا عِنْدِيْ مَا

کہہ دیجئے "میں اپنے رب کی روشن دلیل (قرآن) پر قائم ہوں جسے تم نے جھٹلایا دیا ہے اور جس کی تم جلدی

تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ

کر رہے ہو (عذاب کی) وہ میرے پاس نہیں۔[6] حکم تو صرف اللہ ہی کا ہے جو حق ہی بیان کرتا ہے اور وہی

خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ﴿۵۷﴾ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ

بہترین فیصلہ کرنے والا ہے" ○ آپ ان سے کہئے کہ (جس چیز کی تم جلدی مچا رہے ہو اگر وہ میرے اختیار میں

لَقُضِيَ الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۸﴾

ہوتی تو ہمارے اور تمہارے درمیان (کب کا) قصہ صاف ہو چکا ہوتا[7] اور اللہ ظالموں کے متعلق خوب جانتا ہے ○

1-ابتداء انبیاء کا ساتھ ہمیشہ قوم کے کمزور، مظلوم اور فقیر لوگ ہی دیتے رہے ہیں اور یہ لوگ ہیں کہ جن کے ساتھ اونچی سوسائٹی کے لوگ بیٹھنا بھی پسند نہیں کرتے۔ انبیاء کو ایسے طعنے ملتے ہی رہے ہیں جیسے حضرت نوحؑ کو بھی یہ طعنہ دیا گیا۔

"تمہاری اتباع کرنیوالے بادی النظر میں کمینے معلوم ہوتے ہیں۔" (ھود 11:27)

چنانچہ معززین قریش (اقرع وغیرہ) نے بھی آپ سے تنہائی میں کہا کہ تمہارے ان غلاموں کے ساتھ بیٹھنے میں شرم آتی ہے۔ لہٰذا جب ہم آپ کے پاس آئیں تو انہیں اٹھا دیا کیجئے تب یہ آیت نازل ہوئی۔ درج ذیل حدیث سے مزید وضاحت ہوتی ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"ہم چھ آدمی آپ کے پاس بیٹھے تھے۔ مشرکین نے آپ سے کہا "ان لوگوں کو اپنی مجلس سے نکال دیجئے تاکہ یہ ہم پہ جرات نہ کریں"۔ وہ چھ آدمی یہ تھے، میں خود عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ، ہذیل کا ایک آدمی اور دو آدمی جن کا نام نہیں لیتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں جو اللہ نے چاہا خیال آیا۔ آپ یہ بات سوچ ہی رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی۔"

(مسلم)

2-اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف یہی نہیں کہ انہیں اپنے ہاں سے نہ اٹھایئے بلکہ ان کا اکرام اور احترام کریں۔

3-معززین قریش (بزعم خود) اگر ان کو گزشتہ (اسلام لانے سے پہلے) کی لغزشوں اور گناہوں کے طعنے دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ تو بڑے رحیم ہیں۔ جو توبہ کرے اور اصلاح کرے تو ان سب کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کرنے سے پہلے ایک کتاب لکھی (جس میں یہ لکھا کہ) میری رحمت میرے غضب سے آگے نکل گئی اور یہ بات اسکے پاس عرش میں لکھی ہوئی ہے۔"

(بخاری)

4-ان مجرمین کی کچھ صفات جیسے معجزوں کے مطالبات، سچے مومنین کو کمتر گردانتے ہوئے مجلس سے اٹھانے کا مطالبہ وغیرہ کی وضاحت ہم کر چکے ہیں اور کچھ آگے آ رہی ہیں۔

5-مشرکین کوئی سمجھوتہ کی شکل نکالنا چاہتے تھے کہ آپ ہمارے معبودان کو برا بھلا کہنا چھوڑ دیں۔ جس سے ان کے آباء کی توہین ہوتی ہے نیز خود ان معبودان باطل اور انکی اپنی توہین ہوتی۔

6-مشرکین یہ طعنے بھی دیتے کہ جس عذاب کی دھمکیاں تم ہمیں دیتے ہو وہ اب تک نازل ہو جانا چاہئے تھا۔

7-یعنی یہ بھی اللہ کی رحمت ہی ہے کہ اس عذاب کا اختیار اللہ کے علاوہ کسی اور کے پاس نہیں ہے ورنہ کب سے یہ قصہ پاک ہی ہو چکا ہوتا اور تم پہ عذاب آ چکا ہوتا۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا

اور غیب کی چابیاں اسی کے پاس ہیں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔[1] بحر و بر میں جو کچھ ہے اسے وہ جانتا ہے

تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِىْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ

اور کوئی پتہ تک نہیں گرتا جسے وہ جانتا نہ ہو نہ ہی زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ ہے جس سے وہ باخبر نہ ہو اور تر

وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿٥٩﴾ وَهُوَ الَّذِىْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَ

اور خشک جو کچھ بھی ہو سب کتاب مبین[2] میں موجود ہے O اور وہی ہے جو رات کو تمہاری روحیں قبض کر لیتا ہے[3]

يَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ

اور جو کچھ تم دن کو کرتے ہو وہ بھی جانتا ہے پھر تمہیں اٹھا کھڑا کرتا ہے تاکہ مقررہ مدت پوری کی جائے

ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٦٠﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ

پھر اسی کی طرف تمہاری واپسی ہے پھر وہ تمہیں[4] بتلائے گا کہ تم (دنیا میں) کیا کرتے رہے O وہ اپنے

فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ

بندوں پر پوری قدرت رکھتا ہے اور تم پر نگران (فرشتے) بھیجتا ہے[5] حتیٰ کہ جب تم میں سے کسی کی موت

الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ﴿٦١﴾ ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ

آتی ہے تو ہمارے فرشتے اس کی جان لے لیتے ہیں اور وہ ذرہ بھر کوتاہی نہیں کرتے O پھر انہیں اللہ کی طرف

مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ؕ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ﴿٦٢﴾ قُلْ مَنْ

لوٹایا جاتا ہے جو ان کا مالک ہے سن لو! فیصلہ کے اختیارات اسی کو ہیں اور اسے حساب لینے میں دیر نہیں لگتی[6] O

يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَئِنْ

کہہ دیجئے: بحر و بر کی تاریکیوں سے تمہیں کون نجات دیتا ہے؟ جسے تم عاجزی سے اور چپکے چپکے پکارتے ہو کہ

اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿٦٣﴾ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ

"اگر اس نے ہمیں نجات دی تو ہم ضرور شاکر ہوں گے O کہہ دیجئے کہ: اللہ ہی تمہیں اس مصیبت

مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿٦٤﴾ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى

سے اور ہر شدت سے نجات دیتا ہے[7]، پھر بھی تم اس کے شریک ٹھہراتے ہو O بتا دیجئے کہ اللہ قادر ہے

اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ

کہ وہ تم پر تمہارے اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے، تم پر کوئی عذاب مسلط کر دے یا

يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ

تمہیں فرقے فرقے بنا کر ایک فرقے کو دوسرے سے لڑائی (کا مزا) چکھا دے[8] دیکھئے ہم کس طرح

الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴿٦٥﴾ وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ؕ قُلْ

آیات بیان کرتے ہیں تاکہ وہ سمجھ جائیں O اور آپ کی قوم نے اسے (قرآن) کو جھٹلا دیا۔ حالانکہ وہ حق ہے کہیے

لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿٦٦﴾ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ۫ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٧﴾

کہ میں تم پر داروغہ نہیں O ہر خبر کے ظہور کا ایک وقت مقرر ہے اور عنقریب معلوم ہو جائے گا O

1-اللہ تعالیٰ کے غیر محدود علم غیب کی بڑے پیارے الفاظ میں وضاحت کر دی گئی ہے۔ یعنی عذاب وغیرہ کے فیصلے اور اس کیلئے وقت کا تعین کرنے کیلئے تو ایسا علم درکار ہے اور وہ صرف اللہ ہی کے پاس ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں (لقمان 34:31)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ غیب کی کنجیاں پانچ ہیں جنہیں اللہ ہی جانتا ہے (یعنی) قیامت کب آئیگی؟ وہی بارش برساتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ ارحام میں کیا کچھ تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے نیز کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کریگا اور نہ ہی یہ جانتا ہے کہ وہ کس جگہ مریگا۔ اللہ ہی ان باتوں کو جاننے والا اور باخبر ہے۔"

(بخاری)

آپ ﷺ نے فرمایا۔

"جو شخص کاہن کے پاس جا کر اس سے کچھ دریافت کرے۔ پھر اسکی تصدیق کرے تو اس نے اس چیز سے کفر کیا جو محمد ﷺ پہ نازل ہوئی۔"

(ابو داؤد)

2-کتاب مبین سے مراد لوح محفوظ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر ابن العاص کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو کہتے سنا۔

"اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی تقدیریں آسمان و زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے لکھ لی تھیں جبکہ اس کا عرش پانی پہ تھا۔"

(مسلم)

3-آنحضرت ﷺ نے نیند کو موت کی بہن قرار دیا ہے۔ نیند کے وقت روح حیوانی تو جسم میں موجود رہتی ہے جبکہ روح نفسانی جسم سے علیحدہ ہو جاتی ہے۔

4-اس سے اس حقیقت پہ استدلال ہوتا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نفسانی روح رات کو قبض کر لیتا ہے اور صبح واپس تمہارے جسم میں بھیج دیتا ہے اسی طرح موت کے وقت تمہاری حیوانی روح بھی قبض کر لیتا ہے اور جب قیامت قائم ہوگی تو وہی روح واپس بھیج کر تمہیں تمہاری قبروں سے اٹھا کھڑا کرے گا۔

5-جو کہ اعمال کا ریکارڈ رکھتے ہیں اور روح قبض کرتے ہیں اور اپنی ڈیوٹی میں کوئی کمی کوتاہی نہیں کرتے۔ روح قبض کرنیوالا فرشتہ ایک ہی ہے یا کئی ہیں۔ یہاں <رسلنا> یعنی جمع کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔ یعنی حضرت عزرائیل اور ان کے ساتھی فرشتے۔

6-اسے حساب لیتے ہوئے دیر نہیں لگتی۔ موت کے ساتھ ہی حساب کتاب کے مراحل شروع ہو جاتے ہیں۔

7-پھر اس بڑی مصیبت سے اور ہر مصیبت سے اللہ ہی نجات دیتا ہے مگر ظالم پھر شریک ٹھہراتے ہیں۔

8-اس آیت میں عذاب کی تین قسموں کا ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت سعد سے روایت ہے کہ فرمان رسول ﷺ ہے۔

"میں نے اللہ تعالیٰ سے تین دعائیں کیں۔ دو قبول ہوئیں اور ایک سے منع کر دیا گیا۔ میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ قحط عام کے ذریعے میری امت ہلاک نہ ہو۔ اللہ نے اسے قبول کیا اور میں نے دعا کی کہ میری امت غرق کے ذریعے ہلاک نہ کی جائے اللہ نے اسے قبول فرمایا اور میں نے دعا کی کہ آپس میں ان کی لڑائی نہ ہو اللہ تعالیٰ نے تیسری سے مجھے روک دیا۔"

(مسلم)

وإذا رأيت الذين يخوضون في آياتنا فأعرض عنهم حتى

اور جب آپ ان لوگوں کو دیکھیں جو ہماری آیات میں نکتہ چینیاں کرتے ہیں تو ان سے اعراض کیجئے تا آنکہ

يخوضوا في حديث غيره وإما ينسينك الشيطن فلا تقعد

وہ کسی دوسری بات میں لگ جائیں اوراگر شیطان آپ کو بھلادے تو یاد آ جانے کے بعد

بعد الذكرى مع القوم الظلمين ﴿٦٨﴾ وما على الذين يتقون

ظالم لوگوں کے ساتھ مت بیٹھیے[1]O ان کے حساب میں سے کسی چیز کی ذمہ داری ان لوگوں پر

من حسابهم من شيء ولكن ذكرى لعلهم يتقون ﴿٦٩﴾ وذر

نہیں جو اللہ سے ڈرتے ہیں مگر نصیحت کرنا ان پر فرض ہے تاکہ وہ غلط کاموں سے بچیں O اور ان لوگوں کو

الذين اتخذوا دينهم لعبا ولهوا وغرتهم الحيوة الدنيا و

چھوڑیئے جنہوں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشا بنا رکھا ہے اور دنیا کی زندگی انہیں فریب میں مبتلا کئے ہوئے ہے

ذكر به أن تبسل نفس بما كسبت ليس لها من دون الله

اور انہیں قرآن کے ذریعہ یہ نصیحت کیجئے کہ ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے میں قید ہے اللہ کے سوا نہ اس کا

ولي ولا شفيع وإن تعدل كل عدل لا يؤخذ منها أولئك

کوئی حمایتی ہو گا اور نہ سفارشی اور وہ کسی بھی چیز سے بدلہ دینا چاہے[2] گا تو وہ قبول نہیں کیا جائے گا یہی لوگ ہیں جو

الذين أبسلوا بما كسبوا لهم شراب من حميم وعذاب

اپنے کئے کے بدلہ میں قید ہیں اور جو وہ کفر کرتے رہے ہیں تو اس کے بدلہ انہیں پینے کو کھولتا پانی

أليم بما كانوا يكفرون ﴿٧٠﴾ قل أندعوا من دون الله ما لا

ملے گا اور انہیں المناک عذاب ہو گا O آپ کہہ دیجئے کہ "کیا ہم اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکاریں جو نہ

ينفعنا ولا يضرنا ونرد على أعقابنا بعد إذ هدنا الله

ہمیں فائدہ دے سکتے ہیں اور نہ نقصان؟[3] جب اللہ نے ہمیں ہدایت دی ہے تو کیا اس کے بعد ہم

كالذي استهوته الشيطين في الأرض حيران له أصحب

الٹے پاؤں پھر جائیں؟[4] جیسے کسی کو جنگل میں شیطانوں نے بہکا دیا ہو اور وہ حیران و پریشان ہو اور اس کے ساتھی

يدعونه إلى الهدى ائتنا قل إن هدى الله هو الهدى

اسے پکار رہے ہوں[5] کہ اگر ہدایت درکار ہے تو ادھر ہمارے پاس آؤ کہئے کہ: "ہدایت تو وہ ہے جو اللہ دے

وأمرنا لنسلم لرب العلمين ﴿٧١﴾ وأن أقيموا الصلوة و

اور ہمیں تو یہی حکم ہوا ہے کہ ہم رب العالمین کے فرمانبردار بن جائیں O اور نماز قائم کریں اور

اتقوه وهو الذي إليه تحشرون ﴿٧٢﴾ وهو الذي خلق

اس سے ڈرتے رہیں اور وہی تو ہے جس کے حضور تم سب جمع کئے جاؤ گے O وہی تو ہے جس نے آسمانوں

السموت والأرض بالحق ويوم يقول كن فيكون

اور زمین کو حق کے ساتھ[6] پیدا کیا ہے اور جس دن وہ کہے گا کہ "ہوجا"[7] تو وہ (قائم) ہو جائے گی

1-اگر کوئی شخص ایسی محفل میں بیٹھے اور کوئی جوابی کارروائی نہ کرے جہاں احکام الٰہی، اس کے نبی کی سنت کی تحقیر کی جارہی ہو یا مذاق اڑایا جارہا ہو چاہے عملی ہو یا قولی تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں دینی غیرت وحمیت کا جنازہ نکل چکا ہے۔ ایسی محفلوں میں بیٹھنا منع ہے۔

فرمان الٰہی ہے۔

"اور اپنی کتاب میں تمہارے لئے یہ حکم پہلے نازل کرچکا ہے کہ جب تم سنو کہ آیات الٰہی کا انکار کیا جارہا ہے اور انکا مذاق اڑایا جارہا ہے تو انکے ساتھ مت بیٹھو حتیٰ کہ یہ لوگ کسی دوسری بات میں لگ جائیں ورنہ تم بھی انہی جیسے ہو جاؤ گے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمام منافقوں اور کافروں کو جہنم میں جمع کرنیوالا ہے۔"

(النساء 140:4)

2-دنیا میں کسی سزا سے بچنے کیلئے یہی تین صورتیں ہیں۔ دوستی، سفارش، جرمانہ یا رشوت وغیرہ اللہ کے ہاں ایسی کوئی بھی صورت کارگر نہ ہوگی۔

3-معبود برحق کی ایک لازمی صفت یہ ہے کہ فائدہ اور نقصان پہنچانے کی طاقت رکھتا ہو جو خود اپنی ذات سے تکلیف رفع نہ کرسکے وہ دوسروں کی ذات سے کیا تکلیف رفع کرسکے گا؟

4-یہ لوگوں کی مثال ہے جو کہ ہدایت کی راہ پہ گامزن ہونے کے بعد پھر گمراہ ہوگئے۔ اصل راہ چھوڑنے کی بناپہ وہ حیران و پریشان رہتا ہے اور اس کے ساتھی اسے بلاتے ہیں مگر وہ کسی فیصلہ پہ پہنچ نہیں سکتا۔

5-جس طرح معبود حق صرف ایک ہے اور معبودان باطل بے شمار۔ اسی طرح ہدایت کا رستہ صرف ایک ہی ہے اور وہ ہی اللہ کا بتایا ہوا ہے جبکہ گمراہی کے رستے بے شمار ہیں۔

6-درست انداز سے پیدا کیا ہے اور ان میں کوئی عیب وغیرہ نہیں ہے یا حق کے ساتھ سے مراد یہ ہے کہ ایک درست مقصد کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ وہ درست مقصد انسان کو دنیا میں رہنے کیلئے ضروری سہولیات مہیا کرنا ہے۔ تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے۔

7-جب وہ کلمہ کن کہے گا یعنی امر ربی ہوگا تو زمین و آسمان کا نظام درہم برہم ہوجائے گا اور قیامت آجائے گی۔

قَوْلُهُ الْحَقُّ ۚ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ

اس کی بات سچی ہے اور جس دن صور میں پھونکا جائے گا[1] اس دن اسی کی حکومت ہوگی وہ چھپی اور ظاہر سب

الشَّهَادَةِ ۚ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿٧٣﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ

باتوں کو جاننے والا ہے اور وہ دانا اور ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہےO اور جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا تھا:

اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٧٤﴾

کیا تم نے بتوں کو الٰہ بنا لیا ہے؟ میں تو تمہیں اور تمہاری قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھتا ہوںO

وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ

اور اسی طرح ہم ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کا نظام سلطنت[2] دکھلا رہے تھے تاکہ وہ

مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ﴿٧٥﴾ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا

یقین کرنے والوں میں سے ہو جائےO پھر جب اس پر رات طاری ہوئی تو ایک ستارہ دیکھا کہا یہ ہے

رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ﴿٧٦﴾ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا

میرا رب؟ پھر جب وہ ڈوب گیا تو کہا کہ میں ڈوبنے والوں کو پسند نہیں کرتا[3]۔O پھر جب چاند کو چمکتے دیکھا

قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ

تو کہنے لگے "یہ میرا رب ہے؟" پھر جب وہ بھی ڈوب گیا تو کہنے لگا: اگر میرے رب نے میری رہنمائی نہ کی

مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ﴿٧٧﴾ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ

تو میں گمراہوں میں سے ہو جاؤں گا[4]O پھر جب سورج کو جگمگاتا ہوا دیکھا تو بولے کیا یہ ہے میرا رب؟

هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿٧٨﴾

یہ بہت بڑا ہے پھر وہ بھی ڈوب گیا تو کہنے لگے: اے قوم! بلاشبہ میں تمہارے تمام شریکوں سے بیزار ہوںO

اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ

بلاشبہ میں نے تو اپنا چہرہ یکسو ہو کر[5] اس کی طرف کر لیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں

اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٧٩﴾ وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ۚ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ فِي اللّٰهِ

مشرکین سے نہیں ہوںO اور ان کی قوم ان سے جھگڑی[6]۔ کہنے لگے: کیا تم اللہ کے بارے میں مجھ سے جھگڑتے ہو

وَقَدْ هَدٰىنِ ۚ وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّيْ شَيْـًٔا ۚ

حالانکہ وہ مجھے ہدایت دے چکا ہے میں نہیں ڈرتا جنہیں تم اللہ کا شریک بناتے ہو الا یہ کہ میرا رب چاہے

وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۚ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٨٠﴾ وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ

میرے رب کے علم نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے کیا تم کچھ بھی خیال نہیں کرتے؟O اور جنہیں تم اللہ کا

اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ

شریک بناتے ہوئے اللہ سے نہیں ڈرتے میں ان سے کیسے ڈروں[7] جس کے لئے اللہ نے کوئی سند بھی نازل

سُلْطٰنًا ۚ فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٨١﴾

وقف لازم

نہیں کی؟ پھر ہم دونوں فریقوں میں سے زیادہ حقدار کون ہوا؟ اگر تم کچھ جانتے ہو (تو جواب دو)O

1-حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"صور ایک قرن (نرسنگا یا بگل) ہے جس میں پھونکا جائے گا۔"

(ترمذی)

صور کو حضرت اسرافیل اپنے منہ میں لئے اللہ کے حکم کا انتظار کر رہے ہیں جس دن انہیں حکم ملے گا وہ اس میں پھونک ماریں گے۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ

"صور دوبار پھونکا جائے گا اور ان دونوں میں چالیس کا فاصلہ ہوگا۔ لوگوں نے پوچھا چالیس دن کا؟ کہنے لگے کہ میں نہیں کہہ سکتا۔ لوگوں نے کہا کہ چالیس ماہ کا؟ کہنے لگے کہ میں نہیں کہہ سکتا۔ پھر لوگوں نے پوچھا کہ چالیس برس کا؟ کہنے لگے کہ میں نہیں کہہ سکتا۔ اسکے بعد ابو ہریرہؓ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش برسائے گا تو لوگ زمین سے اس طرح اگ آئیں گے جیسے سبزہ اگ آتا ہے۔ دیکھو آدمی کے بدن میں ہر چیز گل سڑ جاتی ہے ماسواء ایک بدن کی نوک کے یہ اس مقام کی ہڈی ہے جہاں جانور کی دم ہوتی ہے قیامت کے دن اسی ہڈی سے مخلوق کو پیدا کیا جائے گا۔"

(بخاری)

پہلے نفخہ کو فزع یا صعق (فنا) کہا جاتا ہے اور دوسرے کو نفخہ قیام کہا جاتا ہے۔

2-اسرار کائنات جو کہ معرفت توحید کیلئے بڑی موثر دلیل ہے۔

3-یعنی غروب ہونے میں عدم اثبات پایا جاتا ہے اور یہ حادث ہونے پہ دلالت کرتا ہے اور حادث تو معبود حق نہیں ہو سکتا۔

4-صرف چاند ستاروں پہ غور کرنے سے انسان حقیقت کو نہیں پا سکتا جب تک اللہ کی جانب سے ہدایت شامل حال نہ ہو جائے۔

5-یعنی یہ چاند ستارے، سورج، زمین تو الٰہ نہیں ہو سکتے بلکہ ان سب کا خالق ہی صرف الٰہ حقیقی ہو سکتا ہے۔ یہ کس قدر منطقی اور حقیقی سوچ ہے۔

6-ایک زمانے سے سیاروں، ستاروں اور بتوں کی عبادت کرنے والے اچانک کسی جانب سے کلمہ حق بلند ہوتا دیکھ کر خاموش کیسے رہ سکتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت ابراہیمؑ سے حجت بازی شروع کر دی اور جھگڑنے لگے۔

7-جب قوم نے حضرت ابراہیمؑ کو ڈرانا چاہا کہ جن بتوں کی تم توہین کر رہے ہو یہ تم سے خود ہی نمٹ لیں گے تو اسکے جواب میں حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ وہ بت جنہیں تم نے اپنے ہاتھوں بنایا ہے۔ جو خود اپنی حفاظت بھی نہیں کر سکتے وہ میرا کیا بگاڑ سکتے ہیں؟ جبکہ خالق کائنات مجھے بچانا چاہے۔ خوف تو تمہیں ہو کہ تمہارے معبودان باطل کی کوئی حقیقی دلیل بھی تمہارے پاس نہیں۔

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ

جو لوگ ایمان لائے پھر اپنے ایمان کو ظلم (شرک) سے آلودہ نہیں کیا انہی کے لئے امن و سلامتی ہے [1]

وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۸۲﴾ وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ط

اور یہی لوگ ہدایت پر ہیں O یہی وہ ہماری دلیل تھی جو ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم کے خلاف دی تھی [2]

نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ط اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۸۳﴾ وَوَهَبْنَا

ہم جس کے چاہیں درجات بلند کر دیتے ہیں بلاشبہ آپ کا رب بڑا دانا اور سب جاننے والا ہے O اور ہم نے

لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ط كُلًّا هَدَيْنَا ج وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ

ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب عطا کئے [3] ہر ایک کو ہم نے صراط مستقیم دکھلائی اور نوح کو اس سے بیشتر ہدایت دے

وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَ

چکے تھے اور اس (ابراہیم) کی اولاد میں سے ہم نے داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ، اور ہارون

هٰرُوْنَ ط وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۴﴾ لا وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى

کو ہدایت دی تھی اور ہم نیکو کاروں کو ایسے ہی جزا دیتے ہیں O اور زکریا، یحیٰی، عیسیٰ اور [4]

وَاِلْيَاسَ ط كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۵﴾ لا وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ

الیاس کو بھی۔ یہ سب لوگ صالح تھے O اور اسمٰعیل، اور الیسع، اور یونس

وَلُوْطًا ط وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۶﴾ لا وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ

اور لوط کو بھی۔ ان میں ہر ایک کو ہم نے اقوام عالم پر فضیلت دی تھی O اور ان کے آباؤ اجداد، ان کی اولاد [5]

وَاِخْوَانِهِمْ ج وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۸۷﴾

اور ان کے بھائیوں میں سے بھی بعض کو ہم نے منتخب کر لیا تھا اور سیدھی راہ کی طرف رہنمائی کی تھی O

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِىْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ط وَلَوْ

یہ ہے اللہ کی ہدایت، اپنے بندوں میں سے جسے وہ چاہتا ہے اس ہدایت پر چلاتا ہے اور اگر

اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۸﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

وہ لوگ (یعنی مذکورہ انبیاء) بھی شرک کرتے تو ان کا سب کیا کرایا ضائع ہو جاتا [6] O یہ وہ لوگ ہیں جنہیں

اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ج فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ

ہم نے کتاب بھی دی، قوت فیصلہ بھی اور نبوت بھی اگر یہ لوگ ان باتوں کو انکار کرتے ہیں (تو پرواہ نہیں)

فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ اُولٰٓئِكَ

ہم نے کچھ اور لوگوں کے سپرد یہ خدمت کر دی ہے جو ان باتوں کے منکر نہیں O یہی

الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ط قُلْ لَّآ

لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی تھی آپ انہی کے راستہ پر چلئے اور کہہ دیجئے کہ: [7]

اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ط اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۰﴾

میں اس (تبلیغ و رسالت کے کام) پر تم سے اجرت نہیں مانگتا [8] یہ تو تمام جہان والوں کے لئے ایک نصیحت ہے O

1- حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ
"جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے کون ہے جس نے ظلم نہ کیا ہو۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی ﴿اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾ بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔"

(بخاری)

یعنی اس آیت میں مذکورہ ظلم سے مراد شرک ہے۔

2- یہ توحید کے حق میں وہ دلائل ہیں جو کہ حضرت ابراہیم نے اپنی قوم کو پیش کئے کہ خالق ارض و سما ہی اس لائق ہے کہ دنیا سے ناطے توڑ کر اس جانب یکسو ہوا جائے۔

3- یعنی حضرت ابراہیم کو اسحاق اور پوتا یعقوب عطا فرمایا۔ یعقوب کا مادہ عقب ہے جس سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ انکی نسل آگے چلے گی اور انکی اولاد ہوگی یا کہ سلسلہ انبیاء آگے چلے گا۔ واللہ اعلم

4- قرآن کریم میں عموماً جب انبیاء کا ذکر آتا ہے تو ترتیب زمانی (Chronological Order) کے تحت آتا ہے۔ قرآن میں مذکورہ انبیاء کی ترتیب یوں ہے۔

آدم، ادریس، نوح، ہود، صالح، ابراہیم، لوط، اسماعیل، اسحاق، یعقوب، یوسف، ایوب، شعیب، موسیٰ، ہارون، الیاس، الیسع، داؤد، سلیمان، عزیر، یونس، زکریا، یحیٰی، عیسیٰ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

یہاں غالباً اس صفت کو ملحوظ رکھا گیا ہے کہ ان میں سے کس نے شرک کے خلاف زیادہ جہاد کیا ہے یا بعض دیگر صفات کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

5- حضرت عیسیٰ کا ذکر حضرت نوح یا حضرت ابراہیم کی ذریت میں اس لئے کیا گیا ہے کہ لڑکی کی اولاد بھی ذریت رجال میں ہی شمار ہوتی ہے۔ جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن کو اپنا بیٹا کہا ہے۔

6- اٹھارہ انبیاء کا ذکر فرمانے کے بعد کہا ہے کہ اگر یہ سب بھی شرک کرتے تو ان کے اعمال ضائع ہو جاتے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بھی فرمایا۔
"اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ نے کبھی شرک کیا تو آپ کے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔"

(الزمر 65:39)

حالانکہ انبیاء سے شرک کا صدور ممکن نہیں۔ شرک کی سنگینی بتلانا مقصود ہے۔

7- بنیادی عقائد سب انبیاء کی دعوت میں مشترک تھے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ انبیاء کی شریعت سے جو حکم منسوخ نہ ہو وہ امت محمدی کیلئے بھی واجب الاتباع ہے۔

8- تمام انبیاء نے بھی برملا اعلان کیا ہے کہ ہمیں اپنی اس دعوت کیلئے تم سے کوئی اجر درکار نہیں ہے۔ انسان بھلا اس مشن کا اجر دے بھی کیا سکتا ہے جس پہ نبی کو اللہ تعالیٰ نے مامور کیا ہے۔ دوسری جانب یہ دعوت کے سچے ہونے کا بھی ثبوت ہے۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖۤ اِذْ قَالُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ

ان لوگوں نے اللہ کو ایسے نہیں پہچانا جیسے اسے پہچاننا چاہئے تھا کہتے ہیں کہ اللہ نے کسی بشر پر کبھی کچھ

مِّنْ شَیْءٍ ؕ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّ

نہیں اتارا[1] آپ کہئے جو کتاب موسیٰ لائے تھے اسے کس نے اتارا؟ (وہ کتاب) جو لوگوں کے لئے

هُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ تُبْدُوْنَهَا وَ تُخْفُوْنَ كَثِیْرًا ۚ

نور اور ہدایت تھی تم نے اسے ورق ورق بنا رکھا ہے ان میں سے کچھ ورق تو ظاہر کرتے ہو اور زیادہ چھپا جاتے ہو[2]

وَ عُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنْتُمْ وَ لَاۤ اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ

اور اس نے تمہیں وہ سکھلایا جو تم جانتے تھے اور نہ تمہارے آباؤ اجداد؟[3] کہہ دیجئے "اللہ (نے اتارا)" پھر انہیں

خَوْضِهِمْ یَلْعَبُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ

چھوڑ دیئے کہ وہ انہی بحثوں میں ہی پڑے رہیں[4] O اور ہماری نازل کردہ یہ کتاب[5] بڑی بابرکت ہے جو اپنے سے پہلی

بَیْنَ یَدَیْهِ وَ لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَ مَنْ حَوْلَهَا ؕ وَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ

کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور تاکہ آپ اس کے ذریعہ اہل مکہ[6] اور آس پاس کے لوگوں کو ڈرائیں اور جو لوگ

بِالْاٰخِرَةِ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَ مَنْ

آخرت پر یقین رکھتے ہیں وہ اس پر ایمان لاتے ہیں اور وہ اپنی نمازوں کو پابندی سے ادا کرتے ہیں O اور کون

اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَ لَمْ یُوْحَ

اس شخص سے بڑھ کر ظالم ہے جس نے اللہ پر بہتان باندھا یا کہا کہ میری طرف وحی آتی ہے حالانکہ اس کی

اِلَیْهِ شَیْءٌ وَّ مَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ تَرٰۤى اِذِ

طرف کچھ نہ وحی کی گئی،[7] یا جو کہے کہ میں بھی وہی نازل کر سکتا ہوں جو اللہ نے نازل کیا؟[8] کاش آپ

الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَیْدِیْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْۤا

ظالموں کو دیکھیں جب وہ موت کی سختیوں میں ہوتے ہیں اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوتے ہیں کہ: "نکالو

اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ

اپنی جانیں۔ آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا[9] کیونکہ تم اللہ کے ذمے

غَیْرَ الْحَقِّ وَ كُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا

ناحق باتیں لگاتے تھے اور اس کی آیتوں سے تکبر کرتے تھے O (اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا) تم ہمارے پاس اکیلے ہی

فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ تَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ

آگئے[10] جیسا کہ ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا اور جو ہم نے تمہیں عطا کیا تھا سب پیچھے چھوڑ آئے ہو

وَ مَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِیْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ؕ

ہم تمہارے ساتھ تمہارے وہ سفارشی نہیں دیکھ رہے جن کے متعلق تمہارا خیال تھا کہ تمہارے معاملات میں وہ

لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَیْنَكُمْ وَ ضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۹۴﴾ ع

شریک اللہ ہیں اب تمہارے درمیان رابطہ کٹ چکا ہے اور تمہیں وہ بھول گیا جو تم گمان کیا کرتے تھے O

1-یہ بات یا تو یہود نے کہی تھی جبکہ قریش نے ان سے آپ ﷺ کے بارے میں دریافت فرمایا تھا یا قریش نے یہود سے سن کر اسے دہرایا۔ یہودی چونکہ پڑھے لکھے تھے اور انکے پاس گذشتہ انبیاء کا علم بھی تھا لہٰذا قریش اکثر ان سے مسائل دریافت کرتے۔ جس میں انہوں نے رسول دشمنی میں ایک ایسی حقیقت سے انکار کر دیا جو کہ خود انکے ہاں بھی مسلم تھی۔

2-تمہارا یہ رویہ کہ اس کتاب کو سنبھال سنبھال کر رکھتے ہو نیز کچھ چھپاتے ہو اور کچھ ظاہر کرتے ہو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ منزل من اللہ ہے ورنہ تمہیں چھپانے کی کیا ضرورت تھی؟

3-اس میں ہدایت اور روشنی کی ایسی تعلیم ہے جو کہ تم نہ جانتے تھے۔ تمہارے آباؤ اجداد بھی نہ جانتے تھے پھر اس کا مصدر اللہ کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے؟

4-جہاں تک ان فالتو بحثوں کا تعلق ہے کہ فلاں بشر ہے اس لئے نبی نہیں ہو سکتا یا فلاں نبی ہے اس لئے بشر نہیں ہو سکتا تو انہیں اپنی بحثوں میں الجھا رہنے دیجئے کیوں یہ ہدایت کے طالب نہیں ہیں۔

5-قران کریم۔

6-بستیوں کی ماں' یا مرکز' مراد مکہ المکرمہ ہے۔ ومن حولھا سے مراد ارد گرد کی بستیاں ہیں۔ یعنی اپنی دعوت کے ابتداء ان سے کیجئے یا اس سے مراد ہے کہ مکہ اور دیگر تمام بستیاں جو کہ مرکز ہونے کی وجہ سے اس کے ارد گرد ہیں۔

7-جنہوں نے نبوت کے جھوٹے دعوے کئے۔ جیسے مسیلمہ کذاب' اسود عنسی' سجاح بنت حارث اور مرزا غلام احمد قادیانی' دوسرے وہ لوگ جو شرک و بدعت خود ایجاد کر کے اسے اللہ کے نام پہ جڑ دیتے ہیں۔

8-حالانکہ جب انہیں چیلنج کیا گیا کہ اس قرآن جیسی ایک ہی سورت بنا لاؤ تو بھی اپنی اجتماعی کوششوں کے باوجود کامیاب نہ ہو سکے۔

9-اس آیت سے عذاب قبر ثابت ہوتا ہے۔ دوسرے مقام پہ فرمایا۔

"وہ صبح و شام آگ پر پیش کئے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی تو حکم ہوگا کہ شدید ترین عذاب میں آل فرعون کو داخل کر دو۔"

(المومن 46:40)

بے شمار احادیث صحیحہ بھی قبر کے عذاب کی توثیق کرتی ہیں۔

10-کوئی حامی و ناصر' مال و دولت' سفارشی' رشتہ دار ساتھ نہ ہونگے جیسے فرمایا۔

"وہ سب یوم قیامت اکیلے آئیں گے۔"

(مریم 95:19)

إِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ۖ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ

بلاشبہ اللہ ہی دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والا ہے۔ وہ زندہ سے مردہ اور مردہ سے زندہ کو نکالنے والا ہے[1]

الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ۚ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ ۖ فَأَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿٩٥﴾ فَالِقُ الْإِصْبَاحِ ۚ وَ

یہ (کام تو) اللہ (کرتا) ہے پھر تم کہاں بہکے پھرتے ہو○ وہ صبح کی روشنی کو نکالنے والا ہے اور

جَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۚ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ

اسی نے رات کو باعث آرام بنایا[2] اور سورج اور چاند کو مقررہ حساب کے مطابق چلایا ہے[3] سبھی کچھ زبردست قوت

الْعَلِيْمِ ﴿٩٦﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ

اور علیم کے اندازہ کے مطابق ہے○ وہی ہے جس نے تمہارے لئے ستارے پیدا کئے تاکہ تم ان سے برو بحر کی

ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۗ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿٩٧﴾ وَ

تاریکیوں میں راستہ معلوم کر سکو[4] ہم نے یہ نشانیاں اہل علم کے لئے کھول کھول کر بیان کر دی ہیں○ اور

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ ۗ

وہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا پھر (ہر ایک کے لئے) ایک جائے قرار اور سونپے جانے کی جگہ ہے

قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ﴿٩٨﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ

یہ نشانیاں ہم نے لوگوں کے لئے کھول کر بیان کی ہیں جو سمجھ رکھتے ہیں○ اور وہی ہے جس نے آسمان

السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا

سے پانی برسایا پھر اس سے ہم نے ہر طرح کی نباتات اگائی اور ہرے بھرے کھیت پیدا کئے جن سے ہم تہ بہ تہ

نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ

دانوں والے خوشے نکالتے ہیں اور کھجوروں کے شگوفوں سے خوشے پیدا کرتے ہیں جو (بوجھ سے) جھکے ہوتے

وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ

ہیں نیز انگور، زیتون اور انار کے باغات پیدا کئے جن کے پھل ملتے جلتے بھی ہوتے ہیں اور

مُتَشَابِهٍ ۗ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ۗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ

الگ الگ بھی ان کے پھل لانے اور پھلوں کے پکنے پر[5] ذرا غور تو کرو ان باتوں میں ان لوگوں کے لئے بہت سی

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٩٩﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ

نشانیاں ہیں جو ایمان لاتے ہیں○ ان لوگوں نے جنوں کو اللہ کا شریک بنا دیا[6] حالانکہ اللہ نے ہی انہیں پیدا کیا ہے

وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿١٠٠﴾

پھر بغیر علم کے اللہ کے لئے بیٹے اور بیٹیاں گھڑ ڈالے جو کچھ یہ بیان کرتے ہیں اللہ اس سے پاک اور بلند

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ

ہے○ وہ آسمانوں اور زمین کو ایجاد کرنے والا ہے اس کے اولاد کیسے ہو سکتی ہے جبکہ اس کی

صَاحِبَةٌ ۗ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿١٠١﴾

بیوی ہی نہیں اسی نے تو ہر چیز بنائی ہے اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے○

ع ۱۲ / ۶ / ۱۸

1- جیسے انسان کو منی سے پیدا کیا جو کہ مردہ ہوتی ہے۔ پھر انسان کو نطفہ سے پیدا کرتا ہے وہ بھی مردہ ہے یا انڈہ سے جاندار مخلوق پیدا کرتا ہے۔ جاندار سے بے جان جیسے جانور انڈہ دیتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بیج سے ساری نباتات پیدا فرماتے ہیں۔ بعض مفسرین نے زندہ سے مومن اور مردہ سے کافر مراد لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن سے کافر اور کافر سے مومن پیدا فرماتا ہے۔

2- رات کو آرام کیلئے اندھیرا درکار ہوتا ہے تو رات کو اندھیرے کا بندوبست فرمایا اور دن کو کام کاج کیلئے روشنی درکار ہے تو روشنی کا بندوبست فرمایا۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے فطرت کے نظام میں رات آرام کیلئے ہی ہے جن لوگوں نے رات کو جاگنے اور دن کو سونے کیلئے مخصوص کر رکھا ہے وہ فطری نظام سے بغاوت کرتے ہیں اور فطرت سے بغاوت کا انجام اپنا ہی نقصان ہوتا ہے۔

3- شمس و قمر کسی قسم کے اتفاقات کی بنیاد پہ معرض وجود میں نہیں آگئے بلکہ باقاعدہ ایک جچا تلا نظام ہے۔ سورج کی گردش سے انسان سالانہ کیلنڈر بنانے کے قابل ہوا۔ سورج کا زمین سے درست فاصلہ نظام کائنات میں زبردست اہمیت کا حامل ہے اگر یہ فاصلہ تھوڑا سا کم ہو جاتا تو گرمی کی شدت سے انسان زمین پہ رہ نہ سکتا۔ اگر کچھ زیادہ ہو تا تو زمین کے بڑے حصے پر برف جمی رہتی۔

تف ہے ان سائنس دانوں پہ جو کائنات کے اس نظام کا مشاہدہ انتہائی حساس آلات کی مدد سے کرتے ہیں۔ جس کا ایک ایک مشاہدہ پکار پکار کر کسی زبردست خالق کی قدرت کاملہ کا پتہ دیتا ہے مگر یہ سب کچھ مشاہدہ کرنے کے بعد بھی وہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ اتفاقات کا نتیجہ ہے۔

4- اسکے علاوہ ستارے آسمان کی زینت اور شیطان کیلئے سنگباری کا سامان ہیں دیکھئے (الصافات 6:37) اور (الملک 5:67)

حضرت ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمان رسول ﷺ ہے۔

''اللہ تعالیٰ نے آسمان سے برکت (بارش) نازل فرمائی بعض لوگ اسکی وجہ سے کافر ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ بارش نازل فرماتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ فلاں فلاں ستارے (کی وجہ سے بارش ہوئی)۔''

(مسلم)

5- وہی دھوپ اور گرمی کی شدت جس سے انسان پناہ مانگتے ہیں سائے ڈھونڈتے ہیں۔ پھلوں میں شہد جیسا رس گھول دیتی ہے۔ کیا یہ عبرت کا مقام نہیں کہ ایک دن پہلے پھل ایسے کچا ہوتا ہے کہ منہ میں رکھنے کو جی نہیں چاہتا اور دوسرے ہی دن پک کر ایسا رسیلہ بن جاتا ہے کہ دیکھ کر انسان کی رال ٹپکنے لگے۔ ﴿ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ﴾ ''پھر ہم نے اسے ایک اور ہی مخلوق بنا کر پیدا کر دیا۔ بس بڑا بابرکت ہے اللہ جو سب سے بہتر بنانے والا ہے۔''

(المومنون 14:23)

6- یہاں جن سے مراد شیطان ہیں جنکی وہ عبادت کرتے ہیں۔ دوسری جگہ فرمایا۔ ﴿بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ﴾ ''بلکہ وہ (شیطان) جنوں کی عبادت کیا کرتے تھے۔''

(سبا 41:34)

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ

یہ ہے تمہارا رب اس کے سوا کوئی الہ نہیں۔ وہ ہر شے کا خالق ہے لہٰذا اس کی عبادت کرو اور وہ

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۰۲﴾ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۡ وَهُوَ يُدْرِكُ

ہر شے پر نگران ہے○ نظریں اسے پا نہیں سکتیں[1] جبکہ وہ نظروں کو پالیتا ہے۔

الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۰۳﴾ قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ

وہ بڑا باریک بین اور باخبر ہے○ تمہارے رب کی طرف سے دلائل آ چکے ہیں اب

رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۭ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ

جس نے بصارت سے کام لیا اس کا اپنا بھلا ہے اور جو اندھا بنا رہا اس کا اپنا نقصان ہے اور میں تم پر محافظ

بِحَفِيْظٍ ﴿۱۰۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ

نہیں○ اسی طرح ہم آیات کو مختلف پیرایوں میں بیان کرتے ہیں تاکہ کافر نہ کہیں کہ "تونے کسی سے پڑھ لیا ہے"[2]

وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَآ

اور تاکہ اہل علم پر ان کو واضح کر دیں○ آپ اس کی اتباع کیجئے جو آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف[3]

اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ

سے وحی کی گئی اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں اور مشرکوں سے کنارہ کیجئے○ اور اگر اللہ چاہتا تو یہ لوگ

اَشْرَكُوْا ۭ وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ

شرک نہ کرتے اور ہم نے آپ کو ان پر محافظ نہیں بنایا، نہ ہی آپ ان کے

بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۷﴾ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا

ذمہ دار ہیں○ (اے مسلمانو) یہ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں انہیں گالی نہ دو[4] ورنہ یہ لوگ جہالت کی وجہ

اللّٰهَ عَدْوًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۠ ثُمَّ

سے چڑ کر اللہ کو گالی دیں گے[5]۔ اسی طرح ہم نے ہر گروہ کے لئے اس کے عمل کو خوشنما بنا دیا ہے پھر

اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَاَقْسَمُوْا

انہیں رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے تو جو کچھ یہ کرتے رہے اس کی انہیں وہ خبر دے گا○ یہ لوگ اللہ

بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَىِٕنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ۭ قُلْ

کی پختہ قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر ان کے پاس معجزہ آ جائے تو وہ اس پر ضرور ایمان لے آئیں گے[6] آپ انہیں کہئے

اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا

کہ معجزے تو اللہ کے پاس ہیں اور تمہیں کیسے سمجھایا جائے کہ اگر کوئی معجزہ آ بھی جائے تب بھی یہ ایمان

يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا

نہیں لائیں گے○ اور ہم ان کے دلوں کو ان کی آنکھوں کو ایسے ہی پھیر دیں گے جیسے وہ پہلی بار

بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ ع

بھی اس (قرآن) پر ایمان نہیں لائے اور انہیں ان کی سرکشی میں ہی بھٹکتے چھوڑ دیں گے○

1-اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ حضرت موسیٰؑ نے جب اللہ کو دیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"آپ مجھے نہیں دیکھ سکتے لیکن آپ پہاڑ کی جانب دیکھیں اگر وہ اپنی جگہ جما رہا تو آپ مجھے دیکھ سکیں گے۔ جب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پر اپنی تجلی ڈالی تو اسے ریزہ ریزہ کردیا اور موسیٰؑ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔"

(الاعراف 143:7)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ جو یہ کہے کہ محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو اس نے جھوٹ بولا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ﴾

(بخاری)

البتہ قیامت کے روز مومنین اللہ تعالیٰ کی رویت کا شرف حاصل کریں گے۔ فرمان باری ہے۔ ﴿وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾

"کچھ چہرے اس دن پررونق ہونگے اور وہ اپنے رب کو دیکھ رہے ہونگے۔"

(القیمہ 22-23:75)

2-یہاں متکلم یک لخت تبدیل ہوگیا ہے۔ پہلے سلسلہ کلام میں اللہ تعالیٰ متکلم تھے اور "میں تم پہ محافظ نہیں ہوں" سے آپ ﷺ متکلم ہیں۔ اسی طرح کی ضمائر کی تبدیلی کلام عرب میں بکثرت پائی جاتی ہے۔ اور ایسے کلام کو اتنا ہی فصیح سمجھا جاتا ہے۔

3-ان لاجواب دلائل کو سن کر یہ کڑیاں جوڑنا شروع کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے یہ مضامین کہیں سے پڑھ لئے ہیں۔ جیسے فرمایا

"اور کافر لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ (قرآن) تو محض جھوٹ ہے جسے اس نے خود گھڑ ڈالا ہے اور کچھ دوسرے لوگوں نے اس کام میں اسکی مدد کی ہے۔ یہ کتنا بڑا جھوٹ اور ظلم ہے جس پہ یہ لوگ اتر آئے ہیں نیز وہ کہتے ہیں کہ یہ تو پہلے لوگوں کے قصے ہیں جنہیں اس نے نقل کرالیا ہے سو وہ ہی داستانیں صبح و شام اسکے پاس پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔"

(الفرقان 405:25)

4-اسلام نے ایک دوسرے کے ساتھ تعامل کیلئے بہترین ضابطہ اخلاق مقرر فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ﴿وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ﴾

"اور ایک دوسرے کو (برے) ناموں (Nick Names) سے نہ پکارو۔"

(الحجرات 11:49)

حتیٰ کہ کفار اور مشرکین کو بھی گالی دینے (برے ناموں سے پکارنے) سے منع فرمایا۔ خود اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کو "نصاریٰ" اور یہود کو "الذین ہادو" کہہ کر پکارا ہے جو کہ بہترین اور خوبصورت ترین نام ہیں۔ یہ اللہ بزرگ و برتر کے تحمل کی دلیل ہے۔

5-یہ ہجرت سے ایک سال قبل کا حکم ہے۔ جب اسلام کو اللہ نے غالب کر دیا تو یہ حکم نہ رہا بلکہ ان سے لڑائی کا حکم ہوا۔ کعبہ میں ان کا داخلہ ممنوع ہوا۔

6-کفار مکہ نے آپ ﷺ سے کہا کہ کوہ صفا اگر سونے کا بن جائے تو وہ ایمان لے آئیں گے بعض مسلمانوں کو بھی خیال آیا کہ اگر یہ مطالبہ مان ہی لیا جائے تو شائد یہ ایمان لے آئیں۔

وَلَوْ أَنَّنَا نَزَّلْنَا إِلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتَىٰ وَ

اور اگر ہم ان کی طرف فرشتے بھی نازل کر دیتے اور ان سے مردے کلام بھی کرتے اور

حَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ

دنیا بھر کی چیزیں ان کے سامنے لا جمع کرتے تو بھی یہ ایمان لانے والے نہ تھے 1 مگر جس کے متعلق اللہ

اللَّهُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُونَ ﴿١١١﴾ وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ

چاہتا لیکن ان میں سے اکثر جہالت کی باتیں کرتے ہیںO اسی طرح ہم نے شیطان سیرت انسانوں

عَدُوًّا شَيَاطِينَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ

اور جنوں کو ہر نبی کا دشمن بنایا جو دھوکہ دینے کی غرض سے کچھ خوش آئند باتیں ایک دوسرے کو

زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا ۚ وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوهُ ۖ فَذَرْهُمْ

سجھاتے رہتے ہیں 2 اور اگر تمہارا رب چاہتا تو وہ ایسا نہ کرسکتے سو انہیں اور ان کی افتراء پردازیوں

وَمَا يَفْتَرُونَ ﴿١١٢﴾ وَلِتَصْغَىٰ إِلَيْهِ أَفْئِدَةُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ

کو چھوڑ دیجئےO اور (وہ ایسا) اس لئے (بھی کرتے ہیں) 3 کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کے

بِالْآخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوا مَا هُمْ مُقْتَرِفُونَ ﴿١١٣﴾ أَفَغَيْرَ

دل ادھر مائل ہوں نیز وہ اسے پسند کرلیں اور برائیاں کرتے چلے جائیں جو اب کر رہے ہیںO 4 کیا میں اللہ کے

اللَّهِ أَبْتَغِي حَكَمًا وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ مُفَصَّلًا ۚ

سوا کسی اور منصف کی تلاش کروں 5 حالانکہ اس نے پوری تفصیل کے ساتھ 6 تمہاری طرف کتاب نازل کی ہے

وَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مُنَزَّلٌ مِنْ رَبِّكَ

اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ کتاب آپ کے رب کی طرف سے برحق

بِالْحَقِّ ۖ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿١١٤﴾ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ

نازل ہوئی ہے 7 لہٰذا آپ شک کرنے والوں میں شامل نہ ہوںO اور آپ کے رب کی بات سچائی اور انصاف

صِدْقًا وَعَدْلًا ۚ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١١٥﴾

کے اعتبار سے کامل ہے 8 اس کے فرامین کو کوئی تبدیل کرنے والا نہیں اور سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہےO

وَإِنْ تُطِعْ أَكْثَرَ مَنْ فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۚ

(اے محمد!) اگر آپ اہل زمین کی اکثریت کی اتباع کریں گے 9 تو وہ آپ کو اللہ کی راہ سے بہکا دیں گے

إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿١١٦﴾ إِنَّ رَبَّكَ

وہ تو محض ظن کے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور صرف قیاس آرائیاں کرتے ہیںO 10 بلاشبہ آپ کا رب

هُوَ أَعْلَمُ مَنْ يَضِلُّ عَنْ سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿١١٧﴾

خوب جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کو بھی خوب جانتا ہےO

فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ ﴿١١٨﴾

(اے ایمان والو!) اگر تم اللہ کی آیات پر ایمان رکھتے ہو تو جس چیز پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اسے (بلا تکلف) کھاؤO

1-مگر اس طرح کا جبری ایمان نہ اللہ کی مشیت ہے اور نہ ہی انہیں اس کا کچھ فائدہ ہو سکتا ہے۔

2-نبیوں کے دشمن صرف انسانوں میں سے نہیں بلکہ جنوں میں بھی ہوتے ہیں۔ وہ بھی ساتھ ہی ساتھ اپنی کاروائیاں جاری رکھتے ہیں صرف نبی کو پریشان کرنے کیلئے نت نئے معجزے طلب کرنا ممکن ہے کہ جنہوں نے ہی اپنے انسان دوستوں کے کانوں میں پھونکا ہو۔

3-نبی کو پریشان کرنا اور نبی کے خاتمہ اور اسلام کی دعوت کے خاتمہ کے خیالات ان کیلئے بہت خوش کن ہیں۔ تو اے محمد ﷺ آپ انکی پرواہ نہ کیجئے اگر اللہ کی مشیت ہوتی تو یہ ایسا کر ہی نہ سکتے۔

4-انکی اسلام دشمنی کی کارروائیوں کا ہدف یہ بھی ہے کہ کم از کم نئے لوگ اسلام میں داخل نہ ہوں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں کا آخرت کے بارے میں عقیدہ ڈھیلا ہوتا ہے وہ ان شیطانوں کے چنگل میں آسانی سے پھنس جاتے ہیں۔

5-جن وانس شیطانوں کی چالوں میں سے ایک چال یہ بھی تھی کہ کفار مکہ نے تجویز پیش کی کہ یہود و نصاریٰ میں علماء بھی ہیں اور وہ کتاب کا علم رکھتے ہیں۔ آپ ان میں سے کسی کو اپنا ثالث بنالیں تو ہمارے اور آپکے بارے میں وہ جو فیصلہ کریں ہم تسلیم کرلیں۔ اسی شیطانی چال کا جواب اس آیت میں دیا گیا ہے۔

6-یعنی ایسی تفصیلی کتاب جو کہ تورات اور انجیل میں کی جانیوالی تحریف کی نشاندہی کرنیوالی ہے تو کیا اس کی موجودگی میں ایسے لوگوں کو حکم بناؤں؟ میری نبوت کی دلیل کیلئے یہ کتاب ہی کافی ہے۔

7-اور ان اہل کتاب کا حال تو یہ ہے کہ وہ اس قرآن کریم کو اچھی طرح سے پہچان چکے ہیں کہ اللہ کا سچا کلام ہے۔ اسکے باوجود وہ اس کی دشمنی پہ تلے ہوئے ہیں۔

8-کلمات یعنی قرآن۔ قرآن کریم میں یا تو احکام ہیں یا اخبار ہیں۔ تمام اخبار سچی ہیں اور تمام احکام مبنی برعدل ہیں۔ والحمد للہ علی ذلک۔
اب ان میں قطعاً کسی تبدیلی و تحریف کی کوئی گنجائش ناممکن ہے۔

9-کسی بھی معاشرہ میں اصول پسند، شریف النفس اور نیک خو لوگ کم ہوتے ہیں اور شرابی اور بدمعاش قسم کے لوگ زیادہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس اصول کی روشنی میں مغرب کی اندھی جمہوریت جسے کئی مسلمان ملکوں نے بھی سینے سے لگایا ہوا ہے۔ باطل قرار پاتی ہے۔

10-انہی شیطانی چالوں میں سے ایک چال یہ بھی تھی جو یہود نے کفار مکہ کے کانوں میں پھونکی کہ ان مسلمانوں سے پوچھو کہ وہ اپنا مارا ہوا (یعنی ذبح کیا ہوا) جانور تو حلال جانتے ہیں جبکہ اللہ کا مارا ہوا (جسے باقاعدہ ذبح کرکے خون نہ نکالا گیا ہو) حرام کہتے ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟

وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ

آخر کیا بات ہے کہ تم وہ چیز نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو حالانکہ جو کچھ اس نے تم پر حرام کیا ہے اسے

لَكُم مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا

تمہارے لئے تفصیلا بیان کر دیا ہے[1] الا یہ کہ تم (کوئی حرام چیز کھانے پر) مجبور ہو جاؤ اور بہت لوگ ایسے ہیں

لَّيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِم بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ

جو بغیر علم کے (محض) اپنی خواہشات کے پیچھے لگ کر دوسروں کو بہکاتے رہتے ہیں آپ کا رب ایسے حد سے بڑھ

بِالْمُعْتَدِينَ ﴿١١٩﴾ وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ

جانے والوں کو خوب جانتا ہے○ تم ظاہر گناہوں کو بھی چھوڑو اور چھپے گناہوں کو بھی بلاشبہ جو لوگ

يَكْسِبُونَ الْإِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوا يَقْتَرِفُونَ ﴿١٢٠﴾ وَلَا تَأْكُلُوا

گناہ کے کام کرتے ہیں انہیں جلد ہی اپنے کئے کی سزا مل کے رہے گی○ اور جس چیز پر اللہ

مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ ۗ وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ

کا نام نہ لیا گیا ہو اسے مت کھاؤ[2] کیونکہ یہ گناہ کی بات ہے بلاشبہ شیطان تو اپنے دوستوں کے

لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ ۖ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ

دلوں میں (شکوک و اعتراضات) القا کرتے رہتے ہیں کہ وہ تم سے جھگڑتے رہیں اور اگر تم نے ان کی بات مان لی[3]

لَمُشْرِكُونَ ﴿١٢١﴾ أَوَمَن كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا

تو تم بھی مشرک ہی ہوئے○ بھلا وہ شخص جو مردہ تھا پھر ہم نے اسے زندہ کیا[4] اور اس کو روشنی عطا کی

يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَن مَّثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ

جس کی مدد سے وہ لوگوں میں زندگی بسر کر رہا ہے اس شخص جیسا ہو سکتا ہے جو تاریکیوں میں پڑا ہو اور اس کے

مِّنْهَا ۚ كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكَافِرِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٢٢﴾ وَكَذَٰلِكَ

نکلنے کی کوئی صورت نہ ہو؟ کافروں کے لئے ان کے اعمال اسی طرح خوشنما بنا دیئے گئے○ اور اسی طرح

جَعَلْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ أَكَابِرَ مُجْرِمِيهَا لِيَمْكُرُوا فِيهَا ۖ وَمَا

ہم نے ہر بستی میں[5] اس کے بڑے بڑے مجرموں کو لگا دیا ہے کہ وہ اس بستی میں مکر و فریب کرتے ہیں پھر وہ خود ہی

يَمْكُرُونَ إِلَّا بِأَنفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿١٢٣﴾ وَإِذَا جَاءَتْهُمْ

اس مکر و فریب میں پھنس جاتے ہیں مگر سمجھتے نہیں○ اور جب ان کے پاس کوئی نشانی آتی ہے تو کہتے ہیں

آيَةٌ قَالُوا لَن نُّؤْمِنَ حَتَّىٰ نُؤْتَىٰ مِثْلَ مَا أُوتِيَ رُسُلُ اللَّهِ ۘ

"ہم ہرگز نہ مانیں گے جب تک ہمیں بھی وہی نہ دیا جائے جو اللہ کے رسولوں کو دیا گیا ہے

اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ ۗ سَيُصِيبُ الَّذِينَ أَجْرَمُوا

اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اپنی رسالت[6] کا کام کس سے لے۔ جلد ہی ان مجرموں کو اپنی

صَغَارٌ عِندَ اللَّهِ وَعَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا كَانُوا يَمْكُرُونَ ﴿١٢٤﴾

مکاریوں کی پاداش میں اللہ کے ہاں ذلت اور سخت عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا○

ع 14 — وقف لازم — منزل

1-ان احکام کی جانب اشارہ ہے جو کہ مختلف آیات جیسے (النحل 155:16) اور احادیث میں بیان ہو چکے ہیں۔ یعنی جب تم نے بنیادی طور پہ دلائل قطعیہ کی بنا پہ آپ ﷺ کی نبوت اور قرآن کی حقانیت کو تسلیم کر لیا تو اب فروع و جزئیات کی صحت کو تسلیم کرنا لازمی ہے اگر یہ اشیاء بھی عقل ' قیاسات پر ہی موقوف ہوں تو پھر وحی اور نبوت کی ضرورت ہی کیا رہ جاتی ہے؟

2-جس جانور وغیرہ پہ ذبح کرتے ہوئے اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے وہ قرآن کریم کی متعدد آیات کی رو سے حرام ہے۔ جس پہ عمداً اللہ کا نام نہ لیا جائے وہ اس آیت کی رو سے حرام ہے اور اگر ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لینا بھول گیا ہو تو اسکے کھانے میں کوئی حرج نہیں اور اس کی دلیل درج ذیل حدیث ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"کچھ لوگ رسول اللہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کیا جس چیز کو ہم خود ماریں (ذبح کریں) اسے تو کھالیں اور جسے اللہ مارے یعنی مر جائے اسے نہ کھائیں؟ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔"

(ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

"میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ہمارے پاس لوگ گوشت بیچنے آتے ہیں اور وہ نیا نیا اسلام لائے ہیں معلوم نہیں انہوں نے ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیا ہوتا ہے یا نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم خود بسم اللہ پڑھ لیا کرو اور کھالیا کرو۔"

(بخاری)

3-شرک یہی نہیں کہ غیراللہ کی عبادت نہ کی جائے بلکہ اللہ کے سواء کسی اور کے حلال و حرام اور حرام ٹھہرانا بھی شرک ہے۔ جب یہ آیت

"انہوں نے (یعنی یہود و نصاریٰ) نے اپنے مذہبی پیشواؤں کو اللہ کے علاوہ اپنا رب بنا رکھا ہے۔"

نازل ہوئی تو عدی بن حاتم (جو کہ قبول اسلام سے قبل عیسائی تھے) کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ ہم لوگ اپنے علماء و مشائخ کو رب نہیں سمجھتے تھے۔ آپ ﷺ نے عدی سے پوچھا کیا جس چیز کو وہ حلال کہتے ہیں تو تم ان کی بات مان لیتے تھے۔ عدی رضی اللہ عنہ کہنے لگے ہاں یہ تو تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا بس یہی رب بنانا ہے۔

(ترمذی)

4-اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کافر کو مردہ اور مومن کو زندہ کہا ہے۔ یہ دل کی زندگی اور موت ہے۔

5-سرداران قریش کے علاوہ دوسری بستیوں میں بھی چوہدری قسم کے لوگ مکر و فریب کرتے رہتے ہیں اور حق کی دعوت کے پھیلنے سے انہیں اپنی سرداریاں ختم ہوتی نظر آتی ہیں۔

6-یعنی نبوت' کتاب' حکمت' معجزات وغیرہ حالانکہ نبوت کا بار اٹھانا ہر کسی کے بس کا روگ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں کہ کون اس ذمہ داری کا اہل ہے۔ یہ کوئی کسبی چیز تو نہیں ہے کہ عبادت و ریاضت سے حاصل ہو جائے۔

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ
جس شخص کو اللہ ہدایت دینا چاہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے
وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا
اور جسے گمراہ کرنا چاہے اس کے سینہ میں اتنی گھٹن[1] پیدا کر دیتا ہے، جیسے وہ مشکل سے
يَصَّعَّدُ فِى السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ
بلندی[2] کی طرف چڑھ رہا ہو جو لوگ ایمان نہیں لاتے، اللہ تعالیٰ اسی طرح ان پر (حق سے فرار و نفرت کی)
لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ؕ قَدْ فَصَّلْنَا
خباثت مسلط کر دیتا ہے ○ اور یہ (اسلام) ہی آپ کے رب کی صراط مستقیم ہے بیشک ہم نے نصیحت قبول
الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ
کرنے والوں کے لئے آیات کھول کھول کر بیان کر دی ہیں ○ ان کے لئے ان کے رب کے ہاں سلامتی کا گھر ہے
وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ
اور ان کے نیک اعمال کرنے کی وجہ سے وہ ان کا والی ہو گا ○ جس دن اللہ سب لوگوں کو
جَمِيْعًا ۚ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ
اکٹھا کرے گا (فرمائے گا) "اے گروہ جن! تم نے بہت سے آدمیوں (کو اپنا تابع بنا رکھا تھا)" اور انسانوں میں
اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ
سے جنوں کے دوست کہیں گے: "ہمارے رب! ہم نے ایک دوسرے سے خوب فائدہ[3] اٹھایا حتیٰ کہ وہ وقت
اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ؕ قَالَ النَّارُ مَثْوٰٮكُمْ خٰلِدِيْنَ
آپہنچا جو تو نے ہمارے لئے مقرر کیا تھا" اللہ فرمائے گا: "اچھا تم سب کا ٹھکانا جہنم[4] ہے" تم ہمیشہ
فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ وَكَذٰلِكَ
اس میں رہو گے مگر جتنی مدت اللہ بچانا چاہے گا بچالے گا بلاشبہ وہ دانا سب کچھ جاننے والا ہے ○ اسی
نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًاۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ ع
طرح ہم ظالموں کو ایک دوسرے کا ساتھی بنا دیں گے کیونکہ وہ (مل کر ہی) ایسے کام کیا کرتے تھے ○
يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ
پھر اللہ فرمائے گا: "اے جنوں اور انسانوں کی جماعت! کیا تمہارے ہاں تمہی میں سے رسول نہیں آئے تھے
يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِىْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ
جو تم پر میری آیات بیان کرتے اور آج کے دن کی ملاقات سے تمہیں ڈراتے[5] تھے؟"
هٰذَا ؕ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ
وہ کہیں گے "ہاں ہم اپنے خلاف خود یہ گواہی دیتے ہیں" اور بات یہ تھی کہ دنیا کی زندگی نے انہیں دھوکا میں
الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۰﴾
مبتلا کر رکھا تھا لہٰذا وہ اپنے خلاف گواہی دینے پر مجبور ہوں گے کہ فی الواقع وہ (آیات کے) منکر تھے ○

1-حرجہ ایسے درخت کو کہتے ہیں جو کہ بہت سے درختوں میں اس طرح گھرا ہو کہ کوئی چرنے والا جانور اس تک نہ پہنچ سکے۔

2-سما بلندی کو بھی کہتے ہیں اور آسمان کو بھی کہتے ہیں۔ اگر اس کے معنی آسمان مراد لئے جائیں تو مفہوم یوں ہو گا کہ جیسے آسمان پہ چڑھنا ناممکن ہے اسی طرح کافر کیلئے ایمان لانا-- اگر بلندی مفہوم ہو تو گویا جیسے تھکنے کے باوجود کسی کو چڑھائی چڑھنی پڑے اور سانس پھولنے کے باوجود بھی وہ اوپر جانے پہ مجبور کیا جائے۔

3-جیسے فرمایا۔
"اور یہ کہ انسانوں سے کچھ لوگ جنوں کے کچھ لوگوں کی پناہ مانگا کرتے تھے چنانچہ انہوں نے جنوں کے غرور کو بڑھا دیا تھا۔"
(الجن 6:72)

دور جاہلیت میں جب کوئی شخص جنگل میں پھنس جاتا یا کسی سفر میں اسے جان کا خطرہ درپیش ہوتا تو وہ یوں کہتا کہ میں اس جنگل کے مالک کی پناہ میں آتا ہوں۔ تو اس جنگل میں موجود جن یا شیطان ایسی فریاد سن کر پھول کر کپا ہو جاتا کہ وہ جنوں کے علاوہ انسانوں کا بھی سردار بن گیا ہے---گویا جنوں کا انسانوں سے فائدہ اٹھانا ان کو الو بنا کر ان پہ اپنی حاکمیت جمانا ہے اور انسانوں کا فائدہ اٹھانا یہ ہے کہ شیطان نے گناہوں کو ان کیلئے خوبصورت بنا دیا ہے یا کاہن لوگوں کا جھوٹی باتیں شیطان جنوں سے حاصل کر کے پھیلانا ہے۔ جن سے وہ مادی مفادات بھی حاصل کرتے ہیں۔

4-عذاب جھیلنے میں بھی ایک دوسرے کے ساتھی ہوں گے جیسا کہ دنیا میں ظلم کرنے میں ایک دوسرے کے ساتھی تھے۔

5-جنوں کے بارے میں قرآن و سنت سے جو معلومات حاصل ہوتی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔
(ا)۔ جن بھی انسان کی طرح ارادہ و اختیار رکھنے والی مکلف مخلوق ہے۔ ان سے بھی حساب و کتاب ہو گا اور وہ بھی جنت میں یا جہنم میں جائیں گے۔ (الاعراف 35-36:7)
(ب)۔ جنوں کی تخلیق انسان سے پہلے ہوئی۔ ابلیس جنوں ہی کی نسل سے ہے۔ (کہف 50:18) شیطان انسانوں میں سے بھی ہو سکتے ہیں اور جنوں میں سے بھی (الانعام 112:6) جنوں میں بھی انسانوں کی طرح بعض نیک ہیں اور بعض بد (الجن 11:72)
(ج)۔ اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات انسان ہی کو بنایا ہے چنانچہ تخلیق آدم کے بعد سے سلسلہ نبوت اولاد آدم ہی میں منتقل ہو گیا ہے۔ (بنی اسرائیل 70:17)
(د)۔ جن انسان کو دیکھ سکتے ہیں مگر انسان انہیں نہیں دیکھ سکتا۔ (الاعراف 27:7)
(ر)۔ جن آسمانوں کی خبریں لے آیا کرتے تھے مگر اب انکے پاس یہ آزادی نہیں رہی۔ (الجن 9:72) مگر اس بنا پہ انہیں انسان سے افضل نہیں سمجھا جا سکتا کیونکہ بعض جزوی خصوصیات میں بسا اوقات جانور بھی انسان سے افضل ہو سکتے ہیں مثلاً کئی جانور انسانوں سے تیز بصارت رکھتے ہیں مگر اسکے باوجود بھی وہ انسانوں سے افضل نہیں ہو سکتے۔
(س)۔ جنوں کو انسانوں پہ کسی قسم کا کوئی اقتدار (Control) نہیں دیا گیا بس وہ وسوسے ڈال کر گمراہ کر سکتے ہیں۔

ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا

یہ شہادت اس لئے ہوگی کہ آپ کے رب کا یہ طریقہ نہیں کہ وہ بستیوں کو ظلم سے تباہ کرڈالے جبکہ وہ

غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ؕ وَمَا رَبُّكَ

بے خبر ہوں O اور ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق درجہ ملے گا اور جو کچھ وہ کام کر رہے ہیں، [1]

بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ

آپ کا رب اس سے بے خبر نہیں ہے O اور آپ کا رب بے نیاز اور مہربان ہے [2]

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَآءُ كَمَآ

اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور تمہاری جگہ اور لوگوں کو لے آئے جیسے

اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ؕ ﴿۱۳۳﴾ اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ

تمہیں اور لوگوں (کی نسل) سے پیدا کیا ہے O جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے (قیامت)

لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى

وہ یقیناً آنے والی ہے اور تم (اللہ کو) عاجز نہیں بنا سکتے O آپ ان سے کہئے: "اے میری قوم! تم اپنی جگہ

مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ

عمل کرتے جاؤ اور میں اپنی جگہ عمل کر رہا ہوں پھر جلد ہی تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ انجام کار کس کے

عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ

حق میں بہتر رہتا ہے اور یہ تو یقینی بات ہے کہ ظالم کامیاب نہیں ہو سکتے O اور اللہ نے جو کھیتی اور مویشی پیدا کئے [3]

مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا

تھے انہوں نے ان چیزوں میں (اللہ کے سوا دوسروں کا بھی) حصہ مقرر کر دیا اور زعم

هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ

کرتے ہیں کہ: یہ حصہ تو اللہ کا ہے اور یہ ہمارے شریکوں کا ہے اب جو حصہ

لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ

ان کے شریکوں کا ہوتا ہے وہ تو اللہ کے حصہ میں شامل نہ ہو سکتا تھا اور جو حصہ اللہ کا ہوتا ہے وہ

يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَكَذٰلِكَ

ان کے شریکوں کے حصہ میں شامل ہو سکتا تھا کتنا برا فیصلہ کرتے تھے یہ لوگ [4] O اسی طرح

زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ

بہت سے مشرکوں کے لئے ان کے شریکوں نے اولاد کے قتل کو مزین

شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ؕ

بنا دیا ہے [5] تاکہ انہیں ہلاک کر دیں اور ان پر ان کے دین کو ہی مشتبہ بنا دیں

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۷﴾

اور اگر اللہ چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے لہٰذا انہیں جانے دیجئے اور اس افترا کو بھی جس میں وہ لگے ہوئے ہیں O

1-یہ اللہ تعالیٰ کا عادلانہ قانون ہے کہ کسی کو عذاب وثواب کا نظام سمجھائے بغیر عذاب میں نہیں پکڑتا۔ جیسے فرمایا۔

"ہم کسی کو عذاب دینے والے نہیں ہیں جب تک کہ رسول نہ بھیج لیں (جو ان کی راہنمائی کرے)۔"

(بنی اسرائیل 15:17)

2-اللہ تعالیٰ کی صفات انتہائی توازن والی ہیں۔ وہ بے نیاز تو ہے کسی کی عبادت اور اطاعت سے اسکی سلطنت میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا مگر وہ مہربان بھی ہے۔ ایسا بے نیاز بھی نہیں کہ اس کے بندے اس سے بخشش طلب کر رہے ہوں اور وہ سنی ان سنی کردے۔ وہ مہربان بھی ہے۔ بندوں کی سنتا بھی ہے۔ ان کی استعانت بھی کرتا ہے۔

3-یہ جواب اس ضدی اور ہٹ دھرم قوم کیلئے ہے اور جو مضبوط سے مضبوط دلیل کو بھی رد کر دے اور حق کے خلاف سازشیں کرے۔ جیسے کفار شیطانی چالیں چلتے تھے۔

4-مشرکین کھیتی اور مال مویشی میں صدقہ خیرات کے سلسلہ میں دو حصے کرتے۔ ایک حصہ اللہ تعالیٰ کیلئے جو فقراء' مساکین اور خیرات کے کاموں میں خرچ کیا جاتا اور دوسرا حصہ بتوں کا جو کہ ان کے مجاورں کو دیا جاتا۔ اب اگر کبھی بتوں کے حصے میں کسی وجہ سے کمی ہو جاتی جیسے فصل اچھی نہ ہوتی ہو یا مویشی مرگئے ہوں تو وہ اللہ کے حصے سے بتوں کے حصے میں ڈال دیتے۔ مگر اللہ کے حصے میں بتوں کے حصہ سے نہ ڈالتے اور کہتے کہ اللہ تعالیٰ تو غنی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"میں اپنے حصہ داروں کی نسبت اپنا حصہ لینے سے بے نیاز ہوں۔ جس شخص نے ایسا عمل کیا جس میں میرے ساتھ غیر کو حصہ دار بنایا تو میں اس صاحب عمل اور اس عمل دونوں کو ہی چھوڑ دیتا ہوں۔"

(مسلم)

5-اولاد کو کئی طرح سے قتل کیا جاتا مثلاً۔

بیٹیوں کو اس لئے قتل کیا جاتا کہ انہیں ذلت کی علامت سمجھا جاتا۔ جہاں بھی بیٹی بیاہی گئی آنکھیں نیچی کرنی پڑیں گی اس کا نقشہ قرآن نے یوں کھینچا ہے۔

"اور جب ان میں سے کسی کو لڑکی (پیدا ہونے) کی خبر ملتی ہے تو اسکا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ غم سے بھر جاتا ہے۔ اس خبر کی (عار کی) وجہ سے لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے (سوچتا ہے) آیا اسے ذلت کے باوجود زندہ رہنے دے یا زمین میں گاڑھ دے۔"

(النحل 16:58-59)

بیٹے اور بیٹیوں دونوں کو معاش کے خوف سے قتل کیا جاتا۔ اگر اولاد زیادہ ہوئی تو معیار زندگی برقرار نہیں رہ سکے گا۔ موجودہ مہذب دنیا میں بھی یہ قتل برتھ کنٹرول کے نام پہ جاری ہے۔

بتوں کے نام پہ منت۔ مثلاً اگر میرے ہاں اتنے بیٹے پیدا ہوں تو ایک بیٹے کو فلاں بت کے نام قربان کروں گا۔

وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ

اور کہتے ہیں کہ اس اس قسم کے مویشی اور کھیتی ممنوع ہیں انہیں ان کے خیال کے مطابق وہی کھا سکتا ہے جسے

نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ

وہ چاہیں اور کچھ مویشی ہیں جن کی پشت حرام ہے (ان پر سواری اور بوجھ جائز نہیں) اور کچھ مویشی ایسے

لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ۭ سَيَجْزِيْهِمْ

ہیں جن پر وہ (ذبح کے وقت) اللہ کا نام نہیں لیتے یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ پر افتراء ہے[1] اور اللہ عنقریب انہیں ان کی

بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ

افترا پردازیوں کا بدلہ دے دے گا○ نیز کہتے ہیں کہ اس (قسم کے) جانوروں کے پیٹ میں جو (بچہ) ہے وہ

خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓي اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ

صرف ہمارے مردوں پر حلال ہے، ہماری بیویوں پر حرام ہے البتہ اگر وہ (بچہ)

مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ ۭ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ

مردہ ہو تو مرد و عورت سب کھا سکتے ہیں جو یہ بکواس کرتے ہیں اللہ انہیں اس کی سزا ضرور دے گا وہ یقیناً دانا

عَلِيْمٌ ﴿۱۳۹﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا

اور حکمت والا ہے○ جن لوگوں نے لاعلمی اور حماقت کی بنا پر اپنی اولاد کو

بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَي اللّٰهِ ۭ

مار ڈالا[2] اور اللہ پر افترا باندھتے ہوئے اس رزق کو حرام قرار دیا جو اللہ نے انہیں عطا کیا تھا،

قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ

یہ ایسے گمراہ ہیں جو ہدایت پر نہیں آ سکتے○ وہی تو ہے جس نے باغات پیدا کئے

جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ

جن کی بیلیں لپٹ جاتی ہیں[3] دوسرے وہ درخت جو خود اپنے تنے پر کھڑے ہوتے ہیں نیز کھجوریں اور کھیتیاں

مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ

پیدا کیں جن سے مختلف ماکولات حاصل ہوتے ہیں نیز اس نے زیتون اور انار پیدا کئے مشابہ

مُتَشَابِهٍ ۭ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ

اور مختلف بھی جب یہ درخت پھل لائیں تو ان سے خود بھی کھاؤ اور فصل اٹھاتے وقت ان سے اللہ کا حق بھی

حَصَادِهٖ ڮ وَلَا تُسْرِفُوْا ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ وَ

ادا کرو[4] اور اسراف نہ کرو[5] کیونکہ اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا○

مِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ۭ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَ

نیز چوپایوں میں سے کچھ باربرداری والے ہیں اور کچھ سے مفروشات بنائے جاتے ہیں یہ اللہ کا رزق ہے جو اس

لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۴۲﴾

نے تمہیں دیا ہے انہیں کھاؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو[6] یقیناً وہ تمہارا کھلا دشمن ہے○

1-انکی مشرکانہ رسوم کی فہرست کافی طویل ہے۔ چند مزید درج ذیل ہیں۔

(ا)۔ کچھ کھیتی اور جانور بتوں کے نام کر دیتے تو ان سے ہر کوئی نہیں کھا سکتا۔ اسکے متعلق انہوں نے ایک فہرست بنا رکھی تھی کہ فلاں قسم کی نذر ہو تو فلاں لوگ کھا سکتے ہیں۔

(ب)۔ جن جانوروں کو بتوں کی نذر کیا جاتا ہے ان پہ تمام لوگوں حتیٰ کہ ان کے اصل مالکوں کا بھی سواری کرنا منع ہوتا۔ جیسے بحیرہ' سائبہ اور وسیلہ وغیرہ کا ذکر ہو چکا ہے۔

(ج)۔ ان نذر کردہ جانوروں سے دربار کے مجاور اور پروہت ہی فائدہ اٹھا سکتے تھے۔ اور اب ان پہ اللہ کا نام لینا بھی ممنوع تھا کیونکہ وہ معبودان باطل کیلئے وقف ہو چکے تھے۔

2-قتل اولاد کے طریقوں کا بیان آیت نمبر137 میں ہو چکا ہے۔ اس طرح اس سارے رکوع میں ان کے از خود حرام کردہ کئی چیزوں کا ذکر ہو چکا ہے۔

3-معروشات کا مادہ عرش ہے جس کا معنی بلند کرنا ہے۔ گویا ایسی بیلیں جو اوپر چڑھتی ہیں۔ جیسے انگور اور بعض ترکاری کی بیلیں ہیں۔

تمام قسم کے باغات' ان میں ہر قسم کی بیلیں' کھیت نخلستان اور لذیز پھل تو اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے تو پھر تم بتوں کے حصے کیوں نکالتے پھرتے ہو؟ پھر اس تقسیم میں بھی بتوں کے حق میں ڈنڈی مارتے ہو؟ حلال و حرام کے اختیار تم نے خود سنبھال رکھے ہیں؟

4-اللہ کے حق سے مراد وہ صدقہ ہے جو کہ اللہ کے نام پر اس فصل سے فقراء اور مساکین کو دیا جائے۔ یہ سورت مکی ہے' زکوٰۃ مدینہ میں فرض ہوئی تھی چنانچہ اس جگہ صدقہ کی مقدار کا تعین نہیں کیا گیا۔ آپ ﷺ نے بارانی زمین سے پیداوار کا دسواں حصہ اور آبپاشی والی زمین سے پیداوار کا بیسواں حصہ مقرر فرمایا۔ نیز آپ ﷺ نے زکوٰۃ کا نصاب بھی مقرر فرمایا۔

5-حکیم ابن حزام سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

''صدقہ خیرات میں بھی حد اعتدال سے تجاوز پسندیدہ نہیں ہے۔ افضل صدقہ وہ ہے کہ جسکے بعد آدمی خود محتاج نہ ہو جائے''۔

(مسلم)

6-کھیتی کی طرح جانوروں میں بھی چاہے وہ باربرداری کے ہوں جیسے اونٹ' بیل' گھوڑا وغیرہ یا بھیڑ بکری وغیرہ ہوں۔ ازخود انہیں خود پہ حرام نہ کرلو۔ ایسی رسوم ایجاد کرنا شیطانی کام ہے۔

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ

کل آٹھ جوڑے (نر و مادہ) ہیں[1] بھیڑ کے دو اور بکری کے دو

قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ

آپ ان سے پوچھئے: "کیا اللہ نے دونوں مذکر حرام کئے ہیں یا دونوں مونث یا وہ بچے جو ان ماداؤں

اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ نَبِّـُٔوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ ۙ

کے پیٹ میں ہوتے ہیں؟ اگر تم سچے ہو تو مجھے علم (وحی الٰہی) کی کوئی بات بتلاؤ"○

وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ

نیز اونٹ کی جنس سے دو اور گائے کے دو جوڑے ہیں آپ ان سے پوچھئے "کیا اللہ نے ان دونوں مذکروں کو

حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ

حرام کیا ہے یا دونوں ماداؤں کو یا ان بچوں کو جو ان ماداؤں کے پیٹ میں ہوتے ہیں؟

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ

یا جب اللہ نے ایسا تاکیدی حکم دیا تھا تو کیا تم اس وقت موجود تھے؟" پھر اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے

افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا

جو اللہ پر جھوٹ باندھے تاکہ لوگوں کو علم کے بغیر گمراہ کرتا پھرے؟ اللہ تعالیٰ یقیناً ایسے

يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ ۧ قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ

ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا○ کہہ دیجئے کہ: جو وحی میری طرف آئی ہے اس میں میں کوئی ایسی چیز نہیں پاتا

مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ

جو کھانے والے پر حرام کی گئی ہو الایہ کہ وہ مردار ہو، یا

دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا

بہایا ہوا خون ہو[2] یا خنزیر کا گوشت ہو کیونکہ وہ ناپاک ہے، یا فسق ہو کہ اس پر اللہ کے سوا کسی اور

اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ

کا نام لیا گیا ہو ہاں جو شخص لاچار ہو اور باغی نہ ہو اور نہ ضرورت سے زیادہ کھانے والا ہو[3] تو بلاشبہ

رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ

آپ کا رب بخشنے والا اور رحم والا ہے○ اور جو یہودی ہوئے ان پر ہم نے ہر ناخن والا

ذِيْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ

جانور حرام کیا تھا[4] نیز ان پر گائے اور بکری کی چربی بھی حرام کی تھی

اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ

الایہ کہ وہ پشتوں، آنتوں سے لگی ہو یا ہڈیوں سے چمٹی

بِعَظْمٍ ؕ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۫ۖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۱۴۶﴾

ہوئی ہو ہم نے یہ ان کی سرکشی کی سزا کے طور پر کیا اور بالکل سچ کہہ رہے ہیں○

1-بھیڑ اور مینڈھا' بکری اور بکرا' اونٹ اور اونٹنی' گائے اور بیل یہ کل آٹھ جانور ہوئے۔ ہر ایک زوج ہے۔ چار مادہ ہیں اور چار نر۔ یہی چار جوڑے عرب میں موجود تھے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان خرافات کا عقلی محاسبہ کیا ہے؟ اگر ان میں سے کوئی جانور حلال ہے تو اس کا نر اور مادہ دونوں ہی حلال ہونے چاہئیں۔ اگر نر یا مادہ حرام ہیں یا حلال ہیں تو پھر سب جانوروں کے نر اور سب کے مادہ پہ یہ قانون لاگو ہوتا ہے۔

مادہ تو خود حلال ہے مگر یہ کیا بات ہوئی کہ اس کے پیٹ سے نکلا ہوا بچہ کسی کیلئے حلال اور کسی کیلئے حرام؟ کوئی سمجھ کی بات کرو۔

2-یہاں خون سے مراد وہ خون ہے جو کہ ذبح کرتے ہوئے جانور کے جسم سے نکل جاتا ہے۔ تاہم کچھ تھوڑا بہت خون جو کہ گوشت سے لگا رہ جائے تو وہ حرام نہیں۔ اس آیت میں مذکورہ چار اشیاء کے علاوہ بھی آپ ﷺ نے بعض اور محرمات کا ذکر کیا ہے۔ جیسے آپ نے ہر درندہ اور شکاری پرندہ حرام قرار دیا۔

تو گویا اسکا معنی یہ ہوا کہ جو جانور عموماً کھائے جاتے ہیں ان میں تو یہی کچھ حرام ہے نہ کہ وہ جسے تم حرام کر رہے ہو۔

حلال و حرام کے سلسلے میں یاد رہے کہ شریعت نے صرف اس بات کو ملحوظ نہیں رکھا کہ ان اشیاء کے طبی لحاظ سے انسانی جسم پہ کیا اثرات ہیں۔ اگر ایسی بات ہوتی تو سب سے پہلے سنکھیا کا نام لیا جاتا کسی بھی جانور کی موت کی ایسی شکل جس میں جسم سے خون نہ نکل سکے جانور کو حرام کر دیتی ہے۔

خون کے اندر بعض ایسے جراثیم (Microbes) موجود رہتے ہیں جو کہ انسانی جسم کیلئے مضر ہیں۔ اسکے علاوہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ ذبح شدہ جانور کے مقابلے میں گلا گھونٹ کر ہلاک کیا گیا جانور جلدی گل سڑ (Rotten) جاتا ہے۔ جانوروں میں خنزیر انتہائی دیوث جانور پایا گیا ہے۔ جس مادہ کے ساتھ نر خنزیر جنسی تعلق قائم کرتا ہے اس سے دوسرے نر خنزیر کے جنسی تعلق سے اسے کوئی کوفت نہیں ہوتی۔

3-نہ تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنیوالا ہو اور نہ ہی حد سے بڑھنے والا ہو۔ اگر ایسا ہوا تو یہ رعائت اس کیلئے نہیں۔

4-ایسے سم والے جانور جن کے پنجے پھٹے ہوئے نہ ہوں۔ جیسے اونٹ' شترمرغ اور بطخ وغیرہ۔

فرمان باری تعالیٰ ہے۔

"بنی اسرائیل کیلئے کھانے پینے کی سب اشیاء حلال تھیں مگر وہ چیزیں جنہیں تورات کے نزول سے قبل اسرائیل (یعقوب) نے خود اپنے اوپر حرام کر لیا تھا۔ آپ ان یہود سے کہیے کہ تم اگر اپنے دعوے میں سچے ہو تو تورات لاؤ اور اس میں سے وہ عبارت پڑھو۔"

(آل عمران 3-93)

اسکے علاوہ یہ مضمون (النساء 160:4) میں مذکور ہے۔ ان سب آیات پہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل میں ان پہ بھی صرف وہی اشیاء حرام تھیں جو کہ امت محمدیہ پہ حرام ہیں۔ پھر کچھ اشیاء حضرت یعقوب کی وجہ سے حرام سمجھ لی گئیں۔ اس کیلئے یہ سم والے جانور اور چربی وغیرہ بطور سزا حضرت موسیٰؑ سے کافی بعد کے زمانہ میں حرام کئے گئے۔ نزول قرآن کے وقت تک تورات میں ایسی اشیاء کا ذکر تک بھی نہ تھا اور یہ اضافے بعد میں ہوئے۔

فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ

پھر اگر یہ یہود آپ کو جھٹلائیں تو ان سے کہئے کہ: تمہارے رب کی رحمت بہت وسیع ہے[1] ورنہ مجرموں

بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿١٤٧﴾ سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا

سے اس کا عذاب ٹالا نہیں جا سکتا○ یہ مشرک (جواباً) یہ کہدیں گے کہ:

لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ۭ

"اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے آباؤ و اجداد، نہ ہی ہم کسی چیز کو حرام ٹھہراتے"[2]۔

كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا ۭ

اسی طرح ان لوگوں نے بھی جھٹلایا تھا جو ان سے پہلے تھے حتیٰ کہ انہوں نے ہمارے عذاب کا ذائقہ چکھ لیا

قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ۭ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ

آپ ان سے کہئے کہ: اگر تمہارے پاس کوئی علم کی بات ہے تو لاؤ ہمیں دکھاؤ" تم محض ظن کے

اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ﴿١٤٨﴾ قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ

پیچھے پڑے ہوئے ہو اور محض بے دلیل باتیں کرتے ہو○ آپ کہہ دیجئے (تمہارے مقابلہ میں) اللہ کی حجت کامل

فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿١٤٩﴾ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ

ہے لہٰذا اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت دے دیتا○ آپ (ان سے) کہئے: اپنے وہ گواہ تو لاؤ

الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا

جو یہ گواہی دیں کہ اللہ نے فی الواقع ان چیزوں کو حرام کیا ہے[3] پھر اگر وہ گواہی دے بھی دیں

فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

تو آپ ان کے ساتھ گواہی نہ دینا، نہ ہی ان لوگوں کی خواہشات کے پیچھے لگنا جو ہماری آیتوں کو

بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ

جھٹلاتے ہیں اور جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور دوسروں کو اپنے رب کا

يَعْدِلُوْنَ ﴿١٥٠﴾ ع قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا

ع ۱۸ ۶ ۵

ہمسر بناتے ہیں○ ان سے کہئے: "آؤ میں تمہیں پڑھ کر سناؤں کہ تمہارے رب نے تم پر کیا کچھ حرام کیا ہے[4]

تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـــًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا

(اور وہ یہ باتیں ہیں) کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ[5] اور والدین سے اچھا سلوک کرو،[6] اور مفلسی کے

اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا

ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو[7] (کیونکہ) ہم ہی تمہیں رزق دیتے ہیں تو ان کو بھی ضرور دیں گے، اور بے حیائی

الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ

کی باتوں کے قریب بھی نہ جاؤ،[8] خواہ یہ کھلی ہوں یا چھپی ہوں، اور جس جان کے قتل کو اللہ نے حرام

حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿١٥١﴾

کیا ہے اسے قتل نہ کرو الا یہ کہ حق کے ساتھ ہو ان باتوں کا اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے شاید کہ تم سمجھو○

1-کہ اب تک تم اس کے عذاب سے بچے ہوئے ہو۔ ورنہ تم عذاب کی لپیٹ میں آچکے ہوتے۔

2-انسان کی یہ عادت رہی ہے کہ وہ اپنے قصور کا اعتراف کرنے کی بجائے اس کا الزام کسی اور پہ تھوپنے کی کوشش کرتا ہے۔ معقول ترین عذر اسے مشیت الٰہی پہ الزام دینا نظر آتا ہے کہ اگر اللہ یوں نہ چاہتا تو یوں نہ ہوتا۔ یہ کٹ حجتی صرف یہود ہی نہیں ان سے پہلے والے لوگ بھی کرتے تھے۔ جیسا کہ اس آیت میں ذکر ہے۔ آج بھی دہریے، عقل پرست اور ملحد قسم کے لوگ کٹ حجتی کے طور پر ایسے دلائل پیش کرتے ہیں۔ مگر اس وقت وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ مشیت الٰہی اور رضائے الٰہی میں فرق ہے۔ مشیت الٰہی تو یہی تھی کہ انسان کو اختیار دیا جاتا اور پھر دیکھا جاتا کہ وہ اپنے اختیار کو کس طرح استعمال کرتا ہے اور اس سارے امتحان کے دوران "جبر" یا زبردستی کا اللہ کی جانب سے کچھ دخل نہ ہوتا۔ تاہم اس کی رضا یہی ہے کہ لوگ صراط مستقیم پہ رہیں۔

لطف کی بات یہ ہے کہ یہی لوگ جو مشیت الٰہی کو بطور ڈھال استعمال کرنے کی کوشش کرتے ہیں جب انکے اپنے حقوق تلف ہو رہے ہوں تو اس عذر کو کبھی بھی تسلیم نہیں کرتے۔ مثلاً کوئی شخص انکو اچھی طرح سے زدوکوب کرے اور بعد میں عدالت میں یہ عذر کرے کہ یہ مشیت الٰہی تھی تو اسکو تسلیم نہیں کرتے بلکہ اس وقت انہیں وہ اختیار یاد آتا ہے جو کہ مذکورہ جرم کرتے ہوئے مجرم کے پاس تھا۔ جس کی بناء پہ وہ اسے سزا دلوانے کی کوشش کرتے ہیں۔

3-کیونکہ ان کے پاس ایسا کوئی گواہ ہے ہی نہیں۔ اگر کوئی ڈھٹائی سے جھوٹی گواہی دے تو آپ اسے تسلیم نہ فرمائیں۔

4-تمہارے پاس تو اپنی ان خرافات کی کوئی دلیل نہیں نہ کسی آسمانی کتاب سے اور نہ ہی کوئی عقلی دلیل ہے۔ تو آؤ میں تمہیں آسمانی کتاب سے پڑھ کر بتاتا ہوں کہ کیا حرام ہے اور کیا حلال۔

5-سب سے بڑا ظلم اور سب سے بڑا گناہ بلاشبہ شرک ہے اور شرک دوسری تمام خباثتوں کی راہ کھولتا ہے۔ شرک کی تین بڑی اقسام ہیں۔

(ا)۔ شرک فی الذات۔

(ب)۔ شرک فی الصفات۔

(ج)۔ شرک فی العبادات۔ یہود اور مشرکین ان تینوں قسموں کے شرک میں مبتلا تھے۔

6-یہاں پہ اور دیگر متعدد مقامات پہ اللہ تعالیٰ نے شرک کے فوراً بعد والدین کے ساتھ حسن سلوک کا ذکر فرمایا ہے۔ اسباب کی دنیا میں والدین ہی بچے کی غذائی، تربیتی، جسمانی اور ہر طرح کی ضروریات کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ اس سے والدین کے ساتھ حسن سلوک کی اہمیت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

7-معاشی تنگ دستی کے خوف سے اولاد کو قتل کرنا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رزاقیت پہ براہ راست حملہ ہے۔

8-یہ نہیں فرمایا کہ بے حیائی نہ کرو بلکہ یہ فرمایا ہے کہ بے حیائی کے قریب بھی نہ جاؤ۔

وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ

نیز یہ کہ یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ مگر ایسے طریقہ سے جو (اس کے حق میں) بہتر ہو حتیٰ کہ

يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ۖ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ ۖ لَا نُكَلِّفُ

وہ عقل کی پختگی کو (پہنچ جائے) اور یہ کہ ماپ تول انصاف کے ساتھ پورا پورا دو، ہم کسی کو اس کے مقدور

نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۖ وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۖ

سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے، اور جب کچھ کہو تو انصاف سے کہو، خواہ بات تمہارے کسی قریبی سے متعلق ہو،

وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿١٥٢﴾

اور یہ کہ اللہ کے عہد کو پورا کرو یہ باتیں ہیں جن کا اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے شاید کہ تم نصیحت قبول کرو○

وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ

اور یہ کہ یہی میری سیدھی راہ ہے لہٰذا اسی پر چلتے جاؤ اور دوسری راہوں کے پیچھے نہ جاؤ۔

فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٥٣﴾

ورنہ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گے اللہ نے تمہیں انہی باتوں کا حکم دیا ہے شاید کہ تم بچ جاؤ○

ثُمَّ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ تَمَامًا عَلَى الَّذِي أَحْسَنَ وَتَفْصِيلًا

پھر ہم نے موسیٰ کو کتاب دی جو (نیک روش اختیار کرنے والے کے لئے) مکمل تھی اور اس میں ہر

لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لَعَلَّهُمْ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ﴿١٥٤﴾

بات کی تفصیل بھی تھی اور یہ کتاب ہدایت اور رحمت تھی تاکہ لوگ اپنے رب سے ملاقات پر ایمان لائیں○

وَهَٰذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ

اور یہ کتاب (قرآن) جو ہم نے نازل کی ہے بڑی بابرکت ہے لہٰذا اس کی اتباع کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو شاید

تُرْحَمُونَ ﴿١٥٥﴾ أَنْ تَقُولُوا إِنَّمَا أُنْزِلَ الْكِتَابُ عَلَىٰ طَائِفَتَيْنِ

کہ تم پر رحم کیا جائے○ نیز اس لئے کہ تم نہ کہہ سکو کہ کتاب تو ہم سے پہلے کے دو گروہوں

مِنْ قَبْلِنَا وَإِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغَافِلِينَ ﴿١٥٦﴾ أَوْ تَقُولُوا

(یہود و نصاریٰ) پر ہی اتاری گئی تھی اور ہم تو ان کے پڑھنے پڑھانے سے بے خبر رہے○ یا یہ کہنے لگو کہ:

لَوْ أَنَّا أُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتَابُ لَكُنَّا أَهْدَىٰ مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ

اگر کتاب ہم پر اتاری جاتی تو ہم یقیناً ان سے زیادہ ہدایت یافتہ ہوتے تو اب

جَاءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ أَظْلَمُ

تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک واضح دلیل، ہدایت اور رحمت آچکی ہے پھر اس شخص سے

مِمَّنْ كَذَّبَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ۗ سَنَجْزِي الَّذِينَ

بڑھ کر کون ظالم ہو گا جو اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلائے اور ان سے کنی کترائے اور جو لوگ ہماری آیات

يَصْدِفُونَ عَنْ آيَاتِنَا سُوءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يَصْدِفُونَ ﴿١٥٧﴾

سے کنی کتراتے ہیں انہیں ہم ان کے اس عمل کی بہت بری سزا دیں گے○

1-یتیم کے ولی کو یتیم کا مال اس انداز میں ہی خرچ کرنا چاہیے جس سے اسکی بہتری ہو نہ کہ اپنا ذاتی مفاد ہو۔ یتیم کا تنگ دست ولی اپنے گزارا کیلئے کچھ لے سکتا ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں (النساء 4:10-2)

2-ماپ تول میں ہیرا پھیری اتنا بڑا جرم ہے کہ اسکی بازپرس میں حضرت شعیبؑ کی قوم تباہ ہوئی۔

3-یہ احکام جو ہم جاری کر رہے ہیں یہ ایسے نہیں ہیں جو کہ انسانی استطاعت سے باہر ہوں۔ اگر ایسا ہوتا تو ہم یہ حکم جاری ہی نہ کرتے۔ ہم ہی پیدا کرنیوالے ہیں اور ہم تمہاری استعداد کو بخوبی سمجھتے ہیں۔

4-جب بات کرو تو حق کی بات کرو چاہے اس کی زد میں تمہارے قریبی رشتہ داروں پہ پڑتی ہو یا جب کوئی قول و قرار کرو تو اسکو پورا کرو۔

5-مثلاً جو منت کی صورت میں کیا جائے یا جو عہد اسلام قبول کرکے ہم نے اسلامی ضابطہ حیات کو نافذ کرنے کا کیا ہے یا عہد الست جو کہ پیدائش سے پہلے عالم ارواح میں لیا گیا تھا۔

6-ایسے وہ رستہ" کیلئے اللہ نے مفرد صیغہ استعمال کیا ہے کہ وہ صرف ایک ہی ہے۔ ایک سے زیادہ نہیں جبکہ باطل کے وہ رستے" کہا گیا ہے یعنی وہ بے شمار ہیں۔

7-آخرت اور آخرت میں اللہ کے حضور جوابدہی کا تصور ہی انسان کو صراط مستقیم پہ رکھ سکتا ہے۔ آخرت پہ ایمان نہ ہو تو انسان کا صراط مستقیم پہ رہنا ناممکن ہے۔

8-قرآن مجید' اس کی برکات تورات سے بھی زیادہ ہیں۔ صرف بنی اسرائیل کیلئے نہیں بلکہ تمام کائنات کیلئے ہے۔ قیامت تک کیلئے ہے۔ اب اس کی اتباع موجب رحمت ہے۔

9-اور وہ انہی کی لسان میں تھی جو ہم نہیں جانتے تھے۔ عربی میں قرآن نازل کرکے ہم نے وہ حجت بھی ختم کردی۔

10-دوسری وجہ مسابقہ کا جذبہ ہو سکتا ہے۔ تم یہ کہہ سکتے تھے اگر ہمارے ہاں کتاب نازل ہوئی تو ہم ان سے بڑھ چڑھ کر اس پہ عمل کرتے۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ

کیا یہ اسی بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا خود آپ کا رب آئے یا اس کی

بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ۭ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا

کوئی نشانی (معجزہ) آئے؟ جس دن کوئی ایسا معجزہ آگیا تو اس وقت کسی کا ایمان لانا اسے کچھ فائدہ

اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ۭ قُلِ

نہ دے گا جو اس سے پیشتر ایمان نہ لایا ہو یا اپنے ایمان کی حالت میں نیکی کے کام نہ کئے ہوں کہہ دیجئے:

انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا

تم بھی انتظار کرو، ہم بھی انتظار کرتے ہیں○[1] جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور کئی فرقے بن گئے،[2]

لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ۭ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا

ان سے آپ کو کچھ سروکار نہیں۔ ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے پھر وہ انہیں بتلا دے گا کہ وہ کن کاموں

يَفْعَلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ مَنْ جَاۗءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَاۗءَ

میں مصروف تھے○ جو کوئی اللہ کے ہاں نیکی لے کر آئے گا اسے اس کا دس گنا ثواب ملے گا اور جو برائی

بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ قُلْ اِنَّنِيْ

لائے گا اسے اتنی ہی سزا دی جائے گی جتنی اس نے برائی کی تھی اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا○[3] کہہ دیں کہ

هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ڬ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ

بلاشبہ میرے رب نے مجھے سیدھی راہ دکھلا دی ہے یہی وہ مستحکم دین ہے جو ابراہیم حنیف کا دستور العمل[4]

حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَ

تھا اور وہ مشرکوں سے نہ تھے○ آپ ان سے کہئے کہ: میری نماز، میری قربانی، میری

مَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ

زندگی اور میری موت، سب کچھ اللہ رب العالمین کے لئے ہے○ جس کا کوئی شریک نہیں مجھے اسی بات کا حکم ملا

وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۶۳﴾ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۭ

ہے اور میں اولین فرمانبردار ہوں○[5] کہیں: کیا میں اللہ کے علاوہ دوسرا رب تلاش کروں حالانکہ وہ ہر چیز کا[6]

وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ ثُمَّ اِلٰى

رب ہے اور جو کوئی برا کام کرے گا تو اس کا بار اسی پر ہو گا۔ کوئی شخص کسی کا بوجھ نہ اٹھائے گا پھر تمہیں

رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ وَهُوَ الَّذِيْ

اپنے رب کے ہاں لوٹنا ہے اور جن باتوں میں تم اختلاف کرتے ہو وہ تمہیں بتلا دے گا○ وہی تو ہے

جَعَلَكُمْ خَلٰۗئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ

جس نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا اور ایک کے دوسرے پر درجے بلند کئے تاکہ وہ تمہیں آزمائے اس میں جو[7]

فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ڮ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۶۵﴾ ع

اس نے تمہیں دیا ہے بلاشبہ آپ کا رب سزا دینے میں دیر نہیں لگاتا اور وہ یقیناً بخشنے والا مہربان ہے○

1- ہر قسم کے عقلی دلائل انہیں پیش کئے جا چکے ہیں۔ خود نبی کی ذات شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ پھر یہ قرآن سب معجزوں سے بڑا معجزہ۔ (Miracle of Miracles) ہے۔ اب یہ کس چیز کا انتظار کر رہے ہیں کہ ایمان لاتے۔ کیا یہ انتظار کر رہے ہیں ان میں سے ہر ایک کے پاس فرشتہ روح قبض کرنے آئے یا رب بنفس نفیس آئے حالانکہ کوئی انسان بشمول انبیاء دنیا میں دیدار الٰہی کا متحمل ہی نہیں ہو سکتا۔

پھر اس طرح کے بڑے معجزے جن سے انسان کو ماننے کے بغیر چارہ ہی نہ رہ جائے دیکھنے کے بعد ایمان لانا کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔ مفسرین کہتے ہیں کہ یہاں مغرب سے سورج طلوع ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"جب تک سورج مغرب سے نہ طلوع ہو قیامت قائم نہ ہو گی۔ پھر جب لوگ سورج کو مغرب سے نکلتا ہوا دیکھ لیں گے تو سب کے سب ایمان لے آئیں گے۔ مگر اس وقت کا ایمان لانا کچھ فائدہ نہ دے گا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔"

(بخاری)

2- یہ آیت عام ہے تاہم بعض مفسرین نے اس سے یہود و نصاریٰ مراد لئے ہیں۔

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

"یہود و نصاریٰ اکہتر یا بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔ میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ ان میں سے صرف ایک فرقہ جنتی ہو گا باقی سب جہنمی ہوں گے۔ صحابہ نے پوچھا کہ وہ نجات پانے والا فرقہ کونسا ہو گا؟ فرمایا کہ جو اس راہ پہ چلے گا جس پہ میں اور میرے صحابہ ہیں۔"

(ترمذی)

3- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور اسکا فرمانا حق ہے کہ جب میرا بندہ نیکی کا ارادہ کرے تو (اے فرشتو) اسکی ایک نیکی لکھ لو۔ پھر اگر وہ کر چکے تو اس کی دس نیکیاں لکھ لو۔ اگر وہ برائی کا ارادہ کرے تو کچھ نہ لکھو اگر کر چکے تو ایک ہی برائی لکھو اور اگر نہ کرے تو اس کیلئے بھی ایک نیکی لکھو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔"

(ترمذی)

یہ نیکی کا کم از کم اجر ہے ورنہ کئی نیکیوں کا اجر کئی سو گناہ بلکہ بے حساب ملے گا۔

4- ملت ابراہیم اس لئے کہا کہ یہود، نصاریٰ اور مشرکین سب ہی انہیں اپنا پیشوا مانتے تھے۔

5- یہی نبی کو حکم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے خود اپنی نبوت پہ ایمان لائے۔

6- کائنات تو عملی طور پہ اللہ کے قانون کو تسلیم کئے ہوئے ہے اور میں بھی اضطراری طور پہ اللہ کی مشیت کا پابند ہوں تو مجھے جتنا اختیار دیا گیا ہے اس کیلئے کوئی اور رب ڈھونڈوں؟

7- یا دوسرا معنی یہ ہو سکتا ہے کہ ایک دوسرے کے بعد آنیوالا بنایا۔

سُورَةُ الْأَعْرَافِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَتَانِ وَسِتُّ آيَاتٍ وَأَرْبَعٌ وَعِشْرُونَ رُكُوعًا

آیات ۲۰۶ (۷) سورہ اعراف مکی ہے (۳۹) رکوع ۲۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

الٓمّٓصٓ ① كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ

المص○ یہ کتاب[1] آپ کی طرف نازل کی گئی[2]، اس (کی تبلیغ) سے آپ کے دل میں گھٹن نہ ہونی چاہئے تاکہ

مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ② اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ

آپ اس کے ذریعے ڈرائیں اور یہ مومنین کے لئے ذکر ہے○ (لوگو) جو کچھ تمہاری طرف تمہارے

اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۗ قَلِيْلًا مَّا

رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اسی کی اتباع کرو اس کے علاوہ دوسرے سرپرستوں[3] کی اتباع نہ کرو تھوڑی ہی

تَذَكَّرُوْنَ ③ وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا

تم نصیحت مانتے ہو○ کتنی ہی بستیاں ہیں جنہیں ہم نے ہلاک کر دیا ہمارا عذاب ان پر رات کے وقت آیا

اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ④ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ

یا جب وہ دوپہر کو سو رہے تھے[4]○ پھر جب ان پر ہمارا عذاب آگیا تو اس وقت ان کی پکار یہی

قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ⑤ فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ

تھی کہ: "بلاشبہ ہم ظالم تھے[5]○ جن کی طرف ہم نے رسول بھیجے ہم ان سے بھی ضرور سوال کریں گے

وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ⑥ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا

اور رسولوں سے بھی ضرور پوچھیں گے○ پھر ہم اپنے علم سے پوری حقیقت ان پر بیان کر دیں گے آخر ہم

غَآئِبِيْنَ ⑦ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ِۨالْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ

غائب تو نہیں تھے○ اس دن انصاف کے ساتھ اعمال کا وزن کیا جائے گا[6] جن کے پلڑے بھاری نکلے

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ⑧ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ

وہی فلاح پائیں گے○ اور جن کے پلڑے ہلکے ہوئے تو یہی لوگ ہیں

الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ⑨ وَلَقَدْ

جنہوں نے اپنے آپ کو خسارہ میں ڈالا کیونکہ وہ ہماری آیتوں سے ناانصافی کیا کرتے تھے○ اور یقیناً

مَكَّنّٰكُمْ فِى الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ۗ قَلِيْلًا مَّا

ہم نے تمہیں زمین میں اختیار دیا اور تمہارے لئے اس میں متاع حیات بنایا مگر تم لوگ کم ہی شکر

تَشْكُرُوْنَ ⑩ وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ

ادا کرتے ہو○ ہم نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہاری صورت بنائی[7] پھر ہم نے فرشتوں سے کہا

اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ⑪

کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس[8] کے سوا سب نے سجدہ کیا وہ سجدہ کرنے والوں میں (شامل) نہ تھا○

1-یہ سورت سورۃ الانعام سے قبل مکہ میں نازل ہوئی۔ آیت نمبر163 تا آیت نمبر171 آٹھ آیات مدنی ہیں۔ اس سورت میں جنت اور جہنم کے درمیان ایک مقام اعراف کا ذکر آیا ہے اسی لئے اس کا نام اعراف ہے۔ یہ حروف مقطعات ہیں۔ موجودہ دور میں اسکا درست مفہوم متعین کرنا مشکل ہے۔ راجح قول کے مطابق یہ عرب ادباء کو چیلنج ہے کہ اگر تمہیں قرآن کے بارے میں شک ہے تو یہ انہی حروف سے مرکب ہے۔ تم بھی اس جیسا کلام بنالاؤ۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھیں (البقرہ 1:2)

2-یہاں کتاب سے مراد سورۃ الاعراف ہی ہے۔ قرآن میں جب کبھی کسی سورت کی ابتداء میں کتاب کالفظ آتا ہے تو اسکا معنی وہی سورت ہوتا ہے۔

3-اولیاء سے مراد سرپرست اور قائدین ہیں۔ غیر مسلم قائدین اور نظاموں سے مسلمانوں کو کسی طرح کے قواعد و احکام اسلام میں درآمد کرنے ضرورت نہیں کہ زہد و رہبانیت کیلئے مسلمان ہندی اور یونانی فلسفہ کے محتاج ہوں یا سیاسی نظام کیلئے مغربی جمہوریت کو اسلام میں گھسیڑنے کی کوشش کریں۔

4- قال کا ایک معنی دوپہر کو آرام کرنا ہے قیلولہ اسی استراحت کو کہتے ہیں یعنی عذاب اس وقت آپکڑتا ہے جبکہ وہ مزے کی نیند اڑا رہے ہوتے ہیں۔

5-مگر اس وقت کا اعتراف گناہ تو کسی طرح سے فائدہ مند نہیں ہوسکتا۔

6-دنیا میں بے شمار ایسے مجرم گزرے ہیں جو کہ بے حد ظلم و ستم کرتے رہے مگر دنیا سے اپنے جرم کی سزا پائے بغیر ہی رخصت ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ کی صفت عدل کا تقاضا ہے کہ ان مجرموں کو ضرور سزا ملے۔ اسکے لئے دوسری زندگی ضروری ہے۔ اس سے ایک اور بات مستنبط ہوتی ہے کہ عدل و انصاف کے تقاضے پورے کرنے کیلئے قاضی محض اپنے علم کی بناء پر فیصلہ نہیں دے سکتا بلکہ اس کیلئے شہادتوں کا نصاب پورا کرنا ضروری ہے۔

7-اس سے مراد ارواح بنی نوع انسان ہیں جنہیں اس وقت اس قسم کی شکل و صورت عطا کی گئی تھی جیسے کہ انکے دنیا میں اجسام یا ابوالبشر حضرت آدمؑ ہیں جنہیں انسانوں کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔

8-ابلیس فرشتوں سے نہیں بلکہ جنوں سے تھا جبکہ آسمان میں فرشتوں کے ساتھ عبادت میں شامل رہنے کی وجہ سے وہ بھی اس حکم میں شامل تھا جو فرشتوں کو دیا گیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

" (ایک دفعہ) آدم اور موسیٰ میں ملاقات ہوئی تو موسیٰ آدم سے کہنے لگے۔ " تم ہی تو ہو جنہوں نے سب لوگوں کو مصیبت میں ڈالا اور جنت سے نکلوایا۔" آدم نے جواب دیا" "تم وہ موسیٰ ہو جسے اللہ نے اپنی رسالت کیلئے چنا اور خاص کر اپنی ذات کیلئے برگزیدہ کیا اور تم پر تورات نازل فرمائی۔" موسیٰ نے فرمایا۔ "ہاں!" تب آدم نے فرمایا۔ "کیا تم نے تورات میں یہ نہیں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر امر میری تقدیر میں میری پیدائش سے بھی پہلے لکھ دیا تھا؟" موسیٰؑ نے جواب دیا۔ "ہاں!" (یہ بات تورات میں موجود ہے۔) پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس طرح آدمؑ موسیٰؑ پر دلیل میں غالب آئے۔"

(بخاری)

قَالَ مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ ۖ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي

اللہ نے پوچھا: "میں نے تجھے سجدہ کرنے کا حکم دیا پھر کس نے تمہیں روکا" کہنے لگا: "میں آدم سے بہتر ہوں

مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ ﴿١٢﴾ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ

کیونکہ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی سے"○ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نیچے اتر یہاں سے، تیرا حق نہ تھا

أَن تَتَكَبَّرَ فِيهَا فَاخْرُجْ إِنَّكَ مِنَ الصَّاغِرِينَ ﴿١٣﴾ قَالَ أَنظِرْنِي

کہ تو یہاں تکبر کرتا لہٰذا نکل جا تو ذلیل لوگوں سے ہے○ ابلیس کہنے لگا: "اچھا پھر مجھے یوم حشر

إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿١٤﴾ قَالَ إِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ ﴿١٥﴾ قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي

تک مہلت دے"○ فرمایا: تمہیں یہ مہلت دی جاتی ہے○ کہنے لگا: "تو نے مجھے گمراہی میں مبتلا کیا ہے

لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ﴿١٦﴾ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُم مِّن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ

لہٰذا اب میں بھی تیری صراط مستقیم پر ان (کو گمراہ کرنے) کے لئے بیٹھوں گا○ پھر انسانوں کو آگے سے،

وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَن شَمَائِلِهِمْ ۖ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ

پیچھے سے، دائیں سے، بائیں سے غرض ہر طرف سے گھیر لوں گا اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار

شَاكِرِينَ ﴿١٧﴾ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُومًا مَّدْحُورًا ۖ لَّمَن تَبِعَكَ مِنْهُمْ

نہ پائے گا○ فرمایا: "یہاں سے نکل جا تو ٹھکرایا ہوا اور رسوا شدہ ہے انسانوں سے جو بھی تیری اتباع کرے گا

لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿١٨﴾ وَيَا آدَمُ اسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ

تیرے سمیت ان سب سے جہنم کو بھر دوں گا"○ اور اے آدم! تو اور تیری بیوی دونوں اس

الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا

جنت میں رہو اور جہاں سے جی چاہے کھاؤ، مگر اس درخت کے قریب بھی نہ جانا ورنہ ظالموں سے

مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿١٩﴾ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ

ہو جاؤ گے"○ پھر شیطان نے ان دونوں کو بہکایا تاکہ ان کی شرمگاہیں جو ایک دوسرے سے چھپائی گئی تھیں،

عَنْهُمَا مِن سَوْآتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَٰذِهِ الشَّجَرَةِ

انہیں ان کے سامنے کھول دے اور کہنے لگا: "تمہیں تمہارے رب نے اس درخت سے صرف اس لئے روکا

إِلَّا أَن تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ ﴿٢٠﴾ وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي

کہ کہیں تم فرشتے نہ بن جاؤ یا تم ہمیشہ یہاں رہنے والے نہ بن جاؤ"○ پھر ان کے سامنے قسم کھائی کہ "میں

لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ ﴿٢١﴾ فَدَلَّاهُمَا بِغُرُورٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا

تمہارا خیر خواہ ہوں"○ چنانچہ انہیں دھوکے سے مائل کر لیا پھر جب انہوں نے اس درخت کو چکھ لیا تو ان کی

سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ الْجَنَّةِ ۖ وَنَادَاهُمَا رَبُّهُمَا أَلَمْ

شرمگاہیں ظاہر ہو گئیں اور وہ جنت کے پتے ان پر چپکانے لگے اور ان کے رب نے انہیں پکارا: "کیا

أَنْهَكُمَا عَن تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَأَقُل لَّكُمَا إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٢٢﴾

میں نے تمہیں اس درخت سے روکا نہ تھا اور یہ نہ کہا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے؟"○

1- ابلیس نے یہ قیاس کیا کہ مٹی سے آگ بہتر ہے کیونکہ آگ اوپر کو اٹھتی ہے جبکہ مٹی نیچے کو گرتی ہے۔ اسکا جواب "عذر گناہ بدتر از گناہ" کا آئینہ دار ہے۔ حکم الٰہی کے مقابلے میں اس نے قیاس سے کام لیا جبکہ یہ قیاس بھی فاسد تھا کہ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور پھر اس میں روح پھونکی تو اسکا شرف کیا کم ہو گا؟ پھر یہ ثابت بھی ہو گیا کہ یہ مٹی سے بننے والا آدم آگ کی مخلوق ابلیس سے بہتر ہے۔ ابلیس نے غلطی کی تو اکڑ گیا۔ آدم نے غلطی کی تو معافی مانگ لی۔

2- یہ واقعات محض وقت گزاری کیلئے بیان نہیں ہوئے بلکہ ان میں بنی نوع انسان کیلئے عبرت آموز سبق اور حکمت کے موتی ہیں۔ غلطی کرنے کے بعد اگر ابلیس نہ اکڑتا یا توبہ کرتا اور معافی مانگ لیتا تو اس طرح ہمیشہ کیلئے اسے پھٹکار اور لعنت نہ ملتی۔

3- تو اللہ تعالیٰ نے یہ مہلت دے دی یعنی انسان کو ورغلانے اور بہکانے کا اختیار دے دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق ہے۔ اسکی مکمل حکمت سمجھنا تو ہمارے بس سے باہر ہے تاہم حکمت یہ نظر آتی ہے کہ اس سے انسان کی آزمائش کرے۔

4- مزید ابلیس نے یہ جرم کیا کہ اپنی نافرمانی اور گناہ کا الزام اللہ رب العزت والجلال پر لگا دیا گویا شیطان نے بھی' عقل پرستوں اور ملحدوں کی طرح یہ کہہ دیا کہ اگر اللہ یہ نہ چاہتا تو ایسا نہ ہوتا۔ گویا ان لوگوں نے یہ گر اپنے سرغنے ابلیس ہی سے سیکھا ہوا ہے۔ اور اس بدبخت ابلیس کو اپنی غلطی نظر نہ آئی جس پر ندامت محسوس کرتا۔ اے اللہ ہمیں ہر قسم کی غلطیوں اور گمراہیوں سے محفوظ رکھ ہم تیری پناہ چاہتے ہیں۔

5- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"آگے" سے مراد آخرت کے بارے میں شک ڈالنا ہے۔ "پیچھے" سے مراد انہیں دنیا پہ فریفتہ کرنا ہے۔ "دائیں" سے مراد یہ ہے کہ دین کے بارے میں شکوک پیدا کرے اور "بائیں" سے مراد گناہوں کو مرغوب بنانا ہے یا اس سے یہ مراد ہے کہ کسی طرح بھی انہیں اکیلا نہیں چھوڑوں گا بلکہ بہکاتا ہی رہوں گا۔ چنانچہ فی الواقع ابلیس نے اپنا یہ ظن سچا کر دکھایا۔ فرمان باری ہے۔

"بے شک ابلیس نے اپنا گمان سچ کر دکھایا۔ مومنین کی ایک جماعت کے علاوہ سب نے اسکی اتباع کی۔"

(سبا 20:34)

6- ابلیس کو جنت سے نکالنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم و حوا کو جنت میں بسایا اور آزمائش کیلئے انہیں ایک درخت کے قریب جانے سے روک دیا۔

7- شیطان کبھی ایسے گمراہ نہیں کرتا کہ براہ راست گمراہی کی ترغیب دے بلکہ سبز باغ دکھلا کر گمراہ کرتا ہے۔

8- اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم اور حوا فوری طور پر شیطان کے بھرے میں نہیں آئے بلکہ شیطان کچھ عرصہ مسلسل بہکاتا رہا۔

9- اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ستر چھپانا انسانی فطرت میں ہے اس سے ان "محققین" کی تردید ہوتی ہے جو کہتے ہیں کہ انسان ابتداء میں ننگا رہتا تھا اور یہ وہی لوگ ہیں جو کہ انسان کو جانوروں کی اولاد قرار دیتے ہیں۔ ان "محققین" کا سارا انحصار ظن و تخمین پہ ہے جبکہ وحی الٰہی یقینی علم عطا کرتی ہے۔

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ٚ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ

کہنے لگے: "ہمارے رب! ہم نے اپنے آپ پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں معاف نہ کرےگا اور رحم نہ کرےگا تو ہم یقیناً

الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي

نقصان اٹھائیں گے"O اللہ نے فرمایا[1]: "تم سب نکل جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن[2] ہو اب تمہارے لئے

الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۲۴﴾ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا

زمین میں جائے قرار اور ایک مدت تک متاع حیات ہے"O نیز فرمایا: "اسی میں تم زندگی بسر کروگے، اسی میں

تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ﴿۲۵﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا

مرو گے اور اسی سے (دوبارہ) نکالے جاؤ گے"O اے بنی آدم ہم نے تم پر لباس نازل کیا

يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ ذٰلِكَ مِنْ

جو تمہاری شرمگاہوں کو ڈھانکتا[3] ہے اور زینت بھی ہے۔ لباس تو تقویٰ کا ہی بہتر[4] ہے یہ اللہ کی نشانیوں میں

اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۲۶﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ

سے ایک نشانی ہے شاید لوگ سبق حاصل کریںO اے بنی آدم! ایسا نہ ہو کہ شیطان تمہیں فتنہ میں مبتلا کردے

كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ۭ

جیسا اس نے تمہارے والدین کو جنت سے نکلوایا ان سے ان کے لباس اتروا دیئے تاکہ ان کی شرمگاہیں انہیں

اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ

دکھلائے وہ اور اس کا قبیلہ تمہیں اسی جگہ سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھ سکتے ہم نے شیطانوں کو ان

اَوْلِيَاۗءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا

کا والی بنا دیا ہے جو ایمان نہیں[5] لاتےO اور جب وہ شرمناک کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں "ہم نے اپنے

عَلَيْهَآ اٰبَاۗءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ ۭ

آباء واجداد کو اسی طریقہ پر پایا ہے اور اللہ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے[6] کہہ دیجئے "اللہ کبھی بے حیائی کا حکم

اَتَقُوْلُوْنَ عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾ قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۣ

نہیں دیتا کیا تم اللہ کے ذمے ایسی باتیں لگاتے ہو جو تم جانتے نہیں"O کہہ دیجئے "میرے رب نے انصاف کا

وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ

حکم دیا ہے اور ہر مسجد میں نماز کے وقت اپنی توجہ اس کی طرف رکھو اور اس کی حاکمیت تسلیم کرتے ہوئے خالصۃً

لَهُ الدِّيْنَ ڛ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ﴿۲۹﴾ ۭ فَرِيْقًا هَدٰى وَ

اسی کو پکارو" جیسے اس نے تمہیں پہلے پیدا کیا ہے اس طرح پھر پیدا کئے جاؤ گےO ایک فریق کو اس نے

فَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ۭ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ

ہدایت کی اور دوسرے فریق پر گمراہی واجب ہو گئی کیونکہ انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں کو

اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۰﴾

اپنا سرپرست بنا لیا تھا پھر وہ یہ بھی سمجھ رہے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیںO

1-شیطان اور آدم کی سرشت کا فرق اس پورے واقعہ سے واضح ہو جاتا ہے۔

(ا)۔ ابلیس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی عمداً کی جبکہ آدمؑ سے بھول ہوئی۔

(ب)۔ ابلیس سے باز پرس ہوئی تو اس نے تکبر کیا اور آدم سے ہوئی تو انہوں نے اعتراف کیا اور اللہ کے حضور توبہ کی۔

(ج)۔ ابلیس نے اپنی نافرمانی اور گمراہی کا الزام اللہ کے ذمہ لگایا جبکہ آدم نے یہ اعتراف کیا کہ واقعی قصور ہمارا ہی تھا۔

(د)۔ ابلیس انہی جرائم کی وجہ سے بارگاہ الٰہی سے ہمیشہ کیلئے ملعون اور راندہ ہوا قرار دیا گیا اور آدم اپنی غلطی کے اعتراف اور توبہ کی وجہ سے معاف کئے گئے۔ مقرب بارگاہ الٰہی بن گئے اور انہیں نبوت بھی عطا ہوئی۔

اس سارے واقعہ کی مزید تفصیل کیلئے دیکھیں (البقرہ 2:30-38) اور (الحجر 15:26-42)

2-ابلیس کی آزمائش کا سبب چونکہ حضرت آدم بنے لہٰذا ابلیس آدم اور بنی آدم کا دشمن ٹھہرا۔ اولاد آدم کو جنت سے نکلوانے کا ظاہری سبب چونکہ ابلیس بنا لہٰذا بنی آدم ابلیس کے دشمن ٹھہرے۔

3-انسان کو فطری طور پہ شرم وحیاء کی جبلت ودیعت کی گئی ہے یا دوسری تمام اشیاء کی طرح لباس کے ذرائع ووسائل بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائے ہیں۔ لباس کے بنیادی طور پہ دو ہی مقاصد ہیں۔

(ا)۔ شرم گاہ یا ستر چھپانا۔

(ب)۔ زیب وزینت نیز سردی گرمی وغیرہ سے بچاؤ۔

4-لباس تقویٰ سے مراد تقویٰ کا رنگ ڈھنگ اختیار کرنا ہے۔ خاص طور پہ لباس میں درج ذیل خصوصیات ہونا چاہئیں۔

(ا)۔ لباس ساتر ہو ایسا نہ ہو کہ پہننے کے باوجود جسم کے پوشیدہ حصوں کے خدوخال نمایاں ہوں۔

(ب)۔ لباس مناسب ہو' متکبرانہ نہ ہو' زمین پہ گھسیٹ نہ رہا ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

"ٹخنوں سے نیچے جو بھی ہو وہ آگ میں ہو گا۔"

(بخاری)

(ج)۔ عورت مردوں کا لباس نہ پہنے اور مرد عورتوں کا نہ پہنے۔ غیر مسلم قوموں کے لباس کی نقالی نہ کی جائے۔ مرد ریشمی لباس نہ پہنیں۔

5-شیطان کا وار صرف انہی لوگوں پہ کارگر ہوتا ہے جو ایمان نہیں لاتے کیونکہ ایمان لانے والے ایک ایسی ذات کی پناہ میں آجاتے ہیں جو ان شیطانوں کو تو دیکھ رہا ہے مگر وہ شیطان اسے نہیں دیکھ سکتے۔ گویا معاملہ شیطان کے خلاف بالکل الٹ ہو جاتا ہے۔

6-مشرکین اور انکے اباء کعبہ کا ننگے ہو کر طواف کرتے اور سمجھتے کہ ہم فطری حالت میں طواف کر رہے ہیں۔ نیز جس لباس میں گناہ کے کام کئے ہوئے ہیں وہ اتار کر طواف کرتے ہیں۔ اسے تقدس کا رنگ دیا ہوا تھا کہ باپ دادا کا عمل ہے لہٰذا اللہ کا حکم ہی ہے۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا

اے بنی آدم! جب بھی کسی مسجد کو جاؤ تو آراستہ ہو کر جایا کرو[1] اور کھاؤ، پیو لیکن اسراف

تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ

ع ۳ / ۱۰

نہ کرو[2] کیونکہ اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا○ ان سے پوچھیے کہ "اللہ نے جو زینت اور کھانے کی

اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي

پاکیزہ چیزیں پیدا کی ہیں انہیں کس نے حرام کر دیا؟"[3] - آپ کہیے کہ یہ چیزیں دنیا کی زندگی میں ان لوگوں کے

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ

لئے ہیں جو ایمان لائے اور قیامت کے دن تو خالصۃً انہی کے لئے ہوں گی ہم اسی طرح اپنی آیات کو اہل علم

يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳۲﴾ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَ

کے لئے صاف بیان کرتے ہیں○ کہہ دیجئے "میرے رب کی حرام کردہ چیزیں یہ ہیں" بے حیائی ظاہر ہو یا

الْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا

خفیہ اور گناہ کے کام اور ناحق زیادتی اور یہ کہ تم اللہ کے شریک بناؤ جس کے لئے اس نے کوئی سند نہیں

وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَاۗءَ

اتاری اور تم اللہ کے ذمے ایسی باتیں لگاتے ہو جو تم نہیں جانتے"○ ہر گروہ کے لئے ایک مدت مقرر ہے، جب

اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۴﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا

وہ مدت پوری ہو جاتی ہے تو پھر ایک گھڑی بھر کی بھی تقدیم و تاخیر[4] نہیں ہو سکتی○ اے بنی آدم! اگر

يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ

تمہارے پاس تمہی سے رسول آئیں جو[5] تمہیں میری آیات سنائیں تو جو نافرمانی سے بچا اور اپنی اصلاح کر لی

فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

تو ان کے لئے نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمزدہ ہوں گے○ اور جن لوگوں نے ہماری آیات کو

وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۶﴾ فَمَنْ

جھٹلایا اور ان سے اکڑ بیٹھے تو ایسے ہی لوگ جہنمی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے○ بھلا اس شخص

اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ

سے بڑھ کر ظالم کون ہو سکتا ہے جو اللہ کے ذمے جھوٹ لگا دے[6] یا اس کی آیتوں کو جھٹلا دے ایسے لوگوں کو

يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُنَا

ان کا وہ حصہ تو (دنیا میں) ملے گا جو ان کے مقدر میں ہے۔ حتیٰ کہ جب ان کی روحیں قبض کرنے کے لئے

يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ

ہمارے فرشتے ان کے پاس آئیں گے تو پوچھیں گے: وہ کہاں ہیں جنہیں تم اللہ کے سوا پکارا کرتے تھے؟

قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿۳۷﴾

وہ جواب دیں گے: "ہمیں کچھ یاد نہیں پڑتا"[7] اس طرح وہ خود ہی اپنے خلاف گواہی دے دیں گے کہ وہ کافر تھے○

1- حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"تم میں سے کوئی ایک کپڑے میں اس طرح صلوٰۃ نہ پڑھے کہ اسکے کندھے پہ کچھ نہ ہو۔"

(بخاری)

عمر بن ابی سلمہ ؓ کہتے ہیں کہ

"آپ ﷺ نے (صرف) ایک کپڑے میں صلوٰۃ پڑھی آپ ﷺ نے اسکے دونوں کناروں کو مخالف سمتوں میں کندھوں پہ ڈال لیا تھا۔"

(بخاری)

ابو مسلم سعید بن یزید ازدی ؓ کہتے ہیں کہ۔

"میں نے انس بن مالک ؓ سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ اپنی جوتیوں سمیت صلوٰۃ پڑھ لیتے تھے۔ حضرت انس ؓ نے کہا' ہاں۔"

(بخاری)

صلوٰۃ کیلئے کپڑے پاک ہوں۔ کم از کم ایک کپڑے میں بھی صلوٰۃ ہو سکتی ہے بشرطیکہ وہ اتنا بڑا ہو کہ کندھوں سے لیکر پنڈلیوں تک جسم ڈھانپ سکتا ہو۔ سر پر کپڑا ہونا ضروری نہیں۔ عورت کیلئے چہرہ اور ہاتھ کے سوا سارا بدن ڈھانپنا ضروری ہے۔

2- اسراف یعنی ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا--- اگر یہ کھانے پینے میں ہو تو صحت کی تباہی اور مالی نقصان ہے۔ اگر پہننے میں ہو تو تکبر پیدا کرے گا جو خود بے شمار خرابیوں کی جڑ ہے۔

3- جیسے شرک اور بے حیائی کے کاموں کے بارے میں کہتے کہ اللہ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے۔ دیکھیں آیت نمبر 28-

4- مراد تاخیر ہے۔ تقدیم کا لفظ محاورتاً استعمال ہوا ہے۔ کیونکہ جب وقت آ گیا تو پھر تقدیم ہونا تو بے معنی ہے۔ ایسے محاورے اردو میں بھی بولے جاتے ہیں جیسے کوئی گاہک دکاندار سے کہتا ہے "قیمت میں کمی بیشی؟" حالانکہ مراد صرف کمی ہی ہوتی ہے۔

یہ وقت کب آتا ہے اس کا انحصار اس قوم یا گروہ کی جانب سے فساد فی الارض یا گناہوں کی رفتار پہ ہے۔

5- بنی آدم کو دنیا میں یونہی نہیں بھیجا گیا مگر اس کی ہدایت کا بندوبست بھی کر دیا گیا ہے۔ اور جو تقویٰ کی روش اختیار کرے گا اسے کچھ غم اور خوف نہ ہو گا کہ یہ جنت اسی کیلئے ہے۔

6- جھوٹے نبوت کے مدعی یا ایسا طرز عمل اختیار کرنیوالے۔ اپنی جانب سے بات اللہ کے نام لگانے والے ___ یہ سب دنیا میں رزق اور زندگی وغیرہ مقدر کے مطابق حاصل کریں گے مگر موت کے بعد انجام سے دوچار ہونگے۔

7- اس آیت سے اور دیگر کئی آیات اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ موت کے وارد ہوتے وقت مجرموں کو اپنے انجام کا پتہ چل جاتا ہے۔ فرشتوں کے سوالوں کا جواب بن نہیں پڑتا حتیٰ کہ خود اپنے خلاف گواہی دے دیں گے۔

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ تم مردوں کو دفن کرنا ہی چھوڑ دو گے تو میں اللہ سے دعا کرتا کہ تمہیں عذاب قبر سنائی دے۔"

(مسلم)

قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ

الله فرمائے گا: "تم بھی انہی جماعتوں میں[1] شامل ہو جاؤ جو تم سے پہلے جنوں اور انسانوں کی جماعتیں داخل جہنم

فِي النَّارِ ۭ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ۭ حَتّٰٓي اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا

ہو چکی ہیں جب کوئی جماعت (جہنم) داخل ہو گی[2] تو اپنی پیش رو جماعت پر لعنت کرے گی حتیٰ کہ سب

جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَاۗءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ

اس میں جمع ہو جائیں گی تو پچھلی جماعت پہلی کی متعلق کہے گی: "ہمارے رب! انہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا،

عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ڛ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾

لہٰذا ان کو آگ کا دگنا عذاب دے" الله فرمائے گا "تم سب کے لئے ہی دگنا ہے[3] لیکن تم نہیں سمجھتےO

وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ

اور پہلی جماعت پچھلی کے متعلق کہے گی "آخر تمہیں ہم پر کونسی برتری حاصل ہے؟

فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۳۹﴾ ع اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

لہٰذا تم بھی جو کچھ کرتے رہے ہو اس کے عذاب کا ذائقہ چکھو"O بلاشبہ جن لوگوں نے ہماری آیات کو

بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَاۗءِ وَلَا

جھٹلایا اور ان سے اکڑ بیٹھے ان کے لئے نہ تو آسمان کے دروازے کھولے جائیں گے[4] اور نہ ہی

يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰي يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ۭ وَكَذٰلِكَ

وہ جنت میں داخل ہو سکیں گے حتیٰ کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے[5] اور ہم ایسے ہی

نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ۭ

مجرموں کو سزا دیتے ہیںO ان کے لئے بچھونا بھی جہنم کا ہو گا اور اوپر سے اوڑھنا[6] بھی جہنم کا

وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اور ہم ظالموں کو ایسے ہی سزا دیتے ہیںO البتہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے،

لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ۡ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا

تو ہم ہر شخص کو اس کی طاقت کے مطابق ہی مکلف بناتے ہیں،[7] یہی لوگ اہل جنت ہیں، جس میں وہ ہمیشہ

خٰلِدُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ

رہا کریں گےO ان اہل جنت کے دلوں میں اگر کچھ کدورت[8] ہو گی تو ہم اسے نکال دیں گے ان کے نیچے

تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِھٰذَا ۣ وَمَا كُنَّا

نہریں جاری ہوں گی اور وہ کہیں گے: تعریف الله ہی کے لئے ہے جس نے ہمیں یہ (جنت کی) راہ دکھائی

لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَاۗءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۭ

اگر الله ہمیں ہدایت نہ دیتا تو ہم خود ہدایت نہ پا سکتے تھے۔[9] ہمارے رب کے رسول واقعی حق لے کر آئے تھے"

وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾

اس وقت ندا آئے گی: "تم اس جنت کے وارث بنائے گئے ہو ان اعمال کے بدلہ میں جو تم کرتے رہے"O

1- امم جمع ہے امت کی۔ یعنی جہنم میں بعد میں داخل ہونیوالے پہلے ہونیوالوں کے بارے میں یا اتباع کرنیوالے عوام اپنے سرداروں اور دینی قائدین کے بارے میں کہیں گے۔

2- پچھلے پہلے لوگوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمیں گمراہی کے رستہ پہ ڈالا جبکہ پہلے کہیں گے کہ تم اندھے تو نہ تھے۔ صاحب شعور تھے اس طرح ایک دوسرے کو طعنے، کوسنے اور لعنتیں کریں گے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (الاحزاب 67-68:33)

3- جہنم کا عذاب چونکہ دائمی ہوگا۔ ایک دور کے بعد دوسرا دور ہوگا۔ اس لئے اسے دگنا کہا ہے۔

4- ایسے لوگوں کی روح کو جب فرشتے آسمان کی جانب لیکر جاتے ہیں تو آسمان کا دروازہ ہی ان کیلئے نہیں کھولا جاتا اور انہیں وہیں سے پھینک دیا جاتا ہے اور سجین میں قید کر دیا جاتا ہے۔ کئی مفسرین نے اس سے مراد اعمال یا دعا لیا ہے۔ تینوں مفہوم درست ہو سکتے ہیں۔

5- یہ عربی کا محاورہ ہے جو کہ ناممکن العمل کام کیلئے بولا جاتا ہے۔ یعنی اہل کفر کا جنت میں داخلہ ممکن نہیں۔

6- غواش لفظ غاشیہ کی جمع ہے۔ جس کے معنی ڈھانپنے والی ہے۔

7- یہ جہاں ایک جانب الله تعالیٰ کی رحمت ہے وہیں دوسری جانب خالق کی حقانیت کی دلیل ہے۔ صرف خالق ہی صحیح اندازہ کر سکتا ہے کہ اسکی مخلوق کی استعداد کیا ہے۔ چنانچہ شریعت میں کوئی ایسا حکم نہیں دیا گیا جو کہ انسان کی استعداد سے زیادہ ہو۔

8- غور فرمایئے کہ اہل جہنم جو دنیا میں ظلم و زیادتی کے کاموں میں معاون تھے جہنم میں ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے۔ ہر کوئی اپنی گمراہی کا الزام دوسرے پہ تھوپنے کی کوشش کرے گا۔ (دیکھئے آیت نمبر 29-28) ایک دوسرے کو لعنتیں، کوسنے اور طعنے دیں گے۔ دوسری جانب اہل جنت کے دلوں میں اگر دنیاوی زندگی میں ایک دوسرے کے خلاف کچھ بغض بھی ہوگا تو وہ بھی صاف کر دیا جائے گا۔ ایک دوسرے کیلئے مخلصانہ اخوت کے جذبات ہونگے۔ حضرت علی ؓ فرماتے ہیں کہ مجھے امید ہے کہ میں طلحہ و زبیر ان لوگوں میں سے ہونگے جن کے بارے میں الله تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

﴿وَنَزَعْنَا مَافِيْ صُدُوْرِهِمْ مِنْ غِلٍ﴾

بعض مفسرین نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ چونکہ جنت میں سو درجے ہونگے۔ اس کے باوجود جنتی لوگ اپنے درجات پہ مطمئن ہونگے اور ایک دوسرے سے حسد نہ کریں گے۔

9- یہ اسلام کی اعلیٰ اخلاقی تعلیمات کا ایک نمونہ ہے۔ جو امت کے افراد میں بہترین خوشگوار روابط پیدا کرنے کا ضامن ہے۔ ایک طرف جنتی یہ کہہ رہے ہونگے کہ یہ ساری ہدایت الله تعالیٰ ہی کی مہربانی ہے۔ اس نے ہی ہماری ہدایت کیلئے رسول بھیجے۔ دوسری جانب الله تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمہارے نیک اعمال کی بنا پہ تمہیں جنت کا وارث بنایا جاتا ہے۔

وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا

اور اہل جنت اہل جہنم کو پکار کر پوچھیں گے کہ: "ہم نے تو ان وعدوں کو سچا پایا[1] ہے جو ہم سے ہمارے رب

رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ؕ قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ

نے کئے تھے کیا تم سے تمہارے رب نے جو وعدے کئے تھے تم نے بھی انہیں سچا پایا؟- کہیں گے ہاں!

مُؤَذِّنٌۢ بَیْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۴﴾ الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ

پھر ان کے درمیان ایک پکارنے والا پکارے گا کہ "ظالموں پر اللہ کی لعنت ہو○ جو لوگوں کو اللہ کی

عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ یَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۵﴾

راہ سے روکتے اور اس میں کجی پیدا کرنا چاہتے تھے اور آخرت کے منکر تھے"○

وَ بَیْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَ عَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ یَّعْرِفُوْنَ كُلًّۢا بِسِیْمٰىهُمْ ۚ

دونوں کے درمیان ایک اوٹ ہوگی اور اعراف[2] پر کچھ آدمی ہوں گے جو ہر ایک کو اس کی پیشانی سے پہچانتے

وَ نَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ ۫ لَمْ یَدْخُلُوْهَا وَ هُمْ یَطْمَعُوْنَ ﴿۴۶﴾

ہوں گے[3] وہ اہل جنت کو پکاریں گے کہ: "تم پر سلامتی ہو" یہ جنت میں داخل نہ ہوں گے البتہ اس کی امید رکھتے

وَ اِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا رَبَّنَا لَا

ہوں گے○ اور جب ان کی نگاہیں اہل جہنم کی طرف پھیری جائیں گی تو کہیں گے: "ہمارے رب! ہمیں

تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۷﴾ وَ نَادٰۤى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا

ظالم لوگوں میں شامل نہ کرنا○ اور یہ اہل اعراف کچھ لوگوں کو ان کی

یَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِیْمٰىهُمْ قَالُوْا مَاۤ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَ مَا كُنْتُمْ

پیشانیوں سے پہچان کر آواز دیں گے: "(آج) نہ تمہاری جمعیت[4] تمہارے کچھ کام آئی اور نہ وہ جن پر تم تکبر

تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِیْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا یَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ

کرتے تھے○ کیا یہ وہی[5] نہیں جن کے متعلق تم قسمیں کھاتے تھے کہ اللہ انہیں اپنی رحمت سے کچھ نہ دے گا"○

اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَیْكُمْ وَ لَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَ نَادٰۤى

(انہیں تو آج کہا گیا ہے) جنت میں داخل ہو جاؤ تمہیں کوئی خوف نہ ہو گا اور نہ ہی تم غمزدہ ہو گے"○ اور

اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِیْضُوْا عَلَیْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا

جہنمی اہل جنت کو آواز دیں گے کہ: "ہم پر بھی کچھ پانی انڈیل دو یا اللہ نے جو تمہیں رزق دیا

رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِیْنَ ﴿۵۰﴾ الَّذِیْنَ

ہے اس میں سے کچھ گرا دو" وہ کہیں گے کہ: بلاشبہ "اللہ نے یہ چیزیں کافروں پر حرام کی ہیں○ جنہوں

اتَّخَذُوْا دِیْنَهُمْ لَهْوًا وَّ لَعِبًا وَّ غَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا ۚ فَالْیَوْمَ

نے اپنے دین کو کھیل اور تماشا بنا رکھا تھا اور دنیا کی زندگی[6] نے انہیں دھوکہ میں ڈال رکھا تھا لہٰذا آج

نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ یَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَ مَا كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ ﴿۵۱﴾

ہم انہیں بھلا دیں گے جیسے انہوں نے اس ملاقات کے دن کو بھلا رکھا تھا اور ہماری آیتوں کے منکر تھے○

1-دنیا میں یہی لوگ انہیں کبھی مذاق کرتے اور کبھی انہیں دقیانوس بتاتے تھے کبھی پرانے قصے کہتے۔ اب اہل جنت کی باری ہے۔ وہ جہنمیوں سے پوچھیں گے کہ اب بتاؤ؟

ایسے لوگ ہر امت میں پائے جاتے ہیں۔ یہ دعویٰ تو اسلام کا کرتے ہیں مگر طرح طرح کے شکوک و شبہات پیدا کر کے اسلام کا رستہ بھی روکتے ہیں اور لوگوں کو دین سے بددل بھی کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً کہیں گے کہ فی زمانہ سود کے بغیر تو دنیا کا نظام چل ہی نہیں سکتا۔ اسلام کی سزائیں تو وحشیانہ ہیں۔ انہیں لاگو کرنا تو دور کی بات ہے تصور ہی مشکل ہے۔ ایسے دور میں اسلام ایک زندہ مذہب تھا مگر آج یہ فرسودہ نظام ہو چکا ہے۔ جدید دور کے تقاضے پورے نہیں کر سکا۔ وغیرہ وغیرہ۔

2-اعراف جسے یہاں حجاب کہا گیا ہے۔ جنت اور جہنم کے درمیان ایک روک ہے۔ اکثر مفسرین کے قریب درج ذیل آیت میں اس کی تفصیل بیان ہوئی ہے۔

"پھر ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی جس میں دروازہ ہوگا۔ اس کے اندر تو رحمت اور باہر عذاب ہوگا۔"

(الحدید 13:57)

3-اصحاب الاعراف کون سے لوگ ہونگے انکے بارے میں بہت سے اقوال ہیں۔ راجح قول یہی ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جنکی نیکیاں اور گناہ برابر ہونگے۔ ایک جانب اہل جنت کو انکے نورانی چہروں سے پہچانیں گے۔ دوسری جانب اہل جہنم کو انکے ملعون چہرے انکی کالی کلوٹی رنگت کی بنا پہ پہچان لیں گے۔

4-دنیا میں تم جس جمعیت کے بل بوتے پہ شیخیاں بگھاڑتے تھے وہ جمعیت اب کہاں ہے؟

جب یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿عَلَیْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ﴾

"اس (جہنم) پہ انیس دروغے مقرر ہیں"

(المدثر 30:74)

تو کافر کہنے لگے کہ ہم تو ہزاروں کی تعداد میں ہیں ہم میں سے دس بھی ایک کا مقابلہ نہ کر سکیں گے۔ پھر ان میں سے ایک پہلوان قسم کا آدمی کہنے لگا کہ ان میں سے سترہ کو تو میں سنبھال لوں گا باقی دو کیلئے کیا تم سب بھی کافی نہ ہو گے؟

5-دنیا میں جنہیں تم حقیر کہتے تھے کہ ان گئے گزرے لوگوں پہ اللہ کی رحمت کیسے ہو سکتی ہے۔ اگر ان پہ ہی رحمت ہونا ہوتی تو دنیا میں بھی ہوتی۔

6-اللہ اور قیامت پہ ایمان نہ رکھنے والوں کا طرز زندگی ایمان رکھنے والوں سے یکسر مختلف ہو جاتا ہے۔ انکی نظر میں زندگی اور دنیا کی حیثیت محض ایک تفریح گاہ کی رہ جاتی ہے جس میں ہر شخص کو زندگی میں عیش و عشرت (Enjoy) کر کے رخصت ہونا ہے۔

وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً

ہم ان کے پاس کتاب لائے ہیں جسے ہم نے علم کی بنا پر مفصل بنا دیا ہے[1] یہ ایمان لانے والوں کے لئے

لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿52﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ

ہدایت اور رحمت ہے○ یہ لوگ کیا اب اس کے انجام کے[2] منتظر ہیں؟ جس دن اس کا انجام

تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ

سامنے آئے گا تو جن لوگوں نے پہلے کتاب کو بھلا رکھا تھا کہیں گے: "واقعی ہمارے رب کے رسول حق بات

رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ

لے کر آئے تھے پھر کیا ہمارے لئے کوئی سفارشی ہیں جو ہماری سفارش کریں یا ہمیں واپس (دنیا میں) پہنچا دیا

غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا

جائے تاکہ جو کام ہم کرتے رہے اس کے علاوہ دوسرے کام کریں[3]" انہوں نے اپنے آپ کو نقصان پہنچایا اور وہ

كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿53﴾ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ

جو باتیں بناتے تھے انہیں کچھ یاد نہ رہیں گی○ یقیناً تمہارا رب وہ اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین

الْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۫ يُغْشِي الَّيْلَ

کو چھ دن[4] میں پیدا کیا پھر اپنے عرش پر قرار پکڑا[5] وہی رات کو دن پر

النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ

ڈھانک دیتا ہے دن رات کے پیچھے دوڑا آتا ہے اور سورج، چاند اور ستارے سب چیزیں اللہ کے حکم کے تابع

بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿54﴾ اُدْعُوْا

ہیں یاد رکھو اسی نے تخلیق کیا ہے تو حکم بھی اسی کا ہے[6]۔ رب العالمین بڑی برکت والا ہے○

رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿55﴾ وَلَا تُفْسِدُوْا

اپنے رب کو گڑگڑاتے ہوئے اور چپکے چپکے پکارو۔ یقیناً وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند[7] نہیں کرتا○ اور زمین

فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ؕ اِنَّ رَحْمَتَ

میں اصلاح کے بعد فساد پیدا نہ کرو اور اللہ کو خوف اور امید سے پکارو یقیناً اللہ کی

اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿56﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ

رحمت نیک کردار لوگوں سے قریب ہے○ وہی تو ہے جو اپنی رحمت (بارش) سے

بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ حَتّٰٓى اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا

قبل ہواؤں کو خوشخبری کے طور پر بھیجتا ہے حتیٰ کہ جب وہ ہوائیں ثقیل بادلوں کو اٹھا لاتی ہیں

سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ

تو ہم ان بادلوں کو کسی مردہ علاقہ کی طرف چلاتے ہیں پھر اس سے بارش برساتے ہیں تو اسی مردہ زمین سے

كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿57﴾

ہر طرح کے پھل نکالتے ہیں اسی طرح ہم مردوں کو نکال کھڑا کریں گے شاید تم کچھ غور کرو○

ع 6/13

1-اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو بھیج کر اپنے کامل علم کے ذریعے یہ سب حالات کی اطلاع قبل از وقت دے دی تھی کہ مومنین کا انجام کیا ہوگا۔ کفر کا نتیجہ کیا ہے مگر اس سے فائدہ تو وہی اٹھاتے ہیں جو اس پہ ایمان لاتے ہیں۔

2-یہاں تاویل سے مراد "انجام" یا قیامت ہے۔

3-اللہ تعالیٰ کے نظام میں واپسی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ دیکھنے کے بعد ایمان لانا ایمان بالغیب نہیں کہلا سکتا دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"اگر وہ واپس (بھی) بھیج دیئے جائیں تو وہ وہی کچھ کریں گے جس سے انہیں (پہلے) منع کیا گیا ہے۔"

(الانعام 28:6)

3-یوم بمعنی دن۔ مگر اس یوم کی مقدار کیا ہو؟ اسکا تعین مشکل ہے۔ اسوقت ہمارا آج کل والا نظام شمسی تو نہ تھا۔ قرآن کریم میں ایک مقام پر یوم کی مقدار ایک ہزار سال بیان کی گئی ہے۔ دیکھئے (الحج 47:22) اس حساب سے زمین و آسمان کی پیدائش چھ ہزار سال میں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ زمین کو لفظ کن سے فوراً بھی بنا سکتے تھے پھر چھ ہزار سال میں بنانے میں کیا حکمت ہے؟ مفسرین کہتے ہیں کہ اس میں انسان کیلئے سبق ہے کہ ہر کام تحمل سے اور بہترین اسلوب سے کیا جائے۔ غالباً اس میں وہی حکمت ہے جو پیدائش سے پہلے بچے کے نو ماہ پیٹ میں رہنے کی ہے۔ صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یوم الاحد سے خلق کی ابتداء ہوئی اور جمعہ کو تمام ہوگئی۔ یہود کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے چھ دنوں میں زمین و آسمان پیدا کیا اور ساتویں یوم آرام کیا ہے۔ یہی آرام کا یوم یوم السبت ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں کہ ہمیں تھکاوٹ نہیں ہوئی۔

5-استویٰ کا معنی قرار پکڑنا یا جم کر بیٹھنا ہے۔ بعض عقل پرست فرقے جس میں جہمیہ اور معتزلہ سرفہرست ہیں۔ اس کا معنی استویٰ سے کرتے ہیں یعنی عرش پہ متمکن ہوا یا کائنات کے انتظام پہ غالب آگیا وغیرہ۔

جب اللہ تعالیٰ نے خود اپنے لئے عرش پر قرار پکڑنے یا اپنے ہاتھوں' پاؤں' آنکھوں' چہرہ اور پنڈلی کا ذکر قرآن کریم میں غیر مبہم الفاظ میں کیا ہے تو اس کی تفسیر خود اس سے بہتر کون کر سکتا ہے؟ رہی یہ بات کہ اسکا عرش کیسا ہے؟ یا اس نے قرار کیسے پکڑا ہے تو اس کرید سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں منع فرمایا ہے۔

"اللہ کیلئے مثالیں نہ بیان کرو۔" (نحل 74:1)

اور فرمایا۔

"اللہ کے مانند کوئی بھی نہیں ہے۔" (الشوریٰ 11:42)

قرآن کی ایسی آیات جن میں اللہ تعالیٰ کی صفات مذکورہ ہوں کی کرید کرنا اور ان کی عقلی توجیہات کرنا۔ ان لوگوں کا کام ہے جن کے دلوں میں ٹیڑھ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ﴿وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ﴾

"جو لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں انہیں (انکے حال پہ) چھوڑ دو۔"

(الاعراف 180:7)

6-حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"کسی کی اطاعت اللہ کی معصیت کی صورت میں نہیں کی جا سکتی۔ اطاعت صرف معروف میں ہوگی۔" (بخاری و مسلم)

7-دعا میں حد سے نہ بڑھیں جیسے کوئی اپنے لئے ہمیشہ کی زندگی مانگے اور عدم فنا مانگے یا اپنے لئے نبوت مانگے یا چوری کرنے کی توفیق مانگے۔

وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِيْ خَبُثَ

اور عمدہ زمین اپنے رب کے حکم سے خوب سبزہ اگاتی ہے اور جو خراب ہوتی ہے اس سے

لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ۭ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ؀٥٨

جو بھی نکلتا ہے وہ ناقص ہوتا ہے[1] اسی طرح ہم اپنی آیات کو مختلف طریقوں سے شکر گزاروں کے لئے بیان کرتے

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا

ہیںO ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا اس نے کہا: "اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو،

لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ؀٥٩

جس کے بغیر تمہارا کوئی الٰہ نہیں[2] میں تم پر ایک بڑے دن کا عذاب واقع ہونے سے ڈرتا ہوںO

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ؀٦٠ قَالَ

اس کی قوم کے سرداروں نے کہا:[3] "ہم تو تجھے ہی صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں[4]"O اس نے کہا:

يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؀٦١

"اے قوم! میں گمراہی میں پڑا ہوا نہیں بلکہ میں تمام جہانوں کے رب کا رسول ہوںO میں تمہیں

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ؀٦٢

اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہارا خیر خواہ ہوں جو مجھے اللہ سے معلوم ہے تم نہیں جانتےO

اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَاۗءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰي رَجُلٍ مِّنْكُمْ

کیا تمہیں تعجب ہے کہ تمہارے پاس نصیحت تمہارے رب کیطرف سے ایک آدمی کے ذریعہ آئی ہے جو تمہی

لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ؀٦٣ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ

میں سے ہے؟ تاکہ تمہیں ڈرائے اور تم متقی بنو اور تم پر رحم کیا جائے"O چنانچہ انہوں نے اسے جھٹلایا[5]

وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ

تو ہم نے اسے اور اس کے جو ساتھی کشتی میں سوار تھے بچا لیا[6] اور انہیں غرق کردیا جنہوں نے

اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ؀٦٤ۧ وَاِلٰي عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۭ قَالَ

ہماری آیات کو جھٹلایا تھا بلاشبہ وہ اندھے لوگ تھےO اور قوم عاد[7] کی طرف ان کے بھائی[8] ہود کو بھیجا اس نے

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ؀٦٥

اپنی قوم سے کہا: "اللہ کی عبادت کرو جس کے بغیر تمہارا کوئی الٰہ نہیں کیا تم (اللہ سے) ڈرتے نہیں؟O

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ

اس کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا: "ہم تو تجھے کم عقل آدمی

سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ؀٦٦ قَالَ يٰقَوْمِ

دیکھتے ہیں اور ہمارا خیال ہے کہ تم جھوٹے ہو"O ہود نے کہا: "اے میری قوم!

لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؀٦٧

میں نادان نہیں بلکہ میں تو سب جہانوں کے رب کا رسول ہوںO

1-زمین کے بعض قطعات زرخیز و شاداب ہوتے ہیں اور بعض بنجر اور ردی ہوتے ہیں۔ یہی حال مختلف انسانوں کی طبیعتوں اور انکے دلوں کا ہے۔ فرمان رسول ﷺ ہے مجھے اللہ تعالیٰ نے علم وہدایت دے کر بھیجا ہے۔ اسکی مثال اس موسلادھار بارش کی ہے جو زمین پر برسی۔ اسی کے جو حصے زرخیز تھے انہوں نے پانی کو اپنے اندر جذب کر کے چارہ اور گھاس خوب اگایا۔ اسکے بعض حصے سخت تھے جنہوں نے پانی کو روک لیا۔ (اندر جذب نہ ہوا) تاہم اس سے بھی لوگوں نے فائدہ اٹھایا۔ خود بھی پیا اور کھیتوں کو بھی سراب کیا۔ اور کاشتکاری بھی کی۔ زمین کا کچھ حصہ بالکل چٹیل تھا جس نے پانی روکا اور نہ کچھ اگایا۔

(بخاری)

2-سب سے پہلے توحید کی دعوت جس نبی نے دی وہ نوح تھے کیونکہ انکی قوم ہی سب سے پہلے شرک کی گمراہی میں مبتلا ہوئی۔ حضرت نوح کی دعوت کا مرکز عراق تھا غالباً اس وقت دنیا کا صرف یہی خطہ آباد تھا۔

ان لوگوں میں پانچ بزرگ اور صالح قسم کے لوگ پیدا ہوئے جنہیں دیکھتے ہی اللہ کی یاد آتی۔ جب ایک بزرگ فوت ہوا تو لوگوں نے بہت ہی غم محسوس کیا۔ صدمہ سے نڈھال ہو کر اسکی قبر پر آکر بیٹھ گئے۔ ابلیس انکے پاس انسانی شکل میں آیا اور کہا کہ اس بزرگ کے نام کی یادگار کیوں نہیں قائم کر لیتے پہلے انہیں تصویر بنادی۔ بعد میں آہستہ آہستہ بت بنا کر انکی عبادت شروع کر دی۔ اس پہلے بزرگ کا نام ''ود'' تھا۔

3-عموماً قائدین یا سردار قسم کے لوگ سب سے پہلے انبیاء کی دعوت کے خلاف محاذ بناتے ہیں کیونکہ اس دعوت سے انکی سرداریاں خطرے میں پڑتی ہیں۔

4-انہوں نے بھی حضرت نوحؑ پر اسی قسم کے اعتراضات کئے جیسا کہ آپ ﷺ پہ مشرکین کر رہے تھے۔ اور اسی قسم کے اعتراضات کا تمام انبیاء کو نشانہ بنایا گیا ہے۔

(ا)۔ ہمیں تو تم خود ہی گمراہ نظر آتے ہو۔

(ب)۔ اللہ تعالیٰ کو ہدایت پہنچانے کیلئے تم جیسا آدمی ہی ملا تھا؟ یعنی انکے زعم میں نبوت کیلئے انسان موزوں نہیں۔

5-حضرت نوح نے ساڑھے نو سو سال تک تبلیغ کا فریضہ انجام دیا۔ قوم نے اس دعوت کو قبول نہ کیا ماسواء چند لوگوں کے۔

6-حضرت نوح نے اللہ کے حکم سے ایک کشتی بنائی جس میں ایمان لانے والوں کو بٹھایا۔ اسکے بعد ایک بڑے سیلاب نے قوم نوح کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔

7-یہ قوم عاد ارم یا عاد اولیٰ کے نام سے بھی مشہور ہے۔ یہ عرب کی قدیم ترین قوم ہے۔ ان کا علاقہ حجاز یمن اور عمان کے درمیان واقع ہے اور اب ۔ ربع خالی۔ کہلاتا ہے۔ اب یہ علاقہ بے آباد ہے۔ یہ بڑے طاقتور اور سرکش تھے۔

8-بھائی یعنی اسی قوم اور قبیلہ سے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ ہر قوم میں انہی سے رسول بھیجتا ہے جو لوگوں کے درمیان معروف ہوتا ہے۔

أُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ﴿۶۸﴾ اَوَعَجِبْتُمْ

میں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہارا امین خیر خواہ ہوں" ○ کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو کہ

اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ؕ

تمہارے رب سے تمہارے پاس نصیحت ایک آدمی کے ذریعہ آئی ہے جو تم ہی میں سے ہے تاکہ وہ تمہیں

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ

ڈرائے[1] اور (اللہ کا یہ احسان) یاد کرو جب اس نے تمہیں قوم نوح کے بعد زمین کا جانشین بنایا اور تمہیں

فِی الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾

خوب تنومند[2] بنایا پس اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ" ○ وہ کہنے لگے:

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ

"کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ہم ایک اللہ کی عبادت کریں اور جن کی عبادت ہمارے آباء

اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۷۰﴾

کرتے رہے انہیں چھوڑ دیں[3]؟ اگر تو سچا ہے تو جس (عذاب کی) تو ہمیں دھمکی دیتا ہے وہ لے آ"[4] ○

قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ؕ

ہودؑ نے کہا: "تمہارے رب کی طرف سے تم پر عذاب اور اس کا غضب ثابت ہوچکا ہے

اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا

کیا تم مجھ سے ایسے ناموں کے بارے میں جھگڑا کرتے ہو جو تم نے اور تمہارے آباءواجداد نے رکھ لیے ہیں، جن

نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ

کے لئے اللہ نے کوئی سند نہیں اتاری[5]؟ سو اب تم بھی انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ

الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۷۱﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ

انتظار کرتا ہوں" ○ پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو اپنی مہربانی سے بچا لیا اور

قَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۲﴾ ع

ان لوگوں کی جڑ کاٹ دی[6] جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلا دیا تھا اور وہ ایمان لانے والے نہیں تھے ○

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا

اور ثمودؑ[7] کی طرف ان کے بھائی صالحؑ کو بھیجا اس نے اپنی قوم سے کہا: "اللہ کی عبادت کرو جس

لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ

کے بغیر تمہارا کوئی الہ نہیں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے واضح معجزہ آچکا ہے

هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ

یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے معجزہ[8] ہے اسے اللہ کی زمین میں چرنے کے لئے چھوڑ دو

اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾

اور اسے کسی برے ارادہ سے ہاتھ نہ لگانا ورنہ ایک المناک عذاب تمہیں آلے گا ○

1- قوم ہود نے بھی یہی اعتراض داغ دیا کہ ہم جیسا آدمی ہی کیسے ہمیں ڈرانے آ گیا ہے؟

2- اللہ تعالیٰ نے انہیں اتنی قوت عطا کر رکھی تھی کہ فرمایا۔

"وہ جس کی طرح کی کوئی قوم بستیوں میں پیدا ہی نہیں کی گئی۔" (الفجر 8:89)

اسی سے غرور و تکبر میں آکر کہنے لگے۔

"ہم سے زیادہ قوت رکھنے والا کون ہے؟" (حم سجدہ 15:41)

بعض روایات کے مطابق قوم عاد کے افراد کے اوسط قد 12 فٹ تھے۔ غالباً اسی قوم نے اہرامات مصر تعمیر کئے تھے۔

3- آباؤ اجداد کی تقلید قبول ہدایت کے سلسلہ میں ہمیشہ ہی سے سب سے بڑی رکاوٹ رہی ہے۔ آج بھی ہمارے معاشرے یں تقلید آباؤ اجداد، تقلید آئمہ نے کئی گمراہیوں کو رونق بخشی ہے۔ ایک طبقہ کو اپنے "بڑوں" کی تقلید کے مرض نے چشمہ نبوت کا صافی پانی پینے سے باز رکھا ہوا ہے۔

4- یاد رہے کہ اس قسم کے گستاخانہ جوابات ہمیشہ سردار قسم کے لوگ ہی دیتے آئے ہیں جبکہ غریب اور مسکین قسم کے لوگ عموماً انبیاء کی دعوت پہ لبیک کہتے ہیں۔

5- قوم نوح نے معبودان باطلہ کے نام ود، سواع، یغوث اور یعوق وغیرہ رکھ چھوڑے تھے۔ مشرکین عرب نے لات وعزیٰ رکھے ہوئے تھے۔ آج کل کے مشرکانہ عقائد میں ملوث لوگوں نے داتا گنج بخش، غوث اعظم، غوث الثقلین وغیرہ نام رکھے ہوئے ہیں۔ انکے بارے میں کوئی دلیل کسی آسمانی کتاب میں نہیں ہے۔

6- قوم عاد پہ شدید آندھی کا عذاب مسلط ہوا۔ جو کہ سات راتیں اور آٹھ ایام چلتی رہی۔ انکے زمین دوز گھروں میں گھس کر انہیں پٹخ پٹخ کر مارتی رہی۔ انکی حالت ایسی ہوگئی جیسے کھجور کے کھوکھلے تنے ہوں۔ حضرت ہودؑ اور ان پہ ایمان لانیوالے اللہ کے حکم سے پہلے ہی قوم سے علیحدہ ہو کر اللہ کے عذاب سے بچ رہے۔ انہی کی اولاد سے قوم ثمود پیدا ہوئی جنہیں عاد ثانی بھی کہا جاتا ہے۔

7- مدینہ سے تبوک کے رستہ میں ایک علاقہ پڑتا ہے جسے "مدائن صالح" کہتے ہیں۔ یہی قوم ثمود یا عاد ثانی کا علاقہ ہے۔ اسے "الحجر" بھی کہا جاتا ہے۔ یہاں ہزاروں ایکڑ رقبے پہ پھیلا ہوا یہ شہر خموشاں دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ کسی وقت ان کی آبادی پانچ یا چھ لاکھ ہوگی۔ یہ پہاڑوں کو تراش کر اس میں رہائشیں تعمیر کرتے تھے۔

8- اللہ تعالیٰ کی اونٹنی بطور معجزہ قوم کے مطالبہ پہ پیدا ہوئی تھی۔ یہ اونٹنی ان کیلئے وبال جان بن گئی کیونکہ جتنا پانی انکے سب جانور لیتے تھے وہ اکیلی ہی پی جاتی تھی اور ایسے ہی اسکا کھانا بھی غیر معمولی تھا۔

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ

اور وہ وقت یاد کرو جب قوم عاد کے بعد تمہیں اللہ نے جانشین بنایا اور تمہیں اس علاقہ میں

فِی الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ

آباد کیا تم زمین کے ہموار میدانوں میں محل بناتے ہو اور پہاڑوں کو تراش

الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ

تراش کر گھر بنا لیتے ہو[1] لہٰذا اللہ کے احسانات کو یاد کرو اور زمین میں فساد نہ

مُفْسِدِيْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ

مچاتے پھرو"○ ہود کی قوم کے متکبر سرداروں نے ان کمزور

لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا

لوگوں کو، جو ان میں سے ایمان لا چکے تھے کہا: "کیا تم یقیناً جانتے ہو کہ صالح

مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۷۵﴾

اپنے رب کا رسول ہے؟" وہ کہنے لگے: "جو کچھ اسے دے کر بھیجا گیا ہے ہم تو اس پر ایمان رکھتے ہیں[2]○

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِیْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ

وہ متکبر کہنے لگے: "جس بات پر تم ایمان لائے ہو، ہم تو اسے ماننے والے

كٰفِرُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَ

نہیں○ چنانچہ انہوں نے اونٹنی کو مار ڈالا[3] اور اپنے رب کے حکم سے سرتابی کی اور

قَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ

کہنے لگے: "صالح! اگر تو رسول ہے تو جس (عذاب) کی تو ہمیں دھمکی دیتا ہے

الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۷۷﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ

وہ لے آ"○ آخر انہیں زلزلے نے آ لیا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے کے پڑے

جٰثِمِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ

رہ گئے[4]○ پھر صالح یہ کہتا ہوا ان کے ہاں سے چلا گیا: "اے قوم! میں نے تمہیں اپنے رب

رِسَالَةَ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۷۹﴾

کا پیغام پہنچا دیا تھا اور تمہاری خیر خواہی بھی کی لیکن تم تو خیر خواہی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے"○

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ

اور لوطؑ[5] نے جب اپنی قوم سے کہا: "تم بے حیائی کا وہ کام کرتے ہو جو تم سے پہلے

بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ

اہل عالم میں سے کسی نے بھی نہیں کیا تھا[6]○ تم شہوت رانی کے لئے عورتوں کو چھوڑ

شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ۚ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۸۱﴾

کر مردوں کے پاس آتے ہو تم تو حد سے بڑھے ہوئے لوگ ہو[7]○

1- پہاڑ تراش کر گھر بناتے اور اگر کھلی جگہ پہ عمارت بناتے تو وہ بھی بڑی پختہ اور محل نما ہوتی۔ گویا فن تعمیر میں یہ قوم بہت ماہر تھی۔

2- یہ ان پہ طنز کی تو ان اللہ والوں نے جرات کا مظاہرہ کرتے ہوئے جواب دیا کہ نہ صرف صالح کو رسول مانتے ہیں بلکہ جو ہدایت وہ لائے ہیں ہم اس پہ بھی ایمان لا چکے ہیں۔

3- قوم ثمود کے ایک انتہائی بدبخت شخص نے اونٹنی کو ہلاک کر ڈالا۔

"جب ان کا ایک بدبخت ترین بپھر اٹھا۔"

(الشمس 12:91)

آپ ﷺ نے ایک دفعہ خطبہ کے دوران ارشاد فرمایا کہ۔

"یہ اپنی قوم کا زور آور شریر اور مضبوط شخص تھا جو اونٹنی کو زخمی کرنے کی مہم پہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اسکا نام قزار تھا اور وہ اپنی قوم میں ایسے تھا جیسے تم میں ابو زمعہ"

(بخاری)

4- اس قوم کی تباہی ہولناک زلزلہ اور چیخ سے ہوئی۔ اس چیخ سے ساری قوم مرگئی اور زلزلہ سے انکے محلات کھنڈرات میں تبدیل ہو گئے۔ پہاڑوں میں تراشے ہوئے مکانات سوائے چند ایک کے سب زمین بوس ہو گئے۔

غزوہ تبوک سے واپسی پہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو وہ کنواں دکھلایا جہاں اونٹنی پانی پیتی تھی۔ وہ درہ جہاں سے نکل کر اونٹنی پانی پینے آتی تھی اس کو فج الناقہ کہتے ہیں۔

5- حضرت لوطؑ حضرت ابراہیمؑ کے بھتیجے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ پہ ایمان لائے۔ جب حضرت ابراہیمؑ نے عراق سے شام و فلسطین کو ہجرت کی تو حضرت لوطؑ ان کے ساتھ تھے۔ اور بطور معاون تبلیغ و رسالت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ پھر حضرت لوطؑ کو بھی نبوت عطا ہوئی۔ سدوم نامی شہر جو کہ شرق اردن کی جانب ہے میں بھیج دیا۔ سدوم کا آج نام و نشان نہیں ملتا۔ اغلب گمان یہی ہے کہ یہ شہر بحیرہ مردار میں غرق ہو چکا ہے جسے بحر لوط بھی کہا جاتا ہے۔

6- قوم لوط نے دنیا میں پہلی مرتبہ اس فحاشی کی طرح ڈالی کہ مرد عورتوں کی بجائے مردوں کی دبر میں اپنی جنسی شہوت پوری کر لیتے۔ اپنے اس فحش فعل میں اس قوم نے اتنی شہرت حاصل کی کہ اس عمل کا نام ہی "لواطت" پڑ گیا۔ یعنی ایسا فعل جسکے خلاف حضرت لوطؑ نے جہاد کیا۔ ممکن ہے اس کا داعیہ برتھ کنٹرول ہی ہو۔ رہی سہی کسر جدید مغربی تہذیب اور امریکی ثقافت نے پوری کر دی جہاں ہم جنس پرستوں (Homo Sexuals) نے باقاعدہ اپنے کلب قائم کر لئے ہیں جنہیں قانون کی حمایت حاصل ہے۔

7- یاد رہے کہ فحاشی کی یہ قسم کسی بھی جانور میں دریافت نہیں ہو سکی۔ گویا انسان حیوان سے بھی نچلی سطح پہ اتر آیا ہے۔

وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ

اور اس کی قوم کو اس کے سوا کوئی جواب بن نہ آیا کہ انہوں نے یہ کہا کہ: "اپنی بستی سے

مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿٨٢﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ

انہیں نکال دو یہ لوگ پاک باز بنے پھرتے ہیں○ چنانچہ ہم نے لوط

وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ڮ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿٨٣﴾ وَاَمْطَرْنَا

اور اس کے اہل کو بچالیا بجز اس کی بیوی کے کہ وہ باقی ماندہ ہلاک ہونے والوں سے تھی[1]○ اور اس قوم پر

عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۭ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٨٤﴾

(پتھروں کی)[3] بارش برسائی[2] پس دیکھ لیجئے کہ مجرموں کا انجام کیا ہوا؟○

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

اور اہل مدین[4] کی طرف ہم نے ان کے بھائی شعیب[5] کو (بھیجا) اس نے کہا: "اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو

مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ قَدْ جَاۗءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ

جس کے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہیں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک واضح دلیل

رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ

آ چکی ہے لہٰذا ماپ اور تول پورا رکھا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ

اَشْيَاۗءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ۭ

دیا کرو اور زمین میں اصلاح ہو جانے کے بعد اس میں بگاڑ پیدا نہ کرو

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٨٥﴾ وَلَا تَقْعُدُوْا

یہی بات تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم واقعی مومن[6] ہو○ اور ہر راہ پر راہزن بن

بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

کر نہ بیٹھ جاؤ کہ لوگوں کو دھمکاتے پھرو اور جو شخص[7] اللہ پر ایمان لائے اسے اس کی راہ

مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ

سے روکنے لگو اور اس سیدھی راہ میں کجی کے درپے ہو جاؤ اور وہ وقت یاد کرو جب تم

قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۠ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

تھوڑے تھے تو اللہ نے تمہیں زیادہ کر دیا اور دیکھو کہ فساد کرنے والوں کا کیا

الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٨٦﴾ وَاِنْ كَانَ طَاۗىِٕفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا

انجام ہوتا ہے○ اور اگر تم میں سے ایک فریق ایسا ہے کہ جو کچھ

بِالَّذِيْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَاۗىِٕفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا

مجھے دے کر بھیجا گیا ہے، اس پر ایمان لے آیا اور دوسرا نہیں لایا تو صبر کرو

حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿٨٧﴾

حتیٰ کہ اللہ ہمارے درمیان فیصلہ کر دے اور وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے○

1-کیونکہ وہ بھی مجرموں کی ساتھی تھی۔ چنانچہ وہ حضرت لوط علیہ السلام کے ساتھ نہ نکل سکی۔

2-انکی بستی کو اکھاڑ کر اوپر سے نیچے پٹخ دیا گیا اور ان پہ پتھروں کی بارش کی گئی۔ غالباً اسی وجہ سے انکی بستی سطح سمندر سے بہت ہی نیچے ہوگئی اور وہاں بحیرہ مردار بن گیا۔

3-لواطت انتہائی قبیح فعل ہے۔ بعض آئمہ کے قریب اسکی سزا زنا کی سزا ہی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ انہیں رجم کر دیا جائے۔ حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔
"اللہ تعالیٰ اس مرد کی طرف ہرگز (نظر رحمت سے) نہ دیکھے گا جو کسی مرد سے یا اپنی عورت سے اس فعل کا ارتکاب کرے۔"
(ترمذی)
یہ اس قدر قبیح فعل ہے کہ کسی جانور میں یہ مشاہدہ نہیں کیا گیا کہ وہ اس فعل کا ارتکاب کرتے ہوں۔

4-مدین کا علاقہ حجاز سے شمال مغرب اور فلسطین کے جنوب میں بحر احمر اور خلیج عقبہ کے کنارے واقع تھا۔ آج بھی وہاں اس نام کا علاقہ موجود ہے۔ قدیم تجارتی شاہراہ جو یمن' مکہ' ینبوع سے ہوتی ہوئی شام تک جاتی تھی جس پہ قریش کے لوگ بھی تجارت کر کے بہت خوشحال ہو گئے تھے کے رستہ میں واقع ہے اسی طرح ایک دوسری بڑی تجارتی شاہراہ جو عراق کو مصر سے ملاتی تھی یہ علاقہ اس کے تقاطع (Cross) پہ واقع تھا۔ گویا پورا مدین ایک تجارتی چوک اور منڈی بن گیا تھا نیز اہل مدین نے تجارت میں خوب فائدے اٹھائے۔ مدین کے لوگ حضرت ابراہیم کے بیٹے مدیان کی اولاد سے تعلق رکھتے تھے۔ اسی بناء پہ انہیں آل مدیان اور اس بستی کو مدیان یا مدین کہا جاتا ہے۔ انہیں ہی قرآن میں دوسری جگہ اصحاب الایکہ کہا گیا ہے۔

5-حضرت شعیب جو کہ حضرت موسیٰ کے سسر تھے۔ دس سال تک حضرت موسیٰ انکی خدمت میں رہ کر تربیت حاصل کرتے رہے۔

6-یہ لوگ چونکہ خود کو حضرت ابراہیم کے پیرو سمجھتے تھے تو حضرت شعیب نے انہیں اسی لحاظ سے مخاطب فرمایا کہ تمہارے پاس تو حضرت ابراہیم کے صحائف اور تعلیمات آچکی ہیں پھر تم شرک میں کیسے مبتلا ہو گئے؟
شرک اور ماپ تول میں کمی بیشی دونوں حقیقت میں فساد فی الارض ہیں۔

7-مثلاً جو لوگ دین سیکھنے کیلئے حضرت شعیب کے پاس آتے ہوں انہیں نہ روکو نہ انہیں شکوک و شبہات میں مبتلا کرو۔ جیسے قریش لوگوں کو آپ ﷺ کے پاس جانے سے روکتے۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ

اس کی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا : اے شعیب! ہم تجھے اور ان لوگوں کو جو

يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا

تیرے ساتھ ایمان لائے اپنی بستی سے نکال دیں گے یا پھر تمہیں ہمارے دین میں واپس آنا ہو گا[1]

قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ﴿۸۸﴾ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا

شعیبؑ نے کہا: "خواہ ہم اسے ناپسند کرتے ہوں تو بھی؟ ○ اگر ہم تمہارے دین میں دوبارہ چلے جائیں تو[2]

فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ؕ وَمَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ

گویا ہم نے اللہ پر جھوٹ باندھا تھا جبکہ اللہ اس سے ہمیں نجات دے چکا ہے ہم سے یہ ممکن نہ ہو گا کہ ہم اس

اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ عَلَى اللّٰهِ

میں لوٹ جائیں الا یہ کہ ہمارے رب کی مشیت ہو[3] ہمارے رب نے علم سے ہر شی کا احاطہ کیا ہے ہم اللہ

تَوَكَّلْنَا ؕ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ

ہی پر بھروسہ کرتے ہیں ہمارے رب! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان انصاف سے فیصلہ کردے اور تو ہی سب

الْفٰتِحِيْنَ ﴿۸۹﴾ وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ

سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے ○ اس کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا: "اگر تم لوگوں[4] نے شعیب کی

شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۹۰﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا

اتباع کی تو تم نقصان اٹھاؤ گے" ○ پھر ایک خطرناک زلزلہ[5] نے انہیں آ لیا اور وہ اپنے

فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۹۱﴾ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا

گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے ○ جن لوگوں نے شعیب کو جھٹلایا تھا ان کی حالت یہ ہو گئی گویا کبھی وہاں آباد

فِيْهَا ۚ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۲﴾ فَتَوَلّٰى

ہی نہ تھے جنہوں نے شعیب کو جھٹلایا تھا بالآخر وہی خسارے میں رہے ○ شعیب انہیں یہ کہتے ہوئے وہاں سے

عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ

چلا گیا کہ : "اے میری قوم! میں نے تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا تھا اور تمہاری خیر خواہی کرتا رہا

فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿۹۳﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ

تو اب میں کافر قوم پر کیسے افسوس کروں" ○ اور ہم نے جب بھی کسی بستی میں کوئی نبی بھیجا

اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ ﴿۹۴﴾

تو وہاں کے رہنے والوں کو شدت اور تکلیف میں مبتلا کیا تاکہ وہ عاجزی کی روش اختیار کریں ○

ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ

پھر ہم نے ان کی بدحالی کو خوشحالی سے بدل دیا یہاں تک کہ خوب پھلے پھولے اور کہنے لگے : "اچھے اور

اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۹۵﴾

برے دن تو ہمارے آباء و اجداد پر بھی آتے رہے" پھر یکدم ہم نے انہیں پکڑ لیا اور انہیں خبر تک نہ ہوئی[6] ○

1- انبیاء کفر و شرک پہ تو کبھی بھی نہیں رہے۔ ممکن ہے کہ دعوت اور تبلیغ کی ابتداء سے پہلے انہوں نے حضرت شعیب کی خاموشی کو اپنے دین پہ ہونا محمول کر لیا ہو یا تغلیب کے طور پہ کہہ دیا ہو کیونکہ حضرت شعیبؑ خود تو اکیلے تھے مگر ان پہ ایمان لانیوالے کئی ہونگے۔

2- اگر ہم تمہارے دین میں چلے جائیں تو اسکا مطلب یہ ہو گا ہم جب دین حق کی تبلیغ کر رہے تھے اس وقت اللہ پہ جھوٹ باندھا تھا۔ اللہ نے ہمیں اسکا حکم نہ دیا تھا۔

3- الا یہ کہ اللہ چاہے۔ مراد یہ ہے کہ نہ اللہ چاہے گا کہ ہم باطل اپنا لیں اور نہ ہی ہم اپنائیں گے۔

4- مخاطب حضرت شعیبؑ پہ ایمان لانے والے ہو سکتے ہیں کہ ہم سردار اور چوہدری تم لوگوں کا ناطقہ بند کر دیں گے اور زندگی تمہارے لئے دو بھر ہو جائے گی یا اس کے مخاطب خود انکی اپنی قوم (کافر) بھی ہو سکتی ہے کہ اگر تم نے شعیبؑ کی بات مان لی اور ماپ تول کی ہیرا پھیریاں چھوڑ دیں تو پھر تمہارا سارا کاروبار ہی ٹھپ ہو جائے گا۔ یہ نظریہ محض اہل مدین ہی کا نظریہ نہ تھا بلکہ ہر زمانہ میں مفسد قسم کے لوگوں کا یہی حال رہا ہے کہ تجارت، سیاست اور دنیا کے دیگر معاملات جھوٹ اور بے ایمانی کے بغیر چل ہی نہیں سکتے۔ آج بھی ہمارے تاجروں اور سیاستدانوں کی اکثریت کا یہی حال ہے۔

5- یہاں رجفتہ (زلزلہ) کا ذکر ہے جبکہ دوسرے مقامات پہ ظلہ (بادل) اور صیحہ (چیخ) کا ذکر بھی آیا ہے۔ پہلے ان پہ ایک بادل چھا گیا جس سے شعلے اور چنگاریاں نکلنے لگیں۔ پھر اس سے ہولناک اور دل خراش کرخت قسم کی آواز برآمد ہوئی۔ اسی دوران نیچے سے زلزلہ نے آلیا تو یہ سب لوگ اپنے گھروں میں موت کی آغوش میں چلے گئے۔ انکی حالت یہ تھی کہ انہوں نے سینوں کو زمین سے چمٹا رکھا تھا تاکہ انہیں عذاب سے کم از کم تکلیف محسوس ہو۔

حضرت شعیب اور ان پہ ایمان لانے والوں کو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی اس بستی سے نکلنے کا حکم دے دیا تھا۔

6- ان دو آیات میں اللہ تعالیٰ کے عذاب کا قانون یا سنت جاریہ بیان کی گئی ہے۔ جب کوئی قوم مجموعی طور پہ نبی کی دعوت ٹھکرا دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قوم پہ ہلکا پھلکا عذاب بھیجا جاتا ہے جیسے قحط سالی، مہنگائی، وباء اور بیماری وغیرہ یہ عذاب تنبیہہ کا درجہ رکھتے ہیں۔ جب قوم اسکا اثر قبول نہیں کرتی تو خوشحالی سے قوم کی آزمائش ہوتی ہے۔ رزق اور افرادی قوت میں خوب اضافہ ہوتا ہے۔ وہ یہ کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ ایسے اچھے برے دن تو انقلاب زمانہ سے ہمارے باپ دادا پہ بھی آیا کرتے تھے۔ اور اس میں اتنے مگن ہو جاتے ہیں کہ اچانک عذاب الٰہی انہیں آپکڑتا ہے۔

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ

اور اگر یہ بستیوں والے ایمان لاتے اور اللہ کی نافرمانی سے بچتے تو ہم ان پر آسمانوں اور زمین

مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِن كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُم بِمَا

کی برکتوں کے دروازے کھول دیتے[1] لیکن انہوں نے تو جھٹلا دیا پھر ہم نے انہیں ان کی کرتوتوں

كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٩٦﴾ أَفَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرَىٰ أَن يَأْتِيَهُم

کی پاداش میں دھر لیا○ کیا یہ بستیوں والے اس بات سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ رات کے

بَأْسُنَا بَيَاتًا وَهُمْ نَائِمُونَ ﴿٩٧﴾ أَوَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرَىٰ أَن

وقت ان پر ہمارا عذاب آجائے اور وہ سوئے ہوئے ہوں○[2] یا وہ اس سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ چاشت

يَأْتِيَهُم بَأْسُنَا ضُحًى وَهُمْ يَلْعَبُونَ ﴿٩٨﴾ أَفَأَمِنُوا مَكْرَ اللَّهِ

کے وقت ان پر ہمارا عذاب آئے اور وہ کھیل رہے ہوں○ کیا یہ اللہ کی چال[3] سے بے خوف ہو گئے ہیں

فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٩٩﴾ أَوَلَمْ يَهْدِ

حالانکہ اللہ کی چال سے وہی قوم بے خوف ہوتی ہے جو نقصان اٹھانے والی ہو○ کیا ان کو یہ ہدایت نہیں ملی

لِلَّذِينَ يَرِثُونَ الْأَرْضَ مِن بَعْدِ أَهْلِهَا أَن لَّوْ نَشَاءُ

جو ان بستیوں[4] کے ہلاک ہونے کے بعد زمین کے وارث ہوئے کہ اگر ہم چاہیں تو ان کے گناہوں کے بدلے

أَصَبْنَاهُم بِذُنُوبِهِمْ ۚ وَنَطْبَعُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ﴿١٠٠﴾

ہم ان پر مصیبت ڈال سکتے ہیں اور ان کے دلوں پر مہر کرسکتے ہیں کہ وہ سن بھی نہ سکیں○

تِلْكَ الْقُرَىٰ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَائِهَا ۚ وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ

یہ بستیاں جن کے احوال ہم آپ سے بیان کرتے ہیں ان کے پاس ان کے رسول واضح

رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِمَا كَذَّبُوا مِن قَبْلُ ۚ

دلائل لے کر آئے تھے اور جس بات کو وہ پہلے جھٹلا چکے تھے اسی پر ایمان لانا انہوں نے مناسب نہ سمجھا

كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِ الْكَافِرِينَ ﴿١٠١﴾ وَمَا وَجَدْنَا

اسی طرح اللہ تعالیٰ کافروں کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے[5]○ ان میں سے اکثر لوگ

لِأَكْثَرِهِم مِّنْ عَهْدٍ ۖ وَإِن وَجَدْنَا أَكْثَرَهُمْ لَفَاسِقِينَ ﴿١٠٢﴾

ایسے تھے جن میں ہم نے عہد[6] کا پاس نہ پایا اور ان میں سے بہت کو فاسق ہی پایا○

ثُمَّ بَعَثْنَا مِن بَعْدِهِم مُّوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ

ان کے بعد ہم نے موسیٰ کو اپنے معجزات دے کر فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا

فَظَلَمُوا بِهَا ۖ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ﴿١٠٣﴾ وَ

مگر انہوں نے بھی ہمارے معجزات سے ناانصافی کی۔[7] پھر دیکھ لو، فساد کرنے والوں کا کیا انجام ہوا○

قَالَ مُوسَىٰ يَا فِرْعَوْنُ إِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٠٤﴾

اور موسیٰ نے فرعون[8] سے کہا: "میں یقیناً رب العالمین کا رسول ہوں○

1-کم مادی وسائل سے بھی خوش اسلوبی سے گزارا ہو جانا اور قلبی اطمینان کی کیفیت حاصل ہونا برکت کہلاتا ہے۔ ایمان اور تقویٰ برکت کے بڑے اسباب ہیں۔

یہ بات عام طور پہ جدید ماہرین معیشت (Economists) کو سمجھ نہیں آتی۔ بہرحال تجربہ یہی ثابت کرتا ہے۔ ایک دوسری جگہ یوں فرمایا۔

"اگر بستیوں والے ایمان اور تقویٰ کی روش اختیار کرتے تو ہم ان پر ارض و سماوات سے برکات کھول دیتے۔"

(الاعراف 96:7)

موجودہ دور میں اسکی ایک مثال سعودی عرب میں دیکھی جاسکتی ہے جہاں اللہ کا قانون کسی حد تک نافذ ہے۔ وہاں برکت کا مشاہدہ کئی لوگوں نے کیا ہے۔ جب وہاں تقویٰ زیادہ تھا تو برکت بھی زیادہ تھی۔ ہم نے خود مشاہدہ کیا کہ جس دن دعائے استسقاء مانگی گئی اسی دن بارش ہوئی۔

2-اللہ تعالیٰ کا عذاب ہمیشہ اچانک ہی آتا ہے۔ پھر یہ لوگ اللہ کی چال سے کیوں غافل ہو گئے ہیں اور نبی کی دعوت کو ٹھکرائے چلے جارہے ہیں؟

3-یہاں اللہ تعالیٰ کیلئے مکر کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ یہ اور اس جیسے الفاظ بطور مشاکلہ عربی میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ مثلاً برائی کا جو ردعمل اللہ کی جانب سے ہوگا اسے بھی برائی کا نام دیا جائیگا جیسے فرمایا: "برائی کا بدلہ بھی اس جیسی برائی ہے۔" (الشوریٰ 40:42) اسی طرح معاندین کی جانب سے استہزاء کا جو ردعمل اللہ کی جانب سے ہوگا اسے بھی استہزاء کا نام دیا جائیگا۔

4-تباہ شدہ بستیاں یعنی قوم نوح، عاد، ثمود، قوم لوط اور اصحاب مدین کی تباہی لوگوں کو سبق دینے کیلئے کافی ہیں۔

5-انسان جب ایک دفعہ کوئی نظریہ قائم کرلیتا ہے تو اس پہ ڈٹ جاتا ہے۔ بعد میں اس پہ حق واضح ہو بھی جائے تو اپنی انا کی تسکین کیلئے ڈٹا رہتا ہے۔ یہی وہ حالت ہے جبکہ دلوں پہ مہر لگ جاتی ہے۔

6-یہاں "عہد الست" کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے یا روزمرہ کی زندگی میں کئے جانے والے عہد۔

7-معجزات کو جادو کہہ دیا۔

8-مصر کے ہر بادشاہ کا لقب فرعون ہوا کرتا۔ ان کا زمانہ غالباً ڈیڑھ ہزار سال قبل مسیح ہے۔ اس زمانہ میں انکی سلطنت بہت وسیع تھی۔ شام سے لیکر لیبیا تک دوسری جانب حبشہ تک یہ سلطنت پھیلی ہوئی تھی۔ انکا اعتقاد یہ تھا کہ سب سے بڑے بادشاہ "شمس دیوتا" کی روح بادشاہ وقت کے جسم میں حلول کر جاتی ہے۔ گویا وہ اس کا جسمانی مظہر ہوتا ہے۔ جیسا کہ مغل بادشاہ بھی خود کو "ظل الٰہی" کہلاتے رہے۔

حضرت موسیٰ کو اپنی زندگی میں دو فرعونوں سے پالا پڑا پہلا جس نے انکی تربیت کی وہ رعمسیس تھا۔ جب حضرت موسیٰ حضرت شعیب کی تربیت میں دس سال رہ کر آئے تو اس وقت رعمسیس مر چکا تھا اور اسکا بیٹا تخت نشین ہو چکا تھا جس کے دربار میں حضرت موسیٰ نے دعوت و تبلیغ کی۔ تاہم یہ صرف تاریخی معلومات ہی ہیں۔ قرآن سے کوئی ثبوت دستیاب نہیں۔

حَقِيقٌ عَلَىٰٓ أَن لَّآ أَقُولَ عَلَى ٱللَّهِ إِلَّا ٱلْحَقَّ ۚ قَدْ جِئْتُكُم بِبَيِّنَةٍ

میرے لائق یہی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے متعلق وہی بات کروں جو سچی ہو۔[1] میں تمہارے پاس تمہارے

مِّن رَّبِّكُمْ فَأَرْسِلْ مَعِىَ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ﴿١٠٥﴾ قَالَ إِن كُنتَ جِئْتَ

رب کی طرف سے معجزات لایا ہوں لہٰذا بنی اسرائیل کو میرے ساتھ روانہ کردے"[2] ○ فرعون نے

بِـَٔايَةٍ فَأْتِ بِهَآ إِن كُنتَ مِنَ ٱلصَّٰدِقِينَ ﴿١٠٦﴾ فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ

کہا: "اگر تو سچا ہے اور کوئی معجزہ لے کر آیا ہے تو اسے پیش کر" ○ چنانچہ موسیٰ نے اپنا عصا ڈال دیا

فَإِذَا هِىَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ﴿١٠٧﴾ وَنَزَعَ يَدَهُۥ فَإِذَا هِىَ بَيْضَآءُ

تو فوراً وہ ایک اژدھا بن گیا ○ اور (بغل سے) اپنا ہاتھ نکالا تو وہ دیکھنے کو چمکدار دکھائی

لِلنَّٰظِرِينَ ﴿١٠٨﴾ قَالَ ٱلْمَلَأُ مِن قَوْمِ فِرْعَوْنَ إِنَّ هَٰذَا لَسَٰحِرٌ

دینے لگا ○ فرعون کی قوم کے سرداروں نے کہا: یہ تو بڑا ماہر

عَلِيمٌ ﴿١٠٩﴾ يُرِيدُ أَن يُخْرِجَكُم مِّنْ أَرْضِكُمْ ۖ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ ﴿١١٠﴾

ساحر ہے[3] ○ "وہ چاہتا ہے کہ تمہیں تمہارے ملک سے نکال دے۔ اب تم کیا مشورہ دیتے ہو ○"

قَالُوٓا۟ أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَأَرْسِلْ فِى ٱلْمَدَآئِنِ حَٰشِرِينَ ﴿١١١﴾ يَأْتُوكَ

پھر انہوں نے کہا کہ موسیٰ اور اس کے بھائی کو التواء میں رکھو اور شہروں میں ہرکارے بھیج دے ○ جو ہر ماہر

بِكُلِّ سَٰحِرٍ عَلِيمٍ ﴿١١٢﴾ وَجَآءَ ٱلسَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوٓا۟ إِنَّ لَنَا لَأَجْرًا

ساحر کو تیرے پاس لے آئیں ○" چنانچہ ساحر فرعون کے پاس آگئے اور کہنے لگے: "اگر ہم غالب رہے تو

إِن كُنَّا نَحْنُ ٱلْغَٰلِبِينَ ﴿١١٣﴾ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ لَمِنَ ٱلْمُقَرَّبِينَ ﴿١١٤﴾

ہمیں کچھ صلہ بھی ملے گا[4] ○" فرعون نے کہا: "ہاں اور میرے دربار میں منصب بھی ملیں گے ○

قَالُوا۟ يَٰمُوسَىٰٓ إِمَّآ أَن تُلْقِىَ وَإِمَّآ أَن نَّكُونَ نَحْنُ ٱلْمُلْقِينَ ﴿١١٥﴾

(پھر مقابلہ کے وقت) ساحر کہنے لگے: موسیٰ! تم (پہلے) ڈالتے ہو یا ہم[5] ڈالیں ○

قَالَ أَلْقُوا۟ ۖ فَلَمَّآ أَلْقَوْا۟ سَحَرُوٓا۟ أَعْيُنَ ٱلنَّاسِ وَٱسْتَرْهَبُوهُمْ

کہا: "تم ہی ڈالو" پھر جب انہوں نے (رسیاں) پھینکیں تو انہوں نے لوگوں کی آنکھوں پر سحر کیا[6] اور خوفزدہ

وَجَآءُو بِسِحْرٍ عَظِيمٍ ﴿١١٦﴾ وَأَوْحَيْنَآ إِلَىٰ مُوسَىٰٓ أَنْ أَلْقِ عَصَاكَ ۖ

کردیا اور بڑا زبردست سحر بنالائے ○ ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ "اب تو (بھی) اپنا عصا ڈال دے"

فَإِذَا هِىَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ﴿١١٧﴾ فَوَقَعَ ٱلْحَقُّ وَبَطَلَ مَا

(عصا اژدھا بن کر) فوراً ان کے جھوٹے شعبدہ کو نگلنے لگا[7] ○ چنانچہ حقیقت ثابت ہوگئی اور جو (کچھ ان ساحروں

كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿١١٨﴾ فَغُلِبُوا۟ هُنَالِكَ وَٱنقَلَبُوا۟ صَٰغِرِينَ ﴿١١٩﴾ وَ

نے) بنایا تھا وہ ملیا میٹ ہوگیا ○ چنانچہ فرعون اور اس کے ساتھی مغلوب ہوئے اور رانہیں نکو بن کر واپس

أُلْقِىَ ٱلسَّحَرَةُ سَٰجِدِينَ ﴿١٢٠﴾ قَالُوٓا۟ ءَامَنَّا بِرَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿١٢١﴾

جانا پڑا[8] ○ اور جادوگر بے اختیار سجدہ میں گر پڑے ○ (اور) کہنے لگے: "ہم رب العالمین پر ایمان لے آئے ○

ع ۱۳ / ۹

1- حضرت موسیٰ نے کسی بھی نبی کی طرح سب سے پہلے فرعون کو اللہ تعالیٰ کی بندگی کی دعوت دی۔ جسے اس نے ٹھکرادیا۔

2- حضرت یوسف کی دعوت پہ بنی اسرائیل کنعان (فلسطین) سے مصر آگئے۔ جن میں حضرت یعقوب (اسرائیل) انکے بیٹے اور پوتے وغیرہ پورا کنبہ تقریباً پونے چار سوافراد پر مشتمل تھا۔ حضرت یوسف کی زندگی میں توانہوں نے مصر میں عزت واحترام سے وقت گزارا۔ بعد میں قریباً چار سو سال (جو حضرت موسیٰ کی بعثت کا زمانہ ہے) کے عرصہ میں گمراہی، کمزوری اور ذلت کی پستی میں گرتے چلے گئے۔ حتیٰ کہ فرعونوں نے انہیں پوری طرح غلام بنالیا اور انکے بچوں کو قتل کرنا شروع کردیا اور بچیوں کو لونڈیاں بنانے کیلئے زندہ رکھا جاتا۔ ان حالات میں حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کی آزادی کا مطالبہ کیا۔

3- فرعون کی قوم میں حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں جادوگری کو بڑا عروج حاصل تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے پیش کردہ معجزات کو بھی انہوں نے جادو ہی سمجھا۔

4- مقابلہ کیلئے عید کا دن اور چاشت کا وقت مقرر ہوا۔ جادوگروں نے اپنی اجرت کے بارے میں پوچھا۔ یہیں سے معجزہ اور جادو کا فرق معلوم ہوتا ہے۔ جادوگر کا سارا شعبدہ مالی مفاد کیلئے ہوتا ہے جبکہ ہر نبی پہلے یہ وضاحت کردیتا ہے کہ اپنی اس جدوجہد اور معجزات وغیرہ کی بنا پہ میں تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا بلکہ میرا اجر تو اللہ کے ہاں ہے۔

5- جادوگروں کو چونکہ بتایا گیا تھا کہ انکا پالا ایک بڑے جادوگر سے ہے تو انہوں نے یہ بات عزت وتکریم کے طور پہ کہی۔ یا جادوگروں کو اپنی ذات پہ اعتماد تھا کہ بہرحال وہ جو بھی کرتب دکھائیں گے ہم تعداد میں بہت زیادہ ہیں اس کا توڑ کرہی لیں گے۔

6- حضرت موسیٰ کا جواب کسی تکریم کیلئے نہ تھا نہ ہی انکی نگاہ میں جادوگر کسی تعظیم کے مستحق ہوسکتے ہیں۔ بلکہ حق نکھر کرتب ہی سامنے آتا ہے جبکہ باطل کو پورا زور کرنے کا موقع مل جائے۔

7- یہ جادوگری کا شاہی دنگل تھا۔ جسکا انتظام بڑے وسیع پیمانے پہ کیا گیا تھا۔ جادوگر بہت بڑی تعداد میں آئے اور تماشائی بھی۔۔۔ اتنے بڑے جادو کی سابقہ ادوار میں نظیر نہیں ملتی۔

8- جب اللہ تعالیٰ نے حق کو غالب کردیا تو ان دونوں نبیوں نے اللہ کے حضور سجدہ شکر ادا کیا۔ جادوگروں پہ ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ وہ بھی ساتھ ہی سجدہ میں گر گئے۔ چونکہ یہ لوگ جادو کی باریکیاں جانتے تھے لہٰذا انہیں اندازہ ہو گیا کہ واقعتاً یہ جادو نہیں بلکہ اللہ کی جانب سے معجزہ ہے۔

رَبِّ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ﴿١٢٢﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ

جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے[1]O" فرعون نے انہیں کہا: "قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دیتا تم موسیٰ پر

اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِی الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَاۤ

ایمان لے آئے- یقیناً یہ تمہاری ایک سازش تھی جو تم نے اس شہر(دارالسلطنت) میں کی ہے تاکہ اس کے

اَهْلَهَا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿١٢٣﴾ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ

باشندوں کو یہاں سے نکال دو- سو تمہیں جلد اس کا انجام معلوم ہو جائے گاO میں مخالف سمتوں میں تمہارے ہاتھ

مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿١٢٤﴾ قَالُوْۤا اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا

اور پاؤں کاٹ دوں گا اور تم سب کو سولی چڑھا دوں گا[2]O" ساحر کہنے لگے: ہم یقیناً اپنے رب کی طرف لوٹنے

مُنْقَلِبُوْنَ ﴿١٢٥﴾ ۚ وَ مَا تَنْقِمُ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا

والے ہیںO اور ہماری کون سی بات تجھے بری لگی ہے- سوائے اس کے کہ جب ہمارے پاس ہمارے رب کی

جَآءَتْنَا ؕ رَبَّنَاۤ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ﴿١٢٦﴾ ع وَ قَالَ

نشانیاں آگئیں تو ہم ان پر ایمان لے آئے "اے ہمارے رب! ہم پر صبر کا فیضان کر اور اسلام کی حالت

الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَ قَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا

میں موت دےO اور فرعون کی قوم کے سردار کہنے لگے: "کیا تو موسیٰ اور اس کی قوم کو چھوڑ دے گا کہ زمین

فِی الْاَرْضِ وَ يَذَرَكَ وَ اٰلِهَتَكَ ؕ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ

میں فساد مچاتے پھریں اور تجھے اور تیرے معبودوں کو چھوڑ دیں" وہ کہنے لگا: "میں ان کے بیٹوں کو مروا ڈالوں گا[3]

وَ نَسْتَحْیٖ نِسَآءَهُمْ ۚ وَ اِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ ﴿١٢٧﴾ قَالَ مُوْسٰى

اور ان کی عورتوں کو زندہ رہنے دوں گا اور ہمیں ان پر پوری قدرت حاصل ہے[4]O موسیٰ نے اپنی قوم

لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَ اصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ۫

سے کہا: " اللہ سے مدد مانگو اور صبر کرو- یہ زمین اللہ کی ہے

يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿١٢٨﴾

وہ اپنے بندوں میں جسے چاہے اس کا وارث بنا دے اور انجام (خیر) تو متقین کے لئے ہےO"

قَالُوْۤا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ؕ

وہ موسیٰ سے کہنے لگے: "تمہارے آنے سے پہلے ہمیں دکھ دیا جاتا تھا اور تمہارے آنے کے بعد بھی دیا جا

قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَ يَسْتَخْلِفَكُمْ فِی

رہا ہے" موسیٰ نے جواب دیا: "عنقریب تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے گا اور اس سرزمین میں

الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٢٩﴾ ع وَ لَقَدْ اَخَذْنَاۤ اٰلَ

تمہیں خلیفہ بنا دے گا پھر دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہوO" پھر ہم نے فرعونیوں

فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَ نَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿١٣٠﴾

کو کئی سال تک قحط اور پیداوار کی کمی میں مبتلا رکھا کہ شاید وہ کوئی سبق حاصل کریں[5]O

1-اپنے ایمان لانے کا اعلان کردیا- یہ وضاحت اس لئے کردی کہ فرعون بھی رب ہونے کا دعویدار تھا-

2-فرعون نے پہلی چال تو یہ چلی کہ حضرت موسیٰ اور ہارون پہ جادوگری کا الزام لگادیا- جب اس میدان میں مات کھاگیا تو پھر تمام جادوگروں پہ الزام لگادیا کہ تم سب حضرت موسیٰ کے چیلے چانٹے ہو اور یہ سب مشترکہ سازش تھی- اور انکو دھمکی دیدی کہ میں تمہیں سولی چڑھادوں گا اور ہاتھ پاؤں کٹوادوں گا- چنانچہ یہ تدبیر بھی بری طرح ناکام ہوگئی- سابقہ جادوگروں اور رب العالمین پہ ایمان لانے والوں نے صاف صاف کہہ دیا تم سے جو بھی بن پڑے کرو دیکھو ہم تو اپنے رب ہی کی جانب رجوع کریں گے- گمان غالب یہی ہے کہ وہ شہید کردیئے گئے- حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ شروع دن میں وہ جادوگر تھے اور دن کے آخری حصہ میں شہیدوں میں شامل ہوگئے- یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ جادوگر جنہیں دین اور ایمان کی تربیت کیلئے کوئی لمبا عرصہ میسر نہ آیا یکدم انکی حالت میں اتنی بڑی تبدیلی کیسے آگئی؟ شروع دن کے حصے میں تو وہ فرعون سے اجرت کا مطالبہ کررہے تھے اور اب اسی فرعون کی سولی چڑھانے کی دھمکیوں کو بھی خاطر میں نہ لارہے تھے-

یہ اسی بات کی دلیل ہے کہ یہ دین حق خود انسان کی فطرت میں داخل ہے- عہدالست کی صورت میں تمام بنی نوع انسان نے اسکا اقرار کیا ہے- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا-

"ہر بچہ فطرت پہ پیدا ہوتا ہے پس اسکے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں- جس طرح جانور کا بچہ صحیح سالم پیدا ہوتا ہے اور اسکے ناک کان کٹے ہوئے نہیں ہوتے-"

(بخاری و مسلم)

3-فرعون خود "رب اعلیٰ" ہونے کا دعویدار تھا- اسکے علاوہ انہوں نے کچھ اور بھی دیوتا بنا رکھے تھے- بچھڑا یا بیل کی پوجا بھی ان کے ہاں ہوتی تھی- یا فرعون خود کو قوم کا اور ان جھوٹے بتوں کا رب کہلاتا تھا-

4-پہلے اس فرعون (مرنفتہ) کے باپ نے بنی اسرائیل کے بیٹوں کا قتل کردیا اور وہ اس خوف سے تھا کہ کوئی اس سے حکومت چھیننے والا نہ پیدا ہوجائے- دوسری دفعہ پھر یہ ظلم شروع کیا گیا- اس مرتبہ بنی اسرائیل کو سزا دینا اور انکی نسل کشی مقصد تھا-

5-یہ وہی ہلکے قسم کے عذاب ہیں جن کا مقصد تنبیہہ ہوتا ہے دیکھئے آیت نمبر 94'95

یہاں موقع کی مناسبت سے مختصرا جادو اور معجزہ کا فرق بیان کیا جاتا ہے-

(ا)- جادو سیکھا اور سکھلایا جاتا ہے- معجزہ فقط رب العالمین کی جانب سے ہوتا ہے اور خود نبی بھی اپنی مرضی سے نہیں دکھلا سکتا-

(ب)- جادو میں آنکھوں کو سحرزدہ کیا جاتا ہے ورنہ حقیقت میں وہ چیز اسی طرح ہی رہتی ہے جبکہ معجزہ میں فی الحقیقت وہ چیز ہی تبدیل ہوجاتی ہے-

(ج)- طلب کردہ معجزہ دیکھنے کے بعد انکار پہ ڈٹے رہنے سے عذاب الٰہی کا نزول یقینی ہوجاتا ہے جبکہ جادو کے انکار سے کچھ نہیں بگڑتا-

فَإِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوا لَنَا هَٰذِهِ ۖ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ

پھر جب انہیں کوئی بھلائی پہنچتی تو کہتے کہ "ہم اسی کے مستحق تھے" اور جو کوئی تکلیف پہنچتی

يَطَّيَّرُوا بِمُوسَىٰ وَمَن مَّعَهُ ۗ أَلَا إِنَّمَا طَائِرُهُمْ عِندَ اللَّهِ

تو اسے موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کی نحوست بتلاتے[1] حالانکہ نحوست تو اللہ کے ہاں ان کی اپنی تھی

وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٣١﴾ وَقَالُوا مَهْمَا تَأْتِنَا بِهِ

لیکن ان میں اکثر لوگ یہ نہ سمجھتے تھے○ نیز وہ موسیٰ سے کہتے کہ "ہمیں مسحور کرنے کے لئے جو بھی

مِنْ آيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ﴿١٣٢﴾ فَأَرْسَلْنَا

معجزہ تو ہمارے پاس لائے گا، ہم تیری بات کو ماننے والے نہیں[2]○ آخر ہم نے ان پر[3]

عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ آيَاتٍ

طوفان، ٹڈیاں، جوئیں، مینڈک اور خون کا عذاب ایک ایک کرکے مختلف

مُّفَصَّلَاتٍ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ﴿١٣٣﴾ وَلَمَّا

وقتوں میں یہ نشانیاں بھیجیں پھر بھی وہ اکڑے ہی رہے کیونکہ وہ تھے ہی مجرم لوگ○ اور جب

وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوا يَا مُوسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ

ان پر کوئی عذاب آپڑتا تو کہتے: موسیٰ! تیرے رب نے تجھ سے جو (دعا قبول کرنے کا) عہد کیا ہوا ہے تو

عِندَكَ ۖ لَئِن كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ

ہمارے لئے دعا کر اگر تو ہم سے عذاب کو دور کردے تو ہم یقیناً تجھ پر ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو

مَعَكَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿١٣٤﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ إِلَىٰ

تیرے ساتھ روانہ کردیں گے○ پھر جب ہم ان سے وہ عذاب، ایک اور قسم کا عذاب آنے

أَجَلٍ هُم بَالِغُوهُ إِذَا هُمْ يَنكُثُونَ ﴿١٣٥﴾ فَانتَقَمْنَا مِنْهُمْ

کی مدت تک ہٹا دیتے تو وہ عہد شکنی کردیتے تھے○ آخر ہم نے ان سے انتقام لیا

فَأَغْرَقْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا

اور انہیں سمندر میں غرق کردیا[4] کیونکہ وہ ہماری آیات کو جھٹلاتے اور ان سے لاپروائی

غَافِلِينَ ﴿١٣٦﴾ وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ

برتتے تھے○ پھر ہم نے ان کا وارث ان لوگوں کو بنایا جو کمزور[5] سمجھے جاتے تھے اور اس سرزمین[6]

مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا ۖ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ

کا (بھی) وارث بنایا جس کے مشرق و مغرب میں ہم نے برکت رکھی ہوئی ہے اور بنی اسرائیل کے حق

رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ بِمَا صَبَرُوا ۖ وَدَمَّرْنَا

میں آپ کے رب کا اچھا وعدہ پورا ہوگیا[7] کیونکہ انہوں نے صبر کیا تھا اور فرعون اور اس کی قوم جو

مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوا يَعْرِشُونَ ﴿١٣٧﴾

کچھ عمارتیں بناتے اور (انگوروں کے باغ) چھتریوں پر چڑھاتے تھے، سب کو ہم نے تباہ کردیا○

1-اکثر قومیں اپنے انبیاء کو اس قسم کے طعنے دیتی آئی ہیں۔

2-انکی عقل پہ ایسے پتھر پڑ گئے تھے بلکہ حقیقت میں تمام کفار و مشرکین بے وقوف ہی ہوتے ہیں کہ قحط سالی کو حضرت موسیٰ کا جادو قرار دیتے۔ حالانکہ جادو کے زور سے نہ زرخیزی پیدا کی جاسکتی ہے اور نہ قحط سالی ورنہ دنیا کی حکومتیں ماہرین زراعت کی بجائے محکمہ زراعت میں جادوگروں کو ہی بھرتی کرتے۔

ان کی بدبختی اس حد تک بڑھ گئی کہ صاف اعلان کردیا کہ تم ہمیں کوئی بھی معجزہ دکھلاؤ ہم ایمان لانیوالے نہیں ہیں۔

3-قحط کے بعد طوفان کا عذاب آیا۔ حضرت موسیٰ سے التجائی دعا کروکہ اس سے ہماری جان چھوٹے۔ جب بارش تھم گئی اور فصلیں بچ گئیں تو پھر عہد سے پھر گئے۔ پھر تیار فصلوں پہ اللہ تعالیٰ نے ٹڈی دل بھیج دیا پھر مکر گئے پھر حضرت موسیٰ کے پاس دعا کیلئے دوڑے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نجات دی تو غلہ کاٹ کر گھروں میں محفوظ کرلیا اور پھر اکڑ بیٹھے اب اللہ تعالیٰ نے سزا کے طور پہ غلہ میں سسری کا عذاب بھیج دیا (قرآن میں "قمل" کا لفظ ہے جو کہ مچھر، جوئیں اور سسری جیسے کیڑوں کیلئے استعمال ہوتا ہے) جس سے غلہ کا سٹاک تباہ ہونا شروع ہوگیا۔ پھر حضرت موسیٰ کی طرف رجوع ہوئے اور دعا کی درخواست کی اور ایمان لانے اور بنی اسرائیل کو چھوڑنے کا عہد کیا۔ آپ کی دعا سے یہ عذاب بھی ٹلا تو پھر عہد شکنی کی۔ اللہ تعالیٰ نے عذاب کے طور پر مینڈکوں کی کثرت کردی کہ برتنوں نیز دسترخوان میں پڑے ہوئے کھانے کے برتنوں میں چڑھ آتے اور پانی پینے لگتے تو وہ خون بن جاتا۔ حضرت موسیٰ کی دعا سے یہ عذاب بھی ٹل گیا تو پھر اکڑ کر بیٹھے اور ان سب کو جادو کا کرشمہ قرار دے دیا۔

4-حضرت موسیٰ نے فرعون کے ساتھ چالیس سال بنی اسرائیل کی آزادی کی جدوجہد کی۔ جب فرعون اور اسکی قوم نے ڈھٹائی کی حد کردی تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک رات حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو لیکر شہر سے نکل کھڑے ہوئے۔ فرعون اور اسکی قوم نے تعاقب کیا اور بحیرہ قلزم پہ آپکڑا۔ وہاں پھر اللہ نے معجزہ دکھلایا۔ بنی اسرائیل بحفاظت گزر گئے اور فرعون مع لاؤلشکر کے ڈوب گیا دیکھئے (یونس 10:90-92) اور (طہٰ 20:77-78)

5-مراد بنی اسرائیل ہیں جنکو فرعون کی قوم نے غلام بنا رکھا تھا۔ وہ انتہائی ذلت کی زندگی گزار رہے تھے۔

6-ملک شام مراد ہے۔ جو نہایت سرسبز و شاداب اور زرخیز خطہ ہے اسکے علاوہ یہ ملک بہت سے انبیاء کا مدفن اور مسکن ہے۔ مصر اور شام دونوں مراد ہوسکتے ہیں۔ کیونکہ غالباً فرعون کے بعد کچھ بنی اسرائیلی مصر میں رہ گئے ہونگے اور انہوں نے مصر کی حکومت سنبھال لی ہوگی۔

7-یہ وعدہ وہی ہے جو کہ آیت نمبر 129 میں حضرت موسیٰ نے حکومت ملنے کے متعلق کیا تھا۔

وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ

اور (جب) ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر سے پار اتار دیا تو وہ ایک ایسی قوم کے پاس آئے جو اپنے بتوں کی عبادت

عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ

میں لگے ہوئے تھے۔ کہنے لگے: موسیٰ! ہمیں بھی ایک ایسا الٰہ بنا دو جیسے ان لوگوں کا

اٰلِهَةٌ ۭ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿١٣٨﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ

الٰہ ہے" موسیٰ نے کہا: "بلاشبہ تم بڑے جاہل لوگ ہو○ (1) یہ لوگ جس کام میں ہیں برباد ہونے والا ہے

فِيْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٣٩﴾ قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ

اور جو کچھ وہ کر رہے ہیں سراسر باطل ہے○" (پھر) کہا: کیا میں اللہ کے علاوہ تمہارے لئے کوئی اور الٰہ تلاش

اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٤٠﴾ وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ

کروں حالانکہ اس نے تمہیں تمام اہل عالم پر فضیلت بخشی ہے"(2)○ اور جب ہم نے تمہیں فرعونیوں سے

فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْۗءَ الْعَذَابِ ۚ يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَاۗءَكُمْ وَ

نجات دی وہ تمہیں سخت عذاب میں مبتلا رکھتے تھے۔ تمہارے بیٹوں کو مار ڈالتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ

يَسْتَحْيُوْنَ نِسَاۗءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿١٤١﴾ ع

رہنے دیتے تھے اور اس میں تمہارے لئے تمہارے رب کی طرف سے ایک بڑی ابتلا تھی○

وَوٰعَدْنَا مُوْسٰي ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ

اور ہم نے موسیٰ سے تیس راتوں کا وعدہ کیا پھر اسے دس مزید راتوں سے پورا کیا تو اس کے رب کی

مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۚ وَقَالَ مُوْسٰي لِاَخِيْهِ

مقررہ مدت چالیس راتیں پوری ہو گئیں(3) اور (جاتے وقت) موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون

هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ

سے کہا: "تم میری قوم میں میرے خلیفہ ہو(4) اصلاح کرتے رہنا اور فساد کرنے والوں کی راہ پر

الْمُفْسِدِيْنَ ﴿١٤٢﴾ وَلَمَّا جَاۗءَ مُوْسٰي لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ

نہ چلنا○ اور جب موسیٰ ہمارے مقررہ وقت اور جگہ پر آگئے اور اس سے اس کے رب نے کلام کیا موسیٰ نے

رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ۭ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى

عرض کیا: میرے "رب! مجھے دکھلا کہ میں ایک نظر تجھے دیکھ سکوں(5) اللہ نے فرمایا: "تو مجھے نہ دیکھ سکے گا

الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى

البتہ اس پہاڑ کی طرف دیکھ، اگر یہ اپنی جگہ پر برقرار رہا تو، تو بھی مجھے دیکھ سکے گا پھر جب اس کا رب کا

رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰي صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ اَفَاقَ

پہاڑ پر جلوہ ہوا تو اسے ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ غش کھا کر گر پڑے۔ پھر جب کچھ افاقہ ہوا

قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٤٣﴾

تو کہنے لگے! تیری ذات پاک ہے میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور میں سب سے پہلا ایمان لانے والا ہوں○

1-فرعون کی قوم کے ساتھ رہتے ہوئے بنی اسرائیل میں بھی بچھڑے یا بیل کی عبادت کے جراثیم داخل ہو چکے تھے۔ جسے قرآن مجید میں ارشاد ہے۔
"اور ان کے کفر کی وجہ سے بچھڑے کی عبادت ان کے دل میں رچ بس گئی۔"
(البقرہ 93:2)

اصنام پرست لوگ ہمیشہ سے یہ دلیل دیتے آئے ہیں کہ ہم ان بتوں کی عبادت نہیں کرتے بلکہ اللہ ہی کی عبادت کرتے ہیں مگر چونکہ انسان فطری طور پہ کسی بھی مجسم و محسوس چیز کی طرف آسانی سے مائل ہو جاتا ہے اسی لئے ہم بت سامنے رکھ لیتے ہیں اس سے ہمیں اللہ کی یاد زیادہ آتی ہے۔ جیسا کہ ان لوگوں کی (جن کی شکل کے بت بنائے جاتے ہیں) زندگی میں انکی صحبت میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی یاد زیادہ آتی تھی۔ اسی حقیقت کو قرآن پاک نے ایسے واضح کیا ہے۔ ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾
"(وہ کہنے لگے ہیں کہ) ہم تو انکی عبادت اسلئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ سے قریب کر دیں۔"
(الزمر 3:39)

آج کل کئی مسلمان بت سامنے رکھنے کی بجائے "تصور شیخ" کے ذریعے اللہ کا قرب ڈھونڈتے ہیں۔

2-اس سے زیادہ بے وقوفی اور بدتمیزی کیا ہوگی کہ تمہاری آنکھوں کے سامنے اللہ نے فرعون اور اسکی قوم کو تباہ کر کے تمہیں نجات دی ہے۔ اصنام پرستی مٹانا میرا مشن ہے اور تم مجھے ہی اصنام سازی کرنے کا کہتے ہو؟ جبکہ رب العالمین نے تمہارے اوپر بے شمار احسان کئے ہیں اور تمہیں فضیلت بخشی ہے۔

3-جب بنی اسرائیل آزاد فضاؤں میں سانس لینے لگے تو ان کیلئے شریعت کی ضرورت ہوئی۔ اسکے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو طور سینا میں بلایا کہ یہاں تنہائی میں یکسو ہو کر روزے رکھیں اور دن رات اللہ کی عبادت کریں۔ اس کیلئے کم از کم مدت ایک ماہ اور زیادہ سے زیادہ چالیس دن مقرر کی گئی۔ سورۃ بقرہ میں صرف چالیس ایام کا ہی ذکر ہے۔

4-حضرت موسیٰ کو اپنی قوم کی تلون مزاجی کا اندازہ تھا لہٰذا حضرت ہارون کو یہ نصیحت کی۔ ہارون حضرت موسیٰ کے دست راست، سگے بھائی اور حضرت موسیٰ کی دعا سے نبی بنے تھے۔

5-جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو شرف کلام بخشا تو انہیں اس سے جو لذت حاصل ہوئی تو بے اختیار دیدار کیلئے درخواست کر دی۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ چودھویں کی رات آپ ﷺ ہمارے پاس آئے اور فرمایا۔
"تم اپنے رب کو یوم قیامت ایسے دیکھو گے جیسے تم اسے (قمر) کو دیکھتے ہو اور تمہیں کوئی دقت نہیں ہوگی۔" (بخاری و مسلم)
تاہم دنیا میں موجودہ آنکھیں اور موجودہ جسم اللہ تعالیٰ کی تجلی برداشت نہیں کر سکتے یوم قیامت مومنین صالحین اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے اور یہ اللہ کا انعام ہوگا۔ ارشاد باری ہے ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾
"اس دن کئی چہرے پر رونق ہوں گے۔ اپنے رب کو دیکھ رہے ہوں گے۔"
(القیامہ 75:22-23)

اسکے علاوہ وہ بے شمار آیات اور احادیث سے بھی یہ ثابت ہے۔

قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىْ وَ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: موسیٰ! میں نے تجھے اپنی رسالت اور ہم کلامی کے لئے تمام لوگوں پر ترجیح دیتے ہوئے منتخب کر

بِكَلَامِىْ ۖ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَكَتَبْنَا

لیا ہے جو کچھ میں تجھے دوں اس پر عمل پیرا ہو اور میرا شکر گزار بن جاؤ[1]○ اور اس کے لئے ہم نے

لَهٗ فِى الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ

تختیوں میں ہر طرح کی نصیحت اور ہر ایک بات کی تفصیل لکھ

شَىْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ؕ

دی[2] اور حکم دیا کہ اس پر مضبوطی سے عمل کرو اور اپنی قوم کو بھی حکم دو کہ وہ ان پر اچھی طرح عمل کریں۔[3]

سَاُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِىَ الَّذِيْنَ

عنقریب میں تمہیں فاسقوں کا گھر دکھلاؤں گا[4]○ اور اپنی آیتوں سے ان لوگوں (کی نگاہیں) پھیر دوں گا

يَتَكَبَّرُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ

جو بلاوجہ زمین میں اکڑتے ہیں۔ وہ خواہ کوئی بھی نشانی دیکھ لیں

لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ

اس پر ایمان نہ لائیں گے اور وہ راہ ہدایت دیکھ لیں تو اسے اختیار نہیں کرتے[5]

وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَىِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

اور اگر گمراہی کی راہ دیکھ لیں تو اسے فوراً اختیار کرتے ہیں۔ ان کی یہ حالت اس لئے ہے

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

کہ انہوں نے ہماری آیات کو جھٹلادیا اور ان سے بے پروائی کرتے رہے○ اور جن لوگوں نے ہماری آیات اور

بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ؕ هَلْ يُجْزَوْنَ

آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا، ان کے اعمال ضائع ہوگئے اور انہیں وہی بدلہ دیا جائے گا

اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ ع وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ

جو کام وہ (دنیا میں) کرتے رہے○ موسیٰ کے (طور پر جانے کے) کے بعد اس کی قوم نے اپنے زیوروں سے ایک

حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ؕ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ

بچھڑے کا پتلا بنایا جس سے بیل کی آواز نکلتی تھی۔[6] ان لوگوں نے یہ نہ دیکھا کہ وہ نہ تو ان سے کوئی بات کرتا ہے

وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا ۘ اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۸﴾ وَلَمَّا

اور نہ ہی ان کو راستہ دکھا سکتا ہے[7] پھر بھی انہوں نے اسے (الٰہ) بنالیا اور وہ تھے ہی بے انصاف لوگ○ اور جب وہ

سُقِطَ فِىْٓ اَيْدِيْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا ۙ قَالُوْا لَئِنْ

شرمسار ہوئے اور دیکھا کہ وہ گمراہ ہوگئے ہیں تو کہنے لگے: "اگر ہمارا رب ہم پر

لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾

رحم نہیں کرے گا اور ہمیں معاف نہیں کرے گا تو ہم برباد ہوجائیں گے[8]"○

ع ۱۷/۷ — وقف لازم

1-اے موسیٰؑ اگر دیدار نہیں ہوسکا تو کیا حرج ہے؟ اسکے علاوہ آپکو کم نعمتیں ملی ہیں؟

یہ تختیاں کتنی تھیں؟ یہ معلوم کرنے کا بھی کوئی ذریعہ میسر نہیں تاہم چونکہ جمع کا صیغہ استعمال ہوا ہے لہٰذا یہ ثابت ہوا کہ دو سے زیادہ ہی تھیں۔ ان تختیوں کی کتابت کے بارے میں قرآن اور بائبل دونوں میں اللہ تعالیٰ کی جانب نسبت کی گئی ہے۔

3-خوش اسلوبی سے عمل کریں۔ اوامرونواہی بجالائیں اور بچنے کیلئے تاویلیں نہ کرتے پھریں۔ فلسفیانہ موشگافیوں کی سان پہ نہ چڑھائیں۔

4-یعنی ملک شام تم فتح کرلوگے یا راستے میں تباہ شدہ باغی قوموں کے آثار آپکو نظر آئیں گے۔

5-حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جس کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہو۔ ایک شخص نے کہا کہ ہر شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اسکا کپڑا اچھا ہو اسکی جوتی اچھی ہو (کیا یہ تکبر ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے تکبر تو یہ ہے کہ حق کو ٹھکرا دے اور لوگوں کو حقیر جانے۔"

(مسلم)

6-جب حضرت موسیٰ اللہ تعالیٰ کی طلبی پہ چالیس دنوں کیلئے طور سینا پر تشریف لے گئے تو بنی اسرائیل نے بچھڑے کی عبادت شروع کردی۔ یہ بچھڑا ان کیلئے سامری نے بنادیا تھا اور ان لوگوں کے زیوات سے بنایا جو کہ یہ چاہتے تھے۔ اس سے آواز کیسے نکلتی تھی؟ غالباً یہ سامری کا کوئی کرتب یا شعبدہ تھا تفصیل کیلئے دیکھیں (طٰہٰ 20:88-87، 97-95)

7-جو بات بھی نہیں کرسکتا وہ راہنمائی کیا کرے گا؟

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ بائبل میں ظالموں نے انبیاء کی عصمت پہ جو داغ لگائے ہیں۔ ان میں کوئی بڑا گناہ انہوں نے نہیں چھوڑا۔ شرک، جادوگری، زنا، جھوٹ اور دغابازی وغیرہ۔ حضرت ہارونؑ پہ ان ظالموں نے یہ تہمت لگائی ہے کہ انہوں نے بنی اسرائیل کو بچھڑا بنادیا۔ (خروج-باب 32 آیت 6-1)

جبکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ہارون کو بالکل بری قرار دیا ہے اور بتایا ہے کہ سامری نے یہ حرکت کی تھی۔

8-ان لوگوں کی توبہ اس شرط پہ قبول ہوئی کہ وہ ایک دوسرے کو قتل کریں۔ (البقرہ 2-54)

وَلَمَّا رَجَعَ مُوسَىٰٓ إِلَىٰ قَوْمِهِۦ غَضْبَٰنَ أَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا

اور جب موسیٰ غصہ اور رنج سے بھرے اپنی قوم کی طرف واپس آئے تو انہیں کہا: تم لوگوں نے میرے

خَلَفْتُمُونِى مِنۢ بَعْدِىٓ أَعَجِلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ وَأَلْقَى ٱلْأَلْوَاحَ

بعد بری جانشینی کی۔ تمہیں کیا جلدی پڑی تھی کہ اپنے رب کے حکم کا بھی انتظار نہ کیا؟ پھر تختیاں پھینک

وَأَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيهِ يَجُرُّهُۥٓ إِلَيْهِ قَالَ ٱبْنَ أُمَّ إِنَّ ٱلْقَوْمَ

دیں اور اپنے بھائی کو سر سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگے۔[1] ہارون نے کہا: اے میری ماں کے بیٹے![2] ان لوگوں

ٱسْتَضْعَفُونِى وَكَادُوا۟ يَقْتُلُونَنِى فَلَا تُشْمِتْ بِىَ ٱلْأَعْدَآءَ وَ

نے مجھے کمزور سمجھا اور قریب تھا کہ مجھے مار ہی ڈالتے لہٰذا دشمنوں کو مجھ پر ہنسنے کا موقع نہ دے اور

لَا تَجْعَلْنِى مَعَ ٱلْقَوْمِ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿١٥٠﴾ قَالَ رَبِّ ٱغْفِرْ لِى وَلِأَخِى وَ

مجھے ان ظالموں کے ساتھ شامل نہ کر○ موسیٰ نے دعا کی: "اے میرے رب مجھے اور میرے بھائی کو بخش دے

أَدْخِلْنَا فِى رَحْمَتِكَ وَأَنتَ أَرْحَمُ ٱلرَّٰحِمِينَ ﴿١٥١﴾ إِنَّ ٱلَّذِينَ ٱتَّخَذُوا۟

اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل فرما○ تو ہی سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے"[3] (اللہ نے فرمایا) "جن لوگوں

ٱلْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا

نے بچھڑے کو الٰہ بنایا ان پر ضرور ان کے رب کا غضب[4] ہوگا اور وہ دنیا کی زندگی میں رسوا ہوں گے۔

وَكَذَٰلِكَ نَجْزِى ٱلْمُفْتَرِينَ ﴿١٥٢﴾ وَٱلَّذِينَ عَمِلُوا۟ ٱلسَّيِّـَٔاتِ ثُمَّ تَابُوا۟

اور (اللہ پر) افتراء کرنے والوں کو ہم ایسے ہی سزا دیا کرتے ہیں○ اور جن لوگوں نے برے عمل کئے پھر اس

مِنۢ بَعْدِهَا وَءَامَنُوٓا۟ إِنَّ رَبَّكَ مِنۢ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٥٣﴾

کے بعد توبہ کرلی اور ایمان لے آئے تو اس کے بعد تیرا رب یقیناً بخشنے والا اور[5] رحم کرنے والا ہے○

وَلَمَّا سَكَتَ عَن مُّوسَى ٱلْغَضَبُ أَخَذَ ٱلْأَلْوَاحَ وَفِى نُسْخَتِهَا

اور جب موسیٰ کا غصہ فرو ہوا تو اس نے تختیاں اٹھالیں اور ان کی تحریر میں ان لوگوں کے لئے ہدایت

هُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُونَ ﴿١٥٤﴾ وَٱخْتَارَ مُوسَىٰ

اور رحمت تھی جو اپنے رب سے ڈرتے[6] ہیں○ اور ہماری طے شدہ میعاد

قَوْمَهُۥ سَبْعِينَ رَجُلًا لِّمِيقَٰتِنَا فَلَمَّآ أَخَذَتْهُمُ ٱلرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ

کے لئے موسیٰ نے اپنی قوم سے ستر آدمی چن لئے۔[7] پھر جب انہیں زلزلے نے آلیا تو موسیٰ نے عرض کی: اے رب!

لَوْ شِئْتَ أَهْلَكْتَهُم مِّن قَبْلُ وَإِيَّٰىَ أَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ ٱلسُّفَهَآءُ

اگر تو چاہتا تو اس سے پہلے انہیں اور مجھے بھی ہلاک کر سکتا تھا: کیا تو ہم سب کو ہلاک کرتا ہے جو ہم میں سے

مِنَّآ إِنْ هِىَ إِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَن تَشَآءُ وَتَهْدِى مَن

کچھ احمقوں نے کیا؟ یہ تیری ایک آزمائش تھی جس سے تو جسے چاہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہے ہدایت دکھا

تَشَآءُ أَنتَ وَلِيُّنَا فَٱغْفِرْ لَنَا وَٱرْحَمْنَا وَأَنتَ خَيْرُ ٱلْغَٰفِرِينَ ﴿١٥٥﴾

دیتا ہے تو ہمارا سرپرست ہے۔[8] لہٰذا ہمیں معاف فرما اور ہم پر رحم فرما اور تو بہترین معاف کرنے والا ہے○

ع ۱۸ / ۸

1-حضرت موسیٰ کو کوہ طور پہ ہی اطلاع مل چکی تھی کہ سامری نے بچھڑا بنایا ہے جسکی قوم کے بہت سے لوگوں نے عبادت شروع کردی ہے لہٰذا رنج اور غصہ طبیعت میں پہلے ہی تھا۔

حضرت ہارون نے قوم کو اس حرکت سے باز رکھنے کی کوشش کی۔ دیکھئے (طہ 20:90)

حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے سگے بھائی تھے مگر انکا جذبہ عاطفت ابھارنے کیلئے حضرت ہارون نے یہ الفاظ استعمال کئے۔

2-دوسرے مقام پہ یہ وضاحت ہے کہ حضرت ہارون نے کہاکہ مجھے داڑھی اور سر سے نہ پکڑو قوم تو میرے قتل کے درپے تھی اور خانہ جنگی کا خطرہ تھا۔

3-جب قدرے غصہ رخصت ہوا اور احساس ہوا کہ اس معاملہ میں بھائی پہ زیادتی ہوگئی ہے تو اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کی۔ بھائی کیلئے بھی معافی طلب کی کہ شائد اس سے اسی معاملہ میں کوئی کوتاہی ہوئی ہو۔

4-اللہ کا غضب وہی تھا جس کا ذکر (البقرہ 2-54) میں ہوا ہے کہ جنہوں نے یہ حرکت کی ہے انہیں قتل کیا جائے۔ قتل وہ لوگ کریں جو انکو منع کرتے رہے۔

5-اور اس سزا کے بعد قیامت کو انہیں اس جرم پہ عذاب نہیں ہوگا۔ بنی اسرائیل کیلئے کفارہ کی اتنی مشکل صورت اسلئے عائد کی گئی کہ انہوں نے ایمان لانے کے بعد یہ حرکت کی اور انبیاء کی موجودگی میں شرک کیا ورنہ عام حالات میں اللہ تعالیٰ سے سچے دل سے توبہ کرنا ہی کافی ہے۔

6-دیگر آسمانی کتابوں کی طرح یہ آسمانی ہدایت بھی ان ہی لوگوں کیلئے فائدہ مند تھی جو کہ اللہ سے ڈرنے والے تھے۔

7-جب حضرت موسیٰ ان مسائل سے فارغ ہوئے اور تختیاں اٹھائیں اور قوم کو ہدایت کی کہ انکی روشنی میں اپنی زندگیاں گزارو تو ان لوگوں نے حضرت موسیٰ پہ بھی بداعتمادی کا اظہار کردیا کہ یہ کیسے معلوم ہواکہ یہ تختیاں واقعی منجانب اللہ ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیاکہ ستر نمائندے منتخب کرکے اپنے ساتھ کوہ طور پہ لے آؤ۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہ لوگ بچھڑے کی عبادت کے جرم کی معافی کیلئے آئے تھے۔

جب ان لوگوں کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ سے ہمکلام ہوئے تو انہوں نے یہ اعتراض جڑ دیا کہ جب تک اللہ تعالیٰ کو واضح طور پہ کلام کرتا ہوا نہ دیکھ لیں ہم ماننے والے نہیں ہیں۔ دیکھئے (البقرہ 2-55)

8-حضرت موسیٰ کو فکردامن گیر ہوئی کہ قوم کو کیا جواب دیں گے؟ انتہائی گریہ زاری اور حکمت کے ساتھ نپے تلے الفاظ میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی اور انہیں دوبارہ زندہ کردیا۔

وَاكْتُبْ لَنَا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ إِنَّا

اور ہمارے لئے اس دنیا میں نیکی لکھ دے اور آخرت میں بھی ہم نے

هُدْنَا إِلَيْكَ ۚ قَالَ عَذَابِي أُصِيبُ بِهِ مَنْ أَشَاءُ ۖ وَرَحْمَتِي

تیری طرف رجوع کرلیا ہے" اللہ نے جواب میں فرمایا: "سزا تو میں اسے ہی دیتا ہوں جسے چاہوں مگر میری رحمت

وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۚ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ

ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے لہٰذا جو لوگ متقی ہیں، زکوٰۃ دیتے اور ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں

الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٥٦﴾ الَّذِينَ

ان کے لئے میں رحمت ہی لکھوں[1] گا○ جو لوگ

يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا

اس رسول کی اتباع کرتے ہیں[2] جو نبی امی ہے،[3] جس کا ذکر وہ اپنے ہاں

عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ

تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں[4] وہ رسول انہیں نیکی کا حکم دیتا

وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ

اور برائی سے روکتا ہے، ان کے لئے پاکیزہ چیزوں کو حلال[5] اور گندی چیزوں کو حرام

الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ

کرتا ہے، ان کے بوجھ ان پر سے اتارتا ہے اور وہ بندشیں کھولتا ہے جن میں وہ جکڑے ہوئے

عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَ

تھے لہٰذا جو لوگ اس پر ایمان لائیں اور اس کی حمایت اور مدد کریں اور

اتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٥٧﴾

اس روشنی کی اتباع کریں جو اس کے ساتھ نازل کی گئی ہے تو یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں○

19 ع 9

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا

آپ کہہ دیجئے: "لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول[6] ہوں

الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي

جو آسمانوں اور زمین کی سلطنت کا مالک ہے اس کے بغیر کوئی الٰہ نہیں، وہی زندہ کرتا

وَيُمِيتُ ۖ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي

اور مارتا ہے لہٰذا اللہ اور اس کے رسول نبی امی پر ایمان لاؤ، جو اللہ

يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٥٨﴾ وَ

اور اس کے ارشادات پر ایمان لاتا[7] ہے اور اسی کی اتباع کرو امید ہے کہ تم ہدایت پالو گے○ اور موسیٰ

مِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ ﴿١٥٩﴾

کی قوم میں ایک گروہ ایسا بھی ہے جو حق کے مطابق ہدایت کرتے اور اسی کے مطابق انصاف کرتے ہیں○

1- حضرت موسیٰ نے اپنی قوم کیلئے دنیاو آخرت کی بھلائی طلب کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے چند شرائط سے مشروط کردیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"جب اللہ تعالیٰ نے تخلیق (زمین و آسمان) مکمل کرلی تو اس نے اپنی کتاب میں لکھا جو کہ اسکے پاس عرش پہ ہے "اور میری رحمت میرے غضب پہ غالب ہے۔"

(بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا۔

"اللہ تعالیٰ نے رحمت کو سو جز کئے اس میں سے ننانوے اجزاء اپنے پاس رکھے اور ایک جزو دنیا میں اتار دیا تو اسی ایک جز سے مخلوق ایک دوسرے پہ رحم کرتی ہے۔"

(بخاری)

2- یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حصول کیلئے مذکورہ شرائط کے ساتھ اب یہ شرط بھی ہے کہ اس نبی پہ ایمان لایا جائے۔

3- بنی اسرائیل اپنے سوا دیگر قوموں کو "امی" (Gentiles) کہتے تھے ان کا قومی فخر و غرور "امی" کی پیشوائی تسلیم کرنا تو درکنار اس بات پہ بھی تیار نہ تھے کہ انہیں عام انسانی حقوق دیئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمادی کہ اب اس پہ ایمان نہ لائے تو پھر تم کسی رحمت کے مستحق نہیں ہو سکتے۔

امی کا لفظ غالباً ام (یعنی والدہ) کی طرف منسوب ہے یعنی جس طرح بچہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے اور کسی کا شاگرد نہیں ہوتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بھر کسی مخلوق کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ نہیں کیا۔ اسکے باوجود جن علوم و حکمت کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم معلم بنے پوری دنیا اسکی معترف ہے۔ پڑھے لکھے دانشوروں میں کسی کی مجال نہیں کہ اسکا عشر عشیر بھی پیش کر سکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امی ہونے میں جو حکمتیں ہیں وہ قرآن میں کئی جگہ مذکور ہیں۔

4- آپ کی بشارتیں آج کی تحریف شدہ تورات و انجیل میں بھی موجود ہیں مثلاً

(ا)۔ استثناء باب 18 آیت 17 تا 22-

(ب)۔ متی باب 3 آیت 1-2

(ج)۔ یوحنا باب 14 آیت 25-26

5- جیسے اونٹ کا گوشت اور گائے بکرے کی چربی وغیرہ جو کہ بنی اسرائیل کی شریعت میں ممنوع تھی یا جیسے انکے ہاں قتل کیلئے صرف قصاص کا قانون تھا اور معافی کی صورت نہ تھی۔

6- یعنی آپ کی رسالت کسی علاقہ یا قوم یا وقت کیلئے نہ تھی بلکہ قیامت تک کیلئے ہر علاقہ اور قوم کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں۔

7- ہر رسول اور نبی سب سے پہلے خود اپنی نبوت و رسالت پہ ایمان لاتا ہے۔ یہ رسول بھی اللہ اور اسکے کلمات ہدایت و ارشاد پہ ایمان لاچکا ہے۔

وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَیْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ؕ وَاَوْحَیْنَاۤ اِلٰی
اور ہم نے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کو بارہ جماعتیں ہی بنا دیا تھا[1] اور جب موسیٰ سے اس کی قوم نے
مُوْسٰۤی اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗۤ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ
پانی مانگا تو ہم نے اسے وحی کہ اس چٹان پر اپنا عصا مارو
فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَیْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ
تو اس چٹان سے بارہ چشمے پھوٹ پڑے (اور) ہر قبیلہ نے اپنا اپنا گھاٹ
مَّشْرَبَهُمْ ؕ وَظَلَّلْنَا عَلَیْهِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَیْهِمُ
جان لیا نیز ہم نے ان پر بادل کا سایہ کیا اور ان پر من و سلویٰ
الْمَنَّ وَالسَّلْوٰی ؕ كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَ
نازل کیا (اور فرمایا) یہ پاکیزہ چیزیں کھاؤ جو ہم نے تمہیں عطا کی ہیں اور
مَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ وَاِذْ قِیْلَ
ان لوگوں نے ہمارا تو کچھ بھی نہ بگاڑا بلکہ وہ خود اپنے آپ پر ہی ظلم کر رہے تھے○ اور جب بنی اسرائیل
لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْیَةَ وَكُلُوْا مِنْهَا حَیْثُ
سے کہا گیا کہ اس بستی میں آباد ہو جاؤ[2] اور جہاں سے جی چاہے
شِئْتُمْ وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ
کھاؤ اور دعا کرتے رہو کہ "ہمیں معاف کردے" اور دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا تو ہم تمہاری
لَكُمْ خَطِیْٓـٰٔتِكُمْ ؕ سَنَزِیْدُ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۶۱﴾ فَبَدَّلَ
خطائیں معاف کردیں گے اور اچھے کام کرنے والوں کو زیادہ بھی دیں گے○ مگر ان میں سے
الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَهُمْ
جو ظالم تھے انہوں نے وہ بات ہی بدل ڈالی[3] جو ان سے کہی گئی تھی۔
فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا
پھر (اس کے نتیجہ میں) ہم نے ان پر آسمان سے عذاب بھیج[4] دیا کہ کیونکہ وہ ظلم کیا
یَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۲﴾ ع وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْیَةِ الَّتِیْ كَانَتْ
کرتے تھے○ اور ان سے اس بستی[5] کا حال بھی پوچھئے جو سمندر کے
حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ یَعْدُوْنَ فِی السَّبْتِ اِذْ تَاْتِیْهِمْ
کنارے واقع تھی۔ وہ لوگ سبت (سبت) کے دن احکام الٰہی کی خلاف ورزی کرتے تھے۔ سبت کے دن تو
حِیْتَانُهُمْ یَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّیَوْمَ لَا یَسْبِتُوْنَ ۙ لَا
مچھلیاں سینہ تان کر پانی پر ظاہر ہوتیں اور ہفتہ کے علاوہ باقی دنوں میں غائب رہتی تھیں۔
تَاْتِیْهِمْ ۛۚ كَذٰلِكَ ۛۚ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا یَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۳﴾
اسی طرح ہم نے انہیں ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے آزمائش میں ڈال رکھا تھا○

ع ۵ / ۲۰ وقف لازم
النصف
معانقة عند المتاخرین

1- اسباط سبط کی جمع ہے جس کے معنی پوتا کے ہیں۔ یہاں قبائل مراد ہیں۔ بنی اسرائیل حضرت یعقوبؑ کے بارہ بیٹوں کی اولاد ہیں۔ حضرت یعقوبؑ کا نام اسرائیل تھا۔ ان بارہ بیٹوں کی اولاد سے بارہ قبیلے وجود میں آئے۔ جن پہ حضرت موسیٰؑ نے بارہ نقیب (یعنی محافظ) مقرر کئے جسکی ذمہ داری یہ تھی کہ وہ انکی دینی تربیت کا خیال رکھے اسکے علاوہ روزمرہ کے مسائل پہ نظر رکھے۔

2- بنی اسرائیل کو جب اللہ تعالیٰ نے "ارض مقدسہ" کی بشارت دی کہ یہ زمین تمہارے لئے لکھی جاچکی ہے۔ تم وہاں داخل ہوجاؤ تو اس قوم نے بزدلی اور سرکشی دکھائی اور شان کریمی میں گستاخی کرتے ہوئے نہ صرف وہاں جانے سے انکار کردیا بلکہ کہہ دیا۔

"(اے موسیٰ!) تم اور تمہارا رب جاؤ اور قتال کرو ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔"

(المائدہ 24:5)

یہی پس منظر ذہن میں تازہ کرنے کیلئے (المائدہ 5:26-21) بھی دیکھ لیں۔

چنانچہ سزا کے طور پہ بنی اسرائیل پہ صحرائے سینا جسے میدان تیہ بھی کہتے ہیں چالیس سالہ سرگردانی مسلط کی گئی۔ یاد رہے کہ اسوقت بنی اسرائیل لاکھوں کی تعداد میں تھے۔ خوراک' پانی اور سایہ تینوں انکی بنیادی ضروریات تھیں۔ ان میں ایک چیز بھی اگر انہیں میسر نہ آتی تو ان کی موت واقع ہوجاتی۔ پانی کیلئے حضرت موسیٰ کے عصا کی ضرب سے بارہ چشمے جاری کئے گئے تاکہ پانی کے مسئلہ میں کوئی فساد نہ پیدا ہو۔ کھانے کو من وسلویٰ اتار اگیا۔ من ایک میٹھی چیز تھی جو کہ دھنئے کے بیج جیسی تھی اور رات کو اوس کی شکل میں نازل ہوتی۔ سلوی بٹیر کی قسم کے پرندے تھے جنہیں یہ لوگ بھون کر کباب بنا کر کھاتے۔ سایہ کیلئے بادل کا انتظام کردیا۔

غور فرمائیے اگر ایسا انتظام کسی بادشاہ کو بھی کرنا پڑے تو چالیس سال تک کیلئے کتنی لاگت سے یہ بندوبست ہوتا؟

3- ہم نے یہ نعمتیں ان سے نہیں روکیں بلکہ خود ہی یہ پیاز اور دالیں وغیرہ مانگنے لگے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"بنی اسرائیل کو حکم دیا گیا تھا کہ شہر کے دروازے میں جھک کر داخل ہوں اور زبان سے حطۃ کہیں۔ (یعنی گناہوں کی بخشش مانگیں) لیکن وہ اپنی سرینوں کے بل گھسیٹے ہوئے داخل ہوئے اور حطۃ کی بجائے حبۃ فی شعرۃ (دانہ بالی کے اندر) کہنے لگے۔"

(بخاری)

اکثر مفسرین نے اس بستی کا نام ایلا (یا ایلات) بتایا ہے۔ کچھ مفسرین نے "مدین" نام بتایا ہے۔

4- سزا کے طور پہ طاعون نے آلیا۔ ایک روایت کے مطابق اس میں ستر ہزار یہود مر گئے۔

5- غالباً یہ بستی وہی ایلہ (یا ایلات) ہے یا "مدین" ہے __ سبت (ہفتہ) بنی اسرائیل کیلئے متبرک دن تھا اور اس دن انہیں دنیاوی کام کاج منع تھا۔

وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمًا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ

اور جب ان میں سے کچھ نے دوسروں سے کہا: "تم ایسے لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جنہیں اللہ ہلاک کرنے

مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ

والا یا شدید سزا دینے والا ہے؟" انہوں نے کہا: اس لئے کہ ہم تمہارے رب کے ہاں معذرت کر سکیں اور

يَتَّقُوْنَ ﴿١٦٤﴾ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ

اس لئے کہ شاید وہ تقویٰ اختیار کریں ○ پھر جب انہوں نے جو نصیحت کی گئی اسے فراموش کردیا تو ہم

السُّوْۗءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۢ بَىِٕيْسٍۢ بِمَا كَانُوْا

نے ان کو بچالیا جو برائی سے روکتے تھے اور ان کو جو ظالم تھے، ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے برے عذاب

يَفْسُقُوْنَ ﴿١٦٥﴾ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا

میں پکڑ لیا○ پھر جب انہوں نے سرکشی کی[1] جس سے انہیں منع کیا گیا تھا تو ہم نے حکم دیا کہ

قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ﴿١٦٦﴾ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى

"ذلیل و خوار بندر بن جاؤ○" اور (یاد کرو) جب تمہارے رب نے یہ اعلان کیا کہ وہ قیامت کے دن تک

يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْۗءَ الْعَذَابِ ۭ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ

ان پر ایسے لوگ مسلط کرتا رہے گا[2] جو انہیں بدترین عذاب دیتے رہیں" بلاشبہ آپ کا رب عذاب

الْعِقَابِ ښ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٦٧﴾ وَقَطَّعْنٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اُمَمًا ۚ

میں تاخیر نہیں کرتا اور بلاشبہ وہ بخشنے والا مہربان ہے○ اور ہم نے انہیں زمین میں کئی گروہوں میں

مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ ۡ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ

تقسیم کردیا[3] ان میں سے کچھ تو نیک ہیں اور دوسرے ان سے مختلف ہیں اور ہم انہیں اچھے اور برے

وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿١٦٨﴾ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا

حالات سے آزماتے رہے کہ شاید وہ پلٹ آئیں○ پھر ان کے بعد ناخلف جانشین ہوئے جو کتاب کے وارث بن

الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ

کر اسی دنیا کی زندگی کا مال سمیٹنے لگے اور کہتے تھے کہ "ہمیں معاف کردیا[4] جائے گا"

وَاِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ ۭ اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ

اور اگر ویسا ہی دنیا کا مال پھر ان کے سامنے آئے تو پھر اسے لے لیتے ہیں۔ کیا ان سے کتاب میں یہ عہد نہیں لیا

الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَي اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ ۭ وَالدَّارُ

گیا تھا کہ وہ حق کے سوا اللہ سے کچھ منسوب نہ کریں گے؟ اور وہ پڑھتے بھی رہے جو کتاب میں مذکور تھی اور

الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿١٦٩﴾ وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ

دار آخرت تو اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے بہتر ہے۔ کیا تمہیں اتنی بھی سمجھ نہیں؟○ اور جو اللہ کی کتاب کو

بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۭ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿١٧٠﴾

مضبوطی سے پکڑتے اور صلوٰۃ قائم کرتے ہیں تو یقیناً ہم ایسے نیک کردار لوگوں کا اجر ضائع نہیں کرتے○

1-اس ساحلی بستی کے لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے صریح احکام کی خلاف ورزی کرتے ہوئے یوم السبت کو بھی مچھلیاں پکڑنا شروع کردیں تو بستی کے لوگ تین گروہوں میں تقسیم ہوگئے۔ ایک تو وہی گروہ جس نے ڈھٹائی سے اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی شروع کردی۔ دوسرا گروہ جس نے نہ خلاف ورزی کی اور نہ ہی اس خلاف ورزی پہ خاموشی اختیار کی بلکہ خلاف ورزی کرنیوالوں کو منع کیا کہ شائد وہ باز آجائیں یا کم ازکم ان کی خود اپنی اللہ کے ہاں برات ہوجائے۔ تیسرے گروہ نے خود خلاف ورزی نہ کی مگر خلاف ورزی کرنیوالوں کو روکا بھی نہیں۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تو صرف وہ گروہ بچ رہا جو خلاف ورزی سے منع بھی کرتا رہا۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اللہ کی حدود کی خلاف ورزی کرنیوالوں اور خلاف ورزی دیکھ کر خاموش رہنے والوں کی مثال ایسی ہے جیسے ان لوگوں کی جنہوں نے کسی جہاز میں بیٹھنے کیلئے قرعہ اندازی کی۔ کچھ لوگوں کے حصے میں نچلی منزل آئی اور دوسرے لوگوں کے حصے میں اوپر والی منزل۔ اب نچلی منزل والے جب پانی لے کر بالائی منزل والوں کے پاس سے گزرتے تو انہیں تکلیف پہنچتی۔ یہ دیکھ کر نچلی منزل والوں میں سے ایک نے کلہاڑی لی اور جہاز کے پیندے میں سوراخ کرنے لگا۔ بالائی منزل والے اسکے پاس آئے اور کہا کہ تمہیں کیا ہوگیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ تمہیں ہماری وجہ سے تکلیف پہنچی اور ہمارا پانی کے بغیر گزارا نہیں۔ اب اگر اوپر والوں نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا تو اسے بھی بچالیا اور خود بھی بچ گئے اور اگر اسے چھوڑ دیا تو اسے بھی ہلاک کیا اور اپنے آپ کو بھی ہلاک کیا۔"

(بخاری)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا ہے کہ "جب لوگ ظالم کو (ظلم کرتے) دیکھیں اور اسکا ہاتھ نہ پکڑیں تو قریب ہے کہ اللہ کی طرف سے ان پہ عام عذاب نازل ہو۔"

(ترمذی)

2-کبھی یونانی بادشاہوں نے غلام بنایا کبھی بخت نصر نے مظالم ڈھائے۔ مجوسیوں کے ظلم سہے۔ مسلمان حکمران ان پہ مسلط ہوئے۔ ہٹلر نے انکی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ بیسویں صدی کے وسط میں چند حکومتوں کی مدد سے تھوڑے سے علاقہ پہ انکی حکومت قائم ہوئی ہے مگر امن پھر بھی نصیب نہیں۔

3-فرقہ بازی کا عذاب مسلط کردیا۔

4-اللہ کی کتاب بیچ کھانے میں یہ لوگ بڑے بے باک تھے۔ پھر یہ غلط فہمی بھی تھی کہ ہم اللہ کے چہیتے ہیں۔

وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ

اور جب ہم نے ان پر پہاڑ کو اس طرح لا دیا تھا گویا وہ سائبان ہے اور انہیں یقین ہو چلا تھا کہ وہ ان پر گرنے والا [1]

خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ وَ

ہے (اور حکم دیا کہ) جو کتاب ہم نے تمہیں دی ہے اسے مضبوطی سے پکڑو اور جو اس میں لکھا ہے اسے

اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ

یاد رکھو تاکہ تم متقی بن سکو○ اور جب آپ کے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی اولاد کو نکالا اور انہیں

اَشْهَدَهُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰي ۚ شَهِدْنَا ۚ اَنْ

خود اپنے اوپر گواہ بنا کر پوچھا: "کیا میں تمہارا رب نہیں؟" وہ کہنے لگیں: "کیوں نہیں! ہم یہ شہادت دیتے

تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷۲﴾ اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ

ہیں" [2] کہ قیامت کے دن تم نہ کہنے لگو کہ ہم تو اس سے بالکل بے خبر تھے○ [3] یا یہ کہہ دو کہ

اَشْرَكَ اٰبَاۗؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا

شرک تو ہم سے پہلے ہمارے آباء و اجداد نے کیا تھا اور ہم تو ان کے بعد ان کی اولاد تھے تو کیا ہمیں تو اس قصور میں

بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۱۷۳﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ

ہلاک کرتا ہے جو غلط کاروں نے کیا تھا؟○ [4] اور ہم اپنی آیات اسی طرح تفصیل سے بیان کرتے ہیں اور تاکہ لوگ

يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۷۴﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ

لوٹ آئیں○ آپ انہیں اس شخص [5] کا حال سنائیے جسے ہم نے اپنی نشانیاں دی تھیں لیکن وہ ان (کی پابندی

مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَلَوْ شِئْنَا

سے) نکل بھاگا۔ پھر شیطان اس کے پیچھے پڑ گیا چنانچہ وہ گمراہ ہو گیا○ اور اگر ہم چاہتے تو

لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ

ان نشانیوں سے اس (کے درجات) کو بلند کر دیتے مگر وہ تو پستی کی طرف جھک گیا اور اپنی خواہش کے پیچھے لگ

كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۭ

گیا۔ ایسے شخص کی مثال کتے کی سی ہے کہ اگر تو اس پر حملہ کرے تو بھی ہانپتا ہے اور نہ کرے تو بھی ہانپتا ہے

ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ

یہ ان لوگوں کی مثال ہے جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلا دیا۔ آپ ایسے قصے ان سے بیان

الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ سَاۗءَ مَثَلَا ۨ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ

کرتے رہیے شاید یہ لوگ کچھ غور و فکر کریں○ ایسے لوگوں کی مثال بہت بری ہے جنہوں نے

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ

ہماری آیات کو جھٹلایا اور خود اپنے آپ ہی پر ظلم کرتے رہے○ اللہ جسے ہدایت دے

فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۷۸﴾

وہی ہدایت پا سکتا ہے اور جسے وہ گمراہ کرے تو ایسے ہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں○

1-اس واقعہ کا صحیح وقت تعین کرنا مشکل ہے غالباً۔

اللہ تعالیٰ کو ظاہراً دیکھنے کے مطالبہ پہ جب ستر(۷۰) بنی اسرائیلیوں کو ہلاک کر دیا گیا اور حضرت موسیٰ کی التجا پہ انہیں دوبارہ زندگی عطا فرمائی گئی تو اسکے بعد بنی اسرائیل سے پہاڑ کو انکے اوپر لٹکا کر یہ عہد لیا گیا وہ تورات پہ عمل کریں گے۔

2-اس سے پہلی آیت میں یہود سے لئے جانے والے عہد کا ذکر ہے جبکہ اس آیت میں اس عہد کا ذکر ہے جو بنی نوع آدم کے ہر فرد سے لیا گیا تھا۔ قرآن اور حدیث کی تصریحات سے اس کی تفصیل یوں معلوم ہوتی ہے کہ حضرت آدم کو پیدا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی پشت پہ ہاتھ پھیرا اور انکی نسل سے تاقیامت پیدا ہونیوالی اولاد کی روحیں اپنے سامنے حاضر کرلیں۔ انکی روحوں کو وہی شکل عطا کی گئی جو ان کی پیدائش کے بعد میسر ہونیوالی تھی۔ پھر ان ارواح کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اس بھری کائنات کو اچھی طرح سے دیکھ بھال کرتاؤ کہ تمہیں یہاں میرے سوا کوئی اور رب نظر آتا ہے؟ تو ان سب ارواح نے مکمل یقین کے ساتھ یہ شہادت دی کہ تو ہی ہمارا رب ہے۔ یہ واقعہ صرف تمثیل ہی نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ جس طرح پیدائش آدم، قیام جنت، جنت سے خروج وغیرہ سب حقیقت ہے۔ منکرین کے دلائل اور اس کے رد کیلئے دیکھیں مولانا عبدالرحمٰن کیلانی کی مفصل تفسیر 'اس آیت کی تشریح' نیز دیکھیں آیت نمبر123

فرمان رسول ﷺ ہے۔

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"ہر بچہ فطرت پہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں جس طرح جانور کا بچہ صحیح سالم پیدا ہوتا ہے۔ اس کا ناک کان کٹا ہوا نہیں ہوتا۔"

(بخاری)

3-گویا یہی شہادت خلافت ارض کیلئے بنیادی پتھر کا کام دیتی ہے۔ گویا اس بنا پہ قیامت کے دن کوئی یہ نہ کہہ سکے گا۔ "اے اللہ تو ہم سے حساب کس چیز کا لیتا ہے؟" کیا تو نے ہم سے پوچھ کر ہمیں دنیا میں بھیجا تھا؟ اللہ تعالیٰ جواباً کہہ دیں گے کہ ہاں اس باہمی اقرار اور رضامندی کے بعد تمہیں دنیا میں بھیجا گیا تھا۔

4-چونکہ یہ عہد ہر ایک سے فرداً فرداً لیا گیا تھا لہٰذا آباؤ اجداد اور ماحول کے بہانہ سے کوئی بچ نہ سکے گا۔

5-سیاق کلام سے اندازہ ہوتا ہے یہ قصہ کسی خاص فرد کے متعلق ہے مگر قرآن کریم کا اعلیٰ اخلاقی معیار یہ ہے کہ وہ عموماً اس قسم کے لوگوں کو بدنام نہیں کرتا بلکہ انکی صفات بیان کر دی جاتی ہیں تاکہ عبرت کا مقصد حاصل ہو جائے۔

اسکو اللہ تعالیٰ کی خاص آیات میسر تھیں۔ غالباً مستجاب الدعوات تھا۔ اللہ کی نافرمانی کا کوئی کام کیا۔ غالباً ایسی دعا مانگی جو کہ ناجائز تھی۔

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا

بہت سے ایسے جن اور انسان ہیں جنہیں ہم نے جہنم کے لئے ہی پیدا کیا ہے[1] ان کے دل تو ہیں مگر

يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا

ان سے (حق کو) سمجھتے نہیں اور آنکھیں ہیں لیکن ان سے دیکھتے نہیں اور کان ہیں لیکن ان سے سنتے نہیں۔

يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝179

ایسے لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے۔ اور یہی لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں○

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۠ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ

اللہ کے اچھے اچھے نام ہیں انہی ناموں سے اسے پکارا کرو[2] اور انہیں چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں کجروی کرتے

فِيْٓ اَسْمَاۗىِٕهٖ ۭ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝180 وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ

ہیں جو وہ کرتے ہیں جلد ہی انہیں اس کا بدلہ مل جائے گا○ اور ہماری مخلوق میں سے ایک گروہ ایسا ہے

يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ۝181ۧ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

جو حق کی طرف رہنمائی کرتے اور اسی کے مطابق انصاف کرتے ہیں○ اور جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا

سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝182ښ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۭ اِنَّ كَيْدِيْ

انہیں بتدریج (تباہی) کی طرف لے جائیں گے کہ انہیں خبر تک نہ ہو سکے گی○ اور میں ڈھیل دے رہا ہوں

مَتِيْنٌ ۝183 اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا ۫ مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ

یقیناً میری تدبیر کا توڑ نہیں○ کیا انہوں نے سوچا نہیں کہ ان کے ساتھی کو کوئی جنون نہیں[3] وہ تو محض ایک

مُّبِيْنٌ ۝184 اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ

کھلم کھلا ڈرانے والے ہیں○ اور کیا انہوں نے آسمانوں، زمین کی حکومت اور اللہ کی مخلوق میں کبھی غور

اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۙ وَّاَنْ عَسٰٓي اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَيِّ

نہیں کیا؟ اور کیا یہ بھی نہیں سوچا کہ شاید ان کی زندگی کی مدت قریب آ گئی ہو (ختم ہو رہی ہو) پھر نبی کی اس تنبیہ

حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ۝185 مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ۭ وَ

کے بعد اور کون سی بات ہو کہ یہ ایمان لائیں گے[4]؟○ جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور

يَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝186 يَسْـَٔــلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ

وہ انہیں ان کی سرکشی میں چھوڑ رہا ہے کہ سر ٹکراتے پھریں○ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ قیامت کب

مُرْسٰىهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ڄ ثَقُلَتْ

قائم ہوگی؟ آپ ان سے کہیے: "یہ بات تو میرا رب ہی جانتا ہے۔ وہی اسے اس کے وقت پر ظاہر کرے گا اور یہ

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۭ يَسْـَٔــلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ

آسمانوں اور زمین پر بڑا بھاری ہوگا جو یک دم تم پر آن پڑے گا[5]۔ لوگ آپ سے تو یوں پوچھتے ہیں جیسے آپ ہر وقت

عَنْهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝187

اس کی ٹوہ میں لگے ہوئے ہیں۔ ان سے کہیے کہ اس کا علم اللہ ہی کو ہے مگر اکثر لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے○

ع 22 / 12

1- اس آیت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنوں اور انسانوں کو پیدا کرتے وقت یا اس سے پہلے ہی یہ ٹھان رکھا تھا کہ ان کی اکثریت کو جہنم میں داخل کرنا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا جنوں اور انسانوں کو پیدا کرنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"ہم نے جن وانس کو صرف اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ اللہ کی عبادت کریں۔"

(الطور 56:52)

حاشیہ میں متعدد دفعہ ذکر آچکا ہے کہ جزا و سزا کی بنیاد وہ اختیار ہے جو کہ جن وانس کو عطا کیا گیا ہے۔ چنانچہ برے اعمال کی نسبت انسان کی طرف تو ہوتی ہی ہے جس نے اس اختیار کو غلط انداز میں استعمال کیا ہے لیکن اس خالق کی طرف بھی ہو سکتی ہے جس نے خود اسکو اختیار عطا کیا ہے۔ اس خالق کو اپنے علم کی بنا پہ معلوم ہے کہ کثیر تعداد میں جن وانس جہنم میں جائیں گے۔

2- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

"اللہ کے ننانوے نام ہیں یعنی سو کم ایک، جو شخص انہیں یاد کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اللہ وتر (ایک) ہے اور وتر ہی پسند کرتا ہے۔"

(بخاری)

اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام صرف ایک ہی ہے باقی سب صفاتی نام ہیں جو کہ اللہ کی اعلیٰ صفات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

الحاد کی جتنی شکلیں ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں افراط اور تفریط کا نتیجہ ہیں۔ یہاں ایک نقطہ بہت اہم ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی تہہ تک پہنچنا انسانی ذہن کے بس کی بات نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ چنانچہ جس کسی نے بھی اللہ کی صفات کو عقلی سان پہ چڑھایا وہ خود ہی گمراہ ہوگا۔ اس میدان میں اعتدال کی راہ یہی ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے بتلادیا ہے وہ سمجھ آئے نہ آئے آنکھیں بند کر کے اس پہ ایمان لے آئیں۔ آج بے شمار مسلمان فرقے ایسے ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ 'پنڈلی' آنکھیں 'عرش۔ اللہ کے نزول کی صفت وغیرہ ماننے کو تیار نہیں اور ان کی اور دور از کار تاویلیں کرتے ہیں۔

3- آپ ﷺ کو کوئی جنون تو لاحق نہیں ہوا انہیں تو یہ خود صادق اور امین کہتے تھے اور انکی ساری زندگی گواہ ہے۔

4- یہاں حدیث سے مراد قرآن کریم ہے۔ اب اس سے بڑی اور کوئی نشانی یا ہدایت انہیں چاہئے؟

5- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"قیامت (یوں اچانک) واقع ہوگی کہ دو آدمیوں نے اپنے درمیان کپڑا پھیلا رکھا ہوگا اور وہ اس کی خرید وفروخت نہ کر سکیں گے۔ نہ ہی اسے لپیٹ سکیں گے۔ ایک آدمی اپنی اونٹنی کا دودھ دھو کر لوٹ رہا ہوگا مگر اسے پی نہ سکے گا اور ایک آدمی اپنا حوض درست کر رہا ہوگا مگر وہ اس میں سے اپنے جانور کو پانی نہ پلا سکے گا۔ اور ایک آدمی اپنا نوالہ منہ کی طرف اٹھائے ہوگا مگر وہ اسے کھا نہیں سکے گا۔"

(بخاری)

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ

آپ کہہ دیجیے کہ: "مجھے خود اپنے نفع یا نقصان کا اختیار نہیں مگر اللہ ہی جو کچھ چاہتا ہے وہ ہوتا ہے- اور

كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ

اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت سی بھلائیاں حاصل کرلیتا اور مجھے کبھی کوئی تکلیف

السُّوْۗءُ ۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝۱۸۸ هُوَ الَّذِيْ

نہ پہنچتی- میں تو محض ایک ڈرانے اور بشارت دینے والا ہوں، ان کے لئے جو ایمان لے آئیں ○ وہی تو ہے [1]

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ

جس نے تمہیں ایک جان (آدم) سے پیدا کیا اور اس سے اس کی بیوی بنائی تاکہ اس کے ہاں سکون حاصل کرے [2]

فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ

پھر جب کسی مرد نے اپنی بیوی سے صحبت کی تو اسے ہلکا سا حمل ہوگیا جس کے ساتھ وہ چلتی پھرتی رہی پھر جب وہ

دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَىِٕنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝۱۸۹

بوجھل ہوگئی تو دونوں اپنے رب سے دعا کرنے لگے کہ: اگر اللہ ہمیں اچھا بچہ عطا کرے تو ہم یقیناً اس [3]

فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَاۗءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ

کے شکر گزار ہوں گے ○ پھر جب تندرست (بچہ) دے دیا تو وہ اس بخشش میں دوسروں کو شریک بنانے لگے جبکہ [3]

عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۱۹۰ اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَـيْـــًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝۱۹۱

اللہ بلند تر ہے جو یہ شریک ٹھہراتے ہیں ○ کیا وہ شریک ٹھہراتے ہیں جن کا (کسی چیز کو) پیدا کرنا تو درکنار

وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ۝۱۹۲ وَاِنْ

وہ تو خود بھی پیدا کئے جاتے ہیں ○ وہ نہ تو ان کی مدد کرسکتے ہیں اور نہ ہی اپنی مدد کرسکتے ہیں ○ مگر [4]

تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ۭ سَوَاۗءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ

تم انہیں ہدایت کی طرف بلاؤ تو تمہاری اتباع نہیں کریں گے، تمہارے لئے برابر ہے کہ تم انہیں بلاؤ

اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ۝۱۹۳ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

یا خاموش رہو ○ جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو

عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

وہ تمہاری ہی طرح کے بندے ہیں اگر تم (اپنے دعویٰ میں) سچے ہو تو ضروری ہے کہ (جب) تم انہیں پکارو

صٰدِقِيْنَ ۝۱۹۴ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ

وہ تمہیں جواب دیں ○ کیا ان کے پاؤں ہیں، جن سے چلتے ہوں یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے پکڑتے

بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ

ہوں، یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے دیکھتے ہوں یا ان کے کان ہیں جن سے سنتے ہوں؟ آپ ان

بِهَا ۭ قُلِ ادْعُوْا شُرَكَاۗءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ۝۱۹۵

سے کہیے کہ اپنے سارے شریکوں کو بلاؤ اور میرا جو کچھ بگاڑ سکتے ہیں بگاڑ لو اور مجھے مہلت بھی نہ دو ○ [5]

معانقہ ۸ — ع ۲۳ / ۱۴

1- توحید کے نکات کھول کھول کر خود آپ ﷺ کی زبان سے بیان کروائے جا رہے ہیں تاکہ امت یہود و نصاریٰ کی طرح گمراہ نہ ہو جائے مگر افسوس ہے کہ امت اس میدان میں ان سے پیچھے نہ رہی۔ جنہوں نے کسی کو داتا کسی کو گنج بخش اور کسی کو غوث الثقلین کا خطاب دیا ہوا ہے۔ نبیوں کے علاوہ پیروں کے بارے میں بھی یہ عقیدہ رکھ لیا کہ عالم الغیب ہیں۔ چنانچہ آپ کو حکم بھی یہ ہوا ہے کہ نہ صرف یہ اعلان فرمادیں کہ میں یہ عالم الغیب نہیں ہوں اور اپنے بھی نفع نقصان کا مالک نہیں ہوں بلکہ ساتھ ہی اسکی دلیل بھی دے دیں۔ اگر علم غیب ہوتا تو کم از کم آپ ﷺ حضرت عائشہ پہ تہمت کے سلسلہ میں ماہ بھر پریشان نہ رہتے۔ نہ ہی یہودیوں کا زہر ملا کھانا کھاتے۔

2- حضرت آدم اور حضرت حوا جو کہ ان ہی سے پیدا کی گئیں تھیں۔

3- جب انسان خود کو اضطراری حالت میں پاتا ہے تو اس وقت اللہ وحدہ لا شریک ہی یاد آتے ہیں جب وہ خود کو نسبتاً محفوظ سمجھتا ہے تو پھر اسکو اور شریک یاد آجاتے ہیں۔ اور وہ اس کو بزرگوں کی دین قرار دینے لگتا ہے یا اس کا نام پیران دتہ، پیر بخش، محمد بخش وغیرہ رکھتا ہے۔ یہ حقیقت ذیل کی آیت سے بھی واضح ہوتی ہے۔

"جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اپنے دین کو خالص کرتے ہوئے اللہ ہی کو پکارتے ہیں"

(العنکبوت 65:29)

4- توحید اور شرک کی حقیقت کو سمجھنے کیلئے یہ بڑا سنہری اصول ہے۔

(ا)۔ جو کچھ پیدا نہیں کر سکتا وہ معبود نہیں ہو سکتا۔

(ب)۔ جو خود مخلوق ہو وہ معبود نہیں ہو سکتا۔

یاد رہے آج تک کسی جن یا انسان نے نہ کوئی جاندار پیدا کیا ہے اور نہ ہی کوئی بے جان مادہ پیدا کیا ہے۔ دنیا بھر کے انجینئر اور سائنس دان مل کر ایک ایٹم یا اس سے بھی چھوٹا ذرہ بھی نہیں بنا سکتے۔ ان کی ساری کاریگری صرف مادہ کی شکل تبدیل کرنے تک ہے۔

5- مشرکین مکہ آپ ﷺ سے کہا کرتے تھے کہ ہمارے معبودوں کی بے ادبی چھوڑ دو ورنہ یہ معبود تم پہ کوئی آفت نازل کردیں گے۔ جیسے ذیل کی آیت سے واضح ہوتا ہے۔

"اور یہ لوگ تو آپکو غیر اللہ سے ڈراتے ہیں۔"

(الزمر 36:39)

إِنَّ وَلِـِّۧيَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹۶﴾

میرا تو سرپرست وہ اللہ ہے جس نے یہ کتاب نازل کی ہے اور وہی نیک آدمیوں کی سرپرستی فرماتا ہے○

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ

اور جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تمہاری مدد کیا کریں گے وہ

اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۷﴾ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا ۭ

تو اپنی مدد بھی نہیں کرسکتے○ بلکہ اگر تم انہیں ہدایت کی طرف بلاؤ وہ تمہاری بات سن بھی نہیں سکتے۔

وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۹۸﴾ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ

تمہیں ایسا نظر آتا ہے کہ وہ تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں حالانکہ وہ نہیں دیکھتے1○ (اے نبی!) درگزر کرنے

بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۱۹۹﴾ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ

کا رویہ اختیار کیجئے2 معروف کاموں کا حکم دیجئے اور جاہلوں سے کنارہ کیجئے○ اور اگر کبھی شیطان آپ کو

الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۰۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

اکسائے تو اللہ سے پناہ مانگئے۔3 وہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے○ بلاشبہ جو لوگ اللہ

اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰۗىِٕفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ

سے ڈرتے ہیں انہیں جب کوئی شیطانی وسوسہ4 چھو جاتا ہے تو چونک پڑتے ہیں اور فوراً صحیح صورت حال

مُّبْصِرُوْنَ ﴿۲۰۱﴾ وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾

دیکھنے لگتے ہیں○ اور ان کے بھائی انہیں گمراہی میں کھینچے چلے جاتے ہیں5 اور اس میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے○

وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ۭ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ

اور جب آپ ان کے پاس کوئی معجزہ نہ لائیں تو کہتے ہیں "تم نے خود ہی کیوں نہ انتخاب کرلیا" کہئے: میں تو صرف

مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ۚ هٰذَا بَصَاۗىِٕرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّ

اس کی اتباع کرتا ہوں جو میرے رب سے مجھ پر وحی کی جاتی ہے یہ تمہارے رب سے بصیرت افروز دلائل ہیں

رَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا

اور ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں○ اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو

لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ

اور خاموش رہو6 شاید کہ تم پر رحم کیا جائے○ اور (اے نبی) اپنے رب کو یاد کیجئے دل میں

تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ

عاجزی، خوف اور زبان سے بھی ہلکی آواز7 سے صبح و شام اور ان لوگوں

وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۲۰۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ

سے نہ ہو جائیے جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں○ اور جو لوگ (فرشتے) آپ کے رب کے ہاں موجود ہیں8

لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾ السجدة

وہ کبھی اس کی بندگی سے تکبر نہیں کرتے وہ اس کی تسبیح کرتے اور اس کے آگے سجدہ کرتے ہیں○

1-مشرکین اپنے بتوں کی آنکھیں ایسی بناتے جس سے معلوم ہوتا کہ وہ دیکھ رہے ہیں یا اس آیت میں اشارہ خود مشرکین کی جانب بھی ہو سکتا ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وہ آپ ﷺ کی بات سن رہے ہیں اور آپ ﷺ کو دیکھ رہے ہیں مگر حقیقت میں وہ سنی ان سنی کر رہے ہوتے ہیں۔ اور اپنی بصیرت سے کچھ کام نہیں لیتے۔

2-دعوت کے میدان میں عفوو درگزر کی صفات انتہائی اہم ہیں۔ اشتعال انگیزیوں کے جواب میں الجھنا ایک داعی کی شان نہیں ہے بلکہ نرم مزاجی سے کام لینا ہے کیوں کہ اشتعال خود دعوت کے مقصد کو ہی نقصان پہنچا سکتا ہے۔

3-اگر معاندین کی شرارتوں پہ اشتعال آبھی جائے تو اسے شیطان کی اکساہٹ سمجھنا چاہئے تو اسی وقت اللہ تعالیٰ سے شیطان مردود کی پناہ مانگنا چاہئے یعنی ((أَعوذُ باللّٰهِ مِن الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم)) پڑھنا چاہئے۔

4-"نزغۃ" وسوسہ کی ابتدائی حالت ہے جبکہ "طائف" وہ وسوسہ ہے جو کہ اثر انداز ہو چکا ہو۔ یعنی انہیں جلد ہی احساس ہو جاتا ہے۔

5-جبکہ انہی حالات میں عام لوگ ایسے فتنوں کو خوب خوب اچھالتے ہیں۔

6-قرآن میں براہ راست دل پہ اثر کی جو خاصیت ہے اس نے کفار کو بوکھلا کر رکھ دیا تھا چنانچہ حق کی اس آواز کو پھیلنے سے روکنے کیلئے انہوں نے کئی تدابیر اختیار کیں جن میں سے ایک یہ بھی تھی۔

"اور کافر لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس قرآن کو نہ سنو اور اس (کی تلاوت) میں شوروغوغا کرو۔"

(حم السجدہ 26:41)

اس آیت میں اسکا جواب دیا گیا ہے۔ دوسری جانب یہ اشتعال انگیزیوں کا احسن جواب دینے کی ایک بہترین مثال ہے۔

بعض لوگ اس آیت سے یہ استنباط کرنا چاہتے ہیں صلوٰۃ چاہے سری ہو یا جہری مقتدی کو اس میں فاتحہ کی قرات نہ کرنی چاہئے۔

حالانکہ آپ ﷺ کا حکم ہے کہ فاتحہ کی قرات ہر صلوٰۃ میں ہو اور آپ ﷺ ظاہر ہے اس آیت کے معنی سب سے بہتر سمجھتے ہیں۔

حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے کہ

"آپ ﷺ صلوٰۃ پڑھا رہے تھے کہ قرات آپ پہ گراں ہو گئی صلوٰۃ سے فارغ ہونے کے بعد آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم لوگ امام کے پیچھے قرات کرتے ہو؟ ہم نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ آپ نے فرمایا ایسے نہ کیا کرو صرف فاتحہ پڑھا کرو کیونکہ اسکے بغیر صلوٰۃ نہیں ہوتی۔"

(ترمذی)

اسکے علاوہ اور بھی کئی احادیث اس کی تائید کرتی ہیں۔

7-انکی عظمت وجلال کا تقاضا یہی ہے کہ اگر ذکر جہری بھی ہو تو آواز پست رہے۔

8-مقرب فرشتے مراد ہیں۔ اللہ کا قرب حاصل کرنے کی اولین شرط تکبر نہ ہونا ہے جب ابلیس میں تکبر پیدا ہوا تو اللہ کا قرب چھن گیا۔

سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّعَشْرُ رُكُوْعَاتٍ

آیات ۷۵ (۸) سورۂ انفال مدنی ہے (۸۸) رکوع ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا

آپ سے اموال زائدہ کے متعلق پوچھتے ہیں۔ آپ کہیئے کہ انفال اللہ اور اس کے رسول کے لیئے ہیں پس تم اللہ 1 2 3

اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۪ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ

سے ڈرتے رہو اور اپنے باہمی تعلقات درست رکھو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اگر تم

مُّؤْمِنِيْنَ ① اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ

مومن ہو○ (سچے) مومن تو وہ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں۔

قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى

اور جب اللہ کی آیات انہیں سنائی جائیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے 4 اور وہ اپنے رب

رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ② ۚۖ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا

پر توکل کرتے ہیں○ جو صلوٰۃ قائم کرتے ہیں اور جو کچھ

رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ③ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ

مال و دولت ہم نے انہیں دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں○ یہی سچے مومن ہیں ان کے لئے

دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ④ ۚ كَمَاۤ

ان کے رب کے ہاں درجات ہیں، بخشش ہے اور عزت کا رزق ہے○ جیسے کہ

اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۪ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

آپ کے رب نے آپ کو گھر سے حق کام کے لئے نکال لیا 5 تھا حالانکہ مومنوں کا ایک گروہ

لَكٰرِهُوْنَ ⑤ ۙ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ

اسے پسند نہیں کرتا تھا○ وہ آپ سے حق کے بارے میں جھگڑا کرتے تھے حالانکہ حق ظاہر ہو چکا تھا۔ جیسے وہ

اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ⑥ ؕ وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى

موت کی طرف ہانکے جا رہے ہیں اور آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں○ 6 اور جب اللہ نے تم سے وعدہ کیا تھا

الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ

کہ دونوں گروہوں میں سے ایک تمہارا ہوگا اور تم یہ چاہتے تھے کہ غیر مسلح گروہ

تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ

تمہارے ہاتھ لگ جائے جبکہ اللہ یہ چاہتا تھا کہ اپنے ارشادات سے حق کو حق کر دکھائے اور کافروں کی جڑ کاٹ

الْكٰفِرِيْنَ ⑦ ۙ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ⑧ ۚ

کر رکھ دے○ تاکہ اللہ حق کو حق کر دکھائے اور باطل کو مٹا دے خواہ یہ مجرموں کو ناگوار ہو○

1-اس سورۃ کا اکثر حصہ غزوہ تبوک کے بعد تقسیم مال غنیمت کے موقع پر نازل ہوا۔

انفال نفل کی جمع ہے جس کے معنی زیادہ کا ہے۔ جیسے فرض صلوٰۃ کے علاوہ نفل یعنی فرض سے زائد صلوٰۃ ہوتی ہے۔

پہلی امتوں پہ غنیمت کے اموال حرام تھے۔ سب اموال ایک میدان میں اکٹھے کردیئے جاتے اور پھر رات کو آگ آکرانہیں بھسم کرجاتی۔ یہ اموال اس امت پہ حلال کئے گئے۔

(ا)۔ وہ اموال جو بغیر کسی محنت کے ہاتھ لگیں مثلاً غنیمت۔

(ب)۔ اموال فے جو لڑنے بھڑنے کے بغیر مسلمانوں کے ہاتھ لگیں۔

(ج)۔ اموال اسباب جو مجاہد مقتول کے جسم سے اتارتا ہے۔

(د)۔ دیگر اموال جیسے جزیہ' صدقات عطیات وغیرہ۔

2-جنگ بدر کے موقع پہ جس فریق کے ہاتھ اموال غنیمت لگے وہ بس انہی پہ قابض ہو گیا جبکہ کوئی واضح قانون موجود نہ تھا۔ اب جو لوگ آپ ﷺ کی حفاظت پہ متعین تھے ان کے ہاتھ کچھ نہ لگا اور قابضین تقسیم کرنے کیلئے تیار نہ تھے۔ جس سے کشیدگی کی صورت پیدا ہو گئی۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

3-اس آیت کی رو سے اموال غنیمت اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے ہیں اور تمہارا استحقاق نہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"بدر کے دن میں ایک تلوار لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ یہ تلوار آپ مجھے ہی دے دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہ تلوار میری ہے اور نہ تیری۔ میں نے (دل میں) کہا ہو سکتا ہے کہ آپ یہ تلوار کسی ایسے آدمی کو دے دیں جس نے مجھ جیسی محنت نہ کی ہو۔ پھر میرے پاس رسول اللہ ﷺ کا قاصد آیا اور آپکی طرف سے کہا کہ تو نے مجھ سے تلوار مانگی تھی اس وقت وہ میری نہ تھی اور اب مجھے اختیار ہو گیا ہے لہٰذا وہ میں تمہیں دیتا ہوں۔"

(مسلم)

4-اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے اللہ کی آیات کے ذکر سے اور دیگر اسباب اختیار کرنے سے ایمان بڑھتا ہے۔

5-جب کفار مکہ نے مسلمانوں کو اور آپ ﷺ کو بے سروسامانی کی حالت میں ظلم کے ساتھ مکہ سے نکلنے پہ مجبور کردیا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مدینہ میں ایک ریاست قائم کرنے کا موقع عطا فرمایا۔ مدینہ اس شاہراہ کے قریب واقع ہے جہاں سے کفار کے تجارتی قافلے (شام کے رستہ میں) گزرتے۔ سنہ 2 ہجری میں جب قریش کا ایک بڑا تجارتی قافلہ شام سے مکہ کو جا رہا تھا۔ کفار کو خطرہ محسوس ہوا کہ اب ممکن ہے کہ اس تجارتی قافلے پہ مسلمان حملہ کردیں اور اس ظلم وستم کا بدلہ چکادیں جو انہوں نے مکہ میں انکے ساتھ کیا تھا۔ مکہ سے ابوجہل ایک ہزار کا لشکر لیکر مدینہ روانہ ہوا۔ یہ لشکر جنگی سازوسامان سے لیس تھا۔

6-جب آپ ﷺ نے جنگی لشکر سے لڑنے کا فیصلہ کیا تو اپنی بے سروسامانی اور کفار کی جنگی طاقت دیکھتے ہوئے بعض مسلمانوں کی دلی کیفیت ایسے ہوئی۔

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ

اور جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے تو اللہ نے تمہیں جواب دیا کہ میں ایک ہزار فرشتے[1]

مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ ﴿٩﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ

تمہاری مدد کو بھیج رہا ہوں○ یہ بات اللہ نے تمہیں صرف اس لئے بتلادی کہ تم خوش ہو جاؤ اور تمہارے[2]

بِهِ قُلُوبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ

دل مطمئن ہو جائیں۔ ورنہ مدد تو جب بھی ہو اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے یقیناً اللہ بڑا زبردست اور

حَكِيمٌ ﴿١٠﴾ إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم

حکمت والا ہے○ اور جب اللہ نے اپنی طرف سے تمہارا خوف دور کرنے کے لئے تم پر غنودگی طاری کردی اور

مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ

آسمان سے تم پر بارش برسادی تاکہ تمہیں پاک کردے، اور شیطان کی (ڈالی ہوئی) نجاست تم سے دور

الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ ﴿١١﴾ إِذْ

کردے، اور تمہارے دلوں کو مضبوط کردے اور تمہارے قدم جما دے○ جب[3]

يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا ۚ

آپ کا رب فرشتوں کو حکم دے رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں لہٰذا مسلمانوں کے قدم جمائے رکھو

سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ

میں ابھی ان کافروں کے دل میں رعب ڈال دوں گا۔ پس تم ان کی

الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴿١٢﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ

گردنوں اور ہر جوڑ پر ضربیں لگاؤ○ یہ اس لئے تھا کہ انہوں نے

شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ وَمَن يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ

اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی تھی اور جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے تو

اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿١٣﴾ ذَٰلِكُمْ فَذُوقُوهُ وَأَنَّ لِلْكَافِرِينَ

اللہ ایسے لوگوں کو شدید سزا دینے والا ہے○ (اور کافروں سے فرمایا) یہ عذاب تو اب چکھو اور کافروں کو

عَذَابَ النَّارِ ﴿١٤﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ

جہنم کا عذاب ہوگا○ اے ایمان والو! جب میدان جنگ میں تمہارا کافروں

كَفَرُوا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوهُمُ الْأَدْبَارَ ﴿١٥﴾ وَمَن يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ

سے مقابلہ ہو تو کبھی پیٹھ نہ پھیرنا○ اور جو شخص اس دن پیٹھ پھیرے گا[4]

دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ

الا یہ کہ وہ کوئی جنگی چال چل رہا ہو یا مڑ کر اپنے دستہ فوج کو ملنا چاہتا ہو، تو ایسا

بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿١٦﴾

آدمی اللہ کے عذاب میں آگیا اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا اور وہ برا ٹھکانہ ہے○

ع ۱ / ۱۵

1- حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ۔

"بدر کے دن جب نبی اکرم نے مشرکین پہ نظرڈالی تو وہ ایک ہزار اور مسلمان 319 تھے۔ آپ نے قبلہ رو ہو کر دونوں ہاتھ پھیلا دیئے پھر اپنے رب سے فریاد کرنے لگے۔ آپ ﷺ نے اس طرح دعا کی۔ اے اللہ تو نے جو وعدہ کیا ہے اسے پورا کر۔ اے اللہ اگر مسلمانوں کی اس جماعت کو تو نے ہلاک کردیا تو پھر زمین پر تیری عبادت نہ ہوگی۔ آپ کافی دیر قبلہ رخ ہو کر ہاتھ پھیلائے رب حتیٰ کہ چادر آپ کے کندھوں سے گر گئی۔ اتنے میں ابوبکرؓ آئے انہوں نے چادر اٹھا کر آپ ﷺ کے کندھوں پر ڈالی پھر پیچھے سے آپ ﷺ کے ساتھ چمٹ گئے اور کہا اے اللہ کے نبی ﷺ آپ نے اپنے رب سے آہ زاری کرنے میں حد کردی بے شک اللہ آپ سے اپنا وعدہ پورا کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔"

(مسلم)

2- حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ۔

"ایک مسلمان ایک کافر کا تعاقب کر رہا تھا۔ اوپر سے ایک کوڑے کی آواز آئی اور سوار کی بھی آواز آئی وہ سوار کہہ رہا تھا حیزوم (غالباً یہ اس گھوڑے کا نام تھا) آگے بڑھ اتنے میں اس مسلمان نے دیکھا کہ وہ کافر اس کے آگے چت پڑا ہے اسکی ناک پہ نشان تھا اور اس کا سر پھٹ گیا تھا۔ گویا کسی نے اسے کوڑا مارا ہے پھر اسکا سارا جسم سبز ہو گیا۔ وہ انصاری نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور سارا ماجرا بیاں کیا۔ آپ نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو۔ یہ فرشتے تیسرے آسمان سے مدد کیلئے آئے تھے۔"

(مسلم)

قرآن کریم کی صراحت اور پھر صحیح حدیث کی تائید کے باوجود ایک جدید مفسر فرشتوں کی اس طرح کی مدد کی شکل تسلیم کرنے سے ہچکچاتے ہیں۔ غالباً کسی درجہ کی عقل پرستی کی وجہ سے ایسے ہے۔

3- قریشی جنگی لشکر نے بروقت میدان جنگ میں پہنچ کر پانی والی جگہ جو کہ پکی زمین تھی پر قبضہ کرلیا۔ مسلمانوں کو ریتلی زمین پر پڑاؤ کرنا پڑا جہاں پانی بھی دستیاب نہ تھا۔ اب اللہ تعالیٰ نے جن دوسرے ذرائع سے مدد فرمائی وہ یہ تھے۔

(ا)۔ لڑائی کے آغاز ہی میں غنودگی طاری فرمادی۔ جس سے آناًفاناً ساری تھکاوٹ دور ہوگئی۔ مسلمان لڑنے کیلئے تازہ دم ہوگئے۔ خود آپ ﷺ بھی ساری رات کی گریہ وزاری کے بعد غنودگی سے ہشاش بشاش ہو گئے۔

(ب)۔ بارش نازل فرمادی جس سے مسلمانوں نے طہارت اور پینے کیلئے پانی جمع کرلیا۔ شیطانی وسوسے زائل ہو گئے کہ ناپاکی اور پیاس میں تم کیا لڑو گے؟ ریتلی زمین پکی ہوگئی اور گرد وغبار بیٹھ گیا۔ یہی پانی کفار کی جانب گیا تو ان کی پکی زمین میں پھسلن اور کیچڑ بن گیا۔

4- حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ

"آپ ﷺ نے فرمایا سات ہلاک کردینے والی چیزوں سے بچو۔"

(بخاری)

اور آپ ﷺ نے ان میں مقابلہ والے دن فرار بھی گنا۔

فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۚ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَ

کافروں کو تم نے قتل نہیں کیا تھا بلکہ انہیں اللہ نے مارا تھا- اور جب آپ نے مٹھی پھینکی تو وہ آپ

لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ بَلَاءً حَسَنًا ۚ إِنَّ اللّٰهَ

نے نہیں پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی[1] تھی اور یہ اس لئے تھا کہ اللہ اپنی طرف سے مومنوں کو ایک اچھی آزمائش

سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿١٧﴾ ذٰلِكُمْ وَأَنَّ اللّٰهَ مُوهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِينَ ﴿١٨﴾ إِنْ

سے گزار دے- اللہ یقیناً سننے جاننے والا ہے○ یہ معاملہ تو تمہارے ساتھ ہوا اور اللہ یقیناً کافروں کی تدبیر کو

تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ ۖ وَإِنْ تَنْتَهُوا فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ ۖ وَ

کمزور کرنے والا ہے[2]○ اگر تم فیصلہ چاہتے تھے تو وہ اب تمہارے پاس آچکا[3] اب اگر تم باز آجاؤ تو یہ تمہارے حق

إِنْ تَعُودُوا نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَلَوْ كَثُرَتْ

میں بہتر ہے اور اگر پھر پہلے سے کام کرو گے تو ہم بھی ایسا ہی کریں گے اور تمہاری جمعیت تمہارے کام نہ آسکے

وَأَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٩﴾ يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا

گی، خواہ کتنی زیادہ ہو اور اللہ تو یقیناً ایمان والوں کے ساتھ ہے○ اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول

اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَأَنْتُمْ تَسْمَعُونَ ﴿٢٠﴾ وَلَا

کی اطاعت کرو اور حکم سن لینے کے بعد اس سے سرتابی نہ کرو[4]○ اور ان

تَكُونُوا كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ﴿٢١﴾ إِنَّ

لوگوں کی طرح نہ ہوجانا جو کہتے تو ہیں کہ ہم نے سن لیا[5] مگر وہ سنتے نہیں○ یقیناً

شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا

اللہ کے ہاں بدترین قسم کے جانور[6] بہرے، گونگے لوگ ہیں جو

يَعْقِلُونَ ﴿٢٢﴾ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَأَسْمَعَهُمْ ۖ وَلَوْ

عقل سے کچھ کام نہیں لیتے[7]○ اگر اللہ ایسے لوگوں میں کچھ بھلائی دیکھتا تو انہیں سننے کی توفیق بخش دیتا- اور اگر

أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُعْرِضُونَ ﴿٢٣﴾ يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

وہ انہیں یہ توفیق دے بھی دیتا تو بھی بے رخی کے ساتھ پیٹھ پھیر جاتے○ اے ایمان والو!

اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ ۖ

اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو جبکہ رسول تمہیں ایسی چیز کی طرف بلائے جو تمہارے لئے حیات بخش ہو[8]

وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ

اور یہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہوجاتا[9] ہے اور اسی کے حضور

تُحْشَرُونَ ﴿٢٤﴾ وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا

تم جمع کئے جاؤ گے○ اور اس فتنہ سے بچ جاؤ جو صرف انہی لوگوں کے لئے مخصوص نہ ہوگا جنہوں نے تم

مِنْكُمْ خَاصَّةً ۖ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٢٥﴾

میں سے ظلم کیا[10] ہو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے○

1-بدر کے روز اللہ کی مدد کی ایک یہ صورت بھی ہوئی کہ آپ ﷺ نے مٹھی بھر ریت (یا کنکریاں) لے کر کفار کی جانب پھینکی۔ اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ یہ ذرات کفار کی آنکھوں اور ناک میں گھس گئے جس سے وہ دیکھنے کے قابل نہ رہے اور مسلمانوں نے حملہ کرکے باسانی انہیں تہہ تیغ کیا۔

2-یہ احسانات اللہ تعالیٰ نے تم پہ کئے ہی تھے ان سب کا الٹا اثر کفار پہ ہوا یا آئندہ بھی اللہ تعالیٰ کفار کو کمزور کرے گا۔

3-کفار مکہ کہا کرتے کہ اگر تم اپنے دعوئ میں سچے ہو تو یہ فیصلہ کب ہوگا؟

''اور وہ (کافر) کہتے ہیں کہ یہ فتح کب ہوگی اگر تم سچے ہو۔''

(السجدہ 28:32)

اسکے علاوہ کفار مکہ اور ابو جہل نے بدر کیلئے مکہ سے نکلتے وقت دعا کی تھی خاص طور پہ ابو جہل نے کعبہ کا پردہ پکڑ کر کہا اے اللہ ہم میں سے جو قاطع رحم ہے اور نافرمان ہے تو اسے ہلاک کردے۔

4-مسلمانوں کا ایک گروہ جنگ بدر سے جی چرا رہا تھا۔

5-یہاں < سمعنا> قبول کرنے کے معنی میں ہے یہاں سے منافقین مخاطب ہیں۔

6-دواب دابہ کی جمع ہے جس میں زمین میں چلنے پھرنے والی تمام مخلوق شامل ہے۔

انسان کو حیوان ناطق کہا جاتا ہے۔ وہ اشرف المخلوقات اس لحاظ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے نیکی اور بدی کے رستہ پہ چلنے کا اختیار دے رکھا ہے۔ اگر وہ اس اختیار کو صحیح ت استعمال نہ کرے گا پھر جانوروں سے بھی بدتر ہوگا۔

7-اللہ کی نافرمانیاں کرکے اپنے دلوں کو سیاہ کرلیا ہے اور ان میں حق کو قبول کرنے کی استعداد بھی ختم ہو چکی ہے۔

8-اللہ اور اسکے رسول کی دعوت ہی حیات بخش ہے۔ یہ اسی دعوت کا اثر ہے جس نے تمہیں آج مدینہ میں ایک مرکزی حکومت عطا فرمائی ہے۔ جس نے کفار کے آلات حرب سے لیس تین گناہ لشکر کو شکست دی ہے۔

9-یعنی وہ تمہارے خیالات تک کو جانتا ہے اور ان کو بھی جانتا ہے جو کہ ابھی ابھرنے والے ہیں۔ لہٰذا دل کو شیطانی وسوسوں سے بچانا چاہئے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ بلاتاخیر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی جائے۔

10-اس فتنے سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیا جائے۔ صوفیوں کی طرح صرف اپنی ہی ذات پہ کوشش نہیں کرتے رہنا چاہئے کیونکہ جب عذاب آیا تو وہ پوری قوم ہی پہ آئے گا۔ دیکھئے آیات نمبر 164-163

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ

اور (وہ وقت یاد کرو) جب تم تھوڑے سے تھے، زمین میں کمزور سمجھے جاتے تھے[1] اور تمہیں یہ خطرہ لگا رہتا تھا

اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ

کہ لوگ تمہیں کہیں اٹھا کر نہ لے جائیں پھر اللہ نے تمہیں پناہ مہیا کی اور اپنی مدد سے مضبوط کیا اور کھانے کو

مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٢٦﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا

پاکیزہ چیزیں دیں[2] تاکہ تم شکرگزار بنو○ اے ایمان والو! عمداً

تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٧﴾

اللہ اور رسول سے خیانت نہ کرو اور نہ ہی تم آپس کی امانتوں میں خیانت[3] کرو○

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ

اور جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے آزمائش ہیں اور اللہ کے ہاں

عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿٢٨﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ

ع ٩ / ٣ / ١٧

اجر دینے کو بہت کچھ ہے○ اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرتے رہے

يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَ

تو اللہ تمہیں قوت تمیز عطا کرے گا، تم سے تمہاری برائیاں دور کر دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور

اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿٢٩﴾ وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اللہ بڑا ہی فضل والا ہے○ اور (اے نبی! وہ وقت یاد کرو) جب کافر آپ کے متعلق خفیہ تدبیریں سوچ رہے تھے

لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ۭ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ۭ

کہ آپ کو قید کر دیں یا مار ڈالیں یا جلا وطن کر دیں[4]۔ وہ بھی تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ بھی تدبیر کر رہا تھا

وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿٣٠﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا

اور اللہ ہی سب سے اچھی تدبیر کرنے والا ہے○ اور جب ان کافروں پر ہماری آیات پڑھی جاتی تھیں تو کہتے تھے

قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَاۗءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ

ہم نے یہ کلام سن لیا اگر ہم چاہیں تو ہم بھی ایسا کلام بنا سکتے ہیں۔ یہ تو وہی

اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٣١﴾ وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا

پرانے قصے ہیں○ اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب کافروں نے کہا تھا: "اے اللہ! اگر یہی

هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاۗءِ

(دین) حق ہے جو تیری طرف سے ہے تو ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش برسا دے

اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٣٢﴾ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ

یا ہمیں کسی المناک عذاب سے دو چار کر دے○ حالانکہ یہ مناسب نہ تھا کہ اللہ انہیں عذاب دے اور آپ

فِيْهِمْ ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿٣٣﴾

ان میں موجود ہوں[5] اور نہ ہی یہ مناسب تھا کہ اللہ ایسے لوگوں کو عذاب دے جو استغفار کرتے ہوں○

1- مکہ کی پر مصائب زندگی کی طرف اشارہ ہے۔ جب خود آنحضرت ﷺ پہ قاتلانہ حملے کی کوشش کی گئیں۔ مسلمانوں کو بے پناہ تکلیفوں کا نشانہ بنایا گیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

"ایک دفعہ آپ ﷺ بیت اللہ کے پاس صلوٰۃ پڑھ رہے تھے ابو جہل اور اسکے ساتھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے وہ آپس میں کہنے لگے کہ ہم میں کون جاتا ہے اور فلاں لوگوں نے جو اونٹنی کاٹی ہے اس کا رحم لا کر محمد ﷺ جب سجدہ کرے تو اسکی پیٹھ پہ رکھ دیتا ہے؟ یہ سن کر انکا بد بخت ترین (عقبہ بن ابی معیط) اٹھا اور رحم لا کر آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان پیٹھ پر رکھ دیا۔ میں خود دیکھ رہا تھا لیکن کچھ کر نہ سکتا تھا کاش (اس دن) میرا کچھ زور ہوتا۔ کافر ہنستے اور ایک دوسرے پہ گرتے پڑتے تھے۔ آپ سجدے ہی میں پڑے رہے اور سر نہیں اٹھا سکتے تھے حتیٰ کہ (آپ کی بیٹی) فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور رحم کو اٹھا کر پرے پھینکا۔"

(بخاری)

2- جنگ بدر کے بعد مدینہ کی آزاد اسلامی ریاست مستحکم ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت دیا جبکہ پہلے امتوں پہ مال غنیمت حلال نہ تھا۔

3- مثلاً اسلام قبول کر کے جو معاہدہ کیا ہے اسکی شقوں سے، فرار کی راہ سوچنا یا آپس کے عہد و پیمان یا امانت کی حفاظت نہ کرنا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"جس نے عہد کی پاسداری نہ کی اسکا کوئی دین نہیں۔" (احمد)

4- جب مسلمانوں نے مدینہ ہجرت کرنا شروع کر دیا تو قریش کو یقین ہو گیا کہ کسی وقت آپ ﷺ بھی ہجرت کر جائیں گے انہیں خوف محسوس ہوا آپ ﷺ کے ہجرت کے بعد یہ مسئلہ انکے ہاتھ سے نکل جائے گا تو سب نے مل کر ایک میٹنگ دار الندوۃ میں بلائی۔ روایات کے مطابق خود شیطان نے اس میٹنگ میں ایک بوڑھے نجدی کی حیثیت سے شرکت کی دیکھئے تفسیر طبری۔ ایک تجویز یہ پیش ہوئی کہ آپکو مستقل طور پہ پابند سلاسل کر دیا جائے۔ شیطان نے یہ کہہ کر رد کر دیا کہ اس کے پیروکار قوت حاصل کرنے پہ چھڑا لے جائیں گے۔ دوسری تجویز یہ ہوئی کہ آپکو جلا وطن کر دیا جائے۔ شیطان نے یہ کہہ کر رد کر دیا کہ اسکا کلام بڑا دلپذیر ہے عرب قبائل کو ساتھ ملا کر مکہ فتح کر لے گا۔ چنانچہ ابو جہل نے یہ تجویز پیش کی کہ ہر قبیلہ سے ایک نوجوان منتخب کیا جائے اور یہ لوگ یکبارگی آپ ﷺ پہ حملہ کر کے قتل کر دیں۔ بنی عبد مناف تمام قبائل سے تو قصاص نہیں لے سکتے آخر دیت پہ فیصلہ ہو گا جو ہم مل کر ادا کریں گے۔ شیطان نے تجویز پسند کی۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے آپ ﷺ کو سازش سے آگاہ کیا اور ہجرت کرنے کی اجازت دیدی۔

5- کفار بھی طواف کے دوران غفرانک غفرانک یعنی اللہ کی مغفرت، کہتے تھے۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ نے میری امت کیلئے دو احسان کی چیزیں اتاری ہیں۔ پھر یہ آیت پڑھی پھر فرمایا کہ جب میں (دنیا سے) چلا گیا تو تمہارے لئے امن کی چیز استغفار کو قیامت تک کیلئے چھوڑ جاؤں گا۔"

(ترمذی)

وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ

اور اللہ ان لوگوں کو کیوں عذاب نہ دے جو دوسروں کو مسجد حرام سے روکتے

الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ ۚ إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ

ہیں حالانکہ وہ اس کے متولی نہیں- اس کے متولی تو وہی ہوسکتے ہیں جو متقی[1] ہوں

وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٤﴾ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ

لیکن ان میں سے اکثر لوگ یہ حقیقت نہیں جانتےO بیت اللہ میں ان لوگوں

عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَتَصْدِيَةً ۚ فَذُوقُوا الْعَذَابَ

کے صلوٰۃ بس یہی ہوتی کہ وہ سیٹیاں بجاتے اور تالیاں پیٹتے[2] تھے- تو لو اب (بدر میں شکست کے) عذاب[3] کا مزا چکھو

بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٣٥﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنْفِقُونَ

یہ اس کا بدلہ ہے جو تم حق کا انکار کردیا کرتے تھےO یہ کافر اپنے مال اس لئے خرچ

أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۚ فَسَيُنْفِقُونَهَا ثُمَّ

کرتے ہیں کہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے روک دیں- اور ابھی یہ لوگ اور بھی خرچ کریں گے۔ پھر

تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ ۗ وَالَّذِينَ كَفَرُوا

یہی بات ان کے لئے حسرت[4] کا باعث بن جائے گی پھر وہ مغلوب ہوں گے پھر یہ کافر

إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ ﴿٣٦﴾ لِيَمِيزَ اللَّهُ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَ

جہنم کی طرف گھیر لائے جائیں گےO تاکہ اللہ تعالیٰ پاک کو ناپاک سے الگ کردے- پھر

يَجْعَلَ الْخَبِيثَ بَعْضَهُ عَلَىٰ بَعْضٍ فَيَرْكُمَهُ جَمِيعًا

ناپاک لوگوں کو ایک دوسرے کے اوپر رکھ کر ان سب کا ڈھیر لگا دے

فَيَجْعَلَهُ فِي جَهَنَّمَ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٣٧﴾ قُلْ لِلَّذِينَ

ع ۹ ۴ ۱۸

پھر اس (ڈھیر) کو جہنم میں پھینک دے- یہی دراصل نقصان اٹھانے والے ہیںO (اے نبی!) ان کافروں

كَفَرُوا إِنْ يَنْتَهُوا يُغْفَرْ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ وَإِنْ يَعُودُوا

سے کہئے کہ اگر وہ اب بھی باز آجائیں تو ان کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے اور اگر پہلے سے کام ہی کرتے

فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْأَوَّلِينَ ﴿٣٨﴾ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا

رہے تو گزشتہ قوموں میں جو سنت الٰہی جاری رہی (وہی ان سے ہوگا)[5]O ایسے لوگوں سے جہاد کرتے رہو حتیٰ کہ

تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ ۚ فَإِنِ انْتَهَوْا

فتنہ[6] باقی نہ رہے اور دین پورے کا پورا اللہ کے لئے ہوجائے- اور اگر یہ باز آجائیں[7]

فَإِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٣٩﴾ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوا

تو جو کچھ یہ کریں گے اللہ اسے خوب دیکھ رہا ہےO اور اگر وہ نہ مانیں تو جان لو

أَنَّ اللَّهَ مَوْلَاكُمْ ۚ نِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ ﴿٤٠﴾

کہ اللہ تمہارا سرپرست ہے جو بہت اچھا مولیٰ اور بہت اچھا مددگار ہےO

1-مشرکین مکہ خود کو حضرت ابراہیم کی اولاد ہونے کی بنا پہ کعبہ کا حقدار سمجھتے تھے۔ تولیت کیلئے اہم شرط تو تقویٰ ہے جو کہ ان میں مفقود ہے۔

تولیت کے عدم استحقاق کی دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو بیت اللہ کے طواف سے روکتے ہیں- یہی جرم انکو عذاب کا مستحق بنا رہا ہے۔

2-ان <متولیوں> کی عبادت کے یہ اطوار ہیں۔ بیت اللہ کا ننگے طواف کرتے ہیں۔ تالیاں اور سیٹیاں بجاتے ہیں جیسے وہ احکم الحاکمین کی عبادت نہیں کررہے کسی تفریح گاہ میں سیر کررہے ہیں۔ آج کل بھی جاہل صوفی عرسوں وغیرہ کے موقعہ پہ دھمال ڈالتے ہیں۔ بھنگڑہ ڈالتے ہیں اپنی وضع قطع سے ان سب چیزوں کو دین کا حصہ ہونے کا تاثر دیتے ہیں۔

3-یہ وہی عذاب ہے جس کا تم مطالبہ کرتے تھے۔ (دیکھئے آیت نمبر32)

اشارہ یوم بدر کی جانب ہے جس میں کفار کے سردار مارے گئے۔ کفار کو بدترین شکست سے دوچار ہونا پڑا۔

4-میدان بدر میں کفار کے جانی نقصان کے علاوہ بھاری مالی نقصان بھی ہوا۔ صرف خوراک کیلئے روزانہ نو یا دس اونٹ کٹتے تھے۔ یہ صرف گوشت کے اخراجات تھے باقی اخراجات اسکے علاوہ تھے۔

قرآن کریم کی یہ پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہوئی کہ وہ یہ اخراجات کرتے ہی رہیں گے۔ جو تجارتی قافلہ بچ کر آگیا اسکا تمام منافع مسلمانوں سے انتقامی جنگ کی تیاری کیلئے وقف کردیا گیا۔

5-حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"جس نے اسلام قبول کرکے نیکی کا رستہ اپنالیا اس سے اسکے ان گناہوں کی بازپرس نہ ہوگی جو اس نے جاہلیت میں کئے ہونگے اور جس نے اسلام لاکر بھی برائی نہ چھوڑی اس سے اگلے پچھلے سب اعمال کا مواخذہ ہوگا۔"

(بخاری ومسلم)

عذاب الٰہی کے بارے میں ان پہ بھی اللہ کا قانون نافذ ہوگا جو پہلے لوگوں پہ نافذ ہوچکا ہے۔

6-یہاں فتنہ سے مراد تمام طاغوتی طاقتیں ہیں جو کہ اسلام یا تبلیغ اسلام کی راہ میں رکاوٹ ڈالیں۔ ایسے فتنہ کے سدباب کیلئے دفاعی یا جارحانہ جیسی بھی جنگ کی ضرورت ہو کی جائے حتیٰ کہ اللہ کے کلمے کا بول بالا ہو۔

7-اسکی یہ صورتیں ہوسکتی ہیں۔

(ا)- کوئی قوم مسلمان ہوجائے۔

(ب)- جزیہ دینا قبول کرلے۔

(ج)- مسلمانوں کی حلیف بن جائے یا غیر جانبداری کا معاہدہ کرلے۔

اس کی کامل ترین شکل یہ ہے کہ ساری دنیا مسلمان ہوجائے۔ یہ حضرت عیسیٰ کے نزول کے بعد ہوگا۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ

اور جان لو کہ جو کچھ تم بطور غنیمت حاصل کرو تو اس کا پانچواں حصہ اللہ کے لئے

لِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ

اور رسول کے لئے[1] اور (اس کے) قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں

السَّبِيْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰي عَبْدِنَا يَوْمَ

کے لئے ہے اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اس (فتح و نصرت) پر جو فیصلہ[2] کے دن ہم نے اپنے بندے پر نازل

الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿41﴾

کی تھی جبکہ دونوں لشکروں میں مقابلہ ہوا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے○

اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَ

جب تم (میدان جنگ کے) اس کنارے[3] پر تھے اور وہ (دشمن) پرلے کنارہ پر تھے اور (ابوسفیان کا)

الرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ۭ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي

قافلہ تم سے نیچے (ساحل کی طرف) اتر گیا تھا اور اگر تم دونوں (مسلمان اور کفار) باہم جنگ طے پیمان کرتے تو مقررہ

الْمِيْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ڏ لِّيَهْلِكَ

وقت سے پہلو تہی کر جاتے[4] لیکن اللہ نے وہ کام کرنا تھا جو ہو کر رہنے والا تھا تاکہ جسے ہلاک

مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ ۭ وَاِنَّ

ہونا ہے وہ دلیل کی بنا پر ہلاک ہو اور جسے زندہ رہنا ہے وہ بھی دلیل کی بنا پر زندہ رہے اور اللہ تعالیٰ یقیناً

اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿42﴾ۙ اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ۭ

سننے والا جاننے والا ہے○ (اے نبی! یاد کرو) جب تمہارے خواب میں بھی اللہ تعالیٰ تمہیں کافر تھوڑے دکھلا

وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ

رہا تھا[5] اور اگر وہ آپ کو زیادہ دکھلاتا تو تم لوگ ہمت ہار دیتے اور اس معاملہ میں جھگڑنا شروع کر دیتے

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿43﴾ وَ

لیکن اللہ نے تمہیں بچا لیا یقیناً وہ دلوں کے راز تک جانتا ہے○ اور (یاد کرو)

اِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ

جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں دشمن کی تعداد تھوڑی دکھلائی اور دشمن کی نظروں میں تمہیں

فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۭ وَاِلَى اللّٰهِ

تھوڑا کر کے پیش کیا[6] تاکہ اللہ تعالیٰ وہ کام پورا کر دے جس کا ہونا مقدر تھا اور سب کاموں کا انجام

تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿44﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً

تو اللہ ہی کے پاس ہے○ اے ایمان والو! جب کسی گروہ سے تمہارا مقابلہ ہو

فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿45﴾

تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بکثرت یاد کیا کرو تاکہ تم کامیاب[7] رہو○

1-1/5 حصہ نکال کر باقی سب کچھ مجاہدین میں برابر تقسیم کر دیا جائے گا۔ اس میں سے سوار کو تین حصے اور پیدل کو ایک حصہ' اللہ تعالیٰ کا حصہ اس لحاظ سے ذکر کیا گیا ہے کہ ہر چیز کا مالک حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے یا یہ بطور تبرک ذکر کیا گیا ہے۔ 1/5 حصہ کی تقسیم ان مذکورہ پانچ مدوں میں ہوگی۔

(ا)۔ آپ ﷺ اور آپ کے کنبہ کے اخراجات کیلئے کیونکہ رسالت کی ذمہ داریاں ادا کرتے ہوئے آپ کے پاس اتنا وقت ہی نہ بچتا تھا کہ کسب معاش کی طرف توجہ دے سکیں۔

(ب)۔ آپ ﷺ کے رشتہ داروں کیلئے یعنی بنوہاشم یا بنوعبدالمطلب کیلئے کیونکہ ان کیلئے زکوٰۃ لینا ممنوع تھا۔

(ج)۔ یتامی

(د)۔ مساکین

(ر)۔ مسافر

تفصیل کیلئے دیکھیں مولانا عبدالرحمٰن کیلانی مرحوم کی مفصل تفسیر۔

2-یوم بدر جو معجزات نازل ہوئے تھے۔

3-دنیا یعنی قریب مسلمانوں نے مدینہ سے قریب پڑاؤ کیا اور کفار نے دوسری جانب تجارتی قافلہ سمندر کی جانب جو کہ نچلی جانب یعنی کم بلندی پہ تھا۔

4-آپ ﷺ کا لشکر اور کفار مکہ کا لشکر دونوں اسی جنگ کی نیت سے تو نہ چلے تھے۔ مسلمان تجارتی قافلے کا رستہ روکنے کیلئے نکلے تھے۔ جبکہ کفار مکہ اسے بچانے کیلئے نکلے تھے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حالات ایسے پیدا کر دیئے کہ دونوں لشکر میدان جنگ میں آمنے سامنے آگئے۔ اگر باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت اس جنگ کی پلاننگ کی ہوتی تو کوئی ایک فریق پہلو تہی کر جاتا۔

آیت نمبر 41 میں اللہ تعالیٰ نے اسے یوم الفرقان قرار دیا۔ سب کھلی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ اللہ کی نصرت کس کے ساتھ ہے۔ جس نے جو فیصلہ کرنا ہو حق کی حمایت کا یا باطل کی حمایت کا وہ باقاعدہ دلیل اور برہان کی بنیاد پہ ہو۔

5-یہ بھی اللہ تعالیٰ کی مدد کی ایک صورت تھی کہ آپکو اونگھ کے دوران کفار کم دکھلائے۔ مشورہ میں سب نے لڑائی پہ اتفاق کر لیا۔

6-جب لشکر آمنے سامنے آئے تو دونوں کو مخالف فریق کم تعداد میں نظر آیا۔ جس کا نتیجہ یہی ہوا کہ دونوں لڑنے پہ ڈٹ گئے۔ آیت نمبر 42 میں مقصد کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ البتہ جنگ شروع ہونے کے بعد مسلمان تعداد میں دگنے نظر آئے۔

7-یہاں سے مسلمانوں کو جنگ سے متعلق ہدایات دی جا رہی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

''دشمن سے مقابلہ کی تمنا مت کرو اگر مڈبھیڑ ہو جائے تو پوری ثابت قدمی سے مقابلہ کرو اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سایہ تلے ہے۔''

(بخاری و مسلم)

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ

اور اللہ اور اس کی رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑا[1] نہ کرو ورنہ تم بزدل[2] ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا

رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا

اکھڑ جائے گی اور صبر سے کام لو اللہ تعالٰی یقیناً صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے○ اور ان لوگوں کی

كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَاۗءَ النَّاسِ وَ

طرح نہ ہو جانا جو اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کو اپنی شان دکھلاتے ہوئے نکلے[3]

يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۴۷﴾

یہ لوگ اللہ کی راہ سے روکتے تھے اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ ان کا احاطہ کئے ہوئے ہے○

وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ

جبکہ شیطان نے انہیں ان کے اعمال خوشنما بنا کر دکھلائے اور کہنے لگا کہ "آج تم پر کوئی غالب

الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّىْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَاۗءَتِ الْفِئَتٰنِ

نہیں آسکتا اور میں تمہارا مددگار ہوں" پھر جب دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا

نَكَصَ عَلٰي عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّىْ بَرِيْۗءٌ مِّنْكُمْ اِنِّىْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ

تو الٹے پاؤں پھر گیا اور کہنے لگا: "میرا تم سے کوئی واسطہ[4] نہیں میں وہ کچھ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھتے

اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۴۸﴾ۧ اِذْ يَقُوْلُ

مجھے اللہ سے ڈر لگتا ہے اور اللہ سخت سزا دینے والا ہے○ جب منافقین اور

الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَاۗءِ دِيْنُهُمْ ۭ

وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے کہہ رہے تھے کہ: "مسلمانوں کو ان کے دین نے دھوکہ میں ڈال رکھا

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَي اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۹﴾ وَ

ہے۔[5] حالانکہ اگر کوئی شخص اللہ پر توکل کر لے تو اللہ یقیناً سب پر غالب اور حکمت والا ہے○ اور

لَوْ تَرٰٓي اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰۗئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ

کاش آپ اس حالت کو دیکھتے جب فرشتے ان مقتول کافروں کی روحیں قبض کر رہے تھے تو ان کے

وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۵۰﴾ ذٰلِكَ

چہروں اور ان کی پشتوں پر ضربیں لگاتے[6] تھے اور (کہتے تھے کہ) "اب جلانے والے عذاب کا مزا چکھو○ یہ

بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۵۱﴾ۙ

تمہارے ان اعمال کا بدلہ ہے جو تم نے اپنے آگے بھیجے ہیں ورنہ اللہ تو اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں"○

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

ان کافروں کا معاملہ بھی فرعونیوں جیسا ہے اور ان لوگوں جیسا جو ان سے پہلے[7] تھے انہوں نے اللہ کی آیات کا انکار

فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۵۲﴾

کیا تو اللہ نے ان کے گناہوں کے بدلے انہیں پکڑ لیا اللہ یقیناً بڑا طاقتور اور شدید سزا دینے والا ہے○

1- اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی اطاعت ہر موقع پہ بہت ضروری ہے مگر دوران جنگ اسکی اہمیت کئی گناہ بڑھ جاتی ہے۔ کسی نافرمانی پہ اللہ کی مدد رک سکتی ہے۔

2- آپس کے اختلاف کی بھی یہی صورت ہے۔ جنگ کے دوران نظم وضبط کی عام حالات سے کہیں زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ نیز دشمن ایسے مواقع پہ اس قسم کی چالیں چلتا ہے جس سے نظم وضبط تباہ ہو جائے۔

3- مراد ابو جہل کا لشکر ہے جو کہ سامان طرب ونشاط ساتھ لیکر نکلا۔ تاکہ مسلمانوں اور دیگر قبائل پہ اس کا رعب بیٹھ جائے۔ ابو جہل کو رستہ میں ابو سفیان کی جانب سے تجارتی قافلے کے بحافظت بچ نکلنے کا پیغام بھی مل چکا تھا مگر اس نے واپسی سے انکار کر دیا۔ اور تکبر سے کہنے لگا کہ ہم اس وقت تک واپس نہیں جائیں گے جب تک بدر کے چشمہ پہ پہنچ کر خوب شراب نہ پی لیں اور اونٹ ذبح کر کے اردگرد کے قبائل کی ضیافت نہ کر لیں۔

4- قریش اور بنو کنانہ میں شدید دشمنی تھی۔ جب ابو جہل اپنا لشکر لیکر مدینہ کو نکلا تو اسے فکر لاحق ہوئی کہ اس نازک موقع پہ کہیں بنو کنانہ پیچھے سے حملہ نہ کر دیں۔ اس وقت شیطان بنو کنانہ کے سردار سراقہ بن مالک کی شکل میں حاضر ہوا اور ابو جہل کو یقین دہانی کرائی کہ ہماری جانب سے تمہیں کوئی خطرہ نہیں بلکہ میں اپنے لشکر سمیت تمہارے ساتھ ہو کر لڑوں گا۔ شیطان اپنے ساتھ ایک جھنڈا اور شیطانوں کا لشکر بھی لایا۔ جب اللہ تعالٰی نے آسمان سے فرشتوں کے لشکر بھیجے جنہے دیکھ کر شیطان سرپٹ بھاگا اور وہ جو وعدہ کیا تھا کہ تمہارے ساتھ ہو کر لڑوں گا اس سے برات کا اظہار کر دیا۔ اللہ رب العالمین سے ڈرنے سے مراد اس کے عنقریب نازل ہونے والے عذاب سے ڈرنا ہے۔ بعض مفسرین نے لکھا کہ شیطان کی دوستی یہ ہے کہ آخری وقت بھی انہیں یہ نہ بتایا کہ فرشتے نازل ہو چکے ہیں تمہارے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں بلکہ انہیں مکمل ہلاکت میں ڈال دیا۔

5- منافقین مدینہ اور یہود یوم بدر کو مسلمانوں کی مٹھی بھر جماعت دیکھ کر کہنے لگے یہ تو مذہبی جنونی ہو رہے ہیں۔ یہ مٹھی بھر جماعت قریش کی منظم اور مسلح طاقت کا سامنا کیسے کریں گے؟

6- میدان بدر میں جب مسلمان تلوار سے حملہ کرتے تو کفار پیٹھ پھیر کر بھاگتے تو فرشتے انکی دبر پہ تلواریں مارتے — سیاق سے تو یہی مفہوم معلوم ہوتا ہے مگر اسکا حکم عام بھی ہو سکتا ہے اور ہر کافر کے ساتھ موت کے وقت یہی حشر ہوتا ہو گا۔ واللہ اعلم

7- قوم نوح، عاد، ثمود وغیرہ۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى

اللہ کا طریقہ یہ ہے کہ اگر اللہ کسی قوم کو نعمت سے نوازے تو اس وقت تک ان سے نہیں چھینتا جب

يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٥٣﴾ كَدَاْبِ اٰلِ

تک وہ قوم خود اپنے طرز عمل کو نہیں بدلتی[1] اور اللہ سب سننے جاننے والا ہے○ ان لوگوں کا معاملہ بھی آل

فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ

فرعون جیسا ہے اور جو ان سے پہلے تھے انہوں نے اپنے رب کی آیات کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں ان

بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿٥٤﴾

کے گناہوں کی پاداش میں ہلاک کر دیا اور فرعون کی قوم کو غرق کر دیا اور یہ سب ہی ظالم لوگ تھے○

اِنَّ شَرَّ الدَّوَاۗبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٥﴾

اللہ کے ہاں بدترین جانور وہ لوگ ہیں جنہوں نے حق کا انکار کیا پھر ایمان لانے[2] پر تیار نہیں○

اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ

وہ لوگ جن سے آپ نے عہد کیا پھر وہ ہر بار ہی اپنے عہد کو توڑ دیتے

مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ﴿٥٦﴾ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ

ہیں اور[3] (اللہ سے) ڈرتے نہیں○ ایسے عہد شکن[4] لوگ اگر آپ کو میدان جنگ میں مل جائیں تو انہیں

مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ

عبرتناک سزا دیں تاکہ ان کے پچھلے سبق حاصل کریں○ اور اگر آپ کو کسی قوم سے خیانت (عہد شکنی)

خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰي سَوَاۗءٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَاۗىِٕنِيْنَ ﴿٥٨﴾

کا خطرہ ہو تو برابری کی سطح پر معاہدہ ان کے آگے پھینک دو کیونکہ اللہ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا[5]○

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ۭ اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَ

اور کافر ہرگز یہ خیال نہ کریں کہ وہ بازی لے جائیں گے کیونکہ وہ ہمیں عاجز نہیں کر سکتے○ اور

اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ

جہاں تک ممکن ہو کافروں کے مقابلہ کے لئے قوت اور جنگی گھوڑے تیار رکھو

تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ

جن سے تم اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو اور ان دوسرے دشمنوں کو خائف کر سکو[6]

لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ

جنہیں تم نہیں جانتے مگر اللہ انہیں جانتا ہے اور جو کچھ بھی تم اللہ کی راہ میں خرچ

اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿٦٠﴾ وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ

کرو گے تمہیں اس کا پورا بدلہ ملے گا اور تمہارے ساتھ بے انصافی نہ ہو گی○ اور اگر وہ صلح کی طرف مائل

فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَي اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦١﴾

ہوں تو آپ بھی اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے صلح[7] پر آمادہ ہو جائیں یقیناً وہ سب سننے والا جاننے والا ہے○

1-اللہ تعالیٰ اپنی نعمت بلاوجہ نہیں چھینتے بلکہ اس وقت ہی چھینتے ہیں جبکہ کوئی قوم خود کو اس کیلئے نااہل ثابت کر دیتی ہے۔

2-جو لوگ اللہ تعالیٰ کے دیئے گئے اختیارات کو درست سمت اختیار نہیں کرتے وہ حیوانوں سے بھی نچلی سطح پہ چلے جاتے ہیں۔

3-سورۃ بقرہ اور اعراف میں اللہ تعالیٰ نے یہود کی بدعہدیاں ذکر کی ہیں اس معاملے میں وہ اتنے ہٹ دھرم واقع ہوئے تھے کہ جتنی مرتبہ پختہ سے پختہ عہد بھی ان سے لیا گیا انہوں نے اسے توڑ پھینکا۔ اپنی اسی عادت کے تحت آنجناب ﷺ سے بھی انہوں نے یہی رویہ اختیار کیا۔ آپ ﷺ جب مدینہ تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے فرداً فرداً یہود قبائل سے معاہدے کئے جنگی دفعات یہ تھیں۔

(ا)۔مسلمان اور یہود آپس میں صلح اور امن سے رہیں گے۔ کوئی ایک دوسرے پہ ظلم وزیادتی نہیں کرے گا۔۔(ب)۔اگر مدینہ پہ بیرونی حملہ ہوا تو مسلمان اور یہود مل کر اس کا دفاع کریں گے اور مل کر اخراجات برداشت کریں گے۔۔ (ج)۔یہود اپنے فیصلے خود کریں گے۔ آپ ﷺ کے پاس مقدمہ لایا جائے گا تو آپ ﷺ کا فیصلہ لاگو ہوگا۔۔(د)۔ کوئی اپنے حلیف کی وجہ سے مجرم نہ ٹھہرے گا۔۔ (ر)۔ قریش اور ان کے مددگاروں کو پناہ نہیں دی جائے گی۔۔ (س)۔اگر معاہدے کے شرکاء کے درمیان جھگڑا ہوا تو فیصلہ آپ ﷺ کریں گے۔

4-یہود نے اس معاہدے کی ہر شق کی خلاف ورزی کی۔ آپ ﷺ پر قاتلانہ حملے کئے۔ اوس اور خزرج کے درمیان دشمنی کے بیج بونے کی کوشش کی۔ ایک مسلمان خاتون کو ازراہ شرارت ننگا کر دیا وغیرہ۔

5-یعنی صرف خطرہ کی بناء پہ اپنے معاہدے کو نظرانداز نہ کرو بلکہ دوسری قوم کو باقاعدہ تنسیخ معاہدہ کے متعلق مطلع کرو۔

6-گویا اس آیت کی رو سے مسلمان اس "امن پسند" قوم کی طرح نہیں رہ سکتے جو کہ جنگی ساز و سامان سے بے نیاز ہو کر صنعت وحرفت وزراعت میں مشغول ہوں۔ آج 30 مئی 1998ء کو مملکت اسلامیہ پاکستان نے مزید ایک ایٹمی دھماکہ (Thermonuclear Explosion) کر کے چھ دھماکوں کا ریکارڈ مکمل کر لیا اور 2000-2500 کلومیٹر کے میزائل بنا کر اور ان کا کامیاب تجربہ کر کے اس آیت کی عملی تفسیر پیش کر دی ہے آج امریکہ' یورپ واسرائیل تک مسلمانوں کی طاقت سے خوف محسوس کر رہے ہیں۔ جہاں آج پوری دنیا کے مسلمان خوشیاں منا رہے ہیں وہیں کچھ لوگوں کو یہ خوف بھی محسوس ہو رہا ہے کہ مغربی طاقتیں مزید پابندیاں (Sanctions) لگائیں گیں جس سے ہماری اقتصادی حالت بدتر ہو جائے گی۔ میں یہ پیشین گوئی کرتا ہوں کہ ہماری اقتصادی حالت پہلے سے مضبوط ہو جائے گی۔ اس پیشین گوئی کی بنیاد یہ حدیث ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"میرا رزق میرے نیزے کی انی کی چھاؤں میں رکھ دیا گیا ہے۔"

(ابوداؤد)

7-عام حالات میں صلح کو ترجیح دینی چاہئے۔ اللہ پہ توکل کرتے ہوئے معاہدہ شکنی کے خوف کی وجہ سے معاہدہ امن سے گریز نہ کیا جائے۔ تاہم اگر حالات ایسے ہوں کہ وہ معاہدہ مسلمانوں کیلئے نقصان دہ ہو تو پھر اس سے گریز کیا جا سکتا ہے جیسے آپ ﷺ نے کفار کی عہد شکنی کے بعد (فتح مکہ سے قبل) ابو سفیان کی تجدید عہد کی پیش کش ٹھکرا دی۔

وَإِن يُرِيدُوا أَن يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللَّهُ ۚ هُوَ الَّذِي

اور اگر وہ آپ کو دھوکا دینے کا ارادہ رکھتے ہوں تو آپ کے لئے اللہ کافی ہے وہی تو ہے جس نے اپنی مدد

أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ ﴿٦٢﴾ وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ ۚ لَوْ أَنفَقْتَ

سے اور مسلمانوں کے ذریعہ آپ کی تائید کی 1○ اور ان (صحابہ) کے دلوں میں الفت ڈالی اگر آپ وہ سب خرچ

مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ

کر ڈالتے جو اس زمین میں ہے تو بھی آپ ان کے دلوں میں الفت پیدا نہ کر سکتے تھے لیکن اللہ ہی نے

أَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٦٣﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَ

ان میں الفت ڈال دی کیونکہ وہ سب پر غالب اور حکمت والا ہے 2○ اے نبی! آپ کے لئے اور ان

مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٦٤﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ

مومنوں کے لئے جو آپ کے حکم پر چلتے ہیں اللہ ہی کافی ہے○ اے نبی! مسلمانوں کو جہاد

عَلَى الْقِتَالِ ۚ إِن يَكُن مِّنكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا

کی رغبت دلایئے اگر 3 تم میں سے بیس صابر ہوں تو وہ دو سو پر

مِائَتَيْنِ ۚ وَإِن يَكُن مِّنكُم مِّائَةٌ يَغْلِبُوا أَلْفًا مِّنَ الَّذِينَ

غالب آئیں گے اور اگر ایک سو ہوں تو کافروں کے ایک ہزار آدمیوں پر

كَفَرُوا بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ﴿٦٥﴾ الْآنَ خَفَّفَ اللَّهُ عَنكُمْ

غالب آئیں گے کیونکہ کافر لوگ کچھ سمجھ نہیں سکتے○ اب اللہ نے تم سے تخفیف کر دی

وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضَعْفًا ۚ فَإِن يَكُن مِّنكُم مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا

اور اسے معلوم ہوا کہ (اب) تم میں ضعف ہے 4 لہٰذا اگر تم میں سو صبر کرنے والے ہوں تو وہ دو سو پر

مِائَتَيْنِ ۚ وَإِن يَكُن مِّنكُمْ أَلْفٌ يَغْلِبُوا أَلْفَيْنِ بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَ

غالب آئیں گے اور اگر ہزار ہوں تو اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب آئیں گے اور

اللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿٦٦﴾ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ

اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے○ نبی کے لئے یہ مناسب نہیں تھا کہ اس کے پاس جنگی قیدی آتے حتیٰ کہ

يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ ۚ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ

زمین (میدان جنگ) میں کافروں کو اچھی طرح قتل نہ کر دیا جاتا تم دنیا کا مال چاہتے ہو 5 جبکہ اللہ (تمہارے لئے)

الْآخِرَةَ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٦٧﴾ لَّوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللَّهِ سَبَقَ

آخرت چاہتا ہے اور اللہ ہی غالب اور حکمت والا ہے○ اگر ایسا ہونا پہلے سے نہ لکھا جا چکا ہوتا تو

لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٦٨﴾ فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ

جو تم نے (فدیہ) لیا ہے اس کے لئے تمہیں بہت بڑی سزا دی جاتی 6○ جو تم نے بطور غنیمت حاصل کیا ہے اسے کھا

حَلَالًا طَيِّبًا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٦٩﴾

سکتے ہو یہ حلال اور پاکیزہ ہے 7 اور اللہ سے ڈرو اللہ یقیناً بخشنے والا اور رحم والا ہے○

1- تائید تو ہر حالت میں اللہ کی جانب ہی سے ہے چاہے ظاہری اسباب کے ذریعے ہو یا مافوق الفطرت اسباب سے۔ اس آیت میں "بنصرہ" (اپنی مدد سے) مافوق الفطرت اسباب مراد ہیں اور "بالمومنین" (مومنین کے ذریعے) سے ظاہری اسباب مراد ہیں۔

2- اس آیت کے آخر میں "واللہ عزیز الحکیم" کے الفاظ مزید تاکید کرتے ہیں کہ نسلوں کی عداوت اور جانی دشمنوں کو ختم کر کے ایسی محبت اور الفت پیدا کر دینا کسی بڑے معجزے سے کم نہیں۔

3- حضرت انس کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے۔
"ایک صبح یا شام اللہ کے رستے میں نکلنا دنیا و ما فیہا سے افضل ہے۔"
(بخاری)

4- اسکا مطلب یہ ہے کہ اگر مقابل کفار دوگنے یا اس سے کم ہوں تو فرار جائز ہوگا ورنہ عملی طور پہ آپ ﷺ کے آخری دور میں کئی جنگوں میں مسلمانوں نے ایک ہزار کے لشکر سے اسی ہزار کافروں کا مقابلہ کیا اور غزوہ موتہ میں تین ہزار نے ایک لاکھ کافروں کا مقابلہ کیا۔

5- حضرت عبد اللہ ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ۔
"جنگ بدر کے بعد جب قیدی قید کر لئے گئے تو آپ ﷺ نے ابو بکر ؓ و عمر ؓ سے پوچھا تمہاری ان قیدیوں کے بارے میں کیا رائے ہے؟ ابو بکر ؓ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ یہ چچا کے بیٹے اور خاندان کے لوگ ہیں۔ میری رائے یہ ہے کہ ان سے فدیہ لے لیا جائے تاکہ کفار کے مقابلے میں ہمیں قوت حاصل ہو اور شائد اللہ انہیں اسلام کی توفیق دے۔ پھر آپ ﷺ نے عمر ؓ سے پوچھا اے ابن خطاب تمہاری رائے کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا اے اللہ کے رسول میری رائے ابو بکر ؓ سے مختلف ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ انہیں ہمارے حوالہ کر دیجئے تاکہ ہم انکی گردنیں اڑائیں۔ عقیل کو علی کے حوالے کیجئے کہ وہ اس کی گردن اڑائیں۔ میرے حوالے فلاں کیجئے کہ میں اس کی گردن اڑادوں۔ اسلئے کہ یہ لوگ کفر کے ستون اور سرغنے ہیں۔ حضرت عمر ؓ کہتے ہیں کہ آپ ابو بکر ؓ کی رائے کی جانب مائل ہوئے اور میری جانب مائل نہ ہوئے۔ دوسری صبح میں کیا دیکھتا ہوں کہ آپ ﷺ و ابو بکر ؓ بیٹھے رو رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ اللہ کے رسول مجھے بتلایئے کہ آپ ﷺ اور آپ کے دوست کس وجہ سے رو رہے ہیں تاکہ اگر مجھے رونا آئے تو رووں اگر نہ آئے تو آپکی وجہ سے رونے والی شکل ہی بنالوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسوجہ سے رو رہا ہوں جو تمہارے ساتھیوں نے قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑنے کے سلسلہ میں مجھ سے بات کی تھی۔ میرے سامنے انکا عذاب پیش کیا گیا جو کہ اس درخت سے بھی زیادہ قریب تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔"
(مسلم)

6- کہ غنیمت حلال کر دی گئی یا مجتہد کی غلطی معاف ہوئی ہے یا کہ اصحاب بدر مغفور ہیں وغیرہ مختلف اقوال ہیں۔

7- صحابہ نے ان دو آیات کے نزول کے بعد فدیہ کے مال سے کراہت کی تو یہ آیت نازل ہوئی۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْۤ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤى اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ

اے نبی! جو قیدی آپ لوگوں کے قبضہ میں ہیں انہیں کہیئے کہ: "اگر اللہ نے تمہارے دلوں میں کچھ بھلائی

قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

دیکھی تو جو (مال) تم سے چھن چکا ہے اس سے بہتر تمہیں عطا کرے گا[1] اور تمہیں معاف کردے گا اور اللہ معاف

رَّحِيْمٌ ۝٧٠ وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ

کرنے والا رحیم ہے ○ اور اگر وہ آپ سے خیانت کرنا چاہتے ہوں تو اس کے قبل وہ اللہ سے بھی خیانت

فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝٧١ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا

کرچکے ہیں[2] (پھر) وہ آپ کے قبضہ میں آ گئے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ○ بلاشبہ جو ایمان لائے اور ہجرت

وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا

کی اور اللہ کی راہ میں اپنے اموال اور جانوں سے جہاد کیا، اور وہ لوگ جنہوں نے ان (مہاجرین) کو پناہ دی

وَّنَصَرُوْۤا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور ان کی مدد کی،[3] یہ سب ایک دوسرے کے ولی ہیں اور جو لوگ ایمان تو لائے

وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ

لیکن ہجرت نہیں کی ان سے تمہارا ولایت کا کوئی تعلق نہیں حتیٰ کہ وہ ہجرت کر کے آ جائیں

وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍۢ

اور اگر وہ دین کے بارے میں تم سے مدد طلب کریں تو تم پر ان کی مدد کرنا لازم ہے مگر کسی ایسی قوم کے خلاف نہیں

بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝٧٢ وَالَّذِيْنَ

جن کے اور تمہارے درمیان معاہدہ ہو[4] اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے ○ اور جو لوگ

كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۗ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ

کافر ہیں تو وہی ایک دوسرے کے وارث ہیں اگر تم ایسا نہ کرو گے تو ملک میں فتنہ اور

وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ۝٧٣ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ

بڑا فساد بپا ہو جائے گا[5] ○ اور جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْۤا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ

راہ میں جہاد کیا، اور جن لوگوں نے انہیں پناہ دی اور ان کی مدد کی، یہی لوگ حقیقی

حَقًّا ۗ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝٧٤ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ

مومن ہیں ان کے لئے بخشش اور عزت کا رزق ہے ○ اور جو لوگ (ہجرت نبوی کے) بعد ایمان لائے

وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ۗ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ

اور ہجرت کر کے آ گئے اور تمہارے ساتھ مل کر جہاد کیا وہ بھی تم میں شامل ہیں[6] مگر اللہ

بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝٧٥

کے نوشتہ میں خون کے رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں[7] اللہ تعالیٰ یقیناً ہر چیز کو خوب جانتا ہے ○

1- قیدیوں سے جو فدیہ لیا گیا اسکی مقدار چار ہزار درہم فی کس تھی۔ ان قیدیوں میں آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس، آپ کے داماد ابو العاص، نوفل بن حارث اور آپ کے چچازاد بھائی عقیل بن ابی طالب بھی شامل تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت عباس سے فدیہ جمع کرانے کا کہا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ میرے پاس تو کچھ نہیں۔ آپ ﷺ کو اپنے چچا کی طبیعت کا اندازہ تھا کہ وہ مالدار ہونے کے باوجود بخیل تھے۔ آپ ﷺ نے کہا کہ تمہارا وہ مال کہاں گیا جو تم نے اور ام الفضل نے مل کر گاڑا ہے۔ یہ ایسی بات تھی جسکا انکے سوا کسی کو علم نہ تھا۔ جب انہوں نے یہ سنا تو گواہی دیدی کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ﷺ ہیں۔

آپ کہا کرتے تھے کہ مجھ سے بیس اوقیہ (اپنا اور دونوں بھتیجوں کا) بطور فدیہ لیا گیا تھا لیکن اس کے عوض اللہ تعالیٰ نے دنیا میں مجھے بہت مال دیا۔ اس وقت میرے پاس بیس غلام ہیں جن کی کمائی سے مجھے بہت فائدہ ہوتا ہے اور اللہ کی مغفرت کی امید بھی رکھتا ہوں۔

2- آپ کو دھوکہ دہی کیلئے اسلام کا اظہار کریں۔ پہلے بھی کفر و شرک کر کے یہ خیانت کر چکے ہیں۔

3- پہلا گروہ مہاجرین اور دوسرا گروہ انصار کا ہے۔ دونوں ایک دوسرے کے حامی و ناصر اور حمایتی ہیں۔ آپ ﷺ نے ان دونوں گروہوں کے افراد کا آپس میں مواخات یعنی بھائی چارہ کروا دیا تھا۔ جس سے مہاجرین کا ہجرت کے بعد فوری مسئلہ یعنی آبادکاری اور معاش حل ہوا۔ وہ انصار ی اپنے مہاجر بھائی کے مسائل کا ذمہ دار ٹھہرا۔ یہ رشتہ اس قدر مضبوط ہوا کہ اصل وارثوں کو چھوڑ کر یہی ایک دوسرے کے وارث ہوئے تاہم بعد میں وراثت کا یہ طریقہ منسوخ ہوا مگر ایسے بھائیوں کیلئے وصیت اور حسن سلوک کی ہدایات بدستور موجود ہیں۔

4- یعنی وہ کسی ایسی قوم کے درمیان رہتے ہیں جسکے ساتھ تم لوگ کسی معاہدے سے منسلک ہو تو ایسی صورت میں تم ان مسلمانوں کی مدد کو نہ پہنچو جو کہ انکے درمیان بستے ہیں۔

5- کفار تو ایک دوسرے کے حمایتی و حامی و ناصر ہیں۔ ایک دوسرے کے وراث بھی ہیں۔ مسلمان ایک دوسرے کے اولیاء (حامی و ناصر، وارث) ہیں۔ اگر تم نے آپس کے تعلق کو مضبوط نہ کیا تو پھر بڑا فتنہ پیدا ہو سکتا ہے۔ اسکے علاوہ گزشتہ آیت میں جو احکام دے گئے ہیں ان پہ عمل نہ کرنے کا نتیجہ بھی فتنہ کی صورت میں نکلے گا۔

6- یعنی نضیلت میں وہ پہلے گروہ سے کم ہونے کے باوجود تمہارے جیسے ہی قانونی حقوق رکھتے ہیں۔

7- مواخات کی بنا پہ وراثت کا عارضی قانون منسوخ ہوا۔

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَتِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ آيَةً وَسِتَّةَ عَشَرَ رُكُوْعًا

آیات ۱۲۹ (۹۰) سورۃ توبہ[1] مدنی ہے رکوع ۱۶

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝١

جن مشرکوں سے تم نے معاہدے کر رکھے تھے اب اللہ اور اسکا رسول ایسے معاہدوں سے بری ہوتے ہیں[2]○

فَسِيْحُوْا فِى الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ

(اے مشرکو!) تم زمین میں چار ماہ چل پھر لو اور یہ جان لو کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے

وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِى الْكٰفِرِيْنَ ۝٢ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى

اور اللہ یقیناً کافروں کو رسوا کرنے والا ہے○ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے

النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِىْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَ

حج اکبر[3] کے دن تمام لوگوں کے لئے (اعلان کیا جاتا) ہے کہ: "اللہ اور اس کا رسول مشرکوں سے

رَسُوْلُهٗ ۭ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ

بری الذمہ ہیں لہٰذا اگر تم توبہ کر لو تو تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر تم اعراض کرو تو خوب جان لو کہ تم

غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ۭ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝٣ۙ اِلَّا

اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے اور (اے نبی) ان کافروں کو المناک عذاب کی خوشخبری دے دیجئے"○ ہاں

الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا وَّلَمْ

جن مشرکوں سے تم نے معاہدہ کیا ہو، پھر انہوں نے اسے پورا کرنے میں کوئی کمی نہ کی ہو اور نہ ہی

يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ۭ

تمہارے خلاف کسی کی مدد کی ہو تو ان کے ساتھ اس عہد کو معینہ مدت[4] تک پورا کرو

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝٤ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا

بلاشبہ اللہ تعالیٰ متقین کو پسند کرتا ہے○ پھر جب یہ حرمت والے (چار) مہینے گزر جائیں[5] تو مشرکوں کو

الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ

جہاں پاؤ قتل کرو، انہیں پکڑو، ان کا محاصرہ کرو

وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ

اور ان کی تاک میں ہر گھات کی جگہ بیٹھو پھر اگر وہ توبہ کر لیں، صلاۃ قائم کریں اور

اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝٥ وَاِنْ

زکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو ان کی راہ چھوڑ دو[6] (کیونکہ) اللہ درگزر کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے○ اور اگر

اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ

ان مشرکوں میں سے کوئی آپ سے پناہ طلب کرے تو اسے پناہ دیجئے حتیٰ کہ وہ (اطمینان سے) اللہ کا کلام سن

اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝٦ ع

لے پھر اسے اس کی جائے امن تک پہنچا دو[7] یہ اس لئے (کرنا چاہئے) کہ وہ لوگ علم نہیں رکھتے○

1-توبہ کے علاوہ اس سورۃ کا دوسرا نام برات بھی ہے۔ توبہ اس نسبت سے کہ اس میں مومنین صادقین کی توبہ کے قبول ہونے کا ذکر ہے اور برات اسلئے کہ اس میں مشرکین سے برات کا اعلان کیا گیا ہے۔ یہ سورہ 9 ہجری کو الانفال کے بعد نازل ہوئی۔ ان دونوں سورتوں کے مضامین میں بہت یکسانیت پائی جاتی ہے۔ یہ قرآن کریم کی واحد سورۃ ہے جس کی ابتداء میں بسم اللہ نہیں ہے۔ نہ ہی آسمان سے نازل ہوئی۔ نہ آپ نے املا کرائی اور نہ ہی مصاحف میں کتابت ہوئی۔ یہ قرآن مجید کی صحت اور تدقیق کا ایک ثبوت ہے۔

2-فتح مکہ کے بعد 9 ہجری میں آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں حج کا قافلہ بھیجا۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روانگی کے بعد یہ آیات نازل ہوئیں۔ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ اعلان کرنے کیلئے بھیجا۔ یہی حج ہے جس میں مشرکین اور مسلمانوں نے اپنے اپنے طریقے کے مطابق مل کر حج کیا۔

3-حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

میں نے رسول اللہ ﷺ سے حج اکبر کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ قربانی کا دن حج اکبر (یوم النحر) ہے۔

(ترمذی)

حج اصغر یعنی عمرہ کے مقابلے پہ ہے کچھ لوگوں کی غلط فہمی ہوئی ہے کہ یہ وہ حج ہے جو کہ جمعہ کے یوم آئے۔

4-زید بن شیخ کہتے ہیں کہ

"ہم نے حضرت علی سے پوچھا کہ حج میں تمہیں کیا پیغام دے کر بھیجا گیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ چار باتیں۔ ایک یہ کہ کوئی شخص ننگا ہو کر بیت اللہ کا طواف نہ کرے۔ دوسرے جس کافر کے ساتھ نبی ﷺ کا معاہدہ صلح ہے وہ معاہدہ مدت مقررہ تک بحال رہے گا۔ اور تیسرے جن کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں ان کیلئے چار ماہ کی مدت ہے یا تو وہ اسلام قبول کر لیں اور جنت میں داخل ہوں گے یا پھر یہاں سے چلے جائیں۔ چوتھے یہ کہ اس سال کے بعد مشرک اور مسلمان حج میں جمع نہ ہوں گے۔"

(ترمذی)

5-10 ذوالحجہ 9 ہجری یعنی جس یوم یہ اعلان کیا گیا تھا 10 ربیع الثانی 10 ہجری تک کی مہلت ہوگی۔ بعض مفسرین نے عام حرمت والے مہینے یعنی رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم مراد لئے ہیں۔ واللہ اعلم

6-حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ

"مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس وقت تک لوگوں سے جنگ کروں جب تک وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی نہ دیدیں اور صلوٰۃ قائم کریں اور زکوٰۃ دیں پھر جب وہ یہ کام کر لیں تو انہوں نے مجھ سے اپنی جانیں اور اپنے مال محفوظ کر لئے۔ مگر اسلام کے حق سے اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔"

(بخاری)

7-مدت سے پہلے یا مدت کے بعد ـــ اسلام کی کتنی پیاری تعلیمات ہیں۔ مقصد قتل کرنا تو نہیں ہے بلکہ ہدایت ہے پھر اللہ اکرم الاکرمین نے کیا بلند اخلاقی معیار سکھایا کہ انہیں اپنی حفاظت میں امن کی جگہ پہنچادیں۔

كَيْفَ يَكُونُ لِلْمُشْرِكِينَ عَهْدٌ عِندَ اللَّهِ وَعِندَ رَسُولِهِ

اللہ اور اس کے رسول کے ہاں مشرکوں کا عہد کیسے (معتبر) ہو سکتا ہے

إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدتُّمْ عِندَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ فَمَا اسْتَقَامُوا

بجز ان لوگوں کے جنہوں نے مسجد حرام کے پاس تم سے عہد کیا تھا تو جب تک وہ تمہارے ساتھ سیدھے

لَكُمْ فَاسْتَقِيمُوا لَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ﴿٧﴾ كَيْفَ وَإِن

رہیں تم بھی ان کے ساتھ سیدھے رہو[1] اللہ تعالیٰ یقیناً متقیوں کو پسند کرتا ہے○ ان کا عہد معتبر کیسے ہو سکتا

يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوا فِيكُمْ إِلًّا وَلَا ذِمَّةً ۚ يُرْضُونَكُم

ہے جبکہ اگر وہ تم پر قابو پائیں تو تمہارے معاملہ میں نہ کسی رشتہ کا لحاظ رکھیں گے اور نہ عہد کا[2] وہ باتوں سے ہی

بِأَفْوَاهِهِمْ وَتَأْبَىٰ قُلُوبُهُمْ وَأَكْثَرُهُمْ فَاسِقُونَ ﴿٨﴾

تمہیں خوش کرتے ہیں جبکہ ان کے دل وہ بات تسلیم نہیں کرتے اور ان میں سے اکثر بد عہد ہیں○

اشْتَرَوْا بِآيَاتِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَصَدُّوا عَن سَبِيلِهِ ۚ

انہوں نے اللہ کی آیات کو تھوڑی سی قیمت پر بیچ دیا پھر (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے روک دیا

إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٩﴾ لَا يَرْقُبُونَ فِي مُؤْمِنٍ إِلًّا

بلاشبہ بہت برے کام ہیں جو وہ کر رہے ہیں○ وہ کسی مومن کے معاملہ میں نہ کسی قربت کا لحاظ رکھتے ہیں

وَلَا ذِمَّةً ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُونَ ﴿١٠﴾ فَإِن تَابُوا وَأَقَامُوا

اور نہ عہد کا اور یہی لوگ (شرارتوں میں) حد سے بڑھے ہوئے ہیں○ ہاں اگر یہ توبہ کر لیں اور صلوٰۃ

الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ ۗ وَنُفَصِّلُ

قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور ہم اپنے احکام

الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿١١﴾ وَإِن نَّكَثُوا أَيْمَانَهُم

ان لوگوں کے لئے تفصیل سے بیان کرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں○ اور اگر وہ معاہدہ کرنے کے بعد

مِّن بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوا فِي دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا

اپنی قسمیں توڑ دیں اور دین میں طعنہ زنی کریں تو کفر کے

أَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ

ان علمبرداروں سے جنگ کرو[3]، ان کی قسموں کا کچھ اعتبار نہیں (اور اس لئے جنگ کرو)

يَنتَهُونَ ﴿١٢﴾ أَلَا تُقَاتِلُونَ قَوْمًا نَّكَثُوا أَيْمَانَهُمْ

کہ وہ باز آ جائیں○ کیا تم ایسے لوگوں سے نہ لڑو گے[4] جنہوں نے اپنی قسمیں توڑ دیں

وَهَمُّوا بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ وَهُم بَدَءُوكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ

اور انہوں نے ہی رسول کو (مکہ سے) نکال دینے کا قصد کر رکھا تھا اور لڑائی کی ابتدا بھی انہوں نے ہی کی؟[5]

أَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللَّهُ أَحَقُّ أَن تَخْشَوْهُ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٣﴾

کیا تم ان سے ڈرتے ہو؟ حالانکہ اللہ اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہے کہ تم اس سے ڈرو، اگر تم مومن ہو○

1-ان سے مراد مکہ کے تین قبائل ہیں۔ بنو خزاعہ' بنو کنانہ اور بنو حمزہ جنہوں نے مسلمانوں کے ساتھ اپنے معاہدوں کو توڑا نہیں تھا۔ جب یہ اعلان ہوا تو ان کے ساتھ معاہدے کی مدت کے نو ماہ باقی تھے۔

اکثر مفسرین اس جانب گئے ہیں کہ اس آیت میں صلح حدیبیہ کی جانب اشارہ ہے اور آپ ﷺ کو ہدایت ہے کہ آپکی جانب سے خلاف ورزی نہ ہو۔ چنانچہ جب قریش نے بنی بکر اور بنی خزاعہ کی لڑائی میں بنی بکر کی مدد کی اور معاہدے کی شقوں کو پس پشت ڈال دیا تو پھر آپ ﷺ نے مکہ پہ چڑھائی کی۔ ہمارے قریب پہلی تفسیر زیادہ وزنی ہے۔

صلح حدیبیہ کی تنسیخ تو پہلے ہی ہو چکی تھی۔ ابتداء قریش نے کی اور آپ ﷺ نے 8 ہجری میں جواباً مکہ پہ چڑھائی کرکے اسے فتح کر لیا جبکہ ان آیات کا زمانہ نزول نو ذوالحجہ ہے اور آیت میں عہد کا پاس کرنے کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

2-جب وہ عہد کر رہے ہوتے ہیں تو بھی انکے دل میں یہ ہوتا ہے کہ موقع پانے پر بدعہدی کریں گے۔ الاً یعنی قرابت داری اور ذمہ' عہد یعنی کسی چیز کا لحاظ نہ کریں گے۔ بعض مفسرین نے کہا کہ یہ آیت یہود کے بارے ہے اور اس سے پہلی ساری مشرکین کے بارے میں ہیں۔ بدعہدی یہود کے مزاج میں رچی ہوئی ہے۔

3-اس میں تمام گروہ شامل ہیں جو کہ مسلمانوں کے خلاف بدعہدیاں کرتے رہے یا وہ جو اسلام کی طاقت سے مجبور ہو کر مسلمان ہو گئے چنانچہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے۔ وہ یہ سمجھے کہ یہ ساری قوت آپ ﷺ کے دم قدم سے ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کی خوب سرکوبی کی۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کسی اسلامی ریاست میں رہنے والے دین اسلام کا تمسخر اڑائیں یا طعنہ زنی کریں یا آپ ﷺ کی ذات گرامی کی شان میں گستاخی کریں تو یہی آئمۃ الکفر یعنی کفر کے سرغنے ہیں اور واجب القتل ہیں۔

4-گویا یہ آیات 9 ذوالحجہ میں نازل ہوئیں جبکہ مکہ فتح ہو چکا تھا اور کئی فیصلہ کن جنگوں میں مسلمان فتح و نصرت سے ہمکنار ہوئے تھے۔ مگر دوسرا رخ یہ ہے کہ اب بھی عرب میں مشرکین کی تعداد مسلمانوں سے زیادہ تھی۔ تمام معاہدے کالعدم قرار دیئے جا چکے تھے۔ قریش کو بیت اللہ سے بے دخل کر دیا گیا۔ ان حالات میں یہ خطرہ ہو سکتا تھا کہ مشرکین متحد ہو کر جوابی کارروائی کی کوشش کریں جس کیلئے مسلمانوں کو ذہنی طور پہ تیار کیا گیا۔

5-صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی انہوں نے ہی کی۔ آپ ﷺ کی جلاوطنی کی سازشیں دارالندوۃ میں بیٹھ کر کیں۔ اسکے علاوہ بدر کے موقع پہ جب انکا تجارتی قافلہ بچ نکلا تو پھر بھی مسلمانوں کے ساتھ جنگ چھیڑ کر مسلح لڑائیوں کی ابتداء کی۔

قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ

تم ان سے جنگ کرو اللہ انہیں تمہارے ہاتھوں سزا دے گا، انہیں رسوا کرے گا، تمہیں ان پر مدد دے گا

وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ ﴿١٤﴾ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ وَ

اور مسلمانوں کے سینوں (سے جلن مٹا کران) کو ٹھنڈا کردے گا1O اور ان کے دلوں کا غصہ دور کردے گا اور

يَتُوبُ اللّٰهُ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٥﴾ أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ

اللہ جسے چاہے گا توبہ کی توفیق بھی دے دے گا اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہےO کیا تم نے سمجھ رکھا ہے کہ

تُتْرَكُوا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوا

تمہیں چھوڑ دیا جائے گا جبکہ اللہ نے ابھی معلوم ہی نہیں کیا کہ تم میں سے کن لوگوں نے جہاد کیا اور اللہ،

مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلَا رَسُولِهِ وَلَا الْمُؤْمِنِينَ وَلِيجَةً وَاللّٰهُ خَبِيرٌ

اس کے رسول اور مومنوں کے سوا کسی کو اپنا ولی دوست نہیں بنایا2 اور جو کچھ تم کرتے ہو

بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٦﴾ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْمُرُوا مَسَاجِدَ اللّٰهِ

اللہ اس سے خوب واقف ہےO مشرکوں کا یہ کام نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں،

شَاهِدِينَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ وَ

وہ تو خود اپنے آپ پر کفر کی شہادت دے رہے ہیں یہی لوگ ہیں3 جن کے سب اعمال ضائع ہو گئے اور

فِي النَّارِ هُمْ خَالِدُونَ ﴿١٧﴾ إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ

وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گےO اللہ کی مساجد کو آباد کرنا تو اس کا کام ہے جو اللہ پر اور آخرت

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللّٰهَ

کے دن پر ایمان لائے، صلوہ قائم کرے، زکات ادا کرے اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرے4

فَعَسَىٰ أُولَٰئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ﴿١٨﴾ أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ

امید ہے کہ ایسے ہی لوگ ہدایت یافتہ ہوں گےO کیا تم نے حاجیوں کو

الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

پانی پلانے اور مسجد حرام کو آباد کرنے کو اس شخص کے کام کے برابر بنا دیا جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر

الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللّٰهِ وَ

5 ایمان لائے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرے؟ اللہ کے نزدیک یہ برابر نہیں ہو سکتے اور

اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿١٩﴾ الَّذِينَ آمَنُوا وَ

اللہ ظالموں کو ھدایت نہیں دیتاO جو لوگ ایمان لائے اور

هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ

ہجرت کی اور اپنے اموال اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا،

أَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿٢٠﴾

اللہ کے ہاں ان کا بہت بڑا درجہ ہے اور ایسے ہی لوگ کامیاب ہیںO

ع ۲ / ۸ — وقف لازم

1-اس آیت میں کئی بشارتیں ہیں۔ ہجرت سے پہلے کفار مسلمانوں کو کئی طرح سے ایذاء دیتے تو کفار کی رسوائی سے اللہ تعالیٰ مومنوں کے دل ٹھنڈا کردے گا۔ یہ سارے وعدے انتہائی قلیل مدت میں پور... ہو گئے۔ مسلمان سمجھ رہے تھے کہ اعلان برات کے بعد نامعلوم کیسے تلخ حالات سے دوچار ہونا پڑے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کے دل میں رعب ڈال دیا اور مقابلہ کی بجائے وہ لوگ وفود کی صورت میں اسلام قبول کرتے۔ ایسے وفود کی تعداد ستر کے قریب شمار کی گئی ہے۔

2-یہ خطاب ان مسلمانوں سے ہے جو کہ اسلام میں نئے نئے داخل ہوئے۔ ورنہ مہاجرین وانصار تو اس قسم کی آزمائشوں سے کئی دفعہ کامیاب ہوئے۔ مراد یہ ہے کہ تمہیں ابھی جہاد اور اللہ اور اس کے رسول اور مومنین ہی سے دلی دوستی کرنے کے ذریعے آزمایا نہیں گیا۔

3-جو طواف کرتے ہوئے بھی شرک کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔

"اے اللہ ہم حاضر ہیں تیرا کوئی شریک نہیں مگر وہ شریک جس کا تو مالک ہے اور وہ کسی چیز کا مالک نہیں۔"

(مسلم)

پھر انہوں نے کعبہ میں تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔ حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل کا بت بھی رکھا ہوا تھا جن کے ہاتھ میں فال کے تیر تھمائے ہوئے تھے۔ پھر بیت اللہ میں ایسی فحاشی جاری کی تھی کہ مرد اور عورتیں سب ننگے طواف کرتے۔ ہاتھوں سے تالیاں اور منہ سے سیٹیاں بجاتے۔۔۔ ایسے لوگ تعمیر مساجد اور خاص طور پہ بیت اللہ کے اہل نہیں اور نہ ہی تولیت کے اہل ہیں۔ اگر انکے کچھ اچھے اعمال بھی ہوں جیسے حاجیوں کو پانی پلانا وغیرہ تو وہ سب بھی اسی شرک کی غلاظت کی وجہ سے اکارت ہیں۔

4-حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

اگر تم کسی آدمی کو مسجد میں آتا جاتا دیکھو تو اسکے ایمان کی گواہی دے دو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ کی مسجدیں صرف وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور یوم آخرت پہ ایمان لاتے ہیں۔"

(ترمذی)

مسجدوں کے آباد کرنے میں ان کی تعمیر' صفائی' نمازوں وغیرہ کے انتظامات اور تولیت سبھی کچھ شامل ہے۔ گویا مسلمانوں کو کہا گیا ہے کہ اب بیت اللہ کی تولیت مشرکوں کے ہاتھ نہ رہے۔

5-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

"ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا مجھے ایسا عمل بتائیں جو جہاد کے ہم پلہ ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں کوئی ایسا عمل نہیں پاتا۔"

(بخاری)

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا

ان کا رب انہیں اپنی رحمت اور رضامندی کی خوشخبری دیتا ہے اور ان کے لئے ایسے باغات ہیں جن کی

نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ﴿٢١﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ

نعمتیں دائمی ہیںO وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے بلاشبہ اللہ کے ہاں (ان کے لئے) بہت بڑا

عَظِيْمٌ ﴿٢٢﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَ

اجر ہےO اے ایمان والو! اگر تمہارے باپ اور تمہارے بھائی

اِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَمَنْ

ایمان کے مقابلہ میں کفر کو پسند کریں تو انہیں بھی اپنا رفیق نہ بناؤ اور تم میں سے جو شخص

يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٢٣﴾ قُلْ اِنْ كَانَ

انہیں رفیق بنائے تو ایسے ہی لوگ ظالم ہیںO (اے نبی! آپ مسلمانوں سے) کہہ دیجئے کہ اگر تمہیں

اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَ

اپنے باپ، اپنے بیٹے، اپنے بھائی، اپنی بیویاں، اپنے کنبے والے اور

اَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ

وہ اموال جو تم نے کمائے ہیں اور تجارت جس کے مندا پڑنے سے تم ڈرتے ہو اور

مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَ

تمہارے مکان جو تمہیں پسند ہیں، اللہ اس کے رسول اور اس کی راہ میں

جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ

جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار[1] کرو یہاں تک اللہ اپنا حکم لے آئے اور اللہ

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٤﴾ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ

نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتاO اللہ (اس سے پہلے) بہت سے موقعوں پر

مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ

تمہاری مدد کر چکا ہے اور حنین[2] کے دن (بھی تمہاری مدد کی تھی) جبکہ تمہیں اپنی کثرت پر ناز تھا

فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا

مگر وہ کثرت تمہارے کسی کام نہ آئی اور زمین اپنی وسعت کے باوجود تم پر

رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ

تنگ ہو گئی اور تم پیٹھ[3] پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئےO پھر اللہ نے اپنے رسول پر

عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا

اور مومنوں پر تسکین نازل فرمائی اور ایسے لشکر اتارے جو تمہیں نظر نہیں آتے تھے

وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٦﴾

اور کافروں کو سزا دی[4] اور کافروں کا یہی بدلہ ہےO

1- حضرت ابی ہریرہ ﷜ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔
''اس ذات کی قسم جسکے ہاتھ میں میری جان ہے تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اسکے ماں باپ سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔''
(بخاری)

حضرت انس ﷜ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔
''جس میں تین چیزیں ہونگی وہ ایمان کی مٹھاس پالے گا۔ اللہ اور اسکا رسول ﷺ باقی ہر چیز سے زیادہ عزیز ہو۔ کسی سے محبت کرے تو صرف اللہ کیلئے۔ کفر میں لوٹ جانا اسے ایسے ناپسند ہو جیسے کہ آگ میں جھونک دیا جانا۔''
(بخاری)

2- غزوہ حنین کا اس آیت میں ذکر ہوا ہے یہ شوال 8 ہجری کو مکے اور طائف کے درمیان وادی حنین میں لڑی گیا۔
قبیلہ ہوازن اور ثقیف جنگجو قبیلے تھے انہوں نے مل کر مسلمانوں پہ حملہ کرنے کا پروگرام بنایا کہ یہیں ان کا زور توڑ دیا جائے۔ آپ ﷺ کو جب ان حالات کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ بارہ ہزار کا لشکر لیکر انکا مقابلہ کرنے نکلے۔ ان میں نو مسلم بھی تھے جنہوں نے فتح مکہ کے وقت اسلام قبول کیا تھا۔ دشمن کی تعداد چار ہزار تھی۔ اس کے باوجود انہوں نے اپنی کمین گاہوں سے اس طرح تیروں کی بوچھاڑ کردی کہ مسلمان جو کہ اپنی تعداد پہ نازاں ہونے کی وجہ سے لاپرواہ ہو رہے تھے کے قدم اکھڑ گئے اور انہوں نے پسپائی اختیار کی۔ حتیٰ کہ وہ وقت بھی آیا جبکہ آپ ﷺ اکیلے دشمن کے مقابلے کیلئے کھڑے تھے۔
3- حضرت عباس ﷜ فرماتے ہیں کہ۔
''حنین کی جنگ میں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ میں اور ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب دونوں رسول اللہ کے ساتھ رہے۔ ہم نے آپ ﷺ کو نہیں چھوڑا۔ آپ ﷺ اپنے سفید خچر پہ سوار تھے جو آپ ﷺ کو فروہ بن ثقافہ جذامی نے عطا کیا تھا۔ جب کفار اور مسلمانوں کا مقابلہ ہوا تو مسلمان پیٹھ پھیر کر بھاگے مگر رسول اللہ ﷺ اپنے خچر کو کفار کی جانب لے جانے کیلئے ایڑ لگاتے تھے۔ میں رسول اللہ ﷺ کے خچر کی لگام اس ارادے سے پکڑے ہوئے تھا کہ کہیں وہ تیزی سے دشمن کی طرف نہ چلا جائے اور ابو سفیان رسول اللہ ﷺ کی رکاب پکڑے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا عباس! اصحاب شجرہ کو آواز دو (کیونکہ میں بلند بانگ تھا) میں بلند آواز سے پکارا اصحاب شجرہ کہاں ہیں؟ آواز سنتے ہی وہ ایسے لوٹ آئے جیسے گائے اپنے بچوں کی طرف آتی ہے وہ کہہ رہے تھے کہ ہم حاضر ہیں، ہم حاضر ہیں۔ انصار کو یوں بلایا گیا یا معشر الانصار، یا معشر الانصار پھر بنو حارث بن حزرج پہ بلانا ختم ہوا۔'' (مسلم)
4- حضرت سلمہ بن اکوع ﷜ کہتے ہیں۔
''جب دشمنوں نے آپ ﷺ کو گھیر لیا تو آپ ﷺ خچر سے اترے اور زمین سے ایک مٹھی خاک اٹھائی اور کفار کی طرف پھینکی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا۔ دشمن کے چہرے بگڑ جائیں پھر کفار میں سے کوئی ایسا نہ بچا جس کی آنکھوں میں اس مٹھی کی وجہ سے مٹی نہ گئی ہو۔''

(مسلم)

ثُمَّ يَتُوبُ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ

پھر اس کے بعد اللہ جسے چاہتا ہے توبہ کی توفیق دے دیتا[1] ہے اور اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٧﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ

درگزر کرنے والا اور رحم کرنے والا ہےO اے ایمان والو! بلاشبہ مشرک

نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَ

نجس ہیں لہٰذا اس سال کے بعد وہ مسجد حرام کے قریب بھی نہ پھٹکنے[2] پائیں اور

اِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۤ اِنْ شَآءَ ؕ

اگر[3] تمہیں مفلسی کا ڈر ہو تو اللہ اگر چاہے تو جلد ہی تمہیں اپنی مہربانی سے غنی کر دے گا

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٨﴾ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

بلاشبہ اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہےO ان لوگوں کے ساتھ جنگ[4] کرو جو نہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں،

وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَ

نہ آخرت کے دن پر، نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول نے

رَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ

ان پر حرام کی ہیں اور نہ ہی دین حق کو اپنا دین بناتے ہیں (اور) وہ لوگ

اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ

اہل کتاب میں سے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھ سے جزیہ ادا کریں اور وہ

صٰغِرُوْنَ ﴿٢٩﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ

نگو بن کر رہنا گوارا کر لیںO یہودی کہتے ہیں کہ "عزیر[5] اللہ کا بیٹا ہے" اور عیسائی

النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ

کہتے ہیں کہ "مسیح اللہ کا بیٹا ہے" یہ تو ان کے منہ کی باتیں ہیں

يُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ

وہ ان کافروں کے قول کی ریس کر رہے ہیں جو ان سے پہلے تھے

قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿٣٠﴾ اِتَّخَذُوْۤا اَحْبَارَهُمْ

اللہ انہیں غارت کرے یہ کہاں بہکے جا رہے ہیںO انہوں نے اپنے علماء اور

وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ

درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنا لیا[6] اور مسیح

ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِيَعْبُدُوْۤا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ

ابن مریم کو بھی حالانکہ انہیں حکم یہ دیا گیا تھا کہ ایک اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٣١﴾

جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے پاک ہے جو وہ شریک ٹھہراتے ہیںO

1-ہوازن اور ثقیف کے لوگ جنگ کا انجام دیکھ کر مسلمان ہو گئے۔

2-یہ اسی حکم کی تاکیدی صورت ہے جو کہ اس سورت کی ابتدا میں دیا جا چکا ہے کہ اس اعلان یعنی ذوالحجہ 9 ہجری کے بعد کوئی مشرک حدود حرم میں داخل نہ ہونے پائے۔ یہ حکم حرم شریف سے خاص ہے۔

یہ نجاست عقیدہ کی نجاست ہے یعنی باطنی نجاست۔ بعض کے قریب یہ ظاہری اور باطنی دونوں طرح کی نجاست ہے کیونکہ اسی نجاست کی وجہ سے وہ بیت اللہ میں کیا کیا حرکات کرتے تھے دیکھئے آیت نمبر7 مشرک طہارت کا اہتمام نہیں کرتا۔

3-مشرکین کو حرم سے بیدخل کرنے کا معنی یہ تھا کہ تمام معیشت کو تبدیل کر دیا جائے کیونکہ مکہ تجارت کا مرکز بھی تھا۔ اس سے یہ خوف ہونا قدرتی امر تھا کہ کہیں روزمرہ کے استعمال کی اشیاء مثلاً خوراک وغیرہ ہی مارکیٹ سے غائب نہ ہو جائیں۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ حنین سے بہت سا مال غنیمت ملا۔ تجارت اور کعبہ کی تولیت مسلمانوں کے ہاتھ آنے کے بعد مسلمانوں کی معیشت مزید سنبھل گئی۔

4-یہود و نصاریٰ بے شک اللہ اور یوم آخرت پہ ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں مگر وہ ایمان اس طرح نہیں لاتے جیسے کہ لانے کا حق ہے۔ اول تو نبی برحق کی موجودگی میں نبی پہ ایمان نہ لائیں تو کسی قسم کے ایمان کا دعویٰ باطل ہے۔ دوسرے یہ کیسا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے شریک بنا ڈالے جائیں۔ حلال و حرام کے اختیارات خود سنبھال لئے جائیں اور کتاب اللہ میں تحریف کر ڈالی جائے؟

یہ پہلی آیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے لڑنے کا حکم جاری فرمایا چنانچہ اسکے بعد آپ ﷺ نے روم کے عیسائیوں سے لڑنے کیلئے غزوہ تبوک کی تیاری شروع کر دی۔ جہاد کا مقصد یہ تو نہیں ہے کہ کسی کو تلوار کے زور سے مسلمان بنایا جائے بلکہ فقط اعلائے کلمۃ الحق ہے۔ جزیہ ایک ٹیکس ہے جو کہ غیر مسلم لوگ مسلمان حکمرانوں کو انکی جان و مال کی حفاظت کے عوض دیتے ہیں۔ یاد رہے کہ مسلمانوں سے زکوٰۃ لی جاتی ہے جبکہ غیر مسلموں سے زکوٰۃ نہیں لی جا سکتی۔

5-موجودہ یہود اسکا انکار کرتے ہیں۔ یہ انکار انہوں نے اپنے سے پہلے کی گمراہ قوموں یعنی یونانی، مصری اور ہندی وغیرہ سے لئے ہیں۔

6-حضرت عدی بن حاتم ؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا میری گردن میں سونے کی صلیب تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا عدی اس بت کو پرے پھینک دو۔ میں نے آپ ﷺ کو سورۃ برات کی یہ آیت پڑھتے سنا۔

﴿اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا﴾

پھر آپ ﷺ نے فرمایا وہ لوگ ان مولویوں اور درویشوں کی عبادت نہیں کرتے تھے لیکن جب یہ مولوی اور درویش کسی چیز کو حلال قرار دیتے تو وہ حلال جان لیتے اور جب حرام قرار دیتے تو حرام سمجھ لیتے۔

(ترمذی)

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى

وہ چاہتے یہ ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے گل کر دیں لیکن اللہ کو یہ بات

اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۳۲﴾ هُوَ

منظور نہیں وہ اپنے نور کو پورا کرکے رہے گا[1] خواہ یہ بات کافروں کو کتنی ہی بری لگےO وہی تو ہے

الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ

جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ اس دین کو

عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

سب ادیان پر غالب کر دے[2] خواہ یہ بات مشرکوں کو کتنی ہی ناگوار ہوO اے ایمان

اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ

والو! یہودیوں کے اکثر عالم اور درویشوں[3] کا یہ حال ہے کہ لوگوں کے مال

اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۗ

ناجائز طریقوں سے کھاتے ہیں اور اللہ کے راستہ سے روکتے ہیں

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ

اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں

سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۴﴾ ۙ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا

خرچ نہیں کرتے[4] (اے نبی) انہیں آپ المناک عذاب کی خوشخبری دے دیجئےO جس دن اس سونے اور

فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ۭ

چاندی کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پشتوں کو داغا جائے گا

هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴿۳۵﴾

اور کہا جائے گا) یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے اپنے لئے جمع کر رکھا تھا[5] لہٰذا اب اپنی جمع شدہ دولت کا مزا چکھوO

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ

اللہ کے ہاں مہینوں کی تعداد بارہ ہی ہے،

كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ

اللہ کے نوشتہ کے مطابق اس دن سے جس دن اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا

اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ فَلَا تَظْلِمُوْا

جن میں چار مہینے حرمت والے ہیں۔[6] یہی مستقل ضابطہ ہے لہٰذا ان مہینوں میں

فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ ۣ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَاۗفَّةً كَمَا

(قتال ناحق سے) اپنے آپ پر ظلم نہ کرو[7] اور مشرکوں سے سب مل کر لڑو[8] جیسے

يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَاۗفَّةً ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۶﴾

وہ تم سے مل کر لڑتے ہیں اور جان لو کہ اللہ متقین کے ساتھ ہےO

1-اس سے مراد نورہدایت یانوراسلام ہے۔ یہ نوراللہ تعالیٰ نے اس لئے بھیجاہی نہیں کہ بجھ جائے بلکہ یہ نور آخر تک چلے گا۔ اگر کسی قوم نے اپنے عمل سے اسکا بار اٹھانے سے نااہلیت کا ثبوت دیا تواللہ تعالیٰ کوئی اور قوم پیدا کر دے گامگرنور پورا ہو کر رہے گا۔

2-عقل' دلیل اور حجت کے لحاظ سے آپ ﷺ نے اسلام کی بالادستی دیگر تمام مذاہب پہ قائم فرمادی اور یہ آج تک قائم ہے۔ کبھی وہ وقت تھا کہ کفار قرآن کریم کی آیات سننے سے روکنے کیلئے شوروغل کرتے اور کبھی یہ وقت ہے کہ دوسرے ادیان سرچھپاتے پھرتے ہیں۔ یادرہے کہ آج بھی اسلام کسی بھی دین کے مقابلے میں ہرمباحثے اور ہرمناظرے میں کامیاب ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اسکا مفہوم سیاسی بالادستی بھی ہو سکتا ہے۔ دورنبوت وخلافت میں یہ ہدف بھی حاصل ہوچکا ہے۔

3-احبار جمع ہے حبر کی اور اسکا معنی علماءیا واعظ —— رہبان راہب کی جمع ہے یعنی درویش یا صوفی۔

4-ان سے یہودونصاریٰ کے علماء مراد ہو سکتے ہیں اور عام لوگ بھی۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا زکوٰۃ ادا کرنا ہے گویا جس مال سے زکوٰۃ ادا کردی جائے وہ کنز نہیں رہتا۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سرے سے خزانہ جمع کرنے کے مخالف تھے۔ تفصیل معلوم کرنے کیلئے دیکھیں پمفلٹ "اسلام میں فاضلہ دولت" از مولانا عبدالرحمٰن کیلانی مرحوم۔

5-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

جو سونے اور چاندی کامالک اس کاحق ادا نہیں کرے گاتو یوم قیامت اس کیلئے آگ کے تختے بنائے جائیں گے پھر انہیں جہنم کی آگ سے گرم کرکے اسکے پہلو پیشانی اور پیٹھ پر داغ لگائے جائیں گے۔ جب وہ ٹھنڈے ہوجائیں گے تودوبارہ گرم کئے جائیں گے اور اس یوم مسلسل یہی ہوتا رہے گا جسکی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ بالآخر جب بندوں کافیصلہ ہوجائے گا تو یاتواسے جنت کا رستہ بتادیا جائے گا یا جہنم کا۔

(مسلم)

6-حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے (حجۃ الوداع کے خطبہ میں) فرمایا۔

"دیکھو زمانہ گھوم پھر کرپھراسی نقشہ پر آگیا ہے جس یوم اللہ تعالیٰ نے ارض وسماوات پیدا کئے تھے۔ سال بارہ ماہ کاہوتا ہے۔ ان میں چار مہینے حرمت والے ہیں۔ تین تو لگاتار ہیں۔ ذیقعدہ' ذوالحجہ اور محرم جبکہ چوتھاماہ رجب ہے جو جمادی الاخری اور شعبان کے درمیان آتا ہے۔"

(بخاری)

7-حرمت والے مہینوں کی حرمت پامال کرکے۔

8-البتہ اگر وہ ابتداء کریں یابقیہ مہینوں میں ڈٹ کرلڑو۔

إِنَّمَا النَّسِيٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا

بے شک مہینوں کو پیچھے ہٹا دینا ایک مزید کافرانہ حرکت ہے جس سے کافر گمراہی میں پڑے رہتے ہیں

يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ عَامًا لِيُوَاطِئُوا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ

وہ ایک سال کسی ایک مہینہ کو حلال کرلیتے ہیں اور دوسرے سال حرام تاکہ اللہ کے حرام مہینوں کی گنتی پوری

اللَّهُ فَيُحِلُّوا مَا حَرَّمَ اللَّهُ ۚ زُيِّنَ لَهُمْ سُوٓءُ أَعْمَالِهِمْ ۗ وَاللَّهُ

کرلیں اور جسے اللہ نے حرام کیا اسے حلال کرلیں[1] ان کے لئے ان کے برے اعمال خوشنما بنائے گئے ہیں

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿٣٧﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ

اور اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا○ اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ

إِذَا قِيلَ لَكُمُ انْفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ ۚ

جب[2] تمہیں کہا جائے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کو نکلو تو تم زمین کی طرف بچھ جاتے ہو؟

أَرَضِيتُمْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

کیا تم نے آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کو پسند کیا ہے؟ حالانکہ آخرت کے مقابلہ دنیوی زندگی

فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ ﴿٣٨﴾ إِلَّا تَنْفِرُوا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا

کا فائدہ بالکل ہیچ ہے○ اگر تم نہ نکلو گے تو اللہ تمہیں المناک سزا دے گا

وَيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوهُ شَيْئًا ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ

اور تمہارے علاوہ دوسرے لوگ لے آئے گا[3] اور تم اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے اور اللہ ہر

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٣٩﴾ إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ

چیز پر قادر ہے○ اگر تم اس (نبی) کی مدد نہ کرو گے تو (اس سے پہلے) اللہ نے اس کی مدد کی جب کافروں

الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ

نے اسے (مکہ سے) نکال دیا تھا جبکہ وہ دونوں غار میں تھے اور وہ دو میں سے دوسرا تھا اور اپنے ساتھی سے

لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ۖ فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ

کہہ رہا تھا: "غم نہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے"[4] پھر اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنی طرف سے سکون قلب

عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا

نازل کیا اور ایسے لشکروں سے اس کی مدد کی جو تمہیں نظر نہیں آتے تھے اور کافروں کے قول کو

السُّفْلَىٰ ۗ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٤٠﴾

سرنگوں کر دیا اور بول تو اللہ ہی کا بالا ہے اور اللہ ہر چیز پر غالب اور حکمت والا ہے○

انْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ

ہلکے بھی نکلو اور بوجھل بھی[5] اور اپنے اموال اور جانوں سے اللہ کی

فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٤١﴾

راہ میں جہاد کرو یہی بات تمہارے حق میں بہتر ہے کاش تم جانتے ہوتے○

ع 5 / 11

1-مشرکین مکہ حرمت کے مہینوں کی حرمت کئی حیلوں سے پامال کیا کرتے۔ حرمت کے مہینوں میں جب لڑائی کرنا چاہتے تو کسی دوسرے مہینے کو حرمت والا قرار دے کر حرمت والے مہینے میں لڑائی کرلیتے۔ اس غرض سے ردوبدل عموماً محرم اور صفر کے متعلق ہی ہوا کرتا تھا۔ ایسا اعلان کرنیوالا شخص بنوکنانہ کاایک سردار قلمس تھا۔

اس طرح کی ہیراپھیری ایک اور طریقہ سے کی جاتی۔ ہرتین سال بعدایک اورماہ زائد شمار کرلیا جاتا تاکہ قمری سال بھی شمسی سال کے مطابق رہے۔ اس کامحرک یہ تھاکہ بیت اللہ اور دیگر معبودوں کے مجاوروں کوجونذرانے وغیرہ ملتے وہ غلہ کی صورت میں ہوتے۔ غلہ کے پکنے کاوقت شمسی سال کے مطابق ہی ہوتاہے چنانچہ قمری سال کے حساب سے چلنے میں انہیں غلہ بروقت نہ مل سکتا تھا۔ یہ سب باطل قرار پایا۔

2-شوال 9 ہجری میں جب پورے عرب میں اسلامی قوت کابول بالا ہوگیاتوروم کی عیسائی حکومت نے اس نئی طاقت کو اپنے لئے خطرہ سمجھنا شروع کردیا۔ رومی حال ہی میں ایران کی حکومت کوشکست دے کر دنیا سے اپنی قوت کالوہا منوا چکے تھے۔

ادھر مدینہ کے منافقین اور یہود بھی ابوعامر راہب کی وساطت سے قیصرروم سے سازباز کررہے تھے۔ اور اسی مقصد کیلئے ان منافقین نے مسجد ضرار تعمیر کرائی تھی۔ آپ ﷺ کو عیسائیوں کی تیاری کی اطلاع مل رہی تھی۔ آپ نے شاہ روم سے ٹکرلینے کا فیصلہ کرلیا اور جہاد کیلئے اعلان کردیا۔ اور خلاف معمول سب کو بتلادیا کہ شام جانا ہے اور ملک عفان اور قیصر کامقابلہ کرنا ہے۔ اتنے طویل سفراور بڑی جنگی طاقت سے لڑنے سے منافقین توجی چراتے ہی تھے بعض مسلمانوں کو بھی دشوار معلوم ہوا۔

3-اگرتم جہاد کیلئے نہ نکلے تواللہ تعالیٰ تم سے یہ اعزاز چھین کر کسی اور کو دیدے گا اور تمہیں پتہ بھی دے گا اور خود بھی سزا دیگا۔ اس آیت سے معلوم ہواکہ اگراسلامی حکومت جہاد کاعام اعلان کردے توجہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔

4-سفرہجرت میں اللہ تعالیٰ اپنی نصرت کی جانب اشارہ فرمارہے ہیں۔ اللہ کے لشکرکئی ہیں۔ جن کی مکمل معرفت صرف اللہ ہی کو ہے۔ جیسے شدید پہرہ کے باوجود آپ ﷺ کو بحفاظت گھرسے نکال دیا۔ مکڑیوں نے غار کے منہ پر جالا بن دیا جس کی وجہ سے کسی کو غارمیں دیکھنے کاخیال تک نہ آیا۔ پھر سراقہ جو کہ تعاقب کرکے آپ کو شہید کرنایاپکڑنا چاہتا تھا اس کا گھوڑا دھنسا دیا وغیرہ۔
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

''ہجرت کے وقت غار (ثور) میں میں آپ ﷺ کے ساتھ تھا۔ میں نے غار کے اندر سے کافروں کے پاؤں دیکھے (جوہماری تلاش میں غار تک پہنچ گئے تھے) میں نے عرض کیایارسول اللہ ﷺ اگر ان سے کوئی اپنے پاؤں اٹھاکردیکھے توہمیں دیکھ لے گا۔ آپ نے فرمایا ان دو آدمیوں کے متعلق تمہارا کیاخیال ہے جنکے ساتھ تیسرا اللہ ہو۔''
(بخاری)

5-باآسانی یابدقت یاخوشی سے یاکراہت سے جیسے بھی ہوسکے نکلو۔

لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوكَ

اگر دنیوی فائدہ قریب نظر آتا اور سفر بھی واجبی سا ہوتا تو یہ (منافق) آپ کے ساتھ ہو لیتے

وَلٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ۚ وَسَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ

مگر یہ مسافت انہیں کٹھن معلوم ہوئی تو اللہ کی قسمیں کھائیں گے کہ:

لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُونَ أَنْفُسَهُمْ ۚ

"اگر ہم تمہارے ساتھ نکل سکتے تو ضرور نکلتے" 1 یہ لوگ اپنے آپ کو ہی ہلاک کر رہے ہیں

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنَّهُمْ لَكٰذِبُونَ ﴿٤٢﴾ عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ

2 اور اللہ خوب جانتا ہے کہ یہ یقیناً جھوٹے ہیں○ (اے نبی!) اللہ آپ کو معاف کرے، آپ نے

أَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَتَعْلَمَ

انہیں کیوں (پیچھے رہنے کی) اجازت دے دی؟ حتیٰ کہ آپ پر یہ واضح ہو جاتا کہ ان میں سے سچے کون ہیں اور

الْكٰذِبِينَ ﴿٤٣﴾ لَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ

جھوٹے لوگ کون؟○ جو لوگ اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں وہ آپ سے ایسی

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ ۗ

رخصت نہیں مانگتے کہ انہیں اپنے اموال اور جانوں سے جہاد کرنے سے معاف کیا جائے اور

وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ ﴿٤٤﴾ إِنَّمَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ

اللہ متقین کو خوب جانتا ہے○ آپ سے 3 رخصت صرف وہی لوگ مانگتے ہیں جو

لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوبُهُمْ

اللہ پر اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور ان کے دلوں میں

فَهُمْ فِي رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُونَ ﴿٤٥﴾ وَلَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ

شک ہے اور وہ اپنے اسی شک میں متردد ہیں○ اگر ان کا نکلنے کا ارادہ ہوتا

لَأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْبِعَاثَهُمْ

تو وہ اس کے لئے کچھ تیاری بھی کرتے لیکن اللہ کو ان کی روانگی پسند ہی نہ تھی

فَثَبَّطَهُمْ وَقِيلَ اقْعُدُوا مَعَ الْقٰعِدِينَ ﴿٤٦﴾

لہٰذا اس نے انہیں سست بنا دیا اور کہہ دیا گیا کہ تم بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ بیٹھے ہی رہو○

لَوْ خَرَجُوا فِيكُمْ مَّا زَادُوكُمْ إِلَّا خَبَالًا

اگر وہ نکلتے بھی تو تمہارے اندر خرابی ہی کا اضافہ کرتے

وَّلَأَوْضَعُوا خِلٰلَكُمْ يَبْغُونَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ

اور تمہارے درمیان فتنہ کے لئے ادھر ادھر دوڑتے 4 پھرتے

وَفِيكُمْ سَمّٰعُونَ لَهُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِالظّٰلِمِينَ ﴿٤٧﴾

5 پھر تم میں بھی کچھ ایسے لوگ ہیں جو ان کی باتیں دھیان سے سنتے ہیں اور اللہ ایسے ظالموں کو خوب جانتا ہے○

1-ہزاروں میل لمبا سفر نیز سفر کی دیگر دشواریوں کی وجہ سے یہ بہانے تراش رہے ہیں۔

ایک دوسرے موقع پہ اللہ تعالیٰ نے ان منافقین کی یوں نقشہ کشی فرمائی۔

"وہ تمہارا ساتھ دینے میں سخت بخیل ہیں پھر جب جنگ کا خطرہ آن پڑتا ہے تو آپ دیکھتے ہیں کہ وہ آنکھیں پھیر پھیر کر آپ کی طرف یوں دیکھتے ہیں جیسے کسی پر موت کی غشی طاری ہو چکی ہو۔ پھر جب وہ خطرہ دور ہو جاتا ہے تو انتہائی حریص بن کر تیز تیز زبانیں چلانے لگتے ہیں"۔

(الاحزاب 19:33)

2-جب یہ منافقین آکر جھوٹے بہانے تراشنے لگے تو آپ ﷺ انکے عذر قبول فرمالیتے حالانکہ آپکو حقیقت کا اندازہ ہوتا۔ یہ آپکی طبعی نرمی کی وجہ سے ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پہ کمال عنایت کی کہ ظاہری تقصیر بیان کرنے سے پہلے ہی معافی کا اعلان کردیا۔

3-گزشتہ آیات میں منافقین کا ذکر ہوا۔ اب مسلمانوں کا ذکر ہے غزوہ تبوک کے سفر کی نسبت سے ان کی درج ذیل اقسام تھیں۔

(ا)- وہ جو انتہائی شوق اور جذبے سے جہاد کیلئے نکلے ان کا ذکر آیت نمبر 44 میں ہوا۔

(ب)- وہ مومنین صادقین جو کہ سچے دل کے ساتھ آپ کے ساتھ نکلنا چاہتے تھے مگر سواری نہ ملنے کی وجہ سے یا کسی اور معذوری کی وجہ سے انتہائی دلگیر تھے انکا ذکر آیت نمبر 91-92 میں ہے۔

(ج)- وہ مسلمان جو کہ ابتداء تردد کا شکار ہوئے مگر جلد ہی سنبھل گئے اور آپ ﷺ کے ساتھ نکل کھڑے ہوئے۔

(د)- وہ مسلمان جنہیں کوئی عذر مانع نہ تھا محض سستی اور آرام کی وجہ سے رہ گئے اور احساس ہونے پہ اعتراف جرم کرلیا اور خود کو سزا کیلئے پیش کردیا انکا ذکر آیت نمبر 118 میں ہے۔

4-کئی طرح کی خرابیاں پیدا کرسکتے ہیں جیسے جھوٹی افواہیں پھیلانا' یا دشمن کو اسلامی لشکر کے حالات سے مطلع کرنا۔

جنگ احد میں منافقین رستہ میں ہی اسلامی لشکر سے علیحدہ ہوگئے اور اس طرح انہوں نے اسلامی لشکر کو کمزور کرنے کی کوشش کی۔

5-اس سے معلوم ہوا کہ اسلامی لشکر میں ان منافقین کے کچھ جاسوس بھی موجود تھے۔ یا اس سے مراد ایسے سادہ لوح مسلمان ہوسکتے ہیں جو کہ ان منافقین کی چکنی چپڑی باتوں کو نیک نیتی اور اخلاص سے سنتے ہیں۔

لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوا لَكَ الْأُمُورَ

یہ لوگ اس سے پہلے بھی فتنہ انگیزی کر چکے ہیں اور آپ کے امور کو درہم برہم کرنے کے لئے الٹ پھیر کرتے

حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُونَ ﴿۴۸﴾

رہتے ہیں حتیٰ کہ اللہ کا سچا وعدہ (اسلام کے غلبہ کا) آگیا[1] اور اللہ کا حکم غالب ہوا جبکہ یہ ناک بھوں چڑھا رہے

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُولُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ؕ اَلَا فِي

تھے○ ان میں سے کوئی ایسا ہے جو کہتا ہے "مجھے رخصت دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالئے۔ سن رکھو!

الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۹﴾

فتنہ میں تو یہ لوگ پہلے ہی پڑے ہوئے[2] ہیں اور جہنم ایسے کافروں کو گھیرے ہوئے ہے○

اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيبَةٌ

اگر آپ کو کوئی بھلائی ملے تو انہیں بری لگتی ہے اور اگر کوئی مصیبت آ پڑے

يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ

تو کہتے ہیں "ہم نے تو اپنا معاملہ ہی درست رکھا تھا" پھر وہ خوش خوش[3] واپس چلے

فَرِحُوْنَ ﴿۵۰﴾ قُلْ لَّنْ يُّصِيبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ

جاتے ہیں○ ان سے کہئے کہ: "ہمیں اگر کوئی مصیبت آئے گی تو وہی آئے گی جو اللہ نے ہمارے مقدر کر

مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ قُلْ

رکھی ہے وہ ہمارا سرپرست ہے[4] اور مومنوں کو اللہ پر توکل کرنا چاہئے"○ نیز ان سے کہئے کہ:

هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ؕ وَنَحْنُ

"تم ہمارے حق میں جس کا انتظار کر سکتے ہو وہ یہی ہے کہ ہمیں دو بھلائیوں میں سے ایک بھلائی مل جائے[5] اور

نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ

ہم تمہارے حق میں جس چیز کے منتظر ہیں وہ یہ ہے کہ اللہ تمہیں اپنے ہاں سے خود سزا دیتا ہے

اَوْ بِاَيْدِيْنَا ۖؗ فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ﴿۵۲﴾ قُلْ

یا ہمارے ہاتھوں دلواتا ہے لہٰذا تم بھی انتظار کرو اور ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتے ہیں○ نیز ان سے کہئے:

اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ؕ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا

تم خواہ خوشی سے خرچ کرو یا کراہت سے تم سے یہ صدقہ قبول[6] نہیں کیا جائے گا کیونکہ تم فاسق

فٰسِقِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ

لوگ ہو○ ان سے ان کے صدقات قبول نہ ہونے کی وجہ صرف یہ ہے

اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ

کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کیا اور اگر نماز کو آتے ہیں

اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۵۴﴾

تو ڈھیلے ڈھالے اور اگر کچھ خرچ کرتے ہیں تو مجبوراً ہی خرچ کرتے ہیں○

1- منافقین کی فتنہ پردازیوں کی فہرست بہت طویل ہے۔ عبداللہ ابن ابی آپ ﷺ کی ہجرت سے پہلے مدینہ کا بادشاہ بنایا جانیوالا تھا۔ آپ ﷺ کے وجود مسعود سے اسکا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔ اس کے بعد سے اپنی موت تک اس نے آپ کو تکلیف پہنچانے کیلئے ہر حیلہ استعمال کیا۔ احد میں انتہاری نازک وقت میں تین سو ساتھیوں کو لے کر علیحدہ ہو گیا۔ حضرت عائشہ ؓ پہ انتہائی فحش تہمت لگا کر آپ ﷺ اور مسلمانوں کو شدید تکلیف میں مبتلا کیا۔

مسجد ضرار اپنے اور سازشیوں کیلئے اڈہ کے طور پہ تعمیر کی۔ قیصر روم سے مسلمانوں کے خلاف سازباز جاری رکھی۔

2- جد بن قیس آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہاکہ روم کی عورتیں بہت خوب صورت ہیں انہیں دیکھ کر مجھ سے صبر نہ ہو سکے گا۔ مجھے پیچھے رہنے کی اجازت دیدیں اور فتنہ میں نہ ڈالیں۔ جہاد سے پیچھے رہنا یا کم فتنہ ہے؟ اور یہ نفاق کا فتنہ تو سب سے بڑا ہے۔

3- آپکو فتح ہو یا مال غنیمت ملے تو چلے جاتے ہیں۔ اگر آپکو پریشانی لاحق ہو جان یا مال کی تو کہتے ہیں کہ ہم نے تو پہلے ہی دور اندیشی کا ثبوت دیا تھا کہ ساتھ ہی نہیں گئے۔ جو منافق غزوہ تبوک میں آپ ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے وہ مشہور کرتے رہے کہ مسلمان ہلاک ہو گئے ہیں۔ جب مسلمان صحیح سالم واپس آگئے تو انہیں شدید غم ہوا۔

4- مسلمانوں کو نظریاتی سبق دیا جا رہا ہے۔ جس سے مصائب برداشت کرنا بہت ہی سہل ہو جاتا ہے۔ مثلاً اگر کسی کو یہ یقین آجائے کہ گھر میں اور میدان جنگ میں اللہ تعالیٰ کی قدرت ایک جیسی ہی ہے۔ وہ گھر میں بھی مصیبت پہنچا سکتا ہے اور میدان جنگ میں بھی راحت تو سارے مصائب پہ صبر کرنا بہت سہل ہو جائے گا۔

5- فتح و نصرت اور مال غنیمت یا شہادت جبکہ ہمیں دونوں ہی بڑی پسند ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ

"اللہ تعالیٰ نے اس بات کی ضمانت دی ہے کہ جو شخص میری راہ میں نکلے اور اسکو مجھ پہ ایمان اور رسولوں کی تصدیق کے علاوہ کسی نے نہ نکالا ہو تو میں اسے یا تو اجر و غنیمت کے ساتھ واپس کروں گا یا جنت میں داخل کروں گا۔"

(بخاری)

6- آیت نمبر 49 کے حاشیہ میں جد بن قیس کا ذکر کیا جا چکا ہے جو کہتا تھا کہ مجھے جہاد میں ساتھ لیجا کر فتنہ میں نہ ڈالیں البتہ مالی اعانت کئے دیتا ہوں۔

فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ

ان لوگوں کے مال اور اولاد آپ کو تعجب میں نہ ڈالیں اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ انہی چیزوں کے ذریعہ انہیں

بِهَا فِی الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۵۵﴾

دنیا کی زندگی میں سزا دے اور جب ان کی جان نکلے تو اس وقت یہ کافر ہی ہوں○

وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ؕ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ

وہ اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ "ہم تمہی سے ہیں" حالانکہ وہ ہرگز تم سے نہیں[1] بلکہ یہ ڈرپوک

يَّفْرَقُوْنَ ﴿۵۶﴾ لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا

لوگ ہیں○ اگر یہ کوئی پناہ کی جگہ یا غار یا سر چھپانے کی جگہ پا لیں تو

لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ

یہ تیزی سے دوڑتے ہوئے وہاں جا چھپیں[2]○ اور ان میں کوئی ایسا ہے جو صدقات (کی تقسیم) میں

فِی الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا

آپ پر الزام لگاتا[3] ہے اگر انہیں کچھ مل جائے تو خوش ہو جاتے ہیں اور اگر نہ ملے

مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ

تو فوراً ناراض ہو جاتے ہیں○ کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہو جاتے جو اللہ اور اس کے رسول نے

وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ

انہیں دیا تھا اور کہتے کہ: اللہ ہمارے لئے کافی ہے اللہ ہمیں اپنے فضل سے (بہت کچھ) دے گا اور

رَسُوْلُهٗۤ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ﴿۵۹﴾ ع اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ

اس کا رسول بھی ہم اللہ ہی کی طرف رغبت رکھتے ہیں○ صدقات تو دراصل فقیروں،

وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِی

مسکینوں[4] اور ان کارندوں کے لئے ہیں جو ان (کی وصولی) پر مقرر[5] ہیں نیز تالیف قلب[6] اور غلام

الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً

آزاد کرانے[7]، قرض داروں کے قرض اتارنے[8]، اللہ کی راہ میں[9] اور مسافروں[10] پر خرچ کرنے کے لئے ہیں یہ اللہ کی

مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۰﴾ وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ

طرف سے فریضہ[11] ہے اور اللہ سب جاننے والا حکمت والا ہے○ اور ان (منافقین) میں سے کچھ وہ ہیں جو نبی کو

النَّبِیَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ

ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ: وہ کانوں کا کچا[12] ہے" آپ کہیے یہ کانوں کا کچا ہونا ہی تمہارے حق میں بہتر ہے وہ اللہ

بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

پر اور مومنوں کی بات پر یقین رکھتا ہے اور جو لوگ تم میں ایمان لائے ہیں ان کے لئے

مِنْكُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۱﴾

رحمت ہے اور جو اللہ کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں، ان کے لئے المناک عذاب ہے○

1-دل میں کفر ہے مگر اس خوف سے ظاہر بھی نہیں کر سکتے کہ مسلمانوں بلکہ اپنی اولاد ہی سے جو کہ مسلمان ہو چکی ہے پٹ جائیں گے۔ اسی خوف سے انہیں نمازیں بھی پڑھنی پڑتیں اور صدقہ خیرات بھی دینا پڑتا۔

2-یعنی جس ہیجان آمیز زندگی میں یہ مدینہ میں رہ رہے ہیں۔ اس سے فرار کا طریقہ سوچتے رہتے ہیں۔

3-حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ

"نبی ﷺ کچھ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک شخص مقداد بن ذو الخویصرہ تمیمی آیا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول ﷺ انصاف سے کام لیجئے آپ ﷺ نے فرمایا ارے افسوس اگر میں انصاف سے کام نہ لوں گا تو اور کون لے گا؟"

(بخاری)

4-زکوٰۃ کی تقسیم کیلئے یہ آٹھ مدیں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں۔

5-یہ دونوں قریب قریب ایک ہی مفہوم رکھتے ہیں۔ یعنی حاجت مند آپ ﷺ نے فرمایا۔

"مسکین وہ ہے جو اپنی حاجت بھر مال نہ پاتا ہو۔ نہ اپنی احتیاج ظاہر ہونے دیتا ہو۔ اور نہ سوال ہی کرتا ہو۔"

(بخاری)

6-جو لوگ زکوٰۃ وصول کرنے کے ذمہ دار ہوں وہ معروف کے مطابق اس میں سے لے سکتے ہیں چاہے وہ غنی ہوں۔ اس ضمن میں حساب کتاب رکھنے والے اور متعلقہ تمام عملہ شامل ہے۔

ع 7-تالیف قلب' یہ زکوٰۃ کی ایک ہی ایسی مد ہے جس سے کفار کو بھی زکوٰۃ دی جا سکتی ہے بشرطیکہ امید ہو کہ اس سے مسلمانوں کی ایذا رسانی میں کمی ہو جائے گی۔ یا وہ اسلام کی طرف مائل ہو جائے گا۔ ان نو مسلموں کو بھی دیا جا سکتا ہے جنہیں ایک نئے معاشرے میں اپنے پاؤں پہ کھڑے ہونا مشکل ہو۔ حالت سنبھلنے تک مستقل وظیفہ بھی دیا جا سکتا ہے۔ اپنے زمانہ میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے یہ شق منسوخ کر دی تھی کہ اب اسلام غالب آ چکا ہے لہٰذا اس مد کی ضرورت نہیں۔ تاہم حالات ہمیشہ ایک جیسے نہیں رہتے بوقت ضرورت یہ مد استعمال ہو سکتی ہے۔

8-چاہے انہیں خرید کر آزاد کر دیا جائے یا مکاتبت کی رقم ادا کرنے کیلئے امداد دی دی جائے۔

9-جو قرض کے بوجھ تلے دب چکے ہوں اور یہ قرض اتارنے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں۔

10-قتال اور جہاد فی سبیل اللہ۔ دینی مدارس اور اسلام کی اشاعت کے ادارے

11-مسافر خواہ غنی ہو یا فقیر اگر دوران سفر اسے ضرورت پیش آ جائے تو صدقات سے دیا جا سکتا ہے۔

12-یعنی ہمارے خلاف باتیں سن کے اس پہ یقین کر لیتا ہے۔ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ تمہارے لئے بہتر ہے کہ وہ تمہاری جھوٹی قسمیں وغیرہ فوراً مان لیتا ہے اگر تحقیق کرے تو تمہاری شامت سب سے پہلے آئے۔

يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ لِيُرْضُوكُمْ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ

وہ (منافق) تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تمہیں خوش رکھیں حالانکہ اللہ اور اس کا رسول

أَحَقُّ أَنْ يُرْضُوهُ إِنْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٦٢﴾ أَلَمْ يَعْلَمُوا

اس بات کے زیادہ مستحق ہیں اگر وہ ایماندار ہوتے کہ انہیں راضی رکھیں ○ کیا انہیں معلوم نہیں

أَنَّهُ مَنْ يُحَادِدِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَأَنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ

کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کا مقابلہ کرے اس کے لئے جہنم کی آگ ہے

خَالِدًا فِيهَا ذَلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيمُ ﴿٦٣﴾ يَحْذَرُ الْمُنَافِقُونَ

جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور یہ بہت بڑی رسوائی ہے○ منافق اس بات سے ڈرتے ہیں

أَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُورَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ

کہ مسلمانوں پر کوئی ایسی سورت نہ نازل ہو جائے جو انہیں منافقوں کے دلوں کا حال بتلا دے

قُلِ اسْتَهْزِئُوا إِنَّ اللَّهَ مُخْرِجٌ مَا تَحْذَرُونَ ﴿٦٤﴾ وَلَئِنْ

آپ ان کہئے: "اور مذاق کرلو، جس بات سے تم ڈرتے ہو اللہ اسے یقیناً ظاہر کرکے رہے گا○ اور اگر آپ

سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ

پوچھیں (کہ تم کیا باتیں کرتے ہو) تو کہیں گے: "ہم تو صرف مذاق اور دل لگی کر رہے تھے"[1]○ کہہ دیجئے: "کیا

وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ

تمہاری ہنسی اور دل لگی، اللہ اس کی آیات اور اس کے رسول کے ساتھ ہی ہوتی ہے؟[2] بہانے نہ بناؤ

كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ إِنْ نَعْفُ عَنْ طَائِفَةٍ مِنْكُمْ

تم فی الواقع ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو[3] اگر ہم تمہارے ایک گروہ کو معاف کر بھی دیں[4] تو

نُعَذِّبْ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿٦٦﴾ الْمُنَافِقُونَ

دوسرے کو ضرور سزا دیں گے کیونکہ وہ (فی الواقع) مجرم ہیں○ منافق مرد ہوں

وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمُنْكَرِ

یا عورتیں، ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں جو برے کام کا حکم دیتے ہیں

وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ وَيَقْبِضُونَ أَيْدِيَهُمْ نَسُوا

اور بھلے کام سے روکتے ہیں[5] اور اپنے ہاتھ (بھلائی یا صدقہ سے) بھینچ لیتے[6] ہیں اللہ کو

اللَّهَ فَنَسِيَهُمْ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٦٧﴾ وَعَدَ اللَّهُ

بھول گئے۔ تو اللہ نے انہیں بھلا دیا[7] یہ منافق دراصل ہیں ہی نافرمان○ اللہ نے منافق مردوں، منافق عورتوں اور

الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ

کافروں سے جہنم کی آگ کا وعدہ کیا ہے جس میں وہ ہمیشہ

فِيهَا هِيَ حَسْبُهُمْ وَلَعَنَهُمُ اللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُقِيمٌ ﴿٦٨﴾

رہیں گے وہ انہیں کافی ہے ان پر اللہ کی پھٹکار ہے اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے○

1- تبوک کے سفر کے دوران منافقین مختلف موقعوں پہ آپس میں دین کے خلاف زہر اگلتے رہتے۔ کبھی کہتے کہ قریش سے جنگ کیا جیتی ہے روم فتح کرنے چل پڑے ہیں۔ آپ ﷺ کی شان میں گستاخانہ کلمات کہتے۔ آپ ﷺ کو وحی کے ذریعے یا کسی مسلمان کے ذریعے اطلاع مل جاتی۔ جب آپ طلبی فرماتے تو کہنے لگتے کہ ہم تو صرف سفر کی کلفت دور کرنے کیلئے ہنسی مذاق کر رہے تھے۔ بہر حال یہ آیت معانی اور مفہوم کے اعتبار سے عام ہے۔

2- دل بہلاوے کیلئے صرف ایسی باتیں ہی رہ گئی ہیں جس میں آپ ﷺ کی ذات اقدس یا اللہ ذوالجاہ والجلال یا اسکی کچھ آیات کو ملوث کیا جائے۔ کسی اور چیز سے تمہاری دل لگی نہیں ہوتی؟

3- اس نص سے معلوم ہوتا ہے کہ دین کی باتوں کو مذاق کا موضوع بنانا بہت خطرناک ہے۔ عموماً لوگ لاعلمی میں جنت، جہنم، قرآن کریم کی بعض آیات یا آپ ﷺ کی بعض سنتوں کو مذاق کا ذریعہ بنالیتے ہیں۔ یہ براہ راست کفر تک پہنچانے والا عمل ہے۔

منافقت کی اقسام درج کی جاتی ہیں۔ منافقت دو طرح کی ہے یعنی اعتقادی اور عملی۔ اعتقادی منافقت کی سات اقسام ہیں۔

(ا)۔ رسول ﷺ کو جھٹلانا۔

(ب)۔ رسول ﷺ کی دی ہوئی کسی خبر کو جھٹلانا۔

(ج)۔ رسول ﷺ سے بغض۔

(د)۔ رسول ﷺ دی ہوئی کسی چیز سے بغض۔

(ر)۔ رسول ﷺ کے دین کی اہانت پہ خوش ہونا۔

(س)۔ دین کی نصرت ناپسند ہونا۔

عملی منافقت کی پانچ اقسام ہیں۔

(ا)۔ جب بولے تو جھوٹا ہو۔

(ب)۔ جب وعدہ کرے تو نہ نبھائے۔

(ج)۔ جب امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

(د)۔ جب جھگڑا ہو تو فحش کلامی پہ اتر آئے۔

(ر)۔ جب معاہدہ کرے تو توڑ ڈالے۔

4- یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے سچی توبہ کرلی اور اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے ساتھ مخلص ہو گئے۔

5- امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے برعکس انکا عمل ہے۔ ایک دوسرے کے ساتھ اس کام میں خوب تعاون کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ نفاق کے میدان میں کئی خواتین بھی بڑی سرگرم ہوتی ہیں۔

6- نیکی کے کام میں خرچ کرنا ان کیلئے بہت مشکل ہے۔

7- اللہ کے بھلا دینے سے مراد یہ نہیں ہے کہ وہ اسی طرح عیش کرتے رہیں بلکہ یہ علم بلاغہ کا ایک اسلوب ہے جسے مشاکلہ کہتے ہیں کہ کسی چیز کے بدلے پر بھی اس کا نام استعمال کرتے ہیں۔ جیسے

"وہ اللہ کو دھوکا دیتے ہیں جبکہ خود اللہ انہیں دھوکا دے رہا ہے۔"
(النساء 142:4)

كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ

یہ انہی لوگوں کی طرح ہیں جو ان سے پہلے تھے وہ لوگ تم سے زیادہ طاقتور اور مال

اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ؕ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ

اور اولاد کے لحاظ سے تم سے بڑھ کر تھے [1] انہوں نے اپنے مقدر کے مزے لوٹے اور تم نے اپنے

بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ

مقدر کے جس طرح تم سے پہلے کے لوگوں نے اپنے مقدر کے مزے لوٹے تھے

وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي

اور تم بھی انہی باتوں میں پڑگئے جن میں وہ پڑے ہوئے تھے [2] ایسے ہی لوگ ہیں جن کے اعمال

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٦٩﴾ اَلَمْ يَاْتِهِمْ

دنیا اور آخرت میں برباد ہو جائیں گے اور یہی لوگ خسارہ پانے والے ہیں [3] ○ کیا انہیں ان

نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۙ وَقَوْمِ

لوگوں کے حالات نہیں پہنچے جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں (مثلاً) نوح کی قوم، عاد، ثمود اور ابراہیم

اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ

کی قوم، مدین کے باشندے اور وہ بستیاں جنہیں الٹ دیا گیا تھا [4] ان کے پاس ان کے رسول واضح دلائل

بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

لے کر آئے تھے اللہ کے لائق نہ تھا کہ وہ ان پر ظلم کرتا بلکہ وہ خود ہی اپنے آپ پر

يَظْلِمُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ

ظلم کر رہے تھے ○ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے مددگار

بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

ہیں جو [5] بھلے کام کا حکم دیتے اور برے کام سے روکتے ہیں،

وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ

اور وہ صلوہ قائم کرتے اور زکوہ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کا

وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٧١﴾

حکم مانتے ہیں [6] یہی لوگ ہیں جن پر اللہ رحم فرمائے گا بلاشبہ اللہ غالب اور حکمت والا ہے ○

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

اللہ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے ایسے باغات کا وعدہ کر رکھا ہے جن میں نہریں

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ

جاری ہیں ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے نیز سدا بہار باغات میں پاکیزہ قیام گاہوں کا بھی (وعدہ کر رکھا ہے)

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٧٢﴾ ع

اور اللہ کی خوشنودی تو ان سب نعمتوں سے بڑھ کر ہو گی [7] یہی بہت بڑی کامیابی ہے ○

وقف لازم

ع ۹ ۶ ۱۵

1-قوم نوح، عاد، ثمود، اصحاب مدین اور بنی اسرائیل وغیرہ۔ ان میں سے کئی ایسے تھے جن کی عمریں اور جسم کا ڈیل ڈول تم سے بہتر تھا۔ پھر انہوں نے بڑی زبردست رہائشیں بنائی ہوئی تھیں۔ مال اور اولاد میں بھی تم سے کہیں آگے تھے۔

2-حضرت ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"تم اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقے کی ضرور متابعت کرو گے بالشت بالشت، ذراع ذراع (ہاتھ)، یہاں تک کہ اگر وہ کسی گوہ کے بل میں گھسے ہیں تو تم بھی ضرور گھسو گے۔ لوگوں نے پوچھا کیا اس سے آپکی مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور کون؟"

(بخاری و مسلم)

3-وہ بھی تمہاری طرح دین سے دل لگی اور وقت گزاری کی باتیں کرتے تھے۔ تمہاری طرح انکے اعمال بھی ضائع ہو گئے۔ قبول اعمال کیلئے ایمان بنیادی شرط ہے۔ اس سے تم سب عاری ہو۔

4-یہ ساری بستیاں وہ ہیں جو کہ قریب ہی ہیں اور ان میں سے کئی لوگوں نے انکے کھنڈرات کا مشاہدہ کیا بھی ہو گا۔ اگر نہ بھی کیا ہو تو باسانی ہو سکتا ہے۔ اسی طرح الٹائی ہوئی بستیاں یعنی قوم لوط کی بستی، جن پہ الٹانے کے ساتھ پتھروں کی بارش بھی کی گئی۔

5-حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"آپس میں ہمدردی، محبت اور شفقت میں مسلمانوں کی مثال ایک جسم کی ہے جسکے ایک عضو کو تکلیف پہنچتی ہے تو بقیہ سارے اعضاء بخار اور بے چینی محسوس کرتے ہیں۔"

(مسلم)

6-مومن مردوں اور مومن عورتوں کے خصائل منافقوں سے بالکل الٹ ہیں انکے سارے کام اللہ کی رضا اور خوشنودی کیلئے ہیں۔

7-حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ جنت والوں سے فرمائے گا۔ اے جنت والو! کیا تم خوش ہو گئے۔ وہ عرض کریں گے اے رب ہم خوش کیوں نہ ہوں تو نے ہمیں وہ کچھ عنایت فرمایا ہے جو کہ اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا۔ اللہ فرمائیں گے کیا تمہیں ان تمام نعمتوں سے بڑھ کر ایک نعمت نہ دوں۔ وہ کہیں گے کہ اب اس سے بڑھ کر اور کون سی نعمت ہو سکتی ہے؟ اللہ فرمائیں گے میں تمہیں اپنی رضا سے نوازتا ہوں اب کبھی تم سے ناراض نہ ہونگا۔"

(بخاری)

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ وَ

اے نبی! کافروں اور منافقوں کا پوری قوت سے مقابلہ کرو[1] اور ان کے ساتھ سختی سے پیش آؤ

مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿73﴾ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ۭ

ان کا ٹھکانا جہنم ہے جو بہت بری جگہ ہے○ وہ اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ "انہوں نے یہ بات نہیں کہی"

وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا

حالانکہ انہوں نے کفر کا کلمہ کہا تھا[2] اور اسلام لانے کے بعد کافر ہوئے ہیں نیز انہوں نے ایسی بات کا ارادہ کر

بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

رکھا تھا جسے وہ کر نہ سکے[3] اور انہیں (مسلمانوں کی) یہ چیز بری لگتی تھی کہ اللہ اور اس کے رسول نے مہربانی

مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا

سے انہیں غنی کر دیا ہے[4] اب اگر یہ توبہ کر لیں تو ان کے حق میں بہتر ہے اور اگر یہ اعراض کریں

يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ

تو اللہ انہیں دنیا میں بھی المناک عذاب دے گا اور آخرت میں بھی اور ان کے لئے روئے

فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿74﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَىِٕنْ

زمین پر کوئی بھی حامی و ناصر نہ ہو گا○ اور ان میں سے کچھ ایسے ہیں جنھوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر

اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿75﴾

اللہ ہمیں اپنی مہربانی سے (مال و دولت) عطا کرے گا تو ہم ضرور صدقہ کریں گے اور نیک بندے بن جائیں گے○

فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿76﴾

پھر جب اللہ نے اپنی مہربانی سے مال عطا کر دیا تو بخل کرنے لگے اور کمال بے اعتنائی سے (اپنے عہد سے) پھر گئے○

فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا

اور اللہ نے ان کے دلوں میں اس دن تک کے لئے نفاق ڈال دیا جس دن وہ اس سے ملیں گے کیونکہ انہوں نے

اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿77﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا

اللہ سے جو وعدہ کیا تھا اس کی خلاف ورزی کی اور اس لئے کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے○ کیا انہیں معلوم

اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ

نہیں کہ اللہ ان کے مخفی راز اور سرگوشیوں تک کو جانتا ہے اور یہ بھی کہ اللہ غیب کی سب باتوں کو

الْغُيُوْبِ ﴿78﴾ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

خوب جانتا ہے○ (ان منافقوں میں کچھ ایسے ہیں) جو خوشی سے صدقہ کرنے والے مومنوں پر

فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ

طعنہ زنی کرتے ہیں اور جو اپنی مشقت (کی کمائی) کے سوائے کچھ نہیں رکھتے یہ منافق ان

فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ۭ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۡ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿79﴾

کا مذاق اڑاتے ہیں[5] اللہ ان کا مذاق انہیں پر ڈال دے گا[6] اور ان کے لئے المناک عذاب ہو گا○

1-کفار کے ساتھ جہاد بالسیف سہل ہے جبکہ منافقین کلمہ گو ہوتے ہیں اور مسلمانوں میں ملے جلے ہوتے ہیں لہٰذا ان مار آستینوں کے ساتھ اس انداز میں جہاد نہیں ہو سکتا تاہم جہاں جہاں یہ اللہ کی حدود کی نافرمانی کریں ان پہ حدود نافذ کی جائیں گی۔

یہ آیات غزوہ تبوک کے بعد نازل ہوئیں۔ آپ ﷺ کچھ تو اپنی طبعی نرمی کی بنا اور کبھی حکمت کے تقاضوں کے تحت ان سے چشم پوشی کرتے۔ جب غزوہ تبوک کے بعد اسلامی ریاست مستحکم ہو گئی تو ان سے سختی کرنے کا حکم نازل ہوا۔

2-کفر کا کلمہ کیا تھا؟ حقیقت میں ایسے کلمات متعدد دفعہ منافقین نے بکے تھے دیکھیں (المنفقون 63:8-7)

3-یہ کیا واقعہ تھا؟ حقیقت میں ایسے واقعات بھی کئی تھے۔ غزوہ تبوک ہی میں منافقین نے سازش تیار کی کہ ایک کھائی سے گزرتے ہوئے اچانک حملہ کر کے آپ ﷺ کو نیچے گرا دیا جائے۔ اس کی اطلاع بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو دے دی۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"میں ایک لڑائی (غزوہ تبوک) میں عبداللہ بن ابی کو یہ کہتے سنا۔ اے انصار نبی کے پاس جو لوگ (مہاجرین) ہیں ان کو خرچ کیلئے کچھ نہ دو وہ خود ہی نبی کو چھوڑ کر تتر بتر ہو جائیں گے اور اگر ہم اس لڑائی سے لوٹ کر مدینہ پہنچے تو عزت والا (یعنی وہ خود) ذلت والے (یعنی آپ ﷺ) کو نکال باہر کرے گا۔ میں نے عبداللہ بن ابی کا یہ کلام اپنے چچا (سعد بن عبادہ) یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا اور انہوں نے آپ ﷺ کو یہ بات بتلا دی۔ آپ نے عبداللہ بن ابی منافق اور اس کے ساتھیوں کو بلوایا تو وہ قسمیں کھانے لگے کہ ہم نے ایسا نہیں کیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے جھوٹا سمجھا اور اسے سچا سمجھا۔ مجھے اس بات کا اتنا غم ہوا جتنا کسی اور بات کا نہ ہوا تھا۔ میں گھر میں بیٹھ رہا۔ مجھے میرے چچا نے کہا ارے تو نے یہ کیا کہا۔ آخر رسول اللہ ﷺ نے مجھے جھوٹا سمجھا اور تم سے ناراض ہوئے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ﴿اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ﴾ نازل فرمائی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے مجھے بلا بھیجا۔ سورۃ المنافقوں پڑھ کر سنائی اور فرمایا زید (رضی اللہ عنہ) تجھے اللہ نے سچا کیا۔"

(بخاری)

4-آپ ﷺ کی آمد سے پہلے مدینہ کی کوئی اہمیت نہ تھی معیشت کا بھی برا حال تھا۔ جو کچھ تھا اس پہ بھی یہود قابض تھے۔ وہ سود خور قوم تھی، شراب کا کاروبار کرتے، جنگی سامان بناتے اور بیچتے۔ آپ کی تشریف آوری سے معیشت مسلمانوں کے کنٹرول میں آ گئی۔ مدینہ تجارتی اعتبار سے ترقی کر گیا۔ غنائم کی کثرت سے مزید مالی خوشحالی کا فائدہ انہیں بھی ہوا۔

5-ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

"جب ہمیں صدقہ کا حکم دیا گیا ہم اس وقت مزدوری پہ بوجھ اٹھاتے تھے۔ ابو عقیل (اسی مزدوری) سے آدھا صاع کھجور لیکر آئے تو منافق کہنے لگے۔ ابو عقیل کی خیرات کی بھلا اللہ کو کیا پرواہ تھی ایک اور آدمی (عبدالرحمٰن عوف) بہت سا مال لائے تو منافق کہنے لگے کہ اس نے ریاکاری کیلئے اتنا مال خیرات کیا ہے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔"

(بخاری)

6-یہ اسلوب مشاکلہ ہے جس میں جواب کیلئے ملتے جلتے الفاظ لائے جاتے ہیں۔

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً

آپ ان کے لئے بخشش مانگیں یا نہ مانگیں (فرق نہیں پڑے گا) اگر آپ ان کے لئے ستر مرتبہ بھی

فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

دعائے مغفرت کریں تو بھی اللہ انہیں معاف نہیں کرے گا[1] وجہ یہی ہے کہ یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول کے

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٨٠﴾ فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ

منکر ہیں اور فاسقوں کو اللہ راہ ھدایت نہیں دکھاتا ○ پیچھے رہ جانے والے منافق اللہ کے رسول کے ساتھ نہ دینے

خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ

اور گھر بیٹھ رہنے پر خوش ہیں انہوں نے یہ پسند نہ کیا کہ اپنے اموال اور جانوں سے اللہ کی راہ

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ

میں جہاد کریں اور کہنے لگے کہ : "ایسی گرمی میں نہ نکلو" کہہ دیجیے:[2] "جہنم کی آگ اس سے بھی شدید

حَرًّا لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴿٨١﴾ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا

گرم ہے" کاش! یہ لوگ کچھ سمجھتے ○ انہیں چاہئے کہ ہنسیں کم اور روئیں زیادہ[3]

جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٨٢﴾ فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَاۗىِٕفَةٍ

جو کچھ یہ کر رہے ہیں اس کا بدلہ یہی ہے ○ پھر اگر اللہ آپ کو ان منافقوں کے کسی گروہ کی طرف واپس

مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا

لائے اور وہ آپ سے جہاد پر نہ جانے کی اجازت مانگیں تو آپ کہئے کہ : تم میرے ساتھ کبھی نہ نکلو گے

وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ

اور نہ ہی میرے ہمراہ دشمن سے جنگ کرو گے[4] کیونکہ تم پہلی دفعہ پیچھے بیٹھ رہنے پر خوش تھے

فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ﴿٨٣﴾ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓي اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ

تو اب بھی پیچھے رہنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو[5] ○ اور ان منافقوں میں سے کوئی مر جائے تو نہ اس کی

اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰي قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا

صلوہ (جنازہ) پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے کفر کیا اور

وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٨٤﴾ وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ اِنَّمَا يُرِيْدُ

نافرمانی کی حالت میں مرگئے[6] ○ اور ان کے اموال اور اولاد (کی کثرت) سے آپ متعجب نہ ہوں اللہ تو

اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿٨٥﴾

چاہتا ہے کہ انہی چیزوں سے انہیں دنیا میں ہی سزا دے[7] اور اسی کفر کی حالت میں ان کی جانیں نکل جائیں ○

وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ

اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ہمراہ جہاد کرو تو ان منافقوں میں

اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿٨٦﴾

متمول، آپ سے اجازت مانگتے ہیں اور کہتے ہیں "ہمیں چھوڑیئے، ہم بیٹھنے والوں کے ساتھ رہیں ○

1- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ۔

"جب عبداللہ بن ابی سلول (رئیس المنافقین) مرگیا تو اسکے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ (جو سچے مسلمان تھے) آپکے پاس آئے اور درخواست کی کہ اپنا کرتہ عنایت فرمائیں تاکہ میں اپنے باپ کو اس میں کفن دوں آپ ﷺ نے کرتہ دیدیا۔ پھراس نے درخواست کی کہ آپ ﷺ اس کی صلوۃ جنازہ پڑہائیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اس پر صلوۃ جنازہ پڑہانے کیلئے کھڑے ہوئے تو حضرت عمر نے کھڑے ہو کر آپ ﷺ کا دامن تھام لیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ اس پر صلوۃ پڑھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپکو ایسے لوگوں پر صلوۃ پڑھنے سے منع کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے (منع نہیں کیا بلکہ) اختیار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ تو ان کیلئے دعا کرے یا نہ کرے اگر تو ستر بار بھی ان کیلئے دعا کرے تب بھی اللہ انہیں نہیں بخشے گا۔ میں ایسا کروں گا کہ ستر سے زیادہ مرتبہ ان کیلئے دعا کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ وہ تو منافق تھا اور اسکی کئی کرتوتیں یاد دلائیں مگر آپ ﷺ نے (اس کے باوجود) اس پر صلوۃ پڑھی اسی وقت یہ آیات نازل ہوئیں کہ منافقوں میں جب کوئی مرجائے تو نہ اس کی صلوۃ جنازہ پڑھو اور نہ ہی (دعائے خیر کیلئے) اسکی قبر پر کھڑے ہونا۔"

(بخاری)

2- غزوہ تبوک کیلئے جب نفیر عام دی گئی تو گرمیوں کا موسم تھا۔ منافقین جیسے دیگر حیلے بہانوں سے ایک دوسرے کو جہاد پہ نکلنے کی حوصلہ شکنی کرتے تھے ان میں سے ایک یہ بھی تھا۔

3- یا اسکا معنی یہ ہے کہ "ہنسیں گے کم اور روئیں گے زیادہ" یعنی انہیں بہت زیادہ رونا ہوگا۔ بعد والا فقرہ اس مفہوم کی تائید کرتا ہے۔

4- مراد منافقین ہیں جو کسی آئندہ کے غزوہ میں شامل ہونے کی باتیں کریں تو اب انکی باتوں کا اعتبار نہ کریں کہ یہ تبوک میں نہیں گئے۔

5- تمہاری اوقات یہی ہے کہ عورتوں اور بچوں کی طرح گھر بیٹھے رہو۔

6- اللہ تعالیٰ نے منافقین کیلئے دعائے بخشش کرنا اور اس لئے انکی قبروں پہ جانے سے منع فرمادیا۔ یہاں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کسی گناہ گار مسلمان کے حق میں استغفار کرنے سے اس کی معافی ہوسکتی ہے لیکن بداعتقاد لوگوں کیلئے معافی کی کوئی صورت نہیں خواہ آپ اس کیلئے کتنی ہی دفعہ استغفار کریں۔

تاہم آپ کی زندگی کے بعد کسی پر نفاق کا فتوئی لگانا بڑا مشکل ہے کیونکہ دلوں کے حال تو اللہ ہی جانتا ہے۔

7- تمام دنیاداروں کی طرح انکی نظر میں عزت و وقار کا معیار تو مال اور اولاد کی کثرت ہی ہے۔ ان کی یہی اولاد جب مسلمان ہوگئی تو گھر میں ہی مخالفت شروع ہوگئی۔

اسی طرح منافقت کے پردے میں رہنے کیلئے انہیں مال بھی آپ ﷺ کو دینا پڑتا اور وہ یہ بہت کراہت سے ادا کرتے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اسی مال اور اولاد سے عذاب اور مصیبت میں مبتلا کردیا۔

رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ

ان لوگوں نے پیچھے رہنے والوں میں شامل ہونا پسند کیا اور ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی

فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿٨٧﴾ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ

لہٰذا وہ اب کچھ نہیں سمجھتے1○ لیکن رسول نے اور ان لوگوں نے جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے

جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۡ

اپنے اموال اور جانوں سے جہاد کیا ساری بھلائیاں انہی لوگوں کے لئے○

وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿٨٨﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ

اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں○ اللہ نے ان کے لئے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جن میں نہریں

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٨٩﴾ ع وَ

بہ رہی ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے یہی بہت بڑی کامیابی ہے○اور

جَاۗءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ

دیہاتیوں میں سے کچھ بہانہ ساز2 آئے کہ انہیں بھی (جہاد سے) رخصت دی جائے اور وہ لوگ بھی بیٹھ رہے

كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ

جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول سے جھوٹا عہد کیا تھا ان دیہاتیوں میں سے جنھوں نے کفر (کا طریقہ اختیار) کیا

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٩٠﴾ لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاۗءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا

عنقریب انہیں المناک عذاب ہوگا○ کمزور3 اور مریض4 اور وہ لوگ جن کے پاس

عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَ

شرکت جہاد کے لئے خرچ کرنے کو کچھ نہیں (پیچھے رہ جائیں) تو حرج نہیں بشرطیکہ وہ اللہ اور اس کے

رَسُوْلِهٖ ۭ مَا عَلَي الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٩١﴾ ۙ

رسول کے خیر خواہ ہوں ایسے محسنین پر کوئی الزام نہیں اور اللہ درگزر کرنے والا رحم کرنے والا ہے○

وَّلَا عَلَي الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ

اور نہ ہی ان لوگوں پر کچھ الزام ہے جو آپ کے پاس آئے کہ آپ انہیں سواری مہیا کریں5 تو آپ نے کہا کہ:

مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۠ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ

"میرے پاس تمہارے لئے سواری نہیں" تو وہ واپس چلے گئے اور اس غم سے ان کی آنکھیں اشکبار

حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ﴿٩٢﴾ ۭ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَي الَّذِيْنَ

تھیں کہ ان کے پاس خرچ کرنے کو کچھ نہیں6○ الزام تو ان لوگوں پر ہے

يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَاۗءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا

جو غنی ہونے کے باوجود آپ سے رخصت مانگتے ہیں انہوں نے پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ

مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٩٣﴾

شامل ہونا پسند کیا اور اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی7 لہٰذا اب یہ کچھ نہیں جانتے○

1-خوالف خوالفہ کی جمع ہے جس کا معنی پیچھے رہنے والی عورت ہے۔

مہر لگنا سے مراد یہ ہے گناہوں کی کثرت سے انکے دل قبول ہدایت کی استعداد سے محروم ہو جائیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"بندا جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اسکے دل پر ایک سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے۔ پھر اگر وہ گناہ چھوڑ دے اور استغفار کرے اور توبہ کرے تو اسکا دل صاف کر دیا جاتا ہے اور دوبارہ گناہ کرے تو نقطہ بڑھ جاتا ہے حتیٰ کہ دل پر چھا جاتا ہے۔"

(ترمذی)

2-ایک معنی تو وہ ہے جو کہ ترجمہ میں کیا گیا ہے یعنی کچھ دیہاتیوں نے تو آپ سے معذرت کر لی اور کچھ بیٹھے رہے اور اتنی زحمت بھی گوارا نہیں کی۔ کچھ مفسرین نے لکھا ہے کہ یہاں "المعذرون" "المعتذرون" یعنی "المعذورون" کے معنی میں ہے کہ سچے عذر والے دیہات سے آئے۔ قرآن کی ایک قرات میں ایسے بھی پڑھا جاتا ہے۔ گویا اس حالت میں عذاب الیم کا تعلق صرف بیٹھ رہنے والوں سے ہوگا واللہ اعلم۔

3-بڑھاپے یا کسی اور وجہ سے اتنے کمزور ہوں کہ جہاد پہ نہ نکل سکتے ہوں۔

4-ایسے مریض بھی مستثنیٰ ہیں اور انکے تیماردار بھی جیسے جنگ بدر کے موقع پہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، بنت رسول اور اپنی زوجہ کی عیادت کرنے کی وجہ سے نہ جا سکے۔ واپسی پہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا فوت ہو چکیں تھیں۔

5-جن کے پاس سواری وغیرہ نہ ہو کیونکہ مجاہد کو اپنی سواری وغیرہ کا خود بندوبست کرنا ہوتا تھا۔ اس رخصت کے ساتھ شرط یہ ہے کہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اخلاص ہو ورنہ بیماری وغیرہ کے باوجود یہ رخصت لاگو نہ ہوگی۔

6-حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"مدینہ میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جب تم کوئی سفر کرتے ہو یا کوئی وادی عبور کرتے ہو تو وہ تمہارے ساتھ ہوتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا اسکے باوجود کہ وہ مدینے میں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسکے باوجود کہ وہ مدینہ میں ہیں انہیں عذر نے روکا ہے۔"

(بخاری)

7-انکے دلوں پہ مہر لگنا خود ان کی ہٹ دھرمی اور عناد کا نتیجہ ہے اس کی نسبت خود اللہ کی طرف بھی ہو سکتی ہے کیونکہ وہ اختیار جس کی بناء پہ وہ اس طرح کی حرکتیں کرتے رہے اللہ تعالیٰ ہی نے انہیں دیا ہے۔ اسی صفحہ کی آیت نمبر 87 بھی ملاحظہ فرمائیں۔

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ؕ قُلْ لَّا

جب تم ان کے پاس واپس آؤ گے تو وہ تمہارے سامنے معذرت (شروع) کردیں گے: آپ ان سے کہہ دیجئے:

تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ؕ وَ

"بہانے نہ بناؤ ہم تمہاری باتوں پر یقین نہیں کریں گے کیونکہ اللہ نے ہمیں تمہارے حالات بتلا دیئے ہیں[1] اور

سَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ

آئندہ بھی اللہ اور اس کا رسول تمہارے کام دیکھ لیں گے پھر تم ایسی ذات کی طرف لوٹائے جاؤ گے جو کھلے

وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۴﴾ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ

اور چھپے سب حالات جانتا ہے وہ تمہیں بتادے گا کہ تم کیا کچھ کرتے رہے ○ جب تم ان کے پاس لوٹ کر آؤ گے

لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ

تو وہ تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے اعراض کرو سو تم ان سے اعراض کرنا

اِنَّهُمْ رِجْسٌ ۫ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۵﴾

کیونکہ وہ ناپاک ہیں اور[2] ان کا ٹھکانا جہنم ہے یہ ان کے کاموں کا بدلہ ہے جو وہ کرتے رہے ○

يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ

وہ تمہارے سامنے قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ اگر تم راضی ہو جاؤ تو بھی اللہ

لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۹۶﴾ اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّ

ایسے فاسق لوگوں سے راضی نہ ہوگا ○ دیہاتی عرب کفر اور نفاق میں

نِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى

زیادہ شدید ہیں اور ان میں یہ امکان زیادہ ہے کہ (اس دین کی) حدود کو نہ سمجھ سکیں جو اللہ نے اپنے رسول پر

رَسُوْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۹۷﴾ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ

نازل کی ہیں اور اللہ سب[3] کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے ○ ان دیہاتیوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو اللہ

مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ ؕ عَلَيْهِمْ

کی راہ میں خرچ کریں تو اسے تاوان سمجھتے ہیں اور تمہارے معاملہ میں گردش زمانہ کے منتظر ہیں (حالانکہ) بری

دَآئِرَةُ السَّوْءِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۹۸﴾ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ

گردش[4] انہی پر مسلط ہے اور اللہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے ○ اور کچھ اعرابی ایسے بھی ہیں جو

يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ

اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کریں اسے

عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ

قرب الٰہی اور دعائے رسول کا ذریعہ[5] سمجھتے ہیں سن لو یہ واقعی ان کے لئے قرب الٰہی کا ذریعہ ہے

سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۹﴾ ع

جلد ہی اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت میں داخل کرے گا اللہ یقیناً معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے ○

1- کچھ منافقین وہ تھے جنہوں نے غزوہ تبوک پہ جانے سے پہلے ہی آپ ﷺ سے معذرت کرلی تھی۔ کچھ وہ تھے جو کہ رخصت کے بغیر ہی ٹک رہے کہ واپسی پہ معذرت پیش کردیں گے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں واضح کردیا کہ تمہارے بارے میں اللہ تعالیٰ ہمیں اطلاع دے چکا ہے۔

2- یعنی انکی قسموں کا مقصد ہی یہ ہے کہ آپ ﷺ ان سے اعراض کرلیں یعنی چشم پوشی کرلیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ تو ویسے ہی ناپاک ہیں تم ان سے تکمل اعراض کرلو اور میل جول ختم کردو۔ یہ لوگ اس قابل نہیں ہیں۔

3- اعرابی کی جمع اعراب (Bedouins) ہے۔ اسکا معنی دیہاتی یا جانگلی یا بدو ہے۔ یہ لوگ جو کہ شہر کے مہذب ماحول کے عادی نہیں ہوتے انکی طبیعت میں درشت پن' کھردرا پن ہوتا ہے اور مصلحت کوشی کم ہوتی ہے۔ انکا اسلام بھی ایسا ہی ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے اسلام تو اس لئے قبول کرلیا کہ وہی عرب کی برتر طاقت بن چکا تھا ورنہ انہیں اسلام کے اخلاقی قواعد و ضوابط' حدود و قیود سے آگاہی نہ تھی نہ ہی ان کو کسی علمی محفل میں بیٹھنے کا موقع ملا تھا کہ وہ یہ چیزیں سیکھ لیتے۔

اب ان میں سے جو لوگ منافق تھے وہ اپنے نفاق میں بھی اسی نسبت سے زیادہ سخت تھے۔

4- غرامہ جرمانے کو کہتے ہیں۔ دوائر' دائرہ کی جمع ہے۔ جب انہوں نے اسلام کو اسکی حقانیت کے دلائل سے متاثر ہو کر قبول نہیں کیا بلکہ حالات کے دباؤ کے تحت قبول کرنا پڑا جس نے انکے دل میں نفاق کا مرض پیدا کردیا ہے تو انہیں یہ زکوٰۃ یا جہاد کیلئے چندہ بطور تاوان یا جرمانہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ اب وہ اسی انتظار میں ہیں کہ حالات پلٹا کھائیں اور اسلام سے انکی جان چھوٹے۔ انکی اس کیفیت کو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ "بری گردش انہی پہ مسلط ہے"۔ جب ڈیڑھ دو برس بعد آپ ﷺ کی وفات ہو گئی تو ان لوگوں نے موقع غنیمت جانا اور ان میں سے بعض تو اسلام ہی سے پھر گئے اور بعض نے زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا جس سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جہاد کیا۔

5- کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت تھی۔

"آپ ان (مومنین) کے اموال میں سے صدقات وصول کیجئے اور (ان صدقات کے ذریعے) انہیں پاک کیجئے اور ان کا تزکیہ (نفس) کیجئے۔ ان کیلئے دعا کیجئے۔ آپ ﷺ کی دعا ان کیلئے باعث تسکین ہے۔"

(التوبہ 103:9)

اس دعا کا ثمرہ بھی بالآخر اللہ کی رحمت اور قرب الٰہی ہی ہوتا تھا۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ

وہ مہاجر اور انصار جنہوں نے سب سے پہلے ایمان لانے میں سبقت کی[1] اور وہ لوگ

اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ

جنہوں نے احسن طریق پر ان کی اتباع کی،[2] اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے[3] اللہ نے ان

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ

کے لئے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جن میں نہریں جاری ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے یہی بہت بڑی

الْعَظِيْمُ ۝ وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ وَمِنْ

کامیابی ہے○ اور تمہارے اردگرد بسنے والے دیہاتیوں میں کچھ منافق موجود ہیں اور کچھ خود مدینہ میں

اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ

بھی موجود ہیں جو اپنے نفاق پر اڑے ہوئے ہیں انہیں تم نہیں جانتے، ہم

نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۝

انہیں جانتے ہیں جلد ہی ہم انہیں دو مرتبہ سزا دیں گے پھر وہ بڑے عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے○

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا

کچھ دوسرے لوگ ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کر لیا[4] وہ ملے جلے عمل کرتے رہے کچھ اچھے اور کچھ

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ خُذْ

برے امید ہے کہ اللہ ان کی توبہ قبول کر لے کیونکہ وہ درگزر کرنے والا رحم کرنے والا ہے○ (اے نبی!) آپ

مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ

ان کے اموال سے صدقہ لیجئے اور ان (کے اموال) کو پاک کیجئے اور ان کا تزکیہ کیجئے پھر ان کے لئے دعا

اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ

کیجئے بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لئے باعث تسکین[5] ہے اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے○ کیا انہیں معلوم نہیں

اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَ

کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور (ان کے) صدقہ قبول کرتا ہے اور

اَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ

یہ کہ وہی توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے○ نیز ان سے کہئے کہ عمل کرتے جاؤ اللہ، اس کا رسول

عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ

اور سب مومن تمہارے طرز عمل کو دیکھ لیں گے اور عنقریب تم ظاہر اور خفیہ کے جاننے والے کی طرف

وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ

لوٹائے جاؤ گے تو وہ تمہیں بتا دے گا جو کچھ تم کرتے رہے○ نیز کچھ اور لوگ ہیں جن کا معاملہ اللہ

لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

کے حکم تک ٹھہرا ہوا ہے[6] وہ انہیں سزا دے یا ان کی توبہ قبول کرے۔ اور اللہ سب جاننے والا حکمت والا ہے○

1- بعض علماء نے السابقون الاولون ان صحابہ کو قرار دیا ہے جنہوں نے ہجرت سے پہلے اسلام قبول کیا تھا۔ بعض کے قریب وہ ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں کی جانب رخ کر کے صلوٰۃ پڑھی اور بعض کے قریب غزوہ بدر تک اسلام قبول کرنیوالے وغیرہ۔ راجح قول کے مطابق جنگ بدر تک اسلام لانیوالے لوگ السابقون الاولون ہیں کیونکہ اس کے بعد اسلام ایک سیاسی قوت بن چکا تھا۔

2- السابقون الاولون سے بعد والے، یعنی بقیہ صحابہ، بعض نے تابعین اور بعض نے تبع تابعین اور بعض نے قیامت تک آنیوالے مسلمانوں کو اس میں شامل کیا ہے۔

3- اللہ تعالیٰ نے ان سب کیلئے اپنی رضا کا سرٹیفکیٹ دیدیا ہے۔ اس آیت سے ان لوگوں کے مذموم عقائد کی جڑ کٹ جاتی ہے جو کہ "السابقون الاولون" صحابہ کے نفوس قدسیہ پہ کیچڑ اچھالنا چاہتے ہیں۔

4- یہ وہ سچے مسلمان تھے جن کا ماضی بھی بے داغ تھا۔ سستی کی وجہ سے غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے۔ انہوں نے اعتراف گناہ کر لیا۔ انکی تعداد سات تھی۔ ان لوگوں نے خود کو بطور سزا مسجد نبوی ﷺ کے ستون سے باندھ لیا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول فرمائی۔

5- یہ سچے مومن جو کہ سستی کی وجہ سے غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے اور جنہوں نے خود کو سزا پر پیش کر دیا تھا۔ انہوں نے صدقہ کیلئے اپنا مال بھی پیش کر دیا یہ سوچتے ہوئے کہ اسی مال کی محبت نے انہیں مدینہ میں بیٹھ رہنے پر مجبور کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا صدقہ قبول کرنے اور دعا کرنے کے بارے میں آپ ﷺ کو ہدایت دی۔ مفہوم کے اعتبار سے یہ آیت عام ہے۔ فرضی صدقات کے بارے میں راہنمائی کرتی ہے۔

اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ

(ا)- زکوٰۃ کی وصولی اسلامی حکومت کا فریضہ ہے۔

(ب)- زکوٰۃ کی ادائیگی سے باقی مال گناہ کی آلودگیوں سے پاک ہو جاتا ہے۔

(ج)- زکوٰۃ سے حب دنیا، بخل اور حرص جیسے امراض سے دل کا تزکیہ ہو جاتا ہے۔

سونے چاندی، نقد مال، غلہ اور پھل، شہد، زکوٰۃ اور معادن اور مویشیوں پہ زکوٰۃ نکالی جائے جبکہ ذاتی استعمال کی اشیاء، کھیتی باڑی کے مویشی، سبزی، صنعت و حرفت کی مشینری پہ زکوٰۃ نہیں سونے کا نصاب ساڑھے سات تولے (87 گرام) ہے۔ اسی سے نقد مال کا نصاب متعین کیا جاسکتا ہے۔ اگر ایسے مال پہ سال گزر جائے تو دھائی فیصد زکوٰۃ نکالی جائے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں مولانا عبدالرحمٰن کیلانی مرحوم کی کتاب "اسلام میں ضابطہ تجارت"۔

6- غزوہ تبوک میں پیچھے رہنے والے حضرت ابولبابہ اور انکے چھ ساتھی جنہوں نے از خود اپنے آپ کو سزا دی تھی اسکے علاوہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور انکے دو ساتھی ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ اور مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہ بھی پکے مسلمان تھے اور انہوں نے آپ ﷺ کے ہاں برملا اعتراف گناہ کر لیا تھا۔ انکا قصہ آیت نمبر 118 میں آئیگا۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ

کچھ اور ہیں جنہوں نے مسجد بنائی اس غرض سے کہ وہ (دعوت حق کو) نقصان پہنچائیں کفر پھیلائیں، مومنوں میں

الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ

تفرقہ ڈالیں اور یہ ان کے لئے کمین گاہ[1] بنے جو اس سے پیشتر اللہ اور اس کے رسول سے برسرپیکار رہے

وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ

ہیں اور (وہ قسمیں) کھاتے ہیں کہ ہمارا ارادہ بھلائی کے سوا کچھ نہیں- اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ یقیناً

لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى

جھوٹے ہیںO (اے نبی) آپ اس (مسجد ضرار) میں کبھی بھی (نماز کیلئے) کھڑے نہ ہونا وہ مسجد جسکی پہلے دن سے

مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ

تقویٰ پر بنیاد رکھی گئی تھی زیادہ مستحق[2] ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنا

يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ

پسند کرتے ہیں اور اللہ پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہےO (سوچو) کیا وہ شخص بہتر ہے جس نے اپنی عمارت

عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ

کی بنیاد اللہ کے خوف اور اس کی رضا پر رکھی ہو یا وہ شخص بہتر ہے جس[3] نے اپنی عمارت کی بنیاد

عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ وَاللّٰهُ لَا

ایک کھوکھلے گڑھے کے کنارے[4] پر رکھی ہو جو اس کو بھی لے کر جہنم کی آگ میں جاگرے؟ ایسے ظالم لوگوں

يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا

کو اللہ کبھی ہدایت نہیں دیتاO یہ عمارت (مسجد ضرار) جو ان لوگوں نے بنائی ہے ہمیشہ ان کے دلوں میں

رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾

کھٹکتی رہے گی، الایہ کہ ان کے دل ہی پارہ پارہ[5] ہوجائیں اور اللہ سب جاننے والا حکمت والا ہےO

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ

اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال جنت کے

بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ

بدلے خرید لئے ہیں[6] وہ اللہ کی راہ میں مارتے بھی ہیں اور

يُقْتَلُوْنَ ۫ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ

مرتے بھی ہیں تورات، انجیل اور قرآن سب کتابوں میں اللہ کے ذمہ یہ پختہ

وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا

وعدہ ہے اور اللہ سے بڑھ کر اپنے وعدہ کو وفا کرنے والا اور کون ہو سکتا ہے؟ لہٰذا اے مسلمانو! تم نے جو سودا کیا

بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۱﴾

ہے اس پر مسرت[7] مناؤ اور یہی بڑی کامیابی ہےO

1- یہ مسجد منافقین نے اپنی ناپاک سازشوں کی تکمیل اور تخریب کاری کے اڈہ کے طور پہ بنائی۔ اس کام میں بنیادی کردار ابو عامر راہب ؓ نے ادا کیا جس طرح عبداللہ بن ابی آپ ﷺ کو اپنا سیاسی حریف سمجھتا تھا۔ ابو عامر راہب آپ ﷺ کو روحانیت کے میدان میں اپنا حریف سمجھتا تھا۔ جب عرب مشرکین' کفار' یہود وغیرہ اسلامی طاقت کا رستہ روکنے میں ناکام رہے تو اس نے قیصر روم کو مسلمانوں کے خلاف لڑانے کی ترکیب سوچی۔ روم جانے سے پہلے منافقین کو مسجد بنانے کا کہہ دیا تاکہ اگر وہ یا اسکا کوئی قاصد آئے تو مسجد میں بیٹھ کر ایسے ناپاک عزائم کی تکمیل کیلئے مشورہ وغیرہ کر سکیں۔

منافقین نے آپ ﷺ کو کہا کہ ہم نے یہ مسجد اس لئے بنائی ہے کہ مسجد قبا بعید ہے جہاں بارش میں پہنچنا مشکل ہے نیز بارش میں عام مسلمانوں کیلئے بھی وہاں پہنچنا دقت ہے تو آپ ﷺ وہاں جاکر برکت کیلئے دو رکعت صلوٰۃ پڑھائیں۔ آپ ﷺ اسی وقت غزوہ تبوک کیلئے جارہے تھے چنانچہ آپ نے واپسی پہ پڑھانے کا وعدہ کر لیا۔

2- حضرت ابو سعید خدری ؓ کہتے ہیں کہ

''وہ کونسی مسجد ہے جس کے اول یوم سے تقویٰ پر بنیاد رکھی گئی تھی۔ ایک نے کہا کہ وہ مسجد قبا ہے۔ دوسرے نے کہا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد ہے۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ یہی میری مسجد ہے۔''

(ترمذی)

3- اس سے مراد یہی ابو عامر راہب ہے۔

4- جرف سے مراد دریا وغیرہ کا ایسا کنارہ ہے جس کے نیچے کی زمین پانی بہا کر لے گیا ہو۔ اور وہ کسی وقت بھی پانی کے ایک ہی ریلے سے دریا میں گر جائے۔

اس آیت میں اللہ کے خوف اور اسکی رضا کو پختہ اور ٹھوس زمین سے اور نفاق کو کھلے گڑھے یا کھائی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ جس عمل کی بنیاد نفاق پہ ہو خواہ دیکھنے میں اچھا نظر آتا ہو جیسے کوئی مسجد' وہ اسے جہنم میں جا پھینکے گا۔

5- دل کے پارہ پارہ ہونے سے مراد انکا خاتمہ ہے یعنی مرتے دم تک نفاق ان کے دلوں سے نہیں نکلے گا۔

6- مسلمانوں کے ساتھ یہ سودا کرنیوالا کتنا کریم ہے؟ اسکا اندازہ اس سے لگایئے کہ یہ جان ومال خود اسی کی دین ہے اور اسی کی ملکیت بھی ہے جب وہ واپس لینا چاہے لے سکتا ہے۔ انسان کے پاس اس کی ملکیت نہیں بلکہ ایک امانت ہے۔

7- یہ خوشخبری تو تب ہی ہو سکتی ہے جب مسلمان بھی اس بیع نامہ کی شروط سے اتفاق کریں اور ان پہ عمل کریں۔

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ

(وہ مومن) توبہ کرنے والے، [1] عبادت گزار، حمد کرنے والے، روزہ دار، [2] رکوع کرنے والے

السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

سجدہ کرنے والے، نیک کام کا حکم دینے والے، برے کام سے روکنے والے اور [3]

وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ مَا كَانَ

اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے ہیں (جو یہ سودا کرتے ہیں) اور ایسے مومنوں کو خوشخبری دیجئےO [4] نبی

لِلنَّبِىِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَ

اور ایمان والوں کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ مشرکوں کے لئے بخشش طلب کریں [5]

لَوْ كَانُوْۤا اُولِىْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ

خواہ وہ ان کے قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں جبکہ ان پر یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ مشرکین

اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۳﴾ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ

جہنمی (ہوتے) ہیںO اور ابراہیم نے جو اپنے باپ کے لئے بخشش کی دعا کی تھی تو

اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَاۤ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗۤ اَنَّهٗ عَدُوٌّ

صرف اس لئے کہ انہوں نے اپنے باپ سے اس بات کا وعدہ کیا ہوا تھا [6] پھر جب ان پر واضح ہو گیا کہ وہ اللہ کا

لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ؕ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا كَانَ اللّٰهُ

دشمن ہے تو وہ اس سے بیزار ہو گئے بلاشبہ ابراہیم نرم دل اور بردبار (انسان) تھےO اللہ تعالیٰ کسی قوم

لِيُضِلَّ قَوْمًۢا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا

کو ہدایت دینے کے بعد گمراہ نہیں کیا کرتا حتیٰ کہ ان پر یہ واضح نہ کر دے کہ انہیں کن کن باتوں

يَتَّقُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ

سے بچنا چاہئے اللہ تعالیٰ یقیناً ہر چیز کو جاننے والا ہےO آسمانوں اور زمین کی حکومت

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ

اللہ ہی کے لئے ہے وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی

دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۱۶﴾ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى

والی اور مددگار نہیںO اللہ تعالیٰ نے نبی،

النَّبِىِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِىْ

[7] مہاجرین اور انصار پر مہربانی کی جنہوں نے بڑی تنگی کے وقت

سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ

اس کا ساتھ دیا تھا اگرچہ اس وقت بعض لوگوں کے دل کجی

مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾

کی طرف مائل ہو چکے تھے پھر اللہ نے ان پر رحم فرمایا کیونکہ اللہ مسلمانوں پر بڑا مہربان رحم کرنے والا ہےO

1-سابقہ آیات میں ان سچے اصحاب الرسول کا ذکر ہوا ہے جن سے غلطی اور کوتاہی کی وجہ سے اس بیع نامہ کی شرائط پہ عمل نہیں ہوا تو ایسے حالات میں وہ توبہ کرتے ہیں اور گناہ پہ اصرار نہیں کرتے۔

2-سائح ایسا روزہ دار ہے جو کہ کھانے پینے کی پابندیوں کے علاوہ اخلاقی پابندیوں کا بھی لحاظ رکھے۔ یا وہ روزہ دار ہے جو کہ مسجد میں قیام پذیر ہو۔

اس کا دوسرا معنی سیاحت کرنیوالا ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ کیلئے حصول علم کیلئے کسب حلال کیلئے۔ اور آثار اقوام قدیمہ سے عبرت حاصل کرنے کیلئے۔

3-ذاتی اصلاح پہ ہی کفایت نہیں کر لیتے بلکہ دوسروں کی اصلاح کی کوشش بھی کرتے ہیں۔

4-ان ساری صفات کے حامل ہی وہ لوگ ہیں جنکے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ ان حدود کے پابند ہیں اور اس بشارت کے مستحق ہیں۔

5-باپ، دادا، والدہ سب کی وفات کے بعد آپ کے چچا ابو طالب نے آپ کی پرورش انتہائی محبت اور شفقت سے کی۔ ہر مشکل وقت میں آپ کیلئے ڈھال بن گئے۔ نبوت کے آٹھویں سال ان کی وفات ہو گئی۔ جسکا آپ ﷺ کو شدید صدمہ ہوا۔

مسیب بن حزن (سعید بن مسیب کے والد) کہتے ہیں کہ

"جب ابو طالب کی وفات کا وقت آیا تو آپ ﷺ اسکے پاس گئے۔ وہاں ابو جہل اور عبداللہ بن امیہ پہلے ہی بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ نے چچا سے کہا چچا لا الہ الا اللہ کہہ لو تو میں اللہ کے ہاں تمہارے حق میں دلیل پیش کروں گا۔ اس وقت ابو جہل اور عبداللہ بن امیہ یہ کہنے لگے۔ "کیا تم عبدالمطلب کے دین سے پھر جاؤ گے"؟ دونوں برابر یہی سمجھاتے رہے۔ ابو طالب نے آخری بات جو کہی وہ یہ تھی کہ میں عبدالمطلب کے دین پر مرتا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا۔ میں تمہارے لئے بخشش مانگتا رہوں گا حتیٰ کہ مجھے اس سے منع کر دیا جائے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔"

(بخاری)

6-حضرت ابراہیمؑ کو جب انکے والد نے گھر سے نکال دیا تو حضرت ابراہیمؑ نے وعدہ کیا کہ میں تمہارے لئے بخشش کی دعا کروں گا۔ دیکھئے (الممتحنہ 60-4)

7-ساعۃ العسرۃ سے مراد غزوہ تبوک ہے۔ شدید گرمی کا موسم، فصلیں پک کر تیار ہونیوالی تھیں۔ قحط سالی کا موسم، سفر طویل اور پر مشقت، سواری وغیرہ کی دقت، بعض سچے مسلمانوں کو بھی نکلنا دشوار ہوا آخر اللہ کی مہربانی سے انکے دل جم گئے اور نبی پر مہربانی سے مراد وہ آفت ہے جس کا ذکر درج ذیل آیت میں کیا گیا ہے۔

"اللہ آپ کو معاف فرمائے، آپ نے انہیں (جہاد سے بیٹھ رہنے کی) اجازت کیوں دی حتیٰ کہ آپ سچے اور جھوٹے کو پہچان لیتے۔"

(التوبہ 43:9)

وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا[1] ۭ حَتّٰٓي اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ

اوران تین آدمیوں پر بھی (مہربانی کی) جن کا معاملہ ملتوی رکھا گیا تھا حتیٰ کہ زمین اپنی وسعت کے باوجود

الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ

ان پر تنگ ہوگئی اور ان کی اپنی جانیں بھی تنگ ہو گئیں اور انہیں یہ یقین تھا کہ

لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ۭ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ۭ اِنَّ

اللہ کے سوا ان کے لئے کوئی جائے پناہ نہیں پھر اللہ نے ان پر مہربانی کی تاکہ وہ توبہ کریں اللہ تعالیٰ

اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿١١٨﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ

یقیناً توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہےO اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو

وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿١١٩﴾ مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ

اور صدیق لوگوں کا ساتھ[2] دوO اہل مدینہ کے لئے اور ان دیہاتیوں کے لئے

حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَ

جو ان کے گردونواح میں بستے ہیں یہ مناسب نہیں تھا[3] کہ وہ (جہاد میں) رسول اللہ سے پیچھے رہ جائیں اور

لَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ

اپنی جانوں کو آپ کی جان سے عزیز تر سمجھیں[4] یہ اس لئے کہ مجاہدین اللہ کی راہ میں

ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَئُوْنَ

پیاس، تکان یا بھوک کی جو بھی مصیبت جھیلتے ہیں یا کوئی ایسا مقام طے

مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ

کرتے ہیں جو کافروں کو ناگوار ہو یا دشمن سے وہ کوئی کامیابی حاصل کرتے ہیں تو ان کے لئے

لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٢٠﴾

نیک عمل لکھ دیا جاتا ہے[5] اللہ تعالیٰ یقیناً اچھے کام کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتاO

وَلَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ

نیز (یہ مجاہدین) جو بھی تھوڑا یا زیادہ خرچ کرتے ہیں یا کوئی وادی

وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا

طے کرتے ہیں تو یہ چیزیں ان کے حق میں لکھ دی جاتی ہیں تاکہ اللہ انہیں ان کے اعمال کا بہتر صلہ عطا کرے

يَعْمَلُوْنَ ﴿١٢١﴾ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَاۗفَّةً ۭ فَلَوْلَا نَفَرَ

جو وہ کرتے رہے[6]O مومنوں کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ سب ہی نکل کھڑے[7] ہوں پھر ایسا کیوں نہ ہوا

مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَاۗىِٕفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَ

کہ ہر فرقہ میں سے کچھ لوگ دین میں سمجھ پیدا کرنے کے لئے نکلتے تاکہ جب وہ ان کی

لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴿١٢٢﴾

طرف واپس جاتے تو اپنے لوگوں کو (برے انجام سے[8]) ڈراتے اس طرح شاید وہ برے کاموں سے بچے رہتےO

1- یہ وہ تین لوگ ہیں جنکا ذکر اجمالاً آیت نمبر 106 میں گزر چکا ہے جو کہ غزوہ تبوک میں محض سستی کی وجہ سے شامل ہونے سے رہ گئے تھے۔ ان میں حضرت کعب بن مالک ؓ' ہلال ابن امیہ ؓ اور مرارہ بن الربیع ؓ تھے۔ یہ لوگ غزوہ تبوک سے قبل کئی مرتبہ اپنے اخلاص کا ثبوت دے چکے تھے۔ انہوں نے دوسرے لوگوں کے برعکس کوئی بہانہ نہیں تراشا بلکہ آکر اعتراف گناہ کرلیا۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو ان سے قطع تعلق کا حکم دیدیا۔ مزید چالیس ایام کے بعد بیویوں کو بھی علیحدگی کا حکم دیدیا گیا۔ پچاس یوم گزرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے انکی توبہ قبول فرمائی اور نہ صرف توبہ قبول ہی فرمائی بلکہ شفقت بھرے انداز میں انکی سچائی اور راست بازی کی تعریف فرمادی۔ بہت سی احادیث میں انکا واقعہ خود انہی سے مروی ہے۔ حضرت کعب ؓ فرماتے ہیں کہ۔

''جن دنوں میرے ساتھ صحابہ کی کلام بند تھی انہی دنوں شام کے نبطیوں میں سے ایک شخص مجھے ملا۔ اس نے ملک غسان کا حریر میں لپٹا ہوا خط مجھے دیا۔ اس خط میں لکھا تھا کہ ہم نے سنا ہے کہ تمہارے صاحب نے تم پہ تشدد کیا ہے تم ایسے حقیر آدمی نہیں ہو جسے ضائع کیا جائے۔ اگر تم ہمارے پاس آجاؤ تو ہم تمہاری قدر کریں گے۔ میں یہ خط پڑھ کر سمجھ گیا کہ یہ ایک اور آزمائش مجھ پہ نازل ہوئی ہے چنانچہ میں نے فوراً اس خط کو چولہے میں جھونک دیا۔''

(بخاری)

2- حضرت کعب ؓ ہی فرماتے ہیں کہ

''اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ اللہ نے کسی کو سچ کہنے کی توفیق دے کر اس پہ اتنا احسان کیا ہو جیسا مجھ پہ کیا ہے۔ میں نے اس وقت سے لیکر آج تک قصداً کبھی جھوٹ نہیں بولا اور اللہ تعالیٰ نے اسی بارے میں یہ آیت اتاری۔''

(بخاری)

3- دوسرے غزوات کے برعکس غزوہ تبوک میں شامل ہونے کیلئے عام حکم تھا لہذا پیچھے رہنے والوں کو زجر و توبیخ کی جارہی ہے۔

4- آپ ﷺ تو اپنی جان جوکھوں میں ڈالے ہوں اور تم لوگ گھروں میں آرام کرو۔

5- ایسے سفر کی تمام تکالیف اعمال صالحہ شمار ہوتے ہیں اور نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

6- سفر کیلئے زاد راہ مہیا کرنا۔ اسلحہ اور سواری وغیرہ کا بندوبست اور خود جہاد کیلئے نکل کھڑے ہونا بلند تر درجے کے اعمال صالحہ ہیں۔

7- جب اللہ تعالیٰ نے غزوہ تبوک سے پیچھے رہنے والوں پہ سختی کی تو مسلمان سرایا میں سارے کے سارے نکلنا شروع ہو گئے اور آپ ﷺ کو مدینہ میں چھوڑ دیا جبکہ معاندین کی سازشوں کے خطرہ کے پیش نظر آپ کے پاس صحابہ کی ایک مضبوط جماعت ہونا ضروری تھا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

8- تاکہ آپ ﷺ کے پاس رہنے والے دین کا علم حاصل کریں اور جب سرایا والے صحابہ واپس آئیں تو ان سے دین سیکھ لیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ

اے ایمان والو! ان کافروں سے جنگ کرو جن کا علاقہ تمہارے

الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ

ساتھ ملتا ہے[1] اور ان کے ساتھ تمہیں سختی سے پیش آنا چاہئے اور یہ جان لو کہ اللہ متقین[2]

الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ

کے ساتھ ہے○ اور جب کوئی (نئی) سورت نازل ہوتی ہے تو منافقوں میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ:

اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

"اس سورت نے تم میں سے کس کے ایمان میں اضافہ کیا؟"[3] تو (اس کا جواب یہ ہے کہ) جو ایمان لائے ہیں،

فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَاَمَّا

اس نے فی الواقع ان کے ایمان میں اضافہ کیا ہے اور وہ (اس سورت کے نزول پر) خوش ہوتے ہیں○ رہے

الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى

وہ لوگ جن کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے تو اس سورت نے ان کی (پہلی) ناپاکی پر مزید ناپاکی

رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ اَوَلَا يَرَوْنَ

کا اضافہ کر دیا اور[4] وہ مرتے دم تک کافر کے کافر ہی رہے○ کیا وہ یہ نہیں دیکھتے

اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا

کہ انہیں ہر سال ایک بار یا دو بار کوئی نہ کوئی مصیبت پیش آ جاتی[5] ہے پھر بھی یہ لوگ نہ

يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ

توبہ کرتے ہیں اور نہ نصیحت قبول کرتے ہے○ اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے

نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ ؕ هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ

تو آنکھوں میں ایک دوسرے کی طرف اشارہ کرکے پوچھتے ہیں کہ:[6] "کیا تمہیں کوئی دیکھ تو نہیں رہا؟" پھر

انْصَرَفُوْا ؕ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا

وہاں سے واپس چلے جاتے ہیں اللہ نے ان کے دلوں کو پھیر دیا ہے کیونکہ یہ لوگ ہیں ہی ایسے جو

يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ

کچھ بھی نہیں سمجھتے○ (لوگو!) تمہارے پاس تمہی سے ایک رسول آیا ہے[7] اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچے تو اسے

عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ

گراں گزرتی ہے وہ (تمہاری فلاح کا) حریص ہے، مومنوں پر نہایت مہربان اور

رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ

رحم والا ہے[8]○ پھر بھی اگر یہ لوگ اعراض کریں تو کہہ دیجئے:[9] "مجھے میرا اللہ کافی ہے جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں

عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۲۹﴾

میں اس پر بھروسہ کرتا ہوں اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے"○

1-یہی منطقی طریقہ ہے کہ قریب والے علاقہ سے جہاد شروع کیا جائے۔ یہی آپ ﷺ کا طریقہ تھا۔ سب سے پہلے آپ ﷺ نے قبیلہ قریش سے جنگ کی۔ پھر عرب کے دیگر قبائل سے، پھر بنی قریظہ اور بنی نضیر سے اور پھر عیسائیوں سے نمٹنے کیلئے غزوہ تبوک روانہ ہوئے۔ چنانچہ خلفاء نے بھی یہ ترتیب برقرار رکھی۔ پہلے شام فتح کیا گیا پھر ایران اور مصر پہ پر حملہ کیا گیا۔ اگر متصل علاقہ چھوڑ کر اگلے علاقہ سے جنگ شروع کی گئی تو درمیانی علاقہ والے کافر آگے اور پیچھے دونوں اطراف سے حملہ کرکے پریشان کرسکتے ہیں۔ اسی طرح اگر دفاعی جنگ ہو تو بھی قریب ترین علاقہ والوں پہ براہ راست دفاعی ذمہ داری آتی ہے اور اسکے بعد دیگر علاقوں کی۔

2-جیسے فرمایا۔

"محمد اللہ کے رسول (ﷺ) اور انکے ساتھی کفار پہ تو بہت سخت ہیں جبکہ آپس میں بہت رحمدل ہیں۔"

(الفتح 29:48)

اور سختی کا یہ مفہوم بھی نہیں ہے کہ جنگ کے اخلاقی ضابطے پامال کردیئے جائیں آپ ﷺ نے لاشوں کے مثلہ سے منع فرمایا ہے۔ عورتوں، بچوں اور راہبوں سے کنارہ کشی اختیار کی جائے بشرطیکہ وہ عملاً جنگ میں شریک نہ ہوں۔

3-یہ منافقین اور معاندین اسلام کی روش ہے کہ طنزاً ایسے سوال کرتے ہیں۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمان بڑھتا گھٹتا رہتا ہے۔

4-یہی آیات جو شفا، رحمت اور برہان ہیں انکی خباثت ہی میں اضافہ کرتی ہیں کیونکہ انہوں نے اپنی سرکشی اور عناد کی وجہ سے قبول حق کی استعداد ہی کھودی ہے۔

5-کبھی انکی کوئی سازش پکڑی جاتی ہے۔ کبھی انکے بارے میں اللہ تعالیٰ کوئی آیت نازل فرمادیتے ہیں جس سے انکی رسوائی ہوتی ہے کبھی انہیں مجبوراً جہاد میں شرکت کرنی پڑتی ہے۔

6-ان منافقین کی حرکات کی نقشہ کشی کی گئی ہے۔

7-یہ تو تمہارے لئے اللہ کی رحمت تھی کہ رسول رحمت خود تمہارے درمیان مبعوث ہوا ہے۔ خود تم اسکے کردار اور اخلاق کے شاہد ہو۔ تمہارے لئے رسول کی حقیقت سمجھنا کچھ مشکل نہیں ہے۔

8-یہی آپ ﷺ کی وہ خاصیت تھی جسکی وجہ سے لوگ آپکے ہاں کھنچے چلے آئے تھے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

"یہ اللہ کی رحمت (کی وجہ) سے ہے کہ آپ ان کیلئے نرم دل ہیں۔ اور اگر کہیں آپ ترش رو سخت دل ہوتے تو یہ آپکے اردگرد سے چھٹ جاتے۔"

(آل عمران 159:3)

جہاں کہیں قدرے رحمت کے پہلو کی گنجائش ہوتی آپ ﷺ وہی اختیار فرماتے۔

9-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

حضرت ابراہیم کو جب آگ میں پھینکا گیا تو انکا آخری قول یہی تھا ((حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ)) (بخاری)

سُوْرَةُ يُوْنُسَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّتِسْعُ اٰيَاتٍ وَّاَحَدَ عَشَرَ رُكُوْعًا

آیات ۱۰۹ (۱۰) سورۂ یونس مکی ہے (۵۱) رکوع ۱۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ① اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ

الر[2]۔ یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں○ کیا لوگوں کو اس بات پر تعجب ہوتا ہے کہ انہی میں سے

اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ

ایک آدمی پر[3] ہم نے وحی کی کہ وہ لوگوں کو ڈرائے اور ایمان لانے والوں کو یہ خوشخبری دے کہ ان کے رب

قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ②

کے ہاں ان کے لئے حقیقی عزت اور مرتبہ[4] ہے تو کافروں نے کہہ دیا کہ: "یہ صاف ساحر ہے"○

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ

تمہارا رب[5] یقیناً وہ اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَي الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ

پھر عرش پر قرار پکڑا[6]، وہی کائنات کا انتظام چلاتا ہے[7]، کوئی اس کے ہاں سفارش نہیں کر سکتا الایہ کہ

بَعْدِ اِذْنِهٖ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ③ اِلَيْهِ

اس کی اجازت ہو[8] ان صفات والا تمہارا رب ہے لہٰذا اسی کی عبادت کرو کیا تم غور نہیں کرتے؟○ تمہیں

مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ

اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے یہ اللہ کا پختہ وعدہ ہے وہی خلقت کی ابتدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا

لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

تاکہ ان لوگوں کو انصاف کے ساتھ بدلہ دے جو ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے۔ اور جنہوں نے کفر کیا

لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ④

ان کے لئے کھولتا ہوا پانی اور المناک عذاب ہو گا یہ اس انکار حق کا بدلہ ہے جو وہ کیا کرتے تھے○

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاۗءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ

وہی تو ہے جس نے سورج کو ضیاء[9] اور چاند کو نور بنایا اور چاند کے لئے منزلیں مقرر کر دیں

لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ

تاکہ تم برسوں اور تاریخوں کا حساب معلوم کر سکو اللہ نے یہ صرف حقیقی غایت کے لئے پیدا کی ہیں وہ اپنی نشانیاں

يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ⑤ اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ

ان کے لئے تفصیل سے بیان کرتا ہے جو کچھ علم رکھتے ہیں○ یقیناً رات اور دن کی تبدیلی میں

وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ⑥

اور ان چیزوں میں[10] جو اللہ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا کیں متقی قوم کے لئے نشانیاں ہیں○

1- یہ پوری سورت مکی ہے۔ صرف تین آیات 94-96 کو بعض مفسرین مدنی قرار دیتے ہیں۔

2- یہ حروف مقطعات ہیں۔ انکا واضح مفہوم متعین کرنا مشکل ہے۔ راجح قول کے مطابق یہ عرب اہل لسان کو چیلنج ہے قرآن انہیں بنیادی حروف سے مرکب ہے اگر تمہیں اس میں شک ہے تو تم بھی اس جیسا کلام بنالاؤ۔ واللہ اعلم۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھیں (البقرہ 2-1)

3- اس قسم کے اشکال ہر زمانے کے مشرکین کو ہوتے رہے ہیں کہ ہم جیسا آدمی رسول کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ یہ تو کہہ نہیں سکتے تھے کہ رسول تو ہے مگر آدمی نہیں کیونکہ جب رسول مان لیتے تو پھر جاکر خود اسی سے پوچھ لیتے اور جو کچھ وہ کہہ دیتا اس پہ ایمان لانا پڑتا تو مسئلہ حل ہو جاتا جبکہ آجکل کے مشرکین یہ کہتے ہیں کہ وہ رسول تو تھا مگر آدمی نہیں تھا۔ دیکھئے (الانعام 6:10-8)

4- یا سچائی کا مقام یعنی جنت' قدم کا لفظ سعی کیلئے بولا جاتا ہے گویا "قدم صدق" سے مراد نیک اعمال ہیں جس کا بدلہ اللہ کی جانب سے ملے گا۔

5- اور فرمایا۔

"اور ہمیں کچھ تھکاوٹ نہ ہوئی۔"

(ق 38:50)

جبکہ یہود کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ساتویں یوم آرام کیا۔ یہی یوم السبت ہے۔ معاذ اللہ

6- استویٰ کا معنی قرار پکڑنا یا ہم کر بیٹھنا ہے بعض عقل پرست فرقے جن میں جہمیہ اور معتزلہ سرفہرست ہیں۔ استویٰ کا معنی استولیٰ کرتے ہیں یعنی عرش پہ متمکن ہو گیا یا کائنات کے انتظام پہ غالب آگیا۔

اللہ تعالیٰ نے خود اپنے لئے عرش پر قرار پکڑنے یا اپنے ہاتھوں' پاؤں' آنکھوں چہرہ اور پنڈلی کا ذکر کیا ہے تو رہی یہ بات کہ عرش کیسا ہے؟ یا اس نے قرار کیسے پکڑا ہے؟ تو اس پر غور و فکر سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

7- وہ کائنات پیدا کر کے ایک طرف ہو کر بیٹھ نہیں رہا جیسا کہ بعض گمراہوں کا خیال ہے۔

8- اور وہ سفارش بھی اللہ تعالیٰ کی مرضی کی ہوگی۔ دیکھیں (الانبیاء 28:21) اور (النجم 26:53)

9- ضیاء میں نور کے علاوہ تپش اور حرارت بھی ہوتی ہے۔

یاد رہے کہ شمس ایک نیوکلیائی تعامل گاہ (Nuclear Reactor) ہے۔ روشنی اور حرارت کا مصدر ہے جدید تحقیقات کے مطابق شمس میں موجود ہائیدروجن' ہیلیم میں تبدیل ہو رہی ہے اور اسکی وجہ سے شمس کی سطح کا درجہ حرارت تقریباً 6000 ڈگری سینٹی گریڈ کے قریب ہے جبکہ اندرونی تہوں میں درجہ حرارت کئی کئی ملین ڈگری سینٹی گریڈ تک جا پہنچتا ہے۔

10- شمس و قمر کی گردش کی وجہ سے دن رات پیدا ہوتے ہیں۔ موسم وجود میں آتے ہیں اور پھل پکتے ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَآءَنَا وَرَضُوا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

جو لوگ ہماری ملاقات کی توقع نہیں رکھتے[1] اور دنیا کی زندگی پر ہی راضی اور

وَاطْمَأَنُّوا بِهَا وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُونَ ﴿٧﴾ أُولٰٓئِكَ

مطمئن ہو گئے ہیں اور وہ لوگ جو ہماری قدرت کی نشانوں سے غافل ہیں○ ان سب کا

مَأْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَ

ٹھکانا جہنم ہے یہ ان کاموں کا بدلہ ہے جو وہ کرتے رہے○ بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيهِمْ رَبُّهُمْ بِإِيمٰنِهِمْ ۚ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ

نیک اعمال کرتے رہے ان کے ایمان کی وجہ سے ان کا رب انہیں ایسے نعمتوں والے باغوں کی راہ

الْأَنْهٰرُ فِي جَنّٰتِ النَّعِيمِ ﴿٩﴾ دَعْوٰىهُمْ فِيهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ

دکھلائے گا جن[2] میں نہریں بہ رہی ہوں گی○ وہاں ان کی پکار یہ ہوگی "اے اللہ تو پاک ہے" اور ان کی

تَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ

باہم دعا یہ ہوگی "تم پر سلامتی ہو" اور خاتمہ کلام یہ ہوگا کہ "سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو

الْعٰلَمِينَ ﴿١٠﴾ ع وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ

سب جہانوں کا رب ہے[3]○ اور اگر اللہ بھی لوگوں کو برائی پہنچانے میں جلدی کرتا جیسے وہ طلب بھلائی میں کرتے

لَقُضِيَ إِلَيْهِمْ أَجَلُهُمْ ۖ فَنَذَرُ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَآءَنَا فِي

ہیں تو ان کی مدت پوری ہو چکی ہوتی لہٰذا[4] جو لوگ ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے انہیں ہم ان کی

طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿١١﴾ وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا

سرکشی میں بھٹکتے رہنے کے لئے کھلا چھوڑ دیتے ہیں○ اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں اپنے پہلو

لِجَنْبِهِ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّ

پر بیٹھے ہوئے یا کھڑے ہر حالت میں پکارتا ہے پھر جب ہم اس سے تکلیف دور کر دیتے ہیں تو ایسے

كَأَنْ لَمْ يَدْعُنَا إِلٰى ضُرٍّ مَسَّهُ ۚ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِينَ

گزر جاتا ہے جیسے اس نے تکلیف کے وقت ہمیں پکارا ہی نہ تھا[5] ایسے حد سے بڑھے ہوئے لوگوں کو وہی کام اچھے

مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٢﴾ وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ مِنْ قَبْلِكُمْ

لگتے ہیں جو وہ کرتے ہیں○ ہم تم سے پہلے کی بہت سی قوموں[6] کو ہلاک کر چکے ہیں

لَمَّا ظَلَمُوا ۙ وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوا

جبکہ انہوں نے ظلم کی روش اختیار کی ان کے پاس ان کے رسول واضح دلائل لے کر آئے مگر وہ ایمان لانے

لِيُؤْمِنُوا ۚ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ﴿١٣﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ

والے ہی نہ تھے ہم مجرم لوگوں کو ایسے ہی سزا دیتے ہیں○ پھر ان کے بعد

خَلٰٓئِفَ فِي الْأَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ﴿١٤﴾

ہم نے تمہیں زمین میں ان کا جانشین بنایا تاکہ دیکھیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو○

1-قیامت اور جزا سزا پہ ایمان نہ ہو تو انسان کسی صورت صراط مستقیم پہ نہیں رہ سکتا۔ یہ بات منطقی طور پہ بھی سمجھ آنے والی ہے اور قرآن کی دیگر متعدد آیات میں بھی وضاحت ہے۔

2-یوم قیامت اللہ تعالیٰ انہیں نور مہیا کریں گے جو انکی جنت تک راہنمائی کرے گا۔

"ان کا نور ان کے آگے اور دائیں جانب چلے گا وہ کہیں گے اے ہمارے رب ہمارا نور مکمل کر دے۔"

(التحریم 8:66)

3-ان لوگوں کی دنیامیں بھی عادت تھی کہ بات بات میں سبحان اللہ 'الحمدللہ' ماشاء اللہ کہتے تھے۔ جنت میں بھی انکی یہ عادت برقرار رہے گی۔ سبحان اللہ ایمان کی حلاوت کیا ہے؟ بستر مرگ پہ لیٹے ہوئے بھی جبکہ مومن انتہائی تکلیف دہ حالت میں ہوتا ہے اگر اس سے حال پوچھا جائے تو کہتا ہے الحمدللہ __ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اہل جنت کی زبانوں پر تسبیح وتحمید ایسے الہام ہوگا جیسے سانس (الہام کیا جاتا ہے) "

(مسلم)

4-جیسے لوگ انبیاء کو طعنے دیتے ہیں کہ جس عذاب کی باتیں کرتے ہو وہ لے آؤ یا جیسے غصہ اور پریشانی میں انسان خود اپنے آپکو اپنے عزیز واقارب کو ہی کوسنا شروع کردیتا ہے۔ اس کے نتیجے میں اگر اللہ تعالیٰ بددعائیں قبول کرتا تو کوئی بھی زندہ نہ رہتا۔

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اپنے لئے' اپنی اولاد کیلئے اور اپنے مالوں (غلاموں اور جانوروں) کیلئے بددعا نہ کرو ایسا نہ ہو کہ تم کسی ایسے وقت بددعا کرو جس میں اللہ تعالیٰ اسے قبول کرلے اور تم تباہ ہو جاؤ۔"

(ابوداؤد)

5-یہ عام طور پہ لوگوں کی عادت ہوتی ہے حتیٰ کہ اکثر مسلمانوں نے بھی یہی وطیرہ اپنا رکھا ہے۔ جیسے دوسری جگہ فرمایا۔

"اور جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو (لمبی) چوڑی دعائیں مانگتا ہے۔"

(فصلت 51:41)

حالانکہ ہونا یہ چاہئے تھا کہ عام حالات میں انسان اللہ کی نعمتوں کو پہچان کر اس کا شکرگزار رہے جس سے متوقع تکلیف پہنچنے سے پہلے ہی رفع ہونے کا امکان ہے۔ تکلیف آنے پہ بھی اللہ سے گریہ وزاری کرے اور اسکے رفع ہونے کے بعد بھی اللہ ہی کا احسان یاد رکھے۔

6-قرن کے معنی ایک عہد کے لوگ' قرون سے مراد ایسی اقوام ہیں جنہوں نے اپنے زمانہ میں عروج حاصل کیا تھا۔

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ ۙ قَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ

اور جب ان (کافروں) پر ہماری واضح آیات پڑھی جاتی ہیں جو ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے تو کہتے ہیں کہ: "اس[1]

لِقَاءَنَا ائْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَٰذَا أَوْ بَدِّلْهُ ۚ قُلْ مَا يَكُونُ لِي

قرآن کے سوا کوئی اور قرآن لاؤ یا اس میں تبدیلی کردو"۔[2] آپ ان سے کہئے: "مجھے یہ حق نہیں کہ میں اپنی طرف

أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِي ۖ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ ۖ

سے اس میں تبدیلی کردوں تو میں تو اسی کی اتباع کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے اگر میں اپنے رب کی

إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٥﴾ قُلْ

نافرمانی کروں تو میں بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں" ○ آپ کہئے:

لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَلَوْتُهُ عَلَيْكُمْ وَلَا أَدْرَاكُمْ بِهِ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ

اگر اللہ چاہتا تو میں تمہارے سامنے یہ قرآن نہ پڑھتا اور نہ اللہ تمہیں اس سے آگاہ کرتا میں نے اس سے پہلے

فِيكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿١٦﴾ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ

تمہارے درمیان پوری عمر گزاری ہے پھر بھی تم سوچتے نہیں[3] ○ پھر اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا

افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ ۚ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ

جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے ایسے مجرم کبھی

الْمُجْرِمُونَ ﴿١٧﴾ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ

فلاح نہیں پاتے ○ اور اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو ان کو کچھ فائدہ پہنچا سکیں

وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ ۚ قُلْ

نہ نقصان اور کہتے ہیں کہ "اللہ کے ہاں یہ ہمارے سفارشی ہوں گے آپ ان سے کہیے کیا تم اللہ کو

أَتُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ

ایسی بات کی خبر دیتے ہو[4] جس کا وجود نہ کہیں آسمانوں میں اسے معلوم ہوتا ہے اور نہ زمین میں؟"

سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿١٨﴾ وَمَا كَانَ النَّاسُ

وہ ایسی باتوں سے پاک اور بالاتر ہے جو یہ شرک کرتے ہیں ○ ابتداً لوگ ایک ہی

إِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ

امت تھے پھر انہوں نے آپس میں اختلاف کیا[5] اور اگر تیرے رب کی طرف ایک بات پہلے سے طے شدہ نہ

رَبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيمَا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١٩﴾ وَيَقُولُونَ

ہوتی تو جس بات میں وہ اختلاف کر رہے تھے ان کے درمیان اس کا فیصلہ ہو چکا ہوتا[6] ○ نیز کہتے ہیں کہ

لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ ۖ فَقُلْ إِنَّمَا

"اس پر اس کے رب کی طرف سے کوئی معجزہ کیوں نہیں اتارا گیا؟"[7] آپ ان سے کہئے کہ غیب

الْغَيْبُ لِلَّهِ فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ ﴿٢٠﴾ ع ۲

کے امور تو اللہ کے اختیار میں ہیں لہٰذا تم بھی انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں ○

1- مشرکین مکہ ملت ابراہیمی کے پیرو ہونے کے دعویدار تھے۔ توحید ربوبیت کے قائل تھے۔ البتہ الوہیت کی صفات میں اپنے دیوی دیوتاؤں کو بھی شریک کر لیا تھا۔ عقیدہ آخرت کے انکاری تھے جیسا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے۔

غالباً یہاں عقیدہ آخرت سے انکار کا ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ عقیدہ آخرت کے منکر ہی ایسی ڈھٹائی کی باتیں کرسکتے ہیں۔

2- یہ انکا آپ ﷺ سے طنز اور استہزاء ہے ورنہ اسی طرح کا مطالبہ کوئی بھی نہیں کرسکتا۔ دوسرے معنی میں یہ تہمت ہے کہ قرآن تم خود ہی بنا لاتے ہو۔

3- آپ ﷺ کی نبوت پہ سب سے بڑی دلیل یہ قرآن ہی ہے مگر جو قرآن پہ ایمان نہ رکھتا ہو اس کیلئے آپکی زندگی سب سے بڑی دلیل ہے۔ آخر چالیس سال کسی شخص کو سمجھنے کیلئے کم تو نہیں ہوتے۔

(ا)۔ آپ خود امی (یا ان پڑھ) تھے تمام زندگی کسی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ نہیں کیا۔ لہٰذا یہ ناممکن ہے کہ کسی سے کچھ سیکھ کر پیش کیا ہو جس کلام جیسا کلام تمام عرب پیش کرنے سے قاصر ہے۔ بلکہ کوئی سورت بھی پیش نہیں کرسکا۔ دوسرے کیا یہ ممکن ہے کہ عرب میں یا عجم میں کوئی ایسی شخصیت ہوتی جو کہ آپ ﷺ کو یہ قرآن سکھلاتی اور اپنے اس علمی معیار کے باوجود لوگوں میں معروف نہ ہوتی۔

(ب)۔ لوگ آپ ﷺ کی سیرت و کردار سے واقف تھے چنانچہ آپکو صادق اور امین کہا جاتا تھا۔ سارے عرب میں کسی نے ایک مرتبہ بھی آپ ﷺ پہ جھوٹ کا الزام نہیں لگایا۔ پھر کیا یکدم کوئی اتنا بڑا جھوٹ بول سکتا ہے اور وہ بھی ایسے کہ مسلسل 23 سالوں تک جھوٹ بولتا ہی چلا جائے؟

4- مشرکین مکہ کے عقیدہ کی وضاحت کی گئی ہے کہ وہ معبودان باطل کو اللہ کے ہاں سفارشی سمجھتے ہیں۔ جیسے آجکل کے جاہل اپنے زندہ و مردہ پیروں کے بارے میں عقیدہ رکھتے ہیں جس کی کوئی دلیل نہیں۔

5- حضرت آدمؑ اور اسکے کچھ عرصہ بعد تک کے زمانہ میں۔

6- کہ یہ دنیا دار الامتحان ہے اور یہاں لوگوں کو عمل کی مہلت دی جائیگی۔

7- کوئی بڑا حسی معجزہ۔ جیسے پہاڑ سونے کا بن جانا یا گئے گزرے ہوئے آباؤ اجداد کا زندہ ہو کر آجانا۔ تم اگر نہیں ایمان لاتے تو عذاب کا انتظار کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔

وَإِذَآ أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ إِذَا لَهُم مَّكْرٌ

اور جب کوئی تکلیف پہنچنے[1] کے بعد ہم انہیں اپنی رحمت (کا مزا) چکھاتے ہیں تو پھر یہ ہماری نشانیوں میں

فِيٓ ءَايَاتِنَا ۚ قُلِ اللَّهُ أَسْرَعُ مَكْرًا ۚ إِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ مَا تَمْكُرُونَ ﴿٢١﴾

چال بازیاں کرتے ہیں کہدیں کہ: "اللہ جلد تمہاری چالوں[2] کا جواب دے گا یقیناً ہمارے رسول انہیں لکھتے جاتے

هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۖ حَتَّىٰٓ إِذَا كُنتُمْ فِي الْفُلْكِ وَ

ہیں O وہی ہے جو تمہیں خشکی اور سمندر میں سیر کراتا ہے حتیٰ کہ جب تم کشتی میں ہوتے ہو اور کشتیاں

جَرَيْنَ بِهِم بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَفَرِحُوا بِهَا جَآءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ

باد موافق سے انہیں لے کر چلتی ہیں جن سے وہ خوش ہوتے ہیں کہ (یکدم) ان کشتیوں کو آندھی آلیتی ہے

وَجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِن كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوٓا أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا

اور ہر طرف سے موجوں کے تھپیڑے لگتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ اب گھیرے میں آ گئے تو اس وقت

اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ لَئِنْ أَنجَيْتَنَا مِنْ هَٰذِهِ لَنَكُونَنَّ

عبادت کو اللہ کے لئے خالص کرتے ہوئے دعا[3] مانگتے ہیں کہ: "اگر تو نے ہمیں اس سے بچا لیا تو ہم

مِنَ الشَّاكِرِينَ ﴿٢٢﴾ فَلَمَّآ أَنجَاهُمْ إِذَا هُمْ يَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ

شکر گزار بن کر رہیں گے" O پھر جب اللہ نے انہیں بچا لیا تو فوراً حق سے منحرف ہو کر زمین میں بغاوت

الْحَقِّ ۗ يَٰٓأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلَىٰٓ أَنفُسِكُم ۖ مَّتَاعَ الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا ۖ

کرنے لگتے ہیں لوگو! تمہاری بغاوت (کا وبال) تمہی پر پڑے گا دنیا کی زندگی کے مزے لوٹ لو

ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٢٣﴾ إِنَّمَا مَثَلُ

پھر تمہیں ہمارے پاس ہی آنا ہے اور ہم تمہیں بتا دیں گے کہ تم کیا کرتے تھے O دنیا کی زندگی کی

الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ أَنزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ

مثال تو ایسے ہے جیسے ہم نے آسمان سے پانی برسایا جس سے زمین کی نباتات خوب

الْأَرْضِ مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ وَالْأَنْعَامُ حَتَّىٰٓ إِذَآ أَخَذَتِ الْأَرْضُ

گھنی[4] ہو گئی جس سے انسان بھی کھاتے ہیں اور چوپائے بھی حتیٰ کہ زمین اپنی بہار پر آ گئی

زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ أَهْلُهَآ أَنَّهُمْ قَٰدِرُونَ عَلَيْهَآ أَتَىٰهَآ

اور خوشنما معلوم ہونے لگی اور مالکوں کو یقین ہو گیا کہ وہ اس پیداوار سے فائدے اٹھانے پر قادر ہیں تو یکایک

أَمْرُنَا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنَاهَا حَصِيدًا كَأَن لَّمْ تَغْنَ

رات کو یا دن کو ہمارا حکم (عذاب) آپہنچا تو ہم نے اسے کٹی ہوئی کھیتی کی طرح بنا دیا جیسے کل وہاں کچھ تھا

بِالْأَمْسِ ۚ كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٢٤﴾ وَاللَّهُ

ہی نہیں[5] اسی طرح ہم اپنی آیات ان لوگوں کے لئے تفصیلاً بیان کرتے ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں O اور

يَدْعُوٓا إِلَىٰ دَارِ السَّلَٰمِ وَيَهْدِي مَن يَشَآءُ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٢٥﴾

اللہ تمہیں سلامتی[6] کے گھر (جنت) کی طرف بلاتا ہے اور وہ جسے چاہتا ہے راہ ہدایت دکھلا دیتا ہے O

1-غالباً اس آیت میں مکہ کے اسی قحط کی جانب اشارہ ہے جو کہ سات سالہ عرصہ میں محیط تھا۔ شدید قحط سے لوگ بلبلا اٹھے۔ ابو سفیان نے آپ ﷺ کو قرابت کا واسطہ دے کر دعا کی درخواست کی جس سے قحط دور ہو گیا۔ اس کے بعد انہوں نے پھر کفر پر جمے رہنے کیلئے تاویلیں شروع کر دیں۔

2-اردو زبان میں مکر عموماً برے معنوں میں استعمال ہوتا ہے جبکہ عربی میں تدبیر اور حکمت عملی کو بھی کہتے ہیں۔

3-یہ انسانی فطرت ہے کہ جب مصیبت اور پریشانی میں اس کے تمام اسباب منقطع ہوتے ہیں تو پھر وہ خالص اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے۔ اس وقت تمام شیطانی فلسفے بھول جاتے ہے۔ اس یہ بھی معلوم ہوتا ہے اللہ کی توحید فطرت ہے جو کہ انسان کے لاشعور میں موجود ہوتی ہے جس پہ ماحول اور مفادات کی دبیز تہہ چڑھی رہتی ہے۔ حدیث میں ایک واقعہ آتا ہے۔

جب مکہ فتح ہو گیا تو (عکرمہ بن ابو جہل) وہاں سے فرار ہو گئے۔ کشتی پہ سوار ہوئے تو کشتی طوفانی ہواؤں کی زد میں آگئی جس پر ملاح نے کشتی پر سوار لوگوں سے کہا کہ اب اللہ واحد سے دعا کرو تمہیں اس طوفان سے اسکے سوا کوئی نجات دینے والا نہیں۔ حضرت عکرمہ ؓ کہتے ہیں کہ میں نے سوچا اگر سمندر میں نجات دینے والا صرف ایک اللہ ہے تو خشکی میں بھی یقیناً نجات دینے والا وہی ہے اور یہی بات محمد ﷺ کہتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ اگر میں یہاں سے بچ گیا تو مکہ واپس جا کر اسلام قبول کر لوں گا۔ چنانچہ یہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے۔

(ابو داؤد)

4-فاختلط یعنی اختلاط ہو گیا اور گھل مل گئی۔ اتنی زیادہ کھیتی ہو گئی کہ پتے ایک دوسرے کے اندر گھل مل گئے یا جو نباتات حاصل ہوئیں وہ انسان اور حیوان دونوں کیلئے مشترکہ ہو جیسے گندم کی بالیوں میں دانہ انسان کیلئے اور بھوسہ حیوان کیلئے۔

5-اس مثال میں دنیا کی بے ثباتی کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس طرح کھیتی میں بہار آتی ہے اسی طرح انسان کی زندگی میں جوانی آتی ہے تو ہر طرف سے بے پرواہ اپنی زندگی میں مست ہو جاتا ہے پھر اچانک موت آتی ہے اور کچھ عرصہ بعد اسکی حالت یہ ہوتی ہے جیسا کہ دنیا میں اسکا وجود ہی نہ تھا۔ تقریباً 99 فیصد لوگوں کا حال یہی ہوتا ہے۔

6-یہ دنیا کی زندگی کی مثال بیان ہوئی۔ اس کے مقابلہ میں ایک مسلمان کیلئے آخرت سلامتی کا گھر ہے۔ ہر آفت سے محفوظ جہاں فرشتے بھی سلامتی کی دعا کریں گے اور خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی سلام کا تحفہ ہو گا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

"اور ان کا تحفہ اس (جنت) میں سلام ہو گا۔"

(یونس 10:10)

لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ ۖ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوهَهُمْ قَتَرٌ وَلَا

جن لوگوں نے اچھے کام کئے ویسا ہی اچھا بدلہ[1] ہوگا اور اس سے زیادہ بھی، ان کے چہروں پر سیاہی چھائے گی اور نہ

ذِلَّةٌ ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (٢٦) وَالَّذِينَ كَسَبُوا

ذلت یہی لوگ جنتی ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے○ اور جن لوگوں نے

السَّيِّئَاتِ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۖ مَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ

برے کام کئے ان کو اتنا ہی بدلہ ملے گا ان پر ذلت چھائی ہوگی کوئی انہیں اللہ سے

مِنْ عَاصِمٍ ۖ كَأَنَّمَا أُغْشِيَتْ وُجُوهُهُمْ قِطَعًا مِنَ اللَّيْلِ مُظْلِمًا ۚ

بچانے والا نہ ہوگا ان کے چہروں پر ایسی تاریکی چھائی ہوگی جیسے ان پر تاریک رات کے پردے پڑے ہوئے ہوں[2]

أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (٢٧) وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ

یہی لوگ جہنمی ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے○ اور جس دن ہم سب کو اکٹھا کر

جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ أَنْتُمْ وَشُرَكَاؤُكُمْ ۚ

دیں گے پھر جن لوگوں نے شرک کیا تھا انہیں کہیں گے کہ: "تم اور تمہارے شریک اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو"

فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ ۖ وَقَالَ شُرَكَاؤُهُمْ مَا كُنْتُمْ إِيَّانَا تَعْبُدُونَ (٢٨)

پھر ہم انہیں علیحدہ کردیں گے تو ان کے شریک انہیں کہیں گے کہ: "تم ہماری بندگی کرتے ہی نہیں تھے○

فَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ

ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کافی گواہ ہے کہ ہم تمہاری عبادت سے بالکل بے خبر[3]

لَغَافِلِينَ (٢٩) هُنَالِكَ تَبْلُو كُلُّ نَفْسٍ مَا أَسْلَفَتْ ۚ وَرُدُّوا إِلَى اللَّهِ

تھے○ اس وقت ہر شخص اپنے اعمال کو، جو آگے بھیجے ہوں گے جانچ لے گا اور وہ اللہ کی طرف لوٹائے

مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ ۖ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ (٣٠) قُلْ مَنْ

جائیں گے جو ان کا حقیقی مالک ہے اور جو وہ افتراپردازیاں کرتے رہے سب انہیں بھول جائیں گی[4]○ کہہ دیجئے:

يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَ

کون آسمان اور زمین سے تمہیں رزق دیتا ہے؟ یا وہ کون ہے جو سماعت اور بینائی کی قوتوں کا مالک ہے؟ اور

مَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدَبِّرُ

کون ہے جو مردہ سے زندہ کو اور زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے؟ اور کون ہے جو کائنات کا انتظام چلا رہا

الْأَمْرَ ۚ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ ۚ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ (٣١) فَذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۖ

ہے؟ وہ بول اٹھیں گے کہ "اللہ" پھر پوچھئے کہ "تم اس سے ڈرتے کیوں نہیں؟"[5]○ یہی اللہ تمہارا حقیقی

فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ ۖ فَأَنَّىٰ تُصْرَفُونَ (٣٢) كَذَٰلِكَ

رب پھر حق کے بعد سوائے گمراہی کے کیا باقی رہ جاتا ہے؟ پھر تم کہاں سے پھرائے جارہے ہو؟[6]○ اس طرح

حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ فَسَقُوا أَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ (٣٣)

آپ کے رب کی بات ان بدکرداروں پر صادق آگئی کہ وہ کبھی ایمان نہ لائیں گے○

1-اس آیت کی سب سے مشہور تفسیر کے مطابق "حسنی" کا معنی جنت اور اسکی نعمتیں ہیں۔ "زیادہ" کا معنی اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جب جنت والے جنت میں داخل ہو جائیں گے تو پکارنے والا ندا دے گا کہ تم سے اللہ نے ایک اور بھی وعدہ کر رکھا ہے جسے وہ پورا کرنیوالا ہے۔ جنتی کہیں گے کیا ہمارے چہرے روشن نہیں ہوئے؟ یا اس نے ہمیں جہنم سے نجات نہیں دی اور جنت میں داخل نہیں کر دیا؟ (تو اب کونسی کمی رہ گئی ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تب اللہ تعالیٰ حجاب کو ہٹا دے گا۔ اللہ کی قسم جنتیوں کو جو کچھ بھی ملا ہوگا ان سب چیزوں سے زیادہ محبوب انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف نظر کرنا ہوگا۔"

(ترمذی)

2-جیسے فرمایا۔

"جس دن کچھ چہرے سفید ہوں گے اور کچھ چہرے سیاہ ہونگے۔"

(آل عمران 106:3)

3-اگر وہ بے جان تھے جیسے شجر' حجر اور شمس ستارے وغیرہ تو اللہ انہیں قوت گویائی دے دے گا۔ جس کے بعد وہ اس سلسلہ میں اپنی لاعلمی کا اظہار کر دینگے۔ اور اگر وہ معبود جاندار تھے جیسے فرشتے' انبیاء' پیران وغیرہ تو وہ بھی ایسی کسی عبادت کے بارے میں اپنی لاعلمی کا اظہار کر دینگے دیکھئے (المائدہ 115-117:5)

4-یعنی اللہ کے ہاں انکی سفارش کے سارے خواب چکنا چور ہو جائیں گے۔ بعض لوگوں کا عقیدہ ہوتا ہے کہ فلاں پیر کی بیعت ہو جانا ہی اخروی عذاب سے نجات کا ضامن ہے۔ اس دن خود انہیں ہی یاد نہ آئیگا کہ ہم کس وجہ سے انکی عبادت کرتے رہے۔

5-یہ مشرکین مکہ کا عقیدہ تھا۔ گویا توحید فی الربوبیت کی بناء پہ شرک فی الوہیت کی تردید پہ دلیل پیش کی جارہی ہے۔

آج کل کے کئی مسلمانوں کو بھی انہی مشرکین کی طرح غلط فہمی ہو گئی ہے۔

6-جو لوگ محض ضد اور ہٹ دھرمی سے کام لیتے ہیں ان کے بارے میں اللہ کا یہی فیصلہ ہوتا ہے کہ انہیں ہدایت نصیب نہیں ہوتی۔

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ قُلِ اللّٰهُ

پوچھئے تمہارے شریکوں میں کوئی ہے جس نے تخلیق کی ابتدا کی ہو، پھر اسے دوبارہ پیدا کرے؟[1] کہئے: اللہ نے

يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ

تخلیق کی ابتدا کی پھر دوبارہ پیدا کرے گا پھر تم کیسے بھکائے جاتے ہو○ پوچھیے: تمہارے شریکوں میں کوئی

مَّنْ يَّهْدِيْۤ اِلَى الْحَقِّ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ؕ اَفَمَنْ يَّهْدِيْۤ

ہے؟ جو حق کی طرف رہنمائی کر سکے؟" کہہ دیجئے "اللہ ہی حق کی رہنمائی کرتا ہے[2] بھلا یہ شخص جو حق کی

اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْۤ اِلَّاۤ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۟

طرف رہنمائی کرے وہ اتباع کا زیادہ حقدار ہے یا وہ جو خود بھی راہ نہیں پا سکتا الا یہ کہ اسے راہ بتائی جائے؟ پھر

كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ؕ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ

تمہیں کیا ہے، یہ تم کیسے فیصلے کرتے ہو؟○ (در حقیقت) ان کی اکثریت ظن کی پیروی کر رہی ہے[3] حالانکہ ظن حق

مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَمَا كَانَ هٰذَا

کے مقابلہ میں کسی کام نہیں آ سکتا بلاشبہ اللہ خوب جانتا ہے جو عمل یہ کر رہے ہیں○ یہ قرآن ایسی چیز

الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ

نہیں جسے اللہ کے سوا کوئی اور بنا سکے بلکہ یہ تو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق

بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۷﴾

(کرتی) ہے اور الکتاب کی تفصیل ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ رب العالمین کی طرف سے ہے○

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ

کیا وہ کہتے ہیں کہ "اس نے خود ہی قرآن بنا ڈالا؟ کہہ دیں تم بھی ایسی ہی کوئی ایک سورت بنا لاؤ[4] اور

اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾ بَلْ كَذَّبُوْا

اللہ کے سوا جس جس کو تم بلا سکو بلا لو اگر تم سچے ہو"○ بلکہ انہوں نے اس چیز کو

بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ

جھٹلا دیا جس کا وہ اپنے علم سے احاطہ نہ کر سکے حالانکہ ابھی تک اس کا انجام سامنے نہیں آیا اسی طرح ان

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَ

لوگوں نے بھی جھٹلا دیا جو ان سے پہلے تھے پھر دیکھ لو، ظالموں کا کیا انجام ہوا؟○ اور

مِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ

ان میں سے بعض ایسے ہیں جو اس (قرآن) پر ایمان لاتے ہیں اور بعض نہیں لاتے اور آپ کا رب ان

بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴۰﴾ ع وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ

مفسدوں کو خوب جانتا ہے○ اور اگر وہ آپ کو جھٹلائیں تو کہہ دیں "میرے لئے میرا عمل اور تمہارے لئے

اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّاۤ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۱﴾

تمہارا عمل" تم اس سے بری ہو جو میں کرتا ہوں اور میں اس سے بری ہوں جو تم کر رہے ہو○

1-جو عدم سے پیدا کر سکیں۔ یاد رہے کہ اللہ کے سوا کوئی مخلوق ایسی نہیں جو کہ انسان وحیوان تو کجا ایک ذرہ بھی پیدا کر سکے۔ دنیاجہاں کے سائنس دان اور انجینئر سائنسی ترقی کے نام پہ جو کرتے ہیں وہ صرف پیدا شدہ مادہ کی شکل تبدیل کرنا ہے!۔ اگر اللہ ہی نے پہلے پیدا کیاتو پھر بھی پیدا کرے گا۔ بلکہ دوبار پیدا کرنا پہلی دفعہ سے سہل ہی ہے۔

2-ایسی کامل ہدایت جو کہ زندگی کے ہر شعبہ کو محیط ہو۔ جس میں تہذیب' اخلاق' معیشت' معاشرت غرض جامع راہنمائی ہو۔ اگر کوئی بادشاہ یا سربراہ ایسی جرات کرے گا بھی تو اس میں کئی نقائص ہوں۔ معاشرے کے کئی طبقات کے حقوق تلف ہوں کے اور اس پہ اپنے ماحول' قوم وغیرہ کے تعصبات کی چھاپ ضرور ہوگی۔

3-جن لوگوں نے ایسے شریک ٹھہرائے ہیں___ اور باطل مذاہب کی داغ بیل ڈالی ہے انکی ساری عمارت کی بنیاد ظن پہ قائم ہے۔ دلیل اور علم انکے پاس نہیں ہے۔

4-یہ قرآن افتراء کیسے ہو سکتا ہے جبکہ یہ خود معجزوں کا معجزہ (Miracle Of Miracles) ہے دیگر انبیاء اور رسولوں کی نبوت اور رسالت ایک محدود زمانہ کیلئے ہوتی تھی جبکہ آپکی رسالت دائمی ہے چنانچہ معجزہ بھی دائمی ہونا چاہیے تھا۔ قرآن وہ معجزہ ہے جو کہ خود کئی ملین غیر مسلم عربوں کو چیلنج کر رہا ہے کہ اس جیسی کوئی ایک سورت ہی بنالاؤ۔ چاہے اس کام کیلئے دنیا بھر کے جن اور انسان بھی اکٹھے کرلو۔ اللہ تعالیٰ نے اسکی حفاظت کی ذمہ داری خود اٹھا رکھی ہے۔ یہ ذمہ داری کیسے پوری کی جارہی ہے؟ ذرا تصور کریں خود قرآن کریم کے الفاظ توہزاروں لوگوں کے سینوں میں محفوظ ہیں۔ دوسری جانب اگر وہ لسان جس میں قرآن کریم نازل ہوا ہے یعنی لسان عربی لوگوں کے استعمال میں نہ رہے یا زندہ لسان نہ رہے تو اسکے مفہوم اور معانی کی حفاظت نہ ہو سکے گی چنانچہ قرآن کریم کا یہ بھی معجزہ ہے کہ اس نے چودہ سو سال سے عربی کو ایک زندہ لسان بنا رکھا ہے اور کئی ملین لوگوں کے دلوں اور انکی زبانوں کو پابند کیا ہوا ہے کہ وہ یہی لسان بولیں۔ دنیا کی کوئی بھی لسان ہو اس میں ایک صدی بعد ہی بہت سی تبدیلیاں آنی شروع ہو جاتی ہے اور وہ لسان پرانی ہو جاتی ہے پھر زبانیں صفحہ ہستی سے مٹ جاتی ہیں۔ مگر قرآن کریم والی عربی آج بھی اتنی ہی تازہ ہے جتنی چودہ سو سال قبل تازہ تھی اور لوگ اس کے پڑھنے اور سننے سے وہی حلاوت' اثر آفرینی اور واردات قلب محسوس کرتے ہیں وہی تو اس قرآن کریم کا معجزہ تھا کہ مشرکین مکہ دوسروں کو منع کرتے تھے کہ یہ قرآن نہ سننا ورنہ تم متاثر ہو جاؤ گے اور خود چھپ چھپ کر سنتے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ۭ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا

اور ان میں سے کچھ لوگ آپ کی باتیں سنتے ہیں[1] مگر کیا آپ بہروں کو سنا سکتے ہیں خواہ وہ کچھ بھی سمجھ

لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٤٢﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ۭ اَفَاَنْتَ تَهْدِي الْعُمْيَ وَ

نہ سکتے ہوں○ اور انہی میں سے کچھ لوگ آپ کی طرف دیکھتے ہیں[2] تو کیا آپ اندھوں کو راہ دکھا سکتے ہیں

لَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿٤٣﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْـــًٔا وَّلٰكِنَّ

خواہ وہ کچھ دیکھتے (بھالتے) نہ ہوں○ اللہ تعالیٰ تو لوگوں پر کچھ بھی ظلم نہیں کرتا بلکہ لوگ خود ہی اپنے

النَّاسَ اَنْفُسَھُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿٤٤﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُھُمْ كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا

آپ پر ظلم کرتے ہیں[3]○ اور جس دن اللہ انہیں جمع کرے گا (وہ محسوس کریں گے) جیسے (دنیا میں) دن کی

سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَھُمْ ۭ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

صرف ایک ساعت ہی رہے ہوں[4] وہ ایک دوسرے کو پہچانتے ہوں گے جن لوگوں نے ہماری ملاقات کو جھٹلا دیا تھا

بِلِقَاۗءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿٤٥﴾ وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ

وہ خسارہ میں رہے اور ہدایت نہ پا سکے○ جس عذاب کا ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں اس کا کچھ حصہ خواہ

نَعِدُھُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُھُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰي مَا

ہم آپ کو جیتے جی دکھلائیں یا[5] (پہلے) آپ کو اٹھالیں انہیں بہرحال ہماری طرف لوٹنا ہے اور جو کچھ وہ کر رہے

يَفْعَلُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَاۗءَ رَسُوْلُھُمْ قُضِيَ بَيْنَھُمْ

ہیں اس پر اللہ گواہ ہے○ ہر امت کے لئے ایک رسول ہے[6] پھر جب ان کے پاس وہ رسول آتا ہے تو پورے

بِالْقِسْطِ وَھُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ

انصاف کے ساتھ ان کے درمیان فیصلہ کیا جاتا ہے اور ان پر ظلم نہیں کیا جاتا○ نیز پوچھتے ہیں "اگر تم سچے

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٤٨﴾ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَاۗءَ

ہو تو وہ دھمکی آخر کب پوری ہو گی؟"[7]○ کہدیں کہ: مجھے تو اپنے بھی نفع و نقصان کا اختیار نہیں[8] مگر جو

اللّٰهُ ۭ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ اِذَا جَاۗءَ اَجَلُھُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً

اللہ چاہے ہر امت کے لئے ایک مدت مہلت ہے جب ان کی مدت پوری ہو جاتی ہے تو پھر ایک گھڑی کی

وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿٤٩﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا

تقدیم و تاخیر نہیں ہو سکتی[9]○ آپ ان سے پوچھیے ذرا سوچو تو اگر تم پر اللہ کا عذاب رات کو یا دن کو آ جائے

مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٥٠﴾ اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ۭ

تو پھر مجرم لوگ آخر کس چیز کی جلدی کر رہے ہیں؟○ کیا جب وہ عذاب واقع ہو جائے گا تو اس وقت تم ایمان لاؤ

اٰۗلْئٰنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿٥١﴾ ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

گے اب[10] (تمہیں یقین آیا) جبکہ اسی کے لئے تو تم جلدی مچا رہے تھے○ پھر ظالموں سے کہا جائے گا کہ

ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿٥٢﴾

ابدی عذاب کا مزا چکھو یہ تمہیں انہی کاموں کا بدلہ دیا جاتا ہے جو تم کرتے رہے○

1-یہ دل کے بہرے ہیں۔ ہدایت کیلئے قرآن سنتے ہی نہیں۔ اعتراضات اٹھانے کیلئے سنتے ہیں۔

2-دل کے اندھے ہیں بصیرت سے محروم ہیں۔ ہدایت کیلئے دیکھتے ہی نہیں۔

3-اللہ تعالیٰ نے ہدایت دے کر اپنے نبی کو بھیج دیا اور انہیں ہدایت کو سمجھنے کیلئے سب صلاحیتیں عطاء فرمائیں تو اب یہ خود ہی اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں۔

4-اس یوم کی مدت پچاس ہزار سال ہے۔ اس وقت دنیا کی زندگی تو ایسی معلوم ہو گی جیسے کہ بس ایک گھڑی ہی رہے ہیں۔ اس یوم کی مشکلات اور مصائب اس قدر ہوں گے وہ کسی سے ہمدردی اور بات چیت کے روادار نہ ہوں گے۔ ایک دوسرے کو ایسے پہچانتے ہوں گے جیسے دنیا میں پہچانتے تھے۔

5-جیسے اسلام کی نصرت کا وعدہ کفار کی ذلت و رسوائی اور عذاب کا وعدہ دنیا میں ہی اللہ تعالیٰ نے پورا کر دیا۔ آخرت کا عذاب تو بہرحال یقینی اور سخت ہے۔

6-جو کہ اتمام حجت کر دیتا ہے۔ حق اور باطل کھول کر رکھ دیتا ہے۔ انجام سے خبردار کر دیتا ہے۔ اللہ کا فیصلہ یہی ہے کہ حق کو غالب کرے گا اور باطل کو ذلیل و رسواء کرے گا۔ یہ تنبیہہ ہے مشرکین کو کہ جب پہلی قومیں رسول کو جھٹلانے پہ تباہ ہوئی ہیں تو تمہارا حشر بھی اس سے مختلف نہ ہو گا۔

7-یہ طنز اور تمسخر سے کہتے کیونکہ انہیں یہ یقین تو ہوتا ہی نہ تھا کہ یہ مٹھی بھر بے سروسامان مسلمان بھی کہیں غالب آجائیں گے۔

8-جب میں اپنے نفع نقصان کا مالک نہیں ہوں تو تمہیں عذاب دینا میرے بس میں کہاں؟ نہ ہی میں نے اسکا دعویٰ کیا ہے یہ تو صرف اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ یہ ایک مقررہ وقت ہے جب یہ آجائے گا تو پھر اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔

9-کیا اس وقت یہ عذاب سے بچنے کی طاقت رکھتے ہیں؟ جو اس قدر جلدی مچا رہے ہیں۔

10-اب ایمان لانے سے کیا فائدہ؟ جبکہ عذاب آچکے۔ فرعون بھی ایسی حالت میں ایمان لایا لیکن اس کا ایمان اسے بچا نہ سکا۔ فرمان الٰہی ہے۔

"جب فرعون ڈوبنے لگا تو بولا: میں اس بات پر ایمان لاتا ہوں کہ الہ صرف وہی ہے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں اس کا فرماں بردار ہوں۔ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اب (تو ایمان لاتا ہے؟) جبکہ پہلے نافرمانی کرتا رہا اور مفسد بنا رہا۔ آج تو ہم تیری لاش کو ہی بچائیں گے تاکہ تو بعد میں آنے والوں کیلئے نشان عبرت بنے"۔

(یونس 10:92-90)

وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ۭ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ڼ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝53

نیز وہ آپ سے پوچھتے ہیں "یہ واقعی سچ[1] ہے؟" کہئیے: میرے رب کی قسم! سچ ہے اور تم روک نہیں سکتے○

وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ۭ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ

جس نے ظلم کیا وہ اگر روئے زمین کی دولت بھی فدیہ میں دے[2] سکے گا دے ڈالے اور جب وہ عذاب دیکھیں گے تو

لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَھُمْ بِالْقِسْطِ وَھُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝54 اَلَآ

ندامت کو چھپائیں گے ان کا فیصلہ پورے انصاف سے ہوگا اور ان پر ظلم نہ ہوگا○ سن

اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ

لو! جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے سن لو! اللہ کا وعدہ سچا ہے مگر

اَكْثَرَھُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝55 ھُوَ يُـحْيٖ وَيُمِيْتُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝56 يٰٓاَيُّھَا

اکثر لوگ جانتے نہیں○ وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے اور اسی کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے○

النَّاسُ قَدْ جَاۗءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَاۗءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ

لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے (یہ کتاب) نصیحت[3] آ چکی یہ دلوں کے امراض کی شفا[4]

وَھُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝57 قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ

اور مومنوں کے لئے ہدایت[5] اور رحمت[6] ہے○ کہئیے کہ (یہ) اللہ کے فضل اور اس کی مہربانی سے (نازل کردہ ہے)

فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۭ ھُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝58 قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ

لہٰذا انہیں اس پر خوش ہونا[7] چاہئیے یہ[8] اس سے بہتر ہے جو وہ جمع کر رہے ہیں○ کہئیے: اللہ نے تمہارے

اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ۭ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ

لئے جو رزق[9] اتارا تھا اس میں تم خود ہی کسی کو حرام کر لیتے ہو اور کسی کو حلال[10] تو کیا اللہ نے تمہیں اجازت

لَكُمْ اَمْ عَلَي اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ۝59 وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَي اللّٰهِ

دی تھی؟ یا تم اللہ پر افترا کرتے ہو؟○ اور جو لوگ اللہ پر افترا کرتے ہیں ان کا

الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَي النَّاسِ وَلٰكِنَّ

قیامت کے دن کے متعلق کیا خیال ہے؟ بلاشبہ اللہ تو سب لوگوں پر مہربان ہے لیکن

اَكْثَرَھُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝60 وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ

اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے○ (اے نبی!) تم جس حال میں بھی ہوتے ہو، اور قرآن میں سے جو کچھ بھی

قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ

سناتے ہو اور (لوگو) جو کام بھی تم کر رہے ہوتے ہو، ہم ہر وقت تمہارے سامنے موجود ہوتے ہیں جبکہ تم اس

فِيْهِ ۭ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا

میں مشغول ہوتے ہو۔ زمین اور آسمان میں کوئی ذرہ برابر چیز بھی ایسی نہیں جو آپ کے رب سے چھپی ہو

فِي السَّمَاۗءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝61

اور ذرہ سے بھی چھوٹی یا اس سے بڑی کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو واضح کتاب (لوح محفوظ) میں درج نہ ہو○

1-اس سے عذاب الٰہی، معاد یعنی قیامت اور جزا و سزا، آپ ﷺ کی رسالت اور قرآن کریم سب مراد ہو سکتے ہیں۔

2-جیسے فرمایا۔

"مجرم یہ چاہے گا کہ آج کے دن کے عذاب (سے بچنے) کے فدیہ کے طور پہ اپنا بیٹا دے دے۔ اپنی بیوی اور بھائی بھی اور وہ خاندان اور قبیلہ جو اسے بچاتا تھا۔ زمین میں جو کچھ بھی ہے وہ سب دے دے مگر وہ خود بچ جائے۔"

(المعارج 70:14-11)

ندامت اسلئے چھپائیں گے کہ انہوں نے باطل رستہ لاعلمی کی بناء پر نہیں بلکہ ضد اور ہٹ دھرمی کی بناء پہ اختیار کیا تھا۔

3-موعظہ جو وعظ کرے۔ وعظ ایسی نصیحت ہے جو انسان کی توجہ دنیا سے ہٹا کر اللہ اور یوم آخرت کی طرف مبذول کروے اور جس سے دلوں میں رقت پیدا ہو۔

4-دل کی بیماریاں جیسے کفر، شرک، نفاق، شقاق، حسد، بغض، کینہ، بخل اور لالچ وغیرہ ان سب کیلئے قرآن شفا ہے۔

5-ہدایت زندگی کے تمام شعبوں کیلئے۔ ہر قسم کے افراد کیلئے یہ متوازن حقوق و فرائض متعین کرتا ہے۔ یہ وہ توازن ہے جس سے بہتر توازن ممکن ہی نہیں۔

6-جو لوگ یا قوم اس پہ ایمان لا کر عمل کریں ان کیلئے رحمت ہے۔

حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن کریم) کے ذریعے بہت سے لوگوں کی سربلندی عطا کرے گا اور بہت سے لوگوں کو ذلیل و رسوا کرے گا۔"

(مسلم)

7-خوشی کا یہ مفہوم نہیں ہو سکتا کہ انسان آپے سے باہر ہو جائے۔ بے حد اسراف شروع کر دے۔ ایک مسلمان جیسے پریشانی میں بھی اللہ کو نہیں بھولتا خوشی میں بھی اللہ کو یاد رکھتا ہے۔

8-قرآن کیونکہ یہ ابدی نعمتوں کا رستہ دکھلاتا ہے۔

9-رزق اللہ کی دین یا عطیہ اس میں کھانے پینے کے علاوہ دیگر نعمتیں بھی شامل ہیں۔

10-اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ اشیاء کو حرام کرنا یا حرام کردہ اشیاء کو حلال کرنا غیر اللہ کو رب بنانے کے مترادف ہے۔ اس کا اختیار آپ ﷺ کو بھی نہ تھا۔ دیکھئے (التحریم 1:66)

اس آیت میں ان مقلد حضرات کیلئے وعید شدید ہے جو افتاء کی کرسی پہ براجمان ہو جاتے ہیں اور حلال و حرام و جواز اور عدم جواز کے فتوے صادر کرتے ہیں حالانکہ انکا مبلغ علم اتنا ہی ہوتا ہے کہ امت کے کسی فرد (یعنی کسی امام) نے جو بات کہہ دی اسے نقل کر دیتے ہیں خود انہیں کتاب و سنت اس کے دلائل کا علم نہیں ہوتا حالانکہ ایسے فتاویٰ فقط قرآن و سنت کے دلائل پہ دیئے جانا چاہئیں۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾

سن لو! جو اللہ کے دوست[1] ہیں انہیں نہ کچھ خوف[2] ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے○

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ

جو ایمان لائے اور اللہ سے ڈرتے رہے○ ان کے لئے دنیا کی زندگی میں بھی خوشخبری[3]

الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ هُوَ

ہے اور آخرت میں بھی، اللہ کی باتوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی یہی بہت

الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۴﴾ وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ

بڑی کامیابی ہے○ (اے نبی!) کافروں کی باتوں سے آپ غمزدہ نہ ہوں۔ عزت تو تمام تر اللہ ہی

جَمِيْعًا ۚ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۵﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ

کے لئے ہے اور وہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے○ سن لو! جو کچھ آسمانوں اور

وَمَنْ فِى الْاَرْضِ ۗ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ

زمین میں ہے سب اللہ ہی کے لئے ہے اب جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسرے

دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ ۚ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا

شریکوں کو پکارتے ہیں وہ کس کی اتباع کرتے ہیں وہ تو محض ظن کے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور

يَخْرُصُوْنَ ﴿۶۶﴾ هُوَ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا

محض قیاس آرائیاں کر رہے ہیں○ وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی[4] تاکہ تم اس میں آرام

فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۗ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ

کرو اور دن کو روشن بنایا (کہ اس میں کام کر سکو) اس میں لوگوں کے لئے کئی نشانیاں ہیں جو (حق بات)

يَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۷﴾ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ۗ هُوَ الْغَنِىُّ ۗ

سنتے ہیں○ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ نے (کسی کو) بیٹا بنا لیا[5] ہے وہ پاک ہے (اور) وہ بے نیاز ہے

لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ۗ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے تمہارے پاس اس کی کوئی

سُلْطٰنٍۭ بِهٰذَا ۗ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾

دلیل نہیں ہے کیا تم اللہ کی نسبت وہ بات کہتے ہو جو تم جانتے نہیں؟○

قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا

آپ ان سے کہیے کہ: جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ فلاح

يُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾ مَتَاعٌ فِى الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ

نہیں پا سکتے○ (ان کے لئے جو) فائدے ہیں دنیا میں ہی ہیں پھر انہیں ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے پھر

نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۰﴾

ہم انہیں شدید عذاب کا مزہ چکھائیں گے کیونکہ وہ کفر (کی باتیں) کیا کرتے تھے○

1-اولیاء اللہ کون سے لوگ ہیں؟ خود قرآن کریم کی اگلی آیت ہی اسکی وضاحت کرتی ہے جو کہ لوگ ایمان لائے اور تقویٰ کی روش اختیار کی۔ متقین کی صفات اللہ تعالیٰ نے (البقرہ 2-3) میں یوں بیان فرمائی ہیں۔

"غائب پہ ایمان لاتے ہیں۔ صلوٰۃ قائم کرتے ہیں جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اس کتاب (قرآن کریم) اور سابقہ کتب سماویہ پہ ایمان رکھتے ہیں اور یوم آخرت کا یقین رکھتے ہیں۔"

حضرت ابن عباس ؓ سے منقول ہے کہ ولی وہ مسلمان ہے جسے دیکھ کر اللہ یاد آئے اور اللہ کی مخلوق سے اسے بے لوث محبت ہو۔

صحابہ اور تابعین کے زمانہ میں وہ مسلمان جو عبادت اور زہد و تقویٰ کی جانب زیادہ مائل ہو گئے تھے (انہیں) زہاد کا نام دیا جاتا تھا۔ بعد میں ہندی اور یونانی فلسفہ اثرات مسلمانوں پہ ظاہر ہونا شروع ہو گئے۔ پھر ولایت کا یہ معیار قرار پایا کہ جس کسی سے جس قدر زیادہ کرامات ظاہر ہوں وہی اتنا بڑا ولی ہے حالانکہ کرامت کا ظہور تو شیطان اور اسکے چیلے چانٹوں کی جانب سے بھی ہو جاتا ہے۔ چنانچہ انہی قسم کے اولیاء نے ولایت کا ایک باقاعدہ باطنی نظام تشکیل دے دیا۔ اس میں پیری مریدی لازمی قرار دے دی گئی۔

یہ لوگ اپنے اس مخصوص طبقہ کو ہی برتر اولیاء اللہ قرار دینے لگے۔ ان اولیاء اللہ کے علم غیب، تصرف کے عقائد پھیلائے گئے۔ شرعی نقطہ نظر سے ایسے عقائد بالکل بے بنیاد اور جہالت پہ مبنی ہیں جو کہ بسا اوقات شرک تک پہنچانے کا باعث بن جاتے ہیں۔

2-خوف، مستقبل میں پیش آنیوالے کسی خطرہ کی پریشانی، ماضی کی کسی محرومی کا احساس یعنی اولیاء اللہ کو دنیا و آخرت میں اگلی پچھلی کسی قسم کی کوئی پریشانی نہ ہوگی۔ دنیا کی پریشانی اللہ کے توکل کی وجہ سے ان کیلئے روگ نہیں بنتی۔

3-دنیا کی خوشخبری ان کے رویا، صالحہ یا سچے خواب ہیں یا انکی مسلمانوں میں ہر دل عزیزی۔

4-اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فطری نظام میں رات آرام کیلئے بنائی گئی ہے جبکہ دن کام کاج کیلئے جو لوگ اسکے برعکس چلتے ہیں وہ نظام فطرت سے جنگ کرتے ہیں۔

5-مشرکین نے کہا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کو اس کی ضرورت ہی نہیں انسان کے دل میں اولاد کی تمنا عموماً اس لئے ہوتی ہے کہ وہ اس کی وارث ہو اور اللہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ ہی رہے گا تو اسے اولاد کی کیا ضرورت ہے؟

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ

انہیں نوحؑ کا قصہ سنائیے جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا: اے قوم! اگر تمہیں میرا کھڑا ہونا

مَّقَامِيْ وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا

اور اللہ کی آیات سے نصیحت کرنا گراں گزرتا ہے تو میں نے اللہ پر بھروسہ کرلیا ہے تم اور تمہارے شریک

اَمْرَكُمْ وَشُرَكَاۗءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَ

ایک ضابطہ پر متفق ہو جاؤ جس کا کوئی پہلو تم سے مخفی نہ رہے پھر جو میرے ساتھ کرنا ہو کر گزرو

لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿71﴾ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ اَجْرِيَ

اور مجھے مہلت نہ دو○ [1] پھر اگر تم اعراض کرتے ہو تو میں تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا میرا اجر

اِلَّا عَلَي اللّٰهِ ۙ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿72﴾ فَكَذَّبُوْهُ

تو اللہ کے ذمہ ہے اور مجھے یہی حکم ہوا ہے کہ میں فرمانبردار بن کر رہوں○ [2] [3] مگر انہوں نے نوح کو جھٹلا دیا

فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰھُمْ خَلٰۗىِٕفَ وَاَغْرَقْنَا

تو ہم نے اسے اور جو اس کے ساتھ کشتی میں سوار تھے، بچالیا اور انہیں ان کا جانشین بنادیا اور ان لوگوں کو غرق

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿73﴾

کر دیا جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلا دیا تھا [4] تو دیکھ لو کہ جو ڈرائے گئے تھے ان کا کیا انجام ہوا؟○

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَاۗءُوْھُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

پھر اس کے بعد ہم نے کئی رسولوں کو ان کی قوم کی طرف بھیجا جو واضح دلائل لے کر ان کے پاس آئے

فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۭ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰي

مگر وہ لوگ ایسے نہ تھے کہ جس بات کو پہلے جھٹلا چکے تھے [5] اس پر ایمان لے آتے ایسے ہی ہم زیادتی کرنے والوں

قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿74﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَھٰرُوْنَ اِلٰى

کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں○ [6] پھر اس کے بعد ہم نے موسیٰ اور ہارون کو

فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿75﴾

فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا تو وہ اکڑ گئے اور وہ تھے ہی مجرم لوگ○

فَلَمَّا جَاۗءَھُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ ھٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿76﴾

[7] پھر جب ان کے پاس ہماری طرف سے حق آ گیا تو کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے○

قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَكُمْ ۭ اَسِحْرٌ ھٰذَا ۭ وَلَا يُفْلِحُ

موسیٰ نے کہا: جب تمہارے پاس حق آگیا تو تم اسے سحر کہنے لگے؟ کیا یہ سحر ہے؟ حالانکہ جادوگر کبھی کامیاب نہیں

السّٰحِرُوْنَ ﴿77﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَاۗءَنَا

ہوتے○ کہنے لگے: کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہمیں اس سے پھیر دو جس پر ہم نے اپنے آباء کو پایا ہے

وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَاۗءُ فِي الْاَرْضِ ۭ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿78﴾

اور ملک میں تم دونوں کی بڑائی قائم ہوجائے؟ ہم تو تمہاری بات ماننے والے نہیں○

وقف لازم

1-حضرت نوح کے اس خطاب سے نبوت کی شان معلوم ہوتی ہے۔
(ا)۔ اس خطاب کا ہر ہر لفظ بتا رہا ہے کہ آپ ایک لمبا عرصہ بے لوث تبلیغ کرتے رہے۔ ایک دوسری جگہ ارشاد ہے کہ آپ نے 950 سال تبلیغ کی۔
(ب)۔ اللہ کی ذات پہ کیسا غیر متزلزل توکل ہے؟

2-دیگر تمام انبیاء بھی یہ وضاحت کرتے آئے ہیں کہ اس دن رات کی محنت ومشقت کی تم سے کوئی اجرت طلب نہیں کرتے۔ ہماری اجرت تو اسی کے ذمہ ہے جس نے ہمیں اس کام پہ مامور کیا ہے۔ بجائے خود یہ اعلان نبوت کی صداقت کی دلیل ہے۔ دنیا میں کوئی کام کرنا کسی داعیہ کے بغیر ممکن نہیں جب دنیا میں ہم کسی سے کوئی اجر طلب نہیں کرتے تو لازم ہے کہ ہماری اجرت اللہ کے ذمہ ہے جس نے ہمیں بھیجا ہے تاہم اگر کوئی مبلغ یا داعی کہیں دین کی دعوت کیلئے مامور کیا جائے تو اس کی تنخواہ یا اجرت مامور کرنیوالے کو دینی چاہیے اور اگر تبلیغ کرنیوالا محتاج نہ ہو تو بھی اسے لے لینا چاہیے۔ چاہے بعد میں صدقہ کردے۔

3-اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دیگر تمام انبیاء کی طرح حضرت نوح کا دین بھی اسلام ہی تھا۔

4-حضرت نوح کی قوم میں سیلاب کا عذاب آیا۔ نیچے پانی کے چشمے جاری ہو گئے اور اوپر سے بارش شروع ہو گئی۔ حتیٰ کہ پانی سطح زمین سے اتنا بلند ہوا کہ پہاڑ بھی ڈوب گئے۔ پھر جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح کے ساتھ کشتی میں بچایا تھا وہی زمین کے وارث ہوئے۔ اور آئندہ نسل انہی ہی سے چلی۔

5-ابتداء میں جھٹلانا ان کیلئے ایمان لانے کی راہ میں حجاب بن گیا۔

6-دلوں پہ مہر لگنے کی کیفیت کیا ہوتی ہے؟ مسلسل ضد اور ہٹ دھری سے دل قبول حق کی صلاحیت کھودیتے ہیں اسی کیفیت کو دل پہ مہر لگنا کہا جاتا ہے۔ اسکی نسبت اللہ کی جانب بھی کی جاسکتی ہے اور خود انسان کی جانب بھی کیونکہ عمل اور ارادہ کا اختیار تو اللہ تعالیٰ نے ہی عطا کیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔
"بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اسکے دل پر ایک سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے۔ پھر اگر وہ گناہ چھوڑ دے اور استغفار اور توبہ کرے تو اس کا دل صاف کردیا جاتا ہے"۔
(ترمذی)

7-جب حضرت موسیٰ اور ہارون فرعون کے دربار میں پہنچے تو اسے اللہ کی عبادت کی دعوت دی اور بنی اسرائیل کی آزادی کا مطالبہ کیا۔ نبوت کی دلیل مانگنے پہ حضرت موسیٰ نے عصا پھینکا جو کہ بہت بڑا اژدہا بن گیا۔ فرعون اور اسکے درباری گھبرا گئے تو حضرت موسیٰ نے اژدہا پکڑ لیا وہ دوبارہ عصا بن گیا۔ آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں بغل میں ڈال کر نکالا تو وہ سفید چمکدار بن گیا جس سے روشنی پھوٹ رہی تھی۔ فرعون کو کچھ جواب بن نہ پڑا تو اس نے سحر کا الزام جڑ دیا۔ تفصیلات کیلئے دیکھیں (الاعراف 7-103:171)

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِیْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِیْمٍ ﴿۷۹﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ

اور فرعون کہنے لگا کہ ہر ماہر ساحر کو میرے پاس حاضر کرو○ پھر جب سب ساحر آ گئے تو

قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَلَمَّاۤ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى

انہیں موسیٰ نے کہا: جو کچھ تم نے پھینکنا ہے پھینکو○ جب وہ پھینک چکے تو موسیٰ نے کہا:

مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَیُبْطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُصْلِحُ عَمَلَ

جو کچھ تم لائے وہ سحر ہے اللہ ابھی اسے مٹا ڈالے گا[1] اللہ فسادیوں کے کام کو

الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۸۱﴾ وَیُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع

سنوارا نہیں کرتا○ اور اللہ اپنے حکم سے سچ کو سچ ہی کر دکھائے گا اگرچہ یہ بات مجرموں کو ناگوار ہو○

فَمَاۤ اٰمَنَ لِمُوْسٰۤى اِلَّا ذُرِّیَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ

چنانچہ موسیٰ پر اس کی قوم کے چند نوجوانوں[2] کے سوا کوئی بھی ایمان نہ لایا انہیں یہ خطرہ تھا کہ کہیں فرعون

وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ یَّفْتِنَهُمْ ؕ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِی الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ

اور اس کے درباری انہیں کسی مصیبت میں نہ ڈال دیں اور فرعون زمین میں بڑا متکبر بنا ہوا تھا اور وہ

لَمِنَ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۸۳﴾ وَقَالَ مُوْسٰى یٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ

حد سے بڑھ جانے والوں میں سے تھا○ اور موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو

فَعَلَیْهِ تَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِیْنَ ﴿۸۴﴾ فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ

اور واقعی اس کے فرمانبردار ہو تو اسی پر بھروسہ کرو○ وہ کہنے لگے: ہم نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا ہے

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۸۵﴾ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ

اے ہمارے رب! ہمیں ان ظالموں کا تختہ مشق نہ بنا○ اور اپنی رحمت سے ہمیں ان

الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۸۶﴾ وَاَوْحَیْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِیْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ

کافر لوگوں سے بچا لے"○ چنانچہ ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی کی طرف وحی کی کہ وہ اپنی

لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُیُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُیُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِیْمُوا

قوم کے لئے مصر میں کچھ گھر منتخب کریں اور ان گھروں کو قبلہ بنا کر صلات

الصَّلٰوةَ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۸۷﴾ وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَاۤ اِنَّكَ

قائم کریں[3] اور اہل ایمان کو خوشخبری دے دو○ اور موسیٰ نے دعا کی: "ہمارے رب! تو نے

اٰتَیْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِیْنَةً وَّاَمْوَالًا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۙ

اس دنیا کی زندگی میں فرعون اور اس کے درباریوں کو ٹھاٹھ باٹھ اور اموال دے رکھے ہیں

رَبَّنَا لِیُضِلُّوْا عَنْ سَبِیْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰۤى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ

تاکہ وہ لوگوں کو تیری راہ سے گمراہ کرتے رہیں ہمارے رب! ان کے اموال کو غارت کردے اور ان کے

عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْا حَتّٰى یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ﴿۸۸﴾

دلوں کو ایسا سخت بنا دے کہ جب تک وہ المناک عذاب نہ دیکھ لیں، ایمان نہ لائیں[4]"○

1-جب جادوگروں نے اپنی رسیاں ڈالیں تو وہ بل کھاتی اور سانپ کی طرح معلوم ہوتی تھیں۔ درباری لوگ متاثر ہونا شروع ہو گئے۔ تو حضرت موسیٰؑ نے کہاکہ یہ سب تو سحر ہے اور جو کچھ میں پیش کرنیوالا ہوں وہ حقیقتاً اللہ کا عطا کردہ معجزہ ہے۔ جو تمہاری شعبدہ بازیوں کا خاتمہ کردے گا۔ جب بھی اتمام حجت کیلئے حق وباطل کا معرکہ ہوتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ حق ہی کو غالب کرتے ہیں۔

2-ذریت کا معنی اولاد ہے۔ یہاں سیاق وسباق کے اعتبار سے اس کا معنی "نوجوان" ہے۔ چنانچہ بنی اسرائیل کے چند نوجوان نے اپنے اسلام لانے کا اعلان کرنے کی جرات کی تو بڑے بوڑھے اسلام لانے کے باوجود فرعون کے خوف سے ایمان لانے کا اعلان ہی نہ کرسکے۔ کسی بھی انقلابی دعوت میں نوجوان نسل کے لوگ ہی گزشتہ بند توڑتے ہوئے شامل ہوتے ہیں۔ خود مکہ میں آپ ﷺ کی دعوت کے نتیجے میں ان میں نوجوان طبقہ ہی [illegible] تھا جیسے حضرت بلال ؓ، حضرت جعفر طیار ؓ، زبیر بن عوام ؓ، حضرت طلحہ ؓ، حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ، عبدابن مسعود ؓ وغیرہ۔

اس آیت میں "قومہ" میں ضمیر حضرت موسیٰؑ کی جانب لوٹائی گئی ہے کیونکہ وہی قریب ترین ہیں۔ یہ امام طبری کی رائے ہے تاہم ابن کثیر کی رائے میں یہ ضمیر "فرعون" کی جانب لوٹتی ہے کیونکہ بنی اسرائیل تو پہلے ہی بے پناہ ظلم برداشت کر رہے تھے اور وہ نجات دہندہ (حضرت موسیٰ) کا انتظار کر رہے تھے۔ چنانچہ وہ سب کے سب ایمان لے آئے۔ واللہ اعلم

3-اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کے درمیان اختلاف ہوا ہے۔

اس دور میں فرعون کے ظلم وستم کی وجہ سے بنی اسرائیل میں صلوٰۃ باجماعت ختم ہو چکی تھی۔ جب ایمان لانیوالے نوجوانوں نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی کہ ہمیں کافروں سے نجات دلا تو اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ اور ہارون کو وحی کی کہ مصر میں کچھ گھروں کو صلوٰۃ باجماعت کیلئے منتخب کرلو اور وہاں صلوٰۃ باجماعت کا اہتمام شروع کردو۔ اسی تربیت ہی سے تم اس قابل ہو سکو گے کہ باطل سے ٹکرلے سکو جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ تمہیں ان ظالموں سے نجات دے گا۔ دوسری رائے یہ ہے کہ تم اپنے اپنے گھروں میں صلوٰۃ ادا کرلیا کرو تاکہ تمہیں فرعون کے ظلم وستم کا خطرہ نہ رہے۔ واللہ اعلم

4-کیونکہ فرعون دعوت اسلامی کا رستہ روکنے کیلئے اپنا اقتدار مال ودولت سب کچھ استعمال کر رہا تھا۔ نبی ہلاکت کی دعا تب ہی کرتے ہیں جب انہیں وحی کے ذریعے یا کسی اور طرح یہ یقین آجائے کہ اب یہ ہدایت قبول نہ کریں گے۔

قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم دونوں کی دعا قبول ہو چکی تم ثابت قدم رہو اور ان لوگوں کی اتباع نہ

الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ

کرو جو علم نہیں رکھتے 1 ○ اور ہم نے بنی اسرائیل کو (جب) سمندر سے پار گزار دیا 2 تو فرعون اور

فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ۭ حَتّٰٓي اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ

اس کے لشکروں نے ازراہ ظلم و سرکشی ان کا تعاقب کیا حتیٰ کہ جب فرعون ڈوبنے لگا تو بولا:

اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَ

میں اس بات پر ایمان لاتا ہوں کہ "اللہ صرف وہی ہے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور

اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۰﴾ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ

میں اس کا فرمانبردار ہوں" 3 ○ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اب (تو ایمان لاتا ہے؟) جبکہ پہلے نافرمانی کرتا رہا اور

الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۹۱﴾ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ

مفسد بنا رہا ○ 4 آج تو ہم تیری لاش ہی کو بچائیں گے تاکہ تو بعد میں آنے والوں کے لئے نشان عبرت

اٰيَةً ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَلَقَدْ

بنے" اگرچہ اکثر لوگ ہماری آیتوں سے غفلت ہی برتتے ہیں ○ اور ہم نے

بَوَّاْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰھُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ

بنی اسرائیل کو رہنے کے لئے یقیناً عمدہ جگہ دی 5 اور کھانے کو پاکیزہ چیزیں دیں

فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَاۗءَھُمُ الْعِلْمُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَھُمْ

پھر انہوں نے باہم اس وقت اختلاف کیا جبکہ ان کے پاس علم آ چکا تھا یقیناً آپ کا رب ان میں قیامت

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ

کے دن ان باتوں کا فیصلہ کردے گا جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے ○ پھر اگر آپ کو اس میں کچھ شک

مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْــَٔـلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ

ہو جو ہم نے آپ کی طرف نازل کی ہے 6 تو ان لوگوں سے پوچھ لیجئے جو آپ سے پہلے کتاب (تورات) پڑھتے 7

قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَاۗءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۹۴﴾

ہیں یقیناً آپ کے پاس آپ کے رب کی طرف سے حق آ چکا لہٰذا آپ شک کرنے والوں میں سے نہ بنیں ○

وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ

اور نہ ان لوگوں میں سے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلا دیا ورنہ خسارہ پانے والوں سے

الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا

ہو جاؤ گے ○ جن لوگوں پر آپ کے رب کا حکم (عذاب) ثابت ہو چکا ہے وہ ایمان نہیں

يُؤْمِنُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَلَوْ جَاۗءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۹۷﴾

لائیں گے ○ خواہ ان کے پاس کوئی بھی معجزہ آ جائے حتیٰ کہ وہ المناک عذاب نہ دیکھ لیں ○

1-تم اپنی جدوجہد میں صبر اور استقامت اختیار کرو اور جاہلوں کی جانب کوئی التفات نہ کرو اسکا دوسرا معنی یہ کیا گیا ہے کہ تمہاری دعا قبول ہو چکی ہے اب تم اس پہ قائم رہنا اور جاہلوں کی طرح جلدی نہ مچانا۔ حضرت موسیٰؑ کی یہ قبول شدہ دعا چالیس سال بعد پوری ہوئی۔ اور دعا کے مطابق جب فرعون ڈوبنے لگا تو ایمان لانے کا اعلان کردیا۔ دوسرا معنی زیادہ قریب معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

2-حضرت موسیٰؑ اللہ کے حکم سے بنی اسرائیل کو لیکر نکلے سمندر پہ پہنچے۔ فرعون اور اسکے لشکر نے تعاقب کیا۔ اللہ کے حکم سے عصا سمندر میں مارا تو اس میں بارہ رستے بن گئے۔ تفصیلی واقعات کیلئے دیکھیں (الاعراف 135:7) اور (الشعراء 63-66:26)

3-جب ڈوبنے پہ آیا تو پھر اللہ یاد آیا۔ وہ بھی کیسے غیر مبہم انداز میں ایمان کا اعلان کیا کہ بنی اسرائیل کے رب کے ساتھ ایمان لاتا ہوں حالانکہ انہیں تو مارنے کو نکلا تھا۔ اللہ نے حق فرمایا ہے۔
"بلکہ انسان اپنے نفس سے خود ہی آگاہ ہے چاہے وہ بہانے ہی تراشے۔" (القیامہ 14-15:75)

4-حضرت موسیٰؑ جس فرعون کے زمانے میں پیدا ہوئے۔ وہ راعمسیس دوم (RomesesII) تھا۔ اور جو فرعون آپ کا پیچھا کرتے ہوئے ڈوبا تھا اس کا نام (Merneftha) ہے۔ آج بھی اسکی ممی قاہرہ کے عجائب گھر میں موجود ہے۔ چنانچہ یہ قرآن کے معجزوں میں سے ایک معجزہ ہے۔ یاد رہے کہ یہ ممی 1898ء میں دریافت ہوئی ہے حالانکہ نزول قرآن کے وقت کسی کو بھی اس فرعون کی ممی کے بارے میں کچھ علم نہ تھا۔

5-مصر اور شام کے زرخیز اور سرسبز علاقوں کی حکومت عطاء فرمائی۔ تورات دی مگر پھر بھی اسرائیل نے اختلاف کیا اور دیگر تمام اقوام کی طرح یہ اختلاف لاعلمی کی بنا پہ نہ تھا بلکہ ہٹ دھرمی، عناد ضد اور مفاد پرستی کی بنا پہ تھا۔

6-یہاں خطاب تو آپ ﷺ سے ہے مگر مقصود وہ ہیں جنکے دل میں کسی قسم کا شک ہو۔ آپ ﷺ کا یقین تو ایسا پختہ تھا کہ اکیلے پورے عرب اور پوری دنیا کے مقابلہ میں ڈٹ گئے۔ اور آپ کے پاس بیٹھنے والوں کا ایمان پہاڑ جیسا ہو جاتا۔ یہ بلاغت کا اسلوب ہے۔

7-تورات اور انجیل میں چونکہ آپ کی بشارتیں موجود ہیں اور انصاف پسند اہل کتاب انصاف کی گواہی دے دیا کرتے تھے۔ اگر وہ یہ گواہی نہ بھی دیں بلکہ سرے سے جھٹلا ہی دیں۔ اس کے باوجود آج کی تحریف شدہ تورات اور انجیل پڑھنے سے بھی صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ ان سب کتابوں کا مصدر ایک ہی ہے۔ مثال کے طور پہ اگر بائبل یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو چھ یوم میں پیدا کیا اور قرآن بھی یہی کہے۔ اسی طرح دیگر بے شمار نقاط کا مطالعہ کریں تو ثابت ہو جاتا ہے کہ ان کتابوں کا مصدر ایک ہی ہے۔

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۚ لَمَّآ

پھر قوم یونس[1] کے سوا کوئی مثال ہے کہ کوئی قوم (عذاب دیکھ کر) ایمان لائے تو اس کا ایمان اسے فائدہ دے؟

اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ

جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے دنیا کی زندگی میں ان سے رسوائی کا عذاب دور کر دیا اور ایک مدت متاع

اِلٰى حِيْنٍ ﴿۹۸﴾ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ؕ

حیات سے فائدہ اٹھانے دیا○ اور اگر آپ کا رب چاہتا تو جتنے لوگ زمین میں موجود ہیں سب ایمان لے

اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ

آتے پھر کیا آپ لوگوں کو مجبور کریں گے حتیٰ کہ وہ ایمان لائیں؟[2]"○ کسی نفس کے لئے یہ ممکن نہیں

اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا

کہ وہ اللہ کے اذن کے بغیر[3] ایمان لائے اور اللہ تو ان لوگوں پر گندگی ڈالتا ہے جو عقل سے

يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا تُغْنِي

کام نہیں لیتے○ کہیے کہ: دیکھو تو آسمانوں اور زمین میں کیا کچھ (نشانیاں) ہیں مگر جو لوگ ایمان لانا ہی نہ چاہیں،

الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا

یہ نشانیاں اور تنبیہ انہیں کیا فائدہ دے سکتی ہیں؟[4]○ کیا یہ لوگ اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ

مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ

ان پر ویسے ہی (برے) دن آئیں جیسے ان سے پہلے لوگوں پر آ چکے ہیں؟ کہیے: اچھا تم بھی انتظار کرو

مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ

اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں○ پھر ہم رسولوں کو اور ایمان لانے والوں کو بچا لیتے ہیں یہی

حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ

ہمارا طریقہ ہے کہ مومنوں کو بچا لینا ہمارے ذمہ ہوتا ہے[5]○ کہیے: اے لوگو! اگر میرے دین کے بارے میں

شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

تمہیں شک ہے تو میں ان کی کبھی عبادت نہ کروں گا[6] جن کی تم اللہ کو چھوڑ کر عبادت کر رہے ہو میں تو اسی اللہ کی

وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ۖۚ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ

عبادت کرتا ہوں جو تمہیں وفات دیتا ہے[7] اور مجھے یہی حکم ہوا ہے کہ میں ایمان لانے

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَلَا تَكُوْنَنَّ

والوں میں سے ہو جاؤں○ نیز یہ کہ آپ یکسو ہو کر اسی دین (اسلام) کی طرف اپنا رخ قائم رکھئے اور مشرکوں میں

مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَ

سے نہ ہونا○ اور اللہ کے سوا کسی کو مت پکاریے جو نہ آپ کو کچھ فائدہ پہنچا سکتا ہے

لَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾

اور نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اگر آپ ایسا کریں گے تو تب یقیناً ظالموں سے ہو جائیں گے○

ع ۱۰/۱۱ ۱۵

1-حضرت یونس اہل نینوا کی طرف مبعوث ہوئے۔ جو بابل کے مقابل شہر ہے۔ آپکا زمانہ لگ بھگ آٹھ سو سال قبل مسیح ہے۔ یہ لوگ بت پرست تھے اور انہوں نے لگ بھگ ایک لاکھ بنی اسرائیل کو قید کیا ہوا تھا۔ حضرت یونس نے سات سال تک انہیں تبلیغ کی۔ آخر عذاب کی دھمکی دیدی قوم نے پھر بھی پرواہ نہ کی۔ جب مقررہ وقت قریب آگیا اور عذاب کے آثار نظر نہ آئے تو اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر ہی نکل کھڑے ہوئے۔ ادھر آپ کے تشریف لے جانے کے بعد واقعی وقت مقررہ پہ عذاب کے آثار نظر آنا شروع ہو گئے۔ سیاہ بادل چھا گئے اور تاریک دھواں قوم کی طرف بڑھنے لگا۔ حضرت یونس کو تلاش کیا وہ نہ ملے تو اپنے سب بچوں حتیٰ کے حیوانوں کو لیکر میدان میں جمع ہو گئے اور اللہ کے حضور توبہ اور گریہ وزاری کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ عذاب نے ٹال دیا۔

قوموں کی تاریخ میں اور اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ میں واحد مثال ہے کہ عذاب دیکھنے کے بعد ایمان لانا کسی قوم کو فائدہ مند ہوا۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ قرآن سے اس کی وضاحت نہیں ملتی۔ تاہم مفسرین کی آراء کے مطابق۔

(ا)۔ چونکہ حضرت یونس وقت مقررہ سے پہلے ہی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے لہذا ابھی تک قوم پہ اتمام حجت نہیں ہوئی تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے عذاب بھیجنا منظور نہ فرمایا۔

(ب)۔ قوم نے گریہ وزاری اتنی کی اور اس میں مبالغہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرما لیا واللہ اعلم بالصواب۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھیں (الانبیاء 21:88-87)

2-جبر و اکراہ سے نہ ہی آپ ﷺ کسی کو مسلمان کر سکتے ہیں اور نہ ہی آپ ﷺ اس کے مکلف ہیں۔

3-یہاں اذن سے مراد توفیق ہے اور ایمان کی توفیق اسے ہی ملتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی عقل استعمال کرتے ہوئے حق کیلئے جستجو کرے۔ یہاں گندگی سے مراد کفر ہے۔

4-یہ ان لوگوں کیلئے جواب ہے جو کہ دلائل کے جواب میں کٹ حجتی اور تمسخر پہ اتر آتے ہیں۔ آخرت میں اللہ کے روبرو پیش ہونے کا کوئی خوف محسوس نہیں کرتے۔

5-جب قوموں پہ عذاب کا وقت آتا ہے تو اللہ تعالیٰ انبیاء کو بروقت وحی کے ذریعے اطلاع فرما دیتے ہیں اور انہیں اور مومنوں کو بچا لیتے ہیں۔ یہ اہل مکہ کو انتباہ ہے کہ مومنین کو بچانا اور انہیں سرکشوں پہ غالب کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔

6-آپ ﷺ اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب سے برات کا اظہار فرما دیں۔

7-چونکہ موت ایسی حقیقت ہے جس سے کسی کو انکار ممکن نہیں۔ مسلمان، کافر، مشرک، منافق، نیچری وغیرہ اور موت سے ہر کوئی خوف محسوس کرتا ہے اس لئے اس کا ذکر کیا۔

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ

اور اگر اللہ آپ کو کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو اس کے سوا کوئی اسے دور کرنے والا نہیں اور اگر آپ سے کوئی

بِخَيْرٍ فَلَا رَاۗدَّ لِفَضْلِهٖ ۭ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ

بھلائی کرنا چاہے تو کوئی اسے ٹالنے والا نہیں،[1] وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس سے نوازتا ہے[2] اور وہ

الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۱۰۷ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ

بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے○ آپ کہہ دیجئے: ’’لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف

رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا

سے حق آچکا اب جو راہ راست اختیار کرتا ہے تو یہ اس کے اپنے ہی لئے مفید ہے اور جو گمراہ ہوتا ہے

يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۝۱۰۸ۭ وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى

تو گمراہی کا وبال بھی اسی پر ہے[3] اور میں تمہارا وکیل نہیں ہوں[4]○ آپ کی طرف جو وحی کی جاتی ہے

اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝۱۰۹ۧ

اس کی اتباع کیجئے اور صبر کیجئے حتیٰ کہ اللہ فیصلہ کر دے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے○

ع 11

سُوْرَةُ هُوْدٍ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَثَلٰثٌ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَعَشْرُ رُكُوْعَاتٍ

آیات ۱۲۳ (۱۱) سورۃ ہود مکی ہے[5] (۵۲) رکوع ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

الۗرٰ ۣ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۝ۙ اَلَّا

الر[6]○ یہ ایسی کتاب ہے جس کی آیات محکم ہیں[7] اور حکیم و خبیر ہستی کی طرف سے تفصیلاً بیان کردہ ہیں○ کہ

تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ۝ۙ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا

اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو میں اس کی طرف سے تمہیں ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں○ اور اپنے

رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّ

رب سے معافی مانگو اور اس کے حضور توبہ کرو[8] وہ ایک خاص مدت تک تمہیں اچھا متاع حیات دے گا اور

يُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ۭ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ

ہر صاحب فضل کو اس کا فضل عطا کرے گا اور اگر تم منہ پھیرتے ہو تو میں تمہارے حق میں بڑے ہولناک دن

عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ۝ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

کے عذاب سے ڈرتا ہوں○ تمہیں اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے○

اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ۭ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ

دیکھو! جب یہ اپنے سینوں کو موڑتے ہیں تاکہ اللہ سے چھپے رہیں اور جب خود کو کپڑوں سے ڈھانپتے

ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

ہیں (اللہ سب) جانتا ہے جو وہ چھپاتے اور ظاہر کرتے ہیں[9] کیونکہ وہ سینوں کے راز تک جاننے والا ہے○

1-یہاں اللہ تعالیٰ خیر کو فضل سے تعبیر فرمایا ہے یعنی اگرچہ انسان اپنے اعمال کی نسبت سے اس چیز کا مستحق نہیں تاہم اللہ کے فضل کی وجہ سے اسے مل جاتا ہے۔

2-دنیا میں انسان جب بھی کسی معبود کو پکارتا ہے تو یا تو کسی مشکل کو رفع کرنے کیلئے پکارتا ہے یا کسی فائدہ کو حاصل کرنے کیلئے پکارتا ہے۔ اسے دفع مضرت اور جلب منفعت کہا جاتا ہے اور عام طور پہ اسے ہی حاجت روائی اور مشکل کشائی کہا جاسکتا ہے۔ حاجت روائی یا مشکل کشائی کیلئے غیراللہ سے دعا کرنا صریح شرک ہے۔ حتیٰ کہ مانگا اللہ ہی سے جائے مگر اس میں واسطہ کسی کا دیا جائے جیسے مردہ آباء کا یا کسی نبی یا کسی ولی کا تو یہ بھی ناجائز ہے یا کسی اور سے دعا کی جائے کہ وہ اللہ کے ہاں سفارش کرے یہ بھی شرک ہے۔

مافوق الفطرت اسباب کیلئے تو صرف اور صرف اللہ ہی حاجت روائی اور مشکل کشائی طلب کی جاسکتی ہے اور صرف اور صرف وہی مراد برلانے پہ قادر ہے۔ اسباب اختیار کرنے کے بعد بھی نتیجہ اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ مثلاً کوئی مریض دوا استعمال کرتا ہے اور یہ یقین رکھتا ہے کہ اسے شفا دوا نے دی ہے تو یہ بھی شرک ہے۔ اسباب استعمال کرنے کے بعد بھی مطلوبہ نتائج اللہ ہی پیدا کرتا ہے۔

3-یعنی اسکا وبال خود اسی کیلئے ہوگا۔ اللہ کی سلطنت میں کوئی کمی واقعہ نہیں ہوسکتی۔

4-یہ میری ذمہ داری نہیں کہ میں زبردستی مسلمان بناؤں یا ہدایت سمجھاؤں۔

5-حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ کیا بات ہے آپ بوڑھے نظر آرہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے سورۃ ہود، واقعہ، عم اور تکویر نے بوڑھا کر دیا ہے۔

(ترمذی)

6-حروف مقطعات کا درست مفہوم متعین کرنا مشکل ہے تاہم راجح قول کے مطابق یہ عرب ادباء کو چیلنج ہے یہ قرآن انہی حروف کا مجموعہ ہے اگر تمہیں قرآن میں شک ہے تو تم بھی ایسا قرآن بنا کر دکھاؤ۔ واللہ اعلم۔ تفصیل کیلئے دیکھیں (البقرہ 1:2)

7-پختہ اور اٹل ہیں۔ تورات اور انجیل کی طرح منسوخ نہیں ہیں۔ حلال و حرام اور اوامر و نواہی کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

8-توبہ و استغفار کے بے شمار فوائد ہیں۔ جہاں لوگ استغفار کرتے ہیں وہاں اللہ کا عذاب نہیں آتا۔ مال و اولاد کی فراوانی اور خوش حالی بھی میسر آتی ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے موت تک متاع حسن کا وعدہ کیا ہے جو کہ حلال اور پاکیزہ رزق ہے۔

9-اس آیت کی تفسیر میں اختلاف ہوا ہے۔ ہم ایک حدیث پیش کرنے پہ اکتفا کریں گے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

’’کچھ لوگ رفع حاجت کے وقت یا اپنی بیویوں سے ہم بستری کے وقت آسمان کی طرف ستر کھولنے (رب سے) شرماتے اور شرم کے مارے جھکے جاتے تھے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔‘‘

(بخاری)

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَ

زمین میں چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں جس کا رزق[1] اللہ کے ذمے نہ ہو اور وہ اس کی

يَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ﴿٦﴾ وَ

قرار گاہ[2] کو بھی جانتا ہے اور دفن ہونے کی جگہ کو بھی یہ سب کچھ کتاب واضح (لوح محفوظ) میں لکھا ہوا ہے○

هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَكَانَ

اور وہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں[3] میں پیدا کیا اور (اس وقت)

عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۗ وَلَئِنْ قُلْتَ

اس کا عرش پانی پر تھا[4] تاکہ تمہیں آزمائے[5] کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے اور اگر آپ انہیں کہیں

إِنَّكُمْ مَبْعُوثُونَ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ

کہ تم موت کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو کافر فوراً کہنے لگتے ہیں کہ:

هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ﴿٧﴾ وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِلَىٰ أُمَّةٍ

”یہ تو صریح جادو ہے“○ اور اگر ہم ایک خاص مدت تک ان سے عذاب کو موخر کر دیں تو کہنے

مَعْدُودَةٍ لَيَقُولُنَّ مَا يَحْبِسُهُ ۗ أَلَا يَوْمَ يَأْتِيهِمْ لَيْسَ مَصْرُوفًا

لگتے ہیں کہ کس چیز نے اس (عذاب کو) روک رکھا ہے سن لو جس دن وہ عذاب آ گیا تو پھر وہ ان سے

عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٨﴾ وَلَئِنْ أَذَقْنَا

ٹلے گا نہیں اور وہی چیز انہیں گھیر لے گی جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے○ اگر ہم کسی انسان

الْإِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنَاهَا مِنْهُ إِنَّهُ لَيَئُوسٌ كَفُورٌ ﴿٩﴾

کو اپنی رحمت کا مزا چکھائیں پھر وہ اس سے چھین لیں تو وہ مایوس ہو کر ناشکری کرنے لگتا ہے○

وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ نَعْمَاءَ بَعْدَ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ ذَهَبَ

اور اگر کوئی مصیبت آنے کے بعد ہم اسے نعمتیں عطا کریں تو کہتا ہے میرے تو دلدر

السَّيِّئَاتُ عَنِّي ۚ إِنَّهُ لَفَرِحٌ فَخُورٌ ﴿١٠﴾ إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا

دور ہو گئے پھر وہ اترانے اور فخر کرنے لگتا ہے[6]○ مگر (ان قباحتوں سے وہ لوگ مستثنیٰ ہیں) جنہوں نے صبر کیا

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ﴿١١﴾

اور اچھے عمل کئے ایسے ہی لوگوں کے لئے مغفرت اور بہت بڑا اجر ہے○

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَضَائِقٌ بِهِ

(اے نبی) ایسا نہ ہو کہ آپ کی طرف جو وحی کی جاتی ہے اس کا کچھ حصہ چھوڑ دیں اور اس وجہ سے آپ کا

صَدْرُكَ أَنْ يَقُولُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ أَوْ جَاءَ مَعَهُ

دل تنگ ہو کہ کافر یہ کہیں گے کہ: اس شخص پر کوئی خزانہ کیوں نہ اتارا گیا یا اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں

مَلَكٌ ۚ إِنَّمَا أَنْتَ نَذِيرٌ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ﴿١٢﴾

نہیں آیا؟ آپ تو محض ڈرانے والے ہیں اور ہر چیز پر مختار تو اللہ تعالیٰ ہے○

1- فرمان باری تعالیٰ ہے۔
”اور کتنے ہی چوپائے ہیں کہ اپنا رزق اٹھاتے اٹھاتے نہیں پھرتے انہیں بھی اللہ ہی رزق دیتا ہے اور تمہیں بھی (وہی دیتا ہے۔)“

(العنکبوت 60:29)

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔
”اگر تم اللہ پہ ایسا توکل کرتے جیسا کرنے کا حق ہے تو تم کو بھی اسی طرح رزق دیا جاتا جس طرح پرندوں کو رزق دیا جاتا ہے۔ وہ صبح کو بھوکے جاتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔“

(ترمذی)

جس طرح پرندوں کو رزق کی تلاش میں گھونسلے سے نکلنا پڑتا ہے اسی طرح انسان کو بھی جستجو اور کوشش کرنا ضروری ہے۔
یہاں سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ ان حالات میں قحط سے لاکھوں لوگ کیوں مرجاتے ہیں تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ مصنوعی حالات ہیں جس کی بناپہ انسانوں کا ایک گروہ رزق کے ذخائر پہ قبضہ کر کے دوسروں کو محروم کر دیتا ہے۔ یا پھر عذاب الٰہی ہوتا ہے۔

2- مستقر۔ جائے قرار اور مستودع، سٹور یا گودام کو کہتے ہیں۔ مفسرین میں انکے مفہوم کے تعین میں اختلاف واقع ہوا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کے مطابق جس جگہ انسان زندگی (کا اکثر حصہ) بسر کرتا ہو وہ مستقر ہے جبکہ مستودع وہ جگہ ہے جہاں دفن ہوا۔

3- یہ یوم ہمارے چوبیس گھنٹے والے یوم نہیں کیونکہ اس وقت ہمارا نظام شمسی تو موجود ہی نہ تھا لہٰذا چھ ایام سے مراد چھ ادوار ہیں۔ تاہم اللہ فرماتے ہیں اللہ کے نزدیک ایک یوم تمہاری گنتی کے مطابق ہزار سال کا ہے۔ گویا اس لحاظ سے چھ ہزار سال میں زمین و آسمان پیدا ہوئے واللہ اعلم۔

4- حضرت ابو رزینؓ کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا۔
”یارسول اللہ ﷺ ہمارا رب اپنی مخلوق پیدا کرنے سے پہلے کہاں تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ’عماء‘ میں کہ اسکے نیچے بھی کچھ نہ تھا اور اوپر بھی کچھ نہ تھا پھر اس نے اپنے عرش کو پانی پر پیدا کیا۔ احمد (راوی) نے کہا عماء کے معنی یہ ہیں کہ اس کے ساتھ ساتھ کوئی چیز نہ تھی۔“

(ترمذی)

حضرت عمران بن حصینؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔
”اللہ تھا اور اس سے پہلے کوئی چیز نہ تھی۔ اسکا عرش پانی پہ تھا اس نے ہر چیز کو لوح محفوظ میں لکھ لیا۔ پھر اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔“

(بخاری)

5- زمین اور آسمان سب عبث پیدا نہیں کئے گئے بلکہ انسان کیلئے پیدا کئے گئے ہیں اور انسان کو اللہ کی عبادت کیلئے۔

6- دنیادارانہ سوچ رکھنے والے نہ تو مصیبت میں صبر کرتے ہیں اور نہ خوشی میں شکر ادا کرتے ہیں۔

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ وَ

یا وہ کہتے ہیں کہ: "اس نے یہ قرآن خود گھڑ لیا ہے"[1] کہئے کہ: اگر تم اس دعوٰی میں سچے ہو تو تم بھی اس جیسی دس

ادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٣﴾

سورتیں گھڑ لاؤ[2] اور اللہ کے سوا جس جس کو تم بلا سکتے ہو بلا لو اگر تم سچے ہو○

فَإِلَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا أُنزِلَ بِعِلْمِ اللَّهِ وَأَن لَّا إِلَٰهَ

پھر اگر وہ تمہارے چیلنج کا جواب نہ دیں تو جان لو کہ یہ قرآن اللہ کے علم سے اتارا گیا ہے اور اس کے

إِلَّا هُوَ ۖ فَهَلْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ ﴿١٤﴾ مَن كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَ

سوا کوئی الٰہ نہیں پھر کیا تم سر تسلیم خم کرتے ہو؟○ جو دنیا کی زندگی اور اس کی زینت

زِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ﴿١٥﴾

چاہے تو ہم انہیں دنیا میں ہی ان کے اعمال کا پورا بدلہ دے دیتے ہیں اور وہ دنیا میں گھاٹے

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا

میں نہیں رہتے○ یہی لوگ ہیں جن کا آخرت میں آگ کے سوا کچھ حصہ نہیں جو کچھ انہوں نے دنیا میں بنایا

صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٦﴾ أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ

وہ برباد ہو جائے گا اور جو عمل کرتے رہے وہ محض بے سود ہوں گے[3]○ بھلا جو شخص اپنے رب کی طرف

بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِن قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَىٰ

سے واضح دلیل رکھتا ہو، پھر اسی کی طرف سے ایک شاہد[4] وہی پڑھ کر سنائے اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب تھی

إِمَامًا وَرَحْمَةً ۚ أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۚ وَمَن يَكْفُرْ بِهِ مِنَ

جو قابل اقتداء اور رحمت تھی تو (کوئی شک کر سکتا ہے؟) یہی لوگ اس پر ایمان لائے ہیں اور ان گروہوں

الْأَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهُ ۚ فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ إِنَّهُ الْحَقُّ

سے جو اس کا انکار کرے تو اس کے لئے جہنم ہی کا وعدہ ہے لہٰذا تجھے اس میں شک میں نہ رہنا

مِن رَّبِّكَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٧﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ

چاہئے بلاشبہ وہ تمہارے رب کی طرف سے حق ہے پھر بھی اکثریت ایمان نہیں لاتے○ اور اس سے بڑھ کر ظالم

مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۚ أُولَٰئِكَ يُعْرَضُونَ عَلَىٰ رَبِّهِمْ وَ

کون ہے جو اللہ پر جھوٹ افترا کرے[5] ایسے لوگ اپنے رب کے سامنے پیش کئے جائیں گے اور

يَقُولُ الْأَشْهَادُ هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ ۚ أَلَا

گواہ گواہی دیں[6] گے کہ یہی لوگ تھے جو اپنے رب پر جھوٹ باندھتے تھے دیکھو!

لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ﴿١٨﴾ الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ

ظالموں پر اللہ کی لعنت ہو○ جو لوگوں کو اللہ کی راہ سے

اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا وَهُم بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ﴿١٩﴾

روکتے ہیں[7] اور اس میں کجروی تلاش کرتے ہیں اور وہ آخرت کے بھی منکر ہیں○

1- یہ قرآن افتراء کیسے ہو سکتا ہے جبکہ وہ خود معجزوں کا معجزہ (Miracle of Miracles) ہے دیگر انبیاء اور رسولوں کی نبوت اور رسالت ایک محدود زمانہ کیلئے ہوتی تھی جبکہ آپ ﷺ کی رسالت دائمی ہے چنانچہ معجزہ بھی دائمی ہونا چاہئے تھا۔ قرآن وہ معجزہ ہے جو کہ خود کئی ملین غیر مسلم عربوں کو چیلنج کر رہا ہے کہ اس جیسی کوئی ایک سورت ہی بنا لاؤ۔ چاہے اس کام کیلئے دنیا بھر کے جن اور انسان بھی اکٹھے کر لو۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اٹھا رکھی ہے۔ یہ ذمہ داری کیسے پوری کی جا رہی ہے؟ ذرا تصور کریں خود قرآن کریم کے الفاظ تو ہزاروں لوگوں کے سینوں میں محفوظ ہیں۔ دوسری جانب اگر وہ لسان جس میں قرآن کریم نازل ہوا ہے یعنی لسان عربی لوگوں کے استعمال میں نہ رہے یا زندہ لسان نہ رہے تو اسکے مفہوم اور معانی کی حفاظت نہ ہو سکے گی۔ چنانچہ قرآن کریم کا یہ بھی معجزہ ہے کہ اس نے چودہ سو سال سے عربی کو ایک زندہ لسان بنا رکھا ہے اور کئی ملین لوگوں کے دلوں اور ان کی زبانوں کو پابند کیا ہوا ہے کہ وہ یہی لسان بولیں۔ دنیا کی کوئی بھی لسان ہو اس میں ایک صدی بعد ہی بہت سی تبدیلیاں آنی شروع ہو جاتی ہیں۔ اور وہ لسان پرانی ہو جاتی ہے پھر زبان صفحہ ہستی سے مٹ جاتی ہے مگر قرآن کریم والی عربی آج بھی اتنی ہی تازہ ہے جتنی چودہ سو سال قبل تازہ تھی اور لوگ اس کے پڑھنے اور سننے سے وہی حلاوت' اثر آفرینی اور واردات قلب محسوس کرتے ہیں وہی تو اس قرآن کریم کا معجزہ تھا کہ مشرکین مکہ دوسروں کو منع کرتے تھے کہ یہ قرآن نہ سننا ورنہ تم متاثر ہو جاؤ گے اور خود چھپ چھپ کر سنتے۔

2- جب یہ چیلنج پورا نہ کر سکے تو پھر صرف ایک ہی سورت بنا لانے کا چیلنج کیا گیا جبکہ اس سے قبل اس جیسا قرآن لانے کا چیلنج کیا گیا۔ تفصیلات کیلئے دیکھیں (بنی اسرائیل 88:17)' (البقرہ 23:2) اور (یونس 38:10)

3- اس آیت کے معنی میں اشکال ہے کہ اگر اسے مسلمان' کافر' منافق سب کیلئے عام رکھا جائے تو دوسری آیت کے مطابق ان لوگوں کیلئے آخرت میں جہنم ہی ہوگی جبکہ معلوم ہے مسلمان کو برے اعمال کا بدلہ ملنے کے بعد جہنم سے نکالا جائیگا چنانچہ کئی مفسرین نے اسے منافقین' یہود و نصاریٰ وغیرہ کیلئے خاص کیا ہے واللہ اعلم۔

4- اہل ایمان کا ذکر ہو رہا ہے جس سے مراد فطری داعیہ ہے جو کہ عہد الست کی صورت میں ودیعت کیا گیا ہے۔ شاہد سے مراد آپ ﷺ ہیں جو قرآن پڑھ کے سناتے ہیں۔ اسکے علاوہ تورات بھی اس کی تائید کرتی ہے تو کیا یہ ایمان لانے والا اور انکار کرنیوالا برابر ہو سکتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

5- اس افتراء کی کئی صورتیں ہیں۔ کوئی جھوٹی بات اللہ کے ذمہ لگا دینا۔ مثلاً خود کوئی بدعت یا فلسفہ ایجاد کر کے اسے زبردستی قرآن و حدیث سے ثابت کرنا وغیرہ۔

6- یہ گواہ کئی ہوں گے۔ مثلاً انبیاء' لوگ' عام اشیاء انسان کے اعضاء جیسے فرمایا۔

"آج ہم ان کے منہ پر مہر کر دیں گے اور انکے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے۔" (یٰسین 65:36)

7- یہ لوگ دوسروں کو بھی اللہ کے رستے سے روکتے ہیں۔ لوگوں کو غلط راہ پہ ڈالتے ہیں انہیں بھی شکوک و شبہات میں مبتلا کرتے ہیں۔

اُولٰٓىِٕكَ لَمْ یَكُوْنُوْا مُعْجِزِیْنَ فِی الْاَرْضِ وَ مَا كَانَ لَهُمْ

یہ لوگ زمین میں (اللہ کو) بے بس کرنے والے نہ تھے اور نہ ہی اللہ کے مقابلہ میں

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِیَآءَ ۘ یُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ؕ مَا كَانُوْا

ان کا کوئی حامی ہو گا۔ انہیں دگنا عذاب دیا جائے گا[1] وہ نہ تو

یَسْتَطِیْعُوْنَ السَّمْعَ وَ مَا كَانُوْا یُبْصِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ

(حق بات) سننا گوارا کر سکتے تھے اور نہ ہی خود انہیں کچھ سوجھتا تھا○ یہی لوگ ہیں جنہوں

خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ﴿۲۱﴾ لَا جَرَمَ

نے اپنے آپ کو نقصان پہنچایا اور جو کچھ وہ افترا پردازیاں کرتے تھے، سب انہیں بھول جائیں گی○ اس میں کوئی

اَنَّهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿۲۲﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا

شک نہیں کہ آخرت میں یہی سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں[2]○ یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور اچھے

الصّٰلِحٰتِ وَ اَخْبَتُوْۤا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ

عمل کئے اور اپنے رب کے حضور گڑگڑائے یہی لوگ اہل جنت میں سے ہیں جس میں

فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۳﴾ مَثَلُ الْفَرِیْقَیْنِ كَالْاَعْمٰى وَ الْاَصَمِّ وَ الْبَصِیْرِ

وہ ہمیشہ رہیں گے○ ان دونوں فریقوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک تو اندھا اور بہرا ہو اور دوسرا دیکھنے والا بھی ہو

وَ السَّمِیْعِ ؕ هَلْ یَسْتَوِیٰنِ مَثَلًا ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا

اور سننے والا بھی کیا یہ دونوں برابر ہیں"[3] پھر کیا تمہارے کچھ پلے نہیں پڑتا؟○ اور ہم نے نوح

نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖۤ ؗ اِنِّیْ لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۲۵﴾ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا

کو اس کی قوم کی طرف بھیجا (اس نے کہا) میں تمہیں صاف ڈرانے والا ہوں[4]○ تم اللہ کے سوا کسی

اللّٰهَ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ ﴿۲۶﴾ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ

کی عبادت نہ کرو[5] میں تمہارے بارے میں المناک دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں○ تو اس کی قوم کے کافر

كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَ مَا نَرٰىكَ

سرداروں[6] نے جواب دیا: ہم تو تجھے اپنے ہی جیسا آدمی خیال کرتے ہیں[7] اور جو تیرے پیرو کار ہیں وہ

اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِیْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ ۚ وَ مَا نَرٰى

بادی النظر میں ہمیں کمینے معلوم ہوتے ہیں[8] پھر تم لوگوں کو ہم پر کسی طرح کی

لَكُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍۭ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِیْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ

فضیلت بھی نہیں بلکہ ہم تو تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں○ نوح نے کہا:[9] "اے میری قوم! بھلا دیکھو، اگر میں

اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَ اٰتٰىنِیْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ

اپنے رب کی طرف سے ایک واضح دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنے ہاں سے رحمت (نبوت) بھی عطا کی ہو

فَعُمِّیَتْ عَلَیْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَ اَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ﴿۲۸﴾

جو تمہیں نظر نہ آئے تو کیا ہم اسے تم پر چپکا سکتے ہیں (کہ ایمان لاؤ)؟ جبکہ تمہیں یہ ناپسند ہو○

1- دگنا عذاب اس لئے ہو گا کہ وہ اپنی گمراہی کے ساتھ ہی ساتھ دوسروں کو گمراہ کرنے کے بھی سبب بنے تھے لہٰذا وہاں سے بھی حصہ رسدی انہیں پہنچے گا۔ دوسرا سبب یہ بتلایا گیا کہ ہدایت کی بات تو خود سوچتے تھے اور نہ ہی کسی کے توجہ دلانے سے غور کرتے تھے۔

2- دنیا میں جھوٹے عقائد کے مطابق عمل کرنے کی مشقت اٹھائی اور آخرت میں دگنا عذاب۔

3- جیسے دوسری جگہ فرمایا۔

"اور نابینا اور بینا برابر نہیں ہو سکتے اور نہ ہی اندھیرا اور روشنی برابر ہو سکتی ہے۔"

4- جس قسم کے حالات آپ ﷺ کو پیش آ رہے تھے تقریباً ایسے ہی حالات گزشتہ انبیاء کو پیش آ چکے تھے۔ لہٰذا ان کا ذکر کیا جا رہا ہے تاکہ آپ ﷺ کی ہمت بندھے اور کفار و مشرکین کو عبرت ہو۔ جب بھی کوئی نبی کسی قوم میں جاتا ہے تو قوم گمراہی میں ڈوبی ہوتی ہے لہٰذا سب سے پہلے نبی اسے عذاب الٰہی سے ڈراتا ہے۔

5- انذار کے بعد سب سے پہلا درس اللہ کی وحدانیت ہی کا ہوتا ہے۔ فرمان الٰہی ہے

"ہم نے آپ ﷺ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسے وحی کی کہ میرے سوا کوئی الٰہ نہیں تو میری ہی عبادت کر۔"

(الانبیاء 25:21)

6- ہر قوم میں سب سے سرکش لوگ وہاں کے وڈیرے، چوہدری اور کھڑپینچ قسم کے لوگ ہوتے ہیں جنہوں نے سوسائٹی میں اپنے مفادات کے تحفظ کے انتظامات کر رکھے ہوتے ہیں۔ ایسی کوئی بھی تبدیلی جس سے انکے مفادات متاثر ہونے کا اندیشہ ہو اسکی ممانعت کرتے ہیں چاہے وہ حق کی بات ہی کیوں نہ ہو الا ماشاء اللہ

7- نبی کی اطاعت کی ذمہ داری سے بھاگنے کیلئے ہمیشہ ہی سے یہ بہانہ استعمال کیا گیا ہے۔

(ا)۔ یہ تو ہمارے جیسا انسان ہے نبی کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ بہانہ لوگ نبی کی زندگی میں کرتے ہیں کیونکہ وہ خود اسے دن رات دیکھ رہے ہوتے ہیں۔

(ب)۔ بعد میں آنیوالے یہ بہانہ کرتے ہیں کہ وہ نبی تو ہے مگر بشر نہیں ہے ظاہر بات ہے کہ جو بشر نہ ہو گا اسکی اطاعت بشر کیسے کرے گا؟

8- دوسری طرف انبیاء یا کسی بھی اصلاحی تحریک کے حامی و ناصر، غریب، کمزور اور مظلوم طبقہ کے لوگ ہوتے ہیں۔

9- تم مجھے اپنے جیسا ہونے کا الزام دیکر رد کر رہے ہو حالانکہ میرے اندر امتیازی صفات تو موجود ہیں جو تمہیں نظر نہیں آتیں۔

(ا)۔ میں نے کبھی شرک نہیں کیا۔

(ب)۔ اللہ نے مجھے نبوت اور ہدایت سے سرفراز کیا ہے۔ اگر تمہیں یہ کوئی امتیاز نظر نہیں آ رہا تو میں زبردستی تو کسی کو ہدایت یافتہ نہیں بنا سکتا۔

وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَي اللّٰهِ وَمَآ اَنَا

اور اے میری قوم! میں تم سے کوئی مال و دولت تو نہیں مانگتا،[1] میرا اجر تو اللہ کے ذمہ ہے اور جو لوگ ایمان لائے

بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا

ہیں، میں انہیں اپنے ہاں سے نکال نہیں سکتا۔[2] وہ یقیناً اپنے رب سے ملنے والے ہیں مگر میں دیکھتا ہوں کہ تم

تَجْهَلُوْنَ (29) وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ۭ اَفَلَا

جہالت کی باتیں کرتے ہو○ اور اے میری قوم! اگر میں انہیں نکال دوں تو اللہ کے مقابلہ میں میری کون مدد کرے

تَذَكَّرُوْنَ (30) وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَاۗىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ

گا، تم غور نہیں کرتے؟○ میں تمہیں نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب

الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّىْ مَلَكٌ وَّلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ اَعْيُنُكُمْ

جانتا ہوں، نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں[3] اور نہ یہ کہ جن لوگوں کو تم حقیر سمجھتے ہو

لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ښ اِنِّىْٓ اِذًا

اللہ انہیں کبھی بھلائی سے نوازے گا ہی نہیں، جو ان کے دلوں میں ہے وہ تو اللہ خوب جانتا ہے ورنہ تو یقیناً میں

لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ (31) قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا

ظالموں سے ہو جاؤں گا○ وہ کہنے لگے: ”نوح! تم نے ہم سے جھگڑا کیا اور اسے بہت طول دیا تو اب اگر

فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (32) قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ

تم سچے ہو تو جس بات کی ہمیں دھمکی دیتے ہو وہ لے ہی آؤ“[4]○ نوح نے کہا: ”وہ تو اللہ ہی لائے گا،

بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَاۗءَ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ (33) وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ

اگر اس نے چاہا اور (پھر) تم اسے بے بس نہ کر سکو گے○ اور اگر میں تمہاری خیر خواہی کرنا چاہوں بھی تو

اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ۭ هُوَ رَبُّكُمْ

میری خیر خواہی تمہیں کیا فائدہ دے گی[5] جبکہ اللہ کو یہی منظور ہو کہ وہ تمہیں گمراہ کرے وہی تمہارا رب ہے

وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (34) اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ

اور تم اسی طرف لوٹائے جاؤ گے○ کیا کافر کہتے ہیں[6] کہ: اس نے یہ (قرآن) گھڑ لیا ہے کہیے کہ:

فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَاَنَا بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ (35) وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ

”اگر میں نے گھڑا ہے تو میرا گناہ میرے ذمہ اور جو تم جرم کر رہے ہو میں ان سے بری ہوں○ اور

اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ

نوح کی طرف وحی کی گئی کہ تیری قوم سے جو لوگ ایمان لا چکے ہیں، ان کے بعد کوئی ایمان نہ لائے گا، لہذا

بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ (36) وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا

ان کے کرتوتوں پر غم کرنا چھوڑ دو[7]○ اور ہماری نگرانی میں اور ہمارے حکم کے مطابق ایک کشتی بناؤ اور

وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ (37)

ان ظالموں کے بارے میں مجھ سے گفتگو (سفارش) نہ کرنا[8] یہ سب غرق ہونے والے ہیں○

1-ہر نبی کی طرح نبی نوح نے بھی اعلان فرمایا کہ مجھے تم سے کسی اجر کی طلب نہیں ہے۔ میرا اجر اسی کے پاس ہے جس نے مجھے مامور کیا ہے۔ اور یہ بجائے خود حقانیت کی بڑی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی زبانی بھی یہ اعلان کروادیا۔

”آپ ﷺ کہہ دیں کہ: اگر میں نے تم سے کچھ اجرت مانگی ہو تو وہ تم ہی رکھو۔ میرا اجر تو اللہ کے ذمہ ہے اور وہ ہر چیز پر حاضر و ناظر ہے۔“

(سبا 47:34)

2-جو لوگ حق کو پہچان کر اسے قبول کر چکے ہیں وہ حق تعالیٰ کی نظر میں تو بڑے معزز ہیں انہیں میں کیسے بھگا سکتا ہوں۔

3-تمام دیگر انبیاء کی طرح نبی نوح بھی شرک کی جڑیں کاٹ رہے ہیں۔

4-کفر اور شرک عقل کی مت ایسی مار دیتا ہے کہ جو سوجھتا ہے اپنے نقصان کا ہی سوجھتا ہے۔ حضرت نوح سے یہ کہنے کی بجائے کہ عذاب لے آؤ اگر یہ کہتے کہ اللہ سے دعا کرو کہ ہمارا سینہ کھول دے تو شائد انہیں ہدایت نصیب ہی ہو جاتی۔

5-یعنی اگر تمہاری مسلسل ضد اور ہٹ دھرمی اور حق دشمنی کی بنا پہ تمہارے دلوں پہ مہر ہو چکی ہے تو میری نصیحت تمہیں کچھ فائدہ نہ دے سکے گی۔

6-یہ حالات جب آپ ﷺ نے اپنی قوم کو سنائے تو انہیں اپنی ذات میں قوم نوح کے ساتھ بہت مماثلت معلوم ہوئی تو انہیں یہ شبہ لاحق ہوا کہ آپ ﷺ خود ہی یہ کلام تمثیلی طور پہ پیش کر کے چوٹ کر رہے ہیں تو یہ الزام جڑ دیا۔

گویا یہ الزامی جواب ہے ورنہ اس الزام کو دلیل کی بنیاد پہ پہلے آیت نمبر 12 میں رد کیا جا چکا ہے۔ گویا یہ حضرت نوح کے واقعہ میں جملہ معترضہ ہوا۔ امام طبری اور حافظ ابن کثیر نے اسے اختیار کیا ہے جبکہ بعض مفسرین اسے حضرت نوح اور ان کی قوم کے متعلق تسلیم کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

7-اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی قوم میں عذاب کا وقت وہی ہوتا ہے جبکہ اس میں کسی ایک کا بھی ہدایت پانے کا امکان نہ رہے۔ اور حقیقت اللہ ہی جانتے ہیں۔ یاد رہے کہ قیامت بھی اس وقت قائم ہوگی جب کہ سب نیک لوگ اٹھا لئے جائیں گے۔

8-اللہ تعالیٰ کا ضابطہ کیسا جچا تلا ہے کافر چاہے نبی کی اولاد ہو۔ بخشش تو دور کی بات ہے نبی کو اس سلسلہ میں بات کرنے کی بھی اجازت نہیں۔

وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِّنْ قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ

نوح نے کشتی بنانا شروع کی تو جب بھی اس کی قوم کے سردار وہاں سے گزرتے تو اس کا تمسخر اڑاتے نوح

قَالَ إِنْ تَسْخَرُوا مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ ﴿٣٨﴾ فَسَوْفَ

نے کہا: اگر تم ہمارا تمسخر اڑاتے ہو تو ہم بھی (ایک دن) تمہارا ایسے ہی تمسخر اڑائیں گے ○ پھر تمہیں

تَعْلَمُونَ مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ

جلد ہی معلوم ہو جائے گا کہ کون ہے جس پر رسوا کن عذاب آتا اور دائمی عذاب

مُقِيمٌ ﴿٣٩﴾ حَتَّى إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِنْ

اترتا ہے ○ یہاں تک کہ ہمارا (عذاب) حکم آ پہنچا اور تنور ابلنے لگا تو ہم نے نوح سے کہا کہ اس میں ہر

كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ

قسم کے جانوروں کا ایک جوڑا (نر مادہ) رکھ لو، اور اپنے گھر والوں کو بھی بجز ان اشخاص کے جن کے متعلق پہلے

وَمَنْ آمَنَ وَمَا آمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ ﴿٤٠﴾ وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ

بتلایا گیا ہے اور جو ایمان لائے ایمان لانے والے تھوڑے ہی تھے ○ نوح نے کہا: "اس کشتی میں سوار

اللَّهِ مَجْرِهَا وَمُرْسَاهَا إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٤١﴾ وَهِيَ تَجْرِي

ہو جاؤ اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا اللہ کے نام سے ہے میرا رب یقیناً بخشنے والا رحم کرنے والا ہے ○ وہ

بِهِمْ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ وَنَادَى نُوحٌ ابْنَهُ وَكَانَ فِي

کشتی پہاڑ جیسی موجوں میں ان لوگوں کو لئے چلی جا رہی تھی نوح نے اپنے بیٹے کو پکارا جبکہ وہ ایک

مَعْزِلٍ يَا بُنَيَّ ارْكَبْ مَعَنَا وَلَا تَكُنْ مَعَ الْكَافِرِينَ ﴿٤٢﴾ قَالَ سَآوِي

کنارے پر تھا: "بیٹا ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جاؤ اور کافروں کا ساتھ نہ دے" ○ کہنے لگا: میں ابھی پہاڑ

إِلَى جَبَلٍ يَعْصِمُنِي مِنَ الْمَاءِ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ

کی طرف پناہ لے لیتا ہوں جو مجھے پانی سے بچالے گا" نوح نے کہا: "آج اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے

اللَّهِ إِلَّا مَنْ رَحِمَ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِينَ ﴿٤٣﴾

والا نہیں، مگر جس پر وہ رحم کرے" اور ان دونوں کے درمیان ایک لہر حائل ہو گئی جس سے وہ ڈوب گیا ○

وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ

(پھر عرصہ بعد اللہ کا) حکم ہوا کہ: اے زمین اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان رک جا اور پانی خشک

وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ

ہو گیا اور فیصلہ چکا دیا گیا اور کہا گیا کہ ظالم لوگ (اللہ کی رحمت سے) دور

الظَّالِمِينَ ﴿٤٤﴾ وَنَادَى نُوحٌ رَبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ

ہیں ○ نوح نے اپنے رب کو پکارا اور کہا: "میرا بیٹا تو میرے اہل

أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنْتَ أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ ﴿٤٥﴾

سے تھا اور تیرا وعدہ بھی سچا ہے اور تو ہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے" ○

1- جیسے کہتے ہوں کہ نبوت کے ساتھ ترکھانی بھی شروع کر دی ہے؟ یا یہاں دریا کون سا ہے جس میں کشتی چلاؤ گے۔ جب ہم کشتی میں ہوں گے اور تم لوگ ڈوب رہے ہوگے تو تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ مذاق تم سے ہوا یا ہم سے؟

2- یہ وہی تنور ہے جو معروف ہے اور جس میں روٹیاں پکائی جاتی ہیں۔ اسے اللہ رب العزت ذوالجاہ والجلال نے طوفان کی ابتداء کیلئے منتخب فرمایا ہوگا۔

3- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اسی افراد تھے بعض نے صرف دس کہا ہے جن میں حضرت نوحؑ کے تین بیٹے۔ سام، حام اور یافث اور ان تینوں کی بیویاں جبکہ چوتھا یام جسے کنعان بھی کہا جاتا ہے اور اسکی والدہ یعنی حضرت نوح کی بیوی ایمان نہ لائے لہذا غرق ہو گئے۔ البتہ یام کی بیوی ایمان لانے کی وجہ سے بچ گئی۔ اسی طرح ہر جانور کا جوڑا بھی سوار کر لیا گیا۔

4- ضمناً اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کشتی یا جہاز پہ سوار ہوتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہئے۔

﴿بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرِيْهَا وَمُرْسٰـهَا إِنَّ رَبِّيَ لَغَفُوْرٌ الرَّحِيْمُ﴾

سواری پہ سوار ہوتے ہوئے یہ دعا پڑھنی چاہئے

﴿سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ وَإِنَّآ إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾

"پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لئے اسے مسخر کیا جبکہ ہم اسکو قابو نہیں کر سکتے تھے اور ہم اپنے رب کی جانب لوٹنے والے ہیں۔"

(الزخرف 43:14-13)

5- زمین سے پانی پھوٹتا رہا اور آسمان سے بارش برستی رہی۔ پانی اتنا بڑھا کہ پہاڑ ڈوبنے لگے۔ پہاڑوں جیسی اونچی موجیں قیامت ڈھا رہی تھیں۔

6- اسی دوران حضرت نوحؑ نے اپنے بیٹے یام کو دیکھا جو کہ ایک پہاڑ کے کنارے کھڑا تھا کہ ایمان لے آؤ اور ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ۔

7- جودی پہاڑ موصل میں ہے جو آج بھی اسی نام سے مشہور ہے جہاں حضرت نوح کی قوم آباد تھی۔

8- یہاں ایک سوال تحقیق سے تعلق رکھتا ہے؟ کیا آج کی نسل انسانی صرف حضرت نوح کی اولاد سے تعلق رکھتی ہے بلکہ اس سے بھی پہلے یہ غور کرنا چاہیے کہ یہ سوال پیدا کیسے ہوا؟ اصل میں یہ غلط فہمی اسرائیلی روایات سے پھیلی ہے۔ دیکھئے پیدائش (6-18) اور (7-7) جبکہ قرآن میں صراحت ہے کہ حضرت نوح کے ساتھ جو لوگ ایمان والے تھے وہ بھی کشتی میں سوار تھے آگے نسل انسانی ان سے چلی۔ دیکھیں (الاعراف 3:17) اور (مریم 58:19)

سورت مریم کی آیت سے ضمناً یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ طوفان نوح پوری دنیا پہ نہیں آیا تھا واللہ اعلم۔

قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا

اللہ تعالیٰ نے جواب دیا: "نوح! وہ تیرے اہل سے نہیں تھا کیونکہ اس کے عمل اچھے نہ تھے[1] لہٰذا جس

تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنِّىْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ

بات کا تمہیں علم نہیں اس کا مجھ سے سوال نہ کر میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ جاہلوں کی سی

الْجٰهِلِيْنَ ﴿٤٦﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّىْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ

درخواست نہ کرو" ○ نوح نے کہا: "اے رب! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں تجھ سے سوال کروں جس کا

بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٤٧﴾

مجھے علم نہ ہو[2] اور اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا اور مجھ پر رحم نہ فرمایا تو میں تباہ ہو جاؤں گا"[3] ○

قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰٓي اُمَمٍ

حکم ہوا: نوح! ہماری طرف سے سلامتی سے اتر آؤ اور ان برکتوں کے ساتھ جو تجھ پر اور تیری ساتھی جماعتوں پر

مِّمَّنْ مَّعَكَ ۭ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٤٨﴾

(نازل ہوئیں) اور کچھ اور امتوں کو ہم متاع حیات دیں گے پھر انہیں ہماری طرف سے المناک عذاب پہنچے[4]

تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ

گا" ○ (اے نبی!) یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں اس سے قبل انہیں نہ آپ

وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ڕ فَاصْبِرْ ڕ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿٤٩﴾ ع

جانتے تھے اور نہ آپ کی قوم[5] لہٰذا آپ صبر کیجئے کیونکہ انجام (بخیر) متقین ہی کے حق میں ہوتا ہے ○

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ

اور عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہود کو بھیجا[6] اس نے کہا: "اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو جس کے سوا

اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿٥٠﴾ يٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ

تمہارا کوئی الٰہ نہیں تم نے تو محض جھوٹ گھڑ رکھے ہیں ○ اے میری قوم! میں تم سے کوئی صلہ نہیں

اَجْرًا ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَي الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٥١﴾

مانگتا میرا صلہ تو اس کے ذمہ ہے[7] جس نے مجھے پیدا کیا ہے کیا تم سوچتے نہیں؟ ○

وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاۗءَ

اور اے قوم! اپنے رب سے معافی مانگو، پھر اسی کے آگے توبہ کرو وہ تم پر (آسمان سے) موسلادھار

عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا

بارش برسائے گا اور تمہاری موجودہ قوت میں مزید اضافہ کردے گا[8] تم مجرم بن کر

مُجْرِمِيْنَ ﴿٥٢﴾ قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ

منہ نہ پھیرو ○ وہ کہنے لگے: "تو ہمارے پاس کوئی صریح معجزہ تو لایا نہیں[9] اور محض تیری

بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿٥٣﴾

باتوں سے ہم اپنے معبودوں کو چھوڑ نہیں سکتے اور نہ ہی تجھ پر ایمان لا سکتے ہیں ○

1-باوجود اسکے کہ وہ تمہارا صلبی بیٹا تھا مگر جب اسکے اعمال ہی ایسے نہ تھے تو پھر وہ تمہارا اہل کیسے ہو سکتا ہے؟

2-اس سوال جواب سے ایک نہایت اہم سبق ملتا ہے کہ اللہ کے ہاں صرف ایمان اور عمل صالح ہی کی قیمت ہے۔ ایک اولوالعزم رسول اپنے بیٹے کیلئے التجا کر رہا ہے تو الٹا اس پر عتاب نازل ہوتا ہے۔ اس سے ان لوگوں کو سبق حاصل کرنا چاہئے جنہوں نے سستی نجات کیلئے طرح طرح کے عقیدے وضع کر رکھے ہیں۔ کسی شخص کا سید ہونا یا کسی بزرگ کا دامن پکڑنا اللہ کے ہاں کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء کو علم غیب نہیں ہوتا ورنہ وہ ایسی دعا نہ کرتے۔

3-انبیاء چونکہ عامۃ الناس کیلئے نمونہ ہوتے ہیں اس لئے انکی عام لغزش پہ بھی شدید تنبیہہ ہوتی ہے۔ یہی عصمت انبیاء کا مفہوم ہے۔

4-اللہ تعالیٰ نے خبر دیدی کہ تمہارے ساتھ جو لوگ ہیں انکی نسلوں سے بھی سرکش پیدا ہوں گے اور وہ بھی اللہ کے قانون کے مطابق عذاب الیم سے بچ نہ سکیں گے۔

5-حضرت نوح اور آپ ﷺ کے زمانے میں تقریباً چار ہزار سال کا عرصہ ہے۔ اس زمانے کی تفصیلی خبریں دینا بجائے خود آپ کی نبوت کی دلیل ہے اور آپ ﷺ کیلئے غیب کی نفی ہے۔

6-بھائی اس مفہوم میں ہے کہ وہ انہی کی قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ تمام انبیاء اپنی قوم ہی سے مبعوث ہوتے ہیں۔ یہ قوم عاد اولیٰ ہے۔ آثار قدیمہ کے ایک جدید سائنس دان نے انکشاف کیا ہے کہ اہرامات مصر بنانے والی قوم قوم عاد ہی ہے نہ کہ قوم فرعون۔ قوم عاد کے افراد کے قد اتنے لمبے تھے کہ وہ اہرامات تعمیر کرسکتے تھے۔ اسکے علاوہ اور کوئی قوم ایسی نہیں گزری جو اتنے اونچے اہرامات تعمیر کرسکتی۔ سائنس دان کے مطابق "ارم ذات العماد" میں ارم ہی لفظ "ہرم" ہے — دوسری جانب اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کی صفت یہ بیان فرمائی ہے کہ "تم ہر اونچی جگہ پہ نشانی کھڑی کردیتے ہو۔" تفصیلات کیلئے دیکھیں۔ (الاعراف 7:72-65)

7-نبی چونکہ مامور من اللہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا انکا اجر بھی اللہ کے ہاں ہی ہوتا ہے۔ دنیا سے وہ کسی اجر کے طالب نہیں ہوتے۔ کسی سے اجر طلب نہ کرنا بھی مامور من اللہ ہونے کی دلیل ہے۔

8-استغفار کے بے شمار فوائد ہیں۔ جہاں استغفار ہو وہاں عذاب الٰہی نہیں آتا۔ (الانفال 8:33) خوشحالی پیدا ہوتی ہے۔ مال اور بیٹوں کی کثرت کا ذکر بھی ہے۔

"پھر میں نے انہیں کہا کہ اپنے رب سے استغفار کرو وہ بخشنے والا ہے۔ آسمان سے تمہارے لئے موسلادھار بارش نازل کرے گا۔ بیٹوں اور مال کے ذریعے تمہاری مدد کرے گا۔ تمہارے لئے باغات اور نہریں مہیا فرمائے گا۔"

(نوح 71:12-11)

9-ہر نبی کو ایسے دلائل دیئے جاتے ہیں جو اسکی نبوت کیلئے کافی ثبوت فراہم کرتے ہیں۔ مگر ہٹ دھرم، ضدی لوگ کسی ایسے بڑے معجزے کا مطالبہ کر دیتے ہیں جو انہیں ایمان لانے پہ مجبور کردے۔ ایسا ایمان لانا فائدہ مند بھی نہیں ہوتا۔

إِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ قَالَ اِنِّیْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ

ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمارے معبودوں میں سے کسی نے تجھے تکلیف پہنچائی ہے"[1] ہود نے کہا: "میں اللہ کو گواہ بناتا

وَاشْهَدُوْٓا اَنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِیْدُوْنِیْ جَمِیْعًا

ہوں اور تمہیں بھی جو تم شرک کر رہے ہو میں اس سے بیزار ہوں○ اللہ کے سوا تم سب میرے خلاف

ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۵۵﴾ اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّیْ وَرَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ

جو تدابیر کرو اور مجھے مہلت نہ دو[2]○ میرا بھروسہ اللہ پر ہے جو میرا رب ہے اور تمہارا بھی کوئی جاندار

اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۵۶﴾ فَاِنْ

ایسا نہیں جس کی چوٹی وہ پکڑے ہوئے نہ ہو[3] میرا رب یقیناً صراط مستقیم پر ہے○ پھر اگر تم اعراض

تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَیْكُمْ ؕ وَیَسْتَخْلِفُ رَبِّیْ قَوْمًا

کرو تو میں جو پیغام تمہیں پہنچانے کے لئے بھیجا گیا تھا، پہنچا چکا اب میرا رب تمہارے علاوہ دوسروں کو تمہارا

غَیْرَكُمْ ۚ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَیْـًٔا ؕ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ ﴿۵۷﴾ وَ

جانشین بنائے گا اور تم اس کا کچھ بھی بگاڑ نہ سکو گے[4] میرا رب یقیناً ہر چیز پر محافظ ہے○ پھر

لَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا هُوْدًا وَّالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَ

جب ہمارا حکم (عذاب) آ گیا[5] تو ہم نے ہود اور اس کے ساتھ ایمان لانے والوں کو اپنی مہربانی سے نجات دی

نَجَّیْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِیْظٍ ﴿۵۸﴾ وَتِلْكَ عَادٌ ۟ۙ جَحَدُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ

اور شدید عذاب سے انہیں بچا لیا○ اور یہ قوم عاد ہیں وہ اپنے رب کی آیات کے منکر تھے

وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ ﴿۵۹﴾ وَاُتْبِعُوْا فِیْ

اور اللہ کے رسولوں کی[6] نافرمانی کی اور ہر جابر سرکش کے طریقہ کی اتباع کرتے رہے○ آخر اس دنیا میں بھی

هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً وَّیَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ

لعنت ان کے پیچھے رہی اور قیامت کے دن بھی (رہے گی) دیکھو! بلاشبہ قوم عاد نے اپنے رب کا انکار کیا

اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ﴿۶۰﴾ وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ

دیکھو! عاد کے لوگ دھتکارے گئے[7] جو ہود کی قوم تھے○ اور ثمود[8] کی طرف ہم نے ان کے بھائی صالح کو بھیجا اس

اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ

نے کہا: "اے میری قوم! اللہ ہی کی عبادت کرو جس کے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہیں اس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا

وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِیْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْهِ ؕ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ

اور اس میں آباد کیا لہٰذا اسی سے بخشش مانگو پھر اسی کی طرف رجوع کرو بلاشبہ میرا رب قریب ہے (دعا)

مُّجِیْبٌ ﴿۶۱﴾ قَالُوْا یٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِیْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰىنَآ اَنْ

قبول کرنے والا ہے"○ کہنے لگے: "صالح! پہلے تو ہماری امیدوں کا سہارا[9] تھا کیا تو ہمیں ان کی عبادت سے روکتا

نَّعْبُدَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِیْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَیْهِ مُرِیْبٍ ﴿۶۲﴾

ہے جنہیں ہمارے آباء و اجداد پوجتے رہے؟ اور تو ہمیں جو دعوت دیتا ہے بلاشبہ اس میں ہم متردد ہیں○

1- نبی حق کیلئے ہر وقت اپنا سب کچھ کھپا رہے تھے۔ صبح و شام انہیں توحید سمجھانے میں لگے ہوئے تھے تو اسی محنت اور جدوجہد کو ان بے وقوفوں نے یہ سمجھا کہ معبودوں کی "مار" ہے جو انہیں کسی کل چین نہیں ہے۔ بزرگوں کی مار کی غلط فہمی آج بھی کئی مسلمانوں کو ہو جاتی ہے۔

2- انبیاء میں جرات ایمانی کتنی زیادہ ہوتی ہے اور کیسے اللہ پہ توکل پہاڑ سا ہوتا ہے۔ ذرا تصور کریں جب ایک نبی تن تنہا ساری قوم کو چیلنج کر رہا ہے کہ میرے خلاف تم سب مل کر اور تمہارے خدا مل کر جو بگاڑ سکتے ہو بگاڑ لو اور مجھے قطعاً مہلت نہ دو۔ تقریباً ایسا ہی خطاب نبی نوح نے بھی اپنی قوم سے کیا تھا۔

"اور انہیں نوح کا قصہ سنا ہے جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا۔ اے میری قوم اگر تمہیں میرا کھڑا ہونا اور اللہ کی آیات سے نصیحت کرنا گراں گزرتا ہے تو میں نے اللہ پہ بھروسہ کر لیا ہے تم اور تمہارے شریک ایک ضابطہ پہ متفق ہو جاؤ جس کا کوئی پہلو تم سے خفیہ نہ رہے پھر جو میرے ساتھ کرنا ہو کر گزرو اور مجھے مہلت نہ دو۔"

(یونس 71:10)

3- ہر جاندار اللہ کے مکمل قبضہ قدرت اور اختیار میں ہے۔ وہ بے پناہ تصرف اور اختیار کے باوجود وہ کسی پہ بھی ظلم نہیں کرتا۔

4- جیسا کہ سنت الٰہی ہے اور یہ سنت جاری ہے اس میں استثنا نہیں۔

5- ان پہ نہایت تند و تیز اور یخ ٹھنڈی آندھی کا عذاب آیا۔ یہ آندھی مسلسل آٹھ یوم اور سات راتیں چلتی رہی۔ حضرت ہودؑ اور انکے ساتھی اللہ کے حکم سے عذاب سے پہلے نکل ہی گئے تھے۔

6- عاد اولیٰ کی جانب رسول تو صرف ہود ہی آئے مگر جس نے ایک رسول کو جھٹلایا اس نے سب کو جھٹلایا۔

7- "بعد" دوری، لعنت اور ہلاکت کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

8- ثمود کو عاد ثانیہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ قوم تبوک اور مدینہ کے درمیان مدائن صالح جسے "الحجر" بھی کہا جاتا ہے میں آباد تھی۔ ان کے کھنڈرات دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ انکی آبادی پانچ لاکھ یا چھ لاکھ ہو گی۔

9- اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول رسالت سے پہلے اپنی قوم کا معزز ترین فرد ہوتا ہے۔ لوگوں کا اس پہ اعتماد ہوتا ہے۔ دعوت توحید کے شروع کرنے کی دیر ہے کہ اسی قوم کو نبی کی ذات میں کیڑے نظر آنے لگتے ہیں۔

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ مِنْهُ

صالح نے کہا: اے میری قوم! بھلا دیکھو! اگر میں اپنے رب کی ایک واضح [1] دلیل پر ہوں اور اسی نے مجھے رحمت

رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ

(نبوت) بھی عطا کی پھر اس کی نافرمانی کروں تو اللہ کے مقابلہ میں کون میری مدد کرے گا؟ تم تو میرے

تَخْسِيْرٍ ﴿٦٣﴾ وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ

نقصان میں اضافہ کر رہے ہو○ اور اے قوم! یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے ایک معجزہ [2] ہے اسے اللہ کی

اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿٦٤﴾

زمین میں چرنے دو، اور کوئی تکلیف نہ پہنچانا [3] ورنہ تمہیں بہت جلد عذاب آ لے گا"○ مگر انہوں

فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ

نے اس کو کاٹ ڈالا تو صالح نے کہا: "بس تین دن اپنے گھروں میں مزے کر لو یہ ایسا وعدہ ہے جو جھوٹا

مَكْذُوْبٍ ﴿٦٥﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ

نہیں ہو سکتا○ [4] پھر جب ہمارا (عذاب کا) حکم آ گیا تو ہم نے صالح کو، اور اس کے ساتھ ایمان لانے والوں کو

بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِىِٕذٍ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿٦٦﴾

اپنی رحمت سے عذاب اور اس دن کی رسوائی سے بچا لیا بلاشبہ آپ کا رب طاقتور اور غالب ہے○

وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿٦٧﴾

اور جنہوں نے ظلم کیا تھا انہیں ایک چنگھاڑ نے آ پکڑا تو وہ اپنے گھروں میں اوندھے منہ پڑے رہ گئے○ [5]

كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا۟ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ اَلَا بُعْدًا

جیسے وہاں کبھی آباد ہی نہ ہوئے تھے دیکھو! ثمود نے اپنے رب کا انکار کیا دیکھو! یہ ثمود (بھی) دھتکار

لِّثَمُوْدَ ﴿٦٨﴾ وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا

دیئے گئے○ اور بلاشبہ ہمارے رسول (فرشتے) ابراہیم کے پاس خوشخبری [6] لے کر آئے تو ابراہیم کو سلام کہا

قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿٦٩﴾ فَلَمَّا رَآٰ اَيْدِيَهُمْ

انہوں نے جواب دیا اور تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ وہ ایک بھنا ہوا بچھڑا لائے○ پھر جب دیکھا کہ ان کے

لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ

ہاتھ کھانے کی طرف نہیں بڑھتے تو انہیں مشتبہ سمجھا اور دل میں خوف محسوس کرنے لگے وہ کہنے لگے: ڈرو نہیں!

اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ﴿٧٠﴾ وَامْرَاَتُهٗ قَآىِٕمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا

ہم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں○ اور ابراہیم کی بیوی پاس کھڑی تھی ہنس [7] دی تو ہم نے اسے اسحاق

بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿٧١﴾ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ

کی خوشخبری دی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی بھی○ وہ بولی: "اے ہے! کیا میں بچہ جنوں گی

وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ﴿٧٢﴾

جبکہ میں خود بھی بڑھیا ہوں اور یہ میرا خاوند بھی بوڑھا ہے تو یہ بڑی عجیب بات ہوگی○

1- نبوت سے پہلے بھی یہ خرافات تو میرا ضمیر کبھی بھی برداشت نہ کرتا۔

2- قوم نے کسی بڑے معجزہ کا مطالبہ کیا۔ اگر ایسا معجزہ دیکھیں گے تو ایمان لے آئیں گے۔ اور معجزہ یہ طلب کیا کہ ہماری آنکھوں کے سامنے پہاڑ سے حاملہ اونٹنی برآمد ہو۔ جو ہمارے سامنے بچہ جنے۔ حضرت صالح ؑ نے اللہ سے دعا کی۔ پہاڑ میں یک لخت جنبش ہوئی اور ایک شگاف سے دیوہیکل اونٹنی برآمد ہوئی۔ اس نے کچھ عرصہ بعد بچہ جنا۔ چونکہ یہ اونٹنی عام طریقہ سے ہٹ کر بطور معجزہ پیدا ہوئی اسی لئے اسے "**ناقۃ اللّٰہ**" یعنی اللہ کی اونٹنی کہا گیا ہے۔

3- اللہ کی یہ اونٹنی عام اونٹنیوں سے کافی بڑے سائز کی تھی۔ اسکی خوراک بھی زیادہ تھی۔ اونٹنی کے پانی پینے کیلئے ایک یوم مقرر تھا اور باقی ایام سارے جانوروں کیلئے۔ جبکہ کھانے پینے کیلئے ہدایات یہ تھیں کہ اسے آزاد پھرنے دیا جائے اور وہ خود ہی چر چگ لے گی۔

معجزہ طلب کرنے پہ جو اونٹنی انہیں دی گئی وہی ان کیلئے وبال جان بن گئی۔ جتنا پانی دوسرے سارے جانور پیتے اتنا اکیلے ہی یہ اونٹنی پی لیتی۔ حالانکہ انکے ہاں پانی کی پہلے ہی قلت تھی اور جتنا کھانے دوسرے سارے جانور کھاتے اتنا یہ اونٹنی اکیلے ہی کھا جاتی چنانچہ ایک بدبخت قذار بن سالف نے اس "مصیبت" سے جان چھڑانے کیلئے تلوار سے اس پہ وار کیا۔ اونٹنی نے ہولناک چیخ ماری اور اسی پہاڑ میں جا کر غائب ہو گئی جہاں سے نکلی تھی۔ اسکا بچہ بھی اسی پہاڑ میں جا کر غائب ہو گیا۔ اگرچہ مارنے والا صرف ایک ہی شخص تھا مگر ساری قوم کی تائید اسے حاصل تھی۔

4- تین یوم بعد عذاب آنے کی دھمکی سن کر بھی یہ قوم نہ سنبھلی۔ اونٹنی کو ٹھکانے لگانے کے بعد وہی بدبخت حضرت صالح کو مارنے کے بارے میں بھی صلاح مشورے کرنے لگا۔

5- مقررہ وقت پورا ہونے پہ اچانک نیچے سے شدید زلزلہ اور اوپر سے ہولناک چیخ کا عذاب آ گیا جس سے ساری قوم مر گئی اور حالت یہ تھی کہ یہ سب لوگ پیٹ کے بل لیٹے ہوئے تھے گویا کہ عذاب کی شدت سے خود کو بچانے کی کوشش کر رہے ہوں۔

6- یہ فرشتے انسانی شکل میں حضرت ابراہیم کے پاس آئے۔ حضرت ابراہیم سلام دعا کے بعد انکی مہمان نوازی میں مشغول ہو گئے۔ حضرت ابراہیم کے خوف کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ فرشتوں کی آمد عام حالات کی وجہ سے نہیں ہے تو پھر کس کی شامت آئی ہے؟

7- حضرت لوط حضرت ابراہیم کے عم زاد تھے۔

حضرت سارہ کو ہنسی کیوں آئی؟--- شائد اس وجہ سے آئی ہو کہ قوم لوط کیسی غافل ہے عذاب سر پہ ہے اور انہیں اپنے بچاؤ کی ہوش ہی نہیں یا ممکن ہے کہ اس عمر میں حضرت اسحاق کی پیدائش کی خبر سے ہنسی آ گئی ہو جس کا ذکر پہلے کیا گیا ہو۔ واللہ اعلم

قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ

وہ کہنے لگے: "کیا تم اللہ کے حکم سے تعجب کرتی ہو؟ اے اہل بیت (نبوت)[1] تم پر اللہ کی رحمت اور

الْبَيْتِ ۭ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ﴿73﴾ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ

برکتیں ہوں بلاشبہ وہ قابل تعریف اور بڑی شان والا ہے" ○ پھر جب ابراہیم سے خوف دور ہو گیا

وَجَاۗءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ﴿74﴾ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ

اور اسے خوشخبری مل گئی تو وہ قوم لوط کے بارے میں ہم سے جھگڑنے لگے[2]○ بلاشبہ ابراہیم بڑے

لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ﴿75﴾ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ ھٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ

بردبار، نرم دل اور رجوع کرنے والے تھے○ (فرشتوں نے کہا) ابراہیم اس قصہ کو چھوڑو تمہارے رب کا حکم

جَاۗءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ﴿76﴾ وَلَمَّا

آ چکا بلاشبہ اب انہیں عذاب آ کے رہے گا جو ٹل نہیں سکتا○ پھر جب

جَاۗءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْۗءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ ھٰذَا

ہمارے رسول (فرشتے) لوط کے پاس آئے تو انہیں آنا ناگوار محسوس ہوا اور دل گھٹ گیا[3] اور کہنے لگے: یہ

يَوْمٌ عَصِيْبٌ ﴿77﴾ وَجَاۗءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ۭ وَمِنْ قَبْلُ

تو مصیبت کا دن ہے○ اور اس کی قوم کے لوگ دوڑتے ہوئے ان کے ہاں آ گئے وہ پہلے سے ہی

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَاۗءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ

بدکاری کیا کرتے تھے لوط نے انہیں کہا: اے میری قوم! یہ میری بیٹاں ہیں جو تمہارے لئے پاکیزہ تر

لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ ۭ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ

ہیں[4] لہٰذا اللہ سے ڈرو اور مجھے اپنے مہمانوں میں رسوا نہ کرو کیا تم میں کوئی بھی

رَّشِيْدٌ ﴿78﴾ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ

بھلا مانس نہیں؟○ وہ کہنے لگے: یہ تو تو جانتا ہی ہے کہ تمہاری بیٹیوں سے ہمیں کوئی دلچسپی نہیں

وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ﴿79﴾ قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ

اور یہ بھی تم جانتے ہو کہ ہم کیا چاہتے ہیں[5]○ لوط نے کہا: "کاش! میں تمہارا مقابلہ کر سکتا یا

اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ﴿80﴾ قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ

کسی مضبوط سہارے کی طرف پناہ لے سکتا[6]○ کہنے لگے: اے لوط! ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں[7]

لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا

یہ لوگ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے تم کچھ حصہ رات رہے اپنے گھر والوں کو لے کر (بستی سے) نکل جاؤ

يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ۭ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ۭ

اور تم سے کوئی بھی مڑ کر نہ دیکھے البتہ تمہاری بیوی پر وہی کچھ گزرنا ہے جو ان پر گزرے گا

اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ۭ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ﴿81﴾

ان پر عذاب کے لئے صبح کا وقت مقرر ہے کیا اب صبح قریب ہی نہیں؟[8]○

1- ضمناً اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے بیوی اہل بیت سے ہوتی ہے۔ اس سے اس فرقے کا رد ہوتا ہے جو کہ امہات المومنین کو آپ ﷺ کے اہل بیت نہیں سمجھتا۔

2- "ہم سے جھگڑنے لگے" سے مراد یہ ہے کہ ہمارے فرشتوں سے جھگڑنے لگے۔ یہ انداز کلام انتہائی محبت کی وجہ سے ہے۔ جیسے کہا کہ اسی بستی میں تو لوط بھی ہیں وغیرہ اور اس سے آپکا مقصد عذاب کو موخر کرنا تھا اس امید میں کہ شائد کچھ اور لوگوں کو ایمان کی توفیق مل جائے۔

3- یہ فرشتے حضرت لوط کے پاس انتہائی خوبصورت بے ریش لڑکوں کی شکل میں مہمان ہوئے۔ حضرت لوط کو اپنی قوم کے کرتوت معلوم تھے کہ لونڈے بازی ان میں کس حد تک ان میں رچ بس گئی ہے۔ چنانچہ انہیں خوف ہوا کہ قوم کے بدمعاش ان سے ان مہمانوں کا مطالبہ کریں گے جبکہ میری اتنی طاقت نہیں کہ انہیں روک سکوں۔ یہی وجہ آپ کی گھٹن کی تھی۔

4- غالباً یہ قوم کی بیٹیوں کی جانب اشارہ تھا۔ یہ امام طبری کی رائے ہے جبکہ الفاظ سے یہ مفہوم بھی نکلتا ہے کہ انہوں نے خود اپنی بیٹیوں کی جانب اشارہ کیا ہو۔ ایسی صورت میں مفہوم یہ ہے کہ یہ لڑکیاں تمہارے لئے پاکیزہ ہیں انہی سے نکاح کرو اور مجھ سے میرے مہمانوں کا مطالبہ نہ کرو۔

5- فطرت سے بغاوت کس حد تک ان میں رچ بس چکی تھی۔ وہ انکے اس جواب سے واضح ہو جاتا ہے۔

6- اس علاقہ یعنی سدوم میں حضرت لوط غریب الدیار تھے۔ نبوت ملنے کے بعد حضرت ابراہیم نے انہیں فلسطین سے یہاں بھجوایا۔ لہٰذا یہاں ان کا کوئی کنبہ قبیلہ نہ تھا۔ آپ کی بیوی بھی کافرہ تھی اور قوم کے ساتھ سازباز میں شریک رہتی تھی۔ ان حالات میں آپ کے منہ سے یہ الفاظ اضطراری طور پر ادا ہوئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ حضرت لوط پہ رحم کریں وہ شدید آسراء (یعنی ذات باری تعالیٰ) رکھتے تھے۔"

(بخاری)

7- یہ بدمعاش ہم تک کیا پہنچیں گے؟ تم تک بھی نہ پہنچنے پائیں گے۔

8- غالباً حضرت لوط نے اپنی اس بے کسی کی حالت کی وجہ سے یہ خواہش ظاہر کی ہوگی کہ پھر ابھی عذاب ہو جائے۔ جس کے جواب میں فرشتوں نے یہ کہا۔

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا

پھر جب ہمارا حکم آگیا تو ہم نے اس بستی کے اوپر کے حصہ کو نچلا حصہ بنا دیا پھر ان پر کھنگر کی

حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ مَّنْضُوْدٍ ﴿۸۲﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ؕ وَ

قسم کے تہ بہ تہ پتھر برسائے[1]○ جو تیرے رب کے ہاں سے نشان زدہ تھے اور یہ (خطہ ان)

مَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۳﴾ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ

ظالموں سے کچھ دور بھی نہیں○ اور مدین[2] کی طرف ہم نے ان کے بھائی[3] شعیب کو بھیجا

قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ وَلَا

انہوں نے کہا: اے میری قوم! اللہ ہی کی عبادت کرو جس کے سوا کوئی الہ نہیں اور ماپ

تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّيْ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّيْ

اور تول کی کمی نہ کیا کرو[4] میں تمہیں خوشحال دیکھ رہا ہوں اور بلاشبہ مجھے

اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ﴿۸۴﴾ وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا

ڈر ہے کہ تم پر ایسا عذاب آئے گا جو تمہیں ہر طرف سے گھیر لے گا○ اور اے میری قوم! ماپ اور

الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ

تول کو انصاف کے ساتھ پورا کیا کرو اور لوگوں کو ان کی اشیا کم نہ دیا کرو

وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۸۵﴾ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ

اور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو[5]○ تمہارے لئے اللہ کی دی ہوئی بچت ہی بہتر ہے[6]

كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَا اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۸۶﴾ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ

اگر تم مومن ہو اور میں تم پر کوئی محافظ تو نہیں○ وہ کہنے لگے: "شعیب! کیا تمہاری

اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ

صلوہ[7] تمہیں یہی سکھاتی ہے کہ ہم ان معبودوں کو چھوڑ دیں جن کی ہمارے آباء عبادت کرتے تھے یا جیسے

فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ﴿۸۷﴾ قَالَ

ہم چاہتے ہیں اپنے اموال میں تصرف کرنا چھوڑ دیں؟ تم تو بڑے بردبار و بھلے مانس ہو○ شعیب نے کہا:

يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ

"اے میری قوم! دیکھو! اگر میں اپنے رب کی طرف سے ایک واضح دلیل[8] پر ہوں اور مجھے اللہ نے اچھا رزق[9] بھی

رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰىكُمْ

دیا ہو (تو کیسے تمہارا ساتھ دوں؟) میں نہیں چاہتا کہ جس بات سے میں تمہیں منع کرتا ہوں خود

عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا

ہی اس کے خلاف کروں میں تو جہاں تک ہو سکے اصلاح ہی چاہتا ہوں اور مجھے

تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴿۸۸﴾

توفیق نصیب ہونا تو اللہ کے فضل سے ہے میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں○

1-قوم لوط کی بستی کو بلندی پہ لے جاکر الٹا کر زمین پہ پٹخ دیا گیا اور ساتھ ہی ساتھ ان پہ کھنگر پتھروں کی بارش کی گئی۔ یہ پتھر بھی نشان زدہ تھے۔ غالباً اسی شدید عذاب کی وجہ سے یہ علاقہ سطح سمندر سے چار سو میٹر نیچے دب گیا جہاں اب بحیرہ مردار ہے جسے بحیرہ لوط بھی کہتے ہیں۔ مزید تفصیلات کیلئے دیکھیں (الاعراف 7:84-80)

2-قدیم تجارتی شاہراہ جو یمن 'مکہ' -ینبوع سے ہوتی ہوئی شام تک جاری تھی جس کے ذریعے تجارت کرکے قریش کے لوگ بہت خوشحال ہو گئے تھے اسی شاہراہ پہ خلیج عقبہ کے کنارے مدین واقع ہے دوسری جانب ایک دوسری بڑی بین الاقوامی تجارتی شاہراہ جو عراق کو مصر سے ملاتی ہے اسی علاقہ سے گزر کر جاتی ہے گویا یہ علاقہ بہت بڑا تجارتی چوک یا منڈی بن گیا تھا۔ اسی قوم کو قرآن کریم میں "اصحاب الایکہ" بھی کہا گیا ہے۔ ان لوگوں نے اپنی اسی جغرافیائی حیثیت کی وجہ سے تجارت سے خوب فائدہ اٹھایا۔

3-آپ بھی اپنی قوم میں مبعوث ہوئے جس کی وجہ سے بھائی کہا گیا۔

4-دیگر تمام انبیاء کی طرح سب سے پہلی دعوت توحید کی دی گئی۔ شرک کے علاوہ بعض مخصوص اقوام میں مخصوص بیماریاں ہوتی ہیں جیسے قوم لوط لونڈے بازی کی لعنت میں گرفتار تھی۔ قوم شعیب تجارتی ہیرا پھیریاں کرتے تھے۔ چنانچہ انبیاء کی دعوت میں توحید کے بعد ایسی ہی مخصوص بیماریاں موضوع بنتی ہیں۔

5-ایسی تمام تجارتی ہیرا پھیریاں جس سے دوسروں کا حق غصب کیا جا سکے فساد فی الارض ہیں جیسے فرمایا۔

"ڈنڈی مارنے والوں کیلئے ہلاکت ہے۔ جب خود ماپ کر لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں اور جب دوسروں کو ماپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو گھٹا کر دیتے ہیں۔ کیا وہ یہ خیال نہیں کرتے کہ وہ اٹھائے جانیوالے ہیں۔"

(المطففین 83:4-1)

6-"بقیت اللہ" یعنی حلال طریقہ سے کمایا گیا منافع یا اسکے علاوہ ہونے والا منافع۔

7-اس سے مراد صلوٰۃ بھی ہو سکتا ہے یا دین کیونکہ صلوٰۃ دین کا ستون ہے لہٰذا اسے صلوٰۃ سے تعبیر کیا گیا یا تمہاری نمازوں کے اثرات اب ہم پہ بھی ظاہر ہوں گے۔ ہم اپنی مرضی کی عبادت نہ کریں اور اپنی مرضی کی تجارت نہ کریں؟ یہ تمسخر سے کہتے۔

8-واضح دلیل سے مراد داعیہ فطرت ہے جو کہ تحت الشعور میں موجود رہتا ہے۔

9-رزق جس کا ایک معنی تو ظاہری ہے کہ حلال وطیب مال و دولت عطا ہوا ہے۔ دوسرا معنی نبوت کیا گیا ہے۔

وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ

اور اے میری قوم! میری مخالفت[1] تمہیں اس بات پر مشتعل نہ کرے کہ تمہیں ویسی ہی مصیبت پہنچ جائے

قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ۭ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ

جیسی قوم نوحؑ قوم ہودؑ اور قوم صالحؑ کو پہنچی تھی اور قوم لوط (کا علاقہ) تو تم سے کچھ دور

بِبَعِيْدٍ ۝ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ۭ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ

بھی نہیں[2]○ اور اپنے رب سے معافی مانگو اور اسی کے آگے توبہ کرو میرا رب یقیناً رحم کرنے والا اور

وَّدُوْدٌ ۝ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا

محبت رکھنے والا ہے○ وہ کہنے لگے: "شعیب تمہاری اکثر باتوں کی ہمیں سمجھ ہی نہیں آتی[3] ہم دیکھ رہے ہیں

لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۡ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا

کہ تم ہمارے درمیان کمزور آدمی ہو اور اگر تمہاری برادری نہ ہوتی تو ہم تمہیں رجم کردیتے اور نہ ہی

بِعَزِيْزٍ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَ

تمہارا ہم پر کوئی دباؤ ہے"○ شعیب نے کہا: "کیا تم پر میری برادری کا دباؤ اللہ سے زیادہ ہے جسے

اتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَاۗءَكُمْ ظِهْرِيًّا ۭ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝

تم نے بالکل پس پشت ڈال رکھا ہے یہ جو تم کر رہے ہو میرا رب یقیناً اس کا احاطہ کئے ہوئے ہے○

وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰي مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۭ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ

اے میری قوم! تم اپنے طریقے پر عمل کرتے جاؤ میں اپنے طریقے پر عمل کرتا رہوں گا جلد ہی تمہیں معلوم ہو

مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ۭ وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّىْ

جائے گا کہ کس پر رسوا کرنے والا عذاب آتا ہے اور جھوٹا کون ہے تم بھی انتظار کرو، میں بھی تمہارے

مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ۝ وَلَمَّا جَاۗءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ

ساتھ منتظر ہوں○ پھر جب ہمارا حکم آگیا تو ہم نے شعیب کو اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے

اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ

اور انہیں اپنی مہربانی سے بچا لیا اور جن لوگوں نے ظلم کیا تھا انہیں ایک سخت چنگھاڑ[4] نے ایسا پکڑا

فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ ۙ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۭ اَلَا

کہ وہ اپنے گھروں میں اوندھے منہ پڑے کے پڑے رہ گئے○ جیسے وہ وہاں کبھی آباد ہی نہ تھے دیکھو!

بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ۝ۧ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى ع ۱۲ ۸

اہل مدین پر بھی ایسے ہی پھٹکار پڑی جیسے قوم ثمود پر پڑی تھی○ اور ہم نے موسیٰ[5] کو

بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ ۙ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهٖ

اپنے معجزے[6] صریح سند (نبوت) دے کر بھیجا○ فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف

فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ۝

تو انہوں نے فرعون کے حکم کی اتباع کی حالانکہ فرعون کا حکم[7] کچھ اچھا نہ تھا○

1-قوم میں اور حضرت شعیب میں یہ مکالمات تیزی بھی اختیار کرجاتے اور اس میں اشتعال بھی پیدا ہوتا ہوگا۔ اسی بناء پہ حضرت شعیب نے فرمایاکہ میری مخالفت کہیں قبول حق سے مانع نہ ہوجائے۔

2-قوم لوط کا علاقہ جغرافیائی طور پہ مدین سے متصل ہی تھا۔ اوران دونوں قوموں کادرمیانی وقفہ کوئی چھ سات سوبرس تھا۔ لہٰذاسینہ بہ سینہ منتقل ہونیوالے واقعات باسانی معلوم ہوسکتے تھے۔

3-جوباتیں تم کہتے ہوکہ تجارتی ہیراپھیری چھوڑیں پھرتو ہماراکاروبار ہی نہ چل سکے گا۔ یہ باتیں ہماری سمجھ سے باہرہیں۔

4-یہاں قوم شعیب کاچنگھاڑ سے ہلاک ہونامذکور ہے۔ سورۃ اعراف میں زلزلہ کاذکر ہے۔ سورۃ شعرامیں "عذاب یوم ظلہ" کاذکرہے یعنی عذاب کے بادل سائبان کی طرح ان پہ محیط ہوگئے۔ پہلے ان پہ ایک بادل چھاگیاجس سے شعلے اور چنگاریاں نکلنے لگیں۔ پھراس سے ہولناک اور کرخت قسم کی آواز برآمد ہوئی۔ اسی دوران نیچے سے زلزلہ نے آلیاتو یہ سب لوگ اپنے گھروں میں موت کی آغوش میں چلے گئے۔ انکی حالت یہ تھی کہ انہوں نے سینوں کو زمین سے چمٹارکھاتھاتاکہ انہیں عذاب سے کم ازکم تکلیف محسوس ہو۔

5-یہ فرعون جس کی جانب حضرت موسیٰؑ بھیجے گئے تھے مرنفتہ(Mernfetha) کہلاتا تھا۔ یہ خدائی کادعویدار تھااور اسکی قوم کے لوگ فی الواقع اسے خداہی سمجھتے تھے۔ اسکی ممی آج بھی قاہرہ کے عجائب گھرمیں محفوظ ہے۔اس موقع پہ حضرت موسیٰ کے تفصیلی واقعات کاذکر نہیں کیاگیا۔

6-مراد حضرت موسیٰ کو دیئے گئے معجزے ہیں۔

"اور بے شک ہم نے موسیٰ کو 9 واضح نشانیاں عطا کیں۔"

(الاسراء 101:17)

7-اس دعوت کو قبول کرنے کااثر صرف فرعون کی ذات پہ ہی نہ ہوتابلکہ اسکے سب درباریوں پہ بھی ہوتا جنہیں اپنے مناصب سے دست بردار ہوناپڑتا۔ لہٰذا ان سب نے حق قبول کرنے سے انکار کردیا اور فرعون کاساتھ نہ چھوڑا۔

يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۭ وَبِئْسَ الْوِرْدُ

وہ قیامت کے دن اپنی قوم کے آگے آگے چلے گا اور انہیں جہنم کے کنارے لا کھڑا کرے گا کتنی بری ہے وارد[1]

الْمَوْرُوْدُ ﴿۹۸﴾ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ بِئْسَ

ہونے کی جگہ جہاں وہ وارد ہوں گے○ ان لوگوں پر اس دنیا میں بھی لعنت پڑی اور قیامت کو بھی پڑے گی کیسا برا

الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿۹۹﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا

انعام ہے جو انہیں دیا جائے گا○ یہ ان بستیوں کی سرگزشت ہے جو ہم نے آپ سے بیان کی ہے ان

قَاۗىِٕمٌ وَّحَصِيْدٌ ﴿۱۰۰﴾ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ

میں سے کچھ بستیاں موجود ہیں اور کچھ اجڑ چکی ہیں[2]○ ہم نے ان پر کچھ ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود ہی اپنے

اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ

آپ پر کیا تھا[3] پھر جب اللہ کا حکم (عذاب) آ گیا تو ان کے وہ معبود کچھ بھی کام نہ آئے

شَيْءٍ لَّمَّا جَاۗءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۭ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ﴿۱۰۱﴾ وَكَذٰلِكَ

جنہیں وہ اللہ کے سوا پکارا کرتے تھے بلکہ ان معبودوں نے ان کی تباہی میں کچھ اضافہ ہی کیا○ اور جب بھی آپ

اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِىَ ظَالِمَةٌ ۭ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ

کا رب کسی ظالم بستی کو پکڑتا ہے تو اس کی گرفت ایسی ہی ہوتی ہے بلاشبہ اس کی گرفت تکلیف دینے والی

شَدِيْدٌ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ۭ

اور سخت ہوتی ہے[4]○ جو شخص آخرت کے عذاب سے ڈرے اس کے لئے اس میں عبرت ہے

ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا

وہ ایسا دن ہو گا جس میں سب لوگ اکٹھے کئے جائیں گے اور جو کچھ ہو گا سب کی موجودگی میں ہو گا[5]○ اور

نُؤَخِّرُهٗٓ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۰۴﴾ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا

ہم نے اسے ایک معینہ مدت کے لئے موخر کر رکھا ہے[6]○ جب یہ دن آئے گا تو اللہ کے اذن کے

بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ﴿۱۰۵﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي

بغیر کوئی شخص کلام نہ کر سکے گا[7] پھر ان میں کچھ بدبخت ہوں گے اور کچھ نیک بخت○ تو بدبخت ہیں وہ تو

النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ﴿۱۰۶﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ

جہنم میں (داخل) ہوں گے اور وہیں چیختے چلاتے رہا کریں گے[8]○ اور جب تک ارض و سموات

السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَاۗءَ رَبُّكَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا

قائم ہیں وہ اسی میں رہیں گے[9] الا یہ کہ آپ کا رب کچھ اور چاہے کیونکہ آپ کا رب جو چاہتا ہے اسے

يُرِيْدُ ﴿۱۰۷﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ

کر گزرنے کی پوری قدرت رکھتا ہے○ اور جو نیک بخت ہیں وہ جنت میں ہی رہیں گے جب تک ارض و

السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَاۗءَ رَبُّكَ ۭ عَطَاۗءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾

سماوات قائم ہیں الا یہ کہ آپ کا رب کچھ اور چاہے یہ بخشش کبھی منقطع نہ ہو گی○

1- ورد کے معنی ہیں پانی پینے کی جگہ پہنچنا اور کسی چیز کے آنے کیلئے بھی ورد استعمال کیا جاتا ہے۔ گویا یوم قیامت سب لوگ اپنے اپنے لیڈروں کے پیچھے ہولیں گے۔ اچھے لیڈر اپنے پیروکاروں کو جنت کی طرف لے جائیں گے جب کہ سرکش قسم کے لوگ اپنے پیروکاروں کو جہنم کی طرف لے جا رہے ہوں گے۔ ذرا تصور کریں کہ یہ جلوس کس قدر بڑے ہوں گے۔ صالح لیڈروں کو انکے پیروکار دعائیں دے رہے ہوں گے جبکہ غلط روش پہ چلنے والے لیڈروں پہ لعنتوں اور گالیوں کی بوچھاڑ ہو رہی ہو گی۔

2- ح ص د ــــ کھیتی کاٹنا۔ ایسی بستیاں جو کٹی پڑی ہیں، تباہ ہو چکی ہیں۔

3- کیونکہ عذاب کا اصل سبب ہی وہ بنے تھے۔

4- حضرت ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے لیکن جب مواخذہ کرتا ہے تو پھر وہ بڑی شدید ہوتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ پھر آپ نے یہ آیت پڑی۔''

(بخاری)

5- اس کا ایک معنی یہ کیا گیا ہے کہ ''سب کو حاضر کیا جائیگا'' تاکہ حساب لیا جاسکے۔ دوسرا معنی یہ کیا گیا ہے کہ اس یوم شہادت قائم ہوں گی۔

6- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''قیامت اسوقت قائم ہوگی جب صرف نافرمان لوگ ہی رہ جائینگے۔''

(مسلم)

قیامت کا معین وقت کسی کو بھی نہیں بتلایا گیا اور نہ ہی کسی کو اسکی موت کا وقت بتلایا گیا ہے۔ یہ باتیں اللہ کی مشیت کے خلاف ہیں اور اس سے وہ مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے جس کیلئے انسان پیدا کیا گیا ہے۔

7- اتنی کسی کی جرات اور حوصلہ ہی نہ ہوگا کہ کوئی بات کرسکے مگر جب اللہ کی جانب سے اذن ہو گا۔ اذن کے بعد سفارش کا موقع میسر آئے گا۔

8- ''زفیر'' وہ آواز ہے جو کہ گدھا ابتداء میں نکالتا ہے اور وہ پست ہوتی ہے جب بعد میں یہ آواز بہت بلند ہو جاتی ہے تو اسے ''شہیق'' کہتے ہیں۔

9- یہ الفاظ بطور محاورہ استعمال ہوئے ہیں جس کا مطلب لامحدود مدت لیا جاتا ہے۔ طریق استدلال میں مفسرین میں اختلاف ہوا ہے۔

امام طبری کہتے ہیں کہ وہ ''جتنا عرصہ زمین و آسمان قائم رہے مگر اسکے علاوہ جو اللہ چاہے'' اور اللہ تعالیٰ نے ''خلود'' اور ''ابد'' تک چاہا ہے۔ امام ابن کثیر کے مطابق یہ زمین و آسمان دنیا کے نہیں کیونکہ یہ تو قیامت کے ساتھ ہی فنا ہو جائیں گے بلکہ یہ جنت کے ہیں اور اس استثنا کا یہ مفہوم بیان کیا گیا ہے گناہ گار اہل توحید کچھ عرصہ جہنم میں رہنے کے بعد نکالے جائیں گے۔ یہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

جنت میں ہمیشہ رہنے سے استثنا کا بھی یہی مفہوم ہے کہ کچھ جنتی بعد میں جنت میں داخل ہوں گے۔ کچھ لوگ اس جانب بھی گئے ہیں کہ اللہ چاہے تو عرصہ بعد عذاب موقوف کردے اس کیلئے کوئی روکاٹ نہیں۔ واللہ اعلم

فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ ۭ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا

پس (اے نبی!) جن چیزوں کی یہ لوگ عبادت کرتے ہیں ان کے بارے میں شک میں نہ رہئے یہ تو انہیں ایسے ہی

يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ۭ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ

پوج رہے ہیں جیسے ان سے پہلے ان کے آباء و اجداد پوجتے رہے اور ہم بلاکم و کاست انہیں ان کا پورا پورا

مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۭ وَ

حصہ دیں گے○ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی جس میں اختلاف کیا گیا تھا اور اگر آپ

لَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ

کے رب کا حکم پہلے سے طے شدہ نہ ہوتا تو ان کے درمیان فیصلہ چکا دیا ہوتا اور وہ بھی اس کے بارے

شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۱۰﴾ وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ

میں بے چین کردینے والے شک میں پڑے ہیں○ ان میں سے ہر ایک کو تیرا رب ان کے اعمال کا پورا بدلہ دے

اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱۱﴾ فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ

گا کیونکہ وہ ان کے اعمال سے باخبر ہے○ لہٰذا جیسا آپ کو حکم دیا گیا ہے اس پر ثابت قدم رہیں

مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۭ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۲﴾ وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى

اور وہ بھی جو آپ کے ساتھ تائب ہوئے اور سرتابی نہ کرنا کیونکہ وہ تمہارے سب اعمال دیکھ رہا ہے○ نہ ہی

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ

ان لوگوں کی طرف جھکنا جنہوں نے ظلم کیا ورنہ تمہیں بھی آگ آلے گی پھر تمہیں کوئی سرپرست نہ ملے گا

اَوْلِيَاۗءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا

جو اللہ سے تمہیں بچا سکے نہ ہی تمہیں مدد پہنچے گی○ نیز آپ دن کی دونوں اطراف کے اوقات میں اور کچھ

مِّنَ الَّيْلِ ۭ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّـيِّاٰتِ ۭ ذٰلِكَ ذِكْرٰي

رات گئے صلوٰۃ قائم کیجئے بلاشبہ نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں یہ (اللہ کو) یاد رکھنے والوں

لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَلَوْلَا

کے لئے ایک یاددہانی ہے○ اور صبر کیجئے اللہ یقیناً نیکی کرنے والوں کے اجر ضائع نہیں کرتا○ جو قومیں

كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ

تم سے پہلے گزر چکی ہیں ان میں سے ایسے اہل خیر کیوں پیدا نہ ہوئے جو دوسروں کو زمین میں فساد

الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ

کرنے سے روکتے؟ سوائے تھوڑوں کے جنہیں ہم نے ان میں سے بچا لیا اور جو ظالم تھے

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَمَا

وہ اس عیش و عشرت کے پیچھے لگے رہے جو انہیں مہیا تھی اور وہ مجرم بن کر ہی رہے○ اور آپ کے

كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰي بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾

رب کے یہ لائق نہیں کہ وہ بستیوں کو ناحق تباہ کر دے حالانکہ وہاں کے باشندے اصلاح کرنے والے ہوں○

1- یہ خطاب تو آپ ﷺ سے ہے جبکہ مقصود کفار ہیں۔ بلاغت کا یہ اسلوب اکثر زبانوں میں مستعمل ہے۔

2- یعنی اگر مہلت دینے کا فیصلہ نہ کیا جا چکا ہوتا تو ان کا فیصلہ فوری چکا دیا جاتا۔

3- سفیان بن عبداللہ الثقفی روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

''کہہ دو کہ میں ایمان لایا اور پھر (اس پر) ڈٹ جاؤ۔''

(مسلم)

4- یعنی ان سے دوستی نہ کرو اور ان سے مدد حاصل نہ کرو کہیں تمہیں ان کے اعمال پسند نہ آنے لگیں۔

5- یوم کے اطراف سے مراد صبح اور مغرب کی صلوٰۃ ہے جبکہ گئے رات سے عشاء کی صلوٰۃ مراد ہے۔ صالح اعمال خاص طور پہ صلوٰۃ سیات کو دفع کرتی ہیں۔ یہ آیت تین مفہوم ادا کرتی ہے اور تینوں ہی درست ہیں۔

(ا)۔ نیکیاں گناہ کا کفارہ بن جاتی ہیں اور ان سے گناہ کی نحوست دور ہو جاتی ہے۔

(ب)۔ نیکیاں کرنے سے انسان کی طبیعت میں برائی چھوڑنے کی طاقت پیدا ہوتی ہے اور چھوڑ دیتا ہے۔

(ج)۔ جہاں نیکی ہو وہاں خوشحالی پیدا ہوتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''بلاشبہ صلوٰۃ فحاشی اور برائی سے روکتی ہے۔''

(العنکبوت 45:29)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ۔

''کسی شخص نے ایک (انصاری) عورت کا بوسہ لے لیا۔ پھر (ندامت ہوئی اور) آپ ﷺ کے پاس آکر اپنا گناہ بیان کیا۔ اسوقت یہ آیت نازل ہوئی۔ (یہ آیت سننے کے بعد) اسی شخص نے آپ ﷺ سے پوچھا کیا یہ امر (صلوٰۃ سے صغیرہ گناہوں کا معاف ہو جانا) خاص میرے لئے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ میری امت سے جو بھی ایسا کرے۔''

(بخاری)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

''کوئی مومن فرض صلوٰۃ پڑھے جس کیلئے اچھا وضو کیا ہو، خشوع و خضوع اور رکوع احسن ہوں تو یہ گزشتہ گناہوں کا کفارۃ بن جاتا ہے۔ بشرطیکہ وہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرے۔''

(مسلم)

6- پہلے صلوٰۃ کا ذکر فرمایا۔ اور اس آیت میں صبر کی تلقین فرمائی۔ ایک مومن کیلئے یہی دو ہتھیار ہوتے ہیں جس سے آڑے وقت میں وہ فائدہ اٹھاتا ہے۔

7- یہاں قوموں کے عروج و زوال اور عذاب کا ضابطہ بیان کیا گیا ہے۔ جو لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے ہیں وہی عذاب سے نجات کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ

اور اگر آپ کا رب چاہتا تو سب لوگوں کو ایک ہی امت بنائے رکھتا مگر وہ اختلاف ہی[1]

مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ إِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ۚ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۗ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ

کرتے رہیں گے ○ ماسوا ان کے جن پر آپ کا رب رحم کردے اللہ نے تو انہیں پیدا ہی (اختلاف) کے لئے کیا ہے[2]

رَبِّكَ لَأَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَكُلًّا

اور آپ کے رب کی یہ بات پوری ہوگئی کہ: "میں جہنم کو جنوں اور انسانوں سب سے بھر دوں گا"○

نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ

اور ہم رسولوں کی خبریں آپ سے اس لئے بیان کرتے ہیں کہ اس کے ذریعہ آپ کے دل کو مضبوط کریں

فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا

اور ان خبروں کے ذریعہ حق آئے اور مومنوں کے لئے نصیحت اور یاد دہانی بھی ہوگئی[3] ○ اور جو لوگ مومن

يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ۖ إِنَّا عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَانْتَظِرُوْا ۚ إِنَّا

نہیں آپ ان سے کہئے کہ تم اپنے طریقہ پر عمل کرتے جاؤ، ہم بھی عمل کررہے ہیں○ اور انتظار کرو، ہم بھی

مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَإِلَيْهِ يُرْجَعُ الْأَمْرُ

انتظار کرتے ہیں○ آسمانوں اور زمین کے اسرار اللہ کے قبضہ میں ہیں اور سب معاملات اسی طرف لوٹائے جاتے

كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ ع

ہیں لہٰذا اسی کی عبادت کیجئے اور اسی پر بھروسہ کیجئے اور تمہارا رب تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں○

سُوْرَةُ يُوْسُفَ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَإِحْدٰى عَشْرَةَ آيَةً وَّاثْنَا عَشَرَ رُكُوْعًا[4]

آیات ۱۱۱ (۱۲) سورۂ یوسف مکی ہے (۵۳) رکوع ۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

الٓرٰ[5] ۚ تِلْكَ آيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۱﴾ إِنَّا أَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا[6]

الر○ یہ اس کتاب کی آیات ہیں جو ہر بات وضاحت سے بیان کرتی ہے○ ہم نے قرآن کو عربی میں نازل

لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲﴾ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ

کیا ہے تاکہ تم سمجھ سکو○ (اے نبی!) ہم اس قرآن کو آپ کی طرف وحی کرکے

أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْءٰنَ ۖ وَإِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ

ایک بڑا اچھا قصہ آپ سے بیان کرتے ہیں اگرچہ اس سے قبل آپ (اس سے)

الْغٰفِلِيْنَ ﴿۳﴾ إِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِأَبِيْهِ يٰٓأَبَتِ إِنِّيْ رَأَيْتُ أَحَدَ[7]

بے خبر تھے○ جب یوسف نے اپنے باپ سے کہا تھا: اے "ابا جان! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ

عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ﴿۴﴾

گیارہ ستارے اور سورج اور چاند مجھے سجدہ کر رہے ہیں"○

1- اگر اللہ چاہتا تو وہ انسان کو بھی فرشتوں کی طرح "آزادی انتخاب و اختیار" کی قوت نہ بخشتا تو لوگ کبھی فرقوں میں بٹ ہی نہ سکتے تھے، مگر اللہ نے یہ نہیں چاہا۔

2- اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ اختلاف اللہ کی مشیت تو ہے مگر رضا نہیں ہے۔ نہ ہی یہ کسی طرح "رحمت" ہے جیسا کہ بعض لوگ باور کراتے ہیں کہ میری امت کا اختلاف رحمت ہے اور یہ حدیث "اختلاف امتی رحمہ" پیش کرتے ہیں جو کہ بالکل موضوع حدیث ہے اور یہ صرف اپنی تقلید کی عمارت کو سہارا دینے کیلئے کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت دے۔

3- یہی حکمت قرآن کریم کو وقفہ وقفہ سے نازل کرنے کی بیان کی گئی۔

گویا جس قسم کے حالات آپ کو پیش آرہے ہیں ہو بہو یہی حالات پہلے انبیاء کو بھی پیش آئے۔ اور جب اسکا انجام آپ کو معلوم ہوتا ہے تو دل میں یک گونہ مسرت پیدا ہوتی ہے کہ یہی حق اور ہدایت اور کامیابی کا راستہ ہے۔

اسکے علاوہ یہ غیب کی خبریں بھی ہیں چنانچہ یہ معجزہ کی حیثیت رکھتی ہیں اور مومنین کیلئے ذکر اور انکے دلوں میں یہ ایمان کو بڑھانے کا بھی باعث ہیں۔

4- سورۃ یوسف ہجرت سے تقریباً دو تین سال قبل نازل ہوئی۔

5- یہ حروف مقطعات ہیں۔ انکے بارے میں واضح مفہوم متعین کرنا مشکل ہے۔ ابن جریر کے مطابق یہ چیلنج ہے عرب اہل لسان کو کہ تمہیں اگر اس کتاب کے بارے میں شبہ ہے تو یہ انہی الفاظ سے مرکب ہے تم بھی اس جیسا کوئی نمونہ بنا لاؤ۔ واللہ اعلم۔ تفصیل کیلئے دیکھیں (البقرہ 1:2)

6- یہی اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ تھی۔ پہلے مخاطب عرب تھے اس لئے قرآن عربی ہی میں نازل ہوا۔ عربی اپنے دامن میں وہ وسعت رکھتی ہے کہ قرآن جیسی عظیم الشان کتاب اسی میں نازل کی جاتی۔ نزول قرآن نے اس لسان کو مزید چار چاند لگا دیئے۔ اس لسان کو حیات جاوداں عطا فرمائی۔

ہزاروں سال گزر گئے ہیں مگر اس لسان کی تازگی اور قوت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ یہ لسان قیامت تک اپنی یہ حیثیت برقرار رکھے گی۔ انشاء اللہ کیونکہ اگر یہ لسان صفحہ ہستی سے مٹ جائے تو حفاظت قرآن کا اللہ کا وعدہ غیر موثر ہو جاتا ہے لہٰذا اس لحاظ سے یہ ایک معجزہ بھی ہے۔

7- قرآن اکثر مقامات پہ آپ ﷺ کی نسبت علم غیب کی نفی کرتا ہے۔ شائد ان لوگوں کو کچھ ہدایت نصیب ہو جائے جو پیروں اور ولیوں کے بارے میں بھی علم غیب جاننے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ

باپ نے کہا: "میرے پیارے بیٹے! یہ خواب اپنے بھائیوں کو نہ بتلانا ورنہ وہ تمہارے لئے بری تدبیریں سوچنے

كَيْدًا ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ وَكَذٰلِكَ

لگیں گے کیونکہ شیطان انسان کا صریح دشمن ہے○ اس طرح (اس خواب کے مطابق)

يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ

تمہارا رب تجھے (دین کے لئے) منتخب کرے گا، تمہیں باتوں کی تاویل سکھلائے گا اور تم پر اور

عَلَيْكَ وَعَلٰٓي اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓي اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ

آل یعقوب پر اپنی نعمت اسی طرح پوری کرے گا جیسے وہ اس سے پہلے تمہارے دو باپوں ابراہیم اور اسحاق پر پوری

اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ

کر چکا ہے بلاشبہ تمہارا رب جاننے والا حکمت والا ہے"○ درحقیقت یوسف اور اس کے بھائیوں کے (قصہ) میں

وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّاۗىِٕلِيْنَ ۝ اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ

پوچھنے والوں کے لئے نشانی ہے○ جب یوسف کے بھائیوں نے کہا: "یوسف اور اس کا بھائی ہمارے باپ

اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ۭ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِۨ ۝

کو ہم سے زیادہ محبوب ہیں حالانکہ ہم ایک طاقتور جماعت ہیں ہمارا باپ تو صریح بھول میں ہے○ (لہٰذا)

اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَ

یا تو یوسف کو مار ڈالو یا اسے کہیں دور پھینک دو (اس طرح) تمہارا باپ تمہاری ہی طرف متوجہ رہے گا پھر

تَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ۝ قَالَ قَاۗىِٕلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا

اس کے بعد تم نیک لوگ بن جانا"○ ان میں سے ایک نے کہا: "یوسف کو مارو نہیں

يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ

بلکہ اگر تمہیں کچھ کرنا ہے تو اسے کسی گمنام کنوئیں میں پھینک دو کوئی آتا جاتا قافلہ اسے اٹھا لے جائے گا"○

اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰي يُوْسُفَ

(بعد میں) وہ اپنے باپ سے کہنے لگے: کیا بات ہے "آپ یوسف کے بارے میں ہم پر اعتبار نہیں کرتے

وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ۝ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَاِنَّا

حالانکہ ہم اس کے خیر خواہ ہیں؟"○ کل اسے ہمارے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ وہ کھائے اور کھیلے اور ہم یقیناً

لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ قَالَ اِنِّىْ لَيَحْزُنُنِيْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ

اس کی حفاظت کریں گے"○ یعقوب نے کہا: "اگر تم اسے لے جاؤ تو ایک تو مجھے (اس کی جدائی کا)

اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ۝ قَالُوْا لَىِٕنْ

غم ہو گا دوسرے میں ڈرتا ہوں کہ تم اس سے بے خبر ہو جاؤ تو اسے بھیڑیا نہ کھا جائے"○ کہنے لگے

اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝

ہم طاقتور جماعت ہیں اگر ہمارے ہوتے ہوئے اسے بھیڑیا کھا جائے تو ہم تو بڑے نقصان میں پڑ گئے"○

1- حضرت یعقوب کو حضرت یوسف کے بھائیوں کی سرشت سے آگاہی تھی لہٰذا یہ نصیحت فرمائی۔

2- حضرت یعقوب نے اس خواب کی یہ تعبیر فرمائی کہ

(ا)۔ اللہ تعالیٰ حضرت یوسف کو نبوت سے سرفراز فرمائے گا اور دین کی خدمت لے گا۔

(ب)۔ انہیں تاویل الاحادیث سکھلائے گا۔ اس سے صرف خواب کی تعبیر ہی مراد نہیں بلکہ بات کی تہہ تک پہنچنے کی صلاحیت مراد ہے۔ مفسرین کے مطابق خواب میں جو سجدہ حضرت یوسف نے دیکھا تھا وہ سجدہ تعظیمی تھا اور ہماری شریعت میں منسوخ ہے۔

3- یہود کی انگیخت پہ مشرکین نے آپ ﷺ سے یہ سوال کیا کہ حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب سب کا مسکن تو فلسطین اور شام کا علاقہ تھا پھر بنی اسرائیل مصر کیسے جا پہنچے؟ انکا گمان یہ تھا کہ یہ امی نبی ہے ایسے تاریخی سوال کا جواب نہ دے سکے گا جس پہ کئی صدیاں بیت گئی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت یہ پوری سورت نازل فرما دی اور مزید قصہ یوسف کو مشرکین پہ بھی چسپاں کر دیا کہ خود انہیں آئینہ میں اپنی صورت نظر آتی رہے اور اپنے انجام کے متعلق اشارے ملتے رہیں۔ اسکے علاوہ یہود جن کے کہنے پہ مشرکین نے یہ سوال پوچھا ان کے کرتوت بھی سامنے آتے رہے۔

4- حضرت یوسف اپنے باپ حضرت یعقوب کو دوسرے بیٹوں سے زیادہ لاڈلے تھے۔ اسکی کئی وجوہات تھیں جیسے

(ا)۔ آپ دوسرے بھائیوں سے عمر میں چھوٹے تھے۔ چھوٹے بیٹے والدین کو عموماً زیادہ پیارے ہوتے ہیں۔

(ب)۔ حضرت یوسف اور بن یمین کی حقیقی والدہ فوت ہو چکیں تھیں۔

(ج)۔ آپ انتہائی حسین و جمیل تھے۔

(د)۔ دیگر بھائیوں کی نسبت آپ بہت ہی نیک سیرت تھے۔

5- حضرت یوسف اور بن یمین ایک ماں سے تھے جبکہ بقیہ دس بھائی دوسری ماؤں سے تھے۔ مختلف وجوہ کی بناء پہ وہ حضرت یوسف اور ان کے بھائی بن یمین سے حسد کرنے لگے۔ وہ جلتے بھنتے کہ کام کاج تو ہم کریں جبکہ باپ کی شفقت انہیں ملے۔

6- یہ وہ شیطانی چالیں ہیں جو ہر دور میں شیطان بنی نوع انسان کو سکھلاتا رہا ہے۔ اس دور میں بھی وہی چالیں تھیں اور آج بھی وہی چالیں ہیں کہ گناہ کرنے کے بعد نیک بن جانا حالانکہ شیطان کے چنگل میں انسان جب پھنستا ہے تو پھنستا ہی چلا جاتا ہے۔

7- غیٰبت الجب۔ کنویں کے اندھیرے اور گہرائی۔

8- حضرت یعقوب کو چونکہ حضرت یوسف والا خواب معلوم تھا اور انہیں بھائیوں کے یوسف کے بارے میں خیالات سے بھی آگاہی تھی لہٰذا اپنے احساسات کا ان الفاظ میں اظہار کیا۔

فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهٖ وَاَجْمَعُوْۤا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِیْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ

چنانچہ جب وہ یوسف کو لے گئے[1] اور اس پر اتفاق کر لیا کہ اسے کسی گمنام کنوئیں میں ڈال دیں، اس وقت ہم نے

وَاَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝١٥

یوسف کو وحی کی کہ[2] (ایک وقت) تم اپنے بھائیوں کو ان کی یہ حرکت جتلاؤ گے اور وہ کچھ نہ جانتے ہوں گے ○

وَجَآءُوْۤ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ۝١٦ قَالُوْا يٰۤاَبَانَاۤ اِنَّا ذَهَبْنَا

اور وہ رات کو روتے پیٹتے اپنے باپ کے پاس آئے ○ کہنے لگے: ابا جان ہم دوڑ کر مقابلہ میں ایک

نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَاۤ

دوسرے سے آگے بڑھتے گئے اور یوسف کو ہم نے اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا تھا[3] اتنے میں بھیڑیا اسے کھا گیا اور

اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ۝١٧ وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ

آپ تو ہماری بات پر یقین نہیں کریں گے خواہ ہم سچے ہی ہوں" ○ اور وہ یوسف کی قمیص پر جھوٹ موٹ کا

بِدَمٍ كَذِبٍ ۗ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۗ فَصَبْرٌ

خون بھی لگا کر لائے[4] یعقوب نے کہا: (نہیں) بلکہ تم نے ایک (بری) بات کو بنا سنوار لیا ہے خیر اب صبر ہی

جَمِيْلٌ ۗ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ۝١٨ وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ

بہتر ہے[5] اور جو کچھ تم بیان کر رہے ہو اس کے متعلق اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں" ○ پھر ایک قافلہ آیا جس نے

فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ۗ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ۗ

اپنے سقے کو[6] (پانی کی تلاش میں) بھیجا اس نے اپنا ڈول لٹکایا تو بول اٹھا: "خوشی کی بات ہے یہاں ایک لڑکا ہے"

وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝١٩ وَشَرَوْهُ

چنانچہ انہوں نے اسے بکاؤ مال[7] سمجھ کر چھپا لیا اور جو وہ کر رہے تھے اللہ اسے خوب جانتا تھا ○ چنانچہ انہوں

بِثَمَنٍۭ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ۝٢٠ ع

نے یوسف کو چند درہموں کے عوض حقیر سی قیمت میں بیچ ڈالا اور اس کے بارے میں انہیں زیادہ دلچسپی نہ تھی ○

وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ اَكْرِمِیْ مَثْوٰىهُ

اور مصر کے جس شخص[8] نے اسے خریدا تھا اس نے اپنی بیوی سے کہا: "اسے عزت سے رکھو امید ہے

عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ۗ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ

کہ ہمیں یہ نفع دے گا یا ہو سکتا ہم اپنا بیٹا ہی بنا لیں" - اس طرح ہم نے یوسف کو اس سرزمین میں قدم جمانے کا

فِی الْاَرْضِ ۡ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۗ وَاللّٰهُ غَالِبٌ

موقع فراہم کر دیا غرض یہ تھی کہ ہم انہیں باتوں کی تاویل سکھلا دیں اور اللہ اپنا حکم (نافذ کرنے پر)

عَلٰۤى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝٢١ وَلَمَّا بَلَغَ

غالب ہے لیکن اکثر لوگ یہ بات جانتے نہیں ○ اور جب یوسف اپنی جوانی

اَشُدَّهٗۤ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ۗ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِيْنَ ۝٢٢

کو پہنچ گیا تو ہم نے انہیں حکمت اور علم عطا فرمایا اور ہم نیک لوگوں کو ایسے ہی جزا دیتے ہیں ○

1-باپ سے ضد کر کے حضرت یوسف کو ساتھ لے گئے۔

2-ذرا تصور کریں کہ یہ بھائی حضرت یوسف کو کنویں میں پھینک رہے ہوں گے۔ کنویں میں آرام سے تو نہیں گرے ہونگے۔ شائد انکے ہاتھ پاؤں باندھے گئے ہوں۔ ایک ایک سے انہوں نے منت سماجت کی ہوگی مگر ظالموں کے دل کس قدر سخت ہوئے ہونگے۔ اسوقت حضرت یوسف کے نازک سے دل پہ کیا بیت رہی ہوگی۔ اسوقت اللہ تعالیٰ نے آپکے دل کو جما دیا اور اطمینان قلب نصیب فرمایا۔ تم یہیں نہیں رہو گے بلکہ وہ وقت آنیوالا ہے کہ تم انہیں انکے کرتوت سے آگاہ کرو گے اور وہ جانتے نہ ہوں گے۔ اسکا ایک معنی تو یہی ہے جو ترجمہ میں اختیار کیا گیا ہے۔ اسکے علاوہ اس کا معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس وحی کے بارے میں انہیں کچھ خبر ہی نہ ہوگی۔

3-چونکہ یہ لوگ کوئی عادی مجرم تو نہ تھے صرف حسد کی وجہ سے بھائی کو رستہ سے ہٹانے لگے تو وہی بہانہ کر دیا جس کے بارے میں حضرت یعقوب نے خدشہ پہلے ہی ظاہر کر دیا تھا۔

شائد رات کو اسلئے آئے ہوں کہ ان کے "آنسوے بہانے" کی حقیقت چھپی رہے۔

4-مفسرین لکھتے ہیں کہ بکری کے بچہ کا خون ان کی **قمیص** پہ مل دیا مگر وہ **قمیص** پھاڑنا اور نوچنا بھول گئے۔ حضرت یعقوب فوراً سمجھ گئے کہ یہ ڈرامہ ترتیب دیا گیا ہے۔ کچھ پہلے ہی انہیں خطرہ تھا۔ پھر **قمیص** کے خون سے بھی انہیں اندازہ ہو گیا کہ یہ کیسا بھیڑیا ہے جس نے انتہائی احتیاط سے پہلے **قمیص** اتاری اور پھر حضرت یوسف کو کھایا۔

5-صبر جمیل ایسا صبر ہے جس میں شکوہ شکایت نہ ہو، جزع وفزع نہ ہو یعنی نوحہ اور ماتم اور بین وغیرہ نہ ہو۔

6-جب پانی نکالنے والے نے ڈول پھینکا تو حضرت یوسف اس میں سوار ہو گئے اور رسی کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ جب خوبصورت بچے کو دیکھا تو باچھیں کھل گئیں۔ کیونکہ اس زمانہ میں بردہ فروشی کا عام رواج تھا۔

7-بضاعۃ۔ مال تجارت کو کہتے ہیں۔ قافلے والوں نے اس واقعہ کو مشہور کرنا مناسب نہ سمجھا تاکہ کوئی دعویدار نہ کھڑا ہو جائے۔

8-جس شخص نے حضرت یوسف کو خریدا وہ مصر کے کسی اعلیٰ عہدہ پہ فائز تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مطابق وہ شاہی خزانوں کا محافظ تھا۔ قرآن نے اسے عزیز مصر کہا ہے۔ یہی لقب بعد میں حضرت یوسف کیلئے بھی استعمال ہوا۔ یہ شخص بے اولاد تھا۔ حضرت یوسف کو دیکھتے ہی سمجھ گیا تھا کہ یہ کوئی غلام نہیں ہے بلکہ کسی انتہائی معزز گھرانے کا فرد ہے جسے گردش زمانہ یہاں لے آئی ہے۔

چنانچہ اس نے اپنی بیوی جس کا نام بائبل کی روایات کی وجہ سے زلیخا مشہور ہو گیا ہے سے کہا کہ اس سے انتہائی عزت اور وقار سے پیش آنا ممکن ہے کہ ہم اسے اپنا بیٹا ہی بنا لیں۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف کیلئے امور سلطنت کی تربیت کا بھی انتظام فرما دیا جو کہ کنعان میں رہتے ہوئے ممکن نہ تھی۔

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ [1]

اور جس عورت کے گھر میں وہ رہتے تھے اس نے یوسف کو اپنی طرف ورغلانا چاہا، اس نے دروازے بند کر لئے

وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ۚ قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ ۖ

اور کہنے لگی جلدی آ جاؤ" یوسف نے کہا: اللہ کی پناہ! میرے رب نے مجھے بہت اچھی منزلت بخشی ہے۔

إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ﴿٢٣﴾ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ ۖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا أَنْ

ظالم لوگ یقیناً فلاح نہیں پاتے"○ چنانچہ اس عورت نے یوسف کا قصد کیا اور وہ بھی اس کا قصد کر

رَّأَىٰ بُرْهَانَ رَبِّهِ ۚ كَذَٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوءَ وَالْفَحْشَاءَ ۚ [2]

لیتے اگر اپنے رب کی برہان نہ دیکھ لیتے اس طرح ہم نے انہیں اس برائی اور بے حیائی سے بچا لیا

إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ ﴿٢٤﴾ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ

کیونکہ وہ ہمارے مخلص بندوں سے تھے○ پھر وہ دونوں دروازے کی طرف لپکے اور اس نے یوسف کو پیچھے سے

قَمِيصَهُ مِنْ دُبُرٍ وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَى الْبَابِ ۚ قَالَتْ مَا جَزَاءُ [3]

کھینچ کر قمیص پھاڑ ڈالی۔ انہوں نے اس کے خاوند کو دروازہ کے پاس کھڑا پایا تب کہنے لگی: "جو تیری بیوی سے

مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ سُوءًا إِلَّا أَنْ يُسْجَنَ أَوْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢٥﴾ [4]

برا ارادہ رکھتا ہو اس کا بدلہ اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ یا قید کر دیا جائے یا المناک سزا دی جائے"○

قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِي عَنْ نَّفْسِي ۚ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا ۚ

یوسف نے کہا: (بلکہ) اس عورت نے مجھے اپنی طرف ورغلانا چاہا تھا اور عورت کے خاندان کے گواہ نے (قرائن کی)

إِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿٢٦﴾

شہادت دیتے ہوئے کہا: "اگر یوسف کی قمیص آگے سے پھٹی ہے تو عورت سچی اور یوسف جھوٹا ہے○

وَإِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ

اور اگر اس کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہے تو عورت جھوٹی اور یوسف

الصَّادِقِينَ ﴿٢٧﴾ فَلَمَّا رَأَىٰ قَمِيصَهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ إِنَّهُ مِنْ [5]

سچا ہے○ پھر جب عورت کے خاوند نے یوسف کی قمیص پیچھے سے پھٹی دیکھی (تو اپنی بیوی سے) کہنے لگا: یہ تو تم

كَيْدِكُنَّ ۖ إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ ﴿٢٨﴾ يُوسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هَٰذَا ۚ [6]

عورتوں کا ایک چلتر ہے واقعی تمہارے چلتر بڑے (خطرناک) ہیں○ پھر یوسف سے کہا: "اس بات کو جانے دو"

وَاسْتَغْفِرِي لِذَنْبِكِ ۖ إِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخَاطِئِينَ ﴿٢٩﴾ ع وَقَالَ

ع ۳ ۹ ۱۳

اور اپنی بیوی سے کہا: تو اپنے گناہ کی معافی مانگ بلاشبہ تو ہی خطاکار ہے○ اور شہر

نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتَاهَا عَنْ

کی عورتیں آپس میں چرچا کرنے لگیں کہ عزیز مصر کی بیوی (زلیخا) اپنے نوجوان غلام کو اپنی طرف ورغلانا چاہتی

نَّفْسِهِ ۖ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ۖ إِنَّا لَنَرَاهَا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٣٠﴾ [7]

ہے اور اس کی محبت اس کے دل میں گھر کر چکی ہے ہم تو اسے واضح طور پر گمراہی میں مبتلا دیکھ رہی ہیں○

1-جہاں عزیز مصر کے گھر رہتے ہوئے آپکو اس وقت کے متمدن ترین ملک کے انتظام کی تربیت حاصل ہوئی وہیں یہ آپ کیلئے زمانہ ابتلاء کا زمانہ بھی تھا۔ آپ لگ بھگ 3 سال عزیز مصر کے گھر رہے۔ آپ خوبصورت اور حسین وجمیل تھے۔ آپ کی عمر لگ بھگ 20 سال ہوگی اور عزیز مصر کی بیوی زلیخا بے اولاد جوان تھی اور آپ کے عشق میں گرفتار ہو گئی۔ معاشرہ بھی آزادنہ اختلاط کا تھا لہٰذا زلیخا کی یہ صنفی خواہش شدت پکڑ گئی۔

2-اللہ تعالیٰ کی وہ برہان کیا تھی؟ جوانی کے اس دور میں لالچ اور خوف کے داعیہ کی موجودگی میں اس "دعوت" کو ٹھکرانے کی ہمت۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"حضرت یوسف عزت دار' عزت دار کے بیٹے' عزت دار کے پوتے اور عزت دار کے پڑپوتے تھے جو یعقوب کے بیٹے تھے۔ وہ اسحاق کے پوتے اور ابراہیم کے پڑپوتے تھے (جو سب کے سب انبیاء تھے)۔"

(بخاری)

3-حضرت یوسف باہر کو بھاگے۔ عزیز مصر کی بیوی نے انہیں روکنا چاہا۔ اپنی اسی جدوجہد میں حضرت یوسف کی **قمیص** پیچھے سے پکڑلی جس سے وہ پھٹ گئی۔

4-دروازہ کھلتے ہی جب عزیز مصر نظر آیا تو سارا الزام حضرت یوسف کے سر تھوپ دیا تاکہ خود کو بے گناہ ثابت کردے نیز اپنی اس اہانت کا بدلہ حضرت یوسف کو عزیز مصر سے سزا دلوا کر لینا چاہا اور جلدی سے سزا بھی تجویز کر دی۔

5-موقع کا عینی گواہ تو کوئی نہ تھا یہ شہادت قرینے کی شہادت کہلاتی ہے۔ جیسے اگر کسی کے منہ سے شراب کی بو آ رہی ہو تو گواہی دی جائے کہ اس نے شراب پی ہے حالانکہ کسی نے شراب پیتے ہوئے دیکھا نہ ہو۔ ایسی شہادت ہر قانون میں معتبر ہوتی ہے اور شہادت یہی تھی کہ اگر **قمیص** پیچھے سے پھٹی ہو تو اسکا مطلب تو یہ ہی ہوگا کہ حضرت یوسف تو اپنی جان بچا کر بھاگ رہے تھے اور عزیز مصر کی بیوی کے روکنے کی کوشش میں **قمیص** پیچھے سے پھٹ گئی۔ یعنی اگر ایسا ہو تو ثابت ہو جائے گا کہ حضرت یوسف سچے ہیں۔

6-یہ عزیز مصر کا قول ہے جو کہ اس نے اپنی بیوی کے کرتوت دیکھنے پہ کہا۔ یہ نہ اللہ کا قول ہے اور نہ ہی ہر عورت کے متعلق درست لہٰذا اسے ہر عورت پہ چسپاں کرنا ظلم ہو گا۔

7-اس طرح کی باتیں تو خواتین خاص طور پہ "اونچے طبقے" سے تعلق رکھنے والی خوب پھیلاتی ہیں پھر اس میں مرچ مسالہ بھی شامل ہو جاتا ہے۔ انہوں نے عزیز مصر کی بیوی کو مطعون کرنا شروع کر دیا۔ اگر کرنا ہی تھا تو اس کیلئے اسے اپنا غلام ہی ملا تھا؟ اور اگر غلام پہ فریفتہ ہو ہی گئی تھی تو اسے مائل بھی نہ کر سکی؟

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِنَّ وَأَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَأً

جب اس نے ان کی مکارانہ باتیں سنیں تو انہیں بلاوا بھیج دیا اور ان کے لئے ایک تکیہ دار مجلس ضیافت تیار کی

وَآتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّينًا وَقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ فَلَمَّا

اور ہر عورت کے سامنے ایک ایک چھری رکھ دی[1] اور یوسف سے کہا کہ تم ان کے سامنے نکل آؤ جب ان

رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا هَٰذَا بَشَرًا

عورتوں نے انہیں دیکھا تو فائق سمجھا (پھل کاٹتے کاٹتے) اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے[2] اور بے ساختہ بول اٹھیں کہ

إِنْ هَٰذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ ﴿٣١﴾ قَالَتْ فَذَٰلِكُنَّ الَّذِي لُمْتُنَّنِي فِيهِ وَ

یہ انسان نہیں کوئی معزز فرشتہ ہے[3] ○ کہنے لگی: یہ ہے جس کے بارے میں تم نے مجھے ملامت کی تھی بیشک

لَقَدْ رَاوَدتُّهُ عَن نَّفْسِهِ فَاسْتَعْصَمَ وَلَئِن لَّمْ يَفْعَلْ مَا آمُرُهُ

میں نے ہی اسے رجھانے کی کوشش کی تھی مگر وہ بچ نکلا اور اگر اب بھی اس نے میرا کہنا نہ مانا

لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُونًا مِّنَ الصَّاغِرِينَ ﴿٣٢﴾ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ أَحَبُّ

تو قید کر دیا جائے گا اور ذلیل ہو جائے گا[4] ○ یوسف نے کہا: اے میرے رب! جس چیز کی طرف مجھے بلا

إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِي إِلَيْهِ وَإِلَّا تَصْرِفْ عَنِّي كَيْدَهُنَّ أَصْبُ

رہی ہے اس سے تو مجھے قید ہی زیادہ پسند ہے اور اگر تو نے ان کے مکر کو مجھ سے دور نہ رکھا تو میں ان کی طرف

إِلَيْهِنَّ وَأَكُن مِّنَ الْجَاهِلِينَ ﴿٣٣﴾ فَاسْتَجَابَ لَهُ رَبُّهُ فَصَرَفَ عَنْهُ

جھک جاؤں گا[5] اور جاہلوں سے ہو جاؤں گا[6] ○ چنانچہ اس کے رب نے یوسف کی دعا قبول کرلی اور عورتوں کے مکر

كَيْدَهُنَّ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٣٤﴾ ثُمَّ بَدَا لَهُم مِّن بَعْدِ مَا رَأَوُا

کو یوسف سے دور رکھا بیشک وہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے ○ پھر دلائل[7] مل جانے کے بعد بھی انہوں

الْآيَاتِ لَيَسْجُنُنَّهُ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿٣٥﴾ وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيَانِ قَالَ

نے یہی مناسب سمجھا کہ یوسف کو کچھ مدت[8] قید میں رکھا جائے ○ یوسف کے ساتھ دو نوجوان[9] بھی قید میں داخل

أَحَدُهُمَا إِنِّي أَرَانِي أَعْصِرُ خَمْرًا وَقَالَ الْآخَرُ إِنِّي أَرَانِي أَحْمِلُ فَوْقَ

ہوئے ان میں سے ایک نے کہا "میں نے دیکھا ہے کہ شراب نچوڑ رہا ہوں" اور دوسرے نے کہا میں نے

رَأْسِي خُبْزًا تَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ نَبِّئْنَا بِتَأْوِيلِهِ إِنَّا نَرَاكَ مِنَ

دیکھا ہے کہ میں نے سر پر روٹیاں اٹھائی ہوئی ہیں جنہیں پرندے کھا رہے ہیں ہمیں اس کی تعبیر بتلائیے ہم آپ

الْمُحْسِنِينَ ﴿٣٦﴾ قَالَ لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهِ إِلَّا نَبَّأْتُكُمَا

کو نیک آدمی[10] سمجھتے ہیں ○ یوسف نے فرمایا: "جو کھانا تمہیں یہاں ملا کرتا ہے اس کے آنے سے پہلے

بِتَأْوِيلِهِ قَبْلَ أَن يَأْتِيَكُمَا ذَٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِي رَبِّي إِنِّي تَرَكْتُ

میں تمہیں ان خوابوں کی تعبیر بتلاؤں گا[11] یہ ایسا علم ہے جو مجھے میرے رب نے سکھلایا ہے میں نے

مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَهُم بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ﴿٣٧﴾

ان لوگوں کا دین چھوڑ دیا ہے جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور آخرت کے بھی منکر ہیں ○

ع ۴ ۱۴

1-عزیز مصر کی بیوی نے مصر کی بیگمات کے تبصرے سنے تو انہیں بند کرنے کیلئے ایک ترکیب سوچی۔

2-حضرت یوسف کا حسن دیکھ کر وہ قابو میں نہ رہیں اور پھلوں کی بجائے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جب تیسرے آسمان کا دروازہ کھولا گیا تو وہاں یوسف سے ملاقات ہوئی اللہ نے حسن کا آدھا حصہ انہیں عطا کیا تھا۔"

(مسلم)

3-جب انہوں نے دیکھا کہ یہ نوجوان آنکھ اٹھا کر اس "حسن کی محفل" کو دیکھتا ہی نہیں تو بے اختیار پکار اٹھیں کہ یہ انسان نہیں بلکہ کوئی معزز فرشتہ ہے۔

4-ان بیگمات کے اس قسم کے تاثرات کو زلیخا نے اپنے "حق بجانب" ہونے کے ثبوت قرار دیا اور آپ کے بارے میں اپنے مذموم عزائم کا برملا اعلان کر دیا۔

5-یہ دور آپ کیلئے کس قدر ابتلاء اور آزمائش کا تھا ذرا غور فرمائیے کہ پہلے تو ایک عزیز مصر کی بیوی آپ کے پیچھے پڑی ہوئی تھی اب شہر بھر کی بیگمات آپ کے پیچھے پڑ گئیں۔ ہر ایک انہیں اپنی جانب مائل کرنا چاہتی تھی۔ آپ کیلئے شہر میں چلنا پھرنا دوبھر ہو گیا ہو گا۔ ضمناً اس واقعہ سے مصر کی خواتین کی اخلاقی حالت پہ بھی روشنی پڑتی ہے کہ وہ بے حیائی کے کاموں میں کس قدر بے باک تھیں اور مرد کس قدر کمزور تھے۔ آج بھی مصر کی خواتین مردوں پہ حاوی نظر آتی ہیں۔

6-اس سے معلوم ہوا کہ جو عالم اپنے علم کے مطابق عمل نہ کرے وہ شرعی اعتبار سے جاہل ہے۔

7-عورتوں کے بد چلن اور حضرت یوسف کے پاکباز ہونے کے دلائل۔

8-غیر معینہ مدت اس لئے کہ انکا کوئی گناہ تو تھا نہیں لہٰذا انہیں سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ سزا کس بنیاد پہ دیں اور کتنی مدت کی دیں۔

9-دونوں قیدیوں میں سے ایک بادشاہ کا نان بائی تھا جبکہ دوسرا شراب پلانے پہ مامور تھا۔

10-محسن کا ایک معنی تو وہی ہے جو ترجمہ میں کیا گیا ہے بعض مفسرین نے اسکا معنی تعبیر بتانے والا بھی کیا ہے۔

11-انہیں اطمینان دلا دیا کہ یہ کام تمہارا کھانا آنے سے پہلے ہی کروں گا۔ گویا اس طرح انہوں نے اپنی دینی دعوت پیش کرنے کیلئے زمین ہموار کرلی۔

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ

(اس کے بجائے) میں نے اپنے آباء ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کا دین اختیار کیا ہے ہمارے لئے

لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا

یہ مناسب نہیں کہ ہم کسی چیز کو اللہ کا شریک بنائیں ہم پر اور تمام انسانوں پر یہ

وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾ یٰصَاحِبَیِ

اللہ کا فضل[1] ہے لیکن اکثر اس (نعمت) کا شکر نہیں کرتے○ اے میرے قید

السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ؕ ﴿۳۹﴾

کے ساتھیو! (ذرا سوچو) کیا متفرق رب بہتر ہیں یا ایک ہی اللہ جو سب پر غالب ہے؟[2]○

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَ

اللہ کے سوا جنہیں تم پوجتے ہو وہ تو ایسے نام ہیں جو تم نے اور تمہارے آباء و اجداد نے

اٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ

رکھ لئے ہیں ان کے لئے اللہ نے کوئی سند نازل نہیں کی[3]۔ اللہ کے سوا یہاں کسی کی فرماں روائی نہیں

اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

اس نے یہی حکم دیا ہے کہ اس کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کرو یہی دین حق ہے لیکن اکثر لوگ یہ باتیں نہیں

النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾ یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا

جانتے○ اے میرے قید کے ساتھیو! تم میں سے ایک تو اپنے مالک کو

فَیَسْقِیْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَیُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّیْرُ

شراب پلائے گا رہا دوسرا تو اسے سولی چڑھایا جائے گا اور پرندے اس کے سر کا گوشت نوچ نوچ کر

مِنْ رَّاْسِهٖ ؕ قُضِیَ الْاَمْرُ الَّذِیْ فِیْهِ تَسْتَفْتِیٰنِ ؕ ﴿۴۱﴾ وَقَالَ

کھائیں گے جن باتوں کی حقیقت تم پوچھ رہے تھے ان کا فیصلہ ہو چکا[4]○ ان دونوں میں سے جس کے بارے

لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ ۫ فَاَنْسٰىهُ

میں یوسف[5] کو یقین تھا کہ وہ رہا ہونے والا ہے، کہا: اپنے مالک بادشاہ سے میری بابت بھی ذکر کرنا

الشَّیْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِیْنَ ﴿۴۲﴾ ع ۵ ۱۵

لیکن مالک کے پاس یوسف کا ذکر کرنا اسے شیطان نے بھلا دیا چنانچہ یوسف کئی[6] سال قید میں پڑے رہے○

وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّیْٓ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ

ایک دن بادشاہ نے (درباریوں سے) کہا: میں نے خواب دیکھا ہے کہ سات موٹی گائیں ہیں جنہیں سات

سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ یٰبِسٰتٍ ؕ یٰٓاَیُّهَا

دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور اناج کی سات بالیں ہری ہیں اور دوسری سات سوکھی ہیں (اے اہل دربار!)

الْمَلَاُ اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُءْیَایَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْیَا تَعْبُرُوْنَ ﴿۴۳﴾

اگر تم خواب کی تعبیر بتلا سکتے ہو تو مجھے میرے خواب کی تعبیر[7] بتلاؤ○

1-اللہ کا فضل ہم پہ اور سب لوگوں پہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اور بندوں کے درمیان کوئی شریک مقرر نہیں کئے اور ایک اللہ ہی ہماری تمام ضروریات کو کفایت کرتا ہے۔

2-اللہ کی وحدانیت اور نظام فطرت کو سمجھانے کا یہ بہترین اسلوب ہے۔ خاص طور پہ جو لوگ ملازمت پیشہ ہوتے ہیں انہیں اس دلیل سے اللہ کی وحدانیت جلد سمجھ میں آجاتی ہے۔ یاد رہے کہ حضرت یوسف کے جیل کے دونوں ساتھی بادشاہ کے ملازم تھے۔

3-انکی اصلیت اس کے سوا کچھ نہیں کہ کسی ایک آدمی نے ایسے مشرکانہ عقائد گھڑ کر کسی معبود یا آستانے کے نام منسوب کر دیئے پھر یہی تھا یہ نسل بعد نسل انکی اولاد میں منتقل ہوتے چلے گئے اور بزرگوں کی اندھی تقلید نے ایسے عقائد کو مذہبی جامہ پہنادیا۔ کسی نے یہ تحقیق کی زحمت گوارانہ کی کہ الہامی کتابوں میں انکی کچھ دلیل ہے بھی یا نہیں۔ اس کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ جو مختلف نام تم خود ہی تجویز کر لیتے ہو جیسے آج کے گمراہوں نے بھی تجویز کئے ہوئے ہیں مثلا داتا گنج بخش، خواجہ غریب نواز وغیرہ کیا ان کی کوئی دلیل قرآن وسنت سے مل سکتی ہے۔

4-تم میں سے ایک تو واپس اپنے کام پہ بحال ہو جائے گا اور بادشاہ کو شراب پلائے گا۔ دوسرے کو سولی ہوگی اور پرندے اس کا گوشت نوچ کھائیں گے۔ کہتے ہیں کہ یہ سنکر وہ کہنے لگے ہمیں ایسی خواب آئی ہی نہ تھی ہم تو ویسے ہی تعبیر پوچھ رہے تھے کہ اس قسم کی خواب کی کیا تعبیر ہو سکتی ہے۔ حضرت یوسف نے فرمایا کہ اب یہ فیصلہ ہو چکا ہے اور پورا ہو کر رہے گا۔

5-یعنی بادشاہ سے میرا ذکر کرنا قید میں کوئی بے گناہ قید کاٹ رہا ہے یہاں لفظ "ظن" یقین کا مفہوم دیتا ہے۔ کیونکہ جب "ظن" کے بعد "ان" آجائے تو یقین کا مفہوم پیدا ہو جاتا ہے۔

تفصیل کیلئے دیکھیں "گمان کرنا" مترادفات القرآن مولف مولانا عبد الرحمن کیلانی۔

6- بضع۔ 9-3 کوئی سا بھی طاق عدد۔ مفسرین کے مطابق آپکی مدت قید 7 سال یا 9 سال تھی۔

7-بادشاہ اس خواب سے کافی پریشان ہوا ملک بھر کے دانشور اور تعبیر بتلانے والے اکھٹے کئے گئے اور انہیں خواب بتلا کر تعبیر پوچھی۔ اس بادشاہ کا نام الریان بن ولید بیان کیا گیا ہے۔ نام سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ عربی نام ہے وہ چرواہے بادشاہوں (Hiksos Kings) کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ لوگ عربی النسل تھے اور فلسطین اور شام سے دو ہزار سال قبل مسیح مصر جا کر حکومت پہ قابض ہو گئے تھے۔ تفسیروں میں عموماً انہیں عمالقہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ غالباً یہ بھی ایک وجہ ہو سکتی ہے کہ بادشاہ نے حضرت یوسف کو بہت پذیرائی بخشی۔

قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾

وہ کہنے لگے : یہ تو پریشان خیالات[1] ہیں اور ہم ایسے خوابوں کی تعبیر نہیں جانتےO

وَقَالَ الَّذِيْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ

ان دو قیدیوں میں سے جو رہا ہوا تھا اسے مدت کے بعد یاد آیا کہنے لگا: میں تمہیں اس کی تعبیر بتلاؤں گا مجھے یوسف

فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾ يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ

کے پاس)[2] بھیجوO (وہاں یوسف سے کہا) یوسف اے سچے[3] ساتھی! ہمیں اس کی تعبیر بتایئے کہ: "سات موٹی[4]

سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ

گائیں ہیں جنہیں سات دبلی گائیں کھائے جا رہی ہیں اور سات ہری بالیں ہیں اور دوسری

يٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّيْٓ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ تَزْرَعُوْنَ

سات سوکھی ہیں" تاکہ میں لوگوں کے پاس واپس جاؤں اور انہیں بھی علم ہو جائےO یوسف نے کہا تم سات

سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ اِلَّا قَلِيْلًا

سال لگاتار کھیتی باڑی کرو گے جو کھیتی تم کاٹو اس میں کھانے کے لئے تھوڑا بہت اناج چھوڑ کر باقی اناج کو بالیوں

مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا

میں ہی رہنے دیناO پھر اس کے بعد سات سال بہت سخت آئیں گے اور جو اناج تم نے ان سالوں کے لئے

قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ﴿۴۸﴾ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ

پہلے سے جمع کیا ہو گا وہ کھا لیا جائے گا ماسوا تھوڑے[5] کے جو تم بچا لو گےO پھر اس کے بعد ایک سال آئیگا

عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ

جس میں لوگوں کو سیرابی ہوگی اور اس سال وہ رس[6] نچوڑیں گےO بادشاہ نے (تعبیر سنی تو) کہا کہ اسے میرے

بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْئَلْهُ مَا بَالُ

پاس لاؤ، مگر جب قاصد یوسف کے پاس پہنچا[7] انہوں نے کہا: "اپنے مالک کے پاس واپس جاؤ اور پوچھو کہ ان

النِّسْوَةِ الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ۭ اِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ ﴿۵۰﴾

عورتوں والا معاملہ کیسا ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے؟ میرا رب تو انکے چلتروں کو جاننے والا ہےO

قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ قُلْنَ حَاشَ

بادشاہ نے پوچھا: "کیا معاملہ تھا؟ جب تم (عورتوں) نے یوسف کو ورغلانا چاہا تھا؟" بول اٹھیں: "ماشاءاللہ: ہم نے ان

لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْۗءٍ ۭ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ

میں کوئی برائی نہیں دیکھی" اس وقت عزیز (مصر) کی بیوی بول اٹھی : "اب تو حق بات

الْحَقُّ ۡ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۵۱﴾ ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ

ظاہر ہو چکی ہے میں نے ہی اسے ورغلایا تھا اور وہ سچا ہے[8]"O (یوسف نے کہا) تاکہ عزیز جان لے

اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ ﴿۵۲﴾

کہ میں نے درپردہ اس کی خیانت[9] نہیں کی اور اللہ خائنوں کی چال کو (کامیابی کی) راہ نہیں دکھاتاO

1-اضغاث جمع ضغث جس کے معنی گھاس کا گٹھا ہیں احلام جمع حلم ——پریشان خواب۔

2-مجھے یوسف کے پاس بھیجا جائے تو میں اسکی تعبیر بتلا دوں گا۔ چنانچہ اسے بھجوا دیا گیا۔

3-پہلے خوابوں کی تعبیر چونکہ حرف بحرف پوری ہو چکی تھی۔ نیز قید میں حضرت یوسف کے ساتھ رہنے کی وجہ سے آپ کی سیرت بھی جانتا تھا لہٰذا "صدیق" کہہ کر مخاطب کیا۔

4-حضرت یوسف نے نہ صرف تعبیر بتلا دی بلکہ سائل کو حل بھی بتلا دیا۔ اور یہ اس علم کی بدولت تھا جو کہ اللہ نے آپ کو دے رکھا تھا۔

5-بیج وغیرہ بونے کیلئے۔

6- عصیر جوس کو کہتے ہیں۔ چنانچہ جن اشیاء کو نچوڑ کر اس سے رس یا روغن وغیرہ نکالا جا سکتا ہے ایسی اشیاء کی کثرت ہو گی۔ اس تعبیر اور تفسیر سے بادشاہ عش عش کر اٹھا۔

7-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

" اگر میں جیل میں اتنا عرصہ رہتا جتنا عرصہ حضرت یوسف رہے تو میں آزادی کی اس دعوت کو فوراً قبول کر لیتا۔"

(بخاری)

آپ کے اس جواب سے حضرت یوسف کے بے پناہ تحمل اور وقار کا اندازہ ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں جب تک عوام الناس میں بھی آپ کی عفت و عصمت اور بے گناہی نکھر کر سامنے نہ آجائے آپ نے اس آزادی کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

8-بیگمات مصر نے بھی صریح الفاظ میں آپکی عفت و عصمت کی گواہی دیدی اور عزیز مصر کی بیگم نے بھی اپنا اعتراف گناہ کیا اور آپ کی بیگناہی کی شہادت دیدی۔

9-حضرت یوسف نے اعلان کر دیا کہ یہ میں نے اس لئے کیا تھا کہ عزیز مصر کو معلوم ہو جائے کہ میں نے اسکی عدم موجودگی میں کوئی خیانت نہیں کی۔ یہاں خائنین سے مراد وہ بیگمات ہیں جنہیں یہ علم تھا کہ عزیز مصر کی بیگم غلطی پہ ہے مگر اس کے باوجود وہ حضرت یوسف پہ دباؤ ڈال رہی تھیں کہ انہیں اسکی بات مان لینی چاہئے۔ بعض مفسرین نے ان دونوں آیات (52-52) کا متکلم عزیز مصر کی بیوی کو ٹھہرایا ہے اسی صورت میں "لم اخنہ" کا معنی یہ ہو گا کہ وہ کسی بڑی خیانت کی مرتکب نہیں ہوئی۔

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفۡسِیۡ ۚ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوۡٓءِ اِلَّا

اور میں اپنے آپ کو پاک صاف نہیں کہتا کیونکہ نفس اکثر برائی پر اکساتا رہتا ہے مگر جس پر

مَا رَحِمَ رَبِّیۡ ؕ اِنَّ رَبِّیۡ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۵۳﴾ وَقَالَ الۡمَلِکُ ائۡتُوۡنِیۡ

میرے رب کی رحمت ہو[1] یقیناً میرا رب معاف کرنے والا رحم والا ہے○ بادشاہ نے (قاصد سے) کہا: "اسے

بِہٖۤ اَسۡتَخۡلِصۡہُ لِنَفۡسِیۡ ۚ فَلَمَّا کَلَّمَہٗ قَالَ اِنَّکَ الۡیَوۡمَ لَدَیۡنَا

میرے پاس لاؤ میں اسے اپنے لئے مخصوص کروں گا" بادشاہ نے ان سے بات کی اور کہا: آج سے تم ہمارے

مَکِیۡنٌ اَمِیۡنٌ ﴿۵۴﴾ قَالَ اجۡعَلۡنِیۡ عَلٰی خَزَآئِنِ الۡاَرۡضِ ۚ اِنِّیۡ حَفِیۡظٌ

قابل اعتماد مقرب ہو○ یوسف کہنے لگے، مجھے زمین کے خزانوں[2] پر مقرر کردیجئے میں ان کی حفاظت کرنے والا

عَلِیۡمٌ ﴿۵۵﴾ وَکَذٰلِکَ مَکَّنَّا لِیُوۡسُفَ فِی الۡاَرۡضِ ۚ یَتَبَوَّاُ مِنۡہَا حَیۡثُ

ہوں اور (یہ کام) جانتا بھی ہوں"○ اس طرح[3] ہم نے یوسف کو اس سرزمین میں اقتدار عطا کیا، وہ جہاں

یَشَآءُ ؕ نُصِیۡبُ بِرَحۡمَتِنَا مَنۡ نَّشَآءُ وَلَا نُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۵۶﴾

چاہتے رہتے، ہم جسے چاہیں اپنی رحمت سے نوازتے ہیں اور نیک لوگوں کا اجر ضائع نہیں کرتے○

وَلَاَجۡرُ الۡاٰخِرَۃِ خَیۡرٌ لِّلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَکَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ ﴿۵۷﴾ وَجَآءَ

اور جو لوگ ایمان لائے اور اللہ سے ڈرتے رہے ان کا اجر تو اس سے بہتر ہے○ (کچھ عرصہ بعد) یوسف کے

اِخۡوَۃُ یُوۡسُفَ فَدَخَلُوۡا عَلَیۡہِ فَعَرَفَہُمۡ وَہُمۡ لَہٗ مُنۡکِرُوۡنَ ﴿۵۸﴾ وَ

بھائی مصر آئے یوسف کے پاس حاضر ہوئے یوسف نے تو انہیں پہچان لیا مگر وہ انہیں نہ پہچان سکے○ پھر جب

لَمَّا جَہَّزَہُمۡ بِجَہَازِہِمۡ قَالَ ائۡتُوۡنِیۡ بِاَخٍ لَّکُمۡ مِّنۡ اَبِیۡکُمۡ ۚ اَلَا

یوسف نے واپسی کا سامان تیار کیا تو کہنے لگے: "اب آؤ تو" اپنے سوتیلے بھائی کو (بھی) میرے پاس لانا تم

تَرَوۡنَ اَنِّیۡۤ اُوۡفِی الۡکَیۡلَ وَاَنَا خَیۡرُ الۡمُنۡزِلِیۡنَ ﴿۵۹﴾ فَاِنۡ لَّمۡ تَاۡتُوۡنِیۡ

دیکھتے نہیں کہ میں ماپ پورا دیتا ہوں اور ایک اچھا مہمان نواز ہوں○ اور اگر تم اسے نہ لائے تو پھر

بِہٖ فَلَا کَیۡلَ لَکُمۡ عِنۡدِیۡ وَلَا تَقۡرَبُوۡنِ ﴿۶۰﴾ قَالُوۡا سَنُرَاوِدُ عَنۡہُ

میرے پاس نہ تمہارے لئے غلہ ہے اور نہ ہی میرے پاس آنا○ وہ کہنے لگے ہم اس کے والد کو اس

اَبَاہُ وَاِنَّا لَفٰعِلُوۡنَ ﴿۶۱﴾ وَقَالَ لِفِتۡیٰنِہِ اجۡعَلُوۡا بِضَاعَتَہُمۡ فِیۡ

پر آمادہ کریں گے اور یہ کام کرکے رہیں گے○ اور یوسف نے اپنے خادموں سے کہا: "ان کی پونجی ان کے

رِحَالِہِمۡ لَعَلَّہُمۡ یَعۡرِفُوۡنَہَاۤ اِذَا انۡقَلَبُوۡۤا اِلٰۤی اَہۡلِہِمۡ لَعَلَّہُمۡ

سامان میں رکھ دو تاکہ جب وہ اپنے گھروں میں پہنچیں تو اسے پہچان لیں اور شائد (اس طرح وہ) دوبارہ

یَرۡجِعُوۡنَ ﴿۶۲﴾ فَلَمَّا رَجَعُوۡۤا اِلٰۤی اَبِیۡہِمۡ قَالُوۡا یٰۤاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا

آئیں"○ پھر جب وہ اپنے باپ کے ہاں پہنچے تو کہنے لگے: ابا جان! ہمیں غلہ دینے سے انکار کردیا گیا ہے

الۡکَیۡلُ فَاَرۡسِلۡ مَعَنَاۤ اَخَانَا نَکۡتَلۡ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ ﴿۶۳﴾

لہٰذا ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو بھیج دیں تاکہ غلہ مل سکے اور ہم یقیناً اس کی حفاظت کرنے والے ہیں○

1-بھری محفل میں حضرت یوسف کی بے گناہی ثابت ہونے اور اصل مجرم کے اعتراف گناہ کے بعد نفس میں کس قدر غرور سرا ٹھا سکتا تھا لہٰذا آپ نے فوراً اس کی اصلاح کردی کہ ایسی بات نہیں ہے کہ نفس برائی پہ مائل ہو ہی نہیں سکتا بلکہ یہ خالص اللہ کی مہربانی ہے۔ دوسری جانب اگر یہ عزیز مصر کی بیوی کا قول مان لیا جائے تو ویسے ہی فٹ بیٹھتا ہے۔

2-یہاں "خزائن الارض" سے بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے حضرت یوسف نے وزارت مالیات یا وزارت خوراک وغیرہ طلب کی تھی۔ جبکہ خود قرآن کی گواہی اسکے خلاف ہے۔ اس سے اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے یوسف کو زمین میں اقتدار بخشا۔ آیت نمبر 100 میں مذکور ہے کہ حضرت یوسف نے اپنے والدین کو عرش پہ بٹھلایا۔ گویا خزائن الارض کنایہ ہے "معاملات حکومت" کا۔ ظاہر ہے کہ یہ تبدیلی اقتدار ایسے ہی نہیں ہوگئی بلکہ مصرمیں حضرت یوسف کا اعلیٰ اخلاقی معیار زبان زدعام ہوچکا تھا۔ ملک مصر نے اپنی کونسل سے مکمل صلاح ومشورہ کیا ہوگا جس کے بعد اقتدار انکے حوالہ کرنا طے پایا۔ خود بادشاہ نے اپنے لئے "اعزازی" حیثیت رکھی ہوگی۔

یہاں سے کچھ لوگوں نے ایک اور بحث چھیڑدی۔ ایک نبی نے کیسے ایک کافر حکومت سے اپنے لئے عہدہ طلب کیا؟

(ا)۔ یہ کوئی ایسی عام درخواست نہ تھی بلکہ یہ ایک پیش کش قبول کرنا تھا۔ آیت نمبر 54 میں بادشاہ نے ہر قسم کا عہدہ دینے کا عندیہ ظاہر کیا اور آپ کا جواب ایک طرح سے پیشکش کو قبول کرنا تھا۔

(ب)۔ انکی حیثیت اس نظام میں کسی کل پرزہ کی نہ تھی بلکہ اس حکومت کا سب سے اعلیٰ اقتدار انہیں پیش کیا جارہا تھا۔ جہاں سے وہ اصلاح کے کئی مقاصد حاصل کرسکتے تھے۔ چنانچہ یہ طلب امارات یا عہدہ نہ ہوئی بلکہ حق کی فتح ہوئی۔

3-بادشاہ حضرت یوسف کی شخصیت سے مرعوب ہوچکا تھا۔ مصر کی بیگمات کی گواہی، عزیز مصر کی گواہی، ایسے خواب کی تعبیر اور تفسیر جو کہ پوری مملکت میں کوئی بھی نہیں بتلاسکا۔ پھر حضرت یوسف کے قیدی ساتھی نے آپ کی تعریف کی اور ظاہر ہے کہ خود بادشاہ تھا اپنے طور پہ بھی اس نے تحقیقات کرانے میں کسر نہ چھوڑی ہوگی اور غالباً سب سے زیادہ وہ حضرت یوسف کی اس کمال خودداری سے متاثر ہوا ہوگا جو انہوں نے اپنی مکمل بے گناہی کا سرٹیفکیٹ لئے بغیر جیل سے باہر آنے سے انکار کردیا۔ جب آپ تشریف لائے تو یہ مکالمہ ہوا۔

4-یہ آپکے اقتدار سنبھالنے کے بعد آٹھویں سال کا واقعہ ہے جبکہ قحط کا دور دورہ تھا۔ اردگرد کے علاقوں میں غلہ دستیاب نہ تھا۔ چنانچہ اس طرح وہ بشارت پوری ہوئی جو کنوئیں میں گرتے وقت اللہ تعالیٰ نے کی تھی کہ "ہم تمہیں انکی خبریں دیں گے اور وہ تمہیں نہیں پہچانیں گے۔"

قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ؕ

یعقوبؑ نے کہا: کیا میں ایسے ہی تم پر اعتبار کروں جیسے اس سے قبل[1] اس کے بھائی کے بارے میں کیا

فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۪ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَمَّا فَتَحُوْا

تھا؟ اللہ ہی بہتر محافظ ہے اور وہی سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے○ پھر جب انہوں نے اپنا سامان

مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ؕ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا

کھولا تو دیکھا کہ ان کی پونجی بھی انہیں واپس کردی گئی ہے کہنے لگے: "ابا جان ہمیں (اور) کیا چاہیے،

نَبْغِيْ ؕ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا

ہماری پونجی بھی لوٹا دی گئی ہے اب ہم (پھر) اپنے گھر والوں کے لئے رسد لائیں گے اور اپنے بھائی کی

وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ؕ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ﴿۶۵﴾ قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ

حفاظت کریں گے اور بار شتر زیادہ غلہ لائیں گے[2] (اب) یہ غلہ لانا تو آسان تر ہے○ یعقوب نے کہا: جب

مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ

تک تم مجھے اللہ پر پختہ عہد نہ دو گے کہ تم اسے میرے پاس لاؤ گے، میں اسے تمہارے ساتھ نہ بھیجوں گا

يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ فَلَمَّآ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۶۶﴾

الایہ کہ تم گھیرے[3] جاؤ" پھر جب انہوں نے پختہ عہد دیا تو یعقوبؑ کہنے لگے: ہمارے اس قول پر اللہ

وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ

ضامن ہے○ پھر کہنے لگے: میرے بیٹو! (شہر میں) ایک ہی دروازے سے نہیں بلکہ مختلف دروازوں سے

اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ

داخل ہونا[4] تاہم میں اللہ کی (مشیت) سے تمہیں ذرہ بھر بھی بچا نہیں سکتا

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

حکم تو صرف اسی کا چلتا ہے میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور جسے بھی بھروسا کرنا ہو اسی پر

الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ؕ مَا

کرنا چاہیے"○ چنانچہ[5] جیسے ان کے باپ نے (شہر میں) داخل ہونے کا حکم دیا تھا ویسے وہ اس میں داخل

كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ

ہوئے اس کی یہ تدبیر اللہ کی مشیت کے مقابلہ میں کچھ بھی کام نہ آئی یہ تو محض یعقوب کے دل کا ارمان تھا

يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ؕ وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

جسے اس نے پورا کیا تھا[6] بیشک وہ ہماری دی ہوئی تعلیم کی وجہ سے صاحب علم تھا مگر اکثر لوگ

النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾ ع وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ

(یہ حقیقت) نہیں جانتے○ جب یہ لوگ یوسفؑ کے پاس آئے تو یوسفؑ نے اپنی بھائی کو اپنے ہاں

اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْٓ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۹﴾

جگہ دی اور اسے بتلا دیا کہ میں ہی تیرا بھائی[7] (یوسف) ہوں تم اب ان باتوں کا غم نہ کرو جو یہ کرتے رہے ہیں○

1- بوڑھے باپ کے سامنے کئی سال پرانا وہ منظر آگیا جب کہ لگ بھگ بیس سال پہلے وہ حیلے بہانے سے حضرت یوسف کو ساتھ لے گئے تھے۔

2- بن یمین کے حصے کا غلہ بھی لائیں گے۔ فی کس ایک اونٹ کا غلہ لیا جاتا تھا۔ اس قحط کے زمانے میں اضافی غلہ ملنا بڑی خوشی کی بات تھی۔

3- بوڑھے یعقوب اپنے دس بیٹوں کے سامنے مجبور ہو گئے۔ تاہم ان سے قول و قرار لے لیا کہ جب تک جان میں جان ہے اسکی حفاظت کریں گے۔

4- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"نظر لگنا برحق ہے اور اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت کرتی تو نظر کرتی۔"

(مسلم)

حضرت ابی سعید سے روایت ہے کہ

"آپ ﷺ جنوں سے اور نظر لگنے سے پناہ مانگا کرتے جب معوذتین (الفلق اور الناس) نازل ہوئیں تو سب کچھ چھوڑ کر اس سے دم کرنے لگے۔"

(ترمذی)

"جسکے بارے میں شبہ ہو کہ اس کو نظر لگی ہے۔ اسے کہا جائے کہ غسل کرے اور اس غسل کا یہ پانی اس شخص کے سر اور جسم پہ ڈالا جائے۔"

(موطا امام مالک)

پہلی دفعہ جب یہ لوگ مصر گئے تو عام وفود کی طرح گئے مگر چونکہ حضرت یوسف انہیں پہچان چکے تھے لہٰذا ان سے مصر میں خاص اعزاز و اکرام کا سلوک کیا گیا۔ اب تو وہ شاہی دعوت پہ جا رہے تھے۔ گیارہ جوان بیٹے اور سب ہی خوبصورت لہٰذا یہ مشورہ دیا کہ شہر میں علیحدہ علیحدہ دروازوں سے داخل ہونا۔

5- تعلیم یہی تھی کہ ظاہری اسباب اختیار کرنے کے بعد انہی پہ بھروسہ نہ کر لینا چاہیے بلکہ اللہ پہ توکل کرنا چاہیے اور یہ حقیقت اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

6- یہ تدبیر اس کام تو آئی کہ انہیں کسی کی نظر نہ لگی۔ حضرت یعقوب کے دل میں ارمان تو یہ تھا کہ سب بخیریت واپس آجائیں۔ یہ ارمان نہ پورا ہو سکا۔ اللہ کی مشیت ہی نہ تھی۔

7- تنہائی میں اپنے سگے بھائی بنیامین کو حقیقت حال سے آگاہ کر دیا۔ طویل مدت کی جدائی کے بعد دو سگے بھائیوں کی اچانک ملاقات میں جذبات میں جو طلاطم برپا ہوا ہو گا اسکا تصور کیا جا سکتا ہے۔

بعد میں چونکہ بنیامین ہی حضرت یعقوب کی توجہ کا مرکز تھے لہٰذا اب بھائیوں کے حسد کا یہی شکار رہتے تھے۔ رہتے ہیں بھی وہ انہیں طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے رہتے ہوں گے۔ جب یہ باتیں بنیامین نے کی ہوں گی تو حضرت یوسف نے انہیں تسلی دی کہ اب کچھ فکر نہ کرو جو ہو چکا سو ہو چکا۔

فَلَمَّا جَهَّزَهُم بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِي رَحْلِ

پھر جب یوسف نے ان کا سامان تیار کیا تو اپنے بھائی کے سامان میں اپنے پانی پینے کا پیالہ

أَخِيهِ ثُمَّ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ أَيَّتُهَا الْعِيرُ إِنَّكُمْ لَسَارِقُونَ ﴿٧٠﴾ قَالُوا

رکھ دیا (جب یہ شہر سے نکلے تو) ایک پکارنے والے نے پکارا: "اے قافلہ والو تم چور ہو" 1 ○ انہوں نے پکارنے

وَأَقْبَلُوا عَلَيْهِم مَّاذَا تَفْقِدُونَ ﴿٧١﴾ قَالُوا نَفْقِدُ صُوَاعَ

والے کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا: "تمہاری کیا چیز کھوئی ہے؟" ○ وہ بولے: "بادشاہ کا پیالہ ہمیں نہیں

الْمَلِكِ وَلِمَن جَاءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ ﴿٧٢﴾

2 مل رہا جو شخص وہ لا کر دے اسے ایک بار شتر انعام ملے گا اور میں اس کا ضامن ہوں" ○

قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُم مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ وَمَا

وہ کہنے لگے: اللہ کی قسم! تمہیں معلوم ہوچکا ہے کہ ہم اس ملک میں فساد کرنے نہیں آئے اور نہ ہی

كُنَّا سَارِقِينَ ﴿٧٣﴾ قَالُوا فَمَا جَزَاؤُهُ إِن كُنتُمْ كَاذِبِينَ ﴿٧٤﴾ قَالُوا

ہم چور ہیں" ○ وہ بولے: "اگر تم جھوٹے ثابت ہوئے تو اس چور کی کیا سزا ہوگی" ○ برادران یوسف کہنے لگے:

جَزَاؤُهُ مَن وُجِدَ فِي رَحْلِهِ فَهُوَ جَزَاؤُهُ كَذَٰلِكَ نَجْزِي

3 "جس کے سامان میں وہ پایا جائے وہی اس کا بدلہ ہے ہم (اپنے ہاں) ظالموں کو اسی طرح سزا دیتے

الظَّالِمِينَ ﴿٧٥﴾ فَبَدَأَ بِأَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَاءِ أَخِيهِ ثُمَّ

4 ہیں ○ پھر اس نے یوسف کے بھائی (بنیامین) کے سامان سے پہلے دوسرے بھائیوں کے سامان کی تلاشی شروع

اسْتَخْرَجَهَا مِن وِعَاءِ أَخِيهِ ۚ كَذَٰلِكَ كِدْنَا لِيُوسُفَ ۖ مَا

کی پھر پیالہ اس کے سامان سے برآمد کر لیا اس طرح ہم نے یوسف کے لئے تدبیر کی

كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِي دِينِ الْمَلِكِ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ ۚ نَرْفَعُ

یوسف مصر کے قانون کے مطابق اپنے بھائی کو اپنے ہاں رکھ نہیں سکتے تھے الا یہ کہ ہم جس کے چاہیں

دَرَجَاتٍ مَّن نَّشَاءُ ۗ وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ﴿٧٦﴾ قَالُوا إِن

درجات بلند کر دیتے ہیں 5 اور ہر صاحب علم سے بالاتر علیم ذات ہے ○ اخوان یوسف کہنے لگے: اگر

يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَّهُ مِن قَبْلُ ۚ فَأَسَرَّهَا يُوسُفُ فِي

اس نے چوری کی ہے تو اس سے بیشتر اس کا بھائی (یوسف) بھی چوری کر چکا ہے 6 یوسف نے (الزام کو) دل

نَفْسِهِ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ أَنتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۖ وَاللَّهُ أَعْلَمُ

7 میں چھپائے رکھا اور ان پر کچھ ظاہر نہ کیا اور (زیر لب) کہنے لگے: تم بہت ہی برے لوگ ہو جو کچھ

بِمَا تَصِفُونَ ﴿٧٧﴾ قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ إِنَّ لَهُ أَبًا شَيْخًا

تم بیان کر رہے ہو اللہ اسے جانتا ہے ○ وہ کہنے لگے: "حضور والا! اس کا باپ بہت بوڑھا ہو چکا ہے

كَبِيرًا فَخُذْ أَحَدَنَا مَكَانَهُ ۖ إِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٧٨﴾

لہذا اس کے بجائے ہم میں سے کوئی ایک رکھ لیجئے ہم آپ کو بہت احسان کرنے والا پاتے ہیں" ○

1- یہ حضرت یوسف کی تدبیر تھی۔ آپ کے اشارے پہ کارندوں نے یا خود آپ ہی نے یہ پیالہ بنیامین کے سامان میں رکھ دیا۔

صواع = پانی پینے کا ایسا پیالہ جس میں جواہرات وغیرہ جڑے ہوں۔

2- یہ لوگ شاہی کارندے یا امن وامان قائم رکھنے کے ذمہ دار لوگ ہوں گے۔ ان میں سے جس نے الزام لگایا تھا اس نے بتایا کہ بادشاہ کا پیالہ گم ہوگیا ہے۔ لانیوالے کیلئے ایک اونٹ غلہ کا انعام مقرر ہے اور یہ میری ذمہ داری لگائی گئی ہے۔

یعنی میں اس بات کا ضامن ہوں کہ جو یہ پیالہ ڈھونڈ نکالے میں اسے بادشاہ سے انعام دلاؤں یا کہ مجھے یہ ذمہ داری عائد کی گئی ہے کہ جیسے بھی ہو وہ پیالہ ڈھونڈ کر بادشاہ کو پیش کروں تو اس صورت میں مجھے انعام ملے گا۔

3- شاہی کارندوں نے پوچھا کہ اگر تم سے مسروقہ مال برآمد ہوگیا تو تمہاری سزا کیا ہوگی۔ اخوان یوسف کہنے لگے جس سے برآمد ہو وہ ہی اسکی جزا ہے کہ اسے رکھ لیا جائے۔ تاکہ جسکی چوری کی ہے ایک سال اسکی غلامی کرے۔ حضرت یعقوب کی شریعت میں چوری کی یہی سزا تھی۔

4- مصری قانون یہ نہ تھا بلکہ مصری قانون میں چور کو جیل ہوتی تھی۔ اب اللہ تعالیٰ نے یہ تدبیر کی کہ اخوان یوسف کے منہ ہی سے یہ سزا تجویز کرادی۔ چنانچہ تلاش کی ابتداء دوسرے بھائیوں سے ہوئی کہ انہیں شک نہ ہو۔

اس طرح باعزت طور پر بن یمین کو کم از کم ایک سال کیلئے اپنے حقیقی بھائی یوسف کے پاس رہنے کا اللہ تعالیٰ نے موقع فراہم کردیا اور وہ کچھ ہو کے رہا جو اللہ کو منظور تھا۔

5- ایسے درجے بلند کئے کہ حضرت یوسف کو کنویں سے اٹھا کر ملک مصر بنادیا۔

6- کچھ ہی عرصہ پہلے تو وہ اعلان کر رہے تھے کہ ہم شریف زادے ہیں۔ اب بن یمین پہ چوری کا الزام درست تسلیم کرلیا اور حضرت یوسف پہ بھی بہتان لگادیا۔

7- آپ صبر وتحمل کے اس امتحان میں بھی کامیاب رہے۔ وہی بھائی جنہوں نے کنویں میں پھینکا تھا وہ انتہائی ذلت کی حالت میں سامنے کھڑے تھے اور اپنے بھائی اور ملک مصر پہ صریح بہتان لگادیا۔

قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗۤ

یوسف نے کہا: اس بات سے اللہ کی پناہ! ہم تو اسے ہی پکڑیں گے جس کے ہاں ہم نے اپنا (گمشدہ) سامان پایا ہے

اِنَّاۤ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ؑ فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ

(اگر ہم ایسا کریں) تب تو ہم ظالم ٹھہرے" ○ پھر جب وہ یوسف سے مایوس ہو گئے تو علیحدہ ہو کر مشورہ کرنے لگے:

قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ

بڑے بھائی نے کہا: کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارے باپ نے اللہ کے نام پر تم سے

مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ

پختہ عہد لیا ہوا ہے نیز تم اس سے قبل یوسف کے معاملہ میں بھی زیادتی کر چکے ہو اب میں تو یہاں سے

اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْۤ اَبِيْۤ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَهُوَ

کبھی نہ جاؤں گا حتیٰ کہ میرا باپ مجھے حکم دے یا اللہ میرے لئے فیصلہ کر دے[1] اور وہی سب سے

خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِرْجِعُوْۤا اِلٰۤى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰۤاَبَانَاۤ اِنَّ

بہتر فیصلہ کرنے والا ہے ○ تم اپنے باپ کے پاس جا کر کہو: ابا جان! بلاشبہ آپ کے

ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَاۤ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا

بیٹے نے چوری کی ہے ہم نے وہی گواہی دی جو ہم جانتے تھے اور ہم پوشیدہ چیزوں

لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا

کے محافظ نہیں ہیں[2] ○ آپ ان بستی والوں سے پوچھ لیجئے جہاں ہم رہے اور

وَالْعِيْرَ الَّتِيْۤ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ؕ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۸۲﴾ قَالَ بَلْ

اس قافلہ سے بھی جن کے ساتھ ہم آئے اور ہم یقیناً سچے ہیں[3]" ○ یعقوب نے جواب دیا: (بات نہیں ہے)[4] بلکہ

سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ

تم نے ایک بات بنا کر اسے بنا سنوار کر پیش کر دیا ہے۔ لہٰذا صبر ہی بہتر ہے ہو سکتا ہے کہ اللہ ان سب

يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۸۳﴾ وَتَوَلّٰى

کو میرے پاس لے آئے[5] بلاشبہ وہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے" ○ یعقوب نے ان کی طرف سے منہ

عَنْهُمْ وَقَالَ يٰۤاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ

پھیر لیا اور کہنے لگے: ہائے یوسف! ان کی آنکھیں غم سے بے نور ہو گئی تھیں اور وہ غم سے بھرے

الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۸۴﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى

ہوئے تھے[6] ○ یہ حالت دیکھ کر بھائی کہنے لگے: اللہ کی قسم! آپ تو یوسف کو یاد کرتے ہی رہیں گے حتیٰ کہ

تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ﴿۸۵﴾ قَالَ اِنَّمَاۤ اَشْكُوْا

خود کو غم میں گھلا دیں[7] یا ہلاک ہو جائیں[8] ○ یعقوب نے جواب دیا: میں اپنی پریشانی اور غم کی فریاد

بَثِّيْ وَحُزْنِيْۤ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾

اللہ کے سوا کسی سے نہیں کرتا اور اللہ سے میں کچھ ایسی چیزیں جانتا ہوں جنہیں تم نہیں جانتے[9] ○

1- بڑے بھائی کو ساری باتیں یاد آنا شروع ہو گئیں۔ حضرت یوسف کو کنویں میں پھینکنا، حضرت یعقوب کا غم و حزن، بھائیوں کے قول و قرار، والد کی تاکید کہ بنیامین کو واپس بحفاظت لانا الایہ کہ تم سب کو مصیبت آگھیرے۔

چنانچہ اس نے مصر سے جانے سے انکار کر دیا کہ اگر والد بنیامین کو نہ دیکھیں اور باقی دس بھائیوں کو صحیح سالم دیکھے تو اسکا کیا حال ہو گا۔

2- جب ہم نے بنیامین کی ہر حال میں حفاظت کرنے کا قول و قرار کیا تھا۔ اس وقت ہمیں یہ علم تو نہ تھا کہ وہ مصر جا کر چوری کرے گا۔

3- ہماری بات کی تصدیق کر لیجئے۔ جس بستی میں یہ واقعہ پیش آیا وہاں سے دریافت کر لیں۔ جس قافلہ میں ہم آ رہے تھے ان سے پوچھ لیں تاکہ آپکو یقین آ جائے۔

4- یہ اسلئے کہا کہ انہوں نے بنیامین کے سلسلے میں یوسف والے معاملے پہ قیاس کیا۔

5- حضرت یعقوب نے وہی کلمات ادا کئے جو اس وقت ادا کئے تھے جب حضرت یوسف کو ٹھکانے لگا کر اخوان یوسف روتے پیٹتے گھر آئے تھے۔ حضرت یعقوب کو یہ اندازہ تو تھا کہ حضرت یوسف زندہ ہونگے کیونکہ انہیں حضرت یوسف والا خواب یاد ہو گا اور وہ اسکی تعبیر کا انتظار فرما رہے ہوں گے اسی لئے فرمایا امید ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت یوسف، بنیامین اور بڑے بھائی کو جو ندامت کی وجہ سے مصر ہی میں رک گیا تھا سب کو اکٹھا واپس لائے گا۔

6- "حرض" اس روگ کو کہتے ہیں جو بڑھاپے، عشق یا کسی مستقل غم کی وجہ سے لاحق ہو جائے۔

7- اس غم نے حضرت یوسف کی جدائی کا غم بھی تازہ کر دیا۔ "کظیم" اس مشک کو کہتے ہیں جس کو لبالب بھر کر اسکا منہ بند کر دیا گیا ہو۔ گویا غم آپ کے رگ و پے میں سرایت کر چکا تھا۔ اس غم کے اثر سے آپ کی بینائی بھی جاتی رہی۔

8- بوڑھے والد کی آہ سنکر بھی اخوان یوسف کا دل نرم نہ ہوا بلکہ اپنے والد کو ہی جھٹلانے لگے کہ اب یوسف کو بھول جاؤ یا کہ اسی کے غم میں خود کو ہلاک کر لو گے؟

9- جواب میں انہوں نے یہی کہا کہ میں تمہیں تو کچھ نہیں کہتا۔ میرا غم اور حزن تو اللہ کے سامنے ہے اور مجھے جو معلوم ہے (یعنی یوسف اور بنیامین وغیرہ سب زندہ ہیں) وہ تم نہیں جانتے۔

يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـَٔسُوْا

اے میرے بیٹو! جاؤ اور یوسف اور اس کے بھائی کی تلاش کی سرتوڑ کوشش کرو اور اللہ کی رحمت

مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ

[1]

سے مایوس نہ ہونا کیونکہ اللہ کی رحمت سے مایوس تو کافر لوگ ہی ہوا

الْكٰفِرُوْنَ ﴿٨٧﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا

[2]

کرتے ہیں○ پھر جب وہ ان کی تلاش میں) یوسف کے پاس آئے تو کہنے لگے: حضور والا! ہم اور ہمارے گھر

وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ

والے سخت تکلیف میں ہیں اور حقیری پونجی لائے ہیں آپ ہم پر صدقہ کرتے ہوئے ہمیں غلہ

وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿٨٨﴾ قَالَ

[3] [4]

پورا دے دیجئے اللہ صدقہ کرنے والوں کو یقیناً جزا دیتا ہے"○ یوسف نے ان سے پوچھا:

هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ﴿٨٩﴾

[5]

"معلوم ہے تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کچھ کیا تھا جبکہ تم نادان تھے؟"○ وہ (چونک کر)

قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ۭ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ ۡ

[6]

بول اٹھے: "کیا تم ہی یوسف ہو؟" یوسف نے کہا: "ہاں! میں ہی یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی (بنیامین) ہے

قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ۭ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ

اللہ نے ہم پر بڑا احسان فرمایا: کیونکہ جو اس سے ڈرتا اور صبر کرتا ہے تو اللہ

لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٩٠﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ

نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا"○ وہ کہنے لگے: "اللہ کی قسم! اللہ نے آپ کو ہم پر

اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ ﴿٩١﴾ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ

فضیلت بخشی ہے اور ہم ہی خطاکار تھے"○ یوسف نے کہا: "آج تم پر کوئی مواخذہ

الْيَوْمَ ۭ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۡ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿٩٢﴾ اِذْهَبُوْا

[7]

نہیں اللہ تمہیں معاف کرے اور وہ سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے○ یہ میری قمیص

بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰي وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ

[8]

لے جاؤ اور اسے میرے والد کے چہرے پر ڈال دینا وہ بینا ہو جائیں گے

وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٩٣﴾ ع وَلَمَّا فَصَلَتِ

اور انہیں لے کر تم سب اہل و عیال سمیت میرے یہاں آؤ"○ جب یہ قافلہ (مصر سے)

الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّىْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ

[9]

روانہ ہوا تو ان کے باپ نے کہا: اگر تم مجھے یہ نہ کہو کہ بڈھا سٹھیا گیا (تو درحقیقت) میں یوسف

تُفَنِّدُوْنِ ﴿٩٤﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿٩٥﴾

[10]

کی بو محسوس کر رہا ہوں○ وہ کہنے لگے: اللہ کی قسم! آپ تو اسی پرانے (محبت کے) خبط میں پڑے ہیں○

ع ١٠ ۴

1-یہی اسلامی تعلیمات ہیں کہ مشکل اور کٹھن سے کٹھن حالات میں بھی اللہ کی ذات سے ناامیدی نہیں کی جاسکتی۔ مسلمان کا یقین یہ ہونا چاہئے کہ کسی بھی مادی سبب کے بغیر بھی اللہ تعالیٰ مشکلات حل کرسکتے ہیں۔ انہیں اسباب کی حاجت نہیں بلکہ وہ خود مسبب الاسباب ہیں۔

2-بنیامین کا انہیں علم تھا کہ وہ مصر ہی میں ہے۔ یوسف کے بارے میں بھی ازکا اندازہ ہی ہوگا کیونکہ وہ قافلہ تو مصر ہی جارہا تھا جس نے حضرت یوسف کو اٹھایا تھا۔ چنانچہ وہ سیدھے عزیز مصر کے ہاں ہی پہنچے اور اس کے پاس التجا کی۔ یہ ان کا مصر کا تیسرا سفر تھا۔

3-یعنی اب تو ہمارے پاس غلہ کی قیمت بھی نہیں ہے۔ جو حقیری پونجی ہے اسے ہی قبول فرمائے اور صدقہ سمجھتے ہوئے غلہ عنایت فرمائیں۔

4-بھائیوں اور گھروالوں کی داستان غم سن کر چھوٹا بھائی برداشت نہ کرسکا اور صبر کے بند ٹوٹ گئے۔ چنانچہ بھائیوں کو واضح اشارہ دے دیا کہ وہ ان کے بھائی ہیں۔

5-حضرت یوسف کے اعلیٰ اخلاق کے ثبوت جابجا اس قصہ میں ملتے ہیں۔ یہ کہہ کر بھائیوں کا اکرام کیا کہ تم پہلے جاہل تھے یعنی اب میں تمہیں جاہل نہیں سمجھتا۔

6-آخر باپ تو ایک ہی تھا۔ کئی دفعہ حضرت یوسف سے بات چیت ہوچکی تھی۔ جب یہ نقطہ عزیز مصر نے پیش کیا تو وہ چونک پڑے اور پوچھ لیا کہ کہیں آپ ہی تو یوسف نہیں؟ کہا میں ہی یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی بنیامین ہے جسے میں نے پہلے روک لیا تھا۔

7-نہ صرف بغیر ان کے طلب کئے خود ہی معاف فرمادیا بلکہ اللہ تعالیٰ سے معافی کی دعا کا وعدہ بھی کرلیا۔

8-حضرت یوسف کی یہ پیشین گوئی صرف معجزہ ہی معلوم ہوتی ہے اسکے علاوہ اسکی کوئی اور تاویل کرنا ممکن نظر نہیں آتا۔

9-انبیاء کے علم کی ماہیت سمجھنے کیلئے یہ مثال بہترین ہے۔ مصر سے ابھی قافلہ روانہ ہوا ہی تھا کہ حضرت یعقوب کو حضرت یوسف کی خوشبو پہنچ گئی۔ دوسری جانب کنعان ہی کے ایک کنویں میں حضرت یوسف بذات خود پڑے ہوئے تھے مگر حضرت یعقوب کو علم نہ ہوسکا۔ گویا غیب کی جو بات اور جتنی بات جب اللہ چاہے بتلا دیتا ہے۔

10-فند، عقل ختم ہونے کو کہتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بوڑھے باپ جو کہ خود نبی تھے اخوان یوسف کو بھی انکی قدرومنزلت کا احساس نہ تھا۔

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ

پھر جب خوشخبری لانے والا آ گیا اور اس نے (قمیص) یعقوب کے چہرہ پر ڈالی تو وہ فوراً بینا ہو گئے اور[1]

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾

کہنے لگے: میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ میں اللہ سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے"۔[2]○

قَالُوْا يٰۤاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَاۤ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۷﴾

وہ کہنے لگے: ابا جان! ہمارے لئے ہمارے گناہ کی معافی مانگیے واقعی ہم ہی خطاکار تھے○ (یعقوبؑ نے)

قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۹۸﴾

کہا: میں عنقریب اپنے رب سے تمہارے لئے معافی مانگوں[3] گا وہ یقیناً معاف کرنے اور رحم کرنے والا ہے○

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا

پھر جب یہ لوگ یوسفؑ کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس بٹھایا اور کہا: شہر میں چلو،

مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾ؕ وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ

انشاء اللہ امن و چین سے رہو گے[4]○ اور یوسفؑ نے اپنے والدین کو اٹھا کر (اپنے) تخت پر بٹھایا[5] اور

وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَایَ مِنْ

اس کے بھائی یوسف کے آگے سجدہ میں گر گئے یوسف نے کہا: ابا جان یہ ہے میرے اس خواب کی تعبیر جو میں

قَبْلُ ؗ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّیْ حَقًّا ؕ وَقَدْ اَحْسَنَ بِیْۤ اِذْ اَخْرَجَنِیْ

نے پہلے دیکھی تھی اللہ نے اسے حقیقت بنا دیا[6] اس نے اس وقت بھی مجھ پر احسان کیا جب مجھے قید

مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ

سے نکالا اور اس وقت بھی جبکہ آپ سب کو دیہات سے میرے یہاں لایا حالانکہ شیطان میرے اور

الشَّيْطٰنُ بَيْنِیْ وَبَيْنَ اِخْوَتِیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ؕ

میرے بھائیوں کے درمیان فتنہ کھڑا کر چکا تھا[7] بلاشبہ میرا رب غیر محسوس تدبیروں سے اپنی مشیت پوری کرتا ہے

اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۰۰﴾ رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ وَ

کیونکہ وہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے○ اے میرے رب! تو نے مجھے حکومت بھی عطا کی اور

عَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۫

خوابوں کی تعبیر بھی سکھلائی تو ہی ارض و سماوات کو پیدا کرنے والا ہے

اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ

اور تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا سرپرست ہے اسلام پر میرا خاتمہ کر اور مجھے نیک لوگوں میں

بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ

شامل کر[8]"○ (اے نبی!) یہ قصہ غیب کی خبروں سے ہے[9] جسے ہم آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں آپ اس

وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْۤا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۰۲﴾

وقت ان کے پاس نہ تھے[10] جب بھائیوں نے ایک بات پر اتفاق کر لیا اور وہ مکارانہ سازش کر رہے تھے○

1- مفسرین لکھتے ہیں یہ خوشخبری دینے والا "یہودہ بن یعقوب" تھا۔ وہ کہنے لگا کہ مدت پہلے میں ہی بکری کے بچے کے خون میں لتھڑی ہوئی قمیص لے کر گیا تھا اور میں نے والد کو غم پہنچایا تھا تو آج بھی میں ہی یہ قمیص لے جا کر والد صاحب کو خوش کروں گا۔ چنانچہ اس نے قمیص بھی آپ کی آنکھوں پہ ڈالی اور تمام قصہ بھی گوش گزار کیا۔ آپ کی بینائی لوٹ آئی اور حضرت یوسف کی پیش گوئی پوری ہو گئی۔

2- یہ اس خواب کی جانب یا وحی کی جانب اشارہ ہے۔

3- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ فوری استغفار اسلئے نہ کی کہ سحری کے وقت کریں گے جو کہ قبولیت کا وقت ہے۔ اللہ تعالیٰ آخری تہائی رات میں آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں۔

4- جب حضرت یعقوب اور انکا خاندان حضرت یوسف کی دعوت پہ مصر آئے تو حضرت یوسف اور انکے فوجی اور سول افسران نے حدود مصر پر انکا شاندار استقبال کیا اور انہیں گلے لگایا۔ اس یوم پورے مصر میں جشن کا سامان تھا۔ عورتیں بچے اور مرد سب اس جلوس کو دیکھنے آئے۔

5- مزید اکرام کیلئے حضرت یوسف نے اپنے والدینؑ کو اپنے عرش پہ بٹھادیا۔ غالباً یہ والدہ حضرت یوسف کی سوتیلی والدہ ہوں گیں کیونکہ حضرت یوسف اور بنیامین کی والدہ فوت ہو چکی تھیں۔ واللہ اعلم

6- جب خاندان کے افراد نے حضرت یوسف کی یہ توقیر دیکھی تو گیارہ بھائی، والد اور والدہ سب کے سب حضرت یوسف کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے۔ یہ سجدہ تعظیمی تھا جو کہ پہلی امتوں میں جائز تھا لیکن اب منسوخ ہو چکا ہے۔ یہی اس خواب کی تاویل تھی جس میں حضرت یوسف نے گیارہ ستارے اور قمر و شمس کو سجدہ کرتے دیکھا تھا۔ خواب اور اس کی تاویل پورے ہونے میں چالیس سال کا عرصہ تھا۔

7- یہاں بھی بھائیوں کے کردار پہ کوئی حرف نہیں آنے دیا بلکہ بہترین انداز میں ذکر کیا۔

8- اس موقع پر جب اللہ تعالیٰ کے انعامات اور رحمتوں کا ذکر ہوا اور دنیا کا اعلیٰ ترین اور معزز ترین مرتبہ ملنے کا ذکر ہوا تو فوراً حمد و ثنا اور دعا کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوئے۔ ان انعامات میں بھی کنوئیں سے نکلنے کا ذکر نہ کیا تاکہ بھائی ملول نہ ہوں۔

9- کئی سو سال پرانی خبریں اتنی تفصیل کے ساتھ اور اتنی صحت کے ساتھ اور فی البدیہہ پیش کرنا وحی الٰہی کے بغیر ممکن نہ تھا۔

10- کاش آج کل کے گمراہوں کو بھی ہدایت نصیب ہو جائے جو پیروں فقیروں میں بھی علم غائب کے وجود کے قائل ہیں۔

وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا تَسْئَلُهُمْ عَلَيْهِ

اور آپ خواہ کتنا ہی چاہیں ان میں سے اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں○ آپ اس (تبلیغ) پر ان سے [1]

مِنْ اَجْرٍ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي

کوئی اجر نہیں مانگتے یہ تو تمام اہل عالم کے لئے نصیحت ہے○ [2] آسمانوں اور زمین میں کتنی ہی

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

نشانیاں ہیں جن پر یہ لوگ گزرتے رہتے ہیں اور ان کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے○ [3]

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ

اور ان کی اکثریت اللہ پر ایمان لاتی ہے مگر (ساتھ ہی) شرک بھی کرتی ہے○ [4] کیا یہ اس بات سے

تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّ

نڈر ہو گئے ہیں کہ اللہ کا عذاب ان پر چھا جائے یا یکدم گھڑی (قیامت) آ جائے اور

هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى

انہیں کچھ خبر نہ ہو○ کہہ دیجئے کہ: میرا راستہ یہی ہے کہ میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں میں خود بھی اس را

بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۸﴾

کو پوری روشنی میں دیکھ رہا ہوں اور میرے پیروکار بھی۔ اللہ پاک ہے اور مشرکوں سے میرا کوئی واسطہ نہیں○ [5]

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى

آپ سے پہلے ہم نے مرد ہی رسول بھیجے [6] وہ انہی بستیوں کے رہنے والے تھے جن کی طرف ہم وحی کرتے

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ

رہے کیا یہ لوگ زمین میں چلتے پھرتے نہیں کہ دیکھ لیتے کہ جو لوگ ان سے پہلے گزر چکے ہیں ان کا کیا انجام

مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۹﴾

ہوا؟ اور اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے دار آخرت ہی بہتر ہے کیا تم سمجھتے نہیں○ (پہلے انبیاء کے

حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ

ساتھ یہی ہوا) حتی کہ جب رسول مایوس ہو گئے اور لوگوں کو یقین ہو گیا کہ ان سے جھوٹ بولا گیا ہے

نَصْرُنَا فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَآءُ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۰﴾

تو ہماری مدد آ گئی [7] پھر ہم جسے چاہیں بچا لیتے ہیں تاہم مجرم لوگوں سے ہمارا عذاب نہیں ٹالا جا سکتا○

لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ مَا كَانَ

ان قصوں میں اہل عقل کے لئے (کافی سامان) عبرت ہے یہ قرآن کوئی ایسی باتیں نہیں

حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ

جو گھڑ لی گئی ہوں بلکہ یہ تو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور

تَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ ع

اس میں ہر بات کی تفصیل موجود ہے اور ایمان لانے والوں کے لئے یہ ہدایت اور رحمت ہے○

1- آپ ﷺ سے سوال یہ پوچھا گیا تھا کہ بنی اسرائیل مصر کیسے پہنچے۔ جب انتہائی تفصیل سے مطلوبہ سوال کا جواب دے دیا گیا تو چاہئے تو یہ تھا کہ اب آپ کو سچا نبی تسلیم کر لیتے مگر وہ لوگ اس انتظار میں تو نہیں بیٹھے ہوئے تھے کہ انہیں کوئی دلیل ملے تو وہ حق تسلیم کر لیں بلکہ وہ تو جھٹلانے کیلئے بہانے ڈھونڈتے ہیں اور اعتراضات اٹھانے کیلئے بنیادیں ڈھونڈتے ہیں۔

2- اگر یہ نہ مانیں تو کیا حرج ہے؟ کئی دوسرے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اسی سے ایمان نصیب فرمادیں گے اور پھر آپ کونسا ان سے معاوضہ طلب کرتے ہیں جو انکے انکار سے رک جائے گا۔

3- کائنات کی ایک ایک چیز میں غور کرنے والوں کیلئے آیات ہیں صرف ایک قرآن ہی تو نہیں۔ زمین' آسمان' شجر' حجر' سمندر انسان کس چیز میں اللہ کی قدرت کی نشانی نہیں؟ کوئی دیکھے تو سہی۔

4- عام مشرکین اللہ کے خالق السموات والارض ہونے کا یقین رکھتے ہیں اور اسکے باوجود اللہ کے شریک ٹھہراتے ہیں۔ جیسے مشرکین مکہ جنکا عقیدہ انکے تلبیہ سے واضح ہوتا ہے۔

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ إِلَّا شَرِيْكاً هُوَلَكَ تَمْلِكُهُ وَمَا مَلَكَ

"اے اللہ میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں مگر اسکے جسے تو نے اختیار دے رکھا ہے وہ خود کوئی اختیار نہیں رکھتا۔"

اس شرک میں آج بھی بے شمار مسلمان مبتلا ہیں۔

5- نہ کسی دباؤ نہ کسی لالچ اور نہ کسی تقلید کی وجہ سے یہ رستہ اختیار کیا ہے بلکہ علی وجہ البصیرت پورے عقل و شعور کے ساتھ اسی رستہ کو بہتر سمجھتے ہوئے ضمیر کے اطمینان سے اس پہ گامزن ہوں۔

6- اس آیت سے معلوم ہوا کہ انبیاء صرف مرد ہی تھے۔ نہ عورتیں' نہ نور اور نہ فرشتے تھے اور وہ شہروں سے تعلق رکھنے والے تھے نہ کہ دیہاتوں سے کیونکہ دیہات کے لوگ نسبتاً سخت طبیعت کے ہوتے ہیں اور یہ خاصیت نبوت کے موافق نہیں۔

7- حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کا مطلب پوچھا تو انہوں نے فرمایا۔

انبیاء کو جن لوگوں نے مانا اور انکی تصدیق کی جب ایک طویل مدت تک ان پر آفت اور مصیبت آتی رہی اور اللہ کی مدد آنے میں دیر ہو گئی اور نبی جھٹلانے والوں کے ایمان لانے سے ناامید ہو گئے اور یہ گمان کرنے لگے کہ جو لوگ ایمان لا چکے ہیں اب وہ بھی ہمیں جھوٹا سمجھنے لگیں گے اسی وقت اللہ کی مدد آ پہنچی۔

(بخاری)

سُوْرَةُ الرَّعْدِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

1

آیات ۴۳ (۱۳) سورۂ رعد مکی ہے (۹۶) رکوع ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

الٓمّٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ؕ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ

2

المر○ یہ اس کتاب کی آیات ہیں اور جو آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل ہوا وہ حق ہے،

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ① اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ

لیکن اکثر لوگ (اس پر) ایمان نہیں لاتے○ اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو ایسے سہاروں کے بغیر بلند

عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ

5 3 4

کیا جو تمہیں نظر آتے ہیں پھر اس نے عرش پر قرار پکڑا اور سورج اور چاند کو (ایک خاص قانون) کا پابند بنایا

كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ

ہر چیز ایک مقررہ مدت تک کے لئے ہے وہی اس کائنات کے نظام کی تدبیر کرتا ہے اور اپنی نشانیاں تفصیلاً بیان

بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ② وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا

کرتا ہے تاکہ تم لوگ اپنے رب سے ملاقات کا یقین کرو○ اسی نے زمین کو پھیلا دیا اور اس میں

رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا ؕ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ

6

سلسلہ ہائے کوہ اور نہریں بنا دیں اور ہر طرح کے پھلوں کی دو دو قسمیں بنائیں وہی دن پر

يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ③ وَ

رات کو طاری کرتا ہے سوچنے سمجھنے والے لوگوں کے لئے ان باتوں میں بہت سی نشانیاں موجود ہیں○ نیز

فِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ

زمین میں کئی قطعات ہیں جو باہم ملے ہوتے ہیں اور انگور کے باغ، کھیتی اور کھجوریں ہیں جن میں سے

صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ۫ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا

کچھ جڑ سے ملی ہوتی ہیں اور کچھ نہیں ملی ہوئی (ان کو) ایک (ہی) پانی سے سیراب کیا جاتا ہے مگر ذائقہ

عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ④ وَ

7

میں ہم کسی کو بہتر بنا دیتے ہیں (اور کسی کو کمتر) ان چیزوں میں بھی اہل عقل کے لئے نشانیاں ہیں○

اِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ

اور اگر آپ متعجب ہیں تو اس سے بھی عجب تر ان کی بات ہے کہ: ”جب ہم مٹی بن جائیں گے تو

جَدِيْدٍ ؕ۬ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ

8

از سر نو پیدا ہوں گے؟“ یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کا انکار کیا اور ایسے ہی لوگوں کی گردنوں

اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ⑤

میں طوق ہوں گے یہی لوگ اہل جہنم ہیں جس میں وہ دائم رہیں گے○

1-اس سورت کے مکی یا مدنی ہونے میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ ہے تو مدنی مگر اسکی دو آیتیں (31-32) مکی ہیں۔ واللہ اعلم

2-یہ حروف مقطعات ہیں۔ انکا درست مفہوم متعین کرنا مشکل ہے۔ یہ منکرین کیلئے چیلنج ہے کہ قرآن ان ہی حروف سے بنا ہے۔ اگر تم اسے انسانی کاوش سمجھتے ہو تو تم بھی ایسا کلام بنالاؤ۔ واللہ اعلم دیکھئے (البقرہ 1:2)

3-ستون یا عمود موجود تو ہیں مگر وہ غیر مرئی ہیں۔ یاد رہے کہ ان اجسام کو مدار میں رکھنے والی قوت کشش ثقل (Cravitational Force) کہلاتی ہے۔

4-استوی کیا ہے؟ اسکے بارے میں امام مالک کا قول اہل سنت والجماعت کا عقیدہ واضح کرتا ہے۔

الاستواء مَعْلُومٌ وَالْكَيْفُ مَجْهُولٌ وَالسَّوَالُ عَنْهُ بِدْعَةٌ وَالإِيْمَانُ بِهِ وَاجِبٌ

سادہ الفاظ میں استوی کا معنی تو معلوم ہے۔ مگر اسکی کیفیت غیر واضح ہے۔ اسکے بارے میں سوالات کرنا بدعت ہے۔ (کیونکہ وہ گمراہی کا رستہ کھولتے ہیں) تاہم (جو کچھ معلوم ہے اس پہ) ایمان لانا واجب ہے۔

5-اس سے یہ معلوم ہوا کہ شمس و قمر، زمین سیارے اور ستارے ساکن نہیں بلکہ متحرک ہیں۔ ذرا تصور کریں کہ یہ حقائق اسوقت بیان کئے گئے تھے جبکہ انسان فلکیات کے میدان میں اتنا ترقی یافتہ نہیں تھا کہ یہ مشاہدے کر سکتا۔ گویا یہ بھی اعجاز قرآنی ہے۔

6-ہزاروں سال قبل جب آپ ﷺ پہ قرآن نازل ہوا تھا اسوقت نباتات کے علوم (Botany) میں اتنی ترقی نہیں ہوئی تھی کہ دنیا میں کسی کونے میں بھی اس طرح کی کوئی معلومات موجود ہوتیں۔ آج سائنس دان اپنے تجربے اور مشاہدے کی بنا پہ یقین رکھتے ہیں کہ تمام نباتات میں نر اور مادہ حصے ہوتے ہیں اور یہ پھل ایسے پودوں سے حاصل ہوتے ہیں جن میں جنسی عمل (Sexual Characteristics) پایا جاتا ہے۔ چنانچہ ایسی چیزیں ایک مسلمان کے دل میں ایمان کو مزید تقویت دیتی ہیں اور ایک کافر کیلئے مزید حجت مہیا کرتی ہیں۔

7-قطعہ ارض بھی ایک ہی اور پانی بھی ایک ہی دیا گیا اور ظاہر بات ہے کہ دھوپ بھی ایک سی پڑ رہی ہے اور آب و ہوا بھی وہی ہے مگر ایک درخت کھجور پیدا کر رہا ہے جبکہ دوسرا درخت نیم پیدا کر رہا ہے۔ پھر ایک ہی درخت کے پھل ذائقے میں مختلف، ایک ہی کھجور کا درخت ایک ہی خوشہ اور اس میں کچھ ٹہنیوں پہ بہترین پھل ہے جبکہ دوسری ٹہنی پہ سوکھا ہوا اور ردی پھل ہے کیا ان سب میں غور و فکر کا کوئی مواد نہیں؟

8-ایک بیج زمین کی مٹی میں مل کر مٹی بن جاتا ہے اور پھر موافق موسم آنے پہ تن آور درخت بن جاتا ہے یہ سب دیکھنے کے بعد بھی انہیں حیات بعد الممات پہ یقین نہیں آتا۔ حقیقت میں یہ انکار اللہ ہی کا انکار ہے۔

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ

یہ لوگ بھلائی سے پہلے آپ سے برائی کے لئے جلدی مچا رہے ہیں[1] حالانکہ ان سے قبل (ان جیسوں پر عذاب

قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى

آنے کی) کئی مثالیں گزر چکی ہیں اور آپ کا رب لوگوں کے ظلم کے باوجود انہیں معاف کر دینے

ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ۞ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ

والا ہے اور یہ بھی یقینی بات ہے کہ آپ کا رب شدید عذاب دینے والا ہے[2] ○ کافر لوگ یہ کہتے

كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ

ہیں کہ: "اس پر اس کے رب کی طرف سے کوئی معجزہ کیوں نہیں اتارا گیا" آپ صرف ایک ڈرانے والے ہیں

لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۞ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ

اور ہر قوم کے لئے ایک رہنما ہے ○ اللہ ہر ایک مونث جو کچھ اپنے پیٹ میں اٹھائے ہوئے ہے اسے جانتا

الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۞ عٰلِمُ الْغَيْبِ

ہے اور جو ارحام میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے اسے بھی[3] اور اس کے ہاں ہر چیز کی مقدار مقرر ہے ○

وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۞ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَ

وہ غیب اور ظاہر باتوں کو جاننے والا ہے[4] سب سے بڑا ہے عالی شان والا ہے ○ تم میں سے اگر کوئی بات کو مخفی طور

مَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ ۞

پر کہے یا پکار کر۔ اسی طرح اگر کوئی رات چھپا ہوا ہو یا دن میں چل رہا ہو اس کے لئے برابر

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ

ہے ○ ہر شخص کے آگے اور پیچھے اللہ کے مقرر کردہ محافظ ہوتے ہیں جو اللہ کے حکم سے

مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا

اس کی حفاظت کرتے ہیں[5] - اللہ تعالیٰ یقیناً کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک وہ اپنے اوصاف

بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ

خود نہ بدل دے اور جب اللہ کسی قوم پر مصیبت ڈالنے کا ارادہ کرلے تو پھر کوئی ٹال نہیں سکتا، نہ ہی اس

مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ۞ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا

کے مقابلے میں اس قوم کا کوئی مددگار ہو سکتا ہے ○ وہی تو ہے جو تمہیں بجلی دکھاتا ہے جس سے تم خوف اور طمع

وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۞ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ

رکھتے ہو[6] اور وہی ثقیل بادلوں کو اٹھاتا ہے[7] ○ اور کڑک[8] اس کی حمد سے اس کی تسبیح کرتی ہے اور فرشتے

مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ

اس کے ڈر سے وہی گرنے والی بجلیاں بھیجتا ہے جو اس پر ہی گرتی ہیں جس پر

يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ۞

وہ چاہتا ہے اور وہ اللہ کے بارے میں جھگڑ رہے ہوتے ہیں اور فی الواقع وہ زبردست تدبیر والا ہے ○

1-مہلت کی بجائے عذاب طلب کرتے ہیں۔ یا اس خوشحالی کے بدلے میں جو کہ انہیں ملی ہوئی ہے یا ملنے والی ہے عذاب طلب کرتے ہیں۔ پہلے بھی لوگ ایسی حرکتیں کرتے رہے اور انکا انجام سامنے ہی ہے۔ کیا یہ عبرت کیلئے کافی نہیں ہے؟

2-ایمان کی درست حالت وہی ہے جس میں ایک جانب تو انسان اللہ کے عذاب سے ڈرتا رہے اور دوسری جانب اللہ کی رحمت کا امیدوار رہے۔

3-نیک بخت ہوگا یا بد بخت' ضدی ہوگا یا سرکش ہوگا۔ غرض سب کچھ جانتا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

غیب کی پانچ کنجیاں ہیں جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا-- ایک یہ کہ کل کیا ہوگا؟ --- دوسرے رحم میں جو کچھ گھٹاتا (بڑھاتا) ہے اسے اللہ ہی جانتا ہے --- تیسرے بارش کب ہوگی؟ -- چوتھے وہ کس جگہ مرے گا؟ --- اور پانچویں قیامت کب ہوگی؟

(بخاری)

4-ماضی اور مستقبل کو بھی جانتا ہے اور حال کا بھی علم رکھتا ہے۔

5-اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ جہاں اللہ تعالیٰ کے ظاہری نگراں مصروف کار ہوتے ہیں وہاں خفیہ محافظ بھی مصروف کار ہوتے ہیں اسکا اندازہ عام طور پہ ہر شخص کو ہو جاتا ہے ایسے حالات میں یہ الفاظ ہماری لسان پہ آجاتے ہیں ——"جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے" --- اس وقت بچانے والے اللہ کے مقرر کردہ فرشتے ہی ہوتے ہیں۔

6-اس بجلی سے بارش کی امید ہوتی ہے۔ جس سے خوشحالی پیدا ہوتی ہے۔ ادھر خوف ہوتا ہے کہ بارش سے سیلاب نہ آجائیں یا یہی آسمانی بجلی کہیں گر کر تباہی نہ مچادے۔

7-بادلوں نے جو وزن پانی کی صورت میں اٹھایا ہوتا ہے اسکا اندازہ بارش کی اوسط مقدار اور اس رقبہ سے ہو سکتا ہے جہاں یہ بارش ہوتی ہے اور اگر پانچ سنٹی میٹر اوسط بارش پچیس مربع کلومیٹر رقبہ میں ہو تو تقریباً بلین ٹن وزن کا پانی زمین پہ نازل ہوتا ہے اور ایسی بارش عموماً ہوتی رہتی ہیں۔ اسکے علاوہ بادلوں نے بجلی کی صورت میں جو دباؤ (Load) اٹھایا ہوتا ہے اسکی اوسط مقدار کا اندازہ سو ملین وولٹ لگایا گیا ہے۔

8-الرعد اس خوفناک آواز کو کہتے ہیں جو بادلوں کی بجلی سے شعلہ لپکنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اسی شعلہ ہی کی وجہ سے اردگرد کا درجہ حرارت بیس ہزار سینٹی گریڈ تک بڑھ جاتا ہے اور اس سے انتہائی طاقتور دباؤ کی لہریں (Pressure Waves) پیدا ہوتی ہیں۔ انہی سے وہ آواز پیدا ہوتی ہے۔ ہر مخلوق کی طرح یہ "الرعد" بھی اللہ تعالیٰ کے احکام بجالانے کے اللہ کی حمد اور تسبیح بیان کرتی ہے۔ یہاں ساتھ ہی فرشتوں کا ذکر اس لئے کیا کہ عموماً مشرکین فرشتوں کو ان کاموں میں اللہ کا شریک گردانتے ہیں۔

ایک مسلمان کا عقیدہ یہ ہے فرشتے مدبرات امر تو ضرور ہیں اور وہی اللہ کے حکم سے بادلوں کو ہانکتے ہیں مگر وہ اللہ کے ادنیٰ غلام ہیں۔ اسکے حکم سے ذرہ برابر سرتابی نہیں کرسکتے۔

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ

اسی کو پکارنا برحق ہے اور جو لوگ اس کے علاوہ دوسروں کو پکارتے ہیں وہ انہیں کچھ بھی جواب نہیں دے سکتے

لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ

انہیں پکارنا تو ایسا ہے جیسے کوئی شخص پانی کی طرف اپنے ہاتھ اس لئے پھیلائے کہ پانی اس کے منہ تک پہنچ

بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿١٤﴾ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ

جائے حالانکہ پانی اس کے منہ تک نہیں پہنچ سکتا کافروں کی پکار ایسے ہی راہ ہی میں گم ہو جاتی ہے[1]○ آسمانوں اور

مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ

زمین میں جتنی بھی چیزیں ہیں چار و ناچار اللہ کو سجدہ کر رہی ہیں[2] (اسی طرح) ان کے سائے صبح و شام سجدہ ریز

وَالْاٰصَالِ ﴿١٥﴾ السجدة قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ

السجدة ٢

ہوتے ہیں○ ان سے پوچھیے کہ: "آسمانوں اور زمین کا رب کون ہے؟" کہہ دیجیے "اللہ ہے"[3] پھر کہیے:

اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا

"کیا تم نے ایسے معبودوں کو اپنا کارساز بنا لیا ہے جو اپنے بھی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں

وَّلَا ضَرًّا ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ اَمْ هَلْ

رکھتے؟" پھر پوچھیے: "کیا نابینا اور بینا برابر ہو سکتے ہیں؟ یا کیا

تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا

اندھیرے اور روشنی برابر ہو سکتے ہیں؟ یا جنہیں لوگوں نے اللہ کا شریک بنا رکھا ہے انہوں نے بھی اللہ کی تخلوق

كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ

کی طرح کی کوئی تخلوق پیدا کی ہے جو ان پر مشتبہ ہے؟"[4] آپ کہئے کہ "اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے

وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿١٦﴾ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ

اور وہ اکیلا ہے، زبردست ہے○ اس نے آسمان سے پانی برسایا جس سے وادیاں اپنی

اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ؕ وَمِمَّا

اپنی وسعت کے مطابق بہنے لگیں[5] پھر نالے پر پھولا ہوا جھاگ آ گیا اور جس چیز کو

يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ

وہ زیور یا کوئی اور سامان بنانے کے لئے آگ میں تپاتے ہیں اس میں بھی ایسا ہی

مِّثْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ۬ؕ فَاَمَّا

جھاگ ہوتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ حق اور باطل کی مثال بیان فرماتا ہے جو

الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ

جھاگ ہے وہ تو سوکھ کر زائل ہو جاتی ہے[6] اور جو چیز لوگوں کو فائدہ دیتی ہے وہ (پانی)

فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ﴿١٧﴾ؕ

زمین میں رہ جاتا ہے[7] اسی طرح اللہ تعالیٰ (لوگوں کو سمجھانے کے لئے) مثالیں بیان کرتا ہے○

1-غیر اللہ کو استعانت کرنے کیلئے پکارنے والوں کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی پیاسا پانی کو پکارے اور ہاتھ سے پانی کو منہ کی جانب آنے کیلئے اشارہ کرے۔

2-زمین و آسمان کی ساری مخلوق اللہ کے بنائے ہوئے قانون اور ضابطے کی پابند ہے اور اس سے سر مو انحراف نہیں کر سکتی۔ تمام اہل ایمان خوشی سے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں جبکہ منافقین مجبوراً کرتے ہیں اور کفار مصیبت کے وقت خالص اللہ کے حضور جھکتے ہیں اور جو کفار اللہ کے حضور نہیں جھکتے انکے جسم' اندرونی نظام بھی مشیت الٰہی کے تابع ہوتا ہے مثلاً انکے جسم موت سے انکار نہیں کر سکتے۔

3-90 فیصد مشرکین و کفار بھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ خالق کائنات اللہ ہی ہے اور یہی عقل کا بھی فیصلہ ہے۔ جس نے لوگوں کے سامنے ماں کے پیٹ سے جنم لیا ہوا۔ بچپن' جوانی اور بڑھاپا گزارنے کے بعد فوت ہو گیا ہو وہ بھلا کائنات کا خالق کیسے ہو سکتا ہے جبکہ کائنات اس سے بھی کئی بلین سال پہلے کی بنی ہوئی ہے؟

4-اب اللہ تعالیٰ نے ایسا سوال پوچھا ہے جس میں طنز بھی ہے اور اس میں سخت دلیل بھی ہے۔ اگر ایسا ہوتا کہ کائنات کو خالق نے بنایا ہوتا اور کچھ دوسرا حصہ کسی اور نے بنایا ہوتا تو اس شک کی گنجائش بن سکتی تھی کہ اللہ جانے یہ کس نے بنایا ہے یا اللہ جانے ہمارا خالق کون ہے؟ ___ اگر تمہیں اس قسم کا کوئی اشتباہ ہو گیا ہے تو ذرا ہمیں بھی کوئی ایسی مخلوق دکھلاؤ جو کہ اللہ کے علاوہ کسی اور نے بنائی ہو حالانکہ پوری کائنات میں ایک ذرہ ایک ایٹم ایک مالیکیول یا ایک الیکٹرون بھی اللہ کے سوا کسی نے نہیں بنایا۔ سائنس دان اور انجینئروں کا مبلغ علم اور مبلغ ترقی اتنی ہی ہے کہ وہ مادہ کی حالت تبدیل کرتے رہتے ہیں اور وہ بھی اللہ کی مشیت اور اسکی دی ہوئی استعداد کے مطابق۔ بس

5-اس مثال میں علم وحی کو باران رحمت سے تشبیہ دی گئی ہے۔ جس طرح باران رحمت سے بھی وادیاں اپنی اپنی استعداد کے مطابق حصہ وصول کرتی ہیں اسی طرح علم وحی سے بھی لوگ اپنے اپنے ظرف کے مطابق حصہ وصول کرتے ہیں۔ بعض کے نصیب میں بدبختی ہی ہوتی ہے۔

6-اس حق کے ساتھ باطل جو چھیڑ چھاڑ کرتا ہے یا معاندانہ سرگرمیاں جاری رکھتا ہے اسکی مثال جھاگ کی ہے۔ جس طرح جھاگ قلیل مدت کے بعد بیٹھ جاتا ہے یا سوکھ جاتا ہے یا دھاتوں وغیرہ کی صفائی کے دوران اتار پھینکا جاتا ہے اسی طرح حق کے مقابلے میں باطل کا حال ہوتا ہے۔

7-ڈارون نے اپنے فلسفہ ارتقاء میں بقا للاصلاح (Survival of the Fittest) کی اصطلاح استعمال کی ہے جبکہ قرآن نے بقا للانفع کا اصول دیا ہے یہ اصول کہیں زیادہ دقیق اور عملی ہے۔

لِلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَالَّذِينَ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُ لَوْ أَنَّ

جن لوگوں نے اپنے رب کا حکم مان لیا ان کے لئے بھلائی[1] ہے اور جنہوں نے نہیں مانا تو اگر وہ سب

لَهُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ

انہیں میسر آجائے جو زمین میں ہے بلکہ اتنا اور بھی تو وہ سب (عذاب سے بچنے کے لئے) فدیہ دے دیں گے[2] انہی

سُوءُ الْحِسَابِ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٨﴾ أَفَمَنْ يَعْلَمُ

لوگوں سے بری طرح حساب[3] لیا جائے گا ان کا ٹھکانا جہنم ہو گا جو بہت بری جگہ ہے○ بھلا جو شخص یہ جانتا

أَنَّمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ أَعْمَىٰ ۚ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو

ہے کہ جو کچھ آپ کی طرف آپ کے رب سے اتارا گیا ہے وہ حق ہے[4] وہ اندھے جیسا ہے مگر نصیحت تو

الْأَلْبَابِ ﴿١٩﴾ الَّذِينَ يُوفُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَلَا يَنْقُضُونَ الْمِيثَاقَ ﴿٢٠﴾

اہل عقل ہی قبول کرتے ہیں○ جو اللہ سے کیا ہوا عہد پورا کرتے ہیں اور مضبوط عہد کو نہیں توڑتے○

وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَ

اور جن روابط کو اللہ نے ملانے کا حکم دیا ہے انہیں ملاتے ہیں، اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور

يَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ ﴿٢١﴾ وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ

برے حساب سے ڈرتے ہیں[5]○ اور جنہوں نے اپنے رب کی رضا چاہتے ہوئے صبر[6] کیا،

وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً وَيَدْرَءُونَ

صلوہ قائم کی اور اللہ نے جو کچھ انہیں دے رکھا ہے اس میں سے خفیہ اور علانیہ خرچ کیا اور برائی کا

بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٢٢﴾ جَنَّاتُ عَدْنٍ

بھلائی سے جواب دیا یہی لوگ ہیں جن کے لئے دار آخرت ہے○ وہ گھر ہمیشہ قائم رہنے والے باغ ہیں

يَدْخُلُونَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ ۖ وَالْمَلَائِكَةُ

جن میں وہ اور ان کے آباء و اجداد، ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے نیکوکار داخل ہوں گے اور

يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ ﴿٢٣﴾ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ ۚ فَنِعْمَ

فرشتے (جنت کے) ہر دروازے سے ان کے استقبال کو آئیں گے○ (کہیں گے) تم پر سلامتی ہو کیونکہ تم صبر

عُقْبَى الدَّارِ ﴿٢٤﴾ وَالَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ

کرتے رہے سو یہ دار آخرت کیا ہی اچھا ہے○ اور جو اللہ کے کئے ہوئے عہد کو مضبوط کرنے کے بعد

وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ ۙ أُولَٰئِكَ

توڑ دیتے ہیں اور جن روابط[7] کو اللہ نے ملانے کا حکم دیا ہے انہیں کاٹ دیتے ہیں اور زمین میں فساد بپا کرتے ہیں

لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ﴿٢٥﴾ اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ

ایسوں کے لئے لعنت ہے اور ان کے لئے برا گھر ہے○ اللہ جس کے لئے چاہے رزق میں وسعت کردیتا ہے

وَفَرِحُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مَتَاعٌ ﴿٢٦﴾

اور جس کی چاہے کمی۔ (کافر) دنیا کی زندگی پر خوش[8] ہیں حالانکہ بمقابلہ آخرت دنیا کی زندگی حقیر فائدہ ہے○

1-دنیا میں بھی بھلائی ہے اور آخرت میں بھی بھلائی۔ دنیا میں دربدر کی ٹھوکریں کھانے سے بچ گئے اور آخرت میں دائمی کامیابی ہے۔

2-فرمان الٰہی ہے۔

"وہ لوگ جو کافر ہوئے اور کفر کی حالت ہی میں فوت ہو گئے۔ ان میں سے کسی سے زمین بھر سونا بھی اگر وہ فدیہ میں دے تو قبول نہ کیا جائے گا۔"

(آل عمران 91:3)

یہ صرف یوم قیامت عذاب کی شدت واضح کرنے کیلئے مثال دی ورنہ یہ لوگ قیامت کو پھوٹی کوڑی کے مالک بھی نہ ہوں گے۔

3-حضرت عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"یوم قیامت جس شخص سے حساب لیا گیا وہ تباہ ہوا۔ میں نے کہا کہ یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ جس کو اعمال نامہ اسکے دائیں ہاتھ میں دیا گیا اس سے جلد ہی سہل حساب لیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ محض پیشی ہوگی۔ انہیں انکے اعمال بتلا دیئے جائیں گے اور جس کے حساب کی تحقیق شروع ہو گئی سمجھ لو کہ وہ مارا گیا۔"

(بخاری)

4-جس نے وحی الٰہی کو پہچان لیا اور اسکی روشنی سے مستفید ہوا اور اپنی زندگی کو اس کی ہدایت کے مطابق ڈھال لیا اس جیسا ہو سکتا ہے جو سرے سے اس روشنی سے اندھا ہی رہا۔

5-اس روشنی اور ہدایت سے اسکی پوری زندگی منور ہو گئی ہے۔ ایسے لوگ اللہ سے کئے گئے وعدے کو پورا کرتے ہیں یہ عہد الست کی طرف اشارہ ہے۔ دیکھیں (الاعراف 172:7) یا وہ عہد جو کہ اسلام قبول کرنے کی صورت میں از خود نافذ العمل ہوتا ہے ایسے لوگ عام زندگی میں لوگوں سے کئے گئے وعدے بھی پورے کرتے ہیں چاہے یہ حکومتوں کے درمیان امن اور جنگ سے متعلق ہوں یا نکاح سے متعلق ہوں یا خرید و فروخت سے متعلق ہوں۔ ایسے لوگ قطع رحمی نہیں کرتے بلکہ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ برائی کو بھلائی سے دفع کرتے ہیں۔

حضرت انس بن مالک ؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"جو یہ چاہے کہ اس کے رزق میں وسعت ہو اور اسکی عمر لمبی ہو اسے چاہئے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔"

(بخاری)

ایسے لوگ صرف اپنے اعمال پہ ہی یا اللہ کی رحمت پہ ہی تکیہ نہیں کر لیتے بلکہ اللہ کی نافرمانی سے ڈرتے ہیں اور آخرت میں اللہ کی پکڑ سے خوف زدہ رہتے ہیں کہ کہیں سخت حساب نہ ہو۔

6-دنیا میں اس راہ پہ چلتے ہوئے اللہ کی رضا کی خاطر انہیں جو مشکلات پیش آئی ہیں اس پر صبر کرتے ہیں۔

7-قرآن میں جہاں اہل ایمان کا ذکر آتا ہے وہیں اہل کفر و شقاق کا ذکر بھی آتا ہے۔ ایسے لوگوں کی بالکل الٹ صفات بیان کی گئی ہیں۔

8-ایسے لوگ دنیا ہی کی زندگی میں مست ہو گئے ہیں حالانکہ آخرت کی زندگی کے مقابلہ میں یہ بالکل ہیچ ہے۔

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ ۗ قُلْ إِنَّ اللَّهَ

کافر کہتے ہیں کہ: "اس (نبی) پر اس کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہ اتاری گئی؟" کہیئے: بلاشبہ اللہ

يُضِلُّ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ أَنَابَ ﴿٢٧﴾ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ

جسے چاہے گمراہ رہنے دیتا ہے اور اپنی راہ صرف اسے دکھاتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرے○ ایمان لانے

قُلُوبُهُم بِذِكْرِ اللَّهِ ۗ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ﴿٢٨﴾ الَّذِينَ آمَنُوا

والوں کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہو جاتے ہیں یاد رکھو! دل اللہ کے ذکر سے ہی مطمئن ہوتے ہیں○ جو

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ طُوبَىٰ لَهُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ ﴿٢٩﴾ كَذَٰلِكَ أَرْسَلْنَاكَ فِي

ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے لئے خوشحالی بھی ہے اور عمدہ ٹھکانا بھی○ اسی طرح ہم نے آپ کو ایسی

أُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهَا أُمَمٌ لِّتَتْلُوَ عَلَيْهِمُ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَ

امت میں بھیجا ہے جس سے پہلے کئی امتیں گزر چکی ہیں تاکہ آپ انہیں پڑھ کر سنائیں جو ہم نے آپ کی طرف

هُمْ يَكْفُرُونَ بِالرَّحْمَٰنِ ۚ قُلْ هُوَ رَبِّي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ

وحی کی ہے لیکن وہ رحمان کے منکر ہیں کہیئے میرا رب وہی ہے جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں میں نے اسی پر

مَتَابِ ﴿٣٠﴾ وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْأَرْضُ

بھروسہ کیا اور اسی کے ہاں لوٹنا ہے○ اور اگر قرآن سے پہاڑ چلائے جاسکتے، یا زمین کے فاصلے طے کئے جاسکتے

أَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتَىٰ ۗ بَل لِّلَّهِ الْأَمْرُ جَمِيعًا ۗ أَفَلَمْ يَيْأَسِ الَّذِينَ آمَنُوا أَن

یا اس کے ذریعہ مردوں سے کلام کیا جاسکتا (تو بھی یہ کافر رہتے) بلکہ سب امور اللہ ہی کے لئے ہیں

لَّوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيعًا ۗ وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا تُصِيبُهُم

کیا اہل ایمان مایوس نہیں ہوئے کیونکہ اگر اللہ چاہتا تو تمام لوگوں کو ہدایت دے سکتا تھا اور کافروں کو ان کی

بِمَا صَنَعُوا قَارِعَةٌ أَوْ تَحُلُّ قَرِيبًا مِّن دَارِهِمْ حَتَّىٰ يَأْتِيَ وَعْدُ اللَّهِ ۚ إِنَّ

کرتوتوں کی وجہ سے مصیبت پہنچتی ہی رہے گی یا ان کے گھر کے قریب اترتی رہے گی حتیٰ کہ اللہ کا وعدہ آجائے

اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ ﴿٣١﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَأَمْلَيْتُ

یقیناً اللہ اپنے وعدہ کے خلاف ورزی نہیں کرتا○ آپ سے پہلے بھی رسولوں کا مذاق اڑایا جاچکا ہے میں نے

لِلَّذِينَ كَفَرُوا ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿٣٢﴾ أَفَمَنْ هُوَ قَائِمٌ

پہلے کافروں کو کچھ مہلت دی پھر انہیں پکڑ لیا (دیکھ لو) میرا عذاب کیسا سخت تھا○ بھلا جو ہر نفس کی کمائی پر

عَلَىٰ كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۗ وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ قُلْ سَمُّوهُمْ ۚ أَمْ تُنَبِّئُونَهُ

نظر رکھتا ہے (انہیں چھوڑے گا)؟ جبکہ انہوں نے اللہ کے شریک بنا رکھے ہیں کہیئے: ان شریکوں کے نام لو یا تم اللہ

بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ أَم بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ۗ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا

کو خبر دیتے ہو جو زمین میں ہے مگر وہ نہیں جانتا؟ یا یونہی بات کہہ ڈالتے ہو؟ بلکہ کافروں کے لئے

مَكْرُهُمْ وَصُدُّوا عَنِ السَّبِيلِ ۗ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ﴿٣٣﴾

ان کے مکر خوشنما ہیں اور وہ راہ حق سے روک دیئے گئے ہیں اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کے کوئی ہادی نہیں○

1-کافر ہمیشہ سے حسی معجزہ جیسے کہ آپکے ساتھ ساتھ ایک فرشتہ ظاہری حالت میں چلے یا آپ پہ بہت بڑا خزانہ نازل کردیا جائے وغیرہ طلب کرتے تھے۔ حالانکہ اسی قسم کے معجزہ کو دیکھنے کے بعد بھی ہر کوئی ایمان نہیں لاتا بلکہ یہ کفار اور بھی گمراہ ہو جاتے ہیں جیساکہ قوم ثمود اونٹنی کا معجزہ دیکھنے کے بعد بھی ایمان نہ لائی۔ نتیجہ کے طور پر انہیں تباہ کردیا گیا۔

2-یہ آیت نص قطعی ہے کہ اطمینان قلب (Peace of Mind) صرف اللہ کے ذکر سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ بہت زیادہ مال ودولت جیسے قارون کے پاس تھا یا بہت بڑی بادشاہی جیسے فرعون کے پاس تھی یا بین الاقوامی شہرت غرض کسی بھی اور طریقہ سے حاصل نہیں ہوسکتا۔ اگر یقین نہ آئے تو ان لوگوں سے پوچھ کر دیکھ لیں کہ جن کو اپنے مال ودولت کا اندازہ بھی نہیں ہوتا کہ کتنی ہے۔ بے چارے رات کی نیند کو ترستے ہیں۔ مخلص ساتھیوں کیلئے ترستے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیسے ہو؟ قرآن وسنت کا پڑھنا پڑھانا اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ اسی طرح حدیث ہے کہ

((اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ))

"بہترین ذکر لا الٰہ الا اللہ ہے"

کچھ لوگوں نے ذکر کے غیر مسنون طریقے ایجاد کر رکھے ہیں جیساکہ ہر دفعہ اللہ کا نام لیتے ہوئے دل پر ضربیں مارتے ہیں یا ٹولیوں کی شکل میں نعرے مارتے ہیں یا شیخ کا تصور کرتے ہیں۔ یہ سب طریقے فائدہ کی بجائے نقصان دہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ شرک وبدعات کی گندگی سے بچائے۔

3-طوبیٰ ایسی خوشی ہے جس سے دل کے علاوہ دیگر اعضاء بھی لطف اندوز ہوں۔ جیسے چہرہ کھل اٹھتا ہے۔ بعض مفسرین نے جنت کا ایک درخت مراد لیا ہے۔

4-رحمٰن بھی اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے۔ رحم سے مشتق ہے اور اسم مبالغہ ہے۔ اسی لفظ سے کفار کو خاص چڑ تھی۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب آپ ﷺ نے صلح نامہ کے ابتداء میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھوایا تو نمائندہ قریش سہیل ابن عامر نے یہ اعتراض جڑ دیا کہ رحمان کون ہے ہم نہیں جانتے۔ چنانچہ آپ نے اس کی جگہ باسمک اللھم لکھوا دیا۔

5- قطعت الارض یعنی بڑے بڑے فاصلے طے کرنا یا زمین شق ہوجانا۔ کفار نے آپ سے نشانی طلب کی کہ مکہ کے اردگرد کے پہاڑ کھسکا کر مکہ کھلا کردیا جائے جیساکہ فلسطین وشام کا کھلا علاقہ ہے۔ زمین سے چشمے نکل آئیں تاکہ پانی کی قلت ختم ہوجائے۔ اور ہمارے باپ دادا کو قبروں سے نکال زندہ کیاجائے تاکہ ہم ان سے آخرت کی باتوں کی تصدیق کریں۔

6-ایک معنی تو وہی ہے جوکہ ترجمہ میں اختیار کیاگیا ہے دوسرا معنی یہ ہے کہ اگر کسی قرآن سے ممکن ہوتا تو اسی قرآن سے ہوتا۔

7-اس سے مراد صلح حدیبیہ ہے۔ اسکا ایک اور مفہوم یوں ہے کہ آپ ﷺ ان کے گھروں کے قریب حملہ آور ہوں گے حتیٰ کہ فتح مکہ کا وعدہ پورا ہوجائے۔

8-یعنی صفاتی نام لو یہ بتاؤ کہ وہ کیا کرسکتے ہیں اور اسکی دلیل کیا ہے۔

9-ایسے لوگ اپنے ذاتی مفادات کیلئے اللہ کی راہ میں رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ اللہ ایسے لوگوں کو کبھی صراط مستقیم نہیں دکھلاتا۔

لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا

ان کے لئے دنیا کی زندگی میں بھی سزا ہے اور آخرت کا عذاب تو اس سے شدید ہو گا اور اللہ سے انہیں کوئی

لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ

بچانے والا بھی نہ ہو گاO جس جنت کا متقین سے وعدہ کیا گیا ہے، اس کی شان یہ ہے کہ اس میں

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا ؕ تِلْكَ عُقْبَى

نہریں جاری ہیں اس کے پھل اور سایہ دائمی[1] ہے یہ تو انجام ہے ان لوگوں

الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۖ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ

کا جو ڈرتے رہے، اور جو کافر ہیں ان کا انجام جہنم ہےO اور جن کو ہم نے کتاب دی[2]

الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ

تھی وہ اس کتاب سے خوش ہوتے ہیں جو آپ کی طرف نازل کی گئی اور ان گروہوں میں کچھ ایسے ہیں جو اس

بَعْضَهٗ ؕ قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ؕ اِلَيْهِ

کے بعض کے منکر ہیں[3] کہیئے: "مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں اور اس کے ساتھ شرک نہ کروں

اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ﴿۳۶﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ؕ وَلَئِنِ

میں اس کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کے ہاں مجھے جانا ہےO اسی طرح ہم نے قرآن کو عربی میں حکم بنا[4]

اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ

کر اتارا ہے اگر اس علم کے آجانے کے بعد آپ نے لوگوں کی خواہشات کی اتباع کی تو اللہ کے مقابلہ

مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾ ع وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَ

میں آپ کا نہ کوئی حمایتی ہو گا اور نہ بچانے والا[5]O آپ سے پہلے ہم نے بہت سے رسول بھیجے اور

جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ

انہیں ہم نے اہل و عیال والا ہی بنایا تھا[6] اور کسی رسول میں طاقت نہ تھی کہ اللہ کے حکم کے بغیر

بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ﴿۳۸﴾ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ

کوئی معجزہ لا دکھاتا ہر دور کے لئے ایک کتاب ہےO اللہ جو چاہے (اس سے) مٹا دیتا ہے اور جو چاہے

وَيُثْبِتُ ۖ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿۳۹﴾ وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ

برقرار رکھتا ہے[7] اور اصلی کتاب اسی کے پاس ہےO (اے نبی!) جس (عذاب) کا ہمارا وعدہ ہے اس کا کچھ حصہ

الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا

خواہ آپ کو جیتے جی دکھا دیں[8] یا آپ کی وفات کے بعد انہیں عذاب دیں، آپ کے ذمہ تو پہنچانا ہی ہے اور

الْحِسَابُ ﴿۴۰﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ

حساب لینا ہمارے ذمہ ہےO کیا وہ دیکھتے نہیں کہ ہم زمین کو اس کی تمام اطراف سے گھٹاتے جا رہے ہیں[9]

وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ؕ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۴۱﴾

اور اللہ ہی فیصلہ کرتا ہے جس کے فیصلہ پر کوئی نظر ثانی کرنے والا نہیں اور وہ فوراً حساب لینے والا ہےO

1-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
"جنت میں ایک درخت ہے ایک تیز گھڑ سوار اسکے سایہ میں سو سال چلے گا تو بھی سایہ ختم نہ ہو گا۔"

(بخاری و مسلم)

2-یعنی یہود و نصاریٰ جو اس وجہ سے خوش ہوتے ہیں کہ قرآن کریم انکی کتابوں اور انبیاء کی تصدیق کرتا ہے۔ بعض مفسرین نے اس سے یہود و نصاریٰ مراد لئے ہیں جنہوں نے حق تسلیم کر لیا تھا جیسے عبداللہ ابن سلام اور نجاشی وغیرہ اور کچھ مفسرین نے اس سے مسلمان مراد لئے ہیں۔

3-اس سے مراد یہود و نصاریٰ، کفار و مشرکین ہیں جنہیں قرآن کے کچھ حصے پسند آتے ہیں اور کچھ حصے ناپسند آتے ہیں۔

4-قرآن اس لحاظ سے حکم ہے کہ تورات اور انجیل کی حقیقت کھولتا ہے اللہ کا کلام اور تحریف کی تمیز ہوتی ہے۔

پہلے بھی الہامی کتابیں متعلقہ لوگوں کی قومی زبانوں میں نازل ہوئیں۔ اسی طرح قرآن کو بھی عربی میں نازل کیا کیونکہ اس کے مخاطب اول عرب تھے۔

5-خطاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے مگر مقصود عام مسلمان ہیں۔ واضح رہے کہ سنت کی صحت معلوم ہونے کے بعد کتاب و سنت دونوں ایک ہی درجہ پر فائز ہیں جو لوگ تقلید شخصی کے قائل ہیں ان کیلئے اس آیت میں عبرت ہے کیونکہ یہ تفرقہ بازی کا سبب بنتی ہے اور پھر کسی طرح اتحاد ممکن نہیں رہتا جب تک کہ کتاب و سنت ہی کی طرف رجوع نہ کیا جائے۔

6-آپ سمیت تمام انبیاء بشر تھے انکی اولاد ہوتی تھی اور انکی بیویاں ہوتیں نہ ہی وہ اللہ کا نور ہوتے اور نہ ہی فرشتے۔

اور آج کل مسلمانوں ہی کے کچھ فرقے انہیں نبی تو مانتے ہیں مگر انکے بشر ہونے کا انکار کرتے ہیں۔

7-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ
"کراماً کاتبین انسان کی ہر بات لکھتے ہیں حتیٰ کہ یہ کہنا کہ میں نے کھانا کھایا، میں نے پانی پیا۔ پھر جمعرات کو وہ اپنا لکھا ہوا ریکارڈ اللہ کے ہاں پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہی باتوں کو باقی رکھتا ہے جس کا تعلق ثواب و عتاب سے ہو۔ دوسری باتوں کو مٹا دیتا ہے۔"

8-جس عذاب کا ان کفار سے وعدہ ہے کچھ تو انکی زندگی میں ہی پورا ہو سکتا ہے اور کچھ آپ کی وفات کے بعد۔ بہرحال آپکے ذمہ تو صرف پہنچانا ہی ہے۔

9-کفار کیلئے زمین تنگ ہوتی جا رہی ہے اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتح و نصرت سے نواز رہے ہیں۔

وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ۭ يَعْلَمُ

جو لوگ ان سے پہلے گزر چکے ہیں وہ بھی بڑی چالیں چل چکے ہیں مگر چال تو پوری کی پوری اللہ کے پاس ہے وہ جانتا

مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ۭ وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ۝۴۲

ہے کہ ہر تنفس کیا کچھ کر رہا ہے اور جلد ہی کافروں کو معلوم ہو جائے گا کہ دار آخرت کس کے لئے ہے ○

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ۭ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا

کافر کہتے ہیں کہ: "آپ رسول نہیں ہیں" کہیے کہ: "میرے اور تمہارے درمیان اللہ

بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ۝۴۳ ع

کی گواہی کافی ہے اور اس شخص کی بھی جو (الہامی) کتاب کا علم رکھتا ہے"[1] ○

سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْمَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِثْنَتَانِ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

آیات ۵۲ (۱۴) سورۂ ابراہیم مکی ہے (۷۲) رکوع ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

الۗرٰ ۣ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى

الر[2]۔ یہ کتاب ہم نے آپ کی طرف اس لئے اتاری ہے کہ آپ لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی

النُّوْرِ ۥ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝۱ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا

طرف[3] لائیں ان کے رب کے حکم[4] سے غالب اور قابل حمد اللہ کی راہ کی طرف لائیں ○ وہ اللہ جو آسمانوں

فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ ۝۲

اور زمین کی تمام موجودات کا مالک ہے اور کافروں کے لئے سخت عذاب (کی وجہ) سے تباہی ہے ○

الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَي الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ

جو آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کو پسند کرتے ہیں اور اللہ کی راہ

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ۝۳ وَمَآ

سے روکتے اور اس میں کجی چاہتے ہیں[5] یہی لوگ گمراہی میں دور تک نکل گئے ہیں ○ اور ہم نے

اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۭ فَيُضِلُّ اللّٰهُ

جو رسول[6] بھیجا ہے اس نے اپنی قوم کی زبان میں انہیں پیغام دیا تاکہ ہر بات وضاحت سے بیان کر سکے پھر اللہ

مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۴ وَلَقَدْ

جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ غالب اور حکمت والا ہے ○ اور ہم نے

اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ڏ

موسیٰ کو اپنے معجزے[7] دے کر بھیجا (اور حکم دیا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لاؤ

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝۵

اور انہیں ایام اللہ[8] سے عبرت دلاؤ ان واقعات میں صبر اور شکر کرنے والے[9] کے لئے بہت نشانیاں ہیں ○

1-چونکہ خود اس نے ہی وحی کو میری جانب بھیجا ہے اور اسکے ثبوت میں وہ اب تک کئی آیات بھی دکھلا چکا ہے۔ اسکے علاوہ اہل کتاب میں سے جو منصف مزاج لوگ ہیں وہ بھی گواہی دیتے ہیں کیونکہ ان کی کتابوں میں بھی میری بشارتیں موجود ہیں۔

2-یہ حروف مقطعات ہیں۔ انکا درست مفہوم متعین کرنا مشکل ہے۔ یہ منکرین کیلئے ایک چیلنج ہے کہ قرآن ان ہی حروف سے بنا ہے اگر تم اسے انسانی کاوش سمجھتے ہو تو تم بھی ایسا کلام بنالاؤ۔ واللہ اعلم دیکھئے (البقرہ 1:2)

3-دیگر مقامات کی طرح یہاں بھی نور (واحد) کے مقابلہ میں تاریکیاں (جمع) فرمایا ہے صراط مستقیم صرف ایک ہی ہو سکتا ہے جبکہ گمراہیاں بے شمار ہو سکتی ہیں۔

4-یہ کام توفیق الٰہی سے ہی ممکن ہے اور اسی کو رب کے حکم سے تعبیر کیا گیا ہے۔

5-نہ صرف خود روکتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی روکتے ہیں۔ ایسے ایسے ادارے بنائے ہیں جو کہ مسلسل الحاد کی تعلیم دیتے رہتے ہیں۔ اللہ کے رستے میں ایسی ٹیڑھ پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اسکو ناممکن العمل ثابت کر دیں یا اسکی ایسی تاویل کردیتے ہیں جو کہ مراد الٰہی کی ضد ہو۔ ایسے لوگ عام طور پہ گمراہی میں اتنے دور نکل جاتے ہیں کہ ان کی واپسی ناممکن ہوتی ہے۔

6-تبلیغ کی حجت پوری کرنے کیلئے نبی اس قوم کا فرد ہوتا ہے۔ انہی کی لسان میں کلام کرتا ہے تاکہ اسوجہ سے عدم فہم کا کوئی مسئلہ (Language Barrier) نہ ہو۔ نہ صرف یہ بلکہ اسکے ساتھ ہی نبی کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اس پیغام الٰہی کو بیان کر دے۔ بیان کرنے میں اس کی ساری وضاحتیں۔ اسکی شرح و تفسیر اسکی حکمت عملی وغیرہ سب کچھ شامل ہے۔

7-یعنی معجزات۔ قرآن کریم میں حضرت موسیٰ کو نو آیات دینے کا ذکر ہے۔ جیسے ید بیضاء' اور ثعبان مبین وغیرہ۔

8-"ایام اللہ" کا معنی "اللہ کے روز" ہوگا یعنی ایسے ایام جو کہ تاریخ انسانی میں یادگار بن جاتے ہیں۔ گویا اس سے مراد قصہ بیان کرنا ہے۔ جبکہ قرآن میں ایسے قصے بیان کرنے کا مقصد عبرت ہوتا ہے۔

9-صابر اور شاکر کی بجائے صبار اور شکور کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں جو کہ مبالغہ کا صیغہ ہیں۔ ایک مومن کی ساری زندگی صبر اور شکر ہی کی زندگی ہوتی ہے۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ

اور (یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: اللہ کے اس احسان کو یاد کرو جو اس نے تم پر کیا تھا، جب اس نے

اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ وَ

تمہیں فرعونیوں سے نجات دی وہ تمہیں بہت بری سزا دیتے تھے،

يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ

تمہارے بیٹوں کو تو مار ڈالتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رکھتے تھے[1] اور اس میں تمہارے رب کی

مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ

طرف سے بہت بڑی ابتلاء تھی○ اور جب تمہارے رب نے اعلان کیا تھا کہ اگر تم شکر کرو گے تو[2] تمہیں

لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَىِٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۝ وَقَالَ

اور زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو پھر میرا عذاب بھی بڑا شدید ہے○ اور موسیٰ نے تم

مُوْسٰٓى اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ فَاِنَّ

سے کہا: اگر تم اور جو بھی روئے زمین پر موجود ہیں سب کے سب کفر کرو گے تو بھی اللہ (تم سب سے)

اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ

بے نیاز ہے کیونکہ وہ خود اپنی ذات میں محمود ہے○ کیا تمہیں ان لوگوں کے حالات نہیں پہنچے جو تم سے پہلے تھے

قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ڛ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ڛ لَا

جیسے نوح، عاد اور ثمود کی قومیں، اور ان کے بعد آنے والے لوگوں کے حالات[3] جنہیں

يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ۭ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرَدُّوْٓا

صرف اللہ ہی جانتا ہے ان کے پاس ان کے رسول واضح دلائل لے کر آئے تو انہوں نے اپنے ہاتھ

اَيْدِيَهُمْ فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوْٓا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ

اپنے منہ میں دے لئے اور[4] کہنے لگے: "جو رسالت تم لائے ہو ہم اس کا انکار کرتے ہیں

وَاِنَّا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ۝ قَالَتْ رُسُلُهُمْ

اور جس بات کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو اس کے بارے میں ہم مشکوک ہیں○ رسولوں نے انہیں کہا:

اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَدْعُوْكُمْ

"کیا اس اللہ کے بارے میں شک ہے جو آسمانوں اور زمین کا خالق[5] ہے وہ تمہیں بلاتا ہے کہ

لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ

تمہارے گناہ معاف کر دے اور ایک معین عرصہ تک تمہیں مہلت بھی دیتا ہے"[6]؟ وہ

قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۭ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا

کہنے لگے: "تم تو ہمارے ہی جیسے انسان ہو،[7] تم چاہتے یہ ہو کہ ہمیں ان معبودوں سے روک دو

عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝

جن کی ہمارے آباء واجداد عبادت کرتے تھے ہمارے پاس کوئی واضح معجزہ تو لاؤ"○

1- یہ ظلم وہ اسلیئے کرتے تھے تاکہ بنی اسرائیل میں انکا کوئی نجات دہندہ نہ پیدا ہونے پائے مگر اللہ کا فیصلہ پورا ہو کے رہتا ہے۔

2- حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"آپ ﷺ اتنا قیام فرماتے یا صلوٰۃ پڑھتے کہ آپ کے پاؤں یا پنڈلیوں پہ ورم آ جاتے۔ آپ سے پوچھا گیا (کہ آپ اتنا لمبا قیام کیوں فرماتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپکے اگلے اور پچھلے گناہ معاف فرما دیئے ہیں۔) آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔"

(بخاری)

حضرت ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"جو انسان کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر بھی نہیں ادا کرتا۔"

(ترمذی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"مجھے جہنم دکھلائی گئی اس میں عورتیں زیادہ تھیں جو کفر کرتی ہیں۔ صحابہ نے کہا کہ کیا وہ اللہ کا کفر کرتی ہیں؟ فرمایا نہیں وہ خاوند کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان فراموش ہوتی ہیں۔ اگر تم کسی عورت سے عمر بھر بھلائی کرو پھر وہ تم سے کوئی (ناگوار) بات دیکھے تو کہہ دے گی کہ میں نے تو تجھ سے کبھی کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔"

(بخاری)

3- قوم نوح، عاد، ثمود، آل فرعون اور اصحاب مدین ایسی اقوام ہیں جن کے حالات کسی نہ کسی انداز میں اہل مکہ جانتے تھے لہٰذا انکا ذکر کر دیا گیا۔ دور دراز کی اقوام اس کے علاوہ غیر مشہور اقوام جن کا اہل مکہ کو کوئی علم ہی نہیں انکی طرف اجمالاً اشارہ کر دیا گیا ہے۔

4- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے غیض وغضب سے اپنی انگلیاں کاٹیں۔

5- جب وہ کائنات پیدا کرنیوالا ہے تو تصرف بھی اسی کا ہی ہو سکتا ہے۔

6- آخر وہ کسی ایسی چیز کی طرف تو نہیں بلاتا جو تمہارے لئے مشکل ہو وہ تمہیں تمہارے گناہ بخشنے کیلئے، بلاتا ہے اور اگر تم انکار کرتے ہو تو بھی تمہیں ایک مدت تک تو مہلت دے گا۔

7- سب اقوام کو اللہ کی دعوت کے بارے میں، ایک ہی جیسے اشکال واقع ہوئے ہیں جیسے۔

(ا)۔ یہ بھی تو انسان ہی ہیں اور ہمارے جیسے ہی ہیں پھر نبی کیسے ہیں؟

(ب)۔ یہ تو ہمیں آباء کی اندھی تقلید سے روکتے ہیں۔ آجکل بھی لوگوں کو یہی اشکال ہوئے ہیں۔

قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِنْ نَحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَمُنُّ

رسولوں نے انہیں کہا: "ٹھیک ہے ہم تمہارے ہی جیسے انسان ہیں مگر اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر

عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ وَمَا كَانَ لَنَا أَنْ نَأْتِيَكُمْ بِسُلْطَانٍ

چاہتا ہے احسان فرما دیتا ہے اور یہ ہماری طاقت نہیں کہ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی

إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١١﴾ وَمَا لَنَا أَلَّا

معجزہ لا سکیں اور ایمان لانے والوں کو اللہ پر ہی توکل کرنا چاہئے○ اور ہم اللہ پر کیوں

نَتَوَكَّلَ عَلَى اللَّهِ وَقَدْ هَدَانَا سُبُلَنَا ۚ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلَىٰ مَا

1

نہ بھروسہ کریں جبکہ اس نے ہمیں ہماری سب راہیں دکھا دی ہیں اور جو دکھ تم ہمیں دے

آذَيْتُمُونَا ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿١٢﴾ وَقَالَ الَّذِينَ

ع 2 14

رہے ہو اس پر ہم صبر کریں گے اور بھروسا کرنے والوں کو اللہ ہی پر بھروسا کرنا چاہئے○ آخر کافروں نے

كَفَرُوا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِنْ أَرْضِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا ۖ

2

اپنے رسولوں سے کہا کہ: "ہم تمہیں اپنے ملک سے نکال دیں گے یا تمہیں واپس ہمارے دین میں آنا ہوگا

فَأَوْحَىٰ إِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظَّالِمِينَ ﴿١٣﴾ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْأَرْضَ

تب ان کے رب نے ان کی طرف وحی کی کہ "ہم ان ظالموں کو یقیناً ہلاک کردیں گے○ اور ان کے بعد تمہیں

مِنْ بَعْدِهِمْ ۚ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِي وَخَافَ وَعِيدِ ﴿١٤﴾ وَاسْتَفْتَحُوا

اس ملک میں آباد کریں گے یہ اس کے لئے ہے جو میرے سامنے کھڑا ہونے سے اور میری وعید سے

وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ﴿١٥﴾ مِنْ وَرَائِهِ جَهَنَّمُ وَيُسْقَىٰ مِنْ مَاءٍ

3

ڈرتا ہے○ رسولوں نے فتح مانگی تھی لہٰذا ہر جابر دشمن نامراد ہو گیا○ اس کے بعد جہنم ہوگی اور پینے کو

صَدِيدٍ ﴿١٦﴾ يَتَجَرَّعُهُ وَلَا يَكَادُ يُسِيغُهُ وَيَأْتِيهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ

4

پیپ کا پانی دیا جائے گا○ جس کے وہ گھونٹ پئے گا اور بمشکل ہی حلق سے اترے گا اور موت اسے ہر

مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۖ وَمِنْ وَرَائِهِ عَذَابٌ غَلِيظٌ ﴿١٧﴾ مَثَلُ الَّذِينَ

5

طرف سے آئے گی مگر وہ مرے گا نہیں اور اس سے آگے اور شدید عذاب ہوگا○ جن لوگوں نے اپنے

كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ ۖ أَعْمَالُهُمْ كَرَمَادٍ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيحُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ ۖ

رب سے کفر کیا ان کے اعمال کی مثال اس راکھ کی سی ہے جسے آندھی کے دن تیز ہوا نے اڑا دیا ہو

لَا يَقْدِرُونَ مِمَّا كَسَبُوا عَلَىٰ شَيْءٍ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ ﴿١٨﴾

6

یہ لوگ اپنے کئے کرائے میں سے کچھ بھی نہ پا سکیں گے یہی پرلے درجہ کی گمراہی ہے○

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ

کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے؟ اگر وہ چاہے تو تمہیں لے

وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ﴿١٩﴾ وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ ﴿٢٠﴾

جائے اور (تمہاری جگہ) نئی خلقت لے آئے○ اور یہ بات اللہ تعالیٰ پر کچھ مشکل نہیں○

1-اللہ تعالیٰ ہمیں نجات کے رستے بتلا رہے ہیں۔

2-جب قوم کی شقاوت اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ نبی کو جلاوطن یا قتل کرنے کے درپے ہو جاتے ہیں تو پھر قوم پہ عذاب کا فیصلہ ہو جاتا ہے اور تباہی کے اسباب شروع ہو جاتے ہیں۔

3-ایک طرف تو رسول فتح ونصرت کی دعائیں مانگتے ہیں جبکہ دوسری جانب معاندین کچھ کے لگا رہے ہوتے ہیں کہ وہ عذاب جس سے تم ہمیں ڈراتے ہو کہاں ہے؟ لاتے کیوں نہیں؟

4-حضرت ابو امامہ ﷺ کہتے ہیں کہ اس آیت کے سلسلے میں آپ ﷺ نے فرمایا۔

"وہ (پیپ کا پانی) اس قدر قریب کیا جائے گا تو وہ ناک بھوں چڑھائے گا اور جب وہ اسکے قریب ہو گا تو اس کے چہرے کو جھلس دے گا اور جب وہ اسے پیئے گا اسکی آنتیں کٹ کر پیٹھ سے نکل پڑیں گیں۔"

(ترمذی)

5-یوم قیامت کے عذاب اتنے ہولناک ہیں اگر ان میں سے ایک عذاب کا بھی تصور دنیا کے قوانین کے لحاظ سے کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایسی حالت میں تو انسان زندہ ہی نہ رہ سکے گا مثلاً ایسی تیز حرارت والی آگ جو دنیا کی آگ سے ستر گناہ شدید ہوگی۔ دنیا کے قانون کے مطابق تو انسان کو بخارات بن کر اڑ جانا چاہئے۔ یوم قیامت اللہ تعالیٰ کا قانون ایسا ہو گا کہ ہر عذاب ایسا ہو گا کہ موت آتی دکھائی دے گی مگر آدمی مر نہ سکے گا۔ جیسے فرمایا

"جیسے ہی ان کی جلد جل جائے گی ہم اسے دوسری جلد سے بدل دیں گے تاکہ وہ عذاب جھیلیں۔"

(النساء 56:4)

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"جب اہل جنت جنت میں اور اہل جہنم، جہنم میں پہنچ جائیں گے تو موت کو (مینڈھے کی شکل میں) جنت اور جہنم کے درمیان لایا جائے گا اور ذبح کیا جائے گا پھر ایک پکارنے والا پکارے گا اے اہل جنت (اب) ہمیشگی ہے موت نہیں۔ اے اہل جہنم ہمیشگی ہے موت نہیں۔ اس سے اہل جنت کی خوشی مین اضافہ ہو گا اور اہل جہنم کے غم میں۔"

(بخاری ومسلم)

6-حضرت انس بن مالک ﷺ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ مومن پر اسکی نیکی کے سلسلے میں ذرا بھی ظلم نہ کرے گا۔ اس کیلئے نیکی کا بدلہ دنیا میں بھی دیا جائے گا اور آخرت میں بھی اور کافر نے جو نیک عمل کئے ہوں گے اسکو اسکا بدلہ دنیا میں دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ آخرت میں پہنچے گا تو کوئی نیکی نہ ہو گی جس کا اسکو صلہ دیا جائے۔"

(مسلم)

وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا

اور یہ سب لوگ اللہ کے سامنے حاضر ہوں گے تو کمزور لوگ (دنیا میں) بڑا بننے والوں سے کہیں گے "ہم تو

كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ

تمہارے ہی پیچھے لگے ہوئے تھے۔ بتاؤ (آج) اللہ کے عذاب سے بچانے کے لئے ہمارے کچھ کام آسکتے ہو؟"[1]

شَيْءٍ ۭ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ۭ سَوَاۗءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ

وہ کہیں گے "اگر اللہ ہمیں ہدایت دے دیتا تو ہم تمہیں بھی دے دیتے ہمارے لئے یکساں ہے کہ ہم بے صبری

صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿21﴾ وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ

کریں یا صبر کریں ہمارے لئے کوئی نجات نہیں ○ اور جب تمام امور کا فیصلہ چکا دیا جائے گا تو شیطان کہے

ع 15

اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ۭ وَمَا كَانَ

گا کہ: "اللہ نے تم سے جو وعدہ کیا تھا سچا تھا اور میں نے تم سے جو وعدہ کیا تھا اس کی تم سے خلاف ورزی

لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا

کی اور میرا تم پر کچھ زور نہ تھا بجز اس کے کہ میں نے تمہیں (اپنی طرف) بلایا تو تم نے میری بات مان لی[2]

تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ۭ

لہٰذا (آج) مجھے ملامت نہ کرو بلکہ اپنے آپ کو کرو نہ میں تمہاری فریاد رسی کر سکتا ہوں اور نہ تم میری کر سکتے

اِنِّىْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ۭ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ

ہو اس سے پہلے جو تم مجھے اللہ کا شریک بناتے رہے ہو میں اس کا انکار کرتا ہوں[3] بلاشبہ ظالموں کے لئے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿22﴾ وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

المناک عذاب ہے"○ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے انہیں ایسے

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۭ

باغوں میں داخل کیا جائے گا جن میں نہریں بہہ رہی ہیں وہ اللہ کے حکم سے ان میں دائم رہیں گے

تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ﴿23﴾ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً

وہاں ان کی دعائے ملاقات سلام ہوگی[4] ○ آپ دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کلمہ طیبہ[5] (توحید) کی کیسی عمدہ مثال بیان

طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاۗءِ ﴿24﴾

کی ہے جیسے وہ ایک پاکیزہ درخت ہو جس کی جڑ (زمین میں خوب) جمی ہوئی اور شاخیں آسمان میں ہوں○

تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ

وہ اپنے رب کے حکم سے ہر آن پھل دے رہا ہے۔ اللہ لوگوں کے لئے مثالیں اس لئے بیان

لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿25﴾ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ

کرتا ہے کہ وہ سبق حاصل کریں○ اور خبیث کلمہ[6] (شرک) کی مثال ایک خراب درخت کی سی ہے

خَبِيْثَةِۨ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿26﴾

جسے زمین کی سطح سے ہی اکھاڑ پھینکا جائے اور اسے کچھ استحکام نہ ہو○

1- یہ ان لوگوں کا بیان ہے جو آنکھیں بند کر کے اپنے باپ دادا یا بزرگوں کے طریق پہ چلتے رہے یا کمزوری کو ایک معقول عذر سمجھ کر ظالموں کے پیچھے چلتے رہے۔ یہ مضمون قرآن کریم میں متعدد مقامات پہ بیان ہوا ہے۔ دیکھیں (البقرہ 2:167)

2- ابلیس چونکہ خود بھی جہنم میں جل رہا ہوگا لہٰذا یہ تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ وہ کچھ مدد کر سکے۔ تاہم یہ کہہ کر اپنی برات کی کوشش کرے گا تم نے اپنی مرضی سے میری بات مان لی تھی میرے پاس کوئی دلیل تو نہ تھی اور نہ ہی کوئی زور تھا کہ تم پہ زبردستی کرتا۔

3- میرے کہنے پر تم لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے جو شریک بنا رکھے تھے وہ سارا کا سارا فریب ہی تھا اور آج میں ان سب باتوں کی حقیقت سے انکار کرتا ہوں۔

4- تحیتہ کا معنی تحفہ بھی ہے اور دعا بھی۔ جنت میں سلامتی تو ویسے ہی ہوگی چنانچہ وہاں سلام کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں سلامتی مبارک ہو۔

5- کلمہ طیبہ کا معنی "پاکیزہ بات" ہے اور اس سے مراد لا الہ الا اللہ ہے۔ اسلام کی بنیاد اسی کلمہ کا اقرار اور عمل ہے۔ یہ تمام بھلائیوں کی بنیاد ہے۔ اسکی مثال کھجور کے درخت کی ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ

"ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے صحابہ سے پوچھا بتلاؤ وہ کون سا درخت ہے جس کے پتے نہیں گرتے۔ مسلمان کی مثال اسی درخت کی سی ہے اور یہ بھی نہیں ہوتا' یہ بھی نہیں ہوتا' یہ بھی نہیں ہوتا اور ہر وقت میوہ دیتا ہے؟ اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے مگر جب میں نے دیکھا کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ جیسے بزرگ خاموش بیٹھے ہیں تو میں نے آپ ﷺ کو جواب دینا مناسب نہ سمجھا۔ پھر آپ ﷺ نے خود ہی بتلا دیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔"

(بخاری)

گویا جس مومن کے دل میں کلمہ طیبہ راسخ ہو جاتا ہے اس سے ایسے اعمال صالحہ صادر ہوتے جس سے اردگرد کا سارا ماحول مستفید ہوتا ہے۔ جانور بھی اس سے مستفید ہوتے ہیں اور پھر یہی اعمال صالحہ آسمان کی بلندی تک جا پہنچتے ہیں یعنی اللہ کے ہاں مقبول ہوتے ہیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

"پاکیزہ کلمات اسی کی طرف چڑھتے ہیں اور عمل صالح انہیں اوپر اٹھاتا ہے۔"

(فاطر 35:10)

اس کی جڑیں اتنی مضبوط ہیں کہ آدم سے قیامت تک کلمہ طیبہ قائم دائم ہے اور رہے گا۔

6- یہ اندرائن (تمہ) کا پودا ہے جسکا پھل کڑوا کسیلا ہے۔ چنانچہ جہاں بھی باطل نظام رائج ہوگا وہاں بدامنی' رشوت' بے چینی اور اضطراب ہی ملے گا اور اگر کوئی انکا علاج کرے تو یہ مسائل مزید پیچیدہ ہو جاتے ہیں جب تک کہ اصل کا علاج نہ ہو۔

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

جو لوگ ایمان لائے انہیں اللہ قول ثابت (کلمہ طیبہ) سے دنیا کی زندگی میں بھی ثابت قدم رکھتا ہے اور

وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ﴿٢٧﴾

آخرت میں بھی رکھے گا[1] اور جو ظالم ہیں انہیں اللہ بھٹکا دیتا ہے اور اللہ وہی کرتا ہے جو چاہتا ہے ○

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ

کیا آپ نے ان لوگوں کی حالت پر غور کیا جنہوں نے اللہ کی نعمت (ایمان) کو کفر سے بدل ڈالا اور اپنی قوم کو

دَارَ الْبَوَارِ ﴿٢٨﴾ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۗ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿٢٩﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ

ہلاکت کے گھر اتارا[2] ○ جو جہنم ہے جس میں داخل ہوں گے اور وہ بہت بری قیام گاہ ہے ○ انہوں نے اللہ کے

اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۗ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ

کئی شریک بنا ڈالے تاکہ لوگوں کو اس کی راہ سے بھٹکا دیں کہیئے: "مزے اڑا لو آخر تمہیں جہنم کی طرف

اِلَى النَّارِ ﴿٣٠﴾ قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

ہی لوٹنا ہے" ○ (اے نبی!) میرے ان بندوں کو جو ایمان لائے ہیں کہدیجیئے کہ وہ صلوۃ قائم کریں اور جو

وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ

کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے اس میں سے خفیہ اور علانیہ خرچ کیا کریں قبل اس کے کہ وہ

يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ﴿٣١﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ

دن آ جائے جس میں نہ خرید و فروخت ہو گی اور نہ دوستی کام آئے گی ○ اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ

اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی برسایا پھر اس (پانی سے) تمہارے کھانے

مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ

کو پھل پیدا کئے نیز تمہارے لئے کشتی کو مسخر کیا کہ اس کے حکم سے سمندر میں

بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿٣٢﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ

رواں ہو اور دریاؤں کو بھی تمہارے لئے مسخر کر دیا ○ اور تمہاری خاطر سورج اور چاند کو کام پر لگا دیا جو لگاتار

دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴿٣٣﴾ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا

چل رہے ہیں اور رات اور دن کو بھی تمہاری خاطر کام پر لگا دیا ○ اور جو کچھ بھی تم نے اللہ سے مانگا وہ اس نے

سَاَلْتُمُوْهُ ۗ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۗ اِنَّ الْاِنْسَانَ

تمہیں دیا اور اگر تم اللہ کی نعمتیں گننا چاہو تو کبھی ان کا حساب نہ رکھ سکو گے انسان تو ہے ہی

لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿٣٤﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا

بے انصاف اور ناشکرا[3] ○ اور (یاد کرو) جب ابراہیم نے دعا کی تھی: "اے میرے رب! اس شہر

الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿٣٥﴾

(مکہ) کو پرامن بنا دے[4] اور مجھے اور میری اولاد کو بھی (اس بات سے) بچائے رکھنا کہ ہم اصنام کی عبادت کریں[5] ○

1-کلمہ طیبہ کی برکات یہ ہیں کہ مومن دنیا کے مصائب میں حوصلہ ہار کے نہیں بیٹھ جاتا بلکہ ثابت قدم رہتا ہے۔ اسکی مثال یہ ہے کہ اگر کوئی مرد مومن مرض الموت میں بھی گرفتار ہو اور اس سے پوچھا جائے کہ آپ کا کیا حال ہے تو اس کا پہلا جواب یہی ہوتا ہے کہ "الحمد للہ" اور یوم قیامت اس کے نیک اعمال مجسم اس کے سامنے آجائیں گے جس سے وہ ثابت قدم رہے گا۔ نیز جو حالات وہ دیکھے گا وہ بعینہ وہی ہوں گے جس پہ اس کا پہلے ہی سے ایمان ہو گا لہذا مزید ثابت قدم ہو گا۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"مسلمان سے جب قبر میں سوال ہو گا تو وہ کہے گا اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمد الرسول اللہ۔ اس آیت میں "قول الثابت" سے یہی مراد ہے۔" (مسلم)

2-ان سے مراد سرداران قریش ہیں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی کی راہ اختیار کی اور اس طرح نبی رحمت کی بعثت کی نعمت کا کفران کیا اور جنگ بدر میں ہلاکت کی راہ اختیار کی تاہم مفہوم کے اعتبار سے یہ آیت بھی عام ہے۔

3-اللہ تعالی نے انسان کو دنیا میں بھیجا اور اسے اشرف المخلوقات بنا دیا۔ ہر وہ چیز جس کی اسے طبعی طور پر ضرورت تھی یا آئندہ ضرورت پیش آنے والی تھی بن مانگے ہی عطا کر دی۔ اللہ تعالی کی نعمتیں اس کثرت سے ہیں کہ فی الواقع اگر بنی نوع انسان مل کر بھی بیٹھ جائیں اور انکا شمار کریں تو شمار نہیں کر سکتے۔ سورج دنیا میں توانائی کا منبع ہے۔ اس سے فصلیں پکتی ہیں اور پھلوں میں رس پیدا ہوتا ہے۔ اس سے وقت کا حساب ہوتا ہے۔ بارش جو کہ فصلوں کیلئے بہت ہی ضروری ہوتی ہے اس کا سارا انتظام سورج ہی کی حرارت سے ہوتا ہے۔ قمر رات کو روشنی کا ذریعہ بنتا ہے ہجری کیلنڈر کا سارا دارومدار قمر پہ ہی ہے۔ دن کو کام کرنے کیلئے روشن بنایا اور رات کو آرام کیلئے۔ کشتی اور سمندر کو لمبے لمبے سفروں اور بوجھل سامان اٹھانے کیلئے مسخر کیا۔

ان سب نعمتوں کے باوجود انسان کا رویہ ناشکری کا ہی ہوتا ہے کئی تو ویسے ہی کھرا کھرا اللہ اور اسکی نعمتوں کا انکار کر دیتے ہیں اور سب کچھ فطرت کے کھاتے میں ڈال دیتے ہیں۔ باقی جو اللہ کی قدرت تسلیم کرتے ہیں ان میں سے بھی زیادہ تر اس میں شریک ٹھہراتے ہیں۔

4-حضرت ابراہیم نے مکہ کے بارے میں جب دعائیں مانگیں تو سب دعاؤں سے پہلے یہ دعا مانگی کہ اسے امن والا بنا دے۔ اگر امن ہی نہ ہو تو باقی سب نعمتیں بے اثر ہو کر رہ جاتی ہیں۔

5-مشرکین مکہ حضرت ابراہیم کو اپنا امام قرار دیتے تھے جنہوں نے شہر مکہ کو آباد کیا تھا چنانچہ انہیں حضرت ابراہیم کے بارے میں بتایا جا رہا ہے کہ وہ شرک سے کس قدر بیزار تھے۔

رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ

رب! ان معبودوں نے تو بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا لہذا جس نے

تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ

میری اتباع کی وہ یقیناً میرا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی سو تو معاف کرنے والا[1]

رَّحِيْمٌ ﴿٣٦﴾ رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ

رحم کرنے والا ہے○ اے ہمارے رب! میں نے اپنی اولاد کے ایک حصے کو تیرے قابل احترام گھر کے پاس

ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا

ایسے میدان میں لا بسایا ہے جہاں کوئی زراعت نہیں[2] ہمارے رب! تاکہ وہ صلوہ

الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ

قائم کریں چنانچہ تو بعض لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کردے[3]

وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ﴿٣٧﴾ رَبَّنَآ

اور انہیں کھانے کو پھل مہیا فرما۔[4] توقع ہے کہ یہ شکر گذار رہیں گے○ اے ہمارے رب!

اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ ۭ وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ

ہم جو کچھ خفیہ رکھتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں تو سب جانتا ہے ارض و سما میں کوئی چیز ایسی نہیں

مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاۗءِ ﴿٣٨﴾ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ

جو اللہ سے چھپی ہوئی ہو○ اس اللہ کے لئے سب تعریف اور شکر ہے

وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ

جس نے مجھے بڑھاپے میں اسمٰعیل اور اسحٰق عطا فرمائے بلاشبہ میرا رب دعا

الدُّعَاۗءِ ﴿٣٩﴾ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ڰ

سنتا ہے○ اے میرے رب! مجھے بھی اور میری اولاد کو بھی صلوہ قائم رکھنے والے بنا

رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاۗءِ ﴿٤٠﴾ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ

ہمارے رب! میری یہ دعا قبول فرما○ اے ہمارے رب! مجھے میرے والدین[5] اور جملہ

وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿٤١﴾ ع وَلَا تَحْسَبَنَّ

مومنوں کو اس دن معاف فرمانا جب حساب لیا جائے گا"○ (مومنو!) یہ کبھی خیال بھی نہ کرنا کہ

اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ڛ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ

ظالم جو کچھ کر رہے ہیں اللہ ان سے بے خبر ہے وہ تو انہیں اس دن تک کے لئے مہلت

لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ﴿٤٢﴾ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ

دے رہا ہے جب نگاہیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی○ وہ یوں اپنے سر اٹھائے اور سامنے نظریں جمائے دوڑے

رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَاۗءٌ ﴿٤٣﴾

جا رہے ہوں گے کہ ان کی نگاہیں ان کی اپنی طرف بھی نہ مڑ سکیں گی اور دل اڑ رہے ہوں گے[6]○

ع ١٨

1- یہ حضرت ابراہیم کی طبیعت کی بے پناہ نرمی تھی کہ اپنے نافرمانوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی بخشش اور امید کا اظہار کر دیا۔ یہ بالکل اسی طرح کا انداز ہے جیسا کہ یوم قیامت حضرت عیسیٰ اختیار کریں گے۔ دیکھیں (المائدہ 5:118)۔

2- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"عورتوں میں سب سے پہلے حضرت ہاجرہ نے کمر پٹہ باندھا تاکہ سارہ انکا سراغ نہ پائیں (تاکہ وہ پیچھے پھر کر پاؤں کے نشانات مٹا دے) چنانچہ حضرت ابراہیم نے انہیں ایک بڑے درخت تلے بٹھایا جہاں (اب) آب زم زم ہے۔ مسجد الحرام کی بلند جانب۔ اس وقت وہاں نہ کوئی آدمی آباد تھا اور نہ ہی پانی تھا۔ آپ انہیں ایک تھیلہ کھجور کا اور ایک مشکیزہ پانی کا دے کر چلے آئے۔ حضرت ہاجرہ انکے پیچھے آئیں اور پوچھا "ابراہیم ہمیں ایسی وادی میں چھوڑ کر کہاں جا رہے ہو جہاں نہ کوئی آدمی ہے اور نہ پانی ہے۔" حضرت ہاجرہ نے کئی بار یہ بات پوچھی مگر ابراہیم نے مڑ کر نہ دیکھا۔ پھر کہنے لگیں کیا اللہ نے آپ کو ایسا حکم دیا ہے؟ حضرت ابراہیم نے کہا "ہاں" پھر کہنے لگیں اچھا پھر اللہ ہمیں ضائع نہ کرے گا۔ پھر واپس آگئیں۔ ابراہیم وہاں سے چل کر جب اس جگہ پہ پہنچے جہاں سے انہیں دیکھ نہ سکتے تھے تو بیت اللہ کی طرف منہ کر کے اپنے ہاتھ اٹھا کر ان کلمات کے ساتھ دعا کی۔"

(بخاری)

3- حضرت ابراہیم نے بے آباد جگہ پہ اپنی اولاد کو اللہ کے حکم سے چھوڑ دیا تو پھر دعا کی کہ یا اللہ لوگوں کے دل اس طرف مائل فرما دے۔ چنانچہ یہ جگہ اتنی آباد ہوئی کہ دنیا کی کوئی جگہ اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ نے "بعض لوگوں" کے دل مائل کرنے کی دعا کی اگر کہیں آپ "آپ سب لوگوں" کے دلوں کو مائل کرنے کی دعا مانگتے تو اس قدر بھرمار ہو جاتی کہ رہنے کو جگہ نہ ملتی۔

4- یہ دعا بھی ایسی قبول ہوئی کہ غیر زرعی علاقہ ہونے کے باوجود دنیا بھر کا پھل وہاں ملتا ہے۔

5- حضرت ابراہیم نے اپنے والد کو بھی اپنی دعا میں اس لئے شامل کر لیا کہ اس کا وعدہ کر چکے تھے تاہم جب انہیں واضح ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو پھر برات کا اظہار کر دیا۔

6- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"تم ننگے پاؤں ننگے بدن اور بغیر ختنہ کے اٹھائے جاؤ گے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرد عورت ایک دوسرے کو دیکھیں گے نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ وہ وقت اتنا سخت ہو گا کہ اس بات کے قصد کا کسی کو ہوش ہی نہ ہو گا۔"

(بخاری)

مزید تفصیل کیلئے دیکھیں (الحج 22:1-2)

وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ

(اے نبی!) آپ لوگوں کو اس دن سے ڈرائیے جب عذاب انہیں آلے گا تو اس دن[1] ظالم کہیں گے: "ہمارے

ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ

رب! ہمیں تھوڑی سی مدت اور مہلت دے دے ہم تیری دعوت قبول کریں گے اور رسولوں کی اتباع

الرُّسُلَ ۭ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ﴿۴۴﴾ وَّسَكَنْتُمْ

کریں گے"۔ کیا تم اس سے پہلے قسمیں نہیں کھاتے تھے کہ تمہیں کبھی زوال آئے گا ہی نہیں[2] ○ حالانکہ تم

فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ

ایسے لوگوں کی بستیوں میں آباد ہوئے تھے جنھوں نے خود پر ظلم کیا اور تم پر واضح تھا کہ ان سے ہم[3]

وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿۴۵﴾ وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ۭ

نے کیا کیا تھا اور تمہیں ان کے حالات بھی بتلا دیئے تھے ○ انہوں نے خوب چالیں[4] چلیں حالانکہ ان کی چالوں کا توڑ

وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿۴۶﴾ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ

اللہ کے پاس موجود تھا اگرچہ ان کی چالوں سے پہاڑ بھی ٹل جائیں ○ یہ کبھی خیال نہ کرنا کہ اللہ اپنے

وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴۷﴾ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ

رسولوں سے وعدہ خلافی کرے[5] گا اللہ یقیناً غالب اور انتقام لینے والا ہے ○ جس دن زمین و آسمان

غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۴۸﴾ وَتَرَى

تبدیل کر دیئے جائیں گے[6] اور لوگ اکیلے اور زبردست اللہ کے حضور حاضر ہو جائیں گے ○ اور اس دن

الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَىِٕذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۴۹﴾ سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ

آپ مجرموں کو زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھیں گے[7] ○ ان کے لبادے تارکول[8]

قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴿۵۰﴾ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا

کے ہوں گے اور آگ ان کے چہروں کو ڈھانک رہی ہوگی ○ تاکہ اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس کے کیے

كَسَبَتْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۵۱﴾ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا

کا بدلہ دے بلاشبہ اللہ فوراً حساب چکا دینے والا ہے ○ یہ قرآن لوگوں تک پہنچانے کی چیز ہے[9] تاکہ اس کے ذریعہ

بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۵۲﴾ ع 19/11

انہیں ڈرایا جائے اور وہ جان لیں کہ الٰہ صرف وہ ایک ہی ہے تاکہ عقل مند لوگ سبق حاصل کریں ○

سُوْرَةُ الْحِجْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

آیات ۹۹ (۱۵) سورۂ حجر مکی ہے (۵۴) رکوع ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

الۤرٰ ۣ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱﴾

الر[10]۔ یہ اللہ کی کتاب اور اس قرآن کی آیات ہیں جو اپنے احکام واضح طور پر بیان کرنے والا ہے ○

1-موت کے بعد یا قیامت کے بعد دونوں طرح سے مراد ہو سکتا ہے۔ دیکھیے (المومنون 100:23)

2-اپنا چال چلن ایسا رکھا جو کہ اسکی دلالت کرتا تھا۔ لسان حال سے یا لسان قال سے۔

3-تم بھی ایسے ہی ظالم اور کافر لوگوں کی بستیوں میں رہے جیسے قوم نوح، عاد و ثمود وغیرہ۔ حالانکہ مثالیں دے دے کر ہم نے تمہیں ان کے حالات سے متنبہ کر دیا تھا۔

4-ایسی چالوں کا قرآن مجید میں بھی ذکر کیا گیا ہے۔

"(اور اے نبی!) وہ وقت یاد کرو جب کافر آپکے بارے میں خفیہ تدبیریں سوچ رہے تھے کہ آپ کو قید کر دیں یا مار ڈالیں یا جلا وطن کر دیں۔"

(الانفال 30:8)

اتفاق اس بات پہ ہوا کہ آپ ﷺ کے گھر کا محاصرہ کر لیا جائے۔ محاصرین ہر قبیلے کے ایک ایک فرد پر مشتمل ہوں جو سب مل کر حملہ کریں اور آپ ﷺ کو قتل کر دیں تاکہ قصاص کا امکان ہی نہ رہے۔

یہاں "ان" اگر نافیہ مراد لیا جائے تو معنی یہ ہوگا انکی چالوں سے پہاڑ تو سرکنے والے نہیں ہیں۔ دونوں صورتوں میں معنی ایک ہی ہے۔

5-مخاطب آپ ﷺ ہیں مگر مقصود مخالفین، مہلت کا یہ مطلب کبھی نہ لیں کہ وعدہ پورا نہ ہوگا پہلے بھی ہمیشہ پورے ہوتے آئے ہیں اور اب بھی پورے ہوں گے۔

6-نفخہ اولیٰ کے وقت کائنات کا موجودہ نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ اسکے بعد نفخہ صور ثانی تک کیا کیا تغیرات واقع ہوں گے اور یہ درمیانی عرصہ کتنا ہوگا یہ اللہ ہی جانتا ہے۔ اسکے بعد ایک نیا نظام کائنات وضع کیا جائے گا۔ وہاں کے طبعی قوانین بھی اس کائنات سے مختلف ہوں گے۔

7-یہ نظام کائنات تو تبدیل ہو جائے گا۔ زمین بھی یہ نہ رہے گی مگر مجرم بچ نہ سکیں گے۔ انہیں پابند سلاسل کر کے پیش کیا جائے گا۔ دیکھیں (الحاقہ 32:69)

8-قطران۔ بدبودار، گاڑھا اور سیاہ دھواں چھوڑتا ہوا جلنے والا مائع۔

9-قرآن کریم ایسی چیز نہیں ہے کہ جسے طاقوں میں سجا کر رکھا جائے یا صرف تبرک کیلئے تعویز بنائے جائیں بلکہ یہ آگے پہنچایا جانا چاہئے یا اسکے ذریعے تبلیغ کی جائے۔

10-یہ حروف مقطعات ہیں۔ انکا درست مفہوم متعین کرنا مشکل ہے۔ یہ منکرین کیلئے ایک چیلنج ہے کہ قرآن ان ہی حروف سے بنا ہے اگر تم اسے انسانی کاوش سمجھتے ہو تو اس جیسا کلام تم بھی بنا لاؤ۔ واللہ اعلم۔ تفصیل کیلئے دیکھیں (البقرہ 1:2)

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ ۝٢

ایک وقت آئے گا جب کافر یہ تمنا کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے○ انہیں (ان کے حال پر) چھوڑ

ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ

دیجئے کہ کھا پی لیں، مزے اڑا لیں اور (لمبی چوڑی) امیدیں انہیں غافل رکھیں پھر جلد ہی انہیں (کچھ

يَعْلَمُونَ ۝٣ وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ

معلوم ہو جائے گا○ ہم نے جس بستی کو بھی ہلاک کیا تو اس کے لئے ایک مقررہ مدت لکھی ہوئی تھی○ کوئی

مَعْلُومٌ ۝٤ مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ۝٥ وَ

قوم اس مقررہ مدت سے پہلے ہلاک نہیں ہو سکتی اور نہ ہی اس مدت کے بعد بچی رہ سکتی ہے○ اور

قَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ ۝٦ لَوْ

کافر کہتے ہیں کہ : اے وہ شخص جس پر یہ قرآن نازل ہوا ہے[1] تو تو مجنون ہے○ اگر

مَا تَأْتِينَا بِالْمَلَائِكَةِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝٧ مَا نُنَزِّلُ

تو سچا ہے تو پھر ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں لے آتا؟○ (حالانکہ) ہم فرشتے صرف

الْمَلَائِكَةَ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوا إِذًا مُنْظَرِينَ ۝٨ إِنَّا نَحْنُ

حق (فیصلہ) کے ساتھ ہی اتارتے ہیں پھر اس وقت انہیں مہلت نہیں دی جاتی[2]○ یہ ذکر (قرآن) یقیناً

نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝٩ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ

ہم نے ہی اتارا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کے محافظ ہیں[3]○ اور آپ سے پہلے ہم نے سابقہ قوموں

قَبْلِكَ فِي شِيَعِ الْأَوَّلِينَ ۝١٠ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا

میں بھی رسول بھیجے تھے○ پھر ان کے پاس جو بھی رسول آیا

كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝١١ كَذَلِكَ نَسْلُكُهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ۝١٢

اس کا وہ مذاق ہی اڑاتے رہے○ ہم مجرموں کے دلوں میں ایسی ہی باتیں داخل کر دیتے ہیں[4]○

لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ ۝١٣ وَلَوْ فَتَحْنَا

کہ وہ اس پر ایمان نہیں لاتے پہلی قوموں کی بھی یہی روش چلی آ رہی ہے○ اور اگر ہم ان پر

عَلَيْهِمْ بَابًا مِنَ السَّمَاءِ فَظَلُّوا فِيهِ يَعْرُجُونَ ۝١٤ لَقَالُوا إِنَّمَا سُكِّرَتْ

آسمان کا کوئی دروازہ کھول بھی دیتے جس میں وہ چڑھنے لگ جاتے○ تو بھی وہ یہی کہتے کہ ہماری آنکھوں کی

أَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَسْحُورُونَ ۝١٥ وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ

نظر بندی کر دی گئی ہے بلکہ ہم پر جادو کیا گیا ہے○ بلاشبہ ہم نے آسمان میں برج

بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِينَ ۝١٦ وَحَفِظْنَاهَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ

بنائے اور دیکھنے والوں کے لئے انہیں مزین کیا○ اور ہر شیطان مردود سے اسے محفوظ

رَجِيمٍ ۝١٧ إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ مُبِينٌ ۝١٨

کر دیا○ ہاں اگر شیطان[5] چوری چھپے سننا چاہے تو ایک چمکتا ہوا شعلہ اس کے پیچھے لگ جاتا ہے○

1- انتہائی تنگدستی کی حالت میں جب اسلحہ اور سامان جنگ بھی نہیں اور قیصر و کسریٰ کی فتح کے خواب دیکھتے ہیں۔ یہ دیوانگی نہیں تو اور کیا ہے۔

2- فرشتے تماشا دکھانے یا کسی کو ایمان لانے پہ مجبور کرنے کیلئے تو نہیں آسکتے۔ وہ تو عذاب نازل کرنے کیلئے یا لوگوں کی جان نکالنے کیلئے آتے ہیں۔

3- حفظ قرآن کا بندوبست کن کن ظاہری اور خفیہ طریقوں سے کیا گیا ہے اسکا ہم مکمل احاطہ نہیں کر سکتے تاہم اہم نکات ذیل میں بیان کئے جا رہے ہیں۔

(ا)۔ قرآن کریم کے نازل ہوتے ہی آپ کو حفظ ہو جاتا اور اللہ تعالیٰ قرآن کے درست معنی بھی آپکو سکھلا دیتے دیکھئے (القیامہ 75:19-16)

پھر آپ مسلسل اسکا جبریل سے دور کرتے رہتے اور صحابہ کرام کو بھی سکھلا دیتے چنانچہ کئی صحابہ حافظ قرآن تھے۔ یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ مسلمانوں کی کسی بھی بستی میں دس دس سال کے حافظ قرآن مل جائیں گے۔

(ب)۔ قرآن کریم جب نازل ہوتا آپ ﷺ زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ جو کاتب وحی کہلاتے، ہیں کے ذریعے سے اسکی کتابت کا بندوبست فرما دیتے۔ اسکے علاوہ دیگر کئی صحابہ بھی اسے اپنے اپنے طور پر محفوظ کر لیتے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ ہی کے ذریعے اس قرآن کو ایک جگہ جمع کرنے کا بندوبست کیا۔ پھر اس نسخہ سے دوسرے نسخے نقل کئے گئے۔ چنانچہ اگر آج بازار میں دستیاب ہونیوالے کسی قرآنی نسخہ سے دوسرے نسخہ کو ہزار سال قبل کے نسخہ سے ملا کر دیکھیں تو سرمو فرق نظر نہیں آئے گا۔ اسی طرح قرآن کی چودہ سو سالہ تاریخ بالکل شفاف ہو کر سامنے آجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن سے محبت کرنیوالے ایسے ایسے لوگ پیدا کئے جنہوں نے قرآن کے حروف حتیٰ کے اعراب تک شمار کر ڈالے۔

(ج)۔ حقیقت میں قرآن کریم بنفسہ تمام معجزوں سے بڑا معجزہ ہے (Miracle of Miracles) اگر قرآن کریم کے الفاظ محفوظ ہو جاتے مگر وہ لسان محفوظ نہ رہتی جس میں قرآن کریم نازل ہوا ہے تو یہ حفاظت غیر موثر ہو جاتی۔ مثلاً اگر خود عربی زبان بولنے والے ہی دنیا میں نہ رہیں جیسا کہ دیگر زبانوں کا حال ہے یا بولنے والے تو رہیں مگر ان کے لہجے میں اتنا زیادہ فرق آجائے کہ بالکل علیحدہ لسان محسوس ہو تو بھی قرآن کے معانی و مطالب کی حفاظت کے اہداف پورے نہیں ہو سکتے۔

چنانچہ یہ بھی قرآن کا معجزہ ہے کہ کئی ملین لوگوں کی زبانوں کو پابند کر دیا گیا کہ وہ عربی ہی بولیں اور آج بھی قرآنی عربی اتنی ہی تازہ معلوم ہوتی ہے جیسا کہ قرآن آج ہی نازل ہوا ہو۔ معانی کی حفاظت کیلئے اللہ تعالیٰ نے محدثین کی جماعت پیدا فرمائی جو کہ معنوی تحریف کی ہر کوشش کا ہر زمانہ میں ڈٹ کر مقابلہ کرتی ہے اور انکی مساعی کو ناکام کرتی رہتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے لفظ ذکر استعمال کیا ہے جسکا معنی قرآن اور اس کا بیان سنت مطہرہ کی حفاظت بھی ہے۔

4- اس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی جانب کی ہے کیونکہ یہ اللہ ہی کی مشیت سے ہوا۔ تفصیل کیلئے دیکھیں (النساء 4:78)

5- شیطان چوری چھپے فرشتوں کی باتیں سننے کی کوشش کرتے ہیں تو شہاب ثاقب انہیں مار اجاتا ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں (الملک 67:5)

وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا

اور زمین کو ہم نے پھیلا دیا اور اس میں سلسلہ ہائے کوہ جما دیئے اور اس میں سے

مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ﴿۱۹﴾ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ

ہر مناسب چیز[1] کو ہم نے اگایا○ اور اسی زمین میں ہم نے تمہارے لئے بھی سامان معیشت بنا دیا[2] اور ان کے لئے

لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ۫ وَمَا

بھی جن کے رازق[3] تم نہیں ہو○ کوئی بھی ایسی چیز نہیں جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں اور اسے ہم

نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۱﴾ وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا

ایک معلوم مقدار کے مطابق ہی نازل کرتے ہیں[4]○ نیز ہم پانی سے لدی ہوئی ہوائیں بھیجتے ہیں[5] پھر آسمان

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَاۤ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَ

سے پانی برسا کر اس سے تمہیں سیراب کرتے ہیں اس پانی کا ذخیرہ رکھنے والے (ہم ہی ہیں) تم نہیں ہو○ اور

اِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ عَلِمْنَا

بلاشبہ ہم ہی زندہ کرتے اور مارتے ہیں اور ہم ہی (ہر چیز کے) وارث ہیں[6]○ اور ہمیں یقیناً ان لوگوں کا بھی علم

الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَاِنَّ

ہے جو تم سے آگے نکل گئے اور ان کا بھی جو پیچھے رہنے والے ہیں○ اور بلاشبہ آپ کا رب

رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ ع وَلَقَدْ خَلَقْنَا

ہی ان سب کو جمع کرے گا بلاشبہ وہ حکمت والا اور سب کچھ جاننے والا ہے○ ہم نے انسان کو گلے سڑے

الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۶﴾ وَالْجَآنَّ

گارے سے خشک شدہ ٹن سے بجنے والی مٹی سے پیدا کیا○ اور جنوں کو

خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ

اس سے پہلے ہم آگ کی لپٹ[7] سے پیدا کر چکے تھے○ اور (وہ وقت یاد کرو) جب آپ کے رب نے

لِلْمَلٰۗئِكَةِ اِنِّىْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۸﴾

فرشتوں سے کہا کہ میں گلے سڑے گارے کی کھنکھناتی مٹی سے ایک انسان پیدا کرنے لگا ہوں○ تو جب

فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿۲۹﴾

میں اسے درست کر چکوں اور اس میں اپنی روح[8] سے کچھ پھونک دوں تو تم اس کی سامنے سجدہ ریز ہو جانا○

فَسَجَدَ الْمَلٰۗئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِلَّاۤ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ

چنانچہ سب کے سب فرشتوں نے سجدہ[9] کیا○ سوائے ابلیس کے جس نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ دینے

السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ يٰۤاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ

سے انکار کر دیا[10]○ اللہ نے فرمایا: اے ابلیس! "تجھے کیا ہو گیا کہ تو نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ نہ دیا؟"○ بولا:

لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۳۳﴾

"مجھے[11] گوارا نہ ہوا کہ ایسے انسان کو سجدہ کروں جسے تو نے سڑے گارے کی کھنکھناتی مٹی سے پیدا کیا ہے"○

1-درست انداز ضرورت اور توازن کے مطابق۔ شدید گرمی میں جب ہر چیز سوکھ رہی ہوتی ہے۔ پانی کی ضرورت کثرت سے محسوس ہوتی ہے وہاں تربوز پیدا ہوتا ہے۔ سرد علاقوں کے جانوروں کو ایسی جلد کی ضرورت ہوتی ہے جو انہیں سردی سے بچا سکے چنانچہ لمبے لمبے بال ان کیلئے کمبل کا کام دیتے ہیں۔

2-جتنی انسان کی آبادی بڑھتی ہے اللہ تعالیٰ اتنے ہی وسائل بڑھا رہا ہے۔ کئی سو ملین کی آبادی کو آج اللہ کی ایسی نعمتیں میسر آ رہی ہیں جو شائد آج سے بیس برس پہلے والے لوگوں کو میسر نہ آتی ہوں۔

3-ظاہر طور پہ انسان جن کا کفیل ہے مثلاً ملازمین' جانور وغیرہ۔ خود کو انکا ذمہ دار سمجھتا ہے مگر حقیقت میں انکا بھی اللہ ہی رازق ہے یا تمام جنگلی جانور' پرندے حشرات الارض وغیرہ اسی میں شامل ہیں۔

4-دنیا میں جو اشیاء قیمتی یا نادر معلوم ہوتی ہیں جیسے ہیرے جواہرات یا سونا وغیرہ تو اسکی وجہ یہ تو نہیں کہ اللہ تعالیٰ کیلئے انکا پیدا کرنا مشکل تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ کا اندازہ اتنی ہی مقدار کا متقضی تھا۔

5-ہواؤں کو بوجھل اس لئے کہا ہے کہ وہ کئی ملین ٹن پانی کا بوجھ اٹھائے پھرتی ہیں۔ بادلوں نے جو وزن پانی کی صورت میں اٹھایا ہوتا ہے اسکا اندازہ بارش کی اوسط مقدار اور اس رقبہ سے ہو سکتا ہے جہاں یہ بارش ہوتی ہے اور اگر پانچ سینٹی میٹر اوسط بارش پچیس مربع کلومیٹر رقبہ میں ہو تو تقریباً ملین ٹن وزنی کا پانی زمین پہ نازل ہوتا ہے اور ایسی بارش عموماً ہوتی رہتی ہیں۔ اسکے علاوہ بادلوں نے بجلی کی صورت میں دباؤ جو اٹھایا ہوتا ہے اسکی اوسط مقدار کا اندازہ سو ملین وولٹ (Million Volt) لگایا گیا ہے۔

6-ان اشیاء کے سب عارضی مالک رخصت ہوتے رہتے ہیں اور وارث حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہی حی وقیوم ہے۔

7-سموم' سخت گرم آگ جیسی ہوا

8-مفسرین کی ایک بڑی جماعت کا کہنا یہ ہے "روحی" میں اللہ کی جانب نسبت فقط شرف ظاہر کرنے کیلئے ہے جیسے فرمایا "ناقۃ اللہ" یا "بیت اللہ" اور اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ اس میں روح پھونکی۔

9-یہ سجدہ تعظیمی ہے۔ جواب منسوخ ہے بعض مفسرین اس سے صلوٰۃ والا سجدہ مراد لیتے ہیں اور بعض صرف جھکنا مراد لیتے ہیں۔

10-ابلیس جنوں کی نسل سے ہے۔ مگر عبادت و ریاضت کی وجہ سے اللہ کا قرب حاصل ہو گیا اور فرشتوں میں گھلا ملا رہتا تھا لہٰذا فرشتوں کو جو حکم ہوا وہ اس پہ بھی لاگو ہوا۔ فرمان الٰہی ہے

"ہم نے تمہیں پیدا کیا تمہاری شکل و صورت درست کی پھر فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سواء سب نے سجدہ کیا۔ وہ سجدہ کرنیوالوں میں سے نہ تھا۔" (الاعراف 7:11)

11-شیطان کے جواب سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

(ا)۔ شیطان نے آدمؑ کو بشر ہونے کی وجہ سے کمتر جانا یہ اسکی پہلی غلطی ہے۔ چنانچہ انبیاء کی بشریت سے انکار کر دینا اسی شیطانی سوچ کا نتیجہ ہے۔

(ب)۔ شیطان نے اپنی عقل کے فیصلہ کو اللہ کے حکم پہ ترجیح دی اور یہی حقیقی عقل پرستی ہے۔

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ (٣٤) وَإِنَّ عَلَيْكَ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "یہاں سے نکل جا کیونکہ تو مردود ہے○ اور بلاشبہ یوم جزا تک تجھ پر

اللَّعْنَةَ إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ (٣٥) قَالَ رَبِّ فَأَنظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ

لعنت[1] ہے"○ وہ کہنے لگا: "میرے رب! پھر مجھے اس دن تک (زندہ رہنے کی) مہلت دے دے جب لوگ

يُبْعَثُونَ (٣٦) قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ (٣٧) إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ

دوبارہ اٹھائیں جائیں گے"○ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "تجھے مہلت دی جاتی ہے○ اس دن تک جس کا وقت

الْمَعْلُومِ (٣٨) قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي

(ہمیں) معلوم ہے"○ وہ بولا: رب! چونکہ تو نے مجھے (آدم کے ذریعہ) بہکا دیا ہے تو اب میں بھی دنیا میں

الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ (٣٩) إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ

لوگوں کو (ان کے گناہ) خوشنما کر کے دکھاؤں گا اور ان سب کو بہکا کے چھوڑوں گا○ الا یہ کہ تیرے

الْمُخْلَصِينَ (٤٠) قَالَ هَٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ (٤١) إِنَّ

چند مخلص بندے (بچ جائیں تو اور بات ہے)○ اللہ نے فرمایا "یہ وہ راستہ ہے جو سیدھا مجھ تک پہنچتا

عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ

ہے"○ میرے بندوں پر تو تیرا کچھ زور نہ چل سکے گا تیرا بس صرف ان گمراہوں پر چلے گا

مِنَ الْغَاوِينَ (٤٢) وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ (٤٣)

جو تیری اتباع کریں گے○ اور جہنم ہی وہ جگہ ہے جس کا ایسے سب لوگوں کو وعدہ دیا گیا ہے○

لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِّكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُومٌ (٤٤)

اس کے سات[2] دروازے ہیں ہر دروازے کے لئے ایک تقسیم شدہ حصہ ہو گا○

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ (٤٥) ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ

متقی لوگ باغوں اور چشموں میں ہوں گے○ (ان سے کہا جائے گا کہ) ان میں بلاخوف و خطر

آمِنِينَ (٤٦) وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ

داخل ہو جاؤ○ ان کے دلوں میں کچھ کدورت ہوئی بھی تو ہم اسے نکال دیں گے اور وہ بھائی بھائی بن

سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ (٤٧) لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُم مِّنْهَا

کر آمنے سامنے تختوں پر بیٹھیں گے[3]○ نہ انہیں وہاں کوئی مشقت اٹھانا پڑے گی اور نہ وہاں سے

بِمُخْرَجِينَ (٤٨) نَبِّئْ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (٤٩) وَأَنَّ

نکالے جائیں گے○ (اے نبی!) میرے بندوں کو خبر دے دیجئے کہ میں معاف کر دینے والا رحم والا ہوں○

عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيمُ (٥٠) وَنَبِّئْهُمْ عَن ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ (٥١)

اور یہ بھی کہ میرا عذاب ہی المناک عذاب ہے[4]○ نیز آپ انہیں ابراہیمؑ کے مہمانوں[5] کا حال بتلائیے○

إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا قَالَ إِنَّا مِنكُمْ وَجِلُونَ (٥٢)

جب وہ اس کے ہاں آئے تو ابراہیم کو سلام کہا ابراہیم نے کہا: ہمیں تو تم سے خوف آتا ہے○

1-لعنت تو قیامت کے بعد بھی ہے بلکہ دائمی ہے مگر چونکہ دنیا دارلاختیار ہے لہٰذا اس کا ذکر بطور خاص فرما دیا۔

2-اہل جہنم کو سات گروہوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ ہر گروہ کیلئے ایک دروازہ مخصوص ہو گا۔ ہر دروازہ ایک طبقہ کیلئے ہو گا جیسے فرمایا۔

"یہ منافق جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوں گے اور آپ ان کا کوئی مددگار نہ پائیں گے۔"

(النساء 145:4)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان طبقات کا ذکر کیا ہے۔ جہنم، سعیر، لظی، حطمہ، سقر، جحیم اور ہاویہ

3-حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھ کر فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ اللہ میرے، طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ کے درمیان بھی صلح صفائی کروائے گا۔

واضح رہے کہ انکے درمیان بعض غلط فہمیوں کی بناء پر کچھ رنجشیں پیدا ہو گئیں تھیں۔ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ جنت میں جنتی مختلف درجات پر فائز ہوں گے مگر ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے بارے میں کوئی رنجش نہ پیدا ہو گی۔ ہر جنتی اپنے اپنے درجے پر مطمئن ہو گا۔

4-اللہ تعالیٰ نے یہاں اپنی دونوں صفات کا اکٹھا ذکر فرما دیا ہے جیسے اور بھی کئی جگہ اکٹھا ذکر فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ کو خوف اور امید سے پکارو۔"

(الاعراف 56:7)

صرف رحمت کی امید لگا کر انسان صحیح رستہ پہ رہ سکتا ہے نہ صرف خوف کو اپنے اوپر سوار کرکے بلکہ ان دونوں کے درمیان اعتدال کی راہ ہونی چاہیے۔

تاہم رحمت کا پہلو راجح ہی رہنا چاہیے کیونکہ

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، روایت ہے، کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"جب اللہ تعالیٰ نے تخلیق مکمل کر لی تو اس نے اپنی کتاب میں لکھا جو کہ اس کے پاس عرش پہ ہے۔ میری رحمت میرے غضب پہ غالب آگئی۔"

(بخاری و مسلم)

5-یہ مہمان وہی فرشتے ہیں جو قوم لوط کو تباہ کرنے آئے تھے۔ انسانی شکل میں پہلے حضرت ابراہیم کے ہاں آئے اور حضرت اسحاقؑ کی ولادت کی خوشخبری دی دیکھیں۔ (ھود 11: 74-69)

قَالُوا لَا تَوْجَلْ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ ﴿٥٣﴾ قَالَ أَبَشَّرْتُمُونِي

وہ کہنے لگے: ڈرو نہیں! ہم تمہیں ایک صاحب علم لڑکے کی بشارت دیتے ہیں○ ابراہیم نے کہا: کیا مجھے اس حال

عَلَىٰ أَن مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُونَ ﴿٥٤﴾ قَالُوا بَشَّرْنَاكَ

میں خوشخبری دیتے ہو جبکہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں پھر یہ کیسی بشارت دے رہے ہو؟[1]"○ وہ کہنے لگے: "ہم تجھے

بِالْحَقِّ فَلَا تَكُن مِّنَ الْقَانِطِينَ ﴿٥٥﴾ قَالَ وَمَن يَقْنَطُ مِن

سچی بشارت دے رہے ہیں لہٰذا مایوس نہ ہو جیے○ ابراہیم نے کہا: (میں مایوس نہیں کیونکہ) اپنے رب کی

رَّحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الضَّالُّونَ ﴿٥٦﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا

رحمت سے مایوس تو صرف گمراہ لوگ ہی ہوتے ہیں○ پھر ان سے پوچھا: "اے اللہ کے بھیجے ہوئے فرشتو تمہارا

الْمُرْسَلُونَ ﴿٥٧﴾ قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ مُّجْرِمِينَ ﴿٥٨﴾ إِلَّا آلَ

کیا معاملہ ہے؟[2]"○ وہ کہنے لگے: "ہم ایک مجرم[3] قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں"○ سوائے لوط کے

لُوطٍ إِنَّا لَمُنَجُّوهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٥٩﴾ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَا إِنَّهَا لَمِنَ

خاندان کے، ان سب کو ہم بچالیں گے○ البتہ لوط کی بیوی کے لئے ہم نے یہی مقدر کیا ہے کہ وہ پیچھے رہنے

الْغَابِرِينَ ﴿٦٠﴾ ع فَلَمَّا جَاءَ آلَ لُوطٍ الْمُرْسَلُونَ ﴿٦١﴾ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ

والوں میں ہوگی[4]○ پھر جب یہ (فرشتے) لوط کے گھر آئے○ تو لوط نے کہا: "تم اجنبی معلوم ہوتے[5]

مُّنكَرُونَ ﴿٦٢﴾ قَالُوا بَلْ جِئْنَاكَ بِمَا كَانُوا فِيهِ يَمْتَرُونَ ﴿٦٣﴾ وَ

ہو"○ کہنے لگے: "بلکہ ہم تیرے پاس وہ (عذاب) لائے ہیں جس کے بارے میں یہ شک کر رہے تھے○

أَتَيْنَاكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ﴿٦٤﴾ فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ

ہم آپ کے پاس یقینی بات لائے ہیں اور ہم خود بھی یقیناً سچے ہیں○ لہٰذا تم کچھ رات رہے اپنے گھر والوں کو لے

اللَّيْلِ وَاتَّبِعْ أَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنكُمْ أَحَدٌ وَامْضُوا

کر نکل جاؤ اور تم ان سب کے پیچھے رہو اور تم میں سے کوئی مڑ کر نہ دیکھے اور وہاں جاؤ جہاں[6]

حَيْثُ تُؤْمَرُونَ ﴿٦٥﴾ وَقَضَيْنَا إِلَيْهِ ذَٰلِكَ الْأَمْرَ أَنَّ دَابِرَ هَٰؤُلَاءِ

تمہیں حکم دیا گیا ہے○ اور ہم نے لوط کو اس بات کا فیصلہ سنا دیا کہ صبح ہوتے ہی ان لوگوں

مَقْطُوعٌ مُّصْبِحِينَ ﴿٦٦﴾ وَجَاءَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿٦٧﴾

کی جڑ کٹ جائے گی○ اتنے میں شہر والے خوشی خوشی[7] لوط کے ہاں آ پہنچے○ لوط نے ان سے

قَالَ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ ضَيْفِي فَلَا تَفْضَحُونِ ﴿٦٨﴾ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا

کہا: "یہ میرے مہمان ہیں لہٰذا مجھے ذلیل نہ کرو○ اللہ سے ڈرو اور مجھے رسوا نہ کرو"○ وہ کہنے لگے:

تُخْزُونِ ﴿٦٩﴾ قَالُوا أَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعَالَمِينَ ﴿٧٠﴾ قَالَ هَٰؤُلَاءِ بَنَاتِي

کیا ہم نے تجھے منع نہیں کیا تھا کہ تم دنیا جہاں کی حمایت نہ کیا کرو[8]○ لوط نے کہا: "اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہے

إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ ﴿٧١﴾ لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿٧٢﴾

تو یہ میری بیٹیاں ہیں[9]"○ (اے نبی!) آپ کی عمر کی قسم[10]! اس وقت وہ اپنی مستی میں دیوانے ہو رہے تھے○

1- حضرت ابراہیم کا تعجب اس لئے نہ تھا کہ وہ اسے ناممکن العمل سمجھتے تھے بلکہ اطمینان قلب کیلئے تھا جیسے فرمایا۔

"اور جب ابراہیم نے کہا اے میرے رب مجھے دکھلاؤ تو کیسے مردے زندہ کرتا ہے۔ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) کیا تم ایمان نہیں رکھتے؟ کہا کیوں نہیں بلکہ میں تو اطمینان قلب کیلئے یہ چاہتا ہوں۔"

(البقرہ 360:2)

2- قرآن نے خطب کا لفظ استعمال کیا ہے اور یہ کسی ناگوار صورتحال کیلئے بولا جاتا ہے۔ حضرت ابراہیم کو اندازہ ہوگیا تھا کہ یہ فرشتے صرف حضرت اسحاق کی بشارت دینے ہی نہیں آئے۔

3- قوم لوط لونڈے بازی کے فحش مرض میں گرفتار تھی۔

4- حضرت لوط کی بیوی بھی قوم کی ساتھی تھی۔ یہ قوم علاقہ سدوم کی رہائشی تھی۔ جو آج کل شرق اردن میں ہے۔

5- یہ فرشتے خوبصورت اجنبی نوجوانوں کی شکل میں تھے لہٰذا حضرت لوط کو خوف محسوس ہوا کیونکہ وہ اپنی قوم کی خصلت سے آگاہ تھے۔

6- آپ کو شام کی جانب ہجرت کرنے کا حکم ہوا۔

7- جب انہیں یہ علم ہوا کہ حضرت لوط کے ہاں "خوبصورت مہمان" آکر ٹھہرے ہوئے ہیں تو اپنی خصلت سے مجبور ہو کر خوشی خوشی دوڑے چلے آئے۔

8- اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے حضرت لوط کو مسافروں وغیرہ کو پناہ دینے سے منع کر رکھا تھا۔

9- ان لڑکیوں سے نکاح کر کے فطری طریقہ یہ چلو۔ یاد رہے کہ قوم کی بیٹیاں بھی نبی کیلئے بیٹیاں ہی ہوتی ہیں یا جو تمہاری بیویاں ہیں انہیں سے اپنی جنسی خواہشات پوری کرو۔ یہ سب کلام اس وقت ہوا جب حضرت لوط کو یہ علم نہ تھا کہ یہ مہمان فرشتے ہیں۔

10- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں آپ ﷺ سے زیادہ محترم اور مکرم جان کوئی پیدا نہیں کی۔ مجھے یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی جان عزیز کے علاوہ کسی اور جان کی قسم کھائی ہو۔

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جس چیز کی چاہیں قسم کھا سکتے ہیں تاہم مخلوق کیلئے خالق کے علاوہ کسی اور کی قسم کھانا جائز نہیں۔

فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِينَ ﴿٧٣﴾ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَ

آخر سورج نکلنے کے وقت انہیں زبردست دھماکہ نے آلیا○ پھر ہم نے اس بستی کے اوپر کے حصہ کو نیچے کر دیا

أَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ ﴿٧٤﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ

اور ان پر کھنگر قسم کے پتھر برسائے○ 1 بلاشبہ اس واقعہ میں بھی صاحب فراست لوگوں کے لئے کئی

لِّلْمُتَوَسِّمِينَ ﴿٧٥﴾ وَإِنَّهَا لَبِسَبِيلٍ مُّقِيمٍ ﴿٧٦﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً

نشانیاں ہیں 2○ اور وہ بستی بالکل شارع عام پر واقع ہے 3○ بلاشبہ اس میں ایمان لانے والوں

لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٧٧﴾ وَإِن كَانَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ لَظَالِمِينَ ﴿٧٨﴾ فَانتَقَمْنَا

کے لئے نشانی ہے○ اور ایکہ والے بھی یقیناً ظالم تھے 4○ چنانچہ ہم نے اس سے (بھی) انتقام

مِنْهُمْ وَإِنَّهُمَا لَبِإِمَامٍ مُّبِينٍ ﴿٧٩﴾ وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ

لے لیا اور یہ دونوں بستیاں شاہراہ پر واقع ہیں 5○ اور وادی حجر کے لوگوں نے 6 (بھی) رسولوں کو

الْمُرْسَلِينَ ﴿٨٠﴾ وَآتَيْنَاهُمْ آيَاتِنَا فَكَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ﴿٨١﴾

جھٹلایا تھا○ ہم نے انہیں اپنی نشانیاں 7 دیں مگر وہ اعراض ہی کرتے رہے○

وَكَانُوا يَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا آمِنِينَ ﴿٨٢﴾

اور وہ لوگ پہاڑوں کو تراش کر امن سے ان میں رہتے تھے○

فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِينَ ﴿٨٣﴾ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا

چنانچہ صبح کے وقت انہیں زبردست دھماکہ نے آلیا 8○ اور جو وہ (پتھر کے مکان وغیرہ) بناتے تھے ان کے

كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٨٤﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا

کسی کام نہ آسکے○ اور ہم نے آسمانوں، زمین اور ان کے درمیان جو کچھ ہے انہیں کسی مصلحت

بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ ۗ وَإِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ ۖ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ

سے ہی تخلیق کیا ہے اور قیامت یقیناً آنے والی ہے 9 لہٰذا (اے نبی! ان کافروں کی بیہودگیوں پر) شریفانہ

الْجَمِيلَ ﴿٨٥﴾ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ ﴿٨٦﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ

تحمل کرو○ بلاشبہ آپ کا رب ہی سب کی تخلیق کرنے والا اور جاننے والا ہے○ نیز ہم نے آپ

سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ ﴿٨٧﴾ لَا تَمُدَّنَّ

10 کو سات ایسی آیات دی ہیں جو بار بار دہرائی جاتی ہیں اور قرآن عظیم دیا ہے○ لہٰذا ہم نے مختلف قسم کے

عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ

لوگوں کو جو متاع حیات دے رکھا ہے آپ ادھر نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیں اور نہ ہی ان کے لئے

عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٨٨﴾ وَقُلْ إِنِّي أَنَا

غمزدہ ہوں اور ایمان لانے والوں سے تواضع سے پیش آئیں○ اور کہہ دیجئے کہ میں تو صاف صاف

النَّذِيرُ الْمُبِينُ ﴿٨٩﴾ كَمَا أَنزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ ﴿٩٠﴾

(عذاب سے) ڈرانے والا ہوں○ جیسا کہ ہم نے (عذاب) ان تقسیم کرنے والوں پر نازل کیا

ع ۵

1- مفسرین نے لکھا ہے حضرت جبرائیل اس بدنصیب بستی کو اٹھا کر آسمان تک لے گئے اور پھر پٹخ دیا اور دھماکہ کی آواز آئی۔ کہا جاتا ہے کہ چیخ حضرت جبرائیل کی چنگھاڑ تھی۔ اور محض بستی کی چھتوں کو زمین بوس کیا گیا تھا۔ اسکے علاوہ اوپر سے کھنگر یلے پتھروں کی بارش کی گئی۔

2- متوسم وہ لوگ ہوتے ہیں جو کہ قرائن' علامات اور اشارے سے کسی نتیجے پہ پہنچنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

''مومن کی فراست سے بچو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہی آیت پڑھی۔''

(ترمذی)

3- جو بڑی شاہراہ حجاز سے شام کو جاتی ہے یہ نشان عبرت اسی راہ میں آتا ہے۔

4- حضرت شعیب کی قوم کو اہل مدین اور اصحاب ایکہ بھی کہا گیا ہے۔ ایکہ بن کو کہتے ہیں یا ایسی سرزمین کو جہاں گھنے درخت ہوں۔ یہ غالباً ایک ہی بستی کے دو نام ہیں یا قریب قریب دو بستیاں ہیں اور دونوں کی جانب حضرت شعیب مبعوث ہوئے۔ مدین کے لوگ حضرت ابراہیم کے بیٹے مدیان کی اولاد سے تعلق رکھتے تھے۔

5- انکا جرم شرک کے علاوہ تجارتی بدعنوانیاں بھی تھا۔ یہ بستی حجاز تا شام تجارتی شاہراہ اور مصر تا عراق تجارتی شاہراہ کے کراس پر واقع تھی۔ گویا پورا مدین ایک تجارتی چوک اور منڈی بن گیا تھا۔

6- اصحاب الحجر سے مراد قوم ثمود ہے جسے عاد ثانیہ بھی کہا جاتا ہے۔ انکی جانب حضرت صالح کو مبعوث فرمایا گیا۔ اللہ کے ایک رسول کو جھٹلانا سارے رسولوں کے جھٹلانے کے مترادف ہے اسی لئے یہاں جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا۔

7- یہ معجزہ ایک اونٹنی تھی جو کہ انکے مطالبہ پہ پہاڑ سے برآمد کی گئی تھی۔

8- ان پر شدید چیخ کا عذاب آیا جس سے وہ گھروں میں مرگئے اور سب کے سب اوندھے منہ زمین پہ لیٹے ہوئے تھے۔ جیسے خود کو عذاب کی شدت سے بچانے کی کوشش کرتے ہوئے مرے ہوں۔

9- گویا اگر حشر نشر اور جزا و سزا حق نہ ہو تو ساری تخلیق کائنات ہی عبث ٹھہرتی ہے۔

10- حضرت سعید بن معلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا۔

''میں تجھے قرآن کی ایک سورت بتلاؤں گا جو قرآن کی سب سورتوں سے بڑھ کر ہے اور وہ ہے ''الحمد للہ رب العالمین'' وہی ''سبعا من المثانی'' اور ''قرآن العظیم'' ہے جو مجھے دیا گیا۔''

(بخاری)

الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ﴿۹۱﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَسْــَٔلَنَّهُمْ

جنہوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیاO سو آپ کے رب کی قسم! ہم ان سب سے ضرور (ان اعمال کی)

اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۲﴾ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ

بازپرس کریں گےO جو وہ کرتے رہےO لہٰذا جو آپ کو حکم دیا جاتا ہے، بہ بانگ دہل سنا دیجئے اور

اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۴﴾ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴿۹۵﴾ الَّذِيْنَ

شرک کرنے والوں کی پروا نہ کیجئےO ان ٹھٹھا کرنے والوں کو ہم کافی ہیںO جو اللہ کے ساتھ دوسرے

يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ

الٰہ بھی قرار دیتے ہیں عنقریب انہیں (سب کچھ) معلوم ہو جائے گاO ہم جانتے ہیں کہ

اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ

جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں اس سے آپ کا دل گھٹتا ہےO لہٰذا آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجئے اور

مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿۹۹﴾

سجدہ کیجئےO اور اپنے رب کی عبادت کیجئے حتیٰ کہ آپ کے پاس یقینی بات (موت) آ جائےO

سُوْرَةُ النَّحْلِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَثَمَانٌ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَسِتَّةَ عَشَرَ رُكُوْعًا

آیات ۱۲۸ (۱۶) سورۂ نحل مکی ہے (۷۰) رکوع ۱۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہےO

اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا

(اے کافرو) اللہ کا حکم آ پہنچا، لہٰذا اس کے لئے جلدی نہ مچاؤ وہ پاک ہے اور اس سے بلند تر ہے جو یہ لوگ

يُشْرِكُوْنَ ﴿۱﴾ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ

شرک کرتے ہیںO وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے وحی دے کر فرشتے نازل

مِنْ عِبَادِهٖۤ اَنْ اَنْذِرُوْۤا اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ﴿۲﴾ خَلَقَ

کرتا ہے کہ (لوگوں کو) متنبہ کر دو کہ میرے سوا کوئی الٰہ نہیں لہٰذا مجھی سے ڈروO اس نے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۳﴾ خَلَقَ

ارض و سماوات کو حق کے ساتھ تخلیق کیا ہے اور جو کچھ یہ شرک کر رہے ہیں اللہ اس سے بلند تر ہےO اس نے

الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴﴾ وَالْاَنْعَامَ

انسان کی تخلیق نطفہ سے کی مگر وہ دیکھتے ہی دیکھتے کھلم کھلا جھگڑالو بن گیاO نیز چوپایوں کو (بھی) اس

خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۵﴾

نے تخلیق کیا جن میں سے بعض سے تم سردی سے بچتے ہو اور بھی فائدے ہیں اور بعض کو تم کھاتے بھی

وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ﴿۶﴾

ہوO نیز جب انہیں شام کو اور صبح چرانے لاتے اور لے جاتے ہو تو اس میں تمہارے لئے ٹھاٹھ ہےO

1-انزلنا کا مفعول عذاب ہے۔ یعنی میں تمہیں ڈرانے والا ہوں عذاب سے جیسا عذاب "مقتسمین" پہ نازل ہوا ہے۔ یہ عذاب مختلف مواقع پہ نازل ہوتا رہا۔ واللہ اعلم "مقتسمین" کون ہیں؟ یہ یہود و نصاریٰ ہیں جنہوں نے اپنے قرآن یعنی تورات و انجیل کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

"وہ اہل کتاب ہیں جنہوں نے قرآن کے حصے بخرے کر دیئے بعض پہ ایمان لاتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں۔"

(بخاری)

2-اصداع کھول کھول کر بیان کرنا بعثت کے پہلے تین سال تبلیغ اسلام کا کام خفیہ طریقے سے ہوا۔ پھر چند سال بعد علی الاعلان تبلیغ کا حکم ہوا۔

3-دعوت دین کے سلسلے میں پیش آمدہ مشکلات اور دل میں پیدا ہونے والی گھٹن کا بہترین علاج یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی جائے اور رکوع و سجود کئے جائیں۔ جیسے فرمایا۔

"اور صبر و صلوٰۃ کے ذریعے مدد طلب کرو بلاشبہ اللہ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے۔"

(البقرہ 153:2)

آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب بھی آپکو کوئی پریشانی لاحق ہوتی تو آپ خود بھی صلوٰۃ کا اہتمام کرتے اور گھر والوں کو بھی ایسا ہی حکم دیتے۔

4-یہ سورہ مکہ میں ہجرت کے آخری دنوں میں نازل ہوئی جب کفار نے یہ تکیہ کلام بنایا تھا کہ اگر تم سچے ہو تو وہ عذاب لاتے کیوں نہیں جس کا تم ہمیں کہتے رہتے ہو۔ یہاں اللہ کے فیصلہ سے مراد ہجرت نبوی ﷺ ہے کیونکہ ہجرت کے بعد قوم عذاب کی مستحق بن جاتی ہے۔

5-یہاں روح سے مراد وحی الٰہی ہے کیونکہ وہ انسان کی ہدایت کیلئے روح کی حیثیت رکھتی ہے اور اسے لانے والے فرشتے "جبریل امین ہیں"۔

6-یہ اس اعتراض کا جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ کو طائف اور مکہ میں کوئی سردار نہ ملے تھے کہ آپ ﷺ پہ وحی نازل فرمائی۔ اللہ کو کسی سے مشورہ کی ضرورت نہیں ہے بلکہ وہ خود سب سے بہتر جانتا ہے کہ وحی الٰہی کیلئے موزوں ترین کون ہے؟

7-کیا انسان کو اس میں کسی خالق کی حکمت اور قدرت نظر نہیں آتی؟ ایک بے وقعت بوند سے انسان کو پیدا کیا۔ پھر گوشت پوست کا چلتا پھرتا عقل و شعور سے استدلال کرنیوالا بنا دیا۔ حد یہ ہے کہ پھر وہ اپنے خالق کے سلسلے میں جھگڑنے لگتا ہے۔

8-"دف" سے مراد سردی سے بچاؤ ہے۔ اون، چمڑہ وغیرہ سے گرم لباس بنتا ہے۔

وَتَحْمِلُ أَثْقَالَكُمْ إِلَىٰ بَلَدٍ لَّمْ تَكُونُوا بَالِغِيهِ إِلَّا بِشِقِّ

نیز وہ جانور تمہارے بوجھ شہر تک اٹھا کر لے جاتے ہیں جہاں تم سخت جانفشانی کے بغیر پہنچ نہیں

الْأَنفُسِ ۚ إِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿٧﴾ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ

سکتے تھے بلاشبہ تمہارا رب بڑا شفیق اور رحم کرنے والا ہےO نیز اس نے گھوڑے،[1] خچر اور گدھے

وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً ۚ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٨﴾

بھی پیدا کئے تاکہ تم ان پر سواری کرو اور وہ زینت بھی ہیں اور وہ کئی چیزیں پیدا کرے گا جنہیں تم

وَعَلَى اللَّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا جَائِرٌ ۚ وَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ

نہیں جانتے[2]O اور سیدھی راہ بتلانا اللہ کے ذمہ[3] ہے جبکہ راستے ٹیڑھے بھی ہیں اور اگر اللہ چاہتا تو تم

أَجْمَعِينَ ﴿٩﴾ هُوَ الَّذِي أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ۖ لَّكُم مِّنْهُ

ع

سب کو ہدایت دے دیتاO وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے آسمان سے پانی برسایا اس پانی کو تم پیتے

شَرَابٌ وَمِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ تُسِيمُونَ ﴿١٠﴾ يُنبِتُ لَكُم بِهِ

بھی ہو اور اس سے نباتات اگتی ہے جو تم مویشیوں کو چراتے ہوO وہ اس پانی سے تمہارے لئے

الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ وَالْأَعْنَابَ وَمِن كُلِّ

کھیتی، زیتون، کھجور انگور اور ہر طرح کے پھل

الثَّمَرَاتِ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿١١﴾ وَسَخَّرَ

تخلیق کرتا ہے غور و فکر کرنے والوں کے لئے اس میں ایک بڑی نشانی ہےO اس نے

لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ وَالنُّجُومُ

تمہارے لئے رات اور دن کو نیز سورج اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے۔ اور تمام ستارے

مُسَخَّرَاتٌ بِأَمْرِهِ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿١٢﴾

اس کے حکم کے پابند ہیں۔[4] بلاشبہ اس میں اہل عقل کے لئے کئی نشانیاں ہیںO

وَمَا ذَرَأَ لَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ۗ إِنَّ فِي

نیز اس نے تمہارے لئے زمین میں رنگ برنگ کی کئی چیزیں تخلیق کی ہیں۔ بلاشبہ اس میں

ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ ﴿١٣﴾ وَهُوَ الَّذِي

ان لوگوں کے لئے نشانی ہے جو سبق حاصل کرتے ہیںO وہی تو ہے جس نے

سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوا

سمندر کو مسخر کر دیا تاکہ اس میں سے تم تروتازہ گوشت[5] کھاؤ اور اس سے وہ زیور نکالو

مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ

جو تم پہنتے ہو اور تو دیکھتا ہے کہ کشتی سمندر کاپانی

فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿١٤﴾

چیرتی ہوئی چلتی ہے اور اس لئے بھی کہ تم اللہ کا فضل تلاش کرو اور اس کا شکر ادا کروO

1-احناف اور بعض دیگر فقہاء کو غلط فہمی ہوئی ہے کہ گھوڑا بھی ایسے ہی حرام ہے جیسے گدھا۔ استدلال یہ ہے کہ کھانے والے چوپایوں کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ حالانکہ صحیح حدیث سے گھوڑے کی حلت ثابت ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں کا گوشت کھانے کی اجازت دی ہے۔

2-یعنی انہی سے تمہارے لئے رونق حیات ہے۔ تمہاری خدمت کیلئے ایسی اشیاء بھی پیدا کی ہیں جن کا تمہیں علم ہی نہیں جیسے کئی طرح کے مفید حشرات اور جرثومے (Bacteria) وغیرہ اسکا دوسرا معنی یہ ہے کہ وہ ایسی اشیاء پیدا کرتا رہے گا جسکا تمہیں فی الحال علم نہیں ہے۔ جیسے جہاز، گاڑیاں وغیرہ جنہوں نے باربرداری اور سفر کیلئے مویشیوں کی جگہ لے لی ہے اور وہ اشیاء جو مستقبل میں متوقع ہیں۔

3-مادی ضروریات کے ساتھ ساتھ سب سے اہم روحانی ضرورت "ہدایت" بھی پوری کی۔

4-لیل ونہار اور شمس وقمر سب اللہ کے ادنیٰ غلام ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں انسان کی خدمت پہ لگا چھوڑا ہے۔ آج کا انسان یہ بات ماضی سے بہت بہتر انداز میں سمجھ سکتا ہے۔ جدید ترین تحقیقات کی بدولت معلوم ہوا ہے کہ ہمارا نظام شمسی انتہائی دقیق انداز میں زمین اور اس کے باشندوں کی حفاظت کیلئے ڈیزائن کیا گیا ہے مثلاً اگر مشتری سیارہ (Jupiter) موجود نہ ہوتا تو زمین پہ ہزار گنا زیادہ شہابیوں (Comets) کی بارش ہوتی۔

یہ سیارہ اتنا بڑا ہے کہ ہمارے نظام شمسی کے دیگر تمام سیارے مل کر بھی مشتری سے آدھے سے بھی کم حجم کے ہیں۔ خاص موقع (Critical Location) اور اسکی خاص کشش ثقل کی وجہ سے شہابیے یا تو خود اس میں گر جاتے ہیں یا اسکی کشش ثقل ان کا رستہ تبدیل کردیتی ہے جس سے وہ ہمارے نظام شمسی سے باہر نکل جاتے ہیں اور زمین کو انکی تباہ کاریوں سے بچا لیا جاتا ہے۔

5-اس سے مراد مچھلی کا گوشت ہے جو کہ مردہ بھی حلال ہے اور حالت احرام میں بھی اس کا شکار جائز ہے۔

وَاَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِىَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا

نیز اس نے زمین میں مضبوط پہاڑ[1] رکھ دیئے تاکہ تمہیں لے کر ہچکولے نہ کھائے اور نہریں بھی بنائیں اور راستے

لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿١٥﴾ وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿١٦﴾ اَفَمَنْ

بھی تاکہ تم راہ پا سکو[2]○ اور کچھ نشانیاں بنائیں اور لوگ ستاروں سے راستہ معلوم کر لیتے ہیں[3]○ کیا جو

يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿١٧﴾ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ

تخلیق کرتا ہے اس جیسا ہو سکتا ہے جو کچھ بھی تخلیق نہیں کر سکتا؟ پھر تم نہیں سمجھتے○ اور اگر

لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٨﴾ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَ

تم اللہ کی نعمتیں گننا چاہو تو کبھی نہ گن سکو گے[4] بلاشبہ اللہ معاف کرنے والا، رحم والا ہے○ اور جو تم

مَا تُعْلِنُوْنَ ﴿١٩﴾ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ

چھپاتے ہو یا ظاہر کرتے ہو اللہ جانتا ہے○ اور اللہ کے سوا جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں وہ کوئی چیز کیا

شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿٢٠﴾ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ

خاک پیدا کریں گے جبکہ وہ خود پیدا کئے گئے ہیں[5]○ وہ مردے ہیں زندہ نہیں انہیں یہ بھی پتا نہیں کہ کب

اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿٢١﴾ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

دوبارہ اٹھائے جائیں گے[6]○ تمہارا الٰہ بس ایک ہی ہے پھر جو لوگ آخرت

بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٢٢﴾ لَا جَرَمَ اَنَّ

پر ایمان نہیں لاتے، انکار ان کے دلوں میں رچ بس گیا ہے اور وہ اکڑ بیٹھے ہیں○ جو کچھ

اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿٢٣﴾

یہ چھپاتے ہیں یا جو ظاہر کرتے ہیں اللہ یقیناً سب کچھ جانتا ہے اور وہ تکبر کرنے والوں کو قطعاً پسند نہیں کرتا○

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْۤا اَسَاطِيْرُ

اور جب ان سے پوچھا جائے کہ "تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے؟" تو کہتے ہیں: "بس پہلے لوگوں کے قصے

الْاَوَّلِيْنَ ﴿٢٤﴾ لِيَحْمِلُوْۤا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ

ہی ہیں"[7]○ (اور یہ اس لئے کہتے ہیں) کہ قیامت کے دن اپنے بوجھ تو پورے کے پورے اٹھائیں

وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اَلَا سَآءَ مَا

اور کچھ ان لوگوں کے بھی جنہیں وہ بغیر علم کے گمراہ کرتے رہے دیکھو کیا برا

يَزِرُوْنَ ﴿٢٥﴾ قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى

بوجھ ہے جو وہ اٹھائیں گے○ ان سے پہلے بھی لوگ چالیں چلتے رہے ہیں پھر اللہ

اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ

نے ان کے مکر کی عمارت کو بنیادوں سے اکھاڑ پھینکا اور اوپر سے چھت کو بھی ان پر

فَوْقِهِمْ وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٢٦﴾

گرا دیا اور انہیں عذاب ایسی جگہ سے آیا جہاں سے ان کا وہم و گمان بھی نہ تھا○

1- کوئی جسم جو اپنے مرکز کے گرد گھومتا ہو تو اسکے توازن (Balance) میں ہلکی سی بھی کمی آجائے تو مرکز گریز قوت (Net Centrifugal Force) موثر کردار ادا کرتی ہے اور جسم ہچکولے کھانا شروع کر دیتا ہے۔ اسکو سمجھنے کیلئے پنکھے کی مثال پہ غور کیا جاسکتا ہے۔ اگر اس کے ایک پر میں کچھ خرابی پیدا ہو جائے تو پورا پنکھا شدت سے لرزنے لگتا ہے یا گاڑی کے پہیے میں جب اس قسم کا مسئلہ پیدا ہو جائے تو اس کو بیلنس کروانا پڑتا ہے۔ چنانچہ زمین میں یہ پہاڑ بھی وہی کام کرتے ہیں جو (Wheel Balancing) میں سیسے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرتے ہیں۔ یہاں ایک طالب علم کے ذہن میں یہ خیال آسکتا ہے اللہ تعالیٰ تو وسیع قدرتوں کے مالک ہیں زمین کو پہلے ہی ایسا متوازن کیوں نہ بنا دیا کہ ایسے پہاڑوں کی ضرورت ہی پیش نہ آئی تو اسکا جواب سورۃ النبا میں ملتا ہے۔

"کیا ہم نے زمین کو ایک گہوارہ نہیں بنایا؟ اور پہاڑوں کو میخوں کی طرح گاڑ دیا۔"

(النبا 78:6-7)

اگر زمین شروع ہی سے بیلنس میں ہوتی تو بھی پہاڑوں کی ضرورت رہتی کیونکہ زمین کی اوپر والی تہیں ہوا کے اثرات سے یا کسی اور وجہ سے ایک جگہ سے دوسری جگہ حرکت کرتی پھرتیں اور اس توازن کو بار بار خراب کر دیتیں۔ ذرا غور کیجئے قرآن کریم اس وقت نازل ہو رہا تھا جبکہ اس قسم کی سائنسی تحقیقات کی ابتداء بھی نہیں ہوئی تھی۔

2- پہاڑوں کا یہ بھی فائدہ ہے انہی سے دریا اور نہریں نکلتی ہیں اور طویل ترین قدرتی رستے بھی وجود میں آتے ہیں اور ان سے راستے متعین کرنے میں بھی مدد ملتی ہے۔

3- سمندر یا صحراؤں وغیرہ میں جہاں یہ پہاڑ نہیں ہوتے ستاروں سے رستے متعین ہوتے ہیں۔

4- چند ایک اہم اشیاء کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ یہ ایسی اشیاء ہیں جسکا ہر کوئی مشاہدہ کر سکتا ہے۔ بے شمار اشیاء ایسی ہوں گی جو ابھی دریافت نہیں کی گئی۔ چنانچہ واقعی جن وانس سب مل کر بھی اللہ کی نعمتیں شمار کرنا چاہیں تو انکی زندگیاں ختم ہو جائیں مگر شمار نہ کر سکیں گے۔ بلکہ صرف انسانی جسم کے اندر ہی اللہ کی نعمتیں شمار کرنے کی کوشش کی جائے تو بھی کامیابی ممکن نہیں۔

5- اس لئے کہ اللہ کے سوا کسی نے ایک مالیکیول یا ایٹم یا ایک الیکٹرون (Electron) بھی نہیں بنایا۔ انسان کی تخلیقی صلاحیتیں بس اتنی ہی ہیں کہ وہ مادہ کی شکل تبدیل کر لیتا ہے۔ وہ صلاحیت بھی اللہ ہی کی دی ہوئی ہے۔ یہ نہ دی جاتی تو انسان بھوکوں مر جاتا۔

6- یہ وہ فوت شدہ بزرگ ہستیاں جیسے انبیاء، صلحاء، اولیاء وغیرہ ہیں جنہیں ان کے متبعین نے اللہ کے شریک بنا دیا ہے کیونکہ دوبارہ زندہ کر کے انہیں ہی اٹھایا جائے گا۔ پتھر کے بتوں کو زندہ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

7- مشرکین مکہ سے جب دوسرے لوگ آپ ﷺ کی تعلیمات کے بارے میں پوچھتے تو یہ جواب دیتے۔

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ

پھر قیامت کے دن اللہ انہیں رسوا کرے گا اور پوچھے گا: وہ میرے شریک کہاں ہیں جن کے بارے میں تم (اہل

كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ

حق سے) جھگڑا کیا کرتے تھے[1]؟" جن لوگوں کو (دنیا میں) علم دیا گیا تھا وہ کہیں گے: آج کافروں کے لئے رسوائی

الْيَوْمَ وَالسُّوْۗءَ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ

اور بدبختی ہے[2]○ وہ کافر جو اپنے آپ پر ظلم کر رہے ہوتے ہیں جب فرشتے ان کی روح قبض کرنے آتے

ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۠ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْۗءٍ ۭ بَلٰٓى اِنَّ

ہیں تو ہتھیار ڈال دیتے[3] ہیں (اور کہتے ہیں) "ہم کوئی برے کام تو نہیں کرتے تھے" فرشتے کہیں گے: کیوں نہیں

اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ

جو کچھ تم کر رہے تھے اللہ یقیناً اسے خوب جانتا ہے○ اب جہنم کے دروازوں سے اس میں داخل ہو جاؤ تم

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ

ہمیشہ اس میں رہو گے غرض تکبر کرنے والوں کا ٹھکانا بہت برا ہے[4]○ اور (یہی بات) جب متقین سے پوچھی

اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوْا خَيْرًا ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ

جاتی ہے کہ: "تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے؟" وہ تو کہتے ہیں "بھلائی ہی بھلائی[5]" ایسے لوگ جنہوں نے

هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ۭ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ۝

اچھے کام کئے ان کے لئے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے اور دار آخرت تو بہت بہتر ہے اور متقین کا کیا

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا

ہی اچھا گھر ہے○ دائمی باغ ہیں جن میں وہ داخل ہوں گے ان میں نہریں جاری ہوں گی اور جو کچھ بھی وہ چاہیں گے

مَا يَشَاۗءُوْنَ ۭ كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ

انہیں ملے گا اللہ تعالیٰ متقین کو اسی طرح جزا دیتا ہے[6]○ جو پاک سیرت ہوتے ہیں فرشتے ان کی

الْمَلٰۗىِٕكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا

روح قبض کرنے آتے ہیں تو کہتے ہیں: تم پر سلام ہو، جو اچھے عمل تم کرتے رہے اس کے صلہ میں جنت میں

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ اَوْ

داخل ہو جاؤ"○ کیا یہ لوگ اسی بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا تیرے

يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ۭ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ وَمَا ظَلَمَهُمُ

رب کا حکم (عذاب) آجائے؟[7] ان سے پہلے بھی لوگوں نے یہی کچھ کیا تھا اور اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا

اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ

وہ خود ہی اپنے آپ پر ظلم کر رہے تھے○ پھر انہیں اپنے اعمال کے برے نتائج سے

مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ ع

دوچار ہونا پڑا اور جس عذاب کا وہ تمسخر اڑایا کرتے تھے اسی نے انہیں گھیر لیا○

1- شقاق۔ ایسی مخالفت جس میں دوسرے کو پریشان کرنے کی کوشش کی جائے۔

2- یہاں آیت میں دنیا کا عذاب ذکر کیا۔ اور قیامت کی رسوائی جب وہ اللہ تعالیٰ کو کچھ جواب نہ دے سکیں گے۔ آخر اہل حق یہ جواب دیں گے۔

3- تب انکی ساری شوخی اور شیخی کرکری ہو جاتی ہے۔ تب نہیں پوچھتے کہاں ہے وہ عذاب؟ فرشتے کیوں نازل نہیں ہوتے؟

4- حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

''اللہ تعالیٰ یوم قیامت اس شخص کو (نظر رحمت سے) نہیں دیکھیں گے جو تکبر سے اپنے ازار بند کو لٹکائے۔''

(بخاری)

حضرت انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں۔

''مدینہ کی کوئی لونڈی (بھی) رسول اللہ ﷺ کو ہاتھ سے پکڑ کر جہاں چاہتی لے جاتی۔''

(بخاری)

5- مکہ کے اردگرد کے لوگ جب یہی سوال متقین سے کرتے تو جواب مشرکین کے برعکس ہوتا۔

6- فرمان الٰہی ہے۔

''جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر وہ اس پہ ڈٹ گئے ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور اس جنت کی خوشی مناؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔'' (حم سجدہ 30:41)

حضرت ابی ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نیک بندوں کیلئے ایسی چیزیں بنائی ہیں جو کسی آنکھ نے نہ دیکھیں کسی کان نے نہ سنی اور کسی انسان کے دل میں اس کا گمان بھی نہ گزرا ہوگا۔''

(بخاری ومسلم)

حضرت صہیب سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

''جب اہل جنت جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے مانگو کیا مانگتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ کیا تو نے چہرے نورانی نہیں بنا دیئے؟ کیا تو نے جنت میں داخل نہیں کردیا اور جہنم سے نجات نہیں دی۔ اللہ اپنا حجاب کھول دیں گے انہیں جو کچھ دیا گیا ہوگا اس سب سے اللہ کا دیدار انہیں زیادہ محبوب ہوگا۔''

(ترمذی)

7- اب ایمان لانے کیلئے کس چیز کا انتظار ہے۔ دلائل تو سب مہیا کر دیئے گئے ہیں۔ فرمان الٰہی ہے۔

''کیا یہ اسی بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا خود آپ کا رب آئے یا اس کی کوئی نشانی (معجزہ) آئے؟ جس دن کوئی ایسا معجزہ آگیا خود اس وقت کسی کا ایمان لانا اسے کچھ فائدہ نہ دے گا جو اس سے قبل ایمان نہ لایا ہو یا اپنے ایمان کی حالت میں نیک اعمال نہ کئے ہوں۔ آپ کہہ دیجئے تم بھی انتظار کرو ہم بھی انتظار کرتے ہیں۔''

(الانعام 158:6)

وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ

یہ مشرک کہتے ہیں : اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم اللہ کے سوا کسی چیز کی عبادت کرتے

مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ

اور نہ ہمارے آباء و اجداد اور نہ ہی ہم اس کے حکم کے بغیر کسی چیز کو حرام قرار دیتے[1] ان

كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا

سے پہلے لوگوں نے بھی یہی کچھ کیا تھا رسولوں پر تو صرف یہی ذمہ داری ہے کہ وہ

الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ

واضح طور پر پیغام پہنچا دیں○ ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا (جو انہیں یہی کہتا تھا) کہ اللہ کی

اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ

عبادت کرو اور طاغوت[2] سے بچو پھر کچھ ایسے لوگ تھے جنہیں اللہ نے ہدایت دے دی

وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا

اور کچھ ایسے تھے جن پر گمراہی ثابت ہو گئی سو تم زمین میں چل پھر کر دیکھ لو

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۶﴾ اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ

کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا؟○ ایسے لوگوں کو ہدایت کے لئے آپ خواہ کتنی خواہش کریں

فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۳۷﴾ وَ

اللہ جسے گمراہ کر دے پھر اسے راہ نہیں دکھاتا اور ان کا کوئی مددگار بھی نہیں ہوتا○ اور

اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ

وہ اللہ کی پکی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ : جو مر جاتا ہے اللہ اسے دوبارہ نہیں اٹھائے گا"

بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾

کیوں نہیں یہ تو ایسا وعدہ ہے جسے پورا کرنا اللہ کے ذمہ[3] ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں○ (یہ

لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

اس لئے ہے) کہ اللہ ان پر وہ حقیقت واضح کر دے جس میں یہ اختلاف کر رہے ہیں اور اس لئے کہ

اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ

کافر جان لیں کہ وہی جھوٹے تھے○ ہم تو جب کسی چیز کا ارادہ کر لیتے ہیں تو اسے بس اتنا ہی کہہ دیتے ہیں

لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۰﴾ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا

کہ "ہو جا" تو وہ ہو جاتی[4] ہے○ اور جن لوگوں نے ظلم سہنے کے بعد اللہ کے لئے ترک وطن کیا ہم

ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ

انہیں دنیا میں بھی بہت اچھا ٹھکانا[5] دیں گے اور آخرت کا اجر تو بہت بڑا ہے

كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۴۲﴾

کاش، وہ لوگ جانتے○ (یعنی) جن لوگوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر ہی بھروسہ کرتے ہیں○

ع ۵ | وقف لازم

1-معاندین اسلام اور کج بحث ملحدین ہمیشہ اس انداز میں بری الذمہ ہونے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ اگر اللہ کی مشیت یہ تھی کہ وہ شرک کریں تو پھر اللہ تعالیٰ کی یہ مشیت بھی ہے کہ انہیں عذاب ہو۔ تاہم اللہ تعالیٰ کی یہ رضا قطعاً نہیں ہے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء اور رسل بھیجے تاکہ وہ انہیں بتادیں کہ یہ اللہ کی رضا نہیں۔ اس مقصد کیلئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء ورسل ہر بستی میں بھیجے۔

2-طاغوت۔ ادارہ۔ بادشاہ یا حکومت (Authority) جو خود نافرمان ہو اور لوگوں کو اللہ کی نافرمانی پہ مجبور کرے یا لوگ مجبور ہوں۔

گمراہی ثابت انہی پہ ہوتی ہے جو اپنے مفادات کی خاطر حق سے نہ صرف آنکھیں بند کر لیتے ہیں بلکہ عناد اور دشمنی کا رویہ اختیار کر لیتے ہیں۔ اور اس کام میں وہ اتنے آگے بڑھ جاتے ہیں کہ ان کے دل قبول حق کی صلاحیت ہی سے محروم ہو جاتے ہیں۔

یہی ایسے لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ زبردستی ہدایت نہیں دیتا اور آپ ﷺ جتنی بھی کوشش کر لیں انہیں کچھ فائدہ نہیں ہونے والا۔

3-دنیا میں حق وباطل کے جو معرکے قائم ہوئے تو باطل پہ ڈٹ جانیوالوں کو اور حق کی حمایت میں جانیں کھپانے والوں کو بغیر کسی انصاف کے چھوڑ دینا تو ممکن نہیں۔ اور جن کی ہٹ دھرمی یہاں تک پہنچی ہوئی تھی کہ اللہ کی جھوٹی قسمیں کھاتے اور اس پہ اصرار کرتے ان پہ حقیقت حال کی وضاحت بھی ضروری ہے۔

دنیا کے کسی قانون میں مجرم لوگوں اور امن پسند شہریوں جو کہ انسانیت کیلئے بیش بہا خدمات انجام دیں، تو ان دونوں سے ایک جیسا سلوک نہیں کیا جاسکتا تو اللہ احکم الحاکمین کے بارے میں کیسے یہ گمان کر لیا جاتا ہے کہ وہ ہر نیک وبد کو ایک ہی لاٹھی سے ہانک دے گا۔

4-یعنی اللہ تعالیٰ کو وسائل اور اسباب کی حاجت نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کا ارادہ کر لینا ہی کافی ہے۔

5-یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے حبشہ کو ہجرت کی۔ یہ تعداد میں اسی تھے۔ دنیا میں بہترین ٹھکانا دینا ایک پیشن گوئی ہے جو کہ حرف بحرف پوری ہوئی انہیں مکہ سے نکلنے پہ مجبور کیا گیا تھا ایک دن یہی لوگ مکہ میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ

آپ سے پہلے ہم نے جتنے رسول بھیجے وہ آدمی ہی ہوتے تھے جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے لہٰذا اگر تم خود

الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٤٣﴾ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ۭ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ

نہیں جانتے تو اہل علم سے پوچھ لو[1]○ (انہیں ہم نے) واضح دلائل اور کتابیں (دے کر بھیجا) اور آپ کی طرف

الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿٤٤﴾

یہ ذکر (قرآن) اس لئے نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کو واضح طور پر بتادیں[2] جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے تاکہ

اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ

وہ غور و فکر کریں○ جو لوگ بری چالیں چل رہے ہیں کیا وہ بے خوف ہو گئے ہیں کہ اللہ انہیں زمین میں

اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٤٥﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ

دھنسا دے یا ایسی جگہ سے ان پر عذاب بھیجے جہاں سے انہیں وہم و گمان بھی نہ ہو○ یا انہیں چلتے پھرتے ہی

فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿٤٦﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰي تَخَــوُّفٍ ۭ فَاِنَّ

پکڑلے تو یہ لوگ اسے عاجز کرنے کی طاقت نہیں رکھتے○ یا انہیں پکڑلے کہ وہ کمزور ہو ہو کر تباہ ہو جائیں[3] بلاشبہ

رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿٤٧﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ

آپ کا رب ترس کھانے والا، رحم والا ہے○ کیا ان لوگوں نے اللہ کی مخلوق میں سے کچھ نہیں

يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَاۗىِٕلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ

دیکھا کہ اس کا سایہ کیسے دائیں سے (بائیں) اور بائیں سے (دائیں) اللہ کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے[4]

دٰخِرُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ

ڈھلتا رہتا ہے اور یہ سب چیزیں عاجز ہیں○ آسمانوں اور زمین میں جتنی جاندار مخلوق ہے اور فرشتے بھی[5]، سب

دَاۗبَّةٍ وَّالْمَلٰۗىِٕكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٤٩﴾ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ

اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں اور کبھی تکبر نہیں کرتے○ وہ اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں جو ان کے

وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿٥٠﴾ ۞ وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰـهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ

اوپر ہے اور وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے○ اللہ نے فرمایا ہے کہ: دو الٰہ نہ بنا لو، بلاشبہ

اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿٥١﴾ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ

الٰہ صرف ایک ہی ہے لہٰذا مجھی سے ڈرو○ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے

الْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿٥٢﴾ وَمَا بِكُمْ

سب اسی کا ہے اور اسی کی عبادت دائمی[6] ہے پھر کیا تم اللہ کے علاوہ دوسروں سے ڈرتے ہو؟[7]○ تمہیں ہر نعمت

مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْــَٔــرُوْنَ ﴿٥٣﴾ ۚ

بھی اللہ کی طرف سے مل رہی ہے پھر جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اسی کے آگے چیخ و پکار کرتے ہو[8]○

ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿٥٤﴾ ۙ

پھر جب تم سے اس تکلیف کو دور کر دیتا ہے تو تمہارے فریق اپنے رب سے شرک کرنے لگتے ہیں○

1- یہ مشرکین کے اس اعتراض کا جواب ہے کہ یہ کیسا رسول ہے جو ہمارے جیسا انسان ہی ہے۔ یہاں تاریخی پہلو سے استدلال کیا گیا ہے کہ پہلے سارے انبیاء بھی تو انسان (مرد) ہی تھے۔ حضرت ابراہیم کو تو تم بھی اپنا پیشوا مانتے ہو وہ بھی تو بشر ہی تھے۔ اگر تمہیں نہیں معلوم تو جنہیں علم ہو ان سے پوچھ لو۔ مثلاً اہل کتاب وغیرہ۔

2- صرف قرآن کو یاد کرلینا یا کرادینا ہی آپکی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ اس کا "بیان" بھی آپ کے ذمہ ہے۔ بیان یعنی قرآن کے مفہوم و معانی کا تعین کرنا اور اس کی تشریح و توضیح کرنا ہے۔

3- تخوف، تنقص، آہستہ آہستہ کمزور ہوتے جانا اور ختم ہو جانا۔

4- اللہ کے احکام سے سر مو انحراف کئے بغیر انہیں بجالانا ان کا سجدہ کرنا ہے۔ سایہ بننے کیلئے اللہ تعالیٰ نے جو طبعی قوانین مقرر فرمادیئے ہیں وہ ان سے انحراف نہیں کرسکتے۔ تاہم قرآن کریم کی دیگر آیات کو مد نظر رکھیں تو محسوس ہوتا ہے کہ تمام اشیاء اللہ تعالیٰ کی کسی ایسے انداز میں تسبیح بیان کرتی ہیں اور سجدہ بجالاتی ہیں جسے ہم سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔

فرمان الٰہی ہے۔

"ساتوں آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں بلکہ کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو لیکن تم اس کی تسبیح کو سمجھتے نہیں۔"

(بنی اسرائیل 44:17)

5- فرشتوں کا ذکر الگ سے کیا کیونکہ مشرکین مکہ انہیں اللہ کی بیٹیاں اور دیویاں قرار دیتے تھے۔ یاد رہے کہ عہد نبوی میں ایران میں مجوسی مذہب رائج تھا جنہوں نے دو الٰہ بنا رکھے تھے۔ نیکی کا "یزداں" اور برائی کا "اہرمن"۔

6- واصب -- دائم -- اللہ کی عبادت خالص، مستقل اور لازمی ہو۔

7- جب آسمان اور زمین کی ہر چیز کی ملکیت اسی کی ہے تو پھر منطقی طور پہ اسی سے ڈرنا چاہئے کسی اور سے ڈرنے کی حاجت ہی باقی نہیں رہتی۔

8- جب دنیا کے سہارے ٹوٹ جاتے ہیں۔ جب انسان مسائل اور پریشانیوں میں گھر جاتا ہے تو پھر خاص اللہ ہی کی یاد آتی ہے، کیوں؟ فطرت کی آواز عام حالات میں مصنوعی پردوں میں چھپی ہوتی ہے۔

لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۪ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ (۵۵) وَيَجْعَلُوْنَ

تاکہ ہم نے جو انہیں عطا کیا ہے اس کی ناشکری کریں۔ اچھا مزے اڑا لو عنقریب تم جان لو گے[1] ○ نیز

لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ۭ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ

جو ہم نے انہیں دیا اس میں سے ان کا ایک حصہ مقرر کرتے ہیں[2] جنہیں جانتے تک نہیں اللہ کی قسم! تمہاری

تَفْتَرُوْنَ (۵۶) وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ (۵۷)

افتراء پردازیوں کی تم سے پوچھ ہوگی ○ لوگوں نے اللہ کے لئے بیٹیاں تجویز کیں[3] ہیں وہ پاک ہے اور اپنے لئے

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ (۵۸)

(بیٹے) جو وہ چاہیں ○ اور جب کسی کو لڑکی کی خبر ملتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ غم

يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْۗءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ۭ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰي هُوْنٍ اَمْ

سے بھر جاتا ہے ○ اور دی ہوئی خبر سے بوجہ عار لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے (سوچتا ہے) آیا اسے ذلت کے

يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ (۵۹) لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

باوجود زندہ رہنے دے یا زمین میں گاڑ دے؟ دیکھو یہ کیسا برا فیصلہ کرتے ہیں[4] ○ بری مثال تو ان لوگوں کے

بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (۶۰)

لئے ہے جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اللہ کے لئے تو بلند تر مثال ہے اور وہ ہر چیز پر غالب اور حکمت والا ہے ○

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَاۗبَّةٍ وَّلٰكِنْ

اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے ظلم کی بنا پر پکڑنے لگتا تو زمین پر کوئی جاندار مخلوق باقی نہ رہ جاتی[5] لیکن وہ

يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَاۗءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ

ایک معین عرصہ تک ڈھیل دیئے جاتا ہے پھر جب ان کی مدت آجاتی ہے تو (اللہ کا عذاب) ایک گھڑی بھی آگے

سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ (۶۱) وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ

پیچھے نہیں ہو سکتا ○ لوگ اللہ کے لئے جو تجویز کرتے ہیں اسے خود ناپسند کرتے ہیں[6] اور ان کی زبانیں

اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ۭ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَ

جھوٹ بکتی ہیں کہ ان کے لئے بھلا ہی ہے ان کے لئے یقینی چیز تو جہنم کی آگ ہے اور اس میں یہ سب سے آگے

اَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ (۶۲) تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ

دھکیلے جائیں گے[7] ○ اللہ کی قسم! ہم آپ سے پہلے بہت سی امتوں کی طرف رسول بھیج چکے ہیں تو

فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ

شیطان انہیں ان کے کرتوت مزین کر کے دکھاتا رہا اور آج بھی وہی ان (کفار) کا سرپرست ہے اور انہیں

اَلِيْمٌ (۶۳) وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي

المناک عذاب ہوگا ○ ہم نے آپ پر یہ کتاب اس لئے نازل کی ہے کہ جن باتوں میں یہ لوگ اختلاف کرتے

اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (۶۴)

آپ ان کے لئے (حقیقت) واضح کر دیں[8] نیز یہ کتاب ایمان لانے والوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے ○

1- اس ناشکری اور احسان فراموشی کی بھی سزا فوری نہیں دی جاتی بلکہ موت تک مہلت دی جاتی ہے۔

2- ان کے اس افترا کی بنیاد کوئی علم نہیں۔ نہ اپنے عقائد کی تائید میں انکے پاس کوئی دلیل ہے۔ ہمارے ہی دیئے ہوئے رزق میں سے ہمارے شریکوں کا حصہ مقرر کرتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا حصہ اگر چھٹ جائے انہیں کوئی پریشانی نہیں ہوتی مگر اپنے ان مشرکوں کا حصہ نہیں چھوڑتے۔

"انہوں نے کھیتی اور جانوروں میں حصے بنا رکھے تھے انہوں نے اپنے زعم سے یہ طے کر رکھا تھا کہ یہ اللہ کا حصہ ہے اور یہ ہمارے شریکوں کا جو انکے شرکاء کا حصہ ہوتا وہ اللہ کے حصے میں شامل نہ ہوتا جبکہ اللہ کا حصہ شرکاء کے حصے میں شامل کردیا جاتا۔ برے تھے جو وہ فیصلے کرتے تھے۔"

(الانعام 136:6)

3- مشرکین مکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ دیگر مشرک تہذیبوں کی طرح مشرکین مکہ نے بھی دیوتاؤں کی نسبت دیویاں زیادہ ٹھہرا رکھیں تھیں جنہیں وہ اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے جیسے لات' منات اور عزیٰ وغیرہ۔ لات لفظ الہ کی مونث ہے۔ عزیٰ عزیز کی مونث اور منات منان کی مونث ہے۔ اسکا باقاعدہ حج بھی کیا جاتا۔

4- شرک کرتے ہوئے بھی ایسے گھٹیا ذوق کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ جو چیز خود سخت ناپسند کرتے ہیں وہی اللہ کیلئے روا ٹھہراتے ہیں۔ جاہلیت میں بیٹیوں کے بارے میں کیا احساسات ہوتے تھے اسکی کیسی عمدہ نقشہ کشی کی گئی ہے۔ چنانچہ ان میں بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے کی عادت بد بھی موجود تھی۔ ﴿اَيُمْسِكُهٗ عَلٰي هُوْنٍ﴾ کا یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ اس لڑکی کو ذلیل کرکے رکھے یعنی لڑکوں پہ ساری توجہ ہو جبکہ لڑکی کی لونڈیوں کی طرح پرورش کرے۔

5- انسان کے گناہ اتنے کثیر ہیں کہ عذاب نازل ہوتے ہی رہیں اور پھر ان کے اثرات سے کوئی بھی جاندار نہ بچ سکے گا۔ جیسے اگر قحط نازل ہو تو اسکے اثرات انسانوں کے علاوہ جانور پہ بھی ہوں گے۔

6- جیسے آیت نمبر 58 میں واضح ہوا کہ اپنے لئے بیٹیاں ننگ عار سمجھتے مگر اللہ کیلئے بیٹیاں شریک ٹھہراتے۔

7- مفرطون کا دوسرا معنی یہ ہے کہ وہ "بھلا دیئے" جائیں گے۔

8- گویا جو کتاب (قرآن اور اسکا بیان یعنی سنت) اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی اسکا مقصد یہ ہے کہ اختلافات میں حق کی راہ متعین کردے۔

کتاب وسنت کو حکم بنا کر آج بھی یہ اختلافات ختم کیے جا سکتے ہیں۔

ع 7 / 12

وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِيْ

اور اللہ ہی نے آسمان سے پانی برسایا جس سے زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کیا بلاشبہ اس میں بھی

ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿٦٥﴾ ع وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ

لوگوں کے لئے نشانی ہے جو غور سے سنتے ہیں ○ نیز تمہارے لئے چوپایوں میں بھی عبرت ہے ان کے پیٹوں میں

مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿٦٦﴾

فضلہ اور خون موجود ہوتا ہے ان کے درمیان سے ہم تمہیں خالص دودھ[1] پلاتے ہیں جو پینے والوں

وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا

کے لئے خوشگوار ہے ○ نیز کھجور اور انگور کے پھلوں سے بھی (پلاتے ہیں) جسے تم شراب بنا لیتے ہو اور عمدہ

حَسَنًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى

رزق بھی اہل عقل کے لئے اس میں بھی ایک نشانی ہے ○ نیز آپ کے رب نے شہد کی مکھی کی طرف

النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ﴿٦٨﴾

وحی[2] کی کہ پہاڑوں میں، درختوں میں اور (انگور وغیرہ کی) بیلوں میں اپنا گھر (چھتا) بنا ○

ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ يَخْرُجُ مِنْۢ

پھر ہر قسم کے پھل سے رس چوس اور اپنے رب کی ہموار کردہ راہوں پر چلتی رہ ان مکھیوں کے

بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

پیٹ سے مختلف رنگوں کا مشروب (شہد) نکلتا ہے جس میں لوگوں کے لئے شفا[3] ہے یقیناً اس میں بھی ایک

لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿٦٩﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ۙ وَمِنْكُمْ مَّنْ

نشانی ہے غور و فکر کرنے والوں کے لئے[4] ○ اللہ نے تمہیں پیدا کیا پھر وہی تمہیں موت دیتا ہے اور تم میں

يُّرَدُّ اِلٰۤى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ

سے بعض کو رذیل ترین عمر تک پہنچایا جاتا ہے تاکہ علم کے بعد وہ کچھ نہ جانے بلاشبہ اللہ سب جاننے والا

قَدِيْرٌ ﴿٧٠﴾ ع وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ

اور قادر ہے ○ نیز اللہ نے تمہیں رزق کے معاملہ میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے پھر جن لوگوں کو

فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ؕ اَفَبِنِعْمَةِ

فضیلت دی ہے وہ اپنا رزق اپنے غلاموں کی طرف لوٹانے والے نہیں ہیں کہ آقا و غلام سب برابر ہو جائیں کیا پھر

اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿٧١﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّ

وہ اللہ کی نعمتوں کا ہی انکار کرتے ہیں ○ اللہ نے تمہارے لئے تمہی میں سے ازواج بنائیں اور

جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ

تمہاری ازواج سے تمہارے لئے بیٹے اور پوتے بنائے اور تمہیں پاکیزہ چیزوں کا رزق

الطَّيِّبٰتِ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ﴿٧٢﴾

عطا کیا۔ کیا پھر وہ باطل (معبودوں) پر یقین رکھتے اور اللہ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں؟ ○

1-اس آیت میں غور و فکر کرنیوالوں کیلئے بڑی نشانیاں ہیں۔ مختصراً سائنسی تحقیقات کی روشنی میں دودھ بننے کا عمل یوں ہے۔ دودھ پلانے والے جانوروں (Mammals) کی آنتوں میں جہاں فضلہ (فرث) ہوتا ہے ایسے خوراک کے اجزاء کیمیائی عمل کے ذریعے علیحدہ ہوتے ہیں جن سے دودھ بنتا ہے۔ یہ اجزاء خون کی نالیوں میں ایک پیچیدہ نظام کے ذریعے منتقل ہو جاتے ہیں۔ خون ان اجزاء کو جسم کے مختلف حصوں میں منتقل کردیتا ہے۔ چنانچہ خون کی نالیوں سے یہ اجزاء ان غدود (Mammary Gland) میں منتقل ہوتے ہیں جو کہ دودھ بنانے کا عمل مکمل کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ گردش خون (Blood Circulation) کا نظام نزول قرآن کے لگ بھگ ایک ہزار سال بعد دریافت ہوا اور فضلہ میں ہونے والا کیمیائی عمل جو فضلہ سے دودھ بنانے والے اجزاء علیحدہ کرتا ہے مزید تین سو سال بعد دریافت ہوا۔

اب اگر قرآن کریم کی اس آیت کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ کس طرح دقیق انداز میں دودھ بننے کے عمل کی وضاحت کی گئی ہے۔ سبحان اللہ احسن الخالقین۔

2-یہاں وحی کا مفہوم شہد کی مکھی کی فطرت میں یہ صلاحیت ودیعت کرنا ہے۔ وحی کا معنی تیز اشارہ ہے۔ وحی کی اقسام کی تفصیل کیلئے دیکھیں (الشوریٰ 51:42)

3-شہد کا لذیذ مشروب موثر غذا ہونا تو سب کو معلوم ہے لہٰذا یہاں شہد کا دوا ہونا ذکر کیا گیا۔ شہد میں ایک قدرتی صفت یہ ہے کہ وہ نمی جذب کرتا ہے اس وجہ سے وہ گلتا سڑتا نہیں ہے اور جو چیز اس میں ڈالی جائے اسے بھی محفوظ رکھتا ہے۔ اسکے اجزاء ویسے تو وہی ہیں جو کہ چینی کے ہوتے ہیں مگر وہ اس حالت میں ہوتے ہیں کہ معدہ کو انہیں ہضم کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اسی لئے شہد فوری توانائی مہیا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ جس قسم کے پھولوں سے یہ رس لیا گیا ہے اسکے اثرات بھی شہد میں موجود رہتے ہیں۔ گویا اس انداز سے مخصوص تاثیر رکھنے والے پھولوں سے ایسے شہد تیار کئے جاسکتے ہیں جو کہ مختلف بیماریوں میں زیادہ موثر ہوں۔

4-شہد کی مکھی اور اس کا شہد بنانا' اس سارے عمل میں اللہ تعالیٰ کی بے شمار نشانیاں ہیں۔ یہ جگہ تفصیل کی متحمل نہیں۔ صرف دو نکات کی جانب اشارہ کیا جارہا ہے۔

(ا)۔ شہد بنانے میں مادہ مکھی (Female work Bee) کا بنیادی کردار ہوتا ہے۔ یہ صرف گذشتہ چند سالوں میں تجربات کی روشنی میں دریافت کیا گیا ہے۔ ورنہ ہمیشہ سے یہ سمجھا جاتا ہے شہد بنانے والی مکھی نر ہوتی ہے۔ قرآن کریم نے پھولوں کے رس چوسنے کیلئے جو فعل استعمال کیا ہے وہ صرف مادہ ہی کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔

(ب)۔ تقریباً ایک کلوگرام شہد بنانے کیلئے مکھی کو چار ملین پھولوں کا رس چوسنا پڑتا ہے۔ مکھی اس عمل کیلئے بے مثال نظم و نسق کا مظاہرہ کرتی ہے۔ مکھی دوسری شہد کی مکھیوں تک پھولوں کے فاصلے اور سمت کی معلومات پہنچانے کیلئے ایک دقیق نظام استعمال کرتی ہے۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ

اللہ کے سوا وہ جن چیزوں کی عبادت کرتے ہیں وہ آسمانوں اور زمین

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿٧٣﴾ فَلَا تَضْرِبُوْا

سے انہیں رزق مہیا کرنے کا کچھ اختیار نہیں رکھتیں اور نہ ہی وہ یہ کام کر سکتی ہیں○ اللہ کے لئے مثالیں

لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٧٤﴾ ضَرَبَ

نہ بیان کیا کرو[1] بلاشبہ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے○ اللہ ایک مثال بیان کرتا

اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰي شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ

ہے ایک غلام ہے جو خود کسی کی ملک ہے وہ کسی چیز کی قدرت نہیں رکھتا اور دوسرا وہ ہے جسے ہم نے عمدہ رزق

مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ۭ هَلْ

عطا کیا پھر وہ اس میں سے خفیہ اور علانیہ بہر طور خرچ کرتا ہے کیا یہ دونوں برابر

يَسْتَوٗنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٧٥﴾ وَضَرَبَ

ہوسکتے ہیں؟ سب[2] تعریف اللہ ہی کے لئے سزاوار ہے بلکہ اکثر لوگ (یہ بات بھی) نہیں جانتے○ نیز اللہ ایک اور

اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰي شَيْءٍ وَّهُوَ

مثال بیان کرتا ہے[4]: دو آدمی ہیں جن میں سے ایک گونگا (بہرا)[3] کسی بات کی قدرت نہیں رکھتا وہ اپنے

كَلٌّ عَلٰي مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيْ

مالک پر بوجھ ہے مالک اسے جہاں بھیجتا ہے وہ بھلائی سے نہیں آتا۔ کیا ایسا شخص، دوسرے کے

هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٧٦﴾

برابر ہو سکتا ہے جو انصاف کے ساتھ حکم دیتا ہے اور صراط مستقیم پر گامزن ہے؟○

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا

آسمانوں اور زمین کے خفیہ حقائق کا علم اللہ ہی کو ہے اور ساعت (قیامت) کا معاملہ یوں ہوگا

كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٧٧﴾

جیسے آنکھ کی جھپک یا اس سے جلد تر واقع ہو جائے گی[5] اللہ تعالیٰ یقیناً ہر چیز پر قادر ہے○

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَـيْـــًٔا ۙ وَّ

اللہ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ سے (اس حال میں) نکالا کہ تم کچھ نہ جانتے تھے اور اسی نے تمہارے کان

جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْــِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٧٨﴾

آنکھیں اور دل بنائے تاکہ تم اس کا شکر ادا کرو○

اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَاۗءِ ۭ مَا يُمْسِكُهُنَّ

کیا انہوں نے پرندوں کو نہیں دیکھا کہ آسمانی فضا میں کیسے مسخر ہیں انہیں اللہ ہی

اِلَّا اللّٰهُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٧٩﴾

تھامے ہوئے ہے[6] جو لوگ ایمان لاتے ہیں ان کے لئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں○

ع ١٠ / ١٦

1- کیونکہ اللہ تعالیٰ جیسا کوئی بھی نہیں ہے کہ کوئی مثال اسکے فٹ آسکے۔

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾

"اس کی مانند کوئی بھی نہیں ہے"

(الشوریٰ 42:11)

2- درست اور مناسب حال مثال سے حقیقت بڑی آسانی سے سمجھ آجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جابجا موثر مثالیں پیش فرماتے ہیں۔

ایک جانب ایسا غلام ہے جسے خود اپنے جسم پہ بھی مکمل اختیار نہیں ہے کہیں جانے کیلئے اسکو مالک سے اجازت لینی پڑتی ہے۔ دوسری جانب ایک آزاد انسان ہے اللہ تعالیٰ نے مال و دولت دے رکھا ہے جسے وہ آزادی سے استعمال کرتا ہے کیا یہ برابر ہوسکتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ تمام خزانوں کے مالک ہیں۔ اپنی حکومت میں مکمل اختیار رکھتے کیا وہ شریک جو خود مخلوق ہیں۔ از خود کہیں جا بھی نہیں سکتے۔ کیا اللہ تعالیٰ اور یہ شریک برابر ہوسکتے ہیں؟

3- جیسے بت گونگے بہرے ہیں۔ یا الہ من دون اللہ گونگے بہرے ہیں۔

4- جیسے بتوں کو اگر کوئی گرادے تو وہ خود کھڑے بھی نہیں ہوسکتے۔ اپنا بھی کوئی مسئلہ حل نہیں کرسکتے۔ پہلی مثال میں اللہ تعالیٰ نے اختیار اور عدم اختیار کو واضح کیا۔ دوسری مثال میں یہ واضح کیا کہ اختیار نہ ہونے کے ساتھ ساتھ سننے اور بولنے کی صفت بھی نہیں رکھتا۔

5- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"دو آدمی کپڑا بچھائے سودا بازی کررہے ہونگے اور وہ ابھی اس سودا بازی اور کپڑا لینے سے فارغ نہ ہوئے ہونگے کہ قیامت آجائے گی اور ایک آدمی اونٹنی کا دودھ لے کر جارہا ہوگا اور وہ ابھی اسے پینے نہ پائے گا کہ قیامت آجائے گی۔ اور ایک آدمی اپنا حوض لیپ پوت رہا ہوگا ابھی نہ اس میں پانی بھرا جائے گا اور نہ پیا جائے گا کہ قیامت آجائے گی اور ایک آدمی کھانے کا نوالہ اپنے منہ کی طرف اٹھائے گا اور ابھی اس نے منہ میں نہ ڈالا ہوگا کہ قیامت آجائے گی۔"

(بخاری)

6- پرندوں کو یہ طاقت اور استعداد اللہ تعالیٰ نے ہی ودیعت کی ہے۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ

اللہ نے تمہارے لئے تمہارے گھروں کو جائے سکون بنایا اور چوپایوں کی کھالوں سے تمہارے لئے ایسے گھر

الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ

(خیمے) بنائے[1] جنہیں تم نقل مکانی اور قیام دونوں حالتوں میں ہلکا پاتے ہو

وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا

اور ان کی اون، پشم اور بالوں[2] سے تمہارے لئے گھر کا سامان اور کچھ مدت کے لئے سامان

اِلٰى حِيْنٍ ﴿٨٠﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ

معیشت بنایا○ نیز اللہ ہی نے تمہارے لئے اپنی مخلوق (کی اکثر چیزوں) کے سائے بنائے[3] اور پہاڑوں میں کمین

مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ

گاہیں بنائیں اور تمہارے لئے ایسے لباس بنائے جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں[4]

وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ۗ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ

اور جو لڑائی کے وقت تمہیں بچاتے ہیں اللہ اسی طرح تم پر اپنی نعمتیں پوری کرتا ہے

لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴿٨١﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ

تاکہ تم فرمانبردار بنو[5]○ پھر اگر یہ لوگ منہ موڑتے ہیں تو (اے نبی!) آپ پر تو بانوضاحت پیغام پہنچا دینے کی

الْمُبِيْنُ ﴿٨٢﴾ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ

ہی ذمہ داری ہے○ وہ اللہ کی نعمتوں کو پہچانتے بھی ہیں مگر پھر اس کا انکار کردیتے ہیں اور ان میں سے اکثر

الْكٰفِرُوْنَ ﴿٨٣﴾ ع وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا

ناشکرے ہیں○ اور جس دن ہم ہر امت میں سے ایک گواہ کھڑا کریں گے[6] تو پھر کافروں کو نہ تو (عذر پیش کرنے

يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿٨٤﴾ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ

کی) اجازت دی جائے گی اور نہ ہی توبہ کا موقع دیا جائے گا○ اور جب ظالم لوگ

ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿٨٥﴾ وَ

عذاب دیکھ لیں گے تو پھر ان کے عذاب میں تخفیف نہیں کی جائے گی، نہ ہی انہیں مہلت دی جائے گی○ اور

اِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ

جب مشرک اپنے شریکوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے: "ہمارے رب! یہ ہمارے (خود ساختہ)

شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ۚ فَاَلْقَوْا

شریک ہیں جنہیں ہم تجھے چھوڑ کر پکارا کرتے تھے" اس پر (وہ شریک)

اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿٨٦﴾ ۚ وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ

کہیں گے کہ "تم یقیناً جھوٹے ہو"[7]○ اس دن وہ اللہ کے حضور اپنی فرمانبرداری پیش

يَوْمَئِذِ ِ السَّلَمَ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٨٧﴾

کریں گے اور جو کچھ وہ افترا پردازیاں کرتے تھے سب کچھ انہیں بھول جائے گا○

1- مکہ کا علاقہ غیر زرعی علاقہ ہے۔ یہاں کپڑوں وغیرہ کی صنعت تو بالکل نہیں ہے۔ پہلے لوگ جانوروں کے چمڑے ہی سے اپنے خیمے بنایا کرتے تھے۔

2- صوف۔ بھیڑ کی اون۔ جمع اصواف۔ وبر= اونٹ کا بال جمع اوبار شعر۔ دنبے بکری وغیرہ کا بال جمع اشعار۔

3- ذرا تصور کریں اگر اللہ تعالیٰ انہیں پیدا کردہ اشیاء میں سایہ کرنے کی خاصیت نہ رکھی ہوتی تو کیا حشر ہوتا۔

4- مکہ میں موسم سرما ہوتا ہی نہیں۔ گرم موسم ہوتا ہے یا شدید گرم لہٰذا گرمی سے بچاؤ کا ذکر کیا۔ ورنہ لباس سردی سے بھی بچاتا ہے۔

5- تسلمون۔ ایک قرات میں "تسلمون" ہے یعنی تاکہ تم سلامت رہو، محفوظ رہو۔

6- یہ قیامت کی عدالت کا ایک منظر ہے۔ کافر وہاں بھی جھوٹی قسمیں کھانے سے دریغ نہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ انکے منہ بند (Seal) کردیں گے اور گواہیاں پیش ہونا شروع ہوں گی۔ ہر امت کے مصلح اور مبلغ گواہیاں دیں گے کہ ہم نے تیرا پیغام پہنچا دیا تھا مگر فلاں فلاں لوگوں نے ٹھکرا دیا تھا۔ جیسے دوسری جگہ فرمایا۔

"بھلا اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے۔ پھر ان پر (اے نبی) آپ کو گواہ بنادیں گے۔"

(النساء 4:41)

7- غوث، داتا، دستگیر وغیرہ جنہیں گمراہوں نے اللہ کے شریک ٹھہرا رکھا تھا وہ فوراً اپنی برات کا اظہار کردیں گے۔ ہم خود اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔ ہم نے تو کبھی یہ نہ کہا تھا کہ ہمیں شریک ٹھہراؤ۔ نہ ہی اس بارے میں تمہارے پاس کوئی دلیل تھی لہٰذا اپنے اس کام میں تم خود ہی جھوٹے ہو۔

یاد رہے یہ وہ شریک ہیں جو نبی، ولی، بزرگ وغیرہ تھے اور لوگوں نے عقیدت میں غلو کرکے انہیں اللہ کے شریک کا رتبہ دے دیا تھا یہاں شریک پتھر کے بت یا لکڑی کے درخت یا شمس وغیرہ نہیں ہیں کہ جنہیں لوگ پکارتے تھے۔ یادنیا میں بھی بے جان تھے اور قیامت کو انہیں جاندار بنانے کا کہیں ذکر نہیں آیا۔

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا

(یہ وہ لوگ ہوں گے) جنہوں نے کفر کیا، اور اللہ کی راہ سے روکتے رہے ہم ان کے عذاب پر مزید

فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ

عذاب کا اضافہ کرتے جائیں گے اس لئے کہ وہ فساد مچایا کرتے تھے O اور جس دن ہم ہر امت سے انہی میں

اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا

سے ایک گواہ کھڑا کریں گے اور ان پر ہم آپ کو

عَلٰى هٰۤؤُلَاۤءِ ۭ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ

گواہ لائیں گے[1] اور ہم نے آپ پر ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں ہر چیز کی وضاحت[2] موجود ہے اور (اس میں)

هُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۸۹﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ

مسلمانوں کے لئے ہدایت، رحمت اور خوشخبری ہے O بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہیں عدل،

بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَاۤئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ

احسان اور قرابت داروں کو (امداد) دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی، برے کاموں اور

الْفَحْشَاۤءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۹۰﴾ وَ

سرکشی سے منع کرتا ہے[3] وہ تمہیں اس لئے نصیحت کرتا ہے کہ تم اسے (قبول کرو اور) یاد رکھو O اور

اَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ

جب تم نے اللہ سے کوئی عہد کیا ہو تو اسے پورا کرو اور اپنی قسموں کو پکا کرنے کے

بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ

بعد مت توڑو جبکہ تم اپنے (قول و قرار) پر اللہ کو ضامن بنا چکے ہو بلاشبہ جو تم کرتے ہو، اللہ

يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا

اسے خوب جانتا ہے O اور اس عورت کی طرح نہ ہونا جس نے بڑی محنت سے سوت کاتا پھر خود ہی

مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ۭ تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ اَنْ

اسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا[4] تم اپنی قسموں کو باہمی معاملات میں مکر و فریب کا ذریعہ بناتے ہو کہ

تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ۭ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ۭ وَلَيُبَيِّنَنَّ

ایک جماعت سے دوسری ناجائز فائدہ حاصل کرے[5] اللہ ان (قسموں اور معاہدوں) سے تمہاری آزمائش کرتا

لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَلَوْ شَاۤءَ

ہے اور قیامت کے دن تم پر یقیناً اس بات کی وضاحت کردے گا جس میں تم اختلاف کیا کرتے تھے O اور اگر اللہ

اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَاۤءُ

چاہتا تو تمہیں ایک ہی امت بنا دیتا، لیکن وہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے

وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۤءُ ۭ وَلَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾

اور جو کچھ تم کرتے رہے اس کے متعلق ضرور تمہاری بازپرس ہوگی O

1- یہ مضمون قرآن کریم میں اور بھی مواقع میں وارد ہوا ہے جیسے فرمایا۔
”اور اسی طرح (اے مسلمانو!) ہم نے تمہیں متوسط امت بنایا تاکہ تم دنیا کے لوگوں پہ گواہ ہو اور رسول تم پہ گواہ ہوں۔“
(البقرہ 143:2)
ہر نبی اپنی امت کے بارے میں گواہی دے گا۔ اور پھر انبیاء کے بعد یہ گواہی دیگر مبلغین بھی دیں گے۔ اور اسی طرح حجت تمام ہوگی۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھیں (النساء 41:4) اور آیت نمبر 84-

2- ہر آیت انسانی سے متعلق تمام مطلوبہ معلومات اس میں موجود ہیں۔

3- یہ آیت قرآن کریم کی چند انتہائی جامع آیات میں سے ہے۔ اس جامعیت کے پیش نظر خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اسے خطبہ جمعہ میں داخل کرکے اسوہ حسنہ قائم کردیا۔ یہ صفحات اس آیت کی مکمل تشریح کے متحمل نہیں ہوسکتے۔ تشریح کیلئے مولانا عبدالرحمن کیلانی کی مفصل تفسیر دیکھیں۔
عدل۔ توازن و تناسب' برابری' کسی کو اس کا جائز حق دینا۔ یہی عدلیہ کی ذمہ داری ہے۔
احسان۔ ہر نیک اور اچھا کام۔ کسی کام کو بہترین اسلوب سے بجالانا۔
عدل احسان سے برتر صفت ہے۔ جس معاشرہ میں عدل ہو گا اس میں ایک دوسرے کے حقوق غصب نہیں ہوتے۔ اور جس معاشرہ میں احسان رواج پاجائے اس معاشرہ میں اخوت' محبت' رواداری' فراوانی' امن اور سکون کا دور دورہ ہو گا۔ عدل اور احسان کا مفہوم یوں سمجھیں اگر کسی شخص کا کسی مزدور سے معاہدہ طے ہو جائے کہ وہ آٹھ گھنٹے کام کرے گا تو اسے ایک سو روپے معاوضہ ملے گا۔ اگر مزدور اپنی خوشی سے آٹھ کی بجائے نو گھنٹے کام کرے تو یہ احسان ہو گا اور اگر وہ شخص سو کی بجائے از خود ایک سو دس روپے دے دے تو اسکی طرف سے احسان ہو گا۔
منکر کی ضد معروف ہے کچھ کام تو ایسے ہیں جنہیں شریعت نے ہی منکر قرار دے دیا ہے۔ کچھ ایسی اشیاء ہیں جن کے معاملہ میں شریعت خاموش ہے لیکن خاص معاشرہ میں انہیں منکر سمجھا جاتا ہے جیسے ہمارے معاشرہ میں جانب قبلہ پاؤں کرنا۔ ان سے بچنا چاہئے۔

4- بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مکہ میں ایک دیوانی عورت تھی جو دن بھر سوت کاتتی تھی پھر اسے توڑ کر پھینک دیتی۔

5- کسی گروہ سے بدعہدی نہ کی جائے ایسا بھی نہ ہونا چاہئے کہ معاہدہ کرتے وقت تم کمزور تھے اور معاہدہ تمہاری ضرورت تھا مگر اب تم اس معاہدہ کی حاجت نہیں رکھتے تو اس کی پرواہ نہ کرو۔

وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًاۢ بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ

نیز تم اپنی قسموں کو باہمی معاملات میں دھوکا دینے کا ذریعہ نہ بناؤ ورنہ قدم جم جانے کے بعد پھر پھسل

ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَ

جائیں گے اور جو تم اللہ کی راہ سے روکتے رہے [1] اس کی پاداش میں تمہیں برا نتیجہ بھگتنا ہو گا اور (آخرت

لَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٩٤﴾ وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ

میں) تمہارے لئے بہت بڑا عذاب ہو گا○ اللہ سے کئے ہوئے عہد [2] کو تھوڑی سی قیمت کے عوض مت بیچو○

اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٩٥﴾ مَا عِنْدَكُمْ

کیونکہ جو (اجر) اللہ کے پاس ہے وہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو○ جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ

يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۭ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا

سب [3] ختم ہو جائے گا اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے اور ہم صبر کرنے والوں کو

اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٦﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا

ان کے اچھے اعمال کے مطابق ضرور ان کا اجر عطا کریں گے○ جو شخص بھی نیک عمل کرے خواہ

مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ

مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ہم اسے پاکیزہ زندگی [4] بسر کرائیں گے اور (آخرت میں)

وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٧﴾ فَاِذَا

ان کے بہترین اعمال کے مطابق انہیں ان کا اجر عطا کریں گے○ پھر جب آپ

قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿٩٨﴾

قرآن پڑھنے لگیں تو شیطان مردود سے اللہ سے پناہ [5] مانگ لیا کریں○ اس کا

اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ

ان لوگوں پر کوئی بس نہیں چلتا جو ایمان لائے اور اپنے رب پر

يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٩٩﴾ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ

توکل کرتے ہیں○ اس کا بس تو صرف ان پر چلتا ہے [6] جو اسے اپنا سرپرست بناتے ہیں اور ایسے ہی لوگ اللہ

هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿١٠٠﴾ وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّ

کے شریک بناتے ہیں○ اور جب ہم ایک آیت کے بجائے دوسری آیت تبدیل کر کے نازل کرتے ہیں اور اللہ

اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ

جو کچھ نازل فرماتا ہے اسے خوب جانتا ہے، تو لوگ کہتے ہیں کہ [7] "تم خود بنا لاتے ہو" حالانکہ ان میں اکثریت

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٠١﴾ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ

نہیں جانتی○ کہیئے کہ: اس قرآن کو روح القدس [8] نے آپ کے رب کی طرف سے حق کے ساتھ نازل کیا ہے

لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿١٠٢﴾

تاکہ [9] ایمان لانے والوں کے ایمان کو مضبوط بنا دے اور مسلمانوں کے لئے یہ ہدایت اور بشارت ہے○

1- تمہارے ان کاموں کی وجہ سے لوگ اسلام سے بدظن ہونگے اور تم بالواسطہ اسلام کی راہ میں رکاوٹ بن جاؤ گے۔

2- اللہ سے عہد "عہد الست" دیکھیں (الاعراف 172:7) قبول اسلام کا عہد بھی ہے کیونکہ جو لوگ اسلام قبول کرتے ہیں وہ دراصل ایک معاہدہ کے فریق بنتے ہیں جس کی شقیں قرآن وسنت میں ہیں۔ اسکے علاوہ ایسے تمام معاہدے جس میں اللہ تعالیٰ کو ضامن بنایا جاتا ہے۔

3- یعنی اسلام کی راہ پہ ثابت قدم رہنے سے جو مصائب پیش آتے ہیں ان پہ صبر کرنیوالے۔

4- آخرت میں اجر کے لحاظ سے مرد اور عورت کے درجے میں کچھ فرق نہیں ہے۔ اور عمل صالح کرنیوالے ایسے مردوں اور عورتوں کو دنیا کی زندگی بھی پاکیزہ اور اطمینان قلب والی ہوگی۔

5- یہ قرآن پڑھنے کے آداب میں سے ایک انتہائی اہم ادب ہے کہ تلاوت کرنے سے پہلے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھ لیا جائے۔ چونکہ اسی قرآن سے کئی لوگ گمراہ بھی ہوتے ہیں اور گمراہ کرتے بھی ہیں۔

6- شیطان کے پاس گمراہ کرنے کیلئے کوئی دلیل تو ہوتی نہیں۔ نہ ہی اللہ تعالیٰ نے اسے کوئی اس قسم کی طاقت دی ہوئی ہے کہ وہ کسی کو اپنی بات ماننے پہ مجبور کر سکے چنانچہ کمزور ایمان والے لوگ اس کے وسوسوں میں آجاتے ہیں جبکہ مضبوط ایمان والوں پہ اسکا کوئی بس نہیں چلتا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے حضرت عمر کے بارے فرمایا۔

"اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے شیطان تمہیں کسی رستہ پہ چلتا ہوا پاتا ہے اور وہ رستہ چھوڑ کر دوسرا رستہ اختیار کر لیتا ہے۔"

7- کسی موقع پہ کسی اعتراض کا کچھ جواب ہے، اور کسی اور موقع پہ اس اعتراض کا دوسرا جواب ہے، یا کئی احکام بتدریج نازل ہوئے ہیں۔ یا کوئی آیت منسوخ ہو جاتی ہے تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ اللہ کا کلام نہیں ہو سکتا بلکہ تم نے خود ہی گھڑ لیا ہے۔ اگر اللہ کا کلام ہوتا تو ایسی تبدیلیاں نہ ہوتیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ کو پیش آمدہ حالات کا بھی علم ہے۔ حالانکہ مختلف حالات میں مختلف قسم کے احکام جاری کرنا عین حکمت ہے جسے اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھیں (البقرہ 106:2)

8- یعنی جبرائیل امین۔

9- اسکی وجہ مومنین کے دلوں کو ایمان پہ جمادینا ہے، اور ان میں اثبات واستقلال پیدا کرنا ہے۔ اس کے علاوہ مومنین کو بوقت ضرورت ہدایت دی جاسکیں۔ بشارتوں سے اہل ایمان کی ہمت بڑھانا بھی مقصود ہے۔

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ لِسَانُ الَّذِیْ

ہم خوب جانتے ہیں کہ کافر کہتے ہیں کہ: "کوئی انسان اس (نبی) کو سکھلا جاتا ہے"○ حالانکہ

یُلْحِدُوْنَ اِلَیْهِ اَعْجَمِیٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۱۰۳﴾

جس شخص کی طرف یہ بات منسوب کرتے ہیں وہ عجمی ہے اور یہ (قرآن) سلیس عربی زبان[1] ہے○

اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا یَهْدِیْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ

بلاشبہ جو لوگ اللہ کی آیات پر ایمان نہیں لاتے انہیں اللہ کبھی راہ پر نہیں لاتا[2] اور ان کے لئے

عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۰۴﴾ اِنَّمَا یَفْتَرِی الْكَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ

المناک عذاب ہے○ جھوٹ تو صرف وہ لوگ افترا کرتے ہیں جو اللہ کی آیات پر ایمان

بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ

نہیں لاتے اور یہی لوگ جھوٹے[3] ہیں○ جس شخص نے ایمان لانے کے بعد

بَعْدِ اِیْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ وَلٰكِنْ

اللہ سے کفر کیا الا یہ کہ وہ مجبور کر دیا جائے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو (تو یہ معاف[4] ہے) مگر

مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَیْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ

جس نے برضا و رغبت کفر قبول کیا تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ہے اور انہی کے لئے

عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۰۶﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا

بہت عظیم عذاب ہے○ یہ اس لئے کہ انہیں نے آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی

عَلَی الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۱۰۷﴾

کو پسند کیا اور اللہ کفر کرنے والوں کو ھدایت نہیں دکھاتا○

اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ

یہی لوگ ہیں جن کے دلوں، کانوں اور آنکھوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے[5]

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ هُمُ

اور یہی لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں○ یقیناً یہی لوگ آخرت میں نقصان

الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِیْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ

اٹھانے والے ہیں○ پھر جن لوگوں نے مصائب اٹھانے کے بعد

مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْۤا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا

ہجرت کی پھر جہاد کیا اور صبر کرتے رہے[6] تو آپ کا رب بلاشبہ ان (آزمائشوں) کے بعد انہیں

لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۱۰﴾ یَوْمَ تَاْتِیْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ

معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے○ جس دن ہر شخص اپنی بابت ہی جھگڑا کرتا ہوا

نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰی كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

آئے گا[7] اور ہر ایک کو ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر کچھ ظلم نہ ہوگا○

ع ۱۴ / ۲۰

1-جن لوگوں کے بارے میں یہ الزام لگایا گیا تھا وہ عرب نہ تھے بلکہ عجمی تھے اور تورات انجیل کی تعلیم سے واقف نہ تھے۔ اب جو شخص عربی لسان ٹھیک سے بول بھی نہ سکتا ہو وہ ایسا کلام کیسے بنا سکتا ہے جسکی نظیر لانے سے عرب کے شعراء اور ادباء قاصر رہے۔ اس کے علاوہ بالفرض محال یہ تصور کرلیا جائے کہ دنیا میں کوئی ایسا انسان موجود ہے جو کہ ویسی قابلیت رکھتا ہے تو وہ اتنا گمنام کیسے رہ سکتا ہے؟ پھر وہ ایسا کلام جس نے جانثاروں اور جان فروشوں کی جماعت پیدا کردی خود پیش کرنے کی بجائے کسی اور کے حوالے کیسے کردے گا؟

2-زبردستی ہدایت نہیں دیتا۔

3-نبی تو جھوٹ نہیں گھڑتے نہ ایمان لانیوالے یہ کام کرسکتے ہیں بلکہ وہی کرسکتے ہیں جن کے دل ایمان سے خالی ہیں۔

4-یہ آیت ان دنوں نازل ہوئی جب کہ مکہ میں مسلمانوں پہ ظلم کے پہاڑ توڑے جارہے تھے۔ کمزور اور غریب مسلمان خاص طور پر ایسے مظالم کی لپیٹ میں آئے ہوئے تھے۔ انہی میں سے ایک مثال حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ کی ہے۔ انکے سامنے انکے والد یاسر کو شہید کردیا گیا۔ ابوجہل لعین نے آپ کی والدہ کی شرمگاہ میں نیزہ مار کر انہیں شہید کردیا اور خود انہیں شدید ترین اور ناقابل برداشت اذیتیں دی گئیں۔ مجبور ہو کر انہوں نے وہ کلمات ادا کردیے جو ظالم کہلوانا چاہتے تھے۔ پھر حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ روتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ماجرا بیان کیا کہ میں اس وقت تک نہیں چھوڑا گیا جب تک میں نے آپکو برے الفاظ سے یاد نہیں کیا اور جب تک ان کے بتوں کی تعریف نہیں کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تمہارے دل کا کیا حال ہے؟ فرمایا کہ ایمان پہ مطمئن ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ دوبارہ تمہارے ساتھ ایسا سلوک کریں تو دوبارہ ایسے ہی کرنا۔

مگر یہ صرف رخصت ہے۔ ایسا کرنا ضروری نہیں بلکہ صحابہ کرام ہی میں سے عزیمت کے ایسے پہاڑ تھے کہ انہوں نے اپنے جسم کی بوٹی بوٹی ایک کرکے اتروانی منظور کرلی مگر کفر کا کلمہ ادا نہیں کیا۔ جیسے حضرت خبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ وغیرہ۔

5-وجہ یہ ہے کہ کفر' ضد اور ہٹ دھرمی کی کثرت کی بنا پہ حق کو قبول کرنے کی استعداد ختم ہو گئی ہے۔ اسکی نسبت خود انکی جانب اور اللہ کی جانب بھی ہو سکتی ہے کیونکہ انسان کو نیک یا بد عمل کرنے کا اختیار تو اللہ تعالیٰ ہی نے عطا کیا ہے۔

6-اشارہ ہے مہاجرین حبشہ کی جانب جن کی تعداد اسی تھی۔

7-اپنی ہی فکر ہوگی اور اپنی نجات کیلئے عذر وغیرہ پیش کرے گا دوسرے کی کچھ ہوش نہ ہوگی۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً

اللہ تعالٰی ایک بستی کی مثال[1] بیان کرتا ہے جس میں امن و چین تھا

يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ

اور ہر طرف سے اس کا رزق اسے بافراغت پہنچ رہا تھا پھر اس نے اللہ کی نعمتوں کی

اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا

ناشکری کی تو اللہ نے ان کے کرتوتوں کا مزا یہ دکھایا کہ ان پر بھوک اور خوف

يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ

(کا عذاب) مسلط کر دیا[2]○ ان کے پاس انہی میں سے ایک رسول آ چکا تھا جسے انہوں نے جھٹلا دیا

فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ فَكُلُوْا مِمَّا

تو عذاب نے انہیں آلیا اور وہ ظالم لوگ تھے○ چنانچہ اللہ نے تمہیں جو

رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ

حلال اور طیب رزق دیا ہے وہی کھاؤ اور اگر واقعی تم اسی کی عبادت کرنے والے ہو

كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ

تو اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو[3]○ اللہ تعالٰی نے جو کچھ تم پر حرام کیا ہے وہ ہے مردار

الدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ

خون، خنزیر کا گوشت اور ہر وہ چیز جو اللہ کے علاوہ کسی اور کے نام پر مشہور کی گئی ہو پھر جو شخص مجبور ہو

اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾

جائے بشرطیکہ وہ نہ تو شرعی قانون کا باغی ہو اور نہ ضرورت سے زیادہ کھائے[4] اللہ بخشنے والا اور رحم والا ہے○

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا

جو جھوٹ تمہاری زبانوں پر آ جائے اس کی بنا پر نہ کہا کرو کہ یہ چیز حلال ہے اور یہ

حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ

حرام ہے کہ تم اللہ پر جھوٹ افترا کرنے لگو جو لوگ اللہ پر

الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ؕ

جھوٹ افترا کرتے ہیں وہ کبھی فلاح نہیں پاتے○

مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۪ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَعَلَى الَّذِيْنَ

(ایسے جھوٹ کا) فائدہ تو تھوڑا سا ہے مگر (آخرت میں) ان کے لئے المناک عذاب ہے○ اور

هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا

یہودیوں پر ہم نے جو کچھ حرام کیا تھا، وہ ہم پہلے ہی آپ سے بیان کر چکے ہیں

ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾

ان پر ہم نے ظلم نہیں کیا تھا بلکہ وہ خود ہی اپنے آپ پر[5] ظلم کرتے تھے○

1-حضرت ابن عباس ؓ کے مطابق یہ مثال مکہ کے بارے میں بیان کی گئی ہے۔ جو نعمتیں قریش کو حاصل تھیں انکا کچھ اشارہ اس آیت میں ملتا ہے۔

"جس نے انہیں بھوک (کی حالت) میں کھلایا اور خوف سے امن دیا۔"

(قریش 4:106)

تولیت کعبہ کی وجہ سے انہیں احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا اور انکے تجارتی قافلے بلا روک ٹوک سفر کرتے حتیٰ کہ جس قافلہ کو قریش کی جانب سے پروانہ راہداری مل جاتا وہ بھی باآسانی سفر کرتے۔

حضرت ابراہیم کی دعا کی وجہ سے پھل وغیرہ اور دیگر اجناس مکہ میں بافراغت پہنچ جاتیں۔

2-اللہ تعالٰی کی سب سے بڑی نعمت آپ ﷺ کی بعثت اور اسلام کی راہنمائی ہے۔ آپکی دشمنی اختیار کرکے انہوں نے کفران نعمت کیا۔ آپ ﷺ کی دعا سے سات سال مکہ شدید قحط کی لپیٹ میں آگیا۔ بھوک سے یہ حالت ہوئی کہ کئی لوگ تو مرگئے۔ کئی لوگوں کو بھوک کی شدت کی وجہ سے آسمان میں دھواں ہی دھواں نظر آتا۔ امن اس طرح تباہ ہوا کہ ہر وقت آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ کی جانب سے جنگ، کا خطرہ رہتا اور خوف مسلط رہتا۔

3-یہ خطاب مسلمانوں سے ہے۔

4-عاد- وہ شخص جو ضرورت سے زیادہ کھائے' باغ- جو یہ حرام چیزیں کھائے جبکہ حلال دستیاب ہوں۔

یہ مضمون قرآن کریم میں چوتھی دفعہ بیان ہو رہا ہے۔ دیکھیں (المائدہ 3:5) اور (الانعام 145:6) یہ تکرار تاکید کیلئے ہے۔

غیر اللہ کے نام پہ ذبح کرنا منع ہے اور ایسا جانور جو ذبح تو اللہ کے نام پہ ہی کیا جائے مگر اس کا مقصد غیر اللہ کا تقرب حاصل کرنا ہو تو وہ بھی حرام ہے۔

"ایک شخص نے آکر آپ ﷺ سے کہا کہ میں نے نذر مانی ہے کہ میں بوانہ میں اونٹ ذبح کروں گا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا وہاں زمانہ جاہلیت کے بتوں میں سے کوئی بت تھا جسکی عبادت کی جاتی تھی؟ لوگوں نے بتلایا نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا کہ وہاں انکی عیدوں میں سے کوئی عید تو نہیں منائی جاتی تھی لوگوں نے اسکی بھی نفی کی تو آپ ﷺ نے سائل کو نذر پوری کرنے کا حکم دیا۔"

(ابوداؤد)

گویا درباروں' آستانوں اور استھانوں پہ ذبح کئے گئے جانور بھی حرام ہیں۔

5-اشارہ سورۃ انعام کی آیت نمبر 26 کی طرف ہے۔ یہودیوں پہ اسکے علاوہ جو اشیاء حرام کی گئی تھیں وہ ان زیادتیوں کی بنا پہ کی گئی تھیں۔

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ

البتہ جن لوگوں نے لاعلمی کی بنا پر کوئی برا کام کیا پھر اس کے بعد

بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾

توبہ کرلی اور اپنی اصلاح کرلی تو اس کے بعد آپ کا رب یقیناً معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے○

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ؕ وَلَمْ يَكُ مِنَ

بلاشبہ ابراہیم (اپنی ذات میں) ایک امت[1] تھے اللہ کے فرمانبردار اور یکسو رہنے والے تھے وہ ہرگز مشرک

الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ

نہ تھے○ وہ اللہ کی نعمتوں کے شکر گزار تھے[2] اللہ نے انہیں منتخب کرلیا اور صراط مستقیم کی ہدایت

مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۲۱﴾ وَاٰتَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ

دی○ ہم نے انہیں دنیا میں بھی بھلائی عطا کی اور آخرت میں تو وہ یقیناً

الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ ؕ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ

صالحین میں سے ہوں گے○ پھر ہم نے آپ کی طرف وحی کی کہ یکسو رہنے والے ابراہیم کی ملت کی اتباع کیجئے

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ

اور وہ مشرک نہ تھے[3]○ اور جو سبت (ہفتہ) کا قصہ ہے وہ صرف ان لوگوں پر مسلط کیا گیا جنہوں نے اس

اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا

بارے میں اختلاف کیا تھا[4] آپ کا رب قیامت کے دن یقیناً ان باتوں کا فیصلہ کر دے گا

كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ

جن میں یہ اختلاف کیا کرتے تھے○ (اے نبی!) آپ (لوگوں کو) اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت

وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ

اور عمدہ نصیحت کے ساتھ دعوت دیجئے اور ان سے ایسے طریقہ سے مباحثہ کیجئے جو بہترین[5] ہو بلاشبہ

رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۲۵﴾

آپ کا رب اسے بھی خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بھٹک چکا ہے اور ہدایت پر چلنے والوں کو بھی

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَلَئِنْ

خوب جانتا ہے○ اور اگر تمہیں بدلہ لینا ہو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنی تم پر زیادتی ہوئی اور اگر

صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ

برداشت کر جاؤ تو صبر کرنے والوں کے لئے یہی بات بہتر ہے[6]○ آپ صبر کیجئے اور آپ کا صبر اللہ (ہی کی

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾

توفیق) سے ہے اور ان لوگوں کے متعلق حزیں نہ ہوں اور نہ ان کی چال بازیوں پر تنگی محسوس کریں○

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾

بلاشبہ اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو اس سے ڈرتے ہیں جو اچھے کام کرنے والے ہیں○

1- کفار مکہ کو ملت ابراہیمی کے پیروکار ہونے کا دعویٰ تھا۔ چنانچہ حضرت ابراہیم کا ذکر یہاں لایا گیا ہے۔ وہ امت اسطرح تھے کہ انہوں نے ایک امت یا ایک ادارے جتنا کام اکیلے ہی کیا۔ امت کا دوسرا معنی امام یا رہنما بھی کیا گیا ہے۔ حنیفا کا معنی یہ ہے کہ وہ سب ناطے توڑ کر صرف اللہ ہی کے ہو رہے۔ کبھی نبوت سے پہلے بھی شرک نہ کیا تھا نبوت کے بعد کیسے کر سکتے ہیں؟

2- اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو نبوت عطا فرمائی۔ بڑھاپے میں اولاد عطا فرمائی اور اولاد سے نبوت کا سلسلہ چلا دیا۔ انہوں نے ان نعمتوں پر اللہ کی فرمانبرداری کر کے شکریہ ادا کیا۔

3- آج حضرات ابراہیم کے حقیقی پیروکار اگر موجود ہیں تو آپ ﷺ ہی ہیں نہ یہود و نصاریٰ اور نہ ہی یہ مشرکین مکہ کیونکہ حضرت ابراہیم تو مشرک نہ تھے۔

4- مسلمانوں کی طرح یہودیوں کو بھی جمعہ کے یوم کی تعظیم کا حکم دیا گیا تھا مگر یہودیوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے یوم تخلیق کائنات مکمل کی اور ہفتہ کے یوم آرام کیا۔ لہٰذا ہم بھی ہفتہ کے یوم چھٹی کیا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کے متعلق آرام کا تصور انتہائی گمراہ کن اور بے اصل تھا۔ چنانچہ انکی اپنی ضد کی وجہ سے ان کیلئے یوم السبت مقرر ہوا اور اس میں سختی کی گئی کہ اس یوم کوئی کاروبار نہ کریں بلکہ سارا یوم صرف عبادت ہی کریں۔ تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (الاعراف 163:7)

5- یہ خطاب آپ ﷺ کو ہے مگر ہر داعی حق کیلئے یہ ہدایات بہت اہم ہیں۔
(ا)۔ حکمت مدنظر رکھی جائے۔ مخاطب کا نقطہ نظر سامنے رکھ کر بات کی جائے اور دعوت اس انداز سے دی جائے کہ مخاطب میں قبول کرنے کی تڑپ ہو۔ ابن جریر نے یہاں حکمت سے مراد قرآن کریم لیا ہے۔ یعنی قرآن کے ذریعے دعوت دین کا کام کریں۔
(ب)۔ عمدہ نصیحت' یہ ایسی نصیحت ہے کہ مخاطب کو یقین آجائے کہ آپ اسکے ہمدرد ہیں۔ مخاطب پہ علمی برتری کا رعب جمانے کی کوشش نہ کی جائے۔
(ج)۔ مجادلہ حسنہ' دلائل سے بات کرنے کی نوبت آئے تو دلائل احسن انداز میں دیئے جائیں۔ مخاطب کے عقیدہ کو پیش نظر رکھا جائے۔ اگر نوبت کج بحثی تک پہنچے تو بات ختم کر دی جائے۔ آخر میں یہ بات ہمیشہ مدنظر رکھی جائے کہ آپ کی ذمہ داری پہنچا دینا ہے۔ ہدایت دے کر چھوڑنا نہ آپکے بس میں ہے اور نہ مطلوب ہے۔

6- سورۃ النحل مکی ہے مگر یہ چند آیات مدنی ہیں۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ
"یوم احد انصار کے چونسٹھ اور مہاجرین کے چھ آدمی شہید ہو گئے۔ ان میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی تھے جنکا کفار نے مثلہ کیا چنانچہ انصار نے کہا "اگر ہمیں بھی ان پہ فتح ہوئی تو ہم بھی ان سے یہی سلوک کریں گے۔" پھر جب مکہ فتح ہوا تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی۔"
(ترمذی)

سُوْرَۃُ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ مِائَۃٌ وَّاَحَدَ عَشَرَ اٰیَۃً وَّاثْنَا عَشَرَ رُکُوْعًا

آیات ۱۱۱ (۱۷) سورۂ بنی اسرائیل مکی ہے (۵۰) رکوع ۱۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ

پاک ہے وہ ذات جس نے ایک رات اپنے بندے کو[1] مسجد الحرام سے لے کر

الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ

مسجد[2] اقصیٰ تک سیر کرائی جس کے ماحول کو ہم نے برکت دے رکھی ہے تاکہ ہم اپنے بندے کو اپنی بعض

اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ① وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَ

نشانیاں دکھلائیں بلاشبہ وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے○ اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اسے

جَعَلْنٰہُ ہُدًی لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا ؕ ②

بنی اسرائیل کی ہدایت کا ذریعہ بنایا (اور انہیں حکم دیا) کہ میرے سوا کسی کو کارساز نہ بناتا○ یہ بنی اسرائیل

ذُرِّیَّۃَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّہٗ کَانَ عَبْدًا شَکُوْرًا ③

ان لوگوں کی اولاد تھے جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ کشتی میں سوار کیا تھا[3] بلاشبہ نوحؑ شکر گزار بندے تھے○

وَقَضَیْنَاۤ اِلٰی بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ فِی الْکِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ

اس کتاب میں ہم نے بنی اسرائیل کو صاف صاف کہہ دیا تھا کہ تم زمین پر دو بار فساد بپا کرو

مَرَّتَیْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا کَبِیْرًا ④ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىہُمَا بَعَثْنَا

گے اور بڑی سرکشی دکھاؤ گے○ پھر جب ہمارا پہلا وعدہ آ گیا تو ہم نے تمہارے مقابلے

عَلَیْکُمْ عِبَادًا لَّنَاۤ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّیَارِ ؕ

میں اپنے بڑے جنگ جو بندے لا کھڑے کئے[4] جو تمہارے شہروں کے اندر گھس (کر دور تک پھیل) گئے

وَکَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ⑤ ثُمَّ رَدَدْنَا لَکُمُ الْکَرَّۃَ عَلَیْہِمْ

یہ (اللہ کا) وعدہ تھا جسے پورا ہونا ہی تھا○ پھر ہم نے ان (فاتحین) پر تمہیں غلبہ دیا

وَاَمْدَدْنٰکُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَجَعَلْنٰکُمْ اَکْثَرَ نَفِیْرًا ⑥

اور مال اور اولاد سے تمہاری مدد کی اور نفری میں بہت زیادہ بڑھا دیا○

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ ۟ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَہَا ؕ

(دیکھو) اگر تم نے بھلائی کی تو خود اپنے ہی لئے بھلائی کی اور اگر برائی کی اس کا وبال بھی تمہی پر ہوگا

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَۃِ لِیَسُوْٓءٗا وُجُوْہَکُمْ وَلِیَدْخُلُوا

پھر جب دوسرے وعدہ کا وقت آ گیا کہ (جابر فاتحین) تمہارے حلیئے بگاڑ دیں اور مسجد (اقصیٰ) میں[5] ایسے ہی

الْمَسْجِدَ کَمَا دَخَلُوْہُ اَوَّلَ مَرَّۃٍ وَّلِیُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِیْرًا ⑦

داخل ہوں جیسے پہلی بار داخل ہوئے تھے اور جہاں جہاں غلبہ پائیں اسے تہس نہس کر دیں○

1-ہجرت سے لگ بھگ ایک سال پہلے آپ ﷺ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور پھر وہاں سے آسمانوں کی سیر کرائی گئی جہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی کئی آیات دکھلادیں۔ یہ واقعہ کم از کم پچیس صحابہ سے مروی ہے۔

واقعہ خواب کی حالت میں یا کشفی حالت میں ظہور نہیں ہوا بلکہ جاگتے ہوئے اور جسمانی طور پہ ظہور پذیر ہوا۔ یہی جمہور امت کا مذہب ہے جسکے چیدہ چیدہ دلائل یہ ہیں۔

(ا)۔ ابتداء واقعہ "سبحان الذی" سے کیا گیا ہے جو دلیل ہے کہ یہ غیر معمولی واقعہ ہے۔ خواب کوئی غیر معمولی چیز نہیں ہوتی۔

(ب)۔ "عبد" جسم اور روح دونوں کیلئے بولا جاتا ہے۔

(ج)۔ کفار نے اس وقت بھی اس واقعہ کو جھٹلایا۔ اگر یہ صرف خواب ہوتا تو جھٹلانے کی تک نہیں بنتی۔

اس واقعہ کی تفصیلات کے یہ صفحات متحمل نہیں ہیں۔ تفصیل کیلئے دیکھیں مولانا عبدالرحمن کیلانی کی مفصل تفسیر۔

2-بیت المقدس میں کئی مادی اور روحانی برکات ہیں۔ زرخیز اور سرسبز حصہ ہے۔ خوبصورت پھلوں کی کثرت اور کئی انبیاء کا مدفن ہے۔ ان تین مساجد میں سے ایک مسجد ہے جن کیلئے سفر کرنا مشروع ہے۔

3-یہاں اشارہ دیا گیا ہے اہل مکہ کو کہ تم بھی شکر کی روش اختیار کرو کیونکہ تم جنکی اولاد ہو وہ شکرگزاری کی بدولت ہی طوفان سے بچے تھے۔ کیا طوفان کے بعد نسل انسانی حضرت نوح کی اولاد سے چلی یا دیگر لوگوں سے بھی چلی۔

غور کرنے کا مقام یہ ہے کہ یہ سوال پیدا کیسے ہوا؟ اصل میں یہ غلط فہمی اسرائیلی روایات سے پھیلی ہے۔ دیکھئے پیدائش (7-7) اور (18-6) جبکہ قرآن میں صراحت ہے کہ حضرت نوح کے ساتھ جو لوگ ایمان لائے تھے وہ بھی سوار تھے آگے نسل انسانی انہی سے چلی۔

بنی اسرائیل جب حضرت موسیٰ کی ہدایات کے مطابق فلسطین میں داخل ہوئے تو انہوں نے حضرت موسیٰ کی ہدایات کو فراموش کردیا۔ ہدایات یہ تھیں

(ا)۔ پورا فلسطین فتح کریں۔ بنی اسرائیل نے پورا فلسطین فتح نہ کیا بلکہ چند علاقوں پہ ہی قناعت کرکے بیٹھ گئے اور فلسطین میں کوئی مستحکم حکومت نہ قائم کی بلکہ بارہ قبائل نے اپنی اپنی علیحدہ حکومتیں قائم کرلیں۔

(ب)۔ سابقہ اقوام کی اخلاقی بیماریوں سے خود کو بچائیں۔ مگر عملاً بنی اسرائیل شرک' بے حیائی وغیرہ سب برائیوں میں ملوث ہوگئے۔ نبیوں کو قتل کیا۔

4-اشارہ بخت نصر کی جانب ہے جس نے بابل سے آکر حملہ کیا اور بنی اسرائیل کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ یروشلم اور ہیکل سلیمانی کو پیوند خاک کردیا اور بے شمار لوگوں کو قیدی بنا کے ساتھ لے گیا۔

5-7 ہجری میں رومی بادشاہ ٹیٹس نے پورے علاقہ کو فتح کرکے ایک لاکھ تیئس ہزار آدمی مار دیئے اور 67 ہزار کو غلام بنالیا۔ یہ یہودیوں کو دوسری بڑی سزا ملی۔

وقف لازم

عَسٰی رَبُّكُمْ اَنْ یَّرْحَمَكُمْ ۚ وَ اِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَ جَعَلْنَا جَهَنَّمَ

ہو سکتا ہے تمہارا رب تم پر رحم فرما دے لیکن اگر تم نے پھر سرکشی کی تو پھر ہم بھی سزا دیں گے[1] اور ایسے

لِلْكٰفِرِیْنَ حَصِیْرًا ۝۸ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ وَ

کافروں کے لئے ہم نے جہنم کو قید بنا دیا ہے○ یہ قرآن تو وہ راستہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے اور

یُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِیْرًا ۝۹ ۙ

جو لوگ ایمان لاتے اور نیک عمل کرتے ہیں انہیں بشارت دیتا ہے کہ ان کے لئے بہت بڑا اجر ہے○

وَّ اَنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۝۱۰ ع

اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کے لئے ہم نے المناک عذاب تیار کر رکھا ہے○

وَ یَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَیْرِ ؕ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ۝۱۱

انسان برائی کے لئے ایسے ہی دعا کرتا ہے جیسے بھلائی کے لئے دراصل انسان بڑا جلد باز واقع ہوا ہے[2]○

وَ جَعَلْنَا الَّیْلَ وَ النَّهَارَ اٰیَتَیْنِ فَمَحَوْنَاۤ اٰیَةَ الَّیْلِ وَ جَعَلْنَاۤ اٰیَةَ

(دیکھو) ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا ہے[3] رات کی نشانی کو تاریک بنایا اور دن کی نشانی

النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ

کو روشن تاکہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کر سکو اور اس لئے بھی کہ تم ماہ و سال کی گنتی معلوم

وَ الْحِسَابَ ؕ وَ كُلَّ شَیْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِیْلًا ۝۱۲ وَ كُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ

کر سکو اور ہم نے ہر چیز کو تفصیل سے بیان کر دیا ہے○ اور ہر انسان کا اعمال نامہ[4] ہم نے اس کے گلے میں لٹکا

طٰٓئِرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ ؕ وَ نُخْرِجُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ كِتٰبًا یَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ۝۱۳

رکھا ہے جسے ہم قیامت کے دن ایک کتاب کی صورت میں نکالیں گے اور وہ اس کتاب کو کھلی ہوئی دیکھے گا○

اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰی بِنَفْسِكَ الْیَوْمَ عَلَیْكَ حَسِیْبًا ۝۱۴ ؕ مَنِ اهْتَدٰی فَاِنَّمَا

(ہم کہیں گے) اپنی کتاب پڑھ لے آج تو اپنا حساب کرنے کو کافی ہے○ جس شخص نے ہدایت قبول کی تو

یَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْهَا ؕ وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ

فائدہ اسی کو ہے اور جو گمراہ ہوا تو اس کا بار بھی اسی پر ہے اور کوئی گناہ کا بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ

وِّزْرَ اُخْرٰی ؕ وَ مَا كُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۝۱۵ وَ اِذَاۤ اَرَدْنَاۤ

نہیں اٹھائے گا[5] اور ہم اس وقت تک عذاب نہیں دیا کرتے جب تک اپنا رسول نہ بھیجیں○ اور جب ہم کسی بستی

اَنْ نُّهْلِكَ قَرْیَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِیْهَا فَفَسَقُوْا فِیْهَا فَحَقَّ عَلَیْهَا

کی ہلاکت کا ارادہ کر لیتے ہیں تو وہاں کے عیش پرستوں[6] کو حکم دیتے ہیں تو وہ اس میں بدکرداریاں کرنے لگتے ہیں

الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِیْرًا ۝۱۶ وَ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ

پھر اس بستی پر عذاب کی بات صادق آ جاتی ہے تو ہم اسے برباد کر دیتے ہیں○ نوح کے بعد ہم نے کتنی

بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَ كَفٰی بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِیْرًۢا بَصِیْرًا ۝۱۷

قومیں ہلاک کیں اور آپ کا رب اپنے بندوں کے گناہوں سے خبردار رہنے اور دیکھنے کو کافی ہے○

1-یعنی اگر آپ ﷺ کے ساتھ بھی وہی رویہ رکھیں جو تمام گذشتہ انبیاء کے ساتھ کرتے رہے تو ہم بھی ویسی ہی سزائیں پھر دیں گے۔ چنانچہ یہودیوں نے تاریخ سے اور اللہ تعالیٰ کی تنبیہہ سے کچھ سبق حاصل نہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہمیشہ کیلئے ذلت اور رسوائی ان کے مقدر ہو گئی۔

2-انسان کی جلدباز طبیعت اس کے تمام اعمال وافعال سے مترشح ہوتی ہے حتیٰ کہ کبھی جلدبازی میں بددعا مانگتا ہے۔ چاہے وہ اسکے اپنے ہی خلاف کیوں نہ ہو اور چاہے بعد میں اسے پچھتانا ہی پڑے۔

حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اپنے بارے میں بددعا نہ کرو۔ اپنی اولاد کے بارے میں بددعا نہ کرو۔ اپنے اموال کیلئے بددعا نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم دعا قبول ہونے کی گھڑی میں ایسی دعا مانگ بیٹھو اور وہ قبول ہو جائے۔"

(مسلم)

3-جس طرح دن اور رات کے آنے میں اور نظام فطرت میں دوسری اشیاء جیسے موسموں کی تبدیلی کا عمل تدریج سے ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ کے مہلت کے قانون میں تدریج ہے۔

دن اور رات کے آنے جانے میں جہاں دیگر بے شمار فوائد ہیں وہیں ان سے تقویم (کیلنڈر) بنانے میں مدد ملتی ہے۔ قرآن کریم میں جہاں دن اور رات کا ذکر کیا گیا ہے۔ رات کو پہلے بیان کیا گیا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے فطری نظام میں 24 گھنٹے کی اکائی کی ابتداء غروب شمس سے اگلے غروب شمس تک ہے۔

4-طائر- پرندہ اس کے علاوہ اسے قسمت یا شگون بھی کہتے ہیں کیونکہ اہل عرب پرندوں سے شگون لیا کرتے تھے۔ اور اعمالنامہ کے معنی میں بھی لیا جاتا ہے۔ یعنی انسان کی قسمت تو خود اسکے اعمال ہی بناتے ہیں۔ اسکا دوسرا معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ انسان کا اعمالنامہ اسکے ساتھ ہی چپکا رہتا ہے جس میں ہر عمل کا ریکارڈ محفوظ ہوتا رہتا ہے۔

5-یوم قیامت ہر کسی کو اپنا کیا دھرا بھگتنا پڑے گا۔ کوئی اپنا بوجھ کسی دوسرے کو منتقل نہ کر سکے گا اور نہ ہی اپنی گمراہی کا الزام اپنے والدین' گذشتہ نسلوں یا معاشرہ پہ دھر کے بری ہو سکے گا بلکہ خود اسکا بقدر اس گمراہی میں حصہ تھا وہ بھگتنا ہو گا۔

6-اس سے معلوم ہوا کہ کسی بھی قوم میں خرابی' گمراہی اور فساد کی ابتداء طبقہ امراء ہی کرتا ہے۔ انبیاء کی مخالفت میں یہ طبقہ پیش پیش ہوتا ہے۔ غریب اور کمزور لوگ تو انکی اقتداء میں مارے جاتے ہیں۔ چنانچہ عذاب لانے کا سبب یہی بنتے ہیں۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا

جو شخص دنیا چاہتا ہے تو ہم جس شخص کو دینا چاہیں دنیا میں ہی دے دیتے ہیں[1] پھر ہم نے جہنم اس کے

لَهٗ جَهَنَّمَ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۱۸﴾ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا

مقدر کر دی ہے جس میں وہ بدحال و دھتکارا ہوا داخل ہوگا○ اور جو آخرت چاہے اور اس کے لئے اپنی

سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۱۹﴾ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ

کوشش بھی کرے اور وہ مومن ہو تو ایسے لوگوں کی کوشش کی قدر کی جائے گی[2]○ ہم ہر طرح کے لوگوں کی مدد

وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۭ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ

کرتے ہیں یہ ہوں یا وہ اور یہ آپ کے رب کا عطیہ ہے اور آپ کے رب کا یہ عطیہ (کسی پر) بند نہیں○

فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ﴿۲۱﴾

دیکھو! ہم نے کیسے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے[3] اور آخرت کے درجات اور فضیلت بھی بڑی ہوگی○ اللہ

لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴿۲۲﴾ ع وَقَضٰى رَبُّكَ

کے ساتھ کوئی الہ نہ بنانا، ورنہ تم بدحال اور بے یارومددگار بیٹھے رہ جاؤ گے[4]○ آپ کے رب نے فیصلہ کر دیا

اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ

ہے کہ: تم اس کے علاوہ اور کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ بہتر سلوک کرو[5] اگر ان میں سے کوئی ایک

اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا

یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اف تک نہ کہو نہ ہی انہیں جھڑکو اور ان سے ادب

كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا

سے بات کرو○ اور ان پر رحم کرتے ہوئے انکساری سے ان کے آگے جھکے رہو اور دعا کرو کہ: رب! ان پر رحم

كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ

فرما جیسے انہوں نے بچپنے میں مجھے پالا تھا○ جو کچھ تمہارے دل میں ہے اللہ اسے جانتا ہے اگر تم صالح

فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ

بن کر رہو تو وہ ایسے رجوع کرنے والوں کو معاف کر دینے والا ہے○ اور قرابت دار کو اس کا حق دو اور مسکین اور

وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ

مسافر کو اس کا حق ادا کرو اور فضول خرچی نہ کرو[6]○ کیونکہ فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے

الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۷﴾ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ

بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے○ اور اگر تم ان سے اس بنا پر اعراض کرو کہ تم اپنے

رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿۲۸﴾ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ

رب کی رحمت سے ایسی توقع ہو اور اس کی تلاش میں ہو تو انہیں نرمی سے جواب دے دو[7]○ اور نہ تو اپنا

مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾

ہاتھ گردن سے باندھ رکھو[8] اور نہ ہی اسے پوری طرح کھلا چھوڑ دو ورنہ خود ملامت زدہ اور درماندہ بن جاؤ گے○

1-اس سے یہ معلوم ہوا کہ کوئی شخص آخرت کو فراموش کر کے کتنا ہی دنیا کی طلب اور کوشش کرے۔ صرف اسے ہی ملے گی جس کا اللہ نے مقدر کر رکھا ہو اور اتنی ہی ملے گی جتنا اللہ نے مقدر کر رکھا ہو۔

2-اسکی مساعی کی قدر ایسے کی جائے گی کہ آخرت میں اچھا بدلہ ملے گا جبکہ دنیا بھی جتنی مقدر ہوگی ضرور ہی ملے گی۔ یہاں ایک اور اہم نقطہ قابل غور ہے دنیا کیلئے صرف ارادہ کا لفظ آیا ہے جبکہ آخرت کے ساتھ کوشش کا بھی ذکر فرمایا۔ گویا دنیا تو کوشش کے بغیر بھی مل سکتی ہے مگر آخرت کوشش کے بغیر ملنے والی نہیں۔

3-یہ فضیلت مال و رزق میں بھی ہے اور سیرت و کردار کی طہارت میں بھی ہے۔ اصل فضیلت آخرت کی فضیلت ہی ہے۔ اہل جنت کو جنت اور اہل جہنم کو جہنم ملے گی اور پھر جنت اور جہنم میں بھی درجات ہوں گے جس کا فرق بہت زیادہ ہوگا۔

4-یوم قیامت بادشاہی اللہ ہی کی ہوگی۔ کیونکہ دنیا کی جھوٹی بادشاہتیں زمین بوس ہو چکی ہوں گیں جس نے اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت کی وہ قیامت کو اس کے کسی کام نہ آسکے گا۔ اللہ تعالیٰ کو اس نے شریک ٹھہرا کر ایسے ہی ناراض کرلیا ہوگا چنانچہ وہ بالکل بے یارومددگار رہ جائے گا۔

5-اللہ کی نظر میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کی کتنی اہمیت ہے؟ اس کا اندازہ اس سے ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اکثر مقامات میں اپنے ذکر کے فوری بعد والدین سے حسن سلوک کا ذکر کیا ہے جیسا کہ یہاں ہوا۔ اسکے علاوہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے صیغہ امر کے ساتھ حکم دیا۔ "اف" تک نہ کہنے سے مراد حد درجہ کی سعادت مندی ہے۔ بڑھاپے میں والدین خاص طور پر اپنی اولاد کی توجہ کے محتاج ہوتے ہیں کیونکہ۔

(ا)۔ بوڑھے ہونے کی وجہ سے وہ اپنا نان و نفقہ اس طرح نہیں کما سکتے جیسا کہ جوانی میں کماتے تھے۔ لہٰذا اب انہیں مالی تعاون کی ضرورت ہوتی ہے۔

(ب)۔ والدین کی اولاد کے ساتھ توجہ تو برقرار رہتی ہے جبکہ اولاد اپنی اولاد کی جانب متوجہ ہونے کی وجہ سے قدرے بے نیاز ہو جاتی ہے۔

(ج)۔ والدین کا مزاج بڑھاپے کی وجہ سے طبعی طور پر چڑچڑا ہوتا ہے۔ نیز بڑھاپے کی وجہ سے بیماری وغیرہ زیادہ حملہ آور ہوتی ہے لہٰذا تیمارداری کی زیادہ ضرورت رہتی ہے۔

6-اسراف کسی جائز کام میں ضرورت سے زیادہ خرچ کرنے کو کہتے ہیں جبکہ تبذیر ایسے کام میں خرچ کرنے کو کہتے ہیں جہاں ضرورت ہی نہ ہو یا جو ناجائز ہو۔

7-یعنی اگر رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں کو دینے کیلئے تمہارے پاس کچھ نہ ہو تو بھی ان سے احسن انداز میں بات کرو۔

8-ہاتھ گردن سے باندھنا محاورہ ہے جس کے معنی بخل کرنا ہے۔ کھلا چھوڑ نا یہ ہے کہ ضرورت سے زیادہ خرچ کر دیا جائے۔

إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ

بلاشبہ آپ کا رب جس کے لئے چاہتا ہے رزق وسیع کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے[1] ○ وہ

خَبِيْرًا ۢ بَصِيْرًا ﴿٣٠﴾ وَلَا تَقْتُلُوْٓا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ ۖ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ

اپنے بندوں سے خبردار ہے اور دیکھ رہا ہے ○ اور مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو انہیں اور

وَإِيَّاكُمْ ۚ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴿٣١﴾ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى إِنَّهُ كَانَ

تمہیں بھی رزق ہم دیتے ہیں انہیں قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے[2] ○ اور زنا کے قریب بھی نہ جاؤ کیونکہ وہ

فَاحِشَةً ۗ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿٣٢﴾ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا

بے حیائی اور برا راستہ ہے[3] ○ اور کسی ایسے شخص کو قتل نہ کرو جسے قتل کرنا اللہ نے حرام قرار دیا ہے الایہ کہ حق

بِالْحَقِّ ۗ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ

کی بناء پر[4] اور اگر کوئی شخص ناحق قتل کیا جائے تو ہم نے اس کے ولی کو پورا اختیار دیا ہے لہٰذا اسے قتل

فِّي الْقَتْلِ ۖ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿٣٣﴾ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ إِلَّا بِالَّتِيْ

میں زیادتی نہ کرنا چاہئے[5] یقیناً اسے مدد دی جائے گی ○ اور یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ[6] مگر اس صورت میں کہ

هِيَ أَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ۖ وَأَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۖ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ

وہ بہتر ہو حتیٰ کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے اور عہد کی پابندی کرو کیونکہ عہد کے بارے میں تم سے

مَسْـُٔوْلًا ﴿٣٤﴾ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۚ

سوال ہوگا ○ اور جب تم ماپ کر دو تو پورا پورا ماپو اور تولو تو سیدھی ترازو سے تولو یہ

ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّأَحْسَنُ تَأْوِيْلًا ﴿٣٥﴾ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۚ إِنَّ

اچھا طریقہ ہے اور انجام کے لحاظ سے بھی بہتر ہے ○ اور ایسی بات کے پیچھے نہ پڑو جس کا تجھے علم نہیں[7] کیونکہ

السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ﴿٣٦﴾ وَلَا

اس بات کے متعلق کان، آنکھ اور دل سب کا سوال ہوگا ○ اور زمین میں

تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ

اکڑ کر مت چل[8] کیونکہ نہ تو تو زمین پھاڑ سکتا ہے اور نہ بلندی میں پہاڑوں تک پہنچ

طُوْلًا ﴿٣٧﴾ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ﴿٣٨﴾ ذٰلِكَ مِمَّآ

سکتا ہے ○ یہ سب کام ایسے ہیں جن کی قباحت آپ کے رب کے ہاں ناپسندیدہ ہے ○ یہ وہ حکمت کی

أَوْحٰٓى إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۗ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ

باتیں ہیں جو آپ کے رب نے آپ کی طرف وحی کی ہیں اور اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا الٰہ نہ بنانا

فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿٣٩﴾ أَفَأَصْفٰكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَ

ورنہ ملامت زدہ اور دھتکارے ہوئے جہنم میں ڈالے جاؤ گے ○ کیا تمہارے رب نے بیٹے دینے کو تو تمہیں

اتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ إِنَاثًا ۚ إِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ﴿٤٠﴾

چن لیا ہے اور خود فرشتوں کو بیٹیاں بنا لیا ہے[9] کتنی بڑی (گناہ کی) بات ہے جو تم کہتے ہو ○

1-نہ بخل سے کام لے کر تم غنی ہو سکو گے اور نہ ہی دینے سے فقیر ہو جاؤ گے۔

2-مشرکین تو اولاد کو انفرادی طور پہ قتل کیا کرتے تھے مگر آج کل دنیا کی تمام حکومتیں یہ کام منظم طور پہ کرتی ہیں۔ جس کیلئے باقاعدہ محکمے بنا رکھے ہیں۔ اور اسے فیملی پلاننگ (Family Planning) کا نام دے رکھا ہے گویا اس طرح وہ اللہ تعالیٰ کے رزاق ہونے کا انکار کرتے ہیں۔

3-اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ زنا کے قریب بھی نہ جاؤ۔ زنا کرنیوالے شادی شدہ مرد اور عورت کو تو اللہ تعالیٰ نے زندہ رہنے کا حق ہی نہیں دیا بلکہ انہیں پتھر مار مار کر رجم کرنے کا حکم ہے جبکہ غیر شادی شدہ مرد یا عورت زانی کیلئے 100 کوڑے مارنے کی سزا مقرر فرمائی۔ زنا کے قریب نہ جانا ایسے اعمال سے بچنا ہے جو کہ زنا کی طرف لے جانیوالے ہوں۔ مثلاً غیر محرم مرد اور عورت کا علیحدگی میں جمع ہونا' خواتین کے بے حیائی اور بے پردگی' مخلوط محفلیں' عریاں تصاویر اور فحش لٹریچر وغیرہ۔

4-جائز اور درست قتل کی درج ذیل صورتیں ممکن ہیں۔

(ا)۔ جہاد اور قتال کے ذریعے مارے جانیوالے کفار اور ان کے ساتھی۔

(ب)۔ حکومت اسلامی کے خلاف بغاوت کرنیوالے کا قتل۔

(ج)۔ قصاص یعنی قتل کے بدلے میں قتل۔

(د)۔ قتل مرتد۔

(ر)۔ شادی شدہ زانی کو رجم کر کے موت کے گھاٹ اتارنا۔

یہ صرف حکومت اسلامی کی زیر نگرانی ہو سکتے ہیں۔ کسی فرد کو یہ اجازت نہیں کہ از خود حد نافذ کر دے۔ حتیٰ کہ کوئی شخص خود اپنی جان کا مالک بھی نہیں کہ خودکشی کر لے البتہ چوری' ڈاکہ یا قاتلانہ حملہ کا مجرم یا عزت و عصمت پہ حملہ کرنیوالا دوسرے فریق کے ہاتھوں جرم کرتے وقت دفاع کی کوشش میں مارا جائے تو کوئی حرج نہیں۔

5-مقتول کے ولی کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے کہ قتل عمد کے مجرم کو چاہے تو معاف کر دے چاہے تو دیت قبول کر لے یا قصاص کا مطالبہ کرے۔ قتل میں زیادتی یہ ہے کہ ایک کی بجائے دو مار دے یا شدید اذیت دے کر مارے یا مثلہ کرے وغیرہ اور مقتول کا وارث مدد دیا جائے گا یعنی حکومت اسے اسکا حق لے کر دے گی۔

6-یتیم کا مال ناحق کھانا پیٹ میں آگ بھرنا ہے دیکھیں (نساء 4:3-2) اور (الانعام 6:152)

7-خوامخواہ بدظنی اور شک کو جگہ نہ دی جائے۔ اپنے اعمال اور افعال کی بنیاد حسن ظنی اور علم پر رکھی جائے۔

8-کہ انسان اپنے کپڑے زمین پر گھسیٹتا ہوا چلے۔ یا گالیں پھلا پھلا کر باتیں کرے اور نہ ہی ایسا ہونا چاہئے جس میں ذلت کا پہلو ہو۔ بلکہ میانہ روی کی صورت ہونا چاہئے۔ البتہ کفار سے جنگ کے مقابلہ کے موقع پر اکڑ کر چلنا درست ہے۔ رمل میں بھی یہی حکمت ہے۔

9-کفار مکہ کے علاوہ یونانی' مصری تہذیبوں میں بھی اللہ کے زنانہ شریک ٹھہراتے تھے۔ فرشتوں کو اسکی بیٹیاں قرار دیتے۔ اپنے لئے بیٹے پسند کرتے۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ لِيَذَّكَّرُوا وَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا نُفُورًا ﴿٤١﴾ قُلْ

ہم نے اس قرآن میں (حقائق کو) مختلف طریقوں سے بیان کیا تا کہ لوگ ہوش کریں مگر ان میں نفرت ہی

لَوْ كَانَ مَعَهُ آلِهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ إِذًا لَابْتَغَوْا إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا ﴿٤٢﴾

بڑھی○ کہئے کہ: اگر اللہ کے ساتھ اور بھی الٰہ ہوتے جیسے مشرک کہتے ہیں، تو وہ صاحب عرش تک پہنچنے کے لئے 1

سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا ﴿٤٣﴾ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ

ضرور راہ تلاش کرتے 2○ وہ پاک اور ان کی باتوں سے کہیں زیادہ بلند و برتر ہے○ ساتوں آسمان اور زمین اور جو

وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ ۚ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَٰكِنْ لَا

کچھ ان میں ہے سب اس کی تسبیح کرتے ہیں بلکہ کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کر

تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ ۗ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ﴿٤٤﴾ وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ

رہی ہو لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں 3 وہ بڑا بردبار و معاف کرنے والا ہے○ اور جب آپ قرآن پڑھتے

جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَسْتُورًا ﴿٤٥﴾

ہیں تو ہم آپ کے اور ان کے درمیان ایک مخفی پردہ حائل کر دیتے ہیں جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے○

وَجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا ۚ وَإِذَا

ہم نے ان کے دلوں پر پردہ چڑھا دیا ہے کہ وہ اس (قرآن) کو سمجھ ہی نہ سکیں اور ان کے کانوں میں بوجھ ہے 4

ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْآنِ وَحْدَهُ وَلَّوْا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ نُفُورًا ﴿٤٦﴾ نَحْنُ

اور جب آپ قرآن میں اپنے اکیلے رب کا ذکر کرتے ہیں تو بدک کر پیٹھ پھیرے لیتے ہیں 5○ ہم خوب جانتے

أَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُونَ بِهِ إِذْ يَسْتَمِعُونَ إِلَيْكَ وَإِذْ هُمْ نَجْوَىٰ إِذْ

ہیں کہ جب وہ آپ کی طرف کان لگاتے ہیں تو کس بات پر لگاتے ہیں 6 اور اسے بھی جو وہ سرگوشی کرتے ہیں جب

يَقُولُ الظَّالِمُونَ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَسْحُورًا ﴿٤٧﴾ انْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا

یہ ظالم کہتے ہیں کہ: "تم تو ایک سحر زدہ آدمی کی اتباع کر رہے ہو"○ غور کرو وہ آپ کے لئے کیسی

لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ﴿٤٨﴾ وَقَالُوا أَإِذَا كُنَّا

مثالیں بیان کر رہے ہیں 7 ایسے گمراہ ہوئے ہیں کہ راہ پا ہی نہیں سکتے○ کہتے ہیں: بھلا جب ہم ہڈیاں اور

عِظَامًا وَرُفَاتًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ﴿٤٩﴾ قُلْ كُونُوا حِجَارَةً

ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا ہمیں از سرنو پیدا کر کے دوبارہ اٹھایا جائے گا؟○ کہئے "خواہ تم پتھر بن جاؤ یا

أَوْ حَدِيدًا ﴿٥٠﴾ أَوْ خَلْقًا مِمَّا يَكْبُرُ فِي صُدُورِكُمْ ۚ فَسَيَقُولُونَ مَنْ

لوہا"○ یا اس سے سخت تر مخلوق جو تمہارے جی آئے پھر پوچھتے ہیں: ہمیں کون دوبارہ

يُعِيدُنَا ۖ قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُونَ إِلَيْكَ

زندہ کرے گا؟ آپ کہئے کہ وہی جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا پھر وہ آپ کے سامنے اپنے سر ہلائیں

رُءُوسَهُمْ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هُوَ ۖ قُلْ عَسَىٰ أَنْ يَكُونَ قَرِيبًا ﴿٥١﴾

گے اور پوچھیں گے کہ: ایسا ہو گا کب؟" آپ کہئے کہ: "شاید وہ وقت قریب ہی ہو"○

1- ان کافروں کی طبیعت کا بگاڑ اس حد تک پہنچ چکا ہے ایسی بہترین نصیحت سن کر بھی مزید بد کتے ہیں۔

2- اس آیت میں سہل فہم دلیل سے شرک کو رد کیا گیا ہے۔ ساری دنیا کا نظام ہی ایسے چلتا ہے۔ اگر کوئی صاحب اختیار کسی کو اپنے اختیارات کا کچھ حصہ کسی ضرورت کے تحت تفویض کرتا ہے تو ایک وقت آتا ہے کہ وہ اپنے اصل مالک پہ ہی ہاتھ ڈالتا ہے۔ دنیا میں بادشاہوں اور حکومتوں کے اقتدار اسی طرح ختم ہوتے رہتے ہیں۔ کسی بڑے صاحب اختیار کے مقابلہ میں بعض دفعہ کم اختیارات رکھنے والے کئی لوگ متحدہ محاذ بنا کر اپنے بڑے اختیارات والے کے مقابل آجاتے ہیں۔ اور یہ کشمکش روزمرہ مشاہدہ میں آتی رہتی ہے پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو اپنی بادشاہت میں اختیار عطا فرماتا اور وہ خود ذی العرش کے اختیارات پہ ہی ہاتھ صاف کرنے کی کوشش نہ کرتا۔

3- بعض مفسرین اس تسبیح سے ان اشیاء کا ان قوانین کی پابندی مراد لیتے ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے مقرر فرمادیئے ہیں جیسے سورج کا غروب ہونا اور طلوع ہونا اور اس تفویض شدہ کام سے کبھی بھی انکار نہ کرنا۔ اس آیت میں "لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں" سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت صرف اتنی ہی نہیں بلکہ فی الواقع تمام اشیاء اپنی اپنی لسان میں تسبیح بیان کر رہی ہیں چونکہ وہ ہماری لسان میں نہیں لہٰذا ہم اسے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ حضرت داودؑ کے بارے میں قرآن کریم میں آتا ہے۔

"ہم نے اس کے ساتھ پہاڑوں کو مسخر کر دیا تھا کہ وہ صبح و شام انکے ساتھ (مل کر) تسبیح کرتے تھے۔"

(ص 38:18)

4- دل کا غلاف میں بند ہونا اور کانوں میں ثقل سماعت ہونا ایسی چیزیں ہیں جو کہ قریش مکہ خود فخر سے اسکا دعویٰ کرتے تھے۔ ان کے اس جحود و عناد کی وجہ سے ان کی حالت یہ ہوئی۔ ان اعمال کی نسبت اللہ کی جانب اسی وجہ سے ہو سکتی ہے کہ وہ سب اللہ ہی کی مخلوق ہیں۔

5- اکیلے اللہ کے ذکر سے انہیں اس قدر نفرت ہے کہ سنتے ہی بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔

6- قابل اعتراض اور قابل استہزاء نکات کی تلاش میں وہ آپ کی باتیں غور سے سنتے ہیں۔

7- یعنی انکی مت ایسی ماری گئی ہے کہ کسی ایک چیز پہ یہ خود بھی متفق نہیں ہو سکتے۔ کبھی آپ کو ساحر کبھی مسحور کبھی کاہن اور کبھی کچھ اور کبھی کچھ کہتے ہیں۔

يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهِۦ وَتَظُنُّونَ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا

جس دن وہ تمہیں بلائے گا تو تم اس کی تعریف کرتے ہوئے جواب میں حاضر ہو جاؤ گے اور یہ خیال کرو گے کہ

قَلِيلًا ﴿٥٢﴾ وَقُل لِّعِبَادِى يَقُولُوا۟ ٱلَّتِى هِىَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ ٱلشَّيْطَٰنَ يَنزَغُ

تم تھوڑی ہی دیر ٹھہرے تھے○ میرے بندوں سے کہیئے کہ: وہی کہیں جو بہتر ہو کیونکہ شیطان لوگوں

بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّ ٱلشَّيْطَٰنَ كَانَ لِلْإِنسَٰنِ عَدُوًّا مُّبِينًا ﴿٥٣﴾ رَّبُّكُمْ أَعْلَمُ بِكُمْ ۖ

میں فساد ڈلواتا ہے بلاشبہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے○ تمہارا رب تمہارے حال سے خوب واقف ہے۔

إِن يَشَأْ يَرْحَمْكُمْ أَوْ إِن يَشَأْ يُعَذِّبْكُمْ ۚ وَمَآ أَرْسَلْنَٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ﴿٥٤﴾

وہ چاہے تو تم پر رحم کرے اور چاہے تو عذاب دے۔ اور ہم نے آپ کو ان کا وکیل بنا کر نہیں بھیجا○

وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِمَن فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۗ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ

اور جو مخلوق، آسمانوں اور زمین میں ہے آپ کا رب انہیں خوب جانتا ہے اور ہم نے بعض نبیوں کو

ٱلنَّبِيِّۦنَ عَلَىٰ بَعْضٍ ۖ وَءَاتَيْنَا دَاوُۥدَ زَبُورًا ﴿٥٥﴾ قُلِ ٱدْعُوا۟ ٱلَّذِينَ زَعَمْتُم

دوسروں پر فضیلت دی اور داؤد کو ہم نے زبور عطا کی○ کہیئے کہ: اللہ کو چھوڑ کر جنہیں تم

مِّن دُونِهِۦ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ ٱلضُّرِّ عَنكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا ﴿٥٦﴾ أُو۟لَٰٓئِكَ

پکارتے ہو وہ تم سے تکلیف نہ ہٹا سکتے ہیں اور نہ بدل سکتے ہیں○ جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں وہ

ٱلَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ ٱلْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ

تو خود اپنے رب کی طرف وسیلہ تلاش کرتے ہیں کہ کون اس سے قریب تر ہو جائے وہ اس کی رحمت کے

رَحْمَتَهُۥ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُۥٓ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ﴿٥٧﴾ وَإِن

امیدوار رہتے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں بلاشبہ آپ کے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے○ کوئی

مِّن قَرْيَةٍ إِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوهَا قَبْلَ يَوْمِ ٱلْقِيَٰمَةِ أَوْ مُعَذِّبُوهَا عَذَابًا

بستی ایسی نہیں جسے ہم قیامت سے پہلے ہلاک نہ کر دیں یا سخت عذاب

شَدِيدًا ۚ كَانَ ذَٰلِكَ فِى ٱلْكِتَٰبِ مَسْطُورًا ﴿٥٨﴾ وَمَا مَنَعَنَآ أَن نُّرْسِلَ

نہ دیں، یہ بات کتاب میں لکھی جا چکی ہے○ جو بات معجزے بھیجنے سے روکتی ہے وہ

بِٱلْءَايَٰتِ إِلَّآ أَن كَذَّبَ بِهَا ٱلْأَوَّلُونَ ۚ وَءَاتَيْنَا ثَمُودَ ٱلنَّاقَةَ مُبْصِرَةً

یہ ہے، کہ پہلے لوگ انہیں جھٹلاتے رہے ہم نے قوم ثمود کو اونٹنی کا ایک واضح معجزہ دیا تھا تو انہوں نے اس سے ظلم

فَظَلَمُوا۟ بِهَا ۚ وَمَا نُرْسِلُ بِٱلْءَايَٰتِ إِلَّا تَخْوِيفًا ﴿٥٩﴾ وَإِذْ قُلْنَا لَكَ إِنَّ رَبَّكَ

کیا اور معجزے تو ہم صرف ڈرانے کی خاطر بھیجتے ہیں○ اور جب ہم نے آپ سے کہا کہ آپ کا رب

أَحَاطَ بِٱلنَّاسِ ۚ وَمَا جَعَلْنَا ٱلرُّءْيَا ٱلَّتِىٓ أَرَيْنَٰكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَ

لوگوں کو گھیرے ہوئے ہے اور جو (واقعہ) ہم نے آپ کو دکھلایا اور وہ درخت جس پر قرآن میں لعنت کی گئی

ٱلشَّجَرَةَ ٱلْمَلْعُونَةَ فِى ٱلْقُرْءَانِ ۚ وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَٰنًا كَبِيرًا ﴿٦٠﴾

انہیں لوگوں کیلئے ایک آزمائش بنایا۔ ہم انہیں ڈراتے ہیں مگر وہ انکی سرکشی میں اضافہ ہی کرتی ہے○

1-کیونکہ اس یوم یہ ظاہری حجاب اٹھ جائیں گے اور ہر شخص کو اللہ کی قدرت کا اندازہ ہو رہا ہو گا۔ اس یوم کی لمبائی کے مقابلے میں دنیا کی زندگی ایسے ہی معلوم ہو گی۔

2-احسن انداز میں کلام نہ کرنے کی صورت میں شیطان لعین کو غلط فہمیاں اور دشمنیاں پھیلانے کا موقع ملتا ہے۔

3-لوگ خود اپنے بارے میں تو بڑے غلط اندازے لگاتے ہیں جیسے یہودی بزعم خود اللہ کے چہیتے بنے بیٹھے ہیں۔ یا جیسے دوسرے لوگ کسی کے بارے میں گمان کرتے ہیں یہ غلط بھی ہو سکتے ہیں اور درست بھی حقیقت حال کا علم اللہ ہی کو ہے۔

4-اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شرک صرف غیراللہ کو سجدہ کرنے کا ہی نام نہیں بلکہ غیراللہ کو مشکل کشائی کیلئے پکارنا بھی شرک ہے۔

5-یہاں مقصود پتھر کے بت نہیں بلکہ وہ انبیاء' صالحین اور فرشتے ہیں جنہیں لوگ زبردستی حاجت روا اور مشکل کشا ٹھہرا دیتے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

"اس آیت میں جن لوگوں کا ذکر ہے وہ جن تھے جنکی انسان عبادت کرتے تھے پھر وہ مسلمان ہو گئے۔"

(بخاری)

6-وسیلہ تلاش کرنے سے مراد نیک اعمال سے وسیلہ پکڑنا ہے جیسے فرمایا۔

"اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور اسکے حضور (باریابی کیلئے) وسیلہ تلاش کرو اور اسکی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو سکو۔"

(المائدہ 36:53)

نہ کہ وہ وسیلہ مراد ہے جو کہ جاہل لوگ سمجھتے ہیں جیسے فوت شدہ بزرگوں کی نذر نیاز ماننا۔ انکی قبروں پہ غلاف چڑھانا یا میلے ٹھیلے کا انتظام کرنا۔

7-ایسا فرمائشی معجزہ بھیجنے کے بعد قوم کیلئے مہلت ختم ہو جاتی ہے اور پھر جھٹلانے پہ عذاب آنا یقینی ہو جاتا ہے۔ یاد رہے کہ اہل مکہ نے آپ ﷺ سے طلب کیا کہ صفا' پہاڑی سونے کی بنا دی جائے اور مکہ کے اردگرد پہاڑوں کو سرکا کر ملک کھلا کر دیا جائے۔

8-معجزہ کا مقصد لوگوں کو صرف تماشا دکھانا ہی تو نہیں ہوتا بلکہ اس بات کی یقین دہانی کرانا ہوتا ہے کہ نبی کی پشت پہ قادر مطلق کی قوت ہے یہ تو ایسے بھی پورا ہو جاتا ہے جیسے کفار نے بیت المقدس کے بارے میں پوچھا تو آپ بتاتے گئے۔

9-واقعہ معراج کی طرح کفار نے جہنم میں اگنے والے تھوہر کے درخت کو بھی مذاق کا نشانہ بنایا کہ جہنم کی آگ میں یہ درخت کیسے اگے گا؟

10-واقعہ معراج کے کفار کیلئے فتنہ بننے سے ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ واقعہ جاگتے ہوئے اور جسد خاکی کے ساتھ رونما ہوا۔

وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ قَالَ

اور (یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ : آدم کو سجدہ کرو "تو ابلیس[1] کے سوا سب نے سجدہ کیا کہنے لگا:

ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ۚ﴿٦١﴾ قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ

کیا میں اسے سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے؟O کہا بھلا دیکھ جسے تو نے مجھ پر فوقیت

عَلَيَّ ؗ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا

دی ہے۔ اگر تو مجھے یوم قیامت تک مہلت دے تو میں چند لوگوں کے سوا اس کی تمام تر اولاد کو لگام

قَلِيْلًا ﴿٦٢﴾ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ

ڈالے رکھوں گا[2]O اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جا[3] اولاد آدم میں سے جو تیرے پیچھے لگے گا تو تم سب کے لئے جہنم

جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ﴿٦٣﴾ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ

ہی پورا پورا بدلہ ہےO اور انہیں گھبراہٹ میں ڈال جنہیں تو اپنی آواز سے گھبراہٹ میں ڈال سکے،

وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ

اپنے سوار اور پیادے[4] ان پر چڑھا کے لا، اور مال اور اولاد میں ان کا

وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿٦٤﴾ اِنَّ عِبَادِيْ

شریک بن اور ان سے وعدے کر اور شیطان جو وعدہ کرتا ہے وہ بس دھوکا ہی ہوتا ہےO بلاشبہ میرے بندوں

لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ﴿٦٥﴾ رَبُّكُمُ الَّذِيْ

پر قطعاً تیرا بس نہیں چلے گا[5] اور (اے نبی آپ کے لئے) آپ کے رب کا کارساز ہونا کافی ہےO تمہارا رب وہ

يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ

ہے جو تمہارے لئے سمندر میں کشتی کو چلاتا ہے تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو یقیناً وہ تم پر بڑا

رَحِيْمًا ﴿٦٦﴾ وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ

رحم کرنے والا ہےO اور جب سمندر میں تمہیں مصیبت آتی ہے تو اللہ کے سوا جسے تم پکارتے ہو وہ تمہیں

اِلَّآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ

بھول جاتے ہیں پھر جب وہ تمہیں نجات دلا کر خشکی کی طرف لے آتا ہے تو تم منہ پھیر لیتے ہو اور انسان

كَفُوْرًا ﴿٦٧﴾ اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ

ہے ہی ناشکرا[6]O کیا تم بے خوف ہو گئے ہو کہ وہ تمہیں خشکی پر ہی (زمین میں) دھنسا دے یا تم پر پتھر کنکر

عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ۙ﴿٦٨﴾ اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ

والی آندھی بھیج دے پھر[7] تمہیں اپنے لئے کوئی کارساز بھی نہ ملےO یا

يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ

تم بے خوف ہوگئے ہو کہ وہ تمہیں سمندر میں دوبارہ لوٹا دے پھر تم پر سخت آندھی[8] بھیج دے جو تمہارے

الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ﴿٦٩﴾

کفر کی پاداش میں تمہیں غرق کر دے پھر تمہیں ہمارے خلاف کوئی پیچھا کرنے والا بھی نہ ملےO

1-یہ قصہ پہلے (البقرہ 2:39-30)' (الاعراف 7:23-1) اور (حجر 15:42-26) میں تفصیل سے گزر چکا ہے۔

2-احتنک الفرس' گھوڑے میں رسی یا لگام دینا المحنک' وہ آدمی جسے زمانہ نے تجربہ کار بنادیا ہو۔ گویا شیطان نے اپنے تجربہ کی بنا دعویٰ کیا کہ میں اس پہ کنٹرول کروں گا۔

3- تمہیں مہلت عطا کی گئی ہے۔

4-الرجل۔ ج میں زیر کے ساتھ چلنے والا مراد ہے شیطان کا لشکر۔

5-جو تجھ سے انکو گمراہ کرنے کیلئے بن پڑے تو کر دیکھ۔ قرآن کی بے شمار آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان کو کوئی ایسی طاقت نہیں دی گئی جس سے وہ انسان کو مجبور کرے اور نہ ہی اسکے پاس اپنی باتیں ثابت کرنے کیلئے کوئی دلیل ہے۔

6-انسان کی فطرت یہ ہے کہ جوں جوں مصائب اور آفات اس پہ حملہ آور ہوتے ہیں اور ظاہری اسباب کٹتے نظر آتے ہیں توں توں زیادہ خالص اللہ کو پکارتا ہے اور اس پہ توکل کرتا ہے۔ یہ مضمون قرآن کریم میں کئی دفعہ دہرایا گیا ہے جیسے۔

﴿وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ ۔۔۔۔۔ كَفُوْرٍ﴾

"اور جب ان پہ سائبانوں جیسی کوئی موج چھا جاتی ہے تو اللہ کی مکمل حاکمیت کو تسلیم کرتے ہوئے خالصتاً اسے پکارتے ہیں۔ پھر جب وہ انہیں بچا کر خشکی تک لے آتا ہے تو پھر کچھ لوگ بداعتدال ہوتے ہیں اور ہماری آیات کا انکار وہی کرتے ہیں جو غدار اور ناشکرے ہوں۔"

(لقمن 31:32)

یہ وہی فطری داعیہ ہے جو کہ انسان کے لاشعور میں "عہد الست" کی صورت میں موجود ہے۔ ظاہرداری کے پردے جب چھٹتے ہیں تو انسان فطرت کی آواز سننا شروع کر دیتا ہے۔ بعد میں پھر ملمع کاریاں شروع ہو جاتی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"ہر بچہ (ابن آدم) فطرت (یعنی اسلام) پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی یا عیسائی یا پارسی بنا لیتے ہیں۔"

(بخاری)

7-کیا تم نے یہ گمان کر لیا ہے کہ سمندر کا کوئی اور الہ ہے خشکی کا کوئی اور؟ سمندر میں وہ تمہارے اوپر تسلط رکھتا ہے مگر خشکی میں نہیں۔

8-قاصف۔ ایسی تند و تیز ہوا کہ جس سے گزرے اسے توڑ پھوڑ کر تباہ کر کے رکھ دے۔ تبیعا۔ جو پوچھ گچھ کر سکے۔ معاملہ کا پیچھا (Follow up) کر سکے۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ

1

بلاشبہ ہم نے بنی آدم کو بزرگی عطا کی اور بحر و بر میں انہیں سواری مہیا کی، کھانے کی پاکیزہ چیزیں

الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ﴿۷۰﴾ يَوْمَ

دیں اور جو کچھ ہم نے تخلیق کیا ہے ان میں سے کثیر مخلوق پر نمایاں فوقیت دی○ جس دن

نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ

ہم سب لوگوں کو ان کے پیشوا کے ساتھ بلائیں گے پھر جس کو اس کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا گیا تو ایسے لوگ

يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۱﴾ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ

2

اپنا اعمال نامہ پڑھیں گے اور ان پر ذرہ بھر ظلم نہ کیا جائے گا○ اور جو اس دنیا میں اندھا بنا رہا

اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۷۲﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ

وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا بلکہ راہ گم کئے ہوگا○ ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے قریب تھا کہ یہ

عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ

3

کافر آپ کو اس سے بھٹکا دیتے تاکہ آپ وحی کے علاوہ کچھ اور ہم پر افترا کریں اور ایسے وہ تمہیں اپنا دوست

خَلِيْلًا ﴿۷۳﴾ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ﴿۷۴﴾

بنا لیتے○ اور اگر ہم آپ کو ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا کہ آپ ان کی طرف کچھ جھک جاتے○

اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ

اس صورت میں ہم آپ کو زندگی میں بھی دگنی سزا دیتے اور مرنے کے بعد بھی۔ پھر ہمارے مقابلہ پہ آپ کوئی

عَلَيْنَا نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ

مددگار بھی نہ پاتے○ قریب تھا کہ یہ لوگ آپ کو اس سرزمین (مکہ) سے دل برداشتہ کرکے یہاں سے

مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۷۶﴾ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا

4

نکال دیں اور ایسی صورت میں آپ کے بعد یہ بھی یہاں زیادہ دیر نہ ٹھہر سکیں گے○ ہم نے آپ سے

قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ﴿۷۷﴾ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ

پہلے جو رسول بھیجے تو ہمارا یہی طریقہ رہا ہے اور ہمارے اس قانون میں آپ تفاوت نہیں پائیں گے○ آپ

الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ۭ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ

5

زوال شمس سے لے کر رات کے اندھیرے تک صلات قائم کیجئے اور فجر کے وقت قرآن (پڑھئے) کیونکہ فجر

مَشْهُوْدًا ﴿۷۸﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ

6 7

کے وقت قران پڑھنا مشہود ہے○ اور رات کو تہجد ادا کیجئے یہ آپ کے لئے زائد ہے ممکن ہے کہ آپ کا رب

رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ

8

آپ کو مقام محمود پر فائز کرے○ اور دعا کیجئے میرے رب! جہاں بھی تو مجھے لے جائے سچائی کے ساتھ لے جا اور

اَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ﴿۸۰﴾

9

جہاں سے نکالے تو سچائی کے ساتھ نکال اور اپنے ہاں سے ایک اقتدار کو میرا مددگار بنا دے○

1- اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو کئی انداز سے فضیلت دی ہے۔ ایک فضیلت وہ ہے جو کہ صرف انسان ہونے کے ناطے دی ہے۔

(ا)- اللہ تعالیٰ نے انسان کو علم دیا اور علم حاصل کرنے کی استعداد بخشی۔ اسی استعداد کے بناپر آج انسان تمام دیگر جانوروں، پرندوں وغیرہ پہ حکومت کرتا ہے اور اسی وجہ سے یہ ساری سائنسی ایجادات ممکن ہوئیں جس سے انسان کرہ ارض کی اشیاء کو مسخر کرنے کے ساتھ ہی ساتھ کائنات کے دوسرے سیاروں (Planets) تک پہنچنے کی کوششیں بھی کر رہا ہے۔

(ب)- اسی علم کی بناپہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو مسجود ملایکہ بنادیا حالانکہ وہ عبادت و ریاضت میں انسان سے کہیں آگے ہیں۔

(ج)- اللہ تعالیٰ نے انسان کو باوقار طریقہ سے دو ٹانگوں پہ کھڑا ہونے کی استعداد دی اسکو انتہائی متوازن انداز میں پیدا کیا۔ بولنے کی صلاحیت دی کہ کئی زبانیں ایجاد ہوگئیں اور اگر انسان اپنی فطرت کی آواز پہ لبیک کہتے ہوئے خالق کے آگے جھک جائے تو پھر اسکی اس فضیلت کو چار چاند لگ جاتے ہیں اور مستقل ہو جاتی ہے۔

2- فتیلا- یہ وہ باریک دھاگہ ہے جو کہ گٹھلی کے شگاف میں ہوتا ہے۔

3- کفار مکہ جب اپنی پوری کوشش کے باوجود اسلام کا رستہ روکنے میں ناکام رہے تو انہوں نے باہمی افہام و تفہیم کی کوششیں شروع کردیں جیسے کہتے کہ آپ بتوں کو برا بھلا کہنا چھوڑ دیں تو ہم آپ کے مطیع بن جائیں گے۔ یا انہوں نے کہا کہ ہم آپکو حکومت دینے کو تیار ہیں یا مال و دولت کے ڈھیر لگا دیتے ہیں یا جس لڑکی کی طرف اشارہ کریں اس سے آپ کی شادی کرتے ہیں مگر یہ اسلام کی تبلیغ چھوڑ دیں۔

4- اللہ کی سنت یہ رہی ہے کہ جب کوئی قوم کسی نبی کو ہجرت پہ مجبور کردے یا قتل کردے یا فرمائشی معجزہ دیکھنے کے بعد جھٹلا دے تو پھر عذاب آنے میں دیر نہیں لگتی۔ اہل مکہ پہ یہ عذاب اب جنگ بدر کی صورت میں نازل ہوا اور مکہ سے کفر کے مکمل خاتمہ پہ اس کی تکمیل ہوئی۔

5- "زوال شمس سے رات کے اندھیرے تک" سے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں مراد ہیں جبکہ قرآن الفجر میں فجر کی صلوٰۃ مراد ہے کیونکہ صلوٰۃ فجر میں نسبتاً لمبی قرات ہوتی ہے۔

6- مشہود- حاضر کیا گیا مراد ہے کہ صلوٰۃ الفجر میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔

"صلوٰۃ باجماعت اکیلے پڑھنے سے پچیس گناہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے اور صبح کی صلوٰۃ کے وقت رات اور دن کے فرشتے اکھٹے ہو جاتے ہیں۔" (بخاری)

7- طلوع فجر سے پہلے اور نصف شب کو ادا کی جانے والی نفل صلوٰۃ۔

8- یہ جنت میں ایک بلند مقام ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا جائیگا۔ اگر دنیا میں مراد لیا جائے تو معنی ایسی قدر و منزلت ہوگا کہ سب آپکی تعریف کریں۔

9- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے پھر آپ کو ہجرت کا حکم ہوا تو یہ آیت نازل ہوئی۔" (ترمذی)

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ﴿٨١﴾

اور کہئیے کہ : حق آ گیا اور باطل بھاگ کھڑا ہوا اور باطل تو ہے ہی بھاگ نکلنے والا[1]○

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ

اور ہم قرآن میں جو کچھ نازل کرتے ہیں وہ مومنوں کے لئے شفا اور رحمت ہے مگر ظالموں کے خسارہ

الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿٨٢﴾ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَا

میں ہی اضافہ کرتا ہے○ اور جب ہم انسان پر انعام کرتے ہیں تو منہ پھیرتا ہے اور اپنا پہلو موڑ

بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَئُوْسًا ﴿٨٣﴾ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى

لیتا ہے اور جب اسے کوئی مصیبت آلیتی ہے تو مایوس ہو جاتا ہے○ کہئیے: ہر کوئی اپنی افتاد طبع کے مطابق عمل

شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ﴿٨٤﴾ ع وَيَسْـَٔلُوْنَكَ

کرتا ہے لہٰذا تمہارا رب ہی خوب جانتا ہے کہ کون زیادہ سیدھی راہ پر چل رہا ہے○ لوگ آپ سے

عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ

روح کے متعلق پوچھتے ہیں کہئیے کہ "روح میرے رب کا حکم ہے اور تمہیں تو بس تھوڑا سا علم

اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٨٥﴾ وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ

دیا گیا ہے"[2]○ اور جو کچھ ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے اگر ہم چاہیں تو اسے لے جائیں پھر ہمارے

لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ﴿٨٦﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ فَضْلَهٗ

مقابلے میں آپ کو کوئی مددگار نہ ملے گا○ الا یہ کہ آپ کا رب ہی مہربانی فرمادے کیونکہ آپ ﷺ پر

كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ﴿٨٧﴾ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓي

اس کا بہت بڑا فضل ہے○ آپ ان سے کہئیے کہ : اگر تم انسان اور جن سب مل کر اس

اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ

قرآن[3] جیسی کوئی چیز بنا لاؤ تو نہ لا سکو گے خواہ وہ سب ایک دوسرے کے مددگار

لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿٨٨﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ

بن جائیں○ ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لئے ہر طرح کی مثال کو مختلف طریقوں سے بیان کیا

كُلِّ مَثَلٍ ۡ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿٨٩﴾ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ

ہے مگر اکثر لوگوں نے اسے تسلیم نہ کیا پس کفر کرتے گئے○ اور کہنے لگے: ہم آپ پر ایمان نہ لائیں گے

حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ﴿٩٠﴾ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ

جب تک آپ ہمارے لئے زمین سے چشمہ نہ جاری کر دیں○ یا آپ کا کھجوروں اور

نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ﴿٩١﴾ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ

انگوروں کا باغ ہو تو آپ اس میں جا بجا نہریں بہا دیں○ یا آپ آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے

كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰۗئِكَةِ قَبِيْلًا ﴿٩٢﴾

ہم پر گرا دیں جیسے آپ کا دعویٰ ہے یا اللہ اور فرشتوں کو سامنے لے آئیں○

1- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔
جب مکہ فتح ہوا اور آپ مکہ میں داخل ہوئے تو اس وقت کعبہ کے گرد تین سو ساٹھ بت نصب تھے۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں چھڑی تھی آپ اس سے ان بتوں کو ٹھوکا دیتے جاتے اور فرماتے۔
﴿جاء الحقُ وَزَهَقَ البَاطِلُ إنَّ البَاطِلَ كَانَ زَهُوقَاً﴾
(بخاری)

2- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
"میں نبی ﷺ کے ساتھ مدینہ میں جا رہا تھا اور وہ اپنی سواری میں ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ چند یہودیوں کے پاس سے گزر ہوا۔ کسی نے کہا کہ اس سے کچھ پوچھو کہنے لگے کہ روح کے متعلق ہمیں بتلائے۔ آپ کچھ دیر کیلئے ٹھہرے۔ پھر آپ نے سر اٹھایا مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ پہ وحی ہو رہی ہے۔ جب وحی ختم ہوئی تو آپ نے یہ آیت پڑھی۔"
(بخاری)

یہاں روح سے کیا مراد ہے؟ بعض علماء نے اس سے روح انسان یا (جسم میں) جان مراد لی ہے۔ بعض دوسرے مفسرین نے روح سے وحی الٰہی مراد لی ہے یا جبرائیل امین مراد لئے ہیں۔ قرآن میں جان کیلئے عموماً "نفس" استعمال ہوا ہے جبکہ وحی اور جبرائیل کیلئے "روح" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں (النحل 2:16) اور (المومن 15:40) اور (الزخرف 52:43)۔ سیاق قرآن سے بھی "روح" سے مراد وحی الٰہی یا جبرئیل امین معلوم ہوتا ہے۔

3- قرآن خود سب معجزوں سے بڑا معجزہ ہے۔ (Miracle of Miracles) اور یہ خالق کائنات کا کلام ہے۔
یہاں موقع کی مناسبت سے قرآن کے چند خواص کا ذکر کیا جا رہا ہے۔
☆--- عربی زبان کی حفاظت۔ قرآن نے نہ صرف اپنے الفاظ کی حفاظت کی ہے بلکہ عربی زبان کی بھی حفاظت کی ہے کہ وہ ایک مردہ زبان کی شکل نہ اختیار کرے۔
☆--- قرآن سائنسی حقائق کی مخالفت نہیں کرتا۔
☆--- دنیا اور آخرت کے حصول کیلئے توازن کا درس نہ تو انسان کو بالکل صوفی اور تارک الدنیا بناتا ہے اور نہ ہی بالکل دنیا دار۔
☆--- گزشتہ کی غیبی خبریں دینا جیسے قرآن نے صدیوں بعد حضرت یوسف کا قصہ انتہائی تفصیل سے بیان کر دیا۔
☆--- شفاء۔ قرآن نقصان دہ چیزوں سے منع کرتا ہے اور فائدہ مند اشیاء کی طرف راہنمائی کرتا ہے جیسے شہد میں شفاء کی خاصیت بتلائی گئی ہے اور خود قرآن روحانی بیماریوں کیلئے شفاء ہے۔
☆--- شفاعت۔ قرآن اپنے پڑھنے والوں کا سفارشی ہوگا۔
☆--- پاک صاف کے علاوہ کوئی اسے نہیں چھوتا۔
☆--- اللہ تعالیٰ نے اسکی حفاظت کی ذمہ داری اٹھا رکھی ہے۔
☆--- قرآن کی لکھائی بھی متواتر ہے مثلاً سورۃ البقرۃ میں لفظ "ابراھم" ی کے بغیر ہے جبکہ بقیہ قرآن میں ابراہیم ہے۔ انسان اپنی مرضی سے اس میں تبدیلی نہیں کر سکتا۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (القمر 32:54)

اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِى السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ

یا آپ کے لئے سونے کا کوئی گھر ہو یا آپ آسمان میں چڑھ جائیں اور ہم آپ کے چڑھنے کو بھی

لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّىْ هَلْ

نہ مانیں گے حتی کہ آپ ہم پر کتاب اتار لائیں جس کو ہم پڑھ لیں کہیئے: پاک ہے میرا رب! میں تو محض

كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿٩٣﴾ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْۤا اِذْ جَآءَهُمُ

ایک انسان ہوں پیغام پہنچانے والا○[1] لوگوں کے پاس ہدایت آجانے کے بعد انہیں ایمان لانے سے صرف یہ بات

الْهُدٰۤى اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿٩٤﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ فِى

روکتی ہے جو وہ کہتے ہیں کہ: "کیا اللہ نے انسان کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟"○[2] کہہ دیجئے کہ: اگر زمین میں

الْاَرْضِ مَلٰۤئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

فرشتے اطمینان سے چل رہے ہوتے تو ہم آسمان سے ان کے لئے کوئی فرشتہ ہی

مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿٩٥﴾ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ

رسول بنا کر بھیجتے○ کہیئے کہ: میرے اور تمہارے درمیان بس اللہ کی گواہی کافی ہے وہ یقیناً اپنے

بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿٩٦﴾ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ

بندوں سے باخبر اور سب کچھ دیکھ رہا ہے○ جسے اللہ ہدایت دے دے وہی ہدایت پا سکتا ہے اور جسے وہ گمراہ کرے

يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

تو ایسے لوگوں کے لئے اللہ کے سوا آپ کوئی مددگار نہ پائیں گے اور قیامت کے دن ہم انہیں

عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ؕ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ كُلَّمَا خَبَتْ

اوندھے منہ اندھے، گونگے اور بہرے (بنا کر) اٹھائیں گے[3] [4] ان کا ٹھکانا جہنم ہے جب بھی اس کی آگ بجھنے لگے

زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ﴿٩٧﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْۤا

گی ہم ان پر اور بھڑکا دیں گے○ یہ ان کا بدلہ ہے کیونکہ انہوں نے ہماری آیات کا انکار کیا اور کہا کہ:

ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿٩٨﴾

جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا از سر نو پیدا کر کے اٹھائے جائیں گے؟"○

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰۤى

کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ وہ اللہ جس نے ارض و سماوات کو پیدا کیا وہ اس پر قادر ہے کہ ان جیسے

اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ

پیدا کر دے[5] اس نے ان کے لئے ایک مدت مقرر کر رکھی ہے جس میں شک نہیں مگر ظالم ماننے والے

اِلَّا كُفُوْرًا ﴿٩٩﴾ قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّىْۤ اِذًا

نہیں بس کفر ہی کرتے ہیں○ کہیئے کہ: اگر میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے مالک تم ہوتے تو ان

لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ﴿١٠٠﴾

کے خرچ ہو جانے کے خوف سے سب کچھ اپنے پاس ہی رہنے دیتے[6] اور انسان تو بہت تنگدل واقع ہوا ہے○

1-مشرکین مکہ آپ سے اکثر و بیشتر جو معجزات یا آیات طلب کرتے رہتے انہیں یہاں یکجا کر کے بیان کر دیا گیا ہے۔ وہ یہ معجزات اسلئے تو طلب نہیں کرتے تھے کہ انہیں حق کو پہچاننے میں کوئی دقت ہو رہی تھی اور وہ اپنے شکوک رفع کرنا چاہتے تھے بلکہ وہ حق کی اس دعوت سے اپنی جان چھڑانے کیلئے ایسے اعتراضات جڑتے رہتے تھے یا بہانے ڈھونڈتے رہتے ہیں۔ اگر انہیں نشانی ہی چاہئے ہوتی تو یہ قرآن کم نشانی ہے۔ جس کی ایک آیت بنانے سے سب کے سب مل کر بھی قاصر رہے یا بیت المقدس کے بارے میں تمام سوالات کے درست جواب دینا کوئی کم نشانی ہے؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان سب اعتراضات کا ایک جامع جواب دیدیا کہ اے محمد ﷺ آپ کہہ دیں کہ میں نے کب خدائی اختیارات رکھنے کا دعویٰ کیا تھا؟

2-چنانچہ انہوں نے بھی وہی بہانہ تراشا کہ یہ نبی صاحب تو تمہارے جیسے بشری ہیں جیسے تم کھاتے ہو ویسے ہی یہ بھی کھاتے ہیں۔ جیسے تم پیتے ہو ویسے ہی یہ بھی پیتے ہیں۔ آج کل بھی مسلمانوں کا ایک گروہ آنجناب ﷺ کو بشر تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہے۔ نبی چونکہ انہی میں سے ایک فرد ہوتا ہے جن میں وہ مبعوث ہوتا ہے جنہیں وہ دن رات دیکھتے ہیں لہٰذا بشریت کا انکار تو نہیں کر سکتے مگر نبوت کا انکار کر دیتے ہیں۔ دور حاضر کے لوگ نبی ہونے کا انکار تو نہیں کر سکتے کیونکہ ایسا کرنے کے بعد وہ مسلمان ہونے کا دعویٰ ہی نہیں کر سکتے مگر آپ کی بشریت کا انکار کر دیتے ہیں۔ نتیجہ کے اعتبار سے بات ایک ہی ہے کہ نبی کی اطاعت اور اتباع نہیں کریں گے ((اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ)) "اے اللہ میری قوم کو ہدایت عطا کر انہیں علم نہیں ہے۔"

3-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

کسی صحابی نے کہا اے اللہ کے نبی کیا کافر کو سر کے بل چلایا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیا جس نے اسے دنیا میں ٹانگوں پہ چلایا وہ اس پہ قادر نہیں ہے کہ یوم قیامت اسے سر کے بل چلا دے؟ (بخاری)

4-قانون جزا و سزا میں اعمال اور انسان کی جزا میں مماثلت پائی جاتی ہے جیسے کوئی شخص دنیا میں اللہ کو بھولا رہا تو یوم قیامت اللہ تعالیٰ اسے عذاب میں بھلا دیں گے۔ جس نے دنیا میں اللہ کے ذکر سے اپنی آنکھیں بند کر لیں یوم قیامت اللہ تعالیٰ اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے۔

5-دوسری جگہ اللہ تعالیٰ یہی بات اس انداز میں بیان فرمائی۔

"کیا تمہیں پیدا کرنا مشکل ہے یا آسمان کو جسے اس نے بنایا؟"

(النٰزعٰت 27:79)

6-انسانی طبیعت کی عکاسی بہت ہی پیارے انداز میں کی گئی۔ ذرا تصور کریں اگر ہوا کا کنٹرول کسی انسان کے ہاتھ میں ہوتا تو دنیا کا کیا حشر ہوتا؟

ولقد اتينا موسى تسع ايت بينت فسئل بني اسراءيل اذ جاءهم

ہم نے موسیٰ کو نو واضح آیات دی تھیں بنی اسرائیل سے پوچھ لیجئے کہ جب موسیٰ ان کے پاس آئے تو فرعون

فقال له فرعون اني لاظنك يموسى مسحورا قال لقد علمت ما

نے ان سے کہا: "موسیٰ! میں سمجھتا ہوں کہ تجھ پر سحر کر دیا گیا ہے" ○ موسیٰ نے جواب دیا تو جانتا ہے کہ ان

انزل هؤلاء الا رب السموت والارض بصائر واني لاظنك

بصیرت افروز نشانیوں کو اس ذات نے نازل کیا ہے جو ارض و سماوات کا مالک ہے اور اے فرعون! میں تو

يفرعون مثبورا فاراد ان يستفزهم من الارض فاغرقنه و

سمجھتا ہوں کہ تو ہلاک ہو کے رہے گا ○ فرعون نے چاہا کہ بنی اسرائیل کو اس ملک سے اکھاڑ پھینکے تو ہم نے

من معه جميعا وقلنا من بعده لبني اسراءيل اسكنوا

اسے اور اس کے ہمراہیوں کو غرق کر دیا ○ اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے کہا کہ اس سرزمین میں آباد

الارض فاذا جاء وعد الاخرة جئنا بكم لفيفا وبالحق انزلنه

ہو جاؤ پھر جب وعدہ آخرت کا وقت آئے گا تو ہم تمہیں اکٹھا کر لائیں گے ○ ہم نے اس قرآن کو حق کے

وبالحق نزل وما ارسلنك الا مبشرا ونذيرا وقرانا فرقنه

ساتھ اتارا ہے اور حق کے ساتھ یہ نازل ہوا اور ہم نے آپ کو بشارت دینے اور ڈرانے والا بھیجا ہے ○ اور ہم

لتقراه على الناس على مكث ونزلنه تنزيلا قل امنوا به او

نے قرآن کو اجزاء میں نازل کیا ہے تاکہ آپ اسے وقفہ وقفہ سے لوگوں کو پڑھ کر سنائیں اور بتدریج نازل

لا تؤمنوا ان الذين اوتوا العلم من قبله اذا يتلى عليهم

کیا ہے ○ کہہ دیجئے: تم اس پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ، اس سے پہلے جنہیں علم دیا گیا ہے جب انہیں پڑھ

يخرون للاذقان سجدا ويقولون سبحن ربنا ان كان

کر سنایا جاتا ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں ○ اور کہتے ہیں کہ: پاک ہے ہمارا رب

وعد ربنا لمفعولا ويخرون للاذقان يبكون ويزيدهم

یقیناً ہمارے رب کا وعدہ پورا ہو کے رہا ○ اور وہ ٹھوڑیوں کے بل روتے ہوئے گر پڑتے ہیں اور یہ قرآن ان

خشوعا قل ادعوا الله او ادعوا الرحمن ايا ما تدعوا فله الاسماء

کے خشوع کو اور بڑھا دیتا ہے ○ کہئے کہ: اللہ (کہہ کر) پکارو یا رحمٰن جو نام سے پکارو گے

الحسنى ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها وابتغ بين ذلك

اس کے سب نام اچھے ہیں اور آپ اپنی صلوٰۃ نہ زیادہ بلند آواز سے پڑھیئے نہ بالکل پست آواز سے بلکہ ان

سبيلا وقل الحمد لله الذي لم يتخذ ولدا ولم يكن له

کے درمیان لہجہ اپنایئے ○ اور آپ کہہ دیجئے کہ ہر طرح کی تعریف اس کے لائق ہے جس نے نہ کسی کو بیٹا بنایا نہ

شريك في الملك ولم يكن له ولي من الذل وكبره تكبيرا

بادشاہی میں اس کا کوئی شریک ہے اور نہ ناتوانی کی وجہ سے کوئی مددگار ہے اور اسی کی بڑائی کیجئے ○

1- وہ نو واضح آیات یہ تھیں۔ ید بیضا' عصائے موسیٰ' قحط سالی' پھلوں کی کمی' طوفان' جراد (ٹڈی دل)' قمل (جوئیں اور کھٹمل)' ضفادع (مینڈک)' خون۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے پھلوں میں کمی اور قحط سالی کو ایک ہی معجزہ شمار کیا ہے جبکہ سمندر کے پھٹنے کو نواں معجزہ شمار کیا ہے۔

2- یہ دیوانہ' جسکی عقل مت ماری گئی ہو۔ یہ اسلئے اس نے کہا کہ حضرت موسیٰؑ نے علی الاعلان فرعون سے بنی اسرائیل کی آزادی کا مطالبہ کر دیا۔ حالانکہ وہ خود کو برتر ذات سمجھتا تھا اور اسکے گمان میں یہ حضرت موسیٰؑ کی بہت بڑی گستاخی تھی۔

3- مجھے سحر نہیں ہوا بلکہ سارے معجزے دیکھنے کے بعد تمہاری ہٹ دھرمی تمہیں ہلاکت کو پہنچائے گی۔

4- اور اس کیلئے اس نے طریقہ یہ سوچا کہ بنی اسرائیل کے نومولود لڑکوں کو قتل کر دیا جائے یہی حرکت اس کا باپ رعمیس ثانی بھی کرتا رہا لیکن حضرت موسیٰؑ (یا بنی اسرائیل کے کسی بھی متوقع نجات دہندہ) کے خطرے سے بچ نہ سکے۔ مگر اللہ نے اسے اسکے گھر ہی میں پرورش دلائی۔ سبحان اللہ۔

5- جب مصر کا برسر اقتدار طبقہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے سمندر میں ڈوب گیا تو مصر کا اقتدار بھی بنی اسرائیل کے ہاتھ آ گیا۔ اس آیت میں کفار مکہ کو جتلا دیا گیا ہے کہ اگر تم باز نہ آئے تو تمہارے ساتھ بھی آل فرعون والا حشر ہوگا اور مکہ مسلمانوں کے قبضہ میں آ جائے گا۔

6- یعنی جس طرح سے اسے نازل کیا گیا ہے ٹھیک ٹھیک اسی طرح نازل ہوا ہے کہیں سے بھی باطل کو اس میں داخل ہونے کا موقع نہیں ملا۔

7- یہ اہل کتاب کے منصف مزاج لوگ تھے جو کہ آسمانی کتابوں کے اسلوب کو پہچانتے تھے۔ نیز وہ اپنی کتابوں سے نبی کے بارے میں آیات پڑھ کر سچے نبی کو بھی پہچان چکے تھے۔

8- اللہ کے بعد "رحمان" اللہ کا دوسرا اور صفاتی نام ہے۔ مکہ کے لوگ اس نام سے واقف نہ تھے چنانچہ وہ اس نام سے بدکتے بلکہ یہ اعتراض بھی کرتے تھے کہ تم ہمیں شرک سے منع کرتے ہو جبکہ خود اللہ کے ساتھ رحمٰن کو بھی پکارتے ہو جس پہ یہ آیت نازل ہوئی۔

9- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ۔

"یہ آیت اس وقت اتری جب آپ مکہ میں کافروں سے چھپتے۔ جب آپ صحابہ کو صلوٰۃ پڑھاتے تو بلند آواز سے پڑھتے۔ جب مشرک قرآن سنتے تو قرآن صاحب قرآن اور قرآن لانے والے جبرئیل سب کو برا بھلا کہتے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ صلوٰۃ میں قرآن بلند آواز سے نہ پڑھیے کہ مشرک قرآن کو برا بھلا کہیں اور نہ ہی اتنی آہستہ پڑھیں کہ آپ کے صحابہ بھی نہ سن سکیں بلکہ درمیانی راہ اختیار کریں۔

(بخاری)

سُوْرَةُ الْكَهْفِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّعَشْرُ اٰيَاتٍ وَّاثْنَا عَشَرَ رُكُوْعًا

آیات ۱۱۰ (۱۸) سورۂ کہف مکی ہے (۶۹) رکوع ۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۝

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰي عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ

سب تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے اپنے بندے پر یہ کتاب[1] نازل کی اور اس میں کوئی کجی[2] نہیں

لَّهٗ عِوَجًا ۝۱ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ

رکھی۝ یہ سیدھا راستہ بتانے والی ہے تاکہ لوگوں کو اللہ کے سخت عذاب سے ڈرائے اور ان مومنین کو

الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۝۲

جو نیک عمل کرتے ہیں بشارت دے دیجئے کہ ان کے لئے اچھا اجر ہے۝

مّٰكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۝۳ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ

جس میں وہ دائمی رہیں گے۝ اور ان لوگوں کو ڈرائے جو کہتے ہیں کہ اللہ نے کسی کو بیٹا بنا

وَلَدًا ۝۴ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآىِٕهِمْ ۭ كَبُرَتْ كَلِمَةً

لیا ہے۝ اس بات کا انہیں بھی علم نہیں، نہ ان کے آباء و اجداد کو تھا بہت بھاری بات ہے جو

تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۭ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۝۵ فَلَعَلَّكَ

ان کے منہ سے نکلتی ہے جو کچھ وہ کہتے ہیں سراسر جھوٹ ہے۝ آپ تو شاید ان کافروں

بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓي اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ

کے پیچھے اپنے آپ کو ہلاک ہی کر ڈالیں گے اس غم سے کہ یہ لوگ اس قرآن پر ایمان کیوں نہیں

اَسَفًا ۝۶ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَي الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ

لاتے۝ جو کچھ ارض پر موجود ہے اسے ہم نے اس کی زینت بنا دیا ہے تاکہ آزمائیں کہ ان میں سے کون

اَحْسَنُ عَمَلًا ۝۷ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ۝۸

اچھے عمل کرتا ہے۝ نیز جو کچھ ارض پر ہے ہم اسے ایک چٹیل[3] میدان بنا دینے والے ہیں۝

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ ۙ كَانُوْا مِنْ

کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ غار والوں[4] اور کتبہ[5] والوں کا معاملہ ہماری نشانیوں میں سے کوئی بڑا

اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝۹ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ

عجیب[6] قصہ تھا۝ جب ان نوجوانوں نے غار میں پناہ[7] لی تو کہنے لگے : اے ہمارے رب!

اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝۱۰

اپنی جناب سے ہمیں رحمت عطا فرما اور اس معاملہ میں ہماری رہنمائی فرما۝

فَضَرَبْنَا عَلٰٓي اٰذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ۝۱۱

تو ہم نے انہیں اس غار میں تھپکی دے کر کئی سال تک کے لئے سلا دیا۝

1- حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ۔

"وہ رات کو یہ سورۃ پڑھ رہے تھے کہ ایک ابر یا غبار کی مانند چیز نے انہیں ڈھانپ لیا۔ انہوں نے آپ ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ سکینت ہے جو قرآن کیلئے نازل ہوئی۔"

(بخاری)

2- العوج۔ عین پہ زیر کے ساتھ۔ کجی جو معنوی اشیاء میں پائی جائے جیسے دین میں یا عقل میں۔

3- یہ اپنی دنیا کی زندگی کی آسانیوں اور آسائشوں میں مگن ہیں جبکہ ہم قیامت برپا کرکے اسی زمین کو چٹیل بنادیں گے۔

4- تفسیری روایت سے معلوم ہوتا ہے مشرکین نے یہودیوں کے تعاون سے آپ ﷺ سے بزعم خود چند مشکل سوالات پوچھے۔ (یاد رہے کہ سورۃ یوسف بھی اسی طرح کے سوالات کے جواب میں نازل ہوئی تھی) سوالات یہ تھے کہ۔

(ا)۔ اصحاب کہف کا قصہ کیا ہے؟

(ب)۔ حضرت خضر اور حضرت موسیٰ کا قصہ کیا ہے۔

(ج)۔ ذوالقرنین کا قصہ کیا تھا؟

جس طرح سورۃ یوسف میں اللہ تعالیٰ نے نہ صرف جواب ارشاد فرمایا بلکہ حالات کو اہل مکہ اور مسلمانوں کی کشمکش پہ پوری طرح فٹ کردیا تاکہ آپ ﷺ کی مخالفت کا انجام مشرکین کو معلوم ہوجائے اور دوسری جانب ظلم و ستم کی چکی میں پستے ہوئے مسلمانوں کے حوصلے بلند ہوں بعینہ اس سورت میں بھی واقعات کو مکہ کے حالات پہ چسپاں کردیا ہے۔

5- الرقیم بمعنی مرقوم۔ یہ نوجوان جب غائب ہوگئے تو انکو ڈھونڈنے کیلئے ان کے نام تحریر میں لا کر نشر کئے گئے یا جب دوبارہ یہ لوگ غار میں چلے گئے تو لوگوں نے ان کے نام وغیرہ کا کتبہ بنا کر انکی غار پہ لگا دیا اور کہا گیا کہ یہ اس بستی کا نام تھا جہاں پہ غار واقع تھی۔

6- کیا ہماری یہی ایک عجیب نشانی ہے؟ بلکہ ہماری ہر نشانی ایک سے بڑھ کر ایک عجیب ہے۔

7- قرآن کریم کے اشارے، مفسرین اور تاریخی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نوجوان سات تھے۔ توحید پرست تھے اور حضرت عیسیٰ کے پیروکار تھے۔ انکا معاشرہ مشرک تھا۔ اس وقت کا رومی بادشاہ قیصر دسیس (Decius 249-251) عیسائیوں پہ ظلم ڈھانے میں بہت بدنام تھا۔ متعلقہ علاقہ کا نام افسس تھا (Ephsus) اسکے کھنڈرات ترکی کے مشہور شہر سمرنا کے قریب پائے گئے ہیں۔ چنانچہ ان نوجوانوں نے ظلم و ستم سے بچنے اور اپنے ایمانوں کو بچانے کیلئے ایک غار میں روپوش ہونے کا فیصلہ کیا۔ اللہ سے ان لوگوں نے دعا کی کہ اپنی رحمت سے ہمیں ثابت قدم رکھ اور ہماری راہنمائی فرما۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انکی دعاؤں قبول فرمائی کہ ان پہ سالہا سال کیلئے نیند طاری ہوگئی۔

ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَیُّ الْحِزْبَیْنِ اَحْصٰی لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ﴿۱۲﴾

پھر ہم نے انہیں اٹھایا تاکہ معلوم کریں کہ ہردو فریق میں سے کون اپنی مدت قیام کا ٹھیک حساب رکھتا ہے○[1] ہم

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّهُمْ فِتْیَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ

آپ کو ان کا بالکل سچا واقعہ بتلاتے ہیں وہ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لے آئے

وَزِدْنٰهُمْ هُدًی ﴿۱۳﴾ وَّرَبَطْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا

اور ہم نے انہیں مزید رہنمائی بخشی○ اور ہم نے ان کے دلوں کو مضبوط کردیا جب انہوں نے کھڑے ہو کر[2] اعلان

رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَاۡ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا لَّقَدْ

کیا کہ[3]: ہمارا رب تو وہی ہے جو ارض و سماوات کا رب ہے ہم اس کے سوا کسی الٰہ کو نہیں پکاریں گے اگر

قُلْنَاۤ اِذًا شَطَطًا ﴿۱۴﴾ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ لَوْ

ہم ایسا کریں تو بعید از عقل بات ہوگی○ "یہ ہماری قوم کے لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کے سوا دوسروں کو

لَا یَاْتُوْنَ عَلَیْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَیِّنٍ ؕ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی

الٰہ بنا رکھا ہے پھر یہ ان پر واضح دلیل کیوں نہیں لاتے؟ بھلا اس سے بڑا ظالم کون ہو سکتا ہے جو

عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا ﴿۱۵﴾ وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ

اللہ پر جھوٹ باندھے"○ اور اب جبکہ تم لوگوں نے اپنی قوم اور ان معبودوں سے جن کی یہ عبادت کرتے ہیں

فَاْوٗۤا اِلَی الْكَهْفِ یَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَیُهَیِّئْ لَكُمْ

کنارہ کر ہی لیا ہے تو آؤ اس غار میں پناہ لے لو، تمہارا رب تم پر اپنی رحمت وسیع کر دے گا اور

مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ﴿۱۶﴾ وَتَرَی الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ

تمہارے معاملہ میں آسانی کر دیگا○[4] آپ دیکھیں گے کہ جب سورج نکلتا ہے تو ان کی غار سے

كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ

دائیں طرف ہو کر چڑھتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو بائیں طرف کترا کر غروب ہوتا ہے

وَهُمْ فِیْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ

اور وہ نوجوان اس غار کی وسیع جگہ[5] میں ہیں یہ اللہ کی نشانیوں سے ایک نشانی ہے جسے اللہ ہدایت دے وہی

الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِیًّا مُّرْشِدًا ﴿۱۷﴾ وَ

ہدایت پا سکتا ہے اور جسے وہ بھٹکا دے تو آپ اس کے لئے کوئی ہدایت دینے والا مددگار نہ پائیں گے○

وَتَحْسَبُهُمْ اَیْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ ۖۗ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَ

(اے مخاطب) تو انہیں دیکھے تو سمجھے کہ وہ جاگ رہے ہیں حالانکہ وہ سوئے ہوئے ہیں ہم ان کی دائیں

ذَاتَ الشِّمَالِ ۖۗ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَیْهِ بِالْوَصِیْدِ ؕ لَوِ اطَّلَعْتَ

اور بائیں کروٹ بدلتے رہتے ہیں اور ان کا کتا اس غار کے دہانے پر اپنے بازو پھیلائے ہوئے ہے

عَلَیْهِمْ لَوَلَّیْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿۱۸﴾

اگر تو انہیں جھانک کے دیکھے تو خوف کے مارے بھاگ[6] نکلے○

1-سوئے رہنے کی مدت میں واقع ہونیوالے اختلاف میں کونسا فریق درست رائے قائم کرتا ہے۔

2-ثابت قدمی عطافرمائی شرکیہ کلمہ کہنے کی بجائے اپنا گھربار وغیرہ قربان کرنے کو ترجیح دی۔

جس زمانے میں ان توحید پرستوں نے غار میں پناہ لی تھی اس وقت شہر افسس Ephsus ایشیاء میں بت پرستی اور جادوگری کا بڑا مرکز تھا وہاں ڈائنا دیوی کا عظیم الشان مندر تھا جس کی شہرت تمام دنیا میں پھیلی ہوئی تھی۔ دور دور سے لوگ اس کی پوجاپاٹ کیلئے آتے تھے۔ وہاں کے جادوگر' عامل فال گیر اور تعویز لکھنے والے دنیا بھر میں مشہور تھے۔

شام و فلسطین اور مصر تک ان کا کاروبار چلتا تھا اس کاروبار میں یہود کا بھی خاصا حصہ تھا جو اس فن کو سلیمان علیہ السلام کی جانب منسوب کرتے تھے۔

3-پھر آپس میں کہنے لگے۔

4-اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دعا قبول فرمائی جب وہ اپنی نیند سے اٹھے تو توحید اور توحید پرستوں کا دشمن ظالم بادشاہ اپنے انجام کو پہنچ چکا تھا۔ موجودہ بادشاہ نے عیسائیت قبول کرلی تھی جس کا نام قیصر تھیوڈسس ثانی (Theodosius II) بتلایا گیا ہے اور روم ایک عیسائی ملک بن چکا تھا۔

5-غالباً غار کا مدخل (داخل ہونے کا رستہ) شمال کی جانب ہے لہٰذا غار کا اندرونی حصہ دھوپ کی تپش سے محفوظ رہتا باوجود اس کے کہ غار اندر سے کھلی ہے۔

6-فجوہ= کھلی جگہ۔ یعنی وہ غار اندر سے کھلی ہے تاکہ ان پہ ہوا وغیرہ کا گزر آسانی سے ہو۔ خاص طور پہ جب قیام لمبی مدت کیلئے ہو تو تازہ ہوا کا گزر بہت ضروری تھا۔ یہ اللہ کی آیات میں سے ہے۔

ادھر اللہ تعالیٰ نے ان نوجوانوں کیلئے وقتاً فوقتاً کروٹ بدلنے کا انتظام کر رکھا تھا۔ یہ انتظام تو ان کی زمین سے حفاظت کے لئے تھا کہ وہ ان کے اجسام کو تکلیف نہ پہنچائے جبکہ دوسری جانب لوگوں سے حفاظت کا یہ بندوبست فرمایا کہ ان کا حلیہ ایسا تھا کہ دیکھنے والا یہ ہی سمجھے کہ جاگ رہے ہیں اور بس لیٹ کر آرام کر رہے ہیں اور ان کا کتا ایسی حالت میں ہو تاکہ دیکھنے والے کو یہی معلوم ہو کہ اگر آگے بڑھے تو کتا پھاڑ کھائے گا۔ چنانچہ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے ان پیارے نوجوانوں کی حفاظت کا بندوبست فرمادیا۔

وَكَذَٰلِكَ بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَاءَلُوا بَيْنَهُمْ ۚ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ

اسی طرح ہم نے انہیں اٹھایا تاکہ وہ آپس میں کچھ سوال جواب کریں ان میں سے ایک نے کہا: "بھلا تم کتنی مدت

كَمْ لَبِثْتُمْ ۖ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۚ قَالُوا رَبُّكُمْ

(اس حال میں) پڑے رہے؟" ان میں سے بعض نے کہا: "یہی کوئی ایک دن یا دن کا کچھ حصہ" اور بعض

أَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ فَابْعَثُوا أَحَدَكُم بِوَرِقِكُمْ هَٰذِهِ

نے کہا: "یہ تو تمہارا رب ہی خوب جانتا ہے جتنی مدت پڑے رہے اب اپنا چاندی کا روپیہ (سکہ) دے کر

إِلَى الْمَدِينَةِ فَلْيَنظُرْ أَيُّهَا أَزْكَىٰ طَعَامًا فَلْيَأْتِكُم بِرِزْقٍ

کسی ایک کو شہر بھیجو کہ وہ دیکھے کہ صاف ستھرا کھانا کہاں ملتا ہے وہاں سے وہ آپ کے لئے کچھ

مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ أَحَدًا ﴿١٩﴾

کھانے کو لائے اور اسے نرم رویہ اختیار کرنا چاہئے ایسا نہ ہو کہ کسی کو آپ لوگوں کا پتہ چل جائے○

إِنَّهُمْ إِن يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعِيدُوكُمْ

کیونکہ اگر ان لوگوں کا تم پر بس چل گیا تو یا تو تمہیں رجم کر دیں گے یا پھر اپنے دین میں لوٹا

فِي مِلَّتِهِمْ وَلَن تُفْلِحُوا إِذًا أَبَدًا ﴿٢٠﴾ وَكَذَٰلِكَ أَعْثَرْنَا

لے جائیں گے اس صورت میں تم کبھی فلاح نہ پا سکو گے○ اس طرح ہم نے لوگوں کو

عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ لَا

ان جوانوں پر مطلع کر دیا تاکہ وہ جان لیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت (بپا ہونے میں) کوئی

رَيْبَ فِيهَا إِذْ يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ ۖ فَقَالُوا ابْنُوا

شک نہیں جبکہ وہ آپس میں ان نوجوانوں کے معاملہ میں جھگڑا کر رہے تھے آخر ان میں سے کچھ لوگ کہنے

عَلَيْهِم بُنْيَانًا ۖ رَّبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ ۚ قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا

لگے کہ یہاں ان پر ایک عمارت بنا دو ان کا معاملہ ان کا رب ہی خوب جانتا ہے مگر جو لوگ اس

عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا ﴿٢١﴾ سَيَقُولُونَ

جھگڑے میں غالب رہے انہوں نے کہا کہ ہم تو یہاں ان پر مسجد بنائیں گے○ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ نوجوان

ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ

تین تھے، چوتھا ان کا کتا تھا، اور کچھ یہ کہتے ہیں کہ وہ پانچ تھے چھٹا ان کا کتا تھا یہ سب

رَجْمًا بِالْغَيْبِ ۖ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ قُل

بے تکی ہانکتے ہیں اور کچھ کہتے ہیں کہ وہ سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا تھا آپ ان سے کہئے کہ

رَّبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِم مَّا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ ۗ فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ

میرا رب ہی ان کی ٹھیک تعداد جانتا ہے جسے چند لوگوں کے سوا دوسرے نہیں جانتے لہٰذا آپ

إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِم مِّنْهُمْ أَحَدًا ﴿٢٢﴾ ع

سرسری سی بات کے علاوہ ان سے بحث میں نہ پڑیئے اور ان کے بارے کسی سے کچھ پوچھیئے بھی نہیں○

نصف القرآن باعتبار عدد الحروف بان التاء بعد الیاء من النصف الاول واللام الثانیۃ من النصف الاخیر

ع ۳ ۵ ۱۵

1-جس طرح ناموافق حالات میں ہم نے انہیں سلا دیا اسی طرح موافق حالات پیدا ہونے پہ انہیں جگا بھی دیا۔

2-پاک صاف اور حلال کھانا اور اچھا صاف ستھرا کھانا۔

3-جو بھی شہر کھانا لانے جائے وہ احتیاط کرے اور بحث مباحث سے گریز کرے اور نرم رویہ رکھے کہ کسی کو ہمارے بارے میں علم نہ ہو سکے۔

4-یہ نوجوان جب شہر پہنچا تو صدیاں بیت چکی تھیں اور حالات یکسر بدل چکے تھے۔ لسان میں بھی کافی حد تک تبدیلی آ چکی تھی خاص طور پہ جب اس نوجوان پہ شک ہوا کہ شائد انہیں کوئی پرانہ دفینہ مل گیا ہے تو حکام بالا کو پیش کر دیا گیا۔ فرق صرف یہ ہوا کہ جب یہ لوگ روپوش ہوئے گئے تو وہ لوگوں کی نظروں میں مجرم تھے اور جب انہیں اس توحید پرست بادشاہ کے دربار میں پیش کیا گیا تو لوگوں کو حقیقت حال سے آگاہی ہوئی اور وہ لوگوں کی نظر میں انتہائی محترم تھے اور لوگوں نے انہیں اولیاء اللہ تسلیم کر لیا۔

5-لوگوں کو اصحاب کہف کے بارے میں جب علم ہوا تو اس زمانہ میں بعث بعد الموت کے بارے میں کچھ شکوک و شبہات پائے جاتے تھے کہ یہ روحانی ہوگا یا جسمانی۔ چنانچہ اس واقعہ نے بعث بعد الموت کے بارے میں قطعی دلائل فراہم کر دیئے۔

6-اب کھانا لانے والا بھی واپس اپنی غار میں لوٹ آیا اور وہیں ان لوگوں کی روح پرواز کر گئی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ۔

"ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمی رضی اللہ عنہا نے آپ سے ایک گرجے کا ذکر کیا جسے انہوں نے حبشہ میں دیکھا۔ اس میں مورتیں رکھی ہوئی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان لوگوں کا طریقہ تھا کہ جب ان میں سے کوئی صالح آدمی مرجاتا تو اسکی قبر پہ مسجد بنا لیتے اور اس میں یہ مورتیاں رکھتے۔ یوم قیامت یہ لوگ اللہ کے ہاں سب مخلوق سے بدتر ہوں گے۔"

(بخاری)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

"جب آپ ﷺ کا آخر وقت ہوا تو آپ ایک چادر اپنے منہ پہ ڈالنے لگے۔ جب گھبراتے تو منہ کھول دیتے اور فرماتے۔ یہود و نصاریٰ پہ اللہ کی لعنت ہو انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجد بنا لیا یہ کہہ کر آپ (اپنی امت کو) ایسے کام سے ڈراتے تھے۔"

(بخاری)

7-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ان قلیل لوگوں میں سے ہوں جو کہ اصحاب کہف کی تعداد کو جانتے ہیں۔ وہ سات تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سات کہنے والوں کو "رجماً بالغیب" سے مستثنیٰ رکھا۔

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿٢٣﴾ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ

نیز کسی چیز کے متعلق یہ کبھی نہ کہیے کہ میں کل یہ (ضرور) کروں گا[1] ○ الا یہ کہ اللہ

اللّٰهُ ۡ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ وَقُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّهْدِيَنِ

چاہے اور جب آپ بھول کر ایسی بات کہہ دیں تو فوراً اپنے رب کو یاد کیجئے اور کہیے کہ: امید ہے کہ

رَبِّيْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ﴿٢٤﴾ وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ

میرا رب اس معاملہ میں صحیح طرز عمل کی طرف میری رہنمائی فرمادے گا[2] ○ وہ نوجوان اپنے غار میں تین سو سال

ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ﴿٢٥﴾ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا

ٹھہرے رہے اور (کچھ لوگوں نے) نو سال زیادہ شمار کئے[3] ○ ان سے کہیے کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے جتنی مدت وہ

لَبِثُوْا ۚ لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ ۭ مَا

ٹھہرے۔ اسی کو ارض و سماوات کے غیب معلوم ہیں۔ وہ کیا ہی خوب سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ ان چیزوں

لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ ۡ وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا ﴿٢٦﴾

کا اللہ کے سوا کوئی کارساز اور منتظم نہیں اور وہ اپنی حکومت میں کسی کو شریک نہیں کرتا ○

وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۭ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ

اے نبی جو آپ کی طرف وحی کیا گیا ہے اپنے رب کی کتاب میں سے پڑھ کر سنا دو کوئی اس کے

وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿٢٧﴾ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ

ارشادات کو بدلنے کا مجاز نہیں (جو ایسا کرے) آپ اللہ کے سوا اس کے لئے کوئی پناہ کی جگہ نہ پائیں[4]

يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ

گے ○ اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ منسلک رکھیے جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور

وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَ

اس کی رضا چاہتے ہیں آپ کی آنکھیں ان سے ہٹنے نہ پائیں کہ دنیوی زندگی کی زینت چاہنے[5] لگیں

لَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ

نہ ہی اس کی اطاعت کریں جس کا دل ہم نے اپنے ذکر سے غافل کردیا ہے وہ اپنی خواہش پر چلتا ہے اور اس

اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿٢٨﴾ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۣ فَمَنْ شَاۗءَ فَلْيُؤْمِنْ

کا معاملہ حد سے بڑھا ہوا ہے ○ نیز کہیے کہ: حق تو وہ ہے جو تمہارے رب کی طرف سے ہے حق (آچکا)

وَّمَنْ شَاۗءَ فَلْيَكْفُرْ ۙ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ

اب جو چاہے اسے مان لے اور جو چاہے انکار کردے ہم نے ظالموں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے جس کی

اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۭ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَاۗءٍ

قناتیں اسے گھیرے ہوئے ہیں[6] اور اگر وہ پانی مانگیں گے تو انہیں پینے کو جو پانی دیا جائے گا وہ پگھلے ہوئے تانبے

كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ۭ بِئْسَ الشَّرَابُ ۭ وَسَاۗءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿٢٩﴾

کی طرح گرم ہوگا اور ان کے چہرے بھون ڈالے گا کتنا برا ہے یہ مشروب اور کیسی بری آرام گاہ ہے ○

1-مفسرین لکھتے ہیں کہ جب آپ ﷺ سے یہ سوالات پوچھے گئے کہ اصحاب کہف کا ماجرا کیا ہے؟ اور موسیٰ و خضر کا قصہ کیا ہے؟ نیز ذوالقرنین کون تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کل اسکا جواب دے دوں گا اور آپ ﷺ نے انشاء اللہ نہ کہا۔ غالباً آپکا گمان ہوگا کہ اتنی دیر میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے کوئی وحی آجائے گی یا جبرئیل آئیں گے تو خود ان سے دریافت فرمالیں گے۔ اس واقعہ کے بعد پندرہ ایام تک کوئی وحی نہ آئی۔ پھر جب وحی آئی تو ساتھ ہی یہ ہدایت بھی ملی۔

افسوس کی بات ہے کہ جس طرح لوگوں نے اپنی قسموں کو باہمی لین دین کے معاملات میں ڈھال بنا رکھا ہے اس طرح انشاء اللہ کو بھی ڈھال بنالیا۔ انشاء اللہ کہنے والے کی بھی یہ نیت ہوتی ہے کہ میں تو نہیں چاہتا تاہم اللہ نے چاہا تو یہ کام ہوجائے گا۔ سننے والا بھی سمجھ جاتا ہے کہ جب اس نے انشاء اللہ کہہ دیا ہے تو اسکی نیت بخیر نہیں اور یہ کام ہونیوالا نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی آیات سے بدترین مذاق ہے۔

2-اور جب آپ کسی کام کا عزم کریں تو ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیں کہ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ صحیح طرز عمل کی جانب میری راہنمائی فرمائے گا۔

3-اصحاب کہف کے غار میں ٹھہرنے کی مدت میں اختلاف ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے یہاں 309 سال کی مدت بیان کی ہے ساتھ ہی یہ فرمادیا ہے کہ اللہ کا کلام نہیں بلکہ ان لوگوں کا کلام ہے جو اس معاملہ میں بحث کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے انکا کلام حکایتاً نقل کیا ہے۔ جو مفسرین 309 سال ہی بتلاتے ہیں وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا ہے کہ جو لوگ اس کے باوجود بھی بحث سے باز نہ آئیں انہیں کہہ دیں کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے نہ تم اور نہ میں بہتر جانتا ہوں۔

جو لوگ 309 سال کی مدت ماننے میں تامل کرتے ہیں انہوں نے تاریخی اعتبار سے روم کے بادشاہوں کے زمانہ سے اس مدت کا تعین کیا ہے جو کہ تقریباً 196 شمسی سال بنتی ہے۔ واللہ اعلم

4-ان قریشی سرداروں کو تنبیہ کی گئی ہے جو کہ افہام و تفہیم اور کچھ لو کچھ دو کے اصولوں پہ آپ سے سمجھوتا کرنا چاہتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ ہم آپ کی سب باتیں مان لیتے ہیں آپ ہمارے بتوں کو برا بھلا نہ کہیں۔

5-جیسے بلال حبشی رضی اللہ عنہ۔ صہیب رومی رضی اللہ عنہ' خباب ابت ارت رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ جیسے لوگ جبکہ رؤسائے قریش نے آپ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ اگر یہ لوگ آپ ﷺ کے ہاں سے اٹھیں تو ہم آپ کے پاس بیٹھ کر آپکی بات سنیں گے۔ یہ اعتراض دیگر انبیاء سے بھی کیا گیا تفصیل کیلئے دیکھیں (ہود 11:27)

6-سرادق۔ خیمہ کی دیواریں گویا وہ آگ کی لپیٹ میں آچکے ہیں۔

سراوق۔ ایسی دہات یا کوئی اور مادہ جو شدت حرارت سے پگھل کر سرخ ہوا ہو۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِیۡعُ اَجۡرَ مَنۡ

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے تو یقیناً ہم ان کا اجر ضائع نہیں کرتے جو

اَحۡسَنَ عَمَلًا ﴿۳۰﴾ اُولٰٓئِکَ لَہُمۡ جَنّٰتُ عَدۡنٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ

اچھے کام کرتا ہوO یہی لوگ ہیں جن کے لئے دائمی باغات ہیں جن میں

تَحۡتِہِمُ الۡاَنۡہٰرُ یُحَلَّوۡنَ فِیۡہَا مِنۡ اَسَاوِرَ مِنۡ ذَہَبٍ وَّ

نہریں بہ رہی ہیں وہاں وہ سونے کے کنگنوں سے آراستہ کئے جائیں گے اور

یَلۡبَسُوۡنَ ثِیَابًا خُضۡرًا مِّنۡ سُنۡدُسٍ وَّ اِسۡتَبۡرَقٍ مُّتَّکِـِٕیۡنَ

باریک ریشم اور اطلس کے سبز کپڑے پہنیں گے[1] وہاں وہ اونچی مسندوں پر

فِیۡہَا عَلَی الۡاَرَآئِکِ ؕ نِعۡمَ الثَّوَابُ ؕ وَ حَسُنَتۡ مُرۡتَفَقًا ﴿۳۱﴾ وَ اضۡرِبۡ

تکیہ لگا کر بیٹھیں گے[2] یہ کیسا اچھا بدلہ اور کیسی اچھی آرام گاہ ہےO آپ ان سے ان دو

لَہُمۡ مَّثَلًا رَّجُلَیۡنِ جَعَلۡنَا لِاَحَدِہِمَا جَنَّتَیۡنِ مِنۡ اَعۡنَابٍ

آدمیوں کی مثال بیان کیجئے[3] جن میں سے ایک کو ہم نے انگور کے دو باغ عطا کئے تھے اور ان کے گرد

وَّ حَفَفۡنٰہُمَا بِنَخۡلٍ وَّ جَعَلۡنَا بَیۡنَہُمَا زَرۡعًا ﴿ؕ۳۲﴾ کِلۡتَا الۡجَنَّتَیۡنِ

کھجور کے درختوں کی باڑھ لگائی تھی[4] اور ان دونوں کے درمیان قابل کاشت زمین بنائی تھیO یہ دونوں باغ

اٰتَتۡ اُکُلَہَا وَ لَمۡ تَظۡلِمۡ مِّنۡہُ شَیۡئًا ۙ وَّ فَجَّرۡنَا خِلٰلَہُمَا نَہَرًا ﴿ۙ۳۳﴾

اپنا پھل پورا لائے اور بار آور ہونے میں کچھ کسر نہ چھوڑی اور ان کے بیچوں بیچ ہم نے نہر جاری کردی تھیO

وَّ کَانَ لَہٗ ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِہٖ وَ ہُوَ یُحَاوِرُہٗۤ اَنَا

اسے ان درختوں کا پھل ملتا رہا تو (ایک دن) وہ گفتگو کے دوران اپنے ساتھی سے کہنے لگا: "تجھ سے

اَکۡثَرُ مِنۡکَ مَالًا وَّ اَعَزُّ نَفَرًا ﴿۳۴﴾ وَ دَخَلَ جَنَّتَہٗ وَ ہُوَ

مالدار بھی زیادہ ہوں اور افرادی قوت بھی زیادہ رکھتا ہوں"O یہی کہتے کہتے وہ اپنے باغ میں داخل ہوا اور

ظَالِمٌ لِّنَفۡسِہٖ ۚ قَالَ مَاۤ اَظُنُّ اَنۡ تَبِیۡدَ ہٰذِہٖۤ اَبَدًا ﴿ۙ۳۵﴾

وہ اپنے اپ پر ظلم کر رہا تھا اور کہنے لگا[5]: "میں تو نہیں سمجھتا کہ یہ باغ کبھی اجڑ بھی سکتا ہےO

وَّ مَاۤ اَظُنُّ السَّاعَۃَ قَآئِمَۃً ۙ وَّ لَئِنۡ رُّدِدۡتُّ اِلٰی رَبِّیۡ لَاَجِدَنَّ

اور نہ ہی میں یہ گمان کرتا ہوں کہ قیامت قائم ہوگی اور اگر مجھے اپنے رب کے ہاں لے جایا بھی گیا تو میں

خَیۡرًا مِّنۡہَا مُنۡقَلَبًا ﴿۳۶﴾ قَالَ لَہٗ صَاحِبُہٗ وَ ہُوَ یُحَاوِرُہٗۤ

یقیناً اس سے بہتر جگہ پاؤں گا"[6]O اس کے ساتھی نے گفتگو کے دوران اسے کہا

اَکَفَرۡتَ بِالَّذِیۡ خَلَقَکَ مِنۡ تُرَابٍ ثُمَّ مِنۡ نُّطۡفَۃٍ ثُمَّ

: "کیا تو اس ذات کا انکار کرتا ہے جس نے تجھے مٹی[7] سے پھر نطفہ سے پیدا کیا پھر تجھے پورا

سَوّٰىکَ رَجُلًا ﴿ؕ۳۷﴾ لٰکِنَّا۠ ہُوَ اللّٰہُ رَبِّیۡ وَ لَاۤ اُشۡرِکُ بِرَبِّیۡۤ اَحَدًا ﴿۳۸﴾

آدمی بنا دیا؟O رہی میری بات تو میرا رب تو اللہ ہی ہے اور میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتاO

ع ۹/۱۶

1-زمانہ قدیم میں بادشاہ سونے کے کنگن پہنا کرتے تھے گویا مفہوم یہ ہوگا کہ شاہانہ ٹھاٹ باٹھ سے رہیں گے۔ یاد رہے کہ دنیا میں سونا اور ریشم مردوں کیلئے منع ہے مگر جنت میں جائز ہوگا۔

2-ارائک۔ جمع اریکہ۔ ایسے تخت جس پہ کپڑا بچھا ہو آجکل کے صوفوں کو بھی اریکہ کہا جاتا ہے۔

3-اس مثال سے ان لوگوں کو عبرت دلانا مقصود ہے جنہوں نے یہ اعتراض کیا تھا کہ آپ کے پاس پنچ قسم کے لوگ بیٹھے رہتے ہیں ہم کیسے آکر آپ ﷺ کی باتیں سنیں۔

یہ مثال حقیقی ہے یا صرف تمثیلی ہی ہے؟ اگر حقیقی ہے تو ان واقعات کا زمانہ کیا ہے؟ اس بارے میں یقین سے کچھ کہنا مشکل ہے۔ تاہم جیسی بھی صورت ہو مثال اپنے مقاصد پورے کرتی ہے۔

4-عالیشان باغات کے تمام لوازم موجود تھے۔ انگوروں کے باغ' پھل دار درخت' آب رسانی کیلئے نہر۔ مختلف قسم کی زرعی فصلیں۔ حفاظت کیلئے کھجوروں کے درختوں کی باڑ۔ دونوں باغوں سے بھرپور پیداوار۔

5-اپنے ساتھی پہ ایک یوم شیخیاں مارنے لگا۔ جیساکہ عام مال و دولت رکھنے والے لوگوں کی عادت ہوتی ہے۔ اپنے باغوں میں داخل ہوتے ہوئے اپنے ساتھی سے کہنے لگا کہ اب یہ باغ تو تباہ ہونیوالا نہیں ہے۔ کم ازکم میری زندگی تک تو چلے گا۔

6-عام مالداروں کو یہ غلط فہمی بھی ہو جاتی ہے کہ اللہ نے اگر یہاں ہمیں مال و دولت سے نوازا ہے تو وہاں کیوں نہ دے گا اس طرح کے مال و دولت سے بھرے متکبر لوگ ہر زمانے میں موجود ہوتے ہیں۔ کئی تو اس قدر بدتمیز ہوتے ہیں کہ اس مثال کی طرح سیدھا سیدھا کہہ دیتے ہیں کہ تمہاری حیثیت کیا ہے؟ ہمارے پاس تو اتنا بینک بیلنس ہے اور کئی باتوں باتوں میں جتلاتے رہتے ہیں۔ اور وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ یہ آزمائش ہے اسی جیسے ایک اور دنیادار کا قول اللہ تعالیٰ نے حم سجدہ میں نقل فرمایا۔

"میں نہیں سمجھتا کہ کبھی قیامت بھی آئے گی اور اگر مجھے اپنے رب کے پاس جانا ہی پڑا تو وہاں بھی میرے لئے بھلائی ہی ہوگی۔"

(حم سجدہ 50:41)

7-حضرت آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا لہٰذا بنی نوع آدم مٹی ہی سے پیدا ہوا اسکے علاوہ انسان جو کچھ کھاتا ہے وہ مٹی ہی سے آتا ہے لہٰذا اسکا جسم مٹی ہی سے ہوا۔

وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ

"اور جب تو اپنے باغ میں داخل ہوا تو کیوں نہ کہا "ماشاء اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ[1]

اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ۚ ﴿٣٩﴾ فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ

بھلا دیکھوا اگر میں مال اور اولاد میں تم سے کمتر ہوں○ تو عین ممکن ہے کہ میرا رب مجھے

يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ

تیرے باغ سے اچھا باغ عطا کر دے[2] اور تیرے باغ پر آسمان سے کوئی آفت بھیج دے جس سے

فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ۙ ﴿٤٠﴾ اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ

وہ چٹیل میدان بن کر رہ جائے○ یا اس کا پانی گہرا چلا جائے اور تو پانی نکال بھی نہ سکے"○

لَهٗ طَلَبًا ﴿٤١﴾ وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ

(آخر یوں ہوا کہ) باغ کے پکے ہوئے پھل کو عذاب نے آ گھیرا اور جتنا وہ باغ پر خرچ

اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ

کر چکا تھا اس پر اپنے دونوں ہاتھ ملتا رہ گیا[3] وہ باغ اپنی چھتریوں پر گرا پڑا تھا[4] اب وہ کہنے لگا: کاش!

لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿٤٢﴾ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ

میں نے اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہوتا○ اللہ کے سوا کوئی جماعت ایسی نہ تھی جو اس

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ﴿٤٣﴾ ؕ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ

کی مدد کرتی اور وہ خود بھی اس آفت کا مقابلہ نہ کر سکا○ اب اسے معلوم ہوا کہ مکمل اختیار تو اللہ

لِلّٰهِ الْحَقِّ ؕ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ﴿٤٤﴾ ع وَاضْرِبْ لَهُمْ

برحق ہی کو ہے وہی اچھا ثواب دینے والا اور انجام بخیر دکھلانے والا ہے○ نیز ان کے لئے دنیا کی زندگی

مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ

کی یہ مثال بیان کیجئے: جیسے ہم نے آسمان سے پانی برسایا جس سے

فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ

زمین کی نباتات گھنی ہو گئی پھر وہی نباتات ایسا بھس بن گئی جسے ہوائیں اڑاتے

الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿٤٥﴾ اَلْمَالُ وَ

پھرتی ہیں[5] اور اللہ ہر چیز پر مکمل اختیار رکھتا ہے○ یہ مال اور

الْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ

بیٹے تو محض دنیا کی زندگی کی زینت ہیں[6] ورنہ آپ کے رب کے ہاں باقی رہنے والی نیکیاں ہی ثواب

عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴿٤٦﴾ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَ

کے لحاظ سے بھی بہتر ہیں اور اچھی امیدیں لگانے کے لحاظ سے بھی○ اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور

تَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ۚ ﴿٤٧﴾

آپ زمین کو بالکل چٹیل میدان دیکھیں گے[7] اور ہم لوگوں کو جمع کریں گے کسی کو بھی نہیں چھوڑیں گے○

1- تاکہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کا شکر ادا ہو اور یہ باقی رہ جائے۔

2- دنیا میں یا آخرت میں یا دونوں جگہ۔

3- یہ محاورہ ہے۔ مراد ہے افسوس ہی کرتا رہ گیا۔

4- باغ بھی تباہ اور پھل بھی ختم ہوگیا۔ اصل زر یا راس المال اور منافع سب تباہ ہوگئے۔ یہ مثال اللہ تعالیٰ نے مکہ والوں کو سنائی کہ اس میں اپنا عکس دیکھ لو اور اپنے انجام کا اندازہ کرلو کہ تمہارے تکبر، ہٹ دھرمی اور حق دشمنی کا کیا نتیجہ نکلنے والا ہے۔

5- دوسری مثال انسانی زندگی کی بیان فرمائی۔ بارش آتی ہے تو زمین سے نباتات اگ آتی ہے۔ پھر وہ پھیلتی پھولتی ہے۔ اس پہ بہار آجاتی ہے اور لہلہاتی ہوئی ہریالی بہت بھلی معلوم ہوتی ہے۔ پھر وہ زرد ہونا شروع کردیتی ہے۔ گویا اب اسکا زوال شروع ہوگیا۔ پھر سوکھ کر بھربھری ہوجاتی ہے حتیٰ کہ وہ وقت آتا ہے کہ ہوائیں اسے اڑائے پھرتی ہیں۔ یہی حالت انسانی زندگی کی ہے بچپن میں انسان کمزور ہوتا ہے، بول نہیں سکتا۔ خود چل بھی نہیں سکتا، کھا پی بھی نہیں سکتا۔ پھر آہستہ آہستہ طاقتور ہوتا جاتا ہے، پھر جوانی آتی ہے، طاقت آتی ہے، لسان طرح طرح کی باتیں کرنا اور باتیں بنانا سیکھ جاتی ہے۔ پھر اسکی زندگی میں بھی زوال آتا ہے بڑھاپا آتا ہے اور وہ قوتیں آہستہ آہستہ زائل ہوتی ہیں حتیٰ کہ موت آلیتی ہے۔

6- مال اور اولاد دنیا کی زینت تو ہیں مگر انکی طلب اور محبت میں حد سے بڑھ جانا دنیا اور آخرت کی تباہی ہے۔ فرمان الٰہی ہے۔

"خوب جان لو کہ دنیا کی زندگی محض کھیل تماشا زینت و آرائش اور تمہارا آپس مین فخر جتلانا ہے اور مال اولاد میں ایک دوسرے سے سبقت کی کوشش کرنا ہے۔"

(الحدید 20:57)

7- یہ قیامت کی گھڑی کی منظر کشی کی گئی ہے۔ جیسے ایک اور مقام پہ بیان فرمایا:

"اور لوگ آپ سے پہاڑوں کے بارے میں پوچھتے ہیں تو آپ کہئے کہ میرا رب انہیں دھول بنا کر اڑا دے گا اور زمین کو صاف میدان بنا دے گا کہ آپ اس میں کوئی نشیب و فراز نہ دیکھیں گے۔"

(طٰہ 20:104-107)

وَعُرِضُوا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا لَقَدْ جِئْتُمُونَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ

اور وہ اپنے رب کے حضور صف بستہ پیش کیے جائیں گے (تو اللہ فرمائے گا تم ہمارے پاس اسی طرح آ گئے جیسے

أَوَّلَ مَرَّةٍ بَلْ زَعَمْتُمْ أَلَّنْ نَجْعَلَ لَكُمْ مَوْعِدًا ﴿٤٨﴾ وَوُضِعَ

ہم نے پہلی بار تمہیں پیدا کیا تھا بلکہ [1] تم سمجھتے تھے کہ ہم نے تمہارے لئے کوئی وعدہ مقرر ہی نہیں کیا○

الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا فِيهِ وَ

اور نامہ اعمال (سامنے) رکھ دیا جائے گا تو آپ مجرموں کو دیکھیں گے کہ وہ اس کے مندرجات سے ڈر رہے

يَقُولُونَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً

ہیں اور کہیں گے "ہائے ہماری بدبختی! اس کتاب نے نہ تو کوئی چھوٹی بات چھوڑی ہے اور نہ بڑی،

وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصٰهَا وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا وَ

سب کچھ ہی ریکارڈ کر دیا ہے اور جو کام وہ کرتے رہے سب اس میں موجود پائیں گے اور

لَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا ﴿٤٩﴾ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوا

آپ کا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا○ اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو

لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ

تو ابلیس کے سوا سب نے اسے سجدہ کیا وہ جنوں میں سے تھا [2] اس نے اپنے رب کے حکم سے

أَمْرِ رَبِّهٖ أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِي وَهُمْ

سرتابی کی کیا تم مجھے چھوڑ کر اسے اور اس کی اولاد کو اپنا دوست بناتے ہو، حالانکہ وہ تمہارا

لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظّٰلِمِينَ بَدَلًا ﴿٥٠﴾ مَا أَشْهَدْتُهُمْ خَلْقَ

دشمن ہے؟ ظالموں کے لئے برا بدلہ ہے [3]○ میں نے تو انہیں نہ اس وقت گواہ بنایا تھا جب آسمان اور

السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَلَا خَلْقَ أَنْفُسِهِمْ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ

زمین پیدا کئے تھے اور نہ اس وقت جب خود انہیں پیدا کیا تھا [4] اور میں گمراہ کرنے والوں کو

الْمُضِلِّينَ عَضُدًا ﴿٥١﴾ وَيَوْمَ يَقُولُ نَادُوا شُرَكَائِيَ الَّذِينَ

اپنا مددگار بنانے والا نہیں○ اور جس دن اللہ فرمائے گا ان معبودوں کو تو بلاؤ جنہیں تم میرا شریک خیال

زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ

کرتے تھے" وہ انہیں پکاریں گے مگر وہ (معبود) انہیں کوئی جواب نہ دیں گے اور ہم ان کے درمیان ہلاکت کا

مَوْبِقًا ﴿٥٢﴾ وَرَأَى الْمُجْرِمُونَ النَّارَ فَظَنُّوا أَنَّهُمْ مُوَاقِعُوهَا وَ

گڑھا بنا دیں گے [5]○ اور مجرم جب جہنم دیکھیں گے تو انہیں یقین ہو جائے گا کہ وہ اس میں گرنے

لَمْ يَجِدُوا عَنْهَا مَصْرِفًا ﴿٥٣﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هٰذَا الْقُرْآنِ

والے ہیں اور اس سے بچاؤ کی کوئی راہ نہ پائیں گے○ اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں کو

لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ﴿٥٤﴾

[6] طرح طرح کی مثالوں سے سمجھایا ہے مگر انسان اکثر باتوں میں جھگڑالو واقع ہوا ہے○

1-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔
"یوم قیامت لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن، بن ختنہ اکٹھے کئے جائیں گے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس طرح تو مرد اور عورتیں ایک دوسرے کو دیکھیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ وقت اتنا سخت ہو گا کہ ان باتوں کی کسی کو ہوش ہی نہ ہو گی۔"

(بخاری)

2-یہ نص قطعی ہے کہ ابلیس جن تھا۔ فرشتوں کو تو وہ اختیار دیا ہی نہیں دیا گیا تھا "اختیار" صرف جنوں اور انسانوں کو دیا گیا ہے۔ اس اختیار کو ناجائز استعمال کرتے ہوئے ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔
یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ حکم تو فرشتوں کو دیا گیا تھا۔ پھر ابلیس کو انکار کی کیا ضرورت تھی۔ اسکا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ابلیس کثرت عبادت کی وجہ سے فرشتوں میں گھلا ملا رہتا تھا لہٰذا یہ حکم اس پہ بھی لاگو ہوا۔

3-کہ اللہ کو چھوڑ کر شیطان کی دوستی کر لی۔ یا عذاب جہنم کا بدلہ۔

4-ابلیس اور اسکی اولاد تخلیق کائنات کے وقت موجود ہی نہ تھی کہ ان کا اس تخلیق میں کوئی حصہ ہوتا۔ بلکہ انہیں بہت بعد میں پیدا کیا گیا بلکہ انکی اپنی تخلیق میں بھی ان سے کوئی مدد نہ لی گئی۔ پھر آخر یہ خالق کائنات کے مقابلہ میں تمہاری اطاعت کے اہل کیسے ہو گئے؟

5-ان کے درمیان عداوت ہو گی۔ معبود اپنی برأت کریں گے اور عبادت گزاروں کی عبادت کو جھٹلائیں گے۔

6-ایسی مفصل اور موثر مثالیں بیان کر کے مختلف دلنشین اسلوب سے قرآن بات سمجھاتا ہے مگر انسان اس میں بھی کیڑے نکال لیتا ہے۔ یہ کام صرف ضدی اور ہٹ دھرم ہی نہیں کرتے بلکہ نیک مسلمان بھی اپنے حق میں کئی دفعہ جواز ڈھونڈ لیتے ہیں۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ
"ایک رات رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور ہم دونوں (میں اور فاطمہ) کو مخاطب کر کے کہا کہ "تم لوگ تہجد کی صلوٰۃ کیوں نہیں پڑھتے۔ میں نے جواب دیا یا رسول اللہ ہمارے نفس اللہ کے ہاتھ میں ہیں وہ چاہے گا کہ ہم انھیں تو اٹھ جائیں گے۔" یہ سن کر آپ ﷺ فوراً واپس ہو گئے اور اپنی ران پر ہاتھ مار کر فرمایا ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾ مگر انسان اکثر باتوں میں جھگڑالو واقع ہوا ہے۔

(بخاری)

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى وَيَسْتَغْفِرُوْا

اور جب لوگوں کے پاس ہدایت آگئی تو انہیں اس پر ایمان لانے اور اپنے رب سے استغفار کرنے سے

رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ

کس چیز نے روک دیا؟ بجز اس کے کہ وہ منتظر ہیں کہ ان سے پہلے لوگوں کا سا معاملہ پیش آئے[1] یا عذاب

الْعَذَابُ قُبُلًا ﴿٥٥﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ

ان کے سامنے آ جائے ○ ہم رسولوں کو صرف اس لئے بھیجتے ہیں کہ وہ لوگوں کو بشارت دیں

وَمُنْذِرِيْنَ ۚ وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا

اور ڈرائیں[2] اور کافر لوگ ان رسولوں سے باطل (دلائل کے ساتھ) جھگڑا کرتے ہیں تاکہ وہ ان سے حق کو

بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ﴿٥٦﴾ وَمَنْ

نیچا دکھائیں اور میری آیات اور تنبیہ کا مذاق اڑائیں[3] ○ اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا

اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ

جسے اللہ کی آیات سے نصیحت کی جائے اور وہ اس سے منہ پھیر لے اور اپنے تمام کام بھول جائے جو

يَدٰهُ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ

اس نے آگے بھیجے ہیں ایسے لوگوں کے دلوں پر ہم نے پردے ڈال دیئے ہیں کہ وہ قرآن کو سمجھ ہی نہیں سکتے

اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا

اور ان کے کانوں میں گرانی ہے[4] اور اگر آپ انہیں ہدایت کی طرف بلائیں بھی تو وہ کبھی اس راہ پر

اِذًا اَبَدًا ﴿٥٧﴾ وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا

نہیں آئیں گے ○ اور آپ کا رب بہت بخشنے والا اور رحمت والا ہے ورنہ جو کچھ یہ لوگ کر رہے ہیں اگر ان پر

كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۭ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا

مواخذہ کرتا تو جلد ہی ان پر عذاب لے آتا[5] بلکہ ان کے لئے وعدہ کا وقت مقرر ہے جس سے یہ کوئی پناہ

مِنْ دُوْنِهٖ مَوْىِٕلًا ﴿٥٨﴾ وَتِلْكَ الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا

کی جگہ نہ پاسکیں گے ○ اور یہ (عذاب رسیدہ) بستیاں[6] ہیں جب انہوں نے ظلم کیا تو ہم نے انہیں ہلاک کر ڈالا

لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ﴿٥٩﴾ ع وَاِذْ قَالَ مُوْسٰي لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓي

اور ان کی ہلاکت کے لئے ایک وقت معین کر رکھا تھا ○ اور جب موسیٰ[7] نے اپنے خادم[8] سے کہا: "میں تو چلتا

اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ﴿٦٠﴾ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ

جاؤں گا حتیٰ کہ دو دریاؤں کے ملاپ پر نہ پہنچ جاؤں یا مدتوں چلتا رہوں گا ○ پھر جب دو دریاؤں کے ملاپ[9] پر پہنچ

بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿٦١﴾ فَلَمَّا

گئے تو اپنی مچھلی کو بھول گئے اور اس مچھلی نے دریا میں سرنگ کی طرح اپنا راستہ بنا لیا ○ پھر جب وہ وہاں سے

جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَاۗءَنَا ۡ لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿٦٢﴾

آگے نکل گئے تو موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا: ہمارا کھانا لاؤ، اس سفر سے تو ہمیں بہت کوفت ہو گئی ہے ○

1-دلائل میں۔ آیات سمجھانے میں۔ ترغیب و ترہیب میں اور نبی نے اپنی کوششوں میں تو کمی نہیں چھوڑی۔ اب کیا عذاب ہی کا انتظار باقی ہے؟ پہلوں والی سنت یہی ہے کہ جب اللہ کے رسول حق کی دعوت دے چکتے ہیں اور حجت تمام ہو جاتی ہے تو پھر اللہ کا عذاب آکر رہتا ہے۔ یہی اللہ کی سنت ہے اور اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔

2-یعنی نبی کا یہ کام نہیں ہے وہ معجزے ہی دکھاتا رہے۔

3-کبھی نبی کے امتحان کرکے۔ کبھی عجیب و غریب معجزوں کا مطالبہ کرکے اور کبھی نامعقول مطالبے کرکے مجادلہ کرتے ہیں۔ ان سب کا یہ مقصد کبھی نہیں ہوتا کہ حق پرکھیں بلکہ وہ تو ان سب چیزوں سے تمسخر اور استہزاء کی راہیں نکالتے ہیں۔

4-ہٹ دھرمی، عناد اور حق دشمنی میں اتنے آگے چلے گئے ہیں کہ انکے کان حق کیلئے بہرے ہو چکے ہیں۔ انکے دل حق کیلئے بند ہیں۔ انکے اعمال کی نسبت اللہ کی طرف بھی ہو سکتی ہے اور مجرمین کی طرف بھی۔

5-اللہ تعالیٰ خود انسان کی طرح جلد باز نہیں ہیں کہ ادھر کسی نے گناہ کیا ادھر اسے عذاب نے آلیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کے خلاف ہے۔ اور اگر ایسا ہوتا تو دنیا میں کوئی انسان تو دور کی بات ہے کوئی چوپایہ بھی نہ بچ سکتا۔

6-قوم نوح کی بستی، قوم عاد، ثمود، قوم لوط وغیرہ۔

7-یہاں سے مشرکین کے دوسرے سوال موسیٰ و خضر کا قصہ کیا ہے؟ کا جواب شروع ہوتا ہے۔

حضرت موسیٰ سے کسی نے سوال کیا کہ اس وقت دنیا میں سب سے زیادہ عالم کون ہے تو حضرت موسیٰ نے جواب دیا کہ "میں" اس پر اللہ تعالیٰ نے عتاب فرمایا اور کہا کہ میرا ایک بندہ تجھ سے بھی زیادہ عالم ہے۔ حدیث میں انکا نام خضر بتایا گیا ہے۔

8-حضرت موسیٰ کے خادم کا نام یوشع بن نون تھا۔ انہیں بعد میں نبوت بھی ملی اور آپ کے خلیفہ بھی بنے۔

9-اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر کے ملنے کی جگہ یہی بتائی تھی۔ دوسری نشانی یہ بتائی کہ اپنے ساتھ ایک مچھلی رکھ لو جہاں تمہاری مچھلی گم ہو جائے اسی جگہ حضرت خضر سے ملاقات ہو جائے گی۔

قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّىْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَ

خادم نے جواب دیا: بھلا دیکھو! جب ہم چٹان کے پاس ٹھہرے تھے تو میں آپ سے مچھلی کی بات کرنا بھول گیا اور

مَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِى

یہ شیطان ہی تھا جس نے مجھے آپ سے مچھلی کا ذکر کرنا بھلا دیا (بات یہ ہوئی کہ) مچھلی نے عجیب طریقے سے دریا

الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ﴿٦٣﴾ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا

میں اپنی راہ بنالی تھی۞ موسیٰ نے کہا: "اسی چیز کی تو ہمیں تلاش تھی"[1] چنانچہ وہ اپنے قدموں کے نشان پر

قَصَصًا ﴿٦٤﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا

واپس آئے۞ وہاں انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا جسے ہم نے اپنی رحمت سے نوازا تھا

وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿٦٥﴾ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى

اور اپنے ہاں سے خاص علم سکھایا تھا۞ موسیٰ نے اس (خضر) سے کہا:[2] اگر میں آپ کی اتباع کروں تو کیا

اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿٦٦﴾ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ

آپ اس بھلائی کا کچھ حصہ مجھے بھی سکھلا دیں گے جو آپ کو سکھائی گئی ہے؟[3]۞ اس (خضر) نے کہا:

مَعِىَ صَبْرًا ﴿٦٧﴾ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ﴿٦٨﴾

آپ میرے ساتھ کبھی صبر نہ کر سکیں گے۞ اور جس کی حقیقت کا آپ کو علم نہ ہو اس پر آپ صبر کر بھی کیسے

قَالَ سَتَجِدُنِىْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِىْ لَكَ اَمْرًا ﴿٦٩﴾

سکتے ہیں؟۞ موسیٰ نے کہا: آپ انشاءاللہ مجھے صابر پائیں گے اور میں کسی معاملہ میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں

قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِىْ فَلَا تَسْـَٔلْنِىْ عَنْ شَىْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ

گا۞ (خضر نے کہا: اگر آپ کو میرے ساتھ رہنا ہے تو پھر مجھ سے کوئی بات نہ پوچھنا حتیٰ کہ میں خود ہی

لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿٧٠﴾ فَانْطَلَقَا ۖ حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا فِى السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا ۖ

آپ سے اس کا ذکر کردوں۞ چنانچہ وہ دونوں چلے حتیٰ کہ ایک کشتی میں سوار ہوئے تو خضر نے کشتی میں شگاف

قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا ﴿٧١﴾

ڈال دیا موسیٰ[4] نے کہا "کیا تم نے شگاف ڈالا ہے کہ کشتی والوں کو ڈبو دو؟ یہ تو تم نے خطرناک کام کیا

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا ﴿٧٢﴾ قَالَ لَا

ہے۞ خضر نے کہا: "میں نے کہا نہ تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کر سکو گے۞ موسیٰ نے جواب دیا مجھ

تُؤَاخِذْنِىْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِىْ مِنْ اَمْرِىْ عُسْرًا ﴿٧٣﴾

سے جو بھول ہو گئی اس پر مواخذہ نہ کرو اور میرے لئے میرا کام مشکل نہ بنا دو۞ چنانچہ وہ دونوں پھر چل

فَانْطَلَقَا ۗ حَتّٰٓى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ

کھڑے ہوئے حتیٰ کہ ایک لڑکے کو ملے جسے خضر نے مار ڈالا[5] موسیٰ نے کہا: "تم نے تو ایک بے گناہ شخص کو

نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ۭ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا ﴿٧٤﴾

مار ڈالا جس نے کسی کا خون نہ کیا تھا؟ یہ تو تم نے بہت مکروہ کام کیا ہے"۞

1-حدیث میں اس عجیب طریقہ کی وضاحت ہے۔ پہلا تعجب تو یہ ہوا کہ مچھلی تو مری ہوئی تھی جب تڑپ کر سمندر میں جاپڑی تو تعجب ہوا۔ عام حالات میں اگر کوئی مچھلی ایسے گرے تو فوراً ہی پانی دوبارہ اصل شکل پہ آجاتا ہے مگر اس حالت میں سمندر میں مچھلی ایک سرنگ چھوڑ گئی۔

2-اس واقعہ کے صدیوں بعد لوگوں نے حضرت خضر کے متعلق عجیب وغریب عقائد کی بنیاد رکھ دی۔ صوفیاء نے انہیں ولی قرار دیا۔ پھر انہیں حضرت موسیٰ سے برتر ثابت کیا اور پھر ولائت کو شریعت اعلیٰ قرار دیا۔

اب حضرت خضر کی صلوٰۃ بھی پڑھی جانے لگی ہے جسکی برکت سے حضرت خضر سے ملاقات بھی کرائی جاتی ہے۔ جو قوم ان خرافات کو مٹانے کیلئے پیدا کی گئی تھی آج وہ خود انہیں میں ڈوبی ہوئی ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جگہ کون سی تھی؟ اور یہ واقعات کس زمانہ میں رونما ہوئے؟ حضرت موسیٰ اپنی زندگی میں جن علاقوں میں گئے انکے قریب ترین مجمع البحرین تو وہی ہے جو کہ سوڈان میں دریائے نیل پہ ہے جہاں اسکی دوشاخیں ملتی ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ آپ کے قیام مصر کے دوران پیش آیا ہوگا کیونکہ بنی اسرائیل کی آزادی کے بعد کا سارا زمانہ آپ صحرائے سینا اور میدان تیہ میں رہے۔

حضرت موسیٰ نے ابتدائی مکالمہ اور سلام ودعا بیان کیا۔

3-اس مقام کے بعد حضرت یوشع بن نون کا ذکر نہیں ملتا۔ ممکن ہے کہ حضرت خضر کی ملاقات کے بعد حضرت موسیٰ نے انہیں واپس کر دیا ہو۔

4-بخاری میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ کشتی والوں نے ان دونوں سے کرایہ نہ لیا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ سے نہ رہا گیا کہ جنہوں نے ہم پہ احسان کیا ہے اس کا بدلہ کیسے دیا جائے؟

5-یہ لڑکا اپنے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ کھیل رہا تھا حضرت خضر نے اس کی گردن مروڑ کر اسے مار ہی ڈالا۔

یہاں ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت خضر نے یہ کام کس بنیاد پہ کئے۔ کسی بے گناہ کو مار دینے کا جواز کیسے نکل سکتا ہے؟ ایسے کام تکوینی احکام کے تحت تو ہو سکتے ہیں جیسے روزانہ لوگ فوت ہوتے ہیں تو وہ اللہ کے حکم ہی سے فوت ہوتے ہیں مگر تشریعی احکامات کے تحت انکا کچھ جواز نہیں ملتا۔ ان سب اشکالات کا حل ایسے ممکن ہے جب کہ ہم حضرت خضر کو اللہ کا فرشتہ مان لیں جو کہ انسانی شکل میں بھیجا گیا تھا۔ قرآن وحدیث سے ملنے والے اشارات بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ حضرت خضر کی نبوت کے امکانات کو بھی رد نہیں کیا جا سکتا۔ تفصیل کیلئے دیکھیں مولانا عبدالرحمٰن کیلانی کی تفسیر مفصل۔

قَالَ أَلَمْ أَقُل لَّكَ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿٧٥﴾

خضر نے کہا: میں نے کہا نہ تھا کہ تم میرے ساتھ کبھی صبر نہ کر سکو گے○ موسیٰ نے

قَالَ إِن سَأَلْتُكَ عَن شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ

کہا: اگر اس کے بعد میں نے کوئی بات پوچھی تو پھر مجھے اپنے ساتھ نہ رکھنا اب میری طرف سے کوئی عذر

مِن لَّدُنِّي عُذْرًا ﴿٧٦﴾ فَانطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا

باقی نہ رہے گا○ پھر وہ دونوں چل پڑے یہاں تک کہ وہ ایک بستی والوں کے پاس آئے اور ان سے

أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَن يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَن

کھانا مانگا مگر ان لوگوں نے ضیافت کرنے سے انکار کر دیا وہاں انہوں نے ایک دیوار دیکھی جو گرا چاہتی تھی خضر

يَنقَضَّ فَأَقَامَهُ ۖ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا ﴿٧٧﴾ قَالَ

نے اسے قائم کر دیا موسیٰ نے کہا: اگر آپ چاہتے تو ان سے اس کی اجرت لے سکتے تھے[1]○ خضر

هَٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ ۚ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِع عَّلَيْهِ

نے کہا: اب میرا اور تمہارا ساتھ ختم ہوا اب میں آپ کو ان باتوں کو حقیقت بتلاتا ہوں[2] جن پر آپ صبر نہیں

صَبْرًا ﴿٧٨﴾ أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسَاكِينَ يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ

کر سکے○ کشتی کا معاملہ تو یہ تھا کہ وہ چند مسکینوں کی ملکیت تھی جو دریا پر محنت مزدوری کرتے تھے

فَأَرَدتُّ أَنْ أَعِيبَهَا وَكَانَ وَرَاءَهُم مَّلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ

میں نے چاہا کہ اس کشتی کو عیب دار کر دوں کیونکہ ان کے آگے ایک ایسا بادشاہ تھا جو ہر کشتی کو زبردستی چھین[3]

غَصْبًا ﴿٧٩﴾ وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِينَا أَن يُرْهِقَهُمَا

لیتا تھا○ اور لڑکے کا قصہ یہ ہے کہ اس کے والدین مومن تھے ہمیں خوف ہوا کہ لڑکا اپنی سرکشی اور کفر

طُغْيَانًا وَكُفْرًا ﴿٨٠﴾ فَأَرَدْنَا أَن يُبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكَاةً

سے ان پر کوئی مصیبت نہ کھڑی کرے[4]○ لہٰذا ہم نے چاہا کہ ان کا رب اس کے بدلے انہیں اس سے بہتر

وَأَقْرَبَ رُحْمًا ﴿٨١﴾ وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي

لڑکا عطا کرے جو پاکیزہ ہو اور قرابت کا خیال رکھنے والا ہو○ اور دیوار کی بات یہ ہے کہ وہ دو یتیم لڑکوں

الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنزٌ لَّهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ

کی تھی جو شہر میں رہتے تھے اس دیوار کے نیچے ان کے لئے خزانہ تھا اور ان کا باپ ایک صالح آدمی تھا لہٰذا

رَبُّكَ أَن يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنزَهُمَا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۚ

آپ کے رب نے چاہا کہ یہ دونوں یتیم اپنی جوانی کو پہنچ کر اپنا خزانہ نکال لیں جو کچھ میں نے کیا، آپ

وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي ۚ ذَٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِع عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿٨٢﴾

کے رب کی رحمت تھی میں نے اپنے اختیار سے نہیں کیا[5] یہ ہے ان باتوں کی حقیقت جن پر آپ صبر نہ کر سکے○

وَيَسْأَلُونَكَ عَن ذِي الْقَرْنَيْنِ ۖ قُلْ سَأَتْلُو عَلَيْكُم مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿٨٣﴾

لوگ آپ سے ذوالقرنین[6] کے بارے میں پوچھتے ہیں کہیے کہ ابھی میں اس کا کچھ حال تمہیں سناؤں گا○

1- بستی والے مسافروں کو کھانا کھلانے تک کے روادار نہیں اور آپ نے ان کی دیوار کو بلامعاوضہ درست کر دیا ہے۔ یہ ایسے حسن سلوک کے مستحق نہیں۔ مہمان کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم گذشتہ تمام شریعتوں میں موجود تھی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔

"جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پہ ایمان رکھتا ہو اسے چاہئے کہ وہ مہمان کی تکریم کرے۔"

(بخاری)

2- سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث جو صحیح بخاری میں مروی ہے کے مطابق حضرت خضر نے ابتداء میں حضرت موسیٰ کو بتا دیا تھا کہ "اللہ تعالیٰ نے اپنے علوم میں سے ایک علم مجھے سکھلایا ہے جسے آپ نہیں جانتے اور ایک علم آپ کو سکھلایا ہے جسے میں نہیں جانتا۔" اسکے علاوہ یہ بھی بتلا دیا کہ میرا اور تمہارا دونوں کا علم مل کر بھی دریا سے چڑیا اپنی چونچ میں جتنا پانی لیتی ہے اتنا ہی ہے۔

3- ہر اچھی کشتی بے گار میں لے لیتا۔ جب یہ عیب دار ہو گئی تو بادشاہ سے بچ گئی اور وہ تختہ بھی خضر نے پہلو سے نکالا تھا۔ اگر پیندے سے نکالا ہوتا تو کشتی ڈوب جاتی۔

4- کیونکہ اس لڑکے کی قسمت میں کفر لکھا تھا۔ ہمیں خدشہ لاحق ہوا کہ کہیں یہ اپنے ماں باپ کو بھی کفر میں نہ مبتلا کر دے ہم نے چاہا کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس سے اچھا اور پاکیزہ لڑکا عطا فرمائے جو کہ والدین سے بھی بہت اچھا سلوک کرے۔

5- اس سے ثابت ہو جاتا ہے حضرت خضر کے سارے کام اللہ کے حکم سے تھے۔ ورنہ ناجائز ٹھہرتے۔ آیت نمبر 74 کے تحت ہم بحث کر چکے ہیں کہ حضرت خضر نبی تھے یا فرشتہ تھے۔

6- ذوالقرنین کا معنی دو سینگوں والا ہے۔ یہ ایک بادشاہ کو لقب دیا گیا تھا کیونکہ انکی حکومت مشرق و مغرب میں پھیلی ہوئی تھی۔ یہ کون سا بادشاہ تھا؟ حدیث اس بارے میں خاموش ہے؟ قرآن سے جو اشارے ملتے ہیں وہ یہ ہیں۔

(ا)۔ چونکہ یہ سوال یہود نے پوچھا تھا۔ چنانچہ اس وقت کے اسرائیلی لٹریچر میں معروف ذوالقرنین ہی مراد ہو سکتا ہے۔

(ب)۔ وہ کوئی بڑا فاتح حکمران ہو جو مشرق سے مغرب کے علاقے فتح کر چکا ہو اور شمال و جنوب میں بھی اس کی فتوحات ہوں۔

(ج)۔ وہ نیک دل، اللہ سے ڈرنے والا اور آخرت پہ ایمان رکھنے والا ہو۔ نزول قرآن سے قبل ایسی شخصیات زیادہ نہیں گزریں لہٰذا اسکا تعین مشکل نہ ہو گا۔

مولانا ابوالکلام آزاد اور پھر مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے اپنی تحقیقات کے نتیجے میں خورس ایرانی فرمانروا کو قرآنی اشارات سے قریب تر قرار دیا ہے۔ اسکا زمانہ عروج 549 ق م ہے۔

إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ﴿٨٤﴾ فَأَتْبَعَ

بلاشبہ ہم نے اسے زمین میں اقتدار بخشا تھا اور ہر طرح کا (مال و) اسباب مہیا کر رکھا تھا○ چنانچہ وہ ایک راہ (مہم) پر

سَبَبًا ﴿٨٥﴾ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ

چل کھڑا ہوا○ حتیٰ کہ وہ سورج غروب ہونے کی جگہ پہنچ گیا[1] اسے یوں معلوم ہوا جیسے سورج سیاہ کیچڑ والے

حَمِئَةٍ وَوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ۗ قُلْنَا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ إِمَّا أَنْ

چشمہ میں ڈوب رہا ہے[2] یہاں اس نے ایک قوم دیکھی ہم نے کہا: "ذوالقرنین! تجھے اختیار ہے خواہ ان

تُعَذِّبَ وَإِمَّا أَنْ تَتَّخِذَ فِيهِمْ حُسْنًا ﴿٨٦﴾ قَالَ أَمَّا مَنْ ظَلَمَ

کو تو سزا دے یا ان سے نیک رویہ اختیار کرے[3]○ ذالقرنین نے کہا: جو شخص ظلم کرے گا اسے تو ہم بھی

فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا نُكْرًا ﴿٨٧﴾ وَأَمَّا مَنْ

سزا دیں گے پھر جب وہ اپنے رب کی طرف لوٹایا جائے گا تو وہ اور شدید عذاب دے گا[4]○ البتہ

آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءً الْحُسْنَىٰ ۖ وَسَنَقُولُ لَهُ مِنْ أَمْرِنَا

جو ایمان لایا اور نیک عمل کئے اسے اچھا بدلہ ملے گا اور اسے ہم اپنے سہل کام کرنے کو کہیں

يُسْرًا ﴿٨٨﴾ ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٩﴾ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ

گے○ پھر وہ ایک اور راہ پر چل پڑا○ حتیٰ کہ وہ طلوع شمس کی حد تک جا پہنچا[5] اسے لگا کہ سورج ایسی

عَلَىٰ قَوْمٍ لَمْ نَجْعَلْ لَهُمْ مِنْ دُونِهَا سِتْرًا ﴿٩٠﴾ كَذَٰلِكَ وَقَدْ أَحَطْنَا

قوم پر طلوع ہو رہا ہے کہ ان کے درمیان ہم نے کوئی آڑ نہیں بنائی○ واقعہ ایسا ہی تھا اور ذوالقرنین

بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿٩١﴾ ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٩٢﴾ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ

کے حالات کی ہمیں خبر ہے○ پھر وہ ایک اور راہ پر نکلا○ حتیٰ کہ وہ دو بلند گھاٹیوں کے درمیان پہنچا

وَجَدَ مِنْ دُونِهِمَا قَوْمًا لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا ﴿٩٣﴾ قَالُوا يَا ذَا

وہاں ان دو کے علاوہ اس نے ایک اور قوم دیکھی جو بات بھی نہ سمجھ سکتے تھے○ وہ کہنے لگے: "اے ذالقرنین!

الْقَرْنَيْنِ إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ فَهَلْ

یاجوج اور ماجوج[6] نے اس سرزمین میں فساد مچا رکھا ہے اگر ہم آپ کو کچھ چندہ اکٹھا کر دیں[7] تو کیا آپ

نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلَىٰ أَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿٩٤﴾ قَالَ مَا

ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار چن دیں گے؟"○ اس نے کہا: "میرے رب نے جو مجھے

مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ

قوت دے رکھی ہے وہ بہت ہے تم بس بدنی قوت (محنت)[8] سے میری مدد کرو تو میں ان کے اور تمہارے

رَدْمًا ﴿٩٥﴾ آتُونِي زُبَرَ الْحَدِيدِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا سَاوَىٰ بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ

درمیان بند بنا دوں گا○ مجھے لوہے کی چادریں لا دو چنانچہ اس نے ان کو گھاٹیوں کے درمیان برابر کر دیا

انْفُخُوا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ آتُونِي أُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ﴿٩٦﴾

تو کہا، آگ دہکاؤ[9] حتیٰ کہ جب وہ آگ بن گئیں تو کہا کہ میرے پاس پگھلا ہوا تانبا لاؤ میں انہیں پیوست کر دوں"○

1- مغرب کے جانب آخری حد یعنی ساحل سمندر تک پہنچ گیا۔ اگر ذوالقرنین سے مراد واقعی "خورس" ہی ہو تو یہ علاقہ ایشیائے کوچک کا مغربی ساحل ہے۔ وہاں سمندر چھوٹی چھوٹی خلیجوں کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

2- سمندر کے کنارے غروب شمس کے وقت نظارہ کریں تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔

3- ان الفاظ سے بعض مفسرین نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ذوالقرنین نبی تھا اور اسے وحی ہوتی تھی۔ یہ اسلوب اسکے اثبات کیلئے کافی نہیں ہے اسی لئے مفسرین کی اکثریت نے انکا نبی ہونا تسلیم نہیں کیا۔

گویا اسکا مطلب اتنا ہی ہوگا۔ ہم نے ذوالقرنین کو وہ بستی تاخت و تاراج کرنے کی توفیق بخشی اور حسن سلوک کرنے کی بھی توفیق عطا کی۔

یا ان کے قلب و ضمیر میں یہ بات ڈالی کہ یہ قوم تیرے سامنے بے بس ہے چاہے تو ظلم کرے یا حسن سلوک کرے۔

4- انکے اس طرز عمل یا طرز استدلال سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اللہ سے ڈرنے والا حکمران تھا۔ اس لئے ذوالقرنین' سکندر اعظم نہیں ہو سکتا جو کہ کافر اور بت پرست بادشاہ تھا۔

5- یہ سفر مشرق کی جانب تھا۔ جہاں مہذب دنیا کی آبادی ختم ہو جاتی تھی۔ وہ ایسی قوم کے ہاں پہنچے جو انتہائی جانگلی تھے۔ مکانات وغیرہ بنانا تو درکنار اپنے بدن ڈھانپنے کا بھی سلیقہ نہ تھا۔

ذوالقرنین نے ان لوگوں سے مترجمین کی معرفت بات چیت کی ہوگی یا اشارے کنایہ میں۔

6- یاجوج وماجوج کون سے لوگ ہیں۔ مفسرین اور محققین کا خیال ہے کہ وہ ایشیاء کے شمال مشرقی علاقہ کی قومیں ہیں جو قدیم زمانہ سے ایشیاء اور یورپ کے متمدن علاقوں پہ حملے کرتی رہی ہیں۔ بائبل میں انکو حضرت نوحؑ کے بیٹے یافث کی اولاد بتایا گیا ہے۔ یہ علاقے موجودہ روس میں ہیں۔ واللہ اعلم

اگر یاجوج وماجوج کا یہی علاقہ ہو جو ہم نے ذکر کیا ہے تو "سدین" سے مراد آمنے سامنے کے وہ پہاڑ ہونگے جو قفقاز یا کوہ کاف یا کاکیشیا کے پہاڑی سلسلوں میں ہیں۔ اور جن کا موقع بحر کیسپین اور بحر اسود کے درمیان ہے۔

7- یا ہم تمہیں کوئی ٹیکس وغیرہ دیں۔

8- لیبر وغیرہ تم مہیا کرو۔

9- پہلے لوہے کے بڑے بڑے تختے لگا کر دونوں پہاڑوں کی درمیانی جگہ پاٹ دی گئی۔ پھر پگھلا ہوا تانبہ انڈ یلنے سے انتہائی مضبوط بند بن گیا۔ اس سے بھی ذوالقرنین کی خداداد صلاحیتوں کا انداز ہوتا ہے۔

فَمَا اسْطَاعُوا أَنْ يَظْهَرُوهُ وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا ﴿٩٧﴾ قَالَ

1

پھر یاجوج ماجوج نہ تو اس کے اوپر چڑھ سکتے تھے اور نہ ہی اس میں سوراخ کر سکتے تھے ○ ذوالقرنین کہنے لگا:

هَٰذَا رَحْمَةٌ مِنْ رَبِّي ۖ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّي جَعَلَهُ دَكَّاءَ ۖ وَكَانَ

2

"یہ میرے رب کی رحمت ہے مگر جب میرے رب کا وعدہ آ جائے گا تو وہ اسے پیوند خاک کر دے گا

وَعْدُ رَبِّي حَقًّا ﴿٩٨﴾ ۞ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ ۖ وَنُفِخَ

اور میرے رب کا وعدہ برحق ہے ○ اس دن ہم لوگوں کو چھوڑ دیں گے وہ ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو جائیں

فِي الصُّورِ فَجَمَعْنَاهُمْ جَمْعًا ﴿٩٩﴾ وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِلْكَافِرِينَ

گے اور صور پھونکا جائے گا پھر ہم سب لوگوں کو اکٹھا کریں گے ○ اس دن ہم جہنم کو کافروں کے سامنے

عَرْضًا ﴿١٠٠﴾ الَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَنْ ذِكْرِي وَكَانُوا

لائیں گے ○ جن کی آنکھوں پر میرے ذکر سے (غفلت کا) پردہ پڑا ہوا تھا اور وہ کچھ

لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا ﴿١٠١﴾ أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ يَتَّخِذُوا

3

سننے کو تیار ہی نہ تھے ○ کیا کافروں نے سمجھ رکھا ہے کہ وہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں

عِبَادِي مِنْ دُونِي أَوْلِيَاءَ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نُزُلًا ﴿١٠٢﴾

4

کو ہی کارساز بنا لیں؟ ہم نے ایسے کافروں کی مہمانی کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے ○ آپ ان سے کہئے:

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ﴿١٠٣﴾ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ

5

"کیا ہم تمہیں بتلائیں کہ اعمال کے لحاظ سے زیادہ نقصان والے کون ہیں؟ ○ وہ لوگ، جنہوں نے اپنی

فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ﴿١٠٤﴾ أُولَٰئِكَ

کوششیں دنیا کی زندگی کے لئے کھپا دیں پھر سمجھے بیٹھے ہیں کہ وہ اچھے کام کر رہے ہیں ○ یہی لوگ

الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا

ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات اور اس کی ملاقات کا انکار کیا لہٰذا ان کے اعمال برباد ہو جائیں گے

نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ﴿١٠٥﴾ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا

اور قیامت کے دن ہم ان کے لئے میزان ہی نہیں رکھیں گے ○ یہ جہنم کے کفر اختیار کرنے کا بدلہ

وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ﴿١٠٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

ہے وہ میری آیات اور میرے رسولوں کا مذاق اڑاتے رہے ○ البتہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل

الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿١٠٧﴾ خَالِدِينَ فِيهَا

6

کرتے رہے ان کی ضیافت فردوس کے باغات سے ہو گی ○ جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور

لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿١٠٨﴾ قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمَاتِ رَبِّي

8 7

کسی اور جگہ منتقل ہونا، پسند نہ کریں گے" ○ کہہ دیجئے کہ: اگر میرے رب کی باتیں لکھنے کے لئے سمندر سیاہی

لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا ﴿١٠٩﴾

بن جائیں تو میرے رب کی باتیں ختم ہونے سے پہلے سمندر ختم ہو جائے گا خواہ اتنی ہی اور سیاہی لائی جائے ○

ع 11/19

1-یہ دیوار جتنی بھی مضبوط ہے پھر بھی اللہ کے سوا ہر چیز فنا ہونیوالی ہے۔ قیامت کو یا قیامت سے پہلے۔ بعض روایات میں اس دیوار کو پچاس میل لمبی 29 فٹ اونچی اور 10 فٹ چوڑی بتایا گیا ہے۔ واللہ اعلم

2-جب یہ بند ٹوٹ جائیگا یا یوم قیامت کو۔

3-مشرکین مکہ جنہوں نے یہود کی ایماء پہ سوالات کئے گئے تھے۔ انہیں جتلا دیا گیا کہ اتنی بڑی شان و شوکت والا بادشاہ ہونے کے باوجود وہ کس قدر اللہ پہ ایمان رکھنے والا تھا مگر تمہارے درمیان نبی موجود ہے پھر بھی تم مان کر دینے کو تیار نہیں ہو۔

4-یہاں کچھ عبارت محذوف ہے جو یوں ہو سکتی ہے۔"اور وہ اللہ کی مواخذہ سے بچ جائیں گے۔" دوسری اہم بات یہ معلوم ہوئی ہے۔"عبادی" سے مراد پتھر کے بت یا سورج وغیرہ نہیں ہیں بلکہ نبی ولی اور فرشتے وغیرہ ہیں۔ اس میں مسلمانوں کے کچھ فرقوں کیلئے مقام عبرت ہے جو بزرگوں کی تعظیم کے نام پہ شرک کی حدود میں داخل ہو جاتے ہیں۔

5-حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ (سعد بن ابی وقاص) سے پوچھا کہ "اخسرین اعمالا" سے کیا مراد ہے؟ کیا یہ حروری (خارجی) ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ یہود و نصاریٰ مراد ہیں۔ یہود نے آپ ﷺ کو جھٹلایا یا اسلئے انکے اعمال ضائع ہوئے اور نصاریٰ نے جنت کا انکار کیا کہنے لگے کہ "وہاں کھانا پینا نہ ہو گا اور حروری تو ان لوگوں میں داخل ہیں"۔

﴿اَلَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ﴾

"جو اللہ کے پختہ عہد کو توڑتے ہیں۔" (البقرہ2:27)

(بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"یوم قیامت ایک عزت والا موٹا تازہ آدمی اللہ کے سامنے آئیگا مگر اللہ کے قریب اسکی قدر مچھر کے پر جتنی بھی نہ ہو گی اور آپ ﷺ نے فرمایا یہ آیت پڑھو۔" (بخاری)

6-حضرت ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"بے شک جنت کے سو درجے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے فی سبیل اللہ جہاد کرنیوالوں کیلئے تیار کر رکھے ہیں۔ دو درجوں کے درمیان ارض و سماء کا فاصلہ ہے۔ جب بھی اللہ سے مانگو جنت الفردوس ہی مانگو۔ یہ جنت کا اعلیٰ اور درمیانہ درجہ ہے۔ اسکے اوپر رحمان کا عرش ہے۔ اسی سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں۔" (بخاری)

7-اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں ہمیشہ رکھیں گے وہ خود بھی کبھی وہاں سے نکلنے کی خواہش نہ کریں گے۔

8-کلمات سے مراد اللہ کے کلمات، عجائب، قدرتیں، حمد، تسبیح وغیرہ ہیں۔ سمندر بہرحال محدود ہیں اور کلمات اللہ غیر محدود۔ جیسے فرمایا۔

"زمین میں جتنے درخت ہیں وہ سب قلمیں بن جائیں اور سمندر روشنائی بن جائے پھر اسکے بعد سات مزید سمندر بھی روشنائی مہیا کریں تو بھی اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گیں۔" (لقمن 31:27)

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَمَن كَانَ

کہیئے: میں تمھی جیسا انسان ہوں[1] میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا الٰہ صرف ایک ہی الٰہ ہے لہٰذا جو اپنے رب

يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ﴿١١٠﴾

سے ملاقات کا امیدوار ہے[2] وہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے○

سُورَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٌ وَتِسْعُونَ آيَةً وَسِتُّ رُكُوعَاتٍ[3]

آیات ۹۸ (۱۹) سورۂ مریم مکی ہے (۴۴) رکوع ۶

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

كهيعص ﴿١﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا ﴿٢﴾ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ

کھیعص[4]○ یہ آپ کے رب کی رحمت کا ذکر ہے جو اس نے اپنے بندے زکریا[5] پر کی تھی○ جب زکریا نے

نِدَاءً خَفِيًّا ﴿٣﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ

اپنے رب کو چپکے چپکے پکارا[6]○ کہا: "میرے رب! میری ہڈیاں بوسیدہ اور بڑھاپے کی وجہ سے سر

شَيْبًا وَلَمْ أَكُن بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا ﴿٤﴾ وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِن

کے بال سفید ہو گئے[7] تاہم اے میرے رب! میں تجھے پکار کر کبھی محروم نہیں رہا[8]○ میں اپنے پیچھے اپنے بھائی

وَرَائِي وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا فَهَبْ لِي مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا ﴿٥﴾ يَرِثُنِي

بندوں سے ڈرتا ہوں[9] اور میری بیوی بانجھ ہے تو اپنی جناب سے مجھے ایک وارث عطا فرما○ جو میرا اور

وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ﴿٦﴾ يَا زَكَرِيَّا إِنَّا نُبَشِّرُكَ

آل یعقوب کا وارث بنے اور اے میرے رب! اسے پسندیدہ انسان بنانا"○ (اللہ نے جواباً فرمایا): "زکریا!

بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيَىٰ لَمْ نَجْعَل لَّهُ مِن قَبْلُ سَمِيًّا ﴿٧﴾ قَالَ رَبِّ أَنَّىٰ

ہم تمہیں لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہو گا[10] اس سے قبل اس نام کا کوئی آدمی ہم نے پیدا نہیں

يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ

کیا"○ زکریا نے کہا: "میرے رب! میرے ہاں لڑکا کیسے ہو گا جبکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کی انتہا کو

عِتِيًّا ﴿٨﴾ قَالَ كَذَٰلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَقَدْ خَلَقْتُكَ

پہنچ چکا ہوں"○ اللہ نے فرمایا "ہاں ہو گا تیرا رب یہ کہہ رہا ہے کہ یہ میرے لئے سہل ہے اس سے

مِن قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا ﴿٩﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَل لِّي آيَةً ۚ قَالَ

پہلے میں تجھے پیدا کر چکا ہوں جبکہ کچھ نہ تھا"○ زکریا نے کہا: "رب! میرے لئے کوئی نشانی مقرر کیجئے"

آيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ﴿١٠﴾ فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ

فرمایا: "تیرے لئے نشانی یہ ہے کہ تو تین رات تک لوگوں سے کلام نہ کر سکے گا"○ چنانچہ (جب وہ وقت

مِنَ الْمِحْرَابِ فَأَوْحَىٰ إِلَيْهِمْ أَن سَبِّحُوا بُكْرَةً وَعَشِيًّا ﴿١١﴾

آگیا) زکریا اپنے حجرہ سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آئے تو انہیں اشارہ کیا کہ "صبح و شام تسبیح بیان کیا کرو"○

ع ۱۲/۶

1- آپ ﷺ نے متعدد دفعہ صراحت فرمائی کہ میں تمہارے جیسے ہی بشر ہوں۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے کئی صحیح احادیث میں بھی وارد ہوا ہے۔ اسکے باوجود کچھ مسلمان فرقے اصرار کرتے ہیں کہ آپ ﷺ بشر نہ تھے۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھیں (بنی اسرائیل 17-93)

2- حضرت ابی موسیٰ ؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔
"جو اللہ سے ملاقات کرنا پسند کرے اللہ اس سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے۔"
(بخاری)

3- اس سورت کا نام بھی مریم ہے اور انکا قصہ بھی یہاں تفصیل سے بیان ہوا ہے۔ یہی واحد خاتون ہیں جن کا نام قرآن کریم میں ذکر ہوا۔

یہ سورت ہجرت حبشہ یعنی 5 ہجری سے پہلے نازل ہوئی جب مشرکین مکہ کے ظلم وستم کی شدت کے پیش نظر آپ نے مسلمانوں کو حبشہ میں ہجرت کرنے کی اجازت دے دی تو 83 مرد اور گیارہ عورتیں حبشہ منتقل ہوگئے۔ اس سے مشرکین مکہ سخت پریشان ہوئے جنھوں نے دو ماہرین سفارت۔ عبداللہ بن ابی ربیعہ (ابوجہل کا ماں جایا بھائی) اور عمرابن العاص (فاتح مصر جو اب تک مسلمان نہ ہوئے تھے) کو حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے پاس مسلمانوں کو واپس لانے کیلئے بھیجا۔ جنھوں نے رشوت دے کر درباریوں کو بھی ساتھ ملایا اور نجاشی کو بھی نذرانے دیئے۔ بادشاہ نے جب مسلمانوں کو بلا کر حقیقت حال دریافت کی تو حضرت جعفر بن ابی طالب ؓ نے سورۃ مریم کی ابتدائی آیات پڑھیں یہ سن کر نجاشی پہ رقت طاری ہوگئی۔ وہ سنتا جاتا اور روتا جاتا اور مسلمانوں کو مکہ واپس بھیجنے سے انکار کر دیا اور انکے نذرانے واپس لوٹا دیئے کہ مجھے رشوت نہیں چاہیے۔

4- یہ حروف مقطعات ہیں۔ ان کا درست مفہوم متعین کرنا مشکل ہے۔ یہ منکرین کیلئے ایک چیلنج ہے کہ قرآن ان ہی حروف سے بنا ہے اگر تم اسے انسانی کاوش سمجھتے ہو تو تم بھی اس جیسا کلام بنا لاؤ واللہ اعلم۔ دیکھیں (البقرہ 1:2)

5- حضرت زکریا- انبیاء بنی اسرائیل سے تھے اور پیشے کے اعتبار سے بڑھئی تھے۔

6- غالباً ریا سے بچنے کیلئے یا بڑھاپے میں اگر لوگ ایسی دعا سنیں گے تو مذاق اڑائیں گے۔

7- واشتعل الراس۔ لفظی معنی "سر نے شعلہ مارا" مراد ہے کہ بڑھاپے کی وجہ سے سر کے بال سفید ہو گئے ہیں۔

8- یا تیرے کسی حکم کی نافرمانی کر کے میں بدبخت نہیں ہوا۔

9- کہ وہ شاید دین کی دعوت کا کام خوش اسلوبی سے نہ آگے بڑھائیں۔ مجھے ایسا وارث دے جو اس دین کی تبلیغ کے ورثہ کو سنبھال سکے۔ حضرت زکریا کے بارے میں مزید تفصیل کیلئے دیکھیں (آل عمران 3:41-22)۔

10- اللہ تعالیٰ نے بیٹے کی بشارت بھی دی اور نام بھی خود ہی تجویز فرما دیا۔

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۭ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ﴿١٢﴾ وَّحَنَانًا

"اے یحییٰ! کتاب کو مضبوطی سے پکڑو" اور ہم نے اسے بچپن میں ہی قوت فیصلہ[1] عطا کر دی تھی○ اور ہم

مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۭ وَكَانَ تَقِيًّا ﴿١٣﴾ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ

نے اسے اپنی مہربانی سے نرم دل[2] اور پاکیزہ بنایا اور وہ متقی تھے○ وہ اپنے والدین سے حسن سلوک کرنے اور

جَبَّارًا عَصِيًّا ﴿١٤﴾ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ

کسی وقت بھی جابر و نافرمان نہ ہوئے[3]○ ان پر سلامتی ہو جس دن جب وہ پیدا ہوئے اور جب وہ مریں گے اور

يُبْعَثُ حَيًّا ﴿١٥﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا

جب دوبارہ اٹھائے جائیں گے[4]○ اور اس کتاب میں مریم کا بھی ذکر کیجئے جب وہ اپنے گھر والوں سے الگ

مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿١٦﴾ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۣ فَاَرْسَلْنَآ

مشرقی جانب گوشہ نشین ہوئیں[5]○ اور پردہ ڈال کر ان سے چھپ گئیں تو ہم نے اس کی طرف اپنی روح[6]

اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿١٧﴾ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ

(فرشتہ) کو بھیجا جو ایک انسان کی شکل میں[7] مریم کے سامنے آ گیا○ وہ بولی، "اگر تمہیں کچھ اللہ

بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿١٨﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ڰ

کا خوف ہے تو میں تم سے[8] اللہ کی پناہ مانگتی ہوں"○ وہ بولا: "میں تو تمہارے رب کا بھیجا ہوا ہوں

لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿١٩﴾ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ

اور اس لئے آیا ہوں کہ تمہیں ایک پاک سیرت لڑکا دوں"○ وہ بولیں: "میرے ہاں لڑکا کیسے ہو گا جبکہ مجھے کسی

يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ﴿٢٠﴾ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ

انسان نے چھوا تک نہیں اور میں بدکار بھی نہیں"○ وہ بولے ہاں! ایسا ہی ہو گا تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ

هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ

میرے لئے یہ سہل ہے اور اس لئے بھی کہ ہم اسے لوگوں کے لئے ایک نشانی اور وہ اپنی طرف سے رحمت

اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿٢١﴾ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿٢٢﴾

بنائیں اور یہ کام ہو کے رہے گا"○ چنانچہ مریم کو اس بچے کا حمل ٹھہر گیا تو وہ اس حالت میں ایک دور

فَاَجَاۗءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ

مکان میں علیحدہ جا بیٹھیں[9]○ پھر درد زہ اسے کھجور کے تنے تک لے آئی تو کہنے لگیں کاش میں اس سے

قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿٢٣﴾ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ

پہلے مر چکی ہوتی اور میرا نام و نشان بھی باقی نہ رہتا[10]○ اس وقت درخت کے نیچے سے (فرشتے نے) اسے پکارا:

اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿٢٤﴾ وَهُزِّيْٓ

"غمزدہ نہ ہو، تمہارے رب نے تمہارے نیچے ایک چشمہ بہا دیا ہے○ اور اس

اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿٢٥﴾ۡ

کھجور کے تنہ کو زور سے ہلاؤ، وہ آپ پر تازہ پکی ہوئی کھجوریں گرائے گا○

1- یہ بھی اللہ کا انعام ہوا کہ حضرت یحییٰؑ کو بچپن ہی سے قوت فیصلہ۔ تفقہ فی الدین اور اجتہاد کے صلاحیتیں عطا فرمادیں۔

2- حنان۔ وہ الفت اور شفقت جو کہ ماں کو اپنے بچہ سے ہوتی ہے۔ یعنی وہ انتہائی نرم دل، متقی تھے۔

3- اکلوتے بیٹے اور وہ بھی بڑھاپے کی اولاد اللہ سے دعائیں کر کے ملے عام حالات میں ایسے بیٹوں کی عادت بگڑنے کا بہت خطرہ ہوتا ہے مگر حضرت یحییٰؑ اس کے برعکس والدین کے انتہائی مطیع تھے۔

4- زندگی۔ موت اور حشر کے وقت یعنی مشکل کی ہر گھڑی میں اللہ کی طرف سے ان کیلئے سلامتی ہے۔

5- بیت المقدس کے مشرق کی جانب ایک حجرہ (محراب) میں گوشہ نشین ہو گئیں۔

حضرت ابی موسیٰ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا

"مردوں میں تو کامل کئی ہوتے ہیں مگر عورتوں میں آسیہ زوجہ فرعون اور مریم بنت عمران کے علاوہ کوئی کاملہ نہیں ہوئی۔"

(بخاری و مسلم)

6- اپنی روح سے کیا مراد ہے؟ یہاں روح سے مراد جبرائیل امین ہیں جبکہ دوسرے موقع پر یہ فرمایا۔

7- فرشتے عموماً جب انسانی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں تو خوبصورت نوجوان مردوں کی صورت ہی میں ظاہر ہوتے ہیں۔

8- انہیں اپنی خلوت کے کمرہ میں اسطرح یکایک کسی مرد کے ظاہر ہونے پہ خوف محسوس ہوا۔

﴿فَنَفَخْنَا فِيهِ مِنْ رُوحِنَا﴾ "ہم نے اس میں اپنی روح پھونکی"

(التحریم 12:66)

یہ نفخہ جسے نفخہ الٰہی یا نفخہ جبریلیہ بھی کہا جاتا ہے اللہ کے حکم سے حضرت جبرائیل نے حضرت مریم کی قمیص کے گریبان میں پھونکا۔ مگر اسکا یہ مفہوم نہیں ہے کہ وہ اللہ کی اپنی روح کا کوئی حصہ تھا جیسا کہ عیسائی باور کراتے ہیں۔ انہیں جو روح اللہ کہا جاتا ہے تو وہ نسبت اضافی ہے جسے بیت اللہ یا ناقۃ اللہ۔

اللہ کے روح پھونکنے سے الٰہی صفات پیدا ہونا لازم آئے تو پہلے حضرت آدم پہ لازم آنا چاہئے تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي﴾

"تو جب میں اسے درست کر چکوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم اسکے سامنے سجدہ ریز ہو جانا۔"

(الحجر 29:15)

حالانکہ حضرت آدم میں ایسی صفات کوئی بھی باور نہیں کراتا۔

9- حاملہ ہونے کے بعد حضرت مریم اپنا حجرہ چھوڑ کر دور کسی جگہ چلی گئیں۔ روایات میں جگہ کا نام بیت اللحم بتایا گیا ہے۔ اس خوف سے آپ نے حجرہ چھوڑ دیا کہ لوگوں کو معلوم ہو گا کہ میں حاملہ ہوں تو وہ کیا کچھ طوفان نہ اٹھائیں گے۔

10- حمل کے علاوہ سامان خورد و نوش کی کمی نے بھی آپکو پریشان کیا ہو گا۔ سب سے بڑی پریشانی تو یہی تھی کہ قوم کو کیا منہ دکھلاؤں گی؟ اس ملی جلی کیفیت کے تحت آپ کے منہ سے یہ الفاظ نکلے۔

فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ

پھر کھاؤ، پیو اور اپنی آنکھ ٹھنڈی کرو پھر اگر کوئی آدمی تمہیں دیکھ پائے

فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ۚ ﴿۲۶﴾

[1] تو کہہ دینا کہ: "میں نے اللہ کے لئے روزہ کی نذر مانی ہے لہٰذا آج کسی انسان سے کلام نہ کروں گی"○

فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ۭ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـــًٔا فَرِيًّا ﴿۲۷﴾

[2] پھر وہ اس بچے کو اٹھائے اپنی قوم میں آئیں تو وہ کہنے لگے: "مریم تو تو بہتان والی چیز لائی ہے○

يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ﴿۲۸﴾

[3] اے ہارون کی بہن! نہ تو تیرا باپ کوئی برا آدمی تھا اور نہ ہی تیری ماں بدکار تھی"○

فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ۭ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿۲۹﴾

[4] مریم نے اس بچے کی طرف اشارہ کر دیا تو وہ کہنے لگے "ہم اس سے کیسے کلام کریں جو ابھی گود کا بچہ ہے"○

قَالَ اِنِّىْ عَبْدُ اللّٰهِ ڟ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ﴿۳۰﴾ وَّجَعَلَنِيْ

[5] بچہ بول اٹھا: میں اللہ کا بندہ ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے○ اور جہاں کہیں

مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۠ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ

بھی میں رہوں اس نے مجھے بابرکت بنایا ہے اور جب تک میں زندہ رہوں مجھے صلوۃ اور زکوۃ ادا کرنے کا حکم

حَيًّا ﴿۳۱﴾ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَتِيْ ۡ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا ﴿۳۲﴾ وَالسَّلٰمُ

[6] دیا ہے○ اور اپنی والدہ سے بہتر سلوک کرنے کا نیز اللہ نے مجھے جابر اور بدبخت نہیں بنایا○ مجھ پر

عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ﴿۳۳﴾ ذٰلِكَ

[7] سلامتی ہو جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں گا اور جب میں زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا○ یہ

عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿۳۴﴾ مَا كَانَ

[8] ہے عیسیٰ ابن مریم کا قصہ، یہی سچی بات ہے جس میں وہ جھگڑا کر رہے ہیں○ اللہ تعالیٰ کی یہ

لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ

شان نہیں کہ کسی کو اپنا بیٹا بنائے وہ پاک ہے جب وہ کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو پھر کہہ دیتا

لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۳۵﴾ وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا

ہے کہ "ہو جا" تو وہ ہو جاتی ہے○ اور اللہ ہی میرا اور تمہارا رب ہے لہٰذا اسی کی عبادت

صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۳۶﴾ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ

کرو یہی صراط مستقیم ہے○ پھر مختلف گروہوں نے آپس میں اختلاف کیا پس ایسے کافروں کے لئے ہلاکت ہے

لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۳۷﴾ اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ ۙ

جو بڑے دن کی حاضری کے منکر ہیں○ جس دن وہ ہمارے پاس آئیں گے اس روز وہ خوب

يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾

سن رہے اور دیکھ رہے ہوں گے لیکن یہ ظالم آج کھلی گمراہی میں پڑے ہیں○

1- اللہ تعالیٰ نے تمام مسائل کا حل فرما دیا۔ پینے کیلئے ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا چشمہ جاری فرمایا۔ کھانے کو تازہ اور پکی ہوئی کھجوریں جو کہ اس حالت میں مناسب اور متوازن غذا تھی۔ اور سب سے بڑی پریشانی کہ قوم کو کیا جواب دوں گی؟ اسکا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لے لیا کہ تم بس چپ سادھ لینا ہم خود یہ معاملہ نمٹائیں گے۔ یہ کلام کرنے والا فرشتہ تھا جیسا کہ ترجمہ کیا گیا اور کہا گیا ہے کہ یہ نومولود حضرت عیسیٰ تھے۔

2- حسب توقع حضرت مریم کی قوم نے بھانت بھانت کی بولیاں بولنی شروع کردیں۔ کچھ پوچھے بغیر ہی لعن طعن کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

3- ہارون کے اعلیٰ خاندان کی خاتون ہوتے ہوئے تم نے یہ کیا کیا؟ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے "عاد کی طرف اسکا بھائی ہود بھیجا" مراد یہ ہے عاد کے کنبہ قبیلہ میں سے ہی ہود کو مبعوث فرمایا۔ ممکن ہے کہ واقعی انکا کوئی بھائی ہارون نامی ہو۔ اگر ایسی بات ہو تو یہ حضرت موسیٰ کے بھائی ہارون نہ ہوں گے بلکہ کوئی اور ہونگے کیونکہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ کے درمیان ایک ہزار سال سے زیادہ کا عرصہ ہے۔

4- یعنی ایک تو تم نے یہ حرکت کی ہے۔ دوسرے ہمارا مذاق اڑاتی ہو۔ کبھی نومولود بچوں نے بھی باتیں کی ہیں؟

5- پہلی بات ہی آپ نے یہ کی کہ میں نہ "اللہ ہوں" نہ اللہ کا بیٹا بس "اللہ کا بندہ" ہوں اور مجھے اللہ نے کتاب بھی دی ہے اور نبوت سے بھی سرفراز فرمایا۔ اس کے باوجود دنیا کی اکثریت نے آپ کی ذات کو شرک اور گمراہی کی بنیاد بنایا ہے۔ اس گمراہی کی لپیٹ میں کئی مسلمان بھی آگئے ہیں۔

6- حضرت عیسیٰ نے صرف والدہ کے ساتھ حسن سلوک کا ذکر فرمایا ہے جبکہ پورے قرآن میں جہاں بھی حسن سلوک کا ذکر آیا ہے۔ "والدین" یعنی والدہ اور والد دونوں کیلئے آیا ہے۔ یہ ثبوت قطعی ہے کہ حضرت عیسیٰ کے والد کوئی نہیں ہیں۔ اسکے علاوہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ "عیسیٰ ابن مریم" کہا ہے حالانکہ نسب میں والد کا اعتبار ہوتا ہے۔ یہ دوسری قطعی دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ کے والد نہیں ہیں۔

7- میرے لئے ہولناکی کے ان تین اوقات میں اللہ کیطرف سے سلامتی ہے۔

8- حضرت عیسیٰ ابن مریم کی حقیقت اتنی ہی ہے۔ یہودیوں نے آپکی شان کو اتنا کم کیا کہ آپکو ولد الزنا قرار دیا اور سولی دینے کے درپے ہوئے۔ نصاریٰ نے انہیں کبھی "عین اللہ" اور کبھی اللہ کا بیٹا قرار دیا۔ مسلمانوں کے ایک گروہ نے بھی آپ کی معجزانہ پیدائش کا انکار کیا۔

اگر ان سب لوگوں کو قرآن کے دلائل سمجھ نہیں آتے اور اللہ کے فرمان کا یقین نہیں آتا تو قیامت کو ہی انکا فیصلہ کیا جائے گا۔ اس وقت انہیں حقیقت حال سمجھ آنے سے کچھ فائدہ نہ ہو گا۔

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ

نیز انہیں حسرت کے دن سے ڈرایئے جب ہر کام کا فیصلہ کیا جائے گا اور (آج) یہ غفلت میں ہیں اور

لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا

ایمان نہیں لا رہے○ بلاشبہ ہم ہی زمین اور اس پر موجود سب چیزوں کے وارث ہوں گے اور انہیں ہمارے ہاں

يُرْجَعُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا

ہی لوٹنا ہے○ اور اس کتاب میں حضرت ابراہیمؑ کا قصہ بیان کیجئے بلاشبہ وہ راست باز نبی تھا○

نَّبِيًّا ﴿۴۱﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَ

جبکہ انہوں نے اپنے باپ سے کہا: "ابا جان! آپ ایسی چیزوں کی عبادت کیوں کرتے ہیں جو نہ سنتی ہیں، نہ دیکھتی

لَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ﴿۴۲﴾ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ

اور نہ تمہارے کسی کام آ سکتی ہیں○ ابا جان! میرے پاس ایسا علم آیا ہے جو آپ کے پاس

يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿۴۳﴾ يٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ۭ

نہیں آیا لہٰذا میرے پیچھے چلئے میں آپ کو صراط مستقیم بتلاؤں گا○ ابا جان! شیطان کی عبادت نہ

اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ﴿۴۴﴾ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْۤ اَخَافُ اَنْ

کیجئے وہ تو اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہے○ ابا جان! مجھے خطرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے

يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ﴿۴۵﴾ قَالَ اَرَاغِبٌ

آپ کو سزا ملے گی اور آپ شیطان کے ساتھی بن جائیں گے○ باپ نے کہا: "ابراہیم! کیا تو میرے

اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ﴿۴۶﴾

معبودوں سے برگشتہ ہے؟ اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے رجم کر دوں گا اور ہمیشہ کے لئے دور چلا

قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ﴿۴۷﴾ وَ

جا" ○ ابراہیم نے کہا: "ابا جان! تم پر سلام ہو، میں اپنے رب سے آپ کے لئے بخشش مانگوں گا بلاشبہ میرا رب

اَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ ڮ عَسٰۤى اَلَّا

مجھ پر مہربان ہے○ میں آپ کو چھوڑتا ہوں اور انہیں بھی جنہیں تم لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہو اور میں تو اپنے

اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ﴿۴۸﴾ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ

رب کو ہی پکاروں گا اور امید ہے کہ اسے پکار کر محروم نہیں رہوں گا" ○ پھر جب ابراہیم انہیں چھوڑ دیا

دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ﴿۴۹﴾

اور ان کو بھی جن کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے تو ہم نے انہیں اسحاق عطا کیا اور یعقوبؑ بھی ان

وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ﴿۵۰﴾

سب کو ہم نے نبی بنایا تھا○ ہم نے ان سب کو اپنی رحمت سے نوازا تھا اور ذکر خیر سے سربلند کیا تھا○

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰۤى ۡ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿۵۱﴾

نیز اس کتاب میں موسیٰؑ کا قصہ بھی بیان کیجئے بلاشبہ وہ ایک برگزیدہ انسان اور رسول نبی تھے○

1-ہر عارضی مالک موت سے دوچار ہوتا ہے اور اسکی حاکمیت ختم ہو جاتی ہے۔ صرف اللہ کی حاکمیت فنا ہونیوالی نہیں ہے۔

2-گزشتہ آیات میں۔ حضرت عیسیٰؑ کی حقیقت بیان فرما کے یہود و نصاریٰ کو نصیحت کی گئی تھی۔ اب حضرت ابراہیمؑ کے قصہ سے مشرکین مکہ کو نصیحت کی جا رہی ہے۔

3-حضرت ابراہیمؑ کو تم اپنا پیشوا مانتے ہو۔ جنہوں نے توحید کی خاطر اپنے والدین، قوم، گھربار اور وطن سب کچھ قربان کر دیا مگر تم کیا کر رہے ہو؟ توحید کا دم بھرنے والوں پہ مکہ کی سرزمین تنگ کر دی ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کا والد "آذر" شاہی بت خانہ کا محافظ تھا جو بت فروش اور بت تراش تھا۔

4-غور کیجئے کہ ایک موحد بیٹا اپنے والد کو کتنے دلنشین انداز میں اور آداب و احترام کے تقاضے ملحوظ رکھتے ہوئے سمجھا رہا ہے جبکہ مشرک باپ انتہائی درشتی سے اپنے بیٹے کو رجم کرنے کی دھمکی دے رہا ہے۔ حقیقت میں اسلام ہی تمام مکارم اخلاق کی بنیاد ہے۔

5- "ملیا" اسکا ایک معنی وہی ہے جو ترجمہ میں اختیار کیا گیا ہے دوسرا معنی ہے "صحیح سالم" یعنی یہاں سے غائب ہو جاؤ کہیں ہاتھ پاؤں نہ تڑوا لینا۔

6- آپ اپنے والد کی دھمکی کے بعد گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ اس حالت میں بھی باپ کیلئے سلامتی کی دعا کی۔ اور بخشش مانگنے کا وعدہ کیا اور دعا مانگتے رہے حتیٰ کہ جب انہیں یقین آ گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے اور توحید پہ آنے والا نہیں ہے تو دعا مانگنی بس کر دی۔

7-چنانچہ ان قربانیوں کا اللہ تعالیٰ نے اچھا صلہ دیا۔ آپ کو حضرت اسحٰق حضرت اسماعیل دیئے۔ جو کہ سب نبی ہوئے اور پھر حضرت یعقوب کی نسل سے انبیاء کا سلسلہ چلایا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے قوم اور گھربار چھٹنے کے غم کو دور کرنے کا انتظام فرمایا۔

8-تمام مذاہب والے انہیں اپنا پیشوا مانتے ہیں۔ مسلمان ہر صلوٰۃ میں آپ ﷺ کے ساتھ ہی ساتھ حضرت ابراہیمؑ پہ بھی درود بھیجتے ہیں۔

9-علماء نے نبی اور رسول میں یہ فرق بتائے ہیں۔ یاد رہے کہ یہ فرق غالب احوال کے ضمن میں ہیں ورنہ نبی اور رسول کو متبادل اصطلاح کیلئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

(ا)- آنیوالے رسول کی بشارت پہلے سے دیدی جاتی ہے جبکہ نبی کیلئے ضروری نہیں ہے۔

(ب)- رسول پر اللہ کی کتاب یا صحیفے نازل ہوتے ہیں اور وہ اپنی الگ امت تشکیل دیتا ہے جبکہ نبی اپنے سے پہلی کتاب ہی کی اتباع کرتا اور کرواتا ہے۔

(ج)- رسولوں کی جان کی حفاظت کی ذمہ داری براہ راست اللہ تعالیٰ نے لیتے ہیں۔ خود آپ ﷺ پہ سترہ دفعہ قاتلانہ حملے ہوئے۔ اللہ نے بچایا ہے جبکہ کئی انبیاء کو انکی قوم نے قتل کر دیا۔

(د)- ہر رسول تو نبی ہوتا ہے مگر ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔

وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ﴿52﴾ وَ

ہم نے انہیں کوہ طور کی داہنی جانب[1] سے پکارا اور راز کی گفتگو[2] کرنے کے لئے اسے قرب عطا کیا○ اور

وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ﴿53﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ

اپنی مہربانی سے ان کے بھائی ہارون کو نبی بنا کر اسے (مدد کے طور پر) دے دیا○ نیز اس کتاب میں اسمٰعیل کا

اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿54﴾ وَ

قصہ بیان کیجئے[3] وہ وعدے کے سچے اور رسول نبی تھے○ اور اپنے گھر

كَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ﴿55﴾

والوں کو صلات اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیتے تھے اور اپنے رب کے نزدیک ایک پسندیدہ انسان تھے○

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿56﴾ وَّرَفَعْنٰهُ

نیز اس کتاب میں ادریس[4] کا بھی ذکر کیجئے: وہ ایک راست باز نبی تھے○ اور ہم نے اسے بلند

مَكَانًا عَلِيًّا ﴿57﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ

مقام پر اٹھا لیا تھا[5]○ یہ وہ انبیا ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا تھا وہ آدم کی اولاد سے اور ان

مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ

لوگوں سے تھے جنہیں[6] ہم نے نوح کے ساتھ کشتی میں سوار کیا تھا اور ابراہیم اور اسرائیل کی اولاد

وَاِسْرَآءِيْلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ

سے تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جنہیں ہم نے ہدایت عطا کی تھی اور برگزیدہ کیا تھا جب انہیں اللہ تعالیٰ

الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ﴿58﴾ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ

السجدۃ

کی آیات سنائی جاتیں تو وہ روتے ہوئے سجدہ میں گر جاتے تھے[7]○ پھر ان کے بعد ان کی نالائق اولاد ان کی

اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿59﴾

جانشین بنی جنہوں نے صلوٰۃ کو ضائع کیا اور خواہشات کے پیچھے لگ گئے[8] وہ عنقریب گمراہی[9] کے انجام سے

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ

دو چار ہوں گے○ البتہ جس نے توبہ کر لی، ایمان لایا اور اچھے عمل کئے تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں

الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ﴿60﴾ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدَ

گے اور ان کی ذرہ بھر بھی حق تلفی نہ ہو گی○ وہ جنت ایسے دائمی باغات ہیں جن کا

الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ﴿61﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے بالغیب وعدہ کر رکھا ہے بلاشبہ اس کا وعدہ پیش آ کے رہے گا○ اس جنت

فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿62﴾

میں وہ امن اور سلامتی کی باتوں کے علاوہ کوئی لغو بات نہ سنیں گے اور وہاں انہیں صبح و شام ان کا رزق

تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ﴿63﴾

ملتا رہے گا○ یہ وہ جنت ہے جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے اسے بنائیں گے جو متقی ہو○

1- حضرت موسیٰ جب حضرت شعیب کے پاس عرصہ دس سال کے قیام کے بعد واپس مصر تشریف لا رہے تھے تو وہاں اللہ تعالیٰ نے نبوت دینے کیلئے بلایا۔

2- نجیا۔ سرگوشی کیلئے۔

3- قبیلہ بنو جرہم میں ہی پلے بڑھے اور انہی ہی کی طرف مبعوث ہوئے۔ آپ رسول بھی تھے۔ بیت اللہ کی تعمیر میں اپنے والد کی استعانت کی۔ حضرت ابراہیم نے جب اپنا خواب بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کو ذبح کرنے کا حکم دیا تو وعدہ کیا کہ صبر کریں گے چنانچہ انہوں نے اپنا یہ وعدہ پورا کر دکھایا۔ چنانچہ ذبیح اللہ آپ کا لقب ہوا۔

4- یہ حضرت نوح کے پڑدادا ہیں۔ آپکا مرکز تبلیغ بابل تھا۔ آپکی قوم نے آپکی دعوت کو ٹھکرا دیا تو آپ ہجرت کر کے مصر چلے گئے۔ وہاں بہت سے لوگ آپ پر ایمان لے آئے۔ معراج کی رات آپ نے چوتھے آسمان پہ حضرت ادریس سے ملاقات فرمائی۔

5- بعض مفسرین اس جانب گئے ہیں کہ حضرت ادریس کو بھی جسم سمیت آسمان پہ اٹھایا گیا مگر قرآن میں یہ صراحت نہیں۔ غالباً یہ اسرائیلی روایات کا اثر ہے۔ واللہ اعلم

6- کیا طوفان نوح کے بعد نسل انسانی حضرت نوح کی اولاد ہی سے چلی یا دیگر لوگوں سے بھی چلی؟

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ کشتی میں وہ لوگ بھی سوار تھے جو حضرت نوح کے ساتھ ایمان لائے تھے۔ نسل انسانی ان سب سے چلی۔

7- سجدہ تلاوت کی مسنون دعا یہ ہے۔

((سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ))

"میں نے اس ذات کیلئے سجدہ کیا جس نے پیدا کیا۔ اپنی قوت اور قدرت سے اچھی صورت بنائی، کان اور آنکھیں بنائیں۔"

(ابوداؤد)

8- انبیاء کے بعد انکی اقوام تھوڑے عرصہ بعد ہی گمراہی میں مبتلا ہو جاتی رہی ہیں۔ یہاں صلوٰۃ ضائع کرنے کے ذکر کے فوراً بعد خواہشات نفس کی اتباع کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صلوٰۃ خواہشات نفس کی اتباع سے روکتی ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں (العنکبوت 45:29)

صلوٰۃ ضائع کرنے کا لازمی نتیجہ یہ ہی نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق کمزور ہوتا چلا جاتا ہے اور انسان خواہشات نفس کے پیچھے لڑھکتا ہوا کہیں سے کہیں پہنچ جاتا ہے۔ صلوٰۃ کو جماعت سے نہ پڑھنا، مسجد میں نہ پڑھنا، بے دلی سے پڑھنا وغیرہ بھی صلوٰۃ ضائع کرنے کے ضمن میں آتے ہیں۔

9- "غی" کا دوسرا معنی جہنم کی ایک وادی یا نالہ بھی کیا گیا ہے جس میں جہنمیوں کا لہو اور پیپ بہے گا۔ اس میں زانی، شرابی، سود خور اور ماں باپ کو ستانے والے اور صلوٰۃ ضائع کرنیوالے ڈالے جائیں گے۔

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا

اور ہم (فرشتے) آپ کے رب کے حکم کے بغیر نازل نہیں ہوتے1 جو کچھ ہمارے سامنے، اور پیچھے ہے اور

وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿٦٤﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ

جو ان کے درمیان ہے سب اسی کا ہے اور آپ کا رب بھولنے والا نہیں ہے2 O وہ ارض و سماوات اور جو

الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ۭ هَلْ تَعْلَمُ

کچھ ان کے درمیان ہے سب چیزوں کا مالک ہے لہٰذا اسی کی عبادت کیجئے اور اسی پر ڈٹ جایئے کیا آپ

لَهٗ سَمِيًّا ﴿٦٥﴾ وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ﴿٦٦﴾

اس کا ہم نام جانتے ہیں؟O انسان کہتا ہے کہ جب میں مرجاؤں گا تو کیا پھر سے زندہ کر کے نکالا جاؤں

اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْــًٔا ﴿٦٧﴾

گا؟O کیا انسان کو یاد نہیں رہا کہ اس سے پہلے ہم نے اسے پیدا کیا جبکہ وہ کچھ بھی نہ تھاO

فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ

آپ کے رب کی قسم! ہم انہیں بھی اور شیطانوں کو بھی ضرور جمع کرلائیں گے پھر انہیں گھٹنوں کے بل جہنم کے

جِثِيًّا ﴿٦٨﴾ ۚ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ

اردگرد حاضر کریں گے3O پھر ہر گروہ میں سے ایسے لوگوں کو کھینچ نکالیں گے جو اللہ تعالیٰ کے مقابلہ پر سخت

عِتِيًّا ﴿٦٩﴾ ۚ ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا ﴿٧٠﴾ وَاِنْ

سرکش تھے4O پھر ہم انہیں بھی خوب جانتے ہیں جو جہنم میں پہلے داخل ہونے کے زیادہ مستحق ہیںO اور

مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿٧١﴾ ۚ ثُمَّ نُنَجِّي

تم میں سے کوئی کوئی نہیں جس کا جہنم پر گزر نہ ہو یہ طے شدہ بات ہے جو آپ کے رب کے ذمہ

الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ﴿٧٢﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ

ہے5O پھر ہم متقین کو تو نجات دلائیں گے مگر ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل گرا چھوڑ دیں گےO

اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا ۙ اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ

اور جب ان پر ہماری واضح آیات پڑھی جاتی ہیں تو کافر مومنوں سے کہتے ہیں کہ: ہم دونوں گروہوں میں سے کس کی

خَيْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِيًّا ﴿٧٣﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ

حالت بہتر ہے اور مجلس اچھی ہے6O اور ان سے پہلے ہم کتنی ہی ایسی قومیں ہلاک کرچکے ہیں جو

اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْيًا ﴿٧٤﴾ قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ

سامان اور ظاہری شان میں ان سے بہتر تھیں7O کہیے کہ جو گمراہی میں پڑا ہوا اللہ اسے ایک مدت تک

الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ وَاِمَّا

ڈھیل دیتا جاتا ہے8 حتیٰ کہ یہ لوگ وہ کچھ دیکھ لیتے ہیں جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے، خواہ یہ عذاب الٰہی ہو یا

السَّاعَةَ ۭ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ﴿٧٥﴾

قیامت ہو، اس وقت انہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس کا حال برا ہے اور کس کا جتھا کمزور ہےO

1- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جبریل سے فرمایا۔
"تم ہمارے پاس جیسے آیا کرتے ہو اس سے زیادہ دفعہ کیوں نہیں آتے؟
اس پہ یہ آیت نازل ہوئی۔"

(بخاری)

2- حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔
"جو چیز اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کردی ہے وہ حلال ہے اور جو حرام کی وہ حرام ہے۔ جس سے سکوت اختیار فرمایا وہ معاف ہے لہٰذا تم اللہ کی دی ہوئی معافی قبول کرو کیونکہ اللہ بھولنے والا نہیں۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔"

﴿وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا﴾

(مستدرک حاکم)

3- اللہ کے دشمن اور انکے شیاطین جنکی ہدایت پہ عمل کرتے تھے ہبکو زندہ کرکے حاضر کیا جائے گا۔

4- ان میں سے بھی سرکشی کے لیڈر اور ائمہ الکفر کو چن کر علیحدہ کرلیا جائے گا۔

5- حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔
سب لوگ جہنم پر پہنچیں گے پھر اپنے اپنے اعمال کے لحاظ سے واپس ہوں گے۔ پہلا گروہ وہ تو بجلی کی چمک کی طرح نکل جائے گا۔ دوسرا ہوا کی طرح۔ تیسرا گھڑ سوار کی طرح۔ چوتھا اونٹ سوار کی طرح پانچواں دوڑنے والے کی طرح اور چھٹا جیسے آدمی پیدل چلتا ہو۔"

(ترمذی)

6- یعنی مالی حالت اور شان و شوکت، کوٹھیاں اور مجالس، مسلمان اپنی مشاورت کیلئے دار ارقم میں بیٹھتے اور یہ روساء قریش دار الندوۃ میں۔ انہیں مقابلہ کرنے کو بھی یہی اشیاء ملتی ہیں۔ اخلاقی معیار یا صداقت وغیرہ انکے قریب کس شمار میں نہیں۔

7- اگر یہی برتری کا معیار ٹھہرا ہے تو تم سے زیادہ شان و شوکت والے، مال و دولت والے، لمبی عمروں والے اور مضبوط جسموں والوں کا کیا حال ہوا کبھی یہ بھی غور کرلو۔ جیسے قوم نوح، عاد، ثمود، آل فرعون وغیرہ۔

8- کافروں کی آزمائش کو انکی خوشحالی سے تعبیر کیا جاتا ہے جس سے وہ اپنی سرکشی میں دور ہی چلے جاتے ہیں اور گمراہی پہ پختہ ہوجاتے ہیں۔

وَيَزِيدُ اللَّهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى ۗ وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ

اور جو لوگ راہ ہدایت پر چلتے ہیں اللہ انہیں مزید ہدایت عطا کرتا ہے○ اور باقی رہنے والی نیکیوں[1] کا ہی آپ

خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ مَرَدًّا ﴿٧٦﴾ أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ

کے رب کے نزدیک ثواب اور انجام بہتر ہے○ بھلا آپ نے اس شخص پر بھی غور کیا جو ہماری آیات

بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا ﴿٧٧﴾ أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ

کا منکر ہے اور کہتا ہے کہ مجھے مال اور اولاد ضرور دیا جائے گا؟[2]○ کیا اسے غیب کا پتہ چل گیا ہے یا اس نے

عِنْدَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ﴿٧٨﴾ كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ

اللہ سے عہد لے رکھا ہے؟○ ایسا ہرگز نہ ہو گا جو کچھ یہ کہہ رہا ہے ہم اسے لکھ لیں گے اور اس کا

الْعَذَابِ مَدًّا ﴿٧٩﴾ وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا ﴿٨٠﴾ وَاتَّخَذُوا

عذاب بڑھاویں گے○ اور جس کی یہ بات کرتا ہے اس کے وارث تو ہم ہوں گے اور یہ اکیلا ہمارے پاس

مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لِيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ﴿٨١﴾ كَلَّا ۚ سَيَكْفُرُونَ

آئے گا[3]○ نیز انہوں نے اللہ کے سوا دوسرے معبود بنا رکھے ہیں تاکہ وہ ان کے مددگار[4] بنیں○ ہرگز نہیں، وہ

بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿٨٢﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ

ان کی عبادت سے ہی انکار[5] کر دیں گے بلکہ ان کے مخالف بن جائیں گے○ آپ دیکھتے نہیں کہ ہم نے کافروں

عَلَى الْكَافِرِينَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا ﴿٨٣﴾ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿٨٤﴾

پر شیطان چھوڑ رکھے ہیں جو انہیں اکساتے رہتے ہیں○ سو آپ جلدی نہ کیجئے ہم ان کی گنتی پوری کر رہے

يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَٰنِ وَفْدًا ﴿٨٥﴾ وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ

ہیں○ جس دن ہم متقین کو اکٹھا کریں گے کہ وہ رحمٰن کے مہمان[6] بنیں○ اور مجرموں کو پیاسے[7] جہنم کی

إِلَىٰ جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿٨٦﴾ لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ

طرف ہانک لے جائیں گے○ اس دن کوئی بھی کسی کی سفارش نہ کر سکے گا مگر جس نے اللہ تعالیٰ سے

الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ﴿٨٧﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا ﴿٨٨﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا

عہد لیا ہو[8]○ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ رحمٰن کی اولاد ہے○ یہ تو اتنی بری بات تم گھڑ لائے

إِدًّا ﴿٨٩﴾ تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ

ہو○ جس سے آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ دھڑام سے گر پڑیں○ اس بات پر

هَدًّا ﴿٩٠﴾ أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدًا ﴿٩١﴾ وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمَٰنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا ﴿٩٢﴾

کہ انہوں نے رحمٰن کے لئے اولاد کا دعویٰ[9] کیا○ حالانکہ رحمٰن کے لائق نہیں کہ وہ کسی کو اولاد بنائے○

إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمَٰنِ عَبْدًا ﴿٩٣﴾ لَقَدْ

ارض و سماوات میں جو کچھ بھی ہے وہ سب رحمٰن کے حضور غلام بن کر آئیں گے○ رحمٰن نے ان سب

أَحْصَاهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿٩٤﴾ وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا ﴿٩٥﴾

کا ریکارڈ رکھا ہے اور ان کی پوری گنتی کر رکھی ہے○ سبھی یوم قیامت اس کے حضور تنہا آئیں گے○

1-انہی آزمائشوں سے ایک مومن ہدایت میں اضافہ حاصل کرتا ہے۔ تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے۔ خوشی ملتی ہے تو شکر کرتا ہے اور اسکے درجات بڑھ جاتے ہیں۔ اور انکے اعمال کے اثرات پائیدار اور دائمی ہیں۔ بعض لوگوں نے باقیات الصالحات سے صدقہ جاریہ مراد لیا ہے۔

2-حضرت حباب ابن ارت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ۔

"میں مکہ میں لوہاری کا پیشہ کیا کرتا تھا۔ میں نے عاص بن وائل سہمی کیلئے ایک تلوار بنائی۔ میں اسکی مزدوری مانگنے کیلئے عاص کے پاس گیا تو وہ کہنے لگا کہ میں اس وقت تک تمہیں مزدوری نہیں دوں گا جب تک تو محمد ﷺ سے پھر نہ جائے۔ میں نے کہا جب اللہ تجھے موت دے گا تو پھر تجھے زندہ کرے گا میں تو اس وقت تک بھی محمد ﷺ کا انکار نہ کروں گا۔ وہ کہنے لگا اچھا اگر اللہ مجھے مرنے کے بعد زندہ کرے گا تو پھر مجھے مال اور اولاد بھی دے گا۔ (اس وقت میں تمہارا حساب چکادوں گا) اسی وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔"

(بخاری)

عاص بن وائل سہمی حضرت عمرابن العاص رضی اللہ عنہ کے والد ہیں۔ حضرت عمرابن العاص جب ابھی اسلام قبول نہ کئے تھے تو حبشہ کے مہاجرین کو واپس لانے کیلئے گئے۔ مسلمان ہونے کے بعد اسلام کیلئے اہم خدمات پیش کیں۔

3-جس مال ودولت کی یہ بات کرتا ہے کہ آخرت میں مجھے ملے گا وہ تو دنیا ہی میں چھوڑ جائے گا۔ ور اسکے وارث ہمیں ہوں کے جسے چاہیں دیں۔ اور حقیقت میں ایسے ہی ہوا۔ عاص بن وائل سہمی دنیا میں بھی اپنی اولاد کو اپنے کنٹرول میں نہ رکھ سکا اور اسکا بیٹا مسلمان ہوگیا۔ آخرت میں اسکا کیا کنٹرول ہو گا؟

4-عزا۔ عزت جس میں قوت بھی ہو کہ کوئی ہاتھ ڈالنے کی جرات نہ کر سکے۔

5-برات کا اظہار کردیں گے۔ اور اسی قسم کی ذمہ داری قبول کرنے سے انکار کر دیں گے۔

6-وفدا۔ جمع وفود (Delegation) مراد یہ ہے کہ جیسے شان وشوکت کے ساتھ روساء کا وفد بادشاہوں کی ملاقات کو جاتا ہے ایسے متقین اللہ کے ہاں جائیں گے۔

7-ورد۔ آنا یا خاص طور پہ پانی کیلئے آنا۔ گویا اہل جہنم پیاسے پانی کی تلاش میں جہنم جا پہنچیں گے۔

8-یعنی مستحق سفارش ہوں۔ کبھی شرک نہ کیا ہو یا جنہیں اللہ تعالیٰ نے سفارش کی اجازت دی ہوئی ہے مگر یہ سفارش بھی صرف ان لوگوں کے حق میں کر سکیں گے جو کہ مستحق سفارش ہوں۔

9-یہ بہتان اتنا سخت ہے اور گستاخی اتنی شدید ہے کہ یہ صرف اللہ کا حلم ہے کہ مہلت دیئے چلا جا رہا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ

یقیناً جو ایمان لائے ہیں اور اچھے کام کر رہے ہیں، عنقریب اللہ تعالیٰ ان کے لئے (لوگوں میں) محبت پیدا

وُدًّا ﴿٩٦﴾ فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ وَتُنْذِرَ

کر دے گا 1 ○ پس ہم نے اس قرآن کو آپ کی زبان میں سہل بنایا ہے کہ آپ اس سے متقین

بِهِ قَوْمًا لُدًّا ﴿٩٧﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ هَلْ تُحِسُّ

کو بشارت دیں اور کج بحثی کرنے والوں کو ڈرائیں 2 ○ ہم ان سے پہلے کئی قومیں ہلاک کر چکے ہیں کیا آپ ان

مِنْهُمْ مِنْ أَحَدٍ أَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿٩٨﴾

میں سے کسی کا نشان پاتے ہیں یا ان میں سے کسی کی بھنک بھی آپ کو سنائی دیتی ہے؟○

سورة طه مكية وهي مائة وخمس وثلاثون آية وثمان ركوعات

آیات ۱۳۵ (۲۰) سورۂ طٰہٰ مکی ہے (۴۵) رکوع ۸

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

طه ﴿١﴾ مَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَىٰ ﴿٢﴾ إِلَّا تَذْكِرَةً لِمَنْ

طٰہٰ 3 ○ ہم نے آپ پر یہ قرآن اس لئے نازل نہیں کیا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں 4 ○ یہ تو نصیحت ہے اس کے

يَخْشَىٰ ﴿٣﴾ تَنْزِيلًا مِمَّنْ خَلَقَ الْأَرْضَ وَالسَّمَاوَاتِ الْعُلَى ﴿٤﴾

لئے جو ڈرتا ہے○ یہ اس ذات کی طرف سے نازل ہوا جس نے زمین اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا○

الرَّحْمَٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَىٰ ﴿٥﴾ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي

رحمٰن ہے جس نے اپنے عرش پر قرار پکڑا ہے 5 ○ جو کچھ ارض و سماوات اور ان کے درمیان

الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرَىٰ ﴿٦﴾ وَإِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ

اور جو ارض کی انتہائی گہرائی میں ہے 6 ان سب چیزوں کا وہی مالک ہے○ اگر آپ بلند آواز سے بات کریں

فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَى ﴿٧﴾ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْأَسْمَاءُ

تو وہ چپکے سے کہی ہوئی بلکہ اس سے بھی خفی تر بات کو بھی جانتا ہے○ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، اس کے

الْحُسْنَىٰ ﴿٨﴾ وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَىٰ ﴿٩﴾ إِذْ رَأَىٰ نَارًا فَقَالَ

سارے ہی نام اچھے ہیں 7 ○ اور کیا، آپ کو موسیٰ کی خبر پہنچی ہے؟ 8 ○ جب اس نے آگ دیکھی تو اپنے گھر والوں

لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَعَلِّي آتِيكُمْ مِنْهَا بِقَبَسٍ أَوْ

سے کہا: "ٹھہرو! مجھے آگ نظر آئی ہے شاید میں وہاں سے آپ کے لئے کوئی انگارا لا سکوں یا مجھے وہاں سے

أَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ﴿١٠﴾ فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ يَا مُوسَىٰ ﴿١١﴾ إِنِّي أَنَا

راہ کا ہی پتہ چل جائے○ جب وہ وہاں پہنچے 9 تو انہیں آواز آئی: اے موسیٰ!○ بلاشبہ میں

رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿١٢﴾

تمہارا رب ہوں اس وقت تم طویٰ کے مقدس میدان میں ہو لہٰذا اپنے جوتے اتار لو 10 ○

1-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔
"اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتے ہیں تو جبرائیل کو پکار کر کہتے ہیں کہ میں فلاں بندے سے محبت رکھتا ہوں۔ تم بھی اس سے محبت رکھو پھر جبرئیل آسمان سے پکارتے ہیں۔ پھر اہل زمین میں اسکی محبت نازل کردی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا یہی مطلب ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے ناراض ہوجاتا ہے تو جبرئیل سے کہتا ہے کہ میں فلاں بندے سے ناراض ہوں۔ تم بھی اس سے ناراض ہوجاؤ پھر یہی بغض اس کیلئے اہل زمین میں نازل کیاجاتا ہے۔"

(ترمذی)

2-لدا۔ جمع الد۔ جھگڑالو، کج بحث۔ یہی روسائے مکہ اور قریشی سردار ہیں جو اللہ کے حضور گستاخیاں کرتے رہتے ہیں جیسے عاص بن وائل سہمی۔

3-یہ حروف مقطعات ہیں۔ ان کا درست مفہوم متعین کرنا مشکل ہے۔ منکرین کیلئے ایک چیلنج ہے کہ قرآن انہی حروف سے مل کر بنا ہے اگر تم اسے انسانی کاوش سمجھتے ہو تو اس جیسا کلام تم بھی بنالاؤ۔ واللہ اعلم دیکھیں (البقرہ 1:2)

4-کہ لوگوں کے دلوں میں ایمان گھسا کر چھوڑیں یا انکے پیچھے خود کو ہلکان کرلیں۔

5-امام مالک فرماتے ہیں کہ سادہ الفاظ میں استویٰ تو معلوم ہے مگر اس کی کیفیت غیرواضح ہے اس کے بارے میں سوالات کرنا بدعت ہے تاہم اس پہ ایمان لانا واجب ہے۔

6-ثریٰ۔ زمین کا نچلا یا اندرونی حصہ (Core of Earth) یہ ثریا یعنی کہکشاں کا متضاد ہے۔ مستوی علی العرش ہونے کے باوجود زمین کی تہوں تک اسکا علم اور تصرف ہے۔ یاد رہے کہ یہ عقیدہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے جسم کے ساتھ ہر جگہ موجود ہے باطل ہے۔ اس سے مزید کئی گمراہیاں راہ پکڑتی ہیں۔

7-احادیث صحیحہ میں اللہ کے ننانوے نام مذکور ہیں۔ قرآن میں اور سنت میں اس سے زیادہ نام بھی ملتے ہیں۔ یہ نام اللہ کی صفات ظاہر کرتے ہیں۔ اللہ اور رحمٰن کسی اور مخلوق کے نام نہیں ہوسکتے۔

8-قصہ کی ابتداء حضرت موسیٰ کو نبوت ملنے کے واقعہ سے کیا جارہا ہے۔ اگلی آیات میں حضرت موسیٰ کے بچپن کے واقعات کا ذکر بھی ہے۔ حضرت شعیب کے ہاں دس سال قیام کرنے اور وہیں شادی کرنے کے بعد حضرت موسیٰ واپس مصر پلٹ رہے تھے کہ راستے میں اندھیری رات میں راستہ بھول گئے تو یہ واقعہ پیش آیا۔

9-جب حضرت موسیٰ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ جہاں آگ بھڑک رہی تھی وہاں ایک درخت ہے۔ آگ سے نہ تو دھواں ہی اٹھ رہا ہے اور نہ ہی درخت جل رہا ہے۔ بلکہ مقامی روایات کے مطابق وہ درخت آج بھی اسی طرح ہرا بھرا ہے۔

10-عام حالات میں جوتے کے ساتھ مسجد جانا بلکہ صلوٰۃ ادا کرنا بھی درست ہے۔ ممکن ہے کہ حضرت موسیٰ کے جوتے میں پنہ گندگی وغیرہ لگ گئی ہو اور اسی وجہ سے جوتے اتارنے کی ہدایت کی گئی ہو۔

وَأَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَىٰ ﴿١٣﴾ إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا

اور میں نے تمہیں چن لیا ہے لہٰذا جو وحی کی جاتی ہے اسے غور سے سنو○ بلاشبہ میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا

أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي ﴿١٤﴾ إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ

کوئی الٰہ نہیں لہٰذا میری ہی عبادت کرو اور میری یاد کے لئے صلوٰۃ قائم کرو[1]○ قیامت یقیناً آنے والی ہے میں

أَكَادُ أُخْفِيهَا لِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَىٰ ﴿١٥﴾ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا

اسے خفیہ کرنے والا ہوں تاکہ ہر شخص اپنی جدوجہد کا بدلہ پائے○ لہٰذا جو قیامت پر ایمان نہیں لایا

مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَتَرْدَىٰ ﴿١٦﴾ وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَىٰ ﴿١٧﴾

اور اپنی خواہش کے پیچھے لگا رہا تمہیں (اس سے) روک نہ دے ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے○ اور اے موسیٰ! یہ

قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّأُ عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلَىٰ غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا

تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟[2]○ کہا: "یہ میری لاٹھی، میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور اپنی بکریوں کے لئے پتے

مَآرِبُ أُخْرَىٰ ﴿١٨﴾ قَالَ أَلْقِهَا يَا مُوسَىٰ ﴿١٩﴾ فَأَلْقَاهَا فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ

جھاڑتا ہوں میرے لئے اس میں اور بھی فوائد ہیں[3]"○ فرمایا: "موسیٰ! اسے ڈال دو"○ پھر جب موسیٰ نے

تَسْعَىٰ ﴿٢٠﴾ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَىٰ ﴿٢١﴾

اسے پھینکا تو یکدم سانپ بن کر دوڑنے لگا○ فرمایا: "اسے پکڑ لو اور ڈرو نہیں ہم جلد ہی اسے اس کی پہلی

وَاضْمُمْ يَدَكَ إِلَىٰ جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ آيَةً

حالت پر لوٹائیں گے○ اور ذرا اپنا ہاتھ اپنی بغل میں دباؤ یہ بغیر کسی تکلیف کے[4] چمکتا ہوا نکلے گا یہ دوسری نشانی

أُخْرَىٰ ﴿٢٢﴾ لِنُرِيَكَ مِنْ آيَاتِنَا الْكُبْرَى ﴿٢٣﴾ اذْهَبْ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ

ہے○ یہ اس لئے کہ ہم تمہیں اپنی بڑی بڑی نشانیاں دکھلانے والے ہیں○ اب تم فرعون کے پاس جاؤ[5]

طَغَىٰ ﴿٢٤﴾ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ﴿٢٥﴾ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ﴿٢٦﴾ وَاحْلُلْ

وہ باغی ہوگیا ہے○ عرض کیا: "ربا میرا سینہ کھول دے○ اور میرے لئے میرا کام آسان بنا دے○

عُقْدَةً مِنْ لِسَانِي ﴿٢٧﴾ يَفْقَهُوا قَوْلِي ﴿٢٨﴾ وَاجْعَلْ لِي وَزِيرًا مِنْ

اور میری زبان سے گرہ کھول دے[6]○ تاکہ وہ لوگ میری بات سمجھ سکیں○ اور میرے خاندان سے میرا

أَهْلِي ﴿٢٩﴾ هَارُونَ أَخِي ﴿٣٠﴾ اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي ﴿٣١﴾ وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي ﴿٣٢﴾

مددگار مقرر کردے○ ہارون میرا بھائی ہے○ اس سے میری کمر کو مضبوط کردے○ اور اسے میرے کام میں

كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا ﴿٣٣﴾ وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا ﴿٣٤﴾ إِنَّكَ كُنْتَ بِنَا

شریک کر دے○ تاکہ ہم تیری خوب تسبیح بیان کریں○ اور خوب تیرا چرچا کریں○ بلاشبہ تو ہمیں

بَصِيرًا ﴿٣٥﴾ قَالَ قَدْ أُوتِيتَ سُؤْلَكَ يَا مُوسَىٰ ﴿٣٦﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا

دیکھ رہا ہے"○ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "موسیٰ! جو کچھ تم نے مانگا وہ تمہیں دیا جاتا ہے○ اور ہم نے تم پر ایک اور

عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ ﴿٣٧﴾ إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّكَ مَا يُوحَىٰ ﴿٣٨﴾

مرتبہ بھی احسان کیا[7]○ جب ہم نے تمہاری ماں کی طرف وحی کی جو اس کے دل میں ڈالی گئی[8]○

1-تعارف کے بعد اپنی عبادت کی تاکید کی اور سب عبادتوں میں سے صلوٰۃ کا ذکر کیا۔ اس سے صلوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

2-اللہ تعالیٰ کو بھی معلوم تھا کہ کیا ہے اور حضرت موسیٰ کو بھی معلوم تھا۔ اسلئے پوچھ لیا کہ کہیں حضرت موسیٰ کو یہ شک نہ لاحق ہو جائے کہ میں نے غلط فہمی میں ہاتھ میں سانپ پکڑ رکھا تھا۔

3-اسکا جواب تو اتنا ہی تھا کہ "یہ لاٹھی ہے" مگر حضرت موسیٰ جواب کو طویل کرتے گئے تاکہ خالق کائنات سے کلام کا شرف طویل ہو اور جو لذت انہیں حاصل ہو رہی تھی وہ بھی زیادہ ہو۔

4-کوئی تکلیف یا درد آپ کو محسوس نہ ہوتی۔ اس وقت تک چمکتا ہی رہتا جب تک آپ دوبارہ اسے بغل میں داخل نہ کرتے۔

5-فرعون جیسے جابر، ظالم، قوت و سلطنت کے مالک اور خدائی کے دعویدار سے ٹکرانے کیلئے حضرت موسیٰ کو حکم دے دیا گیا۔ رسولوں کی یہی شان ہوتی ہے۔

6-یعنی میری لسان کو فصیح و بلیغ کردے۔ کئی مفسرین نے کہا ہے کہ آپ کی لسان میں لکنت تھی۔ غالباً اسرائیلیات کے اثر سے ایسا سمجھا گیا ہے۔ لکنت کا حامل شخص اس قدر جلالی طبیعت کا نہیں ہو سکتا۔ ہکلانے والا شخص فطری طور پر احساس کمتری کا شکار رہتا ہے۔ حضرت موسیٰ کی تو ذمہ داری ہی یہ مقرر کی جا رہی تھی کہ وہ باطل کو سرعام للکاریں۔ واللہ اعلم

7-تمہاری یہ ساری گزارشات تسلیم کر کے ہم تم پہ جو احسان کر رہے یہ پہلی مرتبہ ہی تو نہیں کیا بلکہ پہلے بھی کئی دفعہ کر چکے ہیں۔

8-قرآن کے اسلوب کے مطابق یہاں بھی کافی واقعات محذوف ہیں۔ حضرت موسیٰ کی پیدائش کے زمانے میں فرعون (رامسیس ثانی) نے ڈراونا سا خواب دیکھا جسکی تعبیر یہ بتائی گئی کہ بنی اسرائیل میں ایسا شخص پیدا ہونے والا ہے جو تمہاری ہلاکت کا باعث بنے گا۔ چنانچہ اس نے اسکا توڑ یہ سوچا کہ بنی اسرائیل کے سارے نومولود بچوں کو قتل کرا دیا جایا کرے اور لڑکیوں کو زندہ رہنے دیا جائے۔ تاکہ آل فرعون کو لونڈیوں میسر آجائیں۔ یہ حقیقت میں اتنی بڑی مصیبت تھی کہ قرآن کریم میں اسے بنی اسرائیل کیلئے بڑی آزمائش قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت موسیٰ پیدا ہوئے تو انکی والدہ بچے کے قتل کے خوف سے بہت غمزدہ ہوئیں تو اللہ تعالیٰ نے انکے دل میں ڈال دیا کہ بچے کو تابوت میں بند کرکے دریائے نیل کی موجوں کے سپرد کردے۔ اس طرح ایک تو بچے کو اپنی آنکھوں کے سامنے قتل ہوتے دیکھنے کی اذیت سے بچ جائیں گی اور دوسرے شائد اللہ تعالیٰ انکی جان بچنے کی کوئی صورت پیدا کردیں۔

ع ۱ / ۱۰

اَنِ اقْذِفِيْهِ فِي التَّابُوْتِ فَاقْذِفِيْهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ

کہ اس بچے (موسیٰ) کو صندوق میں رکھو پھر اس کو دریا میں ڈال دو پھر دریا اس صندوق کو ساحل پر

بِالسَّاحِلِ يَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّيْ وَعَدُوٌّ لَّهٗ ؕ وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً

پھینک دے گا جسے میرا اور موسیٰ کا دشمن اٹھالے گا[1]۔ پھر (اے موسیٰ) میں نے تم پر اپنی طرف سے محبت ڈال دی

مِّنِّيْ ۚ وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ ﴿٣٩﴾ اِذْ تَمْشِيْۤ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ

اور یہ اس لیے کہ میری نگرانی میں تمہاری تربیت ہو[2]○ جب تمہاری بہن (ساتھ) چل رہی تھی[3]۔ کہنے لگی

اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَنْ يَّكْفُلُهٗ ؕ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰۤى اُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا

کیا تمہیں اس کا پتہ دوں جو اس کی پرورش کر سکے[4]۔ پھر ہم نے تمہیں تمہاری ماں کے پاس لوٹا دیا تاکہ وہ

وَلَا تَحْزَنَ ۚ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنّٰكَ

اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرلے اور غم نہ کرے[5] نیز تم نے ایک آدمی کو قتل کیا تھا[6] ہم نے تجھے اس غم سے نجات دی

فُتُوْنًا ۬ۚ فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ فِيْۤ اَهْلِ مَدْيَنَ ۙ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ

پھر ہم نے تمہیں مختلف آزمائشوں سے گزارا پھر تم کئی سال مدین والوں کے ہاں ٹھہرے پھر اب تم اے موسیٰ!

يّٰمُوْسٰى ﴿٤٠﴾ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ ﴿٤١﴾ ۚ اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ

تقدیر کے مطابق ٹھیک وقت پر آگئے○ اور میں نے تمہیں اپنے کام کا بنا لیا ہے○ اب تم اور تمہارا

وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ ﴿٤٢﴾ ۚ اِذْهَبَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿٤٣﴾ ۚۖ فَقُوْلَا لَهٗ

بھائی میرے معجزات لے کر جاؤ اور میرے ذکر میں تساہل نہ کرنا[7]○ ہاں، فرعون کے ہاں جاؤ، وہ سرکش ہو گیا

قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ﴿٤٤﴾ قَالَا رَبَّنَاۤ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ

ہے○ دیکھو، اسے نرم بات کہنا[8]، شاید وہ نصیحت قبول کرلے یا ڈر جائے"○ دونوں نے کہا: "اے رب! ہم

يَّفْرُطَ عَلَيْنَاۤ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ﴿٤٥﴾ قَالَ لَا تَخَافَاۤ اِنَّنِيْ مَعَكُمَاۤ اَسْمَعُ

ڈرتے ہیں کہ وہ ہم پر زیادتی کرے یا سرکشی کرے○ فرمایا: "ڈرو مت! میں تمہارے ساتھ ہوں سب سن

وَاَرٰى ﴿٤٦﴾ فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَاۤ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْۤ

اور دیکھ رہا ہوں○ لہٰذا اس کے پاس جاؤ اور کہو کہ: ہم تیرے رب کے رسول ہیں لہٰذا بنی اسرائیل کو

اِسْرَآءِيْلَ ۙ۬ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ؕ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ؕ وَالسَّلٰمُ

ہمارے ساتھ جانے دے اور انہیں تکلیف نہ دے[9] ہم تیرے پاس تیرے رب کی نشانی لے کر آئے ہیں اور جو

عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ﴿٤٧﴾ اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَاۤ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ

ہدایت کی اتباع کرے اسے سلامتی ہے○ ہماری طرف وحی کی گئی ہے کہ جو جھٹلائے اور

كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿٤٨﴾ قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ﴿٤٩﴾ قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْۤ اَعْطٰى

منہ موڑے گا، اس کیلئے یقیناً عذاب ہے"○ فرعون نے کہا: "موسیٰ! تمہارا رب ہے کون؟○ کہا: "ہمارا رب

كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ﴿٥٠﴾ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ﴿٥١﴾

ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کی رہنمائی کی[10]"○ کہا: "تو جو نسلیں گزر چکیں کس حال میں ہیں؟"○

1- یعنی فرعون ہمارا دشمن اسلیئے کہ وہ کہتا ہے "میں تمہارا برتر رب ہوں" اور تمہارا اسلیئے کہ تم اور تمہاری قوم کو قتل کرنے کے درپے ہوا۔

2- تمہاری صورت ایسی پیاری اور دل لبھانے والی بنادی کہ جو بھی تمہیں دیکھتا تم پہ پیار آتا اور اسکا دل محبت سے بھر جاتا۔ چنانچہ جب یہ بچہ فرعون کو پیش کیا گیا تو اس کی بیوی اسے کہنے لگی کہ ہماری اولاد نہیں ہے۔ اسے ہی اپنا بیٹا بنا لیتے ہیں۔ چنانچہ بات فرعون کے دل کو لگی اور اس نے منظور کرلیا۔

3- ممتا کی ماری ماں نے حضرت موسیٰ کی بہن کو اشارہ کیا کہ تم صندوق کے پیچھے پیچھے چلتی جاؤ اور دیکھو کہ اسکا کیا حشر ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ کے گھر والوں کو معلوم ہو گیا کہ بچہ فرعون کے گھر پہنچ گیا ہے۔

4- پھر بچے کو دودھ پلانے کا مسئلہ درپیش ہوا۔ حضرت موسیٰ نے ہر عورت کا دودھ پینے سے انکار کردیا تو حضرت موسیٰ کی بہن نے بتایا کہ میں آپکو ایسی عورت بتلا دیتی ہوں جس کا یہ بچہ دودھ پی لے گا۔

5- ذرا غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ جب کوئی کام کرنے کا فیصلہ کرتے ہیں اسباب کیسے پیدا ہوتے چلے جاتے ہیں۔ حضرت موسیٰ کی والدہ سے قتل کا خوف دور کیا۔ بچے کو آنکھوں کے سامنے پلنے کا موقع مہیا کیا۔ دودھ اپنے بچے کو پلا رہی ہیں اور تنخواہ سرکاری مل رہی ہے۔ پھر یہ اطمینان علیحدہ کے میرے گھر سے زیادہ شاہی محل میں بچے کی اچھی نگہداشت ہو سکے گی۔ فرعون کی مت ایسی ماری گئی کہ لڑکی اور اسکی ماں کی شکل دیکھ کر بھی انہیں اندازہ نہ ہوا کہ یہ اس بچے کی والدہ ہے۔ اس کے علاوہ یہ خیال بھی نہ آیا کہ حضرت موسیٰ کی بہن سے یہ پوچھ لیں کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ فلاں عورت کا دودھ بچہ پی لے گا اور یہ خیال بھی نہ آیا کہ سارے علاقہ کی عورتوں کا دودھ چھوڑ کر ایک ہی عورت کا دودھ پی رہا ہے تو اسکی وجہ کیا ہے؟ واللہ غالب علی امرہ۔

6- موسیٰ کے ہاتھ آل فرعون کا آدمی بھی قتل ہو گیا تھا۔

7- اس میں صلوٰۃ بھی شامل ہے۔ یہی اللہ والوں کیلئے مصائب کے خلاف موثر ہتھیار دیئے۔

8- کوئی ایسی صورت نہ ہو کہ تمہاری سختی یا طرز کلام کی وجہ سے اس میں ضد کا مادہ پیدا ہو جائے۔ دعوت کا لہجہ ایسا ہی ہو جو کہ دعوت کے کام میں معاون ہو۔

9- بنی اسرائیل جو کہ حضرت یوسف کی دعوت پہ مصر آئے تھے۔ بعد میں بنی اسرائیل سے اقتدار چھن گیا اور آل فرعون نے حکومت پہ قبضہ کر کے بنی اسرائیل کو ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا۔

10- پیدا کرنے کے بعد اسکی فطرت بھی اس میں ڈال دی۔ مچھلی کو تیرنا سکھلایا بچے کو دودھ پینا بتلا دیا۔

قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي فِي كِتَابٍ ۖ لَا يَضِلُّ رَبِّي وَلَا يَنْسَى ﴿٥٢﴾

موسیٰ نے جواب دیا: ان کا علم میرے رب کے پاس ایک کتاب میں ہے میرا رب نہ چوکتا ہے اور نہ بھولتا [1]

الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا وَسَلَكَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا وَ

ہےO اسی نے تمہارے لئے زمین کو گہوارہ بنایا اور اس میں تمہارے چلنے کو راستے بنائے اور

أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْ نَبَاتٍ شَتَّى ﴿٥٣﴾

اوپر سے پانی برسایا پھر اس بارش سے مختلف قسم کی پیداوار نکالیO

كُلُوا وَارْعَوْا أَنْعَامَكُمْ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِأُولِي النُّهَىٰ ﴿٥٤﴾ مِنْهَا

کھاؤ اور اپنے جانوروں کو بھی چراؤ اس (طریق کار) میں اہل عقل کے لئے بہت سی نشانیاں ہیںO [2] اسی

خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ ﴿٥٥﴾ وَلَقَدْ أَرَيْنَاهُ

سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں تمہیں لوٹائیں گے اور اسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گےO [3] ہم نے

آيَاتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَأَبَىٰ ﴿٥٦﴾ قَالَ أَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ أَرْضِنَا

فرعون کو اپنی سب نشانیاں دکھلائیں مگر اس نے جھٹلایا اور تسلیم نہ کیاO کہنے لگا: ؟کیا تو ہمارے پاس آیا

بِسِحْرِكَ يَا مُوسَىٰ ﴿٥٧﴾ فَلَنَأْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِثْلِهِ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ

ہے کہ ہمیں اپنے سحر سے ہمارے ملک سے نکالےO [4] سو ہم بھی اسی قسم کا سحر لاتے ہیں لہٰذا اپنے اور ہمارے

مَوْعِدًا لَا نُخْلِفُهُ نَحْنُ وَلَا أَنْتَ مَكَانًا سُوًى ﴿٥٨﴾ قَالَ مَوْعِدُكُمْ

درمیان وقت مقرر کرلے جس کی خلاف ورزی نہ تم کرو نہ ہم اور اس جگہ پہنچنا (دونوں کو) یکساں ہو"O

يَوْمُ الزِّينَةِ وَأَنْ يُحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿٥٩﴾ فَتَوَلَّىٰ فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ

موسیٰ نے کہا: "یہ وعدہ عید کا دن ہے اور لوگ چاشت کے وقت جمع ہوں"O [5] چنانچہ فرعون لوٹ گیا

كَيْدَهُ ثُمَّ أَتَىٰ ﴿٦٠﴾ قَالَ لَهُمْ مُوسَىٰ وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

اپنے سارے ہتھکنڈے جمع کئے پھر آگیاO [6] اس وقت موسیٰ نے کہا: "تم پر افسوس! اللہ کے ذمہ جھوٹی باتیں نہ

فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۖ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرَىٰ ﴿٦١﴾ فَتَنَازَعُوا أَمْرَهُمْ

لگاؤ ورنہ وہ عذاب سے تمہیں غارت کردے گا کیونکہ جس نے بھی جھوٹ گھڑا، ناکام ہی رہا"O پھر اس معاملہ

بَيْنَهُمْ وَأَسَرُّوا النَّجْوَىٰ ﴿٦٢﴾ قَالُوا إِنْ هَٰذَانِ لَسَاحِرَانِ يُرِيدَانِ أَنْ

میں وہ باہم جھگڑنے لگے اور خفیہ مشورہ کرنے لگےO [7] کچھ نے کہا: "یہ دونوں ساحر ہیں اور چاہتے یہ ہیں

يُخْرِجَاكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيقَتِكُمُ الْمُثْلَىٰ ﴿٦٣﴾

کہ اپنے سحر کے زور سے تمہیں تمہارے ملک سے نکال دیں اور تمہارے مثالی طریق زندگی کو

فَأَجْمِعُوا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوا صَفًّا ۚ وَقَدْ أَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلَىٰ ﴿٦٤﴾

ختم کردیںO لہٰذا اپنی سب تدبیریں اکٹھی کرو اور متحد ہو کر مقابلہ میں آؤ اور [8] یہ سمجھ لو کہ جو آج غالب رہا وہ

قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِمَّا أَنْ تُلْقِيَ وَإِمَّا أَنْ نَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَلْقَىٰ ﴿٦٥﴾

جیت گیا"O پھر موسیٰ سے کہنے لگے: "موسیٰ تم ڈالتے ہو یا پہلے ہم ڈالیں؟"O

ع ۲ ۱۱

1-یہ سوال اصل میں سوال سے زیادہ سازش تھی۔ اور سازش ایسے تھی کہ کسی طرح ان درباریوں کے دلوں میں حضرت موسیٰ کے بارے میں نفرت اور غصہ کے جذبات بھڑکا دیئے جائیں۔ حضرت موسیٰ انتہائی حکیمانہ جواب دے کر اس خطرہ سے بچ گئے۔ اگر حضرت موسیٰ یہ جواب دیتے کہ وہ سب جہنم میں ہیں تو درباریوں میں اشتعال پیدا ہونا لازمی تھا۔

2-اللہ کی تمام مخلوق اللہ کے ایک ہونے کی گواہی دے رہی ہے۔ گندم کا ایک دانہ بھی یہ گواہی دے رہا ہے کہ جب تک کائنات کی قوتیں مل کر اس کیلئے کام نہ کریں تو وہ وجود میں نہیں آسکتا۔ اسے خاص موسم کی ضرورت ہے۔ پانی کی خاص مقدار کی ضرورت ہے۔ خاص قسم کی زمین ہی میں پیدا ہوسکتا ہے۔ چنانچہ اگر ساری قوتیں کسی ایک وحدہ لا شریک ذات کے قبضہ میں نہ ہوں تو کائنات میں یہ ہم آہنگی پیدا ہی نہیں ہوسکتی۔

3-یہ تین مراحل ذکر ہوئے ہیں جو کہ انسان پہ وارد ہوئے ہیں۔ تاہم بعض لوگوں کے جسم موت کے بعد زمین کیلئے حرام ہو جاتے ہیں جیسے انبیاء کے بارے میں حدیث میں صراحت ہے۔

4-یہ فرعون کی حقیقی بدحواسی اور گھبراہٹ ظاہر کرتا ہے۔ ورنہ اسے بھی معلوم تھا کہ سحر کے زور سے کبھی بھی ملک فتح نہیں ہوئے۔ یہ الزام اس نے اپنی رعایا کو مطمئن کرنے کیلئے لگایا۔

5-حضرت موسیٰ کے گویا یہ دل کی آواز تھی۔ خود ان کیلئے تو ایسے مقابلے کا بندوبست کرنا مشکل تھا۔ چنانچہ آپ نے یوم عید منتخب کیا کہ جب اطراف واکناف کے لوگ بھی میلہ عید دیکھنے کیلئے دارالخلافہ آتے ہوں اور دن کی روشنی کے وقت کا انتخاب کیا کہ لوگ حقیقت حال اچھی طرح دیکھ لیں۔

6-فرعون چونکہ حضرت موسیٰ اور ہارون کو اپنے اقتدار کیلئے خطرہ سمجھ رہا تھا لہٰذا اس نے ساحروں کو اکٹھا کرنے کیلئے اور انتظامات کرنے کیلئے کیا کچھ کوششیں نہ کی ہوں گی؟

7-حضرت موسیٰ نے موقع کو تبلیغ کیلئے انتہائی مناسب جانا کہ اطراف واکناف سے خلقت جمع ہوئی تھی۔ غالباً اسی تبلیغ کا یہ اثر ہوا کہ آل فرعون میں ہی ایک ایسا گروہ پیدا ہوگیا جو کہ نبیوں سے مقابلہ کا خیال چھوڑنا چاہتا تھا۔ اور انہوں نے آپس میں صلاح مشورے شروع کردیئے۔

8-چنانچہ آل فرعون اپنا اقتدار بچانے کے نام پہ اکٹھے ہو کر مقابلہ پر اتر آئے۔

قَالَ بَلْ اَلْقُوْاۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِیُّهُمْ یُخَیَّلُ اِلَیْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ

موسیٰ نے کہا: "تم ہی ڈالو" پھران کے سحر کے اثر سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان کی رسیاں اور لاٹھیاں یکدم 1

اَنَّهَا تَسْعٰی ﴿۶۶﴾ فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِهٖ خِیْفَةً مُّوْسٰی ﴿۶۷﴾ قُلْنَا لَا تَخَفْ

دوڑنے لگی ہیں ○ یہ دیکھ کر موسیٰ اپنے دل میں ڈر گئے 2 ○ ہم نے (وحی کے ذریعہ) انہیں کہا: "ڈرو مت، غالب

اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰی ﴿۶۸﴾ وَاَلْقِ مَا فِیْ یَمِیْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْاؕ اِنَّمَا

تم ہی رہو گے ○ جو تمہارے دائیں ہاتھ میں ہے پھینک دو جو انہوں نے بنایا ہے ہڑپ کر جائے گا 3 انہوں

صَنَعُوْا كَیْدُ سٰحِرٍؕ وَلَا یُفْلِحُ السّٰحِرُ حَیْثُ اَتٰی ﴿۶۹﴾ فَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ

نے تو صرف سحر کا فریب کیا ہے اور ساحر جہاں سے آئے کامیاب نہیں ہو سکتا ○ چنانچہ ساحر

سُجَّدًا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰی ﴿۷۰﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ

سجدہ میں گر پڑے کہنے لگے: "ہم ہارون و موسیٰ کے رب پر ایمان لائے 4" ○ فرعون بولا: "تم میری اجازت کے بغیر

اَنْ اٰذَنَ لَكُمْؕ اِنَّهٗ لَكَبِیْرُكُمُ الَّذِیْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ

اس پر ایمان لے آئے یقیناً موسیٰ تمہارا گرو ہے 5 جس نے تمہیں سحر سکھلایا ہے میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں

اَیْدِیَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ فِیْ جُذُوْعِ النَّخْلِ٘

مخالف سمتوں میں کٹوا دیں گا اور کھجور کے تنوں میں تمہیں سولی چڑھاؤں گا اور تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم

وَلَتَعْلَمُنَّ اَیُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰی ﴿۷۱﴾ قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰی مَا

میں سے کس کی سزا شدید تر اور دیرپا ہے" ○ کہنے لگے: "جس ذات نے ہمیں پیدا کیا ہے اور جو کچھ

جَآءَنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالَّذِیْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍؕ

ہمارے پاس واضح دلائل آ چکے ہیں ان پر ہم تجھے کبھی ترجیح نہیں دے سکتے لہٰذا جو کچھ تو کرنا چاہے کر لے

اِنَّمَا تَقْضِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ﴿۷۲﴾ؕ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِیَغْفِرَ لَنَا

تو تو بس اس دنیا کی زندگی کا ہی خاتمہ کر سکتا ہے 6 ○ بلاشبہ ہم اپنے رب پر ایمان لا چکے ہیں تاکہ وہ ہماری

خَطٰیٰنَا وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَیْهِ مِنَ السِّحْرِؕ وَاللّٰهُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی ﴿۷۳﴾

خطائیں معاف کر دے اور (سحر بھی) جس پر تو نے ہمیں مجبور کیا تھا اور اللہ ہی بہتر و باقی رہنے والا 7

اِنَّهٗ مَنْ یَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَؕ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَ

ہے" ○ بلاشبہ جو مجرم بن کر اپنے رب کے پاس آئے گا اس کے لئے جہنم ہے جس میں وہ نہ مرے گا

لَا یَحْیٰی ﴿۷۴﴾ وَمَنْ یَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ

اور نہ جئے گا ○ اور جو مومن بن کر آئے اور اعمال بھی نیک کئے ہوں تو

لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰی ﴿۷۵﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا

ایسے ہی لوگوں کے لئے بلند درجات ہیں ○ (اور) سدابہار باغات جن میں نہریں بہہ رہی

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاؕ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰی ﴿۷۶﴾ ع

ہوں گی وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے یہ اس شخص کے لئے جزا ہے جو (گناہوں سے) پاک رہا ○

1-حضرت موسیٰ نے ساحروں کو پہلے اپنے کرتب دکھانے کا موقع دیا۔ اگر وہ پہلے اپنا معجزہ دکھا دیتے تو شائد ساحروں کو اپنے شعبدے دکھانے کا موقع نہ ملتا اور حق اور باطل نکھر کر سامنے نہ آسکتا۔

2-ساحراتنے زیادہ تھے کہ ایسے سانپوں سے سارا میدان بھر گیا۔

3-چنانچہ وحی الٰہی کے مطابق عصائے موسیٰ بہت بڑا اژدہا بن گیا اور ایسے سانپوں کو ہڑپ کر گیا۔

4-ساحروں کے اس انداز سے فوراً ایمان لانے میں کئی سبق ہیں اور ایمان بھی ایسا جس میں اس قدر پختگی تھی کہ ہر ظلم کے باوجود ڈٹ گئے۔ جادو کے تو وہ خود ماہر تھے لہٰذا انہیں فوراً یقین ہو گیا یہ چیز جادو نہیں ورنہ اسطرح عصاء سب کچھ ہڑپ نہ کر سکتا۔ اس یقین نے انہیں ایمان کا رستہ دکھلایا۔

دوسرا سبق یہ ملتا ہے کہ انسان کے اندر حق قبول کرنے کا داعیہ موجود ہوتا ہے اور یہ وہی "عہد الست" کے اثرات ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"کوئی بچہ ایسا نہیں جو کہ فطرت پہ نہ پیدا ہو' اس کے والدین اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں۔"

(بخاری و مسلم)

5-قوم کو الو بنانے کیلئے پہلے حضرت موسیٰ پہ ساحر ہونے کا الزام لگایا اور مقابلہ کیلئے ساحروں کا خود انتخاب کیا (یا کروایا)۔ جب مقابلے کا یہ انجام دیکھا کہ نہ صرف ساحروں کا سحر ناکام ہو گیا ہے۔ بلکہ سب کے سب ساحر بھی مشرف بہ اسلام ہو چکے ہیں اور ایمان پہ ایسے ڈٹ گئے ہیں کہ ہر ظلم و زیادتی کا مقابلہ کرنے کو تیار ہو گئے ہیں تو ان سب کو حضرت موسیٰ کا شاگرد اور غدار قرار دے دیا گیا اور اس مقابلہ کو ملی بھگت کہہ دیا۔

6-اللہ تعالیٰ قرآن میں جو قصے بیان فرماتے ہیں ان میں سبق اور ہدایت ہوتی ہے۔ ذرا ایمان اور کفر کا فرق ملاحظہ فرمائیں۔ مقابلہ سے پہلے ساحر فرعون کی جی حضوری کر رہے تھے۔ اسکے سامنے اپنے معاوضہ کیلئے گزارشات پیش کر رہے ہیں۔ آنا فانا ایمان قبول کرنے کے بعد اتنی جرات پیدا ہو گئی کہ اس کی ہر دھمکی کو پاؤں تلے روند ڈالا۔

7-"ابقی" پہ ساحروں کا بیان ختم ہو جاتا ہے۔ آگے اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جس میں تذکیر ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى ۙ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ

اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ "میرے بندوں کو راتوں رات لے کر نکل جاؤ پھر ان کے لئے [1]

لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ﴿77﴾

سمندر میں خشک راستہ بناؤ تمہیں نہ تو تعاقب کا خوف ہو اور نہ (ڈوب جانے کا) ڈر ہو"○ پھر

فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ﴿78﴾

فرعون نے اپنے لاؤ لشکر سمیت ان کا پیچھا کیا تو سمندر نے انہیں ڈھانپ لیا جیسے ڈھانپنے کا حق تھا○ [2]

وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴿79﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ

اور فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ ہی کیا، راہ ہدایت نہ دکھائی [3]○ اے بنی اسرائیل! ہم نے تمہیں

اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ

تمہارے دشمن سے نجات دی اور طور کی دائیں جانب تمہیں (کتاب دینے کا) وعدہ کیا

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ﴿80﴾ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا

اور تم پر من اور سلویٰ اتارا [4]○ (اور کہا کہ) ہم نے جن پاکیزہ چیزوں کا تمہیں رزق دیا ہے

رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ

اس سے کھاؤ اور کھا کر سرکشی نہ کرنا ورنہ تم پر میرا غضب نازل ہو گا اور جس پر میرا غضب اترا

يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ﴿81﴾ وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ

وہ گر کر ہی رہا [5]○ میں یقیناً درگزر کرنے والا ہوں اور اس سے جو شخص توبہ

تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ﴿82﴾ وَمَآ اَعْجَلَكَ

کرے، ایمان لائے، اچھے عمل کرے اور ہدایت پر گامزن رہے [6]○ اور اے موسیٰ! "کونسی چیز تمہیں

عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ﴿83﴾ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ وَ

اپنی قوم سے پہلے یہاں لے آئی؟" [7]○ موسیٰ نے عرض کیا: "وہ لوگ بھی میرے پیچھے رہے ہیں اور میں نے

عَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿84﴾ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا

تیرے حضور آنے میں جلدی کی تاکہ تو مجھ سے خوش ہو جائے"○ اللہ نے فرمایا: "ہم نے تیرے بعد تیری

قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿85﴾ فَرَجَعَ

قوم کو آزمائش میں ڈال دیا اور انہیں سامری نے گمراہ کر دیا ہے" [8]○ چنانچہ موسیٰ غصہ سے بھرے ہوئے

مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ

اپنی قوم کی طرف واپس آئے اور ان سے کہا: "اے میری قوم! تم سے تمہارے رب نے اچھا وعدہ

رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۚ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ

نہ کیا تھا؟ کیا یہ زمانہ تم پر لمبا ہو گیا تھا یا تم یہ چاہتے تھے کہ

يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ﴿86﴾

تم پر تمہارے رب کا غضب نازل ہو لہٰذا تم نے میرے وعدہ کی خلاف ورزی کی؟○

1-درمیان میں کافی واقعات محذوف ہیں جو قرآن کے دیگر مقامات سے معلوم ہوتے ہیں۔ تفصیلات کیلئے دیکھیں (المومن 40:44-22)

ساحروں کی شکست کے بعد اور حق کے نکھر کر سامنے آنے کے بعد کئی لوگ آپ پہ ایمان لے آئے مگر آل فرعون نے انکی زندگی دو بھر کر رکھی تھی۔ اس فرعون یعنی مرنفتہ نے بھی اپنے باپ والی سزا بحال کردی یعنی بنی اسرائیل کے نومولود لڑکوں کو قتل کرتا۔ رعمسیس ثانی نے تو یہ سزا اسلئے شروع کی تھی کہ بنی اسرائیل کا نجات دہندہ نہ پیدا ہو اور اس نے اسلئے کہ بنی اسرائیل کی نسل ہی ختم ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو وحی کی کہ قوم کو لے کر نکل چلو۔

2-جب آل فرعون کو معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل نکل چکے ہیں تو اپنا لشکر لے کر پیچھا کیا تو حضرت موسیٰ نے اللہ کے حکم سے دریاء میں عصا مارا تو سمندر نے رستہ دیدیا حضرت موسیٰ پار اتر گئے۔ یہ دیکھ کر فرعون نے بھی اپنا لشکر سمندر میں ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے سمندر کو چلنے کا حکم دیا اسطرح بنی اسرائیل کو فرعون اور اسکے لشکر سے نجات دی۔

3-دنیا میں لا کر سمندر میں غرق کروادیا اور یوم قیامت جہنم میں لا ڈالے گا۔

4-یہ میدان تیہ کا واقعہ ہے جہاں بنی اسرائیل کو چالیس سال سرگرداں رہنے کی سزا ملی تھی کیونکہ انہوں نے اللہ کی نافرمانیاں کیں اور کہا۔

''تم اور تمہارا رب جاؤ اور لڑائی کرو ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔''

(المائدہ 5:24)

چنانچہ ایسے میدان میں لاکھوں کی آبادی کیلئے خوراک، رہائش کا بندوبست کوئی معمولی بات نہ تھی۔ تفصیل کیلئے دیکھیں (البقرہ 2:57)

5-ہوی (Drop-Sink To die) گویا اسکے مفہوم میں گرنا اور ہلاک ہونا دونوں مفہوم پائے جاتے ہیں۔

6-بخشش حاصل کرنے کیلئے یہ چار شرطیں ضروری ہیں۔

7-واقعہ کا ربط جوڑنے کیلئے دیکھیں (الاعراف 7:155-138) اپنی قوم سے ستر افراد ساتھ لائے مگر انہیں چھوڑ کر خود پہلے ہی پہنچ گئے۔

8-سامری نے بنی اسرائیل کو ایک بچھڑا بنادیا۔ یہاں اللہ کی طرف نسبت اس لحاظ سے ہے کہ وہی سب کا خالق ہے ورنہ گمراہ تو سامری نے ہی کیا۔ جسکی وہ عبادت کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حضرت ہارون کی برات کردی جبکہ بائیبل اس جرم کا الزام حضرت ہارون کے سر رکھتی ہے۔ ان لوگوں کی سرکشی انبیاء کو قتل کرنے سے بھی ٹھنڈی نہ ہوئی اور آسمانی کتابوں میں تحریف کر کے انبیاء کی عفتوں کو بھی داغدار کردیا۔

قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ

وہ کہنے لگے: ہم نے کچھ اپنے اختیار سے آپ سے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کی بلکہ (قبطی) قوم کے زیورات

الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ (٨٧) فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا

ہم پر لاد دیئے گئے تھے جنہیں ہم نے (آگ میں) ڈال دیا[1] پھر اسی طرح سامری نے بھی (زیور) ڈال دیا ○ پھر وہ

جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى فَنَسِيَ (٨٨) اَفَلَا

اس سے ایک بچھڑے کا جسم بنا لایا جس کی بیل جیسی آواز[2] تھی لوگ کہنے لگے تمہارا اور موسیٰ کا الٰہ تو یہی

يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۙ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا (٨٩)

ع ۴ / ۱۳

ہے، موسیٰ بھول گیا[3] ○ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ نہ تو وہ ان کی بات کا جواب دیتا ہے اور نہ ہی ان کے نفع و

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ

نقصان کا مختار ہے ○ اور اس سے قبل ہارون انہیں کہہ چکے تھے کہ ”اس سے تمہاری آزمائش مقصود ہے بلاشبہ

رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ (٩٠) قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ

تمہارا رب رحمٰن ہی ہے لہٰذا میری اتباع کرو اور میرے حکم کی اطاعت کرو ○ وہ کہنے لگے: ”جب تک موسیٰ

عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى (٩١) قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا

واپس نہیں آ جاتا، ہم تو اسی کی عبادت کریں گے“ ○ (جب موسیٰ واپس آئے تو کہا ہارون! ”جب تم

مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا (٩٢) اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۭ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ (٩٣)

نے انہیں گمراہ ہوتے دیکھا تو تمہیں کس بات نے روکے رکھا؟ ○ کہ میری اتباع نہ کرو؟ کیا تم نے میرے حکم

قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ

کی خلاف ورزی کی؟“ ○ ہارون نے کہا: ”میری داڑھی اور میرے سر کے بال نہ پکڑو مجھے اس بات کا خطرہ تھا

تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ (٩٤) قَالَ

کہ تم آ کر یہ نہ کہو کہ تم نے بنی اسرائیل میں پھوٹ ڈال دی اور میری بات کا لحاظ نہ رکھا“ ○ موسیٰ نے کہا:

فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ (٩٥) قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ

”بتاؤ، سامری! تمہارا کیا معاملہ ہے؟“ ○ سامری نے کہا: میں نے وہ چیز دیکھی جو دوسرے کو نظر نہ آئی چنانچہ میں

فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ

نے رسول[4] کے نقش قدم سے ایک مٹھی اٹھالی پھر اسے (بچھڑے کے جسم میں) ڈال دیا میرے نفس نے مجھے ایسا

لِيْ نَفْسِيْ (٩٦) قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا

ہی سمجھایا تھا“ ○ موسیٰ نے کہا: ”جاؤ تمہارے لئے زندگی بھر یہ (سزا) ہے کہ (دوسروں سے) کہتے رہو کہ مجھے نہ

مِسَاسَ ۠ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ

چھونا[5] اور تیرے لئے عذاب کا ایک وقت ہے جو تجھ سے کبھی نہیں ٹل سکتا اور اپنے الٰہ کی طرف تو دیکھ، جس کے

ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۭ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا (٩٧)

آگے تو معتکف رہتا تھا کہ ہم کیسے اسے جلا ڈالتے ہیں پھر اس (کی راکھ) کو کیسے دریا میں بکھیر دیتے ہیں ○

1-اس واقعہ کی تفسیر میں مفسرین کسی قدر اسرائیلی روایات سے متاثر ہوتے ہیں اور عام طور پر یہ مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ قوم موسیٰ نے یہ زیورات قبطی قوم سے عاریتاً لئے تھے اور انہیں لے کر ہجرت کو نکل پڑے۔ مسلمانوں کی ایک جماعت جلیل القدر رسول کی راہنمائی میں ہجرت کو نکلے اور عاریتاً لئے گئے زیورات وہ ساتھ لے جائیں یہ قرین قیاس نہیں ہے۔ آپ ﷺ جب ہجرت کو نکلے تو سب سے بڑی فکر آپکو امانتیں واپس کرنے کی تھی۔ آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد یہ ذمہ داری کر کے گئے۔ خاص طور پہ ایسی کوئی دلیل قرآن وسنت میں بھی نہیں ملتی تو ہمیں یہ معنی قبول کرنے میں تامل ہے۔

ہمارے خیال میں اس کی دو صورتیں ممکن ہیں اور قرآن کے الفاظ میں انکا احتمال ہے۔

(ا)۔ اگر یہ زیورات کا بوجھ آل فرعون سے ہی حاصل ہو تو اس وقت حاصل ہوا ہو گا جب وہ قوم موسیٰ کا پیچھا کرتے ہوئے غرق ہوئے اور اوپر تیر کر آنے والی لاشوں سے اتارا ہو گا۔ اس صورت میں یہ مال غنیمت ہے۔

(ب)۔ دوسری صورت یہ ممکن ہے کہ یہ زیورات خود بنی اسرائیل ہی کے ہوں گے مگر سفر میں ہر شخص انفرادی طور پہ ان کا بوجھ اٹھائے تنگ آ گیا ہو اور یہ طے کر لیا گیا ہو کہ یہ زیور ایک جگہ جمع کر کے اجتماعی سامان کے ساتھ رکھ لیا جائے اور یہ ذمہ داری سامری نے اپنے سر لی ہو۔ ہر ایک نے زیور لا کر اس کے پاس ڈھیر کیا ہو اور اس نے انکا بچھڑا بنا دیا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

2-یہ آواز کیسے نکلتی تھی؟ ممکن ہے سامری نے اس میں اس کاریگری سے سوراخ رکھے ہوں کہ ہوا کے گزرنے سے آواز پیدا ہوتی ہو۔ واللہ اعلم

3-سامری کہنے لگا کہ حضرت موسیٰ بھولے ہیں کہ اپنے اللہ کو نہیں پہچانتے۔

4-یہاں رسول سے کیا مراد ہے؟ حضرت جبرئیل یا کہ حضرت موسیٰ خود۔ اکثر مفسرین نے یہاں جبرائیل مراد لئے ہیں۔ تاہم ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس نے ہوشیاری سے کام لیتے ہوئے حضرت موسیٰ کی طرف اشارہ کیا کہ یہ آپکی کرامت ہے۔ شائد وہ سمجھا ہو کہ چاپلوسی کے ہتھیار کو استعمال کر کے سزا سے بچ جاؤں۔ واللہ اعلم

یہاں ایک بات انتہائی اہم نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ یہ سامری کا بیان ہے جو کہ انتہائی شاطر تھا۔ قرآن نے اسکی تصدیق کی ہے اور نہ تکذیب۔

5-اسکی دو صورتیں ممکن ہیں۔ ایک تو یہ کہ اسکا معاشرتی بائیکاٹ کر دیا گیا۔ ساری قوم کو حکم دیدیا گیا کہ اس سے بعید رہیں۔ دوسری صورت یہ ممکن ہے کہ جیسے کہ بعض مفسرین نے ذکر بھی کیا ہے کہ جو کوئی سامری کو چھوتا تو سامری اور چھونے والے دونوں کو تپ چڑھ جاتی۔ اور وہ ہر ایک کو کہتا پھرتا کہ میرے قریب نہ آنا۔ (Touch me not) دوسری صورت زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتی ہے۔

إِنَّمَآ إِلَٰهُكُمُ ٱللَّهُ ٱلَّذِى لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ وَسِعَ كُلَّ شَىْءٍ عِلْمًا ﴿٩٨﴾ كَذَٰلِكَ

تمہارا الٰہ تو صرف وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے"O (اے نبی) اسی طرح ہم

نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ ءَاتَيْنَٰكَ مِن لَّدُنَّا

گزرے ہوئے لوگوں کی خبریں آپ سے بیان کرتے ہیں نیز ہم نے اپنے ہاں سے آپ کو ذکر (قرآن) عطا کیا

ذِكْرًا ﴿٩٩﴾ مَّنْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهُۥ يَحْمِلُ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ وِزْرًا ﴿١٠٠﴾ خَٰلِدِينَ

ہےO جو شخص اس سے اعراض کرے گا وہ قیامت کے دن گناہ کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہو گاO وہ ہمیشہ اسی حال

فِيهِ ۖ وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ حِمْلًا ﴿١٠١﴾ يَوْمَ يُنفَخُ فِى ٱلصُّورِ ۚ وَنَحْشُرُ

میں رہیں گے اور قیامت کے دن ایسا بوجھ اٹھانا کیسا برا ہو گاO جس دن صور پھونکا جائے گا ہم اس دن مجرموں کو

ٱلْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ﴿١٠٢﴾ يَتَخَٰفَتُونَ بَيْنَهُمْ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا

اکٹھا کریں گے تو وہ نیلگوں ہو رہے ہوں گےO وہ باہم چپکے چپکے کہیں گے کہ ہم (دنیا میں) یہی کوئی

عَشْرًا ﴿١٠٣﴾ نَّحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ إِذْ يَقُولُ أَمْثَلُهُمْ طَرِيقَةً إِن

دس دن ٹھہرے ہوں گےO ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ وہ کہیں گے جبکہ ان سے بہتر رائے والا کہے گا کہ تم تو بس

لَّبِثْتُمْ إِلَّا يَوْمًا ﴿١٠٤﴾ وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْجِبَالِ فَقُلْ يَنسِفُهَا رَبِّى نَسْفًا ﴿١٠٥﴾

ایک دن ٹھہرے تھےO لوگ آپ سے پہاڑوں کے بارے میں پوچھتے ہیں کہئے کہ میرا رب انہیں دھول

فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿١٠٦﴾ لَّا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَآ أَمْتًا ﴿١٠٧﴾ يَوْمَئِذٍ

بنا کر اڑا دے گاO اور زمین کو صاف میدان بنا دے گاO کہ آپ اس میں کوئی نشیب و فراز نہ دیکھیں گےO

يَتَّبِعُونَ ٱلدَّاعِىَ لَا عِوَجَ لَهُۥ ۖ وَخَشَعَتِ ٱلْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَٰنِ

اس دن لوگ پکارنے والے کے پیچھے ہو لیں گے کوئی اس سے انحراف نہ کر سکے گا اور رحمٰن کے آگے سب

فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا ﴿١٠٨﴾ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ ٱلشَّفَٰعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ

آوازیں دب جائیں گی اور آواز خفی کے سوا تو کچھ نہ سنے گاO اس دن سفارش کچھ فائدہ نہ دے گی

لَهُ ٱلرَّحْمَٰنُ وَرَضِىَ لَهُۥ قَوْلًا ﴿١٠٩﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ

مگر جسے رحمٰن اجازت دے اور اس کی بات پسند کرےO وہ لوگوں کے اگلے پچھلے حال سے آگاہ ہے لیکن

وَلَا يُحِيطُونَ بِهِۦ عِلْمًا ﴿١١٠﴾ وَعَنَتِ ٱلْوُجُوهُ لِلْحَىِّ ٱلْقَيُّومِ ۖ وَقَدْ

دوسرے لوگ اسے نہیں جان سکتےO سب چہرے اس زندہ و پائندہ ہستی کے سامنے جھک جائیں گے اور جس

خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿١١١﴾ وَمَن يَعْمَلْ مِنَ ٱلصَّٰلِحَٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ

نے ظلم کا بوجھ اٹھایا وہ نامراد ہواO اور جو شخص نیک اعمال کرے اور وہ مومن ہو تو

فَلَا يَخَافُ ظُلْمًا وَلَا هَضْمًا ﴿١١٢﴾ وَكَذَٰلِكَ أَنزَلْنَٰهُ قُرْءَانًا عَرَبِيًّا وَ

اسے بے انصافی یا حق تلفی کا ڈر نہ ہو گاO اسی طرح ہم نے قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا اور

صَرَّفْنَا فِيهِ مِنَ ٱلْوَعِيدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ أَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ﴿١١٣﴾

طرح طرح سے وعید بیان کئے ہیں تاکہ لوگ تقویٰ اختیار کریں یا ان میں غور و فکر کی عادت پیدا ہوO

1-ذکر، نصیحت، قرآن کریم
وزرا۔ برائی کا بوجھ۔ پاپ کی گٹھری جو شخص قرآن سے اعراض کرے گا تو ظاہر ہے ہدایت سے محروم ہی رہے گا۔ اس کے سارے اعمال قیامت کو بوجھ ہوں گے۔

2-ازرق۔ نیلا۔ گویا ایسا حشر ہو گا جیسے جسم سے خون نچڑ چکا ہے۔

3-یوم قیامت کی ہولناکیاں اتنی شدید ہوں گیں اور دن اتنے لمبے ہونگے کہ اسکے مقابلہ میں دنیا کی زندگی ایسے معلوم ہوگی جیسے آناً فاناً کوئی چیز گزر جاتی ہے۔

4-پہاڑوں جیسی سخت چیزوں کا یہ حال ہو گا؟ تو انسان کا کیا حشر ہو گا؟
﴿يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۔ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ﴾
"جس دن لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہو جائیں گے اور پہاڑ ایسے جیسے مختلف رنگوں کی دھنکی ہوئی اون"

(القارعۃ 101:5-4)

آج علم فلکیات (Astronomy) میں اتنی ترقی ہوگئی ہے کہ مختلف سیاروں کی گردش اور ان میں کشش ثقل کا توازن بہتر انداز میں سمجھا جاتا ہے۔ جیسے ہی اللہ کا حکم آیا اور انکے توازن میں کمی بیشی ہوگئی تو آپس میں ٹکرانا شروع کردیں گے۔ صرف پہاڑ ہی کیا یہ سیارے بھی پاش پاش ہو جائیں گے۔

5-جیسے ایک چٹیل میدان ہوتا ہے۔ نہ پہاڑ، نہ سمندر۔ اس طرح اگر یہی زمین حشر کو بھی مستقر ہوگی تو بھی اسکا رقبہ اتنا بڑھ جائے گا کہ اگلے پچھلے سب سما جائینگے۔

6-اللہ کے حضور کسی کو بات کرنے کی جرات نہ ہوگی۔ اگر ہوئی بھی تو سرگوشی یا کانا پھوسی کی طرح یا سانس کی وجہ سے قدموں کی چاپ سنائی دے گی۔

7-سفارش تو ضرور ہوگی مگر اس کیلئے شرائط ہیں۔ صرف وہی کرے گا جسکو اجازت ملے گی۔ اور ان میں سے آپ ﷺ ہیں۔ صرف اسکے بارے میں کرے گا جسکے بارے میں اجازت ہوگی اور صرف اتنی ہی سفارش کرسکے گا جتنی کی اجازت ہوگی۔ جس نے شرک نہ کیا ہو گا اس کے حق میں سفارش ہوگی۔

8-حقیقت میں، قرآن کریم بنفسہ تمام معجزوں سے بڑا معجزہ (Miracle of Miracles) ہے۔ اگر قرآن کریم کے الفاظ محفوظ ہو جاتے مگر وہ لسان محفوظ نہ رہتی جس میں قرآن کریم نازل ہوا ہے تو یہ حفاظت غیر موثر ہو جاتی۔ مثلاً اگر خود عربی بولنے والے ہی دنیا میں نہ رہیں جیسا کہ دیگر زبانوں کا حال ہے یا بولنے والے تو رہیں مگر انکے لہجے میں اتنا زیادہ فرق آ جائے کہ بالکل علیحدہ لسان محسوس ہو تو بھی قرآن کے معانی و مطالب کی حفاظت کے اہداف پورے نہیں ہوسکتے۔

چنانچہ یہ بھی قرآن کریم کا معجزہ ہے کہ کئی بلین لوگوں کو پابند کر دیا گیا ہے کہ وہ عربی ہی بولیں اور آج بھی قرآنی عربی اتنی ہی تازہ معلوم ہوتی ہے جیسا کہ قرآن آج ہی نازل ہوا ہو۔ معانی کی حفاظت کیلئے اللہ تعالیٰ نے محدثین کی جماعت پیدا فرمائی جو کہ معنوی تحریف کی ہر کوشش کا ہر زمانہ میں ڈٹ کر مقابلہ کرتی ہے اور انکی مساعی کو ناکام کرتی رہتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے لفظ ذکر استعمال کیا ہے جسکا معنی قرآن اور اس کا بیان سنت مطہرہ کی حفاظت بھی ہے۔

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ

پس اللہ بادشاہ حقیقی ہی بلند شان والا ہے اور قرآن کی وحی پوری ہونے سے پہلے اسے پڑھنے میں

يُّقْضٰۤى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۫ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِىْ عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَلَقَدْ عَهِدْنَاۤ

1 2

جلدی نہ کیجئے اور دعا کیجئے کہ "اے میرے رب! مجھے مزید علم عطا کر" ○ اور اس سے قبل ہم نے آدم سے

اِلٰۤى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِىَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ﴿۱۱۵﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰۤئِكَةِ

ع ۱۱ ۱۵

3

ایک عہد لیا تھا مگر وہ بھول گیا اور ہم نے اس کا ایسا عزم نہ پایا ○ اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا تھا کہ

اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى ﴿۱۱۶﴾ فَقُلْنَا يٰۤاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا

4

آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے اسے سجدہ کیا مگر اس نے یہ حکم نہ مانا ○ لہٰذا ہم نے آدم سے کہا کہ یہ

عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿۱۱۷﴾ اِنَّ

تمہارا اور تمہاری بیوی کا دشمن ہے وہ کہیں تمہیں جنت سے نکلوا نہ دے پھر تم مصیبت میں پڑ جاؤ ○ یہاں

لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿۱۱۸﴾ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿۱۱۹﴾

5

تو تمہیں نہ بھوک ستاتی ہے نہ ننگے رہتے ہو ○ نہ پیاس لگتی ہے اور نہ دھوپ ○ پھر شیطان نے آدم

فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰۤاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ

6

کے دل میں وسوسہ ڈالا اور کہا: "آدم! میں تمہیں وہ ابدی زندگی اور لازوال سلطنت کا درخت نہ بتاؤں ○ آخر

الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿۱۲۰﴾ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا

ان دونوں نے اس درخت کا پھل کھا لیا جس سے ان کے ستر کے مقامات ایک دوسرے کے آگے کھل گئے

وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۫ وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ

7

تو وہ جنت کے پتوں سے انہیں ڈھانکنے لگ گئے اور آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی لہٰذا وہ

فَغَوٰى ﴿۱۲۱﴾ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ﴿۱۲۲﴾ قَالَ اهْبِطَا

بھٹک گئے ○ پھر ان کے رب نے انہیں برگزیدہ کیا ان کی توبہ قبول کی اور ہدایت بخشی ○ پھر فرمایا: تم دونوں اکٹھے

مِنْهَا جَمِيْعًاۢ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى ۵

8

یہاں سے نکل جاؤ کیونکہ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے

فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَاىَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ﴿۱۲۳﴾ وَمَنْ اَعْرَضَ

تو جو کوئی میری ہدایت کی اتباع کرے گا وہ نہ تو گمراہ نہ ہو گا اور نہ تکلیف اٹھائے گا ○ اور جو میری یاد سے

عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

9

منہ موڑے گا تو اس کی زندگی تنگ ہو جائے گی اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں

اَعْمٰى ﴿۱۲۴﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِىْۤ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿۱۲۵﴾

10

گے ○ کہے گا: "اے میرے رب! تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا میں تو آنکھیں والا تھا" ○

قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿۱۲۶﴾

11

اللہ فرمائے گا: جیسے ہماری آیات تمہارے پاس آئیں تو، تو نے بھلا دیا اسی طرح آج تو بھی بھلایا جائے گا ○

1-ابتداء وحی میں آپ ﷺ حضرت جبرائیل کے ساتھ ہی ساتھ قرآن دہرانا شروع کر دیتے کہ شائد بھول نہ جائے یا ویسے ہی کلام الٰہی کے شوق کی وجہ سے تو آپ کو یہ ہدایت فرمائی گئی۔ یہ ہدایت پہلے بھی کی گئی تھی۔ فرمایا

"اے نبی! اس وحی کو جلدی یاد کر لینے کیلئے اپنی زبان کو حرکت نہ دیجئے۔ اسکو (دل میں) جمع کرنا اور زبان سے پڑھوا دینا ہمارے ذمہ ہے۔ پھر جب ہم پڑھوا چکیں تو پھر اس طرح پڑھا کریں۔"

(القیامہ 75:18-16)

اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تسلی ہے کہ قرآن کی حفاظت اور سہو نسیان سے بچانا ہمارے ذمہ ہے۔

2-مزید آپ کو علم حاصل کرنے کی دعا مانگنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ علم نور ہے جس سے انسان کو حقائق کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے علم کی کوئی حد نہیں۔ آپ ﷺ کو اضافہ علم کی دعا مانگنا سکھلایا۔ فرمان الٰہی ہے۔

"بلاشبہ اللہ کے بندوں میں سے اس سے ڈرتے وہی ہیں جو علم رکھنے والے ہیں۔"

(فاطر 35:28)

3-قرآن کے ذکر ہونے کی وضاحت کی گئی۔ پھر آپ ﷺ کو ہدایت کی گئی کہ آپ قرآن کو جلد نہ پڑھیں اور علم کا اضافہ مانگیں اسی مناسبت سے حضرت آدم کی بھول کا ذکر کیا گیا۔

4-تخلیق آدم کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا۔

5-یہاں تمہیں سب نعمتیں کھانا پینا' لباس اور رہائش بغیر مشقت کے ملتی ہیں۔ اپنے دشمن شیطان کے بھرے میں آ گئے تو سب کچھ چھین جائے گا۔

6-شیطان نے اسی درخت سے کھانے کیلئے وسوسہ ڈالا جس سے انہیں منع کیا تھا۔

7-اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شرم و حیاء داعیہ فطرت ہے۔ یہاں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ شیطان نے حضرت آدمؑ کو وسوسہ ڈالا اور دوسری جگہ دونوں کو وسوسہ ڈالنے کا ذکر ہے۔ اس سے نصاریٰ کے عقیدے کا رد ہوتا ہے کہ شیطان نے حوا کو بہکایا۔ اسی وجہ سے نصاریٰ نے عورت کو نیچ قرار دیا۔

8-یعنی آدم' حوا' شیطان سب نکل جاؤ۔ یہ دشمنی نسل انسانی اور نسل شیطانی میں بھی ہے اور نسل انسانی میں آپس میں بھی۔ حق اور باطل کی ٹکر تو ہے ہی اسکے علاوہ انسان میں مسابقت کا مادہ ہے جسکی وجہ سے ایک دوسرے کے خلاف رنجشیں بھی پیدا ہوتی ہیں۔

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی توبہ قبول فرما کر انہیں اپنا مقرب بنا لیا۔ اس سے عیسائی پروپیگنڈہ کا رد ہوتا ہے کہ انسان پیدائشی طور پر ہی گناہگار ہے۔

9-دنیا کی زندگی میں اطمینان قلب میسر نہ آئے گا اور ننانوے کے چکر میں ہی رہے گا۔ بعض مفسرین نے اس سے قبر کی تنگی مراد لی ہے۔

10-جس طرح دنیا میں تم اللہ کے ذکر سے آنکھیں پھیرتے تھے آج اسی لئے تم اندھے ہو۔

11-یعنی عذاب میں بھلا دیئے جاؤ گے۔ یہ مشاکلہ کا اسلوب ہے۔

وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۭ وَلَعَذَابُ

اور جو شخص بھی حد سے بڑھ جائے اور اپنے رب کی آیات پر ایمان نہ لائے گا ہم اسے اسی طرح سزا دیں گے

الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ﴿۱۲۷﴾ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ

اور آخرت کا عذاب تو شدید اور باقی رہنے والا ہے○ کیا انہیں اس بات سے کوئی رہنمائی نہ ملی کہ ان سے قبل ہم

الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿۱۲۸﴾

کئی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں جن کے ٹھکانوں میں یہ چلتے پھرتے ہیں بلاشبہ ان میں اہل عقل کے لئے

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿۱۲۹﴾

نشانیاں ہیں[1]○ اور اگر تیرے رب کی بات طے شدہ نہ ہوتی اور مہلت مقررہ نہ کی جا چکی ہوتی تو ان پر

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ

عذاب آنا لازمی تھا[2]○ لہٰذا ان کی باتوں پر صبر کیجئے اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجئے[3]، سورج کے

وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَاۗئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ

طلوع اور غروب ہونے سے پہلے اور رات کے کچھ اوقات میں تسبیح کیجئے اور دن کے کناروں پر بھی[4]

لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿۱۳۰﴾ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا

امید ہے کہ آپ خوش رہیں گے[5]○ اور آپ ان چیزوں کی طرف نظر بھی نہ اٹھایئے جو ہم نے مختلف قسم

مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ڏ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۭ وَرِزْقُ رَبِّكَ

کے لوگوں کو دنیوی زندگی کی زینت کے لئے دی ہیں تاکہ ان چیزوں میں ہم انہیں آزمائیں اور آپ کے رب

خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۱۳۱﴾ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۭ لَا

کا رزق بہتر اور دائمی ہے[6]○ اور اپنے گھر والوں کو صلوٰۃ کا حکم دیجئے[7] اور خود بھی اس پر ڈٹ جایئے ہم آپ

نَسْــَٔـلُكَ رِزْقًا ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴿۱۳۲﴾ وَقَالُوْا

سے رزق نہیں مانگتے، وہ تو ہم خود تمہیں دیتے ہیں اور انجام (اہل) تقویٰ ہی کے لئے ہے○ کافر کہتے ہیں کہ

لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ

ہمارے پاس اس کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں آتی؟ کیا ان کے پاس پہلے صحیفوں میں واضح

الْاُوْلٰى ﴿۱۳۳﴾ وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا

دلیل نہیں آچکی؟[8]○ اور اگر ہم انہیں اس سے قبل عذاب سے ہلاک کر دیتے تو وہ یہ کہہ سکتے تھے کہ

رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ

"ہمارے رب! تو نے ہمارے پاس رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم ذلیل و رسوا ہونے سے پہلے ہی تیری

اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ﴿۱۳۴﴾ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ

آیات کی اتباع کر لیتے○ آپ ان سے کہئے کہ: "ہر ایک انجام کار کا منتظر ہے لہٰذا انتظار کرو

فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ﴿۱۳۵﴾

جلد ہی تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون صراط مستقیم پر ہے اور کون ہدایت یافتہ ہے○

1-یہ وہی بستیاں تھیں جو کہ عذاب الٰہی سے ہلاک ہو چکی تھیں اور اہل عرب کے قرب وجوار ہی میں تھیں۔ مدین اور ایلہ وغیرہ تو انکے تجارتی رستوں میں ہی پڑتی تھیں جہاں سے یہ ان کے کھنڈرات دیکھ سکتے تھے۔

2-اللہ تعالیٰ اس طرح عذاب نہیں بھیجتے کہ ادھر کسی نے گناہ کیا اور ادھر اسے عذاب آلے بلکہ اللہ تعالیٰ مقررہ مدت تک مہلت دے کر اور نبی کے ذریعے ہدایت بھیج کر اتمام حجت کرتے ہیں۔

3-یعنی صلوٰۃ پڑھیں۔ قرآن میں مصائب کو برداشت کرنے کیلئے صبر اور صلوٰۃ کا نسخہ کثرت سے بتایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی پہ کاربند رہنا بھی صبر ہے اور اسکے نتیجے میں پہنچنے والے مصائب کو برداشت کرنا بھی صبر ہے۔ صلوٰۃ سے اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط ہوتا ہے اور توکل میں اضافہ ہوتا ہے۔

4-مفسرین نے اس آیت سے پانچ وقتوں کی نمازیں ثابت کی ہیں۔ طلوع شمس سے پہلے کی صلوٰۃ فجر ہے۔ غروب شمس سے پہلے عصر کی صلوٰۃ رات کے وقت کی صلوٰۃ یعنی عشاء اور تہجد کی صلوٰۃ اطراف النہار میں فجر، ظہر اور مغرب شامل ہیں۔

5-ان اعمال کے نتائج ایسے ہونگے کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

6-دنیا کا مال ودولت اور جاہ وجلال اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی ہے اور فتنہ اور آزمائش بھی۔ اللہ کی رحمت نیک بندوں کیلئے فتنہ اور آزمائش اللہ کے منکرین کیلئے۔ یہاں "رزق" کا معنی "دین" ہے۔ اللہ کے تمام انعام "رزق" ہوئے۔

7-انسان اپنے علاوہ اپنے گھر والوں کا بھی ذمہ دار ہے۔

حضرت عبد اللہ ابن عمرو ابن العاص سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"جب بچے سات برس کے ہو جائیں تو انہیں صلوٰۃ ادا کرنے کا حکم کرو۔ اور جب دس برس کے ہو جائیں (صلوٰۃ باقاعدہ نہ ادا کریں) تو انہیں مار کر پڑھاؤ۔"

(ابو داؤد)

8-یعنی پہلی آسمانی کتابوں میں آپ کی بشارتیں دوسرا معنی یہ ہے کہ قرآن میں پہلی کتابوں کے مضامین بھی ہیں چنانچہ ان کی صداقت پہ حجت ہے اور گواہ ہے۔

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَاءِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَاثْنَتَا عَشْرَةَ اٰيَةً وَسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

آیات ۱۱۲ (۲۱) سورۃ الانبیاء مکی ہے (۷۳) رکوع ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ

لوگوں کے حساب کا وقت قریب آ پہنچا[1] ہے جبکہ وہ ابھی تک غفلت میں اعراض کر رہے

مُّعْرِضُوْنَ ﴿١﴾ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ

ہیں ○ جب بھی ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے کوئی نئی نصیحت[2] آتی ہے تو اسے سن تو لیتے ہیں

وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿٢﴾ لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

مگر کھیل میں پڑے رہتے ہیں ○ ان کے دل دیگر باتوں میں منہمک ہیں اور یہ خفیہ[3] مشورے کرتے ہیں کہ:

هَلْ هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿٣﴾

کیا یہ تمہارے جیسا بشر ہی نہیں[4] پھر تم دیکھتے بھالتے (اس کے) سحر میں کیوں پھنستے ہو؟ ○ رسول نے

قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٤﴾

کہا: میرا رب ارض و سماء میں جو بات بھی ہو اسے جانتا ہے کیونکہ وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے ○

بَلْ قَالُوْا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ فَلْيَاْتِنَا

بلکہ (ظالم) کہتے ہیں یہ پراگندہ خواب ہیں، بلکہ یہ اس کی خود ساختہ ہیں بلکہ یہ شاعر[5] ہے ورنہ اسے ہمارے پاس

بِاٰيَةٍ كَمَا اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿٥﴾ مَا اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا

معجزہ لانا چاہئے جیسے پہلے رسول بھیجے گئے ○، جس بستی کو بھی ہم نے ان سے پہلے ہلاک کیا وہ ایمان نہیں لائی

اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿٦﴾ وَمَا اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْ اِلَيْهِمْ

تھی تو کیا یہ ایمان لائیں[6] گے؟ ○ اور آپ سے قبل ہم نے جتنے رسول بھیجے[7] وہ سب مرد تھے جن

فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٧﴾ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ

کی طرف ہم وحی کرتے تھے۔ لہٰذا اگر تم یہ نہیں جانتے تو اہل الذکر (اہل کتاب) سے پوچھو ○ ہم نے ان کے

جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ﴿٨﴾ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ

جسم ایسے نہیں بنائے تھے جو کھانا نہ کھاتے ہوں اور وہ ہمیشہ رہنے والے بھی نہ تھے ○ پھر ہم نے ان رسولوں سے

الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَاءُ وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ﴿٩﴾ لَقَدْ

جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کر دیا[8] ہم نے انہیں بچا لیا اور جسے ہم نے چاہا اسے بھی اور اسراف کرنے والوں کو

اَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿١٠﴾ وَكَمْ قَصَمْنَا

ہلاک کر دیا ○ (لوگو!) ہم نے تمہاری طرف جو کتاب نازل کی ہے اس میں تمہارا ہی ذکر[9] ہے کیا تم سمجھتے نہیں ○

مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿١١﴾

کئی بستیاں جن کے باشندے ظالم تھے انہیں ہم نے ہلاک[10] کر دیا اور ان کے بعد دوسرے لوگ پیدا کیے ○

1- حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
"میں ایسے بھیجا گیا ہوں کہ میں اور قیامت ایسے ہیں اور آپ نے شہادت کی انگلی اور وسطی انگلی کی طرف اشارہ کیا۔"
(بخاری و مسلم)

2- نئی سورت یا نئی آیت جس میں انجام سے ڈرایا جاتا ہے یا نصیحت۔

3- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کی خفیہ اجلاس کی خبر پہنچی جو اسلام کا راہ روکنے کی مختلف تجاویز پہ غور کرنے کیلئے منعقد کیا گیا تھا۔

4- اس اشکال کا ذکر کیا گیا ہے جو کہ حضرت آدمؑ سے لے کر آج تک کے مشرکوں کو نبی کے بارے میں پیدا ہوا۔ اگر یہ بشر ہے تو نبی نہیں ہو سکتا اور اگر نبی ہے تو بشر نہیں ہو سکتا۔ یہ صرف اشکال ہی نہیں بلکہ حقیقت میں ہٹ دھرمی اور ایسا اعتراض ہے۔ جس کا مقصد بات سمجھنا نہیں بلکہ حق سے پہلوتہی ہے۔

5- اس اجلاس میں ہر کوئی بھانت بھانت کی بولی بول رہا تھا۔ کوئی آپکو شاعر اور کوئی دیوانہ قرار دینا چاہتا تھا۔ نصر بن حارث حیرہ سے بادشاہوں کے قصے کہانیاں لایا اور کہنے لگا کہ یہ کلام کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کلام سے کچھ کم ہے؟

6- پہلی قوموں نے بھی معجزات کا مطالبہ کیا پھر ایمان نہ لائیں تو ہلاک ہو گئیں۔ اب کیا یہ بھی ایسے ہی ہلاکت چاہتے ہیں؟

7- پہلے انبیاء بھی ہمیشہ مرد یعنی بشر ہوتے تھے نہ جن نہ فرشتے اور نہ ہی خواتین۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض جڑنے کیلئے تو اہل کتاب سے تم سوالات پوچھتے ہو اس حقیقت کی بھی چھان پھٹک کر لو۔

8- وہ وعدہ یہی تھا کہ جو انکار کریں گے عذاب سے نہ بچ سکیں گے۔ ایمان لانے والوں کو ہم نجات دیں گے۔

9- قصے کہانیاں تو وہ چیزیں ہوتی ہیں جو کہ گزشتہ زمانوں سے متعلق ہوں۔ اس کتاب میں تو خود تمہارے اعتراضات کا جواب ہوتا ہے۔ تمہارے مسائل کا حل ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ اگر قصے بھی بیان ہوتے ہیں تو وہ اس انداز میں بیان ہوتے ہیں کہ تمہارے حالات کی عکاسی ہو رہی ہوتی ہے پھر بھی تم ہوش سے کام نہیں لیتے کہ اسکا منبع کیا ہے؟

10- قصم۔ (To Smash) توڑ پھوڑ کر رکھ دینا یا پیس دینا۔

فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ﴿۱۲﴾ لَا تَرْكُضُوْا وَ

پھر جب ان کو ہمارا عذاب محسوس ہوا تو لگے وہاں سے بھاگنے ○ (ہم نے کہا) بھاگو نہیں بلکہ اپنے مکانوں اور اس

ارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿۱۳﴾

عیش و عشرت کی سامان کی طرف لوٹ آؤ جس سے تم مزے اڑا رہے تھے[1] شاید تم سے سوال کیا جائے ○

قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴﴾ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى

کہنے لگے ہائے افسوس! ہم ہی ظالم تھے ○ وہ یہی کہتے رہے حتیٰ کہ ہم نے انہیں کٹی ہوئی کھیتی کی طرح

جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ﴿۱۵﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ

بنا دیا اور وہ بجھ کر وہیں ڈھیر ہو گئے ○ اور ہم نے ارض و سماء اور جو کچھ ان کے درمیان ہے

وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿۱۶﴾ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ

انہیں محض کھیل کے طور پر نہیں پیدا کیا ○ اگر ہمارا مقصود کھیل ہی ہوتا تو اگر ہم چاہتے

مِنْ لَّدُنَّآ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۱۷﴾ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ

تو اپنے ہاں ہی ایسا کر سکتے تھے[2] ○ بلکہ ہم باطل پر حق کی ضرب لگاتے ہیں تو حق باطل کا بھیجا نکال دیتا ہے

فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾

اور باطل شکست کھا کر بھاگ اٹھتا ہے[3] اور تمہارے لئے ہلاکت ہے ان باتوں کی وجہ سے جو تم بیان کرتے ہو ○

وَلَهٗ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ

ارض و سماوات میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے اور جو مخلوق (فرشتے) اس کے حضور میں ہیں وہ اس

عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ

کی عبادت سے اکڑتے نہیں اور نہ ہی وہ اکتاتے ہیں ○ وہ دن رات اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور کبھی دم

لَا يَفْتُرُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ﴿۲۱﴾

نہیں لیتے[4] ○ کیا انہوں نے زمین میں ایسے الٰہ بنا رکھے ہیں جو مرنے کے بعد زندگی دے سکتے ہیں؟ ○

لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ

اگر ارض و سماء میں اللہ کے سوا کوئی اور بھی الٰہ ہوتا تو دونوں کا نظام درہم برہم ہو جاتا،[5] لہٰذا جو یہ لوگ

الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ

بیان کرتے ہیں ان سے اللہ پاک ہے جو عرش کا مالک ہے ○ جو کچھ وہ کرتا ہے اس سے کوئی سوال نہیں کر سکتا

يُسْـَٔلُوْنَ ﴿۲۳﴾ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً قُلْ هَاتُوْا

مگر ان سے ضرور بازپرس ہوگی ○ یا انہوں نے اللہ کے علاوہ دوسرے الٰہ بنا رکھے ہیں؟ کہئے: "اس پر

بُرْهَانَكُمْ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِىَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِىْ

اپنی دلیل تو لاؤ" یہ ذکر (قرآن)[6] ان کے لئے نصیحت ہے جو میرے ساتھ ہیں اور یہ ذکر مجھ سے

بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۴﴾

پہلوں کا ہے (یعنی تورات، انجیل) مگر ان میں سے اکثر جانتے نہیں لہٰذا اس سے منہ پھیر لیتے ہیں ○

1- یہ استہزاء ہے۔ نہ تو وہ واپس اپنے عیش و عشرت میں لوٹ سکتے تھے اور نہ ہی کسی کو اپنی آپ بیتی سنانے کے قابل تھے۔

2- اگر ایسی کوئی تفریح یا کھیل تماشا ہمیں درکار ہوتا تو ہم خود اسے اس کیلئے بندوبست کر لیتے۔ ذی روح اور ذی شعور مخلوق کو پیدا کر کے اسے موت سے یا عذاب سے نہ دوچار کرتے۔ یہ دنیا کوئی رومی اکھاڑہ (Wrestling ring) تو نہیں جس میں انسانوں اور جانوروں کی زندگی سے کھیل کر تفریح کا سامان پیدا کیا جاتا ہو۔

3- گویا دنیا میں جو کشمکش ہمیشہ سے چلی آ رہی ہے یہ نہ تو کوئی ڈرامہ ہے اور نہ ہی رومی اکھاڑہ بلکہ انتہائی سنجیدہ بامقصد نظام ہے جس میں حق اور باطل کی کشمکش جاری رہتی ہے اور حق ہمیشہ غالب ہی آتا ہے۔ جس کی دلیل یہ ہے کہ آدم کے زمانہ سے یہ کشمکش چل رہی ہے مگر حق اپنا وجود برقرار رکھے ہوئے ہے۔ باطل نیست و نابود ہوتا ہے پھر نئی شکل میں جنم لیتا ہے۔

4- جس طرح آیت نمبر 17 میں فرمایا کہ اگر ہمیں کھیل تماشا درکار ہوتا تو ہم اپنے پاس ہی سے اسکا بندوبست کر لیتے تمہاری زندگیاں داؤ پہ اس مقصد کیلئے نہ لگاتے۔ اس آیت میں وضاحت فرمائی کہ اگر ہمیں حق و باطل کی یہ کشمکش منظور نہ ہوتی اور صرف عبادت ہی مطلوب ہوتی تو وہ کام تو فرشتے بخوبی انجام دے رہے ہیں اس کیلئے ہمیں کسی اور مخلوق کی ضرورت نہ تھی۔

5- یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے ہر انسان کو واسطہ پڑتا ہے اور وہ اسکی حقیقت کو سمجھتا ہے۔ ایک ملک میں دو بادشاہ نہیں ہو سکتے۔ ایک سکول کے ہیڈ ماسٹر اور نائب ہیڈ ماسٹر بھی اگر ایک ہی قسم کے اختیارات میں شریک ہو جائیں تو اقتدار کی خاموش جنگ چھڑ جاتی ہے جو کہ سکول کی تباہی تک پہنچا دیتی ہے۔ اس کائنات کے دو مالک کیسے ہو سکتے تھے؟ اسکے انتظامات میں نظم و نسق ہی اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا مالک اور منتظم ایک ہی ہے۔

یہاں ایک شبہ کا ازالہ ضروری ہے۔ مشرکین یہ کہتے ہیں کہ جیسے ایک بادشاہ کو کئی وزیروں کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ انتظامات میں اسکا ہاتھ بٹائیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھی یہ الٰہ مقرر کر رکھے ہیں۔ یہ شبہ اللہ کی عدم معرفت کی وجہ سے ہوا۔ اللہ تعالیٰ خود قادر مطلق ہے۔ وہ اکیلا بخوبی اس کائنات کا انتظام چلا سکتا ہے۔ اسکے علاوہ باقی سب اسکی مخلوق ہیں اور اسے کسی کی احتیاج نہیں جبکہ باقی سب اسکے محتاج ہیں۔

6- پہلے اللہ کی وحدانیت پہ عقلی دلائل دیئے گئے ہیں۔ اب نقلی دلائل پیش کئے اگر قرآن میں نہیں تو تورات و انجیل سے ہی لا کر دکھا دو کہ اللہ نے کس کو اقتدار میں شریک کیا ہے اور کتنے اقتدار میں شریک کیا ہے۔ یاد رہے کہ تحریف کے باوجود بھی نزول قرآن کے وقت تک ان کتابوں سے شرک ثابت نہیں ہو سکتا تھا۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ

اور آپ سے پہلے ہم نے جو بھی رسول بھیجا اس کی طرف یہی وحی کرتے رہے کہ "میرے سوا کوئی

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿۲۵﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا

الٰہ نہیں لہٰذا صرف میری ہی عبادت کرو" ○ (مشرکین) کہتے ہیں کہ رحمٰن کی اولاد ہے اللہ ایسی باتوں سے پاک

سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ

ہے وہ تو اس کے مکرم بندے ہیں ○ وہ اس کے حضور بڑھ کر نہیں بولتے بس اسی کے حکم پر عمل کرتے

بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَ

ہیں ○ اللہ ان بندوں کے سامنے کے (ظاہری) احوال کو بھی جانتا ہے اور خفیہ کو بھی اور وہ صرف اسی کے

لَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ﴿۲۸﴾

حق میں سفارش کر سکیں گے جس کے لئے اللہ راضی ہو اور وہ ہمیشہ اس کے خوف سے ڈرتے رہتے ہیں ○

وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ؕ

اور ان میں سے جو شخص کہے کہ: "اللہ کے علاوہ میں بھی الٰہ ہوں" اسے ہم جہنم کی سزا دیں گے

كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ

اور ہم ظالموں کو ایسے ہی سزا دیتے ہیں ○ کیا کافروں نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ

ارض و سماوات آپس میں گڈمڈ تھے 1 پھر ہم نے انہیں الگ الگ کیا اور ہر جاندار چیز کو پانی سے زندگی

كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ؕ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ

بخشی 2 کیا پھر بھی یہ لوگ (اللہ تعالیٰ کی خلاقی) پر ایمان نہیں لاتے؟○ اور ہم نے ارض میں پہاڑ

تَمِيْدَ بِهِمْ ۠ وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۳۱﴾

بنائے تاکہ وہ انہیں لے کر ہچکولے نہ کھائے 3 نیز اس میں وسیع راہیں بنادیں تاکہ لوگ راستہ معلوم کریں ○

وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ښ وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۳۲﴾

اور آسمان کو ایک محفوظ چھت بنا دیا 4 پھر بھی یہ لوگ اللہ کی نشانیوں کی طرف توجہ نہیں کرتے ○

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ

وہی تو ہے جس نے رات اور دن، اور سورج اور چاند کو پیدا کیا یہ سب (اپنے اپنے)

فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ

مدار میں تیر رہے ہیں 5 ○ (اے نبیؐ) آپ سے پہلے بھی ہم نے کسی انسان کے لئے دائمی زندگی تو نہیں رکھی

اَفَا۟ئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿۳۴﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ

اگر آپ فوت ہو جائیں تو کیا یہ ہمیشہ زندہ رہیں گے؟○ ہر جاندار کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور

الْمَوْتِ ؕ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۵﴾

ہم تو تمہیں اچھے اور برے حالات (دونوں طرح) سے آزماتے ہیں اور بالآخر تمہیں ہماری ہی طرف لوٹنا ہے ○

1- رتق۔ ملا ہوا یا جڑا ہوا متفق۔
1900ء کی ابتداء میں سائنس دانوں نے دریافت کیا کہ دور دراز کے ستاروں سے آنیوالی روشنی کی Wave length میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ ستارے زمین سے تیزی سے دور ہو رہے ہیں۔ اس سے یہ معلوم ہوا کائنات میں وسعت ہو رہی ہے۔ حسابات سے مزید دریافت ہوا کہ تمام کہکشائیں کوئی تیرہ بلین سال پہلے ایک ہی مقام سے پیدا ہوئیں۔ اس بہت بڑے گرد و غبار کے تودے کو Nebula کہا جاتا ہے اور گرد و غبار اور گیسوں کے تودے سے اس طرح کائنات کے ایک بڑے دھماکہ کے ذریعے جنم لینے کو Big Bang سے موسوم کیا جاتا ہے۔

2- اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ہر جاندار کی پیدائش سے بھی پہلے پانی پیدا کیا گیا تھا۔ ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ سمندر کے پانی میں موجود نمکیات کا تناسب وہی ہے جو کہ انسانی خون میں موجودہ نمکیات کا ہے۔ تمام زندہ خلیات (Living Cells) میں پانی ایک لازمی جزو کے طور پہ پایا گیا ہے۔

3- کوئی جسم جو اپنے مرکز کے گرد گھومتا ہو تو اس کے توازن Balance میں ہلکی سی بھی کمی آجائے تو مرکز گریز قوت (Net centrifugal Force) موثر کردار ادا کرتی ہے اور جسم ہچکولے کھانا شروع کر دیتا ہے۔ اسکو سمجھنے کیلئے پنکھے کی مثال پہ غور کیا جاسکتا ہے۔ اگر اس کے ایک پر میں کچھ خرابی پیدا ہو جائے تو پورا پنکھا شدت سے لرزنے لگتا ہے یا گاڑی کے پہئے میں جب اسی قسم کا مسئلہ پیدا ہو جائے تو اسکو بیلنس کروانا پڑتا ہے۔ چنانچہ زمین میں یہ پہاڑ بھی وہی کام کرتے ہیں جو (Wheel Balancing) میں سیسے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرتے ہیں۔ یہاں ایک طالب علم کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ زمین کو پہلے ہی ایسا متوازن کیوں نہ بنایا کہ ایسے پہاڑوں کی ضرورت ہی پیش نہ آئی تو اسکا جواب سورہ النبا میں ملتا ہے۔ "کیا ہم نے زمین کو ایک گہوارہ نہیں بنایا؟ اور پہاڑوں کو میخوں کی طرح گاڑ دیا۔" (النباء 78:6-7) اگر زمین شروع ہی سے بیلنس ہوتی تو بھی پہاڑوں کی ضرورت رہتی کیونکہ زمین کی اوپر والی تہیں ہوا کے اثرات سے یا کسی اور وجہ سے ایک جگہ سے دوسری جگہ حرکت کرتی پھرتی اور اسکے توازن کو بار بار خراب کر دیتیں۔

4- جس طرح چھت گھر کیلئے حفاظت ہوتی ہے اسطرح آسمان بھی اہل زمین کیلئے حفاظت مہیا کرتا ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں (الحجر 15:16-18)

5- یسبحون۔ سبح۔ تیرنا۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ شمس و قمر کے علاوہ دیگر سیارے بھی گردش کر رہے ہیں اور یہ حرکت صرف محوری گردش ہی نہیں ہے بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچنا ہے۔ جسوقت نزول قرآن ہوا اسوقت کائنات کے متعلق یونانی نظریہ رائج تھا Ptolemy کا پیش کردہ یہ نظریہ سولہویں صدی تک رائج رہا۔ یہ نظریہ زمین کو مرکز کائنات (Geo Centric) قرار دیتا تھا جسکے مطابق زمین ساکن اور سورج، چاند اور سب سیارے اسی کے گرد حرکت کر رہے تھے۔ دیکھیں۔

Merit Students Encyclopedia -Univere

ان حالات میں قرآن نے ببانگ دہل اعلان کیا کہ یہ سب اجرام فلکی اپنے مدار میں تیرتے ہیں کیا وہ لوگ کچھ شرم محسوس کریں گے جو یہ الزام رکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے یہ مضامین (قرآن) کہیں سے نقل کر لئے ہیں؟

وَإِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا إِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ إِلَّا هُزُوًا ۭ أَهٰذَا

اور جب کافر آپ کو دیکھتے ہیں تو بس مذاق ہی اڑاتے ہیں (کہتے ہیں) "کیا یہی وہ

الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿36﴾

شخص ہے جو تمہارے معبودوں کا ذکر کیا کرتا ہے[1]؟ جبکہ وہ خود رحمان کے ذکر کے منکر ہیں[2] O

خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۭ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿37﴾

انسان جلد باز مخلوق ہے[3]۔ عنقریب تمہیں اپنی نشانیاں دکھلاؤں گا لہٰذا جلدی کا مطالبہ نہ کرو O

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿38﴾ لَوْ يَعْلَمُ

نیز وہ (مسلمانوں سے) کہتے ہیں: اگر تم سچے ہو تو وعدہ (عذاب) کب پورا ہو گا[4]" O کاش یہ کافر لوگ اس

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا

وقت کا علم رکھتے جب وہ آگ سے نہ تو اپنے چہروں کو بچا سکیں گے اور نہ

عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿39﴾ بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً

اپنی پشتوں کو اور نہ ہی انہیں کہیں سے مدد مل سکے گی O بلکہ وہ عذاب یکدم ان پر آ پہنچے گا جو

فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿40﴾

ان کے اوسان خطا کر دے گا پھر نہ تو یہ اسے رفع کر سکیں گے اور نہ ہی انہیں کچھ مہلت ملے گی O

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا

(اے نبی!) آپ سے پہلے بھی رسولوں کا مذاق اڑایا جا چکا ہے[5] پھر ان کا مذاق اڑانے والے اسی چیز میں خود گھر

مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿41﴾ ع قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ

گئے جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے O آپ ان سے پوچھیے: کون ہے جو رات اور دن میں رحمٰن (کے عذاب) سے

وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ۭ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿42﴾

تمہاری حفاظت کرتا ہے؟ بلکہ یہ لوگ تو اپنے رب کے ذکر تک سے منہ موڑے ہوئے ہیں O

اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ۭ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ

کیا ان کے کچھ ایسے الٰہ ہیں جو ہمارے مقابلہ میں ان کو بچا سکیں[6]؟ وہ تو خود اپنی بھی مدد نہیں

اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ﴿43﴾ بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَاۗءِ وَ

کر سکتے اور نہ وہ ہم سے بچ سکیں گے O بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ہم نے انہیں اور ان کے آباء و

اٰبَاۗءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۭ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي

اجداد کو طویل مدت تک متاع حیات سے فائدہ پہنچایا[7] کیا یہ دیکھتے نہیں کہ ہم (ان کی) زمین کو مختلف سمتوں

الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۭ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿44﴾ قُلْ اِنَّمَآ

سے گھٹاتے چلے آ رہے ہیں پھر کیا یہی غالب رہیں گے[8]؟ O آپ ان سے کہیے کہ "میں تو وحی کے ذریعہ ہی

اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ڮ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاۗءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ﴿45﴾

تمہیں ڈراتا ہوں مگر جنہیں ڈرایا جائے وہ ہی بہرے ہوں تو وہ پکار کو نہیں[9] سن سکتے O

1- آپ کو الزام دیتے ہیں کہ ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے حالانکہ آپ تو صرف یہ کہتے تھے کہ یہ نہ تمہیں نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان۔

2- مشرکین مکہ الٰہ یا اللہ سے تو واقف تھے مگر لفظ رحمٰن سے انہیں چڑ تھی۔

3- جیسے کفار کہتے۔

﴿وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ﴾

"اور کہتے ہیں ہمارے رب ہمیں چارج شیٹ جلدی کر کے یوم حساب سے پہلے ہی دیدے۔"

(ص 16:38)

اور ایک دوسرے مقام پہ فرمایا۔

"اور وہ پوچھتے ہیں اگر تم سچے ہو تو آخر وہ دھمکی کب پوری ہوگی؟ (اے محمد ﷺ) آپ کہہ دیں مجھے تو اپنے بھی نفع و نقصان کا اختیار نہیں مگر جو اللہ چاہے۔ ہر امت کیلئے ایک مدت مہلت ہے جب ان کی مدت پوری ہو جاتی ہے تو پھر ایک گھڑی کی تقدیم و تاخیر نہیں ہو سکتی۔"

(یونس 10:47-49)

4- اس سے مراد عذاب ہو سکتا ہے یا دلائل و براھین۔

5- جیسے حضرت نوح کی قوم انہیں مذاق کرتی۔

فرمان الٰہی ہے۔

"جب بھی ان (یعنی حضرت نوح) پہ ان کی قوم کے کسی چوہدری کا گزر ہوتا تو وہ ان کا مذاق اڑاتا۔"

(ھود 11:38)

اور پھر جب عذاب الٰہی آگیا تو ان کے سارے مذاق ختم ہو گئے۔

6- انکے اعمال تو ایسے ہیں کہ انہیں فوراً ہی عذاب آلے۔ اب اگر انہیں عذاب آپہنچے تو پھر کوئی ذات ایسی ہے جو اللہ کے مقابلے میں انہیں عذاب سے بچا لے؟

7- اصل بات تو یہ ہے کہ طویل مدت تک انہوں نے اللہ کی نعمتوں کا ہی مزہ چکھا ہے۔ کعبہ کی تولیت کی وجہ سے انہیں امن نصیب ہے۔ تجارتی قافلے بلا روک ٹوک گزرتے ہیں تو اچھی دولت کما لیتے ہیں۔

8- دن بدن کفر کے خلاف گھیرا تنگ ہو رہا ہے۔ اسلام پھیل رہا ہے۔ ابھی بھی یہ اس واہمہ میں ہیں کہ وہ غالب آجائیں گے؟

9- نہ یہ دلائل و براہین پہ کان دھرتے ہیں نہ انہیں وقت کی پکار سنائی دے رہی ہے۔

وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَآ

اور اگر انہیں تیرے رب کے عذاب کی ایک لپٹ بھی چھو جائے تو فوراً بول اٹھیں افسوس! یقیناً

اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝٤٦ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ

ہم ہی ظالم تھے○ اور ہم یوم قیامت انصاف کا میزان[1] رکھیں گے

فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ۭ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ

لہٰذا کسی کی کچھ بھی حق تلفی نہ ہو گی اور اگر کسی کا رائی کے دانہ برابر بھی

خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۭ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ۝٤٧ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا

عمل ہو گا تو وہ بھی سامنے لائیں گے اور حساب کرنے کو ہم کافی ہیں○ اور بلاشبہ ہم نے موسیٰ اور ہارون کو

مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاۗءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝٤٨

جو کتاب (تورات) دی تھی وہ (حق و باطل میں) فرق کرنے والی تھی اور متقین کے لئے روشنی

الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ

اور نصیحت تھی[2]○ جو اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں اور وہ قیامت سے ڈرتے

مُشْفِقُوْنَ ۝٤٩ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ۭ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ

رہتے ہیں○ اور یہ (قرآن) بھی ایسی ہی بابرکت نصیحت ہے[3] جسے ہم نے اتارا ہے پھر کیا تم اس کے

مُنْكِرُوْنَ ۝٥٠ ع وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَ

منکر ہو؟[4]○ اور اس سے قبل ہم نے ابراہیم کو ہوشمندی[5] بخشی تھی اور ہم اس (کے حال) سے خوب

كُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ۝٥١ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ

واقف تھے○ جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تھا کہ: یہ مورتیاں کیا ہیں

الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ۝٥٢ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَاۗءَنَا لَهَا

جن کے آگے تم عبادت کے لئے بیٹھے رہتے ہو؟○ وہ کہنے لگے[6]: "ہم نے اپنے آباء و اجداد کو ان کی عبادت

عٰبِدِيْنَ ۝٥٣ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَاۗؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ

کرتے ہی پایا ہے"[7]○ (حضرت) ابراہیم نے کہا: پھر تو تم بھی اور تمہارے آباء و اجداد بھی کھلی گمراہی میں

مُّبِيْنٍ ۝٥٤ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ۝٥٥

پڑے ہوئے ہو"[8]○ وہ کہنے لگے: "کیا تو ہمارے پاس کوئی سچی بات لایا ہے یا ویسے ہی دل لگی کر رہا ہے؟"○

قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ

اس نے جواب دیا: سچی بات یہی ہے کہ تمہارا رب وہی ہے جو ارض و سماوات

فَطَرَهُنَّ ڮ وَاَنَا عَلٰي ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝٥٦ وَ

کا مالک ہے جس نے انہیں پیدا کیا اور میں اس بات پر گواہی دیتا ہوں○ اور

تَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝٥٧

اللہ کی قسم! میں تمہارے جانے کے بعد تمہارے اصنام سے ضرور دو دو ہاتھ[9] کروں گا

1-موازین جمع میزان۔ یعنی قسط یا عدل کے ساتھ اعمال تولے جائیں گے اور کسی کے ساتھ ظلم نہ ہو گا۔ تاہم یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو اسکے حق سے زیادہ عطا فرمادے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے احسان ہو گا۔ انسان کے اعمال تو غیر مادی ہیں مگر معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کو اللہ تعالیٰ انہیں مادی جسم عطا فرمائیں گے تاکہ میزان کا عمل مکمل ہو اور اس جسم کا وزن اعمال کے حسن و خوبی کے مطابق ہو گا۔

2-حق اور باطل کو واضح کرنے کے ساتھ ہی ساتھ اللہ سے ڈرنے والوں کیلئے ذکر یعنی نصیحت تھی۔ گزشتہ اقوام کے قصے اور انجام بھی اس میں تھے۔

3-جیسا کہ قرآن کے بارے میں بھی فرمایا کہ۔

"یہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں اور یہ متقین کیلئے ہدایت ہے۔"

(البقرہ 2:2)

4-اس قرآن میں گزشتہ ساری کتابوں کی خوبیاں ہیں۔ یہ فرقان بھی ہے' ضیاء بھی ہے' نور بھی ہے' ذکر اور تذکرہ بھی ہے۔ اگر تم اسکا انکار کرو تو تمہاری بدقسمتی میں کیا شبہ ہے؟

5-رشد۔ ایسی سمجھ بوجھ جس سے انسان اپنا نفع نقصان سمجھنے کے قابل ہو۔ یہاں "من قبل" سے مراد حضرت موسیٰ سے پہلے ہے۔ نبوت سے پہلے بھی مراد ہو سکتا ہے۔

6-جو نہ بولتی ہیں۔ نہ سنتی ہیں نہ فریاد رسی کرتی ہیں۔

7-اگر کوئی فائدہ وہ جانتے ہوتے تو بتلا دیتے۔ معلوم ہوا کہ شرک اور کفر ایسی مت ماردیتا ہے کہ انسان جانتے بوجھتے بے کار کام کئے چلا جاتا ہے۔

8-گویا اپنی گمراہی میں اس قدر پختہ تھے کہ یہ تصور بھی ان کیلئے مشکل تھا کہ ان بتوں کے خلاف سوچا جاسکتا ہے۔

9-زبانی دلائل سے جب حضرت ابراہیم کو کام بنتا نظر نہ آیا تو انہیں سمجھانے کیلئے عملی طریقہ اختیار کرنے کا سوچا۔ یہ موقع آپ کو قومی میلہ کے دوران مل سکتا تھا جبکہ سب لوگ جشن منانے چلے جاتے اور اپنے خداؤں کو "بے یار و مددگار" چھوڑ جاتے۔

تماثیل جمع تمثال۔ (Statue-Sculpture) مورتی' مٹی' پتھر' شیشہ وغیرہ سے بنائی گئی۔ آج کل کئی مسلمان تماثیل گھر میں شوق سے رکھتے ہیں۔ انہیں اللہ سے ڈرنا چاہئے۔

فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۸﴾

چنانچہ بڑے صنم کو چھوڑ کر باقی سب اصنام کو ابراہیم نے ٹکڑے ٹکڑے کردیا تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں[1]○

قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۹﴾ قَالُوْا

وہ کہنے لگے: "ہمارے معبودوں کا یہ حال کس نے کردیا؟ بلاشبہ وہ بڑا ظالم ہے"○ (بعض) لوگ کہنے لگے:

سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا

"ہم نے ایک نوجوان کو ان بتوں کا ذکر کرتے سنا تھا جس کا نام ابراہیم ہے"○ وہ کہنے لگے: "پھر اسے لوگوں

فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالُوْٓا

کی آنکھوں کے سامنے لاؤ تاکہ وہ دیکھ لیں (کہ ہم کیا کرتے ہیں)[2]○ (ابراہیم آئے) انہوں نے پوچھا:

ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿۶۲﴾ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ

"ابراہیم! ہمارے معبودوں سے یہ (سلوک) تم نے کیا ہے؟"○ ابراہیم نے جواب دیا: نہیں بلکہ انکے بڑے

كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ﴿۶۳﴾ فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى

(صنم) نے کیا ہو گا لہٰذا انہیں سے پوچھ لو اگر بولتے ہوں؟[3]"○ پھر انہوں نے اپنے دل میں

اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى

سوچا تو کہنے لگے: "ظالم تو تم خود ہو○ پھر لاجواب ہو کر شرم کے مارے سرنگوں ہو گئے

رُءُوْسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ

اور کہنے لگے یہ تو تمہیں معلوم ہی ہے کہ یہ (صنم) بولتے نہیں○ (اس پر) ابراہیم نے کہا: پھر کیا تم ایسی

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ﴿۶۶﴾ اُفٍّ

چیزوں کی عبادت کرتے ہو جو نہ تمہیں کچھ فائدہ دے سکیں اور نہ نقصان پہنچا سکیں؟○ تف ہے

لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾

تم پر اور ان پر بھی جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو کیا تم ذرا بھی نہیں سوچتے؟"○

قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۶۸﴾

وہ بولے: "اگر تمہیں کچھ کرنا ہے تو ابراہیم کو جلا ڈالو اور (اس طرح) اپنے معبودوں کی امداد کرو"○

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۶۹﴾ وَاَرَادُوْا

ہم نے آگ کو حکم دیا: "اے آگ! تو ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جا"○ وہ تو چاہتے تھے کہ

بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ﴿۷۰﴾ وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا

ابراہیم کو تکلیف پہنچائیں مگر ہم نے انہیں ہی نقصان میں ڈال دیا○ اور ہم ابراہیم اور لوط کو ان سے بچا کر اس

اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ

سرزمین (شام) کی طرف لے گئے جس میں ہم نے اہل عالم کے لئے برکتیں رکھی ہیں○ پھر ہم نے ابراہیم کو

اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ﴿۷۲﴾

اسحاق عطا کیا اور یعقوب اس پر مزید۔ ان میں سے ہر ایک کو ہم نے صالح بنایا تھا○

1- قرآنی الفاظ میں "الیہ" کی ضمیر خود حضرت ابراہیم کی طرف لوٹنے کا بھی احتمال ہے۔

2- حضرت ابراہیم کو عام لوگوں کے سامنے پیش کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ بزعم خود وہ یہ سمجھتے ہوں گے کہ ایسی سزا دیکھ کر لوگ عبرت پکڑیں گے یا یہ کہ اپنے معبودوں کا یہ حشر دیکھ کر انہیں جو صدمہ پہنچا ہے اس جانب سے انکا دل ٹھنڈا ہو گا۔

3- اللہ ہمارے بھائی کی لغزش سے درگزر کرے۔ جدید دور کے ایک مفسر نے حضرت ابراہیم سے متعلق اس حدیث میں طعن کیا ہے جس میں آپکا زندگی میں تین مرتبہ جھوٹ بولنے کا ذکر ہے۔

یہاں سمجھنے والی بات یہ ہے کہ ہر جھوٹ گناہ نہیں ہوتا اور ہر ظاہری طور پہ نظر آنے والا جھوٹ جھوٹ نہیں ہوتا۔ فرمان الٰہی ہے۔

﴿اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ﴾

"مگر اس پہ (کچھ گناہ نہیں) جو مجبور کردیا گیا جبکہ اسکا دل ایمان پہ مطمئن رہا"

(النمل 106:16)

حضرت ام کلثوم کہتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ کہتے سنا کہ

"وہ جھوٹا نہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کرادیتا ہے۔ بھلائی پھیلاتا ہے یا بھلائی کہتا ہے۔"

(بخاری)

حدیث میں حضرت ابراہیم کے متعلق جس تین جھوٹوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ ظاہری طور پہ جھوٹ ہی ہیں جیسے کوئی والد اپنے بچوں سے پوچھتا ہے کہ گلاس کس نے توڑا ہے؟ کوئی بچہ جواب نہیں دیتا تو والد کہتا ہے کہ غالباً یہ فرشتوں نے توڑا ہے۔ ظاہری شکل وصورت میں یہ جھوٹ ہے مگر حقیقت میں جھوٹ نہیں ہے کیونکہ سننے والے بھی یہ یقین نہیں کرتے کہ فرشتوں نے توڑا ہے۔ کہنے والے کے دل میں بھی یقین ہے کہ بچوں نے ہی توڑا ہے مگر وہ انہیں احساس دلانے کیلئے کہتا ہے کہ آخر تم ہی سے کسی نے توڑا ہے جواب تو دو۔ چنانچہ یہ صورت حضرت ابراہیم کے اس قول کی ہے۔ ظاہری شکل میں یہ جھوٹ ہے مگر حقیقت میں انہیں توحید سمجھانے کا اسلوب ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جس صحیح حدیث کا انکار ہمارے اس بھائی نے کیا ہے حقیقت میں یہ حدیث حضرت ابراہیم کی عظمت کی دلیل ہے اسکا مفہوم یہ ہے۔

حضرت ابراہیم نے اپنی زندگی میں ان تین کے علاوہ کبھی کوئی جھوٹ نہیں بولا۔ اور ان تین جھوٹوں کی حقیقت بھی بس اتنی ہی ہے اور یہ بھی صرف حق کی حمایت میں بولے گئے ہیں۔ اب اگر فی الواقع ہم انہیں جھوٹ مان لیں تو حضرت ابراہیم کی 175 سالہ زندگی میں صرف یہی تین جھوٹ ہیں ذرا ہر شخص اپنی زندگی میں بھی نگاہ کرلے کہ کتنے جھوٹ بولے ہیں تو حقیقت نکھر کر سامنے آجاتی ہے۔

ہمیں تشویش لاحق ہے کہ اگر کوئی صحیح حدیث عقل میں نہیں سمائی تو اس سے خاموشی ہی اختیار کرلی جاتی۔ بائبل کی روایات یا عقل کو بنیاد بنا کر اگر ایک بھی صحیح حدیث کو رد کردیا گیا تو دوسرے لوگوں کو کیسے روکا جاسکے گا جنکی عقل میں دوسری حدیثیں نہیں سماتیں۔

وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِمْ فِعْلَ

نیز ہم نے انہیں امام بنا دیا جو ہمارے حکم سے لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے اور ہم نے ان کی طرف

الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۤءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴿٧٣﴾

نیک اعمال کرنے صلوٰۃ قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی وحی کی اور وہ سب ہمارے عبادت گزار تھے○

وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ

اور لوطؑ کو ہم نے حکمت اور علم عطا کیا اور اس بستی سے نجات دی جس کے

كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓىِٕثَ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ﴿٧٤﴾

رہنے والے گندے کام کرتے تھے 1 بلاشبہ وہ بہت برے اور نافرمان لوگ تھے○ اور لوط

وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٧٥﴾ وَنُوْحًا

کو ہم نے اپنی رحمت میں داخل کر لیا کیونکہ وہ بڑے صالح بندے تھے○ اور نوح کو بھی جبکہ

اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ

ان سب سے پہلے انہوں نے (ہمیں) پکارا تو ہم نے ان کی دعا قبول کی اور انہیں اور ان کے گھر والوں کو شدید

الْعَظِيْمِ ﴿٧٦﴾ وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ

بے چینی سے نجات دی○ اور ان لوگوں کے خلاف ان کی مدد کی جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا 2

اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٧٧﴾ وَدَاوٗدَ

وہ لوگ بھی بہت برے تھے لہٰذا ہم نے ان سب کو غرق کر دیا○ اور داؤد اور

وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِى الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ

سلیمان کو بھی (یہی نعمت دی تھی) جب وہ ایک کھیتی کے بارے میں فیصلہ کر رہے تھے جسے کچھ لوگوں کی بکریاں

الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ﴿٧٨﴾ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ

اجاڑ گئی تھیں 3 اور جب وہ فیصلہ کر رہے تھے تو ہم دیکھ رہے تھے○ اس وقت ہم نے سلیمان کو صحیح

وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۙ وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ

فیصلہ سمجھا دیا جبکہ ہم نے قوت فیصلہ اور علم سب کو عطا کیا تھا اور داؤد کے ساتھ ہم نے پہاڑوں اور

يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ؕ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿٧٩﴾ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ

پرندوں کو مسخر کر دیا تھا کہ وہ ان کے ہمراہ تسبیح کیا کریں 4 اور یہ تسخیر ہم ہی کرنے والے تھے○ اور ہم نے داؤد کو

لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ

تمہارے (فائدہ کے) لئے زرہ بنانے کی صنعت سکھلا دی تھی 5 تاکہ تمہیں لڑائی کی زد سے بچائے پھر کیا تم

شٰكِرُوْنَ ﴿٨٠﴾ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖۤ

شکرگزار بنتے ہو؟○ نیز ہم نے سلیمان کے لئے تند و تیز ہوا کو مسخر کر دیا تھا جو اس کے حکم سے اس سرزمین کی

اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ﴿٨١﴾

طرف چلتی تھی جس میں ہم نے برکت رکھی ہے 6 اور ہم ہر چیز کو خوب جانتے ہیں○

1-حضرت لوط کی قوم میں ہم جنس پرستی کا مرض تھا۔ انکے علاوہ راستوں میں بیٹھ کر آوازے کستے اور آنے جانیوالوں پہ پتھر پھینکتے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (الاعراف 7:84-80)

2-انکے کرب کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ساڑھے نو سو سال قوم کو توحید کی دعوت دی۔ چند لوگوں کے سوا کسی نے مان کر نہ دیا بلکہ الٹا آپ کو تمسخر کا نشانہ بنالیا گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انکی قوم کو طوفان نوح میں ڈبو کر حضرت نوح اور انکے ساتھیوں کو بچالیا۔

3- نفش۔ رات کو بکریوں کا بغیر چرواہے کے منتشر ہونا۔

حضرت داؤد اللہ کے نبی بھی تھے اور حکمران بھی تھے۔ آپ کی عدالت میں ایک کسان نے دعویٰ دائر کر دیا کہ رات کے وقت کسی شخص کی بکریاں اسکا کھیت خراب کر گئی ہیں۔ حضرت داؤد نے فیصلہ کیا کہ یہ بکریاں کسان کو دے دی جائیں۔ حضرت داؤد کے بیٹے حضرت سلیمان بھی یہ فیصلہ سن رہے تھے۔ آپ نے اس سے اختلاف کیا اور کہا کہ فیصلہ یوں ہونا چاہئے کہ بکریاں کھیت کے مالک کو بطور رہن دے دی جائیں وہ انکی دیکھ بھال کرلے اور فائدہ اٹھائے جبکہ بکریوں کا مالک کھیت کی اصلاح کرے۔ جب کھیت اپنی اصل حالت میں آجائے تو بکریوں والا اپنی بکریاں لے لے۔

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ کہتے ہیں کہ۔

"اللہ تعالیٰ نے داؤد وسلیمان دونوں کو قوت فیصلہ اور علم دیا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان کی تو تعریف کی مگر حضرت داؤد پہ ملامت نہ کی۔ اگرچہ وہ فیصلہ (درست نہ تھا) اور قرآن میں اللہ تعالیٰ ان دونوں نبیوں کا ذکر نہ کرتا تو میں سمجھتا ہوں کہ قاضی لوگ تباہ ہو جاتے۔"

(بخاری)

4-اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد کو اتنی سریلی آواز دی تھی کہ جب اللہ کی حمد کے نغمے گاتے تو ساری فضاء مسحور ہو جاتی۔ اردگرد پرندے جمع ہو جاتے اور وہ بھی آپ کے ہمنوا ہو جاتے اور پہاڑوں سے گونج پیدا ہوتی۔

5-قرآنی اشارات اور تاریخی شواہد سے معلوم ہوتا ہے لوہے کی تیاری (Iron Smelting) حضرت داؤد کے زمانے میں بہت محدود تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد کو یہ قدرت بخشی کہ انہوں نے اس علم کی توسیع کی اور اس سے جنگی سازوسامان بنانے کیلئے استعمال کیا۔

6-حضرت ابن عباس ؓ سے یہ روایت منقول ہے کہ آپ نے ایک تخت تیار کیا ہوا تھا جس پہ بیٹھ کر ہوا کو حکم دیتے تو وہ آپ کو آپ کی منزل مقصود لے چلتی۔

شائد اسکا مفہوم یہ ہو کہ آپ کے بحری بیڑے باد موافق کی وجہ سے بہت تیزی سے چلتے اور مہینوں کی مسافت دنوں میں طے ہو جاتی۔ واللہ اعلم

بابرکت زمین سے مراد علاقہ شام ہے۔

وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا

اور شیطانوں کو بھی جو اس کے لئے غوطہ لگاتے اور اس کے علاوہ اور بھی کئی کام

دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۲﴾ وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى

کرتے تھے[1] اور ہم ہی ان سب کے محافظ تھے○ اور یہی نعمت ایوب کو بھی دی تھی جب انہوں نے اپنے رب

رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۸۳﴾

کو پکارا کہ: "مجھے[2] بیماری لگ گئی ہے اور تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے"○

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَ

چنانچہ ہم نے ان کی دعا قبول کی اور جو بیماری تھی اسے دور کر دیا اور انہیں ہم نے اس کے اہل و عیال

مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۴﴾

ہی نہ دیئے بلکہ ان کے ساتھ اتنے ہی اور دیئے اور یہ ہماری طرف سے رحمت تھی اور یہ عبادت گزاروں کے

وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۸۵﴾

لئے سبق ہے○ اور اسمٰعیل، ادریس اور ذوالکفل[3] کو بھی یہی نعمت دی تھی اور یہ سب بڑے صابر تھے○

وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَ

اور ان سب کو ہم نے اپنی رحمت میں داخل کیا بلاشبہ یہ صالح بندے تھے○ اور مچھلی والے[4] (یونس) کو بھی

ذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ

جب وہ غصہ سے بھرے ہوئے (بستی چھوڑ کر) چلے گئے انہیں خیال تھا کہ ہم ان پر گرفت نہ کر سکیں گے

فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ

پھر انہوں نے اندھیروں میں پکارا کہ: "تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں تو پاک ہے

اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ

میں ہی قصوروار تھا"○ تب ہم نے ان کی دعا کو قبول کیا اور انہیں اس غم سے

مِنَ الْغَمِّ ۭ وَكَذٰلِكَ نُـْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾ وَزَكَرِيَّآ

نجات دی اور ہم اسی طرح ایمان رکھنے والوں کو نجات دیا کرتے ہیں○ اور زکریا کو بھی،

اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ

جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا: "اے میرے رب! مجھے تنہا نہ چھوڑنا اور بہترین وارث تو

الْوٰرِثِيْنَ ﴿۸۹﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۡ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا

تو ہی ہے"[5]○ سو ان کی بھی ہم نے دعا قبول کی اور انہیں یحیٰی عطا کیا اور ان کی بیوی کو اولاد

لَهٗ زَوْجَهٗ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَ

کے قابل بنا دیا یہ سب لوگ بھلائی کے کاموں کی طرف لپکتے تھے اور

يَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ۭ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿۹۰﴾

ہمیں[6] شوق اور خوف سے پکارتے تھے اور یہ سب ہمارے آگے جھک جانے والے تھے○

1-اللہ تعالیٰ نے سرکش جن آپکے ماتحت کر رکھے تھے۔ آپ ان جنوں سے مختلف قسم کے کام لیتے جیسے عمارت کی تعمیر اور سمندر سے موتی جواہر وغیرہ نکالنا۔ بعض جدید مفسرین ہر معجزہ کی تاویل ایسے کرتے ہیں کہ وہ طبیعی قوانین کا پابند نظر آئے۔ چاہے اسلوب اور سیاق و سباق ہر چیز کو تاویل کی خراد پہ چڑھانا پڑے۔ اس آیت میں بھی ان لوگوں نے شیاطین سے مراد دیہاتی مزدور وغیرہ لئے ہیں۔ دیکھیں (سبا 34:12-14) ۔ یہ لوگ اللہ کی قدرت میں شک کرتے ہیں کہ طبعی قوانین کے تحت تو اللہ تعالیٰ سب کچھ کرسکتے ہیں مگر اس کے علاوہ نہیں۔

2-صبر ایوب ضرب المثل ہے۔ آپ اپنی زندگی کے ابتدائی ایام میں خوشحال تھے۔ اللہ کی تمام نعمتیں میسر تھیں۔ مال و دولت، بیویاں، اولاد، صحت اور تندرستی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپکو آزمایا۔ صحت خراب ہوگئی اور جلدی بیماری نے حملہ کیا۔ مال و دولت ختم ہوگیا۔ اہل و عیال نے ساتھ چھوڑ دیا صرف ایک بیوی ساتھ رہ گئی۔ آپ پہ ابتلاء کا عرصہ 13 سال پہ محیط ہے۔ اس عرصہ میں انتہائی صبر کے ساتھ اللہ سے دعا کرتے رہے۔ آپکی جو دعا قرآن میں مذکور ہوئی ہے اس میں کسی قسم کا شکوہ نہیں، مطالبہ نہیں۔ بس یوں معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی انتہائی صابر و شاکر اور خوددار آدمی اپنے مالک کو کچھ یاد کرا رہا ہو۔ آخر رحمت الٰہی جوش میں آئی۔ صحت و تندرستی بھی ملی اور دیگر نعمتیں بھی پہلے سے دگنی ملیں۔

3-ذالکفل۔ صاحب نصیب۔ یہ نام نہیں بلکہ لقب ہے۔ قرآن و سنت میں ان کی تفصیل نہیں ملتی۔

4-نون۔ دہیل مچھلی۔ حوت۔ مچھلی۔ حضرت یونس کو ذوالنون بھی کہا گیا ہے اور صاحب الحوت بھی کہا گیا ہے۔

آپ نے اپنی قوم کو اللہ کی عبادت کی دعوت دی مگر خاطر خواہ اثر نہ ہوا۔ وہ اپنی قوم سے ناراض ہو کر چل دیئے اور اللہ کی جانب سے ہجرت کا حکم کا انتظار نہ کیا۔ جب آپ کشتی میں سوار ہوئے تو کشتی ہچکولے کھانے لگی۔ کشتی والوں نے قرعہ کے ذریعے آپ کو سمندر میں ڈالنے کا فیصلہ کیا۔ سمندر میں ایک دہیل نے آپکو نگل لیا۔ جہاں آپ اللہ کی حمد و تسبیح کرتے رہے تو اللہ کے حکم سے مچھلی نے آپ کو ساحل پہ اگل دیا۔

5-حضرت زکریا نے بڑھاپے کی عمر میں یہ دعا مانگی جبکہ آپ کی بیوی بانجھ تھیں۔ دیکھیں (آل عمران 3-38)

6-صوفیاء کا ایک طبقہ یہ کہتا ہے کہ اللہ کی عبادت جنت کے "لالچ" یا جہنم کے خوف سے کریں تو اس سے حب الٰہی کے تقاضے پورے نہیں ہوتے۔ ایک مشہور شاعر کہتا ہے۔

سوداگری نہیں یہ عبادت خدا کی ہے
او بے خبرا جزا کی تمنا بھی چھوڑ دے

گویا یہ لوگ اللہ کی جنت اور جہنم سے مستغنی ہونے کا سبق دیتے ہیں حالانکہ انبیاء اللہ تعالیٰ کو خوف اور توقع سے پکارا کرتے تھے۔ اس طرح کے خیالات صریح گمراہی ہے۔

وَالَّتِیْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِیْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَ

اور اس عورت کو بھی جس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی تھی پھر ہم نے اپنی روح سے[1] ان کے اندر پھونکا اور

جَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰیَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۱﴾ اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ

انہیں اور ان کے بیٹے کو تمام اہل عالم کے لئے ایک نشانی بنادیا○ یہ (انبیاء کی جماعت) ہی تمہاری امت ہے جو

اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۹۲﴾ وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ

ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا رب ہوں لہٰذا میری ہی عبادت کرو[2]○ اور لوگوں نے اپنے (دین کے) معاملہ کو

بَیْنَهُمْ ۭ كُلٌّ اِلَیْنَا رٰجِعُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ

آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا ہر ایک کو ہماری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے○ پھر جو شخص نیک عمل کرے اور

وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْیِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ﴿۹۴﴾ وَ

وہ مومن ہو تو اس کی کوشش کی ناقدری نہیں ہوگی اور ہم اس (کے ہر عمل) کو لکھتے جا رہے ہیں○ اور

حَرٰمٌ عَلٰی قَرْیَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ﴿۹۵﴾ حَتّٰٓی اِذَا

جس بستی کو ہم نے ہلاک کر دیا اس کے لئے ممکن نہیں کہ وہ (ہمارے پاس) لوٹ کر نہ آئیں[3]○ حتیٰ کہ

فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾

جب یاجوج اور ماجوج کھول دیئے جائیں گے[4] اور وہ ہر بلندی سے نیچے کو دوڑتے آئیں گے○

وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِیَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِیْنَ

اور برحق وعدہ (قیامت) نزدیک آ جائے گا[5] تو اس وقت کافروں کی آنکھیں یکایک

كَفَرُوْا ۭ یٰوَیْلَنَا قَدْ كُنَّا فِیْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ

پتھرا جائیں گی (وہ کہیں گے) افسوس! ہم تو اس (سچے وعدہ) سے غفلت میں ہی پڑے رہے بلکہ

كُنَّا ظٰلِمِیْنَ ﴿۹۷﴾ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

ہم خطاکار تھے○ (اللہ تعالیٰ فرمائے گا) تم بھی اور جنکی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے رہے سب

حَصَبُ جَهَنَّمَ ۭ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴿۹۸﴾ لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَاۗءِ

جہنم کا ایندھن[6] ہیں وہیں تم کو جانا ہے○ اگر یہ (معبود) واقعی

اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ۭ وَكُلٌّ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۹۹﴾ لَهُمْ فِیْهَا

الٰہ ہوتے تو کبھی جہنم میں نہ جاتے ان سب کو ہمیشہ جہنم میں رہنا ہو گا○ وہ وہاں اس طرح

زَفِیْرٌ وَّهُمْ فِیْهَا لَا یَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ

پھنکاریں گے کہ اس میں اور کوئی آواز نہ سن سکیں گے○ بلاشبہ جن لوگوں کے لئے ہماری طرف سے

لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓی ۙ اُولٰۗىِٕكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ لَا یَسْمَعُوْنَ

پہلے ہی بھلائی مقدر ہو چکی ہے وہ جہنم سے دور رکھے جائیں گے○ وہ اس کی

حَسِیْسَهَا ۚ وَهُمْ فِیْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۲﴾

آہٹ تک نہ سنیں گے اور وہ اپنی دل پسند نعمتوں میں ہمیشہ رہیں گے○

1-حضرت آدم کی پیدائش کے بعد اللہ تعالیٰ نے انکے جسم میں روح پھونکی اور انہیں زندگی عطا ہوئی۔ فرمان الٰہی ہے۔

''جب میں اسے درست کرچکوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو اسے سجدہ کیلئے گر پڑو۔'' (ص 72:38)

چنانچہ اسی طرح حضرت عیسیٰ کی پیدائش بھی اللہ کے کلمہ کن سے اور روح پھونکنے سے ہوئی۔ یاد رہے کہ اللہ کی روح پھونکنے سے یہ مطلب نہیں لیا جاسکتا کہ اس میں اللہ کی صفات منتقل ہوگئی ہیں کیونکہ یہ نسبت اضافی ہے جیسے بیت اللہ یا ناقۃ اللہ یا ارض اللہ وغیرہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کی اپنی شرمگاہ کی حفاظت کا ذکر سورۃ مریم میں بھی کیا ہے۔ اسکے باوجود یہودیوں نے حضرت مریم پہ زنا کی تہمت لگادی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ دونوں کو اپنی نشانی قرار دیا ہے اگر حضرت عیسیٰ کی پیدائش بھی عام انسانوں کی طرح ماں اور باپ کے ملاپ سے ہوتی تو وہ نشانی کیسے بن سکتے تھے؟ افسوس یہ ہے کہ مسلمانوں میں بھی ایک گروہ منکرین معجزات کا پیدا ہوچکا ہے جو دیگر تمام معجزات کی طرح اس معجزے کا انکار کرتا ہے اور تاویلات کا سہارا لیتا ہے۔

2-انبیاء کی دعوت کے اصول ایک ہی رہے ہیں جن میں سرفہرست یہی ہے کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کی جائے۔ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا چاہئے۔ آخرت کی جزا و سزا قیامت پہ ایمان لایا جائے وغیرہ۔

3-یا ایسی بستیوں کو پھر توبہ کا موقع نہیں ملتا۔

4-سد ذوالقرنین کا زمین بوس ہونا اور یاجوج وماجوج کی یورش قیامت کی ان دس علامات میں سے ہے جن کے وقوع ہونے سے پہلے قیامت برپا نہ ہوگی۔ سد ذوالقرنین کی تفصیل کیلئے دیکھیں (الکہف 98:18) سیاق کے لحاظ سے مطلب یہ ہوگا کہ ایسی بستیوں کو قیامت کو عذاب سے ضرور دوچار ہونا پڑے گا۔

حضرت حذیفہ بن اسید غفاری کہتے ہیں کہ

ایک دفعہ ہم آپس میں قیامت کے متعلق باتیں کررہے تھے کہ آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا قیامت اسوقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم یہ دس نشانیاں نہ دیکھ لوگے پھر آپ ﷺ نے بالترتیب ان کا ذکر فرمایا۔

۱۔ دھواں ۲۔ دجال کا خروج ۳۔ دابۃ الارض کا ظاہر ہونا ۴۔ شمس کا مغرب سے طلوع ہونا۔ ۵۔ حضرت عیسیٰ کا نزول ۶۔ یاجوج وماجوج کی یورش ۷۔ تین مقامات پر زمین کا دھنس جانا۔ مشرق، مغرب اور جزیرۃ العرب میں۔ ان نو نشانیوں کے بعد ایک آگ پیدا ہوگی جو لوگوں کو یمن سے نکالے گی اور انکے اجتماع کے مقام شام لے جائیگی۔ (مسلم)

5-یاجوج وماجوج کی یورش کے بعد جلد ہی قیامت برپا ہوجائے گی۔

6-گویا اسطرح سے مجرمین کو مزید رسواء کیا جائے گا۔ تمہارے معبود تو خود یہاں جل رہے ہیں تمہاری مدد کو کیسے پہنچیں گے۔ یاد رہے اس آیت میں ''ما'' لایا گیا ہے جو کہ غیر عاقل کیلئے آتا ہے۔ گویا پتھر، شمس، سیارے وغیرہ مراد ہیں جنکی عبادت کی جاتی تھی۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو کچھ لوگوں کو اشکال ہوا کہ عبادت فرشتوں اور بعض انبیاء اور صالحین کی بھی کی جاتی ہے تو وہ کس قصور میں جہنم میں جائیں گے تو اللہ تعالیٰ نے اگلی آیات نازل فرمائیں۔

لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ هٰذَا يَوْمُكُمُ

یہ انتہائی گھبراہٹ کا وقت انہیں غمگین نہیں کرے گا[1] اور فرشتے آگے بڑھ کر ان سے ملیں گے (اور کہیں گے)

الَّذِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ يَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ كَطَیِّ السِّجِلِّ

یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا○ اس دن ہم آسمان کو یوں لپیٹ دیں گے جیسے تحریروں کا طومار

لِلْكُتُبِ ؕ كَمَا بَدَاْنَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُهٗ ؕ وَعْدًا عَلَیْنَا ؕ اِنَّا كُنَّا

لپیٹ دیا جاتا ہے[2] جس طرح ہم نے تمہاری تخلیق کی ابتدا کی تھی اسی طرح اس کا اعادہ کریں گے یہ ہمارے ذمہ

فٰعِلِیْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ

ایک وعدہ ہے اور ہم اسے پورا کر کے رہیں گے○ اور زبور میں ہم نے نصیحت کے بعد یہ لکھ دیا تھا کہ

الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ فِیْ هٰذَا لَبَلٰغًا

زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے[3]○ بلاشبہ اس (ارشاد الٰہی) میں عبادت گزاروں کے لئے

لِّقَوْمٍ عٰبِدِیْنَ ﴿۱۰۶﴾ ؕ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰۷﴾

ایک بڑی خبر ہے○ اور ہم نے آپ کو تمام دنیا والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے[4]○ آپ

قُلْ اِنَّمَا یُوْحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ

ان سے کہہ دیجئے کہ: "میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا الٰہ صرف ایک ہی الٰہ ہے پھر کیا تم سر تسلیم خم کرتے

مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰی سَوَآءٍ ؕ وَاِنْ اَدْرِیْۤ

ہو؟"○ پھر اگر وہ منہ موڑیں تو کہیئے: "میں نے تم سب کو علی الاعلان[5] خبردار کر دیا اور میں نہیں جانتا کہ

اَقَرِیْبٌ اَمْ بَعِیْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ

جو وعدہ تم سے کیا جاتا ہے وہ قریب ہے یا بعید○ اللہ تعالیٰ وہ باتیں بھی جانتا ہے جو باواز بلند کی جاتی ہیں اور

الْقَوْلِ وَیَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ وَاِنْ اَدْرِیْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ

وہ بھی جنہیں تم خفیہ کرتے ہو○ اور میں نہیں جانتا کہ شاید یہ (عذاب میں تاخیر) تمہارے لئے ایک فتنہ ہو[6]

وَمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ وَرَبُّنَا

اور تم ایک مدت تک مزے اڑاتے رہو؟○ (آخر کار) نبی نے کہا: "اے میرے رب! حق کے ساتھ فیصلہ کر

الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ ع

دے[7] اور (لوگو!) جو کچھ تم بیان کرتے ہو اس پر اپنے رب رحمٰن سے (ہی) مدد طلب کی جا سکتی ہے"○

النصف ع ۷ ۱۹

سُوْرَةُ الْحَجِّ مَدَنِیَّةٌ وَّهِیَ ثَمَانٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰیَةً وَّعَشْرُ رُكُوْعَاتٍ

آیات ۷۸ (۲۲) سورۂ حج مدنی ہے[8] (۲۳) رکوع ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ ﴿۱﴾

لوگو! اپنے رب سے ڈرتے رہو بلاشبہ قیامت کا زلزلہ بڑی (ہولناک) چیز ہے○

1-پریشانی اس لئے نہ ہوگی کیونکہ جو واقعات رونما ہو رہے ہونگے وہ انکے ایمان کے مطابق ہو رہا ہوگا۔ فرشتے انکا کسی معزز مہمان کی طرح استقبال کر رہے ہونگے۔

2-یعنی یوم قیامت۔ دوسری جگہ ایسے بیان کیا۔

"اور تمام آسمان اسکے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوں گے۔"

(الزمر67:39)

یعنی ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کیلئے بہت سہل ہوگا جیسے کوئی کاغذ یا رومال ایک ہاتھ سے لپیٹ لیتا ہے۔

3-کچھ گمراہ فرقے گمراہی پہ جب جم جاتے ہیں تو پھر انہیں یہ خبط سوار ہوتا ہے کہ اس گمراہی کو قرآن سے ثابت بھی کریں۔ چنانچہ اس کام کیلئے وہ تاویلات کا سہارا لیتے ہیں۔ چاہے اسطرح کا نظریہ پورے قرآن کے مزاج ہی سے مختلف ہو۔

چنانچہ اسی قسم کے لوگوں نے "عبادی الصالحون" کا ترجمہ "صالح بندے" کی بجائے "صلاحیت رکھنے والے" کیا ہے۔ گویا انکی نظر میں فرعون، نمرود اور یوسف و سلیمان میں کچھ فرق نہیں۔ پھر وہ اسی صلاحیت کو ڈارون کے نظریہ صلاحیت (Fitness) سے ملا دیتے ہیں۔ حالانکہ اس آیت میں دنیا کی وراثت کا ذکر ہی نہیں بلکہ خود سیاق بتا رہا ہے کہ قیامت اور مابعد قیامت کی بات ہو رہی ہے جیسے فرمایا۔

﴿وَقَالُواْ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاۤءُ﴾

اور اہل جنت کہیں گے کہ ہر تعریف اللہ کیلئے ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ پورا کر دیا اور ہمیں زمین کا وارث بنا دیا۔ ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں رہتے ہیں۔

(الزمر74:39)

اور دنیا کے غلبہ کے سلسلہ میں فرمایا۔

﴿وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُم مُّؤْمِنِينَ﴾

"اور اگر تم اپنے اقوال و افعال میں سچے مومن ہو تو تم ہی غالب ہو گے۔"

(آل عمران139:3)

4-مسلمانوں کیلئے تو آپ ﷺ سراں مایہ رحمت ہیں کفار بھی آپکی رحمت سے مستفید ہوئے ہیں کیونکہ جب تک آپ ﷺ ان میں موجود رہے اللہ کا عذاب موقوف رہا۔ پھر آپکی دعا سے امت سے خسف اور مسخ اور جڑ سے اکھاڑنے والا عذاب موقوف کر دیا گیا۔ آپ کی رحمت کے پہلوؤں کا احاطہ ممکن نہیں۔

5-یعنی برابری کی سطح پہ خبردار کر دیا ہے۔

6-یہ مہلت جو تمہیں مل رہی ہے اگر تم اس دوران نہ سنبھلے تو فتنہ ہی ہوگی کہ تم زیادہ گناہوں میں ملوث ہو جاؤ۔

7-اکثر انبیاء نے اپنی قوم پہ اتمام حجت کرنے اور ان سے مایوس ہونے کے بعد اس طرح کی دعا کی ہے۔

8-اس سورۃ کے بعض حصے مکی ہیں اور باقی مدنی۔

يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ

اس دن تم دیکھو گے کہ ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائے گی

وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى

اور ہر حاملہ اپنا حمل گرا دے گی اور تو لوگوں کو مدہوش دیکھے گا

وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ۝٢ وَمِنَ

حالانکہ وہ مدہوش نہیں ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب ہی بڑا شدید ہو گا[1]O اور کچھ لوگ

النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ

ایسے ہیں جو اللہ کے بارے میں علم کے بغیر بحث کرتے اور ہر سرکش شیطان کی اتباع کرنے لگتے[2]

شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ۝٣ كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ

ہیںO ان کی قسمت میں لکھا گیا ہے کہ جو شیطان کو اپنا دوست بنائے گا وہ اسے گمراہ کر دے گا

وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝٤ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ

اور جہنم کے عذاب کی راہ دکھلائے گاO لوگو! اگر تمہیں دوبارہ زندہ ہونے میں

فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ

کوئی شک ہے[3] تو (تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ) ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر

نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ

نطفہ سے پھر خون کے لوتھڑے سے پھر گوشت کی بوٹی سے جو منقش بھی ہوتی ہے اور نقش

مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۚ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓى

کے بغیر بھی تاکہ ہم تم پر (اپنی قدرت کو) واضح کردیں پھر ہم جس نطفہ کے متعلق چاہتے ہیں اسے رحموں میں

اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ

ایک خاص مدت تک جمائے رکھتے ہیں پھر تمہیں بچہ بنا کر نکالتے ہیں تاکہ اپنی بھرپور جوانی کو پہنچو

وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ

پھر تم میں سے کسی کی تو روح قبض کرلی جاتی ہے اور کسی کو بدترین عمر (انتہائی بڑھاپے) تک زندہ رکھا جاتا ہے

لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ۭ وَتَرَى الْاَرْضَ

تاکہ وہ سب کچھ جاننے کے بعد پھر کچھ نہ جانے اور تم دیکھتے ہو کہ زمین خشک

هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاۗءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ

پڑی ہوتی ہے پھر جب ہم نے اس پر مینہ برسایا تو وہ حرکت میں آئی اور پھول گئی اور

وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝٥ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ

ہر قسم کی پر بہار چیزیں اگانا شروع کر دیںO یہ سب کچھ اس لئے (ہوتا ہے) کہ اللہ

هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝٦

ہی حق ہے وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہےO

1-ہمارا شمسی نظام اس وقت جس توازن میں ہے اللہ تعالیٰ کے ایک ادنیٰ اشارے سے یہ توازن بگڑ سکتا ہے۔ مثلاً زمین پہ اگر کوئی بڑا شہاب ثاقب گرے تو وہ زمین کی رفتار کو اور وزن کو متاثر کر سکتا ہے۔ جب بھی کسی وجہ سے یہ توازن متاثر ہوا۔ اجرام فلکی آپس میں ٹکرا جائیں گے۔ جب بھی دو اجسام میں ٹکراؤ ہوتا ہے تو اسکی شدت کا انحصار انکی رفتار اور ان کے وزن (Momentum) پہ ہوتا ہے۔ دو بسوں یا ریل گاڑیوں سے جو تباہی ہوتی ہے وہ سب جانتے ہیں۔اب زمین کا وزن ($606X10^{31}$) ٹن ہے اور جس کی رفتار 107000 کلومیٹر فی گھنٹہ ہے۔ اگر کسی اپنے جیسے ہی سیارے سے ٹکرا گئی تو کتنی تباہی ہوگی۔ خاص طور پر اگر دوسرا جسم سورج کی طرح گرم بھی ہو جس کا درجہ حرارت ہزاروں ڈگری سینٹی گریڈ ہے۔ قرآن میں ایک مقام پہ یہ منظر ایسے پیش کیا گیا ہے۔

(لوگ یوں بد حواس ہو کر ایک دوسرے پہ گرتے پڑیں گے) جیسے روشنی کے پتنگے گرتے پڑتے ہیں۔ پہاڑ دھنکی ہوئی روئی کی طرح اڑتے پھریں گے۔

(القارعہ 405:101)

2-اللہ تعالیٰ کے اختیارات کو بتوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔ شیطان کی ہر بات ماننے کو تیار بیٹھے ہوتے ہیں مگر نبی کی ہر رحمت سے اعراض کرتے ہیں۔

3-مشرکین مکہ ملت ابراہیمی کے پیرو ہونے کے دعویدار ہونے کے باوجود حیات بعد الموت کا انکار کرتے تھے لہٰذا انہیں اس پہ دلائل دیئے جا رہے ہیں۔

علقہ۔ اس کے معنی میں تین مفہوم پائے جاتے ہیں۔

(ا)۔ خون چوسنے والا کیڑا۔ (ب) لٹکی ہوئی چیز۔ (ج) خون کا لوتھڑا۔

علقہ کے مرحلے میں جنین کی عمر لگ بھگ 15 دن ہوتی ہے۔ مائیکروسکوپ (Mircroscope) میں دیکھنے سے جنین اس مرحلہ میں ہو بہو خون چوسنے والے کیڑے (Leach) سے مشابہ ہوتا ہے۔ دوسری جانب جیسے خون چوسنے والا کیڑا دوسروں کے خون پر پلتا ہے اسی طرح جنین ماں کے خون سے خوراک حاصل کرتا ہے۔ علقہ کا دوسرا مفہوم لٹکی ہوئی چیز کا ہے۔ اس مرحلہ میں جنین بعینہٖ رحم مادر کی دیوار پہ اوپر سے نیچے لٹکا ہوا ہوتا ہے۔

علقہ کا تیسرا مفہوم خون کا لوتھڑا ہے۔ اس مرحلہ میں دیکھنے میں یہ خون کا لوتھڑا معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس مرحلہ میں جنین میں نسبتاً خون کی زیادہ مقدار پائی جاتی ہے اور خون کا دوران نہیں ہوتا لہٰذا خون کے لوتھڑے سے بہت زیادہ مشابہت پائی جاتی ہے۔

سائنس دانوں نے متعلقہ حقائق 1677ء میں دریافت کئے جبکہ قرآن نے یہ مراحل بڑی تفصیل کے ساتھ چودہ سو سال پہلے بتلا دیئے۔ اس زمانہ میں نہ مائیکروسکوپ کا وجود تھا اور نہ ہی سائنسی تحقیقات کے ادارے موجود تھے۔

وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ

اور قیامت یقیناً آنے والی ہے اس میں کوئی شک و شبہ نہیں[1] اور اللہ تعالیٰ ضرور ان لوگوں کو زندہ کر کے

فِي الْقُبُوْرِ ⑦ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ

اٹھائے گا جو قبروں میں ہیں○ اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو بغیر علم، ہدایت اور روشنی بخشنے والی کتاب کے اللہ

وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۙ⑧ ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ

کے بارے میں بحث کرتے ہیں[2]○ (اور از راہ تکبر حق سے) اپنا پہلو موڑتے ہیں تاکہ دوسروں کو اللہ کی راہ

سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

سے بہکا دیں ایسے شخص کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور قیامت کے دن ہم اس کو جلا دینے والے عذاب کا

عَذَابَ الْحَرِيْقِ ⑨ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ

ذائقہ چکھائیں گے○ یہ تیرے اپنے ہی اعمال کا بدلہ ہے جو تو نے آگے بھیجے ورنہ اللہ اپنے بندوں

بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ⑩ع وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰي حَرْفٍ ۚ

ع 1/8

پر کبھی ظلم نہیں کرتا○ اور لوگوں میں کوئی ایسا بھی ہے جو کنارے پر کھڑا ہو کر اللہ

فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ انْقَلَبَ عَلٰي

کی عبادت کرتا ہے اگر اسے کچھ فائدہ ہو تو (اسلام سے) مطمئن ہو جاتا ہے اور اگر کوئی مصیبت پڑ جائے تو الٹا

وَجْهِهٖ ڗ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ⑪

پھر جاتا ہے[3] ایسے شخص نے دنیا کا بھی نقصان اٹھایا اور آخرت کا بھی یہی صریح خسارہ ہے○

يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ۭ ذٰلِكَ هُوَ

وہ اللہ کے سوا اسے پکارتا ہے جو نہ اسے تکلیف پہنچا سکتا ہے اور نہ فائدہ دے سکتا ہے یہ ہے

الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ⑫ۚ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ۭ

گمراہی کی انتہا○ وہ اس کو پکارتا ہے جس کا نقصان اس کے نفع سے زیادہ قریب ہے

لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ⑬ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ

بہت برا ہے اس کا مددگار اور بہت برا ہے اس کا رفیق[4]○ جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ

کئے یقیناً اللہ انہیں ایسے باغات میں داخل کرے گا جن میں نہریں بہ رہی ہیں

اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ⑭ مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ

بلاشبہ اللہ جو چاہے وہی کرتا ہے[5]○ جو شخص خیال کرتا ہو کہ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی

يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى

مدد نہیں کرے گا (اور دوسروں کی طرف رجوع کرے) اسے چاہئے کہ آسمان تک ایک رسی لٹکائے پھر اسے

السَّمَاۗءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ⑮

کاٹ ڈالے اور دیکھے کہ کیا اس کی یہ تدبیر اس چیز کو دفع کر سکتی ہے جو اسے غصہ دلاتی ہے[6]؟○

1-اللہ تعالیٰ نے تخلیق کرنے کی قدرت ثابت کرنے کے بعد بعث بعد الموت کی تاکید کی ہے۔

2-یہاں علم سے مراد وہ علم ہے جو کہ وہ اپنی اس استعداد کے ذریعے حاصل کرتا ہے جو کہ نسل انسانی میں بطور فطرت ودیعت کردی گئی ہے۔ جیسے ہر انسان کو علم ہے کہ اس دنیا میں بقا کھانے پینے کے بغیر نہیں ہو سکتی یا جیسے دو اور دو چار ہوتے ہیں۔ ایسے علم کیلئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ہر انسان اسے فطرتاً تسلیم کرتا ہے۔ یہاں ہدایت سے عقلی دلیل مراد ہے جسے خود دلائل سے ثابت کردیا جائے۔ جیسے ہر مادی جسم دوسرے جسم کیلئے کشش رکھتا ہے اسے کشش ثقل (Gravitational Force) کہتے ہیں۔ "کتاب منیر" سے الہامی کتابوں کا علم مراد ہے جسے نقلی دلیل کہتے ہیں۔ یعنی اللہ کی ذات وصفات میں کج بحثیاں کرنیوالوں کے پاس نہ بدیہی دلیل ہے نہ عقلی اور نہ ہی نقلی دلیل ہے۔

3-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کا شان نزول یہ بتلاتے ہیں کہ

"کوئی آدمی مدینہ میں آتا (مسلمان ہو جاتا) پھر اسکی عورت بچے جنتی اور اسکی گھوڑیاں بچے دیتیں تو کہتا کہ یہ دین بڑا اچھا ہے اور اگر اسکی عورت نہ جنتی اور گھوڑیاں بھی بچے نہ دیتیں تو کہتا کہ یہ دین بڑا خراب ہے۔"

(بخاری)

عام طور پر (اعراب) بدوؤں کا یہی انداز ہوتا ہے۔

4-مولی۔ ساتھی، عشیر۔ ہم نشین۔

ایمان گنوا کر نقصان تو فوری ہو گیا۔ اب وہ نفع جس کی امید میں اس "در" پہ گیا تھا وہ دور کے سہانے خواب ہیں۔ یا شائد اسکی مراد بر آنے کی صورت میں وہ بھی اسکے فتنہ میں اضافے ہی کا موجب ہو گا۔

5-یعنی اپنی نوازشات اور رحمتوں میں جس قدر جی چاہے اضافہ کردے۔

6-آیت نمبر 11 میں اس شخص کی حالت بیان کی گئی تھی جو کہ کفر اور اسلام کے کنارے کھڑا رہ کر اپنے مفادات کو دیکھتا ہے جدھر سے مفادات نظر آئیں ادھر ہی لڑھک جاتا ہے۔ اس کا ایمان اسے اس قابل نہیں بناتا کہ مشیت الٰہی پہ راضی رہے اسے یہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ آسمان تک رسائی کی کوشش کر دیکھے پھر اس تقدیر الٰہی کو کاٹ کر رکھ دے جس کی وجہ سے وہ پیچ و تاب کھاتا پھرتا ہے۔ اصل میں یہ ایک محاورہ ہے جس کا مفہوم یوں سمجھ سکتے ہیں کہ "جو اس سے بن آئے کر دیکھے"۔۔ اکثر مفسرین نے اس آیت میں لفظ "ینصرہ" میں ضمیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹائی ہے۔ یعنی اگر کوئی یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہیں کرے گا تو کرتا رہے۔ اللہ تو استعانت کر کے رہے گا چاہے وہ خودکشی کرلے یا آسمان میں نقب لگانے کی کوشش کر دیکھے۔ چونکہ ان میں سے کسی مفسر نے نقلی دلیل پیش نہیں کی لہٰذا ہم نے سیاق کے اعتبار سے پہلی تفسیر کو ترجیح دی ہے۔

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ﴿۱۶﴾

اسی طرح کی واضح آیات سے ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور اللہ یقیناً ہدایت اسے ہی دیتا ہے جسے[1]

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى

وہ چاہتا ہےO جو لوگ ایمان لائے اور جو یہودی ہوئے[2] اور صابی[3] اور عیسائی[4]

وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ڰ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ

اور آتش پرست[5] اور جو مشرک ہیں[6] اللہ تعالیٰ ان سب کے درمیان قیامت کے دن فیصلہ کر دے گا[7]

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۷﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ

کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر حاضر و ناظر ہےO کیا تم دیکھتے نہیں کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو

فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَ

کچھ زمین میں ہے اور سورج، چاند ستارے پہاڑ درخت چوپائے

الْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَاۗبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ۭ وَكَثِيْرٌ حَقَّ

اور لوگوں کی ایک کثیر تعداد اللہ کے حضور سربسجود رہتے ہیں[8] اور بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو عذاب

عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۭ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

کے مستحق ہو چکے ہیں اور جسے اللہ ذلیل و خوار کرے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں بلاشبہ اللہ وہی کچھ

يَفْعَلُ مَا يَشَاۗءُ ﴿۱۸﴾ السجدة هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ۡ

کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے"O یہ دو فریق ہیں جنہوں نے اپنے رب کے بارے میں جھگڑا کیا[9]

فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ۭ يُصَبُّ مِنْ

ان میں سے جنہوں نے کفر کیا ان کے لئے آگ کے کپڑے کاٹے جائیں گے[10] اور ان سروں پر اوپر سے کھولتا پانی

فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ﴿۱۹﴾ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ﴿۲۰﴾ ۭ

ڈالا جائے گاO جس سے ان کی کھالیں اور وہ کچھ بھی جو ان کے پیٹوں میں ہے گل جائے گاO

وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ﴿۲۱﴾ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا

نیز ان کے لئے لوہے کے ہنٹر ہوں گےO جب بھی وہ غم کے مارے جہنم سے نکلنا چاہیں گے تو اسی

مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۤ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۲۲﴾

میں لوٹا دیئے جائیں گے (اور انہیں کہا جائے گا کہ) چکھو اب جلا دینے والے عذاب کا مزاO

اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ

بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے اللہ تعالیٰ یقیناً انہیں ایسے باغات میں داخل کرے گا

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ

جن میں نہریں بہ رہی ہوں گی وہاں انہیں سونے کے کنگنوں اور

اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۭ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۲۳﴾

موتیوں سے آراستہ کیا جائے گا اور وہاں ان کا لباس (حریر) کا ہو گاO

1-اللہ تعالیٰ اسے ہی ہدایت دیتے ہیں جو ہٹ دھرم ضدی نہ ہوں اور ہدایت کے طالب ہوں۔

2-حضرت موسیٰ پہ ایمان لانے والے بھی مسلمان ہی تھے۔ دیکھیں (یونس 84:10)

3-خود نصاریٰ اپنے لئے مسیحی (Christian) کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ جبکہ حضرت یعقوب جنہیں اسرائیل بھی کہا جاتا ہے کے بارہ بیٹے تھے جو کہ بنی اسرائیل کہلائے انکے ایک بیٹے (غالباً بڑے) کا نام "یہوذہ" تھا بعد میں اسی قبیلہ کے نام پہ حضرت موسیٰ کے پیروکاروں کو یہودی کہا جانے لگا۔ یہودی انہیں "نصرہ" کا بدعتی فرقہ کہتے ہیں۔ دیکھیں (البقرہ 62:2)

4-صابی وہ ستارہ پرست لوگ تھے جنہوں نے حضرت ابراہیم کو آگ میں جھونکا تھا۔ یہ لوگ حضرت نوح کے بعد آنیوالے انبیاء کو نہ مانتے تھے لہٰذا یہ لفظ بے دین کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔

5-یہ بھی آتش پرست لوگ تھے۔ یہ بھی خود کو حضرت نوح کے پیروکار بتلاتے۔ انہوں نے نیکی اور بدی کے علیحدہ علیحدہ خدا مقرر کر رکھے تھے۔

6-مشرکین مکہ مراد ہیں۔ اگرچہ مسلمانوں کے علاوہ سب قوموں میں شرک پایا جاتا ہے۔

7-فیصلہ تو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی کر دیا ہے۔ مگر اس دن ایسا فیصلہ ہوگا جسے فوری نافذ بھی کر دیا جائے گا۔

8-اکثر مفسرین نے اس سے یہ مفہوم لیا ہے کہ یہ ان اشیاء کی ایسی حالت کی طرف اشارہ ہے جسکے تحت وہ اللہ تعالیٰ کی تفویض کردہ ڈیوٹی سے سرمو انحراف نہیں کرتے مثلاً جیسے آگ کا کام جلانا ہے تو وہ کبھی اپنے کام سے انکار نہیں کرتی۔ مگر ہم سمجھتے ہیں کہ بات اتنی ہی نہیں بلکہ ان سب اشیاء کی عبادت کا حمد و ثناء بیان کرنے کا اور سجود کرنے کا کوئی طریقہ ضرور ہے اور وہ طریقہ ہمارے فہم سے بالاتر ہے اس کی تائید درج ذیل آیت سے ہوتی ہے۔

"ہر چیز اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے مگر تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔"

(بنی اسرائیل 44:17)

آگ کا جلانا' یا پانی کا گیلا کرنا یا شمس کا غروب ہونا تو ہم سمجھتے ہیں کہ اشارہ کسی ایسی عبادت کی جانب ہے جو ہم سمجھ نہیں سکتے۔

9-اہل حق اور اہل باطل کے جتھے آپس میں ہمیشہ کشمکش میں رہتے ہیں اور ان میں باعث نزاع مسئلہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات ہی ہوتی ہیں۔ جنگ بدر میں بھی یہی دو گروہ مد مقابل ہوئے۔

حضرت قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"یوم قیامت میں سب سے پہلے میں رب کے سامنے دو زانو بیٹھ کر اپنا مقدمہ پیش کروں گا۔ قیس کہتے ہیں کہ یہ آیت ان لوگوں کے سلسلے میں اتری جو یوم بدر مبارزت کیلئے نکلے یعنی مسلمانوں کی طرف سے علی رضی اللہ عنہ' حمزہ رضی اللہ عنہ' عبیدہ رضی اللہ عنہ اور (کافروں کی طرف سے) شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ۔"

(بخاری)

10-دوسرے موقع پہ فرمایا۔

"ان کے لبادے تارکول کے ہوں گے۔" (الحجر 50:15)

وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۚۖ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ

(یہ وہ لوگ ہوں گے) جنہیں کلمہ طیبہ (توحید) کو قبول کرنے کی راہ دکھلائی گئی تھی نیز انہیں اعلیٰ صفات

الْحَمِيْدِ ﴿۲۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ کی راہ کی ہدایت دی گئی تھی[1] ○ بلاشبہ جو لوگ کافر ہیں اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے

وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ ۨالْعَاكِفُ

اور مسجد حرام سے روکتے ہیں[2] جس میں ہم نے وہاں کے باشندوں اور باہر سے آنے والوں کے لئے برابر کے

فِيْهِ وَالْبَادِ ۭ وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۢ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ

حقوق رکھے ہیں[3] اور جو کوئی ازراہ ظلم مسجد حرام میں کجروی اختیار کرے ایسے لوگوں کو) ہم المناک

عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۵﴾ ۧ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا

عذاب چکھائیں گے ○ اور (یاد کرو) جب ہم نے ابراہیم کے لئے بیت الحرام کی جگہ[4] تجویز کی تھی کہ میرے ساتھ

تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّاۗىِٕفِيْنَ وَالْقَاۗىِٕمِيْنَ وَ

کسی چیز کو شریک نہ بنانا اور میرے گھر کا طواف کرنے والوں قیام کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں

الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۲۶﴾ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا

کے لئے صاف و ستھرا رکھنا ○ نیز یہ کہ لوگوں میں حج کا عام اعلان کر دو کہ وہ تمہارے پاس ہر

وَّعَلٰي كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ﴿۲۷﴾ لِّيَشْهَدُوْا

دور دراز مقامات سے پیدل اور چھریرے بدن کے اونٹوں پر[5] سوار ہو کر آئیں ○ تاکہ لوگ وہ فائدے

مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ

مشاہدہ کریں[6] جو یہاں ان کے لئے رکھے گئے ہیں اور جو جانور ہم نے انہیں عطا کئے ہیں ان پر

عَلٰي مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا

مقرر دنوں میں[7] اللہ کا نام لیں (اور ذبح کریں) پھر انہیں خود بھی کھائیں

وَاَطْعِمُوا الْبَاۗىِٕسَ الْفَقِيْرَ ﴿۲۸﴾ ۡ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ

اور تنگ دست محتاج کو بھی کھلائیں ○ پھر اپنا میل کچیل دور کریں

وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۲۹﴾

اور اپنی نذریں پوری کریں[8] اور اس بیت العتیق (بیت اللہ) کا طواف کریں[9] ○ یہ[10] (تھا تعمیر کعبہ کا مقصد) اور جو

ذٰلِكَ ۤ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ

شخص اللہ کے احترام والی چیزوں کی تعظیم کرے تو یہ بات اس کے رب کے ہاں اس کے لئے بہتر ہے

وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا

نیز تمہارے لئے چوپائے حلال کئے گئے ہیں سوائے ان کے جو تمہیں بتلائے جا چکے ہیں[11] لہٰذا اصنام کی

الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿۳۰﴾ ۙ

گندگی سے بچو اور فضول اور ٹیڑھی باتوں سے[12] بھی ○

1-اگر یہ آیت آخرت کے متعلق ہو تو اسکا معنی یوں ہو گا کہ انکی راہنمائی ایسی جنت کی جانب کی گئی جہاں فرشتے مبارکیں پیش کریں گے اور وہ خود بھی اللہ کی حمد وثنا بیان کرتے رہیں گے۔

2-مسلمانوں کو ہجرت سے پہلے اور ہجرت کے بعد بھی بیت اللہ میں عبادت کرنے سے روکا جاتا تھا۔ پھر جب مسلمان مدینہ سے عمرہ کیلئے آئے تو صلح حدیبیہ کے موقع پہ انہیں عمرہ سے روک دیا گیا۔

3-اگر مسجد حرام سے مراد خاص بیت اللہ ہو اور حقوق سے مراد حقوق عبادت ہوں تو اسکا معنی یہ ہو گا کہ کسی کو بھی بیت اللہ میں عبادت سے نہ روکا جائے کیوں کہ سب کے حقوق اس میں برابر ہیں۔ اگر اس سے مراد پورا حرم ہو جیساکہ خود قرآن کریم میں کئی دفعہ پورے حرم کو "مسجد الحرام" کہا گیا ہے۔ تو اسکا معنی یہ ہو گا کے حقوق برابر ہوں گے۔ کوئی انہیں ذاتی جائیداد نہ بنالے اور حج کو ذاتی منافع خوری کا ذریعہ نہ بنالے۔

4-مفسرین لکھتے ہیں کہ بیت اللہ کو حضرت ابراہیم سے پہلے حضرت آدم نے بنایا تھا۔ مگر ہمیں اسکی کوئی دلیل نہیں ملی۔

5-الضامر۔ ایسی اونٹنی جسکا لمبے سفر کی وجہ سے جسم سوکھا معلوم ہو رہا ہو۔

6-حج کے بے شمار فوائد ہیں۔ مثلاً

(ا)۔ جیسے مسلمانوں کو ایک ایسا مرکز میسر آگیا جہاں سال میں کم از کم ایک دفعہ عالم اسلام کی اہم شخصیات بھی جمع ہوں اور امت مسلمہ کی راہنمائی کر سکیں۔

(ب)۔ اسی حج کی وجہ سے مکہ عالمی منڈی بن گیا۔ قریش کے تجارتی قافلے بلا روک ٹوک چلتے۔ حج کے دوران بھی اللہ تعالیٰ نے تجارت سے منع نہیں فرمایا۔ اور امن وامان کا خطہ میسر آگیا۔ اس کے علاوہ دیگر بے شمار فوائد ہیں جس کا یہاں احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔

7-ایام معلومات۔ بعض مفسرین نے "عشر من ذوالحجہ" ذوالحجہ کے پہلے دس یوم مراد لئے ہیں جن کی فضیلت مسلم ہے مگر سیاق وسباق کا اعتبار کرتے ہوئے انہیں ایام تشریق ہی کہا جاسکتا ہے جو کہ یوم النحر یعنی دس ذوالحجہ سے تیرہ ذوالحجہ کی صلوٰۃ عصر تک ہیں۔ جن اوقات میں عیدالاضحیٰ کی قربانی کرنا درست ہوتا ہے۔

8-جمرۃ العقبہ کی رمی اور حلق یا تقصیر کے بعد تحلل اول (یا اصغر) حاصل ہو جاتا ہے جس میں بیوی سے مباشرت کے علاوہ دیگر احرام کی پابندیاں اٹھ جاتی ہیں۔

9-اشارہ ہے طواف زیارۃ یا طواف افاضہ کی طرف جسے طواف حج بھی کہتے ہیں۔

10-کہا جاتا ہے کہ چونکہ یہ گھر کسی کی ملکیت نہیں ہے اسلئے اسے بیت العتیق کہا گیا ہے یا اس لئے کہ وہ فساد سے بچایا گیا ہے۔

11-جو جانور حرام قرار دیئے گئے جیسے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ، خنزیر، غیراللہ کے نام پہ ذبح کئے ہوئے جانور وغیرہ۔

12-"قول الزور" میں جھوٹ کے علاوہ ہر ایسا انداز کلام شامل ہے جس میں باطل کی تائید ہو۔

حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا

اللہ کے لئے یکسو ہو جاؤ[1] اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ جس شخص نے اللہ کے ساتھ کسی

خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ

کو شریک بنایا تو وہ ایسے ہے جیسے آسمان سے گرے پھر اسے پرندے اچک لیں یا ہوا اسے کسی دور دراز

مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴿۳۱﴾ ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ

مقام میں پھینک دے[2] ○ یہ (سب امور قابل اجتناب ہیں) اور جو شعائر اللہ کی تعظیم کرے تو یہ بات

تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴿۳۲﴾ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ

دلوں کے تقویٰ سے متعلق ہے ○ تمہیں ان (قربانی کے جانوروں) سے ایک مقررہ وقت تک فائدہ اٹھانے کا حق[3]

مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۳۳﴾ ع وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا

ہے پھر ان (کے ذبح) کی جگہ بیت العتیق (بیت اللہ) کے پاس ہے ○ ہم نے ہر امت کے لئے قربانی

لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ

کا ایک طریقہ مقرر کر دیا ہے[4] تاکہ جو جانور ہم نے انہیں عطا کئے ہیں ان پر وہ اللہ کا نام لیا کریں

فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا ؕ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ﴿۳۴﴾ لا

تمہارا الٰہ صرف ایک الٰہ ہے لہٰذا اسی کے فرمانبردار بنو اور (اے نبی) آپ عاجزی کرنے والوں کو بشارت دیجئے[5] ○

الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى

ان لوگوں کو کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل دہل جاتے ہیں اور کوئی مصیبت پہنچے تو اس پر

مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۵﴾

صبر کرتے ہیں اور صلوٰۃ قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں ○

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ ق

اور قربانی کے اونٹوں[6] کو ہم نے تمہارے لئے شعائر اللہ بنا دیا ہے جن میں تمہارے لئے بہتری ہے۔

فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا

لہٰذا (ذبح کے وقت) انہیں صف بستہ کھڑا کر کے ان پر اللہ کا نام لو پھر جب ان کے پہلو زمین پر ٹک

فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا

جائیں[7] تو انہیں کھاؤ اور قناعت کرنے والے کو اور مانگنے والے کو بھی کھلاؤ ہم نے انہیں اسی طرح تمہارے لئے

لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۳۶﴾ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا

مسخر کیا ہے تاکہ تم شکرگزار بنو ○ اللہ کو قربانی کے جانوروں کا نہ تو گوشت پہنچتا ہے اور نہ

دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا

خون بلکہ اسے تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے[8] اسی طرح ہم نے انہیں تمہارے تابع کیا ہے تاکہ اللہ نے جو تمہیں راہ

لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ؕ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۷﴾

دکھلائی ہے اس پر اس کی بڑائی بیان کرو[9] اور (اے نبی!) آپ محسنین کو بشارت دے دیجئے ○

1-حنیف وہ شخص ہے جو باطل معبودوں کو چھوڑ کر فقط اللہ تعالیٰ کیلئے یکسو ہو جائے۔

2-اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ اب اگر وہ اللہ کے سوا کسی اور کے آگے جھکے تو گویا ایک بلند تر مخلوق کمتر مخلوق کے سامنے جھک گئی۔ اور جس نے شرک کیا گویا وہ توحید کی بلندیوں سے نیچے گر گیا۔ اب اسکی کوئی مضبوط بنیاد نہ رہی وہ اپنی خواہشات نفس کے پیچھے یا اپنے جیسے مشرکین کے پیچھے لڑھکتا رہے گا۔ آج اس در پہ کل اس در پہ۔

3-گویا قربانی کے جانوروں پہ سواری وغیرہ کی جاسکتی ہے اور دیگر فائدے بھی حاصل کرسکتے ہیں۔

4-اس سے معلوم ہوا کہ قربانی کی عبادت دوسری امتوں اور شریعتوں میں بھی تھی۔

5- مخبت۔ جو اللہ کے حضور رجوع کرے' عاجزی کرے اور اپنی خواہشات قربان کرے۔

6-بدن جمع ہے بدنہ کی۔ موٹے تازہ جانور کو بدنہ کہا جاتا ہے۔ بعد میں یہ نام اونٹ کیلئے مخصوص ہو گیا۔

7-اونٹ نحر کرنے کا طریقہ بتلایا گیا ہے۔ زیادہ ہوں تو صف میں کھڑا کر لیا جائے اور دوسرے جانوروں کی طرح لٹا کر ذبح نہ کیا جائے بلکہ کھڑے کھڑے اسکا اگلا پاؤں باندھ لیا جائے پھر نیزہ یا برچھا یا کوئی اور تیز دھار آلہ اسکی گردن میں چبھو دیا جائے۔ اسی طرح کھڑے ہی کھڑے اسکا خون نکل جائے گا اور وہ پہلو پہ گر جائے گا جب وہ تڑپنا بند کر دے تب کھال اتاری جائے۔

8-مشرکین جب قربانی کرتے تو اسکا گوشت اس بت کے سامنے رکھ دیتے جس کے نام کی قربانی کی جاتی اور خون اس پہ مل دیتے۔ اور اگر اللہ کے نام پہ قربانی کرتے تو اسکا خون بیت اللہ کی دیواروں پہ مل دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس جاہلیت کی رسم کی نفی کی ہے۔ ویسے اسکا حکم بھی عام ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ نہ تمہارے اجسام کو دیکھتا ہے اور نہ ہی تمہاری شکلوں کو بلکہ وہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔"

(مسلم)

عید الاضحیٰ میں قربانی سنت موکدہ ہے۔ گھر کے تمام افراد کی جانب سے ایک قربانی کافی ہے۔ گائے کی قربانی میں سات افراد اور اونٹ کی قربانی میں دس افراد شریک ہو سکتے ہیں۔ ایک سال عمر کا بھیڑ کا بچہ بھی قربانی کیلئے جائز ہے۔ ایام تشریق میں قربانی کی جاسکتی ہے تاہم پہلا یوم افضل ہے۔ صلوٰۃ عید سے پہلے کی گئی قربانی عید کی قربانی نہ ہوگی۔ حاجی کے علاوہ جسے قربانی کرنا ہو وہ ذوالحجہ کا قمر دیکھنے کے بعد قربانی کرنے تک ناخن اور بال نہ کاٹے۔

9-اس سے معلوم ہوا کہ قربانی کا جانور ذبح کرتے ہوئے "بسم اللہ اللہ اکبر" کہنا چاہئے۔

مغرب سے مرعوب طبقہ آج کل یہ باور کرواتا ہے کہ قربانی کرنے کی بجائے اتنا مال صدقہ کر دینا بہتر ہے۔ یہ لوگ اللہ کے نبی کی سنت کو مردہ کرنا چاہتے ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ

جو لوگ ایمان لائے بلاشبہ اللہ ان کی طرف سے (دشمنوں کی) مدافعت کرتا ہے یقیناً اللہ خائن اور ناشکرے

خَوَّانٍ كَفُورٍ ﴿٣٨﴾ أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ

کو پسند نہیں کرتاO جن لوگوں سے لڑائی کی جاتی رہی ہے انہیں لڑائی (جہاد) کی اجازت دی جاتی ہے[1] کیونکہ وہ

عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ﴿٣٩﴾ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ

مظلوم ہیں اور اللہ تعالیٰ یقیناً ان کی مدد پر قادر ہےO جنہیں ان کے گھروں سے ناحق نکالا گیا[2]

إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ

سوائے اس کے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے اور اگر اللہ تعالیٰ ایک دوسرے کے ذریعہ لوگوں کی

بِبَعْضٍ لَهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ

مدافعت نہ کرتا رہتا تو خانقاہیں گرجے، عبادت گاہیں اور مساجد جن میں اللہ کو کثرت سے یاد کیا جاتا ہے مسمار

فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۗ وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ

کر دی جاتیں[3] اور اللہ ایسے لوگوں کی ضرور مدد کرتا ہے جو اس (کے دین) کی مدد کرتے ہیں اللہ یقیناً بڑا

عَزِيزٌ ﴿٤٠﴾ الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا

طاقتور اور غالب ہےO یہ وہ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار بخشیں تو صلوٰۃ قائم کریں، زکوۃ

الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۗ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ

ادا کریں بھلے کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے روکیں[4] اور سب کاموں کا انجام تو اللہ کے ہاتھ

الْأُمُورِ ﴿٤١﴾ وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ

میں ہےO (اے نبی!) اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلاتے ہیں تو ان سے پہلے نوحؑ کی قوم اور قوم عاد

وَثَمُودُ ﴿٤٢﴾ وَقَوْمُ إِبْرَاهِيمَ وَقَوْمُ لُوطٍ ﴿٤٣﴾ وَأَصْحَابُ مَدْيَنَ ۖ وَكُذِّبَ

اور ثمود بھی جھٹلا چکے ہیںO نیز ابراہیمؑ اور قوم لوط بھیO اور مدین والوں نے بھی جھٹلایا تھا اور موسیٰ کو

مُوسَىٰ فَأَمْلَيْتُ لِلْكَافِرِينَ ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿٤٤﴾

بھی جھٹلایا گیا ان سب کافروں کو میں نے پہلے مہلت دی[5] پھر انہیں پکڑ لیا سو دیکھ لو میری سزا کیسی رہی؟O

فَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا

کتنی ہی بستیاں ہیں جو خطاکار تھیں انہیں ہم نے ہلاک کر دیا تو اب وہ اپنے چھتوں پر گری پڑی ہیں

وَبِئْرٍ مُعَطَّلَةٍ وَقَصْرٍ مَشِيدٍ ﴿٤٥﴾ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ

ان کے کنویں بے کار اور پلستر شدہ محلات ویران پڑے ہیں[6]O کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ

لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا ۖ فَإِنَّهَا لَا

ان کے دل ایسے ہو جاتے جو کچھ سمجھتے سوچتے اور کان ایسے جن سے وہ کچھ سن سکتے بات یہ ہے

تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ ﴿٤٦﴾

کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں، اندھے تو وہ دل ہوجاتے ہیں[7] جو سینوں میں ہیںO

1-یہ اجازت سنہ 1 ہجری کے آخر میں ملی۔ اس سے پہلے بھی بعض جوشیلے مسلمان جہاد کی اجازت طلب کرتے تھے مگر اس وقت نہ ملی۔ یہاں صرف مدافعانہ جنگ کی اجازت کا ذکر ہے بعد میں جہاد کا حکم بھی دیا گیا۔

2-اشارہ ہے اہل مکہ کے ظلم و ستم کی جانب جس سے مجبور ہو کر مسلمانوں کو ہجرت کرنی پڑی۔

3-صومعہ (جمع صوامع) راہب قسم کے لوگوں کے عبادت خانے یا رہائش۔ خانقاہ۔

بیعہ جمع بیع۔ عیسائیوں کی عبادتگاہیں یا گرجے۔

صلوات۔ یہودیوں کی عبادت گاہیں۔ مسجد جمع مساجد۔ مسلمانوں کی عبادت گاہیں۔

اس آیت میں مسلمانوں کیلئے بشارت ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کے زمانہ میں بنی اسرائیل کو آل فرعون سے نجات دی۔ حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں نصاریٰ کی مدد کی اسی طرح اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی بھی مدد فرمائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اگر لوگوں کی آپس کی چپقلش کے ذریعے باطل کی سرکوبی نہ کرے تو قلعوں اور محلوں کے ساتھ ہی ساتھ عبادت گاہیں بھی تباہی سے نہ بچ سکیں۔

4-مدینہ میں جب چھوٹی سی اسلامی ریاست وجود میں آگئی تو اسی نسبت سے اسلامی ریاست کے بنیادی مقاصد کی طرف اشارہ کیا گیا ہے یعنی اقامت صلوٰۃ اور زکوۃ کا نظام نافذ کیا جائے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا التزام کیا جائے۔

5-اہل مکہ کو جو مہلت مل رہی ہے وہ غور و فکر کیلئے ہے اور ہمارے قانون امہال کے مطابق ہے جب وہ مہلت ختم ہو گی تو پھر ہماری سزا سے انہیں کوئی نہ بچا سکے گا۔

6-جیسے قوم ثمود' اصحاب مدین وغیرہ۔

یعنی یہ تباہ شدہ بستیاں تو ان سے زیادہ بعید نہیں ہیں۔ بلکہ ان کے شام کے سفر کی راہ میں ہی ہیں۔ اور ان کے کھنڈرات عبرت کا سامان مہیا کرتے ہیں۔

7-دنیا کی تقریباً تمام تہذیبوں میں دل کو احساس و شعور کی آماجگاہ سمجھا جاتا ہے جیسے دلجمعی (Wholeheartedly) سے کام کرنا پوری توجہ سے کام کرنے کو کہتے ہیں چنانچہ قرآن کا اسلوب ادبی ہے نہ کہ سائنسی۔ یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ کل کلاں یہ بھی ثابت ہو جائے کہ دماغ کے افعال اور احساسات و شعور کا اصل منبع دل ہی ہے۔

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ؕ وَاِنَّ يَوْمًا

یہ لوگ عذاب کے جلد[1] آنے کا مطالبہ کرتے ہیں حالانکہ اللہ کبھی اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا مگر تمہارے

عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۴۷﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ

رب کا ایک دن تمہارے شمار کے حساب سے ہزار سال کا ہوتا ہے○ اور کتنی ہی بستیاں ہیں جو خطاکار

اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۴۸﴾ قُلْ

تھیں میں نے پہلے انہیں مہلت دی پھر انہیں پکڑ لیا اور انہیں واپس تو میرے ہی پاس آنا ہے[2]○ ان سے

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَاۤ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۹﴾ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

کہئے: لوگو! میں تو تمہارے لئے صاف ڈرانے والا ہوں[3]○ سو جو لوگ ایمان لے آئے اور

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۵۰﴾ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا

انہوں نے نیک عمل کئے ان کے لئے تو بخشش بھی ہے اور عزت کا رزق بھی○ اور جو لوگ ہماری

فِيْۤ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۵۱﴾ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا

آیات کو نیچا دکھانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں[4] تو یہی لوگ اہل جہنم ہیں○ ہم نے آپ سے پہلے

مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّاۤ اِذَا تَمَنّٰۤى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ

جو بھی رسول[5] یا نبی[6] بھیجا تو جب بھی وہ کوئی تمنا کرتا تو شیطان اس کی تمنا میں وسوسہ کی آمیزش

فِيْۤ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ

کر دیتا پھر اللہ تعالیٰ شیطانی وسوسہ کی آمیزش کو دور کر دیتا اور اپنی آیات کو محکم

اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۲﴾ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ

کر دیتا ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے○ تاکہ اللہ تعالیٰ شیطان کے ڈالے ہوئے وسوسہ

فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَ

کو ان لوگوں کے لئے آزمائش بنا دے جن کے دلوں میں (نفاق کا) مرض ہے یا جو شقی القلب ہیں اور

اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

بلاشبہ یہ ظالم مخالفت (حق) میں دور تک چلے گئے ہیں○ اور اس لئے کہ جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے

الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ

وہ جان لیں کہ یہ حق آپ کے رب کی طرف سے ہے[7] اور وہ ایمان لائیں اور ان کے دل (حق کے آگے)

قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۴﴾

جھک جائیں اور اللہ تعالیٰ یقیناً ایمان لانے والوں کو صراط مستقیم دکھلا دیتا ہے○

وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ

اور کافر تو ہمیشہ اس (حق) سے شک میں پڑے ہی رہیں گے حتیٰ کہ ان پر یا تو

السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ﴿۵۵﴾

یکدم قیامت کی گھڑی آن پہنچے یا کسی منحوس دن[8] کا عذاب ان پر نازل ہو○

1-اللہ تعالیٰ خود اول و آخر ہیں۔ انسان کی زندگی ہی بہت مختصر سی ہوتی ہے۔ اسکی مخلوقات میں سے صرف زمین کی عمر کا اندازہ کم از کم چھ بلین سال لگایا گیا ہے چنانچہ اسی حساب سے اللہ تعالیٰ کے فیصلوں میں جلدی نہیں ہوتی بلکہ مہلت اور تدریج ہوتی ہے۔ چنانچہ قوموں کے عروج و زوال میں صدیاں کوئی بڑی مدت نہیں ہوتیں۔

2-اگر دنیا میں وہ عذاب سے بچ بھی گئے تو آخرت میں تو حساب بے باق ہونا ہی ہے۔

3-عذاب لانا میری ذمہ داری نہیں بلکہ تبلیغ کرنا' ڈرانا اور بشارت دینا ہی میری ذمہ داری ہے۔

4-آیات کا انکار کر کے پھر اسلام کی راہ میں روڑے اٹکا کے وہ ہمیں عاجز کریں گے۔ یہ انکی بھول ہے۔

5-علماء نے نبی اور رسول میں درج ذیل فرق بتائے ہیں۔ یاد رہے یہ غالب احوال کیلئے ہیں ورنہ نبی اور رسول کو متبادل اصطلاح کیلئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

(ا)۔ آنیوالے رسول کی بشارت پہلے سے دیدی جاتی ہے جبکہ نبی کیلئے ضروری نہیں ہے۔

(ب)۔ رسول پر اللہ کی کتاب اور صحیفے نازل ہوتے ہیں اور وہ اپنی الگ امت تشکیل دیتا ہے جبکہ نبی اپنے سے پہلی کتاب ہی کی اتباع کرتا اور کرواتا ہے۔

(ج)۔ رسولوں کی جان کی حفاظت کی ذمہ داری براہ راست اللہ تعالیٰ لے لیتے ہیں۔ خود آپ ﷺ پہ سترہ دفعہ قاتلانہ حملے ہوئے۔ اللہ نے بچایا ہے جبکہ کئی انبیاء کو ان کی قوم نے قتل کر دیا۔

(د)۔ ہر رسول تو نبی ہوتا ہے مگر ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔

6-تمنا کا ایک معنی تو وہی ہے جو اردو میں بھی مستعمل ہے اور ترجمہ میں بھی وہی اختیار کیا گیا ہے۔ شیطان نے نبی کی تمنا کے پورے ہونے میں رکاوٹیں کھڑی کیں اور تمنا کا دوسرا مفہوم تلاوت کرنا ہے تو اس معنی کی صورت میں مفہوم یہ ہوگا کہ نبی یا رسول نے جب بھی اللہ کی آیات کی تلاوت کی شیطان نے سننے والوں کے دلوں میں الٹے مفہوم ڈالنے کی کوشش کی جیسے یہ آیت ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ﴾ ''تمہارے لئے مردار حرام کر دیا گیا۔''

(المائدہ 3:5)

نازل ہوئی تو کفار نے یہ اعتراض جڑ دیا کہ انسانوں کا مارا ہوا (مذبوح) تو حلال کرتے ہو اور اللہ کے مارے ہوئے (مردار) کو حرام کہتے ہو؟ یہی شیطانی وسوسہ ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں بعض مفسرین سے لغزش ہوئی ہے۔ تفصیل کیلئے کیلانی صاحب کی تفسیر مفصل دیکھیں۔

7-یعنی ایمان لانیوالوں کو شیطانی چالوں اور مکر و فریب کا فوراً اندازہ ہو جاتا ہے۔

8-عقیم۔ بانجھ۔ یوم عقیم سے مراد یوم قیامت ہے کیونکہ اس کے بعد یہ ایام نہ رہیں گے۔

الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ ۖ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَ

اس دن حکومت اللہ ہی کی ہوگی وہ ان کے درمیان فیصلہ کر دے گا[1] جو لوگ ایمان لائے اور

عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٥٦﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَ

نیک عمل کئے وہ تو نعمتوں والے باغات میں ہوں گےO اور جنہوں نے کفر کیا اور

كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿٥٧﴾ وَالَّذِينَ

ہماری آیات کو جھٹلایا تو ایسے لوگوں کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہو گاO جن لوگوں نے

هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا لَيَرْزُقَنَّهُمُ

اللہ کی راہ میں ہجرت کی پھر شہید ہوئے یا مر گئے اللہ انہیں

اللَّهُ رِزْقًا حَسَنًا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿٥٨﴾

بہت اچھا رزق دے گا[2] اور یقیناً اللہ ہی بہترین رازق ہےO

لَيُدْخِلَنَّهُم مُّدْخَلًا يَرْضَوْنَهُ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَعَلِيمٌ

وہ انہیں ایسی جگہ داخل کرے گا جس سے وہ خوش ہو جائیں گے اور اللہ یقیناً سب کچھ جاننے والا و

حَلِيمٌ ﴿٥٩﴾ ذَٰلِكَ ۖ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِ

بردبار ہےO بات یہی ہے اور جو شخص اتنا ہی بدلہ لے جتنی اس پر سختی ہوئی تھی[3] پھر (از سر نو)

ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنصُرَنَّهُ اللَّهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ ﴿٦٠﴾

اس پر زیادتی کی جائے تو اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا[4] بلاشبہ اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا و درگزر کرنے

ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ

والا ہےO یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہی رات کو دن میں اور دن کو رات میں

فِي اللَّيْلِ وَأَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ﴿٦١﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ

داخل کرتا ہے اور اللہ سب کچھ سنتا دیکھتا ہےO[5] یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہی

الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِن دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ وَأَنَّ

حق ہے اور اللہ کے سوا جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں وہ سب کچھ باطل ہے اور اللہ ہی

اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴿٦٢﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنزَلَ

عالی شان و کبریائی والا ہےO کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے

مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَتُصْبِحُ الْأَرْضُ مُخْضَرَّةً ۗ إِنَّ

بارش برساتا ہے تو اس سے زمین سرسبز ہو جاتی ہے بلاشبہ

اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ﴿٦٣﴾ لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا

بڑا مہربان اور ہر چیز سے باخبر ہےO[6] جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ

فِي الْأَرْضِ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٦٤﴾

زمین میں ہے سب اسی کا ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر ایک سے بے نیاز اور حمد کے لائق ہےO[7]

1-فیصلہ تو آج بھی موجود ہے مگر آج کئی کٹے کافر یہ مان کر دینے کو تیار نہیں۔ اس یوم اللہ کے فیصلہ سے کوئی انکار نہ کر سکے گا اور اللہ کے عذاب سے کوئی بھاگ نہ سکے گا۔

2-اللہ کی راہ میں گھربار چھوڑ کر ہجرت کرنا ہی اللہ کے ہاں اتنا وقعت رکھتا ہے کہ پھر چاہے وہ شہید ہو جائے یا طبعی موت مرجائے اور انہیں اس کا بہترین اجر اور نعم البدل عطا فرمائے گا۔

3-یعنی مہاجرین کے اخلاص سے آگاہ ہے اور اتنا حلیم ہے کہ اگر ان سے کچھ خطا بھی سرزد ہوئی ہو تو کچھ مواخذہ نہ کرے گا۔ اسکے دوسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ جنہوں نے ہجرت پہ مجبور کیا وہ انہیں جانتا ہے مگر وہ حلیم ہے کہ فوری عذاب نہیں بھیجتا۔

4-حضرت انس ﷺ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔
"مظلوم کی بدعا سے ڈرو چاہے وہ کافر ہو۔ اسلئے کہ اسکے (اور اللہ کے) درمیان پردہ نہیں ہے۔"
(بخاری)

اینٹ کا جواب پتھر سے دینا اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے چنانچہ وہ زیادتی ہوگی اور اللہ تعالیٰ ہر حالت میں مظلوم کے ساتھی ہیں۔

5-کائنات کی مالک اور سارے اختیارات اور تصرفات کی مالک ذات کیا ظالم سے بدلہ لینے پہ قادر نہ ہوگی۔

6-اگر اللہ تعالیٰ اتنے باریک بین اور علیم وخبیر نہ ہوتے تو ایک دانہ کی بالیدگی بھی ممکن نہ ہوتی۔ جب پانی اور خشک مٹی کے اجزاء آپس میں ملتے ہیں تو زمین میں روئیدگی کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ جتنے بیج زمین میں دبے پڑے تھے ان میں جان پڑ جاتی ہے۔ اس بیج میں اتنی قوت پیدا ہو جاتی ہے کہ اس کی نرم و نازک کونپل زمین کو چیر پھاڑ کر باہر نکل آتی ہے اور ایک وقت آتا ہے جب وہ سبزہ زار بن کر لہلہانے لگتی ہے۔

7-چونکہ ذات الٰہی کسی کی محتاج نہیں بلکہ سب اسکے محتاج ہیں اور وہ اول بھی ہے یعنی تمام مخلوق اس کے بعد ہی پیدا ہوئی ہے تو اسکو کسی کی حمد وثنا کی حاجت نہیں تاہم جو اس کی حمد وثنا بیان کرتا ہے اس کی اپنی ذات کو اعتراف حقیقت کی وجہ سے فائدہ ضرور پہنچ جاتا ہے۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِي

کیا تم دیکھتے نہیں کہ جو کچھ زمین میں ہے وہ اللہ نے تمہارے تابع فرمان بنا دیا ہے[1] اور کشتی کو بھی

فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ ۖ وَيُمْسِكُ السَّمَاءَ أَن تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ

جو اس کے حکم سے سمندر میں چلتی ہے اور وہ آسمان کو یوں تھامے ہوئے ہے کہ اس کے اذن کے بغیر

إِلَّا بِإِذْنِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿٦٥﴾ وَهُوَ الَّذِي

زمین پر گر نہیں سکتا بلاشبہ اللہ تعالیٰ بندوں پر ترس کھانے والا و نہایت رحم والا ہے○ وہی تو ہے جس

أَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۗ إِنَّ الْإِنسَانَ لَكَفُورٌ ﴿٦٦﴾

نے میں تمہیں زندگی دی پھر مارتا ہے پھر (دوبارہ) زندہ کرے گا[2] اور در حقیقت انسان بڑا ہی منکر حق ہے○

لِّكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ ۖ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي

ہم نے ہر امت کے لئے عبادت کا ایک طریقہ[3] مقرر کیا جس پر وہ چلتے ہیں لہٰذا انہیں اس معاملہ میں

الْأَمْرِ ۚ وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ ۖ إِنَّكَ لَعَلَىٰ هُدًى مُّسْتَقِيمٍ ﴿٦٧﴾

آپ سے جھگڑا نہیں کرنا چاہئے آپ (انہیں) اپنے رب کی طرف دعوت دیں بلاشبہ آپ صراط مستقیم پر ہیں○

وَإِن جَادَلُوكَ فَقُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿٦٨﴾ اللَّهُ

اور اگر وہ آپ سے جھگڑا کریں تو کہہ دیجئے کہ "جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اسے خوب جانتا ہے○ اللہ ہی

يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿٦٩﴾ أَلَمْ

یوم قیامت تمہارے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کرے گا جن میں تم اختلاف کر رہے ہو"○ کیا تم جانتے نہیں

تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۗ إِنَّ ذَٰلِكَ فِي كِتَابٍ ۚ

کہ اللہ وہ سب کچھ جانتا ہے جو ارض و سماوات میں ہے بلاشبہ یہ سب کچھ ایک کتاب (لوح محفوظ) میں

إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿٧٠﴾ وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا

درج ہے اللہ کے لئے یہ بات بالکل آسان ہے○ یہ لوگ اللہ کے علاوہ ان کی عبادت کرتے ہیں[4] جن

لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَمَا لَيْسَ لَهُم بِهِ عِلْمٌ ۗ وَمَا لِلظَّالِمِينَ

کے لئے اللہ نے نہ کوئی دلیل اتاری ہے اور نہ ہی خود انہیں کچھ علم ہے[5] ان ظالموں کا کوئی بھی

مِن نَّصِيرٍ ﴿٧١﴾ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ تَعْرِفُ فِي

مددگار نہ ہوگا○ اور جب ان پر ہماری آیات پڑھی جاتی ہیں تو آپ ان کے چہروں پر ناگوری کے

وُجُوهِ الَّذِينَ كَفَرُوا الْمُنكَرَ ۖ يَكَادُونَ يَسْطُونَ بِالَّذِينَ

آثار دیکھتے ہیں (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) ابھی وہ ان لوگوں پر جھپٹ پڑیں گے[6] جو

يَتْلُونَ عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا ۗ قُلْ أَفَأُنَبِّئُكُم بِشَرٍّ مِّن ذَٰلِكُمُ ۗ

انہیں ہماری آیات سناتے ہیں آپ ان سے کہئے: میں آپ کو بتاؤں اس سے بدتر چیز کیا ہے؟

النَّارُ وَعَدَهَا اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿٧٢﴾ ع ٩ ٨ ١٦

آگ جس کا اللہ نے کافروں سے وعدہ کر رکھا ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے○

1- اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تمام اشیاء کو طبعی قوانین کا پابند بنا کر انسان کیلئے مسخر کر دیا ہے جسے وہ اپنے کام میں لاتا ہے۔ سمندر جو کہ دنیا کے تقریباً ستر فیصد رقبہ پہ پھیلا ہوا ہے بڑے بڑے جہازوں اور کشتیوں کو چلانے کے قابل بنایا۔ بے شمار اجرام فلکی (Heavenly bodies) خلا میں گردش کر رہے ہیں جو خود زمین سے بھی کئی گنا بڑے ہیں انہیں طبعی نظام کا پابند بنا کر زمین پہ گرنے سے روکا ہوا ہے۔ یہ اس وقت تک بچا رہے گا جب تک اللہ کا اذن ہو گا ورنہ اسی سے قیامت برپا ہو سکتی ہے۔

2- ماں کے پیٹ سے پیدا کیا پھر زندگی کی مدت ختم ہونے پہ موت دی اور پھر قیامت کو حساب و کتاب کیلئے زندہ کرے گا۔ انسان اللہ کی قدرتوں اور نعمتوں کے باوجود اس کا ناشکرا ہے۔

3- نسک۔ حج کی قربانی۔ عبادت کا طریق کار اور اسلوب۔

لوگوں کو آپ سے آپ کے اسلوب عبادت کے سلسلے میں جھگڑنا نہیں چاہئے۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں کہ کونسا اسلوب کونسے زمانے میں ہونا چاہئے۔

4- حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے جبکہ اسکا عرش پانی پہ تھا مخلوقات کی تقدیریں لکھ دی تھیں۔"

(مسلم)

گویا مختلف "منسک" اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کی بنا پہ ہی بنائے ہیں۔

5- نہ کسی الہامی کتاب میں ان معبودان باطل کے حق میں کوئی دلیل تھی اور نہ ہی انہیں کسی علمی تحقیق کی بناء پہ یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ بھی تصرف کا اختیار رکھتے ہیں۔ بلکہ یہ تو محض اپنے باپ دادا کی گمراہی کو گلے لگائے بیٹھے ہیں۔

6- اکیلے اللہ کا ذکر ان کو شدید تکلیف پہنچاتا ہے جیسے فرمایا۔

"اور جب اللہ اکیلے کا ذکر کیا جائے تو جو لوگ آخرت پہ ایمان نہیں رکھتے ان کے دل گھٹ جاتے ہیں اور جب اللہ کے علاوہ دوسروں کا ذکر کیا جائے تو انکی باچھیں کھل اٹھتی ہیں۔"

(الزمر 45:39)

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ

لوگو! تم سے ایک مثال بیان کی جاتی ہے اسے ذرا غور سے سنو جن لوگوں کو

تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ

تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ اگر سارے اکٹھے بھی ہو جائیں تو ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے[1]

اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ

اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے جائے تو اس سے چھڑا بھی نہیں سکتے وہ چاہنے والا بھی ضعیف اور

مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ﴿۷۳﴾ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ

جس سے مدد طلب کی جا رہی ہے وہ بھی ضعیف ہے[2]○ ان لوگوں نے اللہ کی قدر پہچانی ہی نہیں

حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِىٌّ عَزِيْزٌ ﴿۷۴﴾ اَللّٰهُ يَصْطَفِىْ مِنَ

جیسا کہ پہچاننا چاہیے تھی اللہ تعالیٰ بڑا طاقتور و ہر چیز پر غالب ہے[3]○ اللہ (پیغام رسانی کے لئے) فرشتوں میں سے بھی

الْمَلٰٓـئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۷۵﴾

رسول چن لیتا ہے اور لوگوں میں سے بھی[4] بیشک اللہ سب کچھ سننے والا و دیکھنے والا ہے○

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ

وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے سامنے ہے اور اسے بھی جو ان سے او جھل ہے[5] اور تمام معاملات اللہ کی

الْاُمُوْرُ ﴿۷۶﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَ

طرف ہی لوٹائے جاتے ہیں○ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو رکوع کرو اور سجدہ کرو اور

اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۷۷﴾

اپنے رب کی عبادت کرو اور نیک کام کرو تاکہ تم کامیاب ہو سکو○

وَجَاهِدُوْا فِى اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰٮكُمْ وَمَا

اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے[6] اس نے تمہیں (اپنے دین کے لئے) چن لیا ہے اور

جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِى الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ

دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی[7] یہ تمہارے باپ ابراہیم کا

اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰٮكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِىْ هٰذَا

دین ہے[8] اللہ نے اس سے پہلے بھی تمہارا نام مسلم رکھا تھا اور اس (قرآن) میں بھی (مسلم ہی

لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى

رکھا ہے) تاکہ رسول تم پر گواہ ہو اور تم لوگوں پر

النَّاسِ ۖۚ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا

گواہ ہو[9] لہٰذا صلوٰۃ قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ (کے دین) کو مضبوطی سے

بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰٮكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۷۸﴾

تھامے رکھو وہی تمہارا کارساز ہے وہ کیسا اچھا کارساز اور کیسا اچھا مددگار ہے○

1-انکو مکھی کی مثال سمجھائی گئی ہے جسے وہ حقیر سمجھتے ہیں- ورنہ حقیقت میں تو ایک دانہ یا پھل بلکہ ایک مالیکیول اور ایک ایٹم (Atom) بھی نہیں پیدا کر سکتے۔

2-حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو میری طرح تخلیق کرنا چاہتا ہے۔ اگر کسی میں واقعی قدرت ہے تو وہ ایک ذرہ یا ایک دانہ یا ایک جو ہی پیدا کر کے دکھادے۔"

(بخاری و مسلم)

دنیا بھر کے سائنس دانوں اور انجینئروں کا مبلغ علم اتنا ہی ہے کہ وہ مختلف خام مال (Raw Material) سے ضروریات زندگی بنا لیتے ہیں۔ یا مادہ کی شکل ہی تبدیل کر لیتے ہیں۔ اسکے علاوہ ایک ذرہ یا ایک ایٹم بھی کوئی انسان پیدا نہیں کر سکا۔

3-اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اندازہ اس کائنات کی وسعت سے کیا جا سکتا ہے۔

ایک طرف ایسی قادر مطلق ذات اور دوسری جانب ایسے معبودان باطل جو مکھی تک بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ مکھی سے اپنا حصہ بھی وصول نہیں کر سکتے اور ایک دانہ تک پیدا نہیں کر سکتے۔ ایسی قادر مطلق ذات کے ساتھ شریک ٹھہرانے کا مطلب یہ ہے کہ انسان نے اللہ تعالیٰ کی قدرتوں پہ غور کرنے کی زحمت ہی نہیں کی۔

4-کفار نے اعتراض کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ کو نبی بھیجنا ہی تھا تو وہ کسی سردار کو نبی بناتا۔

5-اللہ کی یہ منتخب ہستیاں بھی نہ تو اللہ کے اختیارات میں شریک ہیں اور نہ ہی اجازت کے بغیر سفارش کر سکتی ہیں۔ کیوں کہ اللہ کے سوا کسی کو اگلے پچھلے حالات کی آگاہی ہی نہیں اس لئے ایسی سفارش کی اجازت بھی نہیں دی گئی۔

6-اقامت دین کیلئے جو جدوجہد کی جائے وہی جہاد ہے اسکا حق یہ ہے کہ دامے درمے قدمے سخنے اس کی مدد کی جائے۔

7-دین میں جو اوامر و نواہی ہیں اس میں انسان کی بشری کمزوریوں کا خیال رکھا گیا ہے۔

8-دین کے نفاذ سے جو نظام وجود میں آتا ہے وہ ملت کہلاتا ہے۔ چنانچہ ملت ابراہیم کی اتباع کا ہمیں حکم ہوا ہے۔ حضرت ابراہیم یہود و نصاریٰ مسلمان سب کے پیشوا ہیں۔ آپ ﷺ حضرت ابراہیم کی نسل سے تھے اور آپ ﷺ مسلمانوں کے روحانی باپ ہیں لہٰذا حضرت ابراہیم مسلمانوں کے بھی باپ ہوئے۔

9-قیامت کو انبیا اپنی امت پہ گواہ ہوں گے اور امت محمدیہ دیگر لوگوں پہ دیکھیں۔ (البقرہ 143:2)

سُورَةُ الْمُؤْمِنُونَ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَثَمَانِيَ عَشْرَةَ آيَةً وَسِتُّ رُكُوعَاتٍ

آیات ۱۱۸ (۲۳) سورۂ مومنون[1] مکی ہے (۷۴) رکوع ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ① الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ [3]

ایماندار لوگ کامیاب ہو گیے ○[2] جو اپنی صلوٰہ میں عاجزی

خٰشِعُوْنَ ② وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ③ وَالَّذِيْنَ

کرتے ہیں ○ اور جو لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں ○ اور جو زکات

هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ④ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ⑤ اِلَّا

ادا کرتے رہتے ہیں ○ اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں ○ سوائے

عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ⑥ فَمَنِ

[4]

اپنی بیویوں اور کنیزوں کے جو ان کے قبضہ میں ہوں کیونکہ ان کے معاملہ میں ان پر کوئی ملامت نہیں ○ البتہ ان

ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ⑦ وَالَّذِيْنَ هُمْ

[5]

کے سوا جو کوئی اور ذریعہ چاہے تو ایسے ہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں ○ اور جو اپنی

لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ⑧ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ⑨

امانتوں اور عہد کا پاس رکھتے ہیں ○ اور جو اپنی نمازوں پر محافظت کرتے ہیں ○

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ⑩ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا

یہی لوگ ایسے وارث ہیں ○ جو فرددوس کے مالک ہوں گے اور اس میں

خٰلِدُوْنَ ⑪ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ⑫

دائمی رہیں گے ○ اور ہم نے انسان کو مٹی کے ست سے پیدا کیا ○

ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ⑬ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً

[6]

پھر ہم نے اسے ایک محفوظ مقام (رحم مادر) میں نطفہ بنا کر رکھا ○ پھر نطفہ کو لوتھڑا بنایا

فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ

پھر لوتھڑے کو بوٹی بنایا پھر بوٹی کو ہڈیاں بنایا پھر ہڈیوں پر گوشت

لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ⑭

چڑھایا، پھر ہم نے اسے ایک اور ہی مخلوق بنا کر پیدا کر دیا پس بڑا بابرکت ہے اللہ جو سب سے بہتر بنانے

ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ⑮ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ⑯

والا ہے ○ پھر اس کے بعد تمہیں ضرور مرنا ہو گا ○ پھر یقیناً تم قیامت کے دن دوبارہ اٹھائے جاؤ گے ○

وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ⑰

اور ہم نے تمہارے اوپر سات طبقے (آسمانوں کے) پیدا کیے ہیں اور ہم اپنی مخلوق سے غافل نہیں ○

1- یہ سورت مکی ہے اور ان دنوں نازل ہوئی جبکہ مسلمان ظلم و ستم کا شکار تھے۔ اور قریش اقتدار اور مال و دولت پہ قابض تھے۔ اللہ تعالیٰ نے کامیابی کا تصور ہی دوسرا دیا ہے۔ آئندہ کامیاب لوگوں کی صفات کا ذکر کیا۔

2- افلح (مادہ- ف ل ح) پھاڑنا' کامیابی' بقا اور فلاح کسان کو کہتے ہیں۔ گویا فلاح ایسی کامیابی ہے جس میں انسان کی اپنی محنت اور کوشش ہو۔

3- کامیاب مومنین کی صفات میں سے اصلی حقیقت صلوٰۃ میں خشوع ہے۔ خشوع ایسی عاجزی وانکساری ہے جو کہ دل میں پیدا ہو اور اسکے اثرات جوارح میں بھی ظاہر ہوئے ہوں۔

4- قرآن کریم کے اس حکم پہ دو قسم کے لوگوں کو اعتراض ہے۔

(ا)- وہ مستشرقین جو کہ اسلام کا مطالعہ ہی اس پہ اعتراض کرنے کیلئے کرتے ہیں۔ ان کے مطابق ملک یمین سے تمتع کی اجازت دے کر اسلام نے عورتوں کے حقوق غصب کئے ہیں۔ فحاشی و بے حیائی کا دروازہ کھولا ہے۔ حالانکہ یہ اللہ کی رحمت اور انسانیت کے بڑے مسائل کا حل ہے۔ ملک یمین سے تمتع کا یہ مطلب قطعاً نہیں ہے کہ کسی فوجی نے جنگ میں دشمن قوم کی کوئی لڑکی پکڑلی اور آناً فاناً اس سے شہوانی تعلق قائم کرلیا اور اپنے دوستوں کو بھی دعوت دی کہ وہ بھی موقع سے ''فائدہ'' اٹھائیں جیساکہ عام ممالک کے فوجی کرتے ہیں بلکہ اگر کسی مسلمان فوجی نے یہ حرکت کی تو اس نے دو بڑے جرائم کئے زنا اور مال غنیمت میں ناجائز تصرف۔

(ب)- دوسری قسم کے اعتراضات کرنیوالے وہ لوگ ہیں جو مسلمان ہی ہیں مگر ان لوگوں سے متاثر ہیں جنکا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ وہ مزید خطرناک ہوتے ہیں کیونکہ وہ قرآن وسنت سے جواز ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس کیلئے انہیں تاویلات کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ دیکھیں (النساء 25:4)

5- بیویوں اور لونڈیوں کے علاوہ کوئی اور رستہ تلاش کرنیوالے حد سے بڑھنے والے ہیں۔ تفصیلات کیلئے دیکھیں (المعارج 31:70)

6- علقہ۔ اسکے معنیٰ میں تین مفہوم پائے جاتے ہیں۔

(ا)- خون چوسنے والا کیڑا۔ (ب)- لٹکی ہوئی چیز۔ (ج) خون کا لوتھڑا۔

علقہ کے مرحلے میں جنین کی عمر لگ بھگ 15 دن ہوتی ہے۔ مائیکروسکوپ (Microscope) میں دیکھنے سے جنین اس مرحلہ میں ہو بہو خون چوسنے والے کیڑے (Leach) سے مشابہ ہوتا ہے۔ دوسری جانب جیسے خون چوسنے والا کیڑا دوسروں کے خون پہ پلتا ہے اسی طرح جنین ماں کے خون سے خوراک حاصل کرتا ہے۔ علقہ کا دوسرا مفہوم لٹکی ہوئی چیز کا ہے۔ اس مرحلہ میں جنین بعینہ رحم مادر کی دیوار پہ اوپر سے نیچے لٹکا ہوا ہوتا ہے۔

علقہ کا تیسرا مفہوم خون کا لوتھڑا ہے۔ اس مرحلہ میں دیکھنے میں خون کا لوتھڑا معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس مرحلہ میں جنین میں نسبتاً خون کی زیادہ مقدار پائی جاتی ہے۔ دوسری جانب اس مرحلہ میں خون کا دوران نہیں ہوتا لہٰذا خون کے لوتھڑے سے بہت زیادہ مشابہت پائی جاتی ہے۔

سائنس دانوں نے متعلقہ حقائق 1677ء میں دریافت کئے جبکہ قرآن نے یہ مراحل بڑی تفصیل کے ساتھ چودہ سو سال پہلے ہی بتلادیے۔ اس زمانہ میں نہ مائیکروسکوپ کا وجود تھا اور نہ ہی سائنسی تحقیقات کے ادارے موجود تھے۔

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِی الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰی

نیز ہم نے آسمان سے ایک خاص مقدار میں پانی اتارا[1] جسے ہم نے زمین میں ٹھہرا دیا اور بلاشبہ ہم اس کو

ذَهَابٍۭ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّ

لے جانے پر بھی قادر ہیں[2]○ پھر ہم نے اس پانی سے کھجوروں[3] اور انگوروں کے باغ

اَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِیْهَا فَوَاكِهُ كَثِیْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَشَجَرَةً

پیدا کئے جن سے تمہیں بہت سے پھل حاصل ہوتے ہیں اور انہیں تم کھاتے ہو○ اور (اسی پانی سے)

تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَیْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِیْنَ ﴿۲۰﴾ وَ

طور سینا سے ایک درخت[4] اگتا ہے جو روغن لئے اگتا ہے اور کھانے والوں کو سالن کا کام دیتا ہے○ نیز

اِنَّ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۭ نُسْقِیْكُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِیْهَا

تمہارے لئے چوپایوں میں بھی عبرت ہے ان کے پیٹوں میں ایک چیز[5] ہے جو ہم تمہیں پلاتے ہیں اور تمہارے

مَنَافِعُ كَثِیْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَعَلَیْهَا وَعَلَی الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾

لئے اس میں بہت فوائد ہیں اور ان میں بعض کو تم کھاتے ہو○ نیز ان پر اور کشتیوں پر سوار ہوتے ہو○

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ

اور بلاشبہ ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو اس نے کہا: "اے میری قوم! اللہ کی عبادت[6] کرو جس کے بغیر

مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ۭ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ

تمہارا کوئی الٰہ نہیں کیا تم ڈرتے نہیں؟"○ اس کی قوم کے جن سرداروں[7] نے کفر

قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ یُرِیْدُ اَنْ یَّتَفَضَّلَ عَلَیْكُمْ ۭ وَلَوْ شَآءَ

کیا تھا کہنے لگے: "یہ تو تمہارے ہی جیسا انسان[8] ہے جو چاہتا ہے کہ تم پر برتری حاصل کرے[9] اور اگر اللہ

اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ښ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِیْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِیْنَ ﴿۲۴﴾ اِنْ هُوَ

چاہتا تو فرشتے نازل کرتا یہ بات تو ہم نے اپنے آباء و اجداد کے وقتوں میں کبھی سنی ہی نہیں○

اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰی حِیْنٍ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِیْ

اس آدمی کو تو محض جنون ہو گیا ہے[10] لہٰذا کچھ مدت اور انتظار کرو○ نوح نے دعا[11] کی: "اے میرے رب!

بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۲۶﴾ فَاَوْحَیْنَآ اِلَیْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْیُنِنَا وَ

ان لوگوں نے مجھے جھٹلا دیا ہے تو میری مدد فرما"○ تب ہم نے نوح کی طرف وحی کی کہ ہماری نگرانی و

وَحْیِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِیْهَا مِنْ كُلٍّ

ہدایات کے مطابق کشتی بناؤ پھر جب ہمارا حکم آ جائے اور تنور ابلنے لگے تو ہر قسم کے جوڑے سے دو

زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَیْهِ الْقَوْلُ

(مذکر و مونث) اس میں بٹھا لینا اور اپنے گھر والوں کو بھی ماسوا جن کے خلاف پہلے فیصلہ صادر ہو چکا ہے اور

مِنْهُمْ ۚ وَلَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۷﴾

جن لوگوں نے ظلم کیا ہے[12] ان کے بارے میں مجھ سے بات نہ کرنا کیونکہ وہ غرق کر دیئے جائیں گے○

1- یہ مقدار تقریباً ستر فیصد رقبہ زمین کو گھیرے ہوئے ہے۔ اگر کچھ اور زیادہ ہوتو یا تو انسان کو رہنے کی جگہ نہ ملتی۔ زراعت کیلئے رقبہ نہ بچتا اور اگر کم رقبہ ہوتا تو ضروریات کیلئے ناکافی ہو جاتا۔

2- کہیں یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ اندازے کے مطابق تو پانی مل ہی چکا ہے اب فکر کس بات کی بلکہ یاد رہے کہ جو پانی نازل کر سکتا ہے وہ اسے زائل بھی کر سکتا ہے لہٰذا اسکے شکر گزار رہیں تاکہ نعمت زائل نہ ہو جائے۔

3- اہل مکہ کے ہاں کھجور کے باغ تھے اور اہل طائف کے ہاں انگور کے لہٰذا انہیں انہی کی لسان میں سمجھایا گیا ہے حالانکہ اور بھی بہترین پھل اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائے ہیں۔

4- یہ زیتون کا پھل ہے جو کہ طور سینا کے علاقے میں فلسطین و شام میں پیدا ہوتا ہے۔ اس سے کثیر مقدار میں تیل بھی حاصل ہوتا ہے اور زیتون کے پھل کو عرب بطور سالن بھی کھاتے ہیں۔

5- یہی دودھ جو کہ دودھ پلانے والے (Mammals) کے گوبر میں اسکے اجزا سے بنتا ہے اور خون کے ذریعے دودھ بنانے والے غدود (Mammary Glands) میں منتقل ہوتا ہے۔ دیکھیں (نحل 66:16)

6- تمام انبیاء کی طرح حضرت نوح کی دعوت کی بنیاد بھی اللہ کی عبادت تھی۔

7- انبیاء کی دعوت کے بڑے مخالفین ہمیشہ خوشحال اور چوہدری قسم کا طبقہ ہوتا ہے۔

8- سب سرکشوں کی طرح قوم نوح نے بھی یہی اعتراض کیا کہ یہ تو تمہارے جیسا ہی بشر ہے پھر نبی کیسے ہو سکتا ہے؟ دیکھیں (الانعام 6:9)

9- اسکے بعد والا اعتراض تقلید آباء سے متعلق تھا۔

10- آپ ﷺ اور دیگر انبیاء پہ بھی اعتراض کیا گیا۔

11- حضرت نوح انتہائی جانفشانی سے ان تھک طریقہ پہ نو سو پچاس سال قوم کو دین کی دعوت دیتے رہے۔ جب قوم سے قلیل سا صالح عنصر علیحدہ ہو گیا اور باقی سارے ہٹ دھرم، ضدی اور حضرت نوح کو اذیت دینے والے اور تمسخر کرنے والے رہ گئے تو حضرت نوح نے یہ دعا مانگی۔ یاد رہے کہ یہ دعا بھی حضرت نوح نے اسوقت مانگی جب اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے آپ کو مطلع فرمایا کہ اب اور کوئی ایمان لانیوالا باقی نہیں رہ گیا۔ فرمان الٰہی ہے

"حضرت نوح کی جانب وحی کی گئی کہ اب جو ایمان لا چکے سو لا چکے باقی اور کوئی ایمان لانے والا نہیں ہے۔"

(ہود 36:11)

12- حضرت نوح کا بیٹا اور انکی بیوی بھی کافروں کی ساتھی تھی۔

فَإِذَا اسْتَوَيْتَ أَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ

پھر جب تم اور جو تمہارے ہمراہ ہوں کشتی میں جم کر بیٹھ جاؤ تو کہنا: "سب تعریف اس اللہ کے لئے ہے

الَّذِي نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِينَ ﴿٢٨﴾ وَقُلْ رَّبِّ أَنْزِلْنِي مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا

جس نے ہمیں ظالموں سے نجات دی"○ اور (یہ بھی) کہنا کہ: "میرے رب! مجھے برکت والی جگہ اتارنا 1

وَّأَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ ﴿٢٩﴾ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ وَّإِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِينَ ﴿٣٠﴾

اور تو سب سے بہتر اتارنے والا ہے"○ 2 اس واقعہ میں کئی نشانیاں ہیں اور آزمائش تو ہم کرتے ہی رہتے ہیں○ 3

ثُمَّ أَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِينَ ﴿٣١﴾ فَأَرْسَلْنَا فِيهِمْ رَسُولًا

پھر ان کے بعد ہم نے ایک اور نسل کو پیدا کیا○ تو ان میں انہیں میں سے ایک رسول 4 بھیجا (جس نے

مِّنْهُمْ أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ إِلٰهٍ غَيْرُهُ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٣٢﴾ وَقَالَ

انہیں کہا کہ) اس اللہ کی عبادت کرو جس کے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہیں کیا تم ڈرتے نہیں؟○ اور اس

الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِلِقَاءِ الْاٰخِرَةِ وَأَتْرَفْنٰهُمْ

کی قوم کے جن سرداروں نے انکار کیا اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا اور جنہیں ہم نے دنیا کی زندگی 5

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مَا هٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ

میں عیش و آرام دے رکھا تھا، کہنے لگے: "یہ تو تمہی جیسا انسان ہے وہی کچھ کھاتا ہے جو تم کھاتے ہو اور

وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ ﴿٣٣﴾ وَلَئِنْ أَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذًا

پیتا بھی وہی کچھ ہے جو تم پیتے ہو○ 6 اور اگر تم نے اپنے ہی جیسے ایک آدمی کی اطاعت کرلی تو پھر تو تم خسارے

لَّخٰسِرُونَ ﴿٣٤﴾ أَيَعِدُكُمْ أَنَّكُمْ إِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظٰمًا أَنَّكُمْ

میں ہی رہے○ کیا تمہیں وہ یہ کہتا ہے کہ جب تم مرجاؤ گے اور مٹی اور ہڈیاں بن جاؤ گے تو تم (دوبارہ)

مُّخْرَجُونَ ﴿٣٥﴾ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ ﴿٣٦﴾ إِنْ هِيَ إِلَّا

اٹھائے جاؤ گے؟○ یہ بات تو بعید از عقل و قیاس 7 ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا جارہا ہے○ زندگی تو بس

حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ﴿٣٧﴾ إِنْ هُوَ

یہی دنیا کی زندگی ہے ہم مرتے ہیں اور جیتے (پیدا ہوتے) ہیں اور ہم ہرگز اٹھائے نہیں جائیں گے○ 8 یہ ایک ایسا

إِلَّا رَجُلٌ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهُ بِمُؤْمِنِينَ ﴿٣٨﴾ قَالَ

آدمی ہے جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے اور ہم کبھی اس کی بات نہیں مانیں گے"○ 9 رسول نے دعا کی: "رب!

رَبِّ انْصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ ﴿٣٩﴾ قَالَ عَمَّا قَلِيلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِينَ ﴿٤٠﴾

ان لوگوں نے مجھے جھٹلایا ہے تو میری مدد فرما"○ اللہ نے فرمایا: تھوڑے عرصہ بعد یہ پچھتانے لگیں گے○

فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَاءً فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ

چنانچہ ٹھیک حق کے مطابق ایک ہیبت ناک چیخ 10 نے انہیں آلیا تو ہم نے انہیں خس و خاشاک بنا کے

الظّٰلِمِينَ ﴿٤١﴾ ثُمَّ أَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قُرُونًا اٰخَرِينَ ﴿٤٢﴾

رکھ دیا سو ظالم لوگوں کے لئے پھٹکار ہی پھٹکار ہے○ پھر ان کے بعد ہم نے کئی اور قومیں پیدا کیں○

1-اے نوح اس وقت اس بدمعاش قوم کی ہلاکت پہ تمہیں غم نہ ہونا چاہئے بلکہ خوشی ہو اور اللہ کا شکر ادا کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں انکی خباثت سے بچالیا۔

2-اس کے دوسرے معنی یہ ہے کہ تو بہتر مہمان نواز ہے لہٰذا ہمیں اب اچھا رزق عطا فرما۔

3-یہ دنیا تو ہے ہی دار الامتحان تو ہم انبیاء کو بھیج کر سب کا امتحان کر لیتے ہیں۔ نبی اور اس پہ ایمان لانیوالوں کا کہ وہ کس حد تک صبر وثبات سے تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ قوم کا امتحان کہ وہ نبی کو کیا جواب دیتی ہے۔ پھر عذاب کے بعد آنیوالی نسلوں کا امتحان کہ وہ کس حد تک عبرت حاصل کرتے ہیں۔

4-یہ رسول ہود تھے جو کہ قوم عاد یا عاد اولیٰ کی طرف بھیجے گئے۔ قرآن کریم میں دوسرے مقامات پہ قوم نوح کے بعد انہی کا ذکر ہوا ہے۔

5-حضرت ہود کی دعوت بھی یہی تھی کہ اکیلے اللہ کی عبادت کرو۔ انکی قوم میں سے بھی چودھریوں' سرداروں اور کھڑ پینچ قسم کے لوگوں نے آپکو جھٹلایا کیونکہ اصلاح کی ہر دعوت انہیں اپنے لئے خطرہ نظر آتی ہے کہ اس سے انکی سرداریاں ختم ہو جائیں گی۔ دوسری وجہ حق ٹھکرانے کی یہ بیان ہوئی ہے کہ وہ آخرت کو جھٹلاتے تھے۔

6-چنانچہ انہوں نے بھی وہی بہانہ تراشا کہ یہ نبی صاحب تو تمہارے جیسے بشر ہی ہیں جیسے تم کھاتے ہو ویسے ہی یہ بھی کھاتے ہیں۔ جیسے تم پیتے ہو ویسے ہی یہ بھی پیتے ہیں۔ اصل میں انہیں اپنی سرداریاں چھنتی نظر آتی ہے مگر بہانہ یہ کرتے ہیں کہ نبی کی اطاعت کر کے تم خسارہ اٹھاؤ گے۔ آج کل بھی مسلمانوں کا ایک گروہ آنجناب ﷺ کو بشر تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہے۔ نبی چونکہ انہی میں سے ایک فرد ہوتا ہے جنہیں وہ دن رات دیکھتے ہیں لہٰذا بشریت کا انکار تو نہیں کرسکتے مگر نبوت کا انکار کر دیتے ہیں۔ دور حاضر کے لوگ نبی ہونے کا انکار تو نہیں کرسکتے کیونکہ ایسا کرنے کے بعد وہ مسلمان ہونے کا دعویٰ ہی نہیں کرسکتے مگر آپکی بشریت کا انکار کر دیتے ہیں۔ نتیجہ کے اعتبار سے بات ایک ہی ہے کہ نبی کی اطاعت اور اتباع نہیں کریں گے۔

((اللَّهُمَّ اهْدِ قَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ))

"اے اللہ میری قوم کو ہدایت عطا کر انہیں علم نہیں ہے۔"

7- ھیہات۔ بعید ہے یا بعید از قیاس ہے۔ تاکید کیلئے دو مرتبہ کہا گیا ہے۔

8-آخرت کے منکرین ہمیشہ سے یہ کہتے آئے ہیں ہم نے تو آج تک کسی کو زندہ ہو کر آتے نہ دیکھا۔ مگر یہ بھول جاتے ہیں کہ کئی اور اشیاء بھی نظر نہیں آتیں مگر موجود ضرور ہوتی ہیں۔

9-اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اللہ کے منکر نہ تھے مگر ایسا ایمان جس میں رسالت اور معاد پہ ایمان نہ ہو کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔

10-قوم عاد پہ شدید سرد آندھی کا عذاب آیا تھا۔ یہاں چیخ کا ذکر ہے۔ جس سے بعض علماء نے قیاس کیا ہے کہ یہ قصہ قوم ثمود کا ہے۔ ہمارے خیال میں عذاب آنے کے بعد جو آہ و بکا ہوئی ہوگی اسے ہی یہاں چیخ کہا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔

مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿۴۳﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا

کوئی بھی قوم نہ اپنے وقت سے پہلے ختم ہوئی اور نہ اس کے بعد ٹھہر سکی○ پھر اس کے بعد ہم نے پے در پے

رُسُلَنَا تَتْرَا ۭ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ

اپنے رسول بھیجے جب بھی کسی قوم کے پاس اس کا رسول آتا تو وہ اسے جھٹلا دیتے تو ہم ایک قوم کے بعد

بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۴﴾ ثُمَّ

دوسری قوم کو ہلاک کرتے رہے حتیٰ کہ انہیں افسانے بنا دیا سو ان لوگوں پر پھٹکار ہو جو ایمان نہیں لاتے○ پھر

اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۵﴾

ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی ہارون کو معجزے اور روشن دلیل دے کر بھیجا

اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَقَالُوْٓا

فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا تو وہ اکڑ گئے اور وہ تھے ہی سرکش لوگ○ کہنے لگے:

اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَكَذَّبُوْهُمَا

کیا ہم اپنے ہی جیسے دو آدمیوں پر ایمان لائیں جبکہ ان کی قوم ہماری غلام ہے○ چنانچہ انہوں نے ان دونوں کو

فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ﴿۴۸﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ

جھٹلا دیا تو وہ بھی ہلاک ہونے والوں میں شامل ہو گئے○ اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی کہ وہ لوگ اس

يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى

سے رہنمائی حاصل کریں○ اور ہم نے (عیسیٰ) ابن مریم کو اور اس کی والدہ کو ایک نشانی بنایا اور ایک ایسے ٹیلے

رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ﴿۵۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ

پر جگہ دی جو قابل اطمینان تھی اور وہاں چشمہ بھی موجود تھا○ اے رسولوں کی جماعت! پاکیزہ چیزیں کھاؤ

وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۵۱﴾ وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً

اور نیک اعمال کرو جو کچھ تم کرتے رہے ہو میں اسے خوب جانتا ہوں○ اور یہ تمہاری امت

وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿۵۲﴾ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۭ

ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا رب ہوں لہٰذا مجھ سے ڈرو○ پھر لوگوں نے اپنے کام کو باہم ٹکڑے ٹکڑے

كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى

کر لیا ہر گروہ کے پاس جو ہے وہ اسی میں مگن ہے○ لہٰذا انہیں ایک وقت تک اپنی اس مدہوشی میں

حِيْنٍ ﴿۵۴﴾ اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿۵۵﴾ نُسَارِعُ

پڑا رہنے دیجئے○ کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم جو انہیں مال اور اولاد دیئے جا رہے ہیں○ تو ہم انہیں

لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ

بھلائیاں دینے میں جلدی کر رہے ہیں؟ بلکہ اصل بات کا انہیں شعور ہی نہیں○ (بھلائیاں وہ پاتے ہیں)

رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۸﴾

جو اپنے رب کے خوف سے ڈرتے رہتے ہیں○ اور جو اپنے رب کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں○

1- عاد اولیٰ کے بعد حضرت موسیٰ کے زمانے تک قرآن میں مذکورہ جو انبیاء بھیجے گئے وہ یہ ہیں۔ حضرت صالح، حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب، حضرت یوسف، حضرت ایوب، حضرت شعیب، اسکے علاوہ جن کا ذکر قرآن میں نہیں ملتا وہ اس سے بہت زیادہ ہیں۔

2- متکبر قسم کے لوگ جو خود کو عام لوگوں سے بلند تر سمجھتے تھے مراد آل فرعون ہیں جو قبطی نسل سے تھے۔

3- اس سے معلوم ہوا کہ تورات فرعون کے بعد نازل ہوئی۔ اس سے قبل جو احکامات آپ کو ملے تھے وہ بھی اسی طرح واجب الاتباع تھے گو کہ وہ تورات میں شامل نہ تھے۔ گویا کہ نبی کو کتاب کے علاوہ علیحدہ سے بھی احکامات ملتے ہیں اور وہ بھی واجب الاتباع ہوتے ہیں۔ اس میں ان لوگوں کا رد ہے جو قرآن کو سنت کے بغیر ہی ہدایت کیلئے کافی سمجھتے ہیں۔ نزول تورات کے بعد کوئی بھی قوم عام عذاب سے ہلاک نہیں ہوئی۔

4- اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم اور عیسیٰ کو ایک نشانی قرار دیا ہے نہ کہ حضرت عیسیٰ ایک نشانی اور حضرت مریم ایک نشانی۔ دونوں کے مل کر ایک نشانی کی صورت صرف یہی ہے کہ حضرت مریم کسی مرد کے بغیر حاملہ ہوئیں اور حضرت عیسیٰ باپ کے بغیر پیدا ہوئے۔ حد یہ ہے کہ خود مسلمانوں ہی کے ایک گروہ کو مغالطہ ہو گیا ہے کیونکہ کسی امر کو بطور معجزہ تسلیم کرنا انہیں بہت مشکل لگتا ہے۔ ہر کام کو وہ کسی نہ کسی طبعی قانون کے تحت لا کر چھوڑنا چاہتے ہیں چاہے انہیں اسکے لئے سارے قرآن ہی کی تاویل کرنی پڑے۔

5- شائد آپ کی جائے پیدائش کی جانب اشارہ ہے یا بعد میں کہیں ان دونوں کو جائے قرار دی واللہ اعلم۔

غلام احمد قادیانی نے تیرھویں صدی کے ابتداء میں نبوت اور مسیح موعود کا جھوٹا دعویٰ کر دیا۔ اس نے حضرت عیسیٰ کی وفات کو طبعی موت قرار دینے کے بعد فرمایا کہ انکی قبر کشمیر میں ہے جسے اس نے "ربوہ" قرار دیدیا حالانکہ آپکی امت نے ضلع جھنگ میں ربوہ کے نام سے اپنی بستی بسائی۔ انہوں نے کشمیر میں حضرت عیسیٰ کی قبر ہونے کی بنیاد اپنا الہام قرار دیا۔ اب اگر آپکے الہام کو درست سمجھ لیا جائے تو پھر بھی سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس آیت میں صرف حضرت عیسیٰ ہی کا تو نہیں بلکہ ان کی والدہ کا بھی ذکر ہے۔ اس صورت میں کم از کم دو قبروں کے الہام تو ہونے چاہئیں تھے۔ اس سے آپ کی موشگافیوں کا پول کھل جاتا ہے۔

6- یہاں اللہ تعالیٰ نے سب رسولوں سے اجتماعی خطاب فرمایا ہے اسکا مطلب یہ نہیں یہ سب کہیں اکٹھے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اس اجتماع سے خطاب فرمایا بلکہ چونکہ سب رسولوں کے اصولی تعلیم ایک جیسی رہی ہے تو بطور اختصار مشترکہ انداز اختیار کیا گیا ہے۔ ویسے بھی خطاب تو رسولوں کو ہے مگر حکم عام ہے۔

7- مراد رسولوں کی جماعت ہو سکتی ہے یا ہر زمانہ میں اہل حق کی جماعت۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّ

اور وہ اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے ○ اور وہ (اللہ کی راہ میں) جو بھی دیں مگر

قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ﴿٦٠﴾ اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ

ان کے دلوں کو دھڑکا لگا رہتا ہے کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔[1] ○ یہی لوگ نیک کاموں میں

فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ﴿٦١﴾ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا

جلدی کرتے اور ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں ○ ہم کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف

وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٦٢﴾ بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ

نہیں دیتے[2] اور ہمارے پاس کتاب (نامہ اعمال) ہے جو سچ بیان کرے گی[3] اور ان کی حق تلفی نہ ہوگی ○

غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ﴿٦٣﴾

بلکہ اس سے تو ان کے دل غافل ہیں[4] اور ان کے کئی (برے) اعمال ہیں جو وہ کر رہے ہیں ○

حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْـَٔرُوْنَ ﴿٦٤﴾ لَا تَجْـَٔرُوا

حتیٰ کہ جب ہم ان کے عیاش لوگوں کو عذاب میں پکڑ لیا تو وہ چیخنے لگے ○ (ہم کہیں گے) آج

الْيَوْمَ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿٦٥﴾ قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ

چلاؤ نہیں ہماری طرف سے تمہیں کوئی مدد نہیں ملے گی ○ جب میری آیات تم پر پڑھی جاتی تھیں تو تم الٹے

عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ﴿٦٦﴾ مُسْتَكْبِرِيْنَ ۖ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ﴿٦٧﴾

پاؤں پھر جاتے تھے ○ اپنے گھمنڈ میں میری آیتوں کو افسانے سمجھتے[5] اور بکواس کیا کرتے تھے ○

اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٦٨﴾

کیا انہوں نے اس کلام پر غور نہیں کیا یا ان کے پاس کوئی ایسی بات آئی ہے جو ان کے آباؤ اجداد کے پاس نہیں

اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿٦٩﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ

آئی تھی؟ ○ یا انہوں نے اپنے رسول کو پہچانا ہی نہیں[6] لہٰذا اس کے منکر ہیں؟ ○ یا وہ کہتے کہ اسے جنون[7]

بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ

ہے؟ بلکہ در حقیقت وہ ان کے پاس سچی بات لایا ہے لیکن ان کی اکثریت حق کو ناپسند کرتی ہے ○ اور اگر حق ان کی

لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ

خواہشات کی اتباع کرتا تو یہ ارض و سماوات اور ان میں جو کچھ ہے سب درہم برہم ہو جاتا[8] بلکہ ہم نے انہیں انہی

عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٧١﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ڰ

کے لئے ذکر (قرآن) دیا ہے مگر وہ اپنے ذکر سے ہی منہ موڑتے ہیں ○ یا آپ ان سے مال مانگتے ہیں؟ تو

وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿٧٢﴾ وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٧٣﴾

آپ کے لئے آپ کے رب کا دیا ہی بہتر ہے[9] اور وہی بہترین رازق ہے ○ اور بلاشبہ آپ انہیں صراط

وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ﴿٧٤﴾

مستقیم کی طرف بلاتے ہیں ○ اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ اس راہ سے ہٹ رہے ہیں ○

1-حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے اس آیت کے متعلق پوچھا... کیا یہ وہ لوگ ہیں جو کہ شراب پیتے ہیں اور چوریاں کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ ''نہیں' اے صدیق کی بیٹی بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو روزے رکھتے ہیں اور صلوٰۃ پڑھتے ہیں اور صدقات دیتے ہیں اور وہ ڈرتے ہیں کہ کہیں یہ نامقبول نہ ٹھہریں۔''

(ترمذی)

2-چنانچہ دینی احکام ایسے نہیں ہیں جو کہ بجالانے مشکل ہوں بلکہ وہ انسانی استعداد کار کے مطابق ہی ہیں۔ پھر غیر معمولی حالات میں احکام بھی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ جیسے مسافر صلوٰۃ قصر کر سکتا ہے۔ دو نمازیں جمع کر سکتا ہے۔ اس آیت سے اور دیگر کئی آیات سے ثابت ہوتا ہے شرعی احکام سہل ہیں اور بساط انسانی میں ہیں۔ بعض کج بحث قسم کے لوگ ایسا کرتے ہیں کہ دین کا جو حکم سخت معلوم ہوا اس کا انکار کر دیتے ہیں کہ دین تو سہل ہے لہٰذا یہ حکم شرعی نہیں ہو سکتا۔ یہ سراسر شیطانی چال ہے قرآن کریم کی کوئی آیت یا حدیث اس مفہوم کی متحمل نہیں۔

3-اعمال و افعال اور اقوال حتیٰ کہ دل کے ارادے اور خیالات کا مکمل ریکارڈ رہتا ہے اور فرشتے ایسا ریکارڈ محفوظ رکھنے پر مامور ہیں۔

4-نامہ اعمال کے مرتب ہونے کی حقیقت سے غفلت میں ہیں جس کی وجہ سے ہر ظلم و زیادتی بلا تامل روا رکھے ہوئے ہیں۔

5-سمر۔ (To Chat in the Evening) رات کو سلانے کیلئے قصے کہانیاں بیان کرنا۔

ہجر= بیماری یا نیم بے ہوشی یا نیند میں مہمل سی باتیں کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی آیات انتہائی بے نیازی کے عالم میں قصے کہانیوں کی طرح بیان کرتے۔

6-بلکہ وہ اپنے رسول کو اچھی طرح پہچانتے تھے۔ اور انہیں صادق اور امین کہتے اور سمجھتے تھے۔

7-آپ ﷺ پہ جنوں کا الزام بھی لگایا مگر خود انکے دل گواہی دیتے کہ یہ شخص مجنون نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اپنی مجلس میں ولید بن مغیرہ کہنے لگا کہ ہم نے مجنون بھی دیکھے ہیں جو الٹی سیدھی حرکات کرتے ہیں۔ یہ تو مجنون نہیں ہو سکتا۔

8-اگر اللہ تعالیٰ کے احکام لوگوں کی خواہشات کے مطابق نازل ہوں تو اس صورت میں اللہ قادر مطلق بادشاہ تو نہ ہوا بلکہ (معاذ اللہ) کٹ پتلی حکمران بن گیا۔ دوسری جانب چونکہ لوگوں کے مفادات اور خواہشات مختلف ہوتی ہیں۔ چنانچہ اگر حق خواہشات نفس کا تابع ہو تو نہ صرف زمین فسادات سے بھر جائے بلکہ فساد آسمانوں تک جا پہنچے۔

9-اللہ تعالیٰ نے کفار کو عار دلائی ہے ورنہ اللہ خوب جانتا ہے آپ ﷺ نے کیا کسی بھی نبی نے دعوت دین کا اجر اپنی قوم سے نہیں مانگا بلکہ علی الاعلان کہہ دیا کہ ''ہم تم سے کوئی اجر نہیں مانگتے ہمارا اجر تو اللہ کے ذمہ ہے۔''

آپ ﷺ نے تو یہ بھی اعلان فرمایا کہ اگر میں نے تم سے کچھ اجرت طلب کی ہو تو وہ تمہارے ہی لئے ہے۔

وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ

اور اگر ہم ان پر مہربانی کریں اور ان کی تکلیف دور کر دیں تو یہ اپنی سرکشی میں اور زیادہ بھٹکتے

يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ

جائیں گے○ اور ہم نے انہیں عذاب[1] میں مبتلا کیا تو بھی یہ نہ اپنے رب کے سامنے جھکے

وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۷۶﴾ حَتّٰٓى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ

اور نہ ہی آہ و زاری کی○[2] یہاں تک کہ ہم نے ان پر شدید عذاب کا در کھول دیا تو اس حال میں

اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ

وہ (ہر بھلائی سے) مایوس ہونے لگے○[3] وہی تو ہے جس نے تمہیں کان آنکھیں اور

وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي

دل عطا کئے مگر تم لوگ کم ہی شکر گزار ہوتے ہو○[4] اور وہی ذات ہے جس نے تمہیں زمین میں

الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ

پھیلا دیا اور اسی کی طرف تم اکٹھے کئے جاؤ گے○ اور وہی ہے جو زندہ کرتا اور مارتا ہے اور

وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۸۰﴾ بَلْ قَالُوْا

رات اور دن کا باری باری آتے رہنا اسی کے قبضہ قدرت میں ہے کیا تم کچھ بھی نہیں سمجھتے؟○ بلکہ انہوں

مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿۸۱﴾ قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّ

نے بھی وہی کچھ کہہ دیا جو ان کے پیشرو کہہ چکے ہیں○ کہ: "جب ہم مرجائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں

عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۸۲﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَاۗؤُنَا هٰذَا

گے تو ہمیں پھر زندہ کر کے اٹھایا جائے گا؟"○[5] یہ بات تو ہمیں اور اس سے قبل ہمارے آباء و اجداد

مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸۳﴾ قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ

کو بھی کہی گئی تھی یہ تو محض پرانے قصے ہیں[6]"○ آپ ان سے پوچھیے کہ: اگر تمہیں کچھ

وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۴﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا

علم ہے تو بتلاؤ کہ زمین اور جو کچھ اس میں ہے وہ کس کا ہے؟○ وہ فوراً کہہ دیں گے کہ "اللہ کا" آپ کہیے پھر تم

تَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ

نصیحت قبول کیوں نہیں کرتے؟○ پھر پوچھیے کہ سات آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک کون ہے؟ وہ فوراً کہہ دیں

الْعَظِيْمِ ﴿۸۶﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۸۷﴾ قُلْ مَنْۢ

گے کہ یہ (سب کچھ) اللہ ہی کا ہے○ آپ کہیے پھر تم اللہ سے ڈرتے کیوں نہیں؟○ پھر پوچھیے کہ اگر تم جانتے ہو تو

بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ

بتلاؤ ہر چیز پر حکومت کس کی ہے؟ اور وہ کون ہے جو پناہ دیتا ہے مگر اس کے مقابلہ میں کسی کو پناہ نہیں مل سکتی؟ وہ

كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۸﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ﴿۸۹﴾

فوراً کہیں گے اللہ ہی ہے○ آپ کہیے پھر تم پر کہاں سے سحر[7] چل جاتا ہے؟○

1- اشارہ ہے اس شدید قحط کی طرف آپ ﷺ کی دعا سے اہل مکہ پہ نازل ہوا۔ حالت یہاں تک پہنچی کہ مردار کھانے کی نوبت آگئی۔ کمزوری سے آسمان دھواں نظر آتا۔ دیکھیں (الدخان 10:44)

2- قحط سالی سے جب یہ نوبت آگئی تو ابو سفیان آپ ﷺ کے پاس آیا اور قرابت داری کا واسطہ دیکر درخواست کی کہ اللہ سے دعا کرو کہ قحط ٹل جائے۔ قریش کو یہ معلوم ہوگیا کہ اللہ ہی یہ قحط دفع کرسکتا ہے اور آپ ﷺ کی دعا سے رفع ہوگا۔ مگر بد بختوں کو اللہ کے آگے سر جھکانے کی توفیق پھر بھی نہ ہوئی۔

3- اشارہ جنگ بدر سے شروع ہونیوالے بڑے عذاب کی جانب ہے۔

بلس۔ بھلائی سے مایوس۔ مایوسی سے غمگین ہونا یا مایوسی کی بنا پہ بھڑک اٹھنا۔

4- انسان کی حالت یہ ہے کہ جب اللہ کی نعمتیں میسر ہوتی ہیں تو احساس نہیں کرتا حالانکہ نابینا سے پوچھیں کہ آنکھوں کی قیمت کیا ہے اور بہرے سے پوچھیں کہ کان کس قدر انمول ہیں تو اندازہ ہوجائے گا۔

5- جب اہل مکہ سے بدو لوگ پوچھتے کہ اس نبی کی تعلیم کیا ہے تو لاپرواہی سے کہہ دیتے کہ بس پرانے قصے کہانیاں ہی ہیں۔ وہ یہ اس لئے کہتے کہ انبیاء کی بنیادی تعلیم تو ہمیشہ ہی سے ایک رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ جو تم نبی کو جواب دے رہے ہو کہ مرکھپ کے مٹی ہو کر ہم کیسے اٹھائے جائیں گے۔ یہ بھی تو ہر نبی پہ اعتراض کیا گیا ہے۔ پھر کیا یہ پرانے افسانے نہیں۔ حالانکہ پرانی بات سچی بھی ہوسکتی ہے اور پرانی بات جھوٹی بھی ہوسکتی ہے۔ نبی جو کہتا ہے وہ بھی پرانی بات ہے مگر وہ سچی ہے اور تم جو کہتے ہو وہ بھی پرانی مگر وہ جھوٹی ہے۔

6- اساطیر(ج)۔ اسطورہ۔ لکھے ہوئے قصے کہانیاں۔

7- تم نبی کو کبھی ساحر کبھی مسحور کہتے ہو حالانکہ حقیقت میں مسحور تم خود ہو۔ زمین و آسمان کی بادشاہی تم اللہ کی مانتے ہو۔ عرش کا مالک اللہ کو مانتے ہو یہ بھی مانتے ہو اللہ ہر ایک کو پناہ دیتا ہے اور اسے کسی کی پناہ کی ضرورت نہیں تو پھر یہ شرکاء کہاں سے آٹپکے۔ پھر اللہ کی ملکیت میں انکا تصرف کہاں سے ہوا؟

بالکل یہی حالت آج کل کے مردہ پرستوں اور قبر پرستوں کی ہے۔

((اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ))

"اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے یہ سمجھتے نہیں۔"

بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۹۰﴾ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ

بلکہ ہم تو ان کے پاس حق لے کر آئے ہیں اور یقیناً یہی جھوٹے ہیں O اللہ تعالیٰ نے کسی کو اپنی اولاد نہیں بنایا اور

وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۭ بِمَا خَلَقَ

نہ ہی اس کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے اگر ایسی بات ہوتی تو ہر الٰہ اپنی مخلوق کو لے کر الگ ہو جاتا اور ان میں سے

وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۹۱﴾ عٰلِمِ

ہر ایک دوسرے پر غالب آنے کی کوشش کرتا اللہ ان باتوں سے پاک ہے جو یہ بیان کرتے ہیں O وہ سب غیب

الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۹۲﴾ قُلْ رَّبِّ اِمَّا

اور ظاہر باتوں کا جاننے والا ہے اور جو یہ شریک ٹھہراتے ہیں ان سے وہ بالاتر ہے O (اے نبی!) آپ دعا کیجئے

تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿۹۳﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِى الْقَوْمِ

کہ: "میرے رب! جس کی انہیں دھمکی دی جا رہی ہے اگر وہ میری موجودگی میں آجائے O تو اے رب!

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَاِنَّا عَلٰٓى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۹۵﴾

مجھے ان ظالموں میں شامل نہ کرنا" O اور جس کی دھمکی ہم انہیں دے رہے ہیں وہ (عذاب) آپ کو دکھانے

اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ؕ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴿۹۶﴾

پر ہم پوری قدرت رکھتے ہیں O آپ بری بات کے جواب میں اچھی بات کہئے O جو یہ بیان کرتے ہیں ہم اسے

وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۹۷﴾ وَاَعُوْذُ بِكَ

خوب جانتے ہیں O نیز یہ کہئے کہ اے رب! میں شیطان کی اکساہٹوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں O اور اس سے بھی

رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ

اے رب! تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ آئیں O کہ ان میں سے کسی کو جب موت آئے گی تو کہے گا:

ارْجِعُوْنِ ﴿۹۹﴾ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ

اے رب! مجھے واپس بھیج دے O جسے میں چھوڑ آیا ہوں امید ہے کہ اب میں نیک عمل کروں گا۔ ہرگز نہیں یہ

قَآئِلُهَا ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَاِذَا نُفِخَ

بس ایک بات ہوگی جسے اس نے کہہ دیا اور ان کے درمیان، دوبارہ جی اٹھنے کے دن تک ایک آڑ ہوگی O

فِى الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۱۰۱﴾

پھر جب صور پھونکا جائے گا تو ان کے درمیان کوئی رشتہ نہ رہے گا اور نہ ہی اس دن کوئی ایک دوسرے کو پوچھے

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَمَنْ خَفَّتْ

گا O اس دن جن کے پلڑے بھاری ہوں گے وہ تو کامیاب ہوں گے O اور جن کے ہلکے ہوں گے

مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِىْ جَهَنَّمَ

تو یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو خسارہ میں رکھا وہ ہمیشہ جہنم

خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾

میں رہیں گے O جہنم کی آگ ان کے چہروں کو جھلس دے گی اور ان کے جبڑے باہر نکلے ہوں گے O

1- جس طرح بیٹے اور بیٹیاں آخر الدین سے علیحدہ ہو جاتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کی اولاد ہوتی تو وہ بھی اپنی اپنی ملکیت لیکر علیحدہ ہو جاتے پھر اقتدار کی جنگ بھی ہوتی اور اسی صورت میں کائنات میں ہم آہنگی برقرار رہنا ناممکن ہو جاتا۔

2- شہادۃ۔ حاضر اور غیب یعنی ماضی اور مستقبل سب کچھ جاننے والا ہے۔

3- خطاب آپ ﷺ کو ہے مگر تعلیم سب مسلمانوں کو ہے۔

4- اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو ذلیل و رسوا کر کے اور اسلام کا بول بالا کر کے آپ ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیں۔

5- جیسے فرمایا۔

"(برائی کا بھی) جواب اچھائی سے دیں تو آپکا دشمن بھی گہرا دوست بن جائیگا۔"

(حم سجدہ 34:41)

یہ باہمی معاشرت کا ایک زریں اصول ہے۔ ہر شخص اس کا تجربہ کر کے اسکے خوشگوار اثرات سے مستفید ہو سکتا ہے۔ خاص طور پر دعوت دین میں اس سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیے۔

6- حضرت سلیمان بن سرور روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"میں ایک کلمہ جانتا ہوں اگر وہ (یعنی مریض) کہے تو اسکی تکلیف جاتی رہے۔ اگر وہ کہے۔"

((أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ))

"میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں شیطان مردود سے تو اسکی سب تکلیف جاتی رہے۔"

(بخاری و مسلم)

7- ارجعون جمع کا صیغہ استعمال ہوا ہے کیونکہ فرشتے جو جان نکالتے ہیں وہ ایک سے زیادہ ہیں۔

8- اس کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں۔

(ا)- واپسی اللہ کے قانون میں اور مشیت میں ممکن ہی نہیں ہے۔

(ب)- واپس جا کر پھر وہی کرے گا جو پہلے کرتا رہا ہے اور عذاب کو سامنے دیکھ کر جو کچھ کہہ رہا ہے عذاب ہٹنے کی دیر ہے سب بھول جائیگا۔

9- برزخ۔ روک' پردہ' آوٹ۔ اس میں ایک لمبی مدت بھی شامل ہے۔ برزخ میں انسان اہل دنیا اور اہل عقبیٰ دونوں سے اوٹ میں ہوتا ہے اور یہ موت کا زمانہ ہے۔ اور اس زمانہ میں موت کے اثرات غالب ہوتے ہیں۔ تاہم زندگی کے بھی کچھ اثرات ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے عذاب وثواب ہوتا ہے مگر قیامت کے عذاب کی نسبت ہلکا ہوتا ہے۔

10- جیسے فرمایا۔

"جس دن انسان اپنے ماں باپ سے' بھائی سے اور بیوی اور بیٹے سے (بھی) بھاگے گا۔"

(عبس 34-36:80)

11- کلح۔ (To look or become gloomy) بدشکل ہونا یا بدصورت اور ڈراؤنا معلوم ہونا' حلیہ بگڑ جانا۔

اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ قَالُوْا

(کہا جائے گا) کیا تم پر میری آیات نہیں پڑھی جاتی تھیں تو تم انہیں جھٹلا دیا کرتے تھے؟○ وہ کہیں گے:

رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ﴿۱۰۶﴾ رَبَّنَآ

"ہمارے رب! ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی اور ہم واقعی گمراہ لوگ تھے○ ہمارے رب! ہمیں اس

اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا

آگ سے نکال اگر ہم دوبارہ ایسا کریں تو واقعی ہم ظالم ٹھہرے[1]"○ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: "مجھ سے دفع ہی رہو[2] اور

وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ

اسی آگ میں پڑے رہو اور مجھ سے بات بھی نہ کرو○ (بات یہ ہے کہ جب میرے کچھ بندے یہ کہتے تھے کہ: اے

رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾

ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما کیونکہ تو ہی سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے○

فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ

تو تم لوگ ان کا مذاق اڑاتے تھے حتیٰ کہ ان کے ساتھ اس مشغلہ نے تمہیں میری یاد بھی بھلا دی اور تم ان پر

تَضْحَكُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ

ہنسا کرتے تھے○ آج میں نے انہیں ان کے صبر کا بدلہ دے دیا ہے بلاشبہ وہی کامیاب

الْفَآئِزُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾

رہے ہیں[3]○ پھر اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا: "بتاؤ تم کتنے سال زمین میں رہے؟"○

قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔلِ الْعَآدِّيْنَ ﴿۱۱۳﴾

وہ کہیں گے: "یہی کوئی ایک دن یا اس کا کچھ حصہ اور یہ بات تو شمار کرنے والوں[4] سے پوچھیے"○

قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۴﴾

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: "واقعی تم تھوڑا ہی عرصہ وہاں ٹھہرے تھے[5] کاش تم یہ بات (اس وقت بھی) جانتے ہوتے○

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾

کیا تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہم نے تمہیں بے مقصد پیدا[6] کر دیا اور تم ہمارے ہاں نہ لوٹو گے؟"○ پس اللہ

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ

بہت بلند شان والا ہے، وہی حقیقی بادشاہ ہے[7]، اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، وہی عرش عظیم کا مالک ہے○ اور جو

الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ

شخص اللہ کے ساتھ کسی اور الٰہ کو پکارتا ہے جس کی اس کے پاس کوئی دلیل نہیں[8]، تو اس کا حساب اس کے

لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾

رب کے سپرد ہے۔ ایسے کافر کبھی کامیاب نہ ہوں گے○ اور آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ: "اے میرے

وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ ع

رب! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور تو ہی سب رحم کرنے والوں سے اچھا رحم کرنے والا ہے○

1- پہلے موت کے وقت وہ یہ خواہش کریں گے جو فوراً ٹھکرا دی جائیگی۔ اب جہنم میں بھی یہی خواہش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے مجرموں کی اس خواہش کا کئی مقامات پہ مدلل جواب دیا ہے۔

(ا)- یہ اللہ کے قانون اور مشیت ہی میں نہیں۔ آخر یہ زندگی اور موت کا کھیل تماشا تو نہیں کہ دنیا میں زندگی دینے، قیامت بپا کرنے کے بعد پھر دوبارہ دنیا میں بھیج دیا جائے۔ یہ عملی طور پہ ناممکن اور نتائج کے اعتبار سے بے مقصد ہے۔ دیکھیں آیت نمبر 100-

(ب)- کیا پہلے اللہ تعالیٰ نے رسولوں، کتابوں اور مبلغین کے ذریعے پیغام پہنچانے میں کچھ کمی چھوڑی تھی کہ اب اس کمی کو پورا کرنے کی ضرورت باقی رہ گئی ہو؟ یا کہ ہر انداز میں حجت تمام ہو چکی ہے۔ دیکھیں آیت نمبر 105

(ج)- اہل جہنم ایسے مجرم پیشہ لوگ ہوں گے جن کا علاج جہنم کے علاوہ اور کچھ نہ ہو گا۔ چنانچہ اگر جہنم ان سے پیچھے ہٹا لی جائے تو پھر وہی حرکتیں کریں گے۔ چاہے وہ نیک اعمال کے کتنے ہی وعدے کرتے رہیں۔ دیکھیں (الانعام 28:6)-

(د)- اللہ کو مطلوب ایمان بالغیب ہے۔ سامنے جہنم کو دیکھ کر یہ ایمان لانا کہ واقعی جہنم موجود ہے کیا معنی رکھتا ہے؟ جہنمیوں کو جہنم میں جلتے دیکھ کر ایمان لانا کہ جہنمی جہنم میں جلتے ہیں کیا معنی رکھتا ہے؟ چنانچہ ان کا یہ ایمان مردود ہے۔ حتیٰ کہ موت کو قریب دیکھ کر ایمان لانا بھی کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکتا۔ دیکھیں (یونس 10:91-90)

2- خساء کا لفظ سور اور کتے کو دھتکارنے کیلئے استعمال ہوتا ہے جیسے پنجابی میں "در" "در" کہتے ہیں۔

3- جن کو یہ دنیا میں تمسخر کا نشانہ بنایا کرتے تھے۔ جب انکے اچھے انجام اور نعمتوں کی انہیں خبر دی جائے گی تو انکی حسرت اور ندامت میں اضافہ ہو گا۔

4- عادین سے مراد اعمال کا ریکارڈ رکھنے والے فرشتے ہو سکتے ہیں جو ایک ایک لحظہ کا حساب رکھتے ہیں۔

5- یوم قیامت کی مدت پچاس ہزار سال ہوگی۔ عذاب اور اس یوم کی ہولناکیاں شدت میں اضافہ کر رہی ہوں گیں۔ چنانچہ اس کے مقابلے میں دنیا کی زندگی انتہائی قلیل معلوم ہوگی۔ اللہ فرمائیں گے کہ یہی تو ہم تم سے کہتے تھے تم اگر اس وقت مان کر دیتے ہوتے تو آج تمہارا یہ حشر نہ ہوتا۔

6- یعنی کوئی معقول انسان یہ تصور کر سکتا ہے۔ قادر مطلق ذات ایک مخلوق پیدا کرے۔ پھر اس پہ جو ظلم و زیادتی ہو اس کا کوئی حساب کتاب ہی نہ ہو اور عدل قائم نہ ہو۔ دنیا میں تم اپنے مجرموں کو عدالتوں کے ذریعے سزا دیتے ہو مگر اس خالق کے بارے میں ایسا گمان رکھتے ہو؟ فرمان الٰہی ہے۔

"اگر ہمارا مقصود کھیل ہی ہوتا تو اپنے ہاں ہی سے ایسا کر سکتے تھے۔ اس کیلئے ہمیں یہ دنیا بنانے کی ضرورت نہ تھی۔" (الانبیاء 21:17)

آخر یہ کائنات کوئی ردی اکھاڑہ تو نہیں جہاں جانداروں کی موت و حیات سے تفریح کا سامان پیدا کیا جا رہا ہو۔

7- حقیقی خالق اور مالک اس بات سے بلند ہے کہ ظالم کو ظلم کی سزا نہ دے یا مخلص بندوں کو انکے اعمال کا معاوضہ نہ دے۔

8- جسکے پاس اپنے شریکوں کے حق میں عقلی دلیل ہے نہ ہی نقلی دلیل۔

سُوْرَةُ النُّوْرِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ اَرْبَعٌ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

آیات ۶۴ (۲۴) سورۂ نور مدنی ہے (۱۰۲) رکوع ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ

یہ ایک سورت ہے جسے ہم نے نازل کیا اور (احکام کو) لوگوں پر فرض کردیا اور اس میں واضح آیات نازل فرمائیں

تَذَكَّرُوْنَ ① اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا

تاکہ تم سبق حاصل کرو○ زانی عورت ہو یا مرد، ان میں سے ہر ایک کو

مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ

سو درے لگاؤ اور اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اللہ کے دین کے معاملہ تمہیں ان دونوں

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ

(میں سے کسی) پر بھی ترس نہ آنا چاہئے اور مسلمانوں میں سے ایک گروہ ان کی سزا کے وقت موجود

مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ② اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۫ وَّ

ہونا چاہئے○ زانی نکاح نہ کرے مگر زانیہ یا مشرکہ عورت کے ساتھ

الزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى

اور زانیہ کے ساتھ وہی نکاح کرے جو خود زانی، مشرک ہو اور اہل ایمان پر یہ کام حرام

الْمُؤْمِنِيْنَ ③ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا

کردیا گیا ہے○ اور جو لوگ پاکدامن عورتوں پر تہمت لگائیں پھر چار گواہ پیش

بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ

نہ کرسکیں انہیں اسی (۸۰) کوڑے لگاؤ اور آئندہ کبھی ان کی

شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ④ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا

شہادت قبول نہ کرو اور یہی لوگ فاسق ہیں○ البتہ جو لوگ اس کے بعد توبہ کر

مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑤ وَالَّذِيْنَ

لیں اور اپنی اصلاح کرلیں تو یقیناً اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے○ اور جو لوگ

يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ

اپنی بیویوں پر تہمت لگائیں اور ان کے اپنے سوا ان کے پاس گواہ بھی کوئی نہ ہو تو

فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ⑥

ان میں سے ایسے شخص کی شہادت یوں ہوگی کہ وہ چار دفعہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ وہ سچا ہے○

وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ⑦

اور پانچویں دفعہ یوں کہے کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر اللہ کی لعنت ہو○

1-یہ سورت 6 ہجری میں غزوہ بنی مطلق کے بعد نازل ہوئی۔ اسکا پس منظر یہ ہے جب منافقین' یہود' نصاریٰ اور مشرکین نے متحد ہو کر غزوہ احزاب میں مسلمانوں پہ ہجوم کرکے دیکھ لیا کہ اب اس نئی طاقت کو جنگ کے ذریعے ختم نہیں کیا جاسکتا تو انہیں احساس ہوا کہ مسلمانوں کی برتری جنگی سازوسامان یا تعداد کی برتری نہیں ہے بلکہ انکی اصل طاقت انکی اخلاقی برتری میں مضمر ہے تو انہوں نے مسلمانوں کی اخلاقی برتری کو داغدار کرنے کی کوشش شروع کی۔ اس کام میں رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی پیش پیش تھا جس نے اس غزوہ کے سفر ہی میں قبائلی عصبیت بھڑکا کر انصار اور مہاجرین کو لڑانے کی کوشش کی۔ دوسری جانب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پہ تہمت لگادی جسے واقعہ افک کہا جاتا ہے۔

2-اسکے احکام واضح ہیں۔ اور یہ سفارشات نہیں بلکہ فرض ہیں۔

3-یہ سزا غیر شادی شدہ مرد یا عورت کیلئے ہے اسکا اشارہ قرآنی آیات سے بھی ملتا ہے اور بے شمار احادیث سے بھی ثابت ہے۔

حضرت عبادۃ بن صامت روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"بدکار مرد و عورت کی مستقل سزا مقرر کردی گئی ہے۔ وہ تم سیکھ لو اور وہ یہ ہے کنوارے (غیر شادی شدہ) مرد اور عورت کیلئے سو سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی اور شادی شدہ مرد و عورت کو سو سو کوڑے اور رجم کے ذریعے ماردینا ہے۔"

(مسلم)

بعد میں شادی شدہ زانی کی سزا میں سو کوڑے رجم میں ہی مدغم ہو گئے۔ اور رجم کی سزا پہ آپ ﷺ اور خلفاء کے زمانہ میں کئی مرتبہ نافذ ہوئی۔ زنا کی ابتدائی سزا کیلئے دیکھیں (النساء 15:4)

4-کیونکہ اس صورت میں عدالت مجرم کو سزا نہ دے سکے گی اور قذف سے صرف فحاشی کی تشہیر ہوگی۔ مردوں یا عورتوں پہ زنا کی تہمت کی سزا یہی ہے۔

5-ان آیات میں لعان کا طریق کار بتایا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

"ھلال ابن امیہ نے آپ ﷺ کے سامنے اپنی بیوی پہ زنا کا الزام لگایا' آپ ﷺ نے فرمایا کہ ثبوت لاؤ یا تمہیں قذف کی حد لگے گی۔ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ جب ہم میں سے کوئی اپنی بیوی کے ساتھ کسی آدمی کو پائے تو کیا وہ گواہ ڈھونڈنے بھاگے؟ آپ ﷺ یہی کہتے رہے کہ گواہ لاؤ یا تمہیں حد لگے گی۔ ھلال کہنے لگے کہ اس اللہ کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ میں سچا ہوں اور اللہ ضرور وہ نازل فرمائیں گے جس سے میں حد سے بچ جاؤں۔ تو جبرئیل آئے اور اللہ نے آپ پہ یہ آیات نازل فرمائی۔"

(بخاری)

"لعان کے بعد فریقین میں مستقل جدائی ہو جائے گی۔ بچہ صرف ماں سے منسوب ہوگا اور وہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔ لعان کے ذریعے جدائی ہونے کے بعد خاوند مہر کا مطالبہ نہ کرسکے گا۔"

وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ

اور اس عورت (جس پر الزام ہے) سے سزا[1] یوں ٹل سکتی ہے کہ وہ چار دفعہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ "وہ

لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۸﴾ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ

(خاوند) جھوٹا ہے○" اور پانچویں دفعہ یوں کہے کہ: اگر مرد (اس کا خاوند) سچا ہو تو مجھ پر اللہ کا غضب

مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۹﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ

نازل ہو○" اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی (معاملہ تم پر پیچیدہ بن جاتا)[2] اور اللہ التفات فرمانے

تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ۭ لَا

والا اور حکیم ہے○ جن لوگوں نے تہمت کی باتیں کیں[3] وہ تم سے ہی ایک ٹولہ ہے اسے تم اپنے

تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ۭ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ

لئے برا نہ سمجھو بلکہ یہ تمہارے لئے بہتر[4] ہے۔ جس نے اس میں جتنا حصہ لیا اتنا

مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۱﴾ لَوْلَآ

ہی گناہ کمایا اور ان میں سے جو اس تہمت کے بڑے حصہ کا ذمہ دار بنا اس کے لئے عذاب عظیم ہے○ جب

اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا

تم نے یہ قصہ سنا تھا تو مومن مردوں اور عورتوں نے اپنے دل میں اچھی بات کیوں نہ سوچی اور یوں کیوں نہ

هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۲﴾ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا

کہہ دیا کہ: "یہ تو صریح بہتان ہے"○ پھر یہ تہمت لگانے والے اس پر چار گواہ کیوں نہ لا سکے؟۔ پھر جب یہ گواہ

بِالشُّهَدَاۗءِ فَاُولٰۗىِٕكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ

نہیں لا سکے تو اللہ کے ہاں یہی جھوٹے ہیں○ اور اگر تم پر دنیا اور آخرت میں اللہ

عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْ مَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ

کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو جن باتوں میں تم پڑ گئے تھے اس کی پاداش میں تمہیں

عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا

عذاب عظیم آلیتا○ جب تم اپنی زبانوں سے اس بہتان کو اچھالتے تھے اور اپنے منہ سے وہ کہہ رہے تھے جس

لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ڰ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾ وَ

کے متعلق تمہیں علم نہ تھا اور تم اسے معمولی سمجھ رہے تھے، حالانکہ وہ اللہ کے ہاں بہت بڑی تھی○ اور

لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ڰ سُبْحٰنَكَ

جب تم نے یہ قصہ سنا تھا تو تم نے یوں نہ کہہ دیا کہ: "ہمیں یہ مناسب نہیں کہ ایسی بات کریں، تو پاک ہے

هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۶﴾ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ

یہ تو بہت بڑا بہتان ہے"○. اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ اگر تم مومن ہو تو آئندہ کبھی

كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۸﴾

ایسی حرکت نہ کرنا○ اللہ تمہیں واضح ہدایات دیتا ہے اور وہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے○

1-یہاں عذاب سے مراد زنا کی حد ہے یعنی زنا کی حد ایسے ٹلے گی۔

آپ ﷺ نے جب لعان کرایا تو ساتھ ہی ساتھ کہتے کہ تم دونوں میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے کیا وہ رجوع کریگا؟ توبہ کرے گا۔ اگر عورت رجوع کرے تو اس سے یہ مراد ہوگی کہ اس نے زنا کا اعتراف کرلیا ہے تو وہ رجم ہوگی۔ اور اگر مرد رجوع کرلے تو اس سے مراد یہ ہوگی کہ اس نے تہمت لگائی تھی لہٰذا اس پہ حد قذف جاری ہوگی۔

حضرت عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں کہ

"جب عویمر اور اسکی بیوی کے درمیان لعان ہوچکا تو عویمر نے کہا کہ میں نے جو مہر دیا تھا وہ کدھر جائے گا؟ تو اسے یہ جواب دیا گیا کہ تمہارے لئے کوئی مال نہیں۔ اگر تم اپنے بیان میں سچے ہو تو بھی تم اپنی بیوی سے صحبت کرتے رہے اور اگر جھوٹے ہو تو پھر تو کسی صورت تم اسکے حقدار نہیں۔"

(بخاری)

2-یہاں جواب محذوف ہے جو ایسے ہو سکتا ہے "تو تم بڑی پریشانی میں مبتلا ہو جاتے اور تمہیں اس مشکل کا کوئی حل نہ ملتا۔" یا "لعان کی صورت میں جھوٹے پہ فوراً اللہ کا عذاب آجاتا مگر اللہ تعالیٰ پردہ پوشی کرنیوالا ہے ممکن ہے کہ جھوٹے کو بعد میں توبہ کی توفیق مل جائے۔"

3-اسی سورت کی ابتداء میں واقعہ افک کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔ غزوہ بنی مصطلق 2 ہجری میں پیش آیا۔ اس سفر میں حضرت عائشہ آپ ﷺ کے ساتھ تھیں۔ واپسی میں جب لشکر نے مدینہ کے قریب پڑاؤ کرنے کے بعد کوچ کیا تو غلط فہمی میں صحابہ یہ سمجھ کر کہ حضرت عائشہ ہودج میں موجود ہیں۔ ہودج اٹھا کر اونٹ پہ رکھ دیا اور حضرت عائشہ پیچھے رہ گئیں۔ بعد میں جب حضرت صفوان معطل سلمی کسی کام کیلئے وہاں سے گزرے تو ام المومنین کو دیکھا۔ چونکہ پردے کے حکم سے پہلے ہی انہیں دیکھ چکے تھے لہٰذا پہچان لیا اور آپ کے منہ سے انا للہ وانا الیہ راجعون نکلا۔ وہ آپ کو اپنے اونٹ پہ سوار کرکے اور خود پیدل چلتے ہوئے لشکر سے جا ملے۔ رئیس المنافقین اور اسکے ٹولہ نے جب دیکھا تو فوراً تہمت لگا دی اور اسکا خوب پروپیگنڈا کیا کہ مسلمانوں کی ماں تنہائی میں اس شخص کے ساتھ آئی ہے اور بچ کر نہیں آئی اور وہ اب علی الاعلان انہیں لئے چلا آتا ہے اس تہمت کا منافقین نے اتنا پراپیگنڈا کیا کہ کئی صحابہ اس میں بہک گئے۔ حضرت حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زیر کفالت بھانجے مسطح بن اثاثہ بھی ان میں شامل ہو گئے۔

4-اس فتنہ سے اللہ تعالیٰ نے خیر کے کئی پہلو نکال لئے۔ معاشرت اور قانون فوجداری سے متعلق مفصل ضابطہ اخلاق اور قانون فوجداری جاری کر دیا۔ آپ ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ کا کردار اور اخلاق نکھر کر سامنے آ گیا اور انکے صبر اور ضبط کا سب نے موازنہ کرلیا۔ پھر مسلمانوں کو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آپ نہ عالم الغیب ہیں اور نہ ہی اللہ کی بادشاہی میں آپکو کچھ اقتدار حاصل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"کسی شخص کے جھوٹا ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات آگے چلا دے۔"

(مسلم)

إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ

جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ایمان لانے والوں میں بے حیائی 1 کی اشاعت ہو ان کے لئے دنیا میں

عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿١٩﴾

بھی المناک عذاب ہے اور آخرت میں بھی اور (اس کے نتائج کو) اللہ ہی بہتر جانتا ہے تم نہیں جانتےO

وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿٢٠﴾

اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی (تو برے نتائج نکلتے) اور اللہ یقیناً مہربان اور رحم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ وَمَنْ يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ

والا ہےO اے ایمان والو! شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو، اور جو شخص شیطان کے

الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ۚ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ

قدموں پر چلے گا تو وہ تو بے حیائی اور برے کاموں کا حکم دے 2 گا، اور اگر تم پر اللہ کا فضل 3 اور اس کی رحمت

وَرَحْمَتُهُ مَا زَكَىٰ مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ أَبَدًا وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي مَنْ يَشَاءُ ۗ

نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی بھی پاک صاف نہ رہ سکتا تھا، مگر اللہ جسے چاہے پاک سیرت بنا دیتا ہے

وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢١﴾ وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ

اور اللہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہےO اور تم میں سے آسودہ حال لوگوں کو یہ قسم نہ کھانا چاہئے کہ وہ

يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ

قرابت داروں، مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو کچھ (صدقہ وغیرہ) نہ دیں گے

وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ

انہیں چاہئے کہ معاف کردیں اور درگزر کریں 4، کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں معاف کردے، اور اللہ بخشنے

رَحِيمٌ ﴿٢٢﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا

والا رحم کرنے والا ہےO جو لوگ پاکدامن اور بھولی 5 مومن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا میں

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٢٣﴾ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ

بھی لعنت اور آخرت میں بھی، اور انہیں بہت بڑا عذاب ہوگاO جس دن ایسے مجرموں کی اپنی زبانیں

أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٤﴾ يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ

ہاتھ اور پاؤں ان کے کرتوتوں سے 6 متعلق ان کے خلاف گواہی دیں گےO اس دن اللہ انہیں وہ بدلہ دے گا

اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ ﴿٢٥﴾ الْخَبِيثَاتُ

جس کے وہ مستحق ہیں اور وہ جان لیں گے کہ اللہ ہی واضح حق ہےO خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لئے اور

لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ ۖ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ

خبیث مرد خبیث عورتوں کے لئے ہیں، اور پاکیزہ عورتیں، پاکیزہ مردوں کے لئے اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے

لِلطَّيِّبَاتِ ۚ أُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ ۖ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٢٦﴾

لئے ہیں، ان کا دامن ان باتوں سے پاک 7 ہے جو وہ بکتے ہیں ان کے لئے بخشش اور عزت کا رزق ہےO

1-فاحشہ۔ ہر وہ قول یا عمل جو انسان کی شہوانی خواہش میں تحریک کا سبب ہو جیسے جنسی موضوعات پہ مبنی کلام، عریانی، فحش لٹریچر اور فلمیں وغیرہ۔

2-جیسے پہلے بھی شیطان بنی آدم کے باپ کو جنت سے نکلوا چکا ہے اور اس کی ہمیشہ ہی سے یہ کوشش ہے کہ انسان کو خوبصورت اور دلکش عنوان کے تحت گمراہ کرے۔ جیسے آزادی نسواں کے نام پہ خواتین کو بہکانا۔ یہ باور کرانا کہ جب تک عورتیں مردوں کے شانہ بشانہ کام نہ کریں گیں اس وقت تک ترقی نہیں ہو سکتی وغیرہ وغیرہ۔

3-انسان کا کسی برائی سے بچ جانا کچھ اسکی اپنی ہمت نہیں بلکہ اللہ کا فضل ہے جس پہ اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور پھولنا نہ چاہئے۔

4-مسطح بن اثاثہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے خالہ زاد بہن کے بیٹے تھے۔ وہ فقراء مہاجرین میں سے تھے۔ اسلئے حضرت ابوبکر ؓ نے انکی کفالت اپنے ذمہ لے رکھی تھی۔ جب یہ فتنہ پھیلا تو وہ بھی اس میں بہک گئے اور اس بہتان کا پراپیگنڈہ کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب ام المومنین ؓ کی برات کی آیات نازل فرمادی تو حضرت ابوبکر ؓ نے قسم کھالی کہ ایسے احسان فراموش مار آستین کی اب کوئی مدد نہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے بڑے پیارے انداز میں اور حکیمانہ اسلوب میں ایسے کام کرنے سے منع فرمادیا کہ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کردیں تو تم بھی معاف کردیا کرو۔ اور کون ہے جسے اللہ تعالیٰ کی معافی درکار نہیں؟ اس پر آپ نے اپنی قسم کا کفارہ ادا کرکے مسطح کی امداد بحال کر دی اور اس پہ اضافہ بھی فرمادیا۔ اس میں عام مسلمانوں کیلئے اعلیٰ ظرف اختیار کرنے کا سبق ملتا ہے۔

5-قذف کی سزا اسی (80) درے آیت نمبر 8 میں بیان ہوئی ہے۔

غافلات سے مراد ایسی بھولی بھالی نیک دل خواتین ہیں جنکے ذہن فحاشی کے کاموں اور چیزوں سے خالی ہیں۔

6-قیامت کو جو مجرمین اپنے گناہوں سے مکر جائیں گے انکی زبانیں بند کردی جائیں گیں اور دوسرے گواہ لائے جائیں گے جن میں وہ خود انکے اعضاء وجوارح بھی ہوں گے جو سارا کچا چٹھا کھول دیں گے۔ فرمان الٰہی ہے

"آج ہم انکے منہ پہ مہر کردیں گے اور انکے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے۔"

(یاسین 65:36)

7-اسکے علاوہ دوسرا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "پاکباز مردوں اور عورتوں سے صاف ستھری باتیں ہی صادر ہوتی ہیں اور خبیثوں سے گندی باتیں صادر ہوتی ہیں۔"

حضرت ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"سات غارت گر گناہوں سے بچو۔ اللہ سے شرک، سحر، قتل ناحق، سودخوری، مال یتیم ہڑپ کرنا، میدان قتال میں پیٹھ دکھانا، بھولی بھالی مومن عورتوں پہ تہمت لگانا۔"

(بخاری ومسلم)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا

اے ایمان والو! اپنے گھروں[1] کے سوا دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو جب تک ان کی رضا حاصل نہ کر[2]

وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا

لو اور گھر والوں پر سلام نہ کہہ لو، یہ بات تمہارے لئے بہتر ہے، توقع ہے کہ یاد رکھو گے ○ پھر اگر ان میں

فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا

کسی کو نہ پاؤ تو جب تک تمہیں اجازت نہ ملے اس میں داخل نہ ہونا[3]، اور اگر تمہیں کہا جائے کہ لوٹ جاؤ

فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ

تو لوٹ آؤ، یہ تمہارے لئے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے اور جو تم کرتے ہو، اللہ اسے خوب جانتا ہے ○ البتہ بے آباد

اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ

گھروں میں داخل ہونے سے تم پر گناہ نہیں جہاں تمہارے فائدے کی چیز ہو، اور اللہ جانتا ہے جو ظاہر کرتے ہو

وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۲۹﴾ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا

اور جو چھپاتے ہو ○ (اے نبی!) مومن مردوں سے کہیئے کہ وہ اپنی نظر نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی

فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَقُلْ

حفاظت کیا کریں، یہ ان کے لئے زیادہ پاکیزہ ہے، اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ اس سے باخبر ہے ○ اور مومن

لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ

عورتوں سے بھی کہیئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی زینت کو

زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰي جُيُوْبِهِنَّ ۠ وَلَا

ظاہر نہ کریں مگر جو از خود ظاہر ہو جائے[4]، اور اپنی اوڑھنیاں اپنے سینوں پر ڈال لیا کریں اور

يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَاۗىِٕهِنَّ اَوْ اٰبَاۗءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ

اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر ان لوگوں کے سامنے: خاوند، باپ[5]، خاوندوں کے باپ (سسر)

اَبْنَاۗىِٕهِنَّ اَوْ اَبْنَاۗءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ

بیٹے، اپنے شوہروں کے بیٹے (سوتیلے بیٹے) بھائی، بھتیجے

بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَاۗىِٕهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ

بھانجے، اپنے میل جول والی عورتیں[6]، کنیزیں جن کی وہ مالک ہوں، ایسے خادم مرد

اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰي

جو عورتوں کی حاجت نہ رکھتے ہوں[7] اور ایسے لڑکے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے ابھی

عَوْرٰتِ النِّسَاۗءِ ۠ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ

واقف نہ ہوئے ہوں[8] اور اپنے پاؤں زمین پر مارتے ہوئے نہ چلیں[9] کہ جو زینت انہوں چھپا رکھی ہے اس کا

زِيْنَتِهِنَّ ۭ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۱﴾

لوگوں کو علم ہو اور اے ایمان والو! تم سب اللہ کے حضور توبہ کرو، توقع ہے کہ تم کامیاب ہو جاؤ گے ○

1- اپنے گھروں سے مراد وہ ہیں جس میں اسکی بیوی رہتی ہو۔ اپنی والدہ کے گھر میں بھی بلا اجازت داخل ہونا منع ہے۔ علاء بن یسار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

"ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا میں گھر جاتے وقت اپنی ماں سے بھی اذن مانگوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں وہ بولا کہ میں تو اسکے ساتھ گھر میں رہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر بھی اجازت لے کر داخل ہو۔ وہ کہنے لگا کہ میں تو اسکی خدمت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر بھی اجازت لیکر داخل ہو۔ کیا تو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ تو اپنی ماں کو ننگا دیکھے؟ وہ کہنے لگا نہیں آپ نے فرمایا تو پھر اذن لیکر جاؤ۔"

(موطا امام مالک)

2- تستانسو۔ اس کا مادہ انس ہے اور اسکا اردو میں بھی وہی معنی ہے جو کہ عربی میں ہے۔ حتیٰ کہ گھر والے اچھی طرح اندر داخل ہونیوالے کو پہچان لیں یا اگر کسی کو غیر مناسب سمجھتے ہوئے گھر سے روکنا چاہیں تو روک لیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ۔

"میں آپ ﷺ کے پاس اس قرضہ کے سلسلے میں بات کرنے کیلئے حاضر ہوا جو میرے والد پر تھا۔ میں نے دروازہ پر دستک دی آپ ﷺ نے (اندر سے پوچھا) کون ہے؟ میں نے کہا۔ "میں ہوں" آپ ﷺ نے فرمایا۔ "میں تو میں بھی ہوں" گویا آپ ﷺ نے (نام بتلانے کی بجائے) "میں ہوں" کہنے کو برا سمجھا۔"

(بخاری)

3- ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اگر کوئی شخص تمہارے مکان میں جھانکے اور تم کنکری مار کے اس کی آنکھ پھوڑ دو تو تم پر کوئی گناہ نہیں۔"

(بخاری و مسلم)

4- وہ اشیاء مراد ہیں جن کا پردہ کے باوجود چھپانا ممکن نہ ہو جیسے پردہ کا لباس۔ بات کرتے وقت آواز یا کچھ لیتے دیتے وقت ہاتھ وغیرہ۔

5- آباء کے مفہوم میں دادا اور نانا، بیٹوں میں پوتے، پرپوتے اور نواسے، بھائیوں میں سگے، سوتیلے اور ماں جائے بھائی شامل ہیں۔ وہ تمام رشتہ دار جن سے ایک عورت کا نکاح حرام ہے انہی سے حجاب کا حکم ہے۔ چنانچہ اس آیت میں مذکور آٹھ رشتہ داروں کے علاوہ سگے چچا، سگے ماموں، دادا اور رضائی رشتہ دار بھی اسی آیت کے حکم میں داخل ہیں۔

6- اس سے ایسی خواتین مراد ہیں جو کہ جان پہچان کی ہوں اور انکا کردار مشکوک نہ ہو۔ ایسی خواتین جن کا کردار مشکوک ہو ان سے بھی حجاب کا حکم ہے۔ انکے گھر میں داخلہ پہ غیر مردوں کی طرح پابندی ہونی چاہیے۔

7- لونڈیاں اور غلام وغیرہ بشرطیکہ فتنہ کا خوف نہ ہو۔

8- گیارہ بارہ سال تک کے بچے جنکے صنفی جذبات ابھی بیدار نہ ہوئے ہوں بلوغت سے پہلے پہلے۔

9- اسکے علاوہ جن چیزوں سے غیر مردوں کے صنفی جذبات مشتعل ہو سکتے ہوں۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو عورت عطر لگا کر رستے سے گزرے تاکہ لوگ اسکی خوشبو سے لطف اندوز ہوں تو وہ ایسی اور ایسی (یعنی بدکار) ہے۔ (ترمذی)

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ۚ اِنْ

اور تم میں سے جو لوگ مجرد ہیں ان کے نکاح کردو، اور اپنے لونڈی، غلاموں کے بھی جو نکاح کے قابل ہوں، اگر

يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۲﴾

وہ محتاج ہیں تو اللہ اپنی مہربانی سے انہیں غنی کردے گا، اور اللہ بڑی وسعت والا اور جاننے والا ہے○

وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ

اور جو لوگ نکاح (کا سامان) نہیں پاتے انہیں (زنا وغیرہ) سے بچے رہنا چاہئے حتیٰ کہ اللہ انہیں اپنے فضل سے

فَضْلِهٖ ۗ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ

غنی کردے اور تمہارے غلاموں میں سے جو لوگ مکاتبت کرنا چاہیں تو اگر تم ان

اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ۗ وَلَا

میں بھلائی دیکھو تو ان سے مکاتبت کرلو، اور اللہ کے مال سے جو اس نے تمہیں دیا ہے انہیں بھی دو

تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ

اور تمہاری لونڈیاں اگر پاکدامن رہنا چاہیں تو انہیں اپنے دنیوی فائدوں کی خاطر بدکاری پر

الدُّنْيَا ۗ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْ ۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ

مجبور نہ کرو، اور جو کوئی انہیں مجبور کرے تو ان پر جبر کے بعد اللہ تعالیٰ انہیں بخش دینے والا اور رحم

رَّحِيْمٌ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ

کرنے والا ہے○ ہم نے تمہاری طرف واضح احکام بتلانے والی آیات نازل کی ہیں اور ان لوگوں کی مثالیں بھی

خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۴﴾ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ

جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں اور متقین کے لئے نصیحت بھی نازل کردی ہے○ اللہ ہی ارض و سماوات کا

وَالْاَرْضِ ۗ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ۗ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ

نور ہے، اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے طاق ہو جس میں چراغ ہو، یہ چراغ فانوس

زُجَاجَةٍ ۗ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ

میں ہو، وہ فانوس ایسا شفاف ہو جیسے چمکتا ہوا ستارہ، اور وہ چراغ زیتوں کے مبارک درخت

مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ

سے روشن کیا جاتا ہو جو نہ مشرق میں ہوتا ہے اور نہ مغرب میں، اس کے تیل کو اگر آگ نہ بھی چھوئے تو

لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۗ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ۗ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَ

بھی وہ بھڑکنے کے قریب ہوتا ہے روشنی پر روشنی۔ اللہ اپنے نور کی طرف جسے چاہتا ہے، رہنمائی کرتا ہے، اور

يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۗ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۳۵﴾ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ

اللہ لوگوں کیلئے مثالیں بیان کرتا ہے اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے○ ان گھروں میں جن کے متعلق

اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۳۶﴾

اللہ نے حکم دیا کہ ان میں اللہ کا نام بلند ہو اور اسکا ذکر ہو' ان میں صبح و شام وہ اللہ کی تسبیح کرتے ہیں○

1- مجرد لوگوں میں کنوارے جو سن بلوغت سے زیادہ عمر کے ہوں۔ طلاق یافتہ' بیوہ یا رنڈوا وغیرہ سبھی شامل ہیں۔ اسلام ایسے لوگوں کے نکاح کرنے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ فرماتے ہیں کہ۔

"ہم کچھ جوان رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہتے اور (نکاح کیلئے) ہمارے پاس کچھ نہ تھا تو آپ ﷺ نے ہمیں ارشاد فرمایا کہ اے نوجوانو! تم میں سے جو کوئی خانہ داری کی استطاعت رکھتا ہے اسے چاہیے کہ نکاح کرلے کیونکہ نکاح نگاہ نیچی رکھنے اور شرمگاہ کی حفاظت کیلئے خوب ہے اور جو اسکی طاقت نہ رکھتا ہو وہ روزے رکھا کرے۔ روزے اسکی شہوت کو ٹھنڈا کردیں گے۔"

(بخاری)

چونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "نکاح کرو" یہ نہیں کہا کہ "نکاح کرلو"۔ تو اس سے عورت کے نکاح کیلئے خواہ وہ کسی بھی عمر کی ہو ولی ہونے کی شرط معلوم ہوتی ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ۔

"کوئی بھی عورت جو ولی کے بغیر نکاح کرے تو اسکا نکاح باطل ہے' اسکا نکاح باطل ہے' اس کا نکاح باطل ہے۔" (ترمذی)

2- بعض مفسرین نے اسے اللہ کا وعدہ قرار دیا ہے۔ راجح یہ ہے کہ اسکا مفہوم اتنا ہی ہے کہ یقین رکھ کہ رزق کی تنگی اور وسعت کا انحصار نکاح کرنے یا مجرد رہنے پہ نہیں ہے۔

3- اسلام نے لونڈیوں یا غلاموں کے وجود کو معاشرہ میں کم از کم کرنے کیلئے کئی اقدامات کئے ہیں۔ تفصیل کیلئے دیکھیں (النساء 25:4) اور (المومنون 6:23)- مکاتبت کے لغوی معنی باہمی تحریر ہے جیسے کوئی غلام اپنے مالک سے یہ طے کرلے کہ میں اپنی آزادی کے بدلے میں اتنی رقم اتنی مدت میں بالاقساط یا نقد ادا کروں گا۔ ایسی صورت میں مالک کو درخواست قبول کرلینی چاہئے۔

4- اس چھوٹے سے فقرے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو مال انسان کے پاس ہے اس کی بھی اصل ملکیت اللہ ہی کی ہے۔

5- عبداللہ ابن ابی رئیس المنافقین کے پاس لونڈیاں تھیں جن سے حرام پیشہ کراتا تھا۔ وہ لونڈیاں مسلمان ہوگئیں تو انہوں نے زنا سے انکار کردیا تو وہ ان پر سختی کرتا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ زنا کرانا ویسے بھی برا ہے مگر اس صورت میں گناہ کی شدت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

6- اللہ ہی کائنات میں نور ہدایت مہیا کرتا ہے اور حق کی جانب راہنمائی کرتا ہے یا روشنی مہیا کرتا ہے۔ اسکی مثال ایسے ہی ہے جیسے ۔ رحمت اللعالمین ۔ کی بجائے کہا جائے کہ وہ سراسر رحمت ہیں۔

7- اس مثال میں مخاطب کیلئے روشنی مہیا کرنے کی ایسی صورت بیان فرمائی گئی ہے جس میں تیز سے تیز روشنی کا تصور کرسکتے تھے۔ کوئی طالب علم یہ سوچ سکتا ہے کہ پھر سورج کی مثال کیوں نہیں دی؟ اسکا جواب یہ ہے کہ قلب مومن کی مثال یہاں دی گئی ہے اور اس کیلئے سورج مناسب نہیں ہے۔ ایک مومن دین کے رستہ پر جدوجہد کرکے اپنے ایمان کو بڑھا سکتا ہے۔ جیسے اچھے سے اچھے تیل کے انتخاب سے چراغ کی روشنی میں اضافہ کرسکتا ہے جبکہ سورج کی روشنی پہ انسان کا بس ہی نہیں۔

ابن جریر' طبری' ابن کثیر اور جلال الدین کے مطابق اس آیت میں قلب مومن کی مثال بیان کی گئی ہے۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ

جنہیں اللہ کے ذکر، اقامت صلاۃ اور ادائے زکوۃ سے نہ تجارت غافل کرتی ہے اور نہ خرید و

اِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ﴿۳۷﴾

فروخت، وہ اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی O

لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۗ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ

کہ جو عمل وہ کرتے رہے ہیں اللہ انہیں ان کا بہتر بدلہ دے اور اپنے فضل سے زیادہ بھی دے اور اللہ جسے چاہتا

مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ

ہے بغیر حساب رزق عطا کرتا ہے O اور جو کافر ہیں ان کے اعمال کی مثال ایسی ہے جسے ایک چٹیل میدان

بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ۗ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَّ

میں کوئی سراب[1] ہو جسے پیاسا پانی سمجھ رہا ہو، حتیٰ کہ جب وہ اس سراب کے قریب آتا ہے تو وہاں کچھ نہیں پاتا بلکہ

وَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ۗ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۳۹﴾ اَوْ

اس نے اللہ کو وہاں موجود پایا جس نے اس کا حساب چکا دیا اور اللہ کو حساب چکانے میں دیر نہیں لگتی، O

كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ

یا جیسے گہرے سمندر میں اندھیرے ہوں جسے موج نے ڈھانپ لیا ہو، پھر اس کے اوپر اور موج ہو اور اس کے

سَحَابٌ ۗ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۗ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ

اوپر بادل ہو ایک تاریکی پر ایک اور تاریکی[2] چڑھی ہو، اگر کوئی شخص اپنا ہاتھ نکالے تو اسے بھی نہ دیکھ

يَرٰىهَا ۗ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿۴۰﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ

سکے اور جسے اللہ روشنی عطا نہ کرے اس کے لئے (کہیں سے بھی) روشنی[3] نہیں مل سکتی O کیا تم دیکھتے نہیں کہ

ع 5 / 11

اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ۗ كُلٌّ قَدْ

ارض و سماوات میں جو ہے (اور فضا میں) پر پھیلاتے ہوئے پرندے یہ سب اللہ ہی کی تسبیح کر رہے

عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ

ہیں، ہر مخلوق کو اپنی صلوٰۃ اور تسبیح معلوم[4] ہے جو وہ کرتے ہیں، اللہ سب جانتا ہے O نیز ارض و سماوات

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۴۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ

کی بادشاہی اللہ ہی کے لئے ہے اور اسی کی طرف سب کو لوٹ جانا ہے O کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ بادل کو

يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ

آہستہ چلاتا ہے پھر بادل کو آپس میں ملا دیتا ہے پھر اسے تہ بہ تہ بنا دیتا ہے پھر تو دیکھتا ہے کہ اس کے درمیان

مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَ

سے بارش کے قطرے ٹپکتے ہیں اور آسمان سے ان پہاڑوں کی بدولت اولے برساتا[5] ہے پھر جسے چاہتا ہے ان سے

يَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ۗ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ﴿۴۳﴾

نقصان پہنچاتا ہے اور جسے چاہتا ہے بچا لیتا ہے، اس کی بھی چمک آنکھوں کو خیرہ کئے دیتی ہے O

1- سراب۔ (Mirage) جو چیز دیکھنے میں شراب (مشروب یا پینے کی چیز) ہو مگر حقیقت اسکے برعکس ہو۔ ایسی ریت جو چمکتی اور دوپہر میں دور سے پانی نظر آتی ہے۔ پیاسا پانی کی تلاش میں پہنچتا ہے تو اسے کچھ نہیں ملتا۔ دھوپ کی شدت میں سراب میں بھاگ بھاگ کر ہلاک ہو جاتا ہے۔ یہ کفار کے ایسے اعمال کی مثال ہے جسے وہ نیکی سمجھ کر کرتا ہے۔

2- جیسے کافر پہ حق کے گریز کے کئی پردے چڑھے ہوئے ہیں۔ جہالت اور گمراہی کا پردہ' ضد اور ہٹ دھرمی کا پردہ' دنیاوی مفادات کا پردہ وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دو موجوں (Waves) کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے ایک تو سطح سمندر کے اوپر والی موج ہے جس کے اوپر بادل ہیں۔ سطح سمندر کے اوپر والی موج تو با آسانی نظر آتی ہے اور زمانہ قدیم سے انسان اس سے آگاہ ہے جبکہ اس سے نیچے والی موج نظر نہیں آسکتی بلکہ وہ محض جدید ترین انتہائی حساس آلات کی مدد سے ٹمپریچر کثافت اور نمکیات کا تناسب پیمائش کرنے سے معلوم ہو سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس وقت بھی مطلع فرمادیا جبکہ یہ آلات وجود میں بھی نہ آئے تھے۔

3- نسبت اللہ کی طرف بھی ہو سکتی ہے اور خود انکی طرف بھی۔ اللہ کی طرف اسلئے کہ وہی انکا خالق اور انکو قوت اختیار عطا کرنیوالا ہے۔

4- اکثر مفسرین نے ان اشیاء کا اللہ تعالیٰ کے فطری قوانین کے تابع ہونا مراد لیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ انکی تسبیح اور صلوٰۃ بس اتنی ہی نہیں بلکہ انکی تسبیح اور صلوٰۃ کا کوئی ایسا اسلوب ضرور ہے جو کہ ہماری سمجھ سے بالاتر ہے اور اسکی دلیل یہ آیت ہے۔

"ہر چیز اللہ کی تسبیح بیان کر رہی ہے لیکن تم انکی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے۔" (بنی اسرائیل 44:17)

5- اس آیت سے بارش اولے اور بجلی کے بننے اور گرنے کے عمل کی دقیق انداز میں وضاحت کی گئی ہے۔ اس آیت سے درج ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

(ا)۔ بارش برسنے کا عمل چھوٹے بادلوں کی ٹکریاں آپس میں ملنے سے وقوع پذیر ہوتا ہے جبکہ بادل تہہ بہ تہہ ہو جاتے ہیں۔

(ب)۔ اولے برسنے کا عمل بہت بڑے اور پہاڑ جیسے اونچے بادلوں کے ذریعے وقوع پذیر ہوتا ہے جبکہ بجلی گرنے یا چمکنے کا عمل پہاڑ جیسے اونچے بادلوں سے متعلق ہے۔

(ج)۔ موسمیات کے اصول (Elements of Meteorology) صفحہ 141 میں لکھا ہے کہ جن بادلوں سے اولے برستے ہیں ان کی اونچائی 4.5-4.7 میل تک پہنچ جاتی ہے اور وہ پہاڑ معلوم ہوتے ہیں۔

جدید موسمیات (Meteorology Today) صفحہ 437 میں مصنف لکھتا ہے جب اولے بادل کے نچلے حصے میں گرتے ہیں تو بادل میں الیکٹرک چارج پیدا ہو جاتا ہے۔ اولے منفی طور پہ چارج ہو جاتے ہیں۔ یہ چارج جب بڑھ جاتا ہے تو زمین اور بادل کے درمیان شعلہ لپکتا ہے۔ بجلی لپکنے کا عمل سائنس دان محض 1600ء کے بعد سمجھ پائے۔ اس سے پہلے یہ سمجھا جاتا تھا کہ خشک ہواؤں کے بادلوں سے ٹکرانے سے کڑک پیدا ہوتی ہے۔

يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿٤٤﴾

اللہ ہی رات اور دن کا ادل بدل کرتا رہتا ہے، بلاشبہ اہل نظر کے لئے ان نشانیوں میں عبرت کا سامان ہے، ○

وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَاۗبَّةٍ مِّنْ مَّاۗءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰي بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ

اللہ تعالیٰ نے ہر چلنے والے جاندار کو پانی سے پیدا کیا،[1] ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں، کچھ

مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰي رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓي اَرْبَعٍ ۭ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا

دو پاؤں اور کچھ چارپاؤں پر، جو کچھ وہ چاہتا ہے

يَشَاۗءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٤٥﴾ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ۭ وَ

پیدا کردیتا ہے[2] اور یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے، ○ ہم نے صاف صاف حقیقت بتلانے والی آیات اتاری ہیں اور

اللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٤٦﴾ وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا

صراط مستقیم کی طرف رہنمائی تو اللہ ہی جسے چاہے کرتا ہے○ یہ (منافق)[3] کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر

بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ

اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور ہم نے اطاعت قبول کی، پھر اس کے بعد ان میں سے ایک فریق منہ

ذٰلِكَ ۭ وَمَآ اُولٰۗىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٤٧﴾ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

پھیر لیتا ہے، حقیقتاً یہ ایماندار ہی نہیں، ○ اور جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے

لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ

تاکہ رسول ان کے درمیان فیصلہ کریں[4] تو ان میں سے کچھ اعراض کرتے ہیں○ اور اگر حق کی ان کی موافقت

يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ﴿٤٩﴾ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ

میں ہو تو بڑے مطیع ہو کر[5] چلے آتے ہیں، ○ کیا ان کے دلوں میں (نفاق کا) مرض ہے یا وہ شک میں ہیں یا

يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ۭ بَلْ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٥٠﴾

وہ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ اللہ اور اس کا رسول ان کی حق تلفی کر جائیں گے، بلکہ وہ خود ہی ظالم ہیں[6]○

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ

مومنوں کی تو بات ہی یہ ہے کہ جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے کہ وہ ان کے درمیان

بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿٥١﴾ وَمَنْ

فیصلہ کرے[7] تو کہتے ہیں کہ "ہم نے سنا اور اطاعت کی،" ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں○ اور جو اللہ اور

يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ﴿٥٢﴾

اس کے رسول کی اطاعت کرے، اللہ سے ڈرے، اور اس کی نافرمانی سے بچتا رہے تو ایسے ہی لوگ بامراد ہیں○

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَىِٕنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۭ قُلْ لَّا

اللہ کی پختہ قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ "اگر آپ انہیں حکم دیں تو وہ ضرور (جہاد پر) نکلیں گے" آپ ان سے کہئے

تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿٥٣﴾

کہ "قسمیں نہ کھاؤ، (مطلوب) دستور کے مطابق اطاعت ہے،"[8] اور جو تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے○

1- عمران بن حصین کہتے ہیں کہ۔
یمن سے کچھ لوگ آپ کے پاس عالم کی پیدائش کا حال پوچھنے کیلئے آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا (پہلے صرف) اللہ کی ذات تھی اور اسکے سوا کوئی چیز نہ تھی اسکا عرش پانی پہ تھا۔ اس نے ہر چیز کو لوح محفوظ میں لکھ لیا اور آسمان اور زمین پیدا کئے۔

(بخاری)

ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ سمندر کے پانی میں موجود نمکیات کا تناسب وہی ہے جو کہ انسانی خون میں نمکیات کا ہے۔ تمام زندہ خلیات (Living Cells) میں پانی ایک لازمی جزو کے طور پہ پایا گیا ہے۔

2- اس سے دیگر مخلوق مراد ہے جیسے کئی کیڑے چار سے زیادہ ٹانگوں پہ چلتے ہیں۔

3- یہ منافقوں کا ذکر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جسکا عمل اور فعل اسکے قول کے مخالف ہو اس کا دعویٰ باطل ہو گا۔

4- رسول کی طرف بلایا جانا ہی اللہ اور اسکے رسول کی طرف بلانا تصور ہوتا ہے۔ آپ کی وفات کے بعد قرآن وسنت کے فیصلہ کی طرف بلانا اللہ اور اسکے رسول کی طرف بلانا ہے۔ چنانچہ باہمی جھگڑوں کے علاوہ دینی مسائل میں اختلاف کی صورت میں بھی قرآن وسنت کا فیصلہ تسلیم نہ کرنا منافقت ہے اور ایک مومن کو زیب نہیں دیتا۔

5- زعن۔ فرمانبرداری اور خوشی سے ساتھ ہولینا۔ اشاروں پہ چلنا کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ آپ ﷺ صرف حق کے مطابق ہی فیصلہ کریں گے۔ جب خود حق پہ ہوں تو بھاگتے آتے ہیں ورنہ آپ ﷺ کی عدالت کی بجائے کہیں اور جانا چاہتے ہیں۔ گویا انہوں نے اپنی خواہشات اور اپنے مفادات کو اپنا حکم بنایا ہوا ہے۔

6- ان میں سے کوئی بھی صورت ہو بہرحال انکا طرز عمل ظلم کا طرز عمل ہے۔

7- گویا اگر ایسے قاضی وحاکم کی طرف بلایا جائے جو عادل ہو اور قرآن وسنت کے مطابق فیصلہ کرتا ہو تو اسکی طرف جانا ضروری ہوتا ہے۔

8- اس کا دوسرا معنی یہ ہو سکتا ہے کہ "جس اطاعت گزاری کیلئے تم قسمیں کھا رہے ہو وہ تو ہمیں معلوم ہی ہے۔"

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ

آپ کہئے کہ "اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو" [1] پھر اگر تم اطاعت نہیں کرو گے تو رسول کے ذمہ

مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ۭ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ۭ وَمَا عَلَى

تو وہی ہے جس کا وہ مکلف ہے○ اور تمہارے ذمہ وہ جس کے تم مکلف ہو اور اگر تم رسول کی اطاعت کرو گے

الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۵۴﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ

تو ہدایت پاؤ گے اور رسول کے ذمہ صرف یہ ہے کہ پیغام پہنچا دے○ اور تم میں سے جو مومن ہیں

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ

اور نیک کام کرتے ہیں ان سے اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ [2] انہیں زمین میں خلافت دے گا، جیسے ان سے

مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ

پہلے لوگوں کو عطا کی تھی اور ان کے دین کو مضبوط کرے گا جسے اس نے ان کے لئے پسند کیا اور ان کے خوف

مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَـيْـــًٔا ۭ وَمَنْ

کو امن میں تبدیل کر دے گا، [3] پس وہ میری عبادت کریں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور

كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ

جو اس کے بعد کفر کرے تو ایسے ہی لوگ فاسق ہیں○ صلوٰۃ قائم کرو،

اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ لَا تَحْسَبَنَّ

زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو (اس طرح) توقع ہے کہ تم پر رحم کیا جائے○ آپ کافروں کے متعلق

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَلَبِئْسَ

یہ خیال نہ کیجئے کہ وہ زمین میں (اللہ کو) عاجز کر دینے والے ہیں (کہ عذاب نہ کرے) ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ

الْمَصِيْرُ ﴿۵۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ

بہت برا ٹھکانا ہے○ اے ایمان والو! تمہارے غلاموں اور ان لڑکوں پر، جو ابھی حد بلوغ کو نہ پہنچے ہوں

اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ۭ مِنْ

لازم [4] ہے کہ وہ (دن میں) تین بار اجازت لے کر گھروں میں داخل ہوا کریں

قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ

صلوٰۃ فجر سے پہلے اور ظہر کے وقت جب تم کپڑے اتارتے ہو

وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاۗءِ ڜ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ۭ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَ

اور عشاء کی صلوٰۃ کے بعد، یہ تین اوقات تمہارے لئے پردہ [5] کے وقت ہیں، ان اوقات کے علاوہ دوسرے

لَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ۭ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰي

وقتوں میں ان کو بلا اجازت آنے جانے سے نہ ان پر کچھ گناہ ہے اور نہ تم پر، تمہیں ایک دوسرے کے پاس

بَعْضٍ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۸﴾

بار بار آنا پڑتا ہے، اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنے ارشادات واضح کرتا ہے اور وہ جاننے والا حکمت والا ہے○

1- یعنی تمہارے ذمہ اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت ہے۔

2- یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جبکہ مسلمان معاشی تنگدستی کا شکار تھے۔ مدینہ کے باہر خوف و ہراس کی کیفیت تھی۔ کوئی قافلہ یا مسافر ڈاکوؤں اور راہزنوں سے محفوظ نہ تھا۔ ان حالات میں یہ آیت صریح بشارتوں کی حامل ہے۔

3- یعنی جب یہ خلافت کا نظام قائم ہو گا تو اسکا نتیجہ ایمان کی پختگی کی صورت میں ہو گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی زندگی میں ہی اتنا غلبہ عطاء فرما دیا کہ جزیرہ نما عرب امن کا گہوارہ بن گیا۔ حضرت عثمان ؓ کے زمانہ میں اس قدر آسودگی ہو گئی کہ لوگ زکوٰۃ لے کر نکلتے مگر کوئی قبول کرنیوالا نہ ملتا۔ امن ایسا نصیب فرمایا کہ حضرت عدی ؓ کہتے ہیں کہ۔

"میں نے حیرہ سے چل کر کعبہ کا طواف کرنیوالی عورت دیکھی جو اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتی تھی۔"

(بخاری)

مسلمانوں کے ایک کج فہم فرقہ نے خلافت کو فقط اقتدار کے معنی میں لیا ہے۔ گویا انکے قریب فرعون، نمرود اور سلیمان و یوسف سب ایک ہی وزن رکھتے ہیں اور سب کو اقتدار حاصل تھا۔ مزید غلطی انہیں یہ لگی کہ اعمال صالحہ سے مراد ایسے اعمال لئے جو کہ "صلاحیت" (Fitness) کے حامل ہوں۔ اگر قرآنی آیات کا اسی طرح حلیہ بگاڑا جائے تو باقی ساری آیات کا انکار کرنے کے مترادف ہو گا کیونکہ یہ فکر تو سراسر قرآن کی اجتماعی تعلیمات کے خلاف ہے۔

دوسری جانب ایک ایسا گروہ ہے جو کہ ان خلفاء راشدین کو مطعون کرتا ہے جنکی مدح اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمائی ہے۔

4- آیت نمبر 31 میں خواتین کو زیب و زینت کا اظہار کرنے کی اجازت جن لوگوں کیلئے دی گئی تھی اس میں ملک یمین اور بچے بھی شامل ہیں۔ اس آیت میں انہیں بھی تین اوقات میں بغیر اجازت داخلہ سے منع کیا گیا ہے۔ یہ تین اوقات ایسے ہیں جن میں خاوند اور بیوی کے ہم بستر ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ یہ حکم لڑکے اور لڑکی دونوں پہ لاگو ہو گا۔

5- عورت۔ ایسی اشیاء جنہیں کھلا رکھنا انسان کیلئے باعث ننگ و عار ہو۔ غالباً اسی لئے اردو لسان میں خواتین کیلئے عورت کا لفظ بولا جاتا ہے کہ انکی زیب و زینت کا کھلا رہنا باعث عار ہوتا ہے۔

وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا

اور جب لڑکے سن بلوغ کو پہنچ جائیں[1] تو وہ بھی اسی طرح اذن لیا کریں جیسا کہ

اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ

ان سے پہلے (ان کے بڑے) اجازت لیتے رہے ہیں، اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہارے لئے احکام کھول کر بیان کرتا

آيَاتِهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٥٩﴾ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي

ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے○ اور جو عورتیں جوانی سے گزری بیٹھی ہوں اور نکاح کی

لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ

توقع نہ رکھتی ہوں[2] وہ اگر اپنی چادریں اتار (کر سر ننگا کر) لیا کریں تو ان پر کچھ

ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ ۖ وَأَنْ يَسْتَعْفِفْنَ

گناہ نہیں[3] بشرطیکہ زیب و زینت کی نمائش کرنے والی نہ ہوں، تاہم اگر وہ (چادر اتارنے سے) پرہیز ہی کریں

خَيْرٌ لَهُنَّ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٦٠﴾ لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ

تو یہی بات ان کے حق میں بہتر ہے اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے○ اندھے پہ کچھ حرج نہیں

حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ

اور نہ ہی لنگڑے پہ کچھ حرج ہے اور نہ ہی مریض پہ کچھ حرج ہے[4]

وَلَا عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا مِنْ بُيُوتِكُمْ أَوْ

اور نہ ہی خود تمہارے لئے کوئی حرج ہے کہ تم اپنے گھروں سے کھانا کھاؤ، یا

بُيُوتِ آبَائِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أُمَّهَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ إِخْوَانِكُمْ

اپنے باپ دادا کے گھروں سے یا اپنی ماں (اور نانی) کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے

أَوْ بُيُوتِ أَخَوَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوتِ عَمَّاتِكُمْ

یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے

أَوْ بُيُوتِ أَخْوَالِكُمْ أَوْ بُيُوتِ خَالَاتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكْتُمْ

یا ماموؤں کے گھروں سے یا خالاؤں کے گھروں سے یا جن کے تم سرپرست

مَفَاتِحَهُ أَوْ صَدِيقِكُمْ ۚ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ

ہو[5] یا اپنے دوست کے ہاں سے[6] نہ ہی اس بات میں کوئی گناہ ہے کہ

تَأْكُلُوا جَمِيعًا أَوْ أَشْتَاتًا ۚ فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا

تم سب مل کر کھاؤ یا علیحدہ علیحدہ،[7] البتہ جب تم گھروں میں داخل ہوا کرو

فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُبَارَكَةً

تو اپنے لوگوں (گھر والوں) کو سلام کہا کرو،[8] یہ اللہ کی طرف سے مبارک اور پاکیزہ تحفہ

طَيِّبَةً ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٦١﴾

ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیات تمہارے لئے کھول کر بیان کرتا ہے، تاکہ تم سمجھ سے کام لو○

ع ٨ 14

1-سن بلوغ مختلف حالات اور علاقوں میں مختلف ہو سکتا ہے۔ جب لڑکوں کو احتلام شروع ہو جائے تو وہی اسکا سن بلوغ ہے۔ جیسے لڑکی کیلئے حیض آنے کی عمر سن بلوغ ہو گی۔

2-ان کی عمر اتنی ہو کہ جنسی خواہشات ختم ہو چکی ہوں۔ حیض بند ہو چکا ہو۔

3-یہاں کپڑوں سے مراد حجاب کے کپڑے ہیں نہ کہ ستر کے۔ ستر ان اعضا کو ڈھانپنے کا نام ہے جن کا ڈھانپنا ہر حال میں ضروری ہے کوئی پاس ہو یا نہ ہو۔ عورت کا مقام ستر اسکا سارا جسم ہے ماسوا ہاتھ اور چہرہ کے تاہم عورت کی نسبت سے عورت کا ستر گھٹنے سے لیکر مقام ناف تک ہے۔ جسے وہ عورت کے سامنے بھی نہیں کھول سکتے۔ ان احکام میں اگر کوئی گنجائش ہے تو صرف اتنی کہ عورت اپنے محرم رشتہ داروں کے سامنے کسی ضرورت کے تحت جسم کا اتنا حصہ کھول سکتی ہے جو گھر کے کام کرتے ہوئے ضروری ہوتا ہے جیسے پائنچے یا کف اوپر چڑھالینا۔

مرد کا ستر ناف سے گھٹنوں تک ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں کیلانی صاحب کی کتاب "احکام ستر و حجاب"۔

4-معاشرہ کے یہ لوگ چونکہ معذور ہیں اور کمائی کی استعداد عام لوگوں جیسی نہیں رکھتے لہٰذا انہیں لوگوں کے ہاں سے کھانے کی اجازت دی گئی ہے۔

تفسیری روایات میں مذکور ہے کہ صحابہ جب جہاد وغیرہ کیلئے جاتے تو اپنے گھروں میں معذور افراد کو بٹھا جاتے اور انہیں گھر سے کھانے پینے کی اجازت بھی دیتے مگر معذور افراد اس خوداری ہی میں رہتے کہ شائد یہ ہمیں جائز بھی ہے یا نہیں تو اسکی صراحت کیلئے یہ آیت نازل ہوئی۔ اسکے علاوہ بعض تندرست صحابہ معذوروں کے ساتھ کھانا پسند نہ کرتے کہ شائد وہ ہماری طرح عام رفتار سے نہ کھا سکیں تو ان پہ ظلم ہو یا خود معذور افراد سمجھتے کہ ہمارے ساتھ بیٹھنے سے دیگر صحابہ کراہت نہ محسوس کریں۔

5-اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہیں کوئی ذمہ داری سونپی گئی ہو جیسے باغ کا مالی' باغ کے پھل کھالے یا غلہ چرانے والا گڈریا جانوروں کا دودھ پی لے۔

6-صدیق قریبی دوست ہے۔ جس کے گھر سے کھالینے سے صاحب خانہ کو خوشی ہی ہو۔

قرآن کریم کی دوسری آیت کی طرح رخصت والی آیت سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ جیسے اگر کسی شخص نے بچوں کیلئے دودھ رکھا ہو اگر کوئی شخص وہ پی لے تو گھر والوں کو اچھی خاصی پریشانی ہو سکتی ہے۔ چنانچہ یہ رخصت استعمال کرتے وقت بھی احتیاط مد نظر رہنی چاہئے۔

7-رخصت دونوں طرح سے ہے تاہم احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مل کر کھانا افضل ہے۔

8-عبداللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ کونسا اسلام اچھا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ

"کھانا کھلانا اور سلام کہنا جسے تم پہچانتے ہو اور جسے تم نہیں پہچانتے۔"

(بخاری)

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا

مومن تو وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں اور جب وہ کسی

مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ ۚ إِنَّ

اجتماعی کام میں رسول کے ساتھ ہوتے ہیں تو اس سے اجازت لئے بغیر جاتے نہیں (اے رسول!) جو

الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ

لوگ آپ سے (اجازت) مانگتے ہیں وہی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والے ہیں

فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأْذَن لِّمَن شِئْتَ مِنْهُمْ

تو جب وہ اپنے کسی کام کے لئے آپ سے اذن مانگیں تو ان میں سے جسے آپ چاہیں اجازت دیں

وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٦٢﴾ لَّا تَجْعَلُوا دُعَاءَ

1

اور ان کے لئے اللہ سے بخشش طلب کیجئے، اللہ یقیناً بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہےO (مسلمانو!) رسول کے بلانے

الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُم بَعْضًا ۚ قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ

2

کو ایسا نہ سمجھ لو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے

يَتَسَلَّلُونَ مِنكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ

3

جو تم میں سے چپکے سے کھسک جاتے ہیں لہٰذا جو لوگ رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں اس بات سے

أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦٣﴾ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا

ڈرنا چاہئے کہ وہ کسی مصیبت میں گرفتار ہو جائیں یا انہیں کوئی المناک عذاب پہنچ جائےO یاد رکھو جو کچھ

فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ قَدْ يَعْلَمُ مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ وَيَوْمَ

ارض و سماوات میں ہے سب اللہ ہی کا ہے، تم جس روش پر بھی ہو اللہ اسے جانتا ہے، اور جس دن لوگ

يُرْجَعُونَ إِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٦٤﴾

9 ع ۳ 15

اس کی طرف لوٹائے جائیں گے وہ انہیں بتلا دے گا کہ وہ کیا کرتے رہے، اور اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہےO

سُورَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سَبْعٌ وَسَبْعُونَ آيَةً وَسِتُّ رُكُوعَاتٍ

آیات ۷۷ (۲۵) سورۂ فرقان مکی ہے (۴۲) رکوع ۶

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ O

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہےO

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا ﴿١﴾

5 4

متبرک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل کیا تاکہ وہ اہل عالم کے لئے ڈرانے والا بن

الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُن

جائےO وہی ذات جو ارض و سماوات کی بادشاہی کا مالک ہے جس نے نہ کسی کو بیٹا بنایا اور نہ ہی

لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا ﴿٢﴾

7 6

اس کی حکومت میں کوئی شریک ہے، اس نے ہر چیز کو پیدا کیا تو اس کا ٹھیک ٹھیک اندازہ کیاO

1-اجتماعی مفاد کے مسائل جہاد یا مسجد کی تعمیر یا اس سے ملتے جلتے مسائل۔ اگر آپ ﷺ کی جانب سے اجازت مل بھی جائے تو بھی ذاتی مفاد کو اجتماعی مفاد پر ترجیح دینا تو اچھا نہیں ہے لہٰذا آپ ان کیلئے مغفرت طلب کیجئے۔ جماعتی نظام سے متعلق یہ آداب صرف آپ ﷺ کی زندگی ہی سے متعلق نہیں ہیں بلکہ آپکے بعد خلفاء راشدین بلکہ آج بھی انکی ضرورت اور اہمیت مسلم ہے۔

2-جیسے تم ایک دوسرے کو بے تکلفی سے پکارتے ہو بلکہ پورے ادب و احترام کو ملحوظ رکھ کر پکارو۔ مثلاً یا محمد کہہ کر آوازیں نہ دو۔ یا بار بار آپ کو متوجہ نہ کرو بلکہ انتظار کرو کہ وہ خود تمہاری طرف متوجہ ہوں۔ اور آپ کے حجرات کے باہر سے بھی انہیں آوازیں نہ دو۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ بلائیں تو اسے اہمیت دو اور کسی عام آدمی کے بلانے پہ محمول نہ کرو۔

حضرت سعید بن معلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

"میں صلوٰۃ پڑھ رہا تھا آپ میرے سامنے سے گزرے اور مجھے بلایا۔ میں صلوٰۃ پڑھ کر حاضر ہوا تو مجھے فرمایا۔ تم میرے بلانے پر کیوں نہ آئے کیا تم نے اللہ کا یہ فرمان نہیں سنا۔"

"اے ایمان والو اللہ اور اسکے رسول کا حکم مانو جبکہ رسول تمہیں ایسی چیز کی طرف بلائے جو تمہارے لئے حیات بخش ہو۔"

(الانفال 24:8)

اس کا تیسرا مفہوم یہ ہے کہ آپکے منہ سے نکلی ہوئی دعا یا بد دعا کسی اور کی طرح نہیں ہے۔ آپ ﷺ کی دعا تمہیں دنیا جہاں کی کامیابی سے ہمکنار کردے گی اور بد دعا تمہیں تباہ و برباد کردے گی۔

3-آپکی مجلس سے اجازت لئے بغیر کھسک جاتے ہیں۔ عموماً منافقین کا یہ ہی شیوہ تھا۔ اپنے نفاق کو چھپانے کو حاضر ہو جاتے مگر جلدی کھسکنے کی کوشش کرتے۔

4-تبارک۔ (ب رک مادہ) برکت بھی اسی سے مشتق ہے کسی چیز سے زیادہ سے زیادہ متوقع فائدہ حاصل ہونا برکت ہے۔ برکت عطا کرنیوالی ذات بابرکت ہوئی۔

5-فرقان۔ فرق کرنیوالا۔ حق و باطل کے درمیان فرق کرنیوالا یا حلت و حرمت کی وضاحت کرنیوالا۔ قرآن کریم۔

6-ہر چیز کا اللہ خالق بھی ہے اور مالک بھی ہے۔ ایسا نہیں کہ پیدا کرنے کے بعد ملکیت کسی اور کے قبضہ میں چلی گئی ہو۔ ایسی حالت میں اسے نہ کسی شریک کی ضرورت ہے اور نہ ہی اولاد کی یہ بات کاروباری حضرات بڑی آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ کاروبار میں ہمیشہ شریک تب ہی بناتے ہیں۔ جب انکے پاس سرمایہ نہ ہو یا ٹیکنالوجی کی کمی ہو یا کنٹرول میں کمی ہو۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی چیز کی کمی نہیں تو وہ شریک کیوں بنائے گا جبکہ خود تم بھی شریک پسند نہیں کرتے۔

7-ہر چیز کو پیدا کرنے کے ساتھ ہی ہر چیز کو اسکا وظیفہ اور اس کا قانون بھی بتا دیا۔ جیسے مادہ میں کشش ثقل (Gravitational Force) کی خاصیت رکھ دی جس کے بغیر کائنات کا نظام ہی وجود میں نہ آسکتا۔

وَاتَّخَذُوا مِن دُونِهِ آلِهَةً لَّا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ

اور (لوگوں نے) اللہ کے سوا کئی اور الہ بنا ڈالے جو کوئی چیز پیدا تو کیا خاک کریں گے وہ تو خود مخلوق ہیں،

وَلَا يَمْلِكُونَ لِأَنفُسِهِمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا

انہیں خود اپنے نفع و نقصان کا بھی کچھ اختیار نہیں اور نہ ہی انہیں کسی کو مارنے،

وَلَا حَيَاةً وَلَا نُشُورًا ﴿٣﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا

زندہ کرنے اور مردہ کو اٹھا سکنے کا کچھ اختیار ہے[1]○ کافر لوگ کہتے ہیں کہ یہ (قرآن) تو محض جھوٹ ہے○

إِفْكٌ افْتَرَاهُ وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ آخَرُونَ ۖ فَقَدْ جَاءُوا

جسے اس نے خود بنا ڈالا ہے اور کچھ دوسرے لوگوں نے اس کام میں اس کی مدد کی ہے[2] کتنا بڑا جھوٹ اور ظلم

ظُلْمًا وَزُورًا ﴿٤﴾ وَقَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ

ہے جس پر یہ اتر آئے ہیں،○ نیز وہ کہتے ہیں کہ یہ تو پہلے لوگوں کے قصے ہیں جنہیں اس نے نقل

تُمْلَىٰ عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴿٥﴾ قُلْ أَنزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ

کرالیا ہے سو وہی داستانیں صبح و شام اس کے پاس پڑھ کر سنائی جاتی ہیں○ کہیئے کہ قرآن کو اس ذات نے

فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٦﴾ وَقَالُوا

نازل کیا ہے جو ارض و سماوات کے بھید جانتا ہے، اور وہ یقیناً بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے○ نیز کہتے

مَالِ هَٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ ۙ

ہیں کہ یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے[3]

لَوْلَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونَ مَعَهُ نَذِيرًا ﴿٧﴾ أَوْ يُلْقَىٰ

اس پر کوئی فرشتہ کیوں نہ اتارا گیا جو اس کے ساتھ رہتا اور لوگوں کو ڈرایا کرتا؟○ اس پر کوئی خزانہ ہی

إِلَيْهِ كَنزٌ أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا ۚ وَقَالَ الظَّالِمُونَ

اتار دیا جاتا یا اس کا کوئی باغ ہی ہوتا جس سے یہ (اطمینان کی) روزی کھا سکتا، اور ظالم کہتے ہیں

إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا ﴿٨﴾ انظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ

کہ "تم ایک سحر زدہ آدمی کے پیچھے لگ گئے ہو"○ دیکھئے یہ آپ کیلئے کس طرح کی مثالیں بیان کرتے ہیں

الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ﴿٩﴾ تَبَارَكَ الَّذِي

یہ ایسے گمراہ ہوئے ہیں کہ راہ راست پر آ ہی نہیں سکتے○ وہ بڑی برکت والی ذات ہے

إِن شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّن ذَٰلِكَ جَنَّاتٍ تَجْرِي

وہ چاہے تو آپ کو ان چیزوں سے بھی بہتر چیزیں دے سکتا ہے (ایک نہیں) کئی باغ جن میں نہریں

مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَيَجْعَل لَّكَ قُصُورًا ﴿١٠﴾ بَلْ كَذَّبُوا

جاری ہوں اور کئی محل بھی دے سکتا ہے○ لیکن بات یہ نہیں بلکہ یہ

بِالسَّاعَةِ ۖ وَأَعْتَدْنَا لِمَن كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيرًا ﴿١١﴾

لوگ دراصل قیامت کو جھٹلا رہے ہیں اور جو قیامت کو جھٹلائے ہم نے اس کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے○

1-اللہ تعالیٰ نے کسی بھی معبود کو پرکھنے کیلئے کسوٹی مہیا کردی۔

(ا)۔ جو ذات کچھ تخلیق نہ کرسکے بلکہ خود مخلوق ہو وہ الہ نہیں ہو سکتی۔

(ب)۔ جو اپنے آپ سے بھی تکلیف رفع نہ کرسکے نہ نفع پہنچا سکے تو وہ دوسروں کو کیا نفع پہنچائے گی۔ وہ بھی الہ نہیں ہو سکتی۔

(ج)۔ جو کسی کو مار نہ سکے اور زندگی نہ دے سکے اور موت کے بعد نہ اٹھا سکے چنانچہ جب بھی کسی کسوٹی پہ کسی الہ کو پرکھا جائے گا تو الہ حقیقی اللہ رب الجاہ والجلال کے علاوہ سب باطل ثابت ہو جائیں گے۔

2-آپ کے زمانہ کے معاندین بھی یہ اعتراض کرتے تھے اور آج کے مستشرقین بھی یہ اعتراض کرتے ہیں۔ ان اعتراضات کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ ﷺ اہل کتاب سے یہ علم اور معرفت حاصل کرتے ہیں۔

(ا)۔ آپ کے زمانے میں آپ کے مخالفین یہ الزام تو نہ لگا سکے کہ نبوت سے پہلے کے سفروں میں آپ نے علم و حکمت کی یہ باتیں سیکھی ہیں کیونکہ ان سفروں میں آپ اکیلے تو نہ گئے تھے۔ پورے قافلے سمیت گئے تھے اور اگر وہ یہ الزام لگاتے تو خود قافلے کے بے شمار شرکاء انہیں جھٹلا دیتے چنانچہ یہ بے حیائی بعد میں آنیوالے مستشرقین کیلئے چھوڑ دی گئی ہے۔

(ب)۔ وہ قریشی سردار جو آل یاسر اور دیگر مسلمانوں پہ ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ رہے تھے انہیں کیا امر مانع تھا کہ عین وقت پر چھاپا مار کر رنگے ہاتھوں یہ مضامین نقل کرنے اور کرانیوالے کو پکڑ کر سب کے سامنے پیش کر دیتے؟

(ج)۔ اگر کسی کے پاس یہ علم و حکمت کے موتی موجود تھے تو کیا وجہ ہے کہ وہ خود دنیا میں انقلاب برپا نہ کرسکا؟ اسے کس نے مجبور کیا تھا کہ وہ سارے خزانے ایک "ان پڑھ" کو سکھلانے کی زحمت کرتا؟

(د)۔ قرآن کریم کا جواب یہ ہے "کتنا بڑا ظلم اور جھوٹ ہے جس پہ لوگ اتر آئے"۔ یہ دلیل ہے کہ الزام لگانیوالے اور سننے والے سب اس الزام کی حقیقت کو سمجھ رہے تھے کہ اس میں کتنا دزن ہے ورنہ وہ دلیل کا مطالبہ کرتے۔

(ر)۔ قرآن کی بے شمار آیات مکہ اور مدینہ کے پس منظر میں نازل ہوئیں ہیں جیسے منافقین کے گھٹیا الزامات اور انکا جواب پہلی کتابوں میں کیسے آسکتا تھا۔

(س)۔ قرآن میں بے شمار ایسے سائنسی حقائق کا ذکر ہوا ہے جن کا بائبل اور تورات میں کوئی ذکر نہیں اور اگر ہے تو بھی حقائق کے برعکس۔ یہ بھی دلیل ہے کہ یہ کلام عالم الغیب کا ہے۔

3-بشری تقاضے رکھتا ہے گویا انکے قریب ایک بشر رسول نہیں ہو سکتا۔ اور انکے آج کل کے ساتھی یہی کہتے ہیں کہ رسول بشر نہیں ہو سکتا۔ تفصیل کیلئے دیکھیں (الانعام 10:6-9) اور (المومنون 24:23)

إِذَا رَأَتْهُم مِّن مَّكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا ﴿١٢﴾

جب وہ دور سے انہیں (اپنے شکار کو) دیکھے گی تو اس کے جوش و خروش کی آوازیں خود ہی سن لیں گے○ [1]

وَإِذَا أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ

اور جب اس میں بندھے ہوئے ایک تنگ جگہ سے پھینکے جائیں گے تو اس وقت موت کو پکاریں گے○ [2]

ثُبُورًا ﴿١٣﴾ لَّا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا

(اس وقت انہیں کہا جائے گا) آج ایک نہیں بہت موتوں کو پکارو○ [3]

كَثِيرًا ﴿١٤﴾ قُلْ أَذَٰلِكَ خَيْرٌ أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِي وُعِدَ

آپ ان سے پوچھیے کیا یہ انجام اچھا ہے یا دائمی جنت جس کا متقین سے وعدہ

الْمُتَّقُونَ ۚ كَانَتْ لَهُمْ جَزَاءً وَمَصِيرًا ﴿١٥﴾ لَّهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ

کیا گیا ہے جو ان کے اعمال کا بدلہ اور ان کی آخری منزل ہوگی○ وہاں انہیں جو چاہیں گے ملے گا

خَالِدِينَ ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُولًا ﴿١٦﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ

وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے، یہ تمہارے رب کے ذمہ وعدہ ہے جو طلب کیا جاسکتا ہے○ [4] اور جس دن

وَمَا يَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ أَأَنتُمْ أَضْلَلْتُمْ

اللہ انہیں اور جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں [5] اکٹھا کرے گا تو ان سے سوال کرے گا کہ "کیا تم نے میرے ان

عِبَادِي هَٰؤُلَاءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ ﴿١٧﴾ قَالُوا سُبْحَانَكَ

بندوں کو گمراہ کیا تھا یا یہ خود ہی راہ سے بہک گئے تھے؟"○ وہ کہیں گے: "تیری ذات پاک ہے

مَا كَانَ يَنبَغِي لَنَا أَن نَّتَّخِذَ مِن دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَاءَ وَ

ہماری مجال نہ تھی کہ تیرے سوا کسی کو کارساز بناتے مگر

لَٰكِن مَّتَّعْتَهُمْ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوا قَوْمًا

تو نے انہیں اور ان کے آباء کو خوب متاع حیات دیا، یہاں تک کہ وہ تیری یاد کو بھول گئے [6] یہ تھے ہی

بُورًا ﴿١٨﴾ فَقَدْ كَذَّبُوكُم بِمَا تَقُولُونَ فَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَرْفًا

ہلاک ہونے کے قابل"○ جو تم کہتے ہو، اس دن تمہارے معبود جھٹلا دیں گے، پھر نہ تم (عذاب) ٹال سکو گے

وَلَا نَصْرًا ۚ وَمَن يَظْلِم مِّنكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيرًا ﴿١٩﴾

اور نہ تمہیں کہیں سے مدد مل سکے گی، اور جو بھی تم سے ظلم [7] کرے اسے ہم سخت عذاب کا مزا چکھائیں گے○

وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ

اور (اے نبی!) ہم نے آپ سے پہلے جتنے بھی رسول بھیجے [8] وہ سب کھانا

الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ ۗ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ

کھاتے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے، اور ہم نے تم لوگوں کو ایک دوسرے کے لئے آزمائش کا ذریعہ [9]

لِبَعْضٍ فِتْنَةً أَتَصْبِرُونَ ۗ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا ﴿٢٠﴾

بنا دیا ہے، تو کیا (مسلمانو! تم کفار کے طعن پر) صبر کرو گے؟ اور آپ کا رب سب دیکھ رہا ہے○ [10]

1-اپنے شکار کو دیکھ کر مزید غضبناک ہو جائے گی اور دھاڑے اور پھنکارے گی۔ بڑے بڑے شعلوں کی خوفناک آوازیں آئیں گیں۔ جہنم کے مکالمات قرآن وسنت میں کئی مقامات پہ مذکور ہوئے ہیں۔ جیسے

"جس دن جہنم سے پوچھیں گے کہ کیا تو بھر گئی ہے تو وہ کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے؟"

(ق 30:50)

2-جہنم میں انہیں تنگ جگہ مقید کیا جائے گا اور وہ زنجیروں سے جکڑے ہوئے بھی ہوں گے۔

3-ہزار موتوں کو بھی پکارو تو تمہاری پکار لاحاصل ہی رہے گی۔

4-جیسے اللہ تعالیٰ نے ہمیں جنت مانگنے کی دعا سکھلائی ہے۔

"اے اللہ ہمیں وہ دے جس کا تو نے ہم سے رسولوں کے ذریعے وعدہ فرمایا۔"

(آل عمران 194:3)

یا ایسا وعدہ ہے جس کا مطالبہ کیا جاسکے گا۔

5-جیسے انبیاء، صالحین، اولیاء، جن ملائکہ وغیرہ۔

6-ضمناً یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت انسان عیش و آرام کی موجودگی میں زیادہ گمراہ ہوتے ہیں۔

7-ظلم- کسی چیز کو اس کے موقع محل کے علاوہ کسی جگہ رکھنا۔ یہ عدل کی ضد ہے۔ شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔ نبی کو جھٹلانا۔ اللہ کی کتاب کو جھٹلانا، آخرت کے عذاب وثواب کا انکار کرنا سب ظلم کی اقسام ہیں۔

8-جیسے نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ وغیرہ اور یہ کفار اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ سب بھی بشری تھے۔ یہ اصل میں آیت نمبر 7 میں ذکر کیے گئے اعتراض کا جواب ہے۔

9-انبیاء اور رسولوں کو بھیج کر ہم سب کی آزمائش کرتے ہیں۔ سب سے سخت آزمائشیں تو خود انبیاء کی ہوتی ہے جن پہ طرح طرح کے اعتراضات وارد کیے جاتے ہیں۔ اسکی امانت دیانت میں طعن کیا جاتا ہے۔ اسکے علاوہ مومنین کی بھی ابتلاو آزمائش ہوتی ہے۔

10-جو معرکہ حق وباطل برپا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسکے ایک ایک کردار کو دیکھ رہا ہے یا یہ کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ نبی اور رسول کسے بنانا ہے۔ فرشتوں کو یا جنوں کو یا انسانوں کو یا انسانوں میں سے کون سے انسان کو۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا

اور جو لوگ ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے[1] وہ کہتے ہیں ہم پر فرشتے کیوں نہیں

الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ۭ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا

اترتے یا ہم ہی اپنے رب کو (آنکھوں سے) دیکھ لیں؟[2] یہ اپنے دل میں بڑے بن بیٹھے ہیں[3] اور بہت بڑی سرکشی

كَبِيْرًا ﴿٢١﴾ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَ

میں مبتلا ہو چکے ہیں○ جس دن یہ فرشتوں کو دیکھیں گے وہ دن ایسے مجرموں کے لئے کوئی خوشی کا دن نہ ہو گا اور

يَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿٢٢﴾ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ

وہ پکار اٹھیں گے "ہم تو تم سے پناہ مانگتے ہیں"[4] ○ اور جو کچھ انہوں نے کیا دھرا ہو گا ہم ادھر توجہ کریں گے

فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿٢٣﴾ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا

تو اسے اڑتا ہوا غبار بنا دیں گے[5] ○ اس دن اہل جنت کا ہی ٹھکانا

وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ﴿٢٤﴾ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ

اور دوپہر کو آرام کرنے کا مقام بہتر ہو گا[6] ○ اس دن آسمان کو چیرتے ہوئے ایک بادل ظاہر ہو گا اور فرشتوں

تَنْزِيْلًا ﴿٢٥﴾ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ ِالْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ۭ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى

کے پرے کے پرے اتارے جائیں گے○ اس دن حقیقی بادشاہی رحمٰن کی ہو گی[7] اور یہ دن کافروں کے

الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ﴿٢٦﴾ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ

لئے بڑا سخت دن ہو گا○ اس دن ظالم اپنے ہاتھوں کو کاٹے گا اور کہے گا:

يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ﴿٢٧﴾ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ

کاش! میں نے رسول کے ساتھ ہی اپنی روش اختیار کی ہوتی○ کاش! میں نے فلاں

اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿٢٨﴾ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ ۭ

شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا[8] ○ اس نے تو میرے پاس نصیحت آ جانے کے بعد مجھے بہکا دیا اور

وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿٢٩﴾ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ

شیطان تو انسان کو مصیبت پڑنے پر چھوڑ جانے والا ہے[9] ○ اور رسول اللہ ﷺ کہیں گے: "میرے رب!

اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴿٣٠﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ

میری قوم کے یہی لوگ ہیں جنہوں نے اس قرآن کو نشانہ تضحیک بنا رکھا تھا[10] ○ اسی طرح ہم نے مجرموں

نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ﴿٣١﴾

کو ہر نبی کا دشمن بنایا ہے اور آپ کا رب رہنمائی کرنے اور مدد دینے کو کافی ہے○

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً

کافر (یہ بھی) کہتے ہیں کہ: "یہ سارا قرآن یکبارگی ہی رسول پر کیوں

وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ﴿٣٢﴾

اتار دیا گیا؟" بات ایسی ہی ہے اور یہ اس لئے تاکہ آپ کی دلجمعی ہو اور ترتیل سے سناتے جائیں[11] ○

1- ایسی بڑی بڑی گستاخیاں اور بے ہودگیاں انہیں سے ہی سرزد ہوتی ہیں جنکا آخرت پہ ایمان نہیں ہے۔ گویا ایمان بالآخرت انسان کو صراط مستقیم پہ رکھنے کیلئے بہت ضروری ہے۔

2- یعنی صرف آپ ﷺ پہ ہی فرشتہ نازل نہ ہو بلکہ ان میں سے ہر ایک پہ نازل ہوا اور اللہ تعالیٰ ظاہر ہو کر نبی کی اتباع کا حکم دے تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (بنی اسرائیل 92:17)

3- اسکی وجہ ان کا تکبر ہے کہ اگر نبی پہ فرشتہ نازل ہو سکتا ہے تو ہم پہ کیوں نہیں؟ ہم کسی سے کم ہیں؟

4- یہ عربوں کا محاورہ ہے جسکا معنی پناہ مانگنا ہے۔ دم نکلتے ہی پناہ مانگنے لگیں گے۔

5- کیونکہ انکے اچھے اعمال بھی آخرت کا بدلہ لینے کی نیت سے نہ کئے گئے تھے۔ دنیا کیلئے یہ اعمال کئے گئے تھے تو دنیا میں اسکا بدلہ پا چکے۔

6- مقیلا۔ قیلولہ یا دوپہر کو آرام کرنے کی جگہ۔ یوم قیامت لمبائی کے اعتبار سے پچاس ہزار سال کا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ دوپہر کے وقت تک حساب کتاب سے فارغ کر دیں گے اور مومنین دوپہر کے وقت جنت میں آرام کریں گے۔ انہیں پچاس ہزار سال کا یوم ایسے ہی معلوم ہو گا جیسے فرض صلوٰۃ کا وقت۔

7- دنیا کی بادشاہتیں غائب ہو جائیں گی اور حقیقی بادشاہی نکھر کر سامنے آجائے گی۔

8- جب نیک لوگوں کا اعزاز واکرام دیکھے گا جنہیں وہ حقیر خیال کیا کرتا تھا تو یہ حسرت کرے گا۔ اس سے محفل اور مجلس کے لوگوں کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اچھے ساتھی اور برے ساتھی کی مثال عطر فروش اور بھٹی دھونکنے والے کی ہے۔ عطر فروش یا تو آپ کو کچھ ہدیہ دیدے گا یا آپ اس سے عطر خرید لیں گے یا آپکو اس سے خوشبو آئے گی۔ بھٹی دھونکنے والا یا تو آپکے کپڑے جلا دے گا یا آپکو بدبو آئے گی۔"

(بخاری و مسلم)

9- خذل۔ ضرورت کے وقت مدد نہ کرنا اور ساتھ چھوڑ جانا۔

خذولا۔ ایسا دوست جو مصیبت کے وقت ساتھ چھوڑ جائے۔

10- علماء نے قرآن کے ساتھ یہ سلوک کیا کہ مدارس وغیرہ میں قرآن کریم کی تعلیم سب علوم سے آخر میں رکھی تاکہ طالب علم قرآن کریم سے حاصل ہونیوالے سیدھے سادھے اور آسان فہم مضامین کو دل ودماغ میں نہ بٹھانے پائے بلکہ پہلے اپنے مسلک میں پختہ کر لیا جاتا ہے کہ وہ قرآن کریم سے اپنے مطلب کے مضامین نکالنے کا ماہر بن جائے پھر اسے قرآن پڑھایا جاتا ہے تاکہ وہ خود قرآن کے مطابق ڈھلنے کی بجائے قرآن کو اپنے مطابق ڈھالنے کا فن سیکھ لے۔ اور عوام نے اسے تعویذ وغیرہ بنانے کیلئے مخصوص کر چھوڑا ہے یا خوبصورت غلاف چڑھا کر طاقوں میں خوبصورتی کیلئے رکھ دیا جاتا ہے۔

11- نبی اور مسلمانوں کو حوصلہ شکن حالات میں باربار تسلی دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ لہٰذا اللہ کا کلام بھی باربار نازل ہوتا ہے۔ حفظ اور تعلیم کیلئے بھی قرآن وقفہ وقفہ سے نازل ہونا ضروری تھا۔

وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَٰكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا ﴿٣٣﴾ الَّذِينَ

اور جب یہ آپ کے پاس کوئی مثال لائیں تو اس کا ٹھیک جواب اور بہترین توجیہ ہم آپ کو بتلا دیں[1]O

يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ أُولَٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ

ایسے لوگ اوندھے منہ جہنم کی طرف لائے جائیں گے[2] ان کا ٹھکانا برا ہے اور یہی سب سے زیادہ گمراہ

سَبِيلًا ﴿٣٤﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهُ أَخَاهُ هَٰرُونَ

ہیںO اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی اور اس کی ساتھ اس کے بھائی ہارون کو مددگار

وَزِيرًا ﴿٣٥﴾ فَقُلْنَا اذْهَبَا إِلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَٰتِنَا فَدَمَّرْنَٰهُمْ

بنا دیاO اور ان سے کہا: اس قوم کی طرف جاؤ، جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلا دیا ہے بالآخر ہم نے انہیں

تَدْمِيرًا ﴿٣٦﴾ وَقَوْمَ نُوحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ أَغْرَقْنَٰهُمْ وَجَعَلْنَٰهُمْ لِلنَّاسِ

تہس نہس کر دیا[3]O اور قوم نوح نے جب رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں غرق کیا[4] اور انہیں لوگوں کے لئے

آيَةً وَأَعْتَدْنَا لِلظَّٰلِمِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿٣٧﴾ وَعَادًا وَثَمُودَا۟ وَ

نشانی بنا دیا اور ہم نے ظالموں کے لئے المناک عذاب تیار کر رکھا ہےO اور (اسی طرح) قوم عاد، قوم ثمود

أَصْحَٰبَ الرَّسِّ وَقُرُونًا بَيْنَ ذَٰلِكَ كَثِيرًا ﴿٣٨﴾ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ

کنوئیں والے[5] اور درمیانی پشتوں میں سے لوگ کافی (تباہ کر دیئے گئے)O ان میں ہر ایک کے لئے ہم نے

الْأَمْثَالَ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيرًا ﴿٣٩﴾ وَلَقَدْ أَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِي

(گذشتہ قوموں کی) مثالیں بیان کر کے سمجھایا[6] آخر ان سب کا نشان تک مٹا دیاO اور اس بستی پر تو ان کا گزر ہو چکا

أُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ أَفَلَمْ يَكُونُوا يَرَوْنَهَا بَلْ كَانُوا لَا

ہے جس پر بدترین بارش برسائی گئی[7] کیا انہوں نے بستی کا حال نہ دیکھا ہو گا؟۔ لیکن (معاملہ یہ ہے کہ) یہ

يَرْجُونَ نُشُورًا ﴿٤٠﴾ وَإِذَا رَأَوْكَ إِن يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا أَهَٰذَا

حشر نشر کی توقع نہیں رکھتےO اور جب یہ آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ سے مذاق سے سوا انہیں کچھ نہیں سوجھتا (کہتے

الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ رَسُولًا ﴿٤١﴾ إِن كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ آلِهَتِنَا لَوْ

ہیں) کیا یہی ہے جسے اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے؟[8]O اگر ہم اپنے معبودوں کی عقیدت پر ڈٹے نہ رہتے تو یہ تو

لَا أَن صَبَرْنَا عَلَيْهَا وَسَوْفَ يَعْلَمُونَ حِينَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ

ہمیں ان سے برگشتہ کر کے چھوڑتا" جلد ہی انہیں معلوم ہو جائے گا جب یہ عذاب دیکھیں گے

مَنْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٤٢﴾ أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنتَ

کہ کون راہ سے بھٹکا ہوا تھاO بھلا آپ نے اس پر غور کیا جس نے اپنی خواہش کو ہی الہ بنا رکھا ہے؟[9]

تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ﴿٤٣﴾ أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ

اس کو (راہ راست پر لانے کے) آپ ذمہ دار بن سکتے ہیں؟O یا آپ خیال کرتے ہیں کہ ان میں سے اکثر

أَوْ يَعْقِلُونَ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَٰمِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٤٤﴾

سنتے اور سمجھتے ہیں؟ یہ تو جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے ہیں[10]O

1-قرآن کریم اعتراضات کے جواب میں بھی نازل ہوتا ہے لہٰذا جب اعتراض ہو گا تبھی جواب بھی ہو گا۔ لہٰذا وقفہ وقفہ سے نازل ہونا ضروری ہوا۔

2-حضرت انس بن مالک ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا۔
اے اللہ کے رسول یوم قیامت کافر اپنے منہ کے بل حشر کئے جائیں گے؟
آپ ﷺ نے فرمایا۔
"جس رب نے انسان کو دو پاؤں پہ چلنا سکھلایا وہ اسے یوم قیامت منہ کے بل نہیں چلا سکتا؟"

(بخاری)

3-مراد فرعون اور اسکی قوم ہیں۔ یہ فرعون مرنفتہ (Merneptah) کہلاتا ہے جو اپنی قوم کے ساتھ سمندر میں غرق ہوا۔

4-اتنا بڑا سیلاب بھیجا جس میں پہاڑ بھی ڈوب گئے۔ ان لوگوں کی نسل بھی ختم ہو گئی ماسواء کشتی میں سوار لوگوں کے۔

5-الرس۔ بڑا کنواں' اس قوم کی تفصیل دستیاب نہیں ہو سکی۔ غالباً انہوں نے اپنے نبی کو مار کر کنویں میں ڈال دیا تھا۔

6-ان سب اقوام کے ساتھ ہمارا طریقہ یہی رہا ہے کہ ہم انہیں مختلف مثالیں دے کر سمجھاتے رہے۔

7-مراد قوم لوط کی بستی یا سدوم کا علاقہ ہے جس پہ پتھروں کی بارش کی گئی۔ آخرت پہ ایمان رکھنے والوں اور اسکے منکرین کے درمیان فرق ہے کہ مومنین عبرت حاصل کرتے ہیں جبکہ منکرین تماشا دیکھتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔

8-قریش مکہ اس طرح سے بھی آپ کا تمسخر اڑاتے۔

9-گویا وہ بھی شعوری یا لا شعوری طور پر اللہ کا شرک کر رہا ہے۔ اطاعت اللہ کی کرنی چاہئے تھی مگر اس نے اپنی عقلی یا اپنی خواہشات کو یہ مقام دے دیا ہے اور یہ شرک دوسرے تمام قسم کے شرک کی جڑ یا بنیاد بنتا ہے۔ جیسے دلیل کی بجائے کسی نے باپ دادا کی تقلید کو حکم بنا رکھا ہے۔ اگر ایسا شخص عقلی دلائل سے مات بھی ہو جائے تو بھی اسے کسی ضابطہ اور نظام کا پابند نہیں بنایا جا سکتا۔ نہ ہی ان پہ داروغہ بن کی کوئی بیٹھ سکتا ہے۔ اسکی تان یہاں آ کر ٹوٹتی ہے کہ "دل نہیں مانتا"۔

10-انسان اگر اپنے ارادہ و اختیار کو اللہ کے تابع بنا لے تو وہ فرشتوں سے بھی اعلیٰ و ارفع ہو جاتا ہے اور صحیح معنوں میں اشرف المخلوقات کہلانے کا حقدار بن جاتا ہے ورنہ حیوانات سے بھی بدتر ہو تا ہے۔ حیوانات اپنے خالق کی نافرمانی نہیں کرتے۔ اسکے شکر گزار رہے ہیں اور کسی نہ کسی انداز میں اللہ کی حمد و تسبیح بیان کرتے رہتے ہیں۔

أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا ثُمَّ

آپ دیکھتے نہیں کہ تمہارا رب کس طرح سایہ پھیلا دیتا ہے[1] اگر وہ چاہتا تو اسے وہیں ساکن ہی رہنے دیتا پھر

جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلًا ﴿٤٥﴾ ثُمَّ قَبَضْنَاهُ إِلَيْنَا قَبْضًا يَسِيرًا ﴿٤٦﴾

ہم نے سورج کو اس پر رہنمائی کرنے والا بنا دیا○ پھر ہم اس سائے کو آہستہ آہستہ اپنی طرف سمیٹتے جاتے ہیں[2]○

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِبَاسًا وَالنَّوْمَ سُبَاتًا وَجَعَلَ

اور وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے رات کو لباس، نیند کو (باعث) آرام[3] اور دن کو جی

النَّهَارَ نُشُورًا ﴿٤٧﴾ وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ

اٹھنے کا وقت بنایا ہے○ اور وہی تو ہے جو اپنی رحمت (بارش) سے قبل ہواؤں کو بشارت بنا

رَحْمَتِهِ ۚ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا ﴿٤٨﴾ لِنُحْيِيَ بِهِ بَلْدَةً

کر بھیجتا ہے اور ہم نے ہی آسمان سے صاف ستھرا پانی اتارا ہے[4]○ تاکہ ہم اس پانی سے مردہ

مَيْتًا وَنُسْقِيَهُ مِمَّا خَلَقْنَا أَنْعَامًا وَأَنَاسِيَّ كَثِيرًا ﴿٤٩﴾ وَلَقَدْ

علاقے کو زندہ کردیں اور اپنی مخلوق میں سے بہت سے جانوروں اور انسانوں کو سیراب کریں○ ہم نے یہ بات

صَرَّفْنَاهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوا فَأَبَىٰ أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ﴿٥٠﴾ وَلَوْ

مختلف طریقوں سے انکے سامنے بیان کی تاکہ وہ سبق حاصل کریں لیکن اکثر انکار کے سوا کچھ تسلیم نہیں کرتے

شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَذِيرًا ﴿٥١﴾ فَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَ

اور اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں ایک ڈرانے والا (پیغمبر) بھیج دیتے[5]○ لہٰذا آپ کافروں کی بات نہ مانئے اور

جَاهِدْهُمْ بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا ﴿٥٢﴾ وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَٰذَا

اس قرآن کے مطابق ان سے زبردست جہاد کیجئے○ اور وہی تو ہے جس نے دو سمندروں کو ملا رکھا ہے

عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا

ایک کا پانی لذیذ و شیریں ہے اور دوسرے کا کھاری کڑوا۔ پھر ان کے درمیان ایک پردہ اور سخت روک

مَحْجُورًا ﴿٥٣﴾ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَ

ہے جو ملنے نہیں دیتی[6]○ اور وہی ہے جس نے پانی (نطفہ) سے انسان کو پیدا کیا پھر (میاں بیوی) سے نسب اور

صِهْرًا ۗ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ﴿٥٤﴾ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ

سسرال کا سلسلہ چلایا اور آپ کا رب بڑی قدرت والا ہے○ یہ اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں

مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۗ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَىٰ رَبِّهِ

جو نہ انہیں فائدہ پہنچا سکتی ہیں اور نہ نقصان[7] اور کافر اپنے رب کے مقابلہ پر (باغی کا) مددگار بنا ہوا

ظَهِيرًا ﴿٥٥﴾ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿٥٦﴾ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ

ہے○ اور ہم نے تو آپ کو بس خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے○ آپ ان سے کہئے کہ میں

عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَنْ شَاءَ أَنْ يَتَّخِذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ﴿٥٧﴾

اس پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا[8] میری اجرت یہی ہے کہ جس کا جی چاہے اپنے رب کا راستہ اختیار کرے○

1-سایہ کا بڑھنا اور اسکے رخ کا تعین شمس کے ذریعے ہوتا ہے۔ انسان کی زندگی نہ تو صرف دھوپ میں برقرار رہ سکتی ہے اور نہ ہی دھوپ کے بغیر برقرار رہ سکتی ہے۔

2-جب شمس نصف النہار پہ ہوتا ہے اس وقت سایہ سب سے چھوٹا ہوتا ہے۔

3-نیند سے انسان کی تھکاوٹ کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ ذہن تر و تازہ ہو جاتا ہے۔ نیند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ سائنسدان نیند کی حقیقت ابھی تک سمجھ نہیں سکے۔ نیند میں انسان کے کئی حواس مدہم ہو جاتے ہیں اور کئی زیادہ تیز۔ سونگھنے کی حس کمزور ہو جاتی ہے اور سننے کی تیز۔

حضرت حذیفہ ﷛ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ جب نیند کا ارادہ فرماتے تو یہ پڑھتے۔

((بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ أَمُوتُ وَأَحْيَا))

"اے اللہ میں تیرے نام سے زندہ ہوتا ہوں اور مرتا ہوں۔"

اور جب نیند سے بیدار ہوتے تو کہتے۔

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ))

"سب تعریف اس ذات کی ہے جس نے ہمیں موت دینے کے بعد زندگی دی اور ہمیں اسکی جانب لوٹ جانا ہے۔"

(بخاری)

4-پانی کو صاف کرنے کیلئے کئی طریقہ استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً فلٹر کرنا نتھارنا اور تبخیر کرنا۔ کیمیائی دغیر کیمیائی، حل شدہ آلائشیں تبخیر سے ختم ہو جاتی ہیں مگر یہ طریقہ سب سے زیادہ مہنگا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بارش کی صورت میں قدرتی تبخیر شدہ پانی (Distilled water) کا انتظام فرما دیا ہے۔ پانی خود بھی پاک ہوتا ہے اور پاک کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے الا یہ کہ اسکا رنگ تبدیل ہو جائے یا بو پیدا ہو جائے۔

5-مگر ہم نے آپ ﷺ ہی کو پوری دنیا کی رسالت کیلئے منتخب کرلیا ہے۔

6-خشکی کی طرح سمندروں میں بھی کئی میٹھے پانی کے دریا چلتے ہیں کئی دفعہ یہ دریا سطح سمندر سے کافی نیچے ہوتے ہیں ملاح لوگ اپنی معلومات کی بنا پہ ان سے استفادہ کرتے ہیں۔ یہ اللہ کی قدرت کی بڑی نشانی ہے۔ سائنس دان کہتے ہیں کہ کثافت کے اختلاف کی وجہ سے سطحی تناؤ (Surface Tension) میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے اور وہی "پردہ" کا کام دیتا ہے۔ ان مختلف دریاؤں میں پانی کا ٹمپریچر، نمکیات کا تناسب اور کثافت وغیرہ مختلف ہوتی ہے۔

یاد رہے کہ آج ہم انتہائی حساس آلات کی مدد سے یہ Parameters معلوم کر لیتے ہیں جبکہ چودہ سو سال قبل اس قسم کی معلومات کیلئے دسائل میسر ہی نہ تھے۔

7-مشکل کشائی اور نفع رسانی کے بغیر ہی معبود بنالیتے ہیں۔ اس سے بڑی بے وقوفی اور کیا ہوگی؟

8-انبیاء نے دعوت کے کام پہ کبھی کسی اجرت یا معاوضہ کا مطالبہ نہیں کیا۔ یہ بذات خود ان کے اخلاص اور صداقت کی دلیل ہے۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ۚ وَكَفٰى بِهٖ

اور اس ذات پر توکل کیجئے[1] جو زندہ ہے اور اسے کبھی موت نہیں آئے گی حمد کی ساتھ اس کی تسبیح کیجئے وہ اپنے

بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ﴿۵۸﴾ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا

بندوں کے گناہوں کی خبر رکھنے کو کافی ہےO جس نے ارض و سماوات اور جو کچھ

بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔلْ

ان کے درمیان ہے سب کچھ چھ دنوں میں پیدا کیا[2] پھر عرش پر قرار پکڑا وہی رحمان ہے اس کا حال کسی باخبر

بِهٖ خَبِيْرًا ﴿۵۹﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ ۚ قَالُوْا وَمَا

سے پوچھ لیجئےO اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ رحمان کو سجدہ کرو تو کہتے ہیں کہ

الرَّحْمٰنُ ۚ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ﴿۶۰﴾ تَبٰرَكَ الَّذِيْ

رحمان کیا ہے؟[3] کیا ہم اسے سجدہ کریں جس کا تو ہمیں حکم دیتا ہے- اور ان کی نفرت میں اضافہ ہی ہوتا ہےO

جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا ﴿۶۱﴾

بابرکت ہے وہ جس نے آسمان میں برج[4] بنائے اور اس میں چراغ (سورج) اور چمکتا ہوا چاند پیدا کیا[5]O

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ

اور وہی ہے جس نے رات اور دن کو بار بار ایک دوسرے کے بعد آنے والا بنایا[6]- اب جو چاہے اس سے سبق

اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ﴿۶۲﴾ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ

حاصل کرے اور جو چاہے شکرگزار بنےO اور رحمان کے حقیقی بندے[7] وہ ہیں جو زمین پر انکساری

هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ

سے چلتے ہیں اور اگر جاہل[8] ان سے مخاطب ہوں تو سلام[9] کہہ کر (کنارہ کش رہتے ہیں)O اور جو اپنے رب

لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿۶۴﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا

کے حضور سجدہ اور قیام میں راتیں گزارتے ہیں[10]O اور دعا کرتے ہیں: "اے ہمارے رب! جہنم کے عذاب

عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿۶۵﴾ اِنَّهَا سَآءَتْ

سے ہمیں بچائے رکھنا، کیونکہ اس کا عذاب ٹلنے والا نہیںO بلاشبہ وہ جائے قرار بھی بری ہے

مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿۶۶﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ

اور مقام بھی برا ہےO اور وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں تو نہ اسراف کرتے ہیں اور نہ

يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿۶۷﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ

بخل[11] بلکہ ان کا خرچ ان دونوں انتہاؤں کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہےO اور اللہ کے ساتھ کسی اور

مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا

الٰہ کو نہیں پکارتے[12] نہ ہی اللہ کی حرام کی ہوئی کسی جان کو ناحق قتل

بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾

کرتے ہیں اور نہ زنا کرتے ہیں اور جو شخص ایسے کام کرے گا ان کی سزا پا کے رہے گاO

1- جس پہ موت وارد ہو جائے اس پہ توکل کرنا تو خود کو دھوکہ دینا ہے۔

2- یہ چھ ایام کتنے لمبے تھے؟ غالباً ہر یوم پچاس ہزار سال کا ہوگا۔ واللہ اعلم

استویٰ علی العرش کے بارے میں امام مالک کا قول عقیدہ اہل سنت والجماعت کی وضاحت کرتا ہے۔

سادہ الفاظ میں استویٰ کا معنی تو معلوم ہے مگر اسکی کیفیت غیر واضح ہے۔ اسکے بارے میں سوالات کرنا بدعت ہے (کیونکہ وہ گمراہی کا رستہ کھولتے ہیں) تاہم (جو کچھ معلوم ہے اس پہ) ایمان لانا واجب ہے۔

3- کفار مکہ کو اللہ کے علاوہ رحمٰن کے لفظ سے چڑ تھی تفصیل کیلئے دیکھیں (بنی اسرائیل 110:17)

4- اکثر مفسرین نے یہاں برج سے مراد ستارے لئے ہیں۔ لغوی طور پر ہر بڑی اور نمایاں چیز برج کہلا سکتی ہے۔

5- ان دو سیاروں کا ذکر علیحدہ بھی کر دیا کیونکہ انکے اثرات انسانی زندگی میں زیادہ نمایاں ہیں۔

6- دن اور رات کا پیدا ہونا زمین کی محوری گردش کی بنا پر ہے۔ یہ چوبیس گھنٹوں میں اپنا چکر مکمل کرتی ہے۔ اس نظام میں ایسا توازن ہے کہ کبھی تاخیر و تقدیم نہیں ہوتی۔

7- آیت نمبر 60 میں ان لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے جنہیں رحمان کے ذکر سے چڑ ہوتی تھی۔ اسی مناسبت سے اب رحمان کے بندوں کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

هونا۔ جس میں تکبر، شیخی اور ذلت وغیرہ نہ ہو جبکہ هونا کہا جاتا تو اس سے ایسی چال مراد ہوتی ہے جس میں بزدلی اور ذلت پائی جائے۔

8- جاہل سے مراد وہ لوگ ہیں جو کہ ضدی، کج بحث اور ہٹ دھرم ہوں۔ چاہے وہ عالم ہی ہوں۔

9- یہاں سلام سے مراد وہ سلام نہیں جو انسان ابتداءِ ملاقات میں کرتا ہے بلکہ وہ سلام ہے جو انسان علیحدگی کے وقت کرتا ہے۔ گویا یہ لوگ ایسے جاہلوں سے بحث میں الجھنے پہ وقت ضائع کرنے کی بجائے کنی کترا جاتے ہیں۔

10- رات کے وقت عبادت اور قیام میں مومن خاص ہی لطف محسوس کرتا ہے۔ ایسی عبادت میں ریاکاری کا شائبہ نہیں ہوتا اور عام لوگ سوئے ہوتے ہیں لہٰذا ذہنی یکسوئی نصیب ہوتی ہے۔

11- ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا اسراف اور ضرورت سے کم خرچ کرنا بخل ہے۔

12- حضرت ابن مسعود ﷺ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ

''اللہ کے قریب کون سا گناہ بڑا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔ میں نے پوچھا کہ پھر کونسا؟ فرمایا کہ تو اپنی اولاد کو اس خطرہ سے قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گی۔ میں نے پوچھا پھر کونسا؟ فرمایا کہ تو اپنے ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرے۔''

(بخاری)

يُضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿۶۹﴾ اِلَّا مَنْ

قیامت کے دن اس کا عذاب دگنا کر دیا جائے گا اور ذلیل ہو کر اس میں ہمیشہ کے لئے پڑا رہے گا○ ہاں جو شخص

تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ

توبہ کر لے اور ایمان لے آئے اور نیک عمل کرے تو ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ نیکیوں

حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۰﴾ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا

سے بدل دے گا[1] اور اللہ بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے[2]○ اور جو توبہ کرے اور نیک عمل کرے

فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿۷۱﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَ

تو گویا اللہ کی طرف یوں رجوع کرتا ہے جیسا کہ رجوع کا حق ہے[3]○ اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے[4] اور

اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿۷۲﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ

جب کسی لغو کام پر گزر ہو تو وقار سے گزر جاتے ہیں○ اور جب اپنے رب کی آیات سے نصیحت کی جائے تو ان

يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ﴿۷۳﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا

پر اندھے اور بہرے ہو کر نہیں گزرتے (بلکہ اثر قبول کرتے ہیں)○ اور جو دعا کرتے ہیں کہ: ہمارے رب! ہمیں

مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿۷۴﴾

اپنی بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقین کا امام بنا[5]○

اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ﴿۷۵﴾

یہی ہیں جو اپنے صبر کا بدلہ بالا خانوں کا پائیں گے وہاں آداب اور تسلیمات کے ساتھ ان کا استقبال ہو گا○

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿۷۶﴾ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ

جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اچھی جائے قرار اور قیام ہے[6]○ کہیئے کہ اگر تم اسے نہیں پکارتے تو میرے رب

رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ﴿۷۷﴾

کو تمہاری کوئی پرواہ نہیں تم تو جھٹلا چکے اب جلد اس کی (سزا پاؤ گے) جس سے جان چھڑانا محال ہو گی○

سُوْرَةُ الشُّعَرَآءِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَتَانِ وَسَبْعٌ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّاِحْدٰى عَشَرَ رُكُوْعًا

آیات ۲۲۷ (۲۶) سورۃ الشعراء مکی ہے (۴۷) رکوع ۱۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

طٰسٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ

طٰسٓمّٓ[7]○ یہ وضاحت کرنے والی کتاب[8] کی آیات ہیں○ (اے نبی!) اگر یہ ایمان نہیں لاتے تو اس غم میں شاید

نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۳﴾ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ

آپ اپنے آپ کو ہلاک ہی کر ڈالیں گے[9]○ اگر ہم چاہتے تو ان پر آسمان سے کوئی معجزہ

مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ﴿۴﴾

اتار دیتے جس کے آگے ان کی گردنیں جھک[10] جاتیں○

1- حضرت حکیم بن حزام کہتے ہیں کہ
"میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا۔ یارسول اللہ میں نے جاہلیت میں جو اچھے کام کئے تھے مثلاً قرابت داروں سے حسن سلوک، غلام آزاد کرنا یا صدقہ خیرات دینا کیا مجھے انکا اجر ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں۔ تم جو اسلام لائے ہو تو سابقہ نیکیوں کو بحال رکھتے ہوئے لائے ہو۔ (بخاری)

2- اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے کئی پہلو ہیں۔ اسلام لانے سے سابقہ سب گناہ معاف تو ہو ہی جاتے ہیں اور اس آیت سے یہ مفہوم بھی نکلتا ہے کہ اسلام لانیوالے کے اعمال نامہ میں فی الواقع اسکی برائیوں کی جگہ نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں کیونکہ جب بھی وہ اپنے گزشتہ گناہوں کو یاد کرتا اور نادم ہوتا اور استغفار کرتا تو یہ بجائے خود نیکی ہے اس طرح غیر محسوس طریقہ سے نیکیوں میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اسکے علاوہ ایک مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جو شخص اعمال صالحہ کا خوگر ہو جائے اس سے برائیوں کی عادت چھٹ جاتی ہے۔

3- گزشتہ آیت میں کفر و شرک سے توبہ کا ذکر تھا اور اس آیت میں عام گناہوں سے توبہ کا ذکر ہے۔ توبہ کی قبولیت کی شرائط میں ندامت، استغفار، آئندہ سے اجتناب اور اعمال صالحہ شامل ہیں۔

4- "قول الزور" میں جھوٹ کے علاوہ بات کو اس رنگ میں پیش کرنا بھی شامل ہے کہ حقائق چھپ جائیں۔
حضرت ابو بکرہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔
"کیا میں تمہیں بڑے بڑے گناہوں سے آگاہ نہ کروں؟ یہ آپ نے تین دفعہ فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ کے ساتھ شرک کرنا والدین کی نافرمانی کرنا۔ آپ ﷺ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے کہ سیدھے ہو گئے اور کہنے لگے جھوٹی بات۔ آپ ﷺ بار بار کہتے رہے حتیٰ کہ ہمیں گمان گزرا کہ آپ چپ ہی نہ ہونگے۔" (بخاری)

5- یعنی نیکی اور تقویٰ میں ہمیں اتنا پختہ بنا دے کہ ہم ان کیلئے راہنما اور نمونہ بن جائیں۔

6- جب کوئی مسافر کسی جگہ پہنچتا ہے تو پہلے عارضی طور پر ٹھہرنے کی جگہ انتخاب کرتا ہے اور پھر اطمینان کے ساتھ بہتر مقام ڈھونڈتا ہے۔

7- یہ حروف مقطعات ہیں۔ انکا درست مفہوم متعین کرنا مشکل ہے۔ یہ منکرین کیلئے ایک چیلنج ہے کہ قرآن ان ہی حروف سے بنا ہے اگر تم اسے انسانی کاوش سمجھتے ہو تو اس جیسا کلام تم بھی بنا لاؤ۔ واللہ اعلم دیکھیں (البقرہ 1:2)

8- یہاں کتاب سے مراد خاص یہی سورت بھی ہو سکتی ہے کیونکہ ہر سورت جامع اور اکمل ہے۔

9- جب قریش ایمان نہ لاتے تو آپ ﷺ کڑھتے کہ شائد میری دعوت میں ابھی کچھ کمی ہے۔ آپ کو تسلی دی جا رہی ہے۔

10- ایسی آیات جنہیں دیکھنے کے بعد اختیار عمل ختم ہو جائے جیسے عذاب الٰہی یا قیامت وغیرہ

وَمَا يَأْتِيهِم مِّن ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمَٰنِ مُحْدَثٍ إِلَّا كَانُوا عَنْهُ

ان کے پاس رحمٰن کی طرف سے جو بھی کوئی نئی نصیحت آتی ہے تو اس سے یہ منہ

مُعْرِضِينَ ﴿٥﴾ فَقَدْ كَذَّبُوا فَسَيَأْتِيهِمْ أَنبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ

موڑ لیتے ہیں○ یہ تکذیب تو کر ہی چکے ہیں تو اب جلد ہی انہیں ان باتوں کی حقیقی خبریں مل جائیں گی جن کا یہ

يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٦﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الْأَرْضِ كَمْ أَنبَتْنَا فِيهَا مِن كُلِّ

مذاق اڑایا کرتے تھے○ کیا انہوں نے زمین کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اس میں کتنی طرح کی عمدہ

زَوْجٍ كَرِيمٍ ﴿٧﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٨﴾

نباتات پیدا کی ہیں○ یقیناً اس میں ایک نشانی ہے لیکن ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں○

وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿٩﴾ وَإِذْ نَادَىٰ رَبُّكَ مُوسَىٰ أَنِ

بلاشبہ آپ کا رب غالب اور رحم کرنے والا ہے○ اور (یاد کرو) جب تمہارے رب نے موسیٰ کو پکارا کہ:

ائْتِ الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿١٠﴾ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ۚ أَلَا يَتَّقُونَ ﴿١١﴾ قَالَ رَبِّ

ظالم قوم کے پاس جاؤ○ یعنی فرعون کی قوم کے پاس کیا وہ ڈرتے نہیں؟○ موسیٰ نے عرض کیا: میرے رب!

إِنِّي أَخَافُ أَن يُكَذِّبُونِ ﴿١٢﴾ وَيَضِيقُ صَدْرِي وَلَا يَنطَلِقُ لِسَانِي

میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلا دیں گے○ میرا سینہ گھٹتا (دم رکتا) ہے اور زبان نہیں چلتی لہٰذا ہارون (کو بھی)

فَأَرْسِلْ إِلَىٰ هَارُونَ ﴿١٣﴾ وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنبٌ فَأَخَافُ أَن يَقْتُلُونِ ﴿١٤﴾

رسالت عطا فرما○ اور میرے ذمہ ان کا جرم ہے، میں ڈرتا ہوں کہ مجھے مار نہ ڈالیں○ اللہ نے فرمایا ایسا

قَالَ كَلَّا ۖ فَاذْهَبَا بِآيَاتِنَا ۖ إِنَّا مَعَكُم مُّسْتَمِعُونَ ﴿١٥﴾ فَأْتِيَا فِرْعَوْنَ

ہرگز نہیں تم دونوں ہماری نشانیاں لے جاؤ ہم بھی تمہارے ساتھ ہیں سب سن رہے ہیں○ فرعون کے پاس جاکر

فَقُولَا إِنَّا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦﴾ أَنْ أَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿١٧﴾

اسے کہو کہ "ہم رب العلمین کے رسول ہیں"○ (اس لئے آئے ہیں) کہ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ روانہ کر

قَالَ أَلَمْ نُرَبِّكَ فِينَا وَلِيدًا وَلَبِثْتَ فِينَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِينَ ﴿١٨﴾

دیجئے"○ فرعون کہنے لگا: "کیا ہم نے تمہیں اپنے ہاں بچپن میں پالا نہ تھا؟ اور تو نے اپنی عمر کے کئی سال

وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِي فَعَلْتَ وَأَنتَ مِنَ الْكَافِرِينَ ﴿١٩﴾ قَالَ فَعَلْتُهَا

ہمارے ہاں نہیں گزارے؟○ نیز تو نے وہ کام کیا جو کرکے چلا گیا اور تو تو ہے ہی ناشکرا○ موسیٰ نے کہا: وہ کام تو اس

إِذًا وَأَنَا مِنَ الضَّالِّينَ ﴿٢٠﴾ فَفَرَرْتُ مِنكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِي

وقت مجھ سے بھول سے ہو گیا تھا○ لہٰذا میں تمہارے خوف سے بھاگ گیا پھر مجھے میرے رب نے

رَبِّي حُكْمًا وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٢١﴾ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ

حکمت عطا فرمائی اور مجھے رسول بنایا○ اور یہ جو احسان تو مجھے جتلا رہا ہے (اس کی وجہ تو یہی تھی) کہ

أَنْ عَبَّدتَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿٢٢﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿٢٣﴾

تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا تھا○ فرعون کہنے لگا: "یہ رب العالمین کیا ہوتا ہے؟"○

1-جیسے کفر و شرک کی ہزیمت کی خبریں اور عذاب الٰہی۔ دنیا میں یا آخرت میں۔

2-زوج یہاں صنف اور انواع کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ حیوانات اور نباتات وغیرہ۔

3-جب کہ حضرت موسیٰ اپنے کنبہ کے ساتھ مدین سے مصر واپس آ رہے تھے اور کوہ طور کے دامن میں اللہ تعالیٰ نے انہیں پکارا۔

آپ ﷺ کو تسلی دینے کیلئے حضرت موسیٰ کا واقعہ بیان فرمایا۔ انکا واسطہ قریش سے کہیں زیادہ ظالم قوم سے تھا۔ انکے ظلم کو اللہ تعالیٰ نے "بلاء عظیم" کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ خود حضرت موسیٰ کی معاشرتی حیثیت بھی آپ ﷺ سے کم تھی۔ آپ فرعون کی غلام قوم سے تعلق رکھتے تھے۔

4-گویا یہ طبعی خوف ہر کسی کو حتیٰ کہ انبیاء کو بھی لاحق ہو سکتا ہے۔

5-یہ "ضیق صدر" اسی وجہ سے تھا کہ آپکے ہاتھوں سے ایک فرعونی مرگیا تھا۔ تفصیل کیلئے دیکھیں (القصص 15:28)

6-کہ زیادہ فصیح اللسان نہیں ہوں۔ بعض مفسرین نے جو واقعہ نقل کیا ہے کہ بچپن میں حضرت موسیٰ نے اپنی لسان پہ جلتا ہوا انگارا رکھ لیا تھا اسکا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ غالباً یہ اسرائیلیات سے نقل ہوا ہے۔

7-معجزات جو کہ حضرت موسیٰ کو عطا کئے گئے تھے۔

8-جہمیہ نے یہاں یہ مفہوم اخذ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ بذات خود ہر جگہ موجود ہے اور استویٰ علی العرش کی تاویل کر ڈالی۔ حالانکہ بے شمار آیات اور احادیث سے اللہ تعالیٰ کا عرش پہ موجود ہونا ثابت ہوتا ہے جبکہ یہ معیت صرف علم اور قدرت کی معیت ہے۔

9-حضرت موسیٰ کی پرورش فرعون کے گھر ہی میں ہوئی تھی۔ آپکے ہاتھوں سے ایک قبطی کا قتل بھی ہوا تھا۔ یعنی فرعون نے حضرت موسیٰ کی بات کا جواب دینے کی بجائے آپ پر یہ الزامات لگانا شروع کر دیئے اور احسانات جتلانا شروع کر دیے اور حضرت موسیٰ کو اسی کا خطرہ تھا۔

10-میری پرورش کا جو احسان تم جتلا رہے ہو اسکی وجہ تو یہی ہے کہ تم نے بنی اسرائیل پہ ظلم کی انتہا کر رکھی تھی اور لڑکوں کو قتل کرواتے تھے۔ تم یہ حرکت نہ کرتے تو میری والدہ کیوں مجھے تابوت میں بند کر کے سمندر کی لہروں کے حوالے کرتی۔

11-فرعون خود الٰہ ہونے کا دعویدار تھا۔ اپنے مجسمے بنوا کر مصر میں نصب کروا رکھے تھے۔ تکبر اور گستاخی کی آخری حدوں کو چھوتے ہوئے یہ کہنے لگا۔ یاد رہے کہ عربی میں "ما" بے جان کیلئے آتا ہے اور "من" جاندار کیلئے۔

قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ﴿۲۴﴾

موسیٰ نے کہا: "وہ جو آسمانوں، زمین اور ان کے درمیان ہے سب کامالک ہے اگر تمہیں کچھ یقین آجائے"○[1]

قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗٓ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَاۗىِٕكُمُ

فرعون نے اپنے آس پاس والوں سے کہا: کچھ سن رہے ہو؟○ موسیٰ نے کہا: "ہاں وہی تمہارا اور تمہارے آباء

الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۲۷﴾

کا رب ہے"[2]○ فرعون کہنے لگا: "یہ رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے یہ تو مجنون ہے○[3]

قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾

موسیٰ نے کہا: "وہی مشرق اور مغرب اور جو ان کے درمیان ہے سب کا رب ہے[4] اگر تمہیں کچھ سمجھ آسکے"○

قَالَ لَىِٕنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ﴿۲۹﴾

فرعون بولا[5]: "دیکھوا اگر تم نے میرے سوا کوئی اور الٰہ مانا تو میں تجھے قید میں ڈال دوں گا○

قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾ قَالَ فَاْتِ بِهٖٓ اِنْ كُنْتَ مِنَ

موسیٰ نے کہا: "خواہ میں تیرے پاس کوئی واضح چیز (نشانی) بھی لاؤں؟"○ فرعون کہنے لگا: "لاؤ وہ چیز! اگر تم

الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِىَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿۳۲﴾ وَّنَزَعَ يَدَهٗ

سچے ہو○ چنانچہ موسیٰ نے اپنا عصا پھینکا تو وہ فوراً ہو بہو ایک اژدہا بن گیا○[6] نیز موسیٰ نے اپنا ہاتھ (بغل سے) کھینچا تو

فَاِذَا هِىَ بَيْضَاۗءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۳۳﴾ قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗٓ اِنَّ ھٰذَا لَسٰحِرٌ

وہ یکدم دیکھنے والوں کے سامنے چمک رہا تھا[8]○ فرعون نے[7] اپنے آس پاس والوں سے کہا: "یہ تو یقیناً بڑا ماہر جادوگر

عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ڰ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۳۵﴾

ہے○ وہ چاہتا ہے کہ اپنے سحر کے زور سے تمہیں تمہارے ملک سے نکال دے[9] تم کیا مشورہ دیتے ہو؟"○

قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَاۗىِٕنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۳۶﴾ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ

کہنے لگے: اسے اور اس کے بھائی کے معاملہ کو ملتوی کیجئے اور شہروں میں ہرکارے بھیج دیجئے○ جو ہر سیانے

سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ﴿۳۷﴾ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۳۸﴾ وَّقِيْلَ

ساحر کو آپ کے پاس لے آئیں"○ چنانچہ ایک معین دن ایک مقررہ وقت پر[10] تمام ساحروں کو اکٹھا کیا

لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ﴿۳۹﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ

گیا○ اور لوگوں سے پوچھا گیا: کیا تم بھی اس اجتماع میں شامل ہو گے؟○ تاکہ اگر یہ ساحر غالب رہے تو شاید ہمیں

كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۰﴾ فَلَمَّا جَاۗءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَىِٕنَّ

انہی کی بات ماننی پڑے"○ پھر جب ساحر (میدان میں) آگئے تو فرعون سے پوچھنے لگے کہ: "اگر

لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۱﴾ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ

ہم غالب رہے تو ہمیں صلہ ملے گا؟[11]○ فرعون نے جواب دیا: "ہاں اور تمہیں عہدے بھی ملیں گے○

الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۴۳﴾

موسیٰ نے ساحروں سے کہا: "پھینکو[12] جو تم پھینکنا چاہتے ہو○

ع ۲ / ۶

1-میں تمہاری طرح کے بے بس اللہ کی بات نہیں کرتا بلکہ زمین اور آسمانوں کے رب کی بات کر رہا ہوں۔ اب ظاہر ہے کہ زمین و آسمان کے خالق ہونے کا دعویٰ تو فرعون نہ کر سکتا تھا۔ اگر کرتا تو کوئی یقین نہ کرتا کیونکہ وہ خود اسکی پیدائش سے پہلے وجود میں آچکے تھے۔

2-دوسری دلیل حضرت موسیٰ نے درباریوں کے بولنے سے پہلے یہ دی کہ وہ رب تمہارا بھی ہے اور تم سے پہلے گزرے ہوئے تمہارے باپ دادا کا بھی ہے۔ دنیا بھر کے کفار اور مشرکین میں سے کسی نے بھی تخلیق کائنات کا دعویٰ نہیں کیا ہے اور نہ ہی کوئی کسی کو اللہ کے سوا اس معنی میں رب مانتا ہے۔ فرعون اپنے علاوہ وہ کسی اور کی سیاسی حاکمیت تسلیم نہ کرتا تھا۔

3-دلائل کے میدان میں مات کھانے کے بعد فرعون الزام تراشی پہ اتر آیا۔

4-اور تم ایسی قادر مطلق ذات کے رسول کی اطاعت کرلو۔

5-الزامات کے بعد فرعون دھمکیوں پہ اتر آیا۔

6-فرعون نے دہشت زدہ ہو کر حضرت موسیٰ سے التجا کی تو آپ نے اسے ہاتھ لگایا تو وہ دوبارہ لاٹھی بن گیا۔

7-ابھی پہلے معجزہ کے اثرات باقی ہی تھے کہ حضرت موسیٰ نے اپنی بغل میں ہاتھ ڈال کر کھینچا تو اس سے روشنی کی شعاعیں نکل رہی تھیں۔

8-اپنے خوف اور دہشت کو چھپاتے ہوئے درباریوں کو مخاطب کیا۔

9-اس سے معلوم ہوا کہ فرعون کو اپنے پاؤں کے نیچے سے زمین کھسکتی ہوئی معلوم ہو رہی تھی اور حکومت جاتی نظر آرہی تھی۔

10-اس مقابلہ کیلئے قومی یوم جشن مقرر ہوا جب اردگرد کے علاقوں سے بھی لوگ آتے اور وقت چاشت کا مقرر ہوا جب نہ شدید دھوپ ہو اور نہ ہی اندھیرا۔

11-جادوگر اور نبیوں میں ایک یہ بھی فرق ہوتا ہے کہ نبی کو اپنے کام کی اجرت کی طلب اللہ سے ہوتی ہے جبکہ جادوگر پیٹ کا غلام، جی حضوری کرنیوالا اور پست سوچ کا مالک۔

12-اگر حضرت موسیٰ پہلے اپنا معجزہ دکھا دیتے تو ممکن ہے جادوگروں کو اپنا کرتب دکھانے کا موقع ہی نہ ملتا اور حق اور باطل نکھر کر سامنے نہ آسکتا۔

فالقوا حبالهم وعصيهم وقالوا بعزة فرعون انا لنحن

چنانچہ انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں پھینک دیں اور کہنے لگے: "فرعون کی جے! یقیناً ہم ہی غالب رہیں

الغلبون ﴿۴۴﴾ فالقى موسى عصاه فاذا هي تلقف ما يافكون ﴿۴۵﴾

گے"○ پھر موسیٰ نے اپنا عصا پھینکا تو جو ساحروں نے شعبدے بنائے تھے، اس نے فوراً[1] نگلنا شروع

فالقي السحرة سجدين ﴿۴۶﴾ قالوا امنا برب العلمين ﴿۴۷﴾ رب موسى

کردیا[2]○ یہ دیکھ کر ساحر بے اختیار سجدہ میں گر پڑے○ کہنے لگے: ہم رب العالمین پر ایمان لائے ہیں[3]○ جو موسیٰ

وهرون ﴿۴۸﴾ قال امنتم له قبل ان اذن لكم انه لكبيركم الذي

اور ہارون کا رب ہے"○ فرعون بولا تم ایمان لے آئے قبل اس کے کہ میں اس کی اجازت دیتا یقیناً یہ تمہارا بڑا

علمكم السحر فلسوف تعلمون لاقطعن ايديكم وارجلكم

استاد ہے جس نے تمہیں سحر سکھایا ہے اس کا انجام تمہیں جلد معلوم ہو جائے گا میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں مخالف

من خلاف ولاوصلبنكم اجمعين ﴿۴۹﴾ قالوا لا ضير انا الى

سمتوں میں کٹوا دوں گا اور تم سب کو سولی چڑھا دوں گا[4]"○ وہ کہنے لگے: کچھ پروا نہیں! ہمیں اپنے

ربنا منقلبون ﴿۵۰﴾ انا نطمع ان يغفر لنا ربنا خطينا ان كنا اول

رب کے حضور حاضر ہونا ہے[5]○ ہم توقع رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہماری خطائیں معاف کرے گا کہ ہم پہلے ایمان

المؤمنين ﴿۵۱﴾ واوحينا الى موسى ان اسر بعبادي انكم متبعون ﴿۵۲﴾

لائے ہیں[6]"○ اور ہم نے موسیٰ کو وحی کی[7] کہ: "راتوں رات میرے بندوں کو لے کر نکلو تمہارا تعاقب کیا جائے

فارسل فرعون في المدائن حشرين ﴿۵۳﴾ ان هؤلاء لشرذمة

گا"○ فرعون نے (فوج اکٹھی کرنے کے لئے) شہروں میں آدمی بھیج دیئے○ (اور کہلا بھیجا کہ) یہ مٹھی بھر

قليلون ﴿۵۴﴾ وانهم لنا لغائظون ﴿۵۵﴾ وانا لجميع حذرون ﴿۵۶﴾

لوگ[8] ہیں○ جو ہمیں غصہ چڑھا رہے ہیں○ اور ہم یقیناً ایک مسلح جماعت ہیں"○

فاخرجنهم من جنت وعيون ﴿۵۷﴾ وكنوز ومقام كريم ﴿۵۸﴾ كذلك

ہم فرعونیوں کو نکال لائے انکے باغات اور چشموں سے○ اور خزانوں اور بہترین قیام گاہوں سے○ اسطرح ہم نے

واورثنها بني اسراءيل ﴿۵۹﴾ فاتبعوهم مشرقين ﴿۶۰﴾ فلما تراء

بنی اسرائیل کو ان کا وارث بنادیا[9]○ چنانچہ (ایک دن) صبح کے وقت فرعونی ان کے تعاقب میں چل پڑے○ پھر

الجمعن قال اصحب موسى انا لمدركون ﴿۶۱﴾ قال كلا ان معي

جب دونوں جماعتوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو اصحاب موسیٰ چیخے ہم پکڑے گئے[10]○ موسیٰ نے کہا: "ہرگز نہیں

ربي سيهدين ﴿۶۲﴾ فاوحينا الى موسى ان اضرب بعصاك البحر

میرا رب میرے ساتھ ہے وہ جلد رہنمائی کرے گا"○ چنانچہ ہم نے موسیٰ کو وحی کی کہ: "اپنا عصا سمندر پر

فانفلق فكان كل فرق كالطود العظيم ﴿۶۳﴾ وازلفنا ثم الاخرين ﴿۶۴﴾

مارو" چنانچہ سمندر پھٹ گیا اور ہر حصہ بڑے پہاڑ کی طرح ہو گیا[11]○ اور ہم دوسرے گروہ کو قریب لے آئے○

1- قرآن کریم میں دوسرے مقامات سے معلوم ہوتا ہے کہ جادوگروں کی لاٹھیاں اور رسیاں بڑی تعداد میں سانپ بن گئے۔ جس سے جادوگر خوش ہو گئے حتیٰ کہ حضرت موسیٰ نے بھی دل میں خوف محسوس کیا۔

2- جادوگروں کے سانپ تو بس حرکت کرتے ہی نظر آ رہے تھے جبکہ حضرت موسیٰ کے عصاء نے ایک بڑے اژدہا کی شکل اختیار کرنے کے بعد سب سانپوں کو ہڑپ کرلیا۔

3- ان جادوگروں پر جب حقیقت کھل گئی تو انہوں نے واشگاف الفاظ میں فرعون کی بجائے رب العالمین پہ ایمان لانے کا اعلان کردیا۔

4- فرعون کا سخت قسم کی سزاؤں کے اعلان سے مقصد یہ تھا کہ دیگر لوگ ڈر کر حضرت موسیٰ پہ ایمان لانے کی جرات نہ کریں۔

5- ایمان کسی شخص کے کردار و عمل میں کتنی بڑی تبدیلی لاسکتا ہے اس کا اندازہ ان کی حالت سے لگایا جاسکتا ہے۔

6- یہاں بہت سے واقعات چھوڑ دیئے گئے ہیں۔ انکی تفصیل کیلئے دیکھیں (المومن 40:44-26)

7- بنی اسرائیل کی اکثریت حضرت موسیٰ پہ ایمان لے آئی تھی اور قوم فرعون کے کچھ لوگ بھی خفیہ طور پہ حضرت موسیٰ پہ ایمان لے آئے۔

8- فرعون نے ہمیشہ سے ہی قوم کو دھوکہ میں رکھنے کی کوشش کی۔ حضرت موسیٰ کے معجزات دیکھتے ہی اسکو اندازہ ہو چلا تھا کہ یہ اللہ کے سچے رسول ہیں مگر سحر کا الزام لگادیا۔ جب خود جادوگروں نے بھی رب العالمین پہ ایمان لانے کا اعلان کردیا تو ان پہ حضرت موسیٰ کے ساتھ سازباز کرنے کا الزام لگادیا۔ حضرت موسیٰ پہ ایمان لانیوالوں کی تعداد قریب قریب چھ لاکھ تک پہنچ گئی تھی مگر اپنی قوم یا فوج کو کہا کہ یہ مٹھی بھر لوگ ہیں۔

9- معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے مصر کی حکومت بھی عطا کی۔ شاید سب بنی اسرائیل فلسطین نہ گئے ہوں بلکہ کچھ مصر میں رہ گئے ہوں اور آل فرعون کے خاتمہ کے بعد مصر پہ قابض ہو گئے ہوں۔ واللہ اعلم۔

10- پیچھے فرعون کا لشکر جرار اور آگے بحیرہ قلزم۔ بنی اسرائیل ویسے بھی غلامی میں پرورش پائے تھے لہذا گھبرا اٹھے کہ ہم تو مارے گئے۔

11- یہ رستے نہ صرف کشادہ تھے بلکہ فوراً خشک بھی ہو گئے۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی تعداد بارہ تھی جب کہ بنی اسرائیل بھی بارہ قبیلے تھے۔

وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿۶۵﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۶۶﴾

موسیٰ اور اس کے تمام ساتھیوں کو تو ہم نے بچا لیا○ اور دوسرے گروہ کو وہاں غرق کر دیا[1]○

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۶۷﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ

اس واقعہ میں بھی ایک نشانی ہے لیکن ان میں سے اکثر ماننے والے نہیں○ اور بلاشبہ تمہارا رب

لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۶۸﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ﴿۶۹﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ

ہی ہر چیز پر غالب اور رحم کرنے والا ہے○ اور انہیں ابراہیم کا قصہ سنائیے[2]○ جب اس نے اپنے باپ

وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ﴿۷۱﴾

اور اپنی قوم سے پوچھا: "یہ کیا تم عبادت کرتے ہو؟"○ کہنے لگے: ہم اصنام کی عبادت کرتے اور انہیں کے پاس

قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ﴿۷۲﴾ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ﴿۷۳﴾

بیٹھتے ہیں"○ ابراہیم نے پوچھا: "جب تم انہیں پکارتے ہو تو یہ تمہیں سنتے ہیں؟○ یا تمہیں فائدہ یا نقصان

قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَاۗءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا

پہنچا سکتے ہیں؟"[3]○ وہ کہنے لگے: "نہیں بلکہ ہم نے اپنے آباء کو ایسا کرتے پایا ہے"[4]○ ابراہیم نے کہا:

كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۷۵﴾ اَنْتُمْ وَاٰبَاۗؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ

بھلا دیکھو جن کی تم عبادت کرتے ہو○ تم اور تمہارے پہلے آباء بھی○ یہ میرے دشمن ہیں[5] (جو

لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۷﴾ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ﴿۷۸﴾ وَ

جہنم میں لے جائیں گے) ماسوا رب العالمین کے○ جس نے مجھے پیدا کیا وہی میری رہنمائی کرتا ہے[6]○

الَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ﴿۷۹﴾ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ﴿۸۰﴾

اور وہی مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے○ اور جب میں بیمار پڑتا ہوں[7] تو وہی مجھے شفا دیتا ہے○

وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ﴿۸۱﴾ وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ

نیز وہی مجھے مارے گا پھر زندہ کرے گا○ اور جس سے میں توقع رکھتا ہوں کہ یوم قیامت

خَطِيْۗــــَٔــتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۸۲﴾ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۳﴾

میری خطائیں معاف کردیگا○ (ابراہیم نے دعا کی) میرے رب! مجھے حکمت دے اور مجھے صالحین میں شامل

وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ

کر دے[8]○ اور پچھلے لوگوں میں مجھے سچی ناموری عطا کر○ اور مجھے نعمتوں والی جنت

وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ﴿۸۵﴾ وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّاۗلِّيْنَ ﴿۸۶﴾

کے وارثوں میں شامل فرما○ اور میرے باپ کو معاف کر دے[9] بلاشبہ وہ گمراہوں سے ہے○

وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۸۷﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا

اور جس دن لوگ دوبارہ اٹھائے جائیں گے، مجھے رسوا نہ کرنا○ جس دن نہ مال کوئی فائدہ دے گا اور نہ اولاد○

مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿۸۹﴾ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۹۰﴾

الا یہ کہ کوئی اطاعت گزار دل لے کر اللہ کے حاضر ہو"○ (اس دن) جنت متقین کے قریب لائی جائے گی○

1-قرانی اشارات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب قوم موسیٰ بحفاظت سمندر پار ہوگئے تو حضرت موسیٰ نے عصاء مار کر سمندر کو دوبارہ اصلی حالت میں لانے کا سوچا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے منع کردیا۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت میں صرف بنی اسرائیل کو بچانا ہی نہ تھا بلکہ قوم فرعون کو غرق کرنا بھی تھا۔

2-کفار مکہ حضرت ابراہیم کو اپنا پیشوا مانتے تھے۔

3-گویا معبود حقیقی میں یہ خاصیت کا پایا جانا ضروری ہے کہ وہ بات سن سکے۔ کوئی فائدہ پہنچا سکے اور کوئی تکلیف رفع کر سکے۔

4-ہمیشہ سے آباؤاجداد کی اندھی تقلید اور بے جاعقیدت گمراہی کا بڑا سبب رہی ہے۔

5-کیونکہ انکی عبادت جہنم کی راہ دکھلائے گی۔۔ حضرت ابراہیم نے اپنی دشمنی کا ذکر کیا تاکہ قوم چڑ نہ جائے۔ حالانکہ ان سے کسی کو خیر نہیں مل سکتا۔

6-حضرت ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کی صفات گنائیں جو کسی بھی معبود باطل میں نہیں پائی جاتیں۔

7-یہاں بیماری کی نسبت حضرت ابراہیم نے اپنی جانب کی یہ انکساری اور رب العزت کی تعظیم کی وجہ سے ہے ورنہ بیماری کی نسبت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف کی جاسکتی ہے۔

8-اچھے لوگوں کا ماحول اور سوسائٹی اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔ اس کا درست اندازہ تب ہی ہوتا ہے جب کوئی نیک بخت نافرمان لوگوں میں پھنس جائے۔ برے ماحول کے اثرات سے بچنا بہت مشکل ہوتا ہے۔

9-یہ دعا حضرت ابراہیم نے ابتداء میں مانگی تھی اور اپنا وعدہ ایفاء کرنے کیلئے مانگی بعد میں جب حضرت ابراہیم پہ واضح ہوگیا کہ انکا باپ اللہ کا پکا دشمن ہے تو اسکے لیے دعا مانگنی چھوڑ دی۔

فرمان الٰہی ہے۔

"اور ابراہیم نے اپنے باپ کیلئے بخشش کی جو دعا کی تھی تو صرف اس لئے کہ انہوں نے اپنے باپ سے اسکا وعدہ کیا ہوا تھا۔ پھر جب ان پہ واضح ہوگیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے بیزار ہوگئے۔ بلاشبہ ابراہیم نرم دل اور بردبار تھے۔"

(التوبہ 114:9)

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَاوِينَ ﴿٩١﴾ وَقِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ تَعْبُدُونَ ﴿٩٢﴾

اور گمراہ لوگوں کو جہنم سامنے دکھائی جائے گی[1]○ اور ان سے کہا جائے گا: تمہارے وہ معبود کہاں ہیں

مِن دُونِ اللَّهِ هَلْ يَنصُرُونَكُمْ أَوْ يَنتَصِرُونَ ﴿٩٣﴾ فَكُبْكِبُوا فِيهَا

جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے؟○ کیا وہ تمہاری مدد کر سکتے یا وہ اپنے آپ کو بچا سکتے ہیں؟○ ان معبودوں کو[2]

هُمْ وَالْغَاوُونَ ﴿٩٤﴾ وَجُنُودُ إِبْلِيسَ أَجْمَعُونَ ﴿٩٥﴾ قَالُوا وَهُمْ فِيهَا

اور ان گمراہوں کو جہنم میں منہ کے بل پھینک دیا جائے گا[3]○ اور ابلیس کے سب لشکروں کو بھی[4]○ جہنم میں یہ سب

يَخْتَصِمُونَ ﴿٩٦﴾ تَاللَّهِ إِن كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٩٧﴾ إِذْ نُسَوِّيكُم بِرَبِّ

آپس میں جھگڑ رہے ہوں گے○ اللہ کی قسم! ہم تو واضح گمراہی میں مبتلا تھے○ جبکہ تمہیں رب العالمین کے

الْعَالَمِينَ ﴿٩٨﴾ وَمَا أَضَلَّنَا إِلَّا الْمُجْرِمُونَ ﴿٩٩﴾ فَمَا لَنَا مِن شَافِعِينَ ﴿١٠٠﴾

برابر سمجھ رکھا تھا○ ہمیں مجرموں نے ہی اس گمراہی میں ڈالا تھا○ آج تو ہمارا کوئی سفارشی بھی نہیں○

وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ ﴿١٠١﴾ فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٢﴾

نہ کوئی مخلص دوست ہے○ کاش اگر ہمیں ایک دفعہ (لوٹنے کا موقع بن جائے تو) ہم مومنوں میں شامل ہوں○

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٠٣﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ

اس میں بھی ایک نشانی ہے اور ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں○ اور بلاشبہ آپ کا رب

لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٠٤﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٠٥﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ

ہی سب پر غالب اور رحم کرنے والا ہے○ نوح کی قوم نے (بھی) رسولوں کو[5] جھٹلا دیا تھا○ جبکہ ان کے

أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٠٦﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٠٧﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَ

بھائی[6] نوح نے انہیں کہا کیا تم (اللہ سے) ڈرتے نہیں؟○ میں تمہارے لئے ایک امین رسول ہوں[7]○ لہٰذا اللہ

أَطِيعُونِ ﴿١٠٨﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ

سے ڈرو اور میری اطاعت کرو○ میں تم سے اس (تبلیغ) پر کوئی صلہ نہیں مانگتا میرا صلہ[8] تو اللہ رب العالمین

الْعَالَمِينَ ﴿١٠٩﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١١٠﴾ قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ

کے ذمہ ہے○ لہٰذا تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو○ کہنے لگے: کیا ہم تجھ پر[9] ایمان لائیں حالانکہ کمینے

الْأَرْذَلُونَ ﴿١١١﴾ قَالَ وَمَا عِلْمِي بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١١٢﴾ إِنْ حِسَابُهُمْ

لوگوں نے تمہاری اتباع کی ہے○ نوح نے کہا: میں کیا جانوں[10] کہ وہ کیا کام کرتے ہیں○ ان کا حساب تو میرے رب

إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي ۖ لَوْ تَشْعُرُونَ ﴿١١٣﴾ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٤﴾ إِنْ أَنَا

کے ذمہ ہے کاش تم کچھ شعور رکھتے○ میں ایمان لانے والوں کو چلتا کرنے والا نہیں○ میں تو بس ایک

إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿١١٥﴾ قَالُوا لَئِن لَّمْ تَنتَهِ يَا نُوحُ لَتَكُونَنَّ

صاف صاف ڈرانے والا ہوں○ وہ کہنے لگے: "نوح! اگر تم باز نہ آئے تو تمہیں

مِنَ الْمَرْجُومِينَ ﴿١١٦﴾ قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِي كَذَّبُونِ ﴿١١٧﴾

رجم کر دیا جائے گا"[11]○ نوح نے دعا کی: "اے رب میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا○

1- جنتی جنت میں داخل ہونے سے پہلے جنت کے دلکش مناظر دیکھ کر مسرور ہوں گے اور جہنم بھی اپنی تمام تر ہولناکیوں سمیت اہل جہنم کے سامنے لائی جائے گی۔ انہیں دیکھ کر وہ اور بھی چنگھاڑنے لگے گی جس سے ان کے پتے پانی ہوں گے۔

2- لکڑی، پتھر وغیرہ کے معبود جہنم میں پھینکے جائیں گے تو وہ جہنم کی آگ کو مزید بھڑکائیں گے اور مجرموں کیلئے حسرت کا باعث ہوں گے۔ جاندار معبود اسی صورت میں جہنم میں پھینکے جائیں گے جب کہ وہ اپنی عبادت ہونے سے خوش ہوتے ہوں۔ رہے انبیاء، صلحاء جنہوں نے اپنی زندگیاں شرک کے خلاف وقف کر رکھی تھیں اور بعد میں لوگوں نے غلو کر کے انہیں معبود کا درجہ دے دیا تو وہ ہرگز جہنم میں نہ جائیں گے۔

3- معبودان باطل کو بھی جہنم میں مشرکین کے ساتھ ڈال دیا جائے گا۔

4- مشرکین، انکے جھوٹے معبود اور شیطانوں کو ایک دوسرے کے اوپر پھینک دیا جائے گا۔

5- جمع کا صیغہ اسلئے استعمال کیا گیا ہے کہ ایک رسول کو جھٹلانا سب رسولوں کو جھٹلانا ہے۔

6- بھائی اس معنی میں کہ وہ ان ہی کے کنبہ قبیلہ کے ہی ایک فرد تھے۔

7- اور یہ تم جانتے ہو۔ پھر بھلا میں اللہ تعالیٰ پہ کیسے جھوٹ باندھوں گا؟

8- تمام انبیاء اپنی دعوت کے بدلے میں لوگوں سے کسی اجرت کا مطالبہ نہیں کرتے یہ بذات خود انکی سچائی کی ایک دلیل ہوتی ہے۔

9- انبیاء کے سب سے بڑے دشمن چوہدری اور امیر کبیر قسم کے لوگ ہوا کرتے ہیں اسکی وجہ یہ نہیں ہوتی کہ انہیں نبی کی دعوت کی سمجھ نہیں آتی بلکہ اسکی وجہ یہ ہوتی ہے کہ نبی کی اطاعت کرنے کی صورت میں ان کا اقتدار ختم ہوتا نظر آتا ہے۔ دوسری جانب معاشرے کے مظلوم، فقیر اور کمتر قسم کے لوگ حق کی دعوت پہ لبیک کہتے ہیں کیونکہ انہیں اس میں نجات کی راہ نظر آتی ہے۔ ایسی صورت میں اشراف قوم کو دوسری تکلیف یہ لاحق ہوتی ہے کہ نبی کی بات مان لینے کی صورت میں ہمیں اپنے سے کمزور لوگوں کی صفوں میں شامل ہونا پڑے گا۔ مکہ میں چونکہ بالکل یہی حالات تھے لہٰذا قوم نوح کے اس اعتراض کا ذکر فرمایا۔

10- تم نے جو ان پہ رزالت کا الزام عائد کیا ہے اس بارے میں میں کچھ نہیں جانتا۔

11- اسکا دوسرا معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کو لعنت ملامت ہوتی رہے گی۔

فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِي وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٨﴾

لہٰذا[1] میرے اور ان کے درمیان قطعی فیصلہ کر دے۔ اور مجھے اور میری ساتھی مومنوں کو ان سے نجات دے○

فَأَنْجَيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهُ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ﴿١١٩﴾ ثُمَّ أَغْرَقْنَا بَعْدُ

چنانچہ ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو ایک بھری ہوئی کشتی میں بچالیا○ اور اس کے بعد باقی لوگوں کو

الْبَاقِينَ ﴿١٢٠﴾ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِينَ ﴿١٢١﴾ وَ

غرق کر دیا[2]○ اس واقعہ میں (بھی) ایک نشانی ہے مگر ان میں اکثر لوگ ماننے والے نہیں○ اور

إِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٢٢﴾ كَذَّبَتْ عَادُ ۣالْمُرْسَلِينَ ﴿١٢٣﴾ إِذْ

یقیناً تمہارا رب سب پر غالب اور رحم کرنے والا ہے○ قوم عاد[3] نے بھی رسولوں کو جھٹلایا تھا○ جبکہ

قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٢٤﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٢٥﴾

ان کے بھائی ہود نے انہیں کہا تھا کہ: "کیا تم اللہ سے ڈرتے نہیں؟○ میں تمہارے لئے امین رسول ہوں○

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٢٦﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۚ إِنْ أَجْرِيَ

لہٰذا اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو○ میں تم سے اس (تبلیغ) کا کوئی صلہ نہیں مانگتا میرا صلہ تو اللہ

إِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِينَ ﴿١٢٧﴾ أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ آيَةً تَعْبَثُونَ ﴿١٢٨﴾ وَ

رب العالمین کے ذمہ ہے○ یہ کیابات ہے کہ تم ہر بلند جگہ[4] پر بے فائدہ ایک یادگار تعمیر کر ڈالتے ہو؟○ اور

تَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ ﴿١٢٩﴾ وَإِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ

عمارتیں اتنی شاندار بناتے ہو کہ شاید تم ہمیشہ ان میں رہو گے○ اور جب کسی پر ہاتھ ڈالتے ہو تو جبار

جَبَّارِينَ ﴿١٣٠﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٣١﴾ وَاتَّقُوا الَّذِي أَمَدَّكُمْ بِمَا

بن کر ڈالتے[5] ہو○ لہٰذا اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو○ اور اس ذات سے ڈرو جس نے تمہیں وہ سب کچھ دیا ہے

تَعْلَمُونَ ﴿١٣٢﴾ أَمَدَّكُمْ بِأَنْعَامٍ وَّبَنِينَ ﴿١٣٣﴾ وَجَنّٰتٍ وَّعُيُونٍ ﴿١٣٤﴾ إِنِّي

جو تم جانتے ہو○ اس نے تمہیں چوپائے اور اولاد دی○ باغات اور چشمے عطا کئے ہیں○ مجھے تو

أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٣٥﴾ قَالُوا سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَوَعَظْتَ

تمہارے حق میں ایک بڑے دن کے عذاب کا خطرہ ہے"○ وہ کہنے لگے: ہمیں تو ایسا وعظ کرو یا نہ کرو

أَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِينَ ﴿١٣٦﴾ إِنْ هٰذَا إِلَّا خُلُقُ الْأَوَّلِينَ ﴿١٣٧﴾ وَمَا

ہمیں اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا[6]○ ایسی باتیں تو یوں ہی ہوتی چلی آئی ہیں○ اور ہم

نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ﴿١٣٨﴾ فَكَذَّبُوهُ فَأَهْلَكْنٰهُمْ ۗ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَ

پر کچھ عذاب نہیں آئے گا○ چنانچہ انہوں نے ہود کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں ہلاک[7] کر ڈالا۔ اس میں بھی ایک نشانی

مَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِينَ ﴿١٣٩﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٤٠﴾

ہے لیکن ان میں سے اکثر ماننے والے نہیں○ اور یقیناً آپ کا رب سب پر غالب اور رحم کرنے والا ہے○

كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٤١﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صٰلِحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٤٢﴾

قوم ثمود[8] نے بھی رسولوں کو جھٹلایا○ جبکہ ان کے بھائی صالح[9] نے انہیں کہا تھا: کیا تم اللہ سے ڈرتے نہیں؟○

1- حضرت نوح جب مایوس ہو گئے کہ اب مزید کوئی شخص ایمان لانے والا نہیں تو یہ دعا مانگی۔ دیکھیں (نوح 71:27)

2- زمین نے پانی اگلنا شروع کر دیا اور آسمان نے برسنا شروع کر دیا۔ اتنا سیلاب آیا کہ پہاڑ پانی میں ڈوب گئے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں (ہود 11:49-28)

3- انہیں عاد اولیٰ بھی کہا جاتا ہے۔ قوم نوح کے بعد انہوں نے ہی ناموری حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑی عمریں لمباقد اور قوی جسم عطا کئے ہوئے تھے۔

4- ریع کی جمع ریعۃ ہے جس کے معنی اونچی جگہ نمائشی ہے۔ بلند وبالا یادگار اور بے مقصد عمارتیں تعمیر کرنا اس قوم کا مشغلہ تھا۔ اپنی رہائش کی عمارات بھی قلعہ نما تعمیر کرتے۔ آثار قدیمہ کے ایک ماہر محمد سمیر عطا نے دعویٰ کیا ہے کہ اہرامات مصر فراعنہ نے نہیں تعمیر کئے بلکہ یہ قوم عاد نے تعمیر کئے تھے۔ یہ اہرام انہوں نے محض تفاخر کیلئے تعمیر کئے تھے۔ قرآن نے اس قوم کو "ارم ذات العماد" کے نام سے یاد کیا ہے۔ گویا یہ "ارم" ہی "ہرم" ہے۔ یہ اہرامات جب دریافت ہوئے تو اس وقت ان پہ ریت کی دبیز تہہ چڑھی ہوئی تھی۔ آثار قدیمہ کے اس ماہر کے مطابق یہ وہی ریت تھی جس کے ذریعے اس قوم کو عذاب الٰہی سے دوچار کیا گیا تھا۔

5- مالی آسودگی، بلند وبالا پختہ عمارات، لمبی عمریں، لمبے قد، مضبوط جسم ان سب نعمتوں نے انہیں متکبر بنادیا تھا۔ اپنی قوم کے کمزوروں پہ بھی ظلم کرتے اردگرد کی بستیوں پہ بھی۔

6- یہ باتیں زندگی موت کی تو شروع ہی سے ہوتی آئی ہیں۔ مر کر جی اٹھنے کی باتیں بھی ہوتی رہی ہیں۔ اس سے ہمیں کچھ فرق نہیں پڑتا۔ اس کا دوسرا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ ہمارے باپ دادا کا طریقہ ہے۔ دونوں صورتوں میں نتیجہ ایک ہی ہے کہ ہم تمہاری بات نہیں مان سکتے۔

7- جب عاد پہ حجت تمام ہو گئی تو ان پہ سخت تیز آندھی سے عذاب آیا جو آٹھ دن اور سات راتیں مسلسل چلتی رہی۔ عذاب سے قبل ہی حضرت ہود حکم الٰہی سے اس علاقہ سے ہجرت کر گئے تھے۔

8- ثمود کو عاد ثانیہ بھی کہا جاتا ہے۔ عاد کی تباہی کے بعد یہی قوم ابھری۔ انکا علاقہ الحجر مدینہ اور تبوک کے درمیان واقع ہے۔ اسکی لمبائی تین چار سو کلو میٹر اور چوڑائی سو کلومیٹر کے قریب ہے۔ ان کے اوصاف بھی عاد جیسے ہی تھے۔ انہی جیسے لمبے قد، مضبوط جسم، سب سے عجیب بات یہ ہے کہ پہاڑوں کو تراش تراش کر ایسے آرام دہ اور خوبصورت گھر بناتے کہ آج کل کے انجینئر جدید ٹیکنالوجی کے باوجود ایسے گھر نہ بنا سکیں۔ ان کے بنائے ہوئے کئی گھر اب بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

9- ان کا شجرہ نسب یوں بیان کیا جاتا ہے۔ صالح بن عبید بن آصف بن ماشح بن عبید بن یادر بن ثمود۔

نبی اپنی قوم کا فرد ہوتا ہے اور وہ انہی کی جنس سے ہوتا ہے۔ نہ فرشتہ ہوتا ہے اور نہ جن ہوتا ہے اور نہ ہی اللہ کا نور ہوتا ہے۔

اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۴۳﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۱۴۴﴾ وَمَاۤ اَسْــٴَـلُكُمْ عَلَیْهِ

میں یقیناً تمہارے لئے ایک امین رسول ہوں○ لٰہذا اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو○ میں تم سے اس کام

مِنْ اَجْرٍۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۴۵﴾ اَتُتْرَكُوْنَ فِیْ مَا هٰهُنَاۤ

کا کوئی صلہ نہیں مانگتا میرا صلہ اللہ رب العالمین کے ذمہ ہے○ کیا تم یہاں امن سے رہنے کے لئے چھوڑ دیئے

اٰمِنِیْنَ ﴿۱۴۶﴾ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ﴿۱۴۷﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِیْمٌ ﴿۱۴۸﴾

جاؤ گے؟○ ان باغات چشموں میں اور کھیتوں اور کھجوروں میں جن کے خوشے بہت ملائم ہیں؟○

وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا فٰرِهِیْنَ ﴿۱۴۹﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۱۵۰﴾

اور تم پہاڑوں کو تراش تراش کر فخریہ ان میں گھر بناتے ہو○ سو اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو○

وَلَا تُطِیْعُوْۤا اَمْرَ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۱۵۱﴾ الَّذِیْنَ یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ وَ

اور حد سے آگے گزرنے والوں کی بات نہ مانو○ جو ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں اور اصلاح کا کوئی

لَا یُصْلِحُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَاۤ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ

کام نہیں کرتے"○ وہ کہنے لگے: 1 تم تو ایک سحر زدہ آدمی ہو○ تم ہمارے ہی جیسے ایک

مِّثْلُنَاۚ فَاْتِ بِاٰیَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۱۵۴﴾ قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ

آدمی ہو 2 اگر تم سچے ہو تو کوئی نشانی لاؤ"○ صالح نے کہا: "نشانی یہ اونٹنی 3 ہے

لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۱۵۵﴾ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ

ایک دن اس اونٹنی کے پانی پینے کے لئے مقرر ہے اور ایک دن تم سب کے لئے 4○ اسے کوئی دکھ نہ پہنچانا ورنہ

عَذَابُ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۵۶﴾ فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِیْنَ ﴿۱۵۷﴾ فَاَخَذَهُمُ

ایک بڑے دن کا عذاب تمہیں آ لے گا○ مگر انہوں نے اس کو ذبح کر ڈالا پھر (عذاب کے ڈر سے) لگے

الْعَذَابُؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةًؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۵۸﴾

پچھتانے○ آخر عذاب 5 نے انہیں آ لیا اس میں بھی ایک نشانی ہے مگر ان سے اکثر ماننے والے نہیں○

وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۵۹﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۶۰﴾

بلاشبہ آپ کا رب ہی سب پر غالب اور رحم کرنے والا ہے○ لوط 6 کی قوم نے (بھی) رسولوں کو جھٹلایا تھا○

اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۶۲﴾

جبکہ انہیں ان کے بھائی لوط نے کہا کہ "تم کیا ڈرتے نہیں؟○ یقیناً میں تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں○

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۱۶۳﴾ وَمَاۤ اَسْــٴَـلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍۚ اِنْ اَجْرِیَ

لٰہذا اللہ سے ڈرتے رہو اور میری اطاعت کرو○ اور میں اس (تبلیغ) کا تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا میرا صلہ

اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۴﴾ اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَ

تو اللہ رب العالمین کے ذمہ ہے○ کیا تم عالم میں سے مردوں کے پاس جاتے ہو؟○ اور تمہارے رب

تَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ﴿۱۶۶﴾

نے تمہارے لئے جو بیویاں 7 پیدا کی ہیں انہیں چھوڑ دیتے ہو، بلکہ تم لوگ تو حد سے آگے نکل گئے ہو"○

ع ۸/۱۲

1- آیت نمبر 111 کے تحت وضاحت کی جاچکی ہے چوہدری قسم کے لوگ ہمیشہ ہی انبیاء کے دشمن ہوتے ہیں۔ کمزور مظلوم اور غریب طبقہ پہلے انبیاء پہ ایمان لاتا ہے۔ چنانچہ حضرت صالح نے انہیں ان حد سے بڑھنے والوں کی اطاعت سے روکا۔

2- تقریباً ہرنبی پہ یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ تم تو ہمارے ہی جیسے بشر ہو پھر تمہارے اندر نبوت کہاں سے سمائی۔ آپ ﷺ پہ بھی یہ اعتراض کیا جارہا تھا' حقیقت میں یہ اعتراض نہیں بلکہ کٹ حجتی اور دعوت حق سے منہ موڑنے کیلئے بہانہ ہے۔ نبی کے ہمعصر (مخالفین) یہ کہتے ہیں کہ یہ تو بشر ہے پھر نبی کیسے ہو سکتا ہے؟ کیونکہ وہ انہیں کے درمیان پلا بڑھا ہوتا ہے اسکی بشریت سے تو انکار نہیں کر سکتے۔ مگر نبوت کا انکار کردیتے ہیں۔ بعدوالے نبوت کا انکار تو نہیں کرتے کیونکہ اس طرح اسلام سے تعلق توڑنے کا اعلان کرنا پڑتا ہے مگر انبیاء کی بشریت سے انکار کردیتے ہیں۔ دونوں صورتوں میں نتیجہ ایک ہی ہے کہ ہم نبی کی اطاعت نہیں کرسکتے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (الانعام 6:10-9)

3- قوم نے کہا کہ نشانی کے طور پر سامنے والے پہاڑ سے اونٹنی برآمد ہونی چاہئے اور وہ ہمارے سامنے بچہ جنے۔

4- اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح کی دعا کے نتیجے میں مطلوبہ معجزہ دکھلادیا۔ مگر یہ اونٹنی ان کیلئے وبال بن گئی۔ بہت بڑے ڈیل ڈول کی مالک یہ اونٹنی ایک یوم پانی پیتی اور دوسرے یوم دیگر تمام جانور۔ اور پانی کی قلت عرب میں ہمیشہ ہی سے رہی ہے۔

5- اس قوم پر شدید زلزلے کا عذاب آیا جس نے پہاڑ تک ہلا دیے اور ان کے کئی مکانات جو پہاڑ تراش کر بنائے گئے تھے زمین بوس ہو گئے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ تیز قسم کی آواز نے ان کو ہلاک کر چھوڑا۔

6- حضرت لوط حضرت ابراہیم کے چچازاد بھائی تھے۔ حضرت ابراہیم کی قوم میں سے صرف یہی ان پہ ایمان لائے۔ انکے ساتھ ہجرت کی۔ انہیں بھی نبوت عطا ہوئی تو حضرت ابراہیمؑ نے انہیں سدوم اور عمورہ کی بستیوں کی طرف دعوت و تبلیغ کیلئے بھیجا۔

7- جانوروں میں سے بھی کبھی کوئی نر جانور اپنی جنسی خواہش کی تکمیل کیلئے نر کو استعمال نہیں کرتا۔ تم تو جانوروں سے بھی گئے گزرے ہو۔

قَالُوا لَئِن لَّمْ تَنتَهِ يَا لُوطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ ﴿١٦٧﴾ قَالَ إِنِّي

وہ کہنے لگے: "اے لوط تم اگر باز نہ آئے تو تمہیں جلا وطن کر دیا جائے گا" ○ اس نے کہا میں تمہارے

لِعَمَلِكُم مِّنَ الْقَالِينَ ﴿١٦٨﴾ رَبِّ نَجِّنِي وَأَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ ﴿١٦٩﴾ فَنَجَّيْنَاهُ وَ

کام سے بیزار ہوں[1] ○ اے رب! جو کام یہ کر رہے ہیں اس سے مجھے اور میرے اہل و عیال کو نجات دے ○

أَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ﴿١٧٠﴾ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَابِرِينَ ﴿١٧١﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ﴿١٧٢﴾

چنانچہ ہم نے اسے اور اس کے سب اہل و عیال کو نجات دی ○ سوائے پیچھے رہ جانے والی بڑھیا کے[2] ○ پھر

وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِم مَّطَرًا ۖ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنذَرِينَ ﴿١٧٣﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً

باقی لوگوں کو ہم نے ہلاک کر دیا ○ اور ہم نے ان پر بارش برسائی کتنی بری تھی وہ بارش[3] جو ڈرائے جانے والوں

وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٧٤﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٧٥﴾

پر برسائی گئی ○ اس میں نشانی ہے لیکن ان میں سے اکثر ماننے والے نہیں ○ اور یقیناً آپ کا رب سب پر

كَذَّبَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٧٦﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا

غالب اور رحیم ہے ○ اصحاب الایکہ[4] (اصحاب مدین) نے (بھی) رسولوں کو جھٹلایا ○ جبکہ ان سے شعیب نے

تَتَّقُونَ ﴿١٧٧﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٧٨﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٧٩﴾

کہا: کیا تم ڈرتے نہیں؟ ○ میں تمہارے لئے امین رسول ہوں ○ لہٰذا اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو ○

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٨٠﴾

میں تم سے اس (تبلیغ) کا کوئی صلہ نہیں مانگتا، میرا صلہ تو اللہ رب العالمین کے ذمہ ہے ○

أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ﴿١٨١﴾ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ

ماپ پورا دیا کرو اور لوگوں کو گھاٹا نہ دیا کرو ○ اور سیدھی ترازو سے

الْمُسْتَقِيمِ ﴿١٨٢﴾ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ

تولا کرو ○ اور لوگوں کو ان کی اشیاء کم نہ دیا کرو اور زمین میں فساد نہ

مُفْسِدِينَ ﴿١٨٣﴾ وَاتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ ﴿١٨٤﴾

مچاتے پھرو ○ اور اس ذات سے ڈرو جس نے تمہیں بھی پیدا کیا اور تم سے پہلے لوگوں کو بھی" ○

قَالُوا إِنَّمَا أَنتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ﴿١٨٥﴾ وَمَا أَنتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَ

وہ کہنے لگے: تم تو ایک سحرزدہ آدمی ہو ○ اور ہم جیسے ہی ایک انسان ہو اور

إِن نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿١٨٦﴾ فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ

ہم تو تمہیں جھوٹا ہی خیال کرتے ہیں ○ اگر تم سچے ہو تو ہم پر آسمان سے

إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿١٨٧﴾ قَالَ رَبِّي أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٨٨﴾ فَكَذَّبُوهُ

کوئی ٹکڑا گرا دو"[5] ○ شعیب نے کہا: "جو تم کرتے ہو میرا رب اسے خوب جانتا[6] ہے" ○

فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٨٩﴾

چنانچہ انہوں نے شعیب کو جھٹلا دیا تو سایہ والے دن عذاب نے[7] انہیں آ پکڑا۔ بلاشبہ وہ سخت دن کا عذاب تھا ○

1- مہمانوں کو پناہ دینا۔ وعظ و نصیحت کرنا۔

2- کیونکہ وہ بھی مجرموں کی ساتھی تھی چنانچہ وہ حضرت لوط علیہ السلام کے ساتھ نہ نکل سکی۔

3- ان کی بستی اکھاڑ کر اوپر سے نیچے پٹخ دیا گیا اور ان پہ پتھروں کی بارش کی گئی۔ غالباً اسی وجہ سے ان کی بستی سطح سمندر سے بہت ہی نیچے ہو گئی اور وہاں بحیرہ مردار بن گیا۔

لواطت انتہائی قبیح فعل ہے۔ بعض آئمہ کے قریب اس کی سزا زنا کی سزا ہی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ انہیں رجم کر دیا جائے۔

حضرت ابن عباس ﷛ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔

"اللہ تعالیٰ اس مرد کی طرف ہرگز (نظر رحمت سے) نہ دیکھے گا جو کسی مرد سے یا اپنی عورت سے اس فعل کا ارتکاب کرے۔"

(ترمذی)

4- ایکہ گھنے درخت کو کہا جاتا ہے۔ جنگل کو بھی ایکہ کہا جاتا ہے۔ اصحاب الایکہ اور اصحاب مدین دونوں ایک ہی بستی ہیں یا قرب و جوار میں دو بستیاں ہیں اور دونوں کی طرف حضرت شعیب مبعوث ہوئے۔

حضرت شعیب کی قوم دو بڑی تجارتی شاہراہوں یعنی یمن تا شام اور عراق تا مصر کے تقاطع پہ آباد تھی۔ اپنی اس جغرافیائی حیثیت کی وجہ سے انہوں نے تجارت میں کافی ترقی کی۔ اور شدید قسم کی تجارتی بدعنوانیوں میں ملوث ہو گئے۔

5- کفار مکہ نے بھی اس قسم کا عذاب لانے کا مطالبہ کیا تھا۔

"یا آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہم پہ گرا دیں جیسے آپ کا دعویٰ ہے یا اللہ اور فرشتوں کو سامنے لے آئیں۔"

(بنی اسرائیل 92:17)

6- وہ تمہارے سارے کرتوت براہ راست دیکھ رہا ہے۔ اور جب عذاب کا وقت آجائے گا تو پھر وہ ٹلنے والا نہیں ہے۔ اور عذاب لانا میرا کام تو نہیں ہے۔

7- تفسیری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان پہ سخت گھنا بادل تن گیا اور اس میں سے آگ کے شعلے برسنے شروع ہو گئے اور یہ قوم بھی ہمیشہ کیلئے موت کی نیند سلا دی گئی۔

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٩٠﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ

اس واقعہ میں (بھی) ایک نشانی ہے مگران میں سے اکثر ماننے والے نہیں ہیں○ اور آپ کا رب یقیناً

لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٩١﴾ وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٩٢﴾ نَزَلَ بِهِ

سب پر غالب اور رحم کرنے والا ہے○ بلاشبہ یہ (قرآن) رب العالمین کا نازل کردہ ہے○ جسے روح الامین

الرُّوحُ الْأَمِينُ ﴿١٩٣﴾ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنْذِرِينَ ﴿١٩٤﴾ بِلِسَانٍ

لے کر آپ کے دل پر نازل ہوا[1]○ تاکہ آپ ڈرانے والوں میں شامل ہو جائیں○ جو کہ فصیح عربی

عَرَبِيٍّ مُبِينٍ ﴿١٩٥﴾ وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ ﴿١٩٦﴾ أَوَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ آيَةً أَنْ

زبان میں ہے○ اور یقیناً اس کا ذکر پہلے صحیفوں میں موجود ہے[2]○ کیا ان (اہل مکہ) کے لئے یہ نشانی (کافی) نہیں

يَعْلَمَهُ عُلَمَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿١٩٧﴾ وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَىٰ بَعْضِ الْأَعْجَمِينَ ﴿١٩٨﴾

کہ اس بات کو بنی اسرائیل کے علماء جانتے ہیں[3]○ اور اگر ہم اس قرآن کو کسی عجمی پر اتارتے○

فَقَرَأَهُ عَلَيْهِمْ مَا كَانُوا بِهِ مُؤْمِنِينَ ﴿١٩٩﴾ كَذَٰلِكَ سَلَكْنَاهُ فِي قُلُوبِ

جو انہیں پڑھ کر سناتا تو بھی یہ ایمان نہ لاتے○ اسی طرح ہم نے مجرموں کے دل میں (بیہودہ اعتراضات کرنا) ڈال

الْمُجْرِمِينَ ﴿٢٠٠﴾ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿٢٠١﴾ فَيَأْتِيَهُمْ

دیا ہے○ کہ وہ جب تک المناک عذاب دیکھ نہ لیں ایمان نہیں لائیں گے○ پھر اچانک (عذاب آجائے گا) اور

بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٢٠٢﴾ فَيَقُولُوا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُونَ ﴿٢٠٣﴾

انہیں خبر نہ ہوگی○ اس وقت کہیں گے کہ "کیا ہمیں کچھ مہلت مل سکتی ہے"[4]○

أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ﴿٢٠٤﴾ أَفَرَأَيْتَ إِنْ مَتَّعْنَاهُمْ سِنِينَ ﴿٢٠٥﴾ ثُمَّ

کیا یہ ہمارا عذاب جلد طلب کرتے ہیں؟○ دیکھو، اگر ہم انہیں برسوں عیش کی مہلت دے دیں○ پھر

جَاءَهُمْ مَا كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿٢٠٦﴾ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يُمَتَّعُونَ ﴿٢٠٧﴾

ان پر وعدہ شدہ عذاب آجائے○ تو بھی سامان عیش جس سے وہ لطف اندوز ہو رہے تھے ان کے کام نہ

وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا لَهَا مُنْذِرُونَ ﴿٢٠٨﴾ ذِكْرَىٰ وَمَا كُنَّا

آئے گا○ اور ہم نے کسی ایسی بستی کو ہلاک نہیں کیا جہاں ڈرانے والا نہ بھیجا ہو○ جو نصیحت کرے، اور ہم ظالم

ظَالِمِينَ ﴿٢٠٩﴾ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيَاطِينُ ﴿٢١٠﴾ وَمَا يَنْبَغِي لَهُمْ وَمَا

نہیں○ اور اس قرآن کو شیطان تو لے کر نہیں اترے○ یہ بات نہ ان کے لائق ہے اور نہ ہی وہ ایسا

يَسْتَطِيعُونَ ﴿٢١١﴾ إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُولُونَ ﴿٢١٢﴾ فَلَا تَدْعُ مَعَ

کر سکتے ہیں○ وہ تو اسے سننے سے بھی دور رکھے گئے ہیں[5]○ پس (اے نبی) اللہ کے ساتھ کسی اور

اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَتَكُونَ مِنَ الْمُعَذَّبِينَ ﴿٢١٣﴾ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ

الٰہ کو نہ پکاریے ورنہ آپ بھی سزا پانے والوں میں سے ہو جائیں گے○ اور اپنے کنبہ کے قریبی رشتہ داروں کو

الْأَقْرَبِينَ ﴿٢١٤﴾ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢١٥﴾

ڈرایئے[6]○ اور ایمان لانے والوں میں سے جو آپ کی اتباع کریں ان سے تواضع سے پیش آیئے○

1- وحی کی تین صورتیں قرآن کریم میں مذکور ہیں۔ جن میں سے ایک صورت وحی جلی کی ہے۔ یہ وحی کی سب سے معروف شکل ہے۔ قرآن کریم سارے کا سارا وحی جلی کی صورت میں ہی نازل ہوا ہے۔ اسکا مطلب یہ بھی نہیں کہ ساری وحی جلی قرآن کریم میں محصور ہے بلکہ کئی احادیث میں بھی وحی جلی مذکور ہے۔ وحی کی اس صورت میں نبی کا رشتہ عالم دنیا سے کٹ کر عالم بالا سے جڑ جاتا ہے۔ وحی جلی کے نزول کے دوران نبی کے ظاہری حواس کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ۔

"میں نے آپ سے پوچھا یارسول اللہ آپ پر وحی کیسے آتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کبھی تو ایسے آتی ہے جیسے گھنٹے کی جھنکار اور یہ وحی مجھ پر سخت گراں گزرتی ہے۔ جب فرشتے کا کہا مجھے یاد ہو جاتا ہے تو یہ موقوف ہو جاتی ہے اور کبھی فرشتہ فرد کی صورت میں میرے پاس آتا ہے مجھ سے بات کرتا ہے۔ میں اسکا کہا ہوا یاد کرلیتا ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آپ کو اسی حال میں دیکھا کہ سخت سردی کے دن میں آپ پر وحی نازل ہوتی اور پھر موقوف ہو جاتی اور آپ کی پیشانی سے پسینہ نکلتا۔"

(بخاری)

2- آپ ﷺ کی رسالت یا قرآن کے بارے میں پیشین گوئیاں گزشتہ الہامی کتابوں میں موجود ہیں یا قرآن کے بنیادی مضامین تو پہلی کتابوں میں بھی مذکور ہیں۔

3- اپنی پیشین گوئیوں کی وجہ سے علماء بنی اسرائیل آپکو پہچانتے تھے اور ان میں سے سلیم الفطرت لوگوں نے اسلام قبول بھی کرلیا۔ اور کئی دیگر علماء نے دنیاوی مفادات کے تحت اسلام کو قبول نہ کیا مگر اپنی نجی محفلوں میں آپ ﷺ کی صداقت کا اقرار کرتے تھے۔

4- اب عذاب کا مطالبہ کرتے ہیں جب عذاب دیکھ لیں تو مہلت کا مطالبہ کریں گے۔ اب مہلت موجود ہے تو اس سے استفادہ نہیں کرتے تو دوبارہ کیسے استفادہ کرلیں گے؟

5- شیطانوں کو اس بابرکت کلام کے سننے کا موقع بھی نہیں دیا جاتا چہ جائیکہ انہیں کسی دخل اندازی کا موقع ہو۔ دیکھیں (الجن 72-4)

6- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ کھڑے ہو کر فرمانے لگے۔ اے قریش کے لوگو (یا کچھ ایسا ہی کلمہ کہا) تم اپنی اپنی جانیں بچالو۔ میں اللہ کے سامنے کسی کے کام نہ آسکوں گا۔ اے بنو عبد مناف میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہ آسکوں گا۔ اے میری پھوپھی صفیہ میں اللہ کے سامنے تمہارے کسی کام نہ آسکوں گا۔ اے محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہ میرے مال سے جو چاہو مانگ لو لیکن اللہ کے سامنے تمہارے کسی کام نہ آؤں گا۔"

(بخاری)

فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّي بَرِيٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٢١٦﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ

پھر اگر آپ کی نافرمانی کریں تو کہیئے کہ جو تم کرتے ہو میں اس سے بری ہوں○ اور اس غالب و رحیم پر توکل

الرَّحِيمِ ﴿٢١٧﴾ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ ﴿٢١٨﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ ﴿٢١٩﴾

کیجئے○ جو آپ کو دیکھ رہا ہوتا ہے جب آپ کھڑے ہوتے ہیں[1]○ اور سجدہ کرنے والوں کے درمیان آپ کی

إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٢٢٠﴾ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ ﴿٢٢١﴾

حرکات کو بھی[2]○ یقیناً وہ سب سننے اور جاننے والا ہے○ آپ کہیئے کہ: "کیا میں تمہیں بتاؤں شیطان کس

تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ﴿٢٢٢﴾ يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ ﴿٢٢٣﴾

پر نازل ہوتے ہیں؟○ وہ ہر جعل ساز گنہگار پر نازل ہوتے ہیں[3]○ جو اپنے کان لگاتے ہیں اور ان میں سے

وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ﴿٢٢٤﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ

اکثر جھوٹے ہیں[4]○ اور شاعروں کی اتباع گمراہ ہی کرتے ہیں[5]○ کیا تم دیکھتے نہیں کہ وہ (خیالوں کی) ہر وادی

يَهِيمُونَ ﴿٢٢٥﴾ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ﴿٢٢٦﴾ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا

میں بھٹکتے پھرتے ہیں○ اور ایسی باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں○ ماسوا ان لوگوں کے[6] جو ایمان لے آئے

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَانْتَصَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا

اور نیک اعمال کئے اور اللہ کو بکثرت یاد کرتے رہے اور جب ان پر ظلم ہوا تو انہوں نے

ظُلِمُوا ۗ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ﴿٢٢٧﴾ ع ١١ / ١٥

بدلہ لے لیا اور عنقریب ان ظالموں کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس (بڑے) انجام سے دوچار ہوتے ہیں○

سُورَةُ النَّمْلِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلَاثٌ وَتِسْعُونَ آيَةً وَسَبْعُ رُكُوعَاتٍ

آیات ٩٣ (٢٧) سورۃ نمل مکی ہے (٤٨) رکوع ٧

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

طسٓ ۚ تِلْكَ آيَاتُ الْقُرْآنِ وَكِتَابٍ مُبِينٍ ﴿١﴾ هُدًى وَبُشْرَىٰ

طسٓ○[7] یہ قرآن اور وضاحت کرنے والی کتاب کی آیات ہیں○ جو ان ایمان والوں کے لئے ہدایت

لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٢﴾ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَ

اور بشارت ہیں○ جو صلوٰۃ قائم کرتے ہیں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور

هُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ﴿٣﴾ إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ

آخرت پر یقین رکھتے ہیں○ اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں

زَيَّنَّا لَهُمْ أَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُونَ ﴿٤﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ

رکھتے ہم نے ان کے لئے ان کے اعمال کو خوشنما بنا دیا لہٰذا وہ اندھے بنے پھرتے ہیں[8]○ یہی لوگ ہیں

لَهُمْ سُوءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ ﴿٥﴾

جن کے لئے برا عذاب ہے اور آخرت میں وہی سب سے زیادہ خسارہ میں رہیں گے○

1-دعوت و تبلیغ کیلئے یا صلوٰۃ کیلئے۔

2-صلوٰۃ باجماعت پڑھتے ہوئے۔ گویا باجماعت صلوٰۃ میں اور انفرادی صلوٰۃ میں بھی دیکھتا ہے۔ اسکا دوسرا معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لوگوں کے ساتھ مل کر آپ دین کے لئے جو جدوجہد کر رہے ہیں وہ اس کو دیکھتا ہے۔

3-شیطان خود بھی جھوٹے ہیں اور جھوٹوں پہ ہی القا کرتے ہیں۔ اور یہ کہانت کا کاروبار کرتے ہیں۔ لوگوں کو ان کی قسمتوں کا حال بتلاتے ہیں اور ان سے مال بٹورتے ہیں۔

4- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

لوگوں نے آپ ﷺ سے کاہنوں کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے جواب دیا یہ کسی قابل نہیں ہوتے۔ لوگوں نے کہا کہ اے رسول اللہ ﷺ وہ بعض اوقات لوگوں کو ایسی باتیں بتلاتے ہیں جو سچی ہوتی ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا کہ یہ وہ سچی بات ہے جو کہ جن (شیاطین) اچک لیتا ہے اور اپنے ساتھی (کاہن) کے کان میں پھونکتا ہے اور وہ اس میں سو جھوٹ ملاتا ہے۔

(بخاری)

5-شاعروں کو داد دینے والے اور ان کی محفلوں کو رونق بخشنے والے۔ کیا ان عقل کے اندھوں کو محمد ﷺ اور شاعروں میں کچھ فرق نظر نہیں آتا؟

ہر اس میدان میں شاعر لوگوں کو اپنا کلام پیش کرتے ہیں جس کا انہیں کچھ علم نہیں ہوتا۔ شاعر جتنی دور کی کوڑی لائے اور جتنی ناممکن العمل بات کرے اتنا ہی فنکار سمجھا جاتا ہے۔ شاعروں کا کلام تو یہ ہے

یا دامن اپنا چاک یا دامن یزداں چاک

6-ایسے شعراء کی آپ ﷺ خود حوصلہ افزائی فرماتے۔

ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"کئی شعروں میں حکمت ہوتی ہے۔"

(بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔

"سچی بات جو کسی شاعر نے کہی ہے لبید کا کلام ہے (جو یہ ہے)"

الا کلُّ شیءٍ ما خلا اللّٰہَ باطلُ

"اللہ کے سواء ہر چیز تباہ ہونیوالی ہے۔"

(بخاری)

7-یہ حروف مقطعات ہیں۔ ان کا درست مفہوم متعین کرنا مشکل ہے۔ غالباً یہ منکرین کیلئے ایک چیلنج ہے کہ قرآن ان ہی حروف سے بنا ہے اگر تم اسے انسانی کاوش سمجھتے ہو تو تم بھی اس جیسا کلام بنالاؤ۔ واللہ اعلم دیکھیں (البقرہ 1:2)

8-آخرت پہ اور حساب کتاب پہ ایمان نہ ہونے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دنیا کی رونق انسان کی آنکھیں چندھیائے دیتی ہے اور انسان شتر بے مہار پھرتا ہے۔

وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِیْمٍ عَلِیْمٍ ۝٦ اِذْ قَالَ مُوْسٰى

اور (اے نبی) آپ یہ قرآن ایک حکیم و علیم ہستی کی طرف سے پا رہے ہیں[1] جب موسیٰ نے اپنے

لِاَهْلِهٖۤ اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا ؕ سَاٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِیْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ

گھر والوں سے[2] کہا کہ: مجھے آگ سی نظر آئی ہے[3] میں ابھی وہاں سے کوئی خبر لاتا ہوں یا کوئی دہکتا ہوا انگار لاتا ہوں

لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝٧ فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِیَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِی النَّارِ وَ

تاکہ تم سینک سکو پھر جب وہ وہاں پہنچے تو ندا آئی کہ "مبارک ہے وہ جو اس آگ میں ہے[4] اور

مَنْ حَوْلَهَا ؕ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝٨ یٰمُوْسٰۤى اِنَّهٗۤ اَنَا اللّٰهُ

جو اس کے اردگرد ہے اور پاک ہے اللہ جو سب جہان والوں کا رب ہے موسیٰ میں ہی اللہ ہوں

الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝٩ وَاَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ

سب پر غالب اور حکمت والا اپنی لاٹھی پھینکو موسیٰ نے جب دیکھا کہ وہ یوں حرکت کر رہی تھی جیسے سانپ ہو

وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ یُعَقِّبْ ؕ یٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۫ اِنِّیْ لَا یَخَافُ لَدَیَّ

آپ پیٹھ پھیر کر جو بھاگے تو پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا[5] (ہم نے کہا) "موسیٰ ڈر نہیں میرے حضور رسول ڈرا نہیں

الْمُرْسَلُوْنَ ۝١٠ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّیْ

کرتے ڈرتا تو وہ ہے جس نے کوئی ظلم کیا ہو پھر اگر اس نے برائی کے بعد (اعمال کو) نیکی سے بدل لیا تو میں

غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝١١ وَاَدْخِلْ یَدَكَ فِیْ جَیْبِكَ تَخْرُجْ بَیْضَآءَ مِنْ

یقیناً بخشنے والا مہربان ہوں[6] اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں داخل کرو وہ کسی مرض کے بغیر چمکتا

غَیْرِ سُوْٓءٍ ۫ فِیْ تِسْعِ اٰیٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا

ہوا نکلے گا۔[7] دو معجزے منجملہ ان نو معجزات کے تھے جو فرعون اور اس کی قوم کے لئے (موسیٰ کو دیئے گئے)

قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ۝١٢ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰیٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا

بلاشبہ وہ بد کردار لوگ تھے پھر جب ہمارے ایسے بصیرت افروز معجزے ان کے پاس پہنچے تو وہ کہنے لگے

سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝١٣ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَیْقَنَتْهَاۤ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ؕ

یہ تو صاف جادو ہے"[8] اور انہوں نے ازراہ ظلم اور تکبر انکار کر دیا حالانکہ ان کے دل یقین کر چکے تھے

فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِیْنَ ۝١٤ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَ

(کہ موسیٰ سچے ہیں) پھر دیکھئے ان مفسدوں کا کیا انجام ہوا[9] نیز ہم نے داؤد[10] اور سلیمان

سُلَیْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ

کو علم عطا کیا وہ دونوں کہنے لگے ہر طرح کی تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں اپنے بہت سے مومن

الْمُؤْمِنِیْنَ ۝١٥ وَوَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا

بندوں پر فضیلت عطا کی اور داؤد کے سلیمان وارث ہوئے[11] انہوں نے کہا: "لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی

مَنْطِقَ الطَّیْرِ وَاُوْتِیْنَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ ؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِیْنُ ۝١٦

سکھائی گئی ہے اور ہر چیز بھی دی گئی ہے بلاشبہ یہ اللہ کا نمایاں فضل ہے

1-حقوق فرائض مقرر کرنے کیلئے اس کے پاس کافی علم ہے اور قرآن میں بے شمار حکمتیں بھی ہیں۔

2-مدین میں جب حضرت موسیٰ دس سال کا عرصہ حضرت شعیب کی تربیت میں گزار کر مصر آرہے تھے تو یہ واقعہ پیش آیا۔ اندھیری اور سردرات میں رستہ بھول گئے تھے۔

3-جب حضرت موسیٰ وہاں پہنچے تو عجیب منظر نظر آیا۔ ایک درخت کے اردگرد آگ کے شعلے لپک رہے ہیں مگر درخت جل نہیں رہا نہ ہی اس سے دھواں اٹھ رہا ہے مگر روشنی اتنی کہ اردگرد کا سارا علاقہ روشن تھا۔

4-من فی النار سے مراد اللہ کا نور ہے اور ومن حولھا سے بابرکت فرشتے مراد ہیں۔

حضرت ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ کا حجاب نور ہے۔"

(مسلم)

یہاں سبحان اللہ اسلئے فرمایا کہ کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ اللہ تعالیٰ بذات خود ہی درخت میں حلول کر گئے تھے۔ جیسے بعض جاہل صوفیوں کا خیال ہے۔

5-معلوم ہوا کہ انبیاء کو غیب کی خبر نہیں ہوتی ورنہ وہ لاٹھی سے خوف زدہ نہ ہوتے۔ اسکے علاوہ طبعی خوف لاحق ہونا کسی طرح سے عظمت کے منافی نہیں ہے۔

6-اشارہ آپ کی اس تقصیر کی جانب ہے جب آپ ہاتھوں ایک قبطی غلطی سے جان بحق ہو گیا تھا۔

7-بغیر کسی تکلیف یا بیماری کے ہاتھ سے روشنی پھوٹنا شروع ہو گئی یہ دوسرا بڑا معجزہ تھا۔

8-جحود یہ ہوتا ہے کہ دل تو تسلیم کرے کہ نبی اور اسکی دعوت برحق ہے مگر زبان انکار کرے۔ یہ منافقت کے برعکس ہوتا ہے۔ منافقت اور جحود کی سزا عام کفر سے زیادہ ہو گی۔

9-آل فرعون اور فرعون کو اللہ تعالیٰ نے بحیرہ قلزم میں غرق کر دیا۔

10-حضرت داؤد طالوت کی فوج میں ایک سپاہی تھے۔ آپ ایک ماہر نشانہ باز اور تیرانداز تھے۔

حضرت داؤد نے دشمن فوج کے کمانڈر جالوت کو پتھر مار کر ہلاک کر دیا۔ بنی اسرائیل کے حکم الہی سے منتخب بادشاہ طالوت نے اپنی بیٹی آپ کے نکاح میں دیدی۔ طالوت کے بعد بنی اسرائیل کے بادشاہ آپ بنے۔ اللہ تعالیٰ نے کئی علم آپ کو عطا فرمائے۔ لوہا بنانے اور استعمال کرنے کا علم اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا۔ حکمت اور معرفت دی۔ آپ اللہ کے شکر گزار رہتے۔

11-یہ وراثت نبوت، حکمت علم اور بادشاہت کی ہے۔ حضرت سلیمان پرندوں کی بولی سمجھتے اور انہیں اپنی بات سمجھاتے تھے۔ اسکے علاوہ مقدمات کا فیصلہ کرنے کا خصوصی ملکہ عطا ہوا تھا۔

وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿١٧﴾

اور سلیمان کے لئے اس کے جنوں، انسانوں اور پرندوں کے لشکر جمع کیے گئے[1] اور ان کی جماعت بندی کی گئی

حَتّٰٓى اِذَآ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا

تھی○ یہاں تک کہ جب وہ چیونٹیوں کی ایک وادی پر پہنچے تو ایک چیونٹی بولی: ”چیونٹیو! اپنے بلوں

مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿١٨﴾

میں گھس جاؤ ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور اس کے لشکر تمہیں روند ڈالیں اور انہیں پتہ نہ چلے○

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ

سلیمان چیونٹی کی اس بات پر مسکرا دیئے اور کہا ”اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت

نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا

کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھے اور میرے والدین کو عطا کی ہے اور اس بات کی بھی کہ میں ایسے اچھے عمل کروں

تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٩﴾ وَتَفَقَّدَ

جو تجھے پسند ہوں اور اپنی رحمت سے مجھے اپنے صالح بندوں میں داخل کر“○ (پھر ایک موقع پر)

الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ﴿٢٠﴾

سلیمان نے پرندوں کا جائزہ لیا تو کہنے لگے: ”کیا بات ہے مجھے ہدہد نظر نہیں آرہا کیا وہ کہیں غائب ہو گیا ہے○

لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗٓ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ

(ایسی ہی بات ہو) تو میں اسے سخت سزا دوں گا یا اسے ذبح کر ڈالوں گا یا وہ میرے سامنے کوئی معقول

مُّبِيْنٍ ﴿٢١﴾ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَ

وجہ پیش کرے○ تھوڑی دیر گزری کہ (ہدہد آگیا) اور کہا: ”میں نے وہ معلوم کیا جو آپ کو معلوم نہیں[2] اور میں سبا[3]

جِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۢ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ﴿٢٢﴾ اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ

سے متعلق ایک یقینی خبر آپ کے پاس لایا ہوں○ میں نے دیکھا کہ ایک عورت ان پر حکمرانی کرتی ہے

وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ﴿٢٣﴾ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا

جسے سب کچھ عطا کیا گیا ہے اور اس کا تخت عظیم الشان ہے○ میں نے دیکھا کہ وہ اور اس کی قوم

يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ

اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے لئے ان کے اعمال کو مزین کرکے

فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿٢٤﴾ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ

انہیں راہ (حق) سے روک دیا ہے لہٰذا وہ راہ (حق) نہیں پارہے[4]○ وہ اس اللہ کو سجدہ نہیں کرتے

الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ

جو ان چیزوں کو نکالتا ہے جو ارض و سماوات میں مخفی ہے اور وہ سب کچھ جانتا ہے جسے تم چھپاتے

وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿٢٥﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿٢٦﴾ السجدۃ

ہو اور جسے ظاہر کرتے ہو○ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں وہی عرش عظیم کا مالک ہے“○

السجدۃ

1- حضرت سلیمان کیلئے جن' انسان اور پرندوں کے لشکر موجود رہتے اور آپ کو ان سب پہ قدرت عطا کی گئی تھی۔ ان سب کی آپ نے علیحدہ علیحدہ لشکر بندی کر رکھی تھی۔ ہر لشکر سے آپ علیحدہ کام لیتے جیسے بو جھل کام جنوں سے سراغ رسانی اور پیغام رسانی وغیرہ پرندوں سے۔ عقل کے مارے ہوئے بعض لوگ جب تک ہر واقعہ کو انسانی عقل کے معیار پہ فٹ نہ کرلیں ان کی عقل کو تسکین حاصل نہیں ہوتی۔ چنانچہ وہ ”جنوں“ کو زور آور دیہاتی اور پرندوں کو طیارے باور کراتے ہیں۔ یعنی حضرت سلیمان نے بری فوج کے ساتھ ساتھ فضائی فوج (Air Force) بھی تیار کر رکھی تھی۔ یہ قرآن کی صرف تاویل ہی نہیں بلکہ تحریف ہے۔ تفصیل کیلئے مولانا عبد الرحمٰن کیلانی مرحوم کی کتاب ”عقل پرستی اور انکار معجزات“ دیکھیں۔

2- حضرت سلیمان اللہ کی راہ میں جہاد کی رغبت رکھتے تھے۔ چنانچہ فلسطین' شرق اردن' شام حبشہ اور مصر کے بعض علاقے بھی آپ کے زیر نگین آچکے تھے تاہم جنوبی یمن بہت بعید تھا اور آپ کو اس علاقہ کی کچھ خبر نہ تھی۔ ہدہد نے آکر آپ کو جنوبی یمن کے علاقہ سبا کی اطلاع دی۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء کو علم غیب نہ ہوتا تھا۔ حتیٰ کہ حضرت سلیمان کو بھی غیب کا علم نہ تھا جنکی حکومت انسانوں کے علاوہ جنوں' پرندوں اور ہواؤں تک پھیلی ہوئی تھی۔ انہیں یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ ہدہد کہاں غائب ہوا ہے پھر سبا کی بھی کوئی خبر نہ تھی۔

3- موجودہ یمن میں روم و فارس سے پہلے ایک انتہائی خوشحال قوم آباد تھی جسے قوم سبا کہا جاتا ہے۔ اس قوم کی خوشحالی زراعت اور تجارت کی وجہ سے تھی۔ زراعت کیلئے انہوں نے اس زمانے میں ایک بہت بڑا بند تعمیر کیا تھا جسے سد مارب کہتے تھے۔ انہوں نے آب پاشی کیلئے نہروں کا بہترین انتظام کر رکھا تھا جس سے سارا علاقہ انتہائی سرسبز و شاداب باغات میں تبدیل ہو گیا۔

تجارت کیلئے اس قوم نے بری اور بحری دونوں راستے خوب استعمال کیے۔ بحر احمر کی موسمی ہواؤں' زیر آب چٹانوں اور لنگر اندازی کے مقامات کا راز یہی لوگ جانتے تھے۔ دیگر قومیں اس خطرناک سمندر میں جہاز رانی کی جرات نہ کرتیں۔ کم و بیش ایک ہزار سال تک بحری تجارت پہ اس قوم کی اجارہ داری قائم رہی۔ دوسری جانب بری تجارت کی سب سے بڑی شاہراہ جو یمن' حجاز' تبوک' ایلہ سے مصر اور عراق جاتی تھی اس پہ یمن تا حدود شام تک ان کی نو آبادیاں قائم تھیں۔ اس زمانہ میں دنیا کی دولت اس علاقے کی طرف سمٹی چلی آتی تھی اور وہ دنیا کی مالدار ترین قوم تھے۔ یہی خوشحالی وہ نشانی تھی جسکا یہاں ذکر ہوا۔

سبا اس قوم کا نام بھی تھا اور اس علاقہ کا بھی۔ یہ علاقہ صنعا سے قریب ہے اس ملکہ کا نام بلقیس بنت سرجیل تھا۔ جس نے حکومت اپنے باپ سے وراثت میں پائی تھی۔

4- ہدہد کو شیطان اور اسکی گمراہیوں کا علم ہے مگر بے شمار انسان اس سے بے بہرہ ہیں۔

قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ

سلیمان نے کہا: "ہم ابھی دیکھ لیتے ہیں کہ تو سچ کہہ رہا ہے یا جھوٹا ہےO یہ میرا خط لے جا

هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالَتْ

اور ان کی طرف پھینک دے پھر ان سے ہٹ کر دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں؟"O (سبا کی ملکہ) کہنے لگی:

يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْۤ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۹﴾ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ

"اے اہل دربارا میری طرف ایک بڑا اہم خط پھینکا گیا ہےO یہ سلیمان کی طرف سے ہے اور وہ یہ ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳۰﴾ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ ع

ع ۲ / ۱۷

"اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے"O میرے مقابلے میں سرکشی نہ کرو بلکہ مطیع ہو کر میرے

قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْۤ اَمْرِيْ ۚ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا

پاس آ جاؤ"O ملکہ کہنے لگی: "اے اہل دربارا میرے اس معاملہ میں مجھے مشورہ دو جب تک تم موجود نہ [1]

حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ﴿۳۲﴾ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ۬

ہو میں کسی معاملہ کو طے نہیں کرتی"O درباری کہنے لگے: "ہم بڑے طاقتور اور سخت جنگ جو ہیں

وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ﴿۳۳﴾ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ

مگر معاملہ کا اختیار تو آپ کو ہے آپ خود غور کریں کہ آپ کیا حکم دیتی ہیں؟"O ملکہ کہنے لگی: بادشاہ جب

اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْۤا اَعِزَّةَ اَهْلِهَاۤ اَذِلَّةً ۚ وَ

کسی علاقہ میں داخل ہوتے ہیں تو اسے اجاڑ دیتے ہیں اور وہاں کے معززین کو ذلیل بنا دیتے ہیں اور [2]

كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَاِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌ ۢبِمَ

یہی کچھ یہ لوگ بھی کریں گےO میں (تجربہ کے طور پر) ان کی طرف کچھ تحفہ بھیجتی ہوں پھر دیکھوں گی کہ

يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ ۬ فَمَاۤ

میرے بھیجے ہوئے کیا جواب لاتے ہیں"O پھر جب وہ ہدہد سلیمان کے پاس آیا تو سلیمان نے کہا: "کیا تم مجھے [3]

اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّاۤ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ﴿۳۶﴾ اِرْجِعْ

مال کا لالچ دیتے ہو؟ وہ تو اللہ نے مجھے تم سے زیادہ دے رکھا ہے تمہارا یہ تحفہ تمہیں ہی مبارک ہو جس پر تم اترا

اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَاۤ

رہے ہوO ان کے پاس واپس چلے جاؤ ہم ان پر ایسے لشکروں سے چڑھائی کریں گے جن کا وہ مقابلہ نہ کر سکیں اور [4]

اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ قَالَ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا

انہیں ذلیل کر کے وہاں سے نکالیں گے اور وہ پست ہوں گے"O اب سلیمان نے کہا: اے اہل دربارا تم

قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ

میں سے کون ہے جو ان کے مطیع ہو کر آنے سے پہلے ملکہ کا تخت میرے پاس لائے؟"O ایک دیو ہیکل جن نے [5]

بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ﴿۳۹﴾

کہا: "آپ کے دربار کو برخواست کرنے سے پہلے میں لا تا ہوں میں اس کی قوت رکھتا ہوں اور امین بھی ہوں"O [6]

1-اس خط سے انبیاء کے انداز تخاطب پہ روشنی پڑتی ہے کس قدر براہ راست (To The Point) خط ہے۔ انداز کس قدر جلالی ہے۔ تصنع اور چاپلوسی سے کس قدر بعید ہے۔

ملکہ سبا کو بھی اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ خط عام خطوط کی طرح نہیں ہے بلکہ بہت ہی اہم ہے مثلاً اسے لانیوالا ایک پرندہ ہے نہ کہ عام ذرائع سے آیا ہے۔ کسی معمولی حاکم کی جانب سے نہ تھا بلکہ شام و فلسطین کی عظیم سلطنت کے فرمانروا کی جانب سے تھا اور اس میں حضرت سلیمان کے پاس حاضری کا حکم دیا گیا تھا۔

2-کسی ملک کے فوجی جب کوئی علاقہ فتح کر کے اس میں داخل ہوتے ہیں تو ان سے کسی کی عزت محفوظ نہیں رہتی۔ مسلمانوں کی تربیت یافتہ افواج کا یہ طریقہ نہیں ہوتا بلکہ اسلام نے جہاد کے بھی آداب بتلائے ہیں۔

3-ملکہ سبا نے یہ دانشمندانہ فیصلہ کیا۔ اگر لڑائی کا فیصلہ کرتی تو خود کو اور اپنی قوم کو بھی مرواتی۔ فوری طور پہ مکمل طور پہ اطاعت کرنا بھی مشکل تھا۔ اس نے درمیانی راہ اختیار کی۔ جس سے اسے مزید غور و خوص کرنے کیلئے وقت مل گیا اور حضرت سلیمان کی سیرت کے بارے میں مزید معلومات حاصل ہو گئیں تو فیصلہ کرنا سہل ہو گیا۔

4-گویا اس ترکیب سے بلقیس کو اندازہ ہو گیا حضرت سلیمان کوئی لالچی بادشاہ نہیں ہیں بلکہ بہت بلند کردار اور سیرت کے مالک ہیں اور ان سے مقابلہ ممکن نہیں۔

5-حضرت سلیمان نے اپنی نبوت کی ایک اور نشانی ملکہ سبا کو دکھلانے کیلئے اس کا عرش طلب کرنے کا فیصلہ کیا۔

آیت میں "واتونی مسلمین" کہا گیا ہے جس سے دو مفہوم مراد لئے جا سکتے ہیں۔

(ا)۔ میرے فرمانبردار ہو کے آؤ۔ آپ چونکہ بادشاہ تھے لہٰذا یہ حکم آپ کی بادشاہت سے متعلق ہوا۔

(ب)۔ دوسرا مفہوم یہ مراد لیا جا سکتا ہے اسلام قبول کر کے مسلمان ہو کے آؤ۔ یہ حکم آپ کی نبوت سے متعلق ہے۔

6-عرش کی قیمتی اشیاء راستے میں خورد برد نہ ہونے دوں گا۔

قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ

پھر ایک اور شخص1 جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہنے لگا: "میں یہ تخت آپ کو آپ کی پلک جھپکنے سے

اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ

پہلے ہی لائے دیتا ہوں"۔ پھر جب سلیمان نے اس تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو پکار اٹھا:

هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۫ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ؕ وَمَنْ

یہ میرے رب کا فضل ہے تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری؟2 اور جو

شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ

کوئی شکر کرے تو اس کا شکر اس کے اپنے ہی لئے مفید ہے اور اگر کوئی ناشکری کرے تو میرا رب بے نیاز اور

كَرِيْمٌ ﴿۴۰﴾ قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْٓ اَمْ تَكُوْنُ

کریم ہے"○ پھر کہا: "اس کے تخت کا حلیہ تبدیل کر دو ہم دیکھیں گے کہ وہ صحیح بات تک پہنچتی ہے یا ان

مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۱﴾ فَلَمَّا جَآءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا

لوگوں سے ہے جو ہدایت پر نہیں آسکتے○ پھر جب ملکہ آگئی تو پوچھا گیا: "کیا تمہارا تخت بھی

عَرْشُكِ ؕ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَ

ایسا ہے؟" وہ کہنے لگی: "یہ تو گویا ہو بہو وہی ہے3 اور ہمیں اس سے پہلے ہی حقیقت حال معلوم ہو گئی تھی4 اور

كُنَّا مُسْلِمِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ

ہم مسلم ہو گئے تھے"○ ملکہ کو (ایمان سے) ان چیزوں نے روک دیا تھا جن کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتی

اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿۴۳﴾ قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ

تھی کیونکہ وہ ایک کافر قوم سے تھی○ اس ملکہ سے کہا گیا کہ "محل میں چلو"

فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ

جب اس نے دیکھا تو سمجھی یہ پانی کا ایک حوض ہے5 چنانچہ اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھا لیا سلیمان نے کہا: یہ تو

صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ؕ قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَ

شیشے کا چکنا فرش ہے تب بول اٹھی: "اے میرے رب! میں (سورج کی عبادت کرکے) اپنے آپ پر ظلم کرتی رہی

اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى

ہوں اور اب میں نے سلیمان کے ساتھ اللہ رب العالمین کی اطاعت قبول کرلی○ اور ہم نے قوم ثمود6

ع ۳ / ۱۸

ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ

کی طرف ان کے بھائی صالح کو7 (یہ پیغام دے کر) بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو تو اسی وقت دو فریق (مومن اور کافر)

يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ

بن کر جھگڑنے لگے8○ صالح نے کہا: میری قوم کے لوگو! تم بھلائی سے قبل برائی کو کیوں جلدی طلب کرتے ہو؟9

الْحَسَنَةِ ۚ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۶﴾

تم اللہ سے بخشش کیوں نہیں طلب کرتے تاکہ تم پر رحم کیا جائے○

1- یہ شخص کون تھا؟ جن تھا یا انسان؟ کونسی کتاب کا علم اسکے پاس تھا؟ اس کے بارے میں قرآن وسنت خاموش ہیں۔

بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ شخص "آصف بن برخیا" تھا اور وہ اسم اعظم جانتا تھا۔ تاہم قرآن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو دعویٰ اس نے کیا تھا وہ پورا کر دکھایا تھا۔ سبا اور یروشلم کا فاصلہ ڈیڑھ دو ہزار کلومیٹر ہے۔

2- شکر کی ضد کفر ہے اور اسلام کی ضد بھی کفر ہے۔ جس طرح اسلام اور شکر کا آپس میں گہرا تعلق ہے اسی طرح ناشکری اور کفر کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ شکر سے نعمت میں اضافہ ہوتا ہے اور ناشکری سے چھن جاتی ہے۔ یہ قانون اللہ کے ہاں بھی ہے اور دنیا میں بھی یہی ہے۔

فرمان الٰہی ہے۔

"اگر تم شکر کروگے تو میں تمہیں اور بھی زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کروگے تو یاد رکھو میرا عذاب بڑا سخت ہے۔"

(ابراہیم 7:14)

حضرت ابوسعید روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔

"جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔"

(ترمذی)

3- حضرت سلیمان نے اسکا جو امتحان لینا چاہا تو وہ اس میں کامیاب ہوگئی۔ سوال یہ تھا کہ "کیا تمہارا عرش بھی اسی طرح کا ہے؟" اور یہ نہ تھا کہ "یہ تمہارا عرش ہے؟" چنانچہ اس نے مناسب ترین جواب دیا۔

4- یہ معجزہ دیکھنے سے پہلے ہی ہمیں آپ کی نبوت کا علم ہو چکا تھا۔

5- حضرت سلیمان کے محل کا فرش اس انداز سے بنایا گیا تھا کہ دیکھنے سے پانی کا گہرا حوض معلوم ہوتا تھا۔

6- ثمود کو عاد ثانی بھی کہا جاتا ہے۔ انکی بستی مدینہ اور تبوک کے درمیان واقع تھی۔ جسے الحجر کہا جاتا ہے۔ انتہائی قد آور، لمبی عمروں والے اور اور پہاڑوں کو تراش کر محلات تعمیر کرتے تھے۔

7- اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی اپنی قوم ہی کا ایک فرد ہوتا ہے نہ جن ہوتا ہے اور نہ فرشتہ اور نہ ہی اللہ کا نور۔

8- یہ صرف حضرت صالح ہی سے خاص نہ تھا بلکہ سب انبیاء کی دعوت و تبلیغ کا یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ یاد رہے کہ کفار مکہ آپ پہ بھی یہی اعتراض کر رہے تھے کہ تم نے گھر گھر لڑائی کروا دی ہے۔ بھائی کو بھائی کا دشمن بنا دیا ہے۔

9- نبی اپنی قوم کو اللہ کی نافرمانی کی صورت میں عذاب سے ڈراتے ہیں اور اطاعت کی صورت میں دنیا جہاں کی کامیابی کی بشارت دیتے ہیں۔ کامیابی کا مطالبہ ترک کرکے عذاب مانگنا بھی کوئی عقلمندی ہے؟

قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ۚ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ

وہ کہنے لگے ہم تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو منحوس[1] سمجھتے ہیں صالح نے کہا: تمہاری نحوست تو اللہ کے پاس ہے

اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ

بلکہ تم آزمائش میں ہو[2]"○ اور اس شہر میں نو سرغنے[3] تھے جو ملک میں تخریب کاریاں ہی کرتے تھے اصلاح کا

فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿٤٨﴾ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَ

کام نہ کرتے○ انہوں نے کہا: "سب آپس میں اللہ کی قسم کھاؤ کہ ہم رات کو صالح اور اس کے گھر والوں پر

اَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿٤٩﴾

شب خون ماریں گے پھر اس کے ولی سے کہیں گے کہ ہم تو اس کے خاندان کی ہلاکت کے موقع پر موجود ہی نہ تھے[4]

وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٥٠﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ

اور یقیناً ہم سچے ہیں"○ چنانچہ انہوں نے ایک چال چلی اور ہم نے ان کی چال لپیٹا دی جس کی انہیں خبر تک نہ

كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۙ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٥١﴾ فَتِلْكَ

ہوئی○ سو دیکھو ان کی چال کا انجام کیا ہوا ہم نے ان سرغنوں اور ان کی قوم سب کو تباہ کر دیا○ سو یہ ان کے خالی

بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا ۗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿٥٢﴾

گھر، اس ظلم کی پاداش میں جو وہ کرتے تھے اس میں ایک عبرت ہے ان کے لئے جو علم رکھتے

وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿٥٣﴾ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ

ہیں○ اور ہم نے ان کو بچا لیا جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کئے رہے○ اور لوط[5] نے جب اپنی قوم

لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿٥٤﴾ اَئِنَّكُمْ

سے کہا: کیا تم سمجھ رکھنے کے باوجود بدکاری کے کام کرتے ہو؟○ کیا تم

لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ

شہوت رانی کے لئے عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس جاتے ہو[6] بلکہ تم تو جہالت

تَجْهَلُوْنَ ﴿٥٥﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْٓا اٰلَ

کے کام کرتے ہو؟○ چنانچہ اس کی قوم کو کوئی جواب بن نہ آیا ماسوا اس کے کہ انہوں نے یہ کہہ دیا لوط

لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿٥٦﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ

اور اس کے ساتھیوں کو اپنے شہر سے نکال دو یہ بڑے پاکباز بنتے ہیں○ چنانچہ ہم نے لوط اور اس کے گھر

اَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۡ قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿٥٧﴾ وَاَمْطَرْنَا

والوں کو بچا لیا ماسوا اس کی بیوی کے جس کے لئے پیچھے رہ جانا ہم نے مقدر کر دیا تھا○ ہم نے ان پر (پتھروں کی)

عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿٥٨﴾ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ

بارش[7] برسائی کیسی بری بارش ان پر ہوئی جنہیں ڈرایا گیا تھا○ آپ کہیئے کہ: سب تعریف اللہ کے لئے ہے

عَلٰي عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ۭ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٥٩﴾

اور اس کے بندوں پر سلامتی ہو جنہیں اس نے انتخاب کیا اللہ بہتر ہے یا وہ جنہیں یہ شریک بنا رہے ہیں○

ع ۴ / ۱۹

1-طیر اڑانے کو کہتے ہیں- عرب پرندوں سے شگوں لیتے تھے- جب وہ کسی اہم کام کا ارادہ کرتے تو پرندہ اڑاتے- اگر دائیں چلا جاتا تو اسے اچھا شگون سمجھتے اور اگر بائیں چلا جاتا تو برا شگون لیتے- اسلام میں اسطرح کا شگون لینا جائز نہیں-

2-حق و باطل کا جو معرکہ برپا ہے یہ میری نحوست نہیں ہے بلکہ اسی کے ذریعے تمہاری آزمائش ہو رہی ہے کہ تم کس گروہ کا ساتھ دیتے ہو-

3- ثمود نے حضرت صالح سے معجزہ طلب کیا- چنانچہ انکی خواہش پر اللہ تعالیٰ نے پہاڑ سے حاملہ اونٹنی برآمد کی جس نے ان کے سامنے بچہ جنا- اس پہ بھی یہ لوگ ایمان نہ لائے بلکہ اللہ تعالیٰ کی اس نشانی کو مار ہی ڈالا- ثمود کا سب سے بدبخت جسکا نام قذار ابن سالف بتایا جاتا ہے آگے لگا- یہ ان نو سرغنوں میں سے سب سے زیادہ بدمعاش اور حرامی تھا- اس پہ حضرت صالح نے انکو تین ایام بعد عذاب الٰہی کا الٹی میٹم دیدیا- جب انہیں الٹی میٹم مل چکا اور انہیں یقین آگیا کہ اب عذاب آیا ہی چاہتا ہے تو انہوں نے حضرت صالح کو بھی قتل کرنے کا فیصلہ کرنیا کہ اب عذاب آہی رہا ہے تو یہ بھی کیوں بچیں یا شائد انہوں نے سوچا ہو کہ عذاب کی اطلاع دینے والے یہی ہیں اگر یہ نہ رہیں تو شائد عذاب بھی ٹل جائے واللہ اعلم-

4-بالکل ٹھیک یہی حالات مکہ میں آپ ﷺ کو بھی پیش آرہے تھے- قریش نے بھی سازش تیار کی کہ ہر قبیلہ کا ایک ایک فرد آئے اور مل کر بلوا کر کے آپ ﷺ کو قتل کر دیا جائے- فرق صرف یہ ہے کہ قریش نے مل کر دیت دینے کا فیصلہ کیا تھا جبکہ ان سرغنوں نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ ہم موقع پہ موجودگی سے ہی انکار کردیں گے- اسکے علاوہ قریش صرف آپ ہی کی زندگی کے درپے تھے جبکہ ثمود کے سرغنے حضرت صالح کے پورے خاندان کو ختم کرنے پہ تلے ہوئے تھے- چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح کو وحی کے ذریعے ہجرت کا حکم دے دیا- آپ اہل ایمان کے ساتھ ہجرت کر کے فلسطین کو چلے گئے تو عذاب الٰہی نے قوم ثمود کو آلیا- دیکھیں (الاعراف 7:79-73)

5-حضرت لوط حضرت ابراہیم کے چچازاد بھائی تھے- آپکی قوم میں سے صرف حضرت لوط ہی ایمان لائے تو حضرت ابراہیم نے سدوم کے علاقہ میں دعوت و تبلیغ کیلئے بھیجا-

6-قوم لوط میں دیگر برائیوں کے علاوہ یہ برائی بھی تھی کہ وہ لواطت یا ہم جنس پرستی کے موجد تھے-

7-قوم لوط کو اللہ تعالیٰ نے پتھروں کی بارش سے نیست و نابود کر دیا اور ان کی بستیاں الٹ دی گئیں-

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ

بھلا آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور آسمان سے تمہارے لئے پانی برسایا

السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ

جس سے ہم نے پربہار باغات اگائے جن کے درختوں کا اگانا[1] تمہارے بس میں نہ تھا کیا اللہ کے

لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ﴿٦٠﴾

ساتھ کوئی دوسرا الٰہ بھی ہے؟ (جو ان کاموں میں اسکا شریک ہو؟" بلکہ یہ لوگ ہیں ہی ناانصافی[2] کرنے والے ○

اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ

بھلا کس نے زمین کو جائے قرار[3] بنایا اور اس کے اندر نہریں بنائیں، اور اس کے لئے

لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ

پہاڑ بنائے[4] (تاکہ ہچکولے نہ کھائے) اور دو سمندروں کے درمیان ایک پردہ[5] بنایا؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور

بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦١﴾ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ

الٰہ ہے؟ بلکہ ان میں سے اکثر علم نہیں رکھتے○ بھلا کون ہے جو لاچار کی فریاد رسی کرتا ہے جب وہ اسے پکارتا

وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ

ہے اور اس کی تکلیف دور کرتا ہے[6] اور (کون) تمہیں زمین کا جانشین بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور

قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٦٢﴾ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ

الٰہ ہے؟ تم لوگ تھوڑا ہی غور کرتے ہو○ بھلا کون ہے جو تمہیں خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں راہ

الْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ

دکھاتا ہے[7] اور اپنی رحمت سے قبل ہواؤں کو بشارت کے طور پر بھیجتا ہے؟[8]

ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٣﴾ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا

کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے؟ اللہ اس شرک سے بہت بلند ہے جو یہ لوگ کرتے ہیں○ بھلا کون خلقت کی

الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ

ابتدا کرتا ہے پھر اس کا اعادہ کرے گا؟[9] اور کون ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟

ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٦٤﴾

کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے؟ آپ ان سے کہئے کہ اگر تم سچے ہو تو اپنی کوئی دلیل لاؤ○

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ

آپ ان سے کہئے کہ:[10] اللہ کے سوا ارض و سماوات کی مخفی چیزوں کو کوئی بھی نہیں جانتا

وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿٦٥﴾ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي

وہ تو یہ بھی نہیں جانتے کہ کب انہیں اٹھایا جائے گا○ بلکہ آخرت کے بارے میں ان کے علم نے گھٹنے ٹیک

الْاٰخِرَةِ ۫ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا ۫ بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ﴿٦٦﴾

دیئے ہیں بلکہ یہ اس کی نسبت شک میں ہیں بلکہ یہ اس سے اندھے ہو چکے ہیں○

1-اللہ تعالیٰ اپنی ربوبیت اور توحید کیلئے بے بہا دلائل کا ذکر فرما رہے ہیں۔ ان دلائل کے کئی انداز اور کئی پہلو ہیں۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ پھیر پھیر کر مختلف مضامین کو ذہن نشین فرماتے ہیں۔ اب بھلا کیا ایک درخت ہی اللہ کے علاوہ کوئی اور ذات بناسکتی ہے؟ صرف ایک درخت کیلئے سب سے پہلے تو ایسی زمین ہونا چاہئے جس میں روئیدگی کی قوت ہو جہاں درخت اپنی جڑیں پھیلا سکے۔ پھر اس کیلئے بارش کی ضرورت ہے پھر سورج کی ضرورت ہے پھر ہوا کی ضرورت ہے۔ پھر درخت ہی پہ کیا منحصر ہے اللہ کے سوا کوئی ایک دانہ اور ایک ایٹم اور ایک مالیکیول بھی نہیں بناسکتا۔

2-عدل کالفظ لغت ذی الاضداد سے ہے۔ اسکامعانی بے انصافی کرنا بھی ہے۔ یہاں یہی مراد ہے۔

3-نہ تو اسکی کشش ثقل (Gravitational Force) اتنی زیادہ ہے کہ انسان زمین میں ہی دھنستا چلا جائے اور نہ ہی اتنی کم ہے کہ فضا میں لڑکنیاں کھاتا پھرے۔

4-زمین کو لرزنے اور ہچکولے کھانے سے روکتے ہیں۔ پہاڑ اپنا یہ عمل دو طریقوں سے انجام دیتے ہیں بطور Weight جس طرح کار کے پہئے کو سیسہ (Lead) لگا کر بیلنس کیا جاتا ہے۔ دوسری طرف زمین کی اوپر والی تہہ کو حرکت کرنے سے بچاتا ہے اس انداز میں اسکا عمل کیل سے مشابہ ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں (النحل 15:16)

5-نمکین اور میٹھے پانی کے دھارے تو ایک ہی سمندر میں ایک ساتھ بہتے ہیں مگر ایک دوسرے میں گھلتے ملتے نہیں۔ دیکھیں (فرقان 53:25)

6-انسان چاہے مسلمان ہو یا کافر جب ہر جانب سے مایوس ہو جاتا ہے۔ ہر سبب ناکام ہو جاتا ہے تو پھر مسبب الاسباب یاد آتا ہے۔ یہ انسان کی جبلت میں ہے۔ اسکا پہلا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ انسان کی طبیعت میں قرار اور سکون پیدا ہو جاتا ہے۔ اضطراب اور مایوسی چھٹنے لگتی ہے اور پھر اللہ ہی مسائل حل فرماتا ہے۔ ایک مسلمان کو ان حالات میں صبر اور صلوٰۃ کے ذریعے اللہ کی استعانت طلب کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

7-جن اشیاء سے بھی انسان اپنا رستہ پہچانتا ہے جیسے ستارے، پہاڑ، روشنی، چاند، سورج۔ یہ سب اشیاء کس نے پیدا کی ہیں؟

8-بارش آنے سے پہلے ٹھنڈی ہوائیں بارش کی خوشخبری دیتی ہیں۔

9-کیا اللہ کے سوا کوئی اور ایک مکھی بھی پیدا کر سکتا ہے؟ انسان تو دور کی بات ہے۔

10-یہ نص قطعی ہے کہ علم غیب اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہے چاہے کوئی جن ہو یا فرشتہ ہو یا نبی ہو ولی ہو۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَإِذَا كُنَّا تُرَابًا وَآبَاؤُنَا أَئِنَّا

اور کافر یہ پوچھتے ہیں کہ: جب ہم اور ہمارے آباء و اجداد مٹی ہو جائیں گے تو کیا پھر (قبروں سے)

لَمُخْرَجُونَ ﴿٦٧﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا هَٰذَا نَحْنُ وَآبَاؤُنَا مِنْ

نکالے جائیں گے؟O یہ بات تو ہمیں اور اس سے قبل ہمارے آباء و اجداد کو بھی کہی جاتی

قَبْلُ إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿٦٨﴾ قُلْ سِيرُوا

رہی ہے یہ تو بس پہلے لوگوں کے قصے ہیںO آپ ان سے کہیے کہ: ذرا زمین

فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ ﴿٦٩﴾

میں چل کر تو دیکھو کہ مجرموں کا انجام کیسا ہوا تھا[1]O

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِي ضَيْقٍ مِمَّا يَمْكُرُونَ ﴿٧٠﴾

(اے نبی ؐ!) آپ ان کے حال پر غمزدہ نہ ہوں اور نہ ہی ان کی چالوں سے دل میں تنگی محسوس کریں[2]O

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٧١﴾ قُلْ

کافر یہ کہتے ہیں کہ: اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ (عذاب کا) کب پورا ہو گاO آپ ان سے کہیے:

عَسَىٰ أَنْ يَكُونَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِي تَسْتَعْجِلُونَ ﴿٧٢﴾

کیا عجب کہ جس عذاب کے جلد آنے کا تم مطالبہ کر رہے ہو اس کا ایک حصہ تمہارے قریب ہی آ لگا ہو[3]O

وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا

اور آپ کا رب تو لوگوں پر بڑے فضل والا ہے[4] لیکن اکثر لوگ شکر

يَشْكُرُونَ ﴿٧٣﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا

نہیں کرتےO اور بلاشبہ تمہارا رب خوب جانتا ہے جو ان کے سینے چھپاتے ہیں[5] اور جو کچھ

يُعْلِنُونَ ﴿٧٤﴾ وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي

ظاہر کرتے ہیںO اور ارض و سماوات کی کوئی مخفی چیز ایسی نہیں جو کتاب مبین

كِتَابٍ مُبِينٍ ﴿٧٥﴾ إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَقُصُّ عَلَىٰ بَنِي

(لوح محفوظ) میں لکھی ہوئی نہ ہو[6]O بلاشبہ یہ قرآن بنی اسرائیل پر اکثروہ باتیں بیان

إِسْرَائِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٧٦﴾ وَإِنَّهُ

کرتا ہے جن میں وہ اختلاف رکھتے ہیں[7]O اور بلاشبہ یہ

لَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٧٧﴾ إِنَّ رَبَّكَ

مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے[8]O یقیناً آپ کا رب

يَقْضِي بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ﴿٧٨﴾

اپنے حکم سے ان کے درمیان فیصلہ کر دے گا اور وہ زبردست اور سب کچھ جاننے والا ہےO

فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۖ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ ﴿٧٩﴾

آپ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیجئے یقیناً آپ صریح حق پر ہیںO

1-وہ علاقے جہاں اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تھا۔ عذاب نے ان کا کیا حشر کیا؟ کھنڈرات کا نظارا کرنے سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ ان لوگوں سے کیا کچھ بیت چکا ہے۔

2-کیوں کہ اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ ان کی چالوں اور مکر کو ان ہی پر لوٹانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

3-جنگ بدر سے یہ عذاب کفار پہ مسلط ہوا اور پھر اسکی شدت میں اضافہ ہی ہوتا رہا حتیٰ کہ فتح مکہ کے بعد کفر کی مکمل بیخ کنی ہو گئی۔ یہ تو دنیا کا عذاب ہوا۔ آخرت کا عذاب تو لازماً شدید ترین ہو گا۔ یہاں "عسیٰ" سے یہ مفہوم نہیں لیا جا سکتا کہ ممکن ہے عذاب آجائے اور ممکن ہے کہ نہ ہی آئے بلکہ یہ شاہانہ انداز کلام ہے اور یقینی ہے۔

4-عذاب سے پہلے مہلت ملنے پہ انہیں شکر گزار ہونا چاہیے تھا۔

5-یہ تو ان کی وہ خباثتیں ہیں جو آپ پہ ظاہر ہو چکی ہیں ابھی وہ اپنے دلوں میں کافی کچھ چھپائے بیٹھے ہیں۔ اللہ وہ بھی خوب جانتا ہے۔

ایک دوسرے مقام پر فرمایا۔

"اے ایمان والو! اپنے سوا کسی (غیر مسلم) کو اپنا رازدار نہ بنانا وہ تمہاری خرابی کیلئے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتے۔ وہ چاہتے ہیں کہ تم مصیبت اٹھاؤ۔ ان کی دشمنی ان کی زبانوں پہ بے اختیار آجاتی ہے اور جو وہ اپنے دلوں میں چھپائے بیٹھے ہیں وہ شدید تر ہے۔"

(آل عمران 118:3)

6-دل کی باتیں بھی اللہ جانتا ہے اور جو ظاہر کرتے ہیں وہ بھی جانتا ہے۔ جو پہلے ہو چکی ہیں وہ بھی جانتا ہے اور مستقبل سے بھی آگاہ ہے۔ نہ صرف آگاہ ہے بلکہ مکمل ریکارڈ بھی رکھتا ہے اور یہ سب کچھ لوح محفوظ میں درج ہے۔

7-یہود و نصاریٰ کی گمراہیاں قرآن بیان کرتا ہے۔ ان کے اختلافات کی وضاحت کرتا ہے۔ اور ان کے اختلافات کے مابین حق کو واضح کرتا ہے۔

8-رحمت اور ہدایت صرف مومنین ہی کیلئے ہے۔ جو ہدایت سے منہ پھیرلیں اور حق سے اعراض کریں وہ قرآن سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا

آپ نہ تو مردوں کو سنا سکتے ہیں[1] اور نہ ایسے بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہیں[2] جو پیٹھ پھیر کر

وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ﴿٨٠﴾ وَمَا أَنتَ بِهَادِي الْعُمْيِ عَن ضَلَالَتِهِمْ ۖ

بھاگے جا رہے ہیں[3]○ اور نہ ہی آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے بچا کر ہدایت پر لا سکتے ہیں

إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ ﴿٨١﴾ وَ

آپ تو صرف ان کو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں پھر فرمانبردار بن جاتے ہیں○ اور

إِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ

(عذاب کی) بات پوری ہونے کا وقت آ جائے گا تو ہم ان کے لئے زمین سے ایک جانور نکالیں[4] گے

تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ ﴿٨٢﴾ وَ

جو ان سے کلام کرے گا کہ (فلاں فلاں) لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں رکھتے تھے○ اور

يَوْمَ نَحْشُرُ مِن كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّن يُكَذِّبُ

جس دن ہم ہر امت سے ایسے لوگوں کی ایک فوج اکٹھی کریں گے جو ہماری آیات کو

بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿٨٣﴾ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوا قَالَ أَكَذَّبْتُم

جھٹلاتی تھی پھر ان کی گروہ بندی کی جائے گی○ حتیٰ کہ جب سب آ جائیں گے تو اللہ پوچھے گا کہ: کیا تم نے

بِآيَاتِي وَلَمْ تُحِيطُوا بِهَا عِلْمًا أَمَّاذَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٨٤﴾

میری آیات کو جھٹلایا حالانکہ علمی لحاظ سے تم نے ان کا احاطہ نہیں کیا[5] اگر یہ نہیں تو پھر تم کیا کرتے رہے؟○

وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِم بِمَا ظَلَمُوا فَهُمْ لَا يَنطِقُونَ ﴿٨٥﴾

اور ان کے ظلم کی وجہ سے ان پر (عذاب کی) بات پوری ہو جائے گی پھر وہ بول نہ سکیں گے[6]○

أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا اللَّيْلَ لِيَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ

کیا وہ غور نہیں کرتے کہ ہم نے رات اس لئے بنائی کہ وہ اس میں آرام کریں اور دن کو روشن بنایا

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٨٦﴾ وَيَوْمَ يُنفَخُ

(کام کے لئے) اس میں بھی ان لوگوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں جو ایمان لاتے ہیں○ اور جس دن صور

فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ

پھونکا جائے گا[7] تو جو کوئی بھی آسمانوں میں یا زمین میں ہو گا سب گھبرا اٹھیں گے

إِلَّا مَن شَاءَ اللَّهُ ۚ وَكُلٌّ أَتَوْهُ دَاخِرِينَ ﴿٨٧﴾ وَتَرَى الْجِبَالَ

بجز ان کے جنہیں اللہ بچانا چاہے اور سب حقیر بن کر اللہ کے حضور پیش ہو جائیں گے○ اس دن تو سمجھے

تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ۚ صُنْعَ اللَّهِ

گا کہ پہاڑ جمے ہوئے ہیں حالانکہ وہ بادل کی سی چال چل رہے ہوں گے[8] اور یہ اللہ کی قدرت کا کرشمہ

الَّذِي أَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ إِنَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَفْعَلُونَ ﴿٨٨﴾

ہو گا جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا ہے۔ بلاشبہ تم جو کام کر رہے ہو وہ اس سے باخبر ہے○

1-سیاق کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت دل کے مردے کے بارے میں ہے۔ تاہم معنی کے اعتبار سے عام ہے۔

2-اس آیت میں اور اس سے اگلی آیت میں ان ان کفار کے حق سے اعراض کی شدت کی وضاحت کی گئی ہے۔

3-بہرہ شخص اشاروں سے کچھ نہ کچھ بات کی حقیقت کو پالیتا ہے مگر جو بہرہ بھی ہو اور اسکے ساتھ الٹے رخ بھاگتا بھی جارہا ہو وہ ہدایت کو کیا سمجھے گا۔ یہاں تو بہرہ ہونے کے ساتھ الٹے رخ بھاگنے کے علاوہ دل بھی مردہ ہوچکا ہے اور آنکھیں بھی ہدایت کیلئے اندھی ہیں کہ بھاگتے بھاگتے بھی کچھ اشارہ بھی پلے نہیں پڑ سکتا۔

4-دابتہ = (مادہ دب ب) ایسا جاندار جو ہلکی چال چلتا ہو۔ مذکر مونث دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ یہ دابتہ الارض قرب قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

''تین باتیں جب ظاہر ہو جائیں اس وقت کسی کو ایمان لانے کا کچھ فائدہ نہ ہو گا الا یہ کہ وہ پہلے سے ایمان لاچکا ہو اور نیک اعمال کرتا رہا ہو۔ ایک سورج کا مغرب سے طلوع ہونا دوسرے دجال کا نکلنا اور تیسرے دابتہ الارض کا خروج۔'' (مسلم)

5-علمی انداز میں تم نے جانچا ہی نہ تھا اور نہ ہی اسکی کوئی کوشش کی بس جھٹ سے انکار کر دیا۔

6-شرم وندامت کے مارے گنگ ہو جائیں گے یا انہیں کوئی جواب نہ بن پڑے گا یہ وہ کیفیت ہے جبکہ عدالت کے تقاضے پورے کرنے کیلئے انکے منہ پہ مہر لگا دی جائے گی اور دیگر اعضاء بولیں گے۔

7- نفخہ یعنی صور پھونکنے کی تعداد کیا ہے اس میں اختلاف ہے۔ کم از کم تعداد دو ہے یعنی نفخہ اولیٰ (جس سے سب لوگ ہلاک ہو جائیں گے) اور نفخہ ثانیہ (جس سے سب لوگ زندہ ہو کر اٹھیں گے) جو لوگ تین نفخے کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں پہلے نفخہ کے بعد لوگ بے ہوش ہو جائیں گے۔ دوسرے میں ہلاک اور تیسرے میں دوبارہ جی اٹھیں گے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (الزمر 68:39)

8-جب قیامت برپا ہو گی تو اس وقت پہاڑوں جیسی مضبوط اشیاء کا یہ حال ہو گا۔ جیسے فرمایا۔

''جس دن لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہوں گے اور پہاڑ مختلف رنگوں کی دھنکی ہوئی اون کی طرح۔''

(القارعۃ 101:5-4)

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ

جو شخص اس دن بھلائی لے کر آئے گا اسے اس سے بہتر بدلہ[1] ملے گا اور ایسے ہی لوگ اس دن گھبراہٹ سے امن

اٰمِنُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ۭ هَلْ

میں ہوں گے[2]○ اور جو برائی لائے گا تو ایسے لوگ اوندھے منہ جہنم میں پھینک دیئے جائیں گے اور تمہیں

تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ

اتنا ہی بدلہ ملے گا جو تم کام کرتے رہے○ (اے نبی کہہ دیجئے): مجھے تو یہی حکم ہوا ہے کہ میں اس شہر (مکہ) کے

الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ ۡ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ

مالک حقیقی کی اطاعت کروں جس نے اسے احترام بخشا[3] اور ہر چیز کا مالک ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں

الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ

فرمانبردار بنوں○ اور یہ قرآن پڑھ کر سناؤں اب جو ہدایت پر آتا ہے تو اپنے ہی فائدہ کے لئے آتا[4] ہے اور جو

وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۹۲﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ

گمراہ ہوا تو آپ کہہ دیجئے کہ میں تو ایک ڈرانے والا ہوں○ نیز کہہ دیجئے کہ سب تعریف اللہ کی ہے

سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾

وہ عنقریب تمہیں اپنی نشانیاں دکھلائے[5] گا تو تم پہچان لوگے اور جو تم کرتے ہو اس سے تمہارا رب غافل نہیں○

سُوْرَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

آیات ۸۸ (۲۸) سورۃ قصص مکی ہے (۴۹) رکوع ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

طٰسٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ

طسم[6]○ یہ واضح کتاب (قرآن) کی آیات ہیں○ ہم آپ کو موسیٰ[7] اور فرعون کے بالکل سچے حالات

مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳﴾ اِنَّ فِرْعَوْنَ

پڑھ کر سناتے ہیں ان لوگوں کے (فائدے کے) لئے جو ایمان لاتے ہیں○ بلاشبہ فرعون نے ملک (مصر)

عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَاۗىِٕفَةً

میں سرکشی اختیار کر رکھی تھی اور اپنی رعیت کو کئی گروہ بنا دیا تھا ان میں سے ایک گروہ (بنی اسرائیل) کو

مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَاۗءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَاۗءَهُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ

بہت کمزور بنا رکھا تھا۔ وہ اس کے لڑکوں کو تو قتل[8] کرا دیتا مگر لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتا۔ بلاشبہ وہ (معاشرہ میں)

الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴﴾ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَي الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا

فساد پیدا کرنے والوں سے تھا○ اور ہم یہ چاہتے تھے کہ جس گروہ کو اس ملک

فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَىِٕمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۵﴾

میں کمزور بنایا گیا تھا ان پر احسان کریں، انہیں سرکردہ بنائیں اور (اس ملک مصر کے) وارث بنائیں○

1-یہ اللہ تعالیٰ کا نیک لوگوں پہ احسان ہوگا۔ اللہ کا عام ضابطہ یہ ہے کہ ہر نیکی کا بدلہ دس گناہ دیا جائے گا۔ فرمان الٰہی ہے۔
"جو کوئی نیکی کرے تو اس کیلئے دس گناہ اجر ہے اور جو برائی کرے تو اسے صرف اسی کا بدلہ ملے گا۔"
(الانعام 160:6)
اللہ خلوص نیت کی بنیاد پہ بدلہ سات سوگنا یا اس سے بھی زیادہ بلاحد و حساب بھی بڑھا دے گا۔ فرمان الٰہی ہے۔

2-دنیا میں انسان کا مشاہدہ ہے کہ جس آنیوالی مصیبت کا انسان پہلے سے علم رکھتا ہو اسکے وقوع ہونے پہ زیادہ پریشان نہیں ہوتا۔ چنانچہ قیامت اور بعد میں پیش آنے والے واقعات پہ ایک مومن کا ایمان پہلے ہی سے ہوگا دوسرا یہ کہ انہیں ان کے اچھے اعمال کا بدلہ ان کی توقع سے بڑھ کر مل رہا ہوگا۔

3-جس کی وجہ سے عرب بھر میں اے قریش مکہ تمہارا احترام کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے تمہاری معیشت خوب پھل پھول رہی ہے۔ تمہارے تجارتی قافلے بلاخوف سفر کرتے ہیں۔

4-نہ تمہارے دل میں ہدایت ٹھونسنے کا مجھے اختیار دیا گیا ہے اور نہ ہی میں اس بارے میں مسئول ہوں۔

5-مسلمانوں کی لحظہ لحظہ فتح و نصرت اور کفار کی ذلت و شکست حتیٰ کہ فتح مکہ کے وقت کفر کا سر توڑ دیا گیا اور واضح نشانی کے طور پہ سب نے دیکھ لیا کہ اللہ کی نصرت کس کے ساتھ ہے؟

6-یہ حروف مقطعات ہیں۔ انکا درست مفہوم متعین کرنا مشکل ہے۔ غالباً یہ عرب ادباء کو چیلنج ہے کہ یہ قرآن انہی حروف سے مرکب ہے اگر تمہیں اس میں شک ہے تو تم بھی اس جیسا کلام بنالاؤ۔ تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (البقرہ 1:2)

7-انبیاء کے ذکر میں عموماً حضرت موسیٰ کا ذکر پہلے اور تفصیل کے ساتھ کیا گیا ہے کیونکہ حضرت موسیٰ کو شدید تر حالات کا سامنا تھا۔ انکی قوم غلامی، ذلت اور رسوائی کی زندگی گزار رہی تھی۔ فرعون ظلم اور استبداد کی تمام حدیں گزر چکا تھا۔ حضرت موسیٰ اور ان پہ ایمان لانیوالوں کی فتح سے آپ ﷺ کو خوشخبری دی گئی اور کفار کو فرعون کے انجام کے ذریعہ ڈرایا گیا ہے۔

8-رعمیسس دوم سے پہلے بھی حکمران طبقہ نے قبطیوں پہ بے پناہ مظالم ڈھا رکھے تھے جبکہ بنی اسرائیل کو شودر کا درجہ دے دیا گیا حتیٰ کہ رعمیسس دوم نے بنی اسرائیل کے نوزائیدہ لڑکوں کو قتل کرانا شروع کردیا غالباً کسی قوم کیلئے دنیا میں سب سے بڑی آزمائش یہی تھی کہ اپنے بچوں کو اپنے ہاتھوں قتل کیلئے پیش کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے "بلاء عظیم" بہت بڑی آزمائش قرار دیا ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں (البقرہ 49:2)

وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا

اور ہم انہیں اس ملک میں اقتدار بخشیں اور فرعون اور ہارون اور ان کے لشکروں کو وہی کچھ دکھادیں

مِنْهُمْ مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ ﴿٦﴾ وَأَوْحَيْنَا[2] إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ

جس کا انہیں (بنی اسرائیل سے) خطرہ تھا[1]○ ہم نے موسیٰ کی والدہ کی طرف الہام کیا کہ اس بچے

أَرْضِعِيهِ ۖ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا

(موسیٰ) کو دودھ پلاتی رہو پھر جب تجھے اس (کے قتل) کا خطرہ[3] ہو تو اسے دریا میں ڈال دینا اور نہ خوف

تَحْزَنِي ۖ إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٧﴾

اور غم کھانا ہم اس بچے کو تیری طرف ہی لوٹا دیں گے اور اسے اپنا رسول بنا دیں گے○

فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا ۗ إِنَّ

چنانچہ فرعون کے گھر والوں نے اس بچے کو اٹھا لیا کہ[4] وہ ان کے لئے عداوت اور رنج کا باعث بنے بلاشبہ

فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا كَانُوا خَاطِئِينَ ﴿٨﴾ وَقَالَتِ

فرعون، ہامان اور ان کے لشکر خطاکار لوگ تھے○ اور فرعون کی بیوی

امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِي وَلَكَ ۖ لَا تَقْتُلُوهُ ۖ

فرعون سے کہنے لگی: یہ بچہ تو میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، اسے قتل نہ کرو،

عَسَىٰ أَنْ يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٩﴾

کیا عجیب کہ یہ ہمارے لئے مفید ثابت ہو یا ہم اسے اپنا بیٹا بنا لیں[5] اور وہ (انجام سے) بے خبر تھے○

وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ مُوسَىٰ فَارِغًا ۖ إِنْ كَادَتْ لَتُبْدِي بِهِ

اور موسیٰ کی والدہ کا دل سخت بے قرار ہو گیا[6] اور اگر ہم اس کی ڈھارس نہ بندھاتے تو قریب تھا کہ وہ

لَوْلَا أَنْ رَبَطْنَا عَلَىٰ قَلْبِهَا لِتَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠﴾

راز فاش کر دیتی (اور) تاکہ وہ (موسیٰ کو واپس لوٹانے کے وعدہ پر) یقین کرنے والوں سے ہو جائے○

وَقَالَتْ لِأُخْتِهِ قُصِّيهِ ۖ فَبَصُرَتْ بِهِ عَنْ جُنُبٍ وَهُمْ

چنانچہ اس نے موسیٰ کی بہن سے کہا کہ: اس بچے کے پیچھے چلتی جاؤ"۔[7] چنانچہ وہ آنکھیں بچا کر اسے دیکھتی رہی

لَا يَشْعُرُونَ ﴿١١﴾ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ

اور دوسروں کو اس کا پتہ نہ چلا○ اور ہم نے پہلے ہی موسیٰ پر دائیوں کا دودھ حرام کر دیا تھا۔ اس وقت موسیٰ

هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ

کی بہن نے کہا: کیا میں تمہیں ایسے گھرانے کا پتہ بتلاؤں جو تمہارے لئے اس کی پرورش کریں[8] اور وہ اس (بچہ)

نَاصِحُونَ ﴿١٢﴾ فَرَدَدْنَاهُ إِلَىٰ أُمِّهِ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ

کے خیر خواہ بھی ہوں؟○ چنانچہ ہم نے موسیٰ کو اسکی والدہ ہی کی طرف لوٹا دیا تاکہ وہ اپنی آنکھ ٹھنڈی کرے اور

وَلِتَعْلَمَ أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٣﴾

غمزدہ نہ رہے اور یہ جان لے کہ اللہ کا وعدہ سچا[9] ہے لیکن اکثر لوگ یہ بات نہیں جانتے○

1-خطرہ انہیں یہی تھا کہ بنی اسرائیل کہیں پھر سے اس قابل نہ ہو جائیں کہ ہمارے مدمقابل کھڑے ہوں یا ہماری حکومت وسلطنت چھین لیں۔

2-وحی کا لغوی معنی خفی اور تیز اشارہ ہے۔ اس معنی میں وحی ام موسیٰ پہ بھی ہوئی۔ یہ فرشتوں کے خطاب کی صورت میں بھی ہو سکتی ہے جیسا کہ حضرت مریم کو ہوئی۔ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ

میں نے آپ ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ آپ پر وحی کیسے آتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کبھی تو ایسے آتی ہے جیسے گھنٹے کی جھنکار اور یہ وحی مجھ پر سخت گراں گزرتی ہے۔ جب فرشتے کا کہا ہوا مجھے یاد ہو جاتا ہے تو یہ موقوف ہو جاتی ہے اور کبھی فرشتہ فرد کی صورت میں میرے پاس آتا ہے مجھ سے بات کرتا ہے۔ میں اسکا کہا ہوا یاد کر لیتا ہوں۔ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے آپ کو اسی حال میں دیکھا کہ سخت سردی کے دن میں آپ پر وحی نازل ہوتی اور پھر موقوف ہو جاتی اور آپکی پیشانی سے پسینہ نکلتا۔ (بخاری)

3-جبکہ فرعون نے یہ قانون بنا رکھا تھا کہ بنی اسرائیل کے ہاں جو بھی بچہ پیدا ہو وہ قتل کیلئے لایا جائے۔ اس مقصد کیلئے غالباً جاسوس دائیوں سے مدد لی جاتی تھی۔

4-دریائے نیل کی موجیں حضرت موسیٰ کے ٹوکرے کو فرعون کے محلات کی جانب لے گئیں وہاں شاہی کارندوں نے بچے کو اٹھا کر فرعون کو پیش کر دیا یا خود فرعون نے دیکھ کر دریا سے نکالنے کا حکم دیا۔

5-حضرت موسیٰ کی شکل بہت پیاری تھی اور کہا جاتا ہے کہ فرعون بے اولاد تھا لہٰذا فرعون کی بیوی نے اسے اپنا بچہ بنانے کی سفارش کی۔

6-حضرت موسیٰ کی والدہ نے وحی الٰہی کی تعمیل کرتے ہوئے بچے کو دریا کے حوالے تو کر دیا مگر ممتا کی ماری کو صبر نہ آتا تھا بار بار خیال آتا کہ کسی کو اس واقعہ سے مطلع کر کے بچے کو دریا سے نکالنے کا کہہ دے مگر اس میں کئی خطرات تھے۔ حضرت موسیٰ کے قتل کا خطرہ بھی تھا چنانچہ یہ بھی اللہ کی مہربانی تھی کہ ام موسیٰ کو قرار بخشا اور راز فاش نہ ہوا۔

7-ام موسیٰ کے دو بیٹے موسیٰ وہارون اور ایک ان کی بڑی بہن تھی۔ غالباً حضرت موسیٰ سے آٹھ دس سال بڑی ہوگی۔ ام موسیٰ نے ایک احتیاطی تدبیر یہ کی کہ بیٹی کو ہدایت کی کہ حضرت موسیٰ پہ اس انداز سے نظر رکھے کہ دوسروں کو اندازہ نہ ہو کہ یہ اسکی بہن ہے۔

8-اللہ کا فیصلہ پورا ہو کر رہتا ہے۔ حالات چاہے کتنے ہی ناموافق کیوں نہ ہوں۔ فرعون اور اسکے ساتھی باوجود اتنی بڑی سلطنت کے سیاہ وسفید کے مالک ہونے کے انکے دماغ میں یہ بات نہ آسکی کہ بچہ اگر سب دودھ پلانے والیوں کے دودھ پینے سے انکار کر رہا ہے تو اس کمسن بچی کو کیسے معلوم ہوا کہ فلاں دودھ پلانے والی کا دودھ پی لے گا اور اگر واقعی اس نے پینا شروع کر دیا ہے تو اسکی کیا وجہ ہے؟ آخر اس بچے کی بھی تو کوئی ماں ہے کہیں وہ یہی تو نہیں؟ سبحان اللہ

9-اسطرح حضرت موسیٰ کو نہ صرف اللہ نے ماں کی گود مہیا کر دی بلکہ اپنے ہی گھر واپس لوٹا دیا۔ اسطرح اللہ نے وہ وعدہ جو ام موسیٰ سے کیا تھا پورا کر دیا۔

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰۤی اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ

اور جب موسیٰ بلوغت کو پہنچے اور پورے توانا ہو گئے تو ہم نے انہیں قوت فیصلہ اور علم[1] عطا کیا اور ہم نیک

نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۴﴾ وَدَخَلَ الْمَدِیْنَةَ عَلٰی حِیْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ

لوگوں کو ایسی ہی جزا دیا کرتے ہیں○ اور موسیٰ شہر میں اس وقت داخل ہوئے جب اہل شہر غفلت میں[2]

اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِیْهَا رَجُلَیْنِ یَقْتَتِلٰنِ ۫ هٰذَا مِنْ شِیْعَتِهٖ وَهٰذَا

تھے وہاں موسیٰ نے دو آدمیوں کو، آپس میں لڑتے ہوئے دیکھا ان میں ایک تو موسیٰ کی اپنی قوم سے تھے اور

مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِیْ مِنْ شِیْعَتِهٖ عَلَی الَّذِیْ مِنْ

دوسرا دشمن قوم سے[3]، جو موسیٰ کی اپنی قوم سے تھا اس نے موسیٰ سے اس کے خلاف فریاد کی جو دشمن قوم

عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰی فَقَضٰی عَلَیْهِ ۫ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ ؕ

سے تھا۔ موسیٰ نے اسے مکا مارا تو اس کا کام تمام کر دیا[4]، موسیٰ نے کہا: یہ ایک شیطانی حرکت ہے۔

اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۱۵﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ

بلاشبہ شیطان صریح بہکانے والا دشمن ہے○ پھر دعا کی: "اے رب! بلاشبہ میں نے اپنے پر ظلم کیا لہٰذا مجھے معاف[5]

فَغَفَرَ لَهٗ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۶﴾ قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ

فرما دے چنانچہ اللہ نے اسے معاف کر دیا بلاشبہ وہ بڑا بخشنے والا رحیم ہے○ پھر کہا: "رب! تو نے مجھ

فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِیْرًا لِّلْمُجْرِمِیْنَ ﴿۱۷﴾ فَاَصْبَحَ فِی الْمَدِیْنَةِ خَآئِفًا

پر انعام کیا ہے[6] لہٰذا میں کبھی مجرموں[7] کا مددگار نہ بنوں گا○ پھر اگلی صبح احتیاط سے بھانپتے ہوئے شہر میں

یَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِی اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ یَسْتَصْرِخُهٗ ؕ قَالَ

داخل ہوئے کیا دیکھتے ہیں کہ جس نے کل ان سے مدد مانگی تھی (پھر) ان سے فریاد طلب کر رہا ہے موسیٰ

لَهٗ مُوْسٰۤی اِنَّكَ لَغَوِیٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۱۸﴾ فَلَمَّاۤ اَنْ اَرَادَ اَنْ یَّبْطِشَ

نے اسے جواب دیا: تو تو صریح گمراہ شخص ہے[8]○ پھر جب موسیٰ نے ارادہ کیا کہ دشمن قوم کے

بِالَّذِیْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ یٰمُوْسٰۤی اَتُرِیْدُ اَنْ تَقْتُلَنِیْ

آدمی پر حملہ کرے تو وہ پکار اٹھا: "موسیٰ! کیا تم مجھے بھی مار ڈالنا چاہتے ہو

كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْاَمْسِ ۖ اِنْ تُرِیْدُ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا

جیسے کل تم نے ایک آدمی کو مار ڈالا تھا؟[9] تم تو ملک میں جبار بن کر

فِی الْاَرْضِ وَمَا تُرِیْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِیْنَ ﴿۱۹﴾ وَجَآءَ

رہنا چاہتے ہو اصلاح نہیں کرنا چاہتے"[10]○ اور (اس واقعہ کے بعد) ایک شخص

رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ یَسْعٰی ۫ قَالَ یٰمُوْسٰۤی اِنَّ الْمَلَاَ

شہر کے پرے کنارے سے دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا: "موسیٰ! اہل دربار تیرے

یَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِیَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّیْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِیْنَ ﴿۲۰﴾

متعلق[11] مشورہ کر رہے ہیں کہ تمہیں قتل کر ڈالیں لہٰذا نکل جاؤ میں یقیناً تمہارا خیرخواہ ہوں"○

1- دینی تعلیم آپ کو اپنے گھر میں ورثہ سے ملی۔ حضرت یوسف کو گزرے ہوئے لگ بھگ دو صدیاں ہی گزری تھیں۔ یہ لوگ حضرت یعقوب اور حضرت یوسف کی تعلیمات سے واقف تھے۔ بعد میں آپ شاہی خاندان کے فرد بنے تو آپ کو جہانبانی کے امور کی مہارت بھی میسر آگئی۔ یہاں حکمت سے مراد نبوت نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ آپ کو بعد میں ملی۔

2- جس وقت عام طور پہ لوگ سوئے ہوئے ہوتے ہیں۔ جیسے طلوع فجر سے پہلے۔ رات کو یا دوپہر کو۔

3- ایک اسرائیل سے یعنی سبطی تھا اور دوسرا قوم فرعون سے یعنی قبطی تھا۔

4- اس قبطی کا قتل حضرت موسیٰ کے ایک مکہ سے خطا کے طور پہ ہو گیا۔ جبکہ حضرت موسیٰ کا ارادہ ہرگز یہ نہ تھا۔

5- غفر کا ایک معنی تو وہی ہے جسکا ترجمہ میں ذکر کیا گیا ہے دوسرا معنی پردہ پوش کرنا بھی ہے۔

6- یہاں جس انعام کا ذکر ہے وہ ان کی خطا پر پردہ ڈالنا ہے۔

7- یہاں مجرمین سے کون مراد ہیں؟ اکثر مفسرین نے حکمران طبقہ مراد لیا ہے جنہوں نے بنی اسرائیل پہ ہر قسم کے مظالم روا رکھے ہوئے تھے اور حضرت موسیٰ بنی اسرائیل سے ہونے کے باوجود شاہی خاندان کے فرد شمار ہوتے تھے۔ اسکی تفصیل آیت نمبر 4 میں گزر چکی ہے۔

8- کہ ہر روز کسی نہ کسی سے الجھتے رہتے ہو۔

9- بے وقوف کی دوستی بھی نقصان دیتی ہے۔ اسرائیلی کو یہ خوف لاحق ہوا کہ کہیں آج موسیٰ میرے اوپر ہی ہاتھ نہ ڈالیں، تو وہ بک پڑا۔

10- لڑائی جھگڑے میں صلح وصفائی کا طریقہ نہیں اختیار کرتے بلکہ کسی کو مار ہی ڈالتے ہو۔

11- جب اس قبطی کے قاتل کی مخبری ہو گئی تو درباریوں نے حضرت موسیٰ کے قتل کا فیصلہ کر لیا۔ دربار میں ایک شخص حضرت موسیٰ کا خیرخواہ تھا اس نے جلدی سے آکر یہ اطلاع پہنچائی اور جلدی سے اس علاقہ سے نکل جانے کا مشورہ دیا۔

فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ ؗ قَالَ رَبِّ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۱﴾

چنانچہ موسیٰ ڈرتے اور خطرہ کو بھانپتے ہوئے نکلے[1] اور دعا کی: "رب! مجھے ان ظالم لوگوں سے بچالے" O

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰی رَبِّیْۤ اَنْ یَّهْدِیَنِیْ سَوَآءَ

پھر جب انہوں نے زمین کی طرف رخ کیا تو کہنے لگے: امید ہے میرا رب مجھے ٹھیک راستے پر

السَّبِیْلِ ﴿۲۲﴾ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَیْهِ اُمَّةً مِّنَ

ڈال دے گا O پھر جب وہ مدین[2] کے کنویں پر پہنچے تو دیکھا کہ بہت سے لوگ (اپنے جانوروں کو)

النَّاسِ یَسْقُوْنَ ۬ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَیْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ

پانی پلا رہے ہیں اور ان سے ہٹ کر ایک طرف دو عورتیں (اپنی بکریوں کو) روکے ہوئے کھڑی ہیں۔ موسیٰ نے

قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ؕ قَالَتَا لَا نَسْقِیْ حَتّٰی یُصْدِرَ الرِّعَآءُ ٚ وَاَبُوْنَا

پوچھا تمہارا کیا معاملہ ہے؟ کہنے لگیں: "ہم اس وقت پانی پلا نہیں سکتیں جب تک یہ چرواہے نہ لوٹ جائیں اور

شَیْخٌ كَبِیْرٌ ﴿۲۳﴾ فَسَقٰی لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰۤی اِلَی الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّیْ

ہمارا باپ بہت بوڑھا ہے"[3] O چنانچہ موسیٰ نے ان کی بکریوں کو پانی پلا دیا پھر ایک سائے دار جگہ پر جا

لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ﴿۲۴﴾ فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِیْ عَلَی

بیٹھے اور کہا: "میرے رب! جو بھلائی بھی تو مجھ پر نازل کرے میں اس کا محتاج ہوں"[4] O اتنے میں ان عورتوں

اسْتِحْیَآءٍ ؗ قَالَتْ اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْكَ لِیَجْزِیَكَ اَجْرَ مَا سَقَیْتَ لَنَا ؕ

سے ایک شرماتی ہوئی آئی[5] اور کہا: "آپ نے ہماری بکریوں کو پانی پلایا ہے تو میرا باپ آپ کو بلاتا ہے تاکہ آپ کو

فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَیْهِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ ٙ نَجَوْتَ مِنَ

صلہ دے"۔ پھر جب موسیٰ ان کے پاس آئے اور اپنا حال سنایا تو انہوں نے کہا: "ڈرو نہیں تم نے

الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا یٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ؗ اِنَّ خَیْرَ

ان ظالموں سے نجات پالی"[6] O ان میں سے ایک بولی: ابا جان! اسے اپنا نوکر رکھ لیجئے یقیناً بہترین آدمی جسے

مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنِّیْۤ اُرِیْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ

آپ رکھنا چاہیں یہی ہو سکتا ہے جو طاقتور اور امین ہو"[7] O شعیب نے کہا (موسیٰ!) میں چاہتا ہوں کہ اپنی دونوں

اِحْدَی ابْنَتَیَّ هٰتَیْنِ عَلٰۤی اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ

بیٹیوں میں سے ایک کا تجھ سے اس شرط پر نکاح کر دوں[8] کہ تم میرے ہاں آٹھ برس ملازمت کرو اور اگر

عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَاۤ اُرِیْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَیْكَ ؕ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ

دس سال پورے کر دو تو تمہاری مہربانی۔ میں[9] اس معاملہ میں تم پر سختی نہیں چاہتا۔ انشاء اللہ! تم مجھے ایک خوش

شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ ذٰلِكَ بَیْنِیْ وَبَیْنَكَ ؕ اَیَّمَا الْاَجَلَیْنِ

معاملہ آدمی پاؤ گے" O موسیٰ نے کہا: یہ بات میرے اور آپ کے درمیان طے ہو گئی جونسی مدت بھی

قَضَیْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَیَّ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی مَا نَقُوْلُ وَكِیْلٌ ﴿۲۸﴾ ع

میں پوری کروں مجھ پر کوئی دباؤ نہ ہو گا اور جو ہم قول و اقرار کر رہے ہیں اس پر اللہ نگہبان ہے" O

1-کہیں فرعون کے ہرکاروں کے قابو نہ آجائیں۔

2-مدین فرعون کی سلطنت کی حدود سے باہر تھا اور مصر سے آٹھ ایام کی مسافت پہ تھا۔ مدین حضرت اسحاق کے بیٹے کا نام تھا اور اہل مدین انہی کی نسل سے تھے۔ حضرت موسیٰ حضرت یعقوب کی اولاد سے تھے چنانچہ اہل مدین سے حضرت موسیٰ کا نسبی تعلق بھی تھا۔

3-نہ تو وہ خود بکریاں چرا سکتا تھا اور نہ ہی انہیں پانی پلانے کیلئے آسکتا ہے چنانچہ ہمیں ہی یہ کام کرنے پڑتے ہیں۔ ہم مردوں کی طرح پانی تو نہیں نکال سکتیں چنانچہ سب کے جانے کے بعد بچا کھچا پانی پلاتی ہیں یا آہستہ آہستہ سے تھوڑا تھوڑا کر کے پانی نکالتی ہیں۔ یا اس لئے کہ بھیڑ بھاڑ میں مردوں سے اختلاط نہ ہو۔

4-یہ بہت پیاری دعا ہے اور بہت ہی پیارا انداز ہے۔ اس دعا میں قیام وطعام اور دیگر تمام ضروریات کا بیان بھی آگیا ہے جنہیں خود حضرت موسیٰ بھی نہ جانتے ہوں۔

5-چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ دعا فوراً قبول فرمائی۔ شرم وحیا کسی لڑکی کی کتنی اہم صفت ہے؟ اسکا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکا بطور خاص ذکر فرمایا۔

6-فرعون اور اسکے درباریوں اور فوجوں کا یہاں کنٹرول نہیں ہے لہٰذا تم فکر نہ کرو۔ لڑکیوں کا باپ کون تھا اکثر مفسرین اس جانب گئے ہیں کہ وہ حضرت شعیب تھے تاہم اس کی کوئی قطعی دلیل نہیں ہے۔

7-مفسرین نے حضرت ابن مسعودؓ سے نقل کیا ہے کہ انہیں حضرت موسیٰ کی طاقت کا اندازہ ایسے ہوا کہ انہوں نے اکیلے ہی کنویں پہ پڑا ہوا پتھر اٹھایا جسے دس آدمی مل کر اٹھاتے تھے اور امانت کا اندازہ ایسے ہوا کہ جو لڑکی آپ کو لینے آئی آپ نے اسے کہا کہ تم میرے پیچھے پیچھے چلی آؤ اور پیچھے ہی سے گھر کا رستہ بتاتی رہو۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی بھی کام کیلئے ملازم میں یہ خصوصیات ہونی ضروری ہیں۔ ایک تو یہ کہ متعلقہ کام کی مہارت اور قدرت ہو دوسرا امین ہو۔

8-معلوم ہوا کہ لڑکی کے والد کا از خود رشتہ کی تجویز پیش کرنا معیوب نہیں ہے۔

9-حضرت شعیب کے ہاں کوئی بیٹا تو نہ تھا اس لئے انہیں باہر کے کام کاج کیلئے کسی ملازم کی ضرورت تھی مگر مسئلہ یہ پیدا ہوا کہ جواں آدمی کو گھر کیسے رکھا جائے جبکہ وہاں دو لڑکیاں بھی موجود ہوں۔ چنانچہ اس نکاح سے سارے مسائل حل ہو گئے۔ بعض لوگوں نے اس واقعہ سے ایک اور بحث چھیڑ دی ہے کہ آیا لڑکی کا باپ لڑکی کے حق مہر سے اپنے لئے کچھ لے سکتا ہے حالانکہ یہ حق مہر نہ تھا بلکہ نکاح کی ایک شرط تھی۔ نکاح کے معاہدہ میں کوئی بھی شرط باہمی افہام و تفہیم سے رکھی جاسکتی ہے جو کہ شریعت کی بنیادی تعلیمات کے منافی نہ ہو۔ جیسے یہ شرط کہ نکاح کے بعد بھی لڑکی تعلیم جاری رکھے گی اور اسے تعلیم ترک کرنے پر مجبور نہ کیا جائے۔

فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖۤ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ

پھر جب موسیٰ نے وہ مدت پوری کر لی اور اپنے اہل خانہ کو لے کر چلے تو طور (پہاڑ) کے ایک طرف انہیں

الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْۤ اٰتِیْكُمْ

آگ نظر آئی انہوں نے اپنی اہلیہ سے کہا: تم یہاں ٹھہرو میں نے ایک آگ دیکھی ہے شاید میں

مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿۲۹﴾

وہاں سے تمہارے لئے کوئی (راستہ کی) خبر[1] یا آگ کا کوئی انگارا ہی اٹھا لاؤں تاکہ تم سینک سکو O

فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ

پھر جب موسیٰ وہاں پہنچے[2] تو وادی کے دائیں کنارے مبارک خطہ کے

الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ یّٰمُوْسٰۤى اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۰﴾

ایک درخت سے آواز آئی کہ: "اے موسیٰ! میں ہی اللہ ہوں سارے جہانوں کا رب O اور

وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى

(اللہ نے حکم دیا) کہ اپنی لاٹھی[3] پھینکو۔ پھر جب موسیٰ نے اس (پھنکتی ہوئی) لاٹھی کو سانپ کی طرح بل کھاتے دیکھا

مُدْبِرًا وَّلَمْ یُعَقِّبْ ؕ یٰمُوْسٰۤى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۫ اِنَّكَ مِنَ

تو موسیٰ پیٹھ پھیر کر پیچھے ہٹے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) آگے بڑھو اور ڈرو نہیں

الْاٰمِنِیْنَ ﴿۳۱﴾ اُسْلُكْ یَدَكَ فِیْ جَیْبِكَ تَخْرُجْ بَیْضَآءَ مِنْ

تمہیں کچھ نہیں ہو گا O (نیز) اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو وہ بغیر کسی تکلیف کے چمکتا ہوا

غَیْرِ سُوْٓءٍ ۫ وَّاضْمُمْ اِلَیْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ

نکلے گا۔ اور اگر ڈر محسوس ہو تو اپنا بازو اپنے جسم سے لگا لو[4]۔ سو یہ تیرے رب کی طرف سے دو

مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَاۡئِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ﴿۳۲﴾

معجزے ہیں جنہیں تم فرعون اور اس کے درباریوں کے سامنے پیش کر سکتے ہو وہ بڑے نافرمان لوگ ہیں O

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ ﴿۳۳﴾

موسیٰ نے عرض کیا: میرے رب! میں نے ان کے ایک آدمی کو مار ڈالا تھا لہٰذا مجھے خطرہ ہے کہ وہ مجھے مار

وَاَخِیْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّیْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِیَ رِدْاً

ڈالیں گے O اور میرے بھائی ہارون کی زبان مجھ سے زیادہ صاف[5] ہے اسے میرے ساتھ بطور معاون بھیج

یُّصَدِّقُنِیْۤ ۫ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یُّكَذِّبُوْنِ ﴿۳۴﴾ قَالَ سَنَشُدُّ

دے تاکہ وہ میری تصدیق کرے مجھے خطرہ ہے کہ وہ مجھے جھٹلا دیں گے" O اللہ نے فرمایا "ہم

عَضُدَكَ بِاَخِیْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا یَصِلُوْنَ

تیرے بھائی سے تیرا بازو مضبوط کر دیں گے اور تم دونوں کو ایسا غلبہ عطا کریں گے کہ وہ تم دونوں پر

اِلَیْكُمَا ۚۛ بِاٰیٰتِنَاۤ ۚۛ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ﴿۳۵﴾

دست درازی نہ کر سکیں گے ہمارے معجزات سے تم دونوں اور تمہارے پیروکار ہی غالب رہیں گے" O

معانقة ۱۱ عند المتاخرین

1- حضرت موسیٰ کو اپنے آبائی وطن اور گھر والوں کی یاد ستائی تو عرصہ دس سال بعد دوبارہ ادھر کا رخ کیا۔ واپسی میں رستہ بھول گئے۔ اندھیری اور سرد رات میں یہ واقعہ رونما ہوا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"میں نے جبرئیل سے پوچھا کہ موسیٰ نے کون سی مدت پوری کی انہوں نے کہا جو زیادہ مکمل اور زیادہ پوری ہے۔"

(مستدرک حاکم)

2- جب حضرت موسیٰ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ یہ روشنی ایک درخت سے پھوٹ رہی ہے اور اس میں سے نہ تو دھواں ہی اٹھ رہا ہے اور نہ ہی وہ درخت جل رہا ہے بلکہ ہرا بھرا ہے۔ مقامی لوگ جس درخت کی نشاندھی کرتے ہیں ان میں یہ بات نسل بعد نسل سے چلتی آ رہی ہے کہ یہ درخت ہزاروں سال سے ایسے ہی ہرا بھرا ہے۔

3- اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔

(ا)۔ معجزات کا صدور نبی کی اپنی جانب سے نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور کئی دفعہ نبی کو علم بھی نہیں ہوتا کہ کیا ہونیوالا ہے۔

(ب)۔ طبعی خوف ہر کسی کو لاحق ہو سکتا ہے اور اس میں کچھ حرج بھی نہیں ہے۔

4- حضرت موسیٰ کو جب اس سانپ سے ڈر محسوس ہوا تو اسکا علاج بتلا دیا گیا کہ بازو کو جسم سے چمٹا لو اس سے خوف جاتا رہے گا۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہ عام ہے کہ کسی بھی وقت جب خوف محسوس ہو اس طرح سے نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔

5- اسرائیلی روایات کے مطابق حضرت موسیٰ کی لسان میں لکنت تھی اور اسی وجہ سے پیدا ہوئی کہ آپ نے بچپن میں ایک انگارہ پکڑ کر اپنے منہ پہ رکھ لیا تھا جبکہ آپ کے سامنے انگارہ اور دیگر اشیاء رکھی گئی تھیں ہمیں یہ واقعہ تسلیم کرنے میں تامل ہے۔

کسی بچے کے سامنے اگر انگارہ پڑا بھی ہو تو اگر وہ پکڑ بھی لے تو فوراً دور پھینکے گا نہ کہ اٹھا کر منہ میں ڈالے گا۔ اسکے علاوہ لکنت کا تعلق لسان سے زیادہ دماغ سے ہے۔ ہم قرآن کریم کی اس آیت سے بس اتنا ہی سمجھتے ہیں کہ آپکی لسان میں وہ فصاحت نہ تھی جو کہ حضرت ہارون کی لسان میں تھی۔ ویسے بھی یہاں حضرت موسیٰ کا کلام نقل کیا گیا ہے اور ایسے موقعوں پہ انسان کسر نفسی سے کام لیتا ہے۔

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ

پھر جب موسیٰ ہمارے واضح معجزات لے کر ان (فرعونیوں) کے پاس آئے تو وہ کہنے لگے: یہ تو محض شعبدہ کی

مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَقَالَ

قسم کا سحر ہے اور ایسی باتیں تو ہم نے اپنے سابقہ آباء واجداد سے کبھی سنی ہی نہیں O موسیٰ نے

مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ

کہا: اس کا حال تو میرا رب ہی جانتا ہے جو اس کی طرف سے ہدایت لے کر آیا ہے اور جس کے لئے

لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ

دار آخرت ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ ظالم لوگ کبھی فلاح نہیں پاتے" O اور فرعون نے کہا:

يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ فَاَوْقِدْ لِيْ

"اے درباریو! میں تو اپنے علاوہ تمہارے لئے کسی الٰہ کو جانتا نہیں[1] سو اے ہامان![2] تو

يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى

مٹی (کی اینٹوں کو) آگ سے پکا۔ پھر میرے لئے ایک اونچی عمارت تیار کرو تاکہ میں موسیٰ کے الٰہ کو

اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَاسْتَكْبَرَ

جھانک سکوں[3] اور میں اسے جھوٹا آدمی ہی سمجھتا ہوں O اور فرعون اور اس

هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا

کے لشکر اس ملک میں ناحق ہی بڑے بن بیٹھے تھے اور انہیں یقین ہو گیا تھا کہ ہمارے حضور

لَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ

واپس نہ لائے جائیں گے O چنانچہ ہم نے فرعون اور اس کے سب لشکروں کو پکڑا اور سمندر میں پھینک دیا

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً

اب دیکھ لو کہ ان ظالموں کا انجام کیسا ہوا؟ O نیز ہم نے انہیں جہنم کی طرف دعوت

يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾

دینے والے سرغنے بنا[4] دیا اور قیامت کے دن انہیں کہیں سے مدد نہ مل سکے گی O

وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ

ہم نے اس دنیا میں ان کے پیچھے لعنت لگا دی اور قیامت کے دن ان کا

مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ

بہت برا حال ہو گا O پہلی نسلوں کو ہلاک کرنے کے

مِنْ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ

بعد ہم نے موسیٰ کو کتاب دی جس میں لوگوں کے لئے بصیرت افروز

لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۳﴾

دلائل، ہدایت اور رحمت تھی تاکہ وہ سبق حاصل کریں O

ع ۴

1- دلیل سے عاری لوگ حق بات کو جھٹلانے کیلئے یہی بہانہ کر دیتے ہیں۔ فرعون اور اسکے آباؤاجداد کئی پشتوں سے قانونی اور سیاسی اختیارات میں اپنے اوپر کسی برتر ذات کے قائل نہ تھے۔ اسی بات کو انکی خدائی سے تعبیر کیا گیا ہے۔

2- ہامان فرعون کا وزیر اور مشیر تھا۔

3- یہ اسکی گستاخی اور ہٹ دھرمی اور تمسخر تھا وہ بھی دوسرے مشرکوں کی طرح خالق کائنات اللہ ہی کو سمجھتا تھا۔ آل فرعون سورج دیوتا کے پجاری تھے۔ پھر بیل کی عبادت بھی عام تھی۔ اس کی دلیل درج ذیل آیت میں ملتی ہے۔

"قوم فرعون کے سردار کہنے لگے کہ کیا تو موسیٰ اور اس کی قوم کو (یونہی) چھوڑ دے گا کہ وہ زمین میں فساد کریں۔ تجھے اور تیرے الٰہ کو چھوڑ دیں۔"

(الاعراف 127:7)

فرعون کی طرح ایسی ایک متکبرانہ بات ماضی قریب کی نام نہاد سپرپاور روس نے کہی تھی۔ روس کے خلاباز جب خلا (Space) میں چاند سے ہو کر آئے تو کہنے لگے کہ ہمیں تو کہیں مسلمانوں کا خدا نہیں ملا۔ یہ کائنات کتنی بڑی ہے؟ اصل حقیقت تو خالق کائنات ہی جانتا ہے۔ درج ذیل معلومات سے اندازہ ہونے میں مدد ملے گی۔

کائنات میں فاصلوں کی پیمائش کیلئے جو اکائی استعمال کی جاتی ہے اسے نوری سال (Light Year) کہتے ہیں یہ وہ فاصلہ ہے جو روشنی ایک سال میں طے کرتی ہے۔ اس کی مقدار $(9.46 \times 10^{12} Km)$ ہے۔

جس کہکشاں میں ہمارا نظام شمسی (Solar System) واقع ہے اسے (Milky Way Galaxy) کہتے ہیں۔ اس کا قطر ایک لاکھ نوری سال (100000 Light years) ہے۔ اس میں لگ بھگ ایک سو بلین ستارے دریافت ہو چکے ہیں۔ Milky way سے اگلی کہکشاں 8 لاکھ نوری سال (800000 Light years) کے فاصلے پہ واقع ہے ابھی تک بیسیوں ملین کہکشائیں (Tens of Millions Galaxies) دریافت ہو چکی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کائنات میں موجود ستاروں (Stars) کی تعداد کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا تاہم ان کی تعداد بلین بلین $(Billion Billion=10^{24})$ سے زیادہ ہی ہے۔ دیکھئے صفحہ نمبر 140

The Guinness's Encyclopedia of Science

یہ بے وقوف ایک نوری سال کے بھی کئی ہزارویں حصے کا فاصلہ طے کر آئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔

یہ متکبرانہ اور گستاخانہ بات کرنے والے فرعون کو اللہ تعالیٰ نے سمندر میں ڈبو کر اس کی لاش کو دنیا کیلئے نشان عبرت بنا چھوڑا۔ دور جدید کے متکبرانہ نظام روس کو بھی اللہ تعالیٰ نے تمام جدید ترین ٹیکنالوجی کی دسترس کے باوجود ٹکڑے ٹکڑے کر کے دنیا کیلئے نشان عبرت بنا دیا ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

4- جیسے فرمایا

"یوم قیامت اپنی قوم کو آگ کی جانب لے جائے گا اور انہیں آگ میں ڈال دے گا۔"

(ھود 98:11)

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ إِذْ قَضَيْنَا إِلَى مُوسَى الْأَمْرَ وَمَا

اور جب ہم نے موسیٰ کے امر (رسالت) کا فیصلہ کیا تھا تو آپ ﷺ (طور کی) غربی جانب موجود نہ تھے اور نہ ہی

كُنْتَ مِنَ الشَّاهِدِينَ ﴿٤٤﴾ وَلَٰكِنَّا أَنْشَأْنَا قُرُونًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ

(اس واقعہ کے) گواہ تھے[1] ○ اس کے بعد ہم نے کئی نسلیں پیدا کیں اور ان پر بہت زیادہ مدت بیت

الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِي أَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا

چکی ہے اور آپ مدین کے باشندے بھی نہ تھے[2] کہ انہیں ہماری آیات پڑھ کر سناتے

وَلَٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ﴿٤٥﴾ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا

مگر ہم (آپ کو رسول بنا کر اس وقت کی خبریں) بھیج رہے ہیں ○ نیز آپ طور کے کنارے پر نہ تھے جب ہم نے

وَلَٰكِنْ رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَا أَتَاهُمْ مِنْ نَذِيرٍ

(موسیٰ کو) ندا کی لیکن یہ آپ کے رب کی رحمت ہے (کہ آپ کو یہ خبریں دیں) تاکہ ان لوگوں کو ڈرائیں جن

مِنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٤٦﴾ وَلَوْلَا أَنْ تُصِيبَهُمْ

کے ہاں آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا[3] شاید وہ نصیحت قبول کریں ○ اور ایسا نہ ہو کہ انہیں ان

مُصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَيَقُولُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ

کی اپنی کرتوتوں کی وجہ سے کوئی مصیبت پہنچے تو کہنے لگیں: "ہمارے رب! تو نے ہماری طرف کوئی رسول

إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٧﴾ فَلَمَّا

کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیری آیات کی اتباع کرتے اور ایمان لانے والوں میں ہو جاتے[4] ○ پھر جب ہماری طرف

جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا لَوْلَا أُوتِيَ مِثْلَ مَا

سے ان کے پاس حق آگیا تو انہوں نے کہہ دیا: اسے ویسے معجزات کیوں نہیں دیئے گئے جیسے موسیٰ کو دیئے

أُوتِيَ مُوسَىٰ ۚ أَوَلَمْ يَكْفُرُوا بِمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ مِنْ قَبْلُ ۖ

گئے تھے"۔ کیا یہ لوگ ان معجزات کا انکار نہیں کر چکے[5] جو پہلے موسیٰ کو دیئے گئے تھے؟ کہتے ہیں کہ: "یہ دونوں

قَالُوا سِحْرَانِ تَظَاهَرَا وَقَالُوا إِنَّا بِكُلٍّ كَافِرُونَ ﴿٤٨﴾

(تورات اور قرآن) سحر ہیں جو ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں[6]" اور کہتے ہیں کہ: "ہم کسی کو نہیں مانتے ○

قُلْ فَأْتُوا بِكِتَابٍ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ هُوَ أَهْدَىٰ مِنْهُمَا أَتَّبِعْهُ

آپ کہیے: اگر تم سچے ہو تو اللہ کی طرف سے تم کوئی کتاب[7] لے آؤ جو ان دونوں سے بڑھ کر رہنمائی

إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٤٩﴾ فَإِنْ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا

کرنے والی ہو، میں بھی اسی کی اتباع کروں ○ پھر اگر وہ جواب نہ دے سکیں تو جان لیجیے کہ وہ صرف

يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ ۚ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ

اپنی خواہشات کے پیچھے پڑے ہیں اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی ہدایت کو چھوڑ کر محض

هُدًى مِنَ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿٥٠﴾ ع ۵

اپنی خواہش کے پیچھے لگا ہوا ہو اور اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا ○

1- حضرت موسیٰ کے حالات اور خاص طور پہ نبوت عطا ہونے کے وقت آپ موجود نہ تھے۔ اس کے باوجود آپ انہیں آنکھوں دیکھے حال کی طرح یہ واقعات اس تفصیل سے بتا رہے ہیں تو یہ آپ کی نبوت کی صریح دلیل نہیں؟

2- اس کے علاوہ آپ مدین میں بھی نہ تھے۔ اور نہ صرف وہاں نہ تھے بلکہ واقعات بیتے ہوئے بھی لگ بھگ دو ہزار برس گزر چکے ہیں اور اس عرصہ میں اندازاً چالیس نسلیں گزر چکی ہوں گیں۔ وحی الٰہی کے علاوہ اور کونسا ذریعہ ایسے واقعات بتلانے کیلئے ہو سکتا ہے؟

3- اہل مکہ کیلئے حضرت اسماعیل کے بعد کوئی نبی نہ آیا حتیٰ کہ آپ کی بعثت ہوئی۔

4- اگر آپ ﷺ کو مبعوث نہ کیا جاتا تو یہ لوگ اعتراض کر سکتے تھے۔

5- یعنی موسیٰ علیہ السلام کی کتاب تورات کی طرح یہ قرآن یک دم ہی کیوں نہ نازل ہو گیا یعنی یہ چونکہ متفرق نازل ہوا ہے تو یہ اللہ کی جانب سے نہیں ہے بھلا یہ کیا دلیل ہوئی؟ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ قرآن کے خواص میں سے ایک اہم خاصیت ہے کہ یہ مختلف مواقع پہ وقفہ وقفہ سے نازل ہوتا رہا۔ اس سے تو آپ ﷺ کے دل کو اللہ تعالیٰ جما دیتے۔ مومنین کے ایمان کے اضافہ کا سبب ہوتا۔ اسی طرح معاندین کے اعتراضات کا جواب نازل ہوتا۔ دوسری جانب تو کیا موسیٰ کی قوم یہ معجزات دیکھ کر ایمان لے آئی تھی؟ یا یہی قریش مکہ حضرت موسیٰ کے ان معجزات کی وجہ سے تورات پہ ایمان لاتے ہیں؟ اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر ان کا یہ مطالبہ محض کٹ حجتی ہے۔

6- تورات اور قرآن۔ دوسری قرات میں "ساحران" ہے تو اسکا مفہوم یوں ہوگا کہ قوم موسیٰ نے موسیٰ وہارون دونوں کو ساحر کہہ دیا یا قریش مکہ حضرت موسیٰ اور حضرت محمد ﷺ دونوں کو ساحر کہتے ہیں۔

7- میں صبح شام الہامی کتاب پڑھ کر تمہیں سناتا ہوں جس میں تمہارے اعتراضات کا مدلل جواب ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ مختلف مضامین اور دلائل مختلف پیرایوں میں بیان ہو رہے ہیں۔ اب تم تو مان کر نہیں دیتے تو پھر کیا تمہارے پاس کسی الہامی کتاب کی دلیل ہے تو لے آؤ ورنہ تم تو محض اپنی نفس پرستی کے غلام ہو۔

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٥١﴾ الَّذِينَ

اور ہم انہیں لگاتار (نصیحت کی) باتیں پہنچاتے رہے ہیں تاکہ وہ نصیحت کو قبول کریں○ جن لوگوں

آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِهِ هُمْ بِهِ يُؤْمِنُونَ ﴿٥٢﴾ وَإِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ

کو اس سے پہلے ہم نے کتاب دی تھی وہی اس (قرآن) پر ایمان لاتے ہیں○ اور جب انہیں پڑھا جاتا ہے

قَالُوا آمَنَّا بِهِ إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهِ مُسْلِمِينَ ﴿٥٣﴾

تو کہتے ہیں "ہم اس پر ایمان لاتے ہیں کہ یہ ہمارے رب کی طرف سے سچ ہے ہم اس سے پہلے بھی تابع فرمان

أُولَٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا وَيَدْرَءُونَ

تھے○ یہی ہیں جنہیں انکا اجر دو بار دیا جائے گا اس ثابت قدمی کے بدلے میں اور برائی کا جواب بھلائی سے

بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ﴿٥٤﴾ وَإِذَا سَمِعُوا

دیتے ہیں اور جو ہم نے انہیں دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں○ اور جب کوئی لغو بات

اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ

سنتے ہیں تو اس سے کنارہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں "ہمارے لئے ہمارے اعمال اور تمہارے لئے تمہارے

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ ﴿٥٥﴾ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ

اعمال تم پر سلام! ہم جاہلوں سے تعلق نہیں رکھنا چاہتے"○ (اے نبی!) جسے آپ چاہیں اسے ہدایت

أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ

نہیں دے سکتے اللہ ہی ہے جو جس کو چاہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں

بِالْمُهْتَدِينَ ﴿٥٦﴾ وَقَالُوا إِنْ نَتَّبِعِ الْهُدَىٰ مَعَكَ نُتَخَطَّفْ

کو خوب جانتا ہے○ اور کافر کہتے ہیں: "اگر ہم تمہارے ساتھ ہدایت کی اتباع کریں تو ہم تو اپنے ملک سے اچک

مِنْ أَرْضِنَا ۚ أَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَهُمْ حَرَمًا آمِنًا يُجْبَىٰ إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ

لئے جائیں" کیا ہم نے پرامن حرم کو ان کا جائے قیام نہیں بنایا جہاں ہماری طرف سے رزق کے طور پر ہر طرح

كُلِّ شَيْءٍ رِزْقًا مِنْ لَدُنَّا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٥٧﴾

کے پھل کھچے چلے آتے ہیں؟ لیکن ان میں سے اکثر لوگ جانتے نہیں○

وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيشَتَهَا ۖ فَتِلْكَ مَسَاكِنُهُمْ

اور کتنی ہی بستیوں کو ہم نے تباہ کردیا جو اپنی معیشت پر اترایا کرتی تھیں سو یہ ہیں ان کے گھر (ویران پڑے ہوئے)

لَمْ تُسْكَنْ مِنْ بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيلًا ۖ وَكُنَّا نَحْنُ الْوَارِثِينَ ﴿٥٨﴾ وَ

ان میں سے چند ہی گھر ہوں گے جو ان کے بعد آباد ہوئے اور آخر ہم ہی ان کے وارث ہوئے○ اور

مَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ حَتَّىٰ يَبْعَثَ فِي أُمِّهَا رَسُولًا يَتْلُو

آپ کا رب کسی بستی کو ہلاک نہیں کرتا حتیٰ کہ کسی مرکزی بستی میں رسول نہ بھیج لے جو انہیں ہماری

عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرَىٰ إِلَّا وَأَهْلُهَا ظَالِمُونَ ﴿٥٩﴾

آیات پڑھ کر سنائے نیز ہم صرف ایسی بستی کو ہی ہلاک کرتے ہیں جس کے رہنے والے ظالم ہوں○

1-حق اور ہدایت کی باتیں چاہے آپ کے ذریعے یا آپ سے پہلے الہامی کتابوں کے ذریعے۔

2-وہ اہل کتاب مراد ہیں جو آپ پر ایمان لائے۔

3-ایسے مخلص لوگ پہلے بھی اللہ کیلئے فرمانبردار تھے۔ یعنی وہ تو پہلے ہی سے مسلمان تھے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"تین شخص ایسے ہیں جنہیں دوہرا اجر دیا جائیگا ان میں سے ایک وہ یہودی یا نصرانی ہے جو پہلے اپنے نبی پر ایمان رکھتا تھا پھر رسول اللہ ﷺ پر ایمان لاکر مسلمان ہوگیا۔" (بخاری)

4-یدرؤن کا مادہ درء ہے جسکا معنی دفع کرنا' دور کرنا یا زائل کرنا ہے۔ اسکا ایک معنی تو وہی ہے جو کہ ترجمہ میں ذکر کیا گیا ہے اور دوسرا معنی یہ ہے کہ اپنی برائیوں یا غلطیوں کا وبال اچھے کاموں سے دور کرتے ہیں۔

5-یہاں وہ سلام مراد ہے جو کسی سے علیحدہ ہوتے وقت کہیں۔ مفہوم یہ ہے کہ وہ ایسے لوگوں یا کاموں میں نہیں الجھتے جو کہ وقت کے ضیاع کا باعث ہوں۔

6-سعید بن مسعود ﷛ کے والد مسیب بن حزن کہتے ہیں کہ

جب ابو طالب کی وفات کا وقت آیا تو آپ ﷺ انکے گھر تشریف لے گئے وہاں دیکھا کہ ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ پہلے ہی وہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ نے ابو طالب سے فرمایا۔ "چچا جان اگر آپ لا الہ الا اللہ کہہ لیں تو یوم قیامت اللہ تعالیٰ کے ہاں دلیل پیش کرسکوں گا۔" ابوجہل اور عبداللہ بن ابی ربیعہ کہنے لگے ابو طالب کیا تم عبدالمطلب کا دین چھوڑ دوگے؟ آخر ابو طالب نے آخری بات جو کی وہ یہ تھی کہ میں عبدالمطلب کے دین پر مرتا ہوں اور لا الہ الا اللہ کہنا قبول نہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم میں اس وقت تک تمہارے لئے دعا کرتا رہوں گا جب تک اس سے منع نہ کیا جاؤں تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔

﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ﴾

"نبی اور ایمان لانیوالوں کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ مشرکین کیلئے بخشش مانگیں۔" (التوبہ 113:9)

اور ابو طالب کے بارے میں یہ آیت اتاری ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ﴾ "(اے محمد!) آپ جسے چاہیں اسے ہدایت نہیں دے سکتے۔" (القصص 56:28)

7-حرم کی برکت کی وجہ سے ہی قریش کو عزت اور احترام حاصل تھا اور انکی تجارت خوب چمکتی تھی۔ اب کیا اللہ تعالیٰ ایمان لانے کے بعد ان نعمتوں میں اضافہ کرے گا یا چھین لے گا؟

8-اس سے معلوم ہوا کہ ہر چھوٹی چھوٹی بستی میں نبی مبعوث نہیں کیا جاتا بلکہ مرکزی مقامات پہ بھیجا جاتا ہے اور اسطرح مضافاتی بستیوں میں بھی نبی کی دعوت پہنچ جاتی ہے۔

وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا ۚ وَمَا

تمہیں جو کچھ بھی دیا گیا ہے وہ بس دنیوی زندگی کا سامان اور اس کی زینت ہے[1] اور جو کچھ

عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٠﴾ اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا

اللہ کے ہاں ہے وہ بہتر اور دائمی ہے کیا تم سوچتے نہیں؟[2]○ بھلا جسے ہم نے کوئی اچھا وعدہ

حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ

دیا ہو اور وہ اسے پانے والا ہو، اس کی طرح ہو سکتا ہے جسے ہم نے دنیاوی زندگی کا سامان دے رکھا ہو پھر وہ

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿٦١﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ

قیامت کے دن (جوابدہی کے لئے) پیش کیا جانے والا ہو؟○ جس دن اللہ انہیں پکارے گا اور پوچھے گا: "کہاں

شُرَكَاۗءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿٦٢﴾ قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ

ہیں وہ جنہیں تم میرا شریک سمجھا کرتے تھے[3]○ اور وہ (مزعومہ شریک) جن پر عذاب کی بات واجب ہو جائے

الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَاۗءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا ۚ اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۚ تَبَرَّاْنَآ

گی کہیں گے: اے رب! ہم نے ان کو گمراہ کیا تھا (اور) انہیں ایسے گمراہ کیا جیسے ہم خود گمراہ تھے اب ہم

اِلَيْكَ ۡ مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ ﴿٦٣﴾ وَقِيْلَ ادْعُوْا شُرَكَاۗءَكُمْ

آپ کے سامنے برات کا اظہار کرتے ہیں انہوں نے ہماری عبادت نہیں کی[4]○ اور ان سے کہا جائے گا اپنے

فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَرَاَوُا الْعَذَابَ ۚ لَوْ اَنَّهُمْ

شریکوں کو پکارو۔ چنانچہ وہ پکاریں گے مگر یہ شریک انہیں کچھ جواب نہ دیں گے اور سب عذاب دیکھ لیں گے کاش

كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ ﴿٦٤﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اَجَبْتُمُ

وہ ہدایت پانے والے ہوتے○ اور جس دن اللہ انہیں پکارے گا اور پوچھے گا کہ: "تم نے رسولوں کو

الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٦٥﴾ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْاَنْۢبَاۗءُ يَوْمَىِٕذٍ فَهُمْ لَا

کیا جواب دیا تھا؟"[5]○ تو اس دن انہیں (جواب دینے کو) کوئی بات بھی سجھائی نہ دے گی نہ ہی وہ آپس میں ایک

يَتَسَاۗءَلُوْنَ ﴿٦٦﴾ فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰٓى اَنْ

دوسرے سے کچھ پوچھ سکیں گے[6]○ البتہ جس شخص نے توبہ کر لی اور ایمان لایا اور نیک عمل کئے تو امید ہے کہ

يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ ﴿٦٧﴾ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ وَيَخْتَارُ ۭ مَا

وہ فلاح پا سکے[7]○ اور آپ کا رب جو چاہے پیدا کرتا ہے اور جسے چاہے (اپنے کام کو) منتخب کر لیتا ہے انہیں

كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٨﴾ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ

اسکا کچھ اختیار نہیں[8] اللہ پاک ہے اور جو یہ شریک بناتے ہیں اس سے وہ بالاتر ہے○ اور آپکا رب خوب

مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٦٩﴾ وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَهُ

جانتا ہے جو وہ اپنے سینوں میں چھپاتے اور جو ظاہر کرتے ہیں○ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں○

الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٧٠﴾

اسی کے لئے حمد ہے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی حکم اسی کا چلتا ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے○

1- یہ بھی کفار کے اس اعتراض کا جواب ہے جس کا ذکر آیت نمبر 57 میں کیا گیا ہے۔

2- اگر اس نے اللہ اور اسکے رسول کے احکامات کو پس پشت ڈال کر دنیا کا مفاد حاصل کیا ہو گا تو اس صورت میں یہ مذموم ہے اور آخرت میں وبال کا باعث ہو گا۔ ورنہ دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائی طلب کرنے کی ہمیں دعا سکھلائی گئی ہے۔

"اور کچھ ایسے ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچالے۔ ایسے لوگوں کا اپنی کمائی کے مطابق (دونوں جگہ) حصہ ہے"۔

(البقرہ 2:200-202)

3- آج تم انہیں اپنی مدد کیلئے بلاتے کیوں نہیں ہو؟ اور وہ آتے کیوں نہیں؟

4- یہ سوال تو مشرکین سے کیا جائے گا مگر وہ کچھ جواب نہ دے سکیں گے تو جنوں اور انسانوں میں سے ان کے معبود بول اٹھیں گے کہ اصل میں تو یہ اپنے مفادات کے تحفظ اور خواہشات کی اتباع میں ہمارے پیچھے لگے تھے۔ لہٰذا ہماری عبادت کی بجائے وہ اپنی خواہشات کی عبادت کرتے رہے ہیں۔ آج ہم ان سے برات کا اظہار کرتے ہیں۔ یوم قیامت سب مشرکین اور ان کے جھوٹے معبود ایک دوسرے سے دشمنی اور نفرت کریں گے۔

5- توحید کے بعد رسالت کے متعلق سوال کیا جا رہا ہے۔

6- اس دن کی دہشت، اپنے برے اعمال کی مذمت سے انکی حالت یہ ہو گی کہ انہیں کچھ نہ سوجھے گا۔ اتنی بھی جرات نہ ہو گی کہ کسی اور سے ہی پوچھ کر جواب دیدیں۔

7- یہ شاہانہ انداز کلام ہے اور اسکا مفہوم یہ ہے کہ یقینی طور پہ ایسے لوگ فلاح پائیں گے۔

8- خالق کو ہی مخلوق کی حقیقت کا درست علم ہو سکتا ہے اور اسی علم کی بنا پہ وہ نبی اور رسول کا انتخاب کرتا ہے یا ان کیلئے اوامر و نواہی کا صدور کرتا ہے۔ نہ ہی وہ خالق ہیں اور نہ ہی انکے پاس اس سلسلہ میں کچھ اختیارات ہو سکتے ہیں۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ

آپ ان سے پوچھیے: بھلا دیکھو تو! اگر اللہ قیامت کے دن تک ہمیشہ تم پر رات ہی طاری

الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ؕ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ﴿۷۱﴾

کر دیتا تو اللہ کے سوا کوئی الٰہ ہے جو تمہیں روشنی لا دیتا؟ کیا تم سنتے[1] نہیں؟○

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ

(یا) ان سے پوچھیے بھلا دیکھو! اگر اللہ قیامت کے دن تک ہمیشہ تم پر دن

الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ؕ اَفَلَا

ہی چڑھائے رکھتا تو اللہ کے سوا کوئی الٰہ ہے جو تمہارے لئے رات لے آتا جس میں تم آرام کر سکتے؟[2] کیا

تُبْصِرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا

تم دیکھتے نہیں○ یہ اس کی رحمت ہے کہ اس نے تمہارے لئے رات اور دن بنائے تاکہ تم (رات کو) آرام

فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾ وَيَوْمَ

کر سکو اور دن کو اس کا فضل تلاش کر سکو۔ (اگر سوچو) تو شاید تم اس کے شکر گزار بن جاؤ○ اور جس دن

يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۷۴﴾

اللہ انہیں پکارے گا اور پوچھے گا: "کہاں ہیں وہ جنہیں تم میرا شریک خیال کرتے تھے؟"○

وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ

اور ہم ہر ایک امت سے ایک گواہ نکال لیں[3] گے پھر اسے کہیں گے کہ: "اس شرک پر اپنی دلیل پیش کرو

فَعَلِمُوْٓا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۷۵﴾

انہیں معلوم ہو جائے گا کہ بات اللہ ہی کی سچی تھی اور جو وہ افترا کرتے تھے انہیں یاد نہ آئے گا○

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۪ وَاٰتَيْنٰهُ

بلاشبہ قارون موسیٰ کی قوم (بنی اسرائیل) سے تھا؛ پھر وہ اپنی قوم کی خلاف ہو گیا[4] (اور دشمن قوم سے مل گیا) اور ہم

مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ ق

نے اسے اتنے خزانے دیئے تھے جن کی چابیاں ایک طاقتور جماعت بمشکل اٹھا سکتی تھی

اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ﴿۷۶﴾

ایک دفعہ[5] اس کی قوم کے لوگوں نے اس سے کہا: اتنا اتراؤ نہیں، اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا○

وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ

جو مال و دولت اللہ نے تجھے دے رکھا ہے اس سے آخرت کا گھر بنانے کی فکر کر اور دنیا میں بھی اپنا حصہ

مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ

فراموش نہ کرو اور لوگوں سے ایسے ہی احسان کرو جیسے اللہ تمہیں ساتھ بھلائی کی ہے اور ملک میں فساد

الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۷۷﴾

کرنے کی کوشش نہ کرو[6] کیونکہ اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا○

1-دن کی روشنی ظاہر ہی نہ ہوتی۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ نباتات پھل اور سبزیاں پیدا ہی نہ ہو سکتیں۔ پھر بارش نہ ہو سکتی کیوں کہ سورج ہی کی حرارت سے پانی بخارات بن کر اٹھتا ہے۔ پانی کا قحط آ جاتا اور درجہ حرارت اتنا نیچے آ جاتا کہ زندہ رہنا مشکل ہوتا۔

2-اسی طرح اگر ہمیشہ دن ہی رہے تو چیزیں گرم ہو کر جل جائیں' درجہ حرارت بہت بڑھ جائے' پانی بھاپ بن کر اڑ جائے' زمین اتنی گرم ہو جائے کہ اس پر چلنا پھرنا دوبھر ہو جائے۔ پھر اس دن رات کی گردش ہی کی وجہ سے انسان وقت کے گزرنے کا اندازہ کرتا ہے۔ انسان کو آرام کرنے کیلئے رات کا سکون میسر نہ ہو۔

3-یہاں گواہ سے مراد وہ شخص ہے جس نے انہیں اللہ کا پیغام پہنچایا ہو گا چاہے یہ کوئی نبی ہو یا نبی کے علاوہ کوئی مبلغ ہو۔

فرمان الٰہی ہے۔

"اے مسلمانو ہم نے تمہیں متوسط امت بنایا تاکہ تم دنیا کے لوگوں پہ گواہ ہو اور رسول تم پہ گواہ ہوں۔"

(البقرہ 143:2)

4-قارون حضرت موسیٰ کا چچازاد بھائی تھا مگر اپنے مفادات کی خاطر فرعون کا آلہ کار بن گیا تھا۔ چونکہ قریش کے بعض امراء نے یہ اعتراض کیا تھا کہ اگر ایمان لے آئیں گے تو ہم اپنے کاروبار اور تجارت سمیت جڑوں سے اکھاڑ پھینکے جائیں گے۔ لہٰذا انہیں قارون کا واقعہ سنایا جا رہا ہے جو کہ ان سے کہیں زیادہ مال و دولت رکھتا تھا اور اس کا کیا حشر ہوا؟ مال و دولت کی فراوانی سے عموماً انسان اللہ ہی کو بھول جاتا ہے۔

فرمان الٰہی ہے۔

"اور اگر اللہ اپنے بندوں کو وافر رزق عطا کرتا تو یہ زمین میں سرکشی سے اودھم مچا دیتے لیکن وہ ایک اندازے سے جتنا رزق چاہے نازل کرتا ہے"۔

(الشوریٰ 27:42)

5-یعنی بنی اسرائیل کے بعض لوگوں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

6-مال و دولت کو ناجائز خرچ کرنا اور جمع کرنا معاشرتی ناہمواریوں اور فساد کا سبب بنتا ہے۔

قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ ؕ اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ

وہ کہنے لگا یہ جو کچھ مجھے ملا اس علم کی بدولت ملا[1] جو مجھے حاصل ہے کیا اسے معلوم نہیں اللہ اس

اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ

سے پہلے ایسے بہت سے لوگوں کو ہلاک کر چکا ہے جو قوت میں اس سے سخت اور مال و دولت میں اس سے

جَمْعًا ؕ وَلَا يُسْـَٔلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۷۸﴾ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ

زیادہ تھے؟ اور مجرموں کے گناہوں کے متعلق ان سے تو نہ پوچھا جائے گا[2] پھر (ایک دن) وہ اپنی قوم کے لوگوں

فِيْ زِيْنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا

کے سامنے بڑے ٹھاٹھ باٹھ سے نکلا جو لوگ متاع دنیا کے طلبگار تھے وہ کہنے لگے: کاش ہمیں بھی

مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿۷۹﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ

وہی کچھ میسر ہوتا جو قارون کو دیا گیا ہے وہ تو بڑا ہی بختوں والا ہے[3] O مگر جن لوگوں کو علم

اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ

دیا گیا تھا وہ کہنے لگے:[4] جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے تو اس کے لئے اللہ کے ہاں جو ثواب ہے وہ (اس سے)

وَلَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ۟ فَمَا

بہتر ہے اور وہ ثواب صبر والوں کو ہی ملے گا O پھر ہم نے قارون اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا[5] تو اس کے

كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ وَمَا كَانَ مِنَ

حامیوں کی کوئی جماعت ایسی نہ تھی جو اللہ کے مقابلہ میں اس کی مدد کرتی اور نہ ہی وہ خود بدلہ

الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ

لے سکا O اب وہی لوگ جو کل تک قارون کے رتبہ کی تمنا کر رہے تھے کہنے لگے:

وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ

ہماری حالت پر افسوس! اللہ اپنے بندوں سے جس کا چاہے رزق وسیع کر دیتا ہے اور جس کا چاہے تنگ کر دیتا ہے

لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ؕ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ

اگر اللہ ہم پر احسان نہ کرتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا۔ افسوس! اصل بات یہی ہے کہ کافر لوگ فلاح

الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۲﴾ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا

نہیں پا سکتے O یہ دار آخرت تو ہم ان لوگوں کے لئے مخصوص کر دیتے ہیں

يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۸۳﴾

جو زمین میں بڑائی یا فساد نہیں چاہتے[6] اور (بہتر) انجام تو متقین ہی کے لئے ہے O

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا

جو کوئی نیکی لے کر آئے گا اسے اس سے بہتر نیکی ملے گی[7] اور جو برائی لے کر آئے گا تو ایسے

يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾

لوگوں کو برائیوں کا اتنا ہی بدلہ ملے گا جس قدر انہوں نے کی ہوں گی O

1-اس بے وقوف کی پہلی غلطی تو یہ تھی کہ اس نے سمجھ لیا کہ مال و دولت اس کے اس علم و ہنر کی وجہ سے اسکے پاس جمع ہوا ہے حالانکہ ہر سوسائٹی میں مشاہدہ کیا جاسکتا ہے کہ علم و ہنر کے باوجود کئی لوگ فقر اور تنگدستی کی زندگی گزارتے ہیں۔ دوسری غلطی یہ لگی کہ اگر واقعی یہ مال اس کے علم و ہنر کی وجہ سے جمع ہوا تھا تو وہ علم و ہنر بھی تو اللہ تعالیٰ نے ہی عطا کیا تھا پھر وہ اس مال کا مالک کیسے ہو گیا؟

2-کہ ضرور خود وہ اپنے خیال میں مجرم ہوں تو تبھی انہیں سزا دی جائے۔ اپنے تئیں خود کو تو کوئی بھی قصوروار نہیں جانتا۔

3-حضرت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"دو قسم کے لوگوں کے علاوہ کسی پہ حسد کرنا جائز نہیں جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم دیا اور صبح شام اسے پڑھتا ہے۔ دوسرے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور وہ اسے صبح و شام (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتا ہے۔"

(بخاری و مسلم)

4-علم رکھنے والے اس فتنہ کی حقیقت کو پا گئے اور اس سے انکی آنکھیں نہ چندھیائیں۔ گویا علم انسان کو ہر گمراہی سے بچاتا ہے۔

5-حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ

"ایک شخص تکبر سے اپنا آزاربند زمین پر گھسیٹتے ہوا چل رہا تھا کہ وہ زمیں میں دھنس گیا۔ وہ قیامت تک ایسے ہی دھنستا چلا جائے گا۔"

(بخاری)

6-یعنی تکبر اور غرور کی روش نہیں اختیار کرتے بلکہ عاجزی اور انکساری کو وطیرہ بناتے ہیں۔

7-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"ابن آدم کی نیکیاں دس گناہ سے سات سو گناہ تک بڑھا دی جاتی ہیں حتیٰ کہ جس قدر اللہ چاہے۔"

(مسلم)

ع 11

جبکہ برائی کے بدلے میں سزا کے بارے میں یہ نہیں فرمایا کہ لازمی ملے گی۔ اللہ چاہے تو معاف بھی فرما سکتا ہے۔ اور اگر سزا ملے گی تو وہ بھی برائی کے برابر یا اس سے کم ہو سکتی ہے مگر زیادہ بالکل نہ ہو گی۔

إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَادُّكَ إِلَىٰ مَعَادٍ ۚ

اے نبی! بلاشبہ جس (اللہ) نے آپ پر قرآن (عمل اور تبلیغ)[1] فرض کیا ہے وہ آپ کو (بہترین) انجام کو[2]

قُل رَّبِّي أَعْلَمُ مَن جَاءَ بِالْهُدَىٰ وَمَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ

پہنچانے والا ہے آپ کہئے کہ: میرا رب خوب جانتا ہے کہ کون ہدایت لے کر آیا ہے اور کون واضح گمراہی

مُّبِينٍ ﴿٨٥﴾ وَمَا كُنتَ تَرْجُو أَن يُلْقَىٰ إِلَيْكَ الْكِتَابُ

میں پڑا ہے○ آپ کو ہرگز یہ توقع نہ تھی کہ یہ کتاب (قرآن) آپ پر نازل کی جائے گی[3] یہ تو

إِلَّا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۖ فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا لِّلْكَافِرِينَ ﴿٨٦﴾

صرف اللہ کی مہربانی ہے لہٰذا آپ ہرگز کافروں کے مددگار نہ بنیے○

وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ آيَاتِ اللَّهِ بَعْدَ إِذْ أُنزِلَتْ إِلَيْكَ ۖ

اور ایسا نہ ہو کہ آپ کی طرف اللہ کی آیات نازل ہونے کے بعد کافر آپ کو اس پر عمل سے روک دیں[4]

وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ ۖ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٨٧﴾ وَلَا تَدْعُ

آپ انہیں اپنے رب کی طرف دعوت دیجئے اور شرک کرنے والوں میں شامل نہ ہوں○ اور اللہ تعالیٰ کے

مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ۘ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا

ساتھ کسی دوسرے الٰہ کو مت پکاریں (کیونکہ) اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔ اس کی ذات[5] کے بغیر ہر چیز ہلاک

وَجْهَهُ ۚ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٨٨﴾

ہونے والی ہے، حکم اسی کا چلتا ہے اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے○

سُورَةُ الْعَنْكَبُوتِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ وَسِتُّونَ آيَةً وَسَبْعُ رُكُوعَاتٍ

آیات ۶۹ (۲۹) سورۂ عنکبوت مکی ہے (۸۵) رکوع ۷

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

الم ﴿١﴾ أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَن يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا

الم[6]○ کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اگر انہوں نے "ہم ایمان لائے" کہہ دیا تو انہیں چھوڑ دیا جائے گا

يُفْتَنُونَ ﴿٢﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۖ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ

اور ان کی آزمائش نہ ہوگی○ حالانکہ ہم نے ان کو آزمایا تھا جو ان سے پہلے تھے[7] اللہ ضرور یہ معلوم کرنا چاہتا[8]

الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ ﴿٣﴾ أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ

ہے کہ ان میں سے سچے کون ہیں اور جھوٹے کون○ یا جو لوگ برے کام کر رہے

يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ أَن يَسْبِقُونَا ۚ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿٤﴾ مَن كَانَ

ہیں وہ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ وہ ہم سے بازی لے جائیں گے؟ وہ کیسا برا فیصلہ کر رہے ہیں○ جو شخص اللہ تعالیٰ سے

يَرْجُو لِقَاءَ اللَّهِ فَإِنَّ أَجَلَ اللَّهِ لَآتٍ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٥﴾

ملنے کی توقع رکھتا ہے تو اللہ کا مقرر کردہ وقت آنے ہی والا ہے اور اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے○

1- تلاوت تبلیغ اور عمل وغیرہ۔

2- معاد۔ عود کرنے یا لوٹنے کی جگہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔
"لرادک الی معاد" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ پھر آپ کو مکہ لے جائے گا۔"
(بخاری)

3- اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبوت کوئی کسبی چیز نہیں ہوتی بلکہ بالکل وہبی ہوتی ہے نبوت عطا ہونے سے کچھ دیر پہلے تک خود نبی کو بھی علم نہیں ہوتا کہ اسے نبوت عطا ہونیوالی ہے۔

4- کفار کے اعتراض اور دشمنیاں آپکے پایہ استقامت میں لغزش نہ پیدا کریں۔ یہ محض تاکید مزید اور امت کو تعلیم ہے ورنہ آپ جیسی ثابت قدمی اور شرک بیزاری اور کہاں ہوگی؟

5- یہاں وجہ سے مراد ذات باری تعالیٰ ہے۔

6- یہ حروف مقطعات ہیں انکا درست مفہوم متعین کرنا مشکل ہے۔ راجح قول کے مطابق یہ منکرین کیلئے ایک چیلنج ہے کہ قرآن ان ہی حروف سے بنا ہے اگر تم اسے انسانی کاوش سمجھتے ہو تو اس جیسا کلام تم بھی بنا لاؤ۔ واللہ اعلم دیکھیں (البقرہ 1:2)

7- حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ
"ایک دفعہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اس وقت آپ کعبہ کے سایہ میں ایک چادر پہ تکیہ لگائے بیٹھے تھے اس زمانہ میں ہم مشرکوں سے سخت تکلیفیں اٹھا رہے تھے۔ میں نے آپ سے عرض کیا آپ اللہ سے دعا کیوں نہیں کرتے؟ یہ سنتے ہی آپ ﷺ تکیہ چھوڑ کر سیدھے بیٹھ گئے اور آپ ﷺ کا چہرہ (غصہ سے) سرخ ہو گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے ایسے لوگ گزر چکے ہیں جنکے گوشت اور پٹھوں میں ہڈیوں تک لوہے کی کنگھیاں چلائی جاتی تھیں مگر وہ اپنے سچے دین سے نہیں پھرتے تھے۔ اور اللہ اپنے اس کام (غلبہ حق) کو ضرور پورا کر کے رہے گا۔"

(بخاری)

8- "نیعلمن" سے ایک گمراہ فرقہ نے یہ استنباط کیا ہے کہ جوں جوں واقعات ظہور پذیر ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کو انکا علم ہوتا رہتا ہے اس عقیدہ کو وہ لوگ "بدا" کہتے ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم کی متعدد آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ازل سے ابد تک ہونیوالی سب باتوں کو جانتا ہے۔ اور اسکے پاس اسکا ریکارڈ محفوظ ہے۔ ماضی حال اور مستقبل کی یہ تقسیم صرف ہم انسانوں ہی کیلئے ہے اللہ تعالیٰ کیلئے نہیں ہے۔ اس کیلئے سب کچھ "شہادۃ" ہی ہے "غیب" کچھ نہیں ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مستقبل کی کئی خبروں کو زمانہ ماضی میں ذکر فرمایا ہے۔ جیسے واذا الشمس کورت۔ یہ ان واقعات کے سلسلہ میں ہے جو انسانوں کے تجربہ اور مشاہدہ میں آسکتے ہوں وہ استقبال سے متعلق ہونگے وہاں اللہ تعالیٰ مضارع کا صیغہ استعمال کرتے ہیں۔ وہاں صرف یہی مطلب نہیں ہوتا کہ ہم جان لیں گے بلکہ یہ بھی ہوتا ہے کہ تم جان لو گے۔

الربع ۹ وقف لازم ۱۲ ع

وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنِ

اور جو شخص جدوجہد کرے[1] وہ اپنے ہی فائدے کے لئے جدوجہد کرتا ہے اللہ تعالیٰ یقیناً اہل عالم سے

الْعَالَمِينَ ﴿٦﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُكَفِّرَنَّ

بے نیاز ہے[2]O اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ہم ضرور ان کی برائیاں دور

عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَحْسَنَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٧﴾

کر دیں گے[3] اور جو کچھ انہوں نے کیا ہو گا انہیں اس سے بہتر بدلہ دیں گے O

وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۖ وَإِن جَاهَدَاكَ

اور ہم نے انسان کو تاکیدی حکم دیا کہ وہ اپنے والدین سے نیک سلوک کرے اور اگر وہ اس بات پر زور دیں

لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۚ إِلَيَّ

کہ تو کسی کو میرا شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کی اطاعت نہ کرنا[4] میری طرف ہی

مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٨﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا

تمہیں لوٹ کر آنا ہے تو میں تمہیں بتلا دوں گا جو کچھ تم کیا کرتے تھے O اور جو لوگ ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصَّالِحِينَ ﴿٩﴾ وَمِنَ

اور نیک عمل کئے انہیں ہم صالح لوگوں میں شامل کریں گے O اور لوگوں

النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ فَإِذَا أُوذِيَ فِي اللَّهِ جَعَلَ

میں کوئی ایسا ہے جو کہتا ہے کہ "ہم اللہ پر ایمان لائے" مگر جب اسے اللہ کی راہ میں تکلیف پہنچتی ہے تو لوگوں

فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللَّهِ وَلَئِن جَاءَ نَصْرٌ مِّن رَّبِّكَ

کی اس تکلیف کو یوں سمجھتا ہے جیسے اللہ کا عذاب ہو[5] (اور کافرین سے جاملتا ہے) اور اگر آپ کے رب کی طرف

لَيَقُولُنَّ إِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ۚ أَوَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِمَا فِي صُدُورِ

نصرت آ جائے تو ضرور کہے گا کہ ہم (دل سے) تو تمہارے ہی ساتھ تھے کیا اہل عالم کے دلوں کا حال اللہ کو

الْعَالَمِينَ ﴿١٠﴾ وَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيَعْلَمَنَّ

بخوبی معلوم نہیں[6]O اور اللہ تعالیٰ ضرور یہ دیکھ کے رہے گا کہ ایمان والے کون ہیں اور

الْمُنَافِقِينَ ﴿١١﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا

منافق کون؟O اور کافر ایمان والوں سے کہتے ہیں تم ہمارے طریقہ کی

سَبِيلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطَايَاكُمْ وَمَا هُم بِحَامِلِينَ مِنْ خَطَايَاهُم

اتباع کرو تو ہم تمہارے گناہوں کا بار اٹھا لیں گے حالانکہ دوسرے کے گناہوں کا کچھ بھی بار

مِّن شَيْءٍ ۖ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿١٢﴾ وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا مَّعَ

نہیں اٹھائیں گے یہ سراسر جھوٹے ہیں[7]O یہ اپنے (گناہوں کے) بوجھ تو اٹھائیں گے اور ساتھ دوسرے بوجھ

أَثْقَالِهِمْ ۖ وَلَيُسْأَلُنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَمَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿١٣﴾

بھی اٹھائیں گے[8] اور جو یہ افتراء کرتے رہے یوم قیامت اس سے متعلق ان سے ضرور سوال ہوں گے O

1-جہاد کے لغوی معنی کوشش کرنے کے ہیں۔ اصطلاحی طور پہ اسلام کے نفاذ کیلئے مقدور بھر کوشش کرنا جہاد کہلاتا ہے جس میں قتال بھی شامل ہے اور اپنے نفس سے جہاد بھی شامل ہے۔

2-اگر لوگ جہاد نہ کریں تو اللہ کی سلطنت میں کچھ کمی نہیں ہوتی۔

3-اللہ تعالیٰ سابقہ گناہ معاف فرمادیں گے۔ اسکے علاوہ اعمال صالحہ کی یہ برکت بھی ہوتی ہے کہ طبیعت ازخود گناہ سے متنفر ہوتی چلی جاتی ہے اور ایسے صالحین سے ترتیب پانیوالا معاشرہ ظلم اور فساد سے خالی ہو جاتا ہے۔

4-سعد بن ابی وقاص ؓ کے بیٹے مصعب بن سعید ؓ کہتے ہیں کہ

"سعد کی ماں نے قسم کھائی کہ وہ سعد سے کبھی بات بھی نہ کرے گی جب تک کہ وہ اپنا دین (اسلام) نہ چھوڑے گا نہ ہی کچھ کھائے گی اور نہ پئے گی۔ وہ سعد سے کہنے لگی کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے والدین کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور میں تیری ماں ہوں اور تجھے اس بات کا حکم دے رہی ہوں پھر تین ایام تک اس نے کچھ نہ کھایا نہ پیا اور نہ ہی سعد سے بات کی۔ تین ایام بعد اسے غش آگیا تو اس کے دوسرے بیٹے عمارہ نے اسے پانی پلایا۔ جب اسے ہوش آیا تو سعد کے حق میں بددعا کرنے لگی تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔"

(مسلم)

5-نفاق کے مریضوں یا کمزور ایمان والوں کا یہ حال ہوتا ہے کہ اسلام کی راہ میں پیش آنے والی آزمائشوں کو برداشت نہیں کرپاتے۔

6-حق وباطل کے معرکے جو ہم برپا کرتے رہتے ہیں اس سے سب کو اندازہ ہو جاتا ہے کہ کون سچا مومن ہے؟ اور کون منافق ہے؟

7-کیونکہ کوئی کسی کا بوجھ اٹھا نہیں سکتا یا یوم قیامت جب انہیں عذاب نظر آرہا ہو گا۔ اس وقت کبھی نہ کہیں گے کہ فلاں کے گناہ کا بوجھ بھی میرے اوپر لاد دیں بلکہ تب تو ماں بیٹے سے جان چھڑانے کی فکر میں ہوگی اور بیٹا ماں سے۔

8-ہاں البتہ جس کسی نے اپنی گمراہی کے ساتھ ساتھ کسی دوسرے کو بھی گمراہ کیا ہوگا تو اسے دوہرا عذاب ضرور دیا جائے گا۔ مگر وہ کچھ اسکے اپنے اختیار کی وجہ سے نہ ہوگا بلکہ یہ تو خود اسکی اپنی سزا ہوگی جس سے وہ بچ نہ سکے گا۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ

ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو وہ پچاس برس کم ایک ہزار

اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ؕ فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾

سال ان کے درمیان رہے[1] پھر ان لوگوں کو طوفان نے آ گھیرا کہ وہ ظالم تھے○

فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنٰهَاۤ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۵﴾

پھر ہم نے نوح کو اور کشتی والوں کو (اس طوفان سے) بچالیا اور کشتی کو[2] اہل عالم کے لئے ایک نشانی بنا دیا○

وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ؕ ذٰلِكُمْ

اور ابراہیم (کا واقعہ یاد کرو) جب اس نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو اگر تم جانو

خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ

تو یہی بات تمہارے لئے بہتر ہے○ اللہ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے

دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ

ہو وہ تو محض بتوں کے تھان ہیں! اور تم جھوٹ گھڑتے ہو اور جن کی تم اللہ کے

تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا

سوا عبادت کرتے ہو وہ تمہیں رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے لہٰذا اللہ سے

عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَيْهِ

رزق مانگو، اسی کی عبادت کرو اور اسی کا شکر کرو[3] تم اسی کی طرف ہی

تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ

لوٹائے جاؤ گے○ اور اگر تم جھٹلاتے ہو تو تم سے پہلے بھی کئی امتیں (اپنے رسولوں کو)

قَبْلِكُمْ ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۸﴾

جھٹلا چکی ہیں اور رسول کے ذمہ تو صرف صاف صاف پیغام پہنچانا ہی ہے○

اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ

کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح خلقت کی ابتدا کرتا ہے[4] پھر کس طرح اعادہ کرتا ہے

اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۱۹﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ

یقیناً یہ (اعادہ) اللہ پر سہل ہے○ آپ ان سے کہیئے کہ زمین میں چل پھر کر

فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ

دیکھو کہ اللہ نے کس طرح مخلوق کو پہلی بار پیدا کیا پھر وہ ہی

النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾ ج

دوسری دفعہ اٹھا لے گا[4] اللہ تعالیٰ یقیناً ہر چیز پر قادر ہے○

يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ﴿۲۱﴾

وہ جسے چاہے سزا دے اور جس پر چاہے رحم کرے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے○

1-روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو نبوت چالیس سال کی عمر میں عطا ہوئی تھی۔ اور طوفان کے بعد ساٹھ سال زندہ رہے گویا اس طرح ان کی عمر ایک ہزار پچاس سال ہوئی۔

2-یہاں ھا کی ضمیر سفینہ یا قصہ نوح کی جانب ہو سکتی ہے۔ قصہ نوح سے یہ نصیحت ملتی ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلاتا ہے۔ چاہے وہ خود نبی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو ہلاک اور تباہ ہونا اس کا مقدر ہوتا ہے۔ اور اگر اس ضمیر کو کشتی کی جانب مانا جائے تو اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ یہ کشتی نسل انسانی اور حیوانی کی بقاء کا سبب بنی ہے اور طوفان کے بعد بھی طویل مدت تک جودی پہاڑ پہ ٹکی رہی۔ لوگ اسے دیکھتے رہے اور مجرم قوم کے انجام کی یاد تازہ ہوتی رہی۔

3-بے وقوفو! جو تمہیں کچھ دینے کا اختیار نہیں رکھتے بلکہ خود تمہارے محتاج ہیں ان کی عبادت کس لئے؟

4-اللہ تعالیٰ کی تخلیقی قدرتوں اور صلاحیتوں کو انسان اپنی عقل کے احاطہ میں نہیں لاسکتا۔ وہ اس قدر وسیع ہیں کہ انسانی ذہن کی بساط سے باہر ہیں۔ اب تک زمین پہ بسنے والے حیوانات کی دس لاکھ انواع کا پتہ چل چکا ہے۔ آئندہ کا حال اللہ کو معلوم ہے۔ صرف حقیقت سمجھنے کیلئے ایک مثال عرض کی جاتی ہے۔ ذرا تصور کریں کہ اگر کسی شخص نے ہاتھی کے بارے میں نہ سنا ہو اور نہ دیکھا ہو تو کیا وہ یہ گمان کرسکتا ہے کہ اس طرح کی بھی کوئی مخلوق ہو سکتی ہے؟

خود اس دنیا میں اللہ نے بے شمار مخلوق ایسی پیدا کی ہے کہ انسان اسکے بارے میں تصور بھی نہیں کرسکتا۔

5-اللہ تعالیٰ کیلئے پہلی مرتبہ پیدا کرنا یا اسکا اعادہ کرنا سب کچھ بالکل سہل ہے صرف انسان کو سمجھانے کیلئے ذکر فرمایا ہے کہ آخر پہلی دفعہ کی تخلیق سے دوسری یا تیسری دفعہ کی تخلیق تو سہل ہی ہوتی ہے اور یہ عام مشاہدہ کی بات ہے۔ دوسری جانب تخلیق اور اعادہ تخلیق سب کچھ تمہارے روزمرہ کے مشاہدہ میں ہے کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کھیتی کو پیدا کرتا ہے۔ پھر اس پہ بہار آتی ہے وہ اس کی جوانی ہے جب وہ لہلہاتی ہے تو ہر ایک کا دل لبھاتی ہے۔ پھر وہ مرجھانا شروع کرتی ہے آخر بھس بن جاتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ دوبارہ اس کھیتی کو پیدا کرتا ہے۔ اسی طرح زمین بنجر ہوتی ہے پھر اللہ تعالیٰ اس میں زندگی پیدا کرتا ہے پھر وہ مرتی ہے اور یہ سلسلہ چلتا ہی رہتا ہے۔

وَمَآ اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِيۡنَ فِى الۡاَرۡضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ‌ ۡ وَمَا

تم اسے نہ زمین میں عاجز کر سکتے ہو اور نہ آسمان میں اور نہ ہی

لَـكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ ۝۲۲ وَالَّذِيۡنَ

اللہ کے سوا تمہارا کوئی حامی یا ناصر ہو سکتا ہے○ اور جن لوگوں

كَفَرُوۡا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖۤ اُولٰٓـئِكَ يَئِسُوۡا مِنۡ رَّحۡمَتِىۡ

نے اللہ کی آیات اور اس کی ملاقات کا انکار کیا وہ میری رحمت سے مایوس ہو چکے ہیں

وَاُولٰٓـئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۝۲۳ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوۡمِهٖۤ

اور انہی کے لئے المناک عذاب ہو گا"[1]○ تو ابراہیم کی قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا

اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوا اقۡتُلُوۡهُ اَوۡ حَرِّقُوۡهُ فَاَنۡجٰٮهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ‌ؕ

[3] کہ انہوں نے کہہ دیا کہ "اسے مار ڈالو[2] یا جلا ڈالو" پھر اللہ نے اسے آگ سے بچا لیا

اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ ۝۲۴ وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذۡتُمۡ

یقیناً اس واقعہ میں ایمان لانے والوں کے لئے کئی نشانیاں ہیں○ نیز ابراہیم نے ان سے کہا: تم نے دنیا کی

مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَوۡثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيۡنِكُمۡ فِى الۡحَيٰوةِ

زندگی میں تو اللہ کو چھوڑ کر اصنام کو آپس میں محبت کا ذریعہ بنا لیا ہے

الدُّنۡيَا‌ ۚ ثُمَّ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَكۡفُرُ بَعۡضُكُمۡ بِبَعۡضٍ

مگر یوم قیامت تم ایک دوسرے کا انکار کر دو گے اور

وَّيَلۡعَنُ بَعۡضُكُمۡ بَعۡضًا وَّمَاۡوٰٮكُمُ النَّارُ وَمَا لَـكُمۡ

ایک دوسرے پر لعنت بھیجو گے[4] اور تمہارا ٹھکانا آگ ہو گا اور تمہارا کوئی مددگار

مِّنۡ نّٰصِرِيۡنَ ۝۲۵ فَاٰمَنَ لَهٗ لُوۡطٌ‌ ۘ وَقَالَ اِنِّىۡ مُهَاجِرٌ

نہ ہوگا○ (آگ کو ٹھنڈا ہوتے دیکھ کر) لوط ابراہیم پر ایمان لے آئے[5] اور ابراہیم نے کہا

اِلٰى رَبِّىۡ‌ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ۝۲۶ وَوَهَبۡنَا لَهٗۤ اِسۡحٰقَ

کہ میں تو اپنے رب کے حکم کے مطابق ہجرت کرنے والا ہوں وہ یقیناً غالب اور حکمت والا ہے○

وَيَعۡقُوۡبَ وَجَعَلۡنَا فِىۡ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالۡـكِتٰبَ

اور ہم نے انہیں اسحٰق اور (اسحٰق سے) یعقوب عطا کئے اور انہی کی اولاد[6] میں

وَاٰتَيۡنٰهُ اَجۡرَهٗ فِى الدُّنۡيَا‌ ۚ وَاِنَّهٗ فِى الۡاٰخِرَةِ لَمِنَ

نبوت اور کتاب رکھ دی اور ہم نے دنیا میں بھی انہیں اجر عطا کیا اور آخرت میں

الصّٰلِحِيۡنَ ۝۲۷ وَلُوۡطًا اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِهٖۤ اِنَّكُمۡ لَتَاۡتُوۡنَ

وہ یقیناً صالح لوگوں سے ہوں گے○ اور لوط (کا واقعہ یاد کرو) جب انہوں نے اپنی قوم سے

الۡفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمۡ بِهَا مِنۡ اَحَدٍ مِّنَ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝۲۸

[7] کہا: تم ایسی بدکاری کے مرتکب ہو رہے ہو جو تم سے پہلے دنیا والوں میں سے کسی نے نہیں کی تھی○

1-یوم قیامت رحمت سے مایوسی اور المناک عذاب یقینی ہو گا۔

2-ابراہیم علیہ السلام کو قتل کردو یا آگ میں ڈال دو۔

3-جب قوم نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈال دیا تو آگ اللہ کے حکم سے فرحت بخش ہو گئی۔

ہر چیز کے طبعی خواص خود اللہ تعالیٰ نے اسے ودیعت کر رکھے ہیں اور جب چاہے ان خواص میں تبدیلی بھی کر سکتا ہے۔ اگرچہ وہ ایسا شاذونادر ہی کرتا ہے۔ اگر اکثر کرتا رہے تو دنیا کا نظام ہی نہ چل سکے۔ مثال کے طور پہ آگ کا کام گرم کرنا اور جلانا ہے اگر اکثر وبیشتر اسکے خواص تبدیل ہونا شروع ہو جائیں تو بڑی بڑی بھٹیاں (Furnaces) کیسے ڈیزائن کی جاسکتی ہیں جو کہ دھاتوں کے استخلاص (Extraction) کیلئے ضروری ہوتی ہیں۔

4-یعنی بتوں کی عبادت کو تم نے اپنے تعلقات اور شیرازہ بندی کا ذریعہ بنالیا ہے کہ یہ سب کے سب مجھے آگ میں جھونکنے کے مسئلے پہ اکٹھے ہو گئے۔ اور یہی معبود تم پہ اور تم ان پہ یوم قیامت لعنت بھیجو گے۔

5-سیاق کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ آگ سے حضرت ابراہیم کے سلامت نکل آنے کے بعد حضرت لوط نے آپ پہ ایمان لانے کا اقرار کیا مگر یہاں یہ مفہوم نہیں اخذ کیا جاسکتا کہ اس سے پہلے حضرت لوط مشرک تھے کیونکہ انبیاء نبوت سے پہلے بھی شرک کی غلاظتوں سے پاک ہوتے ہیں۔ اس آیت کا مفہوم یوں ہو گا کہ حضرت لوط نے حضرت ابراہیم کی رسالت کا بھی اقرار کرلیا۔

6-حضرت ابراہیم کے بعد نبوت آپ ہی کی نسل سے مختص ہو گئی اسلئے آپ کو ابوالانبیاء بھی کہا جاتا ہے۔

7-لواطت جیسی فحاشی کی ایجاد قوم لوط نے کی۔ یہ ایسا غیر فطری فعل ہے کہ کسی جانور تک میں بھی نہیں پایا گیا۔ آج امریکی قوم بہت فخر سے اس فحش مرض میں مبتلا ہے۔ حتیٰ کہ قانون کے ذریعے بھی اسے تحفظ بخش دیا گیا ہے۔ باقاعدہ فخر سے ان لوگوں نے اپنی انجمنیں اور کلب بنا رکھے ہیں۔ راقم الحروف نے اپنے دورہ امریکہ کے دوران وہ سڑک بھی دیکھی جس کا ان بدبختوں نے نام ہی Gay Street رکھا ہوا ہے۔ اللہ کی نافرمانی اور اس کا علی الاعلان پرچار اور اس پہ فخر یہ اللہ کے عذاب کو للکارنے کے مترادف ہے۔

أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُونَ السَّبِيلَ ۙ وَتَأْتُونَ

کیا تم لوگ (شہوت سے) مردوں کے پاس جاتے ہو، راہزنی کرتے اور اپنی مجالس میں

فِي نَادِيكُمُ الْمُنكَرَ ۖ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَن قَالُوا

برے کام کرتے ہو؟[1]- تو اس کی قوم کااس کے سوا کچھ جواب نہ تھا کہ انہوں نے یہ کہہ دیا

ائْتِنَا بِعَذَابِ اللَّهِ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٢٩﴾ قَالَ رَبِّ

اگر تم سچے ہو تو ہم پر اللہ کا عذاب لے آؤO لوط نے دعا کی: "اے رب!

انصُرْنِي عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِينَ ﴿٣٠﴾ وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا

ع ۳ / ۱۵

ان مفسد لوگوں کے مقابلہ میں میری مدد فرما[2]O اور جب ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے اسحاق کی)

إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ قَالُوا إِنَّا مُهْلِكُو أَهْلِ هَٰذِهِ

بشارت لے کر ابراہیم کے پاس آئے[3] تو کہنے لگے : ہم اس بستی (سدوم) کو

الْقَرْيَةِ ۖ إِنَّ أَهْلَهَا كَانُوا ظَالِمِينَ ﴿٣١﴾ قَالَ إِنَّ فِيهَا

ہلاک کرنے والے ہیں کیونکہ اس کے باشندے ظالم ہیںO حضرت ابراہیم نے کہا: وہاں تو لوط

لُوطًا ۚ قَالُوا نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَن فِيهَا ۖ لَنُنَجِّيَنَّهُ وَأَهْلَهُ

موجود ہیں[4]" وہ کہنے لگے: "ہم خوب جانتے ہیں کہ وہاں کون کون ہے ہم انہیں اور ان کے گھر والوں کو بچالیں گے

إِلَّا امْرَأَتَهُ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ﴿٣٢﴾ وَلَمَّا أَن جَاءَتْ

ماسوا ان کی بیوی جو پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہوگی"O اور جب یہ رسول (فرشتے)

رُسُلُنَا لُوطًا سِيءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَقَالُوا

لوط کے پاس آئے تو ان کی آمد پر انہیں دکھ ہوا اور دل میں گھٹن پیدا ہوگئی[5]- انہوں نے کہا:

لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ ۖ إِنَّا مُنَجُّوكَ وَأَهْلَكَ إِلَّا

خوف نہ کرو اور نہ غمزدہ ہو ہم تمہیں اور تمہارے گھر والوں کو بچالیں ماسوا تمہاری

امْرَأَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ﴿٣٣﴾ إِنَّا مُنزِلُونَ عَلَىٰ أَهْلِ

بیوی کے کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں سے ہے[6]O ہم اس بستی کے رہنے والوں پر

هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿٣٤﴾

آسمان سے عذاب نازل کرنے والے ہیں کیونکہ یہ بدکاری کر رہے تھےO

وَلَقَد تَّرَكْنَا مِنْهَا آيَةً بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿٣٥﴾ وَإِلَىٰ

اور سمجھنے سوچنے والے لوگوں کے لئے ہم نے اس بستی کی ایک واضح نشانی چھوڑ دی ہے[7]O اور مدین[8]

مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَ

کی طرف ہم نے ان کے بھائی شعیب کو بھیجا انہوں نے کہا: اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو اور

ارْجُوا الْيَوْمَ الْآخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٣٦﴾

آخرت کے دن کی توقع رکھو اور ملک میں فساد نہ مچاتے پھروO

1-صرف انتہائی نہیں بلکہ یہ فحش حرکتیں سرعام اپنی مجالس میں کرتے ہوئے اس پہ فخر کرتے ہو۔ مسافروں کو لوٹ مار اور بے آبرو کرکے نکال دیتے ہو۔ آیت کا دوسرا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ غیرفطری طریقہ استعمال کرکے تم بقائے نسل انسانی کی راہ روکتے ہو۔

2-جب آپ انکی ہدایت سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے یہ دعا کی۔

3-یہ بشارت حضرت اسحاق اور یعقوب کی ولادت کے بارے میں تھی جبکہ حضرت ابراہیم بوڑھے ہو چکے تھے اور انکی بیوی حضرت سارہ بانجھ تھیں۔

4-فرشتوں سے اس قسم کی بحث سے حضرت ابراہیم کامقصد یہ تھاکہ کسی طرح اس بدنصیب قوم کو سنبھلنے کیلئے کچھ مزید مہلت مل جائے اور یہ حضرت ابراہیم کی نرم طبیعت کی وجہ سے تھا۔ جیسے فرمایا

"اور وہ ہم سے قوم لوط کے بارے میں جھگڑتے تھے۔ بلاشبہ ابراہیم بہت نرم دل اور بردبار تھے۔"

(ھود11:74)

5-حضرت لوط کے ہاں بے ریش خوبصورت نوعمرلڑکوں کی شکل میں گئے جوکہ ان اوباشوں کیلئے بے انتہاء کشش رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت لوط کو انہیں دیکھ کربہت گھٹن محسوس ہوئی کہ انکی قوم ان اجنبی مہمانوں کے ساتھ لواطت ضرور کرے گی۔

6-حضرت لوط سدوم کے قدیمی باشندے تونہ تھے بلکہ بابل سے حضرت ابراہیم کے ساتھ ہجرت کرکے آئے تھے۔ انکی بیوی اسی خبیث قوم کی بیٹی تھی اور قوم کی خباثتوں میں قوم کے ساتھ رہتی۔

7-اس پوری بستی کو اوپر اٹھاکرالٹا زمین پہ پٹخ دیاگیا۔ اوران پہ پتھروں کی بارش برسائی گئی۔ جس سے یہ علاقہ گہرائی تک زمین میں دھنس گیا' اس جگہ پہ اب بحرمیت یابحیرہ مردار ہے۔

8-اہل مدین حضرت اسحاق کے بیٹے مدیان کی نسل سے تھے۔ اورزمانہ قدیم کی اہم ترین تجارتی شاہراؤں یعنی یمن تاشام اور مصرتاعراق کے تقاطع (Cross) یہ انکی بستی آباد تھی۔ گویا جغرافیائی لحاظ سے یہ علاقہ ایک بہت بڑی تجارتی منڈی بن گیا تھا۔

فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ

مگر ان لوگوں نے شعیب کو جھٹلا دیا تو آخر انہیں ایک سخت زلزلہ نے آلیا اور وہ اپنی گھروں میں اوندھے

جٰثِمِيْنَ ﴿٣٧﴾ وَعَادًا وَّثَمُوْدَا۠ وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ

پڑے رہ گئے[1]○ اور عاد اور ثمود (کو بھی ہلاک کیا) اور یہ تمہیں ان کی رہائش گاہوں سے واضح ہو چکی ہے[2]

وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ

شیطان نے انہیں ان کے کرتوت بڑے مزین کر کے دکھائے تھے اور انہیں راہ حق سے برگشتہ کر دیا تھا

وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ﴿٣٨﴾ وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَلَقَدْ

حالانکہ وہ بڑے سمجھدار لوگ تھے○ اور قارون، فرعون اور ہامان (کو بھی ہم نے ہلاک کیا) ان کے

جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا

پاس موسیٰ واضح معجزات لے کر آئے مگر وہ ملک میں بڑے بن بیٹھے۔ حالانکہ وہ (ہم سے) آگے

سٰبِقِيْنَ ﴿٣٩﴾ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ

نہیں جا سکتے تھے○ ہر ایک کو ہم نے اسکے گناہ کے جرم میں دھر لیا[6]

حَاصِبًا وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا

پھر ان میں سے کچھ پر ہم نے پتھراؤ کیا[3] اور کچھ ایسے جنہیں زبردست چیخ[4] نے آلیا اور کچھ ایسے جنہیں ہم نے

بِهِ الْاَرْضَ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ

زمین میں دھنسا دیا[5] اور کچھ ایسے ہیں جنہیں ہم نے غرق کر دیا اللہ ان پر ظلم کرنے والا نہیں تھا

وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿٤٠﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا

لیکن یہ لوگ خود ہی اپنے آپ پر ظلم کر رہے تھے○ جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اوروں

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا وَ

کو سرپرست بنا رکھا ہے ان کی مثال مکڑی جیسی ہے جس نے اپنا گھر بنایا ہو اور

اِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿٤١﴾

وقف لازم

سب گھروں سے کمزور گھر مکڑی کا گھر ہی ہوتا ہے کاش![7] یہ لوگ کچھ جانتے○

اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ وَهُوَ

یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر جس چیز کو پکارتے ہیں اللہ اسے خوب جانتا ہے اور وہی

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٤٢﴾ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا

سب پر غالب اور حکمت والا ہے○ ہم یہ مثالیں لوگوں (کو سمجھانے) کے لئے بیان کرتے ہیں مگر

يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴿٤٣﴾ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَ

انہیں سمجھتے وہی ہیں جو اہل علم ہیں○ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور

الْاَرْضَ بِالْحَقِّ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٤٤﴾

زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے ان کی تخلیق میں بھی ایمان لانے والوں کے لئے ایک نشانی ہے○

1-ایک شدید چیخ اور زلزلہ کے شدید جھٹکے سے یہ قوم تباہ کر دی گئی۔

2-عاد کا وطن جنوبی یمن تھا جبکہ ثمود کا علاقہ حجر جسے مدائن صالح کہتے ہیں۔ حجاز اور تبوک کے رستہ میں ہے یعنی بڑی تجارتی شاہراہ پہ واقع ہے جہاں سے عرب لوگ گزرتے رہتے تھے۔ اور انکا بچہ بچہ ان لوگوں کے حالات سے آگاہ تھا۔

3-قوم لوط پہ یہ عذاب آیا۔

4- ثمود اور اہل مدین پہ یہ عذاب آیا۔

5-فرمان الٰہی ہے۔

"بلاشبہ قارون موسیٰ کی قوم (بنی اسرائیل) سے تھا پھر وہ اپنی قوم کے خلاف ہوگیا (اور دشمن قوم سے مل گیا) ہم نے اسے اتنے خزانے دے رکھے تھے جن کی چابیاں ایک طاقتور جماعت بمشکل اٹھا سکتی تھی۔ ایک دفعہ اس کی قوم کے لوگوں نے اسے کہا کہ اتنا اتراؤ نہیں اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ جو مال و دولت اللہ نے تجھے دے رکھا ہے اس سے آخرت کا گھر بنانے کی فکر کر اور دنیا میں بھی اپنا حصہ فراموش نہ کر۔ لوگوں سے ایسے ہی احسان کرو جیسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ احسان کیا ہے اور زمین میں فساد کرنے کی کوشش نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ وہ کہنے لگا یہ جو کچھ مجھے ملا ہے اس علم کی بدولت ملا ہے جو مجھے حاصل ہے۔ کیا اسے معلوم نہیں کہ اللہ اس سے پہلے اپنے بہت سے لوگوں کو ہلاک کر چکا ہے۔ جو قدرت میں اس سے سخت اور مال و دولت میں اس سے زیادہ تھے اور مجرموں کے گناہوں سے متعلق ان سے تو نہ پوچھا جائے گا۔ پھر (ایک دن) وہ اپنی قوم کے لوگوں کے سامنے بڑے ٹھاٹھ سے نکلا۔ جو لوگ متاع دنیا کے طلب گار تھے وہ کہنے لگے کاش ہمیں بھی وہی کچھ میسر ہوتا جو کہ قارون کو میسر ہے۔ وہ تو بڑا بختوں والا ہے مگر جن لوگوں کو علم دیا گیا تھا وہ کہنے لگے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے تو اس کیلئے اللہ کے ہاں جو ثواب ہے وہ اس سے بہتر ہے اور وہ ثواب صبر والوں کو ہی ملے گا۔ پھر ہم نے قارون اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا تو اس کے حامیوں کی کوئی جماعت ایسی نہ تھی جو اللہ کے مقابلے میں اس کی مدد کرتی اور نہ ہی خود وہ بدلہ لے سکا۔ اب جو لوگ کل تک قارون کے رتبہ کی تمنا کر رہے تھے وہ کہنے لگے: ہماری حالت پہ افسوس اللہ اپنے بندوں سے جس کا چاہے رزق وسیع کر دیتا ہے اور جس کا چاہے تنگ کر دیتا ہے اور اگر اللہ ہم پہ احسان نہ کرتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا"۔

(القصص 76-82:28)

6-قوم نوح اور فرعون اور قوم فرعون پہ یہ عذاب آیا۔

7- ۔ جو شاخ نازک پہ آشیاں بنے گا ناپائیدار ہوگا

جب انسان اپنا گھر رہنے کیلئے بناتا ہے تو اسکی بنیادوں کی مضبوطی کی جانب خاص توجہ دیتا ہے مگر دین جس پہ اسکی لازوال زندگی کا دارومدار ہے اس پہ کچھ توجہ نہیں دیتا۔

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ

(اے نبی) اس کتاب کی تلاوت کیجئے[1] جو آپ کی طرف وحی کی گئی ہے اور صلات قائم کیجئے۔[2]

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ

صلوٰۃ یقیناً بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر[3] تو سب سے بڑی چیز ہے

وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا

اور جو کام تم کرتے ہو اللہ اسے جانتا ہے○ (اے مسلمانو) اہل کتاب سے جھگڑا نہ کرو مگر

بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا

احسن طریق[4] سے اور صرف انہیں سے جھگڑا کرو جو ان میں سے بے انصاف ہیں[5] اور یوں کہو کہ: ہم تو اس پر

بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ

بھی ایمان لاتے ہیں جو ہماری طرف نازل کی گئی اور جو تمہاری طرف نازل کی گئی اور ہمارا، تمہارا الٰہ ایک ہی ہے۔[6]

وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِیْنَ

اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں○ اور (اے نبی) ہم نے اسی طرح آپ پر یہ کتاب (قرآن) نازل کی۔ اس پر وہ

اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰٓؤُلَآءِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَ

لوگ ایمان لاتے ہیں جنہیں ہم نے (پہلے) کتاب دی تھی اور ان (اہل مکہ) سے کچھ لوگ ایمان لاتے ہیں۔[7] اور

مَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ

ہماری آیات سے انکار تو کافر لوگ ہی کرتے ہیں○ اور (اے نبی) اس سے پہلے آپ نہ کوئی کتاب پڑھ

مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾

سکتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے لکھ سکتے تھے۔ اگر ایسی بات ہوتی تو باطل پرست شبہ میں پڑ سکتے تھے[8]○

بَلْ هُوَ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ فِیْ صُدُوْرِ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَمَا یَجْحَدُ

بلکہ وہ تو واضح آیات ہیں جو ان کے سینوں میں محفوظ ہیں جنہیں علم دیا گیا اور ہماری آیات سے

بِاٰیٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ

بے انصاف کے سوا کوئی انکار نہیں کرتا○ نیز کہتے ہیں کہ اس پر اس کے رب سے معجزے کیوں نہ نازل ہوئے

اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۵۰﴾ اَوَلَمْ یَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا

آپ کہئے کہ معجزے اللہ کے پاس ہیں اور میں تو واضح ڈرانے والا ہوں○ کیا انہیں کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر

عَلَیْكَ الْكِتٰبَ یُتْلٰى عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ

یہ کتاب نازل کی ہے[9] جو انہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔ اس میں ایمان لانے والوں کے لئے یقیناً رحمت اور

یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ شَهِیْدًا ۚ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ

نصیحت ہے○ آپ کہیئے کہ میرے اور تمہارے درمیان گواہی کیلئے اللہ کافی ہے۔ آسمانوں اور زمین میں جو ہے

وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۲﴾

اسے وہ جانتا ہے اور جو لوگ باطل کو مانتے اور اللہ کا انکار کرتے ہیں وہی نقصان اٹھانے والے ہیں○

1-جن تکلیف دہ حالات میں مسلمان اور آپ ﷺ مکہ میں گزر رہے تھے ان میں صبر، ثبات اور حوصلہ پیدا کرنے کیلئے قرآن کریم کی تلاوت کی ہدایت کی گئی ہے۔ قرآن کریم کی تلاوت کے بے شمار فوائد ہیں۔ ایمان بڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت پیدا ہوتی ہے۔

2-ان حالات میں مصائب برداشت کرنے کیلئے دوسرا نسخہ صلوٰۃ کی ادائیگی بتلایا گیا ہے۔ ایک مثال سے بات سمجھی جاسکتی ہے۔ اگر کوئی گاڑی ڈھلوان میں کھڑی ہو تو وہ نیچے کھسکتی جائے گی الا یہ کہ اسے بریک (Brake) لگائی جائے یا انجن کی طاقت سے گاڑی چڑھائی چڑھتی جائے۔ دنیا اور اسکی زینت کی مثال ڈھلوان کی طرح ہے جو انسان کو نیچے ہی نیچے کھینچتی ہیں۔ صلوٰۃ کی مثال انجن کی طاقت کی ہے جو کہ دنیا کی کشش کے باوجود انسان میں وہ قوت پیدا کرتی ہے کہ وہ اعلیٰ اخلاقی اور دینی مدارج طے کرتا چلا جاتا ہے۔

3-اگر بندہ اللہ کو یاد کرے تو اللہ بھی بندے کو یاد کرتا ہے۔ دیکھیں (البقرہ 152:2) اور یہ بہت بڑی سعادت ہے۔

4-کیونکہ وہ کم از کم اپنی اصل کے اعتبار سے تو حق پر ہیں۔ لہٰذا حقیقت سمجھنا ان کیلئے سہل ہے۔

5-ظالم سے مراد ہٹ دھرم، ضدباز، مسلمانوں کے ساتھ دھوکہ دہی کرنیوالے اور جنگ کرنیوالے مراد ہیں۔

6-اللہ تعالیٰ نے بحث کا انداز بھی خود ہی سمجھادیا ہے۔ جن جن باتوں میں فریقین میں موافقت اور مطابقت پائی جاتی ہے پہلے انکا ذکر کرکے انہیں اپنی جانب مائل کیا جائے۔

7-جن لوگوں کے پاس پہلے سے کتاب موجود ہے یعنی یہود و نصاریٰ تو ان سے بھی منصف مزاج لوگ ایمان لے آئے ہیں اور قریش سے بھی گویا اس کتاب میں نقلی اور عقلی ہر طرح کے دلائل موجود ہیں جو کہ متاثر کرنے کی استعداد رکھتے ہیں۔

8-کفار کے اعتراضات میں سے ایک الزام یہ بھی تھا کہ آپ تورات کے مضامین قرآن کے نام سے پیش کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے نبی اگر آپ پڑھے لکھے ہوتے تو بھی اس الزام میں کچھ وزن ہوتا کہ کہا جاتا کہ آپ نے تورات پڑھ کر یہ سارا کلام گھڑ لیا ہے یا آپ لکھنا ہی جانتے تو کہا جاتا کہ کسی سے سن کر لکھ لیا ہے۔

9-ایسے زندہ جاوید معجزے (Miracle of Miracles) کے بعد اور کس چیز کی ضرورت ہے؟ دیکھیں (الحجر 9:15)

ایسا معجزہ جس کی آب و تاب چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی کم نہیں ہوئی۔ چیلنج کے باوجود ساری دنیا کے جن اور انسان مل کر بھی اس جیسی ایک سورت بھی نہیں بنا سکے۔ اس میں کئی پیشین گوئیاں موجود ہیں۔ کئی تو پوری ہوچکی ہیں باقی پوری ہوتی رہیں گی۔

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ؕ

یہ لوگ آپ سے جلد عذاب لانے کا مطالبہ کرتے ہیں- اور اگر عذاب کا وقت مقرر نہ ہوتا تو وہ ان پر آچکا ہوتا

وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۳﴾ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَ

اور وہ ان پر اچانک آجائے گا کہ انہیں خبر تک[1] نہ ہوگی○ یہ آپ سے جلد عذاب لانے کا مطالبہ کرتے ہیں

اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ ۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ يَوْمَ يَغْشٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ

حالانکہ جہنم کافروں کو گھیرے میں[2] لے چکی ہے○ جس دن عذاب انہیں اوپر سے بھی

فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۵﴾

ڈھانپ لے گا اور پاؤں کے نیچے سے بھی اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا، جو کچھ تم کرتے رہے اب اس کا مزا[3] چکھو○

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾

اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو! میری زمین یقیناً بڑی وسیع ہے لہٰذا میری ہی عبادت کرو[4]○

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۟ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

ہر شخص کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے پھر تم ہماری طرف ہی لوٹائے جاؤ گے[5]○ اور جو لوگ ایمان لائے اور

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ

انہوں نے نیک عمل کئے ہم انہیں جنت کے بالا خانوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں بہ

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۵۸﴾ الَّذِيْنَ

رہی ہیں- اس میں وہ دائمی رہیں گے- عمل کرنے والوں کے لئے کیا ہی اچھا اجر ہے○ جنہوں نے

صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ

(مصائب پر) صبر کیا اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں[6]○ اور کتنے ہی ایسے جانور ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں

رِزْقَهَا ۖ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ۖ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۰﴾ وَلَئِنْ

پھرتے- اللہ انہیں رزق دیتا ہے اور تم کو بھی وہی دیتا ہے[7] اور وہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے○ اگر

سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ

آپ ان سے پوچھیں کہ ارض و سماوات کو کس نے پیدا کیا اور سورج اور چاند کو کس نے مسخر کر رکھا ہے[8]

لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ

تو ضرور کہیں گے کہ اللہ نے پھر یہ کہاں سے دھوکہ کھا جاتے ہیں؟○ اللہ اپنے بندوں سے جس کے لئے چاہے

مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۲﴾ وَلَئِنْ

رزق وسیع کر دیتا ہے اور[9] جس کے لئے چاہے کم کر دیتا ہے اور وہ یقیناً ہر بات سے خوب واقف ہے○ اور اگر

سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ

آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان سے پانی کس نے برسایا پھر اس پانی سے مردہ پڑی ہوئی زمین کو زندہ کیا؟

مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۳﴾ ع

تو ضرور کہیں گے کہ "اللہ نے" کہیئے پھر ہر طرح کی حمد بھی اللہ ہی کے لئے ہے۔[10] مگر اکثر عقل نہیں کرتے○

1-یہ عذاب فتح مکہ والے دن آیا جبکہ آپ ﷺ کی افواج مکہ پہنچ گئیں اور کفار میں مقابلہ کی سکت ہی نہ رہی۔

2-اور آخرت کے عذاب کی لپیٹ میں تو آچکے ہیں۔ ادھر آنکھیں بند ہوئیں ادھر دھر لئے گئے الا یہ کہ مہلت سے فائدہ اٹھا کر سنبھل جائیں۔

3-ایک ترجمہ تو یہ ہے اسکے علاوہ ممکن ہے کہ خود عذاب یا جہنم یا فرشتے یہ بات کہیں۔

4-اگر اہل مکہ نے اسلام کی وجہ سے تمہارا جینا دو بھر کر دیا ہے تو اللہ کی زمین وسیع ہے وہاں نکل چلو جہاں تم آزادی سے اللہ کے احکام بجالا سکو۔

5-جو تمہیں اسلام کی وجہ سے ظلم و ستم کا نشانہ بنا رہے ہیں انہوں نے بھی اور تم نے بھی آخر میرے پاس ہی آنا ہے۔

6-دین کی راہ میں مصائب جھیلنا صبر ہے۔ اللہ کے احکام پہ کاربند رہنا ہی صبر ہے۔

7-حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ۔

"اگر تم اللہ پہ ایسا توکل کرتے جیسا کہ کرنے کا حق ہے تو تمہیں بھی اسی طرح رزق دیا جاتا جیسے پرندوں کو دیا جاتا ہے وہ صبح بھوکے جاتے اور شام کو پیٹ بھر کے آتے ہیں۔"

(ترمذی)

8- آج بھی دنیا کے کم از کم نوے پچانوے فیصد مشرکین کا عقیدہ یہی ہے کہ نظام کائنات قائم کرنیوالا اللہ ہی ہے۔ آخر اس کے بعد پھر شرک کا جواز کہاں سے نکل آتا ہے۔

9-مال ملنا لازماً خیر ہی نہیں ہوتا۔ خود اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں کہ کس کو مال دیا جائے تو وہ بھلائی ہی کمائے گا اور کسے مال دیا جائے تو وہ زیادہ سرکش ہو جائے گا۔ بعض اوقات مال زیادہ دیکر اللہ تعالیٰ کسی کو ابتلا میں ڈال دیتا ہے۔

حضرت عمرو بن تغلب روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"میں اس شخص کو مال دیتا ہوں جسکے دل میں بے چینی اور بوکھلاپن پاتا ہوں حالانکہ جن کو نہیں دیتا وہ مجھے ان سے زیادہ محبوب ہیں جنہیں میں دیتا ہوں۔"

(بخاری)

10-دوسرا مفہوم یہ ہے کہ الحمدللہ کم از کم اتنا تو تم بھی تسلیم کرتے ہو۔

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۭ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ

یہ دنیا کی زندگی ایک کھیل تماشے کے سوا کچھ نہیں۔[1] اصل زندگی

لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۴﴾ فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا

دار آخرت ہے۔ کاش! وہ لوگ یہ بات جانتے ہوتے○ پھر جب یہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ کی

اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڬ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ

مکمل حاکمیت کو تسلیم کرتے ہوئے خالصتاً اسے ہی پکارتے ہیں اور جب وہ انہیں بچا کر خشکی پر لے آتا ہے تو[2]

يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۵﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۫ فَسَوْفَ

اس وقت پھر شرک کرنے لگتے ہیں○ تاکہ ہم نے جو انہیں دیا ہے اس کی ناشکری کریں اور مزے اڑائیں۔ جلد ہی

يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ

انہیں معلوم ہو جائے گا○ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے حرم کو پرامن بنایا جبکہ اس کے ارد گرد کے

مِنْ حَوْلِهِمْ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ﴿۶۷﴾

لوگ اچک لئے جاتے ہیں۔ کیا پھر بھی یہ لوگ باطل کو مانتے اور اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں○

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو خود جھوٹ گھڑ کے اللہ کے ذمے لگا دے یا اس کے پاس حق آئے تو اسے

لَمَّا جَاۗءَهٗ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۸﴾ وَالَّذِيْنَ

جھٹلا دے۔ کیا ایسے کافروں کے لئے جہنم کا ٹھکانا کافی نہیں؟○ اور جو لوگ ہماری راہ

جٰهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۶۹﴾

میں جہاد کرتے ہیں ہم یقیناً انہیں اپنی راہیں دکھلا دیتے ہیں اور اللہ یقیناً اچھے کام کرنے والوں کے ساتھ ہے○

سُوْرَةُ الرُّوْمِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سِتُّوْنَ اٰيَةً وَسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

آیات ۶۰ (۳۰) سورۂ روم مکی ہے۔(۸۴) رکوع ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

الۗمّۗ ﴿۱﴾ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ﴿۲﴾ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ

الم○[3] رومی مغلوب ہوگئے○[4] قریب ہی سرزمین میں تاہم وہ مغلوب ہونے

غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ﴿۳﴾ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ڛ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ

کے بعد پھر غالب آجائیں گے○ چند سالوں میں اس (شکست) سے پہلے بھی اللہ ہی کا حکم چلتا تھا

قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ۭ وَيَوْمَىِٕذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۴﴾

اور بعد میں بھی اسی کا چلے گا اور (جب رومیوں کو فتح ہوگی تو) اس دن مسلمان خوشیاں منائیں گے

بِنَصْرِ اللّٰهِ ۭ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۵﴾

انہیں بھی اللہ کی مدد حاصل ہوگی۔ اللہ جسے چاہے نصرت بخشتا ہے اور وہ سب پر غالب اور رحم کرنے والا ہے○

1-یہ اس لحاظ سے کھیل تماشا نہیں ہے کہ بے مقصد پیدا کی گئی ہو۔ بلکہ اس دنیا میں اللہ والوں کا ایک ایک لمحہ بہت قیمتی ہوتا ہے اور وہ اس سے اپنی آخرت کماتے ہیں۔ کھیل تماشا اس اعتبار سے ہے کہ دنیا کے سارے کردار آخرت کے مقابلے میں انتہائی ناپائیدار اور فانی ہوتے ہیں۔ یہاں کے بادشاہ اور وزیر بھی ڈراموں کی طرح سٹیج سے ہٹا دیئے جاتے ہیں۔

2-نہ صرف کشتی ہی میں جبکہ وہ ڈوبنے کو ہوتی ہے بلکہ جب بھی جان کو بن آتی ہے انکا طریقہ یہی ہوتا ہے تفصیل کیلئے دیکھیں (لقمان 32:31)

3-یہ حروف مقطعات ہیں۔ غالباً انکا درست مفہوم متعین کرنا بڑا مشکل ہے۔ یہ منکرین کیلئے چیلنج ہے کہ قرآن ان ہی حروف سے بنا ہے اگر تم اسے انسانی کاوش سمجھتے ہو تو اس جیسا کلام تم بھی بنالاؤ۔ واللہ اعلم (البقرہ 1:2)

4-اس سورت کی دوسری آیت ہی سے اسکا زمانہ متعین ہو جاتا ہے۔ یہ سورت ہجرت حبشہ کے زمانہ میں نازل ہوئی۔ اس سورت کی ابتداء میں دو عظیم الشان پیش گوئیاں کی گئی ہیں۔ آپ ﷺ کی بعثت کے زمانے میں دو عظیم الشان طاقتیں (Super Powers) روم اور فارس تھیں۔ روم کے باشندے اہل کتاب یعنی عیسائی تھے۔ پھر آخرت پہ مسلمان کی طرح ایمان بھی رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ پہ بھی انکا ایمان اور اس وقت تک کافی صالح طبقہ بھی ان میں موجود تھا حبشہ کے بادشاہ نجاشی اور اہل حبشہ کے ایمان لانے کی تفاصیل (المائدہ 83:5) میں گزر چکی ہیں۔ دوسری جانب اہل فارس آخرت کے منکر اور آتش پرست تھے۔ طبعی طور پہ مسلمانوں کی ہمدردیاں اہل روم کے ساتھ تھیں۔

سنہ 615ء میں ایران نے روم کو ایسی شکست دی کہ ایران کی فوجیں مصر کی سرحدوں تک پہنچ گئیں حتیٰ کہ ان کی اصل صلیب بھی لے گئے یہ شکست اتنی شدید تھی کہ خطرہ پیدا ہو چلا تھا کہ روم کے نام کا کوئی ملک صفحہ ہستی پہ باقی نہ رہ سکے گا؟

ان حالات میں قریش نے مسلمانوں کو طعنے دینے شروع کر دیئے کہ جس طرح اہل فارس اہل کتاب (روم) کو صفحہ ہستی سے مٹا رہے ہیں ہم بھی تمہیں مٹا دیں گے۔ انہی حالات میں یہ آیات اتریں۔ جن میں نہ صرف روم کے غلبہ کی خوشخبری تھی بلکہ خود مسلمانوں کی فتح کی بھی بشارت تھی۔ ان حالات میں روم کی فتح تو ناممکن معلوم ہوتی ہی تھی مسلمانوں کی قریش پہ فتح اس سے بھی زیادہ مشکل معلوم ہو رہی تھی۔

وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا

یہ اللہ کا وعدہ ہے[1] اور اللہ کبھی اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ مگر اکثر لوگ (یہ بات) نہیں

يَعْلَمُوْنَ ۝ يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ښ وَهُمْ عَنِ

جانتے○ وہ صرف دنیا کی زندگی کا ظاہری پہلو ہی جانتے ہیں اور

الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۣ مَا خَلَقَ اللّٰهُ

آخرت سے وہ بالکل غافل ہیں○ کیا انہوں نے کبھی اپنے آپ میں غور و فکر نہیں کیا؟[2] اللہ نے ارض و

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَ

سماوات اور ان کے درمیان جو کچھ ہے سب کو کسی حقیقی مصلحت اور ایک مقررہ وقت تک کے لئے پیدا کیا ہے۔

اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاۗئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا

مگر لوگوں میں سے اکثر اپنے رب کی ملاقات سے منکر ہیں○ کیا ان لوگوں نے زمین میں

فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ

چل پھر کر یہ نہیں دیکھا کہ ان لوگوں کا انجام کیا ہوا جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں۔

كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ

وہ لوگ قوت میں بھی ان سے زیادہ تھے اور جتنا ان لوگوں نے زمین کو آباد کیا انہوں نے زمین کو جوت کر اس

مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ

سے زیادہ آباد کیا تھا۔[3] ان کے پاس (بھی) ہمارے رسول واضح دلائل لے کر آئے تھے۔ اللہ کا ان پر ظلم کرنے کا

وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ

ارادہ نہیں تھا بلکہ وہ خود ہی اپنے آپ پر ظلم کر رہے تھے○ پھر جن لوگوں نے برائیاں کی تھیں

اَسَاۗءُوا السُّوْۗآٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ ع 4

ان کا انجام بھی برا ہی ہوا کیونکہ انہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا اور وہ ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے○

اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَيَوْمَ

اللہ ہی مخلوق کی ابتداء کرتا ہے پھر وہی اس کا اعادہ کرے گا پھر اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ○ گے اور جس دن

تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ

قیامت قائم ہوگی تو مجرم لوگ سخت مایوس ہوجائیں گے[4]○ اور ان کے شریکوں میں

مِّنْ شُرَكَاۗىِٕهِمْ شُفَعٰۗؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَاۗىِٕهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝

کوئی بھی ان کا سفارشی نہ بنے گا اور وہ خود بھی اپنے شریکوں کے منکر ہوجائیں گے○

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَىِٕذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ

اور جس دن قیامت قائم ہوگی لوگ الگ الگ گروہوں میں بٹ جائیں گے○ یعنی جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ۝

ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے وہ تو جنت کے باغوں میں فرحاں ہوں گے

1-قریش نے اس بشارت کے نزول پہ اسے مزید تمسخر کانشانہ بنالیا۔ ابی بن خلف نے حضرت ابوبکرؓ سے شرط لگائی کہ اگر تین سال میں رومی غالب آگئے تو وہ دس اونٹ حضرت ابوبکرؓ کو دیگا ورنہ حضرت ابوبکر دس اونٹ اسے دیں گے۔

جب آپ ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ "بضع" کا اطلاق دس سال سے کم کی مدت پہ ہوتا ہے لہٰذا مدت کو بڑھا کر دس سال کرو اور اونٹوں کی تعداد ایک سو کردو۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے ایسا ہی کیا۔

انگریز مورخ گبن کے مطابق اس پیشین گوئی کے سات آٹھ برس بعد تک بھی حالات ایسے نظر نہ آئے تھے کہ روم کے غلبہ کا کہیں کوئی نشان نظر آتا۔ آخر حالات نے یوں پلٹا کھایا کہ قیصر روم نے اندر ہی اندر یہ تہیہ کیا کہ اپنی شکست کا بدلہ ضرور لے گا۔ چنانچہ اس نے نئے سرے سے اپنی قوت جمع کرکے فارس کے عقب سے حملہ کیا اور فتح پہ فتح حاصل کرتا گیا حتیٰ کہ سب سے بڑے آتش کدہ کو تباہ کردیا۔ فتح کی خبر مسلمانوں کو عین اس وقت ملی جبکہ وہ میدان بدر میں مشرکین کی اچھی طرح پٹائی کرچکے تھے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے بیک وقت مسلمانوں کو دوہری خوشی نصیب فرمائی۔

حضرت ابوبکرؓ کو شرط کے سو اونٹ مل گئے۔ مگر آپ ﷺ نے انہیں صدقہ کرنے کا حکم دیدیا کیونکہ جس وقت شرط لگائی گئی تھی اس وقت تک جوئے کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی۔ جوئے کی حرمت کے نزول کے بعد حربی کفار سے شرط کے سو اونٹ تو لے لئے گئے مگر انہیں صدقہ کردیا گیا۔

اس واضح پیشین گوئی کے حق ثابت ہونے پہ کئی لوگوں نے اسلام قبول کرلیا۔ کیا اس پیشین گوئی سے وہ مستشرقین بھی کوئی راہنمائی حاصل کریں گے جنہیں یہ الزام لگاتے ہوئے کوئی شرم نہیں آتی کہ محمد ﷺ نے قرآن کے مضامین تورات اور انجیل سے لئے ہیں؟

2-خود انسان کے اپنے اندر بڑی محیر العقل کائنات موجود ہے جو اپنے اندر کئی سبق آموز پہلو رکھتی ہے۔ انسانی دماغ اور اس کی صلاحیتیں پیٹ میں بچے کی نشو ونما، جسم میں دودھ بننا، یہ سب ایسی اشیاء ہیں کہ جو پکار پکار کر خالق کائنات کا پتہ دیتی ہیں۔ دیکھیں (النحل 66:16)

3-ان کی عمریں تم سے کہیں زیادہ تھیں۔ جسم اور قد تم سے کہیں بہتر تھا۔ ان کی مہارت کا یہ حال تھا کہ ایسے اہرامات تعمیر کئے کہ آج اس جیسے اہرام تعمیر کرنا ناممکن نظر آتا ہے قوم ثمود نے جو عمارتیں پہاڑ تراش کر بنائی تھیں اس جیسی عمارتیں آج کے انجینئر بھی نہیں بنا سکتے اور وہ تو تم خود بھی جاکر دیکھ سکتے ہو۔

4-یعنی عملی طور پہ انہیں نظر آجائیگا کہ یہ شریک آج کچھ بھی نہیں کرسکتے۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ

اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیات اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا

فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ

تو ایسے لوگوں کو عذاب میں رکھا جائے گا○ پس تم اللہ کی تسبیح کرو[1] شام کے

تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ

وقت بھی اور صبح کے وقت بھی○ ارض و سماوات میں

وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ

حمد اسی کے لائق ہے-نیز پچھلے پہر اور ظہر کے وقت بھی○ (اس کی تسبیح کرو) وہ زندہ کو مردہ

الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ

سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا[2] ہے اور زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ

مَوْتِهَا ۗ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ

کرتا ہے-اسی طرح تم (مرنے کے بعد زمین سے) نکالے جاؤ گے○ اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے

تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ

کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا-پھر اب تم انسان ہو جو ہر جگہ پھیل رہے ہو[3]○ اور ایک نشانی یہ ہے کہ اسی نے

لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ

تمہاری ہی جنس سے تمہارے لئے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان

مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾

محبت اور رحمت پیدا کردی[4]- غوروفکر کرنے والوں کے لئے اس میں کئی نشانیاں ہیں○

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ

اور ایک یہ کہ اس نے ارض و سماوات کو پیدا کیا اور تمہاری زبانیں اور تمہارے رنگ مختلف

وَاَلْوَانِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ

بنا دیئے[5]-اہل علم کے لئے اس میں بھی کئی نشانیاں ہیں○ نیز تمہارا رات اور

مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاۗؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ

دن کو سونا[6] اور اس کا فضل تلاش کرنا[7] بھی اس کی نشانیوں میں سے ہے-جو لوگ غور سے سنتے ہیں

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ

ان کے لئے اس میں بھی بہت سی نشانیاں ہیں○ اور ایک یہ کہ وہ تمہیں بجلی دکھاتا ہے

خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ

جس سے تم ڈرتے بھی ہو اور امید بھی رکھتے[8] ہو اور آسمان سے پانی برساتا ہے جس سے زمین کو اس کے مرنے

بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۴﴾

کے بعد زندہ کردیتا ہے- سمجھنے سوچنے والوں کے لئے اس میں بھی بہت سی نشانیاں ہیں○

1-بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہاں تسبیح سے مراد صلوٰۃ ہے جوکہ خود بھی تسبیح کی بہترین شکل ہے۔ اس آیت میں فجر، مغرب اور عشاء کا ذکر ہے جبکہ اگلی آیت میں ظہر اور عصر کا وقت مذکور ہے طلوع شمس سے نصف النہار تک سورج کے عروج کا وقت ہوتا ہے جبکہ شمس پرست لوگ شمس کی عبارت کرتے ہیں اس عرصہ میں کوئی فرض صلوٰۃ مقرر نہیں کی گئی۔

2-جیسے آدم کو مٹی سے پیدا کیا اور بعد کے انسانوں کو نطفہ سے جوکہ مردہ ہی ہوتا ہے اسی طرح انڈے سے بھی جاندار پیدا ہوتا ہے جوکہ مردہ ہوتا ہے۔ بعض حیوانات سے نطفہ اور بعض سے انڈہ سے نکالتا ہے۔

3-ایک انسان سے کئی بلین (Billion) کی آبادی پیدا ہو چکی ہے اور اس میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔

ع ۲ ۹ ۵

4-خوراک سب ایک ہی طرح کی کھاتے ہیں۔ والدین بھی ایک ہی ہوتے ہیں۔ آب و ہوا ایک جیسی میسر آتی ہے اسکے باوجود ایک کو نر اور دوسرے کو مادہ بنادیا۔ دونوں کو ایک دوسرے کا تتمہ بنادیا۔ دونوں ایک دوسرے کے طالب بھی ہیں اور مطلوب بھی۔ دونوں میں ایک دوسرے سے محبت کا فطری جذبہ ودیعت کردیا۔

5-کسی کی لسان انگریزی کسی کی پشتو کسی کی عربی اور کسی کی اردو۔ پھر ہر لسان میں بھی لہجے کا اختلاف واقع ہوتا ہے جوکہ صرف سو میل کے فاصلہ کے بعد ہی محسوس ہوجاتا ہے۔ اسی طرح رنگوں (Complection) کا اختلاف واقع ہوتا ہے۔یہ وہ اختلافات ہیں جن میں انسان کا اپنا اختیار نہیں ہوتا۔ چنانچہ یہ کسی کی فضیلت کا معیار نہیں ہوتا بلکہ اصلی معیار تقویٰ ہے۔

6-یہ نیند کیا چیز ہے خود انسان اسکی ماہیت سمجھنے سے قاصر ہے۔ نیند کی حالت میں انسان کے بعض حواس کی کارکردگی کم ہوجاتی ہے جیسے سونگنے کی قوت اور بعض حواس کی کارکردگی میں اضافہ ہوجاتا ہے جیسے سننے کی صلاحیت۔ خواب اس سے بھی زیادہ عجیب وغریب چیز ہے۔

7-اگر انسان میں روزگار کی تلاش کا داعیہ نہ رکھا جاتا تو دنیا کی یہ ساری رونق مفقود ہوجاتی۔

8-بارش کی امید پیدا ہوتی ہے جو فصلوں کیلئے باعث رحمت ہے۔ ورنہ بادلوں نے کئی ٹن کے حساب سے جو پانی اٹھا رکھا ہوتا ہے وہ کسی بھی جگہ تباہی مچانے کیلئے کافی ہوتا ہے۔ اسکے علاوہ بادلوں نے بجلی کی صورت میں جو دباؤ (Voltage) اٹھایا ہوتا ہے اس کا اندازہ سو بلین وولٹ کے قریب ہے چنانچہ یہ بجلی اگر زمین کی جانب لپکے تو کیا کچھ تباہی نہ مچادے گی۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ؕ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ

اور (اس کی نشانیوں سے) ایک یہ کہ ارض و سماء اسی کے حکم سے (بلاستون) قائم ہیں پھر جب وہ تمہیں ایک ہی

دَعْوَةً ۖ مِّنَ الْاَرْضِ اِذَاۤ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَلَهٗ مَنْ فِي

دفعہ زمین میں سے پکارے گا تو تم زمین سے نکل کھڑے ہوگے○ ارض و سماوات

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا

میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے۔ سب کے سب اسی کے فرمانبردار ہیں[1]○ اور وہی تو ہے جو خلقت کی ابتداء

الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ؕ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى

کرتا ہے پھر وہی اس کا اعادہ کرے گا اور یہ (دوسری بار کی پیدائش) اس پر زیادہ آسان ہے[2]۔ آسمانوں اور زمین میں

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾ ضَرَبَ لَكُمْ

اس کی شان بالاتر[3] ہے اور وہ سب پر غالب اور حکمت والا ہے○ اللہ تمہارے لئے ایک

مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ

مثال بیان کرتا ہے جو خود تمہی سے تعلق رکھتی[4] ہے۔ تمہارے کچھ غلام ہوں اور جو

مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ

ہم نے تمہیں عطا کیا اس میں تم اور وہ برابر شریک ہوں تم ایسا گوارا کرسکتے ہو؟ تم ان سے ایسے ڈرو گے

كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾

جیسے اپنے ہمسروں سے ڈرتے ہو۔ سوچنے والوں کے لئے اللہ ایسے ہی اپنی آیات کھول کر بیان کرتا ہے○

بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان ظالموں نے بغیر علم اپنی خواہشات کی اتباع کر رکھی ہے۔ پھر جسے اللہ نے

مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَقِمْ وَجْهَكَ

گمراہ کردیا ہو اسے کون ہدایت پر لاسکتا ہے اور ان کا کوئی مددگار بھی نہ ہوگا○ لہٰذا (اے نبی!)

لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا

یکسو ہو کر دین کی طرف متوجہ ہوجاؤ۔ یہی فطرت الٰہی ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے[5]۔ اللہ کی

تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

اس خلقت میں کوئی رد و بدل نہیں ہوسکتا۔ دین قیم یہی ہے۔ لیکن اکثر

النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ ۙ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا

لوگ نہیں جانتے○ اسی کی طرف رجوع کرتے ہوئے (اسی بات پر قائم ہوجاؤ) اور اس سے ڈرتے رہو اور

الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۳۱﴾ ۙ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا

صلات قائم کرو اور ان مشرکوں سے نہ ہوجانا○ جنہوں نے اپنا دین

دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۳۲﴾

الگ کرلیا اور گروہوں میں بٹ گئے[6] ہر گروہ کے پاس جو کچھ ہے وہ اسی میں مگن ہے○

1-حتیٰ کہ انسان بھی بے شمار امور میں اختیار نہیں رکھتا۔ اپنی جوانی کو واپس نہیں لوٹا سکتا' موت کو ٹال نہیں سکتا۔

2-یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کیلئے پہلی دفعہ پیدا کرنا بھی سہل ہے اور دوسری دفعہ بھی۔ دوسری دفعہ کی پیدائش کے بارے میں ۔اہون علیہ۔ فرمایا گیا ہے تو اس اعتبار سے کہ لوگ اس بارے میں شک کرتے تھے۔ پہلی پیدائش میں تو کوئی شک نہیں کرسکتا کیوں کہ وہ سب کے سامنے ہے۔

3-ہر خوبی کی صفت اللہ تعالیٰ کے شایاں شان ہے جبکہ ہر خامی سے اللہ کی ذات بری ہے۔

4-یہ روزمرہ کی مثال اللہ تعالیٰ نے پیش فرمائی ہے۔ جس سے حقیقت آسانی سے سمجھ آسکتی ہے مشرکین مکہ کا عقیدہ کیا تھا وہ ان کے تلبیہ سے سمجھ آجاتا ہے جو یہ ہے۔

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اِلَّا شَرِيْكاً هُوَ لَكَ تَمْلِكُهُ وَمَا مَلَكَ

"میں حاضر ہوں میرے اللہ میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں سوائے اس شریک کے جو تیرا اپنا ہے تو بھی اس کا مالک ہے اور جو کچھ اس کی ملکیت ہے اس کا بھی تو مالک ہے۔"

اسی مثال میں اسی شرک کی تردید کی گئی ہے۔ جب تم ایسا کبھی نہیں کرتے حالانکہ انسانیت کے اعتبار سے تو وہ تمہارے برابر ہی ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ تو ہر چیز کا خالق ہے اور باقی ہر چیز اس کی مخلوق ہے۔ پھر تم یہ دھاندلی کیوں مچاتے ہو؟

5-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"ہر بچہ (آدمی کا) فطرت (یعنی اسلام) پر پیدا ہوتا ہے پھر اسکے والدین اسکو یہودی یا عیسائی یا پارسی بنالیتے ہیں۔"

(بخاری)

اللہ تعالیٰ نے عہد الست دیکھیں (الاعراف 172:7) کی صورت میں جو فطری داعیہ رکھا ہے وہ بھی اسکی دلیل ہے۔ اسکا عملی مظاہرہ کئی دفعہ ہوتا ہے۔ کسی انسان کو حق کی جانب اشارہ ہی ہوتا ہے تو یکدم وہ اسے قبول کرلینے پہ آمادہ ہوجاتا ہے گویا پہلے ہی سے وہ اس کام کیلئے تیار بیٹھا تھا۔ فرعون کے دربار میں جادوگروں کا قبول اسلام بھی ایک ایسا ہی واقعہ ہے دیکھیں۔ (الاعراف 121:7)

6-گروہی تعصبات میں لوگ ایسے الجھے ہیں کہ خود کو ہی برحق سمجھتے ہیں۔ سوچنے کی زحمت ہی گوارا نہیں کرتے۔

وَإِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَآ

جب لوگوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب ہی کی طرف رجوع کرکے اسے پکارتے ہیں[1] پھر جب

أَذَاقَهُمْ مِنْهُ رَحْمَةً إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ﴿٣٣﴾ لِيَكْفُرُوا

اللہ انہیں اپنی رحمت کا مزا چکھاتا ہے تب ان میں سے کچھ اپنے رب سے شرک کرنے لگتے ہیں[2]○ تاکہ اس

بِمَآ آتَيْنَاهُمْ ۚ فَتَمَتَّعُوا فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٣٤﴾ أَمْ أَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا

نعمت کی ناشکری کریں جو ہم نے انہیں دی ہے۔ مزے کرلو۔ جلد تم جان لوگے○ یا ہم نے ان پر سند اتاری ہے[3]

فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوا بِهِ يُشْرِكُونَ ﴿٣٥﴾ وَإِذَآ أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوا

جو اس شرک کو صحیح بتلاتی ہو○ جو یہ کررہے ہیں اور جب ہم انہیں اپنی رحمت کا مزا چکھاتے ہیں تو یہ اتراتے ہیں

بِهَا ۖ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ إِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ ﴿٣٦﴾

اور جب ان کے اپنے کرتوتوں کی وجہ سے انہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو آس توڑ بیٹھتے ہیں[4]○

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَآءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّ فِي

کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ اللہ جس کا چاہے رزق زیادہ کردیتا ہے اور (جس کا چاہے) کم کردیتا ہے[5]۔ ایمان لانے

ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٣٧﴾ فَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَ

والوں کے لئے اس میں بھی کئی نشانیاں ہیں○ (اے مسلمانو) اپنے قرابت والے کو اس کا حق دو[6] اور

الْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لِلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ

مسکین اور مسافر کو اس کا حق۔ یہ بات ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو اللہ کی رضا چاہتے

اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٣٨﴾ وَمَآ آتَيْتُمْ مِنْ رِبًا لِيَرْبُوَا

ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہوں گے○ اور جو کچھ تم بطور سود دیتے ہو[7] کہ لوگوں کے اموال سے تمہارا

فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوا عِنْدَ اللَّهِ ۖ وَمَآ آتَيْتُمْ مِنْ زَكَاةٍ

مال بڑھتا رہے تو ایسا مال اللہ کے ہاں نہیں بڑھتا۔ اور جو کچھ تم اللہ کی رضا چاہتے

تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ ﴿٣٩﴾ اللَّهُ الَّذِي

ہوئے بطور زکات دیتے ہو۔ تو ایسے ہی لوگ اپنے مال کو دگنا چوگنا کررہے ہیں○ اللہ وہ ہے

خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۖ هَلْ مِنْ

جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں رزق دیا، پھر تمہیں موت دے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا۔ کیا تمہارے

شُرَكَآئِكُمْ مَنْ يَفْعَلُ مِنْ ذَٰلِكُمْ مِنْ شَيْءٍ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا

شریکوں میں بھی کوئی ایسا ہے جو ان میں سے کوئی بھی کام کرسکتا ہو۔ وہ پاک ہے اور جو کچھ وہ شریک ٹھہراتے

يُشْرِكُونَ ﴿٤٠﴾ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي

ہیں ان سے بالاتر ہے○ بحر و بر میں فساد پھیل گیا ہے[8] جس کی وجہ لوگوں کے لئے کمائے ہوئے

النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٤١﴾

اعمال ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے کچھ اعمال کا مزا چکھادے۔ شاید وہ ایسے کاموں سے باز آجائیں○

1-موت سامنے کھڑی دیکھ کر اللہ یاد آتا ہے۔ فرعون جیسے کٹے کافر کو بھی ڈوبتے وقت اللہ یاد آیا۔

2-خطرہ ٹل جاتا ہے تو پھر وہ اللہ کی قدرت میں شریک ٹھہرانا شروع کردیتا ہے۔

3-یہ استفہام انکاری ہے۔

4-جبکہ مومن کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ جب خوشی ملتی ہے تو نہ اتراتا ہے اور نہ تکبر کرتا ہے بلکہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہے۔ پریشانی کی حالت میں مایوس نہیں ہوتا بلکہ اللہ کے حضور مزید جھکتا ہے۔ استغفار کرتا ہے اور صبر اور صلوٰۃ سے اللہ کی مدد طلب کرتا ہے۔

5-کسی کو زیادہ رزق ملنے کا یہ مفہوم قطعاً نہیں ہے کہ اس پہ اللہ تعالیٰ بہت خوش ہیں۔

6-یہ نہیں کہا کہ انہیں کچھ صدقہ خیرات دو بلکہ فرمایا کہ انکا حق دو۔

7-قرض پہ لی گئی اضافی رقم کو سود کہتے ہیں۔ دیکھیں (البقرہ 2:278-275)

سودی قرضے دو طرح کے ہوتے ہیں۔ (ا)۔ ذاتی قرضے یا مہاجنی قرضے (ذاتی ضروریات کیلئے) (ب)۔ تجارتی یا صنعتی قرضے جو کہ بنکوں سے لئے جاتے ہیں۔ آج کل کئی مسلمان جہالت سے سود کے جواز کی نمائندگی کرتے ہیں کہ جس سود کو قرآن نے حرام قرار دیا ہے وہ ذاتی یا مہاجنی قرضے ہیں۔ جن کی شرح سود انتہائی ظالمانہ ہوتی ہے جبکہ تجارتی سود حرام نہیں ہے' کیونکہ اس دور میں ایسے سودی قرضوں کا رواج ہی نہیں تھا نیز ایسے قرضے چونکہ باہمی رضامندی سے لئے اور دیئے جاتے ہیں اور ان کی شرح سود بھی مناسب ہوتی ہے اور اس طرح کسی پہ ظلم نہیں ہوتا لہٰذا یہ تجارتی سود اس سے مستثنیٰ ہیں جنہیں قرآن نے حرام قرار دیا ہے۔ یہ استدلال درج ذیل کی بناء پر غلط ہے۔

(ا)۔ دور نبوی ﷺ میں بھی تجارتی سود موجود تھا۔ حضرت خالد ابن الولید رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ حرمت سے قبل یہی کاروبار کرتے تھے۔

(ب)۔ قرآن میں ربا کا لفظ علی الاطلاق استعمال ہوا ہے جو کہ ذاتی اور تجارتی دونوں قسم کے قرضوں کو حاوی ہے۔

(ج)۔ قرآن نے تجارتی قرضوں کے مقابل یہ آیت پیش کی ہے۔

''اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔'' (البقرہ 2:275)

اور ذاتی قرضوں کے مقابل یوں فرمایا۔

''اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کی پرورش کرتا ہے۔'' (البقرہ 2:276)

تفصیل کیلئے مولانا عبد الرحمٰن کیلانی کی تفسیر مفصل دیکھیں۔

8-غالباً روم یا ایران کی اس تباہ کن جنگ کی جانب اشارہ ہے جس نے شرق اوسط میں آگ لگا رکھی تھی۔

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ

آپ ان سے کہیے: ذرا زمین میں چل پھر کر تو دیکھو کہ جو لوگ تم سے پہلے تھے ان کا انجام کیسا ہوا؟[1]

مِنْ قَبْلُ ۚ كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُشْرِكِينَ ﴿٤٢﴾ فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ

ان میں سے اکثر مشرک ہی تھے○ پس (اے نبی!) اپنی توجہ درست اور متوازن دین کی طرف مرکوز کیجئے

الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ ۖ يَوْمَئِذٍ

قبل اسکے کہ وہ دن آجائے جسکی اللہ تعالیٰ کیطرف سے ٹلنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ اس دن لوگ پھٹ کر

يَصَّدَّعُونَ ﴿٤٣﴾ مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ۖ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا

الگ الگ ہو جائیں گے○[2] جس نے کفر کیا تو اس کا وبال اسی پر ہے اور جس نے نیک عمل کئے

فَلِأَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُونَ ﴿٤٤﴾ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

تو وہ اپنی ہی (فلاح کی) راہ ہموار کر رہے ہیں○[3] تاکہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک

الصَّالِحَاتِ مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ﴿٤٥﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ

عمل کرتے رہے انہیں اپنی مہربانی سے اس کا بدلہ دے۔ وہ یقیناً کافروں کو پسند نہیں کرتا○ اور اس کی نشانیوں میں

أَنْ يُرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرَاتٍ وَلِيُذِيقَكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ وَلِتَجْرِيَ

سے ایک یہ ہے کہ وہ ہواؤں کو خوشخبری دینے والی بنا کر بھیجتا ہے[4] اور اس لئے کہ تمہیں اپنی رحمت سے لطف

الْفُلْكُ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٤٦﴾ وَ

اندوز کرے، نیز اس لئے کہ اس کے حکم سے کشتیاں رواں ہوں اور تم اس کا فضل تلاش کرو اور

لَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ فَجَاءُوهُمْ

اس کے شکر گزار بنو○ اور آپ سے قبل ہم نے کئی رسول ان کی قوموں کی طرف بھیجے جو روشن دلائل لے

بِالْبَيِّنَاتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِينَ أَجْرَمُوا ۖ وَكَانَ حَقًّا

کر ان کے پاس آئے۔ پھر جو لوگ مجرم تھے ہم نے ان سے انتقام لے لیا اور مومنوں

عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٧﴾ اللَّهُ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ

کی مدد کرنا ہمارا حق تھا○ اللہ وہ ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے

فَتُثِيرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهُ فِي السَّمَاءِ كَيْفَ يَشَاءُ وَيَجْعَلُهُ

تو وہ بادل کو اٹھا لاتی ہیں۔ پھر اللہ جسے چاہتا ہے اس بادل کو آسمان میں پھیلا دیتا ہے اور اسے ٹکڑیاں بنا

كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهِ ۖ فَإِذَا أَصَابَ بِهِ

دیتا ہے پھر تو دیکھتا ہے۔ کہ بارش کے قطرے اس میں سے نکلتے آتے ہیں۔ پھر جب اللہ اپنے بندوں میں

مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿٤٨﴾ وَإِنْ

سے جس پر چاہے بارش برسا دیتا ہے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں○ حالانکہ

كَانُوا مِنْ قَبْلِ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِنْ قَبْلِهِ لَمُبْلِسِينَ ﴿٤٩﴾

وہ اس بارش کے برسنے سے قبل مایوس ہو چکے تھے○

1-بڑی بڑی ترقی یافتہ اور طاقتور قوموں کو اسی طرح عذاب کی ایک قسط دنیا میں ملتی رہی ہے اور یہ کوئی انوکھا واقعہ نہیں ہے۔

2-اور اپنے اپنے گروہوں سے جا ملیں گے۔ یہ ممکن نہ ہوگا کہ مشرک مومنوں کے گروہ میں گم ہو جائیں۔ یہ کام اتنی سرعت سے ہو جائے گا جیسے کوئی چیز پھٹ جاتی ہے۔

3-ایمان لانیوالے اور عمل صالح کرنیوالوں کو بھی اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے دیں گے ورنہ استحقاق کے طور پہ انہیں کچھ نہیں ملتا۔ دنیا کے نیک اعمال سے تو اللہ تعالیٰ کے گزشتہ احسانات بھی چکائے نہیں جاسکتے چہ جائیکہ مزید استحقاق ہو۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"کسی شخص کو اسکا عمل جنت میں نہیں لے جائیگا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ کیا آپ کے اعمال بھی؟ (آپ کو جنت میں نہ لے جائیں گے؟) فرمایا ہاں میرے اعمال بھی مجھے جنت میں نہ لے جائیں گے الا یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور اپنی رحمت سے مجھے ڈھانپ لے۔"

(بخاری)

4-بارش سے قبل چلنے والی ٹھنڈی ہوائیں اور سمندری جہازوں کو موافق سمت دھکیلنے والی ہوائیں۔ پہلے تو ان ہواؤں پہ بہت زیادہ انحصار ہوتا تھا۔ اب انجن والے جہازوں کے بعد ان پہ انحصار کم ہو گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کرہ ارض کے اردگرد ہوا کا تقریباً گیارہ بارہ کلومیٹر موٹا غلاف چڑہا دیا ہے۔ پانی کے بغیر کوئی انسان شائد کچھ یوم زندہ رہ سکتا ہو مگر ہوا کے بغیر چند منٹ بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح دیگر جانداروں کیلئے بھی ہوا بہت ضروری ہے۔ نہ صرف یہ کہ ہوا کا یہ غلاف سانس لینے کیلئے آکسیجن مہیا کرتا ہے بلکہ خلا سے آنیوالے کئی قسم کے شہابیوں، خطرناک شعاؤں (Rays) سے انسان کی حفاظت کرتا ہے۔ ہواؤں کی بھی کئی قسمیں ہیں کچھ انتہائی فرحت بخش، معطر، اللہ کی نعمتوں کا احساس دلانے والی اور کچھ انتہائی تباہ کن اور خوفناک۔ پھر یہ ہوائیں ہی ہیں جو کئی بلین ٹن (Billions of Tonns) پانی سنبھالے ہوئی ہیں اور اللہ کے حکم سے بارش کے ذریعے زمین پر گرا دیتی ہیں۔

فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ

اب اللہ کی اس رحمت کے نتائج پر غور کیجئے کہ وہ کیسے زمین کو مردہ ہونے کے بعد زندہ کر دیتا ہے۔

اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾ وَلَئِنْ

یقیناً وہی مردوں کو حیات بخشنے والا ہے اور وہی ہر ایک چیز پر قادر ہے○ اور اگر

اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ﴿۵۱﴾ فَاِنَّكَ

1

ہم ایسی ہوا بھیجیں جس کے اثر سے وہ اپنی کھیتی کو زرد پڑتا دیکھیں تو اس کے بعد وہ کفر بکنے لگتے ہیں○ (اے نبی!)

لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۲﴾

آپ نہ تو مردوں کو سنا سکتے ہیں اور نہ بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہیں جبکہ وہ پیٹھ پھیرے بھاگے جا رہے ہوں○

وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ

2

اور نہ آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے نکال کر ہدایت دے سکتے ہیں۔ آپ انہیں سنا سکتے ہیں جو ہماری

بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۵۳﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ

آیات پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ سر تسلیم خم کرتے ہیں○ اللہ وہ ہے جس نے تمہیں کمزور حالت سے پیدا کیا

ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ

پھر اس کمزوری کے بعد تمہیں قوت بخشی پھر اس قوت کے بعد تمہیں

ضُعْفًا وَّشَيْبَةً ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ ﴿۵۴﴾

3

کمزور اور بوڑھا بنا دیا۔ وہ جیسے چاہے پیدا کرتا ہے اور وہ سب کچھ جاننے والا اور قدرت والا ہے○

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ ؕ

4

اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرم قسمیں کھا کر کہیں گے کہ "ہم تو ایک گھڑی سے زیادہ نہیں ٹھہرے"

كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَ

اسی طرح وہ (دنیا میں بھی) غلط اندازے لگایا کرتے تھے○ اور جنہیں علم اور ایمان دیا گیا تھا وہ

الْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ ؗ فَهٰذَا

کہیں گے: تم تو اللہ کی کتاب کے مطابق یوم حشر تک پڑے رہے۔ سو یہی ہے

يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ

یوم حشر لیکن تم تو اسے (حق) نہ جانتے تھے○ پس اس دن ظالموں کو نہ ان

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَلَقَدْ

5

کی معذرت کچھ فائدہ دے گی اور نہ ہی ان سے یہ مطالبہ کیا جائے گا کہ وہ اپنے رب کو راضی کر لیں○

ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ

6

ہم نے اس قرآن میں لوگوں کیلئے ہر طرح کی مثالیں بیان کر دیں ہیں۔ اور اگر آپ اسکے پاس کوئی

بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ﴿۵۸﴾

7

معجزہ بھی لے آئیں تو کافر لوگ یہی کہیں گے کہ تم تو جعلسازی کر رہے ہو○

1-جب اللہ تعالیٰ خوشی دکھلاتا ہے تو خوش ہوتے ہیں مگر اللہ کا شکر ادا کرنے کی توفیق نہیں ہوتی۔ دوسری جانب جب مصیبت آتی ہے تو پھر بھی اللہ کیلئے گریہ وزاری اور استغفار کی بجائے ناشکری اور کفر کے کلمات بکتے ہیں اور اللہ کو کوستے ہیں کہ اس نے یہ کیسی بے انصافی سے بھرپور زمین بنادی ہے۔

2-بہرے لوگوں میں بھی اگر کچھ طلب ہو تو وہ اشاروں سے کچھ بات سمجھ جاتے ہیں اور اگر وہ بہرہ بھی ہو اور الٹے پاؤں بھاگ بھی رہا ہو تو وہ کیا بات سمجھے گا۔ اسکے ساتھ ہی ساتھ اگر وہ اندھا بھی ہو تو یہ امکان بھی ختم ہو جاتا ہے کہ وہ بھاگتے بھاگتے اشارہ دیکھ کر کچھ سمجھ جائے۔ یہاں حالت یہ ہے کہ ساتھ ہی ساتھ کے دل بھی مردہ ہو چکے ہیں۔

3-چاہے تو کسی کو جوانی اور بڑھاپا آنے ہی نہ دے اور بچپن میں ہی وفات ہو جائے۔ چاہے تو کسی کو لمبا قد دے اور کسی کو چھوٹا دے۔

4-ایک تو دنیا کی زندگی آخرت کی زندگی کے مقابلے ویسے ہی بڑی کم ہوگی۔ اگر یہاں مراد دنیا اور برزخ کی زندگی لی جائے تو ایسی صورت میں شدید ترین عذاب دیکھ کر ان کے دل دہل رہے ہوں گے لہٰذا ایک ایک پل بہت بوجھل ہوگا۔

یاد رہے کہ قبر میں ایسے مجرمین کو عذاب ہوگا مگر آخرت کے عذاب کی نسبت وہ انہیں بہت ہلکا معلوم ہوگا۔

5-دنیا میں انبیاء اور اللہ کے نیک بندے کہتے رہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کو توبہ کرکے راضی کر لو مگر وہاں یہ صورت نہ ہوگی اور انہیں کوئی یہ نہ کہے گا اور نہ ہی اس توبہ کا کچھ فائدہ ہوگا۔

6-دنیا سے بھی مثالیں پیش کر دیں ہیں اور آخرت سے بھی۔

7-آخر دلائل پیش کرنے میں تو کچھ کمی نہیں چھوڑی گئی۔ بار بار حقائق مختلف انداز سے مختلف مثالوں کی مدد سے پیش کر دیئے گئے ہے۔ نبی کی صاف ستھری اور شفاف زندگی ان کے سامنے ہے۔ قرآن جیسا زندہ معجزہ (Live Miracle) تو ان کے درمیان نازل ہو رہا ہے مگر یہ کوئی بڑے سے بڑا معجزہ بھی دیکھ لیں تو اسے بھی جھٹلا دیں گے کہ یہ نبی اور اسکے ساتھیوں کی ہمیں الو بنانے کیلئے سازباز ہے۔

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۹﴾ فَاصْبِرْ

اسی طرح اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے جو (حق بات کو) نہیں سمجھتے○ لہٰذا آپ صبر کیجئے۔

اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۶۰﴾

اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ جو لوگ یقین نہیں کرتے وہ آپ کو ہلکا بنا دیں○

سُوْرَةُ لُقْمٰنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

آیات ۳۴ (۳۱) سورۃ لقمان مکی ہے (۵۷) رکوع ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

الٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳﴾

الم○ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں○ جو نیکو کار لوگوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہیں○

الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ

یعنی وہ لوگ جو صلوٰۃ قائم کرتے، زکوٰۃ ادا کرتے اور آخرت پر

يُوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵﴾

یقین رکھتے ہیں○ یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں۔ اور یہی فلاح پانے والے ہیں○

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ

لوگوں میں کوئی ایسا ہے جو اس لئے بیہودگی خریدتا ہے کہ بغیر علم کے اللہ کی

اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۶﴾

راہ سے بہکا دے اور اس کا مذاق اڑائے۔ ایسے ہی لوگوں کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے○

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ

اور جب اسے ہماری آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو تکبر سے یوں منہ پھیر لیتا ہے جیسے اس نے کچھ سنا ہی نہیں گویا

فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

اس کے کانوں میں ثقل ہے۔ آپ اسے المناک عذاب کی بشارت دے دیجئے○ البتہ جو ایمان لائے اور نیک

الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ﴿۸﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ

عمل کئے ان کے لئے نعمتوں والے باغ ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے○ یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۹﴾ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى

اور وہ غالب حکمت والا ہے○ اس نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے پیدا کیا (جیسا) تم انہیں دیکھتے ہو اور زمین میں

فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَاۗبَّةٍ ۭ

سلسلہ ہائے کوہ رکھ دیئے۔ تاکہ وہ تمہیں لے کر ہچکولے نہ کھائے اور اس میں ہر طرح کے جاندار پھیلا دیئے۔

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۰﴾

نیز ہم نے آسمان سے پانی برسایا جس سے ہم نے زمین پر ہر قسم کی عمدہ اجناس اگا دیں○

1-یہ انکی مسلسل ہٹ دھرمی اور حق کے انکار کے باعث لگ جاتی ہے۔ یہ اس کیفیت کا نام ہے جس میں دل قبول حق کی صلاحیت سے محروم ہو جاتا ہے۔ اسکی نسبت انسان کی طرف بھی ہو سکتی ہے اور اللہ کی طرف بھی۔ اللہ کی طرف اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہی انسان کو پیدا کیا ہے اور قوت ارادہ اور اختیار عطا کیا ہے۔

2-اشارہ اس وعدہ کی جانب ہے جسکا ذکر آیت نمبر47 میں کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ مومنوں کی مدد کرے۔

3-آپ کے پائے ثبات میں لغزش اور اعتماد میں کمی کا باعث نہ بنیں۔

4-یہ حروف مقطعات ہیں انکا درست مفہوم متعین کرنا مشکل ہے۔ غالباً یہ منکرین کیلئے ایک چیلنج ہے کہ قرآن ان ہی حروف سے بنا ہے اگر تم اسے انسانی کاوش سمجھتے ہو تو اس جیسا کلام تم بھی بنا لاؤ واللہ اعلم دیکھیں (البقرہ 1:2)

5-یہ سراسر ہدایت ہے مگر اس ہدایت سے مستفید صرف طالبان حق ہی ہو سکتے ہیں۔

6-رحمت اس لحاظ سے کہ بلا مشقت انسان کو ایسی راہ بتلا دی گئی جس میں دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے۔ از خود وہ ہزاروں سال کے مشاہدات تجربات سے بھی اس طرح مربوط ہدایت حاصل نہ کر سکتا۔

7-سورہ بقرہ کی ابتداء میں متقین کی چھ صفات کا ذکر فرمایا یہاں محسنین کی انہی میں سے تین صفات کا ذکر فرمایا گیا جس میں یہ تین صفات ہوں اس کے بھی نیک ہونے میں کچھ شک نہیں۔

8-"لہوالحدیث" سے مراد ہر وہ شغل یا تفریح ہے جو کہ اللہ کی یاد سے غافل کر دے۔ یہ آیات "نضر بن حارث" کے بارے میں اتریں جس نے گانا گانے والی لونڈیاں خرید رکھی تھیں۔ جب اسے کسی کے اسلام قبول کرنیکی خواہش کی خبر پہنچتی تو اپنی لونڈیاں اسکے ہاں بھیج دیتا کہ اسے شراب پلائیں اور گانے سنائیں۔ حضرت ابو امامہ ؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ نے مجھے رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا ہے اور میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں باجوں گاجوں، سازو مضطراب، بتوں، صلیبوں اور امر جاہلیت کو ختم کروں۔" (احمد)

9-ایسے ستون جو کہ دکھائی دیں۔

10-پہاڑ دو طرح سے زمین کو ہچکولوں سے بچاتے ہیں۔ کوئی جسم جو اپنے مرکز کے گرد گھومتا ہو تو اسکے توازن (Balance) میں ہلکی سی بھی کمی آجائے تو مرکز گریز قوت (Net Centrifugal Force) موثر کردار ادا کرتی ہے اور جسم ہچکولے کھانا شروع کر دیتا ہے۔ اسکو سمجھنے کیلئے پنکھے کی مثال پر غور کیا جا سکتا ہے۔ اگر اسکے ایک پر میں کچھ خرابی پیدا ہو جائے تو پورا پنکھا شدت سے لرزنے لگتا ہے یا گاڑی کے پہیے میں جب اس قسم کا مسئلہ پیدا ہو جائے تو اسکو بیلنس کروانا پڑتا ہے چنانچہ زمین پہ پہاڑ بھی وہی کام کرتے ہیں جو Wheel (Balancing) میں سیسے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرتے ہیں۔

11-اب تک دس لاکھ اقسام کے جانوروں کا پتہ چل چکا ہے اور ایک لاکھ نباتات کی اقسام کا۔

هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ بَلِ

یہ تو ہے اللہ کی مخلوق، اب مجھے دکھلاؤ کہ اللہ کے سوا دوسرے معبودوں نے کیا کچھ تخلیق کیا ہے؟ (کچھ نہیں) بلکہ

الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۱﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ

یہ ظالم صریح گمراہی میں پڑے ہیں○ ہم نے لقمان[1] کو حکمت عطا کی (جو یہ تھی) کہ اللہ کا شکر ادا

لِلّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ

کرتے رہو[2]۔ جو کوئی شکر کرتا ہے وہ اپنے لئے کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو اللہ یقیناً بے نیاز ہے اور اپنی ذات

حَمِيْدٌ ﴿۱۲﴾ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ

میں محمود ہے○ اور جب لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت[3] کر رہا تھا کہ: "پیارے بیٹے! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنانا۔

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۳﴾ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ

کیونکہ شرک بہت بڑا ظلم ہے[4]○ اور ہم نے انسان کو اپنے والدین سے (حسن سلوک کا) تاکیدی حکم دیا۔ اسکی ماں

اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ؕ

نے کمزوری سہتے ہوئے اسے اٹھائے رکھا اور دو سال اس کے دودھ چھڑانے میں لگے[5]، میرا شکر ادا کرو اور اپنے

اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۱۴﴾ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ

والدین کا بھی میرے پاس ہی لوٹ آنا ہے○ اور اگر وہ تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے، جس کا تجھے

بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۫ وَّاتَّبِعْ

علم نہیں تو ان کا کہنا نہ ماننا[6]۔ البتہ دنیوی معاملات میں ان سے بھلائی کے ساتھ رفاقت کرنا مگر اتباع اس شخص

سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

کی راہ کی کرنا جس نے میری طرف رجوع کیا ہو۔ پھر تمہیں میرے پاس ہی لوٹ کر آنا ہے تو میں تمہیں بتادوں گا جو

تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾ يٰبُنَيَّ اِنَّهَاۤ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ

کچھ تم کیا کرتے تھے○ اے بیٹے! اگر (تیرا عمل) رائی کے دانے کے برابر بھی ہو

فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا

وہ خواہ کسی چٹان میں ہو یا آسمانوں میں ہو یا زمین میں، اللہ اسے نکال لائے گا۔

اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۶﴾ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ

اللہ یقیناً باریک بین اور باخبر ہے○ پیارے بیٹے! صلات قائم کرو، نیکی کا

بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَاۤ اَصَابَكَ ؕ

حکم کرو اور برے کام سے منع کرو اور اگر تجھے کوئی تکلیف پہنچے تو اس پر صبر کرو۔

اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۷﴾ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا

بلاشبہ یہ سب باتیں بڑی ہمت کے کام ہیں○ اور (از راہ تکبر) لوگوں سے اپنے گال نہ پھلانا[7] نہ ہی

تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾

زمین میں اکڑ کر چلنا (کیونکہ) اللہ کسی خود پسند اور شیخی خورے کو پسند نہیں کرتا○

1-حضرت لقمان عرب کے ایک دانا اور حکیم گزرے ہیں۔ شعرائے عرب کے کلام میں ان کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔ اس تذکرہ سے قریش کو یہ بتانا مقصود ہے کہ یہ کوئی نئی دعوت نہیں بلکہ خود تمہارے حکماء کی یہ دعوت ہے۔

2-شکر کی ضد کفر ہے اور ایمان کی ضد بھی کفر ہے گویا شکر اور ایمان ہم معنی ہوئے۔ شکر کی خاصیت ہے کہ اس سے نعمت زائل بھی نہیں ہوتی اور اس میں اضافہ بھی ہوتا ہے جبکہ ناشکری سے نعمت زائل بھی ہوتی ہے اور عتاب بھی ہوتا ہے۔

پھر جس طرح اللہ کا شکر ادا کرنا ضروری ہے اسی طرح انسان کا شکر ادا کرنا بھی ضروری ہے۔

3-انسان اپنے بیٹے کیلئے سب سے زیادہ مخلص ہوتا ہے چنانچہ یہ نصائح مزید اہمیت کے حامل ہیں۔

4-حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔

"جو لوگ ایمان لائے اور پھر اپنے ایمان کے ساتھ ظلم میں شامل نہ کیا۔"

(الانعام 82:6)

تو صحابہ کرام پہ بہت شاق گزری اور کہنے لگے کہ ہم میں سے کون ایسا ہے جس نے ایمان کے ساتھ ظلم (یعنی کوئی گناہ) نہیں کیا؟ تو آپ ﷺ نے بتلایا کہ اس آیت میں ظلم سے مراد ہر گناہ نہیں ہے (بلکہ شرک مراد ہے) کیا تم نے لقمان کا قول نہیں سنا جو انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا تھا۔

﴿اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾ "بلاشبہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔"

(بخاری)

5-حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا۔

"اے رسول اللہ ﷺ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ آپ نے فرمایا تمہاری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری ماں اس نے پوچھا پھر کون؟ آپ نے فرمایا تمہارا والد۔"

(بخاری)

6-حضرت علی روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ کی معصیت میں کسی کی اطاعت نہیں ہو سکتی۔ اطاعت صرف معروف میں ہو گی۔"

(بخاری و مسلم)

7-حضرت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"ایک شخص تکبر سے اپنا آزار گھسیٹتے ہوئے چل رہا تھا کہ زمین میں دھنس گیا وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی چلا جائے گا۔"

(بخاری)

وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ

اور اپنی چال میں اعتدال ملحوظ رکھو اور اپنی آواز پست کرو۔[1] بلاشبہ سب آوازوں سے بری آواز

لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ﴿۱۹﴾ ع اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا

گدھے کی آواز ہے“ ○ کیا تم دیکھتے نہیں کہ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین ہے سب اللہ نے تمہارے

فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ؕ وَمِنَ النَّاسِ

لئے مسخر کردیا ہے[2] اور اس نے اپنی تمام ظاہری اور باطنی نعمتیں تم پر پوری کردی ہیں۔ لوگوں میں کوئی ایسا

مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴿۲۰﴾ وَ

ہے جو اللہ کے بارے میں جھگڑتا ہے جبکہ اس کے پاس نہ علم[3] نہ ہدایت اور نہ کوئی روشنی دکھانے والی

اِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا

کتاب ہے ○ اور جب انہیں کہا جائے کہ جو اللہ نے نازل کیا ہے اس کی اتباع کرو تو کہتے ہیں، ”بلکہ ہم تو اس کی

عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۲۱﴾

اتباع کریں گے جس پر ہم نے اپنے آباء کو پایا“ کیا خواہ شیطان انہیں جہنم کے عذاب کیطرف بلاتا رہا ہو؟[4] ○

وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗۤ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ

اور جو شخص اپنا چہرہ اللہ کے آگے جھکا دے اور نیکو کار ہو تو اس نے یقیناً ایک

بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ؕ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۲۲﴾ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا

مضبوط حلقے کو تھام لیا[5] اور سب کاموں کا انجام تو اللہ ہی کی طرف ہے ○ اور جس نے کفر کیا تو اس کا کفر

يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ؕ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ

آپ کو غمزدہ نہ کردے۔ انہیں ہماری طرف آنا ہے پھر ہم انہیں بتلا دیں گے جو وہ کرتے رہے۔ اللہ تو یقیناً دلوں

عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۳﴾ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى

کے راز تک جانتا ہے ○ ہم انہیں تھوڑی مدت مزے کرنے کا موقع دیں گے پھر بے بس کرکے شدید عذاب کی

عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۲۴﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

طرف کھینچ لائیں گے ○ اگر آپ ان سے پوچھیں کہ ارض و سماوات کو کس نے پیدا کیا ہے

لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾ لِلّٰهِ مَا

تو فوراً کہیں گے کہ ”اللہ نے“ آپ کہئے کہ سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں[6] ○ جو کچھ

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ اَنَّمَا

ارض و سماوات میں ہے وہ اللہ ہی کا ہے۔[7] بلاشبہ اللہ ہی بے نیاز اور لائق حمد وثنا ہے ○ زمین میں جتنے درخت

فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ

ہیں وہ سب قلمیں بن جائیں اور سمندر روشنائی بن جائے پھر اس کے بعد سات مزید سمندر بھی

سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۷﴾

روشنائی مہیا کریں تو بھی اللہ کی باتیں[8] ختم نہ ہوں گی بلاشبہ اللہ غالب اور حکمت والا ہے ○

1- آواز کو خواہ مخواہ کرخت یا بلند نہ کرو۔ البتہ کسی ضرورت کے تحت آواز میں تبدیلی لائی جاسکتی جیسے کسی بڑے مجمع کو خطاب کرنا ہو تو آواز اونچی کرنی پڑتی ہے۔

2- ایک مثال سے یہ بات سمجھی جاسکتی ہے۔ گندم کا ایک دانہ جو کہ انسان کی خوراک ہے وہ بھی اس وقت تک پیدا نہیں ہوسکتا جب تک کہ کائنات کی ساری قوتیں مل کر اس کیلئے کام نہ کریں۔ اگر آسمان سے بارش نازل نہ ہو تو وہ دانہ پیدا نہیں ہوسکتا۔ اگر شمس مناسب حرارت مہیا نہ کرے تو بھی پیدا نہیں ہوسکتا۔ اگر زمین میں بالیدگی کی قوت نہ ہو تو بھی وہ پیدا نہیں ہوسکتا۔ آخر وہ دانہ گندم انسان کھاتا ہے۔ اسی طرح غور کریں تو معلوم ہوگا کائنات کی ہر چیز انسان کی خدمت میں لگی ہوئی ہے۔

3- نہ کوئی عقلی دلیل ہے اور نہ کسی آسمانی کتاب کی دلیل ہے اور نہ ہی کسی ہادی کی طرف سے کوئی دلیل ہے۔

4- چاہے تقلید آباء کے نام پہ شیطان انہیں بھکائے چلا جارہا ہو۔

گویا اندھی تقلید اور شیطان کی اتباع ایک ہی بات ہے یا اندھی تقلید میں شیطان کو اپنی اتباع کروانے کا اچھا موقع میسر آتا ہے۔ آجکل بھی ہمارے کئی دوست صحیح حدیث کے مقابلہ میں تقلید آئمہ کو ترجیح دیتے ہیں اور اس بناء پہ جھگڑے کرتے ہیں۔

5- گویا اس نے ایسے مضبوط سہارے کو تھام لیا جو نہ ٹوٹے گا نہ ساتھ چھوڑے گا۔

6- کہ خالق کے حقوق مخلوق پہ کیا کیا ہیں۔ اسے خالق تسلیم کرنے کے باوجود عبادت میں کسی اور کو شریک کرتے ہیں تو انہیں اپنی عقل کا ماتم کرنا چاہیے۔

7- نہ صرف خالق ہی ہے، بلکہ مالک بھی ہے۔ ایسا بالکل نہیں ہے کہ تخلیق کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ نظام کسی اور کے سپرد کردیا ہو یا تخلیق تو کرلیا ہو مگر کنٹرول مشکل ہوگیا ہو۔

8- اللہ کے کلمات سے مراد اس کی تخلیقات، اس کے احسانات، عجائبات اور خوبیاں ہیں۔ یہ چیزیں لامحدود ہیں۔ مگر یہ تمام قلمیں اور سمندر سب محدود ہیں آخر ختم ہوجائیں گے مگر اللہ کے کلمات ختم نہ ہوں گے جیسے دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

”اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گنو تو گن نہ سکو گے۔“

(ابراھیم 34:14)

مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۸﴾

تمہیں کو پیدا کرنا دوبارہ زندہ کرکے اٹھالینا ایسا ہے جیسے ایک نفس کو پیدا کرنا[1]، اللہ بلاشبہ سب سننے اور دیکھنے

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ

والا ہےO کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۡ كُلٌّ يَّجْرِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ

اور سورج اور چاند کو کام پر لگا دیا ہے۔ ہر ایک مقررہ وقت تک چلتا رہے گا اور جو کچھ تم کر رہے ہو

بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ

وہ اس سے باخبر ہےO یہ اس لئے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے علاوہ جنہیں وہ پکارتے

مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۳۰﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ

ہیں سب باطل ہے اور اللہ ہی عالی شان اور کبریائی والا ہےO کیا تم دیکھتے نہیں کہ

الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ

اللہ کی نعمت سے سمندر میں کشتی چلتی ہے تاکہ وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھلائے۔ اس میں ہر صابر و

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ

شاکر کے لئے بہت سی نشانیاں ہیںO اور جب ان پر سائبانوں جیسی کوئی موج چھا جاتی ہے

دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ

تو اللہ کی مکمل حاکمیت کو تسلیم کرتے ہوئے خالصتاً اسے پکارتے ہیں[2] پھر جب انہیں بچا کر خشکی تک لے آتا ہے

فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۲﴾

تو پھر کچھ بداعتدال ہو رہتے ہیں۔ اور ہماری آیات کا انکار وہی کرتے ہیں جو غدار اور ناشکرے ہوںO

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرتے رہو اور اس دن سے ڈر جاؤ جب نہ تو کوئی باپ اپنے بیٹے کے

عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ وَعْدَ

کچھ کام آئے گا اور نہ بیٹا باپ کے[3]۔ اللہ کا وعدہ یقیناً سچا

اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ

ہے لہٰذا یہ دنیا کی زندگی تمہیں دھوکہ میں ڈال دے اور نہ کوئی دھوکے باز (شیطان) تمہیں اللہ کے

الْغَرُوْرُ ﴿۳۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَ

بارے میں دھوکہ میں ڈالےO قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے، وہی بارش برساتا ہے اور

يَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۭ

وہی جانتا ہے کہ ماؤں کے بطنوں میں کیا کچھ ہے۔ نہ ہی کوئی یہ جانتا ہے کہ کل کیا کام کرے گا اور

وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۳۴﴾

نہ ہی یہ جانتا ہے کہ کس سرزمین میں وہ مرے گا[4]۔ اللہ ہی ہے جو سب کچھ جاننے والا اور وہ بڑا باخبر ہےO

1-جیسے اللہ تعالیٰ بیک وقت سب کی باتیں سنتا ہے اور انکے مسائل حل کرتا ہے اور اس کام میں اسے کچھ دشواری نہیں ہوتی اسی طرح وہ لاتعداد مخلوق کو پیدا بھی بیک وقت کر رہا ہے اور لاتعداد مخلوق کو مار بھی رہا ہے۔ قیامت کو مرنے کے بعد دوبارہ بھی انسانوں کو ایسے ہی بیک وقت اٹھا کھڑا کرے گا۔ اس کیلئے ایک انسان کو پیدا کرنا اور سب کو پیدا کرنا برابر ہے۔

2-فتح مکہ کے موقع پہ حضرت عکرمہ بن ابی جہل فرار ہوگئے۔ راستے میں سمندر میں انکی کشتی طوفان میں گھر گئی تو کشتی میں سوار مسافروں نے اپنے دیوتاؤں کو پکارنا شروع کیا۔ جب طوفان زیادہ بڑھ گیا اور معلوم ہوتا تھا کہ کشتی اب ڈوبی تو مشرک کہنے لگے کہ اب اکیلے اللہ کو پکارو۔ ایسے نازک وقت میں عکرمہ کی آنکھیں یہ جملہ سن کر کھل گئیں کہ آپ ﷺ کی دعوت بھی تو یہی ہے چنانچہ واپس آکر انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔

3-اس دن کی دہشت اتنی زیادہ ہوگی کہ قریبی سے قریبی رشتہ دار بھی ایک دوسرے سے بچتے اور چھپتے ہوں گے۔ ہر کوئی اپنی ہی مصیبت میں گرفتار ہوگا۔

4-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"غیب کی کنجیاں پانچ ہیں جنہیں اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا۔"

(بخاری)

یاد رہے کہ یہ غیب کی کوئی فہرست نہیں ہے بلکہ اسکے علاوہ اور بھی بے شمار امور غیب ہیں جنہیں اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ اصل میں لوگوں کے قیامت کے بار بار سوال کے جواب کئی طرح سے قرآن کریم میں دیئے گئے ہیں۔ کئی دفعہ سوال کو بھی دہرایا گیا ہے اور کئی دفعہ سوال کے بغیر ہی جواب دیا گیا ہے کیونکہ سوال تو ذہنوں میں پہلے ہی سے موجود تھا۔ یہاں بھی سوال دہرائے بغیر جواب دیا گیا ہے۔ تم قیامت کی بات کرتے ہو حالانکہ تمہیں کل تک کے وقوعہ کا علم نہیں دیا گیا۔

یہاں ایک اور اشکال رفع کرنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ مستقبل کا کسی حد تک انسان کو علم ہو جاتا ہے مثلاً ٹھنڈی ہوا کی آمد سے بارش کے نزول کا علم ہو جاتا ہے لیکن انسان کے علم اور اللہ تعالیٰ کے علم میں کوئی نسبت ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو ٹھنڈی ہوا کی آمد سے پہلے بھی علم تھا۔ اسے یہ بھی علم ہے کہ بارش کتنی ہوگی؟ کہاں ہوگی؟ کس کو فائدہ دیگی اور کسے نقصان دے گی۔

اسی طرح رحم میں موجود بچے کی جنس کے بارے میں (Ultra Sound) سے یا دیگر آلات سے اندازہ کرلیا جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کو کسی جنس کے قرار پانے سے پہلے بھی معلوم تھا۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اسکا رنگ کیا ہوگا؟ عمر کتنی ہوگی؟ نیک بخت ہوگا یا بد بخت؟ کیا کمائے گا کیا خرچ کریگا۔

سورة السجدة مكية وهي ثلاثون اية وثلث ركوعات

آیات ۳۰ (۳۲) سورہ سجدہ مکی ہے (۷۵) رکوع ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

الٓمّٓ ① تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ② اَمْ

الٓمّ○ [1] اس بات میں کوئی شک نہیں کہ یہ کتاب (قرآن) رب العالمین کی طرف سے نازل شدہ ہے۔ کیا

يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ

وہ کہتے کہ اس نے قرآن کو خود گھڑ لیا ہے بلکہ یہ آپ کے رب کی طرف سے حق ہے۔ تاکہ آپ اس قوم

اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ③ اَللّٰهُ

کو ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا [2] شاید وہ ہدایت پاجائیں○ اللہ

الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ

ہی ہے جس نے ارض و سماوات اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کچھ چھ دنوں [3] میں پیدا کیا

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۗ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ۗ

پھر عرش پر قائم ہوا۔ [4] اس کے سوا تمہارا نہ کوئی سرپرست ہے اور نہ سفارشی،

اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ④ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ

کیا تم کوئی سبق حاصل نہیں کرتے○ وہی آسمان سے زمین تک کے انتظام کی تدبیر کرتا ہے۔ پھر

يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ⑤

ایک یوم میں جس کی مقدار تمہارے حساب سے ایک ہزار سال ہے وہی انتظام اس کی طرف اٹھ جائے گا○

ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ⑥ الَّذِيْٓ اَحْسَنَ

یہ ہر غیب اور ظاہر بات جاننے والا ہے وہ بہت غالب اور رحیم ہے○ جس نے جو چیز

كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ⑦ ثُمَّ جَعَلَ

بھی بنائی خوب بنائی [5] اور انسان کی تخلیق کی ابتدا گارے سے کی○ پھر اس کی نسل کو

نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ⑧ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ

حقیر پانی (نطفہ) کے ست سے چلایا [6]○ پھر اسے (رحم مادر) میں درست کیا اور اس میں اپنی (پیدا کی ہوئی)

رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا

روح اور تمہارے کان، آنکھیں اور دل بنائے [7] (مگر) تم کم ہی

تَشْكُرُوْنَ ⑨ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ

شکر کرتے ہو○ یہ لوگ کہتے ہیں کہ "جب ہم مٹی میں رل مل جائیں گے تو کیا از سر نو

خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۬ بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ⑩

پیدا کئے جائیں گے"؟ [8] حقیقت یہ ہے کہ یہ اپنے رب کی ملاقات ہی کے منکر ہیں○

1-یہ حروف مقطعات ہیں۔ انکا درست مفہوم متعین کرنا مشکل ہے۔ غالباً یہ منکرین کیلئے ایک چیلنج ہے کہ قرآن ان ہی حروف سے بنا ہے اگر تم اسے انسانی کاوش سمجھتے ہو تو تم بھی اس جیسا کلام بنالاؤ۔ واللہ اعلم دیکھیں (البقرہ 1:2)

2-حضرت اسماعیل کے بعد کوئی نبی عرب میں مبعوث نہیں ہوا۔ گویا آپ ﷺ سے قبل تقریباً ڈھائی ہزار سال کا عرصہ گزرا کہ عرب میں کوئی نبی نہ بھیجا گیا۔ شام وفلسطین میں نبی مبعوث ہوتے رہے۔

3-اکثر مفسرین نے یہاں 6 ایام سے مراد 6 دور (Periods) لئے ہیں۔

4-استویٰ کیا ہے؟ اس کے بارے میں امام مالک کا قول اہل سنت والجماعت کا عقیدہ واضح کرتا ہے۔

الاستواء مَعْلُومٌ وَالكَيْفُ مَجْهُولٌ وَالسُّوالُ عَنْهُ بِدْعَة والإِيْمَانُ بِهِ وَاجِبٌ

سادہ الفاظ میں استویٰ کا معنی تو معلوم ہے۔ مگر اسکی کیفیت غیر واضح ہے۔ اسکے بارے میں سوالات کرنا بدعت ہے۔ (کیونکہ وہ گمراہی کا رستہ کھولتے ہیں) جو کچھ معلوم ہے اس پہ ایمان لانا واجب ہے۔

5-ہر چیز کی تخلیق بہترین انداز میں فرمائی جو شکل جس کام کیلئے موزوں تھی وہی عطا فرمائی۔

6-پھر نطفہ سے انسانی نسل کا سلسلہ چلا دیا کہ آج کئی بلین (Billion) انسان صفحہ ہستی میں موجود ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود ؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اور وہ سچوں کے سچے ہیں۔

"تم میں سے ہر ایک کو ماں کے پیٹ میں چالیس یوم میں اکٹھا کیا (بنایا) جاتا ہے پھر وہ اسی طرح (چالیس یوم میں) علقہ (Blod Clot) بن جاتا ہے پھر وہ اسی طرح (چالیس یوم میں) گوشت کا لوتھڑا بن جاتا ہے۔ پھر اسکی جانب فرشتہ بھیجا جاتا ہے جو چار چیزیں لکھتا ہے یعنی رزق، عمر، عمل اور کیا وہ نیک بخت ہے یا بد بخت؟ پھر اس میں روح پھونکتا ہے۔"

(بخاری)

7-منی کو مختلف ادوار سے گزار کر اس میں روح پھونکی تو جیتا جاگتا انسان بنا دیا۔

8-گویا وہ اللہ کیلئے یہ محال نہیں سمجھتے بلکہ احساس جواب دہی سے جی چراتے ہیں اور حساب کتاب کا انکار کرتے ہیں۔

قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ

آپ ان سے کہہ دیجئے کہ، موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے تمہاری روح قبض کر لے گا[1] پھر تم اپنے رب کی

تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ

طرف لوٹائے جاؤ گے ○ کاش آپ دیکھیں جب مجرم اپنے رب کے حضور سر جھکائے کھڑے ہوں گے (اور

رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَ

کہیں گے) "اے ہمارے رب! ہم نے دیکھ اور سن لیا لہٰذا ہمیں واپس بھیج[2] کہ ہم اچھے عمل کریں۔ اب ہمیں یقین

لَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ

آگیا ہے" ○ اور اگر ہم چاہتے تو (پہلے ہی) ہر شخص کو ہدایت دے دیتے لیکن میری بات پوری ہو کے رہی[3]

لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳﴾ فَذُوْقُوْا بِمَا

کہ میں جہنم کو جنوں اور انسانوں سب سے بھر دوں گا ○ پس اب اس بات کا ذائقہ چکھو جو تم نے

نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا

اس دن کی ملاقات کو بھلا دیا تھا۔ اب ہم نے تمہیں بھلا دیا ہے اور جو تم کرتے رہے اس کی پاداش میں دائمی عذاب

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا

کا مزا چکھو ○ ہماری آیات پر تو وہ ہی ایمان لاتے ہیں کہ جب انہیں ان سے نصیحت کی جاتی ہے تو سجدہ

سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۱۵﴾ تَتَجَافٰى

میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے ○ ان کے پہلو

جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا

بستروں سے الگ رہتے ہیں[4]۔ وہ اپنے رب کو خوف اور امید سے[5] پکارتے ہیں اور جو

رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ

رزق ہم نے انہیں دیا ہے خرچ کرتے ہیں ○ کوئی نہیں جانتا کہ اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کی کیا چیزیں ان

اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ

کے لئے چھپا رکھی گئی ہیں[6]۔ یہ ان کاموں کا بدلہ ہوگا جو وہ کیا کرتے تھے ○ کیا مومن ایسے ہی ہوتا ہے جیسے

فَاسِقًا لَا يَسْتَوٗنَ ﴿۱۸﴾ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ

فاسق یہ دونوں کبھی برابر نہیں ہوسکتے ○ جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے ان کی قیام گاہ باغات

جَنّٰتُ الْمَاْوٰى نُزُلًا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا

ہوں گے یہ ان کے اعمال کے صلہ میں ان کی ضیافت ہوگی ○ اور جو نافرمان ہیں

فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَ

ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ جب بھی وہ اس سے نکلنا چاہیں گے اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے

قِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۰﴾

اور انہیں کہا جائے کہ اب، اس آگ کے عذاب کا مزا چکھو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے ○

1- ہر کسی کی روح نکالنے کیلئے فرشتہ مقرر ہے۔

2- یہ مطالبہ تسلیم کیا جانا ناممکن ہے۔ اگر سب کچھ دیکھ کر ایمان لائیں گے تو اسے ایمان بالغیب نہیں کہا جاسکتا۔ پھر یہ ایمان اختیاری نہ ہوا بلکہ اضطراری ہوگیا۔ اس مقصد کیلئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا ہی نہ کیا تھا۔ دوسری جانب اگر انہیں واپس بھجوا بھی دیا جائے تو پھر بھی وہ وہی عمل کریں گے جو پہلے کرتے آئے ہیں۔

3- حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

"اور وہ سب سچوں میں سے سچے ہیں... تم میں سے کوئی اہل جنت والے عمل کرتا ہے، حتیٰ کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک بالشت بھر فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس پہ لکھا ہوا غالب آجاتا ہے تو وہ اہل جہنم والے عمل کرتا ہے تو جہنم میں جاگرتا ہے اور تم میں سے کوئی اہل جہنم کے اعمال کرتا ہے حتیٰ کہ اسکے درمیان اور جہنم کے درمیان بالشت بھر فاصلہ رہ جاتا تو اس پہ لکھا ہوا غالب آجاتا ہے تو وہ اہل جنت کے اعمال کرتا ہے اور جنت میں داخل ہوجاتا ہے۔"

(بخاری)

4- اس کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ وہ سوتے ہی نہیں بلکہ سونا تو انسان کی فطرت میں ہے دوسرے دنیاداروں کی طرح رات کا وقت گپوں میں، فلموں میں اور ڈراموں اور بے کار محفلوں میں نہیں گزارتے بلکہ اللہ کی عبادت میں انکا دل لگا رہتا ہے۔

5- ایک مومن کی زندگی خوف اور امید کا حسین امتزاج ہوتی ہے۔ خوف اس بات کا کہ ہمارے گناہ بخشے بھی گئے ہیں یا نہیں؟ کہیں ہمیں جہنم ہی میں نہ جھونک دیا جائے اور اللہ تعالیٰ سے حسن ظن کہ اللہ ہمارے سب گناہ بخش کر ہمیں اپنی رحمت سے دے گا۔ تاہم امید کا پہلو ہمیشہ راجح ہونا چاہئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"تم میں سے کوئی شخص اس حال میں نہ مرے کہ وہ اللہ سے حسن ظن نہ رکھتا ہو۔"

(مسلم)

6- جسطرح اللہ کے نیک بندے رات کو لوگوں سے چھپ کر اللہ کی عبادتیں کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کیلئے بیش قیمت انعامات چھپا کر رکھے ہیں جس کا کسی کو علم ہی نہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ۔

"اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کیلئے وہ نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کے دل میں انکا خیال ہی آیا ہو۔"

(بخاری)

وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ

ہم انہیں (قیامت کے) بڑے عذاب[1] سے پہلے ہلکے عذاب کا ذائقہ بھی

الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٢١﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن ذُكِّرَ

ضرور چکھائیں گے شائد وہ باز آجائیں○ اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جسے اس کے رب کی آیات[2] سے

بِآيَاتِ رَبِّهِ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا ۚ إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنتَقِمُونَ ﴿٢٢﴾

نصیحت کی جائے پھر وہ اس سے منہ موڑ لے۔ ہم یقیناً ایسے مجرموں سے انتقام لے کے رہیں گے○

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُن فِي مِرْيَةٍ

ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی لہٰذا (اے نبی) آپ کو اس کتاب کے ملنے میں شک نہ

مِّن لِّقَائِهِ ۖ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿٢٣﴾ وَ

رہنا چاہیے۔[3] یہ کتاب بنی اسرائیل کے لئے ہدایت تھی○ جب

جَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا ۖ وَ

انہوں نے (مصائب پر) صبر کیا تو ہم نے اس میں سے کئی ایسے امام بنا دیئے[4] جو

كَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ ﴿٢٤﴾ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ

ہمارے حکم سے ان کی رہنمائی کرتے تھے۔ اور یہ ہماری آیات پر یقین رکھتے تھے○ آپ کا رب یوم قیامت

يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٢٥﴾ أَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ

یقیناً ان میں ان باتوں کا فیصلہ[5] کردے گا جن میں وہ اختلاف کرتے تھے○ کیا انہیں اس سے کچھ رہنمائی نہیں ملی

كَمْ أَهْلَكْنَا مِن قَبْلِهِم مِّنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسَاكِنِهِمْ ۚ

کہ ان سے قبل[6] ہم کئی ایسی قوموں کو ہلاک کرچکے ہیں جن کے رہائشی مقامات پر (آج) یہ لوگ چل پھر رہے ہیں۔

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ ۖ أَفَلَا يَسْمَعُونَ ﴿٢٦﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَسُوقُ

اس میں بھی بہت سی نشانیاں ہیں کیا یہ سنتے نہیں؟○ کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ ہم پانی کو بنجر زمین

الْمَاءَ إِلَى الْأَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا تَأْكُلُ مِنْهُ

کی طرف بہا لاتے ہیں جس سے ہم کھیتی پیدا کرتے ہیں تو اس سے ان کے چوپائے بھی

أَنْعَامُهُمْ وَأَنفُسُهُمْ ۖ أَفَلَا يُبْصِرُونَ ﴿٢٧﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ

کھاتے ہیں اور وہ خود بھی کھاتے ہیں۔[7] پھر کیا یہ غور نہیں کرتے○ نیز کہتے ہیں کہ "اگر تم سچے ہو

هَٰذَا الْفَتْحُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٨﴾ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنفَعُ

تو یہ فیصلہ کب ہوگا؟"[8]○ آپ ان سے کہیئے کہ "جب فیصلہ کا دن ہوگا تو جن لوگوں نے کفر

الَّذِينَ كَفَرُوا إِيمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ﴿٢٩﴾ فَأَعْرِضْ

کیا ہے انہیں اس دن ایمان لانا فائدہ نہ دے گا اور نہ ہی انہیں مہلت دی جائے گی"○ سو آپ ان سے

عَنْهُمْ وَانتَظِرْ إِنَّهُم مُّنتَظِرُونَ ﴿٣٠﴾

اعراض کیجئے اور انتظار[9] کیجئے وہ بھی یقیناً انتظار کر رہے ہیں○

1-بڑا عذاب وہ ہے جس کے بعد اصلاح اور عمل کا وقت نہ ہوگا یعنی جہنم کا عذاب چھوٹے عذاب وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ کے طور پہ بھیجے جاتے ہیں اور جن کے بعد بھی سنبھلنے کا موقع باقی رہتا ہے۔ جیسے بیماریاں' مالی نقصان' قحط زلزلے وغیرہ۔

2-اللہ تعالیٰ کی آیات کئی طرح کی ہیں۔ کائنات میں شمس' قمر' ارض وسما وغیرہ۔ خود انسانی جسم میں اللہ کی بے شمار آیات ہیں۔ اقوام سابقہ اللہ تعالیٰ کی آیات ہیں۔ قرآن اور آسمانی کتابوں کی آیات وغیرہ۔

3-مخاطب آنجناب ہیں مگر مقصود عام لوگ ہیں۔ بعض مفسرین نے "ہ" کی ضمیر کو "موسیٰ" کی جانب لوٹایا ہے۔ اس لحاظ سے اشارہ آنجناب کی حضرت موسیٰ سے زندگی میں ملاقات کے بارے میں ہے جو کہ معراج کی رات چھٹے آسمان پہ ہوئی تھی۔

4-امامت کیلئے تین صفات کا ذکر اس آیت میں ہوا۔

(ا)۔ اللہ کے احکام کی دعوت دینا۔

(ب)۔ اس رستے میں پیش آمدہ مسائل پہ صبر کرنا۔

(ج)۔ اللہ کی آیات اور وعدوں پہ پختہ یقین رکھنا۔

5-فیصلہ تو آج بھی وہی ہے مگر قیامت کو ایسے فیصلہ ہوگا جس کا کوئی انکار نہ کرسکے گا اور فوری طور پہ اسکا نفاذ بھی کرایا جائے گا۔

6-قوم عاد' ثمود اور اصحاب مدین جن کی تباہ شدہ بستیوں سے اہل عرب کا اکثر گزر ہوتا تھا۔

7-انہیں یہ شک لاحق ہوگیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دوبارہ زندگی کیسے دے گا؟ گویا انہوں نے یہ تصور کرلیا ہے کہ پہلی دفعہ زندگی دینے کی صلاحیت تو اسے ہے مگر دوسری دفعہ نہیں تو کیا انہیں نظر نہیں آتا کہ کتنی دفعہ ہم زمین کو مردہ کرتے ہیں جس سے کوئی کھیتی وغیرہ نہیں اگ سکتی پھر اس زمین کو زندگی عطا کرتے ہیں۔ بنجر زمین میں پانی بھیجتے ہیں تو ہر طرح کی زندگی وہاں پیدا ہوتی ہے۔ طرح طرح کے حشرات نکل آتے ہیں۔ فصلیں اور کھتیاں لہلہانے لگتی ہیں۔

8-یعنی وہ فیصلہ کن عذاب کدھر ہے جس کا تم ذکر کرتے رہتے ہو۔

9-جب وہ آپ کی سچی دعوت کا انکار کرہی چکے ہیں تو اب وہ اس انتظار میں ہیں کہ آپ اور آپ کے ساتھی گردش ایام کا شکار ہوں۔

سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثٌ وَسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

آیات ۷۳ (۳۳) سورۂ احزاب[1] مدنی ہے (۹۰) رکوع ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے○

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ۭ اِنَّ

اے نبی! اللہ سے ڈرتے رہئے اور کافروں اور منافقوں کا کہا نہ مانئے۔ اللہ تعالیٰ

اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۙ① وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ

یقیناً سب جاننے والا حکمت والا ہے○ اور جو آپ کے رب کی طرف سے آپ پر وحی کی جاتی ہے[2] اسی کی اتباع کیجئے

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۙ② وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ

اور تم جو کچھ بھی عمل کرتے ہو اللہ تعالیٰ یقیناً ان سے باخبر ہے○ اور اللہ پر بھروسہ کیجئے اور اللہ کا کارساز

وَكِيْلًا ③ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ

ہونا ہی کافی ہے○ اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی کے اندر دو دل نہیں بنائے[3]۔ نہ ہی تمہاری ان بیویوں کو،

اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاۗءَكُمْ

جن سے تم ظہار کرتے ہو[4] تمہاری مائیں بنایا ہے اور نہ تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارے حقیقی

اَبْنَاۗءَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ

بیٹے بنایا[5] ہے۔ یہ تو تمہارے منہ کی باتیں ہیں[6] مگر اللہ حق بات کہتا ہے اور وہی

يَهْدِي السَّبِيْلَ ④ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَاۗىِٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ

صحیح راہ دکھلاتا ہے○ منہ بولے بیٹوں کو ان کے باپوں کے نام سے پکارا کرو[7]۔ اللہ کے ہاں یہی انصاف کی بات ہے

فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَاۗءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ۭ وَ

اور اگر تمہیں ان کے باپوں (کے نام) کا علم نہ ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی اور تمہارے دوست ہیں[8]۔ ہاں

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ

اگر کوئی بات بھول کی بنا پر کہہ دو تو اس میں تم پر مواخذہ نہیں، مگر جو دل کے ارادہ سے کہو[9] اس پر (مواخذہ ہوگا)

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ⑤ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ

اللہ تعالیٰ یقیناً معاف کرنے والا ہے رحم کرنے والا ہے○ بلاشبہ نبی مومنوں کے لئے ان کی اپنی ذات سے بھی

اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ۭ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى

مقدم ہے[10] اور آپ کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں[11] اور کتاب اللہ کی رو

بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّآ اَنْ

سے مومنین اوز مہاجرین کی نسبت، رشتہ دار (ترکہ کے) ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں[12]۔ البتہ اگر

تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰۗىِٕكُمْ مَّعْرُوْفًا ۭ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ⑥

تم اپنے دوستوں سے کوئی بھلائی کرنا چاہو (تو کرسکتے ہو)۔ کتاب اللہ میں یہی کچھ لکھا ہوا ہے○

1-سورۃ احزاب کا اکثر حصہ غزوۂ احزاب کے بعد نازل ہوا جو کہ سنہ 5 ہجری میں واقع ہوا تاہم اس کی ابتدائی آیات غزوہ احزاب سے پہلے کی ہیں۔

2-وحی سے مراد وحی جلی و وحی خفی دونوں ہیں یعنی قرآن و سنت۔

3-کہ ایک طرف وہ کفر کا ساتھ دے اور دوسری جانب مسلمانوں سے بھی مخلص ہو۔

4-عرب میں جاہلیت کا ایک دستور یہ بھی تھا کہ کوئی مرد جب اپنی بیوی سے ناراض ہوتا تو کہہ دیتا کہ تو میرے لئے میری ماں کی پشت کی طرح ہے اور اس کے بعد وہ اپنی بیوی کو اپنے لئے حرام سمجھتا۔ اسے ظہار کہتے ہیں۔ حقیقت میں ماں تو ایک ہی ہوتی ہے جس کے پیٹ سے کوئی جنم لیتا ہے اس طرح منہ سے یہ الفاظ کہہ دینے سے بیوی ماں تو نہیں بن سکتی۔ ظہار کے متعلق تفصیلی احکام کیلئے دیکھیں (المجادلہ 4:58-3)

5-حضرت زید آپ ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ

"جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت زیدؓ کو اپنا متبنیٰ بنالیا تو ہم لوگ انہیں زید بن محمد ﷺ کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو پھر زید بن حارثہ کہنا شروع کردیا۔"

(بخاری)

6-ادعیاء۔ دعی کی جمع ہے یعنی منہ بولا بیٹا۔ منہ سے کہہ دینے سے کوئی حقیقی بیٹا تو نہیں بن سکتا۔ حقیقی بیٹا تو اسی کا ہے جس کے نطفہ سے وہ پیدا ہوا۔

7-حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"جس نے دوسرے شخص کو جان بوجھ کر اپنا باپ بنایا وہ کافر ہوگیا اور جو شخص خود کو دوسری قوم کا بتلائے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔"

(بخاری)

ضمناً یہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ کا باپ نہیں تھا ورنہ اللہ تعالیٰ انہیں عیسیٰ ابن مریم نہ فرماتے۔ حضرت عیسیٰ کی معجزانہ پیدائش کے منکرین کیلئے ایک لمحہ فکریہ ہے۔

8-جیسے حضرت سلیمان فارسیؓ اور صہیب رومیؓ جنہیں بچپن میں غلام بنالیا گیا تھا اور اپنے باپ کا علم خود انہیں بھی نہ تھا۔

9-پیار سے کسی کو بیٹا یا بھائی کہنے میں کچھ حرج نہیں ہے جبکہ حقیقی رشتہ کے حقوق و فرائض لازم نہ کئے جائیں۔

10-یعنی جس قدر وہ اپنے لئے خیرخواہ ہوسکتے ہیں۔ نبی ﷺ اس سے زیادہ ان کیلئے خیرخواہ ہے۔ دینی اعتبار سے بھی اور دنیاوی اعتبار سے بھی۔ دوسرا معنی یہ ہے نبی کا حق مومن پہ اسکی اپنی جان سے بھی زیادہ ہے۔

11-ان سے آپ ﷺ کی وفات کے بعد کوئی شادی نہیں کرسکتا۔ حجاب کے احکام بدستور برقرار رہیں گے۔

12-کہ حقیقی ورثاء رشتے دار ہی ہوں گے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ

اور (اے نبی) اس عہد کو یاد رکھو[1] جو ہم نے سب نبیوں سے لیا اور آپ سے بھی اور نوح، ابراہیم،

وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۠ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝

موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم سے بھی۔ ان سب سے ہم نے پختہ عہد لیا تھا○ تاکہ اللہ

لِّيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

سچے لوگوں سے انکی سچائی کے بارے میں سوال کرے[2] اور کافروں کے لئے ہم نے المناک عذاب تیار کر رکھا ہے○

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ

اے ایمان والو! اللہ کے اس احسان کو یاد کرو جب (کفار کے) لشکر تم پر چڑھ آئے تھے[3]

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

تو ہمنے آندھی اور ایسے لشکر بھیج دیئے جو تمہیں نظر نہ آتے تھے اور جو کچھ تم کر رہے تھے اللہ اسے

بَصِيْرًا ۝ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ

خوب دیکھ رہا تھا○ جب وہ تمہارے اوپر سے اور نیچے سے تم پر چڑھ آئے تھے اور جب

زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ

آنکھیں پھر گئی تھیں اور کلیجے منہ کو آنے لگے تھے[4] اور تم اللہ تعالیٰ کے متعلق طرح طرح کے

الظُّنُوْنَا ۝ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝

گمان کرنے لگے تھے○ اس موقع پر مومنوں کی آزمائش کی گئی اور وہ بری طرح ہلا دیئے گئے○

وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا

جبکہ منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ تھا یہ کہہ رہے تھے کہ، اللہ اور اس کے

اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ

رسول نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا وہ بس دھوکا ہی تھا[5]○ اور جب ان کا ایک گروہ کہنے لگا: "یثرب[6] والو!

يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ

(آج) تمہارے ٹھہرنے کا کوئی موقع نہیں لہٰذا واپس آجاؤ" اور ان کا ایک گروہ نبی سے (واپس جانے کی) اجازت

يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۭۛ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ڔ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا

مانگ رہا تھا اور کہتا تھا کہ: "ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں" حالانکہ ان کے گھر غیر محفوظ نہیں تھے وہ صرف (جنگ سے)

فِرَارًا ۝ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُىِٕلُوا الْفِتْنَةَ

فرار چاہتے تھے○ اور اگر کفار کے لشکر اطراف مدینہ سے ان پر چڑھ آتے اور انہیں فتنہ کی دعوت

لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ۝ وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ

دیتے تو یہ منافق فوراً مان لیتے اور اس میں کچھ دیر نہ کرتے[7]○ حالانکہ اس سے قبل یہ اللہ سے عہد

مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ۭ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْـُٔوْلًا ۝

کر چکے تھے کہ وہ پیٹھ نہ پھیریں گے[8]۔ اور اللہ سے کئے ہوئے عہد کی باز پرس تو ہو کر ہی رہے گی○

ع ۱ ۸ ۱۷

مع ۱۰ عند المتقدمین ۱۲

1-عرب جاہلیت کے معاشرہ میں منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹے کی طرح ہی تصور کیاجاتا تھا۔ جاہلیت کی ان رسوم کو مٹانے کیلئے جب آپ ﷺ کو اپنے منہ بولے بیٹے کی مطلقہ بیوی سے نکاح کا حکم ہوا تو آپ کو معاشرہ کی چہ مگوئیوں سے ہچکچاہٹ ہوئی۔ اس سلسلہ میں آپ ﷺ کو وہ عہدیاد دلایا جارہاہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کا حکم تسلیم کرناہی ہے جیسے دیگر رسول کرتے رہے۔

2-پھربات صرف وفائے عہد کی ہی نہیں بلکہ اس ذمہ داری کی بازپرس بھی ہوگی۔

3-یہ آیات غزوہ احزاب کے بارے میں نازل ہوئیں۔ احزاب حزب کی جمع ہے۔ اس میں تمام اسلام دشمن قبائل نے متحد ہوکر حملہ کیاتھا۔ اسے غزوہ خندق بھی کہا جاتا ہے کیونکہ مسلمانوں نے اپنے دفاع کیلئے حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ پہ خندق کھودی تھی۔ یہ غزوہ سنہ 5 ہجری میں پیش آیا۔ اس میں عرب نے اپنی پوری قوت مسلمانوں کی طاقت کو جڑ سے اکھاڑنے کیلئے صرف کردی۔ خیبر کے یہودی تو اس جنگ کے اصل محرک تھے۔ پھر اردگرد کے مشرک قبائل کو بھی ساتھ شامل کرلیاگیا۔ مدینہ پہنچتے پہنچتے اس لشکر کی تعداد دس ہزار تک پہنچ گئی۔ جبکہ مدینہ کی کل آبادی بھی دس ہزار نہ تھی۔ جنوب مغرب اور مشرق کی جانب چٹانیں ہیں مدینہ شمال مغرب کی جانب ہی کھلا تھاجس جانب آپ نے خندق کھدائی۔ یہ خندق پندرہ فٹ گہری تھی۔ ہرچالیس آدمیوں کو دس ہاتھ خندق کھودنے پہ مامور کیاگیا۔ چنانچہ تین ہزار افراد نے مل کر یہ خندق بیس دنوں میں مکمل کی۔ مدینہ کے گرد ان اتحادیوں کا محاصرہ لگ بھگ تیس یوم جاری رہا پھر اللہ تعالیٰ کی استعانت نازل ہوئی۔ آپ ﷺ کی بہترین جنگی حکمت عملی کے نتیجہ میں بنوقریظہ کے یہود اور مشرکین میں پھوٹ پیدا ہوگئی۔ عام لڑائی کی نوبت ہی نہ آئی۔ یخ بستہ ہوائیں چلیں جنہوں نے انکے خیمے اکھاڑ دیئے اوران کے حوصلے پست ہوگئے اور وہ واپس چلتے بنے۔

4-ہرجانب سے چڑھ آئے مسلمانوں کے دل دہل دہل جاتے تھے۔

5-جب بنوقریظہ بھی مشرکین سے مل گئے تو مدینہ کے اندر اور باہر دشمن ہی دشمن ہوگئے۔ ان حالات میں منافقین کے دلوں کی باتیں لسان پہ آنا شروع ہوگئیں وہ کہنے لگے۔ ہم سے وعدے تو قیصروکسریٰ کی حکومتیں ملنے کے ہیں اور عملی حالت یہ ہے کہ رفع حاجت کو بھی نہیں نکل سکتے۔

6-یثرب اس بستی کاپرانا نام ہے۔ آپ ﷺ کی آمد کے بعد اسکانام مدینہ النبی ہوگیااور اب اسے "المدینہ المنورہ" کہاجاتا ہے۔

7- اگرانہیں مسلمانوں کے خلاف لڑنے کی دعوت دی جائے تو فورا شامل ہوجائیں تب انہیں اپنے گھرغیر محفوظ نہ نظر آئیں گے۔

8-جنگ احد کے بعد منافقین نے یہ عہد کیا تھاکہ اب اگر کوئی ایسا موقع آیا تو ہم اپنے سابقہ قصور کی تلافی کردیں گے۔

قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا

آپ ان سے کہئے کہ "اگر تم موت اور قتل ہونے سے بھاگتے ہو تو تمہارا بھاگنا تمہیں کچھ فائدہ نہ دے گا- اس

لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿١٦﴾ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ

صورت میں بھی تم تھوڑا ہی فائدہ اٹھا سکو گے"○ آپ پوچھئے کہ: اگر اللہ تمہیں تکلیف دینا چاہے تو کون ہے

اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ۭ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ

جو اس سے تمہیں بچا سکے؟ یا اگر تم پر مہربانی کرنا چاہے (تو کون اسے روک سکے) اللہ کے مقابلے میں یہ نہ کوئی حامی

اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿١٧﴾ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَاۗىِٕلِيْنَ

پا سکتے ہیں اور نہ مددگار○ اللہ تم میں سے (جہاد میں) رکاوٹ ڈالنے والوں کو خوب جانتا ہے[1] اور ان کو بھی جو اپنے

لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿١٨﴾ اَشِحَّةً

بھائیوں سے کہتے ہیں کہ "ہمارے پاس آجاؤ-" اور جہاد میں یہ کم ہی حصہ لیتے ہیں○ وہ تمہارا ساتھ دینے میں

عَلَيْكُمْ ښ فَاِذَا جَاۗءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ

سخت بخیل ہیں[2] پھر جب (جنگ کا) خطرہ آن پڑتا ہے تو آپ دیکھتے ہیں کہ وہ آنکھیں پھیر

اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ

پھیر کر آپ کی طرف یوں دیکھتے ہیں جیسے کسی پر موت کی غشی طاری ہو چکی ہو پھر جب خطرہ دور ہو جاتا ہے تو اموال

سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا

غنیمت کے انتہائی حریص بن کر تیز تیز زبانیں چلانے لگتے ہیں- یہی لوگ ہیں جو قطعاً ایمان نہیں لائے-

فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿١٩﴾ يَحْسَبُوْنَ

لہٰذا اللہ ان کے اعمال ضائع کر دے گا[3] اور یہ بات اللہ کے لئے بہت آسان ہے○ وہ یہی سمجھ رہے ہیں کہ

الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ

ابھی لشکر گئے نہیں[4] اور اگر یہ لشکر چڑھ آئیں تو وہ یہ تمنا کریں گے کہ کاش وہ

بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَاۗىِٕكُمْ ۭ وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا

دیہاتوں میں رہنے والے ہوتے اور بس تمہارے حالات ہی پوچھ لیا کرتے[5]- اور اگر وہ تم میں موجود بھی ہوتے تو

قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٢٠﴾ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

(دشمن سے) لڑائی میں کم ہی حصہ لیتے○ (مسلمانو!) تمہارے لئے اللہ کے رسول (کی ذات) بہترین نمونہ ہے[6]،

لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿٢١﴾ وَلَمَّا رَاَ

جو بھی اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بکثرت یاد کرتا ہو[7]○ اور جب مومنوں

الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا ھٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَ

نے ان لشکروں کو دیکھا تو کہنے لگے: "یہ تو وہی بات ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور

صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۡ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ﴿٢٢﴾ۭ

اللہ اس کے رسول نے سچ ہی کہا تھا[8]" اور اس واقعہ نے ان کے ایمان اور فرمانبرداری کو ہی مزید بڑھا دیا○

1-نہ صرف خود جہاد سے کنی کتراتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی منع کرتے ہیں کہ تم کس جہاد کی باتوں میں آکر اپنی زندگی اجیرن کر رہے ہو؟

2- اشحہ- (مادہ ش ح ح) ایسے شخص کو کہتے ہیں جو کہ مال سمیٹنے میں تو انتہائی حریص ہو جبکہ خرچ کرنے میں سخت بخیل ہو- ذرا قرآن کریم کے اسلوب بیان پہ غور فرمائیں کیسی زبردست منظر کشی کی ہے- سارا منظر زندہ ہو کر آنکھوں کے سامنے گھومتا معلوم ہوتا ہے-

3-اعمال کی اللہ کے ہاں قبولیت کیلئے ایمان اساسی شرط ہے جب ان سے ایمان ہی مفقود ہو تو اللہ کے ہاں اجر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا-

4-ان منافقین کی بزدلی اور کم ہمتی کی نقشہ کشی کی گئی ہے- دشمن کب سے نامراد لوٹ چکے ہیں مگر یہ باہر نکلیں تو دیکھیں یہ تو ڈر کے مارے اندر ہی گھسے ہوئے ہیں- اور یہ سمجھ رہے ہیں کہ مسلمان ایسی افواہیں اڑا رہے ہیں-

5-نہ وہ مدینہ میں موجود ہوں اور نہ ہی اس حق و باطل کی کشمکش کی لپیٹ میں آئیں بس دور ہی دور سے انہیں خبریں مل جائیں-

6-جنگ میں آپ ﷺ بذات خود ہر محاذ میں شریک ہوئے- اگر خندق کھودنے کا وقت آیا تو جو چٹانیں کسی سے نہ ٹوٹیں وہ آپ نے توڑیں- اگر بھوک برداشت کرنے کا موقع تھا تو آپ ﷺ اپنے پیٹ پر دو پتھر باندھ کر بھی صحابہ کے ساتھ مشقت کرتے رہے- چنانچہ ایسے بہترین نمونہ کی اطاعت اور اتباع کرنا تم سب کیلئے لازمی ہے- اس میں ان لوگوں کیلئے عتاب ہے جنہوں نے اس غزوہ میں شمولیت سے پہلو تہی کی- سیاق کے لحاظ سے تو آیت کا یہی مفہوم ہے مگر معانی کے اعتبار سے یہ آیت بھی عام ہے اور زندگی کے ہر پہلو کیلئے آپ ﷺ واجب الاتباع نمونہ ہیں-

7-اسوۃ کی اتباع کی توفیق بھی اسے میسر آتی ہے جس میں یہ تین صفات موجود ہوں-

8-ایک ہی واقعہ سے منافقین نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ ہمیں دھوکے میں مارا جا رہا ہے ہمیں قیصر و کسریٰ کے سہانے خواب دکھلائے گئے جب کہ مدینہ کے اندر بھی زندگی اجیرن ہو گئی ہے دیکھیں آیت نمبر 12- جبکہ اسی واقعہ سے مومنین کو اپنے وعدے یاد آ گئے- اگر عرب کی ساری جمعیت پہ اللہ تعالیٰ نے فتح کا وعدہ کیا تو وہ وعدہ پورا ہونے کا طبعی وقت تو تب ہی ہو سکتا ہے جب وہ جمعیت اکٹھی ہو جائے یا اس کا مفہوم یوں ہو گا کہ مومنوں کو وعدے یاد آ گئے کہ تمہیں آزمایا جائے گا اور پھر نصرت ہو گی-

ع ۲ ۱۸

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُم

مومنوں میں سے کچھ ایسے لوگ ہیں کہ انہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اسے سچا کر دکھایا[1]۔ ان میں سے کوئی تو

مَّن قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ﴿٢٣﴾ لِّيَجْزِيَ

اپنی ذمہ داری پوری کر چکا[2] اور کوئی موقع کا انتظار کر رہا ہے۔ اور انہوں نے اپنے عہد میں کوئی تبدیلی نہیں کیO

اللَّهُ الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ إِن شَاءَ أَوْ

(یہ سب اس لئے ہے) تاکہ اللہ سچے لوگوں کو ان کے سچ کی جزا دے اور منافقوں کو چاہے تو عذاب دے

يَتُوبَ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٢٤﴾ وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ

یا پھر ان کی توبہ قبول کر لے۔ اللہ یقیناً معاف کر دینے والا رحم کرنے والا ہےO اور کفار (کے لشکروں) کو اللہ نے

كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا ۚ وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ ۚ

بے نیل و مرام اپنے دلوں کی جلن دلوں میں ہی لئے واپس لوٹا دیا اور لڑائی کے لئے مومنوں کی طرف سے اللہ

وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا عَزِيزًا ﴿٢٥﴾ وَأَنزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُم مِّنْ أَهْلِ

ہی کافی ہو گیا۔ وہ یقیناً بڑی قوت والا زبردست ہےO اور اہل کتاب میں سے[3] جنہوں نے کافروں کی مدد

الْكِتَابِ مِن صَيَاصِيهِمْ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيقًا

کی تھی انہیں اللہ تعالیٰ ان کے قلعوں سے اتار لایا اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا کہ ان کے ایک گروہ کو

تَقْتُلُونَ وَتَأْسِرُونَ فَرِيقًا ﴿٢٦﴾ وَأَوْرَثَكُمْ أَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَ

تم قتل کر رہے تھے اور دوسرے کو قیدی بنا رہے تھےO اور تمہیں ان کی اراضی، ان کے گھروں اور ان کے

أَمْوَالَهُمْ وَأَرْضًا لَّمْ تَطَئُوهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ﴿٢٧﴾ ع

اموال کا وارث بنا دیا اور اس زمین کا بھی جہاں تم نے قدم تک نہ رکھا تھا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہےO

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَوٰةَ الدُّنْيَا

اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دیجیے[4] کہ: اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت ہی

وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ﴿٢٨﴾

چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر بھلے طریقے سے رخصت کر دوںO

وَإِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ

اور اگر تم اللہ، اس کا رسول اور دار آخرت چاہتی ہو تو اللہ

اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٢٩﴾ يَا نِسَاءَ

تعالیٰ نے تم میں سے نیکو کاروں کے لئے بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہےO اے نبی کی

النَّبِيِّ مَن يَأْتِ مِنكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُضَاعَفْ

بیویو! تم سے جو کوئی کھلی بے حیائی کا ارتکاب کرے تو اس کا

لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴿٣٠﴾

عذاب دگنا کر دیا جائے گا اور یہ بات اللہ کے لئے بہت آسان ہےO

1-اشارہ اس عہد کی جانب ہے جو لیلتہ العقبہ ثانیہ میں انصار کے بہتر افراد نے آپ ﷺ سے کیا تھا کہ ہم مرتے دم تک آپ کا ساتھ دیں گے۔

2-حضرت انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں کہ

"میرا نام میرے چچا انس بن نضر کے نام پہ رکھا گیا تھا۔ وہ جنگ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر نہ ہو سکے۔ یہ بات ان پر بہت شاق گزری اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہونے کا کوئی موقع آیا تو اللہ خود دیکھ لے گا کہ میں کیا کچھ کرتا ہوں۔ راوی کہتا ہے کہ پھر وہ ڈر گئے کہ ان الفاظ کے علاوہ کچھ اور کہنا مناسب تھا۔ پھر جب اگلے سال احد کے یوم وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوئے تو انہیں (راہ میں) سعد بن معاذ ملے۔ انہوں نے پوچھا ابو عمر کہاں جاتے ہو؟ انس کہنے لگے۔ واہ! میں تو احد پہاڑ کے پار جنت کی خوشبو پاتا ہوں چنانچہ وہ بڑی جرات سے لڑے حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔ ان کے جسم پہ ضربوں، تیروں اور نیزوں کے اسی سے زیادہ زخم پائے گئے۔ میری پھوپھی ربیع بنت نضر کہنے لگی میں اپنے بھائی کی نعش کو صرف پوروں سے پہچان سکی۔"

(ترمذی)

3-مدینہ میں یہودی قبیلہ بنو قریظہ نے آپ ﷺ سے بدعہدی کرتے ہوئے اتحادیوں کا ساتھ دینے کا فیصلہ کر لیا۔ اس طرح مدینہ کے مسلمانوں کیلئے شدید ترین خطرہ کا باعث بن گئے۔ چنانچہ اب انہیں سزا دینے کا وقت آ گیا تھا۔ حضرت جبرئیل تشریف لائے اور فرمایا کہ آپ نے ہتھیار اتار دیئے ہیں جبکہ فرشتوں نے نہیں اتارے۔ چنانچہ آپ ﷺ کے حکم پر تین ہزار مجاہدین نے چند گھنٹوں میں بنو قریظہ کا محاصرہ کر لیا۔ بنو قریظہ کا ضمیر کا مجرم تھا انہیں لڑنے کی ہمت نہ ہوئی۔ پچیس دنوں کے محاصرے کے بعد اس شرط پہ ہتھیار ڈال دیئے کہ انکے متعلق سعد ابن معاذ جو فیصلہ کریں گے وہ انہیں منظور ہو گا۔ حضرت سعد ؓ نے فیصلہ کیا کہ تمام مرد قتل کر دیئے جائیں اور عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیا جائے۔

4-اموال غنیمت ملنے کے بعد مسلمانوں کی معاشی حالت بہتری کی جانب مائل ہو گئی۔ ازواج مطہرات نے بھی اضافی خرچ کا مطالبہ کیا۔ آپ کی فقر پسندانہ طبیعت پہ یہ بات گراں گزری۔

حضرت جابر ؓ کہتے ہیں کہ

"حضرت عمر ؓ رسول اللہ ﷺ کے ہاں آئے اور اجازت چاہی آپ نے انہیں اندر آنے کی اجازت دیدی۔ حضرت عمر ؓ نے دیکھا کہ آپ کے پاس آپ کی بیویاں غمگین اور خاموش بیٹھی ہوئی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ میرے گرد بیٹھی خرچ کا مطالبہ کر رہی ہیں جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔ پھر آپ ﷺ نے ان سے مہینہ کیلئے علیحدگی اختیار کر لی۔"

(بخاری)

یہ آیات خیار کہلاتی ہیں۔ آپ ﷺ کی سب ازواج نے اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کو ترجیح دی۔

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا

اور تم میں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبردار بن جائے اور نیک عمل کرے تو ہم اسے اجر[1] دگنا دیں گے

نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ﴿٣١﴾ يٰنِسَآءَ

اور اس کے لئے ہم نے عزت کا رزق بھی تیار کر رکھا ہے○ اے نبی

النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ

کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم اللہ سے ڈرتی ہو تو (کسی نامحرم سے) دبی زبان سے بات

بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿٣٢﴾

نہ کرو، ورنہ جس[2] شخص کے دل میں مرض ہے وہ کوئی غلط توقع لگا بیٹھے گا لہٰذا صاف سیدھی بات کرو○

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى

اور[4] اپنے گھروں میں قرار پکڑے رہو،[3] پہلے دور جاہلیت کی طرح اپنی زیب و زینت کی نمائش نہ کرتی پھرو

وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

اور صلوٰۃ قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرو

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ

اے اہل بیت[5] (نبی) اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی کو دور کرے

وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿٣٣﴾ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ

اور تمہیں اچھی طرح پاک صاف بنا دے○ اور جو تمہارے گھروں میں اللہ کی آیات اور حکمت کی

مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿٣٤﴾

باتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں[6] انہیں یاد رکھو بلاشبہ اللہ بڑا باریک بین اور باخبر ہے○

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

بے شک[7] مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں فرمانبردار

وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ

مرد اور فرمانبردار عورتیں اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور صابر مرد

وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَ

اور صابرہ عورتیں اور اللہ کے آگے جھکنے والے مرد اور اللہ کے آگے جھکنے والی عورتیں اور صدقہ کرنے والے

الْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ

مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور شرمگاہ

فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ

کی حفاظت کرنیوالے مرد اور حفاظت کرنیوالی عورتیں اور اللہ کو بکثرت یاد کرنیوالے مرد اور

الذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٣٥﴾

بکثرت یاد کرنیوالی عورتیں ان سب کیلئے اللہ تعالیٰ نے بخشش اور بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے○

1- آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کامقام چونکہ بہت بلند ہے لہٰذا گناہوں کے دگنے وبال کی طرح ان کی نیکیوں کا اجر بھی دگنا ہو گا۔

2- آیت نمبر3 میں زنا کا ذکر کیا گیا ہے اور اس آیت میں زنا سے بچنے کیلئے احکام دیئے جارہے ہیں ۔۔۔ آواز شیرینی گھولے ہوئے نہ ہو' لوچدار نہ ہو۔ ضرورت سے زیادہ باتیں نہ ہوں۔ نہ اتنی پست آواز ہو کہ سرگوشیاں معلوم ہوں اور نہ ہی اتنی تیز ہو تاہم کوئی ایسا انداز بھی نہ ہو کہ بدتمیزی کی حد کو چھو رہا ہو اور ضرورت کے تحت بات کرنیوالا بھی پچھتائے کہ میں نے بات کیوں کی۔

آیت میں مخاطب تو نبی کی بیویوں کو کیا گیا ہے کیونکہ اصلاح کی تحریک کی ابتداء ہی آپ ﷺ کے گھر سے کی گئی ہے اسکے علاوہ اصحاب رسول کو مسائل وغیرہ پوچھنے کیلئے بھی آپ ﷺ کے ہاں آنا ہوتا تھا تاہم یہ حکم بھی عام ہے۔

3- اس آیت سے یہ ثابت ہوجاتا ہے کہ عورت کیلئے اصلی مقام اسکا گھر ہی ہے۔ اس لئے جہاد' مسجد میں جماعت سے صلوٰۃ اس پہ فرض نہیں کی گئی۔ اس موضوع پہ امت میں افراط و تفریط رواج پاگیا ہے ایک طرف عورت کو مردوں کے شانہ بشانہ چلانے کی غیرفطری کوشش ہوتی ہیں اور ظلم کی انتہاء یہ ہے کہ اسے قرآن وحدیث سے ثابت کرنیکی کوشش کی جاتی ہے۔ دوسری جانب کچھ لوگوں نے مذہب کے نام پہ عورتوں کو قیدی بنا چھوڑا ہے۔ عملی طور پہ انہوں نے بغیر کسی جرم کے اپنی خواتین کو وہ سزا دے رکھی ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے فاشی کی سزا کے طور پہ ان کیلئے مقرر فرمائی تھی۔ دیکھیں (النساء 15:4) میانہ روی کا اسلوب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ان احکام سے عورت کیلئے کسی تحقیر کا پہلو نکالنے کی کوشش نہ کی جائے۔

4- غیرمردوں کے سامنے زینت کا اظہار نہ کرو۔ اس کام کو اللہ تعالیٰ نے جاہلیت سے منسوب فرمایا ہے۔

5- اہل بیت میں ازواج تو شامل ہوتی ہی ہیں۔ اس آیت میں یہ سیاق کلام سے ثابت ہو رہا ہے اسی طرح دیگر آیات مثلاً (ھود 73:11) سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ مسلمانوں کے ایک گمراہ فرقہ کو ازواج النبی اہل بیت نظر نہیں آتیں۔

6- وحی یعنی قرآن اور حدیث کی باتیں جو کہ ازواج مطہرات کے گھروں میں ہی نازل ہوتیں۔

7- ام عمارہ انصاری کہتی ہیں کہ

"وہ نبی ﷺ کے پاس آئیں اور کہا کہ مجھے ہرچیز مردوں کیلئے معلوم ہوتی ہے۔ عورتیں تو کسی شمار قطار میں ہی معلوم نہیں ہوتیں تو یہ آیت نازل ہوئی۔"

(ترمذی)

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ

کسی مومن مرد اور مومن عورت کو حق نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا فیصلہ کر دے تو

يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ

ان کے لئے اپنے معاملہ میں کچھ اختیار باقی رہ جائے[1]۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو وہ

ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴿۳۶﴾ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْۤ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ

یقیناً صریح گمراہی میں جا پڑا○ اور جب آپ اس شخص کو، جس پر اللہ نے احسان کیا اور آپ نے بھی[2]،

عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ

کہہ رہے تھے کہ: "اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھو اور اللہ سے ڈرو" اور آپ ایسی بات اپنے دل میں چھپا رہے

مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا

تھے جسے اللہ ظاہر کرنا چاہتا تھا آپ[3] لوگوں سے ڈر رہے تھے، حالانکہ اللہ زیادہ حقدار ہے کہ آپ اس سے ڈریں

قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

پھر جب زید اس عورت سے اپنی حاجت پوری کر چکا تو ہم نے آپ سے اس کا نکاح کر دیا[4]، تاکہ مومنوں پر

حَرَجٌ فِيْۤ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَكَانَ اَمْرُ

ان کے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے بارے میں تنگی نہ ہو جبکہ وہ ان سے حاجت پوری کر چکے ہوں اور

اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ

اللہ کا حکم ہو کر رہنے والا ہے○ جو بات اللہ نے نبی کے لیے مقرر کی ہے اس میں نبی پر کوئی تنگی نہیں

سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا ﴿۳۸﴾

یہی اللہ کی سنت ہے جو پہلے گزر چکے ہیں ان میں بھی جاری رہی اور اللہ کا حکم ایک طے شدہ فیصلہ ہوتا ہے○

الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا

(یہ ان میں جاری رہی) جو اللہ کے پیغام پہنچایا کرتے تھے اور اسی سے ڈرتے تھے اور اللہ کے سوا اور کسی

اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ

سے مطلق نہیں ڈرتے تھے اور حساب لینے کو اللہ ہی کافی ہے○ محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ

نہیں ہیں[5] بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبین[6] ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو

عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾ وَّ

خوب جاننے والا ہے○ اے ایمان والو! اللہ کو بکثرت یاد کیا کرو○ اور صبح و شام اس کی

سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ

تسبیح کیا کرو○ وہی ہے جو تم پر رحمت نازل فرماتا ہے اور اسکے فرشتے بھی تمہارے لئے دعائے مغفرت

لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾

کرتے ہیں تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے اور اللہ مومنوں پر بہت مہربان ہے○

1- حضرت زید ابن حارثہ ؓ آپ ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں اپنا متبنیٰ بنالیا تھا اور لوگ انہیں زید بن محمد کہتے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کیلئے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بنت جحش کا رشتہ طلب کیا۔ وہ چونکہ آپ ہی کے خاندان کی تھیں لہٰذا معاشرہ میں یہ اشراف کا خاندان سمجھا جاتا تھا چنانچہ اس رشتہ پہ ان لوگوں کو تامل ہوا تب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت زینب بنت جحش نے اپنی خواہش کے خلاف اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی اطاعت میں سر تسلیم خم کر دیا۔

نکاح اللہ کے حکم سے ہو گیا مگر خاندانی مراتب میں تفاوت کی وجہ سے نباہ نہ ہو سکا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپکو اشارہ مل گیا کہ اب حضرت زینب کا نکاح آپ سے کیا جائے گا۔ معاشرے میں چونکہ متبنیٰ بیٹے کو بیٹے ہی کی طرح سمجھا جاتا تھا۔ آپ ﷺ کو معاشرتی دباؤ برداشت کرنا گراں معلوم ہوا۔

2- حضرت زید پہ آپ کا یہ احسان تھا کہ آپ نے ان سے اتنا حسن سلوک کیا کہ والدین کے پاس جانے کی اجازت ملنے کے باوجود انہوں نے آپ ﷺ ہی کے پاس رہنے کو ترجیح دی اور آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر کے اپنا متبنیٰ بنالیا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ احسان تھا کہ شریف ترین خاندان میں انکا نکاح کروادیا جبکہ غلامی کا داغ ہونے کی وجہ سے ظاہری طور پہ یہ رشتہ ناممکن نظر آرہا تھا۔

3- جب حضرت زید ؓ آپ سے آکر حضرت زینب کی شکایت کرتے اور طلاق دینے کا ارادہ ظاہر فرماتے تو آپ یہ فرماتے۔ اس سے مقصد یہ ہو تا کہ جب بھی حضرت زید طلاق دیں گے تو حضرت زینب کو مجھے نکاح میں لانا ہو گا اور اس وقت مجھے طعن و تشنیع کا نشانہ بننا پڑے گا۔ یہی وہ بات تھی جسے آپ ﷺ چھپاتے تھے۔

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ

"اگر آپ ﷺ وحی سے کچھ چھپانے والے ہوتے تو اس آیت کو ضرور چھپاتے۔"

(ترمذی)

4- حضرت انس ؓ کہتے ہیں کہ

"ام المومنین زینب ؓ آپ کی سب بیویوں پہ فخر کیا کرتیں تھیں اور از راہ شکر کہتی تھیں کہ تمہارا نکاح تو تمہارے عزیزوں نے کیا ہے اور میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے ساتویں آسمان پہ کیا ہے۔"

(ترمذی)

5- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ

"جب نبی ﷺ نے زینب سے شادی کر لی تو لوگ کہنے لگے کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے شادی کر لی ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔"

(ترمذی)

اللہ تعالیٰ نے طعنہ دینے والوں کے جواب میں فرمایا۔ صرف حضرت زید ؓ ہی کیا آپ ﷺ کسی بھی مرد کے باپ نہیں۔ آپ کے ہاں بیٹے پیدا ہوئے مگر سب ہی بچپن میں فوت ہو گئے۔

6- یہ نص قطعی ہے کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ سیاق سے اسکا مفہوم یہ ہو گا کہ چونکہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا لہٰذا اس دستور کی اصلاح خود آپ ہی کو کرنا تھی۔ آیت معنی کے اعتبار سے عام ہے۔

تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚ وَّاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿۴۴﴾ يٰۤاَيُّهَا

جس دن وہ اللہ سے ملیں گے ان کا استقبال سلام سے ہوگا(1) اور ان کے لئے باعزت اجر تیار ہے○

النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۴۵﴾ وَّدَاعِيًا اِلَى

اے نبی! ہم نے آپ کو گواہی دینے والا(2)، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے○ اور اللہ کے

اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ

حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ(3) (بنا کر بھیجا ہے)○ مومنوں کو خوشخبری دیجئے کہ ان

اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿۴۷﴾ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ

پر اللہ کا بہت بڑا فضل(4) ہے○ نیز آپ کافروں اور منافقوں کی بات نہ مانیئے اور ان کی ایذا رسانی

وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۗ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۴۸﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا

سے درگزر کیجئے اور اللہ پر توکل کیجئے اور کام بنانے کو اللہ ہی کافی ہے○ اے ایمان والو! جب

نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ

تم مومن عورتوں سے نکاح کرو پھر انہیں چھونے سے قبل(5) طلاق دے دو

فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ

تو تمہارے لیے ان پر کوئی عدت نہیں جس کے پورا ہونے کا تم مطالبہ کر سکو لہذا (اسی وقت)

وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۴۹﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا

انہیں کچھ دے دلا کر بھلے طریقہ(6) سے رخصت کردو○ اے نبی ہم نے آپ پر آپ کی وہ بیویاں حلال

لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْۤ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ

کر دی ہیں جن کے حق مہر آپ ادا کر چکے ہیں اور وہ کنیزیں بھی جو آپ کے قبضہ میں ہیں

مِمَّاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ

جو اللہ نے آپ کو غنیمت کے مال سے دی ہیں نیز آپ کے چچا، پھوپھیوں، ماموں اور

خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۫ وَامْرَاَةً

خالاؤں کی بیٹیاں بھی جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی ہے(7) نیز وہ مسلمان

مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ

عورت بھی جو اپنے آپ کو نبی کے لئے ہبہ(8) کر دے اور نبی اس کو نکاح میں لینا

يَّسْتَنْكِحَهَا ۗ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ قَدْ عَلِمْنَا

چاہے یہ رعایت صرف آپ کے لئے ہے دوسرے مسلمانوں کو نہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ہم نے

مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْۤ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ

مومنوں پر ان کی بیویوں اور مقبوضہ کنیزوں کے بارے میں کیا فرض کیا ہے (اور آپ کو یہ رعایت اس لئے

لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۰﴾

ہے) کہ آپ پر کوئی تنگی نہ رہے اور اللہ معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے○

1-اللہ تعالیٰ انہیں سلام کہیں گے۔ فرشتے اور خود آپس میں سلام کریں گے۔

2-نبی کئی طرح سے شاہد ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے خالق ومالک اور معبود برحق ہونے کے گواہ۔ یہ گواہی بعض اوقات عین الیقین بھی ہوتی ہے جیسا کہ کئی انبیاء کو اللہ تعالیٰ ملکوت السموات والارض کامشاہدہ بھی کرواتے ہیں۔ اسکے علاوہ یوم قیامت انبیاء اپنی امت کے بارے میں گواہی دیں گے کہ انہوں نے نبی کی دعوت پہ کیا ردعمل ظاہر کیا تھا۔ بعض لوگ "شاھد" سے آپکا حاضرناظر ہونا مراد لیتے ہیں جبکہ یہ بکثرت آیات قرآنی کے خلاف ہے۔ فرمان الٰہی ہے۔

"آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہی جیسا ایک انسان ہوں الا یہ کہ میرے اوپر وحی کی جاتی ہے۔"

(کہف 110:18)

مزید تفصیل کیلئے دیکھیں (بنی اسرائیل 93:17)

3-آفتاب ہدایت۔ اس آفتاب کے طلوع ہونے کے بعد کسی اور آفتاب کی ضرورت ہی نہیں رہی۔

4-حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"گزشتہ اقوام (یہود ونصاریٰ) کے مقابلے میں تمہارا زمانہ ایسا ہے جیسے عصر سے غروب شمس کا وقت۔ اہل تورات کو تورات دی گئی انہوں نے (صبح سے) دوپہر تک مزدوری کی پھر تھک گئے تو انہیں ایک ایک قیراط ملا اہل انجیل کو انجیل دی گئی۔ انہوں نے (دوپہر سے) عصر کی صلوٰۃ تک مزدوری کی پھر تھک گئے انہیں بھی ایک ایک قیراط ملا۔ پھر ہم مسلمانوں کو قرآن دیا گیا۔ ہم نے غروب شمس تک مزدوری کی (اور کام پورا کیا) تو ہمیں دو قیراط دیئے گئے۔"

(بخاری)

5-یہ کنایہ ہے مراد ہے کہ دخول کرنے سے پہلے۔

6-اگر حق مہر مقرر ہو چکا ہو تو اسکا نصف ادا کیا جائے۔ مقرر نہ ہوا ہو تو بھی حیثیت کے مطابق کچھ نہ کچھ دے دلا کر رخصت کیا جائے۔ بھلے طریقہ سے رخصت کرنا یہ ہے کہ الزامات لگا کر' بدتمیزی کرکے یا ایذاء نہ پہنچا کر رخصت کرے۔

7-ام ہانی بنت ابی طالب کہتی ہیں۔

"رسول اللہ ﷺ نے میری جانب نکاح کیلئے پیغام بھیجا میں نے معذرت کردی تو آپ ﷺ نے معذرت قبول کرلی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ میں آپ ﷺ کیلئے حلال نہ تھی کیونکہ میں نے ہجرت نہ کی تھی۔"

(ترمذی)

حضرت زینب آپ کی پانچویں بیوی ہوئیں۔ اس سے پہلے آپ کے ہاں چار بیویاں موجود تھیں۔ اس پہ کفار نے اعتراض اٹھائے۔ بعض مسلمانوں کے دلوں میں بھی یہ خیال آسکتا تھا چنانچہ وضاحت فرمادی گئی کہ بعض شرعی احکامات آپ ﷺ کیلئے خاص ہیں۔

حضرت جویریہ اور صفیہ آپ کی ملکیت میں آئیں۔ اور آپ نے انہیں آزاد کرکے نکاح کرلیا۔ ریحانہ اور ماریہ قبطیہ بطور لونڈی آپکے پاس رہیں۔

8-ایسی عورتوں کیلئے نہ حق مہر کی ضرورت ہے۔ نہ ولی کی رضا کی بس عورت کا اپنے نفس کو ہبہ کردینا ہی نکاح سمجھا جائیگا۔

تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ۭ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ

آپ جس بیوی کو چاہیں علیحدہ رکھیں اور جسے چاہیں اپنے پاس رکھیں اور علیحدہ رکھنے کے بعد جس

مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ

کو چاہیں اپنے پاس بلائیں آپ پہ کوئی مضائقہ نہیں[1] اس طرح زیادہ توقع ہے کہ ان کی

وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا

آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ غمزدہ نہ ہوں اور جو بھی آپ انہیں دیں اسی پر خوش رہیں[2] اور جو کچھ تمہارے

فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ۝۵۱ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ

دلوں میں ہے اسے اللہ جانتا ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا، بردبار ہے○ اس (حکم) کے بعد آپ پر دوسری

مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ

عورتیں حلال نہیں اور نہ ہی یہ جائز ہے کہ آپ ان میں کسی کو تبدیل کریں[3] خواہ ان کا حسن آپ

حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ

کو کتنا ہی اچھا لگے البتہ کنیزوں کی آپ کو اجازت ہے اور اللہ ہر چیز پر

رَّقِيْبًا ۝۵۲ؔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ

ع ۱۲ ۴

نگران ہے○ اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں نہ جایا کرو

اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا

الایہ کہ تمہیں اجازت دی جائے[4] اور کھانے کی تیاری کا انتظار نہ کرنے لگو[5] البتہ جب تمہیں (کھانے

دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ

پر) بلایا جائے تو آؤ اور جب کھا چکو تو چلے جاؤ اور باتوں میں دل

لِحَدِيْثٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۡ

لگائے (وہیں) نہ (بیٹھے) رہو تمہاری یہ بات نبی کے لیے تکلیف دہ تھی[6] مگر تم سے شرم کی وجہ سے کچھ نہ کہتے تھے

وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ۭ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا

اور اللہ حق بات کہنے سے نہیں حیاء کرتا اور جب تمہیں ازواج نبی سے کوئی چیز

فَسْــَٔـلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ۭ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ۭ

مانگنا ہو تو پردہ کے پیچھے رہ کر مانگو[7] یہ بات تمہارے دلوں کے لیے بھی پاکیزہ تر ہے اور ان کے دلوں

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ

کے لیے بھی تمہارے لیے یہ جائز نہیں کہ تم اللہ کے رسول کو ایذا دو[8] اور نہ یہ جائز ہے

مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۝۵۳ اِنْ

کہ اس (کی وفات) کے بعد کبھی اس کی بیویوں سے نکاح کرو[9] بلاشبہ اللہ کے ہاں یہ بڑے گناہ کی بات ہے○

تُبْدُوْا شَيْــــًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝۵۴

تم کوئی بات ظاہر کرو یا اسے چھپاؤ، اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے○

1-ازواجی زندگی کے مسائل کے حل کیلئے اللہ نے آپ ﷺ کو یہ رعایت بھی عطا فرمائی۔

2-ازواج مطہرات کے حق میں یہ اسطرح رحمت تھا کہ جب حق ہی ساقط ہو گیا تو حق کی بنیاد پہ رقابت اور چپقلش از خود ختم ہو گئی۔ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی اس رعایت سے کبھی فائدہ نہ اٹھایا بلکہ ازواج مطہرات کی باریوں کو ملحوظ خاطر رکھتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ۔

"جب آپ ﷺ کو ایک بیوی کی باری کے یوم دوسری بیوی کے ہاں جانا منظور ہوتا تو آپ باری والی بیوی سے اجازت لیا کرتے تھے۔"

(بخاری)

3-ان چار قسم کی عورتوں کے علاوہ دیگر عورتیں آپ کیلئے حلال نہیں ہیں۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ جب ان ازواج نے آپکے ساتھ روکھی سوکھی پہ گزارہ کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے اور باری کے سقوط کا حکم بھی تسلیم کرلیا ہے تو آپ کو بھی انہیں طلاق دینا جائز نہیں ہے۔

4-اس حکم سے پہلے لوگ بلا تکلف گھروں میں گھسے چلے آتے اور عورتوں اور بچوں سے صاحب خانہ کے متعلق پوچھ لیتے۔ اسکے ایک سال بعد یہ حکم عام مسلمانوں کے گھروں کیلئے بھی جاری فرما دیا گیا۔ دیکھیں (النور 27:24)

5-عین کھانے کے وقت کسی کے ہاں جا پہنچنا مناسب نہیں ہے اس سے صاحب خانہ کو پریشانی لاحق ہو سکتی ہے لہٰذا اس سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

6-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے جب حضرت زینب بنت جحش سے نکاح کے سلسلہ میں ولیمہ کیا تو کھانے کے بعد آپ ﷺ نے اٹھنے کا ارادہ کیا۔ کچھ لوگ ایسے بیٹھے کہ اٹھنے کا نام ہی نہ لیا۔ چنانچہ جب آپ اٹھے تو لوگ بھی اٹھ کر چلے گئے مگر تین پھر بھی مزید بیٹھنے کے بعد گئے تو میں نے نبی ﷺ کو اطلاع دی تو آپ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے خیمہ میں تشریف لے گئے۔

(بخاری و مسلم)

لوگوں کو اس طرز عمل سے منع فرمایا گیا۔

7-اس کو آیہ حجاب کہتے ہیں۔ حجاب کسی ایسی چیز کو کہتے ہیں جس سے اوٹ ہو جائے۔ اس آیت کے بعد ازواج النبی کے گھروں کے باہر پردے لٹکا دیئے گئے اسی طرح دیگر مسلمانوں نے بھی اپنے گھروں کے باہر پردے لٹکا دیئے۔

8-بعض لوگ بلا ضرورت آپ ﷺ کے گھر پر دیر تک بیٹھے رہتے۔ گھر میں بلا اجازت داخل ہو کر کوئی بھی ایسا کام جس سے آپ تکلیف محسوس کریں۔

9-ازواج النبی کا مقام و مرتبہ معاشرہ میں بہت بلند ہے وہ امہات المومنین ہیں دیکھیں (آیت نمبر6) آپ کی وفات کے بعد ان سے کسی کو نکاح کرنے سے منع فرما دیا گیا۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ

ان (ازدواج نبی) پر کچھ گناہ نہیں اگر[1] ان کے باپ، ان کے بیٹے، ان کے بھائی، ان کے

وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا

بھتیجے، ان کے بھانجے، ان کی میل جول کی عورتیں اور ان کے

مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ

لونڈی غلام ان کے گھروں میں داخل ہوں اور (اے عورتو!) اللہ سے ڈرتی رہو اللہ تعالیٰ یقیناً ہر چیز پر

شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿55﴾ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰۗئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَي النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا

حاضر و ناظر ہے○ اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں[2] اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿56﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

ایمان والو تم بھی اس پر درود و سلام بھیجا کرو○ بلاشبہ جو لوگ

يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ

اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں[3] اللہ نے ان پر دنیا میں بھی لعنت فرمائی اور آخرت میں بھی اور

لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿57﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

ان کے لیے رسوا کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے○ اور جو لوگ مومن مردوں اور عورتوں کو ان کے

بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿58﴾ يٰٓاَيُّهَا

کسی قصور کے بغیر دکھ پہنچاتے ہیں[4] تو انہوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بار اٹھا لیا○ اے

النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ

نبی! اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی چادروں کے پلو

عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۭ

اپنے اوپر لٹکا لیا کریں اس طرح زیادہ توقع ہے کہ وہ پہچان لی جائیں[5] اور انہیں ستایا نہ جائے[6]

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿59﴾ لَىِٕنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ

اور اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا رحم کرنے والا ہے○ اگر منافق لوگ اور وہ جن کے دلوں

الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ

میں مرض ہے[7] مدینہ میں دہشت انگیز افواہیں پھیلانے والے باز نہ آئے تو آپ کو

لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿60﴾ مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ

ان کے خلاف اٹھا کھڑا کریں گے پھر وہ تھوڑی ہی مدت آپ کے پڑوس میں رہ سکیں گے○ یہ لوگ ملعون

اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ﴿61﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي

ہیں جہاں بھی یہ پائے جائیں انہیں پکڑ کر بری طرح قتل کر دیا جائے○ گزشتہ لوگوں میں اللہ کا

الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿62﴾

یہی طریقہ جاری رہا ہے اور آپ اللہ کے اس طریقہ میں کوئی تبدیلی نہ پائیں گے○

1-حجاب کے حکم سے ان لوگوں کو مستثنیٰ کردیا گیا۔ گویا ان لوگوں کو حجاب کے بغیر بھی ازواج النبی سے بات کرنے کی اجازت تھی۔ جتنے رشتے خون کی وجہ سے حرام ہیں، دودھ کی وجہ سے بھی حرام ہیں۔

پھر حجاب کے یہی احکام عام مسلمانوں کو بھی دیئے گئے۔ دیکھیں (النور 31:24)

ان واضح احکامات کے باوجود بعض مسلمان یہ کہتے ہیں کہ اصل پردہ تو دل کا پردہ ہوتا ہے اور ظاہری پردہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ وہ حقیقت میں احکام الٰہی کا تمسخر اڑاتے ہیں۔ اسکی مثال ایسے ہے جیسے یہود مسلمانوں کو طعنہ دیتے کہ تم اپنا مارا ہوا (ذبیحہ) تو حلال قرار دیتے ہو جبکہ اللہ تعالیٰ کا مارا ہوا (مردار) حرام قرار دیتے ہو۔

2-حضرت ابو العالیہ فرماتے ہیں کہ

"اللہ کی صلوٰۃ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں میں آپکی تعریف فرماتا ہے اور فرشتوں کی صلوٰۃ سے دعا مراد ہے۔" (بخاری)

حضرت علی ؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"وہ شخص بڑا بخیل ہے جسکے پاس میرا ذکر ہو پھر اسنے مجھ پر درود نہ بھیجا" (ترمذی)

امت کے اجماع نے "علیہ السلام" کا صیغہ صرف انبیاء کیلئے روا رکھا ہے اب یہ کسی غیر نبی کیلئے استعمال کرنا جائز نہ ہوگا۔

ہمارے بعض دوست "الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ" پڑھتے ہیں اس سے فاسد اور شرکیہ عقیدہ کا اظہار ہوتا ہے لہٰذا یہ پڑھنا درست نہیں۔ یہ آپ ﷺ سے یا صحابہ سے ثابت بھی نہیں ہے۔

3-ایسے تمام اعمال جو اللہ کو ناپسند ہوں ان سے مراد اللہ کو تکلیف پہنچانا۔

4-جب مسلمان عورتیں رات کو رفع حاجت کیلئے باہر نکلتی تو بعض اوباش آوازے کستے اور فحش گوئی کرتے۔

5-کہ یہ خواتین مسلمان خاندانی عورتیں ہیں۔

6-اس حکم کے ذریعے اوباش لونڈوں کی چھیڑ چھاڑ کا سدباب کردیا گیا کہ ایک بڑی چادر سروں سے لٹکالیا کریں۔ اس طرح سے لٹکانے سے پورا جسم خود بخود پردے میں چھپ جاتا ہے۔ بعض حضرت یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ پردے کے اس حکم سے چہرہ اور ہاتھ مستثنیٰ ہیں جبکہ عقلی نقلی اور لغوی طور پہ بھی چہرے کا پردہ کرنا اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔

اس آیت میں لفظ "علی" یہ ثابت کرتا ہے کہ چادر لٹکانی ہے لٹکانے میں چہرے پہ پردے کا معنی خود بخود نکل آتا ہے۔ حضرت عائشہ ؓ واقعہ افک کے بیان میں فرماتی ہیں کہ حجاب کی آیت نازل ہوچکی تھی چنانچہ میں نے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا۔ اب ظاہر بات ہے کہ حضرت عائشہ ؓ سے بہتر مفہوم کون سمجھتا ہوگا؟

عقلی لحاظ سے یوں کہ عورت کی زینت سب سے زیادہ چہرہ ہی میں ہوتی ہے لہٰذا اسکا حجاب ضروری ہوا۔

7-مراد بنو قریظہ ہیں۔

يَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَمَا

لوگ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں کہہ دیجئے کہ "اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے اور آپ

يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ﴿۶۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ

کو کیا خبر، شاید وہ قریب ہی آ پہنچی ہو"[1] ○ اللہ تعالیٰ نے یقیناً کافروں پر لعنت کی ہے[2]

وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ﴿۶۴﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا

اور ان کے لئے بھڑکتی ہوئی جہنم تیار ہے○ جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور کوئی اپنا حامی یا مددگار نہ

نَصِيْرًا ﴿۶۵﴾ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا

پائیں گے○ جس دن ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کئے جائیں گے وہ کہیں گے: "اے کاش! ہم نے اللہ

اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴿۶۶﴾ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا

اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی"[3] ○ اور کہیں گے: "ہمارے رب! ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا حکم

فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴿۶۷﴾ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ

مانا تھا تو انہوں نے ہمیں راہ (حق) سے بہکا دیا○ اے رب! ان پر دگنا عذاب کر اور ان پر

لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿۶۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا ع ۶ ۵

سخت لعنت کر"[4] ○ اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے موسیٰ کو

مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ؕ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ﴿۶۹﴾

تکلیف دی تھی تو اللہ نے موسیٰ کو ان کی بنائی ہوئی باتوں سے بری کر دیا[5] اور وہ اللہ کے ہاں بڑی عزت والے[6]

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿۷۰﴾ يُّصْلِحْ

تھے○ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور بات سیدھی کیا کرو[7] ○ (اس طرح) اللہ تمہارے

لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

اعمال کو درست کر دے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور جس شخص نے اللہ اور اس کے رسول کی

فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۱﴾ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ

اطاعت کی اس نے بڑی کامیابی حاصل کر لی○ ہم نے اپنی امانت ارض و سماوات

وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ

اور پہاڑوں پر پیش کی تو انہوں نے اسے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے مگر

حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ﴿۷۲﴾ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ

انسان نے اسے اٹھا لیا[8] یقیناً وہ بڑا ظالم اور جاہل ہے[9] ○ (جس کا لازمی نتیجہ یہ تھا) کہ اللہ

الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ

منافق مردوں اور منافق عورتوں، اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو سزا دے اور

اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۳﴾ ع ۹ ۶

مومن مردوں اور عورتوں پر مہربانی کرے[10] اور اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے○

1-زمین کی تخلیق کو کئی بلین (Billion) سال گزر گئے ہیں لہٰذا اس نسبت سے قیامت قریب ہی ہوئی۔ قیامت کے قیام کا معین وقت بتلا دینا مصلحت الٰہی کے خلاف ہے۔

2-کہ وہ ایسے سوالات پوچھتے ہیں جبکہ اخلاص سے جہنم سے بچنے کی کوشش نہیں کرتے۔

3-معلوم ہوا کہ اللہ کے علاوہ رسول کی اطاعت نہ کرنا بھی گمراہی ہے۔ حدیث کو حجت نہ ماننے والوں کیلئے لمحہ فکریہ ہے۔

4-گویا اسطرح وہ اپنے عذاب میں نصف تخفیف کی استدعا کرتے ہیں یا اپنے دل کا جلن نکالنے کیلئے کہیں گے کیونکہ قیامت کو ایک دوسرے کے دشمن ہونگے۔

5-حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ
آپ ﷺ نے (حنین کی جنگ کا) مال تقسیم کیا تو ایک شخص کہنے لگا کہ اس تقسیم سے اللہ کی رضا مقصود نہیں ہے۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور انہیں یہ بات بتلائی۔ آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پہ غصہ کے اثرات ظاہر ہوئے اور فرمایا اللہ موسیٰ پہ رحم فرمائے انہیں اس سے بھی زیادہ تکلیف دی گئی لیکن انہوں نے صبر کیا۔"
(بخاری و مسلم)

6-وجیہا۔ یہ لفظ اردو میں بھی استعمال ہوتا ہے یعنی ایسا بارعب شخص جسکے مخالفین بھی اس کے منہ پہ اسے برا بھلا نہ کہہ سکیں۔

7-جس میں کجی، جھوٹ، فریب نہ ہو ذومعنی الفاظ استعمال کر کے سامع کو غلط فہمی کا شکار نہ کیا جائے۔ بات براہ راست (To The Point) ہونا چاہیے۔

8-یہ امانت خلافت ارضی ہے۔ یہ امانت کی پیشکش کب ہوئی؟ کس انداز میں ہوئی؟ اسکی تفصیل دستیاب نہیں ہے ممکن ہے کہ یہ بات لغوی معنوں میں ہو اور ممکن ہے کہ استعارہ ہو۔ ہمارے مطلب کی بات اتنی ہی ہے کہ یہ امانت جس کا بار ہم اٹھا چکے ہیں اور عہد الست کے ذریعے اسکی تاکید بھی کر چکے ہیں کوئی معمولی امانت نہیں ہے بلکہ بہت ہی بوجھل ذمہ داری ہے۔

9-ظلوما جھولا۔ دونوں مبالغہ کے صیغے ہیں۔ بہت ظالم اور بہت جاہل۔ جاہل اس لحاظ سے کہ اس ذمہ داری کو بلند منصب پہ فائز ہونے کیلئے قبول کر لیا۔ مگر ذمہ داری کا صحیح احساس نہ ہوا کہ کتنی بڑی ہے۔ ظالم اس لحاظ سے کہ امانت میں خیانت کی۔

10-اس ذمہ داری کو قبول کرنے کا لازمی نتیجہ یہ ہی تھا کہ کچھ لوگ اسلام ایمان اور تقویٰ کی راہ چلیں اور کچھ کفر، شرک اور نفاق کی راہ لیں۔

سورۃ سبا مکیۃ وھی اربع وخمسون اٰیۃ وست رکوعات

آیات ۵۴ (۳۴) سورہ سبا مکی ہے (۵۸) رکوع ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَلَهُ

ہر طرح کی تعریف اس اللہ کے لئے ہے[1] جو ارض و سماوات میں ہر چیز کا مالک ہے اور آخرت میں

الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ① يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي

(بھی) تعریف اسی کے لئے ہے اور وہ حکمت والا اور باخبر ہے○ وہ جانتا ہے جو کچھ زمین میں

الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاۗءِ وَمَا يَعْرُجُ

داخل ہوتا ہے یا اس سے نکلتا ہے نیز جو کچھ آسمان سے اترتا اور جو کچھ آسمان میں چڑھتا[2]

فِيْهَا ۭ وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ② وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا

ہے، اور وہ رحم کرنے والا، معاف کرنے والا ہے○ کافر کہتے ہیں کہ "ہم پر قیامت نہیں آئے[3]

السَّاعَةُ ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ

گی" کہہ دیجئے "کیوں نہیں، میرے رب کی قسم! وہ تم پر آکے رہے گی جو غیب کا جاننے والا ہے اس سے

مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ

ارض و سماوات میں کوئی ذرہ برابر چیز بھی چھپی نہیں رہ سکتی اور ذرہ سے چھوٹی یا بڑی کوئی چیز ایسی

وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ③ ڎ لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

نہیں جو واضح کتاب میں درج نہ ہو[4]○ (قیامت آئے گی) تاکہ اللہ ان لوگوں کو جزا دے جو ایمان لائے اور

الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ④ وَالَّذِيْنَ

نیک عمل کئے ایسے لوگوں کے لئے بخشش اور عزت کا رزق ہوگا○ اور جن لوگوں نے

سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ

ہماری آیات کو نیچا دکھانے پر زور لگایا ان کے لئے بدترین قسم کا المناک

اَلِيْمٌ ⑤ وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ

عذاب ہے○ اور جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے خوب سمجھتے ہیں کہ جو کچھ آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف سے

رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَيَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ⑥

نازل ہوا وہ حق ہے اور اس اللہ کی راہ دکھاتا ہے جو غالب اور لائق حمد و ثنا ہے○

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰي رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ

اور کافر (ایک دوسرے سے) کہتے ہیں: "کیا ہم تمہیں ایسا آدمی نہ بتائیں جو یہ خبر دیتا ہے کہ

اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ⑦ ۚ

جب تم (مرنے کے بعد) بالکل ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو از سر نو پیدا کئے جاؤ گے○

1- آج بھی حقیقت میں حمد اللہ ہی کی ہے مگر کئی طاغوت بھی اپنی حمد کرواتے ہیں جبکہ آخرت میں ایسے سارے طاغوت جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے۔

2- کفار کو یہ یقین نہیں آتا تھا کہ کس طرح مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کیا جاسکے گا جبکہ انسان مٹی میں مل کر مٹی ہی ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ہر اس ذرہ کا علم ہے جو کہ زمین میں شامل ہوتا ہے کہ وہ کس چیز کا ہے جو ذرہ نکلتا ہے اس کا بھی علم ہے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک ذرہ کئی اشکال تبدیل کرنے کے بعد اللہ کے علم سے غائب ہی ہو جائے۔

اسی طرح جو روحیں نازل ہوتی ہیں اور جو روحیں اوپر چڑھتی ہیں سب اللہ کے علم میں ہیں تو اب اشکال کہاں ہوا؟

3- یہ بات وہ تمسخر اور مذاق سے کہتے۔ کہاں ہے وہ قیامت جسکا ذکر سنتے ہمارے کان پک چکے ہیں۔

4- اللہ تعالیٰ کو قیامت کی تاریخ میں کچھ مغالطہ نہیں ہوا ہے۔ زمین اور آسمان کے ایک ایک ذرہ کا اسے علم ہے اور یہ سب باتیں لوح محفوظ میں درج ہیں۔ آخرت کے وقوع پذیر ہونے کی ایک اہم دلیل یہاں بیان کی گئی ہے۔ دنیا میں خود تو تم اپنے مجرموں کو سزا دینا ضروری خیال کرتے ہو۔ دنیا کا کوئی بھی قانون ہو' کیسا ہی تمدن ہو جرم و سزا کا ضابطہ اس میں ضرور ہوتا ہے۔ خود تمہارا حال یہ ہے کہ تم ایک ڈاکو کو اور قومی لیڈر کو برابر نہیں سمجھتے تو تم نے خالق کائنات اور مالک الملک کے بارے میں یہ تصور کیسے کرلیا ہے کہ جن لوگوں نے انتہائی پاکیزہ زندگی گزاری ہے اور جنھوں نے انتہائی گندی زندگی گزاری ہے ان سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانک دے بلکہ قیامت تو بپا ہی اس لئے کی جائے گی تاکہ ایمان لانے والوں اور عمل صالح کرنے والوں کو ان کا انعام دیا جائے۔ معاندین کو ان کے کرتوتوں کا مزا چکھا دیا جائے۔

فرمان الٰہی ہے۔

"کیا تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہم نے تمہیں بے مقصد پیدا کر دیا ہے اور تم ہمارے ہاں نہ لوٹو گے۔ بہت بلند شان والا ہے' وہی حقیقی بادشاہ ہے اس کے علاوہ کوئی الہ نہیں وہی عرش عظیم کا مالک ہے"۔

(المومنون 23:115-116)

أَفْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَم بِهِ جِنَّةٌ ۗ بَلِ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ

معلوم نہیں کہ وہ اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے یا اسے جنون ہے؟" ○ (یہ بات نہیں) بلکہ جو لوگ آخرت پر ایمان

بِالْآخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلَالِ الْبَعِيدِ ﴿٨﴾ أَفَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا

نہیں لاتے وہی عذاب میں مبتلا ہونے والے ہیں اور گمراہی میں دور تک چلے گئے ہیں ○ کیا انہوں

بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۚ إِن نَّشَأْ نَخْسِفْ

نے ارض و سماء کو نہیں دیکھا جو انہیں آگے اور پیچھے سے (گھیرے ہوئے ہیں) اگر ہم چاہیں تو انہیں زمین

بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ

میں دھنسا دیں یا ان پر آسمان کے کچھ ٹکڑے گرا دیں بلاشبہ اس بات میں ہر رجوع کرنے والے بندے

لَآيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ ﴿٩﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ مِنَّا فَضْلًا ۖ

کے لئے ایک نشانی ہے ○ اور ہم نے داؤد کو اپنے ہاں سے بزرگی عطا کی تھی[1] (اور پہاڑوں کو حکم

يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ ۖ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ ﴿١٠﴾ أَنِ اعْمَلْ

دیا تھا کہ) داؤد کے ساتھ (تسبیح میں) ہم آہنگ ہو جاؤ اور پرندوں کو بھی[2] اور ہم نے اس کے لئے لوہے

سَابِغَاتٍ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ ۖ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۖ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ

کو نرم کر دیا تھا[3] ○ کہ کھلی زرہیں بناؤ اور اندازے کے مطابق کڑیاں جوڑو[4] اور نیک عمل کرو جو تم کرتے ہو

بَصِيرٌ ﴿١١﴾ وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۖ وَ

بلاشبہ میں دیکھ رہا ہوں ○ اور سلیمان کے لئے ہوا کو مسخر کیا صبح کا چلنا ایک ماہ کی مسافت اور

أَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ ۖ وَمِنَ الْجِنِّ مَن يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ

شام کا چلنا بھی ایک ماہ کی مسافت تک[5] نیز ہم نے ان کے لئے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ بہا دیا[6] اور بعض

رَبِّهِ ۖ وَمَن يَزِغْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ ﴿١٢﴾

جن اپنے رب کے حکم سے ان کے سامنے کام کرتے تھے[7] اور ان میں سے کوئی ہمارے حکم سے سرتابی کرتا

يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِن مَّحَارِيبَ وَتَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ

تو ہم اسے بھڑکتی آگ کے عذاب کا ذائقہ چکھاتے ○ جو سلیمان چاہتے وہی جن ان کے لئے بناتے تھے

وَقُدُورٍ رَّاسِيَاتٍ ۚ اعْمَلُوا آلَ دَاوُودَ شُكْرًا ۚ وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ

مثلاً قلعے، مجسمے[8] اور حوض جتنے بڑے لگن اور ایک جگہ جمی رہنے والی دیگیں اے آل داؤد شکر کے طور پر عمل

الشَّكُورُ ﴿١٣﴾ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ

کرو اور میرے بندوں میں سے کم ہی شکر گزار ہیں ○ پھر جب ہم نے سلیمان پر موت کا فیصلہ کیا[9] تو جنوں کو گھن

إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنسَأَتَهُ ۖ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ

کے کیڑے کے سوا کسی چیز نے سلیمان کی موت کا پتہ نہ دیا، جو ان کے عصا کو کھائے جا رہا تھا پھر جب وہ گر پڑا تو

أَن لَّوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ ﴿١٤﴾

جنوں پر واضح ہو گیا کہ اگر وہ غیب (کا علم) جانتے تو ایسے ذلت کے عذاب میں نہ پڑے رہتے ○

1-نبوت کے ساتھ بادشاہت بھی عطا فرمائی حالانکہ وہ گڈریئے تھے۔

2-اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد کو اتنی سریلی آواز دی تھی کہ جب آپ اللہ کی حمد کے نغمے گاتے تو ساری فضاء ہم آہنگ ہو جاتی۔ ارد گرد پرندے جمع ہو جاتے اور وہ بھی آپ کے ہمنوا ہو جاتے۔ پہاڑوں سے گونج پیدا ہوتی۔

3-قرآنی اشارات اور تاریخی شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ لوہے کی تیاری (Iron Smeltings) حضرت داؤد کے زمانے میں بہت ہی محدود تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد کو یہ قدرت بخشی کہ انہوں نے اس ٹیکنالوجی (Technology) میں توسیع کی اور اسے جنگی ساز و سامان بنانے کیلئے استعمال کیا۔

4-مقداد بن معدیکرب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"کسی آدمی کیلئے اس سے بہتر کوئی کھانا نہیں جسے وہ اپنے ہاتھ سے محنت کر کے کھائے اور اللہ کے نبی داؤد اپنے ہاتھ سے (زرہ بنا کر) کھایا کرتے تھے۔"

(بخاری)

5-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے ایک تخت تیار کیا ہوا تھا جس پر بیٹھ کر وہ ہوا کو حکم دیتے تو وہ آپ کو منزل مقصود لے چلتی۔

شائد اس کا مفہوم یہ ہی ہو کہ آپ کے بحری بیڑے باد موافق کی وجہ سے بہت تیزی سے چلتے اور مہینوں کی مسافت ایام میں طے ہو جاتی۔ واللہ اعلم

6-قدیم مفسرین نے روایت کیا ہے کہ حضرت سلیمان کے عہد حکومت میں پگھلے ہوئے تانبے کا ایک چشمہ نکل آیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے جس طرح حضرت داؤد کو لوہے کی ٹیکنالوجی پہ دسترس حاصل ہو گئی تھی اسی طرح حضرت سلیمان کو تانبا (Copper) پگھلانے پہ دسترس حاصل ہو گئی ہو۔

7-اللہ تعالیٰ نے جنوں کو حضرت سلیمان کا تابع بنایا ہوا تھا۔ وہ آپکی اطاعت پہ مجبور تھے۔

8-تماثیل تمثال کی جمع ہے۔ دنیا کا گلوب یا قمر یا شمس کے مجسمے سب تمثال ہیں تاہم جاندار کا مجسمہ بھی تمثال کہلاتا ہے مگر شرک کا کاروبار کوئی نبی نہیں کر سکتا۔

9-روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان کو اللہ تعالیٰ نے موت سے قبل ہی یہ اشارہ دیدیا تھا اس وقت وہ بیت المقدس تعمیر کروا رہے تھے۔ اور اسکا کافی کام باقی تھا۔ آپ نے جنوں کو بقیہ کام کی تفصیل سمجھا دی اور پھر اپنے عبادت خانہ میں جا کر اپنے عصا سے ٹیک لگا کر عبادت کرنا شروع کر دی۔ اسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح قبض کر لی۔ کھڑکیوں سے جن اور لوگ دیکھتے تو سمجھتے کہ آپ عبادت میں مصروف ہیں۔ پھر آخر چار ماہ یا کم و بیش عرصہ میں دیمک نے آپ کے عصا کو چاٹ لیا تو وہ گر پڑے۔

لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ۬ۥ

قوم سبا کے لئے ان کے مسکن میں ایک نشانی موجود تھی[1] اس مسکن کے دائیں، بائیں دو باغ تھے[2] (ہم نے

كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ

انہیں کہا کہ) اپنے رب کا رزق کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو یہ پاکیزہ اور ستھرا شہر ہے اور رب معاف فرمانے

غَفُوْرٌ ۝١٥ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ

والا ہے○ پھر انہوں نے سرتابی کی تو ہم نے ان پر زور کا سیلاب چھوڑا[3] اور ان کے دونوں باغوں

بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ

کو دو ایسے باغوں میں بدل دیا جن کے میوے بدمزہ تھے، اور ان میں کچھ پھلو کے درخت جھاؤ کے اور تھوڑی

قَلِيْلٍ ۝١٦ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ؕ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ۝١٧

سی بیریاں تھیں○ ہم نے یہ سزا انہیں ناشکری کی وجہ سے دی تھی اور ہم ناشکروں کو ایسا ہی بدلہ دیتے

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً

ہیں○ ہم نے ان کی بستی اور[4] اس بستی کے درمیان جس میں ہم نے برکت رکھی تھی، کئی بستیاں آباد کی

وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ ؕ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ۝١٨

تھیں اور ان میں چلنے کی منزلیں مقرر کی تھیں کہ ان میں رات دن بلاخوف خطر امن سے سفر کرو○

فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ

مگر وہ کہنے لگے: "ہمارے رب! ہمارے سفر کی مسافتیں دور کردے[5] اور (پھر) انہوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا

اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ

چنانچہ ہم نے انہیں افسانے بنا دیا اور تتر بتر کر ڈالا اس میں یقیناً کئی نشانیاں ہیں ہر صابر و

صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝١٩ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ

شاکر کے لئے○ ان لوگوں کے متعلق ابلیس نے اپنا گمان درست پایا[6] چنانچہ مومنوں کے ایک گروہ کے سوا

اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝٢٠ وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ

سب نے اس کی اتباع کی○ حالانکہ ابلیس کا ان پر کچھ زور نہیں تھا (اور یہ سب اس لئے ہوا)

اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِيْ شَكٍّ ؕ وَ

تاکہ ہم معلوم کرلیں کہ کون آخرت پر ایمان لاتا ہے اور کون اس بارے میں شک میں پڑا رہتا ہے

رَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ۝٢١ ع قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ

اور آپ کا رب ہر چیز پر محافظ ہے○ (اے نبی!) آپ کہدیجئے کہ جن کو تم اللہ کے سوا (الہ)

دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي

سمجھ رہے ہو انہیں پکار کر دیکھ لو- وہ تو ارض و سماوات کی موجودات میں ذرہ بھر بھی اختیار نہیں رکھتے،[7]

الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ۝٢٢

نہ ہی ان موجودات میں ان کی کچھ شرکت ہے اور نہ ہی ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے○

1-موجودہ یمن میں روم وفارس سے پہلے ایک انتہائی خوشحال قوم آباد تھی جسے قوم سبا کہا جاتا ہے۔ اس قوم کی خوشحالی زراعت اور تجارت کی وجہ سے تھی۔ زراعت کیلئے انہوں نے اس زمانے میں ایک بہت بڑا بند تعمیر کیا تھا جسے سد مارب کہتے تھے۔ انہوں نے آب پاشی کیلئے نہروں کا بہترین انتظام کر رکھا تھا جس سے سارا علاقہ انتہائی سرسبز و شاداب باغات میں تبدیل ہو گیا۔

تجارت کیلئے اس قوم نے بری اور بحری دونوں راستے خوب استعمال کئے۔ بحراحمر کی موسمی ہواؤں' زیرِ آب چٹانوں اور لنگراندازی کے مقامات کا راز یہی لوگ جانتے تھے۔ دیگر قومیں اس خطرناک سمندر میں جہازرانی کی جرات نہ کرتیں۔ کم و بیش ایک ہزار سال تک بحری تجارت پہ اس قوم کی اجارہ داری قائم رہی۔ دوسری جانب بری تجارت کی سب سے بڑی شاہراہ جو یمن' حجاز' تبوک' ایلہ سے مصر اور عراق جاتی تھی اس پہ یمن تا حدود شام تک ان کی نو آبادیاں قائم تھیں۔ اس زمانہ میں دنیا کی دولت اس علاقے کی طرف سمٹی چلی آتی تھی اور وہ دنیا کی مالدار ترین قوم تھے۔ یہی خوشحالی وہ نشانی تھی جسکا یہاں ذکر ہوا۔

2-اس کا مطلب یہ نہیں کہ پورے ملک میں دو باغ تھے بلکہ دو رویہ باغات تھے یا دائیں بائیں ہر جانب باغات ہی باغات تھے۔

3-کہتے ہیں کہ اس قوم کی جانب کئی انبیاء مبعوث ہوئے مگر انہوں نے اعراض کیا چنانچہ وہی عظیم ترین بند جو کہ خوشحالی کا سبب بنا تھا تباہی کا سبب بن گیا۔ سیلاب اس بند کو بہا لے گیا اور سارا انظام تباہ و برباد ہو گیا۔

4-یمن تا شام اسی تجارتی شاہراہ کا ذکر ہے جس پہ اس قوم کی نو آبادیاں قائم تھیں۔ یہاں بابرکت سرزمین سے مراد شام و فلسطین ہیں۔

5-ممکن ہے کہ انہوں نے یہ بات لسان حال سے کہی ہو۔ یعنی ایسی بیش بہا نعمتوں پہ اللہ کا شکر نہ ادا کیا جائے تو مفہوم یہی ہے کہ ان نعمتوں کی انہوں نے کچھ قدر نہ کی۔

6-جب اس نے دعوئ کیا تھا کہ اولاد آدم کے اکثر حصہ کو گمراہ کروں گا۔

"ابلیس نے کہا تو نے چونکہ مجھے گمراہ کیا ہے لہذا میں انکے سیدھے راہ میں رکاوٹ بن کر بیٹھوں گا۔ میں سامنے سے' پیچھے سے' دائیں سے اور بائیں سے انہیں گمراہ کروں گا اور آپ ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائیں گے۔"

(الاعراف 7:17-16)

7-کہ نہ ہی سبا جیسی ترقی یافتہ اور خوشحال قوم کو اور نہ ہی ناشکری کی پاداش میں ایسی سزا دے سکتے ہیں جیسی اللہ تعالیٰ نے دی۔ یہ تو دور کی بات ہے کسی ذرہ تک کے تو وہ مالک نہیں ہیں۔

ع ۲/۱۲ ۸

وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ ۚ حَتَّىٰ إِذَا فُزِّعَ

اس کے ہاں صرف اسی کی سفارش فائدہ دے سکتی ہے جس کی وہ خود اجازت دے[1] حتیٰ کہ جب لوگوں کے دلوں

عَن قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ ۖ قَالُوا الْحَقَّ ۖ وَهُوَ الْعَلِيُّ

سے گھبراہٹ دور ہو گی تو پوچھیں گے "تمہارے رب نے کیا کہا؟" وہ کہیں گے کہ ٹھیک کہا ہے اور وہ عالی

الْكَبِيرُ ﴿٢٣﴾ قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ قُلِ اللَّهُ ۖ وَ

شان، سب سے بڑا ہے[2]○ آپ پوچھیے کہ ارض و سماوات سے تمہیں کون رزق دیتا ہے؟ کہہ دیجیے کہ[3] "اللہ"

إِنَّا أَوْ إِيَّاكُمْ لَعَلَىٰ هُدًى أَوْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٢٤﴾ قُل لَّا تُسْأَلُونَ

اور ہم اور تم میں سے ایک فریق ہدایت پر یا کھلی گمراہی میں پڑا ہوا ہے○ کہہ دیجیے جو ہم جرم کریں گے

عَمَّا أَجْرَمْنَا وَلَا نُسْأَلُ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٢٥﴾ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ

تو اس کا سوال تم سے نہیں ہو گا اور جو تم کرو گے اس کا ہم سے نہیں○ کہہ دیں کہ: اللہ سب کو اکٹھا

بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ ﴿٢٦﴾ قُلْ أَرُونِيَ الَّذِينَ أَلْحَقْتُم

کریگا پھر ہمارے درمیان انصاف سے فیصلہ کریگا اور وہی فیصلے کرنے والا سب جاننے والا ہے○ کہہ دیجیے: مجھے

بِهِ شُرَكَاءَ ۖ كَلَّا ۚ بَلْ هُوَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٢٧﴾ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً

دکھاؤ جنہیں تم نے اللہ کا شریک بنا کر اس سے ملا دیا ہے ہرگز نہیں بلکہ اللہ غالب حکمت والا ہے○ اور

لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٨﴾ وَيَقُولُونَ

ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بھیجا ہے[4] مگر اکثر لوگ جانتے نہیں○

مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٩﴾ قُل لَّكُم مِّيعَادُ يَوْمٍ لَّا

اور کہتے ہیں کہ "اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ (قیامت) کب پورا ہو گا؟"○ کہہ دیں تمہارے لئے وعدہ کا ایک

تَسْتَأْخِرُونَ عَنْهُ سَاعَةً وَلَا تَسْتَقْدِمُونَ ﴿٣٠﴾ وَقَالَ الَّذِينَ

دن مقرر ہے تم اس سے ایک گھڑی نہ پیچھے رہ سکو گے اور نہ آگے جا سکو گے○ اور کافر کہتے

كَفَرُوا لَن نُّؤْمِنَ بِهَٰذَا الْقُرْآنِ وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ ۗ وَلَوْ

ہیں ہم نہ تو اس قرآن پر ایمان لائیں گے اور نہ اس کتاب پر جو اس سے پہلے موجود ہے[5] اور اے

تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ مَوْقُوفُونَ عِندَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ

کاش آپ ان ظالموں کو دیکھتے جب وہ اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے اور ایک دوسرے کی بات کا جواب

الْقَوْلَ يَقُولُ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لَوْلَا أَنتُمْ

دیں گے جو لوگ (دنیا میں) کمزور سمجھے جاتے تھے وہ بڑا بننے والوں سے کہیں گے کہ "اگر تم نہ ہوتے تو ہم

لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ ﴿٣١﴾ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا أَنَحْنُ

مومن ہوتے"○ اور جو بڑا بنتے تھے وہ کمزور لوگوں کو جواب دیں گے کہ: "جب تمہارے پاس ہدایت

صَدَدْنَاكُمْ عَنِ الْهُدَىٰ بَعْدَ إِذْ جَاءَكُم ۖ بَلْ كُنتُم مُّجْرِمِينَ ﴿٣٢﴾

آ گئی تھی تو کیا ہم نے تمہیں اس سے روکا تھا؟[6] بلکہ تم خود ہی مجرم تھے"○

1-اللہ کے ہاں سفارش ہوگی ضرور مگر وہی سفارش کرسکے گا جسکو اجازت ملے گی۔ اتنی ہی سفارش کرسکے گا جتنے کی اجازت ملے گی کیونکہ وہ بڑی صاحب ہیبت و جلال ذات ہے۔

2-حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"جب اللہ تعالیٰ کسی کام کا فیصلہ فرماتے ہیں تو فرشتے اللہ تعالیٰ کے اس قول کیلئے ازراہ عاجزی اپنے پر مارتے ہیں اور ایسی آواز آتی ہے جیسے کسی زنجیر کو صاف پتھر پر کھینچنے سے آتی ہے۔ پھر جب انہیں ہوش آتا ہے تو ایک دوسرے سے پوچھتا ہے تمہارے رب نے کیا کہا؟ دوسرا جواب دیتا ہے کہ جو کہا حق کہا وہ بزرگ و برتر ہے۔"

(ترمذی)

3-یہ آیت تبلیغ کی حکمت کے کئی موتی اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ بات اس نقطہ سے شروع کی گئی ہے جو کہ فریقین کے درمیان مسلمہ ہے اور اس میں کچھ نزاع نہیں۔ مشرکین بھی خالق اور رازق اللہ ہی کو تسلیم کرتے ہیں۔ اب اگر وہ اس سوال کا جواب "اللہ" کی صورت میں دیں تو منطقی طور پہ سوال ابھرتا ہے کہ آخر یہ بتوں کی فوجیں کس مرض کی دوا ہیں؟ اگر انکار کریں تو گویا اپنی قوم کے عقیدے کے خلاف کہیں اس میں خطرہ ہے خود انکی اپنی قوم ہی انہیں جھٹلا دے چنانچہ اسی گومگو کی کیفیت کے موقع پہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی کہ انہیں کہہ دو کہ "اللہ" ہی رزق دیتا ہے۔"

اب جب یہ بنیاد طے ہو گئی تو اگلی بات یہ ہے عبادت کس کی ہو؟ بجائے یہ کہنے کے کہ تم تو گمراہی میں ہو حالانکہ آپ ﷺ کو اس بارے میں قطعاً کوئی شک نہ تھا کہا جا رہا ہے کہ ہم یا تم میں سے کوئی ضرور گمراہی میں ہے۔ گویا اس انداز میں مخاطب کو ضد کے اثرات سے بچالیا گیا ہے۔ پہلے مرحلہ میں اسے جھوٹا اور خود کو سچا کہہ کر اس کے دل کے دروازے بند نہیں کر دیئے گئے۔

4-دیگر انبیاء اپنی اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوئے جبکہ آپ ﷺ تمام اقوام جن وانس کی جانب تاقیامت مبعوث ہوئے ہیں۔ فرمان الٰہی ہے۔

"کہہ دیجئے اے لوگو! میں تم سب کیجانب اللہ کا رسول ہو جو ارض و سماوات کا بادشاہ ہے۔"

(الاعراف 158:7)

"بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پہ فرقان نازل کیا تاکہ وہ سب جہانوں کو ڈرانے والا بن جائے۔"

(الفرقان 1:25)

5-قرآن کے علاوہ تورات اور انجیل وغیرہ کیونکہ ان میں بھی توحید اور آخرت کے مضامین موجود ہیں۔

6-اصل میں تو تم نے اپنی خواہشات نفس کی اتباع کی اور اسی لئے تم نے ہماری دعوت پہ لبیک کہا۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَ

اور جو کمزور سمجھے جاتے تھے وہ بڑا بننے والوں سے کہیں گےO "بات یوں نہیں بلکہ یہ تمہاری لیل و نہار کی

النَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ؕ وَاَسَرُّوا

چالیں تھیں جب تم ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم اللہ کا انکار کریں اور اس کے شریک بنائیں" پھر جب

النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ؕ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ

وہ عذاب دیکھیں گے تو اپنی ندامت چھپائیں گے اور ہم ان کافروں کی گردنوں میں طوق ڈالیں گے انہیں ویسا ہی

كَفَرُوْا ؕ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ

بدلہ دیا جائے گا جیسے وہ کام کرتے تھےO اور ہم نے جس بستی میں بھی کوئی ڈرانے والا (رسول) بھیجا تو

مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَ

اس کے کھاتے پیتے لوگوں نے اسے کہا: "جو پیغام تم لے کر آئے ہو، ہم اس کے منکر ہیں"O اور

قَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۳۵﴾ قُلْ

یہ کہا کہ: "ہم مال اور اولاد کے لحاظ سے تم سے بڑھ کر ہیں اور ہمیں کوئی عذاب نہیں دیا جائے گاO

اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

کہہ دیجیے: رزق تو میرا رب جس کے لئے چاہتا ہے وسیع کر دیتا ہے اور جس کا چاہے کم بھی کر دیتا ہے

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾ ع وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ

لیکن اکثر لوگ (یہ بات) جانتے نہیںO تمہارے اموال اور اولاد ایسی چیزیں نہیں ہیں جن سے تم ہمارے ہاں

عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۡ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ

مقرب بن سکو ہاں جو شخص ایمان لائے اور نیک عمل کرے (وہ مقرب بن سکتا ہے) یہی لوگ ہیں جنہیں

جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَ

ان کے اعمال کا دگنا صلہ ملے گا اور وہ بالا خانوں میں امن و چین سے رہیں گےO اور

الَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ

جو لوگ ہماری آیات کو نیچا دکھانے میں زور صرف کر رہے ہیں انہیں عذاب میں حاضر

مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ

کیا جائے گاO آپ ان سے کہیے کہ: "میرا رب اپنے بندوں میں جس کے لئے چاہے رزق وسیع

مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ؕ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ

کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہے کم کر دیتا ہے اور جو کچھ تم خرچ کرتے ہو تو وہی اس

يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا

کی جگہ تمہیں اور دے دیتا ہے اور وہی سب سے بہتر رازق ہے"O اور جس دن اللہ تمام

ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۴۰﴾

انسانوں کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے پوچھے گا، کیا یہ لوگ تمہاری ہی عبادت کیا کرتے تھے؟O

1-قیامت کے دن مجرمین کو ایک عذاب یہ بھی ہوگا کہ انکی آپس میں بھی دشمنیاں ہو جائیں گی اور ایک دوسرے پہ الزام تراشیاں کریں گے۔

2-انبیاء کی دعوت کے علاوہ حق کی کوئی بھی تحریک ہو تو اسکے سب سے پہلے اور سب سے کٹر مخالف خوشحال اور آسودہ طبقہ ہی ہوتا ہے کیونکہ کوئی بھی نئی تحریک ان کی سرداریوں اور چودھراہٹوں کیلئے خطرہ ہوتی ہے۔ غریب اور کمزور طبقہ تو پہلے ہی پسا ہوا ہوتا ہے دوسرا ان کی آنکھوں پہ ذاتی مفادات کے دبیز پردے نہیں چڑھے ہوتے۔

3-یہ خوشحال طبقہ یہ دلیل بھی پیش کرتا ہے کہ اگر قیامت برپا بھی ہوئی تو جس رازق نے آج ہمیں مال و اولاد سے آسودہ کیا ہوا ہے وہاں کیوں نہ دے گا۔ وہ یہ بات بھول جاتے ہیں کہ یہاں ملنا ابتلا ہے اور وہاں حقیقت ہوگی اور یہ دنیا تو دار الامتحان ہے۔

4-حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا۔

"دنیا میں رزق کی فراہمی اللہ کی مشیت سے تعلق رکھتی ہے نہ کہ رضا سے۔ بندوں پر کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جب دو فرشتے نازل نہ ہوں۔ ان میں سے ایک یوں دعا کرتا ہے یا اللہ خرچ کرنے والے کو اس کا بدل دے اور دوسرا یوں دعا کرتا ہے۔ یا اللہ بخیل کا مال تباہ کر دے۔"

(بخاری)

حضرت انس ؓ کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔

"جس شخص کو یہ بات اچھی لگے کہ اس کا رزق کشادہ اور عمر دراز ہو وہ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرے۔"

(بخاری)

5-مشرکین نے فرشتوں کو اللہ کا شریک ٹھہرایا ہوا تھا۔ لات و منات اور عزیٰ کے مجسمے بنا کر انکی عبادت کرتے۔ یہ سوال انکو مزید شرمندہ کرنے کیلئے کیا جائے گا۔

اسی طرح کے سوالات دیگر معبودان سے بھی کئے جائیں گے جیسا کہ حضرت عیسیٰ سے

"اور جب اللہ کہیں گے اے عیسیٰ ابن مریم کیا آپ نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو الہ بنا لو۔ وہ کہیں گے تو پاک ہے مجھے یہ زیبا نہیں کہ میں ایسی بات کہوں جس میں میں حق بجانب نہیں۔"

(المائدہ 116:5)

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ

وہ کہیں گے: "تو پاک ہے ہمارا سرپرست تو ہے نہ کہ یہ (مشرک) بلکہ یہ لوگ تو جنوں کی عبادت

الْجِنَّ ۚ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾ فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ

کرتے تھے اور ان میں اکثر انہی پر ایمان رکھتے تھے[1]○ (ہم کہیں گے کہ) آج تم میں سے کوئی دوسرے

لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۭ وَنَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ

کے نفع و نقصان پر کچھ اختیار نہیں رکھتا اور ظالموں سے ہم کہیں گے کہ آگ

النَّارِ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا

کے عذاب کا مزا چکھو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے○ اور جب ان پر ہماری واضح آیات پڑھی

بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ

جاتی ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ یہ آدمی تو ایسا ہے جو یہ چاہتا ہے کہ تمہیں تمہارے ان (معبودوں) سے روک دے جنکی

يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُكُمْ ۚ وَقَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ۭ وَقَالَ

تمہارے آباؤاجداد عبادت کرتے تھے" نیز وہ کہتے ہیں کہ "یہ قرآن جھوٹ گھڑا ہوا ہے" اور

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۳﴾

ان کافروں کے پاس جب حق آ گیا تو کہنے لگے کہ "یہ تو صریح جادو ہے"[2]○

وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ

حالانکہ ہم نے ان (کفار) کو نہ کوئی کتاب دی تھی جسے وہ پڑھتے ہوں اور نہ آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا

مِنْ نَّذِيْرٍ ﴿۴۴﴾ وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ

ان کے پاس بھیجا تھا○ جو لوگ ان سے پہلے گزرے تھے انہوں نے (حق کو) جھٹلایا تھا اور جو ہم نے انہیں

مَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ ۣ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۴۵﴾ ع قُلْ اِنَّمَآ

دیا تھا اس کے عشر عشیر[3] کو بھی نہیں پہنچے انہوں نے میرے رسولوں کو جھٹلایا دیکھو میری سزا کیسی (سخت)

اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ

تھی○ کہہ دیجئے کہ: میں تمہیں ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ کے واسطے تم دو دو مل کر اور اکیلے اکیلے

تَتَفَكَّرُوْا ۫ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ

رہ کر خوب سوچو کہ آیا تمہارے صاحب (رسول اللہ) میں کوئی جنون کی بات ہے؟ وہ تو محض ایک شدید

بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ﴿۴۶﴾ قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ

عذاب سے پہلے تمہیں ڈرانے والا ہے○ آپ کہہ دیں کہ: اگر میں نے تم سے کچھ اجرت مانگی ہو

فَهُوَ لَكُمْ ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ

تو وہ تم ہی رکھو[4] میرا اجر تو اللہ کے ذمہ ہے اور وہ ہر چیز پر حاضر و ناظر ہے○ انہیں

شَهِيْدٌ ﴿۴۷﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۴۸﴾

کہہ دیجئے کہ: میرا رب حق کے ساتھ (باطل پر) ضرب لگاتا ہے اور وہ سب چھپی باتوں کو جاننے والا ہے○

1- یہاں جن سے مراد "شیطان" ہے گویا فرشتے یہ کہیں گے کہ ہماری کیا مجال ہمارے سرپرست تو آپ ہیں نہ کہ یہ ہم ایسی بات کیسے کہہ سکتے تھے اصل میں تو یہ شیطانوں کی عبادت کرتے تھے جنہوں نے انہیں یہ راہ سجھائی تھی۔

2- قرآن کی زبردست تاثیر کا تو خود انہیں اعتراف تھا۔ قرآن کریم نے چیلنج بھی کر رکھا تھا کہ تم سب مل کر بھی اس جیسی کوئی سورت بنالاؤ مگر وہ عاجز رہے اب سیدھی سی بات تو یہ تھی کہ تسلیم کرلیتے کہ یہ اللہ کا کلام ہے مگر یہ توفیق نصیب نہ ہوئی تو سحر کا الزام لگادیا۔

3- معشار۔ عشر عشیر سے مراد دسواں حصہ یا اس سے بھی کم۔ یہ قریش مکہ کس بھروسے میں ہیں؟ پہلی قومیں عمروں میں' قدو قامت میں' تہذیب و تمدن میں اور مال و دولت کی فراوانی ان سے کہیں زیادہ تھیں تو جب انہوں نے اللہ کے رسولوں کی تکذیب کی تو پھر انکا کیا حال ہوا؟ یہ قریش خود اچھی طرح جانتے ہیں۔

4- دنیا میں کوئی کام کسی داعیہ کے بغیر نہیں ہوتا۔ اگر کوئی شخص کوئی محنت کر رہا ہو وہ بغیر کسی اجرت کے نہیں کرتا۔ اب یہ تو خود تمہیں بھی معلوم ہے کہ اپنی اس پر مشقت دعوت کا میں نے تم سے کبھی کوئی اجر نہیں مانگا اور اگر کوئی یہ الزام بھی لگاتا ہو کہ میں نے کچھ تم سے طلب کیا تو سب کے سامنے یہ اعلان کرتا ہوں کہ اگر کوئی ایسی اجرت ہو جو میں نے مانگی ہو تو وہ بھی تمہارے ہی لئے ہے۔ پھر باقی ایک ہی امکان رہ جاتا ہے اور وہی حقیقت ہے کہ میرا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔ انبیاء کا یہ کردار بجائے خود انبیاء کی حقانیت کی دلیل ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے یہ اعلان کروایا۔ تاہم اس سے یہ مفہوم مراد نہیں لیا جا سکتا کہ تبلیغ دین کی کوئی دنیاوی اجرت نہیں لی جاسکتی۔ انبیاء چونکہ مامور من اللہ ہوتے ہیں لہٰذا انکی اجرت اللہ کے ذمہ ہوتی ہے۔ چنانچہ اگر کوئی فرد یا ادارہ کسی کو اس کام پہ مامور کرے تو اجرت لینے پہ کچھ حرج نہیں ہے۔ اس کا ثبوت درج ذیل حدیث سے بھی مل جاتا ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

"آپ کے کئی اصحاب عرب کے ایک قبیلے کے ہاں پہنچے جنہوں نے انکی ضیافت نہ کی۔ اتفاق سے انکے سردار کو بچھو نے کاٹ لیا وہ صحابہ کے پاس آئے اور کہنے لگے۔ "تم میں سے کسی کے پاس بچھو کاٹنے کا کوئی منتر ہے؟ انہوں نے کہا ہاں ہے۔ چونکہ تم نے ہماری ضیافت نہیں کی لہٰذا ہم اسکا معاوضہ لیں گے۔ انہوں نے چند بکریاں دینا قبول کیں۔ ایک صحابی (خود ابو سعید) نے سورۃ فاتحہ پڑھنا شروع کی۔ سورۃ فاتحہ پڑھ کر اس پر پھونک ماردیتے۔ آخر چند ہی دنوں میں سردار اچھا ہوگیا۔ قبیلہ کے لوگ بکریاں لے آئے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو تردد ہوا (کہ آیا یہ معاوضہ لینا بھی چاہئے یا نہیں) اور کہنے لگے۔ "جب تک ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ نہ لیں یہ بکریاں نہ لیں گے۔" انہوں نے آپ سے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس دیئے اور فرمایا۔ "تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ سورۃ فاتحہ منتر بھی ہے؟ وہ بکریاں لے لو اور میرا حصہ بھی نکالو۔" اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ جب صحابہ مدینہ پہنچے تو کسی نے کہا۔ "یارسول اللہ! اس شخص (ابو سعید) نے کتاب اللہ پر اجرت لی ہے۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

((اِنَّ اَحَقَّ مَا اَخَذْتُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا كِتَابُ اللّٰهِ))

(اجرت لینے کیلئے سب سے زیادہ لائق تو کتاب اللہ ہی ہے۔)" (بخاری)

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ ﴿٤٩﴾ قُلْ إِن

کہدیں کہ حق آگیا اور باطل نے تو نہ پہلی بار کچھ پیدا کیا تھا نہ دوبارہ کریگا○ [1] کہدیجئے کہ

ضَلَلْتُ فَإِنَّمَا أَضِلُّ عَلَىٰ نَفْسِي ۖ وَإِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوحِي

"اگر میں راہ بھولا ہوا ہوں تو اس کا وبال مجھی پر ہو گا اور اگر میں ہدایت پر ہوں تو وجہ یہ [2]

إِلَيَّ رَبِّي ۚ إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ ﴿٥٠﴾ وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ فَزِعُوا فَلَا فَوْتَ

ہے کہ میرا رب میری طرف وحی کرتا ہے وہ یقیناً سننے والا قریب ہے○ کاش آپ دیکھیں جب وہ گھبرائے ہوں

وَأُخِذُوا مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ ﴿٥١﴾ وَقَالُوا آمَنَّا بِهِ وَأَنَّىٰ لَهُمُ

گے مگر بچ نہ سکیں گے بلکہ قریب سے پکڑ لئے جائیں گے○ [3] اور کہیں گے کہ ہم اس پر ایمان لائے اور اتنے

التَّنَاوُشُ مِن مَّكَانٍ بَعِيدٍ ﴿٥٢﴾ وَقَدْ كَفَرُوا بِهِ مِن قَبْلُ ۖ

دور مقام سے انہیں (ایمان) حاصل کرنا کہاں سے میسر ہو گا○ [4] حالانکہ اس سے پہلے وہ (دنیا میں) منکر تھے

وَيَقْذِفُونَ بِالْغَيْبِ مِن مَّكَانٍ بَعِيدٍ ﴿٥٣﴾ وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا

اور بن دیکھے انہیں دور کی سوجھتی تھی○ [5] اس وقت ان کے اور ان کی خواہشات [6] کے درمیان پردہ حائل کیا جائے

يَشْتَهُونَ كَمَا فُعِلَ بِأَشْيَاعِهِم مِّن قَبْلُ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا فِي شَكٍّ مُّرِيبٍ ﴿٥٤﴾

گا جیسا کہ اس سے پہلے ان کے ہم جنسوں سے کیا گیا تھا وہ بھی بے چین کرنے والے شک [7] میں مبتلا تھے○

سُورَةُ فَاطِرٍ مَّكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسٌ وَّأَرْبَعُونَ آيَةً وَّخَمْسُ رُكُوعَاتٍ

آیات ۴۵ (۳۵) سورۃ فاطر مکی ہے (۴۳) رکوع ۵

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

الْحَمْدُ لِلَّهِ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جَاعِلِ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو ارض و سماوات کو پیدا کرنے [8] والا اور فرشتوں کو پیغام رساں [9] بنانے والا ہے

أُولِي أَجْنِحَةٍ مَّثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ ۚ يَزِيدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّ اللَّهَ

جن کے دو دو، تین تین اور چار چار بازو ہیں [10] وہ اپنی مخلوق (کی ساخت) میں جیسے چاہے اضافہ کرتا ہے

عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١﴾ مَّا يَفْتَحِ اللَّهُ لِلنَّاسِ مِن رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ

کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے○ اللہ اگر لوگوں کے لئے اپنی رحمت کا (دروازہ) کھول دے تو اسے کوئی بند

لَهَا ۖ وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ مِن بَعْدِهِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٢﴾

کرنے والا نہیں اور جسے وہ بند کر دے تو اس کے بعد اسے کوئی کھولنے والا [11] نہیں اور وہ غالب حکیم ہے○

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ ۚ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللَّهِ

لوگو! اپنے آپ پر اللہ کے احسان کو یاد کرو اللہ کے سوا کوئی خالق ہے جو تمہیں ارض و

يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ﴿٣﴾

سماوات سے رزق دے (یاد رکھو) اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔ پھر تم کہاں سے دھوکہ کھا جاتے ہو○

1- یعنی اب حق پوری قوت کے ساتھ آگیا ہے اور باطل کی کوئی پیش چلنے والی نہیں ہے۔ فتح مکہ کے دن آپ بیت اللہ میں چھڑی سے بتوں کو گراتے اور اس آیت کی تلاوت فرماتے۔

2- اس صورت میں اس افتراء کا وبال مجھی پہ ہو سکتا ہے تم تو بچ جاؤ گے اور اگر یہ وحی ہی حق ہو تو وہ قریب ہے اور سننے والا ہے کہ تم مجھے کیسا جواب دیتے ہو۔

3- انکی گرفتاری بہت سہل ہوگی۔

4- اس ایمان کا فائدہ کیسے ہو جبکہ غائب کے سب پردے اٹھ چکے ہیں؟

5- بہت دور کی کوڑی ڈھونڈ کر لاتے کبھی نبی کو ساحر، کبھی مسحور، کبھی مجنون، کبھی تورات و انجیل سے اقتباس چرانے والا کہتے اگر کوئی بات انہوں نے خارج کر رکھی تھی وہ صرف یہی تھی کہ یہ نبی برحق بھی ہو سکتا ہے اسکے علاوہ کوئی الزام لگانے میں انہوں نے شرم محسوس نہ کی تھی۔

6- انکی خواہشات یہی ہوں گی کہ ہمیں دوبارہ دنیا میں بھیج دیا جائے یا عذاب ٹال دیا جائے یا ہمارے موجودہ ایمان کے اقرار کو تسلیم کرلیا جائے۔ تو یہ سب خواہشات ٹھکرا دی جائیں گیں۔

7- کیونکہ انکار آخرت یا شرک کا کوئی بھی عقیدہ یقین کی بنا پہ نہیں ہو سکتا۔

8- فطر- پیدا کرنا پھر اسے تراش خراش کر کے خوبصورت شکل دینا۔

9- جیسے انبیاء پہ وحی کرنے کیلئے یا دیگر امور کی انجام دہی کے سلسلے میں۔

10- ربط مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں کے پر چار سے زیادہ بھی ہو سکتے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔
"میں نے ایک دفعہ جبرائیل کو اسکی اصلی حالت میں دیکھا اسکے چھ سو پر تھے۔ مشرق و مغرب کی پوری فضا اس سے بھری ہوئی دکھائی دیتی تھی۔"
(بخاری)

اگر اس جملہ کو عام سمجھا جائے تو معنی یہ ہو گا کہ وہ مثلاً انسان کی نسل جتنی چاہتا ہے بڑھاتا ہے۔ مخلوقات کی نئی سے نئی انواع پیدا کرتا رہتا ہے۔

11- رحمت کی مادی شکل بارش اور رزق وغیرہ ہیں جبکہ روحانی شکل وحی الٰہی، انبیاء، ہدایت، قبول دعا وغیرہ۔

حضرت مغیرہ بن ابن شعبہ سے روایت ہے کہ
نبی ﷺ ہر فرض صلوٰۃ کے بعد یہ پڑھا کرتے تھے۔

((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ.))

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ وحدہ لاشریک ہے۔ بادشاہی اور حمد اسی کیلئے ہے اور وہ ہر چیز پہ قادر ہے۔ اے اللہ جسے تو دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جس سے تو روکے اسے کوئی دینے والا نہیں۔"

(بخاری و مسلم)

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ

اور اگر ان لوگوں نے آپ کو جھٹلایا ہے تو آپ سے پہلے بھی رسولوں کو جھٹلایا جا چکا[1] ہے اور سب کام

الْاُمُوْرُ ﴿۴﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ

اللہ ہی طرف لوٹائے جائیں گے○ لوگو! اللہ کا وعدہ سچا ہے لہٰذا تمہیں دنیا کی زندگی دھوکہ میں نہ ڈال

الدُّنْيَا ٚ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۵﴾ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ

دے اور نہ اللہ کے بارے میں دھوکہ باز[2] (شیطان) تمہیں دھوکا دینے پائے[3]○ شیطان یقیناً تمہارا دشمن ہے، لہٰذا

عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ﴿۶﴾ ؕ اَلَّذِيْنَ

اسے دشمن ہی سمجھو[4] وہ اپنے پیروکاروں کو صرف اس لئے بلاتا ہے کہ وہ جہنمی بن جائیں○ جو کافر

كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ

ہوئے انہیں سخت عذاب ہو گا اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے لئے بخشش اور بہت بڑا

مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿۷﴾ اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ فَاِنَّ

اجر ہے○ بھلا جس کے لئے اس کا برا عمل خوشنما بنا دیا جائے اور وہ اسے اچھا سمجھنے لگے (اس کا کوئی ٹھکانا

اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ

ہے)[5]؟ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے لہٰذا آپ ان پر افسوس کے مارے

عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿۸﴾ وَاللّٰهُ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ

اپنے، آپ کو ہلکان نہ کریں جو کچھ وہ کر رہے ہیں اللہ یقیناً انہیں جانتا ہے○ اللہ ہی ہوائیں بھیجتا

الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ

ہے پھر وہ بادل اٹھا لاتی ہیں جسے ہم کسی مردہ بستی کی طرف چلاتے ہیں اور اس زمین کے مردہ ہونے کے

بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ﴿۹﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ

بعد اسے زندہ کر دیتے ہیں انسانوں کا جی اٹھنا بھی اسی طرح ہو گا[6]○ جو شخص عزت چاہتا ہے تو عزت تو

جَمِيْعًا ؕ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ؕ وَ

تمام[8] تر اللہ ہی کے لئے ہے[7] پاکیزہ کلمات اسی کی طرف چڑھتے ہیں اور صالح عمل انہیں اوپر اٹھاتا ہے اور جو

الَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ

لوگ بری چالیں[9] چلتے ہیں تو ایسے لوگوں کے لئے سخت عذاب ہے، اور ان کی چال ہی برباد ہونے والی ہے○

يَبُوْرُ ﴿۱۰﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ

اللہ نے تمہیں مٹی سے، پھر نطفہ سے پیدا کیا پھر تمہیں جوڑے جوڑے بنایا جو بھی مادہ حاملہ

اَزْوَاجًا ؕ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ

ہوتی یا بچہ جنتی ہے تو اللہ کو اس کا علم ہوتا ہے اور کوئی بڑی عمر والا جسے عمر دی جائے

مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖۤ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۱۱﴾

یا[10] اس کی عمر کم کی جائے تو یہ سب کچھ کتاب میں درج ہے اللہ کے لئے یہ بالکل آسان ہے○

1- مکی سورتوں میں یہ تسلی اکثر ملتی ہے جو کہ آنجناب اور آنجناب کی وساطت سے مومنین کیلئے بھی تھی کیونکہ مشرکین کے اوچھے ترین ہتھکنڈوں کو برداشت کرنے کیلئے صرف صبر کی تلقین کی گئی تھی کسی بھی عملی جوابی اقدام کی اجازت نہ تھی۔

2- الغرور۔ بڑا دھوکہ باز مراد ابلیس ہے۔

3- یہ دھوکے باز سامنے آکر دلائل سے قائل نہیں کرتا بلکہ سبز باغ دکھلا کر وسوسے ڈالتا ہے۔ موت تک یہ پیچھا نہیں چھوڑتا۔ کسی نہ کسی انداز سے گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہی رہتا ہے۔

4- اللہ تعالیٰ کی رحمت یہ ہے کہ اس نے ہمیں شیطان اور اسکی چالوں سے متنبہ کردیا ہے۔ جب کسی پیش آمدہ خطرہ کا علم ہو تو اسکا سدباب سہل ہوتا ہے۔

5- بریکٹ میں محذوف عبارت لکھ دی گئی ہے۔ اسکی تقدیر یوں بھی ہو سکتی ہے۔ "وہ کیسے ہدایت پا سکتا ہے؟" ہدایت کیلئے کم از کم انسان میں ہدایت پانے کی طلب تو ہو۔

6- جب اللہ تعالیٰ انسان کی آنکھوں کے سامنے بارش بھیج کر مردہ زمین کو زندہ کرتا رہتا ہے جس سے نباتات کے ساتھ حیوانات بھی پیدا ہوتے ہیں تو کیا انسانوں کو پیدا کرنا اس کیلئے مشکل ہو گا؟ نہیں بلکہ بعینہ اسی طرح وہ انسانوں کو بھی پیدا کرلے گا۔

7- عزت کا منبع اور سرچشمہ اللہ رب الجاہ والجلال کی ذات اقدس ہے۔ اب جسے عزت حاصل کرنا ہو وہیں سے حاصل کر سکتا ہے۔ کوئی اللہ کے جتنا بھی قریب ہو گا اتنا ہی عزت والا ہو گا۔ ملایکہ اللہ کے مقرب ہوتے ہیں لہٰذا عزت والے ہیں۔ انبیاء اللہ کے قریب ہوتے ہیں تو عزت پاتے ہیں، مومن بھی جس قدر ان انبیاء کی دعوت کے قریب ہوتے جائیں گے عزت حاصل کرتے جائیں گے۔

8- کلمہ طیب یعنی پاکیزہ اقوال اور عمل صالح دونوں ایک دوسرے کی تائید کریں تو اللہ کے ہاں مقبول ہیں ورنہ اللہ کے ہاں مقبول نہ ہوں گے۔

9- جیسے انہوں نے آپ ﷺ زندگی کے خاتمہ کیلئے سازش کی۔

10- کہیں تمہیں یہ غلط فہمی نہ ہو جائے کہ اتنی وسیع کائنات میں موت و حیات کا ریکارڈ کون رکھتا ہو گا؟ کس کے پاس ہو گا؟ یہ سب چیزیں اللہ کے پاس ریکارڈ میں ہیں۔

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ ۖ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَائِغٌ شَرَابُهُ وَ

دو طرح کے سمندر ایک جیسے نہیں ہو سکتے جن میں ایک کا پانی میٹھا، پیاس بجھانے والا اور پینے میں خوشگوار ہو

هَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ ۖ وَمِنْ كُلٍّ تَأْكُلُونَ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُونَ

اور دوسرا کھاری ہو چھاتی جلانے والا اور تم دونوں سے تازہ[2] گوشت[1] کھاتے ہو اور زیور بھی نکالتے ہو جو

حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا ۖ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوا مِنْ

تم پہنتے ہو اور اسی سمندر میں تم دیکھتے ہو کہ کشتیاں پانی کو چیرتی پھاڑتی[3] چلی جا رہی ہیں تاکہ تم

فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿١٢﴾ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ

اللہ کا فضل تلاش کرو اور اس کا شکر ادا کرو○ وہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں

فِي اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُسَمًّى ۚ

داخل کرتا ہے اور اس نے شمس و قمر کو کام پر لگا دیا ہے[4] ہر ایک مقررہ مدت تک چلتا رہے گا

ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۚ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا

یہ ہے اللہ شان والا تمہارا رب اسی کی بادشاہی ہے اور اسے چھوڑ کر جنہیں تم پکارتے ہو وہ تو ایک

يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ ﴿١٣﴾ إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ

ذرہ کا بھی اختیار نہیں رکھتے[5]○ اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار سن نہیں سکتے اور اگر

سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ ۚ

سن بھی لیں تو تمہیں جواب نہیں دے سکتے[6] اور قیامت کے دن تو وہ تمہارے شرک کا انکار ہی کر دیں گے[7]

وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ ﴿١٤﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى

اور اللہ خبیر کی طرح آپ کو کوئی دوسرا صحیح خبر نہیں دے سکتا○ لوگو! تم اس اللہ کے محتاج ہو[8]

اللَّهِ ۖ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿١٥﴾ إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ

اور وہ (ہر چیز سے) بے نیاز اور حمد کے لائق ہے○ اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے

وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ﴿١٦﴾ وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ ﴿١٧﴾ وَ

اور (تمہاری جگہ) کوئی نئی خلقت لے آئے[9]○ اور یہ بات اللہ تعالیٰ پر کچھ مشکل نہیں○ اور

لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ وَإِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلَىٰ حِمْلِهَا

کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے (کا) بوجھ نہیں اٹھائے گا[10] اور اگر لدا ہوا شخص دوسرے کو اپنا بوجھ اٹھانے کے

لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۗ إِنَّمَا تُنْذِرُ

لئے بلائے گا تو کوئی اس کا ذرا بوجھ اٹھانے نہ آئیگا اگرچہ وہ اس کا قرابت دار ہو (اے نبی!)

الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ ۚ

آپ تو صرف ان لوگوں کو ڈرا سکتے ہیں جو بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور صلوٰۃ قائم کرتے ہیں اور

وَمَنْ تَزَكَّىٰ فَإِنَّمَا يَتَزَكَّىٰ لِنَفْسِهِ ۚ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ ﴿١٨﴾

جو شخص پاکیزگی اختیار کرتا ہے تو اپنے ہی لئے اختیار کرتا ہے اور (سب کو) اللہ ہی کی طرف پلٹنا ہے○

1-سمندر میں پانی عمومی طور پہ نمکین ہے۔ اسی نمکین پانی میں بسا اوقات میٹھے پانی کے دھارے چلتے ہیں۔ ترکی امیر البحر علی رئیس اپنی کتاب مراۃ الممالک میں لکھتا ہے کہ خلیج فارس میں آب شور کے نیچے آب شیریں کے چشمے ہیں جہاں سے میں خود اپنے بیڑے کیلئے پینے کا پانی حاصل کرتا ہوں۔ ایسی حالت میں دھارے میں موجود پانی کا ٹمپریچر' کثافت اور نمکیات کا تناسب سمندر کے عام پانی سے مختلف ہوتا ہے۔

2-مفسرین نے <طریا> کا معنی عموماً تازہ کیا ہے حالانکہ اسکے معنی میں <نرم> کا مفہوم زیادہ ہے اور سیاق سے یہی قریب معلوم ہوتا ہے اس کڑوے پانی میں بھی جس کا پینا تو درکنار جس میں نہانا بھی دشوار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایسا لذیذ اور نرم گوشت اس میں پیدا فرمادیا ہے۔

3-مواخر۔ ایسی کشتیاں جو پانی کو چیرتی پھاڑتی چلی جاتی ہیں۔

4-دن اور رات کا یہ نظام جو کہ شمس کی وجہ سے قائم ہے انسان کیلئے بے شمار فائدے ہیں۔ ان کے بغیر زمین پہ انسان کی زندگی ہی ناممکن تھی۔

5- قطمیر۔ کھجور کی انتہائی باریک جھلی جس میں کھجور کی گٹھلی لپٹی ہوتی ہے۔

6-ایسے شرکاء کی اکثریت تو وہ ہے جو سن ہی نہیں سکتے جیسے پتھر کے بت۔ قبریں اور قبروں میں دفن مردے وغیرہ۔ اگر کچھ ایسے ہوں کہ سن سکتے ہوں جیسے فرشتے یا جن یا انسان تو وہ حاجت روائی اور مشکل کشائی نہیں کر سکتے۔

7-اور صرف اتنا ہی نہیں قیامت کے دن اس شرک سے اور اسکی حقیقت سے ہی انکار کر دیں گے۔

8-اگر کوئی انسان پوری دنیا کی دولت بھی اکٹھی کر لے تو پھر بھی اللہ کے سامنے فقیر ہی ہے۔ اب اگر اپنی حقیقت کو سمجھ کر انسان اسکا اقرار کر لے تو باسعادت بن جاتا ہے اور اگر اس سے غافل ہو جائے اور خود کو کوئی "چیز" سمجھنا شروع کر دے تو تباہ و ضائع ہو جاتا ہے۔

9-تمہاری کمزوری اور فقر کی حالت تو یہ ہے کہ وہ چاہے تو تمہاری ساری نسل ہی ختم کر دے۔ اور چاہے تو بنی نوع انسان کو ہی ختم کر دے اور کوئی نئی ہی مخلوق لے آئے۔ اور تم کچھ مزاحمت بھی نہ کر سکو گے۔

10-جو کرے گا وہی بھرے گا۔ خاندان کے سربراہ کی ذمہ داری میں اس کا خاندان بھی شامل ہوتا ہے۔ گھر کے سربراہ کے گھر والوں پہ جس قدر اختیارات ہیں اس قدر ذمہ داری بھی ہے۔ مثلاً ایک والد اپنے بچے کی درست تربیت نہیں کرتا اور بچہ گمراہ ہو جاتا ہے چنانچہ اسکی گمراہی میں جتنی ذمہ داری والد کی ہے اسکا حصہ بھی اسے پہنچے گا۔ اسی طرح اگر والد نے محنت کی اور بچہ باسعادت ہوا تو اسکا اجر بھی اسے ملے گا اور یہ اجر و ثواب موت کے بعد بھی ملتا رہے گا۔

وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمٰى وَالْبَصِيرُ ﴿١٩﴾ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّورُ ﴿٢٠﴾

نہ تو نابینا اور بینا برابرہو سکتے ہیں[1]○ نہ اندھیرے اور روشنی○

وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ ﴿٢١﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ

[2] اور نہ سایہ اور دھوپ ایک جیسے ہیں○ اور نہ ہی زندے اور مردے یکساں ہوتے ہیں

إِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَشَاءُ ۖ وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي

اللہ تو جسے چاہے سنا سکتا ہے لیکن آپ ان لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں

الْقُبُورِ ﴿٢٢﴾ إِنْ أَنْتَ إِلَّا نَذِيرٌ ﴿٢٣﴾ إِنَّا أَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ

میں پڑے ہیں[3]○ آپ تو صرف ایک ڈرانے والے ہیں○ یقیناً ہم نے آپ کو سچا دین دے کر بشارت دینے

بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۚ وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ﴿٢٤﴾

والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور کوئی امت ایسی نہیں گزری جس میں کوئی ڈرانے والا نہ آیا ہو[4]○

وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَاءَتْهُمْ

اور اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلاتے ہیں تو ان سے پہلے کے لوگ بھی جھٹلاتے رہے ہیں ان کے رسول

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيرِ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ

ان کے پاس واضح دلائل، صحیفے[5] اور روشنی بخش کتاب لے کر آئے تھے○ پھر

أَخَذْتُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿٢٦﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ

ع ۳ ۱۲ ۱۵

جن لوگوں نے کفر کیا انہیں میں نے پکڑ لیا پھر دیکھ لو میرا مواخذہ کیسا تھا؟○ کیا تم دیکھتے نہیں

اللّٰهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ۚ فَأَخْرَجْنَا بِهِ ثَمَرٰتٍ مُخْتَلِفًا

[6] کہ اللہ آسمان سے پانی برساتا ہے جس سے ہم رنگا رنگ کے پھل پیدا

أَلْوَانُهَا ۚ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيضٌ وَحُمْرٌ مُخْتَلِفٌ

کرتے ہیں اور پہاڑوں میں بھی مختلف رنگوں کی سفید سرخ اور

أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ ﴿٢٧﴾ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ

گہری سیاہ دھاریاں ہوتی ہیں[7]○ اور اسی طرح انسانوں، جانوروں اور

وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذٰلِكَ ۗ إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ

مویشیوں کے بھی رنگ مختلف ہیں بلاشبہ اللہ کے بندوں میں سے اس سے ڈرتے

مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ۗ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ ﴿٢٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ

وہی ہیں جو علم رکھنے والے ہیں[8] اللہ تعالیٰ یقیناً ہر چیز پر غالب اور بخشنے والا ہے○ جو لوگ

يَتْلُونَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا

اللہ کی کتاب پڑھتے، صلوٰۃ قائم کرتے، اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے اس میں

رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَنْ تَبُورَ ﴿٢٩﴾

سے خفیہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جس میں کبھی خسارہ نہ ہوگا○

1- مراد قلب وضمیر کے اندھے اور نابینا ہیں۔

2- جب ان سب کو تم بھی برابر نہیں سمجھتے تو اللہ تعالیٰ کیسے مومن اور کافر سے برابری کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

3- سیاق کو مدنظر رکھیں تو یہاں مردہ سے مراد مردہ دل ہو گا۔ تاہم آیت معانی کے لحاظ سے عام ہے۔ گویا کسی مردہ کو کوئی بات سنا دینا آپ کے بس کی بات نہیں ہے۔ انسان تو بسااوقات سوئے ہوئے شخص کو بھی اپنی بات نہیں سنا سکتا چاہے بات قریب ہی کی جارہی ہو تو وہ مردہ کو کیسے سنا سکتا ہے جبکہ وہ عالم ہی الگ ہے۔

4- اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ ہر امت یا بستی چھوٹی ہو یا بڑی ہو اس میں اللہ نے کوئی رسول یا نبی لازماً بھیجا ہے بلکہ اسکا مفہوم یہ ہے کہ ہر بستی یا امت میں نبی کی تعلیم کسی نہ کسی ذریعہ سے ضرور پہنچ چکی ہے۔

5- زبر۔ صحیفے' کتاب' میز۔ مفصل کتاب' تورات' زبور' انجیل اور قرآن

6- زمین ایک ہی ہوتی ہے۔ آسمان سے بارش سب درختوں کیلئے ایک ہی جیسی پھر جو پھل پیدا ہوتے ہیں تو مختلف کہیں انگور اور کہیں تربوز۔ پھر ایک ہی پھل میں بے شمار اقسام ہیں۔

7- جدد۔ جدہ کی جمع ہے۔ دہاری' پٹی' رستہ یا لکیر۔

غرابیب جمع ہے غریب کی۔ گہرے

سود جمع ہے اسود کی۔ کالا

غرابیب سود۔ گہرے سیاہ کالے رنگ والے

8- اس آیت سے علم کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اصل علم وہی ہے جو کہ انسان میں خشیت الٰہی پیدا کرتا ہے۔ جو علم خشیت الٰہی پیدا نہ کرتا ہو وہ علم نہیں بلکہ ضلالت ہے۔ علم انسان میں جستجو اور فکر کی عادت ڈالتا ہے۔ جب انسان آفاق میں یا خود اپنے جسم کی کائنات پہ غور کرتا ہے تو وہ خالق کی لامحدود قوتوں اور قدرتوں کا معترف ہوتا چلا جاتا ہے۔ جس قدر وہ غور کرتا چلا جاتا ہے۔ اسی قدر اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور خشیت بیٹھتی چلی جاتی ہے۔ محبت اسلئے بیٹھتی ہے کہ کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ نے اس انسان کی خدمت میں لگا چھوڑی ہے اور اس نے طاقت رکھنے کے باوجود کسی چیز پہ ظلم نہیں کیا اور عدل سے کام لیا ہے۔ خشیت اسلئے کہ جب وہ کائنات کی وسعت پہ غور کرتا ہے اور اس قادر مطلق ذات کی طاقت اور قدرت پہ غور کرتا ہے جس نے انہیں تخلیق کیا اور قابو کر رکھا ہے اسکے مقابلے میں جب اپنی ناتوانی کا احساس ہوتا ہے تو طبیعت میں اللہ سے خشیت پیدا ہوتی چلی جاتی ہے۔

لیوفیهم اجورهم ویزیدهم من فضله انه غفور

تاکہ انہیں اللہ ان کا پورا پورا اجر دے اور اپنی مہربانی سے کچھ زیادہ بھی دے[1] بلاشبہ وہ معاف کرنے والا ہے

شکور ﴿٣٠﴾ والذی اوحینا الیک من الکتب هو الحق مصدقا

اور قدردان ہےO (اے نبی!) جو کتاب ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے وہی حق ہے جو اپنے سے

لما بین یدیه ان الله بعباده لخبیر بصیر ﴿٣١﴾ ثم اورثنا

پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے بلاشبہ اللہ اپنے بندوں سے باخبر[2] اور انہیں دیکھنے والا ہےO پھر ہم نے ان لوگوں

الکتب الذین اصطفینا من عبادنا فمنهم ظالم لنفسه

کو کتاب کا وارث[3] بنایا جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا پھر ان میں سے کوئی تو اپنا ظالم ہے اور

ومنهم مقتصد ومنهم سابق بالخیرت باذن الله ذلک

کوئی میانہ رو ہے اور کوئی اللہ کے اذن سے نیکیوں میں آگے نکل جانے والا[4] ہے یہی

هو الفضل الکبیر ﴿٣٢﴾ جنت عدن یدخلونها یحلون

بہت بڑا فضل ہےO وہ ہمیشہ رہنے والے باغات میں داخل ہوں گے وہاں انہیں سونے کے کنگنوں اور

فیها من اساور من ذهب ولؤلؤا ولباسهم فیها حریر ﴿٣٣﴾

موتیوں[5] سے آراستہ کیا جائے گا اور وہاں ان کا لباس حریر کا ہوگاO

وقالوا الحمد لله الذی اذهب عنا الحزن ان ربنا

اور وہ کہیں گے اس اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے غم دور کردیا یقیناً ہمارا رب

لغفور شکور ﴿٣٤﴾ الذی احلنا دار المقامة من فضله

بخشنے والا قدردان ہےO جس نے اپنے فضل سے ہمیں ابدی قیام گاہ میں اتارا

لا یمسنا فیها نصب ولا یمسنا فیها لغوب ﴿٣٥﴾ والذین کفروا

جہاں نہ ہمیں مشقت اٹھانی پڑتی ہے اور نہ تھکان لاحق ہوتی ہےO اور جن لوگوں نے کفر کیا

لهم نار جهنم لا یقضی علیهم فیموتوا ولا یخفف

ان کے لئے جہنم کی آگ ہے نہ تو ان کا قصہ پاک کیا جائے گا کہ وہ مرجائیں گے اور نہ ہی ان سے جہنم کا

عنهم من عذابها کذلک نجزی کل کفور ﴿٣٦﴾ وهم

عذاب ہلکا کیا جائے گا ہم ہر ناشکرے کو ایسے ہی سزا دیا کرتے ہیںO وہاں وہ چیخ چیخ کر

یصطرخون فیها ربنا اخرجنا نعمل صالحا غیر

کہیں گے: ہمارے رب! ہمیں (اس سے) نکال[6] کہ ہم نیک عمل کریں ویسے نہیں جیسے پہلے کیا کرتے تھے

الذی کنا نعمل اولم نعمرکم ما یتذکر فیه من

(اللہ فرمائے گا) کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی جس میں کوئی نصیحت حاصل کرنا چاہتا تو کرسکتا

تذکر وجاءکم النذیر فذوقوا فما للظلمین من نصیر ﴿٣٧﴾

تھا؟ حالانکہ تمہارے پاس ڈرانے والا (بھی) آیا تھا۔ اب (عذاب کا) مزا چکھو یہاں ظالموں کا کوئی مددگار نہیںO

ع ۴ / ۱۱

1- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"ایک شخص نے ایک کتا دیکھا جو پیاس کے مارے گیلی مٹی چاٹ رہا تھا۔ اس نے اپنا موزا اتارا اور اس میں پانی بھر بھر کر اسکو پلانا شروع کردیا یہاں تک کہ وہ سیر ہوگیا۔ اللہ نے اسکے اس کام کی قدر کی اور اسے جنت عطا فرمائی۔"

(بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"ایک مرتبہ ایک شخص کہیں جا رہا تھا کہ اس نے راستہ میں کانٹوں والی ایک ٹہنی دیکھی جسے اس نے راہ سے ہٹادیا۔ اللہ تعالیٰ کو اسکا یہ کام بہت پسند آیا اور اسے بخش دیا۔"

(بخاری)

2- کیونکہ اس نے انسان کی تخلیق کی ہے لہٰذا فطرت انسانی سے سب سے زیادہ وہی واقف ہے۔

3- کتاب سے مراد قرآن ہے۔ اولین وارث صحابہ کی جماعت ہے جنکی نضیلت سب سے زیادہ ہے۔

4- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"یہ تینوں قسم کے لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ سابقین بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہونگے۔ مقتصدین سہل حساب کے بعد اور ظالمین شفاعت سے یا عذاب بھگتنے کے بعد جنت جائیں گے۔"

(ترمذی)

5- سونا اور ریشم امت محمدیہ کے مردوں پر حرام ہے جبکہ جنت میں یہ نعمتیں انہیں میسر ہوں گیں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"سونے چاندی میں نہ کھاؤ پیو اور ریشم نہ پہنو نہ ہی دیباج پہنو۔ ان کیلئے یہ دنیا میں جبکہ تمہارے لئے آخرت میں۔"

(بخاری و مسلم)

6- جہنم میں جہنمیوں کی اس استدعا کا ذکر کئی مقامات پہ کیا گیا ہے اور اسکا جواب بھی کئی پہلوؤں سے دیا گیا ہے۔ مثلاً

"اگر انہیں دنیا میں بھیجا گیا تو پھر اس جیسے عمل کرینگے جس سے منع کیا گیا۔"

(الانعام 28:6)

"یہ تو بس ایک بات ہی ہے جو کردی گئی۔ انکے پیچھے تو برزخ ہے۔"

(المومنون 100:23)

یہاں فرمایا گیا کہ کیا اتنی عمر یا اتنی فرصت مہیا نہیں کردی گئی تھی۔ یہ عمر سن شعور ہے اور جب کسی کو چالیس یا پچاس سال کی عمر مل جائے تو اس پہ حجت تمام ہو جاتی ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"جب اہل جنت جنت میں اور اہل جہنم جہنم میں چلے جائیں گے تو موت کو (مینڈھے کی شکل میں) لا کر ذبح کردیا جائیگا۔ پھر ایک پکارنے والا پکارے گا اے اہل جنت ہمیشگی ہے موت نہیں اے اہل جہنم ہمیشگی ہے موت نہیں۔"

(بخاری و مسلم)

إِنَّ اللَّهَ عَالِمُ غَيْبِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ

اللہ تعالیٰ یقیناً آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی چیزوں کو جاننے والا ہے وہ تو دلوں کے راز تک

الصُّدُورِ ﴿٣٨﴾ هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ ۚ فَمَنْ كَفَرَ

خوب جانتا ہے[1]○ وہی تو ہے جس نے تمہیں زمین میں جانشین بنایا پھر جو کوئی کفر کرے تو اس کے کفر

فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ۖ وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ إِلَّا

کا وبال اسی پر ہے۔ اور کافروں کا کفر ان کے رب کے ہاں اس کا غضب ہی

مَقْتًا ۖ وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ إِلَّا خَسَارًا ﴿٣٩﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ

بڑھاتا ہے یا پھر ان کافروں کا کفر خسارے میں ہی اضافہ کرتا ہے[2]○ کہہ دیجئے: اپنے ان

شُرَكَاءَكُمُ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا

شریکوں کو تو ذرا دیکھو جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو (اور) مجھے بتلاؤ کہ انہوں نے زمین کا کونسا حصہ

مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَاوَاتِ أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا

پیدا کیا ہے؟[3] یا آسمانوں میں ان کی کچھ شراکت ہے[4] یا ہم نے انہیں کوئی ایسی تحریر دی ہے جس کی

فَهُمْ عَلَىٰ بَيِّنَتٍ مِنْهُ ۚ بَلْ إِنْ يَعِدُ الظَّالِمُونَ بَعْضُهُمْ

رو سے وہ کوئی واضح دلیل رکھتے ہیں (ان میں سے کوئی بات بھی نہیں) بلکہ یہ ظالم ایک دوسرے کو فریب

بَعْضًا إِلَّا غُرُورًا ﴿٤٠﴾ إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ

ہی فریب کے وعدے دیتے رہتے ہیں[5]○ اللہ تعالیٰ یقیناً آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے

أَنْ تَزُولَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ

کہ کہیں سرک نہ جائیں اور اگر وہ سرک جائیں تو اس کے بعد انہیں کوئی بھی اپنی جگہ پر برقرار نہیں

بَعْدِهِ ۚ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ﴿٤١﴾ وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ

رکھ سکتا[6] بلاشبہ وہ بڑا بردبار اور معاف کرنے والا ہے○ یہ لوگ اللہ کی پختہ قسمیں کھایا

أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَاءَهُمْ نَذِيرٌ لَيَكُونُنَّ أَهْدَىٰ مِنْ إِحْدَى

کرتے تھے کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا (رسول) آجائے تو دوسری سب امتوں سے زیادہ ہدایت

الْأُمَمِ ۖ فَلَمَّا جَاءَهُمْ نَذِيرٌ مَا زَادَهُمْ إِلَّا نُفُورًا ﴿٤٢﴾ اسْتِكْبَارًا

پالیں گے مگر جب ان کے پاس ڈرانے والا آگیا تو ان میں نفرت ہی بڑھتی گئی[7]○ جس کی وجہ

فِي الْأَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۚ وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا

ان کا زمین میں بڑا بن کر رہنا اور بری چالیں چلنا تھا۔ حالانکہ بری چال تو چال چلنے والے پر ہی

بِأَهْلِهِ ۚ فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا سُنَّتَ الْأَوَّلِينَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ

آپڑتی ہے۔ پھر کیا یہ صرف اس سنت الٰہی کا انتظار کر رہے ہیں جو پہلے لوگوں میں جاری رہی؟

لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۖ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا ﴿٤٣﴾

اللہ کی اس سنت میں آپ نہ تو کبھی کوئی تبدیلی پائیں گے اور نہ تغیر[8]○

1-اور اللہ جانتا ہے کہ اگر تمہیں دوبارہ دنیا میں بھیجا گیا تو وہی کرو گے جو کہ پہلے کرتے رہے۔

اہل جہنم ایسے مجرم پیشہ لوگ ہوں گے جن کا جہنم کے علاوہ ٹھکانہ کچھ نہ ہوگا چنانچہ اگر جہنم ان سے پیچھے ہٹالی جائے تو پھر وہی حرکتیں کریں گے۔ چاہے وہ نیک اعمال کے کتنے ہی وعدے کریں۔

فرمان الٰہی ہے۔

''اور اگر انہیں دوبارہ دنیا میں بھیج دیا جائے تو پھر وہی کریں گے جس سے انہیں منع کیا گیا تھا۔ یہ دراصل ہیں ہی جھوٹے''۔

(الانعام 28:6)

2-یعنی ایک نقصان تو وہ ہے جو کہ کسی بھی حقیقت سے آنکھیں بند کرنے کا ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کسی مسافر کو بتادیا جائے کہ سامنے گڑھا ہے اس سے بچ کر چلنا۔ اب اگر وہ بچ کر نہیں چلا تو گڑھے میں گر جائیگا۔ چنانچہ کافر کا یہ نقصان تو ہوتا ہی ہے اس کے علاوہ اللہ کی ناراضگی بھی مول لیتا ہے۔ جو کہ اس کے نقصان کو مزید بڑھا دیتی ہے۔

3-اگر یہ شریک کائنات میں تصرف کا کچھ اختیار رکھتے ہیں تو انکی تخلیق شدہ کوئی چیز ہمیں بھی دکھلادو۔

4-اللہ کے علاوہ معبودان باطل نہ تو خود ہی اتنی طاقت رکھتے ہیں کہ وہ کائنات یا اسکا کچھ حصہ ہی تخلیق کرسکیں اور نہ ہی انہیں خالق کائنات کی جانب سے کسی قسم کا کوئی اختیار (Authority) ملا ہوا ہے۔

5-شرک کا سارا کاروبار ہی جھوٹی کہانیوں اور افواہوں پہ چلتا ہے۔ جو کہ قبروں کے مجاور اور انکے چیلے چانٹے اپنے مفادات کیلئے پھیلاتے ہیں۔

6-جب وہ اس نظام کو تہہ و بالا کرے گا تو اس وقت کوئی اسے بچانہ سکے گا۔

7-یہود اہل کتاب تھے لہٰذا ان کی مذہبی اجارہ داری قائم تھی مشرکین ان کی اخلاقی حالت دیکھ کر یہ حسرت کرتے کہ کاش ہمارے پاس بھی اللہ کا نبی آئے اور ہمیں بھی کتاب ملے تو ہم ان سب سے زیادہ ہدایت یافتہ ہوں۔ مگر جب واقعی نبی آگیا تو نبی کی مخالفت پہ کمربستہ ہوگئے۔ ہر شکست اور ہزیمت ان کی نفرت میں اضافہ ہی کرتی گئی۔

8-سنت الٰہی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ معاندین دین کے سرکچل دیتا ہے۔ اللہ کی اس سنت میں ایسی کوئی تبدیلی نہیں آسکتی کہ اللہ تعالیٰ حق کی بجائے باطل کی حمایت کردے۔ اس آیت میں مشرکین عرب کیلئے دھمکی ہے کہ اپنی اس روش پہ رہتے ہوئے وہ منطقی انجام سے بچ نہ سکیں گے۔

أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

کیا وہ زمین میں چلتے پھرتے نہیں کہ ان لوگوں کا انجام دیکھیں

الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَكَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۚ وَمَا

جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں اور وہ ان سے زیادہ طاقتور تھے[1] اور اللہ کو

كَانَ اللَّهُ لِيُعْجِزَهُ مِن شَيْءٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ

تو آسمانوں کی یا زمین کی کوئی چیز بھی عاجز نہیں کر سکتی

إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا قَدِيرًا ﴿٤٤﴾ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِمَا

بلاشبہ وہ سب کچھ جاننے والا اور قدرت والا ہے○ اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کے اعمال کے مطابق

كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلَىٰ ظَهْرِهَا مِن دَابَّةٍ وَلَٰكِن

ان کا مواخذہ کرتا تو سطح زمین پر کوئی جاندار (زندہ) نہ چھوڑتا[2] لیکن

يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۖ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَإِنَّ

وہ تو ایک مقررہ وقت تک انہیں ڈھیل دیئے جاتا ہے پھر جب ان کا وہ مقررہ وقت آ جائے گا تو

اللَّهَ كَانَ بِعِبَادِهِ بَصِيرًا ﴿٤٥﴾

اللہ یقیناً اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے (وہ ان سے خود ہی نبٹ لے گا)○

ع ۸ / ۱۷

سورۃ یٰسٓ مکیۃ وھی ثلٰث وثمانون آیۃ وخمس رکوعات

آیات ۸۳ (۳۶) سورۂ یٰسین مکی ہے (۴۱) رکوع ۵

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

يس ﴿١﴾ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ ﴿٢﴾ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٣﴾ عَلَىٰ صِرَاطٍ

یٰسین[3] ○ حکمت والے قرآن کی قسم[4] ○ آپ بلاشبہ رسولوں میں سے ایک رسول ہیں○ صراط مستقیم پر

مُّسْتَقِيمٍ ﴿٤﴾ تَنزِيلَ الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ﴿٥﴾ لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّا أُنذِرَ

ہیں○ جو غالب[5] اور رحم کرنے والے کا نازل کردہ ہے○ تاکہ آپ ایسی قوم کو ڈرائیں جن کے آباء و

آبَاؤُهُمْ فَهُمْ غَافِلُونَ ﴿٦﴾ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلَىٰ أَكْثَرِهِمْ فَهُمْ

اجداد نہیں ڈرائے گئے تھے[6] لہٰذا وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں○ ان میں سے اکثر پر (اللہ کا یہ) قول ثابت

لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٧﴾ إِنَّا جَعَلْنَا فِي أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَالًا فَهِيَ إِلَى

ہو چکا کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے[7] ○ ہم نے ان کے گلوں میں طوق[8] ڈال دیئے ہیں[9] جو ان کی ٹھوڑیوں

الْأَذْقَانِ فَهُم مُّقْمَحُونَ ﴿٨﴾ وَجَعَلْنَا مِن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ

تک پہنچ گئے ہیں لہٰذا وہ سر اٹھائے ہی رہتے ہیں○ نیز ہم نے ایک دیوار ان کے سامنے کھڑی کر

سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ﴿٩﴾

دی ہے اور ایک دیوار پیچھے (اس طرح) ہم نے ان پر پردہ ڈال رکھا ہے کہ وہ کچھ دیکھ نہیں سکتے○

1-انکی عمریں بھی زیادہ تھیں اور جسمانی قوت بھی۔ اسکے علاوہ تمدن میں بھی اہل مکہ سے کہیں بڑھ کر تھے۔ ان کے تباہ شدہ مکانات کے کھنڈرات آج بھی سامان عبرت پیش کر رہے ہیں اور وہ اہل مکہ سے کچھ بعید بھی نہیں۔

2-اللہ تعالیٰ ان احسان فراموشوں کی طرح جلد باز نہیں۔ اس کے ہر کام کا وقت انتہائی حکمت کے تقاضوں کے مطابق مقرر ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ادھر وہ اپنے منہ سے بکیں کہ "کہاں ہے وہ عذاب جس کی تم دہائی دے رہے ہو۔" تو ادھر وہ عذاب نازل ہو جائے۔ اگر ایسا ہوتا تو زمین پہ کوئی بے گناہ چوپایہ بھی نہ بچ سکتا۔ اسکو مثال سے یوں سمجھ سکتے ہیں کہ مثلاً اگر اللہ تعالیٰ بارش روک دے تو جانور بھی پیاسے مرجائیں۔

3-یہ حروف مقطعات کہلاتے ہیں۔ ان کا درست مفہوم متعین کرنا مشکل ہے۔ غالباً یہ عرب ادباء کو چیلنج ہے کہ قرآن انہی حروف سے مرکب ہے اگر تمہیں اس کی حقانیت میں کچھ شک ہے تو تم بھی اس جیسا کلام بنالاؤ۔ واللہ اعلم مزید تفصیل کیلئے دیکھیں (البقرہ 1:2)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ہر چیز کا ایک دل ہے۔ قرآن کا دل سورۃ یاسین ہے۔ جس نے سورۃ یاسین پڑھی اللہ تعالیٰ اسکے عوض دس بار قرآن پڑھنے کا ثواب لکھے گا۔"

(ترمذی)

دل غالباً اس لحاظ سے ہے کہ اس میں قرآن کے مضامین کو انتہائی موثر اور مدلل انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ اسے قریب المرگ لوگوں کے پاس پڑھنے کی ہدایت فرمائی گئی ہے۔ غالباً اسکی وجہ بھی یہی ہے کہ آخری وقت میں اسلامی عقائد مرنے والے کے ذہن میں تازہ ہو جائیں۔ مگر جو قرآن کا مفہوم ہی نہ سمجھتا ہو تو مطلوب نتائج کے حصول کیلئے اسکے سامنے اسکا ترجمہ بھی پڑھنا مناسب ہوگا۔

4-و- قسم کیلئے ہے اور قسم شہادت کا مفہوم ادا کرتی ہے۔ گویا یہ قرآن سب معجزوں سے بڑا معجزہ (Miracle of Miracels) ہے اور یہ آپ کی نبوت کی شہادت کی کافی دلیل ہے۔ دیکھیں (الحجر 9:15)

5-جو اسکا انکار کرنے اور رسول کی تکذیب کرنیوالے سے انتقام لینے پہ قادر ہے۔

6-حضرت اسماعیل کے بعد آپ ﷺ کی بعثت تک کوئی نبی اہل مکہ کی ہدایت کیلئے نہیں آیا۔

7-کہ میں جہنم کو جنوں اور انسانوں سے بھروں گا۔ دیکھیں (السجدہ 13:32)

8-یہاں ایمان سے مراد ایمان بالآخرۃ اور آپ ﷺ کی رسالت پہ ایمان لانا ہے۔ ورنہ اللہ کے وجود کے تو وہ قائل تھے۔

9-یہ تقلید آباء، کبر و نخوت، ذاتی مفادات کے طوق تھے۔

وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰﴾

آپ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں ان کے لئے یکساں ہے وہ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے[1]○

اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ

آپ تو صرف اسے ڈرا سکتے ہیں جو اس ذکر (قرآن) کی اتباع کرے اور بن دیکھے رحمان سے ڈرے[2] ایسے لوگوں

فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۱﴾ اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى

کو آپ مغفرت اور باعزت اجر کی خوشخبری دے دیجئے○ بلاشبہ ہم ہی مردوں کو زندہ کرتے ہیں[3] ہم ان کے

وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۗ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ

اعمال بھی لکھتے جاتے ہیں جو وہ آگے بھیج چکے اور وہ آثار بھی جو پیچھے چھوڑ گئے ہیں[4] اور ہم نے ہر چیز

اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۲﴾ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ

کا ایک واضح کتاب میں ریکارڈ رکھا ہوا ہے[5]○ آپ ان سے اس بستی[6] والوں کی مثال بیان کیجئے جبکہ ان کے

جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۳﴾ اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا

پاس رسول آئے تھے○ جب ہم نے ان کی طرف دو رسول بھیجے تو انہوں نے ان دونوں کو جھٹلا دیا

فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ قَالُوْا

پھر ہم نے تیسرے رسول سے تقویت دی تب تینوں نے کہا: "ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں"○ وہ کہنے لگے:

مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ

"تم تو ہمارے ہی جیسے انسان ہو[7] اور اللہ نے تو کچھ بھی نازل نہیں کیا

اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ﴿۱۵﴾ قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ

(بلکہ) تم تو محض جھوٹ بولتے ہو"○ وہ کہنے لگے کہ ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم یقیناً تمہاری طرف رسول بنا کے

لَمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۷﴾ قَالُوْٓا

بھیجے گئے ہیں○ اور ہمارے ذمہ تو صرف واضح طور پر پیغام پہنچا دینا ہے[8]○ وہ کہنے لگے کہ:

اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ

"ہم تو تمہیں منحوس سمجھتے ہیں[9] اگر تم باز نہ آئے تو ہم تمہیں رجم کر دیں گے اور ہمارے ہاتھوں تمہیں

مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸﴾ قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ۭ اَئِنْ

المناک سزا ملے گی"○ وہ کہنے لگے: "تمہاری نحوست تو تمہارے اپنے ساتھ لگی ہے اگر تمہیں نصیحت کی جائے

ذُكِّرْتُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا

(تو کیا اسے نحوست سمجھتے ہو؟) بلکہ تم ہو ہی حد سے گزرے ہوئے لوگ○ اس وقت شہر کے

الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۰﴾

پرلے کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا[10] اور کہنے لگا: "میری قوم کے لوگو! ان رسولوں کی اتباع اختیار کر لو○

اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۱﴾

ان کی اتباع کر لو جو تم سے کچھ اجر نہیں مانگتے اور وہ خود ہدایت یافتہ ہیں○

وقف غفران ـ ع ۱۳ ـ وقف لازم

1-یہ وہی حالت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے دل پہ مہر لگنے سے تعبیر فرمایا ہے۔ یہ حالت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب مسلسل ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے دل قبول حق کی صلاحیت سے محروم ہو جاتا ہے۔

2-انذار سے فائدہ حاصل کرنے کیلئے ان شرائط کا پورا ہونا ضروری ہے۔

3-سیاق و سباق کے لحاظ سے یہاں مردے زندہ کرنے سے یہ اشارہ مراد ہو سکتا ہے کہ وہ مردہ دلوں کو بھی جب اللہ چاہتا ہے زندگی عطا کر دیتا ہے اور وہ حق و باطل کی تمیز کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

4-ایسے اعمال جن کے اثرات تادیر باقی رہنے والے ہوتے ہیں۔

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ

"بنو سلمہ مدینہ کے ایک محلہ میں رہتے تھے چنانچہ انہوں نے مسجد (نبوی) کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کیا تو آیت نازل ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے قدموں کے نشانات بھی لکھے جاتے ہیں لہٰذا تم (مسجد کے قریب) منتقل نہ ہو۔"

(ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اسکا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین اشیاء صدقہ جاریہ بن جاتی ہیں۔ وہ علم جس سے لوگوں کو فائدہ ہو یا نیک اولاد جو اسکے لئے دعا کرے۔"

(مسلم)

5-لوح محفوظ مراد ہے۔

6-کونسی بستی مراد ہے؟ قرآن حدیث سے اس کی کوئی دلیل نہیں ملتی۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ روم کا شہر انطاکیہ مراد ہے۔

7-تقریباً تمام انبیاء کی اقوام نے اپنے انبیاء پہ یہ اعتراض کیا ہے۔ آج کے جاہلوں کو بھی سب سے بڑا مغالطہ یہی ہوا ہے کہ نبی ہے تو بشر نہیں ہو سکتا، بشر ہے تو نبی نہیں ہو سکتا۔ دیکھیں (الانعام 6:10-9)

8-تمہیں حق کے آگے مجبور کر کے جھکا دینا ہماری ذمہ داری ہے اور نہ ہی تمہارے ایمان لانے میں ہماری نجات اٹکی ہوئی ہے۔

9-طیر۔ پرندہ۔ عرب جاہلیت میں پرندہ اڑا کر اس سے فال لیتے تھے اگر پرندہ دائیں جانب مڑ جاتا تو کام بابرکت سمجھتے ورنہ منحوس خیال کرتے۔ چنانچہ یہ لفظ قسمت کے معنی اور نحوست کے معنی کیلئے استعمال کیا جانے لگا۔ تو انبیاء کی دعوت کے نتیجے میں چونکہ لوگوں کے دو گروہ بن جاتے ہیں۔ ایک نبی پہ ایمان لانیوالا اور دوسرا اسکی مخالفت کرنیوالا۔ اس کشمکش میں بھائی بھائی میں دشمنی پیدا ہو جاتی ہے جس کا سبب یہ لوگ انبیاء کو قرار دیتے ہیں۔

10-اس سے معلوم ہوا کہ ان رسولوں کو تبلیغ کرتے ایک عرصہ بیت گیا تھا جس سے گرد و نواح کے کئی لوگ بھی متاثر ہو چکے تھے۔

وَمَا لِيَ لَآ أَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢٢﴾

اور میں[1] اس ذات کی کیوں نہ عبادت کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور تمہیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہےO

ءَأَتَّخِذُ مِن دُونِهِۦٓ ءَالِهَةً إِن يُرِدْنِ ٱلرَّحْمَٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّى

کیا میں اللہ کے سوا دوسروں کو الٰہ بنالوں کہ اگر رحمٰن مجھے کوئی تکلیف دینا چاہے تو نہ ان کی سفارش

شَفَٰعَتُهُمْ شَيْـًٔا وَلَا يُنقِذُونِ ﴿٢٣﴾ إِنِّىٓ إِذًا لَّفِى ضَلَٰلٍ مُّبِينٍ ﴿٢٤﴾ إِنِّىٓ

میرے کسی کام آئے گی اور نہ وہ مجھے چھڑا سکیں گے؟[2]O تب میں یقیناً صریح گمراہی میں جا پڑا[3]O میں

ءَامَنتُ بِرَبِّكُمْ فَٱسْمَعُونِ ﴿٢٥﴾ قِيلَ ٱدْخُلِ ٱلْجَنَّةَ ۖ قَالَ يَٰلَيْتَ قَوْمِى

بلاشبہ تمہارے رب پر ایمان لایا، میری بات توجہ سے سنو[4]O (قتل ہونے کے بعد) اسے کہا گیا[5] "جنت میں داخل ہو

يَعْلَمُونَ ﴿٢٦﴾ بِمَا غَفَرَ لِى رَبِّى وَجَعَلَنِى مِنَ ٱلْمُكْرَمِينَ ﴿٢٧﴾ وَمَآ

جا" وہ کہنے لگا: کاش میری قوم کو علم ہو جاتا[6]O کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا اور مجھے معززین میں شامل

أَنزَلْنَا عَلَىٰ قَوْمِهِۦ مِنۢ بَعْدِهِۦ مِن جُندٍ مِّنَ ٱلسَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنزِلِينَ ﴿٢٨﴾

کردیا"O اس کے بعد ہم نے اس کی قوم پر آسمان سے کوئی لشکر نہیں اتارا، نہ ہی ہمیں لشکر اتارنے

إِن كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَٰحِدَةً فَإِذَا هُمْ خَٰمِدُونَ ﴿٢٩﴾ يَٰحَسْرَةً عَلَى

کی حاجت تھی[7]O وہ تو بس ایک دھماکہ ہوا جس سے وہ سب بجھ گئےO افسوس ہے بندوں

ٱلْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا۟ بِهِۦ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿٣٠﴾ أَلَمْ يَرَوْا۟

پر کہ ان کے پاس جو بھی رسول آیا اس کا مذاق ہی اڑاتے رہےO کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ

كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّنَ ٱلْقُرُونِ أَنَّهُمْ إِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿٣١﴾ وَإِن

کتنی قومیں ہم ان سے پہلے ہلاک کر چکے ہیں جو ان کے پاس لوٹ کر نہیں آئیں گیO اور یہ کہ

كُلٌّ لَّمَّا جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ﴿٣٢﴾ وَءَايَةٌ لَّهُمُ ٱلْأَرْضُ ٱلْمَيْتَةُ

سب لوگ (ایک دن) ہمارے حضور حاضر کئے جائیں گےO ان لوگوں کے لئے مردہ زمین (بھی) ایک نشانی ہے

أَحْيَيْنَٰهَا وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ ﴿٣٣﴾ وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنَّٰتٍ

ہم نے اسے زندہ کیا اور اس سے اناج نکالا جس کا کچھ حصہ وہ کھاتے ہیںO نیز ہم نے اس میں کھجوروں

مِّن نَّخِيلٍ وَأَعْنَٰبٍ وَفَجَّرْنَا فِيهَا مِنَ ٱلْعُيُونِ ﴿٣٤﴾ لِيَأْكُلُوا۟ مِن

اور انگوروں کے باغ پیدا کئے اور اس کے اندر سے چشمے بہا دیئےO تاکہ وہ اس کے پھل کھائیں حالانکہ

ثَمَرِهِۦ وَمَا عَمِلَتْهُ أَيْدِيهِمْ ۖ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ﴿٣٥﴾ سُبْحَٰنَ ٱلَّذِى خَلَقَ

یہ سب ان کے ہاتھوں نے نہیں بنایا[8] پھر کیا وہ شکر ادا نہیں کرتےO پاک ہے وہ ذات جس نے زمین کی نباتات

ٱلْأَزْوَٰجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنۢبِتُ ٱلْأَرْضُ وَمِنْ أَنفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٦﴾

کے جوڑے[9] پیدا کئے اور خود ان کی اپنی جنس کے بھی اور ان کے بھی جنہیں یہ جانتے نہیںO

وَءَايَةٌ لَّهُمُ ٱلَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ ٱلنَّهَارَ فَإِذَا هُم مُّظْلِمُونَ ﴿٣٧﴾

اور ان کے لئے ایک نشانی رات ہے جس سے ہم دن کھینچ لیتے ہیں تو ان پر اندھیرا چھا جاتا ہےO

1-یہاں "تم" کی بجائے "میں" استعمال کیا تاکہ قوم چڑ کر قبول حق سے باز نہ آجائے۔

2-شفاعت کی حقیقت بس اتنی سی ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے بغیر کوئی شفاعت فائدہ نہیں دے سکتی۔

3-یہ سب باتیں وہ اپنے بارے میں کر رہا تھا۔ مگر سنا اپنی قوم کو رہا تھا۔ گویا اپنی قوم کو ایمان کی دعوت دے رہا تھا۔

4-اب پوری جرات سے اپنے ایمان کا اعلان کر دیا اور ان رسولوں کو اس ایمان پہ گواہ بنالیا۔

5-چنانچہ مبنی برحقیقت یہ باتیں قوم ہضم نہ کر سکی اور اس فرد حق گو کو قتل کر ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے اسے جنت میں داخل کر دیا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں میں ہوتی ہیں جن کیلئے عرش سے قندیلیں لٹکی رہتی ہیں۔ یہ جنت میں جہاں چاہیں سیریں کرتی رہتی ہیں۔" (مسلم)

6-اللہ کے نیک بندوں کے اخلاق کیسے بلند ہوتے ہیں۔ قوم نے اسے قتل کر ڈالا اور اسے اب بھی یہی فکر ہے کہ کسی طرح قوم کو ہدایت مل جائے۔ اہل مکہ کو بتلایا جا رہا ہے کہ آپ ﷺ تو تم لوگوں کے اس قدر خیر خواہ ہیں اور تمہارا سلوک ان کے ساتھ کیا ہے؟

7-اس قوم کی تباہی کیلئے فرشتے بھی نہ بھیجے گئے۔ اس قوم کی کمزوری اور اللہ رب الجلال کی قدرتوں کی جانب اشارہ ہے۔

8-یعنی یہ پھل پیدا کرنا انسان کے بس میں نہ تھا۔ مثلاً انار کا ڈیزائن کسی انسان نے تو نہیں بنایا کہ اس کے سائز کی حدود یہ ہوں۔ ذائقہ اس قسم کا ہو اور دانے اس طرح ہوں۔ اور اگر "ما" کو موصولہ مان لیا جائے تو پھر معنی یہ ہو گا کہ جس کی تیاری مثلاً بیج لگانا یا آبیاری کرنا وغیرہ خود تم ہی نے کیا ہے اور اسکی طاقت وصلاحیت بھی اللہ ہی نے بخشی ہے۔

9-یہ آیت بھی ان آیات میں سے ہے جو کہ قرآن کی حقانیت کی دلیل ہیں۔ آپ ﷺ کے زمانہ میں نباتات (Botany) میں اتنی ترقی نہیں ہوتی تھی کہ یقین کے ساتھ کہا جا سکتا کہ سب پودوں (Plants) میں نر اور مادہ پائے جاتے ہیں۔ آج ہم جانتے ہیں کہ تمام پودوں میں نر اور مادہ ہوتے ہیں۔ ہمیں معلوم ہو چکے ہیں یا ابھی تک سائنس تحقیق وہاں پہنچنے سے قاصر ہو۔

وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿٣٨﴾ وَالْقَمَرَ

اور سورج اپنی مقررہ گزرگاہ پر[1] چل رہا ہے یہی زبردست علیم ہستی کا مقرر کردہ اندازہ ہے○ اور چاند کی

قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ ﴿٣٩﴾ لَا الشَّمْسُ يَنبَغِي

ہم نے منزلیں مقرر کردی ہیں حتیٰ کہ وہ کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح (پتلا) رہ جاتا ہے○ نہ سورج یہ کرسکتا ہے کہ وہ

لَهَا أَن تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۚ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ

چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن پر سبقت لے جا سکتی ہے سب اپنے اپنے مدار پر تیزی

يَسْبَحُونَ ﴿٤٠﴾ وَآيَةٌ لَّهُمْ أَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ﴿٤١﴾

سے رواں دواں ہیں○ اور ایک نشانی[2] ان کی یہ ہے کہ ہم نے ان کی نسل کو بھری ہوئی کشتی[3] میں سوار

وَخَلَقْنَا لَهُم مِّن مِّثْلِهِ مَا يَرْكَبُونَ ﴿٤٢﴾ وَإِن نَّشَأْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيخَ

کیا○ پھر ان کے لئے ایسی اور چیزیں[4] پیدا کیں جن پر وہ سوار ہوتے ہیں○ اور اگر ہم چاہیں تو انہیں غرق کر

لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنقَذُونَ ﴿٤٣﴾ إِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا إِلَىٰ حِينٍ ﴿٤٤﴾ وَإِذَا

دیں تو ان کا کوئی فریاد رس نہ ہوگا اور نہ وہ بچیں گے○ مگر ہماری رحمت سے، اور کچھ مدت تک زندگی

قِيلَ لَهُمُ اتَّقُوا مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٤٥﴾ وَمَا

سے فائدہ اٹھاتے ہیں○ اور جب انہیں کہا جاتا ہے ڈرو انجام سے جو تمہارے سامنے ہے اور پیچھے ہے تاکہ تم پر

تَأْتِيهِم مِّنْ آيَةٍ مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ﴿٤٦﴾ وَإِذَا

رحم کیا جائے○ اور جب بھی ان کے پاس ان کے رب کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی آتی ہے تو وہ اعراض

قِيلَ لَهُمْ أَنفِقُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا

کرجاتے ہیں○ اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ اللہ نے تمہیں رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرو تو کافر ایمان

أَنُطْعِمُ مَن لَّوْ يَشَاءُ اللَّهُ أَطْعَمَهُ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٤٧﴾

والوں کو کہتے ہیں کہ: "کیا ہم اسے کھلائیں جسے اگر اللہ چاہتا تو خود کھلا لیتا؟" تم تو صریح گمراہی میں مبتلا

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٤٨﴾ مَا يَنظُرُونَ

ہو○ نیز وہ کہتے ہیں کہ "اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ (قیامت) کب پورا ہو گا؟"○ وہ صرف ایک

إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ ﴿٤٩﴾ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ

دھماکے کی انتظار کر رہے ہیں جو انہیں آپکڑے گا جبکہ یہ آپس میں جھگڑ رہے ہوں گے○ اس وقت وہ نہ

تَوْصِيَةً وَلَا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ ﴿٥٠﴾ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُم

تو وصیت کر سکیں گے اور نہ ہی اپنے گھروں کو جا سکیں گے○ اور (جب) صور پھونکا جائے گا تو وہ فوراً

مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ ﴿٥١﴾ قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَن بَعَثَنَا

اپنی قبروں سے (نکل کر) اپنے رب کی طرف دوڑ پڑیں گے○ کہیں گے: "افسوس! ہمیں ہماری خواب گاہ سے

مِن مَّرْقَدِنَا ۜ هَٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ ﴿٥٢﴾

کس نے اٹھا کھڑا کیا؟" یہ تو وہی ہے جس کا رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ ہی کہا تھا○

1-مستقر کا معنی مقررہ وقت اور مقررہ ٹھکانہ بھی ہو سکتا ہے۔

حضرت ابی ذر ؓ سے مروی ہے کہ

"آپ ﷺ نے ان سے پوچھا جبکہ شمس غروب ہو رہا تھا جانتے ہو کہ یہ کہاں جاتا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا کہ یہ جاکر عرش الٰہی کے نیچے سجدہ کرتا ہے اور اجازت طلب کرتا ہے تو اسے اجازت دیدی جاتی ہے۔ قریب ہے کہ وہ سجدہ کرے گا مگر قبول نہ ہو گا تو اسے کہا جائے گا کہ جدھر سے آئے ہو ادھر ہی لوٹ جاؤ تو وہ مغرب سے طلوع ہو گا۔"

(بخاری)

مورس بکائی (Maurice Bucaille) نے اپنی مشہور کتاب بائبل قرآن اور سائنس (The Bible, The Quran and Science) میں صفحہ نمبر 244 میں اس حدیث کو جدید سائنسی تحقیقات کے خلاف قرار دیتے ہوئے صحیح احادیث کو بھی ناقابل اعتماد قرار دیا ہے۔

ایک مسلمان سائنس دان ہونے کی نسبت سے انہیں سائنسی تحقیقات کی بنیاد پہ صحیح حدیث پہ نہ تنقید کرنا چاہئے تھی۔ سائنسی تحقیقات کے نتائج ہر زمانہ میں تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ 1929ء میں سویڈن اور ہالینڈ کے سائنس دانوں نے انکشاف کیا کہ شمس اپنی کہکشاں کے سنٹر کے گرد بھی حرکت کر رہا ہے۔ خود بکائی صاحب نے مذکورہ کتاب کے صفحہ نمبر 161 میں بیان کیا ہے کہ یہ گردش شمس دو سو پچاس ملین سالوں میں پوری کرتا ہے۔ تو کیا اس گردش کے نتیجے میں کئی سیاروں پہ شمس طلوع اور غروب نہ ہوتا ہو گا؟ تو پھر اس حدیث کو سمجھنے میں کیا اشکال رہ گیا۔

ویسے بھی اس آیت اور حدیث میں شمس کی ظاہری حرکت کی طرف اشارہ ہے۔

2-آپ ﷺ اور قرآن کی حقانیت پہ یہ آیت بھی دلیل ہے۔ دوسری صدی قبل مسیح سے سولہویں صدی تک پوری دنیا میں زمیں کائنات کا مرکز (Geo Centric) ہے کا یونانی نظریہ رائج رہا تھا کہ زمین ساکن ہے اور شمس اسکے گرد گردش کر رہا ہے۔ گویا انسان کی حالت اس وقت کنویں کے اس مینڈک جیسی تھی جو اپنے کنویں کو ہی کل کائنات سمجھتا ہے جبکہ قرآن نے دوٹوک الفاظ میں مروجہ نظریہ کے خلاف اعلان کیا کہ قمر و شمس اور زمین سب گردش کر رہے ہیں آج سائنس دان متفق ہیں کہ دوسرے سیاروں کے ساتھ ساتھ خود شمس بھی گردش کر رہا ہے۔ آخر اگر یہ مضامین کہیں سے نقل کئے جاتے تو مروجہ نظریہ کی چھاپ تو ہوتی۔ کیا یہ الزام لگانے والے شرم محسوس کریں گے۔

3-کشتی نوح مراد ہے۔ آج کی نسل انسانی اس کشتی نوح میں سوار لوگوں کی نسل ہے۔

4-حضرت نوحؑ نے براہ راست اللہ تعالیٰ کی راہنمائی میں کشتی تیار کی۔ پھر حضرت انسان نے ان سے کشتی بنانے کا فن سیکھ لیا اور دریاؤں سمندروں کو عبور کرنا جان لیا۔

إِن كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ﴿٥٣﴾

وہ پس ایک ہی گرجدار آواز ہو گی پھر وہ فوراً سب کے سب ہمارے حضور پیش کر دیئے جائیں گے[1] ○

فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٥٤﴾ إِنَّ

آج کسی پر ذرہ بھر بھی ظلم نہ کیا جائے گا اور تمہیں ویسا ہی بدلہ دیا جائے گا جیسے تم عمل کرتے

أَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغُلٍ فَاكِهُونَ ﴿٥٥﴾ هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلَالٍ

رہے ○ بلاشبہ آج اہل جنت مزے اڑانے میں مشغول ہوں گے[2] ○ وہ اور ان کی بیویاں چھاؤں میں تختوں پر

عَلَى الْأَرَائِكِ مُتَّكِئُونَ ﴿٥٦﴾ لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُم مَّا يَدَّعُونَ ﴿٥٧﴾

تکیہ لگائے ہوں گے ○ وہاں انہیں کھانے کو میوے بھی ملیں گے اور جو وہ طلب کریں گے وہ بھی

سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِيمٍ ﴿٥٨﴾ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ ﴿٥٩﴾

ملے گا ○ مہربان رب فرمائے گا (تم پر) سلامتی ہو ○ اور اے مجرمو! آج تم الگ ہو جاؤ[3] ○

أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَن لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ

اے بنی آدم! کیا میں نے تمہیں تاکید نہیں کی تھی[4] کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا، وہ تمہارا صریح

مُّبِينٌ ﴿٦٠﴾ وَأَنِ اعْبُدُونِي هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾ وَلَقَدْ أَضَلَّ

دشمن ہے ○ اور میری ہی عبادت کرنا یہی صراط مستقیم ہے ○ اس نے تم میں سے ایک

مِنكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا أَفَلَمْ تَكُونُوا تَعْقِلُونَ ﴿٦٢﴾ هَٰذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي

گروہ کثیر کو گمراہ کر دیا کیا تم سوچتے نہیں؟ ○ یہ ہے وہ جہنم جس کا تم سے

كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿٦٣﴾ اصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٦٤﴾ الْيَوْمَ

وعدہ کیا جاتا تھا ○ آج اس میں داخل ہو جاؤ کیونکہ تم کفر کیا کرتے تھے ○ آج ہم ان کے

نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا

منہ پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے جو

يَكْسِبُونَ ﴿٦٥﴾ وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلَىٰ أَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَأَنَّىٰ

کچھ وہ کیا کرتے تھے[5] ○ اگر ہم چاہیں تو ان کی آنکھیں مٹا دیں پھر وہ راہ کی طرف آگے بڑھیں تو کیونکر

يُبْصِرُونَ ﴿٦٦﴾ وَلَوْ نَشَاءُ لَمَسَخْنَاهُمْ عَلَىٰ مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوا

دیکھ سکیں گے؟ ○ اور اگر چاہیں تو ان کی جگہ پر ہی انہیں مسخ کر دیں پھر نہ یہ آگے چل سکیں گے اور

مُضِيًّا وَلَا يَرْجِعُونَ ﴿٦٧﴾ وَمَن نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ أَفَلَا

نہ پیچھے لوٹ سکیں گے[6] ○ اور جس کو ہم زیادہ عمر دیتے ہیں اسے خلقت میں الٹ دیتے ہیں[7] کیا یہ سوچتے

يَعْقِلُونَ ﴿٦٨﴾ وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنبَغِي لَهُ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ

نہیں ○ ہم نے اس (نبی کو) شعر کہنا نہیں سکھلایا اور نہ یہ اس کے لئے مناسب تھا[8] یہ تو ایک نصیحت اور واضح

مُّبِينٌ ﴿٦٩﴾ لِّيُنذِرَ مَن كَانَ حَيًّا وَيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿٧٠﴾

پڑھی جانے والی کتاب ہے ○ تاکہ جو زندہ ہے وہ اسے ڈرائے اور انکار کرنے والوں پر حجت قائم ہو جائے ○

1- نفخہ ثالثہ کی جانب اشارہ ہے۔ جو "نفخہ قیام لرب العالمین" کہلاتا ہے۔ اسکے علاوہ پہلا نفخہ فزع کہلاتا ہے اور دوسرا نفخہ الصعق۔ پہلے نفخہ کے بعد ساری مخلوق سہم جائے گی۔ اس کے بعد دوسرے نفخہ سے سب ہلاک ہو جائیں گے اور تیسرے نفخہ سے سب اٹھ کھڑے ہوں گے اور اللہ کی بارگاہ میں دوڑتے ہوئے حاضر ہوں گے۔ بعض مفسرین صرف دو نفخات کے قائل ہیں۔ واللہ اعلم

2- گویا ابھی مجرموں سے حساب کتاب کا مرحلہ چل ہی رہا ہو گا کہ اہل جنت جنت میں پہنچ جائیں گے۔

3- خدا ترس اور نیک لوگوں کا بد معاشوں میں رہنا ہی دنیا میں ان کیلئے بہت بڑی ابتلا تھی۔ چنانچہ آج مجرموں کو ان نیک صفت لوگوں سے نکال کر علیحدہ کر دیا جائے گا۔

4- مراد عہد الست ہے۔

5- کٹر قسم کے مجرم اللہ کے ہاں بھی مکر جائیں گے۔ شہادات قائم کی جائیں گیں تو انکو بھی جھٹلا دیں گے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کی عدالت میں جبراً کوئی اقبال جرم نہ کروائے جائیں گے بلکہ عدالت کے تمام تر تقاضے ملحوظ رہیں گے۔

جب یہ مجرم ہر شہادت کو جھٹلاتے جائیں گے تب منہ پہ مہر لگا دی جائے گی۔ پھر متعلقہ اعضاء ہی انکے خلاف گواہی دے کر حجت تمام کر دیں گے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (حم سجدہ 41:21-20)

6- مجرموں کو جرم کرتے ہوئے رنگے ہاتھوں بھی ہم سزا دے سکتے ہیں مگر ہم مہلت دیتے ہیں۔

7- بوڑھے ہونے کے بعد دوبارہ بچپن کی طرح انسانی قویٰ کمزور ہو جاتے ہیں۔ جسمانی قوت اور ذہنی صلاحیت سب کچھ ہی انحطاط کا شکار ہو جاتا ہے۔

8- کلام میں کشش پیدا ہونے کے کئی اسلوب ہیں۔ قصہ گوئی، شعر وغیرہ اب آپ ﷺ نے جو کلام پیش کیا وہ احکم الحاکمین کا کلام ہے اس میں ویسے ہی کلام کی تمام اصناف سے زیادہ کشش موجود ہے جو براہ راست دلوں پہ اثر کرتی ہے تو پھر آپ کو اشعار گوئی کی کیا ضرورت ہے؟ شاعر عموماً زمین و آسمان کے قلابے ملاتے پھرتے ہیں۔ دیکھیں (الشعراء 27:226-224)

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا خَلَقْنَا لَهُم مِّمَّا عَمِلَتْ أَيْدِينَا أَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مَالِكُونَ ﴿٧١﴾

کیا وہ دیکھتے نہیں کہ جو چیزیں ہم نے اپنے ہاتھوں بنائی ان میں سے ان کے لئے چوپائے پیدا کئے اب وہ ان کے

وَذَلَّلْنَاهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوبُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُونَ ﴿٧٢﴾ وَلَهُمْ فِيهَا مَنَافِعُ

مالک ہیں○ اور ہم نے مویشیوں کو ان کا مطیع[1] بنایا ان سے کسی پر سوار ہوتے ہیں اور کسی کو کھاتے ہیں○ نیز ان

وَمَشَارِبُ ۖ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ﴿٧٣﴾ وَاتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لَّعَلَّهُمْ

سے انہیں اور بھی فوائد اور مشروب ملتے ہیں کیا پھر شکر نہیں کرتے؟○ اور انہوں نے اللہ کے علاوہ کئی الہ بنا

يُنصَرُونَ ﴿٧٤﴾ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُندٌ مُّحْضَرُونَ ﴿٧٥﴾ فَلَا

رکھے ہیں تاکہ ان کی مدد کی جائے○ وہ ان کی مدد نہ کر سکیں گے بلکہ وہ جتھے بھی پیش کئے جائیں

يَحْزُنكَ قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٧٦﴾ أَوَلَمْ يَرَ الْإِنسَانُ

گے○ لہٰذا ان کی باتیں آپ کو غمزدہ نہ کریں ہم یقیناً جانتے ہیں جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے

أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن نُّطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ ﴿٧٧﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَ

ہیں○ کیا انسان دیکھتا نہیں کہ ہم نے اسے نطفہ سے پیدا کیا پھر وہ صریح جھگڑالو بن گیا[2]○ وہ ہمارے لئے

نَسِيَ خَلْقَهُ ۖ قَالَ مَن يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ﴿٧٨﴾ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي

مثال بیان کرتا ہے اور اپنی تخلیق بھول گیا کہتا ہے کہ بوسیدہ[3] ہڈیاں کون زندہ کرے گا؟"○ کہہ دیجئے کہ: "وہی

أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ﴿٧٩﴾ الَّذِي جَعَلَ لَكُم مِّنَ

زندہ کرے گا جس نے اسے پہلی بار پیدا کیا تھا اور وہ ہر تخلیق جانتا ہے○ وہی ہے جس نے تمہارے لئے

الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا فَإِذَا أَنتُم مِّنْهُ تُوقِدُونَ ﴿٨٠﴾ أَوَلَيْسَ الَّذِي

سرسبز درخت سے آگ پیدا کر دی جس سے تم آگ سلگاتے ہو○ کیا وہ ذات جس نے ارض و

خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُم ۚ بَلَىٰ وَهُوَ

سماوات[4] کو پیدا کیا اس پر قادر نہیں کہ وہ ان جیسوں کو پیدا کر سکے کیوں نہیں وہی سب پیدا کرنے والا اور

الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ ﴿٨١﴾ إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَن يَقُولَ لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴿٨٢﴾

سب جاننے والا ہے○ اس کا کام تو صرف یہ ہے کہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اسے فرماتا ہے کہ "ہو جا" تو ہو

فَسُبْحَانَ الَّذِي بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٨٣﴾

جاتی ہے○ پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ ہر چیز کی حکومت ہے اور اسی طرف تم لوٹائے جاؤ گے○

سورۃ الصّٰفّٰت مکیۃ وھی مائۃ واثنتان وثمانون آیۃ وخمس رکوعات

آیات ۱۸۲ (۳۷) سورہ صافات مکی ہے (۵۲) رکوع ۵

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

وَالصَّافَّاتِ صَفًّا ﴿١﴾ فَالزَّاجِرَاتِ زَجْرًا ﴿٢﴾ فَالتَّالِيَاتِ ذِكْرًا ﴿٣﴾

صف بستہ کھڑا ہونے والوں کی قسم[6]○ پھر جو ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہیں[5]○ پھر جو ذکر (قرآن) پڑھتے ہیں○

1-ان جانوروں کی سرشت ایسے بنادی کہ انسان کے ماتحت کام کرتے ہیں۔ ادنوں کی ایک لمبی قطار بھی ایک بچہ جہاں چاہے لے جاتا ہے۔ اگر اللہ چاہتے تو ان کی تخلیق ایسی نہ ہوتی پھر وہ انسان کے کسی کام نہ آسکتے۔

2-حق کا نہ صرف انکار کردیتاہے بلکہ اسکی راہ میں رکاوٹ پیدا کرنے کیلئے بدترین ہتھکنڈے استعمال کرنے لگتا ہے۔ اپنے خالق ہی کی ذات کے متعلق کئی قسم کی بحثیں کھڑی کر دیتا ہے۔

3-مفسرین نے بیان کیاہے کہ یہ آیات ابی بن خلف کے بارے میں نازل ہوئیں جو آپ ﷺ کے ہاں آیا اسکے ہاتھ میں ایک بوسیدہ ہڈی تھی جسے اپنے ہاتھ سے مسل کر چورا کر رہا تھا پھر کہا کہ اے محمد ﷺ کیا تم سمجھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اسی طرح مٹی ہونے کے بعد اٹھائے گا؟ تو اللہ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔ انسان اللہ تعالیٰ کی قدرتوں اور صلاحیتوں کو اپنی ذات پہ محمول کرلیتا ہے۔ اگر خود یہ کام نہیں کرسکتا تو اللہ تعالیٰ کو بھی قادر نہیں سمجھتا حالانکہ اگر خود اپنی پیدائش ہی پہ غور کرلیتا تو اسے یہ اشکال واقع نہ ہوتا۔

4-اللہ تعالیٰ نے پہلا اور انتہائی منطقی جواب تو یہ دیا کہ جس نے پہلی دفعہ پیدا کیا ہے وہی دوبارہ پیدا کرے گا۔ حالانکہ اگر انسانی عقل کے اعتبار ہی سے دیکھا جائے تو پہلی دفعہ تخلیق کرنا تو بہت مشکل ہوتا ہے جبکہ بعد میں بہت آسان ہوتا ہے۔ دوسری دلیل یہ دی کہ جو لکڑی کو اس قابل بنادیتا ہے کہ وہ جلانے کے قابل بن جائے حالانکہ پانی اور مٹی سے یہ پیدا ہوتی ہے نہ پانی میں جلانے کی صلاحیت ہے اور نہ ہی مٹی میں کیا وہ انسان ہی پیدا نہ کرسکے گا اور تیسری دلیل یہ دی کہ جس نے ساری کائنات زمین، قمر، شمس، ستارے، سیارے اور کہکشاں (Galaxies) بنائی ہیں وہ حضرت انسان ہی کو پیدا نہ کرسکے گا؟

5-مفسرین نے اتفاق کیا ہے کہ اس سورت کی پہلی تینوں آیات میں فرشتوں کی قسمیں کھائی گئی ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"تم لوگ ایسے صف باندھا کرو جیسے فرشتے بارگاہ الٰہی میں صف بستہ رہتے ہیں۔ تم لوگ سب سے پہلے اگلی صف پوری کیا کرو اور صف میں خوب مل کر کھڑے ہوا کرو۔"

(مسلم)

6-مجرموں پہ لعنت پھٹکار نے والے فرشتے یا عذاب الٰہی نازل کرنے والے۔

إِنَّ إِلَٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ﴿٤﴾ رَّبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ

کہ بلاشبہ تمہارا الٰہ ایک ہی ہےO جو ارض و سماوات کا رب ہے اور جو ان کے درمیان ہے اور

الْمَشَارِقِ ﴿٥﴾ إِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِزِينَةٍ الْكَوَاكِبِ ﴿٦﴾ وَحِفْظًا

مشرقین کا بھیO[1] بلاشبہ ہم نے آسمان دنیا کو ستاروں کی زینت سے مزین کیا ہےO[2] اور اسے ہر

مِّن كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ ﴿٧﴾ لَّا يَسَّمَّعُونَ إِلَى الْمَلَإِ الْأَعْلَىٰ وَيُقْذَفُونَ

سرکش شیطان سے محفوظ بنا دیا ہےO وہ ملاءِ اعلیٰ کی باتیں سن ہی نہیں سکتے اور ہر طرف سے

مِن كُلِّ جَانِبٍ ﴿٨﴾ دُحُورًا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ وَاصِبٌ ﴿٩﴾ إِلَّا مَنْ خَطِفَ

ان پر (شہاب) پھینکے جاتے ہیںO تاکہ وہ بھاگ کھڑے ہوں اور ان کے لئے پیہم عذاب ہےO تاہم اگر کوئی

الْخَطْفَةَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ﴿١٠﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ أَهُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَم

کوئی بات لے اڑے تو ایک تیز شعلہ تعاقب کرتا ہےO[3] آپ ان سے پوچھئے کہ کیا ان کی تخلیق زیادہ مشکل

مَّنْ خَلَقْنَا ۚ إِنَّا خَلَقْنَاهُم مِّن طِينٍ لَّازِبٍ ﴿١١﴾ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُونَ ﴿١٢﴾

ہے یا جو ہم پیدا کر چکے ہیں ہم نے انہیں لیس دار گارے سے پیدا کیا بلکہ آپ کو تعجب ہے اور یہ مذاق اڑاتے

وَإِذَا ذُكِّرُوا لَا يَذْكُرُونَ ﴿١٣﴾ وَإِذَا رَأَوْا آيَةً يَسْتَسْخِرُونَ ﴿١٤﴾ وَقَالُوا إِنْ

ہیںO اور جب سمجھایا جائے تو سمجھتے نہیںO اور جب نشانی دیکھتے ہیں تو تمسخر کرتے ہیںO اور کہتے

هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿١٥﴾ أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ﴿١٦﴾

ہیں کہ: "یہ تو صریح جادو ہےO بھلا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں بن جائیں گے تو کیا پھر ہم اٹھائے جائیں

أَوَآبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ ﴿١٧﴾ قُلْ نَعَمْ وَأَنتُمْ دَاخِرُونَ ﴿١٨﴾ فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ

گے؟"O اور کیا ہمارے آباء و اجداد بھی؟O کہیے: ہاں اور تم بے بس ہو گےO وہ تو بس ایک ڈانٹ

وَاحِدَةٌ فَإِذَا هُمْ يَنظُرُونَ ﴿١٩﴾ وَقَالُوا يَا وَيْلَنَا هَٰذَا يَوْمُ الدِّينِ ﴿٢٠﴾ هَٰذَا

ہو گی جس پر وہ فوراً دیکھنے لگیں گےO[4] اور کہیں گے: "ہائے ہماری بد بختی! یہ تو جزاء و سزا کا دن ہے"O یہی

يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِي كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ ﴿٢١﴾ احْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا

فیصلہ کا دن ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھےO ان ظالموں کو اور ان کے ہم جنسوں کو

وَأَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ ﴿٢٢﴾ مِن دُونِ اللَّهِ فَاهْدُوهُمْ إِلَىٰ

اور ان کو اکٹھا کرو جن کی یہ عبادت کیا کرتے تھےO اللہ کے سوا پھر انہیں جہنم کی راہ پر

صِرَاطِ الْجَحِيمِ ﴿٢٣﴾ وَقِفُوهُمْ ۖ إِنَّهُم مَّسْئُولُونَ ﴿٢٤﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُونَ ﴿٢٥﴾ بَلْ

چلا دوO[5] اور انہیں ذرا ٹھہراؤ ان سے پوچھا جائے گاO "تمہیں کیا ہو گیا تم باہم مدد کیوں نہیں کرتے؟"O[6]

هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ ﴿٢٦﴾ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿٢٧﴾

بلکہ آج وہ مطیع بن جائیں گےO اور ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر باہم سوال کریں گےO کہیں گے:

قَالُوا إِنَّكُمْ كُنتُمْ تَأْتُونَنَا عَنِ الْيَمِينِ ﴿٢٨﴾ قَالُوا بَل لَّمْ تَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٢٩﴾

تم ہمارے پاس دائیں (اور بائیں) سے آتے تھےO جواباً کہیں گے بلکہ تم ہی ایمان لانے والے نہیں تھےO

1- شمس سارا سال طلوع ہونے کی جگہ بدلتا رہتا ہے چنانچہ مشرق کئی ہوئے۔ اسی طرح کائنات میں شمس بھی کئی ہیں تو ہر ایک کے اپنے بھی مشرق ہیں۔ یہاں تو صرف مشارق کا ذکر ہے دوسرے مقام پہ مشارق کے ساتھ مغارب کا بھی ذکر ہے دیکھیں (یاسین 38:36)

2- اللہ تعالیٰ نے ستاروں کے ساتھ آسمان دنیا کا ذکر فرمایا ہے۔ آج ماہرین فلکیات (Astronomists) کئی نئے نئے ستارے دریافت کرتے رہتے ہیں۔ ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ بعید ہونے کی وجہ سے جنکی روشنی آج تک زمین میں پہنچ ہی نہیں پائی حالانکہ روشنی کی رفتار تین لاکھ کلومیٹر فی سیکنڈ (300000 km/s) ہے گویا یہ سب ستارے آسمان دنیا ہی میں ہیں۔ ماہرین فلکیات کی تمام تر پہنچ صرف پہلے آسمان تک ہی ہے۔

3- حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

ایک دفعہ آپ ﷺ صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ دفعتاً ایک ستارہ ٹوٹا اور روشنی ہو گئی۔ آپ ﷺ نے صحابہ سے پوچھا کہ دور جاہلیت میں جب ایسا واقعہ ہوتا تو تم کیا کہتے۔ صحابہ کہنے لگے ہم تو یہی کہتے تھے کہ کوئی بڑا آدمی مر گیا یا پیدا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کسی کی زندگی یا موت کے سبب سے نہیں ٹوٹا بلکہ ہمارا رب کسی کام کا فیصلہ کر لیتا ہے تو حاملان عرش تسبیح کرتے ہیں۔ پھر آسمان والے فرشتے جو انکے قریب ہوتے ہیں پھر ان سے قریب والے تسبیح کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ سبحان اللہ کی آواز اس آسمان تک پہنچتی ہے۔ پھر چھٹے آسمان والے ساتویں آسمان والوں سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا وہ انہیں خبر دیتے ہیں اس طرح ہر نچلے آسمان والے اوپر آسمان والوں سے پوچھتے ہیں حتیٰ کہ یہ خبر آسمان دنیا تک پہنچتی ہے اور شیطان اچک کر سننا چاہتے ہیں تو انکو مار پڑتی ہے اور وہ کچھ بات لا کر اپنے یاروں (کاہنوں) پر ڈال دیتے ہیں وہ خبر تو حق ہوتی ہے مگر وہ اسے بدل اور گھٹا بڑھا دیتے ہیں۔"

(ترمذی)

فروری 1995ء میں ایک مصنوعی سیارہ (The Pegasus II Setellite) چھوڑا گیا جس نے زمین کی فضاء میں داخل ہونیوالے شہابیوں (Meteroids) کی مقدار کو ریکارڈ کیا۔ زمین کی فضاء میں روزانہ 100 ملین کے قریب شہابیے داخل ہوتے ہیں اور تقریباً تمام ہی فضاء میں جل جاتے ہیں۔ (Merit Student Encyclopedia) شہابیوں کی ایسی بارش شیاطین کو آسمان کی جانب چڑھنے سے روکتی ہوگی۔

4- یہ تیسرا نفخہ ایسے ہو گا جیسے کوئی ڈانٹ کر سوئے ہوئے شخص کو اٹھا دیتا ہے۔

5- انبیاء، صلحا اور فرشتوں کے علاوہ سب معبودان باطل جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے۔

6- انکی ندامت اور پشیمانی کو مزید بڑھانے کیلئے کہا جائے گا۔

وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ﴿٣٠﴾ فَحَقَّ عَلَيْنَا

اور ہمارا تم پر کچھ زور بھی نہیں تھا بلکہ تم خود سرکش تھے[1]○ ہمارے رب کا قول ہم پر

قَوْلُ رَبِّنَآ ۖ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ﴿٣١﴾ فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ﴿٣٢﴾ فَاِنَّهُمْ

صادق آ گیا کہ ہم عذاب کا مزا چکھنے والے ہیں○ ہم نے تمہیں گمراہ کیا کیونکہ ہم خود بھی گمراہ تھے○ آج کے

يَوْمَئِذٍ فِى الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿٣٣﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿٣٤﴾

دن وہ سب عذاب میں برابر کے شریک ہوں گے○ واقعی ہم مجرموں سے ایسا ہی سلوک کیا کرتے ہیں○

اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٣٥﴾ وَيَقُوْلُوْنَ

انہیں جب یہ کہا جاتا کہ "اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں" تو وہ تکبر کرتے تھے○ اور کہتے تھے:

اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ﴿٣٦﴾ بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ

کیا ہم ایک مجنوں شاعر کی خاطر اپنے معبودوں کو چھوڑ سکتے ہیں"[2]○ حالانکہ وہ حق لایا اور اس نے رسولوں کی

الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٣٧﴾ اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ﴿٣٨﴾ وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا

تصدیق کی تھی○ (انہیں کہا جائے گا) آج تمہیں یقیناً المناک عذاب چکھنا پڑے گا○ اور تمہیں ایسا ہی بدلہ دیا

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٣٩﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿٤٠﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ

جائے گا جیسے تم کرتے رہے○ مگر اللہ کے مخلص بندے (محفوظ رہیں گے)○ ان کے لئے ایسا رزق ہو گا جو

مَّعْلُوْمٌ ﴿٤١﴾ فَوَاكِهُ ۚ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ﴿٤٢﴾ فِىْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿٤٣﴾ عَلٰى سُرُرٍ

انہیں معلوم ہے[3]○ یعنی لذیذ میوے، اور وہ معزز ہوں گے○ نعمتوں والے باغات میں،○ آمنے سامنے تختوں پر

مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿٤٤﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿٤٥﴾ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ

بیٹھے ہوں گے○ ان کے لئے چشموں سے شراب کے جام[4] کا دور چلے گا○ جو نہایت سفید اور پینے والوں

لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿٤٦﴾ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ

کے لئے لذیذ ہو گی○ جس سے نہ سر درد ہو گا اور نہ وہ بدمست ہوں گے○ ان کے پاس نیچی نگاہوں

الطَّرْفِ عِيْنٌ ﴿٤٨﴾ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿٤٩﴾ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

والی اور موٹی آنکھوں والی عورتیں ہوں گی○ ایسی نازک جیسے انڈے کے چھلکے کے نیچے چھپی ہوئی جھلی[5]○ یہ

يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿٥٠﴾ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّىْ كَانَ لِىْ قَرِيْنٌ ﴿٥١﴾ يَّقُوْلُ

بھی آپس میں متوجہ ہو کر سوال کریں گے○ ان میں سے ایک کہے گا: (دنیا میں) میرا ایک ہم نشین[6]

اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ﴿٥٢﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا

تھا○ جو مجھے کہا کرتا: کیا تو بھی تصدیق کرنے والوں میں شامل ہو گیا؟○ بھلا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں بن جائیں

ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ﴿٥٣﴾ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ﴿٥٤﴾ فَاطَّلَعَ

گے تو کیا ہمیں سزا و جزا بھگتنا پڑے گی؟"○ پھر کہے گا: کیا تم اس کا حال معلوم کرنا چاہتے ہو؟○ پھر وہ جھانکے

فَرَاٰهُ فِىْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿٥٥﴾ قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ﴿٥٦﴾

گا تو اسے جہنم کے عین درمیان دیکھے گا[7]○ اور کہے گا: اللہ کی قسم! تم تو مجھے ہلاک کر کے ہی چھوڑتے○

1-تم تو اپنے ذاتی مفادات کیلئے ہمارے ساتھ ہوتے تھے۔ ہمارا تم پہ کیا زور تھا؟

2-تمام انبیاء کو انکی قوم نے ان جیسے القابات سے نوازا ہے۔ اسکی اصل وجہ تو ان کا تکبر اور دنیاوی مفادات کی نگہداشت ہوتا ہے اور بہانے کیلئے کوئی نہ کوئی اعتراضات جڑنا چاہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے اعتراضات میں یہ لوگ ثابت قدم نہیں رہتے بلکہ تبدیل کرتے رہتے ہیں۔ کبھی ساحر، کبھی مسحور، کبھی شاعر کبھی دیوانہ اور مجنون۔ شاعر کے کلام میں اگر دلکشی ہوتی ہے تو نبی کے کلام میں اس سے کہیں زیادہ اثر پذیری کی صلاحیت ہوتی ہے مگر شاعری کی طرح جھوٹ حق کی آمیزش نہیں ہوتی۔ دیوانہ اس لحاظ سے کہتے ہیں کہ آخرت کے تو وہ منکر ہوتے ہیں ان کے [illegible] خیال میں مر کر جی اٹھنا۔ اللہ کی عدالت میں پیش ہونا اور جنت و جہنم کے مناظر سب طلسماتی اور افسانوی باتیں ہیں۔

3-اس کا تذکرہ انہیں انبیاء کی معرفت معلوم ہو گا۔ اسکے علاوہ ان نعمتوں کی تفصیل تو وہ انہیں قطعاً معلوم نہ ہو گی کیونکہ

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ تعالٰی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نیک بندوں کیلئے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہو گا اور نہ ہی کسی کان نے سنا ہو گا۔ نہ ہی کسی انسان کے دل میں اس کا گمان گزرا ہو گا۔"

(بخاری و مسلم)

4-کاس۔ جام یا ساغر۔ معین۔ نتھرا ہوا صاف شفاف ٹھنڈا اور میٹھا پانی چنانچہ دونوں الفاظ ملائے جائیں تو مفہوم یہ ہو گا کہ ایسی خواص رکھنے والی شراب۔

5-اسکا ایک اور مفہوم بیان کیا گیا ہے جسکے مطابق ترجمہ یوں ہو گا "چھپائے ہوئے انڈے" شترمرغ اپنے انڈے پروں کے نیچے چھپائے رکھتا ہے جس سے وہ گرد و غبار سے محفوظ رہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ انڈے انتہائی خوبصورت رنگوں میں ہوتے ہیں۔

6-قرین۔ ساتھی یا دوست جو ہم عمر اور دیگر اوصاف مشترک ہوں۔ عموماً برا ساتھی مراد ہوتا ہے۔

7-اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے آخرت میں سمعی بصری قوتیں آج کی قوتوں سے مختلف اور غالباً کہیں زیادہ ہوں گیں۔

وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّیْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ ﴿۵۷﴾ اَفَمَا نَحْنُ

اور اگر مجھ پر میرے اللہ کا احسان نہ ہوتا تو میں بھی (تمہاری طرح) حاضر کئے ہوئے لوگوں میں ہوتاO (وہ دل

بِمَیِّتِیْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ﴿۵۹﴾ اِنَّ

میں کہے گا) کیا اب تو ہمیں موت نہیں آئے گی؟O وہ ہمیں پہلی بار ہی مرنا تھا اور اب ہمیں عذاب بھی نہیں

هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۶۰﴾ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْیَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَذٰلِكَ

ہوگاO یقیناً یہ بہت بڑی کامیابی ہےO ایسی کامیابی کے لئے عمل کرنے والوں کو عمل کرنے چاہئیں[1]O (بتلاؤ)

خَیْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿۶۲﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِیْنَ ﴿۶۳﴾

ایسی ضیافت اچھی ہے یا تھوہر کے درخت کی[2]؟O جسے ہم نے ظالموں کے لئے ایک آزمائش بنا دیاO

اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِیْٓ اَصْلِ الْجَحِیْمِ ﴿۶۴﴾ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ

وہ ایسا درخت ہے جو جہنم کی تہ سے نکلتا ہے[3]O اس کے شگوفے ایسے ہیں جیسے شیطانوں[4]

الشَّیٰطِیْنِ ﴿۶۵﴾ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۶۶﴾

کے سرO (اہل جہنم) اسی کو کھائیں گے اور اس سے اپنے پیٹ بھریں گےO

ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَیْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِیْمٍ ﴿۶۷﴾ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى

پھر اس پر انہیں پینے کو پیپ ملا کھولتا ہوا پانی[5] ملے گاO پھر انہیں جہنم کی طرف لوٹنا

الْجَحِیْمِ ﴿۶۸﴾ اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّیْنَ ﴿۶۹﴾ فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ

ہوگا[6]O انہوں نے اپنے آباء واجداد کو گمراہ پایاO تو انہیں کے نقش قدم پر

یُهْرَعُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۷۱﴾ وَلَقَدْ

دوڑنے لگے[7]O حالانکہ ان سے پہلے بہت سے گذشتہ لوگ گمراہ ہو چکے تھےO بلاشبہ

اَرْسَلْنَا فِیْهِمْ مُّنْذِرِیْنَ ﴿۷۲﴾ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

ہم نے ان میں ڈرانے والے بھیجے تھے[8]O پھر دیکھو لو، جنہیں ڈرایا گیا

الْمُنْذَرِیْنَ ﴿۷۳﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ ﴿۷۴﴾ وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ

تھا ان کا انجام کیا ہوا[9]O (ان میں سے) صرف اللہ کے مخلص بندے (ہی محفوظ رہے)O اور نوحؑ نے ہمیں پکارا تو

فَلَنِعْمَ الْمُجِیْبُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَنَجَّیْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِیْمِ ﴿۷۶﴾

ہم خوب دعا قبول کرنے والے ہیںO اور انہیں اور ان کے گھر والوں کو شدید بے چینی سے نجات دیO

وَجَعَلْنَا ذُرِّیَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِیْنَ ﴿۷۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ ﴿۷۸﴾

اور صرف انہی کی اولاد کو باقی رکھاO اور بعد میں آنے والی نسلوں میں ان (کا ذکر خیر) چھوڑ دیاO

سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ ﴿۷۹﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۸۰﴾

ساری دنیا میں نوحؑ پر سلام ہوO ہم نیکی کرنے والوں کو ایسے ہی صلہ دیا کرتے ہیںO

اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۸۱﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِیْنَ ﴿۸۲﴾

بلاشبہ وہ ہمارے ایماندار بندوں سے تھے[10]O پھر ہم نے (نوحؑ کے علاوہ) باقی لوگوں کو غرق کر دیاO

1-یعنی اپنی زندگی کا مشن اور ٹارگٹ (Target) یہ کامیابی مقرر کرنی چاہئے۔

2-اسکے پتے خاردار ہوتے ہیں۔ جو ناگوار اور ذائقہ کڑوا ہوتا ہے۔ اس سے سفید قسم کا سیال نکلتا ہے جو انسانی جسم پہ لگ جائے تو ورم ہو جاتا ہے۔

3-کفار نے اس آیت کا مذاق اڑایا کہ بھلا آگ میں درخت کیسے اگ سکتا ہے۔ یہ اشکال انہیں اس لئے ہی واقع ہوا کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی قدرتوں پہ کچھ یقین نہ تھا نیز انہیں یہ بھی معلوم نہ تھا کہ قیامت کے دن فطری قوانین آج کے فطری قوانین سے مختلف ہوں گے۔

4-بدصورتی اور برائی کی تشبیہ شیطان کے سر سے دی گئی ہے جیسے کسی نیک انسان کو فرشتہ سیرت کہہ دیا جاتا ہے۔ دوسری جانب شیطان سانپ کو بھی کہتے ہیں (منجد) گویا اس کے شگوفے ناگ کے پھن جیسے ہیں۔

5-انکے کھانے میں کھولتا ہوا پانی ملا دیا جائے گا۔

6-جہنم کے ایک خاص حصہ میں ان کی یہ "ضیافت" ہوگی اور پھر دوبارہ انہیں واپس انکے اصل ٹھکانے کی طرف لیجایا جائے گا۔

7-حالانکہ اپنے دنیاوی مفادات کے ضمن میں انہوں نے اپنی عقل سے خوب کام لیا اور اپنے آباؤ اجداد سے زیادہ پھرتی دکھائی۔

8-انہوں نے اپنی ضروری ہدایت کیلئے نہ تو عقل کو استعمال کیا اور نہ ہی انبیاء کی دعوت پر کان دھرے۔

9-حضرت نوحؑ نے اپنی قوم کو نو سو پچاس سال تک سمجھایا مگر وہ صراط مستقیم پر نہ آئے۔ آپ کو ستانے کی حد کر دی۔ جب انہیں علم ہو گیا کہ اب مزید کوئی بھی شخص صراط مستقیم پہ آنیوالا نہیں ہے تب آپ نے اللہ تعالیٰ سے فریاد کی کہ تو ہی مجھے ظالموں سے نجات دے۔

10-حضرت سمرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ۔

نوحؑ کے تین بیٹے تھے۔ حام، سام اور یافث۔ حام حبش کا باپ ہے۔ سام عرب کا اور یافث روم کا۔"

(ترمذی)

قرآن کی دیگر آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ آج کی نسلی انسانی حضرت نوحؑ کی اولاد کے علاوہ ان لوگوں کی اولاد بھی ہے جو آپ کے ساتھ کشتی میں سوار تھے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں (بنی اسرائیل 3:17)

وَإِنَّ مِنْ شِيعَتِهِ لَإِبْرَاهِيمَ (83) إِذْ جَاءَ رَبَّهُ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ (84)

اور اسی (نوحؑ) کے گروہ سے ابراہیم تھے1 ○ جبکہ وہ اپنے رب کے ہاں صاف دل لے کر آئے ○

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَاذَا تَعْبُدُونَ (85) أَئِفْكًا آلِهَةً دُونَ اللَّهِ

جب انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے پوچھا: تم کس کی عبادت کرتے ہو؟ ○ کیا تم اللہ کو چھوڑ کر جھوٹے

تُرِيدُونَ (86) فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ (87) فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ (88)

الٰہ چاہتے ہو؟ ○ پھر تمہارا رب العلمین کی نسبت کیا خیال ہے؟2 ○ پھر انہوں نے ستاروں میں نظر ڈالی ○ تو

فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ (89) فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ (90) فَرَاغَ إِلَىٰ آلِهَتِهِمْ

کہا کہ میری طبیعت خراب ہے3 ○ چنانچہ وہ انہیں پیچھے چھوڑ گئے ○ تو ابراہیم چپکے سے ان کے معبودوں کی طرف

فَقَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ (91) مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُونَ (92) فَرَاغَ عَلَيْهِمْ

جا گھسے اور کہا: تم کھاتے کیوں نہیں؟ ○ تمہیں کیا ہو گیا، تم بولتے نہیں ○ پھر وہ ان پر پل پڑے

ضَرْبًا بِالْيَمِينِ (93) فَأَقْبَلُوا إِلَيْهِ يَزِفُّونَ (94) قَالَ أَتَعْبُدُونَ مَا

اور دائیں ہاتھ سے ضربیں لگائیں4 ○ پھر وہ دوڑتے ہوئے ابراہیم کے پاس آئے5 ○ ابراہیم نے کہا: کیا تم ان کی

تَنْحِتُونَ (95) وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ (96) قَالُوا ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا

عبادت کرتے ہو جنہیں تراشتے ہو ○ حالانکہ اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور ان کو بھی جو تم بناتے ہو ○ وہ

فَأَلْقُوهُ فِي الْجَحِيمِ (97) فَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَسْفَلِينَ (98)

کہنے لگے: اس کے لئے الاؤ تیار کرو اور اسے جہنم میں پھینک دو ○ انہوں نے ابراہیم کے خلاف تدبیر کی مگر ہم

وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي سَيَهْدِينِ (99) رَبِّ هَبْ لِي مِنَ

نے انہیں نیچا دکھا دیا6 ○ نیز ابراہیم نے کہا: میں اپنے رب کی طرف جاتا ہوں وہی میری رہنمائی کرے گا ○

الصَّالِحِينَ (100) فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ (101) فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ

اے میرے رب! مجھے صالح (بیٹا) عطا فرما7 ○ چنانچہ ہم نے انہیں بردبار بیٹے کی بشارت دی ○ پھر جب وہ

قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَىٰ

بیٹا ان کے ہمراہ دوڑ دھوپ کی عمر کو پہنچا تو ابراہیم نے کہا: بیٹے! میں نے خواب دیکھا ہے8 کہ میں تمہیں

قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ

ذبح کر رہا ہوں اب بتلاؤ تمہاری کیا رائے ہے؟9 بیٹے نے کہا: ابا جان! وہی کچھ کیجئے جو آپ کو حکم ہوا ہے آپ

الصَّابِرِينَ (102) فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ (103) وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ (104)

ان شاء اللہ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے ○ پھر جب دونوں نے سر تسلیم خم کر دیا اور ابراہیم نے بیٹے کو پیشانی کے

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ (105) إِنَّ

بل گرا دیا10 ○ تب ہم نے اسے پکارا: اے "ابراہیم ○ تم نے خواب کو سچ کر دکھایا، ہم یقیناً نیکی کرنے والوں کو

هَٰذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ (106) وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ (107)

ایسے ہی صلہ دیتے ہیں" ○ بلاشبہ یہ ایک صریح آزمائش تھی ○ اور ہم نے ایک بڑی قربانی ان کا فدیہ دیا11 ○

1-" شیعہ " ایسا گروہ جسکے دینی عقائد ایک جیسے ہوں۔

2-اللہ ہمارے بھائی کی لغزش سے درگزر کرے۔ جدید دور کے ایک مفسر نے حضرت ابراہیم سے متعلق اس حدیث میں طعن کیا ہے جس میں آپکا زندگی میں تین مرتبہ جھوٹ بولنے کا ذکر ہے۔

یہاں سمجھنے والی بات یہ ہے کہ ہر جھوٹ گناہ نہیں ہوتا اور ہر ظاہری طور پہ نظر آنے والا جھوٹ جھوٹ نہیں ہوتا۔ فرمان الٰہی ہے۔

"مگر اس پہ (کچھ گناہ نہیں) جو مجبور کر دیا گیا تھا مگر اسکا دل ایمان پہ مطمئن رہا۔" (النمل 106:6)

حضرت ام کلثوم کہتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ کہتے سنا کہ

"وہ جھوٹا نہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کرا دیتا ہے۔ بھلائی پھیلاتا ہے یا بھلائی کہتا ہے۔" (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جس صحیح حدیث کا انکار ہمارے اس بھائی نے کیا ہے حقیقت میں یہ حدیث حضرت ابراہیم کی عظمت کی دلیل ہے اسکا مفہوم یہ ہے۔

حضرت ابراہیم نے اپنی زندگی میں ان تین کے علاوہ کبھی بھی جھوٹ نہیں بولا۔ اور ان تین جھوٹوں کی حقیقت بھی بس اتنی ہی ہے اور یہ بھی صرف حق کی حمایت میں بولے گئے ہیں۔ اب اگر فی الواقع ہم انہیں جھوٹ مان لیں تو حضرت ابراہیم کی 175 سالہ زندگی میں صرف یہی تین جھوٹ ہیں ذرا ہر شخص اپنی زندگی میں بھی نگاہ کرلے کہ کتنے جھوٹ بولے ہیں تو حقیقت نکھر کر سامنے آجاتی ہے۔

3-حضرت ابراہیم عراق کے شہر بابل سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ لوگ نجوم پرست تھے۔ جب قوم کے لوگ اپنے جشن کے دن بستی سے باہر میلہ کیلئے نکلے تو انہوں نے ستاروں کی طرف دیکھ کر کہہ دیا کہ میری طبیعت ناساز ہے۔

4-چنانچہ جس موقع کی انتظار میں تھے وہ میسر آگیا۔ بت خانہ میں جا کر سب بتوں کو توڑ پھوڑ دیا اور کلہاڑا بڑے بت کے کندھے پہ لٹکا دیا۔

5-قوم کو یہ اندازہ تو پہلے ہی تھا حضرت ابراہیم ان بتوں کے مخالف ہیں اور پھر وہی میلہ سے پیچھے رہے تھے۔

6-جب انہیں آگ میں پھینکا گیا تو اللہ کے حکم سے آگ ٹھنڈی اور فرحت بخش بن گئی۔

7-حضرت ابراہیم کی عمر کافی زیادہ ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل عطا فرمائے۔

8-انبیاء کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں۔ پھر آپ نے تین دن مسلسل یہ خواب دیکھا آپ نے سمجھ لیا کہ یہ اللہ کا حکم ہے۔

9-یہ اسلیئے نہیں پوچھا کہ ذبح کریں یا نہ کریں بلکہ اسلیئے پوچھا کہ معلوم ہو جائے کہ بیٹا صالح ہے یا نہیں؟ یاد رہے اللہ تعالیٰ سے حضرت ابراہیم نے صالح بیٹا مانگا تھا دیکھیں آیت نمبر 100

10-تاکہ چہرہ سامنے ہونے سے شفقت پدری حکم الٰہی بجالانے میں رکاوٹ نہ بنے۔

11-یہ ایک سینگ والا مینڈھا تھا جو کہ فرشتوں نے وہاں لا کر حاضر کیا تھا۔

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ﴿١٠٨﴾ سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ﴿١٠٩﴾ كَذَٰلِكَ

اور پچھلے لوگوں میں اس کا (ذکر خیر) چھوڑ دیا○ ابراہیم پر سلام ہو○ ہم نیکی کرنے[1]

نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿١١٠﴾ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١١﴾ وَبَشَّرْنَاهُ

والوں کو ایسے ہی بدلہ دیا کرتے ہیں○ بلاشبہ وہ ہمارے ایماندار بندوں سے تھے○ اور ہم نے ابراہیم کو

بِإِسْحَاقَ نَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ ﴿١١٢﴾ وَبَارَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلَىٰ إِسْحَاقَ ۚ وَ

اسحاق کی بشارت دی جو صالح لوگوں میں سے نبی ہو گا○ اور ہم نے ابراہیم اور اسحاق دونوں پر برکت نازل کی

مِن ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ مُبِينٌ ﴿١١٣﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَىٰ

اور ان دونوں کی اولاد سے کچھ نیک لوگ ہوئے اور کچھ اپنے آپ پر صریح ظلم کرنے والے تھے○ نیز ہم نے

مُوسَىٰ وَهَارُونَ ﴿١١٤﴾ وَنَجَّيْنَاهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ﴿١١٥﴾

موسیٰ اور ہارون پر بھی بڑا احسان کیا[2]○ اور انہیں اور ان کی قوم کو شدید بے چینی سے نجات دی○

وَنَصَرْنَاهُمْ فَكَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ ﴿١١٦﴾ وَآتَيْنَاهُمَا الْكِتَابَ الْمُسْتَبِينَ ﴿١١٧﴾

اور ان کی مدد کی تو بالآخر وہی غالب ہوئے○ اور دونوں کو نہایت واضح کتاب دی○

وَهَدَيْنَاهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ﴿١١٨﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي

اور انہیں صراط مستقیم پر چلایا○ اور ان کا (ذکر خیر) پچھلی

الْآخِرِينَ ﴿١١٩﴾ سَلَامٌ عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ﴿١٢٠﴾ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي

نسلوں میں چھوڑ دیا○ موسیٰ اور ہارون پر سلام ہو○ ہم نیکو کاروں کو ایسے ہی صلہ

الْمُحْسِنِينَ ﴿١٢١﴾ إِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٢٢﴾ وَإِنَّ إِلْيَاسَ

دیا کرتے ہیں○ وہ دونوں ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے○ اور الیاس[3] بھی بلاشبہ

لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٢٣﴾ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٢٤﴾ أَتَدْعُونَ

رسولوں میں سے تھے○ جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا: کیا تم (اللہ سے) ڈرتے نہیں؟○ تم بعل[4] کو

بَعْلًا وَتَذَرُونَ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ ﴿١٢٥﴾ اللَّهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ آبَائِكُمُ

تو پکارتے ہو اور احسن الخالقین کو چھوڑ دیتے ہو؟[5]○ اس اللہ کو جو تمہارا اور تمہارے پہلے آباء و اجداد

الْأَوَّلِينَ ﴿١٢٦﴾ فَكَذَّبُوهُ فَإِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ ﴿١٢٧﴾ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ

کا رب ہے؟○ مگر انہوں نے اسے جھٹلایا لہٰذا وہ (عذاب کے لئے) حاضر کئے جائیں گے○ بجز اللہ کے

الْمُخْلَصِينَ ﴿١٢٨﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ﴿١٢٩﴾ سَلَامٌ عَلَىٰ

مخلص بندوں کے○ اور پچھلی نسلوں میں اس کا (ذکر خیر) چھوڑ دیا○ الیاس پر

إِلْ يَاسِينَ ﴿١٣٠﴾ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿١٣١﴾ إِنَّهُ مِنْ

سلام ہو○ ہم نیکوکاروں کو ایسے ہی صلہ دیا کرتے ہیں○ یقیناً وہ

عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٣٢﴾ وَإِنَّ لُوطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٣٣﴾

ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے○ اور لوط[6] بھی بلاشبہ ہمارے رسولوں میں سے تھے○

ع ۳ / ۹

1-چنانچہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کی اطاعت گزاری کی یہ اعلیٰ مثال اللہ رب العزت کو اتنی پسند آئی کہ اسے مستقل سنت بنادیا۔ قیامت تک لوگ قربانی کرکے اس سنت کو زندہ کرتے رہیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ

لوگوں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ یہ قربانی کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ۔ ''تمہارے باپ ابراہیم کی سنت ہے۔''

(احمد)

بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے۔ ذبیح اللہ حضرت اسماعیل نہ تھے بلکہ حضرت اسحاق تھے۔ یہ کئی وجوہ سے غلط ہے۔

ا۔ یہاں حضرت ابراہیم کے ساتھ اس بیٹے کا ذکر ہے جو کہ قربانی کے عمل میں شامل تھے۔ جبکہ دوسرے بیٹے یعنی حضرت اسحٰق کا ذکر آیت نمبر 112 میں آرہا ہے۔

ب۔ حضرت اسمٰعیلؑ کی بشارت دی گئی تو اسکے ساتھ حلیم کی صفت مذکور ہوئی۔ اس کا تعلق قربانی سے ہے جبکہ حضرت اسحٰق کی بشارت دی گئی تو ساتھ ہی انکے بیٹے یعقوب کی بشارت بھی دیدی گئی۔ یہ امر محال ہے کہ ایک جانب حضرت اسحٰق کے بیٹے کی خوشخبری دی گئی ہو اور دوسری جانب حضرت اسحاق کی قربانی کا حکم دیا گیا ہو۔

ج۔ قربانی کی یادگار اور اس سے متعلقہ رسوم بنی اسماعیل میں بطور وراثت منتقل ہوتی چلی آتی ہیں حتیٰ کہ آپ کی بعثت کے وقت بھی کسی نہ کسی شکل میں موجود تھیں۔

2-ان احسانات کی فہرست بڑی طویل ہے۔ بنی اسرائیل کے جانی دشمن کے گھر ہی پرورش کا بندوبست کردیا' نبوت عطا فرمائی۔ 'معجزات دیئے' فرعون کے مقابلہ میں کامیابی عطا فرمائی۔

3-حضرت الیاس جنہیں الیاسین بھی کہا گیا ہے حضرت ہارون کی اولاد میں سے تھے۔ انکا زمانہ نبوت نویں صدی قبل مسیح ہے۔ انکا مرکز تبلیغ بعلبک نامی شہر تھا جو کہ شام میں واقع ہے۔

4-حضرت الیاس کی قوم بعل نامی بت کی پجاری تھی۔ قرآن کریم میں بعل لفظ ''خاوند'' کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ سامی اقوام لفظ خداوند' سردار کے معنوں میں استعمال کرتی تھیں گویا یہ بت انہوں نے دوسرے تمام بتوں کا سردار مقرر کیا ہوا تھا۔

5-اب '' بعل'' جسے خود تم نے گھڑ رکھا ہے تم اسکے خالق ہو نہ کہ وہ تمہارا خالق ہے۔ پھر تم کیوں اپنے اور اپنے باپ دادا کے خالق کے حضور نہیں جھکتے؟

6-حضرت لوط حضرت ابراہیم کے بھتیجے تھے۔ انکا مرکز تبلیغ سدوم کا علاقہ تھا انکی قوم دوسری بیماریوں کے علاوہ ہم جنس پرستی کے مرض میں بھی مبتلا تھی۔

إِذْ نَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ (134) إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَابِرِينَ (135) ثُمَّ

جب ہم نے انہیں اور ان کے اہل و عیال کو نجات دی○ سوائے ایک بڑھیا کے جو پیچھے رہنے والوں میں

دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ (136) وَإِنَّكُمْ لَتَمُرُّونَ عَلَيْهِمْ مُصْبِحِينَ (137) وَبِاللَّيْلِ

تھی○ پھر باقیوں کو ہم نے تباہ کر دیا○ اور تم لوگ ان (کی اجڑی بستی) پر سے صبح و شام گزرتے

أَفَلَا تَعْقِلُونَ (138) وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ (139) إِذْ أَبَقَ إِلَى

رہتے ہو○ پھر کیا تمہیں عقل نہیں آئی○ اور یونس بھی بلاشبہ رسولوں سے تھے○ جب وہ (ایک بھری

الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ (140) فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ (141)

ہوئی کشتی) کی طرف بھاگ نکلے○ پھر قرعہ ڈالا (گیا) تو انہوں نے زک اٹھائی○

فَالْتَقَمَهُ الْحُوتُ وَهُوَ مُلِيمٌ (142) فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ (143)

چنانچہ مچھلی نے انہیں نگل لیا اور وہ ملامت زدہ تھے○ اب اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے○

لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ (144) فَنَبَذْنَاهُ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ

تو تاقیامت مچھلی کے پیٹ میں پڑے رہتے○ پھر ہم نے انہیں ایک چٹیل میدان میں پھینک دیا جبکہ وہ

سَقِيمٌ (145) وَأَنْبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِنْ يَقْطِينٍ (146) وَأَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ

بیمار تھے○ اور ان پر ایک بیل دار درخت اگا دیا○ اور (بعد میں) انہیں ایک لاکھ یا اس سے زیادہ

مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ (147) فَآمَنُوا فَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَىٰ حِينٍ (148)

لوگوں کی طرف بھیجا○ چنانچہ وہ لوگ ایمان لائے تو ہم نے انہیں کچھ مدت زندگی سے فائدہ اٹھانے کا موقع دیا○

فَاسْتَفْتِهِمْ أَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُونَ (149) أَمْ خَلَقْنَا الْمَلَائِكَةَ

آپ ان سے پوچھئے: کیا آپ کے رب کے لئے تو بیٹیاں ہوں اور ان کے لئے بیٹے؟○ یا ہم نے

إِنَاثًا وَهُمْ شَاهِدُونَ (150) أَلَا إِنَّهُمْ مِنْ إِفْكِهِمْ لَيَقُولُونَ (151)

فرشتوں کو عورتیں ہی پیدا کیا تھا اور یہ اس وقت موجود تھے؟○ یاد رکھو! یہ لوگ جھوٹ گھڑ کر یہ بات کہتے

وَلَدَ اللَّهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ (152) أَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِينَ (153)

ہیں○ کہ "اللہ کی اولاد ہے" اور یہ یقیناً جھوٹے ہیں○ کیا اللہ نے بیٹوں کے بجائے بیٹیوں کو پسند

مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ (154) أَفَلَا تَذَكَّرُونَ (155) أَمْ لَكُمْ سُلْطَانٌ

کیا؟○ تمہیں کیا ہے تم کیسا فیصلہ کرتے ہو؟○ کچھ بھی ہوش نہیں کرتے؟○ یا تمہارے پاس کوئی

مُبِينٌ (156) فَأْتُوا بِكِتَابِكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ (157) وَجَعَلُوا بَيْنَهُ

صریح سند ہے؟○ اگر تم سچے ہو تو ایسی تحریر لا کر دکھلاؤ○ نیز ان لوگوں نے اللہ اور جنوں

وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ (158)

کے درمیان رشتہ داری بنا ڈالی۔ حالانکہ جن خوب جانتے ہیں کہ وہ (بحیثیت مجرم) پیش کئے جائیں گے○

سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يَصِفُونَ (159) إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ (160)

اللہ ان باتوں سے پاک ہے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں○ سوائے مخلص عباداللہ کے (جو اتہام نہیں لگاتے)○

1-حضرت لوط کی بیوی قوم کی سرکشی میں اسکا ساتھ دیتی تھی۔ چنانچہ عذاب میں اسے بھی دھرلیا گیا۔ انکی پوری بستی الٹا ماری گئی اور اوپر سے پتھروں کی بارش کی گئی۔

2-قوم لوط کا علاقہ سدوم اس شاہراہ پہ واقع ہے جو کہ یمن سے شام کے تجارتی قافلے استعمال کیا کرتے تھے۔

3-حضرت یونس اہل نینوا موجودہ موصل کی جانب مبعوث ہوئے۔

4-"ابق" غلام کے اپنے آقا سے بھاگ جانے کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی سے معلوم ہوا کہ حضرت یونس اللہ کے حکم کے بغیر ہی ہجرت کیلئے نکل کھڑے ہوئے۔

5-جب وہ ساحل سمندر پر پہنچے تو انہیں ایک بھری ہوئی کشتی ملی۔ ان کے کہنے پہ انہیں بھی سوار کرلیا گیا۔ کشتی تھوڑا ہی چلی ہوگی کہ آگے جانے کی بجائے چکر کھانے لگی۔ ان لوگوں میں یہ بات مشہور تھی کہ کشتی اسطرح چکر اسلئے کھاتی ہے کہ کوئی بھاگا ہوا غلام اس میں سوار ہے یا انہوں نے کشتی کا وزن کم کرنے کیلئے کسی کو سمندر میں پھینکنے کا فیصلہ کیا۔ مگر کوئی شخص رضاکارانہ طور پہ یہ قربانی دینے کو تیار نہ ہوا تو انہوں نے قرعہ اندازی کا فیصلہ کیا۔ اتفاق سے قرعہ اندازی میں باربار حضرت یونس ہی کا نام نکلا تو انہوں نے اٹھا کر حضرت یونس کو سمندر میں پھینک دیا۔

6-ادھر ایک بڑی وہیل مچھلی منہ کھولے کھڑی تھی چنانچہ اس نے فوراً ہی آپ کو نگل لیا۔

7-ایک تو بھاگنے کے بعد ضمیر کی خلش ہوئی کہ اجتہادی غلطی ہوئی ہے دوسری جانب باربار قرعہ میں نام نکلنے سے آپ کو اپنی غلطی کا یقین ہوگیا۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"کسی بندے کیلئے جائز نہیں کہ وہ کہے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔"

(بخاری و مسلم)

8-تاکہ اس چٹیل میدان میں سایہ کا بندوبست ہو جائے۔

9-جس قوم سے آئے تھے انکو دوبارہ انہی کی جانب بھیجا گیا۔ انہیں انکی گریہ وزاری پہ عذاب سے جس طرح نجات ملی اس کیلئے دیکھیں (یونس 10:12)

10-نہ تو تم تخلیق ملایکہ کے وقت موجود تھے کہ دیکھتے وہ عورتیں ہیں یا مرد اور نہ ہی کوئی تحریر اسکے اثبات میں تمہارے پاس ہے پھر تم یہ بے تکی کس بنا پہ ہانکتے ہو؟

11-مادہ جنوں کو فرشتوں کی مائیں بتاتے۔ حالانکہ اگر تم آسمانی کتاب ثبوت کے طور پہ لاؤ گے تو اس میں یہی پاؤ گے کہ جن تو خود لاچار مخلوق ہیں اور ان میں سے بے شمار تو جہنم میں جھونکے جائیں گے۔

فَإِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ ﴿١٦١﴾ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفَاتِنِينَ ﴿١٦٢﴾ إِلَّا مَنْ هُوَ

بلاشبہ وہ اور جن کی تم عبادت کرتے ہو○ ان عباداللہ کو اللہ کے خلاف فتنہ میں نہیں ڈال سکتے○

صَالِ الْجَحِيمِ ﴿١٦٣﴾ وَمَا مِنَّا إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَعْلُومٌ ﴿١٦٤﴾ وَإِنَّا لَنَحْنُ

سوائے اس کے جو واصل جہنم ہونے والا ہو[1]○ اور ہم (فرشتوں) میں سے ہر ایک کا ایک معلوم مقام ہے○ اور

الصَّافُّونَ ﴿١٦٥﴾ وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُونَ ﴿١٦٦﴾ وَإِنْ كَانُوا لَيَقُولُونَ ﴿١٦٧﴾

ہم صف بستہ رہنے والے○ اور تسبیح کرنے والے ہیں[2]○ اور یہ لوگ تو کہا کرتے تھے

لَوْ أَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِنَ الْأَوَّلِينَ ﴿١٦٨﴾ لَكُنَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿١٦٩﴾

کہ○ اگر ہمارے پاس پہلے لوگوں کی کتاب (الٰہی) ہوتی[3]○ تو ہم اللہ کے مخلص بندے ہوتے○

فَكَفَرُوا بِهِ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿١٧٠﴾ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا

تو انہوں نے انکار کیا۔ جلد ہی انہیں معلوم ہوگا○ اور ہمارے بندے جو رسول ہیں ان کے حق میں پہلے ہی

الْمُرْسَلِينَ ﴿١٧١﴾ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ ﴿١٧٢﴾ وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ

حکم صادر ہوچکا ہے○ کہ یقیناً ان کی مدد کی جائے گی○ اور یقیناً ہمارا لشکر ہی غالب

الْغَالِبُونَ ﴿١٧٣﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿١٧٤﴾ وَأَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ ﴿١٧٥﴾

رہے گا○ سو آپ کچھ مدت ان سے اعراض کیجئے○ اور انہیں دیکھتے رہیئے، یہ خود بھی جلد دیکھ لیں

أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ﴿١٧٦﴾ فَإِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَاءَ صَبَاحُ

گے○ کیا یہ ہمارے عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں؟○ جب وہ ان کے صحن میں اترے گا[4] تو وہ صبح

الْمُنْذَرِينَ ﴿١٧٧﴾ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿١٧٨﴾ وَأَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ ﴿١٧٩﴾

ڈرائے جانے والوں کے لئے بری ہوگی○ اور ان سے کچھ مدت اعراض کیجئے○ اور دیکھتے رہیئے وہ بھی

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿١٨٠﴾ وَسَلَامٌ عَلَى

جلدی دیکھیں گے○ آپ کا رب جو عزت کا مالک ہے ان باتوں سے پاک ہے جو یہ بیان کرتے ہیں○

الْمُرْسَلِينَ ﴿١٨١﴾ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٨٢﴾

اور رسولوں پر سلام ہو○ اور سب تعریف اللہ رب العالمین کے (ہی لائق ہے)○

سُورَةُ صٓ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٌ وَثَمَانُونَ آيَةً وَخَمْسُ رُكُوعَاتٍ

آیات ۸۸ (۳۸) سورۂ ص مکی ہے (۳۸) رکوع ۵

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

صٓ وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ ﴿١﴾ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي عِزَّةٍ وَشِقَاقٍ ﴿٢﴾

ص[5] اور قرآن کی قسم جو سراسر نصیحت ہے○ بلکہ یہ کافر تو تکبر اور مخالفت میں پڑے ہوئے ہیں○ ان

كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَلَاتَ حِينَ مَنَاصٍ ﴿٣﴾

سے قبل ہم کئی قومیں ہلاک کرچکے ہیں (عذاب کے وقت) وہ پکارنے لگے حالانکہ وہ رہائی کا وقت نہ تھا○

1-جس نے جہنم کا ایندھن بننے کا ہی تہیہ کر رکھا ہو۔

2-مشرکین عرب فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں اور اپنا معبود قرار دیتے تھے۔ ان تین آیات میں فرشتوں کی زبان سے اصل حقیقت بیان کی گئی ہے۔ یعنی تمہارے اس شرکیہ عقیدہ کے مقابلہ میں فرشتوں کا اپنا بیان یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک فرشتہ کا ایک مقررہ درجہ اور مقام ہے جس سے آگے ہم بڑھ نہیں سکتے۔ چنانچہ ترمذی کی ایک روایت کے مطابق ایک دفعہ رسول اللہ نے حضرت جرائیل سے پوچھا کہ کیا تم نے کبھی اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو جبرئیل نے جواب دیا کہ میرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان نور کے ستر حجاب ہیں۔ اگر میں اپنے مقام سے ذرا بھی آگے بڑھنے کی کوشش کروں تو جل جاؤں۔

اور ہمارا تو یہ حال ہے کہ ہم ہر وقت اللہ کی بارگاہ میں صف بستہ کھڑے تسبیح و تہلیل کرتے رہتے ہیں اور ہمہ وقت اسکے حکم کے منتظر رہتے ہیں۔

3-حضرت اسماعیل کے بعد مکہ میں آپ ﷺ تک کوئی نبی مبعوث نہ ہوا تھا۔

4-چنانچہ یہ عذاب واقعی ان کیلئے اپنے گھروں کے صحن میں مجسم بن کر پہنچ گیا۔ اعلان برات کے بعد کفار کو اپنے گھر بھی چھوڑنے کا الٹی میٹم دیدیا گیا اللہ تعالیٰ نے انہیں انکے گھروں کے اندر ہی بے بس اور لاچار اور مجبور کرکے رکھ دیا کہ یا تو دین حق قبول کرلیں یا گھروں کو خیر آباد کہہ کر جلاوطنی قبول کرلیں۔

5-یہ حروف مقطعات کہلاتے ہیں۔ اس قسم کے حروف بعض سورتوں کے شروع میں آتے ہیں۔ یہ کل چودہ ہیں' انکے درست معنی اور مفہوم آج کے دور میں متعین کرنا مشکل ہے۔ نزول قرآن کے وقت لوگ انکے مفہوم سے آگاہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی صحابی سے کوئی ایسی حدیث روایت نہیں ہوئی جس سے قطعی طور پر اسکا مفہوم واضح ہوجائے۔ کافی مفسرین نے انکے معانی متعین کرنے کی کوشش کی ہے۔ جن میں سے ایک تفسیر یہ ہے کہ یہ اللہ رب العزت کی جانب سے عرب ادباء کو چیلنج تھا کہ قرآن انہی بنیادی حروف سے مرکب ہے جنہیں تم استعمال کرتے ہو۔ اگر تمہیں اسکے حق ہونے کا شک ہے تو تم بھی ایسا قرآن بنالاؤ۔ واللہ اعلم بالصواب

ان الفاظ کے درست اور قطعی مفہوم کے نہ سمجھنے سے ہدایت میں کسی طرح کی کمی واقع نہیں ہوتی۔

وَعَجِبُوٓا أَن جَآءَهُم مُّنذِرٌ مِّنْهُمْ ۖ وَقَالَ ٱلْكَٰفِرُونَ هَٰذَا سَٰحِرٌ

کافر متعجب ہیں کہ انہی میں سے ایک ڈرانے والا ان کے پاس آیا ہے اور کافر کہنے لگے کہ: "یہ تو

كَذَّابٌ ۝٤ أَجَعَلَ ٱلْـَٔالِهَةَ إِلَٰهًا وَٰحِدًا ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَىْءٌ عُجَابٌ ۝٥

ساحر ہے بڑا جھوٹا"O اس نے تو سب خداؤں کو ایک ہی الٰہ بنا ڈالا[1] یہ کیسی عجیب بات ہے"O

وَٱنطَلَقَ ٱلْمَلَأُ مِنْهُمْ أَنِ ٱمْشُوا۟ وَٱصْبِرُوا۟ عَلَىٰٓ ءَالِهَتِكُمْ ۖ إِنَّ هَٰذَا

اور ان کے سردار چل کھڑے ہوئے (کہتے ہوئے) "چلو اور اپنے خداؤں (کی عبادت) پر ڈٹے رہو یہ بات اور ہی

لَشَىْءٌ يُرَادُ ۝٦ مَا سَمِعْنَا بِهَٰذَا فِى ٱلْمِلَّةِ ٱلْـَٔاخِرَةِ إِنْ هَٰذَآ إِلَّا

ارادہ سے کہی جا رہی ہے[2]O جو ہم نے زمانہ قریب کے دین میں کبھی نہیں سنی[3] یہ تو ایک من گھڑت

ٱخْتِلَٰقٌ ۝٧ أَءُنزِلَ عَلَيْهِ ٱلذِّكْرُ مِنۢ بَيْنِنَا ۚ بَلْ هُمْ فِى شَكٍّ مِّن

بات ہےO کیا ہم میں سے یہی شخص رہ گیا تھا جس پر ذکر نازل ہوا؟[4] (نہیں) بلکہ یہ لوگ میرے ذکر

ذِكْرِى ۖ بَل لَّمَّا يَذُوقُوا۟ عَذَابِ ۝٨ أَمْ عِندَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ

میں شک میں ہیں کیونکہ انہوں نے ابھی تک میرا عذاب نہیں چکھاO یا ان کے پاس آپ کے رب کی رحمت

رَبِّكَ ٱلْعَزِيزِ ٱلْوَهَّابِ ۝٩ أَمْ لَهُم مُّلْكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَمَا

کے خزانے ہیں جو ہر چیز پر غالب اور عطا کرنے والا ہے[5]O یا یہ ارض و سماوات اور ان کے درمیان کی

بَيْنَهُمَا ۖ فَلْيَرْتَقُوا۟ فِى ٱلْأَسْبَٰبِ ۝١٠ جُندٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ مِّنَ

چیزوں کے مالک ہیں (تو چاہیے کہ) یہ رسیاں تان کر اوپر چڑھ جائیں[6]O یہ تو یہاں کے شکست خوردہ لشکروں میں

ٱلْأَحْزَابِ ۝١١ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ ذُو ٱلْأَوْتَادِ ۝١٢

سے ایک معمولی سا لشکر ہے[7]O ان سے پہلے قوم نوح، عاد اور میخوں والا فرعون[8] جھٹلا چکے ہیںO

وَثَمُودُ وَقَوْمُ لُوطٍ وَأَصْحَٰبُ لْـَٔيْكَةِ ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ ٱلْأَحْزَابُ ۝١٣ إِن

نیز ثمود، قوم لوط اور اصحاب ایکہ[9] بھی (جھٹلا چکے) یہ واقعی بڑے لشکر تھے[10]O ان

كُلٌّ إِلَّا كَذَّبَ ٱلرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ۝١٤ وَمَا يَنظُرُ هَٰٓؤُلَآءِ

ع

سب نے رسولوں کو جھٹلایا تو ان پر میرا عذاب واجب ہو گیاO یہ لوگ بس ایک دھماکے کے

إِلَّا صَيْحَةً وَٰحِدَةً مَّا لَهَا مِن فَوَاقٍ ۝١٥ وَقَالُوا۟ رَبَّنَا

منتظر ہیں جس میں کوئی وقفہ نہ ہو گاO اور کہتے ہیں: "ہمارے رب!

عَجِّل لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ ٱلْحِسَابِ ۝١٦ ٱصْبِرْ عَلَىٰ مَا

ہمیں ہماری چارج شیٹ[11] جلدی کر کے یوم حساب سے پہلے ہی دے دے"O آپ ان کی باتوں پر

يَقُولُونَ وَٱذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُۥدَ ذَا ٱلْأَيْدِ ۖ إِنَّهُۥٓ أَوَّابٌ ۝١٧

صبر کیجئے اور ہمارے بندے داؤد کو بھی یاد کیجئے بلاشبہ وہ صاحب قوت[12] اور رجوع کرنے والے تھےO

إِنَّا سَخَّرْنَا ٱلْجِبَالَ مَعَهُۥ يُسَبِّحْنَ بِٱلْعَشِىِّ وَٱلْإِشْرَاقِ ۝١٨

ہم نے اس کے ساتھ پہاڑوں کو مسخر کر دیا تھا کہ وہ صبح و شام ان کے ساتھ (مل کر) تسبیح کرتے تھے[13]O

1- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ۔

ایک دفعہ ابوطالب بیمار ہوئے تو قریش اسکے پاس آئے اور نبی اکرم ﷺ بھی اسکے پاس آئے۔ ابوطالب کے پاس ایک ہی آدمی کے بیٹھنے کی جگہ تھی۔ ابوجہل اٹھاکہ آپ ﷺ کو وہاں بیٹھنے سے روک دے۔ پھر ان لوگوں نے ابوطالب سے آپ ﷺ کے متلق شکایت کی۔ ابوطالب آپ ﷺ سے کہنے لگے بھتیجے تم اپنی قوم سے کیا چاہتے ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ صرف ایک کلمہ 'اگر وہ اسے قبول کرلیں تو عرب کے حاکم بن جائیں اور عجم سے جزیہ وصول کریں۔ ابوطالب نے کہاکہ صرف ایک کلمہ؟ آپ نے فرمایاہاں صرف ایک کلمہ پھرفرمایا چچاجان آپ لوگ یہ تسلیم کرلیں کہ اللہ کے سواء کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ قریش کہنے لگے کیاہم صرف ایک ہی الہ کی عبادت کریں؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے ہم نے تو زمانہ قریب کے دین میں تو کبھی سنی ہی نہیں۔ یہ تو محض من گھڑت بات ہے۔ انہی لوگوں کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں۔

(ترمذی)

2- یہ تو کوئی سوچا سمجھامنصوبہ ہے۔ ایک اللہ کے نام سے یہ ہماری قیادت وسیادت سنبھالنا چاہتے ہیں۔

3- یہود ونصاریٰ اور اپنے آباؤاجداد کسی نے بھی صرف ایک ہی الہ کی بات نہیں کی۔

4- کیا مکہ اور طائف کے سردار مرگئے تھے؟ صرف یہی رہ گئے تھے نبوت کے کاروبار کیلئے؟

5- کہ جسے وہ چاہیں نبوت عطاکریں؟

6- تاکہ سلسلہ وحی منقطع کردیں اور اپنی مرضی کے لوگوں کو نبوت دیدیں۔

7- یہ ایک واضح پیشین گوئی تھی جو کہ حرف بحرف پوری ہوئی۔

8- اگر محاورتاً معنی لئے جائیں تو مراد یہ ہوگی کہ قوت وسطوت والا فرعون۔ لفظی معنی بھی لئے جاسکتے ہیں کہ فرعون جب کسی کو سولی چڑھاتا تو ہاتھوں پاؤں میں میخیں بھی ٹھونک دیتا تھا۔

9- ان کی طرف حضرت شعیب مبعوث ہوئے تھے۔ یہ مدین کے قریب ہی کوئی بستی تھی۔ لفظی معنی بن والے یا جنگل والے ہیں جس میں درختوں کی کثرت ہوتی ہے۔

10- اہل مکہ کے مقابلے میں تو ہرطرح سے بڑے لشکر تھے۔

11- قط۔ حصہ۔ یوم قیامت کی جزاوسزا کی جو تم بات کرتے ہو وہ ابھی ہی دیدو۔

12- ذوالاید= ہاتھوں والا۔ مراد ہے صاحب قوت۔ آپکو اللہ تعالیٰ نے سیاسی اور فوجی قوت بھی دے رکھی تھی اور جسمانی قوت بھی۔

13- اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد کو اتنی سریلی آوازدی ہوئی تھی کہ جب اللہ کی حمد کے نغمے گاتے تو ساری فضاء مسحور ہوجاتی۔ اردگرد پرندے جمع ہوجاتے اور وہ بھی آپ کے ہمنوا ہوجاتے اور پہاڑوں سے گونج پیدا ہوتی۔

وَالطَّيۡرَ مَحۡشُوۡرَةً ؕ كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۹﴾ وَشَدَدۡنَا مُلۡكَهٗ وَاٰتَيۡنٰهُ الۡحِكۡمَةَ

اور پرندے جو جمع ہو جاتے سب ان کی تسبیح کراتے تھے[1] ○ ہم نے ان کی سلطنت مضبوط کی اور حکمت اور

وَفَصۡلَ الۡخِطَابِ ﴿۲۰﴾ وَهَلۡ اَتٰىكَ نَبَؤُا الۡخَصۡمِ ۘ اِذۡ تَسَوَّرُوا الۡمِحۡرَابَ ﴿۲۱﴾

قوت فیصلہ بخشی تھی[2] ○ بھلا آپ کے پاس مقدمہ کی خبر پہنچی ہے جو دیوار پھاند کر محراب[3] پہنچے تھے ○

اِذۡ دَخَلُوۡا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنۡهُمۡ قَالُوۡا لَا تَخَفۡ ۚ خَصۡمٰنِ بَغٰى

جب وہ داؤد کے پاس پہنچے تو وہ انہیں دیکھ کر گھبرا گئے[4] وہ کہنے لگے ڈرو نہیں ہم مقدمہ کے دو فریق ہیں

بَعۡضُنَا عَلٰى بَعۡضٍ فَاحۡكُمۡ بَيۡنَنَا بِالۡحَقِّ وَلَا تُشۡطِطۡ وَاهۡدِنَاۤ اِلٰى

ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے لہٰذا ہمارے درمیان انصاف سے فیصلہ کیجئے، اور زیادتی نہ کیجئے

سَوَآءِ الصِّرَاطِ ﴿۲۲﴾ اِنَّ هٰذَاۤ اَخِىۡ ۖ لَهٗ تِسۡعٌ وَّتِسۡعُوۡنَ نَعۡجَةً وَّلِىَ

اور ہمیں سیدھی راہ سمجھایئے ○ یہ میرا بھائی[5] ہے اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک

نَعۡجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۖ فَقَالَ اَكۡفِلۡنِيۡهَا وَعَزَّنِىۡ فِى الۡخِطَابِ ﴿۲۳﴾ قَالَ لَقَدۡ

ہی دنبی ہے وہ کہتا ہے کہ وہ مجھے دے دے اور گفتگو میں بھی اس نے مجھے دبا دیا ہے ○ داؤد نے

ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعۡجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ؕ وَاِنَّ كَثِيۡرًا مِّنَ الۡخُلَطَآءِ

جواب دیا کہ اس شخص نے تیری دنبی کو اپنی دنبیوں میں ملانے کا سوال کر کے تم پر ظلم کیا ہے اور اکثر

لَيَبۡغِىۡ بَعۡضُهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ اِلَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

شریک[6] ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں سوائے ان کے جو ایماندار ہوں اور نیک عمل کریں اور ایسے تھوڑے

وَقَلِيۡلٌ مَّا هُمۡ ؕ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسۡتَغۡفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا

ہیں تو داؤد کو خیال آیا کہ دراصل ہم نے انہی کی آزمائش کی[7] چنانچہ انہوں نے اپنے رب سے استغفار کی اور

وَّاَنَابَ ۩ ﴿۲۴﴾ فَغَفَرۡنَا لَهٗ ذٰلِكَ ؕ وَاِنَّ لَهٗ عِنۡدَنَا لَزُلۡفٰى وَحُسۡنَ

رکوع میں گر گئے اور اس طرف رجوع کیا ○ تب ہم نے ان کی غلطی معاف کر دی اور ہمارے ہاں یقیناً ان کے

مَاٰبٍ ﴿۲۵﴾ يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلۡنٰكَ خَلِيۡفَةً فِى الۡاَرۡضِ فَاحۡكُمۡ بَيۡنَ

لئے بڑا قرب اور عمدہ مقام ہے ○ (ہم نے ان سے کہا) اے داؤد! ہم نے تمہیں زمین میں نائب بنایا ہے

النَّاسِ بِالۡحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الۡهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ؕ

لہٰذا لوگوں میں انصاف سے فیصلہ کرنا اور خواہش نفس کی اتباع نہ کرنا، ورنہ یہ بات تمہیں اللہ کی راہ سے

اِنَّ الَّذِيۡنَ يَضِلُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ لَهُمۡ عَذَابٌ شَدِيۡدٌۢ بِمَا نَسُوۡا

بہکا دے گی جو لوگ اللہ کی راہ سے بہک جاتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے کیونکہ وہ یوم حساب

يَوۡمَ الۡحِسَابِ ﴿۲۶﴾ وَمَا خَلَقۡنَا السَّمَآءَ وَالۡاَرۡضَ وَمَا بَيۡنَهُمَا بَاطِلًا ؕ

کو بھول گئے ○ اور ہم نے ارض و سماء اور جو کچھ ان کے درمیان ہے یہ چیزیں فضول ہی پیدا نہیں کیں

ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ۚ فَوَيۡلٌ لِّلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنَ النَّارِ ﴿۲۷﴾

یہ تو ان لوگوں کا ظن ہے جو کافر ہیں اور ایسے کافروں کے لئے جہنم کی آگ سے ہلاکت ہے ○

1-اللہ تعالیٰ نے آپ کو آواز میں ایسا حسن اور ایسی کشش رکھ دی تھی کہ پرندے بھی جمع ہو کر سنتے۔

2-یا عام کلام اور تقریر کا بہترین ملکہ عطا فرمایا ہوا تھا۔

3-حضرت داؤد نے کچھ دن عبادت الٰہی کیلئے مقرر کر رکھے تھے اور کچھ دن عوام کے مسائل کے حل کیلئے۔ جس دن عبادت کرتے کسی کو ان سے ملنے کی اجازت نہ ہوتی تھی۔ یہاں محراب سے مراد مسجد کی محراب نہیں بلکہ حجرہ ہے۔ امام ابن جریر نے گھر میں سب سے اچھی جگہ کو محراب کہا ہے۔

4-دونوں کے طرز کلام سے اور اندر داخل ہونے کے اسلوب سے حضرت داؤد کو احساس ہوا کہ یہ معاملہ کوئی عام معاملہ نہیں ہے لہٰذا گھبرا گئے۔ عام مفسرین کی رائے یہ ہے کہ یہ دونوں فرشتے تھے جو کہ انسانی شکل میں آئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرت داؤد کے پاس تنبیہ کیلئے بھیجا تھا۔

5-لازمی نہیں کہ "بھائی" ایک ہی ماں باپ کی نسبت سے ہو۔ اخوت کی اور کئی نسبتیں ہو سکتی ہیں جیسے دینی بھائی۔ رشتہ میں بھائی وغیرہ وغیرہ

6- خلطاء خلیط کی جمع ہے۔ کاروبار کے جزوی شریک۔ جیسے خریداری مل کر کریں مگر فروخت علیحد علیحدہ۔

7-حضرت داؤد کو ان دونوں کی حقیقت پہ پہلے ہی شبہ تھا۔ اب جب وہ مقدمہ کا فیصلہ سنتے ہی رخصت ہو گئے اور نفاذ کا مطالبہ بھی نہ کیا تو حضرت داؤد کا شبہ مزید پختہ ہو گیا کہ یہ مقدمہ اصل میں ان دونوں کا نہیں بلکہ خود ان کا اپنا تھا۔ یہ معاملہ اصل میں کیا تھا؟ اس کی تفصیل قرآن وحدیث میں مذکور نہیں۔ بعض مفسرین نے اسرائیلیات کو نقل کیا ہے۔ بنی اسرائیل نے جیسے انبیاء کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے ہیں اور نبیوں کی عصمت کو داغدار کیا ہے وہ معروف ہے اور اللہ کے اس برگزیدہ نبی کی عصمت دری کی بھی حد کر دی ہے کہ حضرت داؤد کو اپنے ایک فوجی۔ اوریاہ حتی۔ کی بیوی سے عشق ہو گیا۔ انہوں نے اس سے زنا کیا اور اوریاہ حتی کو قتل کروا کے اس عورت سے نکاح کر لیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ تو یہاں تک کہا کرتے تھے کہ جس نے حضرت داؤد پہ تہمت لگائی میں اسے 100 کوڑے لگوا دوں گا۔ نبی پہ قذف کی حد عام انسان کی حد سے دگنی ہونی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ امام قرطبی کے درجات بلند فرمائے۔ انہوں نے اس مشکل مقام کی بہت اچھی تفسیر فرمائی ہے۔ اس سارے واقعہ کی حقیقت اتنی ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد کو اتنی بڑی سلطنت عطا فرمائی تو انکی تربیت بھی کی۔ یہ سارا واقعہ انہیں مقدمات کے فیصلہ کا طریق کار سکھلانے کیلئے ہوا۔ یہی تفسیر اشارات قرآنی سے قریب تر ہے۔ اس میں اپنی جانب سے کوئی اضافہ نہیں کرنا پڑتا۔ گویا حضرت داؤد کو بتلایا گیا کہ دوسرے فریق کی بات سنے بغیر فیصلہ نہ کرنا چاہیے۔ اسی لغزش کی معافی کا ذکر یہاں کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم

اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۡ

کیا ہم انہیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کی طرح بنادیں جو زمین میں فساد کرتے ہیں؟ یا ہم

اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ﴿۲۸﴾ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ

متقین اور بدکاروں کو یکساں کر دیں؟[1] ○ جو کتاب ہم نے آپ کی طرف نازل کی ہے بڑی بابرکت

لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۹﴾ وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ؕ

ہے تاکہ لوگ اس کی آیات میں غور کریں اور اہل عقل سبق حاصل کریں ○ اور داؤد کو ہم نے سلیمان عطا کیا

نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۳۰﴾ اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ

وہ بہت اچھے بندے اور بکثرت رجوع کرنے والے تھے ○ جب پچھلے پہر ان کے سامنے عمدہ نسل کے تیز رفتار[2]

الْجِيَادُ ﴿۳۱﴾ فَقَالَ اِنِّيْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى

گھوڑے پیش کئے گئے ○ تو کہا: میں نے اس مال کو اپنے رب کی یاد کے مقابلہ میں پسند کیا ہے حتیٰ کہ

تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿۳۲﴾ رُدُّوْهَا عَلَيَّ ؕ فَطَفِقَ مَسْحًاۢ بِالسُّوْقِ وَ

وہ رسالہ سامنے سے اوجھل ہوگیا ○ (آپ نے کہا) کہ ان کو میرے پاس واپس لاؤ تو آپ ان کی پنڈلیوں

الْاَعْنَاقِ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ

اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگے[3] ○ نیز ہم نے سلیمان کو آزمائش میں ڈالا اور ان کی کرسی پر ایک جسد لا ڈالا

اَنَابَ ﴿۳۴﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ

پھر انہوں نے رجوع کیا[4] ○ کہا: "میرے رب! مجھے معاف فرما اور مجھے ایسی حکومت دے جو میرے بعد کسی کے

بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۳۵﴾ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ

لائق نہ ہو بلاشبہ تو بڑا عطا کرنے والا ہے ○ چنانچہ ہم نے ہوا کو ان کے تابع کر دیا جہاں آپ کو

رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ ﴿۳۶﴾ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ﴿۳۷﴾ وَّاٰخَرِيْنَ

پہنچنا ہوتا وہ آپ کے حکم پر نرمی سے چلتی[5] ○ اور شیطان بھی مسخر کر دیے جو سب معمار و غوطہ زن[6]

مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۳۸﴾ هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ

تھے ○ اور کچھ دوسرے زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے[7] ○ یہ ہماری بخشش ہے اب کسی پر احسان کر دو یا اپنے

حِسَابٍ ﴿۳۹﴾ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۰﴾ ع وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ

پاس رکھو، کوئی حساب نہیں[8] ○ بلاشبہ انہیں ہمارے ہاں قرب اور عمدہ مقام ہے ○ اور ہمارے بندے ایوب کا

اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ﴿۴۱﴾ ؕ

ذکر کیجئے جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ شیطان نے مجھے سخت تکلیف اور عذاب میں ڈال دیا ہے[9] ○

اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ﴿۴۲﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ

(ہم نے کہا) اپنا پاؤں مارو۔ یہ ہے ٹھنڈا پانی نہانے اور پینے کے لئے ○ اور ہم نے انہیں ان کے

اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۴۳﴾

اہل و عیال عطا کئے اور اپنی مہربانی سے ان کے ساتھ اتنے اور دیئے اور یہ اہل عقل کے لئے نصیحت ہے ○

ع ۳ / ۱۲ — وقف لازم

1-یہ آخرت اور یوم الحساب کے انعقاد کی ایک منطقی دلیل ہے۔

2-صافنات صافن کی جمع ہے۔ ایسا گھوڑا جو تین ٹانگوں پہ کھڑا ہو اور چوتھا صرف کھر زمین پر ٹکا ہو۔ اس سے چاک و چوبند گھوڑا مراد لیا جاتا ہے۔ جیاد جید کی جمع ہے یعنی بہترین اوصاف والا گھوڑا۔ یہ گھوڑے حضرت داؤد نے جہاد کیلئے تیار کر رکھے تھے۔

3-اس واقعہ کی تفسیر میں اختلاف واقع ہوا ہے۔ گھوڑوں کے شغل میں حضرت سلیمان کی صلوٰۃ یا وہ وظیفہ جو اس وقت کیا کرتے تھے فوت ہوگیا جس کا انہیں بہت صدمہ ہوا تو انہوں نے گھوڑوں کو منگوا کر ذبح کروا کے محتاجوں میں گوشت بانٹ دیا چنانچہ اللہ تعالیٰ کو انکی یہ ادا پسند آئی تو اللہ تعالیٰ نے ہوا کو انکے تابع فرمادیا جو کہ گھوڑوں سے بہت تیز ہے جبکہ مفسرین کا دوسرا گروہ کہتا ہے کہ حضرت داؤد نے شفقت سے گھوڑوں کی گردن اور پنڈلیوں پہ ہاتھ پھیرے واللہ اعلم۔

4-قرآن وسنت میں اس واقعہ کی تفصیل مذکور نہیں ہے۔

بعض مفسرین نے ایک حدیث سے استنباط کرتے ہوئے نقل کیا ہے کہ حضرت سلیمان کے ہاں ایک ناقص الخلقت بچہ پیدا ہوا تو وہ آپکی کرسی پہ لا کر ڈال دیا گیا۔ نص قرآنی میں ایسا کوئی اشارہ نہیں ملتا جو کہ اس کی تائید کرتا ہو۔

تاریخ بنی اسرائیل سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان کے دل میں خواہش ہوئی کہ یہ سلطنت انکی اولاد میں باقی رہے جبکہ انکی اولاد اسکی اہل نہ تھی۔ غالبًا اسے ہی اللہ تعالیٰ نے فتنہ قرار دیا ہے۔ بعد میں جب واقعی انکے بیٹے کے لچھن ایسے ہی نکلے تو انہوں نے اپنی اس خواہش سے رجوع کر لیا۔ واللہ اعلم

5-یہاں ہوا کو نرمی سے چلنے والا بتایا گیا ہے جبکہ دوسرے مقام پہ اسے تند و تیز کہا گیا ہے دیکھیں (الانبیاء 81:21) گویا جب حضرت سلیمان چاہتے تیز ہو جاتی اور جب چاہتے آہستہ ہو جاتی۔

6-جن آپ کیلئے مسخر کئے گئے تھے جو کہ آپ کیلئے عمارات تعمیر کرتے اور سمندر سے قیمتی اشیا نکال کر لاتے۔

7-جو آپکی اطاعت سے سرکشی کرتے انہیں زنجیروں میں جکڑ دیتے۔

8-سیاق کے لحاظ سے معنی یہ ہے کہ جنوں پہ آپ کو تسلط ہم نے عطا کیا ہے ان سے نرمی سے معاملہ کریں یا سختی سے۔ انہیں کچھ معاوضہ دیں یا نہ دیں آپ سے اس کا حساب نہ ہوگا۔ اگر آیت عام سمجھیں تو معنی یہ ہوگا کہ ہم نے آپ کو جو بے پناہ مال و دولت، قوت و اقتدار دے رکھا ہے آپ جیسے چاہیں استعمال کریں۔ آپ سے مواخذہ نہ ہوگا۔ خود آپکا اپنا حال یہ تھا کہ اپنے والد کی طرح بیت المال سے اپنی تنخواہ بھی نہ لیتے بلکہ تانبے (Copper) کی مصنوعات سے اپنا روزگار چلاتے۔

9-اشارہ اپنی طویل بیماری کی جانب ہے۔ دیکھیں (الانبیاء 83:21)- دنیا میں جن امور میں شر کا پہلو نکلتا ہے اس میں انسان کے اپنے برے اعمال یا شیاطین کا دخل بھی ہوتا ہے لہٰذا اسے شیطان کی جانب منسوب کیا۔

وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ؕ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ

اور (ہم نے کہا) اپنے ہاتھ میں تنکوں کا ایک مٹھا لے، اس سے مار لو اور قسم نہ توڑو[1] ہم نے ایوب کو صابر

نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۴۴﴾ وَاذْكُرْ عِبٰدَنَاۤ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ

پایا، بہترین بندے، جو ہر وقت رجوع کرنے والے تھے○ اور ہمارے بندوں ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کو یاد کیجئے

اُولِى الْاَيْدِىْ وَالْاَبْصَارِ ﴿۴۵﴾ اِنَّاۤ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ﴿۴۶﴾

جو بڑی قوت عمل[2] والے اور صاحبان بصیرت تھے○ ہم نے انہیں خالص صفت کی بنا پر برگزیدہ کیا وہ دار آخرت

وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ﴿۴۷﴾ وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَ

کی یاد تھی○ ہمارے ہاں وہ یقیناً نیک اور برگزیدہ لوگوں میں سے تھے○ اور اسمٰعیل[3]، الیسع اور ذوالکفل کا بھی

الْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ؕ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ﴿۴۸﴾ هٰذَا ذِكْرٌ ؕ وَاِنَّ

ذکر کیجئے ان میں سے ہر ایک نیک تھا○ یہ تو ان کا ذکر ہے (جبکہ حقیقت یہ ہے کہ سب) متقیوں کے

لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۹﴾ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ﴿۵۰﴾

لئے اچھا ٹھکانا ہے○ (یعنی) ہمیشہ والے باغ جن کے دروازے ان کے لئے کھلے ہوں گے○

مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ﴿۵۱﴾

وہ اس میں تکیہ لگائے ہوں گے اور وہاں بہت سے لذیذ میوے اور شراب طلب کریں گے○

وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ﴿۵۲﴾ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ

نیز ان کے پاس نگاہیں جھکائے رکھنے والی ہم عمر بیویاں بھی ہوں گی○ یہ وہ چیزیں ہیں جن کا روز حساب کے لئے

الْحِسَابِ ﴿۵۳﴾ اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ﴿۵۴﴾ هٰذَا ؕ وَاِنَّ

تم سے وعدہ کیا جاتا ہے○ بلاشبہ یہ ہمارا رزق ہے جو کبھی ختم نہ ہو گا○ یہ (تو تھا متقیوں کا انجام) اور

لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ﴿۵۵﴾ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۵۶﴾ هٰذَا ۙ

باغیوں کے لئے بہت برا ٹھکانا ہو گا○ یعنی جہنم، جس میں وہ داخل ہوں گے جو بہت بری جگہ ہے○ یہ ہے

فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ﴿۵۷﴾ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖۤ اَزْوَاجٌ ﴿۵۸﴾ ؕ هٰذَا

ان کا انجام اب وہ مزا چکھیں کھولتے ہوئے پانی کا اور پیپ[4] کا○ اور ایسی ہی دوسری چیزوں[5] کا○ یہ ایک اور

فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًۢا بِهِمْ ؕ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ﴿۵۹﴾ قَالُوْا

لشکر تمہارے ساتھ گھسا آ رہا ہے○ انہیں[6] کوئی مرحبا نہیں یہ بھی جہنم میں آ رہے ہیں○ وہ کہیں گے

بَلْ اَنْتُمْ ۟ لَا مَرْحَبًۢا بِكُمْ ؕ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۶۰﴾

نہیں بلکہ تمہارے لئے ہی مرحبا نہ ہو تم ہمارے لئے اس عذاب کے پیش رو بنے جو[7] اتنی بری قرار گاہ ہے○

قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِى النَّارِ ﴿۶۱﴾

پھر وہ کہیں گے: "اے ہمارے رب! ہمارے لئے جو اس کا پیش رو بنا اسے جہنم میں دگنا عذاب دے"○

وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ﴿۶۲﴾

وہ کہیں گے: "کیا ہے کہ ہمیں وہ آدمی نظر نہیں آ رہے جنہیں ہم برے[8] شمار کرتے تھے○

1-حضرت ایوب کی طویل بارہ سالہ بیماری میں آپکی اولاد اور بیویاں سب ساتھ چھوڑ گئے۔ ایک وفاشعار بیوی ساتھ رہی۔ ایک مرتبہ اسکے منہ سے بھی ناشکری کی بات نکلی تو آپ نے کہہ دیا کہ شفایاب ہونے کے بعد تمہیں سو کوڑے ماروں گا۔ اب ظاہر ہے کہ ابتلا کے ان ایام میں بھی ساتھ نہ چھوڑنے کی یہ جزا تو نامناسب تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انکو یہ ترکیب بتلا دی جس سے آپ کی قسم بھی پوری ہو جائے اور وفاشعار بیوی پہ ظلم بھی نہ ہو۔

اس موقع پہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس طرح سے حیلہ شریعت کے احکام میں کرنے کی عام اجازت ہے یا اس کیلئے کچھ شرائط ہیں؟ قرآن و حدیث میں غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسا حیلہ جس سے کسی سے ظلم رفع کرنا مقصود ہو جائز ہے۔ جبکہ شرعی احکام' احکام کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دینے کیلئے حیلہ سازی کی قطعاً گنجائش نہیں۔

2-اللہ کے دین کے نفاذ کیلئے عملی جدوجہد کرنیوالے تھے نہ کہ عباد اور زہاد کی طرح صرف ایک جانب ہو کر اللہ کی عبادت کرنیوالے تھے۔

3-حضرت اسماعیل ذبیح اللہ معروف نبی ہیں۔ آپ حضرت ابراہیم کے بیٹے ہیں اور آپ ﷺ انہی کی اولاد سے ہیں۔ الیسع حضرت الیاس کے نائب اور خلیفہ تھے۔

ذوالکفل یعنی صاحب نصیب۔ چنانچہ یہ لقب ہے نام نہیں۔ آپکا نام بشیر ہے اور آپ حضرت الیسع علیہ السلام کے خلیفہ تھے۔ شام ہی آپ کی تبلیغ کا مرکز تھا۔

4-اکثر مفسرین نے اسکا معنی پیپ کیا ہے جبکہ یہ اس لفظ کا معنی نہیں ہے۔ اسکے معنی شدید ٹھنڈا اور بدبودار پانی ہے۔ منجد' فقہ اللغہ اور منتہی العرب نے یہی معنی بتلائے ہیں۔

5-جس طرح جنت کی نعمتوں کی پوری صفت نہ بیان ہو سکتی ہے نہ سمجھی جا سکتی ہے اسی طرح جہنم کی سزاؤں کی پوری صفت سمجھنا مشکل ہے۔

6-یوم قیامت مجرمین کو جو عذاب ہوں گے ان میں سے ایک عذاب یہ بھی ہے کہ ایک دوسرے سے دشمنی ہو گی۔ ایک دوسرے کو لعنت ملامت کریں گے۔ الزامات ایک دوسرے کے سر تھوپیں گے۔

7-پہلا گروہ سرداروں' پیشواؤں اور چودھریوں کا ہو گا جبکہ دوسرا گروہ جو بہت بڑا ہو گا ان کے پیروکاروں کا ہو گا۔

8-اشارہ کمزور اور فقیر مسلمانوں کی جانب ہے جن کے ساتھ یہ لوگ بیٹھنا بھی پسند نہیں کرتے تھے جیسے بلال حبشی' صہیب رومی' سلمان فارسی اور عمار بن یاسر وغیرہ۔

أَتَّخَذْنَاهُمْ سِخْرِيًّا أَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْأَبْصَارُ ﴿٦٣﴾ إِنَّ ذَٰلِكَ لَحَقٌّ

کیا ہم یونہی ان کا مذاق اڑاتے رہے؟ یا اب ہماری نگاہیں ہی ان سے پھر گئی ہیں؟[1] ○ یہ بات برحق ہے

تَخَاصُمُ أَهْلِ النَّارِ ﴿٦٤﴾ قُلْ إِنَّمَا أَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا اللَّهُ

کہ جہنمی باہم ایسے ہی جھگڑیں گے ○ کہہ دیجئے: میں تو محض ایک ڈرانے والا ہوں: اللہ کے سوا تمہارا کوئی الٰہ

الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿٦٥﴾ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ

نہیں وہ یکتا ہے سب کو دبا کر رکھنے والا ○ وہ ارض وسماوات اور جو ان کے درمیان ہے سب کا رب ہے، غالب

الْغَفَّارُ ﴿٦٦﴾ قُلْ هُوَ نَبَأٌ عَظِيمٌ ﴿٦٧﴾ أَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُونَ ﴿٦٨﴾ مَا

معاف کرنے والا ہے[2] ○ ان سے کہئے کہ: یہ ایک بہت بڑی خبر ہے ○ جس سے تم اعراض کر رہے ہو ○

كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَإِ الْأَعْلَىٰ إِذْ يَخْتَصِمُونَ ﴿٦٩﴾ إِنْ يُوحَىٰ

مجھے تو عالم بالا کے متعلق کچھ علم نہ تھا جب وہ جھگڑ رہے تھے[3] ○ مجھے تو صرف اس لئے وحی

إِلَيَّ إِلَّا أَنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُبِينٌ ﴿٧٠﴾ إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي

کر دی جاتی ہے کہ میں کھلا کھلا ڈرانے والا ہوں ○ جبکہ آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا تھا کہ میں

خَالِقٌ بَشَرًا مِنْ طِينٍ ﴿٧١﴾ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي

مٹی سے ایک انسان بنانے والا ہوں ○ تو جب میں اسے درست کر دوں اور اس میں اپنی روح پھونک

فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ ﴿٧٢﴾ فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ﴿٧٣﴾ إِلَّا

دوں تو تم اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جانا[4] ○ چنانچہ سب فرشتوں نے مل کر سجدہ کیا ○ سوائے

إِبْلِيسَ اسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ﴿٧٤﴾ قَالَ يَا إِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ

ابلیس کے،[5] جس نے تکبر کیا اور کافروں سے ہو گیا ○ اللہ نے پوچھا: اے ابلیس! جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے

أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ۖ أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ

بنایا تو اسے سجدہ کرنے سے تجھے کس بات نے روک دیا؟ کیا بڑا بننا چاہتا ہے یا تو ہے ہی اونچا درجہ

الْعَالِينَ ﴿٧٥﴾ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ ۖ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ

رکھنے والوں سے؟ ○ کہنے لگا: میں اس سے بہتر ہوں (کیونکہ) مجھے تو تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور

مِنْ طِينٍ ﴿٧٦﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ﴿٧٧﴾ وَإِنَّ عَلَيْكَ

اسے مٹی سے"[6] ○ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "نکل جا یہاں سے یقیناً تو مردود ہے"[7] ○ اور یوم قیامت تک تجھ

لَعْنَتِي إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ ﴿٧٨﴾ قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ

پر میری لعنت رہے گی" ○ وہ کہنے لگا: "میرے رب! پھر مجھے اس وقت تک مہلت دے دے جب لوگ دوبارہ

يُبْعَثُونَ ﴿٧٩﴾ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ ﴿٨٠﴾ إِلَىٰ يَوْمِ

اٹھائے جائیں گے" ○ فرمایا: "اچھا! تمہیں مہلت دی جاتی ہے ○ اس دن تک جس کا

الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ﴿٨١﴾ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٨٢﴾

وقت مجھے معلوم ہے" ○ وہ کہنے لگا: "تیری عزت کی قسم! میں سب (انسان) کو گمراہ کر کے چھوڑوں گا ○

1- حالانکہ وہ تو اچھے اعمال کر کے جہنم سے نجات پا گئے۔

2- صرف قہار اور عزیز ہی نہیں بلکہ راہ ہدایت اختیار کرنیوالوں کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

3- گویا جس طرح فرشتوں کی بحثوں کا مجھے علم نہ تھا اور وحی سے علم ہوا ہے اس طرح قیامت کی اس بڑی خبر کا بھی وحی کے ذریعے علم ہوا ہے۔

4- عام مفسرین کہتے ہیں کہ یہ سجدہ تعظیمی تھا جو پہلے جائز تھا۔ اب یہ بھی جائز نہیں رہا۔

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اگر میں کسی کو کسی کے سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔"

(ترمذی)

حضرت آدم کو اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز بخشا کہ اپنے ہاتھوں سے تخلیق فرمایا اور اسکے علاوہ دوسرا بڑا اعزاز یہ بخشا کہ فرشتوں سے سجدہ کروایا۔

5- قرآن کریم میں صراحت ہے کہ ابلیس جنوں سے تعلق رکھتا تھا۔

فرمان الٰہی ہے۔

"وہ جنوں سے تھا تو اس نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی۔"

(کہف 50:18)

اپنی عبادت کی کثرت کی وجہ سے فرشتوں میں کھلا ملا رہتا تھا اسی وجہ سے سجدہ کا حکم اس پہ بھی لاگو ہوا۔

6- عذر گناہ بدتر از گناہ۔ احمق نے اپنی عقل کو حکم الٰہی پہ فوقیت دی۔ چنانچہ اس لحاظ سے وہ عقل پرستوں کا امام ہوا۔ دوسری بڑی غلطی یہ کی کہ جب غلطی کا احساس ہوا تو ندامت اور اللہ کی بخشش طلب کرنے کی بجائے اللہ کے مقابلے میں اکڑ گیا اور دنیا و آخرت کا نقصان کر لیا جبکہ آدم علیہ السلام نے غلطی کا احساس ہونے کے بعد توبہ کا رستہ اختیار کیا۔

7- نافرمانوں کو اللہ کا قرب میسر نہیں آ سکتا۔ اگر پہلے میسر ہو تو نافرمانی پہ چھن جاتا ہے۔ اللہ کی اطاعت اللہ کے قرب کا سبب بنتی ہے۔

إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ﴿٨٣﴾ قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ أَقُولُ ﴿٨٤﴾

بجز تیرے ان بندوں کے جنہیں تو نے خالص کر لیا ہے"○ اللہ نے فرمایا: "حق یہ ہے اور میں حق ہی کہا کرتا

لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٨٥﴾ قُلْ

ہوں○ کہ میں جہنم کو تجھ سے اور ان سب لوگوں سے بھردوں گا جو تیری اتباع کریں گے"○ کہہ دیجئے:

مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ ﴿٨٦﴾ إِنْ

میں اس تبلیغ پر تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا نہ ہی میں تکلف[1] کرکے (نبی بن) رہا ہوں○ یہ

هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ﴿٨٧﴾ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَأَهُ بَعْدَ حِينٍ ﴿٨٨﴾

قرآن تو جملہ اہل عالم کے لئے نصیحت ہے○ کچھ مدت بعد[2] تمہیں اس خبر (کی صداقت) معلوم ہو جائے گی○

سورۃ الزمر مکیۃ

آیات ۷۵ (۳۹) سورۂ زمر مکی ہے (۵۹) رکوع ۸

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴿١﴾ إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ

یہ کتاب اللہ تعالیٰ غالب و حکیم کی طرف سے نازل شدہ ہے○ ہم نے اس کتاب کو آپ کی طرف حق

الْكِتَابَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ﴿٢﴾ أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ

کے ساتھ نازل کیا ہے لہٰذا آپ خالص اس کی حاکمیت تسلیم کرتے ہوئے اسی کی عبادت کیجئے○ یاد رکھو! بندگی

الْخَالِصُ ۚ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ

خالصتاً اللہ ہی کی ہے اور جن لوگوں نے اللہ کے علاوہ کارساز بنا رکھے ہیں (کہتے ہیں) ہم تو ان کی

إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ

عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ سے قریب کردیں[3] جن باتوں میں یہ اختلاف کرتے ہیں یقیناً اللہ

يَخْتَلِفُونَ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ ﴿٣﴾ لَوْ أَرَادَ

ان کے درمیان فیصلہ کردے گا اللہ ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا اور منکر حق ہو○ اللہ اگر کسی

اللَّهُ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا لَاصْطَفَىٰ مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ سُبْحَانَهُ ۖ

کو بیٹا بنانا چاہتا تو وہ اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا چن سکتا تھا مگر وہ تو ایسی باتوں سے پاک ہے

هُوَ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿٤﴾ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۖ

وہ یکتا ہے، سب کو دبا کر رکھنے والا ہے○ اس نے ارض و سماء کو حق کے ساتھ پیدا کیا

يُكَوِّرُ اللَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى اللَّيْلِ ۖ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ

وہ رات کو دن پر اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے اور سورج[4] اور چاند کو کام پر

وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُسَمًّى ۗ أَلَا هُوَ الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ ﴿٥﴾

لگا دیا ہر ایک، ایک مقررہ وقت تک یونہی چلتا رہے گا یاد رکھو وہی سب پر غالب اور بخشنے والا ہے○

1- تکلف کا اردو میں بھی وہی مفہوم ہے جو کہ عربی میں ہے یعنی میں تکلف یا تصنع کی ملمع کاری نہیں کر رہا ہوں۔
حضرت ابن عمر ؓ کہتے ہیں کہ
"ہمیں تکلف کرنے سے منع کیا گیا ہے۔" (بخاری)

2- اگر اب تمہیں یہ باتیں واضح نہیں ہو رہی ہیں تو عنقریب معلوم ہو جائیں گیں جو زندہ رہے انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور مرنیوالے موت کے دروازے سے گزرتے ہی جان لیں گے۔

3- یہ آیت بھی مشرکین کے اس عقیدہ کی وضاحت کرتی ہے۔
"اور وہ اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو انکو کچھ فائدہ یا نقصان نہیں پہنچاسکتیں اور کہتے ہیں کہ اللہ کے ہاں یہ ہمارے سفارشی ہونگے۔ آپ ان سے کہیے کیا تم اللہ کو ایسی بات کی خبر دیتے ہو جسکا وجود نہ اسے کہیں آسمانوں میں معلوم ہوتا ہے اور نہ ہی زمین میں؟ وہ ایسی باتوں سے پاک اور بالاتر ہے جو یہ شرک کرتے ہیں۔"
(یونس 18:10)

شیطان نے شرک کا عقیدہ ہمیشہ عقیدت و تکریم کے پردہ میں رائج کیا ہے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ دلائل کے میدان میں جیتنے کے بعد اس عقیدہ نے رواج پایا ہو نہ ہی یہ ممکن ہے۔ آج بھی شرک انہیں راہوں سے پھیل رہا ہے۔ درج ذیل اقتباس ملاحظہ کیجئے۔
"ایک مرتبہ جنید بغدادی دجلہ پہ تشریف لائے اور یا اللہ کہتے ہوئے اس پہ زمین کی طرح چلنا شروع کردیا۔ بعد میں ایک شخص آیا اسے بھی پار جانے کی ضرورت تھی۔ کوئی کشتی اس وقت موجود نہ تھی۔ جب اس نے حضرت کو جاتے دیکھا تو عرض کیا میں کس طرح آؤں؟ فرمایا یا جنید یا جنید کہتا چلا آ۔ اس نے یہی کیا اور دریا پہ زمین کی طرح چلنے لگا۔ جب بیچ دریا کے پہنچا شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور مجھ سے یا جنید کہلاتے ہیں۔ میں بھی کیوں نہ یا اللہ کہوں؟ اس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا۔ پکارا یا حضرت میں چلا۔ فرمایا وہی کہہ یا جنید یا جنید جب کہا دریا سے پار ہوا عرض کیا۔ حضرت یہ کیا بات تھی کہ آپ یا اللہ کہیں تو پار ہوں اور میں کہوں تو غوطہ کھاؤں؟ فرمایا اے نادان! ابھی تک تو جنید تک نہیں پہنچا اللہ تک رسائی کی ہوس ہے۔" (ملفوظات مجددیہ حضرت رضا خان بریلوی ص 112)

فرمان باری تعالیٰ ہے۔
﴿أَمِ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ شُفَعَاءَ قُلْ أَوَلَوْ كَانُوا لَا يَمْلِكُونَ شَيْئًا وَلَا يَعْقِلُونَ﴾
"کیا اللہ کو چھوڑ کر ان لوگوں نے دوسروں کو سفارشی بنا رکھا ہے؟ ان سے کہو کیا وہ سفارش کریں گے؟ خواہ انکے اختیارات میں کچھ بھی نہ ہو اور خواہ وہ سمجھتے ہی نہ ہوں؟" (الزمر 43:39)

4- سورج میں موجود ہائیڈروجن نیوکلیائی تعامل کے ذریعے ہیلیم میں تبدیل ہوتی ہے اور اسطرح بے تحاشا توانائی مہیا کرتی ہے۔
جدید تحقیقات کے مطابق یہ ہائیڈروجن قریباً پانچ بلین سالوں میں ختم ہو جائے گی جس کے بعد سورج بے نور ہو جائے گا اور خالق کائنات کے مقرر کردہ منطقی انجام کو جا پہنچے گا۔

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ

اس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا پھر اس سے اس کی بیوی بنائی اور تمہارے لئے مویشیوں سے آٹھ

مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۭ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ

نذکرو مونث[1] پیدا کئے۔ وہ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں، تین تاریک پردوں[2] میں، ایک کے بعد دوسری شکل

بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا

دیتے ہوئے پیدا کرتا ہے یہ ہے اللہ تمہارا رب، بادشاہی اسی کی ہے اس کے سوا کوئی الہ نہیں

هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۣ وَلَا

پھر تم کہاں سے پھیر دیئے جاتے ہو؟○ اگر تم کفر کرو گے تو اللہ یقیناً تم سے بے نیاز ہے (لیکن)

يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ ۭ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ

وہ اپنے بندوں کے لئے کفر پر راضی نہیں[3] اور اگر تم شکر کرو تو وہ اسے تمہارے لئے پسند کرتا ہے کوئی بار گناہ

وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۭ اِنَّهُ

اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا پھر تمہیں اپنے رب کے ہاں لوٹنا ہے۔ وہ تمہیں بتلا دے گا جو کچھ تم

عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ

کرتے رہے ہو بلاشبہ وہ سینوں کے راز تک جاننے والا ہے○ اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے

مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ

رب کی طرف رجوع کرتے ہوئے پکارتا[4] ہے پھر جب وہ اسے اپنی نعمت سے نوازتا ہے تو بھول جاتا ہے جیسے اس

مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهِ ۭ قُلْ تَمَتَّعْ

سے قبل اس نے اپنے رب کو پکارا نہ تھا اور اللہ کے شریک بناتا ہے تاکہ اس کی راہ سے بہکا دے

بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا ڰ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۝ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ

کہہ دیجئے کہ اپنے کفر کا تھوڑا سا فائدہ[5] اٹھا لے تو یقیناً اہل جہنم سے ہے○ کیا (یہ بہتر ہے) یا جو رات

اٰنَاۗءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَاۗىِٕمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ

کے اوقات قیام و سجدہ میں عبادت کرتے گزارتا ہے، آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کا امیدوار

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۭ اِنَّمَا

ہے؟ ان سے پوچھئے کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟[6] مگر ان باتوں سے سبق تو

يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا

ع ۹ / ۱۵

وہی حاصل کرتے ہیں جو اہل عقل ہیں○ کہہ دیجئے کہ: "اے میرے بندو! جو ایمان لائے ہو، اپنے رب سے

رَبَّكُمْ ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ وَاَرْضُ اللّٰهِ

ڈرتے رہو جو لوگ نیک کام کرتے ہیں ان کے لئے اس دنیا میں (بھی) بھلائی[7] ہے اور اللہ کی زمین وسیع

وَاسِعَةٌ ۭ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

ہے[8] بلاشبہ صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بلا حساب دیا جائے گا○

1-اونٹ، گائے، بھیڑ اور بکری۔ نر اور مادہ ملا کر کل آٹھ ہوئے۔

اہل عرب انہیں ہی پالتے تھے اور انہیں کے ذریعے شرکیہ رسوم جاری کر رکھی تھیں پاک و ہند میں بھی لوگ ان جانوروں اور انکے دودھ کے چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔

2-ماں کا پیٹ، رحم اور اس کے اندر جھلی یہ تین پردے ہوئے۔ گویا یہ تین تاریکیاں ہیں۔ ایسی تاریکی میں کس کی قدرت ہے کہ وہ تخلیق کے اتنے دقیق مراحل انجام دے سکے؟ ایسے کارنامے انجام دینے والی ذات ہی تمہارا رب ہے۔

3-مشیت تو اللہ ہی کی ہے مگر اللہ کی رضا اس میں بالکل نہیں ہے۔

4-گویا دل کی گہرائیوں سے ہر کسی کو معلوم ہے کہ اسکا خالق اور رب کون ہے مگر وہ حقیقت کو ظاہری مفادات اور ماحول کے پردے میں چھپائے رکھتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"ہر بچہ (آدمی کا) فطرت (یعنی اسلام) پہ پیدا ہوتا ہے پھر اسکے والدین اسکو یہودی یا عیسائی یا پارسی بنا دیتے ہیں۔"

(بخاری)

5-ثابت ہوا کہ کفر کر راہ پہ چلنے سے عارضی فائدہ ہو سکتا ہے۔

6-ان دونوں قسم کی خصوصیات کے حامل لوگ ایک جیسے ہو سکتے ہیں؟ پہلی قسم کے لوگ اللہ کی نظر میں جاہل ہیں چاہے دنیا بھر کی اعلیٰ ترین ڈگریاں انکے پاس ہوں۔ دوسری جانب اللہ سے ڈرنے والے عالم ہیں چاہے دنیا کے لوگ انہیں جاہل ہی سمجھتے رہیں۔

7-راجح یہی ہے کہ "حسنہ" کی نسبت آخرت سے مانی جائے یعنی ان کیلئے جنت ہے۔ دنیا اور آخرت دونوں کے ساتھ بھی نسبت ہو سکتی ہے۔

8-اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت ہجرت حبشہ کے زمانہ میں نازل ہوئی جبکہ اہل مکہ نے مسلمانوں پہ مکہ میں عرصہ حیات تنگ کر رکھا تھا۔

قُلْ إِنِّيٓ أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ ٱللَّهَ مُخْلِصًا لَّهُ ٱلدِّينَ ﴿١١﴾ وَأُمِرْتُ لِأَنْ

آپ کہئے، مجھے تو یہ حکم ہوا ہے کہ میں خالصتاً اسی کی حاکمیت تسلیم کرتے ہوئے اس کی عبادت کروں[1]○ اور

أَكُونَ أَوَّلَ ٱلْمُسْلِمِينَ ﴿١٢﴾ قُلْ إِنِّيٓ أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ

سب سے پہلے میں خود ہی مسلم بنوں○ کہہ دیجئے کہ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں بڑے دن کے

يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٣﴾ قُلِ ٱللَّهَ أَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهُۥ دِينِي ﴿١٤﴾ فَٱعْبُدُوا۟ مَا

عذاب سے ڈرتا ہوں○ کہہ دیجئے میں تو اپنے دین کو خالص کرکے اللہ کی عبادت کرتا ہوں○ تم اسے چھوڑ کر

شِئْتُم مِّن دُونِهِۦ ۗ قُلْ إِنَّ ٱلْخَٰسِرِينَ ٱلَّذِينَ خَسِرُوٓا۟ أَنفُسَهُمْ وَ

جس کی عبادت چاہے کرتے رہو (نیز) کہئے کہ اصل خسارہ والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے قیامت کے

أَهْلِيهِمْ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ ۗ أَلَا ذَٰلِكَ هُوَ ٱلْخُسْرَانُ ٱلْمُبِينُ ﴿١٥﴾ لَهُم مِّن

دن اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو خسارہ میں ڈال دیا دیکھو! یہی صریح خسارہ ہے○ ان کے اوپر

فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ ٱلنَّارِ وَمِن تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ۚ ذَٰلِكَ يُخَوِّفُ ٱللَّهُ بِهِۦ

بھی آگ کے سائبان ہوں گے اور ان کے نیچے بھی[2] اسی بات سے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے لہٰذا

عِبَادَهُۥ ۚ يَٰعِبَادِ فَٱتَّقُونِ ﴿١٦﴾ وَٱلَّذِينَ ٱجْتَنَبُوا۟ ٱلطَّٰغُوتَ أَن

اے میرے بندو! مجھ سے ڈرتے رہو○ جو لوگ طاغوت[3] کی عبادت کرنے سے بچتے رہے اور اللہ تعالیٰ

يَعْبُدُوهَا وَأَنَابُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ لَهُمُ ٱلْبُشْرَىٰ ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿١٧﴾ ٱلَّذِينَ

کی طرف رجوع کیا ان کے لئے بشارت ہے لہٰذا میرے بندوں کو بشارت دے دیجئے○ انہیں جو بات کو

يَسْتَمِعُونَ ٱلْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُۥٓ ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ هَدَىٰهُمُ ٱللَّهُ ۖ

توجہ سے سنتے ہیں پھر اس کے بہترین پہلو کی اتباع کرتے ہیں[4] یہی ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت بخشی

وَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمْ أُو۟لُوا۟ ٱلْأَلْبَٰبِ ﴿١٨﴾ أَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ ٱلْعَذَابِ

اور یہی اہل عقل ہیں○ کیا جس شخص پر عذاب کی بات ثابت ہو چکی ہو تو[5] (اے نبی!) آپ ایسے

أَفَأَنتَ تُنقِذُ مَن فِى ٱلنَّارِ ﴿١٩﴾ لَٰكِنِ ٱلَّذِينَ ٱتَّقَوْا۟ رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّن

شخص کو چھڑا سکتے ہیں جو آگ میں گر چکا ہو○ لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لئے

فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ ۖ وَعْدَ ٱللَّهِ ۖ لَا يُخْلِفُ

بالاخانے ہیں جن کے اوپر اور بالاخانے بنے ہیں اور ان کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں[6] یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ

ٱللَّهُ ٱلْمِيعَادَ ﴿٢٠﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ ٱللَّهَ أَنزَلَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهُۥ يَنَٰبِيعَ

اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا○ کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ آسمان سے پانی برساتا ہے پھر زمین میں

فِى ٱلْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِۦ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا أَلْوَٰنُهُۥ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَىٰهُ مُصْفَرًّا

بہاکر اس پانی کو آگے چلا دیتا ہے پھر اس سے مختلف رنگوں کی کھیتی پیدا کرتا ہے پھر وہ جوبن پر آتی ہے

ثُمَّ يَجْعَلُهُۥ حُطَٰمًا ۚ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِأُو۟لِى ٱلْأَلْبَٰبِ ﴿٢١﴾

پھر تم دیکھتے ہو وہ زرد پڑ جاتی ہے پھر اسے بھس بنا دیتا ہے[7] بلاشبہ اہل عقل کے لئے اس میں سبق ہے○

1-قریش مکہ "کچھ لو کچھ دو" (Give and Take) کے اصول کے تحت سمجھوتہ کی خاطر آپ کے پاس آئے تھے کہ تم ہمارے بتوں کو برا بھلا نہ کہو تو ہم تمہیں برا بھلا نہیں کہتے یعنی "لا الہ الا اللہ" نہ کہو کیوں کہ بتوں کو پہلی چوٹ اس سے لگتی تھی جسے وہ بتوں کی توہین سمجھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اسکا جواب آپ ﷺ کے منہ سے کہلایا ہے۔

2- ظلل' ظلہ کی جمع ہے۔ سایہ بادل وغیرہ یعنی اوپر بھی آگ اور نیچے بھی آگ۔

3-طاغوت۔ ایسا عامل (Agency) افراد یا مجموعہ یا حکومت جسکی اللہ کے مقابلے پہ اطاعت کی جائے اور وہ اس اطاعت پہ خوش ہو۔ شیطان سب سے بڑا طاغوت ہے۔

4-خوشدلی اور خلوص نیت سے اللہ تعالیٰ کے احکام بجالائے۔ مثلاً اگر صلوٰۃ ادا کرنا ہے تو یہ نہ سمجھے کہ یہ صلوٰۃ خوامخواہ اس پہ تھوپ دی گئی ہے بلکہ اسے یقین ہو کہ واقعی یہ میری دنیا اور آخرت کی فلاح کی کنجی ہے یا رخصت اور عزیمت میں عزیمت کی راہ اختیار کرتے ہیں۔

5-اس آیت میں آپ ﷺ کیلئے تسلی ہے کہ آپ مسلسل دعوت و تبلیغ کے لئے اپنی جان کھپاتے چلے جا رہے ہیں اور یہ بدبخت سن کر نہیں دے رہے تو اس کا یہ مطلب قطعاً نہیں ہے کہ آپ کی تبلیغ میں کچھ کمی رہ گئی ہے بلکہ بدبخت وہ ہیں جنہوں نے اپنے لئے عذاب کا راستہ اختیار کرلیا ہے اور وہ عذاب میں گر چکے ہیں۔

6-جس طرح جہنم میں درجات ہونگے اسی طرح جنت میں بھی درجات ہونگے۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔
"اللہ تعالیٰ نے جنت میں سو درجے مجاہدین فی سبیل اللہ کیلئے تیار کیے ہیں۔ دو درجوں کا فاصلہ ایسے ہی جیسے آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔"

(بخاری)

7-اس مثال میں کئی سبق ہیں۔ جس طرح تمہاری روزمرہ کی زندگی میں اللہ تعالیٰ پانی سے مردہ زمین کو زندگی عطا فرماتا ہے اسی طرح تم سب کو مار کر زندہ کرے گا۔ دنیا کی ہر چیز کو عروج ہے تو زوال بھی ہے۔ جسطرح کھیتی جب لہلہاتی ہے تو اس وقت اسکا جوبن ہوتا ہے پھر زرد پڑتے پڑتے وہ بھس بن جاتی ہے۔ یہی حال انسان کا ہوگا چار دن جوانی اور قوت اور دولت ملنے سے آپے سے باہر نہ ہونا چاہیے انجام یہ ہی ہے۔

أَفَمَن شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّن رَّبِّهِ ۚ فَوَيْلٌ

بھلا جس شخص کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہو اور وہ اپنے رب کی طرف سے روشنی پر ہو (اس

لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُم مِّن ذِكْرِ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٢٢﴾ اللَّهُ

جیسا ہے جو سبق نہیں لیتا) لہٰذا ہلاکت ہے جن کے دل اللہ کے ذکر سے سخت ہو جاتے ہیں[1] یہی لوگ صریح گمراہی

نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ

میں ہیں○ اللہ نے بہترین کلام نازل کیا جو ایسی کتاب ہے جس کے مضامین ملتے جلتے اور بار بار دہرائے جاتے[2]

الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ

ہیں جن سے ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں[3] جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں پھر ان کی جلد اور ان کے

اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ

دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف راغب ہوتے ہیں یہی اللہ کی ہدایت ہے، وہ جسے چاہتا ہے قرآن کے ذریعہ

فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ﴿٢٣﴾ أَفَمَن يَتَّقِي بِوَجْهِهِ سُوءَ الْعَذَابِ يَوْمَ

ہدایت دیتا ہے اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں○ بھلا جو یوم قیامت سخت عذاب کو اپنے

الْقِيَامَةِ ۚ وَقِيلَ لِلظَّالِمِينَ ذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَكْسِبُونَ ﴿٢٤﴾ كَذَّبَ

چہرے پر روکے گا[4] (اس کی بے بسی کیسی) اور ظالموں سے کہا جائے گا کہ اپنے کرتوتوں کا مزا چکھو○

الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٢٥﴾

ان سے پہلے کے لوگوں نے بھی جھٹلایا تو ان کو ایسی جگہ سے عذاب آیا جس کا انہیں شعور تک نہ

فَأَذَاقَهُمُ اللَّهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ

تھا○ پھر اللہ نے انہیں دنیا کی زندگی میں ہی رسوائی کا مزا چکھا دیا اور آخرت کا عذاب تو کہیں

أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿٢٦﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا

وقف لازم

بڑھ کر ہے کاش وہ جانتے[5]○ ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لئے ہر طرح کی

الْقُرْآنِ مِن كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٢٧﴾ قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ

مثالیں بیان کر دی ہیں[6] تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں○ وہ قرآن جو عربی زبان میں ہے جس میں کوئی کجی

ذِي عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿٢٨﴾ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيهِ

نہیں تاکہ لوگ (اللہ کی نافرمانی سے) بچ جائیں○ اللہ ایک مثال بیان کرتا ہے ایک شخص چند بد سرشت اور

شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ۚ

باہم جھگڑنے والوں[7] کا غلام ہے اور دوسرا صرف ایک آدمی کا غلام ہے کیا ان دونوں غلاموں کی حالت ایک جیسی

الْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٩﴾ إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم

ہو سکتی ہے؟ الحمد للہ[8] لیکن اکثر لوگ یہ بات جانتے نہیں○ (اے نبی!) بلاشبہ آپ کو مرنا ہے[9] اور یہ بھی

مَّيِّتُونَ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِندَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ ﴿٣١﴾

ع ۳ / ۱۷

مرنے والے ہیں○ آخر کار یوم قیامت تم سب اپنے رب کے ہاں جھگڑا کرو گے○

1- جیسے فرمایا۔

"اور جب اللہ اکیلے کا ذکر کیا جائے تو جو لوگ آخرت پہ ایمان نہیں رکھتے ان کے دل گھٹ جاتے ہیں اور جب اللہ کے علاوہ دوسروں کا ذکر کیا جائے تو ان کی باچھیں کھل اٹھتی ہیں؟"

(الزمر 45:39)

اسکی حالت اس مریض جیسی ہے جسے اگر دوا دو تو جسم دوا قبول نہیں کرتا اور خود دوا بھی اس کے جسم میں زہر بن جاتی ہے۔

2- قرآن کا بنیادی موضوع ہدایت نوع انسانی ہے۔ اسی کو ہی وہ مختلف انداز اور اسلوب سے بیان کرتا ہے۔ چونکہ یہ کلام قادر مطلق ذات کی جانب سے نازل ہوا ہے لہٰذا اس میں کبھی تضاد نہیں ہوتا اور بذات خود یہ اس کی حقانیت کی دلیل بھی ہے۔

3- قرآن کریم کے جو اثرات دل پر پڑتے ہیں وہ ان کے اعضاء اور جوارح پر بھی ظاہر ہوتے ہیں۔

4- لاچارگی اور ذلت کی آخری حدوں کی نقشہ کشی کی گئی ہے۔ انسان جسم کے ہر حصے پہ بھی چوٹ کھا کر منہ بچانے کی کوشش کرتا ہے کیونکہ یہ پورے جسم کا معزز ترین حصہ ہے۔ منہ پہ چوٹ تب ہی برداشت کرتا ہے جبکہ اس کی مدافعت کی تمام صلاحیتیں بالکل ختم ہو چکی ہوں۔

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"تم میں سے کوئی اپنے خادم کو مارے تو چہرے کو بچالے۔"

(ابوداؤد)

5- کیونکہ اسے جب آنیوالی مصیبت کا علم ہو تو وہ کچھ نہ کچھ مداوا سوچ لیتا ہے۔

6- آیت نمبر 23 میں بھی ملتا جلتا مضمون بیان کیا گیا ہے۔ ہدایت انسانی سے متعلق کوئی بنیادی بات ایسی رہ نہیں گئی جس کا قرآن میں ذکر نہ کیا گیا ہو۔

7- تشاکش۔ بخل، تند خوئی اور بد مزاجی کی وجہ سے اپنے حقوق کیلئے کھینچا تانی کرنا۔

کسی حقیقت کو مثال کے ذریعے سے سمجھنا بہت سہل ہوتا ہے حتیٰ کے کند ذہن رکھنے والے لوگ بھی سمجھتے ہیں مثلاً یہ مثال ملازمین (Servants) بہت آسانی سے سمجھ جاتے ہیں کیونکہ ان کا واسطہ اپنے آقا (Boss) سے ہوتا ہے۔ یہی مثال حضرت یوسف نے قید میں بادشاہ کے ملازمین کے سامنے رکھی دیکھیں (یوسف 39:12)

اس مثال سے یہ بھی معلوم ہوا کہ توحید کائنات کی حقیقت ہونے کے علاوہ خود بنی نوع انسان کیلئے رحمت ہے۔ الحمد للہ۔

8- اس ذات کیلئے تعریف ہے جس نے اتنی بہترین مثال پیش کی یا چلو اللہ کا شکر ہے کہ کم از کم اتنا تو تم بھی تسلیم کرتے ہو۔

9- قریش کے بدبختوں کی اس خواہش کی جانب اشارہ ہے کہ وہ کہتے آپ فوت ہو جائیں تو یہ جھگڑا یہیں ختم ہو جائے۔

اب ان بے وقوفوں کو کیا معلوم کہ اصل جھگڑا تو پھر شروع ہو گا جسکا فیصلہ خود اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ

پھر اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا[1] اور جب سچی بات اس کے سامنے

اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿٣٢﴾ وَالَّذِيْ جَآءَ

آئی تو اسے جھٹلا دیا[2]۔ کیا ایسے کافروں کا جہنم میں ہی ٹھکانا نہیں؟○ اور جو شخص سچی بات

بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿٣٣﴾ لَهُمْ مَّا

لایا[3] اور جس نے اس کی تصدیق کی[4] یہی لوگ متقی ہیں○ وہ جو کچھ چاہیں

يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٣٤﴾ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ

گے ان کے لئے ان کے رب کے ہاں موجود ہے نیکی کرنے والوں کا یہی بدلہ ہے○ تاکہ اللہ ان سے وہ

عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ

برائیاں دور کر دے جو انہوں نے کی تھیں اور جو اچھے کام وہ کرتے رہے انہی کے لحاظ سے

الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٣٥﴾ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَيُخَوِّفُوْنَكَ

انہیں انکا اجر عطا کرے[5]○ کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو کافی نہیں؟ اور یہ لوگ تو آپکو ان سے ڈراتے ہیں

بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿٣٦﴾

جو اس کے سوا ہیں[6] اور جسے اللہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں[7]○

وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ

اور جسے اللہ ہدایت دے اسے گمراہ کرنے والا کوئی نہیں کیا اللہ سب پر غالب اور

ذِي انْتِقَامٍ ﴿٣٧﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

انتقام لینے والا نہیں؟○ اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ: ارض و سماوات کو کس نے

وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ

پیدا کیا؟ تو یقیناً کہیں گے کہ "اللہ نے"[8] آپ انہیں کہئے: بھلا دیکھو، جنہیں تم اللہ کے

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ

سوا پکارتے ہو، اگر اللہ مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو تمہارے معبود اس کی پہنچائی ہوئی تکلیف کو دور ہٹا

ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ

سکتے ہیں؟ یا اگر وہ مجھ پر رحمت کرنا چاہے تو یہ اس کی رحمت کو روک سکتے ہیں؟ آپ ان سے کہئے؟

حَسْبِيَ اللّٰهُ ؕ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿٣٨﴾ قُلْ يٰقَوْمِ

مجھے تو اللہ ہی کافی ہے (اور) توکل کرنے والے اسی پر توکل کرتے ہیں○ آپ ان سے کہئے: "اے میری قوم!

اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿٣٩﴾

تم اپنی جگہ کام کرتے جاؤ، میں اپنی جگہ کر رہا ہوں پھر جلد تمہیں معلوم ہو جائے گا○ کہ

مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿٤٠﴾

کس پر ایسا عذاب آتا ہے[9] جو اسے رسوا کر دے اور کس پر دائمی عذاب نازل ہوتا ہے○

1-مثلاً نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرے یا اللہ کی اولاد ٹھہرائے یا جو ایسے عقیدے گھڑے کہ اللہ نے اپنے بہت سے اختیارات اپنے پیاروں کو سونپ رکھے ہیں۔

2-اللہ کے سچے نبی کو جھٹلا دے۔ عقیدہ اخرت یا توحید ہی کو جھٹلا دے۔

3-مراد آپ ﷺ ہو سکتے ہیں یا حق پیش کرنیوالا ہر ایک۔

4-حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مراد ہیں جنہوں نے آگے بڑھ کر حق کی تصدیق کی یا حق کی تصدیق کرنے والا ہر ایک۔

5-اسلام قبول کرنے سے پہلے جو برائیاں ان سے سرزد ہوئیں یا جو غلطیاں انہوں نے کسی بھی وقت کیں یا نیکیوں کی جزا بہترین ملے گی یا اعلیٰ درجہ کی نیکیوں کی نسبت سے انکی دوسری تمام نیکیوں کا بھی معاملہ ہوگا۔ یعنی احسان کا معاملہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنیوالے شخص کا معاملہ یہ ہوتا ہے کہ جب بھی وہ اپنے گذشتہ زمانہ کے گناہ کو یاد کرتا ہے استغفار کرتا ہے۔ اس گمان میں کہ پتہ نہیں۔ ابھی تک وہ گناہ معاف ہوا بھی ہے یا نہیں وہ بار بار استغفار کرتا رہتا ہے۔ اور اسطرح اسکی برائیاں بھی اسکے درجات میں اضافہ کا باعث بن جاتی ہیں۔

6-مشرکین مکہ کہتے کہ ان بتوں کی گستاخیاں کروگے تو وہ انتقام لے لیں گے۔ آج بھی قبروں کے پجاری پیروں اور فقیروں کے بارے میں ایسی باتیں مشہور کرتے رہتے ہیں۔ یہ حکایات صرف زندہ پیروں کے ساتھ منسوب نہیں کی جاتیں بلکہ مردہ پیروں کے بارے میں بھی خوب افسانے مشہور کئے جاتے ہیں اور اس سے وہ معبود حق کے عبادت گزاروں کو ڈرانا چاہتے ہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"تعویز دھاگہ (باندھنا) شرک ہے۔"

(احمد و ابو داؤد)

عبداللہ ابن علیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"جس نے (دھاگہ۔ تعویز وغیرہ) باندھا تو وہ اسی کے سپرد کر دیا گیا۔"

(احمد و ترمذی)

بعض علماء نے قرآنی آیات کا تعویز بنانے کی اجازت دی ہے۔

7-ایک تو وہ حق قبول نہیں کرتے دوسرا قبول حق کے راہ میں روڑے بھی اٹکاتے ہیں۔ اب ایسے لوگوں کو ہدایت کیسے نصیب ہو؟

8-کیوں کہ یہ ماننے کے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں۔ جس قدر قدیم ارض و سما ہیں اتنا قدیم کوئی بھی نہیں۔ لہٰذا یہ جرات آج تک کوئی نہیں کر سکا کہ ارض و سما کا خالق کسی اور کو بتلا دے۔

9-یہ جواب ہے ان دھمکیوں کا جو آپ ﷺ اور دیگر انبیاء کو بھی دی جاتی رہی ہیں کہ تم ان معبودوں کو برا بھلا کہتے ہو تو یہ تمہارا ستیاناس کریں گے۔ یہی دھمکیاں آج بھی لوگ اہل توحید کو دیتے ہیں۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى

بلاشبہ ہم نے یہ کتاب تمام لوگوں کے لئے آپ پر حق کے ساتھ نازل کی ہے پھر جو ہدایت پر آ گیا

فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ

تو اس کا اپنا ہی فائدہ ہے اور جو بھٹک گیا تو اس کے بھٹکنے کا وبال (بھی) اسی پر ہے اور آپ ان کے

بِوَكِيْلٍ ﴿٤١﴾ ع اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ

ذمہ دار نہیں [1] ○ اللہ ہی ہے جو موت کے وقت روحیں [2] قبض کر لیتا ہے اور جو مرا نہ ہو اس کی روح

تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَ

نیند کی حالت میں قبض کر لیتا ہے پھر جس کی موت کا فیصلہ ہو چکا ہو اس کی روح کو روک لیتا ہے اور

يُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ

دوسری روحیں ایک مقررہ وقت تک کے لئے واپس بھیج دیتا ہے غور و فکر والے لوگوں کے لئے اس میں

يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿٤٢﴾ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَاۗءَ ۭ قُلْ

بہت سی نشانیاں ہیں ○ کیا ان لوگوں نے اللہ کے سوا کچھ اور سفارشی بنا رکھے ہیں؟ آپ ان سے کہئے کہ:

اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٤٣﴾ قُلْ لِّلّٰهِ

اگر وہ کسی چیز کا اختیار ہی نہ رکھتے ہوں اور نہ عقل رکھتے ہوں (تو سفارش کیسے کریں گے؟) ○ آپ ان سے

الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ۭ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ ثُمَّ اِلَيْهِ

کہئے کہ سفارش پوری اللہ ہی کے اختیار میں [3] ہے ارض و سماوات میں اسی کی حکومت ہے پھر تم اسی کی

تُرْجَعُوْنَ ﴿٤٤﴾ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ

طرف لوٹائے جاؤ گے ○ اور جب اللہ اکیلے کا ذکر کیا جائے تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل

لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ

گھٹ [4] جاتے ہیں اور جب اللہ کے علاوہ دوسروں کا ذکر کیا جائے تو ان کی باچھیں کھل جاتی ہیں ○

يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿٤٥﴾ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ

آپ کہئے: اے اللہ! ارض و سماوات کے پیدا کرنے والے، غیب اور

الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا

حاضر کو جاننے والے، تو ہی اپنے بندوں میں اس چیز کا فیصلہ کرے گا جس میں وہ

فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ

اختلاف کر رہے [5] ہیں ○ اور اگر ان ظالموں کو زمین کی ساری دولت

جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْۗءِ الْعَذَابِ يَوْمَ

میسر ہو اور اتنی اور بھی ہو تو وہ یوم قیامت کے برے عذاب سے بچنے کے لئے فدیہ میں دینے کو تیار ہو جائیں

الْقِيٰمَةِ ۭ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ﴿٤٧﴾

گے اس دن اللہ کی طرف سے ان کے لئے ایسا عذاب ظاہر ہو گا جو ان کے وہم گمان میں بھی نہ ہو گا ○

1- کہ زبردستی انہیں ایمان پہ لا کر ہی چھوڑیں۔

2- علماء نے روح کو دو اقسام میں تقسیم کیا ہے۔

(ا) روح حیوانی۔

(ب) روح نفسانی۔

روح حیوانی دوران خون اور حرکت قلب وغیرہ سے ہے جب انسان کی موت واقع ہوتی ہے تو اس کی بھی موت واقع ہو جاتی ہے جبکہ روح نفسانی جب سے پیدا ہوئی ہے اسے کوئی موت نہیں ہے۔ نیند کی حالت میں یہ سیر کرتی پھرتی ہے۔ خواب وغیرہ کا تعلق اسی روح سے ہے۔

اللہ تعالیٰ موت کی حالت میں روح حیوانی اور روح نفسانی کو قبض کر لیتے ہیں۔ جبکہ نیند کی حالت میں بھی روح حیوانی کی کارکردگی بہت حد تک کمزور پڑ جاتی ہے۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے قبض کرنا فرمایا ہے۔ چنانچہ نیند اور موت کی اسی مشابہت کی وجہ سے ہمیں جو دعا سوتے وقت کیلئے سکھلائی گئی ہے وہ یہ ہے۔

حضرت ابوذر روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"جب آپ رات کو سونے کیلئے لیٹتے تو اپنا ہاتھ گال کے نیچے رکھ لیتے اور یہ کہتے۔ ((بِاسمِكَ اللّٰهُمَّ أموتُ وأحيَا))

"اے اللہ میں تیرے ہی نام سے زندہ اور فوت ہوتا ہوں۔"

(بخاری و مسلم)

3- ہمیشہ شرک کی ابتداء اس خوش کن نظریہ سے ہوتی ہے کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ دیکھیں آیت نمبر 3۔ مشرکین مکہ بھی یہی نظریہ رکھتے تھے۔ یوم قیامت سفارش ہوگی ضرور مگر عملاً اس پہ ایسی پابندیاں ہیں کہ اس سفارش پہ بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔ کوئی بھی اپنی مرضی سے سفارش نہ کر سکے گا۔

4- آج بھی مشرکین کی یہ خاصیت باسانی نوٹ کی جا سکتی ہے اکیلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی جائے تو انکے سینوں میں گھٹن پیدا ہوتی ہے۔ بیان کرنیوالے کو بزرگوں کا گستاخ اور منکر قرار دیا جاتا ہے۔ تاہم اگر کچھ بزرگوں کے قصیدے اور کرامات بیان ہوں اور کچھ اللہ کی تو برداشت کر لیتے ہیں۔ اور اگر اللہ کا ذکر چھوڑ ہی دیا جائے پھر تو بے حد خوش ہوتے ہیں۔

یاد رہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے آخرت نہ ماننے والوں کی اس خاصیت کا ذکر کیا ہے اس سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

(ا)۔ ایسے لوگ جو پیروں فقیروں کی زبردستی کی سفارش کے قائل ہیں وہ دار آخرت کی حقیقت ہی سے انکاری ہیں۔

(ب)۔ جنہیں آخرت کا صحیح معنوں میں یقین ہے وہ ایسی خرافات میں پھنستے ہی نہیں۔

5- جب ہٹ دھرمی کی یہ حالت ہو جائے جو آیت نمبر 45 میں مذکور ہے تو پھر ایسے لوگوں کی ہدایت کی امید کم ہی ہو سکتی ہے۔ پھر یہی دعا پڑھنی چاہئے جو اللہ نے اپنے نبی کو سکھلائی ہے۔

وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ

اور جو کام وہ کرتے رہے اس کے برے نتائج ان کے سامنے آجائیں گے اور جس (عذاب) کا وہ مذاق اڑایا

يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٤٨﴾ فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ اِذَا

کرتے تھے وہی انہیں آگھیرے گا○ انسان کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں پکارتا[1] ہے، پھر جب

خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ

ہم اسے اپنی نعمت سے نوازتے ہیں تو کہتا ہے: مجھے یہ علم (اور تجربہ) کی بنا پر حاصل ہوئی[2] ہے بلکہ یہ ایک فتنہ

وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٤٩﴾ قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

ہوتی ہے مگر ان میں سے اکثر جانتے نہیں[3]○ ایسی ہی بات ان لوگوں نے بھی کہی تھی جو ان سے پہلے گزر چکے

فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٥٠﴾ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ

ہیں پھر وہ چیز ان کے کسی کام نہ آئی جو وہ کما رہے تھے○ چنانچہ اپنی برائی کے برے نتائج انہیں

مَا كَسَبُوْا وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَآءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ

بھگتنے پڑے اور ان لوگوں میں سے جو ظلم کر رہے ہیں وہ بھی عنقریب اپنے کاموں کے برے نتائج بھگت لیں

مَا كَسَبُوْا وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿٥١﴾ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ

گے اور یہ لوگ (ہمیں) عاجز کر سکنے والے نہیں○ کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ ہی جس کے لئے

الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ

چاہے رزق وسیع کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہے تنگ کر دیتا ہے اس میں بھی ان کے لئے نشانیاں ہیں جو

يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٥٢﴾ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ

ایمان لاتے ہیں○ آپ لوگوں سے کہدیجئے: اے میرے بندو![4] جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے،

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا

اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا،[5] اللہ یقیناً سارے ہی گناہ معاف کر دیتا ہے

اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿٥٣﴾ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ

کیونکہ وہ غفور و رحیم ہے○ اور اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اس کا حکم مان لو قبل

قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿٥٤﴾ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ

اس کے کہ تم پر عذاب آئے پھر تمہیں کہیں سے مدد بھی نہ مل سکے○ اور جو کچھ تمہاری طرف تمہارے

مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ

رب کے ہاں سے نازل ہوا اس کے بہترین پہلو[6] کی اتباع کرو قبل اس کے کہ اچانک تم پر عذاب آجائے

بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿٥٥﴾ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى

اور تمہیں خبر بھی نہ ہو○ (کہیں ایسا نہ ہو کہ اس وقت) کوئی کہنے لگے: "افسوس میری اس کوتاہی پر

مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ﴿٥٦﴾

جو میں اللہ کے حق میں کرتا رہا اور میں تو مذاق اڑانے والوں میں سے تھا○

ع ۵ / ۲

1-اب وہ اپنے ان پیروں فقیروں کو کیوں بھول جاتا ہے؟ اب اسے خالص اللہ تعالیٰ ہی یاد آتے ہیں۔

2-یہی بات قارون نے بھی کہی تھی دیکھیں (القصص78:28) حالانکہ یہ خوشحالی تو اس کیلئے فتنہ ہے۔

3-نہ عقل ہی اس کیلئے معیار ہے نہ دین اور نہ قوت لہٰذا یہ سمجھنا کہ جسکے پاس مال و دولت زیادہ ہے اللہ اس سے خوش ہے قطعاً غلط ہے۔

حضرت عمر بن عوف الانصاری سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔
"اللہ کی قسم میں تمہارے بارے میں فقر سے نہیں ڈرتا بلکہ میں ڈرتا ہوں کہ تم پہ دنیا کھول دی جائے جسے تم سے پہلے لوگوں پہ کھولی۔"
(بخاری و مسلم)

4-بعض لوگوں نے اس آیت کو غلط معانی پہنانے کی کوشش کی ہے۔ "میرے بندو" میں وہ ضمیر آپ ﷺ کی جانب لوٹاتے ہیں یعنی اللہ کے نبی آپ ﷺ کے بندے۔ گویا یہ معنی پہنا کے وہ قرآن کی ساری تعلیمات پہ پانی پھیر دینا چاہتے ہیں۔

5-حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔
"بنی اسرائیل میں ایک آدمی نے ننانوے قتل کئے پھر اسے توبہ کی توفیق ہوئی۔ اس نے روئے زمین پہ سب سے بڑے عالم کے بارے میں پوچھا۔ لوگوں نے اسے ایک راہب کے بارے میں بتایا وہ اسکے پاس گیا اور اسے بتایا کہ اس نے ننانوے قتل کئے ہیں کیا اسکی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ اس نے راہب کو بھی قتل کر کے سو پورے کر دیئے۔ پھر اس نے روئے زمین پہ بڑے عالم کے بارے میں پوچھا تو اسے ایک عالم کے بارے میں بتلایا گیا۔ اس نے اسے کہا کہ اس نے سو لوگوں کو قتل کیا ہے اسکی توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ ہاں اور یہ کہ اسکے اور توبہ کے درمیان کیا مانع ہو سکتا ہے۔ فلاں فلاں علاقے کو جاؤ وہاں پہ اللہ کے نیک بندے رہتے ہیں انکے ساتھ اللہ کی عبادت کرو اور اپنے علاقہ کو واپس نہ جاؤ یہ برا علاقہ ہے۔ جب وہ آدھے راستے کو پہنچا تو اسے موت آگئی۔ چنانچہ اسکے بارے میں رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے جھگڑنے لگے۔ رحمت کے فرشتے کہنے لگے کہ وہ تائب ہو کر اللہ سے لو لگانے آرہا تھا۔ عذاب کے فرشتے کہنے لگے کہ اس نے کوئی نیک عمل کیا ہی نہیں تو انکے پاس ایک فرشتہ آیا انہوں نے اسے فیصل تسلیم کر لیا۔ اس نے کہا کہ دونوں فاصلوں کی پیمائش کرو وہ جس جانب قریب تھا اسی کا حقدار ہے۔ جب انہوں نے پیمائش کی تو جس جانب وہ جارہا تھا وہ فاصلہ کم نکلا۔ چنانچہ رحمت کے فرشتے اسے لے گئے" (مسلم)

یعنی جب توبہ کی جائے تو اللہ تعالیٰ سب کے سب گناہ معاف کر دیتا ہے بلکہ ایک آیت میں اس سے بڑی بشارت ہے کہ برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔ دیکھیں (الفرقان 70:25) مگر وہ شخص انتہائی احمق، کم ظرف اور بدنصیب ہو گا جو اس آیت سے یہ مفہوم نکالے کہ مزے سے گناہ کرتے چلے جاؤ۔ آخر توبہ سے بخشے ہی جائیں گے۔ اصل میں وہ اللہ کی قہاریت کو للکارتا ہے۔

6-یعنی جس کتاب کو اللہ نے احسن قرار دیا ہے یا اللہ تعالیٰ کے اوامر کو احسن انداز میں بجا لایا جائے نہ کہ مردہ دلی سے اور بیگار سمجھتے ہوئے۔

أَوْ تَقُوْلَ لَوْ أَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٥٧﴾ أَوْ

یا یوں کہے کہ "اگر اللہ مجھے ہدایت دیتا تو میں متقین سے ہوتا"○ یا

تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ أَنَّ لِيْ كَرَّةً فَأَكُوْنَ مِنَ

جب عذاب دیکھے تو کہنے لگے: "کاش! مجھے ایک اور موقع مل جائے تو میں نیک کام کرنے والوں

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٥٨﴾ بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ

میں شامل ہو جاؤں"○ (اللہ فرمائے گا) کیوں نہیں تیرے پاس میری آیات آئیں تو نے انہیں جھٹلا دیا اور[1]

وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٥٩﴾ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا

اکڑ بیٹھا اور تو تھا ہی کافروں سے"○ جن لوگوں نے اللہ پر جھوٹ بولا تھا۔ قیامت کے دن آپ دیکھیں گے کہ

عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ۗ أَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى

ان کے چہرے سیاہ ہو رہے ہوں گے کیا جہنم میں تکبر کرنے والوں کا

لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿٦٠﴾ وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۚ لَا

ٹھکانا نہیں؟○ اور جو لوگ اللہ سے ڈرتے رہے اللہ انہیں ان کی کامیابی کے ساتھ بچا لے گا انہیں نہ[2]

يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦١﴾ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۖ وَّ

تو کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ وہ غمزدہ ہوں گے○ اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا اور

هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿٦٢﴾ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَ

وہی ہر چیز کا محافظ ہے○ ارض و سماوات کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں اور

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٦٣﴾ قُلْ

جن لوگوں نے اللہ کی آیات کا انکار کیا وہی خسارہ اٹھانے والے ہیں○ آپ ان سے کہئے

أَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَأْمُرُوْٓنِّيْٓ أَعْبُدُ أَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ﴿٦٤﴾ وَلَقَدْ

جاہلو کیا تم مجھے یہ مشورہ دیتے ہو کہ میں اللہ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت کروں؟○ حالانکہ[3]

أُوْحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ أَشْرَكْتَ

آپ کی طرف یہ وحی کی جا چکی ہے اور ان لوگوں کی طرف بھی جو آپ سے پہلے تھے، کہ اگر آپ نے شرک کیا

لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٦٥﴾ بَلِ اللّٰهَ

تو آپ کے عمل برباد ہو جائیں گے اور آپ خسارہ اٹھانے والوں میں شامل ہو جائیں گے[4]○ بلکہ آپ اللہ

فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿٦٦﴾ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ

ہی کی عبادت کیجئے اور اس کے شکر گزار بن کر رہئے○ ان لوگوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسا کہ اس کی قدر

قَدْرِهٖ ۖ وَالْأَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ

کرنے کا حق ہے قیامت کے دن ساری زمین اس کی مٹھی میں اور تمام آسمان اس کے[5]

مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۚ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٧﴾

دائیں ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے وہ پاک اور بالاتر ہے جو یہ لوگ اس کے شریک ٹھہراتے ہیں○[6]

1- اسکا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ پہلے کچھ اتمام حجت میں تو کسر باقی نہ رہی تھی۔ انبیاء نے اللہ کا دین پہنچانے میں کچھ کمی نہ کی۔ پھر ہر سو بکھری ہوئی آیات بھی پکار پکار کر حق کی شہادت دیتی رہیں۔

اس حسرت کے جواب میں قرآن کریم ہی میں دیگر کئی مقامات پہ دیئے گئے ہیں اگر انہیں دنیا میں لوٹا بھی دیا جائے تو پھر بھی وہ وہی عمل کریں گے جن سے انہیں منع کیا گیا تھا۔ دیکھیں (الانعام 28:6)

2- "لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے۔" انبیاء نے آ کر اللہ تعالیٰ کی کتاب کی مدد سے سمجھایا۔ دنیا میں بے شمار آیات اللہ تعالیٰ نے دکھلائیں۔ عقلی دلائل پیش کئے گئے مگر انکے ذہن سے تکبر نہ نکل سکا اب جہنم کی آگ کے سوا کیا علاج ہو سکتا ہے جو کہ انکا کس بل نکال دے۔

3- ابتداء کفار نے ظلم و ستم سے اسلام کا رستہ روکنے کی کوشش مگر جب رستہ نہ روک سکے تو مذاکرات اور افہام و تفہیم کی کوششیں کرنے لگے۔ کچھ لو اور کچھ دو کے اصول کے تحت آپ کے ساتھ سمجھوتہ کی کوششیں کرنے لگے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے اس پیشکش کا جواب دلوایا ہے۔

4- ایک جانب تو ان مشرکین کو سنایا گیا ہے دوسری جانب شرک کی قباحت واضح کی گئی ہے یاد رہے کہ اس سے یہ مفہوم نہیں نکالا جا سکتا کہ آپ سے شرک کا صدور ممکن تھا کیونکہ کسی بھی نبی سے شرک کا صدور محال ہے۔

یہ بلاغت کا ایک اسلوب ہے۔ بسااوقات مخاطب کسی کو کیا جاتا ہے مگر مقصود کوئی اور ہوتا ہے۔ یہ اسلوب اردو اور عربی کے علاوہ دیگر تمام زبانوں میں بھی مستعمل ہے۔

5- اگر اللہ تعالیٰ کی کچھ بھی قدر پہچانی ہوتی تو بتوں کو الہ نہ بناتے اور آپ ﷺ کو ایسا مشورہ نہ دیتے۔

6- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا کہ

"اللہ تعالیٰ یوم قیامت زمین کو ایک مٹھی میں لے گا اور آسمانوں کو اپنے داہنے ہاتھ میں لپیٹ لے گا پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں (آج) زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟"

(بخاری)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"یہودیوں کا ایک عالم آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ محمد ﷺ ہم (اپنی کتابوں میں لکھا ہوا) پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) آسمانوں کو ایک انگلی پر زمینوں کو ایک انگلی پر، درختوں کو ایک انگلی پر، پانی اور گیلی مٹی کو ایک انگلی پر اور باقی تمام مخلوق کو ایک انگلی پر اٹھا لے گا پھر فرمائے گا۔ میں بادشاہ ہوں۔ یہ سن کر آپ ﷺ اتنے ہنسے کہ آپ کی کچلیاں ظاہر ہو گئیں اور آپ نے اس عالم کے قول کی تصدیق کی اور پھر یہی آیت پڑھی۔"

(بخاری)

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَن فِي السَّمٰوٰتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ

اور جب صور پھونکا جائے گا تو جو بھی ارض و سماوات میں موجود مخلوق ہے سب بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے [1]

إِلَّا مَن شَاءَ اللّٰهُ ۖ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرٰى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنظُرُونَ ﴿٦٨﴾

مگر جسے اللہ (بچانا) چاہے [2] پھر جب دوسری بار صور پھونکا جائے گا تو فوراً اٹھ کر دیکھنے لگیں گے O

وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيِّينَ

اور زمین اپنے رب کے نور سے جگمگا اٹھے گی [3] اور (سب کی) کتاب اعمال لا کر رکھ دی جائے گی اور انبیاء

وَالشُّهَدَاءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٦٩﴾ وَوُفِّيَتْ

اور تمام گواہ حاضر کئے جائیں گے اور لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلہ ہو گا [4] اور ان پر ظلم نہیں کیا ہو گا O اور ہر

كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُونَ ﴿٧٠﴾ ع وَسِيقَ

شخص نے جو عمل کیا ہو گا اسے اس کا پورا بدلہ دیا جائے گا اور جو وہ کر رہے ہیں اللہ اسے خوب جاننے والا ہے O

الَّذِينَ كَفَرُوا إِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ۖ حَتّٰى إِذَا جَاءُوهَا فُتِحَتْ

اور جس نے کفر کیا انہیں گروہ در گروہ [5] جہنم کی طرف ہانکا جائے گا حتیٰ کہ جب وہ جہنم پر پہنچ جائیں گے تو اس کے

أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ

دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اس کے داروغے انہیں کہیں گے: "کیا تمہارے پاس تمہی سے رسول

يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ

نہیں آئے تھے جو تمہیں تمہارے رب کی آیات پڑھ کر سناتے اور اس دن کی ملاقات سے تمہیں ڈراتے؟ [6]

هٰذَا ۚ قَالُوا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِينَ ﴿٧١﴾

وہ کہیں گے: "کیوں نہیں" مگر کافروں پر عذاب کا حکم ثابت ہو کر رہا O

قِيلَ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِينَ فِيهَا ۖ فَبِئْسَ مَثْوَى

انہیں کہا جائے گا کہ: جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ تم ہمیشہ اس میں رہو گے [7] تکبر کرنے والوں کے لیے

الْمُتَكَبِّرِينَ ﴿٧٢﴾ وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ

یہ بہت برا ٹھکانا ہو گا O اور جو اپنے رب سے ڈرتے رہے انہیں گروہ در گروہ جنت کی طرف چلایا جائے گا یہاں

حَتّٰى إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا

تک کہ جب اس کے پاس پہنچ جائیں گے اور اس کے دروازے کھولے جائیں گے تو اس کے داروغے انہیں

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خٰلِدِينَ ﴿٧٣﴾ وَقَالُوا

کہیں گے: "تم پر سلامتی ہو، خوش ہو جاؤ اور ہمیشہ کے لئے جنت میں داخل ہو جاؤ" O وہ کہیں گے:

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ

اس اللہ کا شکر ہے جس نے ہمارے ساتھ اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور ہمیں اس سرزمین کا وارث بنایا

نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ ۖ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعٰمِلِينَ ﴿٧٤﴾

کہ اس جنت میں ہم جہاں چاہیں رہیں" عمل کرنے والوں کے لیے یہ کیسا اچھا اجر ہے O

1- نفخہ کتنی بار ہو گا؟ کم از کم دو دفعہ تو اسی آیت سے ثابت ہے۔ سورۃ نمل کی آیت نمبر 87 سے ایک تیسرے نفخہ کا اشارہ ملتا ہے جسے نفخہ فزع کہتے ہیں واللہ اعلم اس سے سب لوگ دہشت زدہ ہو جائیں گے دوسرا نفخہ صعق ہو گا جس سے لوگ بے ہوش ہو کر گر جائیں گے اور پھر مر جائیں گے۔ تیسرا نفخہ قیام لرب العالمین جسکے بعد لوگ اپنی قبروں سے اٹھ کر اللہ رب الجلال کی بارگاہ کو چل کھڑے ہوں گے۔

2- اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی کچھ مخلوق بے ہوش ہونے سے بچ رہے گی۔ یہ کون ہونگے اسکی تفصیل معلوم نہیں۔ بعض مفسرین نے کہا ہے چاروں بڑے فرشتے اور حاملین عرش مراد ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''دوسری دفعہ صور پھونکنے پر سب سے پہلے میں سر اٹھاؤں گا تو دیکھوں گا کہ موسیٰ عرش تھامے لٹک رہے ہیں۔ اب میں نہیں جانتا کہ وہ پہلے صور پہ بے ہوش ہی نہ ہوں گے یا دوسرے صور پہ مجھ سے پہلے ہوش میں آ جائیں گے۔''

(بخاری)

3- آج زمین شمس سے روشن ہوتی ہے مگر اس دن اللہ رب جلال کے نور سے روشن ہوگی۔ قرآن اور احادیث کے اشارے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میدان محشر میں اپنے حجاب کے تمام پردے نہیں اٹھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے پردے بھی نور کے پردے ہیں غالباً چند پردے اٹھا دیئے جائیں گے جن سے زمین جگمگا اٹھے گی۔

4- قیامت کے دن اللہ تعالیٰ صرف اپنے علم کی بناپہ ہی فیصلہ نہیں فرمائیں بلکہ عدالت کی ضابطہ کی کاروائی مکمل ہوگی کہ جبراً کسی بھی مجرم سے اقبال جرم نہیں کروایا جائے گا بلکہ شہادتوں کی بناپہ فیصلہ کیا جائے گا۔ شہادتیں انبیاء کی ہوں گی۔ خود انسان کے اپنے اعضاء کی ہوں گیں۔

5- مجرموں کی بھی کئی اقسام ہوں گیں اور انکے علیحدہ علیحدہ گروہ ہوں گے۔

6- فیصلہ تو پہلے ہی ہو چکا ہو گا پھر داروغہ کا یہ سوال فقط ندامت اور ذلت میں اضافہ ہی کریگا۔

7- گویا تمام جرائم میں بنیادی جرم تکبر ہی ہو گا اور دوسرے جرائم اس سے پیدا ہوتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میرا ازار ہے جس نے یہ کھینچنے کی کوشش کی میں اسے جہنم میں ڈال دوں گا۔''

(ابو داؤد)

وترى الملائكة حافين من حول العرش يسبحون بحمد

نیز آپ دیکھیں گے کہ فرشتے عرش کے گرد حلقہ باندھے، اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح کر رہے ہیں اور

ربهم وقضي بينهم بالحق وقيل الحمد لله رب العلمين ﴿٧٥﴾

لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلہ ہوگا اور کہا جائے گا کہ: "سب تعریف جہانوں کے رب کے لئے ہے"○

سورة المؤمن مكية وهي خمس وثمانون آية وتسع ركوعات

آیات ۸۵ (۴۰) سورۂ مومن مکی ہے (۶۰) رکوع ۹

بسم الله الرحمن الرحيم ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

حم ﴿١﴾ تنزيل الكتب من الله العزيز العليم ﴿٢﴾ غافر الذنب

حمٓ○ یہ کتاب اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہے جو غالب ہے، سب جاننے والا ہے○ وہ گناہ بخشنے والا

وقابل التوب شديد العقاب ذي الطول لا اله الا هو

توبہ قبول کرنے والا، سخت سزا دینے والا اور صاحب فضل ہے، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، اس

اليه المصير ﴿٣﴾ ما يجادل في ايت الله الا الذين كفروا فلا

کی طرف لوٹ کر جانا ہے○ اللہ کی آیات میں صرف وہی جھگڑا کرتے ہیں جو کافر ہیں لہٰذا ان کا دنیا کے ملکوں میں

يغررك تقلبهم في البلاد ﴿٤﴾ كذبت قبلهم قوم نوح و

چلنا پھرنا آپ کو کسی دھوکا میں نہ ڈال دے○ ان سے پہلے قوم نوح اور (رسولوں کے مخالف) کئی جتھوں نے

الاحزاب من بعدهم وهمت كل امة برسولهم

ان کے بعد بھی انہیں جھٹلایا اور ہر قوم نے اپنے رسول کو گرفتار کرنے کا

لياخذوه وجدلوا بالباطل ليدحضوا به الحق فاخذتهم

ارادہ کیا اور ناحق جھگڑا کیا تاکہ باطل سے حق کو شکست دے سکیں، پھر میں نے انہیں پکڑ لیا

فكيف كان عقاب ﴿٥﴾ وكذلك حقت كلمت ربك على الذين

تو دیکھ لو میری سزا کیسی تھی○ اسی طرح آپ کے رب کا یہ حکم ان لوگوں پر صادق آگیا جن لوگوں نے کفر کیا

كفروا انهم اصحب النار ﴿٦﴾ الذين يحملون العرش ومن

وہی اہل جہنم ہیں○ جو (فرشتے) عرش اٹھاتے ہوئے ہیں اور جو اس

حوله يسبحون بحمد ربهم ويؤمنون به ويستغفرون

کے گرد ہیں سب اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمانداروں

للذين امنوا ربنا وسعت كل شيء رحمة وعلما فاغفر

کیلئے بخشش مانگتے (اور کہتے) ہیں: اے ہمارے رب! تو نے اپنی رحمت اور علم سے ہر چیز کا احاطہ کر

للذين تابوا واتبعوا سبيلك وقهم عذاب الجحيم ﴿٧﴾

رکھا ہے لہٰذا جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ کی اتباع کی انہیں بخش دے اور جہنم کے عذاب سے بچالے○

وقف لازم ۔ وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

1-یہ سارے فیصلے علی رؤس الاشہاد کرنے کے بعد ہر طرف سے الحمدللہ رب العالمین کے ترانے بلند ہوں گے۔

2-اسے سورۃ غافر اور سورۃ الطول بھی کہتے ہیں۔

3-یہ حروف مقطعات ہیں۔ ان کا درست مفہوم متعین کرنا مشکل ہے غالباً یہ منکرین کیلئے ایک چیلنج ہے کہ قرآن انہی حروف سے بنا ہے اگر تم اسے انسانی کاوش سمجھتے ہو تو اس جیسا کلام تم بھی بنالاؤ۔ واللہ اعلم دیکھیں (البقرۃ2:1)

4-مکہ میں جو معرکہ حق و باطل برپا تھا اسکے پس منظر میں یہ آیات نازل ہوئیں۔

5-یہ کتاب کسی کمزور ذات کی جانب سے نازل نہیں ہوئی کہ نافرمانوں کو اسے مجبوراً برداشت ہی کرنا پڑے۔

6-صراط المستقیم پہ آنیوالوں کیلئے گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنیوالا ہے اور اکڑنے والوں کیلئے سخت عذاب دینے والا ہے۔

7-جب وہ یہ حرکتیں کرکے اللہ کے عذاب سے نہ بچ سکے تو اے قریش مکہ تم کیسے بچ جاؤ گے؟

8-ایک طرف اہل ایمان کو تسلی دی گئی ہے جو قریش مکہ کے ظلم و ستم سے تنگ آکر حبشہ کو ہجرت کرنے پہ مجبور ہوگئے تھے کہ اللہ اور اس کا نبی تو تمہارے ساتھی ہی ہیں۔ حاملین عرش تک تمہارے لئے دعائیں کرتے ہیں۔

دوسری جانب قریش کو جتلا دیا گیا کہ جنہیں تم آج کمزور سمجھ کر ہر ظلم و ستم ان پہ روا رکھے ہوئے ہو عرش کے فرشتے بھی انکے حق میں دعاگو ہیں تو اللہ کی مدد ان کیلئے کیوں نہ ہوگی۔

صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے صرف اللہ تعالیٰ ہی تھے اور کچھ نہ تھا پھر ایک وقت آیا کہ اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پہ تھا۔ اس کا عرش اتنا بڑا ہے کہ زمین و آسمان کو محیط ہے۔

حضرت ابو زرین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا رب مخلوق پیدا کرنے سے پہلے کہاں تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "عما" میں کہ اسکے نیچے بھی کچھ نہ تھا اور اوپر بھی کچھ نہ تھا۔ پھر اس نے اپنے عرش کو پانی پر پیدا کیا۔ احمد (راوی) کہتے ہیں کہ عما کے معنی یہ ہیں کہ اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی"۔

(ترمذی)

حضرت عمران حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔

"اللہ تھا اور اس سے پہلے کوئی چیز نہ تھی۔ اس کا عرش پانی پہ تھا اس نے ہر چیز کو لوح محفوظ میں لکھ لیا پھر اس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا۔"

(بخاری)

یوم قیامت جو فرشتے اللہ کا عرش اٹھائے ہوں گے وہ خود کہاں کھڑے ہوں گے؟ ان سب باتوں کیلئے ہمیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ پریشان ہو بھی جائیں تو فائدہ کچھ نہیں کیونکہ ہمارے دماغ کی یہ استعداد (Capacity) ہی نہیں ہے۔ ہم صرف اتنی بات پر ایمان لاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بتلا دی ہے ہمیں اس میں کمی نہ اضافہ کرنے کی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی قسم کی تاویل کرنے کی۔

رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِۨالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ

اے ہمارے رب! انہیں ان ابدی باغات میں داخل کر جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ان

مِنْ اٰبَاۗىِٕهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰــتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ

کے آباء واجداد، ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے جو صالح ہیں انہیں بھی (داخل کر) بلاشبہ تو ہر چیز پر غالب،

الْحَكِيْمُ ۝ وَقِهِمُ السَّـيِّاٰتِ ۭ وَمَنْ تَقِ السَّـيِّاٰتِ يَوْمَىِٕذٍ

حکمت والا ہے○ اور انہیں برائیوں سے بچالے اس روز جسے تو نے برائیوں سے بچا لیا

فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ

گویا تو نے اس پر رحمت کر دی اور یہی بڑی کامیابی ہے"○ اور جن لوگوں نے کفر کیا

كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ

انہیں پکارا جائے گا کہ: "(آج) جتنا غصہ تمہیں اپنی آپ پر آرہا ہے اللہ کو تم اس پر سے زیادہ غصہ آتا تھا جب

اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا

تمہیں ایمان کی طرف دعوت دی جاتی تو تم انکار کردیتے تھے"○ وہ کہیں گے: "ہمارے رب! تو نے دو دفعہ

اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى

ہمیں مارا اور دو دفعہ زندہ کیا، ہم اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں اب (بتلاؤ) کیا یہاں سے نکلنے کی

خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ

بھی کوئی سبیل ہے؟"○ (جواب ملے گا کہ) تمہارا یہ حال اس لئے ہوا کہ جب تمہیں اللہ اکیلے کی طرف بلایا جاتا

كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ۭ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ۝

تو تم انکار کردیتے اور اگر اس کے ساتھ شریک بنایا جاتا تو تم مان لیتے تھے۔ اب فیصلہ اللہ عالی شان کبریاء کے ہاتھ

هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ رِزْقًا ۭ

ہے○ وہی تو ہے جو تمہیں اپنی نشانیاں دکھلاتا ہے اور آسمان سے تمہارے لئے رزق اتارتا ہے

وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ۝ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ

مگر (ان باتوں سے) سبق تو وہی حاصل کرتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتا ہو○ لہٰذا اللہ کو اپنا دین خالص کرتے

الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ

ہوئے پکارو اگرچہ کافر اسے برا ہی مانیں○ وہ بلند درجوں والا ہے، عرش کا مالک ہے وہ اپنے

يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ

بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے روح (وحی) نازل کرتا ہے تاکہ وہ (لوگوں کو) ملاقات کے

يَوْمَ التَّلَاقِ ۝ يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ڬ لَا يَخْفٰى عَلَي اللّٰهِ

دن سے ڈرائے○ جس دن سب لوگ کھلے میدان میں ہوں گے اور ان کی کوئی بات بھی اللہ سے چھپی

مِنْهُمْ شَيْءٌ ۭ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۭ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝

نہ رہے گی (اور پوچھا جائے گا کہ) آج حکومت کس کی ہے؟: اللہ اکیلے کی جو سب پر غالب ہے○

1-یوم حشر کو حساب کتاب کے دوران دہشت کے مارے کسی کو اپنے عزیز رشتہ دار یاد ہی نہ ہوں گے۔ تاہم جب جنت کے لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے تب انہیں اپنے والدین، بیویاں اور اولاد وغیرہ یاد آئیں گے۔ اب ان میں سے جو ہوں گے تو جنتی مگر انکے درجات نچلے ہوں گے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں بھی اونچا درجہ عطا کرکے ساتھ ملا دے گا۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (طور 21:52)

2-یعنی خوف، دہشت، عذاب وغیرہ

3-روح اور جسم کے اتصال کا نام زندگی اور انفصال کا نام موت ہے۔ پہلا مرحلہ روح کی تخلیق کا ہے چنانچہ روح بلا جسم موت کہلاتی ہے پھر والدین کے گھر پیدائش سے زندگی عطا ہوئی۔ زندگی کے خاتمہ پہ موت اور نفخہ قیام لرب العالمین سے پھر زندگی ہوگی۔ گویا دو زندگیاں اور دو موتیں ہر آدمی کیلئے لازم ہوئیں۔

مشرکین، کفار اور منافقین یوم قیامت اعتراف گناہ کے بعد یہ خواہش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا کئی طرح سے جواب دیا ہے۔ مثلاً کیا پہلے رسول نہیں آئے تھے اور انہوں نے دعوت دینے کیلئے کچھ کمی چھوڑ دی تھی۔ اور جیسے فرمایا۔

"اور اگر انہیں دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے تو پھر وہی کریں گے جس سے انہیں منع کیا گیا تھا۔ یہ دراصل ہیں ہی جھوٹے۔"

(الانعام 28:6)

اس کے علاوہ جنت جہنم دیکھنے کے بعد ایمان لانا تو ایمان بالغیب نہیں ہو سکتا اور ایسا ایمان معتبر نہیں۔

4-آسمان سے بارش نازل فرماتا ہے جس سے تمہاری روزی کا انتظام ہوتا ہے۔ اس سارے نظام میں تمہارے لئے بے شمار آیات ہیں اگر تم کچھ غور کرو۔

5-یا بلند درجے عطا کرنیوالا ہے۔

6-اگلوں پچھلوں کی ملاقات، فرشتوں کی ملاقات اور خود اللہ تعالیٰ بھی جنتیوں کو اپنے دیدار سے مشرف فرمائیں گے۔

7-میدان حشر میں اللہ تعالیٰ اپنے جلال میں ہوں گے۔ لوگ دہشت زدہ ہونگے۔ اس دن اللہ تعالیٰ یہ سوال کریں گے۔ چالیس سال تک سناٹا طاری رہے گا کسی کو جواب دینے کی جرات ہی نہ ہوگی۔ آخر خود اللہ تعالیٰ اس کا جواب دیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ یوم قیامت زمین کو پکڑ لے گا اور دائیں ہاتھ میں آسمان لپیٹ لے گا پھر کہے گا میں بادشاہ ہوں کہاں ہیں دنیا کے بادشاہ؟"

(بخاری و مسلم)

اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ ۭ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

آج ہر شخص کو اس کا بدلہ دیا جائے گا جو اس نے کمایا ہو گا کسی پر آج ظلم نہیں ہو گا بلاشبہ اللہ

سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى

فوراً حساب لینے والا ہے[1]۞ اور (اے نبیؐ!) انہیں (قریب) آ پہنچنے والے دن[2] سے ڈرایئے جب غم سے کلیجے

الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ڛ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ

منہ کو آ رہے ہوں گے[3] (اس دن) ظالموں کا نہ کوئی حمایتی ہو گا اور نہ ایسا سفارشی[4] جس کی بات مانی

يُّطَاعُ ۝ يَعْلَمُ خَاۗىِٕنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ۝

جائے۞ اللہ تعالیٰ نظروں کی خیانت[5] کو بھی جانتا ہے اور ان مخفی باتوں کو بھی جو سینوں نے چھپا رکھی ہیں۞

وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ ۭ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا

اور اللہ ہی انصاف کے ساتھ فیصلہ کرے گا اور اللہ کے علاوہ جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں وہ کچھ بھی

يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝ اَوَلَمْ

فیصلہ نہیں کر سکتے[6] بلاشبہ اللہ ہی سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۞ کیا ان

يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ

لوگوں نے زمین میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ جو لوگ ان سے پہلے گزر چکے ہیں ان

كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي

کا کیا انجام ہوا وہ ان سے قوت میں بھی زیادہ تھے اور زمین میں یادگاریں[7] (بھی ان سے زیادہ چھوڑ گئے)

الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ

پھر ان کے گناہوں کی وجہ سے اللہ نے انہیں پکڑ لیا اور انہیں اللہ (کی گرفت) سے بچانے

مِنْ وَّاقٍ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

والا کوئی نہ تھا۞ یہ اس لئے ہوا کہ ان کے پاس ان کے رسول واضح دلائل لے کر آئے

فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ وَلَقَدْ

تو انہوں نے انکار کر دیا چنانچہ اللہ نے انہیں پکڑ لیا اللہ یقیناً بڑی قوت والا اور سخت سزا دینے والا ہے۞ نیز ہم

اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ

نے موسیٰ کو اپنے معجزات[8] اور صریح سند[9] دے کر بھیجا۞ فرعون، ہارون

هَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ

اور قارون کی طرف مگر انہوں نے کہا کہ "یہ تو ساحر ہے بڑا جھوٹا"[10]۞ پھر جب وہ ہماری طرف سے دین حق

بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَاۗءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ

ان کے پاس لایا تو کہنے لگے: "جو لوگ ایمان لا کر موسیٰ کے ساتھ مل گئے ہیں ان کے بیٹوں کو قتل کر ڈالو

وَاسْتَحْيُوْا نِسَاۗءَهُمْ ۭ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝

اور ان کی عورتوں کو زندہ رہنے دو[11]" مگر کافروں کی یہ چال ناکام رہی۞

1- کیونکہ مقدمات کا فیصلہ ہونے میں دیر کے جتنے سبب ہوتے ہیں وہ اس عدالت میں نہ ہوں گے۔ جیسے کبھی کوئی گواہ غیر حاضر ہوتا ہے کبھی مدعی یا مدعی علیہ جبکہ اللہ کی عدالت میں سب کو آناً فاناً حاضر کر لیا جائے گا۔ پھر دنیا کی عدالتوں میں قاضی کے پاس کئی مقدمات ہو سکتے ہیں اور وہ ایک وقت میں سب سے نمٹ نہیں سکتا۔ مگر اللہ تعالیٰ کیلئے ایسی کوئی رکاوٹ نہ ہو گی۔

2- ازفہ۔ جلدی آنیوالی' یوم قیامت مراد ہے۔

3- کاظمین۔ کظم۔ سانس کی نالی کو کہتے ہیں۔
کاظم' کظیم اور مکظوم ایسا شخص جو غم یا غصہ یا دونوں سے سانس کی نالی تک بھرا ہوا ہو اور اندر ہی اندر اسے پی رہا ہو۔

4- اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارش ہو گی تو ضرور مگر اس پہ اس قسم کی شرائط عائد ہیں کہ کسی کی سفارش پہ انحصار نہیں کیا جا سکتا۔

5- جیسے غیر محرم کو دیکھنا یا آنکھوں کے اشاروں سے تمسخر اڑانا وغیرہ۔

6- اول تو انکی صلاحیتیں ہی ایسی محدود ہونگی کہ وہ ایسے فیصلوں کی اہلیت ہی نہیں رکھتے نہ انکا علم اللہ جتنا ہو سکتا ہے جو کہ دل میں ابھرنے والے خیالات تک سے واقف ہے اور آنکھوں کی حرکات سے آگاہ ہے اور نہ ہی انکو یہ قدرت حاصل ہے۔ دوسری جانب وہ خود کئی مقدمات میں ماخوذ و مطلوب ہوں گے اور خود انہیں اپنی جان کی پڑی ہو گی۔

7- جب اللہ کے عذاب میں رگڑے گئے تو انکی ساری قوت اور شان دھری کی دھری رہ گئی۔ انکی یادگاریں ان کی بے بسی کی علامات کے طور پہ باقی رہ گئیں۔

8- بینات بینہ کی جمع ہے۔ یہ ایسی دلیل ہوتی ہے جس پہ فریق مقابل لاجواب ہو جائے۔

9- سلطان۔ ایسی دلیل جو کہ کسی قوت (Authority) کا نمائندہ ہونے کا ثبوت ہو۔

10- اپنے انکار حق کے جواز کے طور پہ یہ الزامات لگاتے تھے حالانکہ خود وہ بھی اپنے الزامات کے بودے ہونے کو جانتے تھے۔ انکا انکار حق کی اصل وجہ انکا تکبر تھا۔

11- یہ سزا بنی اسرائیل کیلئے دوسری مرتبہ مقرر کی گئی۔ اسکا مقصد بنی اسرائیل کو دہشت زدہ کرنا تھا کہ وہ حضرت موسیٰ پہ ایمان لانے سے باز آ جائیں اور انکی نسل کشی ہو جائے۔

ع 2/11

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّيْٓ

اور فرعون کہنے لگا: "مجھے چھوڑو[1] میں موسیٰ کو قتل کئے دیتا ہوں اور وہ اپنے رب کو پکار دیکھے مجھے

اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ

تو یہ ڈر ہے کہ یہ تمہارے دین کو بدل ڈالے گا یا ملک میں فساد بپا کر

الْفَسَادَ ﴿٢٦﴾ وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ

دے گا"[2] O اور موسیٰ نے کہا: میں نے اپنے اور تمہارے رب سے، ہر ایسے متکبر سے

مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿٢٧﴾ وَقَالَ رَجُلٌ

جو یوم حساب پر ایمان نہیں رکھتا، پناہ لے لی ہے[3] O اور (اس موقع پر) آل فرعون میں سے ایک مومن

مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا

آدمی، جو اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا، بول اٹھا:[4] "کیا تم ایسے آدمی کو قتل کرتے ہو

اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ۭ

جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس واضح دلائل لایا ہے؟[5]

وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ

اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اسی پر ہے اور اگر وہ سچا ہے تو جس (عذاب) کا وہ تم سے

بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ

وعدہ کرتا ہے اس کا کچھ نہ کچھ حصہ تمہیں پہنچ کر رہے گا اللہ یقیناً ایسے شخص کو راہ پر نہیں لاتا جو حد سے بڑھنے

كَذَّابٌ ﴿٢٨﴾ يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ

والا اور کذاب ہو O اے میری قوم! آج تمہاری ہی حکومت ہے اور ملک میں تم ہی غالب ہو

فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ۭ قَالَ فِرْعَوْنُ

لیکن اگر اللہ کا عذاب آجائے تو کون ہماری مدد کرے گا؟" فرعون کہنے لگا: میں تو تمہیں وہی کچھ دکھاتا ہوں جو خود

مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿٢٩﴾

دیکھ رہا ہوں اور میں تمہیں وہی راہ دکھلاتا ہوں جو بھلائی کی راہ ہے"[6] O

وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ

اور جو شخص ایمان لایا تھا وہ کہنے لگا: "اے میری قوم! مجھے ڈر ہے کہ تم پر بھی ایسا دن نہ آجائے جیسا (رسولوں

يَوْمِ الْاَحْزَابِ ﴿٣٠﴾ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ

کے مخالف) جتھوں پر آیا تھا[7] O جیسے قوم نوح، عاد، ثمود اور ان کے بعد آنے والوں کی بری حالت

وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ﴿٣١﴾

ہوئی تھی اور اللہ تو یہ نہیں چاہتا کہ (اپنے) بندوں پر ظلم کرے O

وَيٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ﴿٣٢﴾

اے میری قوم! میں تم پر آہ و فغاں کے دن[8] سے ڈرتا ہوں O

1- یہ انتہائی مکارانہ انداز ہے جیسے وہ اپنی قوم کو یہ تاثر دینا چاہتا تھا کہ یہ جو ابھی تک حضرت موسیٰ چلتے پھرتے نظر آرہے ہیں وہ تمہارے لحاظ کی وجہ سے ہے حالانکہ خود وہ خوب جانتا تھا کہ حضرت موسیٰ اللہ کے سچے نبی ہیں اور ان پہ آسانی سے ہاتھ نہیں ڈالا جاسکتا۔

2- یعنی پورا سیاسی نظام ہی بدل کے رکھ دے گا۔ اب خطرہ تو خود اسے اپنی حکومت کا تھا مگر مکاری سے یہ کہا جیسے لوگ اسکی محبت میں گھل رہے ہیں اور اسکی حکومت کے زوال کے صدمہ کو برداشت نہ کرسکیں گے۔ آج ہمارے سیاسی لیڈر بھی اسی طرح کے بیانات داغتے رہتے ہیں کہ عوام حکومت کی تبدیلی چاہتے ہیں۔ عوام انتخابات چاہتے ہیں حالانکہ یہ صرف انکی اپنی خواہش ہوتی ہے۔

3- گویا متکبر اور جبار وہی ہو سکتا ہے جس کا آخرت پہ ایمان نہ ہو۔

4- اس سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ کی تبلیغ کے اثرات خود آل فرعون میں بھی نفوذ کر چکے تھے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص کافر معاشرہ کے دباؤ کی وجہ سے اپنا ایمان چھپائے رکھے تو کوئی حرج نہیں۔ یاد رہے کہ بعینہٖ یہی حالات اس وقت مکہ میں درپیش تھے۔ آپ ﷺ کو قتل کرنے کی کوششیں ہو رہی تھیں۔

حضرت عروہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر ابن العاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا مجھے بتلاؤ کہ مشرکین مکہ نے نبی اکرم ﷺ کو سب سے زیادہ جو تکلیف پہنچائی ہے وہ کیا تھی؟ وہ کہنے لگے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کعبہ کے صحن میں صلوٰۃ پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آگے بڑھا۔ آپ ﷺ کے مونڈھے کو پکڑا پھر آپکی گردن میں کپڑا ڈال کر مزور دیا اور اتنی زور سے گلا دبایا (جیسے مار ہی ڈالے گا)۔ اتنے میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگئے انہوں نے عقبہ کا مونڈھا تھاما اور آپ ﷺ سے اسکو پرے دھکیل دیا۔"

(بخاری)

5- یہ فقرہ کہتے ہوئے مرد مومن نے کسی کی جانب اشارہ نہیں کیا۔ اس کے مصداق حضرت موسیٰ اور فرعون دونوں ہی ہو سکتے ہیں۔ گویا وہ پھر غیر جانبدارانہ انداز میں اپنی بات جاری رکھے ہوا تھا۔

6- اس فقرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک فرعون اسے اپنا خیرخواہ ہی سمجھ رہا تھا۔

7- احزاب۔ ایسے جتھے جو قوت واقتدار کیلئے اکھاڑ پچھاڑ کرتے ہیں۔

8- تناد۔ پکارنا۔ یوم قیامت مراد ہے۔ مظلوم ظالم سے انتقام کیلئے پکارے گا۔

يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ

جس دن تم پیٹھ پھیر کر بھاگے بھاگے پھرو گے مگر تمہیں اللہ کے سوا کوئی بچانے والا نہ ہو گا اور جسے اللہ گمراہ کرے

اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ

اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں O اس سے پہلے یوسف تمہارے پاس واضح دلائل لے کر آئے تھے،

بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ۭ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ

مگر جو کچھ وہ لائے اس کے متعلق تم شک ہی میں پڑے رہے یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئے تو تم کہنے لگے

لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ

کہ: اس کے بعد اللہ تعالیٰ ہرگز کوئی رسول نہیں بھیجے گا[1] اسی طرح اللہ ایسے لوگوں کو گمراہ کر دیتا ہے جو

مُسْرِفٌ مُّرْتَابُۨ ﴿۳۴﴾ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ

حد سے بڑھنے والے شک کرنے والے ہوں O جو اللہ کی آیات میں جھگڑتے ہیں بغیر اس کے کہ ان کے پاس

اَتٰىهُمْ ۭ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ

کوئی سند آئی ہو یہ چیز اللہ تعالیٰ اور ایمانداروں کے نزدیک بڑی (ناراضگی) کی بات ہے اسی طرح اللہ

اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿۳۵﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ

ہر تکبر کرنے والے سرکش کے دل پر مہر کر دیتا ہے[2] O اور فرعون کہنے لگا: "اے ہامان! میرے لیے ایک

لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ﴿۳۶﴾ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ

بلند عمارت بناؤ تاکہ میں ان راستوں تک پہنچ سکوں O جو آسمانوں کے راستے ہیں، پھر موسیٰ کے الٰہ کی

اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّىْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ۭ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْۗءُ

طرف جھانک سکوں اور میں اسے جھوٹا خیال کرتا ہوں اس طرح فرعون کی بد عملی اس کے لئے خوشنما بنا دی گئی

عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ﴿۳۷﴾

اور وہ راہ راست سے روک دیا گیا اور فرعون چال بازی میں اس کی اپنی ہی تباہی (مضمر) تھی O

وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿۳۸﴾

اور جو شخص ایمان لایا تھا، وہ کہنے لگا: "اے میری قوم! میری اتباع کرو تو میں تمہیں بھلائی کی راہ بتلاؤں گا[4] O

يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۡ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِىَ دَارُ

اے میری قوم! یہ دنیا کی زندگی تو بس چند یوم ہے اور ابدی قیام کا گھر آخرت

الْقَرَارِ ﴿۳۹﴾ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ

ہی ہے O جو شخص برائی کرے گا اسے اتنا ہی بدلہ دیا جائے گا اور جو

عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰۗىِٕكَ

نیک عمل کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو، تو ایسے لوگ

يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۴۰﴾

جنت میں داخل ہوں گے اور وہاں انہیں بلاحساب رزق دیا جائے گا O

1- انکے جیتے جی تو تم ان پہ ایمان نہ لائے ان کی وفات کے بعد تمہیں انکی خوبیاں اور انکا مثالی دور حکومت یاد آنا شروع ہو گیا۔ حتیٰ کہ تم نے یہاں تک کہہ دیا کہ اللہ اس جیسا رسول اب کہاں بھیجے گا۔

حضرت یوسف اور حضرت موسیٰ کے زمانے میں تقریباً دو صدیوں کا فرق ہے۔ یہ عرصہ قوموں کی زندگی میں بہت ہی کم عرصہ ہے۔ چنانچہ قوم کو ابھی یاد ہی تھا کہ کس طرح حضرت یوسف کی حکمت عملی سے مصر نہ صرف خود قحط سالی کے زمانے میں مشکلات سے بچا رہا بلکہ اردگرد کے ممالک کو بھی غلہ مہیا کیا جس سے مصر نے کافی دولت بھی کمائی اور کس طرح حضرت یوسف اپنے اخلاق اور کردار کی پختگی سے مصر کے سربراہ بنے۔ ان کے دور حکومت کا عدل و انصاف ابھی تک قوم نہ بھولی تھی۔ ان سب فیوض و برکات کے باوجود تمہارے نصیب میں ایمان نہ تھا۔ ان کی وفات کے بعد تمہیں ان کی خوبیاں تو یاد آئیں مگر ایمان پھر بھی نہ لائے اور تم نے اللہ کی ذات ہی سے مایوسی کا اظہار کر دیا کہ اس جیسا رسول اب کہاں آئے گا؟

2- حق سے انکار اور تکبر میں انسان جب بہت آگے نکل جاتا ہے تو یہی وہ وقت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دل پہ مہر کر دیتا ہے اور وہ قبول حق کی صلاحیت سے ہی محروم ہو جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے۔ پھر اگر وہ گناہ چھوڑ دے۔ استغفار اور توبہ کرے تو اس کا دل صاف کر دیا جاتا ہے اور دوبارہ گناہ کرے تو نقطہ بڑھ جاتا ہے حتیٰ کہ دل پر چھا جاتا ہے"۔

(ترمذی)

3- فرعون نے یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ اس پہ اس لمبی چوڑی تقریر کا کچھ اثر نہیں ہوا۔ انتہائی متکبرانہ انداز میں ہامان کو مخاطب کیا۔

4- جب تفصیل سے دعوت پیش کر دینے کے باوجود فرعون نے التفات نہ کیا تو یہ مرد مومن درباریوں کی طرف متوجہ ہو گیا اور اپنی دعوت کھل کر پیش کر دی۔ بھلائی کی راہ وہ نہیں جس طرح فرعون دعوت دے رہا ہے بلکہ بھلائی کا راستہ میں تمہیں بتلاتا ہوں۔

وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ﴿٤١﴾

اے میری قوم! کیا بات ہے کہ میں تو تمہیں نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے آگ کی طرف بلاتے ہو O

تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ز

تم مجھے دعوت دیتے ہو کہ میں اللہ سے کفر کروں اور اس کا شریک بناؤں جن کے متعلق مجھے علم نہیں [1]

وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ﴿٤٢﴾ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ

حالانکہ میں تمہیں اس طرف بلاتا ہوں جو سب پر غالب اور بخشنے والا ہے O اس میں کوئی شک نہیں کہ جس کی

اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ

طرف تم مجھے بلاتے ہو ان کے لئے نہ دنیا میں کوئی دعوت ہے اور نہ آخرت میں [2] اور یہ کہ ہماری واپسی

اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿٤٣﴾ فَسَتَذْكُرُوْنَ

اللہ ہی کی طرف ہے اور یہ کہ بلاشبہ حد سے بڑھنے والے ہی جہنمی ہیں O جو کچھ میں تم سے کہہ رہا ہوں

مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ۭ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ

عنقریب تم اسے یاد کرو گے اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں [3] بلاشبہ اللہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے" O

بِالْعِبَادِ ﴿٤٤﴾ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ

ان لوگوں نے جو چالیں اس مرد مومن کے خلاف چلی تھیں اللہ نے ان سے اسے بچا لیا [4]

بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْۗءُ الْعَذَابِ ﴿٤٥﴾ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا

اور آل فرعون خود ہی برے عذاب میں گھر گئے O وہ صبح و شام آگ پر پیش

غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۣ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ

کئے جاتے ہیں [5] اور جس دن قیامت قائم ہوگی تو حکم ہوگا کہ شدید ترین عذاب میں آل

فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿٤٦﴾ وَاِذْ يَتَحَاۗجُّوْنَ فِي النَّارِ

فرعون کو داخل کردو O اور جب وہ جہنم میں ایک دوسرے سے جھگڑیں گے [6]

فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰۗؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ

تو کمزور لوگ متکبرین سے کہیں گے ہم (دنیا میں) تمہارے تابع تھے

تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ﴿٤٧﴾

تو کیا اب تم جہنم کے عذاب کا کچھ حصہ ہم سے ہٹاکر ہمارے کسی کام آؤ گے؟ O

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ ۙ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ

وہ تکبر کرنے والے جواب دیں گے: ہم سب اسی میں پڑے ہیں (اور) اللہ بندوں کے درمیان

بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿٤٨﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ

فیصلہ کر چکا ہے O اور جو لوگ جہنم میں ہوں گے وہ جہنم کے محافظوں سے کہیں گے:

ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ﴿٤٩﴾

[7] "اپنے رب سے دعا کرو کہ وہ ایک دن تو ہمارے عذاب میں کچھ تخفیف کر دے" O

1-میں تمہیں اللہ وحدہ لاشریک پہ ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں جو کائنات کا مالک ہے اور تم مجھے شرک پہ اکساتے ہو۔ ظلم کی راہ لگاتے ہو جس کا نتیجہ جہنم کی آگ کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔

2-نہ وہ خود اس کے دعویدار ہیں اور نہ ہی یہ دعوت کوئی حق کی دعوت ہے۔

3-اس مرد مومن کے اس کلام سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ اسے یہ یقین تھا کہ فرعون اسکی جان کے درپے ہو جائے گا۔

4-اس سے ایک طرف تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مرد مومن اتنی موثر شخصیت تھا کہ فرعون آسانی سے اس پہ ہاتھ نہ ڈال سکتا تھا بلکہ اس کیلئے اسے خفیہ تدابیر سوچنی پڑیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے وہ تدبیریں بھی نہ چلنے دیں حتیٰ کہ فرعون اور اسکے ساتھی بحیرہ قلزم میں غرق ہو گئے۔

5-مسلمانوں کا ایک گروہ تو اس انتہا کو پہنچا ہے کہ اس نے مردوں میں زندوں سے زیادہ قدرتیں اور صلاحیتیں مان رکھی ہیں جبکہ ایک دوسرا گروہ وہ ہے جس نے برزخی زندگی' عذاب قبر کا سرے سے ہی انکار کردیا ہے حالانکہ یہ آیت واضح نص ہے کہ آل فرعون کو صبح وشام آگ پہ پیش کیا جاتا ہے۔ یہ پیشی صرف ارواح کی ہوتی ہے تاہم یوم قیامت وہ لوگ اپنے جسموں سمیت آگ میں داخل ہونگے چنانچہ عالم برزخ کا عذاب قیامت کے عذاب سے بہت ہلکا ہوتا ہے۔ اسکی تصدیق کئی صحیح احادیث سے بھی ہوتی ہے مثلاً۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یوں دعا مانگا کرتے تھے "اے اللہ میں قبر کے عذاب سے' جہنم کے عذاب سے' زندگی اور موت کی بلاؤں سے اور کانے دجال کے فتنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔"

(بخاری)

6-جہنم کے مختلف عذابوں میں سے یہ بھی عذاب کی ایک شکل ہوگی کہ جہنمی ایک دوسرے کے دشمن اور نفرت کرنیوالے ہونگے۔ چاہے دنیا میں انکے تعلقات کتنے ہی قریبی تھے۔ جبکہ جنت کے لوگوں میں محبت' اخوت اور پیار کا جذبہ ہوگا۔ چاہے دنیا کی زندگی میں ان میں کسی قدر رنجشیں اور غلط فہمی بھی ہو۔

7-عذاب سے چھٹکارا حاصل ہونے سے مایوس ہو چکیں گے تو عذاب میں کچھ وقفہ کی التجا کریں گے۔

قَالُوٓا اَوَلَمۡ تَكُ تَاۡتِيۡكُمۡ رُسُلُكُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ ؕ قَالُوۡا بَلٰى ؕ

وہ کہیں گے "کیا تمہارے پاس تمہارے رسول واضح دلائل لے کر نہیں آئے تھے؟" جہنمی کہیں گے: "کیوں

قَالُوۡا فَادۡعُوۡا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا الۡكٰفِرِيۡنَ اِلَّا فِىۡ ضَلٰلٍ ﴿۵۰﴾

نہیں" (ضرور آئے تھے) تو وہ کہیں گے: "پھر تم خود دعا کر لو"[1] اور کافروں کی دعا تو ضائع ہو جانے والی ہے○

اِنَّا لَنَنۡصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا

[2] ہم یقیناً اپنے رسولوں کی اور ان لوگوں کی جو ایمان لائے دنیا کی زندگی میں بھی مدد کرتے ہیں

وَيَوۡمَ يَقُوۡمُ الۡاَشۡهَادُ ﴿۵۱﴾ يَوۡمَ لَا يَنۡفَعُ الظّٰلِمِيۡنَ

اور اس دن بھی کریں گے جب گواہ[3] کھڑے ہوں گے○ جس دن ظالموں کو ان کی معذرت کچھ بھی

مَعۡذِرَتُهُمۡ وَلَهُمُ اللَّعۡنَةُ وَلَهُمۡ سُوۡٓءُ الدَّارِ ﴿۵۲﴾ وَلَقَدۡ

فائدہ نہ دے گی اور ان کے لئے لعنت ہے اور برا گھر ہے○ اور ہم نے

اٰتَيۡنَا مُوۡسَى الۡهُدٰى وَاَوۡرَثۡنَا بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ الۡكِتٰبَ ﴿۵۳﴾

موسیٰ کو ہدایت عطا کی اور بنی اسرائیل کو کتاب (تورات) کا وارث بنا دیا○

هُدًى وَّذِكۡرٰى لِاُولِى الۡاَلۡبَابِ ﴿۵۴﴾ فَاصۡبِرۡ اِنَّ وَعۡدَ

جو اہل عقل کے لئے ہدایت اور نصیحت تھی[4]○ پس آپ صبر کیجئے بلاشبہ اللہ کا وعدہ

اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسۡتَغۡفِرۡ لِذَنۡۢبِكَ وَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ

سچا ہے[5] اور اپنے گناہ کی معافی مانگیے اور صبح اور شام اپنے رب کی حمد سے

بِالۡعَشِىِّ وَالۡاِبۡكَارِ ﴿۵۵﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ يُجَادِلُوۡنَ فِىۡۤ اٰيٰتِ

اس کی تسبیح کیجئے○ جو لوگ بغیر کسی سند کے جو ان کے پاس آئی ہو

اللّٰهِ بِغَيۡرِ سُلۡطٰنٍ اَتٰٮهُمۡ ۙ اِنۡ فِىۡ صُدُوۡرِهِمۡ اِلَّا كِبۡرٌ

[6] اللہ کی آیات میں جھگڑا کرتے ہیں ان کے دلوں میں تکبر بھرا ہوتا ہے

مَّا هُمۡ بِبَالِغِيۡهِ ۚ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيۡعُ

مگر وہ اس بڑائی کو پا نہیں سکتے (جو آرزو رکھتے ہیں) لہٰذا آپ (ان کی شرارتوں سے) اللہ کی پناہ مانگیے بلاشبہ وہ

الۡبَصِيۡرُ ﴿۵۶﴾ لَخَلۡقُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ اَكۡبَرُ مِنۡ خَلۡقِ

سننے والا، دیکھنے والا ہے○ ارض و سماوات کو پیدا کرنا انسانوں کے پیدا کرنے سے زیادہ

النَّاسِ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۵۷﴾ وَمَا

بڑا کام ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے○ اور نابینا اور

يَسۡتَوِى الۡاَعۡمٰى وَالۡبَصِيۡرُ ۙ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَ

بینا یکساں نہیں ہو سکتے اور جو لوگ ایمان لائیں اور اچھے

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الۡمُسِىۡٓءُ ؕ قَلِيۡلًا مَّا تَتَذَكَّرُوۡنَ ﴿۵۸﴾

عمل کریں، وہ اور بدکردار یکساں نہیں ہو سکتے[7] (مگر) تم لوگ کم نصیحت قبول کرتے ہو○

1- ایک دوسرے سے ترش روئی سے مکالمہ کرنے کے بعد جہنم کے ذمہ دار فرشتوں سے یہ التجا کریں گے۔ یہ فرشتے اللہ کو سفارش تو کیا کریں گے بلکہ وہ خود اس بات کے قائل نہ ہوں گے کہ جہنم کے عذاب میں کچھ تخفیف ہو جائے۔

غور فرمائیں کہ ایک مشرک کے فوت ہوتے ہی اسکے بچاؤ کے تمام راستے بند ہو جاتے ہیں۔ دنیا میں اہل ایمان کو انکے حق میں دعا کرنے سے منع کر دیا گیا ہے۔ یوم قیامت فرشتے انکو جہنم میں جلتے دیکھنے کے باوجود دعا کیلئے تیار نہ ہوں گے جبکہ ان کی اپنی دعا کے مردود ہونے کی وضاحت کر دی گئی ہے۔

2- اللہ تعالیٰ باطل کو ایک حد تک مہلت ضرور دیتا ہے مگر ایک حد تک پہنچتے ہی اللہ کا کوڑا برس پڑتا ہے اور اس کی باگیں کھینچ لی جاتی ہیں۔ اسی سورۃ میں فرعون کا قصہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ اور بنی اسرائیل کی مدد کر کے فرعون اور اسکی قوم کو اسکے غرور و تکبر سمیت بحر قلزم میں غرقاب کر دیا۔

اللہ تعالیٰ کی اس مدد ہی کا نتیجہ ہے کہ حق کبھی بھی کرہ ارض سے غائب نہ ہوا جبکہ باطل کو بے شمار دفعہ جڑ سے اکھیڑ دیا گیا۔

3- اشہاد شہید کی جمع ہے۔ یوم الاشہاد سے یوم قیامت مراد ہے جس دن اللہ کی عدالت میں گواہیاں ہوں گیں۔

4- اس میں مسلمانوں اور آپ ﷺ کیلئے تسلی ہے کہ بنی اسرائیل اور حضرت موسیٰؑ کی طرح اللہ تعالیٰ آپکی بھی راہنمائی فرماتا رہے گا حتیٰ کہ باطل کا سر ٹوٹ جائے اور حق غالب آجائے۔

5- آپ سے عمداً خطا ہونا تو محال ہے بتقاضائے بشریت اجتہادی غلطی اور لغزش کا صدور ممکن ہے۔ چنانچہ قریش مکہ کی طرف سے شرک کے ساتھ سمجھوتے کی پیشکش کے سلسلے میں آپ کو منع فرمایا گیا اور صبر کی تلقین کی گئی۔ دوسری جانب آپ کو مخاطب کر کے مسلمانوں کو یہ تلقین کی گئی ہے۔

6- گویا جو لوگ اللہ اور اس کی آیات کے بارے میں کج بحثیاں کرتے ہیں انکا اصل مرض تکبر ہوتا ہے جس کے علاج کیلئے اللہ تعالیٰ نے جہنم تیار کر رکھی ہے۔

7- مختلف قسم کے لوگوں کا زندگی میں طرز عمل منطقی طور پہ تقاضا کرتا ہے کہ برے لوگوں کو ان کے جرائم کی سزا دی جائے اور صالح لوگوں کو انکے اعمال کی جزا دی جائے۔

إِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ

بلاشبہ قیامت آنے والی ہے جس میں کوئی شک نہیں لیکن اکثر لوگ

لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٥٩﴾ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ

ایمان نہیں لاتے○ آپ کے رب نے فرمایا ہے: "مجھے پکارو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا

إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ

جو لوگ میری عبادت سے ناک بھوں چڑھاتے ہیں عنقریب ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں

دَاخِرِينَ ﴿٦٠﴾ اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ

داخل ہوں گے[1]○ اللہ وہ ذات ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ تم اس میں آرام کر سکو

وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَ

اور دن کو روشن بنا دیا[2] اللہ تعالیٰ تو یقیناً لوگوں پر بڑا صاحب فضل ہے لیکن

لَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٦١﴾ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ

اکثر لوگ ناشکرے ہیں○ یہ ہے تمہارا رب! جو ہر چیز کو پیدا

كُلِّ شَيْءٍ لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ﴿٦٢﴾ كَذَٰلِكَ

کرنے والا ہے اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں پھر تم کہاں سے بہکے جاتے ہو[3]○ اسی طرح وہ لوگ

يُؤْفَكُ الَّذِينَ كَانُوا بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ ﴿٦٣﴾ اللَّهُ

بہکائے جاتے رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا کرتے تھے○ اللہ ہی ہے

الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ قَرَارًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَصَوَّرَكُمْ

جس نے تمہارے لئے زمین کو جائے قرار[4] اور آسمان کو (بمنزلہ) چھت بنایا اور تمہاری صورتیں بنائیں

فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ ۚ ذَٰلِكُمُ

تو نہایت عمدہ بنائیں اور تمہیں پاکیزہ چیزوں کا رزق دیا[5] یہ

اللَّهُ رَبُّكُمْ ۖ فَتَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿٦٤﴾ هُوَ

(ان صفات کا مالک) ہے تمہارا رب جو بڑا برکت والا اور تمام جہانوں کا رب ہے○ وہی

الْحَيُّ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۗ

زندہ ہے (جسے موت نہیں)[6] اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، لہٰذا تم خالص اسی کی حاکمیت تسلیم کرتے ہوئے پکارا کرو

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٦٥﴾ قُلْ إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ

ہر طرح کی تعریف اللہ رب العالمین کے لئے ہی ہے○ آپ کہئے کہ مجھے منع کیا گیا ہے کہ میں ان کی عبادت

الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَمَّا جَاءَنِيَ الْبَيِّنَاتُ

کروں جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو جبکہ میرے رب کی طرف سے میرے پاس واضح دلائل بھی

مِن رَّبِّي وَأُمِرْتُ أَنْ أُسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٦٦﴾

آ چکے ہیں اور مجھے حکم ملا ہے کہ میں اللہ رب العالمین کا فرمانبردار بن کر رہوں○

1-نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ دعا ہی تو اصل عبادت ہے۔ پھر یہی آیت تلاوت فرمائی۔"

(ترمذی)

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"مظلوم کی دعا سے بچو خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو کیونکہ مظلوم کی دعا اور اللہ کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔"

(احمد)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

"نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تو جب کوئی مسلمان دعا کرتا ہے جس میں گناہ یا قطع رحمی کی بات نہ ہو تو اللہ تعالیٰ تین باتوں میں سے ایک اسے ضرور عطا فرماتا ہے۔ (۱) یا تو دعا کے مطابق اسکی خواہش پوری کر دی جاتی ہے۔ (۲) یا اسکی دعا آخرت کیلئے ذخیرہ اجر بنا دیتا ہے۔ (۳) یا دعا کے برابر اس سے کوئی مصیبت ٹال دیتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے (یہ سن کر) عرض کیا تب تو ہم کثرت سے دعا کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ کے خزانے بہت زیادہ ہیں۔"

(احمد)

اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ غیر اللہ سے دعا کرنا غیر اللہ کی عبادت کرنا ہے۔

2-دن کو کام کاج کیلئے روشنی کی ضرورت ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے شمس کے ذریعے روشنی مہیا فرمادی۔ رات کو آرام کیلئے تاریکی اور خاموشی درکار ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کا بندوبست فرمادیا۔

3-ہر چیز کو پیدا کرکے ایک مربوط نظام مقرر فرمادینا بذات خود ایک اکیلے سخت قدرت والے خالق کا پتہ دیتا ہے جس طرح مشرکوں نے مختلف کاموں کو مختلف الہ مقرر کر رکھے تھے۔ اگر ایسا ہوتا تو کبھی بھی ایسا مربوط نظام وجود میں نہ آسکتا۔ زمین و آسمان کی تخلیق۔ انسان کی تخلیق تو دور کی بات ہے ایک دانہ نہ پیدا ہو سکتا۔ ایک ایٹم (Atom) کے ذرے انتہائی دقیق نظام میں مربوط ہیں وہ ہی وجود میں نہ آسکتا۔

4-زمین کو انسان کی رہائش کے قابل بنایا۔

5-کیا غور کرنیوالوں کیلئے اس میں کچھ نشانی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کیسا رزق مہیا کیا ہے۔ زمین جس سے یہ پھل پیدا ہوئے ہیں اس میں اتنی مٹھاس ہے اور اتنی لطافت' سمندر سے مچھلی پیدا کی سمندر کا پانی کڑوا اور مچھلی کو انتہائی خوش ذائقہ 'گوبر اور خون کے درمیان میں دودھ پیدا کیا۔ سبحان اللہ احسن الخالقین۔

6-خالق حقیقی وہی ہو سکتا ہے جو اول بھی ہو اور آخر بھی ہو بھلا جسکی عمر متعین ہو سکتی ہو وہ خالق حقیقی کیسے ہو سکتا ہے۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ

وہی تو ہے جس نے تمہیں مٹی سے، پھر نطفہ سے، پھر لوتھڑے[1] سے پیدا کیا

ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُونُوا شُيُوخًا

پھر تمہیں بچے کی شکل میں نکالتا ہے پھر تاکہ تم اپنی پوری طاقت کو پہنچ جاؤ پھر تاکہ تم بوڑھے ہو جاؤ

وَمِنْكُمْ مَنْ يُتَوَفَّى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوا أَجَلًا مُسَمًّى وَلَعَلَّكُمْ

پھر تم میں سے کسی کو پہلے وفات دی جاتی ہے تاکہ تم اس مدت کو پہنچو جو تمہارے لئے مقرر ہے اور تاکہ

تَعْقِلُونَ ﴿٦٧﴾ هُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ فَإِذَا قَضَى أَمْرًا فَإِنَّمَا

تم عقل سے کام لو○ وہی تو ہے جو زندہ کرتا اور مارتا ہے[2] پھر جب وہ کسی کام کا فیصلہ کرلیتا ہے تو بس اسے

يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿٦٨﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي

ع ٨ ١٢

اتنا ہی کہتا ہے کہ "ہو جا" تو وہ ہو جاتا ہے[3]○ آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اللہ کی آیات میں

آيَاتِ اللَّهِ أَنَّى يُصْرَفُونَ ﴿٦٩﴾ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِالْكِتَابِ وَبِمَا

جھگڑے کرتے ہیں؟ وہ کہاں سے پھرا دیئے جاتے ہیں؟[4]○ ان لوگوں نے اس کتاب (قرآن) کو بھی جھٹلایا اور ان

أَرْسَلْنَا بِهِ رُسُلَنَا فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٧٠﴾ إِذِ الْأَغْلَالُ فِي

کو بھی جو ہم نے رسولوں کو دے کر بھیجی تھیں عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا○ جبکہ ان کی گردنوں میں

أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلَاسِلُ يُسْحَبُونَ ﴿٧١﴾ فِي الْحَمِيمِ ثُمَّ فِي

معانقة ۱۳ عند المتاخرین ۱۲

طوق پڑے ہوں گے اور ایسی زنجیریں جن سے وہ کھولتے پانی میں گھسیٹے جائیں گے○ پھر جہنم میں جھونک

النَّارِ يُسْجَرُونَ ﴿٧٢﴾ ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُونَ ﴿٧٣﴾

دیئے جائیں گے○ پھر ان سے پوچھا جائے گا: کہاں ہیں وہ جنہیں تم اللہ کے شریک بنایا کرتے تھے○

مِنْ دُونِ اللَّهِ قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا بَلْ لَمْ نَكُنْ نَدْعُو مِنْ

اللہ کے سوا- وہ کہیں گے: وہ تو ہم سے بھلا دیئے گئے بلکہ ہم تو اس سے پہلے کسی چیز کو بھی

قَبْلُ شَيْئًا كَذَلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ الْكَافِرِينَ ﴿٧٤﴾ ذَلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

پکارتے ہی نہ تھے[5] اللہ اسی طرح کافروں کو بھول بھلیوں میں ڈال دیتا ہے○ تمہارا یہ انجام اس وجہ سے ہے کہ تم

تَفْرَحُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُونَ ﴿٧٥﴾

کسی معقول وجہ کے بغیر زمین میں پھولے نہ سماتے تھے اور اکڑ اکڑ کر چلتے تھے○

ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا فَبِئْسَ مَثْوَى

(اب) جہنم کے دروازوں میں سے داخل ہو جاؤ، تم اس میں ہمیشہ رہو گے تکبر کرنے والوں کا کیسا برا ٹھکانا

الْمُتَكَبِّرِينَ ﴿٧٦﴾ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَإِمَّا نُرِيَنَّكَ

ہے○ پس (اے نبی!) آپ صبر کیجئے اللہ کا وعدہ سچا ہے ہم نے جس عذاب کا ان سے وعدہ کیا ہے ہو سکتا ہے کہ

بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ ﴿٧٧﴾

اس کا کچھ ہم آپ کو دکھا دیں[6] یا آپ کو اٹھالیں آخر انہیں ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے○

1- علقہ کے معانی میں تین مفہوم پائے جاتے ہیں۔

(ا)- خون چوسنے والا کیڑا۔ (ب)- لٹکی ہوئی چیز۔ (ج)- خون کا لوتھڑا۔

علقہ کے مرحلہ میں جنین کی عمر لگ بھگ 15 دن ہوتی ہے۔ مائیکروسکوپ میں دیکھنے سے جنین اس مرحلہ میں ہوبہو خون چوسنے والے کیڑے سے مشابہ ہوتا ہے۔ علقہ کا دوسرا مفہوم لٹکی ہوئی چیز کا ہے اس مرحلہ میں جنین بعینہ رحم مادر کی دیوار پہ اوپر سے نیچے لٹکا ہوتا ہے۔ علقہ کا تیسرا مفہوم خون کا لوتھڑا ہے۔ اس مرحلہ میں جنین خون کے لوتھڑے سے مشابہ ہوتا ہے کیونکہ جنین میں نسبتاً خون کی زیادہ مقدار ہوتی ہے۔ نیز اس میں دوران خون نہیں ہوتا لہٰذا خون کے لوتھڑے سے مزید مشابہت ہوئی۔

2- نہ انسان اپنی تخلیق کے بارے میں کچھ اختیار رکھتا ہے۔ نہ موت کے بارے میں تو پھر کیا اگر انسان پہ ایک اور پیدائش کا مرحلہ گزرے تو اسے روک سکتا ہے؟ یا کیا وہ محال ہے؟

2- پلک جھپکتے اللہ کے احکام بجالانے والے اللہ کے لشکر بے شمار ہیں جن کی حقیقت اور مقدار کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ کا حکم صادر ہونا ہی اس کام کی تکمیل کا ضامن ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کاموں میں عموماً تدریج کا قانون ہوتا ہے جسکی کئی حکمتیں ہیں۔

3- یہ آیات انفاس اور آفاق کی بھی ہو سکتی ہیں جنہیں ہر کام میں فطرت (Nature) تو نظر آتی ہے مگر اس فطرت (Nature) کو بنانیوالا کوئی نظر نہیں آتا کوئی خالق نظر نہیں آتا ہے۔ انہیں یہ سب آیات کچھ فائدہ نہیں دے سکتیں۔ یہ ایک قرآنی آیات بھی ہو سکتی ہے جن پہ ایسے لوگوں کو اعتراض ہوتا ہے اور وہ اسے بشری کلام بتاتے ہیں۔ قرآن کے سیاق کے اعتبار سے تو یہی مفہوم ہے تاہم اسکے مصداق وہ مسلمان بھی ہیں جو کہ قرآنی آیات کو تاویل کی خراد پہ چڑھا کر اپنی من پسند کے معنی پہناتے ہیں اور اسکی بنیاد پہ نئے نئے فرقوں کی بنیاد رکھتے ہیں۔

4- وہاں بھی جھوٹ سے باز نہ آئیں گے یا اسکا مفہوم یہ ہے کہ انکی حقیقت ہی کچھ نہ تھی بلکہ فریب ہی فریب تھا۔ اب وہ کہاں کام آنیوالے ہیں؟

5- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ۔

"جسکے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہو گا وہ جنت میں داخل نہ ہو گا۔"

(مسلم)

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میرا ازار ہے جس نے یہ کھینچنے کی کوشش کی میں اسے جہنم میں ڈال دوں گا۔"

(ابو داؤد)

6- ایک قسط تو آپکی حیات مبارک میں ہی نازل ہو گئی ہے جیسے جنگ بدر، فتح مکہ وغیرہ دوسری قسط آپکی حیات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں۔ آخر کو تو لوٹ کر اللہ ہی کے ہاں جائیں گے جہاں پورا حساب چکا دیا جائے گا۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ

آپ سے پہلے ہم کئی رسول بھیج چکے ہیں ان میں سے کچھ تو ایسے ہیں جن کا حال ہم نے آپ سے بیان کر دیا ہے

وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِىَ

اور کچھ ایسے جن کا حال بیان نہیں کیا اور کسی رسول میں یہ طاقت نہ تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے

بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِىَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ

بغیر کوئی معجزہ از خود لا سکتا[1] پھر جب اللہ کا حکم[2] آ گیا تو انصاف کے مطابق فیصلہ کر دیا گیا اور اس وقت غلط کار لوگ

هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝۷۸ ع اَللّٰهُ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ

ہی خسارہ میں رہے ○ اللہ تعالیٰ ہی تو ہے جس نے تمہارے لئے مویشی پیدا کئے

لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝۷۹ وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَ

ان میں بعض پر تم سوار ہوتے ہو اور بعض کھاتے ہو[3] ○ نیز تمہارے لئے ان میں اور بھی فائدے ہیں اور

لِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِىْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ

جو ضرورت تمہارے جی میں آئے اس کے لئے ان پر سوار ہو کر وہاں پہنچ جاتے ہو نیز ان پر اور کشتیوں پر تم

تُحْمَلُوْنَ ۝۸۰ ؕ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ ۖ فَاَىَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ۝۸۱

سوار کئے جاتے ہو[4] ○ اللہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھلا رہا ہے پھر تم اس کی کن کن نشانیوں کا انکار کرو گے؟[5] ○

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

کیا ان لوگوں نے زمین میں چل کر دیکھا نہیں کہ جو لوگ ان سے پہلے گزر چکے ہیں ان کا کیا

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّ

انجام ہوا؟ وہ تعداد میں ان سے زیادہ، قوت میں ان سے سخت، اور زمین میں

اٰثَارًا فِى الْاَرْضِ فَمَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۸۲

اپنے آثار چھوڑنے میں ان سے بڑھ کر تھے[6] مگر جو وہ کر رہے تھے یہ سب چیزیں ان کے کچھ کام نہ آ سکیں ○

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ

پھر جب ان کے رسول ان کے پاس واضح دلائل لے آئے تو جو علم[7] ان کے پاس تھا وہ اسی میں مگن رہے

وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۸۳ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا

اور جس (عذاب) کا وہ مذاق اڑاتے تھے اسی نے انہیں آ گھیرا ○ اور جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا

قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ۝۸۴

تو کہنے لگے: "ہم اللہ اکیلے پر ایمان لائے اور جنہیں ہم اللہ کا شریک ٹھہراتے تھے ان کا انکار کرتے ہیں" ○

فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ

مگر جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو ان کے ایمان نے انہیں کچھ فائدہ نہ دیا[8] یہی سنت الٰہی ہے

الَّتِىْ قَدْ خَلَتْ فِىْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ۝۸۵ ع

جو ہمیشہ اس کے بندوں میں جاری رہی ہے اور اس (عذاب کے) موقعہ پر کافر لوگ خسارہ میں پڑ گئے ○

1-کیونکہ معجزہ کا صدور نبی کے اختیار میں نہیں ہے۔

یہ بھی اللہ کی رحمت ہے کہ اس نے نبی ﷺ کو معجزہ کے صدور کا اختیار نہیں دے رکھا ورنہ تمہارے صبح و شام کے معجزات کے مطالبات کے جواب میں اگر وہ معجزے دکھانا شروع کر دے تو حجت تمام ہو جائے اور پھر اس کا انکار کرنے والوں کو اللہ کا عذاب آ لے اور ایمان لانے کی مہلت ہی ختم ہو جائے۔

2-اللہ کے امر سے مراد عذاب الٰہی ہے چاہے یہ دنیا میں ہو یا آخرت میں۔

3-کیا یہ حقیقت تم کو غور کرنے کی دعوت نہیں دیتی کہ یہ جانور بھی انسان کی طرح جسم و جان کا تعلق رکھتے ہیں مگر انہیں انسان کیلئے مسخر کر دیا گیا۔ انسان کو طاقت' قدرت اور اجازت دی گئی کہ ان میں سے بعض کو ذبح کر کے کھا لے اور بعض کو دوسرے تصرف میں لائے۔

4-پانی میں اچھال کی صلاحیت (Bouyancy) کس نے پیدا کی کہ وہ اتنی بڑی بڑی کشتیاں اور جہاز سہار لیتا ہے اور تم آسانی سے بوجھل وزن ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر لیتے ہو۔

5-قریش بھی معجزات کا مطالبہ کرتے تھے جن کا ذکر (بنی اسرائیل؟) میں گزر چکا ہے اس کا پہلا جواب تو آیت نمبر 78 میں دیا گیا ہے رسول کے پاس کب معجزہ دکھلانے کا اختیار ہوتا ہے؟ دوسرا جواب یہ دیا گیا ہے کہ تمہارے آگے پیچھے اوپر نیچے اور خود تمہارے جسم کے اندر تھوڑی آیات ہیں تم دیکھنے والے تو بنو۔

6-سابقہ اقوام جیسے عاد' ثمود' قوم فرعون وغیرہ قریش مکہ سے عمر میں بھی زیادہ تھے۔ طاقت میں بھی زیادہ تھے زراعت اور فن تعمیر وغیرہ میں بھی زیادہ ماہر تھے۔

7-انکا کونسا علم تھا؟ یہ وہی علم تھا جس کو وہ کہتے تھے کہ ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو اس پہ پایا ہے یعنی کفر و شرک اسے علم استہزاً کیا گیا ہے یا اس سے مراد فن زراعت و تعمیر وغیرہ بھی ہو سکتا ہے۔

8-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتے ہیں جب تک جان کنی کا وقت نہیں آ جاتا۔"

(ترمذی)

سورۃ حٰمٓ السجدۃ مکیۃ وھی اربع وخمسون اٰیۃ وست رکوعات

آیات ۵۴ (۴۱) سورۂ حٰم السجدہ مکی ہے (۶۱) رکوع ۶ [1]

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

حٰمٓ ① تَنۡزِیۡلٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ② کِتٰبٌ فُصِّلَتۡ اٰیٰتُہٗ قُرۡاٰنًا

حٰم [2] ○ یہ بڑے مہربان رحیم کی طرف سے نازل ہوا ○ قرآن ایسی کتاب ہے جس کی آیات تفصیلی ہیں،

عَرَبِیًّا لِّقَوۡمٍ یَّعۡلَمُوۡنَ ③ بَشِیۡرًا وَّ نَذِیۡرًا ۚ فَاَعۡرَضَ اَکۡثَرُہُمۡ فَہُمۡ

عربی زبان میں ہے علم رکھنے والوں کے لئے ○ یہ بشارت دینے اور ڈرانے والا ہے مگر اکثر نے اعراض

لَا یَسۡمَعُوۡنَ ④ وَ قَالُوۡا قُلُوۡبُنَا فِیۡۤ اَکِنَّۃٍ مِّمَّا تَدۡعُوۡنَاۤ اِلَیۡہِ وَ فِیۡۤ

کیا اور اسے سنتے ہی نہیں ○ اور کہتے ہیں کہ، جس کی طرف تو ہمیں بلاتا ہے اس سے ہمارے دل پردوں میں اور

اٰذَانِنَا وَقۡرٌ وَّ مِنۡۢ بَیۡنِنَا وَ بَیۡنِکَ حِجَابٌ فَاعۡمَلۡ اِنَّنَا عٰمِلُوۡنَ ⑤

ہمارے کان بہرے ہیں اور ہمارے اور تیرے درمیان ایک پردہ حائل ہے لہٰذا تم اپنا کام کیے جاؤ ہم اپنا کام کیے

قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ یُوۡحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰـہُکُمۡ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ

جائیں ○ کہئے کہ: میں تمہارے جیسا [3] ایک انسان ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا الٰہ بس ایک ہی الٰہ ہے

فَاسۡتَقِیۡمُوۡۤا اِلَیۡہِ وَ اسۡتَغۡفِرُوۡہُ ؕ وَ وَیۡلٌ لِّلۡمُشۡرِکِیۡنَ ⑥ الَّذِیۡنَ

لہٰذا سیدھے اس کی طرف متوجہ رہو اور اسی سے معافی مانگو اور مشرکوں کے لئے ہلاکت ہے ○ جو

لَا یُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَ ہُمۡ بِالۡاٰخِرَۃِ ہُمۡ کٰفِرُوۡنَ ⑦ اِنَّ الَّذِیۡنَ

زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور وہ آخرت کے بھی منکر ہیں ○ بلاشبہ وہ لوگ جو ایمان

اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَہُمۡ اَجۡرٌ غَیۡرُ مَمۡنُوۡنٍ ⑧ ع قُلۡ اَئِنَّکُمۡ

لائے اور نیک عمل کئے ان کے لئے نہ ختم ہونے والا اجر ہے ○ آپ ان سے کہئے: "کیا تم

لَتَکۡفُرُوۡنَ بِالَّذِیۡ خَلَقَ الۡاَرۡضَ فِیۡ یَوۡمَیۡنِ وَ تَجۡعَلُوۡنَ لَہٗۤ

اس ذات کا انکار کرتے ہو جس نے زمین کو دو دنوں میں پیدا کیا؟ اور تم دوسروں کو اس کا ہمسر ٹھہراتے

اَنۡدَادًا ؕ ذٰلِکَ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ ⑨ وَ جَعَلَ فِیۡہَا رَوَاسِیَ مِنۡ فَوۡقِہَا

ہو؟ یہ ہے رب العلمین ○ نیز اسنے زمین کے اوپر مضبوط پہاڑ بنا دیئے اور اسمیں برکت رکھی اور

وَ بٰرَکَ فِیۡہَا وَ قَدَّرَ فِیۡہَاۤ اَقۡوَاتَہَا فِیۡۤ اَرۡبَعَۃِ اَیَّامٍ ؕ سَوَآءً

ٹھیک اندازے سے چار دنوں میں (روئیدگی کی) قوتیں رکھ دیں۔ یہ زمین سب حاجت مندوں کے لئے یکساں

لِّلسَّآئِلِیۡنَ ⑩ ثُمَّ اسۡتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ وَ ہِیَ دُخَانٌ فَقَالَ

ہے ○ پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ اس وقت دھواں تھا [4] تو اس نے آسمان اور زمین سے

لَہَا وَ لِلۡاَرۡضِ ائۡتِیَا طَوۡعًا اَوۡ کَرۡہًا ؕ قَالَتَاۤ اَتَیۡنَا طَآئِعِیۡنَ ⑪

کہا کہ (وجود میں) آ جاؤ خواہ تم چاہو یا نہ چاہو دونوں نے کہا: ہم فرمانبرداروں کی طرح آ گئے ○

1-اس سورت کا دوسرا نام فصلت ہے۔ یہ بھی اسی زمانہ میں نازل ہوئی جب قریش ظلم و ستم سے اسلام کا راستہ روکنے سے مایوس ہو چلے تھے اور سمجھوتے کی کوشش کرنا شروع کردی۔ وہ کچھ لو اور کچھ دو کے اصولوں پہ مفاہمت چاہتے تھے۔ تفسیری روایات کے مطابق عتبہ ابن ربیعہ جو قریشی سردار تھا۔ آپ ﷺ کے پاس آیا اور قریش کے تفرقہ کا ذکر کیا اور پھر کہنے لگا اگر مال و دولت چاہتے ہو تو دیتے ہیں۔ مکہ کی ریاست یا کسی بڑے گھرانہ میں شادی چاہتے ہو تو تمہاری خواہش پوری کردیتے ہیں اور اگر تم پہ کسی جن بھوت کا اثر ہے تو تمہارا علاج کرائے دیتے ہیں تو آپ ﷺ نے اس سورت کی ابتدائی آیات تلاوت کیں جسے سن کر اسکا دل نرم ہوگیا اور جاکر قریشی سرداروں سے کہا کہ محمد ﷺ جو کلام پیش کرتا ہے وہ نہ شاعری ہے نہ سحر اور کہانت ہے تم انہیں ان کے حال پہ چھوڑ دو۔ قریشی کہنے لگے کہ تجھے بھی محمد ﷺ کے سحر کا اثر ہوگیا ہے۔

2-یہ حروف مقطعات ہیں انکا درست مفہوم متعین کرنا مشکل ہے۔ غالباً یہ منکرین کیلئے ایک چیلنج ہے کہ قرآن انہی حروف سے بنا ہے اگر تم اسے انسانی کاوش سمجھتے ہو تو اس جیسا کلام تم بھی بنا لاؤ۔ واللہ اعلم۔ دیکھیں (البقرہ 1:2)

3- آپ ﷺ نے متعدد دفعہ صراحت فرمائی کہ میں تمہارے جیسا ہی بشر ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بھی ذکر فرمایا ہے۔ کئی صحیح احادیث میں بھی وارد ہوا ہے۔ اس کے باوجود کچھ مسلمان فرقے اصرار کرتے ہیں کہ آپ ﷺ بشر نہ تھے۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھیں (بنی اسرائیل 93:17)

4-موجودہ سائنسی تحقیق بتلاتی ہے کہ ابتداء کائنات گرم گیسوں اور گرد و غبار کے بہت بڑے گولے (Nebula) سے ہوئی اور اس وقت ساری کائنات صرف یہی ایک گولا تھا۔ موجودہ زمانے میں تمام سائنس دانوں کا اس نظریہ (Big Bang Theory) پہ اتفاق ہے کیونکہ اب سائنس اتنی ترقی کرچکی ہے کہ کئی نئے ستارے اس (Nebula) سے وجود میں آتے ہوئے مشاہدہ کئے جاسکتے ہیں۔ اسکے علاوہ مختلف کہکشاؤں (Galaxies) اور ستاروں کی رفتار اور ان کے رخ کے تعین سے بھی یہ حقیقت ثابت ہو چکی ہے کہ یہ سب ایک ہی مرکز سے بکھر رہے ہیں۔ قرآن نے یہ سب حقائق اس وقت بتلا دیئے تھے جبکہ اس قسم کی سائنسی تحقیقات کا کوئی وجود ہی نہ تھا۔

فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا

پھر اس نے دو دنوں میں سات آسمان بنا ڈالے اور ہر آسمان میں اس کا قانون وحی کیا

وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ۖ وَحِفْظًا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ

اور ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے سجایا اور حفاظت (کا کام لیا)[1] یہ سب غالب اور ہر چیز کو جاننے والے کی

الْعَلِيْمِ ﴿١٢﴾ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ

منصوبہ بندی ہے○ پھر اگر وہ اعراض کریں تو آپ کہئے کہ میں تمہیں ایسی کڑک سے ڈراتا ہوں جیسی قوم

عَادٍ وَّثَمُوْدَ ﴿١٣﴾ اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ

عاد اور ثمود پر گری تھی[2]○ جب ان کے پاس ان کے آگے سے اور پیچھے سے رسول

خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً

آئے[3] کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو تو کہنے لگے کہ "اگر ہمارا رب چاہتا تو فرشتے نازل کرتا[4]

فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿١٤﴾ فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي

لہٰذا تم جو پیغام دے کر بھیجے گئے ہو ہم اس کا انکار کرتے ہیں"○ رہے عاد انہوں نے ملک میں ناحق تکبر کیا

الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ۭ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ

اور کہنے لگے: "ہم سے بڑھ کر طاقتور کون ہے؟"[5] کیا انہوں نے یہ نہ دیکھا کہ جس نے

الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۭ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿١٥﴾

انہیں پیدا کیا ہے وہ ان سے یقیناً زیادہ طاقتور ہے اور وہ (عمداً) ہماری آیات کا انکار کرتے رہے○

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ

پھر ہم نے ان پر چند منحوس دنوں[6] میں سناٹے کی آندھی[7] چھوڑ دی تاکہ ہم انہیں دنیا میں ہی

عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ

رسوائی کا عذاب چکھائیں اور جو آخرت کا عذاب ہے وہ تو اور زیادہ رسوا کرنے والا ہے اور انہیں کہیں سے

لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿١٦﴾ وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى

مدد بھی نہ ملے گی○ رہے ثمود تو انہیں ہم نے سیدھی راہ دکھائی مگر انہوں نے راہ دیکھنے کے مقابلہ میں اندھا

فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿١٧﴾ وَ

رہنا پسند کیا آخر انہیں کڑک کی صورت میں ذلت کے عذاب نے پکڑ لیا جو انکی کرتوتوں کا بدلہ تھا○ اور

نَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿١٨﴾ وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ

ع 2 / 16

ہم نے ان لوگوں کو بچالیا[8] جو ایمان لائے اور (نافرمانی سے) بچتے تھے○ اور جس دن اللہ کے دشمن جہنم کی طرف

اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿١٩﴾ حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ

ہانک کر لائے جائیں گے تو انہیں روک لیا جائے گا[9]○ یہاں تک کہ جب (سب) جہنم کے قریب آپہنچیں گے تو ان

عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٢٠﴾

کے کان، ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں[10] ان کے خلاف وہی گواہی دیں گے جو عمل وہ کیا کرتے تھے○

1-اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں تک بھی ستارے نظر آتے ہیں وہ آسمان دنیا یعنی پہلا آسمان ہے۔
اس سے لازمی یہی مفہوم نہیں نکلتا کہ یہی ستارے ان شیطانوں کو مارے جاتے ہیں اور نہ ہی لازمی طور پر یہ مفہوم لیا جاسکتا ہے کہ شہاب ثاقب (Meteorites) شیطانوں کیلئے ہی گرتا ہے بلکہ یہ مفہوم ہے کہ یہ شہاب ثاقب جو ستاروں سے علیحدہ ہو کر کائنات میں گردش کرتے رہتے ہیں وہ اس میں مانع ہیں کہ زمین کے شیطان آسمانوں سے جاکر کوئی خبر لا سکیں۔ تفصیل کیلئے دیکھیں (الصافات 6:37)

2-تفسیر ابن کثیر کی ایک روایت کے مطابق قریش کا ایک بہادر اور فطرتاً نیک دل انسان عتبہ بن ربیعہ آپ ﷺ کے پاس سمجھوتے کی تجاویز لیکر حاضر ہوا تھا۔ اسکے سامنے آپ نے اس سورۃ کی تلاوت فرمائی۔ جب آپ اس آیت پہ پہنچے تو اسکی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور جلدی سے اس نے آپ کے منہ پہ ہاتھ رکھ دیا اسے یہ خطرہ محسوس ہونے لگا کہ کہیں یہ عذاب فوراً ہی نہ نازل ہو جائے۔

3-مسلسل آتے رہے یا اردگرد کے علاقوں میں بھی آتے رہے یا ہرانداز سے سمجھاتے رہے۔

4-یعنی کسی بشر کو وہ رسول مان کر دینے کو تیار نہیں۔ آج کل ہمارے دوست رسول تو مانتے ہیں مگر بشر ماننے کو تیار نہیں۔ تفصیل کیلئے دیکھیں (المومنون 24:23) اور (الانعام 6:10-9)

5-قبول حق کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ تکبر ہی ہوتا ہے۔ ویسے بھی یہ لوگ طویل قامت، لمبی عمروں اور مضبوط ڈیل ڈول رکھنے والے تھے۔

6-یہ نحوست قوم عاد کی نسبت سے تھی کہ اس دن وہ عذاب الٰہی سے دوچار ہوئے ورنہ کوئی دن بذات خود منحوس نہیں ہوتا۔

7-یہ ٹھنڈی آندھی ان پہ مسلسل آٹھ دن اور سات راتیں چلتی رہی جس نے نہ کوئی درخت چھوڑا نہ مکان۔ اٹھا اٹھا کر اور پٹخ پٹخ کر سب کو ہلاک کر دیا۔ ثمود کو عاد ثانی بھی کہا جاتا ہے۔ یہ بھی عاد کی طرح مضبوط قد و قامت رکھنے والے تھے۔ پہاڑوں میں بڑے بڑے مکان تراشتے۔ جب انہوں نے بھی حضرت صالح کی دعوت ٹھکرا دی تو اللہ کے عذاب کا کوڑا ان پہ برس پڑا۔ پہلے زلزلہ آیا جس سے پہاڑوں کے مکانات میں شگاف اور دراڑیں پڑ گئیں پھر شدید کڑک کا عذاب نازل ہوا جس سے انکے جگر پھٹ گئے اور یہ اوندھے منہ اپنے انجام کو سدھار گئے۔

8-حضرت صالحؑ پہ ایمان لانیوالے لوگ اللہ کے حکم سے عذاب سے قبل فلسطین کی جانب ہجرت کر گئے۔

9-اگلے اور پچھلوں کو جمع کر کے عدالتی کارروائی مکمل کرنے اور فرد جرم عائد کرنے کیلئے۔

10-اپنے جرائم سے انکار کرنیوالے مجرمین کے اپنے اعضاء بھی گواہی دیں گے۔ دیکھیں (یاسین 65:36) اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت کو جو جسم انسان کو ملے گا وہ انہی ذرات سے مرکب ہو گا جو دنیا کے جسم کے ذرات ہیں۔

وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ؕ قَالُوْۤا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ

وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے: تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی؟" وہ کہیں گی: ہمیں اسی اللہ نے قوت گویائی

الَّذِیْۤ اَنْطَقَ كُلَّ شَیْءٍ وَّ هُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ اِلَیْهِ

دے دی جس نے ہر چیز کو گویائی دی ہے اسی نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے O

تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ مَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ یَّشْهَدَ عَلَیْكُمْ

اور (گناہ کرتے وقت) تم اس بات سے نہیں چھپتے تھے کہ کہیں تمہارے کان، تمہاری آنکھیں اور تمہاری

سَمْعُكُمْ وَ لَاۤ اَبْصَارُكُمْ وَ لَا جُلُوْدُكُمْ وَ لٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ

جلدیں ہی تمہاری خلاف گواہی نہ دے دیں بلکہ تم تو یہ خیال کرتے تھے کہ جو کچھ تم کرتے ہو ان

لَا یَعْلَمُ كَثِیْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَ ذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِیْ

میں سے اکثر باتوں کو اللہ تعالیٰ جانتا ہی نہیں[1] O تمہارا یہی گمان جو

ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۲۳﴾ فَاِنْ

تم نے اپنے رب کے متعلق کر رکھا تھا[2] تمہیں لے ڈوبا اور تم خسارہ پانے والوں میں ہو گئے O اب اگر

یَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۚ وَ اِنْ یَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ

وہ صبر کریں (یا نہ کریں) آگ ہی ان کا ٹھکانا ہے[3] اور اگر وہ توبہ کرنا چاہیں تو ان کی توبہ

الْمُعْتَبِیْنَ ﴿۲۴﴾ وَ قَیَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَیَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَیْنَ

قبول نہیں کی جائے گی O اور ہم نے ان پر کچھ ایسے ہم نشین مسلط کر دیئے جو آگے سے اور پیچھے سے ان کے

اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ حَقَّ عَلَیْهِمُ الْقَوْلُ فِیْۤ اُمَمٍ

سارے کام خوشنما کر کے دکھاتے تھے[4] چنانچہ ان پر بھی وہی حکم الٰہی ثابت ہو گیا جو ان سے پہلے گزرے

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا

ہوئے جنوں اور انسانوں پر ثابت ہو چکا تھا (یعنی یہ کہ) وہی خسارہ اٹھانے

خٰسِرِیْنَ ﴿۲۵﴾ وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ

ع ۳ / ۱۷

والے ہیں O اور کافر (ایک دوسرے سے) کہتے ہیں کہ: اس قرآن کو نہ سنو اور

وَ الْغَوْا فِیْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴿۲۶﴾ فَلَنُذِیْقَنَّ الَّذِیْنَ

(جب پڑھا جائے تو) خوب شور مچاؤ[5] اس طرح شاید تم غالب رہو O ہم ایسے کافروں کو یقیناً سخت

كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِیْدًا ۙ وَّ لَنَجْزِیَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِیْ كَانُوْا

عذاب چکھائیں گے اور جو برے سے برے کام وہ کرتے رہے ان کا ضرور

یَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ فِیْهَا

بدلہ دیں گے O اللہ تعالیٰ کے ان دشمنوں کا بدلہ یہی جہنم ہے ہمیشہ کے لئے ان کا

دَارُ الْخُلْدِ ؕ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ ﴿۲۸﴾

گھر اسی میں ہو گا یہ بدلہ ہے جو وہ جان بوجھ کر ہماری آیات کا انکار کرتے تھے O

1-حضرت عبداللہ ابن مسعود ﷛ کہتے ہیں کہ۔

ایک دفعہ حرم کعبہ میں تین آدمی بیٹھے آپس میں کلام کر رہے تھے۔ ان تینوں میں سے دو تو قریشی تھے اور ایک انکا بر اور نسبتی تھا جو ثقفی تھا۔ تینوں خوب موٹے تازے تھے۔ توندیں نکلی ہوئی تھیں مگر عقل کے سب پورے ہی تھے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے پوچھا تمہارا کیا خیال ہے کہ اللہ ہماری باتیں سن سکتا ہے؟ دوسرا بولا۔ ہاں اونچی آواز سے بات کریں تو سن لیتا ہے اور اگر آہستہ سے بات کریں تو پھر نہیں سنتا۔ تیسرا کہنے لگا کہ اگر وہ اونچی آواز کو سن لیتا ہے تو پھر آہستہ آواز بھی سن سکتا ہے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔"

(بخاری)

2-یعنی انسان کی معرفت اللہ تعالیٰ کے بارے میں جیسی ہو گی اسکی زندگی بھی اسی قسم کے اعمال سے عبارت ہو گی۔

حضرت ابو ہریرہ ﷛ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا بندہ میرے بارے میں جیسا گمان رکھتا ہے ویسا ہی اس کے گمان کے مطابق میں اس سے سلوک کروں گا۔"

(بخاری)

3-اقرار گناہ' توبہ' خوشامد یا منت سماجت سے نکلنا چاہیں گے تو بھی کچھ فائدہ نہ ہو گا۔

4-حضرت ابی موسیٰ روایت کرتے ہیں کہ

"اچھے اور برے ساتھی کی مثال ایسے ہے جیسے کہ خوشبو بیچنے والے کی اور لوہار کی بھٹی دھونکنے والے کی ہے۔ خوشبو بیچنے والا یا تو آپ کو ہدیہ دے گا یا آپ اس سے خوشبو خرید لیں گے یا (کم از کم) اچھی خوشبو آئے گی۔ لوہار کی بھٹی دھونکنے والے سے یا تو آپ کے کپڑے جل جائیں گے یا اس سے بدبو آئے گی۔"

(بخاری و مسلم)

5-قریش کو یہ اندازہ تو ہو چکا تھا کہ قرآن میں دلوں پہ اثر کرنے کی زبردست صلاحیت موجود ہے چنانچہ اسلام کو پھیلنے سے روکنے کیلئے انہوں نے قرآن کی آواز کو دبانے کیلئے کوشش شروع کردیں۔ مسلمانوں پہ قرآن با آواز بلند پڑھنے پہ پابندی لگادی گئی۔ خود قریشی سرداروں نے آپس میں طے کیا کہ وہ قرآن نہ سنیں گے مگر وہ خود قرآن کی کشش کے سامنے بے بس نظر آتے کہ چھپتے چھپاتے قرآن سننے کی کوشش کرتے رہے۔ تیسرا ہتھکنڈا یہ آزمایا کہ طے کرلیا کہ جہاں قرآن کی آواز آئے شور وغوغا کرکے اس آواز کو دبادیا جائے۔ دلیل سے عاری لوگ آج بھی ایسی ہی کوششیں کرتے ہیں جو کہ بالآخر ناکام ہی ہوتی ہیں۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ

اور کافر کہیں گے: اے ہمارے رب! ہمیں جنوں اور انسانوں میں سے وہ لوگ

وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۲۹﴾

دکھلا دے جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا ہم انہیں اپنے پاؤں تلے روندیں تاکہ وہ ذلیل و خوار ہوں○ [1]

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر وہ اس پر ڈٹ گئے [2] ان پر فرشتے نازل ہوتے

الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ

ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غمگین ہو اور اس جنت کی خوشی مناؤ جس کا تم سے وعدہ

تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ

کیا جاتا ہے○ [3] ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست ہیں اور آخرت میں بھی

وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿۳۱﴾ نُزُلًا مِّنْ

وہاں تمہارا جو جی چاہے گا تمہیں ملے گا اور جو کچھ مانگو گے تمہارا ہو گا۔ یہ بخشنے والے مہربان کی طرف

غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ﴿۳۲﴾ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ

سے مہربانی ہو گی○ اور اس شخص سے اچھی بات کس کی ہو سکتی ہے [4] جس نے اللہ کی طرف بلایا اور نیک

صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَ

عمل کئے اور کہا کہ میں (اللہ تعالیٰ کا) فرمانبردار ہوں○ (اے نبی) نیکی اور بدی کبھی برابر

لَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ

نہیں ہوسکتے آپ (بدی کا) ایسی بات سے دفاع کیجئے جو اچھی ہو (آپ دیکھیں گے کہ) جس شخص کی آپ کے

عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ﴿۳۴﴾ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا

ساتھ عداوت تھی وہ آپ کا گہرا دوست بن گیا○ [5] اور یہ صرف انہیں نصیب ہوتی ہے جو صبر کرتے ہیں اور یہ

يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿۳۵﴾ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ

کسی بڑے بختوں والے کو ہی حاصل ہوتی ہے○ پھر اگر کسی وقت آپ کو کوئی شیطانی وسوسہ آنے لگے

فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۶﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ

تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگئے [6] وہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے○ یہ رات اور دن، سورج اور

وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۭ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ

چاند سب اللہ کی نشانیوں سے ہیں نہ تو تم سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو بلکہ اس اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرو

الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ

جس نے انہیں پیدا کیا ہے اگر تمہیں فی الواقع اس کی عبادت کرنا منظور ہے○ [7] پھر اگر یہ لوگ اکڑ بیٹھیں تو

عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْــَٔــمُوْنَ ﴿۳۸﴾ السجدۃ

آپ کے رب کے پاس جو لوگ ہیں وہ رات دن اس کی تسبیح میں لگے رہتے ہیں اور کبھی نہیں اکتاتے○ [8]

1- جہنم کے لوگوں کو عذاب اس شکل میں بھی ہو گا کہ ایک دوسرے کیخلاف نفرت غصہ اور دشمنی ہو گی۔ جہنم کے نچلے طبقوں میں عذاب زیادہ شدید ہو گا۔

2- حضرت سفیان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ثقفی کہتے ہیں کہ

"میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے اسلام کے متعلق ایسی بات بتلادی جائے جسکے بعد مجھے کچھ پوچھنے کی حاجت نہ رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہو کہ میں ایمان لایا اور اس پہ ڈٹ جاؤ۔"

(مسلم)

3- جیسے کاہنوں' افاک اور اثیم پہ شیطان نازل ہوتے ہیں ایسے مومنوں پہ فرشتوں کا نزول ہوتا ہے جو ابتلا اور مشکلات کی حالت میں ڈھارس بندھاتے ہیں۔ یہ نزول موت کے وقت بھی ہوتا ہے شدت کے اس وقت بھی فرشتے تسلی دیتے ہیں۔

4- اسکا جواب محذوف ہے جو یہ ہے کہ "اس جیسا کوئی نہیں ہو سکتا" اس سے پہلی آیت میں ان لوگوں کا ذکر کیا گیا تھا جو خود ایمان پہ ڈٹ گئے اور اس میں انکا ذکر کیا گیا ہے جو خود بھی ایمان اور عمل صالح پہ ڈٹ گئے ہیں اور دوسروں کو بھی دین کی دعوت دیتے ہیں۔

5- نفسیات بنانے والے خالق نے یہ سنہری اصول عطا فرمایا ہے۔ خاص طور پہ دین کی دعوت دینے والوں کیلئے یہ اصول بہت ہی فائدہ مند ہے۔

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا۔

"درگزر سے اللہ تعالیٰ بندے کی عزت ہی بڑھاتا ہے۔ جو اللہ کیلئے تواضع اختیار کرے اللہ تعالیٰ اسے بلندی عطا کرتے ہیں۔"

(مسلم)

6- گویا عزیمت کی اس راہ کو اختیار کرتے ہوئے اگر شیطان وسوسہ اندازی کرے تو اسکا علاج یہی ہے کہ شیطان مردود سے اللہ کی پناہ میں آجائیں۔ سیاق کے اعتبار سے یہ مفہوم ہے تاہم کسی بھی موقع پہ شیطان کی وسوسہ اندازی سے بچنے کیلئے اللہ کی پناہ میں آنا چاہیے۔

7- بعض لوگ شمس و قمر اور اسی طرح دوسری اشیاء کو اللہ کا مظہر قرار دیکر ان کی عبادت کا جواز بتلاتے ہیں کہ یہ عبادت اللہ ہی کی ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا مظہر کی بجائے آیات اور مخلوق قرار دیا ہے۔ لہٰذا اللہ کی عبادت براہ راست ہونی چاہیے۔

8- سجدہ تلاوت کی مسنون دعا یہ ہے۔

((سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ))

"میں نے اس ذات کیلئے سجدہ کیا اپنی قوت اور قدرت سے اچھی صورت بنائی۔ کان اور آنکھیں بنائیں۔"

(مسلم)

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ

اور اللہ کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ تم دیکھتے ہو کہ زمین سونی پڑی ہوئی ہے پھر ہم اس پر پانی برساتے ہیں

اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ۭ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۭ اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ

تو وہ حرکت میں آتی اور پھول جاتی ہے[1] جس نے اس زمین کو زندہ کیا وہ یقیناً مردوں کو بھی زندہ کر سکتا ہے

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۭ

کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے○ بلاشبہ جو لوگ ہماری آیات سے غلط مفہوم لیتے ہیں[2] وہ ہم سے مخفی نہیں

اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِعْمَلُوْا مَا

بھلا وہ شخص جو جہنم میں ڈالا جائے گا وہ بہتر ہے یا وہ جو قیامت کے دن امن وامان سے آئے گا؟ تم جو چاہتے

شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا

ہو کرو، جو تم کرتے ہو اللہ اسے خوب دیکھ رہا ہے○ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان کے پاس ذکر آیا

جَاۗءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ۝ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ

تو انہوں نے اس کا انکار کر دیا حالانکہ یہ ایک زبردست کتاب ہے○ جس میں باطل نہ آگے سے راہ پا سکتا ہے[3]

وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۭ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ۝ مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا

اور نہ پیچھے سے یہ حکمت والے اور لائق ستائش اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے○ آپ سے بھی وہی کہا جا رہا ہے

قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ

جو آپ سے پہلے رسولوں کو کہا جا چکا[4] بلاشبہ آپ کا رب معاف کر دینے والا بھی ہے اور المناک

اَلِيْمٍ ۝ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ۭ

عذاب دینے والا بھی○ اور اگر ہم اس قرآن کی زبان غیر عربی بنا دیتے تو کافر کہتے کہ اس کی آیات واضح کیوں

ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ۭ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَاۗءٌ ۭ وَ

نہیں یہ کیا کہ کتاب عجمی زبان میں اور مخاطب عربی[5]۔ کہیئے کہ جو ایمان لائے ان کے لئے یہ ہدایت اور شفا

الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۭ اُولٰۗىِٕكَ

ہے اور جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں ڈاٹ اور (آنکھوں) پر پٹی ہے وہ ایسے ہیں جیسے

يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ

کہیں دور جگہ سے انہیں پکارا جا رہا ہو○ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی

فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ

تو اس میں اختلاف کیا گیا اور اگر آپ کے رب کی طرف سے پہلے سے طے شدہ نہ ہوتا تو ان کے درمیان

بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا

فیصلہ چکا دیا جاتا اور[6] یہ اس کی نسبت بے چین کرنے والے شک میں پڑے ہیں○ جس نے کوئی نیک عمل کیا

فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَاۗءَ فَعَلَيْهَا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝

اس کا فائدہ اسی کو ہوگا اور جو برائی کرے اس کا وبال اسی پر ہے اور آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں○

1-دنیا کی زندگی اور موت تو عام مشاہدہ ہے لہٰذا اسکا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ منکرین آخرت بعث بعد الموت کا انکار کرتے ہیں۔ گویا ایک دفعہ مٹی میں مل کر مٹی ہونے کے بعد دوبارہ پیدا ہونا انہیں ناممکن معلوم ہوتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ سب کے سامنے کئی دفعہ زمین کو مردہ کرتا اور کئی دفعہ زندگی بخشتا ہے۔ اگر زمین کو مردہ کرنے کے بعد پھر زندہ کر دیتا ہے تو پھر انسان کے دوبارہ پیدا ہونے میں کیا دقت ہے؟

2-الحاد- دینی عقائد میں طعن کرنا۔ اللہ کی اسماء وصفات میں اعتراض کرنا۔

3-یہ ایسی کتاب ہے جس میں باطل کی کسی طرح سے آمیزش کا سدباب کر دیا گیا ہے۔ یہ کلام خود خالق کائنات کا ہے جسکا علم لامحدود ہے۔ جبرئیل امین کے ذریعے نازل کیا گیا ہے جو قوی بھی ہیں اور امین بھی۔ چنانچہ نہ تو یہ ممکن ہے کہ خود وہ اپنی جانب سے کوئی کمی یا اضافہ کریں اور نہ ہی کسی میں اتنی طاقت ہے کہ انکو دبا کر کوئی کمی بیشی کرے۔ آپ ﷺ جن پہ نازل ہوا وہ صادق المصدوق ہیں۔ پھر نزول کے بعد اس کو اوراق اور سینوں میں محفوظ کر لیا گیا۔ پھر اسکی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ رب العزت نے اٹھائی ہے۔

حفظ قرآن کا بندوبست کن کن ظاہری طور طریقوں سے کیا گیا ہے اسکا ہم مکمل احاطہ نہیں کر سکتے تاہم چیدہ چیدہ نکات ذیل میں بیان کئے جا رہے ہیں۔

(ا)- قرآن کریم کے نازل ہوتے ہی آپ کو حفظ ہو جاتا اور اللہ تعالیٰ قرآن کے درست مفہوم بھی آپ کو سکھلا دیتے دیکھئے۔ (القیامہ 75:19-16)

پھر آپ مسلسل اسکا جبرئیل سے دور کرتے رہتے اور صحابہ کرام کو بھی سکھلا دیتے چنانچہ کئی صحابہ حافظ قرآن تھے۔ یہ سلسلہ آج تک چلتا رہا ہے۔ مسلمانوں کی کسی بھی بستی میں دس دس سال کے حافظ قرآن مل جائیں گے۔

(ب)- قرآن کریم جب نازل ہوتا آپ ﷺ زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ جو کاتب وحی کہلاتے کے ذریعے سے اسکی کتابت کا بندوبست فرما دیتے۔ اسکے علاوہ دیگر کئی صحابہ بھی اسے اپنے اپنے طور پر محفوظ کر لیتے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ ہی کے ذریعے اس قرآن کو ایک جگہ جمع کرنے کا بندوبست کیا۔ پھر اس نسخہ سے دوسرے نسخے نقل کئے گئے۔ چنانچہ اگر آج بازار میں دستیاب ہونے والے کسی قرآنی نسخہ کو ہزار سال قبل کے نسخہ سے ملا کر دیکھیں تو سرمو فرق نظر نہیں آئے گا۔

4-یعنی قریش آپکے ساتھ جو استہزاء، تمسخر کرتے ہیں اور آپ پہ ظلم و ستم ڈھاتے ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں۔ پہلے بھی اللہ اپنے رسولوں کی حفاظت بھی کرتا رہا اور باطل کا سر بھی توڑتا رہا ہے لہٰذا اب بھی یہی ہوگا۔

5-قریش نے دیگر اعتراضات کے علاوہ ایک اعتراض یہ بھی کیا کہ عربی رسول ہیں تو عربی میں قرآن پیش کرنا کونسا کمال ہے، خود بھی بنا سکتے ہیں۔ اگر کسی دوسری لسان جیسے رومی یا فارسی میں پیش کریں تو معجزہ ہوگا۔ اور اگر واقعی ایسا کر دیا جاتا تو پھر اس وقت یہ اعتراض کرتے کہ عربوں کو عجم کی لسان میں خطاب کیا جا رہا ہے۔

6-یعنی یہ اللہ تعالیٰ کا قانون امہال و تدریج ہی ہے کہ بچے ہوئے ہیں ورنہ خالق حقیقی کے کلام پہ ایسے گھٹیا اعتراض تو ایسا جرم ہے کہ اب تک انہیں سزا دی جا چکی ہوتی۔

اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ۭ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ

قیامت کا علم اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹایا جاتا ہے[1] اور جو بھی پھل اپنے شگوفہ سے نکلتا ہے یا مادہ حاملہ

اَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ۭ وَيَوْمَ

ہوتی یا بچہ جنتی ہے تو یہ سب کچھ اللہ کے علم سے ہوتا ہے اور جس دن اللہ پکارے گا

يُنَادِيْهِمْ اَيْنَ شُرَكَاۗءِيْ ۙ قَالُوْٓا اٰذَنّٰكَ ۙ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ ﴿٤٧﴾

کہاں ہیں میرے شریک؟ "وہ کہیں گے" ہم آپ سے کہہ چکے ہیں کہ (آج) ہم میں سے کوئی (ایسی) گواہی

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ وَظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ

دینے والا نہیں○ اور اس سے قبل جنہیں وہ پکارا کرتے تھے ان سے گم ہو جائیں گے اور وہ یقین کر لیں گے

مَّحِيْصٍ ﴿٤٨﴾ لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَاۗءِ الْخَيْرِ ۡ وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ

کہ اب ان کے لیے کوئی جائے پناہ نہیں○ انسان بھلائی کی دعا سے کبھی نہیں اکتاتا[2] اور اگر اسے کوئی تکلیف

فَيَـــُٔوْسٌ قَنُوْطٌ ﴿٤٩﴾ وَلَىِٕنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّاۗءَ

پہنچے تو مایوس اور دل شکستہ ہو جاتا ہے[3]○ اور اگر تکلیف پہنچنے کے بعد ہم اسے اپنی رحمت کا ذائقہ چکھائیں

مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ ۙ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَاۗىِٕمَةً ۙ وَّلَىِٕنْ

تو کہنے لگتا ہے کہ میں اس کا مستحق تھا[4] اور میں نہیں سمجھتا کہ کبھی قیامت بھی آئے گی اور اگر

رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ

مجھے اپنے رب کے پاس جانا ہی پڑا تو وہاں بھی میرے لیے بھلائی ہی ہوگی"[5] ہم ایسے کافروں کو ضرور بتلا

كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا ۡ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿٥٠﴾ وَاِذَآ

دیں گے کہ وہ کیا کرتے تھے اور انہیں شدید عذاب[6] کا مزا چکھائیں گے○ اور جب

اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ

ہم انسان پر انعام کرتے ہیں تو منہ موڑ لیتا ہے اور پہلو پھیر کر چل دیتا ہے اور جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے

فَذُوْ دُعَاۗءٍ عَرِيْضٍ ﴿٥١﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ

تو لمبی چوڑی دعائیں مانگنے لگتا ہے[7]○ آپ پوچھئے بھلا دیکھو اگر یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو

ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ﴿٥٢﴾

اور تم نے اس سے انکار کیا تو اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہو گا جو اس کی مخالفت میں دور تک چلا گیا ہو؟○

سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ

عنقریب ہم انہیں کائنات میں اپنی نشانیاں دکھلائیں گی[8] اور ان کے اپنے اندر بھی یہاں تک کہ ان پر واضح

اَنَّهُ الْحَقُّ ۭ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿٥٣﴾ اَلَآ

ہو جائے گا کہ یہ حق ہے کیا یہ بات کافی نہیں کہ آپ کا رب ہر شی پر حاضر و ناظر ہے○ سن لو یہ

اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَاۗءِ رَبِّهِمْ ۭ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ﴿٥٤﴾

لوگ اپنے رب کی ملاقات سے شک میں ہیں (اور یہ بھی) سن لو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے○

1-کفار کا ہمیشہ سے یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ قیامت کے وقوع کے وقت اور تاریخ کے متعلق سوال کرتے رہتے ہیں۔ پھر کئی مسلمان بھی ایسے سوال کرتے۔ اسکا دقیق جواب دینا مشیت الٰہی کے خلاف ہے۔ کہیں اسکا جواب یہ دیا گیا ہے کہ وہ قریب ہی ہے۔ کبھی اسکی کچھ آیات بتلا دی گئیں۔ یہاں بتلایا گیا کہ جو زبردست ذات رحم میں تین پردوں کے اندر ہونیوالی تمام تبدیلیوں کی تفصیل سے واقف ہے پھر بند شگوفے میں جو تبدیلیاں ہوتی ہیں وہ بھی جانتا ہے تو پھر کیا جب وہ یہ خبر دے رہا ہے کہ قیامت یقینی طور پہ آنیوالی ہے تو اس میں کچھ شک ہو سکتا ہے؟

2-حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اگر آدمی کو ایک وادی بھر مال مل جائے تو بھی (قناعت نہیں کرتا) دوسری وادی چاہے گا۔ اگر دوسری مل جائے تو تیسری چاہے گا۔ بات یہ ہے کہ آدمی کا پیٹ مٹی ہی بھرتی ہے۔"

(بخاری)

3-یہ عام لوگوں کا حال ہے تاہم اللہ کے نیک بندے اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتے۔

4-گویا ہر حال میں اسکا رابطہ اللہ سے منقطع ہی رہتا ہے۔ تنگی میں مایوس ہو گیا اور خوشحال کا سہرا انہی ذات کے سر لے لیا۔ اللہ کی رحمت اللہ کی قدرت کو نظر انداز ہی کئے رکھا۔

5-اس بدبخت کی حالت یہ ہے کہ اللہ کے ہاں لوٹنے کا اسکو یقین نہیں ہوتا۔ نہ ہی اسکو اس ضرورت کا احساس ہے کہ مجھے اس بارے میں یقینی علم حاصل کرنا چاہئے۔ پھر جب قیامت واقع ہونا فرض کر لیتا ہے تو بھی ان خوش فہمیوں میں مبتلا رہتا ہے کہ اگر خالق نے مجھے یہاں اتنا کچھ دے رکھا ہے تو وہاں بھی ضرور دیگا۔ اسے یہ احساس ہی نہیں کہ یہ دنیا تو دارالامتحان ہے۔ یہاں ملنا تو ایک فتنہ اور آزمائش ہے اور وہاں تو دنیا کے اعمال کی جزا و سزا ہوگی۔

6-غلیظ' سخت گاڑھا' موٹا' گندہ' یہاں اس سے مراد سخت اور گندہ ہے۔ گندہ اس معنی میں کہ پینے کو پیپ والا پانی ملے گا۔ جو بہت ٹھنڈا بدبو دار ہو گا۔

7-ہمیں خاطر میں ہی نہیں لاتا۔ جب مشکلات لٹکتی ہوئی تلوار کی طرح سر پہ کھڑی ہوئی تو لمبی لمبی دعائیں کرتا ہے۔ گویا یہ شخص اپنے طرز عمل سے ثابت کر دیتا ہے کہ وہ اسی کا ہی اہل ہے کہ مشکلات اور عذاب میں ہی پھنسا رہے۔

8-اکابر مفسرین نے اس آیت کے دو مفہوم پیش کئے ہیں۔ غالباً دونوں ہی درست ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی آیات قرب و جوار کے ممالک میں اور خود تمہاری بستی میں دکھلائے گا۔ چنانچہ یہ آیات اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں دکھلا دیں۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کائنات میں اپنی نشانیاں دکھلائے گا اور خود تمہارے جسم کے اندر بھی۔ چنانچہ یہ نشانیاں سائنسی تحقیقات کے ذریعے روز بروز سامنے آتی رہتی ہیں اور قیامت تک آتی رہیں گی۔

سُوْرَةُ الشُّوْرٰی مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

آیات ۵۳ (۴۲) سورہ شوریٰ مکی ہے (۶۲) رکوع ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

حٰمٓ ﴿١﴾ عٓسٓقٓ ﴿٢﴾ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۙ

حم○ عسق○ اللہ جو زبردست اور حکمت والا ہے آپ کی طرف اور آپ سے پہلے (رسولوں) کی طرف اسی طرح[1]

اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٣﴾ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَهُوَ

وحی کرتا رہا ہے○ ارض وسماوات میں جو ہے سب اسی کا ہے اور وہ عالی شان

الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿٤﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰٓئِكَةُ

اور عظمت والا ہے○ (جو کچھ یہ مشرکین کہتے ہیں) قریب ہے کہ آسمان اوپر سے پھٹ پڑے[2] جبکہ فرشتے اپنے

يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِنَّ

رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے اور زمین والوں کے لیے بخشش طلب کرتے ہیں سن لو یقیناً

اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿٥﴾ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ اللّٰهُ

اللہ ہی بخشنے والا اور رحم والا ہے○ اور جن لوگوں نے اللہ کے سوا دوسرے والی بنا رکھے ہیں اللہ

حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ڮ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿٦﴾ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ

ان پر نگران ہے اور آپ ان کے ذمہ دار نہیں○ اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف

اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ

یہ قران عربی میں نازل کیا تاکہ آپ اہل مکہ[3] اور اس کے گرد و پیش والوں کو ڈرائیں اور جمع ہونے کے

الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ﴿٧﴾ وَلَوْ

[4] دن سے بھی ڈرائیں جس میں کوئی شک نہیں اس دن ایک گروہ جنت میں جائے گا اور دوسرا جہنم میں○

شَاۗءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَاۗءُ

اور اگر اللہ چاہتا تو انہیں ایک ہی امت بنا دیتا[5] مگر وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں

فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿٨﴾ اَمِ اتَّخَذُوْا

داخل کرتا ہے اور ظالموں کے لیے نہ کوئی کارساز ہو گا اور نہ مددگار○ کیا ان لوگوں نے

مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى ۡ وَهُوَ

اللہ کے سوا دوسروں کو کارساز بنا رکھا ہے؟ حالانکہ کارساز تو صرف اللہ ہے اور وہی مردے زندہ کرے گا

عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٩﴾ ۧ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهٗٓ

اور وہ ہر چیز پر قادر ہے○ اور جس بات میں بھی تم اختلاف کرتے ہو[6] اس کا فیصلہ کرنا

اِلَى اللّٰهِ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّيْ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ڰ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴿١٠﴾

اللہ کی طرف ہے[7] وہی اللہ میرا رب ہے میں اسی پر بھروسہ کر چکا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں○

1-یہ حروف مقطعات ہیں۔ انکادرست مفہوم متعین کرنامشکل ہے۔ غالبًا یہ منکرین کیلئے ایک چیلنج ہے کہ قرآن ان ہی حروف سے بناہے اگر تم اسے انسانی کاوش سمجھتے ہو تو اس جیسا کلام تم بھی بنالاؤ۔ واللہ اعلم دیکھیں (البقرہ 1:2)

2-مشرکین مکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ انکا یہ جرم اتنا سنگین تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ پہلے سے امہال و تدریج کا ضابطہ مقرر نہ کر رکھا ہو اور آسمانوں کی مخلوق دنیاوالوں کیلئے بخشش کی دعانہ مانگتی تو آسمان ٹوٹ کر گر پڑتے۔

3-ام القریٰ۔ بستیوں کی ماں' مکہ مکرمہ۔ مکہ مکرمہ عرب کی قدیم ترین بستی ہے اردگرد سے مراد ساری دنیا ہے۔

4-مشرکین بعث بعد الموت کاانکار کرتے تھے یہاں انہیں جمع ہونے کے دن یعنی یوم حشر کی حقیقت سے آگاہ کیاگیا ہے۔

5-مگر اللہ کی مشیت یہی ٹھہری کہ انسان کوارادہ اور اختیار کے ساتھ زمین میں خلیفہ بنادے اور پھر جو بھی اپنے اس ارادہ اور اختیار کو اللہ کی ہدایت کے تابع بنادے اس پہ انعام واکرام کی بارش کردے۔

6-اللہ کو چھوڑ کر جو لوگ دوسرے معبودوں کو سرپرست بناتے ہیں وہ سرپرست تخلیق کی صلاحیت سے عاری ہیں حتیٰ کہ ایک ذرہ (Atom) بھی بنانے کی صلاحیت نہیں رکھتے جبکہ اللہ تعالیٰ تو ہر چیز پیدا کرتا ہے۔

7-چونکہ وہی ہر چیز کا خالق ہے لہٰذا ان اختلافات کا فیصلہ کرنے کااختیار بھی وہی رکھتا ہے۔ دنیامیں اپنے انبیاء کے ذریعے ایسے اختلافات کے فیصلے کرتا ہے اور یوم قیامت کھلی عدالت میں یہ فیصلے دیئے جائیں گے۔

اس آیت سے یہ مفہوم بھی نکلتا ہے کہ تم میں جو بھی اختلاف ہو اسکے فیصلہ کیلئے اللہ کے حکم جوکہ اس کی کتاب اور نبی کی سنت میں موجود ہیں کی طرف رجوع کیا جائے۔ فرمان الٰہی ہے۔

"اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اولی الامر کی اطاعت کرو اور پھر اگر تمہارا کوئی تنازعہ ہوجائے تو اسے اللہ اور اس کے رسول (کے فرامین) کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ اور یوم آخرت پہ ایمان رکھتے ہو۔"

(نساء 59:4)

فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّ

جو ارض و سماوات کو پیدا کرنے والا ہے[1] جس نے تمہارے لیے تمہاری جنس سے جوڑے بنائے اور چوپایوں

مِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ؕ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ

کے بھی جوڑے بنائے (یوں) وہ تمہیں زمین میں پھیلا دیتا ہے کوئی چیز اس کے مشابہ[2] نہیں اور وہ

السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۱۱﴾ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ

سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے○ ارض و سماوات کی چابیاں اسی کے پاس ہیں وہ جس کے لیے چاہے رزق

الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾ شَرَعَ لَكُمْ

وسیع کر دیتا ہے اور جس کے لیے چاہے کم کر دیتا ہے بلاشبہ وہ سب کچھ جاننے والا ہے○ اس نے تمہارے

مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا

لیے دین[3] کا وہی طریقہ مقرر کیا جس کا نوح کو حکم دیا اور جو ہم نے آپ کی طرف وحی کیا اور جس کا

وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَ

ابراہیم ، موسیٰ ، اور عیسیٰ کو حکم دیا تھا کہ "دین کو قائم رکھو اور

لَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ؕ اَللّٰهُ

اس میں تفرقہ نہ ڈالنا" آپ ان مشرکوں کو جس بات کی دعوت دیتے ہیں وہی ان پر گراں گزرتی ہے اللہ

يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ﴿۱۳﴾ وَمَا

جسے چاہتا ہے اپنے لیے چن لیتا ہے اور اپنی طرف اسی کو راہ دکھاتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرے○ اور

تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ وَلَوْلَا

لوگوں میں فرقہ بندی ان کے پاس علم آنے کے بعد پیدا ہوئی تھی ان کی باہمی ضد بازی کی وجہ[4] سے اور اگر

كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَ

آپ کے رب کی طرف سے ایک مقررہ مدت تک کا حکم پہلے سے طے شدہ نہ ہوتا تو ان کا قضیہ چکا دیا

اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۴﴾

گیا ہوتا اور ان کے بعد جو کتاب کے وارث بنائے گئے وہ شک میں پڑ گئے جو انہیں بے چین کئے رکھتا○

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ

لہٰذا آپ اسی دین کی دعوت دیجئے اور جو آپ کو حکم دیا گیا ہے اس پر ڈٹ جایئے اور ان کی خواہشات[5] پر نہ چلیے

وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ

اور کہہ دیجئے کہ میں اس کتاب پر ایمان لایا جو اللہ نے نازل کی اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان

بَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ؕ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ؕ لَا

انصاف کروں اللہ ہی ہمارا رب ہے اور تمہارا بھی ہمارے اعمال ہمارے لیے اور تمہارے اعمال تمہارے

حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾ ؕ

لیے ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی جھگڑا[6] نہیں اللہ ہم کو جمع کرے گا اور اسی کی طرف جانا ہے○

1-جب خالق کائنات وہی ذات ہے تو پھر اس پہ توکل کیوں نہ کیا جائے۔

2-وہ کسی سے مشابہ نہیں نہ اپنی ذات میں اور نہ صفات میں، عقل انسانی اتنی محدود ہے کہ وہ اسکی ماہیت کو سمجھ نہیں سکتی چنانچہ فرمان الٰہی ہے۔

"اللہ کیلئے مثالیں بیان نہ کرو۔"

(نحل 74:16)

انسان کی محدود عقل کا عالم یہ ہے کہ دنیامیں آج جو ایجادات (Inventions) موجود ہیں آج سے ایک ہزار برس پہلے کا انسان انکے بارے میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا اور جس چیز کو انسان نے دیکھا نہ ہو یا اسکے بارے میں علم حاصل نہ کیا ہو اسکے بارے میں درست تصور نہیں کر سکتا حالانکہ وہ چیز ماہیت کے اعتبار سے ایسی ہے جو کہ عقل انسانی میں سما سکتی ہے مثلاً اگر کسی نے ہاتھی نہ دیکھا ہو اور نہ اسکے بارے میں آگاہ ہو تو کیا وہ تصور کر سکتا ہے کہ کوئی ایسا جانور ہو سکتا ہے جسکی ناک میٹروں کے حساب سے لمبی ہوگی؟ لہٰذا جب کبھی انسان ذات باری تعالیٰ کے بارے میں اپنی عقل کے گھوڑے دوڑائے گا تو ہمیشہ کسی بڑی گمراہی میں مبتلا ہو جائے گا۔ جیسے عیسائیوں نے دنیامیں تمام جانداروں پہ قیاس کرتے ہوئے اللہ کی اولاد ٹھہرائی۔ مشرکوں نے دنیاوی بادشاہوں پہ قیاس کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے اختیارات کئی شریکوں میں تقسیم کر دیے۔ پھر کچھ لوگوں کو اللہ کا ولی مقرر کر دیا جو کہ اپنے کام دباؤ سے بھی کروا سکتے ہیں۔ تعالیٰ اللہ عما یصفون۔

مسلمانوں کا خاص طور پہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات پہ بعینہ ایسے ایمان لائیں جیساکہ اس نے بیان فرمائی ہیں۔ اس میں تاویل نہ کی جائے نہ تمثیل بیان کی جائے نہ تکیف (یہ کیسے ہے) اور نہ ہی تشبیہ بیان کی جائے اگر اللہ کی کوئی صفت جو قرآن وسنت میں وارد ہوئی ہے۔ اگر وہ عقل میں نہیں سماتی تو عقل کو جھٹلا دیا جائے۔

3-یہاں دین سے مراد وہ بنیادی احکامات اور تعلیمات ہیں جو کہ ہر شریعت میں غیر متبدل رہی ہیں۔ جیسے توحید، معاد وغیرہ۔

4-گویا دنیامیں انسان کی گمراہی کا اصل سبب جہالت نہیں بلکہ ضد، ہٹ دھرمی اور مفادات کا تحفظ ہے۔

5-یعنی انکی سمجھوتہ کرنے کی خواہشات نہ مانئے۔ اور اسی دین کی جانب دعوت دیجئے اور اللہ کے حکم کے مطابق ڈٹ جایئے۔

6-کوئی ایسا جھگڑا تو نہیں ہے کہ ہمیں لازماً کوئی سمجھوتہ ہی کرنا پڑے گا۔ دین کی دعوت دینا تھی اور اسکی وضاحت کرنا تھی وہ میں کر چکا ہوں اب اگر تم مان کر نہیں دیتے تو تمہاری راہ علیحدہ ہے اور ہماری راہ علیحدہ ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُحَآجُّوْنَ فِى اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ

جو لوگ اللہ (کی ذات) کو تسلیم کر لیے جانے کے بعد اس کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں ان کی حجت ان کے

دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۶﴾

رب کے ہاں باطل[1] ہے ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لیے شدید عذاب ہے○

اَللّٰهُ الَّذِىْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ؕ وَمَا يُدْرِيْكَ

اللہ ہی ہے جس نے حق کے ساتھ کتاب اور میزان[2] نازل کی ہے اور آپ کو کیا علم کہ

لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ﴿۱۷﴾ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

شاید قیامت قریب ہی ہو○ جو لوگ اس (قیامت) پر ایمان نہیں رکھتے وہ تو اس کے لیے جلدی مچاتے

بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ؕ

ہیں اور جو ایمان لاتے ہیں وہ اس سے ڈرتے ہیں[3] اور جانتے ہیں کہ وہ ایک حقیقت ہے

اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِى السَّاعَةِ لَفِىْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۱۸﴾

یاد رکھو جو لوگ قیامت کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں وہ گمراہی میں دور تک چلے جاتے ہیں○

اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِىُّ الْعَزِيْزُ ﴿۱۹﴾

اللہ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے جسے (جتنا) چاہتا ہے رزق دیتا ہے اور وہ طاقتور اور زبردست ہے○

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِىْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ

جو شخص آخرت کی کھیتی چاہتا ہے ہم اس کی کھیتی بڑھا دیتے ہیں اور جو

كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ

دنیا کی کھیتی چاہتا ہے اسے اس میں سے کچھ دے دیتے ہیں اور آخرت میں اس کا

مِنْ نَّصِيْبٍ ﴿۲۰﴾ اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ

کوئی حصہ نہ ہوگا[4]○ کیا ان لوگوں کے ایسے شریک ہیں[5] جنہوں نے ان کے لیے دین کا ایسا طریقہ مقرر کیا ہو

مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِىَ بَيْنَهُمْ ؕ

جس کا اللہ نے اذن نہیں دیا؟ اور اگر فیصلے کی بات طے شدہ نہ ہوتی تو ان کا فیصلہ چکا دیا گیا ہوتا

وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾ تَرَى الظّٰلِمِيْنَ

یقیناً ان ظالموں کے لئے المناک عذاب ہے○ اس دن آپ دیکھیں گے کہ یہ ظالم

مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ؕ وَالَّذِيْنَ

اپنے اعمال سے ڈر رہے ہوں گے مگر وہ (عذاب) ان پر واقع ہو کے رہے گا اور جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِىْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا

ایمان لائے اور نیک اعمال کئے وہ جنت کے باغوں میں ہوں گے

يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۲۲﴾

وہ اپنے رب کے ہاں جو چاہیں گے وہی انہیں ملے گا یہی بہت بڑا فضل ہے○

1-داحضۃ۔ کمزور، باطل، ناقابل اعتماد

جب عقل سلیم رکھنے والے لوگ مسلسل ظلم و ستم کے باوجود ایمان لا رہے ہیں اور یہ دین پھیل رہا ہے تو پھر ان کے دلائل خالی ہیں۔

2-یہ میزان انسانی کی عقل سلیم ہے جو کہ حق اور باطل میں تمیز کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

جیسے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"بلاشبہ ہم نے رسول کو واضح دلائل دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔"

(الحدید 25:57)

3-آخرت پہ ایمان لانے والے اور اس کی حقیقت سمجھنے والے کبھی بھی قیامت کیلئے جلدی نہیں مچاتے بلکہ وہ اس مہلت سے جلد از جلد زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔

آخرت کا انکار نتائج کے اعتبار سے اللہ کے انکار ہی کے برابر ہے۔ مشرکین مکہ اللہ تعالیٰ کے وجود کے تو قائل تھے مگر آخرت کے منکر تھے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں کافر ہی قرار دیا ہے۔ اسی طرح آخرت پہ پختہ یقین کی بجائے شک بھی ہو تو وہ بھی نتائج کے اعتبار سے انکار ہی کے برابر ہے کیونکہ جب تک جزا و سزا اعمال پہ پختہ یقین نہ ہو تو انسان صراط مستقیم پہ نہیں رہ سکتا۔

فرمان الٰہی ہے

"جب تمہیں کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت کے آنے میں کوئی شک نہیں تو تم کہہ دیتے تھے کہ ہم نہیں جانتے کہ قیامت کیا چیز ہے ہم تو اسے ایک ظنی چیز ہی خیال کرتے ہیں اور ظن پہ ہم یقین نہیں کر سکتے۔ اس وقت ان پہ ان کے اعمال کی برائیاں ظاہر ہونے لگیں گیں اور جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے وہ انہیں آگھیرے گا"۔

(الجاثیہ 33:45-31)

4-گویا آخرت کیلئے انسان جتنی کوششیں کریگا اسکا اتنا ہی حصہ پائے گا جبکہ متاع دنیا کیلئے چاہے کوئی پاگل ہو جائے اتنی ہی ملے گی جتنی کہ اسکے مقدر میں ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ کوئی شخص اپنا پورا وقت دنیا کمانے پہ ہی لگا دے تو وہ دنیا کا امیر ترین انسان بن جائے۔

جیسے فرمایا۔

"جو شخص دنیا چاہتا ہے تو ہم جس کو دینا چاہیں دنیا میں ہی دے دیتے ہیں۔ پھر ہم نے جہنم اس کے مقدر کر دی ہے جس میں وہ بدحال اور دھتکارا ہوا داخل ہوگا اور جو آخرت چاہے اور اس کیلئے اپنی کوششیں بھی کرے اور وہ مومن ہو تو ایسے لوگوں کی کوشش کی قدر کی جائے گی"۔

(بنی اسرائیل 20:17-18)

5-نئے نئے فلسفے پیش کرنیوالے منکرین۔ ضابطہ حیات مقرر کرنیوالے ملحدین کو اللہ تعالیٰ نے شریک قرار دیا ہے۔ ضابطہ حیات مقرر کرنا صرف اللہ کا حق ہے مخلوق میں سے جو یہ کام کرے وہ طاغوت ہے۔

ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ

یہی وہ (فضل) ہے جس کی اللہ اپنے ان بندوں کو بشارت دیتا ہے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے

قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ؕ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ

آپ کہیے کہ میں اس کام پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا البتہ قرابت کی محبت چاہتا ہوں[1] اور جو کوئی نیکی کمائے

حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۲۳﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ

گا ہم اس کے لیے اس میں خوبی کا اضافہ کر دیں گے بلا شبہ اللہ معاف کرنے والا اور قدر دان ہے ○ کیا وہ یہ

افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ ؕ وَيَمْحُ

کہتے ہیں کہ اس نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے؟[2] اگر اللہ چاہتا تو آپ کے دل پر مہر کر دیتا اور اللہ تو باطل

اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۴﴾

کو مٹاتا اور اپنے کلمات سے حق کو حق ثابت کرتا ہے بلا شبہ وہی دلوں کے راز تک جانتا ہے ○

وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ

وہی تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور (ان کی) برائیوں کو معاف کرتا ہے

وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اور جو کچھ تم کرتے ہو اسے جانتا ہے ○ اور جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان کی دعا قبول کرتا ہے

وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ

اور اپنے فضل سے انہیں زیادہ بھی دیتا ہے اور جو کافر ہیں ان کے لیے شدید عذاب ہے ○ اور اگر

بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ

اللہ اپنے بندوں کو وافر رزق عطا کر دیتا تو یہ زمین میں سرکشی سے اودھم مچا دیتے[3] مگر وہ ایک اندازے

مَّا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ

سے جتنا رزق چاہتا ہے نازل کرتا ہے یقیناً وہ اپنے بندوں سے باخبر اور انہیں دیکھ رہا ہے ○ وہی تو ہے جو لوگوں

مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ؕ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۸﴾ وَ

کی مایوسی کے بعد بارش برساتا ہے اور اپنی رحمت عام کر دیتا ہے اور وہی کارساز حمد کے لائق ہے ○ اور

مِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ؕ

اس کی نشانیوں میں ایک نشانی اس کا ارض و سماوات اور ان جانداروں کا پیدا کرنا ہے جو اس نے ان میں پھیلا

وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ ﴿۲۹﴾ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا

دیے ہیں اور وہی جب چاہے انہیں اکٹھا کر لینے پر قادر ہے ○ اور تمہیں جو مصیبت آتی ہے تمہارے اپنے

كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ﴿۳۰﴾ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ

ہی کرتوتوں کے سبب سے آتی ہے اور وہ بہت سے قصوروں سے درگزر بھی کر جاتا ہے ○ اور تم اسے زمین

فِي الْاَرْضِ ۚۖ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۳۱﴾

میں عاجز نہیں کر سکتے (کہ تمہیں سزا نہ دے) اور اللہ کی سوا تمہارا نہ کوئی کارساز ہے اور نہ مددگار ○

1-اس آیت کی تفسیر کے سلسلہ میں بعض شیعہ دوست غلط فہمی کا شکار ہوتے ہیں۔ انہوں نے یہاں ''قربیٰ'' سے آل علی مراد لی ہے۔ یعنی اس دعوت کا کوئی اجر نہیں مانگتا مگر آل علی سے محبت ضرور مانگتا ہوں۔ یہ مفہوم کئی وجوہ سے غلط ہے۔

(ا)۔ تمام انبیاء نے صراحت سے اپنی دعوت کے کام پہ کسی دنیاوی اجرت طلب کرنے سے انکار کیا ہے۔ یہ انکار بذات خود نبی کی صداقت کی ایک دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی زبانی کئی دفعہ اسکا اعلان کروایا ہے۔ آپ ﷺ نے درج ذیل اعلان بھی فرمایا۔

اگر میں نے تم سے کسی اجرت کا مطالبہ کیا ہو تو وہ بھی تمہارے لئے ہے۔ میرا اجر تو اللہ ہی کے ذمہ ہے۔ (سبا 34-48)

(ب)۔ بالفرض اگر یہ تصور بھی کر لیا جائے کہ اس قسم کے کسی اجر کا آپ مطالبہ کر سکتے ہیں تو پھر بھی جس ماحول میں جس میں یہ سورت نازل ہوئی عملی طور پہ یہ مطالبہ ناممکن ہو جاتا ہے۔ یہ سورۃ مکی ہے اور اس دور کی ہے جبکہ قریش آپکی جان کے دشمن ہو رہے تھے۔ ان حالات میں وہ بدبخت آپ کی بات مفت بھی سننے کو تیار نہ تھے کجا اس پہ کسی اجرت کا مطالبہ کیا جائے۔

(ج)۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ کی شادی ہی مدینہ جانے کے بعد ہوئی اور یہ سورت مکی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ ''الا المودۃ فی القربیٰ'' کا کیا مطلب ہے؟

''سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے جھٹ سے کہہ دیا کہ اس سے آپ ﷺ کی آل مراد ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ تم جلد بازی کرتے ہو۔ بات یہ ہے کہ قریش کا کوئی قبیلہ ایسا نہ تھا جس سے آپ کی کچھ نہ کچھ قرابت نہ ہو تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے کہلوایا کہ اگر تم کچھ اور نہیں کرتے۔ (مسلمان نہیں ہوتے) تو کم از کم قرابت کا ہی لحاظ رکھو اور مجھے اذیت پہنچانے سے باز رہو۔''

(بخاری)

بعض مفسرین نے قرابت سے مراد اللہ کا تقرب لیا ہے یعنی میری اجرت اتنی ہی ہے کہ تمہیں اللہ کا تقرب حاصل ہو جائے۔ اس کی تائید اس آیت سے بھی ہوتی ہے۔ (الفرقان 57:25)

اہل ایمان سے آپ ﷺ سے اور آپ سے محبت رکھنے والوں سے محبت رکھنا اہل ایمان کا شیوہ ہے۔

2-اشارہ ہے قریش کے الزام کی جانب کہ یہ قرآن اس نے خود ہی گھڑ لیا ہے۔ اگر کبھی ایسا ہوتا (جو کہ ناممکن ہے) تو اللہ آپ کے دل پہ بھی مہر کر دیتا اور اپنی سنت کے مطابق باطل کی بساط لپیٹ دیتا۔

3-یعنی رزق کی محدود مقدار نازل کرنا کچھ اس وجہ سے نہیں ہے کہ اللہ کے خزانے محدود ہیں جیسے یہودیوں کو غلط فہمی لاحق ہو گئی تھی بلکہ اسکی وجہ یہ ہے کہ رزق بافراغت ملے تو لوگوں کو سرکشی اور فساد میں اضافہ ہو جائے گا۔

وَمِنْ اٰیٰتِهِ الْجَوَارِ فِی الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿٣٢﴾ اِنْ یَّشَاْ یُسْكِنِ الرِّیْحَ

اور اس کی نشانیوں میں وہ جہاز ہیں جو سمندر میں پہاڑوں کی طرح (نظر آتے) ہیں[1] ○ اگر چاہے تو ہوا

فَیَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰی ظَهْرِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ

ساکن کر دے اور وہ سطح سمندر پر کھڑے رہ جائیں اس میں بھی ہر صبر کرنے والے اور شکر گزار کے لیے

شَكُوْرٍ ﴿٣٣﴾ اَوْ یُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَیَعْفُ عَنْ كَثِیْرٍ ﴿٣٤﴾ وَّیَعْلَمَ

نشانیاں ہیں[2] ○ یا ان کے اعمال کے سبب ان کو تباہ کر دے اور وہ بہت سے قصور معاف کر دیتا ہے ○ اور

الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا ؕ مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِیْصٍ ﴿٣٥﴾ فَمَاۤ اُوْتِیْتُمْ

ان لوگوں کو جو ہماری آیات میں جھگڑتے ہیں معلوم ہو جائے کہ ان کے لیے کوئی جائے پناہ نہیں ○ تمہیں

مِّنْ شَیْءٍ فَمَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی

جو بھی دیا گیا ہے متاع حیات ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے وہ بہتر اور باقی رہنے والا ہے

لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٣٦﴾ وَالَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ

ان لوگوں کے لیے ہے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں[3] ○ اور جو بڑے گناہوں[4]

كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ یَغْفِرُوْنَ ﴿٣٧﴾

اور بے حیائی کے کاموں[5] سے بچتے ہیں اور جب انہیں غصہ آئے تو معاف کر دیتے ہیں[6] ○

وَالَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۪ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰی

اور جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں اور صلوٰۃ قائم کرتے ہیں اور ان کے کام باہمی مشورے سے طے پاتے[7]

بَیْنَهُمْ ۪ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ﴿٣٨﴾ وَالَّذِیْنَ اِذَاۤ اَصَابَهُمُ

ہیں اور جو کچھ رزق ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں ○ اور جب ان پر زیادتی ہوتی ہے تو

الْبَغْیُ هُمْ یَنْتَصِرُوْنَ ﴿٣٩﴾ وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ

وہ بدلہ لے لیتے ہیں[8] ○ اور برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے

فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَی اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ﴿٤٠﴾

پھر جو کوئی معاف کر دے اور صلح کر لے تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے وہ ظالموں کو قطعاً پسند نہیں کرتا ○

وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَیْهِمْ مِّنْ

اور جو شخص ظلم ہونے کے بعد بدلہ لے لے تو اس پر کوئی

سَبِیْلٍ ﴿٤١﴾ اِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَی الَّذِیْنَ یَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَ

الزام نہیں ○ الزام تو ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے اور

یَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ

زمین میں ناحق زیادتی کرتے ہیں ایسے ہی لوگوں کے لیے المناک عذاب

اَلِیْمٌ ﴿٤٢﴾ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿٤٣﴾

ہے ○ اور جو شخص صبر کرے اور معاف کر دے تو یہ بڑی ہمت کا کام ہے ○

ع ۴

1-اتنے دیوہیکل جہاز نہ تو فضاء میں اڑسکتے ہیں اور نہ ہی زمین میں سفر کرسکتے ہیں۔

2-جبار شکور۔ دونوں مبالغے کے صیغے ہیں اور فعال اور فعول کے وزن پہ ہیں۔ مومن کی زندگی انہی دوصفات سے عبارت ہوئی ہے۔ مصیبت اور تنگی میں صبراور خوشی اور راحت میں شکر۔

3-اسباب کو ترک کرکے مقدر پہ بھروسہ کرکے بیٹھ جانا توکل نہیں کہلاتا ہے توکل کامفہوم یہ ہے کہ اسباب بجالائے جائیں لیکن نتائج کی امید اسباب سے وابستہ نہ ہو بلکہ مسبب الاسباب سے وابستہ ہو۔ مثلاً اگر کوئی شخص بیمار ہو تو دوا استعمال کرنی چاہیے مگر تندرستی کیلئے بھروسہ اس دوا پہ نہیں بلکہ اللہ کی رحمت پہ ہونا چاہیے۔ توکل کا عملی زندگی میں یہ فائدہ ہوتا ہے کہ انسان اسباب کے پیچھے باؤلا نہیں ہوتا بلکہ معقول حد تک اسباب بجالانے کے بعد ڈوری اللہ پہ چھوڑ دیتا ہے۔

حضرت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

اگر تم اللہ پہ ایسے توکل کرو جیساکہ اسکا حق ہے تو وہ تمہیں ایسے رزق دے جیساکہ پرندوں کو دیتا ہے وہ صبح بھوکے نکلتے ہیں اور شام پیٹ بھر کے لوٹتے ہیں۔ (بخاری)

4-حضرت انس سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

''بڑے بڑے کبیرہ گناہ یہ ہیں۔ اللہ کے ساتھ شرک، قتل ناحق، والدین کی نافرمانی اور جھوٹی گواہی۔'' (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ

''حضور ﷺ نے فرمایا سات کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرو۔ لوگوں نے پوچھا کہ وہ کیا ہیں یا رسول اللہ؟ فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، سحر، کسی ایسی جان کو ناحق قتل کرنا جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جہاد میں دشمن کے مقابلہ سے پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلنا، اور بھولی بھالی عفیف مومن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔'' (بخاری)

5-ایسے ناپسندیدہ کام جو انسان کی شہوانی خواہشات سے متعلق ہوں فواحش کہلاتے ہیں۔

6-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

اللہ کی قسم آپ ﷺ نے اپنی ذات کیلئے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا جب وہ آپ کے سامنے لایا گیا۔ البتہ اگر کسی نے اللہ کی قابل احترام باتوں کی توہین کی تو آپ ﷺ نے اللہ کیلئے اس سے بدلہ لے لیا۔

7-مشورہ صرف اہل لوگوں سے کرنا چاہیے۔ اسکا مقصد کسی مسئلہ کے تمام پہلوؤں کو سامنے لانا ہوتا ہے۔ مشورہ کی شرعی حیثیت اور آداب سے آگاہی کیلئے دیکھیں کیلانی صاحب کی تفسیر مفصل۔

8-کسی کے ظلم اور زیادتی کو قدرت کے باوجود معاف کر دینا بڑے حوصلے اور جرات کا کام ہے تاہم برابر کا بدلہ لینے کی اجازت ہے۔ بدلے میں زیادتی کرنا جائز نہیں ہے۔

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ

اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے تو اس کے بعد کوئی اس کا والی نہیں اور آپ ظالموں کو دیکھیں گے

لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۴﴾ وَتَرٰىهُمْ

کہ جب وہ عذاب دیکھیں گے تو کہیں گے کہ کیا واپس پلٹنے کی بھی کوئی راہ ہے؟○ اور آپ ملاحظہ

يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ۭ

کریں گے جب انہیں جہنم پر پیش کیا جائے گا تو ذلت سے جھکے ہوئے کن انکھیوں سے دیکھ رہے ہوں گے

وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ

اور جو ایمان لائے تھے وہ کہیں گے اصل میں خسارے والے وہ ہیں جنہوں نے یوم قیامت اپنے آپ کو اور

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ﴿۴۵﴾ وَمَا كَانَ لَهُمْ

گھر والوں کو خسارہ میں رکھا سن لو ظالم لوگ دائمی عذاب میں رہیں گے○ اور ان کے کوئی

مِّنْ اَوْلِيَاۗءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ

حمایتی نہ ہوں گے جو اللہ کے مقابلے میں ان کی مدد کریں اور جسے اللہ گمراہ کر دے اس کے لیے (بچاؤ کی)

مِنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۶﴾ اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ

کوئی راہ نہیں○ اس دن کے آنے سے پہلے اپنے رب کا حکم مان لو جس کے ٹلنے کی کوئی صورت اللہ

مِنَ اللّٰهِ ۭ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَىِٕذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ﴿۴۷﴾ فَاِنْ اَعْرَضُوْا

کی طرف سے نہیں ہے اس دن تمہارے لیے کوئی جائے پناہ نہ ہوگی اور تم اظہار ناراضگی نہ کر سکو گے○

فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۭ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ۭ وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا

پھر اگر وہ منہ موڑیں تو ہم نے آپ کو ان پر محافظ بنا کر نہیں بھیجا آپ کے ذمہ تو صرف پہنچا دینا ہے اور جب

الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ

ہم انسان کو اپنی رحمت کا مزا چکھاتے ہیں تو وہ پھول جاتا ہے اور اگر ان کی بداعمالیوں کے سبب کوئی تکلیف

اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ﴿۴۸﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

انہیں پہنچے تو انسان ناشکرا (ہی ثابت ہوا) ہے○ اللہ کے لئے ارض و سماوات کی بادشاہی ہے۔

يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ الذُّكُوْرَ ﴿۴۹﴾

جو چاہتا ہے پیدا کرتا جسے چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے○

اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَاۗءُ عَقِيْمًا ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ

یا لڑکیاں اور لڑکے ملے جلے اور جسے چاہے بانجھ بنا دیتا ہے یقیناً وہ سب کچھ جاننے والا قدرت

قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَاۗئِ

والا ہے○ کسی انسان کے لیے ممکن نہیں کہ اللہ اس سے بات کرے مگر وحی یا پردے کے پیچھے سے یا وہ کوئی

حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ﴿۵۱﴾

فرشتہ بھیجتا ہے اور وہ اللہ کے حکم سے جو چاہتا ہے وحی کرتا ہے وہ یقیناً عالی شان حکمت والا ہے○

1-جو شخص گمراہ ہوتا ہے وہ صرف اپنا ہی نقصان نہیں کرتا بلکہ اپنے عزیز وا قارب اور دوستوں کی تباہی کا بیج بو دیتا ہے۔ اسی لئے ہمیشہ گمراہ لوگوں کی صحبت سے احتراز کرنا چاہیے۔

2- مرد۔ دنیا کی واپسی یا اعمال صالحہ کی جانب واپسی۔

3- دنیا کا عذاب اگر ٹلتا بھی رہا تھا تو آخرت کا عذاب نہ ٹلے گا نہ ہی کسی میں اتنی طاقت ہوگی کہ اسے ٹال سکے۔

4- نکیر۔ چھپا ہوا' ناپسندیدہ ترجمہ میں دیئے گئے معنی کے علاوہ اسکا یہ مفہوم بھی ہے کہ وہاں ایسی کوئی صورت نہ ہو سکے گی کہ تم عذاب سے یا ذلت سے چھپ سکو۔

5- خوشحالی میں شکر کرنا نصیب نہیں ہوتا اور بدحالی میں صبر کرنا نصیب نہیں ہوتا۔ مومن کا حال اس کے برعکس ہے۔

حضرت صہیب ؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

''مومن ہر حالت میں اچھا رہتا ہے۔ یہ مومن کے علاوہ کسی اور کے نصیب نہیں اگر اسے خوشی ملتی ہے تو شکر کرتا ہے جو اس کیلئے بھلائی ہے اور اگر تکلیف پہنچے تو صبر کرتا ہے۔ یہ بھی اس کیلئے بھلائی ہے۔'' (مسلم)

6- اللہ تعالیٰ نے اس آیت کی ابتداء اپنی بادشاہی کے بیان سے کی ہے۔ اس موقع پہ اسکی دلیل کے طور پہ ایک پہلو کو اجاگر فرمایا ہے۔ انسان عموماً اپنے لئے بیٹے پسند کرتا ہے مگر بسا اوقات صرف بیٹیاں ہی بیٹیاں ملتی ہیں جس سے کئی دفعہ اللہ تعالیٰ بڑے بڑے لوگوں کا غرور توڑ کے رکھ دیتا ہے۔

7- وحی۔ تیز اشارہ۔ اس آیت میں وحی کی تین اقسام بیان کی گئیں ہیں۔

(ا)۔ القاء یا الہام۔ یہ کسی غیر نبی کو بھی ہو سکتا ہے جیسے ام موسیٰ کو ہوا تھا اسکے علاوہ غیر انسان کو بھی ہو سکتا ہے جیسے شہد کی مکھی کو ہوا۔

''اور آپکے رب نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی کہ پہاڑوں میں' درختوں میں اور بیلوں میں اپنا گھر بنا۔''

(نحل 68:16)

(ب)۔ براہ راست مگر حجاب کے پیچھے کلام' جیسے حضرت موسیٰ سے اللہ تعالیٰ کلام فرماتے تھے۔ آپ ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے معراج کو ایسے ہی کلام فرمایا تھا۔

(ج)۔ فرشتوں کے ذریعے۔ اسکی بھی دو صورتیں ہیں۔ فرشتے انسانی شکل میں آئیں اور کلام کریں۔ جیسے حضرت ابراہیم اور لوط کے پاس فرشتے آئے۔ اسی طرح حضرت جبرئیل حضرت مریم اور آپ ﷺ کے پاس انسانی شکل میں آئے۔ دوسری صورت میں فرشتے نبی کے دل پہ نازل ہو کر القاء کرتے ہیں۔ قرآن کریم اسی طرح ہی نازل ہوا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ

میں نے آپ سے پوچھا یا رسول اللہ آپ پر وحی کیسے آتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کبھی تو ایسے آتی ہے جیسے گھنٹے کی جھنکار اور یہ وحی مجھ پر سخت گراں گزرتی ہے۔ جب فرشتے کا کہا مجھے یاد ہو جاتا ہے تو یہ موقوف ہو جاتی ہے اور کبھی فرشتہ فرد کی صورت میں میرے پاس آتا ہے مجھ سے بات کرتا ہے۔ میں اسکا کہا یاد کر لیتا ہوں۔ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے آپ کو اسی حال میں دیکھا کہ سخت سردی کے دن میں آپ پر وحی نازل ہوتی اور پھر موقوف ہو جاتی اور آپ کی پیشانی سے پسینہ نکلتا۔ (بخاری)

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ

اور اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے ایک روح[1] آپ کی طرف وحی کی آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے

وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ

اور ایمان کیا؟[2] لیکن ہم نے اس روح کو روشنی بنادیا ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہیں اس روشنی سے ہدایت

وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۙ﴿۵۲﴾ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا

دیتے ہیں اور بلا شبہ آپ صراط مستقیم[3] کی طرف راہنمائی کر رہے ہیں ○ اس اللہ کی راہ کی جو ارض و

فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَاۤ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ﴿۵۳﴾ ع

سماوات میں موجود ہر چیز کا مالک ہے دیکھو! سارے معاملات اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹتے ہیں ○

سُوْرَةُ الزُّخْرُفِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

آیات ۸۹ (۴۳) سورہ زخرف مکی ہے (۶۳) رکوع ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

حٰمٓ ﴿۱﴾ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۛ﴿۲﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ

حٰم[4] ○ اس واضح کتاب کی قسم ○ کہ ہم نے قرآن کو عربی زبان بنایا ہے[5] تاکہ تم اسے سمجھ سکو ○

تَعْقِلُوْنَ ۚ﴿۳﴾ وَاِنَّهٗ فِيْۤ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ؕ﴿۴﴾ اَفَنَضْرِبُ

بلا شبہ یہ ام الکتاب (لوح محفوظ) میں درج ہے جو ہمارے پاس بلند مرتبہ اور حکمت والی کتاب ہے ○

عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ﴿۵﴾ وَكَمْ اَرْسَلْنَا

تو کیا ہم تمہاری طرف یہ ذکر بھیجنا چھوڑ دیں گے اس لیے کہ تم حد سے بڑھے ہوئے لوگ ہو؟[6] ○ ہم

مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶﴾ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ

نے پہلی قوموں میں بھی کئی رسول بھیجے ○ اور جب بھی ان کے پاس کوئی نبی آیا تو انہوں نے اس کا

يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۷﴾ فَاَهْلَكْنَاۤ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ

مذاق ہی اڑایا ○ تو ہم نے انہیں ہلاک کر دیا وہ ان سے زیادہ طاقتور[7] تھے اور پہلے لوگوں میں ایسی مثالیں

الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ

گزر چکی ہیں ○ اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟ تو یقیناً کہیں گے کہ

خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۙ﴿۹﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّ

انہیں زبردست اور سب کچھ جاننے والے نے پیدا کیا ہے ○ جس نے تمہارے لیے زمین کو گہوارہ بنایا اور

جَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۚ﴿۱۰﴾ وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ

اس میں تمہارے لیے راستے بنا دیئے تاکہ تم راہ پاسکو ○ اور جس نے ایک خاص مقدار میں آسمان

السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ ۚ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۱﴾

سے پانی اتارا[8] پھر ہم نے اس سے مردہ زمین کو زندہ کر دیا اسی طرح تم (بھی زمین سے) نکالے جاؤ گے ○

1- قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ نے روح سے تعبیر فرمایا کیونکہ اس میں مردہ دلوں کو زندگی بخشنے کی صلاحیت موجود ہے۔ جس طرح روح جسم میں حیات کی علامت ہے اسی طرح قرآن کریم سے حیات قلب نصیب ہوتی ہے۔

2- آپ کو قرآن کا علم تھا اور نہ ہی آپ ایمان کی تفصیلات جانتے تھے۔

3- ہدایت کو دو اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(ا)۔ **ہدایت دلالہ والارشاد** اس سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت یعنی اسلام قبول کرلینے والوں کیلئے صراط مستقیم کی نشاندہی مراد ہے۔ اس آیت میں اسی ہدایت کا ذکر ہے۔

(ب)۔ **ہدایت توحید والایمان** اسے توفیق بھی کہتے ہیں۔ یعنی اسلام قبول کرنے کی توفیق۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے۔ ارشاد الٰہی ہے۔

"آپ جسے چاہیں اسے ہدایت نہیں دے سکتے لیکن اللہ جسے چاہے اسے ہدایت دیتا ہے۔"

(القصص 56:28)

4- یہ حروف مقطعات ہیں۔ ان کا درست مفہوم متعین کرنا مشکل ہے۔ یہ منکرین کیلئے ایک چیلنج ہے کہ قرآن ان ہی حروف سے بنا ہے۔ اگر تم اسے انسانی کاوش سمجھتے ہو تو اس جیسا کلام تم بھی بنالاؤ۔ واللہ اعلم تفصیل کیلئے دیکھیں (البقرہ 1:2)

5- کیونکہ اسکے اولین مخاطب بھی عرب ہی ہیں۔ عقل پرست فرقہ معتزلہ نے کلمہ "جعلنہ" سے یہ استدلال کیا ہے کہ قرآن مخلوق ہے حالانکہ "جعل" اور بھی کئی مفہوم دیتا ہے۔ جیسے

﴿وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَى﴾

"اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کی بات کو نیچا دکھلایا۔"

(التوبہ 40:9)

﴿جَعَلَ السِّقَايَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ﴾

"اور یوسف نے پیالہ اپنے بھائی کے سامان میں رکھ دیا۔"

(یوسف 12-70)

اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ قدیم ہے اسکی صفات بھی قدیم ہیں اور قرآن اللہ کا کلام ہے اور یہ اس کی صفت ہے۔

6- کہ سرکشی تمہاری ہو اور خمیازہ دوسرے بھگتیں؟

7- اگر وہ تم سے زیادہ قوی جسم رکھنے والے اور لمبی عمروں والے مثلاً قوم عاد و ثمود نبیوں کے مذاق اڑانے کے بعد بچ نہ سکے تو تم کیسے بچ جاؤ گے؟

8- جس طرح آج نباتات کو پیدا کرنا اللہ کیلئے کچھ مشکل نہیں ہے ایسے ہی تمہیں بعد از موت پیدا کرے گا۔

وَالَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ

اور جس نے تمام مخلوق کے جوڑے بنائے نیز تمہارے لیے کشتیاں[1] اور چوپائے بنائے جن پر

مَا تَرْكَبُوْنَ ﴿۱۲﴾ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا

تم سواری کرتے ہو○ تاکہ تم ان کی پشت پر جم کر بیٹھ سکو پھر جب اس پر ٹھیک طرح بیٹھ جاؤ تو اپنے رب[2]

اسْتَوَیْتُمْ عَلَیْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا

کا احسان یاد کرو اور کہو پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لیے اسے مطیع کر دیا ورنہ ہم تو اسے قابو

لَهٗ مُقْرِنِیْنَ ﴿۱۳﴾ وَاِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ

میں نہ لا سکتے تھے○ اور بلا شبہ ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں○ اور ان لوگوں نے اللہ کے[3]

عِبَادِهٖ جُزْءًا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۵﴾ اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا یَخْلُقُ

بندوں میں سے بعض کو اس کا جز بنا ڈالا بلا شبہ انسان صریح احسان فراموش ہے○ کیا اس نے اپنی مخلوق سے

بَنٰتٍ وَّاَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِیْنَ ﴿۱۶﴾ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ

بیٹیاں انتخاب کیں اور تمہیں بیٹوں سے نوازا ہے؟○ اور جب ان میں سے کسی کو وہ مژدہ سنایا جاتا ہے جسے یہ

لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِیْمٌ ﴿۱۷﴾ اَوَمَنْ یُّنَشَّؤُا

رحمٰن سے منسوب کرتے ہیں تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور غم سے بھر جاتا ہے○ کیا (اللہ کے لیے وہ ہے)

فِی الْحِلْیَةِ وَهُوَ فِی الْخِصَامِ غَیْرُ مُبِیْنٍ ﴿۱۸﴾ وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ

جو زیور میں پرورش پاتی ہے[4] اور بحث و مباحثہ میں اپنا مدعا واضح نہیں کر سکتی؟[5]○ اور ان لوگوں نے

الَّذِیْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ۭ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ۭ سَتُكْتَبُ

فرشتوں کو جو رحمٰن کے بندے ہیں عورتیں قرار دیا کیا یہ ان کی تخلیق کے وقت موجود تھے؟[6] ان کی

شَهَادَتُهُمْ وَیُسْـَٔلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ۭ

ایسی شہادت ضرور لکھی جائے گی اور باز پرس بھی ہوگی○ اور کہتے ہیں کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم ان کی عبادت نہ

مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۤ اِنْ هُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ ﴿۲۰﴾ ۭ اَمْ اٰتَیْنٰهُمْ

کرتے انہیں اس (مشیت الٰہی) کا کچھ علم نہیں یہ محض تیر تکے چلاتے ہیں[7]○ کیا ہم نے انہیں اس سے پہلے کوئی

كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ﴿۲۱﴾ بَلْ قَالُوْۤا اِنَّا وَجَدْنَاۤ

کتاب دی تھی جس کی بنا پر وہ (ملائکہ پرستی پر) استدلال کرتے ہیں؟○ نہیں بلکہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے

اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَكَذٰلِكَ مَاۤ

اپنے آباؤ اجداد کو ایک طریقے پر پایا اور ہم انہیں کے نقش قدم پر چل رہے ہیں○ اس طرح ہم نے کسی

اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَاۤ ۙ

بستی میں جو کوئی بھی ڈرانے والا بھیجا تو اس بستی کے کھاتے پیتے لوگوں نے یہی کہا کہ

اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿۲۳﴾

ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو ایک طریقے پر پایا اور ہم انکے نقش قدم کی اقتداء کر رہے ہیں○

1-کہاں انسان کی طاقت اور ان جانوروں یا جہازوں کی طاقت جو دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے لئے پھرتے ہیں۔ اگر اللہ کی مہربانی شامل حال نہ ہو تو انہیں قابو میں لانا نا ممکن ہو۔ قابو میں آنے کے بعد بھی اللہ چاہے تو یہ آنافاناً قابو سے نکل جائیں۔

2-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کیلئے اونٹ پہ سوار ہوتے تو تین مرتبہ "اللہ اکبر" کہتے اور یہ پڑھتے۔" (بخاری)

((سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَلَنَا هَذَا وَمَاكُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ، اللّٰهُمَّ إِنَا نَسنَالُكَ فِىْ سَفَرِنَا هَذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوَي، وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَى، اللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هَذَا وَاطْوِعَنَّا بُعْدَهُ، اللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِى السَّفَرِ، وَالْخَلِيفَةُ فِي الاَهْلِ، اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ وَعَثَاءِ السَّفَرِ، وكَابَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوءِ الْمُنْقَلَبِ فِى الْمَالِ وَالأَهْلِ.))

"پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لئے اس سواری کو مسخر کیا۔ ہم اسے مسخر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے اور ہمیں اپنے رب کی طرف ہی پلٹنا ہے۔ اے اللہ! اس سفر میں ہم تجھ سے نیکی تقویٰ اور ایسے عمل کا سوال کرتے ہیں جس سے تو راضی ہو یا اللہ سفر میں تو ہی ہمارا محافظ ہے اور اہل و عیال کی خبر گیری کرنیوالا ہے۔ یا اللہ! میں سفر کی مشقت (دوران سفر حادثہ کی وجہ سے) برے منظر اور اہل و عیال میں بری حالت کے ساتھ واپس آنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔" (مسلم)

3-اللہ تعالیٰ کے ان احسانات کے جواب میں شکرگزاری اور اللہ کی قدرشناسی کی بجائے خود اللہ کی ذات اور صفات میں ہی شریک ٹھہرا ڈالے۔ یہاں "عباد" سے مراد فرشتے ہیں اور "جزا" سے مراد بیٹیاں ہیں۔ مشرکین مکہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ عورتوں کی شکل کے ان کے مجسمے بناتے۔ لات اور عزیٰ انکی ایسی ہی دیویاں تھیں۔

4-خواتین کا فطری لگاؤ آرائش و زیبائش کی طرف ہوتا ہے۔ فطری طور پہ بوجھل کام اور جن کیلئے قوت درکار ہوتی ہے۔ ان کیلئے موزوں نہیں ہوتے۔

5-خصام۔ حقوق سے متعلق جھگڑا۔ خواتین جھگڑا تو خوب کر سکتی ہیں۔ مگر اپنے موقف کو دلائل سے واضح کرنے کی صلاحیت ان میں کم ہوتی ہے۔

مطلب کی بات (To The Point) بات کرنا ان کیلئے مشکل ہوتا ہے۔

6-یا کیا انہوں نے فرشتوں کی جسمانی ساخت کا اچھی طرح سے مشاہدہ اور تحقیق کی ہے جس کی بنا پر وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ فرشتے مونث ہیں۔

7-ایک تو انہیں یہ علم ہی نہیں کہ مشیت اور رضا میں فرق کیا ہوتا ہے۔ دوسری جانب بجائے اس کے کہ یہ سمجھنے کی کوشش کریں اللہ کی مشیت کو حق کے جھٹلانے کیلئے بہانہ کے طور پہ استعمال کرتے ہیں حالانکہ اگر یہ اصول ہی تسلیم کر لیا جائے تو دنیا میں چور' ڈاکو' قاتل کوئی بھی مجرم نہیں رہتا۔ مگر دنیا کی عدالتوں نے تو کبھی یہ دلیل تسلیم نہیں کی۔

قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ۗ قَالُوْٓا اِنَّا

کہا "خواہ میں تمہارے پاس اس سے زیادہ صحیح طریقہ لاؤں جس پر تم نے اپنے آباؤ اجداد کو پایا ہے" وہ

بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۲۴﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ

کہنے لگے؟ "جو پیغام دیکر تمہیں بھیجا گیا ہے ہم اس کے منکر ہیں○" چنانچہ ہم نے انسے بدلہ لے لیا تو دیکھ لو کہ

عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ

جھوٹوں کا کیا انجام ہوا؟○ اور (یاد کرو) جب ابراہیم[1] نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ جن کی تم

بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۶﴾ اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ﴿۲۷﴾ وَ

عبادت کرتے ہو میں ان سے قطعاً بیزار ہوں○ میں تو صرف اس کی بندگی کرتا ہوں جس نے مجھے پیدا کیا

جَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلْ مَتَّعْتُ

اور وہی مجھے راہ دکھائے گا○ اور ابراہیم یہی بات[2] اپنی اولاد میں چھوڑ گئے تاکہ وہ اس کی طرف

هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۹﴾ وَلَمَّا

رجوع کریں○ بلکہ میں نے انہیں[3] اور ان کے آباؤ اجداد کو زندگی سے فائدہ اٹھانے کا موقع دیا حتیٰ کہ ان کے

جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا

[5] پاس حق اور کھول کر بیان کرنے والا رسول آیا[4]○ اور جب ان کے پاس حق آگیا تو کہنے لگے کہ یہ تو سحر ہے اور

نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴿۳۱﴾ اَهُمْ

ہم اسے قطعاً نہیں مانتے○[6] نیز یہ کہتے ہیں کہ یہ قرآن دو شہروں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہ کیا

يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۭ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ

گیا؟○ کیا آپ کے رب کی رحمت[7] کو تقسیم کرنے والے یہ لوگ ہیں؟ دنیا کی زندگی میں ان کا سامان

الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ

حیات ان کے درمیان ہم تقسیم کرتے ہیں اور ہم نے بعض کو بعض پر فوقیت دی تاکہ وہ ایک

بَعْضًا سُخْرِيًّا ۭ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَلَوْلَآ اَنْ

دوسرے سے خدمت لے سکیں اور آپ کے رب کی رحمت اس سے بہتر ہے جو یہ جمع کر رہے ہیں○ اور اگر

يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ

یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تمام لوگ ایک دین (کفر) کی طرف مائل ہونگے تو ہم رحمٰن کے ساتھ کفر کرنے

لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلِبُيُوْتِهِمْ

والوں کے گھر اور سیڑھیاں جن پر[8] یہ چڑھتے ہیں چاندی سے بنا دیتے○ اور ان کے گھروں کے دروازے

اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِــــُٔوْنَ ﴿۳۴﴾ وَزُخْرُفًا ۭ وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا

اور تخت جن پر یہ تکیہ لگاتے ہیں○ یہ سب چیزیں چاندی کی اور بعض سونے کی بنا دیتے یہ سب کچھ

مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۵﴾

[9] محض متاع حیات ہے اور آخرت آپ کے رب کے ہاں صرف متقین کے لیے ہے○

1-گزشتہ اقوام کی ہٹ دھرمی اور حق کی مخالفت کا انجام ذکر کرنے کے بعد مشرکین مکہ کو حضرت ابراہیم کے واقعات سنائے جا رہے ہیں کیونکہ وہ حضرت ابراہیم کو اپنا پیشوا اور امام مانتے تھے۔ اب اگر تقلید آباء ہی کرنی ہے تو اپنے ان اسلاف کی تقلید کرو۔ جو اس قابل ہیں۔

2-وہ کلمہ اللہ کی توحید ہے۔

3-گویا انکی جہالت کے اسباب وہ نہیں جو یہ کہتے ہیں بلکہ میری نعمتوں میں منہمک ہو کر یہ حق بات کو بھول چکے ہیں۔

4-یہاں حق سے مراد قرآن کریم ہے۔ "رسول مبین" کا دوسرا معنی یہ ہے کہ ایسا رسول آیا جس کا رسول ہونا بالکل واضح ہے۔

5-اس حق کی دعوت کی تاثیر ایسی تھی کہ جس کے دل پہ اثر کرتی اسے اپنا تن من دھن قربان کرنے کیلئے آمادہ کر دیتی۔ چنانچہ یہ لوگ اسے سحر کہتے۔

6-آپ ﷺ کی نبوت پہ مشرکین نے کئی طرح کے اعتراضات کیئے۔ فرشتے کیوں نازل نہ کر دیئے گئے؟ جب دلائل سے بتا دیا گیا کہ یہ ممکن ہی نہیں تو اب یہ اعتراض جڑ دیا گیا کہ اگر انسان ہی نبی ہونا تھا تو مکہ اور طائف جو کہ دو مرکزی بستیاں ہیں انکے سرداروں پہ نبوت کیوں نازل نہ کر دی گئی؟ مکہ کا سردار اس وقت ولید بن مغیرہ اور طائف کا سردار عروہ بن مسعود ثقفی تھا۔

7-یہ نبوت تو اللہ کی عطا ہے اسکی حکمت کو یہ کیا سمجھیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں ویسے بھی بعض کو بعض پہ فضیلت دے رکھی ہے اور اسکی حکمت کو بھی وہی سمجھتا ہے۔ اسی بنا پہ یہ ہی دنیا میں کاروبار حیات چل رہا ہے۔ اگر اس قسم کی فضیلت اللہ تعالیٰ نے نہ دے رکھی ہوتی تو دنیا میں لوگ ایک دوسرے سے خدمت نہ لے سکتے۔

8-دنیا اللہ کی نظر میں اتنی حقیر ہے کہ اللہ تعالیٰ کفار کو خوب خوب دیتا مگر اسلیئے ایسا نہیں کیا کیونکہ اسطرح نیکی اور بدی کی کشمکش میں اللہ تعالیٰ نے جو زبردست توازن (Balance) پیدا کر رکھا ہے جو دنیا کے دار الامتحان ہونے کیلئے ضروری تھا تباہ ہو جاتا اور لوگوں کیلئے حق پہ قائم رہنا ناممکن ہو جاتا ہے اور یہ اللہ کی مشیت کے خلاف ہے۔

9-اصل اہمیت آخرت کی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والوں کیلئے مختص کر رکھا ہے۔

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ﴿٣٦﴾

اور جو شخص رحمٰن کے ذکر سے آنکھیں بند کرتا ہے[1] ہم اس پر شیطان مسلط کردیتے ہیں جو اس کا ساتھی بن جاتا

وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿٣٧﴾

ہے○ اور ایسے شیطان[2] انہیں (سیدھی) راہ سے روک دیتے ہیں جبکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہدایت پر

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ

ہیں○ حتیٰ کہ جب وہ ہمارے پاس آئے گا تو کہے گا کاش! میرے اور تمہارے درمیان مشرق و مغرب[3] کا

فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ﴿٣٨﴾ وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ

بعد ہوتا تو بہت برا ساتھی ہے○ اور جب تم ظلم کرچکے ہو تو آج تمہیں کچھ نفع نہیں دے سکتی تم

مُشْتَرِكُوْنَ ﴿٣٩﴾ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ وَمَنْ كَانَ

سب عذاب میں شریک ہو[4]○ کیا آپ بہروں کو سنا سکتے ہیں؟ یا اندھوں کو اور ایسے لوگوں کو جو صریح گمراہی

فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٤٠﴾ فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ﴿٤١﴾

میں پڑے ہوں ہدایت دے سکتے ہیں؟○ خواہ[5] ہم آپ کو دنیا سے اٹھالیں ہم ان سے انتقام لیں گے○

اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِيْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ﴿٤٢﴾ فَاسْتَمْسِكْ

یا جس کا ہم نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے آپ کو بھی دکھادیں ہم ان پر پوری قدرت رکھتے ہیں○ آپ بس

بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٤٣﴾ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ

اس کو مضبوطی سے تھامے رکھیں جو آپ کی طرف وحی کی گئی ہے آپ یقیناً صراط مستقیم پر ہیں○ اور یہ کتاب

لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿٤٤﴾ وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا

بلاشبہ آپ اور آپ کی قوم کے لیے نصیحت ہے اور جلد ہی تم سے سوال ہوگا○ اور ہم نے آپ سے پہلے

مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً

جو رسول بھیجے تھے ان سے پوچھ لیجئے[6] کہ آیا ہم نے رحمٰن کے سوا کوئی اور الٰہ بنائے ہیں جن کی

يُّعْبَدُوْنَ ﴿٤٥﴾ ع وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰي بِاٰيٰتِنَآ اِلٰي فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ

عباوت کی جائے؟○" اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا

فَقَالَ اِنِّيْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٦﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ

تو موسیٰ نے جاکر کہا کہ میں رب العالمین کا رسول ہوں○ پھر جب موسیٰ نے ہماری نشانیاں پیش کیں تو وہ

مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَمَا نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِيَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا ۡ وَ

ان کی ہنسی اڑانے لگے○ اور ہم نے انہیں جو بھی نشانی دکھلائی وہ اپنے سے پہلی نشانی سے بڑھ کر ہوتی تھی اور

اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَ

ہم انہیں عذاب میں مبتلا کرتے رہے کہ شائد وہ لوٹ آئیں○ اور وہ یہی کہتے "اے ساحر![7] تیرے رب

السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ﴿٤٩﴾

نے جو تجھ سے (دعا کی قبولیت کا) عہد کر رکھا ہے تو ہمارے لیے دعا کرو ہم ضرور ہدایت پر آجائیں گے○

1- یعش (مادہ عشو) عشا۔ اندھیرے کی وجہ سے چیزوں کا نظر نہ آنا۔

گویا رحمان کے ذکر سے غافل ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ خود پہ اندھیرا طاری کرلیا گیا ہے اور انسان کسی بھی برائی یا بھلائی کی تمیز سے محروم ہوگیا ہے۔

2-شیطان جو کہ انسان بھی ہوسکتا ہے اور جن بھی اسکے ساتھی بننے سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اسے گمراہی بھی ہدایت ہی معلوم ہوتی ہے۔

3-المشرقین۔ سے مراد مشرق و مغرب ہے یہ باب تغلیب ہے۔ یعنی دو مشرق کہہ کر مشرق و مغرب مراد لیا گیا ہے۔

4-اب ایک دوسرے کو سنے سے اور اظہار نفرت سے عذاب میں کمی واقع نہیں ہوسکتی۔ نہ ہی تم سب کے عذاب میں شریک ہونے کی وجہ سے عذاب کی شدت میں کمی محسوس ہوسکے گی حالانکہ دنیا میں اگر کوئی مصیبت بہت سے لوگوں پہ اجتماعی طور پہ نازل ہو تو اسکا احساس کم ہونے لگتا ہے۔

5-مشرکین مکہ آپ ﷺ کو اپنی تمام مصیبتوں کا سبب سمجھتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ اگر یہ درمیان سے نکل جائیں تو یہ ساری مشکلات ختم ہوسکتی ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ آپ ﷺ کی جان کے دشمن بنے ہوئے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ دھمکی دیدی کہ آپ ﷺ دنیا میں رہیں یا نہ رہیں ہم تم سے تمہاری کرتوتوں کا انتقام لے کر رہیں گے۔

6-اکثر مفسرین نے رسولوں سے پوچھنے کا مفہوم ان رسولوں کے اتباع سے پوچھنا مراد لیا ہے کہ علماء بنی اسرائیل سے پوچھ لیں۔ خاص طور پہ اہل کتاب کے ان منصف مزاج لوگوں سے پوچھ لیں جو اسلام قبول کرچکے ہیں۔ دوسرا مفہوم ان کی کتابوں میں تلاش کرنا بیان کیا گیا ہے۔

بریلوی فرقہ کے کچھ لوگوں نے اس آیت سے انبیاء اور اولیاء کی برزخ میں مکمل زندگی اور مشکل کشائی اور حاجت روائی کے اختیارات ثابت کرنے کیلئے استدلال کی کوشش کی ہے۔ اس آیت سے یہ مفہوم نکالنے کی کوشش کرنا قرآنی تعلیمات کو یکسر نظرانداز کرنے کے مترادف ہے۔ چنانچہ کنزالایمان ترجمہ احمد رضاخان بریلوی حاشیہ نمبر45 اور نعیم الدین مراد آبادی درج کرتے ہیں۔

رسولوں سے سوال کے یہ معنی ہیں کہ انکے ادیان وملل کی تلاش کرو۔ کہیں بھی کسی نبی کی امت میں بت پرستی روا رکھی گئی ہے؟

7-اس آیت سے معلوم ہوا کہ فرعون اور اسکی قوم کو یہ یقین ہوچکا تھا کہ وہ اللہ کے سچے رسول ہیں جب ہی تو ہر مصیبت اور عذاب کے وقت آپ سے دعا کی درخواست کرتے مگر بدتمیز اس قدر واقع ہوئے کہ اس حالت میں بھی انہیں "رسول" کہنا گوارا نہ کرتے بلکہ ساحر ہی کہتے۔

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِذَا هُمْ يَنْكُثُونَ ﴿٥٠﴾ وَنَادَىٰ فِرْعَوْنُ

پھر جب ہم ان سے عذاب ہٹا لیتے تو وہ فوراً (اپنا عہد) توڑ دیتے○ اور فرعون نے (ایک دفعہ) اپنی

فِي قَوْمِهِ قَالَ يَا قَوْمِ أَلَيْسَ لِي مُلْكُ مِصْرَ وَهَٰذِهِ الْأَنْهَارُ

قوم کے درمیان پکار کر کہا "اے میری قوم! کیا یہ مصر کی بادشاہی میری نہیں؟ اور یہ نہریں (بھی) جو

تَجْرِي مِنْ تَحْتِي ۖ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿٥١﴾ أَمْ أَنَا خَيْرٌ مِنْ هَٰذَا الَّذِي هُوَ

میرے نیچے بہہ رہی ہیں؟ کیا تمہیں نظر نہیں آتا؟○ بھلا میں بہتر ہوں یا یہ شخص جو ایک ذلیل آدمی[1]

مَهِينٌ وَلَا يَكَادُ يُبِينُ ﴿٥٢﴾ فَلَوْلَا أُلْقِيَ عَلَيْهِ أَسْوِرَةٌ مِنْ ذَهَبٍ

ہے اور بات بھی صاف طور پر نہیں کر سکتا[2]○ (اگر یہ رسول ہے تو) اس پر سونے کے کنگن کیوں نہ اتارے[3]

أَوْ جَاءَ مَعَهُ الْمَلَائِكَةُ مُقْتَرِنِينَ ﴿٥٣﴾ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهُ فَأَطَاعُوهُ

گئے یا فرشتوں کی گارڈ اس کے ساتھ آئی ہوتی؟○" اس نے اپنی قوم کو الو بنا لیا اور وہ مان گئے

إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿٥٤﴾ فَلَمَّا آسَفُونَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ

وہ تھے ہی بدکردار لوگ○ پھر جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے ان سے انتقام لے لیا اور ان سب

أَجْمَعِينَ ﴿٥٥﴾ فَجَعَلْنَاهُمْ سَلَفًا وَمَثَلًا لِلْآخِرِينَ ﴿٥٦﴾ وَلَمَّا ضُرِبَ

کو غرق کر دیا○ پھر ہم نے انہیں بعد والوں کے لئے پیش رو[4] اور نمونہ بنا دیا○ اور جب (عیسیٰ)

ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ﴿٥٧﴾ وَقَالُوا أَآلِهَتُنَا خَيْرٌ

ابن مریم کی مثال بیان کی گئی تو آپ کی قوم نے اس سے غل مچا دیا○ اور کہنے لگے کیا ہمارے الٰہ اچھے

أَمْ هُوَ ۚ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ ﴿٥٨﴾ إِنْ هُوَ

ہیں یا وہ (عیسیٰ)؟[5] جو آپ کے سامنے یہ مثال سراسر کج بحثی کی خاطر لائے ہیں[6]○ بلکہ یہ ہیں ہی جھگڑالو

إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِبَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿٥٩﴾ وَلَوْ

قوم وہ تو محض ایک بندہ تھا[7] جس پر ہم نے انعام[8] کیا اور اسے بنی اسرائیل کے لیے نمونہ بنا دیا○ اور

نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ﴿٦٠﴾ وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ

اگر ہم چاہتے تو تم میں سے فرشتے پیدا کر دیتے جو زمین میں تمہارے جانشیں ہوتے[9]○ اور وہ (نزول عیسیٰ)

لِلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾

تو قیامت کی ایک علامت ہے[10] لہٰذا اس میں ہرگز شک نہ کرو اور میری اتباع کرو یہی صراط مستقیم ہے○

وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطَانُ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ﴿٦٢﴾ وَ

کہیں شیطان تمہیں اس راہ سے روک نہ دے وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے○ اور

لَمَّا جَاءَ عِيسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِأُبَيِّنَ

جب عیسیٰ صریح نشانیاں لے کر آئے تو کہا میں تمہارے پاس حکمت لایا ہوں اور اس لیے کہ تم پر بعض

لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿٦٣﴾

وہ باتیں واضح کر دوں جن میں تم اختلاف کر رہے ہو لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو○

1-انبیاء اور انکی ابتدائی جماعت ہمیشہ ہی دنیاوی اعتبار سے کمزور لوگوں پہ مشتمل ہوتی ہے مگر ایمان اور روحانی طاقت میں یہ لوگ بہت آگے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انہی کے ذریعے باطل کا سر توڑ دیتا ہے۔

2-یہ اشارہ اس جانب ہے کہ حضرت موسیٰ زیادہ فصیح اللسان نہ تھے۔

3-ان دنوں بادشاہ اور رئیس ہاتھوں میں سونے کے کڑے پہنا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کی قوم بھی آپ پہ اسی جیسے اعتراض کر رہی تھی۔

"اور وہ کہنے لگے کہ ہم آپ پر ایمان نہ لائیں گے جب تک آپ ہمارے لئے زمین سے چشمہ نہ جاری کریں یا آپ کا کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو تو آپ اس میں جابجا نہریں بہا دیں یا آپ آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے ہم پر گرا دیں جیسے آپ کا دعویٰ ہے۔ یا اللہ اور فرشتوں کو سامنے لے آئیں یا آپ کیلئے سونے کا کوئی گھر ہو یا آپ آسمان میں چڑھ جائیں اور ہم آپ کے چڑھنے کو بھی نہ مانیں گے حتیٰ کہ کتاب اتار لائیں جسے ہم پڑھ لیں۔"

(بنی اسرائیل 17:91-92)

4-سلف سالف کی جمع ہے۔ سالف جو گزر چکے ہوں۔

5-جب اس سورت کی آیت نمبر 45 نازل ہوئی کہ وسئل ... یعبدون تو کفار نے یہ اعتراض اٹھا کر خوب شور و غوغا کیا کہ عیسائی حضرت عیسیٰ کی عبادت کرتے ہیں اگر وہ قابل نفرت نہیں ہیں تو پھر ہمارے بت کیوں برے ہیں۔

6-یہ اعتراض انہوں نے اس لئے تو نہیں کیا کہ انہیں کوئی عملی اشکال واقع ہو گیا ہے اور وہ اسے رفع کرنا چاہتے ہیں بلکہ انکار حق کیلئے وہ ایک بہانہ چاہتے ہیں۔

7-وہ تو اللہ کے برگزیدہ بندے تھے۔ نہ انہوں نے کبھی معبود ہونے کا دعویٰ کیا اور نہ ہی اسے پسند کیا۔

8-انکی پیدائش معجزانہ طور پہ بن باپ ہوئی پھر انہیں کئی طرح کے معجزات دیئے گئے جیسے مردوں کو زندہ کرنا وغیرہ۔

9-کفار نے آپ ﷺ پہ ایک اعتراض یہ بھی کیا تھا کہ انسان کی بجائے فرشتے بطور رسول نازل ہونے چاہئیں تھے۔ فرمایا جا رہا ہے کہ ہم چاہتے تو دنیا میں فرشتے آباد ہوتے لیکن یہ ہماری مشیت نہیں ہے۔

10-حضرت عیسیٰ کا نزول قیامت کی ایک نشانی ہے۔ اکثر مفسرین اس جانب گئے ہیں کہ آپ کے نزول ثانی کو قیامت کی نشانی کہا گیا ہے۔ یہ معنی لینے میں اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیت میں فرمایا گیا ہے کہ "اس کے آنے میں شک نہ کرو" چنانچہ یہ تو انہیں ہی کہا جا سکتا ہے جو کہ نزول مسیح ثانی کے وقت موجود ہوں یا اسکے بعد کے لوگوں کو مگر کفار مکہ کو یہ کیسے کہا جا سکتا ہے جبکہ وہ نزول مسیح ثانی ہی نہیں جانتے؟ اس اشکال کو اس طرح رفع کیا جا سکتا ہے حضرت عیسیٰ کے بن باپ پیدا ہونے اور مردوں کو زندہ کرنے کو ہی قیامت کی نشانی مان لیا جائے۔ اگر اللہ کا ایک بندہ مردہ زندہ کر سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ انسان کو دوبارہ کیونکر پیدا نہیں کر سکتا۔ واللہ اعلم۔

إِنَّ اللَّهَ هُوَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ﴿٦٤﴾

اللہ ہی میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی لہٰذا اس کی عبادت کرو یہی صراط مستقیم ہے○

فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ ۖ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ

پھر ان میں سے کئی گروہوں نے آپس میں اختلاف کیا 1 پس ایسا ظلم کرنے والوں کے لیے المناک دن کے

عَذَابِ يَوْمٍ أَلِيمٍ ﴿٦٥﴾ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ

عذاب سے تباہی ہے○ کیا یہ لوگ اب اس انتظار میں ہیں کہ ان پر یکدم قیامت

بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٦٦﴾ الْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ

آجائے اور انہیں خبر بھی نہ ہو○ اس دن متقین کے علاوہ 2 سب دوست ایک دوسرے کے

عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ ﴿٦٧﴾ يَا عِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنْتُمْ

دشمن ہو جائیں گے○ اے میرے بندو! آج تمہیں نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ تم

تَحْزَنُونَ ﴿٦٨﴾ الَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا مُسْلِمِينَ ﴿٦٩﴾ ادْخُلُوا

غمزدہ ہو گے○ 3 جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور فرمانبردار بن کر رہے○ تم خود اور

الْجَنَّةَ أَنْتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُونَ ﴿٧٠﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ

تمہاری بیویاں 4 جنت میں داخل ہو جاؤ تم خوش رکھے جاؤ گے○ ان کے سامنے سونے کی پلیٹوں 5 اور ساغر کا

مِنْ ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ ۖ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ

6 دور چلے گا اور وہاں وہ سب کچھ موجود ہو گا جو دلوں کو بھائے اور آنکھوں کو لذت

الْأَعْيُنُ ۖ وَأَنْتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٧١﴾ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا

7 بخشے اور تم وہاں ہمیشہ رہو گے○ یہی وہ جنت ہے جس کے تم وارث بنائے گئے ہو

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٧٢﴾ لَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ مِنْهَا

ان اعمال کے عوض جو تم (دنیا میں) کرتے رہے○ وہاں تمہارے لیے بہت سے میوے ہوں گے جنہیں

تَأْكُلُونَ ﴿٧٣﴾ إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي عَذَابِ جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ﴿٧٤﴾

تم کھاؤ گے○ 8 (اور) مجرم لوگ عذاب جہنم میں ہوں گے جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے○

لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ﴿٧٥﴾ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَ

ان سے عذاب کم نہ کیا جائے 9 گا اور وہ اس میں مایوس 10 رہیں گے○ اور ہم نے ان پر ظلم نہیں 11

لَٰكِنْ كَانُوا هُمُ الظَّالِمِينَ ﴿٧٦﴾ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا

کیا بلکہ یہ خود ہی ظالم تھے○ وہ پکاریں گے "اے مالک! تمہارا رب ہمارا کام تمام کر دے (تو اچھا ہے)"

رَبُّكَ ۖ قَالَ إِنَّكُمْ مَاكِثُونَ ﴿٧٧﴾ لَقَدْ جِئْنَاكُمْ بِالْحَقِّ وَلَٰكِنَّ

وہ کہے گا تم ہمیشہ یہیں رہو گے○ ہم تمہارے پاس حق لے کر آئے تھے لیکن تم میں سے اکثر حق

أَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُونَ ﴿٧٨﴾ أَمْ أَبْرَمُوا أَمْرًا فَإِنَّا مُبْرِمُونَ ﴿٧٩﴾

سے نفرت کرتے تھے○ 12 " یا ان لوگوں نے کوئی اقدام کا فیصلہ کیا ہے 13 تو ہم بھی فیصلہ کیے دیتے ہیں○

1-بنی اسرائیل کے ایک گروہ نے انہیں والد الزنا قرار دیا اور سولی چڑہانے کی کوشش کی۔ دوسرے گروہ نے ان کی ذات کو ہی اختلاف کی بنادیا۔ انہیں ابن اللہ اور تین خداؤں میں سے ایک قرار دیا۔

2-جنتیوں کی دوستیاں وہاں بھی برقرار رہیں گیں جبکہ جہنمی جو دنیا میں فسق وفجور کے کاموں میں ایک دوسرے کے حامی وناصر اور دوست تھے یوم قیامت کو سخت دشمن بن جائیں گے۔ ایک دوسرے کو اپنی گمراہی کا سبب بتلائیں گے۔ یہ دشمنی بھی ایک طرح کا عذاب ہی ہوگی۔

3-نہ قیامت کے بعد آنیوالی کسی پریشانی کا غم ہو گا اور نہ ہی دنیا میں چھننے والی کسی چیز کا غم ہو گا کیونکہ اللہ تعالیٰ انہیں دنیا سے کہیں بہتر نعمتیں عطا فرمادیں گے۔

4-اس کا دوسرا معنی ساتھی بھی ہو سکتا ہے کیونکہ جنت کے ساتھیوں کا ساتھ برقرار رہے گا اس کی آیت نمبر 67 میں وضاحت ہو چکی ہے۔

5-صحاف۔ صحیفہ کی جمع ہے رکابی یا پلیٹ۔

6-حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جنت میں میں نے اپنے بندوں کیلئے وہ اشیاء تیار کر رکھیں ہیں جو کسی آنکھ نے نہ دیکھا ہو گا کسی کان نے نہ سنا ہو گا کسی دل پہ اسکا خیال بھی نہ گزرا ہو گا۔"

(بخاری ومسلم)

7-گویا اللہ تعالیٰ انہیں جنت کا وارث بنادیں گے۔ مالکانہ حقوق میسر ہوں گے۔ یہ خطرہ نہ ہو گا کہ کل کو کوئی نکلنے کیلئے کہہ دے۔

8-نہ قناعت کرنے کی ضرورت ہوگی اور نہ ہی نعمتوں کے کم پڑنے کا کوئی امکان ہو گا۔

9-فتر۔ بتدریج کمی ہونا۔

10-یہ بذات خود ایک بڑا عذاب ہو گا۔ دنیا میں انسان کو کتنی بڑی پریشانی بھی ہو اس امید پہ وہ حوصلہ نہیں چھوڑتا کہ یہ پریشانی جلد ہی ختم ہونے والی ہے۔ مگر جہنم میں ایسی کوئی صورت نہ ہوگی۔

11-کیونکہ انہیں عقل سلیم دی تھی جس سے وہ کھرے اور کھوٹے کی پہچان کرسکتے تھے۔ پھر رسول بھیجے اور اپنا کلام بھی بھیجا۔

12-داروغہ جہنم کا نام مالک ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"میری مثال اور تمہاری مثال ایسی ہے کہ کسی شخص نے آگ جلائی۔ پروانے اور کیڑے مکوڑے اس میں مرتے اور ہلاک ہوتے ہیں۔ میں تمہیں پیچھے سے پکڑ کر آگ سے بچاتا ہوں اور تم میرے ہاتھوں سے نکل نکل پڑتے ہو۔"

(احمد)

13-ابرم۔ پختہ کرنا۔ ان کا پختہ فیصلہ یہ تھا کہ اسلام کی دعوت کو ہر قیمت پہ رد کرنا ہے۔

اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ ۭ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ

یا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کے راز اور مشورے سن نہیں رہے کیوں نہیں بلکہ ہمارے فرشتے ان کے

يَكْتُبُوْنَ ﴿۸۰﴾ قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ڰ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۱﴾

پاس ہی لکھتے رہتے ہیں○ آپ کہئے کہ اگر اللہ کا کوئی بیٹا ہوتا تو سب سے پہلے میں اس کی عبادت کرنے والا 1

سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۸۲﴾

ہوتا○ وہ ارض و سماوات کا اور عرش کا مالک ہے اور ان سب باتوں سے پاک ہے جو یہ بیان کرتے

فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿۸۳﴾

ہیں○ آپ انہیں چھوڑ دیجئے کہ وہ اپنی کج بحثوں اور کھیل کود میں لگے رہیں حتیٰ کہ وہ دن دیکھ لیں جس کا

وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَاۗءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ

وعدہ کیا جاتا ہے○ آسمانوں میں بھی وہی الٰہ ہے اور زمین میں بھی وہی الٰہ ہے 2 اور وہ حکمت والا اور

الْعَلِيْمُ ﴿۸۴﴾ وَتَبٰرَكَ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ

سب کچھ جاننے والا ہے○ بابرکت ہے وہ ذات جس کی ارض و سماوات اور جو ان کے درمیان موجود

وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ

ہیں، سب پر حکومت ہے قیامت کا علم اسی کو ہے اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے○ یہ لوگ اللہ

يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ

کو چھوڑ کر جنہیں پکارتے ہیں وہ سفارش کا اختیار نہیں رکھتے الا یہ کہ جس نے علم و یقین کے ساتھ حق کی

يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى

گواہی دی○ 3 اور اگر انہیں پوچھیں کہ انہیں کس نے پیدا کیا تو یقیناً کہیں گے کہ "اللہ نے" پھر انہیں کہاں

يُؤْفَكُوْنَ ﴿۸۷﴾ ۙ وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ ۘ

5 سے دھوکہ لگتا ہے○ 4 قسم ہے رسول کے اس قول کی کہ اے میرے رب یہ لوگ ایمان نہیں لاتے○

فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ ۭ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾ ع

لہٰذا ان سے درگزر کیجئے اور سلام کہئے 6 عنقریب انہیں (سب کچھ) معلوم ہو جائے گا○

سُوْرَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

آیات ۵۹ (۴۴) سورہ دخان مکی ہے (۶۴) رکوع ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

حٰمۗ ﴿۱﴾ ڗ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ ڒ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ

حٰم○ 7 اس واضح کتاب کی قسم○ کہ ہم نے اسے ایک خیر و برکت والی رات میں نازل کیا ہے 8

اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ﴿۳﴾ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ﴿۴﴾ ۙ

کیونکہ ہمیں بلا شبہ اس سے ڈرانا مقصود تھا○ اس رات ہر معاملہ کا حکمانہ فیصلہ کر دیا جاتا ہے○

1-یعنی اگر حق یہی ہوتا تو میں قبول حق سے کبھی پیچھے نہ ہٹتا بلکہ میں سب سے آگے ہوتا۔ مگر حقیقت تو یہی ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ گواہی دے رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے۔

2-کفار نے آسمان کے الٰہ علیحدہ مقرر کر رکھے تھے اور زمین کے الٰہ علیحدہ یا کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ آسمانوں میں تو اسکی حکومت ہے مگر زمین میں سارا کام اس نے طبعی نظام کے سپرد کر چھوڑا ہے۔

3-شفاعت کرنے کی اہلیت یا جن کے حق میں کسی کی شفاعت قبول ہو سکتی ہو کیلئے بنیادی شرط یہ ہے کہ انہوں نے حق کی شہادت دی ہو اور یہ حق اللہ کی وحدانیت ہے۔ یہ شہادت محض تقلیدی طور پہ یا رسمانہ ہو بلکہ علی وجہ البصیرت ہو۔

4-جب پیدا اللہ تعالیٰ نے کیا ہے تو پھر تمہیں یہ دھوکا کیسے لگ جاتا ہے کہ تمہاری عبادت کے مستحق یہ بت ہیں۔

5-آپ ﷺ کا یہ کہنا اس طویل انتھک جدوجہد کا پس منظر رکھتا ہے جو آپ نے انہیں اللہ کا پیغام پہنچانے کیلئے کی۔ اس عبارت سے شکوہ، غم اور کفار کی حالت سے مایوسی سب کچھ واضح ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے رسول کی یہ درد بھری صدا اتنی پسند آئی ہے کہ اسی قول کی اللہ نے قسم کھائی۔ حضرت نوح نے بھی طویل عرصہ دعوت پہنچانے کے بعد اسی طرح کا اظہار فرمایا تھا۔ دیکھیں (نوح (5-7:71

6-یہ وہ سلام ہے جو کہ رخصت ہوتے ہوئے کیا جاتا ہے۔

7-یہ حروف مقطعات ہیں۔ انکا درست مفہوم متعین کرنا مشکل ہے۔ غالباً یہ منکرین کیلئے ایک چیلنج ہے کہ قرآن ان ہی حروف سے بنا ہے۔ اگر تم اسے انسانی کاوش سمجھتے ہو تو تم بھی اس جیسا کلام بنا لاؤ۔ واللہ اعلم تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (البقرہ 1:2)

8-"لیلۃ مبارکہ" کو ہی سورۃ قدر میں "لیلۃ القدر" کہا گیا ہے۔ انکا معنی بابرکت اور قدر و منزلت والی رات ہے مفہوم ایک ہی ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے لیلۃ القدر کی عبادت ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔"

(بخاری و مسلم)

اس رات میں قرآن کریم لوح محفوظ سے آسمان دنیا پہ نازل فرما دیا گیا یا فرشتوں اور جبرئیل امین کے سپرد کر دیا گیا۔ پھر وہاں سے حسب ضرورت و حکمت آپ ﷺ پہ نازل کیا جاتا رہا۔ بعض لوگوں نے لیلۃ المبارکہ کو 15 شعبان بتلا کر اس میں کئی قسم کی رسمیں رواج دیں یہ سراسر گمراہی ہے۔ جس کا قرآن و سنت میں کوئی جواز نہیں ملتا۔

أَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ۚ إِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ﴿٥﴾ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ إِنَّهُ

یہ ہمارا ہی حکم ہوتا ہے اور ہم ہی رسول بھیجنے والے ہیں○ یہ آپ کے رب کی رحمت ہے بلا شبہ وہ

هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٦﴾ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۘ إِنْ

وقف لازم

سننے والا اور جاننے والا ہے○ وہ ارض و سماوات اور جو کچھ ان کے درمیان موجود ہے سب چیزوں کا رب

كُنْتُمْ مُّوقِنِينَ ﴿٧﴾ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ

ہے اگر تم واقعی یقین کرنے والے ہو[1]○ اس کے سوا کوئی الہٰ نہیں وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے وہ تمہارا

الْأَوَّلِينَ ﴿٨﴾ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ يَلْعَبُونَ ﴿٩﴾ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ

رب ہے اور تمہارے پہلے آباؤ اجداد کا بھی○ مگر وہ شک میں پڑے کھیل رہے ہیں○ سو آپ اس دن کا

بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ﴿١٠﴾ يَغْشَى النَّاسَ ۖ هٰذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١١﴾ رَبَّنَا اكْشِفْ

انتظار کیجئے جب آسمان سے صریح دھواں[2] ظاہر ہو گا○ جو لوگوں پر چھا جائے گا یہ المناک عذاب ہو گا○

عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ ﴿١٢﴾ أَنَّىٰ لَهُمُ الذِّكْرَىٰ وَقَدْ جَاءَهُمْ

اے ہمارے رب ہم سے اس عذاب کو دور کردے ہم ایمان لاتے ہیں○ اس وقت انہیں نصیحت کہاں کارگر

رَسُولٌ مُّبِينٌ ﴿١٣﴾ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَّجْنُونٌ ﴿١٤﴾ إِنَّا

وقف لازم وقف لازم

ہوگی حالانکہ ان کے پاس رسول مبین آچکا○ پھر انہوں نے اس سے منہ پھیر لیا اور کہنے لگے! یہ تو سکھایا

كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا ۚ إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ﴿١٥﴾ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ

پڑھایا مجنون ہے[3]○ ہم تھوڑی دیر عذاب ہٹا دیں گے مگر تم پھر وہی کرو گے جو پہلے کرتے رہے[4]○ پھر

الْكُبْرَىٰ إِنَّا مُنْتَقِمُونَ ﴿١٦﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَ

جس دن ہم سخت گرفت کریں گے تو پھر انتقام لے کے رہیں گے○ ان سے پہلے ہم فرعون کی قوم کو

جَاءَهُمْ رَسُولٌ كَرِيمٌ ﴿١٧﴾ أَنْ أَدُّوا إِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ ۖ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ

آزما چکے ہیں ان کے پاس ایک معزز رسول آیا○ کہ اللہ کے بندوں[5] کو میرے حوالے کر دو میں تمہارے لیے

أَمِينٌ ﴿١٨﴾ وَأَنْ لَّا تَعْلُوا عَلَى اللّٰهِ ۖ إِنِّي آتِيكُمْ بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿١٩﴾ وَإِنِّي

ایک امانت دار رسول ہوں○ اور یہ کہ اللہ پر سرکشی نہ کرو میں تمہارے سامنے صریح سند پیش کرتا ہوں○

عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ أَنْ تَرْجُمُونِ ﴿٢٠﴾ وَإِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوا لِي فَاعْتَزِلُونِ ﴿٢١﴾

اور میں نے اپنے اور تمہارے رب کی پناہ لے لی کہ تم مجھے رجم کرسکو○ اور اگر تم میری بات نہیں مانتے

فَدَعَا رَبَّهُ أَنَّ هٰؤُلَاءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُونَ ﴿٢٢﴾ فَأَسْرِ بِعِبَادِي لَيْلًا

النصف

تو مجھ سے الگ ہو جاؤ○ پھر موسیٰ نے اپنے رب کو پکارا "یہ لوگ مجرم ہیں○" اچھا میرے بندوں کو رات

إِنَّكُمْ مُّتَّبَعُونَ ﴿٢٣﴾ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ۖ إِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُونَ ﴿٢٤﴾

کے وقت لے کر نکل جاؤ یقیناً تمہارا تعاقب کیا جائے گا○ اور سمندر[6] کو کھڑا چھوڑ کر باہر نکل جاؤ

كَمْ تَرَكُوا مِنْ جَنَّاتٍ وَّعُيُونٍ ﴿٢٥﴾ وَّزُرُوعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيمٍ ﴿٢٦﴾

ان کا تمام لشکر ڈبو دیا جائے گا○ وہ کتنے ہی باغ اور چشمے چھوڑ گئے○ اور کھیت اور عمدہ عمارتیں بھی○

1-جو زمینوں اور آسمانوں کا رب ہے جو تمہاری ساری مادی ضروریات پوری کرتا ہے۔ وہی تمہاری روحانی ضروریات بھی انبیاء ورسل بھیج کر پوری کررہاہے۔اور تمہاری ہدایت کا سامان مہیا کر رہاہے۔

2-حضرت عبداللہ ابن مسعود ؓ کہتے ہیں کہ

"قریش نے رسول اللہ ﷺ کی بات نہ مانی اور شرارتوں پہ کمرباندھی تو آپ نے یوں بددعا فرمائی۔ "اے اللہ ان پر حضرت یوسف کے زمانہ کی طرح سات سال کاقحط بھیج کر میری مدد فرما۔" آخر ان پر ایسا قحط نازل ہوا کہ وہ ہڈیاں اور مردار تک کھانے لگے اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ ان میں سے اگر کوئی شخص بھوک کی شدت میں آسمان کی طرف دیکھتا تو اسے ایک دھواں سا دکھائی دیتا۔ اس وقت ابوسفیان آپ ﷺ کے پاس آکر کہنے لگا محمد ﷺ تمہاری قوم ہلاک ہورہی ہے دعاکرو کہ اللہ یہ قحط ختم کردے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے دعا فرمائی اور مشرک بھی کہنے لگے۔ اے رب ہم سے یہ عذاب دور کردے ہم ایمان لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے فرمایا دیکھ جب یہ عذاب موقوف ہوگا تو یہ لوگ پھر شرک کرنے لگیں گے۔ خیر آپ ﷺ کی دعاکی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ عذاب اٹھالیا تو وہ پھر شرک کرنے لگے۔"

(بخاری)

حضرت عبداللہ ابن مسعود ؓ کہتے ہیں۔

"پانچ چیزیں گزر چکی ہیں۔ لزام (بدر میں قیدیوں کی گرفتاری)۔ روم کادوبارہ غلبہ' بطشہ (بدر کی ذلت آمیز شکست) قمر (کاپھٹنا) اور دخان (دھویں کا عذاب)۔"

(بخاری)

3-گویا انکی نظرمیں آپ تو بھولے بھالے اور سیدھے سادھے تھے مگر کسی اور کے بھرے میں آکر یہ دعوت کاکام کررہے تھے۔ گویا آپکو کوئی آپ کی نادانی میں استعمال کر رہاتھا۔

4-قوم فرعون بھی قریش کی طرح باربار حضرت موسیٰ سے التجاکرتی کہ عذاب اٹھانے کی دعافرمائیں۔ جب عذاب اٹھ جاتاتو پھر سرکشی پہ قائم ہو جاتے۔

5-اسکا دوسرا مفہوم یہ ہو سکتا ہے کہ "اے اللہ کے بندو میری تبلیغ ودعوت کو قبول کرو۔" یہ مفہوم حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے سیاق بھی اسکی تائید کرتا ہے۔

6-جب حضرت موسیٰ اپنی قوم سمیت سمندرپار گئے تو انہوں نے عصامار کر دوبارہ سمندر کو رواں کرناچاہاکہ فرعون تعاقب کیلئے نہ آسکے تواللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ اسے ایسے ہی رہنے دو۔ یہیں تو اسے غرق کرناہے۔

وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ﴿٢٧﴾ كَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿٢٨﴾

اور نعمت کے سامان جن سے وہ مزے اڑاتے ○ اسی طرح ہوا، اور ہم نے ایک دوسری قوم کو ان کا وارث[1]

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ﴿٢٩﴾ وَلَقَدْ

بنا دیا ○ پھر نہ آسمان ان پر رویا اور نہ زمین[2] اور نہ ہی انہیں کچھ مہلت دی گئی ○ اور بنی

نَجَّيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿٣٠﴾ مِنْ فِرْعَوْنَ ۭ اِنَّهٗ

سرائیل کو ہم نے رسوا کرنے والے عذاب[3] سے نجات دی ○ (یعنی) فرعون سے وہ حد

كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿٣١﴾ وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى

سے بڑھنے والوں میں سے سر نکال رہا تھا ○ اور ہم نے بنی اسرائیل کو اپنے علم کی بناء پر اہل عالم

الْعٰلَمِيْنَ ﴿٣٢﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰيٰتِ مَا فِيْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ ﴿٣٣﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ

پر ترجیح[4] دی ○ اور انہیں ایسی نشانیاں دیں جن میں صریح آزمائش[5] تھی ○ یہ لوگ تو

لَيَقُوْلُوْنَ ﴿٣٤﴾ اِنْ هِيَ اِلَّا مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ ﴿٣٥﴾

کہتے ہیں[6] ○ کہ یہ ہماری بس پہلی بار کی موت ہی ہے اور ہم دوبارہ اٹھائے نہیں جائیں گے ○

فَاْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٣٦﴾ اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ ۙ وَّ

اگر تم سچے ہو تو ہمارے آباؤ اجداد کو لا کے دکھاؤ[7] ○" کیا یہ بہتر ہیں یا قوم تبع[8]؟ اور

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ اَهْلَكْنٰهُمْ ۡ اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿٣٧﴾ وَمَا

اس سے پہلے کے لوگ؟ ہم نے ان کو ہلاک کردیا کیونکہ وہ مجرم تھے ○ نیز

خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿٣٨﴾ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا

ہم نے آسمانوں اور زمین کو، اور جو ان کے درمیان ہے کھیل کے طور پیدا نہیں کیا ○ بلکہ انہیں حقیقی مصلحت

بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٩﴾ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ

سے پیدا کیا ہے[9] لیکن اکثر لوگ یہ راز نہیں جانتے ○ فیصلے کا دن ان

مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٤٠﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْـًٔا وَّلَا

سب سے وعدہ کا وقت ہے ○ جس دن کوئی دوست اپنے دوست کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ انہیں کہیں

هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿٤١﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿٤٢﴾

سے مدد ملے گی ○ مگر جس پر اللہ نے رحم کر دیا کیونکہ وہ ہر چیز پر غالب اور رحم کرنے والا ہے ○

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿٤٣﴾ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ﴿٤٤﴾ كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِيْ

بلا شبہ زقوم کا درخت ○ گنہگار کا کھانا ہوگا ○ جو پگھلے تانبے کی طرح پیٹ میں جوش

فِي الْبُطُوْنِ ﴿٤٥﴾ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ﴿٤٦﴾ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ

مارے گا ○ اور جیسے کھولتا ہوا پانی جوش مارتا ہے ○ (پھر حکم ہو گا کہ) اسے پکڑ لو پھر اسے گھسیٹتے گھسیٹتے

الْجَحِيْمِ ﴿٤٧﴾ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ﴿٤٨﴾

جہنم کے درمیان[10] تک لے جاؤ ○ پھر کھولتے پانی کا عذاب اس کے سر پر انڈیل دو ○

1-فرعون کی سلطنت کے وارث کون لوگ ہوئے؟ اسکی صراحت نہیں ملتی۔ کچھ مفسرین اس جانب گئے ہیں کہ یہ وارث بھی بنی اسرائیل ہی تھے جو کہ کچھ مصر میں باقی رہ گئے۔

2-حضرت ابن عباس ؓ سے پوچھا گیا کہ کیا زمین آسمان کسی پہ روتے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ ہاں۔ مخلوق میں سے کوئی ایسا نہیں جن کیلئے آسمان میں ایک دروازہ نہ ہو جہاں سے اس کیلئے رزق نازل ہوتا ہے اور اسکا عمل چڑھتا ہے۔ جب مومن فوت ہوتا ہے تو آسمان میں اسکا دروازہ بند ہوجاتا ہے جہاں سے اسکا عمل چڑھتا تھا تو وہ اس پہ روتا ہے اور جب زمین اپنے نمازی سے محروم ہوجاتی ہے تو وہ روتی ہے چنانچہ قوم فرعون میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس کیلئے آسمان یا زمین روئے۔

3-آل فرعون نے بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرنے کا عذاب جاری کیا۔ اس شدید ترین عذاب کی مثال اور کہیں نہیں ملتی۔

4-بنی اسرائیل کو ان کے زمانہ میں اہل عالم پہ فضیلت دی۔ ورنہ سب اقوام سے بہتر امت محمدیہ ﷺ ہے۔ یہ فضیلت اللہ تعالیٰ نے اپنے علم اور حکمت کی بنا پہ دی۔

5-بلاء۔ ایسی آزمائش جسے دوسرے بھی ملاحظہ کرسکتے ہیں۔ یہ خوشحالی کے ذریعے بھی ہوسکتی ہے اور مصیبت کے ذریعے بھی۔

6-اشارہ قریش کی جانب۔

7-یہ انکی صریح کٹ حجتی اور حق سے فرار کیلئے ناروا بہانہ ہے۔ نہ رسول نے کبھی خود کسی مردہ کو زندہ کرنے کا دعویٰ کیا ہے اور نہ ہی یہ پیغام دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت سے پہلے ہی تمہیں زندہ کردے گا۔

8-تبع سے مراد قوم سبا ہے۔ ایک زمانہ میں انہیں بہت عروج حاصل ہوا۔ انہیں کا ڈنکا ہر جانب بجتا تھا۔ اس سے پہلے والی قوموں سے مراد عاد، ثمود وغیرہ ہیں جن کی شان وشوکت ان قریش سے کہیں زیادہ تھی۔ اگر وہ سرکشی کی راہ اختیار کرنے کے بعد عذاب الٰہی سے نہ بچ سکے تو یہ قریش کس کھیت کی مولی ہیں۔

9-کھیل کود کیلئے بنانا ہوتا ہے تو ایک عقل وشعور رکھنے والی اور احساسات رکھنے والی مخلوق کو کیوں پیدا کیا جاتا؟ دیکھیں (الانبیاء 17:21) گویا یہ قریش کا اس اعتراض کے جواب سے ہے کہ ہمیں دوبارہ پیدا نہیں کیا جائے گا۔ عقلی طور پہ یہ ممکن نہیں ہے کہ نیک وبد سب کے ساتھ ایک جیسا ہی معاملہ کیا جائے۔

10-جہنمیوں کو جب بھوک ستائے گی اور وہ کچھ کھانے کا مطالبہ کریں گے تو انہیں ہانک کر جہنم کے اس خطہ میں لیجایا جائے گا جہاں زقوم کا درخت کثرت سے ہوگا۔ یہ سخت خاردار ہونے کی وجہ سے گلہ سے اترے گا ہی نہیں جب تکلیف سے پیٹ میں پہنچ جائے گا تو اپنے زہر اور حدت کی وجہ سے پیٹ میں ایسے کھولے گا جیسے پانی کھولتا ہے۔ اس طعام کے بعد پھر انہیں وسط جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔

ذُقْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ ﴿٤٩﴾ إِنَّ هَٰذَا مَا كُنتُم بِهِ

(پھر اسے کہا جائے گا کہ) چکھ، تو بڑا معزز اور شریف بنا پھرتا تھا[1] ○ یہ ہے جس میں تم شک

تَمْتَرُونَ ﴿٥٠﴾ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ ﴿٥١﴾ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿٥٢﴾

کیا کرتے تھے ○ (اس کے مقابلہ میں) متقی لوگ امن کی جگہ میں ہوں گے ○ باغوں اور چشموں میں ○

يَلْبَسُونَ مِن سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُّتَقَابِلِينَ ﴿٥٣﴾ كَذَٰلِكَ وَزَوَّجْنَاهُم

باریک اور گاڑھے ریشم کا لباس پہنے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے[2] ○ ایسا ہی ہو گا اور ہم انہیں بڑی

بِحُورٍ عِينٍ ﴿٥٤﴾ يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِينَ ﴿٥٥﴾ لَا يَذُوقُونَ

آنکھوں والی اور گوری عورتیں[3] بیاہ دیں گے[4] ○ وہ وہاں اطمینان سے ہر قسم کے میوے طلب کریں گے ○

فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ ۖ وَوَقَاهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ﴿٥٦﴾

وہاں وہ موت نہیں چکھیں گے[5] بس پہلی موت جو دنیا میں آچکی اور اللہ انہیں عذاب جہنم سے بچالے گا ○

فَضْلًا مِّن رَّبِّكَ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٥٧﴾ فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ

یہ آپ کے رب کا فضل ہو گا یہی بہت بڑی کامیابی ہے[6] ○ ہم نے اس قرآن کو آپ کی زبان میں

بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٥٨﴾ فَارْتَقِبْ إِنَّهُم مُّرْتَقِبُونَ ﴿٥٩﴾

آسان بنا دیا ہے تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں ○ سو آپ انتظار کیجئے وہ بھی انتظار کر رہے ہیں ○

سُورَةُ الْجَاثِيَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سَبْعٌ وَثَلَاثُونَ آيَةً وَأَرْبَعُ رُكُوعَاتٍ

آیات ۳۷ (۴۵) جاثیہ مکی (۶۵) رکوع ۴

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

حم ﴿١﴾ تَنزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴿٢﴾ إِنَّ فِي السَّمَاوَاتِ

حم[7] ○ یہ کتاب اللہ کی طرف سے نازل ہوئی جو زبردست اور حکمت والا ہے[8] ○ بلا شبہ آسمانوں اور

وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٣﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِن دَابَّةٍ

زمین میں ایمان لانے والوں کے لیے کئی نشانیاں ہیں[9] ○ اور خود تمہاری اور ان جانوروں کی تخلیق میں بھی جو

آيَاتٌ لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿٤﴾ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا أَنزَلَ

اس نے پھیلا رکھے ہیں یقین کرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں[10] ○ نیز رات اور دن کے بدل بدل کر آنے میں،

اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِن رِّزْقٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ

اور جو اللہ نے آسمان سے رزق نازل فرمایا پھر اس سے زمین کو مرنے کے بعد زندہ کر دیا

تَصْرِيفِ الرِّيَاحِ آيَاتٌ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿٥﴾ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا

اور ہواؤں کی گردش میں اہل عقل کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں ○ یہ اللہ کی آیات ہیں جنہیں ہم

عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۖ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَ اللَّهِ وَآيَاتِهِ يُؤْمِنُونَ ﴿٦﴾

تمہیں ٹھیک ٹھیک پڑھ کر سنا رہے ہیں[11] پھر اللہ اور اس کی آیات کے بعد کون سی بات پر یہ ایمان لائیں گے ○

ع ۳ / ۱۷ / ۱۶

1- دنیا میں تو تم بہت معزز اور شریف بنے پھرتے تھے۔ نبیوں اور ان کی دعوت کا تمسخر اڑاتے پھرتے تھے۔

2- اہل جہنم تو ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے۔ ایک دوسرے کی شکل سے بیزار ہوں گے اور کوسنے دیتے ہوں گے۔ مگر اہل جنت ایک دوسرے کے آمنے سامنے خوشی خوشی بات چیت کریں گے۔

3- حور جمع حوراء۔ معنی انتہائی حسین اور آنکھوں کو خیرہ کرنیوالی۔

4- عین جمع عیناء۔ ایسی عورت جسکی آنکھیں موٹی، آنکھ کی پتلی سیاہ اور سفید حصہ خوب سفید ہو۔

5- حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔
"ایک پکارنے والا جنت کے لوگوں کو پکارے گا اور کہے گا۔ آئندہ تم ہمیشہ صحت مند رہو گے کبھی مرض نہ ہو گا۔ تم ہمیشہ زندہ رہو گے کبھی مرو گے نہیں۔ تم ہمیشہ جوان رہو گے کبھی بوڑھے نہ ہو گے اور تم ہمیشہ امن و چین میں رہو گے کبھی کوئی غم نہ ہو گا۔"

(مسلم)

6- حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا
"آپ فرماتے تھے کسی شخص کو اسکے عمل جنت میں نہیں لے جائیں گے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ ﷺ کے اعمال بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں میں بھی اپنے اعمال کے سبب جنت نہیں جاؤں گا۔ الا یہ کہ اللہ کا فضل اور اسکی رحمت مجھے ڈھانپ لے۔"

(بخاری)

7- یہ حروف مقطعات ہیں انکا درست مفہوم متعین کرنا مشکل ہے۔ غالباً یہ منکرین کیلئے ایک چیلنج ہے کہ قرآن ان ہی حروف سے بنا ہے۔ اگر تم اسے انسانی کاوش سمجھتے ہو تو تم بھی اس جیسا کلام بنالاؤ۔ واللہ اعلم۔ تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (البقرہ 1:2)

8- یہ کلام ایسے سخت طاقت اور قدرت رکھنے والے کی جانب سے نازل ہوا ہے جسکے فیصلہ کوئی بدلنے کی یا رکاوٹ ڈالنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اسکے علاوہ وہ حکیم بھی ہے ایسا نہیں ہو سکتا کہ کوئی فیصلہ بعد میں خود ہی اسے تبدیل کرنا پڑے۔

9- کائنات کے ایک ایک ذرہ میں اس بات کی گواہی ہے کہ اسکا انتظام کرنیوالی ذات ایک ہی ہے۔

10- حیوانات اور حیوان ناطق کی پیدائش، افزائش وغیرہ میں بھی سمجھنے والوں کیلئے بے شمار آیات ہیں۔

11- اگر قبول حق کا مسئلہ صرف واضح ہونے یا آیات ظاہر ہونے پہ ہی اٹکا ہوا ہو تو کیا یہ سب آیات کچھ کم ہیں؟

وَيْلٌ لِّكُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ﴿٧﴾ يَسْمَعُ آيَاتِ اللَّهِ تُتْلَىٰ عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا

تباہی ہے ہر بہتان تراش گنہگار کے لیے O اللہ کی آیات سنتا ہے جو اس پر پڑھی جاتی ہیں پھر از راہ تکبر اپنی

كَأَن لَّمْ يَسْمَعْهَا ۖ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٨﴾ وَإِذَا عَلِمَ مِنْ آيَاتِنَا شَيْئًا

بات پر اڑ جاتا ہے جیسے اس نے انہیں سنا ہی نہیں اس لئے اسے الناک عذاب کی بشارت دیجئے O اور جب

اتَّخَذَهَا هُزُوًا ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿٩﴾ مِّن وَرَائِهِمْ جَهَنَّمُ ۖ

ہماری آیات میں سے کچھ سمجھ لیتا ہے تو اسے مذاق بنا لیتا ہے ان کو ذلت کا عذاب ہو گا O پھر اس کے

وَلَا يُغْنِي عَنْهُم مَّا كَسَبُوا شَيْئًا وَلَا مَا اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ ۖ

بعد ان کے لیے جہنم ہے اور جو انہوں نے دنیا میں کمایا نہ وہ ان کے کچھ کام آئے گا اور نہ وہ جنہیں انہوں نے

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٠﴾ هَٰذَا هُدًى ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ

اللہ کی سوا کارساز بنایا اور انہیں شدید عذاب ہو گا O یہ ہدایت ہے اور جو اپنے رب کی آیات کے منکر

عَذَابٌ مِّن رِّجْزٍ أَلِيمٌ ﴿١١﴾ اللَّهُ الَّذِي سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ

ہیں ان کے لیے بلا کا الناک عذاب ہے O اللہ ہی ہے جس نے سمندر کو تمہارے تابع کر دیا تا کہ اس کے حکم

فِيهِ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿١٢﴾ وَسَخَّرَ لَكُم مَّا

سے اس میں کشتیاں چلیں اور تم اس کا فضل تلاش کرو اور اس کے شکر گزار بنو O اور جو کچھ ارض و

فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ

سماوات میں ہے سب کچھ اس نے تمہارے لیے کام پر لگا رکھا ہے غور و فکر کرنے والوں کے لیے اس میں

لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿١٣﴾ قُل لِّلَّذِينَ آمَنُوا يَغْفِرُوا لِلَّذِينَ لَا يَرْجُونَ

بہت سی نشانیاں ہیں O جو لوگ ایمان لائے آپ انہیں کہہ دیجئے کہ جو اللہ کی طرف سے برے دن

أَيَّامَ اللَّهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿١٤﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا

آنے کی توقع نہیں رکھتے ان سے در گزر کر دیں تا کہ اللہ ان کی کمائی کا بدلہ دے O جس نے کوئی اچھا عمل کیا وہ

فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ۖ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ﴿١٥﴾ وَلَقَدْ

اسی کے لیے ہے اور اگر برا کرے گا تو وہی اس کا خمیازہ بھگتے گا پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے O

آتَيْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ

ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب، حکومت اور نبوت دی انہیں پاکیزہ چیزوں کا رزق دیا اور دنیا بھر کے لوگوں پر

وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿١٦﴾ وَآتَيْنَاهُم بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْأَمْرِ ۖ فَمَا اخْتَلَفُوا

فضیلت دی O نیز انہیں دین کے واضح احکام دیے پھر جو انہوں نے اختلاف کیا

إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّ رَبَّكَ

وہ علم آجانے کے بعد ہی کیا جس کی وجہ ایک دوسرے پر زیادتی کرنا تھی اور جن باتوں میں یہ

يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١٧﴾

اختلاف کرتے تھے قیامت کے دن آپ کا رب ان کے درمیان فیصلہ کر دے گا O

1-افاک۔ کذاب۔ بہت جھوٹ بولنے والا، اثیم۔ بہت گناہ گار۔

2-ان بدبختوں کا اسلوب یہ ہے کہ قرآنی آیات سے ویسے ہی بدکتے ہیں اور دوسروں کو سننے سے روکتے ہیں۔ ظاہریہ کرتے ہیں کہ ہم کچھ سن ہی نہیں رہے۔ اگر کبھی انکے کان میں اللہ کا کلام پڑتا بھی ہے تو اس ٹوہ میں رہتے ہیں کہ اس میں سے کس نقطہ کو اپنے تمسخر کا نشانہ بنائیں جیسے ابی جہل نے زقوم کے درخت کو تمسخر کا نشانہ بنایا اور جب یہ آیت نازل ہوئی کہ جہنم پہ 19 داروغے مقرر ہیں تو ایک پہلوان صاحب کہنے لگے کہ اٹھارہ کو تو میں اکیلے سنبھال لوں گا تم مل کر ایک کو بھی نہ سنبھال سکو گے؟

3-رجز۔ گندگی۔

4-عذاب یہ تسخیر سخت حکمت اور قدرت کے ذریعے عمل میں آئی۔ 3/4 سطح ارضی کو اللہ تعالی نے سمندر بنادیا اگر یہ نسبت کم وبیش ہوجاتی تو بارش کا نظام تباہ ہوجاتا۔ یا انسان پانی میں ڈوبا رہتا یا پانی کیلئے ترس جاتا۔ پانی کی (Buoyancy) کی صلاحیت کو ایسا کنٹرول کرایا کہ اس میں جہاز چلنے ممکن ہوئے۔ اس میں کچھ کمی بیشی ہوتی تو جہاز وغیرہ تیرنے کی صلاحیت سے محروم ہو جاتے یا مچھلیاں وغیرہ بھی پانی میں نہ رہ سکتیں۔ غرض ہر ہر پہلو سے اسے اسطرح مسخر کیا کہ انسان اس سے بے پناہ فوائد حاصل کر رہا ہے۔

5-اسی طرح کائنات کی ہر ہر چیز پکار پکار کر اس خالق کی وحدانیت، عظمت اور قدرت کا ثبوت مہیا کر رہی ہے۔

6-نہ کسی عذاب کا خطرہ محسوس کرتے ہیں اور نہ ہی یوم آخرت کا خوف ایسے ہی شتر بے مہار اللہ تعالی کی آیات کا تمسخر اڑانے کی جرات کر سکتے ہیں۔

7-یعنی نہ تو اس سے اللہ تعالی کی ذات جل شانہ کی قدرت وعظمت میں کچھ فرق آسکتا ہے۔ انبیاء کی بعثت، الہامی کتابیں سب کچھ خود انسان کے فائدہ ہی کیلئے ہے اور یہ اللہ تعالی کی رحمت کی دلیل ہے۔ جس شخص کو یہ نقطہ سمجھ آجائے اس کیلئے احکام شریعت پہ عمل کرنا بہت سہل ہوجاتا ہے۔

8-ان کے زمانہ میں بنی اسرائیل کو اقوام عالم پہ فضیلت بخشی۔ ان میں بے شمار انبیاء مبعوث کئے جن میں کئی بادشاہ بھی تھے اور کتاب ہدایت تورات بھی بخشی۔

9-گویا دنیا میں جو اختلاف رونما ہوتا ہے وہ کسی کم علمی کی بنا پہ نہیں ہوتا بلکہ اس کی وجوہ ضد، ہٹ دھرمی، شخصی مفادات ہوتے ہیں۔

ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ

پھر ہم نے آپ کے لیے دین کا طریقہ مقرر کیا آپ بس اسی کی اتباع کیجئے اور ان لوگوں کی خواہشات کی

الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٨﴾ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ وَ

اتباع نہ کیجئے جو علم[1] نہیں رکھتے ○ یہ لوگ اللہ کے مقابلہ میں آپ کے کچھ کام نہ آسکیں گے ○ بلا شبہ

اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿١٩﴾

ظالم لوگ ایک دوسرے کے ساتھی ہیں اور متقین کا دوست اللہ ہے ○

هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿٢٠﴾ اَمْ

یہ (قرآن) لوگوں کے لیے دلائل بصیرت کا مجموعہ ہے اور یقین والوں کے ہدایت اور رحمت ہے ○ کیا

حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

جو لوگ بد اعمالیاں کر رہے[2] ہیں وہ یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ ہم انہیں اور ایمان لانے والوں اور

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿٢١﴾ وَ

نیک عمل کرنے والوں کو ایک جیسا کر دیں[3] گے کہ ان کا جینا اور مرنا یکساں ہوگا؟ کیسا برا فیصلہ کر رہے ہیں ○ اور

خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا

اللہ نے ارض و سماوات کو حقیقی مصلحت کے تحت پیدا کیا ہے اور اس لیے بھی کہ ہر شخص کو اس کی کمائی کا بدلہ

كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٢٢﴾ اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ

دیا جائے اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا ○ بھلا آپ نے اس کے حال پر بھی غور کیا جس نے اپنی خواہش نفس کو الٰہ

عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ

بنایا[4] ہے اور اللہ نے علم کے باوجود اسے گمراہ کر دیا اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی اور آنکھ پر پردہ ڈال دیا؟

يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٢٣﴾ وَقَالُوْا مَا هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا

اللہ کے بعد اب کون اسے ہدایت دے؟ کیا تم غور نہیں کرتے؟ ○ یہ لوگ کہتے ہیں یہ بس ہماری دنیا ہی

الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ

زندگی ہے یہی ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور زمانہ ہی ہمیں ہلاک کرتا[5] ہے حالانکہ ان باتوں کا انہیں

مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿٢٤﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ

کچھ علم نہیں ○ وہ محض ظن سے یہ باتیں کرتے ہیں ○ اور جب ان پر ہماری واضح آیات پڑھی جاتی ہیں

مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ

تو اس کے سوا ان کے پاس اور کوئی دلیل نہیں ہوتی کہ وہ کہہ دیتے ہیں کہ "اگر تم سچے ہو تو ہمارے آباؤ اجداد

صٰدِقِيْنَ ﴿٢٥﴾ قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى

کو اٹھا لاؤ ○" آپ انہیں کہیے اللہ ہی تمہیں زندہ کرتا ہے پھر تمہیں موت دے گا پھر قیامت کے دن تم کو

يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢٦﴾

جمع کر دے گا[6] جس کے آنے میں کوئی شک نہیں لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں ○

1- جو اختلافات میں پڑ کر اپنے فرائض منصبی کو بھول چکے ہیں۔

2- اجترحو۔ اجترح۔ کوئی کام وغیرہ کرنا۔

3- جب دنیا کا کوئی بادشاہ یہ برداشت نہیں کرتا کہ اسکی رعایا میں ایک نافرمان مجرم اور قانون کے پابند انسان سے برابری کا سلوک کیا جائے۔ قاتل اور ڈاکو سے بھی وہی معاملہ کیا جائے جو ایک قانون پسند شہری سے کیا جاتا ہے تو اللہ مالک الملک کے بارے میں کیسے یہ گمان کیا جا سکتا ہے کہ وہ سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانک دے۔ ان بدبختوں نے اللہ تعالیٰ کی بادشاہی کو ان دنیا کے بادشاہوں سے بھی گھٹیا سمجھ رکھا ہے؟

4- جسے اللہ کے حضور جوابدہی کا احساس نہ ہو تو اس کی حالت یہی بن جاتی ہے نہ وہ خود کو کسی ضابطہ کا پابند سمجھتا ہے۔ اس کا رہبر و مرشد اور معبود اس کی خواہشات ہی بن جاتی ہیں۔ اللہ کی عبادت کے علاوہ ہر چیز کی عبادت اسکے ضمن میں ہی آتی ہے۔ اس کی اس حالت کا نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ حق کیلئے اندھا بہرا بن جاتا ہے۔

5- ان عقل کے اندھوں کو اتنی بات نہیں سمجھ آتی کہ اگر زمانہ ہی انہیں ہلاک کرتا ہے تو وہ دوبارہ پیدا بھی کر سکتا۔ حالانکہ دہر تو کچھ بھی نہیں ہے صرف دن رات کے الٹ پھیر کا نام ہے اور یہ سب اللہ تعالیٰ کنٹرول کرتا ہے۔ آج کل لوگ اسے نیچر (Nature) کہتے ہیں۔ اس طرح اصل میں وہ احکام الٰہیہ سے منہ موڑنا چاہتے ہیں اور حقیقت میں وہ خود بھی شک اور اضطراب میں مبتلا رہتے ہیں۔ اپنے دعویٰ پہ خود انہیں بھی یقین نہیں ہوتا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"ابن آدم مجھے ایذا پہنچاتا ہے جب وہ دہر (زمانہ) کو گالی دیتا ہے حالانکہ دہر میں خود ہوں۔ تمام معاملات میرے ہی ہاتھ میں ہیں میں ہی رات اور دن پھیر کر لاتا ہوں۔"

(بخاری)

6- موت سے ہمکنار کرنا اور پھر زندہ کرنا کوئی تماشا تو نہیں ہے بلکہ یہ ہوگا اور وقت مقررہ پہ ہوگا اور سب کو اکٹھا زندہ کیا جائے گا۔ پھر احتساب بھی ہوگا اور مفر کی کوئی گنجائش نہ ہوگی۔

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّخْسَرُ

ارض و سماوات کی بادشاہی اللہ ہی کی ہے اور جس دن قیامت قائم ہو گی اس دن باطل پرست خسارہ میں پڑ

الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۫ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰۤى اِلٰى كِتٰبِهَا ؕ

جائیں گے[1]○ اور آپ ہر گروہ کو گھٹنوں کے بل پڑا[2] دیکھیں گے ہر گروہ کو اس کے اعمال نامہ کی طرف بلایا

اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ

جائے گا آج تمہیں ان اعمال کا بدلہ دیا جائے گا جو تم کرتے رہے○ یہ ہمارا (لکھوایا ہوا) اعمال نامہ ہے جو

بِالْحَقِّ ؕ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

تمہارے متعلق ٹھیک بیان دے گا جو کچھ تم عمل کیا کرتے تھے۔ بلاشبہ ہم لکھوائے جاتے تھے[3]○ رہے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ

وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے[4] تو اللہ انہیں اپنی رحمت میں داخل کرے گا یہی واضح کامیابی

الْمُبِيْنُ ﴿۳۰﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۫ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ

ہے○ اور جن لوگوں نے کفر کیا (انہیں کہا جائے گا) کیا تمہیں میری آیات پڑھ کر نہیں سنائی جاتی تھیں؟

فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ

مگر تم اکڑ گئے[5] اور تم تھے ہی مجرم لوگ○ اور جب تمہیں کہا جاتا کہ ”اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت

اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ ۙ

کے آنے میں کوئی شک نہیں“ تو تم کہہ دیتے تھے ہم نہیں جانتے کہ قیامت کیا چیز ہے؟ ہم تو اسے ایک ظنی

اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا

چیز ہی خیال کرتے ہیں اور[6] ظنی چیز پر ہم یقین نہیں کر سکتے○ اس وقت ان پر ان کے اعمال کی برائیاں ظاہر

عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَقِيْلَ الْيَوْمَ

ہونے لگیں گی اور جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے وہ انہیں آگھیرے گا○ اور انہیں کہا جائے گا آج ہم تمہیں

نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ

ایسے ہی بھلا دیں گے[7] جیسے تم نے اس دن کی ملاقات کو بھلا دیا تھا اور اب تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے اور تمہارا

مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۳۴﴾ ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ

کوئی مددگار بھی نہیں○ یہ اس لیے کہ تم اللہ کی آیات کا مذاق اڑایا کرتے تھے اور دنیا کی زندگی

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۳۵﴾

نے تمہیں دھوکہ میں ڈال رکھا تھا لہٰذا آج نہ انہیں جہنم سے نکالا جائے گا اور نہ کہا جائے گا کہ معذرت

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۶﴾

کرکے اپنے رب کو راضی کر لو[8]○ پس تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو ارض و سماوات کا اور سارے جہان

وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۠ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۷﴾ ع

کا رب ہے○ آسمانوں اور زمین میں کبریائی اسی کی ہے[9] اور وہ زبردست حکمت والا ہے○

ع ۴ / ۲۰

1-ایسا نہیں ہو سکتا کہ دوبارہ جی اٹھنے کے بعد پھر مہلت عمل مل جائے بلکہ پھر تو جزا و سزا کا عمل جاری ہو کر رہے گا۔

2-جاثیہ جثہ۔ مردہ جسم کو جثہ کہا جاتا ہے۔ خوف و دہشت سے یہ کیفیت ہو گی۔

3- نستنسخ۔ نسخ۔ لکھنا۔ یہ لازمی نہیں کہ کاغذ، قلم اور سیاہی سے ہو۔ کئی اور طریقے بھی ممکن ہیں۔ یہاں کتاب سے مراد اعمالنامے ہیں جس کے بارے میں دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔

”یہ کتاب کیسی ہے نہ چھوٹی بات چھوڑتی ہے اور نہ ہی بڑی بات۔ ہر چیز کو اس نے گن رکھا ہے۔“

(الکہف 49:18)

4-یہاں بھی ایمان کے ساتھ عمل صالحہ کا ذکر اسکی ضرورت و اہمیت کی دلیل ہے۔ عمل صالحہ وہ ہوتا ہے جو فرمان الٰہی اور سنت نبی کے مطابق ہو نہ کہ جسے خود انسان عمل صالحہ سمجھتا رہے۔

5-گویا قبول حق سے مانع اصل میں کبر و غرور ہی ہوتا ہے باقی اعتراضات محض بہانے ہی ہوتے ہیں۔

6-یوم آخرت کا انکار اور اس میں شک نتیجہ کے اعتبار سے ایک جیسے ہی ہیں۔

7-عذاب میں ڈال کر بھلا دیا جائے گا اور چیخ و پکار اور آہ و بکا کو خاطر میں نہ لایا جائے گا۔

8- عتب۔ سرزنش کرنا۔ اعتب۔ سبب ناراضگی دور کرنا۔

استعیب۔ کسی ناراض کو منا لینا۔ منت سماجت سے یا معذرت سے۔

9-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”کبریائی میری چادر اور عظمت میرا آزار بند ہے لہٰذا جو شخص ان دونوں میں سے کسی چیز کو مجھ سے کھینچنے کی کوشش کرے گا میں اسے اٹھا کر آگ میں پھینک دوں گا“۔

(ابو داؤد)

دنیا میں انہیں کہا جاتا تھا کہ اللہ سے دعا کر کے اللہ کو منا لو مگر وہ تکبر میں پڑے رہتے تھے۔ یوم قیامت عذاب میں اللہ سے رابطہ کا موقع بھی نہ مل سکے گا۔ موت مانگیں گے تو وہ بھی نہ ملے گی۔

فرمان الٰہی ہے۔

”وہ پکاریں گے اے مالک تمہارا رب ہمارا کام ہی تمام کر دے (تو اچھا ہے) وہ کہے گا کہ تم ہمیشہ یہیں رہو گے“۔

(الزخرف 77-78:43)

سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

آیات ۳۵ (۴۶) سورہ احقاف (۶۶) رکوع ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

حٰمٓ ۞ تَنْزِیْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَكِیْمِ ۞

حم[1] ○ یہ کتاب اللہ غالب، حکمت والے کی طرف سے نازل کی گئی[2] ہے ○

مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ

ہم نے ارض و سماوات اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کو حقیقی مصلحت کی بناء پر اور ایک مقررہ مدت

مُّسَمًّى ؕ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا عَمَّاۤ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ۞ قُلْ اَرَءَیْتُمْ

تک کے لیے پیدا کیا[3] ہے اور جو کافر ہیں وہ اعراض کرتے ہیں جس سے انہیں ڈرایا جاتا ہے ○ کہہ دیجیے

مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ

دیکھو اللہ کے سوا جنہیں تم پکارتے ہو مجھے دکھلاؤ تو سہی کہ زمین کی کیا چیز انہوں نے پیدا کی ہے

اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِی السَّمٰوٰتِ ؕ اِیْتُوْنِیْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَاۤ اَوْ

یا آسمانوں کی تخلیق میں ان کا کچھ حصہ ہے؟ تو اس سے پہلے کی کوئی کتاب الٰہی یا

اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۞ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا

علمی روایت[4] میرے پاس لاؤ اگر تم سچے ہو[5] ○ اور اس شخص سے بڑھ کر اور کون گمراہ ہو گا جو

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَهٗۤ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَهُمْ عَنْ

اللہ کو چھوڑ کر انہیں پکارتا ہے جو قیامت تک اسے جواب نہیں دے سکتے[6] بلکہ وہ ان کی پکار

دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۞ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّ

سے ہی بے خبر ہیں ○ اور جب لوگ اکٹھے کئے جائیں گے تو وہ ان کے دشمن بن جائیں گے ○ اور

كَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِیْنَ ۞ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ

ان کی عبادت کا انکار کر دیں گے[7] ○ اور جب ان پر ہماری آیات پڑھی جاتی ہیں تو کافر اس حق

قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۞ ؕ

کے[8] بارے میں جو ان کے پاس آچکا ہے کہتے ہیں کہ "یہ تو صریح جادو ہے ○"

اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَیْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ

یا یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ خود ہی اسے بنا لایا ہے کہدیجئے اگر میں نے خود بنا لیا ہے تو تم مجھے

لِیْ مِنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِیْضُوْنَ فِیْهِ ؕ كَفٰى بِهٖ

اللہ (کی گرفت) سے بچانے کی کچھ طاقت نہیں رکھتے۔[9] جن باتوں میں تم لگے ہوئے ہو اللہ انہیں خوب جانتا ہے۔

شَهِیْدًۢا بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۞

میرے اور تمہارے درمیان وہی گواہی دینے کے لیے کافی ہے اور وہ معاف کرنے والا اور رحم والا ہے ○

1-یہ حروف مقطعات ہیں انکا درست مفہوم متعین کرنامشکل ہے۔ غالبا یہ منکرین کیلئے ایک چیلنج ہے کہ قرآن انہی حروف سے مل کر بنا ہے۔ اگر تم اسے انسانی کاوش سمجھتے ہو تو تم بھی اس جیسا کلام بنالاؤ۔ واللہ اعلم تفصیل کیلئے دیکھیں (البقرہ 1:2)

2-جواتنا غالب ہے کہ اپنے فیصلے نافذ کرانے کی پوری صلاحیت رکھتا ہے۔ اتنا داناہے کہ اسے اپنے فیصلے تبدیل کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔

3-نہ تو یہ زمین و آسمان بے مقصد پیدا کئے گئے ہیں کہ تمہیں ویسے ہی (Un Attended) چھوڑ دیا جائے اور حساب کتاب کیلئے حاضر نہ کیا جائے اور نہ ہی تمہارے کہے پہ فوراً کسی کو زندہ کرکے لا کر کھڑا کیا جائے گا کیونکہ ان سب باتوں کا وقت مقرر ہے۔

4- آثارۃ من العلم۔ علمی اثر۔ کتاب اللہ کی وہ تشریح و تفسیر جو کہ مستند ہو۔

5-ارض و سماء میں بھی اگر تم اللہ کے شریکوں کی کسی تخلیق کی جانب اشارہ نہ کرسکو اور نہ کوئی نقل دلیل پیش کرسکو تو پھر اللہ کے شریک ٹھہرانے کا کیا جواز ہے؟

6- یستجیب۔ جواب۔ اس میں دونوں مفہوم پائے جاتے ہیں۔ زبانی جواب دینا اور عملی جواب دینا یعنی حاجت روائی اور مشکل کشائی کرنا۔

7-ایسے معبود جو ذی روح ہیں وہ تو صاف برات کا اظہار کریں گے کہ ہم نے تو انہیں اسکا حکم نہیں دیا تھا۔

"اور جب (یوم قیامت) اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کو چھوڑ کر مجھے اور میری والدہ کو الہ بنالینا۔ حضرت عیسیٰ جواب دیں گے اے اللہ تو پاک ہے میں ایسی بات کیوں کرسکتا ہوں جس کا مجھے حق نہ تھا۔"

(المائدہ 116:5)

شیطان بھی برات کا اظہار کردیں گے۔

"ہم آپ کے سامنے ان سے برات کا اظہار کرتے ہیں۔"

(القصص 63:28)

8-چونکہ انہیں حق سے انکار کیلئے بہانہ چاہئے تھا۔ قرآن کی تاثیر تو جادوئی ہے۔ نیز اسلام قبول کرنیوالا اپنے قریب ترین عزیز کی جدائی بھی برداشت کرنے کو تیار ہوجاتا اور ساحر عموماً خاوند اور بیوی میں جدائی ڈالتے ہیں۔ لہٰذا قرآن کو صریح سحر کہہ دیتے۔

9-اب جب تم تمام عقلی اور نقلی دلائل رد کرچکے ہو اور اللہ کے کلام کو جھٹلا رہے ہو تو خود اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھ رہا ہے تو یہ اسکی رحمت اور بخشش ہے کہ تمہیں مہلت دیئے چلا جارہا ہے۔

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ؕ

کہد یجئے میں نرالا رسول نہیں ہوں[1] اور میں یہ نہیں جانتا کہ مجھ سے کیا سلوک کیا جائے گا اور تم سے کیا؟ میں

اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝9 قُلْ اَرَءَيْتُمْ

تو اسی کی اتباع کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے[2] اور میں محض ایک واضح ڈرانے والا ہوں○ " کہد یجئے

اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ

(دیکھو اگر یہ) اللہ کی طرف سے ہو اور تم نے اس کا انکار کر دیا اور بنی اسرائیل سے ایک گواہ نے بھی ایسی گواہی

اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

دے دی[3] چنانچہ وہ تو ایمان لے آیا اور تم اکڑ بیٹھے (تو تمہارا کیا انجام ہو گا؟) بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں

الظّٰلِمِيْنَ ۝10 وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا

کو ہدایت نہیں دیتا○ اور کافر ایمان والوں سے کہتے ہیں اگر یہ اچھا ہوتا تو اہل ایمان اسے قبول کرنے میں

سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ؕ وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ۝11

ہم سے سبقت نہ لے جاتے اور چونکہ انہوں نے ہدایت نہیں پائی لہٰذا اب یہ کہیں گے کہ یہ تو پرانا

وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ

جھوٹ ہے○ حالانکہ اس سے قبل موسیٰ کی کتاب جو رہنما اور رحمت تھی موجود تھی اور یہ کتاب اس کی

لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ۝12 اِنَّ

تصدیق کرنے والی ہے جو عربی زبان میں ہے تاکہ ظالموں کو تنبیہ کرے اور نیکوں کو بشارت دے○ یقیناً

الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر ڈٹ گئے[4] انہیں کوئی خوف نہ ہو گا اور نہ وہ

يَحْزَنُوْنَ ۝13 اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا

غمگین ہوں گے○ یہی لوگ اہل جنت ہیں جو اس میں دائمی رہیں گے○ یہ ان کے اعمال کا بدلہ ہے

يَعْمَلُوْنَ ۝14 وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ

جو وہ کرتے رہے○ ہم نے انسان کو حکم دیا کہ وہ اپنے والدین سے اچھا سلوک کرے اس کی ماں نے

كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ

مشقت سے اسے پیٹ میں رکھا اور مشقت سے جنا اس کے حمل اور دودھ چھڑانے میں تیس ماہ لگے[5] حتیٰ کہ[6]

اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ

جب وہ اپنی بھرپور جوانی کو پہنچا اور چالیس سال کا ہوا[7] تو کہنے لگا! "میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیرے

الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ

احسان کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کیا ہے اور یہ کہ میں اچھے عمل کروں جو تجھے

وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝15

پسند ہوں اور میری خاطر میری اولاد کی اصلاح کر میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور بلاشبہ میں فرمانبردار ہوں○

1-نہ تو میں دنیا میں پہلا ہی رسول ہوں۔ بے شمار رسول گزر چکے ہیں نہ میری دعوت نرالی ہے بلکہ پہلے رسول میری بشارتیں بھی دے کر گئے ہیں۔

2-قریش آپ ﷺ سے طرح طرح کے مطالبات اور سوالات کرتے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آپ اعلان کر دیجئے کہ میں عالم الغیب نہیں ہوں کہ تمہیں پل پل کی خبریں دیا کروں۔ جس چیز کا وحی کے ذریعے مجھے علم دیا جاتا ہے بس وہی جانتا ہوں۔

3-اکثر مفسرین نے یہاں عبد اللہ بن سلام مراد لئے ہیں ترمذی کی ایک روایت بھی اس کی تائید کرتی ہے مگر اس سے یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ یہ سورت مکی ہے جبکہ عبد اللہ ابن سلام نے مدینہ میں اسلام قبول کیا۔

ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ نے اس آیت سے مراد کوئی خاص شخص نہیں قرار دیا بلکہ بنی اسرائیل کا کوئی عام فرد مراد ہے۔ واللہ اعلم۔

4-جو ایمان قبول کر کے ایمان پہ جم جاتے ہیں اور ڈگمگاتے نہیں ہیں۔ جیسے فرمایا۔

"جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہی ہمارا رب ہے اور پھر اس پہ ڈٹ گئے۔ ان پہ (موت کے وقت) فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ کچھ خوف اور غم نہ کرد تمہیں جنت کی بشارت ہو جسکا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔"

(حم سجدہ 31:41)

5-والدین کے ساتھ حسن سلوک کی شریعت میں انتہائی تاکیدی احکام ہیں۔ ان کیلئے رحمت کی دعا مانگنے کا حکم دیا گیا ہے۔

﴿وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيراً﴾

"اور کہو اے رب! ان دونوں پہ رحم فرما جیسا کہ انہوں نے بچپن میں مجھے پالا۔"

(بنی اسرائیل 170:17)

والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کے بعد تین مرتبہ والدہ کی خصوصی خدمات کا ذکر کیا گیا ہے۔ دیکھیں (لقمن 14:31)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ "میرے بہترین سلوک کے سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے دوبارہ پوچھا پھر کون؟ آپ نے فرمایا تیری ماں۔ تیسری بار بھی آپ نے یہی جواب دیا پھر چوتھی بار آپ نے جواب دیا تیرا باپ۔"

(بخاری)

حضرت جابر سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"تم اور تمہارا مال تمہارے والد کا ہے۔"

(ابن ماجہ)

6-سورۃ بقرہ میں رضاعت کی زیادہ سے زیادہ مدت دو سال بیان فرمائی ہے۔ یہاں حمل اور رضاعت کی مدت 30 ماہ فرمائی ہے۔ گویا حمل کی کم از کم مدت 6 ماہ ہوئی۔ اس سے کم نہیں ہو سکتی۔ یہ مدت قمری مہینوں کے اعتبار سے ہو گی۔

7-عقل و شعور کی پختگی کی عمر چالیس سال ہے۔ اسکے بعد اس میں کمی واقع ہونا شروع ہو جاتی ہے۔

أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ

یہی لوگ ہیں جن کے اچھے اعمال ہم قبول کرتے اور ان کی برائیوں سے درگزر کر جاتے ہیں

فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ۭ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿١٦﴾ وَالَّذِيْ

یہ اہل جنت میں شامل ہیں اللہ کا وعدہ سچا ہے جو ان سے کیا گیا تھا○ اور جس شخص نے

قَالَ لِوَالِدَيْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ اَتَعِدٰنِنِيْٓ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ

اپنے والدین سے کہا" تف ہو تم پر تم مجھے ڈراتے ہو کہ میں (زمین سے) نکالا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے قبل بہت سی

مِنْ قَبْلِيْ ۚ وَهُمَا يَسْتَغِيْثٰنِ اللّٰهَ وَيْلَكَ اٰمِنْ ڰ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ښ

نسلیں گزر چکی ہیں؟ اور وہ دونوں اللہ کی دہائی دیتے ہیں "تیرا ستیاناس، ہماری بات مان[1] جا کیونکہ اللہ کا وعدہ

فَيَقُوْلُ مَا هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٧﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ

سچا ہے" تو وہ کہتا ہے "یہ تو پہلے لوگوں کے قصے ہیں[2]○" یہی لوگ ہیں جن پر

الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۭ اِنَّهُمْ

جنوں اور انسانوں کی ان سے پہلے کی جماعتوں سمیت اللہ کا (عذاب کا) قول صادق[3] آتا ہے۔ بلاشبہ یہی خسارہ

كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿١٨﴾ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ وَلِيُوَفِّيَهُمْ اَعْمَالَهُمْ

اٹھانے والے ہیں○ ہر ایک کے لئے اس کے اعمال کے لحاظ سے درجے ہوں گے تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال

وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿١٩﴾ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ۭ

کا پورا بدلہ دے اور ان پر ظلم[4] نہیں کیا جائے گا○ اور جس دن کافر جہنم پر پیش کیے جائیں گے

اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ

(تو کہا جائے گا)[5] تم دنیا کی زندگی میں پاکیزہ چیزوں سے اپنا حصہ لے چکے اور ان سے مزے اڑا چکے سو

تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي

آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا یہ ان باتوں کا بدلہ ہے کہ تم زمین

الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ﴿٢٠﴾ وَاذْكُرْ اَخَا

میں ناحق اکڑ رہے تھے اور نافرمانی کیا کرتے تھے○ اور ان (کفار مکہ) سے قوم عاد کے بھائی

عَادٍ ۭ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْۢ

(ہود) کا ذکر کیجئے جب اس نے احقاف[6] میں اپنی قوم کو ڈرایا جب کہ ہود سے پہلے بھی انہیں ڈرانے والے

بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖٓ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ

آئے اور اس کے بعد بھی آتے رہے اور کہا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا بلاشبہ میں تم پر ایک

عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿٢١﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا

بڑے دن کے عذاب سے ڈراتا ہوں○ وہ کہنے لگے کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہمیں ہمارے

عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٢٢﴾

معبودوں سے بدل کر دو۔ اگر تم سچے ہو تو جس عذاب کی ہمیں دھمکی دیتے ہو لے آؤ○

ع ۲ ۱۰ ۲

1-گزشتہ آیات میں باسعادت اولاد کا تذکرہ تھا اب ان کا تذکرہ ہے جن کی اولاد مشرک تھی۔

2-توحید اور آخرت کی بات کو پرانے افسانے کہتے ہو ان لوگوں کو یہ بھول جاتا ہے کہ آخرت کے منکر جو جواب دیتے رہے ہیں وہ بھی تو افسانہ ہی ہے اور حق کی دعوت جھٹلانے والوں کا جو حشر ہوا اس کے افسانے بھی موجود ہیں۔

3-اس قول سے مراد اللہ کا درج ذیل فرمان ہے جو کہ شیطان کے جواب میں اللہ نے فرمایا تھا۔

"میں ضرور جہنم کو تجھ سے اور تیری اتباع کرنیوالوں سے بھردوں گا۔"
(ص 85:38)

4-کسی کو اعمال کا بدلہ نہ ملنا۔ جرم سے زیادہ سزا ملنا۔ دنیا میں ہونیوالی زیادتی کا مداوا نہ ہونا سب ظلم کی شکلیں ہیں۔ اللہ کی عدالت میں یہ ظلم نہ ہو گا۔

5-کفار اور منکرین آخرت کو انکے اچھے اعمال کا بدلہ دنیا میں مل جاتا ہے کیونکہ انہوں نے وہ اعمال آخرت میں اجر حاصل کرنے کی نیت سے کئے ہی نہیں ہوتے مثلاً کسی نے شہرت کیلئے کئے تو اسے شہرت مل گئی معاملہ ختم ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ عموماً اللہ کے نافرمان دنیاوی اعتبار سے زیادہ خوشحال نظر آتے ہیں۔

حضرت حذیفہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

سونے چاندی کے برتنوں میں نہ کھاؤ پیو اور ریشم نہ پہنو اور نہ ہی دیباج پہنو یہ ان کیلئے دنیا میں ہے اور تمہارے لئے آخرت میں۔

(بخاری و مسلم)

6-احقاف جمع حقف۔ ریت کے بڑے بڑے ٹیلے پھیلے ہوئے تودے یہ عاد اولیٰ کی بستی کا نام ہے جہاں حضرت ہود مبعوث ہوئے۔ قدیم مفسرین کا یہ کہنا ہے کہ یہ منطقہ موجودہ سعودی عرب کے ویران صحرا ربع خالی میں واقع ہے۔

"تاہم ایک جدید ماہر آثار قدیمہ ڈاکٹر احمد فخری نے ایک تحقیقی رپورٹ لکھی ہے (دیکھیں اسکی کتاب بعنوان "الاہرامات المصریہ" صفحہ 174) کہ اہرامات مصر تعمیر کرنے والی قوم قوم عاد تھی کیونکہ ان کے قد اس قدر طویل تھے کہ اسکے علاوہ کوئی اور قوم اس قابل ہی نہیں تھی کہ ایسی بلند و بالا عمارتیں بنا سکے۔

دوسری جانب قرآن کریم کے اکثر اشارات بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔
یہ بھی ممکن ہے کہ کچھ قوم مصر میں قیام پذیر ہو گئی ہو اور کچھ سعودی عرب کے موجودہ ربع خالی میں۔ واللہ اعلم۔

قَالَ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ وَأُبَلِّغُكُمْ مَّآ أُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّيْٓ

ہود نے کہا اس کا علم اللہ کے پاس ہے اور میں تمہیں پیغام پہنچا رہا ہوں جو مجھے دے کر بھیجا گیا

أَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿٢٣﴾ فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ

ہے مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ تم جاہل قوم ہو○ پھر جب انہوں نے اس (عذاب کو بصورت) بادل اپنے میدانوں

قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ۚ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ۖ رِيْحٌ

پر بڑھتے دیکھا تو کہنے لگے "یہ بادل ہم پر برسے گا"[1] بلکہ یہی چیز تھی جس کے لیے تم جلدی مچا رہے

فِيْهَا عَذَابٌ أَلِيْمٌ ﴿٢٤﴾ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۭ بِأَمْرِ رَبِّهَا

تھے یعنی آندھی[2] جس میں المناک عذاب تھا○ وہ اپنے رب کے حکم سے ہر چیز کو تہس نہس کر رہی تھی

فَأَصْبَحُوْا لَا يُرٰىٓ إِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ۚ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ

آخر ان کا یہ حال ہوا کہ ان کے گھروں کے سوا کوئی چیز نظر نہ آتی تھی۔ ہم مجرموں کو ایسے ہی

الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٢٥﴾ وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ إِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ

سزا دیا کرتے ہیں[3]○ ہم نے انہیں اتنی قدرت دے رکھی تھی جتنی تمہیں نہیں دی

وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّأَبْصَارًا وَّأَفْئِدَةً ۖ فَمَآ أَغْنٰى عَنْهُمْ

اور ہم نے انہیں کان، آنکھیں اور دل سب کچھ دے رکھا تھا مگر ان کے

سَمْعُهُمْ وَلَآ أَبْصَارُهُمْ وَلَآ أَفْئِدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ إِذْ

کان، آنکھیں اور دل ان کے اس وقت کچھ بھی کام نہ آئے

كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ

جب انہوں نے اللہ کی آیات کا انکار کر دیا اور انہیں اسی چیز نے آگھیرا جس کا

يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٢٦﴾ ع وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى

وہ مذاق اڑاتے تھے○ اور تمہارے اردگرد ہم بہت سی بستیاں ہلاک کر چکے ہیں

وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٢٧﴾ فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ

اور ہم نے دلائل کو طرح طرح سے بیان کر دیا ہے تاکہ وہ باز آجائیں○ پھر ان ہستیوں نے ان کی

الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ۖ بَلْ ضَلُّوْا

کیوں مدد نہ کی جنہیں ان لوگوں نے اللہ کے سوا تقرب الی اللہ کا ذریعہ سمجھ کر الٰہ بنا رکھا تھا؟[4] بلکہ

عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ إِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٢٨﴾ وَإِذْ صَرَفْنَآ

انہیں یاد ہی نہ رہیں گی اور یہ نتیجہ ہے ان کے جھوٹ اور جھوٹے عقیدے کا جو انہوں نے گھڑ رکھے تھے○

إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ

اور جب ہم جنوں[5] کے ایک گروہ کو آپ کی طرف لائے جو قرآن سن رہے تھے جب وہ اس مقام پر پہنچے تو

قَالُوْٓا أَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿٢٩﴾

کہنے لگے خاموش ہو جاؤ۔ پھر جب قرآن پڑھا جا چکا تو وہ ڈرانے والے بن کر اپنی قوم کے پاس لوٹے○

1-عرصہ سے احقاف میں بارش نہ ہوئی تھی جس کیلئے قوم عاد ترس رہی تھی۔ یہ لوگ کالے سیاہ بادل دیکھ کر جھوم اٹھے۔

2-یہ آندھی انتہائی تیز رفتار۔ سخت ٹھنڈی تھی جو آٹھ ایام اور سات راتیں مسلسل چلتی رہی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ فرماتی ہیں کہ۔

"آپ ﷺ جب آندھی یا ابر دیکھتے تو آپ ﷺ کے چہرے پر فکر معلوم ہوتی۔ میں نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ لوگ تو جب بادل دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں کہ اب بارش ہوگی لیکن میں دیکھتی ہوں کہ جب بادل آئے تو آپکے چہرہ پہ ناگواری معلوم ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ مجھے خطرہ لاحق ہو جاتا ہے کہ کہیں اس میں عذاب نہ ہو۔ ایک قوم (عاد) پر آندھی کا عذاب آیا۔ جب انہوں نے بادل دیکھے تو کہنے لگے کہ یہ تو بادل ہے جو ہم پر برسنے والا ہے۔"

(بخاری)

3-جیسے قوم ثمود۔ قوم لوط وغیرہ۔

4-ان سب کا اپنے معبودوں اور بتوں کے بارے میں یہ عقیدہ تھا کہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ جب ان سب پہ عذاب آتا تو یہ سفارشی کسی کام نہیں آسکتے۔

5-جن بھی انسانوں کی طرح احکامات شریعت کی مکلف مخلوق ہے۔ جنوں کو انسانوں سے قبل پیدا کیا گیا۔ آپ ﷺ نے جیسے انسانوں کو اللہ کا پیغام پہنچایا اسی طرح جنوں کو بھی اللہ کا پیغام پہنچایا۔ جن انسانوں سے مخفی مخلوق ہے۔ آپکے پاس کئی دفعہ جن قرآن سننے کیلئے آئے۔ اسی طرح آپ بھی کئی دفعہ انکے ہاں تشریف لے گئے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"ایک دفعہ آپ ﷺ اپنے چند صحابہ کے ساتھ عکاظ کے بازار جانے کے ارادہ سے روانہ ہوئے۔ ان دنوں شیطانوں کو آسمانوں کی خبریں ملنا بند ہوگئیں تھیں اور ان پہ انگارے پھینکے جاتے تھے۔ وہ (زمین کی طرف) لوٹے اور (آپس میں) کہنے لگے یہ کیا ہوگیا ہمیں آسمان کی خبر ملنا بند ہوگئی ہے اور ہم پر انگارے پھینکے جاتے ہیں ضرور کوئی نئی بات واقع ہوگئی ہے جسکی وجہ سے ہمیں آسمان کی خبر ملنا بند ہوگئی ہے۔ یوں کرو کہ سارے مشرق و مغرب میں پھر کر دیکھو کہ وہ نئی بات کیا واقع ہوئی ہے ان میں سے کچھ شیطان تہامہ (حجاز) کی جانب بھی آئے اور آپ تک پہنچ گئے۔ اس وقت آپ ﷺ نخلہ میں تھے اور عکاظ کے بازار جانے کا قصد کر رہے تھے۔ آپ ﷺ اپنے صحابہ کو صلوٰۃ فجر پڑھا رہے تھے جب ان جنوں نے قرآن سنا تو کان ادھر لگا دیئے پھر کہنے لگے کہ یہی وہ چیز ہے جس کی وجہ سے ہم پر آسمان کی خبر ملنا بند ہوگئی ہے۔"

(بخاری)

قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا

کہنے لگے "اے ہماری قوم! ہم نے ایسی کتاب سنی ہے جو موسیٰ کے بعد نازل ہوئی ہے وہ اپنے سے

لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِیْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٣٠﴾ يٰقَوْمَنَآ

پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے- حق اور صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرتی ہے○ اے ہماری قوم!

اَجِيْبُوْا دَاعِیَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ

اللہ کی طرف بلانے والے کی بات مان لو اور اس پر ایمان لے آو- وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں

مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٣١﴾ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِیَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِی

المناک عذاب سے بچالے گا○ اور جو اللہ کی طرف بلانے والے کی بات نہ مانے تو وہ زمین میں

الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ؕ اُولٰٓئِكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٢﴾

(بھاگ کر) اسے عاجز نہیں کر سکتا اور نہ اس کے بغیر اس کا کوئی حامی ہو گا یہی لوگ صریح گمراہی میں

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْیَ

ہیں○ کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ اللہ ہی ہے جس نے ارض و سماوات کو پیدا کیا اور انہیں پیدا کرکے

بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْیِۦَ الْمَوْتٰى ؕ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٣٣﴾

تھک نہیں گیا، وہ قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کر دے؟ کیوں نہیں وہ ہر چیز پر قادر ہے○

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا

اور جس دن کافر جہنم پر پیش کئے جائیں گے (تو پوچھا جائے گا) کیا یہ (جہنم) حق نہیں؟ وہ کہیں گے،

بَلٰى وَرَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿٣٤﴾ فَاصْبِرْ

کیوں نہیں، ہمارے رب کی قسم (حق ہے) اللہ فرمائے گا اب عذاب کا مزا چکھو اس بنا پر جو تم کفر کرتے

كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ؕ كَاَنَّهُمْ

تھے○ پس صبر کیجئے جیسے اولوالعزم رسول صبر کرتے رہے ہیں اور ان کے بارے میں جلدی نہ کیجئے- جس

يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ؕ

دن یہ دیکھ لیں گے جس سے انہیں ڈرایا جاتا ہے تو وہ سمجھیں گے جیسے (دنیا میں) بس دن کی ایک ساعت ہی

بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٣٥﴾ ع

ٹھہرے تھے بات پہنچا دی گئی ہے تو اب کیا نافرمان لوگوں کے علاوہ کوئی اور ہلاک ہوگا؟○

سورۃ محمد مدنیۃ وہی ثمان وثلثون آیۃ واربع رکوعات

آیات ۳۸ (۴۷) سورہ محمد مدنی ہے (۹۵) رکوع ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ﴿١﴾

جن لوگوں نے کفر کیا اور (دوسروں کو) اللہ کی راہ سے روکا اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال ضائع کر دیئے○

1-جنوں نے تورات کی جانب اشارہ کیا اور انجیل کی جانب اشارہ نہیں کیا اسکی وجہ یہ ہے کہ شریعت کے احکام میں تورات جیسی جامع کتاب قرآن سے پہلے کوئی نہیں تھی- حضرت عیسیٰ نے بھی یہ فرمایا کہ میں تورات بدلنے نہیں بلکہ اس کی تکمیل کرنے آیا ہوں-

2-جس کی کمال قدرت کا یہ حال ہے کہ اس نے زمین و آسمان تخلیق کئے اور اس عمل میں اسے تھکاوٹ بھی لاحق نہیں ہوئی- کیا وہ مردوں کو دوبارہ پیدا نہ کرسکے گا؟

3-دنیا میں تو تم جزاوعقاب کا نہ صرف انکار ہی کرتے تھے بلکہ تمسخر اڑاتے تھے-

4-رسول تو سب ہی اولوالعزم ہیں تاہم بعض علماء نے حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد ﷺ کو خاص طور پہ اولوالعزم رسول قرار دیا ہے- یہ وہ رسول ہیں جنہوں نے شدید ترین آزمائشیں برداشت کیں- ان میں حضرت نوح نے نوسوپچاس سال تک اللہ کی طرف دعوت دی-

5-جب ہولناک عذاب سامنے نظر آئے گا تو معلوم ہوگا کہ دنیا کی زندگی صرف ایک گھڑی میں ٹھہرے- آج عذاب کیلئے جلدی مچا رہے ہیں قیامت کو انہیں مہلت کی گھڑی بہت ہی کم معلوم ہوگی-

6-یہ ہجرت مدینہ کے بعد ابتدائی زمانہ کی سورت ہے- مسلمانوں کے ساتھ کفار کی عداوت میں وسعت پیدا ہوئی- مکہ میں صرف قریش ہی دشمن تھے- یہاں مدینہ میں بسنے والے یہود- مسلمانوں ہی کی صفوں میں موجود منافقین اردگرد کے کفار قبائل- معاشی تنگدستی بہت بڑھ گئی- ایک تو مہاجرین مکہ سے لٹے پٹے آئے دوسری جانب کفار کی جانب سے معاشی بائیکاٹ-

7-صدوا- صد کے معنی میں روکنا اور رکنا پایا جاتا ہے یعنی یہ لازم بھی ہے اور متعدی بھی-

8-اس کے مفہوم میں کئی باتیں پائی جاتی ہیں- جو سازشیں یہ لوگ اسلام کا راستہ روکنے اور آپ ﷺ کو تکلیف پہنچانے کیلئے کر رہے ہیں- اللہ نے انہیں ناکام کردیا ہے- انہیں اپنی اس بدبختی کی وجہ سے اچھے اعمال کی توفیق ہی نہیں رہی- جو اچھے کام مثلاً صلہ رحمی، حاجیوں کی خدمت وغیرہ بھی انہوں نے کئے وہ ضائع ہو گئے-

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور جو کچھ محمد پر نازل ہوا ہے اس پر ایمان لائے، [1]

وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ﴿۲﴾

اور وہی ان کے رب کی طرف سے حق ہے، اللہ نے ان کی برائیاں دور کر دیں اور ان کا حال درست

ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

کر دیا○ یہ اس لیے کہ کافروں نے باطل کی اتباع کی اور ایمان والوں نے اس حق کی

اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ﴿۳﴾

اتباع کی جو ان کے رب کی طرف سے ہے اسی طرح اللہ لوگوں سے ان کے حالات ٹھیک بیان کرتا ہے○

فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ۭ حَتّٰٓي اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ

(مسلمانو!) جب تمہاری کافروں سے مڈھ بھیڑ ہو جائے تو ان کی گردنیں اڑا دو حتیٰ کہ جب بے دریغ قتل کر چکو [2]

فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ڎ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاۗءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ

تو (قیدیوں کی) مشکیں کس [3] لو پھر اس کے بعد یا تو ان پر احسان کرو یا تاوان لے کر چھوڑ [4] دو حتیٰ کہ

اَوْزَارَهَا ڔ ذٰلِكَ ۭ وَلَوْ يَشَاۗءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا۟

لڑائی اپنے ہتھیار ڈال دے یہی (حکم) ہے اور اگر اللہ چاہتا تو خود بھی ان سے انتقام [5] لے لیتا مگر (اس نے چاہا)

بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ۭ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ﴿۴﴾

کہ تمہیں ایک دوسرے سے آزمائے اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے اللہ ان کے اعمال کو ہرگز ضائع نہیں

سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ﴿۵﴾ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ﴿۶﴾

کرے گا○ ان کی رہنمائی کرے گا اور ان کا حال درست کرے گا○ اور انہیں جنت میں داخل کرے گا جس کا [6]

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ

انہیں تعارف کروایا ہے○ اے لوگو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت [7]

اَقْدَامَكُمْ ﴿۷﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ﴿۸﴾

قدم رکھے گا○ اور جنہوں نے کفر کیا ان کے لیے تباہی [8] ہے اور وہ ان کے اعمال برباد کر دے گا○

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ﴿۹﴾

یہ اس لیے کہ جو کچھ اللہ نے نازل کیا تھا اسے انہوں نے ناگوار سمجھا تو اللہ نے ان کے اعمال [9] ضائع

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ

کر دیئے○ کیا وہ زمین میں چل پھر کر دیکھتے نہیں کہ جو لوگ ان سے پہلے گزر چکے ہیں ان کا

مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۡ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ﴿۱۰﴾ ذٰلِكَ

کیا انجام ہوا؟ اللہ نے انہیں تہس نہس کر دیا اور کافروں کے لیے ایسی ہی (سزائیں) ہوتی ہیں○

بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ﴿۱۱﴾

یہ اس لیے [10] کہ ایمان لانے والوں کا اللہ حامی ہے اور کافروں کا کوئی بھی حامی نہیں○

ع 1 / 5 — ۱۴ مع — عند المتقدمین ۱۲ وقف لبعض وقیل علیہ وقیل لیس بوقف الاتباع — وقف لازم

1-ایمان اور عمل صالح کے ساتھ آپ ﷺ پہ ایمان لانے کی شرط بھی لگادی کیونکہ مدینہ میں کئی ایسے یہودی بھی آباد تھے جو کہ تورات اور حضرت موسیٰ پہ ایمان کے ساتھ ساتھ نیک اعمال بھی بجالاتے تھے۔

2-ہجرت کے بعد جب مسلمانوں کی ایک ریاست وجود میں آگئی تو مسلمانوں کو جہاد کے سلسلے میں ہدایات دی جارہی ہیں۔ اس سے پہلے (حج 39:22) میں جہاد کی اجازت مل چکی تھی۔ یہاں کافروں سے مڈبھیڑ ہونے کی صورت میں انکا زور توڑنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ اس سے پہلے قیدیوں کو گرفتار کرنے کی طرف توجہ نہ کی جائے۔

حضرت عبداللہ ابن ابی اوفیٰ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

لوگو دشمن سے بھڑنے کی تمنا مت کرو اور اللہ سے عافیت طلب کرو پھر اگر بھڑ جاؤ تو ثابت قدم رہو اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔"

(بخاری و مسلم)

3-وثاق۔ قیدیوں کو باندھنے کی رسی۔ قید کرنا مراد ہے۔

4-قیدیوں کے ساتھ معاملہ کرنے کی اصل یا تو احسان سے چھوڑنا یا فدیہ لے لینا ہے۔ عام حالات میں قتل کرنے سے منع کیا گیا۔ اگر کسی قیدی کے جرم کی نوعیت شدید ہو تو قتل بھی کیا جاسکتا ہے جیسے فتح مکہ کے موقع پہ کچھ لوگوں کے بارے میں قتل کے احکام جاری کیے گئے۔

5-جیسے سیلاب میں ڈبو کر یا فرشتوں کے ذریعے سے عذاب نازل کر دیتا مگر یہ اللہ کی مشیت نہ تھی۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے معرکہ حق و باطل قائم کر رکھا ہے اور جسکی وجہ سے اللہ کے نیک بندے بھی مصائب کا شکار ہو جاتے ہیں اسکی حکمت یہی ہے۔

6-اسکا دوسرا معنی یہ کیا گیا ہے کہ انہیں اچھے اعمال کی توفیق دے گا۔

7-اللہ کی مدد کرنے سے مراد اللہ کے دین کی مدد ہے جیسے حضرت عیسیٰ نے اپنے حواریوں سے پوچھا۔

"اللہ کی راہ میں کون میرا مددگار ہے۔ حواریوں نے کہا کہ ہم اللہ کے مددگار ہیں۔"

(آل عمران 57:3)

8-تعسا۔ ٹھوکر کھا کر گرنا اور اٹھ نہ سکنا یا ہلاک ہی ہو جانا۔

9-کفار کے نیک اعمال مراد ہیں جیسے سچ بولنا۔ صلہ رحمی کرنا یا بیت اللہ کی خدمات وغیرہ۔

10-جنگ احد میں ابو سفیان نے نعرہ لگایا "اعلیٰ الھبل" (ہبل سربلند ہوا) آپ ﷺ نے مسلمانوں سے کہا کہ تم یہ جواب دو "اللہ اعلیٰ و اجل"۔ پھر ابو سفیان نے کہا لنا العزیٰ ولا عزیٰ لکم۔ (ہمارے لئے عزیٰ یعنی عزت والی دیوی ہے لیکن تمہارے لئے نہیں)۔ آپ ﷺ نے مسلمانوں سے کہا اسے جواب دو۔ لنا مولا ولا مولیٰ لکم (اللہ ہمارا حامی و ناصر ہے اور تمہارا کوئی حامی نہیں)۔

إِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے اللہ یقیناً انہیں ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن میں

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا

نہریں بہہ رہی ہیں اور جو کافر ہیں وہ چند روز فائدے اٹھالیں، وہ اس طرح کھاتے ہیں جیسے

تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ﴿۱۲﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ

چوپائے کھاتے ہیں[1] اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے○ اور کتنی ہی بستیاں تھیں جو آپ کی اس بستی سے بڑھ

قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ﴿۱۳﴾

کر طاقتور تھیں، جنہوں نے آپ کو نکال دیا[2]۔ ہم نے انہیں ہلاک کیا تو ان کا کوئی بھی مددگار نہ ہوا○

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَ

بھلا جو اپنے رب کی طرف سے ایک واضح دلیل پہ[3] ہو اس جیسا ہو سکتا ہے جس کے برے اعمال اسے خوشنما بنا کر

اتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۴﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ فِيْهَآ

دکھائے جا رہے ہوں اور وہ اپنی خواہشات کی اتباع کر رہے ہوں○ جس جنت کا متقین سے وعدہ کیا گیا ہے

اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ

اس کی شان[4] یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں جو باسی نہ ہوگا اور دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہ بدلے گا اور

مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ؕ وَلَهُمْ

شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لیے لذیذ[5] ہوں گی اور کچھ نہریں صاف شہد کی نیز ان کے لیے اس میں

فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي

ہر طرح کے پھل ہوں گے اور ان کے رب کی طرف سے مغفرت ایسا شخص کیا ان جیسا ہو سکتا ہے جو ہمیشہ آگ میں

النَّارِ وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۵﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ

رہیں اور انہیں پینے[6] کو کھولتا ہوا پانی دیا جائے جو ان کی آنتیں کاٹ دے؟○ اور ان میں سے بعض ہیں

اِلَيْكَ ۚ حَتّٰٓى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ

جو آپ کی بات کان لگا کر سنتے ہیں پھر جب تمہارے ہاں سے باہر جاتے ہیں تو ان سے جنہیں علم دیا گیا ہے

مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۟ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ

پوچھتے ہیں کہ "ابھی ابھی[7] اس نے کیا کہا؟ یہی ہیں جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے اور

اتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰىهُمْ

وہ اپنی خواہشات کی اتباع کرتے ہیں○ اور جنہوں نے ہدایت پائی[8] ہے اللہ ان کو زیادہ ہدایت دیتا ہے اور

تَقْوٰىهُمْ ﴿۱۷﴾ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ

انہیں تقویٰ عطا کرتا ہے○ کیا اب یہ قیامت کا انتظار کر رہے ہیں کہ وہ یک دم آن پڑے

فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ﴿۱۸﴾

اس کی نشانیاں[9] آچکی ہیں پھر جب قیامت آجائے گی تو ان کے لیے قبول نصیحت کا کون سا موقع ہوگا○

1- یہ حال کافروں کا ہے۔ جانوروں کی طرح کھاتے ہیں۔ انہیں اپنے پیٹ اور فرج کے علاوہ کسی چیز کی فکر نہیں ہوتی نہ حلال وحرام کی تمیز ہوتی ہے اور نہ ہی عاقبت کی۔

2- مراد اہل مکہ ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کا قیام مکہ میں ناممکن بنا دیا تھا۔ اسے بڑی زیادہ قوت والی بستیاں جیسے اہل سبا۔ عاد اور ثمود وغیرہ ہیں جنہیں ہم پہلے ہی ہلاک کر چکے ہیں۔

3- ایسا رستہ جو روشن ہے اور وہ پوری دلیل اور اطمینان قلب کے ساتھ اس پہ چل رہا ہے۔

4- دنیا میں تو دودھ کبھی پھٹ کر خراب ہو جاتا ہے۔ کبھی گاڑھا ہو کر بدذائقہ ہو جاتا ہے اور کبھی اسکی رنگت تبدیل ہو جاتی ہے۔ جنت میں ایسے نہ ہوگا۔

5- دیکھنے میں حسین۔ پینے میں خوش ذائقہ نہ کہ دنیا کی شراب کی طرح تلخ اور بدمزہ ہوگی۔

6- کھانے کیلئے شجرۃ الزقوم۔ پینے کو گندہ اور کھولتا ہوا پانی۔

7- انفا۔ الان۔ ابھی

مدینہ میں منافقین کا ایک گروہ بھی وجود میں آگیا تھا۔ وہ آپ ﷺ کے ارشادات کی ٹوہ میں رہتے تاکہ انہیں نشانہ تمسخر اور اعتراض بنایا جاسکے۔

8- آپ ﷺ کی باتیں جو ان منافقوں کیلئے فتنہ بن جاتی تھیں مومنوں کے تقویٰ میں اضافہ کا باعث تھیں۔

9- حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ:

"قیامت کی اشراط (یعنی نشانیاں) یہ ہیں۔ علم گھٹ جائے گا، جہالت پھیل جائے گی۔ شراب (کثرت سے) پی جائے گی۔ عورتیں زیادہ ہوں گیں اور مرد کم حتیٰ کہ پچاس عورتوں کا کفیل ایک مرد ہوگا۔"

(بخاری)

حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

"ایک دفعہ ہم آپس میں مذاکرہ کر رہے تھے کہ آپ ﷺ نے ہماری طرف جھانکا اور پوچھا کس چیز کا ذکر کر رہے ہو ہم نے کہا قیامت کا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم اس سے پہلے دس آیات نہ دیکھ لو۔ دخان، دجال، دابۃ الارض، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، عیسیٰ ابن مریم کا نزول، یاجوج وماجوج اور تین جگہ زمین دھنس جانا۔ مشرق میں، مغرب میں اور جزیرہ العرب میں۔ آخری نشانی آگ ہے جو یمن سے نکلے گی اور لوگوں کو ہنکا کر انکے جمع ہونے کی جگہ لے جائے گی۔"

(مسلم)

فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَ

پس آپ جان لیجئے کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں[1] اور اپنے لیے نیز مومن مردوں اور عورتوں کے لیے بھی

الْمُؤْمِنٰتِ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ﴿١٩﴾ وَيَقُولُ الَّذِينَ

گناہ کی معافی مانگئے[2] اور اللہ تمہارے چلنے پھرنے کے مقامات اور آخری ٹھکانے سے واقف ہے○ اور جو لوگ

اٰمَنُوا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُورَةٌ ۚ فَإِذَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيهَا

ایمان لائے کہتے ہیں کہ کوئی سورت کیوں نازل نہیں ہوتی؟ پھر جب ایسی محکم سورت نازل کی گئی جس میں

الْقِتَالُ ۙ رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ

قتال کا ذکر تھا تو آپ نے دیکھا کہ جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق کا) مرض ہے وہ آپ کی طرف یوں

الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَأَوْلٰى لَهُمْ ﴿٢٠﴾ طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوفٌ

دیکھتے ہیں جسے کسی شخص پر موت کا دورہ پڑا ہو[3] ان کے لیے ہلاکت ہے○ (چاہئے تھا کہ) وہ اطاعت کرتے

فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ﴿٢١﴾ فَهَلْ

اور بھلی بات کہتے پھر جب (جہاد کا) معاملہ طے پا گیا اگر وہ اللہ سے سچے رہتے تو ان کے لیے بہتر تھا○

عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ﴿٢٢﴾

(اے منافقو!) تم سے کیا بعید کہ اگر تم حاکم بن جاؤ[4] تو زمین میں فساد کرو اور قطع رحمی کرو[5]○

أُولٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمٰى أَبْصَارَهُمْ ﴿٢٣﴾ أَفَلَا

یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی انہیں بہرا کردیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا○

يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْاٰنَ أَمْ عَلٰى قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ﴿٢٤﴾ إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا

کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا ان لوگوں کے دلوں پر قفل ہیں○ جن لوگوں پر ہدایت واضح

عَلٰى أَدْبَارِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ ۖ

ہوگئی پھر اس کے بعد وہ الٹے پاؤں پھر گئے شیطان نے ان کی کرتوتوں کو خوشنما کرکے انہیں دکھلایا○

وَأَمْلٰى لَهُمْ ﴿٢٥﴾ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيعُكُمْ

اور آرزو دلائی یہ اس لیے کہ انہوں نے اللہ کے دین کو ناپسند کرنے والوں سے کہا کہ ہم تمہاری بعض

فِي بَعْضِ الْأَمْرِ ۖ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ ﴿٢٦﴾ فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ

باتیں مان لیں گے اور اللہ ان کے رازوں کو جانتا ہے○ پھر اس وقت کیا ہو گا جب فرشتے انہیں

الْمَلٰئِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ﴿٢٧﴾ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا

فوت کریں گے تو ان کے چہروں اور پشتوں پر مار رہے ہوں گے○ یہ اس لیے کہ وہ ایسی بات کے پیچھے

مَا أَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ﴿٢٨﴾ أَمْ حَسِبَ

لگ گئے جس نے اللہ کو ناراض کر دیا انہوں نے اس کی رضا کو کریہہ جانا تو اللہ نے ان کے اعمال ضائع کر

الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ أَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ أَضْغَانَهُمْ ﴿٢٩﴾

دیئے○ جن کے دلوں میں مرض ہے کیا وہ سمجھے ہوئے ہیں کہ اللہ ان کے کینے[6] ظاہر نہیں کرے گا○

1- آپ ﷺ کو مخاطب کرکے عام مسلمانوں کو یہ سبق دیا جارہا ہے۔ اللہ کی وحدانیت پہ ایسا یقین کریں جیسا کہ اس کا حق ہے۔

2- اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے رہنے سے بے شمار ایسے گناہوں کا وبال بھی ٹل جاتا ہے جنکا خود انسان کو بھی احساس نہیں ہوتا۔ استغفار سے برکت اور رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔ حضرت نوح نے اپنی قوم کو استغفار کے کئی دنیاوی فائدے گنوائے۔

"پھر (نوح نے) کہا کہ اپنے رب سے معافی مانگ لو بلاشبہ وہ بڑا معاف کرنیوالا ہے۔ تم پر آسمان سے خوب بارشیں برسائے گا۔ مال و اولاد سے تمہاری مدد کرے گا۔ تمہارے لئے باغات بنائے گا اور نہریں جاری کرے گا۔"

(نوح 71:10-21)

حضرت حسن بصری سے کسی نے قحط سالی اور بارشیں نہ ہونے کا شکوہ کیا۔ آپ نے اسے کہا کہ استغفار کرو دوسرے نے فقروفاقہ اور قلت مال کا شکوہ کیا۔ آپ نے اسے بھی استغفار کرنے کا کہا۔ کسی نے کہا کہ سب کے شکوے تو الگ الگ ہیں مگر آپ انہیں علاج ایک ہی بتا رہے ہیں۔ انہوں نے دلیل کے طور پر سورۃ نوح کی یہی آیت پیش کردی۔ حضرت اعزالمزنی روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اے لوگو! اپنے رب سے توبہ چاہو۔ اللہ کی قسم میں اللہ تعالیٰ سے دن میں سو دفعہ توبہ چاہتا ہوں۔"

(مسلم)

3- مکہ میں مسلمانوں کو جہاد کی اجازت نہ تھی۔ ظلم و زیادتیاں محض صبر کے ساتھ برداشت کرنے کا حکم تھا۔ کئی جرات مند صحابہ کی یہ خواہش ہوتی کہ کاش جہاد کی اجازت ملے تو ان لوگوں سے نمٹا جائے۔ جب جہاد کے احکام نازل ہوئے تو منافقین کے ساتھ ساتھ کچھ ضعیف الاعتقاد مسلمانوں کی بھی یہی حالت ہوئی۔ کیسی زبردست نقشہ کشی اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے سارا منظر مجسم طور پہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔

4- اس کا دوسرا معنی جو کہ ابن کثیر سے مروی ہے وہ یہ ہے کہ "جہاد سے پھر جاؤ"

5- "قطع رحمی بہت بڑا گناہ ہے اور صلہ رحمی بہت بڑی نیکی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ نے جب مخلوقات کو پیدا کیا جب تخلیق سے فارغ ہوا تو صلہ رحمی کھڑی ہوئی اور کہا کہ یہ اس کا مقام ہے جو تجھ سے قطع رحمی سے پناہ چاہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تو پسند نہیں کرتی کہ میں اس کے ساتھ احسان کروں جو تجھے قائم رکھے اور اس سے قطع تعلق کروں جو تجھے منقطع کرے۔ صلہ رحمی نے کہا کیوں نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ ایسا ہی ہو گا۔"

(بخاری و مسلم)

6- اضغان۔ بخل۔ انفاق فی سبیل اللہ سے کراہت کینہ وغیرہ۔

وَلَوْ نَشَاءُ لَأَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيمٰهُمْ ۚ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ

اور اگر ہم چاہیں تو وہ آپ کو دکھلا دیں آپ انہیں ان کے چہروں سے پہچان لیں آپ انہیں ان کے طرز کلام سے

الْقَوْلِ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَعْمَالَكُمْ ﴿٣٠﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِينَ

پہچان ہی لیں گے اور اللہ تمہارے اعمال جانتا ہے○ اور ہم ضرور تمہیں آزمائیں گے حتیٰ کہ تم سے مجاہد اور [1]

مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِينَ ۙ وَنَبْلُوَا۟ أَخْبَارَكُمْ ﴿٣١﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا

صابر معلوم کر لیں اور تمہارے احوال کی جانچ پڑتال کریں گے○ [2] بلا شبہ جن لوگوں نے کفر کیا

وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَشَاقُّوا الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا

اور اللہ کی راہ سے (دوسروں کو) روکتے رہے اور ان پر ہدایت واضح ہو جانے کے

تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى ۙ لَنْ يَضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا ۗ وَسَيُحْبِطُ أَعْمَالَهُمْ ﴿٣٢﴾

بعد رسول کی مخالفت کی، وہ اللہ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے اور اللہ ایسے لوگوں کے اعمال برباد کر دے گا○ [3]

يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوٓا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوٓا

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے عملوں کو

أَعْمَالَكُمْ ﴿٣٣﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ

ضائع نہ کر لو○ [4] جن لوگوں نے کفر کیا اور (دوسروں کو) اللہ کی راہ سے روکا پھر اسی

مَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ﴿٣٤﴾ فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوٓا إِلَى

کفر کی حالت میں مر گئے اللہ انہیں کبھی معاف نہیں کرے گا○ [5] پس تم سستی نہ دکھاؤ اور نہ (دشمن سے)

السَّلْمِ ۖ وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ ۖ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَتِرَكُمْ أَعْمَالَكُمْ ﴿٣٥﴾

صلح کی درخواست کرو تم ہی غالب رہو گے اللہ تمہارے ساتھ ہے اور تمہارے اعمال سے کمی نہ کرے گا○ [6]

إِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ ۚ وَإِنْ تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا يُؤْتِكُمْ

دنیا کی زندگی تو بس ایک کھیل اور تماشا ہے اور اگر تم ایمان لاؤ اور تقویٰ اختیار کرو تو اللہ تمہیں

أُجُورَكُمْ وَلَا يَسْأَلْكُمْ أَمْوَالَكُمْ ﴿٣٦﴾ إِنْ يَسْأَلْكُمُوهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوا

تمہارے اجر دیگا اور تم سے تمہارے اموال کا مطالبہ نہیں کرے گا○ اگر تم سے مطالبہ کرے پھر اصرار کرے تو

وَيُخْرِجْ أَضْغَانَكُمْ ﴿٣٧﴾ هٰٓأَنْتُمْ هٰٓؤُلَاءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ

تم بخل کرنے لگو اور وہ تمہارے دلوں کے کھوٹ ظاہر کر دے○ سنو! تم وہ لوگ ہو جنہیں اللہ کی راہ میں خرچ

اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَنْ يَبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَبْخَلْ فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَفْسِهِ ۚ

کرنے کو دعوت دی جاتی ہے پھر تم میں سے کوئی بخل کرنے لگتا ہے حالانکہ جو بخل کرتا ہے وہ اپنے آپ ہی

وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا

سے بخل کرتا ہے اور اللہ تو بے نیاز ہے اور تم ہی اس کے محتاج ہو اور اگر تم نہ مانو گے تو اللہ [7]

غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوٓا أَمْثَالَكُمْ ﴿٣٨﴾

تمہاری جگہ دوسرے لوگ لے آئے گا جو تم جیسے نہ ہوں گے○

ع ۴ ۸

1-مگر یہ ہماری مشیت نہیں ہے تاہم ہم آپکو اتنی فراست ضرور دیئے دیتے ہیں کہ آپ انہیں انکی بول چال سے ہی پہچان جائیں گے۔ چنانچہ مفسرین کہتے ہیں کہ اپنی زندگی کے آخری حصہ میں کوئی منافق ایسا نہ تھا جس نے آپ سے بات کی ہو اور آپ نے اسے پہچان نہ لیا ہو۔ غزوہ تبوک سے واپسی پر منافقوں نے آپ ﷺ کو ایک گھاٹی کی راہ پر ڈال کر ہلاک کرنے کی کوشش کی تو اس وقت حذیفہ بن یمان آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ ﷺ کے کہنے پر ان منافقوں کی سواریوں پر اپنی ڈھال سے وار کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کے نام ان کے باپوں کے نام تک حضرت حذیفہ کو بتلا دیئے تھے تاہم یہ تاکید بھی کر دی تھی کہ کسی پہ یہ نام ظاہر نہ کرنا۔ اسی لئے انہیں رازدان رسول بھی کہا جاتا ہے۔

2-امام طبری نے اسکا معنی یوں کیا ہے۔ "حتیٰ کہ میرے بندے جان لیں" دیگر مفسرین نے اسکا معنی یہ کیا ہے کہ "ظاہر ہو جائے" یا ہم انکو آزما کر جان لیں۔ کچھ لوگوں کو اس آیت سے اور اس جیسی دوسری آیات سے یہ شبہ لاحق ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا "علم حادث" ہے۔ یعنی اسے بھی واقع رونما ہونے سے پہلے علم نہیں ہوتا۔ یہ بہت بڑی غلطی ہے اگر ایسے ہوتا تو اللہ تعالیٰ منافقوں کی سازشوں سے مسلمانوں کو کیسے باخبر کرتے۔

3-انکی سازشوں کو اکارت کر کے رکھ دے گا۔ ان کے نیک اعمال بھی ضائع ہو جائیں گے۔

4-گویا اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت نہ کرنے کا نہ صرف یہ خمیازہ ہے کہ عمل قبول نہ ہو گا بلکہ دیگر اعمال بھی اکارت ہو جائیں گے۔ بعض علماء نے کبیرہ گناہ کو بھی اعمال ضائع کرنیوالا بتایا ہے۔

اس آیت سے سنت کی حیثیت بھی ثابت ہوتی ہے اور سنت معلوم کرنے کا واحد ذریعہ احادیث مبارکہ ہیں۔ اس سے ان لوگوں کا رد ہوتا ہے جو نام نہاد ترقی کے دعویدار ہیں اور احادیث کو ناقابل اعتبار بتلاتے ہیں۔

5-ان شدید ترین جرائم کے علاوہ ان کی موت بھی حالت کفر میں ہوئی۔ اب ان کی معافی کی کوئی صورت نہیں۔

6-گویا اللہ کے دشمنوں کے ساتھ دب کر اور ذلت کے ساتھ صلح نہیں کرنی چاہئے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے قیادت وسیادت کو مسلمانوں کیلئے مختص کیا ہوا ہے۔ خاص طور پہ میدان جنگ میں ایسی صلح کی درخواست نہ کی جائے۔

7-کیونکہ اللہ بے نیاز ہے اسے تمہارے مال کی ضرورت ہی نہیں۔ اگر اللہ انفاق فی سبیل اللہ کیلئے کہتے ہیں تو وہ تمہارے ہی فائدے کیلئے ہے۔

سُوْرَةُ الْفَتْحِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

آیات ۲۹ (۴۸) سورہ فتح مدنی (۱۱۱) رکوع ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۝١ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ

(اے نبی!) ہم نے آپ کو واضح فتح عطا کر دی[1]○ تاکہ اللہ آپ کی سب اگلی اور پچھلی لغزشیں معاف

مَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝٢ وَّ

کر دے اور آپ پر اپنی نعمت پوری کر دے اور آپ کو صراط مستقیم پر چلائے[2]○ اور

يَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ۝٣ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ

آپ کو زبردست نصرت عطا کرے○ وہی تو ہے جس نے مومنوں کے دلوں میں

قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ۭ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ

اطمینان ڈال دیا[3] تاکہ وہ اپنے ایمان کے ساتھ مزید ایمان کا اضافہ کر لیں اور ارض و سماوات کے سب

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝٤ لِّيُدْخِلَ

لشکر اللہ ہی کے ہیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے○ تاکہ مومن

الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

مردوں اور مومن عورتوں کو ایسے باغوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جن میں وہ ہمیشہ

فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا

رہیں گے اور ان سے ان کی برائیاں دور کر دے اور اللہ کے نزدیک یہ بڑی

عَظِيْمًا ۝٥ وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَ

کامیابی ہے○ اور منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو

الْمُشْرِكٰتِ الظَّاۗنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ۭ عَلَيْهِمْ دَاۗىِٕرَةُ السَّوْءِ ۚ وَ

عذاب دے جو اللہ کے بارے میں برا ظن[4] رکھتے ہیں۔ بری گردش انہی پر پڑ گئی اور ان پر

غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝٦

اللہ کا غضب ہوا۔ اس نے ان پر لعنت کی اور ان کے لیے جہنم تیار کی جو بہت برا ٹھکانا ہے○

وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝٧

اور ارض و سماوات کے تمام لشکر اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہر چیز پر غالب اور حکمت والا ہے○

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝٨ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ

(اے نبی!) ہم نے آپ کو شہادت دینے والا، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے○ تاکہ تم اللہ پر اور

رَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ۭ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝٩

اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کی تعظیم کرو اور صبح و شام اللہ کی تسبیح کرو○

1-حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں کہ ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحاً مُبِيناً﴾ سے مراد صلح حدیبیہ ہے۔ بعض مفسرین نے اس سے مراد فتح مکہ لی ہے۔

سن 6 ہجری میں آپ ﷺ نے خواب دیکھا کہ آپ صحابہ کی معیت میں بیت اللہ کا طواف فرما رہے ہیں۔ نبی کا خواب چونکہ وحی ہوتا ہے لہٰذا آپ ﷺ نے صحابہ میں عمرہ کے سفر کا اعلان فرمادیا۔ قریباً چودہ سو صحابہ آپ کے ساتھ ہو لئے۔ قریش کو آپ ﷺ کی آمد کی اطلاع ہوئی تو اسطرح مسلمانوں کے مکہ میں داخلہ کو انہوں نے اپنی توہین سمجھا چنانچہ قریش مسلمانوں کا مکہ میں داخلہ روکنے کیلئے لڑائی پہ آمادہ ہو گئے حالانکہ یہ مہینہ ذوالقعدہ کا مہینہ تھا۔ چنانچہ دونوں جانب سے صلح کیلئے سفارتی کوششیں شروع ہو گئیں بالآخر درج ذیل شرائط پہ سمجھوتہ ہو گیا۔

(ا)۔ آئندہ دس سال تک مسلمان اور قریش ایک دوسرے پہ چڑھائی نہ کریں گے۔

(ب)۔ قبائل کو عام اجازت ہوگی کہ وہ جس کا فریق بننا چاہیں بن سکتے ہیں۔

(ج)۔ مکہ سے کوئی مسلمان اپنے ولی کی اجازت کے بغیر مدینہ پہنچ جائے تو مسلمان اسے واپس کر دیں گے لیکن اگر کوئی مسلمان مکہ آجائے تو واپس نہ کیا جائیگا۔

(د)۔ مسلمان اس دفعہ عمرہ کے بغیر واپس چلے جائیں گے۔ آئندہ سال تلواریں نیام میں کئے ہوئے آئیں۔ تین ایام کیلئے شہر ان کیلئے خالی کر دیا جائے گا۔

بظاہر یہ شرائط مسلمانوں کو ذلت آمیز معلوم ہوئیں اور وہ ایک دوسرے سے حیران ہو کر پوچھتے کہ کیا یہ فتح مبین ہے؟ حالانکہ سب کچھ وحی الٰہی کے مطابق ہوا تھا۔ اس معاہدہ میں کیا کیا حکمتیں پوشیدہ تھیں اس کی تفصیل کیلئے یہ صفحات متحمل نہیں ہو سکتے۔ مختصراً

قریش کی جانب سے اطمینان ہونے کے بعد آپ کو فرصت میسر آئی اور آپ نے بادشاہوں کو اسلام قبول کرنے کیلئے خطوط ارسال کئے۔ یہودیوں کی سرکوبی کرنے کیلئے فرصت میسر ہوئی اور اللہ نے فتح خیبر عنایت فرمائی۔ اگلے سال بغیر جنگ کئے عمرہ ادا کیا۔ اس معاہدہ کے ذریعے مسلمانوں کو ایک برابری کی طاقت تسلیم کر لیا گیا۔ ورنہ قریش اس سے پہلے تو انہیں ایک باغی گروہ یا بے دینوں کا ٹولہ سمجھتے تھے۔

2-حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں کہ

”یہ آیات اس وقت نازل ہوئیں جب آپ حدیبیہ سے مدینہ واپس جا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھ پر ایک آیت اتری ہے جو مجھے زمین کی ساری دولت سے پیاری ہے۔“

(ترمذی)

3-جب مسلمانوں پہ اسکا فتح مبین ہونا واضح ہو تا گیا تو وہ مطمئن ہوتے گئے۔

4-منافقین یہ سوچ سوچ کر خوش ہوتے تھے کہ پہلے تو قریش کو اتنی دور چل کر جنگ کیلئے آنا پڑا۔ اب مسلمان از خود وہاں پہنچ گئے ہیں اب یہ بچ کر نہیں آ سکتے۔

إِنَّ ٱلَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ ٱللَّهَ يَدُ ٱللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ

بلاشبہ جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں وہ اللہ سے بیعت کر رہے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ [1]

فَمَن نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِۦ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَٰهَدَ عَلَيْهُ

ہے اب جو عہد کو توڑے تو توڑنے کا وبال اسی پر ہو گا اور جو عہد کو پورا کرے جو اس نے

ٱللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١٠﴾ سَيَقُولُ لَكَ ٱلْمُخَلَّفُونَ مِنَ

اللہ سے کیا تھا تو عنقریب اللہ اسے بڑا اجر عطا کرے گا○ دیہاتیوں میں سے جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے

ٱلْأَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ أَمْوَٰلُنَا وَأَهْلُونَا فَٱسْتَغْفِرْ لَنَا يَقُولُونَ

وہ اب آپ سے کہیں گے کہ ہمیں ہمارے اموال اور گھر والوں نے مشغول رکھا تھا لہٰذا ہمارے لیے بخشش

بِأَلْسِنَتِهِم مَّا لَيْسَ فِى قُلُوبِهِمْ قُلْ فَمَن يَمْلِكُ لَكُم مِّنَ

مانگیے۔[2] اپنی زبانوں سے وہ بات کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہوتی کہہ دیجیے کون ہے جو تمہارے لیے اللہ کے

ٱللَّهِ شَيْـًٔا إِنْ أَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًۢا بَلْ كَانَ ٱللَّهُ بِمَا

سامنے کچھ بھی اختیار رکھتا ہو اگر وہ نقصان پہنچانا چاہے یا نفع بخشنا چاہے؟ بلکہ جو تم کر رہے ہو اللہ اس سے

تَعْمَلُونَ خَبِيرًۢا ﴿١١﴾ بَلْ ظَنَنتُمْ أَن لَّن يَنقَلِبَ ٱلرَّسُولُ وَٱلْمُؤْمِنُونَ

پوری طرح باخبر ہے○ بلکہ تم تو یہ سمجھے تھے کہ رسول اور مومن کبھی اپنے گھروں کو واپس نہ

إِلَىٰٓ أَهْلِيهِمْ أَبَدًا وَزُيِّنَ ذَٰلِكَ فِى قُلُوبِكُمْ وَظَنَنتُمْ ظَنَّ ٱلسَّوْءِ

آسکیں گے[3] اور یہ خیال تمہارے دلوں کو بہت اچھا لگا اور تم بہت برا گمان کر رہے تھے

وَكُنتُمْ قَوْمًۢا بُورًا ﴿١٢﴾ وَمَن لَّمْ يُؤْمِنۢ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ فَإِنَّآ

اور تم ہو بھی ہلاک ہو جانے والے لوگ○۔[4] اور جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لائے تو ایسے کافروں

أَعْتَدْنَا لِلْكَٰفِرِينَ سَعِيرًا ﴿١٣﴾ وَلِلَّهِ مُلْكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ

کے لیے ہم نے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے○ ارض و سماوات کی بادشاہی اللہ ہی کے لیے ہے

يَغْفِرُ لِمَن يَشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَآءُ وَكَانَ ٱللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿١٤﴾

جسے چاہے معاف کر دے اور جسے چاہے سزا دے اور وہ معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے○

سَيَقُولُ ٱلْمُخَلَّفُونَ إِذَا ٱنطَلَقْتُمْ إِلَىٰ مَغَانِمَ لِتَأْخُذُوهَا

جب تم غنائم حاصل کرنے کے لیے جانے لگو گے تو جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے کہیں گے کہ

ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ يُرِيدُونَ أَن يُبَدِّلُوا۟ كَلَٰمَ ٱللَّهِ قُل لَّن

ہمیں بھی اپنے ساتھ جانے دو۔ وہ اللہ کے حکم کو بدلنا چاہتے ہیں کہیے "تم ہرگز ہمارے ساتھ نہ

تَتَّبِعُونَا كَذَٰلِكُمْ قَالَ ٱللَّهُ مِن قَبْلُ فَسَيَقُولُونَ

جاؤ گے (کیونکہ) اللہ پہلے ہی ایسی بات فرما چکا ہے[5] پھر وہ کہیں گے (یہ بات نہیں)

بَلْ تَحْسُدُونَنَا بَلْ كَانُوا۟ لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٥﴾

بلکہ تم ہمارا حسد کرتے ہو"[6] بلکہ یہ لوگ حقیقت کو کم ہی سمجھتے ہیں○

ع 1 / 9

1- جب آپ ﷺ نے حدیبیہ کے مقام پہ پڑاؤ کیا اور قریش سے معاہدہ صلح کیلئے سفارتی کوششوں کی ابتداء ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنا نمائندہ بنا کر قریش کے پاس بھیجا۔ افواہ یہ مشہور ہوگئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کردیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کیلئے صحابہ سے بیعت لی۔ حضرت عثمان کی شہادت کی خبر چونکہ غلط ہونے کا امکان موجود تھا لہٰذا آپ نے ان کی جانب سے خود ہی بیعت کرلی۔ اپنا ایک ہاتھ نیچے رکھا اور دوسرا اسکے اوپر رکھا اور اس طرح بیعت مکمل کرلی۔ گویا یہ آپ ﷺ کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پہ پختہ اعتماد کا مظہر تھا کہ اگر وہ زندہ ہوں تو کبھی ایسی بیعت سے پیچھے نہیں رہ سکتے۔

آپ ﷺ چونکہ اللہ کے رسول تھے لہٰذا آپ کی بیعت اللہ ہی کی بیعت ہوئی۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿مَّن يُطِعِ ٱلرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ ٱللَّهَ﴾

"جو رسول کی اطاعت کرتا ہے اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی۔"

(النساء 4:80)

2- یہ مدینہ کے اردگرد بسنے والے قبائل غفار، مزنیہ، جہنیہ، اسلم اور اشجع وغیرہ کے منافق تھے۔ انکا گمان یہ تھا کہ مسلمان مکہ سے بچ کر مشکل ہی سے واپس آئیں گے۔

3- ان کے دل میں ندامت یا پشیمانی نہیں ہے مگر آپ کو زبانی جمع خرچ سے خوش کرنا چاہتے ہیں۔

4- معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے وعدوں پہ اعتماد نہ رکھنا۔ اسلام دشمنوں سے ہمدردیاں رکھنا۔ انسان کو کافروں کے گروہ میں شامل کردیتا ہے۔

5- فتح خیبر کا واقعہ صلح حدیبیہ کے تین ماہ بعد پیش آیا۔ جنگ احزاب میں بنونضیر کے سردار نے مدینہ کے یہودیوں کو مسلمانوں کے خلاف وعدہ شکنی پہ آمادہ کیا۔ یہ سفر نسبتاً سہل تھا اور یہاں سے مال غنیمت ملنے کی بھی زیادہ توقع نہ تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے تین ماہ پہلے ہی ان منافقین کے بارے میں مطلع فرما کر انہیں ساتھ لے جانے سے منع فرمایا۔

آپ ﷺ نے صرف ان صحابہ کو ہی ساتھ لیا جو بیعت رضوان میں شامل تھے۔

6- پھر بھی انہیں اپنی غلطی کا احساس اور ندامت نہیں بلکہ مسلمانوں پہ ہی الزام لگاتے ہیں کہ تم ہم سے حسد کرتے ہو۔

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ

آپ پیچھے رہ جانے والوں سے کہئے کہ عنقریب تمہیں ایک سخت جنگ جو قوم سے[1] (مقابلہ کے لیے) بلایا

شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا

جائے گا تمہیں ان سے لڑنا ہوگا یا وہ مطیع ہو جائیں[2] گے اگر تم حکم مانو گے تو اللہ تمہیں اچھا اجر عطا

حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا (١٦)

کرے گا اور اگر تم پھر گئے! جیسے پہلے پھر گئے تھے تو اللہ تمہیں الناک عذاب دے گاO

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ

کوئی اندھا یا لنگڑا یا بیمار (اگر جہاد میں شامل نہ ہو تو اس) پر[3] کوئی تنگی نہیں

حَرَجٌ ۗ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مان لے اللہ اسے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے

الْاَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا (١٧) لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ

نہریں بہہ رہی ہوں گی اور جو سرتابی کرے اللہ اسے الناک عذاب دے گاO بیشک اللہ مومنوں سے خوش

الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ

ہوگیا جب کہ وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے[4] ان کے دلوں کا حال اسے معلوم ہوگیا

فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا (١٨) وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً

اس نے ان پر اطمینان[5] نازل فرمایا اور انہیں جلد ہی فتح[6] دے دیO اور بہت سے اموال غنیمت بھی

يَّاْخُذُوْنَهَا ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا (١٩) وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ

وہ حاصل کریں گے اور اللہ غالب ہے حکمت والا ہےO اس نے تم سے (اور بھی) بہت سے غنائم[7] کا وعدہ

كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ

کر رکھا ہے جنہیں تم حاصل کرو گے یہ (فتح خیبر) تمہیں[8] جلدی ہی دے دی اور لوگوں کے ہاتھ تم سے

عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا (٢٠)

روک دیئے[9] تاکہ یہ ایمان لانے والوں کے لیے ایک نشانی بن جائے اور وہ تمہیں صراط مستقیم کی ہدایت دےO

وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ۗ وَكَانَ اللّٰهُ

اور ایک اور (فتح بھی دے گا) جس پر تم ابھی قادر نہیں ہوئے اور اللہ اس کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور اللہ

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا (٢١) وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا

ہر شے پر قادر ہےO اگر کافر لوگ تم سے جنگ کرتے[10] تو یقیناً پیٹھ پھیر جاتے

الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا (٢٢) سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ

پھر وہ کوئی حامی یا مددگار نہ پاتےO یہی اللہ کی سنت ہے

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا (٢٣)

جو پہلے لوگوں میں جاری رہی ہے اور آپ اللہ کی سنت میں کبھی کوئی تبدیلی نہ پائیں گےO

1- یہ جنگجو قوم کونسی ہے؟ عرب کے قبائل ہوازن اور ثقیف جن سے حنین کے مقام پہ جنگ ہوئی تھی یا مسیلمہ کذاب کی قوم؟ مفسرین کے درمیان اس کے تعین میں اختلاف ہے۔ بعض نے کسی خاص کی بجائے عموم اختیار کیا ہے۔

2- مسلمان ہو جائے یا مطیع ہو کر جزیہ دینا قبول کر لیں۔

3- یہ منافقین تو بہانے کرتے ہیں۔ مگر اصل معذور یہ لوگ ہیں۔ پھر کچھ اور لوگ بھی معذور ہیں نابالغ بچے، ضعیف و ناتواں بوڑھے، غلام یا ایسے جوان جو سامان جنگ کی استطاعت نہ رکھتے ہوں بشرطیکہ اللہ اور رسول کے ساتھ مخلص ہوں۔ ایسے جوان بھی مستثنیٰ ہیں جن کے بوڑھے والدین یا ان میں سے کوئی ایک ان کی خدمت کا محتاج ہو۔ یاد رہے کہ اگر والدین مسلمان ہوں تو ان کی اجازت کے بغیر جہاد میں شریک نہیں ہو سکتے۔

4- یہ قریباً چودہ سو صحابہ تھے جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی اور بیعت اس بات پہ کی تھی کہ حضرت عثمان ﷜ کے خون کا بدلہ لینے کیلئے آخر دم تک لڑیں گے۔ جبکہ صحابہ کرام جنگی لباس میں بھی نہ تھے بلکہ محض احرام کی چادروں میں تھے۔ جنگی سامان بھی ساتھ نہ تھا۔ اپنے مرکز سے کئی سو میل بعید تھے جبکہ قریش کیلئے یہ جگہ مکہ سے صرف 13 میل بعید تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان سب کے بارے میں اپنی رضا کا سرٹیفکیٹ دیدیا۔ اسی لئے اسے بیعت رضوان کہتے ہیں۔

حضرت جابر ﷜ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"جس شخص نے اس بیعت میں حصہ لیا وہ ہرگز جہنم میں نہ جائے گا۔"

(ترمذی)

اسکے باوجود بعض لوگ ان صحابہ کے ایمان میں شک کرتے ہیں حالانکہ یہ الزام ایک تو صحابہ کے ایمان پہ ہے اور دوسری جانب اللہ رب العزت کے علم غیب پہ ہے۔

5- جنگی ساز و سامان کی کمی کے باوجود حضرت عثمان ﷜ کے خون کا بدلہ لینے پہ ان کے دل جما دیئے یا معاہدہ صلح کے سلسلہ میں بے چینی کے باوجود اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت پہ دل جما دیئے۔

6- مراد فتح خیبر ہے جو کہ صلح حدیبیہ سے تین ماہ بعد حاصل ہوئی۔

7- خیبر کے غنائم کا حقدار اللہ تعالیٰ نے بیعت رضوان کے صحابہ کو قرار دیا چنانچہ آپ ﷺ نے غزوہ خیبر کیلئے صرف انہی صحابہ کو ساتھ رکھا جو بیعت رضوان میں شامل تھے۔ البتہ آپ نے ہجرت حبشہ کرنیوالوں کو غنائم میں شامل فرمایا۔ مگر وہ یا تو اپنے خمس سے دیا یا صحابہ کرام کی رضامندی سے دیا۔

8- فتح مکہ اور حنین اور دیگر جنگوں کے غنائم مراد ہیں۔

9- حدیبیہ میں قریش کے اور خیبر میں یہود کے ہاتھ مسلمانوں سے روکے۔

10- اگر حدیبیہ میں لڑائی ہوتی تو بھی کفار پیٹھ دکھلاتے۔

وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ

وہی تو ہے جس نے وادی مکہ میں تم سے ان کے ہاتھ روک دیئے اور ان سے تمہارے ہاتھ

مِن بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ﴿٢٤﴾

جب کہ اس سے پہلے اللہ تمہیں ان پر غالب کر چکا تھا اور جو کچھ تم کر رہے تھے اللہ سب کچھ دیکھ رہا تھا○

هُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ

یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تمہیں مسجد حرام سے روکا اور قربانی کے جانوروں

مَعْكُوفًا أَن يَبْلُغَ مَحِلَّهُ ۚ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ مُّؤْمِنَاتٌ

کو ان کی قربان گاہ تک پہنچنے سے روکے رکھا اور اگر (مکہ میں) کچھ مومن مرد اور عورتیں نہ ہوتیں جنہیں تم

لَّمْ تَعْلَمُوهُمْ أَن تَطَئُوهُمْ فَتُصِيبَكُم مِّنْهُم مَّعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ

نہیں جانتے تھے کہ تم انہیں پامال کر دو گے پھر ان کی طرف سے نا دانستہ کوئی پشیمانی لاحق ہو جاتی

لِّيُدْخِلَ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ مَن يَشَاءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ

(تو لڑنے سے روکا نہ جاتا) تاکہ اللہ جسے چاہے اپنی رحمت میں داخل کرے اگر وہ الگ ہو گئے ہوتے تو ان

كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿٢٥﴾ إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي

میں سے جو کافر تھے انہیں ہم المناک سزا دیتے○ جب کفار نے (حدیبیہ میں) اپنے دلوں میں زمانہ جاہلیت

قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ

کی حمیت ٹھان لی تو اللہ نے اپنے رسول پر

عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ وَ

اور مومنوں پر اطمینان نازل فرمایا اور انہیں تقویٰ کی بات کا پابند رکھا اور

كَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿٢٦﴾

وہی اس کے زیادہ حقدار اور اس کے اہل تھے اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے○

لَّقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ ۖ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ

بلاشبہ اللہ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا تھا جو ایک حقیقت تھا کہ تم انشاء اللہ مسجد حرام میں

الْحَرَامَ إِن شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ

امن کے ساتھ داخل ہو گے اس وقت تم سر منڈاؤ گے اور بال کترواؤ گے

لَا تَخَافُونَ ۖ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوا فَجَعَلَ مِن دُونِ ذَٰلِكَ فَتْحًا

اور تمہیں کوئی خوف نہ ہو گا اللہ اس بات کو جانتا تھا جسے تم نہیں جانتے تھے لہٰذا اس فتح سے پہلے اس نے ایک

قَرِيبًا ﴿٢٧﴾ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ

قریبی فتح (خیبر) تمہیں عطا فرما دی○ وہی تو ہے جس نے ہدایت اور دین حق دے کر اپنا رسول بھیجا

لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ﴿٢٨﴾

تاکہ اسے باقی سب ادیان پر غالب کر دے اور (اس حقیقت پر) اللہ کی گواہی کافی ہے○

1- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ
"حدیبیہ میں قیام کے دوران جبل تنعیم سے ہتھیار بند 80 جوانوں کا ایک لشکر آپ اور مسلمانوں کے خلاف چھیڑ چھاڑ کیلئے نکلا۔ مسلمانوں نے ان سب کو (زندہ) گرفتار کر لیا۔ آپ ﷺ صلح چاہتے تھے۔ آپ ﷺ نے ان سب کو رہا کر دیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔
(مسلم)

چنانچہ یہی اس صلح کا سبب بنا۔

2- مسلمان اپنے ساتھ قربانی کے ستر اونٹ لائے تھے۔ صلح حدیبیہ کے بعد انہیں حدیبیہ ہی میں ذبح کیا گیا۔

3- اس موقع پر جنگ کی بجائے صلح کی وہ حکمت تھی جسکی جانب مسلمانوں کی توجہ نہ تھی۔ ورنہ اگر جنگ کی صورت ہوتی تو کئی مسلمان بھی زد میں آجاتے جو کہ اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھے یا بے بس تھے اور ہجرت نہ کر سکے تھے پھر بعد میں مسلمانوں کو پشیمانی لاحق ہو جاتی اور کفار کو مسلمانوں کو بدنام کرنے کا موقع ملتا۔

4- عرب کا معروف دستور یہ تھا کہ عمرہ اور حج کیلئے بیت اللہ آنے سے کسی کو نہ روکا جائیگا۔ یہ دستور انہیں تسلیم بھی تھا مگر اس کے باوجود انہوں نے اس تعصب میں مسلمانوں کو بیت اللہ داخل ہونے سے روک دیا کہ عرب بھر میں یہ مشہور ہو جائے گا کہ قریش محمد ﷺ اور اسکے ساتھیوں سے دب گئے۔
بعض مفسرین نے قریش کا صلح نامہ کی ابتداء میں "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" اور "محمد رسول اللہ" نہ لکھنے پہ اصرار بھی مراد لیا ہے۔

5- کہ انہوں نے ایسی اشتعال انگیز صورتحال میں بھی صبر اور اطاعت رسول کا دامن نہیں چھوڑا۔

6- آپ ﷺ نے جب صلح حدیبیہ کی اور 6 ہجری میں عمرہ ادا کئے بغیر واپس جانا منظور فرمالیا تو منافقین کے علاوہ کئی مسلمانوں کو بھی یہ شبہ لاحق ہوا کہ جب نبی کا خواب وحی ہوتا ہے تو پھر آپ ﷺ نے عمرہ کے بغیر واپس جانا کیوں منظور فرمالیا ہے؟ حضرت عمر ؓ کو بھی یہی تردد ہوا تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ "میں نے کب کہا تھا کہ عمرہ اسی سال ہو گا" چنانچہ اس سے اگلے سال مسلمانوں نے نہایت اطمینان سے عمرہ ادا کیا۔

7- اس سے معلوم ہوا کہ عمرہ یا حج میں سر منڈوانا' ترشوانے سے بہتر ہے۔

8- صلح حدیبیہ کے صرف تین ماہ بعد اللہ تعالیٰ نے فتح خیبر عطا فرمائی۔

9- حجت اور عقلی دلائل کے لحاظ سے یہ غلبہ آج تک قائم ہے اور قیامت تک قائم رہیگا۔ سیاسی غلبہ حاصل کرنے کی مکمل استعداد (Potential) بھی موجود ہے۔ جب بھی مسلمان کتاب و سنت کو تھام لیں سیاسی طور پہ بھی غلبہ حاصل کر لیتے ہیں۔

10- قریش کو اگر محمد ﷺ کے رسول اللہ تسلیم کرنے پہ اعتراض ہے تو اس سے حقیقت تو تبدیل نہیں ہو سکتی جبکہ خود اللہ تعالیٰ اس حقیقت کا گواہ ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ

محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت[1] (مگر) آپس میں رحم دل ہیں[2]

تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ؗ سِيْمَاهُمْ فِيْ

تم جب دیکھو گے انہیں رکوع و سجود کرتے ہوئے اور اللہ کا فضل اور رضا تلاش کرتے ہوئے (کثرت) سجدہ

وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۛۚ وَمَثَلُهُمْ فِي

سے ان کی پیشانیوں پر امتیازی نشان موجود ہیں[3] ان کی یہی صفت تورات میں بیان ہوئی ہے اور یہی

الْاِنْجِيْلِ ۛۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى

انجیل میں ہے جیسے ایک کھیتی ہو جس نے اپنی کونپل نکالی پھر اسے مضبوط کیا پھر وہ موٹی ہوئی اور اپنے تنے

عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

پر کھڑی ہو گئی[4] وہ کسانوں کو خوش کرتی ہے تاکہ کافروں کو ان کی وجہ سے غصہ دلائے ان میں سے جو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾ ع

ایمان لائے اور نیک عمل کئے اللہ نے ان سے مغفرت اور بڑے اجر کا وعدہ فرمایا ہے○

سورۃ الحجرات مدنیۃ وھی ثمانی عشرۃ آیۃ وفیھا رکوعان

آیات ۱۸ (۴۹) سورہ حجرات مدنی (۱۰۶) رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَ

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے سامنے پیش قدمی نہ کرو[5] اور

اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا

اللہ سے ڈرتے رہو بلاشبہ اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے○ اے ایمان والو اپنی آوازیں

اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ

نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ ہی اس کے سامنے اس طرح اونچی آواز سے بولو جیسے[6] تم ایک دوسرے

بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۲﴾ اِنَّ

سے بولتے ہو ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تمہیں اس کی خبر بھی نہ ہو[7]○ بیشک جو

الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

لوگ اللہ کے رسول کے حضور اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں یہی لوگ ہیں جن

امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۳﴾ اِنَّ

کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لیے جانچ لیا ہے ان کے لیے بخشش اور اجر عظیم ہے○

الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴﴾

(اے نبی!) جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں○

معانقۃ ۱۵ عند المتاخرین ۱۲ ع ۳ ۱۲

1- کفار سے نہ دبتے ہیں نہ بکتے ہیں نہ مرعوب ہوتے ہیں بلکہ انہیں مرعوب کیے رکھتے ہیں۔

2- آپس میں مروت اور ایثار کا یہ عالم ہے کہ سگے رشتے مات ہو جائیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے مہاجرین اور انصار میں جب مواخات کروائی تو انصار نے اپنے گھر بار سب کچھ اپنے بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔

3- اللہ کے نیک اور متقی بندوں کے چہروں ہی سے عیاں ہو جاتا ہے کہ وہ کس قسم کے لوگ ہیں۔ بدمعاش اور فریبی لوگوں کے چہروں سے بھی اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ کس قماش کے لوگ ہیں۔ یہ تو دنیا میں ہے اور آخرت میں انکے چہرے نور سے چمک رہے ہوں گے۔

4- ابتداء میں صرف ایک مسلمان تھا وہ آپ ﷺ تھے جو اپنی رسالت پہ ایمان لائے۔ پھر یہ دو ہوئے۔ پھر تین اور پھر رفتہ رفتہ انکی طاقت میں اتنا اضافہ ہوا کہ یہ پودا ایک تن آور درخت بن گیا۔ دشمن اس کی قوت دیکھ دیکھ کر جلتے بھنتے۔ اسی سے استدلال کرتے ہوئے علماء نے صحابہ کرام سے بعض عناد رکھنے والے کو کافر قرار دیا ہے۔

5- اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔ اللہ اور اسکے رسول ﷺ سے الگ اپنی رائے دین کے معاملے میں اختیار کرنا رسول سے آگے بڑھنا ہے۔ چنانچہ جس مسئلہ میں قرآن و سنت سے کوئی حکم مل جائے وہاں اختیار کی گنجائش نہیں رہتی۔

6- جب آپ ﷺ سے بات چیت کرو تو ادب و احترام ملحوظ رکھتے ہوئے اور پست آواز میں کلام کرو۔ آپ ﷺ کے قریب ویسے بھی بلند آواز میں کلام نہ کی جائے۔ اس کے اول مخاطب وہ لوگ تھے جو کہ آپ ﷺ کے زمانہ میں موجود تھے۔ تاہم اس کا اطلاق ایسے بھی ہوتا ہے کہ جب آپ ﷺ کا فرمان سنایا جائے تو اپنی رائے کو واپس لے لیا جائے اور آپ ﷺ کے فرمان کو دل جمعی اور سکون کے ساتھ سنا جائے۔

7- ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ کے سامنے آوازیں بلند کرنے کی بنا پر دو نیک آدمی تباہ ہونے کو تھے یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ جب بنی تمیم کا ایک وفد 9 ہجری میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے درخواست کی کہ آپ انکا کوئی سردار مقرر فرمائیں۔ ان دونوں میں سے ایک نے اقرع بن حابس (کی سرداری) کا مشورہ دیا جو بنی مجاشع (بنو تمیم کی ایک شاخ) میں سے تھا اور دوسرے نے کسی دوسرے (قعقاع بن معبد) کے متعلق مشورہ دیا۔ نافع بن عمر کہتے ہیں کہ مجھے اسکا نام یاد نہیں۔

اس پہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے کہ آپ تو مجھ سے کہنے لگے کہ آپ تو مجھ سے اختلاف ہی کرنا جانتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں آپ سے اختلاف نہیں کرنا چاہتا بلکہ یہ مصلحت کا تقاضا ہے۔ اس معاملہ میں دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(بخاری)

وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

اگر یہ صبر کرتے۔ حتیٰ کہ آپ ان کی طرف نکلتے تو یہ ان کے لئے بہتر تھا[1] اور اللہ معاف کرنے والا رحم کرنے والا

رَّحِيْمٌ ⑤ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَاۗءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ

ہے○ اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق[2] تمہارے پاس کوئی خبر لے آئے تو اس کی تحقیق کرلیا کرو ایسا

تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰي مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ⑥ وَاعْلَمُوْٓا

نہ ہو کہ تم نادانستہ کسی قوم کا نقصان کر بیٹھو پھر اپنے کئے پر نادم ہونا پڑے○ اور خوب جان لو

اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَ

کہ تم میں اللہ کے رسول موجود ہیں[3] اگر اکثر معاملات میں وہ تمہاری باتیں مان لیں تو تم مصیبت میں پڑ جاؤ۔

لٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ

لیکن اللہ نے تمہیں ایمان کی محبت دی اور اس محبت کو تمہارے دلوں میں سجا دیا اور کفر، گناہ

الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ⑦ فَضْلًا

اور نافرمانی سے نفرت پیدا کردی ایسے ہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں○ یہ اللہ کا

مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ⑧ وَاِنْ طَاۗىِٕفَتٰنِ مِنَ

فضل اور احسان ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے○ اور اگر مومنوں کے

الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَي

دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح[4] کروادو۔ پھر اگر ان میں سے کوئی فریق دوسرے پر زیادتی

الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْۗءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَاۗءَتْ

کرے تو زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔ پھر اگر وہ لوٹ آئے

فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ⑨

تو ان کے درمیان (انصاف سے صلح کرا دو۔ اور انصاف کرو کیونکہ اللہ انصاف والوں کو پسند کرتا ہے○

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ

مومن تو سب آپس میں بھائی ہیں[5] لہٰذا اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کرا دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ

تُرْحَمُوْنَ ⑩ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ

تم پر رحم کیا جائے○ اے ایمان والو! (تمہارا) کوئی گروہ دوسرے گروہ کا (مذاق نہ اڑائے[6] ہو سکتا ہے کہ وہ

يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاۗءٌ مِّنْ نِّسَاۗءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا

(مذاق اڑانے والوں سے) بہتر ہوں نہ ہی عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں،[7] ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے

مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ

بہتر ہوں۔ اور ایک دوسرے پر طعنہ زنی نہ کرو[8] اور نہ ہی ایک دوسرے کے برے نام رکھو[9] ایمان کے بعد فسق

الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ⑪

میں نام پیدا کرنا بہت بری بات ہے○ اور جو لوگ ان سے توبہ نہ کریں وہی ظالم ہیں○

1- بنو تمیم کے کچھ لوگ آپکے پاس آپ کے قیلولہ کے وقت آئے اور آپ کے حجرہ کے باہر سے بھونڈے انداز میں چلانے لگے۔ "یا محمد یا محمد"۔ ان کے علاوہ دیگر جنگلی اور بدو قسم کے لوگ بھی اسی طرح آپ کو بلاتے۔

2- حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جو شخص کسی مسلمان کو کافر یا فاسق کہے اور درحقیقت وہ کافر یا فاسق نہ ہو تو خود کہنے والا فاسق یا کافر ہو جائے گا۔

3- اللہ کا رسول ﷺ تمہارے درمیان موجود ہونا کوئی معمولی بات نہیں۔ اگر رسول تمہاری باتیں ماننا شروع کردیں تو خود تم مصیبت میں پڑ جاؤ کیونکہ خود تمہاری آرا ایک جیسی تو نہیں ہو سکتیں۔ چنانچہ تم حق کی اتباع کرو نہ کہ حق کو اپنی خواہشات کے پیچھے چلانے کی کوشش کرو۔ اگر ایسا ہوتا تو تمہارے لئے ہی نقصان دہ تھا مگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں کفر و فسق کیلئے کراہت پیدا فرمادی ہے۔

4- حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

آپ ﷺ ایک مرتبہ گدھے پہ سوار ہو کر عبداللہ بن ابی کی طرف چلے۔ جب نبی ﷺ عبداللہ بن ابی کے پاس پہنچے تو وہ کہنے لگا کہ مجھ سے دور رہئے۔ تمہارے گدھے کی بدبو مجھے پریشان کر رہی ہے۔ اس پہ ایک انصاری کہنے لگا اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ کے گدھے کی بو تمہاری بو سے اچھی ہے۔ عبداللہ کے قبیلے کا ایک شخص عبداللہ کی حمایت میں ناراض ہونے لگا چنانچہ دونوں جانب سے دنگا ہو گیا۔ جوتیاں ڈنڈے اور ہاتھوں سے لڑائی شروع ہو گئی۔ یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی۔

(بخاری و مسلم)

حضرت ابوبکرہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے۔

جب دو مسلمان اپنی تلواریں لے کر لڑ پڑیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ تو رہا قاتل مگر مقتول کا کیا قصور؟ فرمایا وہ بھی تو اپنے ساتھی کے قتل پہ حریص تھا۔"

(مسلم)

5- اس آیت سے تمام دنیا کے مسلمان ایک اعلیٰ و ارفع رشتہ اخوت میں منسلک ہو جاتے ہیں۔

6- مذاق کرنے اور مذاق اڑانے میں فرق ہے۔ مذاق اڑانا یہ ہے کہ متعلقہ فرد کے جذبات مجروح ہوں۔ چونکہ مذاق اڑانے والا خود کو متعلقہ فرد سے برتر سمجھتا ہے لہٰذا یہ دوہرا عیب ہوا۔ حالانکہ حقیقی طور پہ اللہ ہی جانتا ہے کہ کون بہتر ہے؟

7- اس آیت میں مردوں کا علیحدہ ذکر کیا گیا ہے اور عورتوں کا علیحدہ گویا اسلام میں مخلوط مجلس کا تصور ہی نہیں ہے۔

8- اللہ نے فرمایا "ولا تلمزوا انفسکم" گویا جو شخص اپنے بھائی پہ طعن کرتا ہے گویا وہ اپنے آپ پہ طعن کرتا ہے مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں۔

9- ہر قسم کا لقب استعمال کرنا منع نہیں ہے بلکہ ایسا لقب جسے متعلقہ شخص پسند نہ کرتا ہو۔

گویا یہ چیزیں ایمان کی علامت نہیں ہیں بلکہ فسق کی علامت ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۡ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ

اے ایمان والو! بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اور تجسس نہ کرو،

اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ

نہ ہی تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت

لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ⑫

کھائے؟ تم اس کام کو ناپسند کرتے ہو اور اللہ سے ڈرو بلاشبہ اللہ توبہ قبول کرنے اور رحم کرنے والا ہے○

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَاۗىِٕلَ

اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری ذاتیں اور قبیلے بنائے تاکہ تم باہم

لِتَعَارَفُوْا ۭ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ⑬

پہچان سکو اللہ کے نزدیک معزز ترین وہی ہے جو زیادہ متقی ہو بلاشبہ اللہ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے○

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ۭ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا

بدویوں نے کہا کہ "ہم ایمان لے آئے ہیں" کہیے "تم ایمان نہیں لائے بلکہ یوں کہو کہ ہم مسلمان ہو گئے اور

يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ

ابھی تک ایمان تو تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا۔ اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو گے تو اللہ

مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑭ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ

تمہارے اعمال سے کچھ کمی نہیں کرے گا اللہ یقیناً بخشنے والا ارحم کرنے والا ہے○ (حقیقی) مومن تو وہ لوگ ہیں جو

اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ

اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر شک میں نہیں پڑے اور اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی

اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ⑮ قُلْ

راہ میں جہاد کیا یہی سچے (مسلمان) ہیں○ آپ (ان بدویوں) سے کہیے

اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا

کیا تم اللہ کو اپنی دینداری جتلاتے ہو حالانکہ اللہ آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کو

فِي الْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ⑯ يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ۭ

جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے○ وہ آپ پر یہ احسان دھرتے ہیں کہ وہ اسلام لے آئے

قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ

آپ ﷺ ان سے کہیے "اپنے اسلام لانے کا مجھے احسان نہ جتاؤ" بلکہ اللہ نے تم پر احسان کیا ہے کہ

هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ⑰ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ

تمہیں ایمان کی ہدایت دے دی اگر (فی الواقع) تم (اپنی بات میں) سچے ہو○ اللہ تعالیٰ ارض و سماوات

غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ⑱ ع

کے غیب جانتا ہے اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے○

1-یہ نہیں کہا گیا کہ گمان سے بچو بلکہ فرمایا کہ زیادہ گمان سے بچو کیونکہ گمان سے بچنا انسان کے بس میں ہی نہیں۔ پھر یہ بھی نہیں کہا کہ ہر ظن گناہ ہے بلکہ فرمایا کہ بعض ظن گناہ ہوتے ہیں۔

ایسی بدظنی جس کا ظاہر اچھا ہی ہو وہ گناہ ہے مگر ایسی بدظنی جس کا ظاہر برا ہو اس میں کوئی حرج نہیں۔ مثلاً اگر کوئی شخص غیبت کر رہا ہو تو اس سے ایسا گمان کرنا کہ کہیں اور جا کر میری غیبت کرے گا اس میں کوئی حرج نہیں۔

2-تجسس یہ ہے کہ لوگوں کی باتیں خفیہ طور پہ سننے کی کوشش کی جائے۔ لوگوں کے خطوط پڑھنے کی کوشش کی جائے۔ لوگوں کے گھروں میں جھانکنے کی کوشش کی جائے۔ حتیٰ کہ حکومت کو بھی ایسے اقدامات کرنے کی اجازت نہیں۔

3-حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہوتی ہے؟

"جب تو اپنے بھائی کا ایسا ذکر کرے جو اسے ناپسند ہو اگر اس میں وہ خصلت ہو جس کا تو نے ذکر کیا ہے تو تو نے اسکی غیبت کی اور اگر اس میں نہ ہو تو تو نے اس پہ بہتان تراشی کی۔"

(مسلم)

غور فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ نے غیبت کیلئے کیسی تمثیل بیان فرمائی۔ اولاً کہ وہ گوشت انسان کا ہے حیوان کا نہیں۔ ثانیاً کہ وہ اس کا بھائی ہے۔ ثالثاً وہ گوشت مردار کا گوشت ہے کیا غیبت کرنیوالے نصیحت پکڑیں گے؟

چند حقیقی ضروریات کیلئے کسی کی عدم موجودگی میں اسکا ذکر کیا جاسکتا ہے۔ محض وقت گزاری کیلئے یا زبان کا چسکہ لینے کیلئے یا لاشعوری طور پر اپنی بڑائی جتانے کیلئے کسی مقصد کے بغیر کسی کے بارے میں بری باتیں کرنا ہی غیبت ہے۔ تفصیل کیلئے کیلانی صاحب کی مفصل تفسیر دیکھیں۔

4-شعوب و قبائل اللہ تعالیٰ نے تعارف کیلئے بنائے ہیں تفاخر اور تفرقہ کیلئے نہیں بنائے۔ دنیا قوم، وطن نسل رنگ اور لسان کی بنیاد پہ فرقوں میں بٹی ہوئی ہے۔

حضرت ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اسے ذلیل نہ کرے اور اس سے حقارت نہ رکھے۔ آپ نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ تقویٰ یہاں ہے کسی کے برا ہونے کیلئے یہ کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے حقارت برتے۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان پہ حرام ہے۔ اسکا خون اسکا مال اور اسکی عزت (سب حرام ہے)۔"

(مسلم)

5-یہ وہی قبائل غفار، مزینہ، جہینہ، اسلم اور اشجع ہیں جنکا ذکر (الاحزاب 16:33-11) میں ہو چکا ہے۔ معلوم ہوا کہ ایمان اور اسلام دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ اسلام کا تعلق ظاہری افعال سے ہے اور ایمان کا تعلق دل کے یقین سے ہے۔

سورۃ ق مکیۃ وھی خمس و اربعون آیۃ وثلث رکوعات

آیات ۴۵ (۵۰) سورہ ق مکی (۳۴) رکوع ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ۝۱ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ

ق۔ قسم قرآن مجید کی[1]○ بلکہ یہ تعجب کرتے ہیں کہ انہی میں سے ایک ڈرانے والا ان کے پاس آیا۔[2][3]

فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ۝۲ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ

کافروں نے کہا "یہ عجیب بات ہے"○ کہ جب ہم مر کر مٹی بن جائیں گے (تو پھر اٹھائے جائیں گے؟)

ذٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيْدٌ ۝۳ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا

یہ واپسی تو (عقل سے) بعید ہے"○ ہم جانتے ہیں کہ زمین ان سے کیا کچھ کم کرتی ہے اور ہمارے ہاں

كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ۝۴ بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ۝۵

ایک کتاب میں محفوظ ہے[4]○ بلکہ جب حق ان کے پاس آیا تو انہوں نے جھٹلا دیا چنانچہ یہ الجھن میں ہیں[5]○

اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا

کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان کی طرف نہیں دیکھا کہ ہم نے کیسے بنایا اور آراستہ کیا اور اس میں کوئی شگاف

مِنْ فُرُوْجٍ ۝۶ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا

(بھی) نہیں[6]○ اور زمین کو ہم نے پھیلا دیا[7] اور اس میں مضبوط پہاڑ رکھ دیے اور اس میں سے ہر طرح

فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝۷ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝۸

کی پربہار چیزیں اگا دیں○ (ان چیزوں میں) رجوع کرنے والے بندے کے لیے بصیرت اور نصیحت ہے○

وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ۝۹

اور ہم نے آسمان سے برکت والا[8] پانی نازل کیا جس سے ہم نے باغ اگائے اور اناج بھی جو کاٹا جاتا ہے○

وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۝۱۰ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ

اور کھجوروں کے بلند درخت جن پر تہ بہ تہ خوشے لگتے ہیں[9]○ یہ بندوں کے لیے رزق ہے اور اس سے ہم مردہ

بَلْدَةً مَّيْتًا ۭ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ۝۱۱ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ

زمین زندہ کر دیتے ہیں تمہارا نکلنا بھی اسی طرح ہو گا[10]○ ان سے پہلے قوم نوح، کنوئیں والے اور

الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ۝۱۲ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ۝۱۳ وَّاَصْحٰبُ

ثمود نے جھٹلایا○ اور عاد اور فرعون اور قوم لوط نے بھی○ اور بن کے رہنے والوں

الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ۭ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ۝۱۴

اور تبع کی قوم نے بھی۔ ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا تو ان پر میرا وعدہ عذاب پورا ہو کر رہا○

اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ۭ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝۱۵

کیا ہم پہلی بار پیدا کرنے سے تھک گئے ہیں؟ بلکہ یہ لوگ از سر نو تخلیق کے متعلق شک میں ہیں○

1- یہ حروف مقطعات ہیں انکا درست مفہوم متعین کرنا مشکل ہے۔ غالبًا یہ منکرین کیلئے ایک چیلنج ہے کہ قرآن انہی حروف سے مل کر بنا ہے۔ اگر تم اسے انسانی کاوش سمجھتے ہو تو تم بھی اس جیسا کلام بنالاؤ۔ واللہ اعلم۔ تفصیل کیلئے دیکھیں (البقرہ 1:2)

2- جس طرح اللہ تعالیٰ کے کلمات کا احاطہ ناممکن ہے اسی طرح قرآن کریم کی خوبیوں کا احاطہ بھی ممکن نہیں۔ ہمیشہ یہ کلام تازہ (Fresh) محسوس ہوتا ہے۔ باوجود اس بات کے کہ یہ سب سے زیادہ لکھا اور سنا جاتا ہے دیکھیں۔ (الحجر 9:15)

3- حالانکہ تعجب کی بات تو تب تھی کہ زمین فساد سے بھری ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ ہدایت کا کوئی سامان نہ پیدا فرمائے یا سرے سے فرشتے ہی ہدایت کیلئے آجاتے یا نبی تو آتا مگر اسکی لسان مختلف ہوتی۔

4- زمین انکے جسم گوشت' ہڈی اور بالوں میں سے کیا کچھ کھا جاتی ہے۔

5- جس طرح کہا جاتا ہے کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے چنانچہ کبھی آپ کو ساحر کبھی مسحور' کبھی مجنون' کبھی کاہن اور کبھی قرآن کو پرانے قصے کہہ دیتے۔

6- کیسے بغیر ستونوں کے اسے قائم فرمادیا۔ ستاروں سے زینت دی۔ پھر اس میں کسی جانب کوئی شگاف یا نقص نہیں ہے۔

7- اتنا پھیلا دیا کہ کبھی زمین کا دامن انسانوں اور حیوانوں کیلئے تنگ نہیں ہوا بلکہ انکی ضروریات زندگی بھی اس زمین سے پوری ہوتی ہیں۔ اگر کبھی زمین کا دامن تنگ محسوس ہوا تو وہ انسان ہی کی استحصال کی وجہ سے ہوتا ہے۔

8- بابرکت اس لحاظ سے ہے کہ نازل ہوتے ہی مردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے۔ ہر قسم کے پھل اور کھیتی پیدا ہوتی ہے۔

9- کھجور کے ایک خوشے میں پچاس پچاس کلو تک کھجوریں لگی ہوتی ہیں۔ ایک کھجور میں ایسے کئی خوشے ہوتے ہیں۔

10- پہلی مرتبہ کی تخلیق کا انکار تو ممکن ہی نہیں کیونکہ دنیا میں سب لوگ ایک دوسرے کو زندہ دیکھ رہے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ جس نے پہلی مرتبہ پیدا کیا ہے کیا وہ دوسری مرتبہ پیدا نہیں کر سکتا۔ حالانکہ عقل یہ کہتی ہے کہ دوسری دفعہ پیدا کرنا تو پہلی مرتبہ پیدا کرنے سے سہل ہونا چاہئے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ ۖ وَنَحْنُ أَقْرَبُ

ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور جو کچھ اس کے دل میں وسوسہ گزرتا ہے ہم تو اسے بھی جانتے ہیں اور اس کی

إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ﴿١٦﴾ إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيَانِ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ

شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں[1]○ جب دو (فرشتے) لکھنے والے اس کے دائیں اور بائیں بیٹھے سب

الشِّمَالِ قَعِيدٌ ﴿١٧﴾ مَا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ﴿١٨﴾ وَ

ریکارڈ کرتے ہیں[2]○ وہ کوئی بات منہ سے نہیں نکالتا مگر اس کے پاس ایک تیار نگران[3] موجود ہوتا ہے○ اور

جَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۖ ذَٰلِكَ مَا كُنتَ مِنْهُ تَحِيدُ ﴿١٩﴾ وَنُفِخَ

یہ جان کنی حق لے کر آ پہنچی[4] یہی وہ بات ہے جس سے تو (اے انسان) گریز کرتا رہا○ اور (پھر جب) صور

فِي الصُّورِ ۚ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيدِ ﴿٢٠﴾ وَجَاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَائِقٌ

پھونکا جائے گا یہی وہ وعدہ عذاب کا دن ہوگا○ ہر شخص کے ساتھ ایک ہانکنے والا

وَشَهِيدٌ ﴿٢١﴾ لَقَدْ كُنتَ فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَٰذَا فَكَشَفْنَا عَنكَ غِطَاءَكَ

اور ایک گواہی دینے والا (فرشتہ) ہوگا[5]○ بلاشبہ تو اس دن سے غافل رہا سو آج ہم نے تیرا پردہ کھینچ دیا ہے

فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ ﴿٢٢﴾ وَقَالَ قَرِينُهُ هَٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيدٌ ﴿٢٣﴾

اور آج تیری نگاہ خوب تیز ہے○ اور اس کا ساتھی (فرشتہ) کہے گا یہ (اس کا اعمال نامہ) میرے پاس تیار ہے○

أَلْقِيَا فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ ﴿٢٤﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيبٍ ﴿٢٥﴾

(پھر انہیں حکم ہوگا کہ) ہر سرکش کافر کو جہنم میں پھینک دو○ جو مال کا بخیل حد سے بڑھنے والا اور شک میں پڑا ہوا

الَّذِي جَعَلَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَأَلْقِيَاهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيدِ ﴿٢٦﴾

تھا[6]○ جس نے اللہ کے علاوہ کوئی اور الٰہ بھی بنا رکھا تھا لہٰذا اسے شدید عذاب میں پھینک دو○

قَالَ قَرِينُهُ رَبَّنَا مَا أَطْغَيْتُهُ وَلَٰكِن كَانَ فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ﴿٢٧﴾ قَالَ

اور اس کا ساتھی[7] کہے گا "ہمارے رب! میں نے اسے سرکش نہیں بنایا بلکہ یہ خود دور کی گمراہی میں تھا○

لَا تَخْتَصِمُوا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ إِلَيْكُم بِالْوَعِيدِ ﴿٢٨﴾ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ

فرمائے گا[8] میرے ہاں مت جھگڑو میں تمہیں پہلے ہی اس کی خبر دے چکا تھا○ میرے ہاں بات بدلی نہیں

لَدَيَّ وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ﴿٢٩﴾ يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ

جا سکتی اور میں اپنے بندوں کے لیے ظالم بھی نہیں[9]○ اس دن ہم جہنم سے پوچھیں گے، کیا تو بھر گئی؟"

وَتَقُولُ هَلْ مِن مَّزِيدٍ ﴿٣٠﴾ وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ غَيْرَ بَعِيدٍ ﴿٣١﴾

تو وہ کہے گی "کیا کچھ اور بھی ہے؟"[10]○ اور جنت کو متقین کے قریب کر دیا جائے گا وہ کچھ دور نہ ہوگی○

هَٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِكُلِّ أَوَّابٍ حَفِيظٍ ﴿٣٢﴾ مَّنْ خَشِيَ الرَّحْمَٰنَ بِالْغَيْبِ

یہ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا ہر رجوع کرنے والے اور حفاظت کرنے والے کے لیے○ جو رحمٰن سے بن دیکھے

وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُّنِيبٍ ﴿٣٣﴾ ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ ۖ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُودِ ﴿٣٤﴾

ڈرتا رہا اور رجوع کرنے والا دل لے کر آیا○ اس میں سلامتی سے داخل ہو جاؤ۔ یہ ہمیشگی کا دن ہے○

1- دل کی تختی پہ ابھرنے والے خیالات بھی اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ یہ قرب علم اور قدرت کے لحاظ سے ہے۔ ورنہ ذات باری تعالیٰ مستوی علی العرش ہے۔

ان آیات اور ان سے ملتی جلتی دوسری آیات سے بعض جاہلوں نے یہ فلسفہ کشید کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ بذات خود موجود ہے۔ پھر اسکی بنیاد پر وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کے ناپاک فلسفوں کو تقویت دینے کی کوشش کی ہے۔ پھر بات یہیں تک نہیں رہنے دیا بلکہ یہ بھی کہا کہ انبیاء بھی ہر جگہ موجود ہیں یعنی حاضر و ناظر ہیں اور کچھ شیعہ نے کہا کہ حضرت علی بھی ہر جگہ موجود ہیں اور استعانت کو پہنچ سکتے ہیں۔ حتیٰ کہ کئی جاہلوں نے اپنے پیروں اور مرشدوں کے ہر جگہ موجود ہونے کے فلسفے کی پرجوش اشاعت شروع کر دی۔ سبحان اللہ عما یصفون۔ اللہ پاک ہے ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں۔

2- مراد کراماً کاتبین ہیں۔ دائیں جانب نیکیاں لکھنے والا فرشتہ اور بائیں جانب برائیاں لکھنے والا۔ یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ یہ ریکارڈ کاغذ اور قلم کے ذریعے تیار کیا جا رہا ہو۔ ریکارڈ تیار کرنے کے دیگر بے شمار طریقے ہیں۔ آج کا انسان یہ بات پہلے زمانہ کے لوگوں سے بہتر سمجھ سکتا ہے کیونکہ آج ویڈیو کیسٹ اور (Compact Disk) پہ باآسانی بھرے ہوئے ریکارڈ تیار ہوتے ہیں۔ پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کی وضاحت فرمائی ہے اور اسکے باوجود ریکارڈ کی تیاری اتمام حجت کیلئے ہے۔ نیز اللہ رب العزت یوم قیامت محض اپنے علم کی بنا پہ فیصلے نہیں فرمائیں گے بلکہ شہادات کی بنیاد پہ فیصلے ہوں گے۔

3- رقیب' نگہبان' محافظ' عتید' حاضر' تیار

4- موت جتنی بڑی حقیقت ہے۔ انسان اتنا ہی اسکے ذکر سے آنکھیں چراتا ہے۔ سکرات موت شروع ہوتے ہی یہی سارے حقائق انسان پہ کھل جائیں گے۔

5- ایک فرشتہ ہانکتے ہوئے اللہ کے سامنے لا حاضر کرے گا دوسرا پوری زندگی کا ریکارڈ پیش کریگا۔

6- یہ ایمان اور یقین کی ضد کے طور پہ آیا ہے۔ ویسے بھی کافر شک ہی میں ہوتا ہے۔

7- یہاں قرین سے مراد اس کا برا ساتھی ہے چاہے جنوں سے ہو یا انسانوں سے وہ کہے گا کہ میرا تو اس پہ کچھ زور نہ تھا۔ بلکہ خود ہی گمراہ تھا لہٰذا میری بات سنتا تھا۔

8- یہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

9- میری عدالت سے فیصلہ ہو چکا ہے اور یہ بدل نہیں سکتا۔ چونکہ میں نے تمہیں بروقت خبردار کر دیا تھا لہٰذا تم نے میرے رسولوں کو ٹھکرا کر خود ہی اپنے آپ پر ظلم کیا ہے۔

10- حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"جہنمی جہنم میں ڈالے جائیں گے تو جہنم یہی کہتی رہے گی کہ کچھ اور بھی ہے؟ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنا قدم اس پہ رکھ دے گا۔ اس وقت وہ کہے گی بس بس (میں بھر گئی)۔ (بخاری)

لَهُمْ مَّا يَشَاءُونَ فِيهَا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ ﴿٣٥﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم

وہاں جو کچھ چاہیں گے انہیں ملے گا اور ہمارے پاس اس سے زیادہ بھی موجود ہے[1] ○ اور ہم ان سے پہلے کتنی ہی

مِّن قَرْنٍ هُمْ أَشَدُّ مِنْهُم بَطْشًا فَنَقَّبُوا فِي الْبِلَادِ هَلْ مِن مَّحِيصٍ ﴿٣٦﴾

قومیں ہلاک کر چکے ہیں جو ان سے زیادہ طاقتور تھیں انہوں نے ملک کا کونہ کونہ چھانا کہ کہیں پناہ[2] ملے ○

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ

اس میں اس شخص کے لیے عبرت ہے جو دل رکھتا ہو اور حضور قلب کے ساتھ متوجہ ہو کر

شَهِيدٌ ﴿٣٧﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ

بات سنے ○ ہم نے ارض و سماوات کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کچھ کو چھ دن میں

أَيَّامٍ وَمَا مَسَّنَا مِن لُّغُوبٍ ﴿٣٨﴾ فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ

پیدا کیا اور ہمیں تھکاوٹ محسوس تک نہ ہوئی[3] ○ پس (اے نبی!) صبر کیجئے اور اپنے رب کی حمد

بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ ﴿٣٩﴾ وَمِنَ اللَّيْلِ

کے ساتھ طلوع شمس اور غروب سے پہلے تسبیح کیجئے[4] ○ اور رات کو

فَسَبِّحْهُ وَأَدْبَارَ السُّجُودِ ﴿٤٠﴾ وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِن مَّكَانٍ

اور سجدے کے بعد بھی اس کی تسبیح کیجئے[5] ○ اور سنو جس دن پکارنے والا قریب ہی سے پکارے گا[6] ○

قَرِيبٍ ﴿٤١﴾ يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ ﴿٤٢﴾

سب لوگ اس زور دار آواز کو ٹھیک[7] سن لیں گے یہی (زمین سے دوبارہ) نکلنے کا دن ہو گا ○ بلاشبہ

إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَإِلَيْنَا الْمَصِيرُ ﴿٤٣﴾ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْأَرْضُ عَنْهُمْ

ہم ہی زندہ کرتے اور مارتے ہیں اور ہماری طرف ہی لوٹ کر آنا ہو گا ○ جس دن زمین ان پر سے پھٹ جائے گی

سِرَاعًا ذَٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيرٌ ﴿٤٤﴾ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ وَمَا

اور وہ فوراً نکلیں گے اور اس طرح اکٹھا کرنا ہمارے لیے آسان ہے ○ جو یہ کہہ رہے ہیں ہم اسے خوب

أَنتَ عَلَيْهِم بِجَبَّارٍ فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَن يَخَافُ وَعِيدِ ﴿٤٥﴾

جانتے ہیں آپ جبر تو کر نہیں سکتے لہٰذا قرآن کے ذریعہ اس کو نصیحت کیجئے جو وعدہ عذاب سے ڈرتا ہے ○

سُورَةُ الذّٰرِيٰتِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سِتُّونَ آيَةً وَثَلٰثُ رُكُوعَاتٍ

آیات ۶۰　(۵۱) سورہ ذاریات مکی ہے (۶۷)　رکوع ۳

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

وَالذَّارِيَاتِ ذَرْوًا ﴿١﴾ فَالْحَامِلَاتِ وِقْرًا ﴿٢﴾ فَالْجَارِيَاتِ يُسْرًا ﴿٣﴾ فَالْمُقَسِّمَاتِ

ان ہواؤں کی قسم جو گرد اڑاتی ہیں ○ پھر بوجھ اٹھاتی ہیں ○ پھر آہستہ چلتی ہیں ○ پھر کام تقسیم

أَمْرًا ﴿٤﴾ إِنَّمَا تُوعَدُونَ لَصَادِقٌ ﴿٥﴾ وَإِنَّ الدِّينَ لَوَاقِعٌ ﴿٦﴾

کرتی ہیں[8] ○ کہ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ سچا ہے ○ اور جزائے اعمال ضرور واقع ہو گی ○

1-جنت میں جنتی جس جس چیز کی خواہش کریں گے وہ انہیں ملے گی۔ کچھ ایسی نعمتیں بھی ملیں گیں جسکا انہیں کچھ گمان بھی نہ ہو گا۔ چنانچہ دیدار الٰہی بھی ایسی ہی نعمت ہو گا۔ دیکھیں حاشیہ نمبر4

2-دوسرا معنی یہ ہو سکتا ہے کہ وہ طاقتور بھی تم سے زیادہ تھے اور کاروبار وغیرہ کیلئے دور دراز کے سفر بھی کیا کرتے تھے۔

3-اس میں یہود و نصاریٰ پہ طنز بھی ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے چھ ایام میں زمین و آسمان مکمل کیا اور ساتویں یوم آرام کیا۔ کنگ جیمز کی مستند بائبل میں یہ الفاظ موجود ہیں۔

(And He rested on seventh day)

4- جریر بن عبد اللہ بجلی کہتے ہیں کہ

ایک رات ہم آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے آپ ﷺ نے قمر کو دیکھا جو چودھویں رات کا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا عنقریب تم (جنت میں) اپنے رب کو یوں بے تکلف دیکھو گے جیسے اس قمر کو دیکھ رہے ہو اور تمہیں کوئی تکلیف محسوس نہ ہوگی۔ اگر تم ایسا کر سکو کہ تم سے طلوع شمس سے پہلے کی صلوٰۃ فجر اور غروب شمس سے پہلے کی صلوٰۃ عصر قضا نہ ہونے پائے تو ایسا ضرور کرو۔ پھر آپ نے یہی آیت پڑھی۔"

(بخاری)

5- مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھے حکم دیا کہ

میں ہر فرض صلوٰۃ کے بعد تسبیح پڑھا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ "وادبار السجود" کا یہی مطلب ہے۔

6-یہ نفخہ ثانیہ کے وقت کا ذکر ہے۔ پکارنے والا فرشتہ ہو گا اور ندا یہ ہو گی کہ "مردو اٹھو اللہ کے حضور عدالت اور فیصلے کیلئے حاضر ہو جاؤ۔" ہر ایک کو یہ ندا قریب ہی سے محسوس ہو گی۔

7-دوسرا معنی یہ ہو سکتا ہے کہ یہ ندا حقیقت بن کر سامنے آجائے گی دنیا میں تو انکار کرتے رہے۔

8-امام طبری اور بعض دیگر مفسرین نے پہلی چاروں آیات میں مختلف قسم کی ہوائیں ہی مراد لی ہیں۔ گویا چوتھی آیت کا معنی یہ ہو گا کہ "وہاں لے جاتی ہیں جہاں اللہ کو بارش برسانا مقصود ہوتا ہے۔"

(بخاری)

مفسرین کے ایک دوسرے گروہ نے تیسری آیت سے کشتیاں مراد لی ہیں اور چوتھی آیت سے مراد وہ فرشتے ہیں جو کہ رزق، بارش کی تقسیم کرتے ہیں اور امور کائنات کی تدبیر کرتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ﴿٧﴾ اِنَّكُمْ لَفِىْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ﴿٨﴾ يُّؤْفَكُ عَنْهُ

راستوں والے آسمان کی[1] قسم○ تم مختلف قسم کی باتیں کرتے ہو[2]○ اس سے وہی برگشتہ

مَنْ اُفِكَ ﴿٩﴾ قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ﴿١٠﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِىْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ﴿١١﴾

ہوتا ہے جس کا مقدر ہو چکا○ وہم و قیاس کرنے والوں کا ستیاناس ہو[3]○ جو بے ہوشی میں پڑے غافل بنے ہوئے

يَسْـَٔلُوْنَ اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿١٢﴾ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ﴿١٣﴾ ذُوْقُوْا

ہیں○ پوچھتے ہیں[4] جزا و سزا کا دن کب ہو گا؟○ جس دن یہ آگ پر تپائے جائیں گے○ اپنی شرارت

فِتْنَتَكُمْ ۭ هٰذَا الَّذِىْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿١٤﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِىْ جَنّٰتٍ

کا ذائقہ چکھو یہی وہ عذاب ہے جس کے لیے تم جلدی مچاتے تھے○ بلا شبہ متقی (اس دن) باغوں اور

وَّعُيُوْنٍ ﴿١٥﴾ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ

چشموں میں ہوں گے○ جو کچھ ان کا رب انہیں دے گا وہ لے لیں گے وہ اس دن کے

مُحْسِنِيْنَ ﴿١٦﴾ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ﴿١٧﴾ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ

آنے سے قبل نیکو کار تھے○ رات کو کم سویا کرتے تھے[5]○ اور سحری کے وقت مغفرت مانگا

يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿١٨﴾ وَفِىْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّاۗىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿١٩﴾ وَفِى

کرتے تھے○ اور ان کے اموال میں مانگنے والوں اور نہ مانگنے والوں (دونوں) کا حق[6] تھا○ اور یقین کرنے

الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ﴿٢٠﴾ وَفِىْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿٢١﴾ وَفِى

والوں کے لیے زمین میں نشانیاں ہیں[7]○ اور خود تمہارے اپنے اندر[8] بھی پھر کیا تم غور سے نہیں دیکھتے؟○ اور

السَّمَاۗءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿٢٢﴾ فَوَرَبِّ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ

آسمان میں تمہارا رزق ہے اور وہ بھی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے[9]○ پس ارض و سماوات کے رب کی قسم!

مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ﴿٢٣﴾ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ

یہ حقیقت ہے جیسے تمہارا بولنا ایک حقیقت ہے○ (اے نبی!) کیا آپ کے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی بات

الْمُكْرَمِيْنَ ﴿٢٤﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿٢٥﴾

بھی پہنچی؟○ جب وہ ابراہیم کے پاس آئے اور آپکو سلام کہا، انہوں نے سلام کا جواب دیا (خیال کیا) کچھ اجنبی[10]

فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَاۗءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ﴿٢٦﴾ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا

ہیں○ پھر چپکے سے اپنے گھر والوں کے پاس گئے اور ایک موٹا (بھنا ہوا) بچھڑا لائے○ اور ان کے سامنے پیش

تَاْكُلُوْنَ ﴿٢٧﴾ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ۭ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۭ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ

کیا۔ پوچھا تم کھاتے کیوں نہیں؟[11]○ پھر ان سے خوف[12] محسوس کیا وہ کہنے لگے "ڈرو نہیں" پھر ابراہیم کو ایک

عَلِيْمٍ ﴿٢٨﴾ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِىْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ

صاحب علم لڑکے کی بشارت دی○ پھر اس کی بیوی چلاتی ہوئی بڑھی اس نے اپنا منہ پیٹا اور کہنے لگی بڑھیا

عَقِيْمٌ ﴿٢٩﴾ قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿٣٠﴾

اور بانجھ؟○ وہ کہنے لگے۔ تمہارے رب نے یوں ہی فرمایا ہے وہ بلاشبہ بڑا حکیم اور سب کچھ جاننے والا ہے○

1- حبک (الثوب)- کپڑا بننا۔ چنانچہ کئی مترجمین نے یہاں ترجمہ جالی دار آسمان کیا ہے گویا اس میں فرشتوں کیلئے لاتعداد رستے ہیں اور زیب و زینت کی اشیاء ہیں۔

2- کیونکہ حق ہمیشہ ایک ہوتا ہے اور باطل کی کئی صورتیں ہوتی ہیں۔ چنانچہ تم قرآن کریم۔ آپ ﷺ اور معاد کے بارے میں بھانت بھانت کی بولیاں بولتے ہو۔

3- جن کا وہم و قیاس ہمیشہ انہیں باطل رستہ ہی دکھاتا ہے۔

4- اس لئے نہیں پوچھتے اسکا علم حاصل کریں۔ نہ ہی اس لئے کہ انہیں دلائل میسر ہو جائیں تو وہ یقین کرلیں بلکہ پوچھتے ہیں تو مذاق اڑانے کیلئے۔

5- یہجعون۔ ھجع۔ غفلت کی نیند سونا۔

6- ویسے تو سب کے مال ہی میں سائل اور محروم کا حق ہوتا ہے مگر اللہ کے نیک بندے اسکا احساس کرتے ہیں۔ البتہ جنہوں نے مال و دولت کو بھی اپنا معبود بنا رکھا ہو وہ یہ احساس کہاں کرسکتے ہیں؟ حق کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ سائل اور محروم کو دینا ان پہ کچھ احسان نہیں بلکہ صاحب مال کی ذمہ داری ہے۔

7- بارش کا نظام۔ زمین کا مردہ ہونے کے بعد پھر زندہ ہونا۔ پہاڑوں کا نظام۔ زمین کی معدنیات وغیرہ

8- خود انسان اپنے جسم کی کائنات کو سمجھنے سے بھی بہت دور ہے۔ مثلاً دماغ کی ساخت پہ غور فرمائیں۔

دماغ کی ساخت اتنی پیچیدہ اور کسی زبردست خالق کی قدرتوں کا نمونہ ہے کہ سائنس دان اسکے کام کو سمجھنے سے بہت دور ہیں۔

The Guinness Encyclopedia of Science

کے مطابق دماغ عصبی خلیات (Nevre Cells) سے مرکب ہے دماغ میں ایسے تقریباً ایک سو بلین (100 Billion) خلیات ہوتے ہیں۔ ہر خلیہ بجلی (Electric Pulse) کے ذریعے سگنل وصول کرتا ہے۔

گویا اللہ کی کسی بھی نشانی میں غور کریں تو انسان کی کم علمی۔ محدود طاقت اور خالق کیلئے بے پناہ لامحدود طاقت کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ البتہ جنہوں نے قسم کھار کھی ہو کہ وہ اللہ کی قدرت تسلیم نہیں کریں گے وہ یہ سب کچھ فطرت کے کھاتہ میں ڈال دیتے ہیں۔

9- تمہارے مقدر کا فیصلہ آسمانوں ہی میں ہوتا ہے اور بارش بھی آسمان سے نازل ہوتی ہے جو کہ تمہارے رزق کا سبب بنتی ہے۔

10- یہ فرشتے تھے جو کہ انسانی شکل میں حضرت ابراہیم کے پاس تشریف لائے۔

11- حضرت ابراہیم کا اعلیٰ درجہ کا اکرام الضیف ہے کیونکہ اگر مہمان سے پوچھا جائے تو وہ انکار ہی کر دیتا ہے۔

12- جو مہمان کسی کے ہاں سے کچھ نہ کھائے اسکے بارے میں یہ تصور تھا کہ یہ کسی خیر سے نہیں آیا یا حضرت ابراہیم کو معلوم ہو گیا تھا کہ یہ فرشتے ہیں جو کہ غیر معمولی حالات کے علاوہ انسانی شکل میں نہیں آتے۔

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ﴿٣١﴾ قَالُوا إِنَّا

ابراہیم نے ان سے پوچھا اے رسولو! تمہارا کیا مقصد[1] ہے؟ ○ وہ کہنے لگے ہم

أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ مُجْرِمِينَ ﴿٣٢﴾ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِنْ طِينٍ ﴿٣٣﴾ مُسَوَّمَةً

ایک مجرم[2] قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں ○ تاکہ ان پر مٹی کے پتھر برسائیں ○ جو حد سے بڑھنے والوں (کی ہلاکت)

عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِينَ ﴿٣٤﴾ فَأَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٣٥﴾

کے لیے آپ کے رب کے ہاں سے نشان زدہ[3] ہیں ○ پھر وہاں جتنے مومن تھے ہم نے انہیں نکال لیا ○

فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٣٦﴾ وَتَرَكْنَا فِيهَا آيَةً

ہم نے وہاں ایک گھر کے سوا کوئی مسلمانوں کا گھر نہ پایا[4] ○ اور وہاں ان لوگوں کے لیے نشانی[5] چھوڑ

لِلَّذِينَ يَخَافُونَ الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿٣٧﴾ وَفِي مُوسَىٰ إِذْ أَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ

دی جو المناک عذاب سے ڈرتے ہیں ○ اور موسیٰ (کے واقعہ کی نشانی) ہے جب ہم نے اسے صریح

فِرْعَوْنَ بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ ﴿٣٨﴾ فَتَوَلَّىٰ بِرُكْنِهِ وَقَالَ سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ﴿٣٩﴾

سند دے کر فرعون کی طرف بھیجا ○ اس نے اپنی طاقت کے بل سرتابی کی اور کہا کہ "یہ ساحر یا مجنون ہے" ○

فَأَخَذْنَاهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيمٌ ﴿٤٠﴾ وَفِي عَادٍ

پھر ہم نے اسے اور اس کے لشکروں کو پکڑ لیا اور سمندر میں پھینک دیا اور وہ تھا ہی قابل ملامت ○ اور قصہ عاد

إِذْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَ ﴿٤١﴾ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ أَتَتْ

بھی (ایک نشانی ہے) جب ہم نے ان پر تباہ کن آندھی[6] چھوڑ دی ○ وہ جس چیز پر بھی گزرتی اسے بوسیدہ

عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيمِ ﴿٤٢﴾ وَفِي ثَمُودَ إِذْ قِيلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوا

ہڈی کی طرح چکنا چور کر دیتی[7] ○ اور ثمود میں بھی (نشانی ہے) جب ان سے کہا گیا کہ ایک خاص وقت

حَتَّىٰ حِينٍ ﴿٤٣﴾ فَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ وَ

تک مزے اڑا لو ○ مگر انہوں نے اپنے رب کے حکم سے سرتابی کی تو ان کے دیکھتے دیکھتے ہی انہیں بجلی کے

هُمْ يَنْظُرُونَ ﴿٤٤﴾ فَمَا اسْتَطَاعُوا مِنْ قِيَامٍ وَمَا كَانُوا مُنْتَصِرِينَ ﴿٤٥﴾

عذاب نے آلیا ○ پھر نہ تو ان میں کھڑا ہونے کی سکت رہ گئی اور نہ ہی وہ اپنا بچاؤ کر سکے ○

وَقَوْمَ نُوحٍ مِنْ قَبْلُ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿٤٦﴾ وَ

ع ۲۳ ۲ ۱

اور اس سے پہلے ہم نے قوم نوح (کو ہلاک کیا تھا) بلا شبہ وہ نافرمان لوگ تھے ○ اور

السَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ ﴿٤٧﴾ وَالْأَرْضَ فَرَشْنَاهَا

آسمان کو ہم نے اپنے دست (قدرت) سے بنایا اور ہم اسے وسیع کرتے جا رہے ہیں[8] ○ اور زمین کو ہم نے بچھا دیا

فَنِعْمَ الْمَاهِدُونَ ﴿٤٨﴾ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ

اور ہم بڑے اچھے بچھانے والے ہیں ○ اور ہر چیز کے ہم نے جوڑے پیدا کر دیے[9] شاید تم (ان سے) سبق

تَذَكَّرُونَ ﴿٤٩﴾ فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ ۖ إِنِّي لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ مُبِينٌ ﴿٥٠﴾

حاصل کرو ○ پس اللہ کی طرف دوڑ کر آؤ۔ میں تمہارے لیے اس کی طرف سے واضح طور پر ڈرانے والا ہوں ○

1- خطب۔ شان، قصہ، قصد، مقصد، یعنی آپ کسی مہم پہ آئے ہو؟

2- قوم لوط جو مجسم مجرم قوم تھی۔ شرک، لواطت، فساد فی الارض۔ سدوم کی اس بستی کے لوگوں میں یہ سب جرائم موجود تھے۔

3- یہ ممکن نہیں کہ اتفاقاً ان میں سے کوئی مجرم بچ جائے۔ بلکہ ہر پتھر نامزد تھا۔

4- یعنی حضرت لوط کا گھرانہ۔ کہتے ہیں کہ یہ کل تیرہ افراد تھے جو بچے۔ حضرت لوط کی بیوی بھی مجرم قوم سے تعلق رکھتی تھی لہٰذا وہ بھی عذاب کی لپیٹ میں آگئی۔

5- یہ نشانی آج بھی ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ بحیرہ میت (Dead Sea) کا جنوبی علاقہ آج بھی تباہی کے آثار پیش کر رہا ہے۔ ایک برطانوی تحقیقاتی ٹیم نے اس سمندر کی تہ میں تباہ شدہ بستی کے آثار دریافت کئے ہیں۔ یہ دنیا کا واحد سمندر ہے جہاں زندہ مچھلی تک بھی نہیں پائی جاتی۔ پانی کی کثافت (Sp Gravity) اور اچھال (Buoyancy) اتنی زیادہ ہے کہ جو شخص تیرنا بھی نہ جانتا ہو وہ بھی نہیں ڈوبتا۔

6- عقیم۔ بانجھ۔ الریح العقیم۔ ایسی ہوا جو کسی بھی طرح کی خیر و برکت سے خالی ہو۔

7- یہ ٹھنڈی یخ طوفانی آندھی مسلسل سات راتیں اور آٹھ دن چلتی رہی۔

8- یا یہ مفہوم ہو سکتا ہے کہ ہماری قدرت اور طاقت میں اتنی وسعت موجود ہے۔ اسکے علاوہ بھی اسکے کئی مفہوم ہو سکتے ہیں۔ ممکن ہے کہ سب ہی درست ہوں۔ تاہم آج کل جدید سائنسی تحقیقات کی روشنی میں پہلا مفہوم زیادہ واضح ہوتا ہے۔

The Guinness Encyclopedia of Science

میں Big Bang عنوان کے تحت مذکور ہے۔ آج کل Big Bang کا نظریہ عالمی طور پہ تخلیق کائنات کے نظریہ کے طور پر مسلم ہے جسکے مطابق کوئی پندرہ بلین سال پہلے کائنات مادہ اور توانائی کا بہت بڑا تودہ تھی۔ پھر دھماکہ سے کہکشائیں۔ ستارے وغیرہ ہر جانب پھیلنا شروع ہو گئے۔

جتنی ہی کوئی کہکشاں (Galaxy) دور ہے وہ اتنی ہی تیز رفتاری سے مزید دور ہو رہی ہے۔ ایک ملین نوری سال (One Million Light Year) فاصلہ زیادہ ہونے سے کہکشاں کے دور ہونے کی رفتار میں 150 کلومیٹر فی سیکنڈ کے حساب سے اضافہ ہو رہا ہے۔

9- ہزاروں سال قبل جب آپ ﷺ پہ قرآن نازل ہوا تھا اس وقت نباتات کے علوم (Botany) میں اتنی ترقی نہیں ہوئی تھی کہ دنیا کے کسی کونے میں بھی اسطرح کی کوئی معلومات موجود ہوتیں۔ آج سائنس دان اپنے تجربے اور مشاہدے کی بنا پہ یقین رکھتے ہیں کہ تمام نباتات میں نر اور مادہ حصے ہوتے ہیں اور یہ پھل ایسے پودوں سے حاصل ہوتے ہیں جن میں جنسی عمل (Sexual Characteristics) پایا جاتا ہے۔ چنانچہ ایسی چیزیں ایک مسلمان کے دل میں ایمان کو مزید تقویت دیتی ہیں اور ایک کافر کیلئے مزید حجت مہیا کرتی ہیں۔

وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ؕ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۵۱﴾ كَذٰلِكَ

اور اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا الٰہ نہ بناؤ میں اس کی طرف سے تمہیں صاف صاف ڈرا رہا ہوں ○ اسی طرح

مَاۤ اَتَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۵۲﴾

ان (کفار مکہ) سے پہلے جو رسول بھی آیا اسے لوگوں نے یہی کہا کہ وہ ساحر ہے یا مجنون ہے ○ کیا یہ اس

اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَاۤ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ﴿۵۴﴾

بات کی وصیت کرتے چلے آئے ہیں؟ بلکہ یہ ہیں ہی شریر لوگ ○ پس آپ ان کی پروا نہ کیجئے آپ پر کوئی

وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۵۵﴾ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ

الزام نہیں ○ اور نصیحت کرتے رہیے کیونکہ نصیحت مومنوں کو فائدہ دیتی ہے ○ اور میں نے جن وانس

اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ مَاۤ اُرِیْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَاۤ اُرِیْدُ اَنْ

کو صرف اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں ○ میں ان سے رزق نہیں چاہتا نہ ہی یہ چاہتا ہوں کہ وہ

یُّطْعِمُوْنِ ﴿۵۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ ﴿۵۸﴾ فَاِنَّ

مجھے کھلائیں ○ اللہ تعالیٰ تو خود ہی رازق ہے بڑی قوت والا اور زبردست ہے ○ سو ان

لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ فَلَا یَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۵۹﴾

ظالموں (کے لئے گناہوں) کا بھی عذاب ہے جیسے ان کے ساتھیوں کو ملا لہٰذا یہ جلدی نہ مچائیں ○

فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ یَّوْمِهِمُ الَّذِیْ یُوْعَدُوْنَ ﴿۶۰﴾

کفر کرنے والوں کے لیے اس دن تباہی ہو گی جس دن سے انہیں ڈرایا جا رہا ہے ○

سُوْرَةُ الطُّوْرِ مَكِّیَّةٌ وَّهِیَ تِسْعٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰیَةً وَّفِیْهَا رُكُوْعَانِ

آیات ۴۹ (۵۲) سورہ طور مکی ہے (۷۶) رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

وَالطُّوْرِ ﴿۱﴾ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ﴿۲﴾ فِیْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ﴿۳﴾ وَّالْبَیْتِ الْمَعْمُوْرِ ﴿۴﴾

طور کی قسم ○ اور لکھی ہوئی کتاب کی ○ جو کھلے ہوئے صفحات میں ہے ○ اور بیت المعمور کی قسم

وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ﴿۵﴾ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ﴿۶﴾ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ﴿۷﴾

اور اونچی چھت کی ○ اور جوش مارتے ہوئے سمندر کی ○ کہ آپ کے رب کا عذاب واقع ہو کے رہے

مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ﴿۸﴾ یَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ﴿۹﴾ وَّتَسِیْرُ الْجِبَالُ سَیْرًا ﴿۱۰﴾

گا ○ اسے کوئی روکنے والا نہیں ○ جس دن آسمان تیزی سے لرزنے لگے گا ○ اور پہاڑ تیزی سے اڑتے پھریں

فَوَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۱۱﴾ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ خَوْضٍ یَّلْعَبُوْنَ ﴿۱۲﴾ یَوْمَ

گے ○ اس دن جھٹلانے والوں کے لیے تباہی ہے ○ جو کج بحثوں میں پڑے کھیل رہے ہیں ○ جس دن

یُدَعُّوْنَ اِلٰی نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ﴿۱۳﴾ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِیْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۴﴾

انہیں دھکے مار کر آتش جہنم کی طرف چلایا جائے گا یہ ہے وہ جہنم جسے تم جھٹلایا کرتے تھے ○

1- ساحر اسلئے کہہ دیتے کہ رسول انہیں انکی طلب کرنے پہ یا بغیر طلب کے ایسا معجزہ دکھلا دیتا جو دوسرے نہ دکھلا سکتے۔ اور دیوانہ اسلئے کہہ دیتے کہ رسول اپنی دعوت پیش کرنے سے باز نہیں رہتے چاہے پوری قوم بھی انکی جانی دشمن بن جائے۔

2- انبیاء کے ساتھ ان کی قوموں کے سلوک سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے پہلی قومیں آنیوالی نسلوں کو وصیت کرجاتی رہی ہیں کہ تمہارے ہاں رسول آئیں تو انہیں یہ جواب دینا۔ بلکہ ان سب میں سرکشی، بغاوت اور تکفیر کے ایک ہی جیسے عوارض پائے جاتے ہیں۔

3- اے محمد آپ کو یہ علم نہیں ہے کہ وہ سعید روحیں کون سی ہیں لہٰذا آپ ﷺ تبلیغ کرتے جایئے۔

4- اس آیت سے جن وانس کی تخلیق کے مقصد کا تعین ہوتا ہے۔ اور یہ نص قطعی ہے۔ بعض لوگ یہ باور کراتے ہیں کہ کائنات اور یہ سب تخلیق آپ ﷺ کی وجہ سے عمل میں لائی گئی۔ اس کیلئے قرآن وسنت سے کوئی دلیل نہیں ملتی۔

5- کیونکہ وہ خود سب خزانوں کا مالک ہے۔ اسے کسی چیز کی حاجت نہیں بلکہ وہ جنوں اور انسانوں کی جملہ ضروریات کا کفیل ہے۔

6- ذنوب۔ بھرا ہوا ڈول۔ جب ان سے پہلے لوگوں کے گناہوں کا ڈول بھر گیا تو وہ نہ بچ سکے تو یہ کیسے بچیں گے؟

7- جسے طور سینا اور طور سینین بھی کہا گیا ہے۔ یہ شام میں واقع ہے۔ اسی کے دامن میں واقع وادی کا نام "طویٰ" ہے اسے قرآن میں وادی مقدس اور بقعۃ المبارکہ بھی کہا گیا ہے۔

8- حضرت موسیٰؑ کی تختیاں یا الہامی کتابیں یا لوح محفوظ۔ سیاق حضرت موسیٰؑ کی تختیوں کی جانب اشارہ کرتا ہے۔

9- معمور۔ آباد و شاداب۔ بیت اللہ جو ہر وقت طواف کرنیوالوں اور عبادت کرنیوالوں سے آباد رہتا ہے۔ حضرت مالک ابن صعصعہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ

حضرت جبرائیلؑ نے (معراج کے دوران) بتایا۔ یہ بیت المعمور ہے اس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں۔ جب ایک دفعہ وہاں سے نکلتے ہیں تو دوبارہ انکی باری نہیں آتی۔

(بخاری ومسلم)

10- پانچ چیزوں کی قسم کھاکر فرمایا کہ عذاب واقع ہو کر رہے گا۔ گویا یہ سب اشیاء اللہ کی قدرت کاملہ کی دلیل بھی ہیں۔

11- وہ پہاڑ جو زمین کا توازن (Balance) قائم کرنے کیلئے لگائے گئے تھے۔ اڑتے پھریں گے۔

أَفَسِحْرٌ هٰذَآ أَمْ أَنتُمْ لَا تُبْصِرُونَ ﴿۱۵﴾ اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوٓا أَوْ لَا تَصْبِرُوا

اب بتاؤ کیا یہ جادو ہے یا تمہیں کچھ نظر نہیں آتا؟[1] ○ اس میں داخل ہو جاؤ، اب تم صبر کرو یا نہ کرو

سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ ۖ إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۱۶﴾ إِنَّ

تمہارے لیے یکساں ہے تمہیں ویسا ہی بدلہ دیا جائے گا جیسے تم کام کرتے رہے○

الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّٰتٍ وَنَعِيمٍ ﴿۱۷﴾ فَٰكِهِينَ بِمَآ ءَاتَىٰهُمْ رَبُّهُمْ وَوَقَىٰهُمْ

(البتہ) متقی باغوں اور نعمتوں میں ہوں گے○ جو انہیں ان کا رب عطا کرے گا اس سے لطف اندوز

رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ﴿۱۸﴾ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيٓـًٔا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۱۹﴾

ہوں گے اور ان کا رب انہیں عذاب جہنم سے بچالے گا[2]○ مزے سے کھاؤ پیو ان اعمال کا بدلے جو تم کرتے

مُتَّكِـِٔينَ عَلَىٰ سُرُرٍ مَّصْفُوفَةٍ ۖ وَزَوَّجْنَٰهُم بِحُورٍ عِينٍ ﴿۲۰﴾ وَالَّذِينَ

رہے○ وہ قطار در قطار تختوں پر تکیہ لگائے ہوں گے اور ہم انہیں بڑی آنکھوں والی حوروں سے بیاہ دیں گے○

ءَامَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَٰنٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ

اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان میں ان کی اتباع کی تو ہم ان کی اولاد کو ان کے ساتھ ملا دیں[3]

أَلَتْنَٰهُم مِّنْ عَمَلِهِم مِّن شَىْءٍ ۚ كُلُّ امْرِىٍٕۭ بِمَا كَسَبَ رَهِينٌ ﴿۲۱﴾

گے اور ان کے اپنے عملوں سے کچھ بھی کم نہ کریں گے ہر شخص اپنے ہی عملوں کے عوض گروی ہے[4]○

وَأَمْدَدْنَٰهُم بِفَٰكِهَةٍ وَلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ﴿۲۲﴾ يَتَنَٰزَعُونَ فِيهَا

اور ہم انہیں پھل اور گوشت جو وہ چاہیں گے دیتے چلے جائیں گے○ وہاں وہ لپک کر ایک دوسرے سے جام

كَأْسًا لَّا لَغْوٌ فِيهَا وَلَا تَأْثِيمٌ ﴿۲۳﴾ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ

لیں گے جس میں نہ یا وہ گوئی ہو گی اور نہ کوئی گناہ[5]○ وہاں ان کے لئے لڑکے چکر لگاتے رہیں گے اور وہ

كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ ﴿۲۴﴾ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ

ایسے خوبصورت جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی○ وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر (گزشتہ حالات)

يَتَسَآءَلُونَ ﴿۲۵﴾ قَالُوٓا إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِىٓ أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ ﴿۲۶﴾ فَمَنَّ

پوچھیں گے○ کہیں گے اس سے پہلے ہم اپنے گھروں میں ڈرا کرتے تھے[6]○ سو (آج) اللہ نے ہم پر

اللَّهُ عَلَيْنَا وَوَقَىٰنَا عَذَابَ السَّمُومِ ﴿۲۷﴾ إِنَّا كُنَّا مِن قَبْلُ

احسان فرمایا اور ہمیں لو کے عذاب سے بچا لیا○ ہم اس سے پہلے (دنیا میں) اسی کو

نَدْعُوهُ ۖ إِنَّهُۥ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ ﴿۲۸﴾ فَذَكِّرْ فَمَآ أَنتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ

(ع ۲۸/۳)

پکارا کرتے تھے بلاشبہ وہ بڑا احسان والا اور رحم والا ہے○ پس آپ نصیحت کرتے رہیئے اللہ کے فضل سے

بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ ﴿۲۹﴾ أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهِۦ

آپ کاہن یا مجنون نہیں ہیں○ یا وہ کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے جس کے متعلق ہم گردش ایام کے

رَيْبَ الْمَنُونِ ﴿۳۰﴾ قُلْ تَرَبَّصُوا فَإِنِّى مَعَكُم مِّنَ الْمُتَرَبِّصِينَ ﴿۳۱﴾

منتظر ہیں○ آپ انہیں کہئے تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں○

1-دنیا میں جب تمہیں متنبہ کیا جاتا تو تم جادوگری کا طعنہ دیتے تھے۔ اب بتلاؤ۔

2-پہلے جنت کا ذکر فرمایا پھر جہنم کے عذاب سے نجات کا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں الگ الگ نعمتیں ہیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

"جسے جہنم سے بچالیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا وہ کامیاب ہو گیا۔"

(آل عمران 185:3)

گویا اصل کامیابی تو جہنم سے نجات حاصل کرنا ہے۔ رہا جنت میں داخلہ تو وہ محض اللہ کے فضل اور مہربانی سے ہی ہو گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ

"کسی شخص کو اسکا عمل جنت میں نہ لے جائے گا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ کے اعمال بھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں میرے اعمال بھی مجھ کو جنت میں نہیں لے جائیں گے الا یہ کہ اللہ کا فضل اور مہربانی مجھے ڈھانپ لے۔"

(بخاری)

3-یعنی اولاد کے درجات بڑھا کر والدین اور اولاد دونوں کو یہ خوشی بھی اللہ کی رحمت سے میسر آئے گی کہ وہ جنت میں ایک دوسرے کے ساتھ رہیں۔

یہاں ایک لطیف نقطہ پیدا ہوتا ہے کیا یہ ممکن نہیں کہ اولاد کے درجات بلند ہوں اور والدین کے درجات میں اضافہ کر کے ان کے ساتھ ملا دیا جائے تو اس کا جواب یہ ہے کہ غالب امکان یہی ہے کہ اولاد کے درجات بڑھائے جائیں کیونکہ اولاد کی دعا سے والدین کے درجات پہلے ہی بہت بلند ہو چکے ہوں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اسکا عمل منقطع ہو جاتا ہے البتہ تین چیزیں باقی رہتی ہیں۔ صدقہ جاریہ' ایسا علم جس سے لوگ مستفید ہوں اور نیک اولاد جو کہ ان کیلئے دعا کرے۔"

(مسلم)

4-ایک طرح کے قرض کے بدلہ میں گروی ہے اور یہ قرض ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ کے انعامات اور احسانات کا شکریہ ادا کرے کسی کو اللہ کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائے۔

5-یہ صرف خوش طبعی کیلئے شغل ہو گا نہ کہ اس خطرہ سے کہ کہیں شراب ختم نہ ہو جائے۔

6-کہ ہم سے کوئی ایسا فعل نہ ہو جائے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائیں۔

أَمْ تَأْمُرُهُمْ أَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ أَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ ﴿٣٢﴾ أَمْ يَقُولُونَ

کیا ان کی عقلیں ہی انہیں ایسی باتیں کرنے کا حکم دیتی ہیں یا پھر یہ ہیں ہی شریر[1] لوگ ○ یا پھر یہ کہتے ہیں کہ

تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٣﴾ فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهٖٓ إِنْ كَانُوا

اس نے اسے خود ہی بنا ڈالا ہے بلکہ ایمان لائیں گے ہی نہیں[2] ○ اگر وہ سچے ہیں تو پھر اس جیسا کوئی کلام بنا

صٰدِقِينَ ﴿٣٤﴾ أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخٰلِقُونَ ﴿٣٥﴾ أَمْ خَلَقُوا

لائیں ○ کیا وہ بغیر کسی چیز کے خود ہی پیدا ہو گئے ہیں یا خود (اپنے) خالق ہیں؟ ○ یا ارض و

السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ ۚ بَلْ لَّا يُوقِنُونَ ﴿٣٦﴾ أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ

سماوات کو انہوں نے پیدا کیا ہے؟ بلکہ اللہ پر یقین نہیں رکھتے[3] ○ کیا ان کے پاس آپ کے رب کے خزانے ہیں؟

أَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُونَ ﴿٣٧﴾ أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَّسْتَمِعُونَ فِيهِ ۚ فَلْيَأْتِ

یا یہ ان (خزانوں) کے داروغہ ہیں؟ ○ کیا ان کے پاس سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر وہ (عالم بالا کی) باتیں سنتے ہیں

مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِينٍ ﴿٣٨﴾ أَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَلَكُمُ الْبَنُونَ ﴿٣٩﴾ أَمْ

تو ان میں سے کوئی سننے والا صریح سند کے ساتھ وہ بات پیش کرے[4] ○ کیا اس کے لیے بیٹیاں ہیں اور تمہارے

تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُونَ ﴿٤٠﴾ أَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ

لیے بیٹے؟[5] ○ یا آپ ان سے کوئی صلہ مانگتے ہیں جس کے تاوان سے یہ دبے جا رہے ہیں؟[6] ○ یا ان کے پاس

فَهُمْ يَكْتُبُونَ ﴿٤١﴾ أَمْ يُرِيدُونَ كَيْدًا ۖ فَالَّذِينَ كَفَرُوا هُمُ

غیب ہے جسے وہ لکھتے ہیں؟ ○ یا یہ کوئی چال چلنا چاہتے ہیں؟ حالانکہ یہ کافر خود ہی چال میں

الْمَكِيدُونَ ﴿٤٢﴾ أَمْ لَهُمْ إِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ ۚ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٤٣﴾

پھنسنے والے ہیں ○ کیا اللہ کے سوا ان کا کوئی اور الٰہ ہے؟ اللہ پاک ہے یہ اس کا شریک بناتے ہیں ○

وَإِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا يَّقُولُوا سَحَابٌ مَّرْكُومٌ ﴿٤٤﴾

اگر یہ لوگ آسمان سے کوئی گرتا ہوا ٹکڑا بھی دیکھ لیں تو کہہ دیں گے کہ یہ تہہ بہ تہہ بادل ہیں ○

فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي فِيهِ يُصْعَقُونَ ﴿٤٥﴾ يَوْمَ

لہٰذا انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیجیے حتیٰ کہ اپنے اس دن کو جا ملیں جس میں یہ بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے[7] ○ جس

لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ﴿٤٦﴾ وَإِنَّ

دن ان کی کوئی چال ان کے کام نہ آئے گی نہ ہی انہیں کہیں سے مدد مل سکے گی ○ بلا شبہ

لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٤٧﴾

ظالموں کے لیے اس آخروی عذاب کے علاوہ (دنیا میں بھی) عذاب ہے[8] لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں ○

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ

اپنے رب کا حکم آنے تک صبر کیجیے بلا شبہ آپ ہماری نظر میں ہیں اور جب اٹھیں[9] تو اپنے رب کی حمد کے

رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ ﴿٤٨﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَإِدْبَارَ النُّجُومِ ﴿٤٩﴾

ساتھ اس کی تسبیح کیجیے ○ اور رات کو بھی اس کی تسبیح کیجیے اور ستاروں کے غروب ہونے کے بعد بھی[10] ○

ع ٢

1- کبھی شاعر، کبھی مجنون، کبھی کاہن، کبھی ساحر کبھی مسحور۔ آپ ﷺ پہ قریش الزام تراشی کرتے تھے۔ کیا انکی عقلیں انہیں یہ سمجھاتی نہیں؟ بالکل نہیں۔ انہیں اپنی نجی مجلسوں میں یہ اعتراف تھا کہ آپ واقعی اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپ اعلیٰ ترین اخلاق کے حامل ہیں۔ یہ محض انکی سرکشی تھی جو انہیں ایسے الزامات لگانے پہ ابھارتی تھی۔ انہیں حق کی اتباع کرنا منظور نہ تھا۔

2- اس الزام کا جواب قرآن کریم میں بے شمار پہلوؤں سے دیا گیا ہے۔ ایک شخص جو بچپن سے اسی معاشرہ میں رہا ہو جسکے بچپن اور جوانی سے سب لوگ آگاہ ہوں جس نے کبھی کسی انسان پہ جھوٹ نہ باندھا ہو کیا وہ اللہ پہ جھوٹ باندھے گا؟

اچھا اگر محمد ﷺ اکیلے نے یہ کلام گھڑ لیا ہے تو تم سب مل کر ایسا کلام بنالاؤ۔ جنوں کو بھی ساتھ ملالو۔ چلو ایک آدھ سورت ہی بنالاؤ۔ اس چیلنج کا آج تک کوئی جواب نہ دے سکا مگر یہ تعصب کے اندھے آج بھی وہی گھسا پٹا الزام دہرا رہے ہیں۔ دیکھیں (الفرقان 25:5-4)

3- انہیں خالق کا صحیح یقین نہیں ہے۔ ورنہ وہ اس اعتراف کے تقاضے پورے کرنے کی کوشش کرتے۔

4- جہاں سے وہ ایسی باتیں سن لیتے ہیں کہ اللہ نے کوئی نبی نہیں بھیجا ورنہ وہ اس شدت اور ہٹ دھرمی سے انکار کس بھروسے پہ کر رہے ہیں؟

5- ان بدبختوں نے ملائکہ کو اللہ کی بیٹیاں قرار دے دیا ہے حالانکہ خود اپنے لئے انہیں بیٹے پسند ہیں۔

6- جیسے عام مذہب کے ٹھیکیدار اپنی دکانداریاں چمکاتے ہیں۔ ادھر حالت یہ ہے کہ آپ ﷺ نے عام اعلان کر رکھا تھا کہ مجھے تم سے کسی اجرت کی طلب نہیں ہے۔

7- یہ پیشین گوئی مکی دور میں اس وقت کی گئی جبکہ مسلمان ظلم کی چکی میں بری طرح پس رہے تھے۔

8- دنیا میں جو چھوٹے موٹے عذاب آتے رہتے ہیں تنبیہہ کیلئے آتے ہیں۔

9- جب نیند سے اٹھیں یا جب صلوٰۃ کیلئے کھڑے ہوں یا جب خطاب کیلئے کھڑے ہوں یا جب کسی مجلس سے اٹھیں۔ آپ سب مواقع پہ حمد و تسبیح بیان فرمایا کرتے۔

10- جب سپیدہ فجر ظاہر ہوتا ہے تو ستارے غائب ہو جاتے ہیں۔ یہ فجر کا وقت ہے۔

سُورَةُ النَّجْمِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اثْنَتَانِ وَسِتُّونَ آيَةً وَثَلَاثُ رُكُوعَاتٍ

آیات ۶۲ (۵۳) سورہ نجم مکی ہے (۲۳) رکوع ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ﴿۱﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ﴿۲﴾ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ

ستارے کی قسم جب وہ ڈوبنے لگے ○ تمہارے صاحب نہ تو راہ بھولے[1] اور نہ بھٹکے ہیں[2] ○ وہ اپنی خواہش سے کچھ

الْهَوٰى ﴿۳﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴿۴﴾ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ﴿۵﴾ ذُوْ

نہیں کہتے ○ جو کہتے ہیں وحی ہوتی ہے ان پر نازل کردہ[3] ○ یہ انہیں زبردست قوتوں والے (جبرئیل) نے سکھلائی

مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى ﴿۶﴾ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ﴿۷﴾ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ﴿۸﴾

ہے ○ بڑا زور آور ہے وہ سامنے آکھڑا ہوا ○ جب بالائی افق پر تھا ○ پھر وہ نزدیک ہوا پھر اور آگے بڑھا ○

فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ﴿۹﴾ فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى ﴿۱۰﴾ مَا

پھر دو کمانوں کا یا اس سے کم فاصلہ رہ گیا[4] ○ پھر اللہ نے اپنے بندے کی طرف وحی کی جو کرنا تھی ○ جو کچھ

كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ﴿۱۱﴾ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ﴿۱۲﴾ وَلَقَدْ رَاٰهُ

اس نے دیکھا تھا دل نے اسے جھٹلایا نہیں[5] ○ اب کیا تم جھگڑا کرتے ہو جو انہوں نے دیکھا ہے؟[6] ○ اور ایک

نَزْلَةً اُخْرٰى ﴿۱۳﴾ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ﴿۱۴﴾ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ﴿۱۵﴾

مرتبہ اور بھی انہوں نے اس کو دیکھا ہے ○ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس[7] ○ جس کے پاس ہی جنت الماویٰ ہے ○

اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ﴿۱۶﴾ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ﴿۱۷﴾

جب کہ اس بیری پر وہ چھا رہا تھا جو (نور) چھا رہا تھا ○ نہ (اس کی) نظر چندھائی اور نہ آگے نکل گئی ○

لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ﴿۱۸﴾ اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ﴿۱۹﴾

بلاشبہ اس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں ○ کیا بھلا تم نے لات اور عزیٰ پر بھی غور کیا؟ ○

وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ﴿۲۰﴾ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ﴿۲۱﴾

اور ایک تیسری منات پر بھی؟ ○ کیا تمہارے لیے تو لڑکے ہوں اور اس کے لیے لڑکیاں؟ ○

تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ﴿۲۲﴾ اِنْ هِيَ اِلَّا اَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوْهَا اَنْتُمْ

یہ تو بڑی بھونڈی تقسیم ہے ○ یہ تو بس ایسے نام ہیں جو تم نے اور تمہارے آباؤ اجداد نے

وَاٰبَاؤُكُمْ مَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ

رکھ لیے ہیں اللہ نے ان کے لیے کوئی دلیل نازل نہیں کی یہ لوگ محض ظن کی اتباع کر رہے ہیں یا پھر اس

اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ

چیز کی جو ان کے دل چاہتے ہوں حالانکہ ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے ہدایت پہنچ چکی ہے ○

الْهُدٰى ﴿۲۳﴾ اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ﴿۲۴﴾ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ ع

انسان جیسی بھی تمنا کرے کیا اسے مل جاتی ہے؟ ○ آخرت اور دنیا کا پورا اختیار تو اللہ ہی کو ہے ○

1- ضل۔ رستہ بھولنا علم نہ ہونے کی وجہ سے، غوی۔ علم کے باوجود غلط راہ اختیار کرنا۔

2- اسی بات پہ یہ قسم کھائی گئی ہے۔ اس میں لطیف اشارہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ذات کی نسبت تم کسی اندھیرے میں تو نہیں ہو آخر وہ تم میں چالیس سال رہے ہیں اور انکی زندگی تمہارے لئے روز روشن کی طرح عیاں ہے۔

3- یا وہ وحی جلی ہوتی ہے یا وحی خفی۔ حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ ابن العاص کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اس ذات کی قسم جسکے ہاتھ میں میری جان ہے میری لسان سے کبھی کوئی بات حق کے سوا نہیں نکلی۔" (ابو داؤد)

آپ کے اقوال یا افعال کی کون کونسی اشکال تھیں اور انکی شرعی حیثیت کیا تھی تفصیل کیلئے کیلانی صاحب کی مفصل تفسیر دیکھیں۔

4- یہ انداز اسلئے اختیار فرمایا کیونکہ ہر کمان ایک ہی سائز کی نہیں ہوتی۔

5- حقیقت کا جو مشاہدہ آپ ﷺ نے کیا اس پہ آپ کو دلی اطمینان اور یقین تھا۔ آپ کو قطعاً یہ گمان نہ ہوا کہ یہ دن کا خواب یا نظر کا دھوکا یا کسی جن بھوت کا کرتب ہے۔ آپ ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو انکی اصل شکل میں دیکھا آپکے چھ سو پر تھے۔

6- مسروق کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا۔

اے کیا محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا تھا؟ انہوں نے جواب دیا تیری اس بات پر تو میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے ہیں۔ کیا تو سمجھ نہیں سکتا کہ تین باتیں جو تجھ سے بیان کرے وہ جھوٹا ہے جو کہے کہ محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا تھا وہ جھوٹا ہے۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی۔ ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ﴾

"نگاہیں اسے نہیں پا سکتیں جبکہ وہ نگاہوں کو پا لیتا ہے اور وہ باریک بین اور باخبر ہے۔" (الانعام 103:6)

﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ﴾

"کسی انسان کیلئے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ اللہ سے کلام کرے الا یہ کہ وحی ہو یا حجاب کے پیچھے سے۔" (الشوریٰ 51:42)

اور جو شخص یہ کہے کہ آپ کل ہونیوالی بات جانتے تھے اس نے بھی جھوٹ بولا۔ ﴿وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا﴾ کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کمائے گا۔" (لقمٰن 34:31)

اور جو شخص کہے کہ آپ ﷺ نے کچھ وحی چھپا رکھی ہے وہ بھی جھوٹا ہے۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی۔

﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ﴾

"اے رسول! آپ پہ جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے وہ پہنچا دیجئے۔" (المائدہ 67:5)

"بلکہ آپ نے جبرئیل کو انکی اصلی حالت میں دوبار دیکھا تھا۔" (بخاری)

صحابہ اور مفسرین کا ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دل کی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ واللہ اعلم

7- سدرہ۔ بیری کا درخت۔ امام طبری کہتے ہیں کہ اس مقام تک مخلوق کا علم منتہی ہوتا ہے۔

وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا اِلَّا مِنْۢ

آسمانوں میں کتنے ہی فرشتے ہیں جن کی سفارش کسی کے کچھ بھی کام نہ آئے گی الا یہ کہ اللہ تعالیٰ

بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ﴿٢٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

جس کے لیے چاہے اذن دے اور وہ (سفارش) اسے پسند بھی ہو[1]○ جو لوگ آخرت پر ایمان

بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ﴿٢٧﴾ وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ

نہیں رکھتے وہ[2] فرشتوں کو عورتوں کے نام سے موسوم کرتے ہیں○ اس کا انہیں کچھ بھی

عِلْمٍ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ

علم نہیں، وہ محض ظن کی اتباع کرتے ہیں اور ظن حق کے مقابلہ میں کچھ بھی کام نہیں

شَيْـًٔا ﴿٢٨﴾ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۥ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ

آتا○ لہٰذا جو شخص ہماری یاد سے منہ موڑتا ہے اور دنیا کی زندگی کے سوا اور کچھ نہیں چاہتا آپ اس کی پرواہ

الدُّنْيَا ﴿٢٩﴾ ۭ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ

نہ کیجئے○ ان کے علم کی پرواز یہی ہے[3] بلاشبہ آپ کا رب خوب جانتا ہے کہ کون راہ گم

ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۙ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ﴿٣٠﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي

کئے ہوئے ہے اور جانتا ہے کہ کون ہدایت پر ہے[4]○ جو کچھ ارض و سماوات

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۙ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوْا بِمَا عَمِلُوْا

میں ہے سب اللہ ہی کا ہے (جس کا تقاضا یہ ہے) کہ وہ برائی کرنے والوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دے

وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ﴿٣١﴾ ۚ اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰۗىِٕرَ الْاِثْمِ

اور جن لوگوں نے اچھے عمل کیے انہیں اچھا بدلہ دے○ جو کبیرہ گناہوں[5] اور بے حیائی کے کاموں سے

وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ

بچتے ہیں الا چھوٹے گناہ کے بلاشبہ آپ کے رب کی مغفرت بہت وسیع ہے وہ تمہاری اس حالت کو بھی خوب

اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْٓا

جانتا ہے جب تمہیں زمین سے پیدا کیا اور اس حالت کو بھی جب تم اپنی ماؤں کے بطنوں میں جنین تھے لہٰذا تم

اَنْفُسَكُمْ ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ﴿٣٢﴾ ۧ اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ تَوَلّٰى ﴿٣٣﴾ ۙ وَاَعْطٰى

اپنے پاک ہونے کا دعویٰ نہ کرو وہی بہتر جانتا ہے کہ کون متقی ہے○ بھلا آپ نے اسے دیکھا[6] جس نے

قَلِيْلًا وَّاَكْدٰى ﴿٣٤﴾ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى ﴿٣٥﴾ اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ

روگردانی کی○ اور تھوڑا سا دیا پھر رک گیا○ کیا اس کے پاس غیبی علم ہے کہ وہ دیکھ رہا ہو○ کیا اسے خبر نہیں

بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى ﴿٣٦﴾ ۙ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى ﴿٣٧﴾ ۙ اَلَّا تَزِرُ

جو موسیٰ کے صحیفوں میں ہیں○ اور ابراہیم (کے صحیفوں میں بھی) جس نے وفا کی[7]○ کہ ”کوئی بوجھ اٹھانے

وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿٣٨﴾ ۙ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿٣٩﴾ ۙ

والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا○ اور یہ کہ انسان کے لیے وہی کچھ ہے جو اس نے کوشش کی[8]○

1- جبکہ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمادیا ہے کہ مشرکوں سے راضی نہ ہوگا۔ اب فرشتے جو کہ اللہ کی مقرب مخلوق ہیں۔ ان سے معاصی کا صدور ہی ممکن نہیں۔ انکی شفاعت کی حقیقت اتنی ہی ہے تو یہ اصنام اللہ کے ہاں کیا سفارش کرسکتے ہیں؟

2- ایمان بالآخرۃ ہی ایک ایسا بند ہے جو انسان کو صراط مستقیم پر رکھ سکتا ہے۔ اب ایک دفعہ اگر کسی نے یہ بند توڑ دیا تو پھر وہ کہیں بھی ٹک نہیں سکتا۔ اپنی گمراہی میں آگے ہی بڑھتا چلا جاتا ہے۔

3- جب اس نے آخرت کا انکار ہی کردیا ہے تو اسکا مبلغ علم تو دنیا ہی کے گرد گھومتا رہے گا۔ اس سے آگے کی سوچنے کی اسے توفیق ہی نہیں۔

4- یہ آخرت کے قیام کی حکمت ہے۔ آخر دنیا کے چھوٹے چھوٹے بادشاہوں کی نظر میں ایک چور' ڈاکو' قاتل اور زانی اور ایک نیک صفت انسان جو دوسروں کا بھی خیرخواہ' بادشاہ کے قانون کا پابند ہو برابر نہیں ہوسکتے تو اللہ تعالیٰ انہیں جزا و عتاب کے بغیر کیسے چھوڑ دے گا۔

5- کبائر۔ کبیرہ گناہ۔ ہر گناہ جس کیلئے جہنم کی وعید ہے یا جس کیلئے دنیا میں حد مقرر کی گئی ہے یا جس کی شدید مذمت قرآن و سنت میں وارد ہے۔
اللمم۔ کبائر کے علاوہ چھوٹے گناہ۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر گناہ جس کیلئے دنیا میں حد اور آخرت میں عذاب نہ ہو وہ لمم کہلاتا ہے۔ قرطبی کہتے ہیں کہ یہ صغیرہ گناہ ہیں جس سے کوئی بھی نہیں بچ سکتا الا یہ کہ اسے اللہ ہی بچائے نیز صغیرہ گناہ پہ اصرار بھی اسے کبیرہ بنا دیتا ہے۔
فواحش۔ فاحشہ۔ بے حیائی اور زنا کی طرف لیجانے والے کام۔

6- مفسرین کے مطابق یہ آیات ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئیں۔ ابوجہل سے پہلے یہی قریشی سردار تھا۔ یہ آپ ﷺ کی دعوت سے متاثر تھا اور قریب تھا کہ مشرف بہ اسلام ہو جائے۔ اسکا ایک مشرک ساتھی اسکے پاس آیا اور کہنے لگا کہ جس آخرت سے تم خوفزدہ ہو اسکا ذمہ میں اپنے سر لیتا ہوں بشرطیکہ تم مجھے مال دو۔ ولید نے طے شدہ مال کی ایک قسط ادا کردی جبکہ بعد میں ہاتھ روک لیا۔

7- اگر یہ آپ ﷺ پہ ایمان نہیں لاتے تو حضرت ابراہیم کو تو اپنا پیشواء مانتے ہیں۔ ان کے ہاں بھی جزا و سزا کا یہی قانون تھا۔

8- یہ قیامت کے جزا و سزا کے متعلق بنیادی قانون ہے۔ انسان کیلئے ایسے اعمال جس کے اثرات اسکی زندگی کے بعد بھی باقی رہتے ہیں انکی جزا و عتاب بھی انسان کو جاری رہتا ہے۔ بعض مسلم معاشروں میں مروجہ قرآن خوانی برائے ایصال ثواب اس آیت کی رو سے درست قرار نہیں پاتی۔ آپ ﷺ کی سنت اور صحابہ کے عمل سے بھی یہ ثابت نہیں ہے۔

وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرَىٰ ﴿٤٠﴾ ثُمَّ يُجْزَاهُ الْجَزَاءَ الْأَوْفَىٰ ﴿٤١﴾ وَأَنَّ إِلَىٰ

اور یہ کہ اس کی کوشش جلد دیکھی جائے گی○ پھر اسے اس کا پورا بدلہ دیا جائے گا○ اور یہ کہ سب کو آپ کے

رَبِّكَ الْمُنتَهَىٰ ﴿٤٢﴾ وَأَنَّهُ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكَىٰ ﴿٤٣﴾ وَأَنَّهُ هُوَ أَمَاتَ وَ

رب ہی کے پاس پہنچنا ہے○ اور یہ کہ وہی ہنساتا اور رلاتا ہے○ اور یہ کہ وہی مارتا اور

أَحْيَا ﴿٤٤﴾ وَأَنَّهُ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ ﴿٤٥﴾ مِن نُّطْفَةٍ

زندہ کرتا ہے○ اور یہ کہ اسی نے نر اور مادہ دونوں قسمیں پیدا کیں○ نطفہ سے جب کہ وہ (رحم میں)

إِذَا تُمْنَىٰ ﴿٤٦﴾ وَأَنَّ عَلَيْهِ النَّشْأَةَ الْأُخْرَىٰ ﴿٤٧﴾ وَأَنَّهُ هُوَ أَغْنَىٰ وَ

ٹپکایا جاتا ہے○ اور یہ کہ دوسری بار زندہ کرنا اس کے ذمہ ہے○ اور یہ کہ وہی دولت مند بناتا اور

أَقْنَىٰ ﴿٤٨﴾ وَأَنَّهُ هُوَ رَبُّ الشِّعْرَىٰ ﴿٤٩﴾ وَأَنَّهُ أَهْلَكَ عَادًا الْأُولَىٰ ﴿٥٠﴾

وسعت دیتا ہے○ اور یہ کہ وہی شعریٰ[1] کا مالک ہے○ اور یہ کہ اسی نے عاد اولیٰ[2] کو ہلاک

وَثَمُودَ فَمَا أَبْقَىٰ ﴿٥١﴾ وَقَوْمَ نُوحٍ مِّن قَبْلُ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا هُمْ أَظْلَمَ

کیا○ اور ثمود کو بھی حتیٰ کہ کوئی باقی نہ چھوڑا○ اور اس سے پہلے قوم نوح کو (بھی ہلاک کیا) وہ لوگ بہت ظالم

وَأَطْغَىٰ ﴿٥٢﴾ وَالْمُؤْتَفِكَةَ أَهْوَىٰ ﴿٥٣﴾ فَغَشَّاهَا مَا غَشَّىٰ ﴿٥٤﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ

اور سرکش تھے○ اور اسی نے الٹائی ہوئی بستی کو دے پٹکا[3]○ پھر اس پر چھا گئی جس نے بستی کو ڈھانپ لیا[4]○

رَبِّكَ تَتَمَارَىٰ ﴿٥٥﴾ هَٰذَا نَذِيرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْأُولَىٰ ﴿٥٦﴾ أَزِفَتِ

پس تو اپنے رب کی کن کن نعمتوں میں شک کرے گا[5]؟○ یہ بھی پہلے ڈرانے والوں میں سے ایک ڈرانے والا

الْآزِفَةُ ﴿٥٧﴾ لَيْسَ لَهَا مِن دُونِ اللَّهِ كَاشِفَةٌ ﴿٥٨﴾ أَفَمِنْ هَٰذَا

ہے○ آنے والی (گھڑی) قریب آ پہنچی[6]○ اللہ کے سوا کوئی اسے کھولنے والا نہیں○ کیا تم اس بات سے

الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ ﴿٥٩﴾ وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ ﴿٦٠﴾ وَأَنتُمْ

تعجب کرتے ہو؟○ اور ہنستے ہو (مگر) روتے نہیں○ اور تم انکھیلیاں

سَامِدُونَ ﴿٦١﴾ فَاسْجُدُوا لِلَّهِ وَاعْبُدُوا ۩ ﴿٦٢﴾ السجدة

کرتے ہو○ پس اللہ کے آگے سجدہ[7] کرو اور اسی کی عبادت کرو○

ع ۳/۳۰ ۷

سُورَةُ الْقَمَرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسٌ وَخَمْسُونَ آيَةً وَثَلَاثُ رُكُوعَاتٍ

آیات ۵۵ (۵۴) سورہ قمر مکی ہے (۳۷) رکوع ۳

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانشَقَّ الْقَمَرُ ﴿١﴾ وَإِن يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا وَيَقُولُوا

قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا[8]○ یہ کوئی معجزہ دیکھ لیں تو منہ موڑتے اور کہتے ہیں کہ "یہ

سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ﴿٢﴾ وَكَذَّبُوا وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ ۚ وَكُلُّ أَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ﴿٣﴾

سحر ہمیشہ سے چلا آتا ہے○ اور انہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشات کی اتباع کی[9] اور ہر کام کا وقت مقرر ہے○

1-ایک ستارے کا نام ہے جس کی مشرکین عبادت کیا کرتے تھے۔

2-عاد کو عاد اولیٰ اور ثمود کو عاد ثانیہ بھی کہا جاتا ہے۔ انہیں تند و تیز ٹھنڈی یخ آندھی سے ہلاک کیا گیا جو ان پہ سات دن اور آٹھ راتیں چلتی رہی۔

3-یہ بستی سدوم ہے جہاں قوم لوط رہتی تھی۔ انکی بستی اوپر لے جاکر الٹا مار دی گئی۔

4-تباہی چھائی یا اس بستی کو سیاہ رنگ کے متعفن پانی نے ڈھانپ لیا جسے بحر میت (Dead Sea) کہتے ہیں۔ اس پانی میں کوئی مچھلی تک بھی زندہ نہیں رہ سکتی۔

5- تماری۔ شک کرنا۔ جھگڑا کرنا۔

6- آزفہ۔ قیامت کا صفاتی نام۔ ازف۔ یہ وقت تنگ ہوا۔

7-یہ پہلی مکی سورت ہے جس میں آیت سجدہ نازل ہوئی اور یہی پہلی سورت ہے جسے آپ ﷺ نے پہلی دفعہ مجمع عام میں سنایا۔

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ۔

سب سے پہلے جو سجدہ والی سورت نازل ہوئی وہ سورۃ النجم تھی۔ آپ ﷺ نے اس سورت میں سجدہ کیا اور آپ کے پیچھے جتنے لوگ تھے (خواہ مسلمان یا مشرک) سب نے سجدہ کیا۔ ماسوا ایک شخص (امیہ بن خلف) کے اس نے مٹھی بھر مٹی لی اور منہ سے قریب کرلی پھر اس پہ سجدہ کیا۔ میں نے دیکھا کہ اس کے بعد یہ شخص کفر کی حالت میں (بدر کے دن) مارا گیا۔

(بخاری)

سجدہ تلاوت کی مسنون دعا یہ ہے۔

((سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ))

8-حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ۔

"آنحضرت ﷺ کے زمانے میں قمر پھٹ کر دو ٹکڑے ہوگیا۔ ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر رہا اور دوسرا نیچے آیا (آپ ﷺ نے) ان لوگوں سے جو اسوقت موجود تھے فرمایا دیکھو گواہ رہنا۔"

(بخاری)

بعض منکرین معجزات کو یہ واقعہ تسلیم کرنے میں بڑی تکلیف کا سامنا ہے چنانچہ وہ کہتے ہیں یہ واقعہ مستقبل میں پیش آنیوالا ہے اور قرآن کریم کی دیگر کئی آیات کی طرح ماضی کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے حالانکہ قرآن کریم کا سیاق پکار پکار کر اسے ماضی کا واقعہ بتلا رہا ہے۔

9-انبیاء اور ان کے معجزات سے انکار کی اصل وجہ یہی ہوتی ہے کہ وہ شریعت کی پابندیوں سے آزادی چاہتے ہیں۔

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ﴿٤﴾ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا

ان کو خبریں مل چکی ہیں جن میں کافی تنبیہ ہے○ یہ سراسر دانائی ہے لیکن یہ تنبیہات ان کے کسی کام نہ

تُغْنِ النُّذُرُ ﴿٥﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ ۘ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ﴿٦﴾

وقف لازم

آئیں○ لہٰذا آپ ان کی پروا نہ کیجئے[1] جس دن پکارنے والا ایک ناگوار چیز کی طرف پکارے گا○ تو یہ لوگ

خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ﴿٧﴾

سہمی نگاہوں سے اپنی قبروں سے نکلیں گے جیسے بکھری ہوئی ٹڈیاں ہوں○ وہ پکارنے والے کی طرف دوڑیں

مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ ؕ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ﴿٨﴾ كَذَّبَتْ

گے کافر کہیں گے کہ یہ دن بڑا کٹھن ہے○ ان سے پہلے قوم نوح جھٹلا چکی انہوں نے ہمارے بندے کو جھٹلایا اور

قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ ﴿٩﴾

کہنے لگے یہ مجنون ہے اور اسے جھڑک دیا○ چنانچہ اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ "میں مغلوب ہو چکا اب

فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ﴿١٠﴾ فَفَتَحْنَاۤ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ

تو بدلہ لے"[2] ○ تب ہم نے موسلا دھار بارش سے آسمان کے دروازے کھول دیے○ اور زمین کو پھاڑ کر کئی

مُّنْهَمِرٍ ﴿١١﴾ ۖ وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰۤى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ﴿١٢﴾ ۚ

چشمے بہا دیے اور پانی ایسے کام کے لیے مل گیا جو مقدر ہو چکا[3]○ اور نوح کو ہم نے ایک تختوں اور

وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ﴿١٣﴾ ۙ تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا ۚ جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ

کیلوں والی کشتی پر سوار کر دیا○ جو ہماری آنکھوں کے سامنے چلتی تھی[4] یہ بدلہ اس کی خاطر دیا گیا جس کا

كُفِرَ ﴿١٤﴾ وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَاۤ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿١٥﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ

انکار کیا گیا○ اور اس کشتی کو ہم نے ایک نشانی بنا چھوڑا[5] پھر کیا ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا!○

وَنُذُرِ ﴿١٦﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿١٧﴾ كَذَّبَتْ

پھر میرا عذاب کیسا اور میری تنبیہات کیسی تھیں؟○ ہم نے قرآن کو نصیحت کے لیے آسان بنا دیا پھر کیا ہے

عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿١٨﴾ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا

کوئی نصیحت قبول کرنے والا[6]؟○ قوم عاد نے جھٹلایا پھر میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا تھا○ ہم نے ایک منحوس

فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ﴿١٩﴾ ۙ تَنْزِعُ النَّاسَ ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ

دن[7] میں ان پر سناٹے کی آندھی چھوڑ دی جو مسلسل[8] چلی○ وہ لوگوں کو یوں اکھاڑ کر پھینک رہی تھی جیسے

مُّنْقَعِرٍ ﴿٢٠﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿٢١﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا

جڑ سے اکھڑے ہوئے کھجوروں کے تنے ہوں○ پھر میرا عذاب اور ڈرانا کیسا رہا؟○ ہم نے اس قرآن کو نصیحت

الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿٢٢﴾ ؑ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ﴿٢٣﴾

ع ۱ / ۲۲ / ۸

حاصل کرنے کے لیے آسان بنا دیا پھر کیا ہے کوئی نصیحت ماننے والا؟○ قوم ثمود نے ڈرانے والوں کو جھٹلایا○

فَقَالُوْۤا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿٢٤﴾

وہ کہنے لگے کیا ہم اپنے سے ایک اکیلے آدمی کی اتباع کریں؟ تب تو ہم گمراہی اور دیوانگی میں پڑ گئے○

1- جنہوں نے ہدایت کی جانب توجہ ہی نہیں کرنی ہے تو آپ خود کو ان کے پیچھے ہلکان نہ کریں۔

2- یہ دعا آپ نے کئی صدیاں مسلسل تبلیغ کرنے کے بعد کی اور یہ معلوم ہونے کے بعد کہ اب مزید کوئی ایمان لانے والا نہیں فرمان الٰہی ہے۔

﴿وَأُوحِيَ إِلَى نُوحٍ أَنَّهُ لَن يُؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ إِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ﴾ ٥٣٠

اور نوح کی جانب وحی کی گئی تمہاری قوم میں سے جو ایمان لا چکے بس لا چکے اب اور کوئی ایمان لانے والا نہیں۔

(ھود 36:11)

3- آسمان سے برسنے والا پانی اور زمین سے پھوٹنے والا پانی سب نے مل کر تباہی مچا دی۔

4- اتنے بڑے طوفان میں کسی کو یہ پتہ نہ تھا کہ کشتی کو کہاں لیکر جانا ہے چنانچہ یہ اللہ کے حکم سے اپنا رخ تبدیل کرتی اور آخر میں ایک چوٹی پہ ٹک گئی۔

5- حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ نے نوح کی کشتی کو (دنیا میں) باقی رکھا حتیٰ کہ اس امت کے پہلے لوگوں نے اسے (جودی پہاڑ پر) دیکھ لیا۔"

(بخاری)

6- مثالیں اور واقعات عام فہم انداز میں بیان کئے گئے ہیں۔ اسکے اولین مخاطب عرب کے امی تھے لہٰذا منطق، فلسفہ اور عبارت کی پیچیدگی اس میں نہیں ملتی۔ شعر نہ ہونے کے باوجود شعر سے زیادہ موزونیت اس میں پائی جاتی ہے۔ عرب اور غیر عرب با آسانی حفظ کر لیتے ہیں۔

7- یہ نحوست قوم عاد کیلئے تھی جبکہ یہی دن حضرت ہود اور انکے ساتھیوں کیلئے مبارک تھا جب اللہ تعالیٰ نے انہیں مجرم قوم سے نجات دی۔ چنانچہ کوئی دن یا گھڑی فی نفسہ منحوس نہیں ہوتی۔

8- یہ عذاب ٹھنڈی یخ آندھی کا تھا جو مسلسل سات راتیں اور آٹھ دن چلتی رہی۔ مضبوط قلعوں اور پناہ گاہوں میں گھس کر لوگوں کو اٹھا کر زمین پہ پٹختی اور گردن توڑ کر رکھ دیتی۔

ءَاُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْۢ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ ﴿٢٥﴾ سَيَعْلَمُوْنَ

کیا ہمارے درمیان یہی تھا جس پر ذکر نازل ہوا؟[1] نہیں بلکہ وہ کذاب اور شریر ترین ہے○ انہیں کل ہی

غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ ﴿٢٦﴾ اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ

معلوم ہو جائے گا[2] کہ کذاب اور شریر ترین[3] کون تھا ہم اونٹنی[4] کو ان کے لیے آزمائش بنا کر بھیج رہے ہیں

فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ﴿٢٧﴾ وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ

تم صبر کے ساتھ ان (کے انجام) کا انتظار کرو○ اور انہیں آگاہ کر دو کہ پانی اونٹنی اور ان کے درمیان تقسیم

كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ﴿٢٨﴾ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ ﴿٢٩﴾

ہوگا ہر ایک اپنی باری پر آئے گا○ انہوں نے اپنے ایک ساتھی کو پکارا جو اسے (مارنے کے) درپے ہوا اور

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿٣٠﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً

اسے کاٹ ڈالا[5]○ پھر (دیکھو) میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا تھا○ ہم نے ان پر ایک ہی دھماکہ

وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿٣١﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ

بھیجا تو وہ یوں ہو گئے جیسے روندی اور ٹوٹی ہوئی باڑ○ اور ہم نے قرآن کو نصیحت کے لیے آسان بنایا

فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿٣٢﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍۭ بِالنُّذُرِ ﴿٣٣﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا

پھر[6] ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا؟○ قوم لوطؑ نے بھی ڈرانے والوں کو جھٹلایا○ تو ہم نے ان پر پتھر

عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ؕ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ﴿٣٤﴾ نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا ؕ

برسائے مگر لوطؑ کے[7] گھر والوں کو ہم نے بوقت سحری بچا کر نکال دیا○ یہ ہماری طرف سے احسان تھا (اور) ہم

كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ شَكَرَ ﴿٣٥﴾ وَلَقَدْ اَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا

شکر گزاروں کو ایسے ہی جزا دیتے ہیں○ اور لوطؑ نے انہیں ہماری گرفت سے یقیناً ڈرایا تھا مگر وہ اس تنبیہ

بِالنُّذُرِ ﴿٣٦﴾ وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَيْفِهٖ فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ فَذُوْقُوْا

کو مشکوک سمجھ کر جھٹلاتے رہے○ اور ان سے ان کے مہمانوں[8] کا مطالبہ کیا ہم نے ان کی آنکھوں کو بے نور

عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿٣٧﴾ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ﴿٣٨﴾ فَذُوْقُوْا

بنا دیا۔ اب میرے عذاب اور تنبیہ کا ذائقہ چکھو○ اور صبح سویرے انہیں نہ ٹلنے والے عذاب نے آگھیرا○

عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿٣٩﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ

تو اب میرے عذاب اور تنبیہ کا مزا چکھو○ اور ہم نے اس قرآن کو نصیحت کے لیے آسان بنا دیا ہے

مُّدَّكِرٍ ﴿٤٠﴾ وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿٤١﴾ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا

پھر ہے کوئی نصیحت ماننے والا؟○ آل فرعون کے ہاں بھی ڈرانے والے آئے○ انہوں نے ہماری نشانیوں کو

فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿٤٢﴾ اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ

جھٹلایا تو ہم نے انہیں زبردست قدرت والے کی طرح پکڑ لیا○ کیا تمہارے کافر ان سے بہتر ہیں؟ یا

اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِي الزُّبُرِ ﴿٤٣﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ﴿٤٤﴾

تمہارے لیے آسمانی کتابوں میں نجات لکھی ہوئی ہے○ کیا[9] وہ کہتے ہیں کہ ہم انتقام لے سکنے والی جماعت ہیں○

1- یعنی اصل تکلیف یہ تھی کہ ہمیں چھوڑ کر نبوت انہیں کیسے مل گئی۔ یہ تکبر قبول حق میں مانع ہوا۔

2- کل قیامت کا دن' عذاب کا دن یا بہت جلد۔

3- اشر۔ شیخی خورا' ڈینگیں مارنے والا۔ متکبر

4- یہ اونٹنی قوم کے مطالبہ پر بطور معجزہ لائی گئی۔ بہت بڑے ڈیل ڈول کی اونٹنی تھی لہٰذا اس کا کھانا پینا بھی عام جانوروں سے زیادہ تھا۔ چنانچہ وحی الٰہی کے مطابق اس اونٹنی کے پانی پینے کیلئے ایک دن اور دیگر تمام جانوروں کیلئے دوسرا دن مقرر کیا گیا۔

5- عقر' نحر' ذبح' قتل۔ اسکے علاوہ اس میں ٹانگیں کاٹنے کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے۔ غالباً اس بدبخت نے اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ کر اسے گرا ڈالا ہو گا اور پھر قتل کر دیا ہو گا۔

6- ذیل میں قرآن کریم کے بعض خواص کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

☆-- انتہائی جاذب اسلوب جس نے عرب ادباء اور شعراء کو عاجز کر کے رکھ دیا۔ قرآن میں مختلف اسلوب بیان کیا جاتا ہے مگر معنی ایک ہی رہتا ہے۔

☆-- عامتہ الناس کیلئے مشکل نہیں اور علماء کیلئے سادہ اور ہلکا نہیں۔ ہر ایک کیلئے یکساں مفید ہے۔ جیسے لوگوں کا کلام کسی خاص طبقہ فکر کیلئے مناسب ہوتا ہے جبکہ دوسرے طبقہ کیلئے غیر مناسب۔

☆-- عقل اور جذبات کو یکساں اپیل کرتا ہے' لوگوں کے کلام میں یا تو منطق اور عقل کو یا جذبات کو اپیل کیا جاتا ہے۔

☆-- تاثیر قلب۔ بے شمار معاندین صرف قرآن سن کر اسلام کی طرف مائل ہو گئے مثلاً عمر ابن الخطاب آپ ﷺ کو قتل کرنے نکلے قرآن سن لیا تو آکر اسلام قبول کر لیا۔

☆-- اسکو حفظ کرنا آسان ہے۔ 6 سال کے بچے قرآن کے حافظ دیکھے گئے ہیں۔

☆-- قاری قرآن کریم کی تلاوت سے بور نہیں ہوتا۔

☆-- حافظ قرآن کیلئے قرآن بھلانا گناہ ہے۔

مزید تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (بنی اسرائیل 88:17)

7- البتہ حضرت لوط کی بیوی بھی مجرموں کی ساتھی تھی لہٰذا وہ بھی عذاب کی لپیٹ میں آ گئی۔

8- حضرت لوط کے مہمان وہی فرشتے تھے جو کہ خوبصورت بے ریش لڑکوں کی شکل میں حضرت لوط کے پاس آئے تھے۔ انکی قوم لواطت کے مرض میں گرفتار تھی چنانچہ بری نیت سے ان مہمانوں کی جانب بڑھے تو ان میں سے ایک فرشتے نے ان پر ہاتھ پھیرا تو وہ اندھے ہو گئے۔ یہ پہلا ہلکا عذاب تھا جبکہ اگلی صبح انکی بستی الٹا دی گئی۔ اور ان پہ پتھروں کی بارش ہوئی۔

9- اہل مکہ اب بتلاؤ کہ تم ان سب لوگوں سے زیادہ طاقتور ہو کہ اللہ کے عذاب سے بچ نکلو گے؟ یا تمہارے لئے آسمان والے کے ساتھ خاص معاہدہ ہو چکا ہے کہ تم سے باز پرس نہ کی جائے۔

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ﴿٤٥﴾ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ

ان کی یہ جماعت جلد ہی شکست کھائے گی اور پیٹھ دکھا کر بھاگیں گے[1]○ بلکہ (اصل) وعدہ تو قیامت ہے اور

أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ ﴿٤٦﴾ إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ﴿٤٧﴾ يَوْمَ يُسْحَبُونَ (وقف لازم)

قیامت بڑی دہشت ناک اور تلخ تر ہے○ بلاشبہ مجرم لوگ گمراہی اور دیوانگی میں ہیں○ جس دن یہ جہنم میں

فِي النَّارِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ ﴿٤٨﴾ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ

اپنے منہ کے بل گھسیٹے جائیں گے (تو کہا جائے گا) اب چکھو جہنم کی لپٹ کا مزا○ بلاشبہ ہم نے ہر چیز کو مقدار[2]

بِقَدَرٍ ﴿٤٩﴾ وَمَا أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ﴿٥٠﴾ وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا

سے پیدا کیا ہے○ اور ہمارا حکم بس ایک ہی دفعہ کہنے پر ظہور پذیر ہو جاتا ہے جیسے آنکھ کی جھپک○ اور تمہارے

أَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ﴿٥١﴾ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي الزُّبُرِ ﴿٥٢﴾ وَ

جیسی بہت سی قوموں کو ہم ہلاک کر چکے پھر ہے کوئی نصیحت ماننے والا؟○ اور جو انہوں نے کیا ہے سب

كُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُسْتَطَرٌ ﴿٥٣﴾ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ ﴿٥٤﴾

اعمال ناموں میں ہے[3]○ اور ہر چھوٹی اور بڑی بات لکھی ہوئی ہے○ بلاشبہ متقی لوگ باغوں اور نہروں میں

فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُقْتَدِرٍ ﴿٥٥﴾

ہوں گے○ قادر مطلق بادشاہ کے پاس عزت کے مقام میں (ہوں گے)○

سورة الرحمن مدنية وهي ثمان وسبعون آية وثلاث ركوعات

آیات ۷۸ (۵۵) سورہ رحمٰن مدنی ہے (۹۷) رکوع ۳

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

الرَّحْمَٰنُ ﴿١﴾ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ﴿٢﴾ خَلَقَ الْإِنْسَانَ ﴿٣﴾ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ﴿٤﴾

نہایت مہربان ہے○ (جس نے) قرآن سکھلایا[4]○ انسان کو پیدا کیا○ (پھر) اسے اظہار مطلب سکھلایا

الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ﴿٥﴾ وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ ﴿٦﴾ وَالسَّمَاءَ

سورج اور چاند ایک مقررہ حساب سے ہیں[5]○ اور تارے[6] اور درخت سجدہ ریز ہیں○ اور آسمان

رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ ﴿٧﴾ أَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ ﴿٨﴾ وَأَقِيمُوا

کو بلند کیا اور میزان (عدل) قائم کیا○ تاکہ تم تولنے میں زیادتی نہ کرو○ اور وزن کو انصاف

الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ ﴿٩﴾ وَالْأَرْضَ وَضَعَهَا

سے تولو اور ترازو میں ڈنڈی نہ مارو[7]○ اور زمین کو اس نے ساری مخلوق کے

لِلْأَنَامِ ﴿١٠﴾ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَالنَّخْلُ ذَاتُ الْأَكْمَامِ ﴿١١﴾ وَالْحَبُّ

لیے بنایا○ جس میں پھل ہیں اور کھجور کے درخت بھی جن کے خوشوں پر غلاف ہوتے ہیں○ اور اناج

ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ﴿١٢﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿١٣﴾

بھوسی والا اور خوشبودار پھول بھی○ پس (اے جن وانس!) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں[8] کو جھٹلاؤ گے○

۳ ع ۱۵ / ۱۰

1- یہ ایک واضح پیشین گوئی تھی۔ جسوقت یہ پیشین گوئی کی گئی اسوقت مسلمانوں کے ظاہری حالات ایسے تھے کہ یہ پیشین گوئی پوری ہونا ناممکن نظر آتا تھا۔ مسلمانوں کو اپنی جان بچانے کیلئے شعب ابی طالب میں محصور کردیا گیا تھا۔ انکا معاشرتی بائیکاٹ ہو چکا تھا۔ قریش کے ظلم و ستم سے مجبور ہو کر 83 مسلمان مرد اور عورتیں حبشہ کو ہجرت کر گئے تھے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ فرماتے ہیں۔

"بدر کے دن آپ ﷺ ایک خیمہ میں مقیم تھے۔ آپ ﷺ نے یوں دعا فرمائی۔ یا اللہ میں تجھے تیرے عہد اور وعدہ کی قسم دیتا ہوں یا اللہ اگر تو چاہے تو ان تھوڑے سے مسلمانوں کو ہلاک کردے تو پھر آج کے بعد کوئی تیری عبادت کرنے والا نہیں رہے گا۔ پھر ابوبکر ؓ نے آپ ﷺ کا ہاتھ تھام لیا اور کہا یارسول اللہ ﷺ اب بس کیجئے آپ ﷺ نے رب سے التجا کرنے کی حد کردی ہے۔ آپ ﷺ اس دن زرہ پہنے ہوئے چل رہے تھے۔ آپ ﷺ زرہ پہنے باہر نکلے تو یہ آیت پڑھ رہے تھے۔" (بخاری)

2- حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ

"مشرکین قریش آپ ﷺ کے ہاں آئے اور آپ سے قدر کے بارے میں جھگڑنے لگے تو یہ آیت نازل ہوئی۔" (مسلم)

یہ آیت بڑے وسیع مفہوم کی حامل ہے مثال سے بات واضح ہو جائیگی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی تخلیق میں ہر چیز کو انتہائی نپے تلے اندازے کے مطابق پیدا کیا ہے۔ مثلاً مچھلیوں کو پانی سے آکسیجن حاصل کرنے کیلئے جس قسم کے گلپھڑے درکار تھے وہ مہیا کردیئے۔ برفانی علاقوں میں پیدا ہونے والے ریچھ کیلئے ایسی لمبے بال والی کھال پیدا فرمائی جو انہیں سردی کی شدت سے بچالے۔ زمین کو سورج سے ایسے مناسب فاصلہ پر رکھا کہ اگر زمین موجودہ فاصلہ کی نسبت صرف ایک فیصد زیادہ دور ہوتی تو ایک منجمد کرہ ہوتی اور اگر کہیں پانچ فیصد قریب ہو جاتی تو سب سمندر بھاپ بن چکے ہوتے اور زمین ایک بھٹی کا نقشہ پیش کرتی۔

3- مراد انسان کے اعمال نامے ہیں جو کہ دائیں اور بائیں جانب والے فرشتے مرتب کرتے رہتے ہیں۔

4- یہ اس رحمان کی مہربانی ہے کہ اس نے نوع انسانی کی راہنمائی کیلئے قرآن سکھلایا۔

5- دہریوں کے گمان کے مطابق آپ سے آپ ہی یہ نظام قائم نہیں ہوا بلکہ پورے حساب اور اندازے کے مطابق چل رہا ہے۔ قمر و شمس کے اس باقاعدہ نظام کی بدولت انسان اس قابل ہوا ہے کہ وہ صدیوں' سالوں' مہینوں' دنوں' موسموں اور وقت کا حساب رکھ سکے۔

6- نجم کا معنی ستارے بھی ہیں اور جڑی بوٹیاں بھی۔ یہاں دوسرا معنی مناسب معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم۔ سجدہ سے مراد طبعی قوانین جو اللہ نے مقرر کئے ہیں انکی پابندی کرنا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان اشیاء کے سجدہ کا کوئی اور بھی طریقہ ہے جو ہم نہیں جانتے۔

7- اس سے مراد ان اشیاء میں توازن قائم کرنا ہے۔

8- الاء۔ نعمتیں۔ آیات۔ مخاطب جن اور انسان دونوں ہیں۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴿١٤﴾ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ

اس نے انسان کو ٹھیکری کی طرح بجنے والی مٹی سے پیدا کیا[1] ○ اور جنوں کو آگ کے شعلہ سے[2]

مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ﴿١٥﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿١٦﴾ رَبُّ الْمَشْرِقَیْنِ وَ

پیدا کیا ○ پھر تم اپنے رب کی کون کون سے نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ○ وہ دونوں مشرقوں کا بھی رب ہے

رَبُّ الْمَغْرِبَیْنِ ﴿١٧﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿١٨﴾ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ

اور دونوں مغربوں کا بھی[3] ○ پھر تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ○ اس نے دو دریا رواں

یَلْتَقِیٰنِ ﴿١٩﴾ بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیٰنِ ﴿٢٠﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢١﴾

کیے کہ باہم مل جائیں ○ ان کے درمیان پردہ ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کرتے[4] ○ پھر تم اپنے رب کی

یَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿٢٢﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٣﴾

کون کون سی قدرتیں جھٹلاؤ گے ○ ان دونوں دریاؤں سے موتی اور مرجان نکلتے ہیں[5] ○ پس تم اپنے رب کی

وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِی الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿٢٤﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

کون کون سی قدرتیں جھٹلاؤ گے ○ اور سمندر میں جہاز پہاڑوں کی طرح اونچے اٹھے[6] ہیں سب اسی کے

تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٥﴾ كُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ

ہیں؟ ○ پس تم اپنے رب کے کون کون سے احسانات جھٹلاؤ گے ○ زمین پر ہر چیز فانی ہے[7] ○ فقط آپ کے

وَالْاِكْرَامِ ﴿٢٧﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٨﴾ یَسْئَلُهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ

رب کی ذات ہی باقی رہ جائے گی جو عزت اور بزرگی والی ہے ○ پس تم اپنے رب کی کون کون سی

وَالْاَرْضِ ؕ كُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ ﴿٢٩﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٠﴾

قدرتیں جھٹلاؤ گے ○ ارض و سماوات میں جو ہیں سب اسی سے مانگتے ہیں وہ ہر روز ایک نئی شان میں[8]

سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَیُّهَ الثَّقَلٰنِ ﴿٣١﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٢﴾ یٰمَعْشَرَ

ہے ○ پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتیں جھٹلاؤ گے ○ اے دونوں جماعتو! ہم عنقریب تمہارے لیے فارغ

الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ

ہوں[9] گے ○ پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتیں جھٹلاؤ گے ○ اے جن و انس کے گروہ! اگر تم ارض و

وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿٣٣﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ

سماوات کے کناروں سے نکل سکتے ہو تو بھاگ دیکھو! تم انتہائی زور کے بغیر نکل نہیں سکو گے[10] ○ پس تم

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٤﴾ یُرْسَلُ عَلَیْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّنُحَاسٌ فَلَا

اپنے رب کی کون کون سی قدرتیں جھٹلاؤ گے ○ تم پر آگ کے شعلے اور سخت گرم دھواں چھوڑا جائے گا پھر تم

تَنْتَصِرٰنِ ﴿٣٥﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٦﴾ فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ

بچاؤ نہ کر سکو گے ○ پس تم اپنے رب کی کون کون سی قدرتیں جھٹلاؤ گے؟ ○ جس وقت آسمان پھٹ جائے

فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿٣٧﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٨﴾

گا تو تلچھٹ کی سرخ ہو جائے گا[11] ○ پس تم اپنے رب کی کون کون سی قدرتوں کو جھٹلاؤ گے ○

النصف — ع ٢٥ / ١١

1- یہ حضرت آدم کے پتلے کی تخلیق کا ساتواں اور آخری مرحلہ ہے۔ وہ مراحل یہ ہیں۔

(ا)۔ تراب یعنی خشک مٹی سے (المومن 40-67)

(ب)۔ ارض بمعنی عام مٹی (نوح 71-17)

(ج)۔ طین یعنی گیلی مٹی یا گارا (الانعام 6-2)

(د)۔ طین لازب بمعنی لیس دار اور چمکدار مٹی (الصافات 37-11)

(ر)۔ حماء مسنون بمعنی بدبو دار کیچڑ (الحجر 15-26)

(س)۔ صلصال بمعنی ٹھیکرا یا حرارت سے پکائی ہوئی مٹی (الحجر 15-24)

(ش)۔ صلصال کالفخار بمعنی ٹن سے بجنے والی ٹھیکری (الرحمٰن 55-14)

2- مارج۔ شعلہ کا اوپر والا گرم ترین حصہ۔ انسان سے پہلے زمین پہ جن ہی آباد تھے۔ آپ ﷺ جنوں اور انسانوں دونوں کی جانب مبعوث ہوئے۔

3- موسم سرما اور موسم گرما میں شمس کا مشرق اور مغرب کھسکتا رہتا ہے۔ چنانچہ انتہائی سردی کا ایک مشرق اور انتہائی گرمی کا ایک مشرق۔ اسی طرح دونوں مغرب۔ اس کے علاوہ قمر کا بھی ایک مشرق اور ایک مغرب مراد ہو سکتا ہے۔

4- سمندر کا پانی عمومی طور پہ نمکین ہے۔ اسی نمکین پانی میں بسا اوقات میٹھے پانی کے دھارے چلتے ہیں۔ ترکی امیر البحر علی رئیس اپنی کتاب مراۃ الممالک میں لکھتا ہے کہ خلیج فارس میں آب شور کے نیچے آب شیریں کے چشمے ہیں جہاں سے میں خود اپنے بیڑے کیلئے پینے کا پانی حاصل کرتا ہوں۔

5- مرجان میں جمادات اور نباتات کی ملی جلی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ دوسرے موتیوں کی طرح یہ بھی پتھر ہی ہے مگر اس کی پودوں کی طرح شاخیں ہوتی ہیں۔

6- پانی میں اللہ تعالیٰ نے ہی یہ خاصیت پیدا فرمائی ہے کہ وہ پہاڑ ایسے جہازوں کو سہار سکے اور انسان میں یہ صلاحیت پیدا فرمائی ہے کہ وہ پہاڑوں جیسے جہاز بنا سکے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے بجا طور پہ ان کی نسبت اپنی جانب فرمائی۔

7- یہاں اللہ تعالیٰ نے سب کے فنا ہونے کو اپنی نعمت قرار دیا ہے اس نعمت کو ایک مثال سے سمجھا جا سکتا ہے۔ اگر فرعون کو اللہ تعالیٰ نہ سنبھال لیتا تو آج کون فرعون کے ظلم سے بچا ہوتا۔ کئی مظلوم دنیا میں شدید جسمانی تشدد کا نشانہ بن جاتے ہیں اور روح کی پرواز ہی ان کیلئے آزادی کا پروانہ ثابت ہوتی ہے۔

8- کسی کو زندگی کو موت۔ کسی کو عزت اور کسی کو ذلت دے دیا ہے۔ غرض روزانہ اس کی نئی شان ہوتی ہے۔

9- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

سنفرغ لکم کا معنی ہے۔ سنحاسبکم یعنی جلد تمہارا حساب لیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو کوئی چیز دوسری طرف حساب رکھنے سے باز نہیں رکھ سکتی اور یہ کلام عرب میں معروف (محاورۃ) ہے کہا جاتا ہے میں تیرے لئے فارغ ہوتا ہوں حالانکہ پہلے ہی اسے کام نہیں ہوتا۔ (بخاری)

10- اگر اسکو پہلے فقرے سے متعلق سمجھا جائے تو مفہوم یہ ہوگا کہ تم جزا و عتاب سے نہ بچ سکو گے۔

11- اس وقت کی جانب اشارہ ہے جب کہ قیامت آچکی ہوگی اور کائنات کا نظام درہم برہم ہو چکا ہوگا۔

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَن ذَنۢبِهِۦٓ إِنسٌ وَلَا جَآنٌّ ﴿٣٩﴾ فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا

اس دن کسی انسان یا جن سے اس کا گناہ نہ پوچھا جائے گا[1] ○ پس تم اپنے رب کی کن کن قدرتوں

تُكَذِّبَانِ ﴿٤٠﴾ يُعْرَفُ ٱلْمُجْرِمُونَ بِسِيمَٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِٱلنَّوَٰصِى وَ

کو جھٹلاؤ گے؟ ○ مجرم اپنے چہرے کے نشانوں سے پہچانے جائیں گے انہیں پیشانی کے بالوں اور قدموں

ٱلْأَقْدَامِ ﴿٤١﴾ فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٤٢﴾ هَٰذِهِۦ جَهَنَّمُ ٱلَّتِى يُكَذِّبُ

سے پکڑا جائے گا ○ پس تم اپنے رب کی کون کون سی قدرتیں جھٹلاؤ گے؟ ○ یہ وہ جہنم ہے جسے مجرم

بِهَا ٱلْمُجْرِمُونَ ﴿٤٣﴾ يَطُوفُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمٍ ءَانٍ ﴿٤٤﴾ فَبِأَىِّ ءَالَآءِ

جھٹلاتے تھے ○ وہ اس جہنم اور کھولتے ہوئے پانی کے درمیان چکر لگائیں گے[2] ○ پس تم اپنے رب کی کون کون

رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٤٥﴾ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِۦ جَنَّتَانِ ﴿٤٦﴾ فَبِأَىِّ ءَالَآءِ

سی قدرتیں جھٹلاؤ گے؟ ○ اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اس کے لیے دو باغ[3] ہوں گے ○

رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٤٧﴾ ذَوَاتَآ أَفْنَانٍ ﴿٤٨﴾ فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٤٩﴾ فِيهِمَا

پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ ○ وہ بڑی بڑی شاخیں[4] والے ○ پس تم اپنے رب کی کن

عَيْنَانِ تَجْرِيَانِ ﴿٥٠﴾ فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٥١﴾ فِيهِمَا مِن كُلِّ

سی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ ○ دونوں میں دو چشمے[5] جاری ہوں گے ○ پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتیں جھٹلاؤ

فَٰكِهَةٍ زَوْجَانِ ﴿٥٢﴾ فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٥٣﴾ مُتَّكِـِٔينَ عَلَىٰ فُرُشٍۭ

گے ○ ان دونوں میں ہر پھل کی دو قسمیں[6] ہوں گی ○ پس تم اپنے رب کی کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ○

بَطَآئِنُهَا مِنْ إِسْتَبْرَقٍ ۚ وَجَنَى ٱلْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ﴿٥٤﴾ فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا

جنتی ایسے بچھونوں پر تکیہ لگائے ہوں گے جن کے استر موٹے ریشم کے ہوں گے اور ان دونوں باغوں کے پکے

تُكَذِّبَانِ ﴿٥٥﴾ فِيهِنَّ قَٰصِرَٰتُ ٱلطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا

ہوئے پھل لٹک رہے ہوں گے ○ پس تم اپنے رب کی کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ○ ان میں نیچی نگاہ والی

جَآنٌّ ﴿٥٦﴾ فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٥٧﴾ كَأَنَّهُنَّ ٱلْيَاقُوتُ وَٱلْمَرْجَانُ ﴿٥٨﴾

عورتیں ہوں گی جنہیں اس سے پہلے کسی جن و انس نے چھوا تک نہ ہو گا ○ پس تم اپنے رب کی کن

فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٥٩﴾ هَلْ جَزَآءُ ٱلْإِحْسَٰنِ إِلَّا

کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ○ وہ ایسے ہوں گی جیسے ہیرے اور مرجان ○ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں

ٱلْإِحْسَٰنُ ﴿٦٠﴾ فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٦١﴾ وَمِن دُونِهِمَا

کو جھٹلاؤ گے؟ ○ کیا احسان کا بدلہ صرف احسان ہی ہے[7]؟ ○ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ

جَنَّتَانِ ﴿٦٢﴾ فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٦٣﴾ مُدْهَآمَّتَانِ ﴿٦٤﴾

گے ○ اور ان کے علاوہ دو باغ ہوں[8] گے ○ پس تم اپنے رب کی کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ○ دونوں گہرے

فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٦٥﴾ فِيهِمَا عَيْنَانِ نَضَّاخَتَانِ ﴿٦٦﴾

سبز ہوں[9] گے ○ پس تم اپنے رب کی کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ○ دونوں میں دو چشمے (فوارہ کی طرح) ابلتے ہوئے ○

وقف لازم ۲ — ع ۲۰ — ۱۲

1- اگلی آیت سبب کی وضاحت کرتی ہے۔ یہ مجرموں کی عمومی حالت ہوگی تاہم جب مجرم اللہ کی عدالت میں پیش ہوں گے تو اس وقت عدالتی تقاضوں کے تحت ان سے سوال جواب ہوں گے۔ جیسے فرمایا۔

﴿فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ﴾

"تمہارے رب کی قسم ہم ضرور ان سب سے حساب لیں گے۔"

(الحجر 15:92)

2- جہنم کی شدت کی گرمی میں جہنمیوں کو باربار شدید پیاس محسوس ہوگی تو انہیں کھولتے ہوئے پانی کے چشموں کی طرف ہانکا جائے گا۔ پھر انکے جہنم کے ٹھکانے کی طرف لایا جائے گا۔

3- اس پورے خطہ کا نام بھی جنت ہے جہاں اہل ایمان رہیں گے۔ پھر اس میں بھی بے شمار باغات یعنی جنتیں ہوں گیں۔ ہر ایک اہل ایمان کیلئے بھی کئی کئی باغات ہوں گے۔ یہاں دو باغات کا ذکر کیا گیا ہے ممکن ہے یہ دو خاص ہوں۔

4- افنان۔ فنن کی جمع ہے۔ بڑا اور لمبا ٹہن۔

5- ان میں سے ایک کا نام تسنیم اور دوسرے کا سلسبیل ہے۔

6- جیسے ایک باغ کے پھل کا رنگ و ذائقہ دوسرے باغ کے پھل سے مختلف ہو گا یا ایک قسم کے پھلوں سے پہلے سے متعارف ہوں گے جبکہ دوسرے بالکل انوکھے ہوں گے۔

7- پہلے احسان کا معنی دنیا میں احسن انداز میں اللہ کے احکامات کے مطابق زندگی گزارنا ہے جبکہ دوسرے احسان کا مطلب جنت کی نعمتیں اور آخرت کی بھلائیاں ہے۔

8- اسکی کئی صورتیں ممکن ہیں۔ مثلاً پہلے دو باغ جنکا ذکر کیا گیا ہے وہ مقربین کیلئے ہوں اور جنکا یہاں ذکر کیا گیا ہے وہ اصحاب الیمین کیلئے ہوں یا ہر مومن کیلئے پہلے ذکر کئے گئے باغوں کے علاوہ یہ باغ بھی ہوں جن میں کسی نوعیت کے اختلاف کی وجہ سے انکا علیحدہ ذکر کیا گیا ہو۔

9- مدھامتن۔ دھم۔ کسی چیز کا تاریکی میں ڈھک جانا۔ گویا ان باغوں کی ہریالی شدت سے سیاہی مائل معلوم ہو رہی ہوگی۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۶۷﴾ فِیۡہِمَا فَاکِہَۃٌ وَّ نَخۡلٌ وَّ رُمَّانٌ ﴿۶۸﴾

پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے○ دونوں میں پھل[1]، کھجوریں اور انار ہوں گے○ پس تم اپنے

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۶۹﴾ فِیۡہِنَّ خَیۡرٰتٌ حِسَانٌ ﴿۷۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ

رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟○ ان میں خوب سیرت اور خوبصورت عورتیں ہوں گی○ پس تم

رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۷۱﴾ حُوۡرٌ مَّقۡصُوۡرٰتٌ فِی الۡخِیَامِ ﴿۷۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا

اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے○ خیموں میں ٹھہرائی ہوئی حوریں[2]○ پس تم اپنے رب کی کن کن

تُکَذِّبٰنِ ﴿۷۳﴾ لَمۡ یَطۡمِثۡہُنَّ اِنۡسٌ قَبۡلَہُمۡ وَ لَا جَآنٌّ ﴿۷۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا

نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟○ انہیں پہلے کسی انسان یا جن نے چھوا نہ ہوگا○ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں

تُکَذِّبٰنِ ﴿۷۵﴾ مُتَّکِـِٕیۡنَ عَلٰی رَفۡرَفٍ خُضۡرٍ وَّ عَبۡقَرِیٍّ حِسَانٍ ﴿۷۶﴾ فَبِاَیِّ

کو جھٹلاؤ گے؟○ جنتی لوگ سبز اور نفیس نادر[3] قالینوں پر تکیہ لگائے ہوں گے○ پس تم اپنے رب کی کن کن

اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۷۷﴾ تَبٰرَکَ اسۡمُ رَبِّکَ ذِی الۡجَلٰلِ وَ الۡاِکۡرَامِ ﴿۷۸﴾

نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟○ آپ کا رب[4] جو بڑی بزرگی اور عزت والا ہے اس کا نام بھی بڑا برکت والا ہے○

[illegible]

آیات ۹۶ (۵۶) سورہ واقعہ مکی ہے (۴۶) رکوع ۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

اِذَا وَقَعَتِ الۡوَاقِعَۃُ ﴿۱﴾ لَیۡسَ لِوَقۡعَتِہَا کَاذِبَۃٌ ﴿۲﴾ خَافِضَۃٌ

جب واقع ہونے والی (قیامت) واقع ہو گی○ تو اس کے وقوع کو کوئی جھٹلانے والا نہ ہو گا○ یہ تہ و بالا[5]

رَّافِعَۃٌ ﴿۳﴾ اِذَا رُجَّتِ الۡاَرۡضُ رَجًّا ﴿۴﴾ وَّ بُسَّتِ الۡجِبَالُ بَسًّا ﴿۵﴾

کرنے والی ہو گی○ جب زمین یکبارگی ہلائی جائے گی○ اور پہاڑ اس طرح ریزہ ریزہ کر دیے جائیں گے○

فَکَانَتۡ ہَبَآءً مُّنۡۢبَثًّا ﴿۶﴾ وَّ کُنۡتُمۡ اَزۡوَاجًا ثَلٰثَۃً ﴿۷﴾ فَاَصۡحٰبُ الۡمَیۡمَنَۃِ

کہ وہ پراگندہ غبار ہو جائیں گے[6]○ اس وقت تم تین گروہ بن جاؤ گے[7]○ (ایک تو) دائیں ہاتھ والے ہوں گے،

مَاۤ اَصۡحٰبُ الۡمَیۡمَنَۃِ ﴿۸﴾ وَ اَصۡحٰبُ الۡمَشۡـَٔمَۃِ مَاۤ اَصۡحٰبُ الۡمَشۡـَٔمَۃِ ﴿۹﴾

دائیں ہاتھ والوں کا کیا کہنا[8]○ اور (دوسرے) بائیں ہاتھ والے ہوں گے بائیں ہاتھ والوں کا کیا کہنا[9]○

وَ السّٰبِقُوۡنَ السّٰبِقُوۡنَ ﴿۱۰﴾ اُولٰٓئِکَ الۡمُقَرَّبُوۡنَ ﴿۱۱﴾ فِیۡ جَنّٰتِ

اور (تیسرے) سبقت کرنے والے تو بہر حال سبقت کرنے والے ہیں○ یہی لوگ مقرب ہیں○ جو نعمتوں والے

النَّعِیۡمِ ﴿۱۲﴾ ثُلَّۃٌ مِّنَ الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۱۳﴾ وَ قَلِیۡلٌ مِّنَ الۡاٰخِرِیۡنَ ﴿۱۴﴾

باغوں میں ہوں گے○ پہلوں میں سے بہت سے ہوں گے○ اور پچھلوں میں سے کم[10]○

عَلٰی سُرُرٍ مَّوۡضُوۡنَۃٍ ﴿۱۵﴾ مُّتَّکِـِٕیۡنَ عَلَیۡہَا مُتَقٰبِلِیۡنَ ﴿۱۶﴾

مرصع تختوں پر○ آمنے سامنے تکیہ لگائے ہوں گے○

1- فکہ بمعنی خوش طبعی، خوش مزاجی، ا فکہ۔ کسی کو میوہ بھی کھلانا اور شیریں کلام سے خوش بھی کرنا۔ فواکہ۔ ایسے پھل جنکے کھانے کا اصل مقصد لذت و سرور اور لطف حاصل کرنا ہو نہ کہ غذائیت حاصل کرنا۔ کھجور اور پانی مکمل غذا ہیں۔ اگر کھجور کے ساتھ انار کا پانی مل جائے تو سب مقاصد حاصل ہو جاتے ہیں غذائیت اور لطف و سرور۔

2- اہل جنت کو دنیا کی بیویوں کے علاوہ حوریں بھی ملیں گیں جو اتنی باحیا ہوں گیں کہ خیموں سے نکلیں گی ہی نہیں۔ غالباً یہ خیمے اس قسم کے ہوں گے جیسے روساء اپنے سفر کی قیام کے دوران استعمال کرتے ہیں۔ ورنہ اہل جنت کو جنت میں محلات ملیں گے۔

3- عبقری۔ عبقر دور جاہلیت میں جنوں کے دار السلطنت کا نام مشہور تھا۔ پھر اس لفظ کا اطلاق ہر نفیس اور نادر چیز پہ ہونے لگا۔ آج کل اس لفظ کا اطلاق غیر معمولی ذہین اور نادر شخصیات پر بھی ہوتا ہے۔

4- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ
"آپ ﷺ صلوٰۃ سے سلام پھیرنے کے بعد صرف اتنی دیر (قبلہ رو ہو کر) بیٹھتے تھے جتنی دیر آپ لسان سے یہ الفاظ ادا فرماتے۔
((اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَام))
(مسلم)

5- تہ و بالا کرنے والی ہو گی۔ ایک تو نظام کائنات تہ و بالا ہو جائے گا۔ دنیا کے متکبر و جبار آن واحد میں ذلیل و خوار ہو کر رہ جائیں گے اور کئی منکسر المزاج فقیر اور مسکین اعلیٰ درجوں پر فائز ہو جائیں گے۔

6- وہی پہاڑ جو زمین کے توازن کیلئے گاڑھے گئے تھے اور جو میخوں کی طرح گڑھے ہیں۔ اس دن زمین پہ اپنی گرفت چھوڑ دیں گے۔ آپس میں ٹکرا ٹکرا کر یا دیگر سیاروں سے ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔ روئی کے گالوں کی طرح اڑتے پھریں گے۔

7- سورۃ قیامہ کی پہلی آیات میں نفخہ اولیٰ یا قیامت کی برپا ہونے کا منظر ہے اور اگلی آیات میں نفخہ ثانی کے بعد یعنی حشر کا منظر ہے۔ وہاں تین قسم کے گروہ ہو جائیں گے۔ اہل جہنم یا بائیں ہاتھ والے۔ اہل جنت یا دائیں ہاتھ والے۔ اہل جنت میں ایک اور گروہ مقربین کا ہو گا۔

8- یعنی ان کی خوش نصیبی کا کیا کہنا۔

9- ان کی بد نصیبی کا کیا کہنا۔

10- گزشتہ تمام امتوں کے سابقین ملائے جائیں تو امت محمدیہ کے سابقین سے انکی تعداد زیادہ ہو گی یا یہ مراد ہے کہ امت محمدیہ کے اولین صحابہ تابعین وغیرہ میں سابقین کی تعداد متاخرین سے زیادہ ہو گی۔ ممکن ہے کہ دونوں ہی مفہوم مراد ہوں۔

يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ﴿١٧﴾ بِأَكْوَابٍ وَّأَبَارِيقَ ۙ وَكَأْسٍ

ہمیشہ نوجوان رہنے والے (خدمتگار) لڑکے چکر لگائیں گے ○ جاری چشمہ سے ستھری شراب کے جام و ساغر اور

مِّن مَّعِينٍ ﴿١٨﴾ لَّا يُصَدَّعُونَ عَنْهَا وَلَا يُنزِفُونَ ﴿١٩﴾ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا

آبخورے لیے پھریں گے ○ نہ اس سے سر درد ہو گا اور نہ عقل میں فتور آئے گا[1] ○ انہیں وہ پھل ملیں

يَتَخَيَّرُونَ ﴿٢٠﴾ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ﴿٢١﴾ وَحُورٌ عِينٌ ﴿٢٢﴾ كَأَمْثَالِ

گے جو وہ پسند کریں گے ○ نیز پرندوں کا گوشت جو وہ چاہیں گے ○ اور بڑی آنکھوں والی حوریں ○ جیسے

اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ ﴿٢٣﴾ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٤﴾ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا

چھپا کر رکھے ہوئے موتی[2] ○ یہ ان اعمال کا بدلہ ہو گا جو وہ کرتے رہے ○ وہاں کوئی لغو اور گناہ کی بات نہ

لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا ﴿٢٥﴾ إِلَّا قِيلًا سَلَامًا سَلَامًا ﴿٢٦﴾ وَأَصْحَابُ الْيَمِينِ ۙ مَا أَصْحَابُ

سنیں گے[3] ○ وہ بس سلام سلام ہی کہا کریں گے[4] ○ اور دائیں ہاتھ والے، کیا (خوش نصیب) ہیں دائیں ہاتھ

الْيَمِينِ ﴿٢٧﴾ فِي سِدْرٍ مَّخْضُودٍ ﴿٢٨﴾ وَطَلْحٍ مَّنضُودٍ ﴿٢٩﴾ وَظِلٍّ مَّمْدُودٍ ﴿٣٠﴾ وَ

والے ○ جو بے خار بیریوں ○ ایک دوسرے پر تہہ بہ تہہ چڑھے ہوئے کیلوں ○ دور تک پھیلی ہوئی چھاؤں[5] ○

مَاءٍ مَّسْكُوبٍ ﴿٣١﴾ وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ ﴿٣٢﴾ لَّا مَقْطُوعَةٍ وَلَا مَمْنُوعَةٍ ﴿٣٣﴾ وَ

اور پانی کی آبشاروں ○ اور بافراط پھلوں میں ○ جو نہ کبھی ختم ہوں گے اور نہ روکے جائیں گے[6] ○

فُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ ﴿٣٤﴾ إِنَّا أَنشَأْنَاهُنَّ إِنشَاءً ﴿٣٥﴾ فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا ﴿٣٦﴾

اور اونچی مجلسوں پر بیٹھے ہوں گے ○ ہم ان (حوروں) کو عجیب انداز سے پیدا کریں گے ○ انہیں باکرہ

عُرُبًا أَتْرَابًا ﴿٣٧﴾ لِّأَصْحَابِ الْيَمِينِ ﴿٣٨﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ ﴿٣٩﴾ وَثُلَّةٌ

بنائیں گے[7] ○ محبت کرنے والی ہم عمر ہوں گی ○ یہ داہنے ہاتھ والوں کے لیے ہو گا ○ جو پہلوں میں سے بہت

مِّنَ الْآخِرِينَ ﴿٤٠﴾ وَأَصْحَابُ الشِّمَالِ ۙ مَا أَصْحَابُ الشِّمَالِ ﴿٤١﴾ فِي سَمُومٍ

سے ہوں گے ○ اور پچھلوں میں سے بھی بہت سے[8] ○ اور بائیں ہاتھ والے جو ہوں گے تو ان (کی بدبختی) کا

وَحَمِيمٍ ﴿٤٢﴾ وَظِلٍّ مِّن يَحْمُومٍ ﴿٤٣﴾ لَّا بَارِدٍ وَلَا كَرِيمٍ ﴿٤٤﴾ إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ

کیا کہنا ○ وہ لو اور کھولتے پانی میں ہوں گے ○ اور سیاہ دھوئیں کے سائے میں ہوں گے[9] ○ جو نہ ٹھنڈا

ذَٰلِكَ مُتْرَفِينَ ﴿٤٥﴾ وَكَانُوا يُصِرُّونَ عَلَى الْحِنثِ الْعَظِيمِ ﴿٤٦﴾ وَكَانُوا

ہو گا اور نہ آرام دہ ○ بلاشبہ وہ اس سے پہلے عیش کیا کرتے تھے ○ اور گناہ عظیم[10] پر اڑے ہوئے تھے ○ اور کہتے

يَقُولُونَ ۙ أَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ﴿٤٧﴾ أَوَآبَاؤُنَا

تھے جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا پھر اٹھائے جائیں گے؟ ○ اور کیا ہمارے پہلے باپ

الْأَوَّلُونَ ﴿٤٨﴾ قُلْ إِنَّ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ ﴿٤٩﴾ لَمَجْمُوعُونَ ۙ إِلَىٰ

دادا بھی؟" ○ آپ ان سے کہیئے بلاشبہ پہلے بھی اور پچھلے بھی ○ سب کے سب ایک معلوم دن

مِيقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ﴿٥٠﴾ ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا الضَّالُّونَ الْمُكَذِّبُونَ ﴿٥١﴾

کو اکٹھے کئے جائیں گے ○ پھر بلاشبہ تم اے جھٹلانے والے گمراہو ○

ع ۱ / ۳۸ / ۱۴

1-جب کہ دنیا کی شراب سے یہ خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

2-جیسے ان کی آب و تاب، چمک دمک اور حسن ماند نہیں پڑتا اسی طرح جنت کی حوروں کی صورت ہو گی۔

3-دوسرے مقام پہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

"اور اہل جنت کے دلوں میں اگر کچھ کدورت ہو گی تو ہم اسے نکال دیں گے۔"

(الاعراف 43:7)

4-فرشتے سلام کریں گے۔ ایک دوسرے کو سلام کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی سلامتی اور سلام بھیجا جائے گا۔ انکی باہم کلام بھی اس روح سے خالی نہ ہو گی۔

5-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔

"جنت میں ایک اتنا بڑا درخت (طوبیٰ) ہے جسکے سایہ میں اگر سوار سو برس تک بھی چلتا رہے تو بھی اسکا سایہ ختم نہ ہو۔"

(بخاری)

6-وہاں مختلف پھلوں کی سپلائی مستقل برقرار رہے گی۔ دنیا کی طرح متعلقہ موسم کے بعد پھل ختم نہ ہوں گے۔ نہ ہی پھلوں کے حصول میں کوئی رکاوٹ یا ممانعت ہو گی۔

7-چاہے دنیا کی عورتیں ہوں یا حوریں اللہ تعالیٰ انہیں ایسا بنا دیں گے جیسے باکرہ لڑکیاں ہوں۔

8-حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

"مجھے امید ہے کہ تم لوگ سارے اہل جنت کا چوتھائی حصہ ہو گے۔ یہ سنکر ہم نے اللہ اکبر کہا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا نہیں تم تہائی حصہ ہو گے ہم نے پھر تکبیر کہی۔"

(بخاری)

9-اہل جہنم اگر کوئی سایہ تلاش کریں گے تو وہ بھی کالا سیاہ۔ شدید گرم دھواں ہو گا۔

10-حنث۔ ایسا گناہ جس میں معاہدہ یا وعدہ توڑنے کا مفہوم پایا جائے مثلاً کفر و شرک حالانکہ عہد الست میں سب اللہ کی توحید کا اقرار کر چکے ہیں۔

لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ﴿۵۲﴾ فَمَالِــُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۵۳﴾

تمہیں زقوم کا درخت[1] کھانا ہو گا ○ اسی سے تم اپنے پیٹ بھرو گے ○

فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ﴿۵۴﴾ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ﴿۵۵﴾

پھر اوپر سے کھولتا ہوا پانی پینا ہوگا ○ جیسے تم پیاس کی بیماری والے[2] اونٹ کی طرح پیو گے ○

هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۵۶﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ﴿۵۷﴾

جزا و سزا کے دن یہی ان کی مہمانی ہوگی ○ ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے تو پھر تم تصدیق کیوں نہیں کرتے ؟ ○

اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ﴿۵۸﴾ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿۵۹﴾

بھلا دیکھو! جو (منی) تم ٹپکاتے ہو ○ تو اس بچہ کو تم پیدا کرتے ہو یا اسے پیدا کرنے[3] والے ہم ہیں؟ ○

نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿۶۰﴾ عَلٰٓى اَنْ

ہم نے تمہارے درمیان موت کو مقرر کر دیا ہے اور ہم اس بات سے عاجز نہیں ہیں[4] ○ کہ تمہاری

نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ

صورتیں بدل ڈالیں اور تمہیں ایسی صورت میں پیدا کر دیں جو تم نہیں جانتے ○ اپنی پہلی پیدائش کو تو تم خوب

النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿۶۳﴾ ءَاَنْتُمْ

جانتے ہو پھر تم کیوں سبق حاصل نہیں کرتے؟ ○ بھلا دیکھو! جو تم بیج بوتے ہو ○ تو اس سے

تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴿۶۴﴾ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا

کھیتی تم اگاتے ہو یا اگانے والے ہم ہیں[5] ○ اگر ہم چاہیں تو اسے بھس بنا دیں

فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿۶۵﴾ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۶۷﴾

پھر تم باتیں بناتے رہ جاؤ ○ کہ ہم پر تو الٹی چٹی پڑ گئی[6] ○ بلکہ ہمارے نصیب ہی پھوٹ گئے ○

اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ﴿۶۸﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ

بھلا دیکھو! جو پانی تم پیتے ہو ○ کیا اسے بادل سے

الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿۶۹﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا

تم نے اتارا یا اتارنے والے ہم ہیں[7]؟ ○ اگر ہم چاہیں تو اسے کھاری بنا دیں پھر تم شکر

تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ﴿۷۱﴾ ءَاَنْتُمْ

کیوں نہیں کرتے؟ ○ بھلا دیکھو! جو آگ تم جلاتے ہو ○ تو اس کے

اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِــُٔوْنَ ﴿۷۲﴾ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً

درخت کو تم نے پیدا کیا تھا یا اسے پیدا کرنے والے ہم ہیں[8] ○ ہم نے اس (درخت) کو یاد دہانی

وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ﴿۷۳﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾ فَلَآ

کا ذریعہ اور مسافروں[9] کے فائدے کی چیز بنا دیا ہے ○ لہٰذا اپنے رب کے نام کی تسبیح کرو جو بڑا عظمت والا ہے ○

اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ﴿۷۶﴾

میں ستاروں کے محل وقوع کی قسم کھاتا ہوں[10] ○ اور اگر تم سمجھو تو یقیناً یہ ایک بہت بڑی قسم ہے ○

1-کریہہ المنظر۔ انتہائی اور بدذائقہ درخت سے پیٹ بھرنا پڑے گا۔ خاردار پتے اور زہریلے لعاب والا۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھیں (الصافات 37:62-66)

2-یہ اونٹوں کی بیماری ہے جس میں اونٹ پیاسا ہی رہتا ہے۔ پانی پیئے چلے جاتا ہے مگر پیاس ختم نہیں ہوتی۔

3-نطفہ کے بننے میں کسی انسان کی صلاحیتوں کا کیا دخل ہے؟ یہ خالص اللہ تعالیٰ کی حکمت اور قدرت سے تخلیق پاتا ہے۔ پھر یہی نطفہ جب رحم میں ٹپکا دیا جاتا ہے تو پھر اسکے بعد تخلیق میں مرد یا عورت کا کیا اختیار ہوتا ہے۔ اللہ چاہے تو مرد اور عورت دونوں کے صحت مند ہونے کے باوجود حمل قرار ہی نہ پائے۔ پھر اگر حمل قرار پا جائے تو لڑکا ہو یا لڑکی کسی انسان کا اس میں اختیار ہی نہیں۔ کمزور و ناتواں ہو یا کہ مضبوط جسم کا مالک ہو کسی چیز پہ بھی انسان کا اختیار نہیں۔

4-مثلاً پہلے تمہیں ماں کے پیٹ میں پیدا کیا گیا اب کی بار زمین سے براہ راست پیدا کر دیا جائے۔ یہاں تمہیں لازماً موت آتی ہے۔ وہاں لازماً موت نہ آئے گی۔

5-نہ زمین تم نے بنائی نہ ہی زمین میں روئیدگی کی طاقت تم نے رکھی۔ کیا بیج سے نکلنے والی ننھی کونپل کو تم نے یہ طاقت دی کہ وہ زمین پھاڑ کر باہر نکل آئے آج یہ زمین مردہ (بیج) سے زندہ نباتات پیدا کر رہی تو قیامت کو اللہ کے حکم سے مردہ انسانوں کو زندہ کر کے نہ کھڑا کر سکے گی؟

6-ہمارا بیج بھی ضائع ہوا۔ محنت بھی اکارت ہوئی۔ ہمارے ہاتھ کچھ نہ لگا۔

7-نہ ہی انسان نے سمندروں کا پانی پیدا کیا نہ ہی اس زمین کو جس نے یہ سارا پانی سنبھالا ہوا ہے۔ نہ ہی شمس کو پیدا کیا جس کی گرمی سے سمندروں کا پانی آبی بخارات بن کر اٹھتا ہے۔ نہ ہی ہوائیں انسان نے پیدا کیں ہیں جو بادل لئے پھرتی ہیں جس میں ملین ٹنوں کے حساب سے پانی ہوتا ہے۔

8-انسان کے آگ پہ کنٹرول کی وجہ سے انسان اس قابل ہوا کہ خوراک کو پکا کر بہتر انداز میں استعمال کرے۔ پھر آگ ہی سے انسان اس قابل ہوا کہ مختلف ایجادات کر سکے۔ مثلاً مختلف دھاتوں کی صفائی اور ڈھالنے (Smelting) کا کام آگ کے بغیر ممکن نہ تھا آگ کی یہ ابتداء درخت کی لکڑی ہی سے ہوئی۔ بے شک آج کل تیل اور گیس اس مقصد کیلئے زیادہ استعمال ہو رہے ہیں۔ مگر ابتدا اسی سے ہوئی۔

9-مقوین۔ مقوی کی جمع ہے۔ روزی کی تلاش میں چلتے پھرتے رہنے والے لوگ۔ خانہ بدوش یا مسافر جو اسکے سایہ میں بیٹھتے ہیں۔ اس سے آگ جلاتے ہیں۔

10-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

"آپ کے زمانے میں (ایک دفعہ) بارش ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کچھ لوگ (اس بارش سے) شاکر ہو گئے اور کچھ کافر۔ کچھ نے کہا کہ یہ اللہ کی رحمت ہے اور کچھ نے کہا کہ یہ فلاں (ستارے) کی فلاں (حرکت) کی وجہ سے بارش ہوئی۔"

(مسلم)

إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ ﴿٧٧﴾ فِي كِتَابٍ مَّكْنُونٍ ﴿٧٨﴾ لَّا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ ﴿٧٩﴾

کہ یہ قرآن بلاشبہ بلند پایہ (کتاب) ہےo جو ایک محفوظ کتاب میں درج ہےo جسے پاکیزہ لوگوں کے سوا کوئی

تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٨٠﴾ أَفَبِهَٰذَا الْحَدِيثِ أَنتُم مُّدْهِنُونَ ﴿٨١﴾

نہیں چھو سکتاo [1] یہ رب عالم کی طرف سے نازل ہوا ہےo پھر کیا اس کلام سے تم مداہنت کر رہے ہو؟ [2] o

وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ ﴿٨٢﴾ فَلَوْلَا إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ ﴿٨٣﴾

اور اس میں اپنا حصہ تم نے یہ رکھا ہے کہ اسے جھٹلاتے ہو [3] o پھر ایسا کیوں نہیں کہ جب جان ہنسلی کو پہنچ جاتی [4]

وَأَنتُمْ حِينَئِذٍ تَنظُرُونَ ﴿٨٤﴾ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنكُمْ وَلَٰكِن لَّا

ہےo اور تم اس وقت دیکھ رہے ہوتے ہوo اور ہم اس وقت تم سے بھی زیادہ اس کے قریب ہوتے ہیں [5]

تُبْصِرُونَ ﴿٨٥﴾ فَلَوْلَا إِن كُنتُمْ غَيْرَ مَدِينِينَ ﴿٨٦﴾ تَرْجِعُونَهَا إِن

لیکن تم دیکھ نہیں سکتےo پھر اگر تم کسی کے محکوم نہیںo اور اگر تم (اپنی بات میں) سچے ہو تو اس

كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٨٧﴾ فَأَمَّا إِن كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿٨٨﴾ فَرَوْحٌ وَ

جان کو لوٹا کیوں نہیں لیتے؟ [6] o ہاں اگر وہ مرنے والا مقربین سے ہوo تو اس کے لیے راحت، عمدہ

رَيْحَانٌ وَجَنَّتُ نَعِيمٍ ﴿٨٩﴾ وَأَمَّا إِن كَانَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ ﴿٩٠﴾

رزق اور نعمتوں والی جنت ہو گیo اور اگر وہ دائیں ہاتھ والوں سے ہو گاo

فَسَلَامٌ لَّكَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ ﴿٩١﴾ وَأَمَّا إِن كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِينَ

تو اے دائیں ہاتھ والے (لوگوں میں شامل ہونے والے!) تجھ پر سلامتی ہوo اور اگر وہ جھٹلانے والے

الضَّالِّينَ ﴿٩٢﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيمٍ ﴿٩٣﴾ وَتَصْلِيَةُ جَحِيمٍ ﴿٩٤﴾ إِنَّ

گمراہوں سے ہو گاo تو کھولتا پانی اس کی ضیافت ہو گیo اور وہ جہنم میں دھکیل دیا جائے گاo یہ سب کچھ

هَٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِينِ ﴿٩٥﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿٩٦﴾

یقیناً حق ہےo لہذا آپ اپنے رب کے نام کی تسبیح کرتے رہیے [7] جو بڑی عظمت والا ہےo

سُورَةُ الْحَدِيدِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ آيَةً وَأَرْبَعُ رُكُوعَاتٍ

آیات ۲۹ (۵۷) سورہ حدید مدنی ہے (۹۴) رکوع ۴

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ o

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہےo

سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١﴾ لَهُ مُلْكُ

ارض و سماوات میں جو مخلوق ہے، اللہ کی تسبیح کر رہی ہے [8] اور وہ غالب ہے، حکمت والا ہےo ارض و

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢﴾

سماوات میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے وہی زندگی بخشتا ہے اور موت دیتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہےo

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٣﴾

وہی اول ہے اور وہی آخر ہے وہ ظاہر بھی ہے اور پوشیدہ بھی [9] اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہےo

1-یہاں "مسہ" کی ضمیر لوح محفوظ کی طرف راجع ہے۔ "مطہرون" سے مراد فرشتے ہیں کہ اس قرآن کی ثقاہت (Authenticity) میں کوئی شک نہیں ہو سکتا کیونکہ جہاں سے یہ نازل کیا جاتا ہے وہاں شیطان کی پہنچ ہی نہیں جیسے ارشاد فرمایا۔

"اس کلام کو شیاطین لے کر نہیں نازل ہوئے۔ نہ ہی یہ کلام انکے لائق ہے اور ان میں ایسی طاقت ہی نہیں۔" (الشعراء 26:210-212)

بعض مفسرین اور فقہاء نے اس آیت سے ناپاکی کی حالت میں قرآن نہ چھونے کا مسئلہ استنباط کیا ہے حالانکہ قرآن کریم کا سیاق اس مفہوم کی تائید نہیں کرتا۔ دوسری جانب آپ ﷺ نے جو خطوط شاہان عجم کو قبول اسلام کیلئے لکھے تھے ان میں قرآنی آیت بھی موجود ہے۔

2-مدہنون۔ دھن۔ تیل کی چکنائی۔ کسی حکم یا مسئلہ میں اپنی جانب سے لچک پیدا کر لینا منافقت یا نرمی کا رویہ اپنا لینا مداہنت کہلاتا ہے۔

3-حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"تم اپنے رزق کا شکر یوں ادا کرتے ہو کہ اللہ کو جھٹلاتے ہو اور کہتے ہو کہ بارش ہم پر فلاں ستارے کے سبب بری ہے۔" (ترمذی)

4-روح نکلتے ہوئے حلق تک جا پہنچتی ہے۔ پاؤں اور دھڑ سے نکل چکتی ہے۔

5-یہ واقعات عالم بالا کے تو نہیں تمہاری آنکھوں کے سامنے کئی دفعہ یہ منظر آتا ہے۔

6-اگر نزع روح کے واقعات حق ہیں اور جو تمہارے روزمرہ کا مشاہدہ ہے تو اگلے واقعات بھی حق ہیں۔

7-حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ جہنی سے روایت ہے کہ

"جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ تم لوگ اسے اپنے رکوع میں رکھ دو یعنی رکوع میں "سبحان ربی العظیم" کہا کرو۔ اور جب آیت سبح اسم ربک الاعلی نازل ہوئی، تو آپ ﷺ نے فرمایا اسے اپنے سجدے میں رکھو۔ یعنی "سبحان ربی الاعلی" کہا کرو۔" (ابوداؤد)

8-یہ تسبیح لسان حال سے بھی کر رہے ہیں اور لسان قال سے بھی، لسان حال سے ایسے کہ ہر چیز ایسے بہترین انداز میں تخلیق کی گئی ہے کہ اپنے مقصد کی بجا آوری کیلئے اس سے بہتر انداز تصور کرنا ناممکن ہے۔ لسان قال کی تسبیح کی کیفیت ہم سمجھ نہیں سکتے۔ اللہ نے ہمیں خبر دی ہے لہذا ہم ایمان لاتے ہیں۔

9-حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے یہ دعا سکھلائی۔

((أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ، اقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَأَغْنِنِي مِنَ الْفَقْرِ.))

"(اے اللہ) تو ہی اول ہے تجھ سے پہلے کچھ نہ تھا تو ہی آخر ہے تیرے بعد کچھ نہیں تو بلند ہے تجھ پر اوپر کچھ نہیں تو ہی باطن ہے تیرے علاوہ کچھ نہیں میرا قرض چکا دے اور فقر سے غنی کر دے۔" (ترمذی)

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی

اسی نے ارض و سماوات کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر عرش پر قائم ہوا[1]

عَلَی الْعَرْشِ ؕ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا یَنْزِلُ

جو چیز زمین میں داخل ہوتی ہے وہ اسے بھی جانتا ہے اور جو نکلتی ہے اسے بھی (یوں) جو چیز آسمان

مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْهَا ؕ وَهُوَ مَعَكُمْ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا

سے اترتی ہے وہ اسے جانتا ہے اور جو اس میں چڑھتا ہے اسے بھی اور جہاں کہیں تم ہو وہ تمہارے ساتھ ہے

تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝۴ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاِلَی اللّٰهِ تُرْجَعُ

اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے۝ ارض و سماوات کی حکومت اسی کی ہے[2] اور سب

الْاُمُوْرُ ۝۵ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَیُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ ؕ وَهُوَ

معاملات اسی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۝ وہی رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور وہ

عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۶ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا

دلوں کے راز تک جانتا ہے ۝ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ[3] اور ان چیزوں میں سے خرچ

جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِیْنَ فِیْهِ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا

کرو جن میں اس نے تمہیں جانشین بنایا ہے[4] جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور خرچ کیا

لَهُمْ اَجْرٌ كَبِیْرٌ ۝۷ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُوْلُ یَدْعُوْكُمْ

ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے۝ تمہیں کیا ہوگیا ہے تم اللہ پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ رسول تمہیں دعوت دیتا ہے

لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِیْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝۸

کہ تم اپنے رب پر ایمان لاؤ اور وہ (اللہ) تم سے اقرار بھی لے چکا ہے[5] اگر تم واقعی ایمان لانے والے

هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلٰی عَبْدِهٖۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَكُمْ مِّنَ

ہو۝ وہی تو ہے جو اپنے بندے پر واضح آیات نازل کرتا ہے تاکہ تمہیں اندھیروں سے

الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝۹ وَ

نکال کر روشنی کی طرف لے جائے اور اللہ تو یقیناً تم پر بڑا مہربان رحم کرنے والا ہے۝ اور

مَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ

تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ ہی

الْاَرْضِ ؕ لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ

کے لیے ہے[6] جن لوگوں نے فتح (مکہ) سے پہلے[7] خرچ اور جہاد کیا وہ برابر نہیں ہو سکتے

اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ

یہی لوگ درجہ میں زیادہ ہیں ان سے جنہوں نے (بعد میں) خرچ اور جہاد کیا

وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝۱۰ ع

تاہم اللہ نے ہر ایک سے اچھا وعدہ کیا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۝

ع 1/17

1-استویٰ کیاہے؟ اسکے بارے میں امام مالک کاقول اہل سنت والجماعت کاعقیدہ واضح کرتاہے۔

الاستواء مَعْلُومٌ وَالكَيْفُ مَجْهُولٌ وَالسُّوالُ عَنْهُ بِدْعَةٌ والإِيمانُ بِهِ وَاجِبٌ

سادہ الفاظ میں استویٰ کامعنی تومعلوم ہے۔ مگراسکی کیفیت غیرواضح ہے۔ اسکے بارے میں سوالات کرنابدعت ہے۔ (کیونکہ وہ گمراہی کارستہ کھولتے ہیں) تاہم (جوکچھ معلوم ہے اس پہ) ایمان لاناواجب ہے۔

2-گویاچھوٹی سے چھوٹی چیز بھی اسکے حساب اور علم سے باہر نہیں۔ اسے زمین پہ بسنے والی مخلوق کی ضروریات کامکمل علم ہے۔ اسے یہ بھی علم ہے کہ کتنے لوگ فوت ہوئے ہیں اور انکے اجسام کے ذرات کہاں کہاں ہیں؟

3-یہ سورت نزول کے اعتبار سے جنگ احزاب اور صلح حدیبیہ کے درمیان نازل ہوئی ہے۔ یہ وہی زمانہ ہے جبکہ مسلمانوں کواپنے بقاکیلئے کافی جانی اور مالی قربانیوں کی ضرورت تھی۔ جولوگ نئے نئے مسلمان ہورہے تھے ان میں سے کچھ تووہ تھے جنہیں سہل سہل اور میٹھامیٹھااسلام قبول تھا جانی اور مالی قربانیوں کیلئے ابھی ان کی طبیعت آمادہ نہ ہوتی تھی۔ اس آیت میں انہیں ہی خطاب کیاگیاہے کہ ایمان لاؤتوکامل یقین کے ساتھ تمہاری قربانیاں ضائع نہ ہوں گیں۔

4-اس آیت سے واضح طور پہ معلوم ہوتا ہے انسان کاہاتھ میں جومال ہوتا ہے وہ اسکامالک نہیں ہوتا۔ تصور کی اس اصلاح سے انسان کی مالی افراط و تفریط میں بہت کچھ اصلاح ہوجاتی ہے۔

5-یعنی ایمان لاؤ اور اسکے تقاضے پورے کرو۔ مال کوسینت سینت کررکھنا مسلمانوں کاکام نہیں ہے۔ یہاں وعدہ سے مراد عہدالست ہوسکتاہے اسکے علاوہ اسلام قبول کرناخودعہد ہے۔

6-اللہ تعالیٰ جسے چاہتاہے مال دیتا ہے۔ جس سے چاہتاہے چھین لیتاہے۔ جب انسان فوت ہوجاتا ہے تومال اسکے تصرف سے نکل جاتا ہے۔ حضرت آدم کی تخلیق سے پہلے بھی سب کچھ اللہ ہی کی ملکیت تھا۔ سب لوگوں کے فناہونے کے بعد بھی اللہ ہی کی ملکیت ہوگی۔ درمیان میں عارضی تصرف کا اختیار انسان کو اسکی آزمائش کیلئے دیاگیاہے۔

7-اکثرمفسرین نے یہاں "فتح" سے فتح مکہ مرادلیاہے کیونکہ فتح مکہ کے بعد مسلمانوں کی حالت کافی بدل گئی تھی اور انہیں عرب میں سیاسی غلبہ بھی حاصل ہوچکا تھا۔ فتح مکہ سے قبل جان ومال کو دین کیلئے کھپانہ قوی ایمان کی دلیل تھی جبکہ بعدمیں توغالب گروہ کے ساتھ شامل ہوناکافی سہل تھا۔ اور دین کی راہ میں مال خرچ کرنے سے غنائم کے حصول کی توقع بھی تھی۔

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗٓ

کون ہے جو اللہ کو قرض دے؟ اچھا قرض جسے وہ اس کے لیے دوگنا بڑھا دے اور اسے

اَجْرٌ كَرِیْمٌ ﴿۱۱﴾ یَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ یَسْعٰى نُوْرُهُمْ

عمدہ اجر عطا کرے[1]○ اس دن آپ دیکھیں گے کہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کا نور ان کے سامنے

بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَبِاَیْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْیَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا

اور دائیں جانب[2] دوڑ رہا ہو گا (اور انہیں کہا جائے گا) آج تمہیں ایسے باغوں کی بشارت ہے جن کے نیچے نہریں

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۱۲﴾ یَوْمَ یَقُوْلُ

بہہ رہی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے یہی بڑی کامیابی ہے○ اس دن

الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ

منافق مرد اور منافق عورتیں ایمانداروں سے کہیں گے "ہماری طرف دیکھو تاکہ ہم تمہارے نور سے روشنی

نُوْرِكُمْ قِیْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا فَضُرِبَ بَیْنَهُمْ

حاصل کر سکیں[3]" تو انہیں کہا جائے گا پیچھے چلے جاؤ اور نور تلاش کرو[4] پھر ان کے درمیان ایک دیوار کر دی جائے[5]

بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ بَاطِنُهٗ فِیْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿۱۳﴾

گی جس میں دروازہ ہو گا- اس کے اندر تو رحمت ہو گی اور باہر عذاب ہو گا○ منافق مومنوں کو پکاریں گے

یُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَ

"کیا ہم (دنیا میں) تمہارے ساتھ نہ تھے؟" کہیں گے ٹھیک ہے لیکن تم نے خود کو فتنہ میں ڈالا[6] اور انتظار

تَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِیُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَ

کرتے رہے اور شک میں رہے اور جھوٹی تمنائیں[7] تمہیں دھوکہ میں ڈالے رہیں حتیٰ کہ اللہ کا حکم آپہنچا اور

غَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۱۴﴾ فَالْیَوْمَ لَا یُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْیَةٌ وَّلَا مِنَ

بڑا دھوکہ باز اللہ کے بارے میں تمہیں دھوکا دیتا رہا○ لہٰذا آج نہ تم سے فدیہ قبول کیا جائے گا اور نہ ان

الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مَاْوٰىكُمُ النَّارُ هِیَ مَوْلٰىكُمْ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ﴿۱۵﴾

سے جنہوں نے کفر کیا تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے وہی تمہاری نگران ہے اور یہ بد ترین ٹھکانا ہے○ جو لوگ ایمان

اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ

لائے ہیں کیا ان کے لیے وقت نہیں آیا کہ اللہ کے ذکر سے اور جو حق نازل ہوا ہے اس سے ان کے دل پسیج

مِنَ الْحَقِّ وَلَا یَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ

جائیں[8]؟ اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں اس سے پہلے کتاب دی گئی تھی پھر ان پر ایک طویل مدت

عَلَیْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَكَثِیْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ

گزر گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے[9] اور (آج) ان میں سے اکثر فاسق ہیں○ اور جان لو کہ اللہ ہی زمین کو اس کے

اللّٰهَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا قَدْ بَیَّنَّا لَكُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷﴾

مردہ ہونے کے بعد زندگی بخشتا ہے ہم نے تمہارے لیے آیات کھول کر بیان کر دی ہیں شاید کہ تم سمجھ سکو○

1- یہ رب کی شان کریمی ہے کہ مال کے تمام موارد (Sources) خود پیدا کئے چاہے وہ زمین کے پیٹ سے نکلنے والے خزانے ہوں جیسے سونا چاندی' تیل و گیس وغیرہ یا زراعت سے تعلق رکھنے والی اجناس ہوں۔ انسان کو اس سے نفع حاصل کرنے کی صلاحیت بھی اس نے بخشی۔ جو مال اللہ تعالیٰ طلب فرماتا ہے وہ مال بھی خود انسان کے ہی فائدہ کیلئے ہے اللہ تعالیٰ کو اسکی قطعاً کوئی ضرورت نہیں اسکے باوجود اسے قرض حسنہ فرمایا۔

ہر وہ مال جو اللہ کی رضا کے حصول کیلئے دیا جائے قرض حسنہ کہلاتا ہے۔ قرض حسنہ صرف حلال کمائی سے دیا جا سکتا ہے (البقرہ 267:2) کیونکہ اللہ تعالیٰ حرام کمائی قبول نہیں کرتا۔ صدقہ دینے کے بعد احسان نہ جتلائے ورنہ صدقہ ضائع ہو جائے گا۔ (البقرہ 264:2) صدقہ میں بہترین اور پسندیدہ مال دینا افضل ہے۔ (آل عمران 92:3) محتاج کو صدقہ دیکر یہ سمجھے کہ یہ اسکا حق تھا (الذاریات 92:3)

2- یہ لوگ میدان حشر یا عدالت الٰہی کے دائیں جانب والے یعنی اصحاب الیمین ہوں گے۔ اب اگر انہوں نے میدان حشر کی جانب جانا ہو گا تو نور آگے اور دائیں جانب ہی درکار ہو گا۔

3- اسکا دوسرا معنی یہ ہو سکتا ہے کہ ہمارا انتظار کرو کہ ہم بھی تمہارے نور کی روشنی میں چل سکیں۔

4- یہ انہیں طنزاً کہا جائے گا یا دوسرا مفہوم یہ ہو سکتا ہے کہ "پیچھے ہٹ جاؤ اور اپنا نور کہیں اور تلاش کرو۔"

5- اب منافق اس دیوار کے ذریعے سے باتیں کریں گے۔

6- گویا جس طرح دنیا میں مسلمانوں کو چکر میں رکھتے اسی طرح آخرت میں بھی یہی کوشش کریں گے کہ مومنوں کو چکر دے سکیں۔

7- جھوٹی امنگوں نے تمہیں دھوکے میں رکھا کہ آج یا کل مسلمانوں کا غلبہ ختم ہو جائے گا اور ہم پھر سے کفر کا ساتھ دیں گے۔ یا یہ کہ دونوں گروہوں کے ساتھ اس انداز میں رہا جائے کہ بروقت اپنی وفاداریاں تبدیل کی جا سکیں۔

8- یہاں بھی ان اہل ایمان کو مخاطب کیا گیا ہے جنہوں نے موقع کی مناسبت سے اسلام کو قبول کر لیا تھا مگر اسلام کیلئے قربانی سے دریغ کر رہے تھے۔ عرب بھر میں مسلمانوں کو ظلم کی چکی میں پیسا جا رہا تھا چار اطراف سے مظلوم مسلمان ہجرت کر کے مدینہ پناہ لے رہے تھے جنہیں سنبھالتے ہوئے مخلص مسلمانوں کی کمریں دوہری ہوتی جا رہی تھیں۔

9- گویا اللہ کی یاد سے غافل ہونے کا نتیجہ یہ ہو گا جو یہود و نصاریٰ کے دل سخت ہونے کی صورت میں ہوا۔ یہ تو اللہ کے نبی کے گزرنے کے ایک عرصہ بعد ہوا۔ ادھر قرآن نازل ہو رہا ہے اور اللہ کا رسول تم میں موجود ہے۔ پھر تمہاری یہ حالت کیوں؟

إِنَّ الْمُصَّدِّقِينَ وَالْمُصَّدِّقَاتِ وَأَقْرَضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَاعَفُ

مردوں اور عورتوں میں سے جو لوگ صدقہ کرنے والے ہیں اور جن لوگوں نے اللہ کو قرضہ حسنہ دیا وہ ان کے

لَهُمْ وَلَهُمْ أَجْرٌ كَرِيمٌ ﴿١٨﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ

لیے دگنا دیا جائے گا اور ان کے لیے عمدہ اجر ہو گا○ اور جو لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں وہی [1]

الصِّدِّيقُونَ ۖ وَالشُّهَدَاءُ عِندَ رَبِّهِمْ لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ ۖ وَ

اپنے رب کے ہاں صدیق اور شہید ہیں [2] انہیں (اپنے اعمال کے مطابق) اجر بھی ملے گا اور روشنی بھی اور

الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿١٩﴾ اعْلَمُوا أَنَّمَا

جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلا دیا تو ایسے ہی لوگ اہل جہنم ہیں○ خوب جان لو کہ

الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي

دنیا کی زندگی محض کھیل تماشا، زینت اور تمہارا آپس میں فخر جتلانا اور مال و اولاد میں ایک دوسرے سے

الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ ۖ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيجُ

سبقت کی کوشش کرنا ہے جیسے بارش ہوئی تو اس کی نباتات نے کاشت کاروں کو خوش کر دیا پھر وہ جوبن

فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا ۖ وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَغْفِرَةٌ

پر آتی ہے پھر تو اسے زرد پڑی ہوئی دیکھتا ہے پھر وہ بھس بن جاتی ہے اور آخرت میں شدید عذاب ہے اور

مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ ۚ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ﴿٢٠﴾

اللہ کی بخشش اور اس کی رضا ہے اور دنیا کی زندگی تو محض متاع فریب ہے○

سَابِقُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَ

تم اپنے رب کی مغفرت اور جنت کو حاصل کرنے کے لیے سبقت کرو جس کا عرض [3] آسمان اور زمین کے عرض کے

الْأَرْضِ أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۚ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ

برابر ہے وہ ان کے لیے تیار کی گئی ہے جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے یہ اللہ کا فضل ہے

يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿٢١﴾ مَا أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ

جسے چاہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے○ کوئی بھی مصیبت جو زمین میں

فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَا ۚ إِنَّ

آتی ہے یا خود تمہارے نفوس کو پہنچتی ہے وہ ہمارے پیدا کرنے سے پہلے ہی کتاب میں ہے [4] (اور) یہ بات

ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿٢٢﴾ لِّكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا

بلاشبہ اللہ کے لیے آسان ہے○ اس لیے کہ جو تمہیں نہ مل سکے اس پر غم نہ کرو اور جو اللہ تمہیں دے اس پر

آتَاكُمْ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ﴿٢٣﴾ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ

اترایا نہ کرو اور اللہ کسی بھی خود پسند اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا○ جو خود بھی بخل کرتے [5] اور

النَّاسَ بِالْبُخْلِ ۗ وَمَن يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٢٤﴾

لوگوں کو بھی بخل کا حکم دیتے ہیں اور جو منہ موڑے تو اللہ بے نیاز اور اپنی ذات میں محمود ہے○

ع ۲ — ۹/۱۸

1- آیت نمبر 11 کے مضمون کو تاکید مزید کیلئے دہرایا گیا ہے۔

2- صدیق وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کے رسول کی بلا تامل تصدیق کر دی۔ دوسری جانب وہ اپنے قول و عمل میں سچے ہوتے ہیں۔ پھر یہی لوگ یوم قیامت دوسرے لوگوں پہ گواہ بنا کر پیش کئے جائیں گے۔ انہوں نے اپنے عمل سے اسلام کی حقانیت کو ثابت کر دیا کہ اسلام کسی بھی انسان کی ذات پہ کس قسم کے اچھے اثرات مرتب کرتا ہے۔ دوسری جانب انہوں نے لوگوں کو دین کی دعوت دی ہو گی اور وہ گواہی دیں گے۔

3- کفار۔ کفر (To Cover) چھپانا۔ یہاں کفار کسان کے معنی میں استعمال ہوا ہے جو کہ بیج کو زمین میں چھپاتا ہے جبکہ کافر کے دل میں اللہ اور آخرت کا انکار چھپا ہوتا ہے۔ اس آیت میں دنیا کا معمولی ہونا اور آخرت کی کامیابی کا اصل کامیابی ہونا بتلایا گیا ہے۔ بات سمجھانے کیلئے کھیتی کی مثال پیش کی گئی ہے۔

جس طرح کھیتی چار دن بہار دکھلا کر بھس بن جاتی ہے یہی انسانی زندگی کا حال ہے۔

3- دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔

"دوڑو اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف جسکی وسعت ساری کائنات ہے۔"

(آل عمران 133:33)

دونوں آیات کو سامنے رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل میں یہاں جنت کا رقبہ نہیں بتلایا گیا بلکہ جنت کی وسعت کا تصور دلایا گیا ہے۔

4- حضرت عبداللہ ابن عمر ابن العاص ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا۔

"اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی تقدیر زمین و آسمان کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے لکھ دی تھی۔"

(مسلم)

تقدیر پر ایمان لانا اللہ کی نعمتوں سے ایک بڑی نعمت ہے۔ مسلمان کسی ابتلا میں جب پریشان ہوتا ہے تو یہ سوچ کر صبر کرتا ہے کہ یہ بات مقدر میں تھی اور اس سے بچنا ممکن نہ تھا۔ اسی طرح کوئی نعمت میسر آئے تو اس پہ اتراتا نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ کی مدد طلب کرو اور ہمت نہ ہار کر بیٹھ جاؤ۔ اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچے تو یہ نہ کہو کہ اگر میں ایسے کرتا تو ایسے ایسے ہو جاتا لیکن ایسے کہو ((قَدَّرَ اللّٰهُ وَمَاشَاءَ فَعَلَ)) اللہ نے جو مقدر کیا اور جو چاہا کیا بلاشبہ "اگر" شیطان کے کام کا رستہ کھول دیتا ہے۔"

(مسلم)

5- جنہیں اللہ کی تقدیر پہ نہیں بلکہ اپنی تدبیر پہ اعتماد ہوتا ہے ان کیلئے انفاق فی سبیل اللہ بہت مشکل ہوتا ہے کہ جو ہم خرچ کریں گے وہ کبھی واپس ملے گا بھی یا نہیں۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ

بلاشبہ ہم نے رسولوں کو واضح پیغامات[1] دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب

وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ

اور میزان نازل کی[2] تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں اور لوہا (بھی) نازل کیا[3] جس میں

بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَ

بڑا زور ہے اور لوگوں کے لیے فائدے ہیں اور اس لیے کہ اللہ کو معلوم ہو جائے[4] کہ اسے دیکھے بغیر کون اس

رُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿٢٥﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّ

ع ۳ ۱۹

کی اور اس کے رسول کی مدد کرتا ہے اور اللہ بڑا طاقتور ہے اور زبردست ہے○ ہم نے ابراہیم اور نوح کو

اِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ

(رسول بنا کر) بھیجا اور نبوت اور کتاب انہی کی اولاد میں رکھ دی[5] پھر ان میں کچھ تو اتباع پر رہے

وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٢٦﴾ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓي اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا

اور اکثر لوگ نافرمان ہی تھے○ پھر ان دونوں کے بعد ہم نے لگاتار کئی رسول بھیجے○ اور ان کے بعد

بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ۙ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ

عیسیٰ بن مریم کو بھیجا اور اسے انجیل عطا کی اور جن لوگوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی اتباع کی

اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ۭ وَرَهْبَانِيَّةَۨ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا

ان کے دلوں میں ہم نے نرم دلی[6] اور رحم ڈال دیا اور ترک دنیا[7] جو انہوں نے ایجاد کرلی تھی[8] ہم نے ان پر فرض

عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَاۗءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ

نہیں کی تھی مگر اللہ کی رضا کی خاطر انہوں نے ایسا کر تو لیا مگر اسے نباہ نہ سکے جیسا کہ نباہنے کا حق تھا[9]

فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٢٧﴾

ان میں سے جو ایمان لائے تھے ہم نے انکا اجر انہیں دیا مگر انمیں سے زیادہ نافرمان ہی تھے○

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اللہ تمہیں اپنی رحمت سے دوگنا

كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ

اجر عطا کرے گا اور ایسا نور بخشے گا جس کی روشنی میں تم چلو گے اور تمہیں معاف کر دے گا

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٨﴾ لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ

اور اللہ بخشنے[11] والا رحم کرنے والا ہے○ تاکہ اہل کتاب[10] یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ (مسلمان) اللہ کے

عَلٰي شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ

فضل کا کچھ بھی حصہ حاصل نہیں کر سکتے حالانکہ فضل تو اللہ کے ہاتھ میں ہے جسے

يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿٢٩﴾

ع ۴ ۲۰

چاہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے○

1- بینٰت سے مراد واضح دلائل اور معجزے ہیں جس سے کسی رسول کی حقانیت ثابت ہو جائے۔

2- میزان سے مراد اور ناپ تول کے پیمانے بھی مراد لیا گیا ہے تاکہ باہم لین دین میں لوگوں کے حقوق کا تحفظ ہو اور نظام عدل قائم ہو۔ اسی طرح نظام عدل اور توازن جو کہ ایک نبی خود اللہ کی راہنمائی میں قائم کرتا ہے اور حق و باطل کے درمیان واضح فرق بتلا دیتا ہے۔ اللہ امام ابن کثیر پہ رحمت فرمائے انہوں نے یہاں میزان کا مفہوم یہ بیان فرمایا ہے کہ انسان کو عدل و انصاف اور حق شناسی کی فطری صلاحیت بخشی جسکی بناپہ ہر سلیم الفطرت انسان کتاب الٰہی کی دعوت کو باسانی قبول کرلیتا ہے۔ سیاق کے اعتبار سے یہ قریب ترین معلوم ہوتا ہے۔

3- یہاں اپنی نعمت' لوہا نازل کرنے کا ذکر اسی جانب اشارہ کرتا ہے کہ رسول صرف یہ نظام عدل و انصاف پیش کرنے کا ہی مکلف نہیں ہوتا بلکہ اس کو نافذ بھی کرتا ہے۔

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا

"مجھے قیامت سے پہلے تلوار دے کر بھیجا گیا ہے تاکہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔"

(احمد)

4- اللہ تعالیٰ اس بات کو لوگوں کیلئے ظاہر فرمادے۔

5- حضرت نوح کے بعد نبوت کو انکی اولاد ہی سے مختص کردیا گیا۔ پھر حضرت ابراہیم کے بعد نبوت کو اولاد ابراہیم ہی سے مختص کردیا گیا۔

6- رافتہ۔ کسی کو تکلیف میں دیکھ کر پسیج جانا۔ رحمۃ۔ اس تکلیف کو دور کرنے کیلئے مدد کرنا۔

7- رھبانیہ۔ رہب۔ ایسا خوف جس میں اضطراب اور احتیاط شامل ہو۔ رہبانیت۔ کسی طویل اور مسلسل بے چین رکھنے والے خوف کی وجہ سے لذات دنیا ترک کرکے گوشہ نشینی اختیار کرلینا۔ راہب۔ درویش۔ گوشہ نشین' صوفی

8- معلوم ہوا کہ یہ بدعت تھی اور اللہ تعالیٰ نے اسکا حکم نہ دیا تھا۔ اس سے بدعت کی تعریف بھی معلوم ہوگئی کہ ہر وہ کام جسے دین اور ثواب سمجھ کر کیا جائے جبکہ شریعت میں اس کی اصل موجود نہ ہو۔

9- اسی مسلک کو اختیار کرنیوالوں نے جو پابندیاں اپنے آپ پر لگائی ہیں وہ خود بھی اسکی پابندی نہ کرسکے۔ حقیقت تو یہ ہی ہے کہ انسان جو بھی بدعت ایجاد کرے گا وہ غیر فطری ہی ہوگی اور غیر فطری چیز کو نبھانا ناممکن نہیں ہے۔ تفصیل کیلئے کیلانی صاحب کی تفسیر مفصل دیکھیں یا ان کی کتاب "شریعت و طریقت" دیکھیں۔

10- بعض مفسرین نے اہل کتاب سے آپ ﷺ پر ایمان لانیوالے مراد لئے ہیں تاہم سیاق اس کی تائید نہیں کرتا۔

11- اکثر مفسرین نے اس آیت میں "لا" زائد مانا ہے۔ گویا "لیعلم" مراد ہوگا۔

سورۃ المجادلۃ مدنیۃ وھی اثنتان وعشرون آیۃ وثلٰث رکوعات

آیات ۲۲ (۵۸) سورۂ مجادلہ مدنی ہے (۱۰۵) رکوع ۳

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ فِیْ زَوْجِہَا وَ

اللہ نے یقیناً اس عورت کی بات سن لی ہے جو اپنے خاوند کے بارے میں (اے نبی) آپ سے جھگڑ رہی ہے اور

تَشْتَکِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ۖ وَاللّٰہُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَکُمَا ۭ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ①

اللہ کے حضور شکایت کر رہی ہے[2] اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے۔ بلاشبہ اللہ سب سننے اور دیکھنے والا[1]

اَلَّذِیْنَ یُظٰہِرُوْنَ مِنْکُمْ مِّنْ نِّسَآئِہِمْ مَّا ہُنَّ اُمَّہٰتِہِمْ ۭ اِنْ اُمَّہٰتُہُمْ

ہے۔○ تم میں سے جو اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں وہ ان کی (فی الواقع) مائیں نہیں بن جاتیں، ان کی مائیں

اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَہُمْ ۭ وَاِنَّہُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْکَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۭ وَ

تو وہی ہیں جنہوں نے انہیں جنا تھا اور جو کچھ وہ کہتے ہیں کہ وہ ایک ناپسندیدہ اور جھوٹی بات ہے

اِنَّ اللّٰہَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ② وَالَّذِیْنَ یُظٰہِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِہِمْ ثُمَّ

اور اللہ یقیناً معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔○ اور جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں پھر

یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَۃٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ۭ ذٰلِکُمْ

اپنی کہی ہوئی بات سے رجوع کرنا چاہیں۔ تو میاں بیوی کے مل بیٹھنے سے قبل ایک غلام آزاد کرنا ہوگا تمہیں اسی

تُوْعَظُوْنَ بِہٖ ۭ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ③ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ

بات کی نصیحت کی جاتی ہے اور جو تم کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔○ پھر اگر وہ (غلام) نہ پائے تو ایک

شَہْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ

دوسرے کو چھونے سے پہلے وہ دو ماہ کے[3] مسلسل روزے رکھے اور جو اس کی بھی قدرت نہ رکھتا ہو وہ ساٹھ

سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا ۭ ذٰلِکَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ۭ وَتِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ ۭ

مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ یہ[4] اس لئے ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ یہ اللہ کے ضابطے ہیں۔

وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ④ اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ

اور انکار کرنے والوں کے لئے[5] المناک عذاب ہے۔○ بلاشبہ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں

کُبِتُوْا کَمَا کُبِتَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰیٰتٍۢ بَیِّنٰتٍ ۭ وَ

ایسے ذلیل کئے جائیں گے[6] جیسے ان سے پہلے ذلیل کئے گئے۔ اور ہم نے واضح احکام نازل کردیئے ہیں اور کافروں

لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ مُّہِیْنٌ ⑤ یَوْمَ یَبْعَثُہُمُ اللّٰہُ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُہُمْ

کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔○ جس دن اللہ ان سب کو زندہ کرے گا تو انہیں بتلا دے گا کہ وہ کیا

بِمَا عَمِلُوْا ۭ اَحْصٰىہُ اللّٰہُ وَنَسُوْہُ ۭ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدٌ ⑥ ع

کرکے آئے ہیں۔ اللہ نے اس کا پورا ریکارڈ[7] رکھا وہ خود اسے بھول گئے اور اللہ ہر چیز پہ گواہ ہے۔○

1- زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ جب خاوند اور بیوی میں لڑائی ہوجاتی تو خاوند بیوی سے یوں کہہ دیتا کہ

أَنْتَ عَلَيَّ كَظَهْرِ أُمِّيَ

کہ تو مجھ پر ماں کی پیٹھ کی طرح ہے۔ اسے ظہار کہتے ہیں اور اسے دائمی طلاق سمجھا جاتا۔

(الاحزاب 4:33)

واقعہ یوں ہوا کہ خولہ بنت ثعلبہ جن کے خاوند کا نام اوس بن صامت تھا کی آپس میں ناچاقی ہوئی تو وہ ظہار کر بیٹھے۔ خولہ آپ ﷺ کے پاس آئی اور ماجرا بیان کیا اپنے خاوند کے ظلم کا شکوہ کیا کہنے لگی اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے اپنی جوانی تو اسکے ہاں گزار دی۔ اب بڑھاپا کہاں گزاروں۔ تاحال چونکہ ظہار کا حکم نازل نہیں ہوا تھا لہٰذا آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تو اس پہ حرام ہوگئی ہے۔ وہ کہنے لگی کہ اللہ کی قسم اس نے مجھے طلاق تو نہیں دی ہے۔ ہمارے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ اگر میں اس سے دستبردار ہوجاؤں تو وہ بے توجہی کا شکار ہوجائیں گے اور اگر اپنے پاس رکھوں تو انہیں کھلاؤں کہاں سے۔ وہ ساتھ ہی ساتھ روتی جاتی اور کہتی جاتی کہ مجھے کوئی بہتر شکل بتلائیے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

2- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

"اللہ تعالیٰ کس طرح لوگوں کی باتیں سننے والا ہے۔ یہ عورت گھر کے ایک کونے میں آپ ﷺ سے مجادلہ کرتی تھی اور اپنے خاوند کی شکایت کرتی تھی۔ میں اسکی باتیں نہیں سنتی تھی لیکن اللہ نے آسمانوں پر اسکی بات سن لی۔"

(ابن ماجہ)

3- ظہار چونکہ مرد ہی کرتا تھا لہٰذا اس سلسلہ میں عورت پہ کچھ کفارۃ نہیں ہے۔ مرد کیلئے کفارۃ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے یا تین ماہ مسلسل روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

یہ کفارۃ اسی کیلئے ہے جو رجوع کرنا چاہے البتہ جو رجوع نہ کرنا چاہے تو اسے چاہئے کہ سیدھے طریقہ سے طلاق دے۔ اور ظہار والی ہیرا پھیری کا طریقہ اختیار نہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرے۔

4- صحبت سے پہلے کفارۃ کی ادائیگی لازمی ہے اس سے پہلے بیوی حلال نہ ہوگی۔

5- اللہ ایک طرف ایک حد میں اور وہ دوسری طرف ہیں۔ اس سے قبل اللہ تعالیٰ حدود اللہ کا ذکر فرما چکے ہیں۔ لہٰذا صرف مخالفت کی بجائے یہ تعبیر زیادہ بلیغ ہے۔

6- کبوا۔ کبت کے معنی کسی کو غصہ کی حالت میں ذلیل و رسوا کردینا۔ ہلاک کردینا یا دھکے دیکر نکال باہر کرنا۔

7- کیونکہ انسان خود اپنے بے شمار اعمال بھول چکا ہوگا جبکہ فرشتے ریکارڈ میں محفوظ رکھیں گے اور وہ ان کے سامنے پیش کردیئے جائیں گے۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۖ مَا يَكُونُ مِن

کیا آپ دیکھتے نہیں کہ جو بھی ارض و سماوات میں ہے اللہ اسے خوب جانتا ہے ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ

نَّجْوَىٰ ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا أَدْنَىٰ

تین آدمیوں میں مشورہ ہو تو چوتھا وہ نہ ہو یا پانچ آدمیوں میں مشورہ ہو تو ان کا چھٹا وہ نہ ہو اس سے کم ہوں [1]

مِن ذَٰلِكَ وَلَا أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا ۖ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا

یا زیادہ وہ یقیناً ان کے ساتھ ہوتا ہے خواہ کہیں بھی ہوں۔ پھر وہ قیامت کے دن انہیں بتلا (بھی) دے گا جو

يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٧﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نُهُوا عَنِ

وہ کرتے رہے۔ بلاشبہ اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔○ کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں سرگوشی

النَّجْوَىٰ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَيَتَنَاجَوْنَ بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

سے روکا گیا تھا پھر وہی کام کرتے ہیں جس سے روکا گیا اور سرکشی اور رسول کی نافرمانی کی سرگوشیاں

وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ وَإِذَا جَاءُوكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللَّهُ

کرتے ہیں اور جب آپ کے پاس آتے ہیں تو ایسے سلام کہتے ہیں جیسے اللہ نے آپ کو سلام نہیں کیا

وَيَقُولُونَ فِي أَنفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللَّهُ بِمَا نَقُولُ ۚ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ

اور دلوں میں کہتے ہیں کہ "جو ہم کہتے ہیں اس پر اللہ ہمیں سزا کیوں نہیں دیتا" [2] ان کو جہنم کافی ہے

يَصْلَوْنَهَا ۖ فَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿٨﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ

جس میں یہ داخل ہوں گے۔ سو ان کا انجام برا ہے۔○ اے ایمان والو! جب تم سرگوشی کرو

فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ وَتَنَاجَوْا

تو گناہ، سرکشی اور رسول کی نافرمانی سے متعلق سرگوشی نہ کیا کرو [3] بلکہ سرگوشی کرو تو

بِالْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٩﴾ إِنَّمَا النَّجْوَىٰ

نیکی اور تقویٰ کے متعلق کیا کرو اور اس اللہ سے ڈرتے رہو جس کے ہاں تم اکٹھے کیے جاؤ گے۔○ بلاشبہ سرگوشی

مِنَ الشَّيْطَانِ لِيَحْزُنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيْسَ بِضَارِّهِمْ شَيْئًا إِلَّا

کرنا شیطان کا کام ہے تاکہ ان کو غمزدہ بنادے جو ایمان لائے ہیں [4] حالانکہ اللہ کے اذن کے بغیر وہ کچھ نہیں بگاڑ

بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٠﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

سکتی اور ایمان والوں کو تو اللہ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے۔○ اے ایمان

آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللَّهُ

والو! جب تمہیں کہا جائے کہ مجلسوں میں کھل کر بیٹھو تو کھل کر بیٹھو [5] اللہ تمہیں کشادگی بخشے

لَكُمْ ۖ وَإِذَا قِيلَ انشُزُوا فَانشُزُوا يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا

گا اور جب کہا جائے کہ اٹھ (کر چلے) جاؤ تو اٹھ جایا کرو تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہیں علم دیا گیا

مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿١١﴾

ہے اللہ تعالیٰ ان کے درجے بلند کرے گا۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔○

1- اس کامفہوم یہ نہیں ہو سکتا کہ اس مقدار سے کم و بیش کی سرگوشیاں اللہ تعالیٰ نہیں جانتے بلکہ یہ عرب کا اسلوب ہے کہ تین پانچ کا ذکر کسی بھی تعداد کو ظاہر کرنے کیلئے کرتے ہیں۔

2- اشارہ ہے منافقین مدینہ کی جانب ہے جنکی دلی ہمدردیاں اسلام دشمنوں کے ساتھ رہتی تھیں اور مسلمانوں کیلئے وہ مار آستین بنے ہوئے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"جب یہودی تمہیں سلام کہتے ہیں تو سلام کی بجائے سام (یعنی موت) کہتے ہیں تو ان کے جواب میں تم فقط وعلیک کہہ دیا کرو۔"

(بخاری)

-حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ۔

"چند یہود رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا السام علیک میں سمجھ گئی اور کہا "علیکم السام واللعنۃ" یعنی تم پہ موت بھی آئے اور لعنت بھی ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ عائشہ ذرا ٹھہرو۔ اللہ تعالیٰ ہر کام میں نرمی پسند فرماتا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے سنا نہیں کہ وہ کیا کہہ رہے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے سن کر ہی انہیں وعلیکم کہا تھا۔" (بخاری)

3- اثم۔ عدوان اور نبی کی مخالفت کی سرگوشیاں شیطان کی انگیخت کی بنا پہ کی جاتی ہیں۔ انکا مقصد مسلمانوں کو پریشان کرنا ہی ہوتا ہے یاد رہے کہ اس قسم کی سرگوشی حرام ہے۔

4- حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"جب کہیں تم صرف تین آدمی ہو تو دو آدمی تیسرے کو چھوڑ کر کانا پھوسی نہ کریں۔ اس سے اسکو رنج ہوگا البتہ اگر اور بھی آدمی موجود ہوں تو پھر کوئی مضائقہ نہیں۔"

(بخاری)

5- حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"کوئی شخص دوسرے کو اٹھا کر وہاں خود نہ بیٹھے۔ نیز فرمایا کہ (جب جگہ تنگ ہو تو) کھل کر بیٹھو اور آنیوالوں کو جگہ دو۔"

(بخاری)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو یوم جمعہ اسکی جگہ سے اٹھا کر خود وہاں نہ بیٹھے بلکہ یوں کہے کھلے ہو جاؤ۔"

(مسلم)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ

اے ایمان والو! جب تم رسول ﷺ سے سرگوشی کرنا چاہو تو اپنی سرگوشی سے پہلے

نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ

صدقہ دیا کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر اور پاکیزہ تر بات ہے ہاں اگر صدقہ دینے کے لئے کچھ نہ پاؤ تو بلاشبہ اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ

بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔○ کیا تم اس بات سے ڈر گئے[1] کہ اپنی سرگوشی سے پہلے صدقے

صَدَقٰتٍ ؕ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ

ادا کرو[2]۔ پھر جب تم نے ایسا نہیں کیا اور اللہ نے بھی تمہیں (اس سے) معاف کردیا تو اب صلوٰہ قائم کرتے اور

اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳﴾

زکوۃ دیتے رہو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور جو تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔○ کیا

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا

آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے ایسے لوگوں سے دوستی لگائی جن پر اللہ کا غضب ہوا۔ نہ تو وہ تم میں

مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا

سے ہیں اور نہ ان میں سے اور وہ عمداً جھوٹ پر قسمیں کھاتے ہیں[3]۔○ اللہ نے ان کے لئے شدید عذاب

شَدِيْدًا ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾ اِتَّخَذُوْۤا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً

تیار کیا ہے بلاشبہ جو یہ کر رہے ہیں بہت برا ہے○ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے

فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۶﴾ لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ

وہ (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے روکتے ہیں لہٰذا ان کے لئے رسوا کن عذاب ہوگا۔○ اللہ کے سامنے نہ

اَمْوَالُهُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ؕ

ان کے مال کچھ کام آئیں گے اور نہ اولاد۔ یہی لوگ اہل جہنم ہیں

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ

جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔○ جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے گا تو اس کے سامنے بھی ایسے ہی قسمیں

كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ؕ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ

کھائیں گے جیسے تمہارے سامنے کھاتے ہیں اور یہ سمجھیں گے[4] کہ ان کا کام بن جائے گا سن لو! یہی جھوٹے

الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۸﴾ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰىهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ

لوگ ہیں○ شیطان ان پر مسلط ہوگیا ہے[5] جس نے انہیں اللہ کا ذکر بھلا دیا ہے

اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾

یہی لوگ شیطان کی پارٹی ہیں۔ سن لو شیطان کی پارٹی کے لوگ ہی خسارہ اٹھانے والے ہیں○

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ﴿۲۰﴾

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں۔ یقیناً یہی لوگ ذلیل تر ہیں۔○

ع ۲

1-منافقین عموماً اپنی بڑائی جتلانے کیلئے آپ ﷺ سے سرگوشی کرتے۔ جس سے آپ کا قیمتی وقت ضائع ہو جاتا۔ پھر آپ ﷺ کی طبیعت میں نرمی تھی آپ انکار نہ کرتے۔ حتیٰ کہ بعض مسلمان بھی آپ ﷺ سے سرگوشیاں کرتے۔ اسوجہ سے اگر خود آپ ﷺ خلوت چاہتے تو آپ ﷺ کو دقت محسوس ہوتی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ حکم نازل ہوا۔ اس میں یہ گنجائش بھی تھی کہ اگر سرگوشی واقعی ضروری ہو اور کرنیوالا نادار ہو اور صدقہ کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اسے اجازت ہے۔

2-اس حکم سے کافی فائدے ہوئے۔ منافقین تو اپنے طبعی بخل کی وجہ سے سرگوشی کرنے سے ہی باز آگئے۔ مسلمانوں کو بھی احساس ہوا۔ چنانچہ اس حکم سے مطلوبہ نتائج بہت جلد حاصل ہوگئے۔ اسکے بعد یہ حکم منسوخ ہوگیا۔ یہ حکم صرف دس ایام بحال رہا اور صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ اس پہ عمل کیا۔

3- مراد منافقین ہیں۔ جو اللہ اور اسکے رسول کے دشمن تھے مگر اپنے مفادات کی وجہ سے خود کو مسلمان ظاہر کرتے۔ انکے "ایمان" کا حال چونکہ انکے کرتوت کی وجہ سے کھل کھل جاتا تھا مگر جھوٹی قسمیں کھا کر اپنے ایمان کا یقین دلانے کی کوشش کرتے۔

﴿غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ﴾

سے مراد یہود مدینہ ہیں۔ انکی اصل ہمدردیاں ان کے ساتھ تھیں۔ مگر عملی حالت یہ ہوگئی کہ "دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا۔"

4-قسمیں کھا کر اپنے مسلمان ہونے کا یقین دلاتے ہیں تاکہ مسلمان سمجھتے ہوئے انکا جان ومال بچ جائے۔ اسلام کے بارے میں شکوک وشبہات پھیلا کر لوگوں کو اسلام میں داخل ہونے سے روکتے ہیں۔ جھوٹ بولنے کی اور قسمیں کھانے کی انکی عادت اتنی پختہ ہوچکی ہے کہ اللہ کے حضور بھی جھوٹی قسمیں کھانے سے باز نہیں آئیں گے۔

5-استحوذ۔ کسی پہ مسلط ہوکر اسے سختی سے ہانکنا۔

إستَحْوَذَ العِيْرُ عَلَى أتان

گدھے نے گدھی کی پشت پر چڑھ کر دونوں جانب سے دبالیا۔ گویا شیطان انکی سوچ پہ ایسا مسلط ہوا ہے کہ انہیں اللہ یاد ہی نہیں آتا۔

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ ﴿۲۱﴾ لَا تَجِدُ قَوْمًا

اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ میں اور میرے رسول ہی غالب رہیں گے[1]۔○ بلاشبہ اللہ بڑا قوی اور غالب ہے جو لوگ

یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

اللہ اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں آپ انہیں ایسا نہ پائیں گے کہ وہ اللہ اور رسول کے مخالفین سے دوستی

وَلَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ

گانٹھیں۔ خواہ وہ ان کے باپ ہوں یا بیٹے ہوں یا بھائی یا کنبہ والے ہوں[2]۔ یہی لوگ ہیں جن

كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَیُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ

کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور اپنی طرف سے ایک روح سے مدد کی ہے۔ اللہ

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا

انہیں ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن میں نہریں بہہ رہی ہوں گی ان میں ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی

عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۲۲﴾ ع ۳

ہوگیا اور وہ اللہ سے یہی اللہ کی پارٹی ہے سن لو اللہ کی پارٹی کے لوگ ہی فلاح پائیں گے○

سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِیَّةٌ اَرْبَعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰیَةً وَّهِیَ ثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

آیات ۲۴ (۵۹) سورۃ حشر مدنی ہے[3] (۱۰۱) رکوع ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۱﴾

ارض و سماوات میں تمام مخلوق اللہ کی تسبیح کر رہی ہے اور وہی غالب ہے حکمت والا ہے۔○

هُوَ الَّذِیْۤ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِیَارِهِمْ

وہی تو ہے جس نے پہلے ہی حملے میں اہل کتاب کافروں کو انکے گھروں سے نکال باہر کیا

لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؕ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ یَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ

تمہیں یہ خیال بھی نہ تھا کہ وہ نکل جائیں گے اور وہ یہ یقین کئے بیٹھے تھے کہ ان کے قلعے انہیں اللہ

مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَیْثُ لَمْ یَحْتَسِبُوْا ۗ وَقَذَفَ فِیْ

سے بچالیں گے[4]۔ مگر اللہ نے ایسے رخ سے انہیں آن لیا جس کا انہیں خیال بھی نہ تھا اور ان کے دلوں میں

قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَهُمْ بِاَیْدِیْهِمْ وَاَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ ۗ

ایسا رعب ڈال دیا کہ وہ خود ہی اپنے گھروں کو برباد کرنے لگے اور مسلمانوں کے ہاتھوں بھی کروانے لگے

فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ ﴿۲﴾ وَلَوْلَاۤ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمُ

پس اے اہل بصیرت! عبرت حاصل کرو○ اور اگر اللہ نے ان کے حق میں جلا وطنی نہ

الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِی الدُّنْیَا ؕ وَلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ﴿۳﴾

لکھی ہوتی تو انہیں دنیا میں ہی شدید سزا دے دیتا اور آخرت میں تو ان کے لئے آگ کا عذاب ہے○

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

1-یہ غلبہ اخلاقی، نظریاتی اور دلایل کی قوت کے لحاظ سے تو ہمیشہ ہی حاصل رہا ہے اور حاصل رہے گا۔ سیاسی اعتبار سے بھی کبھی حاصل ہوتا ہے اور کبھی حاصل نہیں ہوتا اور اسکی وجہ یہ ہوتی ہے کہ دنیا دارالامتحان ہے۔

2-یہ سچے مومنوں کی مثال ہے کہ انکا طرز عمل کیا ہے۔ انہوں نے دین کیلئے اپنے خاندان کے قریب ترین رشتوں کو بھی کاٹ پھینکا۔ جنگ بدر میں حضرت ابوعبیدہ ؓ نے اپنے والد کو قتل کیا۔ حضرت مصعب بن عمیر ؓ نے اپنے بھائی عبید بن عمیر کو اور حضرت عمر ؓ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو قتل کرکے ثابت کردیا کہ انکے سامنے اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے مقابلے میں کسی کی کچھ اہمیت نہیں۔ انہی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کا سرٹیفکیٹ عطا فرمایا۔

3-ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ

"سورۃ انفال بدر کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ سورۃ حشر بنی نضیر کے بارے میں نازل ہوئی۔"

(بخاری)

آپ ﷺ جب ہجرت کرکے مدینہ تشریف لائے تو اسوقت مدینہ میں یہود کے تین قبائل بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ آباد تھے۔ یہ یہودی مدینہ میں جوڑتوڑ کی سیاست کرتے۔ اوس اور خزرج کو آپس میں لڑاتے رہتے۔ آپ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو آپ نے یہود کے ساتھ دفاعی معاہدے کئے مگر ان یہود نے دل سے آپ ﷺ اور ان معاہدوں کو تسلیم نہ کیا بنو قینقاع مدینہ کے اندر آباد تھے۔ زیادہ تر سنارۃ (Gold Smith) کا کام کرتے۔ بنو قینقاع نے ایک مسلمان عورت کی بے حرمتی کی جسکے نتیجے میں مسلمانوں اور یہودیوں کے مابین بلوہ ہوگیا۔ آخر میں آپ ﷺ نے انکا محاصرہ کرکے ان کو شام کی جانب جلاوطن کردیا۔

اسکے بعد بنو نضیر کچھ عرصہ دبک گئے مگر ان بدبختوں نے آپ ﷺ کو دھوکے سے چکی کے پاٹ گرا کر قتل کرنے کی سازش کی۔ اللہ تعالیٰ نے بروقت آپ کو وحی کے ذریعے مطلع فرمادیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں دس ایام کا الٹی میٹم دیدیا اور اسکے بعد ان کا محاصرہ کرلیا۔

4-بنو نضیر نے بڑے مضبوط قلعے تعمیر کر رکھے تھے جس پہ انہیں بڑا گھمنڈ تھا۔ خود مسلمان بھی سمجھتے تھے کہ شاید ان قلعوں کو فتح کرنا اتنا سہل نہ ہوگا۔ آپ ﷺ کے چند دن کے محاصرہ سے یہودی اس قدر خوف زدہ ہوئے کے چھ ایام کے اندر اندر صدیوں سے جس علاقہ میں جمے ہوئے تھے اسے چھوڑنے پہ آمادہ ہوگئے۔

یہاں یہ نقطہ قابل غور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ سمجھے ہوئے تھے کہ "ان کے قلعے انہیں اللہ سے بچالیں گے" اور کیا واقعی یہود یہ جانتے تھے کہ مقابلہ کسی انسانی طاقت سے نہیں ہے بلکہ براہ راست اللہ تعالیٰ سے ہے۔ جو لوگ یہودیوں کی نفسیات اور ان کی تاریخ سے واقف ہیں وہ آسانی سے سمجھ سکتے ہیں کہ یہ واقعی اللہ سے ضد کرنیوالی قوم ہے۔ انسائیکلوپیڈیا آف ببلیکل لٹریچر میں "اسرائیل" کی تشریح یہ کی گئی ہے۔ (Wrestler with God) یعنی اللہ سے کشتی لڑنے والا۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ

یہ اس لئے ہوا کہ انہوں نے اللہ اور رسول کی مخالفت کی اور جو اللہ کی مخالفت کرے تو اللہ (انہیں)

شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۴﴾ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى

سزا دینے میں بہت شدید ہے۔O تم نے کھجور کے جو بھی درخت کاٹے یا انہیں اپنی جڑوں پر قائم

اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۵﴾ وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى

رہنے دیا تو یہ اللہ ہی کے حکم سے تھا[1] اور تاکہ اللہ فاسقوں کو رسوا کرے۔O اور ان سے جو کچھ اللہ نے اپنے

رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ

رسول کو مفت دلا دیا جن کے لئے نہ تم نے گھوڑے دوڑائے تھے اور نہ اونٹ بلکہ

اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۶﴾

اللہ ہی اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے مسلط کردیتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے[2]O

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ

اللہ ان دیہات والوں سے جو (مال) بھی اپنے رسول کو مفت میں دلا دے وہ مال اللہ، رسول،[3]

وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا

قرابت والوں،[4] یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے تاکہ وہ (مال) تمہارے

يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ۭ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۤ وَ

دولت مندوں ہی کے درمیان گردش نہ کرتا رہے[5] اور جو کچھ تمہیں رسول دے وہ لے لو اور

مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۷﴾

جس سے روکے اس سے رک جاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ اللہ یقیناً سخت سزا دینے والا ہے۔O

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ

(نیز وہ مال) ان محتاج مہاجرین کے لئے ہے جو اپنے گھروں اور اپنی جائدادوں سے نکالے گئے

يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ

وہ اللہ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں

اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿۸﴾ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ

یہی لوگ سچے ہیں۔O اور (ان لوگوں کے لئے بھی) جو ان (کے آنے) سے پہلے ایمان

قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ

لاچکے اور یہاں (مدینہ) مقیم تھے۔ ہجرت کرکے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور جو کچھ انہیں دیا جائے وہ

حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ

اپنے دلوں میں اس کی کوئی حاجت نہیں پاتے اور مہاجرین کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں خواہ خود

خَصَاصَةٌ ۫ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۹﴾

فاقہ سے ہوں[6] اور جو شخص اپنے نفس کی حرص سے بچا لیا گیا تو ایسے ہی لوگ کامیاب ہیں۔O

1- حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ
آپ ﷺ نے بنی نصیر یہودیوں کے کھجور کے کچھ درخت جلادیئے اور کچھ کٹوادیئے (یہ درخت یہود کو پناہ کا کام دے رہے تھے۔)

(بخاری)

جب مسلمانوں نے یہ درخت کاٹے تو یہودیوں اور منافقین نے شور مچایا کہ آپ ﷺ تو فساد فی الارض سے منع کرتے ہیں تو اب مسلمان ہرے بھرے درختوں کو کاٹ رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی۔

2- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔
بنی نضیر کے اموال ان اموال سے تھے جو اللہ نے لڑائی کے بغیر اپنے نبی کو دلادیئے۔ مسلمانوں نے ان پہ گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے۔ اس قسم کے مال خاص آپ کے سمجھے جاتے تھے۔ ایسے اموال سے آپ گھروالوں کا سال بھر کا خرچ نکال لیتے تھے اور باقی جہاد کے سامان کی تیاری' گھوڑوں وغیرہ میں خرچ کرتے۔"

(بخاری)

3- چونکہ یہ مال اللہ' اسکے رسول ﷺ اور اس نظام کی بدولت جو رسول لائے تھے کے ذریعے حاصل ہوتا ہے لہٰذا اس میں ان مجاہدین کیلئے خصوصی حصہ نہیں ہوتا بلکہ بیت المال کے ذریعے مذکورہ مدوں میں خرچ کیا جائے گا۔ انہیں اموال فے کہتے ہیں۔

4- قرابت والوں سے آپ ﷺ کے اقارب بنوہاشم اور بنوعبدالمطلب مراد ہیں کیونکہ ان کیلئے زکوٰۃ نہیں ہے۔

5- اس ایک فقرہ میں اسلامی اقتصادیات (Economic System in Islam) کی بنیاد واضح کردی گئی ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام میں دولت کا بہاؤ ہمیشہ امیر کی طرف ہوتا ہے اور غریب مزید غربت کی چکی میں پستا ہے۔ کیموزم میں دولت کا بہاؤ ہمیشہ حکمران طبقہ کی جانب ہوتا ہے جبکہ اسلام میں دولت کا بہاؤ غریب طبقہ کی جانب ہوتا ہے۔

6- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ
"ایک شخص (ابو ہریرہ) آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ ﷺ میں بہت بھوکا ہوں۔ آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کے ہاں سے پتہ کرایا لیکن وہاں کچھ نہ نکلا۔ پھر آپ نے صحابہ سے کہا۔ کوئی ہے جو اس شخص کی مہمانی کرے۔ اللہ اس پر رحم کرے ایک انصاری (ابو طلحہ) نے کہا یارسول اللہ ﷺ میں اسکی مہمانی کروں گا اور یہ اس شخص (ابو ہریرہ) کو اپنے گھر لے گیا اور اپنی بیوی (ام سلیم) سے کہا یہ شخص رسول اللہ کا (بھیجا ہوا) مہمان ہے لہٰذا جو چیز بھی موجود ہو اسے کھلاؤ۔ وہ کہنے لگی "اللہ کی قسم میرے پاس تو بمشکل بچوں کا کھانا ہے" ابو طلحہ نے کہا اچھا یوں کرو بچے جب کھانا مانگنے لگیں تو انہیں سلادو اور جب ہم دونوں (میں اور مہمان) کھانا کھانے لگیں تو چراغ گل کردینا۔ اس طرح ہم دونوں آج رات کچھ نہیں کھائیں گے (اور مہمان کھالے گا) چنانچہ ام سلیم نے ایسا ہی کیا۔ صبح جب ابو طلحہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ فلاں مرد (ابو طلحہ) اور فلاں عورت (ام سلیم) پر اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوا اور اسے ہنسی آگئی۔"

(بخاری)

وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿١٠﴾

اور جو ان کے بعد آئیں گے اور کہیں گے "اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لائے تھے اور جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کے لئے ہمارے دلوں میں بغض نہ رہنے دے[1]- اے ہمارے رب تو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے"-○

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ نَافَقُوْا یَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِیْعُ فِیْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿١١﴾

کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا جنہوں نے منافقت کی- وہ اپنے اہل کتاب کافر بھائیوں سے کہتے ہیں کہ "اگر تم جلاوطن کئے گئے تو ہم ضرور تمہارے ساتھ نکلیں گے اور تمہارے بارے میں کبھی کسی کی بات نہ مانیں گے اور اگر تم سے جنگ ہوئی تو یقیناً تمہاری مدد کریں گے"[2] اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں-○

لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا یَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا یَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَیُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا یُنْصَرُوْنَ ﴿١٢﴾

اگر یہودی نکالے گئے تو یہ ان کے ساتھ نہیں نکلیں گے اور اگر ان سے جنگ ہوئی تو ان کی مدد نہیں کریں گے اور اگر کریں گے تو پشت دکھا کر بھاگ نکلیں گے پھر کہیں سے کوئی مدد نہ پائیں گے-○

لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ ﴿١٣﴾

ان (منافقوں) کے دلوں میں اللہ کے خوف سے زیادہ تمہاری دہشت ہے[3] یہ اس لئے کہ وہ سمجھ بوجھ نہیں رکھتے○

لَا یُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِیْعًا اِلَّا فِیْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ ؕ بَاْسُهُمْ بَیْنَهُمْ شَدِیْدٌ ؕ تَحْسَبُهُمْ جَمِیْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ ﴿١٤﴾

یہ اکٹھے ہو کر تم (مسلمانوں) سے جنگ نہیں کریں گے الا یہ کہ قلعہ بند بستیوں میں بیٹھ کر یا دیواروں کے پیچھے چھپ کر (جنگ کریں)[4] ان کی آپس میں مخالفت شدید ہے- آپ انہیں متحد سمجھتے ہیں حالانکہ ان کے دل پھٹے ہوئے ہیں، یہ اس لئے کہ یہ لوگ بے عقل ہیں[5]○

كَمَثَلِ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِیْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿١٥﴾

ان کا حال ان لوگوں کا سا ہے جو ان سے تھوڑی مدت پہلے اپنے کئے کا مزا چکھ چکے ہیں[6] اور ان کے لئے المناک عذاب ہے○

كَمَثَلِ الشَّیْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿١٦﴾

ان کی مثال شیطان جیسی ہے کہ وہ انسان سے کہتا ہے کہ کفر کر- پھر جب وہ کفر کرتا تو کہتا ہے کہ میں تجھ سے بری الذمہ ہوں میں تو اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں[7]-○

1- اموال فے کیلئے اللہ تعالیٰ نے پہلے فقراء مہاجرین کا بطور خاص ذکر فرمایا جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنا گھربار اور کنبہ قبیلہ ترک کیا پھر ایثار اور قربانی کی مثالیں قائم کرنیوالے انصار کا اور آخر میں انصار اور مہاجرین کے بعد آنیوالے تبع و تابعین اور بعد میں آنیوالے مسلمانوں کا ذکر فرمایا- بشرطیکہ وہ اولین صحابہ کی مغفرت نیز اپنے دل میں انکے خلاف کدورت نہ رکھنے کی دعائیں مانگتے ہوں-

حضرت عمرفاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں جب عراق و شام کے ممالک فتح ہوئے تو رؤسائے فوج نے یہ زمینیں افواج میں تقسیم کرنے پہ اصرار کیا جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اراضی کو بیت المال کے تصرف میں دینا چاہتے تھے کیونکہ بعد میں اتنی زیادہ اراضی مسلمانوں کے ہاتھ لگنے کا امکان کم تھا- دوسری جانب حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ بھی محسوس کرتے تھے کہ افواج اگر زمینوں کی نگہداشت میں مشغول ہوگئیں تو جہاد کی طرف صحیح طرح توجہ نہ کرسکیں گے- بحث نے طول پکڑا حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ رؤسائے فوج کے حامی تھے- آخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت سمجھا دی جسے انہوں نے نص قطعی کے طور پہ پیش کیا تو نزاع ختم ہوا-

2- اس سے رئیس المنافقین عبداللہ ابن ابی اور آپکے ساتھی مراد ہیں- جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو ان کی بدعہدی اور سازش کی بنا پہ دس دن کے اندر نکلنے کا الٹی میٹم بھجوایا تو یہود نکلنے کی تیاریاں کرنے لگے مگر عبداللہ ابن ابی نے انہیں پیغام بھجوایا کہ تم ڈٹ جاؤ- میرے بیس ہزار مسلح جوان تمہارے ساتھ مل کر لڑیں گے اور اگر تمہیں نکالا گیا تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکل جائیں گے- حالانکہ یہ سب زبانی جمع خرچ ہی تھا- نہ ہی لڑنے کو آئے اور نہ ہی ساتھ جلاوطن ہوئے-

3- یہ یہود اور منافقین اللہ سے نہیں ڈرتے مگر تم سے ڈرتے ہیں حالانکہ جس سے ڈرنے کی وجہ سے تم میں یہ اخلاص اور جرات پیدا ہوئی ہے اس سے نہ ڈرنا ہی انکی اصل جہالت اور بے وقوفی ہے-

4- انکی بزدلی اور کم ہمتی کا عالم یہ ہے کہ کھلے میدان میں جنگ سب مل کر بھی نہیں کرسکتے-

5- کیونکہ ان کے اتفاق کی بنیاد کسی نظریہ پہ تو نہیں بلکہ یہ تو حق دشمنی کی مشترک صفت کی بنا پہ اکٹھے ہوئے ہیں-

6- بنو قینقاع مراد ہیں- جنہیں اس سے پہلے انکی شرارتوں کی بنا پہ جلاوطن کیا گیا تھا- دیکھیں آیت نمبر2

7- شیطان کا طریقہ واردات بھی یہی ہے کہ پہلے لوگوں کو سبز باغ دکھلا کر گمراہ کرتا ہے بعد میں برات کا اظہار کر دیتا ہے- یوم قیامت وہ اسی طرح بری ہونے کی کوشش کرے گا- ان منافقوں نے یہودیوں کے ساتھ یہی ہاتھ کیا ہے-

فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِی النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيهَا ۭ وَذٰلِكَ

پھر ان دونوں کا انجام یہ ہوگا کہ وہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہیں اور یہی

جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٧﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ

ظالموں کی سزا ہے۔O[1] اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور ہر ایک کو یہ

نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ

دیکھنا چاہئے کہ اس نے کل کے لئے کیا سامان کیا ہے[2] اور اللہ سے ڈرتے رہو جو کچھ تم کرتے ہو اللہ یقیناً اس سے

بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٨﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ

پوری طرح باخبر ہے۔O اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے انہیں ایسا بھلایا کہ وہ

اَنْفُسَهُمْ ۭ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿١٩﴾ لَا يَسْتَوِیْٓ اَصْحٰبُ

اپنے آپ کو بھی بھول گئے[3] یہی لوگ فاسق ہیں۔O اہل جہنم اور اہل جنت

النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۭ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿٢٠﴾

کبھی برابر نہیں ہوسکتے۔ اہل جنت ہی (اصل میں) کامیاب ہیں۔O

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا

اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو آپ دیکھتے کہ وہ اللہ کے خوف سے

مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا

دبا جارہا ہے اور پھٹا پڑتا ہے۔[4] اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے سامنے

لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿٢١﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ

اس لئے بیان کرتے ہیں کہ وہ غور و فکر کریں۔O وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی

اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿٢٢﴾

الٰہ نہیں۔ وہ غایب اور حاضر ہر چیز کو جاننے والا ہے[5] وہ نہایت مہربان اور رحیم ہے۔O

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ

وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں[6] وہ بادشاہ ہے، پاک ذات ہے وہ سراسر سلامتی والا

الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ

امن دینے والا، نگہبان، ہر چیز پر غالب، اپنا حکم بزور نافذ کرنے والا اور کبریائی والا ہے اور ان باتوں سے پاک

عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٢٣﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ

ہے جو یہ لوگ اس کا شریک بناتے ہیں۔O وہ اللہ ہے جو تخلیق کرنے والا۔ سب کا موجد اور صورتیں عطا کرنے

الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ۭ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ

والا ہے۔ اس کے سب نام اچھے ہیں، ارض و سماوات میں جو ہے سب اس کی تسبیح کر

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٢٤﴾

رہا ہے اور وہ زبردست ہے، حکمت والا ہے۔O

1- گمراہ کرنیوالا اور گمراہ ہونیوالا دونوں ایک جیسے ہی مجرم ہیں۔

2- کل سے مراد یوم قیامت ہے اور آج سے مراد دنیاوی زندگی ہے۔ یہ زندگی دارالعمل اور دارالامتحان ہے جبکہ آخرت دارالجزاء ہے۔ ذہین اور کامیاب طلبہ کا ہمیشہ سے دستور رہا ہے کہ وہ پہلے امتحان کے متوقع سوالات حل کرکے اپنی کارکردگی جانچتے اور اسے بہتر بناتے رہتے ہیں۔

حضرت شداد ابن اوس روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس کا خود محاسبہ کرے۔"

(ترمذی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

"اپنا محاسبہ کرلو قبل اس کے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے۔"

(ترمذی)

3- اللہ تعالیٰ کو فراموش کرنے کا لازمی نتیجہ یہ ہی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی لازوال تعلیمات کو فراموش کردیتا ہے۔ یہ تعلیمات دین نسخہ کیمیا ہے جو کہ انسان کی دنیاوی زندگی اور آخرت کی زندگی میں انقلاب لاسکتا ہے۔

4- جیسے دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔

﴿إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَن يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا﴾

"ہم نے اپنی امانت آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کی تو انہوں نے اسے اٹھانے سے انکار کردیا اور اس سے ڈر گئے مگر انسان نے اسے اٹھالیا یقیناً وہ بڑا ظالم اور جاہل ہے۔"

(الاحزاب 72:33)

5- اللہ تعالیٰ کیلئے کچھ بھی غائب نہیں سب شہادۃ ہی ہے۔ انسان کے علم کی نسبت دونوں کا علیحدہ سے ذکر کیا گیا ہے۔

6- ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی صفات بیان کی گئی ہیں جسکے ذریعے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوسکے۔

الملک۔ ایسا بادشاہ جس سے بلند تر کوئی بادشاہ نہ ہو۔ قدوس۔ وہ ذات جو شرکاء سے پاک ہو۔ ہر بری صفت سے پاک ہو۔ السلام۔ سراسر سلامتی۔ مخلوق جس کے ظلم سے سلامتی میں ہو۔ خالق۔ مادہ موجود ہو تو اس سے کچھ پیدا کرنا۔ خالق اللہ کے علاوہ اور بھی ہوسکتے ہیں اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ احسن الخالقین ہیں۔ الباری۔ کسی مادہ کے بغیر تخلیق کرنا۔ مادہ بھی تخلیق کرنا اور وہ چیز بھی۔ یہ اللہ کے سوا کسی اور کی صفت نہیں ہوسکتی۔

سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

آیات ۱۳ (۶۰) سورۃ ممتحنہ مدنی ہے (۹۱) رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ

اے ایمان والوا میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم ان کی

اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ

طرف محبت کی طرح ڈالتے ہو۔ حالانکہ جو حق تمہارے پاس آیا ہے وہ اس کا انکار کر چکے ہیں وہ رسول کو اور

وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ؕ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَ

خود تمہیں بھی جلاوطن کرتے ہیں کہ تم اپنے رب اللہ پر ایمان لاتے ہو۔ اب اگر تم (برائے مکہ) میری راہ میں جہاد

ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ۖ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ

اور میری رضا جوئی کی خاطر نکلے ہو تو خفیہ طور پر انہیں دوستی کا نامہ و پیام بھیجتے ہو؟ حالانکہ جو کچھ چھپاتے ہو

اَعْلَنْتُمْ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ① اِنْ

یا ظاہر کرتے ہو میں اسے خوب جانتا ہوں۔[1] اور تم سے جو بھی ایسا کام کرے وہ سیدھی راہ سے بھٹک گیا۔ ○ اگر

يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّيَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ

وہ تمہیں پالیں تو تمہارے دشمن بن جائیں اور برے ارادوں سے تم پر دست درازی اور زبان درازی

بِالسُّوْٓءِ وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ② لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ۚ

کریں اور یہ چاہیں کہ تم (پھر) کافر بن جاؤ۔ ○ یوم قیامت نہ تمہارے رشتے ناتے کچھ فائدہ دیں گے اور نہ

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ③ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ

تمہاری اولاد۔ وہ تمہارے درمیان جدائی ڈال دے گا اور اللہ تمہارے اعمال دیکھتا ہے۔ ○ تمہارے لئے

اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا

ابراہیم اور اس کے ساتھیوں میں اچھا نمونہ ہے۔ جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے صاف کہہ دیا کہ ”ہم

بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا

تم سے بیزار ہیں[2] اور ان سے بھی جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو۔ ہم تمہارے منکر ہیں اور ہمارے

وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ اِلَّا

اور تمہارے درمیان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے (دشمنی) اور بیر پیدا ہو چکا حتیٰ کہ تم اللہ واحد پر ایمان لے آؤ“ مگر

قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ

ابراہیم کا اپنے باپ سے یہ کہنا[3] کہ میں تیرے لئے معافی مانگوں گا حالانکہ میں تیرے لئے اللہ کے سامنے کچھ

مِنْ شَيْءٍ ؕ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ④

اختیار نہیں رکھتا ہمارے رب ہم نے تجھی پر بھروسہ کیا اور تیری طرف ہی رجوع کیا اور تیری طرف لوٹنا ہے۔ ○

معانقۃ ۱۲ عند المتأخرین ۱۲ ... الوقف علی القیمۃ

1- جب آپ ﷺ نے مکہ کی جانب چڑہائی کی تو ایک واقعہ رونما ہوا درج ذیل حدیث اس کی وضاحت کرتی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

”رسول اللہ ﷺ نے مجھے زبیر اور مقداد تین آدمیوں کو (ایک مہم پر) روانہ کیا۔ فرمایا (مکہ کے رستہ پر) روضہ خاخ (ایک مقام) تک جاؤ وہاں تمہیں ایک عورت (سارہ) ملے گی جو کہ اونٹ پر سوار ہوگی اسکے پاس ایک خط ہے وہ لے آؤ چنانچہ ہم تینوں گھوڑے (دوڑاتے روضہ خاخ) پہنچ گئے تو وہاں ایک شتر سوار عورت ملی ہم نے اسے کہا۔ ”جو تمہارے پاس خط ہے وہ نکال دو۔“ وہ کہنے لگی ”میرے پاس تو کوئی خط نہیں“ ہم نے کہا نکال دو تو خیر ورنہ ہم تمہارے کپڑے اتار دیں گے۔ چنانچہ اس نے اپنے جوڑے میں سے وہ خط نکال کر ہمیں دے دیا۔ ہم وہ خط لیکر آپ ﷺ کے پاس آئے۔ اس خط کا مضمون یہ تھا۔ ”حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے چند مشرکین مکہ کے نام اور اس میں انہیں نبی اکرم ﷺ (کی مکہ پر چڑہائی) کی خبر دی گئی تھی۔“ نبی اکرم ﷺ نے حاطب سے پوچھا حاطب یہ کیا بات ہے؟ حاطب نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے معاملہ میں جلدی نہ کیجئے۔ میں ایک ایسا آدمی ہوں جو اصل قریشی نہیں۔ آپکے ساتھ جو دوسرے مہاجر ہیں انکے رشتہ دار قریش کے کافروں میں موجود ہیں۔ جنکی وجہ سے انکے گھر یار اور مال اسباب محفوظ رہتے ہیں۔ میں نے چاہا کہ میرا ان سے کوئی نسبتی رشتہ تو نہیں میں ان پہ کچھ احسان کر کے اپنا حق قائم کروں تاکہ وہ میرے رشتہ داروں کی حمایت کریں۔ میں نے یہ کام کفر یا اپنے دین سے پھر جانے کی بناپہ نہیں کیا۔ یہ سن کر نبی اکرم نے کہا۔ ”حاطب نے تم سے حق بات کہہ دی۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔ یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اسکی گردن اڑادوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا دیکھو یہ جنگ بدر میں شریک تھا اور تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ نے اہل بدر پر جھانکا پھر فرمایا۔ تم جو بھی عمل کرو میں نے تمہیں بخش دیا۔“

(بخاری)

2- حضرت ابراہیم اور انکے ساتھ ایمان لانیوالے مشرکوں سے بیزار ہو گئے تھے وہ تمہارے لئے قابل تقلید نمونہ ہے۔

3- حضرت ابراہیم کے جس قول کی جانب یہاں اشارہ کیا گیا ہے اس کیلئے دیکھیں (مریم 47:19)

جو دعائیں آپ نے والدین کیلئے مانگیں ان کیلئے دیکھیں (ابراہیم 41:14) اور (شعراء 86:26) مگر حضرت ابراہیم نے اس سے اپنی زندگی ہی میں رجوع فرما یا تھا۔ (التوبہ 114:9)

حضرت ابراہیم کو جب احساس ہو گیا کہ انکا باپ اللہ کا دشمن ہے تو اس سے بیزار ہو گئے۔

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ إِنَّكَ أَنتَ

ہمیں کافروں (کے مظالم) کا تختہ مشق نہ بنانا [1] اور ہمارے رب! ہمیں معاف فرما۔ بیشک تو

الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٥﴾ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ

زبردست حکمت والا ہے۔O انہی لوگوں میں تمہارے لئے ایک اچھا نمونہ [2] ہے جو

يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ ۚ وَمَن يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٦﴾

ع 2

اللہ اور آخرت کے دن کی امید رکھتا ہو۔ اور جو سرتابی کرے تو اللہ بے نیاز اور اپنی ذات میں محمود [3] ہے۔O

عَسَى اللَّهُ أَن يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِينَ عَادَيْتُم مِّنْهُم مَّوَدَّةً ۚ

کچھ بعید نہیں کہ اللہ تمہارے اور ان لوگوں کے درمیان محبت پیدا کردے جن سے تم عداوت رکھتے ہو

وَاللَّهُ قَدِيرٌ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٧﴾ لَّا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ

اور اللہ بڑی قدرتوں والا ہے اور وہ بخشنے [4] والا، رحم کرنے والا ہے۔O اللہ تمہیں ان سے منع نہیں کرتا جو نہ

يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَ

تم سے دین کے بارے میں لڑے اور نہ تمہیں گھروں سے نکالا، اس بات سے کہ تم ان سے بھلائی کرو [5] اور

تُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ﴿٨﴾ إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ

ان سے انصاف کرو۔ اللہ یقیناً انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔O اللہ تمہیں ان سے منع کرتا ہے جنہوں

الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَىٰ

نے دین کے بارے میں تم سے لڑائی کی اور تمہیں گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے میں ایک دوسرے

إِخْرَاجِكُمْ أَن تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٩﴾

کی مدد کی، اس بات سے کہ تم انہیں دوست بناؤ اور جو انہیں دوست بنائے تو ایسے لوگ ظالم ہیں۔O

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ ۖ

اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کرکے آئیں تو ان کی جانچ پڑتال [6] کرلیا کرو۔ اللہ

اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ ۖ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ

ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے پھر اگر تمہیں یہ معلوم ہو کہ (فی الواقع) مومن ہیں تو انہیں کافروں کی

إِلَى الْكُفَّارِ ۖ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ ۖ وَآتُوهُم مَّا

طرف واپس نہ کرو۔ ایسی عورتیں کافروں کے لئے حلال نہیں اور نہ ہی کافر ان کے لئے حلال ہیں اور کافروں نے

أَنفَقُوا ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَن تَنكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ۚ

جو خرچ کیا ہو انہیں دے دو۔ اور ان سے نکاح کرنے میں تم پر کچھ گناہ نہیں جبکہ تم انہیں ان کے حق مہر ادا [7] کردو۔

وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَاسْأَلُوا مَا أَنفَقْتُمْ وَلْيَسْأَلُوا مَا

اور تم کافر عورتوں کو نکاح میں نہ رکھو۔ اور جو تم نے خرچ کیا ہے وہ مانگ لو۔ اور جو مہر کافروں نے اپنی بیویوں

أَنفَقُوا ۚ ذَٰلِكُمْ حُكْمُ اللَّهِ ۖ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٠﴾

کو دیئے تھے وہ مانگ لیں۔ یہ اللہ کا حکم ہے جو تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہے اور اللہ جاننے والا، دانا ہے O

1-اگر وہ کہیں ہم پر غالب آگئے تو ہمیں ایسی تعذیب (Tortour) میں مبتلا کردیں گے کہ ہمارا اپنے دین پہ قائم رہنا ہی مشکل ہوجائے گا۔ یا خود انہیں کفار کو مزید زعم ہوجائے گا کہ ہم ہی حق پر ہیں جبھی تو غالب ہوتے ہیں۔ تو اے اللہ ہمیں ایسے تمام فتنوں سے بچالے۔

2-حضرت ابراہیم اور ان پہ ایمان لانیوالے مراد ہیں۔ انہوں نے کفار سے اپنے تمام تعلقات منقطع کردیئے اور ان سے برات اور بیزاری کا برملا اعلان کردیا وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے دعائیں بھی مانگتے رہے۔

3-اللہ کو اسکی سرتابی سے کچھ نقصان نہیں ہوتا کہ وہ تو اپنی ذات میں ہی محمود ہے البتہ سرتابی کرنیوالے اپنے آپ کو نقصان ضرور پہنچالیتے ہیں۔

4-اس خبر میں فتح مکہ کی بشارت ہے۔ نہ صرف یہ ہی بشارت ہے کہ مکہ فتح ہوجائے گا بلکہ یہ بھی کہ بغیر وسیع خون خرابے کے فتح ہوگا اور اکثر مشرکین ایمان قبول کرلیں گے۔ اس بشارت کے چند ہفتوں بعد ہی مسلمانوں نے اس کی تعبیر دیکھ لی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان مسلمانوں کا دل پہلے ہی ٹھنڈا کردیا جو اپنے قریبی عزیز واقارب سے علیحدگی کے صدمہ سے دوچار تھے۔

5-حضرت اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہے کہ

"میری ماں کفر کی حالت میں میرے پاس آئیں میں نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ کیا میں اس سے حسن سلوک کروں؟ آپ نے جواب دیا ہاں۔ یہ آیت اس بارے میں نازل ہوئی۔"

(بخاری)

گویا قطع تعلق کرنے کا اصل سبب ان کی اسلام دشمنی ہے نہ کہ صرف کفر۔ ایسے کافر جو اسلام دشمنی کی بنا پہ تم سے لڑتے نہیں۔ نہ ہی ان سازشوں کی وجہ سے تم ہجرت پہ مجبور ہوئے نہ ہی انہوں نے اسلام دشمنی کیلئے کسی کی تمہارے خلاف مدد کی تو اللہ تعالیٰ تمہیں ان سے حسن سلوک سے منع نہیں فرماتا۔

6-صلح حدیبیہ کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی تھی جو سہیل بن عمر نے ان الفاظ میں لکھوائی تھی۔

"اور یہ کہ ہم میں سے کوئی مرد خواہ وہ تمہارے دین ہی پہ کیوں نہ ہو تمہارے پاس آئے تو تمہیں اسے ہمیں واپس کرنا ہوگا۔"

چنانچہ ہجرت کرکے آنیوالے کئی مسلمانوں کو تو آپ ﷺ نے واپس بھی کیا مگر جب ہجرت کرکے آنیوالی عورتوں کی واپسی کا قریش نے مطالبہ کیا تو آپ ﷺ نے اسے رد کردیا کہ معاہدہ کی اس شق سے عورتیں از خود مستثنیٰ ہیں۔ چنانچہ اس زمانے میں بھی عورتوں کی ہجرت جاری رہی۔ ان آنیوالی عورتوں کے امتحان یا جانچ پرکھ کرنے کی حکمت یہ تھی کہ کہیں وہ کسی اپنی گھریلو ناچاقی کی وجہ سے تو مدینہ میں پناہ نہیں لینا چاہتیں۔

7-مسلمان کو وہ حق مہر جو ان کے کافر خاوندوں نے دیا تھا لوٹانا ہوگا اور نیا حق مہر بھی انہیں دینا ہوگا۔

وَإِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ أَزْوَاجِكُمْ إِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَآتُوا

اور اگر تمہاری (کافر) بیویوں کے مہروں میں سے تمہیں کفار سے کچھ نہ ملے تو تم نے کفار کا تعاقب (کر کے مال

الَّذِينَ ذَهَبَتْ أَزْوَاجُهُم مِّثْلَ مَا أَنفَقُوا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي

غنیمت حاصل) کیا ہو تو اس مال میں سے ان مسلمانوں کو ان کی بیویوں کے حق مہر[1] دے دو اور اس اللہ سے ڈرتے

أَنتُم بِهِ مُؤْمِنُونَ ﴿١١﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ

رہو جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔O اے نبی! جب تمہارے پاس مومن عورتیں بیعت کرنے آئیں[2]

عَلَىٰ أَن لَّا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا

کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گی، نہ چوری کریں گی، نہ زنا کریں گی، نہ

يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ

اپنی اولاد کو قتل کریں گی[3] اپنے ہاتھ اور پاؤں میں کوئی (بدکاری یا بدچلنی کا) بہتان

أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ ۙ فَبَايِعْهُنَّ

گھڑ کر نہ لائیں گی اور کسی نیک امر میں آپ کی نافرمانی نہ کریں گی[4] تو آپ ان سے بیعت کر لیجئے

وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

اور ان کے لئے اللہ سے معافی مانگیے۔ اللہ تعالیٰ یقیناً بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔O اے ایمان والو!

آمَنُوا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوا مِنَ

ایسے لوگوں کو دوست نہ بناؤ جن پر اللہ کا غضب ہوا[5]، وہ تو آخرت سے ایسے ہی

الْآخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ أَصْحَابِ الْقُبُورِ ﴿١٣﴾

مایوس ہیں جیسے کافر اہل قبور (زندہ ہونے) سے مایوس ہیں[6]O

سُورَةُ الصَّفِّ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ أَرْبَعَ عَشْرَةَ آيَةً وَفِيهَا رُكُوعَانِ

آیات ۱۴ (۶۱) سورہ صف مدنی ہے (۱۰۹) رکوع ۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہےO

سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١﴾

ارض و سماوات میں جو (مخلوقات) ہے اللہ کی تسبیح کر رہی ہے اور وہ غالب ہے، دانا ہے۔O

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ﴿٢﴾ كَبُرَ مَقْتًا

اے ایمان والو! ایسی بات کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں۔O اللہ کے ہاں یہ سخت

عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ﴿٣﴾ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ

ناپسندیدہ بات ہے کہ تم ایسی بات کہو جو کرتے نہیںO[7] اللہ یقیناً ان لوگوں کو پسند کرتا ہے۔

يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ ﴿٤﴾

جو اس کی راہ میں صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں جیسے کہ وہ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔O

1-دوسرا مفہوم یہ ہے کہ آپس میں لین دین کر کے حساب برابر کرلو۔ مثلاً اگر ایک کافر عورت کا حق مہر مسلمانوں کو مطلوب ہے مگر کافروں نے انکار کر دیا۔ دوسری جانب کوئی اور منکوحہ عورت مسلمان ہو کر آئی ہو اور اسکے کافر خاوند کو اسکا حق مہر دینا ہو تو اس صورت میں یہ رقم اس مسلمان کو دے دی جائے جسے اپنی بیوی سے ہاتھ دھونے پڑے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ۔

"جو عورتیں ہجرت کر کے آپ ﷺ کے پاس آتیں آپ اس آیت کے مطابق انکا امتحان لیتے پھر جو عورت ان شرطوں کو قبول کرتی آپ لسان سے فرما دیتے کہ میں نے تجھ سے بیعت کی۔ اللہ کی قسم بیعت لیتے وقت آپ ﷺ کے ہاتھ نے کسی عورت کو نہیں چھوا۔"

(بخاری)

2-آپ ﷺ نے عورتوں کے ساتھ کبھی ہاتھ نہیں ملائے۔ کبھی تو آپ ﷺ عورتوں سے عہد لے کر کہہ دیتے کہ تمہاری بیعت ہوگئی ہے اور کبھی ایک چادر کا سرا آپ پکڑتے اور دوسرا بیعت کرنیوالی عورت پکڑ کر عہد کرتی اور کبھی آپ پانی کے کسی پیالہ وغیرہ میں ہاتھ ڈالتے اور پھر بیعت کرنیوالی عورت دوسرے سرے سے ہاتھ ڈالتی۔

3-جاہلیت میں لوگ ننگ عار سمجھتے ہوئے لڑکیوں کو زندہ دفن کرتے نیز فقر وفاقہ کے خوف سے لڑکوں کو بھی مار ڈالتے۔

4-ان کے علاوہ بھی کئی گناہوں سے اجتناب پر بیعت لیتے تھے۔ یہ حدیث میں مذکور ہیں۔ جیسے آپ ﷺ نے خواتین سے نوحہ نہ کرنے پہ بیعت لی۔

5-اس سورت کا لب لباب آخر میں پھر دہرایا گیا ہے۔ اختصار کے ساتھ مضمون کو دہرا دینے کا اسلوب بہت موثر ہوتا ہے۔

6-دوسرا مفہوم یہ ہو سکتا ہے کہ جیسے فوت شدہ کفار (اہل قبور) اللہ کی رحمت سے مایوس ہو چکے ہیں اسی طرح یہ لوگ بھی یوم آخرت سے مایوس ہو چکے ہیں۔

7-بعض مسلمان کہنے لگے اگر ہمیں ایسے اعمال معلوم ہو جائیں جو اللہ کو بہت پسندیدہ ہیں تو ہم وہ کریں۔ اس کیلئے اپنے جان و مال صرف کر دیں۔ جب اللہ نے ان پر جہاد فرض کر دیا تو بعض لوگوں کو شاق گزرا۔ دشمن کا سامنا کرنے سے گھبرانے لگے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا۔ "اے قوم تم مجھے کیوں دکھ پہنچاتے ہو[1] حالانکہ تم جان چکے ہو کہ میں

رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ۭ فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي

تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔ پھر جب انہوں نے کجروی اختیار کی تو اللہ نے ان کے دل ٹیڑھے کر

الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۵ وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اِنِّيْ

دیئے۔ اور اللہ فاسقوں کو کبھی ہدایت نہیں دیتا۔ ○ اور جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا: اے بنی اسرائیل! میں یقیناً

رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا

تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اور پہلے سے نازل شدہ تورات کی تصدیق کرتا ہوں اور ایک رسول کی بشارت

بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ۭ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا

دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام احمد ہوگا[2] پھر جب وہ رسول واضح دلائل لے کر آگیا تو کہنے لگے۔

هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۶ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ

"یہ تو صریح جادو ہے"۔ ○ اور اس (شخص) سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹے بہتان باندھے جبکہ اسے

يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۷ يُرِيْدُوْنَ

اسلام کی طرف بلایا جارہا ہے۔ اور اللہ ایسے ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ ○ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے

لِيُطْفِــــُٔـوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝۸

نور[3] کو اپنی پھونکوں سے بجادیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کرکے رہے گا خواہ کافروں کو ناگوار ہو۔ ○

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَي الدِّيْنِ

وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اسے سب دینوں پر غالب

كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝۹ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰي تِجَارَةٍ

کردے[4] اگرچہ مشرکوں کو کتنا ہی ناگوار ہو۔ ○ اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت بتلاؤں جو

تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۱۰ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ

تمہیں المناک عذاب سے بچالے؟۔ ○ تم اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے اموال

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

اور جانوں سے جہاد کرو یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم

تَعْلَمُوْنَ ۝۱۱ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

جان لو۔ ○ وہ تمہارے گناہ معاف کردے گا اور ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں

الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۱۲

اور دائمی باغوں میں پاکیزہ گھر عطا کرے گا یہی بڑی کامیابی ہے۔ ○ اور ایک دوسری چیز بھی عطا کرے گا

وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ۭ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۳

جسے تم پسند کرتے ہو اور وہ ہے اللہ کی مدد اور جلد حاصل ہونے والی فتح[5]، مومنوں کو بشارت دے دیں۔ ○

1-اس آیت میں آپ ﷺ کیلئے تسلی ہے کہ اگر کچھ لوگ آپکی امت میں جہاد سے پس وپیش کر رہے ہیں تو حضرت موسیٰ کی قوم نے توانہیں اس سے کہیں زیادہ تنگ کیا۔

انبیاء پہ ایمان نہ لانیوالے توانہیں تنگ کرتے ہی رہے ہیں مگر حضرت موسیٰ پہ ایمان لانیوالی قوم نے انہیں پریشان کرنے میں حد کردی۔ حضرت موسیٰ سے کہنے لگے ہمارے لئے بھی ایک الہ (بت) بنادیں جیسااس قوم کا ہے۔ جہاد کاحکم دیاتو کہنے لگے کہ تم اور تمہارا رب جاؤ ہم تو یہاں ہی بیٹھے ہیں۔ غرض ہر ہر معاملہ میں ان کی قوم نے انہیں تنگ کرنے کی انتہاء کردی۔

2-آپ ﷺ نے فرمایا

"میرے کئی نام ہیں۔ میں محمد ہوں' میں احمد ہوں' میں ماحی ہوں اللہ میری وجہ سے کفر مٹائے گا۔ میں حاشر ہوں لوگ میری اتباع پر حشر کئے جائیں گے اور میں عاقب (سب نبیوں کے بعد آنیوالا) ہوں۔"

(بخاری)

احمد کے دو معنی ہیں سب سے زیادہ تعریف کیاگیا اور رب کی سب سے زیادہ تعریف کرنیوالا۔

یہی وجہ ہے کہ جب نجاشی کے سامنے حضرت جعفرؓ نے اسلامی تعلیمات پیش کیں تو وہ کہہ اٹھے۔ "مرحباتم کو اور اس ذات کو جسکے ہاں سے تم آئے ہو۔ میں گواہی دیتاہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور وہی ہیں جن کاذکر ہم انجیل میں پاتے ہیں اور وہی ہیں جنکی بشارت حضرت عیسیٰ ابن مریم نے دی تھی۔"

3-نور سے مراد دین اسلام ہے۔ یہ آیات جنگ احد کے بعد نازل ہوئیں جس وقت یہود اور کفار مسلمانوں پہ دلیر ہورہے تھے۔ یہ آیت صریح پیشین گوئی کی حیثیت رکھتی ہے۔

4-اس آیت سے یہ مفہوم نہیں لیاجاسکتاکہ اللہ تعالیٰ نے یہ دین اس لئے بھیجاکہ دنیاکے ہرفردکو مسلمان بنادیاجائے بلکہ مفہوم یہ ہے کہ دلائل اور حجت کی بناپہ اس دین کو دنیاکے تمام باطل ادیان پہ غالب کردے۔ یہ غلبہ اس دین کو شروع سے حاصل ہے اور آئندہ بھی رہے گا۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ کی یہ رحمت دنیامیں لازماموجود رہے گی۔ اس کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنااب ممکن نہیں رہا اسکامفہوم سیاسی غلبہ بھی ہوسکتا ہے۔ دورنبوت وخلافت میں یہ ہدف بھی پورا ہوچکاہے۔ غلبہ کی یہ استعداد (Potential) آج بھی اس دین میں موجود ہے۔ جب بھی مسلمان دوبارہ قرآن وسنت کی جانب رجوع کریں گے تو وہ دوبارہ سیاسی غلبہ بھی حاصل کرلیں گے۔

5-جہنم سے نجات اور جنت کی نعمتوں کے علاوہ دنیامیں بھی انعام ملے گا۔ اکثر مفسرین کے مطابق فتح مکہ کی جانب اشارہ ہے۔

ع ۹/۹

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ

1
اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ (کے دین) کے انصار بن جاؤ۔ جیسے عیسیٰ بن مریم نے حواریوں

لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ

سے کہا تھا کہ "اللہ کی طرف (بلانے میں) کون میرا مددگار ہے؟" تو حواریوں نے کہا: ہم اللہ (کے دین)

اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ ۚ

3 2
کے مددگار ہیں۔ پھر بنی اسرائیل کا ایک گروہ تو ایمان لے آیا اور دوسرے گروہ نے انکار کردیا

فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰي عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ﴿١٤﴾

پھر ہم نے ایمان لانے والوں کی ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں مدد کی تو وہی غالب رہے۔O

سورة الجمعة مدنية وهي احدى عشرة آية وفيها ركوعان

آیات ۱۱ (۷۲) سورۃ جمعہ مدنی ہے (۱۱۰) رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہےO

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ

4
ارض و سماوات میں موجود تمام مخلوق اللہ کی تسبیح کرتی ہے۔ جو بادشاہ ہے، مقدس ہے، زبردست ہے،

الْحَكِيْمِ ① هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ

5
داناہے۔O وہی ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں انہی سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اللہ کی آیات پڑھ کرسناتا ہے

وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۤ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ

6
ان کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اگرچہ وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں

مُّبِيْنٍ ② وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ③ ذٰلِكَ

پڑے تھے، اور ان میں سے دوسرے لوگوں کے لئے بھی جو ابھی ان سے نہیں ملے اور وہ زبردست ہے حکمت

فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ④ مَثَلُ

والا ہے۔O یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔O جن لوگوں

الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۭ

7
کو تورات کا حامل بنایا گیا پھر انہوں نے یہ بار نہ اٹھایا ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے جو کتابیں اٹھائے ہوئے ہو

بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

بری مثال ان لوگوں کی ہے جنہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلا دیا اور اللہ ظالم لوگوں کو

الظّٰلِمِيْنَ ⑤ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَاۗءُ لِلّٰهِ

ہدایت نہیں دیتا۔O آپ کہئے: اے لوگو! جو یہودی بنے ہوئے ہو، اگر تم سمجھتے ہو کہ تمام لوگوں کو چھوڑ کر

مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ⑥

8
بس تم ہی اللہ کے دوست ہو تو موت کی تمنا کرو اگر تم اس بات میں سچے ہو۔O

1-حواری اسی مفہوم میں یہاں استعمال ہوا ہے جیسے آپ ﷺ کے ساتھیوں کیلئے "صحابی" کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ ابتداء میں عیسائی ان کیلئے "شاگرد" کی اصطلاح استعمال کرتے تھے پھر انہوں نے "رسول"(Apostles) کہنا شروع کیا۔ یعنی حضرت عیسیٰ کے رسول۔ اب وہ بھی "حواری" ہی کہتے ہیں۔

حواری کے معنی میں خلوص کا مفہوم پایا جاتا ہے۔

2-انصاراللہ کا یہ مفہوم نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ کسی کی مدد کا محتاج ہے بلکہ دنیامیں چونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو فکر و عمل کی آزادی بخشی ہے اسلئے اللہ تعالیٰ کسی کو <جبراً> اس دین کی طرف نہیں لاتے چنانچہ اس معرکہ حق وباطل میں جولوگ حق کی حمایت میں اپنی جانیں کھپاتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اپناحامی وناصر قرار دیتے ہیں۔ جیسے فرمایا۔

﴿اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ﴾

"اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا۔"

(محمد 7:47)

3-ایمان لانیوالے عیسائی تھے جبکہ کفر کرنیوالے یہود۔

4-یہ تسبیح لسان حال کے علاوہ لسان قال سے بھی ہوتی ہے مگر ہماری عقل وشعور کی استعداد(Capacity) اتنی نہیں ہے کہ ہم سمجھ سکیں۔

5-عربوں کی اکثریت ان پڑھ تھی لہٰذا انہیں امی کہا گیا ہے۔ یہود اپنے آپ کو مہذب اور تعلیم یافتہ سمجھتے تھے جبکہ اپنے علاوہ دیگر سب کو امی یعنی ان پڑھ ناپاک گندا جاہل اور بدھو سمجھتے تھے۔ یہودیوں کی اکثریت کی آپ ﷺ پہ ایمان نہ لانے کی وجہ یہ تعصب بھی تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ نبوت کے حق دار اور اہل صرف وہی ہیں۔

6-نبی کا کام صرف یہی نہیں ہے کہ کتاب انہیں سناڈالے بلکہ اسکی تعلیم اسکا مفہوم اور اس پہ عمل کرنے کا طریقہ سکھلانا بھی نبی کی ذمہ داری ہے۔

7-اس آیت میں اور اس سے اگلی میں بھی یہود مخاطب ہیں۔ جو خود کو علم کا اور دین کا ٹھیکیدار سمجھتے تھے۔ اللہ کی کتاب میں من پسند تحریف کرنا' سود کھانا' دوسروں کامال حرام طریقوں سے ہڑپ کرجانا۔ اللہ کے نبی کو جانتے بوجھتے ہوئے جھٹلاناحتیٰ کہ انہیں قتل کرنے کی کوشش سے بھی باز نہ رہناجانتے بوجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ضدبازی کا طرزعمل اختیار کرنا ان کا وطیرہ تھا۔ انکی مثال گدھے سے بھی بدتر اس لئے ہے کہ گدھا تو سمجھ بوجھ اور ارادہ وعمل کا اختیار بھی نہیں رکھتا۔

8-یہودی خودکو اللہ کے چہیتے(Blessed Nation) کہتے ہیں۔ خود کو جنت کا وارث کہتے۔ جسے یہ یقین ہو کہ مرتے ہی جنت میں پہنچ جائے گا وہ موت سے نہیں ڈر سکتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ یہودیوں کو دعوت مباہلہ دی گئی ہے۔

وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۷

اور یہ کبھی بھی موت کی تمنا نہ کریں گے اپنے کرتوتوں کی وجہ سے جو یہ کر چکے ہیں اور اللہ ظالموں کو جانتا ہے۔○

قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۸

آپ (ان سے) کہئے جس موت سے تم بھاگتے ہو وہ تو تمہیں آکے رہے گی پھر تم اس کے پاس لوٹائے جاؤ گے جو غائب اور حاضر کا جاننے والا ہے وہ تمہیں بتلا دے گا کہ تم کیا کچھ کرتے رہے۔○

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۹

اے ایمان والو! جمعہ کے دن جب صلوٰۃ کے لئے اذان دی جائے[1] تو ذکر الٰہی کی طرف دوڑ کر آؤ اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔[2] اگر تم جانو تو یہی بات تمہارے لئے بہتر ہے۔○

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۱۰

پھر جب صلوٰۃ ادا ہو چکے تو زمین میں منتشر ہو جاؤ (اگر چاہو تو) اور اللہ کا فضل (رزق) تلاش کرو اور اللہ کو بکثرت یاد کرتے رہو شاید کہ تم فلاح پاؤ۔○

وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا ۨ انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَاۗىِٕمًا ۭ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۱۱

اور جب انہوں نے کوئی تجارت یا کھیل تماشا ہوتے دیکھا تو ادھر بھاگ گئے اور آپ کو کھڑا چھوڑ دیا۔[3] آپ کہئے کہ: جو اللہ کے پاس ہے اس تماشے اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ ہی سب سے بہتر رزق دینے والا ہے"○

سُوْرَةُ الْمُنٰفِقُوْنَ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً وَفِيْهَا رُكُوْعَانِ

آیات ۱۱ (۶۳) سورۂ منافقون مدنی ہے (۱۰۴) رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

اِذَا جَاۗءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۱

جب آپ کے پاس منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ "ہم گواہی دیتے ہیں کہ یقیناً آپ رسول اللہ ہیں" اور اللہ جانتا ہے کہ آپ اس کے رسول ہیں اور اللہ یہ گواہی دیتا ہے کہ منافق سراسر جھوٹے ہیں۔[4]○

اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۲

انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے اس طرح اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ بہت برا کام ہے جو کر رہے ہیں۔○

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۳

یہ اس لئے کہ وہ ایمان لائے پھر کفر کیا تو ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی اب یہ کچھ نہیں سمجھتے۔○

1- حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔
"آذان اور اقامت کے درمیان دعا رد نہیں کی جاتی۔" (ترمذی)

حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔
"جب تم آذان سنو تو جو کلمات موذن کہے وہی تم بھی کہو۔" (بخاری و مسلم)
حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے جواب میں لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہنا چاہئے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔
آذان سننے کے بعد جو شخص یہ دعا کرے۔
((اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُوْدًا الَّذِيْ وَعَدْتَّهُ))
وہ یوم قیامت میری شفاعت کا مستحق ہوگا۔ (بخاری)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔
"جمعہ کے دن ہر جوان پر غسل واجب ہے مسواک کرنا اور اگر میسر ہو تو خوشبو بھی لگانا چاہئے۔" (بخاری)

حضرت سعد ابن ابی وقاص کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔
"جس نے آذان سن کر یہ کلمات کہے
((اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا))
اسکے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری)

2- حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ
"آپ ﷺ کے زمانہ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جمعہ کے دن ایک ہی آذان ہوا کرتی تھی جب امام منبر پر بیٹھا کرتا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب مدینہ کی آبادی بڑھ گئی تو انہوں نے زوراء (مدینہ کے بازار میں ایک مقام کا نام) پہ تیسری آذان (اقامت سمیت) پڑھائی۔" (بخاری)
"جمعہ کی آذان ہوتے ہی خرید و فروخت حرام ہو جاتی ہے اور عطا بن ابی رباح نے کہا ہر پیشہ (اور شغل) حرام ہو جاتا ہے۔" (بخاری)
"حضرت عبد اللہ بن عمر ابن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جمعہ ہر اس شخص پر فرض ہے جو اسکی آذان سنے۔" (ابو داؤد)
بعض لوگ جمعہ کیلئے شہر، لوگوں کی تعداد یا بڑی مسجدوں کی شرائط لگاتے ہیں قرآن و سنت سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

3- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ۔
"ایک دفعہ جمعہ کے دن غلہ کا ایک قافلہ (مدینہ) آگیا۔ اسوقت ہم لوگ آپ ﷺ کے پاس خطبہ سن رہے تھے۔ سب لوگ ادھر چل دیئے اور صرف بارہ آدمی آپ ﷺ کے پاس رہ گئے اسوقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔"
(بخاری)

4- مراد عبد اللہ بن ابی اور اسکے ساتھی ہیں۔ جو گواہی یہ دے رہے ہیں وہ صرف مکر و فریب کیلئے ہے حالانکہ انکے دل انکے الفاظ کی تصدیق نہیں کرتے۔

وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ ۖ وَإِنْ يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ۖ كَأَنَّهُمْ

اگر آپ ان کا جسم دیکھیں تو آپ کو بھلا لگے اور اگر ان کی بات سنیں تو سنتے ہی رہ جائیں[1]- گویا وہ دیواروں

خُشُبٌ مُسَنَّدَةٌ ۖ يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۚ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ۚ

کے ساتھ لگی لکڑیاں ہیں[2] ہر زور کی آواز اپنے خلاف سمجھتے ہیں[3] یہی دشمن ہیں ان سے ہوشیار رہئے-

قَاتَلَهُمُ اللَّهُ ۖ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ﴿٤﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ

انہیں اللہ غارت کرے، کہاں بہکتے ہیں-O اور جب انہیں کہا جائے کہ: "آؤ اللہ کے رسول تمہارے لئے

اللَّهِ لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ ﴿٥﴾ سَوَاءٌ

مغفرت مانگیں" تو سر جھٹک دیتے ہیں اور آپ انہیں دیکھیں گے کہ از راہ تکبر آنے سے رک جاتے ہیں-O

عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ۚ إِنَّ

آپ ان کے لئے مغفرت طلب کریں یا نہ کریں برابر ہے (کیونکہ) اللہ انہیں کبھی معاف نہیں کرے گا- اللہ

اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿٦﴾ هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنْفِقُوا

نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا-O یہی لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے

عَلَىٰ مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّىٰ يَنْفَضُّوا ۗ وَلِلَّهِ خَزَائِنُ السَّمَاوَاتِ

ساتھیوں پر خرچ نہ کرو حتی کہ وہ تتر بتر ہو جائیں حالانکہ ارض و سماوات کے خزانے

وَالْأَرْضِ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَفْقَهُونَ ﴿٧﴾ يَقُولُونَ لَئِنْ رَجَعْنَا

تو اللہ کے پاس ہیں مگر منافق لوگ سمجھتے نہیں-O کہتے ہیں: اگر ہم مدینہ واپس گئے

إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ ۚ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ

تو (وہاں کا) عزیز تر آدمی، ذلیل تر آدمی کو نکال باہر کرے گا-[4]

وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٨﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

عزت تو تمام تر اللہ، اس کے رسول اور مومنوں کے لئے ہے لیکن یہ لوگ جانتے نہیں-O اے ایمان والو!

لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ

تمہارے اموال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کردیں[5] اور جو لوگ ایسا کریں

فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٩﴾ وَأَنْفِقُوا مِنْ مَا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ

وہی خسارہ اٹھانے والے ہیں-O اور جو کچھ ہم نے تمہیں رزق دیا ہے اس میں سے وہ وقت آنے سے پہلے

يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلَىٰ أَجَلٍ

پہلے خرچ کرلو کہ تم میں سے کسی کو موت آئے تو کہنے لگے: اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی مدت

قَرِيبٍ فَأَصَّدَّقَ وَأَكُنْ مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿١٠﴾ وَلَنْ يُؤَخِّرَ اللَّهُ

اور کیوں مہلت نہ دی کہ میں صدقہ کرلیتا اور صالح لوگوں میں شامل ہو جاتا-O اور اللہ کسی کو ہرگز مہلت نہیں

نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا ۚ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١١﴾

دیتا جب اس کی موت آجائے اور اللہ باخبر ہے جو کچھ تم کرتے ہو-O

1-عبداللہ بن ابی بڑے ڈیل ڈول کا، خوش شکل صحت منداور چرب لسان تھا۔ اسکے دیگر ساتھی بھی اس قسم کے تھے۔ آپ ﷺ کی مجلس میں تکیہ لگا کر بیٹھتے اور بڑی لچھے دار باتیں کرتے کہ یہ باتیں سنتے ہی رہنے کو جی چاہے۔

2-کردار کے لحاظ سے یہ انسان ہونے کے اہل نہیں ہیں۔

3-ڈرپوک اور بزدل اتنے ہیں کہ انہیں یہی دھڑکا لگا رہتا ہے کہ کہیں وحی کے ذریعے ان کی خباثتوں کا پردہ نہ چاک ہو جائے۔ کہیں ان کو قتل کرنے کا حکم نہ جاری ہو جائے۔

4-حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"میں نے ایک لڑائی (غزوہ تبوک) میں عبداللہ بن ابی کو یہ کہتے سنا اے انصار نبی کے پاس جو لوگ (مہاجرین) ہیں ان کو خرچ کیلئے کچھ نہ دو وہ خود ہی نبی کو چھوڑ کر تتر بتر ہو جائیں گے اور اگر ہم اس لڑائی سے لوٹ کر مدینہ پہنچے تو عزت والا (یعنی وہ خود) ذلت والے (یعنی آپ ﷺ) کو نکال باہر کرے گا۔ میں نے عبداللہ بن ابی کا یہ کلام اپنے چچا (سعد بن عبادہ) یا حضرت عمر سے بیان کیا اور انہوں نے آپ ﷺ کو یہ بات بتلا دی۔ آپ نے عبداللہ بن ابی منافق اور اسکے ساتھیوں کو بلوایا تو وہ قسمیں کھانے لگے کہ ہم نے ایسا نہیں کیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے جھوٹا سمجھا اور اسے سچا سمجھا۔ مجھے اس بات کا اتنا غم ہوا جتنا کبھی اور بات کا نہ ہوا تھا۔ میں گھر میں بیٹھ رہا۔ مجھے میرے چچا نے کہا ارے تو نے یہ کیا کیا آخر رسول اللہ ﷺ نے مجھے جھوٹا سمجھا اور تم سے ناراض ہوئے۔ اسوقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت -﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ﴾ نازل فرمائی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے مجھے بلا بھیجا۔ سورۃ منافقون پڑھ کر سنائی اور فرمایا زید رضی اللہ عنہ تجھے اللہ نے سچا کیا۔"

(بخاری)

جب ان منافقین کی ایسی خباثتیں کھلتیں تو مسلمان ان سے کہتے کہ چلو چل کر آپ ﷺ سے معافی مانگ لو تو وہ خود بھی تمہیں معاف کردیں گے اور اللہ سے بھی تمہارے لئے بخشش مانگیں گے ایک مرتبہ جب عبداللہ ابن ابی کو مسلمانوں نے یہ کہا تو کہنے لگا کہ تم نے ایمان لانے کو کہا تو میں ایمان لے آیا۔ تم نے نمازیں ادا کرنے کو کہا تو میں نے وہ بھی ادا کیں۔ تم نے مال کی زکوٰۃ ادا کرنے کو کہا میں نے وہ بھی ادا کی۔ اب تم کیا چاہتے ہو کہ میں محمد کو سجدہ کروں؟

5-مال اور اولاد کا ذکر کیا کیونکہ سب سے زیادہ اللہ کے ذکر سے یہی چیزیں روکتی ہیں۔ ورنہ ہر اس چیز سے بچنا چاہئے جو ذکر الٰہی سے روک دے۔

سُوْرَةُ التَّغَابُنِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ آيَةً وَفِيْهَا رُكُوْعَانِ

آیات ۱۸ (۶۴) سورۂ تغابن مدنی ہے (۱۰۸) رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ

ارض و سماوات میں جو بھی مخلوق موجود ہے اللہ کی تسبیح کرتی ہے[1] اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کیلئے تمام تر

الْحَمْدُ ۖ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ① هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ

تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔○ وہی تو ہے جس نے تمہیں پیدا کیا

فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ②

پھر تم میں سے کوئی کافر ہے اور کوئی مومن[2] اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے خوب دیکھتا ہے۔○

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ

اس نے ارض و سماوات کو حقیقی مصلحت سے پیدا کیا اور تمہاری صورتیں بنائیں تو بہت عمدہ بنائیں

وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ③ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ

اور اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔[3]○ وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو تم چھپاتے

مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ④

ہو اور جو ظاہر کرتے ہو اور اللہ تو دلوں کے راز تک جاننے والا ہے○[4]

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۫ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ

کیا تمہیں ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جنہوں نے اس سے پہلے کفر کیا تھا پھر انہوں نے اپنے کام کا مزا چکھ لیا

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ⑤ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ

اور ان کے لئے المناک عذاب ہے○[5] یہ اس لئے ہوا کہ ان کے پاس ان کے رسول واضح دلائل

بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ۡ فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى

لے کر آئے تو وہ کہنے لگے: "کیا آدمی ہماری رہنمائی کریں گے۔"[6] چنانچہ انہوں نے انکار کردیا اور منہ موڑ لیا اور

اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ⑥ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ

اللہ بے پروا ہوگیا اور اللہ تو ہے بے نیاز اور اپنی ذات میں محمود○ کافروں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ

يُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا

اٹھائے نہیں جائیں گے۔ کہئے: کیوں نہیں میرے رب کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے پھر تمہیں آگاہ کیا جائے گا

عَمِلْتُمْ ۭ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ⑦ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

جو کچھ تم کرتے رہے اور یہ اللہ کے لئے آسان ہے۔[7]○ لہٰذا اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور

وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ⑧

اس نور (قرآن) پر بھی[8] جو ہم نے نازل کیا ہے اور جو تم کرتے ہو اللہ اس سے خوب باخبر ہے۔○

1-یہ تسبیح لسان حال اور لسان قال دونوں طرح سے جاری ہے۔ لسان حال کی تسبیح یہ ہے کہ جو چیز اللہ نے جس جس مقصد کیلئے تخلیق فرمائی ہے وہ اس سے سرِ مُو انحراف نہیں کرتی۔ لسان قال کی تسبیح کی حقیقت ہم سمجھنے سے قاصر ہیں مگر وہ جاری ضرور ہے کیونکہ خود اللہ تعالیٰ ہی نے اسکی وضاحت فرمادی ہے۔

"ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب اسکی تسبیح کرتے ہیں بلکہ کوئی چیز ایسی نہیں جو اسکی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کررہی ہو لیکن تم اسکی تسبیح کو سمجھتے نہیں۔"

(بنی اسرائیل 44:17)

2-ارادہ اور عمل کا اختیار دیا جسکا نتیجہ یہی ہوسکتا ہے کہ کوئی مومن ہو اور کوئی کافر۔

3-اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوقات کو بہترین اندازے اور تقدیر سے تخلیق فرمایا۔ پھر انسان کو اشرف المخلوقات بناکر بہتر انداز میں اسے پیدا فرمایا۔ انسان کو دوپاؤں پہ چلنے کے قابل بنایا۔ کئی زبانیں بولنے اور سمجھنے کی صلاحیت عطا فرمائی۔ ایسا دماغ عطا فرمایا جو اس قابل تھا کہ طرح طرح کی ایجادات کرکے ہر چیز کو مسخر کرنے کی کوشش کرے۔ اسی ارادہ اور اختیار کی آزادی عطا کرنے کا تقاضا یہ ہے اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہو تاکہ وہاں حساب ہو۔

4-اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی حقیقی عادل ہے کیونکہ وہ دلوں کے حال جانتا ہے۔

5-دنیا کی سزا انکے جرائم کی پوری سزا نہیں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ ہر کسی کو ایک حد تک ہی مہلت دیتا ہے اور اسکے بعد وہ دنیا کو فساد سے بھردینے کیلئے کھلا نہیں چھوڑ دیتا۔ ان کی اصل سزا تو جہنم ہی ہے۔

6-گویا حجر کو یہ الٰہ مان سکتے ہیں مگر بشر کو اللہ کا رسول ﷺ تسلیم نہیں کرسکتے۔ اسی طرح بشر کو اللہ اور اللہ کا بیٹا تو تسلیم کرسکتے ہیں نہیں کرسکتے تو نبی ہی تسلیم نہیں کرسکتے۔

7-آپ ﷺ کو قسم کھا کر قیامت کے آنے کی خبر دینے کیلئے اسلئے کہا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے بچشم خود معراج میں اللہ کی آیات دیکھی تھیں اور وحی کی بنا پہ آپ کو یقینی علم تھا جو کہ ایک نبی کے علاوہ کسی اور کو نہیں ہوسکتا۔

8-نور سے مراد قرآن کریم ہے جو کہ حق اور باطل کی واضح شناخت مہیا کرتا ہے۔

يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۗ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ

اور جب تمہیں جمع کرنے کے دن جمع کیا جائے گا یہ[1] ہار جیت[2] کا دن ہو گا اور جو اللہ پر ایمان لائے اور

وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

نیک عمل کرے اللہ اس سے اس کی برائیاں دور کردے گا اور اسے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۗ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝٩ وَ

نہریں بہہ رہی ہوں گی وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے یہی بڑی کامیابی ہے۔○ اور

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ

جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا تو یہی لوگ اہل جہنم ہیں وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝١٠ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ

اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے○ جو مصیبت بھی آتی[3] ہے وہ اللہ کے اذن سے ہی آتی ہے اور جو

يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝١١ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ

اللہ پر ایمان لائے تو اللہ اس کے دل کو ہدایت بخشتا ہے اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔○ اللہ کی اور اس کے

اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰي رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝١٢

رسول کی اطاعت کرو، پھر اگر تم سرتابی کرو تو ہمارے رسول کے ذمہ تو صاف طور پر پہنچا دینا ہی ہے۔○

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝١٣ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور مومنوں کو اللہ ہی پر توکل کرنا چاہئے○ اے ایمان

اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ

والو! تمہاری بیویوں میں سے اور تمہاری اولاد میں سے بعض[4] تمہارے دشمن ہیں لہٰذا ان سے ہوشیار رہو

وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝١٤ اِنَّمَآ

اور اگر تم معاف کرو اور درگزر کرو اور انہیں بخش دو تو اللہ یقیناً بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔○ بلاشبہ

اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝١٥ فَاتَّقُوا

تمہارے مال اور تمہاری اولاد ایک آزمائش ہیں اور اللہ ہی ہے جس کے ہاں بڑا اجر ہے۔○ لہٰذا جہاں

اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ۭ

تک ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو اور سنو اور اطاعت کرو[5] اور (اپنے مال) خرچ کرو۔ تمہارے ہی لئے بہتر ہے

وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝١٦ اِنْ

اور جو شخص اپنے نفس کی حرص[6] سے بچا لیا گیا تو ایسے ہی لوگ کامیاب ہیں۔○ اگر

تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ

تم اللہ کو قرض حسن دو تو وہ تمہیں کئی گنا بڑا کردے گا اور[7] تمہیں معاف فرما دے گا اور اللہ

شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝١٧ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝١٨

بڑا قدر دان اور بردبار ہے۔○ وہ غائب اور حاضر ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ وہ زبردست ہے اور دانا ہے۔○

1-یوم الجمع۔ یوم القیامۃ۔ سب اگلے پچھلے لوگوں کا میدان حشر میں جمع ہونے کا دن۔

2-تغابن۔ غبن۔ کوئی چیز بغیر اسکی قیمت چکائے لے لینا۔ اس لحاظ سے کسی کا نفع کسی کا نقصان ہوا۔ اس دن ہر کافر کا غبن ظاہر ہو جائے گا کہ اس نے اسلام اور ایمان کو چھوڑے رکھا اور مومن کا غبن یہ ہو گا کہ وہ کہے گا کہ کاش میں نے اس سے زیادہ نیک عمل کئے ہوتے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ۔

"حضور نے ایک دفعہ اپنی مجلس میں لوگوں سے پوچھا جانتے ہو مفلس کون ہوتا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ہم میں سے مفلس وہ ہوتا ہے جسکے پاس مال و متاع کچھ نہ ہو۔ فرمایا میری امت میں مفلس وہ ہے جو یوم قیامت صلوٰۃ، صیام اور زکوٰۃ ادا کرکے حاضر ہوا ہو مگر اس حال میں آیا ہو کہ کسی کو اس نے گالی دی تھی اور کسی پہ بہتان لگایا تھا اور کسی کا مال مار کھایا تھا اور کسی کا خون بہایا تھا اور کسی کو پیٹا تھا پھر ان سب مظلوموں میں سے ہر ایک پر اسکی نیکیاں لے لیکر بانٹ دی گئیں۔ جب نیکیوں میں سے کچھ نہ بچا جس سے انکا بدلہ چکایا جاسکے تو ان میں سے ہر ایک کے کچھ کچھ گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے گئے اور اسے جہنم میں پھینک دیا گیا۔"

(مسلم)

3-مصائب تین قسم کے ہوتے ہیں۔

(ا)۔ جو انسان کی اپنی شامت اعمال ہوتے ہیں۔

(ب)۔ جن میں اہل ایمان کو آزمائش اور تربیت کیلئے گزارا جاتا ہے۔

(ج)۔ اتفاقی حوادث۔ ایسے مصائب مومنوں کیلئے گناہوں کا کفارۃ اور درجات میں اضافے کا سبب بن جاتے ہیں۔

اس آیت میں ان لوگوں کی تردید ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ ان (مسلمانوں) سے خوش ہوتا تو انہیں اتنے مصائب کیوں پریشان کرتے؟

4-یہ نہیں فرمایا کہ۔ سب اولادیں اور بیویاں دشمن ہیں بلکہ بعض دشمن ہیں اور وہ وہی ہیں جو کہ انسان کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔

5-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"جب تمہیں کوئی حکم دوں تو اسے قدر الامکان بجالاؤ اور جب کسی چیز سے منع کروں تو وہ چھوڑ دو۔"

(مسلم)

6-شُحّ۔ بدترین بخل۔

7-مال کا اصل مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ متعلقہ فرد کو دینے والا اللہ ہے۔ آخری وارث بھی وہی ہے جہاں خرچ کیلئے کہا گیا ہے وہ بھی سراسر خود انسان کے فائدہ کیلئے ہے۔ پھر بھی اس انفاق کو قرض کہنا ایک بڑے کریم کا بڑا انعام ہے۔

سُوْرَۃُ الطَّلَاقِ مَدَنِیَّۃٌ وَّھِیَ اِثْنَتَا عَشْرَۃَ اٰیَۃً وَّفِیْھَا رُکُوْعَانِ

آیات ۱۲ (۶۵) سورۂ طلاق مدنی ہے (۹۹) رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْھُنَّ لِعِدَّتِھِنَّ وَاَحْصُوا

اے نبی! جب تم عورتوں کو طلاق دو تو انہیں ان کی عدت کے لئے طلاق[1] دیا کرو اور عدت کے زمانے کا ٹھیک

الْعِدَّۃَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰہَ رَبَّکُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْھُنَّ مِنْۢ بُیُوْتِھِنَّ وَلَا یَخْرُجْنَ

حساب رکھو اور اللہ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے۔ (عدت میں) انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ خود نکلیں

اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ ؕ وَتِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ ؕ وَمَنْ یَّتَعَدَّ

الا یہ کہ وہ کسی صریح برائی کی مرتکب ہوں۔[2] یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو شخص حدود الٰہی سے تجاوز

حُدُوْدَ اللّٰہِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَہٗ ؕ لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰہَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِکَ

کرے تو اس نے اپنے اوپر ظلم کیا (اے مخاطب) تو نہیں جانتا شاید اللہ اس کے بعد موافقت کی صورت پیدا

اَمْرًا ① فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَھُنَّ فَاَمْسِکُوْھُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْھُنَّ

کردے۔○ پھر جب وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں تو پھر انہیں بھلے طریقے سے (نکاح میں) روک[3] رکھو یا بھلے طریقے

بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْھِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْکُمْ وَاَقِیْمُوا الشَّھَادَۃَ لِلّٰہِ ؕ ذٰلِکُمْ

سے انہیں چھوڑ دو۔ اور اپنے میں سے دو عادل گواہ بنا لو[4] اور اللہ کے لئے شہادت ٹھیک ادا کرو۔ یہی ہے

یُوْعَظُ بِہٖ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ۬ؕ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ

جس کی اس شخص کو نصیحت کی جاتی ہے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اور جو اللہ سے ڈرتا ہے

یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا ۙ② وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی

[5] اللہ اس کے لئے نکلنے کی راہ پیدا کردے گا۔○ اور اسے ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں اسے گمان بھی نہ ہو

اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا ③

اور جو اللہ پر بھروسہ کرے وہ اسے کافی ہے اللہ اپنا کام پورا کرتا ہے۔ بلاشبہ اللہ نے ہر چیز کا اندازہ مقرر

وَالّٰٓیِٔ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُھُنَّ

کیا ہے۔○ اور تمہاری عورتوں میں سے جو حیض سے مایوس ہو چکی ہوں اگر تمہیں کچھ شبہ ہو تو ان کی عدت

ثَلٰثَۃُ اَشْھُرٍ ۙ وَّالّٰٓیِٔ لَمْ یَحِضْنَ ؕ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُھُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ

تین ماہ ہے اور ان کی بھی جنہیں حیض شروع نہ ہوا ہو۔ اور حمل والی عورتوں کی عدت وضع حمل تک ہے

حَمْلَھُنَّ ؕ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مِنْ اَمْرِہٖ یُسْرًا ④ ذٰلِکَ اَمْرُ اللّٰہِ

اور جو شخص اللہ سے ڈرے تو اللہ اس کے لئے اس کے کام میں آسانی پیدا کردیتا ہے۔○ یہ اللہ کا حکم ہے

اَنْزَلَہٗۤ اِلَیْکُمْ ؕ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یُکَفِّرْ عَنْہُ سَیِّاٰتِہٖ وَیُعْظِمْ لَہٗۤ اَجْرًا ⑤

اس نے تمہاری طرف نازل کیا اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کی برائیاں دور کرتا اور اس کا اجر بڑھاتا ہے۔○

1-طلاق کے بنیادی مسائل سورۃ بقرہ اور سورۃ الاحزاب میں بیان ہوئے ہیں۔ یہاں انکی تکمیل کردی گئی۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنی بیوی (آمنہ بنت غفار) کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی۔ حضرت عمرؓ نے اس بات کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ آپ کو اس بات پر غصہ آگیا اور حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ ابن عمرؓ کو لکھ دو کہ رجوع کرلے اور اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھے حتیٰ کہ وہ پاک ہو۔ پھر اسے حیض آئے پھر وہ اس سے پاک ہو پھر اگر طلاق دینا چاہے تو دے دے لیکن طہر کی حالت میں دے اور اس دوران صحبت نہ کرے۔ یہ ہے وہ عدت جس کا اللہ نے حکم دیا ہے۔"

(بخاری)

حدیث میں چونکہ یہ الفاظ ہیں کہ وہ رجوع کرلے تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسی طلاق میں بھی اگر رجوع نہ کیا جائے تو لاگو ہوگی۔

مختلف حالتوں میں عدت مختلف ہوگی۔

(ا)۔ غیر مدخولہ عورت کی کوئی عدت نہیں ہے۔ (الاحزاب 49:33)

(ب)۔ بے حیض عورت چاہے بچی ہو یا بوڑھی ہو یا بیماری کی وجہ سے حیض نہ آئے کی عدت تین قمری مہینے ہے۔ (الطلاق 4:65)

(ج)۔ مطلقہ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے۔ (الطلاق 4:65)

(د)۔ حیض والی غیر حاملہ کی عدت تین قروء ہے۔ (البقرہ 228:2) یعنی تین طہر یا تین حیض۔

"مدت کا شمار انتہائی ضروری ہے کیونکہ اس کی بنیاد پہ کئی نازک قانونی مسائل کا انحصار ہوتا ہے مثلاً نسب اور وراثت وغیرہ۔

2-کوئی ایسے ہی بڑا مسئلہ پیدا ہو جائے جس کے بعد اس کا مرد کے گھر رہنا ناممکن ہو جائے مثلاً اگر زنا کی مرتکب ہو یا دنگا فساد کرے یا خود ہی گھر سے نکل جائے۔

3-روکنے سے مراد بسانے کی نیت ہونی چاہئے نہ کہ کسی طرح سے اذیت دینے کی اور اگر رخصت ہی کرنے کا فیصلہ ہو تو کسی طرح الزام تراشی اور بدتمیزی سے نہ رخصت کیا جائے بلکہ انکے حقوق انہیں فیاضی سے ادا کرکے رخصت کیا جائے۔

4-گواہ بنانے احتیاط کا تقاضا ہیں شرط نہیں۔

5-طلاق دیتے ہوئے اور عام زندگی میں بھی اللہ کے احکام نافذ کرتے ہوئے فقر کا خوف نہ ہونا چاہئے مثلاً جب مطلقہ عورت کو رخصت کیا جائے تو بخل کی بجائے فیاضی کا سلوک ہونا چاہئے۔

أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنتُم مِّن وُجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا

مطلقہ عورتوں کو (زمانہ عدت میں) وہیں رکھو جہاں تم خود رہتے ہو- جیسی جگہ[1] تمہیں میسر ہو اور انہیں تنگ کرنے

عَلَيْهِنَّ وَإِن كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ فَأَنفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّىٰ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ

کے لئے ایذا نہ دو- اور اگر وہ حمل والی ہوں تو وضع حمل تک ان پر خرچ کرتے رہو پھر اگر وہ تمہارے لئے

فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ وَأْتَمِرُوا بَيْنَكُم بِمَعْرُوفٍ وَإِن

دودھ پلائیں تو انہیں ان کی اجرت دو[2]- اور باہمی مشورہ سے بھلے طریقے سے (اجرت) طے کر لو اور

تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَىٰ ﴿٦﴾ لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ وَمَن

اگر تم نے ایک دوسرے کو تنگ کیا تو کوئی دوسری دودھ پلائے گی-O خوشحال کو چاہئے کہ وہ اپنی حیثیت

قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا

کے مطابق نفقہ دے اور تنگدست اپنی وسعت کے مطابق خرچ دے گا- اللہ اسی کے مطابق تکلیف دیتا ہے جو

سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا ﴿٧﴾ وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ أَمْرِ

اس نے دیا ہے- اللہ جلد ہی تنگی کے بعد آسانی کردے گا-O کتنی ہی بستیاں ہیں جنہوں نے اپنے رب

رَبِّهَا وَرُسُلِهِ فَحَاسَبْنَاهَا حِسَابًا شَدِيدًا وَعَذَّبْنَاهَا عَذَابًا نُّكْرًا ﴿٨﴾

اور اس کے رسول کے حکم سے سرتابی کی تو ہم نے ان کا شدید محاسبہ کیا اور انہیں بری طرح سزا دیO

فَذَاقَتْ وَبَالَ أَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهَا خُسْرًا ﴿٩﴾ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ

چنانچہ انہوں نے اپنے کئے کا وبال چکھ لیا اور ان کے کام کا انجام خسارہ ہی تھا-O اللہ نے ان کے لئے سخت

عَذَابًا شَدِيدًا فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ الَّذِينَ آمَنُوا قَدْ

عذاب تیار کر رکھا ہے-O پس تم اللہ سے ڈرتے رہو، اے عقل والو! جو ایمان لاچکے ہو- بلاشبہ

أَنزَلَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا ﴿١٠﴾ رَّسُولًا يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللَّهِ مُبَيِّنَاتٍ

اللہ نے تمہاری طرف ذکر نازل کیا ہے-O ایک ایسا رسول جو تمہیں اللہ کی واضح آیات پڑھ کر سناتا ہے

لِّيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَمَن

تاکہ ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو تاریکیوں[3] سے نکال کر روشنی کی طرف لائے اور جو شخص

يُؤْمِن بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

اللہ پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے اللہ اسے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں

خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا قَدْ أَحْسَنَ اللَّهُ لَهُ رِزْقًا ﴿١١﴾ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ

یہ ان میں ہمیشہ رہیں گے- اللہ نے ایسے شخص کے لئے بہت اچھا رزق رکھا ہے-O اللہ وہ ہے جس نے سات

سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوا أَنَّ

آسمان بنائے اور زمین کی قسم سے انہی کے مانند[4]- ان کے درمیان حکم نازل ہوتا رہتا ہے تاکہ تم جان لو کہ

اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿١٢﴾

اللہ یقیناً ہر چیز پر قادر ہے اور یہ کہ اللہ نے علم سے ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے-O

1-مطلقہ عورت کی عدت کے خاتمہ تک اسکا نان ونفقہ طلاق دینے والے فرد کے ذمہ ہے-

2-اس آیت سے درج ذیل باتیں مستفاد ہوتی ہیں-

(ا)- عورت اپنے دودھ کی خود مالک ہے- وہ طلاق دینے والے خاوند سے بھی ایسے ہی اجرت لے سکتی ہے جیسے دوسروں سے-

(ب)- قانونی طور پہ بچہ باپ کا ہوتا ہے اگر بچہ ماں کا ہو تو اجرت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا-

(ج)- اگر ماں بھی وہی اجرت مانگے جو دوسری عورتیں مانگتی ہیں تو ماں زیادہ حق دار ہوگی-

(د)- اگر ماں کسی وجہ سے دودھ پلانے سے معذوری کا اظہار کرے تو باپ کسی دوسری عورت سے دودھ پلوانے کی خدمت لے سکتا ہے-

(ر)- طلاق کے باوجود فریقین کو ایک دوسرے کی بھلائی ہی سوچنی چاہئے- باپ محض ماں کو تنگ کرنے اور اسکی نظروں سے بچہ غائب کرنے کیلئے کسی اور سے دودھ نہ پلوائے- نہ ہی ماں اتنا خرچ طلب کرلے کہ باپ کسی دوسری عورت سے دودھ پلوانے پر مجبور ہو جائے-

(س)- طلاق کا مطلب صرف یہ ہی ہونا چاہیے کہ ایک مرد اور ایک عورت کی طبیعت آپس میں موافق نہ تھی تو وہ احسن انداز میں علیحدہ ہو گئے- نہ کہ اسے ہمیشہ کیلئے خاندانوں کے درمیان عداوت کا مسئلہ اور ناک کا مسئلہ بنا یا جائے-

3-ظلمات ہمیشہ جمع کا صیغہ میں آتا ہے کیونکہ گمراہی کی ایک صورت نہیں ہوتی بلکہ کئی ہوتی ہیں جبکہ حق ایک ہی ہوتا ہے جس کیلئے نور یعنی صیغہ واحد استعمال کیا گیا ہے-

4-لغوی طور پہ یہ سماء اور ارض اسمائے نسبیہ (Relative Terms) ہیں- یعنی بلندی کا نام سماء اور پستی کا نام ارض- گویا اس لحاظ سے پہلا آسمان دوسرے آسمان کے لحاظ سے ارض ہوا- اس طرح سات آسمانوں کی طرح زمینیں بھی سات ہی ہوئیں- دوسرا مفہوم یہی ہو سکتا ہے کہ ہماری زمین جیسی اور بھی زمینیں ہوں اور وہاں کسی جاندار مخلوق کی آبادی بھی ہو-

جدید سائنسی تحقیقات میں ایسے کئی سیاروں کا سراغ لگایا گیا ہے جہاں طبعی حالات (Natural Parameters) ہماری زمین جیسے ہیں اور جہاں جاندار مخلوق کے پائے جانے کا امکان بھی ہے- واللہ اعلم-

سُوْرَةُ التَّحْرِيْمِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ اثْنَتَا عَشْرَةَ اٰيَةً وَفِيْهَا رُكُوْعَانِ

آیات ۱۲ (۶۶) سورۂ تحریم مدنی ہے (۱۰۷) رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ

اے نبی! جسے اللہ نے آپ کے لئے حلال کیا ہے آپ اسے حرام کیوں کرتے ہیں؟ کیا آپ اپنی بیویوں کی خوشی

اَزْوَاجِكَ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ① قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ

چاہتے ہیں اور اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے1-○ اللہ نے تمہارے لئے (ناجائز) قسموں کو کھول دینا

اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ② وَاِذْ اَسَرَّ

واجب قرار دیا ہے2 اللہ تمہارا مولا ہے اور وہ سب کچھ جاننے والا، حکمت والا ہے-○ جب نبی نے اپنی

النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ

کسی بیوی سے ایک راز کی بات کہی اس بیوی نے وہ بات (آگے) بتلا دی اور یہ معاملہ اللہ تعالیٰ نے

اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ

نبی پر ظاہر کردیا اب نبی نے (اس بیوی کو) کچھ بات تو جتلا دی اور کچھ نہ جتلائی پھر جب نبی نے اسے بتلایا

قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ③ اِنْ تَتُوْبَآ

تو وہ پوچھنے لگی کہ 3"آپ کو اس کی کس نے خبر دی؟ کہا: مجھے اس نے خبر دی جو علیم و خبیر ہے-○ اگر تم

اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ

دونوں اللہ کے حضور توبہ کرتی ہو (تو بہتر ورنہ) تمہارے دل کجرو ہوگئے اور اگر تم نبی کے خلاف محاذ آرائی

هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ

کرو گی تو اللہ جبرائیل اور صالح مومن (سب نبی کے) مددگار ہیں اور ان کے علاوہ فرشتے بھی اس کے

ظَهِيْرٌ ④ عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا

مددگار ہیں-○ کچھ بعید نہیں کہ اگر نبی تمہیں طلاق دے دے تو اس کا رب اسے تم سے بہتر

مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ

بیویاں بدل دے4 جو مسلمان، مومن، اطاعت گزار، توبہ کرنے والیاں، عبادت گزار اور روزہ دار ہوں5

ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ⑤ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ

شادی شدہ یا کنواریاں ہوں-○ اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے6

نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ

بچاؤ جن کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں- اس پر تند خو اور سخت گیر فرشتے مقرر ہیں-

لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ⑥

اللہ انہیں جو حکم دے وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کچھ کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے-○

1- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

"رسول اللہ ﷺ ام المومنین زینب بنت جحش کے ہاں ٹھہرے رہتے اور شہد پیا کرتے تھے۔ میں اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے آپس میں طے کیا کہ ہم سے جسکے پاس آپ ﷺ تشریف لائیں وہ یوں کہے۔ "کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ مجھے تو آپ سے مغافیر کی بو آ رہی ہے۔" (پھر انہوں نے ایسے ہی کہا) آپ ﷺ نے فرمایا۔ نہیں بلکہ میں نے زینب بنت جحش کے ہاں شہد پیا ہے۔ اب میں قسم کھاتا ہوں کہ آئندہ کبھی شہد نہ پیئوں گا۔"

(بخاری)

ان آیات کی شان نزول کے بارے میں ایک اور واقعہ بھی بیان کیا جاتا ہے ممکن ہے کہ دونوں ہی درست ہوں۔ واقع یہ ہے کہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا جن سے آپ ﷺ کے صاحبزادہ حضرت ابراہیم پیدا ہوئے۔ ایک دفعہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئیں جبکہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا موجود نہ تھیں۔ اتفاقاً اسی وقت حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بھی تشریف لے آئیں۔ انہیں حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کو اپنے گھر میں حضور کے ساتھ خلوت میں دیکھنا ناگوار ہوا جسے آپ ﷺ نے بھی محسوس فرمایا جس پر آپ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو راضی کرنے کیلئے قسم کھا کر ماریہ کو خود پہ حرام کرلیا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو تاکید کردی کہ کسی کو اس بارے میں نہ بتائیں۔ واللہ اعلم

اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ حلت و حرمت کا اختیار صرف اللہ کی ذات کو ہی ہے۔ یہ اختیار نبی کو بھی حاصل نہیں۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی کسی بھی لغزش کی فوراً اصلاح کردی جاتی تھی۔

2- یعنی قسم کا کفارۃ ادا کرکے اس قسم اور عہد کو توڑ دیں۔ قسم کے کفارۃ کی تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (المائدہ 89:5)

3- اشارۃ حضرت حفصہ کی طرف ہے جنہوں نے آپ ﷺ کی ہدایت کے باوجود اس راز کا ذکر کسی سے کردیا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کے علاوہ بھی آپ پہ وحی نازل ہوتی تھی۔ کیونکہ قرآن کی کسی آیت میں آپ کو اس افشائے راز کی اطلاع نہیں دی گئی۔

4- حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"رسول اللہ ﷺ کی ازواج اکٹھی مل کر آپ سے لڑنے جھگڑنے لگیں تو میں نے انہیں کہا کچھ بعید نہیں کہ نبی کا رب تم سب کو طلاق دلا دے اور تمہارے عوض تم سے بہتر بیویاں دلا دے۔ اس وقت جیسا میں نے کہا تھا ویسے ہی آیت نازل ہوئی۔"

(بخاری)

5- سایحات کا یہ معنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جسے امام طبری نے بھی اختیار کیا ہے۔ اس کا دوسرا معنی مہاجرات بھی کیا گیا ہے۔

6- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔

"تم میں سے ہر شخص راعی (نگہبان) ہے اور اس سے (اسکی رعیت کے بارے میں) سوال ہوگا۔"

(بخاری)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ؕ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ

(اس دن اللہ کافروں سے فرمائے گا) اے کافرو! آج بہانے مت بناؤ [1] تمہیں دیسا بدلہ دیا جائے گا جیسے

تَعْمَلُوْنَ ۝۷ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ

تم عمل کرتے رہے-O اے ایمان والو! اللہ کے حضور خالص توبہ [2] کرو

عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

کچھ بعید نہیں کہ تمہارا رب تم سے تمہاری برائیاں دور کردے اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے جن کے

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ

نیچے نہریں بہہ رہی ہیں- اس دن اللہ نبی کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے رسوا نہیں کرے گا

نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا

ان کا نور ان کے آگے اور دائیں دوڑ رہا ہوگا [3] وہ کہیں گے: "اے ہمارے رب ہمارے لئے ہمارا نور

نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۸ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ

پورا کردے اور ہمیں بخش دے [4] یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے-O اے نبی! کافروں اور

الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ

منافقوں سے جہاد کرو اور ان پر سختی کرو- ان کی پناہ گاہ جہنم ہے جو بہت برا

الْمَصِيْرُ ۝۹ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ

ٹھکانا ہے-O اللہ تعالیٰ کافروں کے لئے نوح اور لوط کی بیویوں کو بطور مثال بیان کرتا ہے وہ

امْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ

[5] دونوں ہمارے بندوں میں سے دو صالح بندوں کے نکاح میں تھیں مگر انہوں نے اپنے شوہروں سے خیانت کی

فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ

تو وہ اللہ کے مقابلہ میں ان دونوں کے کچھ کام نہ آسکے اور دونوں سے کہہ دیا گیا کہ: جہنم میں داخل ہونے والوں

مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ۝۱۰ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ

کے ساتھ داخل ہوجاؤ-O نیز اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے لئے فرعون کی بیوی [6] کی مثال پیش

فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ

کرتا ہے جب اس نے دعا کی کہ: "اے میرے رب میرے لئے اپنے پاس جنت میں ایک گھر بنادے اور

فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۱ وَمَرْيَمَ

مجھے فرعون اور اس کے عمل سے نجات دے اور ان ظالموں سے بھی نجات دے"O اور مریم بنت عمران کی

ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا

(بھی مثال ہے) جس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی پھر ہم نے اس کے اندر اپنی ایک روح [7] پھونک دی

وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ۝۱۲ ع

اور اس نے اپنے رب کے کلمات کی اور کتابوں کی تصدیق کی اور وہ اطاعت گذار تھی-O

1-یہ لوگ اپنی عادت کے تحت بہانہ بازی اور جھوٹ سے باز نہ آئیں گے مگر اس دن ان کی جعلسازیاں چل نہ سکیں گیں۔

2-توبتہ النصوح۔ سچی اور مخلصانہ توبہ۔ نصوح۔ خیرخواہی والی یعنی ایسی توبہ جس کے بعد انسان دوبارہ اس گناہ کی جانب نہ لوٹے۔ ایسی توبہ کیلئے کچھ شرائط ہیں جو یہ ہیں۔

(ا)۔ ندامت ہو اور حقیقی اعتراف ہو کہ غلطی ہو گئی ہے۔

(ب)۔ اللہ کے حضور مغفرت طلب کرے اور اپنے کئے پہ نادم ہو۔ آئندہ وہ کام نہ کرنے کا عہد کرے۔

(ج)۔ اگر گناہ حقوق العباد سے متعلق ہے تو اسکی تلافی کرے۔ اس سے معاف کرالے اگر وہ حق مال سے تعلق رکھتا ہے اور اصل مظلوم مر چکا ہو تو ورثاء کو ادا کرے یا صدقہ کردے۔ اگر وہ حق تلفی قول سے تعلق رکھتی ہو جیسے غیبت یا چغلی وغیرہ تو اسکے حق میں دعائے مغفرت کرے۔

3-یہ سب لوگ دائیں جانب والے ہوں گے۔ اب لامحالہ انہیں جنت کی جانب جانے کے لئے دائیں جانب اور سامنے کی طرف روشنی کی ضرورت ہوگی۔

4-جب وہ منافقوں کو دیکھیں گے کہ وہ اندھیرے میں ٹھوکریں کھاتے پھر رہے ہیں تو خوف محسوس کریں گے کہ کہیں ہمارے کسی گناہ کی پاداش میں ہمارا نور بھی ختم نہ ہو جائے تو اپنے گناہوں سے بخشش کی دعا مانگیں گے۔

5-اس آیت میں ازواج مطہرات کے سامنے حضرت نوح اور حضرت لوط کی ازواج کی مثال پیش کی گئی جو اس خیانت کی بنا پہ اعلیٰ ترین مقام و مرتبہ سے محروم ہو کر اہل نار ہوئیں۔ دوسری جانب حضرت آسیہ علیہا السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کی مثالیں پیش کی گئیں جو شدید ترین حالات میں بھی ایمان پہ جمی رہیں۔

یہ خیانت اس معنی میں نہیں ہے کہ انہوں نے بدکاری کی ہو بلکہ اس بارے میں امت کا اجماع ہے کہ کسی نبی کی بیوی نے بدکاری نہیں کی۔ یہاں خیانت سے مراد یہ ہے کہ انبیاء جس مشن کیلئے مبعوث ہوئے انہوں نے اس میں خیانت کی۔

6-یہ فرعون کی بیوی حضرت آسیہ ہیں۔ انہوں نے ہی کہا تھا کہ دیکھو (موسیٰ) کتنا پیارا بچہ ہے۔ ہم اس کی تربیت کریں اور اس کو اپنا بچہ بنالیں۔ پھر انہوں نے ہی حضرت موسیٰ کی پرورش کی۔ ان پہ ایمان لائیں۔ ایمان کا حال فرعون پہ کھلا تو اس نے طرح طرح کی ایذائیں دینا شروع کیا تو انہوں نے یہ دعا مانگی۔

7-فرشتہ نے ایک روح پھونک دی۔ اسے نفخہ جبریلیہ کہتے ہیں۔ حضرت آدم میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی روح پھونک کر انہیں زندگی بخشی۔

سُوْرَةُ الْمُلْكِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَفِيْهَا رُكُوْعَانِ

آیات ۳۰ (۶۷) سورۂ ملک[1] مکی ہے (۷۷) رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

بابرکت[2] ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں (کائنات کی) سلطنت ہے اور وہ ہر چیز پر

قَدِيْرُ ۙ ﴿١﴾ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ

قادر ہے ○ جس نے موت[3] وحیات کو اس لئے پیدا کیا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے

عَمَلًا ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۙ ﴿٢﴾ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ

عمل کرتا ہے[4] اور وہ ہر چیز پر غالب بھی ہے اور بخش دینے والا بھی ○ اسی نے سات آسمان تہ بہ تہ پیدا کئے

مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ

تم رحمٰن کی پیدا کردہ چیزوں میں کوئی بے ربطی[5] نہ دیکھو گے ذرا دوبارہ[6] (آسمان کی طرف) دیکھو، کیا

تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ﴿٣﴾ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ

تمہیں اس پر کوئی خلل نظر آتا ہے؟ ○ پھر اسے بار بار دیکھو۔ تمہاری نگاہ تھک

الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ﴿٤﴾ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا

کر ناکام پلٹ آئے گی ○ نیز ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے سجا دیا ہے

بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ

اور ان چراغوں (ستاروں) کو شیطانوں کو مار بھگانے کا ذریعہ بنا دیا ہے[7] اور ان کے لئے ہم نے بھڑکتی ہوئی

عَذَابَ السَّعِيْرِ ﴿٥﴾ وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ

آگ تیار کر رکھی ہے ○ اور جن لوگوں نے اپنے رب کا انکار کیا، ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿٦﴾ اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ

اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔ ○ جب وہ اس میں پھینکے جائیں گے تو اس کے دھاڑنے[8] کی آواز سنیں گے اور وہ

تَفُوْرُ ۙ ﴿٧﴾ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ؕ كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ

اچھل رہی ہوگی ○ ایسا معلوم ہوگا کہ غصہ کی وجہ سے پھٹ پڑے گی۔ جب بھی اس میں کوئی گروہ پھینکا جائے گا

خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ﴿٨﴾ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا

محافظین جہنم ان سے پوچھیں گے "کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہ آیا؟ ○" کہیں گے "کیوں نہیں،

وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۚۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ﴿٩﴾

ڈرانے والا ہمارے پاس آیا تو تھا مگر ہم نے اسے جھٹلا دیا اور کہا "اللہ نے تو کچھ نہیں اتار البتہ تم بڑی گمراہی میں

وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ﴿١٠﴾

پڑے ہوئے ہو" ○ پھر کہیں گے "کاش ہم سن لیتے یا سمجھتے تو ہم اہل جہنم میں شامل نہ ہوتے" ○

1-حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

"رسول اللہ اس وقت تک نہ سوتے تھے جب تک سورۃ "الم تنزیل" اور "تبارک الذی بیدہ الملک" پڑھ نہ لیتے۔

(ترمذی)

2-تبارک۔ بابرکت۔ جو کام کیا جائے اس میں متوقع زیادہ سے زیادہ فائدہ ہونا برکت ہے۔

3-اللہ تعالیٰ نے موت کیلئے بھی تخلیق کا ذکر فرمایا گویا موت صرف عدم ہی کا نام نہیں ہے۔ روح کے جسم سے انفصال کا نام موت ہے۔

4-اس آیت سے انسان کی تخلیق کے مقصد کی مکمل وضاحت ہوتی ہے۔ اور یہ نص قطعی ہے۔ اسکے باوجود بعض لوگ یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ اللہ نے اپنی تمام مخلوق کسی پیارے کی خاطر پیدا کی ہے۔

5-تفاوت۔ فات (To Miss-To Slip)- دو چیزوں کا آپس میں بے ربط یا بے ڈھنگا ہونا۔

زمین شمس سے موجودہ فاصلہ کی نسبت سے صرف ایک فیصد دور ہوتی تو ایک منجمد کرہ ہوتی۔ اگر صرف پانچ فیصد قریب ہوتی تو تمام سمندر بھاپ میں تبدیل ہو چکے ہوتے۔ کوئی پودا نہ اگ سکتا اور زمین ایک بھٹی کی مانند گرم ہوتی۔

بحوالہ New Scientist March, 1997. P-4

6-شائد پہلی مرتبہ کی سرسری نظر میں تم کوئی عیب نہ تلاش کر سکو تو دوبارہ غور سے دیکھ لو۔

7-اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں تک بھی ستارے نظر آتے ہیں وہ آسمان دنیا یعنی پہلا آسمان ہی ہے۔ انکی مدد سے آسمان کے حسن کو چار چاند لگا دیا گیا۔ رات کو جگمگ جگمگ کرتے ستارے بڑے بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے چراغوں کی طرح کچھ روشنی بھی مہیا کرتے ہیں۔ جس سے مسافر اپنی منزل معلوم کر لیتے ہیں۔

اس سے لازمی یہی مفہوم نہیں نکلتا کہ یہی ستارے ان شیطانوں کو مارے جاتے ہیں اور نہ ہی لازمی طور پر یہ مفہوم لیا جا سکتا ہے کہ شہاب ثاقب (Meteorites) شیطانوں کیلئے ہی گرتا ہے بلکہ یہ مفہوم ہے کہ یہ شہاب ثاقب جو ستاروں سے علیحدہ ہو کر کائنات میں گردش کرتے رہتے ہیں وہ اس میں مانع ہیں کہ زمین کے شیطان آسمانوں سے جا کر کوئی خبر لا سکیں۔ یہ شیطانوں کو آسمان کی طرف جانے سے کیسے روکتے ہیں؟ فروری 1965ء میں ایک مصنوعی سیارے نے فضاء میں داخل ہونے والے شہابئے (Meteruids) شمار کئے۔ اس رپورٹ کے مطابق روزانہ ملین شہابئے زمین کی فضاء میں داخل ہوتے ہیں۔

Merit Student Encyclopedia

شہابیوں کی ایسی بارش شیاطین کو آسمان کی جانب چڑھنے سے روکتی ہوگی۔ زیادہ تر شہابئے کرہ فضائی میں داخل ہونے کے بعد ہوا کی رگڑ سے جل جاتے ہیں اور فضاء میں ہی ختم ہو جاتے ہیں۔

8-شہیقا۔ شہیق۔ گدھے کی آواز جو ڈینگنے کے آخر میں نکالتا ہے۔

فَاعْتَرَفُوا بِذَنْبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّأَصْحَابِ السَّعِيرِ ﴿١١﴾ إِنَّ الَّذِينَ

وہ اپنے گناہ کا اعتراف کرلیں گے۔ لعنت ہو اہل جہنم پر○ جو لوگ

يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ﴿١٢﴾ وَأَسِرُّوا

بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لئے مغفرت اور بہت بڑا اجر ہے○ اور تم خواہ چپکے

قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ ۖ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿١٣﴾ أَلَا يَعْلَمُ

سے بات کرو یا اونچی آواز سے، وہ تو دلوں کے راز تک جانتا ہے[1]○ بھلا وہ نہ جانے گا۔

مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ﴿١٤﴾ هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ

جس نے (سب کو) پیدا کیا ہے؟[2] وہ تو باریک بین اور ہر چیز سے پوری طرح باخبر ہے○ وہی تو ہے جس نے زمین کو

الْأَرْضَ ذَلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِن رِّزْقِهِ ۖ وَإِلَيْهِ

تمہارے تابع کر رکھا ہے۔ اس کی اطراف میں چلو پھرو اور اللہ کا رزق کھاؤ اور اسی کے پاس تمہیں زندہ ہو

النُّشُورُ ﴿١٥﴾ أَأَمِنتُم مَّن فِي السَّمَاءِ أَن يَخْسِفَ بِكُمُ

کر جانا ہے○ کیا تم اس سے نڈر ہوگئے ہو جو آسمان میں ہے کہ وہ تمہیں زمین میں دھنسا

الْأَرْضَ فَإِذَا هِيَ تَمُورُ ﴿١٦﴾ أَمْ أَمِنتُم مَّن فِي السَّمَاءِ أَن

دے پھر وہ یکایک لرزنے لگے○ یا اس سے بے خوف ہوگئے ہو جو آسمان میں ہے کہ وہ

يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ۖ فَسَتَعْلَمُونَ كَيْفَ نَذِيرِ ﴿١٧﴾ وَلَقَدْ

تم پر پتھراؤ کرنے والی ہوا بھیج دے۔ پھر فوراً تمہیں معلوم ہوجائے گا کہ میرا ڈرانا کیسا ہے○ اور یقیناً

كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿١٨﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا

ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگ بھی جھٹلا چکے ہیں پھر (دیکھ لو) میری گرفت کیسی تھی○ کیا انہوں نے اپنے اوپر

إِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صَافَّاتٍ وَيَقْبِضْنَ ۚ مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا الرَّحْمَٰنُ ۚ

پرندوں کو نہیں دیکھا کہ وہ کیسے پر کھولتے اور بند کرلیتے ہیں۔ رحمٰن کے سوا کوئی نہیں جو

إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيرٌ ﴿١٩﴾ أَمَّنْ هَٰذَا الَّذِي هُوَ جُندٌ لَّكُمْ

انہیں تھامے رکھے[3]۔ وہ یقیناً ہر چیز کو دیکھ رہا ہے○ بھلا وہ کون سا لشکر تمہارے پاس

يَنصُرُكُم مِّن دُونِ الرَّحْمَٰنِ ۚ إِنِ الْكَافِرُونَ إِلَّا فِي غُرُورٍ ﴿٢٠﴾

ہے جو رحمٰن کے مقابلہ میں تمہاری مدد کرے گا؟ یہ کافر تو محض دھوکہ میں پڑے ہوئے ہیں○

أَمَّنْ هَٰذَا الَّذِي يَرْزُقُكُمْ إِنْ أَمْسَكَ رِزْقَهُ ۚ بَل لَّجُّوا

یا اگر اللہ تمہارا رزق روک لے تو کون ہے جو تمہیں رزق دے گا؟ بلکہ یہ لوگ سرکشی اور

فِي عُتُوٍّ وَنُفُورٍ ﴿٢١﴾ أَفَمَن يَمْشِي مُكِبًّا عَلَىٰ وَجْهِهِ

نفرت کی گہرائی تک چلے گئے ہیں[4]○ بھلا جو شخص اپنے منہ کے بل اوندھا ہو کر

أَهْدَىٰ أَمَّن يَمْشِي سَوِيًّا عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٢٢﴾

[5] چل رہا ہو زیادہ صحیح راہ پانے والا ہے۔ یا جو سیدھا کھڑا ہو کر صراط مستقیم پر چل رہا ہو؟○

1-کیونکہ اسکے علاوہ اور کوئی بنیاد انسان کو صراط مستقیم پہ نہیں رکھ سکتی۔ قانون' معاشرہ کا خوف ہو تو یہ دونوں اشیاء پائیدار نہیں قانون بھی تبدیل ہوتے رہتے ہیں اور معاشرتی اقدار بھی پھر انسان ان سے بچنے کیلئے کئی راہ بھی ڈھونڈ لیتا ہے۔

2-یہ تو سب سمجھتے ہیں کہ جو کسی چیز کی تخلیق کرتا ہے وہ اسکی حقیقت گہرائی سے جانتا ہے۔ اب انسان کی کوئی بھی تخلیق اس لحاظ سے کامل نہیں ہوتی کہ وہ تخلیق (creation) سے زیادہ (Processing & Assembling) ہوتی ہے۔ مثال کے طور پہ اگر کسی نے کوئی کمپیوٹر بنایا ہے تو اس کی باڈی کسی نے بنائی۔ اس کی ڈسک (Disks) کسی اور ادارہ نے بنائی ہے' مدر بورڈ (Mother Board) کسی اور ادارے نے۔ پھر ان میں سے کسی نے بھی کوئی بنیادی خام مواد (Raw Material) خود نہیں بنایا۔ اللہ تعالیٰ تو عدم سے ہر چیز کو وجود میں لاتے ہیں۔ ان کے علم کی وسعت کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے؟

3-اللہ تعالیٰ نے ان پرندوں کو کیسے تھاما ہوا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ہوا کو کچھ طبعی خواص عطا فرمائے جن میں ہوا کی کثافت (Density) اور اس کا وزن (Weight) وغیرہ شامل ہیں۔ پھر پرندوں کو ایسے پر عطا فرمائے جن میں پھیلاؤ کی زیادہ استعداد ہوتی ہے اور اس کے مقابلے میں ان کا وزن اتنا کم ہوتا ہے کہ ہوا ان کا وزن سہار لیتی ہے۔ اسی طرح آیت 14 میں اللہ تعالیٰ نے زمین کو انسان کے تابع کردینے کا ذکر فرمایا ہے۔ زمین بھی انسان کے تابع ایسے ہی کی گئی ہے کہ نہ تو اس میں اتنی زیادہ کشش ثقل (Gravity) رکھی گئی ہے کہ انسان زمین ہی میں دھنستا چلا جائے اور نہ ہی مرکز گریز قوت (Centrifugal Force) اتنی زیادہ ہے کہ انسان خلا اور فضاء میں ہی لڑکنیاں کھاتا پھرے بلکہ سارا نظام ایسا متناسب ہے کہ زمین پہ انسان سکون سے اپنے کام انجام دیتا ہے۔ یہی زمین کو انسان کیلئے تابع کرنا ہے۔

4-لجوا۔ لج۔ ضد سے جھگڑنا۔

5-یہ مثال ایک مومن اور ایک کافر کی ہے۔ کبھی غور کیجئے کہ دنیا میں جس انسان کے سامنے واضح ہدف ہے اور مشن ہے اس کی زندگی کیسے گزرتی ہے اور جس کے سامنے کوئی ہدف نہیں ہے اس کی زندگی کیسے گزرتی ہے۔

قُلْ هُوَ الَّذِيٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَ

آپ ان سے کہئے کہ: "اللہ ہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے کان، آنکھیں اور دل[1]

الْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿٢٣﴾ قُلْ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي

بنائے مگر تم کم ہی شکر ادا کرتے ہو"○ آپ کہئیے کہ "وہی تو ہے جس نے تمہیں زمین میں

الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿٢٤﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ

پھیلا دیا اور اسی کی طرف تم اکٹھے کئے جاؤ گے"○ اور کہتے ہیں کہ "اگر تم سچے ہو

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٢٥﴾ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۠ وَاِنَّمَآ اَنَا

تو بتاؤ یہ وعدہ کب پورا ہوگا"؟○ آپ ان سے کہئیے کہ اس بات کا علم تو اللہ کے پاس ہے اور میں تو بس

نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٢٦﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْۗـــَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ

ایک صریح ڈرانے والا ہوں○ پھر جب وہ اس (عذاب) کو نزدیک دیکھ لیں گے تو کافروں کے[2]

كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ﴿٢٧﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ

چہرے بگڑ جائیں گے اور انہیں کہا جائے گا، یہی وہ چیز ہے جو تم مانگا کرتے تھے○ آپ ان سے کہئے "بھلا

اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ

دیکھو اللہ خواہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو ہلاک کردے یا ہم پر رحم فرما دے کافروں کو المناک

مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٢٨﴾ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ

عذاب سے کون پناہ دے گا○ کہہ دیجئے کہ وہ رحمٰن ہی ہے جس پر ہم ایمان لائے اور اسی پر[3]

تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢٩﴾ قُلْ

ہم نے توکل کیا ہے۔ اب تمہیں جلد معلوم ہوجائے گا کہ صریح گمراہی میں کون ہے؟○ آپ ان سے پوچھیے[4]

اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَاۗؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَاۗءٍ مَّعِيْنٍ ﴿٣٠﴾ ع

بھلا دیکھو! اگر تمہارا پانی گہرائیوں میں اتر جائے تو کون ہے جو تمہیں نتھرا پانی لاکر دے گا"○[5]

ع ۲ ۱۶

سُوْرَةُ الْقَلَمِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اِثْنَتَانِ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَفِيْهَا رُكُوْعَانِ

آیات ۵۲ (۶۸) سورۂ قلم مکی ہے (۲) رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

نۗ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ﴿١﴾ۙ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ

ن-[6] اور قسم ہے قلم کی اور اس کی جو (کاتبان وحی) لکھتے ہیں[7]○ کہ آپ اللہ کے فضل سے مجنوں

بِمَجْنُوْنٍ ﴿٢﴾ ۚ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ﴿٣﴾ ۚ وَاِنَّكَ

نہیں[8]○ اور یقیناً آپ کے لئے ایسا اجر ہے جو منقطع ہونے والا نہیں[9]○ اور آپ یقیناً اعلیٰ اخلاق

لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴿٤﴾ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ﴿٥﴾ۙ بِاَيِّىكُمُ الْمَفْتُوْنُ ﴿٦﴾

پر ہیں○ عنقریب آپ دیکھ لیں گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے○ کہ تم سے کون جنون میں مبتلا ہے○

1-یہ بڑی ناشکری ہے کہ ان سب نعمتوں کو دنیا کمانے کیلئے خوب خوب استعمال کیاجائے مگر خالق ہی کی پہچان کا کام ان سے نہ لیاجائے۔

2-قیامت لانا یا اسکی تاریخ کا حساب رکھنا تو میری مسئولیت نہیں ہے میری مسئولیت تو انجام سے ڈرا دیناہی ہے۔

3-کفار کی یہ خواہش ہوتی تھی کہ کسی طرح کوئی ایسی بلا نازل ہو جس سے آپ ﷺ اور ان کے ساتھیوں کا خاتمہ ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ جواب میں فرمارہے ہیں کہ آخراس سے تمہیں کیافرق پڑے گا؟ تمہیں المناک عذاب سے کون بچائے گا؟

4-تمہارے برے گمان اور تمہاری تمام سازشوں کے مقابلہ کیلئے ہم نے رحمان پہ توکل کر رکھا ہے۔

5-جو تمہاری معشیت کی بنیاد ہے اور جس کیلئے تم آپس میں کئی کئی سال لڑتے ہو اگر تمہاری پہنچ ہی سے بعید ہوجائے تو کیا ہے تمہاری طاقت کہ پانی ہی لے آؤ؟

6-یہ حروف مقطعات ہیں انکا مفہوم متعین کرنا مشکل ہے۔ غالباً یہ عرب منکرین کو چیلنج ہے کہ قرآن ان ہی بنیادی حروف سے مرکب ہے اگر تمہیں اس میں شک ہے تو تم بھی اس جیسا کلام بنالاؤ۔ واللہ اعلم

تاہم بعض مفسرین نے لکھاہے کہ اس سے "داوات" مراد ہے اور اس قیاس کی بنیاد یہ ہے کہ قلم اور دوات کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ واللہ اعلم۔

7-ولید بن عبادہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ

"میں نے رسول ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم پیدا کیا اور اسے کہا "لکھ" چنانچہ قلم نے وہ سب کچھ لکھ دیا جو ابد تک ہونے والا تھا۔"

(ترمذی)

اسکے علاوہ لوح محفوظ سے نقل کرنیوالے فرشتے بھی مراد ہوسکتے ہیں۔ بارہ صحابہ کرام جو وحی الٰہی کی کتابت کرتے تھے یا دیگر اہل قلم بھی مراد ہوسکتے ہیں۔

8-یہ ان کفار کے قول

اے وہ (نبی) جس پہ ذکر نازل ہوا ہے تم تو مجنون ہو۔ (الحجر 6:15) کا جواب دیاگیاہے۔ اسی کیلئے اللہ تعالیٰ نے یہ قسم کھائی ہے۔

9-آپ نے اس وحی الٰہی کی تبلیغ میں بے انتہاء مشقت اٹھائی نیز چونکہ آپ نے حق کی دعوت پھیلائی تھی قیامت تک اسکے اثرات جاری رہیں گے اور ختم نہ ہوں گے لہٰذا آپکا اجر بھی جاری رہے گا ختم نہ ہوگا۔

اسکے علاوہ آپ اخلاق کے اعلیٰ ترین مرتبہ پہ فائز ہیں۔ آپ کو صادق اور امین تو آپ کے دشمن بھی تسلیم کرتے ہیں۔

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۠ وَهُوَ اَعْلَمُ

بلا شبہ آپ کا رب خوب جانتا ہے کہ کون اس کی راہ بھول گیا ہے اور وہ جانتا ہے کون

بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۷﴾ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۸﴾ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ

ہدایت یافتہ ہیں ○ لہٰذا آپ جھٹلانے والوں کی بات نہ مانیئے ○ وہ چاہتے ہیں کہ اگر آپ نرم رویہ اختیار کریں

فَيُدْهِنُوْنَ ﴿۹﴾ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ﴿۱۰﴾ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۢ

تو وہ بھی نرم ہو جائیں[1] ○ اور ہر قسمیں کھانے والے[2] ذلیل کی بات نہ مانیئے[3] ○ جو طعنے دینے والا ہے اور چغلیاں

بِنَمِيْمٍ ﴿۱۱﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ﴿۱۲﴾ عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ﴿۱۳﴾

کھاتا پھرتا ہے ○ بھلائی[4] سے ہردم روکنے والا، حد سے بڑھنے والا گنہگار ○ بڑا اجڈ ہے اور ان کے علاوہ بد اصل[5]

اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿۱۴﴾ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ

ہے ○ اس لئے کہ وہ مالدار ہے اور بیٹوں والا ہے[6] ○ جب اس پر ہماری آیات پڑھی جاتی ہیں تو کہتا ہے

اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۵﴾ سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ﴿۱۶﴾ اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا

کہ "یہ پہلے لوگوں کے قصے ہیں" ○ جلد ہم اس کی لمبوتری ناک پر داغیں گے[7] ○ ہم نے انہیں آزمایا[8]

بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَلَا

ہے ○ جیسے باغ والوں کو آزمایا تھا جبکہ انہوں نے قسمیں کھائیں کہ وہ صبح دم ہی باغ کا پھل توڑلیں گے ○ اور

يَسْتَثْنُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿۱۹﴾

وہ کوئی استثنا نہیں کر رہے تھے ○ پھر آپ کے رب کی طرف سے ایک آفت اس پر پھر گئی وہ سوئے ہوئے

فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ﴿۲۰﴾ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ﴿۲۱﴾ اَنِ اغْدُوْا عَلٰى

تھے ○ اور باغ یوں ہو گیا جیسے کوئی کٹی ہوئی کھیتی ہو ○ وہ صبح دم ہی ایک دوسرے کو پکارنے لگے ○

حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ ﴿۲۲﴾ فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ﴿۲۳﴾

اگر تمہیں پھل توڑنا ہے تو سویرے سویرے اپنی کھیتی کی طرف نکل چلو ○ پھر وہ چل پڑے اور آپس

اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ﴿۲۴﴾ وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ

میں چپکے چپکے کہہ رہے تھے ○ کہ آج کوئی مسکین تمہارے پاس نہ آئے ○ اور وہ صبح ہی لپکتے ہوئے وہاں

قٰدِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْٓا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ﴿۲۶﴾ بَلْ نَحْنُ

جا پہنچے جیسے وہ (پھل توڑنے کی) پوری قدرت رکھتے ہیں ○ پھر جب انہوں نے باغ دیکھا تو کہنے لگے:

مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ﴿۲۸﴾

یقیناً ہم راہ بھول گئے ○ بلکہ ہم محروم ہوگئے ○ ان کے منجھلے نے کہا: میں نے تمہیں کہا نہیں تھا

قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى

کہ تم تسبیح کیوں نہیں کرتے ○ وہ کہنے لگے: پاک ہے ہمارا رب، ہم ہی ظالم تھے ○ پھر وہ ایک دوسرے

بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ﴿۳۱﴾

کی طرف متوجہ ہو کر آپس میں ملامت کرنے لگے ○ بولے: ہائے افسوس ہم ہی سرکش ہو گئے تھے ○

1-جب قریش کی اسلام کی دعوت روکنے کی ہر کوشش ناکام ہوگئی تو انہوں نے آپ ﷺ سے "کچھ لو اور کچھ دو" کے اصول پہ سمجھوتے کی کوششیں شروع کردیں۔ یہ کوششیں کئی دفعہ کی گئیں۔

2-آپ ﷺ کی صاف ستھری اعلیٰ اخلاق کی حامل شخصیت کا تقابل روسائے قریش کے اخلاق سے کیا گیا ہے۔ کیا یہ تذکرہ کسی خاص فرد کے بارے میں کیا گیا ہے؟ کہا گیا کہ اخنس بن شریق کا ذکر ہے۔

یہ قرآن کریم کا اعلیٰ ترین اسلوب ہے کہ وہ کسی بری خصلت کا ذکر کرتے ہوئے متعلقہ شخصیت کے نام کا ذکر نہیں کرتا بلکہ صفات اس انداز میں بیان کردی جاتی ہیں کہ بات واضح ہو جاتی ہے۔

3-خود اسکی بات میں وزن نہیں ہے قسمیں کھا کر یقین دلانا چاہتا ہے۔

4-خیر کے معنی بھلائی کے علاوہ مال و دولت کے بھی ہیں۔ اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ نہ صرف خود بخیل اور کنجوس ہے بلکہ دوسروں کو بھی بخل کی راہ لگاتا ہے۔

5-زنیم۔ جس کا نسب مشکوک ہو۔ ولید بن مغیرہ ابو جہل سے پہلے قریش کا رئیس تھا۔ کہتے ہیں کہ اس کے نسب کا اٹھارہ سال بعد پتہ چلا۔

6-اسکی دھونس صرف اسلیئے مانی جائے کہ وہ صاحب مال و اولاد ہے۔

7-ہماری لسان میں بھی اونچی ناک والا کہہ کر ایسا شخص مراد لیا جاتا ہے جو خود کو بہت معزز سمجھتا ہو۔ اس لحاظ سے آیت کا مفہوم یہ ہوگا کہ ہم اسے ذلیل کر کے رکھ دیں گے۔ دوسری صورت میں لفظی معنی بھی مراد ہو سکتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یوم بدر ولید بن مغیرہ کی ناک پہ وار کیا گیا۔

8-مراد قریش ہیں جنہیں باغ والوں کی طرح آزمایا گیا۔ یہ باغ کا قصہ کیا ہے؟

تفسیری روایت کے مطابق یمن میں صنعا کے قریب ایک باغ تھا جسکا مالک خدا ترس تھا اور باغ کی پیداوار غریبوں مسکینوں میں بھی تقسیم کرتا۔ اسکے باغ میں اللہ تعالیٰ نے خوب برکت رکھی جب وہ فوت ہوا تو اسکے بیٹوں نے فقیروں مسکینوں سے بچنے کیلئے رات ہی رات کو پھل کاٹنے کا فیصلہ کرلیا۔ انکی اس بدنیتی کا اثر یہ ہوا کہ پھل کاٹنے سے پہلے ہی باغ جل کر بھسم ہوگیا۔

عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ﴿۳۲﴾

کچھ بعید نہیں، ہمارا رب بدلے میں اس سے اچھا باغ عطا کرے[1]۔ ہم اپنے رب کی طرف راغب ہوتے

كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا

ہیں○ ایسا ہوتا ہے عذاب اور آخرت کا عذاب تو اس سے بھی بڑا ہے۔ کاش! یہ لوگ

يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۳۴﴾

جان لیتے○ متقین کے لئے ان کے رب کے ہاں نعمتوں والی جنتیں ہیں○

اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۵﴾ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۶﴾

کیا ہم فرمانبرداروں کا حال مجرموں کا سا بنا دیں گے؟[2]○ کیا ہوگیا ہے یہ تم کیسا حکم لگاتے ہو○

اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ﴿۳۸﴾

یا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم (یہ) پڑھتے ہو○ تمہارے لئے آخرت میں وہی ہوگا جو تم پسند کرو

اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ اِنَّ لَكُمْ

گے؟○ یا ہمارے ذمہ تمہارے پاس حلفیہ عہد ہیں جو یوم قیامت پہنچیں گے کہ تمہیں وہی کچھ ملے گا جو

لَمَا تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۹﴾ سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اَمْ لَهُمْ شُرَكَاۗءُ

تم حکم لگاؤ گے○؟ آپ ان سے پوچھئے کہ اس کا ضامن کون ہے؟○ یا ان کے کچھ شریک ہیں؟

فَلْيَاْتُوْا بِشُرَكَاۗىِٕهِمْ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ﴿۴۱﴾ يَوْمَ يُكْشَفُ

پھر اگر وہ سچے ہیں تو اپنے شریکوں کو لائیں○ جس دن پنڈلی

عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۴۲﴾

کھول دی جائے گی[3] اور انہیں سجدہ کرنے کو بلایا جائیگا تو یہ سجدہ نہ کر سکیں گے○

خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۭ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ

ان کی نگاہیں جھکی ہوں گی اور ان پر ذلت چھائی ہوگی۔ وہ (دنیا میں) سجدہ کی طرف بلائے

اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَذَرْنِيْ وَمَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا

جاتے تھے اور اس وقت تو وہ صحیح و سالم تھے○ لہٰذا جو شخص اس کلام کو جھٹلاتا ہے اس کا معاملہ مجھ پر

الْحَدِيْثِ ۭ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاُمْلِيْ

چھوڑ دو۔ ہم انہیں بتدریج یوں تباہی طرف لے جائیں گے کہ انہیں خبر بھی نہ ہوگی[4]○ اور میں ان کی رسی

لَهُمْ ۭ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿۴۵﴾ اَمْ تَسْـَٔــلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ

دراز کر رہا ہوں۔ بلاشبہ میری تدبیر کا کوئی توڑ نہیں○ یا آپ ان سے کوئی صلہ مانگتے ہیں کہ

مُّثْقَلُوْنَ ﴿۴۶﴾ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ

وہ تاوان سے دبے جارہے ہیں[5]○ یا ان کے پاس غیب ہے جسے وہ لکھ لیتے ہیں[6]○ پس اپنے رب کے حکم

رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ﴿۴۸﴾

سے صبر کیجئے اور مچھلی والے کی طرح نہ ہونا[7]۔ جب انہوں نے پکارا اور وہ غم سے بھرے ہوئے تھے[8]○

1-قریش اول تو یوم الحساب کو تسلیم ہی نہ کرتے اور تسلیم کر بھی لیتے تو کہتے کہ جس نے آج ہمیں مال و دولت اور دیگر نعمتیں دے رکھی ہیں وہاں ہمیں محروم نہ کرے گا۔ حالانکہ انہیں یہ علم نہیں کہ یہاں تو وہ فتنہ ہے جبکہ آخرت میں استحقاق کی بناپہ ملے گا۔

2-دنیا کا کوئی بادشاہ امن پسند شہری اور ایک مجرم کے ساتھ یکساں سلوک نہیں کرتا تو کیا اللہ احکم الحاکمین ایسا کریں گے؟

3-حضرت ابو سعید خدری ؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

یوم قیامت اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی کھولے گا۔ تو ہر مومن مرد اور عورت سجدہ میں گر پڑیں گے۔ صرف وہی لوگ باقی رہ جائیں گے جو لوگوں کو دکھلانے اور شہرت کیلئے سجدہ کیا کرتے تھے۔ وہ سجدہ تو کرنا چاہیں گے مگر انکی پشت اکڑ کر تختہ ہو جائے گی۔

(بخاری)

یوم قیامت اللہ تعالیٰ کی پنڈلی کھولا جانا درج بالا حدیث کی رو سے یقینی ہے مگر کیا اس آیت میں یہی واقعہ بیان کیا گیا ہے یا کسی اور بات کی طرف اشارہ ہے۔ اس کی کوئی دلیل ہمارے پاس نہیں ہے۔

عرب محاورہ کے مطابق "کشف ساق" سخت مصیبت آپڑنے کو بھی کہتے ہیں۔

حضرت ابن عباس ؓ سے یہی مفہوم مروی ہے ممکن ہے کہ دونوں صورتیں ہی مراد ہوں۔ واللہ اعلم

4-جس آزمائش یعنی مال و دولت کی کثرت کو وہ نعمت سمجھ رہے ہیں۔ ایسی "نعمتوں" میں مگن یہ عذاب میں جاپڑیں گے۔

5-آپ ﷺ کی یہ شفاف (Crystal Clear) دعوت تسلیم کرنے میں آخر آج انہیں کونسا امر مانع ہے؟

6-یا یہ لوح محفوظ سے غیب نقل کرتے ہیں؟ اور اس بناپہ آپ سے جھگڑتے ہیں؟

7-مراد حضرت "یونس بن متی" ہیں جو اپنی قوم کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے ناراض ہوگئے اور اللہ کے حکم کے بغیر ہی قوم کو چھوڑ دیا اور بحری جہاز میں سوار ہوگئے۔ پھر مچھلی نے انہیں نگل لیا دیکھیں (انبیاء 87:21) اور (الصافات 143:37)

8- مکظوم۔ کظم۔ سانس کی نالی۔ کظیم اور مکظوم اس شخص کو کہتے ہیں جو اندر ہی اندر غم و غصہ سے بھرا ہوا ہو۔ قوم کے ایمان نہ لانے کا غم' اللہ کے حکم کے بغیر قوم کو چھوڑنے کی غلطی کا غم' مچھلی کے نگلنے کا غم۔

لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ﴿۴۹﴾

اگر انہیں ان کے رب کا فضل سنبھالا نہ دیتا تو وہ برے حالوں چٹیل میدان میں پھینک دیئے گئے تھے○

فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ

چنانچہ ان کے رب نے انہیں برگزیدہ کیا[1] اور نیکوکاروں میں شامل کردیا[2]○ اور کافر لوگ جب قرآن سنتے ہیں

كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ

تو آپ کو ایسی نظروں سے دیکھتے ہیں کہ گویا آپ کے قدم ڈگمگا دیں گے اور کہتے ہیں کہ "یہ

لَمَجْنُوْنٌ ﴿۵۱﴾ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۲﴾

تو ایک مجنون" ہے○ حالانکہ یہ (قرآن) تمام اہل عالم کے لئے نصیحت ہے۔○

سُوْرَةُ الْحَآقَّةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِثْنَتَانِ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

آیات ۵۲ (۶۹) سورۂ حاقہ مکی ہے (۷۸) رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

اَلْحَآقَّةُ ﴿۱﴾ مَا الْحَآقَّةُ ﴿۲﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ﴿۳﴾

سچ مچ ہونے والی○ اور سچ مچ ہونے والی کیا ہے؟○ آپ کیا جانیں کہ وہ ہو کے رہنے والی کیا ہے؟○

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ ﴿۴﴾ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا

قوم ثمود اور عاد نے کھڑکھڑانے والی (قیامت)[3] کو جھٹلایا تھا○ ثمود ایک ہیبت ناک[4] (چیخ)

بِالطَّاغِيَةِ ﴿۵﴾ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ﴿۶﴾

سے ہلاک کردیئے گئے○ رہے عاد تو وہ سناٹے کی سخت آندھی[5] سے ہلاک کئے گئے○

سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا

اللہ تعالیٰ نے اس آندھی کو ان پر متواتر سات راتیں اور آٹھ دن مسلط کئے رکھا۔ (آپ وہاں ہوتے تو) دیکھتے

فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ﴿۷﴾

کہ وہاں لوگ یوں (چاروں شانے) چت گرے پڑے ہیں جیسے وہ کھجوروں کے کھوکھلے تنے[6] ہوں○

فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ﴿۸﴾ وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ

کیا آپ ان میں سے کوئی بھی باقی بچا دیکھتے ہیں؟○ اور فرعون جو لوگ اس سے پہلے تھے اور جو الٹائی

وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ﴿۹﴾ فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ

ہوئی بستیوں میں رہتے تھے گناہ کے کام کرتے تھے○ ان سب نے اپنے پروردگار کے رسول کی نافرمانی کی

فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً ﴿۱۰﴾ اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ

تو اللہ نے بھی انہیں بڑی شدت سے پکڑا○ جب پانی کا طوفان حد سے بڑھا تو ہم نے تمہیں کشتی[7] میں

فِي الْجَارِيَةِ ﴿۱۱﴾ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ﴿۱۲﴾

سوار کیا[8]○ تاکہ ہم اسے تمہاری یادگار بنا دیں اور یاد رکھنے والے کان اس کی یاد کو محفوظ رکھیں○

1-حضرت یونس مچھلی کے پیٹ میں یہ دعا کرتے رہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"ذی النون (مچھلی والے یعنی حضرت یونس) کی دعا جبکہ وہ مچھلی کے پیٹ میں تھے یہ تھی۔"

﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾

"تیرے سواء کوئی الہ نہیں تو پاک ہے بے شک میں ظالموں میں سے ہوگیا تھا۔"

کسی بھی مسلمان نے اس دعا سے اللہ کو پکارا تو اللہ نے ضرور اسے قبول فرمایا۔

(ترمذی)

2-مچھلی کے پیٹ سے زندہ نکالنے کے علاوہ یہ بھی اللہ کی مہربانی ہوئی کہ انہیں ایسی جگہ ڈالا گیا جہاں سایہ کیلئے بیل میسر ہوئی اور مذموم کی بجائے محمود ہوگئے۔

3-اسے کھڑکھڑانے والی کہا کیونکہ یہ لوگوں کو بیدار کردے گی۔ قیامت کا معاملہ اتنا ہی نہیں ہے کہ کسی نے اسکو جھٹلایا دیا تو کسی نے تصدیق کردی۔ یا جب آئے گی تو دیکھا جائے گا بلکہ جنہوں نے قیامت کا انکار کیا انکا انجام دنیا دیکھ چکی ہے۔

4-طاغیہ۔ حد سے بڑھی ہوئی شدت۔ خوفناک اور ہولناک آواز۔

5-نہایت یخ بستہ تند و تیز آندھی کے عذاب سے قوم عاد کو تباہ کیا گیا۔

6-قوم عاد کے لوگ انتہائی طویل القامت، مضبوط جسم کے مالک لوگ تھے جسکے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"بستیوں میں اس جیسا کوئی پیدا ہی نہیں ہوا۔"

(الفجر 8:89)

جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تو یہ طویل القامت لوگ ایسے چاروں شانے چت زمین پر گرے کہ ان کا سر تن سے جدا ہو جاتا۔ یوں معلوم ہوتا کہ کھجوروں کے کھوکھلے تنے پڑے ہوئے ہیں۔

ایک حالیہ تحقیق میں یہ بتایا گیا ہے کہ اہرامات مصر تعمیر کرنے والی قوم یہی قوم عاد تھی کیونکہ یہ لوگ بہت طویل القامت تھے لہٰذا ان کیلئے یہ بلند و بالا اہرامات تعمیر کرنا ممکن ہوا۔

7-اشارہ طوفان نوح کی جانب ہے اور مخاطب سارے بنی نوع انسان کیونکہ یہ سب انہی کی اولاد ہیں جو کہ اس کشتی میں سوار تھے۔

8-یہ طوفان اور سیلاب اتنا بڑا تھا کہ پہاڑ تک اس میں غرق ہوگئے۔ آسمان نے پانی برسایا اور زمین نے بھی پانی اگلا اب ایک کشتی کی کیا حیثیت تھی خاص طور پہ جب اہل کشتی کو یہ بھی نہ معلوم ہو کہ انکی منزل مقصود کیا ہے؟

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿۱۳﴾ وَّحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَ

پھر جب صور میں ایک دفعہ پھونک ماری جائے گی[1] O اور زمین اور پہاڑوں

الْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ﴿۱۴﴾ فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿۱۵﴾

کو اٹھا کر ایک ہی چوٹ میں ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا O تو اس دن ہونے والا واقعہ پیش آئے گا O

وَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ﴿۱۶﴾ وَّالْمَلَكُ عَلٰى أَرْجَائِهَا

اور آسمان پھٹ جائے گا اور اس دن اس کی بندش ڈھیلی ہوگی O اور فرشتے اس کے کناروں پر ہوں گے۔

وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ﴿۱۷﴾ يَوْمَئِذٍ

اور اس دن آٹھ فرشتے آپ کے رب کے عرش کو اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہوں گے[2] O اس دن

تُعْرَضُونَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ﴿۱۸﴾ فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ

تم (اللہ کے حضور) پیش کئے جاؤ گے (اور) تمہارا کوئی راز چھپا نہ رہ جائے گا O پھر جس شخص کا اعمالنامہ

كِتٰبَهٗ بِيَمِينِهٖ فَيَقُولُ هَاؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ﴿۱۹﴾ إِنِّي

اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ[3] کہے گا: "یہ لو، میرا اعمالنامہ پڑھو O مجھے

ظَنَنْتُ أَنِّي مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ﴿۲۰﴾ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿۲۱﴾

یقین تھا کہ مجھے اپنا حساب ملنے والا ہے" O پس وہ دل پسند عیش میں ہوگا O

فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿۲۲﴾ قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ ﴿۲۳﴾ كُلُوا وَاشْرَبُوا

عالی مقام جنت میں O جس کے پھلوں کے گچھے جھک رہے ہوں گے O انہیں کہا جائے گا گزشتہ ایام میں جو

هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ ﴿۲۴﴾ وَأَمَّا مَنْ

عمل تم کر چکے ہو اس کے بدلے اب مزے سے کھاؤ پیو O مگر جسے

أُوتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ فَيَقُولُ يٰلَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتٰبِيَهْ ﴿۲۵﴾

نامۂ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا: "کاش! مجھے میرا اعمالنامہ دیا ہی نہ جاتا O

وَلَمْ أَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ﴿۲۶﴾ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ﴿۲۷﴾ مَا

اور مجھے یہ معلوم نہ ہوتا کہ میرا حساب کیا ہے؟ O کاش! موت ہی فیصلہ چکا دیتی O میرا

أَغْنٰى عَنِّي مَالِيَهْ ﴿۲۸﴾ هَلَكَ عَنِّي سُلْطٰنِيَهْ ﴿۲۹﴾ خُذُوهُ

مال بھی میرے کسی کام نہ آیا O اور میری حکومت بھی برباد ہوگئی[4]" O (حکم ہوگا) "اسے پکڑ لو اور

فَغُلُّوهُ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلُّوهُ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا

(گردن میں) طوق پہنا دو O پھر اسے جہنم میں جھونک دو O پھر اسے ایک ستر گز لمبی

سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوهُ ﴿۳۲﴾ إِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ

زنجیر میں جکڑ دو O یہ نہ اللہ بزرگ و برتر پر ایمان

بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ ﴿۳۳﴾ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِينِ ﴿۳۴﴾

لاتا تھا O اور نہ مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتا تھا O

1-اس پہلے نفخہ کا اثر انسانوں پہ تو یہ ہوگا کہ انہیں موت طاری ہو جائے گی۔ دوسری مخلوق بھی اس نفخہ سے تہہ وبالا ہو جائے گی۔ زمین اور پہاڑوں کا حشر یہ ہوگا کہ جیسے کسی نے کوٹ کوٹ کر ریزہ ریزہ کر دیا ہے۔

فرمان الٰہی ہے۔

"لوگ آپ سے پہاڑوں کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ کہئے! کہ میرا رب انہیں دھول بنا کر اڑا دے گا۔ اور زمین کو صاف میدان بنادے گا کہ آپ اس میں کوئی نشیب و فراز نہ دیکھیں گے۔ اس دن لوگ پکارنے والے کے پیچھے ہولیں گے کوئی اس سے انحراف نہ کرسکے گا اور رحمٰن کے آگے سب آوازیں دب جائیں گیں اور خفی آواز کے سوا تو کچھ نہ سنے گا"۔

(طٰہٰ 103-108:20)

2-احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے صرف اللہ تعالیٰ ہی تھے اور کچھ نہ تھا پھر ایک وقت آیا کہ اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پہ تھا۔ اس کا عرش اتنا بڑا ہے کہ زمین و آسمان کو محیط ہے۔ یوم قیامت جو فرشتے اللہ کا عرش اٹھائے ہوں گے وہ خود کہاں کھڑے ہونگے؟ ان سب باتوں کیلئے ہمیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ پریشان ہو بھی جائیں تو فائدہ کچھ نہیں کیونکہ ہمارے دماغ کی یہ استعداد (Capacity) ہی نہیں ہے۔ ہم صرف اتنی بات پر ایمان لاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بتلادی ہے ہمیں اس میں نہ کمی نہ اضافہ کرنے کی ضرورت ہے اور نہ کسی قسم کی تاویل کرنے کی۔

حضرت ابو زرین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا۔

"یارسول اللہ! ﷺ ہمارا رب مخلوق پیدا کرنے سے پہلے کہاں تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا "عما" میں کہ اس کے نیچے بھی کچھ نہ تھا اور اوپر بھی کچھ نہ تھا پھر اس نے اپنے عرش کو پانی پر پیدا کیا۔ احمد (راوی) کہتے ہیں کہ عما کے معنی یہ ہیں کہ اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی"۔

(ترمذی)

حضرت عمران حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ تھا اور اس سے پہلے کوئی چیز نہ تھی۔ اس کا عرش پانی پہ تھا اس نے ہر چیز کو لوح محفوظ میں لکھ لیا پھر اس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا"۔

(بخاری)

3-دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ ملنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی عدالتوں میں بری ہوگیا اور اللہ کی رحمت کا مستحق ہوگیا۔ وہ خوشی خوشی اپنا رزلٹ دکھلاتا ہے۔

4-سلطانیہ۔ دوسرا معنی حجت، دلیل یا برہان بھی ہے۔ گویا انکار آخرت کے جتنے دلائل میں دیا کرتا تھا۔ آج وہ سب ناکام ہوگئی ہیں۔

فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ﴿۳۵﴾ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ

لہٰذا آج اس کا کوئی غمخوار دوست نہ ہوگا○ اور زخموں کے دھوؤں ھنگال کے سوا اسے کچھ کھانے

غِسْلِيْنٍ ﴿۳۶﴾ لَّا يَاْكُلُهٗۤ اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَا

کو بھی نہ ملے گا○ جسے گنہگاروں[1] کے سوا کوئی نہیں کھاتا○ پس[2] میں ان چیزوں کی قسم کھاتا ہوں جو

تُبْصِرُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ

تم دیکھتے ہو○ اور ان کی بھی جو تم نہیں دیکھتے[3]○ کہ بلاشبہ یہ (قرآن) ایک معزز رسول کی زبان سے

كَرِيْمٍ ﴿۴۰﴾ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۗ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾

نکلا[4] ہے○ یہ کسی شاعر کا قول نہیں ہے (مگر) تم لوگ کم ہی ایمان لاتے ہو○

وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۗ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ

اور نہ یہ کسی کاہن کا قول ہے تم لوگ کم ہی عبرت حاصل کرتے ہو○ نازل شدہ ہے۔

رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۳﴾ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ﴿۴۴﴾

رب العلمین کی طرف سے○ اگر وہ (رسول) کوئی بات خود گھڑ کر ہمارے ذمہ لگا دیتا○

لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ﴿۴۵﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَمَا

تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے○ پھر اس کی رگ گردن کاٹ ڈالتے[5]○ تو تم سے

مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾

کوئی بھی ہمیں اس کام سے روکنے والا نہ ہوتا○ یہ تو یقیناً متقیوں کے لئے ایک نصیحت ہے○

وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾ وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾

اور ہم خوب جانتے ہیں کہ تم میں سے جھٹلانے والے ہیں○ اور بلاشبہ یہ کافروں کے لئے باعث حسرت ہے○

وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۵۱﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۵۲﴾

اور یقیناً یہ بالکل حق ہے○ پس (اے نبی!) اپنے رب کے نام کی تسبیح کیجئے جو بڑی عظمت والا ہے○

سورۃ المعارج مکیۃ وھی اربع واربعون آیۃ وفیھا رکوعان

آیات ۴۴ (۷۰) سورۂ معارج مکی ہے (۷۹) رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

سَاَلَ سَآئِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ﴿۱﴾ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ

کسی طلب کرنے والے نے اس عذاب کا مطالبہ کیا[6] جو واقع ہو کے رہے گا○ جسے کافروں سے کوئی

لَهٗ دَافِعٌ ﴿۲﴾ مِّنَ اللّٰهِ ذِى الْمَعَارِجِ ﴿۳﴾ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ

ٹالنے والا نہیں○ (یہ) اللہ کی طرف سے (آئے گا) جو بلندیوں کا مالک ہے○ جس کی طرف روح اور فرشتے

الرُّوْحُ اِلَيْهِ فِىْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ﴿۴﴾

ایک دن میں چڑھتے ہیں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے○

1- دوسری جگہ فرمایا۔
﴿إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ – طَعَامُ الْأَثِيمِ﴾
زقوم (یعنی تھوہر) کا درخت گنہگاروں کا کھانا ہوگا۔
(الدخان 44:44)
﴿لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِنْ ضَرِيعٍ﴾
ان کیلئے ضریع (یعنی خاردار سوکھی گھاس) کے علاوہ کچھ کھانا نہ ہوگا۔
(الغاشیہ 6:88)
گویا جہنم میں بھی مختلف درجے ہیں اور مختلف قسم کے مجرموں کو مختلف قسم کی خوراک ملے گی جس سے انہیں پیٹ بھرنا ہوگا۔

2- یہاں "لا" زائدہ ہے جو عرب محاورہ کے مطابق ہے۔

3- جو وہ دیکھ رہے تھے وہ تو یہ ہے کہ انہی کے قبیلہ کنبہ کا ایک فرد ہے جس نے انکے سامنے اپنی زندگی کی چالیس بہاریں گزاریں۔ جسکی زندگی اخلاق کا اعلیٰ ترین نمونہ پیش کررہی تھی۔ جسکو اسکے دشمن بھی نہ جھٹلا سکیں اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ثبوت کے طور پہ کلام الٰہی پیش کیا۔ جسے لوگوں نے جھٹلایا تو اس نے چیلنج کردیا کہ اسے اللہ کا کلام نہیں مانتے تو اس جیسا کلام تم خود بھی بنا کے دکھلادو۔ پھر سب سے پہلے خود اس نے اس کلام پہ عمل کرکے دکھلایا۔ اور وہ یہ بھی دیکھ رہے تھے کہ جو لوگ ایمان لا رہے ہیں انکی زندگی میں کیا کچھ تبدیلیاں آرہی تھیں۔ جو کچھ وہ دیکھ نہیں رہے تھے وہ اللہ رب العزت کی ذات، فرشتے اور جنت اور جہنم وغیرہ ہیں۔

4- مراد آپ ﷺ ہیں یا جبریل امین بھی ہوسکتے ہیں۔

5- بعض جھوٹے نبوت کے مدعیوں نے قرآن کریم کی اس آیت کو اپنے حق میں دلیل کے طور پہ استعمال کرنے کی کوشش کی ہے کہ اگر ہم جھوٹے ہوتے تو فوراً ہی یہ سزا ہم پہ لاگو کردی جاتی۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ پورا قرآن کی تعلیم یہی ہے کہ آپ آخری نبی ہیں وہ تو انہیں نظر آئی مگر اس آیت سے اپنے حق میں دلیل نظر آجاتی ہے حالانکہ یہ سزا سچے نبی کیلئے ہے نہ کہ جھوٹے نبی کیلئے جیسے حضرت یونس کو صرف اس بنا پر مچھلی کا نوالہ بنا دیا گیا کہ وہ اللہ کی اجازت کے بغیر اپنی قوم کو چھوڑ چلے۔

6- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
نضر بن حارث نے یوں کہا تھا۔
"اے اللہ اگر یہ تیری جانب سے حق ہے تو ہمارے اوپر آسمان سے پتھر برسا دے یا المناک عذاب دے دے۔ (انفال 33) چنانچہ یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی۔"
(نسائی)

فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ۝٥ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ۝٦ وَّنَرٰىهُ

پس (اے نبی) آپ صبر کیجئے، صبر جمیل[1]○ یہ لوگ تو اسے بہت دور دیکھ رہے ہیں○ مگر ہم اسے قریب

قَرِيْبًا ۝٧ يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ۝٨ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ

دیکھ رہے ہیں○ جس دن آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہو جائے گا[2]○ اور پہاڑ ایسے ہوں گے جیسے دھنکی

كَالْعِهْنِ ۝٩ وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ۝١٠ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ۭ يَوَدُّ

ہوئی رنگ رنگ کی روئی○ اس دن کوئی جگری دوست جگری دوست کو نہ پوچھے گا○ (حالانکہ) وہ ایک

الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِىِٕذٍۢ بِبَنِيْهِ ۝١١ وَ

دوسرے کو دکھائے جائیں گے مجرم چاہے گا کہ اس دن بیٹوں کا فدیہ دے کر عذاب سے بچ جائے○ اور

صَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ ۝١٢ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ ۝١٣ وَمَنْ فِي

اپنی بیوی کا اور اپنے بھائی کا○ اور اپنے ان کنبہ کا جو اسے پناہ دیا کرتے تھے○ اور جو کچھ بھی

الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ ثُمَّ يُنْجِيْهِ ۝١٤ كَلَّا ۭ اِنَّهَا لَظٰى ۝١٥ نَزَّاعَةً

زمین میں ہے سب کچھ دے کر نجات پالے○ ہرگز ایسا نہیں ہوگا وہ آگ ہو گی○ کھالوں کو ادھیڑ[3]

لِّلشَّوٰى ۝١٦ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ۝١٧ وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ۝١٨ اِنَّ

دینے والی○ وہ اسے بلائے گی[4] جس نے حق سے پیٹھ پھیری اور سرتابی کی○ اور مال جمع کیا پھر سنبھال کر رکھا○[5]

الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ۝١٩ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۝٢٠ وَّاِذَا مَسَّهُ

بلاشبہ انسان تھڑولا[6] پیدا کیا گیا ہے○ جب اسے تکلیف پہنچی ہے تو گھبرا اٹھتا ہے○ اور جب مال

الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۝٢١ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ۝٢٢ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰي صَلَاتِهِمْ

ملتا ہے تو بخیل بن جاتا ہے[7]○ مگر نماز ادا کرنے والے○ جو ہمیشہ اپنی نماز پر

دَآىِٕمُوْنَ ۝٢٣ وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۝٢٤

قائم ہیں[8]○ اور جن کے اموال میں ایک حق مقرر ہے○ سائل[9] اور محروم (سوال سے بچنے کی بنا پر)

لِّلسَّآىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝٢٥ وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝٢٦

کے لئے اور جو قیامت کے دن کی تصدیق کرتے ہیں○

وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۝٢٧ اِنَّ عَذَابَ

جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں[10]○ کیونکہ ان کے رب

رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ۝٢٨ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝٢٩

کا عذاب بے خوف رکھنے والا نہیں ہے○ اور جو لوگ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں○ ماسوا اپنی بیویوں یا

اِلَّا عَلٰٓي اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ

مملوکہ عورتوں کے کہ ان کے بارے میں انہیں کوئی ملامت[11]

مَلُوْمِيْنَ ۝٣٠ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝٣١

نہیں○ البتہ ان کے علاوہ جو کوئی اور راہ چاہیں تو ایسے ہی لوگ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں○

1-صبر جمیل یہ ہے کہ کسی کی ایذا رسانی کو ایسے برداشت کرلیا جائے کہ زبانی شکوہ شکایت بھی نہ ہو۔

2-اسکا دوسرا معنی تیل کا تلچھٹ بھی کیاگیا ہے۔ دونوں کا رنگ سرخی مائل ہوتا ہے۔

3-شواي- سراور جسم کی اطراف کی کھالیں۔ گویا یہ آگ جسم سے کھالوں کو کھینچ لے گی۔ جسم کھالوں کے بغیر ننگے ہونگے۔

4-جہنم کا کلام کرنا قرآن کریم کی دیگر آیات سے بھی ثابت ہے۔

5-گویا جہنمی کا بڑا جرم یہی ہوگا کہ اس نے حق سے تو اعراض کیا اور مال کی محبت میں ہی زندگی گزار دی۔

6-ھلوعا- رنج' بے ثبات' بے قرار' بخیل۔

یہ انسان کی فطری خصائص ہیں۔ ایمان اور عمل صالح سے انکی اصلاح ہوجاتی ہے۔ اہل ایمان کی طبیعت میں استقرار اور ٹھہراؤ پیدا ہوجاتا ہے۔

7-اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مال کی کثرت سے انسان کی طبیعت میں فیاضی پیدا نہیں ہوتی بلکہ بخل ہی میں اضافہ ہوتا ہے اور مزید ننانوے کے چکر میں پڑجاتا ہے۔

8-بخل اور جلدبازی وغیرہ انسان کی فطری خصوصیات ہیں۔ انکے اثرات زائل کرنے کا فطری طریقہ بھی اللہ تعالیٰ نے ہی بتایا ہے۔ اگلی آٹھ آیات میں انہی کی طرف اشارہ ہے۔ پہلی بات صلوٰۃ کا قیام ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے "دائمون" کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ گویا پابندی کرنے میں ایسا نہیں کہ کبھی تو تہجد پڑھ رہے ہیں اور کبھی فرض صلوٰۃ کی بھی ہوش نہیں۔ اس کے علاوہ ان کی صلوٰۃ میں سکون اور اطمینان بھی ہوتا ہے۔

9-سائل سے مراد پیشہ ور گداگر نہیں ہیں بلکہ وہ لوگ جو فی الواقعہ مانگنے پہ مجبور ہوں۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"جو شخص اپنا مال بڑھانے کیلئے لوگوں سے سوال کرتا ہے وہ دراصل آگ کے انگارے طلب کرتا ہے۔ اب وہ چاہے تو زیادہ کرلے اور چاہے تو کم کرلے۔"

(بخاری)

10-اگرچہ انسان کو قیامت کے برپا ہونے پہ ایمان ہو مگر ساتھ ہی ایسے عقائد ہوں جیسے پیر کی سفارش کا عقیدہ کہ وہ اپنے سب مریدوں کو بخشوالے گا وغیرہ تو ایسا ایمان غیر موثر ہو کر رہ جاتا ہے اور اللہ کے عذاب سے خوف پیدا نہیں ہوسکتا۔

11-ملک یمین اور بیوی کے علاوہ شہوت رانی کا کوئی اور طریقہ اس آیت کی رو سے ممنوع قرار پایا۔ ہم جنس پرستی جسے آج کل مغربی ممالک میں اور امریکہ میں قانونی حمایت حاصل ہے اس قدر غیر فطری فعل ہے کہ کسی جانور میں بھی یہ خصلت نہیں پائی گئی۔

مغرب کی تہذیب سے مرعوب بعض لوگوں کو ملک یمین سے تمتع کی اجازت پہ بڑا اعتراض ہوتا ہے حالانکہ یہ اللہ کی رحمت ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں (النساء 24:4) اور (المومنون 6:23)

وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ﴿٣٢﴾ وَالَّذِينَ هُمْ

اور جو اپنی امانتوں[1] اور اپنے عہد کا پاس رکھتے ہیںO اور جو اپنی

بِشَهَادَاتِهِمْ قَائِمُونَ ﴿٣٣﴾ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ

شہادتوں پر (راست بازی سے) قائم رہتے ہیںO اور جو اپنی نمازوں[2] کی

يُحَافِظُونَ ﴿٣٤﴾ أُولَٰئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُكْرَمُونَ ﴿٣٥﴾ فَمَالِ الَّذِينَ

حفاظت کرتے ہیںO یہی لوگ عزت اکرام کے ساتھ جنتوں میں رہیں گےO ان[3] کافروں کو کیا ہوگیا

كَفَرُوا قِبَلَكَ مُهْطِعِينَ ﴿٣٦﴾ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ

ہے کہ یہ آپ کی طرف دوڑے آرہے ہیںO دائیں سے اور بائیں سے

عِزِينَ ﴿٣٧﴾ أَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِنْهُمْ أَنْ يُدْخَلَ جَنَّةَ

گروہ در گروہ (آرہے ہیں)O کیا[4] ان میں سے ہر ایک طمع رکھتا ہے کہ اسے نعمتوں والی جنت میں داخل

نَعِيمٍ ﴿٣٨﴾ كَلَّا ۖ إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِمَّا يَعْلَمُونَ ﴿٣٩﴾ فَلَا أُقْسِمُ

کردیا جائے گا؟O ہرگز[5] ایسا نہ ہوگا ہم نے انہیں اس چیز سے پیدا کیا ہے جسے یہ خود بھی جانتے ہیںO سو[6] میں

بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ إِنَّا لَقَادِرُونَ ﴿٤٠﴾ عَلَىٰ أَنْ نُبَدِّلَ

مشرقوں اور مغربوں کے مالک کی قسم[7] کھا کر کہتا ہوں کہ ہم یقیناً اس بات پر قادر ہیں

خَيْرًا مِنْهُمْ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ﴿٤١﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا

کہ ان کے بدلے ان سے بہتر مخلوق لے آئیں اور کوئی ہم سے بازی لے جانے والا نہیں ہےO لہٰذا انہیں

وَيَلْعَبُوا حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿٤٢﴾ يَوْمَ يَخْرُجُونَ

بیہودہ باتوں اور کھیل میں رہنے دیں حتیٰ کہ وہ دن دیکھ لیں جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہےO جس

مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا كَأَنَّهُمْ إِلَىٰ نُصُبٍ يُوفِضُونَ ﴿٤٣﴾ خَاشِعَةً

دن وہ اپنی قبروں سے نکل کر ایسے دوڑے جارہے ہوں گے جیسے اپنے بتوں کی طرف[8] دوڑ رہے ہوںO ان

أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۚ ذَٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿٤٤﴾

کی نگاہیں جھکی ہوں گی ذلت ان پر چھا رہی ہوگی۔ یہی وہ دن ہے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھاO

سورة نوح مكية وهي ثمان وعشرون آية وفيها ركوعان

آیات ۲۸ (۷۱) سورہ نوح مکی ہے (۷۱) رکوع ۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہےO

إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ أَنْ أَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ أَنْ

ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا کہ اپنی قوم کو (انجام) ڈراؤ قبل اس کے کہ ان پر ایک المناک

يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١﴾ قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُبِينٌ ﴿٢﴾

عذاب آئےO انہوں نے کہا "اے میری قوم! بلاشبہ میں تمہارے لیے صاف طور پر ڈرانے والا ہوںO

1-امانتیں مالی بھی ہوتی ہیں اور قولی بھی مثلاً کسی کا راز۔ اسی طرح مختلف مناصب اور مختلف ذمہ داریاں بھی امانتیں ہی ہیں۔ اسی طرح انسان کی زندگی ہی مختلف قسم کے عہد سے ترتیب پاتی ہے۔ پہلا عہد جو انسان نے اللہ تعالیٰ سے کیا جسے عہد الست کہا جاتا ہے۔ پھر اسلام قبول کرنا بذات خود ایک عہد ہے۔ شادی ایک عہد ہے۔ اسی طرح انسان اپنی روزمرہ کی زندگی میں بے شمار کاروباری وغیر کاروباری معاہدے کرتا ہے۔ وہ ان سب کی حفاظت کرتے ہیں۔

2-حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا

"بڑے بڑے کبیرہ گناہ یہ ہیں۔ اللہ کے ساتھ شرک کرنا ناحق قتل کرنا والدین کی نافرمانی اور جھوٹی شہادت۔"

(بخاری)

3-ان صفات کی ابتداء صلوٰۃ سے ہوئی اور آخر میں پھر صلوٰۃ کا ذکر کیا گیا۔ اس سے صلوٰۃ کی انسانی زندگی کی صحیح نہج میں تربیت کے سلسلے میں اہمیت واضح ہوتی ہے۔

4-تاکہ جب آپ قرآن کریم کی تلاوت فرمائیں تو یہ ہلڑبازی کریں اور لوگوں کو قرآن سننے سے روک دیں۔

5-انکی منطق یہ تھی اگر قیامت برپا ہو بھی گئی تو جس اللہ نے آج ہمیں یہ نعمتیں دے رکھی ہیں وہ وہاں بھی دیگا۔ اور وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ یہ دنیا تو دارالامتحان ہے۔

6-اسکے باوجود اتنا تکبر کہ اللہ اپنے خالق کو بھی جھٹلا رہے ہیں اور اس کے پیارے نبی کو بھی جو کہ اعلیٰ ترین اخلاق کا مالک ہے۔

7-یہاں کئی مشرقوں اور مغربوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسکی تشریح دو طرح سے کی جاسکتی ہے۔ کیا عجب ہے کہ دونوں ہی مراد ہوں؟ متعلقہ زمین کی نسبت سے شمس طلوع ہونے کی جگہ مشرق اور غروب ہونے کی جگہ مغرب کہلاتی ہے۔

(ا)۔ شمس مشرق و مغرب کے درمیان ہر روز تھوڑا تھوڑا کھسکتا جاتا ہے حتیٰ کہ سردیوں میں جنوب کی طرف اور گرمیوں میں شمال کی طرف کھسک جاتا ہے۔ اس لحاظ سے 360 مشرق اور 360 ہی مغرب ہوئے۔ اکثر مفسرین نے یہی تشریح کی ہے۔

(ب)۔ اللہ تعالیٰ نے کائنات میں کتنے سورج (Stars)، کتنے قمر (Moons) اور کتنے سیارے (Planets) بنائے ہوئے ہیں۔ یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ ان سیاروں کے اپنے اپنے مشرق و مغرب ہیں۔

8-یا انکے استھانوں کی طرف کیونکہ وہ دنیا میں بہت تیزی سے ادھر جایا کرتے تھے۔

اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ ③ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ

کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس سے ڈرو اور میری اطاعت کرو[1]○ وہ تمہارے گناہ معاف کردے

ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ

گا○ اور تمہیں ایک مقررہ مدت تک مہلت دے گا[2] اور جب اللہ تعالیٰ کا مقرر کیا ہوا وقت

اِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ ۘ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ④ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ

آجائے گا تو اس میں تاخیر نہ ہوگی۔[3] کاش تم یہ بات جان لو"○ نوح[4] نے عرض کیا اے

وقف لازم

دَعَوْتُ قَوْمِىْ لَيْلًا وَّنَهَارًا ۙ ⑤ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِىْٓ اِلَّا

میرے رب!" میں نے اپنی قوم کو رات دن دعوت دی○ مگر میری دعوت سے ان کے فرار

فِرَارًا ⑥ وَاِنِّىْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ

میں اضافہ ہوا[5]○ اور میں نے جب بھی انہیں بلایا تاکہ تو انہیں معاف کردے تو انہوں نے اپنے کانوں میں

فِىْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا

انگلیاں ڈال لیں اور اپنے کپڑے (اپنے منہ پر) اوڑھ لئے[6] اپنی روش پر اڑ گئے اور تکبر کی

اسْتِكْبَارًا ۚ ⑦ ثُمَّ اِنِّىْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۙ ⑧ ثُمَّ اِنِّىْٓ اَعْلَنْتُ

انتہا کر دی○ پھر میں نے انہیں برملا دعوت دی○ پھر انہیں علانیہ بھی

لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ۙ ⑨ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ

سمجھایا اور چپکے چپکے بھی[7]○ اور کہا کہ اپنے رب سے معافی مانگ لو

اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۙ ⑩ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۙ ⑪

بلاشبہ وہ بڑا معاف کرنے والا ہے[8]○ تم پر آسمان سے خوب بارشیں برسائے گا○

وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ

اور تمہاری مال اور اولاد سے مدد کرے گا تمہارے لئے باغ پیدا کرے گا

وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ؕ ⑫ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۚ ⑬

اور تمہارے لئے نہریں جاری کرے گا○ تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم اللہ کے وقار کی توقع نہیں رکھتے[9]○

وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ⑭ اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ

حالانکہ اس نے تمہیں کئی حالتوں سے گزار کر پیدا کیا ہے[10]○ کیا تم دیکھتے نہیں[11] کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح

سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۙ ⑮ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا

آسمانوں کو اوپر تلے پیدا کیا○ اور ان میں چاند کو

وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ⑯ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ

نور اور سورج کو چراغ بنایا○ اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں زمین سے نباتات کی طرح اگایا○

الْاَرْضِ نَبَاتًا ۙ ⑰ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ⑱

پھر اسی زمین میں تمہیں واپس لے جائے گا اور (پھر دوبارہ) اسی سے نکال کھڑا کرے گا○

1- اللہ کے عذاب اور اسکی پکڑ سے اگر تم نے میری نبوت اور اللہ کی ربوبیت سے انکار کیا۔

بتوں کی عبادت چھوڑ کر صرف میری ہی عبادت کرو۔ اللہ کی پکڑ سے ڈر جاؤ اور میری اطاعت کرو کیونکہ اس نے مجھے تمہاری ہدایت کیلئے نبی بنا کر بھیجا ہے۔

2- بخشش کی صورت میں تمہاری طبعی عمر تک تمہیں زندگی کی مہلت مل جائے گی۔

3- جب عذاب الٰہی کا فیصلہ ہو جاتا ہے تو پھر وہ ٹلتا نہیں ہے۔

4- یہاں سے کافی لمبی دعوت کی سرگزشت چھوڑ کر آپ ﷺ کی نبوت کے آخری زمانہ کی وہ عرضداشت بیان کی جارہی ہے جو انہوں نے اللہ کے حضور پیش کی۔ حضرت نوح کا زمانہ تبلیغ نوسو پچاس سال تک پھیلا ہوا ہے۔ انہوں نے اس عرصہ میں ہر ہر طرح سے قوم کو سمجھانے کی کوشش کی۔ آخر میں اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے اطلاع دی کہ مزید لوگوں میں سے کوئی ایمان لانے والا نہیں ہے۔ اس پر انہوں نے اللہ کے حضور اپنی قوم کا یہ شکوہ کیا۔

5- حق سے دشمنی اور فرار میں ہی اضافہ ہوتا ہے اور میری ہر سیدھی بات کا الٹ ہی مطلب لیا گیا۔

6- بے نیازی اور بے رخی کی انتہاء ہے کہ خود کو کپڑوں سے ڈھانپ لیتے تھے تاکہ حضرت نوح انہیں پہچان سکیں۔ نہ ہی ان کی آواز کانوں تک پہنچے۔

7- مختلف طبیعت کے لوگوں کو بسا اوقات مختلف انداز متاثر کر جاتا ہے۔ حضرت نوح نے انہیں اجتماعی انداز میں دعوت دی اور انفرادی بھی۔

8- حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے قحط سالی اور بارشیں نہ ہونے کا شکوہ کیا۔ آپ ﷺ نے اسے کہا کہ استغفار کرو دوسرے نے فقروفاقہ اور قلت مال کا شکوہ کیا۔ آپ ﷺ نے اسے بھی استغفار کرنے کا کہا۔ تیسرے نے اولاد نرینہ نہ ہونے کا شکوہ کیا۔ آپ ﷺ نے اسے بھی استغفار کرنے کا کہا۔ کسی نے کہا کہ سب کے شکوے تو الگ الگ ہیں مگر آپ انہیں علاج ایک ہی بتلا رہے ہیں۔ انہوں نے دلیل کے طور پر قرآن کی یہ آیت پیش کر دی۔

9- بتوں کے وقار کا تمہیں خیال ہے جو تمہارے اپنے ہاتھ کے بنے ہوئے ہیں اسکے وقار کا کچھ خیال نہیں جو خالق کائنات ہے کہیں ناراض نہ ہو جائے۔

10- انسان مختلف مراحل سے گزرتا چلا جاتا ہے۔ سات مراحل تو آدم کا پتلا بنانے تک ہوئے۔ پھر سات مراحل رحم مادر میں انسان کو پیش آتے ہیں۔ زندگی میں نئے سرے سے نئے مراحل بچپن، جوانی، بڑھاپہ وغیرہ آتے رہتے ہیں۔

11- اسکا لازمی مفہوم یہی ہو تاکہ کیا تم دیکھتے نہیں؟ بلکہ کیا تم جانتے نہیں؟

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ﴿١٩﴾ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا

اور اللہ ہی نے تمہارے لئے زمین کو (فرش کی طرح) بچھا دیا[1] ○ تاکہ تم اس کے کھلے راستوں میں چل سکو○

فِجَاجًا ﴿٢٠﴾ قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ

نوح نے کہا: "اے میرے رب ! ان لوگوں نے میری نافرمانی کی اور ایسے شخص کے پیچھے لگ گئے جس

يَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗٓ اِلَّا خَسَارًا ﴿٢١﴾ وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ﴿٢٢﴾ وَ

کے مال اور اولاد نے ان کے لئے خسارہ ہی بڑھایا○ ان لوگوں نے بڑے بڑے مکرو فریب کیے[2] ○ اور

قَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّ

کہا کہ: اپنے الہوں کو کبھی نہ چھوڑنا، نہ ود کو چھوڑنا نہ سواع کو،[3]

لَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ﴿٢٣﴾ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۚ وَلَا

نہ یغوث کو، نہ یعوق کو اور نہ نسر کو○ انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کردیا ہے تو اب تو بھی ان ظالموں

تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ﴿٢٤﴾ مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا

کی گمراہی میں ہی اضافہ کر دے[4] ○ (چنانچہ) وہ اپنے گناہوں کی پاداش میں غرق کیے گئے[5]

نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ﴿٢٥﴾ وَ

اور جہنم میں داخل کر دیے گئے پھر انہوں نے اپنے لئے اللہ سے بچانے والا کوئی مدد گار نہ پایا○ اور

قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴿٢٦﴾

نوح نے کہا: "اے میرے رب! کافروں میں سے کوئی بھی اس زمین پر گھرانہ نہ چھوڑ

اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا

اگر تو نے انہیں چھوڑ دیا تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان سے جو اولاد ہوگی وہ بھی بدکردار

كَفَّارًا ﴿٢٧﴾ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ

اور سخت کافر ہی ہوگی○ اے میرے رب! مجھے، میرے والدین کو اور ہر شخص کو جو میرے گھر میں

مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ

مومن کی حیثیت سے داخل ہو اور سب مومن مردوں اور عورتوں کو معاف فرما دے

اِلَّا تَبَارًا ﴿٢٨﴾

اور ظالموں کے لئے اور زیادہ ہلاکت بڑھا

سورة الجن مكية وهي ثمان وعشرون آية وركوعان

آیات ۲۸ (۷۲) سورۂ جن مکی ہے (۴۰) رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ﴿١﴾

کہئیے! مجھے وحی ہوئی کہ جنوں کے گروہ نے (قرآن) غور سے سنا پھر کہا کہ: ہم نے عجیب قرآن سنا ہے[6] ○

1-کہ تمہاری تمام ضروریات زندگی اس سے پوری ہوتی رہیں۔

2-اللہ کے دین کی راہ روکنے کیلئے انہوں نے بڑی بڑی سازشیں کیں۔ کبھی اللہ کے نبی پہ جنون کاالزام لگایا۔ کبھی انکو اور ایمان لانیوالوں کو چند ذلیل اور کمینے لوگوں کی ٹولی بتلایا۔

3-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

جو بت نوح کی قوم میں پوجے جاتے تھے وہی بعد میں عرب میں آ گئے۔ ود کلب قبیلے کا بت تھا جو دومتہ الجندل میں تھا سواع ہذیل قبیلے کا بت تھا۔ یغوث پہلے مراد قبیلے کا بت تھا پھر بنی غطیف کا اور یہ سبا شہر کے پاس جوف میں تھا۔ یعوق ہمدان قبیلے کا تھا اور نسر حمیر قبیلے کا تھا۔ جو ذی الکلاع (بادشاہ) کی اولاد تھے یہ نوح کی قوم میں چند نیک لوگوں کے نام تھے۔ جب وہ مر گئے تو شیطان نے انہیں یہ پٹی پڑھائی کہ جہاں یہ لوگ بیٹھا کرتے تھے وہاں ان کے مجسمے بنا کر (یادگار) کے طور پہ نصب کردو اور ان کے وہی نام رکھو جو ان کے بزرگوں کے تھے۔ اس وقت انکی عبادت نہیں کی جاتی تھی لیکن جب وہ لوگ گزر گئے تو بعد والوں کو یہ شعور نہ رہا اور وہ انکی عبادت کرنے لگے۔"

(بخاری)

4-حضرت نوح کی یہ گریہ وزاری کسی کو اس شک میں مبتلا نہ کردے کہ یہ کسی جلدبازی کا نتیجہ تھی۔ بلکہ آپ نے نوسو پچاس سال ان تھک محنت کر کے اللہ کا پیغام پہنچایا۔ (العنکبوت 14:29)

5-اشارہ طوفان نوح کی جانب ہے تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (ھود 11:44-40)

6-حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

"ایک دفعہ آپ اپنے چند اصحاب کے ساتھ عکاظ کے بازار جانے کے ارادہ سے روانہ ہوئے ان دنوں شیطانوں کو آسمانوں کی خبر ملنا بند ہو چکی تھی اور ان پر انگارے پھینکے جاتے تھے۔ وہ (زمین کی طرف) لوٹے اور آپس میں کہنے لگے کہ یہ کیا ہو گیا ہے؟ ہمیں آسمان کی خبریں ملنا بند ہو گئی ہیں اور ہم پر انگارے پھینکے جاتے ہیں ضرور کوئی نئی بات واقع ہوئی ہے جسکی وجہ سے ہمیں آسمان کی خبر ملنا بند ہوئی ہے۔ اب یوں کرو کہ ساری زمین کے مشرق و مغرب میں پھر کر دیکھو کہ وہ کیا نئی بات واقع ہوئی ہے۔ ان میں سے کچھ شیطان تہامہ (حجاز) کی طرف بھی آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئے۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نخلہ میں تھے اور عکاظ کے بازار کا قصد رکھتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو فجر کی صلوٰۃ پڑھا رہے تھے جب ان جنوں نے قرآن سنا تو ادھر کان لگا دیئے پھر کہنے لگے یہی وہ چیز ہے جسکی وجہ سے آسمان کی خبر ہم پر بند ہو گئی۔ پھر اسی وقت وہ اپنی قوم کی طرف لوٹے اور انہیں کہنے لگے --- یا قومنا انا سمعنا قرآنا عجبا.... احدا --- اور اللہ تعالیٰ نے آپ پہ یہ سورت نازل فرمائی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جنوں کی یہ گفتگو آپ کو وحی کے ذریعے معلوم ہوئی۔"

(بخاری)

جنوں کے قرآن سننے کا ایک واقعہ کا سورۃ احقاف میں ذکر ہوا ہے مگر وہ جن مشرک نہ تھے بلکہ وہ حضرت موسیٰ پہ ایمان رکھتے تھے۔ اس واقعہ میں جن چیزوں کی طرف اشارہ ہے وہ مشرک تھے۔

يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۝۲

جو بھلائی کی راہ بتلاتا ہے۔ سو ہم تو اس پر ایمان لے آئے[1] اور ہم کبھی کسی کو اپنے رب کا شریک نہ ٹھہرائیں[2]

وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۝۳ وَّ

گے○ اور ہمارے رب کی شان بڑی بلند ہے، اس نے کبھی کسی کو بیوی یا بیٹا نہیں بنایا○ اور

اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۝۴ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ

یہ کہ ہمارے نادان[3] اللہ کے ذمے بہت سے جھوٹی باتیں لگاتے رہے ہیں○ اور یہ کہ ہم نے یہ سمجھ

اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۝۵ وَّاَنَّهٗ كَانَ

رکھا تھا کہ انسان اور جن اللہ کے بارے میں کبھی جھوٹ نہیں بول سکتے○ اور یہ کہ انسانوں میں

رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ

سے کچھ لوگ جنوں کے کچھ لوگوں کی پناہ مانگا کرتے تھے[4] چنانچہ انہوں نے جنوں کے غرور کو

رَهَقًا ۝۶ وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۝۷

بڑھا دیا تھا○ اور یہ کہ انسان بھی ایسا ہی خیال کرتے تھے جیسے تم کرتے ہو کہ اللہ کبھی کسی کو دوبارہ نہ

وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَاۗءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا

اٹھائے گا○ اور یہ کہ: ہم نے آسمان کو ٹٹولا تو اسے سخت پہرہ داروں اور شہابوں سے بھرا

وَّشُهُبًا ۝۸ وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۭ فَمَنْ

ہوا پایا○ اور یہ کہ: ہم سننے کے لئے آسمان کے کچھ ٹھکانوں میں بیٹھا کرتے تھے مگر اب جو

يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۝۹ وَّاَنَّا لَا نَدْرِيْٓ

سننے کو کان لگائے تو وہ اپنے لئے ایک شہاب کو تاک لگائے ہوئے پاتا ہے[5]○ اور یہ کہ: ہم یہ نہیں جان سکے

اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ

کہ اہل زمین کے ساتھ کسی برے معاملے کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کا رب انہیں راہ راست پر لانا

رَشَدًا ۝۱۰ وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ۭ كُنَّا

چاہتا ہے○ اور یہ کہ: ہم میں سے کچھ نیک لوگ ہیں اور کچھ اس سے کم درجہ کے ہیں، ہم مختلف طریقوں

طَرَاۗىِٕقَ قِدَدًا ۝۱۱ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ

میں بٹے ہوئے ہیں○ اور یہ کہ: ہمیں یقین ہو چکا ہے کہ ہم نہ تو اللہ کو زمین میں (چھپ کر) عاجز

وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ۝۱۲ وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ ۭ

کرسکتے ہیں اور نہ ہی بھاگ کر اسے ہرا سکتے ہیں○ اور یہ کہ: جب ہم نے ہدایت سن لی تو ہم ایمان لے آئے۔ اب

فَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ۝۱۳ وَّاَنَّا مِنَّا

جو اپنے رب پر ایمان لائے اسے نہ حق تلفی کا ڈر ہو گا اور نہ زبردستی کا○ اور یہ کہ: ہم میں سے

الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ۭ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰۗىِٕكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۝۱۴

کچھ مسلمان اور کچھ بے انصاف ہیں اور جو فرمانبردار بن گیا تو ایسے لوگوں نے بھلائی کا رستہ اختیار کیا○

1-جنوں کے بارے میں قرآن وسنت سے جو معلومات حاصل ہوتی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

(ا)۔ جن بھی انسان کی طرح ارادہ واختیار رکھنے والی مکلف مخلوق ہے۔ ان سے بھی حساب وکتاب ہوگا اور وہ بھی جنت میں یا جہنم میں جائیں گے۔ (الاعراف 7:36-35)

(ب)۔ جنوں کی تخلیق انسان سے پہلے ہوئی۔ ابلیس جنوں ہی کی نسل سے ہے۔ (کہف 18:50) شیطان انسانوں میں سے بھی ہوسکتے ہیں اور جنوں میں سے بھی (الانعام 6:112) جنوں میں بھی انسانوں کی طرح بعض نیک ہیں اور بعض بد (الجن 72:11)

(ج)۔ اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات انسان ہی کو بنایا ہے چنانچہ تخلیق آدم کے بعد سے سلسلہ نبوت اولاد آدم ہی میں منتقل ہوگیا ہے۔ (بنی اسرائیل 17:70)

(د)۔ جن انسان کو دیکھ سکتے ہیں مگر انسان انہیں نہیں دیکھ سکتا۔ (الاعراف 7:27)

(ر)۔ جن آسمانوں کی خبریں لے آیا کرتے تھے مگر اب انکے پاس یہ آزادی نہیں رہی۔(الجن 72:9) مگر اس بنا پہ انہیں انسان سے افضل نہیں سمجھا جاسکتا کیونکہ بعض جزوی خصوصیات میں بسا اوقات جانور بھی انسان سے افضل ہوسکتے ہیں مثلاً کئی جانور انسانوں سے تیز بصارت رکھتے ہیں مگر اسکے باوجود بھی وہ انسانوں سے افضل نہیں ہوسکتے۔

(س)۔ جنوں کو انسانوں پہ کسی قسم کا کوئی اقتدار (Control) نہیں دیا گیا بس وہ وسوسے ڈال کر گمراہ کرسکتے ہیں۔

(ش)۔ جن بھی انسانی علاقوں میں بولی جانیوالی زبانیں سمجھتے ہیں یا ممکن ہے کہ جس علاقہ میں رہتے ہوں اسکی لسان سمجھتے ہوں بہرحال قرآن کریم سے یہ تو ثابت ہے کہ آپ ﷺ سے قرآن سننے والے جن عربی لسان اور اسکی بلاغت کو خوب سمجھتے تھے۔(الجن 72:1)

(ص)۔ حیوانات کا گوبر اور ہڈیاں جنوں کی خوراک ہیں۔ لہٰذا ان سے استنجا نہ کرنا چاہیے۔

(بخاری)

(ض)۔ جنوں اور انسانوں کے شر سے بچنے کیلئے معوذتین پڑھ کر پھونکا جائے۔

(بخاری)

2-اس میں قریش کیلئے عار ہے کہ جن تو ایک دفعہ ہی تھوڑا سا قرآن سن کر سمجھ گئے کہ یہ انسانی کلام نہیں ہوسکتا۔ محمد ﷺ تمہارے اندر ہی سے اٹھے ہیں پھر بھی تم اب تک اسے جھٹلا رہے ہو۔

3-مراد ابلیس بھی ہوسکتا ہے اور دیگر مشرکین جن بھی۔

4-کسی غیر آباد اور سنسان جگہ پہ جائے تو پکار کر کہتے کہ ہم اس علاقہ کے مالک جن سردار کی پناہ چاہتے ہیں۔

5-بعثت محمد ﷺ سے پہلے شیطان آسمانوں سے ملاء اعلیٰ کی کچھ خبریں اڑا لاتے تھے جنکی بنیاد پہ کہانت کا کاروبار چلا کرتا تھا۔ آپ ﷺ کی بعثت کے بعد یہ سلسلہ بند کردیا گیا۔ پھر جو جن ایسی کوشش کرتا شہابیوں کی مار سے بھگا دیا جاتا۔

وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ﴿۱۵﴾ وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا

اور جو بے انصاف[1] ہیں وہ جہنم کا ایندھن بنیں گے○ اور اگر لوگ سیدھی راہ پر قائم

عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ﴿۱۶﴾ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ط

رہتے تو ہم انہیں با افراط پانی سے سیراب کرتے[2]○ تاکہ اس نعمت سے ان کی آزمائش[3] کریں

وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ﴿۱۷﴾

اور جو شخص اپنے رب کے ذکر سے منہ موڑے گا تو وہ اسے سخت عذاب میں مبتلا کر دے گا○

وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾ وَّاَنَّهٗ

اور یہ کہ مسجدیں[4] اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو مت پکارو○ اور جب

لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ﴿۱۹﴾ ع

اللہ کے بندے (رسولؐ) اللہ کو پکارنے کے لئے کھڑے ہوئے تو لوگ اس پر ٹوٹ پڑنے کو تیار ہو گئے[5]○

قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۰﴾ قُلْ اِنِّيْ لَآ

کہہ دیجئے کہ: میں تو صرف اپنے رب کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا○ آپ کہئے کہ!

اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿۲۱﴾ قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ

میں تمہارے لئے نہ کسی نقصان کا مالک ہوں اور نہ کسی بھلائی کا○ کہئے کہ: مجھے اللہ سے ہرگز کوئی بچا نہ سکے

اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۲﴾ اِلَّا بَلٰغًا

اور نہ ہی میں اس کے سوا کوئی پناہ کی جگہ پا سکوں گا[6]○ میں تو صرف یہ کر سکتا ہوں

مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ط وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ

کہ اللہ کا حکم اور اس کے پیغام پہنچا دوں۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا تو اس کے

لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ﴿۲۳﴾ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا

لئے جہنم کی آگ ہے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے[7]○ (یہ لوگ باز نہ آئیں گے) تا آنکہ وہ (عذاب) دیکھ لیں جس

يُوْعَدُوْنَ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا ﴿۲۴﴾

کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ پھر جلد انہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس کے مددگار کمزور اور تعداد میں کم

قُلْ اِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ

ہیں○ کہہ دیجئے کہ: میں نہیں جانتا کہ جس (عذاب) کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ قریب ہے یا اس میں میرا

لَهٗ رَبِّيْٓ اَمَدًا ﴿۲۵﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ

رب دیر کر دے[8]○ وہ غیب کا جاننے والا ہے اور اپنے غیب پر کسی کو آگاہ نہیں کرتا○

اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ

سوائے ایسے رسول کے[9] جسے وہ (کوئی غیب کی بات بتلانا) پسند کرے پھر وہ

يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾

اس (وحی) کے آگے اور پیچھے محافظ لگا دیتا ہے○

1- قاسط۔ ظالم اور بے انصاف۔ مقسط۔ عادل منصف یہ لفظ لغتہ اضداد سے ہے۔ اس آیت تک جنوں کی وہ تقریر ختم ہو جاتی ہے جو انہوں نے ایمان لانے کے بعد اپنے بھائی بندوں میں کی۔ چنانچہ بہت سے جن آپ ﷺ پہ ایمان لے آئے اور بعد میں بھی متعدد بار آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

2- یعنی اپنی رحمتوں اور برکتوں سے نوازتے۔

3- اس دنیا میں فقروفاقہ کے ذریعے بھی آزمائش ہوتی ہے اور مال و دولت اور رزق کی فراوانی سے بھی البتہ مال و دولت اور رزق کی فراوانی کی آزمائش زیادہ سخت ہوتی ہے۔ اس حالت میں اکثر لوگ اللہ کو بھول جاتے ہیں۔

4- اللہ مولانا عبدالرحمٰن کیلانی کی غلطیاں معاف فرمائے۔ انکے درجات بڑھا کر انہیں نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں میں شامل فرمائے وہ مسجد رحمانی دسن پورہ لاہور کے صدر بھی تھے۔ جب اسکی تعمیر نو مکمل ہوئی تو انتہائی ذوق و شوق سے بڑے سائز میں مسجد کے باہر یہ آیت تحریر فرمائی۔ اور اس شعر کی صورت میں اسکا ترجمہ درج فرمایا۔

مساجد گھر خدا کے ہیں پکارو ایک اللہ کو
عبادت اور دعاؤں میں شراکت غیر کی چھوڑو

5- تاکہ قرآن اور اسلام کی دعوت کا رستہ روکیں یا ہلڑبازی کریں۔

6- تمہیں نفع یا نقصان پہنچانا تو بعید ہے اگر میں کسی غلطی کی وجہ سے اللہ کی مواخذہ میں آگیا تو میں خود کو بھی نہیں بچا سکتا۔

7- یہاں مشرکین مخاطب ہیں۔ لہٰذا اللہ اور رسول ﷺ کی نافرمانی سے مراد شرک اور کفر ہے۔ ورنہ ایک مسلمان جو کم از کم شرک سے پاک ہو اسکی سزا ابدی جہنم نہیں ہے بلکہ جتنا عرصہ اللہ مناسب سمجھیں گے جہنم میں رکھنے کے بعد نکال لیں گے یا ویسے بھی معاف فرما سکتے ہیں۔

8- قریش کے اعتراض ”اور آخر وہ قیامت کب آئے گی؟ تم اسے لے کیوں نہیں آتے“ کو دہرانے کے بعد اسکا جواب دیا گیا ہے۔

9- علم غیب کا ضابطہ تو یہی ہے کہ وہ اللہ کے پاس ہے اور اللہ اس سے کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ تاہم کچھ غیب سے متعلق معلومات جو دین میں ضروری ہیں اپنے رسولوں کو بتلا دیتا ہے پھر اس کی حفاظت کا انتظام بھی کرتا ہے کہ اس میں کچھ آمیزش نہ ہو سکے۔

لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ

تاکہ اسے معلوم ہو جائے کہ (انہوں نے) اپنے رب کے پیغام پہنچا دیئے ہیں[1] اور جو کچھ ان کو

وَاَحْصٰى كُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا ﴿٢٨﴾

درپیش ہوتا ہے اس کا وہ احاطہ کئے ہوئے ہے اور ہر چیز کو گن کر اسے ریکارڈ رکھا ہوا ہے○

سُوْرَةُ الْمُزَّمِّلِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ عِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

آیات ۲۰　(۷۳) سورۂ مزمل مکی ہے[2]　(۳)　رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ﴿١﴾ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٢﴾ نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ

اے کپڑا اوڑھنے والے[3]○ رات کا تھوڑا حصہ چھوڑ کر باقی قیام کیجئے○ رات کا نصف حصہ یا اس سے کچھ کم

مِنْهُ قَلِيْلًا ﴿٣﴾ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ﴿٤﴾ اِنَّا

کر لیجئے○ اس سے زیادہ کیجئے[4] اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کیجئے[5]○ بلاشبہ ہم

سَنُلْقِیْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ﴿٥﴾ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِیَ

آپ پر ایک بھاری کلام نازل کرنے والے ہیں[6]○ رات کا اٹھنا یقیناً (نفس کو) بہت زیر

اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ﴿٦﴾ اِنَّ لَكَ فِی النَّهَارِ سَبْحًا

کرنے والا ہے اور قرآن پڑھنے کے لئے یہی زیادہ موزوں وقت ہے○ دن کے وقت تو آپ کو بہت مصروفیات

طَوِيْلًا ﴿٧﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ﴿٨﴾

ہوتی ہیں○ (رات کو) اپنے رب کا نام ذکر کیجئے۔ اور ہر طرف سے توجہ ہٹا کر اسی کی طرف متوجہ ہو

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ﴿٩﴾

جائیے[7]○ وہ مشرق و مغرب کا مالک ہے، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں لہٰذا اسے اپنا کارساز بنا لیجئے○

وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ﴿١٠﴾ وَ

اور جو کچھ (کافر) کہتے ہیں اس پر صبر کیجئے اور خوش اسلوبی سے ان سے الگ ہو جائیے[8]○ اور جھلانے

ذَرْنِیْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِی النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ﴿١١﴾ اِنَّ

والے کھاتے پیتے لوگوں[9] کا معاملہ مجھ پر چھوڑ دیجئے اور تھوڑی مدت انہیں مہلت دیجئے○ ہمارے پاس بیڑیاں

لَدَيْنَاۤ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ﴿١٢﴾ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا ﴿١٣﴾ يَوْمَ

ہیں اور جہنم بھی○ اور گلے میں پھنس جانے والا کھانا[10] اور المناک عذاب بھی○ جس دن

تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ﴿١٤﴾ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَاۤ

زمین اور پہاڑ لرزنے لگیں گے اور پہاڑ بھربھری ریت کے پھسلتے ہوئے تودے بن جائیں گے○ بلاشبہ ہم نے

اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ﴿١٥﴾

[11] تمہارے پاس ایک رسول تم پر گواہ بنا کر بھیجا ہے۔ جیسے ہم نے فرعون کے پاس ایک رسول بھیجا تھا○

1-مفسرین نے اسکے کئی معانی بیان کئے ہیں۔ مثلاً رسول کو معلوم ہو جائے کہ فرشتوں نے اللہ کا پیغام صحیح صحیح پہنچادیا ہے یا یہ کہ اللہ کو معلوم ہو جائے کہ رسول ﷺ نے آگے پیغام پہنچادیا ہے۔ ممکن ہے کہ سب ہی مراد ہوں۔ تاہم اللہ کے علم ہونے سے مراد ہے کہ "وقوع پذیر ہونے کا مشاہدہ کرلے" ورنہ اللہ کو علم تو پہلے ہی سے ہے۔

2-اس سورت کا پہلا رکوع تو بالاتفاق مکی ہے۔ تاہم دوسرا رکوع غالباً مدنی دور میں نازل ہوا۔

3-یہ آیت جب نازل ہوئی تو غالباً اس وقت آپ چادر اوڑھے لیٹے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کو لطیف انداز میں فرمایا گیا کہ اب نبوت کے مرتبہ پہ سرفراز ہونے کے بعد پاؤں پھیلا کر سونے کے دن بیت گئے۔ اب اس بار اٹھانے کیلئے جس قسم کی ریاضت کی ضرورت ہے اس کیلئے قیام اللیل کیجئے۔

4-راتیں چھوٹی ہوں تو آدھی رات سے زیادہ کر لیجئے بڑی ہوں تو آدھی رات سے کم کر لیجئے۔ ابتداء میں یہی حکم رہا بعد میں جب اسی سورۃ کا دوسرا رکوع نازل ہوا تو اس میں تخفیف کر دی گئی۔

5-رتل۔ کسی چیز کی خوبی حسن اور آرائش کو کہتے ہیں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

"رسول اللہ ﷺ اپنی قرآت کو الگ الگ کرتے تھے۔ آپ الحمدللہ رب اللعالمین پڑھتے پھر ٹھہرجاتے۔ پھر الرحمٰن الرحیم پڑھتے پھر ٹھہرجاتے۔ پھر مالک یوم الدین پڑھتے۔"

(ترمذی)

6-ابتدائی آیات میں جس ریاضت کی آپ ﷺ کو ہدایت کی گئی ہے وہ اسی ثقیل بوجھ یعنی قرآن کریم اور دین کی تبلیغ کی ذمہ داری کی تیاری کیلئے ہے۔

7- تبتیلا۔ بتل۔ کسی چیز کو کاٹ کر کسی سے علیحدہ کر دینا۔ مراد یہ ہے کہ یکسو ہو کر اللہ کا ذکر کیجئے۔

8-گالی گلوچ تمسخر اور اخلاق سے گری ہوئی حرکات سے درگزر کریں۔

9-دوسرے انبیاء کے مخالفین کی طرح آپ کے مخالفین بھی زیادہ تر کھاتے پیتے چودھری قسم کے لوگ ہی تھے۔

10-بھوک سے بے تاب جہنمی جب کھانے کو مانگیں گے تو انہیں ضریع اور زقوم کھانے کو دیئے جائیں گے۔ جو گلے میں پھانس لگادیں گے۔ زہریلے ایسے کہ پیٹ میں پہنچتے ہی کھولنا شروع کر دیں گے۔

11-یہ رسول بھیج کر ہم نے کوئی نرالا کام نہیں کیا بلکہ پہلے فرعون کی قوم کی طرف بھی بھیج چکے ہیں۔

فَعَصٰی فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ﴿۱۶﴾

پھر فرعون نے رسول کی بات نہ مانی تو ہم نے اسے بڑی سختی کے ساتھ پکڑ لیا○

فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ

اب اگر تم نے (اس رسول کا) انکار کردیا تو اس دن (کی سختی) سے کیسے بچو گے جو بچوں کو

شِيْبًا ﴿۱۷﴾ اِۨلسَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ؕ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ﴿۱۸﴾ اِنَّ

بوڑھا بنا دے گا[1]○ جس (کی سختی) سے آسمان پھٹ جائے گا اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جو پورا ہو کر رہے گا○ یہ

هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۱۹﴾ ع

(قرآن) یقیناً نصیحت ہے جو چاہے اپنے رب کی طرف (جانے والی) راہ اختیار کر لے○

اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَ

آپ کا رب یقیناً جانتا[2] ہے کہ آپ قریباً دو تہائی رات اور (کبھی)

نِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ

آدھی اور کبھی ایک تہائی رات (نماز میں) کھڑے ہوتے ہیں اور آپ کے ساتھیوں میں سے بھی ایک گروہ (قیام

يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ

کرتا ہے) اور رات، دن کو تو اللہ تعالیٰ ہی کم و بیش کرتا ہے۔ اسے معلوم ہے کہ تم اوقات کا صحیح شمار نہ کر سکو گے

عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ

لہٰذا تم پر مہربانی فرمادی[3]۔ لہٰذا اب جتنا قرآن آسانی سے پڑھ سکو پڑھ لیا کرو۔ اسے معلوم ہے کہ تم میں سے

سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِى الْاَرْضِ

کچھ بیمار ہوں گے۔ کچھ دوسرے اللہ تعالیٰ کے فضل کی تلاش

يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِىْ

میں سفر کرتے ہیں اور کچھ دوسرے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد

سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

کرتے ہیں۔ لہٰذا جتنا قرآن آسانی سے پڑھ سکو پڑھ لیا کرو۔ اور نماز قائم کرو

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا

اور زکوٰۃ ادا کیا کرو اور اللہ کو اچھا قرض[4] دیتے رہو۔ اور جو کچھ بھی تم اپنے

لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا

لئے آگے بھیجو گے تو اسے اللہ کے ہاں اس حال میں پاؤ گے کہ وہ (اصل عمل) سے بہتر اور اجر

وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ؕ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

کے لحاظ سے بہت زیادہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ سے معافی[5] مانگتے رہو۔ اللہ یقیناً بڑا بخشنے

رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾ ع

والا ہے، رحم کرنے والا ہے○

1- شیب۔ اشیب کی جمع ہے۔ دہشت سے بچے بوڑھے ہو جائیں گے۔

2- یہ قرآن کریم کی ایک ہی ایسی آیت ہے جو کہ پورے رکوع پر محیط ہے۔ یہ تقریباً ہجرت کے 10 سال بعد نازل ہوئی۔ اس میں قتال فی سبیل اللہ کا بھی ذکر ہے جبکہ قتال مدینہ ہی میں فرض ہوا تھا۔

3- اس حکم کے ذریعے ابتدائی آیات میں دیئے گئے احکام میں تخفیف کردی گئی ہے البتہ صلوٰۃ فریضہ اور صدقات کی تاکید فرمادی گئی ہے۔

اس سے بعض لوگوں نے یہ استنباط کرنے کی کوشش کی ہے کہ صلوٰۃ میں فاتحہ پڑھنا ضروری نہیں ہے۔ یہ استنباط درست نہیں ہے کیونکہ قرآن کریم کی صلوٰۃ کیلئے کم از کم کیا مقدار ہو اسکا تعین بھی اسی آیت کی روشنی میں آپ ﷺ ہی بہتر کرسکتے ہیں چنانچہ حضرت عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"جو فاتحہ نہ پڑھے تو اسکی کوئی صلوٰۃ نہیں۔" (بخاری)

حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ فجر کی صلوٰۃ پڑھا رہے تھے کہ قرات آپ پر گراں ہوگئی۔ صلوٰۃ سے فارغ ہونے کے بعد آپ ﷺ نے پوچھا کہ "کیا تم لوگ امام کے پیچھے قرات کرتے ہو؟" ہم نے عرض کیا کہ جی ہاں تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

"ایسے نہ کیا کرو مگر فاتحہ پڑھا کرو کیونکہ اسکے بغیر صلوٰۃ نہیں ہوتی" (ابوداود)

چنانچہ قرآن کی آیت ﴿وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا﴾ "جب قرآن پڑھا جائے تو اُسے غور سے سنو اور خاموش رہو۔" کا مفہوم یہ ہے کہ مقتدی سورۃ فاتحہ کے علاوہ باقی قرات خاموشی سے سنے۔

4- ہر وہ مال جو اللہ کی رضا کیلئے دیا جائے قرض حسنہ کہلاتا ہے۔ قرض حسنہ صرف حلال کمائی سے دیا جاسکتا ہے (البقرہ 267:2) کیونکہ اللہ تعالیٰ حرام قبول نہیں کرتا۔ صدقہ کے بعد احسان نہ جتلائے ورنہ صدقہ ضائع ہو جائے گا (البقرہ 264:2) صدقہ میں بہترین اور پسندیدہ مال دینا افضل ہے (آل عمران 92:3) محتاج کو صدقہ دیکر یہ سمجھے کہ یہ اسکا حق تھا (الذاریات 19:51)

5- حضرت شداد ابن اوس ؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا سید الاستغفار (بخشش کی سردار دعا) یہ ہے کہ تو یوں کہے۔

((اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَأَبُوْءُ بِذَنْبِي، فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ.))

"یا اللہ! تو میرا رب ہے۔ تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں۔ تیرے عہد اور تجھ سے کئے گئے وعدے پر بقدر استطاعت میں قائم ہوں۔ میں تیری پناہ چاہتا ہوں ان برے کاموں سے جو مجھ سے سرزد ہوئے۔ تیری نعمتوں کا معترف ہوں۔ اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں مجھے بخش دے۔ تیرے سوا کوئی میری بخشش کرنیوالا نہیں۔"

"آپ ﷺ نے فرمایا جس نے اس پہ یقین رکھتے ہوئے دن کو پڑھا اور وہ رات ہونے سے پہلے فوت ہوگیا تو وہ جنتی ہوگا۔ جس نے رات کو یقین رکھتے ہوئے پڑھا اور صبح سے پہلے فوت ہوگیا تو وہ جنتی ہے۔" (بخاری)

سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتٌّ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

آیات ۵۶ (۷۴) سورۂ مدثر مکی ہے (۴) رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ﴿۱﴾ قُمْ فَاَنْذِرْ ۙ﴿۲﴾ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۙ﴿۳﴾ وَثِيَابَكَ

اے (محمد) جو کمبل اوڑھے سو رہے ہو○ [1] اٹھیے اور ڈرائیے○ اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجیے○ [2] اور اپنے

فَطَهِّرْ ۙ﴿۴﴾ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۙ﴿۵﴾ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۙ﴿۶﴾ وَ

کپڑے پاک رکھیے○ [3] اور گندگی [4] سے دور رہیے○ اور زیادہ حاصل کرنے کے لئے احسان نہ کیجیے○ اور

لِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۭ﴿۷﴾ فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ۙ﴿۸﴾ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ

اپنے رب کی خاطر صبر کیجیے○ پس جب صور پھونکا جائے گا○ تو یہ دن بڑا

يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ۙ﴿۹﴾ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ﴿۱۰﴾ ذَرْنِيْ وَمَنْ

کٹھن ہوگا○ کافروں کے لئے آسان نہ ہوگا○ مجھے [5] چھوڑ دیجیے اور جسے میں نے

خَلَقْتُ وَحِيْدًا ﴿۱۱﴾ وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ۙ﴿۱۲﴾ وَّبَنِيْنَ

اکیلا پیدا کیا [6] اور اسے لمبا چوڑا مال عطا کیا○ اور ہر وقت موجود رہنے

شُهُوْدًا ۙ﴿۱۳﴾ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ۙ﴿۱۴﴾ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ

والے بیٹے [7] دیئے○ اور ہر طرح سے اس کے لئے (ریاست کی) راہ ہموار کی○ پھر وہ طمع رکھتا ہے کہ

اَزِيْدَ ۙ﴿۱۵﴾ كَلَّا ۭ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ۭ﴿۱۶﴾ سَاُرْهِقُهٗ

میں اسے اور دوں [8]○ ہرگز نہیں کیونکہ وہ ہماری آیات سے عناد رکھتا ہے○ میں عنقریب اسے ایک

صَعُوْدًا ۭ﴿۱۷﴾ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ۙ﴿۱۸﴾ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۙ﴿۱۹﴾ ثُمَّ

سخت چڑھائی چڑھاؤں گا○ اس نے سوچ کر اندازہ لگایا○ پھر اس پر اللہ کی مار کیسا اندازہ کیا○

قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۙ﴿۲۰﴾ ثُمَّ نَظَرَ ۙ﴿۲۱﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۙ﴿۲۲﴾

پھر اس پر خدا کی مار اس نے کیسا اندازہ کیا○ پھر دیکھا○ پھر اس نے پیشانی پکڑی اور منہ بسورا○

ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۙ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ

پھر وہاں سے چلا گیا اور تکبر میں آگیا○ آخر کار یہ کہا: "یہ تو محض جادو ہے جو نقل در نقل

يُّؤْثَرُ ۙ﴿۲۴﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ۭ﴿۲۵﴾ سَاُصْلِيْهِ

چلا آرہا ہے○ یہ بس انسان ہی کا قول ہے" [9]○ جلد ہی میں اسے سقر میں جھونک دوں گا○ اور آپ کیا

سَقَرَ ﴿۲۶﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ۭ﴿۲۷﴾ لَا تُبْقِيْ وَ

جانیں کہ سقر کیا ہے○ وہ نہ باقی رکھے گی

لَا تَذَرُ ۚ﴿۲۸﴾ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ۚ﴿۲۹﴾ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۭ﴿۳۰﴾

اور نہ چھوڑے گی○ کھال کو جھلس دینے والی○ اس پر انیس فرشتے مقرر ہیں○

1-سب سے پہلے آپ یہ جو وحی نازل ہوئی وہ یہ تھی اقرا باسم ربک الذی خلق۔ اس کے بعد کچھ عرصہ وحی بند رہی اور پھر یہ آیات نازل ہوئیں۔ درج ذیل حدیث وضاحت کرتی ہے۔

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ

"میں نے آپ ﷺ سے سنا آپ وحی بند رہنے کا تذکرہ فرما رہے تھے فرمایا ایک دفعہ چلتے چلتے میں نے آسمان سے ایک اور آواز سنی تو آسمان کی طرف دیکھا مجھے وہی فرشتہ نظر آیا جو حرا میں میرے پاس آیا تھا۔ وہ آسمان اور زمین کے درمیان ایک کرسی پہ بیٹھا ہوا تھا۔ اسے دیکھ کر میں اتنا ڈرا کہ ڈر کے مارے بے ہوش ہو گیا۔ پھر اپنے گھر آیا تو گھر والوں سے کہا مجھے کمبل اوڑھا دو انہوں نے مجھے کمبل اوڑھا دیا تو یہ آیات نازل ہوئیں۔"

(بخاری)

2-لسان سے، بھی اللہ کی کبریائی بیان کیجئے اور بالفعل بھی لوگوں سے منوانے کیلئے کمربستہ ہو جایئے۔

3-ابی مالک الاشعری سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"صفائی نصف ایمان ہے۔" (مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ شریعت مطہرہ میں صفائی کی کس قدر اہمیت ہے جبکہ صوفی حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ انسان جس قدر میلا کچیلا اور گندہ رہے اسی قدر اللہ کا محبوب ہوتا ہے۔

4-الرجز۔الرجس۔ گندگی یا عذاب۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ عقیدہ کی گندگی سے پاک رہے۔ عقیدہ کی سب سے بڑی گندگی شرک ہے۔ یا اس عذاب سے بچنے کی کوشش کیجئے جو کہ ان گناہوں کی پاداش میں ملے گا۔ اس صورت میں مخاطب آپ ﷺ ہونگے مگر مقصود مشرکین ہیں۔

5-عرب محاورہ میں یہ کسی کو چیلنج کرنے کا انداز ہے۔

6-ماں کے پیٹ سے تو وہ نہیں لایا تھا بلکہ اکیلا ہی تھا۔ اسکا دوسرا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے میں اکیلا اسے پیدا کرنے والا ہوں انکے بتوں کا جس کی وہ عبادت کرتا ہے اس میں کچھ حصہ نہیں۔ اشارہ ولید بن مغیرہ کی جانب ہے جو کہ رئیس قریش تھا۔

7-اسکے دس بارہ بیٹے تھے۔ گھر میں رزق کی تو فراوانی تھی کام کاج کیلئے نوکر چاکر تھے چنانچہ انکے بیٹے اسکی مجلسوں کی رونق بڑھاتے۔

8-ان نعمتوں پہ اللہ کا شکر ادا کرنے کی بجائے کہتا کہ اگر محمد ﷺ کا کہنا حق ہو اور آخرت برپا ہوئی تو مجھے وہاں بھی یہ نعمتیں ملیں گیں۔

9-ولید بن مغیرہ معاملہ فہم اور زیرک انسان تھا۔ وہ قرآن سے متاثر ہو چکا تھا اور یہ سمجھ چکا تھا کہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہے۔ اسکی قوم کے لوگ اس کے ہاں جمع ہوئے کہ کس طرح لوگوں کو محمد ﷺ کے کلام سے متاثر ہونے سے روکا جائے۔ کسی نے کہا کہ کاہن کا کلام ہے تو کسی نے کہا کہ شاعر کا کلام ہے۔ اس نے ان سب کو رد کرتے ہوئے کہ اس کلام میں یہ دونوں چیزیں نہیں ہیں۔ آخر قریش کہنے لگے کہ تم ہی بتاؤ کہ ہم کیا الزام رکھیں۔ بہت سوچ کر کہنے لگا کہ یہ کہو کہ ایسا سحر ہے جس سے بھائی بھائی سے، باپ بیٹے سے، شوہر بیوی سے جدا ہو جاتا ہے۔

وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً ۙ وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ

ہم نے جہنم کے محافظ فرشتوں کو ہی بنایا ہے 1 اور ان کی تعداد کو

اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۙ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

کافروں کے لئے آزمائش بنا دیا ہے 2 تاکہ اہل کتاب کو یقین آجائے 3

وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

اور ایمانداروں کا ایمان زیادہ ہو 4 اور اہل کتاب اور ایماندار

الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

کسی شک میں نہ رہیں اور تاکہ دل کے مریض اور کافر یہ

وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ

نہ کہیں کہ: بھلا اللہ کا اس مثال سے کیا مطلب؟ 5 اسی طرح اللہ جسے

اللّٰهُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ

چاہے گمراہ کردیتا ہے اور جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔ اور آپ کے رب کے لشکروں کو خود اس کے سوا کوئی

رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ۭ وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ۝ كَلَّا وَالْقَمَرِ ۝

نہیں جانتا۔ 6 اور یہ (ذکر جہنم) صرف اس لئے ہے کہ لوگوں کو نصیحت ہو○ (مگر یہ) ہرگز نہ مانیں گے اور چاند

وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ ۝ وَالصُّبْحِ اِذَآ اَسْفَرَ ۝ اِنَّهَا لَاِحْدَى

کی قسم○ اور رات کی جب وہ جانے لگے○ اور صبح کی جب وہ روشن ہو جائے○ کہ جہنم (بھی) بہت

الْكُبَرِ ۝ نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ۝ لِمَنْ شَاۗءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ

بڑی چیزوں میں سے ایک ہے 7○ وہ انسانوں کے لئے موجب خوف ہے 8○ جو تم میں سے آگے بڑھنا یا

اَوْ يَتَاَخَّرَ ۝ كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ۝ اِلَّآ اَصْحٰبَ

پیچھے رہنا چاہے 9○ ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے گروی پڑا ہوا ہے 10○ سوائے دائیں ہاتھ

الْيَمِيْنِ ۝ فِيْ جَنّٰتٍ ړ يَتَسَاۗءَلُوْنَ ۝ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ مَا

والوں کے○ وہ جنتوں میں 11 پوچھیں گے○ مجرموں سے○ "تمہیں

سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ۝ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝ وَلَمْ

کیا چیز جہنم میں لے گئی؟"○ وہ کہیں گے: "ہم نماز ادا نہیں کرتے تھے 12○ اور نہ

نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۝ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَاۗىِٕضِيْنَ ۝ وَ

مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے○ اور بیہودہ شکوک و شبہات پیدا کرنے والوں کے ساتھ ہم بھی لگے رہتے تھے○

كُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝ حَتّٰٓى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ۝ فَمَا تَنْفَعُهُمْ

اور روز جزا کو جھٹلاتے تھے○ یہاں تک کہ ہمیں موت آگئی○ (اس وقت) سفارش کرنے والوں

شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ۝ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ۝

کی سفارش انہیں کچھ فائدہ نہ دے گی○ پھر انہیں کیا ہوگیا ہے کہ نصیحت سے منہ موڑ رہے ہیں 13○

1- جہنم کے محافظ فرشتے ہیں انسان نہیں۔ ان کی قوتوں کو انسانی قوتوں پہ قیاس کرنا بڑی غلطی ہے۔

2- جہنم کے محافظ فرشتوں کی تعداد کے بارے میں سن کر تمسخر کرنے لگے۔ بھلا شروع سے لیکر قیامت تک کے جہنمیوں کیلئے 19 فرشتوں کی کیا حیثیت ہے۔ ایک پہلوان صاحب کہنے لگے کہ 17 فرشتے تو میں سنبھال لوں گا باقی تم سب مل کر دو بھی نہیں سنبھال سکتے؟

3- کیونکہ انہیں خوب معلوم ہے کہ نبیوں ہی کی یہ شان ہے کہ کسی تمسخر کی پرواہ کئے بغیر حق بات بلاکم وکاست بیان کردیتے ہیں۔

4- کسی بھی فتنہ اور آزمائش سے کامیاب نکلنے پہ اہل ایمان کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔

5- جو دلوں میں شک کی اور تکبر کی بیماری لئے ہوئے ہیں۔

6- کیونکہ انسان کا محدود دماغ اللہ کے لامحدود لشکروں کا احاطہ نہیں کرسکتا اور یہ صرف انسان کی بے بسی نہیں ہے بلکہ کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے لشکروں اور اس کارندوں کی طاقت اور انکی تعداد اور انکی انواع کا صحیح علم نہیں رکھتا۔

7- یعنی جہنم۔ ان چیزوں کی قسم کھائی جنہیں انسان دیکھتا ہے۔ اسکی صداقت پہ قسم کھائی جسے دیکھا نہیں ہے۔

8- نہ کہ مذاق اڑانے اور تمسخر کرنے کی چیز ہے۔

9- ہدایت تو بتلا دی گئی ہے۔ اب جس کا جی چاہے اس میں سبقت حاصل کرے اور جس کا جی چاہے پیچھے رہ جائے۔

10- کہ اعمال اگر اچھے ہوں تو اسے چھڑالیں گے ورنہ جہنم تک پہنچادیں گے۔

11- یوم قیامت انسان کی سماعت اور بصارت وغیرہ کی قوتیں دنیا کی قوتوں سے مختلف ہوں گیں۔ جنتی طویل فاصلہ کے باوجود جب چاہیں گے اہل جہنم سے جس کو چاہیں جھانک سکیں گے۔ ان سے بات چیت کرسکیں گے۔

12- جہنمی اپنے جرائم میں سب سے پہلے صلوٰۃ ترک کرنے کا گناہ گنوائیں گے گویا اسوقت انہیں معلوم ہوچکا ہوگا کہ سب غلطیوں سے بڑی غلطی صلوٰۃ ترک کرنا ہی تھی کیونکہ اگر وہ اقامت صلوٰۃ کا التزام کرتے تو صلوٰۃ انہیں دیگر برائیوں سے باز رکھتی۔

13- ان سب حقائق کے باوجود نصیحت سے اعراض کرنے سے باز نہیں آرہے۔

كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ﴿۵۰﴾ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ بَلْ يُرِيْدُ

جیسے وہ بدکے ہوئے گدھے ہوں○ جو (شیر کے ڈر) سے بھاگ کھڑے ہوں○[1] بلکہ ان میں سے

كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿۵۲﴾ كَلَّا ؕ بَلْ لَّا

ہرایک یہ چاہتا ہے کہ اسے کھلی ہوئی کتاب دی جائے○[2] ہرگز نہیں بلکہ (اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ)

يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿۵۳﴾ كَلَّاۤ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ ﴿۵۴﴾ فَمَنْ شَآءَ

آخرت سے نہیں ڈرتے○[3] ہرگز نہیں! یہ تو ایک نصیحت ہے○ اب جس کا جی چاہے

ذَكَرَهٗ ﴿۵۵﴾ وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ هُوَ اَهْلُ

اسے قبول کرے○[4] اور یہ لوگ نصیحت قبول نہیں کریں گے الا یہ کہ اللہ ہی ایسا چاہے وہی اس بات

التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿۵۶﴾

[5] کا اہل ہے کہ اس سے ڈرا جائے اور وہی معاف کردینے کا اہل ہے○

سُوْرَةُ الْقِيٰمَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

آیات ۴۰ (۷۵) سورۂ قیامت مکی ہے (۳۱) رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

لَاۤ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ﴿۱﴾ وَلَاۤ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ﴿۲﴾

میں[6] قیامت کے دن کی قسم کھاتا ہوں○ اور میں ملامت کرنے والے نفس کی قسم کھاتا ہوں[7] (کہ قیامت آکے

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ﴿۳﴾ بَلٰى قٰدِرِيْنَ

رہے گی)○ کیا انسان سمجھتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں اکٹھی نہ کرسکیں گے؟○ کیوں نہیں ہم تو اس پر قادر ہیں

عَلٰۤى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ﴿۴﴾ بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ

کہ (پھر سے) اس کی انگلیوں کے پور پور تک درست بنادیں○ بلکہ انسان یہ چاہتا ہے کہ وہ مزید بداعمالیاں

اَمَامَهٗ ﴿۵﴾ يَسْـَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ﴿۶﴾ فَاِذَا بَرِقَ

کرتا رہے○[8] پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب ہوگا؟○ تو (اس کا جواب یہ ہے کہ) جب آنکھیں چندھیا

الْبَصَرُ ﴿۷﴾ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ﴿۸﴾ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ﴿۹﴾

[9] جائیں گی○ اور چاند گہنا جائے گا○ اور سورج اور چاند ملا دیئے جائیں گے○

يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ﴿۱۰﴾ كَلَّا لَا وَزَرَ ﴿۱۱﴾ اِلٰى

اس وقت انسان کہے گا کہاں بھاگ کر جاؤں؟○ ہرگز نہیں! اسے کوئی پناہ کی جگہ نہ ملے گی○ اس دن

رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ۨالْمُسْتَقَرُّ ﴿۱۲﴾ يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍۢ

آپ کے رب ہی کی طرف جاکر ٹھہرنا ہوگا○ اس دن انسان کو بتلایا جائے گا کہ اس نے

بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ﴿۱۳﴾ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ﴿۱۴﴾

آگے کیا بھیجا اور پیچھے کیا چھوڑا ہے○ بلکہ انسان اپنے آپ کو خوب دیکھنے والا ہے○○

1-جس طرح شیر کا بدکا ہوا گدھا سرپٹ بھاگتا ہے ایسے یہ نصیحت سے بھاگتے ہیں۔

2-یہ انکے تکبر کی حالت ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو انہیں ہدایت دینا ہے تو انکی شرائط کے تحت دینا چاہیے۔ ہرایک پہ علیحدہ صحیفے نازل ہوں اور اللہ تعالیٰ اس میں انہیں آپ ﷺ کی اطاعت کی ہدایت کرے۔

3-اگرایسے معجزے بھی واقع ہوجائیں تب بھی وہ ایمان نہ لائیں گے کیونکہ مرض کی اصل جڑ تو یہ ہے کہ انکا یوم آخرت پہ ایمان ہی نہیں ہے۔

4-کیونکہ جنہیں ہدایت کی طلب ہی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ انہیں زبردستی ہدایت نہیں دیا کرتا۔

5-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ
رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ
''اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اس بات کا اہل ہوں کہ لوگ مجھ سے ڈریں اور جو شخص مجھ سے ڈر گیا اور میرے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہ بنایا تو مجھے لائق ہے کہ میں اسے بخش دوں۔''

(ترمذی)

6-یہاں ''لا'' کا کیا مفہوم ہے۔ بعض عرب کہتے ہین کہ یہ صرف تاکید کا مفہوم دیتا ہے اور نحو کے اعتبار سے ''لا زائدہ'' ہے۔ دیگر مفسرین جن میں امام طبری بھی شامل ہیں وہ کہتے ہیں کہ اسکا مفہوم یہ ہے کہ ''بات ایسے نہیں جیساکہ تمہارا گمان ہے بلکہ'' اسکے علاوہ کچھ مفسرین کہتے ہیں اسکا مفہوم یوں ہے کہ ''میں قسم نہیں کھاتا کیونکہ اس کی ضرورت ہی نہیں۔'' جیسے اردو میں کوئی کہتا ہے کہ ''یہ کہنے کی ضرورت ہی نہیں کہ میرے بیٹے کا خیال رکھنا۔'' حالانکہ مقصود تاکید ہوتی ہے۔

7-انسان کے اپنے نفس میں بھی یہ خاصیت ہوتی ہے کہ وہ خیر کو پسند کرتا ہے اور شر سے نفرت کرتا ہے اور اگر ایسا عمل کر بیٹھے تو خود کو ملامت کرتا ہے۔ اسے ہی نفس اللوامہ کہتے ہیں اردو میں اسے ضمیر کہتے ہیں۔

8-سب خرابیوں کی جڑ تو یہ ہے کہ قیامت اور اس میں برپا ہونیوالے حساب کتاب کا انکار کیا جائے اور اسکی اصل وجہ یہ ہے کہ انسان اپنے نفس پہ پابندی برداشت نہیں کرنا چاہتا بلکہ شتر بے مہار رہنا چاہتا ہے۔ اس صورت میں اس کی مثال اس کبوتر کی طرح ہے جو بلی کو دیکھ کر آنکھیں بند کرلیتا ہے۔

9-ممکن ہے کہ قیامت کی دھماکہ خیزیوں کے دوران قمر شمس میں جا پڑے۔

وَلَوْ أَلْقَىٰ مَعَاذِيرَهُ ﴿١٥﴾ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ

خواہ وہ کتنی ہی معذرتیں پیش کرے[1]○ (اے نبی!) اس وحی کو جلدی یاد کر لینے کے لئے اپنی زبان کو حرکت

بِهِ ﴿١٦﴾ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ﴿١٧﴾ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ

نہ دیجئے[2]○ اس کو (دل میں) جمع کرنا اور زبان سے پڑھوا دینا ہمارے ذمہ ہے○ پھر جب ہم پڑھوا چکیں

قُرْآنَهُ ﴿١٨﴾ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ﴿١٩﴾ كَلَّا بَلْ تُحِبُّونَ

تو پھر اسی طرح پڑھا کریں○ پھر اس کا مطلب سمجھا دینا بھی ہمارے ذمہ ہے[3]○ ہرگز نہیں بلکہ تم لوگ جلد

الْعَاجِلَةَ ﴿٢٠﴾ وَتَذَرُونَ الْآخِرَةَ ﴿٢١﴾ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ ﴿٢٢﴾

حاصل ہونے والی چیز (دنیا) چاہتے ہو○ اور آخرت کو چھوڑ دیتے ہو○ اس دن کئی چہرے تر و تازہ ہوں

إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿٢٣﴾ وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ ﴿٢٤﴾ تَظُنُّ

گے○ اپنے رب کو دیکھتے ہوں گے[4]○ اور کئی چہرے پریشان ہوں گے○ سمجھتے ہوں گے

أَنْ يُفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿٢٥﴾ كَلَّا إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ﴿٢٦﴾

کہ ان کے ساتھ کمر توڑ برتاؤ ہوگا○ ہرگز نہیں- جب (جان) ہنسلی تک پہنچ جاتی ہے○ اور کہا جاتا ہے کہ:

وَقِيلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ﴿٢٧﴾ وَظَنَّ أَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿٢٨﴾ وَالْتَفَّتِ

کوئی دم جھاڑ والا ہے؟[5]○ اور مرنے والوں کو یقین ہو جاتا ہے کہ یہ اس کی جدائی کا وقت ہے○ اور ایک پنڈلی

السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿٢٩﴾ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمَسَاقُ ﴿٣٠﴾

دوسری سے جڑی جاتی ہے[6]○ اس دن تیرے رب کی طرف تیری روانگی ہوتی ہے○

فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلَّىٰ ﴿٣١﴾ وَلَٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ﴿٣٢﴾

اس نے نہ تو تصدیق کی اور نہ نماز ادا کی○ بلکہ (وحی کو الٹا) جھٹلا دیا اور منہ موڑ گیا○

ثُمَّ ذَهَبَ إِلَىٰ أَهْلِهِ يَتَمَطَّىٰ ﴿٣٣﴾ أَوْلَىٰ لَكَ فَأَوْلَىٰ ﴿٣٤﴾

پھر اکڑتا ہوا اپنے اہل خانہ کی طرف چل دیا[7]○ افسوس ہے تجھ پر○

ثُمَّ أَوْلَىٰ لَكَ فَأَوْلَىٰ ﴿٣٥﴾ أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَنْ

پھر افسوس ہے تجھ پر[8]○ کیا انسان نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ

يُتْرَكَ سُدًى ﴿٣٦﴾ أَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِنْ مَنِيٍّ يُمْنَىٰ ﴿٣٧﴾

اسے شتر بے مہار کی طرح چھوڑ دیا جائے گا○ کیا وہ ایک نطفہ نہ تھا جو ٹپکایا گیا تھا؟○

ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوَّىٰ ﴿٣٨﴾ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ

پھر وہ لوتھڑا ہوگیا- پھر اللہ نے اسے ٹھیک (انسان) بنا دیا○ پھر اس سے مرد اور عورت کی دو

الذَّكَرَ وَالْأُنْثَىٰ ﴿٣٩﴾ أَلَيْسَ ذَٰلِكَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ

قسمیں بنا دیں○ کیا وہ اس بات پر قادر نہیں کہ پھر سے

يُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ ﴿٤٠﴾

مردوں کو زندہ کر دے؟○

1-اس دن عدالت کے ضابطے تو انصاف کے تقاضے پورے کرنے کیلئے ہوں گے۔ ورنہ حقیقت تو یہی ہے کہ مجرم اپنے جرائم سے خود بھی بہت اچھی طرح سے آگاہ ہوگا اور اسکا نفس بھی اسکی گواہی دے رہا ہوگا جبھی تو جنتیوں کے سوال کے جواب میں جہنمی اپنے تمام جرائم گنواتے چلے جائیں گے۔

آخر ایک جھوٹے کو خود تو معلوم ہی ہوتا ہے کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے چاہے کتنے ہی لوگ اسے سچا سمجھ کر اسکے پیچھے چل رہے ہوں۔

2-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

”جب جبرئیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہ وحی لے کر آئے تو آپ لسان اور لب ہلاتے رہتے (کہ کہیں بھول نہ جائے) اس سے آپ پر بہت سختی ہو جاتی جو دوسروں کو بھی معلوم ہوتی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں کہ وحی کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں جما دینا (یاد کروا دینا) ہمارے ذمہ ہے اور اسکا پڑھا دینا بھی۔ تو جب ہم پڑھ چکیں تو آپ بھی اسی طرح پڑھیں جیسے ہم نے پڑھایا تھا اور جب تک وحی اترتی رہے خاموش سنتے رہیں پھر وحی کے الفاظ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لسان پہ جاری کر دینا بھی ہمارے ذمہ ہے۔“

(بخاری)

3-بیاں سے مراد قرآن کا مفہوم اور تفسیر ہے۔ اس آیت سے ثابت ہوا قرآن کا بیان وحی الٰہی پہ مشتمل ہے۔ اس سے علیحدہ کرکے قرآن کو سمجھنے کی کوشش کرنا فقط گمراہی ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں کیلانی صاحب کی مفصل تفسیر۔

4-حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ چودھویں کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور فرمایا۔

”کہ تم اپنے رب کو یوم قیامت ایسے دیکھو گے جیسے تم اسے (قمر کو) دیکھتے ہو اور تمہیں دیکھنے میں کوئی دقت نہ ہوگی۔“

(بخاری)

5-جو اسے اس مصیبت سے نجات دلائے؟ یاد رہے کہ دم جھاڑ کی اجازت ضرور ہے بشرطیکہ اس میں کوئی شرکیہ فعل نہ ہو تاہم اللہ کی رضا پہ راضی رہنے والوں کا درجہ علاج کرنیوالوں سے بہت بلند ہے۔

6-مرتے وقت دونوں پنڈلیاں سوکھ جاتی ہیں یا کفن میں دونوں کو باندھ دیا جاتا ہے۔ بعض مفسرین نے یہ مراد لیا ہے دنیا کی تکلیف (سب کچھ چھٹ جانے کا غم) آخرت کی تکلیف (عذاب آخرت) سے مل جاتی ہے۔

7-ان آیات میں ابوجہل کے کردار کی نقشہ کشی کی گئی ہے۔ اللہ کی آیات سننے کے بعد اس نے یہ طرز عمل اختیار کیا۔

8-دوسرے مفسرین نے یہ ترجمہ کیا ہے کہ ”یہ روش تجھے ہی زیب ہے۔“

سورة الدهر مكية وهي احدى وثلثون اية وفيها ركوعان

آیات ۳۱ (۷۶) سورۂ دہر مدنی ہے (۹۸) رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ①

کیا انسان پر (لامتناہی) زمانہ[1] سے ایک وقت ایسا نہیں آیا جب وہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا؟○ ہم نے انسان کو (مرد اور

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ

عورت کے) مخلوط نطفہ سے پیدا کیا تاکہ ہم اسے آزمائیں پھر اسے سننے اور

سَمِيْعًا بَصِيْرًا ② اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا

دیکھنے والا بنادیا○ ہم نے یقیناً اسے راہ دکھلا[2] دی اب خواہ وہ شکر گزار رہے یا

كَفُوْرًا ③ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَا۟ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا ④

ناشکرا بن جائے○ بلاشبہ ہم نے کافروں کے لئے زنجیریں، طوق اور بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے○

اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ۚ ⑤

بلاشبہ نیک لوگ شراب کے ایسے جام پئیں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی○

عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ⑥ يُوْفُوْنَ

وہ ایک چشمہ ہے جس سے اللہ کے بندے پئیں گے اور جہاں چاہیں گے اس کی شاخیں نکال لیں گے○

بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ⑦ وَيُطْعِمُوْنَ

جو اپنی نذریں[3] پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی آفت ہر سو پھیلی[4] ہوگی○ اور خود کھانے

الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ⑧ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ

کی محبت کے باوجود[5] مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلا دیتے ہیں○ (اور انہیں کہتے ہیں کہ) ہم تمہیں صرف

لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ⑨ اِنَّا نَخَافُ مِنْ

اللہ کی رضا کی خاطر کھلاتے ہیں○ ہم تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں اور نہ شکریہ[6]○ ہمیں اپنے رب سے

رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ⑩ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَ

اس دن کا ڈر لگتا ہے جو چہروں کو کریہہ اور (دلوں کو) مضطر کرنے والا ہوگا○ چنانچہ اللہ ایسے لوگوں کو اس دن

لَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ۚ ⑪ وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ۙ ⑫

شر سے بچائے گا اور انہیں تازگی اور سرور بخشے گا○ اور صبر کے بدلے انہیں جنت اور ریشمی لباس دے گا○

مُّتَّكِـِٔيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۚ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا

وہ جنت میں تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ وہاں نہ دھوپ دیکھیں گے اور نہ سردی کی شدت○

زَمْهَرِيْرًا ۚ ⑬ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ⑭

(درختوں کے) سائے ان پر جھکے ہوں گے اور ان کے خوشے مکمل طور پر تابع فرمان بنادیئے جائیں گے○

1-دھر- ابتدائے کائنات سے اختتام تک کا زمانہ۔ دہریہ اسے کہتے ہیں جو کائنات کی تخلیق کا قائل ہی نہ ہو اور اسے ابدالاباد سے شمار کرتا ہو۔

2-یہ ہدایت کئی انداز سے مہیا کی۔

(ا)- عہدالست کے ذریعے جس کے اثرات انسانی فطرت میں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔کٹے سے کٹے کافر کو بھی مصائب کی شدت میں اللہ یاد آجاتا ہے۔

(ب)- کائنات میں اور خود انسان کے جسم میں بکھری ہوئی بے شمار آیات الٰہی انسان کو ہدایت کا رستہ سمجھاتی ہیں۔

(ج)- اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ اور کتابیں بھیج کر ہدایت انسانی کی تکمیل فرما دی۔

3-نذر ایسے عہد کو کہا جاتا ہے جو انسان خود اپنے اوپر واجب قرار دے لے۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ

"رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ نذر ماننے سے منع کرنے لگے اور فرمانے لگے کہ وہ کسی ہونے والی چیز کو پھیر نہیں سکتی البتہ اسکے ذریعے سے کچھ مال بخیل سے نکلوا لیا جاتا ہے۔"

(مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"جس نے یہ نذر مانی ہو کہ اللہ کی اطاعت کرے گا اسے اسکی اطاعت کرنی چاہیئے اور جس نے یہ نذر مانی ہو کہ اسکی نافرمانی کرے گا تو اسے نافرمانی نہیں کرنی چاہیئے۔"

(بخاری)

4- مستطیرا (مادہ ط ی ر) ہر سو پھیلی آفت۔

5-اگر حبہ میں ضمیر اللہ کی طرف مانی جائے تو معنی یوں ہوگا کہ اللہ کی رضا کی خاطر انہیں کھانا کھلاتے ہیں۔

6-دوسری جانب جس پہ احسان کیا گیا ہو اسے یہ ہدایت کی گئی ہے کہ اس کا احسن انداز میں جواب یا برابری کی سطح پہ جواب دے۔

فرمان الٰہی ہے کہ

جب تمہیں کوئی ہدیہ دیا جائے تو اسے احسن انداز میں لوٹاؤ یا کم از کم برابری سے لوٹا دو۔

(النساء 86:4)

حضرت ابو سعید روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر بھی ادا نہیں کرتا۔"

(ترمذی)

یہ اسلام کی لازوال تعلیمات ہیں جو کہ معاشرہ میں اخوت کے جذبات کو فروغ دیتی ہیں۔

وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا۟ ﴿۱۵﴾

اور ان پر چاندی کے برتن اور شیشے کے ساغر پھرائے جائیں گے○ شیشے چاندی سے

قَوَارِيْرَا۟ مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ﴿۱۶﴾ وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا

مرکب ہوں گے اور انہیں ایک خاص ترکیب سے بنایا ہوگا[1]○ وہاں انہیں شراب کے جام پلائے جائیں گے

كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا ﴿۱۷﴾ عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ﴿۱۸﴾ وَيَطُوْفُ

جن میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی[2]○ یہ جنت کا ایک چشمہ ہوگا جسے سلسبیل کہا جاتا ہے○ اور ان پر لڑکے

عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۚ اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا

دوڑتے پھر رہے ہوں گے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے[3]○ تم انہیں دیکھو تو سمجھو کہ بکھرے ہوئے

مَّنْثُوْرًا ﴿۱۹﴾ وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا ﴿۲۰﴾

موتی ہیں○ اور جدھر بھی تم دیکھو تو نعمتیں ہی نعمتیں اور ایک بہت بڑی سلطنت دیکھو گے○

عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ ۡ وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ

ان پر باریک ریشم کے سبز اور گاڑھے ریشم کے لباس ہوں گے اور انہیں چاندی کے کنگن

مِنْ فِضَّةٍ ۚ وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ﴿۲۱﴾ اِنَّ هٰذَا كَانَ

پہنائے جائیں گے اور ان کا رب انہیں نہایت صاف ستھرے[4] مشروب پلائے گا○ (اور فرمائے گا) یہ ہے

لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۲۲﴾ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ

تمہاری جزا اور تمہاری کوشش کی قدر کی گئی ہے○ (اے نبی!) ہم ہی نے یہ قرآن تھوڑا تھوڑا

الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ﴿۲۳﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا

کرکے آپ پر نازل کیا ہے○ لہٰذا آپ اپنے رب کے حکم کے مطابق صبر کیجئے اور ان میں سے کسی گنہگار

اَوْ كَفُوْرًا ﴿۲۴﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۲۵﴾ وَمِنَ الَّيْلِ

یا ناشکرے کی بات نہ مانیئے[5]○ اور صبح و شام اپنے رب کا نام ذکر کیجئے○ اور رات کو

فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ

بھی اس کے حضور سجدہ کیجئے اور رات کے طویل اوقات میں اس کی تسبیح کیجئے[6]○ یہ لوگ تو بس دنیا سے

الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ﴿۲۷﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ

ہی محبت رکھتے ہیں اور جو بھاری دن آنے والا ہے اسے پس پشت چھوڑتے ہیں[7]○ ہم نے انہیں پیدا کیا اور ان

وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ۚ وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ﴿۲۸﴾

کے جوڑ بند مضبوط کئے اور جب ہم چاہیں ایسے ہی اور لوگ (ان کی جگہ) لے آئیں○

اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۲۹﴾ وَمَا

یہ (قرآن) ایک نصیحت ہے۔ اب جو چاہے اپنے رب کی طرف (جانے والا) راستہ اختیار کرے○ اور تم وہی

تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۳۰﴾

کچھ چاہ سکتے ہو جو اللہ چاہتا ہے[8]○ اللہ یقیناً سب کچھ جاننے والا ہے حکمت والا ہے○

قرأ حفص بغير الالف في الوصل فيهما، ووقف على الاول بالالف وعلى الثاني بغير الالف ١٢

1- آئینہ (Mirror) بنانے کیلئے شیشے پہ چاندی کی پالش کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ شفاف شیشے (Transparent Glass) کی خصوصیات کو بہتر بنانے کیلئے بھی اس میں بعض دھاتیں (Metals) ملائی جاتی ہیں۔ غالباً وہ ساغر ایسے شیشے سے بنے ہوں گے جن میں چاندی کی آمیزش ہوگی۔

2- پہلے کافور کی آمیزش والی شراب کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسکی تاثیر ٹھنڈی ہوتی ہے۔ اس آیت میں زنجبیل (سونٹھ- سوکھا ہوا ادرک) کی آمیزش کا ذکر کیا گیا ہے۔ زنجبیل کی تاثیر گرم ہوتی ہے اہل عرب اس کے کافی شوقین ہیں اور اکثر قہوہ میں اس کا استعمال کرتے ہیں۔

3- مخلدون کا دوسرا معنی یہ ہوسکتا ہے کہ ہمیشہ حاضر رہیں گے غائب نہ ہوں گے۔ سورہ کہف کی آیت نمبر31 میں اہل جنت کو سونے کے کنگن پہنانے کا ذکر ہے اور یہاں چاندی کے کنگنوں کا ذکر ہے۔ یہ بات اہل جنت کی مرضی پہ منحصر ہوگی کہ جیسے کنگن وہ پہننا چاہیں انہیں پہنائے جائیں گے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں قسم کے ہی پہنائے جائیں اور یہ بھی ممکن ہے کبھی چاندی کے پہنائے جائیں اور کبھی سونے کے یا مردوں کو چاندی کے اور عورتوں کو سونے کے۔

4- طہور ایسی چیز ہے جو خود تو صاف ستھری ہو اور دوسری چیزوں کو بھی صاف ستھرا رکھنے والی ہو۔ امام طبری نے اسکا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ یہ پینے سے پیشاب نہ آئے گا۔ صرف پسینہ آئے گا جس کی خوشبو مشک جیسی ہوگی۔

5- جو آپ سے کچھ لو اور کچھ دو کے اصول پہ مفاہمت کرنا چاہتے ہیں۔

6- ان مصائب اور مشکلات پہ صبر کرنے کیلئے جو استقامت درکار ہے وہ صلوٰۃ اور ذکر الٰہی کے ذریعے سے میسر آئے گی۔

7- اللہ کا یہ طریقہ تو نہیں ہے کہ جو ہدایت سے منہ موڑے زبردستی اس پہ ہدایت تھوپ دے۔

8- مگر دوسری جانب انسان کی اپنی چاہت ہی سب کچھ نہیں جب تک کہ اللہ کی چاہت شامل حال نہ ہو اور اللہ کی چاہت اندھیر نگری نہیں ہے بلکہ اسکی بنیاد اللہ کا وسیع علم اور حکمت ہے۔

يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ

وہ جسے چاہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے اور ظالموں کے لئے اس نے

عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿٣١﴾

المناک عذاب تیار کر رکھا ہے○

سُوْرَةُ الْمُرْسَلٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

آیات ۵۰ (۷۷) سورۃ مرسلات مکی ہے (۳۲) رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ﴿١﴾ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ﴿٢﴾ وَّالنّٰشِرٰتِ

ان ہواؤں کی قسم جو دھیرے دھیرے چلتی ہیں[1]○ پھر زور پکڑ کر جھکڑ بن جاتی ہیں○ اور (بادلوں کو) اٹھا کر

نَشْرًا ﴿٣﴾ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ﴿٤﴾ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ﴿٥﴾ عُذْرًا اَوْ

پھیلا دیتی ہیں○ پھر پھاڑ کر جدا کرتی ہیں○ پھر (دلوں میں اللہ) کی یاد ڈالتی ہیں[2]○ عذر یا ڈرانے کی صورت

نُذْرًا ﴿٦﴾ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ﴿٧﴾ فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ﴿٨﴾ وَ

میں[3]○ کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ ضرور واقع ہوگی○ جب ستارے بے نور ہو جائیں گے○ اور

اِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ﴿٩﴾ وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ﴿١٠﴾ وَاِذَا الرُّسُلُ

آسمان پھاڑ دیا جائے گا○ اور پہاڑ ریزہ ریزہ کر کے اڑا دیئے جائیں گے○ اور رسولوں (کی حاضری) کا وقت

اُقِّتَتْ ﴿١١﴾ لِاَيِّ يَوْمٍ اُجِّلَتْ ﴿١٢﴾ لِيَوْمِ الْفَصْلِ ﴿١٣﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ

آپہنچے گا[4]○ بھلا کس دن کے لئے (ان امور میں) تاخیر کی گئی؟○ فیصلے کے دن کے لئے[5]○ اور آپ کیا جانیں کہ

مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ﴿١٤﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿١٥﴾ اَلَمْ

فیصلہ کا دن کیا ہے؟○ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے○ کیا ہم نے

نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٦﴾ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ ﴿١٧﴾ كَذٰلِكَ

پہلے لوگوں کو ہلاک نہیں کر ڈالا؟○ پھر انہی کے پیچھے بعد والوں کو چلتا کریں گے○ ہم مجرموں سے

نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿١٨﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿١٩﴾ اَلَمْ

ایسا ہی برتاؤ کیا کرتے ہیں○ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے○ کیا ہم نے

نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ﴿٢٠﴾ فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿٢١﴾

تمہیں حقیر پانی سے پیدا نہیں کیا؟○ پھر اسے ایک محفوظ جگہ میں ٹھہرائے رکھا[6]○

اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿٢٢﴾ فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ﴿٢٣﴾ وَيْلٌ

ایک معین وقت تک○ پھر ہم نے اندازہ مقرر کیا تو ہم کیا ہی اچھا اندازہ کرنے والے ہیں○ اس دن

يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٢٤﴾ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ﴿٢٥﴾

جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے[7]○ کیا ہم نے زمین کو سمیٹ کر رکھنے والی نہیں بنا دیا؟[8]○

1-اللہ تعالیٰ نے کرہ ارض کے اردگرد ہوا کا تقریباً گیارہ بارہ کلومیٹر موٹا غلاف چڑھا دیا ہے۔ پانی کے بغیر کوئی انسان شائد کچھ یوم زندہ رہ سکتا ہو مگر ہوا کے بغیر چند منٹ بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح دیگر جانداروں کیلئے بھی ہوا بہت ضروری ہے۔ نہ صرف یہ کہ ہوا کا یہ غلاف سانس لینے کیلئے آکسیجن مہیا کرتا ہے بلکہ خلا سے آنیوالے کئی قسم کے شہابیوں اور شعاعوں (Rays) سے انسان کی حفاظت کرتا ہے۔ ہواؤں کی بھی کئی قسمیں ہیں کچھ انتہائی فرحت بخش، معطر، اللہ کی نعمتوں کا احساس دلانے والی اور کچھ انتہائی تباہ کن اور خوفناک۔ پھر یہ ہوائیں ہی ہیں جو کئی ملین ٹن (Millions of Tonns) پانی سنبھالے ہوتی ہیں اور اللہ کے حکم سے بارش کے ذریعے زمین پر گرا دیتی ہیں۔

2-قحط سالی کی حالت میں لوگ اپنے گناہ یاد کر کے اللہ سے معذرتیں پیش کرتے ہیں آندھی اور طوفان وغیرہ کی صورت میں موسم کے اطوار دیکھ کر ہی دل دہل جاتے ہیں۔

3-اللہ تعالیٰ نے پانچ قسمیں قیامت کی حقیقت بیان کرنے کیلئے کھائی ہیں۔ گویا جس مدبر اعظم نے تمہارے لئے اور تمہاری زندگی کے بچاؤ کیلئے اتنا شدید انتظام کیا ہے کیا وہ قیامت برپا نہیں کر سکتا؟

4-تاکہ وہ اپنی اپنی قوم کے متعلق گواہی دیں۔

5-اسکا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ جس یوم اللہ اپنے نیک بندوں اور مجرموں کو علیحدہ علیحدہ کر دے گا کیونکہ ان کا انجام علیحد علیحدہ ہی ہے۔

6-تین پردوں میں رکھا۔ پھر اسکے اردگرد مزید حفاظت کیلئے سیال مادوں کی تہیں رکھ دیں جو کہ اسکی مزید حفاظت کرتے رہے۔

7-انسان کی تخلیق۔ ماں کے پیٹ میں اس کی بالیدگی کیا یہ یقین دلانے کیلئے کافی نہیں ہیں کہ وہ قادر مطلق ذات قیامت برپا کر سکتی ہے۔ اسکے باوجود جو اسے جھٹلاتے ہیں ان کیلئے افسوس ہے۔

8-کسی چیز کو ضائع نہیں کرتی۔ انسان اسی سے پیدا ہوتے ہیں پھر اسی میں جذب ہو جاتے ہیں۔ پھر دوبارہ اللہ تعالیٰ اسی سے تخلیق کرے گا۔ نہ کسی فرد کو ضائع کرتی ہے نہ کسی فرد کے کسی حصہ کو۔

اَحۡیَآءً وَّ اَمۡوَاتًا ﴿۲۶﴾ وَّ جَعَلۡنَا فِیۡهَا رَوَاسِیَ شٰمِخٰتٍ وَّ

زندوں کو بھی اور مردوں کو بھی؟○ اور اس میں بلند و بالا پہاڑ جما دیئے۔ اور

اَسۡقَیۡنٰكُمۡ مَّآءً فُرَاتًا ﴿۲۷﴾ وَیۡلٌ یَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُكَذِّبِیۡنَ ﴿۲۸﴾

تمہیں میٹھا پانی پلایا[1]○ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے○

اِنۡطَلِقُوۡۤا اِلٰی مَا كُنۡتُمۡ بِهٖ تُكَذِّبُوۡنَ ﴿۲۹﴾ اِنۡطَلِقُوۡۤا اِلٰی ظِلٍّ

چلو اسی (جہنم) کی طرف جسے تم جھٹلا دیا کرتے تھے○ چلو اس سائے کی طرف

ذِیۡ ثَلٰثِ شُعَبٍ ﴿۳۰﴾ لَّا ظَلِیۡلٍ وَّ لَا یُغۡنِیۡ مِنَ اللَّهَبِ ﴿۳۱﴾

جو تین شاخوں والا ہے[2]○ نہ وہ ٹھنڈی چھاؤں ہوگی اور نہ شعلہ سے بچائے گی○ وہ

اِنَّهَا تَرۡمِیۡ بِشَرَرٍ كَالۡقَصۡرِ ﴿۳۲﴾ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفۡرٌ ﴿۳۳﴾ وَیۡلٌ

(اتنے بڑے) شرارے پھینکے گی جیسے محل○ (جو اچھلتے ہوئے یوں محسوس ہوں گے) گویا وہ زوردار اونٹ

یَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُكَذِّبِیۡنَ ﴿۳۴﴾ هٰذَا یَوۡمُ لَا یَنۡطِقُوۡنَ ﴿۳۵﴾ وَ لَا

ہیں○ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے○ یہ دن ایسا ہوگا جس میں وہ کچھ بول نہ سکیں گے○ اور نہ

یُؤۡذَنُ لَهُمۡ فَیَعۡتَذِرُوۡنَ ﴿۳۶﴾ وَیۡلٌ یَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُكَذِّبِیۡنَ ﴿۳۷﴾

انہیں یہ اجازت دی جائے گی کہ وہ کوئی عذر پیش کریں[3]○ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے○

هٰذَا یَوۡمُ الۡفَصۡلِ جَمَعۡنٰكُمۡ وَ الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۳۸﴾ فَاِنۡ كَانَ لَكُمۡ

یہی فیصلے کا دن ہے ہم نے تمہیں بھی اور پہلوں کو بھی جمع کر دیا ہے○ پھر اگر تمہارے پاس کوئی

كَیۡدٌ فَكِیۡدُوۡنِ ﴿۳۹﴾ وَیۡلٌ یَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُكَذِّبِیۡنَ ﴿۴۰﴾ اِنَّ

چال ہے تو میرے خلاف چل دیکھو[4]○ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے○ یقیناً

الۡمُتَّقِیۡنَ فِیۡ ظِلٰلٍ وَّ عُیُوۡنٍ ﴿۴۱﴾ وَّ فَوَاكِهَ مِمَّا یَشۡتَهُوۡنَ ﴿۴۲﴾

متقی (اس دن) سایوں اور چشموں میں ہوں گے[5]○ اور جو پھل وہ چاہیں گے انہیں ملیں گے○

كُلُوۡا وَ اشۡرَبُوۡا هَنِیۡٓـئًۢا بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ

مزے سے کھاؤ پیو، اپنے اعمال کے بدلے جو تم کرتے رہے○ بلاشبہ ہم نیکو کاروں کو

نَجۡزِی الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۴۴﴾ وَیۡلٌ یَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُكَذِّبِیۡنَ ﴿۴۵﴾ كُلُوۡا

اسی طرح بدلہ دیتے ہیں○ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے○ چند دن

وَ تَمَتَّعُوۡا قَلِیۡلًا اِنَّكُمۡ مُّجۡرِمُوۡنَ ﴿۴۶﴾ وَیۡلٌ یَّوۡمَئِذٍ

کھالو اور مزے اڑا لو۔ بلاشبہ تم مجرم ہو[6]○ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے○

لِّلۡمُكَذِّبِیۡنَ ﴿۴۷﴾ وَ اِذَا قِیۡلَ لَهُمُ ارۡكَعُوۡا لَا یَرۡكَعُوۡنَ ﴿۴۸﴾ وَیۡلٌ

اور جب انہیں اللہ کے آگے جھکنے کو کہا جاتا تھا تو وہ نہیں جھکتے تھے[7]○ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے تباہی

یَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُكَذِّبِیۡنَ ﴿۴۹﴾ فَبِاَیِّ حَدِیۡثٍۭ بَعۡدَهٗ یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۵۰﴾

ہے○ پھر اس کلام (قرآن) کے بعد اور کونسا کلام ہو سکتا ہے جس پر یہ ایمان لائیں گے؟○

ع ۱ / ۲۱

ع ۲ / ۲۲

1-زمین کی حرکت میں توازن پیدا کرنے کے علاوہ بارش کا محل وقوع متعین کرنے میں بھی پہاڑ اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ سمندر کا پانی نمکین اور بارش کا پانی میٹھا ہوتا ہے۔

2-سایہ دھوپ اور گرمی سے بچاتا ہے اور اندھیرا کرتا ہے۔ یہ سایہ چونکہ گرم کالے سیاہ دھویں کا ہوگا لہٰذا آگ سے کیا بچائے گا بلکہ اضافہ ہی کرے گا مگر ساتھ ہی اندھیرا کردے گا۔

3-یہ وہ وقت ہوگا جبکہ پورے عدالتی لوازمات کے ساتھ انصاف کے تقاضے پورے ہوچکے ہوں گے۔ فیصلے سنائے جاچکے ہوں گے جزاء وعتاب نافذ ہونے کا وقت ہوگا۔

4-دنیا میں تو تم خم ٹھونک کے حق کے دشمن بن گئے تھے۔ میرے انبیاء کے خلاف سازشیں کرتے رہے۔ نیک بندوں کی تحقیر کرتے رہے۔ آج تم سب مجرم اکٹھے ہو ذرا آج بھی کوئی سازش تیار کردیکھو کہ تم عذاب جہنم سے بچ جاؤ۔

5-مجرموں کو ایک تو اپنے عذاب کی پریشانی ہوگی۔ دوسری جانب وہ لوگ جنہیں وہ دنیا میں حقیر جانتے تھے جب جنت کی نعمتیں پائیں گے تو انکے غم والم اور حسرت میں مزید اضافہ ہوجائے گا۔

6-یہ تمام انبیاء کے مجرموں سے خطاب ہے کہ تمہاری مہلت موت تک ہی ہے۔

7-جھکنے سے مراد صرف صلوٰۃ ادا کرنا ہی نہیں ہے بلکہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی اطاعت کے آگے سر تسلیم خم کرنا بھی ہے۔ ایسے لوگوں کی ایک سزا یہ بھی ہوگی کہ قیامت کو جب مومنوں کو سجدہ کرنے کا حکم ہوگا تو وہ سجدہ میں گر جائیں گے مگر یہ سجدہ نہ کرسکیں گے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"یوم قیامت اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی کھولے گا۔ تو ہر مومن مرد اور عورت سجدہ میں گر پڑیں گے۔ صرف وہی لوگ باقی رہ جائیں گے جو لوگوں کو دکھلانے اور شہرت کیلئے سجدہ کیا کرتے تھے۔ وہ سجدہ تو کرنا چاہیں گے مگر انکی پشت اکڑ کر تختہ ہوجائے گی۔"

(بخاری)

سُوْرَةُ النَّبَاِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

آیات ۴۰ (۷۸) سورۂ نبا مکی ہے (۸۰) رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝١ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۝٢ الَّذِيْ هُمْ

(یہ) کس چیز کے متعلق آپس میں سوال کرتے ہیں؟○ کیا بڑی خبر کے متعلق؟○ جس میں وہ ایک

فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ۝٣ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝٤ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝٥ اَلَمْ

دوسرے سے اختلاف رکھتے ہیں○[1] ہرگز نہیں، جلد انہیں معلوم ہوجائے گا○ ہاں، یقیناً، انہیں جلد معلوم ہو

نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۝٦ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۝٧ وَّخَلَقْنٰكُمْ

جائے گا○ کیا ہم نے زمین کو ایک گہوارہ نہیں بنایا؟○ اور پہاڑوں کو میخوں کی طرح گاڑ دیا[2]○ اور

اَزْوَاجًا ۝٨ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۝٩ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ۝١٠

تمہیں جوڑے جوڑے پیدا کیا،[3]○ تمہاری نیند کو سکون کا باعث بنایا○ اور رات کو پردہ پوش بنایا○

وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۝١١ وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۝١٢ وَّ

اور دن کو معاش کا وقت بنایا[4]○ اور تمہارے اوپر سات مضبوط (آسمان) بنا دیئے○ اور

جَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۝١٣ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً

ایک بھڑکتا ہوا چراغ بنایا[5]○ اور نچڑنے والے بادلوں سے لگا تار بارش

ثَجَّاجًا ۝١٤ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ۝١٥ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ۝١٦ اِنَّ

برسائی○ تاکہ اس سے ہم اناج اور سبزی اگائیں○ اور گھنے باغ بھی○ بیشک

يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ۝١٧ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ

فیصلے کا دن ایک مقررہ وقت ہے○ جس دن صور پھونکا جائے گا

فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ۝١٨ وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ۝١٩ وَّ

تو تم فوج در فوج نکل آؤ گے○ اور آسمان کھولا جائے گا تو اس میں کئی دروازے ہوں گے[6]

سُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ۝٢٠ اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ

اور پہاڑ چلائے جائیں گے تو وہ چمکتی ریت بن جائیں گے[7]○ جہنم یقیناً ایک

مِرْصَادًا ۝٢١ لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا ۝٢٢ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ۝٢٣

گھات ہے[8]○ جو سرکشوں کا ٹھکانا ہے○ جس میں وہ مدتوں[9] پڑے رہیں گے○

لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ۝٢٤ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ۝٢٥

نہ وہ اس میں ٹھنڈک کا مزا چکھیں گے اور نہ کسی مشروب کا○ بس گرم پانی اور بہتی پیپ ہوگی○

جَزَآءً وِّفَاقًا ۝٢٦ اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا ۝٢٧

یہ بدلہ ہے (ان کے عملوں کے) موافق○ وہ حساب کی تو امید ہی نہیں رکھتے تھے○

1-کوئی اسے بالکل ہی جھٹلادیتا ہے کوئی مانتا ہے مگر حساب کتاب کاانکار کرتا ہے اور کوئی حساب کتاب بھی مانتا ہے مگر سفارش کے ایسے عقائد گھڑ رکھے ہیں کہ اس عقیدہ سے انسان کی عملی زندگی پہ اخرت پہ ایمان کی وجہ سے جو نتائج مرتب ہونا چاہئیں تھے وہ مرتب نہیں ہوسکتے۔

2-کوئی جسم جو اپنے مرکز کے گرد گھومتا ہو تو اسکے توازن (Balance) میں ہلکی سی بھی کمی آجائے تو مرکز گریز قوت (Net Centrifugal Force) موثر کردار ادا کرتی ہے اور جسم ہچکولے کھانا شروع کردیتا ہے۔ اسکو سمجھنے کے لئے پنکھے کی مثال پہ غور کیا جاسکتا ہے۔ اگر اسکے ایک پر میں کچھ خرابی پیدا ہوجائے تو پورا پنکھا شدت سے لرزنے لگتا ہے یا گاڑی کے پہیے میں جب اس قسم کا مسئلہ پیدا ہوجائے تو اسکو بیلنس کروانا پڑتا ہے۔ چنانچہ زمین میں یہ پہاڑ بھی وہی کام کرتے ہیں جو (Wheel Balancing) میں سیسے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرتے ہیں۔ یہاں ایک طالب علم کے ذہن میں یہ خیال آسکتا ہے اللہ تعالیٰ تو وسیع قدرتوں کے مالک ہیں زمین کو پہلے ہی ایسا متوازن کیوں نہ بنادیا کہ ایسے پہاڑوں کی ضرورت ہی پیش نہ آئی تو اسکا جواب اسی آیت میں ملتا ہے۔

اگر زمین شروع ہی سے بیلنس میں ہوتی تو بھی پہاڑوں کی ضرورت رہتی کیونکہ زمین کی اوپر والی تہیں ہوا کے اثرات سے یا کسی اور وجہ سے ایک جگہ سے دوسری جگہ حرکت کرتی پھرتیں اور اس توازن کو باربار خراب کردیتیں۔

امریکہ کی سائنس اکیڈمی کے صدر اپنی کتاب Earth صفحہ 435 میں لکھتے ہیں کہ پہاڑوں کی بہت گہری جڑیں ہوتی ہیں۔ سائنس کی یہ دریافت انیسویں صدی سے پہلے ممکن نہ ہوئی۔

3-مرد اور عورت کو تخلیق کیا۔ اس سے نسل انسانی کی بنا رکھی۔ پھر ان دونوں میں محبت اور رحمت کے جذبات پیدا کرکے اور دونوں کو ایک دوسرے کی ضرورت بنا کر زندگی میں کشش پیدا کردی۔

4-دن کی روشنی کی وجہ سے کام کاج کیلئے بہترین وقت یہی ہے۔ بے شک انسان نے مصنوعی روشنی کا بندوبست کرلیا ہے۔ مگر سورج کی روشنی کے کیا کہنے جو ہر چیز روشن کرادیتی ہے جبکہ مصنوعی روشنی صرف محدود اسی جگہ کو ہی روشن کرسکتی ہے۔

5-جو مناسب حرارت بھی مہیا کرتا ہے اور روشنی بھی۔

6-گویا آسمان چھلنی ہوجائے گا۔

7-جو زمین میں توازن پیدا کرنے کیلئے بنائے گئے تھے اس یوم خود ریزہ ریزہ ہوجائیں گے۔

8-جہنم کو گھات کہا گیا ہے یعنی مجرم اس سے بے پرواہ ہوکر اپنے جرائم میں مگن ہیں اور پھر وہ اچانک اس میں آپڑیں گے۔

9-احقابا۔ حقبہ کی جمع ہے اسی سال یا اس سے زائد مدت۔ اسکی جمع حقب بھی آتی ہے۔

وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ﴿٢٨﴾ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ﴿٢٩﴾

اور ہمہ وقت ہماری آیات کو جھٹلاتے تھے○ اور ہم نے ساری چیزیں ایک کتاب میں ریکارڈ کر رکھی تھیں○

فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ﴿٣٠﴾ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ﴿٣١﴾

(اور کہا جائے گا) مزا چکھو، ہم تمہارے لئے عذاب کے سوا کسی چیز میں اضافہ نہ کریں گے[1]○ متقیوں کے

حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ﴿٣٢﴾ وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ﴿٣٣﴾ وَّكَاْسًا دِهَاقًا ﴿٣٤﴾

لیے یقیناً کامیابی ہے[2]○ باغات اور انگور○ نوجوان اور ہم عمر[3] عورتیں○ اور چھلکتے ہوئے جام○

لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ﴿٣٥﴾ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً

وہاں نہ کوئی بیہودہ بات سنیں گے اور نہ جھوٹ[4]○ یہ آپ کے رب کی طرف سے بدلہ ہے جو اپنے اپنے

حِسَابًا ﴿٣٦﴾ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ

اعمال کے حساب سے ملے گا○ جو آسمانوں، زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب چیزوں کا مالک ہے۔ بڑا مہربان

لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿٣٧﴾ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ

ہے (اس دن) اس سے کوئی بات تک نہ کر سکے گا○ جس دن جبرئیل اور باقی سب فرشتے صف بستہ

صَفًّا ۙ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿٣٨﴾

کھڑے ہوں گے۔ رحمٰن سے وہی بات کر سکے گا جسے وہ خود اجازت دے اور جو درست بات کہے○

ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ﴿٣٩﴾ اِنَّآ

یہ دن ایک حقیقت ہے○ اب جو چاہے اپنے رب کی طرف واپس جانے کی راہ اختیار کرے○ ہم نے

اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ

تمہیں اس عذاب سے ڈرایا ہے جو قریب آ پہنچا ہے۔ اس دن آدمی وہ دیکھ لے گا جو اس کے ہاتھوں نے

وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ﴿٤٠﴾

آگے بھیجا ہے اور کافر کہے گا: کاش میں مٹی ہوتا[5]○

سُوْرَةُ النّٰزِعٰتِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سِتٌّ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

آیات ۴۶ (۷۹) سورۂ نازعات مکی ہے (۸۱) رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ﴿١﴾ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ﴿٢﴾ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ﴿٣﴾

غرق ہو کر (جان) کھینچ لینے والے (فرشتوں) کی قسم[6]○ اور جو بند کھولنے والے ہیں[7]○ اور جو تیرتے

فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ﴿٤﴾ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ﴿٥﴾ يَوْمَ تَرْجُفُ

پھرتے ہیں○ پھر دوڑ کر آگے نکل جانے والوں کی[8]○ پھر جو کسی حکم کی تدبیر کرنے والے ہیں[9]○ جس دن

الرَّاجِفَةُ ﴿٦﴾ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ﴿٧﴾ قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ﴿٨﴾

کانپنے والی (زمین) کانپنے لگے گی○ اور پھر زلزلے کا اور جھٹکا آ پڑے گا[10]○ دل اس دن کانپ رہے ہوں گے○

1-عذاب میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ یہ ممکن نہ ہوگا کہ ان کے مزاج کسی ایک طرح کے عذاب کی عادی ہو جائیں۔

فرمان الٰہی ہے۔

"جب بھی ان کے جسموں کی کھال گل جائے گی تو ہم دوسری کھال بدل دیں گے تاکہ عذاب کا مزا چکھتے رہیں۔"

(النساء 56:4)

2-مفازاً۔ فاز۔ کامیاب ہوا۔ اصل کامیابی جہنم سے نجات ہے۔

3-آپس میں ہم عمر یا جنتیوں کے ہم عمر۔

4-اور دوسری جگہ فرمایا۔

"ان کے دلوں میں اگر کچھ کدورت ہوگی بھی تو ہم اسے نکال دیں گے اور وہ بھائی بھائی بن کر آمنے سامنے تختوں پر بیٹھیں گے۔"

(الحجر 47:15)

جب کسی کو اللہ کی اجازت کے بغیر سفارش کی جرات نہ ہو سکے گی۔ جسے اجازت ملے گی وہ بھی حق بات کی سفارش کرے گا اور سفارش کے اہل کے حق میں ہی سفارش کرے گا جس نے دنیا میں حق بات کی ہوگی اس کے حق میں سفارش کرے گا اور وہ حق بات کلمہ توحید ہی ہے۔

5-پیدا ہی نہ ہوتا۔ یا مر کر مٹی ہو جاتا دوبارہ اٹھائے جانے کی نوبت ہی نہ آتی یا جہنم میں جانے سے پہلے مٹی بن جاتا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

"یوم قیامت تمام مخلوقات حتیٰ کہ جانور، چرند، پرند سب کا حشر ہوگا۔ حتیٰ کہ سینگ والی بکری کا بدلہ بغیر سینگ والی بکری سے لیا جائے گا جس نے دنیا میں اسے مارا ہوگا۔ پھر ان سے کہا جائے گا تم خاک ہو جاؤ۔ اس وقت کافر یہ تمنا کرے گا کہ کاش میں بھی ان جانوروں کی طرح خاک بن جاتا۔

(مسلم)

6-جو جسم کے رگ و پے میں ڈوب کر جان نکالتے ہیں۔

7-جان نکالنے کیلئے آسانی سے بند کھولتے ہیں۔ امام ابن کثیر کے مطابق پہلی آیت میں ان فرشتوں کا ذکر ہے جو مجرموں کی جان نکالتے ہیں جبکہ اس آیت میں مومنوں کی جان نکالنے کا ذکر ہے جو کہ آسانی سے نکالتے ہیں۔

8-اللہ کے احکام کی بجا آوری میں سبقت کرنیوالے فرشتے۔

9-تاکہ وہ حکم نافذ کریں۔

10-نفخہ صور کے ساتھ ہی زمین میں زلزلہ برپا ہو جائے گا۔ پھر لگاتار جھٹکے پڑیں گے یا دوسرے نفخہ کے ساتھ ہی ایک اور جھٹکا ہوگا۔

أَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ﴿٩﴾ يَقُولُونَ أَإِنَّا لَمَرْدُودُونَ فِي الْحَافِرَةِ ﴿١٠﴾

ان کی آنکھیں سہمی ہوئی ہوں گی○ وہ (کفار) کہتے ہیں: کیا ہم پہلی حالت[1] میں لوٹائے جائیں گے؟○

أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ﴿١١﴾ قَالُوا تِلْكَ إِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ﴿١٢﴾

جبکہ[2] ہم بوسیدہ ہڈیاں بن چکے ہوں گے؟○ کہتے ہیں: یہ واپسی تو بڑے گھاٹے کی بات ہوگی○

فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ ﴿١٣﴾ فَإِذَا هُم بِالسَّاهِرَةِ ﴿١٤﴾ هَلْ أَتَاكَ

وہ بس ایک گرج دار آواز[3] ہی ہوگی○ پھر وہ یکدم ایک میدان[4] میں آموجود ہوں گے○ کیا آپ کو

حَدِيثُ مُوسَىٰ ﴿١٥﴾ إِذْ نَادَاهُ رَبُّهُ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿١٦﴾

موسیٰ کی خبر پہنچی ہے؟[5]○ جب طویٰ کی مقدس وادی[6] میں انہیں ان کے رب نے پکارا تھا○

اذْهَبْ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ﴿١٧﴾ فَقُلْ هَل لَّكَ إِلَىٰ أَن

کہ فرعون کے پاس جاؤ، وہ سرکش ہو گیا ہے○ پھر اسے کہو: کیا تیرے لئے ممکن ہے کہ تو پاکیزگی

تَزَكَّىٰ ﴿١٨﴾ وَأَهْدِيَكَ إِلَىٰ رَبِّكَ فَتَخْشَىٰ ﴿١٩﴾ فَأَرَاهُ الْآيَةَ

اختیار کرے؟○ اور میں تجھے رب کی راہ دکھلاؤں تو ڈر جائے؟[7]○ چنانچہ (موسیٰ) نے اسے

الْكُبْرَىٰ ﴿٢٠﴾ فَكَذَّبَ وَعَصَىٰ ﴿٢١﴾ ثُمَّ أَدْبَرَ يَسْعَىٰ ﴿٢٢﴾ فَحَشَرَ

بڑی نشانی[8] دکھلائی○ مگر اس نے جھٹلا دیا اور بات نہ مانی○ پھر لوٹ گیا اور تدبیریں کرنے لگا○ اس نے لوگوں

فَنَادَىٰ ﴿٢٣﴾ فَقَالَ أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَىٰ ﴿٢٤﴾ فَأَخَذَهُ اللَّهُ نَكَالَ

کو اکٹھا کیا اور پکارا○ کہنے لگا: "میں ہی تمہارا سب سے اونچا رب ہوں[9]"○ چنانچہ اللہ نے اسے آخرت اور

الْآخِرَةِ وَالْأُولَىٰ ﴿٢٥﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَن يَخْشَىٰ ﴿٢٦﴾ أَأَنتُمْ

دنیا کے عذاب میں پکڑ لیا○ اس واقعہ میں سامان عبرت ہے اس شخص کے لئے جو ڈرتا ہے○ کیا تمہیں

أَشَدُّ خَلْقًا أَمِ السَّمَاءُ ۚ بَنَاهَا ﴿٢٧﴾ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوَّاهَا ﴿٢٨﴾ وَ

پیدا کرنا مشکل کام ہے یا آسمان کو؟ جسے اس نے بنایا○ اس کی چھت[10] کو بلند کیا پھر اس میں توازن

أَغْطَشَ لَيْلَهَا وَأَخْرَجَ ضُحَاهَا ﴿٢٩﴾ وَالْأَرْضَ بَعْدَ ذَٰلِكَ

قائم کیا○ اور اس کی رات کو تاریک کر دیا اور دن کو دھوپ نکالی○ اور اس کے بعد زمین کو

دَحَاهَا ﴿٣٠﴾ أَخْرَجَ مِنْهَا مَاءَهَا وَمَرْعَاهَا ﴿٣١﴾ وَالْجِبَالَ أَرْسَاهَا ﴿٣٢﴾

بچھا دیا[11]○ جس سے اس کا پانی اور چارہ نکالا○ اور پہاڑوں کو خوب جما دیا○

مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ ﴿٣٣﴾ فَإِذَا جَاءَتِ الطَّامَّةُ الْكُبْرَىٰ ﴿٣٤﴾

یہ سب کچھ تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے لئے سامان زندگی ہے○ پھر جب وہ عظیم آفت[12] آجائے گی○

يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْإِنسَانُ مَا سَعَىٰ ﴿٣٥﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ

تو اس دن انسان یاد کرے گا جو کچھ اس نے کوشش کی ہوگی○ اور جہنم کو دیکھنے والے کے

لِمَن يَرَىٰ ﴿٣٦﴾ فَأَمَّا مَن طَغَىٰ ﴿٣٧﴾ وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿٣٨﴾

سامنے لایا جائے گا○ سو جس نے سرکشی کی○ اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی○

1-الحافرۃ۔ حفر۔ گڑھا کھودنا‘ حافرۃ سے کھدی ہوئی زمین اور ابتدائی حالت بھی مراد ہے۔

2-یہ استفہام انکاری ہے گویا انکی مراد یہ ہے کہ یہ ناممکن ہے۔

3- نفخہ ثانیہ ایسے معلوم ہوگا جیسے کسی نے ڈانٹ کر جگادیا ہو۔

4-ساہرۃ۔ سطح زمین مراد ہے کیونکہ سب انسان حیوان زندگی کی صورت میں اسی پہ چلتے پھرتے ہیں جبکہ موت کی صورت میں زمین کے اندر چلے جاتے ہیں۔

5-فرعون کا ذکر یہاں کرنے سے آپ ﷺ کو تسلی دینا مطلوب ہے کہ یہ کفار مکہ کی حیثیت قوم فرعون کے سامنے ہے ہی کیا؟ دوسری جانب قریش کیلئے تہدید ہے کہ اگر قوم فرعون اپنے رسول ﷺ کا انکار کرکے نہ بچ سکی تو تم کیسے بچ جاؤ گے۔

6-جوکہ جبل طور کے دامن میں واقع ہے اور مدین سے مصر کے راستے میں ہے یہیں حضرت موسیٰ کو اللہ تعالیٰ سے دودفعہ شرف کلام نصیب ہوا۔

7-میں تمہاری راہنمائی ہدایت کی جانب کروں گا اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارے دل میں اللہ کی خشیت پیدا ہوجائے گی۔ اس سے تمہاری دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت بھی سنور جائے گی۔

8-فرعون نے رسالت کے ثبوت میں کسی نشانی کا مطالبہ کیا تو حضرت موسیٰ نے اپنا عصا پھینک دیا اور وہ اژدہا بن گیا۔ فرعون اور اسکے درباری خوفزدہ ہوگئے تو انہوں نے حضرت موسیٰ سے التجا کی کہ اس مصیبت کو سنبھالو۔ حضرت موسیٰ نے دوبارہ اسے پکڑ لیا تو وہ پھر سے عصا بن گیا۔ مگر اسکے باوجود فرعون نے اپنی قوم کو یہ کہہ دیا کہ یہ سحر ہے۔

9-کہ مصر میں سیاسی قوت اور اقتدار اعلیٰ کا مالک میں ہوں۔ یاد رہے کہ وہ خود کو خالق کائنات نہ سمجھتا تھا بلکہ وہ خود بھی سورج دیوتا کی عبادت کرتا تھا۔

10-سمک۔ (مصدر) موٹا کرنا اور دبیز کرنا۔

11-دحی۔ دور تک بچھا دینا یا پھیلا دینا۔ دحی کے مفہوم میں گولائی کا تصور بھی پایا جاتا ہے۔

12-مراد قیامت ہے۔

فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ﴿٣٩﴾ وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَ

تو جہنم ہی اس کا ٹھکانا ہوگا○ لیکن جو اپنے رب کے حضور (جو ابد ہی کے لئے) کھڑا ہونے

نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ﴿٤٠﴾ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ﴿٤١﴾

سے ڈرتا رہا اور اپنے آپ کو خواہش نفس سے روکے رکھا○ تو جنت ہی اس کا ٹھکانا ہوگا○

يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا ﴿٤٢﴾ فِيمَ أَنْتَ مِنْ ذِكْرَاهَا ﴿٤٣﴾

آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں کہ کب قائم ہوگی؟[1]○ آپ کو اس کے ذکر (وقت) سے کیا واسطہ؟○

إِلَىٰ رَبِّكَ مُنْتَهَاهَا ﴿٤٤﴾ إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَخْشَاهَا ﴿٤٥﴾ كَأَنَّهُمْ

اس کا علم تو آپ کے رب پر ختم ہوتا ہے○ آپ تو صرف ڈرانے والے ہیں، جو اس سے ڈر جائے○ جب وہ

يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا ﴿٤٦﴾

اسے دیکھیں گے تو انہیں ایسا معلوم ہوگا کہ وہ گویا (دنیا میں) بس ایک پچھلا یا پہلا پہر ٹھہرے تھے[2]○

سُورَةُ عَبَسَ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اثْنَتَانِ وَأَرْبَعُونَ آيَةً وَفِيهَا رُكُوعٌ وَاحِدٌ

آیات ۴۲ (۸۰) سورۂ عبس مکی ہے (۲۴) رکوع ۱

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

عَبَسَ وَتَوَلَّىٰ ﴿١﴾ أَنْ جَاءَهُ الْأَعْمَىٰ ﴿٢﴾ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّهُ

وہ (نبی) ترش رو ہوئے اور بے رخی کی○ کہ ان کے پاس ایک اندھا آیا○ اور آپ کو کیا معلوم شاید وہ

يَزَّكَّىٰ ﴿٣﴾ أَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرَىٰ ﴿٤﴾ أَمَّا مَنِ اسْتَغْنَىٰ ﴿٥﴾

سنور جاتا○ نصیحت قبول کرتا تو نصیحت اسے فائدہ دیتی[3]○ مگر جو شخص بے پروائی کرتا ہے[4]○

فَأَنْتَ لَهُ تَصَدَّىٰ ﴿٦﴾ وَمَا عَلَيْكَ أَلَّا يَزَّكَّىٰ ﴿٧﴾ وَأَمَّا مَنْ

تو آپ اس کے پیچھے پڑے ہیں○ حالانکہ اگر وہ نہیں سنورتا تو آپ پر کوئی ذمہ داری نہیں○

جَاءَكَ يَسْعَىٰ ﴿٨﴾ وَهُوَ يَخْشَىٰ ﴿٩﴾ فَأَنْتَ عَنْهُ تَلَهَّىٰ ﴿١٠﴾ كَلَّا

مگر جو کوشش کرکے آپ کے پاس آیا ہے○ اور وہ ڈرتا ہے[5]○ تو آپ اس سے غفلت برتتے ہیں○ ایسا ہرگز

إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ﴿١١﴾ فَمَنْ شَاءَ ذَكَرَهُ ﴿١٢﴾ فِي صُحُفٍ مُكَرَّمَةٍ ﴿١٣﴾

نہیں چاہئے○ یہ (قرآن) تو ایک نصیحت ہے○ جو چاہے اسے یاد رکھے○ وہ قابل احترام صحیفوں میں ہے[6]○

مَرْفُوعَةٍ مُطَهَّرَةٍ ﴿١٤﴾ بِأَيْدِي سَفَرَةٍ ﴿١٥﴾ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ﴿١٦﴾

جو بلند مقام پر ہیں- اور پاکیزہ ہیں○ ان کاتبوں کے ہاتھوں میں رہتے ہیں○ جو بزرگ نیکو کار ہیں○

قُتِلَ الْإِنْسَانُ مَا أَكْفَرَهُ ﴿١٧﴾ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهُ ﴿١٨﴾

لعنت ہو انسان پر وہ کیسا منکر حق ہے؟[7]○ اللہ نے اسے کس چیز سے پیدا کیا؟[8]○

مِنْ نُطْفَةٍ خَلَقَهُ فَقَدَّرَهُ ﴿١٩﴾ ثُمَّ السَّبِيلَ يَسَّرَهُ ﴿٢٠﴾

نطفہ سے، اللہ نے اسے پیدا کیا پھر اس کی تقدیر مقرر کی○ پھر اس کے لئے راستہ آسان کیا[9]○

1- یہ سوال وہ آپ سے کسی علم کی تشنگی کو دور کرنے کیلئے تو نہ پوچھتے تھے اور نہ ہی انکا مقصد یہ تھا کہ انکی کوئی الجھن حل ہو جائے کہ وہ اسلام قبول کرلیں بلکہ انکا مقصد آپ ﷺ کو زچ کرنا ہوتا تھا۔

2- یہ انسانی نفسیات ہے کہ تکلیف کی گھڑی انسان کو بہت لمبی محسوس ہوتی ہے چنانچہ جب وہ لوگ اپنے سامنے ہولناک عذاب دیکھیں گے تو اسکے مقابلے میں دنیا کی زندگی انہیں محض ایک پہر ہی معلوم ہوگی۔

3- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

"اس سورت کی ابتدائی آیات عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ (نابینا) کے بارے میں نازل ہوئی تھیں۔ وہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور یہ کہتے رہے کہ یا رسول اللہ مجھے دین کی راہ بتلائے اس وقت آپ ﷺ کے پاس مشرکوں سے کوئی بڑا آدمی بیٹھا ہوا تھا اور آپ پہلے (یعنی عبداللہ ابن ام مکتوم) سے تو اعراض کرتے تھے اور دوسرے (مشرک) کی طرف متوجہ ہوئے تھے اور عبداللہ کہتے تھے کیا میری بات میں کچھ برائی ہے اور آپ کہتے تھے نہیں۔"

(ترمذی)

آپ ﷺ کی مجلس میں اس وقت جو سردار بیٹھے ہوئے تھے روایات میں ان کا نام عتبہ شیبہ ابوجہل اور امیہ بن خلف ملتے ہیں۔

معاملہ کی نوعیت کچھ یوں تھی کہ آپ ﷺ سمجھتے تھے کہ اگر ان سرداروں میں سے کوئی مسلمان ہو جائے تو اسلام کے فروغ کیلئے کافی موثر ہو سکتا ہے۔

4- جو آپ کی بات بھی سنتے ہیں تو ایسے جیسے کہ آپ پہ احسان کر رہے ہیں۔

5- یہ نابینا جس کو کوئی پکڑ کر ساتھ لانے والا بھی نہیں۔ اسے یہ خوف بھی ہے کہ کہیں گر ہی نہ جائے اور چوٹ نہ لگ جائے یا اسکا مفہوم یہ ہوگا کہ اسکے دل میں اللہ کا خوف ہے۔ جس وجہ سے وہ اتنا تردد کر کے آیا ہے۔

بعد میں جب کبھی ام مکتوم رضی اللہ عنہ تشریف لاتے تو آپ ان کیلئے اپنی چادر بچھا دیتے۔ خوش آمدید کہتے اور کہتے کہ اے وہ جس کیلئے میرے رب نے سرزنش کی۔

6- مراد لوح محفوظ ہے یا وہی صحیفے جن میں قرآن کریم ہے۔

7- یا اس نے کتنی بلند پایہ چیز کا انکار کر دیا ہے۔

8- اگر وہ اپنی خلقت پہ اور اس پہ گزرنے والے ادوار پہ غور کر لیتا تو اسے یہ جرات نہ ہوتی کہ خالق کے منہ کو آئے۔

9- اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو قوتیں مہیا فرمائی ہیں انکے استعمال کیلئے وسائل بھی دے دیئے۔ اگر زمین کا یہ انتظام ہی نہ ہوتا تو اسکی ساری صلاحیتیں بے کار رہتیں یا اس سے یہ مراد ہے کہ ماں کے پیٹ سے نکلنا آسان کر دیا۔ ورنہ بادی النظر میں ایک جیتے جاگتے انسان کا ایسے تنگ راہ سے نکلنا ناممکن نظر آتا ہے۔

ثُمَّ أَمَاتَهُ فَأَقْبَرَهُ ﴿٢١﴾ ثُمَّ إِذَا شَاءَ أَنْشَرَهُ ﴿٢٢﴾ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَا

پھر اسے موت دی اور قبر میں رکھا○ پھر جب چاہے گا دوبارہ اٹھائے گا○ ہرگز نہیں،[1] جس کا اسے

أَمَرَهُ ﴿٢٣﴾ فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ إِلَىٰ طَعَامِهِ ﴿٢٤﴾ أَنَّا صَبَبْنَا الْمَاءَ

حکم دیا گیا وہ اسنے پورا نہیں کیا انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے کھانے کی طرف دیکھے○ ہم نے پانی

صَبًّا ﴿٢٥﴾ ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ شَقًّا ﴿٢٦﴾ فَأَنْبَتْنَا فِيهَا حَبًّا ﴿٢٧﴾ وَ

برسایا○ پھر عجیب طرح سے زمین کو پھاڑا○ تو اس میں سے ہم نے اناج (بھی) اگایا○ اور

عِنَبًا وَقَضْبًا ﴿٢٨﴾ وَزَيْتُونًا وَنَخْلًا ﴿٢٩﴾ وَحَدَائِقَ غُلْبًا ﴿٣٠﴾ وَفَاكِهَةً

انگور اور ترکاریاں○ اور زیتون اور کھجور○ اور گھنے باغات○ اور پھل اور چارہ اگائے○

وَأَبًّا ﴿٣١﴾ مَتَاعًا لَكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ ﴿٣٢﴾ فَإِذَا جَاءَتِ الصَّاخَّةُ ﴿٣٣﴾

تمہارے اور تمہارے مویشیوں کے لئے سامان حیات ہے[2]○ پھر جب کانوں کو بہرا کردینے والی[3] آپہنچے گی○

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ﴿٣٤﴾ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ﴿٣٥﴾ وَصَاحِبَتِهِ

تو آدمی اس دن اپنے بھائی سے بھاگے گا[4]○ اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے○ اور اپنی بیوی اور

وَبَنِيهِ ﴿٣٦﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ﴿٣٧﴾

اپنے بیٹوں سے (بھی بھاگے گا)○ اس دن ہر شخص کی ایسی حالت ہوگی جو اسے (دوسروں سے) بے پرواہ

وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُسْفِرَةٌ ﴿٣٨﴾ ضَاحِكَةٌ مُسْتَبْشِرَةٌ ﴿٣٩﴾ وَوُجُوهٌ

بنا دے گی○ اس دن کچھ چہرے چمک دمک رہے ہوں گے○ ہنستے ہوئے، خوش و خرم[5]○ اور

يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿٤٠﴾ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿٤١﴾ أُولَٰئِكَ هُمُ

کچھ چہروں پر اس دن غبار پڑ رہی ہوگی○ (اور) سیاہی چھا رہی ہوگی○ یہ وہ

الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿٤٢﴾

لوگ ہوں گے جو کافر اور بدکار ہیں○

سُورَةُ التَّكْوِيرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ آيَةً

آیات ۲۹ (۸۱) سورۂ تکویر[6] مکی ہے (۷) رکوع ۱

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ﴿١﴾ وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ ﴿٢﴾ وَإِذَا الْجِبَالُ

جب سورج لپیٹ[7] لیا جائے گا○ اور ستارے بے نور ہو جائیں گے[8]○ اور پہاڑ چلائے

سُيِّرَتْ ﴿٣﴾ وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ﴿٤﴾ وَإِذَا الْوُحُوشُ

جائیں گے○ اور دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں[9] اپنے حال پر چھوڑ دی جائیں گی○ اور جنگلی جانور

حُشِرَتْ ﴿٥﴾ وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ﴿٦﴾ وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ ﴿٧﴾

اکٹھے کر دیئے جائیں گے○ اور سمندر بھڑکائے جائیں گے[10]○ اور جانیں جسموں سے ملا دی جائیں گی[11]○

1-نہ پہلے پیدا کرتے وقت تمہاری رائے لی گئی تھی۔ نہ موت کے وقت تم سے پوچھا جاتا ہے کہ تمہیں مارا جائے یا نہ۔ اسی طرح جب تم کو دوبارہ پیدا کیا جائے گا پھر بھی نہیں پوچھا جائے گا۔

2-اس غذا کا تو بہترین حصہ تو انسان کی خوراک بنا اور جو حصہ اسکے حساب سے ناکارہ تھا وہ اسکے مویشیوں کی خوراک بنا۔

3-الصاخۃ۔ سخ ایسی آواز جو کانوں کو بہرا کردے اور اسکے پردے پھٹ جائیں۔ یہ کیفیت پہلے نفخ صور کے وقت ہوگی۔

4-ہر کسی کو اپنی مصیبت پڑی ہوگی کسی دوسرے کی طرف توجہ کرنے کی ہوش ہی نہ ہوگی۔ پھر قریبی رشتہ داروں سے یہ بھی خطرہ ہوگا کہ عنقریب یہ مقدمہ میں ہمارے خلاف گواہ بن کر پیش ہوں گے۔ دوسری جانب ہر مجرم یہ کوشش کرے گا کہ میں اپنے جرم کو دوسرے کے سر تھوپ کر بری ہو جاؤں۔

5-حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔
"یوم قیامت تم ننگے پاؤں اور ننگے بدن جمع کئے جاؤ گے۔" حضرت عائشہ نے عرض کیا۔ "تو کیا ہم میں سے ہر شخص دوسرے کا ستر دیکھے گا؟" فرمایا: (نہیں) "اس روز ہر آدمی کو ایسی فکر پڑی ہوگی جو اسے دوسرے کی طرف دیکھنے ہی نہ دیگی۔"

(ترمذی)

6-حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔
"جسے یہ بات خوش کرے کہ وہ یوم قیامت کو اس طرح دیکھے جیسے وہ اسکی آنکھوں کے سامنے ہے تو اسے چاہیئے کہ اذا الشمس کورت اذا السماء انفطرت اور اذا السماء انشقت سورتیں پڑھے۔"

(ترمذی)

7-کورت۔ کور۔ لپٹنا

8-انکدرت۔ کدر۔ گدلہ پن کسی چیز کا گدلا ہونا' رنگ میلا اور ہلکا ہونا ہے۔
شمس ایک بہت بڑا قدرتی نیوکلیئر ری ایکٹر (Nuclear Reactor) ہے جس میں ہر سیکنڈ میں 564 ملین ٹن ہائیڈروجن 560 ملین ٹن ہیلیم میں تبدیل ہو رہی ہے۔ اس میں سے بقیہ 4 ملین ٹن مادہ توانائی کی صورت میں خارج ہو رہا ہے۔ ہماری زمین اس میں سے انتہائی معمولی حصہ وصول کرتی ہے۔ سورج میں موجود ہائیڈروجن کی مقدار سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ سورج مزید کتنی دیر تک توانائی مہیا کرسکتا ہے اس حساب سے مزید ساڑھے پانچ بلین سال کے بعد شمس بے نور ہو جائے گا۔ یاد رہے کہ شمس کی موجودہ عمر کا اندازہ ساڑھے چار بلین سال لگایا گیا ہے۔

9-اہل عرب کے نزدیک ایسی اونٹنی بہت قیمتی اور محبوب ہوتی تھی۔

10-پانی ہائیڈروجن اور آکسیجن سے مرکب ہے۔ قیامت کو رونما ہونیوالی تبدیلیوں کے نتیجے میں اگر یہ علیحدہ ہو جائیں تو انہیں آگ لگ سکتی ہے۔ یاد رہے کہ ہائیڈروجن ایسی گیس ہے جو سب سے زیادہ تیز حرارت (Cloarfic Value) رکھنے والا ایندھن ہے۔

11-اسکا دوسرا مفہوم یہ بیان کیا گیا ہے کہ مختلف قسم کے لوگوں کو ان کے مجموعوں میں شامل کر دیا جائے گا۔

وَإِذَا الْمَوْءُۥدَةُ سُئِلَتْ ۝٨ بِأَيِّ ذَنۢبٍ قُتِلَتْ ۝٩ وَإِذَا الصُّحُفُ

اور زندہ در گور لڑکی سے پوچھا جائے گا[1] کہ وہ کس جرم میں ماری گئی تھی؟ O اور جب اعمال نامے

نُشِرَتْ ۝١٠ وَإِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ۝١١ وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ ۝١٢

کھولے جائیں گے[2] O اور آسمان کی کھال اتار دی جائے گی O اور دوزخ بھڑکائی جائے گی O

وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ ۝١٣ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ أَحْضَرَتْ ۝١٤ فَلَآ

اور جنت قریب لے آئی جائے گی O (اس وقت) ہر شخص جان لے گا کہ وہ کیا لے کر آیا ہے[3] O میں[4] پیچھے

أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۝١٥ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ۝١٦ وَالَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ ۝١٧

ہٹ جانے والے ستاروں کی قسم کھاتا ہوں O جو سیدھے چلتے چلتے غائب ہو جاتے ہیں O اور رات کی جب

وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ ۝١٨ إِنَّهُۥ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ۝١٩ ذِى

اس کی تاریکی چھانے لگے[5] O اور صبح کی جب وہ سانس لے[6] O کہ یہ ایک معزز رسول کا قول ہے[7] O

قُوَّةٍ عِندَ ذِى الْعَرْشِ مَكِينٍ ۝٢٠ مُّطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ ۝٢١ وَ

جو بڑا طاقتور اور صاحب عرش کے ہاں بڑے رتبے والا ہے O وہاں اس کا حکم مانا جاتا ہے، بااعتماد ہے O

مَا صَاحِبُكُم بِمَجْنُونٍ ۝٢٢ وَلَقَدْ رَءَاهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ ۝٢٣

اور (اے کفار مکہ) تمہارا صاحب مجنون نہیں ہے O اور اس نے اس (جبرئیل) کو روشن افق پر دیکھا ہے O

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ۝٢٤ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطَٰنٍ

اور وہ غیب (کے اس علم کو لوگوں تک پہنچانے میں) بخیل نہیں ہے[8] O اور نہ یہ کسی شیطان مردود

رَّجِيمٍ ۝٢٥ فَأَيْنَ تَذْهَبُونَ ۝٢٦ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَٰلَمِينَ ۝٢٧

کا قول ہے O پھر تم کہاں جا رہے ہو؟ O یہ تو سارے جہان والوں کے لئے ایک نصیحت ہے O

لِمَن شَآءَ مِنكُمْ أَن يَسْتَقِيمَ ۝٢٨ وَمَا تَشَآءُونَ إِلَّآ أَن

تم میں سے جو بھی سیدھا چلنا چاہتا ہو[9] O اور تم چاہ نہیں سکتے مگر وہی کچھ جو

يَشَآءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَٰلَمِينَ ۝٢٩

اللہ رب العلمین چاہتا ہو[10] O

سُورَةُ الانفطار مكية وهي تسع عشرة آية

آیات ۱۹ (۸۲) سورۃ الانفطار مکی ہے (۵۲) رکوع ۱

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے O

إِذَا السَّمَآءُ انفَطَرَتْ ۝١ وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انتَثَرَتْ ۝٢ وَإِذَا الْبِحَارُ

جب آسمان پھٹ جائے گا O اور ستارے بکھر کر گر پڑیں گے O اور سمندر پھاڑ دیئے جائیں گے[11] O اور قبریں

فُجِّرَتْ ۝٣ وَإِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ ۝٤ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَأَخَّرَتْ ۝٥

زیر و زبر کر دی جائیں گی[12] O (اس دن) ہر شخص جان لے گا کہ اس نے آگے کیا بھیجا اور پیچھے کیا چھوڑا[13] O

1-یہ انتہائی بلیغ انداز ہے۔ اللہ تعالیٰ زندہ گاڑنے والوں کو دیکھنا بھی پسند نہ کرے گا اور ان سے بات کرنا بھی پسند نہ کرے گا۔ بلکہ اسکی بجائے اس معصوم سے یہ سوال کرے گا۔ عرب یہ کام کیوں کرتے تھے؟ اسکا جواب یہ ہے کہ فقرو فاقہ اور غربت کی وجہ سے اور اس ضمن میں وہ لڑکوں اور لڑکیوں میں کوئی تمیز نہ کرتے۔ لڑکوں کو بھی زندہ درگور کر دیتے۔ اسکے علاوہ وہ لڑکیوں کو اسلئے بھی مار ڈالتے تھے کہ کسی کو اپنا داماد بنانا ذلت سمجھتے تھے۔

2-نشرت۔ نشر، کسی چیز کو کھولنا۔

3-تاکہ مجرموں کو دیکھ کر مزید حسرت ہو۔

ابتدائی آیات میں بارہ واقعات کا ذکر کیا گیا۔ ان میں چھ تو اس دنیا سے متعلق ہیں یعنی انکا وقوع نفخہ صور اولیٰ کے وقت ہو گا جبکہ بقیہ چھ کا تعلق میدان حشر سے ہے اور انکا وقوع نفخہ ثانیہ کے بعد ہو گا۔

4-نحو کے اعتبار سے یہ لا زائدہ ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں۔(القیامہ 75:1)

5-عسعس۔ دھندلکا ہوا۔ چاہے یہ غروب شمس کے وقت ہو یا طلوع الشمس کے وقت۔

6-جب دن کی روشنی شروع ہو۔

7-یہ سب قسمیں اس بات کی تاکید کیلئے کھائی گئی ہیں کہ یہ کوئی رات کے اندھیرے میں دیکھے ہوئے خواب کا قصہ نہیں بلکہ روشنی میں آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل کو دیکھا ہے جنکی لسان سے اللہ کا کلام آپ ﷺ نے سنا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔
"میں نے جبرائیل کو دیکھا ان کے چھ سو پر تھے۔"
(طبرانی)

8-نہ یہ خبریں پہنچانے کے سلسلے میں کسی اجرت کی لالچ رکھتے ہیں اور نہ ہی اس دین سے کچھ چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔

9-یہ قرآن ہدایت کی راہ تو دکھلاتا ہے مگر اسے جو دیکھنا چاہے مگر جو آنکھیں بند کر لے قرآن اس کیلئے زبردستی نہیں کر سکتا۔

10-صرف تمہاری اپنی خواہش اور چاہت کسی مقصد کیلئے کافی نہیں جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق شامل حال نہ ہو۔

11-اسکی ایک صورت تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ تہہ سے پھٹ کر زمین کے مرکز کی جانب بہنا شروع ہو جائے۔ دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے سمندر ابل پڑیں۔ واللہ اعلم۔

12-اور اس میں سے مردے زندہ کر کے نکالے جائیں گے۔

13-اس فقرہ کے کئی مفہوم ہو سکتے ہیں۔ مثلاً جو کچھ اس نے کیا یا جو کچھ زندگی کے پہلے حصہ میں کیا اور جو کچھ زندگی کے آخری حصے میں کیا یا جو کام انسان نے اپنی زندگی میں کئے اور ان کے جو اثرات موت کے بعد دنیا میں چھوڑ آیا۔

يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ ۝٦ الَّذِي خَلَقَكَ

اے انسان! تجھے اپنے رب کریم سے کس چیز نے دھوکے میں ڈالے رکھا؟[1] ○ جس نے تجھے پیدا کیا،

فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ ۝٧ فِي أَيِّ صُورَةٍ مَّا شَاءَ رَكَّبَكَ ۝٨ كَلَّا بَلْ

پھر درست کیا پھر متوازن بنایا ○ (اور) جس صورت میں بھی اس نے چاہا تمہیں ترکیب دیا ○ کوئی نہیں

تُكَذِّبُونَ بِالدِّينِ ۝٩ وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ ۝١٠ كِرَامًا كَاتِبِينَ ۝١١

بلکہ تم تو روز جزا کو جھٹلاتے ہو[2] ○ حالانکہ تم پر نگران مقرر ہیں[3] ○ جو معزز ہیں اعمال لکھنے والے ○

يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ ۝١٢ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ۝١٣ وَإِنَّ

وہ جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو ○ یقیناً نیک لوگ نعمتوں میں ہوں گے ○ اور یقیناً

الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ ۝١٤ يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّينِ ۝١٥ وَمَا هُمْ

بد کردار جہنم میں ○ وہ قیامت کے دن اس میں داخل ہوں گے ○ اور جہنم سے

عَنْهَا بِغَائِبِينَ ۝١٦ وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ ۝١٧ ثُمَّ مَا

غائب نہ رہ سکیں گے ○ اور آپ کیا جانیں کہ روز جزا کیا ہے ○ پھر ہاں، آپ کیا

أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ ۝١٨ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ

جانیں کہ روز جزا کیا ہے ○ جس دن کوئی کسی دوسرے کے لئے کچھ بھی

شَيْئًا ۖ وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ ۝١٩

نہ کرسکے گا اور اس دن حکم صرف اللہ کا چلے گا ○

سُورَةُ الْمُطَفِّفِينَ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سِتٌّ وَثَلَاثُونَ آيَةً

آیات ۳۶ (۸۳) سورۂ مطففین مکی ہے (۸۶) رکوع ۱

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ۝١ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ۝٢

ڈنڈی مارنے والوں کے لئے ہلاکت[4] ہے۔ ○ وہ جب خود ماپ کر لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں۔ ○

وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ۝٣ أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُم

اور جب دوسروں کو ماپ کر یا تول کر دیتے تو گھٹا دیتے ہیں ○ کیا وہ یہ خیال نہیں کرتے کہ وہ اٹھائے

مَّبْعُوثُونَ ۝٤ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ۝٥ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ

جانے والے ہیں ○ ایک بڑے دن کیلئے[5] ○ جب سب لوگ اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے ○

الْعَالَمِينَ ۝٦ كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٍ ۝٧ وَمَا أَدْرَاكَ

ہرگز نہیں، بدکردار لوگوں کے اعمالنامے قید خانے کے دفتر میں ہوں گے ○ اور آپ کیا جانیں کہ وہ

مَا سِجِّينٌ ۝٨ كِتَابٌ مَّرْقُومٌ ۝٩ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝١٠

قید خانے کا دفتر کیا ہے[6] ○ ایک کتاب ہے لکھی ہوئی ○ اس دن جھٹلانے والوں کیلئے ہلاکت ہے ○

1- اگر وہ حکمت اور مہربانی کی بنا پہ تمہارے جرائم کی پاداش میں تمہیں فوری پکڑ نہیں لیتا تو اسکا مطلب تو نہیں ہو سکتا کہ وہ پکڑے گا ہی نہیں یا وہ اس کی طاقت میں نہیں رکھتا۔

پھر جب اللہ تعالیٰ نے تجھے پیدا کیا تو انتہائی متناسب اعضاء قوی عطا فرمائے۔ کیا یہ اللہ کی نعمت نہیں ہے کہ جانوروں کی طرح انسان کو کھانے کیلئے اپنا منہ اوپر سے نیچے نہیں لانا پڑتا۔ کیا یہ اللہ کا احسان نہیں ہے کہ اس نے ایک ٹانگ لمبی اور دوسری چھوٹی نہیں بنائی۔ ہاتھ اتنا چھوٹا نہیں بنا دیا کہ منہ تک لانا ہی مشکل ہوتا۔ انسان کو وقار کے ساتھ دو ٹانگوں پہ کھڑا ہونا سکھلایا اور اللہ تعالیٰ نے جیسے چاہا تمہیں پیدا کیا۔ کسی کا زور تو اس پہ ہو نہیں سکتا۔ لہٰذا یہ مزید اللہ تعالیٰ کا احسان ہوا۔

2- بات ایسے انہیں جیسے کفار باور کراتے ہیں بلکہ اصل خرابی کی جڑ تو یہ ہے کہ تمہارا یوم جزاء پہ ایمان ہی نہیں۔

جب انسان کا یوم جزاء پہ مفصل ایمان نہ ہو تو صراط مستقیم پہ قائم نہیں رہا جا سکتا۔

3- کہ بھاگ کر بچ سکیں یا کہیں چھپ جائیں۔

4- مطففین۔ طفیف۔ حقیر چیز اور طفف۔ ماپ کا پیمانہ بھرتے وقت تھوڑا سا کم دینا۔

ماپ تول کے اندر کسی بھی طرح سے ہاتھ کی صفائی سے اپنے ساتھی کو نقصان پہنچانا۔ یہ اتنا بڑا جرم ہے کہ قوم شعیب پہ شرک کے علاوہ اس وجہ سے بھی عذاب نازل ہوا تھا۔

جب یہ ان لوگوں کیلئے وعید ہے جو کہ ماپ تول کے ذریعے لوگوں کو نقصان پہنچاتے ہیں تو چوری، ڈاکہ اور زبردستی کے ذریعے لوگوں کے مال اڑاتے ہیں۔ ان کیلئے تو اس سے بھی سخت وعید ہے۔ فرمان الٰہی ہے۔

"اور آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقوں سے نہ کھاؤ اور نہ ہی ایسے مقدمات اس غرض سے حکام تک لے جاؤ کہ تم دوسروں کے مال کا کچھ حصہ ناحق طور پر ہضم کر جاؤ"۔

(البقرہ 188:2)

5- یعنی ہرگز ایسی بات نہیں ہے جیسا کہ یہ سوچتے ہیں قیامت ضرور برپا ہوگی۔

6- سجین۔ سجن۔ قید خانہ۔

الَّذِیْنَ یُكَذِّبُوْنَ بِیَوْمِ الدِّیْنِ ﴿١١﴾ؕ وَ مَا یُكَذِّبُ بِهٖۤ اِلَّا كُلُّ

جو یوم جزا کو جھٹلاتے ہیں○ اور اسے صرف وہی (شخص) جھٹلاتا ہے،

مُعْتَدٍ اَثِیْمٍ ﴿١٢﴾ۙ اِذَا تُتْلٰى عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیْرُ

جو حد سے بڑھنے والا گنہگار ہے[1]○ اور جب اس پر ہماری آیات پڑھی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو پہلے لوگوں کے

الْاَوَّلِیْنَ ﴿١٣﴾ؕ كَلَّا بَلْ ٜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿١٤﴾

قصے ہیں○ ہر گز[2] یہ بات نہیں بلکہ ان لوگوں کے دلوں پر ان کے بڑے اعمال کا زنگ لگ گیا ہے[3]○

كَلَّاۤ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ یَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ﴿١٥﴾ؕ ثُمَّ اِنَّهُمْ

یقیناً ایسے لوگ اس دن اپنے رب (کے دیدار سے) محروم رکھے جائیں گے[4]○ پھر یقیناً یہ

لَصَالُوا الْجَحِیْمِ ﴿١٦﴾ؕ ثُمَّ یُقَالُ هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿١٧﴾ؕ

جہنم میں گرنے والے ہیں○ پھر (انہیں) کہا جائے گا: یہی وہ چیز ہے جسے تم جھٹلاتے تھے○ ہر گز

كَلَّاۤ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ ﴿١٨﴾ؕ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّیُّوْنَ ﴿١٩﴾ؕ

نہیں نیک لوگوں کا اعمال نامہ بلند پایہ لوگوں کے دفتر میں ہے○ اور آپ کیا جانیں کہ کیا بلند پایہ لوگوں کا دفتر کیا

كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿٢٠﴾ۙ یَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿٢١﴾ؕ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ

ہے○ وہ ایک کتاب ہے لکھی ہوئی○ جس کے پاس مقرب (فرشتے) حاضر رہتے ہیں○ بلاشبہ نیک لوگ

نَعِیْمٍ ﴿٢٢﴾ۙ عَلَى الْاَرَآئِكِ یَنْظُرُوْنَ ﴿٢٣﴾ۙ تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْهِهِمْ

نعمتوں میں ہوں گے○ تختوں پر بیٹھے نظارہ کریں گے○ آپ ان کے چہروں پر خوشحالی کی رونق

نَضْرَةَ النَّعِیْمِ ﴿٢٤﴾ۚ یُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ ﴿٢٥﴾ۙ خِتٰمُهٗ

معلوم کریں گے○ انہیں سربمہر خالص شراب پلائی جائے گی[5]○ جس کی مہر

مِسْكٌ ؕ وَ فِیْ ذٰلِكَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ﴿٢٦﴾ؕ وَ

کستوری کی ہوگی○ (نعمتوں کے) شائقین کو چاہیے کہ وہ ایسی ہی باتوں میں مسابقت کریں○ اور

مِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِیْمٍ ﴿٢٧﴾ۙ عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿٢٨﴾ؕ

اس شراب میں تسنیم[6] کی آمیزش ہوگی○ یہ ایک چشمہ ہے جس سے مقرب لوگ پئیں گے○

اِنَّ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَضْحَكُوْنَ ﴿٢٩﴾ؗ

مجرم لوگ (دنیا میں) ایمانداروں پر ہنسا کرتے تھے○

وَ اِذَا مَرُّوْا بِهِمْ یَتَغَامَزُوْنَ ﴿٣٠﴾ؗ وَ اِذَا انْقَلَبُوْۤا اِلٰۤى

اور جب ان کے پاس سے گزرتے تو ایک دوسرے کو آنکھیں مار کر اشارے کرتے[7]○ اور اپنے گھروں

اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِیْنَ ﴿٣١﴾ؗ وَ اِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْۤا اِنَّ

کو لوٹتے تو خوش گپیاں کرتے لوٹتے[8]○ اور جب اہل ایمان کو دیکھتے تو کہا کرتے کہ: یقیناً

هٰۤؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ﴿٣٢﴾ۙ وَ مَاۤ اُرْسِلُوْا عَلَیْهِمْ حٰفِظِیْنَ ﴿٣٣﴾ؕ

یہی لوگ بھٹکے ہوئے ہیں[9]○ حالانکہ وہ ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے[10]○

1- اثیم = کثرت سے گناہ کرنے والا۔ یہ مبالغہ کا صیغہ ہے۔
جس کے پاس عقل سلیم نہ ہو کہ وہ چیزوں کے منطقی انجام پہ غور کر سکے۔ نہ ہی خالق کی صفت عدل پہ اور اس کی قدرت کاملہ پہ یقین ہو۔

2- ہرگز ایسی بات نہیں جو تم کہتے ہو کہ یہ پرانے قصے کہانیاں ہیں۔

3- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "بندا جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے۔ پھر اگر وہ گناہ چھوڑ دے اور استغفار کرے اور توبہ کرے تو اسکا دل صاف کر دیا جاتا ہے اور دوبارہ گناہ کرے تو نقطہ بڑھ جاتا ہے حتیٰ کہ دل پر چھا جاتا ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جس کا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر فرمایا ہے۔"

(ترمذی)

4- یہاں تین قسم کے عذابوں کا ذکر کیا گیا ہے۔
(ا)- جہنم اور جحیم کا عذاب۔
(ب)- لعنت ملامت کا عذاب۔
(ج)- اللہ رب العزت سے حجاب کا عذاب اور یہ عذاب سب سے سخت ہوگا۔
دیدار الٰہی کی یہ نعمت صرف اہل جنت کو حاصل ہوگی۔ اہل جہنم اس سے محروم رہیں گے۔ یہ نعمت دیگر تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہوگی۔

5- گویا یہ شراب کی خاص قسم ہوگی جو کہ نہروں سے نہیں بلکہ مہربند (Sealed) برتنوں میں لا کر پلائی جائے گی۔ انکی مہر کستوری کی ہوگی۔ دوسرا معنی یہ ہوگا کہ ایسی شراب ہوگی جو پینے (ختم ہونے) کے بعد دنیا کی شرابوں کی طرح تیزی یا ہذیان میں مبتلا نہ کرے گی بلکہ کستوری کی خوشبو آتی رہے گی۔

6- تسنیم جنت میں ایک چشمہ کا نام ہے۔

7- -تغامزون۔ غمز۔ آنکھوں کے اشاروں سے کسی کی تحقیر کرنا۔

8- مزے سے اہل ایمان سے طنز اور تمسخر کے واقعات بیان کرتے۔

9- گمراہ اس لحاظ سے کہتے کہ دنیاوی عیش و اکرام کو جو کہ نقد ہے ترک کر کے تصوراتی (آخرت کی) نعمتوں کے پیچھے لگے ہوتے ہیں۔

10- کہ ہر وقت مسلمانوں کی نگرانی کرتے پھریں اور تنقید و تمسخر کا نشانہ بنائیں۔

فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ ﴿٣٤﴾ عَلَى

سو آج ایماندار کافروں پر ہنس رہے ہوں گے○ تختوں

الْأَرَائِكِ يَنْظُرُونَ ﴿٣٥﴾ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٣٦﴾

پر بیٹھے (ان کا حال) دیکھیں گے○ مل گیا نا کافروں کو ان کی کرتوتوں کا بدلہ جو وہ کیا کرتے تھے○[1]

سُورَةُ الْانْشِقَاقِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسٌ وَعِشْرُونَ آيَةً

آیات ۲۵ (۸۴) سورۃ انشقاق مکی ہے (۸۳) رکوع ۱

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ ﴿١﴾ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ﴿٢﴾ وَإِذَا

جب آسمان پھٹ جائے گا○ اور وہ اپنے رب کا حکم مان لے گا[2] اور یہی اس کا حق ہے○ اور جب

الْأَرْضُ مُدَّتْ ﴿٣﴾ وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ ﴿٤﴾ وَأَذِنَتْ

زمین پھیلا دی جائے گی[4]○ اور جو اس میں ہے، باہر پھینک دے گی[3] اور خالی ہو جائے گی○ اور اپنے رب کا

لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ﴿٥﴾ يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَى رَبِّكَ

[5] حکم مان لے گا اور یہی اس کا حق ہے○ اے انسان تو تکلیف برداشت کر کے کشاں کشاں اپنے رب کی طرف

كَدْحًا فَمُلَاقِيهِ ﴿٦﴾ فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ ﴿٧﴾

جارہا ہے پھر تو اس سے ملنے والا ہے○ پھر جس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا

فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا ﴿٨﴾ وَيَنْقَلِبُ إِلَى أَهْلِهِ

گیا تو اس سے جلد ہی آسان سا حساب لے لیا جائے گا[6]○ اور وہ خوش بہ خوش اپنے

مَسْرُورًا ﴿٩﴾ وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ ﴿١٠﴾ فَسَوْفَ

اہل خانہ کی طرف لوٹے گا○ رہا وہ شخص جس کا اعمال نامہ اس کی پشت کے پیچھے سے دیا جائے گا○ تو وہ ہلاکت

يَدْعُو ثُبُورًا ﴿١١﴾ وَيَصْلَى سَعِيرًا ﴿١٢﴾ إِنَّهُ كَانَ فِي أَهْلِهِ

کو پکارے گا○ اور بھڑکتی ہوئی آگ میں جا پڑے گا○ بلاشبہ وہ (دنیا میں) اپنے اہل خانہ میں[7]

مَسْرُورًا ﴿١٣﴾ إِنَّهُ ظَنَّ أَنْ لَنْ يَحُورَ ﴿١٤﴾ بَلَى إِنَّ رَبَّهُ

بڑا خوش تھا○ اس نے سمجھا تھا کہ وہ قطعاً (ہمارے پاس) لوٹ کر نہ آئے گا[9]○[8] کیوں نہیں! اس کا رب

كَانَ بِهِ بَصِيرًا ﴿١٥﴾ فَلَا أُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ﴿١٦﴾ وَاللَّيْلِ وَمَا

[12] تو اسے دیکھ رہا تھا[10]○ پس میں[11] شام کی سرخی کی قسم کھاتا ہوں○ اور رات کی اور جو کچھ وہ سمیٹ لیتی

وَسَقَ ﴿١٧﴾ وَالْقَمَرِ إِذَا اتَّسَقَ ﴿١٨﴾ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ﴿١٩﴾ فَمَا

[14] ہے○ اور چاند کی جب وہ ماہ کامل بن جاتا ہے[13]○ کہ تم ایک حالت سے اگلی حالت کو چڑھتے چلے جاؤ گے○

لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٢٠﴾ وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ ﴿٢١﴾ السجدۃ

پھر انہیں کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایمان نہیں لاتے○ اور جب ان پر قرآن پڑھا جائے تو سجدہ نہیں کرتے○

1-اس میں لطیف طنز ہے۔ دنیا میں کفار مسلمانوں کا مذاق کار ثواب سمجھ کر اڑاتے تھے۔

2-آذن لہ۔ کسی کے حکم کو غور سے سننا تاکہ اس پہ عمل کیا جائے۔

واضح رہے کہ جن و انسان کے علاوہ کائنات کی کسی چیز کو بھی اللہ کا حکم ماننے یا نہ ماننے کا اختیار ہی نہیں دیا گیا بلکہ اضطراری طور پہ سب کو حکم ماننا پڑتا ہے۔

3-سمندر خشک ہو کر زمین میں شامل ہو جائیں گے۔ پہاڑ اڑا دیئے جائیں گے اور اسی طرح دیگر نیچی اونچی سب سلوٹیں برابر کر دی جائیں گی۔

4-تمام مردے اور انکے جسم کے اجزاء وغیرہ۔ اسکے علاوہ وہ خزانے بھی باہر نکل آئیں گے۔

5-کدحا۔ کدح۔ تکلیفیں برداشت کر کے بامشقت کام کرتے جانا۔

انسان کی ساری زندگی ایسے ہی گزر جاتی ہے ایک مسئلہ حل نہیں ہوتا دوسرا مسئلہ سر پہ آپڑتا ہے۔

6-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"یوم قیامت جس شخص سے حساب لیا گیا وہ تباہ ہوا۔" میں نے کہا۔"یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ جسکو اعمال نامہ اسکے دائیں ہاتھ میں دیا گیا اس سے جلد ہی آسان حساب لیا جائیگا" آپ نے فرمایا۔ یہ محض پیشی ہو گی۔" انکے اعمال بتلا دیئے جائیں گے اور جسکے حساب کی تحقیق شروع ہو گئی وہ تباہ ہوا۔"

(بخاری)

7-دوسری جگہ فرمایا جن کا اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ وہ کہیں گے کاش ہمیں ہمارا اعمالنامہ دیا ہی نہ جاتا۔

(الحاقہ 25:69)

یہاں فرمایا کہ پیٹھ پیچھے سے دیا جائے گا۔ گویا وہ اپنے بائیں ہاتھ کو چھپانے کی کوشش میں پیچھے لے جائے گا۔ مگر چھپے گا کہاں؟

8-نہ کسی دینی نہ کسی اخلاقی پابندی کی ضرورت۔ ہر جانب سے حلال و حرام اکٹھا کر کے متمول ہوا اور گھر والوں کو بھی متمول رکھا۔

9-یحور۔ حار۔ گھوم پھر کر اسی جگہ واپس آجاتا جہاں سے ابتداء ہوئی تھی۔ محور (Axel) اس مرکز کو کہتے ہیں جس کے گرد کوئی چیز گھومتی ہے۔

10-وہ اللہ کی مکمل نگرانی میں تھا بچ کر کہاں جا سکتا تھا۔

11-نحو کے اعتبار سے یہ لا زائدہ ہے۔ دیکھیں (القیامہ 1:75)

12-رات کو سب لوگ اپنے اپنے گھروں میں حتیٰ کے حیوانات اور پرندے بھی واپس اپنے اپنے گھونسلوں میں آجاتے ہیں۔

13-قمر بھی واپس اپنی مکمل شکل میں لوٹتا ہے تو وہ چودھویں کا قمر ہوتا ہے۔

14-پہلے انسان نطفہ تھا پھر رحم میں قرار پکڑا۔ رحم میں سات حالتوں پہ رہا پھر پیدائش، پھر بچپن، جوانی، بڑھاپا، موت، غرض انسان کو مجبوراً اگلی حالت کی طرف جانا ہی پڑتا ہے۔

بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُكَذِّبُونَ ﴿٢٢﴾ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُوعُونَ ﴿٢٣﴾

بلکہ کافر لوگ تو (الٹا) جھٹلاتے ہیں○ اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ دلوں میں سنبھالے ہوئے ہیں○

فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٢٤﴾ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

لہٰذا انہیں المناک عذاب کی بشارت دے دیجئے○ البتہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے

الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ﴿٢٥﴾

نیک عمل کئے ان کے لئے اجر ہے جو کبھی منقطع نہ ہو گا○

سُورَةُ الْبُرُوجِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثِنْتَانِ وَعِشْرُونَ آيَةً

آیات ۲۲ (۸۵) سورۂ بروج مکی ہے (۲۷) رکوع ۱

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ ﴿١﴾ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُودِ ﴿٢﴾ وَشَاهِدٍ

برجوں والے[1] آسمان کی قسم○ اور اس دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے○ اور دیکھنے والے

وَمَشْهُودٍ ﴿٣﴾ قُتِلَ أَصْحَابُ الْأُخْدُودِ ﴿٤﴾ النَّارِ ذَاتِ

کی اور دیکھی جانے والی چیز کی[2]○ کہ خندقوں والے ہلاک ہوگئے○ جن میں آگ تھی بہت

الْوَقُودِ ﴿٥﴾ إِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُودٌ ﴿٦﴾ وَهُمْ عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ

ایندھن والی[3]○ جبکہ وہ اس کے کنارے پر بیٹھے تھے○ اور جو کچھ وہ ایمان والوں سے کر رہے تھے،

بِالْمُؤْمِنِينَ شُهُودٌ ﴿٧﴾ وَمَا نَقَمُوا مِنْهُمْ إِلَّا أَن يُؤْمِنُوا بِاللَّهِ

اسے سامنے دیکھ رہے تھے○ اور انہیں مومنوں کی یہی دشمنی تھی کہ وہ اللہ پر ایمان لائے تھے جو ہر چیز پر

الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ﴿٨﴾ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَ

غالب اور قابل ستائش ہے○ جس کی آسمانوں اور زمین پر حکومت ہے اور

اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿٩﴾ إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَ

اللہ ہر چیز پر شاہد ہے○ جن لوگوں نے مومن مردوں اور مومن عورتوں پر

الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ

ظلم و ستم ڈھایا[4] پھر توبہ (بھی) نہ کی ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لئے ایسا عذاب ہے

الْحَرِيقِ ﴿١٠﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتٌ

جو جلا کر رکھ دے گا[5]○ بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے ان کے لئے باغ ہوں گے

تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيرُ ﴿١١﴾ إِنَّ

جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں یہی بڑی کامیابی ہے○ آپ

بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ﴿١٢﴾ إِنَّهُ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيدُ ﴿١٣﴾

کے رب کی گرفت یقیناً بڑی سخت ہے○ وہ پہلی بار پیدا کرتا[6] ہے اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا○

1-بروج۔ برج کی جمع ہے۔ ہر نمایاں اور ظاہر ہونیوالی چیز کو برج کہا جاتا ہے۔ غالباً اس سے مراد سیارے اور ستارے ہیں۔ واللہ اعلم۔

2-شاہد عام لوگ ہیں جو مشاہدہ کریں گے اور مشہود یوم قیامت ہے یا شاہد جمعہ ہے اور مشہود یوم عرفہ ہے۔ سیاق کے لحاظ سے پہلی بات زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتی ہے۔

3-تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل ایمان کو کئی دفعہ دین سے ہٹانے کیلئے آگ میں ڈلوایا گیا۔

"اصحاب الاخدود" (کھائیاں والوں) کا طویل قصہ کتب صحاح وغیرہ میں مذکور ہے۔ اسکا خلاصہ یہ ہے کہ قدیم زمانہ میں ایک کافر بادشاہ کے پاس ایک کاہن رہتا تھا۔ جب وہ کاہن بوڑھا ہو گیا تو اس نے بادشاہ سے عرض کیا کہ کوئی زیرک قسم کا لڑکا مجھے دو تاکہ میں اسے اپنا علم سکھلا دوں بادشاہ نے ایک لڑکا اسکے حوالے کردیا۔ وہ لڑکا ہر روز کاہن کی خدمت میں جاکر کہانت کا علم حاصل کرنے لگا۔ اسکے راستہ میں ایک راہب رہتا تھا جو مسلمان تھا وہ لڑکا خفیہ طور پر اسکے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا۔ ایک روز اس نے دیکھا کہ ایک بڑے جانور (شیر یا سانپ) نے لوگوں کا راستہ روک رکھا ہے جسے راستہ سے ہٹانے سے وہ عاجز ہیں۔ اس نے جانور کو ایک پتھر مارا اور دعا کی کہ "یا اللہ" اگر اس راہب کا دین سچا ہے تو اس جانور کو میرے پتھر سے مار ڈال۔ پتھر لگتے ہی وہ جانور مر گیا۔ اسی طرح اسکی شہرت ہو گئی اور اس نے دعا کر کے ایک نابینا کی بینائی بھی واپس دلوادی۔ بادشاہ کو خبر ہوئی تو اس نے راہب اور اندھے کو قتل کروادیا اور لڑکے کو مختلف طریقوں سے قتل کرنے کی کوشش کی مگر وہ قتل نہ ہوا' آخر لڑکے نے خود ہی بتایا کہ مجھے اس طور پر قتل کرسکتے ہو۔ چنانچہ اس نے صلیب پر لٹکا کر اس لڑکے کی تجویز کے مطابق "بسم اللہ رب ھذا الغلام" پڑھ کر اسے تیر مارا اور وہ لڑکا اپنے رب کے نام پر قربان ہو گیا۔ یہ منظر دیکھ کر لوگ لڑکے کے رب پر ایمان لے آئے۔ بادشاہ نے بڑی بڑی کھائیاں کھدوائیں اور انہیں آگ سے بھرا۔ پھر اعلان کیا کہ جو شخص اسلام سے نہ پھرے گا اسے ان کھائیوں میں جھونک دیا جائے گا۔ لوگ کھائیوں میں ڈالے جا رہے تھے لیکن اسلام سے نہ پھرتے تھے۔

4-فتنوا۔ فتن وفتنہ۔ کسی چیز کو آگ میں گلانا تاکہ کھرا کھوٹا الگ ہو جائے۔ اسکے علاوہ کسی کو حق سے برگشتہ کرنے کیلئے ستانے کے معنی میں بھی آتا ہے۔

5-جن لوگوں نے مومنوں کو آگ میں ڈالوانے کیلئے کھائیاں کھدوائیں اسی آگ نے پھیل کر انہیں بھسم کردیا۔ آخرت میں ان کیلئے جہنم کا عذاب ہے۔

6-یبدئ= بداء۔ ایسی تخلیق جس میں خام مال (Raw Material) بھی خود ہی پیدا کیا جائے۔ یاد رہے کہ یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی صفت ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور ایک دانہ، ایک مکھی اور ذرہ (Atom) بھی نہیں بنا سکتا۔

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ﴿١٤﴾ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ﴿١٥﴾ فَعَّالٌ لِّمَا

اور بڑا بخشنے والا ہے، محبت کرنے والا ہے○ عرش کا مالک ہے بڑی شان والا ہے○ جو کچھ چاہے اسے[1]

يُرِيْدُ ﴿١٦﴾ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ﴿١٧﴾ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ﴿١٨﴾

کر ڈالنے والا ہے○[2] کیا آپ کے پاس لشکروں کی خبر بھی پہنچی○ (یعنی) فرعون اور ثمود (کے لشکروں کی)○[3]

بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ﴿١٩﴾ وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ﴿٢٠﴾

بلکہ کافر تو جھٹلانے میں لگے ہوئے ہیں○ حالانکہ اللہ انہیں ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے○

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ﴿٢١﴾ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿٢٢﴾

بلکہ یہ (قرآن) بلند پایہ ہے○ جو لوح محفوظ میں (درج ہے)○[4]

سُوْرَةُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سَبْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً

آیات ۱۷ (۸۶) سورۂ طارق مکی ہے (۳۶) رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ﴿١﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ﴿٢﴾

قسم ہے آسمان کی اور رات کو آنے والے کی○[5] اور آپ کیا جانیں کہ رات کو آنے والا کیا ہے؟○

اَلنَّجْمُ الثَّاقِبُ ﴿٣﴾ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ﴿٤﴾

وہ ستارہ ہے چمکتا ہوا○ کہ کوئی جان ایسی نہیں جس پر ایک محافظ مقرر نہ ہو○[6]

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ﴿٥﴾ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ﴿٦﴾

لہٰذا انسان کو دیکھنا چاہئے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے○ وہ اچھل کر نکلنے والے پانی سے پیدا کیا گیا ہے○

يَّخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ﴿٧﴾ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ

جو پشت اور چھاتی کی ہڈیوں کے درمیان سے نکلتا ہے○[7] یقیناً اللہ اسے لوٹانے (دوبارہ پیدا کرنے)

لَقَادِرٌ ﴿٨﴾ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ﴿٩﴾ فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا

پر قادر ہے○ جس دن اسرار کی جانچ پڑتال کی جائے گی○[8] تو انسان کے پاس نہ کوئی اپنا زور ہوگا

نَاصِرٍ ﴿١٠﴾ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ﴿١١﴾ وَّالْاَرْضِ ذَاتِ

اور نہ کوئی اس کی مدد کرنے والا ہوگا○ قسم ہے آسمان کی جو بار بار بارش برساتا ہے○[9] اور زمین

الصَّدْعِ ﴿١٢﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ﴿١٣﴾ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ﴿١٤﴾ اِنَّهُمْ

کی جو پھٹ جاتی ہے○[10] کہ وہ (قرآن) حق کو باطل سے الگ کرنے والا ہے○ وہ کوئی ہنسی مذاق نہیں یہ

يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ﴿١٥﴾ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ﴿١٦﴾ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ

لوگ ایک تدبیر کر رہے ہیں○[11] اور میں بھی ایک تدبیر کر رہا ہوں○ پس آپ تھوڑی دیر کے لئے ان کافروں کو ان

اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ﴿١٧﴾

کے حال پہ چھوڑ دیجئے○

1-اگر اللہ تعالیٰ کے اسطرح کے کٹے دشمن بھی اپنے کئے پہ نادم ہو کر صراط المستقیم پہ آجائیں تو انہیں بھی بخش دیتا ہے۔

2-اللہ تعالیٰ جو کرنے کا ارادہ فرمائے اسے کوئی بھی ٹوکنے والا یا ٹالنے والا نہیں ہو سکتا۔

3-ان قوموں کو لشکر کہنا ہی دلیل ہے کہ یہ بہت طاقتور قومیں تھیں۔ تہذیب وتمدن میں ترقی یافتہ تھیں۔ فرعون کے لشکر بہت بڑے اور مضبوط تھے جبکہ ثمود نے پہاڑ تراش تراش کر شہروں کے شہر پہاڑوں میں آباد کر رکھے تھے۔

4-کسی تبدیلی یا تحریف سے محفوظ ہے۔

5-الطارق- طریق- رستہ اور طارق رستہ پہ چلنے والے۔ عموماً رات کو آنیوالے مسافر کو طارق کہاجاتا ہے۔ اسی نسبت سے ستاروں کو جو رات کو ظاہر ہوتے ہیں بھی طارق کہاجاتا ہے۔ مگر یہاں شہاب ثاقب مراد ہے۔

6-جو اسے شہاب ثاقب اور دیگر بلاؤں سے محفوظ رکھتا ہے۔ یہ خود اللہ رب العزت کی ذات ہے جس نے کائنات کی ہر چیز کو سنبھالا ہوا ہے۔

دوسری جگہ یوں فرمایا۔

﴿وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ﴾

"بے شک تم پر (فرشتے) محافظ مقرر ہیں۔"

(الانفطار 10:82)

واضح رہے کہ حفاظت کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف براہ راست ہویا فرشتوں کی جانب بات ایک ہی ہے۔

7-مرد کے وہ غدود جن میں مادہ منویہ پیدا ہوتا ہے (Testicles) ریڑھ کی ہڈی اور پسلیوں کے درمیان ہوتے ہیں۔ پھر پیدائش سے پہلے یا اسکے کچھ دیر بعد یہ فوطوں میں اتر جاتے ہیں کیونکہ وہاں درجہ حرارت چند ڈگری کم ہوتا ہے اور وہی درجہ حرارت ان کے عمل کیلئے درکار ہوتا ہے۔ مگر انکے کنٹرول کا مرکز وہیں یعنی ریڑھ کی ہڈی اور پسلیوں کے درمیان ہی رہتا ہے۔

8-ایسے اعمال جو دنیا میں راز ہی رہ گئے تھے وہ بھی کھل جائیں گے مثلاً اگر کسی نے بم کا دھماکہ کر کے لاکھوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچادیا مگر دنیا میں یہ راز نہ کھل سکا کہ یہ کس کی شرارت تھی۔ ایسے اعمال جن کی نیت تو کرلی گئی مگر کام نہ ہو سکا وغیرہ۔

9-رجع کے معانی پلٹنا ہے۔ اکثر مفسرین نے بارش مراد لی ہے جو بار بار ہوتی ہے۔

10-اور اس میں سے چشمے پھوٹ نکلتے ہیں نیز بیج کی ننھی منی کونپلیں بھی اسے پھاڑتے ہوئے باہر نکل آتی ہیں۔

11-انکی تدبیر یہ ہے اسلام کی اس شمع کو گل کر دیا جائے۔ جواب میں اللہ تعالیٰ نے بھی خفیہ چال کا ذکر فرمایا ہے یہ مشاکلت کا اسلوب ہے۔

سُورَةُ الْأَعْلَىٰ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعَ عَشْرَةَ آيَةً

آیات ۱۹ (۸۷) سورۂ اعلیٰ مکی ہے (۸) رکوع ۱

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ① الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّىٰ ② وَالَّذِي قَدَّرَ

اپنے رب کے نام کی تسبیح کیجئے جو اعلیٰ ہے○ جس نے پیدا کیا پھر اسے درست کیا○ اور جس نے اس کی

فَهَدَىٰ ③ وَالَّذِي أَخْرَجَ الْمَرْعَىٰ ④ فَجَعَلَهُ غُثَاءً أَحْوَىٰ ⑤

تقدیر بنائی پھر راہ دکھائی○ اور جس نے چارہ پیدا کیا○ پھر اسے خشک اور سیاہ بنا دیا○

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسَىٰ ⑥ إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا

ہم آپ کو پڑھا دیں گے پھر آپ بھولیں گے نہیں○ بجز اس کے جو اللہ چاہے، وہ ظاہر کو بھی جانتا ہے اور

يَخْفَىٰ ⑦ وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرَىٰ ⑧ فَذَكِّرْ إِنْ نَفَعَتِ الذِّكْرَىٰ ⑨ سَيَذَّكَّرُ

پوشیدہ کو بھی○ اور ہم آپ کو آسان طریقہ کی سہولت دیں گے○ پس آپ نصیحت کیجئے اگر نصیحت نفع

مَنْ يَخْشَىٰ ⑩ وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى ⑪ الَّذِي يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرَىٰ ⑫

دے○ جو ڈرتا ہے وہ نصیحت قبول کرلے گا○ اور بدبخت الگ رہے گا○ اور بڑی آگ میں داخل ہوگا○

ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ⑬ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ ⑭ وَذَكَرَ اسْمَ

پھر اس میں نہ مرے گا نہ جیئے گا○ فلاح پاگیا جس نے پاکیزگی اختیار کی○ اور اپنے رب کا نام

رَبِّهِ فَصَلَّىٰ ⑮ بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ⑯ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَ

ذکر کیا پھر نماز ادا کی○ بلکہ تم تو دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو○ حالانکہ آخرت بہتر اور

أَبْقَىٰ ⑰ إِنَّ هَٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ⑱ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ ⑲

باقی رہنے والی ہے○ یہی بات پہلے صحیفوں میں (لکھی گئی تھی)○ (یعنی) ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں○

سُورَةُ الْغَاشِيَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سِتٌّ وَعِشْرُونَ آيَةً

آیات ۲۶ (۸۸) سورۂ غاشیہ مکی ہے (۶۸) رکوع ۱

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ ① وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ② عَامِلَةٌ

کیا آپ کو چھا جانے والی کی خبر پہنچی؟○ اس دن کچھ چہرے خوف زدہ ہوں گے○ سخت محنت کرنے والے

نَاصِبَةٌ ③ تَصْلَىٰ نَارًا حَامِيَةً ④ تُسْقَىٰ مِنْ عَيْنٍ آنِيَةٍ ⑤ لَيْسَ

تھکے ہوں گے○ دہکتی آگ میں داخل ہوں گے○ انہیں کھولتے پانی کے چشمہ سے پینے کو دیا جائے گا○

لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِنْ ضَرِيعٍ ⑥ لَا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِي مِنْ جُوعٍ ⑦

خاردار سوکھی گھاس کے علاوہ ان کے لئے کوئی کھانا نہ ہوگا○ جو نہ موٹا کرے گا، نہ بھوک دور کرے گا○

1- سبحان ایسی ذات ہو سکتی ہے جو کہ ہر نقص سے پاک ہو۔ بلا شرکت غیرے مختار کل بھی ہو اور کائنات پہ مکمل کنٹرول رکھتی ہو۔

2- احسن الخالقین نے ہر شے بہترین انداز میں تخلیق فرمائی۔ اگر اس موضوع پہ انتہائی مختصر بھی لکھا جائے تو کتابیں درکار ہیں۔ برفانی علاقوں میں رہنے والے ریچھوں کو ایسے بال عطا فرمائے جو انہیں گرم رکھ سکیں۔ سمندر میں رہنے والی مخلوق کو فطرتی طور پہ تیرنا سکھلایا۔ انکے گلپھڑے ایسے بنائے کہ پانی سے آکسیجن نکال (Extract) کر سکیں۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے ذہنی صلاحیتیں بخشی ہیں انکو بروئے کار لانے کیلئے اعضاء بھی ایسے مہیا فرمادیئے جن میں مناسب استعداد ہو۔ مثلاً انسان کے ہاتھ اللہ تعالیٰ نے ایسے پیدا کئے ہیں کہ یہ بے شمار کام کر سکتے ہیں۔

3- مثلاً پرندوں کو یہ صلاحیت بخشی کہ وہ اڑ سکیں یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر یا اندازہ ہے۔ اسکے علاوہ انہیں اس صلاحیت سے فائدہ اٹھانا بھی سکھلا دیا یہ ہدایت ہوئی۔

4- اس سے یہ اشارہ نکلتا ہے کہ جس طرح چارہ کی ہریالی اور بہار ختم ہوگئی اور وہ بھس بن کر رہ گیا ہے اسی طرح تم بھی کسی دھوکہ میں نہ رہنا۔ آج تم زندگی کی بہاریں دیکھ رہے ہو کل تم مٹی کے اندر ہوگے۔

5- ابتدائے وحی کے دوران آپ وحی کے ساتھ ہی ساتھ وحی دہراتے تاکہ وہ بھول نہ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا کہ آپ بس توجہ سے سنا کریں آپ کے دل میں بٹھانا ہمارے ذمے ہے۔

یہاں استثناء سے مراد منسوخ آیات ہیں دیکھیں (البقرہ 106:2) یا جیسے ایک مرتبہ آپ ﷺ صلوٰۃ کے دوران ایک آیت چھوڑ گئے۔

6- آسان طریقہ یعنی شریعت کا طریقہ۔ یا وحی کو یاد رکھنا یا خود شریعت آسان بنادیں گے۔

7- اور جو نصیحت سنکر کان بند کرلے یا الٹا مذاق شروع کردے تو انہیں نصیحت کرنا آپکے ذمہ نہیں۔

8- غاشیتہ۔ غشی۔ ایک چیز کا دوسری چیز کو چھپا کر ڈھانپ لینا۔ غاشیہ جس کی ہیبت ہر کسی پر چھا جائے۔

9- گلے میں طوق اور پاؤں میں بیڑیاں، اونچائی اور گہرائی میں چلتے چلتے تھک کر چور ہو جائیں گے۔

10- یہاں مجرموں کی خوراک <ضریع> بتائی گی ہے اور کئی جگہ پہ <زقوم> اور غسلین بھی، ممکن ہے مختلف قسم کے مجرموں کیلئے مختلف قسم کی خوراک ہو۔ اختلاف زمانہ بھی اس کی وجہ ہو سکتی ہے۔

وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۝٨ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۝٩ فِي جَنَّةٍ

اور کچھ چہرے اس دن ہشاش بشاش ہوں گے○ اپنی کارکردگی پر خوش ہوں گے○ اعلیٰ جنت

عَالِيَةٍ ۝١٠ لَّا تَسْمَعُ فِيهَا لَاغِيَةً ۝١١ فِيهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۝١٢ فِيهَا

میں○ جہاں وہ کوئی لغو بات نہ سنیں گے○ اس میں چشمہ جاری ہوگا○ اور اس میں

سُرُرٌ مَّرْفُوعَةٌ ۝١٣ وَّأَكْوَابٌ مَّوْضُوعَةٌ ۝١٤ وَّنَمَارِقُ

اونچے رکھے ہوئے تخت ہوں گے○ اور ساغر قرینے سے رکھے ہوں گے○ گاؤ تکیے

مَصْفُوفَةٌ ۝١٥ وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوثَةٌ ۝١٦ أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ

قطار میں لگے ہوں گے○ اور مخملی فرش بچھے ہوں گے○ کیا وہ اونٹ کی طرف نہیں دیکھتے کہ

كَيْفَ خُلِقَتْ ۝١٧ وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ۝١٨ وَإِلَى الْجِبَالِ

وہ کس طرح کا پیدا کیا گیا؟○ اور آسمان کی طرف کہ کیسے بلند کیا گیا؟○ اور پہاڑوں کی طرف کہ

كَيْفَ نُصِبَتْ ۝١٩ وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ۝٢٠ فَذَكِّرْ

کیسے نصب کئے گئے؟○ اور زمین کی طرف کہ کیسے بچھائی گئی؟○ بس آپ نصیحت کرتے رہئے،

إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ ۝٢١ لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ ۝٢٢ إِلَّا مَن

آپ تو بس نصیحت کرنے والے ہی ہیں○ آپ ان پر محاسب نہیں ہیں○ البتہ جو شخص

تَوَلَّىٰ وَكَفَرَ ۝٢٣ فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ ۝٢٤ إِنَّ إِلَيْنَا

منہ موڑے گا اور کفر کرے گا○ تو اللہ اسے بہت بڑی سزا دے گا○ بلاشبہ انہیں ہماری طرف ہی

إِيَابَهُمْ ۝٢٥ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُم ۝٢٦

واپس آنا ہے○ پھر ان کا حساب لینا ہمارے ہی ذمہ ہے○

سُورَةُ الْفَجْرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلَاثُونَ آيَةً

آیات ۳۰ (۸۹) سورۂ فجر مکی ہے (۱۰) رکوع ۱

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

وَالْفَجْرِ ۝١ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝٢ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۝٣ وَاللَّيْلِ إِذَا

فجر کی قسم○ اور دس راتوں کی○ اور جفت اور طاق کی○ اور رات کی جب وہ گزر جائے○

يَسْرِ ۝٤ هَلْ فِي ذَٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِي حِجْرٍ ۝٥ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ

ان باتوں میں اہل عقل کے لئے ضرور ایک بھاری قسم ہے○ کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ آپ کے رب

رَبُّكَ بِعَادٍ ۝٦ إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝٧ الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا

نے عاد کے ساتھ کیسا سلوک کیا تھا؟○ اونچے ستونوں والے عاد ارم کے ساتھ○ جن کے مانند کوئی قوم

فِي الْبِلَادِ ۝٨ وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝٩

دنیا کے ممالک میں پیدا نہیں کی گئی○ اور ثمود کے ساتھ جنہوں نے وادی میں چٹانیں تراشی تھیں○

1-اہل عرب کیلئے اونٹ بہت اہم تھا۔ اونٹ کو صحرائی جہاز کہتے ہیں۔ اسکے بغیر عربوں کے صحراؤں میں سفر قریب قریب ناممکن تھا۔ چنانچہ انکی توجہ اسکی جانب دلائی گئی ہے۔

2-کوئی جسم جو اپنے مرکز کے گرد گھومتا ہو تو اسکے توازن (Balance) میں ہلکی سی بھی کمی آجائے تو مرکز گریز قوت (Net Contrifugal Force) موثر کردار ادا کرتی ہے اور جسم ہچکولے کھانا شروع کر دیتا ہے۔ اسکو سمجھنے کیلئے پنکھے کی مثال پہ غور کیا جاسکتا ہے۔ اگر اسکے ایک پر میں کچھ خرابی پیدا ہو جائے تو پورا پنکھا شدت سے لرزنے لگتا ہے یا گاڑی کے پہیئے میں جب اس قسم کا مسئلہ پیدا ہو جائے تو اسکو بیلنس کروانا پڑتا ہے۔ چنانچہ زمین میں یہ پہاڑ بھی وہی کام کرتے ہیں جو (Wheel Balancing) میں سیسے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرتے ہیں یہاں ایک طالب علم کے ذہن میں یہ خیال آسکتا ہے اللہ تعالیٰ تو وسیع قدرتوں کے مالک ہیں زمین کو پہلے ہی ایسا متوازن کیوں نہ بنادیا کہ ایسے پہاڑوں کی ضرورت ہی پیش نہ آئی تو اسکا جواب اسی آیت میں ملتا ہے۔

"کیا ہم نے زمین کو گہوارہ نہیں بنایا اور پہاڑوں کو میخوں کی طرح گاڑ دیا۔"

(النباء 7:78-6)

اگر زمین شروع ہی سے بیلنس میں ہوتی تو بھی پہاڑوں کی ضرورت رہتی کیونکہ زمین کی اوپر والی تہیں ہوا کے اثرات سے یا کسی اور وجہ سے ایک جگہ سے دوسری جگہ حرکت کرتی پھرتیں اور اس توازن کو بار بار خراب کر دیتیں۔

3-ایک عام شخص جب گھر سے باہر نکلتا تو اسکے مشاہدے میں آنیوالی بڑی بڑی چیزیں یہی تھیں۔ اونٹ اس کی سواری۔ اوپر آسمان اور نیچے پھیلے ہوئے پہاڑ۔ ریتلی اور پتھریلی زمین یہی اللہ کی آیات ہیں جو کہ اسکی قدرت پہ غور و فکر کی دعوت دیتی ہیں۔

4-ایاب کی ضد ذہاب ہے۔ ذہاب وایاب۔ آنا جانا۔

5-فجر کا وقت انتہائی بابرکت ہوتا ہے۔ انسان اپنی بہترین ذہنی اور جسمانی استعداد میں ہوتا ہے۔

6-یہاں "دس راتوں" سے مراد کونسی دس راتیں ہیں۔ اس سلسلے میں کئی روایات ملتی ہیں اور ان میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض مفسرین نے رمضان کی آخری دس راتیں کہی ہیں۔ بعض مفسرین نے ذوالحجہ کے شروع کے دس ایام اور بعض ذوالحجہ کے آخری دس ایام مراد لیتے ہیں۔ ہم جو سمجھتے ہیں وہ یہ ہے کہ مخاطب وہ لوگ ہیں جو کہ آخرت کے منکر ہیں۔ بھلا ان کیلئے رمضان یا ذوالحجہ کی دس راتوں میں کیا کشش ہو سکتی ہے۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ پہلے فجر کی قسم کھائی گئی۔ پھر دس راتوں کی اور جفت اور طاق کی جس میں سب کچھ آجاتا ہے۔ ان قسموں کی ترتیب بھی اسی جانب اشارہ کرتی ہے۔

7-انہیں عاد اولیٰ بھی کہا جاتا ہے۔ عاد ارم اسلئے کہ وہ ارم بن سام بن نوح کی اولاد تھے۔ انتہائی لمبے قد مضبوط جسم اور اونچی عمارات بناتے تھے۔

آثار قدیمہ کے ایک جدید مصری محقق نے دعویٰ کیا ہے۔ اہرامات مصر بنانے والی قوم یہی قوم عاد ہے جو لوگ اتنے اونچے قد کے مالک تھے کہ وہ اہرامات تعمیر کر سکیں۔ کسی اور قوم کیلئے اتنے اونچے اہرام تعمیر کرنا ممکن نہ تھا۔

وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ ﴿١٠﴾ الَّذِينَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ﴿١١﴾

اور میخوں والے فرعون کے ساتھ 1○ جنھوں نے بہت سے شہروں میں سرکشی کی○

فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ ﴿١٢﴾ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ

اور ان میں بہت فساد مچا دیا○ تو اللہ نے ان پر عذاب کا کوڑا

عَذَابٍ ﴿١٣﴾ إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ﴿١٤﴾ فَأَمَّا الْإِنسَانُ إِذَا مَا

برسا دیا○ بلاشبہ آپ کا رب تو گھات لگائے ہوئے ہے 2○ مگر انسان کا یہ حال ہے کہ جب اس کا رب اسے

ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِ ﴿١٥﴾

آزمائش میں ڈالتا ہے اور اسے عزت اور نعمت دیتا ہے تو کہتا ہے کہ: میرے رب نے مجھے عزت بخشی○

وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ فَيَقُولُ رَبِّي

اور جب اسے آزمائش میں ڈال کر اس کا رزق اس پر تنگ کر دیتا ہے تو کہتا ہے کہ میرے رب نے

أَهَانَنِ ﴿١٦﴾ كَلَّا بَل لَّا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ ﴿١٧﴾ وَلَا تَحَاضُّونَ

مجھے ذلیل کردیا○ (یہ معیار) ہرگز (درست) نہیں بلکہ تم لوگ یتیم سے عزت کا سلوک نہیں کرتے 3○ اور نہ

عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ ﴿١٨﴾ وَتَأْكُلُونَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَّمًّا ﴿١٩﴾

مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتے ہو○ اور میراث کا سارا مال سمیٹ کر کھا جاتے ہو 4○

وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ﴿٢٠﴾ كَلَّا إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا

اور مال سے بہت زیادہ محبت کرتے ہو○ ہرگز ہرگز نہیں جب زمین پے در پے جھٹکوں سے چٹیل بنا دی

دَكًّا ﴿٢١﴾ وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿٢٢﴾ وَجِيءَ

جائے گی○ اور آپ کا رب آئے گا اس حال میں کہ فرشتے صف بستہ کھڑے ہوں گے 5○ اور جہنم اس دن

يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ الْإِنسَانُ وَأَنَّىٰ لَهُ

سامنے لائی جائے گی۔ اس دن انسان نصیحت تو قبول کرے گا مگر اس وقت اسے

الذِّكْرَىٰ ﴿٢٣﴾ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي قَدَّمْتُ لِحَيَاتِي ﴿٢٤﴾ فَيَوْمَئِذٍ

نصیحت سے کیا حاصل ہوگا○ کہے گا: کاش! میں نے اپنی اس زندگی کے لئے کچھ آگے بھیجا ہوتا○ پھر اس دن

لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهُ أَحَدٌ ﴿٢٥﴾ وَلَا يُوثِقُ وَثَاقَهُ

اللہ اسے ایسا عذاب دے گا جیسا کوئی بھی نہیں دے سکتا○ اور ایسی گرفت کرے گا

أَحَدٌ ﴿٢٦﴾ يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِي إِلَىٰ

جیسی کوئی بھی نہیں کرتا○ اے اطمینان پانے والی روح 6○ اپنے رب کی طرف لوٹ چل تو اس سے راضی وہ تجھ

رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ﴿٢٩﴾

سے راضی○ تو میرے (نیک) بندوں میں شامل

وَادْخُلِي جَنَّتِي ﴿٣٠﴾

ہو جا○ اور میری جنت میں داخل ہو جا○

ع 14

1-اسے میخوں والا یا کیلوں والا اسلیئے کہا گیا ہے کہ اسکی سلطنت بڑی مضبوط تھی جیسے زمین میں اسکی جڑیں بہت گہری ہوں۔ اور شائد اسلیئے کہ وہ لوگوں کو میخوں سے عذاب دیا کرتا تھا کہا جاتا ہے کہ اپنی بیوی آسیہ جو کہ اہل ایمان تھیں اور صحیح حدیث کے مطابق ایمان والوں میں بہت بلند درجے کی حامل تھیں کو بھی ظالم نے میخوں میں لگوا کر شہید کردیا اور کہا جاتا ہے کہ فوجوں کی کثرت کی وجہ سے بھی اسے میخوں والا کہا گیا جس کے لا تعداد خیمے میخوں سے نصب کئے جاتے تھے۔

2-گھات ایسی جگہ کو کہتے ہیں جہاں سے دشمن یا شکار کی نگرانی کی جاسکے۔ اس انداز میں کہ اسے معلوم نہ ہو سکے چنانچہ ظالم لوگ جو اللہ کے عذاب سے غافل ہیں ایک حد کے بعد اللہ انہیں ایسے دبوچ لے گا جیسے گھات والا دبوچ لیتا ہے۔ اس آیت میں انسان کیلئے سوچنے اور فکر کرنے کی بہت سے مواقع ہیں۔

3-اگر رزق میں تنگی آتی ہے تو سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا ہے۔ گویا اس نے مال کی کمی کو ہی ذلت سمجھ رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صحت اور سلامت اعضاء دیئے ہیں اسکا شکر ادا کرنے کا شعور نہیں ہے۔ سب کچھ دنیا ہی کو سمجھ رکھا ہے اور آخرت کی اسکے ہاں کوئی وقعت ہی نہیں۔ یہ بات اسے سمجھ ہی نہیں آتی کہ کبھی اللہ تعالیٰ زیادہ مال دیکر آزماتے ہیں اور کبھی تنگی دے کر آزماتے ہیں۔ حالانکہ مال کے ذریعے کی جانے والی آزمائش تنگدستی کے ذریعے کی جانے والی آزمائش سے زیادہ سخت ہوتی ہے۔

4-یہ ہرگز ممکن نہیں کہ تم حرام ہڑپ کرتے جاؤ اور تم سے بازپرس نہ کی جائے۔

5-یہ میدان محشر کا منظر ہے۔ لوگ قبروں سے کھنچے چلے جا رہے ہوں گے۔ اللہ رب العزت والجلال فیصلے کرنے تشریف لا رہے ہوں گے۔ فرشتے صفیں باندھیں کھڑے ہوں گے۔ بعض لوگوں کو اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے بڑی الجھن اور دقت ہوتی ہے۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح اللہ تعالیٰ کا ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا ماننا پڑے گا۔ یہ ماننا ان کیلئے بڑا مشکل ہے چاہے قرآن کی تاویل کرنا پڑے اور صحیح احادیث کا انکار کرنا پڑے۔ درج ذیل حدیث سے بھی اللہ کا نزول ثابت ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"ہمارا رب ہر رات جب آخر تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو آسمان دنیا پہ نازل ہوتا ہے، اور فرماتا ہے کون مجھ سے دعا کرتا ہے میں اس کی دعا قبول کروں۔ کون مجھ سے کچھ مانگتا ہے میں اس کو دوں۔ کون مجھ سے گناہوں کی معافی چاہتا ہے کہ میں اس کے گناہ معاف کردوں۔"

(بخاری)

6-جس نے حق کی اتباع اطمینان کے ساتھ کی وہ نفس مطمئنہ ہے۔

سُورَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ عِشْرُونَ آيَةً

آیات ۲۰ (۹۰) سورۃ بلد مکی ہے (۳۵) رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝١ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝٢ وَوَالِدٍ وَّمَا

میں اس شہر (مکہ) کی قسم[1] کھاتا ہوں○ اور آپ[2] اس شہر کو حلال[3] بنانے والے ہیں○ اور والد (آدم) اور اس کی

وَلَدَ ۝٣ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ۝٤ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ

اولاد کی قسم○ کہ ہم نے انسان کو سختی جھیلتے رہنے والا پیدا کیا ہے[4]○ کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ کوئی اس پر قطعا

عَلَيْهِ اَحَدٌ ۝٥ يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ۝٦ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗٓ

قابو نہ پاسکے گا؟○ کہتا ہے: میں نے ڈھیروں مال اڑا دیا[5]○ کیا یہ سمجھتا ہے کہ اسے کسی نے نہیں دیکھا؟[6]○ کیا ہم

اَحَدٌ ۝٧ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۝٨ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ۝٩ وَهَدَيْنٰهُ

نے اس کی دو آنکھیں نہیں بنائیں؟○ اور زبان اور دو ہونٹ بھی؟○ اور اسے دوراہیں[7] دکھلا دیں○

النَّجْدَيْنِ ۝١٠ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۝١١ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ۝١٢ فَكُّ

مگر اس نے دشوار گھاٹی[8] سے گزرنے کی ہمت نہ کی○ اور آپ کیا جانیں کہ وہ دشوار گھاٹی کیا ہے؟[9]○

رَقَبَةٍ ۝١٣ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ۝١٤ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۝١٥

وہ ہے کسی گردن کو غلامی سے چھڑانا○ یا فاقہ کے دنوں میں کھانا کھلانا○ کسی قرابت دار یتیم کو○

اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ۝١٦ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا

یا کسی خاکسار مسکین کو○ پھر (اس کے ساتھ یہ کہ) وہ ان لوگوں سے ہوا جو ایمان لائے اور ایک دوسرے

بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ۝١٧ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝١٨

کو صبر اور ایک دوسرے پر رحم کرنے کی وصیت کی○ یہی لوگ دائیں جانب والے ہیں○ اور جنہوں

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۝١٩ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ۝٢٠

نے ہماری آیات کا انکار کیا وہی بائیں جانب والے ہیں○ ان کے لئے آگ ہے ہر طرف سے بند○

سُورَةُ الشَّمْسِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسَ عَشْرَةَ آيَةً

آیات ۱۵ (۹۱) سورۃ شمس مکی ہے (۲۶) رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

وَالشَّمْسِ وَضُحٰىهَا ۝١ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا ۝٢ وَالنَّهَارِ اِذَا

سورج کی اور اس کی دھوپ[10] کی قسم○ اور چاند کی جب وہ اس کے پیچھے آئے○ اور دن کی جب وہ (سورج کو)

جَلّٰىهَا ۝٣ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰىهَا ۝٤ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰىهَا ۝٥

نمایاں کردے○ اور رات کی جبکہ وہ اسے ڈھانپ لے○ اور آسمان کی اور اس ذات کی جس نے اسے بنایا[11]○

1- یہ "لا" زائدہ ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں (القیامہ 1:75)

2- مسلمانوں کے علاوہ مشرکین مکہ کے قریب بھی مکہ کی اہمیت مسلم تھی۔ اسی حرمت کی بدولت عرب بھر میں انکی عزت تھی اور انکے تجارتی قافلے بلاخوف سفر کرتے تھے۔

3- ابو شریح نے عمرو بن سعید (جو یزید کی طرف سے حاکم مدینہ تھا) سے کہا کہ "رسول اللہ نے فتح مکہ سے دوسرے یوم خطبہ ارشاد فرمایا۔ پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا۔

اللہ نے مکہ کو حرام کیا ہے۔ لوگوں نے نہیں کیا جو شخص اللہ اور یوم قیامت پر ایمان رکھتا ہو اسے یہاں نہ خون بہانا درست ہے اور نہ کوئی درخت کاٹنا۔ اور اگر کوئی شخص یہ دلیل لے کر اللہ کے رسول ﷺ یہاں لڑے تو تم اسے کہو۔ اللہ نے اپنے رسول کو (فتح مکہ کے یوم) خاص اجازت دی تھی جو تمہیں نہیں دی۔ اور مجھے بھی صرف ایک گھڑی اجازت دی گئی۔ اسکے بعد اسکی وہی حرمت بنادی جو کل تھی اور جو شخص یہاں موجود ہے اسکو یہ باتیں بتلا دے جو یہاں موجود نہیں۔"

(بخاری)

اسکا ایک اور معنی یہ کیا گیا ہے اور آپ مکہ میں مقیم ہیں۔ مکہ میں آپ ﷺ کے مقیم ہونے سے مکہ کی عزت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔

4- ساری زندگی انسان اپنے مختلف قسم کے مسائل حل کرنے میں گزار دیتا ہے۔ حد یہ ہے کہ پیدائش میں بھی مصیبت سہتا ہے اور موت میں بھی۔ یہ دونوں بالکل اضطراری عمل ہیں۔

5- مال فضول کاموں میں ضائع کرتا ہے پھر فخر سے ڈھینگیں مارتا ہے۔

6- کہ مال اس نے اسکی نافرمانی میں خرچ کیا ہے یا اسکی رضا کیلئے؟ اور مال اس نے کمایا کس طرح سے ہے؟

7- خیر اور شر کی راہ پہچاننے کی صلاحیت بخشی۔ ان میں سے کسی بھی راہ پہ بھی چلنے کیلئے ارادہ واختیار بھی بخشا۔

8- عقبہ۔ ایسی دشوار گزار چڑھائی جس پہ چڑھنا سہل نہ ہو۔ مراد یہ ہے شیطانی ترغیبات اور نفس کی خواہشات کے برعکس اخلاقی بلندیوں پہ لے جانے والا رستہ اختیار نہ کیا۔

9- فضول خرچی کر کے ڈھینگیں مارنے کی بجائے مال خرچ کرنے کے یہ اصل مصرف ہیں۔ یہ کام کرنے سے شہرت کے ڈھنکے تو نہیں بجتے نہ وہ چرچے ہوتے ہیں جو ہزاروں کھاتے پیتے لوگوں کی دعوتیں کرنے سے ہوتے ہیں لیکن اخلاقی بلندی کا رستہ انہی دشوار گزار چڑھائیوں سے جاتا ہے۔

10- ضحی۔ چاشت کا وقت جب روشنی کے ساتھ ساتھ گرمی بھی انسان کو متاثر کرنا شروع کردے۔

11- دوسری صورت میں اگر "ما" کو "من" کی بجائے "ما" ہی کے معنی میں لیا جائے۔ اس صورت میں یہ معنی یہ ہوگا۔ "اور آسمان کی قسم جیساکہ شان وعظمت والا اسے بنایا ہے۔"

وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰىهَا ۝۶ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۝۷ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا

اور زمین کی اور جس نے اسے بچھایا○ اور جان کی اور جس نے اسے ٹھیک بنایا○ پھر اس کی بدی اور تقویٰ اسے

وَتَقْوٰىهَا ۝۸ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝۹ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝۱۰

الہام کیا○ کامیاب ہوا جس نے نفس کا تزکیہ کیا○ اور نامراد ہوگا جس نے اسے گھٹیا بنایا○ ثمود نے اپنی

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَا ۝۱۱ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ۝۱۲ فَقَالَ لَهُمْ

سرکشی کی بنا پر جھٹلایا○ جبکہ ان کا سب سے بڑا بدبخت پھر اٹھا○ تو رسول اللہ نے انہیں کہا: اللہ کی

رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ۝۱۳ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا فَدَمْدَمَ

اونٹنی اور اس کے پانی کی باری○ انہوں نے رسول کو جھٹلایا اور اونٹنی ذبح کرڈالی تو ان کے رب نے ان کے

عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ۝۱۴ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ۝۱۵

گناہ کی پاداش میں آفت نازل کی کہ انہیں زمین بوس کردیا○ اور وہ ایسی تباہی کے انجام سے ڈرتا نہیں○

سُوْرَةُ الَّيْلِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِحْدٰى وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً

آیات ۲۱ (۹۲) سورہ لیل مکی ہے (۹) رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۝۱ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۝۲ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ

رات کی قسم جبکہ وہ چھا جائے○ اور دن کی جبکہ وہ روشن ہو○ اور اس ذات کی جس نے نر اور

وَالْاُنْثٰۤى ۝۳ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ۝۴ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝۵

مادہ پیدا کیے○ کہ تمہاری کوشش یقیناً مختلف ہے○ پس جس نے (اللہ کی راہ میں) دیا اور تقویٰ اختیار کیا

وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝۶ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝۷ وَاَمَّا مَنْۢ

اور بھلی باتوں کی تصدیق کی○ تو ہم اسے آسان راہ پر چلنے کی سہولت دیں گے○ اور جس نے بخل کیا اور

بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝۸ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝۹ فَسَنُيَسِّرُهٗ

بے پرواہ بنا رہا○ اور بھلائی کو جھٹلایا○ تو ہم اسے تنگی کی راہ پر چلنے کی سہولت دیں

لِلْعُسْرٰى ۝۱۰ وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰى ۝۱۱ اِنَّ عَلَيْنَا

گے○ اور جب وہ (جہنم کے) گڑھے میں گرے گا تو اس کا مال اس کے کسی کام نہ آئے گا○ بلاشبہ راہ

لَلْهُدٰى ۝۱۲ وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ۝۱۳ فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا

دکھلانا ہمارے ذمہ ہے○ اور آخرت اور دنیا ہم ہی مالک ہیں○ لہٰذا میں نے تمہیں بھڑکتی آگ سے

تَلَظّٰى ۝۱۴ لَا يَصْلٰىهَاۤ اِلَّا الْاَشْقَى ۝۱۵ الَّذِيْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝۱۶

ڈرا دیا ہے○ اس میں وہی گرے گا جو بڑا شقی ہو○ جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا○

وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۝۱۷ الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۝۱۸

اور جو بڑا متقی ہوگا اسے اس سے دور رکھا جائے گا○ جس نے پاکیزہ ہونے کی خاطر اپنا مال دیا○

1-اسکے بھی آیت نمبر 5 کی طرح دو معنی ہوسکتے ہیں۔ دوسرا یوں ہوگا کہ زمین کو اسطرح پھیلایا کہ وہ انسان کے رہنے سہنے کے قابل ہوجائے۔

2-اسکے اندر وہ صلاحیتیں رکھ دیں جو اسے اپنی ڈیوٹی کی انجام دہی کیلئے ضروری تھیں۔ دینی صلاحیتیں اور جسمانی صلاحیتیں۔ گویا انسان کو بہترین شکل میں پیدا کیا گیا ہے۔ پیدائشی طور پر اس میں کوئی کمی نہیں رکھی گئی۔ اس سے عیسائیوں کے اس عقیدہ کا بھی رد ہوتا ہے جسکے مطابق انسان اپنے باپ آدم کا گناہ لئے ہوئے پیدا ہوتا ہے اور وہ فطری طور پہ گناہگار ہوتا ہے۔

3-حضرت زید بن ارقم ؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ دعا کرتے تھے۔

((اللّٰهُمَّ آتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا وَزَكِّهَا وَاَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا.))

"اے اللہ! تو میرے نفس کو اسکا تقویٰ دے اور اسے پاک کر، تجھ سے بڑھ کر کوئی اسے پاک نہیں کرسکتا۔ تو ہی اسکا کارساز اور مولیٰ ہے۔"

(نسائی)

4-الہام۔ جو بات اللہ تعالیٰ یا ملااعلیٰ کی جانب سے بلاواسطہ دل میں ڈال دی جائے۔ الہام کا اطلاق صرف ذوی العقول پہ ہی ہوتا ہے جبکہ وحی عام ہے۔

5-پستی کو چلا گیا۔ عزیمت یعنی اسلام کا رستہ ترک کرکے شیطان یعنی پستی کا طریقہ اختیار کیا۔

6-اپنے رسول کو یعنی صالح کو جھٹلایا۔ قوم ثمود کا علاقہ جغرافیائی طور پہ اہل مکہ سے قریب ترین تھا اور انکے قصے اہل مکہ کے زبان زدعام تھے۔

7-روایات میں اسکا نام قدار ابن سالف بتایا گیا ہے جو جری شیر یر اور مضبوط جسم کا مالک تھا۔

8-یہ اونٹنی قوم کے مطالبہ پہ بطور معجزہ پہاڑ سے برآمد ہوئی تھی۔ حضرت صالح نے انہیں تنبیہہ کردی تھی کہ اس اونٹنی کو تکلیف پہنچانے سے بچو ورنہ تم عذاب الٰہی سے نہ بچ سکو گے۔

9-جب تمہاری جدوجہد مختلف ہے تو منطقی طور پہ اسکا انجام بھی مختلف ہوگا۔

10-حضرت ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"ہر صبح دو فرشتے نازل ہوتے ہیں ایک یہ کہتا ہے اے اللہ خرچ کرنیوالے کو اسکے عوض اور مال دے اور دوسرا کہتا ہے اے اللہ بخل کرنیوالے کے مال کو تلف کردے۔"

(بخاری ومسلم)

11-وہ سہل راہ دین فطرت یعنی اسلام ہے جو اس پہ چل نہیں رہا ہوتا اسے تو مشکل معلوم ہوتی ہے جبکہ چلنے والے کیلئے آسان ہوتی ہے۔

12-فطرت میں خیر و شر کی تمیز رکھنے کے باوجود ہم ہدایت بھی دیتے ہیں جو کہ رسول اللہ ﷺ اور کتابیں بھیج کردی گئی۔

وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ﴿١٩﴾ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ

اس پر کسی کا کوئی احسان نہ تھا○ جس کا وہ بدلہ چکاتا○ بلکہ اس نے تو محض اپنے رب برتر کی[1]

رَبِّهِ الْاَعْلٰى ﴿٢٠﴾ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ﴿٢١﴾

رضا کے لئے (مال خرچ کیا)○ اور جلد ہی وہ خوش ہو جائے گا[2]○

سُوْرَةُ الضُّحٰى مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً

آیات ۱۱ (۹۳) سورہ ضحیٰ مکی ہے (۱۱) رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

وَالضُّحٰى ﴿١﴾ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ﴿٢﴾ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ﴿٣﴾

چاشت کی قسم○ اور رات کی جب سنسان ہو○ کہ آپ کے رب نے نہ آپ کو چھوڑا

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ﴿٤﴾ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ

اور نہ ناراض ہوا[3]○ اور آپ کے لئے آخرت ابتدا سے یقیناً بہتر ہے○ اور آپ کا رب آپ کو جلد ہی اتنا

فَتَرْضٰى ﴿٥﴾ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ﴿٦﴾ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا

کچھ عطا کرے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے[4]○ کیا اس نے آپ کو یتیم نہ پایا[5] پھر ٹھکانا فراہم کیا○ اور راہ سے

فَهَدٰى ﴿٧﴾ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ﴿٨﴾ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ﴿٩﴾

بھولا ہوا پایا تو راہ دکھا دی[6]○ اور آپ کو مفلس پایا تو مالدار کردیا[7]○ لہٰذا کسی یتیم پر سختی نہ

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ﴿١٠﴾ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿١١﴾

کیجئے○ اور نہ ہی کسی سائل کو جھڑکیئے[8]○ اور آپ اپنے رب[9] کے انعام بیان کیا کیجئے○

سُوْرَةُ الشَّرْحِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانِ اٰيَاتٍ

آیات ۸ (۹۴) سورۃ الشرح مکی ہے (۱۲) رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ﴿١﴾ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ﴿٢﴾

کیا ہم نے (اسلام کے لئے) آپ کا سینہ نہیں کھول دیا؟○ اور آپ سے وہ بوجھ اتار دیا[10]○

الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ﴿٣﴾ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴿٤﴾ فَاِنَّ مَعَ

جو آپ کی کمر توڑ رہا تھا○ اور آپ کے لئے آپ کا ذکر بلند کردیا[11]○ بلاشبہ ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے○

الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿٥﴾ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿٦﴾ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ﴿٧﴾

بیشک ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے○ تو جب آپ فارغ ہوں تو (عبادت کی) مشقت

وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ﴿٨﴾

میں لگ جائیں○ اور اپنے رب کی طرف راغب ہوں○

1- یہ مال نہ تو نمود ونمائش کی خاطر خرچ کیا۔ نہ ہی کسی کا احسان اتارنے کیلئے بلکہ محض اللہ کی رضا کیلئے خرچ کیا۔ یہ آیات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئیں۔ آپ قریش کے متمول فرد تھے۔ کپڑے کے تاجر تھے۔ جب نومسلم غلاموں کو انکے مالک اسلام قبول کرنے کی وجہ سے زدوکوب کرتے تو آپ ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہتے کہ انہیں آزاد کراؤ۔ حضرت ابوبکر انکی منہ مانگی قیمت ادا کرکے انہیں آزاد کروادیتے۔

2- جلد ہی اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوجائے گا اور اسے اتنا دے گا کہ وہ راضی ہوجائے گا۔

3- جب آپ ﷺ پہ وحی کی ابتداء ہوئی تو پھر کچھ عرصہ کیلئے وحی رک گئی۔ حتیٰ کہ دشمنوں نے آپ ﷺ کو طعنے دینے شروع کردیئے۔ یہ عرصہ آپکو بہت گراں ہوا۔ وحی سے بھی آپکی طبیعت یک دم بوجھ محسوس کرتی۔ اللہ تعالیٰ نے دن پھر رات کی قسم کھاکر آپ ﷺ کو تسلی دی۔ جس طرح دن کی مصروفیات انسان کو تھکادیتی ہیں تو رات سکون کا پیغام لیکر آتی ہے۔ اسی طرح وحی کی شدت نے آپ ﷺ کی طبیعت میں جو تناؤ پیدا کیا تو یہ وقفہ آپکے اعصاب کو آرام دینے کیلئے ضروری تھا۔

4- دنیا میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کا غلبہ آپ ﷺ کو دکھلا کر آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کردیں۔

5- آپ ﷺ کی پیدائش سے دوماہ پہلے ہی آپ ﷺ کے والد وفات پاگئے۔ آپ چھ برس کے تھے کہ والدہ بھی انتقال فرماگئیں۔ آپ ﷺ کے دادا نے آپ ﷺ کی پرورش کی مگر جب آپ آٹھ سال کے ہوئے تو وہ بھی وفات پاگئے۔

6- آپ ﷺ نے نبوت سے پہلے بھی کبھی غیراللہ کی عبادت نہ کی تھی۔ اسکا مفہوم بس یہ ہے کہ آپ ﷺ کو شریعت کی تفصیلات کا علم نہ تھا۔

7- آپ ﷺ کا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کرایا جو کہ بہت مالدار اور خوب صورت تھیں اس سے آپ ﷺ کی مالی تنگدستی دور ہوگئی۔

8- یہ خالق کائنات کی شان ہے۔ اپنی بہت بڑی نعمتیں جتلانے کے بعد یتیم اور سائل سے حسن سلوک کی نصیحت کی ہے۔ اکیلی یہ دلیل ہی کافی ہے کہ وہی خالق اس یتیم اور سائل کا بھی خالق ہے۔ جیسے اللہ فرمارہے ہوں کہ انہیں پریشانیوں سے میں نے تمہیں نجات دی ہے۔ اب اسکے شکر کا طریقہ یہ ہے کہ تو بھی لوگوں کو ان پریشانیوں سے نجات دے۔

9- اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بیان اللہ تعالیٰ کو پسند ہے مگر اس احتیاط سے کہ کہیں اس میں اللہ کی "شان" بیان کرنے کی بجائے اپنی "شان" نہ بیان کرنی شروع کردی جائے اور اس میں فخروغرور کا شائبہ نہ ہو۔ نہ ہی مخاطب یا حاضرین کو مرعوب کرنے کی کوشش ہو۔

10- یہ بوجھ کونسا تھا؟ اردگرد ماحول میں جہالت، کفر، شرک، گمراہی دیکھ کر آپ کڑھتے تھے۔ مگر آپ کو علم نہیں تھا کہ اسکا کیا علاج ہو یہی وہ ثقیل بوجھ تھا جسے اللہ نے نبوت کے ذریعے ہٹادیا۔

11- جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو آپ ﷺ کا ذکر مبارک بھی ہوتا ہے۔

سُورَةُ التِّينِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانِي آيَاتٍ

آیات۸ (۹۵) سورۃ التین مکی ہے (۳۴) رکوع۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ﴿۱﴾ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ﴿۲﴾ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ﴿۳﴾

قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی[1]○ اور طور سینا کی[2]○ اور اس پرامن شہر (مکہ) کی[3]○

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ﴿۴﴾ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ

کہ ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا ہے[4]○ پھر ہم نے اسے ادنیٰ ترین[5] مخلوق کے

سٰفِلِيْنَ ﴿۵﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿۶﴾

درجہ میں لوٹا دیا○ بجز ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے، ان کے لئے غیر منقطع اجر ہے○

فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ﴿۷﴾ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸﴾

پھر تو جزا و سزا کے دن کو کیوں جھٹلاتا ہے؟○ کیا اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم نہیں؟○

سُورَةُ الْعَلَقِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعَ عَشْرَةَ آيَةً

آیات۱۹ (۹۶) سورۂ علق مکی ہے (۱) رکوع۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ﴿۱﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ﴿۲﴾

اپنے رب کے نام سے پڑھیئے[6] جس نے پیدا کیا○ (اور) انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا○

اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ﴿۳﴾ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ﴿۴﴾ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا

پڑھیئے اور آپ کا رب بڑا کریم ہے○ جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا○ انسان کو وہ سکھلا دیا جو

لَمْ يَعْلَمْ ﴿۵﴾ كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ﴿۶﴾ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ﴿۷﴾ اِنَّ

نہیں جانتا تھا○ ہرگز ایسا نہیں چاہئے کہ انسان سرکشی کرتا ہے[7]○ کہ وہ خود کو بے نیاز دیکھتا ہے○ یقیناً

اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ﴿۸﴾ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى ﴿۹﴾ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ﴿۱۰﴾

اسے اپنے رب کی طرف لوٹنا ہے○ کیا تم نے اسے دیکھا جو منع کرتا ہے○ بندہ جب نماز پڑھے○

اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰٓى ﴿۱۱﴾ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ﴿۱۲﴾ اَرَءَيْتَ اِنْ

ذرا سوچو تو، اگر وہ بندہ ہدایت پر ہو○ یا تقویٰ کا حکم دیتا ہو○ ذرا سوچو (وہ) جھٹلاتا اور منہ موڑتا ہو○

كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۱۳﴾ اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ﴿۱۴﴾ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ

تو کیا نہیں جانتا کہ اللہ دیکھ رہا ہے○ ہرگز ایسا نہیں چاہئے اگر وہ باز نہ آیا تو ہم اس

لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ ﴿۱۵﴾ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ﴿۱۶﴾ فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ﴿۱۷﴾

کی پیشانی کے بال سے گھسیٹیں گے○ پیشانی جو جھوٹی اور خطاکار[8] ہے○ سو وہ اپنے اہل مجلس کو بلا لے○

1-یہاں ان پھلوں کی قسم کھائی گئی ہے یا ان علاقوں کی جہاں یہ پھل پیدا ہوتے ہیں یعنی شام اور فلسطین۔ یہاں بکثرت انبیاء تشریف لائے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ جبل تین یا جبل زیتون کی قسم کھائی گئی ہو جو کہ بیت المقدس کے اردگرد واقع ہیں۔ تاہم اگر سیاق کو مدنظر رکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ان علاقوں کی قسم کھائی گئی ہے جہاں یہ پھل پیدا ہوتا ہے۔

2-یہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے کلام فرمایا تھا۔

3-شہر مکہ جو امن کی جگہ ہے حضرت ابراہیم نے اس کیلئے دعا فرمائی تھی۔

4-انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔ پھر اسکا جسم بھی اس شرف کے شایاں شان بنایا۔

5-اس شرف عظیم کے باوجود جو اپنے مقام کو نہ پہچانے وہ جانور سے بھی بدتر ہے کیونکہ جانور اور حتیٰ کہ نباتات اور جمادات بھی اپنے خالق کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔ دیکھیں (بنی اسرائیل 44:17)

6-یہ پہلی وحی ہے جو آپ ﷺ پہ نازل ہوئی۔ اس سے پڑھنے پڑھانے کی اہمیت کا اندازہ بھی ہوتا ہے۔ مزید تاکید اہمیت میں اضافہ کرتی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

"آپ ﷺ کی نبوت یوں شروع ہوئی کہ آپکے خواب سچے ہونے لگے۔ آپ جو کچھ خواب میں دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح سامنے آجاتا۔ پھر آپ کو تنہائی اچھی لگنے لگی۔ آپ غار حرا میں جاکر عبادت کیا کرتے اور کئی کئی راتیں وہاں رہتے' گھر نہ آتے اور توشہ ساتھ لے جاتے۔ پھر اپنے گھر حضرت خدیجہ کے پاس آتے اور اتنا ہی توشہ اور لے جاتے۔ حتیٰ کہ غار حرا میں آپ پر وحی نازل ہوئی۔ آپ ﷺ کے پاس ایک فرشتہ (جبرئیل) آیا اور کہنے لگا۔ "پڑھیئے" تو آپ نے فرمایا۔ "میں ان پڑھ ہوں" آپ کہتے تھے کہ فرشتے نے مجھے زور سے بھینچا' پھر چھوڑا اور کہا "پڑھیئے" میں نے کہا۔ "میں ان پڑھ ہوں" پھر دوبارہ اس نے مجھے زور سے بھینچا' پھر چھوڑا اور کہا "پڑھیئے" میں نے پھر کہا۔ "میں پڑھا لکھا نہیں ہوں۔" فرشتہ نے پھر تیسری بار زور سے بھینچا' پھر چھوڑا اور کہا۔

﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ . . . مَالَمْ يَعْلَمْ﴾

پھر آپ اپنے گھر لوٹے اور آپ کے کندھے اور گردن کا گوشت (ڈر کے مارے پھڑک رہا تھا)۔ آکر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ مجھے کپڑا اوڑھا دو' کپڑا اوڑھا دو۔ پھر جب آپکا ڈر جاتا رہا تو آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا۔ "خدیجہ! پتا نہیں مجھے کیا ہوا۔ مجھے تو اپنی جان کا خطرہ لاحق ہو گیا تھا۔" پھر آپ نے انہیں سارا واقعہ سنایا۔

(بخاری)

7-جس نے سب کچھ دیا ہے اس سے ہی اعراض کرنا شروع کر دیتا ہے۔

8-دماغ اور اسکے وظائف سے متعلق ایک جدید ترین کتاب

Essentals of Anotomy and Physiology

میں صفحہ 211 میں درج ہے کہ دماغ کا سامنے والا حصہ مجرمانہ پلاننگ۔ ظلم و زیادتی کا مرکز ہے۔ یہ وہی حصہ ہے جسے آیت میں <ناصیہ> کہا گیا ہے۔

سَنَدۡعُ الزَّبَانِیَةَ ﴿۱۸﴾ كَلَّا ۚ لَا تُطِعۡهُ وَاسۡجُدۡ وَاقۡتَرِبۡ ﴿۱۹﴾ ۩

ہم عذاب کے فرشتوں کو بلائیں گے۔ ○ ہرگز نہیں۔ اس کی بات نہ مانیئے اور سجدہ سے قرب حاصل کیجئے○[1]

سُوۡرَةُ الۡقَدۡرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمۡسُ اٰيَاتٍ

آیات ۵ (۹۷) سورۂ قدر مکی ہے (۲۵) رکوع ۱

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ ﴿۱﴾ وَمَاۤ اَدۡرٰٮكَ مَا لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ﴿۲﴾ لَيۡلَةُ

ہم نے اس (قرآن) کو لیلۂ قدر میں نازل کیا[2]○ اور آپ کو کیا معلوم کہ لیلۂ قدر کیا ہے؟○ شب قدر

الۡقَدۡرِ ۙ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ ﴿۳﴾ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوۡحُ فِيۡهَا

ہزار مہینوں سے بہتر ہے[3]○ روح[4] اور فرشتے اس رات اپنے رب کے

بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ ۚ مِنۡ كُلِّ اَمۡرٍ ﴿۴﴾ سَلٰمٌ ۛ هِىَ حَتّٰى مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ﴿۵﴾

اذن سے ہر حکم[5] لے کر نازل ہوتے ہیں○ (وہ رات) سراسر سلامتی ہے طلوع فجر تک○

سُوۡرَةُ الۡبَيِّنَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانِيۡ اٰيَاتٍ

[6] آیات ۸ (۹۸) سورۂ بینہ مدنی ہے (۱۰۰) رکوع ۱

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

لَمۡ يَكُنِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ وَالۡمُشۡرِكِيۡنَ مُنۡفَكِّيۡنَ

اہل کتاب[7] اور مشرکین میں سے جو کافر تھے وہ (اپنے کفر سے) الگ ہونے والے نہ تھے

حَتّٰى تَاۡتِيَهُمُ الۡبَيِّنَةُ ﴿۱﴾ رَسُوۡلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتۡلُوۡا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ﴿۲﴾

حتیٰ کہ ان کے پاس روشن دلیل[8] نہ آجائے○ اللہ کی طرف سے رسول جو انہیں پاکیزہ صحیفے پڑھ کر سناتا○

فِيۡهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ﴿۳﴾ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ اِلَّا مِنۡ

جس میں مستحکم کتابیں[9] موجود ہیں○ اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی ان میں تفرقہ اس بات کے

بَعۡدِ مَا جَآءَتۡهُمُ الۡبَيِّنَةُ ﴿۴﴾ وَمَاۤ اُمِرُوۡۤا اِلَّا لِيَعۡبُدُوا اللّٰهَ

بعد پیدا ہوا جبکہ ان کے پاس واضح احکام آچکے تھے[10]○ اور انہیں حکم تو یہی دیا گیا تھا کہ خالص اللہ کی مکمل

مُخۡلِصِيۡنَ لَهُ الدِّيۡنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤۡتُوا الزَّكٰوةَ

حاکیت تسلیم کرتے ہوئے اس کی عبادت کریں۔ پوری طرح یکسو ہو کر اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں

وَذٰلِكَ دِيۡنُ الۡقَيِّمَةِ ﴿۵﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ وَ

اور یہی درست دین ہے○ اہل کتاب اور مشرکین میں سے جن لوگوں نے کفر کیا

الۡمُشۡرِكِيۡنَ فِىۡ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ؕ اُولٰٓئِكَ هُمۡ شَرُّ الۡبَرِيَّةِ ﴿۶﴾

ہے وہ یقیناً جہنم کی آگ میں ہوں گے اور ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ اور یہی لوگ بدترین خلائق ہیں○

1-حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ صلوٰۃ پڑھنے کیلئے کھڑے ہوئے۔ ادھر سے ابو جہل آگیا اور کہنے لگا! "کیامیں نے تمہیں اس حرکت (صلوٰۃ) سے منع نہ کیاتھا۔ تم جانتے ہو کہ مکہ کی سرزمین میں مجھ سے زیادہ کسی کے ساتھی اور حمایتی نہیں ہیں۔" اسکاجواب اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں دیا ہے۔

(ترمذی)

2-اسے لیلتہ القدر اسلئے کہاگیا ہے کہ یہ بڑی قدرومنزلت والی رات ہے اور کہاگیاکہ اس میں تقدیر کے فیصلے ہوتے ہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے نزول قرآن کی ابتداء کی یا لوح محفوظ سے آسمان دنیاپہ اتارا۔ حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ اس رات قرآن حامل وحی فرشتوں کے حوالے کیاگیا۔ اسے ہی لیلتہ المبارکہ کہاگیاہے تفصیل کیلئے دیکھیں۔ (الدخان 3:44)

3-حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایارمضان کے آخری عشرے (دس دن) کی طاق راتوں میں لیلتہ القدر تلاش کرو۔

(بخاری)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔
"جس نے لیلتہ القدر میں ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے قیام کیااسکے گزشتہ تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔"

(بخاری)

4-مراد جبرائیل امین ہیں۔

5-حکم سے مراد انسانوں کی تقدیریں ہیں۔

6-حضرت انس بن مالک ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابی بن کعب (جونہایت خوش الحان قاری تھے) سے فرمایاکہ! اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں -- لم یکن الذین کفروا -- کی سورت پڑھ کی سناؤں۔ ابی بن کعب ؓ کہنے لگے کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیکر فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ "ہاں" پھر آپ نے کہا۔ "کیا اللہ تعالیٰ کے سامنے جو سارے جہانوں کارب ہے میرا ذکر آیا؟" آپ ﷺ نے فرمایا۔ "ہاں" یہ سن کر آپ کی آنکھوں سے (خوشی سے) آنسو بہنے لگے۔ قتادہ ؓ کہتے ہیں کہ پھر آپ نے انہیں سورت سنائی۔

(بخاری)۔

7-اہل کتاب= اصحاب تورات واصحاب انجیل۔ مشرکین۔ یعنی مسلمان اور اہل کتاب کے علاوہ دیگر مذاہب والے' اہل کتاب یہود ونصاریٰ کے کفروشرک پہ قرآن گواہ ہے مگراسکے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر علیحدہ فرمایا۔ شریعت میں ان کے احکام بھی دیگر مشرکین سے مختلف ہیں۔

8-یہ روشن دلیل آپ ﷺ کی ذات گرامی ہے۔

9-قرآن کریم کی سورتیں مراد ہیں یاسابقہ کتب سماویہ کاخلاصہ۔

10-یہود ونصاریٰ آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے اس بات پہ متفق تھے کہ ایک نبی مبعوث ہونیوالا ہے اسکی علامات بھی جانتے تھے اور اس میں اسکے ہاں کوئی اختلاف نہ تھا۔ مگر آپ کی بعثت کے بعد کچھ ایمان لے آئے مگر اکثر نے عداوت کاراستہ اختیار کیااسکی وجہ ان کاحسد تھا کہ آپ ﷺ بنی اسماعیل سے کیوں مبعوث ہوئے ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ﴿٧﴾

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے یہی لوگ بہترین خلائق ہیں○

جَزَاؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ

ان کے رب کے ہاں ان کا بدلہ ہمیشہ رہنے والی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں چلتی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں

فِيهَا أَبَدًا ۖ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ﴿٨﴾ ع

گے○ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی○ یہ اس لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا رہا○

سُورَةُ الزِّلْزَالِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانِي آيَاتٍ

آیات ۸ (۹۹) سورۂ زلزال مدنی ہے (۹۳) رکوع ۱

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ﴿١﴾ وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا ﴿٢﴾

جب زمین پوری شدت سے ہلا دی جائے گی[1]○ اور وہ اپنے اندر کے سارے بوجھ نکال[2] دے گی○

وَقَالَ الْإِنْسَانُ مَا لَهَا ﴿٣﴾ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ﴿٤﴾ بِأَنَّ

اور انسان کہے گا کہ اسے کیا ہو رہا ہے؟○ اس روز وہ اپنی پوری خبریں[3] بیان کر دے گی○ کیونکہ اسے

رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ﴿٥﴾ يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا لِيُرَوْا

آپ کے رب کا حکم ہی یہی ہوگا○ اس دن لوگ متفرق[4] ہوجائیں گے تاکہ انہیں ان کے

أَعْمَالَهُمْ ﴿٦﴾ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ﴿٧﴾ وَمَنْ

اعمال دکھائے جائیں○ چنانچہ جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا○ اور جس

يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ﴿٨﴾ ع

نے ذرہ بھر بدی کی ہوگی وہ (بھی) اسے دیکھ لے گا○

سُورَةُ الْعَادِيَاتِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ إِحْدَىٰ عَشْرَةَ آيَةً

آیات ۱۱ (۱۰۰) سورۃ العادیات مکی ہے (۱۴) رکوع ۱

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا ﴿١﴾ فَالْمُورِيَاتِ قَدْحًا ﴿٢﴾ فَالْمُغِيرَاتِ صُبْحًا ﴿٣﴾

قسم گھوڑوں کی جو دوڑتے وقت ہانپتے[5] ہیں○ پھر جو ٹاپوں سے چنگاریاں نکالتے ہیں○ پھر جو صبح دم چھاپہ[6] مارتے

فَأَثَرْنَ بِهِ نَقْعًا ﴿٤﴾ فَوَسَطْنَ بِهِ جَمْعًا ﴿٥﴾ إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ

ہیں○ پھر جو غبار اڑاتے ہیں○ پھر اسی حالت میں وہ لشکر[7] میں جا گھستے ہیں○ کہ[8] انسان اپنے رب کا

لَكَنُودٌ ﴿٦﴾ وَإِنَّهُ عَلَىٰ ذَٰلِكَ لَشَهِيدٌ ﴿٧﴾ وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ ﴿٨﴾

سخت ناشکرا ہے○ اور اس بات کا یقیناً وہ (خود بھی) گواہ ہے○ اور وہ مال کی محبت[9] میں بری طرح مبتلا ہے○

1- بعض مفسرین نے اسے نفخہ اولیٰ کا وقت قرار دیا ہے اور بعض نے نفخہ ثانیہ کا۔ سیاق و سباق کو مدنظر رکھا جائے تو مراد نفخہ ثانیہ ہی معلوم ہوتا ہے۔

2- تمام جن و انس کو اٹھایا جائے گا۔ اس کے علاوہ زمین اپنے خزانے بھی اگل دے گی۔

3- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے یہ آیت پڑھی تو صحابہ سے پوچھا جانتے ہو کہ زمین کی خبریں کیا ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اسکے رسول ﷺ ہی خوب جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اسکی خبریں یہ ہیں کہ وہ ہر بندے اور بندی پر گواہی دے گی کہ اس نے میری پشت پر کیا کام کئے۔ وہ کہے گی کہ اس نے یہ کام کئے۔ یہی اسکی خبریں ہیں۔"

(ترمذی)

4- اعمال کی نسبت سے علیحدہ علیحدہ گروہوں میں تقسیم ہوجائیں گے یا سب لوگ فرداً فرداً اللہ کے حضور حاضر ہوں گے۔

5- عادیات۔ عادیۃ کی جمع ہے۔ جنگ وغیرہ میں جانیوالے۔ عادیات کے معنی میں گھوڑے شامل نہیں بلکہ ضبحاً اسے گھوڑوں سے مخصوص کردیتا ہے۔ اس سے مراد وہ آواز ہے جو گھوڑا سرپٹ دوڑتے ہوئے منہ سے نکالتا ہے۔

6- عرب عموماً صبح کے وقت ہی چھاپہ مار کاروائیاں کرتے تھے تاکہ دن کی روشنی میں انہیں دیکھنا بھی مشکل نہ ہو اور دشمن کو سنبھلنے کا موقع بھی نہ ملے۔

7- جمعاً سے کیا مراد ہے؟ بعض مفسرین نے ان گھوڑوں سے مجاہدین کے گھوڑے مراد لئے ہیں اور جمعاً سے دشمن کے لشکر مگر سیاق و سباق اس کی تائید نہیں کرتا۔

عموماً مفسرین نے جمعاً سے مراد ان لوگوں کی بستی لی ہے جہاں اہل عرب جہالت کے دنوں میں لوٹ مار کیلئے چھاپے مارتے تھے۔ اس بدامنی سے عرب عام طور پہ پریشان تھے۔

8- یہ جواب قسم ہے۔ پانچ قسمیں اس حقیقت کو بیان کرنے کیلئے کھائی گئی ہیں۔

9- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

"اگر آدمی کے پاس مال سے بھری ہوئی ایک وادی ہو تو وہ چاہتا ہے کہ دوسری بھی ہو۔ اور اگر اسکے پاس دو ہوں تو وہ چاہتا ہے کہ تیسری بھی ہو۔ آدمی کے پیٹ کو صرف قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے۔"

(بخاری و مسلم)

اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ ۝ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ۝

کیا وہ جانتا نہیں کہ جب قبروں سے سب کچھ نکال باہر کیا جائے گا[1] اور جو کچھ سینوں میں (راز) ہیں

اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ ۝

انہیں ظاہر کردیا جائے گا[2] اس دن ان کا رب یقیناً ان سے[3] پوری طرح باخبر ہوگا

سُوْرَةُ الْقَارِعَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً

آیات ۱۱ (۱۰۱) سورۃ قارعہ مکی ہے (۳۰) رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْقَارِعَةُ ۝ مَا الْقَارِعَةُ ۝ وَمَا اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝

کھڑ کھڑانے والی[4] کیا ہے وہ کھڑ کھڑانے والی؟ اور آپ کیا جانیں کہ کھڑ کھڑانے والی کیا ہے؟

يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۝ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ

جس دن لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہو جائیں گے[5] اور پہاڑ ایسے جیسے مختلف

كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۝ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَهُوَ

رنگوں کی دھنکی ہوئی اون[6] پھر جس کے (نیک اعمال کے) پلڑے بھاری ہوئے وہ تو

فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَاُمُّهٗ

دل پسند عیش میں ہوگا اور جس کے پلڑے ہلکے ہوئے تو اس کا ٹھکانا

هَاوِيَةٌ ۝ وَمَا اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۝ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝

گہری کھائی ہوگا اور آپ کیا جانیں کہ وہ کیا چیز ہے؟ وہ آگ ہے بھڑکتی ہوئی

سُوْرَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانُ اٰيَاتٍ

آیات ۸ (۱۰۲) سورۃ تکاثر مکی ہے (۱۶) رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝ كَلَّا سَوْفَ

تمہیں کثرت (مال کی طلب) نے غافل کر رکھا ہے[7] حتیٰ کہ تم قبروں کو جا ملتے ہو ایسا ہرگز نہیں چاہیے، جلد

تَعْلَمُوْنَ ۝ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ

تم جان لو گے پھر ایسا ہرگز نہیں چاہیے، جلد ہی تم جان لو گے ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیے کاش! تم یقینی طور

الْيَقِيْنِ ۝ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۝

پر جان لیتے کہ تمہیں ضرور جہنم کو دیکھنا ہے[8] پھر کہ تم اسے آنکھوں دیکھے یقین کے ساتھ

ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝

دیکھ لو گے پھر اس دن ضرور تم سے نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا[9]

1- ہر انسان کا مدفن۔ چاہے وہ سمندر ہو یا کسی درندے کا پیٹ ہو۔

2- خیر و شر سے متعلق سینوں کے وہ راز بھی جو دنیا میں چھپے رہ گئے تھے قیامت کو ظاہر ہو جائیں گے۔

3- اللہ تعالیٰ آج بھی اسی طرح ہر چیز سے باخبر ہے جیسا کہ قیامت کو ہوگا تاہم یوم قیامت کوئی انکار کی جرأت نہ کر سکے گا۔

4- القارعہ (مادہ قرع)۔ ایک چیز کو دوسری چیز پر ایسے مارنا کہ آواز پیدا ہو۔ قیامت مراد ہے۔

5- یہ نفخہ اولیٰ کا منظر ہے یعنی جب قیامت کا پہلا مرحلہ برپا ہوگا۔

6- زلزلے کے جھٹکوں سے پہاڑ زمین سے اکھڑ جائیں گے۔ پھر پے در پے ضربوں سے روئی کے گالوں کی شکل اختیار کر جائیں گے۔ پہاڑوں کے رنگ بھی چونکہ مختلف ہوتے ہیں لہٰذا رنگ برنگ کی روئی سے تشبیہ دی گئی ہے۔

7- الھٰکم۔ لہو سے مشتق ہے۔ کسی اہم مقصد سے غافل ہو کر فضول کاموں میں وقت ضائع کرنا ہی لہو ہے۔

حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

"آپ ﷺ نے فرمایا! ابن آدم کہتا ہے کہ یہ میرا مال ہے۔ یہ میرا مال ہے حالانکہ تیرا مال اے ابن آدم! صرف وہی ہے جو تو نے کھا لیا اور فنا کر دیا یا پہن لیا اور پرانا کر دیا یا صدقہ کر دیا اور ختم کر دیا۔"

(مسلم)

8- جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

﴿وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا﴾

"تم میں سے ہر ایک جہنم پہ وارد ہونیوالا ہے۔"

(مریم 71:19)

مومن تو اسے دور سے دیکھیں گے اور انہیں بتلا دیا جائے گا کہ اگر تم نیک اعمال نہ کرتے تو تمہارا یہ ٹھکانہ ہوتا جبکہ کفار کو اس میں پھینک دیا جائے گا۔

9- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ۔

"ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور ہم نے آپ ﷺ کو تر و تازہ کھجوریں کھلائیں اور ٹھنڈا پانی پلایا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ان نعمتوں سے ہیں جن کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔"

(نسائی)

سورۃ العصر مکیۃ وھی ثلث آیات

آیات ۳ (۱۰۳) سورۂ عصر مکی ہے (۱۳) رکوع ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

والعصر ① ان الانسان لفی خسر ② الا الذین امنوا و

زمانے کی قسم[1]○ بلاشبہ انسان گھاٹے میں ہے○ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور

عملوا الصلحت وتواصوا بالحق ۥ وتواصوا بالصبر ③

نیک اعمال کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی تلقین اور صبر کی تاکید کرتے رہے○

ع ۱ ۳ ۲۸

سورۃ الھمزۃ مکیۃ وھی تسع آیات

آیات ۹ (۱۰۴) سورۂ ہمزہ مکی ہے (۳۲) رکوع ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

ویل لکل ھمزۃ لمزۃ ① الذی جمع مالا وعددہ ②

ہر طعنہ زن[2] اور عیب نکالنے[3] والے کے لئے ہلاکت ہے○ جس نے مال جمع کیا اور گن گن کر رکھا○

یحسب ان مالہ اخلدہ ③ کلا لینبذن فی الحطمۃ ④ وما

وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اسے (دنیا میں) ہمیشہ رکھے گا[4]○ ہرگز نہیں وہ یقیناً چکنا چور کرنے والی میں پھینکا[5]

ادرىك ما الحطمۃ ⑤ نار اللہ الموقدۃ ⑥ التی تطلع علی

جائے گا○ اور آپ کیا جانیں کہ چکنا چور کرنے والی[6] کیا ہے؟○ اللہ کی آگ ہے بھڑکائی ہوئی○ جو دلوں پر

الافئدۃ ⑦ انھا علیھم مؤصدۃ ⑧ فی عمد ممددۃ ⑨

چڑھ جائے گی○ وہ ان پر بند کردی جائے گی○ (جبکہ وہ) اونچے ستونوں[7] میں (گھرے ہوں گے)○

ع ۱ ۹ ۲۹

سورۃ الفیل مکیۃ وھی خمس آیات

آیات ۵ (۱۰۵) سورۂ فیل مکی ہے (۱۹) رکوع ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

الم تر کیف فعل ربک باصحب الفیل ① الم یجعل

کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں[8] سے کیا برتاؤ کیا؟○ کیا اس نے ان کی تدبیر[9]

کیدھم فی تضلیل ② وارسل علیھم طیرا ابابیل ③

کو ناکام نہیں بنا دیا تھا؟○ اور ان پر پرندوں کے غول بھیج دیئے[10]○

ترمیھم بحجارۃ من سجیل ④ فجعلھم کعصف ماکول ⑤

جو ان پر کنکروں کے پتھر پھینکتے تھے○ پھر انہیں یوں بنا دیا جیسے کھایا ہوا بھوسا ہو[11]○

ع ۱ ۵ ۳۰

1-صلوٰۃ عصر یا صلوٰۃ عصر کے وقت کی قسم۔ یہ وقت انتہائی مصروفیت کا ہوتا ہے نیز صلوٰۃ العصر کو قرآن کریم نے صلوٰۃ الوسطیٰ کہا ہے اور اگر زمانہ کی قسم مراد لیا جائے تو مفہوم ایسے ہوگا کہ زمانہ گواہ ہے اس پہ جن کیلئے قسم کھائی جارہی ہے۔ ایمان اور عمل صالح کے علاوہ صبر کی نصیحت کرنا بھی ضروری ہے۔

2-ہمزۃ۔ ہمز۔ ہاتھ یا آنکھوں کے اشاروں یا لسان سے طعن و تشنیع کرنا۔

3-لمزۃ۔ لمز۔ عیب جوئی یا غیبت کرنا۔

4-گویا مال کے بل بوتے پہ وہ ہمیشہ ہی دنیا میں زندہ رہ سکے گا۔

5- ینبذن۔ نبذ۔ کسی چیز کو ردی اور بیکار سمجھتے ہوئے پھینک دینا۔

6- حطمۃ۔ کچل دینے اور توڑ پھوڑ (Crush) کرنیوالی۔

7-ممکن ہے کہ آگ کے لمبے لمبے شعلوں کو ہی ستون سے تشبیہ دی گئی ہو یا کہ ویسے ہی ستون سے باندھ کر عذاب دیا جائے۔

8-یمن کا بادشاہ ابرہہ جو کہ حبش اور روم کی عیسائی سلطنت کے تعاون سے اس منصب تک پہنچا تھا قریش کی اس تجارت کو ختم کرنا چاہتا تھا جو بیت اللہ کی تولیت کی وجہ سے قریش کے کنٹرول میں تھی۔ چنانچہ اس نے کعبہ کے مقابلے میں صنعا میں ایک بہت بڑا کلیسا تعمیر کیا۔ لوگوں کو اسکے حج پہ مجبور کرنے کی کوشش کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ روایت کے مطابق کسی قریشی نے اپنی نفرت کے اظہار کیلئے اس کے کلیسا میں پاخانہ پوت دیا یا وہاں آگ لگادی۔ عین ممکن ہے کہ اپنے کلیسا کی بیحرمتی اس نے خود ہی کرائی ہو تاکہ کعبہ پہ حملہ کا فوری بہانہ مل جائے۔ چنانچہ ابرہہ اس واقعہ کو بہانہ بنا کر ساٹھ ہزار کی فوج لیکر کعبہ گرانے نکلا۔ اسکی فوج میں تیرہ اور کہا جاتا ہے کہ 9 ہاتھی بھی تھے۔ خود ابرہہ محمود نامی ہاتھی پہ سوار تھا۔

یہ واقعہ آپ ﷺ کی ولادت سے کوئی پچاس ایام قبل کا ہے مگر عرب بھر میں اس قدر مشہور تھا کہ اسکا ذکر اس انداز سے کیا گیا۔

9-اتنی بڑی فوج کا مقابلہ کرنے کیلئے عرب میں سکت نہ تھی چنانچہ وہ خود پہاڑوں پہ محفوظ مقامات پہ چلے گئے۔ حضرت ابوطالب جو کہ آپ ﷺ کے دادا تھے اس وقت قریش کے سردار تھے۔ انہوں نے اور دیگر قریشی سرداروں نے بیت اللہ میں جا کر گڑگڑا کی اللہ سے دعائیں مانگیں کہ اے اللہ ہم میں اس لشکر کا مقابلہ کرنے کی سکت نہیں ہے۔ ہر ایک اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے تو خود اپنے گھر کی حفاظت کر۔

10-روایات کے مطابق ہر پرندے کی چونچ میں ایک اور پنجوں میں دو دو کنکر تھے جو تقریباً مٹر کے دانہ کے برابر تھے۔ جسے وہ کنکر لگتا جسم کے دوسرے حصے سے پار ہو جاتا۔

11-جو بھاگنے میں کامیاب ہوئے وہ راستہ میں ہلاک ہوئے۔ ابرہہ بلاد خشعم پہنچ کر مرا۔

سُوْرَةُ قُرَیْشٍ مَکِّیَّةٌ وَّهِیَ اَرْبَعُ اٰیٰتٍ

آیات ۴ (۱۰۶) سورۂ قریش مکی ہے (۲۹) رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ﴿۱﴾ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ ﴿۲﴾ فَلْیَعْبُدُوْا

1 قریش کو مانوس کر دیا 2 ○ وہ سردیوں اور گرمیوں میں 3 سفر سے مانوس ہو گئے ○ لہٰذا انہیں چاہیے

رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ ﴿۳﴾ الَّذِیْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ﴿۴﴾ ع ۱ ۳۱

کہ اس گھر کے مالک کی (ہی) عبادت کریں ○ جس نے انہیں بھوک میں کھلایا ○ اور خوف سے امن دیا ○

سُوْرَةُ الْمَاعُوْنِ مَکِّیَّةٌ وَّهِیَ سَبْعُ اٰیٰتٍ 4

آیات ۷ (۱۰۷) سورۂ ماعون مکی ہے (۱۷) رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالدِّیْنِ ﴿۱﴾ فَذٰلِکَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ ﴿۲﴾ وَ

5 بھلا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو روز جزا کو جھٹلاتا ہے ○ وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے ○ اور

لَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ ﴿۳﴾ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ ﴿۴﴾ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ

مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب (بھی) نہیں دیتا ○ پھر ایسے نمازیوں کے لئے (بھی) ہلاکت ہے ○ جو اپنی

صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ﴿۵﴾ الَّذِیْنَ هُمْ یُرَآءُوْنَ ﴿۶﴾ وَیَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ﴿۷﴾ ع ۱ ۳۲

نماز سے غافل رہتے ہیں ○ جو ریا کرتے ہیں ○ اور معمولی برتنے کی چیزیں (بھی مانگنے پر) نہیں دیتے ○

سُوْرَةُ الْکَوْثَرِ مَکِّیَّةٌ وَّهِیَ ثَلٰثُ اٰیٰتٍ

آیات ۳ (۱۰۸) سورۂ کوثر مکی ہے (۱۵) رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ﴿۱﴾ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ ﴿۲﴾ اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ ﴿۳﴾ ع ۱ ۳۳

ہم نے آپ کو کوثر 6 دیا ○ تو اپنے رب کی نماز پڑھیں اور قربانی کریں ○ بلاشبہ آپ کا دشمن ہی جڑ کٹا 7 ہے ○

سُوْرَةُ الْکٰفِرُوْنَ مَکِّیَّةٌ وَّهِیَ سِتُّ اٰیٰتٍ

آیات ۶ (۱۰۹) سورۂ کافرون مکی ہے (۱۸) رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ ﴿۱﴾ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲﴾

آپ کہہ دیجئے: اے کافرو! ○ جس کی تم عبادت کرتے ہو میں 8 اس کی عبادت نہیں کر سکتا

1- آپ ﷺ کے باپ دادا میں بارہویں پشت میں نضر بن کنانہ تھے جنکی اولاد قریش کہلائی وہ سب مکہ میں آباد تھے۔

2- ایلاف۔ الف۔ الفت اور محبت کرنا۔ ایسی محبت جس کی بنیاد خیالات کی ہم آہنگی ہو۔ سورۃ فیل کے ضمن میں ہم وضاحت کر چکے ہیں کہ قریش کو کعبہ کی تولیت کی وجہ سے نہ صرف عرب بھر میں عزت و شرف حاصل تھا بلکہ بہت بڑی تجارت پہ بھی انکا کنٹرول تھا جو یمن سے شام پھر مصر اور عراق تک پھیلی ہوئی تھی اور یہی مال تجارت پھر یورپ' ہندوستان اور انڈونیشیا وغیرہ بھی جاتا تھا۔

3- سردی اور گرمی یعنی دونوں موسموں میں انکے قافلے بلا روک ٹوک سفر کرتے بلکہ انکے پروانہ راہ داری پہ دیگر قافلے بھی امن و امان سے سفر کرتے۔ خاص طور پر حرمت والے مہینوں میں کسی کو ان قافلہ پہ حملہ کی جرات نہ ہوتی۔

4- اس کو سورۃ الدین' سورۃ ارایت اور سورۃ الیتیم بھی کہتے ہیں۔

5- اس انداز سے لازمی طور پہ یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ کسی خاص فرد کی طرف اشارہ ہے درست نہیں بلکہ یہ ایک عام کردار ہے۔ اس کا مفہوم یوں ہوگا کیا آپ نے غور نہیں کیا؟

ہم اپنی زبان میں بھی اسطرح کے الفاظ استعمال کرتے ہیں جیسے کوئی کہے۔ "دیکھو ابھی وقت ہے سنبھل جاؤ۔"

6- کوثر۔ کثرت سے مشتق ہے جس میں بہت مبالغہ پایا جاتا ہے۔ اسکا معنی خیر کثیر ہے اور بہت سی احادیث سے ثابت ہے کہ کوثر جنت میں ایک نہر کا نام ہے، جو آپ کو عطا کی گئی۔ حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ "کیا تم جانتے ہو کہ کوثر کیا ہے؟ وہ ایک نہر ہے جو کہ اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں عطا کریں گے۔ ستاروں کی مقدار میں اس کے برتن ہونگے۔ کوئی بندہ گرتا پڑتا آئے گا تو میں کہوں گا اے رب یہ میرا امتی ہے تو کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے جو کچھ (بدعتیں وغیرہ) یہ آپ کے بعد کرتے رہے۔

(مسلم)

7- جب آپ ﷺ کا دوسرا بیٹا "طیب" جسے طاہر بھی کہا جاتا تھا فوت ہو گیا تو روسائے قریش خوشی کے مارے تالیاں پیٹنے لگے اور ایک دوسرے کو مبارکیں دینے لگے۔ اور کہنے لگے "بتر محمد" بتر کا لفظ کسی جانور کی دم کٹنے سے مخصوص ہے۔ یعنی محمد ﷺ کا کوئی نام لیوا اب باقی نہ رہا حالانکہ آپ ﷺ کا نام ہمیشہ کیلئے زندہ جاوید ہو گیا ہے۔

8- قریش مکہ نے آپ کی دعوت کو روکنے کی ہر کوشش کے ناکام ہونے کے بعد کچھ لو اور کچھ دو (Give and Take) کے اصول پہ آپ ﷺ سے مفاہمت کرنے کی کوشش کی۔ دھونس کی ناکامی کے بعد لالچ سے آپکا رستہ روکنے کی کوشش کی تو یہ سورت نازل ہوئی۔

وَلَآ أَنتُمْ عَٰبِدُونَ مَآ أَعْبُدُ ﴿٣﴾ وَلَآ أَنَا۠ عَابِدٌ مَّا عَبَدتُّمْ ﴿٤﴾ وَ

اور نہ تم عبادت کرتے ہو جو میں عبادت کرتا ہوں○ اور نہ میں عبادت کرتا ہوں جو تم نے عبادت کی○ اور نہ

لَآ أَنتُمْ عَٰبِدُونَ مَآ أَعْبُدُ ﴿٥﴾ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِىَ دِينِ ﴿٦﴾

تم عبادت کرنیوالے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں○ تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین○

سُورَةُ النَّصْرِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثُ اٰيَاتٍ

آیات ۳ (۱۱۰) سورۃ نصر مکی ہے (۱۱۴) رکوع ۱

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

إِذَا جَآءَ نَصْرُ ٱللَّهِ وَٱلْفَتْحُ ﴿١﴾ وَرَأَيْتَ ٱلنَّاسَ يَدْخُلُونَ فِى دِينِ

جب اللہ کی مدد اور فتح آ پہنچی○ اور آپ نے دیکھ لیا کہ لوگ گروہ در گروہ اللہ کے دین میں داخل ہو رہے

ٱللَّهِ أَفْوَاجًا ﴿٢﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَٱسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُۥ كَانَ تَوَّابًۢا ﴿٣﴾

ہیں○ تو اپنے رب کی حمد و تسبیح کیجئے اور اس سے بخشش طلب کیجئے یقیناً وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے○

سُورَةُ تَبَّتْ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسُ اٰيَاتٍ

آیات ۵ (۱۱۱) سورۃ تبت مکی ہے (۶) رکوع ۱

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

تَبَّتْ يَدَآ أَبِى لَهَبٍ وَتَبَّ ﴿١﴾ مَآ أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُۥ وَمَا

ابو لہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہوں اور وہ (خود بھی) ہلاک ہو○ نہ اس کا مال اس کے کسی کام آیا اور نہ وہ جو

كَسَبَ ﴿٢﴾ سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ﴿٣﴾ وَٱمْرَأَتُهُۥ حَمَّالَةَ

اس نے کمایا○ وہ جلد ہی بھڑکتی آگ میں داخل ہوگا○ اور اس کی بیوی جو ایندھن

ٱلْحَطَبِ ﴿٤﴾ فِى جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍۭ ﴿٥﴾

اٹھائے پھرتی ہے○ اس کی گردن میں مضبوط بٹی رسی ہوگی○

سُورَةُ الْاِخْلَاصِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اَرْبَعُ اٰيَاتٍ

آیات ۴ (۱۱۲) سورۃ اخلاص مکی ہے (۲۲) رکوع ۱

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ ﴿١﴾ ٱللَّهُ ٱلصَّمَدُ ﴿٢﴾ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ

آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ایک ہے○ اللہ بے نیاز ہے○ نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ

يُولَدْ ﴿٣﴾ وَلَمْ يَكُن لَّهُۥ كُفُوًا أَحَدٌۢ ﴿٤﴾

کسی کی اولاد ہے○ اس کا ہمسر کوئی نہیں○

1-جو تم عبادت کرتے ہو وہ میں نہیں کرسکتا۔ نہ کبھی ماضی میں ایسا ہوا ہے نہ حال کا یہ واقعہ ہے اور نہ ہی مستقبل میں اس ضمن میں کوئی مداہنت اختیار کی جاسکتی ہے۔

2-یہاں فتح سے مراد آپ ﷺ کے لشکر کی قریش (اہل مکہ) پہ فتح ہے۔ اس معرکہ میں مسلمانوں کو لڑنے کی نوبت ہی پیش نہ آئی بلکہ اچانک سر پہ پہنچے ہوئے لشکر جرار کو دیکھ کر قریش میں لڑنے کی ہمت نہ رہی۔

3-اسی سال اس کثرت سے وفود اسلام قبول کرنے کیلئے آئے کہ اس سال کا نام ہی عام الوفود رکھا گیا۔ اسکے بعد سن 9 ہجری میں اعلان برات کیا گیا تو مشرکین مکہ نے بھی اسلام قبول کرلیا اور سنہ 10 ہجری میں سرزمین عرب کفر و شرک سے پاک ہوگئی۔

یہ آخری مکمل سورۃ ہے اس سے آپ ﷺ اور بعض صحابہ نے یہ اندازہ لگالیا تھا کہ آپ کا مشن مکمل ہوچکا ہے لہٰذا آپ جلد تشریف لے جانیوالے ہیں اسی لئے اسے سورۃ تودیع بھی کہا جاتا ہے۔

4-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ

جب سورۃ نصر نازل ہوئی تو آپ رکوع اور سجدہ میں اکثر یہ دعا پڑھتے تھے۔ ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي))

(بخاری)

5-اسے سورۃ مسد بھی کہتے ہیں۔

6-اسکا نام عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب تھا اور ابولہب کنیت تھی کیونکہ اس کا چہرہ سرخی مائل (لہب شعلے کو کہتے ہیں) اور وجیہہ تھا۔ اس نے آپ ﷺ کے ساتھ بدترین دشمنی روا رکھی۔

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ

"ایک دن نبی ﷺ صفا کی پہاڑی پر چڑھ گئے اور یا صباحاہ کہہ کر (اپنے قبیلے قریش کو) پکارا۔ جب وہ قریش جمع ہوگئے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ "مجھے یہ بتاؤ کہ اگر میں تم سے یہ کہوں کہ دشمن صبح یا شام تم پر حملہ کیا چاہتے ہیں تو کیا تم مجھے سچا سمجھو گے؟" انہوں نے کہا۔ "کیوں نہیں" فرمایا۔ "تو میں ایک المناک عذاب کے آنے سے پہلے تمہیں اس سے ڈراتا ہوں۔" ابولہب بولا۔ "تیرے لئے تباہی ہو کیا تو نے اسی لئے ہمیں جمع کیا تھا؟ اسوقت اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ نازل فرمائی۔"

(بخاری)

7-یہ چھوت کی ایک بیماری سے ہلاک ہوا۔ اور مرض کے خوف سے اسکے بیٹے بھی اسکے قریب نہ آتے تھے۔ تین ایام تک اسکی لاش سڑتی رہی۔

8-آپ ﷺ کی دشمنی میں یہ بھی اپنے خاوند سے کچھ کم نہ تھی۔ آپ ﷺ کی راہ میں کانٹے بچھاتی۔ اور کہا گیا کہ لگائی بجھائی کرنیوالی یہ عورت جہنم میں اپنے خاوند کے عذاب کو لکڑیاں ڈال ڈال کر مزید بھڑکائے گی۔

9-حضرت ابی بن کعب ؓ فرماتے ہیں کہ

مشرکوں نے آپ ﷺ سے کہا کہ "اپنے رب کا ہم سے نسب بیان کرو" تو اللہ نے یہ سورت اتاری۔

(ترمذی)

ابو سعید خدری ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"مجھے اس ذات کی قسم جسکے ہاتھ میں میری جان ہے۔ یہ سورۃ تہائی قرآن کے برابر ہے۔"

(بخاری)

سورۃ الفلق مکیۃ وھی خمس آیات

آیات ۵ (۱۱۳) سورۂ فلق مکی ہے (۲۰) رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ① مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ② وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ③ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ④ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ⑤

کہئے: میں صبح کے رب سے پناہ مانگتا ہوں ○ ہر چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ○ اور اندھیری رات کے شر سے جب چھا جائے ○ اور گرہوں میں پھونک مارنے والیوں کے شر سے ○ اور حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرے ○

سورۃ الناس مکیۃ وھی ست آیات

آیات ۶ (۱۱۴) سورۂ ناس مکی ہے (۲۱) رکوع ۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ① مَلِكِ النَّاسِ ② اِلٰهِ النَّاسِ ③ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ④ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ⑤ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ⑥

آپ کہئے کہ: میں لوگوں کے رب کی پناہ مانگتا ہوں ○ جو لوگوں کا بادشاہ ہے ○ جو لوگوں کا الٰہ ہے ○ اس وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے جو (وسوسہ ڈال کر) پیچھے ہٹ جاتا ہے ○ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا رہتا ہے ○ خواہ وہ جنوں سے ہو یا انسانوں سے ○

1-حضرت زید بن ارقم ؓ سے روایت ہے کہ

"جب نبی ﷺ پہ جادو کیا گیا تو جبرائیل علیہ السلام یہی دو سورتیں (الفلق اور الناس) لے کر حاضر ہوئے اور فرمایا کہ ایک یہودی نے آپ ﷺ پر جادو کیا ہے اور یہ جادو فلاں کنویں میں ہے۔ آپ ﷺ نے حضرت علی ؓ کو بھجوا کر یہ منگوایا۔ (یہ ایک کنگھی کے دندانوں اور بالوں کے ساتھ ایک تانت میں گیارہ گرہیں پڑی ہوئی تھیں اور ایک موم کا پتلا تھا جس میں سوئیاں چبھوئی ہوئی تھیں)۔ جبرائیل علیہ السلام کے حکم کے مطابق آپ ﷺ ان دونوں سورتوں میں سے ایک ایک آیت پڑھتے جاتے اور گرہ کھلتی جاتی اور سوئی نکلتی جاتی۔ خاتمے تک پہنچتے پہنچتے ساری گرہیں بھی کھل گئیں اور سوئیاں بھی نکل گئیں۔ آپ ﷺ اس طرح صحیح ہو گئے جیسے کوئی شخص جکڑبندی سے آزاد ہوتا ہے۔" (بخاری و مسلم)

حضرت عقبہ بن عامر ؓ کہتے ہیں کہ میں ایک سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ تھا اور آپ ﷺ کی اونٹنی کی لگام تھامے آگے چل رہا تھا کہ آپ نے مجھے فرمایا۔ "کیا میں وہ سورتیں نہ سکھلاؤں جو (میرے سامنے) پڑھی گئیں؟ پھر آپ ﷺ نے مجھے یہی دو سورتیں (الفلق اور الناس) سکھائیں۔ پھر جب آپ صبح کی صلوٰۃ کو اترے تو انہی دو سورتوں کے ساتھ پڑھائی۔" (ابوداؤد)

حضرت ابی سعید ؓ سے روایت ہے کہ

"آپ ﷺ جنوں اور نظر لگنے سے پناہ مانگا کرتے۔ جب معوذتین (الفلق اور الناس) نازل ہوئیں تو سب کچھ چھوڑ کر اس سے دم کرنے لگے۔" (ترمذی)

حضرت عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ

"رسول اللہ ﷺ کی طبیعت اگر ناساز ہوتی تو آپ ﷺ معوذتین پڑھ کر پھونکا کرتے۔ جب آپ ﷺ کی تکلیف بڑھ گئی تو میں یہ سورتیں پڑھ کر آپ ﷺ پر آپکے ہاتھ پھیرتی تاکہ انکی برکت سے آپ کو شفا ہو۔" (بخاری)

آپ ﷺ کا یہ معمول بھی تھا کہ رات سوتے وقت سورۃ اخلاص اور معوذتین پڑھ کر اپنی دونوں ہتھیلیوں پہ پھونکتے پھر انہیں پورے جسم پر ملتے۔ پہلے سر چہرے اور جسم کے اگلے حصے پر ہاتھ پھیرتے اسکے بعد جہاں تک آپ ﷺ کے ہاتھ پہنچتے تین بار آپ ﷺ ایسا کرتے۔" (بخاری)

2-فلق- پھٹنا اور الگ ہونا اور پھاڑنا۔ صبح کو رات کی تاریکی سے الگ کرنا۔ یعنی فلق اور خلق ہم معنی ہیں کیونکہ ہر چیز پھٹ کر ہی پیدا ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ زمین و آسمان بھی ایک مادہ سے پھٹ کر وجود میں آئے۔

3-پناہ اس سے طلب کی جاتی ہے جس سے از خود بچنے کی قدرت نہ ہو اور اس کی طلب کی جاتی ہے جو کہ بچانے کی قدرت رکھتا ہو۔ جب ہر چیز کا خالق وہی ہے تو اس کے شر سے بچانے کی قدرت بھی سب سے زیادہ اسی کی ہو سکتی ہے۔

4-غاسق- تاریکی۔ عموماً جرائم رات کی تاریکی میں سرانجام پاتے ہیں۔ زہریلے جانور بھی رات کو نکلتے ہیں خود انسان کا روشنی نہ ہونے کی وجہ سے کسی چیز سے ٹکرانے کا زیادہ احتمال ہوتا ہے۔

5-یہ لفظ اکثر مفسرین کے نزدیک سحر کیلئے استعارہ ہے کیونکہ عموماً سحر گرہوں میں پھونکنے کے ذریعے ہی کیا جاتا ہے۔ نفاثات مونث کا صیغہ ہے مگر اسکا لازمی مطلب یہی نہیں ہے کہ عورتوں کے سحر سے پناہ مانگی گئی ہے بلکہ یہ "النفوس" یا جماعات موصوف محذوف کی صفت بھی ہو سکتی ہے۔ سحر میں شیطان یا ارواح خبیثہ کی مدد طلب کی جاتی ہے تاکہ مذموم مقاصد حاصل ہوں اسے کفر کہا گیا ہے۔ اس کی دلیل یہ آیت ہے۔ ﴿وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾

"سلیمان نے کفر نہیں کیا بلکہ شیاطین نے کفر کیا وہ لوگوں کو سحر سکھلاتے تھے۔" (البقرہ 2:102)

حضرت ابو ہریرہ ؓ کی روایت ہے کہ

حضور ﷺ نے فرمایا سات غارتگر چیزوں سے پرہیز کرو۔ لوگوں نے پوچھا کہ وہ کیا ہیں یارسول اللہ؟ فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، سحر، کسی ایسی جان کو ناحق قتل کرنا جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جہاد میں دشمن کے مقابلہ سے پیٹھ پھیر کر بھاگنا اور بھولی بھالی عفیف مومن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔" (بخاری)

6-حسد یہ ہے کہ کسی کے پاس کوئی نعمت دیکھ کر تمنا ہو کہ یہ اس سے چھن جائے۔

7-وہ لوگوں کا رب بھی ہے۔ بادشاہ بھی ہے یعنی ایسا نہیں ہو کہ رب تو ہو مگر کنٹرول نہ رکھتا ہو اور انکا معبود حقیقی بھی ہے۔ لہٰذا پناہ دینے کا اہل وہی ہے۔

8-وسواس- وسوسہ- غیر محسوس طریقہ سے دل میں بار بار بری بات ڈالنا۔

خناس- ظاہر ہو کر پھر چھپ جانیوالا یا پیچھے ہٹ جانیوالا۔

حضرت انس ؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"شیطان انسان میں خون کی طرح گردش کرتا ہے۔" (بخاری و مسلم)

استدعا

اسلامک پریس نے اپنی تمام تر کوششیں اس تفسیر کو بہتر سے بہتر انداز میں پیش کرنے کیلئے صرف کیں ہیں۔ مگر انسانی کاوشیں کتنی ہی وسیع تر، عظیم تر اور جامع ہوں عیب اور خامیوں سے خالی نہیں ہوسکتیں۔

اسی لئے قارئین کرام سے مودبانہ گزارش ہے کہ اگر آپ کے نسخے میں کچھ کمی واقع ہوئی ہوتو ہمیں ہمارے عیوب کا ہدیہ پیش کریں۔ یہ صفحہ نمبر نوٹ کرکے ہمیں مطلع فرمائیں۔ یہ نسخہ جس مکتبہ سے حاصل کیا تھا وہاں سے تبدیل کروالیں۔ اگراس سلسلہ میں کوئی دقت ہو تو براہ راست ہم سے رابطہ کریں ہم آپ کو نیا نسخہ بھجوائیں گےاور ڈاک خرچ بھی برداشت کریں گے۔ انشاء اللہ! کتاب اللہ کو بہترین اور کامل ترین انداز میں پیش کرنے کیلئے ہمارے مشن میں ہمارے ساتھ تعاون کریں۔ ہماری جانب سے اس تعاون پہ شکریہ قبول فرمائیے۔

اسلامک پریس

ص ب 190712 الریاض 11623
ٹیلیفون و فیکس: 4036269

رموز واوقاف قرآن مجید

ہر زبان کے ادباء جب گفتگو کرتے ہیں تو کہیں ٹھہر جاتے ہیں کہیں نہیں ٹھہرتے' کہیں کم ٹھہرتے ہیں اور کہیں زیادہ۔ اس ٹھہرنے اور نہ ٹھہرنے کو بات کے بیان کرنے اور اس کا صحیح مطلب سمجھنے میں بہت دخل ہے۔ قرآن مجید کی عبارت بھی کلام کے انداز میں واقع ہوئی ہے۔ اسی لئے اہل علم نے اس کے ٹھہرنے' نہ ٹھہرنے کی علامتیں مقرر کر دی ہیں جن کو رموزاوقاف قرآن مجید کہتے ہیں۔ ضروری ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے ان رموز کو ملحوظ رکھیں اور وہ یہ ہیں۔

○ جہاں بات پوری ہو جاتی ہے' وہاں چھوٹا سا دائرہ لکھ دیتے ہیں۔ یہ حقیقت میں گول ت ہے جو بہ صورت ۃ لکھی جاتی ہے۔ اور یہ وقف تام کی علامت ہے یعنی اس پر ٹھہرنا چاہئے۔ اب ۃ تو نہیں لکھی جاتی۔ چھوٹا سا حلقہ ڈال دیا جاتا ہے۔ اس کو آیت کہتے ہیں۔

مـ یہ علامت وقف لازم کی ہے اس پر ضرور ٹھہرنا چاہئے۔ اگر نہ ٹھہرا جائے تو احتمال ہے کہ مطلب کچھ کا کچھ ہو جائے۔ اس کی مثال اردو میں یوں سمجھنی چاہئے کہ مثلاً کسی کو یہ کہنا ہو کہ اٹھو' مت بیٹھو۔ جس میں اٹھنے کا امر اور بیٹھنے کی نہی ہے۔ تو اٹھو پر ٹھہرنا لازم ہے اگر ٹھہرا نہ جائے تو اٹھو مت بیٹھو ہو جائے گا۔ جس میں اٹھنے کی نہی اور بیٹھنے کے امر کا احتمال ہے اور یہ قائل کے مطلب کے خلاف ہو جائے گا۔

ط وقف مطلق کی علامت ہے۔ اس پر ٹھہرنا چاہئے مگر یہ علامت وہاں ہوتی ہے جہاں مطلب تمام نہیں ہوتا۔ اور بات کہنے والا ابھی کچھ اور کہنا چاہتا ہے۔

ج وقف جائز کی علامت ہے۔ یہاں ٹھہرنا بہتر اور نہ ٹھہرنا جائز ہے۔

ز علامت وقف مجوز کی ہے۔ یہاں نہ ٹھہرنا بہتر ہے۔

ص علامت وقف مرخص کی ہے۔ یہاں ملا کر پڑھنا چاہئے لیکن اگر کوئی تھک کر ٹھہر جائے تو رخصت ہے معلوم رہے کہ "ص" پہ ملا کر پڑھنا "ز" کی نسبت زیادہ ترجیح رکھتا ہے۔

صلے الوصل اولیٰ کا اختصار ہے۔ یہاں ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔

ق قیل علیہ الوقف کا خلاصہ ہے۔ یہاں ٹھہرنا نہیں چاہیئے۔

صل قد یوصل کی علامت ہے۔ یعنی یہاں کبھی ٹھہرا بھی جاتا ہے کبھی نہیں لیکن ٹھہرنا بہتر ہے۔

قف یہ لفظ قف ہے۔ جس کے معنی ہیں ٹھہرجاؤ۔ اور یہ علامت وہاں استعمال کی جاتی ہے جہاں پڑھنے والے کے ملا کر پڑھنے کا احتمال ہو۔

س سکتہ کی علامت ہے۔ یہاں کسی قدر ٹھہرجانا چاہیئے مگر سانس نہ ٹوٹنے پائے۔

لمبے سکتہ کی علامت ہے۔ یہاں سکتہ کی نسبت زیادہ ٹھہرنا چاہیئے لیکن سانس نہ توڑے۔

وقفۃ سکتہ اور وقفہ میں یہ فرق ہے کہ سکتہ میں کم ٹھہرنا ہوتا ہے۔ وقفہ میں زیادہ۔

لا لا کے معنی نہیں کے ہیں۔ یہ علامت کہیں آیت کے اوپر استعمال کی جاتی ہے اور کہیں عبارت کے اندر۔ عبارت کے اندر ہو تو ہرگز نہیں ٹھہرنا چاہیئے۔ آیت کے اوپر ہو تو اختلاف ہے بعض کے نزدیک ٹھہرجانا چاہیئے بعض کے نزدیک نہ ٹھہرنا چاہیئے۔ لیکن ٹھہرا جائے یا نہ ٹھہرا جائے اس سے مطلب میں خلل واقع نہیں ہوتا۔ وقف اسی جگہ نہیں چاہیئے جہاں عبارت کے اندر لکھا ہو۔

ك کذلک کی علامت ہے، یعنی جو رمز پہلے ہے وہی یہاں سمجھی جائے۔

ہ یہ اس کی علامت ہے کہ اس موقع پر غیر کوفین کے نزدیک آیت ہے۔ وقف کرے تو اعادہ کی ضرورت نہیں۔

∴ ∴ یہ تین تین نقاط والے دو دو وقف قریب قریب آتے ہیں۔ ان کو معانقہ کہتے ہیں کبھی اس کو مختصر کرکے مع لکھ دیتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ دونوں وقف گویا معانقہ کر رہے ہیں۔ ان کا حکم یہ ہے کہ ان میں سے ایک پر ٹھہرنا چاہیئے دوسرے پر نہیں۔ ہاں وقف کرنے میں رموز کی قوت وضعف کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔

قرآن کیسے حفظ کریں؟

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی حفاظت جن ذرائع سے کرنے کا بندوبست فرمایا ہے ان میں سے ایک اہم ذریعہ حفظ قرآن ہے۔ قرآن کا حفظ کرنا اتنی بڑی سعادت ہے کہ اس کا تصور کرنا مشکل ہے' صرف ایک حدیث پیش کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

"قیامت کے دن صاحب قرآن سے کہا جائے گا کہ تم پڑھتے جاؤ اور ترقی کی منازل طے کرتے جاؤ اسی طرح ترتیل سے پڑھو جیسا کہ تم دنیا میں پڑھتے تھے۔ تمہاری منزل وہ ہوگی جہاں تم آخری آیت تلاوت کرو گے۔"

(احمد' ابن ماجہ)

یہ ترجمہ و تفسیر قرآن چونکہ ہم نے حفاظ کرام کی ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے ترتیب دیا ہے لہٰذا ذیل میں حفظ قرآن کے سلسلہ میں چند اہم اصول بیان کئے جارہے ہیں۔

☆-- حفظ کرنے سے قبل حفظ کرنے والے یا اس کے والدین کو اس بات کا شدت سے احساس ہونا چاہئے کہ قرآن کو حفظ کرنے کے بعد اسے یاد رکھنا واجب ہو جاتا ہے۔ حافظ قرآن کو اپنی منزل پختہ رکھنے کیلئے مسلسل اتنا وقت نکالنا ہوگا کہ اسے کئی معاشرتی سرگرمیوں کو خیرباد کہنا پڑے گا اور اپنی سرگرمیوں کو محدود کرکے قرآن کی طرف ہی لانا ہوگا۔ مگر قرآن سے اس پختہ تعلق کے باعث جس تفقہ فی الدین اور دوسری برکات سے مستفید ہوگا اسے الفاظ میں بیان کرنا ناممکن ہے۔

☆-- یہ ناممکن ہے کہ کوئی بچہ والدین کی خاص توجہ کے بغیر ہی قرآن حفظ کرلے اور اس کی منزل درست ہو لہٰذا والدین کو ابتداء ہی سے یہ ذہن بنانا چاہئے کہ انہیں بچے کی مستقل نگرانی اور راہنمائی (Follow up) کرنی ہوگی۔

☆-- یاد رکھیں کہ حفظ قرآن کیلئے ابتدائی عمر بہترین ہے۔ چند دن قبل سعودی اخباروں میں ایک بچے کے بارے میں رپورٹ شائع ہوئی جس نے 6 سال کی عمر میں کیسٹ سے قرآن سن سن کر حفظ کیا ہے۔ اسکا یہ مطلب بھی نہیں کہ بڑی عمر میں قرآن حفظ نہیں کیا جا سکتا۔ راقم الحروف کم از کم 3 ایسے افراد کو ذاتی طور پر جانتا ہے جنہوں نے ساٹھ سال کی عمر میں قرآن حفظ کیا ہے اور ان کا قرآن پختہ بھی ہے۔

☆-- حفظ کیلئے صلوٰۃ الفجر کے فوراً بعد کا وقت انتہائی موزوں ہے۔ ایک کامیاب حافظ قرآن نے بتایا کہ انہوں نے روزانہ فجر کے بعد ایک گھنٹہ حفظ قرآن کیلئے مختص کر رکھا تھا اور اس طرح انہوں نے ایک سال میں حفظ قرآن مکمل کرلیا۔ راقم الحروف نے حفظ قرآن کا ایک ایسا مدرسہ دیکھا جہاں طلباء کو حفظ کیلئے فجر سے پہلے ہی جگایا جاتا ہے لیکن بچے کو فجر سے پہلے یا فجر کے فوراً بعد جگانے کیلئے لازمی ہے کہ بچے کو رات کو بروقت سلا دیا

جائے۔ میں نے اپنے بچوں کی توجہ درج ذیل الفاظ میں اس جانب مبذول کرائی۔

اگر دنیا میں کچھ کرنا ہے تو فجر سے پہلے اٹھنا ہے
فجر سے پہلے اٹھنا ہے تو دس سے پہلے سونا ہے

☆-- جب آپ حفظ کرنے کی نیت کرلیں تو عزم کو پختہ کرلیں۔ گناہ اور معصیت کے کاموں سے اجتناب کریں اس سے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت شامل حال ہو جائے گی۔

☆-- حفظ قرآن کیلئے ایک ہی مصحف استعمال کیا جائے کیونکہ حافظ کے ذہن میں صفحہ کا پورا نقشہ محفوظ ہو جاتا ہے۔

اس کے علاوہ چونکہ حفظ کے دوران اغلاط پہ نشان لگانا ضروری ہوتا ہے اسلئے بھی ایک ہی قرآن کا التزام کرنا ضروری ہے تاہم ابتداء میں بچوں کیلئے علیحدہ سیپارے استعمال کئے جاسکتے ہیں۔ اس حالت میں بھی ایسے سیپارہ کا التزام کیا جائے جس کے مطابق قرآن کریم میسر ہوں۔

☆-- حفظ کیلئے ایسے استاد کا انتخاب کریں جس کی اپنی منزل پختہ ہو۔ جس کی خود اپنی منزل پختہ نہ ہو وہ بچے کی ایسی تربیت نہیں کرسکتا کہ اس کی منزل پختہ ہو۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ برصغیر پاک وہند میں حفظ قرآن کے ساتھ تشدد کا تصور وابستہ ہو چکا ہے۔ لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات بیٹھ چکی ہے کہ سخت مار کے بغیر بچے حفظ نہیں کرسکتے۔ یہ تصور غلط ہے اور بچے کو قرآن سے نفرت دلانے کا سبب ہو سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے دس سال سے کم عمر بچے کو تو صلوٰۃ ترک کرنے پہ بھی مارنے کی اجازت نہیں دی۔ جانوروں تک کو بھی سخت مار اور منہ پہ مارنے سے منع کیا گیا ہے چنانچہ جو لوگ بچوں کو بے دردی سے مارتے ہیں وہ اللہ کے ہاں جواب سوچ رکھیں۔

بار بار توجہ دلانے سے بسا اوقات سزا کے طور پہ کھڑا کر دینے اور اکثر اوقات انعام دے کر بچے کو حفظ پہ مائل کیا جائے۔

☆-- بچوں میں مسابقت کا جذبہ ابھارنے سے آسانی سے حفظ کروایا جاسکتا ہے جیسے یہ اعلان کیا جائے کہ جو بچہ روزانہ سب سے زیادہ حفظ کرے گا اسے انعام ملے گا۔

☆-- جو سبق حفظ کیلئے تیار کیا جائے اسے استاد کو سنا کر تسلی کرلی جائے کہ اغلاط سے خالی ہوچکا ہے کسی اچھے قاری کا ریکارڈ شدہ قرآن کریم اس سلسلے میں کافی معاون ہوسکتا ہے۔ متعلقہ حصہ ٹیپ ریکارڈر سے دو تین مرتبہ سن لینے سے یاد کرنا آسان ہوجائے گا۔ اسی طرح ٹیپ ریکارڈر میں سبق ریکارڈ کرکے سننا بھی بہت مفید ہوگا۔

☆-- اگر آیات کا مفہوم ذہن میں ہو تو حفظ کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ بعض متشابہ مقامات بھی اس طرح آسانی سے یاد کئے جاسکتے ہیں۔

☆-- حفظ کا عام طریق کار یوں ہونا چاہئے۔

شاگرد اپنی استعداد کے مطابق روزانہ سبق یاد کرے اور استاد کو سنالے۔ ایک یا حد دو عدد غلطیاں ہوں تو برداشت کرلی جائیں ورنہ وہی سبق دوبارہ یاد کیا جائے۔

روزانہ گزشتہ تقریباً بیس اسباق پہ مشتمل سبقی سیپارہ سنایا جائے۔ روزانہ اپنے سبق کو سبقی سیپارہ میں شامل کیا جائے اور آخری سبق کو سبقی سیپارہ سے حذف کر دیا جائے۔ سبقی سیپارہ کی مقدار تقریباً ایک سیپارہ پہ مشتمل ہونی چاہیئے۔

اس کے علاوہ روزانہ کم ازکم ایک یا دو سیپاروں پہ مشتمل منزل سنائی جائے۔ منزل کم کرنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہرسیپارے کی باری تاخیر سے آئے گی اور اس طرح منزل کی پختگی برقرار رکھنا مشکل ہو جائے گی۔

☆-- عموماً حفاظ کرام مشابہ آیات سے پریشان ہو جاتے ہیں۔ باربار کی دہرائی سے ایسے مقامات بھی اچھی طرح سے حفظ ہو جاتے ہیں۔ آخرمحنت ہی سے تو قراء دس دس قرآت میں قرآن حفظ کر لیتے ہیں۔

قرآن حفظ کرنے کے دوران سب سے زیادہ پریشان کن مرحلہ وہ ہوتا ہے جب کوئی زیادہ سیپارے حفظ کرچکا ہو اور اسکی منزل کچی ہو۔ اس مسئلہ سے تقریباً ہر حافظ کبھی نہ کبھی دوچار ہوتا ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ

○-- عمومی حالات میں منزل ایک سیپارے سے کم نہ رکھی جائے۔ 2 سیپارے ہوں تو بہتر ہے تاکہ ہر سیپارے کی باری جلدی جلدی آئے اور منزل کا عمومی معیار بہتر ہو۔

○__ جن کی منزل کم ہو وہ بھی ممکن حد تک زیادہ سے زیادہ منزل ہی سنائیں تاکہ ابتدائی بنیادیں مضبوط ہوں اور وہ اس پریشان کن مرحلہ میں اپنا دل نہ چھوڑ بیٹھیں۔

اگر کوئی حافظ اپنی منزل کی کمزوری کی وجہ سے روزانہ دو سیپارے یا ایک سیپارہ منزل نہیں سنا سکتا تو ایسی صورت میں مزید سبق فوری طور پہ بند کرکے منزل کی طرف مکمل توجہ دی جائے حتیٰ کہ جب منزل پختہ ہوجائے تو پھر دوبارہ سبق شروع کیا جائے۔ کچی منزل سے بعض دفعہ معاملہ ایسا بھی بگڑ سکتا ہے کہ معاملہ سنبھالنا بہت ہی مشکل ہو جائے۔ لہٰذا ہر حالت میں منزل کچی نہ ہونے دی جائے۔ حافظ قرآن کو دور کرنے کی عادت ڈالنی چاہیئے یعنی دو حافظ مل کر اپنی منزل ایک دوسرے کو سنائیں۔

☆--- قرآن حفظ کرنے کے بعد دو سیپارے روزانہ یا ایک سیپارہ روزانہ سنائیں جائیں۔اسی طرح ایک دفعہ پورے قرآن کی زبانی آڈیو کیسٹ میں ریکارڈنگ کا التزام بھی اچھے نتائج برآمد کرے گا۔ اس ریکارڈ کو سنبھال کر رکھیں یہ نفسیاتی طور پر خوشگوار اثر ڈالے گا اور منزل کو یاد رکھنا آسان ہوگا۔ انشاء اللہ

اس ترجمہ اور تفسیر کی تیاری میں مندرجہ ذیل کتب کو سامنے رکھا گیا ہے

1- تفسیر مفصل غیر مطبوعہ۔ مولانا عبد الرحمٰن کیلانیؒ
2- تیسیر الکریم الرحمٰن فی تفسیر کلام المنان۔ العلامہ الشیخ عبد الرحمٰن بن ناصر السعدی
3- تفسیر طبری۔ ابی جعفر محمد بن جریر طبری
4- تفسیر جلالین۔ جلال الدین محمد بن احمد اور جلال الدین عبد الرحمٰن السیوطی
5- تفہیم القرآن اور مختصر حواشی۔ مولانا مودودی
6- فی ظلال القرآن۔ سید قطب
7- احسن البیان۔ حافظ صلاح الدین یوسف
8- اشرف الحواشی۔ ترتیب شیخ الحدیث مولانا محمد عبدہ الفلاح۔
9- خصائص القرآن۔ ڈاکٹر فہد عبد الرحمٰن سلیمان الرومی
10- احکام القرآن۔ زاہد ملک
11- کتب حدیث صحاح ستہ اور کمپیوٹر پروگرام

Hadeeth Encyclopedia.

12- The Nobel Quran (9 Vol) - Dr. Mohammad Muhsin Khan.

13- Merit Students Encyclopedia

14- Guinness Encyclopedia - Dr. Robert M. Youngson.

15- Complete Home Medical Guide - Columbia University.

16- Bible Quran and Science - Dr. Maurice Bucailli.

17- A brief Guide to understanding Islam - I.A. Ibrahim.

18- Quran for Astronomey and Earth exploration from space

S. Waqar Ahmad Hussaini.

مختصر احکام ترتیل و تجوید

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"اور قرآن کو خوب ٹھہر کر خوب صورت طریقہ سے پڑھیے۔" (المزمل 4:73)

یہ قرآن پڑھنے کا وہ طریقہ ہے جیساکہ آپ ﷺ پہ نازل ہوا۔ ہم تک اعلیٰ معیار کی روایات کے ذریعے پہنچا۔ تجوید اور ترتیل کے علماء نے اس کے قوائد مقرر کئے ہیں۔ ہم انہیں اختصار کے ساتھ پیش کریں گے۔

کسرہ ـِـ (زیر)، فتحہ ـَـ (زبر)، ضمہ ـُـ (پیش)، سکون ـْـ یا ـۡـ (جزم) — التنوین = اً۔ بٍ۔ جٌ۔ یعنی ناک سے آواز نکالنا اسے غنہ کرنا کہتے ہیں۔ زبان کا غنہ کی آواز میں کچھ دخل نہیں ہوتا۔ اس کی مقدار دو حرکات کے برابر ہوتی ہے۔
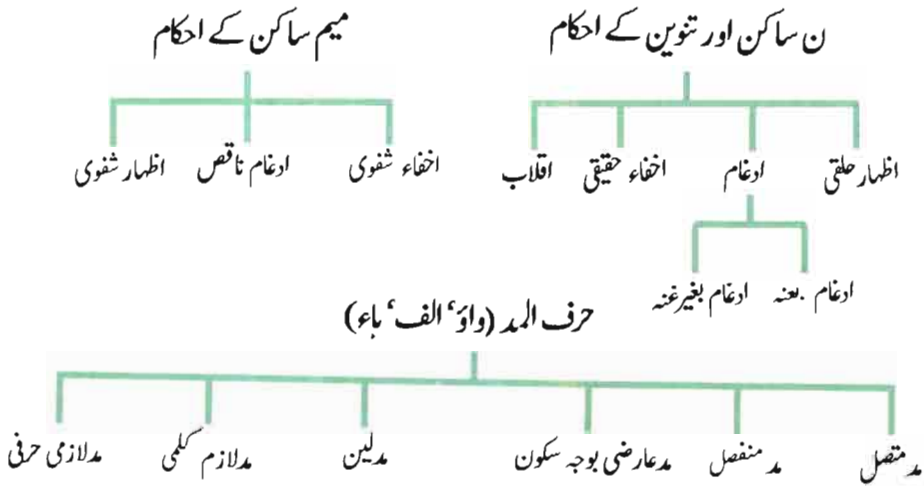
نون ساکن اور تنوین کے احکام

اظہار حلقی

اظہار کا لفظی معنی واضح کرنا ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے غنہ نہ کیا جائے۔ اگر نون ساکن یا تنوین کے بعد حروف اظہار "یعنی ء۔ ھ۔ ع۔ ح۔ غ۔ خ" جنہیں حروف حلقی بھی کہا جاتا ہے، میں سے کوئی ایک حرف آجائے تو اظہار ہوگا۔ مثلاً مَنْ آمَنَ۔ یَنْعِقُ ۔ رَسُولٌ اَمِیْنٌ۔ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ. نون کا مخرج زبان کی نوک ہے جبکہ حروف اظہار یا حروف حلقی کا مخرج حلق ہے۔

ادغام

ادغام کا لفظی معنی کسی چیز کو دوسری چیز میں شامل کرنا ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ساکن حرف کو متحرک حرف میں ایسے ضم کر دیا جائے کہ ایک ہی شد والا حرف بن جائے۔

ادغام کے حروف کلمہ "یرملون" کے حروف یعنی ی۔ ر۔ م۔ ل۔ و۔ ن ہیں۔ ان میں سے اگر کوئی بھی حرف ن ساکن یا نون تنوین کے بعد آئے گا تو ادغام ہو گا۔ مثلاً مَنْ یَعْمَلْ ۔ وُجُوہٌ یَوْمَئِذٍ وغیرہ۔

اگر کلمہ "ینمو" کے حروف یعنی ی۔ ن۔ م۔ و میں سے کوئی حرف ن ساکن یا ن تنوین کے بعد آئے تو ادغام بغنہ ہو گا۔ اسے ادغام ناقص بھی کہتے ہیں۔ مثلاً مَنْ نَشَاءُ۔یومئذٍ نَاعِمَةٌ ۔وغیرہ۔

اگر ل۔ ر میں سے کوئی حرف ن ساکن یا نون تنوین کے بعد آئے تو ادغام بغیر غنہ ہو گا اسے ادغام تام بھی کہتے ہیں۔ مثلاً اَن لَنْ مَالاً لُبَداً وغیرہ

اس کے علاوہ اگر دو ایک جیسے حروف پہلا ساکن اور دوسرا حرکت والا ہو تو دونوں میں ادغام ہو گا اور ایک حرف جیسی آواز آئے گی اسے ادغام متماثل کہتے ہیں۔ مثلاً اِذْهَبْ بِكِتَابِيْ۔يُدْرِكْكُمْ وغیرہ۔

نوٹ۔ نون ساکن کے ادغام کیلئے ضروری ہے کہ نون ساکن اور حرف ادغام علیحدہ علیحدہ کلمات میں ہوں۔ اگر ایک ہی کلمہ میں آئیں تو اظہار کرنا ہو گا۔ جیسے اَلدُّنْيَا۔ قِنْوَانٌ۔صِنْوَانٌ وغیرہ

اقلاب

اس کا لفظی معنی تبدیلی ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر نون ساکن یا تنوین کے بعد حرف باء آئے تو نون ساکن یا تنوین کو غنہ کے ساتھ میم میں بدل دیا جائے گا۔ مثلاً مِنْ بَعْدِ۔سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ وغیرہ۔

اخفاء

اس کا لفظی معنی چھپانا ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر نون ساکن یا نون تنوین کے بعد حروف اظہار حروف ادغام اور باء کے علاوہ دیگر حروف تہجی یعنی ص۔ ذ۔ ث۔ ل۔ ج۔ ش۔ س۔ ق۔ د۔ ط۔ ز۔ ف۔ ت۔ ض۔ ظ آئیں تو اخفاء ہو گا۔ اس میں غنہ دو حرکت کے برابر ہو گا۔ مثلاً حُبّاً جَمّاً۔مِنْ طِيْنٍ وغیرہ۔

میم ساکن کے احکام

اخفاء شفوی

اگر میم ساکن کے بعد حرف باء آجائے تو غنہ کے ساتھ اخفاء ہو گا۔ اسے اخفاء شفوی کہتے ہیں کیونکہ دونوں حروف کا مخرج ہونٹ ہیں۔ مثلاً فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ۔ وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ۔

ادغام صغیر

اگر میم ساکن کے بعد میم آئے تو غنہ کے ساتھ ادغام ہو گا جس کی مقدار دو حرکات کے برابر ہو گی۔ مثلاً واللہ أنبتکم مِنَ الأرضِ-لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وغیرہ۔

اظہار شفوی

اگر میم ساکن کے بعد میم اور باء کے علاوہ کوئی بھی حرف آجائے تو اظہار شفوی ہو گا چونکہ میم ساکن کا مخرج ہونٹ ہیں اس لئے اسے شفوی کہاجاتا ہے مثلاً أَلَمْ نَشْرَحْ-لَمْ يَكُنْ وغیرہ۔

شد والے میم اور نون کے احکام

شد والے حروف اصل میں دو حروف سے عبارت ہوتے ہیں۔ مثلاً اِنَّ اصل میں اِ-نَ-نَ ہے۔ ان میں دو حرکات کے برابر غنہ کیا جاتا ہے مثلاً اِنَّ-فأمَّا-النّار۔ وغیرہ۔

حروف قلقلہ

قلقلہ ساکن حرف کے مخرج کی جنبش کو کہتے ہیں۔ ق۔ ط۔ ب۔ ج۔ د (قطب جد) میں سے کوئی حرف ساکن آجائے تو قلقلہ ہو گا۔ قلقلہ کی شدت کی ترتیب یوں ہو گی۔ ق۔ ط-ج۔ ب۔ د یعنی ق کی شدت سب سے زیادہ اور د کی سب سے کم ہو گی۔ اگر لفظ کے درمیان میں ہو تو قلقلہ کم ہو گا اور اگر لفظ کے آخر میں ہو تو قلقلہ زیادہ ہو گا۔ مثلاً الْفَلَق۔ وغیرہ۔

تفخیم اور ترقیق یعنی پر کرکے اور باریک پڑھنا

حروف استعلا یعنی خ۔ ص۔ ض۔ غ۔ ط۔ ق۔ ظ۔ سات عدد ہیں۔ ان میں سے ہر حرف پر کرکے یعنی تفخیم سے پڑھا جائے گا۔ الا یہ کہ مکسور ہو یا ساکن ہو اور اس سے پہلے والا حرف مکسور ہو مثلاً اَلْعَظِيْمُ اَلْقِطْرٌ۔

"اللہ" لفظ جلالہ سے پہلے اگر فتحہ یا ضمہ ہو تو تفخیم سے یعنی پر پڑھا جائے گا اور کسرہ ہو تو ترقیق سے یعنی باریک پڑھا جائے گا۔

حرف راء درج ذیل حالات میں تفخیم سے پڑھا جائے گا۔

جب اس پہ فتحہ ہو یا ضمہ ہو جیسے رَبَّنَا-رُزِقْنَا ۔ جب اس پہ سکون ہو مگر اس سے پہلے والے حرف پہ فتحہ یا ضمہ ہو مثلاً فَارْتَقِبْ . جب اس پہ سکون ہو مگر اس سے پہلے ہمزہ الوصل ہو۔ مثلاً اُرْجِعُوْا جب

اس پہ سکون ہو اور کسرہ کے بعد آئے اور اس کے بعد حروف استعلا کسرہ کے بغیر آئیں۔ اس کے علاوہ دیگر حالات میں باریک پڑھا جائے گا۔

حروف المد۔ (واؤ۔ الف۔ یاء)

مد متصل

اگر ایک ہی کلمہ میں حرف مد کے بعد ہمزہ آ جائے تو حرف مد کو لازمی طور پر چار یا پانچ یا چھ حرکات تک مد کرنا ہوگا مثلاً یَشَآءِ ۔ رَجَآءَ۔

مد منفصل

اگر کسی کلمہ کے آخر میں حروف مد ہو اور اس کے بعد والے کلمہ کے شروع میں ہمزہ ہو تو حرف مد کو دو یا چار یا چھ حرکات تک مد کرنا جائز ہے مثلاً قُوٓاْ أَنفُسَكُمْ وغیرہ

مد عارضی بوجہ سکون

اگر کسی کلمہ میں حرف مد ہو اور اس کے بعد والا حرف وقف کرنے کی وجہ سے ساکن ہو تو حرف مد کو دو یا چار یا چھ حرکات تک مد کرنا جائز ہے مثلاً مَجِید۔المِھاد وغیرہ۔

مد لین

اگر کسی کلمہ میں واوَ یا یاء ہو اور اس سے پہلے والا حرف مفتوح ہو اور اس کے بعد والا حرف وقف کی وجہ سے ساکن ہو تو حرف مد یاء یا واؤ کو دو یا چار یا چھ حرکات تک مد کرنا جائز ہے مثلاً بَیْت ۔ خَوْفٌ وغیرہ

مد لازم کلمی مخفف و مثقل

اگر کسی کلمہ میں حرف مد ہو اور اس کے بعد والا حرف سکون اصلی سے ساکن ہو تو مخفف ہے اور مشدد ہو تو مثقل ہے ان دونوں حالتوں میں حرف مد کو چھ حرکات تک مد کرنا واجب ہے مثلاً آلآن۔اَلطَّآمَةُ اَلْحَآقَّةُ وغیرہ۔

مد لازم حرفی مخفف و مثقل

حروف مقطعات میں سے جس میں حرف مد ہو اور اس کے بعد والا حرف ساکن ہو تو مخفف ہے اور مشدد ہو تو مثقل ہے ان دونوں حالتوں میں چھ حرکات تک مد کرنا واجب ہے۔ مثلاً صآد ۔ الٓم۔

قرآن مجید کی سُورتوں کی فہرست

قرآن مجید کے موضوعات کی فہرست

ایمان

مؤمن اور ان کے لئے جنت کی نعمتیں-البقرہ 2: 288,218,112,82,25- آل عمران 3 : 107,57- النساء 4 :122,57 ,175,152,146- المائدہ 5 : 10 الاعراف 8: 156,43,42- الانفال 8 : 2-4- التوبہ 9:100,72- یونس 10: 4,2 ,103,10,9- ھود 11: 23- الرعد 13 . 29-30,21-26- ابراہیم 27,23:14 بنی اسرائیل 9:17- الکہف 18: ,30,3,2 108,107,31- مریم 97,60:19- طٰہ 112,76,75:20- الانبیا 21: 101,94 103,102- الحج 56,50,24,23,14:22 المؤمنون 11-1,62-59:23- النور 24: 51,37- الفرقان 25: 63-67- النمل 3,2:27- القصص 67:28- العنکبوت 29: 59,58,7- الروم 30 : 45,44,15 لقمان 9,8:31- السجدہ 15-19:32 الاحزاب 33: 47,44,43,35,24,23 سبا 37,4:34- فاطر 32-35,7:35- یٰسین 11:36- الصافات 40-49:37 الزمر 18,17:39- المؤمن 7-9:40- حٰم السجدہ 8:41- الزخرف 43: 68-73- الجاثیہ 30:45- الاحقاف 14,13:46- محمد 2-12:47- الفتح 29,5,4:48- الحجرات 15,8,7:49- الطور 21-28:52- النجم 32,31:53- الرحمٰن 63-76,46-60:55 الواقعہ 88-91,10-40:56- الحدید 57: 21,12- المجادلہ 22:58- التغابن 9:64 الطلاق 11,10:65- التحریم 8:66- الحاقہ 19-24:69- المعارج 22-35:70- المدثر 40,39:74- القیامہ 23,22:75- الدھر 5:76- عبس 39,38:80- المطففین 83 : 35,34- الانشقاق 25,7-9:84- البروج 11:85- الاعلیٰ 15,14:87- الغاشیہ 88 : 8-16- البلد 18,17:90- الشمس 9:91 اللیل 5-7:92+التین 6:95- البینہ 7:98 ,8- القارعہ 7,6:101- العصر 3:103-

اللہ 'یوم آخرت پہ ایمان لانے اور عمل صالح کرنے والوں کی نجات-البقرہ 62:2-المائدہ 72:5-الانعام 6 :48-الاعراف 7:25-

اللہ 'اس کے فرشتوں' کتابوں' رسولوں اور آخرت پہ ایمان-البقرہ 2 : 177,176,4 , 256 , 285 - آل عمران 3:84,110,179,193-النساء 4: 136,162-التوبہ 9:19,20-النمل 27:3-العنکبوت 29:46-سبا 34:21 الحدید 57:7,8,19,28-الصف 61:10 ,11-التغابن 64:8,11-الملک 68 :29 المعارج 70:26-الجن 72:13-القیامہ 75:31-

ایمان بالغیب ' اللہ کا خوف اور غیر اللہ سے خشیت کی ممانعت-البقرہ 2:3,84,150-النساء 4 : 87المائدہ 5:4,31,47,97-الانعام 6:15, 51-التوبہ 9:14,19-الرعد 13 :23النحل 16 :50-الانبیاء 31:49,90-الحج 22:34,35-المؤمنون 23:58,61الاحزاب 34:35,37,39-فاطر 35:18,28-یٰسین 36:11-الزمر 39:16,23-ق 50:33,45-الطور 52 : 26-الرحمٰن 55 : 46-الحدید 57:16,25-الحشر 59 : 21-الملک 67:12-المعارج 70 :27-الدھر 76 :10-النازعات 79 :40-الاعلیٰ 87:10-البینہ 98:8-

توبہ اور استغفار-البقرہ 2:160- آل عمران 3:79,135-النساء4 :17,18,64,106 ,110,146-المائدہ 5:37,42,77-الاعراف 7:153-الانفال 8:33,38-التوبہ 9: 103-105,115,144-ھود 11:3-النحل 16 :119-بنی اسرائیل 17:25-مریم 19:60-طہٰ 20:82-النور 24:5,31-الفرقان 25 :70,71-القصص 28:67-الزمر 39:54المؤمن 40:3,55- حم السجدہ 41:6,25محمد 47:19-الذاریات 51 :18-التحریم 66:4,8-نوح 71:10-12-النصر 110:3

اعتصام باللہ ' توکل اور اخلاص-آل عمران 3:101,103,122,159,173النساء 4:81,146,171,175-المائدہ 5:12-

الانفال 62,50,2:8-التوبہ 130,52:9-
ھود 123:11-الرعد 32:13ابراہیم
12,11:14-النحل 42:16-الحج
78:22-الفرقان 58:25-الشعراء 26:
217-النمل 27 :79-الاحزاب 33 :3
48,-الزمر 38:39-الشوری 36,10:42
الذاریات 50:51-الملک 29:67-المزمل
9:73-

اللہ' رسول اور اولی الامر کی اطاعت-آل عمران 132,32:3-النساء 64,59:4
80,70,69-المائدہ 95:5-الانفال 1:8
47,20-التوبہ 72:9-النور 54,52:24
56,-الاحزاب 71,36:33-محمد 33:47
الفتح 17:48-الحجرات 14:49-الحشر 7:
59-الممتحنہ 12:60-التغابن 16,12:64

اللہ کے ہاں دین اسلام ہی ہے-البقرہ 112:2-آل عمران 3 :85,83,19
102,-النساء 125:4-الانعام 125,14:6
162,161,-النمل 91:27-الاحزاب
48,35:33-الزمر 12,11:39-المؤمن
66:40-حم السجدہ 33:41-الشوری 42:

13-الجاثیہ 18,17:43-الجن 14:72
البینہ 5:98-

دین میں شک اور کفر کی اتباع کی ممانعت-
ھود 114,110:11-الحج 15:22-الفرقان
52:25-القصص 87:28-الروم 60:30
الاحزاب 48,1:33-الشوری 15:42-
الجاثیہ 18:45-القلم 9,8:68-الدھر 76:
24-العلق 19:96-

اللہ ایمان والوں کا دوست ہے-البقرہ 2:
257-المائدہ 59,58:5-الانعام 6:127-
الاعراف 196:7-الانفال 40:8التوبہ
52:9-یونس 62-64:10-الحج 22:
78,38-محمد 11:48-

اللہ اور رسول کے احکام ماننا-البقرہ 2:
186-آل عمران 172:3-الانعام 36:6-
الانفال 24:8-الرعد 20:13القصص
50:28-الشوری 47,26:42-

مومنین کی آزمائش-البقرہ 214,155:2-
آل عمران 3: 186,179,154,152-
المائدہ 5 : 51-الانعام 165:6-ھود

عبادات

النساء 32:4- المائدہ 5 : ,38- الانعام 6: 40، 43، 52، 63، 64 الاعراف 7: 29، 55، 56، 180-بنی اسرائیل 17: 110- الفرقان 25: 77-النمل 62:27- السجدہ 16:32- فاطر 10:35 المؤمن 65,60,14:40-الطّور 52 :28

قرآنی دعائیں-الفاتحہ 1: 8-5- البقرہ 2: 286,285, 250,128,127- آل عمران 191-194,173,147,53,38,16,9:3-النساء 75:4 الاعراف 7: 151, 126,47,23, 156,155,-یونس 86,85:10-یوسف : 12 101- ابراہیم 14: 40، 41- بنی اسرائیل 80,24:17-الکہف 10:18- طہ 114,26,25:20- الانبیاء 87,83:21, 89- المؤمنون 199,110,98,29:23- الفرقان 74,65:25- الشعراء 83-85:26, 87-89-النمل 19:27-القصص 16:28 -المؤمن 44,7-9:40-الدخان 12:44- الاحقاف 15:46-الحشر 10:59- الممتحنہ 60: 4، 5 التحریم 66: 2، 11- نوح 71: 28- الفلق 113: 5-1- الناس 114:6-1-

اللہ کے ذکر اور شکر کی اہمیت-البقرہ 152:2 ,203,172- آل عمران 3 :191,145- النساء 147,103:4- الاعراف 205:7- الرعد 30:13- ابراہیم 7:14- الکہف 18: 24- الشعراء 227:26-النمل 40:27- القصص 73:28-العنکبوت 45:29-الروم 46:30-الاحزاب 41,35,21:33- فاطر 12:35- الزمر 66,7:39 -الشوری 42: 33- الجمعہ 10,9:62- المنافقون 9:23- الملک 23:67-القلم 18,17:68-المزمل 8:73-الدھر 25:76 الاعلیٰ 15,14:87-

طہارت- تیمّم-وضواور غسل: النساء 43:4- المائدہ 7:5-التوبہ 109:9 المدثر 3:74-

صلاۃ: البقرہ 2:2، 45، 46، 110، 153 ,277,238,129,177- النساء 103:4 ,162 المائدہ 58:5- الانعام 92,72:6- الاعراف 170:7- الانفال 3,2:8- التوبہ 72:9- ھود 115:11- الرعد 24:13 ابراہیم 40,37,31:14-بنی اسرائیل 17:

ہجرت اور جہاد

حرام اشیاء

حرام جانور: البقرہ 173:2- المائدہ 4:5-
الانعام 6 :145,121-
فحاشی اور زنا: النساء 16,15:4- النحل16:
119- بنی اسرائیل 32:17- النور 3:24-
الفرقان 70,68:25-
شراب' جوا' پانسے اور آستانے: البقرہ219:2
-النساء 43:4- المائدہ 94,93,4:5-
مشرکہ سے اور مشرک کا نکاح کرنا: البقرہ2:
225,221-222- المائدہ 92:5 القلم68:
10-
سود: البقرہ 278-280,276,275:2- آل
عمران 130:3- الروم 39:30-
شہادت چھپانا: البقرہ 283:2- المعارج70:
33-
کن عورتوں سے نکاح حلال ہے اور کن سے
حرام: النساء 25,22:4- المائدہ 6:5-
الاحزاب 50:33-
لغو' خواہشات کی اتباع اور اللہ پہ افترا: النساء4:
171- المائدہ 80:5- ص 26:38- الجاثیہ
23:45- النازعات 41,40:79-
قتل: النساء 94:4- المائدہ 48,35:5-
الانعام 151:6- بنی اسرائیل 33:17-
الفرقان 68:25-
چوری: المائدہ 42,41:5- الممتحنہ12:60-
گناہ' بغاوت اور فحاشی: الانعام 151,120:6-
الاعراف 33,28:7 یونس 23:10- النحل
90:16- الشوری 42,37:42-
فقر کے خوف سے قتل اولاد: الانعام137:6
,151,140- بنی اسرائیل 31:17- الممتحنہ
12:60-
سونا اور چاندی کنز کرنا: التوبہ 36,35:9-
المعارج 18,15:70-
بیٹیوں کو زندہ گاڑنا: النحل 59,58:16-
الزخرف 17:43- التکویر9,8:81-
حلال و حرام: النحل 117,116:17-
گناہ کی سرگوشیاں: المجادلہ 8:58-
غیر ضروری سوالات: المائدہ105,104:5-

حدود و احکام

اجازت: البقرہ 196,185,178,173:2-

غلاموں سے مکاتبت کرنا:النور 33:24-

لونڈیوں سے پیشہ کرانے کی ممانعت:النور 33:24-

ظہار کرنااور متبنّی بنانا:الاحزاب 40,4:33 -المجادلہ 58:4-1-

متبنّی کی مطلقہ سے نکاح کرنا:الاحزاب33:37

مہاجر عورتوں کا امتحان کرنا- کافر بیوی کا حق مہر-الممتحنہ 11,10:60

قرآن کریم کے مضامین کا الف بائی انڈکس

الف

پ

چ

ح

ص

غ

-34,33:52
قرآن میں شک کرنے والوں کو چیلنج: البقرہ
24,23:2- یونس 38,37:10 -ھود
13:11- بنی اسرائیل 88:17- الطّور
-34,33:52
قرآن کی پیشین گوئیاں: التوبہ 34:9- النحل
41:16 - النور 55:24- القصص 85:28
الروم 30: 6-1- الفتح 48: 27- القمر 54
:43-45
قرآنی دعائیں: الفاتحہ 1:7-4- البقرہ 128:2
,129,250,285,286- آل عمران 8:3
191-194,173,53,38,27,26,16,9
النساء 4: 75- الاعراف 7: 23,47,89
,126,151,155,156 - یونس 85:10
88,86 - ھود 48:11 - یوسف 101:12
ابراہیم 41,40,38:14 -بنی اسرائیل 17:
80,24-الکہف 10:18- مریم 6,4:19- طٰہٰ
114,25-29:20- الانبیاء 87,83:21
89, - المؤمنون 98,97,94,93,29:23
119,118, - الفرقان 74:25- الشعراء 26
89,83 - النمل 19:27 - القصص 14:28
24,21- المؤمن 40: 7,9,24- الاحقاف
15:46 - الحشر 10:59 - الممتحنہ 5,4:60
التحریم 11,8:66- نوح 28:71- الفلق 113
1-5- الناس 114:6-1-
قربانی: البقرہ 196:2 - آل عمران 183:3

المائدہ 5: 2,27,100- الحج 22: 36,37
الاحقاف 46: 28- الفتح 48: 25- الکوثر
-2:108
قرض: البقرہ 2:245,282,283- النساء 4
11:4- التوبہ 60:9- التغابن 17:64-
قریش: القمر 54:46-43- قریش 106:4-1
قسم اٹھانا: البقرہ 2:224,225- آل عمران 3
:77- المائدہ 5:56,89,92- الانعام 6:16
التوبہ 9:12,13- النحل 16:38- النور 24:
53- النمل 16:38- التحریم 66:2- القلم
-10:68
قصاص: البقرہ 2:178,179,194 -النساء
4:92,93- المائدہ 5:45- النحل 16:126
الحج 22:10- الاحزاب 33:36-
قضا و قدر: النساء 4:78,79- الانعام 6:96
الفرقان 25: 2- السجدہ 32: 13- القمر
54: 49,50- الطلاق 65: 2,3- الاعلیٰ
-1-3:87
قلب: البقرہ 2:6,7- الانفال 8:2-24- الرعد
13: 28- النحل 16: 78- بنی اسرائیل
17:36- الحج 22:46- الاحزاب 33:4,5
التغابن 64:11-
قلم: القلم 68:4-1- العلق 96:5-1-
قمار بازی: البقرہ 2:219- المائدہ 5:90,91
قناعت: دیکھیے توکل-

امن واخوت" تھے۔

آپ کے دینی کاموں میں سرفہرست مدرسہ تدریس القرآن والحدیث للبنات وسن پورہ لاہور کا قیام ہے۔ یہ مدرسہ آپ نے اپنی انتہائی دینی ذوق رکھنے والی حافظ قرآن اہلیہ حمیدہ بیگم کے تعاون سے جاری فرمایا۔ خواتین کی دینی تعلیم و تربیت کے سلسلے میں لاہور میں سب سے بڑا اور اہم مدرسہ یہی ہے۔ آج کل مرحوم کے بڑے بیٹے ڈاکٹر حبیب الرحمٰن کیلانی نے مدرسہ کا انتظام سنبھالا ہوا ہے جبکہ اندرونی انتظام مرحوم کی چھوٹی بیٹی خوش اسلوبی سے نبھا رہی ہیں۔

آپ 72 سال کی عمر میں انتہائی مصروف زندگی گزار کر اس دارفانی سے کوچ کر گئے۔ 18 دسمبر 1995ء کی رات کو جب آپ مسجد رحمانی میں (جس کے آپ سرپرست اور صدر بھی تھے) صلوٰۃ عشاء میں سجدہ کو گئے تو دوبارہ نہ اٹھ سکے۔

آپ کی اولاد میں چار بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ تمام دینی ذوق رکھنے والے اور اہم دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

تالیفات

آپ کی بیس سے زیادہ تصانیف و تراجم ہیں جن میں سے اہم درج ذیل ہیں

1- رسول اکرم ﷺ بحیثیت سپہ سالار 14×22 سم صفحات 336
2- تجارت اور لین دین کے مسائل 14×22 سم صفحات 372
3- عقل پرستی اور انکار معجزات 16×24 سم صفحات 344
4- عذاب قبر اور سماع موتی 22×14 سم صفحات 152
5- اسلام میں فاضلہ دولت 22×14 سم صفحات 72
6- الشمس والقمر بحسبان 14×22 سم صفحات 328
7- خلافت و جمہوریت 14×22 سم صفحات 320
8- مترادفات القرآن 16×25 سم صفحات 1008
9- شریعت و طریقت 14×22 سم صفحات 528
10- الموافقات امام شاطبی کی کتاب کا اردو ترجمہ
11- آئینہ پرویزیت 16×25 سم صفحات 1008
12- احکام ستر و حجاب 22×14 سم صفحات 88
13- سعودی عرب میں نظام زکوٰۃ اردو ترجمہ
14- قرآن نافہمی کے اسباب اردو پمفلٹ
15- عربی کتب کے مجموعے کا اردو ترجمہ
16- سرگزشت نورستان اردو پمفلٹ
17- تفسیر قران کریم مفصل زیر طبع
18- فتاویٰ شیخ ابن باز اردو ترجمہ

پہلی بار.....تیسیر القرآن
1 تقریباً 2000 مقلمات پر صحیح حدیث یا قرآنی آیت کو ہی بطور تفسیر پیش کیا گیا۔ 2 قرآن کے سائنسی معجزات کی وضاحت کثرت سے کی گئی۔ 3 مصحف حفاظ کرام کی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے ترتیب دیا گیا۔ دو تحقیقی مقالے "قرآن کیسے حفظ کریں؟" اور "احکام ترتیل و تجوید" بھی شامل کیے گئے۔ تمام صفحات آیت کے خاتمہ پہ ختم ہوتے ہیں۔ 4 عربی مادوں والے الفاظ کثرت سے استعمال کیے گئے تاکہ عربی نص (قرآنی آیات) کا مفہوم زیادہ بہتر انداز میں سمجھا جاسکے۔ 5 ہر صفحے کا حاشیہ اسی صفحہ پر ختم ہوتا ہے۔ 6 قرآنی مضامین کا الف بائی انڈکس شامل ہے۔ 7 ترجمہ میں بھی آیت کا خاتمہ دائرہ کے نشان سے واضح ہے۔ 8 مغرب سے مرعوب طبقے کے اسلام کے خلاف اعتراضات کے رد میں کثرت سے دلائل دیئے گئے۔ 9 حاشیہ اور صفحات کے نمبرز میں انگلش ہندسے استعمال کیے گئے تاکہ نوجوان نسل جو کہ اردو کے ہندسوں سے ناآشنا ہیں باآسانی مستفید ہوسکیں۔ عرب محققین کے مطابق یہی اصل عربی ہندسے ہیں۔ 10 خطاط (نص قرآنی) اور مترجم ایک ہی ہے۔ مولانا عبدالرحمٰن کیلانی کی عربی خطاطی اور اردو ترجمہ کا انتخاب کیا گیا۔
تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ
اسلامک پریس
ISLAMIC PRESS